

غنیۃ الطالبین

اردو ترجمہ معہ عربی متن

محبوبِ سبحانی قطبِ ربانی حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ

نفیس اکیڈمی
اردو بازار، کراچی

غنیۃ الطالبین

اردو ترجمہ معہ عربی متن

(اوّل۔ دوم)

تصنیف:
محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانیؒ

اردو ترجمہ:
مولانا راغب رحمانی دہلوی

حصہ اوّل

یہ کتاب سرخیل علماء عارفین اور سرتاج اولیاء و مسلمین حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی الحسنی الحسینیؒ کی وہ شہرہ آفاق تصنیف ہے جو صدیوں سے دینی، روحانی اور اخلاقی تعلیم کا سرچشمہ ہے۔ حضرتِ والا نے ایمان اور اسلامی اخلاق و شریعت و طریقت کے مسائل کو بہت سہل انداز میں پیش کیا ہے۔ عبرت ناک کرامات و تصرفات کا گنجینہ ہے آداب شریعت اور خزانۂ علم و عرفان پر مشتمل وہ عظیم الشان کتاب ہے جس نے لاکھوں طالبان حق کی رہنمائی کی اور سلوک و عرفان کی منزلیں کامیابی کے ساتھ طے کرنے میں گرانقدر امداد بہم پہنچائیں۔

نفیس اکیڈمی
اردو بازار، کراچی

غنیۃ الطالبین

نام کتاب :	غنیۃ الطالبین (اوّل دوم)
مصنفہ :	محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانیؒ
ترجمہ :	مولانا راغب رحمانی دھلوی
ناشر :	نفیس اکیڈمی اردو بازار کراچی
طبع :	مئی ۱۹۸۹ء
ایڈیشن :	آفسٹ
ضخامت :	۱۰۰۰ صفحات
ٹیلیفون :	۲۱۳۳۰۳

مطبوعہ : احمد برادرز پرنٹرز - کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ

چوہدری محمد اقبال سلیم گاہندری

ہمارے بزرگانِ دین میں سے جن بزرگ کی کرامتیں تواریخ اور تذکروں میں سب سے زیادہ ملتی ہیں وہ سرخیل علمائے عارفین اور سرتاج اولیائے مسلمین حضرت شیخ عبدالقادر الجیلانی الحسنی الحسینی رحمۃ اللہ علیہ کی ذاتِ گرامی ہے۔ حضرت والا کے علم، عمل، اتقا، پرہیزگاری، وعظ و پند کی اثراندازی اور حیرت ناک کرامات و تصرفات کا تذکرہ، اُن کے معاصرین سے لے کر آج تک کے تمام تذکرہ نویس اور مورخین اس کثرت و تواتر کے ساتھ پیش کرتے رہے ہیں کہ اس کی مثال نہیں ملتی۔

حضرت نہ صرف عابد و زاہد، عارف و کامل اور صاحبِ کرامات و تصرفات بزرگ تھے بلکہ اپنے زمانہ کے عدیم المثال عالم، مشہور معلم، ماہر فقیہ، صاحبِ قلم اور بہترین خطیب اور واعظ بھی تھے۔ کوئی دوسرا شخص اس جامعیت اور اس کاملیت کا حامل اُن کے زمانہ میں نہیں تھا۔ اُن سے پہلے والے بزرگوں کا نام اگر نہ لیا جائے تو بہ کمال یقین سے اور صحیح طور پر کہا جا سکتا ہے کہ امتِ اسلامیہ میں اُن سے زیادہ بلکہ اُن کے برابر مقبولیت بھی کسی دوسرے بزرگ کو حاصل نہیں ہو سکی۔ شاید اسی وجہ سے شیخ عبدالقادر جیلانی کو بڑے پیر کے لفظ سے یاد کیا جاتا ہے۔ اور یہ صحیح ہے کہ وہ تمام پیروں سے بڑے پیر تھے۔ اُن کا روحانی فیض بہت ہی وسیع ہے اور اُن سے نسبت رکھنے والوں کی بہت بڑی تعداد اُن کے زمانہ چھٹی صدی ہجری سے آج تک قائم ہے۔ وہ پیر دستگیر کہے جاتے ہیں اور یہ لقب اُن کے لیے سزاوار ہے کیوں کہ انہوں نے اپنی ساری عمر یعنی راہِ حق سے ہٹ جانے والوں اور ایمانی رفعت سے گرنے والوں کی دستگیری کی اور اُن کے ہاتھ پکڑ کر سیدھی راہ پر لگا دیا۔ ہزاروں ہی کفار نے اُن کے دستِ حق پرست پر توبہ کر کے دینِ حق اختیار کیا، اور لاکھوں آلودۂ عصیان نے اُن کے وعظوں اور نصیحتوں سے ایمان و

وایقان کی روشنی پائی۔ وہ نہ کسی حاکم اور بادشاہ کے پاس جاتے تھے اور نہ ان سے کوئی ہدیہ و نذرانہ قبول فرماتے تھے لیکن اُن کی محفل میں زمانہ کے بڑے بڑے صاحب جلال بادشاہ اور حاکم حاضر ہوتے تھے اور اکثر بہت دور بلکہ عام غربار و مساکین کے پیچھے بیٹھتے تھے، اُن کی محفل میں کسی کو کوئی خصوصی اعزاز و اکرام میسر نہ آتا تھا لیکن پھر بھی بادشاہ و وزیر پھٹے پرانے گدڑیوں والے فقرا کے پیچھے پر جھکا کر بیٹھتے اور اُن کے الفاظ سے سکینتِ قلب کا سامان حاصل کرتے تھے۔

بیباک ناصح

وہ بڑے پُر جلال انداز میں وعظ فرماتے اور بغیر مداہنت و چاپلوسی کے پیغام حق سناتے بادشاہ اُن سے ڈرتے اور وزرار اُن کے سامنے کانپتے تھے۔ حق و صداقت کی آواز ایمان بھرے دل کی گہرائیوں سے بلند ہوتی اور اس قوت و جلال کے ساتھ بلند ہوتی کہ شاہوں کی پُر غرور گردنیں اس کے حضور شرم و ندامت کے ساتھ جھک جاتی تھیں۔

پابندِ سنّت

اُن کی محفل میں سنّت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سختی سے پابندی کی جاتی تھی، بدعت کو وہاں آنے کی اجازت نہیں ہوتی، وہاں صرف خدا اور رسول کی اطاعت کا درس دیا جاتا تھا۔ خانقاہی انداز کے رسوم اور بدعات کے لیے وہاں کوئی جگہ نہیں تھی۔ اُنھوں نے اپنی شہرہ آفاق کتاب فتوح الغیب کے مقالہ دوم میں فرمایا ہے:۔

"سنّت کی پیروی کرو، بدعت سے بچتے رہو، اللہ و رسولؐ کی فرمانبرداری کرو، اُن کے حکم سے ہرگز باہر نہ جاؤ، اللہ کو یکتا جانو اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ، اس کو پاک و بے عیب مانو اور اس پر بہتان نہ لگاؤ، دینِ اسلام کو سچ جانو اور شک کو قریب نہ آنے دو، بلاؤں پر صبر کرو اور کبھی نہ گھبراؤ، ثابت قدم رہو اور کبھی نہ بھاگو۔ اللہ تعالیٰ سے فضل و کرم کا سوال کرو اور سوال کرنے سے نہ اکتاؤ اور نہ آزردہ ہو جاؤ، انتظار کرو، اُمید رکھو کبھی نااُمید نہ ہو جاؤ،

آپس میں برادرانہ محبت اور دوستی کو قائم رکھو، دشمنی پیدا نہ ہونے دو، اللہ کی اطاعت و بندگی میں اکٹھے ہو جاؤ، بکھر کر ایک دوسرے سے جُدا جُدا نہ ہو جاؤ، آپس میں محبت

رکھو، کینہ نہ رکھو، گناہوں سے پاک وصاف رہو، اپنی زندگیوں کو گناہوں سے آلودہ نہ ہونے دو، اپنے رب کی بندگی کے ذریعہ اپنے لیے زینت و زیبائش حاصل کرو، اپنے مالک کے دروازے سے دُور نہ ہٹ جاؤ، اس کی طرف توجہ قائم رکھو۔ اپنا منہ کبھی نہ پھیرو،

توبہ کرنے میں دیر نہ کرو، دن ہو یا رات اپنے پروردگار کے حضور اپنے گناہوں سے معافی مانگتے رہو، توبہ کرنے سے کبھی ملول نہ ہو جاؤ۔ اُمید ہے کہ تم پر رحم کیا جائے گا۔ تمھیں نیک بخت بنا دیا جائے گا، تمھیں دوزخ سے نجات دی جائے گی جنت میں تمھیں خوشی عطا فرمائی جائے گی، اللہ کی دید تمھیں میسر آئے گی۔"

یہ ہے خلاصہ اس تعلیم و تلقین کا جو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ دیا کرتے تھے۔

اسی طرح حضرت شیخ نے فرمایا:۔

اگر تم اللہ کے سوا کسی اور سے کچھ مانگتے ہو یا اُس سے ذرا بھی ڈرتے ہو تو یہ سمجھ لو کہ تمھارا ایمان ضعیف اور تمھارا دین نامکمل ہے۔"

بغض و محبت کی بنیاد دین بنائی کرو۔

"جب دل میں کسی سے محبت و عداوت کا اثر پاؤ تو اُس شخص کے اعمال کو قرآنِ مجید اور سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کر کے اس کا مقابلہ کرو، اگر اس معیار پر اُس کے اعمال نہ اتریں تو ایسے آدمی کو جلد از جلد بھول جاؤ، اور اگر اس کے اعمال صحیح ثابت ہوں تو اس کی عداوت کو دل سے نکال دو، اور توبہ کر لو۔"

یہ ہیں وہ تعلیمات اور اصولِ زندگی جن پر حضرت شیخ نے اپنی طویل زندگی بسر کی، اور لوگوں کو اس کی طرف بلاتے رہے، ہزاروں نہیں، لاکھوں ہی نے ان کی دعوت کو قبول کیا اور اپنی زندگیوں کو سنوار کر دنیا و آخرت میں کامیابی و کامرانی حاصل کی۔ آج بھی جو چاہے ان تعلیمات پر عمل کر کے اپنی زندگی کو سنوار سکتا ہے۔

حالات

عربی، فارسی، اور اُردو میں حضرت شیخ جیلانی کے حالات اور کرامات و مناقب پر بہت سی کتابیں لکھی گئی ہیں، ہم بھی اس جگہ حضرت شیخ رحمتہ اللہ علیہ کے مختصر حالات درج کرتے ہیں تاکہ ناظرین غنیتہ الطالبین

کے مصنف رحمۃ اللہ علیہ سے واقف رہیں۔

اسمِ مبارک

اسم مبارک عبدالقادر تھا۔ ابو محمد کنیت تھی اور محی الدین لقب تھا۔ متاخرین عقیدت مندوں نے اپنی عقیدت سے بہت سے مزید القاب کا اضافہ کر دیا ہے۔ مثلاً محبوبِ سبحانی، غوثِ اعظم، قطب ربانی، فرد صمدانی، پیر دستگیر، بڑے پیر وغیرہ وغیرہ۔

نسب

آپ کا پدری نسب نامہ یہ ہے محی الدین ابو محمد عبدالقادر بن ابی صالح موسٰی جنگی دوست بن ابی عبداللہ یحیٰی الزاہد بن محمد بن داؤد بن موسٰی بن عبداللہ بن موسٰی الجون بن عبداللہ المحض بن حسن المثنیٰ بن حسن السبط رضی اللہ عنہ۔

آپ کی والدہ ماجدہ کا نام فاطمہ اور کنیت ام الخیر تھی۔ یہ حضرت شیخ عبدالقادر الصومعی الزاہد الحسینی کی دختر نیک اختر تھیں۔ شیخ عبدالقادر الزاہد الصومعی گیلان (جیلان) کے مشہور بزرگ اور بڑے مستجاب الدعوات عالم تھے۔ نسباً حضرت حسین السبط رضی اللہ عنہ کی اولاد میں ہونے کی وجہ سے الزاہد الحسینی کہلاتے تھے اور اسی لیے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کو حسنی حسینی لکھا جاتا ہے کہ پدری نسب حضرت حسن السبطؓ سے اور مادری نسب حسین السبطؓ سے مل جاتا ہے۔

ولادت

حضرت شیخ کی ولادت ۴۷۰ھ میں بمقام گیلان ہوئی۔ بعضوں نے سال ولادت ۴۷۱ھ لکھا ہے۔

گیلان، گیل، جیل اور جیلان سب ایک قصبہ کے نام ہیں جو طبرستان کے نواح میں واقع ہے فارسی میں اس کو گیلان اور کبھی تخفیف کر کے گیل کہتے ہیں، عربی میں گاف کو جیم سے بدل کر جیلان اور جیل کہا جاتا ہے۔ بعضوں نے گیلان کے قریب نیف نامی ایک گاؤں میں ولادت بتائی ہے۔

حضرت کے والد بزرگوار کا انتقال جب ہوا تو آپ ابھی بچے ہی تھے، مادر مہربان نے جو ایک دیندار اور بزرگ خاتون تھیں حضرت شیخ اور اُن کے بھائی دونوں کی تعلیم و تربیت کا نظم فرمایا۔

حضرت نے ابتدائی تعلیم اپنے قصبہ ہی کے بزرگوں سے حاصل کی، ممکن ہے اپنے جلیل القدر نانا اور ماموں سے

بھی کچھ پڑھا ہو،

۴۸۸ھ میں جب کہ آپ کی عمر اٹھارہ سال کی تھی تلاشِ علم میں بغداد آئے، اس وقت میں بغداد میں المستظہر باللہ احمد بن المقتدی بامر اللہ العباسی خلیفہ تھا۔ حفظ قرآن مجید کی تکمیل آپ اپنے وطن ہی میں کر چکے تھے۔ بغداد آکر آپ نے اساتذۂ بغداد سے علمِ تفسیر، علمِ حدیث، علمِ فقہ و اصول فقہ اور علم ادب و معانی کی تکمیل اس زمانہ کے بڑے بڑے اساتذہ سے کی جن میں ابو سعید المبارک بن علی المخرمی۔ ابو القاسم علی بن احمد بن بنان الکرخی اور ابو ذکریا یحییٰ بن علی التبریزی جیسے جلیل القدر محدث، فقیہ اور ماہرین ادب کے نام بھی شامل ہیں۔

حضرت شیخ تحصیلِ علم کے لیے بغداد کیا آئے کہ ہمیشہ کے لیے یہیں کے ہو رہے سفرِ حج و زیارت کے علاوہ شاید ہی کہیں کا سفر فرمایا ہو، اپنی ساری عمر یہیں بغداد میں بسر کی، ابتدا ہی سے اپنے استاد شیخ ابو الخیر حماد بن مسلم الدباس کی خدمت میں رہے اور انتہا تک اُن کا ساتھ نہ چھوڑا۔ اُن ہی سے علم ادب تصوّف بھی حاصل کیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ شیخ حماد ہی کے حکم پر حضرت شیخ نے قاضی ابو سعید المبارک المخرمی سے خرقۂ فقر حاصل کیا۔ اس طرح حضرت کا سلسلۂ طریقت یہ ہوا۔

قاضی ابو سعید المبارک بن المخرمی عن الشیخ ابی الحسن علی بن محمد القرشی عن ابی الفرح الطرطوسی عن ابی الفضل عبد الواحد التمیمی عن ابی بکر شبلی عن الشیخ ابی القاسم جنید البغدادی عن السری السقطی عن معروف الکرخی عن ابی داؤد الطائی عن حبیب العجمی عن حسن البصری عن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

تعلیم کی تکمیل کے بعد تربیت کے بعض سخت مراحل سے گزرے۔ اس کے بعد مسندِ درس و تدریس کو زینت بخشی۔ پہلے اپنے استاد حماد کے مدرسہ میں پڑھاتے رہے اس کے بعد خود اپنا مدرسہ قائم کر لیا۔ ہزاروں ہی تشنگانِ علم نے اس چشمۂ فیض سے علم حاصل کیا اور اُن میں سے سینکڑوں ہی زمانۂ مابعد میں علم و عمل کے آفتاب و ماہتاب بن کر چمکے،

مدرسہ

۵۱۲ھ سے جب کہ ان کا جدید و وسیع مدرسہ بن کر تیار ہوا۔ اپنی وفات ۵۶۱ھ تک ۴۸ - ۴۹ سال مسلسل تعلیم، افتا، وعظ اور تلقین میں بسر کیے، اور ماہ ربیع الثانی ۵۶۱ھ میں ۹۱ سال کی عمر میں واصل بحق ہو گئے۔ تاریخ وفات میں ربیع الثانی ۵۶۱ھ پر سب متفق ہیں البتہ اس میں اختلاف ہے کہ وفات ماہ ربیع الثانی کی کس تاریخ کو ہوئی۔ ۸ - ۹ - ۱۰ - ۱۱ - ۱۳ - ۱۷ یہ چھ تاریخیں مختلف تذکرہ نویسوں نے

بیان کی ہیں۔ حضرت شیخ فقہی مسلک حنبلی تھا یعنی وہ اس طریقۂ استنباط مسائل کے قائل تھے جو حضرت امام احمد حنبل المتوفی ۲۴۱ھ رحمتہ اللہ تعالیٰ کا تھا۔ وہ اسی فقہی مسلک پر فتاویٰ صادر فرماتے تھے۔ حضرت شیخ ابی عربی زبان کے سحر بیان خطیب اور بڑے فصیح اللسان شاعر بھی تھے۔ متعدد قصائد ان کے ملتے ہیں۔ جو زبان و بیان کے اعتبار سے اعلیٰ مقام رکھتے ہیں۔

حضرت شیخ نے درس و تدریس، فتاویٰ نویسی، وعظ و ارشاد اور طلبہ و مریدین کی تربیت کی غیر معمولی مصروفیتوں کے ساتھ ساتھ متعدد کتابیں بھی تصنیف فرمائیں۔ معلوم نہیں کتنی کتابیں تصنیف فرمائیں لیکن حسب ذیل آٹھ کتابوں کے نام ملتے ہیں۔

(۱) غنیۃ الطالبین (الغنیۃ لطالبی طریق الحق عزوجل)
(۲) فتوح الغیب
(۳) الفتح الربانی
(۴) جلاء الخاطر
(۵) الیواقیت والحکم
(۶) الفیوضات الربانیۃ
(۷) حزب بشائر الخیرات
(۸) المواھب الربانیۃ

ان میں سے پہلی کتاب غنیۃ الطالبین کا فارسی ترجمہ فاضل علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی المتوفی ۱۰۶۷ھ نے کیا تھا، اور غالباً یہ پہلا ترجمہ تھا۔ مطبع کی ایجاد کے بعد غنیۃ الطالبین (عربی) مصر، بغداد اور مکہ مکرمہ میں کئی بار طبع ہو چکی ہے، اس کتاب میں حضرت شیخ نے کیا بیان فرمایا ہے یا بیان فرمانے کو مقصد قرار دیا ہے یہ کتاب کے نام سے ظاہر ہے۔ کتاب کے نام کا اردو میں اگر ترجمہ کیا جائے تو یہ ہوگا۔

"حق تعالیٰ عزوجل کی راہ تلاش کرنے والوں کے لیے ایک ایسی کتاب جو اس قسم کی ہر دوسری کتاب سے بے نیاز کر دے۔"

کتاب غنیۃ الطالبین کا یہ اردو ترجمہ جو اس وقت پیش کیا جا رہا ہے مولانا راغب رحمانی کی محنت و مشقت کا نتیجہ ہے۔ کوشش کی گئی ہے کہ آسان اور سلیس اردو زبان اس عظیم المرتبت کتاب کے مطالب کو کما حقہ ادا کر دیا جائے۔ مترجم ایک کہنہ مشق عالم اور فن کے شناسا ہیں اس لیے وہ اس فریضہ سے اچھی طرح عہدہ برآ ہوئے ہیں ہمیں امید ہے کہ یہ ترجمہ اسی قدر کی نگاہ سے دیکھا جائے گا جس کی مستحق اصل عربی کتاب ہے اور دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس اردو ترجمہ سے بھی وہی فیض علم و عرفان جاری فرما دے جو اصل کتاب سے کئی صدیوں سے جاری ہے، ہم نے اردو ترجمہ کے ساتھ عربی متن بھی دے دیا ہے، تاکہ اہل علم استفادہ کر سکیں۔

فہرست مضامین غنیۃ الطالبین

چھٹا باب ، آداب

چھٹی مجلس

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ



ربّ یسّر واعن یا کریم ط اللّٰھم عونك و لطفك صلی اللّٰہ علیٰ سیّدنا محمّد وآلہٖ واصحابہٖ وسلّم الحمد للّٰہ الذی بتحمیدہٖ یستفتح کل کتاب وبذکرہٖ یصدّر کل خطاب وبحمدہٖ یتنعم اھل النّعیم فی دار الجزآء والثّواب وباسمہٖ یشفی کلّ داء وبہٖ یکشف کلّ غمّۃ وبلآء والیہ ترفع الایدی بالتضرّع والدّعاء فی الشدّۃ والرّخآء والسّرّاء والضّرّآء وھو سامع لجمیع الاصوات لفنون الخطاب علیٰ اختلاف اللغات والمجیب للمضطرّ الدّعآء فلہ الحمد علیٰ ما اولیٰ واسدیٰ ولہ الشّکر علیٰ ما انعم واعطیٰ واوضح الحجّۃ وھدیٰ ط وصلواتہ علیٰ صفیّہٖ ورسولہٖ الّذی من الضّلالۃ ھدیٰ محمّد وّالہٖ واصحابہٖ واخوانہٖ المرسلین والملٰئکۃ المقربین وسلّم تسلیما ط اَمَّا بَعۡدُ فقد الحّ علیّ بعض اصحابی وشدّد فی الخطاب فی تصنیف ھذا الکتاب لحسن ظنّہٖ فی الاصابۃ الصّواب واللّٰہ ھو العاصم فی الاقوال والافعال والمطلع

حمد وثنا اے میرے پروردگار! مجھ پر میرا کام آسان فرما اور اے عزیز رب میری اعانت فرما۔ اے اللّٰہ! میں تیری امداد اور تیرا لطف وکرم چاہتا ہوں۔

حق تعالیٰ اپنی رحمتیں ہمارے آقا محمد رسول اللّٰہ صلعم پر نازل فرمائے اور آپ کے اہل وعیال واصحاب کرام پر بھی (آمین)۔ اسی اللّٰہ کے لئے ہر طرح کی تعریفیں سزاوار ہیں جس کی حمد وثنا سے ہر کتاب شروع کی جاتی ہے اور جس کے عالی شان ذکر سے ہر خطاب وخطبہ کا آغاز کیا جاتا ہے۔ اور جس کی تعریفوں ہی کی بدولت نعمتوں والے، جزا والے اور حقیقی گھر میں جا کر محظوظ ہوتے ہیں اور جس کے نام کی برکت سے ہر بیماری جاتی رہتی ہے اور ہر بیقراری اور مصیبت زائل ہو جاتی ہے اور جس کی طرف مصیبت و راحت کے زمانہ میں دعاؤں اور گڑگڑاہٹوں کے ساتھ لوگوں کے ہاتھ اٹھتے ہیں اور جس سے لوگ عافیت وبیماری کی حالت میں عاجزی وزاری کے ساتھ دعائیں مانگتے ہیں اور جو مختلف زبانوں میں طرح طرح کے خطابوں والی آوازیں سنتا ہے اور بیقرار ومضطر حضرات کی دعائیں قبول فرماتا ہے لہٰذا اس کے لاتعداد انعامات واحسانات پر طرح طرح کی حمد اسی کی شان اقدس کے شایاں ہیں اور اس کے بے شمار انعامات وعطیات پر ہر قسم کا شکر اسی کی ذات والا صفات کے لائق ہے کیونکہ اسی نے حجت وبرہان واضح فرمائی اور ہدایت وقرآن نازل فرمایا۔

على الضمائر والنيات والمنعم المتفضل بتسهيل
ما اراد اليه عز وجل الارجاء لتطهير
القلوب من الرياء والنفاق وابدال
السيئات بالحسنات انه غافر للذنوب و
الخطيات وقابل التوبة من العباد فلما
رايت صدق رغبتهم فى معرفة الآداب
الشرعية من الفرائض والسنن والهيئات و
معرفة الصانع عزوجل بالآيات والعلامات
ثم الاتعاظ بالقرآن والالفاظ النبوية فى
مجالس ذكرها ومعرفة اخلاق الصالحين
سنمر بها فى اثناء الكتب ليكون عوناً له على
سلوك طريق الله عزوجل وامتثال اوامره و
انتهاء نواهيه ووجدت له نية صادقة قد
صدرت من فتوح الغيب فى ناجيته الى ذالك
فسارعت مشمراً مبتغياً محتسباً للثواب وراجياً
للنجاة فى يوم الحساب الى جمع هذا الكتاب
بتوفيق رب الارباب الملهم للثواب فقد
سميته غنية لطالبى طريق الحق عزوجل ٥

نعت رحمت عالم صلعم: حق تعالیٰ شانہ کی اس کے برگزیدہ رسول پر بے شمار و ان گنت رحمتیں نازل ہوں جس نے لوگوں کو گمراہی کے گھٹا ٹوپ اندھیروں سے نکال کر راہ ہدایت پر ڈالا یعنی سید المرسلین، رحمۃ للعالمین سرور دو عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فداہ امی وابی کو حق تعالیٰ اپنی رحمتوں میں ڈھانپ لے اور آپ کے اہل وعیال، صحابہ کرام کو بھی اور آپ کے تمام بھائیوں کو بھی جو اللہ کے برگزیدہ پیغمبر ہیں اور مقرب فرشتوں کو بھی اور ان سب پر کمل سلامتیاں نازل فرمائے (آمین)

وجہ تالیف حمد و ثنا اور درود و سلام کے بعد معزز قارئین کرام کی خدمت میں عرض ہے کہ مجھ سے میرے بعض دوستوں نے اصرار کیا اور پرزور الفاظ میں درخواست کی کہ میں یہ کتاب تصنیف کر دوں کیونکہ انہیں صحیح صحیح مسائل پیش کرنے کے بارے میں مجھ سے حسن ظن تھا اور ان کا اقوال و افعال کو جوں کے توں بیان کرنے میں بھی مجھ سے حسن عقیدت تھی۔ کسی کتاب کو حق تعالیٰ ہی غلطیوں سے محفوظ فرماتا ہے۔ اور دلی ارادوں اور نیتوں سے وہی بخوبی خبردار ہے وہی ہر کام میں سہولتوں کے انعام و اکرام سے نوازتا ہے۔ مجھ سے میرے احباب نے جس کام کی توقع وابستہ کی ہے اس میں وہی آسانیاں فراہم فرمائے گا۔

اے اللہ! مجھے تجھ سے گہری اور قوی امید ہے کہ تو ہی ریا اور نفاق کی گرد سے میرا دل صاف فرمائے گا اور اس مجلیٰ آئینہ پر زنگ نہ آنے دے گا کیونکہ تو ہی ریا اور نفاق سے دل پاک فرماتا ہے اور ان آئینوں کو مکدر نہیں ہونے دیتا اور تو ہی برائیوں کو نیکیوں سے بدل ڈالتا ہے بلاشبہ تو ہی گناہوں اور قصوروں کو معاف فرمانے والا ہے اور اپنے پشیمان بندوں کی پُر خلوص توبہ قبول فرمانے والا ہے۔

دوستوں کی درخواست کی منظوری جب میں نے دیکھا کہ احباب کرام معلومات شریعت مطہرہ کے لئے بے قرار ہیں اور آداب شرعیہ کو یعنی اللہ کے مقرر کردہ فرائض کو، رحمت عالم کی سنتوں کو اور علمائے کرام کی ہیئتوں کو معلوم کرنے کا اپنے اندر جذبہ صادق اور پرزور تڑپ رکھتے ہیں اور آیات و علامات سے صانع عالم کو پہچاننے کے لئے بے قرار ہیں اور قرآن و حدیث کے شفا بخش الفاظ و حروف سے ذکر کی مجلسوں کو گرمانے کے متمنی ہیں (مجالس ذکر کا انشاء اللہ

بیان آنے والا ہے) اور صلحاء کے اخلاق و عادات کو معلوم کرنے کے مشتاق ہیں (جن کو ہم ان شاء اللہ اثنائے کتاب میں بیان کریں گے) تاکہ یہ تمام باتیں اللہ تعالیٰ کی راہ پر چلنے میں ان کے لئے معاون ثابت ہوں اور حق تعالیٰ کے احکامات کو بجالانے میں اور نافرمانیوں سے بچنے میں ان کی مدد کریں چونکہ میں نے کشف کے ذریعہ ان کے ارادوں میں صداقت پائی اس لئے میں نے بڑے شوق سے ان کی درخواست قبول کرلی اور میں خود اس نیک کام کے لئے کمر کس کر کھڑا ہو گیا کیونکہ میں تو ثواب کا متلاشی اور طلبگار ہوں اور مجھے امید ہے کہ حق تعالیٰ رب الارباب نے (جو دلوں میں صحیح حقائق ڈالنے والا ہے) مجھے اس کتاب کے مرتب کرنے کی توفیق اس لئے عطا فرمائی ہے کہ ان شاء اللہ یہ میرے لئے حساب کے دن نجات کا ذریعہ بنے گی اس لئے میں نے اس کا نام "غنیۃ الطالبین" تجویز کیا کیونکہ یہ حق تعالیٰ عزوجل کی راہ کے طالبوں کے لئے کافی ہے اور دوسری کتابوں سے بے نیاز کرنے والی ہے۔ اب ہم کتاب شروع کرتے ہیں اور عرض کرتے ہیں۔

پہلا باب

ایمان و اسلام کے بیان میں

فنبدء فنقول الذی یجب علی من یرید الدخول فی دیننا اولاً ان یتلفظ بالشھادتین لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ط و یتبرأ من کل دین غیر دین الاسلام و یعتقد بقلبہ وحدانیۃ اللہ تعالیٰ علی ما سنبینہ ان شاء اللہ تعالیٰ اذکان الاسلام ھو الدین عند اللہ تعالیٰ قال اللہ تعالیٰ عزوجل ؕ ان الدین عند اللہ الاسلام و قال تعالیٰ و من یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ فاذا اتی بذالک دخل فی الاسلام و حرم قتلہ و سبی ذراریہ و استغنام اموالہ و یغفر لہ ما تقدم من التفریط فی حق اللہ عزوجل لقولہ تعالیٰ قل للذین کفروا ان ینتھوا یغفر لھم ما قد سلف وقول النبی صلی اللہ علیہ وسلم امرت ان

جو شخص ہمارا دین (اسلام) قبول کرنا چاہے اس کا فرض ہے کہ سب سے پہلے کلمہ شہادت "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" پڑھ لے یعنی اللہ کی توحید کا اور رحمۃ للعالمین کی رسالت کا اقرار کرلے اور اسلام کے علاوہ دنیا کے ہر مذہب سے بیزار ہو جائے اور دل میں اللہ کی توحید کا ہمارے بیان کردہ طریقہ کے مطابق عقیدہ جمالے کیونکہ اللہ کے نزدیک اصل دین اسلام ہی ہے۔ فرمایا: ان الدین عند اللہ الاسلام یعنی دین اللہ کے نزدیک اسلام ہی ہے، دوسری جگہ فرمایا: ومن یبتغ غیر الاسلام دینا الایۃ یعنی جو اسلام کے علاوہ کوئی اور دین ڈھونڈھے تو اس سے وہ دین کبھی قبول نہیں کیا جائے گا۔

مسلمان ہونے کا طریقہ

پھر جب کوئی کلمہ شہادت پڑھ لے اور دل میں توحید کا عقیدہ جما لے تو وہ مشرف بہ اسلام ہو جاتا ہے اب اس کا قتل کرنا اس کی اولاد کو لونڈی غلام بنانا اور اس کا مال لوٹنا حرام ہے اس نے

أقاتل الناس حتى يقولوا لا إله إلا الله فإذا قالوها
عصموا مني دماءهم وأموالهم إلا بحقها و
حسابهم على الله عزّ وجلّ ولقوله صلى الله عليه
وسلّم الإسلام يجبّ ما قبله ثم يجب عليه
الغسل للإسلام لما روي أن النبيّ صلى الله عليه
وسلّم أمر ثمامة بن أثال وقيس بن عاصم لما
أسلما بالغسل وفي رواية ألقِ عنك شعر الكفر و
اغتسل ثم يجب عليه الصّلوٰة لأن الإيمان قول و
عمل لأن القول دعوى والعمل هو البيّنة والقول
صورة والعمل روحها وللصلوٰة شرائط تتقدمها
وهي الطهارة بالماء الطهور أو التيمم عند
عدمه والستارة بثوب طاهر والوقوف على
بقعة طاهرة واستقبال القبلة والنيّة ودخول
الوقت أما الطهارة فلها فرائض وسنن والفرائض
في ظاهر المذهب عشرة النيّة أولًا وهو أن ينوي
بطهارته رفع الحدث وإن كان تيممًا فاستباحة
الصلوٰة لأن التيمم لا يرفع الحدث ومحلّها
القلب فإن ذكر ذلك بلسانه مع اعتقاده
بقلبه كان قد أتى بالفضل وإن اقتصر على
الاعتقاد أجزأ ثم التسمية وهو أن تذكر
الله تعالى عند إرادته أخذ الماء ثم المضمضة
وهو دوران الماء في الفم ومجّه وإخراجه
منه ثم الاستنشاق وهو إدخال الماء في خرقي
الأنف ثم غسل الوجه وحدّه من منابت
شعر الرأس إلى ما انحدر من اللحيين والذقن

حق تعالیٰ کے حقوق ادا کرنے میں جس قدر کمی کی تھی اور اپنے جسم پر
گناہوں کی جتنی نجاست لگی تھی سب دھل جائے گی۔ فرمایا:
قُل لِّلَّذِينَ كَفَرُوا الخ یعنی آپ کافروں سے فرما دیں اگر وہ کفر
و شرک سے باز آ جائیں تو ان کے تمام پہلے گناہ معاف کر
دئیے جاتے ہیں علاوہ ازیں رحمت عالم صلعم نے فرمایا مجھے لوگوں
سے جنگ کرنے کا حکم ہے جب تک وہ لا الٰہ الا اللہ کہہ لیں مگر
جب وہ اس کلمہ کا اقرار کر لیں گے تو مجھ سے اپنی جانیں اور اپنے
مال محفوظ کر لیں گے ہاں یہ کہ ان سے اسلام کا حق وابستہ ہو اور
ان کا حساب حق تعالیٰ پر ہے ایک حدیث میں آپ نے فرمایا:
اسلام اپنے ماقبل کے تمام گناہ کاٹ دیتا ہے یعنی مٹا دیتا ہے

کیا مسلمان ہونے والے پر غسل واجب ہے؟

کلمہ پڑھنے کے بعد

مسلمان ہونے والے پر غسل واجب ہے۔ ثمامہ بن اثال نے
پہلے غسل کیا تھا پھر کلمہ پڑھا تھا کیونکہ نبی صلعم نے ثمامہ کو اور
قیس بن عاصم کو جب انہوں نے اسلام لانے کا ارادہ کیا تھا
غسل کرنے کا حکم فرمایا تھا ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا
کفر کے بال مونڈ دو اور غسل کر لے، پھر نو مسلم پر پنجگانہ نماز فرض ہے
کیونکہ ایمان جامع قول و عمل ہے۔ قول ایک دعویٰ ہے اور عمل
اس کی دلیل ہے، اور قول ایک صورت ہے اور عمل اس کی
روح ہے۔

نماز کے شرائط

نماز سے پہلے کچھ شرطوں کی تکمیل ضروری
ہے یعنی نماز سے قبل پاک پانی سے
اور پانی نہ ملنے کی صورت میں پاک مٹی سے جسے تیمم کہا جاتا ہے
پاکی حاصل کرنا، بدن پہ پاک کپڑوں کا ہونا، تاکہ ستر عورت
ہو، نماز کے لئے جگہ کا اور جائے نماز کا پاک ہونا، قبلہ کی طرف

طولاً ومن وتد الاذن الی وتد الاذن عرضاً ثم
غسل الیدین الی المرفقین ثم مسح الرّاس
وصفته ان یغمس یدیه فی الماء ثم یرفعهما فارغتین
فیضعهما علی مقدم راسه ویجرهما الی قفاہ
ولیعیدهما الی مواضع الذی بدء منه ویکون
الابهامان فی صماخی الاذنین فیمسح بهما
الجلدتین القائمتین مع الصماخین ثم یغسل
الرجلین الی الکعبین وهما الناتیان فی مفصل
القدم کل ذالک مرّۃ مرّۃ واما التاسع فهو
ترتیب الاعضاء کلها کما نطق به القرآن فی
قوله عزّوجلّ یا ایها الذین آمنوا اذا قمتم
الی الصلوٰۃ فاغسلوا وجوهکم وایدیکم الی
المرافق وامسحوا برؤسکم وارجلکم الی
الکعبین والعاشر الموالاۃ وهو اتباع العضو الثانی
الاوّل قبل ان ینشف ماء الاوّل واما سنّتها
فعشر ایضاً غسل الکفین قبل ادخالهما الاناء
والسواک والمبالغۃ فی المضمضۃ والاستنشاق
الا ان یکون صائماً وتخلیل اللحیۃ علی اختلاف
الرّوایتین وغسل داخل العینین والبدایۃ بالیمین
واخذ ماء جدید للاذنین ومسح العنق و
وتخلیل ما بین الاصابع والغسلۃ الثانیۃ و
الثالث واما التیمم فان یضرب بیدیه علی
تراب طاهر له غبار یعلق بالیدنا وباستباحۃ
صلوٰۃ مفروضۃ مسمیاً ضربۃ واحدۃ یفرج
بین اصابعه فیمسح وجهه بباطن اصابع یدیه

رخ کرنا، نیت کرنا اور نماز کا وقت ہو جانا، ان سات شرطوں کی تکمیل ضروری ہے۔

فرائض وضو طہارت کیلئے کچھ چیزیں فرض ہیں اور کچھ مسنون ہیں فرائض دس ہیں سب سے مقدم نیّت ہے یعنی پاکی سے پہلے حدث (ناپاکی) کو زائل کرنے کی اور اگر تیمّم کرنا ہے تو نماز کے مباح ہونے کی نیّت کر لی جائے (کیونکہ تیمّم ناپاکی نہیں ہٹاتا) نیّت دل سے کی جاتی ہے یعنی دلی ارادے کا نام نیّت ہے اگر دلی ارادے کے ساتھ زبان سے بھی نیّت کر لی جائے تو اچھا ہے۔ اور اگر دلی ارادے ہی پر قناعت کی جائے تو بھی کافی ہے۔

پھر وضو سے قبل بسم اللہ کا پڑھنا فرض ہے یعنی جب وضو کے لئے چلّو میں پانی لینے کا قصد کیا جائے تو پہلے بسم اللہ پڑھ لی جائے، پھر کلّی فرض ہے یعنی منہ میں پانی لے کر اسے منہ ہی میں گھمانا یعنی غرغرہ کرنا پھر اسے باہر نکال دینا، پھر ناک میں پانی چڑھانا فرض ہے یعنی دونوں نتھنوں میں پانی چڑھانا اور ناک سنکنا، پھر چہرہ دھونا فرض ہے چہرے کے حدود اربعہ طول میں سر کے بالوں سے لے کر دونوں جبڑوں کے اور ٹھوڑی کے زیریں حصّہ تک اور عرض میں کان سے لے کر کان تک ہیں پھر معہ کہنیوں کے دونوں ہاتھوں کا دھونا فرض ہے پھر سر کا مسح کرنا فرض ہے مسح کی صورت یہ ہے کہ دونوں ہاتھ پانی میں ڈبوئے جائیں پھر بلا پانی کے خالی ہاتھ اٹھا کر سر کے اگلے حصّہ پر رکھ کر انہیں گدی تک لیجایا جائے پھر اسی مقام پر لوٹا دئیے جائیں جہاں سے مسح شروع کیا گیا تھا اور ہاتھوں کے انگوٹھے کانوں کے سوراخوں میں داخل کر لئے جائیں اور ان سے کانوں کی اس تمام کھال کا جو سوراخوں کے ارد گرد ہے مسح کیا جائے پھر پیر معہ ٹخنوں کے دھو لئے جائیں، ٹخنے

وظهر كعبه بباطن راحتيه واما طهارة الكبرى فنذكرها فى باب اداب الخلاء انشاء الله تعالى و اما الستارة فان يكون ثوبًا طاهرًا يستر عورته و منكبيه من سائر انواع الثياب الا الحرير فان الصلوٰة فيه باطلة وان كان طاهرًا وكذالك المغصوب واما البقعة فان يكون طاهرة من جميع النجاسات فان كانت النجاسة التى عليها قد نشفتها الرياح او الشمس فبسط عليها بساطًا طاهرًا فصلّى عليه صحت صلوٰة على احدى الروايتين وكذالك ان كانت مغصوبة على رواية ضعيفة واما استقبال القبلة فان يتوجه الى عين الكعبة ان كان بمكة وما قاربها من البقاع والى جهتها ان كان على بعد منها بالاجتهاد وبذل الطاقة بالاستدلال بالشواهد والدلالات بالنجوم والشمس والرياح وغير ذالك واما النية فمحلها القلب وهو ان يعتقد اداء ما افترض الله تعالى عليه من فعل الصلوٰة بعينها و امتثال امره الواجب من غير رياء وسمعة ثم يحضر قلبه الى ان يفرغ منها وقد جاء فى الحديث عن النبى صلى الله عليه وسلم انه قال لعائشة رضى الله عنها ليس لك من صلاتك الا ما حضر فيه قلبك واما دخول الوقت فيعلمه يقينًا او غلبة الظن فى يوم الغيم وهيجان الرياح والموانع ثم يؤذن فيقول الله اكبر الله اكبر

پیروں کے جوڑ میں اُٹھی ہوئی ہڈیاں ہیں ان سب پر ایک ایک بار عمل کرنا فرض ہے اور نواں فرض تمام اعضائے وضو کی ترتیب کو قائم رکھنا ہے جیسا کہ قرآن حکیم فرماتا ہے اے ایمان والو جب تم نماز کے ارادے سے کھڑے ہو تو اپنے چہروں کو اور مع کہنیوں کے ہاتھوں کو دھو لو اور اپنے سروں پر مسح کر لو اور پیروں کو مع گٹوں کے دھو لو، دسواں فرض اعضائے وضو کا لگاتار دھونا ہے جسے اصطلاح فقہ میں موالاۃ کہتے ہیں یعنی لاحق عضو کو سابق عضو کے دھوتے ہی اس حال میں دھونا کہ سابق عضو خشک نہ ہونے پائے اس طرح اعضائے وضو کو لگاتار دھونا موالات ہے۔

سنن وضو

فرائض کی طرح وضو کی سنتیں بھی دس ہیں برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے انہیں دھو لینا، مسواک کرنا، مضمضہ (غرغرہ) میں اور ناک میں پانی چڑھانے میں مبالغہ کرنا، ہاں اگر روزہ ہو تو مبالغہ سے بچا جائے ایک روایت کی رو سے ڈاڑھی میں خلال کرنا، آنکھوں کے اندرونی گوشہ کو دھونا، دھونے کا آغاز سیدھی طرف سے کرنا، کانوں کے مسح کے لئے جدید پانی لینا، گردن کا مسح کرنا، انگلیوں میں خلال کرنا۔ اور ہر عضو کو دوسری اور تیسری بار دھونا۔

تیمم کی صورت یہ ہے کہ دونوں ہاتھ انگلیاں کھول کر غبار والی مٹی پہ وقتی فرض نماز کا ارادہ کر کے فرض کو مباح کرنے کی نیت سے ایک بار رکھے جائیں اور ہاتھوں کی انگلیوں کے اندرونی حصوں سے اور ہتھیلیوں سے چہرے پر اور ہتھیلیوں سے ہتھیلیوں کی پشت پر مسح کر لیا جائے، مذکورہ بالا چھوٹی پاکی ہے بڑی پاکی کا بیان آداب قضائے حاجت میں انشاء اللہ کیا جائے گا۔

ستر عورت کی کیفیت یہ ہے کہ پاک کپڑے سے شرمگاہ اور دونوں کندھے چھپا لئے جائیں خواہ کسی طرح کا کپڑا ہو البتہ

الله اکبر الله اکبر اشهد ان لا اله الا الله اشهد
ان لا اله الا الله ط اشهد ان محمدا رسول الله ،
اشهد ان محمدا رسول الله حی علی الصلوٰة حی
علی الصلوٰة حی علی الفلاح حی علی الفلاح الله اکبر
الله اکبر لا اله الا الله ط ثم یقیم فیقول الله
اکبر الله اکبر اشهد ان لا اله الا الله اشهد
ان محمدا رسول الله حی علی الصلوٰة حی علی الفلاح
قد قامت الصلوٰة قد قامت الصلوٰة الله اکبر
الله اکبر لا اله الا الله۔

فصل فاذا کملت هذه الشرائط دخل فی الصلوٰة بقول الله اکبر لا یجزیه غیره من الفاظ التعظیم ولها ارکان وواجبات ومسنونات وهیئات اما الارکان فخمسة عشر القیام وتکبیرة الاحرام وقراءة الفاتحة والرکوع والطمانینة فیه والاعتدال عنه والطمانینة فیه والسجود والطمانینة فیه والجلوس بین السجدتین والطمانینة فیه والتشهد الاخیر والجلوس فیه والصلوٰة علی النبی صلی الله علیه وسلم والتسلیم واما الواجبات فتسعة التکبیر غیر تکبیرة الاحرام والتسمیع والتحمید عند الرفع من الرکوع والتسبیح فی الرکوع والسجود مرة مرة وقوله رب اغفرلی فی الجلسة بین السجدتین مرة واحدة والتشهد الاول والجلوس له ونیة الخروج من الصلوٰة فی التسلیم واما المسنونات فاربعة عشر الاستفتاح والتعوذ وقراءة بسم الله الرحمن الرحیم و

مرد ریشمین کپڑے سے اگرچہ پاک ہو بچے کیونکہ اس میں نماز نہیں ہوتی اسی طرح چھینے ہوئے کپڑے میں نماز نہیں ہوتی، جس جگہ نماز پڑھی جائے وہ جگہ بھی ہر طرح کی پلیدی سے پاک ہو اگر اس جگہ ایسی پلیدی ہو جو ہوا اور دھوپ سے خشک ہو گئی ہو اور اس پر پاک جانماز بچھا کر نماز پڑھ لی جائے تو دو روایتوں میں سے ایک روایت کی رو سے نماز ہو جائے گی اسی طرح ضعیف روایت کی رو سے غصب کی ہوئی جگہ پر بھی نماز ہو جائے گی۔

قبلہ کی طرف رُخ کرنے کی دو صورتیں ہیں اگر نمازی مکہ میں یا اس کے قرب و جوار میں ہے تو عین کعبہ کی طرف رخ کرنا ضروری ہے اور اگر مکہ معظمہ سے دور ہے تو سمت قبلہ کافی ہے قبلہ کو پہچاننے کے لئے دلائل و شواہد سے اور تاروں، سورج اور ہواؤں وغیرہ سے مقدور بھر جدوجہد کی جائے۔

نیت کی جگہ دل ہے یعنی وقتی فرض یا نفلی نماز کے ادا کرنے کی دل میں نیت کر لی جائے تاکہ اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی جو بندوں پر واجب کر دیا گیا ہے ریا، وشہرت کے بغیر تعمیل ہو جائے پھر نماز دل لگا کر فارغ ہونے تک خشوع و خضوع کے ساتھ پڑھی جائے ایک حدیث میں ہے کہ نبی صلعم نے حضرت عائشہ سے فرمایا: تمہارے لئے وہی نماز ہے جس میں تمہارا دل حاضر رہے۔

نماز کے وقت کا علم یقین سے یا ابر و آندھی والے دن غالب گمان سے ہوتا ہے جبکہ بالکل شبہ باقی نہ رہے۔ نماز کا وقت ہو جانے کے بعد اذان دی جائے اذان جوڑا جوڑا ہے اور سب کو معلوم ہے پھر تکبیر کہی جائے تکبیر اکہری ہے اور طاق ہے ہاں قد قامت الصلوٰۃ دو بار ہے۔

نماز پڑھنے کا طریقہ

مذکورہ بالا شرائط پورے کر کے اللہ اکبر کہہ کر نیت باندھ لی جائے

وقوله آمين وقراءة سورة وقول ملاء السموات والارض بعد التحميد وما زاد على التسبيحة الواحدة فى الركوع والسجود فى قول رب اغفرلى والسجود على الانف فى احدى الروايتين وجلسة الاستراحة بعد قضاء السجدتين والتعوذ من اربعة اشياء بان يقول اعوذ بالله من عذاب جهنم ومن عذاب القبر ومن فتنة المسيح الدجال ومن فتنة المحيا والممات والدعاء بما ذكر فى الاخبار بعد ان يصلى على النبى صلى الله عليه وسلم فى التشهد الاخير و القنوت فى الوتر والتسليمة الثانية على رواية ضعيفة واما الهيئات فخمس وعشرون هيئة رفع اليدين عند الافتتاح والركوع و الرفع منه وهو ان يكون كفاه مع منكبيه وابهاماه عند شحمتى اذنيه واطراف اصابعه مع فروع اذنيه ثم ارسالهما بعد الرفع و وضع اليمين على الشمال فوق السرة والنظر الى موضع السجود والجهر بالقراءة وآمين والاسرار بهما ووضع اليدين على الركبتين فى الركوع ومد الظهر ومجافاة عضديه عن جنبيه فيه والبداءة بوضع الركبة ثم اليد فى السجود ومجافاة البطن عن الفخذين والفخذين عن الساقين فيه والتفرقة بين الركبتين فى السجود ووضع اليدين حذاء المنكبين فيه والافتراش فى الجلوس بين السجدتين وفى التشهد الاول

اللہ اکبر کے علاوہ تعظیم والے دوسرے کلمے ناکافی ہیں اور ان سے نیت نہیں بندھتی، نماز کے بھی ارکان، واجبات، سنتیں اور ہیئتیں ہیں۔

ارکانِ نماز

نماز کے ارکان پندرہ[۱۵] ہیں، قیام[۱]، تکبیر تحریمہ[۲]، قرأۃ فاتحہ[۳]، رکوع[۴]، رکوع میں اعتدال و اطمینان[۵]، قومہ[۶] اور اس میں اعتدال[۷]، دو سجدے[۸] اور ان میں اعتدال[۹]، قعدہ[۱۰] اور اس میں اعتدال[۱۱]، پچھلا تشہد[۱۲] اور اس میں بیٹھنا[۱۳]، رحمتِ[۱۴] عالم صلعم پر درود بھیجنا اور اسلام[۱۵] پھیرنا۔

واجباتِ نماز

نماز میں نو باتیں واجب ہیں، علاوہ تکبیر[۱] تحریمہ کے باقی تکبیریں، رکوع[۲] میں ایک بار سبحان ربی العظیم، قومہ[۳] میں سمع اللہ لمن حمدہ، دونوں سجدوں[۴،۵] میں ایک ایک بار سبحان ربی الاعلیٰ، جلسہ[۶] میں ایک بار رب اغفرلی، پہلا[۷] تشہد اور اس[۸] کے لئے بیٹھنا اور سلام[۹] پھیرتے وقت نماز ختم کرنے کی نیت کرنا۔

سننِ نماز

نماز میں چودہ چیزیں مسنون ہیں، دعائے ثنا[۱]، اعوذ باللہ[۲]، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم[۳]، آمین[۴]، دوسری کسی سورت[۵] کا پڑھنا، سمع اللہ[۶] لمن حمدہ ربنا لک الحمد کے بعد ملاء السموات والارض، رکوع[۷] اور سجدے میں ایک تسبیح سے زیادہ تسبیحات رب اغفرلی[۸] ایک سے زیادہ بار، دو روایتوں[۹] میں سے ایک روایت کی رو سے ناک پر سجدہ، دو سجدوں[۱۰] کے بعد جلسہ استراحت یعنی ذرا سی دیر بیٹھ کر اٹھنا، چار چیزوں[۱۱] عذاب جہنم، عذاب قبر، فتنۂ مسیح دجال، فتنۂ حیات و موت، سے اللہ کی پناہ مانگنا، پچھلے تشہد[۱۲] میں درود کے بعد مسنونہ دعائیں مانگنا، وتر[۱۳] میں دعائے قنوت پڑھنا اور ضعیف[۱۴] روایت کی رو سے دوسری طرف سلام پھیرنا۔

والتورک فی الثانی ووضع الید الیمنیٰ علی الفخذ الیمنیٰ مقبوضۃً مشیراً بالسبّابۃ محلقا بالابہام مع الوسطیٰ ووضع الیسریٰ علی الفخذ الیسریٰ مبسوطۃً فان اخلّ بشرط من الشرائط التی ذکرناھا اولاً لغیر عذر لم ینعقد الصلوٰۃ وان ترک رکناً عامداً او ساھیا بطلت وان ترک واجبا ساھیا جبرہ لسجود السھو وان ترکہ عامداً ابطلت الصلوٰۃ وان ترک سنۃ او ھیئۃً لم یبطل ولم یسجد۔

هیئاتِ نماز

نماز میں پچیس ۲۵ ہیئتیں ہیں نماز شروع کرتے وقت، رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کرنا یعنی دونوں ہاتھ اتنے بلند کرنا کہ ہاتھوں کی پشت کندھوں کے محاذ میں انگوٹھے کانوں کے لو کے محاذ میں اور انگلیوں کے بالائی پورے کانوں کے اوپر والے حصہ کے محاذ میں آجائیں پھر ہاتھ اٹھا کر، انہیں چھوڑ کر سیدھے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے اوپر باندھنا، نگاہ سجدے کی جگہ پر رکھنا، جہری (زور سے پڑھی جانے والی) نمازوں میں قرأۃ و آمین زور سے کہنا اور سری (آہستہ پڑھی جانے والی) نماز میں آہستہ کہنا، رکوع میں دونوں گھٹنوں پر ہاتھ رکھنا پشت ہموار و لمبی رکھنا، بازو پہلو سے دور رکھنا سجدے میں زمین پر پہلے گھٹنے رکھنا پھر ہاتھ رکھنا، پیٹ کو رانوں سے اور رانوں کو پنڈلیوں سے دور رکھنا، گھٹنے کو گھٹنے سے علیحدہ رکھنا، ہاتھوں کو کندھوں کے بالمقابل رکھنا، دو سجدوں کے درمیانی بیٹھنے میں اور پہلے تشہد میں پیر بچھانا، پچھلے تشہد میں تورک کرنا یعنی سرین پر بیٹھنا سیدھے ہاتھ کو سیدھی ران پر اس طرح رکھنا کہ درمیان کی انگلی کے بعد والی دو انگلیاں مڑی ہوئی ہوں اور درمیانی انگلی اور انگوٹھے سے حلقہ بنا لیا جائے اور تشہد والی انگلی سے اشارہ ہو اور اٹھالی جائے اور بایاں ہاتھ بائیں ران پر کھلا ہوا رکھ لیا جائے۔

مذکورہ بالا شرطوں میں سے اگر کوئی شرط بلا عذر کے جائے تو نماز منعقد نہ ہوگی اور اگر جان بوجھ کر یا بھول کر کوئی رکن چھوڑ دیا جائے تو نماز باطل ہو جائے گی۔ اور اگر کوئی واجب بھول کر چھوٹ جائے تو اس کی کمی سجدہ سہو سے پوری ہو جائے گی اور اگر جان بوجھ کر چھوڑ دیا جائے تو نماز باطل ہو جائے گی اور اگر کوئی سنت یا کوئی ہیئت چھوڑ دی جائے تو نہ نماز باطل ہوگی اور نہ سجدۂ سہو لازم آئے گا (سنت چھوڑنے والا گنہگار تو ہوگا)

دُوسرا باب

زکوٰۃ

ویجب علیہ ان کان لہ مال زکوی وھو ان یملک عشرین مثقالا من الذھب او مائتی درھم من الورق او قیمۃ احدھما من عروض

مختلف مالوں میں زکوٰۃ کا نصاب

اگر زکوٰۃ والا مال ہو تو مسلمان کے لئے سال کے سال زکوٰۃ دینا واجب ہے یعنی کم از کم بیس مثقال

التجارۃ اوخمسًا من الابل اوثلاثین من البقر اوارلعین من الغنم سآئمۃ حولًا کاملًا الآان یکون عبدًا اومکاتبا فانہٗ لایجب علیہما الزکواۃ فیخرج عن الذہب والفضۃ زلبع العشر فیکون عن عشرین دینارًا نصف دینار لان عشرھا دیناران وربعھما نصف دینار اوعن مائتی درھم خمسۃ دراھم لان عشرھا عشرون وربعھا خمسۃ وعن خمس من الابل شاۃ وھی الجذع من الضّان ند تمّت لہا ستّۃ اشھر والثنی من المعز وھو مالہٗ سنۃ وعن عشر شاتان وعن خمسۃ عشر ثلاث شیاہ وعن عشرین اربع شیاہ وعن ست وعشرین ابنت مخاض وھی مالہا سنۃ ودخلت فی الثانیۃ فان لم یقدر علیہا فابن لبون ذکر وھو مالہٗ سنتان ودخل فی الثالثۃ وعن ست وثلثین ابنت لبون وھی فی سنّ ابن لبون وعن ستّ وارلعین حقّۃ وھی ماکمل لہا ثلث سنین وعن احدی وستین جذعۃ وھی ماکمل لہا اربع سنین وعن ستٍّ وسبعین بنتی لبون وعن احدٰی وتسعین حقّتین الیٰ ان یبلغ عشرین و مائۃ فاذا زادت واحدۃ کان فی کل ارلعین بنت لبون وفی کل خمسین حقّۃ وّامّا البقر فیخرج عن ثلثین تبیعًا او تبیعۃ وھی ماکمل لہا سنۃ وعن ارلعین مسنّۃ وّھی ماکمل لہا سنتان وعن ستین تبیعتین فاذا بلغت سبعین

(ساڑھے سات تولہ) سونا ہو اور دو سو درہم (ساڑھے باون تولہ) چاندی ہو اور ان پر پورا سال گزر جائے تو زکوٰۃ $\frac{1}{40}$ ادا کی جائے یا اسی قدر سونے یا چاندی کی قیمت کا تجارتی سامان ہو یا پانچ اونٹ ہوں یا تیس بیل یا گائیں یا بھینسے یا بھینسیں ہوں یا چالیس بکریاں یا بھیڑیں یا دُنبے وغیرہ ہوں اور یہ جانور چرنے والے ہوں اور ان پر پورا سال گزر جائے تو زکوٰۃ واجب ہے البتہ لونڈیوں غلاموں اور کتابت والے غلاموں اور لونڈیوں پر زکوٰۃ نہیں۔

مختلف مالوں سے زکوٰۃ کتنی لی جائے؟

سونے چاندی سے

زکوٰۃ چالیسواں حصّہ لیا جائے یعنی بیس مثقال سونے سے آدھا مثقال (مثقال = ۴.۵ ماشہ) اور دو سو درہم چاندی سے پانچ درہم لئے جائیں کیونکہ بیس مثقال کا دسواں حصّہ دو دینار ہیں اور دو دیناروں کا چوتھائی حصّہ آدھا دینار ہے اور نقود کی زکوٰۃ دسویں حصّہ کا چوتھائی حصّہ ($\frac{1}{40}$) ہے اسی طرح دو سو درہم کا دسواں حصّہ ۲۰ درہم ہیں اور بیس درہم کا چوتھائی پانچ درہم ہیں۔ اگر پانچ اونٹ ہوں تو سال بھر کی ایک بکری یا چھ ماہ کا بھیڑ کا بچّہ زکوٰۃ میں دیا جائے، اسی طرح دس اونٹوں میں دو بکریاں، پندرہ میں تین اور بیس میں چار بکریاں دی جائیں اگر ۲۶ اونٹ ہوں تو ایک بنت مخاض (سال بھر کی اونٹنی جو دوسرے سال میں لگ گئی ہو) دو، اگر بنت مخاض نہ ہوں تو ایک ابن لبون ذکر (پورے دو سال کا نر جو تیسرے سال میں لگ گیا ہو) دو، اگر ۳۶ اونٹ ہوں تو ایک بنت لبون (پورے دو سال کی مادین جو تیسرے سال میں لگ گئی ہو) دو، اگر ۴۶ اونٹ ہوں تو ایک حقہ (پورے تین

كان فيها تبيع ومسنة على هذا الاعتبار يخرج عن كل اربعين مسنة واما الغنم ففي كل اربعين شاة الى ان تبلغ مائة وعشرين فاذا زادت واحدة ففيها شاتان الى مائتين فاذا زادت واحدة ففيها ثلث شياه الى ثلثمائة فاذا زادت ففي كل مائة شاة فيعطي المخرج عن جميع ذالك للثمانية الاصناف المذكورة في القرآن للفقرآء الذين لا يملكون كفايتهم والمسكين وهم الذين لهم معظم الكفاية ولا يملكون تمامها والعاملين عليها وهم الجباة لها والحفظون لها الى ان يؤدوها الى الامام والمؤلفة قلوبهم وهم قوم من الكفار يرجى اسلامهم اذا اعطوا المال او يكفوا شرهم عن المسلمين وفي الرقاب وهم المكاتبون وان اشترى بزكوته رقبة كاملة فاعتقها جاز ايضا على رواية والغارمين وهم المديونون الذين لا طاقة لهم على قضاء ديونهم وفي سبيل الله وهم الغزاة الذين لا جزآء لهم في ديوان الامام ولا غيره من السلاطين وان كانوا اغنيآء وابن السبيل وهو المسافر المنقطع به دون الذي ينشئ السفر من بلده فاذا ادى ما عليه من زكوة الفرض يستحب له صدقة التطوع في سائر اوقاته ليلا ونهارا قليلا وكثيرا لاسيما في الاشهر المباركة كشهر رجب وشعبان وشهر رمضان وايام العيد وعاشوراء

سال کی اونٹنی جو چوتھے سال میں لگ گئی ہو) دو، اگر ۶۱ اونٹ ہوں تو ایک جذعہ (پورے چار سال کی اونٹنی جو پانچویں سال میں لگ گئی ہو) دو، اگر ۷۶ اونٹ ہوں تو دو بنت لبون دو، اگر ۹۱ اونٹ تو ۱۲۰ تک دو حقہ دو، اگر ایک سو بیس اونٹوں سے اونٹ بڑھ جائیں اگرچہ ایک ہی بڑھے تو ہر چالیس پر ایک بنت لبون اور ہر پچاس پر ایک حقہ دو۔

اگر گائیں یا بیل یا بھینسے یا بھینسیں وغیرہ تیس ہوں تو پورے سال کی ایک بچھیا یا بچھڑا دو اگر چالیس ہوں تو دو سالہ بچہ دو، اور اگر ۶۰ ہوں تو ایک سالہ دو بچے دو اور اگر ستر ہوں تو ایک ایک سالہ اور ایک دو سالہ بچہ دو، اگر اس سے بھی زیادہ ہوں تو ہر تیس میں ایک سالہ اور ہر چالیس میں دو سالہ بچہ دو۔

اگر بکریاں، بھیڑیں، دنبے وغیرہ الگ الگ یا ملے جلے چالیس ہوں تو ۱۲۰ تک ایک بکری دو، پھر ۱۲۱ سے دو سو تک دو بکریاں دو، پھر تین سو تک تین بکریاں دو، اگر اس تعداد سے بھی زیادہ ہوں تو ہر سو پر ایک بکری دو۔

زکوٰۃ کیسے ادا کی جائے

مذکورہ بالا تمام مالوں میں سے زکوٰۃ نکالنے والا اپنی زکوٰۃ ان آٹھ اصناف میں سے جن کا ذکر قرآن پاک میں ہے کسی صنف کو دیدے ان آٹھ اصناف کی تفصیل انما الصدقات للفقراء الخ میں ہے۔ فقراء[۱] وہ ہیں جو بقدر ضرورت خرچ کے بالکل مالک نہیں، مسکین[۲] وہ ہیں جو بقدر ضرورت اکثر خرچ کے مالک تو ہیں مگر پورے خرچ کے مالک نہیں، عامل[۳] زکوٰۃ وصول کرنیوالوں کو اور اسے محفوظ رکھنے والوں کو کہا جاتا ہے جب تک کہ زکوٰۃ امام کو ادا کر دیں، تالیف[۴] قلوب والوں میں وہ کافر شامل ہیں جن سے توقع ہے کہ اگر انہیں مال دیا جائے تو اسلام قبول کر لیں یا اسلام کے خلاف

وایام الجدب والضیق لیجری بذلک العافیۃ فی الجسم والمال والاھل والخلف السریع فی الدنیا والثواب الجزیل فی الآخرۃ ط

اپنی ریشہ دوانیوں سے باز آجائیں اور وہ نو مسلم بھی جن کے دل میں محبت اسلام کی طرف مائل کرتے ہوں، گردنوں کے آزاد کرنے میں مکاتب لونڈی غلام شامل ہیں اور ایک روایت کی رو سے مطلق لونڈی غلام بھی اگر انہیں زکوٰۃ کے پیسوں سے خرید کر آزاد کر دیا جائے۔ غارمین میں وہ قرضدار شامل ہیں جن کو قرض ادا کرنے کی طاقت نہیں، اللہ کی راہ والے وہ رضاکار غازی ہیں جن کو امام یا سلطان تنخواہ نہیں دیتا اگرچہ وہ مالدار ہیں اور مسافر وہ ہیں جو خرچ نہ ہونے کی وجہ سے اپنے گھر نہیں پہنچ سکتے۔

نفلی صدقہ یا خیرات

جب مسلمان فرض زکوٰۃ ادا کر دے تو پھر اسے نفلی صدقہ خواہ بہت ہوں یا تھوڑا، کی طرف دن رات اور ہر وقت توجہ مبذول کرنا مستحب ہے۔ خصوصاً برکت والے مہینوں میں تو خیرات کی طرف ضرور دھیان دیا جائے جیسے ماہ رجب، ماہ شعبان اور ماہ رمضان اور عید، بقر عید اور عاشوراء کے دن اور قحط سالی اور گرانی کے زمانہ میں تاکہ زکوٰۃ کے ذریعہ جسم، مال اور اہل و عیال میں خیریت و عافیت رہے اور دنیا میں جلدی ہی بدل عظیم کا اور آخرت میں ثواب جزیل کا حقدار ہو۔

فصل ویخرج زکوٰۃ الفطر اذا فضل عن قوتہ وقوت عیالہ یوم العید ولیلۃ عن نفسہ وزوجتہ ورقیقہ وولدہ وامہ وابیہ واختہ واخوانہ واعمامہ وبنی اعمامہ عن ترتیب الاقرب فالاقرب بشرط ان یکونوا فی مؤنتہ ونفقتہ وقدرھا صاع وزنہ خمسۃ ارطال وثلث بالعراقی من التمر والزبیب او البر او الشعیر او دقیقھما او سویقھما وکذلک الاقط علی الصحیح من المذھب فان عدم ھذہ الاصناف جمیعھا فلیخرج من قوت البلد من سائر انواع الحب کالارز والذرۃ والدخن وغیرھا۔

صدقہ فطر یا فطرہ

اگر کھانا اپنے اور اپنے گھر والوں کے روزانہ خرچ سے زیادہ ہو تو صدقہ فطر اپنی طرف سے، اپنی بیوی کی طرف سے اپنے غلام و لونڈی کی طرف سے، اپنے ہر بچہ اور بچی کی طرف سے اپنے ماں باپ کی طرف سے اپنے بھائیوں اور بہنوں کی طرف سے اور اپنے چچاؤں اور چچازاد بھائیوں کی طرف سے اور تمام قریبی رشتہ داروں کی طرف سے بشرطیکہ یہ سب صدقہ فطر دینے والے کے زیر کفالت ہوں اور ہر ایک کی طرف سے ایک حجازی صاع (جو ۸۰ تولہ والے سیر کے حساب سے تقریباً دو سیر گیارہ چھٹانک کا اور ۱/۳ ۵ رطل کا ہوتا ہے اور ایک رطل ایک پونڈ کا ہوتا ہے) غلہ ادا کیا جائے جو بھی اناج گھر میں کھایا جا رہا ہو اسی میں سے ایک صاع فی کس دیدیا جائے خواہ کھجوریں ہوں یا منقے ہوں یا گیہوں ہوں یا جو ہوں یا گیہوں کا یا جو کا آٹا ہو یا دونوں کے ستو ہوں یا پنیر ہو جیسا کہ صحیح قول کی رو سے ثابت ہے اگر مذکورہ بالا تمام اقسام نہ پائے جائیں تو طرح طرح کے غلوں سے جو شہر میں کھائے جاتے ہوں صدقہ فطر ادا کیا جائے، جیسے چاول، جوار اور کنگنی وغیرہ سے ادا کیا جائے غرضیکہ جو اناج کھایا جاتا ہو اسی کو ہر شخص کی طرف سے فقراء کو ایک ایک صاع دیدیا جائے۔

تیسرا باب

روزے

واذا دخل شهر رمضان وجب عليه ان يصوم لقوله تعالى فمن شهد منكم الشهر فليصمه فاذا ثبت عنده دخول الشهر اما برؤية نفسه الهلال او شهادة رجل واحد عدل ثبت بذلك او اكمال شعبان ثلثين يومًا او حدوث غيم او قترة فى ليلة الثلثين منه نوى اى وقت من الليل من وقت غروب الشمس الى قبل ان يطلع الفجر الثانى بانه صائم غدًا من شهر رمضان هكذا كل ليلة الى ان ينتهى الشهر وان نوى فى اوّل ليلة من الشهر انه صائم الشهر جميعه كفاه ذلك فى رواية ضعيفة والصحيح الاوّل فاذا اصبح وجب عليه ان يمسك فى جميع نهاره عن الاكل والشرب والجماع وجميع ما يصل الى جوفه من اى موضع كان وعن الحجامة لنفسه او غيره او استدعاء القئ والمنى فان خالف فى جميع ذالك بطل صومه ووجب عليه الامساك الى غروب الشمس والقضاء الا الجماع فانه يجب عليه مع ذلك كفارة وهى عتق رقبة مؤمنة سليمة من العيوب المضرة فى العمل فان لم يستطع فاطعام ستين

رمضان کے روزے فرض ہیں

ہر مسلمان پر رمضان کے روزے فرض ہیں فرمایا

فمن شہد منکم الخ یعنی جو مسلمان رمضان کو پائے اسے اس کے روزے رکھنے لازم ہیں جب ہلال رمضان کے دیکھے جانے کی تحقیق ہو جائے خواہ اسے خود دیکھ لیا جائے یا ایک عادل شخص کی شہادت قائم ہو جائے تو روزے رکھنے واجب ہیں یا شعبان کے پورے تیس دن گزر گئے ہوں اگرچہ تیسویں تاریخ کی شام کو آسمان پر خوب گھٹا چھائی ہوئی ہو یا آسمان گرد و غبار سے اٹا ہوا ہو۔

روزے کی نیّت

روزے کی نیت سورج غروب ہونے کے بعد سے صبح صادق کے طلوع ہونے کے درمیان رات میں جس وقت بھی کر لی جائے مباح ہے، رات ہی کو دل میں آنیوالی کل کے روزے کی نیت کر لی جائے اسی طرح ماہ رمضان کے ختم ہونے تک روزانہ رات کو نیت کر لی جائے اگر رمضان کی پہلی رات میں یہ نیت کر لی کہ میں تمام رمضان کے روزے رکھوں گا تو یہ بھی ایک ضعیف روایت کی رو سے کافی ہے لیکن صحیح پہلی ہی مقدّم ہے پھر جب صبح صادق ہو جائے تو دن بھر سورج کے ڈوب جانے تک طعام، شراب اور ہمبستری سے رک جانا ضروری ہے کسی سمت سے بھی کوئی چیز پیٹ کے اندر نہ جانے پائے، روزے دار سینگیاں نہ لگوائے اور نہ خود لگائے اور جان بوجھ کر قے نہ کرے اور نہ منی نکالے اگر مذکورہ بالا باتوں میں سے کسی بات کا ارتکاب کر لیا تو روزہ باطل ہو جائے گا لیکن سورج ڈوبنے تک روزے دار کو کھانے پینے سے رک جانا ضروری ہے اور اس پر روزے کی قضا لازم ہے البتہ اگر ہمبستری سے روزے کو خراب کیا ہے تو اس پر قضا کے ساتھ کفارہ بھی لازم ہے

ہمبستری سے فرضی روزہ توڑنے کا کفّارہ: کفارہ یہ ہے کہ ایک مس

مسکینا واحدٍ منھم مدٌّ من طعام وھو رطل وثلث بالعراقی فیکون مائۃ وثلثۃ وسبعون درھمًا وثلث درھم او نصف صاع من تمر او شعیر فان لم یجد ذٰلک فمن قوت بلدہ کما قلنا فی الفطرۃ فان لم یجد شیئًا سقطت عنہ واستغفر اللّٰہ عزّوجلّ وتاب علیہ واحسن العمل فی الثانی ویجتنب فی نھار رمضان الخلوۃ بامراۃ شابۃ والقبلۃ لھا وان کانت ایضًا ممن تحل لہٗ او ذات محرم یعنی رحم و یجتنب السّواک بعد الزوال ومضغ العلک وجمع ریقہ ثم بلعہ و ذوق الطعام عند الطبخ وغیرہ والغیبۃ والنمیمۃ والکذب والسبّ وغیر ذٰلک ولیستحب لہ تعجیل الافطار الّا فی یوم الغیم فتاخیرہٗ افضل وتاخیر السحور الا ان یکون ممن یخفی علیہ ذٰلک ای طلوع الفجر والاولیٰ لہٗ ان یفطر علی التمر او علی المآء ویدعو وقت الافطار لما روی عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم انہٗ قال اذا صام احد کم فقدم عشآءہٗ فلیقل بسم اللّٰہ اللّٰھم لک صمت وعلی رزقک افطرت سبحانک وبحمدک اللّٰھم تقبل منا فانک انت السمیع العلیم۔

غلام آزاد کیا جائے جو تندرست و قوی ہو اور ان تمام عیبوں سے پاک ہو جو خدمت میں رکاوٹ ڈالنے والے ہوں اگر غلام آزاد کرنے کی استطاعت نہ ہو تو دو ماہ کے لگاتار روزے رکھے جائیں اگر روزے بھی بس کے نہ ہوں تو ساٹھ محتاجوں کو کھانا کھلا دیا جائے (ہر مسکین کو ایک مد غلہ دیدیا جائے ایک مد ⅓۱ صاع کی اور ⅓۱ رطل کی برابر ہوتا ہے یعنی پندرہ صاع غلہ ساٹھ مسکینوں میں برابر برابر بانٹ دیا جائے یعنی ہر محتاج کو تقریبًا ۱۱ چھٹانک غلہ دیدیا جائے) گیہوں ہر محتاج کو بقدر ⅓ ۱۷۳ درہم کے دیا جائے یا آدھا صاع کھجور یا جو وغیرہ فی مسکین دے دئے جائیں یا جو غلہ روزے دار کے شہر میں کثرت سے استعمال ہو رہا ہو اسے بقدر نصف صاع کے فی مسکین دے دیا جائے جیسا کہ فطرہ میں بیان کیا جا چکا ہے لیکن اگر کسی شے کی بھی طاقت نہ ہو تو کفارہ ساقط ہو جائے گا اس صورت میں حق تعالیٰ شانہ سے معافی مانگ لی جائے، پر خلوص توبہ کر لی جائے اور آنیوالے رمضان میں انتہائی احتیاط برتی جائے علاوہ ازیں ماہ رمضان میں دن میں جوان عورت کے ساتھ خلوت نہ کی جائے نہ بوسہ لیا جائے اگرچہ عورت اس کے لئے حلال ہو یا محرمات ابدیہ میں سے ہو یعنی اس کا نکاح اس کے ساتھ حرام ہو۔ روزے دار زوال کے بعد مسواک نہ کرے، گوند وغیرہ نہ چبائے اور تھوک جمع کر کے نہ نگلے اور نہ سالن کا نمک چکھے اور غیبت سے، چغلی سے جھوٹ سے اور گالی وغیرہ سے پرہیز کرے۔ روزے دار کو روزہ کھولنے میں سورج ڈوبتے ہی جلدی کرنی مستحب ہے البتہ ابر والے دن قدرے تاخیر افضل ہے، اسی طرح سحری دیر کر کے کھانا مستحب ہے ہاں جسے صبح صادق کے نمودار ہونے کی پہچان نہیں اگر وہ جلدی سحری کھالے تو کوئی حرج نہیں، اولیٰ یہ ہے کہ روزہ کھجور سے اور اگر کھجور نہ ہو تو پانی سے کھولا جائے اور افطار کے وقت دعائیں مانگی جائیں اور بسم اللّٰہ اللّٰھم لک صمت وعلیٰ رزقک افطرت پڑھ کر روزہ کھولا جائے کیونکہ نبی صلعم نے فرمایا: جب روزے دار کے سامنے کھانا چن دیا جائے تو اسے بسم اللّٰہ اللّٰھم لک صمت وعلیٰ رزقک افطرت پڑھ کر روزہ کھولنا چاہیئے (صحیح حدیث میں اسی قدر دعا ہے مگر مصنّف نے جو روایت بیان کی ہے اس میں افطرت کے بعد یہ زیادہ ہے سبحانک وبحمدک اللّٰھم تقبل منا فانک انت السمیع العلیم)

چوتھا باب

اعتکاف

ویستحب له الاعتکاف ولا یکون الا فی مسجد یصلی فیه بالجماعة اولی المساجد الجامع اذا کان ایام یتخللها جمعة و یصح بغیر صوم والاولی ان یکون بالصوم لانه اجمع لهمّه واعون علی کسر نفسه والیق باشتقاق ما هو بصدده لان الاعتکاف هو حبس النفس فی مکان مخصوص ولزوم الشئ والمداومة علیه قال الله تعالی ما هذه التماثیل التی انتم لها عاکفون ط وهو من السنن الماثورة عن النبی صلی الله علیه وسلم واصحابه لان النبی صلی الله علیه وسلم اعتکف العشر الاخیر من شهر رمضان ثم لم یزل علی ذلك حتی توفاه الله تعالی ورغب الصحابة الیه فقال من اراد ان یعتکف فلیعتکف العشر الاواخر فاذا اعتکف ینبغی له ان یتشاغل بفعل یقربه الی الله تعالی من قراءة القرآن والتسبیح والتهلیل والتفکر ویجتنب ما لا یعنیه من القول والفعل والعمل ویلزم الصمت من غیر ذکر الله تعالی ویجوز له التدریس واقراء القرآن لان ذلك یتعدی نفعه

روزے دار کے لئے اعتکاف میں بیٹھنا مستحب ہے، اعتکاف اسی مسجد میں ہوتا ہے جس میں جماعت سے نماز پڑھی جاتی ہو، اعتکاف کے لئے افضل وہی مسجد ہے جس میں جمعہ ہوتا ہے بشرطیکہ اعتکاف کے دنوں میں جمعہ کا دن بھی شامل ہو، اعتکاف روزے کے بغیر بھی صحیح ہے لیکن روزے کے ساتھ اولیٰ ہے کیونکہ یہ معتکف کے عزم کسر نفسی کے لئے خوب جامع و معاون ہے اور اس میں اس مقصد کے پورا کرنے کی پوری پوری صلاحیت ہے، جو معتکف کے پیش نظر ہے۔

اعتکاف کی تعریف اصل میں اعتکاف یہ ہے کہ انسان خود کو ایک مخصوص جگہ پر روکے رکھے اور کسی چیز کو چمٹ جائے اور اس پر ہمیشگی کرے جس کے لئے حق تعالیٰ نے فرمایا: یہ مورتیاں کیا ہیں جن سے تم چمٹے ہوئے ہو۔

اعتکاف سنت مسنونہ ہے اعتکاف ان سنتوں میں سے ہے جو رحمت عالم صلعم اور صحابہ کرام سے منقول ہیں کیونکہ نبی صلعم رمضان کے اخیر عشرے کا اعتکاف کرتے رہے حتیٰ کہ حق تعالیٰ کو پیارے ہو گئے اور آپ نے صحابہ کرام کو ان الفاظ میں اعتکاف کا شوق دلایا: جو اعتکاف کرنا چاہے اسے رمضان کے پچھلے عشرے میں اعتکاف کرنا چاہیئے، حالت اعتکاف میں ایسی عبادتوں میں مشغول رہنا لائق ہے جو اللہ رب العالمین سے قریب کرنے والی ہوں جیسے تلاوت قرآن پاک، سبحان اللہ والحمد للہ اور لا الہ الا اللہ کی کثرت مراقبہ، حق تعالیٰ کے افعال و صفات میں غور و فکر وغیرہ۔ اور فضول و بے ہودہ قول، فعل اور عمل سے بچا جائے اور علاوہ ذکر اللہ کے خاموش رہا جائے معتکف کو قرآن و حدیث پڑھنا پڑھانا جائز ہے

الی غیرہ فھو اکثر ثوابا من اشتغالہ بخاصۃ نفسہ ویجوز لہ الخروج من معتکفہ لما لابد لہ من الاغتسال من الجنابۃ والاکل والشرب وقضاء حاجۃ الانسان من البول والغائط وعند الخوف علی نفسہ والمرض الشدید وغیر ذالک۔

کیونکہ ان کا نفع دوسروں کو بھی پہنچتا ہے اس لئے اس میں ذاتی منفعت والی عبادت سے زیادہ ثواب ہے معتکف کو ان ضروریات کے لئے جن کے بغیر چارہ نہیں گوشہ خلوت سے باہر آنا جائز ہے، جیسے ناپاکی کی حالت میں غسل جنابت کے لئے، کھانے پینے کے لئے، بول و براز کے لئے، یا کسی فتنہ میں پڑ جانے کا ڈر ہو، یا سخت بیماری کا ڈر ہو۔

پانچواں باب

حج

فاذا کملت فی حقہ شرائط الحج وجب علیہ اداء الحج والعمرۃ علی الفور وھو ان یکون بعد اسلامہ حرا عاقلا بالغا مستطیعا بالزاد والراحلۃ وتخلیۃ الطریق من عدو یمنعہ وامکان السیر الیہ وھو اتساع الوقت لاداء الحج وصحۃ البدن للاستمساک علی الراحلۃ والاستطاعۃ بالزاد والراحلۃ انما یکون بعد تحصیل النفقۃ لعیالہ الی ان یعود الیھم وامسکن لھم وقضاء الدین ان کانت علیہ وان یکون لہ کفایۃ بعد رجوعہ من فضل مال او اجرۃ عقار او بضاعۃ فان خالف وقصر بعیالہ وامتنع من قضاء دینہ وخرج الی الحج کان مأثوما مسخوطا علیہ لما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم

حج کی شرطوں کی تکمیل کے بعد فرزندان اسلام پر حج و عمرہ فوری طور پر فرض ہو جاتا ہے

حج کی شرطیں آزاد، عاقل، بالغ اور صاحب استطاعت مسلمان پر حج فرض ہے جو سامان سفر و سواری پر قادر ہو اور راستہ بھی پر امن ہو کہ دشمن وغیرہ مزاحم نہ ہوں اور بیت اللہ تک پہنچنا ممکن ہو یعنی حج کے فرض ہونے کے بعد اتنا وقت مل جائے کہ حج ادا کیا جا سکے اور تندرست ہو تا کہ سواری پر ٹھہر سکے اور سامان سفر و سواری کی استطاعت کے ساتھ ساتھ اہل و عیال کو اتنا خرچ دینے کی استطاعت ہو کہ وہ واپس آنے تک آرام سے گزر کر سکیں اور ان کی رہائش کا بھی انتظام ہو اور اگر قرض ہو تو اسے بھی ادا کرنے کی استطاعت ہو، واپس ہونے کے بعد بقدر ضرورت اس کے پاس مال یا زمین و جائداد کا کرایہ یا سامان وغیرہ ہو۔ اگر مذکورہ بالا کسی شرط کے خلاف کیا اور اہل و عیال کے خرچ میں تنگی کی یا قرض ادا نہیں کیا اور حج کو چلا گیا تو گنہگار ہو گا اور اس پر اللہ کا غصہ ہو گا کیونکہ نبی صلعم نے فرمایا: انسان کے لئے یہی ایک گناہ کافی ہے کہ جن کا خرچ اٹھاتا ہے انہیں ضائع کر دے اگر کسی شرط کے خلاف نہیں کیا اور حج کو چلا گیا حتیٰ کہ حج اور عمرے سے فارغ

كفى بالمرء اثماً ان يضيع من يقوتهٗ فان سلم من المخالفة حتى فرغ من الحج والعمرة سقط عنه الفرض۔

فصل فاذا ابلغ الميقات الشرعي وهو ذات عرق ان كان من اهل المشرق والجحفة ان كان من اهل المغرب وذو الحليفة ان كان من اهل اليمن وقرن ان كان من اهل نجد يغتسل ويتنظف او يتيمم ان لم يجد الماء ويتزر بازار ويرتدي برداء يكونان ابيضين نظيفتين و يتطيب ويصلي ركعتين ثم يحرم وينوي الاحرام بقلبه ويلبي بالعمرة ان كان متمتعًا وهو الافضل او بالحج المفرد او بالحج والعمرة جميعًا ويشترط فيقول اللهم اني اريد العمرة او الحج او اياهما جميعًا فيسر ذالك لي وتقبل مني وتحل حيث حبستني ويلبي وصفة التلبية لبيك اللهم لبيك لاشريك لك لبيك ان الحمد والنعمة لك والملك لك لا شريك لك يرفع بذالك صوتهٗ يقول ذالك بعد الاحرام وعقيب الصلوة الخمس وفي اقبال الليل والنهار والتقاء الرفاق واذا علا شرفًا او هبط واديًا او سمع ملبيًا وفي مساجد الحرام وبقاعه ويصلّي على النبي صلى الله عليه وسلّم ويدعو لنفسه بما احب اذا افرغ من التلبية۔

فصل فاذا احرم لا يغطّي راسهٗ ولا يلبس المخيط ولا الخفين فان فعل ذالك لزمه ذبح شاة الاان لا يجد الازار والنعلين ولا يتطيّب في بدنه وثيابه من انواع الطيب فان فعل

ہوگیا تو فرض سے سبکدوش ہو جائے گا۔

میقات احرام شریعت نے احرام باندھنے کے لئے چند مقامات مقرر فرما دئے ہیں جن کو میقات کہا جاتا ہے یہ میقات اہل مشرق کے لئے ذات العرق اہل مغرب کے لئے جحفۃ، اہل مدینہ کے لئے ذوالحلیفۃ، اہل یمن کے لئے یلملم اور اہل نجد کے لئے قرن المنازل ہیں۔

احرام باندھنے کا طریقہ جب حاجی میقات پر پہنچے تو خوب غسل کر نہالے یا پانی نہ ہونے کی صورت میں تیمم کرلے اور تہہ بند باندھ لے اور چادر اوڑھ لے دونوں کپڑے سفید و صاف ہوں اور خوشبو لگالے اور دو رکعت نماز ادا کرے اور دل میں احرام کی نیت کرکے احرام باندھ لے اور دل سے نیت کرلے درحج اور عمرے میں زبان سے بھی نیت مسنون ہے) پھر یا تو اسے حج تمتع کا جو افضل ہے احرام باندھنا ہے یا حج افراد کا یا حج قران کا، ہر حال میں شرط کرلے اور اس طرح زبان سے نیت کرے اے اللہ! میرا ارادہ عمرہ کا یا حج کا یا دونوں کا ہے اس لئے انہیں میرے لئے آسان فرما اور میرا یہ عمل قبول فرما اور مجھے اسی جگہ حلال فرما دے جہاں تو مجھے روک دے۔ تلبیہ: تلبیہ کا مشہور صیغہ یہ ہے لبیک اللھم لبیک لبیک لاشریک لک لبیک ان الحمد والنعمۃ لک والملک لاشریک لک یعنی اے اللہ میں حاضر ہوں، حاضر ہوں، حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں میں حاضر ہوں بلاشبہ اس مخصوص نعمت کا شکر تیرے لئے ہی ہے اور تمام ملک تیرا ہی ہے تیرا کوئی شریک نہیں مذکورہ بالا تلبیہ احرام باندھنے کے بعد بلند آواز سے کہے اور پنجگانہ نمازوں کے بعد بھی اور دن کے اور رات کے شروع میں بھی اور رفقاء سے ملاقات کے وقت بھی اور نشیب و فراز پر چڑھتے اترتے ہوئے بھی اور دوسروں سے تلبیہ سن کر بھی اور حرم کی مسجدوں اور مقامات میں بھی تلبیہ سے فارغ ہوکر نبی صلعم پر درود بھیجے اور اپنے لئے جو بھی دعا مانگنا چاہے مانگے

احرام باندھنے کی ہیئت اور اس کی شرطیں حالت احرام میں مرد سر کھلا رکھے اور سلا ہوا کپڑا اور موزے نہ پہنے ورنہ ایک بکری کی قربانی لازم آئے

ذٰلك متعمداً غسله وذبح شاة ولا يقلم اظفاره ولا يحلق راسه فان قلم ثلثة اظفار او حلق ثلث شعرات من راسه او بدنه فعليه ذبح شاة فان كان دون ذٰلك ففي كل ظفر او شعرة مد من طعام ولا يعقد النكاح لنفسه ولغيره ويجوز له الارتجاع ولا يباشر الزوجة والامة في الفرج ودون الفرج فان فعل ذٰلك بطل حجه اذا كان ذٰلك قبل رمي جمرة العقبة ولا يستمني ولا يكرر النظر فان فعل فامنى فعليه الكفارة وهي ذبح شاة ولا يقتل الصيد الماكول وما تولد من ماكول وغير ماكول ولا ياكل ما صيد لاجله او اشار اليه او دل عليه او اعان على ذبحه مثل ان يمسكه او يعيره سكينا ونحو ذٰلك فان فعل فعليه الجزاء مثله من النعم فان كان الصيد نعامة فعليه بدنة وان كان حمار وحش فعليه بقرة وان كان بقرة الوحش وانواعها فعليه بقرة وان كان غزالا او ثعلبا فعليه عنزة وان كان ضبعا فكبش وانكان ارنبا فعناق وان كان يربوعا فجفرة وفي الضب جدي وفي الكبير كبيرة وفي الصغير صغير على مثل ما قيل في جميع الصفات وان كان ذٰلك حماما ففي كل واحد شاة فان لم يكن له مثل فقيمته يرجع في معرفة ذٰلك الى قول عدلين من المسلمين ويجوز له ذبح الحيوان الانسي واكله ويجوز له قتل كل ما فيه مضرة كالحية والعقرب و

آئے گی، ہاں اگر تہبند اور جوتا میسر نہ ہو تو سِلا ہوا کپڑا اور موزے جائز ہیں نہ کسی طرح کی بدن پر یا کپڑوں پر خوشبو لگائے اگر جان بوجھ کر خوشبو لگائے گا تو اسے دھو کر ایک بکری کی قربانی دینی ہوگی، نہ ناخن کاٹے اور نہ سر کے بال منڈوائے اور نہ کتروائے اگر محرم نے تین ناخون کاٹ لئے یا تین بال منڈوا لئے یا کتروا لئے خواہ سر کے بال ہوں یا بدن کے تو ایک بکری کا ذبح کرنا ضروری ہے اور اگر تین سے کم ہوں تو ہر ناخن یا ہر بال کے عوض ایک مد (¼ صاع تقریباً ۱۱ چھٹانک) غلہ کسی محتاج کو دینا ہوگا۔ محرم نہ خود نکاح کرے اور نہ کسی کا نکاح کرائے، ہاں نکاح کے سلسلہ میں بات چیت کر سکتا ہے۔ محرم اپنی بیوی یا لونڈی سے ہمبستری نہ کرے ورنہ احرام ٹوٹ کر حج خراب ہو جائیگا بشرطیکہ ہمبستری جمرۂ عقبہ سے قبل کی گئی ہو۔

محرم قصداً منی نہ نکلے اور عورتوں پر بار بار نگاہ نہ ڈالے اگر اس نے بار بار عورتوں کو دیکھا اور انزال ہو گیا تو اس پر کفارہ یعنی ایک بکری کی قربانی لازم ہے اور جن جانوروں کا گوشت حلال ہے ان کا شکار نہ کرے اور اُن کا بھی جو اُن سے پیدا ہوئے ہوں اور ان کا بھی جن کا گوشت حرام ہو۔ محرم اس شکار کا گوشت نہ کھائے جو اس کی وجہ سے کیا گیا ہو یا جس کی طرف محرم نے اشارہ کیا ہو یا اسے بتایا ہو یا جس کے ذبح کرنے پر اعانت کی ہو جیسے اسے ذبح کرانے کے لئے پکڑ لیا ہو یا ذبح کرنے کے لئے چھری دیدی ہو یا اعانت کے سلسلہ میں کوئی اور کام کیا ہو تو چوپایوں میں سے اسی شکار کی مانند قربانی کرنی پڑیگی، جیسے اگر شتر مرغ ہے تو اس کی مانند اونٹ ہے، اگر جنگلی گدھا ہے تو گائے ہے اگر جنگلی گائے یا بیل وغیرہ ہے تو گائے وغیرہ ہے اگر ہرن یا لومڑی ہے تو پہاڑی بکری ہے، اگر بجو ہے تو مینڈھا ہے اگر خرگوش ہے تو بکری ہے اگر جنگلی چوہا ہے تو بکری کا چار ماہہ بچہ ہے اگر گوہ ہے تو جس عمر کی گوہ ہے اسی عمر کا بکری کا بچہ ہے اور اگر کبوتر ہے تو ہر ایک کے بدلہ ایک بکری ہے اگر بدل ممکن نہ ہو تو اس کی قیمت ادا کر دے قیمت کا تعین دو مسلمان عادل گواہ کریں گے۔

كلب العقور والسبع والنمر والذئب والفهد والفارة والغراب الابقع والحدآءة والبزات والزاعها والزنبور والبق والبراغيث والقراد والاوزاغ والذباب وجميع حشرات الارض ويجوز قتل النملة عند الاذية وكذلك القمل والصيبان فى احدى الروايتين والاخرى عليه ان يتصدق بما امكن ولا يقتل صيد الحرم فان قتله كان حكمه كما ذكرنا فى صيد الاحرام ولا يقطع اشجار الحرم ولا يقلعها فان فعل ذلك ضمن الشجرة الكبيرة ببقرة والصغيرة بشاة و كذلك صيد المدينة وشجرها يحرم عليه الا ان جزاءهما سلب ما عليه من الثياب ويكون ذلك حلالاً لمن اخذه۔

فصل فان كان فى الوقت سعة ومكنة دخول مكة قبل يوم عرفة بايام فالمستحب له ان يغتسل غسلاً كاملاً ويدخلها من اعلاها فاذا ابلغ المسجد الحرام دخل من باب بنى شيبة ويرفع يديه عند روية البيت ويقول اللهم انك انت السلام ومنك السلام حيّنا ربنا بالسلام اللهم زد هذا البيت تعظيمًا وتشريفًا وتكريمًا ومهابة وبرًا وزد من شرفه وعظمه ممن حجه او اعتمره تعظيما وتشريفا وتكريما ومهابة الحمد لله كثيراً كما هو اهله وكما ينبغى لكرم وجهك و عزك وجلالك الحمد لله الذى بلغنى بيته

پالتو کھائے جانے والے جانوروں کو محرم ذبح کر سکتا ہے اور ان کا گوشت بھی کھا سکتا ہے، محرم ہر نقصان دہ اور مضر جانوروں کو جیسے سانپ، بچھو حملہ کرنے والا کتا، درندہ، شیر، چیتا، بھیڑیا، تیندوا، چوہا، چتکبرا کوا، چیل اور انہیں اقسام کے دیگر جانور اور بھڑ، مچھر، پسو، چیچڑی، گرگٹ، مکھی اور تمام حشرات الارض کو مار سکتا ہے اگر چیونٹیاں آزار دہ ثابت ہوں تو انہیں بھی مار سکتا ہے ایک روایت میں جوں اور لیکھ کا مارنا بھی جائز ہے۔ محرم کو لائق ہے کہ مقدور بھر صدقہ کرے اور حرم کا شکار نہ کرے اگر کسی محرم نے حرم کا شکار کر لیا ہو تو اس کا حکم وہی ہے جو حالت احرام میں شکار کرنے کا ہے۔ حرم کے کسی درخت کو نہ کاٹا جائے نہ اکھاڑا جائے ورنہ بڑے درخت کے بدلہ ایک گائے کی قربانی اور چھوٹے کے بدلہ ایک بکری کی قربانی لازم آئے گی، یہی حکم حرم مدینہ کے شکار کا اور درختوں کا ہے کہ یہ بھی حرام ہیں مگر ان کی جزا بدن کے کپڑوں کا چھین لینا ہے اور وہ کپڑے چھیننے والوں کے لئے حلال ہیں۔

مکہ معظمہ کس وقت پہنچنا مستحب ہے؟ اگر وقت میں گنجائش ہو تو مکہ معظمہ میں حج سے چند روز پہلے پہنچ جانا مستحب ہے مکہ میں داخل ہونے کے لئے اچھی طرح سے غسل کرنا اور بلندی کی طرف سے داخل ہونا اولیٰ ہے پھر حرمت والی مسجد میں باب بنو شیبہ سے داخل ہو اور بیت اللہ کو دیکھ کر دونوں ہاتھ اٹھا کر یہ دعا پڑھے اللّٰھم انک انت السلام ومنک السلام حیّنا ربنا بالسلام، اللّٰھم زد ھذا البیت تعظیما وتشریفا وتکریما ومھابۃ وبرا وزد من شرّفہ وعظّمہ ممن حجہ او اعتمرہ تعظیما وتشریفا وتکریما ومھابۃ الحمد للہ الخ (اے اللہ بلاشبہ تو سلام (تمام عیوب و نقائص سے پاک) ہے اور تجھ ہی سے سلامتی ہے اے ہمارے پروردگار ہمیں سلامتی کے ساتھ زندہ رکھ اے اللہ اس گھر کی عظمت، شرافت، تکریمت، ہیبت اور نیکی میں اضافہ فرما اور جنہوں نے اس گھر کا حج یا عمرہ کر کے اس کی عزت و عظمت کا اظہار کیا ان کی عظمت و شرافت اور عزت و ہیبت میں بھی زیادتی عطا فرما۔ میں اللہ کی شان کے لائق

ورلانی لذ لك اهلا والحمد لله على كل حال اللهم
انك دعوت الى حج بيتك وقد جئناك لذلك
اللهم تقبل منى واعف عنى واصلح لى شانى كله
لا اله الا انت يرفع بذلك صوته ثم يطوف
للقدوم ويضطبع بردائه فيكشف كتفه
الايمن ويستر الايسر ثم يتقدم الى الحجر الاسود
فيستلمه بيده ويقبله ان امكنه والا استلمه
وقبل يده فان زحم اشار بيده اليه ويقول
بسم الله والله اكبر اللهم ايمانا بك وتصديقا
بكتابك ووفاء بعهدك واتباعا لسنة نبيك محمد
صلى الله عليه وسلم ويطوف على يمينه وهوان
يرجع الى باب البيت فيمضى الى الحجر الذى
عليه ميزاب البيت مسرعا وهو سعى الشديد
مع تقارب الخطا حتى اذا بلغ الركن اليمانى استلمه
ولم يقبله فاذا بلغ الحجر الاسود عد ذلك
شوطا واحدا ثم يطوف كذلك ثانيا وثالثا
قائلا فى جميع ذلك اللهم اجعله حجا مبرورا
وسعيا مشكورا وذنبا مغفورا ثم يخفف مشيه
ويقارب خطاه فيمشى على هيئته فى الاربعة
الباقية ويقول فيها رب اغفر وارحم واعف
عما تعلم وانت الاعز الاكرم اللهم ربنا
اتنا فى الدنيا حسنة وفى الاخرة حسنة و
وقنا عذاب النار ويدعو بما اراد من خير
الدنيا والاخرة وينبغى ان يكون ناويا كذلك
طاهرا من الاحداث والانجاس ساتر العورة

کثرت سے اس کا شکر ادا کرتا ہوں جیسا شکر اس کی بزرگ ذات کے لئے اور اس کی عزت و جلال کی شان کے شایان ہے اس اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے اپنے گھر تک پہنچایا اور مجھے اس مقدس گھر کی زیارت کا اہل سمجھا ہر حال میں اللہ ہی کے لئے ہر طرح کی عبادتیں ہیں اے اللہ تو نے ہمیں اپنے مقدس گھر کی زیارت کی دعوت دی تھی آج ہم تیرے فرمان کی تعمیل کے لئے اس گھر کی زیارت کے لئے حاضر ہو گئے ہیں اے اللہ مجھ سے میرا حج قبول فرما اور میرے گناہ معاف فرما اور میری ہر گل درست فرما تیرے سوا کوئی حق دار عبادت نہیں۔ یہ دعا بلند آواز سے پڑھی جائے پھر حاجی طواف قدوم کرے اور اپنی چادر سیدھی بغل سے نکال کر بائیں کندھے پر ڈال لے۔ (اسے اضطباع کہتے ہیں) اور سیدھا کندھا کھول لے اور بایاں ڈھک لے

طواف کا طریقہ اضطباع کر کے حاجی حجر اسود پر پہنچے اور اس پر اگر ممکن ہو اپنا ہاتھ پھیرے اور ہونٹوں سے اسے چومے اگر چومنا ممکن نہ ہو تو ہاتھ سے چھو کر ہاتھ کو چوم لے اگر بہت بھیڑ ہو تو اپنے ہاتھ سے حجر اسود کی طرف دور ہی سے بسم اللہ واللہ اکبر کہہ کر اشارہ کرے اور سیدھی طرف سے طواف کا آغاز یہ دعا پڑھتے ہوئے کرے اللھم ایمانا بک وتصدیقا بکتابک ووفاء بعھدک واتباعا لسنۃ نبیک محمد صلی اللہ علیہ وسلم یعنی اے اللہ میرا تجھ پر ایمان ہے، میں تیری کتاب کو سچا مانتا ہوں اور میں نے تجھ سے جو عہد کیا ہے اسے پورا کر رہا ہوں اور تیرے نبی محمد صلعم کی پیروی کر رہا ہوں، اس طرح حاجی حجر اسود سے دوڑ کر (حالت رمل میں) باب بیت الحرام سے گزرتا ہوا حطیم سے جس میں بیت اللہ کا پرنالہ گرتا ہے گزرے گا (رمل قریب قریب قدم رکھ کر دوڑنے کو کہتے ہیں) اور رکن یمانی تک پہنچ کر اس پر ہاتھ پھیرے گا اسے چومے گا نہیں پھر حجر اسود تک پہنچ جائے گا اسی طرح ایک شوط (چکر) پورا ہو جائے گا اسی طرح دوسرا اور تیسرا چکر پورا کرے گا اور یہ دعا پڑھتا رہے گا اللھم اجعلہ الخ اے اللہ میرا یہ حج قبول فرما اور میری سعی کی قدر فرما اور میرے گناہ

لان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الطواف بالبیت صلوٰۃ الا ان اللہ تعالیٰ اباحکم فیہ النطق فاذا فرغ من ذلك صلّی رکعتین خفیفتین خلف مقام ابراھیم خلیل الرحمٰن علیہ السلام فیقرأ فی الاولیٰ بعد الفاتحۃ قل یاایھا الکٰفرون و فی الثانیۃ قل ھو اللہ احد ثم یرجع الی الحجر الاسود فیستلمہ ثم یخرج الی الصفا من بابہ فیرقی علیہ الیٰ حیث یمکنہ رؤیۃ الکعبۃ ثم یکبر ثلٰثا و یقول الحمد للہ علیٰ ماھدٰنا لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریك لہٗ صدق وعدہٗ ونصر عبدہٗ وھزم الاحزاب وحدہٗ لا الٰہ الا اللہ ولا نعبد الا ایاہ مخلصین لہ الدین ولو کرہ الکافرون ثم ینزل ویلبی ویدعو ثانیا و ثالثاً ثم ینزل ماشیا حتیٰ یکون بینہ وبین المیل الاخضر المنتصب عند المسجد مقدارہٗ ستۃ اذرع ثم یسرع فی المشی حتیٰ یبلغ الی المیلین الاخضرین ثم یخفف مشیہٗ الیٰ ان یبلغ المروۃ فیرقی علیھا فیفعل کما فعل علی الصفا ثم ینزل ویمشی فی موضع مشیہٖ ویسعیٰ فی موضع سعیہٖ الیٰ ان یصیر الی الصفا ثم کذٰلك فیفعل سبعا یبدء بالصفا ویختم بالمروۃ وینبغی ان یکون متطھراً کما ذکرنا فی الطواف بالبیت فاذ افرغ من ذٰلك حلق او قصر ان کان متمتعاً ولم یکن قد ساق ھدیًا وفعل ما یفعل الحلال فاذا

معاف فرما پھر باقی چار چکر چل کر بلا رمل کے پورے کر لے اور ان میں یہ دعا پڑھے رب اغفر الخ اے پروردگار مجھے بخش دے مجھ پر رحم فرما اور میرے وہ گناہ بھی معاف فرما دے جن کو تو جانتا ہے۔ تو انتہائی معزز و بزرگ ہے اے اللہ اے ہمارے رب ہمیں دنیا میں بھی نیکی دے اور آخرت میں بھی نیکی عطا فرما اور ہمیں آگ کے عذاب سے محفوظ فرما اس دعا کے علاوہ جو دعا چاہے مانگے جس میں دنیا اور آخرت کی بھلائی ہو۔

طواف قدوم کرنے والے کو کس حال میں ہونا مناسب ہے؟ طواف قدوم کرنے والا ہر قسم کی پلیدی سے پاک ہو، باوضو ہو اور ملبوس ہو ننگا نہ ہو کیونکہ نبی صلعم نے فرمایا بیت اللہ کا طواف نماز ہے مگر اس میں اللہ تعالیٰ نے تم کو بولنا مباح فرما دیا ہے۔

دوگانہ طواف طواف کے سات چکر پورے کر کے مقام ابراہیم کے پیچھے جا کر دو ہلکی رکعتیں پڑھ لے پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد قل یاایھا الکافرون اور دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد قل ہو اللہ احد پڑھے پھر حجر اسود پر واپس آ کر اس پر ہاتھ پھیرے۔

سعی کرنے کا طریقہ پھر باب صفا سے نکل کر صفا پر پہنچ جائے اور اس پر اس قدر چڑھ جائے کہ بیت اللہ نظر آنے لگے، پھر بیت اللہ کی طرف دیکھ کر، تین بار اللہ اکبر پڑھ کر یہ دعا پڑھے الحمد للہ الخ یعنی اللہ ہی کے لئے تعریفیں ہیں کہ اس نے ہمیں ہدایت نصیب فرمائی اللہ کے سوا کوئی حقدار عبادت نہیں وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اس نے اپنا وعدہ پورا فرمایا اپنے بندے کی مدد فرمائی اور جماعتوں کو اکیلے نے شکست دی اللہ کے سوا کوئی حقدار عبادت نہیں ہم اسی کی عبادت کرتے اور اسی کے لئے پر خلوص عمل کرتے ہیں اگرچہ کافروں کو ناپسند ہوں پھر صفا سے قدرے اترے اور لبیک کہے اور دوسری بار دعا مانگے پھر ذرا نیچے اترے اور تیسری بار دعا مانگے پھر صفا سے بالکل اتر کر معمولی رفتار سے آگے بڑھے حتیٰ کہ حاجی کے اور سبز میل کے جو مسجد کے پاس نصب ہے بقدر ۶ ہاتھ کا فاصلہ رہ جائے پھر دونوں سبز میلوں کے درمیان دوڑے

كان يوم التروية وهو الثامن من ذي الحجة احرم من مكة للحج
فياتي منا فيصلي بها الظهر والعصر والمغرب والعشاء ويبيت
بها ثم يصلي الصبح فاذا طلعت الشمس دفع مع الناس الى
الموقف بعرفة فاذا زالت الشمس خطب الامام خطبة يعلم الناس
فيها ما ينبغي ان يفعلوه من الوقوف وموقفه ووقته ودفعهم من
عرفات والصلاة بمزدلفة والمبيت بها وغير ذلك من رمي الجمار
والنحر والحلق والطواف بالبيت ومن الامام فيعي ما يقول ثم يصلي مع
الامام الظهر والعصر يجمع بينهما باقامة لكل صلوة ثم يتقدم الى جبل
الرحمة والصخرات بقرب الامام يستقبل القبلة فيقف هناك و
يجتهد في الدعاء والثناء على الله عزوجل وينبغي ان يكون اكثر
ذكره لا اله الا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد
يحيي ويميت وهو حي لا يموت بيده الخير وهو على كل شئ قدير
اللهم اجعل في قلبي نوراً وفي بصري نوراً وفي سمعي نوراً و
يسر لي امري فان فاته الوقوف مع الامام نهاراً وادركه
بعد خروج الامام من الموقف قبل ان يطلع الفجر الثاني
من ليلة النحر فقد فاته الوقفة والافقد فاته الحج فاذا
دفع مع الامام الى طريق مزدلفة يكون على التوءدة
والسكون والوقار فاذا وصل مزدلفة صلى مع الامام بها
المغرب والعشاء جماعة او منفردا ان فاته مع الامام ثم
حط رحله فيبيت هناك وياخذ منها حصى الجمار ومن
حيث تيسر له ذلك وعدده سبعون حصاة وقدره ان يكون اكبر
من الحمص واصغر من الفندق ويستحب ان يغسله ثم يصلي
الفجر اذا اصبح ويجتهد ان يغلس بها ثم ياتي المشعر
الحرام فيقف عنده ويكثر الحمد لله والثناء
عليه والتهليل والتكبير والدعاء والاولى

پھر معمولی رفتار سے چل کر مروہ پر چڑھ جائے اور جو کچھ صفا پر کیا تھا وہی مروہ پر کرے پھر مروہ سے اتر کر معمولی رفتار سے صفا کی طرف بڑھے اور دونوں سبز میلوں کے درمیان دوڑے پھر معمولی رفتار سے صفا پر چڑھ جائے اسی طرح سات چکر لگائے صفا سے صفا تک دو چکر ہیں یعنی صفا سے مروہ تک پورا ایک چکر ہے اور مروہ سے صفا تک پورا دوسرا چکر ہے اسی طرح سات چکر پورے کرے سعی صفا سے شروع ہوگی اور ساتواں چکر مروہ پر ختم ہو جائے گا طواف کی طرح سعی میں بھی باوضو ہونا اولیٰ ہے پھر اگر صاحب تمتع ہے اور قربانی ساتھ نہیں ہے تو سعی سے فارغ ہو کر سر منڈا لے یا کتروا لے اور احرام کے کپڑے اتار دے اب وہ حلال ہے۔

منیٰ کو روانگی | پھر یوم الترویہ (ذی الحجہ کی آٹھویں تاریخ) کو مکہ ہی سے اپنی قیامگاہ سے حج کا احرام باندھ لے اور منیٰ میں ظہر، عصر، مغرب اور عشاء پڑھے اور منیٰ ہی میں رات گزارے پھر منیٰ ہی میں صبح کی نماز پڑھے

عرفات کو روانگی | پھر سورج نکلنے کے بعد لوگوں کے ساتھ عرفات میں جہاں لوگ ٹھہرتے ہیں چلا جائے زوال کے بعد امام لوگوں کو ایک خطبہ دیگا جس میں انہیں وقتی ضروری مسائل بتائے گا جیسے عرفات میں قیام کرنا، موقف میں ٹھہرنا، قیام کا وقت، عرفات سے روانگی کا وقت مزدلفہ میں جاکر مغرب و عشاء کو جمع کرنا، مزدلفہ میں رات گذارنا، مزدلفہ سے منیٰ روانہ ہونا، منیٰ میں جاکر شیطانوں پر کنکریں مارنا، قربانی کرنا، سر منڈانا اور طواف افاضہ کرنا غرضیکہ امام یہ تمام بتائے گا۔ حاجی امام کے قریب رہے اور پوری توجہ سے مسائل سن کر یاد رکھے پھر امام کے ساتھ ظہر، عصر ملا کر دو اقامتوں کے ساتھ پڑھے پھر جبل رحمت و جبل صخرات کی طرف امام کے قریب جائے اور قبلہ کی طرف رخ کر کے وہیں کھڑا ہو جائے اور پوری سرگرمی اور تندہی سے دعاء وثنا میں مشغول ہو جائے۔

موقف کی دعائیں | مناسب تو یہ ہے کہ کثرت سے مندرجہ ذیل دعائیں پڑھے (ہم محض ترجمہ کئے دیتے ہیں دعائیں متن میں مذکور ہیں)

ان یقول فی دعائہٖ اللھم کما اوقفتنا فیہ واریتنا
ایاہ فوفقنا لذکرک کما ھدیتنا واغفر لنا و
ارحمنا کما وعدتنا بقولک وقولک الحق فاذا
افضتم من عرفات الی قولہٖ تعالیٰ غفور رحیم
واذا صناء النھار واسفر دفع الی منا واسرع فی
وادی محسر فاذا وصل الی وادی منی رمی جمرۃ
العقبۃ بسبع حصیات مکبراً فی اثر کل حصاۃ
رافعا یدیہ حتی یریٰ بیاض الطیبہ کما روی عن النبی
صلی اللہ علیہ وسلم انہٗ رمی کذلک ویسکت
عن التلبیۃ عند اول حصاۃ یرمیھا ویکون
رمیہٗ ھذا الیٰ طلوع الشمس وقبل الزوال وفیما
بعد من ایام التشریق بعد الزوال فاذا رمی نحر
ھدیاً ان کان معہٗ وحلق او قصر جمیع راسہ
وان کانت امراۃ تقصر من شعرھا بقدر الانملۃ
ثم یمضی الی مکۃ ویغتسل ویتوضأ فیطوف
طواف الزیارۃ ویعینہ بالنیۃ ویصلی رکعتین
خلف المقام فاذا فرغ سعی بین الصفا والمروۃ
ان اراد کان السعی قد سقط عنہ بفعلہٖ فی طواف
القدوم ثم قد حل لہ کل شی من محظورات
الاحرام وصار حلالاً کما کان قبل الاحرام
ثم ینتقدم الی زمزم فیشرب من ماءھا فیقول
عند شربہٖ بسم اللہ اللھم اجعلہ لنا
علما نافعا ورزقا واسعا وریا وشبعا وشفاءً
من کل داء واغسل بہٖ قلبی واملاہ من
خشیتک ثم یرجع الی منی فیبیت بھا ثلث

اللہ کے سوا کوئی حقدار عبادت نہیں وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کا ملک ہے اور اسی کی تعریفیں ہیں وہی حیات و موت عطا کرتا ہے وہ زندہ ہے اسے فنا نہیں اسی کے ہاتھ میں تمام بھلائیاں ہیں اور وہ ہر چیز پہ خوب قادر ہے اے اللہ میرے دل میں نور، میری آنکھوں میں نور اور میرے کانوں میں نور عطا فرما اور میرے کام میں آسانی فرما۔ پھر اگر دن میں امام کے ساتھ قیام نہ کر سکے اور امام کے عرفات سے روانہ ہونے کے بعد دسویں تاریخ کی صبح صادق سے پہلے پہلے مزدلفہ میں امام کے ساتھ جا ملے تو حاجی سے محض وقوف عرفات فوت ہوا اور اگر مزدلفہ والی شب میں بھی امام کے ساتھ شامل نہیں ہوا تو حج ہی فوت ہو گیا۔ عرفات سے امام کے ساتھ جاتے وقت مزدلفہ کے راستے میں آرام سے سکون و اطمینان کے ساتھ روانہ ہو۔ پھر مزدلفہ پہنچ کر امام کے پیچھے مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھ لے اور اگر جماعت نہ ملے تو تنہا پڑھ لے پھر اپنی سواری کھول دے اور مزدلفہ ہی میں رات گزارے اور یہیں سے سنگریزے شیطانوں پر مارنے کے لئے چن لے یا جہاں سے آسانی سے ملیں وہاں سے اٹھا لے سنگریزوں کی تعداد ستر ہونی چاہیئے ہر سنگریزہ چنے سے بڑا اور اخروٹ سے چھوٹا ہونا چاہیئے سنگریزوں کو دھونا مستحب ہے پھر مزدلفہ میں صبح کی نماز اندھیرے میں صبح صادق ہوتے ہی پڑھ لے پھر کوہ مشعر الحرام پر آئے اور وہاں ٹھہر جائے اور کثرت سے سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر پڑھے اور خوب خوب دعائیں مانگے۔ دعا یہ اولیٰ ہے اے اللہ جس طرح تو نے ہمیں یہاں کھڑے ہونے کی توفیق عطا فرمائی اور یہ مقام دکھایا اسی طرح اپنی ہدایت کے مطابق ہمیں اپنے ذکر کی توفیق عطا فرما، ہمارے گناہ بخش دے اور ہم پر رحم فرما جیسا کہ تو نے اپنے اس قول سے وعدہ فرمایا ہے (اور تیرا قول بالکل سچا ہے) کہ جب تم عرفات سے روانہ ہو تو کوہ مشعر الحرام کے پاس ذکر اللہ کرو اور اللہ کا ذکر اسی طرح کرو جس طرح اس نے تم کو ہدایت فرمائی

ليال فيرمي الجمرات الثلث في ايام التشريق على
ما ذكرنا كل يوم باحدى وعشرين حصياة
كل جمرة سبع حصيات فيبدا بالجمرة
الاولى وهي العبد الجمرات من مكة مما يلي
مسجد الخيف فيجعلها عن يساره ويستقبل
القبلة فاذا رماها تقدم عنها يسيرا بحيث لا يصيبه
حصى غيره فيقف هناك داعيا الله عزوجل بقدر
قراءة سورة البقرة ان امكنه ثم يرمي الجمرة
الوسطى فيجعلها عن يمينه ويستقبل القبلة
فيدعو كالاولى ثم يرمي بجمرة الاخيرة وهي
جمرة العقبة فيجعلها عن يمينه وينزل الى
الوادي يكون مستقبلا الى القبلة ولا يقف
هناك ثم يفعل في اليوم الثاني والثالث كذلك
وان احب ان يتعجل ولا يرمي في اليوم الثالث
دفن ما بقي معه من الحصى هناك ويخرج
قاصدًا الى مكة فياتي الابطح فيصلي هناك
الظهر والعصر والمغرب والعشاء ثم ينام
يسيرا ثم يدخل مكة فيقيم بها وغيرها
كالزاهر والابطح واذا اراد ان يدخل البيت
يكون حافيا ويصلي فيه نفلا ويشرب من ماء
زمزم ويتروى منه وينوي ما احب من العلم
والمغفرة والرضوان لقوله عليه السلام
ماء زمزم لما شرب له ويكثر الاعتماد
والنظر الى الكعبة لما روي في بعض الاخبار
ان النظر اليها عبادة ثم لا يخرج حتى يودع

اگرچہ تم اس سے پہلے بالکل ہی جاہل تھے پھر وہیں سے روانہ ہو جہاں لوگ روانہ ہوئے ہیں اور اللہ سے معافی مانگو بلاشبہ اللہ خوب بخشنے والا اور انتہائی مہربان ہے پھر جب اجالا ہو جائے تو سورج نکلنے سے پہلے پہلے منیٰ کے لئے روانہ ہو جائے اور وادی محسّر سے تیزی سے نکل جائے اور منیٰ میں پہنچ کر تلبیہ موقوف کر کے جمرۂ عقبہ پر سات کنکریں مارے اور ہر کنکر مارنے کے بعد دونوں ہاتھ اس قدر اوپر اٹھالے کہ بغلوں کی سفیدی نظر آجائے اور اللہ اکبر کہے جیسا کہ سرور عالم صلعم سے منقول ہے کہ آپ نے اسی طرح کنکریں ماریں پہلی کنکر پر ہی تلبیہ موقوف کر دے یہ رمی سورج نکلنے کے بعد اور زوال سے قبل ہونی چاہیئے اور ایام تشریق میں زوال کے بعد ہونی چاہیئے سنگریزے مار کر اگر قربانی ہے تو اسے ذبح کر دے اور تمام سر کے بال منڈوالے یا کتروالے اور عورت بقدر تین پوروں کے بال کاٹ لے پھر مکہ جا کر غسل کر کے وضو کرے اور نیت کر کے طواف زیارت کرے پھر مقام ابراہیم کے پیچھے طواف کا دوگانہ ادا کرے پھر اگر چاہے تو صفا مروہ کے درمیان سعی کرے کیونکہ سعی طواف قدوم میں کرنے کی وجہ سے لازم نہیں پھر احرام کھول ڈالے اب حاجی کے لئے ہر چیز حلال ہے جو احرام میں حرام تھی پھر زمزم پر جا کر خوب سیراب ہو کر قبلہ رخ کھڑے ہو کر اور یہ دعا پڑھ کر تین سانسوں میں آب زمزم پیئے۔

آب زمزم پینے کی دعا | بسم اللہ اللھم اجعلہ لنا علما نافعا ورزقا واسعا الخ یعنی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اے اللہ اسے ہمارے لئے نفع بخش علم فراخ رزق سیراب و سیری اور ہر بیماری سے شفا بنا اور اس سے ہمارا دل دھو دے اور اسے اپنے ڈر سے بھر دے۔ پھر منیٰ لوٹ جائے اور وہاں تین راتیں گزار دے اور ایام تشریق میں ہمارے بیان کے مطابق روزانہ تینوں شیطانوں پر سات سات کنکریں مارے۔ ابتداء جمرہ اولیٰ سے کرے جو مسجد خیف کے قریب ہے اور مکہ سے تمام جمرات سے دور ہے۔

البیت فیطوف به سبعا ثم یقف بین الرکن
والباب ویدعو فیقول اللهم هذا بیتك و
انا عبدك وابن عبدك وابن امتك حملتنی
علی ما سخرت لی من خلقك وسیرتنی فی
بلادك حتی بلغتنی بنعمتك واعنتنی علی قضاء
نسکی فان کنت رضیت عنی فازدد عنی رضاء
والا فمن علی الآن قبل تباعدی عن بیتك
هذا والمراني ان اذنت لی غیر مستبدل
بك ولا ببیتك ولا راغب عنك ولا عن
بیتك اللهم فاصحبنی العافیة فی بدنی
والصحة فی جسمی والعصمة فی دینی
واحسن منقلبی وارزقنی طاعتك ما
ابقیتنی واجمع لی خیر الدنیا والاخرة انك
علی کل شئ قدیر وما زاد علی ذالك من
الدعاء من خیر الدنیا والاخرة کان حسنًا
ثم یصلی علی النبی صلی الله علیه وسلم
ولم یقم لعد ذالك بمكة فان اقام
اعاد الطواف والاذبح شاة۔

فصل فان کان فی الوقت ضیق وخاف فوت
الوقفة لعرفات فان احرم من المیقات بدء
بعرفات فوقف هناك ثم دفع منها بعد
غروب الشمس فیفعل ما قلنا من البیتوتة
بمزدلفة ثم الرمی بمنی ثم اذا دخل مكة
طاف طوافین ینوی بالاول القدوم وبالثانی
الزیارة ثم یسعی بین الصفا والمروة ثم

حاجی جمرہ اولیٰ کو اپنے بائیں طرف کرے۔ اور قبلہ رخ کھڑا ہو پھر اس جگہ سے
جس جگہ کھڑا ہے ذرا آگے بڑھ جائے تاکہ دوسرے کے سنگریزوں سے محفوظ
رہے اور اگر ممکن ہو تو وہاں اتنی دیر کھڑے ہو کر دعائیں مانگے جتنی دیر سورۃ
بقرہ کی قرأت میں لگتی ہے پھر درمیانی شیطان پر سنگریزے مارے لیکن اسے اپنے
دائیں کر کے قبلہ رخ کھڑا ہو اور حسب سابق یہاں بھی دعائیں مانگے پھر اخیر کے
شیطان پر اسے اپنی دائیں جانب کر کے وادی عقبہ میں قبلہ رخ کھڑے ہو کر
کنکریں ماریں اور یہاں نہ ٹھہرے پھر دوسرے اور تیسرے دن بھی اسی طرح شیطانوں
پر کنکریں مارے اگر منیٰ سے جلدی جانا پسند کرے اور تیسرے دن کنکریں مارنا نہ
چاہے تو اپنے پاس والے سنگریزوں کو جو بچ گئے ہیں زمین میں دفن کر دے اور
مکہ کے لئے روانہ ہو جائے اور ابطح پہنچ کر وہاں ظہر، عصر، مغرب اور عشا پڑھے
پھر تھوڑی سی دیر سو کر مکہ میں داخل ہو پھر مکہ میں یا اس کے گرد و نواح میں
جیسے زاہر و ابطح میں ٹھہر جائے اور جب بیت اللہ میں جانے کا ارادہ کرے تو
ننگے پیر ہو کر داخل ہو اور اس میں نوافل پڑھے اور آب زمزم پیئے اور خوب
سیراب ہو کر پیئے اور زمزم پیتے وقت علم، مغفرت اور رضائے ربانی کی نیت
کرے کیونکہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا آب زمزم اس چیز کے لئے ہے جس کے لئے
پیا جائے اور اپنا پورا پورا دھیان اور نگاہ بیت اللہ کی طرف رکھے کیونکہ ایک
حدیث میں ہے کہ بیت اللہ کو دیکھنا عبادت ہے پھر مکہ سے روانہ نہ ہو جب تک
بیت اللہ کو رخصت کرنے کے لئے طواف وداع نہ کر لے پھر حجر اسود اور باب
کعبہ کے درمیان آ کر کھڑے ہو کر دعائیں مانگے اور کہے اے اللہ یہ تیرا گھر ہے اور
میں تیرا بندہ ہوں اور تیرے بندے اور لونڈی کا بیٹا (یا بیٹی) ہوں، تو نے اپنی
ایک مخلوق کو میرے تابع بنا کر اس پر مجھے سوار کیا اور مجھے اپنے شہروں کی سیر
کرائی حتیٰ کہ اپنے فضل و کرم سے مکہ تک پہنچایا اور حج کے احکام ادا کرنے پر میری
اعانت فرمائی پھر اگر تو مجھ سے راضی ہے تو اپنی رضا میں اور اضافہ فرما اور
اگر تو مجھ سے راضی نہیں ہے تو قبل اس کے کہ میں تیرے اس گھر سے دور ہو
جاؤں اور واپس چلا جاؤں مجھ پر احسان فرما اور اب مجھ سے راضی ہو جا

يحل لهٗ كل شئ ثم يعود الى منى للرمي في الايام الثلث ثم يتم الافعال على ما تقدم ذكرهٗ۔

فصل وصفة العمرة ان يحرم لها من الميقات الشرعي الذي تقدم ذكره بعد ان يغتسل ويتطيب ويصلي ركعتين فيطوف بالبيت سبعًا ويسعى بين الصفا والمروة ويقصر او يحلق ثم يحل منها ان لم يكن ساق هديًا وان كان بمكة خرج الى التنعيم فيحرم منه فيفعل كذالك۔

فصل ولا يبطل الحج الا بالوطى في الفرج او بدون الفرج مع الانزال واركان الحج اربعة الاحرام والوقوف وطواف الزيارة والسعي و عن الشيخ رحمه الله لها ركنان احدهما الوقوف بعرفة والثاني الطواف بالبيت والصحيح الاوّل فاذا ترك واحدًا من هذه الاركان كان حجه ناقصًا وعليه الاتيان به اما في سنته واما في العام المستقبل ياتي به محرمًا ولا يجبره دم بحال وَاَمَّا واجباته فخمسة وهي المبيت بمزدلفة الى ما بعد نصف الليل والمبيت بمنى والرمي والحلاقة وطواف الوداع فان ترك واحدًا منها جبره بدم وهو شاة كما قلنا في ترك الواجبات في الصلوٰة يجبرهٗ بسجود السهو واما مسنوناته فخمسة عشر وهي الاغتسال للاحرام ولدخول

اگر تو نے اپنا گھر چھوڑنے کی مجھے اجازت دی ہے تو مجھے اس حال میں رخصت فرما کہ میں تجھے چھوڑ کر کسی اور کا دامن نہ پکڑوں اور نہ تیرا گھر چھوڑ کر کسی اور گھر کی تڑپ رکھوں اے اللہ میرے بدن میں عافیت، میرے جسم میں تندرستی اور میرے دین میں طہارت و پاکی عطا فرما۔ اور میری واپسی خوبصورت بنا اور جب تک تو مجھے زندہ رکھے اپنی اطاعت پر قائم رکھ او رمجھ میں دنیا اور آخرت کی تمام بھلائیاں جمع فرما بلاشبہ تو ہر چیز پر خوب قادر ہے علاوہ ازیں اگر دین و دنیا کی ہر سعادت کی دعا مانگے تو اچھا ہے پھر نبی اکرم صلعم پر درود بھیجے اور طواف وداع کے بعد مکہ میں نہ ٹھہرے اگر ٹھہر گیا تو طواف لوٹانا پڑے گا ورنہ دم (بکری) لازم آئے گا۔

تنگ وقت پر مکہ پہنچنا اگر محرم مکہ معظمہ ایسے وقت پہنچا ہے کہ وقوفِ عرفات فوت ہو جانے کا ڈر ہے تو میقات مقررہ سے احرام باندھ کر سیدھا عرفات جائے اور عرفات سے غروب آفتاب کے بعد مزدلفہ جا کر وہاں رات گزارے پھر منیٰ میں آکر شیطانوں پر کنکریں مارے پھر جس وقت مکہ جائے تو دو طواف کرے پہلے طواف میں طواف قدوم کی نیت کرے اور دوسرے طواف میں طواف زیارت کی پھر صفا مروہ کے درمیان سعی کرے سعی کے بعد اس کے لئے ہر چیز حلال ہو جائے گی پھر تین دن منیٰ میں شیطانوں پر کنکریں مارنے کے لئے گزارے اور کنکریں اسی طرح مارے جس طرح اوپر بیان گزر چکا۔

عمرہ کس طرح کیا جائے؟ عمرہ کا طریقہ یہ ہے کہ نہا دھو کر اور خوشبو لگا کر مقررہ میقات سے عمرہ کا احرام باندھا جائے اور دوگانہ ادا کیا جائے پھر مکہ معظمہ پہنچ کر بیت اللہ کا طواف کر کے صفا مروہ کے درمیان سعی کی جائے پھر سر کے بال کتروا لئے جائیں یا منڈوا لئے جائیں پھر اگر محرم قربانی نہیں لایا ہے تو عمرہ کا احرام کھول ڈالے۔ اگر مکہ میں ہو تو وہ تنعیم پر جا کر وہاں سے عمرہ کا احرام باندھے اور طواف و سعی کر کے اور سر منڈوا کر حلال ہو جائے۔

مكة وللوقوف لعرفة وللبيت بمزدلفة ولرمي الجمار ايام منى ولطواف الزيارة ولطواف الوداع والثاني طواف القدوم والثالث الرمل والرابع الاضطباع في الطواف والسعي واستلام الركنين والتقبيل والارتقاء على الصفا والمروة والمبيت بمنى ثلثا والوقوف على المشعر الحرام والوقوف عند الجمرات الثلاث والخطب والاذكار وشدة السعي في مواضعه والمشي في مواضعه وركعتا الطواف فان ترك هذه الاشياء او واحدا منها كان تاركا للافضل ولا شيء عليه۔

ہمبستری سے حج باطل ہو جاتا ہے | صحبت سے بشرط انزال حج باطل ہو جاتا ہے خواہ شرمگاہ میں ہو یا کسی اور جگہ۔ ارکان حج : حج کے ارکان چار ہیں میقات سے احرام باندھنا، عرفات میں قیام کرنا، طواف زیارت کرنا اور صفا مروہ کے درمیان سعی کرنا۔ شیخؒ سے مروی ہے کہ حج کے صرف دو رکن ہیں عرفات میں قیام کرنا اور بیت اللہ کا طواف کرنا لیکن صحیح پہلا ہی قول ہے اگر ان چاروں رکنوں میں سے کوئی رکن چھوٹ جائے تو حج ناقص رہے گا اور حاجی پر واجب ہے کہ اسی سال یا آئندہ سال احرام کے ساتھ حج ادا کرے بہر حال دم دینے سے اس کی تلافی نہیں ہو گی۔

واجبات حج | حج میں پانچ چیزیں واجب ہیں مزدلفہ میں آدھی رات کے بعد تک رات گزارنا منیٰ میں رات گزارنا، شیطانوں پر کنکریں مارنا، سر منڈانا اور طواف وداع کرنا۔ اگر کوئی واجب چھوٹ جائے تو اس کی تلافی دم (ایک بکری کی قربانی) سے ہو جاتی ہے جیسا کہ ہم بتا چکے ہیں کہ اگر نماز میں واجب شے چھوٹ جائے تو اس کی تلافی سہو کے دو سجدوں سے ہو جاتی ہے۔ **سنن حج** : حج میں پندرہ سنتیں ہیں (۱) احرام کے لئے، مکہ میں داخل ہونے کے لئے، عرفہ میں قیام کے لئے، مزدلفہ میں رات گزارنے کے لئے، ایام منیٰ میں شیطانوں پر کنکریں مارنے کے لئے، طواف زیارت کے لئے اور طواف وداع کے لئے غسل کرنا (۲) طواف قدوم (۳) رمل (۴) طواف وسعی میں اضطباع کرنا (۵) بوقت طواف سعی کرنا (۶) رکن یمانی اور حجر اسود پر ہاتھ پھیرنا (۷) حجر اسود کو چومنا (۸) صفا مروہ پر چڑھنا (۹) تین راتیں منیٰ میں گزارنا (۱۰) کوہ مشعر الحرام پر کھڑا ہونا (۱۱) کنکریں مارتے وقت تینوں شیطانوں کے پاس کھڑا ہونا (۱۲) خطبہ و ذکر سننا (۱۳) مقامات سعی میں سخت سعی کرنا (۱۴) معمولی رفتار والے مقامات پر معمولی رفتار سے چلنا (۱۵) اور طواف کے بعد دوگانہ ادا کرنا اگر مذکورہ بالا سنتوں میں سے ایک یا ایک سے زیادہ سنتیں چھوٹ جائیں تو افضل شے سے ترک عمل لازم آئے گا لیکن حج میں نقص نہیں آئے گا۔

فصل واما العمرة فاركانها ثلاثة الاحرام والطواف بالبيت والسعي بين الصفا والمروة وواجبها الحلاق فحسب وسننها الغسل عند الاحرام والادعية والاذكار المشروعة في الطواف والسعي وقد بينا الحكم في تركها في الحج۔

فصل فاذا من الله تعالى بالعافية وقدم

عمرہ کے ارکان | عمرہ کے ارکان تین ہیں (۱) احرام (۲) طواف (۳) سعی

عمرہ کے واجبات : عمرہ میں صرف سر منڈوانا واجب ہے۔

سنن عمرہ : احرام کے وقت غسل کرنا اور طواف وسعی کرتے ہوئے مسنون اذکار و دعائیں پڑھنا۔ سنتوں کے چھوڑنے کا حکم ہم حج کی سنتوں کے چھوڑنے میں بیان کر آئے ہیں۔

مسجد نبوی میں داخل ہونے کی دعا | اگر حاجی اللہ کے فضل و کرم سے

المدينة فالمستحب له ان ياتى مسجد النبى صلى الله عليه وسلم فليقل عند دخوله المسجد اللهم صلى على سيدنا محمد وعلى آل سيدنا محمد وافتح لى ابواب رحمتك وكف عنى ابواب زحمتك الحمد لله لله رب العلمين ثم ياتى القبر و يكون بحذائه بينه و بين القبلة و يجعل جدار القبلة خلف ظهره و القبر امامه تلقاء وجهه والمنبر عن يساره وليقم مما يلى المنبر وليقل السلام عليك ايها النبى ورحمة الله و بركاته اللهم صل على محمد و على آل محمد كما صليت على ابراهيم انك حميد مجيد اللهم ات سيدنا محمدا ن الوسيلة والفضيلة والدرجة الرفيعة والمقام المحمود الذى وعدته اللهم صل على روح محمد فى الارواح وصل على جسده فى الاجساد كما بلغ رسالتك وتلى اياتك وصدع بامرك وجاهد فى سبيلك وامر بطاعتك و نهى عن معصيتك وعادى عدوك ووالى وليك وعبدك حتى اتاه اليقين اللهم انك قلت فى كتابك لنبيك ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاؤك فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول لوجدوا الله توابا رحيما وانى اتيت نبيك تائبا من ذنوبى مستغفرا فاسئلك ان توجب لى المغفرة كما اوجبتها لمن اتاه فى حال حيوته فاقر عنده بذنوبه فدعى له نبيه فغفرت له

خیر و عافیت کے ساتھ مدینہ پہنچ جائے تو مسجد نبوی میں جانا مستحب ہے اس مبارک مسجد میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھے اللہم صل علی سیدنا محمد وعلیٰ آل سیدنا محمد وافتح لی ابواب رحمتک وکف عنی ابواب زحمتک الحمد للہ رب العلمین (یعنی اے اللہ ہمارے سردار و آقا محمد رسول اللہ پر اپنی رحمتیں بھیج اور آپ کی اہل و عیال پر بھی اور میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے اور مجھ سے عذاب کے دروازے بند فرما دے تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے سزاوار ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔ پھر قبر نبوی کے پاس آئے اور قبر کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو قبر نبوی زائر و قبلہ کے درمیان زائر کے سامنے رہے اور قبلہ کی طرف پشت کر لے اور منبر کو اپنی بائیں طرف کر لے اور منبر کے پاس کھڑا ہو اور درمیانی آواز سے کہے السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ یعنی اے نبی آپ پر حق تعالیٰ کی سلامتیاں ہوں اور اس کی رحمت ہو اور اس کی برکتیں ہوں)۔ اللہم صل علی محمد وعلیٰ آل محمد کما صلیت علی ابراہیم انک حمید مجید اللہم آت سیدنا محمد الوسیلۃ والفضیلۃ والدرجۃ الرفیعۃ والمقام المحمود الذی وعدتہ، واجعلنا من اہل شفاعتہ (یعنی اے اللہ محمدؐ پر اور آل محمدؐ پر اپنی رحمتیں بھیج جس طرح تو نے ابراہیم پر اپنی رحمتیں بھیجی ہیں بلاشبہ تو حمد و مجد والا ہے اے اللہ ہمارے سید محمد رسول اللہ صلعم کو وسیلہ (ایک عالی مقام کا نام ہے) فضیلت، بلند درجہ اور مقام محمود عطا فرما جس کا تو نے آپ سے وعدہ فرمایا ہے اے اللہ ارواح میں روح محمد پر رحمتیں بھیج اور اجسام میں آپ کے جسم پر رحمتیں بھیج جیسا کہ آپ نے تیرا پیغام پہنچایا اور تیری آیتیں لوگوں کو پڑھ کر سنائیں اور ڈنکے کی چوٹ تیرے دین کا اعلان کیا اور تیری راہ میں دھوڑ دھوپ کی اور دنیا کو تیری فرمانبرداری کا حکم کیا اور نافرمانیوں سے روکا اور تیرے دشمنوں سے دشمنی اور دوستوں سے دوستی کی اور آپ تادم واپسیں تیری عبادت میں لگے رہے اے اللہ تو نے اپنی کتاب میں اپنے نبی کے لئے فرمایا:- ولو انہم اذ ظلموا انفسہم الخ اگر لوگ اپنے نفسوں پر ظلم کرنے کے بعد آپکے

اللھم انی اتوجہ الیک بنبیک علیہ سلامک
نبی الرحمۃ یا رسول اللہ انی اتوجہ بک الی ربی
لیغفرلی ذنوبی اللھم انی اسئلک بحقہم ان تغفرلی
وترحمنی اللھم اجعل محمدًا اول الشافعین
وانجح السائلین واکرم الاولین والاخرین اللھم
کما امنا بہ ولم نرہ وصدقناہ ولم نلقہ
فادخلنا مدخلہ واحشرنا فی زمرتہ واوردنا
حوضہ واسقنا بکاسہ مشربًا رویا سائغًا
ھنیئًا لا نظمأ بعدہ ابدًا غیر خزایا ولا ناکثین
ولا مارقین ولا جاحدین ولا مرتابین ولا
مغضوبًا علیہم ولا ضالین واجعلنا من اھل
شفاعتہ ثم یتقدم عن یمینہ ثم یقول السلام
علیکما یا صاحبی رسول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
السلام علیک یا ابابکر الصدیق السلام علیک
یا عمر الفاروق اللھم اجزھما عن نبیہما
وعن الاسلام خیرًا واغفرلنا ولاخواننا الذین
سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین
امنوا ربنا انک رؤف رحیم ثم یصلی رکعتین
ویجلس ویستحب ان یصلی بین القبر والمنبر
فی الروضۃ وان یتمسح بالمنبر تبرکا بہ
والصلوۃ بمسجد قبا وان یاتی قبور الشھداء
والزیارۃ لہم وان یفعل ذلک ویکثر الدعاء
ھناک ثم اذا اراد الخروج من المدینۃ اتی
مسجد النبی صلی اللہ علیہ وسلم وتقدم الی
القبر وسلم علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

پاس آجاتے اور اللہ تعالیٰ سے دعائے مغفرت کرتے اور ان کے لئے
رسول اللہ صلعم بھی دعائے مغفرت فرماتے تو یقیناً وہ اللہ کو توب
توبہ قبول کرنے والا اور انتہائی مہربان پاتے، اے اللہ میں تیرے نبی کے
پاس اپنے گناہوں سے توبہ کرنے کے لئے اور مغفرت طلب کرنے کے لئے
آیا ہوں اور تجھ سے التجا کرتا ہوں کہ میرے لئے بخشش واجب فرمادے
جیسے تو نے اس کے لئے بخشش واجب فرمائی جو آپ کے پاس آپ کی
زندگی میں آیا اور جس نے آپ کے پاس آکر اپنے گناہوں کا اقرار کیا،
اس کے لئے اس کے نبی نے دعائے مغفرت فرمائی اور تو نے اسے بخش
دیا اے اللہ میں تیری طرف تیرے نبی کے ذریعہ متوجہ ہو رہا ہوں جو
رحمت والے نبی ہیں یا رسول اللہ میں آپ کے ذریعہ اپنے رب کی طرف
متوجہ ہو رہا ہوں تاکہ میرا رب میرے گناہ بخش دے، اے اللہ میں تجھ
سے آپ کے حق کے ساتھ التجا کرتا ہوں کہ تو مجھے بخشدے اور مجھ پر رحم
فرما اے اللہ محمد صلعم کو سب سے پہلے شفاعت کرنے والا، سوال کرنے
والوں میں سب سے پہلے کامیاب ہونے والا اور تمام اگلوں اور پچھلوں
میں انتہائی عزت والا بنا اے اللہ جس طرح ہم بلا دیکھے آپ پر ایمان لائے
اور ہم نے بلا ملے آپکی تصدیق کی اسی طرح ہمیں آپ کے داخل ہونے
کی جگہ میں داخل فرما اور آپ کی جماعت میں ہمیں اٹھا اور ہمیں آپ کے
حوض کوثر پر لے جا اور آپ کے جام کوثر سے ہمیں ایسا مشروب پلا جو
سیراب کن، خوشگوار اور مبارک ہو جسے پی کر پھر کبھی ہمیں پیاس محسوس
نہ ہو اور ہم رسوا نہ ہوں اور نہ غدار بنیں، نہ مرتد ہوں، نہ منکر ہوں، نہ
متردد ہوں، نہ ہم پر تیرا عتاب ہو اور نہ ہم گمراہ ہوں اور ہمیں بھی آپ کی
شفاعت کے حقداروں کی فہرست میں شامل فرمائے پھر اپنی داہنی جانب
سے آگے بڑھ کر کہے: اے رسول اللہ صلعم کے دو ساتھیو تم دونوں پر
بھی اللہ کی سلامتیاں، رحمتیں اور برکتیں ہوں اے ابوبکر صدیق السلام
علیک اے عمر فاروق! السلام علیک، اے اللہ ان دونوں کو ان کے

فعل کما فعل اولا وودعهٗ وسلم علی صاحبیه کذالك ثم قال اللهم لا تجعل اخر العهد منی بزیارة قبر نبیك واذا توفیتنی فتوفنی علی محبته وسنته آمین یا ارحم الراحمین۔

نبی کی طرف سے اور اسلام کی طرف سے جزائے خیر عطا فرما۔ اور ہمیں ہمارے ان بھائیوں کو جو ایمان میں ہم سے پیشقدمی کر گئے بخشدے اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ پیدا نہ کر اے ہمارے رب بلاشبہ تو انتہائی نرم و مہربان ہے پھر قبلہ رُخ دوگانہ ادا کرکے بیٹھ جائے۔

قطعۂ جنّت میں نماز زائر کے لئے مستحب یہ ہے کہ قبر و منبر رسول کے درمیان جو قطعہ جنت ہے اس میں نماز پڑھے اگر بطور تبرک منبر پر ہاتھ پھیرنا چاہے تو پھیر لے مسجد قبا میں نماز پڑھنا بھی مستحب ہے اور شہدائے احد کی قبروں پر جاکر ان کی زیارت کرنا بھی۔ وہاں خوب دعائیں مانگے، پھر جب مدینہ چھوڑنا چاہے تو مسجد نبوی میں آکر قبر کی طرف بڑھ کر رحمت عالم صلعم کو پہلے کی طرح سلام کرے اور آپ سے رخصت ہو اور حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کو بھی سلام کرے پھر یہ دُعا مانگے: اے اللہ یہ میرا اپنے نبی کی قبر کی زیارت کے لئے سب سے پچھلا زمانہ نہ کر (بار بار یہاں لا) اور مجھے آپ کی محبت و سنت پر قائم رکھ کر اپنے پاس بلا۔ آمین اے سب سے زیادہ رحم فرمانے والے آمین۔

چھٹا باب

آداب

فصل الابتداء بالسلام سنّة و ردهٗ آكد من ابتدائه وهو مخير فی صفته اما ان یدخل الالف واللام فیقول السلام علیکم ورحمة الله وبرکاتهٗ او یحذفهما فیقول سلام علیکم ورحمة الله وبرکاتهٗ ولا یزید علی ذٰلك وقد روی فی ذٰلك حدیث وهو ما روی عن عمران ابن الحصین رضی الله تعالیٰ عنهما انهٗ قال جاء رجل اعرابی الی النبی صلی الله علیه وسلم فقال السلام علیکم فرد علیه ثم جلس فقال النبی صلی الله علیه وسلم عشرًا ثم جاء آخر فقال السلام علیکم ورحمة الله وبرکاتهٗ

ملاقات کے وقت سلام کرنا سلام کی پہل کرنا سنّت ہے اور سلام کا جواب دینا سلام کی ابتدا سے زیادہ ضروری ہے سلام کرنے والے کو اختیار ہے خواہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہے یا سلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہے اس میں کچھ اور نہ بڑھائے، اس سلسلہ میں ایک حدیث بھی آتی ہے۔ عمران بن حصین کا بیان ہے کہ نبی صلعم کے پاس ایک دیہاتی آکر کہتا ہے السلام علیکم آپ اسے سلام کا جواب دے دیتے ہیں پھر وہ بیٹھ جاتا ہے آپ فرماتے ہیں: تو نے دس نیکیاں کمالیں پھر دوسرا دیہاتی آکر کہتا ہے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، آپ اسے بھی سلام کا جواب دے دیتے ہیں اور وہ بیٹھ جاتا ہے، آپ نے فرمایا تو نے بیس نیکیاں کمالیں۔ سنت یہ ہے کہ چلنے والا بیٹھے ہوئے کو اور سوار چلتے ہوئے کو اور بیٹھے ہوئے کو سلام کرے۔

فرد عليه فجلس فقال النبي صلى الله عليه وسلم
ثلثون اي ثلثون حسنة والسنة ان يسلم الماشي
على الجالس والراكب على الماشي والجالس وسلام
الواحد من الجماعة على غيرهم يجزي وكذلك
رد الواحد من الجماعة يجزي عنهم ولا يجوز
البدآئة بالسلام على المشرك فان بدء مشرك
رد عليه بان يقول وعليك واما رده على المسلم
بان يقول وعليكم السلام كما قال وان زاد على
قوله والبركات كان اولى وان قال مسلم لمسلم
سلام لم يجبه ويعرفه انه ليس بتحية الاسلام
لانه ليس بكلام تام ويستحب للنساء السلام
لبعضهن على بعض واما سلام الرجل على المراة
الشابة فمكروه وان كانت برزة فلا حرج
واما السلام على الصبيان فمستحب لان فيه
تعليم الادب لهم وكذلك يستحب لمن قام
من المجلس ان يسلم على اهله وكذلك يسلم
عليهم اذا عاد اليهم وكذلك ان حال
بينه وبينهم حائل مثل الباب والحائط و
كذلك اذا سلم على رجل ثم التقاه ثانيا
سلم عليه ولا يسلم على المتلبسين بالمعاصي
كمن اجتاز على قوم يلعبون بالشطرنج والنرد
ويشربون الخمر ويلعبون بالجوز والقمار وان
سلموا عليه رد الا ان يغلب على ظنه انزجارهم
عن معاصيهم بترك الرد عليهم فاذا
لا يرد ولا يهجر المسلم اخاه فوق الثلاث

اگر جماعت کا ایک آدمی دوسری جماعت کو سلام کرلے تو سب کی طرف
سے کافی ہے اسی طرح اگر جماعت کا ایک آدمی جواب دے دے تو
سب کی طرف سے کافی ہے۔ مسلمان مشرک پر سلام کی ابتدا نہ کرے لیکن
اگر مشرک مسلمان کو سلام کرے تو مسلمان اسے وعلیک کہہ کر جواب
دیدے ہاں مسلمان مسلمان کو وعلیکم السلام کہہ کر جواب دے جیسے سلام
کرنے والے نے السلام علیکم کہا تھا اگر جواب میں والبرکات بڑھا دے تو
اچھا ہے اگر مسلمان مسلمان کو دیکھ کر فقط سلام کہے تو اسے جواب نہ دیا
جائے اور اسے بتا دیا جائے کہ اسلام میں السلام علیکم ہے فقط سلام
نہیں ہے کیونکہ یہ پورا جملہ نہیں خواتین کو بھی آپس میں سلام کرنا مستحب
ہے لیکن مرد کا جوان عورت کو سلام کرنا مکروہ ہے تاہم اگر وہ بے پردہ
ہے تو کوئی حرج نہیں۔ بچوں کو سلام کرنا بھی مستحب ہے کیونکہ سلام میں
بچوں کے لئے ادب کی تعلیم ہے اسی طرح یہ مستحب ہے کہ مجلس سے جانے
والا اہل مجلس کو سلام کرے اسی طرح جب کوئی مجلس میں آئے تو
اہل مجلس کو سلام کرے اگر کوئی مجلس سے آڑ میں ہو جائے خواہ دیوار
یا دروازے یا پردے وغیرہ کی آڑ ہو پھر وہ آڑ دور ہو جائے تو سلام
کرے اسی طرح اگر ایک بار کسی کو سلام کر لیا ہو پھر اس سے دوسری
بار ملاقات ہو تو پھر اسے سلام کرے۔ فاسق و فاجر کو سلام نہ کیا جائے
مثلاً ایسے لوگوں کے پاس سے گزر ہو جو شطرنج یا نرد سے کھیل رہے
ہوں یا شراب پی رہے ہوں یا اخروٹوں سے یا کسی اور طریقہ سے
جوا کھیل رہے ہوں تو انہیں سلام نہ کیا جائے اگر فاسق سلام کریں
تو جواب دیدے لیکن اگر اس بات کا غالب گمان ہو کہ میرے جواب
نہ دینے سے وہ ان گناہوں سے باز آ جائیں گے تو جواب نہ دے۔
مسلمان مسلمان کو تین دن سے زیادہ نہ چھوڑے ہاں بدعتی، گمراہ
اور گناہوں میں لتھڑے ہوؤں کو ہمیشہ کے لئے چھوڑنا مستحب ہے
سلام کرنے سے چھوڑنا جاتا رہتا ہے اور چھوڑنے کے گناہ سے

الا ان یکون من اھل البدع والضلال والمعاصی فیستحب استدامۃ الھجرۃ لھم وبالسلام یتخلص من اثم الھجرۃ للمسلم ولیستحب للمسلم المصافحۃ لاخیہ المسلم ولا ینزع یدہ حتی ینزع الآخر یدہ اذا کان ھو المبتدی وان تعانقا وقبل احدھما راس الآخر ویدہ علی وجہ التبرک والتدین جاز واما تقبیل الفم فمکروہ

فصل ویستحب القیام للامام العادل والوالدین واھل الدین والورع واکرم الناس واصل ذلک ما روی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارسل الی سعد رضی اللہ عنہ فی شان اھل قریظۃ فجاء علی حمار اقمر فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قوموا الی سیدکم وقد روت عائشۃ رضی اللہ عنھا انھا قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا دخل علی فاطمۃ رضی اللہ تعالی عنھا قامت الیہ فاخذت بیدہ وقبلتہ واجلستہ فی مجلسھا واذا دخلت علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم قام الیھا واخذ بیدھا وقبلھا واجلسھا فی مجلسہ و قد روی عنہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال اذا جاءکم کریم قوم فاکرموہ ولان ذلک یغرس المحبۃ والود فی القلوب فاستحب لاھل الخیر والصلاح کالشھادات لھم ویکرہ لاھل المعاصی والفجور ومن الادب ان یخمر العاطس وجھہ ویخفض صوتہ ویحمد اللہ عزوجل الی قولہ رب العلمین رافعا بھا صوتہ

نجات مل جاتی ہے۔

مصافحہ | مسلمان کا مسلمان سے ملاقات کے وقت مصافحہ کرنا مستحب ہے ادب یہ ہے کہ دوسرے کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ نہ کھینچا جائے جب تک دوسرا خود ہی ہاتھ نہ کھینچ لے بشرطیکہ اس نے سلام میں پہل کی ہو۔

معانقہ | اگر دو مسلمان گلے ملیں اور تبرک کے طور پر متقی خیال کرکے ایک دوسرے کا سر یا ہاتھ چوم لے تو جائز ہے لیکن چہرے کا چومنا مکروہ ہے۔

تعظیم کے لئے کھڑا ہونا | عادل بادشاہوں اور حکام کے لئے، ماں باپ کے لئے، دینداروں اور پارساؤں کے لئے تعظیم کے لئے کھڑا ہونا مستحب ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ صلعم نے حضرت سعد بن معاذ کو قرظی یہودیوں کے فیصلہ کے لئے بلوایا اور وہ آپ کے پاس ایک سفید گدھے پر سوار ہو کر آئے تو رسول اللہ صلعم نے فرمایا کھڑے ہو کر اپنے سردار کے استقبال کے لئے جاؤ۔ حضرت صدیقہ کا بیان ہے کہ جب رسول اللہ صلعم حضرت فاطمہؓ کے پاس جاتے تو آپ کھڑے ہو کر سرور عالم صلعم کے استقبال کے لئے آگے بڑھتیں اور آپ کا دست مبارک لے کر چومتیں اور اپنی جگہ پر آپ کو بٹھا دیتیں اور جب حضرت فاطمہ بارگاہ نبوی میں حاضر ہوتیں تو آپ ان کی طرف بڑھتے اور ان کا ہاتھ لے کر چوم لیتے۔ اور اُن کو اپنی جگہ پر بٹھا دیتے۔ نبی صلعم سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا: اگر کسی قوم کا معزز شخص تمہارے پاس آئے تو اس کی عزت کرو کیونکہ اس سے دلوں میں محبت والفت کی جڑیں پھیلتی ہیں اس لئے ارباب خیر و صلاح کی تعظیم کے لئے چند قدم آگے بڑھ کر ان کا استقبال کرنا اور انہیں تحائف دینا مستحب ہے البتہ فساق و فجار کے لئے ایسا کرنا مکروہ ہے۔

چھینکنے کے آداب | چھینکنے کا ادب یہ ہے کہ چھینکنے والا اپنے منہ کو ہاتھ وغیرہ سے ڈھانپ لے اور آواز پست رکھے اور بلند آواز

لانہ روی فی بعض الاخبار عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم انہ قال ان العبد اذا قال الحمد للّٰہ قال الملک رب العلمین فاذا قال رب العالمین لعد قال الملک یرحمک ربک ولا یلتفت یمینا ولیسارًا فاذا قال ذٰلک استحب لمن سمعہ ان یشمتہ بان یقول لہ یرحمک اللّٰہ ویرد علیہ فیقول یھدیکم اللّٰہ ویصلح بالکم وان قال یغفر اللّٰہ لکم جاز عن الاول فان زاد العاطس علی ثلاث مرات سقط التشمیت لان ذٰلک ریح وزکام کذا جآء فی الاثر وھی ما روی عن سلمۃ بن الاکوع رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ انہ قال قال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم یشمت العاطس ثلاثا فان زاد علی ذٰلک فھو مزکوم واذا تثاوب احدکم غطی فمہ بیدہ او بکمہ قال صلی اللّٰہ علیہ وسلم اذا تثاوب احدکم فلیمسک علی فمہ فان الشیطان یدخل وعن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان اللّٰہ تعالٰی یحب العطاس ویکرہ التثاوب فاذا تثاوب احدکم فلیردہ ما استطاع ولا یقول ھاہ ھاہ فانّ ذٰلک من الشیطان یضحک منہ ویجوز للرجل تشمیت المراۃ البرزۃ العجوزۃ ویکرہ للشابۃ الخفرۃ فاما الصبی فتسمیتہ ان یقال لہ بورک فیک او جزاک اللّٰہ تعالٰی او خیرک اللّٰہ تعالٰی۔

فصل فی العشر الخصال التی فی الفطرۃ

سے الحمد للّٰہ رب العالمین کہے کیونکہ نبی صلعم نے فرمایا: جب بندہ الحمد للّٰہ کہتا ہے تو فرشتہ رب العالمین کہتا ہے اور جب بندہ الحمد للّٰہ کے بعد رب العالمین کہتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے یرحمک ربک یعنی تیرا رب تجھ پر رحم فرمائے چھینکتے وقت دائیں بائیں منہ نہ پھیرے پھر اگر چھینکنے والا اس کے جواب میں یرحمک اللّٰہ کہے اور چھینکنے والا یرحمک اللّٰہ کہنے والے کو یھدیکم اللّٰہ ویصلح بالکم سے جواب دے یعنی اللّٰہ تعالٰی تم کو ہدایت پر قائم رکھے اور تمہارا حال سنوار دے۔ اگر چھینکنے والا یغفر اللّٰہ لکم (اللّٰہ تمہارے گناہ معاف فرمادے) کہدے تو یہ بھی جائز ہے اگر تین چھینکوں سے زیادہ چھینکیں آئیں تو جواب ساقط ہو جاتا ہے کیونکہ کثرت سے چھینکیں زکام و ریاح کی وجہ سے آیا کرتی ہیں جیسا کہ سلمہ بن اکوع والی حدیث میں ہے کہ نبی صلعم نے فرمایا چھینکنے والے کو تین بار جواب دیا جائے اگر تین چھینکوں سے زیادہ چھینکیں آئیں تو چھینکنے والا زکام میں مبتلا ہے۔

جمائی کے آداب جب تم میں سے کسی کو جمائی آئے تو وہ اپنا ہاتھ اپنے منہ پر رکھ لے یا آستین سے منہ ڈھانپ لے۔ رسول اللّٰہ صلعم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی جمائی لے تو اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لے کیونکہ شیطان اس کے منہ میں گھس آتا ہے اسی طرح حضرت ابو ہریرہؓ کا بیان ہے کہ رسول اللّٰہ صلعم نے فرمایا: حق تعالٰی چھینک کو پسند فرماتا ہے اور جمائی کو ناپسند، لہٰذا اگر کسی کو جمائی آئے تو مقدور بھر اسے روکنے کی کوشش کرے اور ھا ھا نہ کرے کیونکہ یہ ایک شیطانی شے ہے اور شیطان اس سے ہنستا ہے۔ مرد بے پردہ عورت کو اور بڑھیا کو چھینک کا جواب دے سکتا ہے البتہ پردہ نشین جوان عورت کو جواب دینا مکروہ ہے بچہ کی چھینک کے جواب میں یہ کہا جائے بورک فیک، یا جزاک اللّٰہ تعالٰی یا خیرک اللّٰہ تعالٰی، یعنی اللّٰہ تعالٰی تجھے برکت دے یا جزائے خیر دے یا خیر و سعادت عطا فرمائے۔

دس پیدائشی عادتیں پانچ پیدائشی عادتوں کا تعلق سر سے ہے

خمس منها فی الراس وخمسة فی الجسد فالتی فی الراس المضمضة والاستنشاق والسواك وقص الشارب واعفاء اللحية والتی فی الجسد حلق العانة ونتف الابط وتقليم الاظفار والاستنجاء بالماء والختان والاصل فی قص الشارب ماروی عن النبی صلی الله عليه وسلم ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنهما انهٗ قال احفوا الشارب واعفوا اللحية وفی حديث ابی هريرة رضی الله تعالیٰ عنهٗ قصوا الشارب واعفوا اللحی وكلا اللفظين واحدة ومعناهما قصه من اصول الشعر بالمقراض واستيصاله به واما حلقهٗ بالموسیٰ فمكروه لماروی عبد الله بن عمر رضی الله تعالیٰ عنهما انهٗ قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم ليس منا من حلق الشارب ولان فی ذلك مثلة وذهابا لماء الوجه وجماله وفی بقاء اصول الشعر زينة وجمال وقد روی عن الصحابة رضی الله عنهم انهم كانوا يجزون شواربهم واما اعفاء اللحية فهو توفيرها وتكثيرها ومنه قوله تعالیٰ حتی عفوا ای كثروا وقد روی ان اباهريرة رضی الله تعالیٰ عنهٗ كان يقبض علی لحيته فما فضل عن لحيته جزه وكان عمر رضی الله تعالیٰ عنه يقول خذ واما تحت القبضة۔

فصل والاصل فی حلق العانة ونتف الابط

اور پانچ کا جسم سے اول الذکر یہ ہیں:۔ غرغرہ کرنا، ناک میں پانی چڑھا کر اسے سنکنا، مسواک کرنا، مونچھیں کاٹنا اور ڈاڑھی بڑھانا اور ثانی الذکر یہ ہیں:۔ زیر ناف کے بال مونڈنا، بغل کے بال اکھاڑنا، ناخن کاٹنا، پانی سے استنجا کرنا اور ختنہ کرانا۔

مونچھیں کاٹنے کی دلیل حدیث ابن عمرؓ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مونچھ صاف کرو اور ڈاڑھی بڑھاؤ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہے مونچھ کالٹو اور ڈاڑھیاں بڑھاؤ۔ دونوں لفظ ہم معنی ہیں جن کا مطلب یہ ہے کہ مونچھیں جڑ سے کاٹ دی جائیں اور قینچی سے ان کا قلع قمع کر دیا جائے، مونچھوں کو اُسترے سے مونڈنا مکروہ ہے کیونکہ حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا مونچھیں منڈوانے والا ہم میں سے نہیں۔

علاوہ ازیں مونچھوں کو منڈوانے سے اصلی خلقت میں تغیّر پیدا ہو جاتا ہے اور چہرے کی بشاشت اور اس کی رونق اور حسن و جمال جاتا رہتا ہے اور بالوں کی جڑوں کو باقی رکھنے سے زیب و زینت اور حسن و جمال باقی رہتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم اجمعین سے منقول ہے کہ وہ اپنی مونچھیں کاٹا کرتے تھے

اعفاء لحیہ سے ڈاڑھی کا بڑھانا اور اس کی کثرت مراد ہے اسی معنی میں قرآن پاک میں حتیٰ عفوا (یعنی حتیٰ کہ وہ بہت ہو گئے) ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ آپ اپنی ڈاڑھی مٹھی میں لے کر مٹھی سے باہر والی ڈاڑھی کو کاٹ لیا کرتے تھے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے مٹھی سے باہر والی ڈاڑھی کاٹو۔

زیر ناف کے بال مونڈنا اس کی دلیل انس بن مالک رضؓ والی حدیث

وتقليم الاظفار ما روى عن انس ابن مالك رضى الله تعالىٰ عنهما انه قال وقت لنا رسول الله صلى الله عليه وسلم اربعين ليلة لا نجاوزها قص الشارب وقص الاظفار ونتف الابط وحلق العانة قال بعض اصحابنا هذا فى حق المسافر واما المقيم فلا يستحب له ان يزيد ذلك على عشرين يوما واختلف الرواية عن الامام احمد فى تصحيح هذا الحديث فروى عنه انكاره وروى عنه الاحتجاج به فى التوقيت بهذا المقدار فاذا ثبت استحباب ذلك فهو مخير بين التنوير بالنورة وبين حلقه بالموسىٰ فقد روى عن الامام احمد رضى الله تعالىٰ عنه انه يتنور وكذلك روى منصور بن حبيب بن ابى ثابت رضى الله عنه عن النبى صلى الله عليه وسلم انه طلى له ابوبكر رضى الله تعالىٰ عنه وتولىٰ عانته بيده وروى عن انس رضى الله تعالىٰ عنه بخلافه فقال لم يتنور رسول الله صلى الله عليه وسلم قط وكان اذا كثر عليه الشعر حلقه فاذا ثبت هذا فيجوز ان يتولىٰ ذلك غيره اذا لم يحسن هو فى ما سوى العانة من الفخذ والساق فاذا بلغ العانة تولاها هو بنفسه والاصل فى ذلك ما روى عن ام سلمة رضى الله تعالىٰ عنها ان النبى صلى الله عليه وسلم كان اذا بلغ عانته نورها بنفسه وفى بعض الالفاظ اذا بلغ مراقه واخذ احمد بن حنبل رضى الله عنه

ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لیے چالیس دن کی مدت مقرر فرمائی اس مدت کے اندر اندر مونچھیں کاٹنا، ناخن کاٹنا، بغل کے بال اکھاڑنا اور زیر ناف کے بال مونڈنا ضروری ہیں اور اس سے تجاوز کرنا جائز نہیں، ہمارے بعض اصحاب فرماتے ہیں کہ یہ مدت مسافر کے حق میں ہے۔ لیکن جو وطن میں مقیم ہو وہ بیس دن سے آگے نہ بڑھے اس میں اختلاف ہے کہ اس حدیث کی تصحیح امام احمدؒ نے فرمائی یا نہیں آپ سے اس کا انکار منقول ہے اور معینہ مقدار کے سلسلہ میں استدلال بھی منقول ہے لہٰذا جب ان امور کا استحباب ثابت ثابت ہے تو چونے وغیرہ سے بال اڑانے میں اور استرے سے مونڈنے میں اختیار ہے امام احمدؒ سے منقول ہے کہ آپ اس مقصد کے لئے چونا استعمال فرمایا کرتے تھے، اسی طرح منصور بن حبیب بن ابی ثابت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کے چونے کا طلا لگایا اور زیر ناف آپ نے خود اپنے ہاتھ سے چونے کا طلا کیا لیکن حضرت انسؓ سے اس کے خلاف روایت ہے آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلعم نے کبھی چونے کا طلا نہیں کیا جب آپ کے بالوں کی کثرت ہو جایا کرتی تھی تو آپ مونڈ لیا کرتے تھے اگر چونے والی حدیث صحیح ہو تو جائز ہے کہ علاوہ زیر ناف وغیرہ کے کوئی دوسرا شخص چونے کا طلا کر دے بشرطیکہ کوئی خود طلا کرنے کا طریقہ نہ جانتا ہو لیکن پردے والے مقامات پر خود اپنے ہاتھ سے طلا کرے، اس مسئلہ کی دلیل ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا والی حدیث ہے کہ رحمت عالم صلعم زیر ناف طلا خود اپنے ہاتھ ہی سے کیا کرتے تھے۔

اس حدیث کے ایک لفظ میں ہے آپ پیٹ پر طلا اپنے ہاتھ سے لگایا کرتے تھے امام احمدؒ نے اسی حدیث سے بال اڑانے کے لئے چونے کا استعمال جائز قرار دیا ہے۔ ابو العباس نسائی فرماتے

بہذا قال ابو العباس النساء تحی لنورنا ابا عبد اللہ فلما بلغ عانتہ نورھا بنفسہ فاذا ثبت ھذا وانہ یجوز ازالۃ ھذا الشعور من العانۃ والفخذین والساقین بالنورۃ فیجوز ایضاً بالموسیٰ لانہ احد مایزال بہ کالنورۃ ویؤید ھذا القیاس حدیث انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ لم یتنور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قط وکان اذا کثر علیہ الشعر حلقہ ولا یقال ان الحلق والتنویر انما ورد فی العانۃ خاصۃ لما تقدم من حدیث ام سلمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا بلغ عانتہ نورھا بنفسہ فدل علی انہ کان تولی غیر العانۃ فی ازالۃ الشعر لغیرہ ولیس ذالک الا الفخذ والساق وان ذکر فی ذٰلک حدیث فی المنع فھو محمول علی ان من اراد بذٰلک التزیین لرغبۃ الرجال فیہ من العلوق والمتشبھین بالنساء من المخانیث وغیرھم واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

فصل ویکرہ نتف الشیب لماروی عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم قال ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نھی عن نتف الشیب وقال انہ نور الاسلام وفی لفظ اخر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تنتفوا الشیب مامن مسلم الیس شیبۃ فی الاسلام الا کانت لہ نوراً یوم القیمۃ و۔

ہیں: ہم نے ابو عبد اللہ کے چونے کا طلا لگایا لیکن آپ نے زیر ناف خود اپنے ہاتھ سے طلا لگایا۔ جب یہ ثابت ہو گیا کہ زیر ناف کے، رانوں کے اوپر پنڈلیوں کے بال چونے سے اڑانے درست ہیں تو انہیں استرے سے مونڈنا بھی درست ہے کیونکہ کیونکہ چونے کی طرح استرا بھی صاف کر دیتا ہے اس کی تائید انسؓ بن مالک والی حدیث (کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی چونا استعمال نہیں کیا اور جب آپ کے بال بڑھ جاتے تو آپ انہیں مونڈ لیا کرتے تھے) سے بھی ہو جاتی ہے یہ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ مونڈنا اور چونا استعمال کرنا زیر ناف کے بالوں کے لئے خصوصی طور پر آیا ہے کیونکہ ام سلمیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا والی حدیث میں گزر چکا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم زیر ناف خود اپنے ہاتھ سے طلا لگایا کرتے تھے۔ معلوم ہوا کہ زیر ناف کے طلا کے علاوہ دوسروں سے لگوایا کرتے تھے۔ ظاہر ہے کہ دوسرے مقامات رانیں اور ٹانگیں ہی ہیں اگر رانوں اور پنڈلیوں کے بال صاف کرنے کی ممانعت کے بارے میں ممانعت والی حدیث بیان کی جائے تو ممانعت کی حدیث ان لوگوں پر محمول ہو گی جو بالوں کی صفائی سے عورتوں کی طرح زینت کرنا چاہتے ہوں کہ مرد ان کی طرف مائل ہوں جیسے مخنث اور ہیجڑے کیا کرتے ہیں۔

سفید بال اکھاڑنے کی کراہت سفید بالوں کا اکھاڑنا مکروہ ہے کیونکہ عمرو بن شعیب والی حدیث میں ہے کہ نبی صلعم نے سفید بال اکھاڑنے سے منع فرمایا اور فرمایا کہ یہ اسلام کا نور ہے ایک ایک دوسرے لفظ میں ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ سفید بال نہ اکھاڑو، جس مسلمان کے حالت اسلام میں سفید بال اُگ آئیں وہ قیامت کے دن اس کے لئے نور کا کام دیں گے۔ اور یحییٰ والی حدیث میں ہے کہ حق تعالےٰ ہر سفید بال کے

فی حدیث یحیی الاکتب اللہ تعالیٰ لہ بہا حسنۃ وحط عنہ خطیئۃ وقد روی فی بعض التفاسیر فی قولہ عزوجل "وجاء کم النذیر" انہ ھو الشیب فیکف یجوز ازالۃ النذیر بالموت والمذکر بہ الناھی عن الشھوات واللذات والکاف عنھا المحث علی الناھب والتجھیز للاخرۃ وعمارۃ دار البقاء ومع ذلک یکون مقاوما للقدر کارھا لفعل اللہ تعالیٰ بہ وغیر راض بقضائہ عزوجل موثرا للشباب والطراوۃ والبقاء علی حداثۃ السن زاھدا فی الوقار والحرمۃ والتقمص بنور الاسلام وخلقۃ ابراھیم خلیل الرحمٰن لانہ روی فی بعض الکتب انہ اول من شاب فی الاسلام ابراھیم النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام وروی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال ان اللہ لیستحیی من ذی الشیبۃ یعنی من عذابہ۔

فصل

ویستحب تقلیم الاظفار یوم الجمعۃ فیکون مخالفا لما یکون الترتیب لما روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم من قص اظفارہ مخالفا لم یر فی عینیہ رمدا وفی حدیث حسین بن عبدالرحمٰن عن ابیہ من قص اظفارہ یوم الجمعۃ دخل فیہ شفاء وخرج منہ داء وقد روی ھذہ الفضیلۃ والاستحباب فی ذلک یوم الخمیس بعد العصر ومعنی المخالفۃ ان یبدا بالخنصر من الیمنی ثم بالوسطی ثم بالابھام ثم بالبنصر ثم السبابۃ ومن الیسری ان یبدا بالابھام ثم الوسطی ثم

بدلہ ایک نیکی لکھ لیتا ہے، اور ایک برائی مٹا دیتا ہے۔ بعض تفسیروں میں آیت (وجاء کم النذیر اور تمہارے پاس ڈرانے والا آگیا) ہے کہ نذیر سے مراد سفید بال ہیں۔

لہٰذا جو موت سے ڈرانے والے موت کو یاد دلانے والے، خواہشوں اور لذتوں سے باز رکھنے والے آخرت کی تیاری پر ابھارنے والے اور دائمی گھر کے آباد کرنے کا شوق دلانے والے ہوں ان کا اکھاڑنا اور زائل کرنا کیسے جائز ہو سکتا ہے علاوہ ازیں سفید بالوں کا اکھاڑنا تقدیر کا مقابلہ کرنا، اللہ کے ایک فعل کو برا سمجھنا اور اللہ کے فیصلہ پر راضی نہ ہونا ہے اور جوانی، شادابی اور بقاء کو نوجوانی وغیرہ پر ترجیح دینا ہے بردباری اور بزرگی سے کترانا ہے سفید بال، نور اسلام کا کرتہ ہیں اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی نیابت یاد دلاتے ہیں کیونکہ بعض کتابوں میں لکھا ہوا ہے کہ اسلام میں سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر سفیدی آئی ایک حدیث میں ہے کہ نبی صلعم نے فرمایا کہ اللہ سفید بالوں والے سے شرماتا ہے یعنی اسے عذاب دینے سے شرماتا ہے۔

جمعہ کے دن ناخن کاٹنا

جمعہ کے دن خلاف ترتیب ناخن کاٹنے مستحب ہیں کیونکہ ایک حدیث میں ہے کہ نبی صلعم نے فرمایا: جس نے خلاف ترتیب ناخون کاٹے اسے آشوب چشم کی شکایت نہ ہو گی۔ حدیث حمید بن عبدالرحمٰن از عبدالرحمٰن میں ہے جو جمعہ کے دن اپنے ناخن کاٹے اس میں شفا گھس جائے گی اور بیماری نکل جائے گی۔ ناخون کاٹنے کے سلسلہ میں یہی فضیلت جمعرات کے دن عصر کے بعد بھی آئی ہے

خلاف ترتیب کا مطلب

خلاف ترتیب کا یہ مطلب ہے کہ پہلے دائیں ہاتھ کی سب سے چھوٹی انگلی کا ناخون کاٹے پھر بیچ والی انگلی کا، پھر انگوٹھے کا، پھر چھوٹی انگلی کے پاس والی انگلی کا پھر انگشت شہادت کا، پھر بائیں ہاتھ کے انگوٹھے کا، پھر درمیانی

الخنصر ثم السبابة ثم البنصر هكذا فسّره عبد الله ابن بطة عن اصحابنا رحمه الله وروى وكيع عن عائشة رضى الله تعالى عنهما انها قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا عائشة اذا انت قلمت اظفارك فابدئى بالوسطى ثم بالخنصر ثم بالابهام ثم بالبنصر ثم السبابة فان ذلك يورث الغناء وينبغى ان يكون التقليم بالمقص او السكين ويكره ذلك بالاسنان و اذا قلم اظفاره يستحب له غسل البواجم و دفن الاظفار فى التراب وكذلك الشعور من الراس والبدن والدم من الحجامة والفصد لما روى عن النبى صلى الله عليه وسلم انه امر بدفن الدم والشعر والظفر۔

فصل واما حلق الراس فى غير الحج والعمرة والضرورة فمكروه فى احدى الروايتين عن الامام احمد رضى الله عنه عن النبى صلى الله عليه وسلم لما روى فى حديث ابو موسى وعليد بن عمر رضى الله عنهما عن النبى صلى الله عليه وسلم انه قال ليس منا من حلق وروى الدارقطنى فى الافراد عن جابر بن عبد الله رضى الله عنه عن النبى صلى الله عليه وسلم قال لا توضع النواصى الا فى حج او عمرة ولان النبى صلى الله عليه وسلم ذم الخوارج وجعل سيماهم حلق الروس ولان عمر رضى الله عنه قال لصبيغ لو وجدتك محلوقا لضربت الذى فيه عيناك وعن ابن عباس رضى الله

انگلی کا، پھر سب سے چھوٹی انگلی کا پھر انگشتِ شہادت کا، پھر چھوٹی انگلی کے پاس والی انگلی کا، ہمارے اصحاب میں سے عبد اللہ بن بطہ نے خلاف ترتیب کی اسی طرح وضاحت فرمائی ہے۔

وکیع صدیقہ رضی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا عائشہ جب تم اپنے ناخن تراشنا چاہو تو درمیانی انگلی سے ابتدا کرو پھر سب سے چھوٹی انگلی کے کاٹو پھر انگوٹھے کے کاٹو پھر چھوٹی انگلی کے پاس والی انگلی کے کاٹو پھر انگشت شہادت کے کاٹو کیونکہ اس سے تونگری پیدا ہوتی ہے۔

ناخن، ناخن تراش یا چھری وغیرہ سے کاٹنے مناسب ہیں اور دانتوں سے تراشنے مکروہ ہیں۔ ناخن تراشنے کے بعد انگلیوں کے سروں کو دھونا اور ناخنوں کو مٹی میں دبانا مستحب ہے اسی طرح سر کے اور بدن کے بالوں کو اور سینگوں سے اور فصد سے نکلے ہوئے خون کو مٹی میں دبانا مستحب ہے کیونکہ ایک حدیث میں ہے کہ نبی صلعم نے خون، بال اور ناخنوں کو دفن کرنے کا حکم فرمایا ہے۔

سر منڈوانا علاوہ حج اور عمرہ کے اور کسی خاص ضرورت کے امام احمدؒ سے دو روایتوں میں سے ایک روایت کی رو سے بلاضرورت سر منڈوانا مکروہ ہے کیونکہ حدیث ابی موسیٰ اور حدیث عبیدؓ بن عمیر میں ہے کہ سرور عالم صلعم نے فرمایا وہ ہم سے نہیں جس نے سر منڈوایا اور افراد دار قطنی میں جابرؓ بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ نبی صلعم نے فرمایا: کہ حج اور عمرہ کے علاوہ بال نہ منڈوائے جائیں علاوہ ازیں نبی صلعم نے خارجیوں کی برائی کی اور ان کی سر منڈوانے کی نشانی بیان فرمائی اور حضرت عمر رضی نے صبیغ سے فرمایا اگر میں تجھے سر منڈوایا ہوا پاتا تو میں تیری گردن اڑا دیتا۔ نیز حضرت ابن عباس رضی نے فرمایا: جو شخص شہر میں سر منڈاتا ہے وہ شیطان کی مشابہت کے لائق ہے اور سر منڈوانے میں عجمیوں کی مشابہت بھی ہے اور رسول اللہ صلعم نے فرمایا: جس نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی وہ اسی میں سے ہے۔

عنهما انه قال الذى يحلق فى المصر خليق بالشيطان ولان فى ذالك تشبيها بالاعاجم وقد قال رسول الله صلى الله عليه وسلم "من تشبه بقوم فهو منهم" و اذا ثبت كراهية ماذكرنا جعل مكانه اخذ الشعر بالجلم وهو المقص كما كان يفعل احمد بن حنبل رضى الله تعالى عنه وان شاء استقصى فى ذالك فيقصه من اصله وان شاء اخذ اطراف الشعر والرواية الاخرى لا يكره ذالك لما روي ابوداؤد باسناده عن عبد الله بن جعفر رضى الله تعالى عنهما قال ان النبى صلى الله عليه وسلم ارسل الى ال جعفر بلالا ان يأتيهم ثم اتاهم فقال لا تبكوا على اخى بعد اليوم ثم قال صلى الله عليه وسلم ادعو الىّ بنى اخى فجيئ بنا كأنا افراخ فقال صلى الله عليه وسلم ادعو الى الحلاق فامره فحلق رؤسنا وقد روى ان النبى صلى الله عليه وسلم حلق راسه فى اخر عمره بعد ان كان شعره يضرب منكبيه وفى حديث على رضى الله عنه كان شعر رسول الله صلى الله عليه وسلم الى شحمتى اذنيه ولان الناس عصراً بعد عصر يحلقون لم يظهر عليهم نكير ولان فى ذالك مشقة وحرجا عفى عنه كما عفى عن سؤر الهرة وحشرات الارض۔

فصل ويكره القزع وهو ان يحلق بعض الشعر ويترك بعضه لما روى عن النبى صلى الله عليه وسلم انه نهى عن القزع واما حلق القفاء فمكروه الا فى الحجامة خاصة لان النبى صلى الله عليه وسلم

اب جب کہ مذکورہ بالا روایتوں سے سر منڈوانے کی کراہت ثابت ہو گئی تو بالوں کو موچنے سے اکھاڑ لے جیسا کہ حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کیا کرتے تھے، اور اگر چاہے تو باریک مشین سے ترشوالے، اور اگر چاہے تو موٹی مشین سے ترشوالے۔

دوسری روایت کی رو سے سر منڈوانا مکروہ نہیں۔ کیونکہ عبداللہ بن جعفرؓ کا بیان ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بلالؓ کو آل جعفر کے پاس بھیجا کہ ان سے جا کر کہو کہ آج کے بعد میرے بھائی جعفر پر نہ رونا۔

پھر آپؐ نے فرمایا میرے بھتیجوں کو میرے پاس لاؤ آخر کار ہمیں آپ کے پاس لایا گیا گویا ہم چوزے ہیں، پھر آپ نے فرمایا کہ نائی کو بلا لاؤ پھر نائی نے آپ کے حکم سے ہمارے سر مونڈ لئے (ابوداؤد)

منقول ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے آخری عمر میں اپنے بال منڈوائے جب کہ آپ کے بال کندھوں تک تھے۔ حدیث علیؓ میں ہے کہ رسول اللہ صلعم کے بال کانوں کی لو تک تھے علاوہ ازیں لوگ ہر زمانہ میں بال منڈواتے چلے آرہے ہیں اور کوئی عالم ان کے خلاف آواز نہیں اٹھاتا اور بال رکھنے میں تکلیف و حرج ہے اس لئے بال منڈوانے جائز ہیں جیسے بلی کے اور حشرات الارض کے جھوٹے پانی سے بچنے میں تکلیف و مشقت ہے اس لئے ان کا جھوٹا جائز ہے۔

صرف بیچ سر کے بال منڈوانے مکروہ ہیں | قزع مکروہ ہے

یعنی اگر سر کے کچھ بال منڈوا لئے جائیں اور کچھ چھوڑ دئے جائیں تو ایسا کرنا مکروہ ہے کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے قزع سے منع فرمایا۔

نهى عن حلق القفاء الا فى الحجامة لانه من فعل المجوس وكان ابو عبد الله احمد يحلقه فى الحجامة ولان ذلك حال الضرورة واما اتخاذ الجمة و فرق الشعر فسنة ماثورة روى ان النبى صلى الله عليه وسلم فرق و امر اصحابه رضى الله تعالى عنهم بالفرق وقد روى ذلك عن بضعة وعشرين من اصحاب النبى صلى الله عليه وسلم منهم ابو عبيدة وعمار وابن مسعود رضى الله تعالى عنهم۔

فصل ويكره التخذيف للرجال وهو ارسال الشعر الذى بين العذار و النزعتين الذى هو عادة العلويين ولا يكره ذلك للنساء لما روى ابو بكر الجلاد من اصحابنا باسناده عن على كرم الله تعالى وجهه انه كرهه وعن الوليد بن مسلم انه قال ادركت الناس و ما هو من زيهم و اما اخذ الشعر من الوجه بالمنقاش مكروه للرجال والنساء لان النبى صلى الله عليه وسلم لعن المتنمصات وهو اخذ الشعر من الوجه بالمنقاش ذكره ابو عبيدة واما المرأة فيكره لها حف جبينها بالزجاج والموسى والشعر الخارج على وجهها لما تقدم من النهى عن ذلك وقيل يجوز لها ذلك لزوجها خاصة اذا طلب منها ذلك وخافت ان لم تفعله اعرض عنها و وتزوج بغيرها فادى الى الفساد و المضرة بهما فيجوز لها ذلك لما فيه من المصلحة كما جوز لها التزين بالوان الثياب والتطيب بانواع

گردن کے بال منڈوانے مکروہ ہیں

گردن کے بال منڈوانے یا ترشوانے بھی مکروہ ہیں ہاں خاص طور سے اگر پچھنے لگوانے کے وقت گردن کے بال ترشوالئے جائیں تو خیر کیونکہ نبی صلعم نے پچھنوں کی جگہ کے علاوہ گردن کے بال منڈوانے سے منع فرمایا کیونکہ یہ مجوسیوں کا فعل ہے' ابو عبداللہ امام احمدؒ پچھنے لگواتے وقت گردن کے بال ترشوالیا کرتے تھے کیونکہ ایسا کرنا ضرورت کی وجہ سے جائز ہے۔ بال رکھنا اور مانگ نکالنا: بالوں کا رکھنا اور مانگ نکالنا سنت ہے خود نبی صلعم نے بال رکھے اور ان میں مانگ نکالی اور صحابہ کرامؓ کو مانگ نکالنے کا حکم فرمایا پورے سر پر بال رکھنے اور مانگ نکالنے کے بارے میں بیس سے کچھ اوپر صحابہ کرامؓ سے روایتیں آتی ہیں جن میں ابو عبیدہؓ، عمارؓ اور ابن مسعودؓ بھی شامل ہیں۔

رخساروں پر بال چھوڑنے کی کراہت

مردوں کے لئے تخذیف مکروہ ہے تخذیف رخساروں اور کنپٹیوں پر بال چھوڑنے کو کہتے ہیں جیسا کہ علویین کی عادت ہے یہ وہ فرقہ ہے جو اپنے کو حضرت علی کی طرف منسوب کرتا ہے لیکن تخذیف عورتوں کے لئے مکروہ نہیں کیونکہ ہمارے اصحاب میں سے ابوبکر جلاد اپنی سند سے حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے مردوں کے لئے انہیں مکروہ سمجھا عورتوں کے لئے نہیں۔ ولید بن مسلم سے منقول ہے کہ میں نے صحابہ کو پایا اور یہ ان کا طریقہ نہ تھا۔ چہرے سے موچنے سے بالوں کو نوچنا مرد و عورت دونوں کے لئے مکروہ ہے کیونکہ نبی صلعم نے چہرے سے بال نوچنے والیوں پر لعنت فرمائی ہے تنمّص موچنے سے بالوں کو نوچنے کو کہتے ہیں ابو عبیدہؒ نے اس کا یہی معنی لکھا ہے۔ عورت کو شیشے اور استرے سے پیشانی اور چہرے کے بال مونڈنے مکروہ ہیں کیونکہ اس کی ممانعت کی روایت اوپر گزر چکی۔ کہا جاتا ہے کہ عورت کو خاص طور سے اپنے شوہر کے لئے ایسا کرنا جائز ہے جب کہ شوہر اس سے اس قسم کی خواہش کا اظہار کرے اور اسے ڈر ہو کہ اگر اس کی خواہش پوری نہ کی جائے گی تو وہ اس سے ناراض ہو جائیگا اور دوسری عورت سے شادی کرے گا اور اس کا گھر برباد ہو جائے گا اور اسے نقصان پہنچے گا تو ان حالات میں عورت کو مصلحت کی وجہ سے چہرے کے

الطیب والتشوق لہ والملاعبۃ والممازحۃ ایاہ فعلیٰ ھذا یحمل لعن النبی صلی اللہ علیہ وسلم المتنمصات علی اللواتی اردن بذلک غیر ازواجھن للفجور بھن والمیل الیھن وتزویج انفسھن للزنا واللہ اعلم۔

فصل ویکرہ الخضاب بالسواد لماروی الحسن رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال فی قوم یغیرون البیاض بالسواد لیسود اللہ تعالیٰ وجوھھم یوم القیامۃ وفی حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال فیھم لا یریحون رائحۃ الجنۃ واما الاخبار التی رویت فی الخضاب بالسواد فانہ انس للزوجۃ ومکیدۃ للعدو فحصول لاجل الحرب وذکر الزوجۃ فیہ تبعًا لا فصلًا۔

فصل فاذا ثبت کراھیۃ السواد فالمستحب ان یخضب الراس بالحناء والکتم وقد خضب الامام احمد بن حنبل رحمہ اللہ علیہ راسہ ولہ ثلث وثلثون سنۃ فقال لہ عمہ عجلت فقال لہ ھذہ سنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وروی عن ابی ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ قال خیر ما غیر بہ الشیب الحناء والکتم واما اختضاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاختلف الناس فی ذلک فروی عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ماشاب الا یسیرًا ولکن ابابکر وعمر رضی اللہ

بال صاف کرنے جائز ہیں جیسے اسے شوہر کے لئے طرح طرح کے کپڑوں سے زینت کرنا، قسم قسم کی خوشبو لگانا، شوہر کے لئے بننا اور سنورنا اس کے ساتھ کھیلنا کودنا اور اس کے سامنے ناز و انداز کا اظہار کرنا جائز ہے رسول اللہ صلعم نے ان بال نوچنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے جو اس قسم کے بناؤ سنگھار سے اپنے شوہروں کے علاوہ دوسرے مردوں کو گناہ کی دعوت دینا چاہتی ہوں غیروں کا دل لبھانا چاہتی ہوں اور ان کے ساتھ منہ کالا کرنا چاہتی ہوں۔

خالص سیاہ خضاب مکروہ ہے | خالص سیاہ خضاب کرنا مکروہ ہے کیونکہ حسن کا بیان ہے کہ نبی صلعم نے ان لوگوں کے بارے میں جو سفیدی کو سیاہی سے بدلتے ہیں، فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان کے چہرے سیاہ فرما دے گا حدیث ابن عباسؓ میں ہے کہ نبی صلعم نے ایسے لوگوں کے بارے میں فرمایا کہ انہیں جنت کی خوشبو نصیب نہ ہوگی، مطلق سیاہ خضاب لگانے کے بارے میں جو حدیثیں آتی ہیں وہ بیوی کو خوش کرنے کے لئے اور دشمن پر اپنی جوانی ظاہر کرنے پر محمول کی جائیں گی اصل میں لڑائی کے لئے سیاہ خضاب جائز ہے اور بیوی کو خوش کرنے کے لئے بالتبع جائز ہے۔

کس قسم کا خضاب مستحب ہے؟ | اب جب کہ مطلق سیاہ خضاب کی کراہت ثابت ہو گئی تو مہندی اور وسمہ کا سیاہ خضاب لگانا مستحب ہے کیونکہ وہ مطلق سیاہ نہیں ہوتا۔ امام احمدؒ نے ۳۳ سال کی عمر میں خضاب لگایا اس پر آپ کے چچا جان نے آپ سے فرمایا کہ تم نے جلدی کی تو آپ نے انہیں جواب دیا کہ یہ رسول اللہ صلعم کی سنت ہے ابوذرؓ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا ان تمام چیزوں میں جن سے سفیدی بدلی جاتی ہے بہترین چیز مہندی اور وسمہ ہے۔

کیا رسول اللہ صلعم نے خضاب کیا؟ | اس میں علما کا اختلاف ہے حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ نبی صلعم کے تھوڑے سے بال سفید ہوئے تھے البتہ آپ کے بعد حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ نے مہندی اور وسمہ کا

تعالیٰ عنهما خضبا بعد لا بالحناء والکتم وروی ان ام سلمة رضی الله تعالیٰ عنها اخرجت للناس شعر رسول الله صلی الله علیه وسلم مخضوبًا بالحناء والکتم فدل حدیثها علی اثبات خضابه صلی الله علیه وسلم بذلك واما الخضاب بالورس والزعفران فظاهر کلام الامام احمد رضی الله تعالیٰ عنه فیه الجواز لما روی عن ابی مالك الاشعری رضی الله عنه انه قال کان خضابنا لرسول الله صلی الله علیه وسلم بالورس و الزعفران فاذا ثبت هذا فی شعر الراس فمثله فی اللحیة لعموم قوله صلی الله علیه وسلم غیروا الشیب ولا تشبهوا بالیهود وقوله صلی الله علیه وسلم فی حدیث ابی ذر رضی الله عنه خیر ما غیر به الشیب الحناء والکتم و وهو عام فی شعر الراس واللحیة وایضًا ان ابا بکر رضی الله عنه جاء بابیه ابی قحافة یوم فتح مکة الی النبی صلی الله علیه وسلم فقال النبی صلی الله علیه وسلم لو اقررت الشیخ فی بیته لاتیناه تکرمة لابی بکر فاسلم وراسه ولحیته کالثغامة البیضاء فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم غیروهما وجنبوه عن السواد وقال ابو عبیدة الثغامة نبت ابیض الزهر والثمر یشبه بیاض الشیب به وقال ابن الاعرابی هی شجرة تبیض کانها الثلج

فصل ویستحب ان یکتحل وترا لما روی

خضاب لگایا، منقول ہے کہ حضرت ام سلمہؓ نے رسول اللہ صلعم کے موئے مبارک نکال کر لوگوں کو دکھائے جو مہندی اور وسمہ سے رنگے ہوئے تھے ام سلمہؓ والی حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ نے بھی مہندی اور وسمہ کا خضاب لگایا۔

کیا ورس و زعفران کا خضاب بھی جائز ہے؟ اس قسم کے خضاب کا بظاہر امام احمدؒ کے کلام سے جواز ثابت ہوتا ہے کیونکہ ابو مالکؓ اشعری کا بیان ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ورس و زعفران کا خضاب لگایا کرتے تھے پھر جب یہ خضاب سر کے لئے جائز ہے تو ڈاڑھی کے لئے بھی جائز ہے کیونکہ حدیث رسول اللہ صلعم (سفیدی کو بدلو اور یہودیوں کی مشابہت اختیار نہ کرو، اور یہ قول کہ مہندی اور وسمہ سفیدی کو بدلنے کے لئے بہترین شے ہے) عام ہے جس میں سر اور ڈاڑھی دونوں داخل ہیں علاوہ ازیں فتح مکہ کے دن حضرت ابو بکرؓ اپنے والد ابو قحافہ کو نبی صلعم کے پاس لائے آپ نے حضرت ابو بکرؓ کی خاطر و مدارت کے لئے فرمایا: اگر تم اس بزرگ کو گھر ہی میں ٹھہراتے تو اچھا تھا ہم ہی ان کی ملاقات کو آجاتے پھر ابو قحافہ مشرف بہ اسلام ہوئے ان کے سر اور ڈاڑھی کے بال سفید بگلے کے پر کی طرح تھے، رحمت عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان کے سر اور ڈاڑھی کے بال خضاب سے بدل ڈالو مگر انہیں سیاہ خضاب سے بچانا۔

ابو عبیدہ: ثغامہ سفید پھولوں اور پھلوں والی ایک بوٹی ہے جس سے بڑھاپے کی سفیدی کو تشبیہ دی جاتی ہے۔

ابن اعرابی: یہ برف کی طرح ایک سفید درخت ہے۔

سرمہ لگانا طاق سلائی سے سرمہ لگانا مستحب ہے کیونکہ حضرت

انس بن مالك رضی الله عنه عن النبی صلی الله علیه وسلم انه کان یکتحل وترا واختلف الناس فی صفة الوتر فی ذلك فروی فی حدیث انس بن مالك رض قال انس رض ان النبی صلی الله علیه وسلم کان یکتحل ثلاثا فی الیمنیٰ ومیلین فی الیسریٰ و روی فی حدیث ابن عباس رض فی کل عین ثلاثًا۔

فصل ویدهن غبا وهو ان یفعل ذلك یوما ویترك یوما لما روی ابوهریرة رض ان النبی صلی الله علیه وسلم نهیٰ ان یترجل الرجل الا غبا والفضیلة فی ذلك ان یکون بدهن البنفسج لما روی ابوهریرة رض عن النبی صلی الله علیه وسلم ان فضل دهن البنفسج علی سائر الادهان کفضلی علی سائر الناس۔

فصل یستحب ان لا یتخلی الانسان بنفسه سفرا وحضرا عن سبعة اشیاء بعد تقوی الله تعالیٰ والثقة به وهی التنظیف والتزیین والمکحلة والمشط والسواك والمقص والمدراء وهی خشبة مدورة الراس ادنی من شبر یتخذها العرب والصوفیة ید زکون بها من الفسهم الاذی کالقمل وغیرها ویحکون بها الجسد ولیقتلون الدبیب حتیٰ لا یباشرون کل شئ بایدیهم والسابع قارورة الدهن لانه روی فی حدیث عائشة رض ان النبی صلی الله علیه وسلم ما کان یفوته ذلك حضرًا ولا سفرًا۔

فصل فیما یکره من الخصال یکره الصفیر

نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلعم طاق سلائی سے سرمہ لگایا کرتے تھے۔

اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے کہ طاق کا کیا مطلب ہے ؟ حضرت انس رضؓ فرماتے ہیں کہ نبی صلعم سیدھی آنکھ میں تین اور بائیں آنکھ میں دو سلائیاں لگایا کرتے تھے اور حضرت ابن عباسؓ کی حدیث میں ہے کہ ہر آنکھ میں تین تین سلائیاں لگایا کرتے تھے۔

ایک دن ناغہ کر کے بالوں میں تیل لگانا ایک دن ناغہ کر کے تیل لگانا مستحب ہے کیونکہ حضرت ابوہریرہ رضؓ کا بیان ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے روزانہ بالوں میں کنگھی کرنے سے منع فرمایا۔ الا یہ کہ ایک دن ناغہ کر کے کنگھی کی جائے، تیلوں میں افضل روغن بنفشہ ہے کیونکہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلعم نے فرمایا کہ تیلوں پر بنفشہ کے تیل کی اسی طرح فضیلت ہے جیسے مجھے تمام لوگوں پر فضیلت ہے۔

سفر و حضر میں کن سات باتوں کا خیال رکھنا مستحب ہے ؟

اللہ پر تقوے اور اس پر بھروسہ کے بعد انسان کے لئے مستحب ہے کہ وہ اپنی زندگی کے ہر لمحہ میں مندرجہ ذیل سات باتوں سے خالی نہ رہے (۱) پاک اور صاف اور بنا سنورا رہے (۲) سرمہ لگائے (۳) کنگھی کرے (۴) مسواک کرے (۵) موچنا یا قینچی رکھے (۶) مچھر بھگانے کا آلہ (مدراء) رکھے، مدراء ایک بالشت سے چھوٹی گول سر والی لکڑی ہوتی ہے جسے عرب و ارباب تصوف موذی جانوروں کو بھگانے کے لئے اپنے پاس رکھا کرتے ہیں اور اس سے بدن کو بھی کھجا لیتے ہیں اور رینگنے والے کیڑے مکوڑوں کو بھی مار ڈالتے ہیں تاکہ موذی چیزوں کو ہاتھوں سے براہ راست دفع نہ کریں (۷) اور تیل کی شیشی اپنے پاس رکھے کیونکہ حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے کہ نبی صلعم سے تیل کی شیشی حضر و سفر میں چھوٹتی نہ تھی۔

مکروہ عادتیں سیٹی بجانا، تالی بجانا اور نماز میں انگلیاں چٹخانا

والتصفیق وفرقعة الاصابع فی الصلوٰة ویکره تخریق
الثیاب فی حق المتواجد عند السماع ولا یعارض
فی ذالك الواجد ویکره الاکل علی الطریق ومد
الرجل بین جلسائه والاتکاء الذی یخرج به عن
مستوی الجلوس لانه تجبر واهوان بالجلساء
الا من العذر ویکره اطالة الثیاب ویکره مضغ
العلك لانه دناءة ویکره التشدق بالضحك و
القهقهة ورفع الصوت فی غیر حاجة وینبغی
ان یکون مشیه معتدلا لا لیسارع الی حد
یصدم الماشی ویتعب نفسه ولا یخطو بحیث
یورثه العجب ویکره فی البکاء التحیب والتعداد
الا ان یکون من خوف الله تعالی او الندم
علی ما فات من اوقاته ببطالاته او انکسار
قلبه عند عدم بلوغه الی درجة لحظها فیبکی
حسرة علیها ویکره ازالة درنه بحضرة
الناس ویکره الکلام فی المواضع المستقذرة
کالحمام والخلاء وما اشبه ذالك وکذلك لا
یسلم ولا یرد علی مسلم ویکره کشف راسه
بین الناس وما لیس لعورة مما جرت العادة
بستره ویحرم کشف العورة ویکره ان
یقسم بابیه او لغیر الله تعالی فی الجملة فان
حلف حلف بالله والا فلیصمت کذالك
جاء فی الاثر عن النبی صلی الله علیه وسلم۔

فصل فی الاستیذان ینبغی له اذا قصد
باب الشان ان یسلم فیقول السلام علیکم

مکروہ ہیں۔ حالت سماع میں بناوٹی وجد میں آنے والے کو کپڑے
پھاڑنے مکروہ ہیں لیکن جو واقعی صاحب وجد ہے اس کے لئے جائز
ہیں، راستہ میں مطلق کھانا بھی مکروہ ہے اسی طرح مجلس ندماء میں
پیر پھیلانا اور ٹیک لگا کر اس طرح بیٹھنا بھی مکروہ ہے کہ بیٹھا ہوا معلوم
نہ ہو کیونکہ اس میں اہل مجلس کی حقارت و اہانت ہے ہاں اگر عذر ہو
تو خیر۔ اسی طرح لمبا لباس پہننا مکروہ ہے اور گوند وغیرہ کا چبانا بھی
کہ یہ کمینگی ہے اور پورا منہ کھول کر ہنسنا بھی اور ٹھٹھا مار کر ہنسنا بھی
اور بلا ضرورت کے آواز بلند کرنا بھی۔ رفتار میں اعتدال مناسب ہے
اتنا تیز نہ چلے کہ راہ گیروں سے ٹکرا جائے اور خود کو مشقت میں ڈالدے
اور نہ اس طرح کی آہستہ آہستہ رفتار ہو کہ اس سے غرور ٹپکے۔
اسی طرح بلند آواز سے رونا اور ارمان کرکر کے رونا مکروہ ہے۔
ہاں اگر اللہ کے خوف سے یا عمر کے قیمتی اوقات لہو ولعب میں
ضائع ہو جانے سے یا اس پر حسرت افسوس کرنے کی وجہ سے
کہ میں صحیح معنی میں اپنے فرائض ادا نہ کر سکا، رونے میں آواز بلند ہو
جائے تو کوئی حرج نہیں۔ اسی طرح مجلس میں بدن سے میل چھڑانا
بھی مکروہ ہے اور گندے مقامات میں جیسے حمام یا پاخانہ وغیرہ
میں بات کرنا بھی مکروہ ہے اور سلام کرنا بھی اور سلام کا جواب
دینا بھی، لوگوں کے درمیان سر کا کھولنا اور غیر پردے والے بدن
کے ان حصوں کا کھولنا جن کو عام طور پر چھپایا جاتا ہے مکروہ ہے
اور شرمگاہ کو کھولنا حرام ہے اسی طرح اپنے باپ کی یا غیر اللہ کی
قسم کھانا مکروہ ہے اگر قسم کھائے تو اللہ ہی کی قسم کھائے ورنہ قسم
کھانے کی ضرورت ہی نہیں، خاموش رہے حدیثوں میں نبی صلعم سے
اسی طرح منقول ہے۔

گھر میں آنے کی اجازت حاصل کرنا اگر کوئی شخص کسی کے
دروازے پر جائے تو مناسب یہ ہے کہ اس سے اس طرح اجازت

ادخل لما روی ان رجلا من بنی عامر استاذن علی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو فی بیت
فقال الج فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لخادمہ
اخرج الی ھذا وعلم الاستیذان فقال لہ
قل السلام علیکم ادخل فسمعہ الرجل فقال
السلام علیکم ادخل فاذن لہ فدخل ولا یدبر
ظھرہ الی الباب ولا یبعد لانہ یمنعہ من
سماع الجواب کذلک ثلثا فان اجیب فیھا
والا انصرف الا ان یغلب علی ظنہ انہ لم
یسمع نداءہ لما بینھما من بعد او شغل کان لہ
ان یزید علی الثلث والاصل فی ذلک ما روی
ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ
علیہ وسلم انہ قال الاستیذان ثلث فان
اذن لک فادخل والا فارجع وسواء فی ذلک
الاجانب والاقارب المحرمات کالام وما شاکلھا
لان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لما سألہ رجل
ھل علیّ ان استاذن علی امی قال نعم قال انی
معھا فی البیت قال صلی اللہ علیہ وسلم استاذن
علیھا قال انی خادمھا قال استاذن علیھا اتحب
ان تراھا عریانۃ فاما زوجتہ وامتہ الجائز
لہ وطیھا فلیس علیہ الاستیذان فی حقھما
لان اکثر ما فی ذلک ان یصادف متکشفۃ
منبسطۃ وقد ابیح لہ النظر الی ابدانھن ولکن
یستحب لہ ان یحرک نعلہ اولا اذا دخل المنزل
لیعلم دخولہ نص علی ذلک الامام احمد فی

مانگے السلام علیکم، کیا میں اندر آسکتا ہوں؟ کیونکہ ایک عامری نے رسول اللہ
صلعم سے جب کہ آپ گھر میں تشریف فرما تھے آپ سے اندر آنے کی
ان الفاظ میں اجازت مانگی، کیا میں اندر آسکتا ہوں نبی صلعم نے اپنے
خادم سے فرمایا: اس کے پاس جاکر اسے اجازت مانگنے کا طریقہ سکھا
آؤ آخر کار خادم نے اس سے جاکر کہا: اس طرح اجازت مانگو السلام علیکم
کیا میں اندر آسکتا ہوں؟ پھر آپ نے اسے اندر بلالیا۔ اجازت مانگنے
والا دروازے کی طرف پشت نہ کرے اور نہ دروازے سے دور کھڑا
ہو ورنہ جواب سننے میں دشواری ہوگی، اجازت مانگنے والا السلام علیکم
کیا میں اندر آجاؤں تین بار کہے اگر اجازت مل جائے فبہا ورنہ واپس
چلا جائے ہاں اگر یہ غالب گمان ہو کہ گھر والوں نے دور ہونے کی
وجہ سے یا کسی کام میں مصروف ہونے کی وجہ سے اس کی آواز نہیں
سُنی تو تین دفعہ کے علاوہ بھی اجازت مانگ سکتا ہے۔ اس کی دلیل
ابو سعید خدریؓ والی حدیث ہے کہ نبی صلعم نے فرمایا کہ اجازت تین بار
مانگی جائے اگر اجازت مل جائے تو اندر جاؤ ورنہ واپس ہو جاؤ۔
اس میں اپنے اور پرائے سب برابر ہیں خواہ محرم ہوں جیسے والدہ
وغیرہ یا غیر محرم، کیونکہ جب نبی صلعم سے ایک شخص نے پوچھا:
کیا میں اپنی والدہ سے بھی اندر آنے کی اجازت مانگوں؟ تو آپ نے
فرمایا: ہاں، کہنے لگا میں ان کے ساتھ گھر میں رہتا ہوں، فرمایا:
ان سے بھی اندر آنے کی اجازت مانگ، کہنے لگا: میں ان کا خادم
ہوں، فرمایا: ان سے بھی اندر آنے کی اجازت مانگ کیا تجھے یہ
بات پسند ہے کہ اپنی والدہ کو برہنہ دیکھے۔ البتہ بیوی اور لونڈی
سے جن سے ہمبستری حلال ہے اجازت لینا ضروری نہیں کیونکہ انہیں
زیادہ سے زیادہ اتفاق سے برہنہ یا جس حال میں ہوں دیکھ لے گا
اور اس کے لئے ان کا بدن دیکھنا مباح ہے تاہم مستحب یہ ہے کہ دروازے
پر آکر جوتے پر جوتا زور سے مارے تاکہ انہیں اپنے آنے کی اطلاع

روایۃ مھنی واذا دخل یسلم علی اھلہ لیکثر خیر بیتہ کما جاء الاثر ولستوفی ذلک فی باب دخول المنزل انشاء اللہ تعالیٰ ولا یطرق اھلہ لیلاً لنھی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان یطرق الرجل اھلہ لیلاً قد فعل ذلک رجلان فوجد عند اھلھما ما یکرھان فاذا اُذن لہ فی دار غیرہ فدخل جلس حیث یاذن لہ صاحب الدار وان کان من اھل الذمۃ وان فجا قوما وھم علی طعامھم فلا یاکل الا ان یکون صاحب الطعام ممن جرت عادتہ بالسماحۃ وطیب القلب بذلک۔

مہنی کی روایت میں امام احمدؒ سے اس کی صراحت آگئی ہے پھر گھر میں داخل ہو کر گھر والوں کو سلام کرے تاکہ گھر میں خیر و برکت ہو جیسا کہ حدیث میں آتا ہے اس سلسلہ میں پوری تفصیل گھر میں داخل ہونے کے باب میں انشاء اللہ آرہی ہے، سفر سے آنیوالا رات میں بیوی کے پاس نہ آئے کیونکہ نبی صلعم نے رات میں گھر میں آنے سے منع فرمایا ہے دو آدمیوں نے ایسا کیا کہ رات ہی کو گھر میں آگئے اور اپنی اپنی بیوی کے پاس ناخوشگوار چیزیں دیکھیں، اگر کسی کو کسی غیر کے گھر میں اندر آنے کی اجازت مل جائے تو گھر میں جا کر جہاں مالک مکان بیٹھنے کو کہے وہیں بیٹھ جائے اگرچہ مالک مکان ذمی ہو۔

اگر اتفاق سے ایسے لوگوں کے پاس پہنچے کہ وہ کھانا کھا رہے ہوں تو ان کے ساتھ کھانا نہ کھائے ہاں اگر صاحب خانہ کی سخاوت کی اور خوشی خوشی کھانا کھلانے کی عادت ہو تو خیر۔

فصل فیما یستحب فعلہ بیمینہ وما یستحب فعلہ بشمالہ

یستحب لہ تناول الاشیاء بیمینہ والاکل والشرب والمصافحۃ والبداءۃ بھا فی الوضوء والانتعال ولبس الثیاب وکذلک یبدء فی الدخول الی المواضع المبارکۃ کالمساجد والمشاھد والمنازل والدور برجلہ الیمنیٰ واما الشمال فلفعل الاشیاء المستقذرۃ وازالۃ الدرن کالاستنثار والاستنجاء وتنقیۃ الانف وغسل النجاسات کلھا الا ان یشق علیہ ذلک او یتعذر کالمشلول وللمقطوع لیسارہ فیفعلہ بیمینہ ولا یمشی فی نعل واحد الا ان یکون ذلک یسیرا بمقدار ما یصلح الاخریٰ اذا انقطع شسعھا واذا اراد ان یناول انسانا توقیعا او کتابا

کونسے کام دائیں اور بائیں ہاتھ سے کئے جائیں؟

دائیں ہاتھ سے ہر چیز لینا، کھانا کھانا، مشروب پینا، مصافحہ کرنا، وضو میں دائیں طرف سے ابتدا کرنا، اسی طرح جوتا پہننے میں اور کپڑے بدلنے میں دائیں طرف سے ابتدا کرنا مستحب ہے۔ اسی طرح مقامات مقدسہ (مسجدوں، مجلسوں، منزلوں اور گھروں) میں داخل ہوتے وقت دائیں پیر سے ابتدا کرے۔ بایاں ہاتھ گھناؤنی اور گندی چیزوں کے لئے اور میل کچیل دفع کرنے کے لئے ہے جیسے ناک سنکنا، استنجاء کرنا، ناک صاف کرنا اور تمام گندگیوں کا دھونا بائیں ہاتھ سے مستحب ہے الا یہ کہ سیدھا ہاتھ لگائے بغیر یہ کام دشوار ہوں یا ممکن نہ ہوں جیسے بایاں ہاتھ سن ہو گیا ہو یا کٹ گیا ہو اس صورت میں بائیں ہاتھ کے کام مجبوراً دائیں ہاتھ سے کرنے مباح ہیں۔

ایک جوتا پہن کر چلنا لائق نہیں ہاں دوسرے جوتے کے درست کرنے کے لئے جبکہ اس کا تسمہ ٹوٹ جائے اگر ذرا سی دور چلا جائے تو کوئی حرج نہیں۔

فليقصد بيمينه واذا مشى مع من هو اعلىٰ منه في المنزلة والفضل فليمش عن يمينه يجعله كامامه في الصلوٰة وان كان دونه في المنزلة يجعله عن يمينه ويمشي عن يساره وقد قيل المستحب المشي على اليمين في الجملة لتخلي اليسار للبزاق وغيره۔

فصل في آداب الاكل والشرب ويستحب للاكل ان يسمي الله تعالىٰ عند اكله ويحمده عند فراغه وكذلك عند الشراب لان ذالك ابرك لطعامه وابعد لشيطانه لما روي ان اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم قالوا يا رسول الله انا ناكل ولا نشبع قال صلى الله عليه وسلم فلعلكم تفترقون قالوا نعم قال صلى الله عليه وسلم فاجتمعوا على طعامكم واذكروا اسم الله تعالىٰ يبارك لكم فيه وعن جابر بن عبد الله رضي الله عنهما انه سمع النبي صلى الله عليه وسلم يقول اذا دخل الرجل بيته فذكر اسم الله عزوجل عند دخوله وعند طعامه قال الشيطان لاولاده لا مبيت لكم ولا عشاء واذا دخل فلم يذكر الله عند دخوله قال الشيطان ادركتم المبيت فاذا لم يذكر اسم الله عند طعامه قال ادركتم المبيت والعشاء وعن حذيفة رضي الله عنه قال كنا اذا حضرنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم طعاما لم يضع احدنا يده حتى يبدء رسول الله صلى الله

اگر کسی کو شاہی فرمان یا خط وغیرہ دینا ہے تو دائیں جانب سے دیا جائے اگر کسی معزز آدمی کے ساتھ ساتھ چلو جو تم سے افضل اور اعلےٰ مرتبہ کا ہو تو اس کی دائیں جانب چلو اور اسے نماز میں بمنزلہ امام کے سمجھو اور اگر وہ مرتبہ میں تم سے کم ہو تو اسے اپنی سیدھی جانب کر لو اور تم اس کی بائیں جانب چلو بعض کے نزدیک مطلقاً سیدھی جانب چلنا مستحب ہے تاکہ بائیں جانب تھوک وغیرہ کے لئے خالی رہے

کھانے پینے کے اصول و آداب کھانے پینے سے پہلے بسم اللہ پڑھنا اور فارغ ہو کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا مستحب ہے کیونکہ اس طرح کھانے میں خوب برکت ہوتی ہے اور شیطان بہت دور ہٹ جاتا ہے منقول ہے کہ صحابہ کرامؓ نے کہا یا رسول اللہ ہم کھاتے ہیں مگر سیر نہیں ہوتے فرمایا: شاید تم الگ الگ کھاتے ہو صحابہ نے کہا بات تو یہی ہے فرمایا: مل کر کھایا کرو اور بسم اللہ پڑھ لیا کرو اس طرح تمہارے کھانے میں برکت ہو گی۔

حضرت جابرؓ کا بیان ہے کہ انہوں نے نبی صلعم سے سنا آپ فرما رہے تھے اگر کوئی گھر میں داخل ہونا چاہے اور داخل ہوتے وقت اور کھانا کھاتے وقت بسم اللہ پڑھ لے تو شیطان اپنی اولاد سے کہتا ہے: یہاں تم کو نہ رات میں رہنے کے لئے جگہ ہے اور نہ رات کا کھانا ہے یعنی اس گھر میں تمہاری دال گلنے والی نہیں اور اگر گھر میں جاتے وقت بسم اللہ نہ پڑھی گئی تو کہتا ہے تم نے رات کا ٹھکانہ پا لیا۔ پھر اگر کھانا کھاتے وقت بسم اللہ نہیں پڑھی تو کہتا ہے اس گھر میں تم نے رات گزارنے کا ٹھکانہ بھی پا لیا اور رات کا کھانا بھی۔ حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں جب ہم رسول اللہ صلعم کے ساتھ کسی کھانے میں شریک ہوتے تو ہم سے کوئی کھانا کھانے کے لئے ہاتھ نہیں بڑھایا کرتا تھا جب تک آپ کھانے کے لئے ہاتھ نہ بڑھاتے تھے پھر ایک دیہاتی آتا ہے گویا اسے کسی نے دھکا دے

عليه وسلم وانا حضرنا معه طعامًا فجاء اعرابي كانما يدفع فذهب ليضع يده في الطعام فاخذ رسول الله صلى الله عليه وسلم بيده فجاءت جارية كانما تدفع فذهبت لتضع يدها في الطعام فاخذ رسول الله صلى الله عليه وسلم بيدها وقال ان الشيطان ليستحل الطعام الذي لم يذكر اسم الله عليه وانه جاء بهذا الاعرابي ليستحل به فاخذت بيده وجاء بهذه الجارية ليستحل بها فاخذت بيدها فوالذي نفسي بيده ان يده في يدي مع ايديهما وان نسي ان يذكر اسم الله تعالى عنده اوله فليقل بسم الله اوّله وآخره هكذا روي في حديث عائشة رض عن النبي صلى الله عليه وسلم ويستحب ان يبدء بالملح ويختم به ويتناول اللقمة بيمينه و يصغرها ويجيد مضغها ويطيل بلعها ويأكل مما يليه اذا كان نوعًا واحدًا وان كان الوانًا فلا باس ان يجيل يده في القصعة وكذلك اذا كان ثمارًا او فاكهة فلا يأكل من ذروة الطعام ووسطه بل يأكل من جوانبه واذا كان ثريدًا اكل بثلثة اصابع ولعقها ولا ينفخ في الطعام ولا الشراب ولا يتنفس في انائه واذا اضاق نفسه نحى القدح عن فيه فاذا تنفس اعاده اليه ويكره الاتكاء في الاكل والشرب ويجوز الاكل والشرب قائمًا وقيل يكره والجلوس احب واذا دفع الاناء الى احد من جلسائه

کر بھیجا ہے اور کھانا کھانے کے لئے ہاتھ بڑھانا چاہتا ہے رسول اللہ صلعم اس کا ہاتھ پکڑ لیتے ہیں پھر ایک بچی آتی ہے گویا اسے بھی کسی نے دھکا دیا ہے اور کھانے کی طرف اپنا ہاتھ بڑھاتی ہے آپ اس کا بھی ہاتھ پکڑ لیتے ہیں اور فرماتے ہیں شیطان اپنے لئے وہ کھانا حلال سمجھتا ہے جس پر بسم اللہ نہ پڑھی جائے چنانچہ وہ اس دیہاتی کو لاتا ہے تاکہ اس کے ذریعے اپنے لئے کھانا حلال کرلے لیکن میں اس کا ہاتھ پکڑ لیتا ہوں پھر اسی مقصد کے لئے اس بچی کو لاتا ہے لیکن میں اس کا ہاتھ بھی پکڑ لیتا ہوں اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے ان دونوں کے ہاتھوں کے ساتھ شیطان کا ہاتھ میرے ہاتھ میں ہے۔

اگر کوئی کھانے کے شروع میں بسم اللہ بھول جائے تو تو بیچ میں بسم اللہ اولہ وآخرہ پڑھ لے جیسا کہ حدیث عائشہؓ میں نبی صلعم سے منقول ہے۔

کھانے کی ابتداء نمک سے کرنا اور نمک ہی پر ختم کرنا مستحب ہے۔ سیدھے ہاتھ سے چھوٹا نوالہ توڑو اور اسے اچھی طرح چباؤ اور آہستہ آہستہ نگلو اور اگر ایک ہی قسم کا کھانا ہو تو اپنے سامنے سے کھاؤ اور اگر ایک ہی پیالہ میں مختلف قسم کا کھانا ہو تو چاروں طرف سے کھانے میں کوئی حرج نہیں اسی طرح اگر پھل یا میوہ ہو تو ان کی چوٹی سے اور درمیان سے پھل نہ اٹھاؤ بلکہ ایک طرف سے اٹھا کر کھاؤ اگر شوربہ میں روٹی بھیگی ہوئی ہو تو تین انگلیوں سے کھاؤ اور انہیں چاٹو، کھانے پینے کی چیزوں میں پھونک نہ مارو اور پانی وغیرہ پیتے وقت برتن میں سانس نہ لو اگر سانس پھول جائے تو منہ سے برتن ہٹا کر سانس لے لو اور پھر اسے منہ سے لگا لو۔

کھاتے پیتے وقت ٹیک لگانا مکروہ ہے۔ کھڑے ہو کر کھانا پینا جائز ہے مگر بعض علماء کے نزدیک مکروہ ہے اور بیٹھ کر کھانا پینا بہت اچھا ہے اگر صدر مجلس یا کوئی اور مجلس میں کسی کو برتن دینا

نبدء بمن عن يمينه ولا يجوز الاكل والشرب فى اوانى الذهب والفضة ولا المضبب اذا كان ذلك كثيرًا واذا قدم بين يديه فى شئ من ذلك طعام رفعه من الاناء الى الخبز او اناء غير ذلك الجنس ثم اكله والانكار على من احضره واجب وكذلك الحكم فى البخور فى مداخن الذهب والفضة وكذلك الحكم فى ماء الورد من المراش المتخذة من ذلك فيحرم عليه الحضور فى تلك البقعة ويتعين عليه الانكار والقيام من ذلك المجلس ويكون انكاره برفق بان يقول تمام سروركم ان تتجملوا بما اباحته الشريعة وجعلته جمالا لا بما حرمته وحظرته ولا خير فى لذة تؤول الى معصية اذكروا رحمكم الله قول النبى صلى الله عليه وسلم من شرب فى اناء ذهب او فضة او اناء فيه شئ من ذلك فانما يجرجر فى بطنه نار جهنم واذا حصلت اللقمة فى فيه فلا يخرجها منه الا ان يضطر الى ذلك لشرقه او حرارة ليستضر بها واذا عطس على طعام خمر وجهه واحتاط فى ستره لاجل الطعام واذا كان على راسه انسان قائم اذن له فى الجلوس فان ابى عليه او قام متوكله او غلامه لقضاء حاجة وسقيه الماء اخذ من اطائب الطعام فلقمه وليستحب مسح الاناء من فضلة الطعام ولقط الفتات من جوانب الاناء والطبق وليستحب ان يباسط

چاہے تو اپنے دائیں جانب والے کو دے، سونے چاندی کے برتنوں میں کھانا پینا جائز نہیں اور نہ سونے چاندی کے ملمع کئے ہوئے برتنوں میں۔ اگر اس قسم کے کسی برتن میں کھانا لایا جائے تو کھانا روٹی پر یا کسی دوسرے برتن میں اُلٹ لے اور کھانا کھالے لیکن اس طرح کے برتن میں کھانا لانے والے کو بتا دینا لازم ہے کہ اس طرح کے برتنوں میں کھانا حرام ہے اسی طرح سونے چاندی کے عود دانوں میں عود وغیرہ سلگانا حرام ہے یہی حکم سونے چاندی کے گلاب پاشوں کا ہے اس لئے اس قسم کی مجلس میں جہاں اس طرح کے برتن استعمال کیئے جاتے ہوں جانا حرام ہے اور انہیں ڈانٹنا متعین ہے اگر باز نہ آئیں تو وہاں سے اُٹھ آنا مناسب ہے اہل خانہ کو محبت اور پیار سے سمجھا دینا چاہیئے کہ تمہاری مسرتوں کا تتمہ اسی میں ہے کہ مباح چیزوں سے گھر سجاؤ اور انہیں رونق دو، حرام چیزوں میں نہیں اُس لذت میں خیر و برکت نہیں جس کا انجام گناہ ہو۔ حق تعالیٰ شانہٗ تم پر رحم فرمائے نبی صلعم کی اس حدیث میں غور کرو آپ نے فرمایا: جو سونے یا چاندی کے برتن میں جس میں سونے چاندی کا کچھ حصہ ہو پانی وغیرہ پیئے وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ ہی ٹھونس رہا ہے۔

جب منہ میں نوالہ لے لو تو مجبوری کے سوا اسے منہ سے نہ نکالو مجبوری یہ ہے کہ پھندا لگ جائے یا سخت گرم ہو یا کسی مضر شے کا وہم ہو اگر کھانا کھاتے وقت چھینک آئے تو ناک اور منہ پہ ہاتھ رکھ کر اسے ڈھانپ لو اور کھانے سے دوسری طرف منہ کرکے چھینکو اور احتیاط رکھو کہ کھانا محفوظ رہے اگر تمہارے پاس کوئی شخص یا پانی پلانے کے لئے یا دوسرے کاموں کے لئے غلام یا لڑکا کھڑا ہو تو اسے بیٹھ جانے کی ہدایت کرو اگر وہ نہ بیٹھے تو نفیس ترین و عمدہ کھانے میں سے ایک نوالہ لے کے

الاخوان بالحدیث الطیب والحکایات التی تلیق بالحال اذا کانوا منقبضین وینبغی ان یاکل مع ابناء الدنیا بالادب ومع الفقرآء بالایثار ومع الاخوان بالانبساط ومع العلماء بالتعلم والاتباع و اذا اکل مع ضریر اعلمہ بما بین یدیہ فربما فاتہ اطائب الطعام لعماہ ولیستحب الاجابۃ الی ولیمۃ العرس فان احب ان یاکل اکل والا دعا وانصرف لما روی جابر بن عبد اللہ رض انہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من دعی فلیجب فان شاء طعم وان شاء ترک وعن عبد اللہ بن عمر رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من دعی فلم یجب فقد عصی اللہ تعالیٰ ورسولہ ومن دخل علی غیر دعوۃ فقد دخل سارقا وخرج مغیرا ھذا الذی ذکرنا اذا کان ذلک خالیا عن المنکر فان حضرہ منکر کالطبل والمزمار والعود والنای والشرابق والشابۃ والرباب والمغانی والطنابیر والجعران الذی یلعب بہ الترک لا یجلس ھناک لان جمیع ذلک محرم واما الدف فیجوز استعمالہ فی النکاح وسماع القول بالنصب والرقص مکروہ کما فسر بعض المفسرین قولہ عزوجل ومن الناس من یشتری لھو الحدیث فقال ھو الغناء والشعر وجاء فی بعض الحدیث عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال الغناء ینبت النفاق فی القلب کما ینبت السیل البقل وسئل الشبلی رض عن الغناء فقیل احق ھو قال لا قال فما ذا الحق قال العدل

اسے دے دو۔ ادھر ادھر سے برتن کا پونچھنا اور برتن صاف کرنا مستحب ہے اور گرے ہوئے ریزے چن کر کھانا بھی، اسی طرح اہل مجلس سے اگر وہ دل گیر ہوں تو اچھی اور دل خوش کن باتیں کرنا اور مناسب حال واقعات بیان کرنا مستحب ہے، دنیا داروں کے ساتھ پورے ادب وتمیز سے فقراء کے ساتھ تواضع اور انکساری سے، عوام کے ساتھ خندہ پیشانی سے اور علماء کے ساتھ ادب واحترام سے کھانا مستحب ہے اگر کسی نابینا کے ساتھ کھانا کھانے کا اتفاق ہو تو اسے دستر خوان پر چنا ہوا کھانا بتا دو کیونکہ نظر نہ آنے کی وجہ سے اس سے عمدہ کھانا فوت ہو جاتا ہے۔ ولیمہ کی دعوت کو قبول کرنا اور اس میں شریک ہونا مستحب ہے اگر کھانا چاہے کھالے ورنہ میزبانوں کے لئے دعا کر دے۔ کیونکہ حدیث جابر میں ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا: جس کی دعوت کی جائے اسے دعوت قبول کر لینی چاہیے پھر اگر خواہش ہو تو کھانا کھالے ورنہ نہ کھائے۔ حدیث ابن عمر رض میں ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا: جس نے دعوت قبول نہیں کی اس نے اللہ کی اور رسول کی نافرمانی کی اور جو بلا دعوت کے شریک ہو گیا وہ چور بن کر شریک ہوا اور لٹیرا بن کر نکلا۔ مذکورہ بالا احکام اس وقت ہیں جب مجلس دعوت خلاف شرع کاموں سے محفوظ ہو لیکن اگر مجلس دعوت میں خلاف شرع باتیں دکھائی دیں جیسے ڈھول سارنگی، بربط، شہنائی، شرلوق، شابہ، رباب غرضیکہ ہر قسم کے باجے، اسی طرح باجہ بجانے والے اور ناچنے گانے والے لونڈے اور جعران جس سے ترک کھیلتے ہیں تو اس مجلس میں نہ بیٹھو کیونکہ یہ تمام چیزیں حرام ہیں نکاح میں اعلان کے لئے صرف دف (ڈھول) بجانا مباح ہے اور نے کے ساتھ سماع کرنا اور ناچنا مکروہ ہے جیسا کہ بعض مفسروں نے ومن الناس من یشتری لھو الحدیث (بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو بیہودہ بات خریدتے ہیں) میں لھو الحدیث کی تفسیر گانے سے اور شعر سے کی ہے، ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا: گانا دلوں میں اس طرح نفاق پیدا کرتا ہے جیسے سیلاب گھاس پیدا کرتا ہے۔

الا الضلال ثم یکفی فی کراھۃ ما فی ذلک من ثوران الطبع وھیجان الشھوۃ والمیل الی النسوان و اباطیل النفوس وزعوناتھا والطرب والسخف و الدناءۃ والاشتغال بذکر اللہ تعالیٰ اطیب و اسلم لمن اٰمن باللہ والیوم الاخر ودعوۃ الختان لیست مستحبۃ ولا علی من دعی الیھا ان یجیب ویکرہ التقاط النثار لانہ شبیھۃ النھبۃ وفیہ سخف ودناءۃ ویکرہ حضور طعام الولائم ما عدا العرس اذا کان علی الصفۃ التی وصفھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یمنع منہ المحتاج ویحضرہ المستغنی عنہ ویکرہ لاھل الفضل والعلم فی الجملۃ التسرع الی اجابۃ الطعام والتسامح بذلک لما فیہ من الذلۃ والدناءۃ والشرہ لاسیما اذا کان حاکمًا وقیل ما وضع احد یدہ فی قصعۃ احد الا ذل ویحرم التطفل علی طعام الناس و ھو دخولہ مع المدعو من غیر ان یدعی وھو ضرب من الوقاحۃ والغصب ففیہ اثمان احدھما الاکل لما لم یبح الیہ والثانی دخولہ الی منزل الغیر لغیر اذنہ والنظر الی اسرارہ والتضییق علی من حضرہ ومن الادب ان لا یکثر النظر الی وجوہ الآکلین لانہ مما یحشمھم ولا یتکلم علی الطعام بما یستقذرہ الناس من الکلام ولا بما یضحکھم خوفًا علیھم من الشرق ولا بما یحزنھم لئلا ینغص علی الآکلین اکلھم ویستحب غسل الید قبل اکل الطعام وبعدہ وقیل یکرہ

شبلیؒ سے گانے کے بارے میں پوچھا گیا اور کہا گیا کیا گانا ٹھیک ہے؟ فرمایا: نہیں پھر فرمایا فماذا بعد الحق الا الضلال (پھر حق کے بعد بجز گمراہی کے اور کیا ہے؟) کراہت کے لئے وہ ہیجان ہی کافی ہے جو گانے بجانے سے دلوں میں پیدا ہوتا ہے شہوت بھڑک اٹھتی ہے عورتوں کی طرف رغبت ابھر آتی ہے نفسانی اور باطل باتیں جوش مارنے لگتی ہیں رعونتیں نمودار ہوتی ہیں اور تمسخر کرنے کا اور پستی اور کمینگی کا ترشح ہوتا ہے۔ جن لوگوں کا اللہ پر اور آخرت پر ایمان ہے ان کے لئے تو اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول ہونے سے زیادہ دل خوش کن اور سلامتی والی کوئی چیز ہے ہی نہیں۔

ختنوں کی دعوت مستحب نہیں اور نہ اس دعوت کو قبول کرنا ضروری ہے بکھیری جانیوالی چیزوں کا چننا مکروہ ہے کیونکہ یہ لوٹ کے مشابہ ہے اور اس میں ایک قسم کی خفت و دناءت ہے۔

شرع کے مطابق شادی کے ولیمہ کے علاوہ دیگر خوشیوں کی ایسی دعوتوں میں شریک ہونا مکروہ ہے جن میں بیچارے محتاج اور غرباء شریک نہ کئے جائیں اور جو لوگ ان دعوتوں سے مستغنی ہوں ان میں انہیں کو بلایا جائے۔

ارباب علم و فضل کے لئے دعوت قبول کرنے میں جلدی کرنا مطلقاً مکروہ ہے جیسے وہ دعوت کے منتظر ہی تھے ادھر بلاوا آیا ادھر ہاں کرلی کیونکہ اس سے ایک قسم کی ذلت، کمینہ پن اور طعام کی حرص ثابت ہوتی ہے خصوصًا صاحب دعوت کرنے والا حاکم ہو۔ کہا جاتا ہے جس نے کسی کے برتن میں ہاتھ رکھا وہ ضرور ذلیل ہوا۔

ناخواندہ مہمان بن کر کسی دعوت میں جانا مکروہ ہے ایسے شخص کو طفیلی کہا جاتا ہے اس میں ایک قسم کی بے حیائی اور لوٹ ہے اور دو گناہ لازم آتے ہیں، اس کا کھانا جس کے لئے بلایا نہیں گیا تھا اور بلا اجازت کے دوسرے کے گھر میں داخل ہوجانا اور اس کے بھیدوں کو ٹٹولنا اور حاضرین مجلس کو تنگی میں ڈالنا۔

کھانے کا ایک ادب یہ بھی ہے کہ کھانے والوں کے چہروں کو نہ دیکھا جائے

قبل الطعام ويستحب بعده ويكره اكل البقلة الخبيثة
هي الثومة والبصلة والكراث لكراهة ريحها
وقد روي عن النبي صلى الله عليه وسلم انه
قال من اكل من هذه البقلة الخبيثة فلا يقربن
مصلانا وكثرة الاكل بحيث يخاف منه التخمة
مكروهة وقد روي عن النبي صلى الله عليه وسلم
انه قال ما ملأ ابن آدم وعاءً شرا من بطنه
ويكره لغير صاحب الطعام من الضيف ان
يلقم من حضر معه على الطبق الا باذن صاحب
الطعام لانه يأكل على ملك صاحبه على وجه
الاباحة وليس ذلك تمليك ولهذا اختلف
الناس في الوقت الذي يحصل الطعام ملكا للآكل
فقال قوم اذا حصل في فيه واستهلك وقال
آخرون لا يملكه بل يأكل على ملكه واذا
قدم الطعام فلا يحتاج بعد التقديم الى اذن
اذا كان قد جرت العادة في تلك البلدة للاكل
كذلك فيكون العرف اذناً ويكره اخراج
شيء من فيه ورده الى قصعة ويكره التخلل
على الطعام ولا يمسح يده بالخبز ولا يبتذله
ولا يخلط طعاماً بطعام يعني الوان الطبائخ
لانه قد يكره ذلك طباع كثير من الناس
وان كان نفسه تميل اليه فيترك ذلك لاجلهم
ولا يجوز له ذم الطعام ولا لصاحبه استحسانه
ومدحه ولا تقويمه لانه دناءة وقد روي
ان النبي صلى الله عليه وسلم ما مدح طعاماً

کیونکہ بار بار دیکھنے سے لوگوں کے دلوں میں غصہ بھڑک اٹھتا ہے۔
کھانا کھاتے وقت ناخوشگوار اور ہنسانے والی باتوں سے پرہیز کرو
ایسا نہ ہو کہ کھانے والوں کو پھندا لگ جائے اور نہ غم انگیز باتیں کرو۔
کہیں ان کا کھانا مکدر نہ ہو جائے۔

کھانا کھانے کا ایک ادب یہ بھی ہے کہ کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھ
دھولو۔ بعض کے نزدیک قبل از طعام ہاتھ دھونے مکروہ ہیں اور
بعد میں مستحب ہیں۔ بدبو والا ساگ (کچا لہسن، پیاز اور گندنا وغیرہ)
کھانا مکروہ ہے کیونکہ ان کی بو ناگوار معلوم ہوتی ہے رحمت عالم صلعم
نے فرمایا جو اس مکروہ بو والے ساگ کو کھائے وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے
ناک تک پیٹ بھر کر کھانا جس سے بدہضمی کا ڈر ہو مکروہ ہے رحمت
عالم صلعم نے فرمایا آدم کے بیٹے نے اپنے پیٹ سے بدتر کوئی برتن نہیں بھرا
علاوہ میزبان کے کسی مہمان کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ اُسے کوئی لقمہ
دے جو اس کے ساتھ دستر خوان پر موجود ہے ہاں اگر میزبان اجازت
دیدے تو خیر کیونکہ وہ میزبان کے دستر خوان پر اباحت کے طور پر کھا
رہا ہے ملکیت کے ڈر پر نہیں۔ اسی لئے علماء کا اس وقت میں اختلاف
ہے جس وقت کھانا، کھانے والے کی ملکیت بنتا ہے۔ بعض علماء کے
نزدیک جب لقمہ منہ میں چلا جائے اور منہ میں جا کر غائب ہو جائے
تو کھانے والے کی ملکیت بن جاتا ہے، دوسرے علماء کہتے ہیں کھانے
والا مالک نہیں ہوتا بلکہ کھانا میزبان کی ملکیت باقی رہتے ہوئے کھاتا ہے
جب کھانا چن دیا جائے تو پھر اجازت کی ضرورت نہیں بشرطیکہ اس شہر
کی یہی عادت ہو یہ عرفی عادت ہی اجازت ہے۔ منہ سے نکال کر کچھ
برتن میں ڈالنا مکروہ ہے نیز کھاتے وقت خلال کرنا مکروہ ہے۔ روٹی
سے ہاتھ نہ پونچھو اور روٹی کی بے عزتی نہ کرو۔ ایک کھانا دوسرے
کھانے سے نہ ملاؤ کیونکہ یہ بہت سے لوگوں کی طبیعتوں کے خلاف ہے
نیز علاوہ معدہ بھی خراب کرتا ہے اگر کسی کو چند چیزیں ملا کر کھانے کی

ولا ذمه ولا يرفع يده حتى يرفعوا ايديهم الا
ان يعلم منهم الانبساط اليه فلا يتكلف ذالك
وليستحب ان يجعل ماء الايدى فى طست واحد
لما روى فى الخبر لا تبددوا يبدد شملكم وروى
ان النبى صلى الله عليه وسلم نهى ان يرفع الطست
حتى يطف يعنى يمتلئ ولا يغسل يده بما يطعم
من دقيق الباقلاء والعدس والهرطان وغير
ذالك يجوز بالنخالة ولا يقرن بين التمرتين
لنهيه صلى الله عليه وسلم عن ذالك وقيل
لا يكره ذالك ان كان وحده او كان هو صاحب
الطعام ولا يتخير الاطعمة على صاحب الدار بل
يقنع بما قدم لان فى ذالك حمله على التكلف و
قد قال صلى الله عليه وسلم انا والاتقياء
امتى برآء من التكلف وان استدعى منه
صاحب الدار التشهى عليه كان له ان يذكر
شهوته ويكره له ردّ الهدية وان قلت
اذا كانت من جهة حلال طيبة واجتهد
فى المكافات او الدعاء له ومن سقط فى طعامه
اوشرابه شئ فلا يخلو امّا ان يكون له نفس
سائلة ماعدا السمك فيكون الطعام نجسًا
ويحرم اكله اذا كان مائعًا وان كان جامدًا
رفعه وما حوله وان كان مالا نفس له سائلة
فان كان من ذوات السموم لم يأكله ويحرم
الطعام لاجل الضرربه لا لعينه كالحيّة
والعقرب وان كان ذبابًا غمسه فى الطعام حتى

خواہش ہو تو الگ ایک برتن میں لاکر کھالے اور تمام کھانے جوں کے توں لوگوں کے لئے چھوڑ دے کسی کو کھانے میں چین میخ نکالنا جائز نہیں اور نہ کھانا کھلانے والے کو اپنے کھانے کی تعریف و خوبی بیان کرنے کا جواز حاصل ہے نہ یہ کہے کہ یہ کھانا بڑا قیمتی ہے کیونکہ یہ کم ظرفی اور کمینہ پن کی علامت ہے۔ نبی صلعم نے نہ کبھی کسی کھانے کی تعریف کی اور نہ برائی کی کھانے سے ہاتھ نہ روکو جب تک دوسرے لوگ کھا رہے ہیں ہاں اگر لوگ خندہ پیشانی سے اجازت دیدیں تو خیر کچھ تکلف نہ کیا جائے۔ ایک ہی لگن میں ہاتھ دھونے مستحب ہیں کیونکہ نبی صلعم نے فرمایا پراگندہ نہ ہو ورنہ تمہارا اتحاد جاتا رہے گا اور نبی صلعم نے لگن اٹھانے سے بھی منع فرمایا جب تک وہ بھر نہ جائے۔

کھائی جانیوالی چیزوں سے ہاتھ نہ دھوؤ جیسے باقلا، مسور اور ہرطان (جو ایک قسم کا غلہ ہے) کے آٹے سے ہاتھ نہ دھوؤ، ہاں بھوسی سے ہاتھ دھونے جائز ہیں دو کھجوریں اکٹھی منہ میں نہ رکھو کیونکہ نبی صلعم نے اس سے منع فرمایا ہے بعض کے نزدیک اگر کوئی تنہا کھا رہا ہو یا صاحب خانہ ہو تو کوئی حرج نہیں۔ میزبان سے کسی خاص طرح کے کھانے کی فرمائش نہ کرو بلکہ جو کچھ سامنے آجائے اسی پر قناعت کرو کیونکہ اس طرح میزبان پر ایک قسم کا بار پڑ جاتا ہے اور تکلف میں تکلیف ہے، رحمت عالم صلعم نے فرمایا: میں اور میری اُمت کے پارسا حضرات تکلف سے بیزار ہیں، البتہ اگر میزبان خود اپنے مہمانوں سے فرمائش کرے کہ وہ اپنی خواہش و شوق کا کھانا بتادیں تو پھر جس کھانے کو طبیعت چاہتی ہو بلا کسی کراہت کے بتا دیا جائے۔

ہدیہ کا لوٹانا مکروہ ہے اگرچہ تھوڑا ہو اور حلال و طیب مال میں سے ہو۔ ہاں بدلہ دینے کی اور تحفہ دالے کے لئے دعائے خیر کرنے کی پوری پوری کوشش کی جائے، اگر کھانے پینے کی کسی چیز میں کچھ گر جائے تو اگر اس میں مچھلی کے علاوہ بہنے والی خون والی شئے ہو تو کھانا ناپاک

یغوص جناحاه ثم اخرجه وان مات فان الطعام
طاهر یاکله لما روی ان النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم
انه قال اذا وقع الذباب فی اناء احدکم فلیغمسه
فیه فان فی احد جناحیه داء وفی الاخری شفاء
وانه یلقی بالذی فیه الداء ولیستحب له مص
الشراب ولا یکرع عه کرعًا ولیقطعه ثلث
دفعات للنفس ولا یتنفس فی الاناء ولیسمی علی
اوله ویحمد اللّٰہ تعالیٰ فی آخره والاختصار فی
هذه الجملة ان نقول هی اثنا عشرة خصلة اربع
منها فریضة واربع سنة واربع اداب اما الفریضة
فالمعرفة بما اکله من این هو والتسمیة والرضاء
والشکر واما السنة فالجلوس علی الرجل الیسریٰ
والاکل بثلاثة اصابع ولعق الاصابع والاکل
مما یلیه واما الاداب فالمضغ الشدید وتصغیر
اللقم وقلة النظر الی وجوه القوم وان لا یفرش
المائدة بالخبز ولا یضع فوقه الادم وان لا یاکل
متکئًا ولا منبطحا علی بطنه۔

فصل فاذا افطر عند غیره قال افطر عندکم
الصائمون واکل طعامکم الابرار وتنزلت
علیکم الرحمة وصلت علیکم الملئکة الحمد للّٰہ
الذی اطعمنا وسقانا وجعلنا من المسلمین
وهدانا من الضلالة وفضلنا علی کثیر من
خلقه تفضیلا اللهم اشبع جیاع امة محمد
صلی اللّٰہ علیه وسلم واکس عاریها وعاف
مرضها ورد غائبها واجمع شمل اهل الدار

ہو جائیگا اس کا کھانا حرام ہے بشرطیکہ سیّال ہو اور اگر منجمد ہے تو اسے اور اسکے
آس پاس والے حصوں کو نکال کر پھینکدو اور اگر ایسی شے ہو جس میں بہنے
والا خون نہ ہو تو اگر وہ زہریلی ہے تو وہ کھانا نہ کھایا جائے کیونکہ وہ ضرر کی وجہ سے
حرام ہے بالذات نہیں جیسے سانپ بچھو وغیرہ اور اگر گرنے والی شے زہریلی نہ ہو جیسے مکھی
وغیرہ تو اسے شوربے میں ڈبو کر نکال پھینکو اگرچہ وہ مر جائے اور کھانا پاک ہے اسے کھالو
کیونکہ رحمت عالم صلعم نے فرمایا اگر تم میں سے کسی کے برتن میں مکھی گر جائے تو مکھی کو اس
میں ڈبو دینا چاہیئے کیونکہ اس کے ایک بازو میں بیماری ہے اور دوسرے میں اس کا
فاد زہر ہے اور وہ بیماری والے بازو کو ڈالتی ہے اور شفا والا اپر اٹھا لیتی ہے۔
پانی کو گھونٹ لے لے کر پیو جانوروں کی طرح زبان سے چاٹ کر نہ پیو اور تین سانسوں
میں پیو اور برتن میں سانس نہ لو شروع میں بسم اللّٰہ پڑھ لو اور آخر الحمد للّٰہ کہہ لو۔
غرضیکہ کھانے پینے کے سلسلہ میں بارہ آداب ہیں چار تو فرض ہیں اور چار سنتیں ہیں
اور چار آداب ہیں داخل ہیں فرض یہ ہیں کھائی یا پی جانیوالی چیز کا علم کہ کہاں سے
آئی، شروع میں بسم اللّٰہ پڑھنا، اللّٰہ کی عطا کردہ نعمت سے راضی ہونا اور اس کا شکر بجالانا
اور سنتیں یہ ہیں بائیں پیر پر بیٹھنا، تین انگلیوں سے کھانا، انگلیوں کو چاٹنا
اور سامنے سے کھانا۔ اور آداب یہ ہیں خوب چبانا اور چھوٹے چھوٹے لوالے
لینا، لوگوں کے چہروں کو نہ دیکھنا، روٹیوں کو دسترخوان پر الگ الگ نہ رکھنا
بلکہ تہہ بہ تہہ رکھنا اور ٹیک لگا کر اور اوندھا ہو کر پیٹ کے بل لیٹ کر نہ کھانا

روزہ کھولنا اگر کسی کے گھر روزہ کھولو تو یہ دعا پڑھو تمہارے پاس
روزہ داروں نے روزے کھولے اور تمہارا کھانا نیک حضرات نے تناول فرمایا
اور تم پر اللّٰہ کی رحمتیں اتریں اور تمہارے لئے فرشتوں نے دعائے مغفرت کی
حق تعالیٰ کا بے انتہا شکر ہے کہ اس نے ہمیں کھلایا پلایا اور مسلمان بنایا اور
گمراہی سے نکال کر ہدایت بخشی اور اپنی بہت سی مخلوق پر زبردست
فضیلت عطا فرمائی اے اللّٰہ امت محمدیہ کے بھوکوں کا پیٹ بھر ننگوں
کو لباس عطا فرما، بیماروں کو شفا بخش، کھوئے ہوؤں کو واپس لا اور
خاندانوں کی پراگندگیاں دور فرما، ان پر روزیاں برسا اور رکہ میں ہمارے

وادرارزاقهم واجعل دخولنا بركة وخروجنا مغفرة
وآتنا في الدنيا حسنة وفي الآخرة حسنة وقنا عذاب النار
برحمتك يا ارحم الراحمين۔

فصل في آداب الحمام: بناء الحمام وبيعه وشراؤه
وكراؤه مكروه في الجملة لما فيه من مشاهدة
عورات الناس وقد روي عن علي بن ابي طالب رض انه
قال بئس البيت الحمام ينزع من اهله الحياء ولا
يقرء فيه القرآن واما دخوله فالاولى ان لا يدخله
اذا وجد من ذالك بد لما ورد من عبد الله بن
عمر رض انه كان يكره الحمام ويعلل بانه من
رقيق العيش وعن الحسن وابن سيرين انهما كانا
لا يدخلان الحمام وقال عبد الله بن الامام
احمد رح ما رايت ابي قط دخل الحمام وان كان
به حاجة الى ذالك وان دعت الضرورة جاز له
دخوله مستترا بمئزر غاضا البصر عن عورات
النساء وان امكنه ان يخلى الحمام له فيدخله
بالليل او وقتا يقل ذبونه بالنهار وقد سئل
الامام احمد رحمه الله عن ذالك فقال رحمه الله
تعالى ان كنت تعلم ان كل من في الحمام عليه
ازار فادخله والا فلا تدخله وقد روت
عائشة رضي الله عنها عن النبي صلى الله عليه
وسلم انه قال بئس البيت الحمام بيت لا يستر
وماؤه لا يطهر قالت عائشة رض ما يسر عائشة
انها دخلته ولها مثل احد ذهبا وقال صلى الله
عليه وسلم في حديث جابر بن عبد الله رض من

آنے جانے کو موجب بخشش بنا اور ہمیں دنیا میں بھی نیکی عطا فرما اور آخرت میں بھی اور اے ارحم الراحمین اپنی رحمت سے ہمیں آگ کے عذاب سے محفوظ فرما۔ آمین۔

حمام کے آداب حمام کی تعمیر اس کی خرید و فروخت اور اس کا کرایہ فی الجملہ مکروہ ہے کیونکہ اس میں لوگوں کے پردے کے مقامات سامنے میں آتے ہیں اور حضرت علی رض کا فرمان ہے بدترین گھر حمام ہے جو لوگوں کو بے حیا بناتا ہے، حمام میں قرآن پاک نہ پڑھا جائے۔

اولیٰ تو یہی ہے کہ اگر ممکن ہو تو حمام میں نہ جاؤ کیونکہ حضرت ابن عمر رض حمام کو مکروہ سمجھتے تھے اور یہ وجہ بیان کرتے تھے کہ یہ لطیف عیاشی ہے حسن بصری اور محمد بن سیرین حمام میں نہیں جایا کرتے تھے، عبد اللہ بن امام احمد کا بیان ہے کہ میں نے اپنے والد کو کبھی حمام میں جاتا ہوا نہیں دیکھا۔

اگر کسی کو حمام میں جانے کی ضرورت ہو تو ازار باندھ کر اس میں جانا جائز ہے اور خواتین کے جسم کو نہ دیکھے نگاہ نیچی رکھے اگر حمام کو اپنے لئے خالی کرانا ممکن نہ ہو تو اس میں رات میں جائے یا دن میں اس وقت جائے جب نہانے والے کم ہوں۔

امام احمد سے اس کے بارے میں پوچھا گیا فرمایا: اگر تمہیں یقین ہو کہ حمام میں تمام لوگ تہبند باندھے ہوئے ہیں تو جاؤ ورنہ نہ جاؤ۔ حضرت عائشہ رض کا بیان ہے کہ نبی صلعم نے فرمایا: بدترین گھر حمام ہے حمام ایک ایسا گھر ہے جس میں پردہ نہیں کیا جاتا اور اس کا پانی پاک نہیں حضرت عائشہ رض فرماتی ہیں، اگر احد پہاڑ کی برابر مجھے کوئی سونا دے تو میں پھر بھی حمام میں نہ جاؤں، حدیث جابر بن عبد اللہ میں ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا: جس کا اللہ پر اور آخرت پر ایمان ہے وہ حمام میں ازار کے بغیر نہ جائے۔

خواتین کو بھی حمام میں ان شرطوں کے ساتھ جانا جائز ہے

کان یؤمن باللّٰہ الیوم الآخر فلا یدخل الحمام الا بمیزر واما النسآء فانما یجوز لھن دخولہ بالشرائط التی ذکرناھا فی حق الرجال او وجود العذر واحبۃ کالمرض والحیض والنفاس لما روی ابن عمرؓ عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم انہٗ قال سیفتح علیکم ارض العجم وستجدون بیوتا یقال لھا الحمام فلا یدخلھا الرجال الا بازار وامنعوا منھا النسآء الا مریضۃ او نفساء واذا دخل الحمام فلا یسلم ولا یقرء القرآن لما تقدم من حدیث علیؓ۔

فصل فی النھی عن التعری فی الجملۃ وفی حال الغسل

لما روی ابوداؤد باسنادہ عن بہز بن حکیم عن ابیہ عن جدہ رضؓ قال قلت یارسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم عوراتنا ما نأتی منھا وما نذر قال صلی اللّٰہ علیہ وسلم احفظ عورتک الا من زوجتک او ما ملکت یمینک قال قلت یارسول اللّٰہ اذا کان القوم بعضھم فی بعض قال صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان استطعت ان لا یریھا احد فلا یریھا قال قلت یارسول اللّٰہ اذا کان احدنا خالیا قال صلی اللّٰہ علیہ وسلم اللّٰہ احق ان یستحیی منہ من الناس وروی ابوداؤد باسنادہ عن ابی سعید الخدری رضؓ عن ابیہ عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال لا ینظر الرجل الی عورۃ الرجل ولا تنظر المراءۃ الی عورۃ المراءۃ ولا یفضی الرجل فی ثوب ولا

جو شرطیں ہم نے مردوں کے حق میں بیان کی ہیں یا کسی معقول عذر اور ضرورت سے حمام میں جانا جائز ہے جیسے بیماری، حیض اور نفاس کی وجہ سے کیونکہ حضرت ابن عمر رضی اللّٰہ عنہ والی حدیث میں ہے کہ نبی صلے اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا: عنقریب تمہارے لئے سرزمین عجم فتح ہوگی، تم وہاں ایک قسم کے گھر جن کو حمام کہا جاتا ہے، پاؤ گے، خبردار ان میں مرد تہبند کے ساتھ داخل ہوں اور ان میں جانے سے اپنی عورتوں کو روک لو۔ البتہ بیمار اور حیض ونفاس والی عورت جا سکتی ہے۔

حمام میں جا کر سلام نہ کرو اور نہ قرآن پڑھو اس کی دلیل حدیث علیؓ ہے جو اوپر گزر گئی۔

مطلق یا غسل کے وقت ننگے ہونے کی ممانعت

مطلق یا غسل کرتے وقت ننگا ہونا منع ہے، ایک صحابی فرماتے ہیں: میں نے رحمت عالم صلعم سے پوچھا یارسول اللّٰہ ہم کس کے سامنے ننگے ہو سکتے ہیں اور کس کے سامنے نہیں؟ فرمایا: بجز اپنی بیوی یا لونڈی کے کسی اور کے سامنے نہیں، انہوں نے کہا: یارسول اللّٰہ! اگر ایک جماعت ملی جلی ہو (اور کسی کے پاس کپڑا ہو اور کسی کے پاس نہ ہو تو کیا کیا جائے؟) فرمایا: مقدور بھر ستر کو چھپائے رکھو، انہوں نے کہا: یارسول اللّٰہ اگر ہم میں سے کوئی خلوت میں ہو؟ فرمایا: لوگوں کی بہ نسبت اللّٰہ تعالےٰ اس کا زیادہ حقدار ہے کہ اس سے شرمایا جائے، حضرت ابوسعید خدری رضی اللّٰہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا: مرد مرد کی شرمگاہ نہ دیکھے اور عورت عورت کی شرمگاہ نہ دیکھے اور ایک کپڑے میں دو مرد ننگے نہ ہوں اور نہ ایک کپڑے میں دو عورتیں ننگی ہوں۔ (ابوداؤد)

خلوت میں جہاں کوئی دیکھنے والا نہ ہو غسل کرتے وقت ننگا ہونا مکروہ ہے بلکہ تہہ بند باندھ کر غسل کیا جائے، کیونکہ

تفضی المرأۃ الی المرأۃ فی ثوب واما حالۃ الغسل فی موضع خال لایراہ احد فیکرہ ان یغتسل بلا میزر لما روی ابوداؤد باسنادہ عن عطاء بن یعلی بن امیۃ رض قال یعلی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رای رجلا یغتسل بلا ازار فصعد المنبر فحمد اللہ تعالیٰ واثنی علیہ وقال ان اللہ حیی ستیر یحب الستر والحیاء فاذا اغتسل احدکم فلیستتر واما ان دخل الماء للغسل اولغیرہ فیکرہ ایضا بلا میزر لان للماء سکانا لما روی جابر بن عبد اللہ رض عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ نھی ان یدخل الماء بلا میزر وعن الحسن رض انہ قال للماء سکان وان احق من استتر من سکانہ الجن۔

فصل وقد رخص الامام احمد رحمہ اللہ فی ذلک فی روایۃ اخری وانہ لایکرہ ذلک لانہ سئل عن رجل کان عند نھر لیس یراہ احد قال ارجوا ومعنی ذلک انہ لایکون بہ باس والاولی والاصح ما تقدم من النھی۔

فصل فی لبس الخاتم واتخاذہ عن ابی داؤد باسنادہ عن انس بن مالک رض قال اراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یکتب الی بعض الاعاجم فقیل لہ لا یقرؤن کتابا الا بالخاتم فاتخذ خاتما من فضۃ ونقش فیہ محمد رسول اللہ وعن انس رض قال کان خاتم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من فضۃ کلہ فصۃ منہ وفی لفظ عن انس رض انہ قال کان خاتم رسول اللہ

عطاء بن یعلیٰ سے روایت ہے کہ یعلیٰ نے کہا: رسول اللہ صلعم نے دیکھا کہ ایک شخص ننگا ہو کر۔ بلا تہبند کے نہا رہا ہے آپ نے منبر پر چڑھ کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کر کے فرمایا: دیکھو اللہ تعالےٰ انتہائی شرمیلا اور سخت پردے والا ہے اور پردہ اور حیا سے محبت کرتا ہے لہٰذا جب تم میں سے کوئی نہائے تو اسے پردہ کر لینا چاہیئے (ابوداؤد)

اگر پانی میں غسل کرنے کے لیئے یا غسل کی نیت کے بغیر کوئی گھس جائے تو بلا تہبند کے پانی میں گھسنا بھی مکروہ ہے کیونکہ پانی میں بھی رہنے والے رہتے ہیں اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلعم نے بلا تہبند کے پانی میں داخل ہونے سے منع فرمایا! حسنؒ کہتے ہیں کہ پانی میں بھی رہنے والے رہتے ہیں اور پانی کے رہنے والوں سے شرمگاہیں چھپانے کے ہم زیادہ حقدار ہیں۔

پانی میں برہنہ ہونے کا جواز ایک روایت میں امام احمدؒ نے پانی میں برہنہ ہونے کی رخصت دی ہے اور فرمایا ہے کہ مکروہ نہیں ہے کیونکہ آپ سے ایک ایسے شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو نہر کے پاس ہے اور اسے کوئی دیکھنے والا نہیں فرمایا مجھے امید ہے کہ اس کو برہنہ ہو کر۔ پانی میں نہانے میں کوئی حرج نہیں لیکن اولیٰ اور صحیح یہی ہے کہ مطلقاً ننگا ہو کر نہ نہائے۔

انگوٹھی بنوانا اور پہننا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلعم نے بعض عجمیوں کو خطوط لکھنے کا ارادہ فرمایا لیکن آپ سے کہا گیا کہ عجمی بلا مہر کے خط نہیں پڑھتے لہٰذا آپ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی اور اس پر محمد رسول اللہ کندہ کرایا (ابوداؤد) حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلعم کی انگوٹھی تمام کی تمام چاندی کی تھی حتےٰ کہ نگ بھی چاندی کا تھا۔ انسؓ ہی کی روایت کے ایک لفظ میں ہے کہ رسول اللہ صلعم کی انگوٹھی چاندی کی تھی اور اس کا نگ سیاہ تھا۔

صلی اللہ علیہ وسلم من ورق فصہ حبشی روی ابوداؤد
باسنادہ عن نافع عن ابن عمر رض قال اتخذ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم خاتما من ذہب وجعل فصہ
مما یلی بطن کفیہ ونقش فیہ محمد رسول اللہ فاتخذ الناس
خواتیم الذہب فلما رأٰہم اتخذوہا رمی بہ و
قال لا البسہ ابدا ثم اتخذ خاتما من فضۃ ونقش
فیہ محمد رسول اللہ ثم لبس ذالک الخاتم
بعدہ ابوبکر رض ثم لبس بعد ابی بکر عمر رض
ثم لبسہ عثمان رض حتی وقع فی بیر اریس۔

فصل ویکرہ اتخاذ الخاتم من الحدید
والشبہ لما روی ابوداؤد باسنادہ عن عبد اللہ
بن بریدۃ عن ابیہ رضی اللہ عنہ قال ان رجلا
جاء الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلیہ
خاتم من شبہ فقال لہ مالی اجد منک ریح
الاصنام فطرحہ ثم جاء وعلیہ خاتم من حدید
فقال مالی اری علیک حلیۃ اہل النار فطرحہ
فقال یا رسول اللہ من ای شئ اتخذہ قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتخذہ من ورق ولا تتمہ
مثقالا۔

فصل ویکرہ التختم فی الوسطی والسبابۃ
لما روی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نہی علیا رض
عن ذالک۔

فصل والاختیار التختم فی الیسری وفی الخنصر
لما روی ابوداؤد باسنادہ عن ابن عمر رض ان النبی
صلی اللہ علیہ وسلم کان یتختم فی یسارہ وکان

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے انگوٹھی سونے کی بنوائی
آپ نگ کا رخ کف دست کی طرف رکھا کرتے تھے اور اس پر محمد رسول اللہ
کندہ تھا پھر لوگوں نے بھی اپنی اپنی انگوٹھیاں سونے کی بنوالیں پھر جب
آپ نے دیکھا کہ لوگوں نے سونے کی انگوٹھیاں بنوالی ہیں تو آپ نے
اپنی انگوٹھی اتار پھینکی اور فرمایا اب میں کبھی اسے نہ پہنوں گا پھر آپ نے
چاندی کی انگوٹھی بنوائی اور اس پر محمد رسول اللہ کندہ کرایا پھر
آپ کی وفات کے بعد وہ انگوٹھی حضرت ابوبکرؓ نے پہنی پھر آپ کے
بعد حضرت عمرؓ نے اور حضرت عمرؓ کے بعد حضرت عثمانؓ نے پہنی
حتی کہ وہ اریس نامی کنوئیں میں گر گئی۔

لوہے کی اور پیتل کی انگوٹھی پیتل اور لوہے کی انگوٹھی بنوانا اور
پہننا مکروہ ہے کیونکہ حضرت بریدہؓ کا بیان ہے کہ ایک شخص پیتل کی
انگوٹھی پہن کر رسول اللہ صلے اللہ صلعم کے پاس آیا آپ نے فرمایا
کیا بات ہے مجھے تجھ سے بتوں کی بو آرہی ہے آخر کار اس نے
انگوٹھی اتار پھینکی پھر لوہے کی انگوٹھی پہن کر آیا فرمایا کیا بات ہے میں تجھ
پر جہنم والوں کا زیور دیکھ رہا ہوں پھر وہ بھی اس نے اتار پھینکی۔ اور
پوچھنے لگا یا رسول اللہ! کس چیز کی انگوٹھی بنواؤں؟ فرمایا: چاندی
کی بنوالے، اور چاندی ساڑھے چار چار ماشہ سے کم ہی ہو۔

(ابوداؤد)

★

انگوٹھی کس انگلی میں پہنی جائے درمیانی اور شہادت والی
انگلی میں انگوٹھی کا پہننا مکروہ ہے کیونکہ نبی صلعم نے حضرت علیؓ
کو اس سے منع فرمایا۔

بائیں ہاتھ کی سب سے چھوٹی انگلی میں انگوٹھی پہننے کا جواز

بہتر اور پسندیدہ بات یہی ہے کہ انگوٹھی بائیں ہاتھ کی سب سے چھوٹی
انگلی میں پہنی جائے کیونکہ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم

فصه فی باطن کفه وروی ذلك عن اکثر السلف
الصالح ولان خلاف ذلك عادة وشعار المبتدعة
ولان المستحب ان یکون تناول الاشیاء بالیمین
لیوضعه فی الشمال وفی ذلك صیانة للخاتم وصیانة
للمکتوب علیه من الاسماء والحروف وقد روی
عن علی رض ان النبی صلی الله علیه وسلم کان یتختم
فی یمینه فعلی هذا الیمین والیسار سواء الاختیار الاول

فصل فی اداب الخلاء والاستنجاء اذا اراد
دخول الخلاء نحّی عنه ما کان فیه ذکر الله
عزوجل کالخاتم والتعویذ وغیرهما ویقدم
رجله الیسری ویؤخر الیمنی ویقول بسم الله
اعوذ بالله من الخبث والخبائث ومن الرجس
النجس الشیطان الرجیم لما روی عن النبی صلی الله
علیه وسلم انه قال ان هذه الحشوش محتضرة
فاستعیذوا بالله من الشیطان ویقل احدکم
اعوذ بالله من الرجس النجس الخبیث الشیطن
الرجیم ویکون مغطی الراس مستترا ولا یرفع
ثوبه حتی یدنو من الارض ویکون اعتماده علی
رجله الیسری لانه اسهل لخروج الخارج ولا
یتکلم ولا یرد علی من یسلم علیه ولا یجیب
متکلما ویحمد الله فی قلبه عند العطاس ولا
یرفع راسه الی السماء ولا یضحك مما یخرج
منه ولا من غیره ویبعد من الناس ویهیئ
موضعا مستقرا رخوا لبوله لئلا یترشش علیه
ولا یری عورته احدا فان کان الموضع صلبا

اپنے بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنا کرتے تھے اور اس کے نگ کا رخ آپ کی ہتھیلی کی طرف ہوتا تھا (ابوداؤد) یہی اکثر سلف صالح سے منقول ہے کیونکہ اس کے خلاف بدعتیوں کی عادت ہے اور ان کا شعار ہے۔ علاوہ ازیں یہ مستحب ہے کہ دائیں ہاتھ سے پکڑ کہ بائیں ہاتھ میں پہنی جائے اس طرح انگوٹھی کا اور نگ والی تحریر میں اسماء و حروف کا تحفظ ہو جاتا ہے لیکن حضرت علیؓ سے منقول ہے کہ وہ انگوٹھی سیدھے ہاتھ میں پہنا کرتے تھے بنا بریں انگوٹھی پہننے میں دایاں یا بایاں دونوں ہاتھ برابر ہیں لیکن ترجیح کے لائق پہلا ہی قول ہے۔

قضائے حاجت اور استنجا کرنے کے آداب جب قضائے حاجت کے لئے بیت الخلاء میں جانا چاہے تو اپنے بدن سے تمام وہ چیزیں ہٹا دے جن میں حق تعالیٰ شانہٗ کا ذکر ہو جیسے انگوٹھی اور تعویذ وغیرہ اور بیت الخلاء میں پہلے بایاں پیر رکھے پھر دایاں پیر رکھے اور بیت الخلاء سے باہر یہ دعا پڑھ لے بسم اللہ اعوذ باللہ من الخبث والخبائث یعنی میں خبیث جنوں سے اور جنّاتنیوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں اور پلید و ناپاک اور راندے گئے شیطانوں سے بھی کیونکہ نبی صلعم نے فرمایا: بلاشبہ ان کھڈیوں پر شیطان موجود رہتے ہیں لہٰذا شیطانوں سے اللہ کی پناہ مانگ لیا کرو۔ اور یہ دعا پڑھو میں گندگی، نجاست اور گھناؤنی چیزوں سے اور راندے گئے شیطانوں سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں قضائے حاجت کے وقت منہ ڈھانپ لو اور پردہ کر کے بیٹھو اور اپنے کپڑے نہ اٹھاؤ جب تک زمین کے قریب نہ ہو جاؤ اور بائیں پیر پر ٹیک لگائے رہو کیونکہ اس طرح بسہولت فضلہ خارج ہوتا ہے اس حالت میں بات نہ کرو، نہ کسی کو سلام کرو اور نہ کسی کو سلام کا جواب دو اور نہ کسی اور ہی بات کا جواب دو اگر چھینک آ جائے تو دل میں الحمد للہ کا خیال کر لو، اس حال میں اوپر کو سر نہ اٹھاؤ اور اپنے یا کسی اور کے براز کے خارج ہونے پر نہ ہنسو، قضائے حاجت کے لئے لوگوں سے دور چلے جاؤ اور بیٹھنے کے لئے کوئی

اومهب الريح الصق راس ذكره بالارض وان
كان فى الصحراء لم يستقبل القبلة ولم يستدبرها
بل يشرق ويغرب كما جآء فى الخبر ولا يستقبل
الشمس والقمر ولا يبل فى حجرٍ ولا تحت شجرة
مثمرة ولا غير مثمرة لانه قد يستظل بظلها
فيتلوث ثيابهم وقد يسقط من ثمرتها فيتنجس
ولا فى طريق ولا فى مشرعة نهرٍ ولا فى فنآء حآئط
لان بذلك يستحق اللعنة كما ورد فى الخبر ولا
يذكر الله فى موضعه بالقرآن ولا لغيره تنزيها
لاسمه عزوجل ولا يزيد على بسم الله والتعوذ
من الشيطن على ما ذكرنا فاذا افرغ قال الحمد لله
الذى اذهب عنا الاذى وعافانى غفرانك ثم يقوم
عن موضعه الى موضع طاهر ولا يستنجى هناك
لئلا يتلوث يده بالنجاسة او يرش المآء على بدنه
وثيابه ثم ينظر فان كان الخارج لم ينتشر عن
المخرج الا بمقدار ما جرت العادة به كان
مخيرا بين الاستجمار بجامد وبين الاستنجآء
بالمآء فان اختار الجامد فالاختيار الحجر وعدده
ثلثة احجار ان كان لم يستجمر بهن احد من
قبل طاهرة فياخذ حجرا منها بيمينه فيبدء بالقبل
بعد ان يمسح اصل ذكره الى راسه وينتره
ثلاثا بيده اليسار متنحنحا ليتحقق استفراغ
البول بذلك فهو الاستبرآء ويأخذ ذكره
بشماله ويمده على الحجر الذى فى يمينه ويمسحه
حتى يرى موضع المسح جافا يفعل كذلك ثلاثا

مستقل اور نرم جگہ منتخب کرو تاکہ پیشاب کی چھینٹوں سے محفوظ رہو اور
کوئی تمہاری شرمگاہ دیکھ بھی نہ سکے اگر جگہ سخت ہو یا ہوا چلنے کی وجہ سے
گرد سے صاف ہو تو آلہ تناسل کا منہ زمین سے لگا دو۔ اگر کھلے میدان
میں قضائے حاجت کے لئے بیٹھو تو قبلہ کی طرف رُخ اور پشت نہ کرو
ہاں غیر سمت قبلہ کی طرف رخ اور پشت کر سکتے ہو جیسا کہ احادیث
میں آتا ہے اور سورج اور چاند کی طرف بھی منہ کر کے نہ بیٹھو۔ اسی طرح
کسی بل میں پیشاب نہ کرو اور نہ درخت کے نیچے خواہ وہ پھلدار ہو یا
غیر پھلدار کیونکہ کبھی کبھی لوگ اس کی چھاؤں میں آکر اُٹھتے بیٹھتے ہیں
ایسا نہ ہو کہ ان کے کپڑے لتھڑ جائیں اور اگر پھلدار درخت ہے تو نیچے
گرنے والا پھل لتھڑ جائے گا نہ راستہ میں رفع حاجت کرو اور نہ گھاٹ
میں اور نہ دیوار کے نیچے کیونکہ جو شخص ایسا کرتا ہے وہ لعنت کا حقدار
بن جاتا ہے جیسا کہ حدیث میں آتا ہے۔ قضائے حاجت کی جگہ ذکر اللہ نہ کرو
خواہ قرآن سے ذکر اللہ ہو یا غیر قرآن سے تاکہ حق تعالیٰ شانہ کے نام کی اور اس کے
کلام پاک کی عظمت و پاکی برقرار رہے ور بجز بسم اللہ اور اعوذ باللہ من الخبث و
الخبائث کے کچھ اور نہ کہو اور یہ دعا بھی بیٹھنے سے اور بیت الخلاء میں جانے سے
پہلے پڑھ لو پھر فارغ ہو کر باہر آکر یہ دعا پڑھ لو اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے
ہم سے غلاظت دُور کی اور آرام پہنچایا اے اللہ میں تیری بخشش کا طلبگار ہوں
غرضیکہ اس جگہ سے ہٹ کر پاک و صاف جگہ پر آجاؤ اس جگہ استنجا بھی نہ کرو
تاکہ ہاتھ کو غلاظت نہ لگے یا بدن یا کپڑوں پر چھینٹیں نہ آئیں بلکہ ذرا ہٹ کر
استنجا کرو پھر دیکھو اگر فضلہ مخرج سے منتشر نہیں ہوا اور مخرج تک ہی محدود ہے
تو ڈھیلوں اور پانی سے استنجے کا اختیار ہے اگر ڈھیلوں سے استنجا کرو تو
تین پتھروں سے استنجا کرو بشرطیکہ وہ پتھر غیر مستعمل ہوں یعنی ان سے کسی
اور نے استنجا نہ کیا ہو اور پاک ہوں ان میں سے ایک پتھر بائیں ہاتھ میں
لے کر دائیں جانب سے مخرج غلاظت پر رگڑو اور آلہ تناسل سے ابتدا
کرو لیکن پہلے اسے جڑ سے لیکر سر تک دباؤ اس طرح تین پتھروں سے

ثلاثة احجار وان لم يقدر على الاحجار فبثلث
خرق او خزف او مدر او ثلث حثيات من تراب
او يمسحه على الارض او الحائط عند عدم هذه
الاشياء حتى يرى الجفافة والنشافة عن اثر كل
مسحة فاذا فعل ذلك فقد سقط عنه حكم
القبل وينبغي ان يحترز عن مس الذكر فى الاستبراء
من موضع الحشفة لانه قد تبقى البول فى قصبة الاحليل
ثم يخرج بعد فراغه عن الوضوء فيبطل وضوءه
ولهذا اشرع فى حقه ان يخطو خطوات قبل الاستبراء
والتنحنح خوفا من بقاء شئ من البول فى الاحليل واما
الدبر فياخذ الحجر بشماله ويمسحه على المسربة
من مقدمها الى ان يبلغ الى مؤخرها ثم يرمى به
ثم ياخذ الحجر الثانى ويبدء به من مؤخرها
فيمسحها الى ان يبلغ مقدمها ثم يرمى به ثم
ياخذ الحجر الثالث فيديره حول المسربة فيرمى
به وقد حصل بذلك الاجزاء فان لم ينق بان راى
على الحجر الاخير نداوة زاد الى خمسة وان
لم ينق بذلك زاد الى سبعة او تسعة ولا يقطعه
الا على وتر وان نقى بحجر واحد او باثنين زاد على
ثلثة لان الشرع بذلك ورد وقد ذكر للاستجمار
صفة اخرى وهو ان ياخذ الحجر بشماله
فيضعه على مقدم صفحته اليمنى ثم يمره الى
مؤخرها ثم يديره على اليسرى فيمر عليها الى
مؤخرها حتى بلغ الموضع الذى بدء منه ويأخذ
حجرا اخرى فيمره من مقدم صفحته اليسرى

آلۂ تناسل کو پونچھو اور کھنکارو تاکہ اگر آلۂ تناسل میں کوئی قطرہ باقی ہو تو وہ بھی نکل آئے اسے اصطلاح فقہ میں استبراء کہتے ہیں اور ذکر کو بائیں ہاتھ سے پکڑ کر اسے کھینچ کر پتھر سے رگڑو حتیٰ کہ مخرج خشک ہو جائے اسی طرح تین بار تین پتھروں سے استنجا کرو اگر پتھر نہ ملیں تو تین چیتھڑوں، یا ٹھیکروں یا ڈھیلوں سے یکے بعد دیگرے مخرج بول خشک کرو یا تین مٹھی مٹی لے کر اس سے خشک کرو اگر کچھ بھی نہ ملے تو زمین پر یا دیوار پر رگڑو حتیٰ کہ ہر پتھر کے استعمال کے بعد خشکی اور صفائی دیکھ لو جب ایسا کر لو گے تو آلۂ تناسل کا استنجاء مکمل ہو جائے گا۔ استبراء کے بعد حشفہ کو دبانے سے پرہیز کیا جائے کیونکہ کبھی ذکر میں کوئی قطرہ رہ جاتا ہے پھر وضو کے بعد وہ نکل آتا ہے جس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اسی لئے جسے یہ بیماری لاحق ہو اس کے حق میں یہ مشروع ہے کہ وہ استبراء سے چند قدم چلے اور کھنکارے تاکہ اگر کوئی قطرہ ہو تو نکل آئے۔

دبر کا استنجاء اس کا طریقہ یہ ہے کہ ایک پتھر بائیں ہاتھ میں لے کر آگے سے پیچھے تک پونچھتا ہوا چلا جائے پھر اسے پھینک کر دوسرا پتھر لے کر پیچھے سے آگے تک پونچھتا ہوا آئے پھر اسے پھینک کر تیسرا پتھر لے اور اسے مقعد کے اردگرد گھما کر پھینک دے اس طرح کفایت حاصل ہو جاتی ہے اگر تین ڈھیلوں سے پوری طرح صفائی نہ ہو اور اس کی نشانی یہ ہے کہ پچھلے ڈھیلے پر تری نظر آئے تو پانچ ڈھیلے استعمال کر لئے جائیں اگر پانچ سے بھی صفائی نہ ہو تو سات یا نو استعمال کر لئے جائیں، استنجے کو طاق ڈھیلوں ہی پر ختم کیا جائے اور اگر صفائی ایک ہی یا دو ہی ڈھیلوں سے ہو جائے تو تیسرا ڈھیلا ضرور لیا جائے کیونکہ شریعت میں تین کی تعداد آتی ہے۔

ڈھیلوں سے استنجا کرنے کا دوسرا طریق دوسرا طریقہ یہ ہے کہ بائیں ہاتھ میں ایک ڈھیلا لے کر مقعد کے دائیں طرف سے پونچھتا ہوا پیچھے تک لے جائے اور اسے گھماتا ہوا بائیں طرف سے اسی جگہ لے آئے

كذلك ثم يأخذ حجراً آخر فيمسح به الوسط والكل جائز فقد جاء في الآثار ان رجلا قال لبعض الصحابة من الاعراب وقد خاصمه لا احسبك انك تحسن الخراءة فقال بلى وابيك اني بها لحاذق قال فصفها لي قال ابعد الاثر واعد المدر واستقبل بنبت الشيح واستدبر الريح واقعي اقعاء الضبي واجفل اجفال النعام اما الشيح فهو نبت طيّب الريح يكون بالبادية والاقعاء هٰهنا الاستيفاز على صدور قدميه والاجفال ارتفاع عجزه عن الارض۔

فصل والاستنجاء بالماء ان يمسك قضيبه بيده اليسرى ويطرح الماء باليمنى فيغسله سبعًا بعد الاستبراء والتنحنح وفضل ادعاج على ماذكرناه وقد شبه فقهاء المدينة رض الذكر بالضرع ولا يزال يخرج منه الشئ بعد الشئ مادام الرجل يمده فاذا وقع الماء على الذكر انقطع البول واما الدبر فيباشر المحل بيده اليسرى ويصب الماء باليمنى فيتا صبه ويسترخي قليلا ويجيد ذالك الموضع بيده حتى يتيقن نظافته وينقى ولا يلزمه غسل باطن المخرجين لان ذالك مما يعفى عنه في الشرع ولا عليه الاستنجاء من الريح والفضيلة في الجمع بين الاستجمار بالجامد والماء فان اختصر على الحجر اجزاه لكن

جہاں سے ابتدا کی تھی پھر دوسرا پتھر بائیں طرف سے شروع کرکے گھماتا ہوا اسی جگہ لے آئے جہاں سے ابتدا کی تھی پھر تیسرا پتھر لیکر خاص مقعد پر درمیان میں رگڑے غرضیکہ ہر طریقہ جائز ہے ایک حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے کسی دیہاتی صحابی سے جھگڑا کیا اور کہنے لگا میرے خیال میں تمہارا قضائے حاجت کا طریقہ اچھا نہیں انہوں نے فرمایا کیوں نہیں اللہ کی قسم میں تو اس کام میں بڑا محتاط و ہوشیار ہوں بولا: ذرا بیان تو کیجئے فرمایا میں آبادی سے دور چلا جاتا ہوں اور ڈھیلے تیار رکھتا ہوں اور شیح جھاڑی کے پیچھے اس کی طرف منہ کرکے بیٹھ جاتا ہوں اور ہوا کے رُخ پر پیٹھ کر لیتا ہوں اور ہرن کی طرح دونوں پیروں پر اکڑوں بیٹھ جاتا ہوں اور شتر مرغ کی طرح سرین زمین سے بلند رکھتا ہوں (شیح ایک اچھی خوشبو والی جھاڑی ہے جو عموماً صحرا میں پائی جاتی ہے۔ اقعا سے یہاں پیروں کی انگلیوں پر بیٹھنا مراد ہے اور اجفال سے سرین کا زمین سے اٹھانا مراد ہے۔)

پانی سے استنجاء پانی سے استنجا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ بائیں ہاتھ سے ذکر پکڑلو اور سیدھے ہاتھ سے اس پر پانی ڈالو اور ذکر کو استبراء کے کھنکارنے کے دوبانے کے بعد سات مرتبہ دھوؤ جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ مدینہ کے فقہاء نے ذکر کو عورت کی چھاتی کے مشابہ فرمایا ہے کہ جب تک اسے کھینچا جاتا رہے اس سے کچھ نہ کچھ نکلتا ہی رہتا ہے پھر جب ذکر پر پانی پڑتا ہے تو اس سے پیشاب کا نکلنا بند ہو جاتا ہے، مقعد کو بائیں ہاتھ سے براہ راست دھونا پڑتا ہے دائیں ہاتھ سے لگاتار اس پر پانی ڈالا جائے اور بائیں ہاتھ سے اس کو دھویا جائے دھوتے وقت مقعد ذرا ڈھیلی رکھی جائے اور بائیں ہاتھ سے اس قدر دھوئی جائے کہ اس کی پاکی کا اور صفائی کا یقین ہو جائے قبل و دبر کے اندرونی حصوں کا دھونا لازم نہیں کیونکہ ہماری شریعت میں اندرونی حصے معاف ہیں اور نہ ریح سے استنجاء لازم آتا ہے فضیلت اسی استنجے کو ہے جس میں ڈھیلے اور پانی استعمال کیا جائے لیکن اگر ڈھیلوں پر قناعت کی جائے تو بھی کافی ہے اور مطلق پانی کا استعمال اولیٰ ہے کیونکہ کہا جاتا ہے کہ اگر پانی استعمال نہیں کیا گیا تو طرح

استعمال الماء اولی فی الجملة لانه قیل اذا لم یستنج بالماء اعتراه الوسواس ولهذا قیل ان قومًا من الشعراء لا یستنجون بالماء لان کلام الخنا والفحش یجیٔ بذلك فهو سببه نعوذ بالله من کلام ثمرة القذر والنتن۔

فصل واما اذا انتشر النجاسة الی معظم حشفته فی القبل والصفحتین فی الدبر لم یجزئه غیر الماء لانها خرجت من محل الترخص فصارت کالنجاسة التی علی بقیة البدن من الفخذ والصدر وغیرهما ولا یزول الا بالماء۔

فصل وصفة ما یجوز به الاستجمار ان یکون جامدًا طاهرًا منقیا غیر مطعوم لا حرمة له وغیر متصل بحیوان ولا یجوز بالروث والرمة لانها من طعام الجن ولا لشیٔ من لزج یلطخ فلا ینقی کالحمة والزجاجة والحصاة الملساء۔

فصل ویجب ما ذکرنا من الاستنجاء لجمیع ما یخرج من السبیلین سوی الریح وذلك کالغائط والدودة والحصاة والدم والمدة والشعر واما الذکر فالخارج منه خمسة اشیاء احدها البول والثانی المذی وهو ماء ابیض رقیق فیخرج عند اللذة عند الملاعبة والتذکار وحکمه حکم البول وزیادة غسل الذکر والانثیین کما قال النبی صلی الله علیه وسلم فی حدیث علی رض ذلك ماء الفحل ولکل فحل ماء فلیغسل ذکره وانثییه ولیتوضأ وضوءه للصلوٰة

کے وسوسے پیدا ہوتے ہیں، اسی لئے کہا جاتا ہے کہ شعراء پانی سے استنجا نہیں کرتے، کیونکہ اس سے جھوٹ اور فحش گوئی کی آمد ہوتی ہے، اور یہی ان گندگیوں کا سبب ہے ایسے کلام سے اللہ کی پناہ جو غلاظت و بدبو کا سبب ثمر ہو۔

دائرہ دبر سے غلاظت کا انتشار اگر نجاست تمام حشفہ پر یا دائرہ دبر سے تجاوز کر کے ادھر ادھر پھیل جائے تو پھر بجز پانی کے کوئی شے اسے پاک کرنے والی نہیں جیسے اگر ران وغیرہ پر نجاست لگ جائے تو اسے پانی ہی پاک کرتا ہے۔

ڈھیلوں میں کیا کیا چیزیں شامل ہیں ڈھیلوں میں ہر وہ چیز شامل ہے جو جامد، پاک اور صاف کرنے والی ہو مگر کھائی جانیوالی نہ ہو اور نہ کسی جانور کا جزو ہو، گوبر اور ہڈی سے استنجا جائز نہیں کیونکہ یہ دونوں جنوں کی خوراک ہیں اور نہ لیسدار چیز سے جو چپک جانے والی ہو استنجا جائز ہے کیونکہ اس سے صفائی نہیں ہوتی بلکہ اور پھیلتی ہے جیسے کہ شیشہ اور چکنا پتھر وغیرہ

کن حالات میں استنجا کیا جائے؟ استنجا ہر اس چیز سے کیا جائے جو قبل و دبر سے خارج ہو مگر اس سے ریح مستثنیٰ ہے جیسے اگر مقعد سے براز، کیڑے، سنگریزے، خون، پیپ اور بال خارج ہوں تو استنجا واجب ہے اسی طرح اگر ذکر سے پانچ چیزیں خارج ہوں تو استنجا واجب ہے پیشاب، مذی (ایک سفید و رقیق پانی ہے جو شہوت انگیز و لذت خیز خیالات و لمس و کنار کے وقت نکل آتی ہے)

جو پیشاب کا حکم ہے وہی مذی کا حکم ہے ہاں اس سے پورے ذکر کا اور فوطوں کا دھونا ضروری ہے جیسا کہ حدیث علی رض میں ہے کہ نبی صلعم نے فرمایا: یہ نر کا پانی ہے، ہر نر سے پانی نکلا کرتا ہے اپنے ذکر معہ فوطوں کے دھو لینا چاہیئے اور جو وضو نماز کے لئے کیا جاتا ہے وہی

والثالث الودی وهو ماء ابیض خاثر یخرج باثر البول فحکمه حکم البول فقط والرابع المنی وهو الماء الابیض الدافق عند اللذة الکبری بالجماع او الاحتلام وقد یکون اصفر عند قوة الرجل وقد یکون احمر عند کثرة الجماع وقد یکون رقیقا عند ضعف البنیة والقوة ویعلم بالرائحة کرائحة الطلع والعجین وهو طاهر فی اشهر الروایتین وموجبه غسل جمیع البدن وماء المرءة رقیق اصفر والخامس الریح یخرج من القبل نادراً کما یخرج من الدبر۔

فصل فی کیفیة الطهارة الکبری وهو علی ضربین کامل ومجزئ اما الکامل فهو ان یاتی بالنیة وهو اعتقاده رفع الحدث الاکبر او الجنابة فان تلفظ به مع اعتقاده بقلبه کان افضل ویسمی عند اخذ الماء ویغسل یدیه ثلثا ویغسل ما به من الاذی ثم یتوضأ وضوءً کاملاً ویؤخر غسل قدمیه ویحثی علی راسه ثلث حثیات من الماء یروی بها اصول شعره ولیفیض الماء علی سائر جسده ثلثا ویدلك بدنه بیدیه ویتبع المغابن وغضون البدن ویتحقق حصول الماء علیها لقوله صلی الله علیه وسلم بلوا الشعر وانقوا البشرة فان تحت کل شعر جنابة ویبدء بشقه الایمن وینتقل من موضع غسله فیغسل قدمیه فان سلم فی خلال ذلك من نواقض الطهارة الصغری

وضو کر لینا چاہیئے، تیسری چیز ودی ہے، ودی ایک سفید اور گاڑھا پانی ہوتا ہے جو پیشاب کے بعد خارج ہوا کرتا ہے اس کا حکم بھی وہی ہے جو پیشاب کا ہے، چوتھی چیز منی ہے یہ سفید پانی ہوتا ہے جو ہمبستری یا احتلام سے انزال کے وقت کود کر نکلتا ہے اگر مرد قوی ہو تو یہ پانی زرد ہوتا ہے اور کثرت ہمبستری سے سرخ نکلتا ہے کبھی منی پتلی ہوتی ہے جب قوت میں ضعف آجاتا ہے یا پیدائشی کمزوری ہوتی ہے۔ منی کی ایک مخصوص بو ہوتی ہے جو کھجور کی کلی کی بو سے اور آٹے کے خمیر کی بو سے ملتی جلتی ہے مشہور روایت کی رو سے منی پاک ہے اور خروج منی سے غسل واجب ہو جاتا ہے عورت کی منی رقیق و زرد ہوتی ہے، پانچویں چیز ریح ہے جو قبل سے شاذ و نادر نکلتی ہے۔

طہارت کبریٰ (غسل جنابت) اس کی دو قسمیں ہیں کامل اور کافی کامل طہارت میں نیت کرنا ضروری ہے یعنی دل میں حدث اکبر (جنابت) کے زائل کرنے کا ارادہ کر لیا جائے اگر نیت کے ساتھ ساتھ زبان سے بھی کہہ لیا جائے تو نور علی نور۔ پانی استعمال کرتے وقت بسم اللہ پڑھ لو اور تین بار ہاتھ دھوؤ پھر جسم پر لگی ہوئی پلیدی دھوؤ پھر علاوہ پیروں کے دھونے کے پورا وضو کرو پھر سر پر تین لپ بھر کر پانی ڈالو تاکہ بالوں کی جڑیں سیراب ہو جائیں پھر تین بار تمام جسم پر پانی بہاؤ اور دونوں ہاتھوں سے بدن ملو اور بغلوں اور بدن کی سلوٹوں کو تر کرو ہر سلوٹ پر پانی پہنچ جانا چاہیئے کیونکہ نبی صلعم نے فرمایا، بال تر کرو اور جلد صاف کرو کیونکہ ہر بال کے نیچے جنابت ہے اور غسل کی ابتدا سیدھی جانب کرو پھر غسل کی جگہ سے ہٹ کر پیر دھولو، پھر اگر اس اثناء میں وضو توڑنے والی چیزوں سے محفوظ ہو تو اسی وضو سے نماز پڑھ سکتے ہو کیونکہ اس غسل کا حکم دونوں قسم کے حدثوں کا رفع کر دینا ہے اور اگر وضو ٹوٹ گیا تو نماز کے لئے جدید وضو کرنا پڑے گا۔

ان تمام باتوں کی دلیل حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا ہے آپ فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلعم غسل جنابت کا ارادہ فرماتے تو سب سے پہلے تین بار

جائز له ان يصلي بهذه الطهارة لانه تحكم له برفع الحدثين جميعًا والا احدث للصلوٰة وضوءً والاصل في جميع ذلك ما روي عن عائشة رضا انها قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا اراد الغسل من الجنابة لغسل يديه ثلثًا ثم يأخذ بيمينه فيصب على شماله ثم يتمضمض ويستنشق ثلاثًا ويغسل وجهه ثلاثًا وذراعيه ثلثًا ثم يغتسل فاذا خرج غسل قدميه واما المجزئ فهو ان يغسل فرجه وينوي ويسمي ويعم بدنه بالغسل مع المضمضة والاستنشاق لانهما واجبان في الكبرٰى وفي الصغرٰى روايتان اصحهما وجوبهما فيها ايضًا ولا يجزئه ان يصلي بهذا الغسل الا ان ينوي به الغسل والوضوء ويتداخل بقية افعال الوضوء في الغسل للعذر بالنيّة واذا عدمت النيّة لم يحصل له الوضوء فلا تصح الصلوٰة وقد قال النبي صلى الله عليه وسلم لا صلوٰة لمن لا وضوء له بخلاف الاوّل فانه قد اتى فيه بالوضوء الكامل والسرف في استعمال الماء غير مستحب والاقتصاد هو المحمود المندوب اليه وقلة الماء مع احكام الغسل والوضوء اولى من الاسراف وقد روي عن النبي صلى الله عليه وسلم توضأ بمد وهو رطل وثلث واغتسل بصاع وهو اربعة امداد

فصل في الاذكار المستحب ذكرها عند غسل الاعضاء يقول اذا فرغ من الاستطابه

ہاتھ دھوتے پھر سیدھے ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی ڈالتے پھر تین بار غرغرہ کرتے اور ناک میں پانی ڈالتے اور تین بار منہ دھوتے اور تین بار دونوں ہاتھ معہ کہنیوں کے دھوتے پھر سر پر تین بار پانی ڈالتے پھر غسل کرتے پھر غسل سے فارغ ہوکر دونوں پیر دھوتے کافی غسل یہ ہے کہ شرمگاہ دھوکر غسل کی نیت کرو اور بسم اللہ پڑھ کر غسل کرو مگر غسل میں غرغرہ کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا ضروری ہے کیونکہ یہ دونوں غسل میں تو واجب ہیں مگر وضو میں وجوب وعدم وجوب کے بارے میں دو روایتیں ہیں جن میں صحیح روایت وجوب ہی کی ہے اس غسل سے نماز پڑھنا جائز نہیں الا یہ کہ غسل و وضو دونوں کی نیت کرلی ہو وضو کے باقی افعال غسل میں بالتبع شامل ہیں کیونکہ نیت بتاتی ہے کہ وضو بھی غسل میں شامل کرلیا گیا ہے لیکن اگر وضو کی نیت نہیں کی تو وضو نہیں ہوا تو نماز پڑھنا جائز نہیں۔ کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔ اس کی نماز صحیح نہیں جس کا وضو نہ ہو، بخلاف پہلی صورت کے کیونکہ پہلی صورت میں پورا وضو کیا گیا ہے۔

پانی کے استعمال میں اسراف اچھا نہیں، وضو میں بھی اعتدال ہونا ہی قابل تعریف و مستحب ہے۔

غسل و وضو کے احکام میں کم پانی استعمال کرنا اسراف سے اولٰے ہے۔ منقول ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک مد (۱⅓ پونڈ) پانی سے وضو فرمایا۔ اور ایک صاع (۵⅓ پونڈ) پانی سے غسل فرمایا۔

غسل اعضاء کے وقت مستحب اذکار

استنجے سے فارغ ہو کر کہو اے اللہ میرا دل شک اور نفاق سے صاف فرما، اے جبار میرے

اللهم نق قلبي من الشك والنفاق وحصن فرجي
من الفواحش ويقول عند التسمية اعوذ بك
من همزات الشياطين واعوذ بك رب ان يحضرون
ويقول عند غسل يديه اللهم انى اسالك اليمن
والبركة واعوذ بك من الشوم والهلكة و
يقول عند المضمضة اللهم اعنى على تلاوة
القرآن كتابك وكثرة الذكر لك ويقول
عند الاستنشاق اللهم اوجد لى رائحة الجنة
وانت عنى راض ويقول عند الاستنثار اللهم
انى اعوذ بك من روائح النار ومن سوء الدار
ويقول عند غسل وجهه اللهم بيض وجهي
يوم تبيض وجوه اوليائك ولا تسود وجوه
اعدائك وعند غسل ذراعه اليمنى اللهم
آتني كتابا بيميني وحاسبني حسابا يسيرا و
عند غسل ذراعه اليسرى اللهم انى اعوذ
بك ان تؤتيني كتابي بشمالي او من وراء ظهري
ويقول عند مسح الراس اللهم غشني
برحمتك وانزل على من بركاتك واظلني تحت
ظل عرشك يوم لا ظل الا ظلك ويقول عند
مسح الاذنين اللهم اجعلني من الذين
يستمعون القول فيتبعون احسنه اللهم
اسمعني منادي الجنة مع الابرار ثم يمسح
عنقه فيقول اللهم فك رقبتي من النار
واعوذ بك من السلاسل والاغلال ويقول
عند غسل قدمه اليمنى اللهم ثبت قدمي

سے میری شرمگاہ محفوظ فرما، بسم اللہ پڑھتے وقت کہو اے اللہ
میں شیطانی وسوسوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور اے پروردگار
مجھے تیری پناہ کہ میرے پاس شیطان آئیں، ہاتھ دھوتے وقت اے
اللہ میں تجھ سے سعادت و برکت مانگتا ہوں اور نحوست و ہلاکت
سے تیری پناہ مانگتا ہوں، غرغرہ کے وقت کہو اے اللہ قرآن پاک
کی تلاوت پر جو تیری کتاب ہے اور کثرت ذکر اللہ پر میری مدد فرما،
ناک میں پانی دیتے وقت کہو اے اللہ مجھ سے راضی ہو کر مجھے
جنّت کی خوشبو سنگھا۔ ناک سنکتے وقت کہو اے اللہ میں تجھ سے آگ
کی بو سے اور برے گھر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ منہ دھوتے وقت کہو اے
اللہ جس دن تو اپنے دوستوں کے چہرے روشن فرمائے گا، میرا چہرہ بھی
روشن فرما، اور جس دن تو اپنے دشمنوں کے منہ کالے کرے گا اس
دن میرا منہ کالا نہ کر، سیدھا ہاتھ دھوتے وقت کہو اے اللہ مجھے میرا اعمالنامہ سیدھے
ہاتھ میں دے اور مجھ سے آسان حساب لے، بایاں ہاتھ دھوتے وقت کہو اے اللہ مجھے
تیری پناہ کہ مجھے بائیں ہاتھ میں یا پشت کے پیچھے سے اعمالنامہ
ملے، سر کا مسح کرتے وقت کہو اے اللہ مجھے اپنی رحمت میں ڈھانپ
لے، مجھ پر اپنی برکتیں نازل فرما اور مجھ پر اپنے عرش کی چھاؤں
رکھ جس دن تیرے سائے کے سوا کوئی اور سایہ نہ ہوگا، کانوں
کا مسح کرتے وقت کہو اے اللہ مجھے ان لوگوں میں شامل فرما
جو باتیں سن کر اچھی باتوں کی پیروی کرتے ہیں، اے اللہ
نیکوں کے ساتھ مجھے بھی جنت کی منادی کی آواز سنا،
گردن کا مسح کرتے وقت کہو اے اللہ میری گردن آگ سے
چھڑا، میں زنجیروں اور طوقوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں
سیدھا پیر دھوتے وقت کہو اے اللہ مومنوں کے قدموں
کے ساتھ میرے قدم بھی پل صراط پر جمائے رکھ، بایاں پیر
دھوتے وقت کہو اے اللہ مجھے تیری پناہ کہ میرے پیر

علی الصراط مع اقدام المؤمنین ویقول عند غسل قدمہ الیسری اللّٰھم انی اعوذبک ان تزل قدمی عن الصراط یوم تزل اقدام المنافقین فاذا فرغ من وضوءہٖ رفع راسہ الی السماء ثم قال اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ سبحانک وبحمدک لا الٰہ الا انت عملت سوءً وظلمت نفسی استغفرک واسئلک التوبۃ فاغفرلی وتب علی انک انت التواب الرحیم اللّٰھم اجعلنی من التوابین واجعلنی من المتطھرین واجعلنی صبوراً شکوراً واجعلنی اذکرک واسبحک بکرۃ واصیلا۔

فصل فی اداب اللباس وھو علی خمسۃ اضرب محرم علی کل مکلف ومحرم علی شخص ومکروہ ومباح ومتنزہ عنہ فاما المحرم علی کل مکلف فالمغصوب واما المحرم علی شخص دون شخص فالحریر مباح للنساء حرام علی بالغی الذکور وھل یباح ان یلبسوہ البنین الصغار ام لا علی روایتین وکذلک فی اباحۃ لبسہ للبالغین فی قتال المشرکین وجھاً دھم روایتان فھذا ھو الضرب المباح واما المکروہ فھو اطالۃ الثوب الی حد یخرج الی الخیلاء والکبر وکذلک ما فیہ الحریر والقطن لا یعلم ھل ھما نصفان او احدھما اکثر واما المتنزہ منہ فھو کل لبسۃ یکون بھا

پل صراط سے پھسلیں جس دن منافقوں کے پیر پھسلیں گے پھر وضو سے فارغ ہو کر آسمان کی طرف سر اٹھا کر یہ دُعا پڑھو میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی حق دار عبادت نہیں، وہ ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (صلعم) اس کے بندے ہیں اور اس کے رسول ہیں اے اللہ تو اپنی تعریفوں کے ساتھ پاک ہے تیرے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں میرے بُرے عمل ہیں اور میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا ہے، میں تجھ سے مغفرت کا طلبگار ہوں اور توبہ کی توفیق کا بھکاری ہوں اے اللہ مجھے بخش دے اور میری توبہ قبول فرما واقعی تو خوب توبہ قبول کرنیوالا اور انتہائی مہربان ہے اے اللہ مجھے خوب توبہ کرنیوالوں کی اور پاک لوگوں کی فہرست میں شامل فرما، مجھے صبر و شکر کرنے والا بنا اور مجھے توفیق عطا فرما کہ میں صبح شام تیرا ذکر کرتا رہوں اور تیری پاکیاں بیان کرتا رہوں۔

آداب لباس لباس پانچ قسم کے ہیں، ہر اس شخص پر حرام جو عاقل و بالغ ہو، کسی کے لئے حرام اور کسی کے لئے حرام نہیں، مکروہ، مباح، ایسا لباس جس سے بچا جائے۔ مطلق حرام وہ لباس ہے جو کسی سے چھین کر اور غصب کر کے پہنا جائے، حرام و حلال لباس ریشم ہے کہ مردوں پر حرام ہے اور عورتوں کے لئے حلال ہے اس میں دو روایتیں ہیں کہ چھوٹے لڑکوں کو ریشمین لباس پہنانا مباح ہے یا نہیں، اسی طرح مشرکوں سے جہاد کرتے وقت مجاہدین کو ریشم پہننا جائز ہے یا نہیں اس میں بھی دو روایتیں ہیں۔ مکروہ لباس یہ ہے کہ بہت لمبا اور نیچا پہنا جائے کیونکہ اس طرح کبر و غرور ثابت ہوتا ہے اسی طرح وہ لباس مکروہ ہے جس میں سوت اور ریشم ملے جلے ہوں اور دونوں کی مقدار معلوم نہ ہو کہ کتنا سوت ہے اور کتنا ریشم۔

اور جس لباس کا نہ پہننا اولیٰ ہے وہ وہ لباس ہے جس سے لوگ

مشتهراً بين الناس كالخروج عن عادة اهل
بلده وعشيرته فينبغي ان يلبس ما يلبسون
ولا يباينهم فيها حتى لا يشار اليه بالاصابع و
يغتاب فيكون ذلك سببا الى حملهم على
غيبة فيشاركهم في اثم الغيبة له۔

فصل ولنا قسمان آخران احدهما واجب
والآخر مندوب فاما الواجب فعلى ضربين احد
هما يرجع الى حق الله تعالى والثاني الى حق الانسان
خاصة واما الذي لحق الله تعالى هو ستر العورة
عن اعين الناس على ما بيناه في فصل التعري
واما الذي لحق الانسان فهو الذي يتوقى به من
الحر والبرد وانواع المضار فيجب عليه ذلك
ولا يجوز تركه لان فيه عونا على اتلاف نفسه
وذلك حرام واما المندوب فكذلك ينقسم
على قسمين احدهما في حق الله تعالى وهو
الرداء اذا كان في جماعة ومجمع الناس فلا
يعري منكبيه من شيء من الثياب الجميلة
لاعياد والجمع وغير ذلك والقسم الثاني في
حق المخلوقين وما يتجملون به بينهم
من انواع الثياب المباح ولا يزدري لصاحبه
ولا ينقص مروته بينهم ويكره الاقتعاط
وهو التعميم لغير الحنك ويستحب التلحي
وهو اذا كان بالحنك ويكره كلما خالف
زي العرب وشابه زي الاعاجم وتطويل
الذيل مكروه لانه ورد في الاثر عن النبي

میں انگشت نمائی ہو کہ اپنے کنبہ کے اور شہر کے رواج کے خلاف
ہو مناسب یہی ہے کہ عام طور پر جو لباس پہنا جاتا ہے وہی
لباس استعمال کیا جائے تاکہ لوگ انگشت نمائی نہ کریں اور پیٹھ پیچھے
برائی نہ کریں کیونکہ ایسا شخص لوگوں کی غیبت کا سبب بنتا ہے
اور سبب بننے کی وجہ سے غیبت کے گناہ میں حصہ دار بھی بنتا ہے۔

واجب و مندوب کے اعتبار سے لباس کی قسمیں لباس یا تو
واجب ہے یا مندوب پھر واجب کی دو قسمیں ہیں ایک قسم کا تعلق
اللہ کے حق سے ہے اور ایک قسم کا تعلق خاص پہننے والے کے حق سے ہے
جس لباس کا تعلق اللہ کے حق سے ہے وہ لباس ہے جس سے لوگوں
سے جسم (ستر عورت) چھپایا جائے جیسا کہ ہم برہنگی کے بیان میں ذکر کر آئے
ہیں، اور جس لباس سے انسان کے حق کا تعلق ہے وہ لباس ہے جو
گرمی، سردی اور ہر طرح کے ضرر سے بچنے کے لئے پہنا جائے لہٰذا
اس طرح کا لباس پہننا واجب ہے اور اس کا چھوڑنا جائز نہیں
کیونکہ چھوڑنے سے جان کے ضائع ہونے کا خوف ہے اور جان کو
ضائع کرنا حرام ہے۔

مستحب لباس کی بھی دو قسمیں ہیں ایک قسم سے اللہ کے حق کا تعلق
ہے یہ ایک چادر ہے کہ جب تم کسی اجتماع میں یا لوگوں کے بڑے
مجمع میں جاؤ تو کسی خوبصورت کپڑے سے کندھوں کو محروم نہ رکھو۔
عید، بقر عید اور ہر جمعہ وغیرہ میں اس قسم کا لباس استعمال کرو دوسری
قسم کا تعلق لوگوں کے حق سے ہے کہ لوگ قسم قسم کے مباح لباس پہن
کر آراستہ ہوتے ہیں جس سے دوسرے لوگوں میں ان کی عزت
بڑھتی ہے اور حقیر و ذلیل نہیں سمجھے جاتے۔

مکروہ لباس اقتعاط مکروہ ہے اور تلحی مستحب ہے اول الذکر یہ
ہے کہ جب پگڑی باندھی جائے تو اس کا سرا ٹھوڑی کے نیچے نہ دبایا
جائے اور اگر دبا لیا جائے تو تلحی ہے۔

صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال ازرۃ المسلم الی نصف الساق ولا حرج ولا جناح فیما بین الکعبین وما کان اسفل من الکعبین فھو فی النار من جر ازارہ بطراً لم ینظر اللہ تعالیٰ الیہ وذکر ابو داؤد باسنادہ عن ابی سعید الخدری رض عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم و اشتمال الصماء مکروہ فی الصلوٰۃ وھو ان یلتحف بثوب ویجعل طرفیہ علی جانب فلا یکون لیدہ موضع یخرج منہ ولذٰلک سمی الصماء وکذلک یکرہ السدل وھو ان تترک وسط ردائہ علی راسہ وباقیہ مسدل علی ظھرہ وھی لبسۃ الیھود وکذلک یکرہ الاحتباء وھو ان یجلس ویضم رکبتیہ الی نحو صدرہ ویدیر ثوبہ من وراء ظھرہ الی ان یبلغ رکبتیہ ویشدہ حتی یکون کالمعتمد علیہ والمستند الیہ اذا لم یکن علی الثواب لانہ یؤدی الی انکشاف عورتہ ولا باس بذلک اذا کان تحتہ ثوب وکذلک یکرہ التلثم وتغطیۃ الانف فی الصلوٰۃ ویکرہ التشبہ بزی النساء للرجال وکذلک للنساء التشبہ بزی الرجال لان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لعن فاعلہ وتوعد علیہ ویکرہ الاقعاء فی الصلوٰۃ وھو ان یمد ظھر قدمیہ ویجلس علی عقبیہ او یجلس علی الیتیہ وینصب قدمیہ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ھو اقعاء کاقعاء

عربوں کی ہیئت و عادت کے خلاف اور عجمیوں کا سا لباس پہننا مکروہ ہے اسی طرح دامن حد سے زیادہ لمبا رکھنا مکروہ ہے کیونکہ نبی صلعم نے فرمایا: مسلمان کا تہبند آدھی پنڈلی تک ہوتا ہے اور ٹخنوں تک بھی کوئی حرج نہیں ہاں ٹخنوں کے نیچے والا حصہ جہنم میں ہے۔ جو شخص ازراہ غرور اتنا نیچا تہبند رکھے کہ چلتے ہیں اسے گھسیٹے حق تعالیٰ اسے قیامت کے دن رحمت کی نگاہ سے نہیں دیکھے گا (ابو داؤد)

نماز میں اشتمال صماء بھی مکروہ ہے یعنی چادر اس طرح اوڑھی جائے کہ ہاتھ اس میں بند ہو جائیں اور چادر کے دونوں سرے کندھوں پر ڈال لئے جائیں اور ہاتھ نکالنے کے لئے جگہ نہ رہے اسی لئے اس طرح اوڑھنے کی ہیئت کو صماء (پتھر کی طرح ٹھوس) کہا جاتا ہے۔

سدل بھی مکروہ ہے۔ سدل یہ ہے کہ وسط چادر سر پر ڈال لو اور اس کے سرے پشت وغیرہ پر لٹکے رہیں۔ یہ یہودیوں کا پہناوا ہے

اسی طرح احتباء بھی مکروہ ہے یعنی دونوں گھٹنے سینہ سے لگا کر بیٹھا جائے اور پشت کی طرف سے چادر لا کر دونوں گھٹنوں میں باندھ لی جائے تاکہ وہ پشت کی طرف سے ٹیک کا کام دے اور تکیہ کا بھی بشرطیکہ بدن پر چادر کے سوا کچھ اور نہ ہو کیونکہ اس سے کھل جانے کا اندیشہ ہے لیکن اگر بدن پر دوسرے کپڑے ہوں تو پھر احتباء میں کوئی حرج نہیں۔

اسی طرح نماز میں ڈھاٹا باندھنا اور ناک چھپانا مکروہ ہے۔

مردوں کو عورتوں کی سی اور عورتوں کو مردوں کی سی ہیئت بنانا مکروہ ہے کیونکہ ایسا کرنے والوں کو نبی صلعم نے لعنت فرمائی ہے اور اس پر وعید بھی آئی ہے۔

نماز میں اقعاء بھی مکروہ ہے یعنی پیر کھڑے کر کے ایڑیوں پر بیٹھنا یا دونوں ٹانگیں کھڑی کر کے سرینوں پر بیٹھنا نبی صلعم نے فرمایا یہ کتے کی طرح بیٹھنا ہے جو منع ہے۔

الكلب منهي عنه ويكره لبس ما شق منه
الابدان من الثياب وان شفت منه العورة
كان فاسقا كما لو كشفها اذا تعمد لبسه ولا
تصح صلوته فيها وقد مدح الشرع السراويل
بقوله صلى الله عليه وسلم السراويل نصف
الكسوة وهي في حق الرجال اكد ويكره توسعة
بوائكم وتضييقها اولى واحب لانه استر
للعورة وقد روى انه صلى الله عليه وسلم
قال اللهم اغفر للمسرولات قال ذلك في
حق امرءة مر بها علت باكية فسقطت فادار
وجهه عنها فقيل انها مسرولة وفي بعض
الاحاديث عنه صلى الله عليه وسلم انه كره
السراويل المخرفجة وهي الواسعة الطويلة التي
تقع على ظهر القدمين واصله السعة يقال
عيش مخرفج اذا كان واسعا وافضل اللباس
ما كان ساترا وافضل الوان الثياب ما كان
ابيض لقوله صلى الله عليه وسلم خير ثيابكم
البياض وفي لفظ آخر عليكم بالبياض يلبسها
احياءكم وكفنوا بها موتاكم وعن ابن عباس رض
انه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
البسوا من ثيابكم البياض فانها من خير ثيابكم
وكفنوا فيها موتاكم وان خير اكحالكم
الاثمد يجلو البصر وينبت الشعر۔

فصل في آداب النوم يستحب لمن اراد ان
ينام ان يوكي سقاءه ويطفي سراجه ويغلق بابه

ایسے پھٹے ہوئے کپڑے پہننے مکروہ ہیں جن سے بدن نظر آئے اگر
پردے والی جگہ سے پھٹا ہوا ہے اور اسے سیا نہیں جاتا ایسا
شخص گنہ گار ہے اگر کوئی جان بوجھ کر ایسا لباس پہن کر نماز پڑھے
گا تو نماز نہیں ہوگی۔ نبی صلعم نے پائجامہ کی تعریف فرمائی ہے
فرمایا پائجامہ آدھا لباس ہے۔ پائجامہ مردوں کے لئے بہت اچھا
ہے اور پائجامہ کے پائنچے زیادہ ڈھیلے رکھنے مکروہ ہیں
اور تنگ رکھنے بہتر اور پسندیدہ ہیں۔ کیونکہ اس طرح بدن اچھی
طرح سے چھپ جاتا ہے۔ نبی صلعم نے فرمایا اے اللہ! پائجامہ
پہننے والیوں کو بخش دے آپ نے یہ بات اس عورت کے بارے
میں فرمائی جو بے تحاشہ چیخ چیخ کر رو رہی تھی اور آپ اس کے
پاس سے گزر رہے تھے پھر وہ گر پڑی آپ نے اپنا منہ اس سے
پھیر لیا پھر آپ سے کہا گیا کہ یہ پائجامہ پہنے ہوئے ہیں، نبی صلعم نے
فراخ اور لمبے پائنچے والے پائجامہ کو جو پیروں پر پڑا رہے
مکروہ قرار دیا۔ مخرفج اصل کے اعتبار سے وسیع و فراخ کو کہتے
ہیں جیسے عیش مخرفج یعنی فراخ عیش۔ افضل لباس وہی ہے جس
ستر چھپ جائے اور رنگوں کے اعتبار سے افضل لباس سفید
لباس ہے کیونکہ نبی صلعم نے فرمایا: تمہارے بہترین کپڑے سفید
ہیں اسی حدیث کا دوسرا لفظ یہ ہے سفید لباس لازم کرلو سفید لباس
تمہارے زندہ بھی پہنیں اور سفید ہی میں اپنے مردوں کو کفناؤ حضرت
ابن عباس رض کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا: اپنے کپڑوں
میں سفید کپڑے پہنو کیونکہ یہ تمہارے بہترین کپڑے ہیں اور انہیں سے
اپنے مردوں کو کفن دو اور تمہارا بہترین سرمہ اثمد ہے جو نگاہ
تیز کرتا ہے اور پلکیں اگاتا ہے۔

سونے کے آداب سوتے وقت یہ مستحب ہے کہ مشکیزوں کے
منہ باندھ دو اور پانی وغیرہ کے برتن ڈھک دو، چراغ بجھا

ولیغسل فاہ ان کان قد اکل ما لہ رائحۃ لئلا یقصدہ الدبیب ولیسمی باسم اللّٰہ عزوجل ثم لیقول ما رویٰ ابو داؤد باسنادہ عن شعبۃ بن عبیدۃ قال حدثنی البراء بن عازب رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہما قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اذا اتیت مضجعک فتوضأ وضوءک للصلوٰۃ ثم اضطجع علیٰ شقک الایمن وقال اللّٰھم انی اسلمت وجھی الیک وفوضت امری الیک والجأت ظھری الیک رغبۃ ورھبۃ الیک لا ملجأ ولا منجا منک الا الیک اٰمنت بکتابک الذی انزلت ونبیک الذی ارسلت فان مت مت علی الفطرۃ واجعلھن اٰخر ما تقول قال البراء فقلت استذکرھن فقلت برسولک الذی ارسلت قال لا ونبیک الذی ارسلت ویکون نومہ علیٰ ما ذکر فی الخبر علیٰ جنبہ الایمن مستقبل القبلۃ کما یکون فی اللحد وان نام علیٰ ظھرہ متفکراً فی ملکوت السمٰوٰت والارض فلا باس ویکرہ نومہ علیٰ وجھہ واذا رأی فی منامہ ما یزعجہ استعاذ باللّٰہ تعالیٰ من شرہ ولتفل عن یسارہ ثلثا وقال اللّٰھم ارزقنی خیر رؤیای واکفنی شرھا ولیقرء اٰیۃ الکرسی وقل ھو اللّٰہ احد ومعوذتین الا ان یکون جنبا ولا یفسر منامہ الا علیٰ من یحسن من عالم او حکیم ویکون محبا ولا یفسر ما راٰہ من الاحلام لان الشیطان

دو، دروازے بند کر دو اور اگر مخصوص بو والی کوئی چیز کھائی ہے تو منہ خوب صاف کر لو مبادا کوئی جانور اس کی بو سونگھ کر آئے اور کاٹ کھائے اور بسم اللّٰہ پڑھ لو اور مندرجہ ذیل حدیث کے مطابق عمل کرو براء بن عازب کہتے ہیں مجھ سے رسول اللّٰہ صلعم نے فرمایا جب تم اپنی خوابگاہ میں لیٹنے کا ارادہ کرو تو وضو کر کے سیدھی کروٹ پر لیٹ جاؤ اور یہ دعا پڑھو اے اللّٰہ میں نے اپنی ذات تجھے سونپ دی اور میں نے اپنے کام تجھ پر چھوڑ دئیے اور میں نے تجھ پر بھروسہ کر لیا اور میں نے تیری طرف رغبت کی اور تجھ سے ڈرتا بھی رہا کیونکہ تیرے سوا تیرے عذاب سے کوئی پناہ گاہ اور چھٹکارے کی جگہ نہیں میرا تیری کتاب پر ایمان ہے جو تو نے اتاری اور تیرے نبی پر ایمان ہے جسے تو نے رسول بنا کر بھیجا۔ فرمایا اگر تم اس رات میں مر جاؤ گے تو تم توحید و ایمان پر مرو گے یہ دعا سونے وقت پڑھو پھر کوئی اور بات نہ کرو براء فرماتے ہیں میں نے سنانے کے لئے آپ کے سامنے یہ دعا دہرائی اور میں نے یہ کہہ دیا اور میرا تیرے رسول پر ایمان ہے فرمایا نہیں یونہی کہو اور میرا تیرے نبی پر ایمان ہے۔

حدیث میں جو سیدھی کروٹ لیٹنے کا ذکر ہے تو سیدھی کروٹ پر قبلہ رخ ہو کر لیٹا جائے جیسے بغلی قبر میں میت کو لٹایا جاتا ہے اگر اگر سیدھے لیٹ جاؤ اور کائنات عالم میں حق تعالیٰ کی صنعت میں غور و فکر کرو تو بھی کوئی حرج نہیں۔

اوندھا لیٹنا مکروہ ہے اگر ڈراؤنے خواب دکھائی دیں تو ان کی برائی سے حق تعالیٰ سے پناہ مانگو اور تین بار بائیں طرف تھتکارو اور دعا مانگو کہ اے اللّٰہ مجھے اچھے خواب دکھا اور برے خوابوں سے کافی ہو جا اور آیۃ الکرسی، سورہ اخلاص اور سورہ فلق اور سورہ ناس پڑھ لو بشرطیکہ جنبی نہ ہو اور خواب اسی کے سامنے بیان کرو جو تمہارا خیر خواہ ہو اور عالم یا دانشمند ہو اور ڈراؤنے اور پریشان خواب کسی کے سامنے

يتمثل له وقد روي عن ابي قتادة رضى انه قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول الرؤيا من الله والحلم من الشيطان فاذا رأى احدكم شيئا يكرهه فلينفث عن يساره ثلث مرات ثم ليتعوذ من شرها فانها لا تضره وعن ابي هريرة رض قال ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان اذا انصرف من صلوة الغداة يقول هل راى احد منكم الليلة رويا ويقول انه ليس يبقى بعدى من النبوة الا الرؤيا الصالحة وفي حديث عبادة ابن الصامت عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال رءيا المؤمن جزء من ستة واربعين جزء من النبوة واذا اراد الخروج من منزله ذكر الكلمات التي وردت في حديث الشعبي عن ام سلمة رض انها قالت ماخرج رسول الله صلى الله عليه وسلم من بيتي قط الا رفع طرفه الى السماء فقال اللهم اني اعوذ بك ان اَضل او اُضل او اذل او اذل او اظلم او اظلم او اجهل او يجهل علي ويقرء قل هو الله احد مع المعوذتين اذا اصبح واذا امسى ويدعو مع ذلك بدعاء رسول الله صلى الله عليه وسلم "اللهم بك نصبح وبك نمسى وبك نحيى وبك نموت" ويزيد في الصباح واليك النشور وفي المساء واليك المصير ويقول مع ذلك اللهم اجعلني من اعظم عبادك عندك نصيبا في كل خير تقسمه في هذا اليوم وفيما

بھی بیان نہ کرے کیونکہ یہ خواب شیطان کی طرف سے ہوتے ہیں حضرت ابوقتادہ رضہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلعم سے سنا آپ فرماتے تھے اچھا خواب اللہ کی طرف سے ہے اور پریشان خواب شیطان کی طرف سے ہے پھر اگر کوئی ناگوار خاطر خواب دیکھے تو تین بار بائیں طرف تھتکار دے اور اس کی برائی سے اللہ سے پناہ مانگے پھر وہ مضر ثابت نہیں ہوگا۔ حضرت ابوہریرہ رضہ کا بیان ہے کہ رحمت عالم صلے اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز سے فارغ ہوکر پوچھا کرتے تھے: کیا تم میں سے کسی نے خواب دیکھا؟ اور فرمایا کرتے تھے میرے بعد نبوت میں سے سچا خواب ہی باقی رہے گا۔ حدیث عبادہ بن صامت رضہ میں ہے کہ رحمت عالم صلعم نے فرمایا مومن کا خواب نبوت کا چھیالیسواں جزء ہے۔

جب گھر سے باہر جانے کا ارادہ ہو تو حدیث ام سلمۃ رضہ پر عمل کرے جو شعبیؒ سے منقول ہے آپ فرماتی ہیں رسول اللہ صلعم میرے گھر سے جب بھی روانہ ہوئے برابر آپ نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھا کر یہ دعا پڑھی: اے اللہ میں گمراہ ہونے سے یا گمراہ کئے جانے سے یا پھسلنے سے یا پھسلائے جانے سے یا ظلم کرنے سے یا ظلم کئے جانے سے یا جاہل بننے سے یا جاہل بنائے جانے سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور صبح وشام قل ہو اللہ احد اور معوذتین پڑھو اور رسول اللہ صلعم کی بتائی ہوئی یہ دعا بھی پڑھو۔ اے اللہ ہم پر تیری توفیق کے ساتھ صبح آتی ہے اور تیری توفیق ہی کے ساتھ شام آتی ہے اور تیرے ہی حکم سے ہم زندہ ہیں اور تیرے ہی حکم سے ہمیں موت آئے گی۔ صبح والی دعا میں یہ اور پڑھاؤ اور تیرے ہی پاس ہمیں زندہ ہوکر آنا ہے اور شام والی دعا میں یہ پڑھاؤ اور ہمیں تیری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے۔ مذکورہ بالا دعا کے ساتھ ساتھ یہ بھی پڑھو اے اللہ آج کے دن بانٹی جانے والی ہر بھلائی میں

بعدلا من نور تهدی به او رحمة تنشرها او رزق تبسطه او ضرّ تکشفه او ذنب تغفره او شدة تدفعها او فتنة تصرفها او معافاة تمن بها برحمتك انك علیٰ کل شیٔ قدیر و اذا اراد دخول المسجد فلیقدم رجله الیمنیٰ ولیؤخر رجله الیسریٰ ویقول بسم الله السلام علیٰ رسول الله علیه وسلم اللّٰهم صل علیٰ محمد وّ علیٰ آل محمّد واغفرلی ذنوبی وافتح لی ابواب رحمتك ولیسلم علیٰ من کان فی المسجد فان لم یکن فیه احد قال السلام علینا من ربنا عزوجل واذا دخله لا یجلس حتیٰ یاتی برکعتین ثم ان شاء تنفل والا جلس مشتغلا بذکر الله عزوجل او صامتاً لا یذکر شیئاً من امور الدنیا ولا یکثر کلامه الا ما لا بد منه فان کان قد دخل وقت الصلوٰة صلی السنة والفرض مع الجماعة فاذا فرغ واراد الخروج فلیقدم رجله الیسریٰ ولیؤخر الیمنیٰ ولیقل بسم الله السلام علیٰ رسول الله صلی الله علیه وسلم اللهم صلی علیٰ محمد فاغفرلی ذنوبی وافتح لی ابواب فضلك ولیستحب له فی دبر کل صلوٰة ان یسبح ثلثا وثلثین ویحمد ثلثا وثلثین ویکبر ثلثا وثلثین ویختم المائة بلا إلٰهَ الا الله وحدہٗ لا شریك لهٗ له الملك وله الحمد وهو علیٰ کل شیٔ قدیر ولیستحب لهٗ المداومة علی الطهر فانه یروی عن النبی صلی الله علیه وسلم فی حدیث انس بن مالك رضؓ انه قال

مجھے حصہ کے اعتبار سے اپنے عظیم بندوں کی فہرست میں درج فرما اور اس نور میں بھی جو آج کے بعد آنیوالا ہے جس سے تو اپنے بندوں کی رہنمائی فرماتا ہے اور اس رحمت میں بھی جسے تو عام فرماتا ہے اور اس روزی میں بھی جسے تو فراخ فرماتا ہے اور ہٹائے جانیوالے نقصانات میں بھی بخشے جانیوالے گناہوں میں بھی ہٹائی جانیوالی سختیوں میں بھی اور پھیری جانیوالی بلاؤں میں بھی اور اس عافیت میں بھی جس سے تو اپنی رحمت سے نوازتا ہے بلاشبہ تو ہر چیز پر خوب قادر ہے۔ جب تم کسی مسجد میں داخل ہونے کا ارادہ کرو تو پہلے مسجد میں دایاں پیر رکھو پھر بایاں اور یہ دعا پڑھو! میں اللہ ہی کے نام سے اس مسجد میں داخل ہوتا ہوں، میری طرف سے رسول اللہ صلعم کو سلام پہنچے اے اللہ محمدؐ پر اپنی رحمتیں بھیج اور آل محمدؐ پر بھی اور میرے تمام گناہ معاف فرما دے اور میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے پھر مسجد میں جا کر حاضرین مسجد کو سلام کرو اگر مسجد میں کوئی نہ ہو تو السلام علینا من ربنا عزوجل کے ساتھ سلام کرو یعنی ہم پر ہمارے عزت و جلال والے پروردگار کی طرف سے سلام ہو پھر مسجد میں جا کر دوگانہ ادا کئے بغیر نہ بیٹھو بعد میں اگر چاہو تو نوافل پڑھتے رہو خواہ ذکر اللہ میں مشغول ہو جاؤ یا خاموش رہو کسی دنیوی کام کا ذکر نہ کرو اور بلا ضرورت کے بات نہ کرو۔ اگر کسی نماز کا وقت ہو گیا ہو تو سنّتیں ادا کرو اور جماعت کے ساتھ فرض پڑھو پھر نماز سے فارغ ہو کر جب مسجد سے باہر آنے کا ارادہ کرو تو پہلے مسجد سے باہر بایاں پیر رکھو پھر دایاں رکھو اور یہ پڑھو! میں اللہ ہی کے نام سے مسجد سے باہر آ رہا ہوں رسول اللہ صلعم کو میرا سلام پہنچے اے اللہ محمدؐ و آل محمدؐ پر اپنی رحمتیں بھیج اور میرے تمام گناہ معاف فرما دے اور مجھ پر اپنے فضل کے دروازے کھول دے۔ ہر فرض نماز کے بعد ۳۳ بار سبحان اللہ، ۳۳ بار الحمد للہ، ۳۳ بار اللہ اکبر اور ایک بار لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ لہ الملک ولہ الحمد وہو علیٰ کل شیٔ قدیر۔ پڑھنا مستحب ہے یعنی اللہ کے سوا کوئی حق دار عبادت نہیں وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کا ملک ہے اور اسی کی بڑائیاں ہیں اور وہ ہر چیز پر خوب قادر ہے۔ ہمیشہ باوضو رہنا مستحب ہے کیونکہ حدیث میں

دم على الطهور في عمرك وصل بالليل والنهار
ما استطعت تحبك الحفظة وصل صلاة الضحى
فانها صلاة الاوابين وسلم على اهل بيتك
اذا دخلت بيتك يكثر خير بيتك ووقّر كبير المسلمين وارحم
صغيرهم ترافقني في الجنة فقد جمع هذا الحديث
آدابًا جمة -

فصل في دخول المنزل والكسب من الحلال والوحدة واذا اراد دخول منزله فلا يدخل حتى يتنحنح ويقول السلام علينا من ربنا فقد جاء في بعض الاخبار ان المؤمن اذا خرج من منزله وكل الله تعالى ببابه ملكين يحفظان ماله واهله ويوكل ابليس سبعين شيطانا مردة فاذا دنى المؤمن من بابه قال الملكان اللهم وفقه ان كان انقلب بكسب طيب فاذا تنحنح دنى الملكان وتباعدت الشياطين واذا قال السلام علينا من ربنا توارت الشياطين وقام الملكان احدهما باليمين والاخر عن الشمال واذا فتح الباب فقال بسم الله ذهبت الشياطين ودخل معه الملكان وحسنا كل شئ في منزله واطابا له معيشة يومه وليلته فاذا جلس المؤمن قام الملكان على راسه فان اكل اكل طيبًا وان شرب شرب طيبًا ما دام في منزله يومه وليلته وكان طيب النفس فان لم يفعل من ذالك شيئًا ذهب عنه الملكان ودخل معه الشياطين واستقبحوا كل ما في منزله في

انس بن مالکؓ میں ہے کہ نبی صلعم نے ان سے فرمایا: اپنی زندگی میں ہمیشہ باوضو رہو اور دن رات میں جس قدر ممکن ہوں نمازیں پڑھو حفاظت کرنے والے فرشتوں کو تجھ سے محبت ہو جائیگی اور چاشت کی نماز پڑھ کیونکہ یہ نماز ان بندوں کی ہے جو اللہ کی طرف لپک کر آنیوالے ہیں، جب گھر میں آؤ تو گھر والوں کو سلام کہو تمہارے گھر میں خیر و برکت کی ریل پیل رہیگی۔ بوڑھے مسلمانوں کی عزت کرو اور چھوٹوں سے شفقت سے پیش آؤ جنت میں میرے رفیق ہو گے یہ حدیث بہت سے آداب کی جامع ہے۔

گھر میں آنا، حلال کمائی اور خلوت جب تم اپنے گھر میں جانے کا ارادہ کرو تو پہلے کھنکارو اور السلام علینا من ربنا کہو یعنی ہم پر ہمارے رب کی طرف سے سلام ہو کیونکہ بعض احادیث میں آتا ہے کہ جب مومن اپنے گھر سے نکل کر چلا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے دروازے پر دو فرشتے تعینات فرما دیتا ہے جو اس کے مال کی اور بیوی بچوں کی حفاظت کرتے ہیں اور ابلیس ستر شیطان تعینات کر دیتا ہے پھر جب مسلمان اپنے گھر کے دروازے کے قریب آتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں اے اللہ اگر یہ پاکیزہ کاروبار کر کے آیا ہے تو اسے توفیق عطا فرما، پھر جب کھنکارتا ہے تو فرشتے قریب آجاتے ہیں اور شیطان بھاگ جاتے ہیں پھر جب السلام علینا من ربنا کہتا ہے تو شیاطین چھپ جاتے ہیں اور فرشتے کھڑے ہو کر دائیں بائیں آجاتے ہیں پھر جب دروازہ کھول کر بسم اللہ کہتا ہے تو شیطان چلے جاتے ہیں اور اس کے ساتھ فرشتے بھی گھر میں آجاتے ہیں اور فرشتے اسے اس کے گھر میں ہر چیز حسین و خوبصورت دکھاتے ہیں اور اس کی آج کے دن رات کی زندگی طیب و پاکیزہ بنا دیتے ہیں پھر جب مومن بیٹھ جاتا ہے تو دونوں فرشتے اس کے سرہانے کھڑے ہوتے ہیں پھر آج کے دن رات میں جب تک وہ اپنے گھر میں رہتا ہے تو اگر وہ کھاتا ہے تو حلال و طیب ہی کھاتا ہے اور اگر پیتا ہے تو حلال و طیب ہی پیتا ہے اور خوش و خرم رہتا ہے لیکن اگر مذکورہ بالا باتوں میں سے کچھ نہیں کرتا تو

عینہ واسمعتہ من اھلہ ما یسوءہ حتی یکون
بینہ وبین اھلہ ما یفسد علیہ دینہ وان کان
اعزب القوا علیہ النعاس والکسل وان نام
نام جیفۃ وان جلس جلس فی تمنی ما لا ینفعہ
خبیث النفس ولیفسدون علیہ طعامہ وشرابہ
ونومہ واما الکسب فقد روی ابو ھریرۃ رضی اللہ
تعالیٰ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
انہ قال من طلب الدنیا حلالاً استعفافاً عن
المسألۃ وسعیاً علی اھلہ وتعطفاً علی جارہ بعثہ
اللہ تعالیٰ یوم القیامۃ ووجھہ کالقمر لیلۃ
البدر ومن طلب الدنیا حلالاً مکاثراً مفاخراً
مرائیاً لقی اللہ عزوجل یوم القیامۃ وھو علیہ
غضبان وعن ثابت البنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
انہ قال بلغنی ان العافیۃ فی عشرۃ اشیاء
تسعۃ منھا فی طلب المعیشۃ وواحدۃ فی
العبادۃ وروی جابر بن عبد اللہ رض عن
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ لا یفتح
الرجل علی نفسہ من المسألۃ الا فتح اللہ علیہ
باباً من الفقر ومن یستعفف یعفہ اللہ ومن
یستغن یغنہ اللہ لان یاخذ احدکم حبلاً ثم
یعمل الی ھذا الوادی فیحتطب منہ ثم یاتی
سوقکم فیبیعہ بمد تمر خیر لہ من ان یسال
الناس اعطوہ او منعوہ وروی ما من رجل
یفتح علی نفسہ باباً من المسئلۃ الا فتح اللہ علیہ
سبعین باباً من الفقر وروی عن رسول اللہ صلی اللہ

فرشتے چلے جاتے ہیں اور اس کے ساتھ گھر میں شیطان آجاتے ہیں اور وہ اسے گھر کی ہر چیز بری بنا کر دکھاتے ہیں اور گھر والوں سے اسے بری باتیں سنواتے ہیں حتیٰ کہ اس کے اور اس کے گھر والوں میں دین میں بگاڑ پیدا کرنے والی باتیں پیدا ہو جاتی ہیں اور اگر مرد ہے تو اس پر اونگھ اور سستی مسلط کر دیتے ہیں اگر سوتا ہے تو ایک مردہ لاش کی طرح سوتا ہے اور اگر بیدار ہوتا ہے تو غیر مفید تمناؤں میں ڈوب جاتا ہے اور مزاج میں نجاست و گندگی ہوتی ہے غرضیکہ شیاطین اس کا کھانا پینا اور خواب و بیداری سب ہی کو مکدر کر دیتے ہیں۔

کسب معاش حضرت ابوہریرہ رضہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا: جس نے حلال دنیا اس لئے طلب کی کہ اپنے کو سوال سے بچا سکے اور اس دوڑ دھوپ سے اپنے اہل و عیال کا خرچ اٹھا سکے اور اپنے پڑوسیوں کے ساتھ عنایت و تلطف سے پیش آسکے تو حق تعالیٰ قیامت کے دن اسے اس حال میں زندہ فرمائے گا کہ اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح درخشاں ہوگا اور جس نے حلال دنیا اس لئے طلب کی کہ مال جمع کرکے اس پر فخر و مباہات کرے اور ریاکاری پیش نظر ہو تو وہ حق تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ حق تعالیٰ اس پر غصہ ہوگا۔

ثابت البنانیؒ فرماتے ہیں مجھے خبر پہنچی ہے کہ عافیت دس چیزوں میں ہے جن میں سے نو کا تعلق کسب معاش سے ہے اور ایک کا عبادت سے حضرت جابر بن عبداللہ رسول اللہ صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ جو کوئی اپنے اوپر سوال کا دروازہ کھولتا ہے اللہ تعالیٰ یقیناً اس پر فقر کا دروازہ کھول دیتا ہے اور جو سوال سے بچتا ہے اللہ تعالیٰ اسے بچا لیتا ہے۔ اور جو بے نیازی چاہتا ہے اللہ تعالیٰ اسے بے نیاز بنا دیتا ہے دیکھو تم میں سے کسی کا رسی لے کر اس وادی میں کام کرنا اور لکڑیاں جمع کرکے بازار میں لاکر انہیں ایک مد کھجوروں کے عوض میں

عليه وسلم انه قال ان الله يحب كل مؤمن
محترف ابا العيال ولا يحب الفارغ الصحيح لا
فى عمل الدنيا ولا فى عمل الآخرة وروى ان
داؤد صلى الله عليه وسلم خليفة الله عزوجل
سأل الله تعالى ان يجعل كسبه بيده فالان
فى يده الحديد فصار فى يده كالشمع والعجين
يتخذ منه الدروع فيبيعها فيعيش هو وعياله
بثمنها وقال ابنه سليمان عليهما السلام رب
قد اعطيتنى من الملك ما لم تعط احداً قبلى
وسألتك ان لا تعطيه احد بعدى فاعطيتنيه
فان قصرت فى شكرك فدلنى على عبد هو
اشكر منى فاوحى الله تعالى اليه يا سليمان
ان عبداً يكتسب بيده ليسد جوعه وليستر
عورته ويعبدنى هو اشكر لى منك فقال اجعل كسبى
بيدى فاتاه جبريل عليه السلام نعلمه عمل الخوص
يتخذ منه العفاف فاول من عمل الخوص سليمان
عليه السلام وقيل عن بعض الحكماء انه
قال لا يقوم الدين والدنيا الا باربعة العلماء
والامراء والغزاة واهل الكسب فالامراء
هم الرعاة يرعون الخلق والعلماء وهم ورثة
الانبياء يدلون الخلق على الآخرة والناس
يقتدون بهم والغزاة هم جند الله تعالى
فى الارض يقلع بهم الكفار واما اهل الكسب
فهم امناء الله تعالى بهم مصالح الخلق و
عمارة الارض والرعاة اذا صاروا ذيابا فمن

فروخت کرنا اس کے لئے لوگوں سے سوال کرنے سے بہتر ہے کہ لوگ اسے دیں یا نہ دیں
یہ بھی آتا ہے کہ جو شخص اپنے مانگنے کھانے کا دروازہ کھول لیتا ہے،
اللہ تعالیٰ اس پر یقیناً فقر کے ستر دروازے کھول دیتا ہے رسول اللہ
صلعم نے یہ بھی فرمایا: حق تعالیٰ ہر مومن پیشہ ور کو جو صاحب عیال ہے
دوست رکھتا ہے اور بے کار و خالی بیٹھنے والے کو جو تندرست ہے اور
کسی دنیوی یا اخروی کام میں مشغول نہیں، محبوب نہیں رکھتا۔ منقول ہے
کہ حضرت داؤدؑ نے جو اللہ کے خلیفہ تھے اللہ سے درخواست کی کہ مجھے
کوئی پیشہ سکھا دیا جائے کہ ہاتھ سے کما کر کھا سکوں حق تعالیٰ نے آپ کے
ہاتھ میں لوہا نرم بنا دیا چنانچہ لوہا آپ کے ہاتھ میں آکر موم اور آٹے کی
طرح بن جاتا تھا آپ لوہے سے زرہیں بنا کر اور انہیں فروخت کر کے
اپنا اور اپنے گھر والوں کا خرچ چلایا کرتے تھے آپ کے فرزند حضرت
سلیمانؑ نے حق تعالیٰ سے دعا مانگی پروردگارِ عالم! آپ نے مجھے وہ
ملک عطا فرمایا جو آپ نے مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دیا تھا اور میں نے
آپ سے یہ التجا کی کہ ایسا ملک آپ میرے بعد کسی کو نہ دیں آپ نے میری
یہ دعا بھی قبول فرمالی لہٰذا اگر میں آپ کے شکر میں کوتاہی کروں تو
آپ مجھے مجھ سے زیادہ اپنا شکر گزار کوئی بندہ بتا دیں۔ حق تعالیٰ نے
آپ پر وحی کی اور فرمایا کہ اے سلیمانؑ! جو انسان اپنے ہاتھ سے اس لئے
کمائے کہ اپنا پیٹ بھر کر بھوک دفع کرے اور اپنی شرمگاہ چھپائے اور
میری عبادت میں لگا رہے وہ تجھ سے زیادہ میرا شکر گزار بندہ ہے
بولے: اے اللہ مجھے بھی کوئی پیشہ سکھا دے کہ اپنے ہاتھ سے کما کر
کھاؤں اس پر حضرت جبرئیل نے آکر حضرت سلیمان کو کھجور کے پتوں سے
ٹوکریاں بننے کا ہنر سکھا دیا تاکہ آپ سوال سے بچیں لہٰذا سب سے
پہلے زنبیلیں بنانے والے حضرت سلیمانؑ ہی ہیں۔

بعض حکماء سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ دین اور دنیا چار قسم
کے لوگوں سے قائم ہے، علماء، امراء، مجاہد اور صناع سے امراء بمنزلہ

يحفظ العلم والعلماء اذا تركوا العلم واشتغلوا بالدنيا فبمن يقتدى الخلق والغزاة اذا ركبوا للفخر والخيلاء وخرجوا للطمع فمتى يظفرون على العدو واهل الكسب اذا خانوا الناس فكيف يامنهم الناس واذا لم يكن فى التاجر ثلث خصال افتقر فى الدنيا والآخرة اوّلها لسان نقى عن ثلث الكذب واللغو والحلف والثانية قلب صافٍ من الغش والحسد بجاره وقرينه والثالثة نفس محافظة لثلث خصال الجمعة والجماعات وطلب العلم فى بعض ساعات الليل والنهار وايثار مرضاة الله على غيره واياك والكسب الحرام فقد قيل اذا كسب العبد خبيثًا واراد ان ياكل منه وقال بسم الله قال الشيطان كل انى كنت معك حتى كسبته فلا افارقك انما انا شريك فهو شريك كل كاسب حرام قال الله عزوجل وشاركهم فى الاموال والاولاد فالاموال الحرام والاولاد اولاد الزنا كذا ذكر فى التفسير وروى عن ابن مسعود رضى عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه قال لا يكتسب العبد مالا من الحرام ويتصدق به فيؤجر عليه ولا ينفق منه فيبارك له فيه ولا يترك خلف ظهره الا كان زاده الى النار و بالجملة انه لا يمتنع من الحرام الا من هو مشفق على لحمه ودمه فدين المرء لحمه ودمه فليجتنب الحرام واهله ولا يجالسهم

چرواہوں کے ہیں جو اللہ کی مخلوق کے نگران ہیں، علماء انبیاء کے وارث ہیں اور لوگوں کی آخرت کی طرف رہنمائی فرماتے ہیں اور لوگ ان کی اقتداء کرتے ہیں اور مجاہدین دنیا میں اللہ کا لشکر ہیں جن کے ذریعہ کفار کا استیصال کیا جاتا ہے۔ صناع اللہ کے امین ہیں ان سے دنیا کی ضرورت کی چیزیں وابستہ ہیں اور دنیا آباد و پر رونق ہے اگر چرواہے بھیڑیئے بن جائیں تو بکریوں کی کون نگرانی کرے، اگر علماء علم چھوڑ کر دنیا میں مشغول ہو جائیں تو دنیا کس کی اقتدا کرے اگر مجاہدین از راہ فخر و کبر گھوڑوں پر سوار ہوں اور لالچ پیش نظر رکھیں تو کیسے دشمنوں پر فتحیاب ہوں اور اگر صناع خائن بن جائیں تو لوگ ان سے کیسے مامون ہوں بلکہ اس طرح کاریگروں کی ساکھ جاتی رہے گی۔ اگر تاجران تین خوبیوں سے متصف نہ ہو تو دنیا اور آخرت میں محتاج رہے گا (۱) زبان کو تین باتوں سے بچائے رکھے جھوٹ سے، لغو بیہودہ بکواس سے اور قسم سے (۲) اپنے دل کو ہمسایوں کی رفقاء کی اور عوام کی طرف سے صاف رکھے اور دل میں ان کی طرف سے کینہ، کپٹ اور حسد نہ رکھے (۳) اور ان تین باتوں کا عادی بنے جمعہ اور جماعت میں شریک رہے، دن رات میں چند گھنٹے علم و مطالعہ کے لئے وقف کر دے اور رضائے حق تعالیٰ کو دوسروں کی رضا پر ترجیح دے۔

خبردار! حرام کی کمائی سے بچو کیونکہ مشہور ہے کہ جب بندہ حرام و گندی کمائی کرتا ہے اور اس میں سے کھانے کا ارادہ کرتا ہے اور بسم اللہ کہتا ہے تو شیطان کہتا ہے: کھا، تیری کمائی میں بھی میں شریک تھا اور اب بھی میں تجھ سے جدا نہیں تیرے ساتھ کھاؤں گا ہر حال میں میں تیرا شریک ہوں لہٰذا شیطان ہر حرام کمائی والے کے ساتھ ہوتا ہے حق تعالیٰ نے فرمایا اے شیطان لوگوں سے مال و اولاد میں شرکت کر اور ان سے جھوٹے وعدے کر، چنانچہ مال، حرام مال ہے اور اولاد زنا کے بچے ہیں جیسا کہ تفسیروں میں بیان ہے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ

ولا يأكل طعاماً من كسبه حراماً ولا يدل احداً
على حرام فيكون شريكه فالورع هو ملاك
الدين وقوام العبادة واستكمال امر الآخرة
واما الواحدة والعزلة فقد جاء عن النبي
صلى الله عليه وسلم انهٗ قال عليكم بالعزلة
فانها عبادة وقال النبي صلى الله عليه وسلم
المؤمن من جلس بيته وقال النبي صلى الله عليه
وسلم افضل الناس رجل اعتزل يكف عن
الناس شره وفي بعض الالفاظ عنه صلى الله
عليه وسلم انهٗ قال الغريب هو الذي يفر
بدينه وعن بعض السلف انه قال هذا
زمان السكوت ولزوم البيوت وهو بشر الحافي
وقيل لسعد بن ابي وقاص رض لما تفرد في قصر
بالعقيق تركت اسواق الناس ومجالس
الاخوان وتخليت فقال رايت اسواقهم
لاغية ومجالسهم لاهية فوجدت الاعتزال
فيما هناك عافية قال وهيب بن الورد رحمه
الله خالطت الناس خمسين سنة فما وجدت
رجلاً غفرلي زلة ولا سترلي عورة ولا امنته
اذا غضب وما وجدت منهم الا من
يركب هواه وعن الشعبي رحمه الله انه قال
تعاشر الناس بالدين زمنا طويلا حتى ذهب
الدين ثم تعاشروا بالمروة حتى ذهب المروة
ثم تعاشروا بالحياء حتى ذهب الحياء ثم
تعاشروا بالرغبة والرهبة واظن انه سيجئ

صلعم نے فرمایا: جو بندہ حرام مال کماتا ہے اور اسے صدقہ میں دیتا ہے تو اس کا اجر اسے نہیں ملتا اور جو کچھ اس میں خرچ کرتا ہے اس میں برکت نہیں ہوتی اور جو کچھ چھوڑ کر مر جاتا ہے وہ اس کے لئے جہنم کا توشہ بن جاتا ہے۔ غرضیکہ حرام سے وہی بچتا ہے جسے اپنے گوشت اور خون سے محبت ہے اور وہ ان دونوں کی طرف سے ڈرتا رہتا ہے کیونکہ محفوظ دین ہی سے انسان کا گوشت اور خون جہنم کی آگ سے محفوظ رہتا ہے لہٰذا حرام و اہل حرام سے بچنا چاہیئے۔ اور ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا بھی لائق نہیں۔ حرام پیشہ وروں کا کھانا نہ کھاؤ۔ اور کوئی کسی کو حرام کا طریقہ بھی نہ بتائے ورنہ گناہ میں وہ بھی حصہ دار ہوگا، پارسائی ہی پر دین موقوف ہے اور وہی عبادتوں کا مادہ ہے اور آخرت کے کاموں کو تکمیل مراحل تک پہنچاتی ہے۔

گوشہ نشینی اور خلوت اس سلسلہ میں رحمت عالم صلعم نے فرمایا: گوشہ نشینی کو اپنے اوپر واجب کر لو کیونکہ یہ ایک عبادت ہے، دوسری حدیث میں فرمایا: مومن وہ ہے جو اپنے گھر میں بیٹھے، نیز فرمایا: لوگوں میں افضل وہ شخص ہے جو گوشہ نشین ہے کہ لوگ اس کی برائی سے محفوظ رہیں بعض روایتوں میں ہے کہ آپ نے فرمایا: غریب وہ ہے جو اپنے دین کے ساتھ بھاگتا ہے یعنی دین کے تحفظ کے لئے بھاگ جاتا ہے۔
بعض سلف (بشر حافی) کا قول ہے کہ یہ زمانہ خاموشی کا اور گوشہ نشینی کا ہے۔
جب حضرت سعدؓ اپنے عقیق والے گھر میں گوشہ نشین ہو گئے تو آپ سے کہا گیا آپ بازاروں میں اور مجلسوں میں آنا جانا چھوڑ کر خلوت نشین کیوں ہو گئے؟ فرمایا: میں نے بازاروں میں بیہودہ بکواس اور مجلسوں میں لہو و لعب دیکھا اس لئے میں نے یہاں اپنے گھر میں گوشہ نشینی ہی میں خیر و عافیت پائی۔
وھیبؒ بن ورد فرماتے ہیں: میں پچاس سال تک لوگوں میں ملا جلا رہا میں نے ایک شخص کو بھی ایسا نہیں پایا کہ وہ میرے قصور سے درگزر کرتا یا میرا عیب چھپا لیتا اس کے غصہ کی حالت میں اس سے بے خوف رہتا بلکہ میں نے ہر شخص خواہش پرست ہی پایا۔
شعبیؒ: لوگ ایک طویل مدت تک اپنی اسلامی زندگی بنائے رہے حتیٰ کہ

بعد هذا ما هو اشد منه وقال الحكيم العبادة عشرة اجزاء تسعة في الصمت وواحدة في العزلة فراودت نفسي على الصمت فلم اقدر عليه فصرت الى العزلة فجمعت لي التسعة و كان يقول لا شئ اوعظ من القبر ولا انس من الكتاب ولا اسلم من الواحدة وقال لبشر بن الحارث رحمه الله انما يطلب العلم ليهرب به من الدنيا لا لتطلب به الدنيا وروى عن عائشة انها قالت قيل يا رسول الله اى جلسائنا خير قال صلى الله عليه وسلم من ذكر تكم الله تعالى رؤيته وذكركم الاخرة علمه وزادني علمكم منطقه وكان عيسى ابن مريم يقول يا معشر الحواريين تحببوا الى الله عزوجل ببغض اهل المعاصي وتقربوا الى الله تعالى بالتباعد عنهم والتمسوا رضاه بسخطهم وان كان لابد من المخالطة فلتكن للعلماء فان النبي صلى الله عليه وسلم قال مجالسة العلماء عبادة و قال صلى الله عليه وسلم الزم قلبك التفكر وجسدك الصبر وعينك البكاء ولا تهتم لرزق غد فان ذلك خطيئة تكتب عليك والزم المساجد فان عمار بيت الله تعالى هم اهل الله عزوجل وقال صلى الله عليه وسلم من اكثر الاختلاف الى المساجد اصاب اخا مستغفرا ورحمة منتظرة وكلمة تدل على هدى و اخرى تصرف عن الردى وعلما مستطرفا

دین ان سے نکل گیا پھر مروت کے ساتھ زندگی بسر کرنے لگے حتیٰ کہ مروت بھی جاتی رہی پھر شرم کے ساتھ زندگی گزارتے رہے حتیٰ کہ شرم بھی ختم ہو گئی پھر خوف و رجا کے ساتھ زندگی بسر کرنے لگے میرا گمان ہے کہ اس کے بعد اس سے بھی خطرناک زمانہ آنے والا ہے۔

ایک حکیم: عبادت کے دس حصے ہیں نو حصے خاموشی میں ہیں اور ایک گوشہ نشینی میں ہے میں اپنے نفس کو بہلا پھسلا کر خاموشی پر آمادہ کرتا رہا مگر اسے قابو میں نہ کر سکا آخر کار میں نے گوشہ نشینی اختیار کی اور اسی خلوت کی برکت سے میں نے باقی نو حصے بھی فراہم کر لیے۔ فرمایا کرتے تھے: قبر سے زیادہ کوئی واعظ نہیں، کتاب سے زیادہ کوئی مونس نہیں، اور خلوت سے زیادہ کوئی چیز سلامتی والی نہیں۔

بشر بن حارث: علم اس لئے حاصل کیا جاتا ہے کہ اس کے ذریعہ دنیا سے بھاگا جائے نہ کہ اس سے دنیا طلب کی جائے۔ حضرت صدیقہ رض کا بیان ہے کہ کہا گیا: یا رسول اللہ! ہمارا بہترین ہم نشین کون ہے؟ فرمایا جس کا دیدار تم میں حق تعالیٰ شانہ کی یاد تازہ کر دے، جس کا علم تمہارے اندر آخرت کی تڑپ پیدا کر دے اور جس کی گفتگو تمہارا علم بڑھا دے حضرت عیسٰی فرمایا کرتے تھے: اے حواریو! گنہ گاروں سے بغض رکھو کہ حق تعالیٰ کی محبت حاصل کرو اور ارباب معصیت سے دور رہ کہ اللہ تعالیٰ کا قرب ڈھونڈھو اور ان سے ناخوش رہ کر اللہ کی خوشی تلاش کرو۔

اگر لوگوں میں ملنے جلنے کے بغیر چارہ نہ ہو تو پھر علما کی مجلسوں میں اٹھو بیٹھو کیونکہ رحمت عالم صلعم نے فرمایا: علماء کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا عبادت ہے اور آپ نے یہ بھی فرمایا: دل کو غور و فکر کا، جسم کو صبر و تحمل کا اور اور آنکھوں کو اللہ کے ڈر سے رونے کا عادی بناؤ اور کل کی روزی کی فکر نہ کرو کیونکہ یہ ایک گناہ ہے جو تمہارے اعمالنامہ میں لکھ دیا جاتا ہے اور مسجدوں کو چمٹے رہو کیونکہ اللہ کے گھروں کو آباد رکھنے والے اللہ والے ہی ہوتے ہیں۔ نبی صلعم نے فرمایا جو کثرت سے مسجدوں میں آتا جاتا رہا

وترك الذنوب حبًا وخشية ولو اعتزل الانسان مهما اعتزل لم يكن له متسعًا في الشرع اعتزال عن الجمعة والجماعات فلا يجوز له تركهما في الجملة فانه يكفر بمداومته على ترك الجمعة لما روي عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال من ترك الجمعة ثلثا من غير عذر طبع الله تعالى على قلبه وفي حديث جابر رضـ علموا ان الله عزوجل قد افترض عليكم الجمعة في مقامي هذا في شهري هذا وفي عامي هذا الى يوم القيامة من تركها وله امام عادل او جائر استخفافا بها او جحوداً لها فلا جمع الله تعالى له شمله ولا اتم له امره الا لا صلوٰة له الا لا زكوٰة له الا لا حج له الا لا صوم له الا ان يتوب فمن تاب تاب الله عليه ولان في تركها استهانة بمنادي الله عزوجل يايها الذين امنوا اذا نودي للصلوٰة من يوم الجمعة فاسعوا الى ذكر الله ومن استهان بالله عزوجل بمناديه يكفر فعليه التوبة وتجديد الاسلام ويتوب الله على من تاب فلا يجوز له تركها الا لعذر يبيحه الشرع كما قيل خذ عن الناس جانبا غير طاعن عليهم ولا تارك لجماعتهم فليجتهد المرء في الاعتزال عن الناس ما استطاع الا من يكون عونًا له في امر دينه لان الكذب انما يجري بين اثنين والفجور بين اثنين وقتل النفس بين اثنين وقطع المال بين اثنين والسلامة من ذلك في الاعتزال والانفراد۔

تو اس نے دعائے مغفرت کرنیوالا ایک بھائی، انتظار کی جانیوالی رحمت، ہدایت کی طرف رہنمائی کرنیوالا ہادی، تباہی سے بچانے والی ڈھال اور نادر علم پالیا اور وہ اللہ سے محبت و ڈر کی وجہ سے گناہ چھوڑ دیگا۔

انسان کتنی ہی سخت قسم کی گوشہ نشینی اختیار کرلے پھر بھی اسے ہماری شریعت میں جمعہ اور جماعت سے غیر حاضر ہونے کی گنجائش نہیں اس لئے اسے مطلقاً جمعہ اور جماعت کو چھوڑنا جائز نہیں کیونکہ ہمیشہ جمعہ چھوڑنے والا کافر ہو جاتا ہے کیونکہ نبی صلعم نے فرمایا جو بغیر عذر کے تین جمعے چھوڑ دے اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دے گا۔ حدیث جابر میں ہے: یقیناً اللہ تعالیٰ نے تم پر جمعہ کی نماز میری اس جگہ اس مہینہ اور اس سال میں قیامت تک کے لئے فرض فرما دیا ہے جو اسے عادل یا ظالم امام کی موجودگی میں اسے حقیر و معمولی سمجھ کر یا اس کو نہ مان کر چھوڑ دے اللہ تعالیٰ اس کی پراگندگی دور نہ فرمائے اور نہ اس کا کوئی کام بنائے دیکھو اس کی نماز قبول ہونیوالی نہیں، نہ زکوٰۃ قبول ہوگی نہ حج قبول ہوگا الا یہ کہ توبہ کرلے پھر جو توبہ کرلیگا اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمالے گا۔ علاوہ ازیں جمعہ چھوڑنے میں اللہ کے منادی کی توہین ہے فرمایا: اے ایمان والو جب جمعہ کے دن نماز کے لئے اذان دی جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف چل پڑو۔ اور جس نے اللہ کے کلام کی توہین کی اور اس کے منادی (مؤذن) کو حقیر جانا اس نے کفر کا ارتکاب کیا اس پر توبہ اور تجدید اسلام لازم ہے اور اللہ تعالیٰ توبہ کرنیوالے کی توبہ قبول فرما لیتا ہے لہٰذا کسی کے لئے بلا شرعی عذر کے جمعہ کا چھوڑنا جائز نہیں کہا جاتا ہے گوشہ نشینی میں لوگوں سے ایک گونہ تعلق رکھو کہ وہ تم پر طعن و تشنیع نہ کریں اور جماعت کو نہ چھوڑو۔

لہٰذا گوشہ نشین لوگوں سے علیحدہ رہنے کی مقدور بھر کوشش کرے ہاں ان سے ملتا رہے جو دینی کاموں میں اس سے تعاون کرتے ہوں خلوت کا سب سے بڑا فائدہ جھوٹ وغیرہ سے تحفظ ہے کیونکہ جب ایک سے دو ہوتے ہیں تو جھوٹی سچی باتیں کریں گے اور دو کے جمع ہونے سے گناہوں کا بھی ڈر ہے اور قتل و غارت گری کا بھی خوف ہے ان تمام گناہوں سے بچنے کے لئے سلامتی کی راہ خلوت ہی ہے

فصل فی اٰداب السفر والصحبۃ فیہ اذا اراد سفرا او حجا او غزوا او تحولا من دار الی دار او طلب حاجۃ فلیصل رکعتین ثم یطلب حاجتہ او یتحول فی السفر فلیقل علی راس الرکعتین اللھم بلغ بلاغا مبلغ خیر و مغفرۃ منک و رضوانا بیدک الخیر وانت علی کل شیٔ قدیر اللھم انت الصاحب فی السفر والخلیفۃ فی الاھل والمال والولد اللھم ھوّن علینا السفر واطوعنا البعد اللھم انی اعوذ بک من وعثاء السفر وکاٰبۃ المنقلب وسوء المنظر فی الاھل والولد والمال ویتحری ان یکون ذٰلک بکرۃ خمیس او سبت او اثنین واذا استوٰی علی راحلتہ قال سبحان الذی سخرلنا ھٰذا وما کنالہ مقرنین وانا الی ربنا لمنقلبون واذا رجع من السفر صلی رکعتین وقال اٰئبون تائبون عابدون لربنا حامدون لانہ روی عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم انہ کان یفعلہ واذا خرج فلا یکن قائد الناس اذا وجد من یقودھم ولا یشیر علیھم بمنازل ینزلونھا اذا وجد من یکفیہ ذٰلک وعلیہ بالصمت وحسن الصحبۃ وکثرۃ المنفعۃ لاخوانہ وایاہ والقیل والقال ولا ینزل علی الطریق ولا علی مآء فانہ ماوی الحیات والسباع بل یتنحی عنہ ولا یعرس علی الطریق فانہ مکروہ و ینبغی ان یکون سفرہ علی لسان المعرفۃ من

سفر کے اور رفقائے سفر کے آداب اگر کوئی سفر کا یا حج کا یا عمرہ کا یا جہاد کا ارادہ کرے یا کوئی حاجت اللہ سے مانگے تو اسے دو رکعت نماز پڑھنی چاہیئے پھر اپنی حاجت مانگنی چاہیئے اور اگر سفر کرنا چاہتا ہے تو سفر کرنا چاہیئے مگر دوگانہ ادا کرتے ہی یہ دُعا مانگ لے: اے اللہ مجھے خیر والی جگہ پر بخیر و خوبی پہنچا اور اپنی بخشش و رضا عطا فرما تیرے ہی ہاتھ میں تمام بھلائیاں ہیں اور تو ہر چیز پر خوب قادر ہے اے اللہ سفر میں تو میرا معاون ہے اور میرے گھر والوں کا اور مال کا تو ہی نگہبان ہے اے اللہ ہم پر یہ سفر آسان فرما اور ہمارے لئے ہر مسافت لپیٹ دے (کوتاہ فرما) اے اللہ میں سفر کی سختیوں سے اور واپس لوٹنے کی مصیبت سے اور اہل و عیال میں اور مال میں بُرے منظر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ سفر جمعرات کو یا ہفتہ کو یا پیر کو صبح کے وقت کرنا مناسب ہے اس کا خیال رکھا جائے اور سواری پر سوار ہو کر یہ دُعا پڑھو: وہ اللہ پاک ہے جس نے یہ سواری ہمارے تابع بنادی حالانکہ ہم اس پر قادر نہ تھے اور ہم اپنے رب ہی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔

اور سفر سے واپس ہوتے وقت دوگانہ ادا کرکے یہ دُعا پڑھو: ہم لوٹنے والے ہیں، توبہ کرنے والے ہیں، اپنے پروردگار کی عبادت کرنیوالے ہیں اور اس کی بڑائیاں بیان کرنیوالے ہیں کیونکہ نبی صلعم لوٹتے وقت یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔

جب سفر کے لئے گھر سے نکلو تو لوگوں کے قائد نہ ہو اگر ان کا کوئی قائد موجود ہو اور لوگوں کو ٹھہرنے کے مقامات نہ بتاؤ اگر ان میں کوئی ایسا شخص موجود ہو جو اس کام کے لئے کافی ہو۔

زیادہ تر خاموش رہو اور اپنی اچھی رفاقت ثابت کرو اور اپنے رفقائے سفر کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچانے کی کوشش کرو اور قیل و قال سے بچو اور عین راستہ پر اور گھاٹ پہ نہ ٹھہرو کیونکہ وہ سانپوں اور درندوں کے ٹھکانے ہیں بلکہ وہاں سے ہٹ کر ٹھہرو اور

اوصافه المذمومة الى صفاته الحميدة فيخرج من هواه الى طلب رضا مولاه بتصحيح تقواه فاول ما يجب عليه اذا اراد ان يسافر من بلده ان يرضي خصومه وان يرضي والديه ومن يكون في حكمهما من الاجداد والخالات ويخلف لعياله من يمونهم في مدة سفره او ليتصحبهم ويحملهم معه وينبغي ان يكون سفره لطاعة من الطاعات كالحج او زيارة النبي صلى الله عليه وسلم او زيارة شيخ او موضع من هذه المواضع الشريفة او المباح كالتجارة او العلم لعلم احكام علوم العبادات الخمس لان علمها فريضة وما وراءها مباح وفيه فضل وقيل فرض على الكفاية وينبغي ان يعاشر اصحابه في سفره بحسن الخلق وجميل المداراة وترك المخالفة واللجاج في جميع الاشياء وليشتغل بخدمة اصحابه في السفر لا يستخدم احدا الا عند الضرورة ويجتهد ابدا ان يكون في سفره على الطهارة ومن آداب الصحبة ان يقف مع صاحبه اذا عيي ويسقيه الماء اذا عطش ويرفق به اذا ضجر ويداريه اذا غضب ويحفظه ورحله اذا نام ويؤثره اذا قل الزاد ويواسيه بما يفتح له ولا ينفرد به دونه ولا يكتمه سرا ولا يفشي له سرا ولا يستظهره الا بجميل ويرد غيبته ويحسن ذكره

راستوں میں پڑاؤ نہ ڈالو کہ یہ مکروہ ہے۔ تمہارا سفر قانون شریعت کے مطابق ہو بری عادتیں ترک کر کے اخلاق حمیدہ سے متصف رہو خواہش نفسانی کو بالائے طاق رکھ کر اللہ کی رضا ڈھونڈھو اور صحیح صحیح تقویٰ اختیار کرو۔

جب تم اپنے شہر سے روانہ ہو تو تمہارا سب سے پہلا فرض یہ ہے کہ اپنے مخالفین کو راضی کر لو اور اپنے ماں باپ کو اور ان بزرگوں کو جو والدین کے مرتبے کے قریب قریب ہیں جیسے چچا اور خالہ وغیرہ کی رضا حاصل کر لو اور اہل و عیال کی دیکھ بھال کے لئے اور ان کا خرچ اٹھانے کے لئے کسی کو پیچھے چھوڑ جاؤ تاکہ مدت سفر میں انہیں کسی طرح کی تکلیف نہ ہو یا سب کو اپنے ساتھ ہی رکھو۔ سفر اللہ کی کسی عبادت کے لئے ہونا مناسب ہے مثلاً حج کے لئے ہو یا نبی صلعم کی زیارت کے لئے یا کسی شیخ و بزرگ کی زیارت کے لئے یا ان معزز مقامات میں سے کسی مقام کی زیارت کے لئے۔ یا مباح سفر ہو جیسے تجارت کے لئے یا علم حاصل کرنے کے لئے جب کہ پنجگانہ عبادتوں کے لئے ضروری اور بنیادی احکام سیکھ لئے ہوں کیونکہ ان کا سیکھنا فرض ہے اور ان کے بعد والا علم مباح ہے اور اس کا سیکھنا موجب فضیلت ہے یا فرض کفایہ ہے۔

رفقائے سفر سے حسن اخلاق سے اور خوش خوئی سے پیش آؤ، کسی کی مخالفت نہ کرو اور تمام باتوں میں کسی سے نہ لڑو جھگڑو اور رفقائے سفر کی خدمت کے لئے ہر وقت کمر بستہ رہو اور سخت ضرورت کے بغیر اپنی خدمت کسی سے نہ کراؤ اور حالت سفر میں ہمیشہ با وضو رہنے کی کوشش کرو۔ سفر کے آداب میں یہ بھی ہے کہ اگر کوئی رفیق سفر تھک جائے تو اس کے ساتھ ٹھہر جاؤ، اگر کوئی پیاسا ہو تو اسے پانی پلاؤ، اگر وہ طیش میں ہو تو نرم کلام سے اس کا طیش دور کرو، اگر وہ غصہ میں ہو تو خاطر و مدارت سے پیش آؤ، اگر وہ سو جائے تو اس کی اور اس کے سامان کی حفاظت کرو اگر اس کے پاس زاد راہ ختم ہو جائے تو کھانے میں اسے ترجیح دو اور اس کے ساتھ اس قدر خیر خواہی کرو کہ اس کے لئے

عند الرفقة ولا يعيبه عندهم ولا يشكو منه
اليهم ويتحمل منه اذا لا ويتهمه اذا شاورهٗ
ويسأل عن اسمه وبلده ونسبه وان كان ارفع
منه منزلة ويظهر للرفقة انه تابع له وان كان
هو المتبوع واوضح لمتابعه عيوب نفسه على
طريق النصح له لا على طريق التوبيخ والتعنيف
وينبغي ان يتعوذ من كل شيء يخافه وعند
ما يحل بموضع او ينزل بمنزل او يجلس في مكان
او ينام فيه بان يقول اعوذ بالله وبكلماته
التامات التي لا يجاوزهن بر ولا فاجر وباسماء
الله الحسنى كلها ما علمت منها وما لم اعلم
من شر ما خلق وذرء وبرء ومن شر ما ينزل
من السماء وما يعرج فيها ومن شر ما ذرء
في الارض ومن شر ما يخرج منها ومن فتنة
الليل والنهار ومن طارق الليل والنهار الا
طارقا يطرق منك بخير يا ارحم الراحمين ومن
كل دابة ربي اخذ بناصيتها ان ربي على صراط
مستقيم ولا يتخذ في الركاب الاجراس لان
النبي صلى الله عليه وسلم قال انه مع كل
جرس شيطان وقال صلى الله عليه وسلم ان
الملئكة لا تصحب رفقة فيها جرس ويستحب
ان يصحبه في سفره عصا ويجتهد ان لا
يخلو منها لما روى ميمون بن مهران عن ابن
عباسؓ قال امساك العصا سنة الانبياء و
علامة المومنين وقال الحسن البصري رحمه الله

کشادگی ہو جائے اور اسے چھوڑ کر اور علیحدہ ہو کر نہ کھاؤ اور اس کا راز افشا
نہ کرو اور پس غیبت اسے اچھائی ہی سے یاد کرو اور کسی سے اس کی غیبت
نہ سنو اور دیگر رفقاء کے سامنے اس کا ذکر خیر ہی کرو اور ان کے سامنے اس
پر کوئی عیب نہ لگاؤ اور ان سے اس کا شکوہ نہ کرو اور اس کی ایذا برداشت
کرلو اگر وہ اپنے کسی کام میں تم سے مشورہ کرے تو اسے خیر خواہانہ مشورہ
دو اور اس کا نام اس کے شہر کا نام اور اس کا نسب معلوم کرلو اگرچہ
وہ تم سے زیادہ عالی مرتبہ ہو اور رفقاء پر ظاہر کرو کہ میں ان کے حکم کا
تابع ہوں اگرچہ تم متبوع ہی کیوں نہ ہو، عقیدتمندوں کو ان کے ذاتی
عیوب از راہ خیر خواہی بتا دو ڈانٹنے ڈپٹنے کے طور پر نہیں جس جس چیز سے
ڈر ہو اس کے شر سے اللہ کی پناہ مانگتے رہو۔

جب تم کسی جگہ اترو یا کسی منزل میں ٹھہرو یا کسی مقام پر بیٹھو یا
کہیں سونے کا ارادہ کرو تو یہ دعا پڑھ لو: میں اللہ کی اور اس کے
ان مکمل کلموں کی جن سے نیک و بد کوئی بھی آگے نہیں بڑھ سکتا اور اللہ
تعالیٰ کے تمام اسمائے حسنیٰ کی خواہ وہ میرے علم میں ہوں یا نہ ہوں
ان چیزوں کی برائی سے پناہ مانگتا ہوں جو اللہ نے پیدا کیں اور انہیں پھیلا
اور جن کو وہ عدم سے وجود میں لایا اور اس چیز کی برائی سے بھی جو
آسمان سے اترتی ہے اور جو اس پر چڑھ جاتی ہے اور اس کی برائیوں سے
بھی جو اللہ نے زمین پر پھیلا دی ہیں اور ان کی برائیوں سے بھی جو زمین سے
نکلتی ہیں اور دن رات کے فتنوں سے بھی اور رات میں اور دن میں آنیوالوں کے
فتنوں سے بھی الا یہ کہ وہ تیری طرف سے خیر لیکر آئیں اے سب سے زیادہ رحم
کرنیوالے ان سب سے تو ہی مجھے پناہ دیتا ہے اور ہر جانور کے شر سے بھی جس کی
پیشانی کے بال میرے پروردگار کے قبضہ میں ہیں بلاشبہ میرا رب سیدھی راہ پر ہے
سواریوں کے گلوں میں اور پیروں میں گھنٹیاں نہ باندھو کیونکہ رحمت عالم
صلعم نے فرمایا: یاد رکھو ہر گھنٹی کے ساتھ شیطان ہوتا ہے ایک اور حدیث میں
فرمایا: جن رفقاء میں گھنٹی ہو ان کے ساتھ فرشتے نہیں ہوتے۔

فی العصا ست خصال سنۃ الانبیاء و زیّ الصالحین وسلاح علی الاعداء یعنی الحیّۃ والکلب وغیر ذالک وعون الضعفاء ورغم المنافقین و زیادۃ فی الحسنات ویقال اذا کان مع المؤمن العصا ھرب الشیطان منہ وخشع منہ المنافق والفاجر ویکون قبلتہ اذا صلّی وقوتہ اذا اعیی وفیھا منافع کثیرۃ کما قال اللہ فی قصّۃ موسٰی علیہ السلام "ھی عصای أتوکؤ علیھا واھش بھا علٰی غنمی ولی فیھا مآرب اخرٰی"۔

فصل ولا یجوز اخصاء شیٔ من الحیوان والعبید نص علیہ الامام احمد فی روایۃ حرب وابی طالب وکذالک السمۃ فی الوجہ علٰی ما نقل ابو طالب رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نھٰی ان یخصٰی کل ذی نسل من البھائم وفی حدیث ابی ھریرۃ وفی حدیث انس بن مالک رضی اللہ عنہ انہ صلی اللہ علیہ وسلم نھٰی عن الوسم فی الوجہ ورخص فیہ الاذان وان کان لابد من الوسم لاجل العلامۃ لیعرفوا البھائم حین الاختلاط جاز فی غیر الوجہ کالافخاذ والاسنمۃ۔

فصل ولا یجوز فعل شیٔ من المستقذرات فی المساجد ویکرہ العمل فیھا کالخیاطۃ والخرازۃ والبیع والشراء وما اشبہ ذالک

سفر میں اپنے ساتھ لاٹھی رکھنا مستحب ہے احتیاط رکھو کہ لاٹھی کے بغیر سفر نہ کرو کیونکہ ابن عباسؓ نے فرمایا: لاٹھی رکھنا انبیاء کی سنت ہے اور مومنوں کی نشانی ہے۔ حسن بصریؒ: لاٹھی میں چھ خوبیاں ہیں یہ انبیاءؑ کی سنت ہے[1]، صلحاؑ کی ہئیت ہے[2]، دشمنوں کے لئے یعنی سانپ اور کتے وغیرہ کے لئے ہتھیار ہے[3]، کمزوروں کا سہارا ہے[4]، منافقوں کے لئے موجب ذلّت ہے[5] اور نیکیوں میں اضافہ کرنے والی ہے[6]، کہا جاتا ہے جب مومن کے پاس لاٹھی ہوتی ہے تو اس سے شیطان بھاگ جاتا ہے اور منافقین وگنہ گار ڈر جاتے ہیں اور نماز پڑھتے وقت سترہ کا کام دیتی ہے اور تھکن کے وقت موجب قوت ہوتی ہے غرضیکہ لاٹھی رکھنے میں بہت سے فائدے ہیں جیسا کہ حق تعالٰی نے حضرت موسٰیؑ کے قصہ میں فرمایا کہ حضرت موسٰیؑ نے کہا: یہ میری لاٹھی ہے میں اس پر ٹیک لگا لیتا ہوں اور اس سے اپنی بکریوں پر پتے جھاڑتا ہوں اور میرے لئے اس میں دوسرے فوائد ہیں۔

جانور وغیرہ کو خصی کرنا مکروہ ہے کسی جانور یا غلام کا خصی کرنا جائز نہیں حرب و ابو طالب کی روایت میں امام احمدؒ نے اس کی صراحت فرما دی ہے اسی طرح جانور کے منہ کو داغنا ناجائز ہے جیسا کہ ابو طالب نے امام احمدؒ سے نقل کیا ہے کیونکہ نبی صلعم نے ہر نسل والے چوپائے کو خصی کرنے سے منع فرمایا ہے۔ اسی طرح حدیث ابو ہریرہؓ اور حدیث حضرت انسؓ میں ہے کہ نبی صلعم نے چہرے پر داغ دینے سے منع فرمایا اور کانوں پر داغ دینے کی اجازت دی، اگر نشانی کی وجہ سے داغ دینے کے بغیر چارہ نہ ہو تاکہ جانور دوسرے جانوروں میں ملنے کی صورت میں پہچان لئے جائیں تو ران اور کوہان وغیرہ میں داغ لگا دئے جائیں اور چہرے کو محفوظ رکھا جائے۔

مسجدوں کی صفائی وغیرہ مسجدوں میں ذرا سا بھی کوڑا پھیلانا جائز نہیں اور ان میں کوئی کام کرنا بھی روا نہیں، جیسے درزی کا موچی کا یا کسی اور صنعت کا کام اور خرید و فروخت کرنا یا ان کے ہم شکل دیگر کام کرنا مسجدوں میں جائز نہیں۔

مسجدوں میں آواز بلند کرنا بھی ناجائز ہے ہاں ذکر اللہ کے ساتھ آواز

ویکرہ دفع الاصوات الابذکر اللہ تعالیٰ والنخامۃ فی المسجد خطیئۃ وکفارتہا دفنہا ویکرہ زخرفۃ المساجد بالتزاویق والخلوق ولاباس بتجصیصہا وتطیینہا ویکرہ اتخاذہا بیتا ومقاما الا للغریب او المعتکف لان النبی صلی اللہ علیہ وسلم انزل وفد بنی عبد قیس وروی ثقیف فی المسجد ولاباس بانشاد الشعر والقصائد فیہا الخالیۃ من السخف والہجاء للمسلمین والاولیٰ صیانتہا الا ان یکون من الزھدیات المرققات المشوقات المبکیات فیجوز الاکثار منہا والاولیٰ من ذلک القرآن والتسبیح لان المساجد وضعت لذکر اللہ تعالیٰ والصلوٰۃ فینبغی ان لا یحل سویٰ ذلک ویکرہ نقل تراب المسجد واما ما حصل فیہ من المزابل والکناسۃ فیستحب اخراج ذلک وفیہ فضل کثیر وقد روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان ذلک مہر حور العین ویکرہ تمکین الصبیان والمجانین من دخولہ ولاباس لعبور الجنب فیہ وتمنع الحائض لانہ لا یؤمن من تلویث المسجد و اذا دعت الضرورۃ للجنب جاز لہ ان یتوضا ویلبث فی المسجد الی حین یقدر علی الغسل والاولیٰ ان یتیمم للجنابۃ مع ذلک ایضا وکذلک اذا لم یجد الماء الا فی بئر المسجد یتیمم لجوازہ الی البیر ثم یغتسل

بلند کی جائے تو خیر۔ مسجدوں میں تھوکنا گناہ ہے اور اسے دفن کر دینا اس کا کفارہ ہے۔ مسجدوں کو نقش و نگار اور زعفران وغیرہ سے آراستہ کرنا مکروہ ہے اگر چونے یا سیمنٹ وغیرہ کا پلاستر کرالیا جائے یا مٹی سے لیپ دی جائے تو کوئی حرج نہیں، مسجدوں کو گھر اور رہائش گاہ بنانا مکروہ ہے البتہ مسجدوں میں معتکف یا مسافر ٹھہر سکتا ہے کیونکہ نبی صلعم نے بنو عبد قیس کے وفد کو مسجد ہی میں ٹھہرایا تھا ایک روایت میں ہے کہ بنو ثقیف کو مسجد میں ٹھہرایا تھا۔

مسجدوں میں اشعار و قصائد پڑھنے میں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ ان میں بیہودہ اور فحش باتیں نہ ہوں اور مسلمانوں کی ہجو بھی نہ ہو لیکن پھر بھی ان سے مسجدوں کو محفوظ رکھنا ہی اولیٰ ہے البتہ زہد و پارسائی کے متعلق اشعار کو جو سوز و گداز پیدا کرتے ہوں، آخرت کا شوق دلاتے ہوں اور اللہ کے خوف سے رلاتے ہوں کثرت سے پڑھنا جائز ہے لیکن ان سب سے بہتر مسجدوں میں قرآن کی تلاوت اور ذکر اللہ کی کثرت ہے کیونکہ مسجدیں اللہ کے ذکر کے لئے اور نمازوں ہی کے لئے بنائی جاتی ہیں لہٰذا ان کے سوا ان میں کسی اور چیز کی حلت نامناسب ہے۔ مسجدوں کی مٹی منتقل کرنا مکروہ ہے لیکن مسجدوں سے گندگی اور کوڑا کرکٹ نکالنا مستحب ہے اور اس عمل کی بڑی فضیلت آئی ہے نبی صلعم نے فرمایا کہ یہ حسین حوروں کا مہر ہے۔

بچوں اور دیوانوں کو مسجدوں میں جانے دینا مکروہ ہے۔ ناپاک لوگوں کے لئے مسجدوں سے گزر جانے میں کوئی حرج نہیں، حائضہ عورت مسجد میں نہ جائے کیونکہ اس سے مسجد کے گندہ ہو جانے کا ڈر ہے اگر جنبی کسی ضرورت کی وجہ سے مسجد میں جانا چاہے تو اس کے لئے وضو کر کے مسجد میں بقدر غسل کی مدت کے ٹھہرنا بھی جائز ہے لیکن اولیٰ یہ ہے کہ اس کے ساتھ جنابت کا تیمم بھی کر لیا جائے اسی طرح اگر پانی مسجد کے کنویں ہی سے دستیاب ہو تو تیمم کر کے کنویں تک

اذا وصل الیها۔

فصل فی الاصوات فما كان منها من انشاد
الاشعار المتعریة من الملاهی علی ضربین مباح
ومخطور فالمباح ما لاسخف فیه والمخطور
ما كان فیه سخف فاما ما ینضم الی الملاهی
فمخطور سوآء خلا عن السخف او قارن السخف
الا انه اذا قارنه سخف حصل الخطر لعلتین
ویكره قراءة القرآن بالالحان المشبهة بصوت
الاغانی المطربة اعظاما لها وتنزیها ولان
الغالب من ذلك اخراج الكلام عن سنته
واسقاط الاطالة والهمز فی موضعه واطالة
المقصور وقصر الممدود وادغام الحروف ولان
ثمرة القرآن خشیة الله عزوجل وتحذیر
عند سماع مواعظه والاعتبار ببراهینه و
قصصه وامثاله والتشوق الی وعده وذلك
یزول بطیب سماعه قال الله عزوجل "انما
المؤمنون الذین اذا ذكر الله وجلت
قلوبهم واذا تلیت علیهم آیاته زادتهم
ایمانا وعلی ربهم یتوكلون" وقال تعالی "افلا
یتدبرون القرآن" وقوله جل وعلا لیدبروا
آیاته وقوله تعالی واذا سمعوا ما انزل
الی الرسول تری اعینهم تفیض من الدمع
مما عرفوا من الحق والالحان المطربة تحول
بین ذلك فكره لاجل ذلك ولا یسافر
بالمصحف الی اهل الحرب حتی لا ینالوا منه

جائے پھر وہاں پہنچ کر غسل کرے۔

الحان و شعر بیہودہ باتوں اور لغویات سے محفوظ اشعار پڑھنے سے جو لحن پیدا ہوتا ہے اس کی دو قسمیں ہیں، مباح اور حرام ترنم سے ان اشعار کا پڑھنا مباح ہے جن میں چھچھورا پن اور خفت نہ ہو اور ان اشعار کا پڑھنا منع ہے جن میں چھچھورا پن ہو لیکن جن اشعار میں لہو و لعب ہو ان کا پڑھنا بھی منع ہے خواہ ان میں چھچھورا پن ہو یا نہ ہو، اگر اس لہو و لعب والے اشعار میں چھچھورا پن بھی ہو تو دو وجہ سے ان کا پڑھنا منع ہے۔

قرآن حکیم کو ترنم کے ساتھ طرب انگیز گیتوں جیسے لہجوں میں پڑھنا مکروہ ہے تاکہ اس کی شان عظمت اور شان تنزیہہ برقرار رہے یا اس لئے بھی کہ عموماً اس طرح پڑھنے سے قرآن پاک کو اس کے نہج سے نکالنا پڑتا ہے جیسے مد والے ہمزہ کو گرانا پڑتا ہے اور مقصور کو محدود اور محدود کو مقصور کرنا پڑتا ہے اور کہیں حرفوں کو مدغم کرنا پڑتا ہے۔

علاوہ ازیں قرآن حکیم کا ثمرہ اور اس کی غرض و غایت اللہ کا خوف پیدا کرنا ہے اور اس کے مواعظ سن کر ڈر کر محتاط رہنا ہے اور اسکی دلیلوں، قصوں اور مثالوں سے نصیحت حاصل کرنی اور عبرت پکڑنی ہے اور اللہ کے وعدوں کی طرف شوق و ذوق پیدا کرنا ہے اور یہ تمام مقاصد قرآن کو گیتوں کی طرح پڑھنے سے فوت ہو جاتے ہیں فرمایا: انما المومنون الخ مومن وہ ہیں کہ جب ان کے سامنے اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل کانپ اٹھتے ہیں اور جب اللہ کی آیتیں انہیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو وہ ان کا ایمان بڑھا دیتی ہیں اور وہ اپنے رب ہی پر بھروسہ رکھتے ہیں (۲) کیا لوگ قرآن میں غور و فکر نہیں کرتے (۳) تاکہ لوگ اس کی آیتوں میں غور و فکر سے کام لیں (۴) اور یہ لوگ جب وہ کلام سنتے ہیں جو رسول کی طرف اتارا گیا ہے تو تم دیکھو گے کہ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں کیونکہ انہوں نے حق کو پہچان لیا ہے، غرضیکہ طرب انگیز

ولیستخفوا بحرمته ولا یستمع الی اصوات الاجنبیات من شوآب النساء لان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال التسبیح للرجال والتصفیق للنساء ھذا اذا ناب المصلی نائب فی صلوته فکیف بالشعر والغزل والامور المھیجۃ لطباع الناس من ذکر صفات العشاق والمعشوقین ودقائق صفات المحبۃ والمیل والصفات المشتھیات التی تشوق النفس الی سماعھا فتھیج دواعی السامع وتثیر طبعہ الی المحارم فلا یجوز لاحد سماع ذلک وان قال قائل انی اسمعھا علی معان اسلم فیھا عند اللہ تعالیٰ کذبناہ لان الشرع لم یفرق بین ذلک ولو جاز لاحد جاز للانبیاء علیھم السلام ولو کان ذلک عذرا لاجزنا سماع القیان لمن یدعی انہ لا یطربہ وشرب المسکر لمن ادعی انہ ما یسکرہ فلو قال عادتی انی متی شربت الخمر انکففت عن الحرام لم یبح لہ ولو قال انی شاھدت المردان والاجنبیات وخلوت بھم اعتبرت فی حسنھم لم یجز لہ ذلک بل نقول ترک ذلک واجب والاعتبار بغیر المحرمات اکثر من ذلک و انما ھذہ طریقۃ من اراد تناول الحرام بطریق اللہ عزوجل فیرکب ھواہ فلا نسلم لاصحابھا ولا نلتفت الیھم قال اللہ عزوجل قل للمؤمنین یغضوا من ابصارھم ویحفظوا فروجھم ذلک ازکی لھم فمن قال النظر ازکی کان مکذبا بالقرآن

اور ترنم مذکورہ بالا تمام مقاصد میں حائل ہیں اس لئے مکروہ ہیں۔

اہل حرب کی طرف قرآن لیکر سفر نہ کرو ایسا نہ ہو کہ وہ کافروں کے ہاتھ میں پڑ جائے اور وہ اس کی بے ادبی کریں، اجنبی نوجوان عورتوں کی آوازوں کی طرف کان نہ لگاؤ کیونکہ رحمت عالم صلعم نے فرمایا مردوں کے لئے تسبیح ہے اور عورتوں کے لئے سیدھا ہاتھ بائیں ہاتھ کی پشت پہ مارنا ہے یہ اس لئے کہ عورت کی آواز سن کر نمازی کی نماز میں خلل نہ آئے پھر بھلا اشعار، غزلیں اور شہوت انگیز امور جیسے عاشق و معشوق کے تذکرے محبت و شوق کی باریک ہیجان انگیز باتیں اور طبیعت کی شوق کی باتیں جن کے سننے کی طرف دل بصد شوق و تمنا مائل رہتا ہے کیا کچھ خلل نہ ڈالیں گے۔ بالآخر سماع کے محرکات جوش میں آئیں گے اور طبیعت کو حرام کاموں کی طرف کھینچ کر لے جائیں گے لہٰذا اس طرح کا سماع حرام ہے اور کسی کے لئے بھی جائز نہیں اگر کوئی کہے کہ میں قوالی وغیرہ اپنی حقیقی محبت الٰہی کو بڑھانے کے لئے سنتا ہوں اور اس نیت سے سنتا ہوں جس کی رو سے میں اللہ کے علم مذکورہ بالا گناہوں سے بری ہوں تو ہم اسکی بات جھٹلا دیں گے کیونکہ شریعت مطہرہ نے سماع کے بارے میں کوئی تفصیل نہیں فرمائی اگر یہ کسی کے لئے جائز ہوتا تو انبیائے کرام کے لئے بدرجہ اولیٰ جائز ہوتا اور حکم ظاہر پہ لگایا جاتا ہے۔ بالغرض اگر ہم یہ عذر مان لیں تو پھر اسکی رو سے گانے سننے بھی جائز ہو جاتے ہیں اگر گانے سننے والے یہ عذر کریں کہ ہم ان کے سننے سے وجد و طرب میں نہیں آتے بلکہ ہم انہیں اللہ کی محبت پر محمول کرتے ہیں اور ان کے لئے شراب پینی بھی جو یہ دعویٰ کریں کہ ہمیں شراب مخمور نہیں کرتی اگر شرابی کہے کہ میری عادت ہے کہ میں شراب پی کر حرام قول و فعل سے باز رہتا ہوں تو اس کی اس بات سے اس کے لئے شراب جائز نہیں ہو گی، اگر کوئی کہے میں خوبصورت اور نازک اندام بچوں کو اور حسین اجنبی دوشیزاؤں کو دیکھ کر اور ان کے حسن و جمال سے عبرت حاصل کرتا ہوں تو اس عبرت کی بنا پر ایسا کرنا جائز نہیں ہو گا بلکہ یہی کہا جائے گا کہ اس کا چھوڑنا واجب ہے کیونکہ

ويكره الندب والنياحة فاما البكاء على الميت فغير مكروه۔

نامحرموں کے ساتھ اور حسین بچوں کے ساتھ خلوت کرنا، ان کے حسن و جمال سے عبرت حاصل کرنا حرام کاموں سے زیادہ سنگین ہے یہ طریقہ وہی اختیار کیا کرتا ہے جو دین کو بہانہ بنا کر حرام کاموں کا ارتکاب کیا کرتا ہے اور ٹٹی کی آڑ میں شکار کھیلا کرتا ہے اور من مانی کیا کرتا ہے ہم ان روسیاہوں کی باتیں نہیں مانتے اور نہ ان سے منہ لگاتے ہیں حق تعالیٰ شانہ نے فرمایا: اے محمدؐ! آپ مومنوں سے فرما دیں کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی عصمتوں کی حفاظت کریں یہ نیچی نگاہیں انہیں خوب پاک کرنے والی ہیں پھر اگر کوئی کہے کہ عورتوں کے دیکھنے سے ہمارے اندر عصمت آتی ہے تو وہ جھوٹا ہے اور قرآن پاک کی تکذیب کرتا ہے، مُردوں پر فریاد و نوحہ کرنا مکروہ ہے البتہ آنکھوں سے رونا مکروہ نہیں۔

فصل في الاذن في قتل الحيوان ما يباح منه وما لا يباح فمن رأى شيئًا من الحيات في منزله فليؤذنه ثلثا فان بدا له فليقتله واما في الصحارى فيجوز قتله من غير اذن وكذلك الابتر هو قصير الذنب وذو الطفيتين الذي في ظهره خط اسود وقيل له شعرات سوداوات بين عينيه فانه يقتله بلا اذن وصفة الاذن ان يقول امض بسلام لا تؤذينا قد جاء في ذلك ان النبي صلى الله عليه وسلم سئل عن حيات البيوت فقال اذا رأيتم منهم شيئًا في مساكنكم فقولوا انشدكم العهد الذي اخذ عليكم نوح انشدكم العهد الذي اخذ عليكم سليمان ان لا تؤذونا فان عدن فاقتلوهن وما روى عن ابن مسعود رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اقتلوا الحيات كلهن فمن خاف ثارهن فليس مني وفي حديث سالم بن عبد الله بن عمرؓ قال ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال اقتلوا الحيات وذا الطفيتين والابتر فانهما

کن جانوروں کا مارنا جائز ہے اور کن کا نہیں

اگر تم اپنے گھر میں کوئی سانپ دیکھو تو اسے تین دن یہ کہہ کر یہاں سے چلا جا متنبہ کرو پھر اگر وہ تین دن کے بعد بھی ظاہر ہو تو اسے بلا اطلاع کے مار ڈالو جنگلوں میں بلا اطلاع ہی کے مارنا جائز ہے اسی طرح دُم کٹا اور چھوٹی دم والے سانپ کو اور جس کی پشت پر سیاہ خط ہو یا دونوں آنکھوں کے درمیان چند سیاہ بال ہوں اسے بھی بلا اطلاع کے قتل کر ڈالو۔ اطلاع اس طرح دی جائے سلامتی سے ہمیں ایذا دئے بغیر چلا جا نبی صلعم سے گھروں کے سانپوں کے بارے میں پوچھا گیا فرمایا اگر تم اپنے گھروں میں کوئی سانپ دیکھو تو کہو میں تمہیں حضرت نوح والے عہد کی قسم دیتا ہوں اور حضرت سلیمان کے عہد کی قسم دیتا ہوں کہ تم ہمیں ایذا نہ پہنچاؤ اس کے بعد اگر وہ پھر آئیں تو انہیں قتل کر دو۔ رہی حضرت ابن مسعودؓ والی حدیث کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا تمام سانپ مار ڈالو اور جو ان کے انتقام سے ڈرے گا وہ مجھ سے نہیں، سالم بن ابن عمرؓ والی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا: سانپوں کو اور دو خط یا نقطہ والے سانپ اور دم بریدہ سانپ کو مار ڈالو کیونکہ وہ اندھا کر دیتے ہیں اور حمل گرا دیتے ہیں سالم کہتے ہیں، عبد اللہ جو سانپ پاتے اسی کو قتل کر ڈالتے تھے ایک دن آپ کو ابو لبابہؓ نے دیکھ لیا کہ سانپ مارنا چاہتے ہیں تو فرمایا رسول اللہ صلعم نے گھر والے سانپوں کو مارنے سے منع فرمایا ہے۔ گھر والے سانپوں کو مارنے کی ممانعت کی دلیل ابو السائبؓ کی روایت ہے فرماتے ہیں: میں حضرت ابو سعید خدریؓ کے پاس آیا پھر اس

يطمسان البصر ويستقطان الحبل قال وكان
عبد الله رض يقتل كل حية وجدها فابصره
ابولبابة رض وهو يطارد حية فقال انه قد نهى
عن ذوات البيوت والاصل في النهي عن ذوات
البيوت ما روي عن ابي السائبؒ قال اتيت اباسعيد
الخدري رض فبينا انا جالس عنده سمعت تحت
سريره تحريك شئ فنظرت فاذا حية فقمت
فقال ابوسعيد مابالك قلت حية ههنا قال
ماذا تريد قلت قتلها فاشار الى بيت في داره
تلقاء بيته فقال ان ابن عم لي كان في
هذا البيت فلما كان يوم الاحزاب استاذن
الى اهله وكان حديث العهد بعرس فاذن له
رسول الله صلى الله عليه وسلم وامره ان يذهب
بسلاحه فاتى داره فوجد امرأته قائمة
على باب البيت فاشار اليها بالرمح فقالت
لا تعجل حتى تنظر ما اخرجني فدخل البيت
فاذا حية منكرة فطعنها بالرمح ثم خرج بها
في الرمح تضطرب قال فلا ادري ايهما كان اسرع
موتا الرجل او الحية فاتى قومه رسول الله صلى
الله عليه وسلم فقالوا ادع الله تعالى ان يرد
صاحبنا فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم
استغفروا لصاحبكم ثم قال رسول الله صلى الله
عليه وسلم ان نفرا من الجن اسلموا بالمدينة
فاذا رايتم احدا منهم فحذروه ثلث مرات
ثم ان بدا لكم بعد ان تحذروه فاقتلوه

حال ہیں کہ آپ کے پاس سریر پر بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک میں نے تخت کے نیچے کسی چیز کی سرسراہٹ محسوس کی نیچے جھانک کر دیکھا تو سانپ تھا میں گھبرا کر کھڑا ہو گیا اور ابوسعیدؓ نے پوچھا: کیا بات ہے؟ میں نے کہا یہاں سانپ ہے پوچھا: تم کیا کرنا چاہتے ہو؟ میں نے کہا مارنا چاہتا ہوں ابوسعیدؓ نے اپنے گھر کے سامنے محلہ کے ایک گھر کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ اس گھر میں میرا ایک بھتیجا رہا کرتا تھا اس نے جنگ احزاب کے دن اپنے گھر آنے کی اجازت مانگی نئی نئی شادی ہوئی تھی آپ نے اسے اجازت دی اور تاکید کر دی کہ اسلحہ ساتھ رکھنا وہ گھر آتا ہے تو دیکھتا ہے کہ دولہن دروازے کے باہر کھڑی ہے بیوی دیکھ کر (غیرت میں آکر) اس نے بیوی کی طرف نیزہ بڑھایا وہ بے چاری بولی: جلدی نہ کرو گھر میں جا کر دیکھ تو لو کہ مجھے کس نے گھر سے نکالا ہے چنانچہ وہ گھر میں گیا تو اس نے ایک خطرناک سانپ دیکھا بالآخر اس نے سانپ کو نیزہ میں بیندھ لیا اور اسے نیزہ میں لیکر باہر آیا سانپ پھڑپھڑا رہا تھا فرماتے ہیں مجھے معلوم نہیں کہ پہلے کون مرا آدمی یا سانپ۔ پھر اس کی قوم نے رسول اللہ صلعم کے پاس آکر کہا آپ اللہ سے دعا فرما دیں کہ حق تعالیٰ ہمارا آدمی زندہ فرما کر واپس کر دے فرمایا: اپنے آدمی کے لئے دعائے مغفرت کرو پھر آپ نے فرمایا: جنوں کی ایک جماعت مدینہ میں مشرف با سلام ہو گئی ہے اگر تم ان میں سے کسی کو دیکھو تو اسے تین بار ڈراؤ لیکن اگر پھر بھی وہ ظاہر ہو تو اسے قتل کر ڈالو۔ اسی حدیث کے ایک لفظ میں ہے اسے تین بار خبردار کرو اگر پھر بھی وہ ظاہر ہو تو اسے مار دو کیونکہ وہ شیطان ہے۔

گرگٹ کا مارنا بھی جائز ہے کیونکہ عامر بن سعید اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے گرگٹ مارنے کا حکم فرمایا اور اسے فویسق (چھوٹا نافرمان) کہا۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی صلعم نے فرمایا: گرگٹ مارنے والے کو پہلی ضرب میں ستر نیکیاں ملیں گی یعنی پہلی ضرب میں مارنے والے کے لئے ستر نیکیاں ہیں۔ چیونٹیوں کو مارنا بھی مکروہ ہے ہاں اگر سخت ترین تکلیف کا باعث ہوں تو

لعدل الثلث وروى فى لعض الالفاظ فليؤذنه
ثلثا فان بدا له فليقتله فانه شيطان و
يجوز قتل الاوزاغ لما روى عامر بن سعيد
عن ابيه رض قال امر رسول الله صلى الله عليه
وسلم بقتل الوزغ وسماه فويسقا وعن ابى
هريرة رض عن النبى صلى الله عليه وسلم قال
ان فى اوّل ضربة سبعين حسنة يعنى من
قتلها باوّل ضربة كان له ذلك ويكره قتل
النملة الا من اذية شديدة لما روى ابو هريرة
رض عن النبى صلى الله عليه وسلم ان نملة
قرصت نبيا من الانبياء فامر بقرية النمل
فاحرقت فاوحى الله تعالى اليه ان قرصتك
نملة اهلكت امة من الامم تسبح ويكره
قتل الضفدع لما روى عن عبد الرحمن بن
عثمان قال انه سئل النبى صلى الله عليه وسلم
من ضفدع يجعلها فى دواء فنها النبى صلى الله
عليه وسلم عن قتلها ويكره قتل جميع ما يباح
قتله بالنار من القمل والبق والبراغيث والنمل
لقوله صلى الله عليه وسلم لا يعذب بالنار الا
رب النار ويجوز قتل كل شئ يؤذى من الحيوانات
وان لم تكن توجد منه الاذية لعد ما كان
مخلوقا على صفة تؤذى لان من طبعه الاذية و
ذلك كالحية التى ذكرنا صفتها والعقرب والكلب
العقور والفارة وغير ذلك وكذلك الكلب
الاسود البهيم لانه شيطان وكل حيوان يجلا

تو خیر کیونکہ حضرت ابوہریرہ رض کا بیان ہے کہ نبی صلعم نے فرمایا: ایک چیونٹی نے کسی نبی کے کاٹ کھایا تھا بالآخر آپ کے حکم سے اس کا چھتہ جلا دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ پر وحی نازل فرمائی کہ تم کو ایک چیونٹی نے کاٹا تھا لیکن تم نے ایک جماعت کو جو تسبیح خواں تھی جلا ڈالا۔ مینڈک کا مارنا بھی مکروہ ہے کیونکہ عبدالرحمن بن عثمان کا بیان ہے کہ نبی صلعم سے دوا میں ڈالنے کے لئے مینڈک کے بارے میں پوچھا گیا، آپ نے اس کے مارنے سے منع فرمایا۔
تمام ان جانوروں کو جن کو مارنا جائز ہے آگ میں جلانا مکروہ ہے جیسے جوں، پسو، مچھر، ڈانس اور چیونٹی وغیرہ کیونکہ نبی صلعم نے فرمایا: آگ سے آگ کا خالق ہی عذاب دینے کا حقدار ہے۔

ہر موذی جانور کا مارنا جائز ہے اگرچہ اس سے اذیت نہ پہنچی ہو کیونکہ اس کی طبیعت کا مقتضیٰ ایذا ہے اور اس کی گھٹی میں نیش زنی ہے جیسے وہ سانپ جن کو ہم نے خطرناک بتایا ہے اور بچھو اور دیوانہ کتا اور چوہا وغیرہ، اسی حکم میں سیاہ فام کتا ہے کیونکہ وہ شیطان ہے۔

اگر تم کسی جاندار کو پیاسا پاؤ اور اسے پانی پلا دو تو تم کو ثواب ملے گا کیونکہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر گرم جگر میں اجر ہے۔ بشرطیکہ وہ موذی نہ ہو۔ موذی جانور کو کبھی پانی نہ پلاؤ کیونکہ اس طرح اس کی نشو ونما ہوگی اور تم اس کی ایذا میں اضافہ کرو گے۔ اور یہ جائز نہیں۔

کتے کو پالنا اور اسے گھر میں رکھنا روا نہیں، ہاں کھیتی کے لئے یا شکار کے لئے یا بکریوں وغیرہ کی رکھوالی کے لئے کتے کا پالنا جائز ہے۔

کھاٹ کھانے والے کتے کو گھر میں رکھنا یا چھوڑ دینا ایک قول کی رو سے حرام ہے اور ایک قول کی رو سے اس کا قتل واجب ہے تاکہ لوگ اس کی ایذا سے محفوظ رہیں۔ ایک حدیث میں آتا ہے: جو کتے کو شکار یا جانوروں کی رکھوالی کے علاوہ پالے تو اس کا اجر روزانہ دو قیراط کم ہو جاتا ہے۔

اللسان عطشانا اثيب على اسقائه الماء لقوله صلى الله عليه وسلم في كل كبد حرآء اجر هذا اذا لم يكن موذيًا واما الموذي فلا يسقيه فان ذالك تنمية وتكثير الاذية وذالك لا يجوز فلا يجوز اتخاذ الكلب وتربيته في داره الا للحرث او الصيد او للماشية وان كان عقورا حرم تركه قولا واحدًا ووجب قتله ليدفع شره عن الناس وقد ورد في بعض الاحاديث من اقتنى كلبا لغير صيد او ماشية نقص من اجره كل يوم قيراطان ولا يجوز تكليف الحيوان البهيمة فوق طاقته في الحمل والحرث والسفر ومنعه ما يكفيه من العلف فان فعل ذالك اثم ويكره له اطعامه فوق طاقته واكراهه على اكل ما اتخذه الناس عادة لاجل التسمين ويكره الاكل من كسب الحجام لان في ذالك دناءة وقد قال صلى الله عليه وسلم كسب الحجام خبيث وقد حرم بعض اصحابنا لان ذالك مروي عن الامام احمد بن حنبل رح۔

فصل وبر الوالدين واجب قال الله عزوجل اما يبلغن عندك الكبر احدهما او كلاهما فلا تقل لهما اف ولا تنهرهما وقل لهما قولا كريما وقال تعالى وصاحبهما في الدنيا معروفًا وقال جل وعلا اشكرلي ولوالديك الي المصير وروي عن ابن عباس رض انه قال من اصبح مسخطا لوالديه اصبح وله بابان من النار و من امسى مسخطا لوالديه امسى وله بابان من النار وان كان واحدًا فواحد وان

طاقت سے زیادہ چوپایوں کو تکلیف دینا جائز نہیں کہ زیادہ بوجھ لاد دیا جائے، کھیتی کے کام میں بہت زیادہ استعمال کیا جائے۔ یا طاقت سے زیادہ نسل کشی کا کام لیا جائے اور جانور کو بقدر کفایت چارہ نہ دیا جائے، اگر کوئی جانوروں پر اس قسم کا ظلم کرے گا تو گنہگار ہوگا۔

اسی طرح بہت زیادہ کھلانا بھی مکروہ ہے اور جانور کو موٹا کرنے کے لئے جبریہ کھلانا بھی مکروہ ہے، جیسا کہ لوگوں کی عادت ہے۔

پچھنے لگانے کی اجرت سے کھانا مکروہ ہے کیونکہ اس میں کمینگی ہے، اور رحمت عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ پچھنے لگانے والے کی کمائی گندی ہے۔ ہمارے بعض علماءؒ نے تو اس پیشہ کو حرام ہی قرار دے دیا ہے۔ کیونکہ امام احمد رحمتہ اللہ علیہ سے یہ روایت منقول ہے۔

ماں باپ کی فرماں برداری ماں باپ کی فرماں برداری واجب ہے۔ حق تعالٰے نے فرمایا: اگر تیرے پاس تیرے والدین میں سے کوئی بوڑھا ہو جائے یا دونوں بوڑھے ہو جائیں تو انہیں منہ سے اُف تک نہ کہہ اور نہ انہیں جھڑک اور ان سے شفقت سے بات کہہ، دوسری جگہ فرمایا: اور دنیا میں ان دونوں کے ساتھ دستور کے مطابق رہ، تیسری جگہ فرمایا: میرا شکر ادا کر اور اپنے ماں باپ کا بھی، لوٹ کر میرے پاس ہی آنا ہے، حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا جس نے اپنے ماں باپ کے ناراض ہونے کی حالت میں صبح کی تو اس حال میں صبح کی کہ اس کے لئے جہنم کے دو دروازے کھل گئے ہیں اور جس نے ماں باپ کے ناراض ہونے کی حالت میں شام کی تو اس حال میں شام کی کہ اس کے لئے جہنم کے دو دروازے کھل گئے ہیں۔ اور اگر ایک ناراض ہے تو ایک دروازہ کھلا ہوا ہے اگرچہ والدین نے

ظلماہ وان ظلماہ وان ظلماہ وعن عبد اللہ
بن عمر رضؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
رضآء الرب فی رضآء الوالدین وسخطہٗ
فی سخط الوالدین وعن عبد اللہ بن عمر
رضی اللہ عنہ انہٗ قال جآء رجل الی النبی
صلی اللہ علیہ وسلم فقال انی ارید الجھاد
فقال الک الابوان قال نعم قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ففیھما فجاھد وصفۃ
البران تکفیھما ما یحتاجان الیہ وتکف
عنھما الاذیٰ وتداریھما مداراۃ الصغیر
ولا تنضجر منھما ولا من حوآئجھما وتجعل
خدمتھما بدلا من کثیر نوافلک من الصلوٰۃ
والصیام وتستغفر لھما عقیب صلوٰتک ولا
تحوجھما الی التعب وتحمل اذاھما ولا تعل
صوتک علی اصواتھما ولا تخالفھما فیما لا
یکون فیہ حرف للشرع معناہ لا یکون
فی ذالک ترک الفرآئض کحجۃ الاسلام
والصلوٰۃ الخمس والزکوٰۃ والکفارۃ والنذر
وان لا یکون فی ذالک ارتکاب المحرم من
انواع المناھی من الزنا وشرب الخمر والقتل
والقذف واخذ المال کالغصب والسرقۃ
لقول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا طاعۃ لمخلوق
فی معصیۃ اللہ وقد قال تعالیٰ وان جاھداک
علیٰ ان تشرک بی ما لیس لک بہ علم فلا تطعھما
وصاحبھما فی الدنیا معروفا فھذا الحدیث

ظلم کیا ہو (تین بار یہ جملہ دہرایا) حضرت ابن عمرؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا: والدین کی رضا میں رب کی رضا ہے اور والدین کی ناراضی میں رب کی ناراضی ہے۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں: ایک شخص نے نبی صلعم کے پاس آکر کہا: میرا جہاد کے لئے ارادہ ہے فرمایا: کیا تیرے ماں باپ ہیں؟ اس نے کہا: ہاں ہیں فرمایا: پھر تو انہیں میں جہاد کر (ان کی خدمت کرکے جہاد کا ثواب لوٹ)

والدین کی فرماں برداری کیا ہے؟ ماں باپ کی فرماں برداری یہ ہے کہ تم ان کی ضرورتیں فراہم کرو، ان کی تکلیفیں دور کرنے کی ان تھک کوشش کرو اور بچوں کی طرح ان کی خاطر و مدارات کرو ان سے منہ نہ بناؤ، بیزار نہ ہو اور ان کی ضرورتوں سے دل تنگ نہ ہو اور کثرت نوافل کے بجائے اپنے زیادہ تر اوقات ان کی خدمات میں صرف کرو اور ہر نماز کے بعد ان کے لئے دعائے مغفرت کرتے رہو انہیں صدمہ نہ پہنچاؤ، ان کی ایذا برداشت کر لو، ان کی باتوں کا جواب جھنجلا کر اور سختی سے نہ دو ان کی آواز پر آواز بلند نہ کرو، ادب کا لحاظ رکھو اور شرع کے مطابق باتوں میں ان کے خلاف نہ کرو ہاں شرع کے خلاف ان کی بات نہ مانو مثلاً اگر وہ ترک فرائض (حج نہ کرو، پنجگانہ نماز نہ پڑھو، زکوٰۃ نہ دو، کفارہ ادا نہ کرو، منت پوری نہ کرو) کا حکم کریں یا اگر ان کے حکم سے حرام کاموں کا ارتکاب لازم آتا ہو تو ان کا حکم نہ مانو جیسے زنا، شراب، قتل، الزام اور غصب و چوری وغیرہ کا حکم۔ کیونکہ رحمت عالم صلعم نے فرمایا: خالق کے گناہوں میں مخلوق کی اطاعت نہیں خود حق تعالیٰ شانہ نے قرآن حکیم میں فرمایا: اگر وہ تجھے اس بات پر آمادہ کریں کہ تو میرے ساتھ اس چیز کو شریک کرے جس کا تجھے علم نہیں تو ان کا حکم نہ مان اور دنیا میں دستور کے مطابق ان کا ساتھ دے۔ لہٰذا یہ حدیث اور یہ آیت ہر اس شخص کی ترک طاعت میں عام ہے جو

والآية عام في ترك طاعة كل من امر بمعصية
الله او ترك طاعته ومذكور ذلك عن الامام
احمد في رواية ابي طالب في الرجل الذي
ينهاه ابواه من الصلوة في الجماعة فقال
ليس لهما طاعة في ترك الفرض واما النوافل
فيجوز تركها لطاعتهما بل الافضل طاعتهما
ومن البر لهما ان تصل من وصلهما وتهجر من
هجرهما وتغضب لهما كما تغضب لنفسك في
الموت والحياة واذا ثار طبعك في الغضب
عليهما فاذكر تربيتهما وسهرهما واشفاقهما
وتعبهما وقول الله سبحانه لك وقل لهما قولا
كريما فان لم تردعك عن غيظك الرحمة لهما
ولابهما فاعلم انك محروم مسخوط عليك فتب
الى الله تعالى اذا اسكن غضبك ان كنت خالفت
امره فيهما ولا تسافر سفرا ليس بواجب عليك
الا بامرهما ولا تفرغ الا ان يتعين عليك باذنهما
ولا تفجعهما بنفسك وقد نهى غيرك ان يفجعهما
بك فقال النبي صلى الله عليه وسلم لعن الله المفرق
بين الوالدة وولدها وان طرفت بطعام او شراب
فعليك بايثارهما باطيبه فطال ما اثراك جاعا
واشبعاك وسهرا ونوماك ترشد بذلك
انشاء الله تعالى۔

فصل فيما يستحب من الكنى والاسماء وما
يكره منها ينبغ الانسان ان يسمى ولده و
يكنيه باسم النبي صلى الله عليه وسلم وكنيته

جو اللہ کی نافرمانی کی اور اس کی اطاعت چھوڑنے کی کسی کو ترغیب دے ابو طالب کی روایت میں ہے کہ امام احمدؒ سے ایک شخص کے بارے میں پوچھا گیا جسے اس کے ماں باپ جماعت سے نماز پڑھنے کو منع کرتے تھے آپ نے جواب دیا کہ ترک فرائض میں ان کی اطاعت نہیں البتہ ترک نوافل میں ماں باپ کی اطاعت جائز ہے بلکہ افضل ہے۔

ماں باپ کی فرماں برداری میں یہ بھی داخل ہے کہ جن سے وہ ملتے ہیں تم بھی ان سے ملو اور جن سے نہیں ملتے تم بھی ان سے نہ ملو اور جیسے اپنے لئے غصہ کا اظہار کرتے ہو ان کے لئے بھی دوسروں پر غصہ کا اظہار کرو اگر ماں باپ پر تم کو غصہ آئے تو اپنے بچپن کو اور ان کی تربیت کو اور تربیت کے سلسلے میں ان کے راتوں کو جاگنے اور ان کی تکلیفوں کو یاد کرو اور حق تعالیٰ کا یہ فرمان "ان سے نرمی سے بات کر" فوراً دماغ میں لاؤ اگر یہ چیزیں تمہارا غصہ ٹھنڈا نہ کریں اور ان کی نرمی اور لجاجت اور تمہارا ان کی بیچارگی اور درماندگی پر ترس تمہیں ان پر غصہ سے باز نہ رکھے تو یقین مانو تم بدنصیب ہو اور تم پر اللہ کا غصہ بھڑک رہا ہے پھر جب تمہارا غصہ جاتا رہے تو فوراً اللہ سے پر خلوص توبہ کرو اگر ماں باپ کے سلسلے میں تم نے اللہ کی مخالفت کی ماں باپ کی اجازت کے بغیر کوئی غیر واجب سفر نہ کرو اور سفر کی اسی وقت تیاری کرو جب انکی اجازت سے سفر تمہارے لئے متعین ہو جائے خبردار اپنی ذات سے انہیں دکھ نہ پہنچاؤ جبکہ دوسروں کو بھی تمہاری خاطر انہیں دکھ پہنچانے سے روک دیا گیا ہے چنانچہ نبی صلعم نے فرمایا اللہ کی اس پر لعنت ہے جو ماں کے اور اسکی اولاد کے درمیان جدائی پیدا کرے اگر تم کو کہیں سے کھانے پینے کی چیزیں میسر آئیں تو ان میں سے بہترین و عمدہ چیزوں کے لئے ماں باپ کو ترجیح دو کیونکہ گزشتہ طویل زمانہ تک انہوں نے تمہیں ترجیح دی اور خود بھوکے رہ کر تم کو شکم سیر کیا اور خود جاگ کر تم کو تھپک تھپک کر سلایا غرضیکہ اگر تم ان تمام باتوں میں غور کرو گے تو انشاء اللہ صحیح راہ پالو گے۔

مکروہ و مستحب کنیتیں اور نام لوگوں کو روکا جاتا تھا کہ اپنے بچہ کا

ويجوز افراد احدهما عن الآخر وقد روى
عن امام احمد رض رواية اخرى كراهة في
الجملة يعني الجمع والافراد وروى عنه الجواز
في الجملة والدليل على جواز التسمية باسم النبي
دون كنيته ما روى انس بن مالك وابو هريرة رض
عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال سمّوا باسمي
ولا تكنوا بكنيتي والدليل على جواز الجمع بينهما
ما روى عن عائشة رضي الله عنها قالت جاءت امرأة
الى النبي صلى الله عليه وسلم فقالت يا رسول الله
اني ولدت غلامًا فسميته محمدًا وكنيته بابي
القاسم فذكر لي انك تكره ذلك فقال رسول الله
صلى الله عليه وسلم ما الذي احل اسمي
وحرم كنيتي او ما الذي حرم كنيتي واحل
اسمي ويكره من الكنى ابو يحيى وابو عيسى و
يكره ان يسمى عبيده بافلح ونجاح ويسار
ونافع ورباح وابي يحيى وبركة وبرة وحزن
وعاصية لما روى عمر بن الخطاب رض قال ان
رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لئن
عشت لانهين ان تسمى العبيد يسارًا وبركة
او رباحًا او نجاحًا او افلح ويكره من الالقاب
والاسماء ما يوازي اسماء الله تعالى كملك
الملوك وشاهنشاه وما شاكل ذلك لان
ذلك عادة الفرس ويكره التسمي بالاسماء
التي لا تليق الا بالله سبحانه وتعالى وتقدس
كقدوس واله وخالق ومهيمن قال الله تعالى

نام محمد اور کنیت ابوالقاسم نہ رکھو ہاں دونوں میں سے ایک کا رکھنا جائز ہے اگر محمد نام ہے تو ابوالقاسم کنیت نہ ہو اور اگر ابوالقاسم کنیت ہے تو محمد نام نہ ہو۔ ایک روایت میں امام احمدؒ سے مطلق کراہت آتی ہے یعنی دونوں کا جمع کرنا بھی منع ہے اور الگ الگ رکھنا بھی منع ہے اور آپ سے مطلق جواز کی بھی ایک روایت ہے۔ کنیت کے بغیر نبی صلعم کے نام رکھنے کی جواز کی دلیل نبی صلعم سے انسؓ و ابوہریرہؓ کی روایتیں ہیں کہ نبی صلعم نے فرمایا: میرا نام رکھ لو اور میری کنیت نہ رکھو۔ اور دونوں کے جمع کے جواز کی دلیل حضرت عائشہؓ کی حدیث ہے فرماتی ہیں: ایک عورت نے نبی صلعم کے پاس آکر کہا: یارسول اللہ میرے یہاں ایک لڑکا پیدا ہوا ہے میں نے اس کا نام محمد اور کنیت ابوالقاسم تجویز کی ہے پھر مجھ سے ذکر کیا گیا کہ آپ اسے مکروہ سمجھتے ہیں، فرمایا: وہ کیا چیز ہے جس نے میرا نام حلال کر دیا اور میری کنیت حرام کر دی یا کس نے میری کنیت حرام کر دی اور میرا نام حلال کر دیا۔

ابویحییٰ اور ابوعیسیٰ کنیت رکھنا مکروہ ہے، اسی طرح بچوں کے نام افلح، نجاح، یسار، نافع، رباح، ابویحییٰ، برکۃ، برّہ، حزن اور عاصیہ وغیرہ رکھنا مکروہ ہیں کیونکہ حضرت عمرؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا: اگر میں زندہ رہا تو کہہ دوں گا کہ وہ اپنے بچوں کے نام یسار، یا برکۃ، یا رباح، یا نجاح، یا افلح نہ رکھیں۔

اسی طرح وہ القاب و اسماء مکروہ ہیں جو اللہ کے ناموں کے موافق ہوں جیسے ملک الملوک، شہنشاہ وغیرہ کیونکہ یہ پارسیوں کی عادت ہے۔

اسی طرح وہ نام رکھنے مکروہ ہیں جو حق تعالیٰ ہی کی شان کے لائق ہیں جیسے قدوس، الٰہ، خالق اور مہیمن۔ حق تعالیٰ نے فرمایا:۔ مشرکوں نے اللہ کے شریک بنا لئے آپ فرما دیں ان کے نام رکھو بعض مفسرین کہتے ہیں یعنی میرے ناموں پر ان کے نام رکھو اور غور کیجئے

وجعلوا للّٰه شرکآء قل سموهم قال بعض المفسرین قل سموهم باسمآءی فانظروا ذلك هل تلیق بهم ویحرم علی کل واحد ان یلقب اخاه او عبده بلقب یکرهه لان اللّٰه تعالیٰ نهٰی عن ذلك فقال عزوجل ولا تنابزوا بالالقاب وسماه فسوقا ویستحب ان تدعو اخاك باحب اسمآئه الیه۔

فصل ویستحب لمن غضب ان کان قائما جلس وان کان جالسا اضطجع وان مس المآء البارد سکن غضبه لما روی الحسن رض ان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم قال ان الغضب جمرۃ تتوقد فی قلب ابن اٰدم فاذا وجد احدکم ذلك فان کان قائما فلیقعد وان کان قاعدًا فلیتکئ ویکره ان یجلس الرجل بین قوم وهم فی سر لغیر اذنهم لان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم نهٰی عن ذلك ویکره الجلوس بین الظل والشمس ویکره الاتکآء علی یده الیسریٰ والاضطجاع بین الجلوس واذا قام من مجلسه یستحب له ان یقول کفارۃ المجلس سبحانك اللّٰهم وبحمدك لا اله الا انت استغفرك واتوب الیك ویکره المشی بالنعل فی المقابر ویستحب لمن دخلها ان یقول اللّٰهم رب هذه الاجساد البالیة والعظام النخرۃ التی خرجت من دار الدنیا وهی بك مومنة صلی علی محمد وعلٰی اٰل محمد و انزل علیهم روحًا منك وسلاما منی ویقول

کہ آیا یہ نام ان کے لائق ہیں؟ ظاہر ہے کہ یہ نام ان کے لائق نہیں اور نہ انسان کو لائق ہے کہ ایسے نام رکھے۔

اسی طرح کسی کا اپنے بھائی کو یا غلام کو کسی ایسے لقب سے پکارنا جو اسے برا معلوم ہوتا ہو حرام ہے کیونکہ اس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے فرمایا: اور القاب مت پھینکو ایمان کے بعد برا نام فاسق ہے یعنی مکروہ القاب موجب گناہ ہیں، ادب کا تقاضا تو یہی ہے کہ اپنے بھائی کو کسی اچھے اور پیارے نام سے پکارو۔

غصہ دور کرنے کی ترکیب غصہ میں بھرا ہوا شخص اگر کھڑا ہے تو بیٹھ جائے اور اگر بیٹھا ہوا ہے تو لیٹ جائے اور اگر ٹھنڈے پانی سے ہاتھ دھو لے تو غصہ ٹھنڈا ہو جائے گا کیونکہ حسنؓ کا بیان ہے کہ نبی صلعم نے فرمایا: غصہ ایک چنگاری ہے جو انسان کے دل میں بھڑک اٹھتی ہے لہٰذا اگر کوئی غصہ پائے تو اگر کھڑا ہے تو بیٹھ جائے اور بیٹھا ہے تو ٹیک لگالے۔

کسی کا بلا اجازت ان لوگوں میں بیٹھنا جو اپنی راز کی باتیں کر رہے ہوں مکروہ ہے کیونکہ نبی صلعم نے اس سے منع فرمایا ہے، اسی طرح دھوپ چھاؤں میں بیٹھنا مکروہ ہے اور بیٹھے ہوئے لوگوں میں لیٹنا بھی۔

دعاء کفارۂ مجلس جب تم کسی مجلس سے اٹھو تو کفارۂ مجلس پڑھنا مستحب ہے کفارۂ مجلس کی دعا یہ ہے اے اللہ تو پاک ہے اور تیری ہی تعریفیں ہیں تیرے سوا کوئی برحق معبود نہیں میں تجھ سے دعائے مغفرت مانگتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں۔

قبرستان میں جوتے پہن کر چلنا مکروہ ہے اور قبرستان میں جاتے وقت یہ دعا پڑھنا مستحب ہے اے ان گلنے والے اور بوسیدہ ہڈیوں کے جو دنیا سے نکل گئیں اور تجھ پر ایمان رکھتی تھیں، پروردگار! محمد پر اور آل محمد پر اپنی رحمتیں بھیج اور ان پر اپنی راحت اور میرا اسلام بھیج اور یہ بھی۔ اے مسلمانوں کے گھر! السلام علیکم، ہم بھی انشاء اللہ تم سے

السلام علیکم دار قوم مؤمنین وانا انشاء اللہ بکم لاحقون لانہ مروی الیہ واذا زار قبرا لم یضع یدہ علیہ ولا یقبلہ فانہ عادۃ الیھود ولا یقعد علیہ ولا یتکئ الیہ ولا یدوسہ الا ان یضطر الی ذالک کلہ بل یقف عند موضع وقوفہ ان لو کان حیا و یقرأ احدی عشرۃ مرۃ قل ھو اللہ احد و غیرھا من القرآن ویھدی ثواب ذالک لصاحب القبر وھو ان یقول اللھم ان کنت قد اثبتنی علی قرآءۃ ھذہ السورۃ فانی قد اھدیت ثوابھا لصاحب ھذا القبر ثم لیسال اللہ حاجتہ ولا یکسر عظما ولا یدوسہ فان کان الجئ الی ذالک واضطر فلیستغفر لصاحب القبر ویکرہ الطیرۃ ولا باس بالتفاول و لیستحب التواضع لکل ولیستحب توقیر الشیوخ و رحمۃ الاطفال والعفو عنھم ولا یترک تادیبھم۔

فصل ویجوز ان یقول الرجل لغیرہ صلی اللہ علیک وصلی اللہ علی فلان بن فلان لما روی ان علیا رض قال لعمر رض صلی اللہ علیک والنبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اللھم صلی علی آل ابی اوفی۔

فصل ویکرہ مصافحۃ اھل الذمۃ لما روی ابوھریرۃ رض عنہ انہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تصافحوا اھل الذمۃ

ملنے والے ہیں کیونکہ یہ بھی ایک روایت سے ثابت ہے۔

اگر کوئی کسی قبر کی زیارت کو جائے تو اس پر ہاتھ نہ رکھے نہ اسے چومے کیونکہ یہ یہودیوں کی عادت ہے، نہ اس پر بیٹھے، نہ اس سے ٹیک لگائے اور نہ اس پر چلے یہ اور بات ہے کہ مجبوراً ایسا ہو جائے بلکہ قبر کے سامنے اس طرح ادب و احترام سے کھڑا ہو جس طرح قبر والے کی زندگی میں اس کے سامنے ادب و احترام سے کھڑا ہوا کرتا تھا اور گیارہ بار سورہ اخلاص اور قرآن پاک کی کوئی اور سورت پڑھ کر اس کا ثواب قبر والے کی روح کو بطور تحفہ بخش دے۔ بخشنے کی یہ صورت ہے کہ اس طرح کہے اے اللہ اگر آپ نے ان سورتوں کی تلاوت کا مجھے ثواب عطا فرمایا ہے تو میں ان کا ثواب اس قبر والے کو ہدیہ کے طور پر بخشدیا۔ پھر حق تعالیٰ سے اپنی حاجت کا سوال کرے۔ کوئی ہڈی اجو قبرستان میں مل جائے نہ توڑی جائے اور نہ اسے ٹھوکر مار کر چلا جائے اگر بے خبری اور اضطرار کی حالت میں ایسا ہو جائے تو صاحب قبر کے لئے دعائے مغفرت مانگی جائے۔

بری فال لینا مکروہ ہے اور اچھی فال میں کوئی حرج نہیں۔

ہر شخص سے تواضع اور انکساری سے ملنا مستحب ہے اسی طرح بزرگوں کی عزت کرنا اور بچوں سے محبت کرنا اور چھوٹوں کے قصور معاف کرنا مستحب ہے لیکن بچوں کی تعلیم و تربیت نظر انداز نہ کی جائے۔

نبی صلعم کے علاوہ دوسروں پر بھی درود کا جواز صلی اللہ علی فلان بن فلاں (یعنی حق تعالیٰ فلاں پر درود بھیجے) کہنا جائز ہے کیونکہ حضرت علی رض نے حضرت عمر رض سے فرمایا تھا: آپ پر حق تعالیٰ درود نازل فرمائے اور نبی صلعم نے ابواوفی کے بارے میں کہا تھا: اے اللہ آل ابواوفی پر درود بھیج۔

ذمّی سے مصافحہ کی کراہت ذمیوں سے مصافحہ کرنا مکروہ ہے کیونکہ حضرت ابوہریرۃ رض کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا: ذمیوں سے مصافحہ نہ کرو۔

فصل والادب فی الدعآء ان یمد یدیہ ویحمد اللہ تعالیٰ ویصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم یسال حاجتہ ولا ینظر الی السمآء فی حال دعآئہ واذا فرغ مسح یدیہ علی وجہہ لما روی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال سلوا اللہ ببطون اکفکم۔

فصل والتعوذ بالقراٰن جائز لقولہٖ عزوجل فاستعذ باللہ من الشیطان الرجیم وقولہ عزوجل قل اعوذ برب الفلق قل اعوذ برب الناس وما روی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا اشتکی شیئًا قرأ علی نفسہٖ المعوذتین ونفث وکان صلی اللہ علیہ وسلم یقول اعوذ بوجہ اللہ الکریم وکلماتہ التامات من شر ما خلق وذرء وبرء ومن شر کل دآبۃ ربی اٰخذ بناصیتھا وکذلک الرقیۃ بالقراٰن وباسمآء اللہ الحسنیٰ جائزۃ لقولہٖ عزوجل وننزل من القراٰن ماھو شفآء ورحمۃ للمومنین وقال تعالیٰ وھذا کتاب انزلنہ مبٰرک قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم استرقوا لھا فانہ لو سبق القدر شئی لسبقتہ العین ویرید بہ صلی اللہ علیہ وسلم فی حق الحسن والحسین رضی اللہ عنہما۔

فصل ویکتب للمحموم ویعلق علیہ ما روی عن الامام احمد بن حنبل رحمہ اللہ انہ قال حممت فکتب لی من الحمّٰی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم وباللہ محمد رسول اللہ یا نار کونی بردًا وسلامًا

آداب دعا دعا مانگتے وقت دونوں ہاتھ پھیلاؤ اور قبل از دعا اللہ کی حمد بیان کرو پھر نبی صلعم پر درود بھیجو پھر اپنی ضرورت کا سوال کرو دعا کرتے وقت آسمان کی طرف نگاہ نہ اٹھاؤ اور فارغ ہو کر دونوں ہاتھ چہرے پر مل لو کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ اللہ سے اپنی دونوں ہتھیلیاں پھیلا کر دعا مانگو۔

استعاذہ (پناہ مانگنا) قرآن پاک کی تلاوت سے قبل اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھنا جائز ہے کیونکہ قرآن حکیم میں ہے اور جب آپ قرآن پڑھنے کا ارادہ کریں تو مردود شیطان سے اللہ کی پناہ مانگ لیا کیجیے اور خود قرآن نے استعاذہ کی تعلیم دی ہے فرمایا: کہہ دیجئے میں مخلوق کے شر سے صبح کے رب کی پناہ مانگتا ہوں، کہہ دیجئے میں لوگوں کے رب کی پناہ مانگتا ہوں، علاوہ ازیں منقول ہے کہ جب نبی صلعم قدرے علیل ہوتے تو معوذتین پڑھ کر دم کر لیا کرتے تھے نیز نبی صلعم یہ دعا پڑھا کرتے تھے میں اللہ تعالیٰ کی معزز ذات کی اور اس کے کل کلموں کی ان تمام چیزوں کی برائی سے جو اس نے پیدا کیں، پھیلائیں اور ایجاد کیں پناہ مانگتا ہوں اور ہر جانور کی برائی سے بھی جس کی پیشانی کے بال میرا پروردگار پکڑے ہوئے ہے اسی طرح قرآن پاک کی آیتوں سے اور اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ سے دم کرنا جائز ہے کیونکہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہم قرآن میں ایسی چیزیں اتارتے ہیں جو شفا بخش ہیں اور مومنوں کے لئے رحمت ہیں اور یہ کتاب جو ہم نے اتاری برکت والی ہے نبی صلعم نے فرمایا اگر نظر لگ جائے تو دم کرو کیونکہ اگر کوئی چیز تقدیر سے سبقت کرتی تو نظر کرتی۔ یہ بات آپ نے حسن وحسین کے بارے میں فرمائی تھی۔

بخار کا تعویذ مندرجہ ذیل دعا لکھ کر اور تعویذ بنا کر بخار والے کے گلے میں لٹکا دو۔ حضرت امام احمدؒ فرماتے ہیں: مجھے بخار آگیا تو مجھے یہ دعا لکھ کر دی گئی۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم وباللہ، محمد رسول اللہ، یا نار کونی بردًا وسلامًا علیٰ ابراہیم وارادوا بہ کیدًا فجعلناھم الاخسرین اللھم رب جبریل

علی ابراهیم وارادوا به کیداً فجعلنٰهم الاخسرین اللهم رب جبریل ومیکائیل واسرافیل اشف صاحب هذا الکتاب بحولك وقوتك وجبروتك یا ارحم الراحمین۔

فصل وقد قال بعض اصحابنا یکتب للمعسرة اذا عسر علیها الولادة فی جام او اٰنائة نظیفة بسم اللّٰه الرحمٰن الرحیم لا اله الا اللّٰه الحلیم الکریم سبحان اللّٰه رب العرش العظیم الحمد للّٰه رب العالمین کانهم یرونها لم یلبثوا الا عشیة او ضحٰها کانهم یوم یرون ما یوعدون لم یلبثوا الا ساعة من نهار بلاغ فهل یهلك الا القوم الفٰسقون ثم یغسل ولیسقی منه وینضح ما بقی علی صدرها وکذلك یجوز الرقیة من النملة وغیرها کالعقارب والحیات والبراغیث والبق لان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم رخص فی الرقیة من کل ذی حمة وقال صلی اللّٰه علیه وسلم من قال حین یمسی ثلث مرات صلی اللّٰه علی نوح وعلی نوح السلام لم تلدغه عقرب تلك اللیلة وقال صلی اللّٰه علیه وسلم من قال حین یمسی ثلاث مرات اعوذ بکلمات اللّٰه التامات کلها من شر ما خلق لم تضره حمة تلك اللیلة ویجوز النفخ فی الرقیا ویکره التفل۔

ومیکائیل واسرافیل اشف صاحب هٰذا الکتاب بحولك وقوتك وجبروتك یا ارحم الراحمین (اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور انتہائی رحم والا ہے اور اللہ کے نام کی برکت سے محمد اللہ کے رسول ہیں اے آگ ابراہیم پر ٹھنڈی اور سلامتی والی بن جا مشرکوں نے ابراہیم کو جلانے کی تدبیر کی لیکن ہم نے انہیں گھاٹے والا بنا دیا اے جبرئیل میکائیل اور اسرافیل کے رب اپنی قوت وطاقت سے اس تحریر والے کو شفا بخش اے بے حد رحم کرنے والے تو ہی شفا عطا فرماتا ہے

درد زہ کا تعویذ ہمارے بعض علماء فرماتے ہیں اگر کسی عورت کو درد زہ کی شدت ہو اور بچہ نہ پیدا ہوتا ہو تو مندرجہ ذیل دعا کو کسی چینی یا مٹی کے پاک برتن میں لکھ کر اسے گھول کر پلا دو اور کچھ سینہ پر چھڑک دو (بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اللہ کے سوا کوئی حق دار عبادت نہیں وہ بڑی حکمت و عزت والا ہے پاک ہے اللہ جو عرش عظیم کا پروردگار ہے تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے گویا کافر جس دن قیامت دیکھیں گے تو کہیں گے کہ وہ دنیا یا برزخ میں صرف ایک دن کی شام یا صبح کی برابر ٹھہرے، جس دن وہ عذاب دیکھیں گے جس کا ان سے وعدہ کیا گیا تھا تو کہیں گے گویا وہ دن میں ایک گھڑی بھر ٹھہرے یہ پہنچا دینا ہے اور کافر ہی ہلاک ہوتے ہیں، اسی طرح اگر چیونٹی وغیرہ کاٹ کھائے تو اس پر بھی دم کرنا جائز ہے اور بچھو، سانپ، پسو اور مچھر وغیرہ کی ڈسی ہوئی جگہ پر بھی کیونکہ نبی صلعم نے ہر زہریلے کیڑے کے ڈسے ہوئے مقام پر دم کرنے کی اجازت عطا فرمائی، نبی صلعم نے فرمایا اگر کسی نے شام کو تین بار صلی اللّٰہ علی نوح وعلی نوح السلام پڑھ لیا اسے اس رات میں بچھو نہیں کاٹے گا علاوہ ازیں آپ نے فرمایا اگر کوئی شام کو تین بار اعوذ بکلمات اللّٰہ التامات کلها من شر ما خلق پڑھ لے تو اس رات میں اس پر کوئی زہر اثر نہیں کرے گا۔ دم میں پھونک مارنا جائز ہے اور تھوکنا مکروہ ہے۔

فصل ویغسل العاین وجهه ویدیه ومرفقیه
ورکبتیه واطراف رجلیه وداخل ازاره فی اناء
ثم یصب الماء علی المریض لما روی ابوامامة بن
سهل بن حنیف رض انه کان یغتسل فرأه عامر
بن ربیعة رض فعجب منه فقال بالله ما رایت کالیوم
ولا جلد مخبأة فی خدرها او قال جلد فتاة ففلج
به حتی ماکان یرفع راسه قال فذکروا ذلك
لرسول الله صلی الله علیه وسلم فقال هل تتهمون
احدا قالوا لا یارسول الله الا ان عامر بن ربیعة
قال له کذا وکذا فدعاه رسول الله صلی الله
علیه وسلم ودعی عامرا وقال سبحان الله تعالٰی
بم یقتل احدکم اخاه اذا رای شیئا یعجبه فلیدع
له بالبرکة قال ثم امره صلی الله علیه وسلم ان
یغتسل له فغسل وجهه وظهر کفیه ومرفقیه
غسل صدره وداخل ازاره ورکبتیه وقدمیه
فی الاناء ظاهرهما وباطنهما ثم امر به فصب
علی راسه فکفی الاناء من خلفه حسبته قال
فامره فحسا منه حسوات فراح مع الرکب و
ان اغتسل غسلا کاملا ثم صب الماء علی
المعین کان اکمل۔

فصل والتعالج فی الامراض جائز بالحجامة
والفصد والکی وشرب الادویة والاشربة
وقطع العروق والبط وقطع العضو عند وقوع
الاکلة فیه وخوف التعدی الی بقیة البدن
وقطع البواسیر وکل ما فیه صلاح للجسد لما

نظر بد لگ جانے کا علاج جس پر نظر لگانے کا شبہ ہو اسے چاہیئے
کہ اپنا منہ، اپنے دونوں ہاتھ، دونوں کہنیاں، دونوں گھٹنے ایڑیاں
تک دونوں پیر اور پردے کے مقامات ایک برتن میں دھوئے پھر جسے
نظر لگی ہے اس پر وہ پانی بہا دیا جائے کیونکہ ابوامامہ بن سہل بن حنیف
سے روایت ہے کہ میں نہا رہا تھا، پھر مجھے نہاتا ہوا عامر بن ربیعہ نے دیکھا
اور وہ میری خوبصورتی دیکھ کر حیران رہ گئے اور بے ساختہ ان کی زبان سے
نکل گیا کہ اللہ کی قسم آج جیسا خوبصورت جسم میں نے دیکھا ہے ایسا کبھی کسی
پردہ نشین یا جوان خاتون کا بھی نہیں دیکھا۔ پھر ان پر فالج کی سی
کیفیت طاری ہو گئی اور وہ سر اٹھانے کے قابل بھی نہیں رہے لوگوں نے اس کا
ذکر رسول اللہ صلعم سے کیا فرمایا: کیا تمہارا کسی پر نظر کا خیال ہے؟ لوگوں نے
کہا: نہیں، یارسول اللہ، ہاں عامر بن ربیعہ نے انکے بارے میں ایسا ایسا کہا
تھا پھر آپ نے سہل بن حنیف کو اور عامر کو بلایا اور فرمایا: سبحان اللہ! تم میں سے
کوئی اپنے بھائی کو کیوں قتل کرتا ہے اگر اسکی نگاہ کسی ایسی چیز پر پڑ جائے جو اسے
اچھی معلوم ہوتی ہو تو اسے اس کے لئے برکت کی دعا کرنی چاہیئے پھر آپ نے
عامر کو سہل کے لئے غسل کرنے کا حکم فرمایا انہوں نے اپنا منہ، دونوں ہاتھ،
دونوں کہنیاں، سینہ، تہبند کے نیچے کے اعضاء، دونوں گھٹنے اور دونوں پیر مع ایڑیوں
کے ایک برتن میں دھو کر وہ پانی جمع کیا اور نبی صلعم کے حکم سے وہ پانی سہل کے
سر پر ڈالا گیا اور ان کے پیچھے سے برتن کو الٹ دیا گیا ہے غالباً آپ کے حکم سے
اس میں سے کچھ پانی لیکر سہل کے تمام بدن پر لگایا گیا بالآخر سہل اچھے ہو گئے
اور قافلہ ہی کے ساتھ چل پڑے اگر متہم کامل غسل کر کے غسل کا پانی ایک برتن
میں جمع کرے پھر جس کو نظر لگی ہے اس پر وہ پانی بہا دیا جائے تو بہت زیادہ اچھا ہے

بیماریوں میں علاج کا جواز بیماریوں میں سینگیاں لگوا کر، فصد
کھلوا کر، داغ لگوا کر دوا اور شربت پی کر، رگیں کاٹ کر، پھوڑوں اور
ورم کو چیر کر، تندرست حصہ کے بگڑنے کے ڈر سے عضو کاٹ کر، بواسیر کے
مسے ختم کر کے غرضیکہ ہر اس تدبیر سے جس سے بدن کی اصلاح ہو علاج

روی ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم احتجم وشاور الطبیب فقال للطبیبین انما رایکم طب فقالوا یا رسول اللّٰہ ھل فی الطب خیر فقال صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان الذی انزل الدآء انزل الدوآء و سئل الامام احمد عن الکیّ فقال الاعراب قد تفعلہ قد کوی النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم و قد فعلہ الصحابۃ رض وقال فی موضع اٰخر قطع عمران بن حصین رض عرق النسآء وعن الامام احمد رح روایۃ اخرٰی کراھیۃ ذٰلک واما التداوی بمحرام کالخمر والسم والمیتۃ وشئ نجس فغیر جآئز وکذٰلک بلبن الاتان الاھلیۃ لما روی عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم انہ قال ماجعل شفآء اُمتی فیما حرم علیھا والحقنۃ مکروھۃ الا عند الضرورۃ ولا یجوز الفرار من الطاعون وان کان خارجا من البلد لا یقدم علیہ لئلا یکون عونًا علٰی ھلاک نفسہٖ۔

فصل ولا یخلو بامرأۃ لیست منہ بمحرم لان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم نھٰی عن ذٰلک و قال ان الشیطان یزین لھما المعصیۃ ولا ینظر الی امراۃ شابۃ الا لعذر من شھادۃ او علاج فی المرض ویجوز النظر الی المراۃ البرزۃ والعجوز لعدم الافتتان بھا ولا یجتمع رجلان ولا امرأتان عریانیین فی لحاف واحد او ازار لان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم نھٰی عن ذٰلک ولان ذٰلک یوٗدّی الٰی ان ینظر احدھما

کرانا جائز ہے کیونکہ نبی صلعم سے سینگیاں لگوانے کا ثبوت ہے اور اطباء سے مشورہ فرمایا اور ان سے کہا تمہاری رائے طب ہے انہوں نے پوچھا یارسول اللہ کیا طب میں کوئی خیر ہے فرمایا جس نے بیماری اتاری اسی نے دوا اتاری۔

امام احمدؒ سے داغ دینے کے بارے میں پوچھا گیا: فرمایا: اس سے عرب علاج کرتے ہیں اور نبی صلعم نے بھی داغ دلوایا اور صحابہؓ نے بھی ایسا کیا۔ ایک دوسرے مقام پر امام موصوف فرماتے ہیں: حضرت عمران نے اپنی ران کی رگ کاٹی۔ ایک روایت میں امام موصوف سے داغ لگوانے کی کراہیت منقول ہے۔

حرام و ناپاک اشیاء سے علاج ناجائز ہے حرام چیزوں سے جیسے شراب، زہر اور مردار وغیرہ سے اور ناپاک چیزوں سے علاج جائز نہیں اسی طرح پالتو گدھی کے دودھ سے علاج ناجائز ہے کیونکہ نبی صلعم نے فرمایا: میری امّت کی شفا ان چیزوں میں نہیں رکھی گئی جو ان پر حرام کردی گئی ہیں۔ حقنہ مکروہ ہے ہاں سخت ضرورت کے وقت روا ہے طاعون سے ڈر کر بھاگنا جائز نہیں، اور اگر کوئی وباء والے شہر سے باہر ہو تو اسے طاعون والے شہر میں جانا نہیں چاہیئے تاکہ اپنی جان کی ہلاکت میں مددگار ثابت نہ ہو۔

اجنبی خواتین سے خلوت غیر محرم کے ساتھ خلوت نہ کرو کیونکہ نبی صلعم نے اس سے منع فرمایا ہے اور فرمایا شیطان دونوں کو گناہ خوبصورت رنگ میں پیش کر دیتا ہے، جوان عورت کو نہ دیکھو البتہ شہادت کے عذر سے یا بیماری میں علاج کے عذر سے دیکھنا جائز ہے اگر بے پردہ عورت پر اور بوڑھی عورت پر نگاہ پڑ جائے تو خیر ان سے فتنہ میں پڑنے کا ڈر نہیں ہے، ایک چادر میں دو ننگے مرد اور دو ننگی عورتیں اکٹھی نہ ہوں کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے، علاوہ ازیں اس سے لازم آتا ہے کہ ایک دوسرے کی شرمگاہ دیکھ لے اور شرمگاہ کا دیکھنا منع ہے، علاوہ

عورة الآخر وذلك منهى عنه ولانه لا يؤمن
من ارتكاب معصية بتزيين الشيطان بذلك۔

فصل فان كان له مملوك من ذكر او انثى وجب عليه الرفق به ولا يكلفه من العمل ما لا يطيق ويكسوه ويطعمه ويزوجه ان شاء ولا يكرهه على ذلك فان قصر فى ذلك عصى وامر ببيعه او عتقه ان شاء او يكاتبه ان طلب العبد وقد جاء فى الحديث ان آخر وصية رسول الله صلى الله عليه وسلم الصلوة وما ملكت ايمانكم۔

فصل ويكره المسافرة بالمصحف الى ارض العدو لئلا تناوله ايدى المشركين الا ان يكون للمسلمين قوة ظاهرة والشوكة والغلبة فيجوز استصحابه ليقرء فيه لئلا ينسى القرآن۔

فصل يستحب اذا نظر فى المرآة ان يقول الحمد لله الذى سوى خلقى واحسن صورتى وزان منى ما شان من غيرى لان ذلك مروى عن النبى صلى الله عليه وسلم۔

فصل واذا طنت اذنه يصل على النبى صلى الله عليه وسلم ويقول ذكر الله من ذكرنى بخير لانه مروى عن النبى صلى الله عليه وسلم۔

فصل ويقول اذا اشتكى بدنه او عضوا ما روى عن النبى صلى الله عليه وسلم انه قال من اشتكى منكم شيئا او اشتكى اخاله فليقل

ازیں گناہ کا بھی ڈر ہے کیونکہ شیطان گناہ کو اچھے رنگ میں خوبصورت بناکر دکھایا کرتا ہے۔

غلاموں کے ساتھ حسن معاشرت اگر کسی کے پاس غلام یا لونڈیاں ہوں تو ان سے نرمی سے پیش آنا واجب ہے لہٰذا انہیں ان کی طاقت سے زیادہ کام نہ دے اور انہیں کھلائے اور پہنائے اور اگر مملوک چاہے تو شادی بھی کرادے لیکن شادی پر جبر نہ کرے۔ اگر سید مذکورہ بالا باتوں میں کوتاہی کرے تو اللہ کا باغی اور نافرمان ہے اگر غلام کو بیچنا چاہے تو بیچ ڈالے یا آزاد کردے یا اس سے کتابت کا معاملہ کرلے اگر غلام کتابت کرانا چاہے احادیث میں ہے کہ نبی صلعم کی سب سے پچھلی وصیت یہ تھی کہ نماز کا اور لونڈی غلام کا خیال رکھو۔

دشمن کے علاقہ میں قرآن پاک لیجانے کا حکم دشمن کے علاقہ میں قرآن پاک لیجانا مکروہ ہے تاکہ ایسا نہ ہو کہ وہ مشرکوں کے ہاتھوں میں چلا جائے ہاں اگر مسلمانوں کی قوت کا غلبہ ہو اور ان کا رعب و دبدبہ ہو تو خیر تاکہ تلاوت کرسکو اور قرآن حکیم حافظہ سے نکل نہ جائے۔

آئینہ دیکھنے کی دعا اگر آئینہ دیکھنے کا ارادہ ہو تو یہ دعا پڑھنا مستحب ہے تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جس نے مجھے اچھی صورت بخشی اور میری پیدائش اچھی بنائی اور مجھے خوبصورت اعضاء عطا فرمائے جبکہ دوسری مخلوق کے اعضاء ایسے نہیں یہ دعا رحمت عالم صلعم سے ثابت ہے۔

کان بجنے کی دعا اگر کسی کا کان بجنے لگے تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر یہ دعا پڑھے: اللہ اسے یاد کرے جس نے مجھے اچھائی کے ساتھ یاد کیا۔ یہ دعا بھی نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔

درد اعضاء کی دعا اگر کسی کے بدن یا کسی عضو میں دکھ اور درد یا کوئی تکلیف ہو تو یہ دعا پڑھ کر ماؤف جگہ پر دم کرے: ہمارا رب اللہ ہے جو آسمان میں ہے اے اللہ تیرا نام پاک ہے تیرا حکم آسمان و زمین

ربنا اللہ الذی فی السماء تقدس اسمک امرک فی السماء والارض کما رحمتک فی السماء والارض اغفر لنا حوبنا وخطایانا یا رب الطیبین انزل رحمۃ من رحمتک وشفاء من شفاءک علی الوجع الذی بہ فانہ یبرا باذن اللہ تعالیٰ۔

فصل واذا رای شیئا یتطیر منہ قال اللھم لا یاتی بالحسنات الا انت ولا یذھب بالسیئات الا انت ولا حول ولا قوۃ الا باللہ لانہ مروی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

فصل ولیستحب اذا رای بیعۃ او کنیسۃ او سمع صوت شبور وصوت ناقوس او رای جمعا من المشرکین والیھود والنصری ان یقول اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ الھا واحدا لا نعبد الا ایاہ فان ذلک مروی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقال غفر اللہ لہ بعدد اھل الشرک ولیقول اذا سمع صوت الرعد والصواعق اللھم لا تقتلنا بغضبک ولا تھلکنا بعذابک وعافنا قبل ذلک ولیقول اذا رای الریح اللھم انی اسئلک خیرھا وخیر ما ارسلت بہ واعوذبک من شرھا وشر ما ارسلت بہ۔

فصل واذا دخل السوق قال ما کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول اللھم انی اسئلک خیر ھذا السوق وخیر ما فیہ و اعوذبک من شرہ وشر ما فیہ اللھم انی اعوذبک ان اصیب فیھا یمینا فاجرۃ او صفقۃ

پر ہے جیسے تیری رحمت آسمان و زمین پر ہے اے اللہ ہمارے گناہ اور قصور معاف فرما اے پاکوں کے رب اپنی رحمت میں سے رحمت نازل فرما۔ اور میرے درد پر اپنی شفا میں سے شفا بھی، انشاء اللہ شفا ہوگی۔ کیونکہ نبی صلعم نے فرمایا اگر تمہارے بدن کے یا تمہارے بھائی کے بدن کے کسی حصہ میں تکلیف ہو تو اسے یہ دعا پڑھ کر دم کر دینا چاہیئے۔

بری شگون کے وہم کو دفع کرنے کی دعا | اگر کسی چیز سے بدشگونی کا وہم پیدا ہوتا ہو تو اس کے دفاع کے لئے نبی صلعم سے یہ دعا ثابت ہے اے اللہ نیکیاں تو ہی لاتا ہے اور برائیاں تو ہی مٹاتا ہے ہر طرح کی قوت و طاقت اللہ ہی کی توفیق سے ہے۔

مکروہات کے دفاع کی دعا | اگر یہودیوں کا عبادت خانہ یا عیسائیوں کا گرجا نظر آئے یا ترہی یا سنکھ کی آواز آئے یا مشرکوں کی یا یہودیوں کی یا عیسائیوں کی جماعت آتی دکھائی دے تو اس وقت نبی صلعم سے اس دعا کا پڑھنا ثابت ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی حق دار عبادت نہیں، وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور یکتا معبود ہے اور ہم اسکی عبادت کرتے ہیں، رحمت عالم صلعم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ مشرکوں کی تعداد کی برابر اس دعا کو پڑھنے والے کے گناہ بخش دے گا۔

کڑک اور بجلی کی دعا | اگر کڑک اور گرنیوالی بجلی ہولناک کڑک سنو تو یہ دعا پڑھو اے اللہ ہمیں اپنے غصہ سے قتل نہ کر اور ہمیں اپنے عذاب سے ہلاک کر اور اس سے پہلے پہلے ہمیں عافیت عطا فرما۔

آندھی کی دعا | آندھی کو دیکھ کر یہ دعا پڑھو اے اللہ میں اس آندھی کی بھلائی اور اس چیز کی بھلائی جس کے ساتھ یہ بھیجی گئی ہے تجھ سے مانگتا ہوں اور ان دونوں کی برائی سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

بازار میں آنے کی دعا | بازار میں آتے وقت نبی صلعم یہ دعا پڑھا کرتے تھے اے اللہ میں تجھ سے اس بازار کی خیر و برکات کا اور ان تمام چیزوں کی خیر و برکات کا سوال کرتا ہوں جو اس بازار میں ہیں اور تجھ سے

خاسرۃً لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحیی و یمیت وھو حیٌّ لا یموت بیدہ الخیر وھو علیٰ کل شیءٍ قدیر وَاذا رای الھلال قال اللھم اھلّہٗ علینا بالیمن والایمان والسلامۃ والاسلام ربی وربک اللہ عزوجل۔

فصل واذا رای مبتلی قال الحمد للہ الذی عافانی مما ابتلاک بہٖ وفضلنی علیک وعلیٰ کثیر ممن خلق تفضیلا فان اللہ عزوجل یعافیہ من ذالک کائنًا ماکان ابدًا ما عاش۔

فصل یقول للحاج اذا قدم من سفرہٖ تقبل اللہ نسکک واعظم اجرک واخلف نفقتک لما روی عن عمر ابن الخطاب رضؓ انہ کان یقول ذالک۔

فصل واذا عاد مریضا مسلما وآرہ منزولٌ بہٖ موتٌ فقال ماروی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال الموت فزع فاذا بلغ احدکم وفاۃ صاحبہٖ فلیقل انا للہ وانا الیہ راجعون وانا الی ربنا لمنقلبون اللھم اکتبہ عندک فی المحسنین واجعل کتابہ فی علیین واخلف علی عقبہ فی الآخرین ولا تحرمنا اجرہ ولا تفتنا بعدہ ولیستحب ایضا ان یشیر علیہ بالتوبۃ من الذنوب والخروج من المظالم والوصیۃ بثلث مالہٖ للاقارب والفقراء منھم الذین لا یرثونہ وان لم یکونوا فللفقراء والمساکین

اس کی برائی سے اور اس کے اندر والی تمام چیزوں کی برائی سے پناہ مانگتا ہوں اے اللہ مجھے تیری پناہ کہ میں اس میں کوئی جھوٹی قسم کھاؤں یا کوئی گھاٹے والا سودا طے کروں اللہ کے سوا کوئی حقدار عبادت نہیں وہ ایک ہے' اس کا کوئی شریک نہیں' اسی کا ملک ہے اور اسی کی بڑائیاں ہیں وہی زندگی بخشتا ہے اور وہی مارتا ہے اور وہ زندہ ہے جسے کبھی فنا نہیں اور اسی کے ہاتھ میں بھلائیاں ہیں اور وہ ہر چیز پر خوب قادر ہے۔

ہلال دیکھنے کی دعا ہلال دیکھ کر یہ دعا پڑھو اے اللہ اسے ہم پر برکت' ایمان' سلامتی اور اسلام کے ساتھ نکال اے ہلال! میرا اور تیرا دونوں کا پروردگار اللہ تعالیٰ ہے۔

کسی مصیبت زدہ کو دیکھ کر دعا کسی مصیبت زدہ کو دیکھ کر یہ دعا پڑھو اللہ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے اس سے عافیت سے رکھا جس میں آپکو مبتلا کیا اور اس نے مجھے آپ پر اور اپنی بہت سی مخلوق پر بڑی برتری بخشی حق تعالیٰ تمہیں اس مصیبت سے خواہ وہ کیسی ہی ہو محفوظ فرما لیگا جب تک تمہاری زندگی باقی ہے

سفر حج سے واپس آنیوالے حاجی کیلئے دعا حاجی کو دیکھ کر یہ دعا پڑھو: حق تعالیٰ شانہ آپ کا حج قبول فرمائے اور آپکو اجر عظیم عطا فرمائے اور خرچ کا بدلہ عطا فرمائے کیونکہ حضرت عمرؓ حاجی کو دیکھ کر یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔

قریب المرگ مسلمان بیمار کو دیکھ کر کیا دعا پڑھی جائے؟ اگر قریب المرگ مسلمان مریض کو دیکھو تو نبی صلعم نے فرمایا: موت گھبرا دینے والی ہے اگر کسی کو اپنے بھائی کی موت کی خبر پہنچے تو اسے یہ کہنا چاہیئے' ہم اللہ ہی کے لیئے ہیں اور ہم اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانیوالے ہیں اے اللہ اسے اپنے پاس والے نیکوں میں لکھ لے اور اس کا اعمالنامہ علیین میں رکھ اور پسماندگان میں اس کے بعد اس کا جانشین مقرر فرما اور آخرت میں اسے ملنے والے اجر سے ہمیں ناامید نہ فرما اور اس کے بعد ہمیں فتنہ میں نہ ڈال۔

توبہ کی تلقین مرنیوالوں کو توبہ کی تلقین کرنا مستحب ہے اور یہ بھی کہ وہ کسی پر ظلم نہ کرے اور تہائی مال کی وہ فقراء کے لئے اور ان اقارب کے لیئے وصیت کرے

والمساجد والقناطير ووجوه البر و
الخير۔

★

فصل ويقول حين يضع الميت فى قبره
ما روى عن النبى صلى الله عليه وسلم انه
قال اذا وضعتم موتاكم فى القبر فقولوا بسم الله
وعلى ملة رسول الله ويقول اذا حثى التراب
على الميت ايمانا بك وتصديقا برسلك وايمانا
ببعثك هذا ما وعد الله ورسوله وصدق الله و
رسوله لان ذلك مروى عن على رضى الله عنه
وقال من فعل ذلك كان له بكل ذرة من
تراب حسنة۔

فصل فى آداب النكاح ومن آداب النكاح ان
يكون فيه نية المتزوج امتثال امر الله عزوجل
فى قوله "وانكحوا الايامى منكم والصلحين
من عبادكم وامائكم" وقوله تعالى "فانكحوا
ما طاب لكم من النساء مثنى وثلث وربع" و
قوله صلى الله عليه وسلم تناكحوا تناسلوا
فانى مكاثر بكم الامم ولو بالسقط فيعتقد وجوب
النكاح بهاتين الآيتين والخبر عند عدم خوف
الزنا وعند وجوده ليخرج من الخلاف فى الجملة
لان النكاح عند ابى داؤد فى رواية الامام احمد
واجب على الاطلاق فيكون له ثواب الممتثل
لامر الله عزوجل ويعتقد مع ذلك احراز
دينه وتكميله لقول النبى صلى الله عليه وسلم

جائے جو وارث بننے والے نہیں اور اگر اس قسم کے اقارب نہ ہوں تو فقیروں
اور مسکینوں کے لئے اور مسجدوں، پُلوں، رفاہ عام کے کاموں اور خیر و بھلائی کے
کاموں کے لئے وصیت کر جائے۔

مُردوں کو قبر میں اتارنے کی دُعا رحمت عالم صلعم نے فرمایا: جب
تم اپنے مردوں کو قبر میں اتارو تو یہ پڑھو: اللہ کے نام کے ساتھ رسول اللہ
کے مذہب پر ہیں اسے قبر کو سونپ رہا ہوں۔

مٹی دیتے وقت کیا دُعا پڑھی جائے؟ مٹی دیتے وقت یہ دُعا
پڑھو: اے اللہ میں تجھ پر ایمان لایا، میں نے تیرے رسول کی تصدیق
کی اور میرا زندگی بعد الموت پر بھی ایمان ہے یہ وہ ہے جس کا اللہ نے اور اس
کے رسول نے وعدہ فرمایا ہے اور اللہ نے اور اس کے رسول نے سچ فرمایا
حضرت علیؓ سے منقول ہے کہ اس دعا کو پڑھنے والے کے لئے مٹی کے
تمام ذروں کی برابر نیکیاں ملیں گی۔

آداب نکاح نکاح کے وقت نکاح کرنیوالے کی حق تعالٰی کے حکم کو
بجالانے کی نیت ہونی چاہیئے کیونکہ حق تعالٰی نے فرمایا: اپنے بیواؤں کی
شادی کرو اور اپنے صالح لونڈی غلام کی بھی نیز فرمایا اپنی دلپسند دو دو
تین تین اور چار چار عورتوں سے نکاح کر لو۔ رحمت عالم صلعم نے فرمایا
تحفظ و بقائے نسل کے لئے نکاح کرو کیونکہ میں تم پر اقوام عالم میں فخر کرنے
والا ہوں اگرچہ کچا بچہ ہی کیوں نہ ہو۔ لہٰذا ان دونوں آیتوں کی اور حدیث
کی رو سے نکاح کے وجوب کا عقیدہ رکھو خواہ زنا کا ڈر ہو یا نہ ہو۔
تاکہ علماء کے اختلافات میں تطبیق ہو جائے کیونکہ ابو داؤد کے نزدیک امام احمدؒ
کی روایت کی رو سے نکاح مطلق واجب ہے اس صورت میں اللہ تعالٰی کے
حکم کی تعمیل کا ثواب ملے گا اور دین کے جمع کرنے کا اور اسے مکمل کرنے کا بھی
کیونکہ نبی صلعم نے فرمایا: جس نے نکاح کر لیا اس نے اپنا آدھا دین جمع کر لیا
نیز آپ نے فرمایا: جب بندہ نکاح کر لیتا ہے تو اپنا آدھا دین مکمل کر لیتا ہے
صاحب حسب، اجنبی اور کنواری لڑکی سے شادی کرنی چاہیئے جو ان

من تزوج فقد احرز نصف دینه وقوله صلی الله
اذا تزوج العبد فقد استکمل نصف دینه ویتخیر
الحسیبۃ الاجنبیۃ البکر وان تکون من نساء
یعرفن بکثرۃ الولادۃ لان النبی صلی الله علیه وسلم
قال لجابر بن عبد الله رضی الله عنه لما اخبره انه
تزوج بالثیب فقال له افلا بکرا تلاعبها وتلاعبك
وانما شرطنا کثرۃ الولادۃ لما تقدم من قوله صلی الله
علیه وسلم تناکحوا تناسلوا فانی مکاثر بکم الامم
ولو بالسقط وفی بعض الاحادیث قال صلی الله
علیه وسلم تزوجوا الولود الودود فانی مکاثر بکم
وانما شرطت الاجنبیۃ ولا تکون من اقاربه
لئلا یقع بینهم منافرۃ وعداوۃ فتؤدی الی قطع
الارحام المامور بایصالها ولهذا امنع الشرع
الجمع بین الاختین فی عقد النکاح ولا ینبغی ان
یتزوج سلیطۃ اللسان ولا مختلعۃ ولا متواشنۃ
فاذا تزوج فلیحسن خلقه معها ولا یؤذیها
ولا یکرهها علی مهرها فتختلع منه ولا یشتم
لها ابا ولا اما فان فعل ذلك کان الله ورسوله
بریئین منه قال النبی صلی الله علیه وسلم استوصوا
بالنساء خیرا فانهن عوان عندکم یعنی اسراء
وقد جاء فی بعض الآثار من تزوج امراۃ
بصداق ولم یرد ان یؤدیه الیها جاء یوم
القیامۃ زانیا فان اذته المراۃ بلسانها و
کان فی ذلك فساد دینه فلیشتر هو نفسه
منها او یلجأ الی الله عزوجل ویتبتل الیه

عورتوں میں سے ہو جو کثرت اولاد میں مشہور ہوں کیونکہ جب نبی صلعم کو معلوم ہوا کہ جابر بن عبد اللہ نے ایک بیوہ عورت سے نکاح کر لیا ہے تو آپ نے ان سے فرمایا: تو نے کنواری لڑکی سے شادی کیوں نہیں کی؟ کہ تو اس سے کھیلا کرتا اور وہ تجھ سے۔

ہم نے کثرت اولاد کی اس لئے شرط مقرر کی کہ نبی صلعم کی ایک حدیث اوپر گزر گئی کہ نسل بڑھانے کے لئے نکاح کرو کیونکہ میں اقوام عالم میں تمہارے ذریعہ فخر کروں گا اگرچہ کچا بچہ ہی ہو۔ ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا: بہت سے بچے پیدا کرنے والیوں اور بہت محبت کرنے والیوں سے نکاح کرو کیونکہ میں تمہارے ذریعہ فخر کروں گا، اجنبی کی شرط اس لئے ہے کہ آپس میں نفرت و عداوت پیدا نہ ہو جس کا انجام قطع رحمی پر ہو، حالانکہ صلہ رحمی کا حکم ہے اسی بنا پر شریعت مطہرہ نے ایک نکاح میں دو بہنوں کو جمع کرنے سے روک دیا ہے، زبان دراز عورت سے اس عورت سے جس نے خلع حاصل کر لیا ہو اور گودنے والی عورت سے نکاح کرنا اچھا نہیں۔
نکاح کرنے کے بعد اپنی بیوی سے حسن اخلاق سے پیش آؤ اسے دکھ نہ پہنچاؤ اور اس سے مہر حاصل کرنے کے لئے اس پر جبر نہ کرو کہ بیچاری تنگ آکر خلع حاصل کرنے پر مجبور ہو جائے اور اس کے ماں باپ کو برا بھلا اور سخت سست نہ کہو اگر کوئی ایسا کرے گا تو اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول اس سے بیزار ہیں، نبی صلعم نے فرمایا: عورتوں کے ساتھ اچھائی سے پیش آؤ کیونکہ وہ تمہارے پاس قیدی ہیں، ایک روایت میں ہے جس نے کسی عورت سے مقررہ مہر پر نکاح کیا اور وہ اسے مہر ادا کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا تو وہ قیامت کے دن زنا کار بن کر اٹھے گا۔

اگر عورت اپنی زبان درازی سے اپنے شوہر کو ایذا پہنچائے اور اس سے شوہر کو اپنے دین میں فساد کا ڈر ہو تو شوہر کو بیوی سے علیحدہ ہو جانا چاہئے یا اللہ تعالیٰ سے رو رو کر اور گڑگڑا کر دعا مانگے کہ اللہ تعالیٰ اس کی اصلاح کر دے اتنا ہی کافی ہے اور اگر اس کی ایذا پر صبر و تحمل سے کام لے تو گویا

بالدعاء فانه يكفي وان صبر على ذلك كان
كالمجاهد في سبيل الله عزوجل وان طابت
هي له لشئ من مالها من غير اكراه فليأكله
هنيأ مريئا وينبغي ان يجتهد فينظر الى وجهها و
يديها من غير ان يخلو بها قبل العقد لئلا يقع
بقلبه شئ فيكرهها فيؤدي الى طلاقها ومفارقتها
عن قريب وفي ذلك وقوع في المكروه عند الله
عزوجل لان النبي صلى الله عليه وسلم قال ما
من مباح ابغض الى الله تعالى من الطلاق والاصل
في ذلك ماروي عن النبي صلى الله عليه وسلم انه
قال اذا قذف الله تعالى في قلب احدكم خطبة
امرأة فلينظر الى وجهها وكفيها فانه احرى
ان يؤدم بينهما وماروي عن جابر بن عبدالله
رض انه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
اذا خطب احدكم المرأة فان استطاع ان
ينظر الى ما يدعوه الى نكاحها فليفعل فخطبت
جارية فكنت اتخبأ لها حتى رايت منها ما
دعاني الى نكاحها وتزويجها ذكره ابوداؤد في
سننه وينبغي ايضا ان تكون من ذوات الدين
والعقل لما روى ابوهريرة رضي الله عنه عن
النبي صلى الله عليه وسلم انه قال تنكح المرأة
لاربع لمالها ولحسبها ولجمالها ولدينها
فاظفر بذات الدين تربت يداك وانما نص
النبي صلى الله عليه وسلم على ذات الدين لانها
تعين الزوج على معيشته وتقنع باليسير والباقيات

شوہر اللہ کی راہ کا مجاہد ہے۔

اگر بیوی اپنی خوشی سے بلا جبر و اکراہ کے اپنے مال میں سے کچھ مال شوہر کو دیدے تو شوہر اسے دل و جان سے قبول کرلے وہ اس کے لئے حلال و طیب ہے۔

نکاح کرنے سے پہلے مرد عورت کے منہ اور جسم کو کسی بہانے سے اچھی طرح دیکھ لے، لیکن اس کے ساتھ تنہائی میں نہ رہے تاکہ نکاح کے بعد دل میں کوئی ایسی بات نہ آئے جس سے دل کو نفرت پیدا ہو اور جلدی ہی طلاق وجدائی تک نوبت آ جائے اور ایک مکروہ فعل (طلاق) کا مرتکب ہونا پڑے کیونکہ نبی صلعم نے فرمایا: طلاق سے زیادہ کوئی جائز شئے اللہ کو مبغوض نہیں۔ قبل از عقد دیکھنے کی دلیل یہ ہے کہ نبی صلعم نے فرمایا: اگر کسی کے دل میں اللہ تعالیٰ کسی عورت کے پیام کا خیال ڈالے تو اسے اس کے چہرے اور دونوں ہاتھوں کو دیکھ لینا چاہیئے کیونکہ یہ دونوں کے درمیان موافقت کا بہترین طریقہ ہے۔ علاوہ ازیں حضرت جابر بن عبداللہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا: اگر تم میں سے کوئی کسی عورت پر پیام ڈالے تو اگر اس چیز کو جو اسے نکاح کی رغبت دلا رہی ہو، دیکھ سکے تو دیکھ لے۔ فرماتے ہیں: میں نے ایک لڑکی پر پیام ڈالا اور میں نے اسے چھپ کر دیکھا جس سے میرے دل میں اس سے نکاح کی خواہش بڑھ گئی (ابو داؤد در سنن)

شادی کے لئے دیندار اور عقلمند عورت کو منتخب کرنا چاہیئے کیونکہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی صلعم نے فرمایا: عورتوں سے چار سبب سے نکاح کیا جاتا ہے مال کی وجہ سے حسب کی وجہ سے جمال کی وجہ سے اور دین کی وجہ سے لہٰذا دیندار عورت سے نکاح کرکے کامرانی حاصل کر، تیرے دونوں ہاتھ خاک آلود ہوں۔ اس حدیث میں نبی صلعم نے دیندار خاتون سے نکاح کرنے کی صراحت سے رغبت دلائی کیونکہ وہ ہر گوشہ حیات میں شوہر کی معاون ثابت ہوتی ہے اور تھوڑے پر قناعت کرلیتی ہے اس کے علاوہ باقی عورتیں اسے گناہ و مصائب میں مبتلا کر دیتی ہیں لگے

توقعنه فی الوزر والوبال الا ان لیسلم الله تعالی عن ذلك وقد فسر اکثر المفسرین قوله عزوجل فالان باشروهن وابتغوا ما کتب الله لکم المباشرة بالجماع والابتغاء بالولد ای اطلبوا الولد بالمباشرة وکذلك ینبغی للمرأة ان تنوی بذلك تحصین فرجها والولد والثواب الجزیل عند الله بالصبر عند الزوج وعلی الحبل والولادة وتربیة الولد لما روی زیاد بن میمون عن انس بن مالك رضی الله عنه قال ان امرأة کان یقال لها الحولاء عطارة من اهل المدینة دخلت علی عائشة رض فقالت یا ام المؤمنین زوجی فلان اتزین له کل لیلة واتطیب کانی عروس زفت الیه فاذا اوی الی فراشه دخلت علیه فی لحافه والتمس بذلك رضاء الله تعالی حول وجهه عنی اراه البغضنی فقالت اجلسی حتی یدخل رسول الله صلی الله علیه وسلم فقالت فبینما انا کذلك اذ دخل رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال ما هذه الریح التی اجدها اتتکم الحولاء ابتعتم منها شیئا قالت عائشة رض لا والله یا رسول الله فقصت الحولاء قصتها فقال صلی الله علیه وسلم لها اذهبی واسمعی واطیعی له قالت افعل یا رسول الله صلی الله علیه وسلم فمالی من الاجر قال صلی الله علیه وسلم ما من امرأة رفعت من بیت زوجها شیئا ووضعته

جس کو حق تعالیٰ شانہ بچائے رکھے، اکثر مفسرین نے اس آیت (الئن اب ان سے مباشرت کرو اور وہ چیز ڈھونڈھو جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے لکھی ہے) میں مباشرت سے صحبت اور وابتغوا سے طلب اولاد مراد لی ہے یعنی صحبت سے مقصد طلب اولاد ہونا چاہیئے۔

اسی طرح عورتوں کو چاہیئے کہ اس ارادہ سے نکاح کریں کہ پاکدامن رہیں، اولاد پیدا کریں اور شوہر کے پاس رہ کر حمل کی، وضع ولادت کی اور اولاد کی پرورش کی صبر کے ساتھ تکلیفیں برداشت کرکے اللہ کے پاس اجر جزیل کی امیدوار ہیں کیونکہ زیاد بن میمون حضرت انس بن مالک رض سے روایت کرتے ہیں کہ حولاء نامی مدینہ کی ایک عطر فروش خاتون حضرت عائشہ رض کے پاس عرض کرتی ہیں: ام المومنین! میرے شوہر فلاں شخص ہیں، میں ان کے لئے روزانہ رات بن سنورتی ہوں اور خوشبو لگاتی ہوں گویا میں اسی شب کی دولہن ہوں اور شوہر کے پاس بھیجی گئی ہوں پھر جب وہ اپنے بستر پر چلے جاتے ہیں تو میں ان کے لحاف میں ان کے پاس جا لیٹتی ہوں اور اس سے میں اللہ کی رضا ڈھونڈھتی ہوں لیکن افسوس وہ اپنا منہ مجھ سے پھیر لیتے ہیں معلوم ہوتا ہے انہیں مجھ سے نفرت ہے صدیقہ رض فرماتی ہیں: رسول اللہ صلعم کے تشریف لانے تک بیٹھ جاؤ۔ حولاء کہتی ہیں: میں اسی حال میں بیٹھی تھی اتنے میں رحمت عالم صلعم تشریف لے آئے اور فرمانے لگے: یہ کیسی خوشبو ہے جو مجھے محسوس ہو رہی ہے؟ کیا تمہارے پاس حولاء آئی تھیں اور تم نے ان سے کچھ خوشبو خریدی ہے؟ صدیقہ عرض کرتی ہیں: نہیں یا رسول اللہ ہم نے ان سے خوشبو ذرا سی بھی نہیں خریدی، پھر حولاء آپ سے اپنا قصہ بیان کرتی ہیں، آپ فرماتے ہیں: گھر جاؤ، ان کی بات سنو اور ان کی اطاعت کرو، عرض کرتی ہیں یا رسول اللہ! آپ کا حکم سر اور آنکھوں پر میں ایسا ہی کرونگی لیکن مجھے اجر کیا ملے گا؟ فرماتے ہیں: جو عورت اصلاح کی غرض سے اپنے شوہر کے گھر سے کوئی چیز اٹھاتی اور رکھتی ہے

تريد به الإصلاح إلا كتب الله تعالى لها
حسنة ومحى عنها سيئة ورفع لها درجة وما
من امرأة حملت من زوجها حين تحمل إلا
كان لها من الأجر مثل القائم ليله والصائم
نهاره والغازي في سبيل الله تعالى وما من امرأة
يأتيها طلقها إلا كان لها بكل طلقة عتق نسمة
وبكل رضعة عتق رقبة فإذا فطمت ولدها
ناداها مناد من السماء أيتها المرأة قد كفيت
العمل فيما مضى فاستأنفي العمل فيما بقي قالت
عائشة رضي الله عنها قد أعطي النساء خيرا كثيرا
فما بالكم معشر الرجال فضحك رسول الله
ثم قال ما من رجل أخذ بيد امرأته يراودها
إلا كتب الله تعالى له حسنة فإن عانقها
فعشر حسنات فإذا أتاها كان خيرا من
الدنيا وما فيها فإذا قام يغتسل لم يمر الماء
على شعرة من جسده إلا كتب له حسنة
ومحى عنه سيئة وترفع له درجة وما يعطى
بغسله خير من الدنيا وما فيها وإن الله عز وجل
يباهي به الملائكة يقول انظروا إلى عبدي
قام في ليلة قرة يغتسل من الجنابة يتيقن
بأني ربه اشهدوا أني قد غفرت له وعن
ابن المبارك بن فضالة عن الحسين رضي الله عنه قال قال
رسول الله صلى الله عليه وسلم استوصوا
بالنساء خيرا فإنهن عوان عندكم لا يملكن
لأنفسهن شيئا وإنما أخذتموهن

حق تعالیٰ اس کے لئے ایک نیکی لکھ دیتا ہے اور ایک برائی مٹا دیتا ہے اور
اس کا درجہ بلند فرما دیتا ہے اور جو عورت اپنے شوہر سے حاملہ ہوتی ہے تو اس
کے لئے شب بیدار، روزہ دار اور اللہ کی راہ میں جہاد کا ثواب ملتا ہے اور جس
عورت کے درد زہ ہوتا ہے تو ہر درد کے عوض ایک غلام آزاد
کرنے کا ثواب ملتا ہے اور بچہ کے دودھ کے ہر گھونٹ پر بھی ایک غلام کے
آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے پھر جب وہ اپنے بچہ کا دودھ چھڑا دیتی ہے
تو آسمان سے ایک اعلان کرنے والا اعلان کرتا ہے اے خاتون! پچھلے
تیرا حساب ہو چکا ہے اب مستقبل میں اپنے کام کے لئے از سر نو تیار ہو جا
حضرت عائشہ فرماتی ہیں اس طرح عورتوں کو تو بہت کچھ ثواب مل جاتا ہے
اے مردو! تمہارے لئے کیا ہے؟ یہ سن کر رحمت عالم ﷺ ہنس پڑے
پھر فرماتے ہیں جو شخص اپنی بیوی کا ہاتھ پکڑ کر اسے بہلاتا پھسلاتا
ہے اور چاہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایک نیکی ضرور لکھ دیتا ہے اگر
گلے لگاتا ہے تو دس نیکیاں لکھ دیتا ہے پھر اگر اس سے صحبت کر لیتا ہے
تو اس کا ثواب دنیا و مافیہا سے زیادہ ہوتا ہے پھر جب نہانے کے لئے
کھڑا ہوتا ہے تو اس کے جسم کے جس بال سے بھی پانی گزرتا ہے اس کے
عوض ایک نیکی ضرور لکھی جاتی ہے اور ایک برائی معاف ہو جاتی ہے
اور ایک درجہ بلند کیا جاتا ہے اور نہانے کا ثواب جو کچھ ملتا ہے وہ
دنیا و مافیہا سے بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ اس پر فرشتوں میں فخر کرتا ہے
ارشاد ہوتا ہے تم میرے بندے کو دیکھو ٹھنڈی رات میں اٹھ کر جنابت کا
غسل کر رہا ہے اسے یقین ہے کہ میں اس کا رب ہوں گواہ رہو میں نے
اسے بخش دیا۔

ابن مبارک بن فضالہ حضرت حسینؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ
نے فرمایا: عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کے بارے میں آپ کے بارے میں
میری نصیحت قبول کرو کیونکہ وہ تمہارے پاس اسیروں اور قیدیوں کی طرح
ہیں جو کسی چیز کی مالک نہیں ہیں تم نے انہیں اللہ کی امانت سے حاصل کیا ہے اور ان کی

بامانة الله تبارك وتعالى واستحللتم فروجهن بكلمة الله عزوجل وعن عبادة ابن كثير عن عبد الله الحريري عن ميمونة زوج النبي صلى الله عليه وسلم قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم خيار الرجال من امتي خيارهم لنسائهم وخير النساء من امتي خيرهن لازواجهن يرفع لكل امرأة منهن كل يوم وليلة اجر الف شهيد قتلوا في سبيل الله صابرين محتسبين وتفضل احداهن على الحور العين كفضل محمد صلى الله عليه وسلم على ادنى رجل منكم وخير النساء من امتي من تاتي مسرة زوجها في كل شئ يهواه ماخلا معصية الله تعالى عزوجل وخير الرجال من امتي من يتلطف باهله لطف الوالدة لولدها يكتب لكل رجل منهم كل يوم وليلة اجر مائة شهيد قتلوا في سبيل الله صابرين محتسبين فقال عمر بن الخطاب رض يا رسول الله وكيف يكون للمرأة اجر الف شهيد وللرجل اجر مائة شهيد قال صلى الله عليه وسلم او ما علمت ان المرأة اعظم اجرا من الرجل وافضل ثوابا فان الله عزوجل يرفع للرجل في الجنة درجات فوق درجاته برضاء زوجته عنه ودعائها له او ما علمت ان اعظم وزرا بعد الشرك بالله المرأة اذا غضبت زوجها الا فاتقوا الله في الضعيفين فان الله سائلكم عنهما اليتيم والمرأة فمن احسن اليهما فقد

تمہارے لئے اللہ کے کلام سے حلال ہوئی ہیں۔

ام المؤمنین حضرت میمونہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا میری امت کے بہترین افراد وہی ہیں جو اپنی عورتوں کے حق میں بہتر ہیں اور میری اُمت کی بہترین وہی خواتین ہیں جو اپنے شوہروں کے حق میں بہتر ہیں ان خواتین میں سے ہر خاتون کے لئے روزانہ ان ایک ہزار شہداء کا جو اللہ کی راہ میں از راہ ثواب صبر کے ساتھ مارے گئے ثواب چڑھایا جاتا ہے اور ہر ایک کی حوروں پر ایسی فضیلت ہے جیسے محمد رسول اللہ صلعم کی فضیلت ایک ادنیٰ امتی پر ہے۔

میری امت میں بہترین وہی خواتین ہیں جو شوہر کی ہر جائز خواہش کو آسانی سے پورا کرتی ہیں اور میری امت میں بہترین وہی مرد ہیں جو اپنی بیویوں سے اتنی محبت و پیار سے پیش آتے ہیں جتنی محبت ایک ماں اپنی اولاد سے کرتی ہے ایسے ہر فرد کے لئے روزانہ ان سو شہیدوں کا ثواب ہے جو اللہ کی راہ میں صبر کے ساتھ از راہ ثواب مارے گئے ہوں، حضرت عمرؓ عرض کرتے ہیں: یا رسول اللہ! یہ کیسے ممکن ہے کہ عورت کو تو ایک ہزار شہیدوں کا ثواب ملے اور مردوں کو سو شہیدوں کا؟ فرمایا: کیا تم کو معلوم نہیں کہ اللہ کے پاس عورت کو مرد کے مقابلہ پر زیادہ ثواب ملتا ہے اور وہ ثواب میں بڑھ جاتی ہے؟ کیونکہ حق تعالیٰ شانہٗ شوہر کا درجہ بدرجہ بلند فرماتا چلا جاتا ہے محض اس لئے کہ اس کی بیوی اس سے راضی اور خوش ہے اور اپنے شوہر کے لئے دعائیں مانگتی رہتی ہے! کیا تم کو معلوم نہیں کہ شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ عورت کا اپنے شوہر پر غصہ ہے جس کے نتیجہ میں اس سے شوہر کی نافرمانی سرزد ہوتی ہے کان کھول کر سن لو دو کمزوروں (یتیموں اور عورتوں) کے حق میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو کیونکہ ان دونوں کے بارے میں حق تعالیٰ تم سے پوچھنے والا ہے پھر جس نے ان دونوں کے ساتھ اچھا سلوک کیا ہوگا وہ اللہ تک اور اس کی رضا تک پہنچ جائے گا ورنہ مورد غضب الٰہی ہوگا۔ شوہر کا حق

بلغ الی اللہ عزوجل وارمتوانہ ومن اسآء الیھما فقد استوجب من اللہ سخطہ وحق الزوج لحقی علیکم فمن ضیع حقی فقد ضیع حق اللہ فقد بآء لسخط من اللہ وماوٰہ جھنم وبئس المصیر وعن ابی جعفر بن محمد بن علی عن جابر بن عبد اللہ رضہ قال بینما نحن عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو فی نفر من اصحابہ رضہ اذا قبلت امرأۃ حتیٰ قامت علی راسہ ثم قالت السلام علیک یا رسول اللہ انا وافدۃ النسآء الیک لیست امرأۃ یبلغھا مسیری الیک الا اعجبھا ذلک یا رسول اللہ ان اللہ تعالیٰ رب الرجال ورب النسآء وآدم ابو الرجال وابو النسآء وحواء ام الرجال وام النسآء فالرجال اذا خرجوا فی سبیل اللہ عزوجل فقتلوا فاحیآء عند ربھم یرزقون واذا جرحوا فلھم من الاجر مثل ما علمت ونحن نجلس علیھم ونخدمھم فھل لنا من الاجر شئی قال صلی اللہ علیہ وسلم نعم اقرءی عنی النسآء السلام وقولی لھن ان طاعۃ الزوج واعترافا بحقہ تعدل ماھنالک وقلیل منکن یفعلہ وعن ثابت عن انس رضہ قال حین بعثتنی النسآء الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلت یارسول اللہ ذھب الرجال بالفضل وبالجھاد فی سبیل اللہ تعالیٰ فما لنا من عمل مذکور ندرک بہ عمل المجاھدین فی سبیل اللہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ایسا ہے جیسا تم پر میرا حق ہے اگر کسی نے میرا حق ضائع کر دیا اس نے اللہ کا حق ضائع کر دیا اور اللہ کا غضب لے کر لوٹا اس کا ٹھکانہ جہنم ہے، جو بدترین لوٹنے کی جگہ ہے۔

حضرت جابر بن عبد اللہ کا بیان ہے کہ اس حال میں ہم رسول اللہ صلعم کے پاس تھے اتنے میں ایک عورت آکر آپ کے سرہانے کھڑی ہو جاتی ہے پھر عرض کرتی ہے: السلام علیکم یا رسول اللہ! میں خواتین کی طرف سے ایک نمائندہ خاتون ہوں کسی عورت کو اتنی لمبی مسافت طے کر کے آپ تک پہنچنے کی جرأت نہیں ہوئی اور جب میں آپ کی طرف روانہ ہوئی تو انہیں آپ تک میرے پہنچنے پر بڑا تعجب تھا، یا رسول اللہ حق تعالیٰ مردوں کا بھی رب ہے اور عورتوں کا بھی اور آدم مردوں کے بھی باپ ہیں اور عورتوں کے بھی اور حضرت حوا مردوں کی بھی ماں ہیں اور عورتوں کی بھی، اگر مرد اللہ کی راہ میں جہاد کرتے کرتے مارے جائیں تو وہ اپنے رب کے نزدیک زندہ ہیں اور انہیں روزی بھی ملتی ہے اور اگر زخمی ہو جائیں تو بھی ان کے لئے اجر ہے جیسا کہ آپ کو معلوم ہے لیکن ہم مردوں کی ہم پیالہ و ہم نوالہ ہیں اور ان کی خدمات بجا لاتی ہیں تو کیا ہمیں بھی کچھ ثواب ملے گا؟ آپ نے فرمایا: ہاں، خواتین کو میرا اسلام کہو اور ان کو بتا دو کہ شوہر کی اطاعت اور اس کے حق کا اعتراف اسی ثواب کی برابر ہے جو مردوں کو ملتا ہے لیکن تم میں سے شوہر کی اطاعت اور اس کے حق کا اعتراف شاذ و نادر ہی کوئی عورت کرتی ہے، حضرت ثابت حضرت انس رضہ سے بیان کرتے ہیں، جب مجھے عورتوں نے پیام دے کر سرکار رسالت فداہ ابی و امی کی خدمت میں بھیجا تو میں نے آپ سے کہا: یارسول اللہ مرد فضیلت کو اور اللہ کی راہ میں جہاد کے ثواب کو لوٹ کر لے گئے ہمارے لئے کونسا قابل ذکر عمل ہے کہ ہم اسے انجام دے کر مجاہدوں جیسا ثواب لوٹیں؟ فرمایا گھر کے کام کاج کا بھی اللہ کی راہ میں جہاد کا سا ثواب ہے۔

مهنة احدهن في بيتها تدرك عمل المجاهدين في سبيل الله عزوجل وعن عمران بن حصين رض قال سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم هل على النسآء جهاد فقال صلى الله عليه وسلم نعم جهادهن الغيرة يجاهدن انفسهن فان صبرن فهن مجاهدات فان رضين فهن مرابطات ولهن اجران اثنان فينبغي للزوجين ان يعتقدا هذا الثوب المذكور في هذا الحديث وما قبلها عند العقد والجماع جميعا واداء الحق الواجب على كل واحد منهما للآخر لقوله عزوجل ولهن مثل الذي عليهن ليكونا مطيعين لله عزوجل ممتثلين امره جل ثناءه وتعتقد المراة ان ذلك خيرًا لها من الجهاد والغزو لما روي عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال ليس شئ خير الامرأة من زوج او قبر وقال صلى الله عليه وسلم مسكين مسكين مسكين رجل ليست له امرأة قيل يارسول الله وان كان غنيًا من المال قال وان كان غنيا من المال وقال ايضًا سكينة مسكينة مسكينة امرأة ليس لها زوج قيل يا رسول الله وان كانت غنية من المال قال صلى الله عليه وسلم وان كانت غنية من المال ويستحب ان يكون العقد يوم الجمعة او الخميس والمسآء اولى من التبكير ويسن ان تكون الخطبة قبل التواجب فان اخرت جاز وهو مخير بين ان يعقد النكاح بنفسه او يوكل فيه غيره فاذا انعقد العقد

حضرت عمران بن حصین کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلعم سے پوچھا گیا: کیا عورتوں پر جہاد ہے؟ فرمایا: ہاں ان کا جہاد غیرت ہے وہ اپنی خواہشات نفسانیہ سے جہاد کرتی ہیں پھر اگر وہ اس جہاد پر جمی رہیں تو وہ مجاہد خواتین ہیں، اگر مردوں کے جہاد پہ جانے کے بعد وہ اپنے گھروں میں خوش رہیں تو وہ اللہ کی راہ میں پہرہ دینے والیاں ہیں اور ان کے لئے دو دو اجر ہیں، لہٰذا میاں بیوی کو قبل از نکاح و ہمبستری مذکورہ بالا ثواب پر یقین رکھنا چاہیئے تاکہ ہر ایک ایک دوسرے کا واجب حق ادا کرسکے کیونکہ قرآن حکیم میں ہے اور ان کے مردوں پر وہی حقوق ہیں جو مردوں کے ان پر حقوق ہیں تاکہ دونوں اللہ تعالیٰ کے اطاعت گزار و فرماں بردار بندے بن کر رہیں، عورت عقیدہ رکھے کہ مجھے اپنے نفس سے جہاد کرنا کافروں سے جہاد کرنے سے افضل ہے کیونکہ نبی صلعم نے فرمایا: عورت کے لئے شوہر سے یا قبر سے بہتر کوئی چیز نہیں، نیز آپ نے فرمایا: مسکین ہے، مسکین ہے، مسکین ہے (یعنی) وہ شخص جس کی بیوی نہیں ہے پوچھا گیا: یارسول اللہ اگرچہ وہ مال دار ہو؟ فرمایا: اگرچہ وہ مالدار ہو۔ پھر فرمایا: احتیاج والی ہے، احتیاج والی ہے احتیاج والی ہے یعنی وہ عورت جس کا شوہر نہ ہو، پوچھا گیا: یارسول اللہ اگرچہ وہ مالدار ہو؟ فرمایا: اگرچہ وہ مالدار ہو، نکاح جمعہ کے دن یا جمعرات کے دن رکھنا مستحب ہے اور صبح کی بہ نسبت شام اولیٰ ہے اور ایجاب و قبول کرانے کے قبل خطبہ مسنون ہے اگر ایجاب و قبول کے بعد خطبہ پڑھا جائے تو بھی جائز ہے، اور اس میں اختیار ہے کہ نکاح خود کرے یا اپنی طرف سے کسی کو مختار بنا دے نکاح پڑھانے کے بعد حاضرین مجلس ان الفاظ میں دولہا دولہن کو مبارکباد دیں۔ حق تعالیٰ آپ کو برکت عطا فرمائے اور آپ پر برکتوں کی ریل پیل رہے اور تم دونوں میں خیر و عافیت کے محبت و موافقت پیدا فرمائے اگر لڑکی اور لڑکی کے گھر والے مہلت مانگیں تو انہیں اتنی مہلت

یستحب للحاضرین ان یقولوا بارک اللہ لک وبارک علیک وجمع بینکما فی خیر وعافیۃ ثم ان طلبت المرأۃ واھلھا الامھال استحب لہ اجابتھم الی ذالک فدر ما یعلم التھیئ لامورھا فیہ وقضاء حوآیجھا من شرآء الجھاز والتزیین لھا فاذا زفت الیہ اتبع ماروی عن عبد اللہ بن مسعود رض ذالک انہ جاء ہ رجل فقال انی تزوجت بجاریۃ بکر وقد خشیت ان تکرھنی او تفرکنی فقال لہ ان الالف من اللہ والفرک من الشیطان واذا دخلت الیک فمرھا تصل خلفک رکعتین وقل اللھم بارک لی فی اھلی وبارک لاھلی فیّ اللھم ارزقنی منھم وارزقھم منی اللھم اجمع بیننا اذا جمعت فی خیر وفرق بیننا اذا فرقت الی خیر فاذا اراد الجماع فلیقل بسم اللہ العلی العظیم اللھم اجعل ذریۃ طیبۃ ان قدرت ان تخرج عن صلبی اللھم جنبنی الشیطان وجنب الشیطان ما رزقتنی واذا قضی حاجتہ فلیقل بسم اللہ الحمد للہ الذی خلق من المآء بشرا فجعلہ نسبا وصھرا وکان ربک قدیرا یقول ذالک فی نفسہ ولا یحرک بہ شفتیہ والاصل فی ذالک ماروی کریب عن ابن عباس رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوان احدکم اذا اراد ان یاتی اھلہ قال بسم اللہ اللھم جنبنا الشیطان وجنب

دینا مستحب ہے جس میں وہ شادی کے ضروری کام انجام دے لیں اور جہیز کی ضروریات پوری کر لیں اور رخصتی کے لئے ضروری سامان فراہم کر لیں پھر جب دلہن نکاح کے بعد بنا سنوار کر رخصت کر دی جائے اور شب زفاف ہو تو حضرت ابن مسعودؓ والی حدیث پر عمل کرے فرماتے ہیں: کہ میرے پاس ایک شخص نے آکر کہا: میں نے ایک دوشیزہ سے شادی کی ہے مجھے ڈر ہے کہ وہ مجھ سے نفرت نہ کرے اور مجھے دشمن نہ سمجھے فرمایا: محبت حق تعالیٰ پیدا فرماتا ہے اور نفرت و عداوت شیطان کی طرف سے ہے جب وہ تیرے پاس خلوت میں آئے تو اسے ہدایت کر کہ میرے پیچھے دوگانہ ادا کرے دوگانہ سے فارغ ہو کر یہ دعا مانگ اے اللہ مجھے میری بیوی میں اور میری بیوی کو مجھ میں برکت عطا فرما اے اللہ ان سے مجھے فائدہ پہنچا اور مجھ سے انہیں اے اللہ اگر تو اجتماع فرمائے تو خیر کے ساتھ ہم دونوں میں اجتماع فرما اور اگر تفریق کرے تو خیر کے ساتھ تفریق کر۔

ہمبستری کی دعا ہمبستری سے قبل یہ دعا پڑھ لی جائے: اس اللہ کے نام سے جو بلند و عظیم ہے اے اللہ اگر تو نے میری پشت سے اولاد مقدر فرمائی ہے تو پاکیزہ اولاد پیدا فرما اے اللہ مجھے شیطان سے بچا اور میری اولاد کو بھی جسے تو مجھے نصیب فرمائے گا، شیطان سے بچا۔

ہمبستری سے فراغت کی دعا فارغ ہو کر یہ دعا پڑھی جائے اللہ تعالیٰ کے نام سے، اللہ کا شکر ہے جس نے انسان کو پانی سے پیدا کیا پھر اسے صاحب نسب اور سسرال والا بنایا اور تیرا پروردگار بڑی قدرت والا ہے یہ دعا دل ہی دل میں پڑھے ہونٹ اور زبان نہ ہلائے اس کی دلیل حدیث ابن عباسؓ ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا: اگر تم میں سے کوئی اپنی بیوی کے پاس آنے کا ارادہ کرے تو یہ دعا پڑھ لے بسم اللہ اللھم جنبنا الشیطان وجنب الشیطان ما رزقتنا

الشیطان ما رزقتنا ثم ان قدر ان یکون بینهما ولد فی ذلک لم یضرہ شیطان ابدا و اذا ظهرت امارۃ حبل المراۃ فلیصف غذاء ها من الحرام والشبهۃ لیتخلق الولد علی اساس لا یکون الشیطان علیه سبیل و الاولی ان یکون من حین الزفاف و ید وم علی ذلک لیتخلص هو اهله و ولدہ من الشیطان فی الدنیا ومن النار فی العقبیٰ قال اللّٰه عزوجل یا یها الذین اٰمنوا قوا انفسکم واهلیکم نارًا ومع ذلک یخرج الولد صالحا بارًا لوالدیه طائعا لربه عزوجل کل ذلک ببرکۃ تصفیه الغذاء فاذا فرغ من الجماع تنحیٰ عنها و غسل ما به من الاذی و توضا ان اراد العود الیها و الا اغتسل ولا ینام جنبا فانه مکروہ وکذلک روی عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم الا ان یشق ذلک علیه لبرد اولعدم حمام وماء اوخوف و نحو ذلک فینام الی حین زوال ذلک ولا یستقبل القبلۃ عند المجامعۃ و یغطی راسه ویستتر عن العیون و ان کان عن صبی طفل لانه مروی عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم انهٗ قال اذا اتی احدکم اهله فلیستتر فانه اذا لم استتیت الملئکه وخرجت وحضرۃ الشیطان و اذا کان بینهما ولد کان الشیطان فیه شریکا وکذلک یروی عن السلف انه اذا لم یسمّ عند الجماع التف الشیطان علی احلیلم یطاکما یطأ ولیستحب له الملاعبۃ لها قبل الجماع والانتظار

پھر اگر اس صحبت سے کوئی بچہ مقدر میں ہو گا اسے شیطان کبھی نقصان نہیں پہنچائے گا، جب آثار حمل ظاہر ہوں تو عورت کو حرام و شبہ سے پاک غذا استعمال کرائی جائے تاکہ بچہ کی ایسی بنیاد پر پیدائش ہو جس میں شیطان کے لئے کچھ حصہ نہ ہو اور شیطان بچہ پر کسی راہ سے کبھی قابو نہ پاسکے اولیٰ یہ ہے کہ ایسی غذا شب زفاف ہی سے شروع کر دی جائے اور اس پر ہمیشگی کی جائے تاکہ خود مع اہل و عیال کے دنیا میں شیطان سے اور آخرت میں آگ سے چھٹکارا نصیب ہو فرمایا اے لوگو اپنی جانوں کو اور گھر والوں کو آگ سے بچاؤ، علاوہ ازیں حلال و طیب غذا سے بچہ نیک، ماں باپ کا فرمانبردار اور رب کا اطاعت گزار بن کر نشو و نما پائے گا۔ یہ حلال روزی کی برکت ہو گی، ہمبستری سے فارغ ہو کر بیوی سے علیحدہ ہو جاؤ اور پلیدی دھوڈالو اگر دوبارہ اسی شب میں اس کے پاس جانا چاہو تو بیچ میں وضو کر لو ورنہ نہالو جنابت کی حالت میں سونا مکروہ ہے اسی طرح رسول اللہ صلعم سے روایت آتی ہے ہاں اگر ٹھنڈ کی وجہ سے یا حمام کے یا پانی کے دور ہونے کی وجہ سے یا خوف وغیرہ کی وجہ سے نہانا دشوار ہو تو اس سبب کے ہٹ جانے تک سو جائے صحبت کرتے وقت قبلہ کی طرف رخ نہ کرو، سر ڈھانپ لو اس طرح پردہ کر لو کہ کسی صورت سے بھی کوئی دیکھنے نہ پائے حتیٰ کہ چھوٹے بچوں اور شیر خوار بچوں سے بھی پردہ کر لو کیونکہ نبی صلعم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی اپنی بیوی کے پاس جائے تو اسے پردہ کر لینا چاہیئے کیونکہ اگر پردہ نہ کرے گا تو فرشتے شرما کر چلے جائیں گے اور شیطان آجائے گا اور اگر بچہ ہو گا تو شیطان اس میں شریک ہو گا اسی طرح سلف سے روایت ہے کہ اگر صحبت سے پہلے بسم اللہ نہ پڑھی تو شیطان آلۂ تناسل میں لپیٹ کر جماع میں شریک ہو جائے گا، صحبت سے پہلے عورت سے بوس و کنار کرنا مستحب ہے اسی طرح اپنی قضائے حاجت کے بعد بیوی کی قضائے حاجت کا بھی انتظار کرو کیونکہ ادھر میں چھوڑنا

لہا بعد قضاء حاجتہ حتی تقضی حاجتہا فان
ترک ذلک مضرۃ علیہا ربما افضی الی البغضاء
والمفارقۃ وان اراد العزل عنہا فلا یفعل
الا باذنہا ان کانت حرۃ وباذن سیدہا
ان کانت امۃ وان کانت امتہ جاز لغیر اذنہا
لان الحق لہ دونہا وقد جاء رجل الی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فقال ان لی جاریۃ ھی خادمنا
اطوف علیہا وانا اکرہ ان تحمل قال صلی اللہ
علیہ وسلم اعزل عنہا ان شئت فانہ سیاتیہا
ماقدر لہا ویجتنب وطیہا فی حال الحیض
والنفاس وکذلک لعد انقطاع الدم حتی تغتسل
من الحیض قولا واحدا وفی النفاس قبل الاربعین
استحبابا فان لم تجد الماء وجب التیمم فان
خالف فوطی فیہ تصدق بدینار او نصف دینار
علی احدی الروایتین والاخری یستغفر اللہ تعالی
ویتوب ان یرجع الی مثلہ ولا یکفر ویجتنب
وطیہا فی الموضع المکروہ قال النبی صلی اللہ
علیہ وسلم ملعون من اتی امراۃ فی دبرہا فان
لم تشق نفسہ الی الجماع لا یجوز لہ ترکہ لان
لہا حقا فی ذلک وعلیہا مضرۃ فی ترکہ لان
شہوتہا اعظم من شہوتہ وقد روی ابوہریرۃ
رض ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال فضلت
شہوۃ النساء علی الرجال بتسعۃ وتسعین
الا ان اللہ تعالی القی علیہن الحیاء وقیل الشہوۃ
عشرۃ اجزاء وتسعۃ منہا للنساء وواحدۃ

اس کے لئے مضر ہے اور اس طرح بغض و عداوت تک بلکہ جدائی تک
نوبت آجاتی ہے اگر بیوی سے عزل کرنا چاہو تو پہلے اس سے اجازت
لے لو بشرطیکہ وہ آزاد ہو، اگر دوسرے کی لونڈی ہو تو اس کے مالک
سے اجازت لے لو اور اگر اپنی لونڈی ہو تو اجازت کی ضرورت نہیں۔
کیونکہ حق تمہارا ہے لونڈی کا نہیں، ایک شخص نے نبی صلعم کے پاس آکر
عرض کی کہ میری ایک لونڈی جو ہم گھر والوں کی خدمت کرتی ہے
میں اس سے صحبت بھی کرتا ہوں لیکن حاملہ کرنا نہیں چاہتا کیا میں اس سے
عزل کر سکتا ہوں ؟ فرمایا اگر چاہو تو عزل کر لو جو کچھ اس کے مقدر میں
ہے اس کا ظہور تو ہو کر رہے گا۔ حالت حیض ونفاس میں اپنی بیوی سے
بھی ہمبستری سے بچو اسی طرح خون رک جانے کے اور ایام گزر جانے کے
بعد عورت کے نہانے سے قبل بھی بچو، ایک روایت کی رو سے حالت نفاس
میں چالیس دن سے پہلے بچنا مستحب ہے، حیض ونفاس سے پاک ہونے
کے بعد اگر عورت کو پانی نہ مل سکے تو تیمم کر لے، اگر حالت حیض میں صحبت
کر لی تو ایک روایت کی رو سے ایک دینار یا آدھا دینار خیرات کیا جائے اور
دوسری روایت کی رو سے حق تعالی سے پُر خلوص توبہ کرلے اور گناہ کی معافی مانگ
لے اور آئندہ ایسا نہ کرے کفارہ دینے کی ضرورت نہیں۔ بیوی کی دبر میں
صحبت کرنا مکروہ ہے نبی صلعم نے فرمایا: وہ ملعون ہے جو اپنی عورت کی
دبر میں آئے۔ اگر بیوی سے ہمبستری کو دل نہ چاہے تو اس سے ہمبستری
کو چھوڑ دینا جائز نہیں کیونکہ ہمبستری اس کا حق ہے اور ترک صحبت
اس کے لئے مضر ہے کیونکہ عورت کی شہوت مرد کی شہوت سے زیادہ
ہوتی ہے حضرت ابوہریرۃ رض کا بیان ہے کہ نبی صلعم نے فرمایا: عورتوں
کی شہوت مردوں کی شہوت سے ۹۹ درجے زیادہ ہوتی ہے مگر حق تعالی نے
ان پر شرم غالب فرما دی ہے: کہا جاتا ہے کہ شہوت کے دس حصے
ہیں، ۹ حصے عورت کے لئے ہیں اور ایک حصہ مرد کے لئے ہے چار
ماہ سے زیادہ بلا صحبت کے عورت کو نہ چھوڑا جائے ہاں اگر مرد کو عذر

للرجال والقدر الذی لا یجوز ان یؤخر الوطی عنه اربعة اشهر الا ان یکون له عذر فان جاوز الاربعة الاشهر کان لها فراقه وان سافر عنها مدة اکثر من ستة اشهر فطلبت منه القدوم فابی ان یقدم مع القدرة کان للحاکم ان یفرق بینهما اذا طلبت الزوجة ذالک وهذا هو التاقیت الذی وقته عمر ابن الخطاب رض للناس فی مغازیهم یسیرون شهرا و یقیمون اربعة اشهر و یسیرون راجعین الی اهلهم شهراً واذا رای امرأة غیره فاعجبته جامع امرأته لیسکن ما به من التوقان لما روی عن النبی صلی اللہ علیه وسلم انه قال اذا رای احدکم امرأة تعجبه فلیات اهله فان الشیطان یقبل فی صورة امرأة ویدبر فی صورة امرأة فمن لم تکن له امرأة یلتجئ الی اللہ عزوجل ویسأله السلامة من المعاصی ویستعیذ به من الشیطان الرجیم ولا یجوز له ان یحدث غیره بما جری بینه وبین اهله من امر الجماع ولا للمرأة ان تحدث بذلک للنساء لان ذلک سخف ودناءة وقبیح فی الشرع والعقل لما روی ابوهریرة رض فی حدیث فیه طول عن النبی صلی اللہ علیه وسلم الی ان قال ثم اقبل علی الرجال فقال هل منکم الرجل اذا اتی اهله فاغلق علیه بابه والقی علیه ستره واستتر بستر اللہ قالوا نعم قال ثم

کوئی عذر ہی ہو تو خیر! اگر چار ماہ سے زیادہ مدت گزر جائے تو اگر عورت مرد سے علیحدگی چاہے تو علیحدہ ہو سکتی ہے اگر شوہر چھ ماہ سے زیادہ غائب رہا اور بیوی نے اسے بلایا لیکن شوہر قدرت کے باوجود نہیں آیا تو اگر بیوی چاہے تو حاکم دونوں میں تفریق کرا دے یہ وہ مدت ہے جیسے حضرت عمرؓ نے مجاہدین کے لئے مقرر فرمائی تھی جس میں دو ماہ آمد و رفت کے اور چار ماہ اقامت کے شمار کئے گئے ہیں، اگر اتفاق سے کسی عورت پر نگاہ پڑ جائے اور وہ اچھی معلوم ہو تو گھر جا کر اپنی بیوی سے ہمبستری کر لو تاکہ شہوت کو سکون حاصل ہو کیونکہ نبی صلعم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی کسی عورت کو دیکھے جو اسے اچھی معلوم ہوتی ہو تو اسے اپنی بیوی کے پاس چلا جانا چاہیئے کیونکہ عورت کی صورت میں شیطان آتا جاتا ہے لیکن اگر کسی کی بیوی نہ ہو تو حق تعالیٰ جل مجدہٗ کی پناہ میں آجائے اور اس سے اپنی عصمت کے تحفظ و بقا کی التجا کرے اور گناہوں سے بچنے کی دعائیں مانگتا رہے اور مردود شیطان سے اللہ کی پناہ مانگتا رہے۔

شوہر کو جائز نہیں کہ خلوت کی باتیں کسی پر ظاہر کرے اور نہ بیوی کسی پر اپنی خلوت کا راز کھولے کیونکہ یہ حماقت اور کمینہ پن اور کم ظرفی ہے اور شرع و عقل دونوں کی رو سے برا ہے۔ کیونکہ ایک طویل حدیث میں حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (حدیث شروع کر کے اثنائے حدیث میں ہے) پھر آپ نے مردوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا:۔

کیا تم میں کوئی ایسا شخص ہے جو دروازہ بند کر کے اور کپڑا اوڑھ کر اپنی بیوی سے ہمبستر ہوا ہو اور اس نے اللہ کی چھپائی ہوئی چیز کو چھپایا ہو؟ لوگوں نے کہا: ہاں ایسے بہت موجود ہیں فرمایا پھر اس کے بعد وہ ایک مجلس میں بیٹھ کر کہتا ہے: میں نے ایسا ایسا کیا راوی کہتا ہے: اب صحابہ خاموش ہو گئے پھر آپ نے عورتوں سے متوجہ ہو کر فرمایا: کیا تم میں کوئی ایسی عورت ہے جو اپنی خلوت کی

یجلس بعد ذلك فیقول فعلت كذا فعلت كذا قال فسكتوا قال فاقبل علی النساء فقال هل منكن من تحدث فسكتن فجثت فتاة علی احدی ركبتیها وتطاولت لرسول الله صلی الله علیه وسلم لیراها ولیسمع كلامها فقالت یا رسول الله انهم لیتحدثون وانهن لیتحدثنه فقال هل تدرون ما مثل ذلك انما مثل ذلك مثل شیطانة لقیت شیطانا فی السكة فقضی منها حاجته والناس ینظرون الیه الا ان طیب الرجال ما ظهر ریحه ولم یظهر لونه الا ان طیب النساء ما ظهر لونه ولم یظهر ریحه

فصل واذا دعا امرأته للجماع فابت علیه كانت عاصیة لله تعالی وعلیها وزر قال النبی صلی الله علیه وسلم فی حدیث ابی هریرة رض ایما امرأة منعت زوجها حاجته كان علیها قیراطان من الاجر وایما رجل منع زوجته حاجتها كان علیه من الاجر قیراط یعنی الاثم وفی بعض الاحادیث قال صلی الله علیه وسلم اذا دعی احدكم امرأته الی فراشه فلتاته وان كان علی التنور وروی ابوهریرة رض عن النبی صلی الله علیه وسلم انه قال اذا دعی احدكم امرأته الی فراشه فلم تاته فبات غضبان علیها لعنتها الملٰئكة حتی تصبح وعن قیس ابن سعد رضی الله عنه قال اتیت الحیرة فرایتهم یسجدون لمرزبان لهم فاتیت النبی صلی الله علیه وسلم فقلت یا رسول الله انت احق ان یسجد لك

باتیں بیان کرتی ہو؟ عورتیں چپ رہیں لیکن ایک نوجوان خاتون نے اپنے گھٹنے پر اٹھ کر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو سر بلند کر کے دیکھا تاکہ آپ کی باتیں سُنے۔ پھر وہ بولی: یا رسول اللہ خلوت کا ذکر مرد بھی کرتے ہیں اور عورتیں بھی، فرمایا: جانتے ہو اس کی مثال کیا ہے؟ اس کی مثال ایسے ہے جیسے کوئی شیطان عورت کسی شیطان مرد سے گلی میں سرِ راہ مل گئی ہو اور لوگوں کے سامنے اس نے اس سے اپنی حاجت پوری کی ہو۔ دیکھو مردوں کی خوشبو میں بو تیز ہوتی ہے مگر رنگ نہیں ہوتا۔ اور عورتوں کی خوشبو میں رنگ ہوتا ہے مگر بو تیز نہیں ہوتی۔

صحبت کے سلسلہ میں عورتوں کی اطاعت اگر شوہر اپنی بیوی کو ہمبستری کے لئے بلائے اور وہ انکار کر دے تو گنہ گار ہوگی اور گناہ کا وبال عورت ہی پر ہوگا۔ حدیث ابوہریرۃ رض میں نبی صلعم نے فرمایا: جس عورت نے اپنے شوہر کو اس کی حاجت سے روکا اس پر دو قیراط گناہ ہے اور جس مرد نے اپنی بیوی کو اس کی حاجت سے روکا اس پر ایک قیراط گناہ ہے ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا: اگر کوئی اپنی بیوی کو ہمبستری کے لئے بلائے تو اسے حاضر ہو جانا چاہیئے اگرچہ تنور پر ہو، حضرت ابوہریرہ کا بیان ہے کہ نبی صلعم نے فرمایا: اگر کوئی اپنی بیوی کو ہمبستری کے لئے بلائے اور وہ نہ آئے اور شوہر اس سے ناراض ہو کر رات گزارے تو صبح تک اس عورت پر فرشتے لعنت کرتے رہتے ہیں۔

قیس بن سعد کا بیان ہے کہ میں شہر حیرۃ گیا۔ میں نے وہاں کے لوگوں کو اپنے بادشاہ کے آگے سجدہ کرتا ہوا پایا، پھر میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر کہا: یا رسول اللہ! آپ کو سجدہ کیا جانا زیادہ لائق ہے، فرمایا: بھلا بتاؤ تو سہی، اگر تمہارا

فقال صلی اللہ علیہ وسلم ارایت لو مررت بقبری اکنت تسجد لہ قال قلت لا قال صلی اللہ علیہ وسلم فلا تفعلوا ذلک اذاً وقال صلی اللہ علیہ وسلم لو کنت اٰمراً احداً ان یسجد لاحد لامرت النسآء ان یسجدن لازواجھن لما جعل اللہ عزوجل لھم علیھن من الحقوق و المرزبان ھو ملک لھم۔ وعن حکیم ابن معٰویۃ القشیری رضؓ عن ابیہ قال قلت یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما حق زوجۃ احدنا علیہ قال صلی اللہ علیہ وسلم ان تطعمھا اذا طعمت وتکسوھا اذا اکتسیت ولا تضرب الوجہ ولا تقبح الوجہ ولا تھجر الا فی البیت فان امرت المرأۃ علی النشوز وھو الامتناع عن الاجابۃ لھذا الشان او تجیبہ متکرھۃ متبرمۃ فلیبدء الزوج بوعظھا وتخویفھا باللہ عزوجل فان اقامت علی ذٰلک ھجرھا فی المضجع والکلام فیما دون ثلٰثۃ ایام فان ارتدعت والا کان لہ ضربھا بالا یکون مبرحا کالدرۃ او مخراق لان المقصود ارتداعھا وطاعتھا لہ لا اھلاکھا فان لم یصلح الحال بینھما بعث الحاکم حکمین حرین مسلمین عدلین من اھلھما ولیو کلا نھما الزوجان فینظران بینھما ما فیہ من المصلحۃ من اصلاح او فراق بمال وغیرہ فما یفعلان یلزمھما حکمہ۔

میری قبر کے پاس سے گزرو تو کیا تم میری قبر کو سجدہ کرو گے؟ میں نے کہا: نہیں، فرمایا: پھر تو اب کبھی سجدہ نہ کرو، فرمایا: اگر میں کسی کو کسی کے آگے سجدہ کرنے کا حکم کرتا تو عورتوں کو حکم کرتا کہ وہ اپنے شوہروں کو سجدہ کریں، کیونکہ حق تعالےٰ مجدہٗ نے ان پر شوہروں کے حقوق رکھے ہیں۔

حکیم بن معاویہ قشیری اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ میرے والد فرماتے تھے: میں نے کہا یا رسول اللہ: ہم پر ہماری بیوی کا کیا حق ہے؟ فرمایا: جب کھاؤ تو اسے کھلاؤ اور جب پہنو تو اسے پہناؤ، چہرے پر مت مارو، چہرے کو نہ بگاڑو، گھر کے علاوہ اس سے علیحدہ نہ رہو اگر بیوی اپنی سرکشی اور نافرمانی پر اڑی رہے شوہر کی بات نہ مانے، اس سے بیزار رہے اور اس سے متنفر ہو تو شوہر کو چاہیے اسے محبت و پیار سے وعظ ونصیحت کے ذریعہ سمجھانا چاہیئے اور اللہ کا ڈر یاد دلانا چاہیئے اگر پھر بھی وہ اپنی ضد پر قائم رہے تو تین دن تک اس کے پاس سونا اور اس سے بات کرنا چھوڑ دے اگر ٹھیک ہو جائے فبہا ورنہ شوہر کو حق ہے کہ اسے نشان نہ ڈالنے والی ضرب سے مارے، درّے اور کوڑے وغیرہ سے نہ مارے کیونکہ مارنے سے مقصد یہ ہے کہ وہ سیدھی ہو جائے اور حکم ماننے لگے اسے ہلاک کرنا مقصود نہیں ہے اگر اس طرح بھی دونوں میں میل نہ ہو تو حاکم دونوں کے عزیزوں میں سے دو عادل آزاد مسلمانوں کو کھڑا کرے اور میاں بیوی ان دونوں کو پنچ چن لیں یہ دونوں میاں بیوی میں صلح کرانے کی تدبیر پر غور کریں اگر صلح ممکن نہ ہو تو مال وغیرہ کے ذریعہ دونوں میں علیحدگی کرادیں غرضیکہ یہ دونوں پنچ جو بھی فیصلہ کریں میاں بیوی کو اس کا ماننا لازم ہے۔

فصل ویستحب ولیمۃ العرس والسنۃ

ولیمہ شادی کا ولیمہ مستحب ہے۔ مسنون یہ ہے کہ ایک بکری سے

ان لا ینقص فیھا عن شاۃ ویاتی شئی اولم من الطعام جاز وتجب اجابتہ اذا کان مسلما فی الیوم الاول ولیستحب فی الیوم الثانی ویباح فی الیوم الثالث بل ھی دناءۃ والاصل فی ذالک ما روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال لعبد الرحمٰن اولم ولو بشاۃ وقال صلی اللہ علیہ وسلم الولیمۃ فی اول یوم حق والثانی معروف و بعد ذالک دناءۃ وقال صلی اللہ علیہ وسلم فی حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما اذا دعی احدکم الی ولیمۃ عرس فلیجب فان کان مفطرًا اکل وان کان صائما ترک والصرف وھل یکرہ النثار والتقاطہ امرلا علی الروایتین علی احدھما یکرہ لما فیہ من السخف والدناءۃ للنفس والنھبۃ والشراھۃ فکانت الصیانۃ عن ذالک اولی وترکہ فی باب الورع احری و علی الروایۃ الثانیۃ لا یکرہ لما روی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نحر بدنۃ وخلی بینھا و بین المساکین وقال من شاء اقتطع ولا فرق بین النثار وبین ذالک واولی من ذالک القسمۃ بین الحاضرین فانہ اطیب واحل وادخل فی باب الورع۔

کم کا ولیمہ نہ ہو یا تی ولیمہ میں جو کھانا میسر ہو جائز ہے۔ اگر مسلمان پہلے دن ولیمہ کی دعوت کرے تو اس کا قبول کر لینا واجب ہے، دوسرے دن مستحب ہے اور تیسرے دن جائز ہے بلکہ ہلکا پن ہے ایک بکری کے ولیمہ کا ثبوت یہ ہے کہ نبی صلعم نے عبد الرحمٰن بن عوف سے فرمایا تھا: ولیمہ کرو اگرچہ ایک بکری ہی کا ہو۔ نبی صلعم نے فرمایا: ولیمہ پہلے دن سنت ہے دوسرے دن شہرت اور اس کے بعد ہلکا پن ہے۔ حضرت ابن عمرؓ کی حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا: اگر کسی کی ولیمہ کی دعوت کی جائے تو وہ دعوت اسے قبول کر لینی چاہیئے اگر روزہ دار نہیں ہے تو کھانا کھالے ورنہ کھانا نہ کھائے، اور واپس چلا آئے، بکھیرنے اور لوٹنے کے سلسلہ میں دو روایتیں آتی ہیں ایک روایت کی رو سے مکروہ ہے کیونکہ یہ کم ظرفی اور شرافت سے گرا ہوا فعل ہے اور لوٹ اور حرص و طمع بھی ہے اس لئے اس سے بچنا ہی اولیٰ ہے اور پارسائی کے باب سے ہے اور دوسری روایت کی رو سے مکروہ نہیں ہے کیونکہ ایک روایت میں ہے کہ نبی صلعم نے ایک اونٹ ذبح کیا اور اسے غرباء کے لئے چھوڑ دیا اور فرمایا: جو چاہے اس کا گوشت کاٹ کر لے جائے، ظاہر ہے کہ یہ حکم بکھیرنے ہی کے مترادف ہے۔ لیکن بہتر حاضرین میں بانٹنا ہی ہے۔ کیونکہ تقسیم شریفانہ ہے، اور چیز بھی حلال طریقہ سے ہر ایک کے پاس آرام سے پہنچ جاتی ہے اور باب ورع میں بھی داخل ہے۔

★

فصل فاذا کملت شرائط النکاح وھو حصول الولی العدل والشھود العدول والکفاءۃ والخلو من المانع من الردۃ والعدۃ وغیرھما استاذنھا العاقد للنکاح اذا لم تکن مجبرۃ وھو

نکاح کے لئے لڑکی کی اجازت

جب نکاح کی تمام شرطیں (عادل ولی، عادل گواہان اور کفو کا پایا جانا) پوری ہوں اور رکاوٹیں (ارتداد اور عدت وغیرہ) بھی نہ ہوں تو نکاح کرنے والا عورت سے نکاح کی اجازت حاصل کر لے بشرطیکہ نکاح کے

اذا كانت ثيبا او بكرا لا اب لها وعرفها الزوج
مقدار الصداق وصفته ثم يخطب ويستغفر
الله عزوجل ويامر بذلك الولى على وجه الاستحباب
والاولى ثم يستنطقه فيقول له قد زوجتك
بنتي او اختي فلانة فيسميها على ما اتفقا عليه
من الصداق ويقول الزوج قد قبلت هذا النكاح
ولا ينعقد النكاح الا بالعربية لمن يحسنها فان
لم يحسنها فبلسانه ولغته وهل يلزمه تعلم
العربية اذا لم يحسنها لعقد النكاح ام لا على
الوجهين ويستحب ان يخطب بخطبة عبد الله
ابن مسعود رضـ لانه روى ان الامام احمد بن
حنبل رضـ كان اذا شهد املاكا ولم يسمع خطبة
عبد الله بن مسعود ترك الاملاك وانصرف
وهو ما اخبرنا به الشيخ الامام هبة الله بن
المبارك بن موسى السقطى ببغداد عن القاضى
المظفر هنّاد بن ابراهيم بن محمد بن نصر النسفي
عن القاضى ابي عمر القاسم بن جعفر بن عبد الواحد
الهاشمي البصري عن محمد بن احمد اللؤلؤى
عن ابي داؤد وقال حدثنا محمد بن الانباري
المفتى قال حدثنا وكيع عن اسرائيل عن ابي
اسحٰق عن ابي الاحوص عن ابي عبيدة عن
عبد الله بن مسعود رضـ قال علمنا رسول الله
صلى الله عليه وسلم خطبة الحاجة الحمد لله
نحمده ونستعينه ونستغفره ونعوذ بالله من
شرور انفسنا ومن سيّات اعمالنا من يهدى الله

لئے اس پر جبر نہ کیا گیا ہو (مجبرۃ زجبر کی گئی) بیوہ، مطلقہ یا بلا باپ کے دوشیزہ لڑکی کو کہا جاتا ہے) اور شوہر ہونے والی بیوی کو مہر کی مقدار اور اس کی ادائیگی کی پوری تفصیل بتا دے تو خطبہ نکاح پڑھا جائے اور گناہوں سے معافی مانگی جائے، مستحب اور اولیٰ یہ ہے کہ خطبہ ولی پڑھے اور خطبہ پڑھ کر شوہر سے کہے: میں نے اپنی بہن فلاں بنت فلاں یا اپنی بیٹی فلاں بنت فلاں اتنے (متفقہ) مہر پر آپ کے نکاح میں دی کیا آپ نے قبول کی شوہر کہے میں نے قبول کی، عربی داں کو نکاح عربی ہی میں پڑھانا لائق ہے ورنہ نکاح منعقد نہ ہوگا البتہ جو عربی سے ناواقف ہو وہ اپنی زبان میں نکاح پڑھائے نکاح ہو جائے گا۔

نکاح کا خطبہ | اس میں دو روایتیں ہیں کہ نکاح پڑھانے کے لئے کیا عربی کا سیکھنا لازم ہے؟ کوئی لازم بتاتا ہے اور کوئی نہیں۔

نکاح میں حضرت عبد اللہ بن مسعود کا خطبہ پڑھنا مسنون ہے کیونکہ اگر امام احمدؒ کسی مجلس نکاح میں عبد اللہ بن مسعودؓ کا خطبہ نہیں سنتے تو وہ مجلس چھوڑ کر چلے جاتے تھے، آپ کا خطبہ مندرجہ ذیل ہے

باخبار شیخ امام ہبۃ اللہ بن مبارک بن موسیٰ سقطی در بغداد از قاضی مظفر ہنّاد بن ابراہیم بن محمد بن نصر نسفی از قاضی ابو عمر قاسم بن جعفر بن عبد الواحد ہاشمی بصری از محمد بن احمد لؤلؤی از ابو داؤد: بتحدیث مفتی محمد بن انباری: بتحدیث وکیع از اسرائیل از ابو اسحاق از ابو الاحوص از ابو عبیدہ از عبد اللہ بن مسعود: ہمیں رسول اللہ صلعم نے خطبۂ حاجت سکھایا جو الحمد للہ نحمدہ الخ ہے یعنی تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں ہم اس کی حمد کرتے ہیں اس سے مدد مانگتے ہیں اور اس سے دعائے مغفرت مانگتے ہیں اور اپنے ہم نفسوں کی شرارتوں اور برے عملوں سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں جسے اللہ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جسے گمراہ کرنے

فلا مضل له ومن يضلله فلا هادي له واشهد
ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا عبده
ورسوله يايها الناس اتقوا ربكم الذي خلقكم
من نفس واحدة وخلق منها زوجها وبث
منهما رجالا كثيرا ونساء واتقوا الله الذي
تساءلون به والارحام ان الله كان عليكم
رقيبا ط يايها الذين امنوا اتقوا الله وقولوا
قولا سديدا يصلح لكم اعمالكم ويغفر لكم
ذنوبكم ومن يطع الله ورسوله فقد فاز فوزا
عظيما ويستحب ان يضيف اليها قوله عزوجل
وانكحوا الايامى منكم والصلحين من عبادكم
وامائكم ان يكونوا فقراء يغنهم الله من
فضله والله واسع عليم يرزق من يشاء بغير
حساب و ان قرء غير هذه الخطبة جاز مثل
ان يقول الحمد لله المنفرد بالائه الجواد باعطائه
الذي تجلى باسمائه المتوحد بكبريائه لا يصف
الواصفون صفته ولا يبلغه الناعتون حق نعته
لا اله الا الله الواحد الصمد المعبود ليس كمثله
شيء وهو السميع البصير تبارك الله العزيز
الغفار بعث محمدا صلى الله عليه وسلم بالحق
نبيا صفيا بريا من العاهات كلها فبلغ ما ارسل
به سراجا زاهرا ونورا ساطعا وبرهانا لامعا
صلى الله عليه وسلم وعلى اله اجمعين ثم ان
هذه الامور كلها بيد الله يصرفها في طرائقها
ويمضيها في حقائقها لا مقدم لما اخر ولا مؤخر

اسے کوئی ہدایت پر لانے والا نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا
کوئی حقدار عبادت نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے بندے
اور اس کے رسول ہیں لوگو اپنے رب سے ڈر جاؤ جس نے تمہیں ایک
جان سے پیدا کیا اور اس سے اس کا جوڑا پیدا کیا اور ان دونوں سے
بے شمار مرد اور عورتیں پھیلا دیں اس اللہ سے ڈر جاؤ جس کے نام
سے تم آپس میں ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو اور قطع رحمی سے
بچو بلاشبہ اللہ تم پر نگہبان ہے اے ایمان والو اللہ سے ڈر جاؤ
اور صحیح صحیح بات کہو اللہ تعالیٰ تمہارے عمل سنوار دے گا اور تمہارے
گناہ معاف فرما دے گا اور جو اللہ کی اور اس کے رسول کی اطاعت
کرے گا وہ عظیم کامیابی حاصل کرے گا۔ اس کے ساتھ یہ آیت ملانا
مستحب ہے اپنے بیواؤں کی اور اپنے نیک غلاموں اور لونڈیوں
کی شادی کراؤ اگر وہ غریب ہیں تو اللہ اپنے مال سے انہیں مالدار
بنا دے گا اور اللہ بڑی فراخی والا اور بڑے علم والا ہے جسے
چاہتا ہے اسے بے حساب روزی عطا فرماتا ہے۔

اس کے علاوہ کوئی دوسرا خطبہ پڑھنا بھی جائز ہے مثلاً یہ خطبہ
پڑھ لیا جائے تمام بڑائیاں اللہ کے لئے ہیں جو اپنی نعمتوں میں یکتا
ہے اور اپنے عطیات میں بے حد سخی ہے، جو اپنے ناموں سے جلوہ آرا ہوا
اپنی کبریائی میں یکتا ہے بیان کرنے والے اس کی شان عظمت کو بیان
کرنے سے قاصر ہیں اور حمد کرنے والے اس کی حمد کے حق سے سبکدوش
نہیں ہوتے اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ ایک ہے، سب سے
مستغنی ہے، سچا معبود ہے اس کے مثل کوئی چیز نہیں اور وہ خوب
سننے والا اور خوب دیکھنے والا ہے اللہ برکت والا، بڑی عزت والا
اور بے حد بخشش والا ہے اس نے محمد رسول اللہ صلعم کو حق کے ساتھ
مبعوث فرمایا اور آپ کو برگزیدہ نبی بنایا جو تمام عیوب و نقائص
سے بری ہیں آپ نے پیغام رسالت لوگوں کو پہنچا دیا حق تعالیٰ

لما قدر ولا یجتمع اثنان الا بقضائہ وقدرہ ولکل قضاءٍ قدر ولکل قدر اجل ولکل اجل کتاب یمحو اللہ ما یشاء ویثبت وعندہ ام الکتاب وکان من قضاء اللہ وقدرہ ان فلان ابن فلان ابن فلان یخطب کریمتکم فلانۃ بنت فلان وقد اتٰکم راغبا فیکم خاطبًا کریمتکم وقد بذل لھا من الصداق ما وقع علیہ الاتفاق فزوجوا خاطبکم وانکحوا راغبکم قال اللہ تعالیٰ "وانکحوا الایامٰی منکم والصّٰلحین من عبادکم وامائکم ان یکونوا فقراء یغنھم اللہ من فضلہ واللہ واسع علیم" فاذا فرغ من الخطبۃ عقد النکاح علی ما قدمنا ذکرہ۔

آپ کو ایک روشن چراغ، درخشندہ نور اور ایک چمکدار برہان بنایا حق تعالیٰ کا آپ پر رحمتیں اور سلامتیاں ہوں اور آپ کے تمام خاندان والوں پر بھی پھر یہ تمام کام اللہ کے ہاتھ میں ہیں جن کو وہ ان کی راہوں میں پھیر دیتا ہے اور انہیں ان کے لائق مقامات میں جاری کرتا ہے جسے اللہ تعالیٰ پیچھے ہٹادے اسے کوئی آگے بڑھانے والا نہیں اور جسے وہ آگے بڑھادے اسے کوئی پیچھے ہٹانے والا نہیں ایک جگہ دو کا اجتماع اس کی قضاء قدر ہی سے ہوتا ہے ہر فیصلہ کے لئے ایک اندازہ ہے اور ہر اندازے کی ایک مقررہ مدت ہے اور ہر مدت کی تحریر ہے اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جو کچھ چاہتا ہے بحال رہنے دیتا ہے اسی کے پاس ام الکتاب ہے اللہ کے فیصلہ اور تقدیر میں یہ ہے کہ فلاں بن فلاں بن فلاں نیک دختر فلانۃ بنت فلاں سے نکاح کرنا چاہتا ہے وہ تمہاری طرف رغبت کر کے آیا ہے تاکہ تمہاری نیک و صالحہ دختر سے شادی کرے اور جس قدر مہر پر اتفاق ہو گیا ہے وہ خرچ کرنے کو تیار ہے لہٰذا طالب نکاح کا نکاح کردو اور اپنی طرف رغبت کرنے والے عقد کرو حق تعالیٰ نے فرمایا اور اپنے بیواؤں کا اور صالح لونڈی غلاموں کا نکاح کردو اگر وہ نادار ہیں تو اللہ تعالیٰ اپنے مال سے انہیں مال دار بنادے گا اور اللہ بڑی وسعت والا اور بڑے علم والا ہے خطبہ سے فارغ ہو کر مذکورہ بالا طریقہ سے نکاح پڑھا دیا جائے۔

ساتواں باب

تبلیغ، وعظ و نصیحت

قد ذکر اللہ عزوجل الاٰمرین بالمعروف والناھین عن المنکر ومدحھم فی کتابہ عزوجل الاٰمرون بالمعروف والناھون عن المنکر والحافظون لحدود اللہ وقال اللہ تعالیٰ "کنتم خیر امۃ

حق تعالیٰ اجل مجدہٗ نے وعظ و نصیحت کرنے والوں کا ذکر فرمایا ہے اور قرآن حکیم میں ان کی تعریف بیان کی ہے، فرمایا: وہ اچھی باتوں کا حکم کرتے ہیں اور بری باتوں سے روکتے ہیں اور اللہ کی حدوں کی حفاظت کرتے ہیں، فرمایا: تم بہترین امت ہو جسے لوگوں کو فائدہ پہنچانے کے

اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنهون
عن المنكر وتؤمنون باللہؕ وقال الله تعالیٰ و
المؤمنون والمؤمنٰت بعضهم اولیآء بعض یامرون
بالمعروف وینهون عن المنكر وروی النبی
صلی الله علیه وسلم انه قال لتامرون بالمعروف
ولتنهون عن المنكر اولیسلطن الله عزوجل
شراركم علی خیاركم فیدعو خیاركم فلا یستجاب
لهم وروی سالم ابن عبد الله بن عمر عن ابیه
رض قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم
مروا بالمعروف وانهوا عن المنكر قبل ان تدعوا
فلا یستجاب لكم وقبل ان تستغفروا فلا یغفر
لكم الا ان الامر بالمعروف والنهی عن المنكر
لا یدفع رزقا ولا یقرب اجلا الا ان الاحبار من
الیهود والرهبان من النصاری لما تركوا الامر
بالمعروف والنهی عن المنكر لعنهم الله علی
لسان انبیآئهم ثم عموا بالبلاء والامر بالمعروف
والنهی عن المنكر واجبان علی كل مسلم
حر مكلف عالم بذلك بشرط القدرة علی وجه
لا یؤدی الی فساد عظیم وضرر فی نفسه و
ماله واهله ولا فرق بین ان یكون اماما
او عالما او قاضیا او واحدا من الرعیة وانما
شرطنا العلم بالمنكر والقطع به لما فی ذلك
من خوف الوقوع فی الاثم لانه لا یأمن المنكر
ان یكون الامر بخلاف ما ظن وقد قال الله
عزوجل یاایها الذین اٰمنوا اجتنبوا كثیرا من

لئے پیدا کیا گیا ہے تم اچھی باتوں کا حکم کرتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو اور تمہارا اللہ پر ایمان ہے، فرمایا: مومن مرد اور مومن عورتیں بعض بعض کے دوست ہیں جو اچھائیوں کا حکم کرتے ہیں اور برائیوں سے روکتے ہیں۔ رحمت عالم صلعم نے فرمایا: دیکھو اچھائیوں کا حکم کرتے رہو اور برائیوں سے روکتے رہو ورنہ اللہ تعالیٰ بروں کو اچھوں پر مسلط فرما دیگا پھر تمہارے اچھوں کی کبھی دعائیں قبول نہ ہونگی۔ فرمایا: اس سے پہلے پہلے اچھی باتیں بتاتے رہو اور بری باتوں سے روکتے رہو کہ تم اللہ سے دعائیں مانگو اور اللہ تمہاری دعائیں قبول نہ فرمائے اور تم بخشش مانگو اور تمہیں بخشا نہ جائے کان کھول کر سن لو اچھائیوں کا حکم اور برائیوں کی روک تھام روزی نہیں روکتی اور نہ عمر میں کمی کرتی ہے دیکھو جب علمائے یہود و نصاریٰ نے یہ کام چھوڑ دیا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر انبیائے کرام کی زبانوں پر لعنت فرمائی پھر ان پر ہمہ گیر بلائیں آئیں۔

ہر آزاد، مکلف اور عالم معروف و منکر مسلمان پر بشرط قدرت ایسے طریقہ کے ساتھ جس سے فساد عظیم پیدا نہ ہو اور اس کی جان مال اور خاندان والوں کو نقصان نہ پہنچے، وعظ و نصیحت واجب ہے خواہ امام ہو یا عالم ہو یا قاضی ہو، یا ایک عام آدمی ہو۔

ہم نے عالم کی اس لئے شرط لگائی کہ کہیں گناہ کا ارتکاب نہ ہو جائے، کیونکہ جاہل اس سے بے خوف نہیں کہ وہ جو کچھ بتا رہا ہے شریعت کے مطابق ہی ہے، کیونکہ وہ اٹکل سے بتائے گا دلائل سے نہیں اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: اے ایمان والو! بہت گمانوں سے بچو، یقیناً بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔

وعظ پر کسی کے چھپے ہوئے عیب کو طشت از بام کرنا واجب نہیں، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے روک دیا ہے

الظن ان بعض الظن اثم ولا يجب عليه كشف ما استتر عنه
لان الله تعالى نهى عن ذالك فقال ولا تجسسوا انما الواجب
عليه انكار ما ظهر وما فى بحث ما استتر كشف الستر وذلك ممنوع عنه

فصل وانما شرطنا القدرة على ذالك لما روى عن
النبى صلى الله عليه وسلم انه قال ما من قوم يكون
فيهم رجل يعمل المعاصى ويقدرون ان يغيروا
عليه فلا يغيروا عليه الا ان عمهم الله بعذاب
قبل ان يتوبوا فقد شرط رسول الله صلى الله عليه
وسلم القدرة فى ذالك وهو اذا كانت الغلبة
لاهل الصلاح وعدل السلطان ومعاونة اهل الخير
واما اذا كان الانكار تعزيرا بالنفس والحوق ضربه
وماله فلا يجب عليه ذالك لقوله عزوجل ولا تلقوا
بايديكم الى التهلكة وقوله عزوجل ولا تقتلوا
انفسكم وقول النبى صلى الله عليه وسلم لا ينبغى
للمومن ان يذل نفسه قيل يارسول الله كيف يذل
نفسه قال صلى الله عليه وسلم لا يتعرض لما لا يسكنه
وقول النبى صلى الله عليه وسلم اذا ارايتم امرا
لا تستطيعون تغييره فاصبروا حتى يكون الله تعالى
هو الذى يغيره فاذا ثبت انه لا يجب عليه الانكار
فهل يجوز انكاره اذا غلب على ظنه الخوف على
نفسه فعندنا يجوز ذالك وهو الافضل اذا كان
من اهل العزيمة والصبر فهو كالجهاد فى سبيل الله
مع الكفار وقد قال الله تعالى فى قصة لقمان عليه
السلام وامر بالمعروف وانه عن المنكر واصبر
على ما اصابك وقال النبى صلى الله عليه وسلم

اور فرمایا ہے کہ کرید و جاسوسی نہ کرو، پس ظاہر کا انکار واجب ہے اور پوشیدہ بات کی کرید راز کو طشت از بام کرنا ہے، جو منع ہے۔

قدرت کی اس لئے شرط لگائی گئی کہ نبی صلعم نے فرمایا: جس قوم میں کوئی شخص گناہ کرتا ہو اور قوم اسے گناہوں سے روکنے پر قادر ہو لیکن روکے نہیں تو یقیناً توبہ کرنے سے قبل اللہ سب کو عذاب میں مبتلا فرما دے گا اس حدیث میں رسول اللہ صلعم نے تبلیغ و وعظ پر قدرت کی شرط لگائی ہے اللسان برے کاموں سے روکنے پر اسی وقت قادر ہوتا ہے جب صلحاء کا غلبہ ارباب خیر کی معاونت اور سلطان کا عدل قائم ہو لیکن اگر اس میں ہلاکت کا ڈر اور جان و مال کو نقصان پہنچنے کا خطرہ ہو تو تبلیغ کا وجوب ساقط ہو جاتا ہے حق تعالیٰ شانہ نے فرمایا: اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو، ایک جگہ فرمایا: اپنی جانوں کو قتل نہ کرو نبی صلعم نے فرمایا: مومن کو اپنے آپ کو ذلیل کرنا لائق نہیں، پوچھا گیا یا رسول اللہ! مومن کیسے اپنے آپ کو ذلیل کرتا ہے؟ فرمایا: ایسے کام کی کوشش نہ کرے جس کی اس میں طاقت نہ ہو علاوہ ازیں آپ نے فرمایا: جب تم ایسا کام دیکھو جس کے روکنے پر قادر نہ ہو تو صبر کرو حتےٰ کہ اللہ ہی اسے مٹائے۔

جب کہ یہ ثابت ہو گیا کہ مذکورہ بالا صورت میں روک ٹوک واجب نہیں تو اگر جانی یا مالی نقصان کا غالب گمان ہو تو کیا تبلیغ جائز ہے؟ ہمارے نزدیک بلا شبہ تبلیغ جائز ہے بلکہ افضل ہے اگر مبلغ صبر وعزم والا ہو اور بمنزلہ جہاد کے ہے۔ لقمانؑ کے قصہ میں حق تعالیٰ نے فرمایا: اچھائی کا حکم کیجئے، برائی سے روکئے اور اس راہ میں تمام اذیتیں برداشت کر لیجئے۔ نبی صلعم نے حضرت ابوہریرہؓ کو اس آیت والی مذکورہ بالا ہدایت فرمائی۔ خاص طور سے اگر ظالم بادشاہ کو تبلیغ کی جائے تاکہ کفر کی باتوں غلبہ کرے دوران

لابی ہریرۃ یا ابا ہریرۃ مر بالمعروف وانہ عن المنکر واصبر علی ما اصابک ولاسیما اذا کان ذالک عند سلطان جابر اولاظہار کلمۃ الایمان عند ظہور کلمۃ الکفر لان الفقہاء اتفقوا علی ذالک وانما الخلاف بیننا وبینہم فی غیر ہذین الموضعین۔

فصل فاذا ثبت وجوب الانکار فالمنکرون ثلثۃ اقسام قسم یکون انکارہم بالید وہم الائمۃ والسلاطین والقسم الثانی انکارہم باللسان دون الید وہم العلماء والقسم الثالث انکارہم بالقلب وہم العامۃ وقد جاء فی ہذا المعنی حدیث وہو ما روی ابوسعید الخدری رض عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال اذا رای احد منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ وذالک اضعف الایمان یعنی اضعف فعل الایمان وقد روی عن بعض الصحابۃ رض انہ قال اذا رای احد منکم منکرا فلا یستطیع النکیر علیہ فلیقل ثلث مرات اللہم ان ہذا منکر فاذا قال ذالک کان لہ ثواب من امر بالمعروف ونہی عن المنکر۔

فصل وان غلب علی ظنہ عدم زوال المنکر وبقاءہ علی ذالک فہل یجب علیہ الانکار ام لا علی روایتین عن الامام احمد رح احدہما یجب لجواز ان یرتدع وینزجر ویرق قلبہ ویلحقہ التوفیق والہدایۃ ببرکۃ صدقہ فیرجع عما ہو علیہ انکارہ حتی یغلب علی ظنہ زوالہ لان القصد بالانکار زوال المنکر فاذا قوی فی الظن بقاؤہ

اللہ کے اور ایمان کے کلمہ کا اظہار ہو تو تبلیغ کی فضیلت اور بھی بڑھ جاتی ہے کیوں کہ اس پر علماء کا اجماع ہے۔ ان دونوں مقامات کے علاوہ ہم میں اور ان میں اختلاف ہے۔

گناہوں سے روکنے کی تین صورتیں

گناہوں سے روکنے کی تین صورتیں ہیں ایک تو یہ صورت ہے کہ برا کام ہاتھ سے مٹا دیا جائے یہ سلاطین و خلفاء کا کام ہے، دوسری صورت یہ ہے کہ زبان سے روکا جائے یہ علماء اور واعظوں کا کام ہے تیسری صورت یہ ہے کہ اسے دل سے برا مانا جائے یہ عوام کا کام ہے اس مفہوم میں ایک حدیث بھی آتی ہے حضرت ابوسعید خدری رض کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا جب کوئی بری بات دیکھے تو وہ اسے اپنے ہاتھ سے مٹا دے اور اگر زبان سے بھی نہ مٹا سکے تو اسے دل سے برا سمجھے اور یہ انتہائی کمزور ایمان ہے یعنی ایمان کا یہ بے حد کمزور فعل ہے۔ کسی صحابی کا قول ہے: جب کوئی بری بات دیکھے تو وہ اس پر روک ٹوک پر قادر نہ ہو تو تین بار کہے اے اللہ یہ خلاف شرع کام ہے۔ ایسے شخص کو وہی ثواب ملے گا جو ایک مبلغ و واعظ کو ملتا ہے۔

اگر تبلیغ کرنے کے باوجود بری بات کے قائم رہنے پر غالب گمان ہو تو کیا کیا جائے؟

ایسی صورت میں ایک روایت کی رو سے امام احمد رح کے نزدیک تبلیغ واجب ہے کیونکہ امکان ہے کہ مجرم باز آجائے اور طعن و تشنیع سے متاثر ہو کر رک جائے اور اس کے دل میں نرمی پیدا ہو جائے اور مبلغ کی بے لوثی اور صداقت کی برکت سے اللہ تعالیٰ اسے توفیق ہدایت نصیب فرمائے اور وہ اپنی حرکتوں سے باز آجائے کیونکہ غالب گمان جواز انکار کے خلاف نہیں، اور دوسری روایت کی رو سے رد و انکار واجب نہیں کیونکہ تردید سے غرض بری بات کا ختم کرنا

كان تركه اولیٰ۔

فصل ويشترط في الأمر بالمعروف والناهي عن المنكر خمس شرائط اولها ان يكون عالما بما يامر وينهٰى والثاني ان يكون قصده وجه الله واعزاز دين الله واعلاء كلمة الله وامره دون الرياء والسمعة والحمية لنفسه وانما ينصر ويوفق ويزول به المنكر اذا كان صادقا مخلصا قال الله تعالىٰ ان تنصروا الله ينصركم ويثبت اقدامكم وقال الله تعالىٰ ان الله مع الذين اتقوا والذين هم محسنون فاذا اتقى الشرك وترك نظر الخلق في انكاره واحسن العمل باخلاصه في ذلك كان الظفر له وان كان غير ذلك كان له الخذلان والصغار والذلة والمهانة وبقاء المنكر على حاله بل زيادته ونفاقه وضراوة اهل المعاصي والنفاق شياطين الانس والجن على مخالفة الله تعالىٰ وترك طاعته وارتكاب المحرمات والثالث ان يكون امره ونهيه باللين والتودد لا بالفظاظة والغلظة بل بالرفق والنصح والشفقة على اخيه كيف وافق عدوه الشيطان اللعين الذي قد استولى على عقله وزين له معصية ربه ومخالفة امره يريد بذلك اهلاكه وادخاله النار كما قال الله تعالىٰ انما يدعوا حزبه ليكونوا من اصحٰب السعير وقال الله تعالىٰ لنبيه صلى الله عليه وسلم فبما رحمة من الله لنت لهم ولو كنت فظا غليظ القلب لانفضوا من حولك وقال تعالىٰ لموسىٰ وهارون حين بعثهما الى فرعون فقولا له قولا لينا لعله يتذكر او يخشىٰ وقال النبي صلى الله

دیتا ہے لیکن غالب گمان یہ ہے کہ وہ ختم نہ ہوگی لہٰذا تردید کا چھوڑ دینا اولیٰ ہے۔

تبلیغ کے شرائط تبلیغ کی پانچ شرطیں ہیں (۱) عالم ہونا، (۲) مبلغ کی نیت اللہ کی رضا کی ہو کہ اللہ کے دین کو عزت حاصل ہو اسلام سربلند ہو اور اللہ کا قانون بالا رہے، ریاکاری، شہرت اور نام و نمود کی نیت نہ ہو ایسے شخص کی تبلیغ مؤثر ہوتی ہے اور اسے توفیق دی جاتی ہے اور اس کے ذریعہ بری باتیں ختم ہو جاتی ہیں کیونکہ وہ صادق اور مخلص ہوتا ہے فرمایا: اگر تم اللہ (کے دین) کی مدد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد فرمائے گا اور تمہارے قدم جمائے رکھے گا (فرمایا) اللہ تقوے والوں کے ساتھ ہے اور مخلصوں کے ساتھ ہے پھر جب وہ شرک سے بچے گا اور وعظ و نصیحت سے لوگوں کو برے کاموں سے روک دے گا اور پر خلوص عمل کرے گا تو کامیابی اس کے قدم چومے گی ورنہ رسوائی اور ذلت اس کے سوا رکھا گیا ہے تبلیغ کے باوجود بھی بری بات قائم رہے گی بلکہ اس میں اور زیادتی ہو جائے گی اور گنہ گار و جرائم پیشہ اس پر ٹوٹ پڑیں گے اور کتوں کی طرح اس کی طرف لپک کر جائیں گے اور شیطان خواہ وہ انسان ہوں یا جن اللہ تعالیٰ کی مخالفت، ترک طاعت اور ارتکاب معاصی پر متحدہ محاذ قائم کرلیں گے۔

تبلیغ کی تیسری شرط محبت و پیار اور مشفقانہ انداز میں سمجھانا ہے سخت و درشت انداز اختیار نہ کیا جائے بلکہ محبت سے بھرپور خیر خواہانہ اور مشفقانہ لہجہ منتخب کیا جائے اور اس پر غور کرنا چاہیئے کہ انسان نے اپنے دشمن شیطان کی کس طرح اطاعت قبول کرلی ہے اور اس کی عقل پر شیطان لعین کس طرح چھا گیا ہے اور اس نے گناہ کو کیسے اچھے اچھے رنگوں میں اس کے سامنے رکھ دئیے ہیں اور اللہ کی مخالفت کو کیسے کیسے دل خوش کن و پر فریب روپوں میں پیش کرتا ہے تاکہ اسے ہلاک کر دے اور جہنم کا کندہ بنا دے (فرمایا): شیطان اپنی جماعت کو اسی لئے بلاتا ہے کہ وہ جہنمی بن جائیں اور اپنے نبی کے بارے میں فرمایا

علیہ وسلم فی حدیث اسامۃ لا ینبغی لاحد ان یامر بالمعروف وینھی عن المنکر حتی یکون فیہ ثلث خصال عالما بما یأمر عالما بما ینھی رفیقا فیما یأمر رفیقا فیما ینھی الرابع ان یکون صبورا حلیما حمولا متواضعا زائل الھوی قوی القلب لین الجانب طبیبا یداوی مریضا حکیما یداوی مجنونا اماما ھادیا قال اللہ تعالیٰ وجعلنا منھم ائمۃ یھدون بامرنا لما صبروا علی احتمال الاذی من قومھم علی نصرۃ دین اللہ و اعزازہ والقیام معہ فجعلھم ائمۃ ھداۃ اطباء الدین قادۃ المؤمنین وقال اللہ تعالیٰ فی قصۃ لقمان وامر بالمعروف وانہ عن المنکر واصبر علی ما اصابک ان ذٰلک من عزم الامور والخامس ان یکون عاملا بما یأمر متنزھا عما ینھی عنہ وغیر متلطخ بہ لئلا یکون لھم تسلق فیکون عند اللہ مذموما ملاما قال اللہ تعالیٰ اتأمرون الناس بالبر وتنسون انفسکم وانتم تتلون الکتاب افلا تعقلون وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی حدیث انس بن مالک رضؓ رایت لیلۃ اسری بی رجالا تقرض شفاھھم بالمقاریض فقلت من ھؤلاء یا جبریل قال علیہ الصلوٰۃ والسلام خطباء امتک الذین یأمرون الناس وینسون انفسھم وھم یتلون الکتاب قال الشاعر لا تنہ عن خلق وتاتی مثلہ عار علیک اذا اتیت عظیم وقال قتادۃ رضؓ ذکر لنا ان فی التوراۃ مکتوبا ان ابن آدم یذکرنی وینسانی ویدعوا الی ویفرّمنی و باطل ما تذھبون وارادبذٰلک عزوجل من یأمر

اللہ کی مہربانی سے آپ ان پر نرم بن گئے اور اگر آپ درشت و سنگدل ہوتے تو لوگ آپ کے پاس جمع نہ ہوتے۔ جب اللہ تعالےٰ نے حضرت موسےٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کو فرعون کی طرف بھیجا تو ان سے فرمایا: اس سے نرم لہجہ میں بات کرنا، تاکہ وہ نصیحت مان لے یا ڈر جائے۔ حدیث اسامہؓ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تبلیغ انسان کو زیب نہیں دیتی جب تک اس میں تین باتیں نہ پائی جائیں، جو باتیں بتا رہا ہے ان کا عالم ہو جن سے روک رہا ہے ان کا عالم ہو اور تبلیغ کا انداز مشفقانہ ہو۔ تبلیغ کی چوتھی شرط یہ ہے کہ مبلغ انتہائی صابر، سنجیدہ ایذائیں برداشت کرنے والا، عاجزی و انکساری کرنے والا، خواہشات سے بچا ہوا، مضبوط دل والا اور نرم طبع ہو، اور بیماروں کا علاج کرنے والا طبیب ہو، دیوانوں کو اچھا کرنے والا حکیم ہو اور عوام کا پیشوا اور رہنما ہو، حق تعالےٰ نے فرمایا: ہم نے ان میں سے امام بنائے جو صبر و شکر کے ساتھ ہمارے حکم سے لوگوں کی رہنمائی کرتے ہیں، یعنی جو اللہ کے دین کی عزت و سربلندی کے لئے اپنی قوم کی اذیتیں سہتے ہیں اور دین سے گہرا لگاؤ رکھ کر تبلیغ کرتے ہیں، اللہ نے انہیں پیشوا، رہنما، اطبائے ملت اور قائدین امت بنایا ہے۔ حضرت لقمان علیہ السلام کے ذکر میں فرمایا:- اچھی بات کا حکم کیجئے، بری بات سے روکئے اور اس راہ کی تمام تکلیفیں برداشت کر لیجئے بلا شبہ یہ کام بڑا پکا ہے پانچویں شرط یہ ہے کہ مبلغ جو باتیں بتا رہا ہے ان پر عامل ہو اور جن سے روک رہا ہے ان سے خود بھی بچتا ہو ان میں لتھڑا ہوا نہ ہو تاکہ لوگوں کی سند نہ بنے اور اللہ کے نزدیک قابل مذمت و ملامت نہ ہو فرمایا: کیا تم لوگوں کو نیکی کا حکم کرتے ہو اور اپنے نفسوں کو بھول جاتے ہو حالانکہ تم کتاب پڑھتے ہو۔ پھر تم عقل سے کام کیوں نہیں لیتے اور حدیث انسؓ میں نبی صلعم نے فرمایا:

بالمعروف وینهی عن المنکر ویترك نفسه وهو جل وعلا اعلم بذلك۔

میں نے معراج کی رات میں کچھ لوگ دیکھے جن کے ہونٹ قینچیوں سے کاٹے جا رہے ہیں میں نے پوچھا: جبرئیل! یہ کون ہیں؟ فرمایا: یہ آپ کی امت کے خطیب ہیں جو لوگوں کو اچھی باتوں کا حکم کیا کرتے تھے اور اپنے نفسوں کو بھول جاتے تھے حالانکہ قرآن حکیم پڑھتے تھے ایک شاعر کہتا ہے۔ لا تنه عن خلق وتاتی بمثله * عار علیك اذا اتیت عظیم۔ (جو کام تو خود کرتا ہو اس سے لوگوں کو نہ روک۔ تیرے لئے تو وہ کام کرنا موجبِ ننگِ عظیم ہے) قتادہ: ہم سے ذکر کیا گیا ہے کہ تورات میں ہے: اے فرزند آدم! تو لوگوں کو تو میرا ڈر یاد دلاتا ہے مگر خود مجھے بھول جاتا ہے، لوگوں کو تو میری طرف بلاتا ہے لیکن خود مجھ سے بھاگتا ہے اس طرح تیرا ڈرنا بے کار ہے۔ اس سے مبلغ و واعظ حضرات ہی مراد ہیں حق تعالیٰ شانہ مبلغ کو جانتا ہے۔

فصل والاولی له ان استطاع ان یامره وینهاه فی خلوة لیکون ذلك ابلغ وامکن فی الموعظة والزجر والنصیحة له واقرب الی القبول والاقلاع وقد قال ابو الدرداء من وعظ اخاه بالعلانیة فقد شانه ومن وعظ سرًّا فقد زانه فان فعل ذلك ولم ینفعه اظهر حینئذ ذلك واستعان علیه باهل الخیر وان لم ینفع باصحاب السلطان وینبغی ان لا یترك انکار المنکر ابدا لان الله تعالی ذم قوما ترکوا ذلك وتغافلوا عنه وقال عزوجل کانوا لا یتناهون عن منکر فعلوه لبئس ما کانوا یفعلون وقال الله عزوجل لولا ینهاهم الربانیون والاحبار عن قولهم الاثم واکلهم السحت لبئس ما کانوا یصنعون یعنی هلا نهاهم علماؤهم وفقهاؤهم وقراؤهم عن القول الفاحش واکل الحرام وفعل المعاصی وقیل ان الله اوحی الی یوشع بن نون انی مهلك من قومك اربعین الفا من خیارهم وستین الفا من شرارهم قال یارب هؤلاء الاشرار فما بال الاخیار قال تعالی انهم لم یغضبوا لغضبی واکلوهم وشاربوهم

تنہائی میں وعظ و نصیحت اگر کسی بات سے کسی کو روکا جائے تو اولیٰ ہے کہ تنہائی میں اسے جا کر اسے خوش اسلوبی سے سمجھا دیا جائے کیونکہ ایسی نصیحت کارگر اور مؤثر ثابت ہوتی ہے اور لوگ اسے آسانی سے قبول کر لیتے ہیں۔ اور بری باتیں چھوڑ دیتے ہیں، ابو الدرداءؓ: جس نے اپنے بھائی کو کھلم کھلا نصیحت کی تو اسے ذلیل کیا اور جس نے خلوت میں نصیحت کی تو اسے عزت و خوبصورتی بخشی۔ لیکن اگر کسی کو خلوت میں نصیحت کی گئی اور وہ اس سے متاثر نہیں ہوا تو پھر اسے لوگوں میں نصیحت کی جائے اور اس پر اربابِ خیر و صلاح سے مدد لی جائے اگر پھر بھی اثر نہ ہو تو حکام سے مدد لی جائے۔

بری باتوں کی تردید کا چھوڑنا کسی زمانہ میں بھی لائق نہیں کیونکہ حق تعالیٰ نے ان کی مذمت کی ہے جنہوں نے بری باتوں پر روک ٹوک چھوڑ دی تھی اور اس سے غفلت برتی تھی فرمایا: یہ لوگ آپس میں ایک دوسرے کو بری باتوں سے جن کو وہ کیا کرتے تھے منع نہیں کرتے، واقعی ان کے افعال بدترین ہیں، فرمایا: انہیں اللہ والے اور علماء برے کاموں سے اور حرام کھانے سے کیوں نہیں روکتے؟ بلاشبہ ان کے کرتوت انتہائی برے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ حق تعالیٰ شانہ نے حضرت یوشعؑ کے پاس وحی بھیجی کہ میں آپ کی قوم کے چالیس ہزار نیک لوگ اور ساٹھ ہزار برے لوگ ہلاک کرنے والا ہوں، عرض کی یا اللہ برے تو برے ہیں ہی لیکن نیکوں کا کیا قصور ہے؟ فرمایا: انہوں نے بروں پر غصہ نہیں کیا جب کہ میں ان پر غضب ناک تھا اور ان کے ساتھ کھاتے پیتے رہے۔

فصل وقد ذكرنا ان الشرط الخامس ان يكون عاملا بما يأمر متنزها عما ينهى عنه الا ان شيوخنا ذكروا ان الامر بالمعروف والنهي عن المنكر واجب على الفاسق كوجوبه على العدل ناشونا الى ذالك لما تقدم من عموم الأيات والاخبار من غير فرق وقد حمل بعض السلف قوله تعالى ومن الناس من يشرى نفسه ابتغاء مرضات الله على الامر بالمعروف والنهي عن المنكر وروى ان عمر بن الخطاب رضي الله تعالى عنه سمع انسانا يقرء هذه الأية فقال انا لله وانا اليه راجعون قام رجل يأمر بالمعروف وينهى عن المنكر فقتل وعن ابي امامة رض قال ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال افضل الجهاد كلمة حق عند امام جائر. وعن جابر بن عبد الله قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم افضل الشهداء يوم القيامة حمزة بن عبد المطلب ورجل قام الى امام جائر فامره ونهاه فقتله وقد ذكر الله تعالى الذي ينهى عن المنكر تاخذه العزة فلا يمتنع فقال عز وجل واذا قيل له اتق الله اخذته العزة بالاثم الأية. وقال ابن مسعودؓ ان من اكبر الذنوب عند الله عز وجل ان يقال للعبد اتق الله فيقول عليك بنفسك وجميع ذالك عام في حق صالح وطالح وروى ابو هريرة رض ان النبي صلى الله عليه وسلم قال مروا بالمعروف وان لم تعملوا وانهوا عن المنكر وان لم تنتهوا عنه وانه لا يخلو احد من معصية اما ظاهرا واما باطنا فان قلنا لا ينكر الا المتنزه عنه لتعذر الامر

پانچویں شرط کی وضاحت

پانچویں شرط کے سلسلہ میں ہمارے شیوخ لکھتے ہیں کہ تبلیغ فاسق پر بھی اسی طرح واجب ہے جس طرح عادل پر واجب ہے للہ اہم نے اس کی طرف اشارہ کر دیا ہے کیونکہ تبلیغ کے سلسلہ میں اوپر جن آیات واحادیث کا ذکر ہے وہ عام ہیں اور عادل وفاسق میں کوئی فرق نہیں کیا گیا ہے۔ بعض سلف نے اس آیت کو (ومن الناس من یشری نفسہ الخ یعنی بعض ایسے لوگ بھی ہیں جو خود کو اللہ کی رضا کے عوض فروخت کر دیتے ہیں) تبلیغ پر محمول کیا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے ایک شخص کو سنا کہ وہ یہ آیت پڑھ رہا ہے فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون پھر ایک آدمی کھڑا ہو کر تبلیغ کرنے لگا اور اسے قتل کر دیا گیا۔ حضرت ابو امامہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا: سب سے بڑا جہاد ظالم بادشاہ کے پاس حق بات کا کہنا ہے۔ حضرت جابرؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا: قیامت کے دن افضل شہید حمزہ بن عبد المطلب ہونگے اور وہ شخص بھی جس نے جابر بادشاہ کے سامنے کھڑے ہو کر اسے اچھی باتوں کا حکم دیا اور بری باتوں سے روکا اور بادشاہ نے اسے قتل کر ڈالا اللہ تعالیٰ نے اس شخص کا برائی کے ساتھ ذکر فرمایا ہے جسے بری باتوں سے روکا جاتا ہے اور وہ عار کی وجہ سے ان سے باز نہیں آتا فرمایا: اور جب اس سے کہا جاتا ہے کہ اللہ سے ڈر جا تو اسے عار معہ گناہ کے پکڑ لیتی ہے۔ ابن مسعودؓ: اللہ کے نزدیک سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ جب اس سے کہا جائے کہ اللہ سے ڈر جا تو وہ یہ جواب دے کہ اپنے گریبان میں جھانکو الغرض یہ تمام حدیثیں عام ہیں اور نیک و بد ہر ایک کے حق میں ہیں۔ حضرت ابو ہریرۃ رض کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا: اچھائیوں کا حکم کرو اگرچہ خود ان پر عمل پیرا نہ ہو اور برائیوں سے روکو اگرچہ خود ان کے مرتکب ہوتے ہو۔ دنیا میں کوئی شخص بھی گناہ سے مبرا نہیں خواہ وہ ظاہر میں گناہوں کا ارتکاب کرتا ہو یا باطن میں تو اگر ہم یہ شرط لگا دیں کہ تبلیغ معصوم وعادل شخص ہی کرے تو تبلیغ دشوار ہو جائیگی اور مشکل ہی سے کوئی

بالمعروف والنهى عن المنكر فيندرس المنكر ويضمحل۔

فصل والذى يؤمر به وينكر على ضربين فكل ما وافق الكتاب والسنّة والعقل فهو معروف وكل ماخالف فهو منكر ثم ذالك ينقسم قسمين احدهما ظاهر يعرفه العوام والخواص وهو كوجوب الصلوٰة الخمس وصوم رمضان الزكوٰة والحج وغير ذالك ومن المنكر كتحريم الزنا وشرب الخمر والسرقة وقطع الطريق والربوا والغصب وغير ذالك فهٰذا القسم يجب انكاره على العوام كما يجب على الخواص من العلماء والقسم الثانى مالا يعرفه الا الخواص مثل اعتقاد مايجوز على البارى ومالا يجوز عليه فهٰذا يختص انكاره بالعلماء فان اخبر احد من العلماء بذالك لواحد من العوام جازله ذالك ووجب على العامى الانكار عند القدرة على ما بينا ولا يجوز قبل ذالك واما اذا كان الشئ مما اختلف الفقهاء فيه وساغ فيه الاجتهاد كشرب عامى النبيذ مقلد الابى حنيفةؒ وتزوج امراة بلا ولى على ما عرف من مذهبه لم يكن لاحد ممن هو على مذهب الامام احمد والشافعىؒ الانكار عليه لان الامام احمد قال فى رواية المروزى لاينبغى للفقيه ان يحمل الناس على مذهبه ولا يشدد عليهم واذا ثبت هٰذا فالانكار انما يتعين فى خرق الاجماع دون المختلف فيه وقد نقل عن الامام احمد ما يدل على جواز

مبلغ میسر آئے گا پھر رفتہ رفتہ لوگ بری باتوں پر روک ٹوک ختم کر دیں گے اور برائیاں عام ہو جائیں گی اور تبلیغ کو لوگ بھول جائیں گے۔

اچھے اور برے کاموں میں معیاری فرق

اچھا کام وہی ہے جو قرآن و حدیث کے اور عقل کے موافق ہو ورنہ برا ہے اسی کو معروف و منکر کہا جاتا ہے، پھر معروف و منکر کی دو قسمیں ہیں، ظاہر جسے عوام و خواص سب جانتے ہیں جیسے نماز پنجگانہ کا، رمضان کے روزوں کا، حج کا اور زکوٰۃ وغیرہ کا وجوب، اسی طرح زنا، شراب خوری، چوری، ڈاکہ، غصب اور سود وغیرہ کی حرمت، ان نیک کاموں کا حکم اور ان گناہوں کی اور برے کاموں کی روک ٹوک خواص کی طرح عوام پر بھی واجب ہے، دوسری قسم کو علماء ہی پہچانتے ہیں، مثلاً شان جلالت کے لائق کون کون سے عقائد ہیں اور کون کون سے نہیں، خلاف شرع عقائد کا انکار علماء پر واجب ہے، اگر کوئی عالم اس سلسلہ میں عوام کو کوئی بات بتائے تو وہ اس کا اہل ہے عوام کو بلا عالم کی مدد کے اس باب میں دخل دینا منع ہے ہاں عالم سے پوچھ کر گندے عقیدے کی تردید بشرط قدرت واجب ہے، لیکن اگر کوئی مسئلہ مختلف فیہ ہو اور اس اجتہاد کی گنجائش ہو اس کا انکار جائز نہیں جیسے اگر کوئی امام ابو حنیفہؒ کا معتقد ہو اور ان کی تقلید کرتا ہو اور وہ نبیذ (شراب انگور و کھجور) پیتا ہو یا بلا ولی کے نکاح کرلے تو چونکہ ان کے نزدیک یہ دونوں باتیں جائز ہیں اس لیے امام احمدؒ اور امام شافعیؒ کی تقلید کرنے والوں کو ان کی تردید نہیں کرنی چاہیئے اور اس پر انکار نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ روایت مروزی میں امام احمدؒ نے فرمایا: کسی عالم کو لائق نہیں کہ اپنے مذہب پر لوگوں کو ابھارے اور ان پر سختی نہ کرے۔ پھر جب یہ بات مسلم ہے تو انکار اسی مسئلہ کا متعین ہوا جو اجماع کے خلاف ہو نہ کہ مختلف فیہ ہو، امام احمدؒ نے مختلف فیہ مسئلہ پر بھی انکار جائز قرار

الانكار فى المختلف فيه وهو ما قال وفى رواية الميمونى فى رجل يمر بالقوم وهم يلعبون بالشطرنج ينهاهم و يعظهم ومعلوم ان ذالك جائز عند اصحاب الشافعى رحمه الله۔

فصل وينبغى لكل مومن ان يعمل بهذه الآداب فى سائر احواله ولا يترك العمل بها وقد روى عن امير المومنين عمر بن الخطاب رضؓ انه قال تادبوا ثم تعلموا وقال ابو عبد الله البلخى ادب العلم اكثر من العلم وقال عبد الله بن مبارك اذا وصف لى رجل له علم الاولين والآخرين لا اتاسف على فوت لقائه واذا سمعت رجلا له ادب النفس اتمنى لقاءه واتاسف على فوت لقائه ويقال مثله كمثل بلدة لها خمسة من الحصون الاول من ذهب والثانى من فضة والثالث من حديد والرابع من آجر والخامس من لبن فما دام اهل الحصن متعاهدين الذى هو من لبن لا يطمع العدو فى الثانى فاذا اهملوا ذالك طمعوا فى الحصن الثانى ثم فى الثالث حتى تخرب الحصون كلها فكذلك الايمان فى خمسة من الحصون اولها اليقين ثم الاخلاص ثم اداء الفرائض ثم اتمام السنن ثم حفظ الآداب فما دام العبد يحفظ الآداب ويتعاهدها فالشيطان لا يطمع فيه فاذا ترك الادب طمع الشيطان فى السنن ثم فى الفرائض ثم فى الاخلاص ثم فى اليقين فينبغى للانسان ان يحفظ الآداب فى جميع اموره من الوضوء والصلوٰة والبيع والشراء وغير ذالك هذا اخر ما اخترنا واوردنا ذكره من آداب الشرعية فيما امتثال الامر فى العبادات الخمس المقدم

دیا ہے، چنانچہ روایت میمونی میں ہے کہ ایک شخص کچھ لوگوں کو شطرنج کھیلتا ہوا پاتا ہے اور انہیں اس سے منع کرتا ہے، اور نصیحت کرتا ہے حالانکہ شطرنج کھیلنا اصحاب شافعیؒ کے نزدیک جائز ہے۔

تادیب وتربیت مذکورہ بالا اصول وآداب پر عمل کرنا زندگی کے ہر گوشہ میں ہر مسلمان کو لائق ہے امیر المومنین حضرت عمرؓ فرماتے ہیں پہلے ادب سیکھو پھر علم سیکھو۔ ابو عبد اللہ بلخی، علم سے زیادہ اہم ادب علم ہے۔ ابن مبارک: اگر میرے سامنے کسی ایسے شخص کا ذکر آجائے جسے تمام اگلوں اور پچھلوں کا علم ہو تو مجھے اس سے ملاقات نہ کرنے پر افسوس نہ ہو اور اگر ایسے شخص کا ذکر کیا جائے جسے ادب نفس معلوم ہے تو مجھے اس سے ملاقات کی تمنا ہو اور اس سے نہ ملنے پر افسوس ہو۔ کہا جاتا ہے کہ ایسے شخص کی مثال اس کی سی ہے جس کے پاس سونے، چاندی، لوہے اور پکی اینٹوں اور کچی اینٹوں کے پانچ قلعے ہیں پھر جب تک نگران کچی اینٹوں اور اینٹوں کے قلعہ سے غافل و بے خبر نہیں ہوتا اس وقت تک دشمن دوسرے قلعہ کو تاکتا نہیں البتہ غفلت کی حالت میں دشمن کو دوسرے قلعہ کا لالچ ہوگا پھر تیسرے کا پھر چوتھے اور پانچویں کا بھی لالچ ہوگا حتیٰ کہ دشمن سب پر قابض ہو جائے گا یاد رکھو ایمان کے بھی پانچ قلعے ہیں یقین، اخلاص، ادائے فرائض، تکمیل سنن اور پابندی آداب۔ لہٰذا جب تک انسان آداب کی حفاظت کرتا رہے گا اور ان کا پابند رہے گا، شیطان اس کی طرف لالچ بھری نگاہوں سے دیکھے گا بھی نہیں ہاں اگر وہ آداب ترک کر دے گا تو شیطان کے منہ میں پہلے سنتوں کو تباہ کرنے کے لیے پانی بھر آئے گا پھر فرائض کو پھر اخلاص کو پھر یقین کو۔ نتیجہ صاف ہے کہ انسان اپنے تمام کاموں میں آداب کا پابند رہے خواہ عبادتیں ہوں یا معاملات یا اعتقادات۔ ہم نے جو کچھ اوپر بیان کیا ہے شریعت مطہرہ نے آداب کا خلاصہ بیان کیا ہے لہٰذا انسان بیگانہ عبادتوں کے احکام کی تعمیل کر کے

ذكرها يصير مسلما وبالتادب بهذه الآداب يكون تابعا للسنة ومقتفيا للاثر ويحصل معرفة ما ويبقى عليه حقيقة معرفة الصانع وهي من اعمال القلب فاخرناها ليسهل عليه الدخول في ديننا فاذا تقمص بنور الاسلام ظاهرا قلنا له تقمص بنور الايمان باطنا۔

مسلمان بنتا ہے اور ان حسین آداب سے آراستہ ہو کر سنت کا تابعدار ہو کر سلف کے نقش قدم پر چل پڑتا ہے اور اسے ایک گونہ حق تعالیٰ کی معرفت بھی حاصل ہو جاتی ہے اب اس کا فرض ہے کہ صانع عالم کی معرفت کی حقیقت پہچانے۔ معرفت کا تعلق دل سے ہے ہم اسے بعد میں لائے ہیں تاکہ غیر مسلم طالب کو ہمارے مذہب میں داخل ہوتے وقت آسانی ہو پھر جب کوئی بظاہر اسلام کے نور کا کرتہ پہن لیگا تو اب ہم اس سے عرض کرینگے کہ باطنی نور ایمان سے بھی اپنا دل درخشاں کر لیجئے کہ یہ زیادہ اہم ہے۔

آٹھواں باب

حق تعالیٰ جلّ مجدہٗ کی معرفت

فنقول فاما معرفة الصانع عزوجل بالآيات والدلالات على وجه الاختصار فهي ان يعرف ويتيقن انه واحد احد فرد صمد لم يلد ولم يولد ولم يكن له كفوا احد ليس كمثله شيء وهو السميع البصير لا شبيه له ولا نظير ولا عون ولا شريك ولا ظهير ولا وزير ولا ند ولا مشير له ليس بجسم فيمس ولا بجوهر فيحس ولا عرض فيقضى ولا ذي تركيب او آلة وتاليف وماهية وتحديد وهو الله للسماء رافع وللارض واضع لا طبيعة من الطبائع ولا طالع من الطوالع ولا ظلمة تظهر ولا نور تزهر حاضر الاشياء علما شاهد لها من غير مماسة عزيز قاهر حاكم قادر راحم غافر ساتر معز ناصر رؤف خالق فاطر اوّل آخر ظاهر باطن فرد معبود حيّ

اس مقام پر پہنچ کر ہم اختصار کے ساتھ صانع عالم کی معرفت کی آیتیں اور دلیلیں عرض کرتے ہیں، ملاحظہ کیجئے انسان کو خوب اچھی طرح سے جاننا اور یقین کر لینا چاہیئے کہ حق تعالیٰ شانہٗ یکتا ہے، ایک ہے، تنہا ہے کوئی اور اس کا ساتھی نہیں۔ سب سے مستغنی اور بے نیاز ہے، صاحب اولاد نہیں، نہ اس کے ماں باپ ہیں اور نہ اس کا کوئی کفو ہے۔ اس کے مثل کوئی چیز نہیں (یعنی کسی کی ذات یا کسی کی کوئی صفت یا کسی کا کوئی فعل اللہ کی ذات کے یا اس کی کسی صفت کے یا کسی فعل کے مشابہ نہیں) حالانکہ وہ خوب سننے والا اور خوب دیکھنے والا ہے اور سمیع و بصیر والا ہے۔ کوئی اس کے مشابہ نہیں، کوئی اس کی نظیر نہیں، کوئی اس کا مددگار نہیں، کوئی اس کا شریک نہیں، کوئی اسے سہارا دینے والا نہیں کوئی اس کا وزیر نہیں، کوئی اس کے مقابل کا نہیں، کوئی اسے مشورہ دینے والا نہیں، وہ نہ جسم ہے کہ چھوا جائے، نہ جوہر ہے کہ دیکھا جائے اور محسوس کیا جائے، نہ عرض ہے کہ ختم ہو، نہ مرکب ہے، نہ آلہ والا ہے نہ مجموعہ اجزا ہے، نہ اس کی ماہیت ہے، نہ محدود ہے، وہ اللہ آسمانوں کا

لا یموت ازلی لا یفوت ابدی الملکوت سرمدی
الجبروت قیوم لا ینام عزیز لا یضام منیع لا یرام
فله الاسماء العظام والمواهب الکرام قضی بالفناء
علی جمیع الانام قال کل من علیها فان ویبقی وجه
ربك ذو الجلال والاکرام وهو بجهة العلو مستو
علی العرش محتو علی الملك محیط علمه بالاشیاء
الیه یصعد الکلم الطیب والعمل الصالح یرفعه یدبر
الامر من السماء الی الارض ثم یعرج الیه فی یوم کان
مقداره الف سنة مما تعدون ونعتقد ان لله عزوجل
تسعة وتسعین اسماء من احصاها دخل الجنة وذلك
مروی عن ابی هریرة رض عن النبی صلی الله علیه وسلم
قال لله تسعة وتسعون اسما ومائة الا واحد من
احصاها دخل الجنة وجمیعها فی القرآن فی سور
متفرقة منها خمسة اسماء فی الفاتحة وهی یا الله
یا رب یا رحمن یا رحیم یا ملك وفی سورة البقرة
ستة وعشرون اسما یا محیط یا قدیر یا علیم یا
حلیم یا تواب یا بصیر یا واسع یا بدیع یا رؤف یا
شاکر یا الله یا واحد یا غفور یا حکیم یا قابض
یا باسط یا لا اله الا هو یا حی یا قیوم یا علی یا عظیم
یا ولی یا غنی یا حمید وفی آل عمران اربعة اسماء
یا قائم یا وهاب یا سریع یا خبیر وفی سورة النساء
ستة اسماء یا رقیب یا حسیب یا شهید یا غفور
یا مقیت یا وکیل وفی الانعام خمسة اسماء
یا فاطر یا قاهر یا قادر یا لطیف یا خبیر وفی الاعراف
اسمان یا محیی یا ممیت وفی الانفال اسمان یا نعم

ہے، اسی نے بلند آسمان بنائے، اسی نے زمین بچھائی، نہ وہ طبیعت ہے،
نہ طالع ہے، نہ وہ تاریکی ہے، اور نہ وہ چھپا ہوا نور ہے، اس کے علم میں تمام
چیزیں ہیں اور وہ ان کے پاس ہے، اور کوئی چیز اسے چھوتی نہیں، وہ بڑی
عزت والا ہے، سب پر غالب ہے، سب پر حاکم ہے، سب پر قادر ہے
رحم کرنے والا ہے، گناہ بخشنے والا ہے، عیب چھپانے والا ہے، عزت
دینے والا ہے، مددگار ہے، انتہائی رحم کرنے والا ہے، خالق ہے،
موجد ہے، سب سے پہلے ہے، سب سے پیچھے ہے، سب پر غالب ہے
سب سے قریب ہے، تن تنہا ہے، سچا معبود ہے، زندہ ہے، ....
جسے فنا نہیں، ہمیشہ سے ہے، ہمیشہ رہے گا، اس کا ملک دائمی ہے،
کائنات کو سنبھالنے والا ہے، سوتا نہیں، ایسے غلبہ والا ہے کہ کوئی اس
پر ظلم نہیں کر سکتا، ایسا محفوظ و بلند ہے کہ کوئی اس کا قصد نہیں کر
سکتا، اس کے بڑے بڑے اسماء ہیں، اور بزرگ عطیات ہیں، اس
نے تمام مخلوق پر فنا کا فیصلہ صادر فرما دیا ہے، فرمایا: تمام چیزیں فنا ہونے
والی ہیں اور آپ کے معزز و مکرم پروردگار کی ذات باقی رہے گی۔ اللہ
تعالیٰ اوپر ہے، عرش پر جلوہ افروز ہے، تمام عالم پر قابض ہے، اس
علم کے دائرہ میں تمام چیزیں گھری ہوئی ہیں، اسی کی طرف پاکیزہ باتیں
چڑھتی ہیں، اور وہی نیک عمل بلند فرماتا ہے، زمین سے لیکر آسمان تک
ہر چیز کا وہی انتظام فرماتا ہے پھر فرشتے اس کی طرف ایک ہزار سالوں کے
برابر والے دن میں تعمیل احکام کے لئے چڑھ جاتے ہیں، ہمارا عقیدہ ہے
کہ حق تعالیٰ کے ۹۹ نام ہیں اور جو ان کا ورد رکھے گا وہ جنت میں جائے گا
حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی صلعم نے فرمایا کہ اللہ کے ۹۹ یا ایک کم
سو نام ہیں جو ان کا ورد رکھے گا وہ جنتی ہے، یہ تمام اسماء متفرق سورتوں
میں قرآن حکیم میں موجود ہیں پانچ اسم (اللہ، رب، رحمن، رحیم، مالک
یا ملک) سورہ فاتحہ میں ہیں اور ۲۶ (محیط، قدیر، علیم، حلیم، تواب
بصیر، واسع، بدیع، رؤف، شاکر، اللہ، واحد، غفور، حکیم، قابض، باسط

المولیٰ یا نعم النصیر وفی ھود سبعۃ اسماء یا حفیظ
یا رقیب یا مجید یا قوی یا مجیب یا ودود یا فعال
وفی الرعد اسمان یا کبیر یا متعال وفی ابراھیم
اسم واحد وھو یا منان وفی الحجر اسم واحد و
ھو یا خلاق وفی النحل اسم یا باعث وفی مریم
اسمان یا صادق یا وارث وفی المؤمنون اسم یا
کریم وفی النور ثلثۃ اسماء یا حق یا مبین یا نور
وفی الفرقان یا ھادی وفی سبا یا فتاح وفی المؤمن
اربعۃ اسماء یا غافر یا قابل یا شدید یا ذا الطول
وفی الذاریت ثلثۃ اسماء یا رزاق یا ذا القوۃ
یا متین وفی الطور یا منان وفی اقتربت الساعۃ
یا مقتدر وفی الرحمٰن یا باقی یا ذا الجلال یا ذا الاکرام
وفی الحدید اربعۃ یا اول یا آخر یا ظاھر
یا باطن وفی الحشر عشرۃ اسماء یا قدوس یا سلام
یا مؤمن یا مھیمن یا عزیز یا جبار یا متکبر یا
خالق یا باری یا مصور وفی البروج یا مبدیٔ یا
معید وفی قل ھو اللّٰہ احد یا احد یا صمد ھکذا
ذکر سفیان بن عیینۃ وذکر عبد اللّٰہ بن احمد
اسماء زوائد علی ھذہ وھو یا مجیب یا قاھر یا
فاضل یا فالق یا رقیب یا ماجد یا جواد یا احکم
الحاکمین وذکر ابوبکر النقاش فی کتاب تفسیر
الاسماء والصفات عن جعفر بن محمد یعنی الصادق
رضی اللّٰہ عنہ قد قال ان للّٰہ ثلثمائۃ وستین اسماء و
وروی ایضاً عن غیرہ مائۃ واربعۃ عشر اسماء
وکل ذٰلک محمول علی انھم وجدوا فی القرآن

لا الٰہ الا ھو، حی، قیوم، علی، عظیم، ولی، غنی، حمید) سورہ بقرہ میں ہیں
اور چار (قائم، وہاب، سریع، خبیر) آل عمران میں ہیں اور چھ (رقیب
حسیب، شہید، غفور، مقیت، وکیل) سورہ نساء میں ہیں، اور پانچ
(فاطر، قاہر، قادر، لطیف، خبیر) سورہ انعام میں ہیں اور دو (محی
ممیت) سورہ اعراف میں ہیں اور دو (نعم المولیٰ، نعم النصیر) سورہ
انفال میں ہیں اور سات (حفیظ، رقیب، مجید، قوی، مجیب، ودود
فعال لما یرید) سورہ ہود میں ہیں، اور دو (کبیر، متعال) سورہ رعد میں
ہیں اور ایک (منان) سورہ ابراہیم میں ہے اور ایک (خلاق) سورہ
حجر میں ہے اور ایک (باعث) سورہ نحل میں ہے اور دو (صادق، وارث)
سورہ مریم میں ہیں، اور ایک (کریم) سورہ مومنون میں ہے اور تین
(حق، مبین، نور) سورہ نور میں ہیں اور ایک (ہادی) سورہ فرقان
میں ہے اور ایک (فتاح) سورہ سبا میں ہے اور چار (غافر، قابل
شدید اور ذو الطول) سورہ مومن میں ہیں اور تین (رزاق، ذو القوۃ
متین) سورہ ذاریات میں ہیں۔ اور ایک (منان) سورہ طور میں ہے
اور ایک (مقتدر) سورہ اقتربت الساعۃ میں ہے اور تین (باقی، ذو الجلال
ذو الاکرام) سورہ رحمٰن میں ہیں اور چار (اول، آخر، ظاہر، باطن)
سورہ حدید میں ہیں اور دس (قدوس، سلام، مومن، مہیمن، عزیز، جبار
متکبر، خالق، بارئ، مصور) سورہ حشر میں ہیں اور دو (مبدی، معید)
سورہ بروج میں ہیں اور دو (احد، صمد) سورہ اخلاص میں ہیں سفیان
بن عیینہ نے اسی طرح بیان فرمایا ہے لیکن عبد اللہ بن احمد نے
آٹھ مزید اسماء بھی ذکر فرمائے ہیں یعنی مجیب، قاہر، فاضل،
فالق، رقیب، ماجد، جواد، احکم الحاکمین۔
جعفر بن محمد صادقؓ حق تعالیٰ کے ٣٦٠ اسماء بتائے ہیں،
(ابوبکر نقاش در کتاب تفسیر الاسماء والصفات) اور کسی نے
١١٤ اسماء بتائے ہیں، یہ اختلاف قرآن حکیم کے مکرر اسماء

اسماء مکررۃ فعدھا اسماء والصحیح فیما ذکر عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

فصل: ونعتقد ان الایمان قول باللسان و معرفۃ بالجنان وعمل بالارکان یزید بالطاعۃ وینقص بالعصیان ویقوی بالعلم ویضعف بالجھل وبالتوفیق یقع کما قال اللہ عزوجل فاما الذین امنوا فزادتھم ایمانا وھم یستبشرون وما جاز علیہ الزیادۃ جاز علیہ النقصان وقال اللہ تعالیٰ واذا تلیت علیھم ایتہ زادتھم ایمانا وقولہ عزوجل لیستیقن الذین اوتوا الکتاب ویزداد الذین امنوا ایمانا وما روی عن ابن عباس وابی ھریرۃ وابی درداء انھم قالوا الایمان یزید وینقص وغیر ذلک مما یطول شرحہ وقد انکرت الاشعریۃ زیادۃ الایمان ونقصانہ وھو فی اللغۃ تصدیق القلب المتضمن للعلم بالمصدق بہ وھو فی الشریعۃ التصدیق وھو العلم باللہ و صفاتہ مع جمیع الطاعات الواجبات منھا والنوافل واجتناب الزلات والمعاصی ویجوز ان یقال ھو الدین والشریعۃ والملۃ لان الدین ھو ما یدان بہ من الطاعات مع اجتناب المحظورات والمحرمات و ذلک ھو صفۃ الایمان واما الاسلام فھو من جملۃ الایمان وکل ایمان اسلام ولیس کل اسلام ایمانا لان الاسلام ھو بمعنی الاستسلام والانقیاد وکل مومن مستسلم منقاد اللہ تعالیٰ ولیس کل مسلم مومنا باللہ لانہ قد یسلم مخافۃ السیف فالایمان اسم یتناول مسمیات کثیرۃ افعالا واقوالا

کے شمار کرنے پر محمول ہے، صحیح بات وہی ہے جو حضرت ابوہریرہؓ نے بیان فرمائی ہے۔

ہمارا عقیدہ ہے کہ ایمان (زبان سے اقرار کرنا، دل سے پہچاننا اور اعضاء سے عمل کرنا ان) تینوں کے مجموعہ کا نام ہے اور گھٹتا بڑھتا ہے۔ یعنی نیک عملوں سے بڑھتا ہے اور گناہوں سے گھٹتا ہے، اسی طرح علم سے مستحکم ہوتا ہے اور جہل سے کمزور رہتا ہے اور ایمان کا بیش بہا خزانہ اللہ اللہ تعالیٰ کی توفیق ہی سے نصیب ہوتا ہے فرمایا: ایمان والوں کے دلوں میں اللہ کی آیتیں ایمان بڑھا دیتی ہیں اور وہ ان سے کھل جاتے ہیں ظاہر ہے جس شے میں زیادتی جائز ہو اس میں کمی بھی جائز ہے، فرمایا: اور جب انہیں اللہ کی آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو وہ آیتیں ان میں ایمان بڑھا دیتی ہیں فرمایا: تاکہ اہل کتاب کو یقین آ جائے اور ایمان والوں کے ایمان میں اضافہ ہو جائے، علاوہ ازیں ابن عباسؓ، ابوہریرہؓ اور ابو درداءؓ وغیرہ سے روایتیں آتی ہیں کہ ایمان گھٹتا بڑھتا رہتا ہے ہم نے طوالت کے ڈر سے یہ روایتیں چھوڑ دی ہیں۔ اشاعرہ ایمان کی کمی بیشی کو نہیں مانتے اور سلف کے خلاف گامزن ہیں لغت میں ایمان دلی تصدیق کا نام ہے جو تصدیق کی جانیوالی شے کو یقین کے ساتھ جاننے کو شامل ہے اور شریعت میں ایمان تصدیق کو یعنی اللہ کی ذات اور اس کی صفات پر یقین لانے کو تمام واجبات ونوافل کے بجالانے کے اور تمام لغزشوں اور گناہوں سے بچنے کے ساتھ ساتھ کہا جاتا ہے اسے دین، شریعت اور ملت و مذہب بھی کہنا جائز ہے۔ کیونکہ دین وہ اطاعتیں ہیں جن کے بجالانے کے لئے سر تسلیم خم کر دیا جاتا ہے اور خطرناک وحرام کاموں سے برضا ورغبت بچا جاتا ہے یہی ایمان کی تعریف ہے۔

اسلام ایمان کی ایک خاص نوع ہے کیونکہ ہر ایمان اسلام ہے اور ہر اسلام ایمان نہیں کیونکہ اسلام اطاعت وانقیاد کے معنی میں ہے اور ہر مومن اللہ کا مطیع و منقاد ہوتا ہے لیکن ہر مطیع و منقاد کا اللہ پر ایمان نہیں ہوتا کیونکہ

فيعم جميع الطاعات والاسلام عبارة عن الشهادتين مع طمانية القلب والعبادات الخمس وقد اطلق الامام احمد بن حنبل رحمة الله عليه ان الايمان غير الاسلام فذهب الى الحديث المروى عن عبد الله بن عمر رض انه قال حدثني عمر بن الخطاب انه قال بينما انا عند رسول الله صلى الله عليه وسلم ذات يوم اذ طلع علينا رجل شديد بياض الثوب شديد سواد الشعر لا يرى عليه اثر السفر ولا يعرفه منا احد حتى جلس الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فاسند ركبتيه الى ركبتيه ووضع كفيه على فخذيه ثم قال يا محمد اخبرني عن الاسلام فقال صلى الله عليه وسلم ان تشهد ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله وتقيم الصلوة وتؤتي الزكوٰة وتصوم رمضان وتحج البيت ان استطعت اليه سبيلا قال صدقت قال فتعجبنا منه يسأله ويصدقه ثم قال اخبرني عن الايمان قال صلى الله عليه وسلم ان تؤمن بالله وملئكته وكتبه ورسله واليوم الاخر والقدر خيره وشره قال صدقت قال اخبرني عن الاحسان قال ان تعبد الله كانك تراه فان لم تكن تراه فانه يراك قال فاخبرني عن الساعة قال ما المسئول عنها باعلم من السائل قال فاخبرني عن اماراتها قال ان تلد الامة ربتها وان ترى الحفاة العراة العالة رعاء الشاة يتطاولون في البنيان قال عمر فلبثت هنيئة ثم قال لي رسول الله هل تدري من السائل قال قلت الله ورسوله

کبھی ایک شخص تلوار کے ڈر سے بھی مطیع و منقاد (مسلمان) ہو جاتا ہے لہٰذا ایمان ایک ایسا جامع لفظ ہے جس میں اعمال و اقوال کے اعتبار سے بہت سی چیزیں داخل ہیں اور تمام طاعات و عبادات کو سمیٹے ہوئے ہے اور اسلام پورے وثوق کے ساتھ توحید و رسالت کی شہادتوں کا اور پنجگانہ عبادتوں کا نام ہے۔ امام احمدؒ نے فرمایا ہے کہ ایمان و اسلام میں فرق ہے اور دلیل میں حضرت ابن عمرؓ والی حدیث لاتے ہیں کہ مجھ سے حضرت عمرؓ نے بیان فرمایا کہ ایک دن ہم سرکار رسالت کی خدمت میں حاضر تھا اتنے میں ایک شخص ہمارے سامنے نمودار ہوتا ہے جس کے کپڑے بہت سفید ہیں اور بال سخت سیاہ ہیں اس پر سفر کی کوئی علامت نہیں پائی جاتی اور نہ ہی ہم میں سے کوئی شخص پہچانتا ہے حتیٰ کہ وہ رسول اللہ صلعم کے آگے آ کر اپنے دونوں گھٹنے آپ کے گھٹنوں سے ملا کر بیٹھ جاتا ہے اور اپنے دونوں ہاتھ اپنی رانوں پر رکھ لیتا ہے اور عرض کرتا ہے: محمد! مجھے اسلام کے بارے میں خبر دیجئے، آپ فرماتے ہیں: اسلام یہ ہے کہ تم اس بات کی گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی حق دار عبادت نہیں اور اس کی بھی کہ محمد اللہ کے رسول ہیں، نماز کی پابندی کرو، زکوٰۃ دو، رمضان کے روزے رکھو اور بیت اللہ کا حج کرو اگر تمہیں اس تک پہنچنے کی طاقت ہو، وہ کہتا ہے: آپ سچ فرماتے ہیں حضرت عمرؓ فرماتے ہیں: ہمیں اس پر حیرت ہوتی ہے کہ پوچھ بھی رہا ہے اور تصدیق بھی کر رہا ہے پھر کہتا ہے: ایمان کے بارے میں بتائیے آپ فرماتے ہیں: ایمان یہ ہے کہ تم کو اللہ پر اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر اس کے رسولوں پر، آخرت پر اور اچھی بری تقدیر پر یقین ہو کہتا ہے آپ سچ فرماتے ہیں، کہتا ہے: احسان کے بارے میں اطلاع دیجئے آپ فرماتے ہیں: احسان یہ ہے کہ تم اللہ کی اس طرح عبادت کرو گویا تم اللہ کو دیکھ رہے ہو اگر تمہارا یہ تصور قائم نہیں ہوتا تو اس پر یقین ہے کہ اللہ تم کو دیکھ رہا ہے۔ کہتا ہے: قیامت کے بارے میں فرمائیے، آپ فرماتے ہیں: سوال کئے جانے والا سوال کرنے

اعلم قال صلی اللہ علیہ وسلم فانہ جبریل اتاکم
یعلمکم دینکم وفی لفظ اخر قال ذلک جبریل
اتاکم لیعلمکم امر دینکم وما اتانی قط فی صورۃ
الا عرفتہ الا فی صورتہ ھذہٖ فقد فرق جبرئیل
علیہ السلام بین الاسلام والایمان لسؤالین فاجاب
النبی صلی اللہ علیہ وسلم بجوابین مختلفین فذھب
الامام احمد رض ایضا الی حدیث الاعرابی حیث
قال یارسول اللہ اعطیت فلانا ومنعتنی فقال
النبی صلی اللہ علیہ وسلم ذٰلک مؤمن فقال
لہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ومسلم انت وذھب
ایضا الی قول اللہ تعالیٰ قالت الاعراب امنا قل
لم تؤمنوا ولکن قولوا اسلمنا ولما یدخل الایمان
فی قلوبکم واعلم ان زیادۃ الایمان انما یکون
بعد التحقیق بعد اداء الاوامر وانتھاء النواھی
بالتسلیم فی القدر وترک الاعتراض علی اللہ
عزوجل فی فعلہ فی جمیع خلقہ وترک الشک
فی وعدہٖ فی الاقسام والرزق وفی الثقۃ بہ و
التوکل علیہ والخروج من الحول والقوۃ والصبر
علی البلاء والشکر علی النعماء والتنزیہ للحق
وترک التھمۃ لہ فی سائر الاحوال واما بمجرد
الصلوۃ والصیام فلا وسئل الامام احمد عن
الایمان امخلوق ھو ام غیر مخلوق فقال من
قال ان الایمان مخلوق فقد کفر لان فی ذٰلک
ایھاما وتعریضا بالقرآن ومن قال غیر مخلوق
فقد ابتدع لان فی ذٰلک ایھام ان اماطۃ الاذی

والے سے زیادہ نہیں جانتا کہتا ہے قیامت کی نشانیاں بتائیے فرماتے ہیں خواتین
کے نافرمان اولاد پیدا ہوگی اور تم دیکھو گے کہ ننگے پیروں والے برہنہ جسم والے
بکریوں کے چرواہے محلوں میں فخر کریں گے، حضرت عمرؓ فرماتے ہیں: پھر
قدرے توقف کے بعد مجھ سے رسول اللہ صلعم پوچھتے ہیں: جانتے ہو یہ سائل
کون تھا؟ میں عرض کرتا ہوں اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے، فرماتے
ہیں: یہ جبریل تھے اور تمہیں تمہارا دین سکھانے کے لئے آئے تھے ایک لفظ
میں یہ زیادہ ہے، آپ میرے پاس جب کبھی کسی شکل میں آئے میں نے آپ کو
نہیں پہچانا۔ اس حدیث میں حضرت جبرئیل نے دو مختلف سوال کرکے اور
آپ نے دو مختلف جواب دے کر ایمان و اسلام میں فرق ظاہر فرمایا۔
علاوہ ازیں امام موصوف نے دیہاتی والی حدیث سے بھی استدلال کیا ہے
کہ اس نے کہا تھا، یارسول اللہ! آپ نے فلاں کو تو مال دیا مگر مجھے نہیں
دیا، فرمایا وہ تو مومن ہے، اعرابی بولا، میں بھی تو مومن ہوں،
فرمایا تم مسلمان ہو اور آپ نے اس آیت سے بھی استدلال کیا ہے:۔
دیہاتیوں نے کہا ہم مومن ہیں، آپ فرما دیں تم مومن نہیں ہو لیکن کہو ہم
مسلمان ہیں ہنوز تمہارے دلوں میں ایمان داخل نہیں ہوا۔

دیکھئے اللہ پر یقین کرنے سے اوامر کو بجا لانے سے، نواہی سے بچ کر
رہنے سے، تقدیر کو تسلیم کرنے سے، تمام مخلوق کے سلسلہ میں اللہ کے فعل
پر اعتراض سے بچ کر رہنے سے، تقسیم و رزق کے بارے میں اس کے وعدوں
پر شک و تردد سے علیحدہ رہنے سے، اللہ پر اعتماد و بھروسہ کرنے سے
اپنی ذاتی قوت و طاقت سے دستبرداری ظاہر کرنے سے، مصائب
پر صبر اور نعمتوں پر شکر کرنے سے، اللہ کو منزہ اور پاک سمجھنے سے اور اس
پہ ہر حال میں الزام نہ لگانے ہی سے ایمان میں زیادتی ہوتی ہے محض
نماز و روزے سے نہیں، امام احمدؒ سے ایمان کے بارے میں پوچھا گیا
کہ وہ مخلوق ہے یا غیر مخلوق؟ فرمایا جس نے ایمان کو مخلوق کہا وہ کافر
ہوا کیونکہ اس عقیدے سے قرآن کے مخلوق ہونے کی طرف اشارہ ہے

عن الطريق وافعال الاركان غير مخلوقة فقد انكر على الطائفتين وذكر الحديث ان النبي صلى الله عليه وسلم قال الايمان بضع وسبعون خصلة افضلها قول لا اله الا الله وادناها اماطة الاذى عن الطريق وانما كفر القائل بخلق القران وبدع الاخر لان مذهبه رحمه الله مبني على ان القران اذا لم ينطق لشئ ولا يروى في السنة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم شئ والقرض عصر الصحابة ولم ينقل احد منهم قولا فالكلام فيه بدعة وحدث ولا يجوز للمومن ان يقول انا مؤمن حقا بل يجب ان يقول انا مؤمن ان شاء الله خلاف ما قالت المعتزلة انه يجوز ان يقول انا مؤمن حقا وانما قلنا ذلك لما روى عن عمر بن الخطاب رضـ انه قال من زعم انه مؤمن فهو كافر وعن الحسن رضـ قال ان رجلا قال عند عبد الله بن مسعودؓ اني مؤمن فقيل لابن مسعودؓ ان هذا يزعم انه مومن قال فاسئلوه اني الجنة هو ام هو في النار فسألوه فقال الله اعلم فقال عبد الله فهلا وكلت الاخرى كما وكلت الاولى و لان المؤمن حقا من هو عند الله تعالى مؤمن وهو الذي يكون من اهل الجنة ولا يكون كذلك الا لمن وافاته بالايمان ويختم له بذلك ولا يعلم احد بما يختم له فينبغي ان يكون خائفا راجيا مصلحا حذرا مترقبا حتى ياتيه الموت وهو على خير عمل وان الناس يموتون

اور یہی خیال پیدا ہوتا ہے کیونکہ ایمان میں قرآن پر ایمان لانا بھی شامل ہے اور جس نے غیر مخلوق کہا وہ بدعتی ہے کیونکہ اس سے یہ وہم پیدا ہوتا ہے کہ راہ سے تکلیف دہ چیزوں کا دور کرنا اور بندوں کے افعال غیر مخلوق ہیں لہٰذا امام موصوف نے دونوں صورتوں کی تردید فرمائی ہے اور دونوں گروہوں پر طعن فرمایا ہے اور یہ حدیث بیان کی کہ نبی صلعم نے فرمایا ایمان کی ستر سے کچھ اوپر شاخیں ہیں جن میں سب سے افضل توحید کی شہادت ہے اور سب سے کمتر راہ سے تکلیف دہ چیزوں کا ہٹانا ہے۔

آپ نے قرآن کو مخلوق کہنے والوں کو کافر اور غیر مخلوق کہنے والوں کو بدعتی اسی لئے فرمایا کہ آپ کا مذہب اس اصل پر موقوف ہے کہ اگر کسی مسئلہ پر قرآن خاموش رہے اور نہ اس میں رسول اللہ صلعم سے کوئی حدیث ثابت ہو اور عہد صحابہ میں بھی کسی صحابی سے کوئی اثر ثابت نہ ہو تو اس میں گفتگو کرنا بدعت ہے اور دین میں ایک نئی بات پیدا کرنا ہے مومن کو یہ کہنا کہ میں یقیناً صاحب ایمان ہوں لائق نہیں البتہ معتزلہ کے نزدیک جائز ہے ہاں یہ کہہ سکتا ہے: ان شاء اللہ میں مومن ہوں کیونکہ حضرت عمرؓ کا قول ہے کہ جس نے یہ گمان کیا کہ میں مومن ہوں وہ کافر ہے۔

حسن بصری: ایک شخص نے حضرت ابن مسعودؓ کے پاس کہا: میں مومن ہوں ابن مسعودؓ سے کہا گیا کہ یہ شخص گمان کرتا ہے کہ میں مومن ہوں، فرمایا: اس سے پوچھو کیا تو جنتی ہے یا جہنمی؟ لوگوں نے اس سے پوچھا، بولا اللہ جانتا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا: تو تو نے ایمان کا معاملہ اللہ کے سپرد کیوں نہیں کیا جس طرح یہ معاملہ اللہ کے سپرد کر دیا حالانکہ پکا سچا اور یقیناً مومن وہ ہے جو اللہ کے نزدیک مومن ہے اور وہی جنتی ہے مگر اس کا علم دنیا سے رخصت ہوتے وقت ہوتا ہے جب ایمان پر خاتمہ بخیر و خوبی ہو جاتا ہے آج یہ کس کو معلوم ہے کہ اس کا خاتمہ کس عمل پر ہوگا اس لئے مومن کی شان یہی ہے کہ خوف زدہ

على ما عاشوا عليه ويحشرون على ما ماتوا عليه
كما جاء في الحديث قال عليه السلام كما تعيشون
تموتون وكما تموتون تبعثون ونعتقد ان افعال العباد
خلق الله وكسب لهم خيرها وشرها حسنها
وقبيحها ما كان منها طاعة ومعصية لا على معنى
انه امر بالمعصية لكن قضى بها وقدرها وجعلها
على حسب قصده وانه قسم الارزاق وقدرها
فلا يصدها صاد ولا يمنعها مانع لا زائدها
ينقص ولا ناقصها يزيد ولا ناعمها يخشن ولا
خشنها ينعم ورزق غد لا يؤكل اليوم وقسم
زيد لا ينقل الى عمرو وانه تعالى يرزق الحرام
كما يرزق الحلال على معنى انه يجعله غذاء للابدان
وقواما للاجساد لا على معنى انه اباحه الحرام و
كذلك القاتل لم يقطع اجل المقتول المقدر له
بل يموت باجله وكذلك الغريق ومن هدم عليه
الحائط والقي من شاهق ومن اكله سبع وكذلك
هداية المسلمين والمؤمنين وضلالة الكفرين
اليه عز وجل جميع ذلك فعل له وصنعه لا شريك
له في ملكه وانما اثبتنا للعباد كسبا لموضع توجه
الامر والنهي والخطاب اليهم ثم استحقاق
الثواب والعقاب لديهم كما وعد وضمن قال الله
تعالى جزاء بما كانوا يعملون وقال عز وجل بما صبرتم
وقال جل وعلا وما سلككم في سقر قالوا لم
نك من المصلين ولم نك نطعم المسكين وقال
تبارك وتعالى هذه النار التي كنتم بها تكذبون

امیدوار رحمت، اپنی اصلاح کرنے والا، محتاط و چوکنا اور اچھی موت
کا منتظر رہے حتیٰ کہ اچھے عمل پر اسے موت آجائے لوگ جیسے کاموں میں
غرق ہو کر زندگی گزارتے ہیں انہیں پر انہیں موت آتی ہے اور جن کاموں
پر موت آتی ہے انہیں پر ان کا حشر ہوگا جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ
رسول اللہ صلعم نے فرمایا: جس طرح تم زندگی گزار رہے ہو اسی حال پر تم
کو موت آجائے گی اور جس حال پر تم مرو گے اسی حال میں اٹھائے جاؤ گے
ہمارا عقیدہ ہے کہ بندوں کے افعال اللہ نے پیدا کیے ہیں اور بندوں
کے کمائے ہوئے ہیں یعنی افعال کا اللہ خالق ہے اور بندے کاسب ہیں
خواہ نیک ہوں یا بد اور اچھے ہوں یا برے اور طاعت والے ہوں یا
گناہگار ہوں۔ اس کا یہ معنی نہیں کہ اللہ نے گناہ کا حکم دیا بلکہ یہ معنی ہے کہ
وہ اللہ کے فیصلہ اور علم میں ہیں اور اللہ نے انہیں اپنے قصد و ارادے
سے پیدا کیا ہے، حق تعالیٰ نے مخلوق میں رزق بانٹا اور ہر ایک کے
رزق کی مقدار مقرر فرما دی، لہٰذا مقدر کی روزی میں کوئی حائل نہیں
ہو سکتا اور نہ کوئی اسے روک سکتا ہے، نہ زیادہ روزی کو کوئی گھٹا
سکتا ہے اور نہ کم کو کوئی بڑھا سکتا ہے نہ فراخ روزی کو کوئی تنگ کر
سکتا ہے اور نہ تنگ کو فراخ کر سکتا ہے آنیوالی کل کی روزی آج نہیں کھائی جاتی
اور زید کا حصہ عمرو کو نہیں پہنچ سکتا، ہر طرح کی روزی خواہ حرام ہو یا حلال
حق تعالیٰ ہی دیتا ہے اس کا یہ معنی نہیں کہ حرام مباح ہے بلکہ یہ معنی ہے کہ
حلال کی طرح حرام سے بھی جسم کی پرورش کرتا ہے اور غذا کو جزو بدن
بناتا ہے، اسی طرح قاتل مقتول کی مقررہ مدت سے پہلے اسے قتل نہیں کرتا
بلکہ وہ اپنی مقررہ مدت ہی پر فوت ہوتا ہے اسی طرح ڈوبنے والا،
دیوار کے نیچے دب کر مرنے والا، پہاڑ کی چوٹی سے گر کر مرنے والا اور
وہ جسے کوئی درندہ کھا جائے سب اپنی مقررہ مدت ہی پر مرتے ہیں
اسی طرح مسلمانوں کو ہدایت اور کافروں کو ضلالت دینا حق تعالیٰ
ہی کا کام ہے اور اسی کی طرف ہے اس کے ملک میں اس کا کوئی شریک نہیں

و قال جلت عظمتہ ذٰلک بما قدمت یداک و غیر ذٰلک من الاٰیات فعلق سبحانہ الجزآء علی افعالھم فاثبت لھم کسبا خلاف ما قالت الجھمیۃ من انہ لا کسب للعباد و انھم کالباب یرد و یفتح و الشجرۃ تحرک و تھز وھم الجاحدون للحق الرادون للکتاب و السنۃ والدلیل علی ان کون ذٰلک خلق اللّٰہ عزوجل و کسب للعباد خلافا للقدریۃ فی قولھم ان جمیع ذٰلک خلق للعباد دون اللّٰہ عزوجل تبا لھم وھم مجوس ھٰذہ الامۃ جعلوا اللّٰہ شرکآء و نسبوہ الی العجز و ان یجری فی ملکہ ما لا یدخل فی قدرتہ وارادتہ تعالی اللّٰہ عن ذٰلک علوا کبیرا قولہ عزوجل واللّٰہ خلقکم و ما تعملون و کما قال تعالی جزآء بما کنتم تعملون فلما کان الجزآء واقعا علی اعمالھم کان الخلق واقعا علی اعمالھم ولا جائز ان یقال المراد بذٰلک ما یعملونہ من الحجارۃ من الاصنام لان الحجارۃ اجسام و العباد لا یعملونھا وانما الاعمال التی یقع فیھا ما یعملون العباد فوجب ان یرجع الخلق الی اعمالھم من الحرکات والسکنات وقال تعالی ولا یزالون مختلفین الا من رحم ربک ولذٰلک خلقھم والمعنی للخلاف خلقھم وقال اللّٰہ تعالی ام جعلوا للّٰہ شرکآء خلقوا کخلقہ فتشابہ الخلق علیھم قل اللّٰہ خالق کل شیٔ وقال جل وعلا ھل من خالق غیر اللّٰہ یرزقکم من السمآء والارض وقال تعالی اخبارا من المشرکین ان تصبھم حسنۃ یقولوا ھٰذہ

ہم نے یہ جو کہا ہے کہ بندوں کے افعال کا خالق اللّٰہ ہے اور بندے کا سب ہیں حق تعالیٰ کے وعدے اور ضمانت سے کہا ہے اور ثواب و عذاب کے استحقاق کو دیکھتے ہوئے بھی فرمایا کسی کو معلوم نہیں کہ اللّٰہ نے ان کے عملوں کے بدلے کیا کیا دل خوش کن نعمتیں ان کے لئے چھپا کر رکھ چھوڑی ہیں فرمایا جنت تمہارے صبر کرنے کا عوض ہے، فرمایا کس چیز نے تمہیں دوزخ میں داخل کیا؟ کہیں گے ہم نماز نہیں پڑھا کرتے تھے، مسکینوں کو کھانا نہیں کھلایا کرتے تھے، فرمایا یہی وہ آگ ہے جسے تم جھٹلایا کرتے تھے فرمایا یہ ان عملوں کے سبب سے ہے جن کو تیرے دونوں ہاتھوں نے پہلے بھیجے تھے اس سلسلہ میں اور بھی آیتیں ہیں ان آیتوں میں حق تعالیٰ نے جزا بندوں کے افعال پر معلق فرمائی ہے اور ان کے لئے کسب ثابت کیا ہے لیکن جہمیہ کہتے ہیں بندوں کے لئے کسب نہیں وہ تو بمنزلہ دروازے کے ہیں کہ بند کر دیا جاتا اور کھول دیا جاتا ہے اور بمنزلہ درخت کے ہیں کہ ہوا اسے حرکت دیتی ہے ورنہ یہ سکون رہتا ہے یہ لوگ حق کے منکر ہیں اور قرآن و حدیث کو ٹھکرا رہے ہیں، قدریہ کہتے ہیں کہ بندے اپنے افعال کے خالق بھی ہیں اور کاسب بھی حق تعالیٰ ان سے کچھ بری تو اس امت کے مجوسی (مشرک) ہیں انہوں نے بندوں کو اللّٰہ تعالیٰ کا شریک بنا دیا ......

...... اور اللّٰہ تعالیٰ کو عاجز قرار دے دیا اور یہ بھی الزام لگایا کہ اس کے ملک میں اس کے ارادہ و قدرت کے بغیر بھی کام جاری ہیں اس الزام سے حق تعالیٰ بہت بلند و برتر ہے۔

اس کی دلیل کہ بندوں کے افعال کا خالق اللّٰہ ہے اور بندے کاسب ہیں یہ آیت ہے: اللّٰہ نے تم کو اور تمہارے سارے عملوں کو پیدا کیا فرمایا! یہ تمہارے ان عملوں کا بدلہ ہے جن کو تم کیا کرتے تھے پھر جب جزا عملوں پر مرتب ہوئی تو تخلیق بھی عملوں پر مرتب ہونی لازم ہے! اگر کوئی کہے کہ عملوں سے مراد پتھر وغیرہ کی مورتیاں اور بت ہیں جن کو وہ تراشا کرتے تھے تو اس کا یہ جواب ہے کہ پتھر وغیرہ اجسام ہیں اور بندے پتھر وغیرہ نہیں بنایا کرتے تھے اعمال وہی ہیں جن میں لوگوں کے عمل واقع

من عند الله وان تصبهم سيئة يقولوا هذه من عندك قل كل من عند الله فمال هؤلاء القوم لا يكادون يفقهون حديثا وقال النبي صلى الله عليه وسلم في حديث حذيفة رضى الله تعالى عنه خلق كل صانع وصنعته حتى خلق الجزار وجزوره وعن ابن عباس رضى الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال ان الله قال انا خلقت الخير والشر وطوبى لمن قدرت على يديه الخير وويل لمن قدرت على يديه الشر وسئل الامام احمد عن اعمال العباد التي يستوجبون بها من الله السخط والرضى اشئ من الله ام شئ من العباد فقال هي لله خلقا ومن العباد عملا ونعتقد ان المؤمن وان اذنب ذنوبا كثيرة من الكبائر والصغائر لا يكفر بها وان خرج من الدنيا بغير توبة اذا مات على التوحيد والاخلاص بل يرد امره الى الله عزوجل ان شاء عفى عنه وادخله الجنة وان شاء عذبه وادخله النار فلا تدخل بين الله تعالى وبين خلقه ما لم يخبر الله بمصير۔

ہوتے ہیں اس لئے واجب ہے کہ مخلوق اپنے عملوں (حرکات وسکنات) کی طرف لوٹے، فرمایا: لوگ برابر اختلاف کرتے رہیں گے مگر جن پر آپ کا پروردگار رحم فرمائے اس نے اسی کے لئے انہیں پیدا فرمایا ہے یعنی اختلاف کے لئے اللہ نے انہیں پیدا فرمایا ہے اور اختلاف ان کا فعل ہے لہٰذا اللہ اختلاف کا بھی خالق ہے، فرمایا بلکہ انہوں نے اللہ کے شریک ٹھہرا لئے ہیں کیا اللہ کی طرح وہ خالق ہیں کہ مخلوق ان پر مشتبہ ہوگئی آپ فرمادیں ہر چیز کا خالق اللہ ہے، فرمایا کیا اللہ کے سوا کوئی خالق ہے جو تمہیں آسمان وزمین سے روزی دیتا ہے؟ مشرکوں کی طرف سے خبر دیتے ہوئے فرمایا: اگر انہیں نیکی پہنچتی ہے تو کہتے ہیں یہ اللہ کی طرف سے ہے اور اگر انہیں برائی پہنچتی ہے تو کہتے ہیں یہ آپ کی طرف سے ہے۔ آپ فرمادیں ہر نیکی اور بدی اللہ کی طرف سے ہے، انہیں کیا ہوگیا معلوم ہوتا ہے کہ بات سمجھتے ہی نہیں، حدیث حذیفہؓ میں رحمت عالم صلعم نے فرمایا: یقیناً حق تعالیٰ نے ہر کاریگر کو اور اس کی کاریگری کو پیدا کیا حتیٰ کہ اس نے قصائی کو اور اونٹ کی بوٹیاں کرنے کے فعل کو پیدا کیا۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ نبی صلعم نے فرمایا:۔ حق تعالیٰ نے فرمایا: میں نے خیر وشر پیدا کیا اسے مبارک ہو جس کے ہاتھوں پر میں نے خیر مقدر فرمایا اور اس کے لئے ہلاکت ہو جس ہاتھوں پر میں نے شر مقدر کیا۔ امام احمدؒ سے بندوں کے اعمال کے بارے میں جن سے وہ اللہ کی رضا وعدم رضا کے مستحق ہوتے ہیں، پوچھا گیا کہ آیا یہ اعمال اللہ کی طرف سے ہیں یا بندوں کی طرف سے؟ فرمایا: خلق کے اعتبار سے اللہ کی طرف سے ہیں اور کسب کے اعتبار سے بندوں کی طرف سے ہیں، ہمارا عقیدہ ہے کہ مومن اگرچہ بڑے چھوٹے کثیر گناہوں میں لتھڑا ہوا ہو کافر نہیں ہوتا اگرچہ بلا توبہ کے مرجائے بشرطیکہ توحید واخلاص پر فوت ہو بلکہ اس کا معاملہ اللہ کے سپرد کردیا جائے گا اگر وہ چاہے تو اسے معاف فرما کر جنت عطا فرمادے اور اگر چاہے تو عذاب کے لئے جہنم میں جھونک دے اس لئے کوئی اللہ کے اور اس کی مخلوق کے درمیان دخل نہ دے جب تک اللہ تعالیٰ مخلوق میں فیصلہ نہ فرمادے۔

فصل ونعتقد ان من ادخله الله النار بكبيرته مع الايمان فانه لا يخلد فيها بل يخرجه منها لان النار في حقه كالسجن في الدنيا فيستوفي

گنہ گار مومن دائمی جہنمی نہیں ہمارا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جس مومن کو بڑے گناہوں کی وجہ سے جہنم میں داخل فرمائے گا وہ ہمیشہ جہنم میں نہیں رہے گا بلکہ اللہ تعالیٰ اسے اس سے نکال لیگا کیونکہ اسکے حق میں

منه لقدر كبيرته وجريمته ثم يخرج برحمة الله تعالى ولا يخلد فيها ولا تلفح وجهه النار ولا تحرق اعضاء السجود منه لان ذالك محرم على النار ولا ينقطع طمعه من الله عزوجل في كل حال مادام في النار حتى يخرج منها فيدخل الجنة ويعطى الدرجات على قدر طاعته التي كانت له في الدنيا خلاف ما قالته القدرية ان الكبيرة تحبط الطاعات فلا يثاب عليها وكذلك قول الخوارج تباً لهم وينبغي ان يؤمن بخير القدر وشره وحلو القضاء ومره وان ما اصابه لم يكن ليخطيه بالحذر وما اخطاه من الاسباب لم يكن ليصيبه بالطلب وان جميع ما كان في سالف الدهور والازمان وما يكون الى يوم البعث والنشور لقضاء الله وقدره المقدور وانه لا محيص لمخلوق من القدر المقدور والذي خط في اللوح المسطور وان الخلائق لو جهدوا وان ينفعوا المرء بما لم يقضه الله تعالى لم يقدروا عليه ولو جهدوا ان يضروه بما لم يقضه الله لم يستطيعوا كما ورد في خبر ابن عباس رض قال قال الله تعالى وان يمسسك الله بضر فلا كاشف له الا هو وان يردك بخير فلا راد لفضله يصيب به من يشاء من عباده وروى عن زيد بن عبد الله بن مسعود رض قال حدثني رسول الله صلى الله عليه وسلم هو الصادق المصدوق ان خلق احدكم يجمع في بطن امه اربعين يوما نطفة وفي لفظ اربعين ليلة ثم يكون علقة

آگ بمنزلہ دنیوی قید خانہ کے ہے لہٰذا وہ اس میں بقدر جرم و گناہ کے مدت پوری کر کے اللہ کی مہربانی سے اس سے نکل آئے گا اور اس میں ہمیشہ نہیں رہے گا اور آگ اس کا چہرہ نہیں جلائے گی اور نہ اس کے اعضائے سجود جلائیگی کیونکہ اعضائے سجود کا جلانا آگ پر حرام ہے اور وہ ہر حال میں حق تعالیٰ جل مجدہ امیدوار رحمت رہتا ہے اور اللہ سے اس کی امیدیں منقطع نہیں ہوتیں جب تک وہ جہنم میں رہتا ہے حتیٰ کہ اس سے نکل کر جنت میں چلا جائے اور بمقدار دنیوی عملوں کے اسے درجات عطا فرمائے جائیں، اس کے برعکس قدریہ کہتے ہیں کہ بڑے گناہ تمام عمل غارت کر دیتے ہیں اور ان پر مرتب اجر منسوخ کر دیا جاتا ہے خارجیوں کا بھی یہی عقیدہ ہے اللہ ان سے سمجھے۔ اچھی بری میٹھی اور کڑوی تقدیر پر ایمان لانا ضروری ہے اور اس پر بھی کہ کسی پر جو مصیبت آگئی وہ احتیاط کے باوجود اس سے چوکنے والی نہ تھی اور عیش و راحت کے جو اسباب اس سے چوک گئے وہ طلب کے باوجود بھی اسے حاصل ہونے والے نہ تھے اور اور اس پر بھی کہ ماضی میں جو کچھ ہوا اور مستقبل میں زندگی بعد الموت تک جو کچھ ہوگا سب اللہ کے فیصلہ و تقدیر سے ہوا اور ہو رہا ہے گا کوئی تقدیر سے جو لوح محفوظ میں درج ہے چھوٹنے والا نہیں اور اس پر بھی کہ اگر تمام دنیا مل کر کسی شخص کو کچھ فائدہ پہنچانا چاہے مگر وہ اس کے مقدر میں نہ ہو تو وہ ہرگز اس پر قادر نہ ہوگی اور اگر سب لوگ اسے ضرر پہنچانا چاہیں اور اس کے مقدر میں نہ ہو تو کبھی ضرر نہ پہنچا سکیں گے جیسا کہ حضرت ابن عباس رض والی حدیث میں ہے حق تعالیٰ نے فرمایا اگر اللہ تجھے نقصان پہنچانا چاہے تو اسے وہی ہٹا سکتا ہے کوئی اور نہیں اور اگر وہ تجھے بھلائی پہنچانا چاہے تو اس کا فضل کوئی لوٹانے والا نہیں وہ اپنے جس بندے کو چاہتا ہے اپنے فضل سے نواز دیتا ہے حضرت ابن مسعود والی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا تم میں سے کسی کی پیدائش کے لئے ۴۰ دن تک رحم میں نطفہ قائم رہتا ہے پھر وہ اتنی ہی مدت میں جما ہوا خون بن جاتا ہے پھر وہ اتنی ہی مدت تک گوشت کا لوتھڑا بنا رہتا ہے پھر اللہ تعالیٰ فرشتہ کو چار چیزوں رسومات

مثل ذالك ثم يكون مضغة مثل ذلك ثم يبعث الله ملكا باربع كلمات خلقه ورزقه وعمله و شقى ام سعيد وان الرجل ليعمل بعمل اهل النار حتى لا يكون بينها وبينه الا باع فيسبق عليه الكتاب فيعمل بعمل اهل الجنة فيدخلها وان الرجل ليعمل بعمل اهل الجنة حتى لا يكون بينه وبينها الا باع فيسبق عليه الكتاب فيعمل بعمل اهل النار فيدخلها وعن هشام ابن عروة عن ابيه عن عائشة رضی عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه قال ان الرجل ليعمل عمل اهل الجنة وانه لمكتوب فى الكتاب انه من اهل النار فاذا كان عند موته تحول فيعمل عمل اهل النار فمات فدخل النار وان الرجل ليعمل بعمل اهل النار وانه لمكتوب فى الكتاب انه من اهل الجنة فاذا كان قبل موته عمل بعمل اهل الجنة فمات فدخل الجنة وعن عبد الرحمن السلمى عن على ابن ابى طالب رضی قال بينما نحن عند رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو ينكت فى الارض اذ رفع راسه فقال ما من احد الا وقد علم مقعده فى النار و مقعده فى الجنة فقالوا افلا نتكل قال صلى الله عليه وسلم اعملوا فكل ميسر لما خلق له وعن سالم بن عبد الله عن ابيه رضی قال ان عمر بن الخطاب قال يا رسول الله ارأيت ما نعمل فيه اشئ قد فرغ منه او شئ مبتدء او مبتدأ فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم قد فرغ منه قال افلا نتكل قال عليه السلام اعمل يا

روزی، عمل (شقاوت یا سعادت) کے ساتھ بھیجتا ہے۔ ایک انسان جہنمیوں کے سے عمل کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ جہنم کے اور اس کے درمیان ایک بوں کا فاصلہ رہ جاتا ہے پھر اس پر تحریرِ تقدیر سبقت کرتی ہے اور وہ جنت والوں جیسے عمل کرنے لگتا ہے اور جنت میں چلا جاتا ہے اور ایک شخص جنت والوں جیسے عمل کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ جنت کے اور اس کے درمیان ایک بوں کا فاصلہ رہ جاتا ہے پھر اس پر تحریرِ تقدیر سبقت کرتی ہے اور جہنمیوں کے سے عمل کرنے لگتا ہے بالآخر جہنم میں چلا جاتا ہے۔

حضرت عائشہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا: ایک شخص جنت والوں جیسے عمل کرتا رہتا ہے لیکن لوحِ محفوظ میں وہ جہنمی لکھا ہوا ہوتا ہے پھر وہ موت کے وقت پھر جاتا ہے اور جہنمیوں جیسے عمل کرنے لگتا ہے اور انہیں پر اسے موت آجاتی ہے اور جہنم میں چلا جاتا ہے اور ایک شخص جہنمیوں جیسے عمل کرتا رہتا ہے لیکن لوح میں وہ جنتی لکھا ہوا ہوتا ہے پھر وہ موت سے پہلے جنت والوں جیسے عمل کرنے لگتا ہے اور انہیں پر اس کی وفات ہو جاتی ہے اور جنت میں چلا جاتا ہے۔

حضرت علی رضہ کا بیان ہے کہ اس حال میں کہ ہم نبی صلعم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور آپ ایک تنکہ سے زمین کرید رہے تھے کہ اچانک آپ نے اپنا سر اٹھا کر فرمایا تم میں سے کوئی ایسا نہیں جس کا جہنم کا یا جنت کا ٹھکانا مقرر نہ ہو چکا ہو لوگوں نے کہا: پھر ہم تقدیر پر بھروسہ کیوں نہ کر لیں؟ فرمایا عمل کرتے رہو ہر ایک کے لئے وہی عمل آسان ہیں جن کے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے۔ حضرت عمر رضی نے کہا: یا رسول اللہ بتائیے ہم جو یہ عمل کرتے ہیں کیا یہ عمل لکھے جا چکے ہیں یا کرنے کے بعد لکھے جاتے ہیں؟ فرمایا: انہیں لکھ کر لکھنے والا فارغ ہو چکا! بولے: پھر ہم بھروسہ کیوں نہ کر لیں؟ فرمایا: اے ابنِ خطاب عمل کر کیونکہ ہر ایک کو وہی عمل آسان ہوتے ہیں جس کے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے سعادت مند کے لئے سعادت کے عمل آسان ہوتے ہیں اور شقی کے لئے شقاوت کے عمل۔

ہمارا عقیدہ ہے کہ شبِ معراج رحمتِ عالم صلعم نے حق تعالیٰ کو بیداری میں خواب میں نہیں سر والی آنکھوں سے (دل سے نہیں) دیکھا کیونکہ

حضرت جابر بن عبداللہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلعم نے لقد رآہ نزلۃ اخریٰ

ابن الخطاب فکل میسّر لما خلق لہ فمن کان من اھل السعادۃ فیعمل للسعادۃ ومن کان من اھل الشقاوۃ فیعمل للشقاوۃ ونؤمن بان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم رأی ربہ عزوجل لیلۃ الاسرآء یعنی براسہ لا بالفؤاد ولا فی المنام لما روی جابر بن عبد اللّٰہ رض قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی قولہ تعالیٰ لقد راٰہ نزلۃ اخری رایت ربی جلّ اسمہ مشافھۃ لا شک فیہ وفی قولہ تعالیٰ عند سدرۃ المنتھیٰ قال رأیتہ عند سدرۃ المنتھیٰ حتی تبین لی نور وجھہ قال ابن عباس رض فی قولہ تعالیٰ وما جعلنا الرؤیا التی اریٰنک الا فتنۃ للناس ھی رؤیا عین اراھا النبی لیلۃ الاسرآء بہ وقال ابن عباس رض کانت الخلۃ لابراھیم علیہ السلام والکلام لموسیٰ علیہ السلام والرویۃ لمحمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم وقال ابن عباس رض رأی محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم ربہ بعینیہ مرتین ولا یعارض ھذا ما روی عن عائشۃ رض من انکار ذالک لانہ نفی وھذا البیان اثبات فیقدم عند الاجتماع لان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم اثبت لنفسہ الرؤیۃ وقال ابوبکر بن سلیمان رأی محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم ربہ احد عشر مرۃ منھا بالسنۃ تسع مرات فی لیلۃ المعراج حین کان یتردد بین موسیٰ علیہ السلام وربہ عزوجل یسألہ ان یخفف عن اُمتہ الصلوۃ فنقص خمسا واربعین صلوۃ

کی تفسیر میں فرمایا: میں نے اپنے پروردگار کو بلاشک وشبہ کے روبرو دیکھا آپ نے عند سدرۃ المنتھیٰ کی تفسیر میں فرمایا: میں نے اسے سدرۃ المنتھیٰ کے پاس دیکھا حتیٰ کہ میرے لئے اس کے چہرے کا نور ظاہر ہوگیا۔

حضرت ابن عباس رض اس آیت (اور ہم نے وہ خواب جو ہم نے آپ کو دکھایا لوگوں کے لئے آزمائش ہی بنایا) کی تفسیر میں فرماتے ہیں یہاں رویت سے آنکھوں کی رویت مراد ہے خواب نہیں اللہ تعالیٰ نے یہ رویت نبی صلعم کو شب معراج کرائی تھی، حضرت ابن عباسؓ: خلۃ (دوستی) حضرت ابراہیم کے لئے، کلام حضرت موسیٰ کے لئے اور رویت محمد رسول اللہ صلعم کے لئے مخصوص ہے۔ حضرت ابن عباس: نبی صلعم نے اپنے رب کو اپنی آنکھوں سے دو بار دیکھا۔

حضرت ابن عباسؓ کا یہ بیان حضرت عائشہ کے انکار سے نہیں ٹکراتا کیونکہ وہ نفی ہے اور یہ اثبات ہے اور اجتماع کے وقت نفی پر اثبات مقدم ہوتا ہے کیونکہ نبی صلعم نے اپنے لئے رویت ثابت فرمائی۔

ابوبکر بن سلیمان: ہمارے محبوب پیغمبر نے پروردگار عالم کو گیارہ بار دیکھا نو بار شب معراج میں دیکھا یہ سنت سے ثابت ہے کیونکہ آپ نماز میں تخفیف کرانے کے لئے حضرت موسےٰ کے اور حق تعالیٰ مجدہٗ کے پاس آتے جاتے رہے اور نو بار کے آنے جانے سے ۴۵ نمازیں معاف کر دی گئیں کیونکہ ہر بار پانچ کم ہوتی تھیں اور دو بار قرآن حکیم سے رویت ثابت ہے (فرمایا لقد راٰہ نزلۃ اخریٰ یعنی آپ نے اللہ کو دوسری بار دیکھا)

ہمارا ایمان ہے کہ منکر نکیر قبر میں ہر ایک کے پاس آتے ہیں اور اسے آزماتے ہیں کہ اس کا کیا دین تھا۔ منکر نکیر قبر میں آتے ہیں اور ان کے لئے مردے میں روح ڈالی جاتی ہے پھر اسے بٹھایا جاتا ہے پھر سوال سے فارغ ہونے کے بعد بلا تکلیف کے اس کے جسم سے اس کی روح ہٹا لی جاتی ہے۔

ہمارا عقیدہ ہے کہ میت اپنے زیارت کرنے والوں کو پہچانتا ہے جب

في تسع مقامات ومرتين بالكتاب ونؤمن بان منكراً و
نكيراً الى كل احد ينزلان سوى النبيين فيسألانه
ويمتحنانه مما يعتقده من الاديان وهما ياتيان
القبر فيرسل في ذالك الميت الروح ثم يقعد فاذا سُئل
سُئلت روحه بلا الم ونؤمن بان الميت ليعرف من
يزوره اذا اتاه واكده يوم الجمعة بعد طلوع
الفجر قبل طلوع الشمس والايمان بعذاب القبر و
ضغطته واجب لاهل المعاصي والكفر وكذالك
النعيم فيه لاهل الطاعة والايمان خلاف ما
قالت المعتزلة من انكارهم ذالك وانكارهم
مسألة منكر ونكير ودليل اهل السنة على اثبات
ذالك قوله تعالى يثبت الله الذين امنوا بالقول
الثابت في الحياة الدنيا وفي الآخرة قيل في التفسير
في الحياة الدنيا عند خروج الروح وفي الآخرة
عند مسألة نكير ومنكر وما روى عن ابي هريرة
قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا قبر
احدكم او الانسان اتاه ملكان اسودان از
رقان يقال لاحدهما النكير وللآخر المنكر
فيقولان له ما كنت تقول في هذا الرجل يعني
محمدا رسول الله صلى الله عليه وسلم فهو
قائل ما كان يقول فان كان مؤمنا قال هو عبد الله
ورسوله اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان
محمدا رسول الله فيقولان انا كنا لنعلم انك
تقول مثل ذالك ثم في قبره يفسح له سبعون ذراعا
في سبعين ذراعا وينور له في قبره ثم يقال له نم فيقول

وہ اس کے پاس آتے ہیں خصوصاً جمعہ کے دن طلوع فجر سے لے کر سورج کے نکلنے تک۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ گنہ گاروں کے اور کافروں کے لئے عذاب قبر اور اس کا بھینچنا واجب ہے اسی طرح اہل طاعت و ایمان کے لئے ثواب قبر واجب ہے لیکن معتزلہ اس کا انکار کرتے ہیں اور منکر نکیر کا بھی انکار کرتے ہیں اس سلسلہ میں اہل سنت کی دلیل یثبت اللہ الذین الخ ہے یعنی اللہ ایمان والوں کو توحید پر دنیا اور آخرت میں ثابت قدم رکھتا ہے۔

اس آیت کی تفسیر میں کہا گیا ہے کہ دنیا میں سکرات کے وقت اور آخرت میں منکر نکیر کے سوال کے وقت مومن توحید پر قائم رہتا ہے حضرت ابوہریرہ رضی کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی یا کوئی شخص دفن کیا جاتا ہے تو اس کے پاس دو سیاہ فام اور کنجی آنکھوں والے فرشتے (منکر نکیر) آتے ہیں جن میں سے ایک کو نکیر اور دوسرے کو منکر کہتے ہیں۔ (کیونکہ ان کی شکلیں خوفناک و ڈراؤنی ہوتی ہیں) یہ دونوں فرشتے اس سے پوچھتے ہیں: اس شخص (محمد رسول اللہ صلعم) کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟ یہ وہی جواب دے گا جس عقیدے پر دنیا میں قائم تھا اگر مومن تھا تو جواب دے گا کہ آپ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی حق دار عبادت نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں، فرشتے کہیں گے ہمیں تو پہلے ہی سے معلوم تھا کہ آپ یہی جواب دیں گے پھر اس کی قبر ستر گز چوڑی اور ستر گز لمبی کر دی جاتی ہے اور اسے روشنی سے منور کر دیا جاتا ہے اور اس سے کہا جاتا ہے آپ سو جائیے (کہتا ہے مجھے گھر جانے دو تا کہ میں انہیں بھی خبر کر دوں) کہا جاتا ہے کہ آپ دلہن کی طرح سو جائیے جسے اس کا سب سے زیادہ محبوب ہی جگاتا ہے حتی کہ اللہ تعالیٰ اسے اس کی خوابگاہ سے اٹھائے اور اگر منافق تھا تو جواب دیتا ہے کہ مجھے معلوم نہیں، میں لوگوں سے سنا کرتا تھا کہ لوگ آپ کے بارے میں کچھ کہا کرتے تھے اور میں بھی آپ کے خلاف کچھ کہا کرتا تھا، فرشتے کہتے ہیں: ہمیں تو پہلے

دعونی ارجع الی اھلی فاخبرھم فیقال نم کنومۃ العروس الذی لا یوقظہ الا احب اھلہ حتی یبعثہ اللہ من مضجعہ ذلک وان کان منافقا قال لا ادری کنت اسمع الناس یقولون شیئا وکنت اقولہ فیقولان انا کنا نعلم انک تقول ذلک ثم یقال للارض التئمی علیہ فتلتئم حتی تختلف فیھا اضلاعہ فلا یزال فیھا معذبا حتی یبعثہ اللہ من مضجعہ ذلک وتعلقوا ایضا لما روی عطاء بن یسار قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعمر ابن الخطاب رض یا عمر کیف انت اذا اتخذ لک من الارض ثلثۃ اذرع وشبر فی عرض ذراع وشبر ثم مال الیک اھلک فغسلوک و کفنوک وحنطوک ثم حملوک حتی یغیبوک فیہ ثم یھیلوا علیک التراب ثم انصرفوا عنک و اتاک سائلا القبر منکر ونکیر اصواتھما مثل الرعد القاصف وابصارھما مثل البرق الخاطف قد سدلا شعورھما وتلتلاک وترھلاک وقالا من ربک وما دینک قال یا نبی اللہ یکون معی قلبی الذی ھو معی الیوم قال صلی اللہ علیہ وسلم نعم قال اذا اکفیکھما وھذا دلیل ونص علی ان ذلک بعد اعادۃ الروح لان عمر رض قال ومعی قلبی فقال النبی علیہ السلام نعم وعن المنھال بن عمرو عن البراء بن عاذب رض قال خرجنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی جنازۃ رجل من الانصار وانتھینا الی القبر ولما یلحد فجلس

ہو سے معلوم تھا کہ تو یہ جواب دے گا پھر زمین سے کہا جاتا ہے کہ اسے بھینچ لے پھر زمین اسے بھینچے گی حتیٰ کہ اس کی پسلیاں ادھر کی اُدھر اور اُدھر کی ادھر آجائیں گی اور اس پر قبر میں برابر عذاب ہوتا رہے گا حتےٰ کہ اللہ اسے اس کی خواب گاہ سے اُٹھا لے۔ عطاءؓ بن یسار کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلعم نے حضرت عمرؓ سے فرمایا: عمر! اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب تمہارے لئے تین ہاتھ اور ایک بالشت طول میں اور ایک ہاتھ اور ایک بالشت عرض میں جگہ مخصوص کر دی جائے گی پھر تمہیں تمہارے گھر والے نہلائیں گے اور کفنائیں گے اور خوشبو لگائیں گے پھر اٹھا کر لے جائیں گے اور اس میں چھپا آئیں گے اور تم پر مٹی ڈال کر چلے آئیں گے اور تمہارے پاس قبر والے منکر نکیر تم سے سوال کرنے آئیں گے جن کی آواز کان پھوڑنے والی کڑک کی طرح اور آنکھیں بینائی سلب کرنے والی بجلی کی طرح ہوں گی دونوں کے بال لٹکے ہوئے ہوں گے اور وہ دونوں تمہیں ڈرائیں گے اور پوچھیں گے: تیرا رب کون ہے؟ اور تیرا دین کیا ہے حضرت عمرؓ نے کہا: یا رسول اللہ! کیا اس وقت میرا وہی دل ہوگا جو آج میرے پاس ہے؟ فرمایا: ہاں! بولے تب تو میں ان دونوں کو کافی ہو جاؤں گا (یعنی آج میں توحید پر قائم ہوں اور اس دن بھی قائم رہوں گا) اس حدیث میں صراحت ہے کہ یہ سب کچھ روح لوٹانے کے بعد ہوگا کیونکہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کیا آج کی طرح اس دن بھی میرے پاس میرا دل ہوگا؟ اور نبی صلعم نے اثبات میں جواب دیا۔

منہال بن عمرو اور براءؓ بن عاذب کا بیان ہے کہ ہم رسول اللہ صلعم کے ساتھ ایک انصاری کے جنازے میں جا رہے تھے حتیٰ کہ قبرستان پہنچ گئے مگر ہنوز لحد تیار نہیں ہوئی تھی بالآخر رحمت عالم صلعم بیٹھ گئے اور ہم بھی آپ کے آس پاس بیٹھ گئے آپ کی ہیبت کا یہ عالم تھا کہ ہم بالکل چپ چاپ بیٹھے ہوئے تھے گویا ہمارے سروں پر پرندے بیٹھے ہوئے ہیں اس وقت آپ کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی جس سے آپ زمین کرید رہے

النبی صلی اللہ علیہ وسلم وجلسنا حولہ فکان علی رؤسنا
الطیر من ھیبتہم وفی یدہٖ عود ینکت بہٖ الارض
فیرفع راسہ وقال استعیذ باللہ من عذاب القبر
مرتین او ثلثا ثم قال صلی اللہ علیہ وسلم ان العبد
اذا کان فی اقبال من الاخرۃ وانقطاع من الدنیا
نزلت علیہ ملئکۃ بیض الوجوہ کان وجوھہم
الشمس ومعہم کفن من اکفان الجنۃ وحنوط من
حنوط الجنۃ فیجلسون منہ مد البصر ثم یجئ ملک
الموت حتی یجلس عند راسہٖ فیقول ایتھا النفس
المطمئنۃ الطیبۃ اخرجی الی مغفرۃ من اللہ ورضوانہٖ
قال فتخرج تسیل کما تسیل القطرۃ من الاناء فیاخذھا
ولا یدعونھا طرفۃ عین حتی یاخذوھا فیجعلونھا فی
ذلک الکفن والحنوط فیخرج منھا نفحۃ اطیب من ریح المسک
وجدت علی وجہ الارض فیصعدون بھا فلا یمرون بھا علی ملاء
من الملئکۃ الا قالوا ما ھذہ الریح الطیبۃ فیقولون
ھذا فلان ابن فلان باحسن اسمائہٖ ثم ینتھون
بھا الی سماء الدنیا فیستفتحون لھا فیفتح لھم فیستقبلھا
ویشیعھا من کل سماء الی السماء التی تلیھا حتی
ینتھوا الی السماء السابعۃ فیقول اللہ عزوجل
اکتبوا کتابہ فی علیین واعیدوہ الی الارض
منھا خلقنٰھم وفیھا نعیدھم ومنھا نخرجھم تارۃ
اخرٰی فیعاد الروح الی جسدہٖ ویاتیہٖ ملکان
فیقولان لہ من ربک وما دینک فیقول ربی اللہ و
دینی الاسلام فیقولان لہ ما تقول فی ھذا الرجل
الذی بعث فیکم فیقول ھو رسول اللہ صلی اللہ

تھے پھر آپ سر اٹھاتے ہیں اور دو یا تین بار فرماتے ہیں: میں عذاب قبر سے
اللہ کی پناہ مانگتا ہوں پھر آپ فرماتے ہیں: دیکھو جب بندہ آخرت میں
قدم رکھنے اور دنیا سے کٹ جانیوالا ہوتا ہے تو اس پر سفید چہروں والے فرشتے
اترتے ہیں گویا ان کے چہرے سورج کی طرح چمکدار ہوتے ہیں ان کے پاس
جنت کا کفن اور جنت کی خوشبو ہوتی ہے اور اس کے پاس آکر منتہائے نگاہ
تک بیٹھ جاتے ہیں پھر ملک الموت تشریف لاتے ہیں اور مرنے والے کے
سرہانے آکر بیٹھ جاتے ہیں پھر ملک الموت تشریف لاتے ہیں اور مرنے والے کے
سرہانے آکر بیٹھ جاتے ہیں اور فرماتے ہیں: اے اطمینان والی پاکیزہ روح
اللہ کی بخشش و رضا کی طرف نکل، فرماتے ہیں: پھر روح آرام سے اس طرح
نکل آتی ہے جیسے کسی برتن سے پانی کے قطرے آرام سے نکل آتے ہیں پھر فرشتے
لپک کر اسے لے لیتے ہیں اور ملک الموت کے ہاتھ میں ایک سیکنڈ کے لئے
بھی نہیں رہنے دیتے حتےٰ کہ اسے جنت کے کفن میں لپیٹ کر جنت کی خوشبو میں
بسا دیتے ہیں اور اس سے مشک سے بھی زیادہ پیاری خوشبو جو روئے
زمین پہ پائی جاتی ہے پھوٹ پڑتی ہے پھر فرشتے اسے لے کر آسمان پر
چڑھ جاتے ہیں اور فرشتوں کی جس جماعت کے پاس سے گزرتے ہیں وہی
پوچھتی ہے کہ یہ پاکیزہ خوشبو کیا ہے؟ لانے والے فرشتے اس کے بہترین
نام سے بتاتے ہیں کہ یہ فلاں بن فلاں ہے پھر اسے دنیوی آسمان تک لیکر
پہنچتے ہیں اور اس کے لئے آسمان کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور آسمان کے
فرشتے اس کا استقبال کرتے ہیں اور ایک آسمان سے دوسرے ملحق آسمان
تک اسے رخصت کرتے ہیں حتےٰ کہ ساتویں آسمان تک پہنچتے ہیں پھر حق
تعالیٰ مجدہٗ فرماتے ہیں اس کا اعمالنامہ علیین میں لکھ لو اور اسے پھر زمین
پر لے جاؤ ہم نے زمین ہی سے لوگوں کو پیدا کیا اور ہم انہیں اسی میں
لوٹا دیں گے اور دوسری بار اسی سے پیدا کریں گے پھر روح جسم میں
لوٹا دی جاتی ہے پھر اس کے پاس دو فرشتے آکر پوچھتے ہیں: تیرا رب
کون ہے؟ اور تیرا دین کیا ہے؟ وہ جواب دیتا ہے: میرا رب اللہ ہے اور میرا

عليه وسلم رجاء نا بالحق فيقول له ما علمك بذلك
فيقول قرأت القرآن كتاب الله تعالى وآمنت به و
صدقته فينادي مناد من السماء صدق عبدي
فافرشوا له من الجنة والبسوه من الجنة وافتحوا
له بابا الى الجنة فياتيه ريحها وطيبها ويفسح له
في قبره مد بصره ويأتيه رجل حسن الوجه طيب
الريح فيقول له ابشر بالذي يسرك هذا يومك
الذي كنت توعد فيقول من انت قال انا عملك
الصالح فيقول رب اقم الساعة قال صلى الله عليه
وسلم وان العبد الكافر اذا كان في اقبال من
الآخرة وانقطاع من الدنيا انزل الله عليه
ملٰئكة سود الوجوه معهم المسوح فيجلسون
منه مد البصر ثم يجئ ملك الموت يجلس
عند راسه فيقول ايتها النفس الخبيثة اخرجي
الى سخط الله وغضبه فيتفرق في اعضائه كلها
فينزعها كما ينزع السفود من الصوف المبلول
فينقطع منه العروق والعصب فياخذونها فيجعلونها
في تلك المسوح ويخرج منها كنتن جيفة فيصعدون
بها فلا يمرون بها على ملاء من الملٰئكة الا قالوا
ما هذه الريح الخبيثة فيقولون هذا فلان بن فلان
باقبح اسمائه حتى ينتهوا بها الى السماء الدنيا
فيستفتحون فلا يفتح لهم ثم قرء رسول الله صلى
الله عليه وسلم هذه الآية لا تفتح لهم ابواب
السماء فيقول الله سبحانه اكتبوا كتابه في
سجين ثم تطرح روحه طرحا ثم قرء رسول الله

میرا دین اسلام ہے پھر فرشتے اس سے پوچھتے ہیں کہ اس شخص کے بارے میں
کیا کہتا ہے جو تم لوگوں میں بھیجے گئے تھے؟ وہ کہتا ہے: آپ اللہ کے رسول
صلی اللہ علیہ وسلم ہیں آپ ہمارے پاس سچا دین لے کر تشریف لائے تھے
فرشتے پوچھتے ہیں تجھے ان باتوں کا کس طرح علم ہوا وہ جواب دیتا ہے کہ
میں نے قرآن پاک (جو اللہ کی ایک مقدس کتاب ہے) پڑھا اور اس پر
ایمان لایا اور اس کی تصدیق کی پھر ایک اعلان کرنے والا آسمان سے
اعلان کرتا ہے میرے بندے نے ٹھیک ٹھیک جواب دیا لہٰذا اس کے
نیچے جنت کا فرش بچھا دو اور اسے جنت ہی کا لباس پہنا دو اور اس کے
لئے جنت کا دروازہ کھول دو پھر اس کے پاس جنت کی پاکیزہ خوشبو آنے
لگتی ہے اور حد نگاہ تک اس کی قبر کشادہ کر دی جاتی ہے اور اس کے پاس
ایک حسین و خوبرو شخص خوشبو میں بسا ہوا آتا ہے اور اس سے کہتا ہے
دل خوش کن نعمتوں سے خوش ہو جاؤ یہ تمہارا وہ دن ہے جس کا تم سے
وعدہ کیا جاتا تھا یہ کہتا ہے: آپ کون ہیں وہ جواب دیتا ہے: میں آپ کا
نیک عمل ہوں۔ پھر وہ کہتا ہے: اے رب قیامت قائم فرما۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا اور جب کافر آخرت میں قدم رکھنے والا اور دنیا سے کٹ جانے والا
ہوتا ہے تو اللہ اس پر سیاہ چہروں والے فرشتے اتارتا ہے جن کے پاس
ٹاٹ ہوتے ہیں اور وہ اس کی حد نگاہ تک بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں پھر
ملک الموت آکر اس کے سرہانے بیٹھ جاتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اے
گندی روح اللہ کی ناراضگی اور اس کے غضب کی طرف نکل پھر روح
اس کے تمام اعضاء میں منتشر ہو جاتی ہے پھر ملک الموت اسے اس طرح
کھینچتے ہیں جیسے تر اون سے لوہے کی سلاخ کھینچی جاتی ہے جس سے اس
کے رگ پٹھے سب ٹوٹ جاتے ہیں پھر فرشتے اسے لے کر اپنے پاس والی
ٹاٹوں میں لپیٹ لیتے ہیں اور اس سے سڑی ہوئی لاش جیسی بدبو
پھوٹ پڑتی ہے پھر فرشتے اسے لیکر اوپر چڑھتے ہیں اور فرشتوں کی
جس جماعت کے پاس سے گزرتے ہیں وہی پوچھتی ہے: یہ گندگی

صلی اللہ علیہ وسلم ومن یشرك باللہ فكانما خرّ
من السمآء فتخطفه الطير او تهوى به الريح فى
مكان سحيق يعنى ترد فتعاد اليه روحه فى جسده
فياتيه ملكان فيجلسانه فيقولان من ربك فيقول
هاه هاه لا أدرى فيقولان له ما دينك فيقول
هاه هاه لا أدرى فيقولان له ما تقول فى هذا الرجل
الذى بعث فيكم فيقول هاه هاه لا ادرى فينادى
المنادى كذب عبدى فافرشوا له فراشا من النار
والبسوا من النار وافتحوا بابا من النار فيدخل
عليه من حرها وسمومها ويضيق عليه قبره حتى
يختلف فيه اضلاعه وياتيه رجل قبيح الثياب
وقبيح الوجه نتن الريح فيقول ابشر بالذى يسوءك
هذا يومك الذى كنت توعد فيقول من انت
فيقول انا عملك السوء فيقول رب لا تقم الساعة
وعن عبد اللہ بن عمرو قال ان المؤمن اذا وضع
فى قبره يوسع عليه فى قبره سبعون ذراعا عرضه
وسبعون ذراعا طوله وتنثر عليه الرياحين
ويستر بالحرير من الجنة فان كان معه شئ من
القرآن كفاه نوره فان لم يكن معه شئ من
القرآن جعل له نور مثل نور الشمس فى قبره و
يكون مثله كمثل العروس تنام ولا يوقظها
الا احب اهلها فتقوم من النوم كانها لم تشبع
منها وان الكافر اذا وضع فى قبره يضيق عليه
حتى يدخل اضلاعه فى جوفه ويرسل عليه حيات
كامثال البخت فياكلن لحمه حتى لا يذرن على

بدبو کیا ہے؟ فرشتے اس کا بدترین نام لے کر بتاتے ہیں کہ یہ فلاں بن فلاں ہے
حتٰی کہ اسے لیکر دنیوی آسمان تک پہنچتے ہیں اور دروازہ کھلواتے ہیں لیکن دروازہ
نہیں کھولا جاتا پھر رسول اللہ صلعم نے یہ آیت پڑھی: ان کے لئے آسمان کے
دروازے نہیں کھولے جائیں گے حق تعالیٰ فرمائے گا اس کی کتاب سجّین میں
لکھ لو پھر اس کی روح وہیں سے پٹخ دی جاتی ہے پھر رسول اللہ صلعم نے
یہ آیت پڑھی: جو اللہ کے ساتھ شریک کرتا ہے گویا وہ آسمان سے گر پڑا
پھر اسے پرندے اچک لیں یا اسے ہوا کہیں دور لے جا کر پٹخ دے یعنی اس
کی روح مردود کر دی جاتی ہے۔ پھر اس کی روح اس کے جسم میں لوٹا دی
جاتی ہے پھر اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اسے اٹھا کر بٹھلاتے ہیں اور
اس سے پوچھتے ہیں: تیرا رب کون ہے؟ وہ جواب دیتا ہے کہ ہائے ہائے
مجھے معلوم نہیں، پوچھتے ہیں: تیرا دین کیا ہے؟ کہتا ہے ہائے ہائے!
مجھے معلوم نہیں، پوچھتے ہیں: اس شخص کے بارے میں کیا کہتا ہے جو تم
لوگوں میں بھیجے گئے تھے؟ کہتا ہے: ہائے ہائے! مجھے معلوم نہیں، پھر ایک
منادی اعلان کرتا ہے: میرا بندہ جھوٹا ہے اس کے نیچے آگ کا بچھونا بچھا
دو اسے آگ کے کپڑے پہنا دو اور اس کی قبر میں آگ کا دروازہ کھول دو پھر
آگ کی گرمی اور لپٹیں آنے لگتی ہیں اور اس پر قبر تنگ ہو جاتی ہے حتٰی کہ
اس کی پسلیاں ادھر کی ادھر اور ادھر کی ادھر آ جاتی ہیں اور اس کے
پاس برے کپڑوں میں سڑا ہوا ایک بدصورت آدمی آتا ہے اور کہتا ہے
تجھے غم انگیز عذابوں کی بشارت ہو یہی تیرا وہ دن ہے جس کا تجھ سے عدہ
کیا جاتا تھا۔ کہتا ہے: تو کون ہے؟ جواب دیتا ہے: میں تیرا برا عمل ہوں
کہتا ہے: اے رب قیامت قائم نہ فرما۔
حضرت عبد اللہ بن عمر رضؓ کا بیان ہے کہ جب مومن قبر میں رکھ دیا جاتا ہے تو
اس کی قبر ستر گز چوڑی اور ستر گز لمبی کر دی جاتی ہے اور اس پر خوشبو بکھیری جاتی
ہے اور جنت کا ریشمین لباس پہنا دیا جاتا ہے اگر اسے کچھ قرآن یاد ہے تو اسی
کا نور کافی ہے اور اگر کچھ بھی قرآن یاد نہیں تو اس کی قبر میں سورج کی

عظمة لحما ويرسل عليه شياطين صم بكم عمي
ويقال هو الشيطان الرجيم ومعهم مقاطيس
من حديد فيضربونه بها حتى لا يسمعون صوته
ولا ينظرون فيرحمونه ويعرض عليه النار
بكرة وعشيا فهذه الاخبار دالة على اثبات
عذاب القبر ونعيمه فان اعترضوا عليه فقالوا
كيف القول في المصلوب والمحترق والغريق
ومن اكلته السباع فتفرقت بلحمه والطير معها
فحصل اجزاء متعددة فيقال لهم ان النبي
صلى الله عليه وسلم ذكر عذاب القبر والمسألة
على ما هو معهود وعادة في الخلق انهم يدفنون
في القبور فان وجد ميت على هذه الصفة البعيدة
النادرة لا يمتنع ان يقال ان الله يصير روحه
الى الارض ثم يضغط ويسأل ويعذب او ينعم
كما ان ارواح الكفار تعذب كل يوم مرتين
غدوة وعشيا حتى تقوم الساعة ثم تدخل
النار مع الاجساد حينئذ كما قال الله تعالى النار
يعرضون عليها غدوا وعشيا ويوم تقوم الساعة
ادخلوا آل فرعون اشد العذاب وان ارواح
الشهداء والمؤمنين في حواصل طير خضر
تسرح في الجنة وتأوي الى قناديل من نور تحت
العرش ثم تأتي الاجساد عند النفخة الثانية
الى الارض للعرض والحساب يوم القيامة كما
روي عن ابن عباس رض قال قال رسول الله صلى
الله عليه وسلم لما اصيب اخوانكم باحد

طرح کے نور کا انتظام کر دیا جاتا ہے اور اس کی مثال دلہن جیسی ہے جو سو جاتی ہے اور اسے اس کا سب سے پیارا ہی جگاتا ہے پھر وہ نیند سے اٹھتی ہے تو گویا کہ نیند سے سیر نہیں ہوئی اور ہنوز اس کی نیند بھری نہیں اور جب کافر قبر میں رکھ دیا جاتا ہے تو قبر اس پر سکڑ تی ہے اور تنگ ہو جاتی ہے حتیٰ کہ اس کی پسلیاں اکھڑ کر پیٹ میں آ جاتی ہیں اور اس پر بختی اونٹ جیسے بڑے بڑے سانپ چھوڑ دئیے جاتے ہیں جو اس کا گوشت نوچ نوچ کر کھاتے ہیں اور ہڈیوں پر ذرا سا گوشت بھی نہیں چھوڑتے اور ان پر بہرے گونگے اور اندھے شیطان چھوڑ دئیے جاتے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ یہ راندہ گیا شیطان ہے ان کے ہاتھ میں لوہے کے کوڑے ہوتے ہیں جن سے وہ اسے مارتے رہتے ہیں بھیر لطف یہ ہے کہ وہ نہ اس کی آواز سنتے ہیں اور نہ اسے دیکھتے ہیں کہ اس پر رحم کریں اور اس پر صبح و شام آگ پیش کی جاتی ہے۔

مذکورہ بالا حدیثیں عذاب و ثواب قبر پر دلالت کرتی ہیں اگر کہا جائے کہ جسے پھانسی دیدی جائے اور جو ڈوب جائے اور جو آگ میں جل جائے اور جسے درندے مع پرندوں کے کھا جائیں اور اس کا گوشت پراگندہ ہو جائے، اس پر عذاب قبر کیونکر ممکن ہے؟ تو عرض ہے کہ نبی صلعم نے عذاب و ثواب قبر کو اور منکر نکیر کے سوالات کو اکثر دنیا والوں کی عادت و رواج کے مطابق بیان فرمایا ہے کہ مرنے کے بعد عموماً لوگ قبر میں دفن کئے جاتے ہیں اگر کوئی مردہ مذکورہ بالا نادر صفت پر پایا جائے تو پھر بھی ہم کہہ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کی روح کو زمین پر بھیجتا ہے پھر زمین اسے بھینچتی ہے اور اس سے منکر نکیر سوال کرتے ہیں اور اس پر عذاب یا ثواب ہوتا ہے جیسے کافروں کی روحوں پر روزانہ صبح و شام دو بار عذاب ہوتا ہے اور قیامت تک ہوتا رہے گا پھر اس دن روحیں مع جسموں کے جہنم میں جائیں گی فرمایا: آگ ان پر صبح و شام پیش کی جاتی ہے اور جس دن قیامت آئے گی تو ہم حکم کریں گے کہ فرشتو آل فرعون کو سخت ترین عذاب میں داخل کر دو (دراصل عالم برزخ کی باتیں عقل و قیاس

جعل الله ارواحهم فی اجواف طیر خضر تسرح فی الجنة وتأوی الی قنادیل من ذهب فی ظل العرش فلما وجدوا طیب ما کلهم وشرابهم ومقیلهم قالوا من یبلغ اخواننا انا احیاء فی الجنة نرزق فلا یزهدوا فی الجهاد ولا ینکلوا عن الحروب فقال الله عزوجل وهو اصدق القائلین انا ابلغهم فانزل الله ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل الله امواتا بل احیاء عند ربهم یرزقون فرحین بما آتٰهم الله من فضله فیجوز ان یقع المسألة والعذاب والنعیم ببعض جسد المؤمن والکافر دون بقیة اجزائه ویکون ما فعل بالبعض فعل بالکل وقد قیل ان الله یجمع تلک الاجزاء المتفرقة للضغطة والمسألة کما یفعل ذلک للحشر والمحاسبة ثم الایمان بالبعث من القبور والنشر عنها واجب کما قال الله عزوجل وان الساعة اٰتیة لاریب فیها وان الله یبعث من فی القبور وکما قال عزوجل کما بدءکم تعودون وقال جل وعلا منها خلقنکم وفیها نعیدکم ومنها نخرجکم تارة اخری یحشرهم ویجمعهم جل وعلا لتجزی کل نفس بما تسعی ولیجزی الذین اساؤا بما عملوا ویجزی الذین احسنوا بالحسنی وقال جل جلاله الذی خلقکم ثم یمیتکم ثم یحییکم والذی قدر علی انشاء الخلق قادر علی اعادتهم وقد انکرت المعطلة تبا لهم والایمان بان الله یقبل شفاعة نبینا صلی الله علیه وسلم فی اهل الکبائر والاوزار

اور وہم سے بالاتر ہیں اور شارح علیہ السلام جو بات جس طرح بتائی ہے برحق ہے وحی سے بڑھ کر علم کا اور کوئی ذریعہ نہیں)

ہمارا عقیدہ ہے کہ شہداء کی اور مومنوں کی روحیں سبز پرندوں کے قوالب میں رہتی ہیں اور جنت میں چرتی پھرتی ہیں اور عرش کے نیچے نورانی قندیلوں میں بسیرا کرتی ہیں، جب دوسرا صور پھونکا جائے گا تو اپنے اپنے جسموں میں داخل ہو جائیں گی تا کہ اللہ کے سامنے پیشی اور حساب وکتاب ہو جیسا کہ حضرت ابن عباس کا بیان ہے کہ رحمت عالم صلعم نے فرمایا: جب تمہارے بھائی جنگ احد میں درجہ شہادت پہ فائز المرام ہوئے تو اللہ نے انکی روحیں سبز پرندوں کے پیٹوں میں رکھ دیں جو جنت میں چرتی ہیں اور عرش کے سایہ کے نیچے سونے کی قندیلوں میں بسیرا کرتی ہیں جب جب انہوں نے اپنا طعام و شراب اور آرامگاہ عمدہ سے عمدہ پائے تو بولے: ہمارے بھائیوں کو ہمارا یہ پیغام کون پہنچائے کہ ہم جنت میں زندہ ہیں اور ہمیں رزق دیا جاتا ہے تا کہ وہ جہاد سے اعراض نہ کریں اور لڑائی سے پیچھے نہ ہٹیں، پھر حق تعالیٰ جل مجدہٗ نے جو سب سے زیادہ سچا ہے فرمایا: میں انہیں تمہارا پیغام پہنچاؤں گا اور یہ آیت اُتاری: جو اللہ کی راہ میں مارے جاتے ہیں انہیں مردہ خیال نہ کرو بلکہ وہ زندہ ہیں اور انہیں ان کے رب کے پاس روزی دی جاتی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ فضل پر مگن اور خوش ہیں۔ لہٰذا جائز ہے کہ سوال منکر نکیر اور عذاب و ثواب قبر مومن اور کافر کے جسم کے کچھ حصہ پر واقع ہو سب پر نہ ہو اور جب بعض پر واقع ہوا تو کل پر واقع ہوا۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حق تعالیٰ پراگندہ اجزاء کو قبر کے بھینچنے کے لئے اور منکر نکیر کے سوال کے لئے اور عذاب و ثواب کے لئے جمع فرما دیتا ہے جیسے قیامت کے دن پراگندہ اجزاء حساب وکتاب کے لئے اور ثواب و عذاب کے لئے جمع کر دیئے جائیں گے

پھر قبر سے اٹھنے پر اور زندگی بعد الموت پر ایمان لانا واجب ہے جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا: یقین مانو بلاشبہ قیامت آنے والی ہے اور اللہ قبر والوں کو اٹھائے گا ہے، فرمایا جس طرح اللہ نے تم کو شروع میں پیدا کیا اسی طرح تم لوٹ کے بھی

واجب وقبل دخول النار عاماً للحساب لجميع امم
المؤمنين ولبعد دخولها لامته خاصة فيخرجون
منها لشفاعته عليه السلام وغيره من المؤمنين
حتى لا يبقى فى النار من كان فى قلبه مثقال ذرة من
الايمان ومن قال لا اله الا الله مرة واحدة فى
عمره مخلصاً لله عزوجل خلاف ما زعمت القدرية
من انكار ذالك وفى كتاب الله تكذيبهم قال الله
عزوجل فما لنا من شافعين ولا صديق حميم وقوله
عزوجل فهل لنا من شفعاء فيشفعوا لنا وقال الله
جل جلاله فما تنفعهم شفاعة الشافعين فقد
اثبت الله تعالى فى الآخرة شفاعة وكذلك فى السنة
وهو ما روى عن ابى هريرة رض ان النبى صلى الله عليه
وسلم قال ان اول من ينشق الارض عنه يوم القيامة
انا ولا فخر انا سيد ولد آدم ولا فخر وانا صاحب
لواء الحمد ولا فخر وانا اول من يدخل الجنة ولا فخر
وانا آخذ بحلقة باب الجنة فيؤذن لى فيستقبلنى
وجه الجبار فاخر له ساجداً فيقول تعالى يا محمد
ارفع راسك واشفع تشفع وسل تعط فارفع راسى
فاقول يا رب امتى امتى فلا ازال ارجع الى ربى
فيقول اذهب فانظر فمن وجدت فى قلبه مثقال
حبة من الايمان فاخرجه
من النار قال صلى الله عليه
وسلم فاخرج من امتى امثال الجبال ثم يقول
لى النبيون ارجع الى ربك فاساله فاقول قد رجعت
الى ربى حتى استحييت منه وقال صلى الله عليه وسلم

پھر پیدا کئے جاؤ گے' فرمایا: ہم نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا اور اسی میں تمہیں لوٹا دیں گے اور اسی سے تمہیں دوسری بار پیدا کر دیں گے حق تعالیٰ دوبارہ زندہ فرما کر سب کو جمع فرمائے گا تاکہ ہر شخص کو اس کے عملوں کا بدلہ دیا جائے اور تاکہ بروں کو ان کے برے عملوں کا برا بدلہ اور اچھوں کو ان کے اچھے عملوں کا اچھا بدلہ دیا جائے' فرمایا: اس کی عبادت کرو جس نے تم کو پیدا کیا پھر وہ تمہیں مار دیگا پھر وہ تمہیں زندہ کر دیگا' جو مخلوق کے ایجاد کرنے پر قادر ہے وہ ان کے دوبارہ زندہ کرنے پر بھی قادر ہے' معطلہ فرقہ حشر کا منکر ہے اللہ ان سے سمجھے۔

شفاعت | شفاعت پر ایمان لانا واجب ہے کہ حق تعالیٰ ہمارے نبی کی گنہگار موحدوں کے حق میں شفاعت قبول فرمائیگا اور عام مومنوں کے حق میں حساب وکتاب کھولنے کے لئے آپ کی شفاعت کبریٰ قبول فرمائے گا اور جہنم میں جانے کے بعد آپ خاص طور سے اپنی امت کے موحد ارباب کبائر کی شفاعت فرمائیں گے جنہیں وہ آپکی اور دیگر مومنوں کی شفاعت سے جہنم سے نکل آئیں گے حتیٰ کہ جہنم میں وہ موحد بھی نہیں رہے گا جس کے دل میں رائی کے ایک دانہ کے وزن کی برابر ایمان ہوگا اور وہ بھی جس نے اپنی عمر میں خلوص کے ساتھ ایک بار لا الٰہ الا اللہ کا اقرار کیا ہوگا لیکن قدریہ فرقہ شفاعت کا منکر ہے حالانکہ قرآن پاک میں انکی تردید و تکذیب ہے فرمایا: آج ہماری کوئی شفاعت کرنیوالا نہیں اور نہ کوئی گہرا دوست' فرمایا: کیا ہمارے لئے کوئی شفیع ہے کہ ہماری شفاعت کرے' فرمایا: شفاعت کرنیوالوں کی شفاعت انہیں مفید ثابت نہیں ہوگی' ان آیتوں میں حق تعالیٰ نے آخرت میں شفاعت ثابت فرمائی ہے حدیث سے بھی شفاعت ثابت ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا: قیامت کے دن سب سے پہلے جس سے زمین پھٹے گی وہ میں ہوں' میں فخر نہیں کرتا میں اولاد آدم کا سردار ہوں اور میں فخر نہیں کرتا' میرے ہاتھ میں حمد کا جھنڈا ہوگا اور میں فخر نہیں کرتا' میں سب سے پہلے جنت میں جاؤں گا اور میں فخر نہیں کرتا' میں جنت کے دروازے کا کڑا پکڑ کر ہلاؤں گا پھر مجھے اجازت مل جائے

فی حدیث جابر بن عبد اللّٰہ رضی اللہ عنہما شفاعتی لاھل الکبائر من امتی وعن ابی ھریرۃ رض انہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکل نبی دعوۃ مستجابۃ فتعجل کل نبی دعوتہ وانا اختبأت دعوتی شفاعۃ لامتی یوم القیامۃ فھی نائلۃ ان شاء اللہ تعالیٰ من امتی لمن مات لایشرک باللہ شیئا وقال صلی اللہ علیہ وسلم فی حدیث انس الانصاری رض انی لاشفع یوم القیامۃ لاکثر مما علی وجہ الارض من حجر ومدر ولہ صلی اللہ علیہ وسلم شفاعتہ فی القیامۃ عند المیزان و عند الصراط وکذلک مامن نبی الا ولہ شفاعۃ وعن حذیفۃ رض عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال یقول ابراھیم علیہ السلام یوم القیامۃ یاربا ہ فیقول اللہ عزوجل یالبیکاہ فیقول یارب احرقت بنی آدم فیقول جل وعلا اخرجوا من النار من کان فی قلبہ مثقال برۃ اوشعیرۃ من الایمان وکذلک للصدیقین والصلحین من کل امۃ شفاعۃ قال صلی اللہ علیہ وسلم فی حدیث ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ لکل نبی عطیۃ وانی اختبات عطیتی شفاعۃ لامتی وان الرجل من امتی لیشفع للقبیلۃ فید خلھم اللہ تعالیٰ الجنۃ لشفاعتہ وان الرجل لفیام من الناس فید خلھم اللہ الجنۃ لشفاعتہ وان الرجل لیشفع لثلثۃ نفر وان الرجل لیشفع للاثنین وان الرجل لیشفع للرجل قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی حدیث ابن مسعود رض لید خل الجنۃ قوم من

جائیگی پھر میرے سامنے حضرت جبار کا چہرہ ہوگا میں اس کے آگے سجدہ میں گر جاؤں گا پھر حق تعالیٰ فرمائے گا: اے محمد! اپنا سر اٹھائیے شفاعت کیجئے آپکی شفاعت قبول کی جائیگی، مانگئے، آپکی مراد پوری کی جائیگی بالآخر میں سر اٹھاؤں گا اور عرض کروں گا میری امت کو بخشدیجئے، میری امت کو بخشدیجئے پھر میں برابر اپنے رب کی طرف رجوع کرتا رہوں گا حق تعالیٰ فرمائے گا جاؤ اور دیکھو اگر کسی کے دل میں رائی کے دانے کے برابر ایمان پاؤ اسے نکال لو پھر میں جہنم سے اس قدر لوگوں کو نکالوں گا کہ اگر ان کا اوپر تلے ڈھیر لگایا جائے تو پہاڑوں کی بلندی تک پہنچ جائیں پھر مجھ سے انبیائے کرام فرمائیں گے: آپ اپنے پروردگار کے پاس واپس جائیے اور پھر اس سے سوال کیجئے میں عرض کروں گا کہ میں اپنے پروردگار کے پاس بار بار گیا حتیٰ کہ اب مجھے جاتے ہوئے شرم آتی ہے، حضرت جابر بن عبد اللہ کا بیان ہے کہ سرور عالم صلعم نے فرمایا میری شفاعت میری امت کے ارباب کبائر کے لئے ہے، حضرت ابو ہریرہؓ کا بیان ہے کہ سرکار رسالت صلعم نے فرمایا: ہر نبی کی ایک دعا یقینی طور پر مقبول ہے اور وہ دعا ہر نبی دنیا ہی میں مانگ چکا لیکن میں نے اپنی وہ دعا قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کے لئے چھپا رکھی ہے لہٰذا انشاء اللہ میری شفاعت میری امت کے ان لوگوں کو پہنچنے والی ہے جو اس حال میں فوت ہوئے کہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں کیا کرتے تھے۔

حضرت انس بن مالک انصاری کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا: میں قیامت کے دن ڈھیلوں اور پتھروں کی تعداد سے بھی زیادہ لوگوں کی شفاعت کروں گا، فرمایا: میزان کے پاس اور پلصراط کے پاس قیامت کے دن شفاعت ہوگی۔ اسی طرح ہر پیغمبر شفاعت فرمائے گا، حضرت حذیفہ رضؓ کا بیان ہے کہ نبی صلعم نے فرمایا: قیامت کے دن حضرت ابراہیمؑ اللہ تعالیٰ کو پکاریں گے اور کہیں گے اے میرے پروردگار! حق تعالیٰ فرمائے گا میں موجود ہوں کہو کیا کہنا چاہتے ہو؟ عرض کریں گے اے رب آپ نے اولاد آدم کو جلا دیا ہے حق تعالیٰ فرمائے گا آگ سے ان سب کو نکال لو جن کے دلوں میں ایک گیہوں یا ایک جو کے دانہ کے وزن کے برابر ایمان ہے، اسی طرح ہر امت کے صدیق و صالح حضرات کیلئے شفاعت ثابت ہے

المسلمين قد عذبوا بالنار برحمة الله تعالیٰ وشفاعة الشافعين وايضا فی حديث اويس القرنی رض المعروف ولله تفضل وتكرم ورحمة ومنة علیٰ من يشآء من اهل النار فی اخراجهم منها بعد ما احترقوا وصاروا فحما وعن الحسن عن انس رض عن النبی صلی الله عليه وسلم انه قال ما زلت اشفع الی ربي فيشفعني حتیٰ اقول يارب شفعني فيمن قال لا اله الا الله فيقول جلّ وعلا هذه ليس لك يا محمد ولا لاحد هذه لی وعزتی وجلالی ورحمتی لا ادع فی النار احدا قال لا اله الا الله والايمان بالصراط علی جهنم واجب وهو جسر ممدود علیٰ متن جهنم ياخذ من يشآء الله الی النار ويجوز من يشآء ويسقط فی جهنم من يشآء الی النار ولهم فی تلك الاحوال نور بحسب اعمالهم فهم بين ماش وسراع وراكب و زحف وسحب وقد وصفه النبی صلی الله عليه وسلم بانه ذو كلاليب فی خبر فيه طول الیٰ الیٰ ان قال صلی الله عليه وسلم ذو كلاليب مثل شوك السعدان هل تعرفون شوك السعدان قالوا نعم يارسول الله صلی الله عليه وسلم قال فانها مثل شوك السعدان غير انه لا يعلم عظمها الا الله تعالیٰ جل اسمه فتخطف الناس فمنهم موبق بعمله ومنهم المخردل والمخردل الذی المصروع ومنهم من يخردل ثم ينجو وقبل ذلك للقطع ايضا وقال صلی الله عليه وسلم استجيدوا ضحايا كم فانها مطايا كم علی الصراط وجاء فی

حضرت ابوسعید خدریؓ کا بیان ہے کہ محبوب دو عالم صلعم نے فرمایا: ہر نبی کے لئے ایک بخشش ہے میں نے اپنی بخشش کو اپنی امت کی شفاعت کے لئے چھپا رکھا ہے میرا ایک امتی پورے ایک قبیلہ کی شفاعت کریگا اور اس کی شفاعت سے اللہ تعالیٰ پورے قبیلہ کو جنت عطا فرما دیگا اور ایک امتی لوگوں کی ایک جماعت کی شفاعت کریگا اور حق تعالیٰ اسکی شفاعت سے انہیں جنت میں لیجائے گا اور ایک امتی تین آدمیوں کی شفاعت کرے گا اور ایک دو آدمیوں کی اور ایک ایک آدمی کی۔

حضرت ابن مسعودؓ کا بیان ہے کہ ساقی کوثر شفیع روز محشر صلعم نے فرمایا: جنت میں مسلمانوں کی ایک جماعت جو آگ کے عذاب میں مبتلا تھی اللہ کی رحمت سے اور شفاعت کرنے والوں کی شفاعت سے داخل ہوگی۔ اسی طرح اویسؓ قرنی والی مشہور حدیث میں ہے، حق تعالیٰ کی مہربانی، عنایت، فضل وکرم اور احسان ہے کہ وہ جس جہنمی کو چاہے اس کے جلنے اور کوئلہ ہو جانے کے بعد جہنم سے نکال لے۔

حسنؓ انسؓ سے اور وہ نبی صلعم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: میں برابر اپنے رب سے شفاعت کی درخواست کرتا رہوں گا پھر اللہ تعالیٰ میری شفاعت قبول فرمالیں گے حتیٰ کہ میں درخواست کروں گا کہ اے میرے پروردگار ان کے بارے میں بھی میری شفاعت قبول فرمالیجئے جو لا الہ الا اللہ کے قائل تھے حق تعالیٰ فرمائے گا محمد یہ مقام آپ کا نہیں اور نہ کسی اور کا ہے یہ مقام میرا ہے مجھے اپنی عزت وجلال اور رحمت کی قسم میں جہنم میں لا الہ الا اللہ کہنے والے نہیں رہنے دوں گا۔

پل صراط پل صراط پر جو جہنم کے اوپر ہے ایمان لانا واجب ہے۔ صراط جہنم کے اوپر ایک لمبا پل ہے جسے اللہ تعالیٰ چاہے گا یہ پل اسے پکڑ کر جہنم میں گرا دے گا اور جسے چاہے گا پار فرما دیگا اس سے گزرتے وقت لوگوں کو بقدر ان کے اعمال کے نور ملے گا۔ کوئی چل کر پار ہوگا، کوئی دوڑ کر، کوئی مثل سوار کے کوئی چوتڑوں کے بل گھسٹتا ہوا اور کوئی کھسکتا ہوا نبی صلعم نے اس کے بارے ایک طویل حدیث میں فرمایا ہے کہ وہ سعدان کے کانٹوں کی طرح آنکڑے دار والا ہوگا فرمایا لوگو سعدان کے کانٹوں کو پہچانتے ہو؟ لوگوں نے کہا: ہاں یارسول اللہ! فرمایا: تو وہ سعدان کے کانٹوں کی طرح آنکڑوں والا

وصف الصراط عنه صلى الله عليه وسلم انه
ادق من الشعرة واحر من الجمرة واحد من
السيف طوله ثلث مائة سنة من سني الآخرة
يجوزه الابرار وتزل عنه الفجار وقيل ثلاثة
آلاف سنة من سني الآخرة واهل السنة يعتقدون
ان لنبينا صلى الله عليه وسلم حوضا في القيامة
ليسقى منه المومنون دون الكافرين ويكون ذلك
بعد جواز الصراط قبل دخول الجنة من شرب منه
شربة لم تظمأ بعدها ابدا عرضه مسيرة شهر
ماؤه اشد بياضا من اللبن واحلى من العسل حوله
اباريق عدد نجوم السماء فيه ميزابان يصبان من
الكوثر اصله في الجنة وفرعه في الموقف وقد
ذكره النبي صلى الله عليه وسلم في حديث ثوبان
رض انا عند حوضي يوم القيامة فسئل النبي صلى الله
عليه وسلم من سعة الحوض فقال صلى الله عليه
وسلم ما بين مقامي هذا الى عمان شرابه اشد بياضا
من اللبن واحلى من العسل فيه ميزابان من
الجنة احدهما من ورق والآخر من ذهب من
شرب منه شربة لم يظما بعدها ابدا وقال
صلى الله عليه وسلم في حديث عبد الله بن عمر
رض موعدكم حوضي عرضه مثل طوله وهو
ابعد ما بين ايلة الى مكة وذلك مسيرة شهر
فيه اباريق امثال الكواكب ماؤه اشد بياضا
من الفضة من ورده فشرب منه لم يظمأ
بعدها ابدا ولكن لكل نبي من الانبياء

ہوگا مگر ان کانٹوں کی بڑائی اللہ ہی کو معلوم ہے یہ آنکڑے لوگوں کو اچک لیں گے پھر کوئی تو اپنے عملوں کی وجہ سے ہلاک ہو جائے گا کوئی رائی کے دانوں کی طرح چور چور ہو کر جہنم میں گر کر بکھر جائے گا کوئی ریزہ ریزہ ہو کر نجات پا جائیگا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ آنکڑے کاٹنے ہی کے لئے ہیں فرمایا: قربانی عمدہ جانوروں کی کرو کیونکہ یہ جانور پل صراط پر تمہاری سواریاں ہوں گے آپ نے پل صراط کے بارے میں یہ بھی فرمایا ہے کہ وہ بال سے زیادہ باریک انگارے سے زیادہ گرم اور تلوار سے زیادہ تیز ہے اس کا طول آخرت کے سالوں سے تین سو سال کی مسافت کا ہے نیک حضرات اس سے عبور کر جائینگے اور سیہ کار و نا ہنجار اس سے پھسل جائیں گے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس کا طول آخرت کے سالوں سے تین ہزار سال کی مسافت کا ہے۔

حوض کوثر اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ ہمارے محبوب پیغمبر صلعم کے لئے قیامت میں ایک حوض ہے جس کا پانی مومن پل صراط کو عبور کر کے جنت میں جانے سے پہلے پیئں گے اور اس سے کافر محروم رہیں گے جو شخص ایک دفعہ وہ پانی پی لے گا اسے پھر کبھی پیاس نہیں لگے گی، اس حوض کا عرض ایک ماہ کی مسافت ہے اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے بھی زیادہ شیریں ہے اس کے ساحل پر آسمان کے تاروں کی طرح بیشمار لوٹے ہیں اس میں دو پرنالے کوثر سے گرتے ہیں اس کا منبع بہشت میں ہے اور شاخیں میدان محشر میں ہیں، حضرت ثوبان کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ میں قیامت کے دن اپنے حوض کے پاس موجود ہوں گا پھر آپ سے حوض کی وسعت کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا! میرے اس مقام سے لیکر عمان تک وسیع ہے اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے اس میں بہشت سے دو پرنالے گرتے ہیں جو ایک چاندی کا ہے اور ایک سونے کا جو کوئی ایک بار اس کا پانی پی لے گا اسے پھر کبھی پیاس محسوس نہ ہوگی۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا تمہارے وعدہ کی جگہ میرا حوض ہے یعنی حوض پر تم سے ملاقات ہوگی اس کا عرض و طول

حوض الا صالح النبی فان حوضہ ضرع ناقتہ لیسقی من ذلك مومنو کل امۃ منهم دون الکافرین وفی حدیث اخر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال حوضی ما بین عدن وعمان حافتاہ خیام الدر المجوف وانیتہ عدد نجوم السماء طینتہ المسك الاذفر ماؤہ ابیض من اللبن وابرد من الثلج احلی من العسل من شرب منہ شربۃ لم یظمأ بعدها ابدا الا انہ یذاد عنی یوم القیامۃ رجال کما تذاد الغریبۃ من الابل فاقول الا هلم الا هلم فیقال انك لا تدری ما احدثوا بعدك فاقول ما احدثوا فیقال انهم غیروا وبدلوا فاقول الا سحقا ولعدا وقد انکرت ذلك المعتزلۃ فلا یسقون منہ ویدخلون النار وردا عطاشا ان لم یتوبوا عن مقالتهم وجحودهم الحق ورد الایات والاخبار والاثار وروی عن انس بن مالك رض یرفعہ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال من کذب بالشفاعۃ لم یکن لہ فیها نصیب ومن کذب بالحوض لم یکن لہ فیہ نصیب واهل السنۃ یعتقدون ان اللہ یجلس رسولہ ونبیہ المختار علی سائر رسلہ وانبیائہ معہ علی العرش یوم القیامۃ لما روی عن عبد اللہ بن عمر رض عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی قولہ عز وجل عسی ان یبعثك ربك مقاما محمودا قال یجلسہ معہ علی السریر وعن هشام بن عروۃ عن عائشۃ رضی اللہ تعالی عنها انها قالت سالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

برابر ہے اور وہ ایلہ سے مکہ تک کے فاصلہ سے بھی بڑا ہے ایلہ سے مکہ تک کا فاصلہ ایک مہینہ کا ہے اس کے ساحل پر تاروں کی طرح بے شمار ڈونگے ہیں اور اس کا پانی چاندی سے بھی زیادہ سفید ہے جو شخص اس پر آکر اس کا پانی پئے گا اسے پھر کبھی پیاس محسوس نہیں ہوگی اسی طرح ہر نبی کا ایک حوض ہے البتہ حضرت صالح کا حوض ان کی اونٹنی کا باکہ ہے جس سے ہر قوم کے مسلمانوں کو دودھ پلایا جائے گا، کافروں کو نہیں۔

ایک حدیث میں ہے کہ نبی صلعم نے فرمایا: میرا حوض عدن سے عمان تک فاصلہ کا ہے اس کے دونوں ساحلوں پر ایک ایک جوف دار موتی کے خیمے ہیں اس کے جام آسمان کے تاروں کے برابر ہیں اس کی تہہ کی مٹی خالص مشک ہے اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید ہے برف سے زیادہ ٹھنڈا ہے اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے جو شخص اس سے ایک دفعہ پی لے گا اسے پھر کبھی پیاس محسوس نہ ہوگی پھر قیامت کے دن بعض لوگ مجھ سے اس طرح ہٹا دئے جائیں گے جس طرح اجنبی اونٹ ذاتی اونٹوں سے ہٹا دئے جاتے ہیں میں کہوں گا سنو! چلے آؤ لیکن مجھ سے کہا جائے گا: آپ کو معلوم نہیں کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا بدعتیں گھڑی تھیں میں پوچھوں گا: کیا بدعتیں ایجاد کی تھیں؟ تو کہا جائیگا کہ انہوں نے دین میں تغیر پیدا کر دیا تھا اور اسے بدل ڈالا تھا۔ بالآخر میں کہوں گا، کہ مجھ سے بہت پرے اور دور ہٹ جاؤ۔

معتزلہ اس حوض کے منکر ہیں لہٰذا اس کا پانی انہیں نہیں پلایا جائیگا اور وہ جہنم میں پیاسے ہی جھونک دئے جائیں گے اگر وہ اس بدعقیدے اور انکار حق سے توبہ نہ کریں گے اور حق کو ٹھکرانے سے اور آیات و احادیث کی تردید سے باز نہیں آئیں گے، حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا: جس نے شفاعت کو جھٹلایا اسے شفاعت نصیب نہ ہوگی اور جس نے حوض کوثر کو جھٹلایا اسے اس کا پانی نصیب نہ ہوگا۔

اہلسنت کا عقیدہ ہے کہ حق تعالیٰ شانہ قیامت کے دن اپنے پسندیدہ رسول

عن المقام المحمود فقال صلی اللہ علیہ وسلم وعدنی
ربی القعود علی العرش وکذلک عن عمر بن الخطاب
رض وعن عبد اللہ بن سلام رض قال اذا کان یوم القیامۃ
جیٔ بنبیکم فاقعد بین یدی اللہ علی کرسیہ فقیل
لہ یا ابا مسعود اذا کان علی کرسیہ الحق الیس
ھو معہ قال ویلکم ھذا اقر حدیث فی الدنیا
لعینی وقال الحجاج فی حدیثہ اذا کان یوم القیامۃ
نزل الجبار علی عرشہ وقدماہ علی الکرسی ویؤتی
بنبیکم صلی اللہ علیہ وسلم فیقعد بین یدیہ
علی الکرسی فقالوا للجنیدی اذا کان علی الکرسی
فھو معہ قال نعم ویلکم ھو معہ ویعتقد
اھل السنۃ ان اللہ تعالی یحاسب عبدہ المؤمن
یوم القیامۃ ویدنیہ منہ فیضع کفہ علیہ
حتی یسترہ من الناس لما روی عن عبد اللہ بن
عمر رض انہ سمع رسول اللہ یقول یؤتی بالمؤمن
یوم القیامۃ فیدنیہ اللہ تعالی منہ فیضع کفہ
علیہ حتی یسترہ من الناس فیقول عبدی اتعرف
ذنبی کذا اتعرف ذنب کذا وکذا مرتین
فیقول نعم رب حتی اذا اقرہ بذنوبہ کلھا
فرای نفسہ انہ قد ھلک فیقول لہ الحق
عز وجل عبدی ذنوبک ھذہ فانی قد سترتھا
علیک فی الدنیا وانا اغفرھا لک الیوم ومعنی
المحاسبۃ تعریف اللہ عبدہ بمقادیر ثواب
الاعمال وعذابہ بقراءۃ سیاتہ وحسناتہ
ومالہ وما علیہ وقد انکرت المعطلۃ المحاسبۃ

محبوب پیغمبر کو رسولوں اور نبیوں سے اوپر اپنے پاس عرش پر بٹھائے گا کیونکہ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ نبی صلعم عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا (یعنی امید ہے کہ آپ کو آپ کا رب مقام محمود میں بھیجے گا) کی تفسیر میں فرماتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ مجھے اپنے پاس تخت پر بٹھائے گا۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلعم سے مقام محمود کے بارے میں پوچھا، فرمایا: مجھ سے میرے رب نے عرش پر بیٹھنے کا وعدہ فرمایا ہے اسی طرح حضرت عمرؓ بیان فرماتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن سلام کا بیان ہے کہ قیامت کے دن تمہارے نبی کو لایا جائے گا اور آپکو حق تعالیٰ کے سامنے اس کی کرسی پر بٹھایا جائے گا آپ سے کہا گیا: اے ابو مسعود جب اللہ تعالیٰ اپنی کرسی پر ہو گا تو کیا نبی صلعم اللہ کے پاس نہ ہوں گے؟ فرمایا تمہارے لئے خرابی ہو یہ حدیث تو دنیا میں میری آنکھوں کے لئے انتہائی ٹھنڈک والی ہے۔ حجاج اپنی حدیث میں فرماتے ہیں قیامت کے دن جبار اپنے عرش پر تشریف فرما ہو گا اور اس کے پیر کرسی پر ہوں گے اور تمہارے نبی صلعم لائے جائیں گے اور رب کے سامنے کرسی پر آپ کو بٹھا دیا جائے گا۔

لوگوں نے جنیدی سے پوچھا جب آپ کرسی پر ہوں گے تو آپ اللہ کے ساتھ ہوں گے نا؟ فرمایا ہاں تمہارے لئے خرابی ہو آپ اللہ کے ساتھ ہوں گے۔ اہلسنت کا عقیدہ ہے کہ حق تعالیٰ شانہ قیامت کے دن اپنے مومن بندہ کا حساب لینے کے لئے اسے اپنے قریب بلائے گا اور اس پر اپنا ہاتھ رکھے گا حتے کہ اسے لوگوں سے چھپالے گا کیونکہ عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلعم سے سنا آپ فرماتے تھے: قیامت کے دن مومن کو لایا جائیگا پھر اللہ تعالیٰ اسے اپنے قریب بلائیگا اور اس پر اسے لوگوں سے چھپانے کے لئے اپنا ہاتھ رکھے گا اور دو بار فرمائے گا اے میرے بندے! کیا تو فلاں گناہ پہچانتا ہے؟ کیا تجھے فلاں فلاں گناہ معلوم ہے؟ بندہ عرض کریگا: ہاں اے میرے پروردگار یہ میرے ہی گناہ ہیں حتے کہ حق تعالیٰ اس سے اس کے تمام گناہوں کا اقرار کرالے گا اور وہ سمجھ لے گا کہ اب میں ہلاک ہوا پھر حق تعالیٰ اس سے

وقد كذبهم الله تعالىٰ بقوله ان الينا ايابهم ثم ان علينا حسابهم ويعتقد اهل السنة ان لله تعالىٰ ميزانًا يزن فيه الحسنات والسيات يوم القيامة له كفتان ولسان وقد انكرت المعتزلة مع المرجية والخوارج ذالك فقالت ان معنى الميزان العدل دون موازنة الاعمال وفي كتاب الله وسنة رسوله تكذيبهم قال الله تعالىٰ ونضع الموازين القسط ليوم القيامة فلا تظلم نفس شيًا وان كان مثقال حبة من خردل اتينا بها وكفى بنا حاسبين وقال تعالىٰ فاما من ثقلت موازينه فهو في عيشة راضية واما من خفت موازينه فامه هاوية الاية والعدل لا يوصف بالخفة والثقل وانما هو بيد الرحمٰن جل جلاله لانه هو الذي يتولى حسابهم لما روى النواس بن سمعان الكلابيؓ قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول الميزان بيد الرحمٰن عزوجل يرفع اقوامًا ويضع اٰخرين يوم القيامة وقيل انه بيد جبرائيل عليه السلام لما روى عن حذيفة بن اليمان رضؓ قال ان جبرائيل صاحب الميزان فيقول له ربه زن يا جبرائيل بينهم فيرد بعضهم على بعض وروى عبد الله بن عمر رضؓ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يوضع الميزان يوم القيامة فيؤتى بالرجل فيوضع في كفة الميزان ويوضع ما احصى من عمله في كفة فيميل به الميزان فيبعث الله به الى النار فاذا ادبر به اذا صائح يصيح من عند الرحمٰن

فرمائے گا تیرے گناہ یہ ہیں، میں نے دنیا میں ان پر پردہ ڈال دیا تھا اور آج بھی میں تیرے یہ گناہ معاف کرتا ہوں حساب لینے کا یہ مطلب ہے کہ حق تعالیٰ جل مجدہٗ بندے کو اس کے عملوں کے ثواب وعذاب کی مقدار اس کی نیکیاں اور برائیاں بتا کر آگاہ فرما دے گا اور نفع نقصان پہنچا دے گا معطلہ حساب وکتاب کو نہیں مانتے حق تعالیٰ نے ان کی تردید میں فرمایا: یقیناً ان کو ہماری ہی طرف انہیں لوٹنا ہے پھر ہمیں پر ان کا حساب ہے۔

میزان: اہلسنت کا ایک عقیدہ یہ بھی ہے کہ اللہ کی ایک میزان (ترازو) ہے جس میں قیامت کے دن نیکیاں اور بدیاں تولی جائیں گی اس کے دو پلے ہیں اور ایک ڈنڈی ہے، معتزلہ، مرجیہ اور خارجی میزان کو نہیں مانتے اور یہ تاویل کرتے ہیں کہ میزان عدل کے معنیٰ میں ہے عملوں کے تولنے کے معنیٰ میں نہیں لیکن قرآن وحدیث میں ان گمراہ فرقوں کی تردید ہے فرمایا: ہم قیامت کے دن انصاف کے لئے میزان نصب کریں گے اور کسی پہ ذرا سا بھی ظلم نہ ہوگا اور اگر رائی کے دانہ کے وزن کی برابر بھی نیکی ہو گی تو ہم اسے بھی لے آئیں گے اور ہم حساب لینے والوں میں کافی ہیں فرمایا اور جس کی تولیں بھاری ہوئیں وہ پسندیدہ عیش میں موج اڑائے گا اور جس کی تولیں ہلکی ہوئیں اس کا ٹھکانہ ہاویہ ہے جو تپتی ہوئی آگ ہے ظاہر ہے کہ عدل کو ہلکا اور بھاری نہیں کہا جاتا ہے، میزان اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہو گی کیونکہ اللہ ہی اس دن براہ راست لوگوں کا حساب لے گا کیونکہ نواس بن سمعان کلابی کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلعم سے سنا آپ فرماتے تھے، میزان حق تعالیٰ عزوجل ہی کے ہاتھ میں ہو گی وہ قیامت کے دن کچھ لوگوں کو سر بلند فرمائے گا اور کچھ لوگوں کو گرا دے گا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ میزان حضرت جبرئیل کے ہاتھ میں ہو گی کیونکہ حضرت حذیفہ بن یمان فرماتے ہیں کہ ترازو والے حضرت جبرئیل ہیں آپ سے آپ کا پروردگار فرمائے گا: جبرئیل! لوگوں کے عملوں کا وزن کر پھر آپ بعض پر بعض کا پلہ جھکا دیں گے، اور حضرت عبد اللہ بن عمر کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا: قیامت کے دن ترازو نصب

لا تعجلوا لا تعجلوا فانه قد بقي له فيؤتى بشئ فيه
لا اله الا الله فيوضع موضع الرجل في كفة حسناته
حتى يميل به الميزان فيؤمر به الى الجنة، وفي حديث
آخر عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال يؤتى
بالرجل يوم القيمة الى الميزان ثم يؤتى بتسعة
وتسعين سجلا كل سجل مد البصر فيها كلها
سياته وحسناته فترجح سياته على حسناته ثم
فيؤمر به الى النار فاذا ادبر به اذا صائح يصيح
من عند الرحمن لا تعجلوا لا تعجلوا فقد بقي له
فيؤتى بمثل راس الابهام وامسك على النصف
منها فيه شهادة ان لا اله الا الله واني رسول
الله فيوضع في كفة حساته فتثقل حسناته على
سياته فيؤمر به الى الجنة وفي لفظ آخر فيخرج
له بقرطاس مثل هذا وامسك على ابهامه
فيه شهادة ان لا اله الا الله وان محمدا رسول
الله الى آخر الحديث وقيل ان الصنج يومئذ
مثاقيل الذر والخردل تكون الحسنات في صورة
حسنة تطرح في كفة النور فيثقل بها الميزان برحمة
الله وتكون السيات في صورة سيئة تطرح في
كفة الظلمة فيخفف بها الميزان ارتفاعها
وعلامة انحطاطها خفتها بخلاف موازين
الدنيا وقيل هو مثل موازين الدنيا وسبب
تثقيلها الايمان وقول الشهادتين وسبب خفتها
الشرك بالله عزوجل واذا ارتفعت ادخل
صاحبها الجنة واذا خفت ادخل صاحبها النار

کی جائیگی پھر ایک شخص کو لایا جائے گا اور اس کے نیک عمل ایک پلّہ میں رکھے جائیں
گے اور بُرے عمل دوسرے پلّہ میں پھر بُرے عملوں کا پلّہ جھک جائے گا اور اللہ تعالیٰ
اسے جہنم میں بھیجنے کا حکم فرما دیگا پھر جب اسے جہنم کی طرف لیجانے لگیں گے تو اچانک
ایک اعلان کرنیوالا رحمٰن کے پاس سے بلند آواز سے اعلان کریگا کہ اسے جہنم کی
طرف لے جانے میں جلدی نہ کرو ابھی اس کی ایک نیکی باقی ہے جو تلنے سے رہ گئی ہے
پھر ایک پرچی لائی جائیگی جس میں لا الہ الا اللہ درج ہوگا اور وہ نیکیوں کے
پلہ میں رکھ دی جائیگی حتےٰ کہ وہ پلہ جھک جائیگا پھر اسے جنت میں لے جانے
کا حکم صادر فرما دیا جائے گا۔ ایک حدیث میں ہے کہ رحمت عالم صلعم
نے فرمایا: قیامت کے دن ایک شخص کو ترازو کے پاس لایا جائیگا پھر اس کے
۹۹ دفتر لائے جائیں گے اور ہر دفتر حد نگاہ تک پھیلا ہوا ہوگا ان میں اسکی
تمام نیکیاں اور برائیاں ہوں گی اور نیکیوں پر برائیاں جھک جائیں گی بالآخر
اسے جہنم میں لے جانے کا حکم صادر فرما دیا جائیگا پھر جب اسے لیجایا
جانے لگے گا تو اچانک ایک اعلان کرنیوالا بلند آواز سے رحمٰن کے پاس سے
اعلان کرے گا کہ جلدی نہ کرو اور عجلت سے کام نہ لو ابھی اس کا ایک عمل باقی
ہے پھر انگوٹھے کے بالائی پورے کے آدھے پورے کی برابر ایک پرچی لائی
جائے گی جس میں لا الہ الا اللہ و محمد رسول اللہ کی شہادت درج ہوگی، یہ
پرچی اس کے نیکیوں کے پلّہ میں رکھ دی جائیگی بالآخر نیکیاں برائیوں پر بھاری
ہو جائیں گی پھر اسے جنت میں لے جانے کا حکم صادر فرما دیا جائے گا ایک لفظ
میں ہے کہ آپ نے انگوٹھے پر انگلی رکھ کر فرمایا کہ اتنا سا کاغذ نکالا جائے گا
جس میں توحید و رسالت کا اقرار درج ہوگا (آگے باقی حدیث ہے) کہا جاتا
ہے کہ اس دن نیکیاں چیونٹیوں اور رائی کے دانوں کی برابر اچھی اچھی شکلوں
میں ہوں گی اور نور کے پلّہ میں رکھ دی جائیں گی اور اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے
ان سے پلّہ جھک جائے گا اور بدیاں بری شکلوں میں ہوں گی اور ظلمت کے
پلّہ میں ڈال دی جائیں گی اور اللہ کے عدل سے وہ پلہ ہلکا ہو جائے گا ترازو
کے بھاری ہونے کی نشانی پلّہ کا بلند ہونا اور ہلکی ہونے کی نشانی پلّہ کا گر جانا

الھاویۃ لانھا فی التخوم اسفل السافلین کما قال اللہ عزوجل فاما من ثقلت موازینہ فھو فی عیشۃ راضیۃ ای فی جنۃ عالیۃ واما من خفت موازینہ فامہ ھاویۃ ای اصلہ ومأواہ ومرجعہ نار حامیۃ وھی ھاویۃ والناس فی موازنۃ الاعمال علی ثلاثۃ اضرب منھم من ترجح حسناتہ علی سیاٰتہ فیؤمر بہ الی الجنۃ ومنھم من ترجح سیاٰتہ علی حسناتہ فیؤمر بہ الی النار ومنھم من لا ترجح احدھما علی الاخری فھم اصحاب الاعراف ثم لا ینالھم اللہ برحمۃ اذا شاء فیدخلھم الجنۃ فھو قولہ عزوجل وعلی الاعراف رجال الایۃ والذی یوزن صحائف اعمالھم علی ما ذکرنا من تسعۃ وتسعین سجلا وطریق ذلک النقل والسمع واما المعتزلون فیدخلون الجنۃ بغیر حساب کما جاء فی الحدیث انہ یدخل الجنۃ سبعون الفا بغیر حساب ومع کل واحد منھم سبعون الفا علی نص الحدیث المشھور واما الکافرون فیدخلون النار بغیر حساب ومن المؤمنین من یحاسب حسابا یسیرا ثم یؤمر بہ الی الجنۃ علی ما تقدم ومنھم من یناقش ثم امرہ الی اللہ ان شاء امر بہ الی الجنۃ والی النار قال عزوجل فاما من اوتی کتابہ بیمینہ فسوف یحاسب حسابا یسیرا الایۃ وقال جل وعلا وکل انسان الزمنہ طائرہ فی عنقہ ونخرج لہ یوم القیامۃ کتابا یلقہ منشورا اقرا کتابک کفی بنفسک الیوم

ہے لیکن دنیا میں اس کے برعکس ہے کہ بھاری جھک جاتا ہے اور ہلکا اٹھ جاتا ہے یہ بھی کہا گیا ہے کہ دنیوی ترازو کی طرح بھاری اور ہلکا ہوگا اور بھاری ہونے کا سبب ایمان اور اقرار توحید و رسالت ہے اور ہلکا ہونے کا سبب شرک ہے بلند ہوگا تو نیکیوں والے کو جنت میں لے جائیگا اور ہلکا ہوگا تو بدیوں والے کو جہنم میں بھڑکتی ہوئی آگ میں لے جائے گا۔ کیونکہ ہاویہ زمین کی سب سے نیچے والی تہہ میں واقع ہے جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ جس کی تولیں بھاری ہونگی وہ پسندیدہ عیش میں یعنی بلند جنت میں ہوگا اور جس کی تولیں ہلکی ہوں گی اسکی اصل اور اس کا ٹھکانہ اور اس کے لوٹنے کی جگہ بھڑکتی ہوئی آگ ہوگی جسے ہاویہ کہا جاتا ہے۔

وزن اعمال کے اعتبار سے لوگوں کے اقسام

وزن اعمال کے اعتبار سے لوگ تین قسموں پر بٹ جائیں گے بعض کی نیکیاں برائیوں پر جھک جائیں گی لہٰذا وہ جنتی ہیں اور بعض کی برائیاں نیکیوں پر جھک جائیں گی لہٰذا وہ جہنمی ہیں اور بعض کی نیکیاں اور برائیاں برابر ہوں گی لہٰذا یہ اصحاب الاعراف ہیں جن کو اللہ جب تک چاہے گا اپنی رحمت میں نہ ڈھانپے گا، بالآخر انہیں بھی جنت میں داخل فرما دے گا فرمایا اور اعراف پر کچھ لوگ ہونگے (آخر تک) اعمالنامہ کی ۹۹ فردوں کی تول کا ثبوت یہ ہے کہ رحمت عالم نے اس کا بیان فرمایا اور صحابہ کرام نے اسے آپ سے سنا، مقرب حضرات جنت میں بلا حساب و کتاب جائیں گے جیسا کہ ایک حدیث میں آتا ہے کہ ستر ہزار اور ان میں سے ہر ایک کے ساتھ ستر ہزار بلا حساب کے جنت میں جائیں گے اور کافر جہنم میں بلا حساب کے جائیں گے، بعض مومنوں سے آسان حساب لیا جائیگا پھر ان کو جنت میں داخل کرنے کا حکم صادر فرما دیا جائے گا جیسا کہ اوپر گزر چکا اور بعض سے کرید کی جائیگی ایسے مومنوں کا معاملہ اللہ کے اختیار میں ہے خواہ وہ ان کے لئے جنت کا حکم فرما دے یا جہنم کا، فرمایا جس کے سیدھے ہاتھ میں اعمالنامہ دیا جائے گا تو اس سے حساب آسان لیا جائے گا فرمایا ہم نے ہر شخص کی گردن میں اس کا اعمالنامہ چمٹا دیا ہے اور ہم قیامت کے دن

علیک حسیبا وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی حدیث علی رضی ان اللہ یحاسب کل الخلق الا من اشرک باللہ فانہ لا یحاسب ویؤمر بہ النار۔

فصل ولیعتقد اھل السنۃ ان الجنۃ والنار مخلوقتان وھما الداران اعدھما اللہ تعالیٰ احدھما للنعیم والثواب لاھل الطاعۃ والایمان والاخریٰ للعقاب والنکال لاھل المعاصی والطغیان ھما منذ خلقھما اللہ تعالیٰ باقیتان لا یفنیان ابدا وھی الجنۃ التی کان فیھا آدم وحوا علیھما السلام وابلیس اللعین ثم اخرجا منھا القصۃ المشھورۃ وقد انکرت المعتزلۃ ذلک فاما الجنۃ فلا یدخلونھا واما النار فلعمری ھم فیھا خالدون مخلدون لانکارھم ولحکمھم بذلک للمومن الموحد المطیع للہ عزوجل سبعین سنۃ بکبیرۃ واحدۃ وفی کتاب اللہ وسنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکذیبھم قال اللہ عزوجل جنۃ عرضھا السموٰت والارض اعدت للمتقین وقال عزوجل اتقوا النار التی اعدت للکافرین وما کان معدا کان موجودا یعلمہ کل عاقل فعلم انھما مخلوقتان وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی حدیث انس بن مالک رض دخلت الجنۃ فاذا انا بنھر یجری حافتاہ خیام اللؤلؤ فضربت بیدی الی ما یجری فاذا مسک اذفر قلت یا جبرئیل ما ھذا قال ھذا الکوثر الذی اعطاک اللہ تعالیٰ

اس کا اعمالنامہ کھول کر اسے دیدیں گے اور اس سے کہا جائیگا اپنا اعمالنامہ پڑھ لے آج تو آپ ہی اس کے سمجھنے کے لئے کافی ہے۔ حضرت علی رضی کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا: حق تعالیٰ تمام مخلوق سے بجز مشرکوں کے حساب لے گا اور مشرک بلا حساب کے جہنم میں جھونک دئے جائیں گے

جنّت وجہنّم کا وجود اہلسنت کا عقیدہ ہے کہ آج بھی جنت و جہنم موجود ہیں اور اللہ تعالیٰ نے انہیں پیدا فرما دیا ہے یہ دو گھر ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے فرمانبرداروں اور نافرمانوں کے لئے اور ثواب عذاب کے لئے تیار فرما دیا ہے اور جب سے انہیں اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا ہے اس وقت سے بلکہ ہمیشہ ہمیش کے لئے باقی رہیں گے کبھی فنا نہ ہوں گے یہی وہ جنت ہے جس میں حضرت آدم وحوا دونوں رہتے تھے اور ابلیس لعین بھی، پھر دونوں اس سے نکال دئے گئے یہ قصہ مشہور ہے اور سب اسے جانتے ہیں۔ معتزلہ جنت کو نہیں مانتے اس لئے وہ جنت میں نہیں جائیں گے اور اللہ کی قسم یہ لوگ دائمی جہنمی ہیں کیونکہ یہ لوگ جنت کو تو مانتے ہی نہیں اور یہ عقیدہ جمائے بیٹھے ہیں کہ ستر سال تک جس اطاعت گزار موحد مومن نے اللہ کی عبادت کی ہو اور اس سے ایک بڑا گناہ سرزد ہو گیا ہو وہ دائمی جہنمی ہے۔ ان گمراہوں کی تردید قرآن وحدیث سے ثابت ہے فرمایا وہ جنت جس کی چوڑائی آسمان وزمین کی برابر ہے اور جو اللہ سے ڈرنے والوں کے لئے تیار کی جاچکی ہے۔ فرمایا: اس آگ سے ڈرو جو کافروں کے لئے تیار کی جاچکی ہے۔ ہر ذی فہم شخص جانتا ہے کہ تیار کردہ چیز موجود ہوتی ہے لہٰذا معلوم ہوا کہ جنت وجہنم دونوں مخلوق موجود ہیں

حضرت انس رض بن مالک کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا: جب میں (شب معراج) جنت میں گیا تو اچانک ایک نہر پر پہنچ گیا جس کے دونوں کناروں پر موتیوں کے خیمے نصب تھے پھر میں نے اس کے پانی کو چھوا تو اس میں خالص مشک کی خوشبو تھی میں نے پوچھا: جبریل یہ کیا ہے؟ فرمایا: یہ کوثر ہے اور وہ نہر ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائی ہے

حضرت ابوہریرہ رض کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا جب کہ آپ سے

وقال صلی اللہ علیہ وسلم فی حدیث ابی ھریرۃ رضؓ حین قیل لہ یارسول اللہ اخبرنا عن الجنۃ ما بناؤھا قال علیہ السلام لبنۃ من ذھب ولبنۃ من فضۃ وملاطھا مسک اذفر وحصاھا الیاقوت واللؤلؤ وترابھا الورس والزعفران من دخلھا یخلد ولا یموت وینعم ولا یبأس ولا یخرق ثیابھم ولا یبلی ثیابھم فھذا دلیل علی کونھما مخلوقتین وان نعیم الجنۃ دائم لا یفنی کما قال اللہ تعالیٰ اکلھا دائم وظلھا وقال عزوجل لا مقطوعۃ ولا ممنوعۃ ومن نعیمھا الحور العین خلقھن اللہ تعالیٰ فی الجنۃ للبقاء لا یفنین ولا یمتن کما قال عزوجل فیھن قاصرات الطرف لم یطمثھن انس قبلھم ولا جان وقولہ تبارک وتعالیٰ حور مقصورات فی الخیام وروت ام سلمۃ رضؓ زوجۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم قالت قلت یارسول اللہ اخبرنی عن قول اللہ عزوجل کامثال اللؤلؤ المکنون قال صفاءھن کصفاء الدر فی الاصداف الی ان قال یقلن نحن الخالدات فلا نموت ابدا ونحن الناعمات فلا نبأس ونحن المقیمات ولا نظعن ابدا ونحن الراضیات فلا نسخط ابدا وھن فی دار حق فلا یقلن الا حقا والنبی صلی اللہ علیہ وسلم صادق ولا یقول الا حقا فاخبر انھن خالدات لا یمتن وروی معاذ ابن جبل رضؓ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال لا تؤذی امرأۃ زوجھا فی الدنیا الا قالت زوجتہ من

پوچھا گیا تھا کہ یہ بتایئے کہ جنت کس چیز سے بنائی گئی ہے؟ فرمایا: ایک اینٹ سونے کی ہے اور ایک چاندی کی، اس کا گارا خالص مشک ہے اور اس کے سنگریزے یاقوت اور موتی ہیں اور اس کی زمین ورس (خوشبو دار گھاس) و زعفران کی طرح خوشبو دار ہے جو اس میں داخل ہو جائے گا تو ہمیشہ اسی میں رہے گا اور اسے کبھی موت آنیوالی نہیں اور عیش کرے گا اور دکھ نہیں اٹھائے گا جنت والوں کے کپڑے نہ پھٹیں گے اور نہ پرانے ہوں گے۔

مذکورہ بالا حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ جنت و جہنم دونوں چیزیں پیدا ہو چکیں اور اس کی بھی کہ جنت کی نعمتیں دائمی ہیں جو فنا نہیں ہوتیں جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا۔ جنت کے پھل اور اس کے درختوں کا سایہ دائمی ہے فرمایا جنت کے پھل نہ کاٹے گئے ہیں اور نہ روکے گئے ہیں۔

حوریں جنت کی نعمتوں میں گوری گوری اور بڑی آنکھوں والی خوبصورت حوریں بھی ہیں حق تعالیٰ نے انہیں جنت میں رہنے کے لئے پیدا فرمایا ہے نہ وہ فنا ہوں گی اور نہ انہیں موت آئے گی فرمایا: ان میں نیچی نگاہ والیاں اچھوتی حوریں ہیں جن کو جنت والوں سے پہلے نہ کسی انسان نے چھوا اور نہ کسی جن نے۔ فرمایا: حوریں ہیں جو خیموں میں محفوظ ہیں۔

ام المومنین حضرت ام سلمہ کا بیان ہے کہ میں نے کہا: یارسول اللہ صلعم کامثال اللؤلؤ المکنون (وہ چھپے ہوئے موتیوں کی طرح ہیں) کا مطلب بتایئے فرمایا: ان پر ایسی رونق ہے جیسی سیپی کے اندر موتی میں رونق اور آب ہوتی ہے (آپ نے اثنائے حدیث میں حوروں کا کلام بیان فرمایا کہ) وہ یہ کہتی ہیں: ہم زندۂ جاوید ہیں اور کبھی مرنے والی نہیں، ہم ناز کی انداز و ناز و نعمت میں رہنے والیاں ہیں کبھی ہم کو دکھ پہنچنے والا نہیں ہم مقیم و ساکن ہیں یہاں سے سفر کر کے کبھی جانیوالی نہیں اور ہم خوش اور راضی رہنے والیاں ہیں اور کبھی ناراض ہونے والی نہیں (چونکہ) وہ صداقت والے گھر میں ہیں اس لئے انہیں صداقت ہی سے سروکار ہے اور سچی بات ہی منہ سے نکالتی ہیں اور نبی صلعم بھی سچے ہیں اور سچ ہی فرماتے ہیں اور آپ نے فرمایا ہے کہ

الحور العين لاتؤذيه قاتلك الله فانما هو عندك دخيل
يوشك ان يفارقك الينا فاذا ثبت انهما لا يفنيان
وما فيهما ابدا فلا يخرج الله تعالى من الجنة احدا
ولا يسلط على اهلها الموت فيها ولا يزول عنهم
نعيمها فهم في كل يوم في مزيد نعيم ابد الآباد
وتمام نعيمهم ان الله يامر بالموت فيذبح على
سور بين الجنة والنار وينادي المنادي يا اهل
الجنة خلود ولا موت ويا اهل النار خلود ولا موت
على ما ورد به الخبر الصحيح عن النبي صلى الله عليه وسلم

فصل ويعتقد اهل الاسلام قاطبة ان محمد
بن عبد الله بن عبد المطلب بن هاشم رسول الله
وسيد المرسلين وخاتم النبيين وانه مبعوث
الى الناس كافة والى الجن عامة كما قال الله
عزوجل وما ارسلناك الا كافة للناس وما ارسلنك
الا رحمة للعلمين وقال النبي صلى الله عليه وسلم
في حديث ابن امامة رض ان الله فضلني على الانبياء
باربع ارسلني الى الناس كافة وذكر الحديث و
انه صلى الله عليه وسلم اعطي من المعجزات ما
اعطي غيره وقد عدها بعض اهل العلم الف معجز
منها القرآن المنظوم على وجه مخصوص مفارق
لجميع اوزان كلام العرب ونظمه وترتيبه وبلاغته
وفصاحته على وجه جاوز فصاحة كل فصيح و
بلاغة كل بليغ وعجزت العرب ان تاتي بمثله
ولا بسورة منه كما قال الله تعالى فاتوا بسورة
من مثله ولا بسورة منه كما قال الله تعالى

حوریں ہمیشہ رہیں گی اور کبھی فنا نہ ہوں گی۔

حضرت معاذ بن جبلؓ کا بیان ہے کہ نبی صلعم نے فرمایا: جو عورت دنیا میں اپنے شوہر کو ایذا دیتی ہے اس سے شوہر کی حور یہ ضرور کہتی ہے کہ اسے ایذا مت دے اللہ تجھ پر لعنت فرمائے یہ تو تیرے پاس مہمان ہے عنقریب تجھ سے جدا ہو کر ہمارے پاس آنیوالا ہے۔ اور جب یہ بات ثابت ہو گئی کہ وہ دونوں اور ان کی تمام چیزیں کبھی فنا ہونیوالی نہیں تو اللہ تعالیٰ جنت سے کبھی کسی کو نہیں نکالے گا اور جنت میں اہل جنت پر موت مسلط نہیں فرمائے گا اور جنت کی نعمتیں ان سے کبھی نہیں ہٹیں گی اور دن بدن بڑھتی ہی رہیں گی اور نعمتوں کا تتمہ یہ ہو گا کہ اللہ کے حکم سے جنت و جہنم کے درمیان ایک دیوار پر موت ذبح کر دی جائیگی اور ایک اعلان کرنیوالا اعلان کریگا کہ اے جنت والو دائمی زندگی ہے اور موت نہیں اور اے جہنم والو اب دوام ہے اور موت نہیں جیسا کہ ایک صحیح حدیث میں آیا ہے۔

ختم نبوت اور تمام مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم اللہ کے رسول ہیں، تمام رسولوں کے سردار ہیں آپ پر رسالت ختم ہو گئی اس لئے آپ خاتم النبیین ہیں اور آپ تمام جنوں اور تمام انسانوں کے نبی ہیں جیسا کہ فرمایا: ہم نے آپ کو رحمۃ للعالمین ہی بنا کر بھیجا، حضرت ابن امامہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا: حق تعالیٰ نے مجھے انبیاء پر چار چیزوں سے برتری عطا فرمائی، مجھے تمام لوگوں کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا (آگے پوری حدیث ہے) اور آپ کو اتنے معجزے دئے گئے جتنے کسی اور نبی کو نہیں ملے بعض علماء نے آپ کے ایک ہزار معجزے گنوائے ہیں جن میں ایک قرآن حکیم بھی ہے جس کے الفاظ موتیوں کی طرح منظم و مرتب ہیں اور اس کا ایک مخصوص انداز ہے جو عربوں کے کلام کی ہر نوع سے جداگانہ ہے، قرآن پاک کی نظم و ترتیب۔ اور فصاحت و بلاغت کا یہ عالم ہے کہ ہر فصیح و بلیغ کی فصاحت و بلاغت سے بلند پایہ ہے اور اس جیسی عبارت لانے سے تمام عرب عاجز و بے بس ہیں اور اس جیسی ایک سورت بھی لانے پر قادر نہیں جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا: اس جیسی ایک سورت ہی لے آؤ، فرمایا: تم بھی اس جیسی دس سورتیں گھڑ کر لے آؤ، لیکن دس تو دس ایک سورت بھی نہ لا سکے اور ایک سورت تو بڑی بات ہے ایک آیت بھی نہ

فاتوا بعشر سور مثله مفتريات فلم يأتوا ثم قال تعالى فاتوا بسورة من مثله فعجزوا عن ذلك مع زيادة بلاغتهم وفصاحتهم على اهل زمانهم وانقطعوا فظهر فضله عليهم فلذلك صار القرآن معجزاته صلى الله عليه وسلم كالعصا في حق موسى عليه السلام لان موسى بعث في زمان السحرة الحذاق في صنعتهم فتلقفت عصا موسى عليه السلام ما سحروا به اعين الناس وخيلوه اليهم فغلبوا هنالك وانقلبوا صاغرين والقى السحرة سجدين وكاحياء عيسى عليه السلام الموتى وابرائه الاكمه والابرص لانه عليه السلام بعث في زمن الناس فيه اطباء حذاق بهم يقفون الاعلال والاسقام التي لا تبرأ بما عندهم في صدق الصنعة فانقادوا اليه وآمنوا به لمجاوزته في الصنعة عليهم وبراعته في المعجزة فيما تواطوا منه ففصاحة القرآن واعجازه معجزة للنبي صلى الله عليه وسلم كالعصاء واحياء الموتى في حق موسى وعيسى عليهما السلام ومن معجزاته عليه السلام نبع الماء من بين اصابعه واطعام الزاد القليل للخلق الكثير وكلام الذراع المسموم وقوله لا تاكل مني فاني مسموم وانشقاق القمر وحنين الجذع وكلام البعير ومجيء الشجرة اليه وغير ذلك مما يبلغ الف معجزة على ما ذكروا انما لم يأت النبي صلى الله عليه وسلم بمثل عصا موسى ويده البيضاء

لائے حالانکہ وہ فصاحت و بلاغت میں اپنے ہمعصروں پر گوئے سبقت لے جاچکے تھے مگر پھر بھی عاجز آگئے بالآخر ان پر نبی صلعم کی فضیلت ثابت ہوئی اسی لئے قرآن حکیم آپ کے لئے معجزہ ہے جیسے حضرت موسیٰ کے لئے عصا معجزہ تھا کیونکہ حضرت موسیٰ کے زمانہ میں جادو کا زور شور تھا اور ملک میں بڑے بڑے ماہر جادوگر پائے جاتے تھے پھر حضرت موسیٰ کا عصا اس سحر کو نگل گیا جس سے جادوگروں نے لوگوں کی آنکھوں پر سحر کر دیا تھا اور ان کے خیال میں رسیوں اور لکڑیوں کو سانپ بنا کر دکھا دیا تھا، نتیجہ ظاہر تھا کہ جادوگر ہار گئے اور مغلوب ہو گئے اور ذلیل ہو گئے اور سجدے میں گر کر انہیں بے ساختہ یہی کہنا پڑا کہ ہم رب العالمین پر ایمان لے آئے جو موسیٰؑ اور ہارونؑ کا رب ہے اور جیسے حضرت عیسیٰؑ کے زمانہ میں طب و اطباء کا زور شور تھا تو آپ کو اسی نوع کے معجزے ملے تھے جیسے مُردوں کو زندہ کرنا اور مادر زاد اندھوں اور کوڑھیوں کو اچھا کر دینا کیونکہ آپ کے زمانہ میں ایسے ایسے حاذق طبیب تھے جو ہیکلی بیماریوں کو جڑ سے اکھاڑ پھینک دیا کرتے تھے کیونکہ وہ اپنی صنعت میں کمال مہارت رکھا کرتے تھے، آخر لوگ حضرت عیسیٰؑ کے مطیع ہو گئے اور آپ پر ایمان لے آئے کیونکہ آپ اپنے معجزوں کی وجہ سے اطباء سے بھی بڑھ گئے تھے لہٰذا جیسے عصا حضرت موسیٰؑ کا اور مُردوں کا زندہ کرنا حضرت عیسیٰؑ کا معجزہ ہے اسی طرح قرآن کی فصاحت و بلاغت اور اس کا اعجاز ہمارے محبوب پیغمبر کا معجزہ ہے۔

نبی صلعم کے معجزے قرآن پاک آپ کا سب سے بڑا معجزہ ہے، آپ کی انگلیوں سے پانی اُبلا، آپ نے تھوڑے سے کھانے سے بہت سے لوگوں کو سیر کیا، آپ سے زہر پڑے ہوئے بکری کے بازو نے کہا کہ مجھے نہ کھائیے میں زہر آلود ہوں، آپ کے اشارے سے چاند کے دو ٹکڑے ہوئے جب آپ نے ممبر بنوا کر اس پر خطبہ دیا تو کھجور کا تنہ جس پر آپ اس سے قبل خطبہ دیا کرتے تھے رونے لگا، آپ سے اونٹ نے گفتگو کی، آپ کے پاس درخت چل کر آیا، غرضیکہ علماء نے آپ کے ایک ہزار معجزے گنوائے ہیں۔

رہی یہ بات کہ آپ کو عصائے موسیٰ، ید بیضا، مُردوں کا زندہ کرنا،

واحیاء الموتی وابرآء الاکمہ والابرص ومثل ناقۃ صالح والمعجزات التی کانت للانبیآء للامرین احدھما لئلا یکذب لہا امۃ فیھلکوا کما ھلکت الامم قبلھم کما قال اللہ تعالیٰ وما منعنا ان نرسل بالایٰت الا ان کذب بھا الاولون والثانی لوجاء بمثل ماجاء بہ الاولون لقالوا لہ ماجئت بغریب وقد نقلت من موسیٰ وعیسیٰ فانت من اتباعھم لانؤمن لک حتی تاتینا بالمریات بہ الاولون ولھذا المرلیت اللہ سبحانہ نبیا من انبیآئہ معجزۃ غیرہ بل خص کل نبی بمعجزۃ غیر معجزۃ من کان قبلہ۔

فصل ویعتقد اھل السنۃ ان امۃ محمد علیہ السلام خیر الامم اجمعین وافضلھم اھل القرن الذین شاھدوہ وامنوا بہ وصدقوہ وبایعوہ وتابعوہ وقاتلوا بین یدیہ وفدوہ بانفسھم واموالھم وعزروہ ونصروہ وافضل اھل القرن اھل الحدیبیۃ الذین بایعوہ بیعۃ الرضوان فھم الف واربع مائۃ رجل وافضلھم اھل بدر وھم ثلث مائۃ وثلثۃ عشر رجلا عدد اصحاب طالوت وافضلھم الاربعون اھل دار الخیزران الذین کملوا بعمر بن الخطاب وافضلھم العشرۃ الذین شھد لھم النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالجنۃ وھم ابوبکرؓ وعمرؓ وعثمان وعلی وطلحۃ والزبیر وعبد الرحمٰن ابن عوف وسعد وسعید وابوعبیدۃ بن الجراح

مادر زاد اور اندھوں کو اور کوڑھیوں کو اچھا کر دینا جیسے معجزے اور حضرت صالح کی اونٹنی جیسا معجزے اور تمام انبیائے کرام کے جیسے معجزے کیوں نہیں ملے؟ اس میں دو دیگر سبب کارفرما ہیں ایک سبب تو یہ ہے کہ کہیں آپ کی امت انہیں جھٹلا نہ دے اور پہلی قوموں کی طرح ہلاک ہو جائے جیسا کہ حق تعالیٰ جل جلالہ نے فرمایا: اور ہمیں معجزے بھیجنے سے یہ چیز مانع آئی کہ انہیں پہلے لوگوں نے جھٹلا دیا تھا۔ دوسرا سبب یہ ہے کہ اگر آپ سے اگلے پیغمبروں کی نوع کے معجزے سرزد ہوتے تو لوگ یہی کہتے آپ کوئی نیا معجزہ تو لائے نہیں بلکہ موسیٰؑ اور عیسیٰؑ وغیرہ سے معجزے نقل کرتے ہیں جس سے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ ان کے پیروکاروں میں سے ہیں اس لئے ہم آپ پر ایمان لانے والے نہیں جب تک آپ ہم کو نئے معجزے نہ دکھائیں جن کو پہلے پیغمبر نہیں لائے تھے اسی لئے حق تعالیٰ شانہ نے اپنے کسی پیغمبر کو دوسرے نبی کا کوئی معجزہ نہیں دیا بلکہ ہر نبی کو مخصوص جداگانہ معجزے دئے

اُمت محمدیہ کی فضیلت

اہلسنت کا عقیدہ ہے کہ نبی صلعم کی امت تمام اقوام عالم میں بہتر ہے اور اس میں صحابہ کرام افضل ہیں جو آپ کے زمانہ میں تھے جنہوں نے آپ کو دیکھا آپ پر ایمان لائے آپ کی تصدیق کی آپ سے بیعت کی آپ کی پیروی کی آپ کے ساتھ کافروں سے جنگ کی اور آپ پر اپنا مال اور جانیں چھڑک دیں آپ کا احترام کیا اور آپ کی ہر طرح مدد کی۔ صحابہ کرام میں افضل حدیبیہ والے صحابہ ہیں جنہوں نے آپ سے بیعت رضوان کی اور جو تقریباً ۱۴ سو تھے ان میں افضل بدری ہیں جو ۳۱۳ تھے یہی تعداد اصحاب طالوت کی تھی ان میں افضل محلہ خیزران والے ہیں جو حضرت عمرؓ کے ساتھ مشرف بہ اسلام ہوئے تھے اور ان میں افضل عشرہ مبشرہ (دس صحابہ) جن کو نبی صلعم نے جنت کی بشارت دی ہیں یعنی حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ، حضرت سعدؓ، حضرت سعیدؓ، اور حضرت ابوعبیدہؓ بن جراح ہیں اور ان دس میں افضل خلفائے راشدین (حضرت ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ اور علیؓ) ہیں اور ان چاروں میں افضل حضرت ابوبکر صدیقؓ ہیں پھر حضرت عمر فاروقؓ

وافضل هؤلآء العشرة الابرار الخلفاء الراشدون الاربعة الاخيار وافضل الاربعة ابوبكر ثم عمر ثم عثمان ثم علی رضی اللہ تعالیٰ عنهم ولهؤلاء الاربعة الخلافة بعد النبی صلی اللہ علیه وسلم ثلثون سنة ولی منها ابوبكر رض سنتين وشيئا وعمر رض عشرا وعثمان رض اثنی عشر وعلی رض ستا ثم وليها معاوية تسع عشر سنة وكان قبل ذالك ولاه عمر الامارة علی اهل الشام عشرين سنة وخلافة الائمة الاربعة كانت باختيار الصحابة واتفاقهم ورضاهم ولفضل كل واحد منهم فی عصره وزمانه علی من سواه من الصحابة ولم تكن بالسيف والقهر والغلبة والاخذ ممن هو افضل منه واما خلافة ابی بكر الصديق رضوان اللہ تعالیٰ عليه وسلامه وبركاته فباتفاق المهاجرين والانصار كانت وذالك لما توفی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم قامت خطباء الانصار فقالوا منا امير ومنكم امير فقام عمر بن الخطاب رض فقال يامعشر الانصار الستم تعلمون ان النبی صلی اللہ علیه وسلم امر ابابكر ان يؤم بالناس قالوا بلیٰ قال فايكم تطيب نفسه ان يتقدم ابابكر قالوا معاذ اللہ ان نتقدم ابابكر وفی لفظ قال عمر رض فايكم تطيب نفسه ان يزيله عن مقامه اقامه فيه رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فقالوا كلهم كلنا لا تطيب انفسنا نستغفر اللہ

ہیں پھر حضرت عثمان ہیں پھر حضرت علی ہیں۔

نبی صلعم کی وفات حسرت آیات کے بعد انہیں چاروں کے پاس تیس سال تک خلافت رہی، حضرت ابوبکرؓ کی مدت خلافت سوا دو سال حضرت عمرؓ کی دس سال، حضرت عثمان رضؓ کی بارہ سال اور حضرت علی رضؓ کی ۶ سال ہے پھر ۱۹ سال خلافت پر معاویہؓ قابض رہے اس سے پہلے آپ کو حضرت عمرؓ و عثمانؓ نے بیس سال تک ملک شام پر امیر بنا کر رکھا۔

خلفائے راشدین کی خلافت تمام صحابہ کے اختیار سے اور سب کی مرضی اور اتفاق سے تھی۔ خلفائے راشدین میں ہر ایک خلیفہ کو اپنے اپنے زمانہ میں دوسرے صحابہ پر برتری حاصل تھی۔ خلافت کا تقرر تلوار کے زور سے یا بالجبر یا اقتدار کے بل پر نہیں ہوتا تھا اور نہ اس اعتبار سے خلیفہ چنا جاتا تھا کہ فلاں فلاں سے افضل ہے۔ حضرت ابوبکرؓ کی خلافت مہاجرین و انصار کے اتفاق سے طے پائی تھی کیونکہ جب رحمت عالم صلعم دنیا سے سدھار گئے تو انصار کے خطباء نے کھڑے ہو کر کہا: ایک امیر ہم میں سے ہونا چاہیئے اور ایک تم میں سے اس پر حضرت عمرؓ نے کھڑے ہو کر فرمایا: اے انصار: کیا تم کو معلوم نہیں کہ نبی صلعم نے لوگوں کی امامت کے لئے ابوبکرؓ کو .... چنا تھا۔ انصار نے جواب دیا کہ ہاں ٹھیک ہے پھر آپ نے فرمایا: تم میں سے کس کا نفس خوشی سے یہ بات گوارا کرے گا کہ وہ حضرت ابوبکر کے آگے امام بنے، انہوں نے کہا اللہ کی پناہ جو ہم حضرت ابوبکرؓ کے امام بنیں ایک لفظ میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا: تم میں سے کس کو گوارا ہوگا کہ ابوبکر کو ان کے اس مقام سے ہٹا دے جس مقام پر آپ کو رسول اللہ صلعم متعین فرما گئے تھے، سب نے کہا ہم میں سے کوئی بھی یہ بات گوارا کرنے والا نہیں ہم اللہ سے مغفرت کی دعا مانگتے ہیں آخر کار تمام انصار و مہاجرین نے بالاتفاق حضرت ابوبکرؓ سے بیعت کر لی جن میں حضرت علیؓ اور حضرت زبیرؓ بھی تھے اسی لئے ایک صحیح روایت میں ہے جب لوگوں نے حضرت ابوبکرؓ سے بیعت کر لی تو آپ تین دن تک کھڑے ہو کر لوگوں سے کہتے رہے لوگو!

فاتفقوا مع المهاجرين فبايعوه باجمعهم وفيهم
علي والزبير ولهذا قيل في النقل الصحيح لما بويع
ابوبكر الصديق رض قام ثلثا يقيل على الناس يقول
يا ايها الناس اقلتكم بيعتي هل من كاره فيقوم
علي رض في اوائل الناس فيقول لا نقيلك ولا نستقيلك
ابدا قدمك رسول الله صلى الله عليه وسلم فمن
يؤخرك وبلغنا عن الثقات ان عليا رض كان اشد
الصحابة قولا في امامة ابي بكر رض وروي ان
عبد الله بن الكواء دخل على علي بعد قتال الجمل
وسأله هل عهد اليك رسول الله صلى الله عليه
وسلم في هذا الامر شيئا فقال نظرنا في امرنا
فاذا الصلوٰة عضد الاسلام فرضينا لدنيانا بما
رضي الله ورسوله لديننا فولينا الامر ابابكر وذلك
ان النبي صلى الله عليه وسلم استخلف ابابكر الصديق
رض في اقامة الصلوٰة المفروضة ايام مرضه فكان
ياتيه بلال وقت كل صلوٰة فيؤذنه بالصلوٰة فيقول
عليه السلام مروا ابابكر رض فليصل بالناس و
كان النبي صلى الله عليه وسلم يتكلم في شان ابي بكر
رض في حال حيٰوته بما يتبين للصحابة انه احق
الناس بالخلافة بعده وكذلك في حق عمر
وعثمان وعلي ان كل واحد منهم احق بالامر
في عصره وزمانه من ذلك ما روى ابن بطة
باسناده عن علي رض انه قال قيل يا رسول الله
صلى الله عليه وسلم من تؤمر بعدك قال
صلى الله عليه وسلم ان تؤمروا ابابكر تجدوه

اگر تم میں سے کسی کو میری بیعت ناپسند ہو تو میں اسے توڑنے کو تیار ہوں۔
اس پر سب سے پہلے حضرت علی نے کھڑے ہو کر فرمایا: ہم آپ کی بیعت کبھی
بھی فسخ نہیں کریں گے اور نہ کرائیں گے آپ کو رسول اللہ صلعم نے آگے
بڑھایا پھر کون آپ کو پیچھے ہٹا سکتا ہے ہمیں معتمد حضرات نے خبر دی ہے کہ
کہ حضرت علیؓ حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کے پر زور حامی تھے اور سب سے آگے
تھے، منقول ہے کہ جنگ جمل کے بعد عبداللہ بن کوا نے حضرت علی کے پاس
آکر آپ سے پوچھا کیا خلافت کے بارے میں رسول اللہ صلعم نے آپ سے
کچھ عہد کیا تھا؟ فرمایا: ہم نے اپنے معاملہ میں غور کیا ہم نے دیکھا کہ نماز اسلام
کا بازو ہے لہٰذا ہم اپنی دنیا کے لئے اس سے راضی ہو گئے جس سے ہمارے
دین کے لئے اللہ اور اس کا رسول راضی تھا اور ہم نے حضرت ابوبکر کو خلیفہ
چن لیا کیونکہ نبی صلعم نے حضرت ابوبکر کو مرض الموت میں نماز پڑھانے کے
لئے اپنا جانشین مقرر فرما دیا تھا چنانچہ بلالؓ ہر نماز کے وقت آپ کے
پاس آکر آپ کو نماز کی اطلاع دیا کرتے تھے اور آپ فرماتے تھے ابوبکرؓ
سے کہو کہ انہیں لوگوں کو نماز پڑھانی چاہیئے اور نبی صلعم اپنی زندگی میں
حضرت ابوبکر رضؓ کے بارے میں اس طرح کی باتیں کیا کرتے تھے جن سے صحابہ
کرام پر ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کے بعد حضرت ابوبکر ہی خلافت کے حقدار
ہیں اسی طرح حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کے بارے میں آپکی
گفتگو سے معلوم ہوتا تھا کہ یہ حضرات بھی اپنے اپنے زمانہ میں خلافت کے
حقدار ہیں مثلاً حضرت علیؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلعم سے پوچھا گیا:
یا رسول اللہ! آپ کے بعد ہم کس کو امیر بنائیں؟ فرمایا اگر تم ابوبکر کو امیر
بناؤ گے تو انہیں امین، دنیا سے بے رغبت اور آخرت کا دلدادہ پاؤ گے
اور اگر عمر کو بناؤ گے تو انہیں قوی، امین اور اللہ کی راہ میں ملامت
کرنیوالوں کی ملامت سے ڈرنے والا نہ پاؤ گے اور اگر علی کو بناؤ گے
تو انہیں رہنما اور راہ یافتہ پاؤ گے، اسی لئے مسلمانوں کا حضرت
ابوبکر کی خلافت پر اجماع ہو گیا تھا۔ حضرت امام ابو عبداللہ احمد بن حنبلؒ

امینا زاهدا فی الدنیا راغبا فی الاخرة وان تومروا عمر تجدوه قویا امینا لایخاف فی الله لومة لائم وان تولوا علیا تجدوه هادیا مهدیا فلذلك اجمعوا علی خلافة ابی بکر رض وقد روی عن امامنا ابی عبد الله احمد بن حنبل روایة اخری ان خلافة ابی بکر رض ثبتت بالنص الجلی والاشارة وهو مذهب الحسن البصری وجماعة من اصحاب الحدیث رض وجه هذه الروایة ماروی ابوهریرة رض عن النبی صلی الله علیه وسلم انه قال لما عرج بی الی السمآء سألت ربی عزوجل ان یجعل الخلیفة من بعدی علی ابن ابی طالب فقالت الملئکة یامحمد ان الله یفعل مایشآء الخلیفة من بعدك ابوبکر وقال علیه السلام فی حدیث ابن عمر رض الذی بعدی أبوبکر لایلبث بعدی الا قلیلا وعن مجاهد رض قال قال علی ابن ابی طالب رض ماخرج النبی صلی الله علیه وسلم من دار الدنیا حتی عهد الی ان ابابکر یلی من بعدی ثم عمر ثم عثمان من بعده ثم علی من بعده وأما خلافة عمر ابن الخطاب رض فانها کانت باستخلاف ابی بکر رض فانقادت الصحابة الی بیعته وسموه امیر المؤمنین فقال عبد الله ابن عباس رض قالوا لابی بکر رض ما تقول لربك عند اذا لقیته وقد استخلفت علینا عمر رض وقد عرفت فظاظته قال اقول استخلفت علیهم خیر اهلك وأما خلافة عثمان بن عفان رض فکانت ایضا عن اتفاق الصحابة رض وذلك

کا فرمان ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کی خلافت عبارۃ النص اور اشارۃ النص سے ثابت ہے حسن بصری کا اور محدثین کرام کی ایک جماعت کا یہی مذہب ہے اس روایت کی دلیل حضرت ابوہریرہ کی یہ روایت ہے کہ نبی صلعم نے فرمایا: میں نے معراج کی شب حق تعالیٰ جل مجدہ سے درخواست کی کہ میرے بعد علیؓ کو خلیفہ بنا دیا جائے فرشتوں نے کہا: محمدؐ! حق تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے آپ کے بعد خلیفہ ابوبکرؓ ہوں گے۔ حضرت ابن عمر والی حدیث میں ہے کہ نبی صلعم نے فرمایا: میرے بعد خلیفہ ابوبکر ہوں گے، حضرت ابن عمر والی حدیث میں ہے کہ نبی صلعم نے فرمایا میرے بعد خلیفہ ابوبکرؓ ہوں گے لیکن میرے بعد آپ تھوڑے ہی دنوں زندہ رہیں گے، مجاہد: مجھ سے علی رضؓ نے کہا: نبی صلعم نے دنیا سے رخصت ہونے سے پہلے مجھ سے عہد کیا کہ میرے بعد ابوبکر رضؓ امام ہوں گے پھر ان کے بعد عمرؓ پھر ان کے بعد عثمان رضؓ پھر ان کے بعد علی رضؓ ہوں گے حضرت عمر رضؓ کو خود حضرت ابوبکرؓ نے خلیفہ مقرر فرما دیا تھا صحابہ کرام نے آپ کے تقرر کو سراہا، حضرت عمرؓ اطاعت کی اور ان سے بیعت کی اور انہیں امیر المومنین کے نام سے پکارا، حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں، لوگوں نے ابوبکرؓ سے کہا: آپ جب اللہ سے ملاقات کریں گے تو اسے کیا جواب دیں گے؟ آپ نے ہم پر عمر رضؓ کو خلیفہ بنا دیا حالانکہ ان کی سختی طبع آپ کو معلوم ہی ہے فرمایا: میں اللہ سے کہوں گا کہ اے اللہ! میں نے تیرے بہترین بندے کو لوگوں پر خلیفہ بنا دیا ہے۔ حضرت عثمان رضؓ کی خلافت بھی صحابہ کے اتفاق سے طے پائی کیونکہ حضرت عمر رضؓ نے اپنی اولاد کو خلافت سے برطرف رکھا اور چھ اکابر صحابہ (طلحہ رضؓ، زبیر رضؓ، سعد رضؓ، عثمان رضؓ، علی رضؓ اور عبد الرحمٰن رضؓ) کی ایک مجلس شوریٰ مقرر فرما دی، پھر یہ مجلس علی رضؓ، عثمانؓ اور عبد الرحمٰن پر مختصر کر دی گئی اور عبد الرحمٰنؓ نے علی رضؓ اور عثمانؓ سے کہا: میں تم سے ایک کو اللہ کے اور اس کے رسول کے کاموں کے لئے منتخب کرنا چاہتا ہوں اور اسے مسلمانوں پر خلیفہ بنانا چاہتا ہوں اور حضرت علی رضؓ کا اپنے ہاتھ میں ہاتھ لے کر فرمایا اگر ہم آپ کو خلیفہ بنا دیں تو آپ کو اللہ کا عہد و میثاق پورا کرنا ہے اور اللہ کی ذمہ داری کو اور اس کے رسول کی ذمہ داری

ان عمر رضؓ اخرج اولادہ عن الخلافۃ وجعلها شوریٰ بین ستۃ نفروهم طلحۃ وزبیر وسعد بن ابی وقاص وعثمان وعلی وعبد الرحمٰن ابن عوف فاخرج طلحۃ والزبیر والسعد انفسهم منها فبقیت بین علی و عثمان وعبد الرحمٰن ابن عوف فقال عبد الرحمٰن لعلیؓ وعثمان انا اختار احدکما للہ ورسولہ وللمومنین فاخذ بید علی فقال یا علی علیک عهد اللہ ومیثاقہ وذمتہ وذمۃ رسولہ واذا انا بایعتک لتنصحن للہ ولرسولہ وللمومنین ولتسیرن بسیرۃ رسولہ وابی بکر رضؓ وعمر رضؓ فخاف علی ان لا یقوی ما قروا علیہ فلم یجبہ ثم اخذ بید عثمان فقال لہ مثل ما قال لعلی رضؓ فاجابہ عثمان رضؓ علی ذلک فمسح ید عثمان فبایعہ وبایع علی رضی اللہ عنہ ثم بایع الناس اجمع فصار عثمان ابن عفان خلیفۃ بین الناس باتفاق الکل فکان اماما حقا الیٰ ان مات ولم یوجد فیہ امر یوجب الطعن فیہ ولا فسقہ ولا قتلہ خلاف ما قالت الروافض تبا لهم۔

واما خلافۃ علی رضؓ فکانت عن اتفاق الجماعۃ واجماع الصحابۃ لما روی ابو عبد اللہ ابن بطۃ عن محمد بن الحنیفۃ رضؓ قال کنت مع علی بن ابی طالب رضؓ وعثمان ابن عفان رضؓ محصور فاتاہ رجل فقال ان امیر المومنین مقتول الساعۃ قال فقام علی رضؓ فاخذت بوسطہ تخوفا علیہ فقال خل لا امّ لک قال فاتی علیؓ الدار وقد قتل عثمان فاتی دارہ ودخلها واغلق بابہ فاتاہ الناس

کو بھی اور جب ہم آپ کے ہاتھ پر بیعت کرلیں تو آپ کو اللہ کی، اس کے رسول کی اور تمام مسلمانوں کی خیر خواہی کرنی ہے اور رسول اللہ صلعم کی اور ابوبکرؓ و عمرؓ کی سیرت اختیار کرنی ہے، حضرت علی رضؓ کو ڈر ہوا کہ شاید ان مسائل کے حل کرنے میں قدرت حاصل نہ کر سکوں جن پر وہ قادر تھے اس لئے آپ نے انہیں کوئی جواب نہیں دیا پھر عبد الرحمٰنؓ نے حضرت عثمان رضؓ کا ہاتھ پکڑ کر ان سے بھی یہی کہا آپ نے اقرار کرلیا اور عبد الرحمٰن نے عثمانؓ سے بیعت کرلی اور علی رضؓ نے بھی پھر تمام مسلمانوں نے بیعت کرلی۔ اس طرح حضرت عثمان بالاتفاق خلیفہ چن لئے گئے اور مرتے دم تک برحق امام رہے اور آپ میں کوئی ایسی بات نہیں پائی گئی جو موجب طعن ہو یا باعث قتل و فسق ہو، ہاں رافضی اس کے خلاف ہیں اللہ تعالیٰ ان سے سمجھے۔

حضرت علی رضؓ کی خلافت بھی بالاتفاق طے کی گئی کیونکہ محمد بن حنیفہ کا بیان ہے کہ حضرت عثمانؓ کے محصور ہونے کے زمانہ میں ایک دن میں علی رضؓ کے پاس تھا کہ اتنے میں ایک شخص آپ سے آکر کہتا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ امیر المومنین کو ابھی قتل کر دیا جائے گا یہ سن کر حضرت علی رضؓ کھڑے ہو گئے میں ہلاکت کے ڈر سے آپ کی کمر کو لپٹ گیا فرمایا: تیری ماں نہ رہے، مجھے چھوڑ دے فرماتے ہیں پھر حضرت علی رضؓ حضرت عثمانؓ کے گھر پہنچے تو حضرت عثمان رضؓ قتل کئے جا چکے تھے۔ بالآخر آپ گھر واپس آئے اور گھر میں داخل ہو کر اندر سے کنڈی لگالی لوگ آپ سے ملنے آئے اور دروازہ کھٹکھٹایا آپ نے دروازہ کھلوا دیا لوگ اندر آئے اور کہنے لگے کہ حضرت عثمان رضؓ تو قتل کر دئے گئے اور لوگوں پر خلیفہ کا ہونا انتہائی ضروری ہے اور ہم آپ سے زیادہ کسی کو حقدار خلافت نہیں پاتے۔ فرمایا: مجھے خلیفہ بنانے کا ارادہ مت کرو میں تمہارے لئے بہ نسبت امیر کے وزیر ہی بہتر ہوں بولے: اللہ کی قسم ہم آپ سے زیادہ کسی کو حقدار خلافت نہیں پاتے فرمایا اگر تمہارا اصرار ہی ہے تو پھر میری بیعت چھپ کر نہیں ہوگی جب میں مسجد میں جاؤں تو جسے مجھ سے

فضربوا عليه الباب فدخلوا عليه فقالوا ان عثمان
قد قتل و لا بد للناس من خليفة ولا نعلم احدا
احق بها منك فقال لهم علي رض لا تريدوني فاني
لكم وزير خير من امير قالوا والله لا نعلم احدا
احق بها منك قال رضي الله فان ابيتم علي
فان بيعتي لا يكون سرا ولكن اخرج الى المسجد
فمن شاء ان يبايعني بايعني قال فخرج رض الى
المسجد فبايعه الناس فكان اماما حقا الى
ان قتل خلاف ما قالت الخوارج انه لم يكن
اماما قط تبا لهم واما قتاله رض لطلحة
والزبير وعائشة ومعاوية فقد نص الامام
احمد رحمه الله على الامساك عن ذلك وجميع
ما شجر بينهم من منازعة ومنافرة وخصومة
لان الله تعالى يزيل ذلك من بينهم يوم القيامة
كما قال عزوجل ونزعنا ما في صدورهم من غل
اخوانا على سرر متقابلين ولان عليا كان على
الحق في قتالهم لانه كان يعتقد صحة امامته
على ما بينا من اتفاق اهل الحل والعقد من
الصحابة على امامته وخلافته فمن خرج
عن ذلك بعد و ناصبه حربا كان باغيا خارجا
عن الامام فجاز قتاله ومن قاتله من معاوية
وطلحة والزبير طلبوا ثار عثمان خليفة حق
المقتول ظلما والذين قتلوه كانوا في عسكر
علي رض فكل ذهب الى تاويل صحيح فاحسن
احوالنا الامساك في ذلك وردهم الى الله

بیعت کرنی ہے کھلم کھلا بیعت کرے آخرکار آپ مسجد میں تشریف لے گئے اور لوگوں نے آپ سے بیعت کر لی آپ بھی مرتے دم تک امام برحق رہے، ہاں خارجی کہتے ہیں کہ آپ امام نہ تھے اللہ کی خارجیوں پر لعنت ہو۔

حضرت امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ طلحہ رض، زبیر رض، عائشہ رض، اور معاویہ رض سے حضرت علی رض کے لڑنے کے اور ان کی باہمی نفرت و عداوت کے بارے میں ہمیں اپنی زبانیں روک لینی چاہئیں اور اس سلسلہ میں گفتگو بھی نہیں کرنی چاہیئے کیونکہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن یہ بغض و عداوت ان سے دور فرما دے گا جیسا جیسا کہ حق تعالیٰ شانہ نے فرمایا: اور ہم ان کے دلوں کا کینہ نکال ڈالیں گے اور وہ بھائی بھائی ہو جائیں گے اور آمنے سامنے تختوں پر بیٹھے ہوں گے، علاوہ ازیں ان سے جنگ کرنے میں حضرت علی رض حق پر تھے کیونکہ آپ برحق خلیفہ تھے اور آپ کی خلافت پر تمام ارباب حل و عقد صحابہ کرام کا اتفاق تھا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں پھر اس کے بعد جو بھی ان سے علیحدہ ہوا اور ان کے مقابلہ پر سینہ تان کر کھڑا ہوا وہ باغی ہوا اور امام کی اطاعت سے نکل گیا اس لئے اس سے جنگ کرنا جائز ہوا اور معاویہ رض، طلحہ رض اور زبیر رض نے آپ سے اس لئے جنگ کی کہ یہ حضرات سچے مقتول خلیفہ کا باغیوں سے انتقام لینا چاہتے تھے جن کو ظلم سے قتل کیا گیا اور جن لوگوں نے حضرت عثمان رض کو قتل کیا تھا وہ حضرت علی رض کی فوج میں شامل تھے اس لئے ہر گروہ کے پاس جنگ کی معقول دلیل تھی ہمیں اس موضوع پر زبان نہ کھولنا ہی بہتر ہے اور ہمارے لئے یہی اولیٰ ہے کہ اسے حق تعالیٰ کی طرف لوٹا دیں وہ تمام حاکموں کا حاکم ہے اور بہترین فیصلہ کرنے والا ہے ہمیں تو اپنے عیبوں پر غور کرنا اور بڑے بڑے گناہوں سے اپنے دل پاک کرنے چاہئیں اور ہلاک کر دینے والے جرائم سے پر خلوص توبہ کرنی لازمی ہے۔

حضرت علی رض کی وفات کے بعد اور خلافت سے امام حسن رض کی دستبرداری کے بعد اور عام مصلحت کے ماتحت خونریزی سے بچنے کے لئے خلافت کو حضرت معاویہ رض کو سپرد کرنے کے بعد حضرت معاویہ رض کی خلافت ثابت و برحق

عزوجل وهو احكم الحاكمين وخير الفاصلين
والاشتغال بعيوب النفس وتطهير قلوبنا من
امهات الذنوب وظواهرنا من موبقات
الامور. واما خلافة معاوية بن سفيان
فثابتة صحيحة بعد موت علی رض وبعد خلع
الحسن بن علی رضی الله تعالی عنهما نفسه عن
الخلافة وتسليمها الی معاوية لرای رآه
الحسن ومصلحة عامة تحققت له وهی حقن
دماء المسلمين وتحقيق قول النبی صلی الله عليه
وسلم فی الحسن رض "ابنی هذا سيد يصلح الله تعالی
به بين فئتين عظيمتين" فوجبت امامته بعقد
الحسن رض له فسمی عامه عام الجماعة لارتفاع
الخلاف بين الجميع واتباع الكل لمعاوية رض
لانه لم يكن هناك منازع ثالث فی الخلافة و
خلافته مذكورة فی قول النبی صلی الله عليه وسلم
وهو ما روی عن النبی صلی الله عليه وسلم انه
قال تدور رحی الاسلام خمسا وثلثين سنة
او ستا وثلثين او سبعا وثلثين والمراد بالرحی فی
هذا الحديث القوة فی الدين والخمس السنين
الفاضلة عن الثلثين فهی من جملة خلافة
معاوية الی تمام تسعة عشرة سنة وشهور
لان الثلثين كملت بعلی رض كما بيناه ونحسن الظن
بنساء النبی صلی الله عليه وسلم اجمعين ونعتقد
انهن امهات المؤمنين وان عائشة رضی الله
عنها افضل نساء العلمين وبرءها الله تعالی

ہے اسی طرح رسول اللہ صلعم کی امام حسن کے بارے میں پیشنگوئی بھی صحیح ہوگئی کہ میرا یہ بیٹا سردار ہے اور حق تعالیٰ اس کے ذریعہ دو بڑی جماعتوں میں صلح فرما دے گا لہٰذا امام حسن رض کے سپرد کرنے کی وجہ سے حضرت معاویہ رض کو خلافت ملی اور جس سال حضرت معاویہ رض کو خلافت دی گئی اس سال کا نام ہی عام الجماعت (جماعت والا سال) پڑ گیا کیونکہ اس سال تمام صحابہ کے اختلافات ختم ہوگئے اور سب نے حضرت معاویہ رض کو خلیفہ تسلیم کر لیا اور آپ کے پیروکار بن گئے کیونکہ اس زمانہ میں ان دو (امام حسن رض و معاویہ رض) کے علاوہ خلافت کا کوئی تیسرا دعویدار تھا ہی نہیں اور حضرت معاویہ رض کی خلافت کا ذکر نبی صلعم کی حدیث میں بھی ہے کہ اسلام کی چکی ۳۵ یا ۳۶ یا ۳۷ سال تک چلے گی۔ اس حدیث میں چکی سے مراد اسلامی قوت ہے تیس سال تک خلفائے اربعہ اور امام حسن رض کی خلافت رہی اور تیس سے اوپر جو پانچ سال ہیں وہ حضرت معاویہ رض کی خلافت کے ہیں حضرت معاویہ رض کی خلافت کا زمانہ ۱۹ سال اور کچھ ماہ ہے اور تیس سال جو اسلام کی چکی کے گھومنے کے تھے وہ حضرت علی رض کی خلافت کے آخری زمانہ تک ختم ہو چکے تھے جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔

ہمارا تمام امہات المومنین کے بارے میں حسن ظن ہے اور ہمارا عقیدہ ہے کہ تمام ازواج مطہرات ام المومنین ہیں اور حضرت عائشہ رض تمام دنیا کی خواتین سے افضل ہیں حق تعالیٰ نے اتہام پسندوں کے اتہامات سے آپ کو آیات کے ذریعہ بری فرمایا جو قیامت تک پڑھی جاتی رہیں گی اسی طرح حضرت فاطمہ رض (حق تعالیٰ ان سے، ان کے شوہر سے اور ان کی اولاد سے راضی ہو) دنیا کی تمام عورتوں سے افضل ہیں جیسے نبی صلعم کی عزت و محبت واجب ہے اسی طرح حضرت فاطمہ کی عزت و محبت لازم ہے رحمت عالم صلعم نے فرمایا: فاطمہ میرے جسم کی بوٹی ہیں جو چیزیں انہیں بے چین کرنیوالی ہیں وہ مجھے بھی بے چین کرنے والی ہیں یعنی انہیں ایذا پہنچانے والے مجھے ایذا پہنچاتے ہیں۔

من قول الملحدین فیھا بما یقرء ویتلیٰ الی یوم الدین
وکذلک فاطمۃ بنت نبینا محمد صلی اللہ علیہ
وسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہا وعن بعلھا و اولادھا
افضل نساء العلمین ویجب موالاتھا ومحبتھا
کما یجب ذلک فی حق ابیھا صلی اللہ علیہ وسلم
قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاطمۃ بضعۃ
منی یریبنی ما یریبھا فھؤلآء اھل القراٰت
ھم الذین ذکرھم اللہ فی کتابہ واثنیٰ علیھم
وھم المھاجرون الاولون والانصار الذین
صلّوا الی القبلتین قال اللہ تعالیٰ فیھم لا یستوی
منکم من انفق من قبل الفتح وقاتل اولئک
اعظم درجۃ من الذین انفقوا من بعد وقاتلوا
وکلا وعد اللہ الحسنیٰ وقال جل وعلا وعد اللہ
الذین اٰمنوا وعملوا الصلحٰت لیستخلفنھم
فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم
ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضیٰ لھم و
لیبدلنھم من بعد خوفھم امنا وقال اللہ
تعالیٰ والذین معہ اشدآء علی الکفار رحمآء
بینھم ترٰھم رکعا سجدا الیٰ قولہ یعجب
الزراع لیغیظ بھم الکفار روی جعفر بن محمد
عن ابیہ فی قولہ عزوجل محمد رسول اللہ
والذین اٰمنوا معہ فی العسر والیسر والغار والعریش
ابوبکر اشداء علی الکفار عمر بن الخطاب رحماء
بینھم عثمان ابن عفان ترٰھم رکعا سجدا
علی ابن ابی طالب یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا

لہٰذا یہ لوگ اہل قرآن ہیں یعنی اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ان کا ذکر خیر
کیا ہے اور ان کی تعریف فرمائی ہے اور یہ پہلے مہاجرین و انصار ہیں جنہوں
نے دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی ہے حق تعالیٰ شانہ نے ان کے بارے
میں فرمایا: فتح مکہ سے پہلے اللہ کی راہ میں خرچ کرنیوالے اور جہاد کرنیوالے
اور فتح مکہ کے بعد خرچ و جہاد کرنے والے برابر نہیں اول الذکر حضرات کا
مرتبہ بہت بڑا ہے اور اللہ نے ہر ایک سے جنت کا وعدہ فرمایا ہے فرمایا:
اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں اور نیک عمل کرنے والوں سے وعدہ فرمایا ہے
کہ وہ یقیناً انہیں دنیا میں خلافت عطا فرمائے گا جیسے اس نے ان سے
پہلے مسلمانوں کو خلیفہ بنایا تھا اور اللہ یقیناً ان کے لئے ان کا دین جمادے
گا جو اللہ نے ان کے لئے چن لیا ہے اور جس سے وہ راضی ہے اور یقیناً
حق تعالیٰ خوف کے بعد انہیں امن عطا فرمائے گا، فرمایا: اور جو محمد رسول اللہ
صلعم کے ساتھ ہیں وہ کافروں کے حق میں سخت ہیں اور آپس میں مشفق
و مہربان ہیں آپ انہیں حالت رکوع و سجود میں دیکھیں گے (آخر آیت
تک) محمد رسول اللہ الخ کی تفسیر میں جعفر بن محمد اپنے والد سے روایت کرتے
ہیں کہ جو مسلمان آپ کے ساتھ ہیں وہ تنگی اور فراخی میں، سختی اور آسانی میں
اور غار و خیموں میں آپ کے ساتھ ہیں اس سے اشارہ حضرت ابوبکر کی
طرف ہے اور کافروں پر سخت ہیں اس سے مراد حضرت عمر رضہ ہیں اور
آپس میں مشفق و مہربان سے مراد حضرت عثمانؓ ہیں اور رکوع اور
سجدہ کرنیوالوں سے مراد حضرت علی رضہ ہیں اور اللہ کے فضل و رضا کے
متلاشی سے مراد طلحہ رضہ اور زبیرؓ مراد ہیں جو رسول اللہ صلعم کے حواری
ہیں اور ان کی نشانی یہ ہے کہ ان کے چہروں پر سجدوں کے اثرات ہیں
اس سے سعدؓ، سعیدؓ، عبدالرحمٰن بن عوفؓ اور ابو عبیدہؓ بن جراح مراد
ہیں اس طرح اس آیت میں دسوں عشرہ مبشرہ کا ذکر ہے پھر فرمایا
یہی صفت ان کی توراۃ میں ہے اور یہی انجیل میں ہے جیسے کھیتی نے
اپنا کا بھا بنایا اس سے محمد صلعم مراد ہیں پھر اسے اس نے قوی کیا یعنی

طلحة وزبير حواريا رسول الله صلى الله عليه
وسلم سيماهم في وجوههم من اثر السجود
سعد وسعيد وعبد الرحمٰن بن عوف وابو عبيدة بن
الجراح هؤلاء العشرة ذلك مثلهم في التورية
ومثلهم في الانجيل كزرع اخرج شطأه يعني
محمداً صلى الله عليه وسلم فآزره بابي بكر
فاستغلظ بعمر فاستوى على سوقه بعثمان يعجب
الزراع بعلي ابن ابي طالب ليغيظ بهم بالنبي صلى الله
عليه وسلم واصحابه الكفار واتفق اهل
السنة على وجوب الكف عما شجر بينهم
والامساك عن مساويهم واظهار فضائلهم
ومحاسنهم وتسليم امرهم الى الله عزوجل
على ماكان وجرى من اختلاف علي وطلحة
والزبير وعائشة ومعاوية رضي الله تعالى عنهم
على ما قدمنا بيانه واعطاء كل ذي فضل فضله
كما قال الله عزوجل والذين جاؤا من بعدهم
يقولون ربنا اغفرلنا ولاخواننا الذين سبقونا بالايمان
ولا تجعل في قلوبنا غلاً للذين امنوا ربنا انك رؤف
رحيم وقال تعالى تلك امة قد خلت
لها ما كسبت ولكم ما كسبتم
ولا تسئلون عما كانوا يعملون قال صلى الله
عليه وسلم اذا ذكر اصحابي فامسكوا وفي
لفظ واياكم وما شجر بين اصحابي فلو انفق
احدكم مثل احد ذهبا ما بلغ مد احدهم
ولا نصيفه وقال صلى الله عليه وسلم في حديث

ابوبکرؓ سے پھر وہ موٹا ہوا یعنی عمرؓ سے پھر اپنے تنہ پر کھڑا ہو گیا یعنی عثمانؓ سے اور کھیتی والوں کو اچھا معلوم ہونے لگا اس سے حضرت علیؓ مراد ہیں تاکہ ان سے (یعنی آپؐ سے اور آپ کے صحابہؓ سے) کافروں کو غصہ دلائے اس پر اہلسنت کا اتفاق ہے کہ صحابہ کے باہمی اختلافات کا ذکر نہ کیا جائے ان کے اختلافات سے زبان کو روکنا ان کی برائیوں سے رکنا اور ان کے فضائل و محاسن کا اظہار کرنا واجب ہے ان میں جو واقعات پیش آئے اور جس قدر اختلافات رونما ہوئے ان سب کو حق تعالیٰ شانہ کے سپرد کر دیا جائے اور ہر اہل فضل کو اس کی فضیلت کا حق دیا جائے جیسا کہ حق تعالے نے فرمایا: اور ان کے بعد میں آنے والے کہتے ہیں: اے پروردگار! ہمیں بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو بھی جو ایمان میں ہم سے سبقت کر گئے اور ہمارے دلوں میں مومنوں کی طرف سے کینہ نہ پیدا کر اے ہمارے رب بلاشبہ تو انتہائی شفیق و مہربان ہے ایک جگہ فرمایا: یہ ایک قوم تھی جو گزر گئی اس کے لئے وہ ہے جو وہ کما گئی اور تمہارے لئے وہ ہے جو تم نے کمایا تم سے ان کے عملوں کے بارے میں پوچھ نہیں ہوگی۔

رحمت عالم صلعم نے فرمایا: جب میرے صحابیوں کا ذکر کیا جائے تو تم اپنی زبانیں بند رکھو ایک لفظ میں ہے میرے صحابہ کے باہمی اختلافات میں پڑنے سے اپنے کو بچاؤ اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ کی برابر سونا خرچ کرے تو ان کے ایک مد بلکہ آدھے مد کی برابر بھی نہیں ہوگا حضرت انس رضہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا: انہیں مبارک ہو جنہوں نے مجھے دیکھا اور انہیں بھی جنہوں نے انہیں دیکھا جنہوں نے مجھے دیکھا تھا۔ فرمایا: میرے صحابیوں کو برا نہ کہو جو انہیں گالی دے (یا برا کہے) اس پر اللہ کی لعنت ہے، فرمایا: حق تعالیٰ نے مجھے چنا اور میرے لئے میرے صحابہ کو چنا اور انہیں میرا معاون بنایا اور ان میں میرے رشتے قائم کئے اخیر زمانہ میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو ان میں نقص نکالیں گے کان کھول کر سن لو ان کے ساتھ مت کھاؤ نہ ان کے ساتھ پیو نہ ان میں شادی بیاہ

بن مالك رض طوبى لمن رآني ومن رأى من رآني
وقال صلى الله عليه وسلم لا تسبوا اصحابي فمن
سبّهم فعليه لعنة الله وقال صلى الله عليه
وسلم في رواية انس رض ان الله عزوجل
اختارني واختار لي اصحابي فجعلهم انصاري
وجعلهم اصهاري وانه سيجيء في آخر الزمان
قوم ينتقصونهم الا فلا تؤاكلوهم الا فلا
تشاربوهم الا فلا تناكحوهم الا فلا تصلوا
معهم الا فلا تصلوا عليهم عليهم حلت اللعنة۔
وروى جابر رضي الله عنه قال قال رسول الله
صلى الله عليه وسلم لا يدخل النار احد ممن
بايع تحت الشجرة وروى ابوهريرة رض قال قال
رسول الله صلى الله عليه وسلم اطلع الله على
اهل بدر فقال يا اهل بدر اعملوا ما شئتم
فقد غفرت لكم وروى ابن عمر رض قال قال
رسول الله صلى الله عليه وسلم انما اصحابي
مثل النجوم فبايهم اخذتم بقوله اهتديتم
وعن ابي بريدة عن ابيه رض قال ان النبي صلى الله
عليه وسلم قال من مات من اصحابي بارض
جعل شفيعا لاهل تلك الارض وقال سفيان
ابن عيينة رض من نطق في اصحاب رسول الله
صلى الله عليه وسلم بكلمة فهو صاحب
هوى واهل السنة اجمعوا على السمع والطاعة
لائمة المسلمين واتباعهم والصلوة خلف
كل بر وفاجر والعادل منهم والجائر ومن

کرو نہ ان کے ساتھ مل کر نماز پڑھو اور نہ ان کے جنازوں کی نماز پڑھو، انہیں پر اللہ کی لعنت اُتر آئی ہے، حضرت جابر رضؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا: ان میں سے کوئی جہنم میں نہیں جائے گا جنہوں نے درخت کے نیچے بیعت (رضوان) کی تھی۔

حضرت ابوہریرہ رضؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا: حق تعالیٰ اہل بدر پر جھانکا اور فرمایا: اے اہل بدر تم جو چاہو عمل کرو میں نے تم کو بخش دیا، حضرت ابن عمر رضؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا: میرے صحابہ تاروں کی طرح ہیں لہٰذا تم جس کا قول لے لوگے راہ پا جاؤ گے۔ حضرت بریدہؓ کا بیان ہے کہ نبی صلعم نے فرمایا: اگر میرا کوئی صحابی کسی علاقہ میں فوت ہوگیا تو وہ اس علاقہ والوں کا شفیع بنا دیا جائے گا۔ سفیان بن عیینہ: جو صحابہ کرام کی شان میں گستاخانہ کلمہ نکالے وہ ہوٰی پرست ہے

اہلسنت کا اس پر بھی اتفاق ہے کہ خلفائے اسلام کی اطاعت و اتباع واجب ہے اور ہر نیک و بد اور عادل و ظالم امام کے پیچھے نماز جائز ہے اور اس کی بھی پیروی واجب ہے جسے امام اپنا جانشین بنا دے۔

اہلسنت کا اس پر بھی اجماع ہے کہ کسی اہل قبلہ کے لئے جنت یا جہنم کا قطعی فیصلہ نہ کیا جائے خواہ وہ متقی ہو یا فاسق، راہ یافتہ ہو یا راہ سے بھٹکا ہوا ہو اور خاکسار ہو یا سرکش الا یہ کہ نبی صلعم کی طرف سے کسی کی بدعت و گمراہی پر یا جنتی ہونے پر اطلاع ملی ہو۔

علماء کا اس پر بھی اجماع ہے کہ حق تعالیٰ نے انبیائے کرام کو معجزے اور اولیاء کو کرامتیں عطا فرمائیں معجزات و کرامات کو تسلیم کر لینا چاہیئے اور اس پر بھی سب کا اتفاق ہے کہ گرانی اور ارزانی حق تعالیٰ کی طرف سے ہے کسی انسان کی طرف سے نہیں خواہ وہ بادشاہ ہو یا حاکم یا تاجر وغیرہ ہوں جیسا کہ قدریہ اور منجموں کا زعم ہے کیونکہ حضرت انس بن مالک کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا: گرانی اور ارزانی اللہ کے لشکروں میں سے دو لشکر ہیں جن میں سے ایک کو رغبت اور دوسرے کو رہبت

ولوه ونصبره واستنابوه وان لا يقطعوا الاحد
من اهل القبلة بجنة ولا نار مطيعا كان او عاصيا
رشيدا كان او غاويا او عاتيا الا ان يطلع منه على
بدعة وضلالة واجمعوا على تسليم المعجزات
للانبياء والكرامات للاولياء ؁ ان الغلاء والرخص
من قبل الله لا من احد من خلقه من السلاطين
والملوك ولا من الكواكب كما زعمت القدرية
والمنجمون لما روى انس بن مالك رض ان رسول
الله صلى الله عليه وسلم قال ان الغلاء والرخص
جندان من جنود الله اسم احدهما الرغبة
والاخر الرهبة فاذا اراد الله ان يغليه قذف
الرغبة فى قلوب التجار فحبسوه واذا اراد ان
يرخصه قذف الرهبة فى صدور التجار فاخرجوه
من ايديهم والاولى للعاقل المؤمن الكيس
ان يتبع ولا يبتدع ولا يغالى ويعمق ويتكلف
لئلا يضل ويزل فيهلك قال عبد الله بن
مسعود اتبعوا ولا تبتدعوا فقد كفيتم و
قال معاذ بن جبل رض اياك ومغمضات الامور
وان تقول للشئ ما هذا فقال مجاهد حين بلغه
هذا من معاذ قد كنا نقول للشئ ما هذا فاما
الآن فلا فعلى المؤمن اتباع السنة والجماعة
فالسنة ما سنه رسول الله والجماعة ما اتفق
عليه اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم فى
خلافة الائمة الاربعة الخلفاء الراشدين
المهديين رحمة الله عليهم اجمعين وان لا يكاثر

(خوف) کہا جاتا ہے پھر جب حق تعالیٰ گرانی چاہتا ہے تو تاجروں کے دلوں میں رغبت پیدا کر دیتا ہے اور وہ ضرورت کی چیزیں چھپا کر رکھ لیتے ہیں منڈیوں میں نہیں لاتے اور جب اللہ تعالیٰ ارزانی چاہتا ہے تو تاجروں کے دلوں میں ڈر پیدا کر دیتا ہے اور وہ چیزیں بازاروں میں لے آتے ہیں۔

ہر ذی ہوش و ہوشیار مومن کے لئے اولیٰ یہ ہے کہ سنت کا پیروکار رہے اور بدعتوں سے محتاط رہے اور دین میں غلو، تکلف اور گہرائی میں جانے سے بچے یعنی ظاہر پر عمل کرے اور کرید نہ کرے تاکہ گمراہ نہ ہو اور ڈگمگانے نہ پائے ورنہ ہلاک ہو جائے گا۔ حضرت ابن مسعود رضہ کا قول ہے کہ اتباع کرو، بدعتی نہ بنو تمہاری کفایت کی جائے گی یعنی اتباع تمہارے لئے کافی ہے آگے گمراہی ہے حضرت معاذ بن جبل رضہ: مبہم چیزوں کی کرید نہ کرو اور کسی چیز کے بارے میں یہ کہنے سے بچو کہ یہ کیا ہے؟ جب مجاہدؒ کو معاذ رضہ کی اس بات کی خبر لگی تو فرمایا: پہلے تو میں کرید کیا کرتا تھا ہاں اب نہیں کروں گا۔ لہٰذا مومن کے لئے اتباع سنت اور اتباع جماعت ضروری ہے۔ سنت رسول اللہ صلعم کا جاری کردہ طریقہ ہے اور جماعت خلفائے اربعہ کا زمانہ خلافت میں متفقہ مسئلہ ہے کیونکہ وہ صحیح راہ کی طرف رہنمائی کرنے والے تھے اور راہِ راست پر تھے۔

بدعتیوں سے بہت زیادہ بحث مباحثہ نہ کرو اور ان کے منہ نہ لگو اور گھلنا ملنا تو رہا درکنار ان کے پاس بھی نہ جاؤ اور نہ انہیں سلام کرو کیونکہ ہمارے امام صاحب (احمد بن حنبلؒ) نے فرمایا: جس نے بدعتی کو سلام کیا اس نے اس سے محبت کی کیونکہ نبی صلعم نے فرمایا ہے آپس میں سلام عام کرو اس سے ایک دوسرے میں محبت پیدا ہوگی، اور نہ ان کے ساتھ اٹھو بیٹھو اور نہ ان سے میل جول اور عید و تقریبات مسرت کے موقعوں پر انہیں مبارک باد نہ دو اور نہ ان کے جنازوں کی نماز پڑھو اور نہ ان کا ذکر آنے پر اظہار ترحم کرو بلکہ ان سے دور دور رہو اور اللہ کی رضا کی خاطر ان کو اپنا دشمن ہی تصور کرو اور بدعتیوں کے مذاہب کے باطل ہونے پر یقین رکھو اور یہ نیت کر لو

اهل البدع ولا يأتيهم ولا يسلم عليهم لان امامنا احمد بن حنبل رحمه الله قال من سلم على صاحب البدعة فقد احبه لقول النبى صلى الله عليه وسلم افشوا السلام بينكم تحابوا ولا يجالسهم ولا يقرب منهم ولا يهنيهم فى الاعياد واوقات السرور ولا يصلى عليهم اذا ماتوا ولا يترحم عليهم اذا ذكروا بل يباينهم ويعاديهم فى الله عزوجل معتقد ابطلان مذهب اهل بدعة محتسبا بذلك الثواب الجزيل والاجر الكثير وروى عن النبى صلى الله عليه وسلم انه قال من نظر الى صاحب بدعة بغضا له فى الله ملأ الله قلبه امنا وايمانا ومن انتهر صاحب بدعة بغضا له فى الله امنه الله يوم القيامة ومن استحقر بصاحب بدعة رفعه الله تعالىٰ فى الجنة مائة درجة ومن لقيه بالبشر اوبما يسره فقد استخف بما انزل الله تعالىٰ على محمد صلى الله عليه وسلم وعن ابى المغيرة عن ابن عباس رضى الله تعالىٰ عنه انه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ابى الله عزوجلّ ان يقبل عمل صاحب بدعة حتىٰ يدع بدعته وقال فضيل بن عياض من احب صاحب بدعة احبط الله عمله واخرج نور الايمان من قلبه واذا علم الله عزوجل من رجل انه مبغض لصاحب بدعة رجوت الله تعالىٰ ان يغفر ذنوبه وان قل عمله واذا

کہ اس پر عظیم ثواب اور بڑا اجر انشاء اللہ ملنے والا ہے۔ نبی صلعم سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا جو شخص بدعتی کو اللہ کے لیئے اپنا دشمن تصور کرے اللہ اس کا دل امن و امان سے بھر دے گا اور جو بدعتی کو اس سے بغض رکھ کر ڈانٹے حق تعالیٰ اسے قیامت کے دن امن و سلامتی عطا فرمائے گا، اور جو بدعتی کو حقیر سمجھے اللہ جنت میں اس کے سو درجے بلند فرمائے گا اور جو اس سے خندہ پیشانی یا اس طرح ملے کہ وہ خوش ہو جائے تو اس نے وہ کلام پاک حقیر سمجھا جو حق تعالیٰ جل مجدہٗ نے اپنے نبی پر اتارا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا! حق تعالیٰ بدعتی کا کوئی عمل قبول نہیں فرماتا جب تک وہ بدعت نہ چھوڑ دے۔

فضیل بن عیاض: جو کسی بدعتی سے محبت کرے اللہ تعالیٰ اس کے عمل غارت فرما دیتا ہے اور اس کے دل سے نور ایمان نکال دیتا ہے، اور جب اللہ کے علم میں کوئی شخص بدعتی سے بغض رکھنے والا ہوتا ہے تو مجھے امید ہے کہ حق تعالیٰ اس کے گناہ معاف فرما دے گا۔ گو اس کے عمل تھوڑے ہوں اگر تم راہ میں بدعتی کو دیکھو تو دوسری راہ اختیار کرو۔

فضیل بن عیاض بسماع ابن عیینہ: اگر کوئی بدعتی کے جنازے کے ساتھ گیا تو جب تک واپس نہیں آئے گا اللہ تعالیٰ کے قہر و غضب میں رہے گا۔

نبی صلعم نے بدعتی پر لعنت فرمائی ہے، فرمایا: جس نے بدعت ایجاد کی یا بدعتی کو پناہ دی اس پر اللہ کی، فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے فرائض و نوافل قبول نہیں فرماتا۔

ابو ایوب سجستانی: اگر تم سے کوئی حدیث بیان کرے اور سننے

ہو فرایت مبتدعا فی طریق فخذ طریقا اٰخر وقال فضیل بن عیاض سمعت سفیان بن عیینۃ یقول من تبع جنازۃ مبتدع لم یزل فی سخط اللہ تعالٰی حتی یرجع وقد لعن النبی صلی اللہ علیہ وسلم المبتدع فقال صلی اللہ علیہ وسلم من احدث حدثا او اوٰی محدثا فعلیہ لعنۃ اللہ و الملٰئکۃ والناس اجمعین ولا یقبل اللہ منہ الصرف والعدل یعنی بالصرف الفریضۃ وبالعدل النافلۃ و عن ابی ایوب السجستانی انہ قال اذا حدثت الرجل بالسنۃ فقال دعنا من ھذا وحدثنا بما فی القراٰن فاعلم انہ ضال۔

فصل واعلم ان لاھل البدع علامات یعرفون بھا فعلامۃ اھل البدعۃ الوقیعۃ فی اھل الاثر وعلامۃ الزنادقۃ تسمیتھم اھل الاثر الحشویۃ ویریدون ابطال الاٰثار وعلامۃ القدریۃ تسمیتھم اھل الاثر مجبرۃ وعلامۃ الجھمیۃ تسمیتھم اھل السنۃ مشبھۃ وعلامۃ الرافضیۃ تسمیتھم اھل الاثر ناصبیۃ وکل ذالک عصبۃ وغیاظ لاھل السنۃ ولا اسم لھم الا اسم واحد وھو اصحاب الحدیث ولا یلتصق بھم ما لقبھم اھل البدع کما لم یلتصق بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم تسمیۃ کفار مکۃ ساحرا وشاعرا ومجنونا ومفتونا وکاھنا ولم یکن اسمہ عند اللہ وعند ملٰئکتہ وعند انسہ وجنہ وسائر خلقہ الا رسولا نبیا بریّا من العاھات کلھا قال اللہ تعالٰی انظر کیف ضربوا لک الامثال

والا کہے حدیث چھوڑیئے اور قرآن بیان کیجیے تو یقین مانو کہ وہ گمراہ ہے۔

بدعتیوں کی علامتیں دیکھیے بدعتیوں کی چند نشانیاں ہیں جن سے وہ پہچان لیے جاتے ہیں۔ پہلی نشانی یہ ہے کہ بدعتی محدثین کرام کی ذات پر حملہ کیا کرتے ہیں اور بے دین انہیں حشویہ کہا کرتے ہیں تاکہ احادیث کو باطل قرار دیا جائے اور قدریہ انہیں مجبرہ کہتے ہیں، جہمیہ اہل سنت کو مشبّہہ کہتے ہیں اور رافضی اصحاب حدیث کو ناصبی کہا کرتے ہیں یہ سب القاب انہیں اس لیے دیئے جاتے ہیں کہ ان بدعتیوں کو اُن سے تعصب اور دشمنی ہے حالانکہ ان کا صرف ایک لقب (اصحاب الحدیث محدثین یا اہل حدیث) ہے اُن کے القاب اہل سنت پر چسپاں نہیں ہوتے جیسے کہ کے مشرکوں کے رسول اللہ صلعم کے حق میں القاب (شاعر، ساحر، مجنون، مفتون اور کاہن وغیرہ) آپ پر صادق نہیں آتے۔ آپ کا لقب اللہ کے نزدیک، اس کے فرشتوں کے نزدیک، اس کے انسانوں اور جنوں کے نزدیک اور تمام مخلوق کے نزدیک ایک ہی ہے یعنی رسول اور نبی، اور آپ دشمنوں کے دیئے ہوئے دیگر تمام القاب سے بری ہیں حق تعالٰی شانہ نے فرمایا: دیکھیے تو مشرک کس طرح آپ کی شان میں مثالیں بیان کرتے ہیں اور راہ سے بھٹک جاتے ہیں اور ان میں سیدھی راہ پر آنے کی صلاحیت ہی نہیں۔ یہ ہیں وہ مختصر عقائد اور معرفت صانع عالم کے سلسلہ میں اعتقادات جو ہم نے اہلسنت والجماعت کے مذہب کے مطابق حتی الوسع اس کتاب میں اس مقام پر جمع کر دیئے ہیں اور ہم عقائد کے سلسلہ میں دو عنوان اور قائم کرنے والے ہیں جن سے کسی ذی ہوش مومن کو بے خبر رہنے کی گنجائش نہیں بشرطیکہ وہ دلیل و برہان کی راہ پر چلنا چاہے ایک عنوان یہ ہے کہ انسانی اخلاق و صفات کا اور عیوب و نقائص کا اطلاق باری تعالٰی پر جائز نہیں اور کن صفات

فضلوا فلا يستطيعون سبيلا هذا اخر ما القينا
في باب معرفة الصانع والاعتقاد على مذهب
اهل السنة والجماعة على الاختصار والقدرة ثم
نردف هذه الجملة بفصلين آخرين لايسع للعاقل
المؤمن جهلهما اذا اراد سلوك الحجة احد
الفصلين فيما لا يجوز اطلاقه على الباري من
الصفات واخلاق العباد والنقائص وما يجوز
من ذلك والفصل الثاني بيان مقالة الفرق
الضالة من طريق الهدى الداحضة الحجة
في يوم الدين والمحاسبة واما الفصل الاول
فيما لا يجوز اطلاقه على الباري عزوجل من الصفات
ويستحيل اضافته اليه من الاخلاق وما يجوز
من ذلك لايجوز ان يوصف الباري تعالى بالجهل
والشك والظن وغلبة الظن والسهو والنسيان
والسنة والنوم والغلبة والغفلة والعجز والموت
والخرس والصمم والعمى والشهوة والنفور والميل
والحرد والغيظ والحزن والتاسف والكمد والحسرة
والتلهف والالم واللذة والنفع والمضرة
والتمني والعزم والكذب ولا يجوز ان يسمى
ايمانا خلافا قالت السالمية وتعلقهم بقوله
عزوجل ومن يكفر بالايمان فقد حبط عمله
محمول على آية من يكفر بوجوب الايمان
كان كمن كفر بالرسول وما جاء به صلى الله
عليه وسلم من الله عزوجل من الاوامر والنواهي
ولا يجوز ان يوصف عزوجل بانه مطيع ولا محبل

کا اطلاق جائز ہے اور دوسرا عنوان گمراہ فرقوں کا (جن کی حجتیں
جزاء وحساب کے دن باطل ہوں گی) مع ان کے عقائد کے
بیان ہے۔

کن کن صفات واخلاق کا اطلاق باری تعالیٰ پر جائز ہے اور کن کن کا محال ہے؟

باری تعالیٰ پر جہل شک
ظن، غلبۂ ظن، سہو، بھول، اونگھ، نیند، بے چینی، غفلت، عجز،
موت، گونگا، یا بہرہ یا اندھا ہونا، شہوت، نفرت، جنسی میلان،
غیظ وغضب، غم وافسوس، سوز وحسرت، اندوہ وتاسف
لذت، نفع وضرر، آرزو، عزم اور جھوٹ کا اطلاق جائز نہیں
اور حق تعالیٰ شانہ کا نام ایمان تجویز کرنا بھی جائز نہیں لیکن
سالمیۃ اللہ تعالیٰ کو ایمان کے نام سے پکارتے ہیں اور قرآن
حکیم کی ایک آیت سے استدلال کرتے ہیں، فرمایا اور جو ایمان
کے ساتھ کفر کرے اس کے عمل گر گئے اس آیت میں ان کے زعم
میں ایمان سے مراد اللہ تعالیٰ ہے حالانکہ یہاں ایمان سے مراد
وجوب علامات ایمان مراد ہیں حق تعالیٰ نہیں، یعنی جو وجوب
ایمان کا انکار کرے وہ بمنزلہ اس کے ہے جو رسول کا اور اللہ کے
اتارے ہوئے اوامر ونواہی کا انکار کرتا ہے۔ اسی طرح اللہ کو
مطیع یا محبل (حاملہ کرنے والا) کہنا جائز نہیں، نہ اللہ پر حدود
کا اطلاق اور نہایت کا اطلاق جائز ہے۔ وہ چھ سمتوں سے اور
اور کیف وکم سے متصف نہیں۔ شریعت مطہرہ میں اللہ تعالیٰ کی
یہ صفتیں ثابت نہیں۔

ہاں ہماری شریعت میں یہ ثابت ہے کہ حق تعالیٰ جل مجدہٗ
عرش پر قائم ہے جیسا کہ قرآن و احادیث سے ثابت ہوتا ہے
بلکہ حق تعالیٰ تمام سمتوں اور جہات کو پیدا کرنے والا ہے اس
میں اختلاف ہے کہ حق تعالیٰ کو شخص کہا جائے یا نہیں بعض کہتے

لنشاء العالم ولا یجوز علیه الحدود ولا النهایة ولا القبل ولا البعد ولا تحت ولا قدام ولا خلف ولا کیف لان جمیع ذلك ما ورد به الشرع الا ما ذکرنا من انه علی العرش استوی علی ما ورد به القرآن والاخبار بل هو عز وجل خالق لجمیع الجهات ولا یجوز علیه الکمیة واختلف فی جواز تسمیته بالشخص فمن جوز ذلك فلقول النبی صلی الله علیه وسلم فی حدیث المغیرة بن شعبة رضی الله عنه لا شخص اغیر من الله ولا شخص احب الیه المعاذیر من الله ومن منع ذلك قال ان لفظ الخبر لیس بصریح فی الشخص لاحتمال ان یکون معناه لا احد اغیر من الله وقد ورد فی بعض الفاظ لا احد اغیر من الله ولا یجوز ان یسمی فاضلا وعتیقا وفقیها ولا فهیما ولا فطنا ولا محققا وعاقلا وموقرا ولا طبیبا وقیل یجوز ولا عادیا لان ذلك منسوب الی زمن عاد وهو محدث ولا مطیقا لانه خالق کل طاقة وهی متناهیة ولا محفوظا لانه هو الحافظ ولا یجوز وصفه بالمباشرة ولا یجوز وصفه بانه مکتسب لان ذلك محدث لقدرة محدثة والله تعالی سبحانه عن ذلك ولا یجوز علیه العدم وهو قدیم لا لقدم ولا اوّل لوجوده خلاف ما قال ابن کلاب من انه قدیم لقدم وهو باق لا یفنی وهو عز وجل عالم بمعلومات غیر متناهیة وقادر بمقدورات غیر متناهیة خلاف ما قالت الاشعریة من قولها باق ببقاء خلاف ما ادعت المعتزلة من ان کل ذلك

کے حق میں ہیں کیونکہ حضرت مغیرہ بن شعبہ والی حدیث میں ہے کوئی شخص اللہ سے زیادہ غیور نہیں اور اللہ تعالےٰ سے زیادہ کسی شخص کو عذر محبوب نہیں یعنی اسے عذر قبول کرنا بہت محبوب ہے۔

لیکن جو ناجائز کہتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ یہاں شخص بھی احد ہے یعنی کوئی اللہ سے زیادہ غیور نہیں چنانچہ حدیث کے بعض لفظ میں احد ہی آتا ہے۔

حق تعالےٰ کو فاضل، عتیق، فقیہہ، فہیم، فطن، محقق، عاقل موقر اور طبیب بھی کہنا جائز نہیں بعض کے نزدیک طبیب کہنا جائز ہے اور نہ عادی کہا جائے کیونکہ یہ لفظ عادیوں کے زمانہ کی طرف منسوب ہے جو جدید نام ہے اور نہ اسے مطیق (طاقت والا) کہنا جائز ہے کیونکہ وہ تمام طاقتوں کا خالق ہے اور طاقتوں کی غایت وانتہا ہے اور نہ اسے محفوظ کہا جاسکتا ہے کیونکہ وہ حافظ ہے اللہ تعالےٰ مباشر بھی نہیں اور نہ مکتسب (کمائی کرنے والا) ہے کیونکہ کسب اس کی قدرت سے پیدا ہوا ہے، تعالیٰ اللہ عن ذلک علوا کبیرا۔

اللہ پر عدم کا اطلاق جائز نہیں کیونکہ وہ قدیم ہے جو قدامت سے نہیں (بلکہ اس معنی سے کہ اس کی ابتدا نہیں) لیکن ابن کلاب کہتا ہے کہ (معاذ اللہ) اس کے وجود کی ابتداء ہے۔ اور حق تعالیٰ باقی ہے اسے فنا نہیں۔ وہ ایسا عالم ہے جس کے معلومات کی انتہا نہیں اور ایسا قادر ہے جس کے مقدورات لامحدود ہیں لیکن اشعریہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ بقاء کے ساتھ باقی ہے اور معتزلہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ کے معلومات ومقدورات دونوں متناہی ہیں۔

جن صفات سے حق تعالیٰ جل مجدہٗ متصف ہے وہ مندرجہ ذیل ہیں اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے، ہنستا ہے، غصہ ہوتا ہے، ناراض ہوتا ہے، راضی ہوتا ہے ہم ان صفات کا آغاز باب میں ذکر کر آئے ہیں۔

حق تعالیٰ موجود ہے، فرمایا: اور اس نے اللہ کو اپنے پاس موجود پایا۔

متناهية واما الصفات التي يجوز وصفه عزوجل بها فالفرح والضحك والغضب والسخط والرضا وقد قدمنا ذلك في اول الباب ويجوز وصفه بانه موجود لقوله ووجد الله عنده ويجوز وصفه بانه شئ لقوله تعالى قل اي شئ اكبر شهادة قل الله ويجوز ان يوصف بانه نفس وذات وعين من غير تشبيه بجارحة الانسان على ما تقدم بيانه ويجوز وصفه بانه كائن من غير حد لقوله عزوجل وكان الله بكل شئ عليما وكان الله على كل شئ رقيبا ويجوز وصفه بانه قديم وباق وبانه مستطيع لان معنى الاستطاعة القدرة وهو موصوف بالقدرة ويجوز وصفه بانه عارف ومتين وواثق ودرى وداري لان جميع ذلك راجع الى معنى العالم ولم يرد الشرع بمنع ذلك ولا اللغة بل قال الشاعر اللهم لا أدري وانت الداري ويجوز وصفه بانه راءى ويرجع الى معنى العالم ويجوز وصفه بانه مطلع على خلقه وعباده بمعنى عالم بهم وكذلك واجد بمعنى عالم ووصفه بانه جميل ومجمل يعني في الصنع الى خلقه ويجوز وصفه بانه ديان على معنى انه مجازي لعباده على افعالهم الدين الحساب كما تدين تدان انه مالك يوم الدين اي يوم الحساب او على معنى الشارع لعباده عبادة وشريعة دعاهم اليها وفرض ذلك عليهم ثم يجازيهم على ما فعلوه فيها ويجوز وصفه بانه مقدر على معنى

حق تعالٰے پر شئ کا اطلاق جائز ہے فرمایا: آپ پوچھیں شہادت کے اعتبار سے کون سی شے سب سے بڑی ہے؟ آپ فرما دیں اللہ، اللہ تعالٰے پر نفس، ذات اور عین کا اطلاق بھی جائز ہے لیکن انسانی اعضاء پر قیاس کرنے اور ان سے تشبیہ دینے سے بالاتر ہو کر جیسا کہ بیان اوپر گزر چکا، یہ کہنا بھی جائز ہے کہ اللہ تعالٰے بلاحد کے موجود ہے فرمایا: اور اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے اور اللہ ہر چیز پر نگہبان ہے، حق تعالٰے بلا ابتداء کے قدیم اور بلا انتہاء کے باقی ہے، وہ مستطیع (صاحب استطاعت) ہے یعنی قدرت والا ہے عارف ہے، متین ہے، واثق ہے، دری (عالم) ہے اور داری (عالم) ہے کیونکہ ان تمام کا مرجع عالم ہے اور شرع و لغت کی رو سے منع نہیں بلکہ شاعر کہتا ہے ۔ اے اللہ میں نہیں جانتا اور تو جاننے والا ہے اللہ تعالٰے پر راءی (دیکھنے والا) کا اطلاق بھی جائز ہے جس کے معنی عالم کے ہیں اور مطلع کا بھی یعنی اللہ تعالٰے اپنے بندوں اور تمام مخلوق سے آگاہ ہے، اور واجد (عالم) کا بھی اور جمیل کا بھی اور مجمل کا (خوبصورت بنانے والا) بھی یعنی اللہ تعالٰے اپنی کاریگری میں خوبصورت ہے اور دیان کا (بدلہ دینے والا) بھی یعنی وہ بندوں کو ان کے افعال پر بدلہ دینے والا ہے اور دین بمعنی حساب ہے کہا جاتا ہے "کما تدین تدان" یعنی جیسا کرو گے ویسا بھرو گے وہ دین والے دن کا مالک ہے یعنی حساب والے دن کا یا بمعنی اس کے کہ اس نے اپنے بندوں کے لئے عبادت و شریعت مقرر فرمائی اور انہیں ان دونوں کی دعوت دی اور یہ دونوں چیزیں ان پر فرض کیں پھر وہ انہیں ان کے عملوں کا بدلہ عطا فرمائے گا اور تقدیر کے معنی پر مقدر کا (اندازہ کرنے والا) بھی فرمایا: ہم نے ہر چیز ایک اندازے کے ساتھ پیدا کی فرمایا جس نے اندازہ مقرر فرمایا پھر راہنمائی فرمائی اور بمعنی اور خبر دینے کے معنی پر بھی فرمایا: ہم ان کے گھر والوں کو بچا لیں گے علاوہ ان کی

التقدیر قال انا کل شئ خلقنٰہ بقدر و قال فقدر فھدیٰ و علیٰ معنی الخبر قال الا امراتہ قدرنا انھا لمن الغابرین ای اخبرنا لوطا علیہ السلام بان امراتہ من الباقین فی العذاب من دون اھلہ و لا یجوز ان یکون معناہ الظن والشک تعالی اللہ عن ذٰلک و یجوز وصفہ بانہ ناظر علیٰ معنی انہ راءی مدرک للاشیاء لا علیٰ معنی انہ مراءی مفکر تعالیٰ عن ذٰلک و یجوز وصفہ بانہ شفیق علیٰ معنی الرحمۃ بخلقہ والرافۃ لا علیٰ معنی الخوف والحزن وکذٰلک یجوز وصفہ بانہ رفیق علیٰ معنی الرحمۃ والتعطف لخلقہ لا علیٰ معنی التثبیت فی الامور والاجمال فی اصلاحھا والسلامۃ من عواقبھا و یجوز وصفہ بانہ سخی کما یجوز وصفہ بانہ کریم وجواد لان معنی الکل التفضل والاحسان الیٰ خلقہ ولا یقصد بذٰلک الرخاوۃ واللین علیٰ ماھو فی اللغۃ مستعمل ارض سخیۃ وقرطاس سخی اذا کانا لینین و یجوز وصفہ بالہ آمر وناہٍ ومبیح وحاضر ومحلل ومحرم وفارض وملزم وموجب ونارب ومرشد وقاض وحاکم علیٰ ما ذکرناہ وکذٰلک یجوز وصفہ بانہ واعد ومتواعد ومخوف ومحذر وزاجر ومادح ومخاطب ومتکلم وقائل کل ذٰلک راجع الیٰ معنی انہ موصوف بالکلام و یجوز وصفہ بانہ معدم علیٰ معنی انہ لم یوجد ولم یفعل وعلیٰ معنی انہ معدما اوجدہ لعد ایجادہ لقطع البقاء عنہ فینعدم بذٰلک و یجوز وصفہ بانہ فاعل

بیوی کے، ہم نے انہیں (لوطؑ کو) خبر دی کہ وہ پیچھے رہ جانے والوں میں سے ہے یہاں تقدیر بمعنی شک وشبہ نہیں اللہ تعالیٰ اس سے بری ہے۔ اور اس پر ناظر کا اطلاق بھی جائز ہے یعنی اللہ تعالیٰ حاظر وناظر ہے اور تمام چیزوں کو اچھی طرح سے جاننے والا ہے یہ نہیں کہ وہ غور وفکر کرنے والا اور سوچنے والا ہے۔ اور شفیق کا اطلاق بھی جائز ہے یعنی اللہ اپنی مخلوق پر انتہائی مہربان ونرم ہے یہ معنی نہیں کہ وہ خوف زدہ اور غمگین ہے اسی طرح وہ رفیق ہے یعنی لوگوں پر عنایت وکرم فرماتا ہے یہ معنی نہیں کہ وہ کاموں کی اصلاح ودرستگی کے لئے ان کے نتائج سوچتا ہے اور وہ سخی کریم اور جواد ہے یہ تینوں بمعنی احسان وکرم ہیں بمعنی سستی ونرمی نہیں جیسا کہ لغت میں مذکور ہیں اگر یہ الفاظ زمین اور کاغذ کی صفت ہوں ہوں تو بمعنی نرم آتے ہیں جیسا کہ نرم زمین کو اور نرم کاغذ کو ارض سخیۃ وقرطاس سخی کہا جاتا ہے اور وہ آمر (حکم کرنے والا) ناہی (روکنے والا) مبیح (جائز ومباح کرنے والا) محلل ومحرم (حلال وحرام کرنے والا) فارض (فرض کرنے والا) ملزم (چمٹانے والا) موجب (واجب کرنے والا) نادب (جائز کرنے والا) مرشد (راہ دکھانے والا) قاضی (فیصلہ کرنے والا) اور حاکم (حکومت کرنے والا) ہے جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں اسی طرح وہ واعد، متواعد (وعدہ کرنے والا) مخوف ومحذر و ذاجر (ڈرانے والا) مادح (تعریف کرنے والا) مخاطب (خطاب کرنے والا) اور متکلم (کلام کرنے والا) اور قائل (کہنے والا) ہے ان سب کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ صفت کلام سے متصف ہے اللہ تعالیٰ معدم ہے یعنی ہست سے نیست کرنے والا ہے یا پیدا ہی نہیں کرنے والا، اور وہ فاعل ہے یعنی افعال کا موجد ہے اور اپنی قدرت سے خالق وجاعل ہے اس لئے اس صفت کا مستحق ہے چیزوں سے وابستہ ہو کر نہیں کیونکہ مباشرۃ کی حقیقت اجسام سے وابستہ ہونا اور ان کا چھونا ہے اور حق تعالیٰ اس سے بلند وبالا ہے اور بری ہے۔

بمعنیٰ انه مخترع لذات ما فعله وخالق له و
جاعل لقبل رتبه فاستحق لذلك هذا الوصف لا
علی معنی المباشرة للاشیاء لان حقیقة ذالك تلاقی
الاجسام ومماستها والله سبحانه تعالیٰ متعال
عن ذالك وكذالك یجوز وصفه بانه جاعل علی
معنی انه فاعل وفعله مفعول كقوله تعالیٰ و
جعلنا اللیل والنهار اٰیتین ویجوز ان یكون الجعل
بمعنی الحكم قال عزوجل وجعلنٰه قرانا عربیا
ویجوز وصفه بانه تارك فی الحقیقة كما وصف بانه
فاعل علی معنی انه فاعل من فعله الاخر بدلا من
الاول بقدرته العامة الشاملة لا علی معنی كف
النفس ومنعها عما یدعو الی فعله ویجوز وصفه
بانه موجد علی معنی انه یخلق وكذالك یجوز وصفه
بانه مكون علی معنی انه موجد ویجوز وصفه بانه
مثبت علی معنی انه یوجد فی الشیء البقاء والثبات كما
قال الله عزوجل یثبت الله الذین اٰمنوا بالقول
الثابت وقوله عزوجل یمحوا الله ما یشآء ویثبت و
عنده ام الكتاب ویجوز وصفه بانه عامل و
صانع بمعنی خالق ویجوز وصفه بانه مصیب علی
معنی ان افعاله واقعة علی ما قصده واراده
من غیر تفاوت وتزاید وتناقص لانه تعالیٰ عالم
بها وبحقائقها وكیفیاتها لا علی معنی ان ذالك موافق
لامر امره بفعلها تعالیٰ عن ذالك ویجوز اطلاق
هذه الصفة علی عبد من عبیده فیقال انه مصیب
بمعنی انه مطیع لربه متبع لامره منتهی لنهیه و

اسی طرح حق تعالیٰ شانہ اس معنی سے جاعل ہے کہ وہ فاعل ہے اور اس کا فعل مفعول ہے یعنی وہ چیزوں کو وجود بخشتا ہے فرمایا ہم نے رات اور دن کو (اپنی قدرت کی) دو نشانیاں بنائیں اور حکم کے معنی سے بھی جاعل ہونا جائز ہے فرمایا اور ہم نے اسے عربی قرآن (بننے کا) حکم فرمایا فاعل کی طرح اللہ کی ایک صفت تارک (چھوڑنے والا) بھی ہے یعنی اگر چاہے تو اپنی ہمہ گیر و عام قدرت سے پہلے فعل کے عوض اس کی ضد کر دیتا ہے اس معنی سے نہیں کہ خواہشات کا ترک کرنے والا ہے اس کا ایک وصف موجد بمعنی خالق بھی ہے اور مکون بمعنی موجد بھی ہے، اور مثبت بمعنی تحفظ بقاء و ثبات بھی ہے فرمایا: اللہ ایمان والوں کو ثابت قول (توحید) پر قائم رکھتا ہے، فرمایا جو چاہے مٹا دے اور جسے چاہے برقرار رہنے دے اور اسی کے سامنے ام الکتاب (اصل کتاب) ہے اور اللہ عامل و صانع بمعنی خالق بھی ہے اور اس معنی کے اعتبار سے مصیب (ٹھیک کرنے والا) ہے کہ اس کے افعال اس کے قصد و ارادہ کے مطابق واقع ہوتے ہیں اور ان میں کمی بیشی کا فرق نہیں ہوتا کیونکہ اللہ تعالیٰ انہیں ان کے حقائق کو اور ان کی کیفیات کو جانتا ہے اور ہر فعل کے حال کے مناسب کمی اس کی حکمت پر مبنی ہے اس اعتبار سے نہیں کہ وہ فعل کسی حکم کرنے والے کے حکم کے مطابق ہے اللہ تعالیٰ اس سے بالا ہے۔ مصیب بندے کو بھی کہا جاتا ہے مگر اس اعتبار سے کہ بندہ اپنے رب کا اطاعت گزار، اس کے حکم کا پیروکار اور اس کی نہی سے رک جانے والا ہوتا ہے اور اپنے سے اونچے شخص کے اور اپنے رئیس کے اطاعت گزار ہونے کے اعتبار سے بھی نہیں

حق تعالیٰ شانہ کے افعال کو صواب کہنا روا ہے یعنی وہ حقیقت کے مطابق اور صحیح ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو مثیب بھی کہا جاتا ہے اور منعم بھی یعنی ثواب دئیے جانے والے کو صاحب انعام و عظمت بنانا

كذلك اذا كان مطيعا لمن هو فوقه و رئيسه ويجوز وصف افعاله عزوجل بانه صواب على معنى انها حق وثابت ويجوز وصفه بانه مثيب ومنعم على معنى انه يجعل المثاب منعما معظما و كذلك يجوز وصفه بانه معاقب ومجاز على معنى انه يهين العاصي ويذله على معصية ويجوز وصفه بانه قديم الاحسان على معنى انه موصوف بالخلق والرزق في القدم قال عزوجل ان الذين سبقت لهم منا الحسنى ويجوز وصفه بانه دليل وقد نص الامام احمد عليه في حق رجل قال له زودني دعوة فاني اريد الخروج الى طرطوس فقال له قل يا دليل الحائرين دلني على طريق الصادقين واجعلني من عبادك الصالحين ويجوز وصفه بانه طبيب لما روي عن ابي رمثة التميمي انه قال كنت مع ابي عند النبي صلى الله عليه وسلم فرايت على كتف النبي صلى الله عليه وسلم مثل التفاحة فقال له ابي يا رسول الله صلى الله عليه وسلم اني طبيب اطبها لك قال صلى الله عليه وسلم طبيبها الذي خلقها وروى عن ابي السفر انه قال مرض ابوبكر رض فعاده جماعة فقالوا له الا ندعو لك الطبيب فقال فقد راني قالوا فايش قال لك فقال قال لي اني فعال لما اريد وكذلك يروى ان ابا الدرداء مرض فعادوه فقالوا له ايش تشتكي قال ذنوبي فقالوا ايش تشتهي فقال الجنة في اول الفصل وانما يجوز ان يدعى بما ليسمى به من الاسماء التي يجوز

ہے۔ اور معاقب و مجاز بھی یعنی وہ نافرمانوں کو ذلیل و خوار کرتا ہے اور گناہوں پر انہیں ایذا پہنچاتا ہے۔ اور قدیم الاحسان بھی کیونکہ وہ خلق و رزق میں قدیم ہے فرمایا: جن لوگوں کے لئے ہماری طرف سے نیکی سبقت کر گئی ہے اور دلیل بھی اس کی امام احمدؒ نے صراحت فرمائی ہے آپ سے ایک شخص آکر عرض کرتا ہے کہ میرا ارادہ طرطوس جانے کا ہے آپ مجھے کوئی دعا بتا دیجئے، فرمایا: یہ پڑھا کرو: اے حیرانوں کو راہ دکھانے والے مجھے اپنے سچے بندوں کی راہ کی رہنمائی فرما اور مجھے اپنے نیک بندوں میں شامل فرما لے، اور طبیب بھی، کیونکہ ابو رمثہ تمیمی کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میں اپنے والد کے ساتھ رحمت عالم صلعم کے پاس تھا میں نے آپ کے دوش مبارک پر سیب کی برابر ابھار دیکھا میرے والد نے کہا: یا رسول اللہ! میں طبیب ہوں کیا میں آپ کی اس رسولی کا علاج کر دوں؟ فرمایا: اس کا طبیب وہ ہے جس نے اسے پیدا فرمایا۔ ابو السفر کا بیان ہے کہ حضرت ابوبکر بیمار ہوئے اور لوگوں کی ایک جماعت نے آپ کی عیادت کی اور آپ سے کہا: کیا ہم آپ کے لئے کوئی طبیب نہ بلا لائیں؟ فرمایا طبیب نے مجھے دیکھ لیا ہے۔ بولے: پھر اس نے آپ سے کیا کہا؟ فرمایا: اس نے مجھ سے یہ کہا کہ جو کچھ میں چاہتا ہوں کر گزرتا ہوں۔ اسی طرح نقل ہے کہ حضرت ابو الدرداء بیمار ہو گئے لوگوں نے آپ کی عیادت کی اور پوچھا: کیا شکایت ہے؟ فرمایا: اپنے گناہوں کی پوچھا: کیا خواہش ہے؟ فرمایا: دنیا سے جدا ہو کر پہلے قدم پر جنت کی۔ اسمائے حسنیٰ میں سے کسی بھی اسم کے ساتھ دعا کرنا جائز ہے اور ان اسماء سے بھی جن سے اللہ تعالیٰ کا متصف ہونا جائز ہے ہم اوپر اللہ تعالیٰ کے ۹۹ اسم بیان کر آئے ہیں دعاؤں میں

وصفه بها وقد ذكرنا التسعة والتسعين اسمائى ما تقدم
فنهى الله فى الدعاء وان اراد ان يصفه ويدعوه بما
ذكرنا فى هذا الفصل جاز لك الا انه يجتنب فى دعاءٍ
من ان يدعوه عزوجل بقوله يا ساحر يا مستهزئ
يا ماكر يا خادع و مبغض و غضبان و منتقم و معادى
و معدم و مهلك فلا يدعو بها وان كان ما يجوز
وصفه بها على وجه الجزاء و المقابلة لاهل
الاجرام على وجه الاستحقاق -

الفصل الثانى فى بيان الفرق الضالة

عن طريق الهدى والاصل فى ذالك ما روي عن
كثير بن عبد الله بن عمرو ابن عوف عن ابيه
عن جده رض قال قال رسول الله صلى الله عليه
وسلم لتسلكن سنن من قبلكم حذو النعل
بالنعل و لتاخذن مثل اخذهم ان شبرا فشبرا
وان ذراعا فذراعا وان باعا فباعا حتى لو دخلوا
جحر ضب لدخلتم فيه معهم الا ان بنى اسرائيل
افترقت على موسى باحدى و سبعين فرقة كلها
ضالة الا فرقة واحدة الاسلام وجماعتهم ثم
انها افترقت على عيسى بن مريم باثنين وسبعين
فرقة كلها ضالة الا واحدة الاسلام وجماعتهم
ثم انكم تكونون على ثلاثة وسبعين فرقة
كلها ضالة الا فرقة واحدة الاسلام وجماعتهم
وعن عبد الرحمٰن بن جبير بن نفير عن ابيه عن
عوف بن مالك الاشجعى قال قال رسول الله
صلى الله عليه وسلم تفترق امتى على ثلاثة

ان کا استعمال بہت اچھا ہے۔ دعاؤں میں مندرجہ ذیل اسماء ہرگز
استعمال نہ کئے جائیں ساحر (جادوگر) مستہزئ (دل لگی کرنے والا)
ماکر (مکار) خادع (دھوکہ دینے والا) مبغض (بغض رکھنے والا)
غضبان (غصہ کرنے والا) منتقم (بدلہ لینے والا) معادی
(دشمنی کرنے والا) معدم (نیست و نابود کرنے والا) اور
مہلک (ہلاک کرنے والا) اگرچہ از راہ جزاء و مقابلہ ان سے
اللہ کا اتصاف جائز ہے از راہ استحقاق نہیں۔

★

گمراہ فرقے | اس سلسلہ میں اصل و دلیل حدیث عمرو بن عوف ہے کہ
رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ تم پہلی قوموں کی راہوں پر قدم بہ قدم چلو گے
اور جس راستہ سے بھی انہوں نے اختیار کی تھی اسی قدر تم اختیار کرو گے اگر
وہ ایک بالشت ہٹے تھے تو تم بھی ایک بالشت ہٹ جاؤ گے، اگر وہ
ایک ہاتھ ہٹے تھے تو تم بھی ایک ہاتھ ہٹ جاؤ گے اور اگر وہ ایک
بوع ہٹے تھے تو تم بھی ایک بوع ہٹ جاؤ گے حتٰی کہ اگر وہ بالفرض گوہ
کے بل میں داخل ہوئے تو تم بھی ان کی دیکھا دیکھی اس میں گھس جاؤ گے
کان کھول کر سن لو بنی اسرائیل حضرت موسیٰ سے علیحدہ ہو کر ۷۱ فرقوں میں
بٹ گئے وہ تمام فرقے گمراہ ہیں بس ایک فرقہ اسلام پر قائم تھا یعنی
اہلسنت والجماعت اسلام پر قائم رہے اور عیسائی حضرت عیسٰی سے
جدا ہو کر ۷۲ فرقوں میں بٹ گئے جو سب گم گشتہ راہ ہیں بس اہلسنت
والجماعت صحیح راہ پر ہیں اور تم ۷۳ فرقوں میں بٹ جاؤ گے جو سب
گمراہ ہوں گے بس اہلسنت والجماعت صحیح راہ پر ہوں گے۔ عوف بن
مالک اشجعی کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا: میری امت ۷۳
فرقوں میں بٹ جائے گی اور میری امت پر عظیم فتنہ لانے والے وہ لوگ
ہوں گے جو اپنی رایوں سے قیاس کر کے مسائل بتائیں گے اور
حلال کو حرام اور حرام کو حلال کریں گے۔ (بریلوی - دیوبندی - حنفی)

وسبعين فرقة اعظمها فتنة على امتي الذين
يقيسون الامور برأيهم يحرمون الحلال ويحللون
الحرام وعن عبد الله بن زيد عن عبد الله بن عمرو رضی
قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان بني
اسرآءيل افترقوا على احدى وسبعين فرقة كلها
في النار الا واحدة وستفترق امتي على ثلثة و
سبعين فرقة كلها في النار الا واحدة قالوا و
ما تلك الواحدة قال رسول الله صلى الله عليه
وسلم من كان على مثل ما انا عليه واصحابي
وهذا الافتراق الذي ذكره النبي صلى الله عليه
وسلم لم يكن في زمانه ولا في زمان ابي بكر و
عمر وعثمان وعلي رض وانما كان ذالك بعد تقادم
السنين والاعوام وفوت الصحابة والتابعين و
الفقهآء السبعة فقهآء المدينة وعلماء الامصار
وفقهآءها قرنا بعد قرن وقبض العلم بموتهم
الا شرذمة قليلة وهم الفرقة الناجية فحفظ الله
الدين بهم كما روي عن عروة عن عبد الله بن
عمر رض قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان
الله تعالى لا ينزع العلم من صدور الرجال بعد
ان يعطيهم ولكن يذهب بالعلماء فكلما
ذهب بما معه من العلم حتى يبقى من لا يعلم
فيضلون ويضلون وفي لفظ آخر عن عروة عن
ابيه عن عبد الله بن عمر رض قال سمعت رسول
الله صلى الله عليه وسلم ان الله لا يقبض العلم
انتزاعا ينتزعه من الناس ولكن يقبض العلم

حضرت ابن عمرو رض کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا: بنی اسرائیل
۷۱ فرقوں میں بٹ گئے وہ بجز ایک فرقہ کے سب کے سب جہنمی ہیں۔
اور عنقریب میری اُمت ۷۳ فرقوں میں بٹ جائے گی جو بجز ایک
فرقہ کے سب کے سب جہنمی ہوں گے۔ صحابہ کرام نے پوچھا: وہ
ایک جنتی فرقہ کونسا ہے؟ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا: جو میرے جیسے اور میرے صحابہ کے جیسے طریقہ پر قائم
رہیں گے (وہ جنتی ہیں)

جس فرقہ بندی کا رحمت عالم صلعم نے ذکر فرمایا ہے وہ آپ کے
عہد مسعود میں نہ تھی اور نہ عہد خلفائے راشدین میں بلکہ سالہا سال
گزرنے کے بعد جب کہ صحابہ، تابعین، مدینہ کے ساتوں فقہاء اور
دنیائے اسلام کے علماء اور فقہاء ختم ہو گئے اور ان کے ختم ہونے
سے علم اُٹھ گیا اور صدیاں بیت گئیں تو یہ بلا مسلمانوں میں پھیلی
البتہ ان میں سے چند لوگ باقی رہ گئے یہی نجات والا فرقہ ہے حق تعالےٰ
نے انہیں اپنے دین کی حفاظت کے لئے باقی رکھا، جیسا کہ حضرت ابن عمر رض
کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا: حق تعالےٰ علم عطا فرمانے
کے بعد لوگوں کے دلوں سے علم ختم نہیں فرماتا ہاں علم علماء کے ساتھ
چلا جاتا ہے جب کبھی کوئی عالم دنیا سے رخصت ہوتا ہے اس کے
ساتھ اس کا علم بھی فنا کے گھاٹ اتر جاتا ہے حتےٰ کہ لوگ بلا علم کے
رہ جاتے ہیں اور خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور (غلط مسئلے بتا کر)
دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں، ایک لفظ میں ابن عمر رض فرماتے ہیں کہ
میں نے رسول اللہ صلعم سے سُنا کہ حق تعالےٰ علم کو لوگوں کے دلوں میں
سے سلب کر کے نہیں سمیٹتا ہاں علماء کو اُٹھا کر سمیٹ لیتا ہے حتےٰ کہ
جب کوئی عالم باقی نہیں رہتا تو لوگ جاہلوں کو اپنا سردار بنا لیتے ہیں
اور انہیں سے مسائل پوچھے جاتے ہیں پھر وہ بلا علم کے فتوے دیتے
ہیں اور خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔

يقبض العلماء حتى اذا لم يبق عالم اتخذ الناس
رؤسهم جهالا فسئلوا فافتوا بغير علم فضلوا
واضلوا وعن كثير بن عبد الله ابن عوف عن
ابيه عن جده رض عن رسول الله صلى الله عليه
وسلم انه قال ان الدين ليأرز الى الحجاز كما
تأرز الحية الى جحرها وليعقلن الدين من الحجاز
معقل الاروية من راس الجبل- ان الدين بدء
غريبا وسيعود غريبا فطوبى للغرباء قيل ومن
الغرباء قال صلى الله عليه وسلم الذين يصلحون
ما افسد الناس من سنتي من بعدي وعن عكرمة
عن ابن عباس رض قال لا ياتي على الناس زمان
الا اماتوا فيه سنة واحيوا بدعة وعن الحارث
عن علي ابن ابي طالب رض قال ذكر رسول الله صلى
الله عليه وسلم الفتن فقلنا ما المخرج منها يا
رسول الله قال رسول الله صلى الله عليه وسلم كتاب الله هو
الذكر الحكيم وهو الصراط المستقيم هو الذي
لا تلتبس به الالسن هو الذي لم تنته الجن اذا
سمعته ان قالوا انا سمعنا قرانا عجبا من قال به
صدق ومن حكم به عدل وعن عبد الرحمن
بن عمر العرباض بن سارية رض قال صلى بنا رسول
الله صلى الله عليه وسلم صلوٰة الصبح فوعظنا
موعظة بليغة ذرفت منها العيون ووجلت
منها القلوب ودمضت منها الجلود فقلنا يا
رسول الله كانها موعظة مودع فقال صلى الله
عليه وسلم اوصيكم بتقوى الله والسمع والطاعة

ابن عوف رض کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دین حجاز میں اس طرح گھس جائے گا جس طرح سانپ اپنے بل میں گھس جاتا ہے۔ اور دیکھو دین حجاز میں اس طرح پناہ پکڑے گا جیسے بکری پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ کر پناہ پکڑتی ہے۔ دین کا آغاز بیکسی کی حالت میں ہوا اور اخیر میں بھی بیکس ہو جائے گا لہٰذا غرباء کو مبارک ہو، پوچھا گیا، غرباء کون ہیں؟ فرمایا: میرے بعد لوگوں نے میری جن سنتوں کو بگاڑ دیا ہے غرباء ان کی اصلاح کرنے والے مسلمان ہیں، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ آپؐ نے فرمایا: لوگوں پر جو زمانہ بھی آئے گا اسی میں وہ سنتوں کو ختم کر کے بدعتوں کو رواج دیں گے، حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہنگاموں کا ذکر کیا، ہم نے کہا: یا رسول اللہ! ان سے محفوظ رہنے کی کیا صورت ہے؟ فرمایا: اللہ کی کتاب ہے یہی حکمت والا ذکر ہے (جس پر عمل کر کے دین و دنیا کے تمام بگڑے ہوئے کام بن جاتے ہیں) اور یہی سیدھی راہ ہے، یہی وہ ہے جس کی موجودگی میں گمراہ کرنے والوں کی دال نہیں گلتی یہی وہ ہے جب جنوں نے اسے سنا تو انہیں یہی کہتے بن پڑا کہ ہم نے آج ایک حیرت انگیز قرآن سنا ہے جو اس کی روشنی میں بات کرتا ہے سچ کہتا ہے اور جو اس سے فیصلہ کرتا ہے انصاف کا دامن پکڑ لیتا ہے، حضرت عرباض بن ساریہ فرماتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلعم نے ہمیں صبح کی نماز پڑھائی پھر آپ نے ایک موثر وعظ فرمایا جس سے ہماری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور دل کانپ اٹھے اور بدن کا رونگٹا رونگٹا کھڑا ہو گیا ہم نے کہا یا رسول اللہ! گویا یہ وعظ رخصت کرنے والے کا سا ہے فرمایا: میں تمہیں اللہ کے تقوے کی اور امام کی باتیں سن کر اس کی اطاعت کی نصیحت کرتا ہوں اگرچہ وہ حبشی غلام ہو دیکھو میرے بعد جو زندہ

وان كان عبداً حبشياً فانه من يعش منكم بعدى يرى اختلافاً كثيراً فعليكم بسنتى وسنة الخلفاء الراشدين من بعدى تمسكوا بها وعضوا عليها بالنواجذ واياكم ومحدثات الامور فان كل محدث بدعة وكل بدعة ضلالة وعن ابى هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ايما داعٍ دعى الى الهدى فاتبع فله مثل اجر من اتبعه لا ينقص من اجورهم شئ وايما داعٍ دعى الى الضلالة فاتبع فعليه مثل اوزار من اتبعه لا ينقص من اوزارهم شئ۔

فصل فاصل ثلث وسبعين فرقة عشرة اهل السنة والخوارج والشيعة والمعتزلة والمرجية والمشبهة والجهمية والضرارية والنجارية والكلابية فاهل السنة طائفة واحدة والخوارج خمس عشر فرقة والمعتزلة ست فرقة والمرجية اثنى عشر فرقة والشيعة اثنتا وثلثون فرقة والجهمية والنجارية والضرارية والكلابية كل واحدة فرقة واحدة والمشبهة ثلث فرق فجميع ذلك ثلث وسبعون فرقة على ما اخبر به النبى صلى الله عليه وسلم واما الفرقة الناجية فهى اهل السنة والجماعة وقد بيّنا مذهبهم واعتقادهم على ما قد مناذكره وتسمى هذه الفرقة الناجية القدرية والمعتزلة مجبرة لقولها ان جميع المخلوقات بمشية الله تعالى وقدرته وارادته وخلقه وتسميها المرجية

رہے گا وہ بہت کچھ اختلافات دیکھے گا لہٰذا تم میرے بعد میری سنت کو اور خلفاء راشدین کی سنت کو لازم پکڑ لینا اسے مضبوط تھام لینا اور کچلیوں سے پکڑے رہنا اور نئے کاموں سے اپنے کو بچائے رکھنا کیونکہ ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا: جس بلانے والے نے لوگوں کو ہدایت کی طرف بلایا اور اس کی بات مان لی گئی تو اس کے لئے اتنا ہی ثواب ہے جتنا ثواب اس پر عمل کرنیوالوں کے لئے ہے عمل کرنے والوں کے اجر نہیں گھٹائے جائیں گے اور جس نے لوگوں کو گمراہی کی طرف بلایا اور اس کی پیروی کی گئی تو اس پر پیروی کرنے والوں کے وبال کی برابر وبال ہے پیروی کرنیوالوں کے عذاب میں کمی نہیں کی جائے گی۔

تہتّر فرقوں کی تفصیل تہتر فرقوں میں بنیادی فرقے دس ہیں، اہل سنت[1]، خارجی[2]، شیعہ[3]، معتزلہ[4]، مرجیہ[5]، مشبہہ[6]، جہمیہ[7]، ضراریہ[8]، نجاریہ[9] اور کلابیہ[10]۔ اہلسنت کا ایک ہی فرقہ ہے، خارجیوں کے پندرہ فرقے ہیں معتزلہ کے ۶ فرقے ہیں، مرجیہ کے ۱۲ فرقے ہیں، شیعہ کے ۳۲ فرقے ہیں جہمیہ کا ایک فرقہ ہے، نجاریہ کا ایک فرقہ ہے، ضراریہ کا ایک فرقہ ہے، کلابیہ کا ایک فرقہ ہے اور مشبّہ کے تین فرقے ہیں اسی طرح نبی صلعم کی حدیث کے مطابق کل فرقے ۷۳ ہیں اور نجات پانے والا فرقہ اہلسنت والجماعت کا ہے۔ ہم ان کا مذہب اور ان کے عقائد اوپر بیان کر آئے ہیں قدریہ اور معتزلہ فرقہ، ناجیہ کو مجبرۃ کہتے ہیں کیونکہ اس فرقہ کا یہ عقیدہ ہے کہ تمام مخلوق اللہ کی مشیت و قدرت اور ارادہ خلق کے ساتھ ہے اور مرجیہ اسے شکاکیۃ کہتے ہیں کیونکہ یہ ایمان میں استثناء کرتے ہیں اور کہتے ہیں انشاء اللہ ہم مومن ہیں جیسا کہ ہم اوپر روشنی ڈال آئے ہیں اور رافضی اسے ناصبیۃ کہتے ہیں کیونکہ یہ فرقہ امام و خلیفہ کو جمہور کی رائے سے قائم و مقرر کرتا ہے اور جہمیہ اور نجاریہ اسے مشبہہ کہتے ہیں کیونکہ یہ باری تعالیٰ کی صفات (علم، قدرت اور حیوٰۃ وغیرہ)

شكاكية لاستثنائها فى الايمان يقول احدهم انا مؤمن ان شاء الله تعالىٰ على ما تقدم منا بيانه و تسميها الرافضة ناصبية لقولها باختيار الامام ونصبه بالعقد وتسميها الجهمية والنجارية مشبهة لاثباتها صفات البارى عزوجل من العلم والقدرة والحيٰوة وغيرها من الصفات- وتسميها الباطنية حشوية لقولها بالاخبار وتعلقها بالاٰثار وما اسمهم الا اصحاب الحديث واهل السنة على ما بيّنا واما الخوارج فلهم اسامٍ والقاب سموا الخوارج لخروجهم على عليّ ابن ابى طالب رضـ وسموا حكمية لانكارهم الحكمين ابا موسىٰ اشعرى وعمرو بن العاص رضـ ولقولهم لا حكم الا الله لما حكم الحكمين وسموا ايضاً حرورية لانهم نزلوا بحروراء وهو موضع و سموا شراة لقولهم شرينا انفسنا فى الله اى بعنا ها بثواب الله ورضاه وسموا مارقة لمروقهم من الدين وقد وصفهم النبى صلى الله عليه وسلم بانهم يمرقون من الدين كما يمرق السهم من الرمية ثم لا يعودون فيه فهم الذين مرقوا من الدين والاسلام وفارقوا الملة وشردوا عنها وعن الجماعة وضلوا عن سوآء الهدىٰ والسبيل وخرجوا عن السلطان وسلوا السيف على الائمة واستحلوا دمآءهم واموالهم وكفروا من خالفهم ويشتمون اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم والصارهٖ

کا قائل ہے اور باطنیہ اسے حشویہ کہتے ہیں کیونکہ احادیث و آثار پر عمل پیرا ہے حالانکہ ان کا نام بجز اصحاب حدیث اور اہلسنّت کے کچھ بھی نہیں۔

خارجیوں کے کچھ نام ہیں انہیں خارجی تو اس لئے کہا جاتا ہے کہ انہوں نے حضرت علی رضـ کے خلاف بغاوت کی اور ان کے دشمن بن گئے انہیں محکمیّہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ مسلمانوں نے جو دو پنچ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضـ اور حضرت عمرو بن العاص رضـ مقرر کئے تھے خارجیوں نے انہیں نہیں مانا اور اس لئے بھی کہ جب ان دو پنچوں نے فیصلہ کیا تو انہوں نے ان کا فیصلہ ٹھکرا دیا اور یہ کہہ دیا کہ حکم اللہ ہی کا ہے، انہیں حَرُورِیّہ بھی کہا جاتا ہے کیونکہ یہ مقام حروراء میں مقیم تھے اور شُراۃ بھی کہا جاتا ہے کیونکہ ان کا زعم تھا کہ ہم نے اپنی جانیں اللہ کی راہ میں ثواب و رضا کے لئے فروخت کر ڈالی ہیں۔ وشراۃ، شاری کی جمع ہے جس کے معنی بیچنے والے کے ہیں اور انہیں مارِقہ بھی کہتے ہیں کیونکہ یہ دین سے نکلے ہوئے ہیں، نبی اکرم صلعم نے ان کے بارے میں فرمایا کہ یہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار سے صاف نکل جاتا ہے اور پھر دین میں واپس نہیں آئیں گے لہٰذا یہ وہ فرقہ ہے جو دین و اسلام سے قطعی خارج ہے اور ملت و جماعت سے ہٹا ہوا اور بھاگا ہوا ہے اور ہدایت و صحیح راہ سے بھٹکا ہوا ہے اور امام وقت سے منحرف ہے اور ائمہ پہ تلواریں سونت رہا ہے اور ان کے نفسوں اور مالوں کو حلال سمجھتا ہے یہ لوگ اپنے مخالفین کو کافر کہتے ہیں اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کو اور آپ کے خسروں کو بُرا کہتے ہیں، ان سے بیزاری کا اظہار کرتے ہیں ان پر کفر کا اور بڑے بڑے گناہوں کا الزام لگاتے ہیں اور ان کے خلاف کرنے کو ثواب سمجھتے ہیں، ان کا ایمان عذاب قبر پہ نہیں اور نہ حوض کوثر و شفاعت پر ہے اور نہ کسی کو جہنم سے نکالے

ویتبرؤن منهم ویرمونهم بالکفر والعظائم
ویرون خلافهم ولا یؤمنون بعذاب القبر ولا
ولا الحوض ولا الشفاعة ولا یخرجون احدا من
النار ویقولون من کذب کذبة او اتی صغیرة او کبیرة
من الذنوب فمات من غیر توبة فهو کافر وفی
النار مخلد ولا یرون الجماعة الا خلف امامهم
ویرون تاخیر الصلوٰة عن وقتها والصوم قبل
رؤیة الهلال والفطر مثل ذلك والنظر والنکاح
بغیر ولی ویرون المتعة والدرهم بالدرهمین
ید ابید حلالا ولا یرون الصلوٰة فی الخفاف
ولا المسح علیها ولا طاعة السلطان ولا خلافة
قریش واکثر ما یکون الخوارج بالجزیرة وعمان
والموصل وحضرموت ونواحی العرب والذی
وضع لهم الکتب عبد الله بن زید ومحمد
بن حرب ویحیی بن کامل وسعید بن هارون
فهم خمس عشرة فرقة فهم النجدات نسبوا الی
نجدة بن عامر الحنفی من الیمامة وهم اصحاب
عبد الله بن ناصر ذهبوا الی ان من کذب کذبة
او اتی صغیرة واصر علیها فهو مشرك وان
زنی وسرق وشرب الخمر من غیر ان یصر
علیها فهو مسلم وانه لا یحتاج الی امام
انما الواجب العلم بکتاب الله تعالی و
منهم الازارقة وهم اصحاب نافع بن
الازرق ذهبوا الی ان کل کبیرة کفر و
ان الدار دار کفر وان ابا موسیٰ وعمرو بن

جانے کے قائل ہیں ان کا زعم ہے کہ جس نے صرف ایک بار جھوٹ بولا یا چھوٹا یا بڑا گناہ کیا اور بغیر توبہ کے مرگیا وہ کافر اور دائمی جہنمی ہے ان کے زعم میں نماز اپنی جماعت کے امام ہی کے پیچھے ہوتی ہے اور کہتے ہیں اوقات نماز میں تاخیر جائز ہے اور ہلال دیکھنے سے قبل روزہ جائز ہے اور عید کا چاند دیکھنے سے پہلے عید منانی روا ہے اور اجنبی عورت کو دیکھنا اور بلا ولی کے نکاح کرنا جائز ہے، متعہ کو اور ایک درہم کے عوض دو درہم لینے کو حلال سمجھتے ہیں بشرطیکہ نقد النقد ہوں کہتے ہیں موزوں میں نماز اور ان پر مسح ناجائز ہے ان کے زعم میں امام وقت کی اطاعت نہیں اور یہ نہیں مانتے کہ خلافت قریش ہی میں ہے اکثر خارجی جزیرہ عمان، موصل، حضرموت اور عرب کے نواحی میں رہائش پذیر ہیں اور ان کے عقائد کی کتابیں تصنیف کرنے والے عبداللہ بن زید، محمد بن حرب، یحییٰ بن کامل اور سعید بن ہارون ہیں۔

خارجیوں کے پندرہ فرقے ہیں۔ نجدات یہ فرقہ نجدۃ بن عامر حنفی یمامی کی طرف منسوب ہے انجدات عبداللہ بن ناصر کے شاگرد ہیں ان لوگوں کا عقیدہ ہے کہ اگر کسی نے ایک بار جھوٹ بولا یا کوئی چھوٹا گناہ کیا اور اس پر اڑا رہا اور اسے چھوڑا نہیں تو وہ مشرک ہے اور اگر زنا کیا یا چوری کی یا شراب پی اور ان پر اڑا نہیں تو وہ مسلمان ہے ان کا زعم ہے کہ مسلمانوں کو امام کی ضرورت نہیں۔ واجب صرف اللہ تعالیٰ کی کتاب مقدس کا علم ہے، دوسرا فرقہ ازارقہ کہلاتا ہے یہ نافع بن ارزق کو ماننے والے ہیں، ان کا خیال ہے کہ ہر کبیرہ گناہ کفر ہے اور یہ دنیا دار الکفر (کفر کا گھر) ہے اور جب علی رضہ نے اپنے اور حضرت معاویہ کے سلسلہ میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضہ اور حضرت عمرو بن العاص رضہ کو حکم فرمایا کہ دونوں غور کریں کہ عوام کے لئے کس بات میں بہتری ہے (اور کس کو خلیفہ بنایا

العاصؓ کفرا باللہ حین حکمھا علی رضؓ بینہ و
بین معاویۃ رضؓ فی النظر فی الاصلح المرعیۃ و
یرون ایضًا قتل الاطفال یعنی اولاد المشرکین و
یحرمون الرجم ولا یحدون قاذف المحصنین
ویحدون قاذف المحصنات ومنھم الفرنکیۃ
منسوبۃ الی ابن فرنک ومنھم العطویۃ منسوبۃ
الی العطیۃ بن الاسود ومنھم العجاردۃ منسوبۃ
لعبد الرحمٰن بن عجرد وھم فرق کثیرۃ وھم
المیمونیۃ جمیعا یجیزون بنات البنین وبنات
البنات وبنات الاخوۃ وبنات الاخوات ویقولون
ان سورۃ یوسف لیست من القران ومنھم
الحازمیۃ تفردت بان الولایۃ والعداوۃ
صفتان فی ذاتہ تعالیٰ وتشعبت من الحازمیۃ
المعلومیۃ فذھب الی ان من لم یعلم اللہ باسمائہ
فھو جاھل ونفوا ان تکون الافعال خلقا للہ تعالیٰ
وان یکون الاستطاعۃ مع الفعل ومن اصل
الخمس عشرۃ المجھولیۃ وھی تقول ان من
علم اللہ ببعض اسمائہ فھو عالم بہ غیر
جاھل ومنھم الصلتیۃ وھی منسوبۃ الی
عثمان بن الصلت وادعت ان من استجاب
لنا واسلم ولہ طفل فلیس لہ اسلام حتی یدرک
وندعوہ فیقبلہ ومنھم الاخنسیۃ منسوبۃ
الی رجل یقال لہ الاخنس فذھبوا الی ان
السید یاخذ من زکوۃ عبدہ ویعطیہ من
زکوتہ اذا احتاج وافتقر ومنھم الظفریۃ

جائے) تو ابوموسیٰ رضؓ اور عمرو بن العاص رضؓ کافر ہو گئے اور ان کے زعم میں مشرکوں کے بچوں کا قتل کرنا جائز ہے اور رجم کرنا حرام ہے اور بیر بری اور معصوم حضرات پر الزام لگانے والے پر تہمت کی حد جاری نہیں کرتے ہاں خواتین پر الزام لگانے والوں کے کوڑے مارتے ہیں۔

تیسرا فرقہ فرنکیہ ہے جو ابن فرنک کی طرف منسوب ہے چوتھا فرقہ عطویۃ ہے جو عطیۃ بن اسود کی طرف منسوب ہے۔ پانچواں فرقہ عجاردہ کہلاتا ہے جو عبدالرحمان بن عجرد کی طرف منسوب ہے ان میں ذیلی بہت سے فرقے ہیں اور سب میمونیہ ہیں اور پوتیوں، نواسیوں بھتیجیوں اور بھانجیوں کو حلال سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں سورۂ یوسف قرآن کی سورت نہیں ہے اور انہیں میں ایک فرقہ حازمیۃ ہے یہ اس مسئلہ میں منفرد ہیں کہ دوستی اور دشمنی اللہ تعالیٰ کی ذاتی صفتیں ہیں اور حازمیہ سے ایک فرقہ معلومیۃ نکلا ان کا عقیدہ ہے کہ جو اللہ کے اسماء سے اللہ کو نہ جانے وہ جاہل ہے مومن نہیں اور جس نے ایسے اسمائے حسنیٰ سے پہچان لیا وہ مومن ہے یہ بندوں کے افعال کو مخلوق باری نہیں کہتے یعنی ان کا خالق اللہ نہیں ہے اور اس کی بھی نفی کرتے ہیں کہ فعل کی استطاعت فعل کے ساتھ ہو بلکہ اسے مقدم مانتے ہیں چھٹا فرقہ مجہولیۃ ہے ان کا زعم ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کو اس کے بعض اسماء سے پہچان لے وہ اللہ کا علم رکھتا ہے اور مومن ہے جاہل نہیں۔ ساتواں فرقہ صلتیۃ ہے جو عثمان بن صلت کی طرف منسوب ہے ان کے زعم میں نو مسلموں کے بچے مسلمان نہیں ہوتے جب تک وہ بالغ نہ ہوں اور وہ ان کو اسلام کی دعوت نہ دیں پھر وہ اسلام کو قبول نہ کرلیں، آٹھواں فرقہ اخنسیۃ ہے جو اخنس کی طرف منسوب ہے یہ کہتے ہیں مالک کے لئے اپنے غلام کی زکوٰۃ حلال ہے احتیاج وفقر کے زمانہ میں غلام مالک کو زکوٰۃ دے سکتا ہے نواں فرقہ ظفریہ ہے اور ظفریہ سے حفصیۃ فرقہ نکلا اس کا زعم ہے کہ جس نے اللہ کی

والخفصية طائفة منها متشعبة منها يزعمون ان من عرف الله وكفر بما سواه من رسول و جنة و نار و فعل سائر الجنايات من قتل النفس واستحلال الزنا فهو بريئ من الشرك وانما يشرك من جهل الله وانكره فحسب ويزعمون ان الحيران الذى ذكره الله تعالى فى القرآن هو على وحزبه واصحابه يدعونه الى الهدى ائتنا وهم اهل النهروان ومنهم الاباضية زعموا ان جميع ما افترض الله تعالى على خلقه ايمان وان كل كبيرة فهو كفر نعمة لاكفر شرك ومنهم البنهسية فهو منسوبة الى ابى بنهس تفردوا فزعموا ان الرجل لا يكون مسلما حتى يعلم جميع ما احل الله عليه وحرم عليه بعينه ونفسه ومن البنهسية من يقول كل من واقع ذنبا حراما عليه ليس بكفر حتى يرفع الى السلطان فيحده عليه فيحكم بالكفر ومنهم الشمراخية منسوبة الى عبد الله بن شمراخ فزعم ان قتل الابوين حلال وكان حين ادعى ذلك فى دار التقية فتبرات منه الخوارج بذلك ومنهم البدعية قولها كقول الازارقة و تفردت بان الصلوة ركعتان بالغداة وركعتان بالعشى لقول الله عزوجل اقم الصلوة طرفى النهار وزلفا من الليل ان الحسنات يذهبن السيات واتفقت مع الازارقة على جواز سبأ النساء وقتل الاطفال من الكفار مغتالا۔

معرفت حاصل کرلی اور دیگر تمام باتیں نہیں مانیں اور رسول کا اور جنت و جہنم کا انکار کیا اور تمام حرام کام کئے لوگوں کو قتل کیا اور زنا کو حلال سمجھا وہ شرک سے بری ہے بس مشرک وہی ہے جو اللہ کو نہ پہچانے اور اس کا منکر ہوا اور حیران سے جس کا ذکر قرآن میں ہے حضرت علی رضا اور آپ کی جماعت ہے۔ آپ کے اصحاب آپ کو ہدایت کی طرف بلاتے ہیں کہ ہمارے پاس آجاؤ، وہ اہل نہروان ہیں۔ دسواں فرقہ اباضیۃ ہے یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے جو عبادتیں اپنے بندوں پر فرض فرمائی ہیں وہ ایمان ہیں اور ہر بڑا گناہ کفران نعمت (ناشکری) ہے شرک والا کفر نہیں، گیارھواں فرقہ بنہسیتہ ہے جو ابو بنہس کی طرف منسوب ہے یہ اس میں منفرد ہیں کہ انسان مسلمان نہیں ہوتا جب تک یہ علم حاصل نہ کرلے کہ اللہ تعالےٰ نے مجھ پر کیا حلال فرمایا ہے اور کیا حرام فرمایا ہے اسی کی اسی فرقہ میں سے ایک گروہ نکلا ہے جو یہ کہتا ہے اگر کسی نے کسی ایسے گناہ کا ارتکاب کیا جو حرام ہے کفر نہیں تو وہ کافر نہیں ہوتا، جب تک اسے پکڑ کر حاکم کے پاس نہ لایا جائے اور وہ اس پر حد جاری نہ کرے اس وقت اس پر کفر کا حکم لگایا جاسکتا ہے بارھواں فرقہ شمراخیتہ ہے جو عبداللہ بن شمراخ کی طرف منسوب ہے اس کا زعم ہے کہ والدین کا قتل حلال ہے جب عبداللہ نے یہ دعویٰ کیا تو وہ دار التقیہ میں تھا اس مسئلہ سے خارجی اس سے بیزار ہوگئے تیرھواں فرقہ بدعیہ ہے یہ ازارقہ کا ہم خیال ہے اور اس میں منفرد ہے کہ نماز صبح و شام دو دو رکعتیں ہیں یعنی دو وقت (عشاء اور فجر) کی نماز ہے کیونکہ حق تعالےٰ نے فرمایا دن کے دو کناروں میں نماز قائم کرو اور رات کے حصوں میں بلاشبہ نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں یہ اور ازارقہ اس پر متفق ہیں کہ کافروں کی عورتوں کو قید کرلینا اور کافروں کے بچوں کو قتل کرنا روا ہے جب کہ وہ جنگ میں ہاتھ آئے ہوں کیونکہ حق تعالےٰ

لقوله تعالیٰ لا تذر علی الارض من الکٰفرین دیارا واتفقت جمیع الخوارج علی کفر علی رضی اللہ عنہ لاجل التحکیم وعلی کفر مرتکب الکبیرۃ الا النجدات فانھا لم یوافقھم علی ذلک۔

فصل واما الشیعۃ فلھم اسامی منھا الشیعۃ والرافضۃ ومنھم الغالیۃ ومنھم الطیاریۃ وانما قیل لھا الشیعۃ لانھا شیعت علیا رضی اللہ عنہ وفضلوہ علی سائر الصحابۃ وقیل لھا الرافضۃ لرفضھم اکثر الصحابۃ وامامۃ ابی بکر وعمر رضی اللہ عنھما وقیل سموا الروافض لرفضھم زید بن علی لما تولی ابابکر وعمر رضی اللہ عنھما و قال بامامتھما وقال زید رفضونی فسموا رافضۃ وقیل ان الشیعی من لا یفضل عثمانؓ علی علی رضی اللہ عنھما والرافضی من فضل علیا علی عثمان رضؓ ومنھم القطعیۃ لقطعھم علی موت موسیٰ بن جعفر ومنھم الغالیۃ لغلوھم فی علی رضی اللہ عنہ وقولھم فیہ بما لا یلیق من صفات الربوبیۃ والنبوۃ والذین صنفوا کتبھم ھشام بن الحکم وعلی بن المنصور وابو الاحوص والحسین ابن سعید والفضل ابن شاذانؒ وابو عیسیٰ الوراق وابن الراوندی واکثر ما یکونون فیہ ومن بلاد قم وقاشان وبلاد ادریس والکوفۃ۔

فصل واما الرافضۃ فھم ثلث اصناف الغالیۃ والزیدیۃ والرافضۃ اما الغالیۃ

نے فرمایا (حضرت نوحؑ بد دعا کرتے ہیں کہ) اے اللہ روئے زمین پر بسنے والا کوئی کافر نہ چھوڑ۔ تمام خارجیوں کا حضرت علی رضؓ کے کفر پر اتفاق ہے کیونکہ آپ نے اللہ کو پنچ بنانے کے بجائے ابوموسیٰ اور عمرو بن العاص کو پنچ مقرر فرمایا تھا (معاذ اللہ، معاذ اللہ) اور اس پر بھی اتفاق ہے کہ صاحب کبیرہ کافر ہے لیکن اس مسئلہ میں نجدات ان کے ہم خیال نہیں۔

شیعوں کے نام شیعہ کو رافضی، غالیہ اور طیاریہ بھی کہتے ہیں شیعہ کو شیعہ اسلئے کہا جاتا ہے کہ یہ حضرت علی رضؓ پر جانیں چھڑکتے ہیں اور انہیں تمام صحابہ سے افضل سمجھتے ہیں۔ اور انہیں رافضی اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ اکثر صحابہ کرام کو چھوڑے ہوئے ہیں اور حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ کی امامت کو نہیں مانتے یا اس لئے کہ انہوں نے زید بن علیؓ کو چھوڑ دیا تھا جب انہوں نے حضرت ابوبکر و عمر کو خلیفہ مانا اور ان کی امامت کے قائل ہوئے اور انہوں نے کہا خارجیوں نے مجھے چھوڑ دیا اس کے بعد ان کا لقب رافضی ہی پڑ گیا۔

کہا جاتا ہے کہ شیعہ وہ ہے جو حضرت عثمانؓ کو حضرت علی رضؓ پر فضیلت نہ دے اور رافضی وہ ہے جو علی رضؓ کو عثمان رضؓ پر فضیلت دے ان میں فرقہ قطعیہ ہے کیونکہ یہ لوگ موسیٰ بن جعفر کی موت کے بعد شیعوں سے جدا ہوگئے تھے اور پندرھواں فرقہ غالیہ ہے یہ فرقہ حضرت علی رضؓ کی صفات میں غلو کرتا ہے اور صفات ربوبیت و نبوت سے انہیں متصف قرار دیتا ہے جو حضرت علی رضؓ کی شان کے لائق نہیں اس فرقہ کی کتابیں لکھنے والے ہشام بن حکم، علی بن منصور، ابوالاحوص حسین بن سعید، فضل بن شاذان ابوالعیسیٰ وراق، اور ابن راوندی ہیں یہ فرقہ کثرت سے قم، قاشان، کوفہ اور بلاد ادریس میں رہائش پذیر ہیں۔

رافضی رافضی تین فرقوں میں بٹے ہوئے ہیں غالیہ، زیدیہ اور رافضہ، پھر غالیہ کے بارہ فرقے ہیں بیانیہ، طیاریہ، منصوریہ

والزيدية والرافضة اما الغالية فيتفرق منها
اثنى عشرة فرقة منها البيانية والطيادية والمنصورية
والغيرية والخطابية والمعمرية والبزيعية والمفضلية
والمتناسخة والشرليعية والسباءية والمفوضة و
واما الزيدية تتشعب ست شعب منها الجارودية
والسليمانية والتبرية والنعمية واليعقوبية و
السادسة لاتنكر الرجعة ويتبرؤن من ابي بكر
وعمر رض واما الرافضة فتفرقت اربع عشر فرقة
القطعية والكيسانية والكربية والمغيرية
والمحمدية والحسينية والنادسية والاسماعيلية
والقرامضية والمباركية والشميطية والعمارية
والمحطورية والموسوية والامامية والذى
اتفقت عليه طوائف الرافضة وفرقها اثبات
الامامة عقلا وان الامامة نص وان الائمة
معصومون من الآفات من الغلط والسهو و
الخطاء ومن ذالك انكارهم امامة المفضول
والاختيار الذى قدمناه فى ذكر الائمة و
من ذالك تَفْضِيلُهُمْ عَلِيًّا عَلَى جَمِيعِ الصَّحَابَةِ
وتنصيصهم على امامته بعد النبى صلى الله
عليه وسلم وتبريهم من ابى بكر وعمر وغير
هما من الصحابة الانفرا منهم سوى ما حكى
عن الزيدية فانهم خالفوهم فى ذالك ومن
ذالك ايضا ادعاءهم ان الامة ارتدت
بتركهم امامة على رض الاستة نفر وهم على
وعمار والمقداد بن الاسود وسلمان الفارسى

غیریۃ، خطابیۃ، معمّریۃ، بزلیعیۃ، مفضّلیۃ، متناسخۃ، شرلیعیۃ، سباءیۃ اور مفوضۃ اور زیدیۃ کے چھ فرقے ہیں جارودیۃ، سلیمانیۃ، تبریۃ، نعیمیۃ، یعقوبیۃ، اور چھٹا فرقہ دنیا میں لوٹنے کا منکر نہیں اور حضرت ابوبکر رضؓ و عمر رضؓ سے بیزار ہیں اور رافضۃ کے چودہ فرقے ہیں قطعیۃ، کیسانیۃ، کربیۃ، مغیریۃ، محمدیۃ، حسینیۃ، نادسیۃ، اسماعیلیۃ، قرامضیۃ، مبارکیۃ، شمیطیۃ، عماریۃ، محطوریۃ، موسویۃ، امامیۃ۔ رافضیوں کی تمام جماعتیں اور تمام فرقے اس پر متفق ہیں کہ امامت عقل و نص دونوں سے ثابت ہے اور امام تمام آفتوں (غلطی، سہو اور بھول چوک) سے محفوظ و معصوم ہیں اور اس پر بھی کہ اعلےٰ کی موجودگی میں ادنےٰ کی امامت نہیں مانی جائے گی جیسا کہ ہم اوپر ائمہ کے ذکر میں روشنی ڈال آئے ہیں اور اس پر بھی کہ حضرت علی رضؓ تمام صحابہ سے افضل ہیں اور نبی صلعم کے بعد آپ کی امامت پر نبی صلعم سے نص لاتے ہیں اور زیدیہ فرقہ کے علاوہ تمام رافضی ابوبکرؓ و عمرؓ اور تمام صحابہ سے بیزار ہیں ہاں بعض صحابہ کو مانتے ہیں اور ان کا اس پر بھی اتفاق ہے کہ حضرت علیؓ کی امامت کو ترک کرکے چھ اشخاص (علیؓ، عمارؓ، مقدادؓ بن اسود، سلمانؓ فارسی اور دو دوسرے اشخاص) کے علاوہ ساری امت مرتد ہو گئی، اور اس پر بھی اتفاق ہے کہ خوف کے زمانہ میں تقیہ کے طور پر امام کہہ دے کہ میں امام نہیں اور وجود میں آنے سے پہلے اللہ تعالےٰ وجود میں آنے والی چیزوں کو نہیں جانتا اور قبل از حساب مردے دُنیا میں لوٹ کر آئیں گے مگر فرقہ غالیہ حساب کتاب اور حشر و نشر کا منکر ہے اور اس پر بھی اتفاق ہے کہ امام دین و دنیا کے ماضی اور مستقبل کے تمام امور جانتا ہے حتی کہ سنگریزوں کی بارش کے قطرات کی اور درختوں کے پتوں کی تعداد بھی اسے معلوم ہے اور انبیائے کرام کی طرح ائمہ سے بھی معجزے سرزد ہوتے ہیں

ورجلان آخران ومن ذلك قولهم ان الامام
ان يقول لست بامام في حال التقية وان الله لا
يعلم ما يكون قبل ان يكون وان الاموات يرجعون
الى الدنيا قبل يوم الحساب الا الغالية منهم فانها
زعمت بان لاحساب ولاحشر ومن ذلك ان الامام
يعلم كل شئ ماكان وما يكون من امر الدنيا و
الدين حتى عدد الحصى وقطر الامطار وورق الشجر
وان الائمة تظهر على ايديهم المعجزات كالانبياء
عليهم السلام وقال الاكثرون منهم ان من
حارب عليا رض فهو كافر بالله عزوجل واشياء
ذكروها غير ذلك واما الذي انفردت فيه عن
كل فرقة فمنهم الغالية وقد ادعت ان عليا
افضل من الانبياء صلوات الله عليهم اجمعين
وادعت انه ليس بمدفون في التراب كبقية الصحابة
رضي الله تعالى عنهم بل هو في السحاب يقاتل
اعداءه تعالى من فوق السحاب وانه كرم الله
وجهه يرجع في آخر الزمان ليقتل مبغضه واعداءه
وان عليا وسائر الائمة لم يموتوا بل هم باقون الى
ان تقوم الساعة ولا يتطرق عليهم الموت وادعت
ايضا ان عليا رض نبي وان جبرئيل عليه السلام
غلط في نزول الوحي عليه وادعت ايضا ان عليا
كان الٰها عليهم لعنهم الله وملئكته وسائر
خلقه الى يوم الدين وقلع آثارهم واباد خضراء
هم ولاجعل منهم في الارض ديارا لانهم بالغوا
في غلوهم ومردوا على الكفر وتركوا الاسلام

ان میں سے اکثر کا قول ہے کہ جس نے حضرت علی رض سے جنگ کی وہ حق تعالےٰ جل مجدہ کا منکر ہوا اور کافر ہو گیا۔ علاوہ ازیں اور بھی ان کے مخصوص مسائل ہیں۔

ان میں فرقہ غالیہ تمام فرقوں سے علیحدہ ہے اس کا دعویٰ ہے کہ حضرت علی رض انبیائے کرام سے بھی (معاذ اللہ، معاذ اللہ) افضل ہیں اور یہ بھی دعویٰ ہے کہ دیگر صحابہ کی طرح حضرت علی رض مٹی میں مدفون نہیں بلکہ بادل میں تشریف فرما ہیں اور بادل کے اوپر سے اپنے دشمنوں سے لڑتے رہتے ہیں اور آخری زمانہ میں دنیا میں لوٹ کر آئیں گے اور اپنے مخالفین و اعداء کو تہ تیغ فرمائیں گے۔

نہ صرف حضرت علی رض بلکہ دیگر تمام ائمہ فوت نہیں ہوئے بلکہ سب قیامت تک زندہ رہیں گے ان پر موت کے لئے کوئی راہ نہیں ان کا دعویٰ ہے کہ حضرت علی رض نبی ہیں اور جبرئیل ان پر وحی لانے میں ان سے چوک گئے اور یہ بھی دعوےٰ ہے کہ (نعوذ باللہ) حضرت علی رض معبود ہیں۔ اللہ کرے ان پر اللہ کی اس کے تمام فرشتوں کی اور اور اللہ کی تمام مخلوق کی قیامت تک لعنت برستی رہے حق تعالیٰ ان کے آثار کا استیصال کر دے اور ان کی بہار سلب فرمادے اور ان میں سے کوئی زمین پر بسنے والا نہ چھوڑے کیونکہ یہ غلو میں حد سے آگے بڑھ گئے، کفر پر اڑ گئے، اسلام چھوڑ بیٹھے، ایمان کو خیر باد کہہ دیا اور اللہ کا، اس کے رسولوں کا اور آسمانی کتابوں کا انکار کر بیٹھے ان میں سے اللہ کی پناہ جو اس خرافات کے قائل ہیں۔

غالیہ فرقہ سے بنانیہ فرقہ نکلا ہے جو بنان بن سمعان کی طرف منسوب ہے ان کی بکواس و ژٹلیات میں سے ایک یہ مسئلہ بھی ہے کہ حق تعالےٰ شانہ (معاذ اللہ) انسانی شکل و صورت پر ہے بے شرم اللہ پر

وقادقوا الایمان وحجدوا الالٰہ والرسل والتنزیل نعوذ باللہ من ذہب الیٰ ہذہ المقالۃ ویتفرع من الغالیۃ البنانیۃ وہم ینسبون الیٰ بنان بن سمعان ومن جملۃ فریتہم واباطیلہم ان اللہ علیٰ صورۃ الانسان کذبوا علی اللہ تعالیٰ اللہ عن ذٰلک علوا کبیرا قال عزوجل لیس کمثلہ شیٔ وہو السمیع البصیر واما الطیاریۃ من الغالیۃ وہی منسوبۃ الیٰ عبد اللہ بن معاویۃ بن عبد اللہ بن جعفر الطیار یقولون بالتناسخ وان روح ادم علیہ السلام روح اللہ فنسخت فیہ والمتعمقون من الغالیۃ القائلون بالتناسخ یزعمون ان الروح المنقولۃ الیٰ ہذہ الدار بعد ان خرجت من الدنیا بالموت اوّل ما ینتسخ فی حمل ثم انتقل الیٰ ما دون ہیکلہ ابدا حالا بعد حال الیٰ ان تنتقل الیٰ دود العذرۃ وما شاکل ذٰلک وہو اٰخر ما ینتسخ فیہ حتیٰ قال بعضہم ان ارواح العصاۃ تنسخ فی الحدید والطین والفخار وتکون معذبۃ بالنار والطبخ والضرب والسبک والابتذال والامتہان عقابا علیٰ اجرامہم واما المغیریۃ فمنسوبۃ الیٰ مغیرۃ بن سعد ادعی النبوۃ وزعم ان اللہ نور علیٰ صورۃ رجل وادعی احیاء الموتیٰ وغیر ذٰلک واما المنصوریۃ فمنسوبۃ الیٰ ابی منصور کان یزعم انہ صعد الی السماء و مسح الرب رأسہ وزعم ان عیسیٰ اوّل خلق اللہ ثم علی رضی اللہ عنہ ورسل اللہ لا ینقطع وان

جھوٹ بولتے ہیں اللہ ان کی بکواس سے بلند و بالا ہے اور اس کی شان بے مثل والی ہے خود اس نے فرمایا کہ اللہ کے مثل کوئی شے نہیں اور وہ خوب سننے والا اور خوب دیکھنے والا ہے۔

فرقہ طیّاریہ بھی غالیہ ہی کی ایک شاخ ہے یہ عبد اللہ بن معاویہ بن عبد اللہ بن جعفر طیّار کی طرف منسوب ہے یہ لوگ تناسخ کے قائل ہیں کہتے ہیں حضرت آدمؑ کی روح اللہ کی روح ہے جو منتقل ہو کر آدمؑ میں آ گئی اور کٹر غالیہ جو تناسخ کے قائل ہیں کہتے ہیں کہ دنیا میں آنے والی روح موت سے دنیا سے نکل کر سب سے پہلے بکری کے بچّہ میں جاتی ہے پھر اس سے نکل کر ادنیٰ قالب میں جاتی ہے اسی طرح منتقل ہوتے ہوتے گندگی کے کیڑوں میں اور ان کے مشابہ کیڑوں میں چلی جاتی ہے۔ یہ روح کا سب سے پچھلا جون (قالب) ہے حتیٰ کہ بعض کا کہنا ہے کہ نافرمانوں کی روحیں لوہے، کیچڑ اور ٹھیکریوں میں منتقل ہوتی ہیں اور ان شکلوں میں آگ کے عذاب میں مبتلا رہتی ہیں لوہا آگ میں گرم کر کے کوٹا جاتا ہے، مٹی کے برتنوں کو آگ میں رکھ کر کھانا پکایا جاتا ہے دیگر دھاتوں کو آگ میں پگھلایا جاتا ہے اور ان تمام چیزوں کو استعمال کیا جاتا ہے اور کیچڑ کی حقارت سب کو معلوم ہے غرضیکہ روحیں اس طرح اپنے گناہوں کی سزا پاتی ہیں (ہندو بھی تناسخ کے قائل ہیں پھر ان میں اور ہندوؤں میں کیا فرق رہا؟)

مغیریہ، مغیرہ بن سعد کی طرف منسوب ہیں، اس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا کہتا تھا اللہ انسانی شکل میں نور ہے اس کا دعویٰ تھا کہ میں مُردے زندہ کر دینے پر قادر ہوں اور اسی قسم کی بکواس کیا کرتا تھا۔

منصوریہ، ابو منصور کی طرف منسوب ہیں اس کا زعم تھا کہ میں آسمان پر چڑھ کر رب کے پاس پہنچا اللہ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا۔ کہتا ہے کہ حضرت عیسیٰ سب سے پہلی مخلوق ہیں اور دوسرے درجہ پر حضرت علیؓ ہیں، انبیاء کا سلسلہ ختم نہیں ہوتا اور نہ جنت کا وجود ہے اور نہ

لاجنة ولانار وتزعم هذه الطآئفة انّ من قتل اربعين نفسا ممن خالفهم دخل الجنة وليتحلون اموال الناس وان جبرئيل عليه السلام اخطا بالرسالة وهو الكفر الذى لايشوبه شئ وّاما الخطابية فمنسوبة الى الخطاب يزعمون ان الائمة انبيآء امناء وفى كل وقت رسول ناطق وصامت محمّد ناطق وعلىّ صامت واما المعمريّة فكذلك تقول فانفردت عن الخطابية بالزيادة فى ترك الصلوٰة واما البزيعية المنسوبة الى بزيع زعموا ان جعفر هو الله فلا يرى ولكن شبه هذه الصورة تبا لهم وانهم ياتيهم الوحى ويرفعون الى الملكوت تبّا لهم ما اعظم فريتهم وكذبهم واباطيلهم بل يحطون الى اسفل السافلين الى الهاوية والدرك الاسفل من النار بمقالتهم السوٓء ودعواهم الزور و اما المفضلية فمنسوبة الى المفضل الصيرفى يتحلون الرسالة والنبوة وقولهم فى الائمة كقول النصارى فى المسيح واما الشرايعية فمنسوبة الى شريع زعموا انّ الله تعالىٰ فى خمسة اشخاص النبى واٰله يعنى فى النبى واٰله وهم العباس وعلى وجعفر وعقيل واما السبائية فمنسوبة الى عبد الله بن سبا من دعواهم ان عليا لم يمت وانه يرجع قبل يوم القيامة والسيّد الحميرى منهم واما المفوضيّة فهم القائلون ان الله فوض تدبير الخلق الى الائمة وانّ الله تعالىٰ قد اقدر النبى

جہنم کا۔ اگر ہمارا کوئی آدمی اپنے چالیس مخالف قتل کر دے وہ جنتی ہے لوگوں کے مالوں کو حلال سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں رسالت کے بارے میں جبرئیل چوک گئے، یہ کلمہ خالص کفر ہے۔

خطّابیہ: خطّاب کی طرف منسوب ہیں یہ لوگ ائمہ کو امین وانبیاء سمجھتے ہیں کہتے ہیں ہر زمانہ میں دو قسم کے رسول (بولنے والا رسول اور خاموش رسول) ہوتے ہیں محمد صلعم ناطق رسول ہیں اور علی رضؓ خاموش رسول ہیں۔

مُعمّریہ بھی خطّابیہ کا ہم خیال ہے لیکن ترک نماز کی وجہ سے اس سے علیحدہ ہے

بزیعیّہ: بزیع کی طرف منسوب ہے یہ جعفر کو اللہ مانتے ہیں کہتے ہیں اللہ مشاہدہ میں نہیں آتا مگر شکل و صورت ایسی ہی رکھتا ہے (اللہ انہیں غارت کرے) کہتے ہیں ہمارے پاس وحی آتی ہے اور ہم فرشتوں کے پاس عالم ملکوت میں چلے جاتے ہیں اللہ انہیں برباد کرے کتنا بڑا بہتان اور جھوٹ ہے اور کیسی بڑی بڑی ڈینگیاں ہیں بلکہ یہ اپنی بیہودہ باتوں کی اور کذب و دروغ گوئی کی وجہ سے گر کر اسفل السافلین میں ہاویہ میں جائیں گے اور جہنم کے سب سے نیچے کے طبقہ میں جہنم رسید ہو گے (اعاذنا اللہ من جہنم) مفضلیہ: مفضل صراف کی طرف منسوب ہیں یہ رسالت و نبوت کو حلال سمجھتے ہیں یعنی ان کا زعم ہے کہ ہم بھی رسول اور نبی بن سکتے ہیں اور جو مسیح کے بارے میں عیسائی کہتے ہیں بعینہ وہی ائمہ کے بارے میں یہ کہتے ہیں۔ شرلعیّہ: شریع کی طرف منسوب ہے ان کا زعم ہے کہ اللہ مندرجہ ذیل پانچ اشخاص میں اترا ہے یعنی نبی میں اور آل نبی (عباسؓ، علیؓ، جعفرؓ، عقیلؓ) ہیں۔ سبائیہ: عبدالرحمٰن بن سبا کی طرف منسوب ہے ان کا قول ہے کہ حضرت علی رضؓ فوت نہیں ہوئے اور قیامت سے قبل تشریف لائیں گے سید حمیری اس فرقہ کے ہیں

مفوضیّہ فرقہ کا زعم ہے کہ حق تعالےٰ شانہ نے مخلوق کی تدبیر ائمہ کے حوالہ کر دی ہے اور حق تعالیٰ نے نبی اکرم صلعم کو عالم کے پیدا کرنے پر قدرت

صلی اللہ علیہ وسلم علی خلق العالم وتدبیرہ وانّ
کان ما خلق اللہ من ذلک شیئا وکذلک قالوا فی
حق علی رض ومنہم من اذا رای السحاب سلم علیہ
یزعم ان علیا رض فیہ علی ما بیّنا من قبل واما
الزیدیۃ فانہا سموا بذلک لمیلہم الی قول
زید بن علی فی تولیۃ ابی بکر وعمر رض واما الجارودیۃ
فمنسوبۃ الی ابی جارود زعموا ان علیا وصی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم وہو الامام وقالوا ان النبی
صلی اللہ علیہ وسلم نص علی علی بصفتہ لا باسمہ
ولیسوقون الامامۃ الی الحسین ثم ہی شوری بینہم
فیمن خرج منہم واما السلیمانیۃ فمنسوبۃ الی
سلیمان بن کثیر قال زرقان زعموا ان علیا
کرم اللہ وجہہ کان الامام وان بیعۃ ابی بکر
وعمر خطأ لا یستحقان اسم السبق وان الامۃ
ترکت الاصلح واما البتریۃ فمنسوبۃ الی
الابتر وہو النواء وکان یلقب بہ وزعموا
ان بیعۃ ابی بکر وعمر لیست بخطأ لان علیا
ترک الامارۃ وہم واقفون فی عثمان ویقولون
علیّ امام حین بویع واما النعیمیۃ فمنسوبۃ
الی نعیم بن الیمان وہی تقول بقول الابتریۃ
الا انہا تبرأت من عثمان بن عفان رض عنہ
وکفرت بہ واما الیعقوبیۃ فیقولون بابی
بکر وعمر رض وینکرون الرجعۃ فہی تنسب
الی رجل یقال لہ یعقوب ومنہم من تبرأ من
ابی بکر وعمر رض ویقول بالرجعۃ۔

اور اس کے انتظام پر قدرت عطا فرمائی تھی اور کائنات میں کوئی چیز اللہ کی پیدا کی ہوئی نہیں، یہی بات حضرت علی رض کے بارے میں کہتے ہیں کہ مخلوق کی تدبیر ان کے حوالہ کر دی گئی ہے ان میں سے بعض لوگ ابر کو دیکھ کر اسے سلام کرتے ہیں اور کہتے ہیں اس میں حضرت علی رض ہیں جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ زیدیہ کو زیدیہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ ان کا میلان زید بن علی کے اس قول کی طرف ہے کہ حضرت ابوبکر و عمر رض کی خلافت برحق ہے۔ جارودیہ، ابو جارود کی طرف منسوب ہیں ان کا زعم ہے کہ حضرت علی نبی صلعم کے وصی اور برحق امام ہیں ان کا قول ہے کہ نبی صلعم نے حضرت علی رض پر ان کی صفات کے ذریعہ اطلاع دی ہے نام سے نہیں۔ اور امامت امام حسین پر آکر ختم ہو جاتی پھر باہمی مشورے سے امام چنا جاتا ہے۔

سلیمانیہ، سلیمان بن کثیر کی طرف منسوب ہیں۔

زرقان:۔ ان کا زعم ہے کہ حضرت علی رض اصلی امام تھے اور حضرت ابوبکر و عمر رض سے بیعت غلطی پر مبنی تھی اور وہ امامت پر حضرت علی رض سے پہلے سبقت کا استحقاق نہیں رکھتے تھے لیکن امت نے حقدار کو چھوڑ دیا اور جو حقدار نہ تھے ان سے بیعت کر لی۔ بتریہ، ابتر (نواء) کی طرف منسوب ہیں نواء کا ابتر لقب تھا ان کا زعم ہے کہ حضرت ابوبکر و عمر کی بیعت غلطی نہیں کیونکہ حضرت علی رض نے امارت چھوڑ کر خود ان سے بیعت کی یہ لوگ حضرت عثمان رض کی امامت میں توقف کرتے ہیں کہتے ہیں جب حضرت علی رض سے بیعت کی گئی تو وہ امام ہو گئے۔ نعیمیہ، نعیم بن یمان کی طرف منسوب ہے یہ لوگ فرقہ ابتریہ کے ہم خیال ہیں مگر حضرت عثمان سے بیزار ہیں اور انہیں کافر کہتے ہیں۔ یعقوبیہ، حضرت ابوبکر و عمر کی خلافت کے قائل ہیں اور دنیا میں دوبارہ آنے کے منکر ہیں یہ یعقوب کی طرف منسوب ہیں ان میں بعض حضرت ابوبکر و عمر رض سے بیزار ہیں اور دنیا میں دوبارہ آنے کے قائل ہیں۔

فصل واما الرافضة فالاربعة عشر فرقة التي تفرعت عنها فاولها القطعية سموا بذلك لقطعهم على موت موسى ابن جعفر ساقوا الامامة الى محمد بن الحنفية وهو القائم المنتظر والثانية الكيسانية وهي منسوبة الى الكيسان يقولون بامامة محمد بن الحنفية لانه دفع اليه الراية بالبصرة والثالثة الكربيية وهم اصحاب بن كريب الضرير والرابعة المغيرية وهم اصحاب المغيرة وهو امامهم الى خروج المهدي والخامسة المحمدية وقد زعمت ان القائم محمد بن عبد الله بن الحسن ابن الحسين وانه اوصى الى ابي منصور دون بني هاشم كما اوصى موسى عليه السلام الى يوشع بن نون دون ولده وولد هارون واما السادسة فالحسينية زعمت ان ابا منصور اوصى الى ولده الحسين بن منصور وهو الامام بعده واما الناوسية لقيامه لانهم نسبوا الى ناوس البصري الذي هو رئيسهم ويقولون بامامة جعفر وانه حي لا يموت بعد وانه قائم وهو المهدي واما الاسماعيلية فقد قالوا ان جعفر ميّت والامام بعده اسماعيل وقالوا انه يملك وهو المنتظر واما القرامطية فهم يسوقون الامامة الى جعفر وان جعفرا نص على امامة محمد بن اسماعيل ومحمد لم يمت وهو حيّ وهو المهدي واما المباركية فمنسوبة الى رئيسهم المبارك زعموا ان محمد بن اسماعيل

رافضیوں کے اقسام

رافضیوں سے چودہ فرقے نکلے۔ قطعیہ، انہیں قطعیہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ موسیٰ بن جعفر کی موت پر یقین رکھتے ہیں اور امامت کا سلسلہ محمد بن حنفیہ تک لے جاتے ہیں اور انہیں قائم اور امام منتظر سمجھتے ہیں۔ کیسانیہ یہ کیسان کی طرف منسوب ہیں اور محمد بن حنفیہ کی امامت کے قائل ہیں کیونکہ انہیں بصرہ میں جھنڈا دیا گیا تھا۔ کربیبہ یہ ابن کریب نابینا کے معتقد ہیں۔ مغیریہ یہ مغیرہ کے معتقد ہیں اور مہدی کے آنے تک مغیرہ ہی کو امام مانتے ہیں، محمدیہ، ان کا گمان ہے کہ محمد بن عبداللہ بن حسن بن حسین امامت کے مستحق ہیں اور انہوں نے بنو ہاشم کو چھوڑ کر امامت کی وصیت ابو منصور کے لئے کی جیسے حضرت موسیٰ نے اپنی اولاد کو اور حضرت ہارون کی اولاد کو چھوڑ کر یوشع بن نون کو خلافت کی وصیت کی۔ حسینیہ ان کا گمان ہے کہ ابو منصور نے اپنے بیٹے حسین بن منصور کو وصیت کی اس لئے ان کے بعد خلافت کے وہ حقدار ہیں۔ ناؤسیہ یہ فرقہ ناؤس بصری کی طرف منسوب ہے جو ان کا سب سے بڑا ہے یہ لوگ جعفر کی امامت کے قائل ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ زندہ ہیں اب تک فوت نہیں ہوئے اور آخر زمانے میں وہی مہدی ہو کر برآمد ہوں گے۔ اسماعیلیہ فرقہ کہتا ہے کہ جعفر فوت ہو گئے اور ان کے بعد امام اسماعیل ہیں اور وہی ملک کے مالک اور مہدی موعود ہیں۔ قرامطیہ جعفر تک امامت کا سلسلہ لے جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ امام جعفر نے صراحت سے فرما دیا ہے کہ محمد بن اسماعیل امام ہوں گے اور محمد زندہ ہیں، فوت نہیں ہوئے اور وہی مہدی موعود ہیں۔ مبارکیہ یہ اپنے رئیس مبارک کی طرف منسوب ہیں ان کا زعم ہے کہ محمد بن اسماعیل فوت ہو گئے اور آپ کی اولاد میں امامت باقی ہے شمیطیہ اپنے سردار یحییٰ بن شمیط کی طرف منسوب ہیں ان کا زعم ہے کہ امام جعفر امام ہیں اور امامت انہیں کی نسل میں جاری کا ہے۔

مات وان الامامة فی ولده واما الشمیطیة فمنسوبة
الی رئیسهم یقال له یحیی بن شمیط زعموا ان الامام
جعفر ثم محمد بن جعفر ثم فی ولده واما العماریة
یقال لهم الافطحیة لان عبد الله بن جعفر کان
افطح الرجلین یقولون ان الامام بعد جعفر ابنه
عبد الله وهم عدد کثیر واما الممطوریة سموا
بذلك لانهم ناظروا یونس بن عبد الرحمن وهو
من القطعیة الذین یقطعون علی موت موسی بن
جعفر فقال لهم یونس انتم اهون من الکلاب
الممطورة فلزمهم هذا اللقب ویسمون الواقفة
لوقوفهم علی موسی بن جعفر وقولهم هو حي لم یمت
ولا یموت وهو المهدی عندهم واما الموسویة
فسموا بذلك لتوقفهم فی موسی وقولهم لاندری
امیت هو ام حي وقالوا ان صحت امامة غیره
انفذناها واما الامامیة فیسوقون الامامة الی
محمد بن الحسن وانه القائم المنتظر الذی یظهر
فیملأ الارض عدلا کما ملئت جورا واما الزراریة
فهم اصحاب زرارة ادعی ما ادعت العماریة
وقیل انه ترك مقالتها وانه سأل عبد الله بن
جعفر عن مسائل ولم یعلمه فصار الی موسی بن
جعفر فقد شبهت مذاهب الروافض بالیهودیة
قال الشعبی محبة الروافض محبة الیهود وقالت
الیهود لا تصلح الامامة الا لرجل من ال داود
وقالت الرافضة لا تصلح الامامة الا لرجل من
ولد علي بن ابی طالب وقالت الیهود لا جهاد

عماریہ[١٢] جن کو افطحیہ بھی کہا جاتا ہے کیونکہ عبد اللہ بن جعفر کے پیر موٹے اور لمبے تھے ان کا عقیدہ ہے کہ جعفر کے بعد امام ان کے فرزند عبد اللہ ہیں ان کی تعداد بہت ہے۔ ممطوریہ[١٣]، انہیں ممطوریہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ انھوں نے یونس بن عبد الرحمان سے (جس کا تعلق قطعیہ فرقہ سے ہے جن کا عقیدہ ہے کہ موسےٰ بن جعفر یقیناً فوت ہو گئے) مناظرہ کیا تو ان سے یونس نے کہا: تم تو بھیگے ہوئے کتوں سے بھی زیادہ حقیر ہو (ممطورہ یعنی بھیگا ہوا) پھر ان کا یہی لقب پڑ گیا انہیں واقفہ بھی کہا جاتا ہے کیونکہ یہ موسےٰ بن جعفر تک امامت کے قائل ہیں اور موسےٰ پر آ کر ٹھہر جاتے ہیں ان کے بعد کسی کو امام نہیں مانتے اور اس لئے بھی کہ موسےٰ زندہ ہیں فوت نہیں ہوئے اور نہ فوت ہوں گے ان کے نزدیک موسےٰ ہی مہدی ہیں۔ موسویہ[١٤]، انہیں موسویہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ موسےٰ بن جعفر کی حیات و موت میں توقف کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں معلوم نہیں کہ وہ فوت ہو گئے یا زندہ ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر کسی اور کی امامت صحیح ہو گی تو وہ اسے نافذ کر دیں گے، امامیہ امامت کا سلسلہ محمد بن حسن عسکری تک لے جاتے ہیں کہتے ہیں وہ قائم ہیں اور وہی مہدی موعود ہیں جو ظاہر ہوں گے اور دنیا کو عدل سے بھر دیں گے جب کہ وہ ظلم سے بھر پور تھی۔ زراریہ، زرارہ کے عقیدت مند ہیں جو عماریہ کا ہم خیال تھا کہتے ہیں زرارہ نے ان کا قول چھوڑ دیا تھا زرارہ نے عبد اللہ بن جعفر سے چند مسائل پوچھے لیکن عبد اللہ نے اسے ان کا جواب نہیں دیا آخر کار وہ موسیٰ کا عقیدت مند ہو گیا۔ روافض کے خیالات و عقائد یہودیوں سے ملتے جلتے ہیں۔

شعبی: روافض کی محبت یہودیوں جیسی محبت ہے یہودی کہتے ہیں: امامت آل داؤد ہی میں ہے:
رافضی کہتے ہیں: امامت اولادِ علی ہی میں ہے، یہودی کہتے ہیں

سبیل اللہ حتی یخرج المسیح الدجال وینزل عیسیٰ
بسبب من السماء وقالت الروافضة لاجهاد في
سبیل اللہ حتی یخرج المهدي وينادي منادٍ من
السماء وتؤخر اليهود صلوٰة المغرب حتى تشتبك
النجوم وكذلك الروافض يؤخرونها واليهود
تزول عن القبلة شيئا وكذلك الرافضة واليهود
تنود في الصلوٰة وكذلك الرافضة واليهود تسدل
اثوابها في الصلوٰة وكذلك الروافض واليهود
تستحل دم كل مسلم وكذلك الروافض واليهود
لا ترى على النساء عدة وكذلك الرافضة واليهود لا ترى
في الطلاق الثلث شيئا وكذلك الرافضة واليهود حرفت
التوراة وكذلك الرافضة حرفوا القرآن قالوا القرآن غير و
بدل وخولف بين نظمه وترتيبه واحيل عما انزل
عليه وقرئ على وجوه غير ثابتة عن الرسول و
انه قد نقص منه وزيد فيه واليهود يبغضون
جبرئيل عليه السلام ويقولون هو عدونا من
الملئكة وكذلك صنف من الروافضة يقولون
غلط جبرئيل عليه السلام بالوحي الى محمد صلی اللہ
علیه وسلم وانما بعث الى علي رض كذبوا ابتالهم
الى اخر الدهر۔

فصل واما المرجیة ففرقها اثنی عشر
فرقة الجهمیة والصالحیة والشمریة واليونسية
واليونانية والنجارية والغيلانية والشبيبية و
الحنفية والمعاذية والمريسية والكرامية وانما
سموا المرجية لانها زعمت ان الواحد من المكلفين

جب تک مسیح دجال کا ظہور نہ ہو اور عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے
نہ اتریں اس وقت تک اللہ کی راہ میں جہاد نہیں۔ رافضی کہتے ہیں
جب تک مہدی موعود کا ظہور نہ ہو اور ہاتف غیبی ان کی صداقت
کا اعلان نہ کرے اس وقت تک جہاد نہیں، یہودی مغرب
کی نماز تاروں میں روشنی آنے کے بعد پڑھتے ہیں، رافضی بھی
ایسا ہی کرتے ہیں یہودی قبلہ سے قدرے منحرف ہو کر نماز
پڑھتے ہیں، رافضی بھی ایسا ہی کرتے ہیں، یہودی نماز میں ہلتے
رہتے ہیں اور رافضی بھی۔ یہودی نماز میں کندھوں پر کپڑا لٹکا
لیتے ہیں اور رافضی بھی، یہودی ہر مسلمان کا خون حلال سمجھتے ہیں
یہودیوں کے نزدیک عورتوں پر عدت نہیں اور
رافضیوں کے نزدیک بھی نہیں یہودی تین طلاقوں میں کچھ حرج نہیں
سمجھتے اور رافضی بھی، یہودیوں نے تورات میں تحریف کی اور رافضیوں
نے قرآن میں کی، کیونکہ ان کا کہنا ہے کہ قرآن میں ردّ و بدل کر دیا گیا
ہے اور اس کی نظم و ترتیب میں گڑبڑ کر دی گئی ہے اور جس ترتیب سے
قرآن اترا تھا اس سے اسے پھیر دیا گیا ہے اور ایسے طریقوں پر پڑھا
جاتا ہے جو رسول اللہ صلعم سے ثابت نہیں اور اس میں کمی بیشی کر دی گئی ہے
یہودی حضرت جبرئیل کو اپنا دشمن سمجھتے ہیں اسی طرح رافضیوں کا
ایک فرقہ کہتا ہے کہ جبرئیل نے غلطی کی اور بجائے علی رضی کے محمد پر وحی
لے آئے، یہ کذاب و گستاخ ہیں اور پرلے درجہ کے جھوٹے ہیں
اللہ تعالیٰ انہیں برباد کرے۔

مرجیہ مرجیہ کے فرقے بارہ ہیں جہمیہ، صالحیہ، سمریہ، یونسیہ
یونانیہ، نجاریہ، غیلانیہ، شبیبیہ، حنفیہ، معاذیہ، مریسیہ اور کرامیہ۔

وجہ تسمیہ مرجیہ کو مرجیہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ ان کا عقیدہ ہے کہ اگر کوئی
انسان ایک بار لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ لے وہ جنتی ہے
جہنم میں کبھی نہیں جائے گا اگرچہ عمر بھر بڑے بڑے گناہوں میں

اذا قال لا اله الا الله محمد رسول الله وفعل بعد ذٰلك سائر المعاصى لم يدخل النار اصلا وانّ الايمان قول بلا عمل والاعمال الشرائع والايمان قول مجرد والناس لا يتفاضلون فى الايمان وانّ ايمانهم وايمان الملٰئكة والانبياء واحد لا يزيد ولا ينقص ولا يستثنى فيه فمن اقر بلسانه ولم يعمل فهو مومن۔

فصل واما الجهميّة فمنسوبة الى جهم بن صفوان وكان يقول الايمان هو المعرفة بالله ورسوله وجميع ما جاء من عنده فقط ويزعمون انّ القراٰن مخلوق وان الله تعالىٰ لم يكلم موسىٰ وانه تعالىٰ لم يتكلم ولا يرىٰ ولا يعرف له مكان وليس له عرش ولا كرسى ولا هو على العرش وانكروا الموازين وعذاب القبر وكون الجنة والنار مخلوقتين وادعوا انهما اذا خلقتا تفنيان والله عزوجل لا يكلم خلقه ولا ينظر اليهم يوم القيامة ولا ينظر اهل الجنّة الى الله تعالىٰ ولا يرونه فيها وان الايمان معرفة القلب دون اقرار اللسان وانكروا جميع صفات الحق عزوجل تعالى الله عن ذٰلك علوا كبيرا واما الصالحية فانها سميت بذٰلك لقولها بمذهب الى الحسين الصالحىّ وكان يقول الايمان هو المعرفة والكفر هو الجهل وان قول من قال ثالث ثلاثة ليس بكفر وان كانت لا يظهر الا ممن كان كافرا وان لا عبادة الا الايمان واما اليونسيّة فمنسوبة الى

مبتلا ہے اور یہ بھی کہ ایمان بلا عمل کے اور شرعی احکام کے اقرار کا نام ہے یعنی جو صرف توحید و رسالت کا قائل ہو جائے وہ مومن ہے اور یہ بھی کہ ایمان میں کمی بیشی نہیں ہوتی اور ان کا ایمان اور انبیائے کرام اور فرشتوں کا ایمان برابر ہے جس میں کمی بیشی نہیں اور ایمان میں استثناء نہیں، لہٰذا جو زبان سے توحید کا اقرار کرلے اور عمل نہ کرے وہ مومن ہے۔

★

جہمیہ جہمیہ جہم بن صفوان کی طرف منسوب ہے اس کا قول ہے کہ ایمان فقط اللہ کی معرفت کا، رسول کو پہچاننے کا اور جو کچھ اللہ کے پاس سے اترا ہے اسے پہچاننے کا نام ہے، قرآن مخلوق ہے، اللہ تعالیٰ نے موسیٰ سے کلام نہیں فرمایا، اللہ تعالیٰ کلام نہیں کیا کرتا نہ دیکھا جاتا ہے نہ اس کی کوئی مخصوص جگہ ہے، نہ اس کا عرش ہے اور نہ کرسی ہے اور نہ وہ عرش پر ہے یہ لوگ میزان کے عذاب قبر کے اور جنت و جہنم کے مخلوق ہونے کے قائل نہیں یعنی یہ دونوں چیزیں ابھی پیدا نہیں ہوئیں جب پیدا ہوں گی تو خاص وقت آنے پر ختم و فنا ہو جائیں گی، اللہ تعالیٰ کسی سے کلام نہیں کرے گا اور نہ قیامت کے دن کسی کو دیکھے گا، نہ جنتی اللہ تعالیٰ کو جنت میں دیکھیں گے، کہتے ہیں ایمان صرف دل کی معرفت کا نام ہے زبان کے اقرار کو اس میں دخل نہیں، یہ لوگ حق تعالیٰ شانہ کی تمام صفات کا انکار کرتے ہیں (بلکہ اللہ ہی کا انکار کرتے ہیں) حق تعالیٰ جل مجدہ ان کی بکواس سے بلند و برتر ہے۔

صالحیہ کو صالحیہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ حسین صالحی کے پیرو کار ہیں یہ کہا کرتا تھا کہ ایمان صرف معرفت کا نام ہے اور کفر محض جہالت کا نام ہے اور تین معبود ماننے والوں کا خیال کفر نہیں اگرچہ اس کے قائل کافر ہی ہیں اور عبادت بس ایمان ہے کوئی اور عبادت نہیں۔

یونس البری وزعم ان الایمان هو المعرفة والخضوع والمحبة لله عزوجل وان من ترك خصلة منها فهو کافر واما الشمرية فمنسوبة الى ابی شمر زعم ان الایمان هو المعرفة والخضوع والمحبة والاقرار بانه واحد ليس كمثله شیٔ وذالك باجتماعها ایمان و قال ابوشمر لا اسمی من رکب الكبيرة فاسقا على الاطلاق دون ان اقول فاسق فی کذا وکذا واما اليونانية فمنسوبة الى يونان زعموا ان الایمان هو المعرفة والاقرار بالله ورسله ومالا يجوز فی الفعل لا يفعله واما النجارية فمنسوبة الى محمد حسين ابن محمد النجاری يقولون ان الایمان هو المعرفة بالله وبرسله وفرائضه المجتمع عليها والخضوع له والاقرار باللسان فمتى جهل منه شيئا وقامت عليه الحجة ولم يقربه كان کافرا واما الغيلانية فمنسوبة الى غيلان وافقوا الشمرية وزعموا ان العلم بحدوث الاشياء ضروری والعلم بالتوحيد هو العلم باللسان وفی حکاية زرقان ان غيلان كان يقول بان الايمان هو الاقرار باللسان وهو التصديق واما الشبيبية فهم اصحاب محمد بن شبيب زعموا ان الایمان هو الاقرار بالله والمعرفة بوحدانيته ونفی التشبيه عنه وزعم محمد ان الايمان كان فی ابليس وانما كفر لاستكباره واما الحنفية فهم بعض اصحاب ابی حنيفة النعمان بن ثابت زعموا ان الایمان هو المعرفة والاقرار بالله

یونسیہ: یونس بَرّی کی طرف منسوب ہے اس کا زعم ہے کہ ایمان معرفت، خضوع اور اللہ کی محبت کا نام ہے اگر کسی نے ان میں سے ایک بات بھی چھوڑ دی وہ کافر ہے۔ شمریہ: ابوشمر کی طرف منسوب ہیں اس کا زعم ہے کہ ایمان، معرفت، خضوع، محبت اور اس اقرار کا نام ہے اور اس کے مثل کوئی چیز نہیں یعنی ان چار چیزوں کے مجموعہ کو ایمان کہتے ہیں۔ ابوشمر کہتا ہے میں بڑے گناہ کرنیوالوں کو مطلق فاسق نہیں کہتا ہاں یہ کہتا ہوں کہ وہ فلاں فلاں گناہ میں فاسق ہیں۔ یونانیہ: یونان کے پیروکار ہیں اس کا زعم ہے کہ ایمان اللہ اور اس کے رسول کی معرفت کا اور نا جائز افعال کو نہ کرنے کا نام ہے۔ نجاریہ: محمد حسین بن محمد نجاری کی طرف منسوب ہیں ان کے زعم میں ایمان اللہ کی اور اس کے رسول کی معرفت کا اور متفق علیہ فرائض کی معرفت کا اور اللہ کے آگے عاجزی کا اور زبان سے اقرار کا نام ہے اگر کوئی ان باتوں میں سے کسی بات سے جاہل رہا اور اس پر حجت قائم ہو گئی لیکن اس کی معرفت حاصل نہیں کی وہ کافر ہے۔ غیلانیہ: غیلان کی طرف منسوب ہیں یہ لوگ شمریہ کے ہم خیال ہیں کہتے ہیں حدوث کائنات کا علم ضروری ہے اور توحید زبانی اقرار کو کہتے ہیں کہ اللہ ایک ہے۔ زرقان غیلان سے نقل کرتا ہوا لکھتا ہے کہ غیلان کہا کرتا تھا کہ ایمان محض زبانوں سے اقرار ہے اور یہی تصدیق ہے۔ شبیبیہ: محمد بن شبیب کے معتقد ہیں ان کا زعم ہے کہ ایمان اللہ کا اقرار، اس کی یگانگت کی معرفت اور اس سے تشبیہ کی نفی کو کہتے ہیں محمد بن شبیب کا زعم تھا ابلیس میں بھی ایمان تھا لیکن اپنے غرور کرنے کی وجہ سے کافر ہو گیا۔ حنفیہ: امام ابوحنیفہ (نعمان بن ثابت) کے بعض اصحاب ہیں ان کا زعم ہے کہ ایمان اللہ کو، اس کے رسول کو اور اللہ کے پاس سے اتری ہوئی تمام چیزوں کو دل سے ماننا اور زبان سے اقرار کرنا ہے جیسا کہ برہوتی نے کتاب الشجرہ میں لکھا ہے، معاذ بن معاذ موصی

ورسولہ وربما جاء من عند لا جملۃ علی ما ذکرہ البرھوتی فی کتاب الشجرۃ واما المعاذیۃ فمنسوبۃ الی معاذ المومنی کان یقول من ترک طاعۃ اللّٰہ یقال لہ انہ فسق ولا یقال فاسق والفاسق لیس لعدو اللّٰہ ولا ولی اللّٰہ واما المرلیسیۃ فمنسوبۃ الی بشر المرلیسی یزعمون ان الایمان ھو التصدیق وان التصدیق یکون بالقلب واللسان والی ھذا کان یذھب ابن الراوندی وزعم ایضاً ان السجود للشمس لیس بکفر ولکنہ امارۃ الکفر۔

فصل واما الکرامیۃ فمنسوبۃ الی ابی عبد اللّٰہ بن کرام زعموا ان الایمان ھو الاقرار باللسان دون القلب وان المنافقین کانوا مومنین فی الحقیقۃ ومن قولھم ان الاستطاعۃ تتقدم الفعل مع وجود کونھا مقارنۃ لہ بخلاف ما قال اھل السنۃ من انھا مع الفعل ولا یجوز ان یتقدمہ من غیر شرط ومولفو کتبھم ابو الحسین الصالحی وابن الراوندی ومحمد بن شبیب والحسین بن محمد النجار واکثر ما یکون مذھبھم بالمشرق ولنواحی خراسان۔

فصل فی ذکر مقالۃ المعتزلۃ والقدریۃ وانما سموا المعتزلۃ لاعتزالھم الحق وقیل لاعتزالھم اقاویل المسلمین لان الناس کانوا مختلفین فی مرتکب الکبیرۃ فقال بعضھم ھم مومنون بما معھم من الایمان وقال بعضھم ھم کافرون فاحدث واصل بن عطا قولا ثالثاً وفارق المسلمین واعتزل المومنین فقال ماھم

کی طرف منسوب ہیں کہ اللہ کی اطاعت چھوڑنے والے کو ماضی میں فاسق کہا جاتا ہے مستقبل میں نہیں، اور فاسق نہ اللہ کا دشمن ہے اور نہ دوست ہے۔

مریسیہ بشر مریسی کی طرف منسوب ہیں ان کا زعم ہے کہ ایمان تصدیق ہے اور تصدیق دل و زبان سے ہوتی ہے، یہی ابن راوندی کی رائے تھی اس کا یہ زعم بھی ہے کہ سورج کو سجدہ کرنا کفر نہیں ہاں کفر کی علامت ہے۔

★

کرامیہ یہ فرقہ ابو عبداللہ بن کرام کی طرف منسوب ہے ان کا زعم ہے کہ ایمان زبان سے اقرار کو کہتے ہیں دلی تصدیق کو نہیں اور حقیقت میں منافق مومن ہیں اور استطاعۃ فعل سے مقدم ہے باوجودیکہ فعل کے ساتھ ساتھ پائی جاتی ہے لیکن اہلسنت کہتے ہیں کہ استطاعت بلا کسی شرط کے فعل کے ساتھ ساتھ ہے فعل سے مقدم نہیں یعنی یہ نہیں کہا جاسکتا کہ لوگوں کو فعل سے پہلے فعل کی طاقت ہے۔ اس فرقہ کی کتابیں لکھنے والے ابو الحسین صالحی، ابن راوندی، محمد بن شبیب اور حسین بن محمد نجار ہیں یہ مذہب زیادہ تر مشرق اور نواحی خراسان میں پایا جاتا ہے۔

معتزلہ اور قدریہ معتزلہ کو معتزلہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ حق سے ہٹے ہوئے ہیں یا مسلمانوں کے خیالات سے کنارہ کش ہیں کیونکہ لوگ بڑے بڑے گناہوں میں ملوث حضرات پہ مختلف حکم لگاتے ہیں بعض کے نزدیک وہ مومن ہیں کیونکہ ان کے نزدیک اعمال ایمان میں داخل نہیں اور بعض کے نزدیک کافر ہیں کیونکہ ان کے نزدیک اعمال جزو ایمان ہیں لیکن واصل بن عطا نے ان کے بارے میں ایک تیسرا نیا قول ایجاد کیا اور اس قول کی رو سے وہ

بمومنين ولا كافرين فسموا بذلك المعتزلة و
قيل انما سموا بذلك لاعتزالهم مجلس الحسن
البصري رحمة الله عليه نمر الحسن بهم وقال
هولاء معتزلة فلقبوا بذلك وهم يقتدون
بعمرو بن عبيد ولما غضب الحسن البصري على
عمرو بن عبيد عوتب في ذلك فقال اتعاتبوني
في رجل رايته يسجد للشمس من دون الله في
المنام وسموا قدرية لردهم قضاء الله عز و
جل وقدره في معاصي العباد واثباتهم لها
بانفسهم ومذهب المعتزلة والجهمية و
القدرية في نفي الصفات واحد وقد ذكرنا
بعض مذاهبهم في الاعتقاد ومولفي كتبهم
ابو الهذيل وجعفر بن حرب الخياط والكعبي
وابو هاشم وابو عبد الله البصري وعبد الجبار
بن احمد الهمداني واكثر ما يكون مذهبهم
بالعسكر والاهواز وجهزم وهم ست فرق
الهذلية والنظامية والمعمرية والجبائية
والكعبية والبهشمية والذي اجتمعت عليه
فرق المعتزلة نفي الصفات باجمعها فنفت
ان يكون له عز وجل علم وقدرة وحيوة
وسمع وبصر وكذلك نفي الصفات المثبتة بالسمع
من الاستواء والنزول وغير ذلك واجتمعت
ايضا على ان كلام الله محدث وارادته
محدثة وانه تكلم بكلام خلقه في غيره
ويريد بارادة محدثة لا في محل وانه تعالى

تمام مسلمانوں سے علیحدہ ہو گیا، وہ کہتا ہے بڑے گناہ کرنے والے نہ مسلمان ہیں اور نہ کافر، اسی بناء پر ان کا نام معتزلہ (علیحدہ ہو جانے والے) پڑ گیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ انہیں معتزلہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ حسن بصریؒ نے فرمایا یہ لوگ ہٹ جانے والے ہیں لہٰذا ان کا یہ لقب پڑ گیا یہ لوگ عمرو بن عبید کے پیروکار ہیں۔
جب حسن بصری عمرو بن عبید پر ناراض ہوئے تو حسن بصری پر اس سلسلہ میں اعتراض کیا گیا، آپ نے فرمایا تم مجھ پر اس شخص کی حمایت میں عتاب کرتے ہو جسے میں نے خواب میں اللہ کو چھوڑ کر سورج کو سجدہ کرتا ہوا دیکھا؟ اور انہیں قدریہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ تقدیر کو نہیں مانتے اور کہتے ہیں کہ گناہوں کے لوگ خود خالق ہیں اللہ خالق نہیں۔ معتزلہ، جہمیہ اور قدریہ سب صفات باری کی نفی کرنے میں ہم عقائد ہیں ان میں سے بعض کے عقائد کا ذکر اوپر کر آئے ہیں ان لوگوں کی کتابیں لکھنے والے ابو الہذیل، جعفر بن حرب، خیاط، کعبی، ابو ہاشم ابو عبد اللہ بصری اور عبد الجبار بن احمد ہمدانی ہیں یہ فرقہ زیادہ تر عسکر، اہواز اور جہزم میں پایا جاتا ہے یہ چھ فرقے ہیں، ہذلیہ، نظامیہ، معمریہ، جبائیہ، کعبیہ، اور بہشمیہ، معتزلہ کے تمام فرقوں کا انکار صفات پر اجماع ہے یہ لوگ اللہ کے علم، قدرت، حیات اور سننے دیکھنے کا انکار کرتے ہیں اسی طرح حدیث و قرآن سے اللہ کی جو صفتیں ثابت ہیں انہیں بھی نہیں مانتے کہتے ہیں اللہ عرش پر نہیں اور اللہ روزانہ پہلے آسمان پر نہیں اترتا بلکہ اترنا اس کی شان کے لائق ہی نہیں ان سب کا اس پر بھی اجماع ہے کہ اللہ کا کلام مخلوق و حادث ہے اور ارادہ بھی حادث ہے اور اس نے ایسا کلام فرمایا ہے جو اس نے اپنے غیر میں پیدا فرمایا ہے اور وہ ایسے حادث ارادہ سے ارادہ فرماتا ہے جو محل میں نہیں ہوتا اور اپنے معلوم کے خلاف ارادہ فرماتا ہے اور اپنے بندوں سے وہ

يريد خلاف معلومه ويريد من عباده مالا يكون
ويكون مالا يريد وانه تعالى لا يقدر على مقدورات
غيره بل يستحيل ذالك وانه لم يخلق
افعال عبيده بل هم الخالقون لها دون ربهم
وان كثيرا مايتغذ الانسان لم يرزقه الله
اذا كان حراما وانما الذى يرزق الله الحلال
دون الحرام وان الانسان قد يقتل دون اجله
والقاتل يقطع اجله قبل حينه وان من ارتكب
كبيرة من الموحدين وان لم يكن كفرا فانه
يخرج بها من ايمانه ويخلد فى النار ابد الابدين
وتبطل جميع حسناته وابطلوا شفاعة النبى
صلى الله عليه وسلم لاهل الكبائر واكثر
هم نفوا عذاب القبر والميزان وراوا الخروج
على السلطان وترك طاعته وانكروا انتفاع
الميت بدعاء الحى له والصدقة عنه ووصول
ثوابها اليه وزعمت ايضا ان الله سبحانه لم
يكلم آدم ونوحا وابراهيم وموسى وعيسى و
محمدا صلوات الله عليهم اجمعين ولا
جبرئيل ولا ميكائيل ولا اسرافيل ولا حملة
العرش ولا ينظر اليهم مثل ما يكلم ابليس
واليهود والنصرى واما الذى انفردت به
كل فرقة منها اما الهذلية فقد انفرد
شيخهم ابو الهذيل بان لله علما وقدرة
وسمعا وبصرا وان كلام الله بعضه مخلوق
وبعضه غير مخلوق وهو قوله تعالى كن

چیزیں چاہتا ہے جو ہونے والی نہیں اور جو نہیں چاہتا وہ ہوتی ہیں۔ اور حق تعالیٰ اپنے غیر کے مقدورات پر قادر نہیں بلکہ یہ بات محال ہے اور اس نے اپنے بندوں کے افعال پیدا نہیں فرمائے بلکہ ان کے وہ خود خالق ہیں اور حرام روزی جسے لوگ کثرت سے استعمال کرتے ہیں حق تعالیٰ نہیں دیتا بلکہ حلال عطا فرماتا ہے اور انسان کبھی قبل از وقت مار دیا جاتا ہے اور قاتل قبل از وقت اس کی مقررہ مدت سے پہلے اسے مار دیتا ہے۔ اور بڑے گناہوں کا مرتکب جو موحد ہے کافر نہیں ہوتا مگر اس کی وجہ سے خارج از ایمان ہو جاتا ہے اور ہمیشہ ہمیش کے لئے جہنمی ہو جاتا ہے اور اس کی تمام نیکیاں باطل ہو جاتی ہیں کہتے ہیں کہ نبی صلعم کی شفاعت ارباب کبائر کے لئے نہیں ہے اکثر معتزلہ عذاب قبر کو اور میزان کو نہیں مانتے اور سلطان وقت کی بغاوت و ترک اطاعت کو جائز بتاتے ہیں اور کہتے ہیں زندوں کی دعاؤں اور صدقوں سے مردوں کو ثواب نہیں ملتا۔

ان کا زعم ہے کہ حق تعالیٰ سبحانہ نے حضرت آدمؑ، نوحؑ، ابراہیمؑ موسیٰؑ، عیسیٰؑ اور محمد رسول اللہ سے کلام نہیں فرمایا، نہ جبرئیلؑ، میکائیلؑ اور اسرافیلؑ سے اور نہ عرش کو اٹھانے والے فرشتوں سے نہ ان کی طرف دیکھتا ہے جیسے وہ ابلیس اور یہودیوں اور عیسائیوں سے کلام نہیں فرماتا۔ ان اجماعی مسائل کے علاوہ ہر فرقہ کے انفرادی مسائل ہیں۔ ہذلیہ فرقہ کا سرغنہ ابو الہذیل اس میں منفرد ہے کہ علم قدرت، سننا اور دیکھنا اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت ہے اور اللہ تعالیٰ کا کلام بعض مخلوق ہے اور بعض مخلوق نہیں یعنی لفظ کن مخلوق نہیں اور اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کے خلاف نہیں اور اللہ تعالیٰ کے مقدورات متناہی ہیں غیر متناہی نہیں اس لئے اہل جنت بلا حس و حرکت کے باقی رہیں گے اور اللہ تعالیٰ انہیں حرکت دینے پر قادر نہ ہوگا اور نہ وہ خود ہی حرکت کرنے پر قادر ہوں گے ان کے زعم میں مردہ

وقال ان اللہ تعالیٰ لیس بخلاف خلقہ وان مقدور اللہ متناہی فیبقی اہل الجنۃ لاحرکۃ لہم واللہ تعالیٰ لا یقدر علی تحریکہم ولاہم یقدرون علی ذلک وجوز ان یکون المیت والمعدوم والعاجز یفعل الافعال وابی ان یکون اللہ تعالیٰ لم یزل سمیعا واما النظامیۃ کان شیخہم النظام یقول ان الجمادات تفعل بایجاب الخلقۃ وکان ینفی الاعراض الا الحرکۃ الاعتمادیۃ ویقول ان الانسان ھو الروح وان احدا لم یر النبی صلی اللہ علیہ وسلم وانما رای طرفہ یعنی جسمہ وخرق الاجماع فقال من ترک الصلوۃ عامدا ذاکرا فلا اعادۃ علیہ وکان ینفی اجماع الامۃ ویجوز اجتماعہا علی باطل ویقول ان الایمان مثل الکفر والطاعۃ کالمعصیۃ و فعل النبی صلی اللہ علیہ وسلم کفعل ابلیس اللعین وان سیرۃ عمرو علی کسیرۃ الحجاج وانما التزم ذلک ورکبہ لانہ کان یقول الحیوان کلہ جنس واحد وزعم ان القرآن لیس بمعجز فی نظمہ وان اللہ تعالیٰ لیس بقادر علی تحریق الطفل ولو کان علی شفیر جہنم ولا علی طرحہ فیہا وھو اول من قال بالکفر من اھل القبلۃ وکان یقول ان الجسم یتجزی الی ما لا غایۃ لہ وکان یقول ان الحیات والعقارب والخنافس فی الجنۃ وکذلک الکلاب والخنازیر فی الجنۃ واما المعمریۃ فکان شیخہم المعمر یقول

معدوم اور عاجز افعال کر سکتا ہے کہتے ہیں حق تعالیٰ ہمیشہ سننے والا نہیں رہے گا۔

نظامیہ فرقہ کا سرغنہ نظام ہے کہتا ہے جمادات ایجاب پیدائش کو بتاتے ہیں یہ اعراض کا منکر ہے ہاں اعتمادی حرکت کا قائل ہے۔ (جیسے آنکھ کی روشنی متحرک ہے)

اس کا زعم ہے کہ انسان ہی روح ہے اور پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کسی نے نہیں دیکھا بس آپ کا ظرف (جسم) ہی دیکھا ہے۔ یہ شخص اجماع کے خلاف کرتا ہے اور کہتا ہے اگر کسی نے جان بوجھ کر یاد ہوتے ہوئے نماز چھوڑ دی اس پر نماز کا لوٹانا نہیں، اجماع امت کا قائل نہیں اور باطل پر جواز اجماع کا قائل ہے اور کہتا ہے ایمان کفر کے اور طاعت گناہ کے ہم مثل ہے اور نبی صلعم کا فعل ابلیس لعین کے فعل کے ہم مثل ہے اور سیرت عمرؓ و علیؓ سیرت حجاج کے ہم مثل ہے اس کا یہ خیال اور یہ نظریہ محض اس لئے ہے کہ اس کے زعم میں تمام حیوان ہم جنس ہیں، کہتا ہے: قرآن کی نظم میں اعجاز نہیں اور اللہ تعالیٰ بچوں کے جلانے پر قادر نہیں اگرچہ وہ جہنم کے کنارے پر کھڑے ہوں اور نہ انہیں جہنم میں جھونکنے پر قادر ہے۔ یہ لوگ مسلمانوں میں کفر کے ارتکاب میں سب سے آگے ہیں۔ نظام کہتا تھا کہ جسم لامحدود ٹکڑوں میں بٹ سکتا ہے، کہتا تھا: سانپ، بچھو، کن کھجورے سب بہشت میں جائیں گے اسی طرح کتے اور خنزیر بھی جنت میں جائیں گے۔

معمریہ کا شیخ معمر ہے کہتا ہے افعال طبیعت سے سرزد ہوتے ہیں بلکہ اہل طبائع سے بھی آگے بڑھ جاتا ہے اس کا زعم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رنگ، ذائقہ، بو، موت اور زندگی نہیں پیدا کی بلکہ یہ بالطبع جسم کے افعال ہیں اور قرآن اجسام کا طبیعی فعل ہے اللہ کا فعل (کلام) نہیں یہ اللہ کے قدیم ہونے کا منکر ہے اللہ تعالیٰ

اھل الطبائع ویتجاوز و یزعم ان اللہ تعالیٰ لم یخلق لونا ولا طعما ولا رآئحۃ ولا موتا ولا حیوٰۃ وان ذالک کلہ فعل الجسم بطبعہٖ وکان یقول ان القراٰن فعل الاجسام ولیس ھو بفعل اللہ وانکر ان یکون اللہ تعالیٰ قدیما تبالہ ▪ ابعدہ اللہ تعالیٰ من ھذہ الامۃ فاما الجبائیۃ فکان شیخھم الجبائی خرق الاجماع وشذ عنہ فی اشیاء منھا انہ کان یقول ان العباد خالقون لافعالھم لم یسبقہ الی ھذہ احد وکان یقول ان اللہ تعالیٰ احبل نسآء العالمین بخلقہ الحبل فیھن وکان یقول ان اللہ تعالیٰ مطیع لعبادہٖ اذا فعل ما ارادوہ وقال ومن حلف ان یعطی غریمہ حقہ غدا واستثنی فی ذالک بقولہٖ ان شآء اللہ لم ینفعہ الاستثناء فاذا لم یعط حنث وکان یقول ان من سرق خمسۃ دراھم کان فاسقا وان نقصت منہ حبۃ لم یفسق واما البھشمیۃ فمنسوبۃ الی ابی ھاشم بن الجبائی وکان ابو ھاشم یجوز ان یکون المکلف قادرا وھو لا یکون فاعلا ولا تارکا فیعاقبہ اللہ تعالیٰ علی فعل وکان یقول من تاب من سائر الذنوب الا ذنبا واحدا لم تصح توبتہ فیما تاب منہ واما الکعبیۃ فمنسوبۃ الی ابی القاسم الکعبی وکان بغدادی المذھب فانکران یکون اللہ سمیعا بصیرا وان یکون مریدا بالحقیقۃ وان ارادۃ اللہ تعالیٰ من فعل عبادہ ھو الامر بہ وارادتہ من فعل

اس فرقہ کو موت کے گھاٹ اتارا ہے اور امتِ محمدیہ سے بہت دُور فرما دے۔

جبائیہ فرقہ کا مُرشد جبائی ہے جو اجماع کے خلاف کرتا ہے اور چند مسائل میں اجماع سے بالکل کٹا ہوا ہے۔ مثلاً یہ کہتا ہے کہ بندے اپنے افعال کے خود خالق ہیں اللہ خالق نہیں اس سے پہلے کسی نے یہ شرکیہ مسئلہ ایجاد نہیں کیا تھا اور یہ بھی کہ اللہ نے دنیا کی تمام عورتوں کو ان میں حمل پیدا کر کے حاملہ کیا۔ اور یہ بھی کہ اللہ تعالیٰ بندوں کا مطیع و منقاد ہے جو بندے چاہتے ہیں وہی کرتا ہے۔ اور یہ بھی کہ اگر کوئی قسم کھالے کہ میں کل قرض ادا کر دوں گا۔ اور انشاء اللہ بھی کہہ لے اور کل قرض ادا نہ کرے تو انشاء اللہ سے اسے کچھ فائدہ نہ ہو گا اور اس کی قسم ٹوٹ جائے گی، اور یہ بھی کہا کرتا تھا کہ اگر کوئی پانچ درہم چرالے تو فاسق ہو گا اور اگر پانچ درہم سے کم چرائے خواہ ایک ہی کم ہو وہ فاسق نہیں۔

بہشمیہ ابو ہاشم بن جبائی کی طرف منسوب ہے ابو ہاشم کے نزدیک یہ بات جائز تھی کہ اگر مکلف فعل پر قادر ہونے کے باوجود ترک فعل نہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے فعل پر اسے عذاب دے گا اور کہتا تھا اگر کسی نے تمام گناہوں سے توبہ کرلی مگر کسی ایک گناہ سے نہیں تو اس کی توبہ صحیح نہیں۔

کعبیہ ابو القاسم کعبی کی طرف منسوب ہیں یہ شخص بغدادی معتزلہ کے مذہب پر تھا لہٰذا یہ اللہ کو سُننے والا اور دیکھنے والا نہیں مانتا اور اللہ تعالیٰ کے حقیقی ارادے کو بھی تسلیم نہیں کرتا کہتا ہے کہ بندوں کے افعال سے اللہ کے ارادے کا تعلق صرف اتنا ہے کہ وہ اس فعل کا حکم فرماتا ہے اور اللہ کے ذاتی فعل کا ارادہ اس کا علم اور عدم جبر ہے، اس کا زعم ہے کہ دنیا بھری ہوئی ہے

نفسہ ھو علمہ وعدم الاکراہ وزعم ان العالم کلہ ملاء وان المتحرک انما ھو الصفحۃ الاولی من الاجسام وان الانسان لودھن بدھن و مشیٰ لم یکن ھو المتحرک لکن الدھن متحرک وکان یقول ان القرآن محدث ولا یقول مخلوق۔

فصل واما ذکر مقالۃ المشبھۃ وھم ثلاثۃ فرقۃ الھشامیۃ والمقاتلیۃ والواسمیۃ والذی اتفقت علیہ الفرق الثلاثۃ ان اللہ جسم وانہ لایجوز ان یعقل الموجود الاجسما والذی غلب علیھم التشبیہ فرق الروافضۃ والکرامیۃ الذی الف کتبھم ھشام ابن الحکم ولہ کتاب فی اثبات الجسم واما الھشامیۃ فمنسوبۃ الی ھشام بن الحکم فزعم ان اللہ تعالیٰ جسم طویل عریض عمیق نور ساطع لہ قدر من الاقدار کالسبیکۃ الصافیۃ یتحرک ویسکن و یقوم ویقعد وحکی عنہ انہ قال احسن الاقدار ان یکون سبعۃ اشبار وقیل لہ ربک اعظم ام احد فقال ربی اعظم واما المقاتلیۃ فمنسوبۃ الی مقاتل بن سلیمان حکی عنہ انہ قال ان اللہ تعالیٰ جسم وانہ جثۃ علی صورۃ الانسان لحم ودم ولہ جوارح واعضاء من راس و لسان وعنق وانہ فی جمیع ذالک لایشبہ الاشیاء ولا تشبہہ۔

فصل فی ذکر مقالۃ الجھمیۃ تفرد جھم بن صفوان بان الانسان انما ینسب الیہ ما

کوئی جگہ خالی نہیں اور صرف اجسام کا پہلا صفحہ متحرک ہے باقی اجزاء اپنی اپنی جگہ پر ہیں اگر انسان تیل لگائے اور چلنے لگے تو وہ متحرک نہیں بلکہ تیل متحرک ہے کہتا تھا: قرآن حادث ہے اور قرآن کو مخلوق نہیں کہتا تھا۔

★

مشبّہہ | یہ تین فرقے ہیں ہشامیہ، مقاتلیہ اور واسمیہ ان تینوں فرقوں کے نزدیک بالاتفاق اللہ تعالیٰ جسم ہے کیونکہ کوئی موجود شے بلا جسم کے نہیں یہ لوگ زیادہ تر رافضیوں اور کرامیہ سے ملتے جلتے ہیں اور ان کی کتابیں لکھنے والے ہشام بن حکم ہیں ہشام کی اثبات جسم کے موضوع پر ایک کتاب ہے۔

ہشامیہ، ہشام بن حکم کی طرف منسوب ہیں اس کا زعم ہے کہ اللہ طول، عرض اور عمق والا ایک جسم ہے اور ایک درخشندہ نور ہے اور صاف و شفاف چاندی کے ایک ٹکڑے کی طرح ایک معین اندازے پر ہے اور حرکت و سکون سے متصف ہے اور کھڑے ہونے اور بیٹھنے سے بھی۔ اس سے یہ بھی منقول ہے کہ وہ کہتا تھا: بہترین قد سات بالشت کا ہوتا ہے گویا اللہ کا قد سات بالشت کا ہے اس سے پوچھا گیا کہ آپ کا پروردگار بڑا ہے یا اُحد پہاڑ؟ تو بولا: میرا پروردگار عظیم ہے۔

مقاتلیہ، مقاتل بن سلیمان کی طرف منسوب ہے اس کا بھی زعم تھا کہ اللہ تعالیٰ جسم ہے اور اس کا جثہ انسانی شکل و صورت پہ ہے اس کے جسم میں گوشت، خون اور تمام اعضاء جیسے سر زبان اور گردن وغیرہ ہیں لیکن اس کی ہر شے کسی شے کے مشابہ نہیں اور نہ کوئی چیز اس کے مشابہ ہے۔

جہمیہ فرقہ کی وضاحت | جہم کے عقیدت مندوں کا نام جہمیہ ہے۔ جہم بن صفوان اس میں منفرد ہے کہ انسان کے افعال اسی کی

يظهر منه على المجاز لا على الحقيقة كما يقال طالت النخلة وادركت الثمرة وكان يأبى ان يقول ان الله شئ ويقول بحدوث علم الله ويمتنع ان يقول ان الله كان عالما بالاشياء قبل كونها ويقول ان الجنة والنار تفنيان وينفي الصفات كان مذهب جهم بترمذ وهو بلد وقيل بمرو وله تاليف في نفي الصفات قتله مسلم بن احوز المازوانی واما الضرارية فمنسوبة الى ضرار بن عمرو كان يقول ضرار ان الاجسام اعراض مجتمعة وجوز ان تنقلب الاعراض اجساما وان الاستطاعة بعض المستطيع وهي قبل الفعل وانكر قراءة ابن مسعود وابي بن كعب واما النجارية فهي منسوبة الى الحسين بن محمد النجار كان يثبت فعل الفاعلين بالحقيقة لله تعالى وللعبد وكان يقول بنفي الصفات وقال بقول المعتزلة في نفي الصفات الا في الارادة فانه اثبت ان القديم مريد لنفسه وكان يقول بخلق القران ويقول ان الله مريد على معنى انه ليس بمقهور ولا مغلوب وان الله متكلم بمعنى انه ليس بعاجز عن الكلام وانه لم يزل جوادا بمعنى نفي البخل عنه و مذهبه موافق لمذهب ابن عون وابي يوسف الرازي واكثر ما يكون مذهبه بقاشان و اما الكلابية فمنسوبة الى ابي عبد الله بن كلاب وكان يقول لا اقول صفات الله ليست

طرف مجاز کے طور پر منسوب ہیں حقیقت میں اس کے نہیں جیسے ہم کہتے ہیں کھجور لمبی ہو گئی اور پھل پک گئے اس کا زعم ہے کہ اللہ شے نہیں اور اللہ کا علم حادث ہے اور اللہ کو چیزوں کے وجود سے قبل ان کا علم نہ تھا اور جنت وجہنم دونوں فنا ہو جائیں گے اور اللہ کی تمام صفات کا منکر ہے اس کے گندے عقائد ترمذ یا مرو میں پھیل گئے تھے اس نے انکار صفات کے موضوع پر ایک کتاب بھی لکھی ہے جہم کو مسلم بن احوز مازوانی نے قتل کیا۔

ضراریہ: ضرار بن عمرو کی طرف منسوب ہیں اس کا زعم ہے کہ جسم اعراض کا مجموعہ ہے کہتا ہے کہ اعراض اجسام کی شکل اختیار کر سکتے ہیں اور استطاعت انسان کا ایک جزو ہے اور قبل از فعل ہے اور ابن مسعودؓ اور ابی بن کعبؓ کی قرأت کو نہیں مانتا۔

نجاریہ: حسین بن محمد نجار کی طرف منسوب ہیں اس کا زعم ہے کہ افعال حقیقی طور پر اللہ کی اور بندوں کی طرف منسوب ہیں یہ بھی صفات باری تعالیٰ کا منکر ہے اور صفات کے بارے میں بجز ارادے کے معتزلہ کا ہم خیال ہے کیونکہ اس نے ثابت کیا ہے کہ قدیم کا ذاتی اور قدیم ارادہ ہوتا ہے یہ بھی قرآن کو مخلوق کہتا تھا اور کہتا تھا اللہ صاحب ارادہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ میں ذاتی ارادہ ہے، کسی کی تحریک یا جبر و قہر سے نہیں اور اللہ تعالیٰ متکلم ہے یعنی وہ کلام سے عاجز نہیں اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے جواد ہے یعنی اللہ تعالیٰ بخیل نہیں یہ ابو عون اور ابو یوسف رازی کا ہم خیال ہے اس کا مذہب زیادہ تر قاشان میں پایا جاتا ہے۔

کلابیہ: عبد اللہ بن مبارک کلاب کی طرف منسوب ہیں۔ اس کا زعم ہے کہ صفات باری تعالیٰ قدیم نہیں، اور نہ

بقدیمۃ ولا محدثۃ وکان یقول لا اقول صفاتہ هی هو ولا هی غیرہ وان معنی الاستواء نفی الاعوجاج فی قولہ الرحمٰن علی العرش استوٰی وان اللہ لم یزل علی ما کان علیہ من قبل ان لا مکان ونفی ان یکون للقرآن حروفا۔

فصل فی ذکر مقالۃ السالمیۃ وهی منسوبۃ الی ابن سالم من قولهم ان اللہ سبحانہ یرٰی یوم القیامۃ فی صورۃ آدمی محمدی وانہ عزوجل یتجلی لسائر الخلق یوم القیامۃ من الجن والانس والملٰئکۃ والحیوان اجمع لکل واحد فی معناہ وفی کتاب اللہ تکذیبهم وهو فی قولہ عزوجل لیس کمثلہ شئ وهو السمیع البصیر ومن قولهم ان للہ تعالٰی سرّا لو اظهرہ لبطل التدبیر وللانبیاء سرا لو اظهرہ لبطلت النبوۃ وللعلماء سرا لو اظهرہ لبطل العلم وهذا فاسد لان اللہ تعالٰی حکیم وتدبیرہ محکم لا یتطرق نحوہ البطلان والفساد وما ذکروہ یؤدی الی ابطال حکمتہ تعالٰی وهذا کفر ومن قولهم ان الکفار یرون اللہ تعالٰی فی الآخرۃ ویحاسبهم ومن قولهم ان ابلیس سجد لآدم فی الثانیۃ وفی القرآن تکذیبهم وهو قول اللہ عزوجل الا ابلیس ابٰی واستکبر وکان من الکٰفرین وقولہ تعالٰی الا ابلیس لم یکن من الساجدین ومن قولهم ان ابلیس ما دخل

حادث ہیں اور نہ عین ذات ہیں اور نہ غیر ذات اور الرحمٰن علی العرش استوٰی (یعنی رحمٰن عرش پر قائم ہے) میں استواء کا یہ معنی ہے کہ اللہ تعالےٰ اس سے منحرف نہیں ہوتا اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ ایک حال پر رہتا ہے اور اس کے ٹھہرنے کی کوئی جگہ نہیں اور قرآن پاک کے حرفوں کا منکر ہے۔

سالمیہ یہ فرقہ ابن سالم کی طرف منسوب ہے ان کا زعم ہے کہ قیامت کے دن حق تعالےٰ امت محمدیہ کے ایک شخص کی شکل میں دکھائی دے گا اور قیامت کے دن حق تعالےٰ کی تجلی عام ہو گی، اور اسے جن، انسان، فرشتے اور تمام جاندار اپنے اپنے حال کے مناسب دیکھیں گے، لیکن کتاب اللہ میں ان لوگوں کی تردید ہے فرمایا: اللہ کے مثل کوئی چیز نہیں اور وہ خوب سننے والا اور خوب دیکھنے والا ہے، ان لوگوں کا عقیدہ ہے کہ حق تعالےٰ کا ایک راز ہے اگر وہ اس کو ظاہر فرما دے تو کائنات عالم کی تدبیر باطل ہو جائے، اسی طرح ہر نبی کے لئے ایک راز ہے اگر وہ اسے ظاہر کر دے تو اس کی نبوت ختم ہو جائے اسی طرح ہر عالم کے لئے ایک راز ہے اگر وہ اسے ظاہر کر دے تو اس کا علم جاتا رہے لیکن یہ عقیدہ باطل ہے کیونکہ حق تعالےٰ حکمت والا ہے اور اس کی تدبیر انتہائی مستحکم ہے جس میں فساد راہ نہیں پا سکتا، اور ان کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کی حکمت و تدبیر میں فساد راہ پا سکتا ہے اور یہ کفر ہے۔

یہ کہتے ہیں کہ کافر بھی آخرت میں حق تعالےٰ کو دیکھیں گے اور وہ ان سے حساب لے گا، ان کا زعم ہے کہ ابلیس نے دوسری بار آدمؑ کو سجدہ کر لیا تھا حالانکہ قرآن پاک میں ان کی تکذیب ہے فرمایا سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے سجدہ نہیں کیا اور اس نے انکار کر دیا اور غرور کیا اور وہ کافر تھا۔ فرمایا: مگر ابلیس سجدہ کرنے والوں

الجنۃ وفی القرآن تکذیبھم وھو قولہ تعالٰی اخرج منھا فانک رجیم ومن قولھم ان جبرئیل کان یجی الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولا یبرح من مکانہٖ ومن قولھم ان اللہ تعالٰی لما کلم موسٰی علیہ السّلام اعجب موسٰی بنفسہٖ فاوحی اللہ الیہ یاموسٰی اتعجبک نفسک مد عینیک فمد موسٰی عینیہ فنظر واذا فی آمدہ مائۃ طور علٰی کل طور موسٰی وھٰذا منکر عند اھل النقل واصحٰب الحدیث فھو حدیث باطل وقد اوعد النّبیّ صلی اللہ علیہ وسلم من کذب علیہ فقال من کذب علی متعمدا فلیتبوء مقعدہ من النار ومن قولھم ان اللہ تعالٰی یرید من العباد الطاعات ولا یرید منھم المعاصی وانہ عزوجل ارادھا بھم لا منھم وھٰذا باطل لان اللہ تعالٰی قال ومن یرد اللہ فتنتہٗ فلن تملک لہ من اللہ شیئًا یعنی کسرہ وقال اللہ تعالٰی ولو شآء ربک مافعلوا وقال تعالٰی ولو شآء اللہ ما اقتتلوا ومن قولھم ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یحفظ القرآن قبل النبوۃ وقبل ان یاتیہ جبرئیل علیہ السلام وفی القرآن تکذیبھم وھو قولہ تعالٰی ما کنت تدری ما الکتاب ولا الایمان وقولہ تعالٰی وماکنت تتلو من قبلہ من کتاب ولا تخطہ بیمینک ومن قولھم ان اللہ تعالٰی یقرء علٰی لسان کل قاریٔ وانھم اذا سمعوا القرآن من قاریٔ فانما یسمعونہ من اللہ وھٰذا

میں سے نہ تھا۔ ان کا گمان ہے کہ ابلیس جنت میں نہیں داخل ہوا حالانکہ قرآن پاک کہتا ہے: جنّت سے نکل جا کیونکہ تو ملعون ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ جبرئیل بلا ہلے جُلے اور اپنی جگہ سے ہٹے بغیر نبی صلے اللہ علیہ وسلّم کے پاس کس طرح آیا کرتے تھے؟ کہتے ہیں جب اللہ تعالےٰ نے حضرت موسےٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا تو موسےٰ علیہ السلام کو اپنا نفس اچھا معلوم ہوا حق تعالےٰ نے آپ کے پاس وحی بھیجی کہ اے موسےٰ کیا تو اپنے کو اچھا سمجھ رہا ہے؟ آنکھیں کھول کر دیکھ، حضرت موسےٰ علیہ السّلام نے دیکھا تو آپ کی حدِ نگاہ تک آپ کو سو کوہ طور نظر آئے اور ہر طور پر موسےٰ دکھائی دئیے۔ اہل نقل و محدثین کے نزدیک ان کا یہ قول باطل ہے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو مجھ پر جھوٹ بولے اسے اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لینا چاہیئے، یہ کہتے ہیں کہ حق تعالےٰ اپنے بندوں سے عبادتیں چاہتا ہے گناہ کرانا نہیں چاہتا؟ اور اللہ تعالےٰ نے ان سے گناہوں کے سبب کا ارادہ کیا ان سے گناہ کرانے کا ارادہ نہیں کیا حالانکہ یہ باطل ہے کیونکہ حق تعالےٰ فرماتا ہے: اور جس سے اللہ فتنہ چاہتا ہے تو آپ اللہ کے فتنہ سے کسی شے پر بھی قادر نہیں یہاں فتنہ سے کفر مراد ہے، فرمایا: اگر آپ کا رب چاہتا تو کافر کفر نہ کرتے فرمایا: اگر اللہ چاہتا تو وہ جنگ نہ کرتے۔ کہتے ہیں قرآن پاک کے قبل از نبوت اور جبرئیل علیہ السلام کی آمد سے پہلے نبی صلعم حافظ تھے۔ حالانکہ قرآن کہتا ہے: آپ کو خبر نہ تھی کہ کتاب کیا ہے اور ایمان کیا ہے فرمایا: آپؐ اس سے پہلے کتاب نہیں پڑھتے تھے اور نہ اسے اپنے سیدھے ہاتھ سے لکھتے تھے کہتے ہیں حق تعالےٰ ہر پڑھنے والے کی زبان پر پڑھتا ہے لوگ جب کسی پڑھنے والے سے قرآن سنتے ہیں یہ قول (معاذ اللہ) حلول

القول يفضي الى الحلول نعوذ بالله من ذالك ويؤدى الى ان الله تعالى يلحن ويلفظ وهٰذا كفر ومن قولهم ان الله تعالى فى كل مكان ولا فرق بين العرش وغيره من الامكنة وفى القرآن تكذيبهم قال الله عزوجل "الرحمٰن على العرش استوىٰ" ولا يقال على الارض استوىٰ ولا على بطون الحبالى والجبال وغير ذالك من الامكنة وهٰذا آخر ما يتعلق بالاعتقاد والاصول على وجه الاشارة والاختصار وانما لم نشر الى ابطال كل مذهب من مذاهب هٰذه الفرق الضالة خوفا من اطالة الكتاب وانما اوردنا ذكر مقالاتهم مجردة للتحذير منها اعاذنا الله واياكم من شر هٰذه المذاهب واهلها وأماتنا على الاسلام والسنة فى الفرقة الناجية برحمته۔

کی طرف اشارہ کرتا ہے یعنی حق تعالیٰ بندے میں اتر آتا ہے اور اس سے یہ بھی لازم آتا ہے کہ حق تعالیٰ سے غلطیاں سرزد ہوں اور الفاظ کا تلفظ فرمائے اور یہ کفر ہے، ان کا ایک گندہ عقیدہ یہ بھی ہے کہ حق تعالیٰ ہر جگہ ہے اور عرش میں اور دوسرے مقامات میں کوئی فرق نہیں حالانکہ قرآن حکیم میں ان کی تکذیب موجود ہے فرمایا: رحمٰن عرش پر جلوہ افروز ہے یہ نہیں کہا جاتا کہ وہ زمین پر بیٹھا ہے اور نہ یہ کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ رحموں میں اور پہاڑوں وغیرہ پر بیٹھا ہے۔ الغرض ان گمراہ فرقوں کے عقائد کی طرف ہم نے اختصار کے ساتھ اشارہ کیا ہے اور کتاب کے طویل ہو جانے کے ڈر سے ہم نے ان کے اقوال کی تردید کی طرف اشارے نہیں کئے بلکہ محض اقوال نقل کر دئے ہیں تاکہ قارئین کرام ان سے محتاط رہیں حق تعالیٰ شانہ ہم کو اور قارئین کرام کو ان اقوال کی اور اہل اقوال کی برائیوں سے محفوظ فرمائے اور اپنی رحمت و نوازش سے اسلام و توحید پر اور سنت پر نجات پانے والے فرقہ میں شامل فرما کر ہمیں اپنے پاس بلائے آمین۔

نواں باب

قرآن وحدیث سے وعظ ونصیحت کی مجلسیں

واما الالفاظ بمواعظ القرآن والالفاظ النبوية فى مجالس نذكرها فالاول من ذالك مجلس فى قوله عزوجل فاذا قرأت القرآن فاستعذ بالله من الشيطٰن الرجيم اعلم ان هذه الآية فى سورة النحل وهى مكية الاثلاث آيات من

پہلی مجلس، تلاوت سے پہلے اعوذ باللہ پڑھنا

حق تعالیٰ جل مجدہٗ نے فرمایا: جب آپ قرآن پاک پڑھنے کا ارادہ فرمائیں تو راندے گئے شیطان سے اللہ کی پناہ مانگ لیا کیجئے۔ غور کیجئے یہ آیت سورہ نحل کی ہے سورہ نحل مکی ہیں اتری البتہ اس کی آخری تین آیتیں مدینہ میں اتری ہیں۔ اس میں ۱۲۸ آیتیں ہیں اور اسم ۱۸ کلمے

اٰخرھا انزلت بالمدینۃ وعدد اٰیاتہا مائۃ و عشرون اٰیۃ وثمان اٰیاتٍ وعدد کلماتہا الف وثمان مائۃ واحدٰی واربعون کلمۃ وحروفہا سبعۃ الاف وسبعمائۃ وتسعۃ احرف قال اھل التفسیر کان سبب نزول ھذہ الاٰیۃ ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قرء سورۃ النجم و قرء واللیل اذا یغشٰی فی صلوٰۃ الفجر بمکۃ فاعلن قراءتہما فلما بلغ الیٰ قولہ افرایتم اللّٰت والعزّٰی ومنٰوۃ الثالثۃ الاخرٰی نعس النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فالقی الشیطٰن فی قرآءتہٖ تلک الغرانیق العلیٰ عندھا الشفاعۃ ترتجٰی یعنی الاصنام ففرح المشرکون بذالک لانہم اثبتوا لہا الشفاعۃ ویقولون ھولآء شفعآؤنا عند اللّٰہ کما قال اللّٰہ عزوجل ما نعبدھم الا لیقربونا الی اللّٰہ زلفٰی وکانوا یقولون انہا اجسام طاھرۃ لیس لہا ذنوب فہی اولٰی بالعبادۃ لہا من غیرھا من الملوک والملٰٓئکۃ لان لہم ذنوبا وھم ذوارواح فشبھوا الاصنام بالغرانیق وھی الذکور من الطیور واحدھا غرنوق و غرنیق لکونہا تعلو وترتفع فی السمآء وقیل ھو طآئر ابیض من طیر الماء وقیل ھو الکرکی و یسمٰی ایضا للشّاب الناعم غرنوق ومنہ حدیث علی رضؔ فکانی انظر الیٰ غرنوق من قریش یتشحط فی دمہٖ ای شآب وقال مقاتل یعنی الملآئکۃ رجوا ان تکون للملٰٓئکۃ شفاعۃ لان طائفۃ

ہیں اور ۷۷۰۹ حرف ہیں۔

مفسرین اس آیت کے شان نزول کے سلسلہ میں لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ مکہ میں صبح کی نماز میں نبی صلعم نے سورہ نجم اور واللیل پڑھی اور آپ نے ان دونوں سورتوں کو زور سے پڑھا پھر جب آپ افرأیتم اللات والعزیٰ ومناۃ الثالثۃ الاخریٰ پر پہنچے تو آپ پر اونگھ طاری ہو گئی اور آپ کی آواز میں آواز ملا کر شیطان نے یہ کلمے پڑھا دئیے "یہ بلند شان والے غرانیق (بت) ہیں اور ان سے شفاعت کی توقع ہے" یہ کلمے سن کر مشرکوں کو مسرت ہوئی کیونکہ وہ بتوں کی شفاعت کے قائل تھے اور کہا کرتے تھے کہ یہ بت اللہ کے پاس ہماری سفارش کریں گے اور ہمیں بخشوا دیں گے جیسا کہ حق تعالیٰ جل مجدہٗ نے فرمایا: (وہ کہتے ہیں) ہم ان کی محض اس لئے عبادت کرتے ہیں کہ یہ ہمیں حق تعالیٰ سے قریب کر دیں گے۔

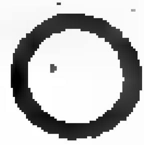
مشرک کہا کرتے تھے کہ بت معصوم و پاک اجسام ہیں اور ہر طرح کے گناہ سے بری ہیں اس لئے بہ نسبت سلاطین و ملائکہ کے یہ عبادت کئے جانے کے زیادہ لائق ہیں کیونکہ وہ گنہ گار و جاندار ہیں اس لئے انہوں نے بتوں کو غرانیق سے تشبیہ دی غرانیق غرنوق اور غرنیق کی جمع ہے غرنوق نر پرندے کو کہتے ہیں کیونکہ پرندے اوپر چڑھتے ہیں اور فضا میں بلند ہو کر اڑتے ہیں بعض کے نزدیک غرنوق پانی کا ایک سفید پرندہ ہے بعض کے نزدیک کلنگ کو کہتے ہیں اور نازک اندام نوجوان کو بھی غرنوق کہتے ہیں حضرت علی رضؔ فرماتے ہیں: گویا میں ایک قریشی غرنوق (نازک اندام نوجوان) کو دیکھ رہا ہوں جو اپنے خون میں لت پت ہے۔ مقاتل کے نزدیک غرانیق سے فرشتے مراد ہیں مشرکوں کو امید تھی کہ فرشتے ان کی شفاعت کر کے بخشوا دیں گے کیونکہ کافروں کی ایک جماعت فرشتوں کو پوجتی تھی پھر جب رسول اللہ صلعم نے سورہ نجم ختم فرما دی تو آپ نے سجدہ کیا اور آپ کے ساتھ تمام

من الكفار كانت تخبل الملائكة فلما بلغ الرسول
بخاتمة النجم سجد وسجد كل من حضر من مسلم
ومشرك غير ان الوليد بن المغيرة كان رجلا
شيخا كبيرا فرفع ملأ كفه من التراب الى جبهته
فسجد عليه فقال محتى كما تحتى ام ايمن وصواحباتها
وكان ايمن خادم النبي صلى الله عليه
وسلم فقتل يوم حنين فوقعت هاتان الكلمتان
فى قلب كل مشرك هما من سجع الشيطان وفتنته
القاهما فى قراءة النبي صلى الله عليه وسلم عند
اخر ذكر الطواغيت والاصنام فعجب الفريقان
كلاهما من سجود الجميعين واتباعهم للنبي
صلى الله عليه وسلم فى ذلك فاما المسلمون
فعجبوا من سجود المشركين على غير ايمان و
يقين واما المشركون فطابت انفسهم الى النبي
صلى الله عليه وسلم واصحابه واستبشروا و
قالوا ان محمدا قد رجع الى دينه الاول ودين
قومه فسجدوا تعظيما لالهتهم ففشت
الكلمتان فى الناس باظهار الشيطان حتى بلغت
الكلمات الحبشة فكبر ذلك على النبي صلى الله
عليه وسلم فلما امسى اتاه جبرئيل عليه السلام
وقال معاذ الله من هاتين الكلمتين ما انزلهما ربي
عزوجل ولا امرني بهما ربك فلما راى ذلك
رسول الله صلى الله عليه وسلم شق عليه و
قال اطعت الشيطان وتكلمت بكلامه و
اشركته فى امر الله عزوجل فنسخ الله ما القى

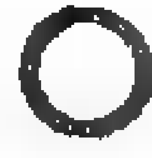
حاضرین نے بھی، مسلمانوں نے بھی اور مشرکوں نے بھی، البتہ ولید بن مغیرہ چونکہ بوڑھا پھونس تھا اور جھک نہیں سکتا تھا اس لئے اس نے مٹھی بھر مٹی لے کر اور اسے پیشانی کے پاس لے جا کر اس پر سجدہ کر لیا اور بولا: ہم ام ایمن اور اس کی سہیلیوں کی طرح سجدہ کرتے ہیں اور جھکے جاتے ہیں ام ایمن رسول اللہ صلعم کی خادمہ تھیں بالآخر ولید جنگ حنین میں مارا گیا۔ غرضیکہ یہ دونوں شرکیہ کلمے ہر مشرک کے دل میں جا گھسے جو حقیقت میں شیطان کی مسجع عبادت تھی تاکہ لوگ فتنہ میں پڑ جائیں شیطان نے ومنٰوۃ الثالثۃ الاخریٰ کے بعد رحمت عالم صلعم کی آواز میں آواز ملا کر یہ دونوں جملے بڑھا دیئے تھے تمام حاضرین کے سجدہ کرنے پر مسلمانوں کو بھی اور تعجب تھا اور مشرکوں کو بھی کیونکہ یہ کلمے مسلمانوں نے نہیں سنے تھے محض مشرکوں نے نبی صلعم جیسی آوازیں سنے تھے مسلمانوں کو اس لئے تعجب تھا کہ مشرکوں نے ایمان و یقین لائے بغیر کیسے سجدہ کر لیا اور مشرک نبی صلعم اور صحابہ سے خوش ہوئے جب آپ سے وہ کلمے سنے جو شیطان نے آپ کی اثنائے قرأت میں آپ کی آواز میں آواز ملا کر ان کے دلوں میں ڈال دئے تھے انہیں اس لئے مسرت ہوئی کہ انہوں نے گمان کیا کہ محمد (صلعم) اپنے آبائی اور قومی دین کی طرف لوٹ آئے، لہٰذا انہوں نے بھی اپنے معبودوں کی تعظیم کے لئے سجدہ کیا۔ پھر شیطان نے ان دونوں جملوں کو لوگوں میں پھیلا دیا اور یہ اسی قدر عام ہوئے کہ حبشہ میں رہنے والے مسلمانوں میں بھی پھیل گئے جب نبی صلعم نے یہ افواہ سنی تو آپ کو سخت صدمہ ہوا آپ دن بھر ملول رہے شام کو حضرت جبرئیل وحی لے کر آترے اور فرمایا: ان دونوں کلموں سے اللہ کی پناہ میرے پروردگار نے یہ دونوں کلمے نہیں اتارے اور نہ آپ کے پروردگار نے مجھے ان کا حکم فرمایا غرضیکہ رسول اللہ صلعم

الشیطان وانزل علیہ وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی الا اذا تمنیٰ القی الشیطان فی امنیتہ یعنی فی تلاوتہ وقراءتہ فینسخ اللہ مایلقی الشیطان ثم یحکم اللہ اٰیتہ واللہ علیم حکیم فلما برأ اللہ عزوجل نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم من سجع الشیطان وفتنتہ انقلب المشرکون بضلالتھم وعداوتھم ثم امر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالاستعاذۃ فانزل اللہ عزوجل فاذا قرات القراٰن فاستعذ باللہ من الشیطان الرجیم قال عبد اللہ بن عباس معناہ اذا اردت ان تقرء القراٰن فقل اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم یعنی احترز باللہ من الشیطٰن الرجیم ای ابلیس اللعین یعنی المرجوم باللعنۃ فقال لیس شئ قط اغلظ علیٰ ابلیس اللعین من التعوذ باللہ منہ انہ لیس لہ سلطان یعنی ملکا علی الذین اٰمنوا فی علم اللہ فی الشرک فیضلھم عن الھدیٰ وعلیٰ ربھم یتوکلون یعنی باللہ یثقون انما سلطانہ یعنی ملکہ علی الذین یتولونہ یعنی ابلیس اللعین یعنی یتبعونہ علیٰ امرہ فیضلھم عن دینھم الاسلام والذین ھم بہ یعنی باللہ مشرکون ای من اجلہ مشرکون۔

آپ کی آواز میں ان کلموں کے پڑھے جانے سے بڑے دلگیر تھے اور فرماتے تھے بظاہر میں نے ہی شیطان کی اطاعت کی اور اس کے کلمے پڑھے اور اللہ کی عبادت میں اسے شریک کیا آخر کار اللہ تعالیٰ نے ان کلموں کے شیطانی کلمے ہونے کی تصدیق فرما دی اور یہ آیت اتاری: ہم نے آپ سے پہلے جو رسول بھی اور جو نبی بھی بھیجا اور اس نے قرأت کی تو شیطان نے اسی کی قرأت میں دخل دیا پھر اللہ شیطانی کلموں کو مٹا دیتا ہے اور اپنی آیتوں کو محکم بنا دیتا ہے اور اللہ بڑے علم والا اور زبردست حکمت والا ہے پھر جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو شیطان کی سجع سے اور اس کے فتنہ سے بری قرار دیدیا تو مشرک پھر اپنی گمراہی اور عداوت پر اتر آئے پھر نبی صلعم کو اعوذ باللہ پڑھنے کا حکم فرمایا گیا اور یہ آیت اتری: جب آپ قرآن کی تلاوت کا ارادہ کریں تو اللہ کی، راندے گئے شیطان سے، پناہ مانگ لیا کیجیے۔ ابن عباس: یعنی جب آپ قرآن پڑھنے کا ارادہ فرمائیں تو اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم پڑھ لیا کیجیے یعنی شیطان سے اللہ کی مدد سے پناہ ڈھونڈیں۔ رجم بمعنی مرجوم (راندہ گیا لعنت زدہ) ہے، فرمایا: شیطان پر اعوذ باللہ سے زیادہ سخت کوئی چیز نہیں شیطان کا غلبہ ایمان والوں پر نہیں ہوتا کہ شیطان انہیں راہ ہدایت سے بہکا دے اور وہ اپنے اللہ ہی پہ بھروسہ رکھتے ہیں شیطان کا غلبہ انہیں پر ہوتا ہے جو اس سے دوستی گانٹھتے ہیں اور اس کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرتے ہیں، بالآخر وہ انہیں ان کے دین اسلام کی سیدھی راہ سے بہکا دیتا ہے اور ان پر داؤ چلتا ہے جو شیطان کے کہنے میں آکر اللہ کے ساتھ شریک کرنے لگتے ہیں حق تعالیٰ تمام مسلمانوں کو شیطانی فتنوں سے بچائے آمین۔



دسواں باب



ومعنیٰ اعوذ الاستعاذۃ والاستجارۃ والالتجاء والمعاذ الملجأ یقال عاذ بہ یعوذ بہ عیاذا و اعوذ عوذا ومعنیٰ معاذ اللہ ای الملجأ الیہ واعوذ باللہ یقال ھٰذا اعوذ لی مما اخاف ای مجیری والدافع عنی فکان العبد یعوذ باللہ لیقیہ من شر الشیطان والتعوذ بالقراٰن ھو التشفی بہ و قیل معنی الاستعاذۃ الاحتراز باللہ عزوجل قال اللہ تعالیٰ حاکیا عن ام مریم رب انی اعیذھا بک و ذریتھا یعنی مریم وعیسیٰ من الشیطٰن الرجیم یعنی احترز باللہ فی حقھما من الشیطٰن الرجیم واشتقاق الشیطٰن ماخوذ من الشطن وھو الحبل الطویل المضطرب والشطن البعد فکانہ تباعد من الخیر وطال فی الشر واضطرب فیہ ثم قیل للانسان شیطان ای کالشیطان فی فعلہ وکل شئ مستقبح فھو مشبھۃ بالشیطان فیقال کان وجھہ وجہ الشیطان وکان راسہ راس الشیطان ومنہ قولہ تعالیٰ عزوجل طلعھا کانہ رؤس الشیاطین فھو راس الشیطان المعروف وقد قیل ھو حیات لھا رؤس منکرۃ واعراف وقیل رؤس الشیاطین نبت معروف واما

استعاذہ کی لغوی تحقیق لغت میں اعوذ کے یہ معنی ہیں کہ میں اللہ کی پناہ ڈھونڈھتا ہوں اور اس کی حفاظت وحراست کا خواستگار ہوں، معاذ یعنی پناہ گاہ، اعوذ کا مصدر عیاذ اور عوذ ہے، معاذ اللہ یعنی فتنوں سے بچنے کے لئے اللہ ہی کی طرف رجوع کرنا ہے۔ ہذا اعوذ لی مما اخاف یعنی خطرات سے یہ مجھے پناہ دینے والا اور بچانے والا ہے اور مجھ سے فتنے ہٹانے والا ہے۔ بندہ اللہ سے پناہ مانگتا ہے تاکہ اللہ اسے شیطانی شر سے محفوظ فرمائے تعوذ بالقرآن یعنی قرآن سے شفا حاصل کرنا۔ بعض کے نزدیک استعاذہ بمعنی تعویذ اور قلعہ ہے، حق تعالیٰ حضرت مریم کی والدہ سے نقل کرتا ہوا فرماتا ہے اے میرے پروردگار میں اسے (مریم کو) اور اس کی اولاد کو (عیسیٰ کو) راندے گئے شیطان سے محفوظ رہنے کے لئے تیری حفاظت کے قلعہ میں محفوظ کرتی ہوں۔

شیطان کی لغوی تحقیق یہ لفظ، شطن (رسی) سے بنا ہے، شطن لمبی اور متحرک رسی کو کہتے ہیں اور شطن کے معنی دوری کے ہیں گویا شیطان خیر سے بہت دور ہے اور شر میں ہر وقت دوڑ دھوپ کرنے والا اور غیر معمولی لمبا ہے کبھی انسان کو بھی شیطان کہہ دیا جاتا ہے یعنی وہ اپنے برے افعال میں شیطان کی طرح ہے اسی طرح ہر بری چیز کو شیطان سے تشبیہ دی جاتی ہے کہا جاتا ہے اس کا چہرہ یا سر گویا شیطان کا چہرہ یا سر ہے فرمایا اور اس کی شاخیں گویا شیطان کے سر ہیں یعنی بے ڈھنگے پن میں اور بدنمائی میں۔

الرجیم فھو المرجوم باللعن ای رماہ باللعن و
البعد من الحضرۃ بعصیانہ فی ترک السجود لادم علیہ
السلام ورجمتہ الملئکۃ بالرماح وطردتہ بھا
من السماء الی الارض ثم جعلت لہ الکواکب
رجوما فیرجم ھو وذریتہ الی ان تقوم الساعۃ
بالکواکب وباللعن کما قال اللہ عزوجل وجعلنھا
رجوما للشیطین۔

فصل ان الشیطان لبعید من اللہ ولبعید من
کل خیر وبعید من الجنۃ وقریب الی النار فامر
النبی صلی اللہ علیہ وسلم وامتہ الکرام بالتعوذ
من الشیطان الرجیم البعید من الرحمن لیبعدوا
من النیران ویتقربوا الی الجنان وینظروا الی
ملک الدیان فکان اللہ عزوجل یقول یاعبدی
الشیطان منی لبعید وانت منی قریب فاحسن
الادب فی حفظ الحال حتی لا یکون للشیطان
علیک سبیل ولسبب من الاسباب وحسن الاداب
فی اداء الاوامر وانتھاء النھی والرضاء
بجریان المقدور فی النفس والمال والاھل
والولد والخلائق اجمعین فاذا دام العبد
علی ذالک والازمہ واظب علیہ وعانقہ
کانت لہ النجاۃ من فتن الشیطان ووساوسہ
وھوا جس النفس وغوائلھا وعذاب القبر
وضغطتہ وھول القیامۃ وشدتھا والم
النار وزفرتھا وکان فی جوار اللہ فی جنۃ
الماوی مع النبیین والصدیقین والشھداء

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ شیطان سانپ ہیں اور انکے سر بے ڈھنگے اور خوفناک ہوتے ہیں اور انکے پیر گھوڑوں کے پیروں کی طرح ہوتے ہیں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ رؤس الشیاطین ایک مشہور بوٹی ہے۔

رجیم کی لغوی تحقیق رجیم بمعنی مرجوم ہے یعنی جسے لعنت کے پتھروں سے سنگسار کر دیا گیا ہو اور جسے درگاہ قدس سے اس کی سرکشی اور بغاوت کی وجہ سے دُور کر دیا گیا ہو، فرشتوں کو اللہ کا حکم تھا کہ حضرت آدم کو سجدہ کریں سب نے حکم ربانی کی تعمیل کی مگر شیطان نے سجدہ نہیں کیا اور اللہ کا حکم ٹھکرا دیا۔ بالآخر فرشتوں نے شیطان کی اس بغاوت پر اس کے جسم میں نیزے گھونپے اور اسے آسمان سے زمین کی طرف مار بھگایا پھر اسے اور اس کی اولاد کو آتشیں پتھروں (شہاب ثاقب) سے قیامت تک سنگسار کیا جاتا رہیگا اور لعنتوں کے پتھروں سے بھی، فرمایا: اور ہم نے ان تاروں کو شیطانوں کو سنگسار کرنے کے لئے بنایا۔

شیطان کی شرعی تحقیق چونکہ شیطان اللہ سے دُور ہے، ہر خیر و بھلائی سے دُور ہے اور جنت سے دُور ہے ہاں جہنم کے قریب ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے رحمت عالم صلعم کو اور آپ کی اُمت مرحومہ کو حکم فرمایا کہ وہ راندے گئے شیطان سے جو اللہ کی رحمت سے بہت دُور ہے اللہ کی پناہ مانگتے رہیں تاکہ جہنم سے دُور اور جنت کے قریب ہو جائیں اور جزا دینے والے بادشاہ (حق تعالیٰ شانہ) پر اعتماد کریں گویا حق تعالیٰ جل مجدہ فرماتا ہے اے میرے بندے شیطان مجھ سے دُور ہے اور تو مجھ سے قریب ہے لہٰذا بہترین ادب ملحوظ خاطر رہے تاکہ شیطان تجھ پر کوئی راہ نہ پا سکے اور تجھ پر کسی حیلہ سے بھی اس کا داؤ نہ چل سکے۔ حسن ادب یہ ہے کہ میرے احکام لبعد شوق و تمنا بجالا اور جن چیزوں سے میں نے روک دیا ہے ان سے خوشی خوشی رک جا اور اپنے جان میں مال و اولاد میں اور اہل و عیال میں اور تمام کاموں میں تقدیر کے آگے سر تسلیم و رضا جھکا۔ پھر جب انسان ان تمام باتوں پر جم جائے گا اور انہیں ہمیشہ چمٹا رہے گا اور ان پر آڑ جائے گا اور انہیں سینے سے لگائے رکھے گا تو اسے شیطانی فتنوں اور وسوسوں سے اور نفس کے

والصّلحین وحسن اولٰئک رفیقا منقلبا فی نعم اللہ فی کل حال دائما ابدا قال اللہ عزوجل ان عبادی لیس لک علیہم سلطان فاذا کان علی العبد سمۃ العبودیۃ للملک الاعلٰی لم یکن لشیطان الضعیف الخسیس الادنی علیہ تسلق وابتلاء فی الجلوۃ ولا اذا خلا لا علی القلب بالمعصیۃ اذا نوی ولا علی الجوارح اذا کادت بہا ان تہوی وتردی فحینئذٍ لیسمع النداء ھٰکذا فعلنا بمن ترک الھوٰی واتبع الحق وبہ اھتدٰی وفیہ یختصم الملاء الاعلٰی وبہ یباھی الملک الاعلٰی علی العرش اذ ھو علیہ استوٰی بکلام القدیم المصون من سجع الشیطان والباطل عند قراءۃ القاری اذا قرء کذالک لنصرف عنہ السوٓء والفحشاء انہ من عبادنا المخلصین اذ ھو فی السر والعلانیۃ اتقٰی فالفرار من الشیطان الرجیم ودعائہ احری واولٰی واذا الحذر واقع من العلیّ الاعلٰی حیث قال ان الشیطان لکم عدو فاتخذوہ عدوا انما یدعوا حزبہ لیکونوا من اصحاب السعیر ولقد اضل منکم جبلًّا کثیرا افلم تکونوا تعقلون فاتباع الشیطان اصل کل شقاوۃ وعناء وفی المخالفۃ سعادۃ ونعماء وراحۃ وھدی والخلود فی دار البقاء۔

فصل ویستفید العبد بالاستعاذۃ خمسۃ اشیاء احدھا الثبات علی الدین والھدی والثانی السلامۃ من شر اللعین والعناد والثالث

بڑے بڑے اور ہولناک خیالات سے اور قبر کے عذاب اور اس کے دباؤ سے اور قیامت کی ہولوں اور شدتوں سے اور جہنم کے دکھوں اور عذابوں سے نکات مل جائے گی اور اسے اللہ کے پڑوس میں، جنۃ الماوٰی میں، انبیاء، صدیق شہداء اور صلحاء کی رفاقت جو بہترین رفاقت ہے نصیب ہو جائیگی اور ہر حال میں ہمیشہ ہمیش کیلئے اللہ کی نعمتوں میں کروٹیں لیتا رہے گا حق تعالیٰ نے فرمایا اے شیطان! تجھے میرے بندوں پر قابو حاصل نہیں اور ان پر تیرا داؤ نہیں چل سکتا۔ پھر جب بندہ پر بارگاہِ قدس سے ملا ہوا تمغہ ہوگا تو کمزور خسیس اور حقیر شیطان اس پر جلوت و خلوت میں چڑھائی نہ کر سکے گا اور نہ اپنے دام فریب میں مبتلا کر سکے گا اور اس کے پاس آنے کی شیطان کو نہ ظاہر میں جرأت ہو گی کہ اس سے گناہ سرزد کرا سکے اور نہ باطن میں کہ اس کا دل گناہوں کے وسوسوں سے داغدار بنا سکے اگر شیطان بندے کو گمراہ کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا بھی زور لگائے اور اللہ کے بندے کے پاس آ بھی جائے تو اسے آواز آئیگی: ہم اسے جو خواہش نفسانی کو چھوڑ کر حق کی تڑپ رکھتا ہے اور اس پر چل پڑتا ہے اور صحیح راہ پا جاتا ہے یہی بلند مقام عطا فرماتے ہیں، ایسے ہی بندے کی روح کے بارے میں فرشتے جھگڑتے ہیں اور بارگاہِ قدس میں اس کی روح کو لے جانے کے لئے ہر فرشتہ کی دلی خواہش ہوتی ہے اور آسمانوں پر فرشتوں میں اسے عظیم کے لقب سے پکارا جاتا ہے اور ایسے ہی بندے پر عرش کے اوپر شہنشاہ جل مجدہ جو عرش پر جلوہ افروز ہے اور وہ اپنے قدیم کلام سے جو شیطانی سجع سے اور باطل سے محفوظ ہے اور بندے نے قرأت سے قبل اعوذ پڑھ لی ہے اپنے بندے پر فخر کرتا ہے فرمایا: بات اسی طرح ہے تاکہ ہم اس سے برائی اور بے حیائی ہٹا دیں کیونکہ وہ ہمارا مخلص بندہ ہے کیونکہ اس کے دل میں خلوت و جلوت میں اللہ کا ڈر ہے اور اس کے پاس تقوے کا ہتھیار ہے لہٰذا شیطان رجیم سے اس کی دعوتوں کو پس پشت پھینک کر بھاگنا مومن کی شان الٰہی کے عین لائق و مناسب ہے اور انتہائی ضروری ہے کیونکہ اس کی طرف سے

الدخول فی الحصن الحصین والزلفی والرابع
الوصول الی المقام الامین مع النبیین والصدیقین
والشہداء والصالحین والخامس نیل معونۃ
رب الارض والسمآء کما ذکر فی بعض الکتب
المتقدمۃ لما قال ابلیس اللعین فی مخاطبتہ
للّٰہ عزوجل لاٰتینہم من بین ایدیہم ومن
خلفہم وعن ایمانہم وعن شمائلہم قال اللّٰہ
تعالٰی وعزتی وجلالی لاٰمرنہم بالاستعاذۃ فاذا
استعاذوا بی حفظتہم عن الیمین بالہدایۃ
وعن الشمال بالعنایۃ وعن الخلف بالعصمۃ
وعن القدام بالنصرۃ حتی لا تضرہم وسوستک
یا ملعون ورد فی بعض الاحادیث عن رسول
اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم انہ قال من استعاذ
باللّٰہ مرۃ حفظہ اللّٰہ تعالٰی فی یومہ ذلک
وقال ایضًا علیہ السلام اغلقوا ابواب المعاصی
بالاستعاذۃ وافتحوا ابواب الطاعۃ بالتسمیۃ۔
قیل ان ابلیس یبعث کل یوم ثلثمائۃ
وستین عسکر الاضلال المؤمن فاذا استعاذ
باللّٰہ نظر اللّٰہ الی قلبہ ثلثمائۃ وستین
نظرۃ ففی کل نظرۃ من نظراتہ تہلک عسکر
من عساکر الشیطان لعنۃ اللّٰہ۔

چوکنا رہنے کا اور کمال احتیاط برتنے کا اور پھونک پھونک کر قدم رکھنے کا حکم خود حق تعالٰے نے فرمایا ہے، فرمایا دیکھو! شیطان تمہارا دشمن ہے لہٰذا اسے دشمن سمجھو وہ اپنی جماعت کو اس لئے بلاتا ہے کہ وہ سب جہنمی بن جائیں۔ فرمایا شیطان تمہارے بہت لوگوں کو گمراہ کر چکا ہے کیا اب بھی تمہیں ہوش نہیں؟ نتیجہ صاف ہے کہ شیطان کی پیروی ہر شقاوت مزید سختی اور ہر تکلیف و مشقت کی جڑ ہے اور اس کی مخالفت ہر خیر و سعادت کی، ہر نعمت و راحت کی، ہر رشد و ہدایت کی اور دار البقاء میں دائمی حیات کی بنیادی شے ہے۔

فوائدِ استعاذہ استعاذہ پانچ فوائد کی ضمانت دیتا ہے استقامت و ہدایت کی، اس ملعون کی شرارتوں اور فتنوں سے حفظ و سلامتی کی، ایک مضبوط قلعہ میں داخل ہونے کی بشارت کی اور اللہ کے تقرب کی، پر امن مقام پر پہنچنے کی جہاں انبیاء، صدیقین، شہداء اور صلحاء کی رفاقت نصیب ہوگی اور پروردگار کی اعانت حاصل کرنے کی جو آسمان و زمین کا رب ہے جیسا کہ پہلی کتابوں میں درج ہے کہ جب ملعون ابلیس نے گفتگو میں اللہ تعالٰی سے کہا کہ میں لوگوں کو ان کے آگے سے، پیچھے سے، دائیں سے اور بائیں سے آکر گمراہ کر کے چھوڑوں گا تو حق تعالٰی نے جواب دیا: مجھے اپنی عزت و دبدبہ کی قسم میں انہیں استعاذہ کا حکم کروں گا اگر وہ اعوذ پڑھ لیں گے تو میں انہیں تیری گمراہی سے بچا کر رہوں گا دائیں طرف سے، ہدایت عطا فرما کر، محفوظ کر دوں گا اور بائیں طرف سے اپنی مہربانی اور نوازش سے نواز کر اور پیچھے سے ان کی حفاظت کر کے اور آگے سے ان کی مدد کر کے حتیٰ کہ اے ملعون تیرا وسوسہ انہیں نقصان دہ ثابت نہ ہوگا۔ ایک حدیث میں ہے کہ رحمت عالم صلعم نے فرمایا: جس نے (روزانہ) ایک دفعہ اللہ سے (اعوذ پڑھ کر) پناہ مانگ لی اللہ تعالٰی اس دن اسے شیطان کے شر سے محفوظ فرما دے گا علاوہ ازیں آپ نے فرمایا: اعوذ پڑھ کر گناہوں کا دروازہ بند کر دو اور بسم اللہ پڑھ کر اطاعتوں کا دروازہ کھول لو۔ کہا جاتا ہے روزانہ ابلیس ۳۶۰ لشکر مومنوں کو گمراہ کرنے کے لئے بھیجتا ہے اور حق تعالٰے اعوذ پڑھنے والوں کے دلوں پر ۳۶۰ بار نظر ڈالتا ہے پھر اللہ کی ہر نگاہ سے شیطان کا ایک لشکر تباہ ہو جاتا ہے حتیٰ کہ اس کے ۳۶۰ لشکر فنا ہو کر رہ جاتے ہیں۔

فصل والذی یخاف الشیطان منه و یحذره الاستعاذة وشعاع نور معرفة قلوب العارفین فان لم تکن من العارفین فعلیك باستعاذة المتقین الی ان ترتقی الی درجة العارفین فحینئذ شعاع نور قلبك یکسر شوکته و یهزم جنده و یبید خضرآءه و یقلع شافته فی خاصتك وربما جعلت شحنة لاخوانك واتباعك کما ورد عن النبی صلی الله علیه وسلم فی حق عمر بن الخطاب رض ان الشیطان یفر من ظلك یا عمرؓ و قوله ما سلك عمر وادیا الا والشیطان سلك غیر ذٰلك الوادی وقیل ان الشیطان کان یصرع اذا رأی عمر رض قال فاذا علم الشیطان من العبد الصدق فی عداوته و مخالفته لدعوته أیس منه و ترکه واشتغل بغیره وانما یاتیه کمناً احیانا علی علی وجه الاختفآء والتلصص فلیکن العبد ملازما للصدق مستیقظا مرتقبا لمجیء الشیطان وکیده فان منقبه دقیق وعداوته قدیمة اصلیة وانه یجری فی الجلود واللحوم کجری الدم فی العروق وقد روی عن ابی هریرة رض انه یقول بعد کبره اللهم انی اعوذ بك من ان ازنی او اقتل فقیل له اتخاف من ذالك فقال کیف لا اخاف وابلیس حیّ۔

فصل واولی ما یستعان به علی محاربة

شیطان کن چیزوں سے ڈرتا ہے؟

شیطان اعوذ سے اور عرفا کے دلوں کی معرفت کی نورانی کرنوں سے کانپتا ہے اگر آپ کا نام عرفاء کی فہرست میں نہیں تو پارساؤں کے استعاذہ کو لازم پکڑ لیجیے حتیٰ کہ آپ بتدریج ترقی کرتے کرتے عرفاء کے درجہ تک پہنچ جائیں پھر تو آپ کے دل کی نورانی شعاع شیطان کی کمر توڑ دیگی۔ اس کی فوج کو ہرا دیگی، اس کی بہار تاراج کر دیگی اور خاص طور سے آپ پر جو شیطانی حملے ہو رہے ہیں ان کا قلع قمع کر ڈالے گی اور لبا اوقات آپ اپنے بھائیوں اور پیروکاروں کے حق میں کوتوال ثابت ہوں گے اور انہیں بھی شیطانی حملوں سے بچالیں گے جیسا کہ سرکار رسالت صلعم فداہ ابی وامی نے فاروق عمرؓ کے حق میں فرمایا: عمرؓ! شیطان تمہارے سایہ سے بھاگتا ہے ایک جگہ فرمایا: اللہ کی قسم عمرؓ جس وادی سے گزرتے ہیں شیطان اس وادی کو چھوڑ کر دوسری وادی سے گزر جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ شیطان حضرت عمرؓ کو دیکھ کر دیوانہ ہو جاتا تھا اور مرگی والوں کی طرح بیہوش ہو کر گر جاتا تھا۔ آپ نے فرمایا جب شیطان کسی کو اپنا سچا دشمن پاتا ہے اور اپنی دعوت کا پکا مخالف دیکھتا ہے تو اس سے مایوس ہو کر اسے چھوڑ دیتا ہے اور کسی دوسرے کے پیچھے لگ جاتا ہے لیکن تاک میں برابر رہتا ہے اور کبھی کبھی چوری چھپے سے اس کے پاس آدھمکتا ہے اس لئے انسان حق وصداقت کا دامن مضبوط تھامے رہے شیطان سے چوکنا اور محتاط رہے اور شیطان کے آنے کا اور اس کی مکاری کا خطرہ ہمہ وقت پیش نظر رکھے اور پھونک پھونک کر قدم اٹھائے کیونکہ شیطان کے سوراخ بہت ہی باریک باریک ہیں اور اسکی عداوت پرانی چلی آرہی ہے اور اصلی ہے اگر اسے ذرا سا بھی راستہ ملتا ہے تو یہ گھس کر انسان کے گوشت پوست میں اسطرح دوڑنے لگتا ہے جیسے رگوں میں خون گردش کرتا رہتا ہے حضرت ابوہریرہؓ بڑھاپے میں یہ دعا مانگا کرتے تھے اے اللہ زنا کرنے سے یا قتل کرنے سے میں تیری پناہ مانگتا ہوں آپ سے کہا گیا کہ اس عمر میں زنا اور قتل سے کیوں ڈرتے ہیں؟ فرمایا: کیسے نہ ڈروں؟ ابلیس تو زندہ ہے۔

شیطان سے بچنے کی تدبیر

شیطان سے جنگ کرنے کا اور اسے نغ

الشیطان ددفعہٖ بکلمۃ الاخلاص وذکر المرء ربہ عزوجل کما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم حاکیا عن ربہٖ عزوجل انہ قال لا الٰہ الا اللہ حصنی فمن قالہا دخل حصنی فمن دخل حصنی فقد امن عذابی وقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام من قال لا الٰہ الا اللہ خالصا مخلصا دخل الجنۃ فالشیطان سبب العذاب فاذا قال العبد الکلمۃ وتقمص بموجباتہا من اداء الاوامر وترک النواھی فراٰہ الشیطان متلبسًا بذٰلک تباعد منہ ولم یقدر علیہ فنجا العبد من فتنتہٖ کما ینجو بجنتۃ القتال من سلاح عدوہٖ وکذٰلک التسمیۃ یکثر ذکرھا فانہ روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ سمع رجلا یقول تعس الشیطان فقال لہ علیہ الصلوٰۃ والسلام لا تقل ھٰکذا فانہ یتعاظم الشیطان اللعین ویقول بعزتی غلبتک ولکن قل بسم اللہ فانہ یتصاغر الشیطان حتی یصیر مثل الذرۃ وکذٰلک یستعان علیہ بترک الطمع نیما سوی فضل اللہ عزوجل من ابناء الدنیا وامرالھم وحسن ھم وثناء ھم وجمعھم والتکثر بھم وھدایاھم فان الدنیا وابناء ھا مال الشیطان وجنودہ وحزبہ والمرء مع مالہ والملک مع جندہ فعلی العبد الیاس من ذٰلک کلّ و الاستغناء باللہ عزوجل والثقۃ بہ والتوکل علیہ والرجوع الیہ فی جمیع امورہ واحوالہٖ باستعمال الورع من الحرام والشبھۃ و

کرنے کا سب سے بڑا ہتھیار کلمہ توحید وا خلاص اور ذکر اللہ ہے جیسا کہ نبی صلعم نے اپنے پروردگار سے نقل کرتے ہوئے فرمایا کہ رب العالمین نے فرمایا: لا الٰہ الا اللہ میرا قلعہ ہے جس نے لا الٰہ الا اللہ کہہ لیا وہ میرے قلعہ میں داخل ہو گیا اور جو میرے قلعہ میں آ گیا وہ میرے عذاب سے نڈر ہو گیا علاوہ ازیں آپ نے فرمایا: جس نے خالص لا الٰہ الا اللہ خلوص سے کہہ لیا وہ جنت میں داخل ہو گیا۔

شیطان سبب عذاب ہے پھر جب کوئی کلمہ اخلاص کو سینہ سے لگا لے اور اس کے تقاضے پورے کرنے لگے کہ احکام پہ سرگرم عمل رہے اور حرام و ممنوعات ترک کر دے تو شیطان اسے ان خوبصورت احوال میں دیکھ کر اس سے دُور دُور رہتا ہے اور اسے اس سے آنکھیں ملانے کی جرأت نہیں ہوتی اور اس کے سامنے آنے سے گھبراتا ہے بالآخر انسان اس کے فتنہ سے نجات پا جاتا ہے جیسے جنگی جوان اپنی ڈھال سے دشمن کے اسلحہ سے بچ جاتا ہے اسی طرح کثرت سے بسم اللہ کے پڑھنے سے بھی شیطان سے حفاظت ہوتی ہے نبی صلعم سے منقول ہے کہ آپ نے ایک شخص سے سنا کہ وہ کہہ رہا ہے: شیطان ہلاک ہو فرمایا: اس طرح بددعا نہ کر کیونکہ اس سے شیطان لعین موٹا ہوتا ہے اور پھول کر کُپّا بن جاتا ہے اور کہتا ہے میری عزت کی قسم! میں تجھ پر غالب آ گیا ہاں بسم اللہ پڑھ لیا کر کیونکہ اس سے شیطان ذلیل ہوتے ہوتے چیونٹی جیسا بن جاتا ہے۔

اسی طرح شیطان کے دفع کرنے پہ ترک طمع سے بھی مدد لی جاتی ہے کہ حق تعالیٰ نے انسان کو جو کچھ اپنا فضل عطا فرمایا ہے اس پر قناعت کرے اور مزید مال و اولاد کا لالچ نہ رکھے اور مال و اولاد کی تعریف و توصیف میں وقت ضائع نہ کرے اور زیادہ مال و ہدایا جمع کرنے کی طرف راغب نہ ہو کیونکہ دنیا اور دنیا والے شیطان کا مال اس کے لشکر اور اس کی جماعت ہیں اور انسان اپنے مال کے ساتھ رہتا ہے اور بادشاہ اپنے لشکر کے ساتھ رہتا ہے لہٰذا ان تمام چیزوں سے ایک مومن کو نا امید

ترك منة الخلق والتقليل من مباح الدنيا وحلالها والاكل بشهوة وشره كحاطب الليل من غير تفتيش وتنقير ومن لم يبال من اين مطعمه ومشربه لم يبال الله تعالى من اى ابواب النار يدخله فيلزم العبد ذلك حتى يأئس الشيطان منه فيسلم برحمة الله وعونه فان لم يفعل ذلك فالشيطان قرينه فى قلبه وصدره قال الله عزوجل ومن يعش عن ذكر الرحمٰن نقيض له شيطانًا فهوله قرين فتارة يوسوسه فى الصلوٰة و اخرى يمنيه الامانى الباطلة من شهوات النفس المحرمة منها والمباحة وتارة يثبطه عن المسارعة فى الخيرات والاتيان بالسنن والواجبات والعبادات والقربات فيخسر الدنيا والأخرة فيحشر معه وربما سلب الايمان فى اخر عمره فيخلد معه فى النار يوم القيامة مع فرعون وهامان وقارون نعوذ بالله من سلب الايمان ومتابعة الشيطان فى السر والاعلان۔

فصل وروى مقاتل عن الزهرى عن عروة عن عائشة رضى الله عنها انها قالت راح اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم ذات عشية يريدون رسول الله صلى الله عليه وسلم فيهم ابوبكر وعمر و عثمان وعلى وسلمان وعمار بن ياسر رضى الله تعالى عنهم اجمعين فخرج رسول الله صلى الله عليه وسلم وقد اخذته الرحضاء يعنى

ہو جانا چاہیئے اور اپنے تمام امور و احوال میں اللہ سے لو لگا کر مستغنی رہے اسی پر بھروسہ رکھے اور اسی پر توکل کرے اور اسی کی طرف رجوع کرے اور حرام اور مشتبہ چیزوں سے احتیاط برتے اور کنارہ کش رہے اور لوگوں میں سے کسی کا احسان نہ اٹھائے اور دنیوی مباح و حلال چیزیں کم سے کم استعمال کرے اور حرص و ہوس کو پاس بھی نہ آنے دے اور پوری پوری تحقیق و کرید کے بغیر رات میں لکڑیاں جمع کرنے والے کی مانند نہ بنے کہ اچھا برا سب سمیٹ لے جو اس بات کی پرواہ نہ کرے کہ اس کا طعام و شراب کہاں سے آیا ہے تو اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کو بھی پرواہ نہ ہوگی کہ اسے جہنم کے کسی دروازے سے جہنم میں جھونکے لہٰذا انسان کو پارسا اور متقی بن کر رہنا چاہیئے تاکہ اس سے شیطان ناامید ہو جائے اور وہ اللہ تعالیٰ کی مدد و مہربانی سے شیطان سے محفوظ رہے ورنہ شیطان اس کے دل اور سینہ میں دھونی دھما کر بیٹھ جائیگا اور اس کا ساتھی بن جائیگا حق تعالیٰ نے فرمایا اور جو مہربان اللہ کے ذکر سے اندھا بنا رہتا ہے ہم اس پر ایک شیطان مسلط کر دیتے ہیں اور وہی اس کا ساتھی ہوتا ہے اور یہ خبیث کبھی تو نماز میں وسوسے ڈالتا ہے کبھی باطل اور نہ بر آنیوالی امیدیں دلاتا ہے اور نفسانی اور مباح اور حرام شہوتوں کو ابھارتا ہے کبھی نیک کاموں میں دوڑ دھوپ سے روکتا ہے اور سنن و فرائض ادا کرنے سے اور عبادتوں اور طاعتوں سے نفرت دلاتا ہے بالآخر انسان اس ملعون کے کہنے میں آکر دنیا میں بھی گھاٹا اٹھاتا ہے اور آخرت میں بھی اور شیطان ہی کے ساتھ اس کا حشر ہوگا۔ کبھی کبھی شیطان انسان کی آخری عمر میں اس کا ایمان سلب کر لیتا ہے اور وہ قیامت کے روز ہمیشہ ہمیش کے لئے فرعون، ہامان اور قارون کے ساتھ جہنمی بن جاتا ہے اللہ کی پناہ کہ شیطان ہم سے ہمارا ایمان چھینے اور ہم خلوت و جلوت میں شیطان کے مطیع منقاد بنیں

شیطان کے اندیشے سے بچئے | حضرت عائشہ صدیقہ رضہ کا بیان ہے کہ ایک شام کو صحابہ کرام رسول اللہ صلعم کو ڈھونڈنے کے لئے نکلے ان میں ابوبکرؓ عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ، سلمانؓ اور عمارؓ بن یاسر بھی تھے پھر آپ پسینہ میں شرابور باہر آئے جیسے کسی کو شدت بخار میں خوب پسینہ آیا کرتا ہے آپ کے چہرے سے

عرق الحمی یتحدر منہ مثل الجمان یعنی اللؤلؤ
ثم مسح الجبھۃ وقال لعن اللہ الملعون
ثلاثا ثم اطرق فقال لہ علی رض بابی وامی
من لعنت آنفا فقال صلی اللہ علیہ وسلم
ابلیس الخبیث عدو اللہ ادخل ذنبہ فی دبرہ
فباض سبع بیضات فھم اولادہ الموکلون
بنی آدم احدھم اسمہ المدحش وکل
بالعلماء یردھم الی الاھواء المختلفۃ والثانی
اسمہ حدیث وھو صاحب الصلوٰۃ فینسیھم
الذکر ویعبثھم باللحظ ویطرح علیھم التثاؤب
والنعاس حتی ینام احدھم فیقال لہ قد نمت
فیقول لم انم فیدخل فی الصلوٰۃ بغیر
وضوء والذی نفس محمد بیدہ لیخرجن احدھم
من صلوٰتہ ما لہ شطرھا ولا ربعھا ولا عشرھا
ووزرھا اکثر من اجرھا والثالث اسمہ الزلنبور
وھو صاحب الاسواق یامرھم بالتطفیف
والکذب فی الشری والبیع والتحلی بسلعتہ
والمدح لھا اذا باعھا حتی ینفقھا عن
نفسہ والرابع اسمہ بتر وھو صاحب
شق الجیوب وخمش الوجوہ والدعاء
بالویل والثبور عند نزول المصیبۃ حتی
یحبط اجر صاحبھا والخامس اسمہ منشوط
وھو صاحب اخبار الکذب والنمیمۃ والھمز
والغمز حتی یوء ثم العباد والسادس اسمہ داسم
وھو صاحب الدبر الذی ینفخ فی الاحلیل

موتیوں کی طرح پسینہ کے قطرے ٹپک رہے تھے پھر آپ نے پیشانی اقدس پونچھی
اور تین بار فرمایا: اس ملعون پر اللہ کی لعنت ہو۔ پھر آپ سر جھکا کر خاموش
ہو گئے حضرت علی رضہ نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ نے
اس وقت کسی پر لعنت فرمائی؟ فرمایا اللہ کے دشمن خبیث ابلیس پر! اس
نے اپنی دم اپنی مقعد میں گھیسڑ کر سات انڈے دئے اور ان سے سات بچے پیدا
ہوئے جو اولاد آدم پر مسلط ہیں۔ ایک کا نام مدحش ہے جو علماء پر مسلط ہے
اور انہیں طرح طرح کی مختلف خواہشات پر ابھارتا رہتا ہے دوسرے کا
نام حدیث ہے جو نمازیوں پر مسلط ہے اور نماز میں بھول پیدا کرتا ہے
اور ان کا منہ ادھر ادھر پھیر کر ان سے کھیلتا ہے اور ان پر جمہائی اور اونگھ
طاری کر دیتا ہے حتی کہ نمازی سو جاتا ہے اور جب اس سے کہا جاتا ہے کہ
آپ تو سو گئے تھے تو کہتا ہے نہیں تو، میں تو نہیں سویا اور وہ بلا وضو کے
نماز پڑھ لیتا ہے اس کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے تم میں سے
بعض شخص اس حال میں نماز سے فارغ ہوتے ہیں کہ انہیں نماز کا آدھا
ثواب بھی نہیں ملتا ہے اور نہ دسواں حصہ ثواب ملتا ہے بلکہ ان پر
گناہ ثواب سے زیادہ ہوتا ہے۔

تیسرے کا نام زلنبور ہے یہ بازاروں میں تاجروں پر مسلط ہوتا ہے
اور انہیں کم تولنے اور کم ماپنے پر ابھارتا رہتا ہے اور خرید و فروخت میں
جھوٹ بولنے پر بھی اور سودے کو خوبصورت بنانے پر اور اس کی
خواہ مخواہ تعریف کرنے پر بھی حتی کہ وہ اسے فروخت کر ڈالتا ہے۔

چوتھے کا نام بتر ہے یہ نوحہ والوں پر مسلط ہے اور انہیں مصیبت کے
وقت گریبان پھاڑنے پر، منہ نوچنے پر اور اپنے آپ کو طرح طرح کے
کوسنوں پر اور آہ و واویلا پر ابھارتا ہے حتی کہ انہیں ملنے والے
ثواب کو غارت کر دیتا ہے۔ پانچویں کا نام منشوط ہے یہ لوگوں کو جھوٹ
چغلی، نکتہ چینی اور طعن و تشنیع پر ابھارتا رہتا ہے تاکہ انہیں گناہوں
میں لتھیڑ کر داغدار بنا دے۔ چھٹے کا نام داسم ہے یہ مردوں کے عضو

وعجز المرأة حتى يزني كل واحد منهما
بصاحبه والسابع اسمه الاعور وهو صاحب
السرقة يقول للسارق تسد بها فاقتك و
تقضي بها دينك وتستر بها عورتك ثم
تتوب فينبغي لكل مومن ان لا يغفل عن
الشيطان في سائر احواله ولا يأمنه في
جميع اموره وقد جاء في الحديث عن النبي
صلى الله عليه وسلم انه قال ان للوضوء
شيطانا يقال له الولهان فاستعيذوا بالله
منه وجاء في الحديث عن النبي صلى الله عليه
وسلم انه قال تراصوا في الصفوف لئلا
يتخللكم الشيطان كأنها بنات حذف
قال ابوحذيفة قال ابوعبيدة هي هذه
الغنم الصغار الحجازية واحدتها حذفة
ويقال نقد ايضا ويقال ليس بها اذناب
ولا اذان يجاء بها من جرش بلدة
باليمن وقد روي عن عثمان بن العاص
انه قال قلت يا رسول الله كيف حال
الشيطان بيني وبين صلوتي وقراءتي
فقال صلى الله عليه وسلم ذاك شيطان
يقال له خنزب اذا احسسته فتعوذ بالله
منه واتفل عن يسارك ثلاثا قال ففعلت
ذلك فاذهبه الله عني وقال النبي صلى الله
عليه وسلم في الحديث المشهور ما منكم من
احد الا وله شيطان قالوا ولا انت يا رسول الله

مخصوص ہیں اور عورتوں کے سرینوں میں پھونک مارتا ہے تاکہ آپس میں
ایک دوسرے کے ساتھ مل کر منہ کالا کریں۔ ساتویں کا نام اعور ہے یہ
چوروں پر مسلّط ہے چوروں سے کہتا ہے کہ چوری نیک عمل ہے اس سے
تیرا فاقہ ٹوٹے گا اور تو اپنا قرض بھی اتار دیگا اور ستر پوشی بھی ہو جائے گی
پھر اللہ سے توبہ کر لینا۔ لہٰذا ہر مومن کو چاہیئے کہ شیطان سے کسی حال میں بھی
غافل نہ رہے اور اپنے کسی کام میں بھی اس سے بے خوف ہو کر نہ بیٹھے
ایک حدیث میں ہے کہ رحمت عالم صلعم نے فرمایا: وضو پر ایک شیطان
مسلّط ہے جس کا نام وَلہان ہے لہٰذا اس سے اللہ کی پناہ مانگو۔ ایک
حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا: صفوں میں اچھی طرح سے مل کر کھڑے
ہو تاکہ شیطان تمہارے درمیان داخل نہ ہو گویا وہ بکری کے بچے ہیں
ابوعبیدہ: حذف حجاز کی چھوٹی چھوٹی بکریاں ہیں یہ حذفۃ کی جمع ہے
ان کو نقد بھی کہا جاتا ہے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ان کی دُمیں اور کان نہیں
ہوتے اور یہ یمن کے ایک شہر جرش سے لائی جاتی ہیں، عثمان بن عاص
کہتے ہیں میں نے کہا: یا رسول اللہ! شیطان میرے اور میری نماز و
قرأۃ میں کیسے حائل ہوا؟ فرمایا: اس شیطان کو خنزب کہا جاتا ہے
جب اس کی آہٹ پاؤ تو اس سے اللہ کی پناہ مانگو اور تین بار بائیں
جانب تھتھکار دو پھر میں نے ایسا ہی کیا اور حق تعالٰے نے اسے
مجھ سے ہٹا دیا ایک مشہور حدیث ہے کہ نبی صلعم نے فرمایا: تم میں سے
ہر ایک کے پاس ایک شیطان ضرور رہتا ہے صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ!
کیا آپ بھی بلا شیطان کے نہیں؟ فرمایا: ہاں، میرے ساتھ بھی ایک
شیطان رہتا ہے مگر اللہ تعالٰے نے اس پر میری اعانت فرمائی ہے۔
میں اس سے محفوظ رہتا ہوں، ایک حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا:
تم میں سے کوئی ایسا نہیں جس پر اس کا ساتھی ایک جن مسلّط نہ ہو۔
آگے حسب سابق حدیث ہے اور یہ مزید ہے اور وہ مجھے خیر ہی کا حکم
کرتا ہے۔ کہتے ہیں: جب اللہ نے ابلیس پر لعنت فرمائی تو اس کی

قال صلی اللہ علیہ وسلم ولا انا الا ان اللہ تبارک وتعالیٰ قد اعاننی علیہ فاسلم منہ وفی حدیث اٰخر عنہ صلی اللہ علیہ وسلم و ما منکم من احد الا وقد وکل بہ قرینہ من الجن قیل ولا انت یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ولا انا الا ان اللہ قد اعاننی علیہ فاسلم ولا یأمرنی الا بخیر و قیل ان اللہ لما لعن ابلیس خلق منہ زوجتہ الشیطانۃ من ضلعہ الایسر کما خلقت حوا من اٰدم علیہ السلام فغشیھا فحملت منہ احدی و ثلاثین بیضۃ فصارت اصلا لذریتہ فتفرعت الذریۃ عنھا فظیقت البر والبحر حتی قیل تفقصت کل بیضۃ عشرۃ اٰلاف ذکراً و انثی یعنی تفرعت منھا فکسفوا الجبال والجزائر والخرابات والفلوات والبحار والرمال والادغال والاٰجام والعیون ومجامع الطرق والحمامات والکنف والمزابل والھواٰء و معارک الحروب والنواویس والقبور و الدور والقصور وخیام الاعراب وجمیع البقاع قال اللہ افتتخذونہ وذریتہ اولیاء من دونی وھم لکم عدو بئس للظلمین بدلا فویل لمن استبدل لعبادۃ اللہ عزوجل طاعۃ الشیطان وذریتہ لاجرم انہ معھم فی النار خالدا فیھا ان لم یتب ولم

بائیں پسلی سے اس کی عورت شیطانی پیدا فرمائی جیسے حواء کو حضرت آدم سے پیدا فرمایا تھا پھر شیطان نے اس سے صحبت کی اور وہ حاملہ ہوگئی اور اس نے ۳۱ انڈے دئے انہیں انڈوں کے بچے ابلیس کی اولاد کی اصل ہیں انہیں سے اولاد اس قدر کثرت سے پھیلی کہ ان سے خشکی اور تری بھر گئی حتیٰ کہ کہا گیا ہے کہ ہر انڈے سے دس دس ہزار شیطان اور شیطانیاں پیدا ہوئیں یعنی ان سے ابلیس کی نسل اس قدر پھیلی کہ تمام پہاڑ، جزیرے، کھنڈرات ویرانے میدان، سمندر، ریگستان، درختوں کی کھوہیں، بن، چشمے، دوراہے، چوراہے، حمام، پاخانے، کھڈیاں، غار، لڑائیوں کے میدان، عیسائیوں کے قبرستان، محلے، گھر، محل، دیہاتیوں کے خیمے اور تمام مقامات بھر گئے۔

حق تعالیٰ مجدہ نے فرمایا: کیا تم مجھے چھوڑ کر ابلیس کو اور اس کی اولاد کو دوست بناتے ہو حالانکہ وہ تمہارے دشمن ہیں یہ بدل (کہ سچا معبود چھوڑ کر شیطان کو لے لیا جاتا ہے) مشرکوں کے لئے بدترین بدل ہے۔ ان کے لئے ویل ہے جنہوں نے اللہ عزوجل کی عبادت سے شیطان اور اس کی اولاد کی عبادت کا تبادلہ کر لیا لامحالہ ایسے لوگ انہیں کے ساتھ ہمیشہ ہمیش کے لئے جہنم میں رہیں گے اگر وہ عمر بھر ہوش میں نہیں آئے اور بلا توبہ کے شرک ہی پر مر گئے۔ لہٰذا ہر شخص کو اپنی ذات کے لئے بیدار ہو جانا چاہیئے اور اس کا اپنے آپ کو شیطان کے پنجوں سے چھڑا لینا اور رہا کرا لینا سب سے پہلا فرض ہے اس لئے بُرے ساتھیوں سے، گندے عملوں سے، گمراہی کی دعوت دینے والوں سے اور شیطانی لشکروں سے کنارہ کش رہے اور ان سے بہت دور ہٹ جائے اور اپنے سچے معبود اللہ کی طرف لوٹ آئے، اس کی عبادت و طاعت کو سینے سے چمٹا لے اور اللہ کے نیک بندوں (علماء، صلحاء اور عرفاء) کے

يتذكر فيتنبه لنفسه ويسعى في فكاكها و
خلاصها فيفارق قرناء السوء والاعمال
الخبيثة ودعاة الضلال وجنود الشيطان
فيرجع الى الله ويلزم طاعته و يجالس
العلماء من عباده والعارفين به
العاملين له الداعين اليه الراغبين
فيه والراجين بفضله الخائفين لسطوته
الراهبين من اخذه الزاهدين في الدنيا
الراغبين في العقبى القائمين في الليل
والصائمين في النهار الباكين على مافات
من ايام البطالات العازمين على الخيرات
فيما ياتي من الساعات التائبين من جميع
الذنوب والخطيات المتوكلين على خالق
الارض والسموات الواثقين برب الخليقة
والبريات في اللحظات والساعات القانتين
في اناء الليل واطراف النهار اولئك امنون
من السلاسل والاغلال وآفات الدنيا
واهوال النيران لانهم خالفوا طاعة
الشيطان واطاعوا الرحمن في السر و
الاعلانات فقابلهم الديان وجازاهم
المنان بما اخبر في قوله البيان فوقهم
الله شر ذلك اليوم ولقهم نضرة وسرورا
وجزاهم بما صبروا جنة وحريرا وقوله
تعالى ان المتقين في جنت ونهر في مقعد صدق
عند مليك مقتدر وقال الله تعالى ولمن خاف

پاس اُٹھتے بیٹھتے جو اللہ کی رضا کے لئے ہمہ وقت سرگرم عمل رہتے ہیں، اس کی طرف لوگوں کو محبت و پیار سے بلاتے ہیں اس کی توحید کی پرخلوص تڑپ رکھتے ہیں اس کی نوازش و مہربانی کے امیدوار رہتے ہیں اس کی ہیبت و سطوت سے کانپتے رہتے ہیں اس کی پکڑ سے خوفزدہ رہتے ہیں دنیا کو خیرباد کہہ چکے ہیں اور آخرت کی سچی تڑپ رکھتے ہیں، ہاں جو راتوں کو شب بیدار اور دنوں میں روزہ دار رہتے ہیں، دن رات عبادتوں میں مصروف رہتے ہیں لہو ولعب کے بیتے ہوئے ایام کو یاد کر کے پھوٹ پھوٹ کر روتے رہتے ہیں کہ آہ کیسا بیش قیمت وقت ضائع ہوگیا اور ہم عبادتوں کے کتنے عظیم ثواب سے محروم رہ گئے، مستقبل میں نیکیاں کرنے کا عزم بالجزم کر چکے ہیں، تمام گناہوں سے رو رو کر اور بلک بلک کر توبہ کرتے رہتے ہیں۔ زمین و آسمان کے پیدا کرنے والے پر توکل رکھتے ہیں ہر لمحہ اور ہر وقت کائنات عالم کے پروردگار پر بھروسہ کئے ہوئے ہیں اور دن رات کے اطراف و اوقات میں نماز پڑھتے رہتے ہیں یہی لوگ زنجیروں اور طوقوں سے امن والے ہیں اور دنیوی آفتوں سے اور جہنم کے ہولوں اور وحشتوں سے محفوظ ہیں کیونکہ انہوں نے شیطان کی پورے زور شور سے مخالفت کی اور رحمٰن کی خلوت و جلوت میں بہزار شوق و تمنا اطاعت کی بالآخر حق تعالٰی نے ان کے عملوں کے مطابق انہیں پورا پورا بدلہ عطا فرمایا جیسا کہ قرآن پاک میں ان سے وعدہ فرمایا تھا فرمایا: پھر اللہ تعالٰی انہیں اس دن کی برائی سے بچا لے گا اور انہیں شادابی اور مسرت عطا فرمائے گا اور انہیں ان کے صبر کی وجہ سے بدلہ میں جنت اور ریشم سے نوازے گا، فرمایا: بلاشبہ پارسا جنتوں میں اور نہروں میں ہوں گے اور صاحب اقتدار بادشاہ کے پاس سچی کرسیوں پر بیٹھے ہوں گے فرمایا جو اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرا اس کے لئے دو دو جنتیں ہیں۔

مقام ربه جنتٰن وقد ذکر اللہ عزوجل فی کتابہٖ ھذا العبد المفتون لعد تقواہ بقولہٖ تعالٰی ان الذین اتقوا اذا مسھم طٰئف من الشیطان تذکروا فاذا ھم مبصرون فاخبر عزوجل ان جلاء القلوب بذکر اللہ وبہٖ یزول عنھا الغطآء والظلمۃ والرین والغفلۃ وبہٖ ینکشف الکروب فالذکر مفتاح التقوی والورع والتقوی باب الاٰخرۃ کما ان الھوآء باب الدنیا قال اللہ تعالٰی واذکروا ما فیہ لعلکم تتقون فاخبر تبارک وتعالٰی ان الانسان بالذکر یتقی۔

فصل وفی القلب لمتان لمۃ الملک وھی الیعاد بالخیر والتصدیق بالحق ولمۃ من العدو وھی الیعاد بالشر وتکذیب بالحق ونھی عن الخیر وھو مروی عن عبد اللہ ابن مسعود رضؓ وقال الحسن البصری رحمۃ اللہ علیہ وانما ھما ھمّان یجولان فی القلب ھم من اللہ وھمّ من العدو فرحم اللہ عبدا وقف عند ھمّہٖ فما کان من اللہ امضاہ وما کان من عدوہٖ جاھدہٗ وقال مجاھد فی قول اللہ تعالٰی من شر الوسواس الخناس قال ھو منبسط علی قلب الانسان فاذا ذکر اللہ خنس وانقبض واذا غفل انبسط علی قلبہٖ وقال مقاتل ھو الشیطان فی صورۃ الخنزیر معلق فی القلب

حق تعالٰی شانہٗ قرآن حکیم میں ان اہل تقوٰی کے بارے میں جن کو شیطان فتنہ میں ڈالنا چاہتا ہے، فرماتا ہے: دیکھو! جو تقوٰی والے ہیں جب انہیں کوئی شیطانی وسوسہ چھوتا ہے تو انہیں اللہ یاد آجاتا ہے پھر وہ صحیح و غلط میں تمیز کر لیتے ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ ذکر اللہ سے دل کی صفائی ہوتی ہے اور اس کا زنگ دھل جاتا ہے اور غفلت کے پردے ہٹ جاتے ہیں اور تاریکی چھٹ جاتی ہے اور زنگ ہٹ جاتا ہے اور غفلت نام کو نہیں رہتی اور محض ذکر اللہ سے تمام بے چینیاں اور کلفتیں دور ہو جاتی ہیں لہٰذا ذکر اللہ ورع و تقوے کی کنجی ہے اور تقوے آخرت کا دروازہ ہے جیسے ہوٰی (خواہش نفسانی) دنیا کا دروازہ ہے فرمایا: جو کچھ قرآن میں ہے اس کا ذکر کرو تاکہ تمہارے اندر تقوے پیدا ہو، معلوم ہوا کہ انسان ذکر اللہ سے متقی بنتا ہے۔

انسان کے موکل جن اور فرشتے انسان کے دل میں دو قسم کے خیالات پیدا ہوتے ہیں فرشتہ کی طرف سے (نیک) خیالات اور شیطان کی طرف سے (برے خیالات) فرشتے نیک خیالات کو اور حق کو قبول کرنے کا رجحان پیدا کرتے ہیں اور دشمن یعنی ابلیس برے خیالات کی اور حق نہ قبول کرنے کی ترغیب دیتا ہے اور نیک اقوال و اعمال سے نفرت دلاتا ہے یہ بات حضرت عبد اللہ بن مسعود رضؓ سے منقول ہے حسن بصریؒ: یہ دو طرح کے خطرات ہیں جو انسان کے دل میں پیدا ہوتے ہیں ایک خطرہ اللہ کی طرف سے ہوتا ہے اور ایک ابلیس کی طرف سے حق تعالٰی اس بندے پر رحم فرمائے جو دلی خطرات پر غور کرتا ہے اگر اللہ کی طرف سے ہے تو اسے جاری کر دیتا ہے اور اگر ابلیس کی طرف سے ہے تو اسے مجاہدہ کے ذریعہ دل سے نکال کر پھینک دیتا ہے مجاہد (من شر الوسواس الخناس یعنی وسوسہ ڈالنے والے اور چھپ جانیوالے کی برائی سے، کی تفسیر میں) شیطان انسان کے دل پر چھا

فی جسد ابن آدم مجری منہ مجری الدم سلطہ الله عزوجل علیٰ ذٰلک من الانسان فذٰلک قولہ الذی یوسوس فی صدور الناس فاذا سہی ابن آدم وسوس فی قلبہ حتیٰ یبتلع قلبہ الخناس الذی اذا ذکر الله عزوجل ابن آدم خنس عن قلبہ فذہب عنہ وخرج من جسدہ وقال عکرمۃ الوسواس محلہ من الرجل فی فؤادہ وعینیہ ومحلہ فی المرأۃ فی عینیہا اذا اقبلت وفی عجزتہا اذا ادبرت۔

فصل وفی القلب خواطر ستۃ احدہا خاطر النفس والثانی خاطر الشیطان والثالث خاطر الروح والرابع خاطر الملک والخامس خاطر العقل والسادس خاطر الیقین فخاطر النفس یامر بتناول الشہوات ومتابعۃ الہوی المباح منہ والحرج وخاطر الشیطان یامر فی الاصل بالکفر والشرک والشکوی والتہمۃ لله عزوجل فی وعدہ وفی الفرع بالمعاصی والتسویف بالتوبۃ وما فیہ ہلاک النفس فی الدنیا والاٰخرۃ فالخاطران مذمومان محکوم لہما بالسوء وہما لعموم المومنین وخاطر الروح وخاطر الملک یردان بالحق والطاعۃ لله عزوجل وما یکون عاقبتہ سلامۃ فی الدنیا والاٰخرۃ وما یوافق العلم فہما محمودان لا یعدم منہما خصوص الناس واما خاطر العقل فتارۃ یامر بما یامر بہ

جاتا ہے پھر جب بندہ ذکر اللہ کرتا ہے تو شیطان سکڑ کر غائب ہو جاتا ہے اور اگر ذکر اللہ سے غافل رہتا ہے تو دل پر چھایا رہتا ہے مقاتل: یہ خنزیر کی شکل میں شیطان ہے جو انسان کے دل میں لٹک جاتا ہے اور خون کی طرح انسان کے جسم میں دوڑتا رہتا ہے حق تعالیٰ نے اسے یہ طاقت دی ہے فرمایا: وہ جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتا رہتا ہے جب کوئی اللہ کے ذکر سے غافل ہو جاتا ہے تو شیطان اس کے دل میں وسوسہ ڈالتا ہے حتیٰ کہ خناس اس کا دل نگل جاتا ہے اور اگر اللہ کا ذکر کرتا ہے تو اسکے دل سے ہٹ کر کسی جگہ جا چھپتا ہے اور اسکے جسم سے نکل جاتا ہے عکرمہ: وسوسہ ڈالنے والے شیطان کا محل مرد کا دل اور آنکھیں ہیں اور آنیوالی عورت کی آنکھیں اور جانے والی کے سرین ہیں۔

خطراتِ قلب انسان کے دل میں چھ قسم کے خیالات پیدا ہوتے ہیں نفسانی[1]، شیطانی[2]، روحانی[3]، ملکی[4]، عقلی[5] اور یقینی[6]۔

نفسانی خیالات نفسانی خواہشات پر اور ہوئی کی پیروی پر خواہ مباح ہو یا حرام، ابھارتے ہیں، شیطانی خیالات کفر و شرک پر شکوہ و شکایت پر اللہ کے وعدوں کے بارے میں تہمت پر گندے افعال کرنے پر اور توبہ کو کل کے چھوڑنے پر اور ایسے امور پر آمادہ کرتے ہیں جن سے دین و دنیا میں ہلاکت و تباہی آتی ہے لہٰذا یہ دونوں قسم کے خیالات لائق مذمت و ملامت ہیں اور بلاشبہ بدترین ہیں اور عام مومنوں میں پائے جاتے ہیں اور روحانی اور ملکی خیالات حق پر، اطاعت باری تعالےٰ پر اور ایسے امور پر جن میں دین و دنیا کی سعادتیں اور سلامتیاں مضمر ہیں اور علم کے موافق ہیں اکساتے ہیں یہ دونوں قسمیں تعریف و توصیف کے لائق ہیں انہیں اللہ والے اور خاص حضرات اپنے دلوں سے جدا نہیں ہونے دیتے عقلی خیالات کبھی شیطانی اور نفسانی خیالات کی طرف متوجہ کرتے ہیں اور کبھی روحانی اور ملکی خیالات کی طرف توجہ مبذول کرا دیتے ہیں عقلی

النفس والشیطان وتارة بایا مربۃ الروح والملك
وذلك حکمۃ من اللہ واتقان لصنعتہ لیبین حل
العبد فی الخیر والشر بوجود معقول و صحۃ شھود
وتمییز فیکون عاقبۃ ذلك من الجزاء والعقاب
عائد الیہ وعلیہ لان اللہ تعالی جعل الجسم
مکانا لجریان احکامہ ومحلا لنفاذ مشیئتہ
فی ما فی حکمتہ کذلك جعل العقل مطیۃ
الخیر والشر یجری معھما فی خزانۃ الجسم
اذ کانا مکانا للتکلیف وموضعا للتصریف و
سببا للتعریف العائد الی لذۃ النعیم او
عذاب الیم واما خاطر الیقین وھو روح الایمان
ومورد العلم یرد من اللہ تعالی ویصدر عنہ
ومخصوص بخواص من الاولیاء الموقنین
الصدیقین والشھداء والابدال لا یرد الا
الا بحق وان خفی ورودہ ودق مجیئہ ولا
ینقدح الا بعلم لدنی واخبار الغیوب
واسرار الامور فھو للمحبوبین والمرادین و
المختارین القائمین للہ الغائبین عن ظواھر
ھم الذین انقلبت عباداتھم الظاھرۃ الی
الباطنۃ ما خلا الفرائض والسنن المؤکدات
فھؤلاء ابدا فی مراقبۃ بواطنھم واللہ
تعالی یتولی تربیۃ ظواھرھم کما قال عزوجل
وعلا فی کتابہ العزیز ان ولیی اللہ الذی
نزل الکتاب وھو یتولی الصالحین تولاھم و
کفاھم واشغل قلوبھم بمطالعۃ اسرار

خیالات حق تعالی شانہ کی حکمت اور اس کی کاریگری کے کمال کی نشانی ہیں تاکہ انسان خیر و شر میں تمیز کرکے معقول و مشاہدہ پر مبنی دلائل کے ساتھ قدم بڑھائے تاکہ اس کے عملوں کے نتائج ثواب و عذاب پر مرتب ہوں کیونکہ حق تعالی نے انسان کا جسم اپنی حکمت سے اپنے احکام جاری کرنے کے لئے ان کا اور اپنی مشیت کا محل بنایا ہے اور عقل و شر کی سواری بنادیا ہے عقل خزانہ جسم میں خیر و شر دونوں کے ساتھ ساتھ رہتی ہے اگرچہ یہ دونوں تکالیف و تصرفات کے محل ہوں اور گوناگوں نعمتوں کی لذتوں اور دردناک و پرہول عذابوں میں تمیز کرنے کا ایک سبب ہے۔

یقینی خیالات جو ایمان کی روح، اس کا جوہر اور علم و یقین کے محل ہیں حق تعالی جل مجدہ کی طرف سے آتے جاتے ہیں یہ خیالات خاص اولیاء اللہ کے لئے مخصوص ہیں جن کو کامل یقین حاصل ہے اور صدیقین، شہداء اور ابدال کے لئے بھی جن سے حق ہی سرزد ہوتا ہے اگرچہ اس کا ظہور پوشیدہ اور لطیف ترین ہوتا ہے اور اس کی چنگاریاں علم لدنی غیب کی خبروں اور چیزوں کے اسرار و حقائق ہی سے جھڑتی ہیں لہذا یہ اللہ کے پیاروں اس کے مطلوب بندوں اس کے برگزیدہ محبوبوں ہی کے لئے ہے جو اللہ ہی کے لئے لب کشائی کرتے ہیں اور اپنے ظاہری امور سے غائب رہتے ہیں جن کی فرائض و سنن موکدہ کے علاوہ ظاہری عبادتیں باطنی عبادتوں میں تبدیل ہوگئی ہیں۔ یہ اللہ کے مقرب و خواص بندے سدا اپنی باطنی عبادتوں کی اصلاح کی فکر میں لگے رہتے ہیں اور حق تعالی شانہ نے ان کی ظاہری عبادتوں کی ذمہ داری لے لی ہے اور وہی انہیں تعلیم و تربیت دیتا ہے فرمایا: میرا ولی (دوست) اللہ ہے جس نے یہ کتاب اتاری وہی صلحاء کا متولی ہوتا ہے یعنی اللہ ان کا متولی ہے اور ان کے لئے کافی ہے اور اللہ نے ان کے دل اسرار غیب کے مطالعہ میں مشغول فرما دیے ہیں اور اپنی معرفت کی تجلیات سے انہیں جگمگا دیا ہے لہذا اس نے اپنے کلام کے لئے انہیں چن لیا ہے اور

الغيوب ونورها بالتجلي في كل قريب فاصطفهم
لمحادثته واختصهم بالانس به والسكون
اليه والطمانينة لديه فهم في كل يوم في
مزيد علم ونمو معرفة وتوفير نور وقرب
من محبوبهم ومعبودهم وهم في نعيم
لا نفاد له والآء لا انقطاع لها وسرور لا غاية
له ولا منتهى فاذا بلغ الكتاب اجله وانتهى
ماقدر لهم من البقاء في دار الفناء نقلهم
منها باحسن الانتقال كما ينقل العروس من
حجرة الى دار من الادنى الى الاعلى فالدنيا في
حقهم جنة وفي الاخرة لاعينهم قرة وهو
النظر الى وجه الكريم من غير حجاب ولا
باب ولا حاجب ولا بواب ولا مانع ولا حداد
ولا من ولا منتان ولا ضيم ولا اضراب ولا انقطاع
ولا نفاد كما قال عز من قائل ان المتقين في جنات
ونهر في مقعد صدق عند مليك مقتدر وكما قال
للذين احسنوا الحسنى وزيادة احسنوا في الدنيا
له بالطاعة نجازيهم في العقبى بالجنة والكرامة
واعطاهم النعمة والسلامة وزادوا له بتطهير
القلوب وترك العمل لما سواه فجازيهم
سبحانه وتعالى بالزيادة في دار البقاء والمنة
وهو دوام النظر الى وجهه الكريم كما اخبر
في كتابه المبين لعبادة اولى الالباب و
العقول۔

اپنے سے مانوس بنانے کے لئے انہیں مخصوص فرما لیا ہے انہیں اللہ ہی
کے پاس سکون نصیب ہوتا اور اسی کے ذکر و فکر سے اطمینان ملتا ہے
اور ان کا روز بروز علم بڑھتا ہی جاتا ہے اور لحہ بہ لحہ معرفت میں اضافہ
ہی ہوتا رہتا ہے اور سکنڈ بہ سکنڈ نور کی اور اپنے معبود و محبوب سے قرب
کی زیادتی ہی ہوتی رہتی ہے اور یہ ایسی ایسی نعمتوں سے لذت اندوز ہو
رہے ہیں جن کو کبھی فنا نہیں اور ایسے ایسے انعامات سے نوازے جاتے
ہیں جو کبھی ختم ہونے والے نہیں اور انہیں ایسا سرور حاصل ہے جس کی
غایت و انتہا نہیں پھر جب ان کی عمر کی مقررہ مدت ختم ہو جاتی ہے اور
دنیا میں ان کی زندگی پوری ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ انہیں دنیا سے
بہترین طریقہ سے منتقل فرما دیتا ہے جیسے دلہن ایک تنگ و تاریک
کمرے سے فراخ و روشن اور اعلیٰ اور مزین کمرے کی طرف منتقل کی جاتی ہے
لہٰذا ان حضرات کے حق میں دنیا بھی بمنزلہ جنت کے ہے اور آخرت
میں تو ان کی آنکھوں کے لئے ٹھنڈک ہی ٹھنڈک ہے کیونکہ وہ بلا حجاب
و آڑ کے بلا پاسبان و دربان کے، بلا کسی رکاوٹ و حد بندی کے،
بلا منت و احسان کے، بلا ظلم و ضرر کے اور بلا انقطاع و اختتام کے
اپنے معزز محبوب کا رخ انور دیکھیں گے جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا: بلاشبہ
اللہ سے ڈرنے والے نہروں والی جنتوں میں پاکیزہ کرسیوں پر اپنے صاحب
اقتدار بادشاہ کے پاس ہوں گے فرمایا جو پر خلوص عملوں میں سرگرم
رہتے ہیں ان کے لئے جنت ہے اور مزید نعمت دیدار باری تعالیٰ ہے
انہوں نے دنیا میں حسن عبادات کر کے اللہ کو راضی کر لیا تھا اللہ تعالیٰ
نے انہیں آخرت میں عبادتوں کا بدلہ جنت و بزرگی عطا فرما کر دیا اور
انہیں نعمت و سلامتی بخشی اور انہوں نے اللہ کی رضا کے لئے اپنے
دل پاک کر لئے تھے اور صرف اللہ کی عبادت کی تھی اللہ نے انہیں دار البقاء
میں دیدار کی مزید نعمت سے نواز دیا کہ ہمیشہ اپنے محبوب و معبود کے رخ انور
کو دیکھتے رہیں اور اپنی آنکھوں میں نور اور دلوں میں سرور پیدا کرتے رہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی روشن کتاب میں عقلاء کو خبر دی ہے۔

فصل وللنفس والروح مكانان لالتقاء الملك والشيطان فالملك يلقى التقوى الى القلب والشيطان يلقى الفجور الى النفس فيطالب النفس القلب باستعمال الجوارح بالفجور وفي مكانين في البنية العقل والهوى يتصرفان بمشيئة حاكم وهو التوفيق والاغواء وفي القلب نوران ساطعان وهما العلم والايمان فجميع ذلك ادوات القلب وحواسه والاته والقلب في وسط هذه الالات كالملك هذه جنوده يردون اليه كالمرأة المجلوة وهذه الالات حولها تتظهر فيرا ها ويقدم فيها فيجد ها۔

فصل اعوذ برب العرش والكرسي من الشيطان الغوي وخواطر السوء وهواجس النفس ومن فتنة كل جني وانسي ومن رياء ونفاق وعجب وكبر وشرك وخلال السوء الناشية في القلب ومن كل شهوة ولذة مؤدية الى المهالك للنفس ومن البدع والضلال والاهوية المتسلطة للنيران على الجسم ومن كل قول وفعل وهم تحجب من القلوب العرشية قلبي ومن اتباع الاهوية المضلة والطبائع النفسية والاخلاق الردية واعوذ بالملك الحميد المجيد من الشيطان الخبيث المريد اعوذ بالرب الودود ونقمته اذا غفلت عن طاعته اذ هو اقرب الي من حبل الوريد اعوذ بالله من سطوته اذا غضب على اهل المعصية

نفس وروح کے دو خانے

نفس وروح میں سے ہر ایک کے دو دو خانے ہیں ایک خانہ ملکی خیالات کے لئے ہے اور ایک شیطانی خیالات کے لئے، فرشتہ دل میں تقویٰ ڈالتا ہے اور شیطان نفس میں فسق وفجور کی باتیں ڈالتا ہے اور نفس دل سے مطالبہ کرتا ہے کہ اعضاء سے فسق وفجور کا کام لیا جائے انسان کے جسم کے اندر دو مکان ہیں ایک عقل کا مکان ہے اور ایک ہوٰی کا، یہ دونوں ایک حکمران (دل) کے اشاروں پر کام کرتے ہیں دل یا تو نیک کام کی رغبت دیتا ہے یا گمراہی کی طرف اشارہ کرتا ہے، دل میں دو قمقمے روشن ہیں یعنی علم اور ایمان یہ تمام دل کے آلے ہیں اور دل ان آلات کے درمیان بمنزلہ بادشاہ کے ہیں اور اسکی فوج ہیں جو اسکے پاس آتے جاتے ہیں جیسے ایک مجلی آئینہ میں صورتیں چھپتی رہتی ہیں چونکہ یہ دل کے آس پاس ہوتے ہیں اس لئے جب دل انہیں دیکھتا ہے تو یہ دل میں منعکس ہو جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے شیطان کے شر سے پناہ مانگنے کی دعا

میں عرش وکرسی کے پروردگار کی گمراہ شیطان سے، برے خیالات سے نفسانی خطرات سے، ہر جن اور انسان کے فتنہ سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں اور ریا، نفاق، غرور، اپنی بڑائی، شرک اور برے اخلاق سے بھی جو دل میں ابھرتے رہتے ہیں اور ہر اس شہوت ولذت سے بھی جو نفس کو تباہ کرنیوالی ہے اور بدعتوں، گمراہیوں اور خواہشات سے بھی اور جسم پر آگوں کے لئے مسلط ہیں اور ہر اس قول، فعل اور فکر سے بھی جو عرشی دلوں کی طرف سے میرے دل کے لئے حجاب بن جائے اور گمراہ کن خواہشات کی پیروی سے نفسانی رجحانات سے اور ردی اخلاق سے بھی اور میں خبیث وسرکش شیطان سے ایسے بادشاہ کی پناہ مانگتا ہوں جو محمود (تعریفوں والا) وبزرگ ہے اور میں محبت کرنیوالے پروردگار کی اس کے عذاب سے پناہ مانگتا ہوں جب کہ میں اس کی اطاعت سے غافل ہو جاؤں کیونکہ وہ مجھ سے میری شاہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے، مجھے اللہ تعالیٰ کی پناہ، جب وہ گنہگاروں پر غصہ فرمائے قیامت کے دن اللہ کی سخت پکڑ کے وقت جب کہ وہ

اعوذ بہٖ من ہیبتہٖ عند شدۃ بطشہٖ فی یوم القیامۃ للطاغین من بریتہٖ واعوذ بہٖ من کشف الغطآء والستر والتیھان فی معصیتہٖ فی البر والبحر ولنسیان الاصل والفرع والمیل الی الرفع والرعونۃ والخیلآء والکبر و ترک الطاعۃ والقربۃ والبر والتأنی علیہ والایمان الکاذبۃ والحنث دون البرو خاتمۃ السوٓء والافلاس من کل خیر و الموافاۃ عند حضور المنیّۃ بالشر۔

فصل د مجاھدۃ الشیطان باطنۃ وھی بالقلب والجنان والایمان فاذا جاھدتہ کان مدرکک الرحمٰن ومعتمدک الملک الدیّان ورجآءک رویۃ وجہ الجلیل المنّان وجھاد الکفار جھاد الظاھر بالسیف و الرماح ومدرکک فیہ الملک والاعوان و رجآءک فیہ دخول الجنان فان قتلت فی مجاھدۃ الکفار کان جزآؤک الخلود فی دار البقآء وان قتلت فی مجاھدۃ الشیطان ومخالفتک ایاہ لفنآء اجلک واخترام منیّتک کان جزاؤک وجہ رب العالمین عند اللقاء فان قتلک الکافر کنت شھیدا وان قتلک الشیطان بمتابعتک ایاہ والانقیاد لامرہٖ کنت من قرب الملک الجبار طریدا فجھاد الکفار لہ نھایۃ وفنآء وجھاد الشیطان والنفس لاغایۃ لہ ولا منتھی

اپنی سرکش مخلوق کو پکڑے گا اللہ کی ہیبت سے اللہ کی پناہ مجھے اللہ کی پناہ کہ میرے گناہوں کی پردہ دری ہو اور خشکی اور تری میں گناہوں سے اللہ کی پناہ اور اپنی اصل و فرع کو بھولنے سے اللہ کی پناہ اور بڑائی، رعونت، کبر، غرور، ترک عبادت و اطاعت ترک نیکی ایکی میں سستی اور تاخیر، جھوٹی قسم، قسم کو توڑنے سے، برے خاتمہ سے اور ہر خیر میں خالی ہاتھ رہ جانے سے اور موت کے وقت برے خیالات سے اللہ کی پناہ۔

★

شیطان سے مجاہدہ

شیطان سے ظاہر جہاد نہیں بلکہ باطنی ہے جو دل اور ایمان کے اسلحہ سے ہوتا ہے اگر آپ شیطان سے جہاد کریں گے تو آپکی پشت پر رحمٰن ہوگا اور آپ کو انصاف پسند شہنشاہ سہارا دے گا اور آپ دیدار باری تعالیٰ کے امیدوار دل میں سے ہوں گے، کافروں سے ظاہری جہاد ہے جو تلوار اور نیزے وغیرہ سے کیا جاتا ہے اس میں بھی آپ کی مدد شہنشاہ عرش بریں ہی فرماتا ہے اور اس سے آپ جنت میں جانے کی امیدوار بنتے ہیں اگر آپ کافروں کے جہاد میں کام آگئے تو اس کی جزا میں آپ کو دارالبقاء میں دائمی جنت ملے گی اور اگر آپ شیطان سے جہاد میں اور نادم واپسیں اس کی مخالفت کرتے کرتے مارے گئے یعنی اپنی موت سے مر گئے تو آپ کو اس کی جزا میں قیامت کے دن پروردگار عالم کا دیدار نصیب ہوگا اگر آپ کو کافر قتل کرے گا تو آپ شہید ہوں گے اور اگر آپ کو شیطان قتل کریگا (شیطان کا قتل کرنا یہ ہے کہ آپ اس کے مطیع و منقاد بن جائیں) تو آپ کو شہنشاہ جبار کے قرب سے دھکا دیدیا جائے گا لہٰذا کافروں سے جہاد کی تو غایت و انتہا ہے لیکن شیطان و نفس سے جہاد کی غایت و انتہا نہیں فرمایا: موت کے وقت تک اپنے پروردگار کی عبادت کرتا رہ، رب کی عبادت شیطان و نفس کی مخالفت کے ساتھ ہوتی ہے

قال اللہ عزوجل وعلا واعبد ربک حتی یاتیک الیقین یعنی الموت واللقآء فالعبادۃ بمجاھدۃ الشیطان والھوی قال اللہ عزوجل فکبکبوا فیھا ھم والغاوون وجنود ابلیس اجمعون و قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم حین رجع من غزوۃ تبوک رجعنا من الجھاد الاصغر الی الجھاد الاکبر عنی بہ صلی اللہ علیہ وسلم مجاھدۃ الشیطان والنفس والھوی لمداومتھا و طول ممارستھا وخطرھا والخوف من سوء خاتمتھا

فرمایا: پھر وہ اور گمراہ اوندھے منہ جہنم میں جھونکے جائیں گے اور ابلیس کا تمام لشکر بھی۔ رحمت عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ تبوک سے واپس آکر فرمایا: ہم چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف لوٹ آئے، اس سے آپ کی مراد شیطان و نفس سے اور حرص و ہوا سے جہاد کی تھی، کیونکہ یہ جہاد ہمیشہ رہتا ہے اور اس کی مدت مرتے دم تک ہے اور اس کے خطرات سکرات تک ہیں، حق تعالیٰ بُرے خاتمہ سے محفوظ فرمائے اور اسلام و توحید پہ اپنے پاس بلائے، آمین۔

وعظ کی دُوسری مجلس

فی قولہ عزوجل انہ من سلیمان وانہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۝ اعلم ان ھٰذہ الآیۃ الشریفۃ فی سورۃ النمل وھی مکیۃ وعدد آیاتھا ثلث وتسعون آیۃ وکلماتھا الف ومائۃ وتسع واربعون کلمۃ وحروفھا اربعۃ الاف وسبعمائۃ وتسعۃ وتسعون حرفا وذلک ان سلیمان بن داؤد النبی علیہ السلام وصلی اللہ علی نبینا المصطفیٰ وعلی سائر الانبیآء والمومنین وعباد اللہ الصالحین وملٰئکۃ المقربین لما خرج من واد النمل فی مسیرہ من بیت المقدس الی الیمن اخذ بالناس فی مفاذتھم فعطش الناس

بلقیس کے نام حضرت سلیمانؑ کا ایک خط اس خط کا متن یہ ہے، یہ خط سلیمان کی طرف سے ہے اور اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور انتہائی رحم والا ہے شروع کیا جاتا ہے کہ میرے خلاف بغاوت نہ کرو اور مسلمان ہو کر میرے پاس آجاؤ۔ دیکھئے یہ آیت کریمہ سورہ نمل میں ہے جو کہ ہیں اتری۔ اس میں ۹۳ آیتیں ۱۱۴۹ کلمے اور ۴۷۹۹ حرف ہیں۔

حضرت سلیمانؑ بیت المقدس (شام) سے یمن جا رہے تھے جب آپ چیونٹیوں کی وادی سے گزرے تو اس میدان میں آپ کے لشکر کو پیاس محسوس ہوئی اور انہوں نے آپ سے پانی مانگا اس وقت آپ نے ہدہد کو ڈھونڈھا تاکہ وہ پانی کا سراغ لگائے آپ نے ہدہد کے بارے میں تحقیق و کرید کی اور کلنگ سے جو پرندوں کا امیر تھا دریافت کیا کہ ہدہد کہاں ہے ان کے ساتھ اس سفر

فسألوا الماء فتفقد الهدهد عند ذلك فسأل عنه ودعا امير الطيور وهو الكركي فسأله عنه ولم يكن معه الهدهد واحد فقال الكركي لا ادري اين ذهب ولا استأمرني وكان عليه السلام يريد الهدهد ليضع منقاره في الارض فيخبره كم بعد الماء وقربه وكم بينه وبين الماء من قامة او فرسخ وكان الهدهد مخصوصا بذلك من دون بقية الطيور وكان اذا اريد عنه ذالك ارتفع في طيرانه الجو فينظر ذلك ثم ينقض الى تلك البقعة التي فيها الماء فيضع منقاره فيها فيعرف ذلك فتبادر الشياطين فتحفر تلك البقعة فيخرج الماء و يتخذ والاحواض والبرك والركايا وتملا الروايا والقرب والظروف وتشرب الدواب والناس والجان ثم يرتحلون فلما فقد الهدهد في تلك الساعة غضب سليمان عند ذلك غضبا شديدا وجعل يقول لاعذبنه عذابا شديدا الجنى لانتفن ريشه فلا يطير مع الطيور حولا كاملا او لا ذبحنه ثم استثنى وقال اوليأتيني بسلطان مبين يقول اوليأتيني بعذر وحجة بينة وكان اشد عذابه الذي يعذب به الطير لما يريد عذابه ان ينتف ريشه حتى يتركه اقرع ليس عليه ريش قال فمكث غير بعيد اي لبث غير طويل ثم اقبل الهدهد فقيل له ان سليمان قد اوعدك فقال هل

میں ایک ہی ہدہد تھا کلنگ نے کہا: مجھے معلوم نہیں کہ وہ کہاں گیا ہے اور نہ مجھ سے اجازت لے کر گیا ہے۔ حضرت سلیمانؑ ہدہد سے پانی کی جگہ معلوم کیا کرتے تھے جس جگہ پانی ہوتا تھا ہدہد وہاں اپنی چونچ رکھ دیا کرتا تھا اور بتا دیا کرتا تھا کہ زمین میں پانی کتنا گہرا ہے انسانی قد کے برابر گہرا ہے یا ایک فرسخ گہرا ہے تمام پرندوں میں اس علم کا ماہر مخصوص ہدہد ہی تھا۔ جب اس سے پانی کے بارے میں پوچھا جاتا تھا تو وہ فضا میں اڑ کر پانی کی جگہ معلوم کرتا پھر اس جگہ اتر کر اپنی چونچ رکھ دیا کرتا تھا اور لوگوں کو پانی کی جگہ معلوم ہو جاتی تھی پھر حضرت سلیمانؑ کے حکم سے شیطان فوراً اس جگہ کنواں کھود دیتے تھے اور پانی نکال لیتے تھے اور حوض، گڑھے، پکھالیں، مشکیزے اور تمام برتن بھر دیتے تھے اور جن، انسان اور جانور سب سیراب ہو کر پانی پی لیا کرتے تھے پھر سفر پر روانہ ہو جایا کرتے تھے الغرض اس وقت جب حضرت سلیمان نے ہدہد کو غائب پایا تو آپ کو بڑا غصہ اور طیش آیا اور فرمانے لگے بلاشبہ میں اسے انتہائی سنگین سزا دوں گا یعنی اس کے پر نوچ دوں گا تاکہ پرندوں کے ساتھ پورے ایک سال تک اڑنے کے قابل نہ رہے یا اسے ذبح کر ڈالوں گا پھر آپ نے استثناء کیا اور فرمایا یا پھر وہ کوئی معقول و روشن دلیل میرے سامنے پیش کرے۔

حضرت سلیمانؑ کا پرندوں کے لئے انتہائی سنگین عذاب یہ تھا کہ اس کے پر نوچ کر اس کا ننگا جسم زمین پر ڈال دیا جاتا تھا۔ ابھی تھوڑی سی دیر ہی ہوئی تھی کہ ہدہد آگیا اس سے کہا گیا کہ حضرت سلیمانؑ نے تجھے دھمکی دی ہے اور تیرے لئے سنگین عذاب تجویز فرمایا ہے، اس نے پوچھا: استثناء بھی کیا ہے یا نہیں؟ کہا گیا ہاں استثناء تو کیا ہے، آخر کار ہدہد حضرت سلیمانؑ کے سامنے آ کھڑا ہوا پھر آپ کو سجدہ کیا اور یہ دعا دی کہ آپ کا ملک مدت دراز تک قائم رہے اور آپ کی عمر دراز ہو پھر اپنی چونچ اسے

استثنی قیل نعم قال فاقبل حتی قام بین یدیہ
ثم سجد فقال دام ملکک طویل الدھر
وعشت الی الابد فجعل ینکت بمنقارہ
ویومی براسہ الی سلیمان فقال لہ احطت
بما لم تحط بہ یقول بلغت وعلمت بما لم
تبلغ ولا تعلم یعنی جئتک بامر لم یخبرک بہ
الجن ولم ینصحوک فیہ ولم تعلمہ الانس
وجئتک من سباء یعنی من ارض سباء بنباء
یقین یعنی بخبر عجیب لاشک فیہ فقال لہ
سلیمان ما ھو فقال انی وجدت امرأۃ
تملکھم یقال لھا بلقیس بنت ابی
السرح الحمیریۃ واوتیت من کل شئ یعنی
اعطیت من کل شئ فی بلادھا الیمن وما
والاھا من العلم والسلطان والمال والجنود
وانواع الخیل ولھا عرش عظیم یعنی سریر
حسن وکان طول عرشھا فی السماء ثلاثین
ذراعا وقیل ثمانون ذراعا وفی العرض ثمانون
ذراعًا مکللا بانواع الجواھر والدر واللؤلؤ
وجدتھا وقومھا یسجدون للشمس من
دون اللہ یعنی یصلون للشمس من دون اللہ
وذلک دین المجوس وزین لھم الشیطان
اعمالھم یعنی حسنھا لھم فصدھم عن
السبیل یعنی ان الشیطان صدھا وجنودھا
عن طریق الاسلام والھدی وھم لایھتدون
یعنی لا یعرفون الاسلام الا یسجدوا للہ یعنی

زمین کریدنے لگا اور اپنے سر سے حضرت سلیمان کی طرف اشارہ کرکے
بولا: میں وہ جگہ دیکھ کر آیا ہوں جو آپ نے نہیں دیکھی اور نہ آپکو
اس کا علم ہے یعنی میں آپ کے پاس ایک ایسی بات کی خبر لایا ہوں
جس کی خبر آپ کو جنوں نے نہیں دی اور اس سلسلہ میں آپ کے
ساتھ خیر خواہی نہیں کی اور نہ اس کی آپ کو کسی بشر نے خبر دی-
میں آپ کے پاس سبا سے ایک یقینی اور عجیب خبر لایا ہوں-
حضرت سلیمانؑ نے کہا: وہ کیا خبر ہے؟ بولا: میں نے ایک عورت
جو لوگوں کی ملکہ ہے اور جسے بلقیس دختر ابو السرح (حمیریہ) کہا
جاتا ہے، اور اسے ہر چیز دی گئی ہے یعنی اسے اس کے شہر یمن میں اور یمن
کے نواحی میں علم، اقتدار، مال، فوج اور ہر طرح کے گھوڑے وغیرہ
دئے گئے اور اسے اللہ تعالےٰ نے تمام شاہی ساز و سامان دے دیا
ہے اور اس کا ایک حسین و عظیم تخت بھی ہے جو تیس گز یا ۸۰ گز
بلند ہے اور ۸۰ گز چوڑا ہے اور اس میں قسم قسم کے جواہرات اور
موتی قرینہ سے جڑے ہوئے ہیں میں نے اسے اور اس کی قوم کو
سورج پرست پایا کہ اللہ کو چھوڑ کر سورج کو سجدہ کرتے ہیں اور
شیطان نے ان کے عمل انہیں خوبصورت بنا کر دکھائے ہیں اور
انہیں سیدھی راہ (اسلام) سے روک دیا ہے اور وہ اسلام کو
نہیں پہچانتے۔ یہ لوگ اللہ کو سجدہ کیوں نہیں کرتے جو چھپی ہوئی
چیزوں کا ظاہر کرنے والا ہے اور آسمان و زمین کے اسرار کو بھی
اور تمہارے دلوں کی باتیں بھی جانتا ہے جن کو تم چھپاتے ہو اور
انہیں بھی جن کا تم اپنی زبان سے اقرار کرتے ہو، اللہ کے سوا
کوئی حقدار عبادت نہیں اور وہی عرش عظیم کا مالک ہے۔ یہ سن کر
حضرت سلیمانؑ نے ہدہد سے فرمایا کہ اب تو تو ہمارے لئے پانی کا
سراغ لگا ہم تیری بات پر غور کریں گے آیا تو سچا ہے یا جھوٹا ہے
پھر جب اس نے پانی بتا دیا اور لوگ سیراب ہو کر تازہ دم ہو گئے

هلا يسجد والله الذي يخرج الخبء يعنى الغيب والسر فى السموت والارض ويعلم ما تخفون وما تعلنون بالسنتهم الله لا اله الا هو رب العرش العظيم يعنى بالعظيم العرش فقال سليمان للهدهد هل دلنا على الماء سننظر فيما تقول اصدقت فى مقالتك ام كنت من الكذبين فلما دلهم على الماء وشربوا واستكفوا فدعا سليمان الهدهد وكتب معه كتابا وختمه بخاتمه ودفعه اليه ثم قال اذهب بكتابي هذا فالقه اليهم يعنى اهل سبا ثم تول عنهم يعنى ارجع الي فانظر ما ذا يرجعون يعنى ماذا يردون عليك من الجواب والذي كتب فى الكتاب بسم الله الرحمن الرحيم انه من سليمان بن داؤد الا تعلوا على يعنى ان لا تعظموا فى طاعتى واتونى مسلمين يعنى مصالحين فان كنتم من الجن فقد عبدتم لى وان كنتم من الانس فعليكم السمع والطاعة قال فانطلق الهدهد بالكتاب حتى انتهى اليها ظهيرة وهى قائلة فى قصرها قد غلقت عليها الابواب فلا يصل اليها شئ والحرس حول قصرها وكان لها من قومها اثنا عشرة الف مقاتل كل واحد منهم امير على مائة الف مقاتل سوى نسائهم وذراريهم وكانت تخرج الى قومها تقضى بينهم فى امورهم وحوائجهم

اور پانی کی طرف سے بے فکر ہو گئے تو حضرت سلیمانؑ نے ہدہد کو بلایا اور ایک خط لکھ کر اس پر اپنی مہر لگا کر اسے دے کر فرمایا: میرا یہ خط لیجا اور اہل سبا پر ڈال دے پھر میرے پاس آجا اور ان کے جواب کا انتظار کر کہ کیا جواب دیتے ہیں اور خط میں یہ درج تھا: یہ سلیمان کی طرف سے ہے، بسم اللہ الرحمن الرحیم، میرے حکم سے سرتابی نہ کرو اور مسلمان ہو کر میرے پاس آجاؤ یعنی میں اللہ کا نبی ہوں اور تم سب سے برتر ہوں اس لئے میری اطاعت میں اپنی کسرشان نہ سمجھو اور مجھ سے آکر صلح کر لو اگر تم جن ہو تو تم میرے غلام ہو اور اگر انسان ہو تو تم پر میرا یہ خط پڑھ کر میری اطاعت فرض ہے۔

ہدہد یہ خط لے کر روانہ ہوا اور سبا میں عین دوپہر کو پہنچا، ملکہ سبا اپنے محل میں آرام کر رہی تھی اور دروازے بند تھے اس تک کسی چیز کی رسائی نہ تھی اور اس کے محل کے چاروں طرف پہرہدار پہرہ دے رہے تھے اس کی فوج میں اسی کی قوم کے بارہ ہزار جنگجو جوان تھے اور ہر ایک کے ماتحت ایک ایک لاکھ فوج تھی اور عورتیں اور بچے اس کے علاوہ تھے۔ ملکہ ہر ہفتہ میں ایک دن لوگوں کے جھگڑے چکانے کے لئے اجلاس بلایا کرتی تھی۔ اور خود فیصلے کیا کرتی تھی اور ضرورت مندوں کی ضرورتیں پوری کیا کرتی تھی ملکہ کا تخت سونے کے چار ستونوں پر ایک ایسی جگہ رکھ دیا جاتا تھا کہ وہ اس پر بیٹھ کر لوگوں کو دیکھ سکے اور لوگ اسے نہ دیکھ سکیں جب کوئی شخص ملکہ کے سامنے اپنی ضرورت یا کوئی کام پیش کرنے کا ارادہ کرتا تو اس کے سامنے کھڑا ہو کر سر جھکا لیتا تھا اور اس کی طرف دیکھتا نہ تھا۔ پھر اس کی تعظیم کے لئے اس کے آگے سجدہ میں گر پڑتا تھا اور جب تک ملکہ سر اٹھانے کی اجازت نہ دیتی تھی وہ سر نہیں اٹھاتا تھا پھر جب ملکہ لوگوں کے کاموں سے اور اپنے احکامات سے فارغ ہو جاتی تو اپنے قصر شاہی میں چلی جاتی اور کوئی اسے دیکھ نہیں سکتا تھا

فی کل جمعۃ یوما قد جعلت عرشہا علی اربعۃ اعمدۃ من ذھب ثم تجلس ھی فیہ وھی تراھم ولا یرونہا فاذا اراد الرجل منہا الحاجۃ والامر فسألہا فقام بین یدیہا فینکس راسہ ولا ینظر نحوھا ثم لیسجد فلا یرفع راسہ حتی تاذن لہ اعظاما لہا فاذا اقضت حوائجہم وامرت بامرھا دخلت قصرھا ولم یروھا الی مثل ذالک الیوم ملکہا ملک عظیم فلما اتی الہدھد بالکتاب وجد الابواب قد غلقت دونہا والحرس حول القصر دار حولہ فطلب السبیل الیہا حتی وصل الیہا من کوۃ فی القصر فدخل فیہا من بیت الی بیت حتی انتہی الی اقصی سبعۃ ابیات علی عرشہا فی السماء ثلثون ذراعا فراٰھا مستلقیۃ علی عرشہا نائمۃ لیس علیہا الا خرقۃ علی عورتہا وکذلک کانت تصنع اذا نامت قال فوضع الکتاب الی جنبہا علی السریر ثم طار فوقف فی کوۃ ینتظرھا حتی تستیقظ عن غفلتہا وتقرء الکتاب فمکث طویلا وھی لا تستیقظ فلما ابطا علیہ ذلک انحط فنقرھا نقرۃ فاستیقظت فنظرت فاذا ھی بالکتاب الی جنبہا علی السریر فاخذتہ فحرکت عینہا فجعلت تنظر ماحال الکتاب وکیف وصل الکتاب الیہا والابواب مغلقۃ فخرجت فاذا الحرس حول القصر

ملکہ کا ملک بہت بڑا تھا اور سلطنت کافی وسیع تھی جب ہدہد خط لیکر پہنچتا ہے تو قصر شاہی کے دروازے بند پاتا ہے اور چاروں طرف پہرے دار دیکھتا ہے پھر قصر کے چاروں طرف گھوم کر اندر جانے کا راستہ ڈھونڈھتا ہے آخر کار روشندان سے قصر ملکہ سبا میں داخل ہو جاتا ہے اور ایک ایک گھر کو دیکھتا بھالتا سات گھروں سے گزر کر آٹھویں کمرے میں جو سب سے اخیر میں تھا پہنچ جاتا ہے اور ملکہ سبا کو اپنے تخت پر جو تیس گز اونچا تھا لیٹا ہوا دیکھتا ہے ملکہ سبا بے خبر سو رہی ہے بالکل برہنہ ہے بس ایک کپڑا اس کے ستر پر پڑا ہوا ہے سوتے وقت ملکہ کپڑے اتار دیا کرتی تھی اور ستر کو ڈھانپے رکھتی تھی ہدہد خط کو ملکہ کے پاس تخت پر رکھ دیتا ہے پھر اڑ کر روشندان میں آبیٹھتا ہے اور اس کے جاگنے کا اور خط کے پڑھنے کا انتظار کرتا ہے ہدہد دیر تک ٹھہرا رہتا ہے مگر ملکہ کی آنکھ نہیں کھلتی آخر کار پھر اڑ کر نیچے تخت پر پہنچتا ہے اور اپنی چونچ مار کر اسے جگاتا ہے ملکہ بیدار ہو کر ادھر ادھر دیکھتی ہے اور اپنے پاس پڑا ہوا ایک خط پاتی ہے خط اٹھا لیتی ہے اور آنکھیں مل کر خط کھول کر پڑھتی ہے اور سوچتی ہے کہ یہ خط مجھ تک کیسے پہنچا حالانکہ دروازے بند ہیں باہر آکر دیکھتی ہے تو پہرے دار بھی قصر کے چاروں طرف پہرہ دے رہے ہیں پوچھتی ہیں، کیا کسی نے کسی کو دروازہ کھول کر اندر جاتا ہوا دیکھا ہے؟ پہرے دار عرض کرتے ہیں دروازے جوں کی توں بند ہیں اور ہم برابر پہرہ دے رہے ہیں بھلا کوئی اندر کیسے جا سکتا ہے؟ ملکہ لکھنا پڑھنا جانتی تھی پھر خط کھول کر پڑھنے لگتی ہے اس کاتب و مکتوب الیہ دونوں کا نام دیکھتی ہے پھر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر مضمون خط پڑھتی ہے اور پڑھ کر دربار کے ارباب حل و عقد کو بلوا لیتی ہے جب تمام درباری جمع ہو جاتے ہیں تو ان سے کہتی ہے: میری طرف ایک معزز (مہر شدہ) خط ڈالا گیا ہے جسے

فقالت هل رأيتم احدا دخل عليّ دفتح بابا قالوا
لاما ذالت الابواب مغلقة كما هي ونحن حول
القصر نحرس ففتحت الكتاب وقرأته وكانت
كاتبة وقارية فاذا فيه بسم الله الرحمن الرحيم
فلما قرأته ارسلت الى قومها فاجتمعوا
اليها وقالت لهم انى القي اليّ كتب كريم
يعنى مختوما وحسنًا انه من سليمان وانه
بسم الله الرحمن الرحيم الا تعلوا على
واتونى مسلمين يعنى مصالحين فقالت
يايها الملأ افتونى فى امرى يعنى اخبرونى بما
اريد ان اصنع فى امرى ماكنت قاطعة امرًا
يعنى عاملة حتى تشهدون يعنى تسمعون و
تحضرون المشورة فقالوا نحن اولو قوة يعنى
منعة واولوا باس شديد لم يغلبنا عدو قط
بالقتال والمنعة والكثرة ولم تعط احد المقادة
وانت اعلم بامرك فامرينا بامر نتبعه فابوا
الا تعظيما لحقها فهو قوله عزوجل والامر
اليك فانظرى ماذا تامرين فيه نتبع امرك
فنطقت بعلم وحكم وقالت ان الملوك
اذا دخلوا قرية افسدوها يعنى خربوها
وجعلوا اعزة اهلها اذلة يعنى منعة
اهلها اذلة صغيرة وكذلك يفعلون
الملوك المحاربون ياخذون اموالهم و
يقتلون مقاتليهم و يسبون ذراريهم
ثم قالت انى مرسلة اليهم بهدية يعنى

سلیمانؑ نے بھیجا ہے اور بسم اللہ سے شروع کیا ہے اور یہ لکھا ہے کہ
مجھ پر سرکشی نہ کرو اور صلح و صفائی کے لئے میرے پاس آ جاؤ۔
پھر کہتی ہے اے سردارو مجھے اس اہم کام کے سلسلہ میں مشورہ دو
کہ اب مجھے کیا کرنا چاہیئے، میں کسی کام کا قطعی فیصلہ نہیں کرتی
جب تک اس میں تم سے مشورہ نہیں کر لیتی سردار جواب دیتے ہیں
کہ ہمارے پاس فوجی طاقت کافی ہے اور ویسے بھی ہم سخت جنگجو ہیں
جنگ، فوج اور اکثریت کے اعتبار سے غنیم کبھی ہم پر غالب نہیں آیا
اور مقابلہ پر کبھی عہدہ بر آ نہیں ہوا باقی اپنے کام کے نشیب و فراز
سے آپ خوب آگاہ ہیں جیسا آپ حکم فرمائیں گی اسے ہم بسر و چشم
بجالائیں گے سرداروں نے ملکہ کے احترام کو مدنظر رکھتے ہوئے
یہ جواب دیا چنانچہ حق تعالےٰ نے فرمایا ؛ اور اختیار آپ کا ہے
آپ غور کر کے کوئی قطعی رائے قائم کر لیجئے ہم بسر و چشم آپ کے
حکم کی تعمیل کریں گے آخر کار ملکہ نے پورے غور و خوض کے بعد
بڑی ہوشیاری سے یہ حکم صادر فرمایا کہ بادشاہوں کی عادت ہے
کہ جب وہ کسی بستی میں آتے ہیں تو اسے ویران کر کے اور معززین
شہر کو ذلیل کر کے چھوڑتے ہیں۔ فاتح سلاطین لوگوں کا مال
لوٹ لیتے ہیں، ان کے جوان قتل کر ڈالتے ہیں اور ان کی اولاد
قید کر لیتے ہیں پھر ملکہ کہتی ہے ؛ میں سلیمان کی خدمت میں تحائف
بھیجتی ہوں اور دیکھتی ہوں کہ تحائف لیجانے والے ان کے پاس
سے کیا جواب لاتے ہیں ؟ اور کیا خبر آکر دیتے ہیں ؟ راوی کہتا ہے
بالآخر ملکہ نے بھیجنے کے لئے بارہ غلام چنے جن میں الوہیت زنانہ
پن ، غالب تھی ہاتھوں میں مہندی لگی ہوئی تھی انہیں عورتوں کا
حسین لباس پہنا دیا گیا تھا اور کنگھی چوٹی سے آراستہ اور پیکر
آتش بنا دیا گیا تھا ملکہ نے انہیں سمجھا دیا تھا کہ جب تم سے سلیمان
کچھ بات کریں اور کچھ پوچھیں تو زنانہ گفتگو میں نرم آواز سے

الی سلیمان فناظرۃ بم یرجع المرسلون لیعنی فانظر ماذا یردون علیٰ رسلی وماذا یخبرونی عنہ قال فاھدت الیہ اثنا عشر غلاما فیھم تانیث مخضبۃ ایدیھم قد مشطتھم والبستھم لباس الجواری وتقدمت الیھم واوصتھم اذا سئلوا عند سلیمان وکلمھم فلیردوا جوابا بکلام فیہ تانیث واھدت الیہ اثنا عشر جاریۃ فیھن غلظ فاستا صلت رؤسھن وازرتھن والبستھن النعال و قالت لھن اذا کلمکن سلیمان فردون لہ جوابا صحیحا وارسلت الیہ لعود یلنجوج و بالمسك والعنبر والحریر فی الاطباق علیٰ ایدی الوصائف وارسلت باثنی عشرۃ بختیۃ تخلب کذا وکذا من اللبن وارسلت الیہ بخرزتین احدھما مثقوبۃ وثقبتھا ملتویۃ والثانیۃ غیر مثقوبۃ وارسلت الیہ لقدح فارغ وارسلت مع ھذہ الھدیۃ امراۃ واوصتھا بان تحفظ جمیع مایکون من امر سلیمان وکلامہ حتیٰ تخبرھا بہ وقالت لھم قوموا بین یدیہ قیاما و لاتجلسوا حتیٰ یامرکم فانہ ان کان جبارا لم یامرکم بالجلوس فارضیہ بالمال فیسکت عنا وان کان جلیما علیما عالما امرکم بالجلوس وامرت الامراۃ ان تقول لہ بان یدخل فی الخرزۃ

جواب دینا۔ اور بارہ لونڈیاں منتخب کیں جن کی آواز مردوں کی طرح بھاری اور موٹی تھی اور مردوں ہی کی طرح اعضاء تھے ان کے سر منڈوا دیئے گئے اور مردانہ لباس پہنا دیا گیا اور مردانہ تہبند اور جوتے پہنا دیئے گئے اور انہیں ہدایت کر دی گئی کہ سلیمانؑ سے درانہ اور بلا جھجک کے باتیں کرنا اور ان کے سوالوں کا صحیح صحیح جواب دینا۔ اور عود، مشک، عنبر اور ریشم کی سینیاں خدام کے ہاتھ روانہ کیں، بارہ دودھیل اونٹنیاں جو کافی مقدار میں دودھ دیتی تھیں بھیجیں۔ دو گوڑیاں بھیجیں ایک میں پیچدار سوراخ تھا اور دوسری بے سوراخ کے تھی اور ایک خالی پیالہ بھیجا اور ان تمام چیزوں کے ساتھ ایک عورت بھیجی اسے تاکید کر دی کہ سلیمان کی تمام گفتگو اور ان کے سارے معاملات اور اخلاق وغیرہ محفوظ کر لے اور رپورٹ پیش کرے اور سب جانیوالوں کو سمجھا دیا کہ آپ کے سامنے ادب سے کھڑے رہنا اور آپ کے حکم کے لغیر مت بیٹھنا کیونکہ اگر آپ جبار و سخت گیر ہوں گے تو بیٹھنے کا حکم نہیں فرمائیں گے اور مال دے دلاکر ان کو راضی کر لیا جائے گا پھر وہ ہمیں نہ چھیڑیں گے اور اگر آپ سنجیدہ، دانشمند اور عالم ہوں گے تو تم کو بیٹھ جانے کی اجازت دے دیں گے اور رپورٹ دینے والی خاتون سے کہہ دیا گیا کہ سلیمانؑ سے درخواست کرے کہ بلا کسی آلے کے اور جن اور انسان کی مدد کے گوڑی میں دھاگا پرو دیں اور خالی پیالہ کو ایسے جھاگ دار پانی سے بھر دیں جو نہ زمین کا ہو اور نہ آسمان کا اور لونڈی غلاموں کو علیحدہ علیحدہ کر دیں اور ملکہ نے ایک ہزار علمی سوالات لکھ کر بھیجے کہ براہ کرم ان کے جوابات لکھ دیئے جائیں، غرضیکہ ملکہ کے آدمی ان تحائف کو لے کر حضرت سلیمان کی خدمت میں پہنچے اور تحفے آپ کے سامنے جا رکھے اور کھڑے ہو گئے بیٹھے نہیں، حضرت سلیمانؑ نے انہیں دیکھا اور تحفے پر نگاہ ڈالی اور ذرا جنبش نہیں فرمائی اور تھوڑی دیر تک آپ نے اپنے ہاتھ کو یا پیر کو ہلایا تک نہیں اور نہ مسرت کا اظہار کیا کہ ہشاش بشاش

المثقوبۃ خیطا بغیر علاج انس ولا جآن و امرتھا ان تقول لہ ان یثقب الاخریٰ بغیر حدید ولا علاج انس ولا جآن وان یمیّز بین الغلمان والجواری وامرتھا ان تقول لہ ان یملأ القدح ماء مزیں اروّیا لیس من الارض ولا من السمآء وکتبت الیہ مسئلۃ عن الف باب من العلم فانطلق رسلھا بھدیتھا حتی اتوا بھا الیٰ سلیمان فوضعوا الھدیۃ بین یدیہ وقاموا علیٰ ارجلھم ولا یجلسوا فنظر الیھم سلیمان ولم یتحرک لحظۃ ید اولا رجلا ولا تھشش لھا ولم یفرح ولم یعرف الرسل ذلک فیہ ولا من مقابلہٖ ثم رفع راسہٗ و نظر الیٰ رسلھا وقال انّ الارض للہ والسمآء للہ رفعھا ووضع الارض فمن شآء وقف ومن شآء جلس فاذن لھم بالجلوس قال فتقدمت الرسولۃ الی سلیمان وقدمت الیہ الخرزتین وقالت لہ ان بلقیس تقول لک بان تدخل فی ھٰذہ الخرزۃ المثقوبۃ خیطا ینفذ الی الجانب الاٰخر من غیر علاج انس ولا جآن وان تثقب الخرزۃ الثانیۃ ثقبا ینفذ الی الجانب الاٰخر بغیر حدید ولا علاج انس ولا جآن ثم قربت الیہ القدح وقالت لہ انھا تقول لک بان تملأ ھٰذا القدح مآء مزیں اروّیا لیس من الارض ولا من السمآء ثم قدمت الوصف والوصآئف وقالت ان بلقیس تقول

اور خوش ہو جانے اور تحفے لانے والوں نے بھی آپ کے چہرے پر کھلاوٹ نہیں دیکھی اور نہ قبولیت ہی کے آثار دیکھے، پھر آپ نے سر اٹھا کر تحائف لانیوالوں کو دیکھا اور فرمایا زمین و آسمان اللہ کے ہیں اللہ نے آسمان بلند فرمائے اور زمین بچھا دی لہٰذا جو چاہے کھڑا رہے اور جو چاہے بیٹھ جائے اور آپ نے انہیں بیٹھنے کی اجازت مرحمت فرما دی، پھر رپورٹ دینے والی عورت حضرت سلیمانؑ کے سامنے آئی اور دونوں خرمہرے پیش کئے اور درخواست کی کہ ہماری ملکہ صاحبہ آپ سے توقع رکھتی ہیں کہ سوراخ والے خرمہرے میں کسی انسان کی یا جن کی مدد کے بغیر دھاگہ پرو دیں اور دھاگہ آر پار ہو جائے اور دوسرے خرمہرے میں لوہے کی اور انسان و جن کی مدد کے بغیر آر پار سوراخ کر دیں پھر آپ کے سامنے خالی پیالہ پیش کر کے عرض کرتی ہے کہ ملکہ سبا کی درخواست ہے کہ یہ پیالہ جھاگ والے پانی سے جو نہ آسمان کا ہو اور نہ زمین کا، لبالب بھر دیجئے پھر لونڈی غلام پیش کر کے کہتی ہے کہ ملکہ فرماتی ہیں کہ ان میں لونڈیوں کو غلاموں سے علیحدہ کر دیجئے فوراً حضرت سلیمان نے اپنی سلطنت کے ارباب حل و عقد جمع فرمائے اور دونوں کوڑیاں نکالیں اور فرمایا: ہے کوئی جو اس سوراخ دار کوڑی میں آر پار دھاگا پرو دے؟ ایک سرخ کیڑے نے جو تازہ کھجور میں پایا جاتا ہے جواب دیا جہاں پناہ! یہ خدمت میں انجام دوں گا مگر شرط یہ ہے کہ میری روزی کھجور میں رکھی جائے، فرمایا: اچھا آخر کار اس کیڑے کے سر پہ دھاگا لپیٹ دیا گیا وہ خرمہرہ میں گھسا اور اسے کریدتا ہوا دوسری جانب نکل آیا حضرت سلیمان نے اس کی روزی کھجور میں رکھ دی پھر آپ نے دوسری کوڑی لے کر فرمایا:۔ ہے کوئی جو اس میں لوہے کی اور کسی کی مدد کے بغیر آر پار سوراخ کر دے دیمک بولی: بادشاہ سلامت! یہ خدمت میں انجام دوں گی بشرطیکہ میری روزی لکڑی میں مقرر کر دی جائے، فرمایا: مجھے منظور ہے چنانچہ

لك انك تميز بين الغلمان والجواري فعند
ذلك جمع سليمان اهل مملكته فاجتمعوا
عليه ثم اخرج الخرزتين فقال من لي بهذه ا
الخرزة يدخل فيها خيطا يخرج الى الجانب
الاخر فتكلمت دودة تكون في الفصفصة يعني
في الرطبة وهي دودة حمراء وقالت ايها الملك
انالك بها على ان تجعل رزقي في الرطبة فقال
نعم قال فعلق في رأس الدودة خيطا فدخلت
في الخرزة تحكها حتى خرجت من الجانب الاخر
فجعل رزقها في الرطبة ثم قرب الخرزة الثانية
وقال من لي يثقب هذه الخرزة لغير حديد
فتكلمت دودة اخرى بين يديه وهي
الارضة فقالت ايها الملك انالك بهذه
على ان تجعل رزقي في الخشب فقال ذلك لك
فوقفت على الخرزة فثقبتها الى الجانب الاخر
فجعل رزقها في الخشب ثم قدم القدح
وامر باحضار الخيل العراب فحضروا فاجريت
حتى اذا جهدت واتعبت وسال عرقها فحينئذ
ملأ القدح من العرق وهو الماء المزبد المروي
ليس هو من الارض ولا من السماء ثم امر بماء
فوضع بين يديه فقال للوصفاء توضؤا ليتميز
الغلمان من الجواري قال فجعلت الجواري
يصببن الماء على اكفهن فجعلت احداهن
تاخذ الماء بكفها اليسرى وتفرغه على
ذراعها الايسر ثم تتبعها كفها اليمنى

دیمک نے بیچ کوڑی کے چڑھ کر اس میں آر پار سوراخ کر دیا پھر آپ
نے حسب وعدہ اس کی روزی لکڑی میں رکھ دی پھر آپ نے پیالہ
نکالا اور عربی گھوڑوں کو حاضر کرنے کا حکم فرمایا جب وہ آ گئے تو انہیں
دوڑایا گیا جب وہ تھک کر چور ہو گئے اور پسینہ میں شرابور ہو گئے اور
پسینہ ٹپکنے لگا تو ان کے پسینہ سے وہ پیالہ لبالب بھر دیا گیا اور فرمایا یہ
جھاگ دار پانی ہے جو نہ زمین کا ہے اور نہ آسمان کا پھر حضرت
سلیمان نے پانی لانے کا حکم فرمایا فوراً پانی حاضر کیا گیا اور غلاموں
اور لونڈیوں سے وضو کرنے کے لئے کہا گیا تاکہ لونڈی غلام میں تمیز
ہو جائے چنانچہ لونڈیوں نے پہلے بائیں ہاتھ میں پانی لے کر اپنے بائیں
بازو دھوئے پھر سیدھے ہاتھ میں پانی لے کر سیدھے بازو دھوئے
اور غلاموں نے اس کے برعکس کیا کہ پہلے سیدھے ہاتھ دھوئے پھر
بائیں ہاتھ دھوئے اس طرح لونڈیوں اور غلاموں میں تمیز ہو گئی اور
بارہ غلام علیحدہ کر دئے گئے پھر تمام سوالات کے جو ایک ہزار
تھے جوابات تحریر فرمائے پھر آپ نے ملکہ سبا کی طرف معہ قاصدوں
کے تحائف لوٹا دئے اور اس عورت سے جو ابیروند تھی فرمایا: کیا تم
مال سے میری مدد کرنا چاہتے ہو مجھے جو کچھ حق تعالیٰ نے (نبوت اور
سلطنت) عطا فرمائی ہے وہ اس مال سے بہتر ہے جو تم کو دیا ہے
ہاں تم اپنے ہدیہ پر اترا رہے ہو، پھر آپ نے ایک اور خط لکھا اور
ہدہد کو دیا اور اس سے کہا: یہ خط ملکہ سبا کے پاس لے جا ہم ایسی
جماعتیں لے کر چڑھائی کرنے والے ہیں جن کے مقابلہ کی ان میں طاقت
نہیں یقیناً ہم سبا سے انہیں ذلیل کر کے نکال باہر کریں گے اور
وہ ذلیل ہی رہیں گے پھر جب دوسری بار ہدہد ملکہ سبا کے پاس
خط لے کر پہنچا اور ملکہ نے اسے پڑھا اور تحائف لے جانے والے
تحائف واپس لے آئے اور انہوں نے ملکہ کو حضرت سلیمان کی باتیں
اور آنکھوں دیکھے واقعات بتائے تو ملکہ نے اپنی قوم سے کہا: یہ

فتغسلها فتعرف عند ذلك انها جارية فيعزلها حتى عزل اثنى عشر جارية ووصيفة واما الغلمان فجعل الوصيف ياخذ الماء بكفه اليمين فيغسل به ذراعيه اليمنى ثم يتبع به اليسار فيعرف انه غلام حتى عزل اثنا عشر غلاما ثم نظر الى المسآئل فاجابها عليهم بالف جواب مع رسولها ثم ردّ عليها هديتها وقال لرسولتها اتمدونن بمال فما اتٰنِیَ اللّٰہ من النبوة والملك خير مما اٰتٰكم من المال بل انتم بهديتكم تفرحون يعنى تعجبون ثم كتب اليها كتابا ودفعه الى الهدهد وقال له ارجع اليهم فلناتينهم بجنود لا قبل لهم بها يعنى بجموع لا قبل لهم بها ولنخرجنهم منها اذلة يعنى من قريه سبا اذلة صغرة وهم صاغرون اذلاء فلما اتى الهدهد بالكتاب مرة اخرى فقرأته ورجعت رسلها فقصت عليها قصة سليمان وما فعل فى جميع ما فعلت به اليه وما ردّ اليها من الجواب فقالت لقومها هذا امر نزل علينا من السمآء لا ينبغى منا ان نرده ولا نطيقه ثم عمدت الى عرشها فجعلته فى اخر سبعة ابيات ثم اقامت عليه الحرس ثم اقبلت الى سليمان قال فرجع الهدهد الى سليمان فاخبره انها قد اقبلت اليه فجمع اهل مملكته اليه ثم قال يايها الملؤا ايكم ياتينى بعرشها يعنى سريرها قبل ان ياتونى مسلمين يعنى مصالحين

مسئلہ ہم پر آسمان سے اترا ہے اسے قبول نہ کرنا مناسب نہیں علاوہ ازیں ہمارے اندر ان کے مقابلہ کی طاقت بھی نہیں پھر ملکہ نے اپنا تخت ساتویں گھر میں بحفاظت رکھوا دیا اور اس کی حفاظت کے لئے پہرے دار مقرر کر دیئے اور سات تالوں میں بند کر کے حضرت سلیمان کی طرف روانہ ہو گئی، ہدہد نے حضرت سلیمان کو خبر کر دی کہ ملکہ سبا آپ سے ملنے کے لئے تشریف لا رہی ہیں آپ نے فوراً اہل مملکت کو جمع کر کے فرمایا اے سردارو تم میں سے کون صلح کے لئے اس کے آنے سے قبل میرے پاس اس کا تخت لا سکتا ہے؟ کیونکہ صلح کے بعد تخت پر قبضہ حلال نہ ہوگا۔ ایک دیو نے جس کا نام عمرو تھا اور انتہائی قوی اور درشت خو تھا، کہا: میں اسے قبل اس کے کہ آپ اس مجلس قضا سے اٹھیں لے آؤں گا یعنی آدھے دن سے پہلے پہلے حاضر کر دوں گا میں اس قدر قوی ہوں کہ اس کو لاد کر لا سکتا ہوں اور میں امین ہوں کہ اس میں جو کچھ موتی جواہرات زبرجد، سونا چاندی ہے اس میں خیانت کرنے والا نہیں۔ اس دیو میں اس قدر طاقت تھی کہ اس کا ایک ایک قدم منتہائے نگاہ تک پڑتا تھا اسی لئے اس نے حضرت سلیمانؑ سے کہا تھا کہ میری منتہائے نگاہ تک لمبی لمبی ڈگیں ہیں میں اسے آدھے دن میں حاضر کر دوں گا لیکن حضرت سلیمانؑ نے جواب دیا کہ میں تو بہت جلدی چاہتا ہوں، پھر وہ جس کے پاس کتاب کا علم تھا یعنی وہ اسم اعظم (یا حی یا قیوم) کا عامل تھا عرض کرتا ہے میں اپنے رب سے دعا کرتا ہوں، اپنے ارادے کی طرف لوٹتا ہوں اور اپنے رب کی کتاب میں دیکھتا ہوں اور پلک جھپکنے سے پہلے میں اسے آپ کے پاس لے آؤں گا یہ تھے آصف بن برخیا بن شعیا آپ کی والدہ کا نام باطورا تھا آپ اسرائیلی تھے اور اسم اعظم جانتے تھے حضرت سلیمان نے فرمایا آپ غالب و کامیاب ہیں خواہ آپ لائیں یا نہ لائیں لیکن خدارا مجھے رسوا نہ کرنا کیونکہ میں انسان و جن کا سردار ہوں آخر کار آصف وضو کر کے

فلا یجل لنا بعد الصلح اخذہ قال لہ عفریت من الجن یقال لہ عمرو وھو العفریت الشدید الغلیظ من الجن انا اٰتیک بہٖ قبل ان تقوم من مقامک یعنی من مجلسک للقضآء وھو الی نصف النہار وانی علیہ لقوی ای علی حملہٖ امین علی ما فیہ من اللؤلؤ والجواھر والزبرجد والذھب والفضۃ وکان قوۃ العفریت انہ یضع قدمہ حیث ینال طرفہ یعنی ینتھی بصرہٗ فقال لسلیمان انا اضع قدمی حیث یبلغ بصری فاٰتیک بہٖ فقال سلیمان ارید اعجل منک فقال الذی عندہٗ علم من الکتاب یعنی اسم اللّٰہ الاعظم وھو یاحی یاقیوم انا ادعو ربی فارجع ھمی وانظر فی کتاب ربی واٰتیک بہ قبل ان یرتد الیک طرفک وھو اٰصف بن برخیا بن شعیا واسم امہٖ باطورا وھو من بنی اسرآئیل وکان یعلم اسم اللّٰہ الاعظم انا اٰتیک بہ قبل ان یرتدّ الیک طرفک یعنی قبل ان یجئ الیک الشئ الذی یبلغہ طرفک ای نظرک فقال لہ سلیمان غلبت ان فعلت اولم تفعل ولکن لاتفضحنی بالجن وانا سیّد الانس وقام اٰصف فتوضا ثم سجد للّٰہ عزو جل یدعو اللّٰہ باسمہٖ الاعظم وھو یقول یاحی یاقیوم وروی عن علی رضی اللّٰہ عنہ انہ قال ھو الاسم الذی اذا دعی بہ اجاب واذا سئل بہ اعطی وھو یا ذالجلال والاکرام

سجدے میں چلے گئے اور اسم اعظم کے ذریعہ اللہ سے دعا مانگنے لگے اور یاحی یاقیوم پڑھنے لگے۔ حضرت علی: اللہ کا ایک ایسا اسم ہے کہ جب اس کے ذریعہ دعا مانگی جائے تو اللہ قبول فرماتا ہے اور جب اسکے ذریعہ کوئی مراد مانگی جائے تو اللہ تعالیٰ وہ مراد برلاتا ہے اور وہ اسم یا ذالجلال والاکرام ہے راوی کہتا ہے پھر ملکہ سبا کا تخت زمین میں سما گیا حتےٰ کہ حضرت سلیمان کی کرسی کے پاس ظاہر ہوا کہتے ہیں اس کرسی کے پاس نمودار ہوا جس پر حضرت سلیمان بیٹھنے کی حالت میں اپنے پیر رکھا کرتے تھے پھر جب آپ نے دیکھا کہ تخت ظاہر ہو گیا تو جنوں نے آپ سے کہا، آصف تخت لانے پر تو قادر ہیں لیکن بلقیس کو لانے پر قادر نہیں اس پر آصف نے کہا میں آپ کے پاس بلقیس کو بھی لا سکتا ہوں پھر حضرت سلیمانؑ نے حکم دیا کہ پانی پر شیشوں کا ایک چکنا محل تیار کیا جائے اور پانی میں مچھلیاں ڈال دی جائیں تاکہ شیشوں کی شفافیت کی وجہ سے ایسا معلوم ہو کہ مچھلیاں چل پھر رہی ہیں پھر آپ کے حکم سے آپ کی کرسی اس محل کے عین بیچ میں رکھ دی گئی اور رؤسا اور امراء کی کرسیاں بھی ارد گرد رکھ دی گئیں چنانچہ آپ معہ درباریوں کے کرسیوں پر بیٹھ گئے آپ سے متصل کرسیوں والے انسان تھے پھر جن تھے پھر شیطان تھے حضرت سلیمانؑ کا یہی دستور تھا حتےٰ کہ جب آپ شہروں کی سیر و سیاحت کو نکلنے کا ارادہ فرماتے تو اپنی کرسی پر بیٹھ جاتے اور دیگر درباری اپنی اپنی کرسیوں پر تشریف فرما ہو جاتے پھر ہوا کو حکم دیتے ہوا آپ کو فضا میں اٹھا کر جدھر آپ چاہتے لے جاتی، اور جب آپ زمین پر اترنا چاہتے ہو تو ہوا آپ کو زمین پر لے آتی حضرت سلیمان علیہ السلام کا دربار منعقد ہوا کرتا تھا جیسا کہ آج کل بادشاہوں کا دربار ہوتا ہے، جب دربار میں تمام حاضرین جمع ہو گئے تو آپ نے آصف کو حکم دیا آصف نے سجدے میں جا کر یاحی یاقیوم اسم اعظم

قال فغاب عرشها تحت الارض حتى نبغ عند
كرسي سليمان وقيل انه نبغ تحت كرسي كان
يضع سليمان قدميه عليه اذا جلس على
كرسيه الكبير فلما راى العرش قد نبغ
قالت الجن لسليمان ليقدر آصف ان يجيء بالسرير
ولا يجيء ببلقيس فقال آصف لسليمان انا آتيك
بها قال فامر سليمان فبني له صرح املس من قوارير ثم اجرى تحته الماء
والقى فيه السمك يرى من فوق الصرح من
صفائه ثم امر سليمان بكرسيه فوضع في
وسط الصرح وامر بكراسي لاصحابه فوضعت
فجلس عليها وجلس اصحابه وكان الذين
يلونه عليه السلام من اهل الكراسي
الانس ثم الجن ثم الشياطين وكان هذا
دابه عليه السلام حتى اذا اراد ان يسير
في البلاد يجلس هو على كرسيه واولئك على
كراسيهم ثم يامر بالريح فتحملهم بين
السماء والارض واذا اراد ان يسير على
الارض امر الريح فتسكن فيسير على وجه الارض وكان لسليمان
عليه السلام مجلس كما هو للملوك اليوم فلما استقربهم
المجلس امر آصف فعاد وسجد ودعى الله عزوجل
باسمه الاعظم وهو ياحي ياقيوم فاذا
هو ببلقيس مستقرة عنده وقيل ان الذي
عنده علم من الكتاب هو ضبة بن اد وكان
هو على خيل سليمان وقيل ان الذي عنده
علم من الكتاب هو الخضر عليه السلام.

پڑھ کر دعا مانگی کہ اچانک بلقیس آپ کے سامنے تھیں۔ بعض
علماء آصف کے بجائے ضبہ بن ادّ کو بتاتے ہیں یہ شخص حضرت
سلیمان کے گھوڑوں کا نگران تھا اور بعض خضر کو بتاتے ہیں جب
حضرت سلیمانؑ نے اپنے سامنے بلقیس کو کھڑا ہوا دیکھا تو
فرمایا: یہ میرے پروردگار کا فضل ہے تاکہ وہ مجھے آزمائے
کہ میں نعمت ملک پر جس سے مجھے نوازا گیا ہے حق تعالیٰ کا شکر
ادا کرتا ہوں یا ناشکری کرتا ہوں جب میں ایک معمولی شخص کو اپنے
سے علم میں افضل دیکھوں حالانکہ رتبہ میں وہ مجھ سے کمتر ہے۔
پھر آپ نے حق تعالیٰ کا شکر بجالانے پر عزم کر لیا اور شکر بجا
لائے اور فرمایا: جو اللہ کا شکر بجا لاتا ہے شکر بجالانے کا اسی کو
فائدہ پہنچتا ہے اور جو ناشکری کرتا ہے تو میرا رب بے نیاز
و بزرگ ہے اور سزا دینے میں جلدی نہیں فرماتا۔ الغرض
جب جنوں نے یہ صورت حال دیکھی تو حضرت سلیمانؑ کے
سامنے بلقیس کے بارے میں نکتہ چینی کی تاکہ بلقیس سے آپ کو
نفرت ہو جائے، جنوں کو ڈر ہوا کہ کہیں آپ بلقیس سے
شادی نہ کرلیں اور بلقیس آپ کو جنوں کے حالات سے آگاہ
کر دیں۔ کیونکہ بلقیس جنوں کے حالات کو جانتی تھیں کیونکہ
ان کی والدہ جناتی تھیں جن کا نام عمیرہ بنت عمرو یا رواحہ
جنوں کے بادشاہ کی دختر تھیں۔ بالآخر جنوں نے حضرت
سلیمان علیہ السلام سے کہا: اللہ تعالیٰ بادشاہ سلامت
کی اصلاح فرمائے۔ بلقیس ناقص العقل ہیں اور ان کے پیر گدھے
کے سموں کی طرح ہیں، بلقیس کے پیروں میں کجی تھی اور بالوں والے
بھی تھے۔ یہ سن کر آپ نے بلقیس کی عقل کو آزمانا چاہا اور ان
کے پیروں کو بھی دیکھنا چاہا اسی لئے آپ نے شیشوں کا
فرش بنوایا اور اس کے نیچے پانی کا حوض رکھا جس میں مینڈکیں

قال سلیمان لما راٰھا مستقرۃ عندہ قال ھذا من فضل ربی لیبلونی یعنی لیختبرنی ءاشکر علی ما اعطیت من الملک ام اکفر بالنعمۃ اذا رایت من ھو دونی افضل منی علما فعزم للّٰہ عزوجل علی الشکر ومن شکر فانما یشکر لنفسہ ومن کفر بالنعمۃ فان ربی غنی کریم لا یعجل بالعقوبۃ فلما سمعت الجن بذلک وقعوا فی بلقیس عند سلیمان لیکرھوھا الیہ خافوا ان یتزوجھا فتظھرہ علی امورھم وکانت تعلم بذلک لان امھا کانت جنیۃ وکان اسمھا عمیرۃ بنت عمرو وقیل ان اسمھا رواحۃ بنت السکن ملک الجن فقالوا اصلح اللّٰہ الملک ان فی عقلھا شیئًا ورجلاھا کحافر الحمار وکانت بلقیس ھلباء شعراء فلما قیل لہ ذلک اراد ان یروز عقلھا ویری قدمیھا فلاجل ذلک اجری الماء وجعل فیہ الضفادع والسمک وامر لعرشھا ان یغیر فیزداد فیہ وینقص منہ لیروز عقلھا فذلک قولہ تعالیٰ نکروا لھا عرشھا یعنی غیروا لھا سریرھا ننظر اتھتدی یعنی اتعرفہ ام تکون من الذین لا یھتدون یعنی الذین لا یعرفون فاقبلت حتی انتھت الی الصرح فقیل لھا ادخلی الصرح یعنی القصر وقیل الصرح ھو البیت بلغۃ حمیر فلما راتہ حسبتہ لجۃ یعنی ماء غمراء فقالت فی نفسھا انما اراد ان یغرقنی کان غیر ھذا احسن من ذا فکشفت عن ساقیھا فاذا ساقان شعراء وانما ھی من احسن الناس والبدن مما قیل لہ فیھا فقیل لھا انہ

اور مچھلیاں چھوڑوا دیں اور تخت بلقیس میں قدرے رد و بدل کا حکم فرمایا کہ اس میں کچھ گھٹا دیا جائے اور کچھ بڑھا دیا جائے تاکہ بلقیس کی عقل کا اندازہ ہو فرمایا : اسے آزمانے کے لئے اس کے تخت کو بدل دو تاکہ ہم دیکھیں آیا وہ اپنا تخت پہچان لیتی ہے یا نہیں پہچانتی۔ پھر بلقیس تشریف لائیں۔ اور اس محل کے قریب پہنچیں جس کا صحن شیشوں کا تھا اور اس کے نیچے پانی تھا آپ سے کہا گیا کہ اس محل میں تشریف لے آئیں (بعض کے نزدیک صرح حمیر والوں کی زبان میں گھر کو بھی کہتے ہیں) جب آپ نے قصر کا صحن دیکھا تو سمجھیں کہ یہ گہرا پانی ہے اور حضرت سلیمان علیہ السلام مجھے غرق کرنا چاہتے ہیں حالانکہ تخت سلیمانؑ تک پہنچنا پانی میں گھسے بغیر بھی ممکن تھا اور بہتر صورت تھی پھر انہوں نے ہمت کرکے اپنے پائنچے چڑھائے معلوم ہوا کہ آپ کی پنڈلیوں پر بال ہیں اور آپ انتہائی خوبصورت ہیں اور جنوں کے الزام سے بری ہیں پھر آپ سے کہا کہ یہ تو شیشوں سے بنایا ہوا فرش ہے پانی نہیں آپ بلا کھٹکے تشریف لائیں اور یہ امرد کی طرح ایک چکنا اور گرد وغبار سے پاک و صاف فرش ہے جیسے امرد کا چہرہ بلا بالوں کے چکنا ہوتا ہے اور اس میں شیشوں کے ٹائل لگے ہوئے ہیں آخر کار آپ حضرت سلیمان تک پہنچ گئیں آپ نے بلقیس کی ٹانگیں دیکھ لیں اور یہ بھی کہ ان پر بال ہیں اور قرینہ سے ہیں آپ کو اس کی ٹانگیں بڑی خوبصورت محسوس ہوئیں پھر جب بلقیس حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس پہنچ گئیں تو آپ سے پوچھا گیا۔ کیا آپ کا تخت بھی اسی طرح ہے ؟ آپ نے تخت کو دیکھا بھالا بعض چیزوں سے آپ ہی کا تخت معلوم ہوتا تھا اور بعض سے نہیں ، اور اپنے دل میں سوچنے لگی کہ سلیمان علیہ السلام اس

صرح ممرد یعنی قصرا املس لا شعث فیہ کالامرد
الذی لا شعر فی وجھہ کانہ ملزق بعضہ ببعض
اتخذ بلاطہ من القواریر قال فمضت نحو سلیمان
وقد البصر قدمیھا والبصر الشعر الذی علی
ساقیھا مھذبا قال فاعجبہ ذلک عجبا شدیدا
فلما انتھت الی سلیمان فقیل لھا اھکذا
عرشک فنظرت الیہ فجعلت ذلک تعرف وتنکر
فقالت فی نفسھا من این یصل الی ذلک السریر
الذی ھو داخل سبعۃ ابیات والحرس حولہ
فلم تعرف ولم تنکر فقالت کانہ ھو فقال سلیمان
واوتینا العلم من قبلھا یعنی من قبل بلقیس
وکانت مجوسیۃ وکنا مسلمین من قبلھا فقالت
انی ظلمت نفسی یعنی فی الظن الذی ظننت
لسلیمان انہ اراد ان یغرقنی وقیل ظلمت نفسی
یعنی ضررت نفسی بعبادۃ الشمس واسلمت مع
سلیمان یعنی واطعت اللہ مع سلیمان ویقال
اخلصت مع سلیمان للہ رب العالمین فی العبادۃ
فاسلمت وصدھا یعنی ان سلیمان صدھا مما
کانت تعبد من دون اللہ انھا کانت من قوم
کفرین فتزوج بھا سلیمان فامر بالنورۃ فاتخذت
تنور سلیمان وبلقیس وھو اول من اتخذ النورۃ
قال فسالھا سلیمان عن اشیاء وھی سالتہ و
دخل بھا سلیمان فولدت لہ غلاما فسماہ
داؤد ومات فی حیاتہ ثم مات سلیمان و
ماتت بلقیس بعدہ بشھر وقیل ان سلیمان

تخت تک جو سات تالوں میں بند ہے اور اس کی حفاظت
پر پہرے دار تعینات ہیں کیسے پہنچ سکتے ہیں؟ لہٰذا نہ یہ
جواب دیا کہ میرا ہی تخت ہے اور نہ انکار ہی کیا بلکہ یہ فرمایا:
گویا یہ وہی ہے حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا ہمیں تو اس
سے پہلے ہی یہ بات معلوم تھی یعنی بلقیس کے آنے سے پہلے ہی
معلوم تھی کہ بلقیس مجوسی خیالات کی ہیں اور ہم مسلمان ہیں۔
پھر بلقیس نے کہا میں نے اپنے اوپر ظلم کیا کہ حضرت سلیمان کے
بارے میں یہ بدگمانی کی کہ آپ مجھے ڈبونا چاہتے ہیں یا سورج کو
پوج کر میں نے اپنے اوپر ظلم کیا اب میں نے سلیمان کے ساتھ اللہ
کا دین سینہ سے لگا لیا اور خلوص سے اللہ رب العالمین کی عبادت
اختیار کر لی اور میں مشرف بہ اسلام ہو گئی، اور حضرت
سلیمان علیہ السلام نے بلقیس کو سورج کی پرستش سے روک
دیا واقعی وہ کافروں میں سے تھیں (لیکن اب اسلام کی
دولت سے مالا مال ہو گئیں) پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے
آپ سے نکاح کر لیا اور چونا منگوایا اور بال اڑانے والا طلا
بنایا گیا اور دونوں (سلیمانؑ و بلقیس) نے اسے استعمال کیا۔
سب سے پہلے آپ ہی نے چونے والا بال صفا طلا استعمال
کیا ہے پھر دونوں نے آپس میں تبادلۂ خیالات کیا اور
دونوں کی خلوت ہوئی اور بلقیس حاملہ ہو گئیں پھر ان کے
بچہ پیدا ہوا جس کا نام داؤد رکھا گیا، داؤد حضرت
سلیمان علیہ السلام کی زندگی ہی میں فوت ہو گئے، پھر
حضرت سلیمان علیہ السلام فوت ہوئے اور آپ کی وفات کے
ایک ماہ بعد بلقیس بھی چل بسیں، کہا جاتا ہے کہ حضرت
سلیمان علیہ السلام نے بلقیس کو شام میں ایک علاقہ دے
دیا تھا اسی کی انہیں آمدنی تھی اور وہ علاقہ جب حیات انہیں کے

اعطاها قريبة بالشام فكانت تاخذ خراجها حتى ماتت وقيل ان سليمان لما دخل بها سرحها فى جنوده و ردها الى ملكها وكان يأتيها فى كل شهر مرة فيركب من بيت المقدس الى اليمن على ما تقدم ذكره۔

فصل وانما استوفيت هذه القصة فى هذا المجلس لما فيها من العبرة لكل عاقل مؤمن ناظر فى العواقب معتبر فى سير السلف الصالح والطالح وقدرة الله عزوجل النافذة فى الامم الماضية الخالية وكرامته لاهل الطاعة وتسخيره اهل معصية لهم واعطاء مقادتهم واذلالهم وتملكه الخلق لاهل ولايته ومحبته لما اطاع سليمان ربه عزوجل كيف ملكه بلقيس وملكها وقد كان فى اهل مملكتها اثنا عشر الف مقاتل كل واحد منهم امير على مائة الف منهم وجند سليمان يحتوى على اربعمائة الف مائتا الف من الانس ومائتا الف من الجن والتفاوت ما بين الجندين ظاهر فهذا ملك بطاعته وهذه ملكت بكفرها ومعصيتها فاعلم ايها الانسان ان الاسلام يعلو ولا يعلى عليه ولن يجعل الله للكفرين على المومنين سبيلا وكذلك انت يا موفق اذا آمنت امنت من اعدائك فى الدنيا ومن نار الله الموقدة التى فى العقبى تخمد لك النار وتطرق بين يديك وترشدك الطريق مكرمة لك ومعظمة وطائعة لامر

پاس رہا، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ خلوت کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے بلقیس کو سبا ہی بھیج دیا تھا اور آپ ہر مہینہ ان سے ملاقات کرنے ہوا پر سوار ہو کر بیت المقدس سے یمن آیا کرتے تھے۔

حضرت سلیمانؑ کا قصہ عبرت کیلئے بیان کیا گیا

میں نے اس مجلس میں حضرت سلیمان کا قصہ تفصیل سے اس لئے بیان کیا ہے کہ اس میں ایک ہوشیار و ذی عقل مومن کے لئے بڑی عبرت ہے جس کی انجام پر نگاہ رہتی ہے اور اچھے اور برے حضرات کے واقعات سے نتائج اخذ کر کے ہوشیاری سے زندگی گزارنا چاہتا ہے اور گزشتہ اقوام عالم میں اللہ کی قدرت کو نافذ و جاری دیکھتا ہے اور یہ بھی کہ حق تعالیٰ اپنے اطاعت گزار بندوں کو عزت عطا فرماتا ہے اور نافرمانوں کو ان کے قبضہ میں دے دیتا ہے اور ان کا مطیع و منقاد بنا دیتا ہے اور بدکرداروں کو ذلیل و خوار کرتا ہے اور ان کی تکمیل اپنے دوستوں کے ہاتھوں میں دے دیتا ہے دیکھئے جب حضرت سلیمان نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت اختیار کی تو حق تعالیٰ نے ملکہ سبا کو اور اس کے ملک کو آپ کا مطیع بنا دیا جب کہ بلقیس کا لشکر ۱۲ لاکھ جوانوں پر مشتمل تھا اور حضرت سلیمانؑ کی فوج صرف چار لاکھ تھی جن میں دو لاکھ انسان تھے اور دو لاکھ جن تھے دونوں فوجوں کا تفاوت ظاہر ہے ملکہ سبا کی قوت سلیمان علیہ السلام کی قوت سے تگنی تھی مگر حضرت سلیمانؑ ملکہ سبا کے اپنی اطاعت کی وجہ سے مالک بن گئے اور وہ کفر و عدم اطاعت کی وجہ سے مملوک ہو گئی لہٰذا لوگو! یقین رکھو اسلام غالب ہو کر رہتا ہے۔ مغلوب نہیں ہوا کرتا اللہ تعالیٰ کبھی کافروں کو مومنوں پر غلبہ نہیں دیتا۔ اسی طرح تو اے اللہ کی طرف سے توفیق دئے جانے والے اگر مومن ہے تو

مولاها ومتذللة له فتقول لك جزيا مومن
فقد اطفأ نورك لهبي عبارة لطيفة اى انك
مكرم منور خلعة الملك عليك علامة الوقار عليك
فعلى الحواشي والعبيد تعظيمك
وتوقيرك وخدمتك واما الكافر والعاصي فيتغيظ
النار عليه وتنتقم منه انتقام الجبار من عدو لاعنق
ظفره به كما قال الله عزوجل اذا رأتهم
من مكان بعيد سمعوا لها تغيظا وزفيرا فان
اردت العزة في الدنيا والآخرة فعليك بطاعة
الله والصبر عن معصية الله تجدها برحمة الله
تعالى قال الله عزوجل من كان يريد العزة
فلله العزة جميعا وقال الله تعالى ولله العزة
ولرسوله وللمومنين ولكن المنفقين لا يعلمون۔
فنفاقك يا مدعي الايمان وشركك يا مدعي
الاخلاص حجابك عن روية عزة الجبار ونبيه
المختار والمومنين الاخيار فلو كنت عاملا بموجب
الايمان موفيا بشرائط الاخلاص لامنت في
الدنيا من كل موذى وكل شيطان من الانس
والجان وفي الآخرة من عذاب النيران وكانت
النصرة لك ولاعدائك الهوان قال الله
عزوجل ان تنصروا الله ينصركم ويثبت
اقدامكم وقال تعالى ولا تهنوا وتدعوا
الى السلم وانتم الاعلون والله معكم
ولكن الغفلة قد تكاثفت على قلبك وتراكم
الرين عليه وترادف السواد والظلمة لذنوبك فيالها

دنیا میں اپنے دشمنوں سے مامون رہے گا اور آخرت میں اللہ کی بھڑکائی
آگ سے بھی بلکہ آگ تیری خدمت گار بن جائے گی اور تیرا اس قدر
احترام واکرام کرے گی کہ تیرے آگے آگے چل کر تجھے سیدھا راستہ
بتا دے گی اور اپنے مولیٰ کے حکم کی مطیع ہو گی اور آقا کے حکم کی تعمیل
کرے گی اور انتہائی لطیف و دل خوش کن انداز میں کہے گی کہ اے
اللہ کے مومن بندے گزر جا تیرے نور ایمان نے میرا شعلہ ٹھنڈا
کر دیا یعنی آپ معزز و مکرم اور منور و درخشاں ہیں آپ پر شاہی
خلعت ہے اور عزت و وقار کی نشانیاں ہیں لہٰذا ہم جیسے خداموں
اور غلاموں کے لئے آپ کی خاطر و مدارت، عزت و عظمت اور ہر طرح
کی خدمت باعث صد افتخار و عزت ہے لیکن آگ کافروں اور
نافرمانوں پر جوش و خروش کے ساتھ جھنجھلائے گی اور اس طرح
انتقام لے گی جس طرح ایک سخت گیر سرکش انسان اپنے دشمن سے
انتقام لیتا ہے جب کہ اس پر قابو پاتا ہے جیسا کہ حق تعالےٰ نے
فرمایا: جب آگ انہیں دور سے دیکھے گی تو وہ غصہ میں اس کے
جوش و خروش کو سنیں گے نتیجہ ظاہر ہے اگر آپ دین و دنیا کی
عزت و سرخ روئی چاہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں سرگرم
عمل رہیئے اور گناہوں سے بچتے رہیئے آپ کو اللہ تعالےٰ کی مہربانی
سے دین و دنیا کی سعادتیں نصیب ہو جائیں گی حق تعالیٰ جل مجدہ
نے فرمایا: جو عزت کا متلاشی ہے تو وہ یاد رکھے کہ ہر طرح کی عزت
اللہ والوں ہی کے لئے ہے فرمایا اور عزت اللہ ہی کے لئے ہے اور
اس کے رسول کے لئے اور مومنوں کے لئے ہے لیکن منافق سمجھتے
نہیں۔ اے دعویداران ایمان و اخلاص! تمہارا شرک و نفاق
ایک دبیز پردہ ہے جس کی وجہ سے تم کو حق تعالیٰ مجدہ کی اور اس
کے نبی مختار کی اور مومنوں کی عزت نظر نہیں آتی اگر آپ ایمان کے
تقاضوں پر عمل پیرا ہوں اور شرائط اخلاص مکمل کر لیں تو دنیا میں آپ

من حسرۃ وندامۃ یوم تبلی السرائر فی یوم القیامۃ
یوم الحاقۃ یوم الطامۃ الکبرٰی یوم القارعۃ
یوم الصاخۃ یومئذ تعرضون لا تخفی منکم
خافیۃ یومئذ یصدر الناس اشتاتا لیروا
اعمالھم فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ و
من یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ قیل ان
الذرۃ ھی قشر الھباء الذی یظھر فی
شعاع الشمس مثل رؤس الابر وقیل اربع
ذراتٍ مثقال خردلۃ وقیل ھی النملۃ الحمراء
الصغیرۃ التی لا تکاد ترٰی اذا دبت وقیل
ان الذرۃ جزء من الف جزء من شعیرۃ۔
وقال عبد اللہ بن عباس اذا وضعت
کفک علی التراب ثم رفعتھا فکل شیٔ
یعلق بھا من التراب فھو ذرۃ فاین انت
من یوم توزن فیہ الاعمال بھذہ الزنۃ
تثقل وتخف بھذہ الخفۃ ولیوم یقول اللہ
تعالٰی فیہ یوم نحشر المتقین الی الرحمٰن وفدا
ونسوق المجرمین الٰی جھنم وردًا ای عطاشا
وحینئذ ینکشف الغطاء ویظھر المخبا و
یبتاز المومن من الکافر والصدیق ومن المنافق والموحد
من المشرک والولی من العدو والمحق من المدعی فاحذر
یامسکین من ھول ذلک الیوم وانظر من ای الحزبین تکون
فان عملت اللہ العظیم والقیت فی عملک من الخبیر
وصفیتہ عما یسوء للناقد البصیر فانت فی
حزب المتقین الوافدین علی الرحمٰن فی یوم

ہر موذی سے اور ہر شیطان سے خواہ وہ انسان ہو یا جن بچ جائیں اور
آخرت میں آگ کے عذابوں سے اور کامیابی ونصرت آپ کے قدم
چومنے لگے۔ اور آپ کے دشمن ذلیل وخوار ہو جائیں حق تعالیٰ جل مجدہٗ
نے فرمایا: اگر تم اللہ کے دین کی مدد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد فرمائے گا
اور تمہیں (دین وقوانین دین پر) جمائے رکھے گا۔ فرمایا: اور سست
نہ ہو اور نہ صلح کی دعوت دو کیونکہ تم بلند ہو اور اللہ تعالےٰ تمہارے
ساتھ ہے لیکن آپ کے دل پر غفلت کی گھٹا ٹوپ ظلمت چھا گئی ہے
اور زنگ تہ بر تہ چڑھ گیا ہے اور سیاہی پر سیاہی طاری ہو گئی ہے،
لہٰذا ہوش میں آ جائیے اور قیامت کے دن کی، جس دن راز کھلیں گے
حسرت وندامت سے ڈر جائیے آہ قیامت کا دن کیا ہے؟ یہ حق دجنا کا ایک
دن ہے بڑے ہنگامہ والا دن ہے کھٹکھٹانے والا دن ہے بہرہ کر دینے والا
دن ہے جس دن تم رب کے سامنے پیش کئے جاؤ گے اور کوئی بات تم سے
چھپی نہ رہے گی جس دن لوگ قبروں سے نکل پڑیں گے اور پھیل جائیں
گے تاکہ انہیں ان کے عمل دکھائے جائیں پھر جس نے رائی بھر نیکی کی ہو گی
اسے بھی دیکھ لے گا اور رائی بھر بدی کی ہو تو اسے بھی دیکھ لیگا، کہا جاتا ہے
ذرات سوئی کے ناکہ کی برابر ان چیزوں کو کہتے ہیں جو اس دھوپ میں
اڑتی ہوئی نظر آیا کرتی ہیں جو روشندان سے کمرے میں آتی ہو کہتے
ہیں چار ذرّے ایک رائی کے دانہ کے برابر ہوتے ہیں یہ بھی کہا جاتا
ہے کہ ذرہ اس سرخ چھوٹی چیونٹی کو کہتے ہیں جو چلتی ہوئی مشکل سے ہی
نظر آتی ہے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ذرہ ایک جو ایک ہزارواں حصہ ہے
حضرت ابن عباس: مٹی پر ہاتھ رکھ کر ہٹاؤ اور ہاتھ کو دیکھو تو
جتنی مٹی آپ کے ہاتھ کو لگتی ہے وہی ذرات ہیں اس دن تمہارا کیسا برا
حال ہو گا جس دن اعمال تولے جائیں گے اور ایک ذرے کے وزن سے
پلہ جھک جائے گا اور اٹھ جائیگا وہ دن یاد کرو جس دن حق تعالیٰ
فرمائے گا: جس دن ہم پارساؤں کو رحمٰن کے پاس وفد کی صورت میں

النشور فلك الكرامة يا كريم و لك السلامة والبشرى يا حكيم وان كان غير ذلك فاعلم انك يا لحزب الاخير لاحق وهالك مع من هو هالك في النار مع فرعون وهامان وقارون متلاحق قال الله عزوجل فمن كان يرجوا لقآء ربه فليعمل عملا صالحا ولا يشرك بعبادة ربه احدا فلا ينجيك في ذلك اليوم من غير العمل الصالح۔

فصل في فضل بسم الله الرحمن الرحيم

عن عطآء عن جابر بن عبد اللهؓ قال لما نزل بسم الله الرحمن الرحيم هرب الغيم الى الشرق وسكنت الرياح وهاج البحر واصغت البهائم باذانها ورجمت الشياطين من السمآء وحلف الله عزوجل بعزته لا يسمى اسمه على سقم الاشفاه ولا يسمى اسمه على شئ الا بارك فيه ومن قرء بسم الله الرحمن الرحيم دخل الجنة وعن ابي وائل عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه قال من اراد ان ينجيه الله من الزبانية التسعة عشر فليقل بسم الله الرحمن الرحيم فانها تسعة عشر حرفا ليجعل الله تعالى كل حرف منها جنة من واحد منهم وعن طاؤس عن ابن عباسؓ ان عثمان بن عفان رضي الله عنه سئل النبي صلى الله عليه وسلم عن بسم الله

جمع کریں گے اور مشرکوں کو پیاس کی حالت میں جہنم کی طرف ہانک کر لیجایا جائیگا اس دن پردے اُٹھ جائیں گے، اسرار کھل جائیں گے اور مومن کافر سے مخلص منافق سے، موحد مشرک سے، دوست دشمن سے اور سچا جھوٹے سے ممتاز ہو جائیگا للذا اسے قابل رحم انسانو! اس دن کے ہولوں سے ڈر جاؤ اور آج ہی غور کر لو کہ تم کس گروہ میں ہو گے اگر تم نے عظیم اللہ کے لئے عمل کئے اور اپنے اعمال میں حاضر و ناظر اللہ سے ڈرتے رہے اور اعمال کی ہوشیار تنقید کرنیوالے کی نکتہ چینیوں سے محفوظ کر لیا تو تم پارساؤں کی جماعت میں شامل ہو گے جو قیامت کے دن وفد بن کر اپنے مہربان اللہ کے پاس جائیں گے۔ پھر تو اے معززین تمہارے لئے عزت ہی عزت ہے اور اے حکماء تمہارے لئے بشارت وسلامتی ہے ورنہ تم پچھلے گروہوں میں ہو گے جو جہنم کی طرف ہانک کر لایا جائیگا اور ہلاک ہونیوالوں کے ساتھ ہلاک ہو گا اور فرعون، ہامان اور قارون کے ساتھ ہو گا حق تعالٰے جل شانہ فرماتے ہیں جو اپنے پروردگار سے ملاقات کا امیدوار ہو اسے نیک عمل کرنے چاہئیں اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے یاد رکھو اس دن عمل صالح کے علاوہ کوئی شے نجات دینے والی نہیں۔

بسم اللہ کی فضیلت عطاء از جابر بن عبداللہ: جب بسم اللہ اتری تو بادل مشرق کی طرف بھاگ گئے، سخت ہوائیں ٹھہر گئیں سمندروں میں جوش پیدا ہو گیا، چوپایوں نے اپنے کان لگا لئے۔ شیطانوں پر آسمان سے انگارے برسائے گئے اور حق تعالٰی جل مجدہٗ نے اپنی عزت کی قسم کھا کر فرمایا کہ جس بیمار پر میرا نام لیا جائے گا میں اسے ضرور شفا دوں گا اور جس چیز پر میرا نام لیا جائے گا میں اس پر ضرور برکت عطا فرماؤں گا اور جو بسم اللہ پڑھے گا وہ جنتی ہے۔ ابو وائل از عبداللہ بن مسعود: اگر کوئی شخص جہنم پر ۱۹ موکل فرشتوں سے نجات حاصل کرنا چاہے تو اسے بسم اللہ پڑھنی چاہیئے بسم اللہ میں ۱۹ حرف ہیں اور اللہ تعالٰے نے ہر حرف کو ایک فرشتہ سے ڈھال بنا دے گا۔

الرحمٰن الرحیم قال فقال ھو اسم من اسماء اللہ عزوجل وما بینہ وبین اسم اللہ الاعظم الا کما بین سواد العین وبیاضھا من القرب

وعن انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من رفع قرطاسا من الارض فیہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اجلالا للہ ان یداس کتب عندہ من الصدیقین وخفف عن والدیہ وان کانا مشرکین یعنی العذاب وقیل لم یرن ابلیس اللعین مثل ثلاث رنات قط رنۃ حین لعن واخرج من ملکوت السماء ورنۃ حین ولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ورنۃ حین انزلت فاتحۃ الکتاب لکون بسم اللہ الرحمٰن الرحیم فیھا وعن سالم بن ابی الجعد ان علیا رضی اللہ عنہ قال لما انزلت بسم اللہ الرحمٰن الرحیم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اول ما انزلت ھذہ الآیۃ علی آدم فقال امن ذریتی من العذاب ما داموا علی قراءتھا ثم رفعت فانزلت علی ابراھیم الخلیل فتلاھا وھو فی کفۃ المنجنیق فجعل اللہ علیہ النار بردا وسلاما ثم رفعت بعدہ فما انزلت الا علی سلیمان وعندھا قالت الملائکۃ الآن تم واللہ ملکک ثم رفعت فانزلھا اللہ عزوجل علی ثم تاتی امتی یوم القیامۃ وھم یقولون بسم اللہ الرحمٰن الرحیم فاذا وضعت اعمالھم فی المیزان رجحت حسناتھم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکتبوھا

طاؤس از ابن عباس رضؓ : حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے سرور عالم صلعم سے بسم اللہ کے بارے میں پوچھا: فرمایا: اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے بسم اللہ بھی ایک اسم ہے اور اس اسم میں اور اللہ کے اسم اعظم میں اتنا قرب ہے جتنا قرب آنکھ کی سیاہی اور سفیدی میں ہے

انس بن مالک از رسول اللہ صلعم : اگر کوئی زمین سے اس کاغذ کو جس پر بسم اللہ لکھی ہوئی ہے اللہ کے اسم کے احترام وعظمت کی خاطر اٹھالے تاکہ یہ پیروں کے نیچے نہ آئے تو وہ اللہ کے پاس صدیقین میں لکھ دیا جائیگا اور اس کے والدین کے عذاب میں تخفیف کر دی جائیگی خواہ وہ مشرک ہی کیوں نہ ہوں۔ کہا جاتا ہے کہ تین جگر سوز نالوں کی طرح ابلیس نے کبھی کوئی اور جانکاہ نالہ نہیں کیا ایک نالہ اس وقت جب اس پر لعنت کی گئی اور آسمانوں سے نکالا گیا۔ اور ایک نالہ نبی صلعم کی پیدائش کے وقت کیا اور ایک نالہ نزول فاتحہ کے وقت کیا کیونکہ اس میں بسم اللہ ہے۔ سالم بن ابی الجعد از علی رضؓ : جب بسم اللہ اتری تو رسول اللہ صلعم نے فرمایا: سب سے پہلے یہ آیت حضرت آدم پر اتری تو آپ نے فرمایا : میری اولاد عذاب سے مامون رہے گی. جب تک وہ اسے پڑھتی رہے گی پھر بسم اللہ اٹھالی گئی اور حضرت ابراہیمؑ خلیل اللہ پر اتری آپ نے اسے اس وقت پڑھا جب آپ کو منجنیق میں آگ میں پھینکے جانے کے لئے بٹھا دئے گئے تھے حق تعالیٰ نے اس کی برکت سے آپ پر آگ ٹھنڈی اور سلامتی والی بنا دی پھر آپ کے بعد اٹھالی گئی اور حضرت سلیمانؑ پر اتری اس وقت فرشتوں نے کہا: اب آپ کا ملک تکمیلی مراحل تک پہنچ جائے گا پھر اٹھالی گئی اور اللہ تعالیٰ نے مجھ پر اتاری پھر میری امت قیامت کے دن بسم اللہ پڑھتی ہوئی آئے گی پھر جب ان کے اعمال میزان میں رکھے جائیں گے تو ان کی نیکیاں جھک جائینگی ، رسول اللہ صلعم نے فرمایا: اپنی کتابوں میں بسم اللہ لکھ لو

في كتبكم فاذا اكليتموها فتكلموا بها۔

فصل آخر في فضل بسم الله الرحمن الرحيم

عن عكرمة رحمة الله عليه انه قال اول ما خلق الله اللوح والقلم امر الله القلم فجرى على اللوح بما هو كائن الى يوم القيامة فاول ما كتب على اللوح بسم الله الرحمن الرحيم فجعل الله هذه الاية امانا لخلقه ما داموا على قراءتها وهي قراءة اهل سبع سموات واهل الصفح الاعلى واهل سرادقات المجد والكروبين والصافين والمسبحين فاول ما انزلت على آدم عليه السلام فقال قد امن ذريتي من العذاب ما داموا على قراءتها ثم رفعت بعده فانزلت على ابراهيم الخليل عليه السلام في سورة الحمد فتلاها وهو في كفة المنجنيق فجعل الله النار عليه بردا وسلاما ثم رفعت بعده فانزلت على موسى في الصحف فبها قهر فرعون وسحرته وهامان وجنوده وقارون واتباعه ثم رفعت بعده فانزلت على سليمان بن داود فعندها قالت الملائكة اليوم والله تم ملكك يا ابن داود فلم يقرءها سليمان على شئ الا خضع له وامره الله يوم انزلها عليه ان ينادي في اسباط بني اسرائيل الا من احب منكم ان يسمع آية امان الله فليحضر الى سليمان في محراب داود فانه يريد ان يقوم خطيبا فلم يبق محبوس نفسه في العبادة ولا سائح الا هرول اليه

اور جب بسم اللہ دیکھو تو اسے پڑھ لیا کرو۔

دوسرے اعتبار سے بسم اللہ کی فضیلت عکرمہؒ: سب سے پہلے اللہ نے لوح و قلم پیدا کئے اور قلم کو حکم دیا اس نے لوح پر قیامت تک وجود میں آنے والی اشیاء لکھ لیں سب سے پہلے قلم نے لوح پر بسم اللہ لکھی حق تعالےٰ شانہ نے یہ آیت اپنی مخلوق کی امن و سلامتی کے لئے ضامن بنائی جب تک وہ اسے پڑھتی رہیگی یہی بسم اللہ ساتوں آسمانوں کے فرشتوں کا، اونچے مرتبہ کے فرشتوں کا، مجد و شرف کی قناتوں والے فرشتوں کا، کروبیوں کا، طاعت الٰہی میں صف بستہ رہنے والے فرشتوں کا اور ہمیشہ تسبیح میں مشغول رہنے والے فرشتوں کا ورد ہے۔ بسم اللہ سب سے پہلے حضرت آدمؑ پر اتری آپ نے فرمایا۔ جب تک میری اولاد اسے پڑھتی رہے گی عذاب سے محفوظ رہے گی پھر آپ کے بعد اٹھالی گئی اور خلیل اللہ پر معہ فاتحہ کے اس وقت اتری جب کہ آپ کو گوپھنے کے پلڑے میں ڈال کر آگ میں پھینکا جانے والا تھا آپ نے بسم اللہ پڑھی اور اس کی برکت سے آگ گل و گلزار بن گئی پھر آپ کے بعد اٹھالی گئی اور حضرت موسےٰ پر صحیفوں میں اتاری گئی آپ اسی کی برکت سے فرعون پر، اس کے جادوگروں پر، ہامان پر، اس کے لشکروں پر اور قارون پر، اور اس کے پیرو کاروں پر غالب آئے پھر آپ کے بعد اٹھالی گئی اور حضرت سلیمانؑ پر اتری اس وقت فرشتوں نے کہا: اے ابن داؤد آج اللہ کی قسم آپ کا ملک تکمیل مرحلہ میں داخل ہو گیا پھر حضرت سلیمانؑ نے جس چیز پر بسم اللہ پڑھی وہی آپ کی مطیع و منقاد ہو گئی۔ جس دن بسم اللہ اتری اللہ نے حضرت سلیمانؑ کو حکم دیا کہ اسباط بنی اسرائیل میں یہ اعلان کرا دیں کہ جو امن والی آیت سننا پسند کرے وہ محرابِ داؤدؑ میں حضرت سلیمانؑ کے پاس آجائے کیونکہ آپ کا خطبہ

حتی اجتمعت الاحبار والعباد والزهاد و
الاسباط کلها عنده فقام ورقی منبر الخلیل
ابراهیم وتلا علیهم ایة الامان بسم الله
الرحمن الرحیم فلم یسمعها احد الا امتلأ
فرحا وقالوا اشهد انك لرسول الله حقا
فبها قهر سلیمان ملوك الارض وبها فتح
الله لنبیه محمد صلی الله علیه وسلم مکة
ثم رفعت بعد سلیمان فانزلت علی المسیح
عیسی بن مریم ففرح بها واستبشر بها
الحواریون فاوحی الله تعالی الیه یا ابن العذراء
اتدری ای ایة انزلت علیك انها ایة الامان
قوله بسم الله الرحمن الرحیم فاکثر
تلاوتها فی قیامك وقعودك ومضجعك
ومجیئك وذهابك وصعودك وهبوطك فانه
من وافا یوم القیامة وفی صحیفته بسم الله
الرحمن الرحیم ثمان مائة مرة وکان مؤمنا
بی وبربوبیتی اعتقته من النار وادخلته الجنة
فلتکن افتتاح قرآءتك وصلاتك فان من جعلها
فی افتتاح قرآءته وصلاته اذا مات علی ذلك
لم یرعه منکر ونکیر وهون علیه سکرات
الموت وضغطة القبر وکانت رحمتی علیه و
افسح له فی قبره والنور له فیه مد بصره واخرجه
من قبره ابیض الجسم والنور الوجه یتلالا ء
نوره واحاسبه حسابا یسیرا واثقل موازینه
واعطیه النور التام علی الصراط حتی یدخل

دینے کے لئے کھڑا ہونے کا ارادہ ہے یہ اعلان سن کر گوشہ نشین عابد
و زاہد اور روزے دار سب دوڑ کر آ گئے حتیٰ کہ علماء، درویش، عابد
زاہد اور اولاد یعقوبؑ کے تمام قبیلے حضرت سلیمانؑ کے پاس جمع ہو گئے
حضرت موسےٰ کھڑے ہوئے اور خلیل اللہ کے ممبر پر چڑھ گئے اور سب
کو امن والی آیت بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر سنائی جس نے سنی
خوشی سے پھولا نہ سمایا اور سب نے کہا ہمیں اعتراف ہے کہ آپ
اللہ کے سچے رسول ہیں اسی کی برکت سے حضرت سلیمانؑ نے سلاطین
عالم کو اپنا باجگزار بنایا اور اسی کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری
نبی حضرت محمد صلعم کے لئے مکہ فتح فرمایا پھر حضرت سلیمان کے بعد بسم اللہ
اٹھا لی گئی اور حضرت مسیح پر اتری آپ کو اس سے مسرت ہوئی اور آپ کے
حواری بھی بہت خوش ہوئے پھر حق تعالیٰ شانہ نے آپ پر وحی بھیجی
اور فرمایا اے کنواری کے بیٹے! معلوم ہے تجھ پر کونسی آیت اتری ہے
دیکھ یہ امن والی آیت ہے اور بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھنے والوں کو
اللہ کا امن حاصل ہو جاتا ہے اس لئے اٹھتے بیٹھتے، سوتے جاگتے
آتے جاتے، اور چڑھتے اترتے کثرت سے اسے پڑھنا رہ کیونکہ جو
قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے اعمال نامہ میں بسم اللہ
کی تلاوت آٹھ سو بار لکھی ہو گی اور اس کا مجھ پر اور میری ربوبیت پر
ایمان بھی ہو گا تو میں اسے آگ سے آزاد کر دوں گا اور جنت میں
داخل کر دوں گا لہذا بسم اللہ تیری قرأت کے اور نماز کے آغاز میں
ہونی چاہیئے۔ اور جو قرأت و نماز کے شروع میں بسم اللہ پڑھ لے
اور اسی پر فوت ہو جائے تو اسے منکر نکیر نہیں ڈرائیں گے اور اس
پر سکرات موت اور قبر کا دبوچنا آسان ہو گا اور اس پر میری
رحمت برسے گی اور میں اس کی قبر فراخ کر دوں گا اور حد نگاہ
تک اسے نور سے بھر دوں گا اور جب اسے قبر سے اٹھاؤں گا تو گورا
جسم ہو گا اور نورانی چہرہ ہو گا جس سے نور جھلملاتا ہو گا، اس سے

الجنة وامر المنادى ان ينادى به فى عرصات القيامة بالسعادة والمغفرة قال عيسى عليه السلام اللهم يا رب فهذا لى خاصة فقال لك خاصة ولمن تبعك واخذ اخذك وقال لقولك وهو لاحمد وامته من بعدك واخبر عيسى عليه السلام ذلك لاتباعه فقال ومبشرا برسول ياتى من بعدى اسمه احمد من صفته ونعته وفضله كيت وكيت و اخذ ميثاقهم بالايمان به وجدد شانه عند ما رفعه الله تعالى الى السماء لاصحابه فلما انقرض الحواريون ومن اتبعه وجاء الاخرون فضلوا واضلوا وبدلوا واستبدلوا بالدين دنياهم فرفعت عندها اية الامان من صدور النصرى وبقيت فى صدور مسلمى اهل الانجيل مثل بحيراء الراهب وامثاله حتى بعث الله النبى صلى الله عليه وسلم فانزلت عليه فى سورة الحمد بمكة فامر رسول الله صلى الله عليه وسلم فكتبت تلك على رؤس السور وصدور الوسائل وكان نزول هذه الاية على رسول الله صلى الله عليه وسلم فتحا عظيما وحلف رب العزة بعزته ان لا يسمى مومن موقن على شئ الا بارکت له فيه ولا يقرؤها مومن الا قالت الجنة له لبيك وسعديك اللهم ادخل عبدك هذا فى ببسم الله الرحمن الرحيم فاذا دعت الجنة لعبد فقد استوجب له دخولها وقد قال صلى الله عليه وسلم لا يرد دعاء اوله بسم الله

آسان حساب لوں گا، اس کی تولیں بھاری کر دوں گا اور اسے پورا پورا نور عطا فرماؤں گا حتےٰ کہ وہ جنت میں داخل ہو جائے حق تعالیٰ ایک فرشتہ کو حکم فرمائے گا کہ محشر کے میدان میں اس کی سعادت مغفرت کا اعلان کر دے۔ حضرت عیسےٰ نے پوچھا کہ اے اللہ اور اے میرے پروردگار! کیا یہ خاص طور سے میرے ہی لئے ہے اور میرے تابعداروں ہی کے لئے ہے جو تیرے دین کو اپنائے اور تیری ہدایات پر عمل کرے اور تیرے بعد یہ احمد کے لئے اور ان کی امت کے لئے ہے پھر حضرت عیسےٰ نے اس کی اپنے پیروکاروں کو خبر دی اور فرمایا میں تم کو ایک رسول کی بشارت دیتا ہوں جو میرے بعد آئیگا اور جس کا نام احمد ہوگا اور اس کی صفت، تعریف اور فضیلت فلاں فلاں ہوگی اور ان سے آپ پر ایمان لانے کا پکا عہد لیا اور جب آپ آسمان پر اٹھائے جانے والے تھے اس وقت آپ نے اپنے پیروکاروں سے اس عہد کی تجدید کی پھر جب حواری اور آپ کے پیروکار ختم ہو گئے اور ان کی جگہ دوسرے آگئے تو گمراہ ہو گئے اور انہوں نے دوسروں کو بھی گمراہ کیا اور دین میں ردو بدل کر ڈالا اور سچے دین کے بدلہ باطل دین اختیار کر لیا اور دین کے بجائے دنیا چن لی بالآخر عیسائیوں کے دلوں سے امن والی آیت اٹھالی گئی، اور مسلمان عیسائیوں (جیسے بحیرا راہب وغیرہ) کے دلوں میں باقی رہی حتےٰ کہ حق تعالیٰ نے نبی آخر الزماں کو مبعوث فرمایا اور آپ پر سورہ فاتحہ کے آغاز میں مکہ میں یہ آیت اتاری پھر نبی صلعم کے حکم سے یہ آیت ہر سورت کے شروع میں لکھی گئی اور خطوط و دفاتر کے شروع میں بھی لکھی جانے لگی لہٰذا آپؐ اس آیت کا اترنا فتح عظیم (فتح مکہ) کی بشارت ہے اور رب العزت نے اپنی عزت کی قسم کھا کر فرمایا کہ جو مومن یقین سے کسی چیز پر بسم اللہ پڑھ لے گا میں اس میں ضرور برکت دوں گا جب اسے مومن پڑھتا ہے تو جنت اس سے

الرحمٰن الرحیم قال وان امتی یاتون
القیامۃ وھم یقولون بسم اللّٰہ الرحمٰن
الرحیم فتثقل حسناتھم فی المیزان فتقول
الامم ما ارجح موازین امّتی محمّد
صلی اللّٰہ علیہ وسلم فیقول الانبیاء لھم
کان امّۃ محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم
مبتدء کلامھم ثلاثۃ اسمآء من اسماء
اللّٰہ تعالٰی الکرام لو وضعت فی کفۃ
المیزان ووضعت سیات الخلق جمیعا
فی الکفۃ الاخری لرجحت حسناتھم قال
وجعل اللّٰہ تعالٰی ھذہ الایۃ شفآء من کل
داء وعونا لکل دوآء وغنآء من کل فقرٍ
وستراً من النار وامانا من الخسف والمسخ
والقذف ماداموا علی قرآءتھا۔

فصل فی تفسیر قولہٖ بسم اللّٰہ الرحمٰن
الرحیم قولہ عزوجل بسم اللّٰہ روی عن
عطیۃ العوفی عن ابی سعید الخدری قال قال
رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم انّ عیسٰی
علیہ السّلام ارسلتہ امّہ رضی اللّٰہ عنھا
الی الکتّاب لیتعلم فقال لہ المعلّم
قل بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم فقال عیسٰی وما
بسم اللّٰہ قال لا ادری فقال الباء بھآء اللّٰہ
والسین سنآء اللّٰہ والمیم مملکتہ وقال
ابوبکر الوراق بسم اللّٰہ روضۃ من ریاض
الجنۃ لکل حرفٍ منھا تفسیر علٰحدۃ

کہتی ہے اے بندۂ مومن لبیک وسعدیک اے اللہ بسم اللہ کی برکت سے اپنے اس بندے کو جنت میں داخل فرما اور جب جنت کسی بندے کے لئے دعا مانگتی ہے تو اس کے لئے جنت میں جانا واجب ہو جاتا ہے رحمت عالم صلے اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: وہ دعا ردّ نہیں کی جاتی جس کے شروع میں بسم اللہ پڑھ لی گئی ہو فرمایا میری امت قیامت کے دن بسم اللہ پڑھتی ہوئی آئیگی پھر ان کی نیکیاں میزان میں بھاری ہو جائیں گی دیگر امتیں کہیں گی اُمّتِ محمدیہ کی تولیں کتنی بھاری ہیں تو ان کے نبی انہیں جواب دیں گے کہ امت محمدیہ کے کلام کی ابتداء تین ایسے بزرگ اسماء سے ہوتی تھی کہ اگر وہ تینوں ترازو کے ایک پلڑے میں ہوں اور دوسرے پلڑے میں تمام مخلوق کی برائیاں ہوں تو ان اسماء کے ساتھ ان کی نیکیاں ہی جھک جائیں گی اللہ تعالےٰ نے اس آیت کو ہر بیماری سے شفا، ہر دوا کا معاون، ہر فقر سے تونگری لانیوالی آگ سے حجاب اور خسف، مسخ اور قذف سے پناہ دینے والی بنایا ہے جب تک لوگ اسے پڑھتے رہیں گے۔

بسم اللہ کی تفسیر

عطیہؓ عوفی ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰؑ کو ان کی والدہ نے پڑھانے والوں کے پاس بھیجا تاکہ آپ تعلیم حاصل کریں آپ سے پڑھانے والے استاد نے کہا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھو حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے پوچھا: بسم اللہ کیا ہے؟ استاد نے کہا: مجھے معلوم نہیں، فرمایا: بآ۔ اللہ کی روشنی ہے۔ س۔ اللہ تعالیٰ کی بلندی ہے اور میم۔ حق تعالیٰ کی مملکت ہے۔

ابوبکر وراق فرماتے ہیں: بسم اللہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اس کے ہر حرف کی ایک جداگانہ تفسیر ہے غور کیجئے۔ بآ کے چھ معنی ہیں (۱) باسے بارؔی مراد ہے یعنی عرش سے لیکر فرش تک حق تعالےٰ تمام کائنات کا بارؔی (پھیلانے والا) ہے فرمایا: ہو اللہ الخالق البارؔی یعنی اللہ کائنات کا عرش سے لیکر تحت الثریٰ تک خالق ہے اور اس کا

فالباء علی ستۃ اوجہ بادئ خلقہ من العرش الی الثریٰ بیانہ ھو اللہ الخالق البارئ من العرش الی الثریٰ بصیر بخلقہ من العرش الی الثریٰ بیانہ واللہ بصیر بما تعملون باسط رزق خلقہ من العرش الی الثریٰ بیانہ اللہ یبسط الرزق لمن یشاء ویقدر باق بعد فناء خلقہ من العرش الی الثریٰ بیانہ کل من علیھا فان ویبقیٰ وجہ ربک ذو الجلال والاکرام باعث الخلق بعد الموت من العرش الی الثریٰ للثواب والعقاب بیانہ ان اللہ یبعث من فی القبور بار بالمؤمنین من العرش الی الثریٰ بیانہ ھو البر الرحیم والسین علی خمسۃ اوجہ سمیع لاصوات خلقہ من العرش الی الثریٰ بیانہ ام یحسبون انا لا نسمع سرھم ونجواھم سیّد قد انتھٰی سودد من العرش الی الثریٰ بیانہ اللہ الصمد سریع الحساب مع خلقہ من العرش الی الثریٰ بیانہ واللہ سریع الحساب سلام سلم خلقہ من الظلمۃ من العرش الی الثریٰ بیانہ السلام المؤمن ساتر ذنوب عبادہ من العرش الی الثریٰ بیانہ غافر الذنب وقابل التوب والمیم علی اثنا عشر وجھا ملک الخلق من العرش الی الثریٰ بیانہ الملک القدوس مالک خلقہ من العرش الی الثریٰ بیانہ قل اللھم

پھیلانے والا ہے (۲) باسے بصیر کی طرف اشارہ ہے یعنی حق تعالیٰ عرش سے لیکر تحت الثریٰ تک اپنی مخلوق دیکھتا ہے فرمایا اور اللہ تمہارے عملوں کو خوب دیکھ رہا ہے (۳) با بمعنی باسط ہے یعنی اللہ تعالیٰ عرش سے لیکر تحت الثریٰ تک اپنی مخلوق کی روزی فراخ فرماتا ہے فرمایا: اللہ جس کی روزی چاہتا ہے فراخ کر دیتا ہے اور جس کی چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے (۴) با بمعنی باقی ہے یعنی سب فنا ہو جائیں گے بس اللہ ہی باقی رہے گا فرمایا: جو کچھ زمین پر ہے سب فنا ہو جائے گا اور آپ کے عزت و جلال والے رب ہی کی ذات باقی رہیگی (۵) یا با بمعنی باعث ہے یعنی اللہ تعالیٰ اپنی تمام مخلوق کو ثواب و عذاب کے لئے دوبارہ زندہ فرمائے گا فرمایا: اور اللہ تعالیٰ تمام قبر والوں کو اٹھا دے گا (۶) یا با بمعنی بارّ (احسان کرنیوالا) ہے یعنی اللہ تعالیٰ دنیا کے تمام مومنوں پر احسان کرنے والا ہے یعنی انتہائی مہربان ہے فرمایا: اللہ ہی انتہائی احسان کرنے والا اور مہربان ہے۔ اسی طرح سین کے پانچ معنی ہیں (۱) سین بمعنی سمیع (خوب سننے والا) ہے یعنی اللہ تعالیٰ اپنی تمام مخلوق کی آوازیں سن رہا ہے فرمایا: کیا ان کا گمان ہے کہ ہم ان کے راز اور سرگوشیوں کو نہیں سنتے (۲) یا سین بمعنی سیّد (سردار) ہے یعنی ایسا سردار جس کی سرداری عرش سے تحت الثریٰ تک ہو اور انتہا کو پہنچی ہوئی ہے فرمایا: اللہ بے نیاز ہے (۳) یا سین بمعنی سریع الحساب ہے یعنی وہ مخلوق سے بہت جلد حساب لے گا فرمایا: اور اللہ جلد حساب لینے والا ہے (۴) یا سین بمعنی سلام ہے کہ اس نے اپنی مخلوق کو ظلمت سے محفوظ فرمایا ہے، فرمایا وہ بادشاہ ہے اور قدوس ہے اور سلام ہے یعنی سلامتی و امن عطا فرمانے والا ہے (۵) یا سین بمعنی ساتر (پردہ ڈالنے والا) ہے یعنی وہ اپنے تمام بندوں کے گناہوں پر پردہ ڈالنے والا ہے فرمایا وہ گناہوں کو بخشنے والا اور توبہ قبول کرنے والا ہے۔ اور میم کے بارہ معنی ہیں، (۱) م بمعنی ملک یعنی تمام کائنات کا بادشاہ فرمایا وہ

ملك الملك منان علی خلقه من العرش الی
الثری بیانه بل الله یمن علیکم مجید علی
خلقه من العرش الی الثری بیانه ذو العرش
المجید مؤمن امن خلقه من العرش
الی الثری بیانه وامنهم من خوف
مهیمن اطلع علی خلقه من العرش الی الثری
بیانه المؤمن المهیمن مقتدر علی خلقه
من العرش الی الثری بیانه فی مقعد صدق
عند ملیك مقتدر مقیت علی خلقه من
العرش الی الثری بیانه وکان الله علی کل
شئ مقیتا مکرم اولیاءه من العرش الی الثری
بیانه ولقد کرمنا بنی آدم منعم علی خلقه
من العرش الی الثری بیانه واسبغ علیکم
نعمه ظاهرة و باطنة مفضل علی خلقه
من العرش الی الثری بیانه ان الله لذو
فضل علی الناس مصور خلقه من العرش
الی الثری بیانه الخالق البارئ المصور وقال
اهل الحقائق وانما المعنی فی بسم الله
الرحمن الرحیم التیمن والتبرك وحث
الناس علی الابتداء فی اقوالهم وافعالهم
ببسم الله کما افتتح الله سبحانه وتعالی
کتابه العزیز۔

فصل اعلم ان الناس اختلفوا فی هذا
الاسم فقال خلیل بن احمد وجماعة من
اهل العربیة انه اسم موضوع لله عزوجل

بادشاہ ہے اور پاک ہے۔ اسم بمعنی مالک فرمایا: آپ فرما دیں کہ اللہ
ملک کا مالک ہے۔ اسم بمعنی منان یعنی وہ کائنات کا محسن ہے فرمایا:
بلکہ اللہ تم پر احسان فرماتا ہے۔ اسم بمعنی مجید یعنی اللہ بزرگ ہے
فرمایا: وہ عرش والا ہے اور بزرگ ہے۔ اسم بمعنی مومن یعنی اللہ
تمام کائنات کو امن دینے والا ہے فرمایا: اور اس نے تم کو خوف سے
مامون فرمایا۔ اسم بمعنی مہیمن یعنی اللہ پاسبان و نگران ہے اور اپنی
تمام کائنات کے احوال سے خبردار ہے فرمایا: وہ امن دینے والا
اور نگران ہے۔ اسم بمعنی مقتدر یعنی صاحب اقتدار فرمایا: پرہیزگار
اپنے صاحب اقتدار بادشاہ کے پاس عزت و مرتبہ والی کرسی پر بیٹھے
ہوئے ہیں۔ اسم بمعنی مقیت یعنی تمام کائنات کو روزی دینے والا
فرمایا: اور اللہ ہر چیز کو روزی دینے والا ہے۔ اسم بمعنی مکرم یعنی
اپنے دوستوں کو عزت دینے والا فرمایا ہم نے انسان کو عزت عطا
فرمائی۔ اسم بمعنی منعم یعنی انعامات سے نوازنے والا فرمایا: اور
اللہ تعالے نے اپنی ظاہری اور باطنی نعمتیں تم پر مکمل فرمائیں۔
اسم بمعنی مفضل یعنی اپنی تمام مخلوق پر فضل کرنے والا فرمایا:
دیکھو اللہ لوگوں پر بڑے فضل والا ہے۔ اسم بمعنی مصور یعنی
صورتیں بنانے والا فرمایا: وہ خالق، باری اور
مصور ہے۔

ارباب حقائق فرماتے ہیں، بسم اللہ الرحمن الرحیم سعد و برکت
کے لئے ہر کام کے شروع میں پڑھی جاتی ہے جیسے حق تعالے
شانہ نے اپنی عزت والی کتاب بسم اللہ سے شروع
کی ہے۔

لفظ اللہ کے اشتقاق و معنی میں اختلاف

خلیل کی اور
نحویوں کی ایک جماعت کی رائے ہے کہ اللہ اللہ ہی کے لئے مخصوص ہے
اور اللہ ہی کے لئے وضع کیا گیا ہے اس میں اس کا کوئی شریک نہیں

لا يشاركه فيه احد قال الله تعالى هل تعلم له سميا يعنى ان كل اسم الله تعالى مشترك بينه وبين غيره له على الحقيقة ولغيره على المجاز الا هذا الاسم فانه مختص به لان فيه معنى الربوبية والمعانى كلها تحته الاترى انك اذا اسقطت منه الالف بقى لله واذا اسقطت من الله اللام الاولى بقى له واذا اسقطت من له اللام بقى هو واختلفوا فى اشتقاقه فقال النضر بن شميل هو من التاله وهو التنسك والتعبد ويقال اله الهة اى عبد عبادة وقال اخرون هو من الاله وهو الاعتماد ويقال الهت الى فلان اله الها اى فزعت اليه واعتمدت عليه معناه ان الخلق يفزعون و يتضرعون اليه فى الحوادث والحوائج فهو يالههم اى يجيرهم فسمى الها كما يقال امام للذى يؤتم به فالعباد مولهون اليه اى مضطرون اليه فى المنافع والمضار كالواله المضطر المغلوب وقال ابو عمرو ابن العلا هو من الهت فى الشى اذا تحيرت فيه فلم تهتد اليه ومعناه ان العقول تحير فى كنه صفته و عظمته والاحاطة بكيفيته فهو اله كما يقال للمكتوب كتابا وللمحسوب حسابا وقال المبرد هو من قول العرب الهت الى فلان اى سكنت اليه فكان الخلق يسكنون ويطمئنون بذكره

فرمایا: کیا آپ کو اللہ کا کوئی ہمنام معلوم ہے؟ یعنی اللہ کے اسمائے حسنیٰ میں سے ہر اسم اللہ میں اور دوسروں میں مشترک ہے یعنی از راہ حقیقت اللہ کے لئے ہے اور از راہ مجاز دوسروں کے لئے لیکن لفظ اللہ اللہ ہی کے لئے مخصوص ہے کیونکہ اس میں الوہیت و ربوبیت کے معنی پائے جاتے ہیں اور تمام معانی اس لفظ کے ماتحت ہیں دیکھئے جب آپ اس سے الف ہٹا دیں گے للّٰہ رہ جائے گا اور پہلا لام ہٹانے سے لہٗ رہ جائے گا اور جب لام ہٹا دیا جائے گا تو ھٗ رہ جائے گا۔

لفظ اللہ کے اشتقاق میں اختلاف ہے نضر بن شمیل کی رائے ہے کہ تالّہ بمعنی تنسّک (عبادت کرنا) سے بنا ہے اور آلہۃ مصدر ہے اور بمعنی یالوہ یعنی معبود کے ہے کسی کے نزدیک یہ آلہۃ سے بنا ہے جو بمعنی اعتماد ہے یعنی بھروسہ کرنے کے معنی میں ہے اللہ کو اللہ اس لئے کہتے ہیں کہ لوگ حوادث و مصائب میں گھبرا کر اللہ کی طرف رخ کرتے ہیں اور گڑگڑا کر اسی سے اپنی مرادیں مانگتے ہیں اور اللہ ان کی مرادیں بر لاتا ہے جیسے اسے امام کہا جاتا ہے جس کی اقتدا کی جاتی ہے لہٰذا لوگ نفع و نقصان میں اللہ کی طرف ایک والہ اور مضطرب مغلوب کی طرح مضطر ہیں۔

ابو عمرو بن علاء کے نزدیک آلھت فی الشئ سے بنا ہے یہ جملہ اس وقت بولا جاتا ہے جب کسی چیز میں تم حیران رہ جاؤ اور اس کی حقیقت تک نہ پہنچ سکو اس کا معنی یہ ہے کہ انسانی عقلیں اللہ کی صفات کی تہہ تک نہیں پہنچ سکتیں اور حیران ہو کر ہتھیار ڈال دیتی ہیں اور انسان اس کی عظمت و کیفیت کا احاطہ نہیں کر سکتا اس لئے اللہ الٰہ ہے یعنی مالوہ ہے جیسے مکتوب کو کتاب اور محسوب کو حساب کہا جاتا ہے مبرد کے نزدیک یہ لفظ آلھتُ الیٰ فلان سے نکلا ہے یعنی مجھے فلاں کے پاس جا کر سکون مل گیا اللہ کے بندوں کو اللہ کے ذکر سے سکون و اطمینان نصیب ہوتا ہے فرمایا: دیکھو اللہ کے ذکر سے

قال اللہ عزوجل الا بذکر اللہ تطمئن القلوب وقیل اصلہ من الولہ وھو ذھاب العقل لفقدان من یعز علیہ فکانہ لیسمی بذلک لان القلوب تولہ بمحبتہ وتضطرب وتشتاق عند ذکرہ وقیل معناہ المحتجب لان العرب اذا عرفت شیئا ثم حجب عن ابصارھا سمتہ لاھا یقال لاھت العروس تلوہ لوھا اذا احتجبت فاللہ تعالٰی ھو الظاھر بالربوبیۃ بالدلائل والاعلام والمحتجب من جھۃ الکیفیۃ عن الاوھام وقیل معناہ المتعالی یقال لاہ ای ارتفع ومنہ قیل للشمس الھۃ وقیل معناہ القادر علی الاختراع وقیل معناہ السید الرحمٰن الرحیم قد قال قوم ھما بمعنی واحد وھو ذو الرحمۃ وھما من صفات الذات وقیل ھما بمعنی ترک عقوبۃ من یستحق العقوبۃ واسداء الخیر الی من لا یستحقہ وھما من صفات الفعل وفرق الآخرون بینھما فقالوا الرحمٰن للمبالغۃ فمعناہ الذی وسعت رحمتہ کل شیء والرحیم دون ذلک فی الرتبۃ وقال بعضھم الرحمٰن العاطف علی جمیع خلقہ مومنھم وکافرھم وبرھم وفاجرھم بان خلقھم ورزقھم قال اللہ ورحمتی وسعت کل شیء والرحیم بالمومنین خاصۃ بالھدایۃ والتوفیق فی الدنیا والجنۃ

دلوں کو چین ملتا ہے بعض کے نزدیک اللہ ولہ (عقل کا جانا) سے بنا ہے یعنی اللہ کی محبت میں لوگ عقلیں کھو بیٹھتے ہیں جیسے عاشق اپنے معشوق کی محبت میں دیوانہ ہو جاتا ہے اور جب اس کا ذکر آتا ہے تو دل اس کے مشتاق بن جاتے ہیں اور بے قرار ہو جاتے ہیں۔

بعض کے نزدیک لفظ اللہ بمعنی محجوب ہے کیونکہ عرب جب کسی شے کو پہچان لیتے ہیں اور وہ ان کی آنکھوں سے محجوب ہو جاتی ہے تو لاہ (محجوب) کہتے ہیں جب دلہن پردہ میں ہو جائے تو کہتے ہیں لاھت العروس یعنی دلہن محجوب ہو گئی، حق تعالےٰ شانہ دلائل و آثار سے ربوبیت کے اعتبار سے ظاہر ہے اور کیفیت کی راہ سے عقول و اوہام سے محجوب ہے۔

بعض کے نزدیک اللہ کا معنیٰ متعالی (بلند) ہے لاہ یعنی بلند ہوا اسی معنیٰ کی رو سے سورج کو اِلٰھۃ کہا جاتا ہے بعض کے نزدیک اللہ اسے کہا جاتا ہے جو ایجاد پر قادر ہو اور بعض کے نزدیک سید کو کہا جاتا ہے اور الرحمٰن الرحیم بعض کے نزدیک یہ دونوں لفظ مترادف ہیں اور دونوں بمعنی صاحب رحمت ہیں اور یہ دونوں اللہ کی ذاتی صفتیں ہیں بعض کے نزدیک دونوں کے یہ معنیٰ ہیں کہ جو سزا کا استحقاق رکھتے ہیں انہیں چھوڑ دینا اور جو سزا کے مستحق نہیں ان کے ساتھ حسن سلوک کرنا اسی معنیٰ کی رو سے یہ دونوں فعلی صفتیں ہیں، بعض علماء نے ان دونوں اسموں میں فرق بتایا ہے اور کہا ہے کہ الرحمٰن میں مبالغہ ہے یعنی رحمٰن اسے کہتے ہیں جس کی رحمت کے دائرہ میں ہر چیز سما گئی ہو اور رحیم مرتبہ میں اس سے کم ہے بعض کے نزدیک رحمٰن اپنی تمام مخلوق پر مہربان کو کہتے ہیں خواہ مومن ہوں یا کافر اور نیک ہوں یا بد اور اللہ سب پر اس اعتبار سے مہربان ہے کہ اس نے سب کو پیدا اور سب ہی کو روزی پہنچایا ہے فرمایا: اور میری رحمت میں ہر چیز کی گنجائش ہے اور اللہ

والرویۃ فی الاخرۃ قال اللہ تعالیٰ وکان بالمومنین رحیما فالرحمٰن خاص اللفظ عام المعنیٰ والرحیم عام اللفظ خاص المعنیٰ فالرحمٰن خاص من حیث انہ لایجوز ان یسمی بہ احد غیر اللہ عام من حیث انہ یشمل جمیع الموجودات من طریق الخلق والرزق والنفع والدفع والرحیم عام من حیث اشتراک المخلوقین فی المسمیٰ بہ خاص من طریق المعنیٰ لانہ یرجع الی اللطف والتوفیق وقال ابن عباس رضی اللہ عنہما ھما اسمان دقیقان احدھما ادق من الاخر وقال مجاھد الرحمٰن باھل الدنیا والرحیم باھل الاخرۃ وفی الدعاء یا رحمٰن الدنیا یا رحیم الاخرۃ وقال الضحاک الرحمٰن باھل السماء حین اسکنھم السمٰوٰت وطوقھم الطاعات وجنبھم الافات وقطع عنھم المطاعم واللذات والرحیم باھل الارض حین ارسل الیھم الرسل وانزل علیھم الکتب وقال عکرمۃ الرحمٰن برحمۃ واحدۃ والرحیم بمائۃ رحمۃ وروی ابوھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال ان للہ عزوجل مائۃ رحمۃ وانہ انزل منھا رحمۃ واحدۃ الی الارض فقسمھا بین خلقہ فیھا یتعاطفون وبھا یتراحمون واخر تسعۃ وتسعین لنفسہ یرحم بھا

خاص طور سے مومنوں کے حق میں رحیم ہے کہ اس نے دنیا میں انہیں نیکیوں کی ہدایت و توفیق عطا فرمائی اور آخرت میں جنت و دیدار سے نوازا ، فرمایا : اور اللہ مومنوں پر رحیم ہے الغرض رحمٰن کا لفظ خاص اور معنیٰ عام ہے اور رحیم کا لفظ عام اور معنیٰ خاص ہے اور رحمٰن اس اعتبار سے بھی خاص ہے کہ غیر اللہ کو رحمٰن نہیں کہا جاتا اور اس اعتبار سے عام ہے کہ از راہ خلق و رزق اور نفع و ضرر تمام موجودات کو شامل ہے اور رحیم اللہ کے علاوہ غیر اللہ کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے اور اس اعتبار سے عام ہے اور از راہ معنی خاص ہے کیونکہ اس کا مرجع خاص لوگوں پر نوازش و کرم اور لطف و توفیق ہے ۔ حضرت ابن عباسؓ : ان دونوں کے معنی باریک و لطیف ہیں اور ایک دوسرے سے زیادہ باریک و دقیق ہے ، مجاہدؒ : حق تعالیٰ شانہ دنیا والوں کے اعتبار سے رحمٰن ہے اور آخرت والوں کے اعتبار سے رحیم ہے ایک دعا میں ہے اے دنیا کے رحمٰن اور اے آخرت کے رحیم ضحاکؒ : اللہ تعالیٰ آسمان والوں کا رحمٰن ہے کہ اس نے انہیں آسمانوں پر بسایا اور ان کے گلوں میں عبادت کا طوق ڈالا اور انہیں آفتوں سے بچایا اور انہیں کھانے پینے اور لذتوں سے محفوظ فرمایا اور رحیم زمین والوں کا ہے کہ ان کے پاس رسول بھیجے اور ان پر کتابیں اتاریں ۔ عکرمہؒ : اللہ ایک رحمت سے رحمٰن ہے اور سو رحمتوں سے رحیم ہے حضرت ابوہریرہ کا بیان ہے کہ نبی صلعم نے فرمایا : حق تعالیٰ شانہ کی سو رحمتیں ہیں اس نے ان میں سے دنیا میں ایک رحمت اتاری ہے اور اسے اپنی تمام مخلوق میں بانٹ دیا ہے اسی ایک رحمت سے ساری مخلوق آپس میں ایک دوسرے سے محبت و پیار سے پیش آتی ہے اور ۹۹ رحمتیں اپنے لئے روک لی ہیں جن سے قیامت کے دن اپنے

عبادہ یوم القیامۃ وفی لفظ اخر ان اللہ تمم
ھذہ الی تلک فیکملھا مائۃ ویرحم بھا عبادہ
یوم القیامۃ الرحمٰن الذی اذا سئل اعطی
والرحیم الذی اذا لم یسال غضب وقال
النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی حدیث ابی ھریرۃ
رضی اللہ عنہ من لایسال اللہ یغضب علیہ وقال الشاعر:
اللہ یغضب ان ترکت سوالہ ؛ وبنی ادم حین یسال یغضب، الرحمٰن
بالنعماء وھی ما اعطی وحبی الرحیم بالالاء
وھی ما صرف وزوی الرحمٰن بالانقاذ من النیران
کما قال جل من قائل وکنتم علی شفا
حفرۃ من النار فانقذکم منھا والرحیم
بادخال الجنان کما قال ادخلوھا بسلام امنین
الرحمٰن برحمۃ النفوس والرحیم برحمۃ القلوب
الرحمٰن بکشف الکروب والرحیم بغفران
الذنوب بتبیین الطریق والرحیم بالعصمۃ
والتوفیق الرحمٰن بغفران السیئات وان کن
عظیمات والرحیم بقبول الطاعات وان کن
غیر صافیات الرحمٰن بمصالح معاشھم
الرحیم بمصالح معادھم الرحمٰن الذی
یرحم ویقدر علی کشف الضر ودفع الشر
الرحیم یرزق ویطعم ولایطعم ولایطعم
ان اللہ ھو الرزاق ذو القوۃ المتین الرحمٰن
بمن جحدہ والرحیم بمن وحدہ الرحمٰن
بمن کفرہ والرحیم بمن شکرہ الرحمٰن
بمن قال لہ ندا والرحیم بمن قال فرد ۔

بندوں پر رحم فرمائے گا، دوسرے لفظ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس
رحمت کو بھی ۹۹ میں ملاکر پوری سو کرلے گا اور ان سے قیامت
کے دن اپنے بندوں پر رحم فرمائے گا۔ رحمٰن وہ ہے کہ جب
اس سے مانگا جائے اور رحیم وہ ہے کہ اگر اس سے نہ مانگا
جائے تو ناراض ہو۔ حضرت ابوہریرہ کا بیان ہے کہ نبی صلعم نے
فرمایا: جو اللہ سے مانگتا نہیں اللہ اس پر غصہ ہوتا ہے ایک شاعر
کہتا ہے: اگر تم اللہ سے مانگنا چھوڑ دو تو وہ ناراض ہوتا ہے
اور جب انسان سے مانگا جاتا ہے تو وہ ناراض ہوتے ہیں۔ رحمٰن
عطیات وہدایا کے اعتبار سے ہے اور رحیم دفع مصائب وآفات
کے اعتبار سے ہے، رحمٰن آگوں سے بچانے کی راہ سے ہے جیسا کہ
حق تعالیٰ شانہ نے فرمایا: اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پر کھڑے
تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے تم کو اس سے بچالیا اور رحیم جنتوں میں داخل
کرنے کی راہ سے ہے فرمایا اس میں امن وسلامتی کے ساتھ داخل ہوجاؤ
رحمٰن نفوس پر رحم فرماتا ہے اور رحیم دلوں پر، رحمٰن بے قراریاں
دور فرماتا ہے اور رحیم صحیح راہ بتا کر گناہ معاف فرماتا ہے اور ان
سے بچنے کی توفیق عطا فرما کر ان سے محفوظ رکھتا ہے رحمٰن برائیاں
بخش دیتا ہے اگرچہ بڑی بڑی ہوں اور رحیم طاعتیں قبول فرماتا ہے
اگرچہ لوٹ والی ہوں، رحمٰن کے پیش نظر مصالح معاش ہوتے
ہیں اور رحیم کے پیش نظر مصالح معاد ہوتے ہیں، رحمٰن وہ ہے جو
رحم فرماتا ہے اور نقصانات وضرر وشر دفع کرنے پر قادر ہے اور
رحیم روزی دیتا ہے اور کھلاتا پلاتا ہے اور خود کھلایا نہیں جاتا فرمایا
دیکھو اللہ ہی رزق دینے والا اور مضبوط قوت والا ہے۔ رحمٰن
منکروں کے اعتبار سے ہے اور رحیم موحدوں کے اعتبار سے۔
رحمٰن ناشکروں کے اعتبار سے اور رحیم شکر گزاروں کے اعتبار سے اور
رحمٰن مشرکوں کے اعتبار سے ہے اور رحیم توحید پرستوں کے اعتبار سے۔

فصل قل بسم الله تجد عفو الله هذا سماعك من القاري فكيف سماعك من الباري فهذا اسماعك دار الغم باق فكيف سماعك الرزاق فهذا اسماعك بواسطة فكيف سماعك بلا واسطة فهذا اسماعك في دار الغرور فكيف سماعك في دار السرور فهذا اسماعك في دار الشيطان فكيف سماعك في جوار الرحمن فهذا سماعك من عبد ذليل فكيف سماعك من الملك الجليل هذه لذة الخبر فكيف لذة النظر هذه لذة المجاهدة فكيف لذة المشاهدة هذه لذة البيان فكيف لذة العيان هذه لذة المغايبة فكيف لذة المعاينة.

فصل قل بسم الله الذي تعالى عن الضد او بسم الله الذي تنزه عن الانداد بسم الله الذي تقدس عن اتخاذ الاولاد بسم الله الذي نور الانوار بسم الله الذي اكرم الابرار بسم الله الذي قدر الاقدار ونور القلوب والابصار بسم الله الذي تجلى لقلوب الابرار في اوقات الاسحار بسم الله الذي علم الاحباب الاسرار فغمرها بالانوار واستودعها الاسرار واذاح عنها الاخطار وحفظها من رق الاغيار وحط عنها الاثقال والاغلال والاصار والاوزار اذ كان موصوفا في الازل بالاحسان والافضال وغفران

فوائد بسم اللہ بسم اللہ پڑھیے اللہ کی معافی مل جائے گی، یہ فائدہ تو پڑھنے والے کی زبان سے سن کر حاصل ہوتا ہے پھر باری تعالیٰ سے سن کر کیا کچھ حاصل نہ ہوگا، یہ سماع تو دنیا کے تفکرات کی موجودگی میں ہے لیکن اس سماع کا کیا حال ہوگا جب رب ساقی ہوگا یہ سماع بواسطہ ہے پھر اس سماع کا کیا حال ہوگا جو براہ راست ہوگا، یہ سماع تو دار الغرور میں ہے تو دار السرور کے سماع کے کیا کہنے ہوں گے، یہ سماع تو شیطان کے گھر میں ہے لیکن رحمٰن کے پڑوس میں سماع کا کیا حال ہوگا، یہ سماع تو ذلیل بندے سے ہے پھر شہنشاہ صاحب جلال سے سماع کا کیا حال ہوگا یہ تو خبر سے پیدا ہونے والی لذت ہے لیکن دیدار سے پیدا ہونے والی لذت کے تو کہنے ہی کیا ہیں، یہ لذت تو مجاہدے کی ہے مشاہدہ کی لذت کا تو حال ہی نہ پوچھو یہ لذت بیان کی ہے آمنے سامنے والی لذت کا کیا حال ہوگا اور یہ لذت تو غائبانہ ہے اور جب محبوب سامنے ہوگا تو کیا کچھ لذت نہ ہوگی۔

بسم اللہ کے معانی فرمائیے کہ میں اس اللہ کے نام کی برکت سے اپنا کام شروع کرتا ہوں جو شریکوں سے پاک ہے اس اللہ کے نام سے جو اولاد سے بے نیاز ہے اس اللہ کے نام سے جس نے مختلف قسم کی روشنیوں سے عالم کو جگمگا رکھا ہے اس اللہ کے نام سے جو پارساؤں کو عزت عطا فرماتا ہے اس اللہ کے نام سے جس نے کائنات کی تقدیریں لکھ رکھی ہیں اور جس نے دلوں اور آنکھوں کو نور بخشا، اس اللہ کے نام سے جو اوقات سحر میں اپنے دوستوں کے دلوں میں تجلی فرماتا ہے اس اللہ کے نام سے جس نے اپنے دوستوں کو اسرار کی تعلیم دی اور انہیں انوار سے گھیر لیا اور ان کے دلوں میں اسرار و رموز ودیعت فرمائے اور ان سے خطرات ہٹائے اور اغیار کی غلامی سے انہیں محفوظ فرمایا اور ان سے بوجھ، پھانسیاں اور ناقابل برداشت بار

الذنوب لاھل الاستغفار قل بسم اللہ اسم الذی اجری الانھار وانبت الاشجار اسم من عمر البلاد باھل الطاعة من العباد فجعلھم لھا اوتادا کالجبال فصارت الارض بھم لمن علیھا کالمھاد فھم الاربعون الاخیار من الابدال المنزھون الرب عن الشرکاء والانداد وملوك فی الدنیا وشفعاء الانام یوم التناد اذ خلقھم ربی مصلحة للعالم ورحمة للعباد۔

فصل بسم اللہ للذاکرین ذخر وللاقویاء عز وللضعفاء حرز وللمحبین نور وللمشتاقین سرور بسم اللہ راحة الارواح بسم اللہ نجاة الاشباح بسم اللہ نور الصدور بسم اللہ نظام الامور بسم اللہ تاج الواثقین بسم اللہ سراج الواصلین بسم اللہ مغنی العاشقین بسم اللہ اسم من اعز عبادا واذل عبادا بسم اللہ اسم من جعل النار لاعدائه مرصادا وجعل الرؤیة لاحبائه میعادا بسم اللہ اسم الواحد بلا عدد بسم اللہ اسم الباقی بلا امد بسم اللہ اسم القائم بلا عمد بسم اللہ افتتاح کل سورة اسم من طابت به الخلوات اسم من به تمت الصلوة اسم من به حسنت الظنون اسم من سھرت له العیون اسم من قال للشیء کن فیکون اسم من تنزہ

اٹھا پھینکا کیونکہ وہ ازل میں عنایت، اکرم، مہربانی اور نوازش سے متصف ہے اور دعائے مغفرت مانگنے والوں کے گناہوں کو معاف کرنے سے بھی، فرمائیے بسم اللہ اس کا نام نامی اور اسم گرامی ہے جس نے نہریں جاری کیں اور درخت اگائے، جس نے اپنے عبادت گزار بندوں سے شہر آباد کئے اور انہیں پہاڑوں کی طرح شہروں کی میخیں بنایا اور ان کی وجہ سے زمین والوں کے لئے زمین مثل فرش کے ہوگئی یہ چالیس پسندیدہ اشخاص (ابدال) ہیں جو پروردگار کی پاکیزگی بیان کرتے ہیں اور اسے شریکوں اور بتوں سے پاک صاف سمجھتے ہیں یہی دنیا میں حاکم ہے اور قیامت کے دن دنیا کی سفارش فرمائیں گے کیونکہ انہیں میرے رب نے عالم کی مصلحت کے لئے لوگوں کے لئے رحمت بنا کر پیدا فرمایا ہے۔

برکات بسم اللہ بسم اللہ ذکر میں مستغرق رہنے والوں کے لئے ایک بیش بہا ذخیرہ، طاقت وروں کے لئے عزت اور کمزوروں کے لئے داروئے طاقت و تعویذ ہے، دوستوں کے لئے نور اور مشتاقوں کے لئے سرور ہے بسم اللہ روحوں کی راحت اور اجسام کی نجات ہے بسم اللہ دلوں کا نور اور نظام امور ہے بسم اللہ بھروسہ کرنے والوں کا تاج اور عرفاء کا سراج ہے بسم اللہ عشاق کو دوسروں سے بے نیاز کرنے والی ہے بسم اللہ اس کا مبارک نام ہے جو بندوں کو عزت و ذلت دیتا ہے، بسم اللہ اس کا مقدس نام ہے جس نے آگ پیدا کی جو اس کے دشمنوں کی تاک میں ہے اور جس نے اپنے دوستوں کے لئے اپنے دیدار کا وعدہ فرمایا بسم اللہ اس کا نام ہے جو واحد ہے اور جس میں عدد کو دخل نہیں بسم اللہ اس کا نام ہے جو بلا قید مدت باقی ہے بسم اللہ اس کا نام ہے جو بلا ستون کے قائم ہے، بسم اللہ ہر سورت کا آغاز ہے بسم اللہ سے خلوتیں مہک اٹھتی ہیں بسم اللہ سے عبادت کو شروع کیا جاتا ہے اور وہ تکمیل مراحل طے کرتی ہیں یہ اس کا نام ہے جس سے دنیا کو حسن ظن ہے اس کا نام ہے جس کے لئے شب بیدار

عن المساس اسم من استغنى عن الاناس اسم من جل عن القياس قل بسم الله حرفا حرفا تاخذ الاجر الفا الفا و تحط عنك الاوزار جرفا جرفا من قالها بلسانه شهد الدنيا و من قالها بقلبه شهد العقبى و من قالها بسره شهد المولى بسم الله كلمة طاب بها الفم بسم الله كلمة لا يبقى معها الغم كلمة تمت بها النعمة كلمة كشفت بها النقمة كلمة خصت بها هذه الامة كلمة جمعت بين جلال وجمال فقوله بسم الله جلال فى جلال وقوله الرحمن الرحيم جمال فى جمال فمن شهد جلاله طاش ومن شهد جماله عاش كلمة جمعت بين قدرة ورحمة فالقدرة جمعت طاعة المطيعين والرحمة محقت ذنوب المذنبين۔

فصل قل بسم الله فكانه يقول بى وصل من وصل الى الطاعات ثم بنور الطاعات وصل الى العيان ثم استغنى بالعيان عن البيان فصار قلبه وعاء للاسرار و علوم الاديان ومن وصل الى الحبيب نجا من النحيب ومن وصل الى النظر استغنى عن الخبر ومن وصل الى الصمد نجا من الكمد ومن وصل الى الوفاق نجا من الفراق ومن وصل الى ذى المجد سلم من الوجد ومن وصل الى اللقاء امن من الشقاء

رہا جاتا ہے اس کا نام ہے جس کے حکم کن سے چیزیں عالم وجود میں آ جاتی ہیں اس کا نام ہے جو چھوئے جانے سے پاک ہے اور لوگوں سے بے نیاز ہے اس کا نام ہے جو وہم و قیاس سے بالا ہے اور سب کا خالق اور سب سے اعلیٰ ہے حرف بہ حرف بسم اللہ پڑھئے اور ہزار ہزار نیکیاں لوٹئے اسکے ایک ایک حرف سے تمہارے سب بوجھ کافور ہو جاتے ہیں جو زبان بسم اللہ پڑھ لے دنیا اس کی گواہ بن جاتی ہے اور جو دل سے پڑھے آخرت اس کی گواہ بن جائے اور جو اسے پوشیدہ پڑھ لے اللہ اس کا گواہ بن جائے بسم اللہ ایک ایسا کلمہ ہے جس سے منہ میں خوشبو پیدا ہو جائے بسم اللہ ایک ایسا پیارا بول ہے جس کی موجودگی میں کوئی غم باقی نہیں رہتا یہی کلمہ تمام نعمتوں کا تتمہ ہے اسی سے آفات و مصائب دور ہوتے ہیں یہ وہ کلمہ ہے جس کے پڑھنے سے عذاب ہٹا دیا جاتا ہے یہ کلمہ خاص اسی امت کو دیا گیا یہ کلمہ جامع جلال و جمال ہے چنانچہ بسم اللہ جلال اندر جلال ہے اور الرحمن الرحیم جمال اندر جمال ہے جلال کا مشاہدہ کرنے والا ہلاک ہو جاتا ہے اور جمال کا معائنہ کرنیوالا زندگی پاتا ہے اس کلمہ میں قدرت و رحمت دونوں جمع ہیں قدرت نے فرماں برداری کی اطاعت کو جمع کیا اور رحمت نے گنہ گاروں کے گناہ مٹا ڈالے۔

دوسرے اعتبار سے برکات بسم اللہ

بسم اللہ پڑھیئے گویا حق تعالیٰ شانہٗ فرماتا ہے جو اطاعتوں تک پہنچ گیا اس کی رسائی مجھ تک ہو گئی پھر وہ انوار اطاعت کی بدولت مقام معائنہ تک پہنچ گیا اسے بیان کی حاجت نہیں رہی اور اس کا دل اسرار و علوم ادیان کا مخزن بن گیا اور جو حبیب تک پہنچ گیا اس نے آہ جگر سوز و نالہ جانگداز سے نجات پالی اور جس نے اپنی آنکھوں سے جمال حبیب دیکھ لیا اسے خبر کی ضرورت نہیں رہی اور جو صمد (بے نیاز معبود) تک پہنچ گیا اس نے دل و جگر کو مسلنے والے غم سے نجات پالی اور جو بارگاہ معلّٰی تک پہنچ گیا اسے فراق سے چھٹی مل گئی اور جو صاحب عز و مجد

فصل قل بسم اللہ فالباء باری البرایا والسین سنار الخطایا والمیم المنان بالعطایا وقیل ان الباء بریئی من الاولاد والسین سمیع الاصوات والمیم مجیب الدعوات وقیل اطعموا فانی مطعمکم واسقوا فانی ساقیکم وانظروا الی فانی باقیکم وقیل الباء بکاء التائبین والسین سجود العابدین والمیم معذرۃ المذنبین وقیل اللہ کاشف البلایا الرحمٰن معطی العطایا الرحیم غافر الخطایا اللہ للعارفین الرحمٰن للعابدین الرحیم للمذنبین اللہ الذی خلقکم وھو احسن الخالقین الرحمٰن الذی رزقکم وھو خیر الرازقین الرحیم الذی یغفرلکم وھو خیر الغافرین وقیل اللہ باسباغ النعم الرحمٰن الرحیم بالجود والکرم اللہ باخراجنا من البطون الرحمٰن باخراجنا من القبور الرحیم باخراجنا من الظلمٰت الی النور۔

فصل رحم اللہ من خالف الشیطان وجانب العصیان واتقی النیران واکثر الحسنات وادام ذکر الرحمٰن فقال بسم اللہ رحم اللہ من اعتصم باللہ واناب الی اللہ وتوکل علی اللہ واشتغل بذکر اللہ فقال بسم اللہ رحم اللہ من زھد فی الدنیا

تک پہنچ گیا وہ غم واندوہ سے چھوٹ گیا اور جسے دیدار نصیب ہو گیا اس کا نصیبا جاگ اٹھا یہ نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جائے ہے۔

صفات بسم اللہ بسم اللہ کا ورد کیجئے با سے (باری) موجد کائنات دو عالم کی طرف اشارہ ہے اور س سے (ستار) گناہوں پر پردہ ڈالنے والے کی طرف اشارہ ہے اور م سے (منان) عطیات دینے والے کی طرف اشارہ ہے یا با سے بری کی طرف اشارہ ہے یعنی اس ذات اقدس کی طرف جو اولاد سے بری ہے اور س سے سمیع الاصوات (آوازیں سننے والے) کی طرف اشارہ ہے اور م سے مجیب الدعوات (دعائیں قبول کرنیوالے) کی طرف اشارہ ہے یا با سے باقی، س سے ساقی اور م سے مُطعِم (کھانا کھلانے والے) کی طرف اشارہ ہے یعنی میری طرف دیکھو کیونکہ میں تم کو باقی رکھتا ہوں اور پیاسوں کو پانی پلاؤ کیونکہ میں تمہیں باران رحمت سے سیراب کرتا ہوں اور تمہارا ساقی ہوں اور بھوکوں کو کھانا کھلاؤ کیونکہ میں تمہارا مطعم ہوں اور تمہیں کھلاتا پلاتا ہوں یا با سے توبہ کرنیوالوں کی بکاء (گریہ وزاری) اور س سے عبادت گزاروں کا سجدہ اور م سے گنہگاروں کی معذرت مراد ہے کہتے ہیں اللہ بلاؤں کو دور کرنیوالا، رحمٰن عطیات بخشنے والا اور رحیم گناہ معاف کرنیوالا ہے اللہ عارفوں کے لئے ہے رحمٰن عابدوں کے لئے ہے اور رحیم گنہگاروں کے لئے ہے، اللہ تمہارا خالق ہے جو بہترین خالق ہے رحمٰن تمہارا رازق ہے جو بہترین روزی رساں ہے اور رحیم تم کو بخشنے والا ہے یا اللہ کی نعمتوں کی تکمیل فرماتا ہے اور رحمٰن رحیم فضل و کرم سے نوازتا ہے اللہ نے ہمیں پیٹوں سے نکالا رحمٰن قبروں سے نکالے گا اور رحیم اندھیروں سے اجالے کی طرف نکالتا ہے۔

شیطان کی مخالفت اس پر حق تعالیٰ کی مہربانی ہے جو شیطان کا سرگرم مخالف، گناہوں سے کنارہ کش اور آتش جہنم سے خوفزدہ رہتا ہے اور کثرت سے نیک عمل کرتا ہے اور ہمیشہ ذکر اللہ میں مشغول رہتا ہے اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا ورد رکھتا ہے پس پر اللہ کی

ورغب فی الاخرۃ وصبر علی الاذی وشکر علی النعماء واشتغل بذکر المولی فقال بسم اللّٰہ طوبی لعبد اجتنب الطاغوت وقنع من الدنیا بالقوت واشتغل بذکر الحی الذی لایموت فیقول بسم اللّٰہ۔

★

مجلس فی قولہ تعالیٰ وتوبوا الی اللّٰہ جمیعا

ایھا المؤمنون لعلکم تفلحون وھذا خطاب للعموم بالتوبۃ وحقیقۃ التوبۃ فی اللغۃ الرجوع یقال تاب فلان من کذا ای رجع عنہ فالتوبۃ ھی الرجوع عما کان مذموما فی الشرع الی ما ھو محمود فی الشرع والعلم بان الذنوب والمعاصی مھلکات ومبعدات من اللّٰہ عزوجل ومن جنتہ وترکھا مقرب الی اللّٰہ عزوجل وجنتہ فکانہ عزوجل یقول ارجعوا الی من ھوی نفوسکم وترکوا شہواتکم عسی ان تظفروا ببغیتکم عندی فی المعاد وتبقوا فی نعیمی فی دار البقاء والقرار وتفلحوا وتفوزوا وتنجوا وتدخلوا برحمتی الجنۃ العلیا المعدۃ للابرار وخاطبھم ایضا بخطاب الخصوص والاقتضاء فقال تعالیٰ یایھا الذین اٰمنوا توبوا الی اللّٰہ توبۃ نصوحا عسی ربکم ان یکفر عنکم سیاتکم ویدخلکم جنٰت تجری من تحتھا الانھار ومعنی النصوح الخالص للّٰہ

نوازش ہے جو دنیا سے بیزار، آخرت کا طلب گار، ایذا دِل پر صابر، نعمتوں پر شاکر اور اپنے آقا کے ذکر میں بسم اللّٰہ کے ورد سے مصروف رہتا ہے وہ بڑا خوش نصیب ہے جو بتوں سے بیزار اور قوت لایموت کا خواستگار رہتا ہے۔ اور حیّ وقیوم کی یاد میں ڈوبا رہتا ہے اور سدا بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر اپنے محبوب کی یاد تازہ کرتا رہتا ہے۔ دل میں ان کی یاد لبوں پہ ہے ان کا نام مجنوں کو ان کے اس کے سوا کیا ہے اور کام ؟

توبہ حق تعالیٰ نے فرمایا اے مومنو! تم سب اللّٰہ سے توبہ کرو تاکہ تم کو کامرانی نصیب ہو اس آیت میں تمام مسلمانوں کو توبہ کا حکم ہے اور عام خطاب ہے سو کی میرے قتل کے بعد اس نے جفا سے توبہ ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا توبہ لوٹ آنے کے معنی میں ہے یعنی شرع میں جو کام برے ہیں ان سے باز آجانا اور اچھے عملوں میں مشغول ہو جانا شرعی توبہ ہے اور یہ یقین بھی توبہ میں داخل ہے کہ گناہ انسان کو تباہ کر دیتے ہیں اور حق تعالیٰ کے قرب سے بہت دُور ہٹا دیتے ہیں اور جنت سے لاکھوں میل دُور کر دیتے ہیں اور ترک گناہ اللّٰہ تعالیٰ سے قریب کر دیتا ہے اور جنت سے بھی، گویا حق تعالیٰ فرماتا ہے لوگو اپنی نفسانی خواہشیں چھوڑ دو، شہوتوں سے باز آجاؤ اور سچے دل سے میری طرف لوٹ آؤ اس طرح تم قیامت کے دن آخرت میں اپنی مرادیں پا لیگے اور دار البقاء اور دار القرار میں میری نعمتوں میں ہمیشہ ہمیش باقی رہو گے اور فلاح و کامرانی تمہارے قدم چومے گی اور تم کو جہنم سے نجات مل جائے گی اور میری رحمت سے تم بلند جنت میں داخل جو پارساؤں کے لئے تیار کی گئی ہے۔ حق تعالیٰ نے مومنوں سے خصوصی اور ان کی شان کے شایاں خطاب کئے کہ ان سے فرمایا کہ اے ایمان والو اللّٰہ کی طرف لوٹ آؤ اور اس کے آگے پرخلوص توبہ کر لو امید ہے کہ تمہارا پروردگار تمہاری برائیاں مٹا دے اور تمہیں ایسی جنتوں میں داخل فرمائے جن میں نہریں جاری ہیں۔ نصوح یعنی پرخلوص توبہ جس میں صرف اللّٰہ کی رضا مطلوب

تعالیٰ الخالی عن الشوائب ماخوذ من النصاح وھو الخیط وھو توبۃ مجردۃ لاتتعلق بشئی ولا یتعلق بھا شئی یکون العبد معھا مستقیما علی الطاعۃ غیر مائل الی المعصیۃ لا یروغ کما تروغ الثعلب ولا یحدث نفسہ لعود الی معصیۃ ولا ذنب من الذنوب وان یترک الذنب للہ خالصا کما ارتکبہ لھوی خالصا حتی یختم لہ بحسن الخاتمۃ فان التوبۃ من سائر الذنوب واجبۃ باجماع الامۃ وقد ذکر اللہ سبحانہ وتعالیٰ التائبین فی غیر موضع قال عزمن قائل ان اللہ یحب التوابین ویحب المتطھرین فذکر انہ یحبھم لتوبتھم وتطھرھم من الذنوب المبعدۃ عنہ عزوجل وقال فی موضع اخر التائبون العابدون الحامدون السائحون الراکعون الساجدون الآمرون بالمعروف والناھون عن المنکر والحافظون لحدود اللہ وبشر المؤمنین فذکر اسما معروفا یعنی التائبون ثم وصفہ بھذہ الاوصاف الجمیلۃ فعلم ان التائب من ھذہ صفتہ فاذا اتصف بھا استحق البشارۃ والایمان لقولہ وبشر المؤمنین ـ

فصل والذی ورد عنہ التوبۃ من الذنوب کبائر وصغائر اما الکبائر فقد اختلف فیھا العلماء فمنھم من قال ھی

ہوا اور شہرت دریا کے دھبوں سے اور ملاوٹ سے پاک وصاف ہو اور اس کے سفید وشفاف دامن پہ نام ونمود کی کہیں کبھی چھینٹ نہ ہو ۔ نصوح نصاح (ڈورے) سے مشتق ہے ۔ خالص توبہ مجرد توبہ کو کہتے ہیں جو کسی شے کے ساتھ نہ ہو اور نہ اس کے ساتھ کوئی شے ہو ۔ اس توبہ کے بعد انسان اطاعت کی راہ پر سیدھا گامزن ہو جائے ۔ اور گناہوں کی طرف نہ جھکے اور لومڑی کی طرح مکر وفریب سے کام نہ لے اور دل میں گناہوں کی طرف لوٹنے کا تصور بھی نہ آنے دے اور کسی گناہ کا خیال بھی پیدا نہ ہونے دے اور خالص اللہ کی رضا کے لئے گناہ چھوڑ دے جیسے خالص ذاتی خواہش سے گناہ کیا تھا تاکہ اس کا نیک عملوں پر خاتمہ بخیر ہو ۔

بالاتفاق تمام گناہوں سے توبہ واجب ہے حق تعالیٰ شانہ نے کئی جگہ توبہ کرنیوالوں کا ذکر فرمایا ہے ، فرمایا : اللہ تعالیٰ توبہ کرنیوالوں کو اور پاک رہنے والوں کو محبوب رکھتا ہے یعنی حق تعالیٰ جل مجدہٗ انہیں انکی توبہ کی وجہ سے اور گناہوں سے پاک رہنے کی وجہ سے جو حق تعالیٰ شانہ سے دور کر دینے والے ہیں ان سے محبت فرماتا ہے دوسری جگہ ارشاد فرمایا : توبہ کرنے والے عبادت کرنیوالے حمد بیان کرنیوالے روزہ رکھنے والے یا جہاد کیلئے سفر کرنیوالے رکوع کرنیوالے سجدہ کرنیوالے اچھی باتیں پھیلانے والے بری باتوں سے روکنے والے اور اللہ تعالیٰ کی حدود کی حفاظت کرنیوالے مومن ہیں اور آپ مومنوں کو جنت کی بشارت سنا دیں اس آیت میں لفظ تائب استعمال کر کے اسکے لئے چند اوصاف حمیدہ استعمال کئے گئے معلوم ہوا کہ تائب وہ ہے جو ان اوصاف مذکورہ بالا سے متصف ہو اسی صورت میں وہ بشارت جنت وایمان کا مستحق ہے ۔

گناہوں کی تفصیل گناہ دو قسم کے ہیں بڑے اور چھوٹے ، بڑے گناہوں کو کبائر اور چھوٹوں کو صغائر کہا جاتا ہے یہ کبیرہ اور صغیرہ کی جمع ہے ۔ کبائر کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے

ثلاث وقيل اربع وقيل سبع وقيل تسع و
قيل احدى عشرة وكان ابن عباس رض
اذا بلغه قول ابن عمر الكبائر سبع يقول هى
الى سبعين اقرب منها الى سبعة وكان يقول
كل مانهى الله عنه فهو كبيرة وقيل انها
مبهمة لا يعرف عددها كليلة القدر و
ساعة يوم الجمعة ليعظم جد الناس فى طلبها
فكذلك كبائر ليشتد حذر الناس فى ترك
الذنوب كلها وقيل كل ما اوعد الله
عليه بالناس فهو كبيرة وقيل كل ما اوجب
الحد فى الدنيا فهو كبيرة وقد جمعها بعض
العلماء بالله عزوجل فقال هى سبع عشرة
اربعة فى القلب وهى الشرك بالله والاصرار
على معصية الله والقنوط من رحمة الله والامن
من مكر الله واربع فى اللسان وهى شهادة
الزور وقذف المحصن واليمين الغموس وهى
يحق بها باطلا او يبطل بها حقا او يقطع بها
مال امرء مسلم باطلا ولو سواكا من اراك
والسحر وثلاث فى البطن وهى شرب الخمر و
المسكر من كل شراب واكل مال اليتيم ظلما
واكل الربوا وهو يعلم به واثنتان فى الفرج
وهما الزنا واللواطة واثنان فى اليدين وهما
القتل والسرقة وواحدة فى الرجلين
وهى الفرار من الزحف الواحد من اثنين
والعشرة من عشرين والمائة من المأتين وواحد

کسی نے تین، کسی نے چار، کسی نے سات کسی نے نو اور کسی نے گیارہ
گناہ کبائر بتائے ہیں جب ابن عباسؓ نے سنا کہ ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ کبائر
سات ہیں تو فرمایا سات نہیں بلکہ ستر ہیں، آپ فرمایا کرتے تھے کہ ہر
وہ گناہ کبیرہ ہے جس سے اللہ نے منع فرما دیا ہے بعض کے نزدیک کبائر
شب قدر کی طرح اور جمعہ کی قبولیت والی ساعت کی طرح مبہم رکھے
گئے ہیں کہ ان کی تعداد معلوم نہیں تاکہ لوگ انہیں معلوم کرنے کے لئے سرتوڑ کوشش
کریں اور تمام گناہوں کے چھوڑنے میں پوری پوری سرگرمی دکھائیں
بعض کے نزدیک جس گناہ پر وعید آئی ہے وہ کبیرہ ہے یہ بھی کہا جاتا ہے
کہ دنیا میں جس گناہ پر حد ہے وہ کبیرہ ہے۔ اللہ والے علماء نے کبائر،
بتائے ہیں ان میں سے چار (شرک، گناہ پر اصرار، رحمت باری سے
ناامیدی اور اللہ کے عذاب سے بے خوفی) کا تعلق دل سے ہے
اور چار (جھوٹی گواہی، بے گناہوں پر الزام، جادو اور جھوٹی
قسم) کا زبان سے، جھوٹی قسم وہ ہے جس سے باطل کو حق
یا حق کو باطل ثابت کیا جائے یا اس سے ناحق لوگوں کا
مال مار لیا جائے اگرچہ پیلو کی ایک مسواک ہی کیوں نہ
ہو اور تین (شراب اور ہر نشہ آور شے کا کھانا پینا، یتیم کا
مال ناحق ہڑپ کر جانا اور جان بوجھ کر سود کھانا) کا تعلق پیٹ
سے ہے اور دو (زنا، لواطت) کا تعلق شرمگاہ سے ہے
اور دو (قتل، چوری) کا تعلق ہاتھوں سے ہے اور
ایک (میدان جنگ سے بھاگنا) کا تعلق پیروں سے ہے
یعنی اپنے سے دگنوں کے مقابلہ سے بھاگنا حرام ہے
اور ایک (ماں باپ کی نافرمانی) کا تعلق سارے جسم سے ہے
نافرمانی کی یہ صورت ہے کہ اگر ماں باپ قسم دلائیں تو
ان کی قسم پوری نہ کی جائے اگر وہ برا بھلا کہیں تو انہیں
مارا جائے، اگر وہ کچھ مانگیں تو ان کی ضرورت پوری نہ

في جميع الجنس وهي عقوق الوالدين وهو ان لا تبر
قسمها اذا اقسما عليك وان تقربهما اذا سألاك
وان لا تعطيهما اذا سألاك وان لا تطعمهما اذا جاعا و
استطعماك۔

فصل واما الصغائر فاكثر من ان
تحصى ولا سبيل الى تحقيق معرفتها وبيان حصرها
لكنا نعلم ذلك بشواهد الشرع وانوار البصائر
فان مقصود الشرع سياق القلب وقربه وجواره
الى الله عزوجل بترك الذنوب كما قال الله تعالى
وذروا ظاهر الاثم وباطنه ومنها النظر الى
مستحسن والقبلة له والمضاجعة معه من
غير جماع والسب لاخيه المسلم والشتم
له دون القذف والضرب له والغيبة و
النميمة والكذب وغير ذلك مما يطول
شرحه فاذا تاب المومن الكبائر اندرجت
الصغائر في ضمنها لقوله تعالى ان تجتنبوا
كبائر ما تنهون عنه نكفر عنكم سيأتكم الاية
ولكن لا يطمع نفسه في ذلك بل يجتهد في
التوبة عن جميع الذنوب كبيرها وصغيرها كما
قال الشاعر خل الذنوب كبيرها وصغيرها
فهو التقى واصنع كماش فوق ارض الشوك يحذر
ما يرى لا تحقرن صغيرة ان الجبال من الحصا
تحقروعن انس بن مالك رض انه قال نزل رسول
الله صلى الله عليه وسلم لوادھروا صحابه
لبيس فيه حطب ولا شئ يردنه فامرهم ان

کی جائے اور اگر وہ بھوکے ہوں اور کھانے کو مانگیں تو
انہیں کھانا نہ دیا جائے۔

★

چھوٹے گناہ (صغائر)

چھوٹے چھوٹے گناہ بے شمار ہیں اور
ان کے اقسام و تعداد معلوم کرنے
کی کوئی صورت نہیں لیکن وہ شرعی شہادتوں اور انوار بصیرت سے
ہمیں معلوم ہیں کیونکہ شریعت کی غرض لوگوں کو اللہ کی طرف بلانا،
اللہ سے ان کا تقرب پیدا کرنا اور گناہ چھوڑ کر اس کی ہمسائگی
حاصل کرنا ہے جیسا کہ خود حق تعالیٰ نے فرمایا: ظاہر اور باطنی
ہر قسم کے گناہ چھوڑ دو۔ چھوٹے گناہوں میں خوبصورت مرد یا امرد
یا عورت یا بچی کو بہ نگاہ شہوت دیکھنا، اس کا بوسہ لینا، اسے
بلا صحبت کے اپنے پاس لٹا لینا، مسلمان کو برا بھلا کہنا، اسے گالیاں
دینا اس پر بے گناہ الزام لگانا، اسے مارنا، اس کی غیبت کرنا
اُدھر کی اِدھر اور اِدھر کی اُدھر لگانا، چغلی کھانا اور جھوٹ بولنا
وغیرہ پوری تفصیل سے کتاب بہت طویل ہو جائے گی جب مومن
بڑے گناہوں سے توبہ کرے تو ان کے ضمن میں چھوٹے گناہوں
سے بھی توبہ آجاتی ہے فرمایا: اگر تم بڑے گناہوں سے جن سے تم کو
روک دیا گیا ہے بچتے رہو تو ہم تم سے تمہاری برائیاں مٹا دیں گے
اور تم کو ایک عزت والے مقام میں داخل کر دیں گے لیکن چھوٹے
گناہوں سے توبہ نہ کر کے اپنے نفس کو لالچ نہ دو بلکہ تمام گناہوں سے
خواہ بڑے ہوں یا چھوٹے پوری سرگرمی سے بہ خلوص توبہ کرلو
ایک شاعر کہتا ہے ۔ گناہ چھوڑ دے خواہ بڑا گناہ ہو یا چھوٹا
یہی تقویٰ ہے۔ اور کانٹوں والی زمین پر چلنے والے کی طرح بن جا
کر وہ جو کانٹا دیکھتا ہے اسی سے بچ جاتا ہے۔ چھوٹے گناہوں کو
معمولی نہ سمجھ، دیکھ سنگریزوں سے پہاڑ بن جاتا ہے؛ حضرت انس

يحتطبوا فقالوا يا رسول الله ما ترى حطبا قال لا تحقروا شيئًا تاخذونه فجعل الرجل يجمع الشئ بعضه الى بعض حتى جمعوا سوادا عظيما فقال لاصحابه الا ترون هكذا تكون المحقرات من خير وشر حتى الذنب الصغير الى الصغير والكبير الى الكبير والخير الى الخير والشر الى الشر وقيل ان الذنب اذا صغر عند العبد عظم عند الله تعالى فاذا استعظمه العبد صغر عند الله تعالى فانما يستعظم الذنب الصغير العبد المؤمن بعظم ايمانه وسمو معرفته عما جاء في الحديث عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال المؤمن يرى ذنبه كالجبل فوقه يخاف ان يقع عليه والمنافق يرى ذنبه كذباب طائر على انفه فاطاره وقال بعضهم الذنب الذى لا يغفر قول الرجل ليت كل شئ عملته مثل هذا وهذا من نقصان ايمانه و ضعف معرفته وقلة علمه بجلال الله عزو جل ولو كان عنده علم بذلك لرأى الصغير كبيرًا والحقير عظيما كما اوحى الله تعالى الى بعض انبيائه لا تنظر الى قلة الهدية وانظر الى عظم مهديها ولا تنظر الى صغر الخطيئة وانظر الى كبرياء من واجهته بها ولهذا قال من جلت رتبته وعظمت منزلته عند الله عزوجل لا صغيرة

بن مالک رضؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلعم مع صحابہ کے ایک میدان میں ٹھہرے جہاں لکڑیاں نہ تھیں نہ کوئی لکڑی انہیں دکھائی دے رہی تھی آپ نے صحابہ کرام کو لکڑیاں جمع کرنے کا حکم صادر فرما دیا صحابہ بولے یا رسول اللہ! لکڑی تو یہاں دکھائی دیتی نہیں فرمایا جیسی بھی لکڑی ملے اسے اٹھا لو اور حقیر نہ سمجھو چنانچہ لوگ ہر قسم کی چھوٹی چھوٹی لکڑیاں جمع کرنے لگے اور لکڑیوں کا ایک بڑا ڈھیر لگا دیا پھر آپ نے صحابہ سے فرمایا: دیکھتے نہیں لکڑیوں کا کتنا بڑا ڈھیر لگ گیا؟ اسی پر معمولی نیکیوں اور بدیوں کو قیاس کر لو کہ چھوٹی چھوٹی نیکیاں مل کر اور چھوٹی چھوٹی بدیاں مل کر ان کا بڑا ڈھیر لگ جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ انسان جس گناہ کو معمولی سمجھتا ہے وہ اللہ کے نزدیک عظیم ہے پھر جب اسی گناہ کو انسان عظیم خیال کرتا ہے تو وہ اللہ کے نزدیک معمولی ہے کیونکہ مومن اپنی ایمانی عظمت اور بلندی معرفت کی وجہ سے چھوٹے گناہ کو بڑا سمجھتا ہے جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ سرور عالم صلعم نے فرمایا: مومن گناہ کو بمنزلہ پہاڑ کے سمجھتا ہے کہ اس کے سر پہ پہاڑ ہے کہیں پہاڑ اس پر گر نہ جائے اور منافق گناہ کو مکھی کی طرح سمجھتا ہے جیسے کوئی مکھی اس کی ناک پر بیٹھ گئی ہو اور وہ اسے اڑا دیگا۔ بعض علماء کہتے ہیں: جو گناہ ناقابل مغفرت ہے وہ انسان کا یہ کہنا ہے کاش ہر اہر عمل اس کی مانند ہوتا یہ اس کے ایمان کی کمی کی اور معرفت کی کمزوری کی نشانی ہے اسے اللہ تعالٰے کے دبدبہ و جلال کا علم نہیں اگر اسے اللہ کے جلال کا علم ہوتا تو وہ چھوٹے گناہ کو بھی بڑا اور معمولی گناہ کو عظیم سمجھتا جیسا کہ حق تعالٰے نے اپنے کسی نبی کے پاس وحی بھیجی کہ ہدیہ کی قلت پر نگاہ نہ ڈال بلکہ ہدیہ بھیجنے والے کی عظمت کو دیکھ، گناہ کو حقیر نہ سمجھ اور اس کی حقارت کو نہ دیکھ بلکہ اس کی کبریائی اور عظمت کو دیکھ جس کی تو نے بے ادبی اسی نافرمانی کی ہے، اسی لئے کہا گیا ہے کہ اللہ کے نزدیک

بل كل مخالفة الله تعالى فهي كبيرة و
قال بعض الصحابة لاصحابه من التابعين
انكم لتعملون اعمالا هي ادق في اعينكم
من الشعر كنا نعدها على عهد رسول الله
صلى الله عليه وسلم من الموبقات فانما قال
ذلك لقربهم من الرسول صلى الله عليه
وسلم ومن الله جل جلاله فيعظم من
العالم مالم يعظم من الجاهل ويتجاوز
عن العامي مالا يتجاوز عن العارف على قدر
ما بينهما من التفاوت في العلم والمعرفة
والمنزلة فالتوبة فرض عين في حق كل شخص
لا يتصور ان يستغنى عنها احد من البشر لانه
لا يخلو عن معصية الجوارح فان خلا عنها
فلا يخلو عن الهم بالذنوب بالقلب وان
خلا عن ذلك يخلو من وساوس الشيطان بايراد
الخواطر المتفرقة المذهلة عن ذكر الله تعالى
فان خلا عنها فلا يخلوا عن غفلة وتقصير في
العلم بالله عزوجل بصفاته وافعاله كل ذلك
على قدر منازل المومنين في احوالهم ومقاماتهم
فلكل حال طاعات وذنوب وحدود وشروط
فحفظها طاعة وتركها والغفلة عنها ذنب
فيحتاج الى توبة وهو الرجوع عن التعويج
الذي وجد الى سنن الطريق المستقيم الذي
شرع له ومقاما تيم فيها ومنزلة مهدت له
فالكل مفتقر الى التوبة وانما يتفاوتون في المقادير

جس کا مرتبہ اونچا اور مقام بلند ہوتا ہے اس کے نزدیک کوئی گناہ چھوٹا
نہیں اور چھوٹے سے چھوٹا گناہ بھی اس کے نزدیک بڑا ہے اور
اللہ تعالیٰ کی ہر نافرمانی بڑا گناہ ہے بعض صحابہ نے تابعین سے فرمایا
تم ایسے عمل کرتے ہو جو تمہاری نظر میں بال سے بھی زیادہ باریک
ہیں یعنی بہت ہی معمولی ہیں ہم انہیں کو عہد رسالت میں تباہ کن گناہ
خیال کیا کرتے تھے صحابہ نے ایسا کیوں کہا؟ اس لئے کہ صحابہ کرام کا
رسول اللہ صلعم سے قرب تھا اور انہیں حق تعالیٰ شانہ سے بھی
تقرب حاصل تھا لہٰذا ایک عالم کے نزدیک وہ گناہ عظیم ہے جس کو
ایک جاہل معمولی گناہ سمجھتا ہے اور جاہل سے اس کی بازپرس نہیں
ہوتی جیسی عارف سے ہوتی ہے۔ کیونکہ دونوں کے علم، معرفت اور
مرتبہ میں فرق ہے اور بقدر فرق کے ہر ایک سے بازپرس ہوگی
(بڑے لوگوں کی ذمہ داریاں بھی بڑی ہی ہوتی ہیں)۔

توبہ فرض عین ہے ہمارے مذکورہ بالا بیان سے ظاہر ہے کہ
توبہ ہر شخص کے لئے ضروری ہے اور فرض عین ہے اور کوئی انسان
توبہ سے مستثنیٰ نہیں کیا جاتا کیونکہ کوئی شخص اعضاء کی نافرمانیوں سے
خالی نہیں اور اگر محفوظ بھی ہو تو دلی گناہوں کے ارادوں سے خالی
نہیں اور اگر ان سے بھی محفوظ ہو تو شیطانی متفرق وسوسوں سے
خالی نہیں جو اللہ کے ذکر سے غافل کر دینے والے ہیں اور اگر ان سے
بھی محفوظ ہو تو غفلت سے اور علم و معرفت باری تعالیٰ کے سلسلہ میں
کوتاہی برتنے سے خالی نہیں کہ اللہ کی ذات و صفات اور افعال کے
علم کے بارے میں بالعموم کوتاہی برتی جاتی ہے غرضیکہ یہ تمام باتیں
بقدر مومنوں کے احوال و مقامات سے پیدا شدہ مراتب کے ہیں
دیکھئے ہر حال کے لئے اطاعتیں، گناہ، حدود اور شرائط ہوتے
ہیں ان کا محفوظ رکھنا اطاعت ہے اور ان کا چھوڑ دینا اور
ان سے غفلت برتنا گناہ ہے لہٰذا توبہ کی ضرورت ہے یعنی اس

فتوبة العوام من الذنوب وتوبة الخواص من الغفلة وتوبة خاص الخاص من ركون القلب الى ما سوى الله عزوجل كما قال ذو النون المصري رحمة الله توبة العوام من الذنوب وتوبة الخواص من الغفلة كما قال ابو الحسن النوري التوبة ان تتوب من كل شئ سوى الله عزوجل فشتان بين تائب يتوب من الزلات وتائب يتوب من الغفلات وتائب يتوب من رؤية الحسنات وتائب يتوب من طمانينة القلب الى غير خالق البريات فالانبياء عليهم السلام لم يستغنوا عن التوبة الا ترى الى ما روى عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال ليغان على قلبي وانى لاستغفر الله عزوجل فى اليوم والليلة سبعين مرة وآدم عليه السلام لما اكل من الشجرة المنهية تطايرت الحلل عن جسده وبدت عورته وبقى التاج والاكليل على راسه فاستحيى ان يرتفعا عنه فجاء جبرئيل عليه السلام فاخذ التاج عن راسه والاكليل عن جبينه ونودى هو وحوا ان اهبطا من جوارى فانه لا يجاورنى من عصانى فالتفت الى حوا بالحياء وقال لها هذا اول شوم المعصية اخرجنا من جوار الحبيب فاحوجا الى التوبة والتضرع والافتقار والاستكانة والذلة من بعد عيش قار وذلك من الملك العظيم والفضل الكبير والعز والدلال

بڑھے پن سے لوٹ آتا ہے جو شریعت کی سیدھی راہ کے دستوروں میں پیدا ہو گئی ہے اور اس مقام میں ظاہر ہو گئی ہے جو مقام اسے حاصل تھا اور اس مرتبہ میں جو اسے بخشا گیا تھا لہٰذا ہر شخص توبہ کا محتاج ہے البتہ توبہ کی مقدار میں فرق ہے یعنی عوام کی توبہ گناہوں سے ہے اور خواص کی توبہ غفلت سے ہے اور خواص الخواص کی توبہ ماسوٰی کی طرف دل کے جھکاؤ سے جیسا کہ ذوالنون مصریؒ فرماتے ہیں کہ عوام کی توبہ گناہوں سے ہے اور خواص کی توبہ غفلت سے ہے اور ابوالحسن نوریؒ فرماتے ہیں، توبہ یہ ہے کہ تم اللہ کے سوا ہر چیز سے رجوع کر لو۔ ایک لغزشوں سے توبہ کرتا ہے ایک ذاتی نیکیوں کی طرف دیکھنے سے توبہ کرتا ہے اور ایک غیر اللہ کی طرف دل کے جھکاؤ سے توبہ کرتا ہے ہر ایک کی توبہ میں تفاوت ہے انبیائے کرام بھی توبہ سے مستغنی نہیں تم دیکھتے نہیں کہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ میرے دل پر بھی زنگ آ جاتا ہے اور میں روزانہ ستر مرتبہ استغفار کرتا ہوں دیکھئے جب حضرت آدم علیہ السلام نے اس درخت کا پھل کھا لیا جس کے قریب آنے سے بھی آپ کو روک دیا گیا تھا تو آپ کے جسم سے جنتی جوڑے اڑ گئے اور آپ برہنہ ہو گئے البتہ آپ کے سر پر تاج و کلغی قائم رہے ان دونوں کے ہٹ جانے کے تصور سے آدمؑ کو شرم محسوس ہوئی لیکن حضرت جبریل نے آ کر آپ کے سر سے تاج اور پیشانی سے گہنا بھی اتار لیا اور آپ کا اور حوّا کا نام لے کر اعلان کر دیا گیا کہ تم دونوں میرے پڑوس سے اتر جاؤ کیونکہ نافرمان میرے پڑوس میں نہیں رہ سکتے پھر حضرت آدمؑ نے شرماتے ہوئے حوا کو دیکھا اور فرمایا کہ گناہ کی یہ پہلی نحوست ہے کہ ہم اپنے محبوب کے قرب سے دور ہٹا دیئے گئے اب ان دونوں کو توبہ کی، گڑگڑانے کی گریہ و زاری کی، عاجزی کی ضرورت پیش آئی اور بجائے خوشگوار عیش کے ذلت کا منہ دیکھنا پڑا اور وہ ایک عظیم ملک سے اور بڑی عنایتوں اور کرم فرمائیوں سے، عزت و اکرام سے، لاڈ و ناز سے اور انتہائی شریف / پاکیزہ پر امن اور محبوب کے پاس والے مقام پر بلند مرتبہ سے گرا دیئے گئے اگر کوئی توبہ سے بے نیاز ہوتا اور دشمن سے ،

وادنفاع المنزلة فی اشرف الامکنة واطهرها وامنها واقربها الی الله تعالیٰ فلو استغنی احد عن التوبة وامن من العدو وشوم النفس ووسواس الشيطان ومكائده واغتر بشرف المكان وطهارته والقرب الی الله ودنو منزلته لكان ذلك حقيقا بآدم عليه السلام فلم يستغن عن التوبة حتی تاب الله عليه لقوله عزوجل فتلقی آدم من ربه كلمات فتاب عليه انه هو التواب الرحيم وروی عن الحسن ابن علی رض انه قال لما تاب الله علی آدم عليه السلام هنئته الملائكة فهبط جبرائيل عليه السلام وميكائيل عليه السلام واسرافيل عليه السلام فقالوا يا آدم قرت عيناك بتوبة الله عليك فقال آدم يا جبرائيل فان كان بعد هذه التوبة سوال فاين مقامی فاوحی الله اليه يا آدم ورثت ذريتك التعب والنصب و ورثتهم التوبة فمن دعانی منهم لبيته كما لبيتك ومن سالنی منهم المغفرة لم ابخل عليه فانی قريب مجيب يا آدم واحشر التائبين من الذنوب فی الجنة واخرجهم من قبورهم فرحين ضاحكين مستبشرين ودعاءهم مستجاب وكذلك نوح النبی صلی الله عليه وسلم الذی اغرق الله تعالیٰ اهل الشرق والغرب بدعوته والغيرة علی عرضه ولتكذيبهم اياه وشدة غضبه

نفس کی نحوست سے شیطانی وسوسوں سے اور اس کے دام فریب اور مکاریوں سے بے خوف ہوتا اور جگہ کی طہارت و شرف سے، اللہ کے قرب سے اور مرتبہ کی بلندی سے دھوکہ کھاتا تو حضرت آدمؑ اس کے زیادہ مستحق تھے لیکن آپ بھی توبہ سے بے نیاز نہیں ہوئے اور گناہ پر نادم و پشیمان ہوئے اور خوب روئے دھوئے حتیٰ کہ حق تعالیٰ نے آپ کی توبہ قبول فرمائی فرمایا: پھر آدم نے اپنے رب سے چند کلمے سیکھ لئے اور اس نے ان کی توبہ قبول فرمائی وہ تو دوڑ کر توبہ قبول فرماتا ہے اور بڑا ہی مہربان ہے۔

حسن بن علیؓ کا بیان ہے کہ جب حق تعالیٰ جل مجدہٗ نے حضرت آدم کی توبہ قبول فرمائی تو فرشتوں نے حضرت آدم کو مبارکباد دی اور حضرت جبرائیل، میکائیل اور اسرافیل نے حضرت آدم کے پاس اتر کر ان سے فرمایا، آدم تمہاری آنکھیں ٹھنڈی ہوں کہ حق تعالیٰ نے تمہاری توبہ قبول فرمائی حضرت آدمؑ نے کہا: جبرائیل! اگر میں اس توبہ کے بعد اللہ سے اپنا چھوٹا ہوا مقام مانگوں تو کیا وہ بھی مجھے مل جائے گا؟ حق تعالیٰ نے آپ پر وحی بھیجی کہ اے آدم! تم نے اپنی اولاد کے لئے محنت و مشقت ورثہ میں دی اور انہیں ورثہ میں توبہ بھی دی پھر جو مجھ سے توبہ کرے گا میں اس کی توبہ قبول کروں گا جیسے تمہاری توبہ قبول کی اور جو مجھ سے مغفرت کا سوال کرے گا تو میں اس پر بخل کرنے والا نہیں کیونکہ میں بندوں سے قریب ہوں اور ان کی دعائیں قبول کرنے والا ہوں اے آدم میں گناہوں سے توبہ کرنے والوں کو جنت میں جمع کردوں گا اور انہیں قبروں سے خوش و خرم، ہنستے ہوئے اور کھلے ہوئے چہروں کے ساتھ اٹھاؤں گا اور ان کی دعائیں شرف قبولیت حاصل کریں گی، یہی حضرت نوحؑ کا حال ہے جن کی بددعا سے اور قوم کی توہین و تکذیب سے غیرت میں آکر حق تعالیٰ شانہ نے تمام دنیا کو غرق فرمادیا تھا

علیھم لذلك وھو آدم الثانی لان الخلق من
ذریتہ علیٰ ما قیل انہ لم یتوالد الذین کانوا
معہ فی السفینۃ من الناس غیر اولادہ الثلاثۃ
وھم سام وحام ویافث فالخلق تشعبت
منھم مع ھذہ المنزلۃ قال رب انی اعوذبك
ان اسئلك ما لیس لی بہ علم وان لا تغفرلی
وترحمنی اکن من الخاسرین وابراھیم الخلیل
مع جلالۃ قدرہ واصطفاء اللہ لہ لخلتہ
وجعلہ ابا الانبیاء والمرسلین کما روی
انہ اخرج من ولدہ وولد ولدہ اربعۃ
الاف نبی علیہ وعلیھم السلام قال اللہ تعالیٰ
وجعلنا ذریتہم الباقین حتی نبینا محمد
صلی اللہ علیہ وسلم من ولدہ وموسیٰ وعیسیٰ
وداؤد وسلیمان علیھم السلام وغیرھم
لم یستغن عن التوبۃ والاستکانۃ والافتقار
الی اللہ عزوجل فقال الذی خلقنی فھو یھدین
والذی ھو یطعمنی ویسقین واذا مرضت
فھو یشفین والذی یمیتنی ثم یحیین والذی
اطمع ان یغفرلی خطیئتی یوم الدین الایۃ
وقولہ عزوجل وارنا مناسکنا وتب علینا
انك انت التواب الرحیم وموسیٰ علیہ
السلام مع جلالۃ قدرہ واصطفاء اللہ
لہ للرسالۃ والکلام واصطناعہ لنفسہ
والقائہ المحبۃ علیہ وتاییدہ لہ بالمعجزات
الباھرات من الید والعصا والایات التسع

آپ کو آدم ثانی کہا جاتا ہے کیونکہ دنیا کے تمام لوگ آپ ہی کی اولاد ہیں
جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ کشتی میں جس قدر لوگ آپ کے ساتھ تھے ان میں سے
آپ کے تین بیٹوں (سام، حام، یافث) کے سوا کسی کی اولاد نہیں ہوئی
طوفان نوح کے بعد دنیا کے تمام لوگ آپ ہی کی اولاد ہیں آپ نے اتنے
بلند پایہ نبی ہونے کے باوجود یہ دعا مانگی کہ اے میرے پروردگار میں
اس سے تیری پناہ مانگتا ہوں کہ تجھ سے اس چیز کا سوال کروں جس کا
مجھے علم نہیں اور اگر تو مجھے بخشے گا نہیں اور مجھ پر رحم نہیں فرمائے گا تو
میں گھاٹا اٹھانے والوں میں سے ہو جاؤں گا۔ اسی طرح جناب خلیل اللہ
حضرت ابراہیم جلالت قدر کے اور اللہ کے خلیل و ابو الانبیاء ہونے کے
باوجود (جیسا کہ منقول ہے کہ آپ کی اولاد میں چار ہزار نبی پیدا ہوئے
خود حق تعالیٰ شانہ فرماتا ہے اور ہم نے ان کی اولاد باقی رکھی حتیٰ کہ
ہمارے محبوب نبی محمد رسول اللہ صلعم اور حضرت موسیٰ، حضرت عیسےٰ
حضرت داؤد اور حضرت سلیمان آپ ہی کی اولاد میں ہیں) توبہ عاجزی
اور احتیاج سے بے نیاز نہ تھے چنانچہ آپ نے فرمایا (جس نے
مجھے پیدا کیا اسی نے مجھے ہدایت فرمائی وہی مجھے کھلاتا پلاتا ہے اور
جب میں بیمار ہو جاتا ہوں تو وہی مجھے شفا بخشتا ہے۔ وہی مجھے
مارے گا پھر زندہ فرمائے گا اور وہ جس سے میں جزا کے دن اپنے
گناہوں کی مغفرت کا امیدوار ہوں) ایک جگہ خلیل اللہ اللہ سے ان
الفاظ میں دعا مانگتے ہیں اے اللہ ہمیں ہمارے حج کے احکام بتا
اور ہماری توبہ قبول فرما بلاشبہ تو خوب توبہ قبول کرنے والا اور
بڑا مہربان ہے یہی حال حضرت موسےٰ کا ہے کہ باوجود جلیل القدر
اور اللہ کے برگزیدہ رسول ہونے کے اور کلیم اللہ ہونے کے اور
اپنا بنائے جانے کے اور اس کے باوجود کہ حق تعالیٰ نے ان پر
اپنی طرف سے محبت ڈال دی اور آپ کی کھلے کھلے روشن معجزوں
(ید بیضاء، عصا اور دیگر سات معجزوں) سے تائید فرمائی اور ان

والاشیآء التی کانت لہ فی التیہ من عمود النور
باللیل والمن والسلوٰی وغیر ذالک من الاٰیات
التی لم تکن لاحد من الانبیآء قبلہ قولہ
رب اغفرلی ولاخی وادخلنا فی رحمتک وانت
ارحم الراحمین وداوٗد النبی صلی اللہ علیہ
وسلم مع جلالۃ قدرہ واعطآء اللہ لہ
ذلک الملک العظیم کان حراسہ ثلاثۃ
وثلاثین الف حارس وکان اذا قرء الزبور
اصطفت الطیر علی راسہ ووقف المآء
عن جریانہ وحدتہ واصطفت الانس و
الجن حولہ والسباع والھوآم کذلک لایوذی
بعضھا بعضا وتسبیح الجبال تسبیحہ والین لہ
الحدید لرزقہ اجلالا لقدرہ وصیانۃ
لامرہ فبکی اربعین یوما وھو ساجد حتی نبت
العشب من دموعہ فرحمہ اللہ تعالی وتاب
علیہ حتی قال عزوجل فغفرنا لہ ذالک وان
لہ عندنا لزلفی وحسن ماٰب وسلیمان ابن
داوٗد علیہما السلام مع ملکہ العظیم و
ریحہ المسخرۃ لہ غدوھا شھر ورواحھا
شھر والملک الذی لاینبغی لاحد من بعدہ
لما عوقب علی خطیئتہ من اجل التمثال الذی
عبد فی دارہ اربعین یوما من غیر علمہ
نسلب ملکہ منہ اربعین یوما فھرب
تائھا علی وجھہ وکان یسال بکفیہ فلا یطعم
فاذا قال اطعمونی فانی سلیمان بن داوٗد شج

معجزوں سے بھی جو میدان تیہ پر آپ کے ہاتھ پر ظاہر ہوئے جیسے رات میں
عصا کا روشنی کا قمقمہ بن جانا اور من وسلویٰ کا اترنا اور ایسے ایسے
معجزوں کا ظاہر ہونا جو آپ سے پہلے کسی نبی سے ظاہر نہیں ہوئے تھے
اتنی بلند پایہ، جلیل القدر اور اولعزم شخصیت ہونے کے باوجود آپ
بھی پروردگار کے سامنے دست سوال دراز کرتے ہیں اور التجا کرتے ہیں
کہ اے میرے پروردگار مجھے اور میرے بھائی کو بخش دے اور ہمیں
اپنی رحمت میں داخل فرمالے تو سب سے زیادہ رحم فرمانے والا ہے
اسی طرح حضرت داوٗد دعا سے مستغنی نہیں ہوئے حالانکہ بڑے اونچے
مرتبہ کے نبی تھے اور اللہ نے آپ کو ایک بڑا ملک عطا فرمایا تھا اور
آپ کے پہرے دار ۳۳ ہزار تھے جب آپ زبور پڑھتے تو پرندے
آپ کے سر کے اوپر صف باندھ کر ٹھہر جاتے چلتا پانی رک جاتا اور اس
کے بہنے کی تیزی ختم ہو جاتی اور انسان، جن، چوپائے، درندے اور سانپ
وغیرہ قطار باندھ کر کھڑے ہو جاتے تھے اور کوئی کسی پر حملہ نہ کرتا تھا
اور آپ کی تسبیحات سے پہاڑ گونج اٹھتے تھے اور آپ کی قدر ومنزلت
کا یہ عالم تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی روزی کے لئے اور آپ کے امر کو
بجالانے کے لئے آپ کے ہاتھ میں لوہا نرم بنا دیا تھا یہی اللہ کے برگزیدہ
نبی سجدے میں گر کر چالیس دن تک روتے اور گڑگڑاتے رہے حتیٰ کہ
آپ کے آنسوؤں سے زمین پر گھاس جم آئی بالآخر حق تعالیٰ نے
آپ پر رحم فرمایا اور آپ کی توبہ قبول فرمالی فرمایا پھر ہم نے آپ کا
قصور معاف فرمادیا بلاشبہ آپ کو ہمارے پاس ایک مخصوص تقرب
حاصل ہے اور آپ کا حسن انجام ہے اسی طرح حضرت سلیمان اللہ
کے آگے گڑگڑانے والے تھے حالانکہ آپ ایک بڑے ملک کے مالک
تھے اور ہوا آپ کے تابع تھی جو زوال سے قبل صبح صبح ایک ماہ کی
مسافت طے کرلیا کرتی تھی۔ اور آپ کو ایسا ملک ملا تھا جو آپ کے
علاوہ نہیں ملا اور نہ ملے گا ایک دفعہ آپ کے گھر میں آپ کی لاعلمی

راسه وضرب واهين وكذب ولقد استطعم يوما من بيت فطرد وبزقت امرأة على وجهه وروى انه ذات يوم اخرجت عجوز جرة فيها بول وصبته على راسه فبقى فى الذل على ذلك الى ان يخرج الله له الخاتم من بطن حوت فلبسه حين انتهت الاربعون يوما من ايام العقوبة فجاءت الطير حينئذ فعكفت عليه وجاءت الجن والشياطين والوحوش فاجتمعت حوله فلما عرفه الذين اهانوه وضربوه اعتذروا له ماجرى منهم اليه من الاساءة فقال لا الومكم فيما صنعتم من قبل ولا احمدكم الان فيما تصنعون فان هذا امر من عند ربى فلابد لى منه فتاب الله عليه ورد اليه ملكه واكثر موئله ومرجعه عليه السلام فاذا كان هؤلاء السادات الكبراء القادة ولاة الخلق والشرع وخلفاء الله فى خلقه كان حالهم كذلك فما حالك واغترارك يا مسكين وانت فى دار الغرور فى اقطاع الشياطين محيط بك جنود الاعداء من الخلق والهواء والنفس والشهوات والارادات والوساوس وتزيين الشيطان وتحسينه واغتررت بالعبادات الظاهرة من الصوم والصلوٰة والزكوٰة والحج وكف الجوارح عن المعاصى الظاهرة وباطنك عار عن العبادات الباطنة

میں ایک مورتی پوج لی گئی تھی حق تعالیٰ نے اس کی وجہ سے چالیس دن تک آپ کی حکومت سلب کر لی گئی تھی، اس وقت آپ حیرانی و پریشانی کی حالت میں بھاگ کھڑے ہوئے۔ پھر جب آپ کسی سے کھانے کے لئے دست سوال دراز کرتے تو آپ کو کوئی بھیک دینے کا روادا بھی نہ تھا اگر آپ فرماتے کہ مجھے کھانا کھلاؤ کیونکہ میں سلیمان بن داؤد ہوں تو آپ کا سر توڑا جاتا اور آپ کو مارا جاتا اور آپکی بے عزتی کی جاتی اور جھٹلایا جاتا ایک دن آپ نے ایک گھر سے کھانا مانگا تو ایک عورت نے آپ کے چہرے پر تھوک دیا اور دروازہ سے بھگا دیا منقول ہے کہ ایک دن ایک بڑی بی پیشاب سے بھرا ہوا گھڑا لے کر نکلی اور آپ کے سر پر آکر الٹ دیا غرضیکہ آپ اسی ذلت کی حالت میں رہے حتےٰ کہ حق تعالیٰ نے آپ کی انگوٹھی ایک مچھلی کے پیٹ سے نکال دی چالیس دن کے بعد انگوٹھی لی پھر آپ نے وہ پہن لی اور سریر آرائے سلطنت ہو گئے سزا کا زمانہ ختم ہوا اور حسب سابق راحت وعیش کا زمانہ لوٹ آیا پرندے بھی صف باندھ کر کھڑے ہو گئے اور انسان، جن، شیطان اور جنگلی جانور سب آپ کے آس پاس جمع ہو گئے پھر جب ان لوگوں نے جنہوں نے آپ کی بے عزتی کی تھی اور آپ کو مارا تھا آپ کو پہچانا تو آپ سے آپ کی بے ادبی کے سلسلہ میں اپنے قصوروں کی معذرت چاہی آپ نے فرمایا تم نے اس سے پہلے جو کچھ کیا میں اس پر تمہیں کچھ نہیں کہتا آج میں نہ تم کو برا کہتا ہوں اور نہ اچھا کیونکہ تم معذرت خواہ ہو یہ تمام باتیں (ذلت و عزت) میرے پروردگار کی طرف سے ہیں چونکہ رب کی مشیت تھی اس لئے ایسا میرے لئے ہونا لازمی تھا الغرض حق تعالےٰ نے آپ کی توبہ قبول فرمائی اور آپ کو آپ کا ملک لوٹا دیا اور آپ کا مرتبہ اور مال و دولت اور اقتدار و سلطنت میں بہت کچھ اضافہ فرما دیا۔ لہٰذا جب ان اکابر

صفر عنها من الورع التام والتقوى والزهد و
الصبر والرضا والقناعة والتوكل والتفويض
واليقين وسلامة الصدر وسخاوة النفس
ورؤية المنة والنية والاحسان وحسن الظن
وحسن الخلق وحسن المعاش وحسن المعرفة و
وحسن الطاعة والصدق والاخلاص وغير
ذالك مما يطول شرحه بل هو مشحون ممتلى
باخلاق قبيحة وامهات الذنوب التى منها
تتفرع كل محنة وداهية وكل بلية مهلكة
موبقة فى الدنيا والآخرة من خوف الفقر
والسخط لقدر الله عزوجل والاعتراض
عليه فى قضائه فى خلقه والتهمة له فى
ذلك والشك فى وعده والغل والحقد و
الحسد والغش وطلب العلو والمنزلة وحب
الثناء والمحمدة وحب الجاه فى الدنيا والرضاء
بها والطمانية اليها والتكبر على عباد الله
والتعظيم عليهم والشمخ بالانف كما قال
تعالى واذا قيل له اتق الله اخذته العزة
بالاثم والغضب والحمية والانفة وحب
الرياسة والعداوة والبغضاء والطمع والبخل
والشح والرغبة والرهبة والفرح والاشر
والبطر والتعظيم للاغنياء والاستهانة
بالفقراء والفخر والخيلاء والتنافس فى الدنيا
والمباهات بها والرياء والسمعة والاعراض
عن الحق استكبارا والخوض فيما لا يعنى

سردار و قائدین کا جو لوگوں پر حکمران تھے، اللہ کے پیغمبر تھے اور اللہ
کے خلفاء تھے یہ حال ہے تو تم جیسے ناچیزوں کا کیا حال ہوگا اور تمہارے
دھوکا کھانے کا کیا انجام ہوگا حالانکہ تم اس دھوکا والے گھر میں شیطانوں
کے دام فریب میں گرفتار ہو تمہیں تمہارے دشمنوں کے ہوا و نفس کے،
شہوتوں اور ارادوں کے، وسوسوں اور خطرات کے اور شیطانی تزئین
و ملمع سازی کے لشکروں میں گھرے ہوئے ہو تم ظاہری عبادتوں (نماز،
روزہ، حج، زکوٰۃ اور ترک ظاہری گناہ) پر پھول رہے ہو حالانکہ تمہارا
باطن باطنی عبادتوں سے خالی ہے، تمہارا دل، ورع و تقویٰ، زہد
و صبر، قناعت و رضا، توکل و تسلیم اور سلامتی و یقین سے معرا ہے
تمہارا نفس سخاوت و شکر، نیک نیتی سے، اور عمل احسان سے محروم
ہیں تمہارا قلب حسن ظن، حسن اخلاق، حسن طاعت، حسن معرفت
اور حسن صحبت سے غیر آباد ہے اس صندوق میں صدق و اخلاص
وغیرہ کا تو نام و نشان ہی نہیں بلکہ یہ کباڑ خانہ ہے اور گندے اخلاق
اور ایسے گناہوں کے چشموں جن سے قسم قسم کے مصائب و آفات پھوٹتے
ہیں بھر پور ہے اور ایسے گناہوں سے لبریز ہے جن سے دنیا اور آخرت
دونوں کی تباہی ہے تمہیں فقر و افلاس کا دھڑکا لگا رہتا ہے تم
اللہ کی تقدیر کے شکوے کرتے ہو اور قضاء و قدر پر اعتراض کرتے
ہو اور اس سلسلہ میں اس پر الزام لگاتے ہو اور اس کے وعدوں
میں شک کرتے ہو، تمہارے دلوں کے ویران جنگلوں میں کینہ،
کپٹ، بغض، حسد، دھوکا، فریب اور قسم قسم کے گندے اخلاق
لہلہا رہے ہیں تم بلندی و بلند مرتبہ کے بھوکے ہو، اپنی تعریف
و توصیف کے متمنی ہو تمہیں دنیا میں عزت و جاہ کی طلب ہے
اور دنیا ہی سے راضی اور مطمئن ہو اللہ کے بندوں کو حقیر اور خود
کو بڑا سمجھتے ہو اور تم ناک چڑھے، اکڑ والے اور مغرور ہو جیسا کہ
حق تعالٰی نے فرمایا اور جب اس سے کہا جاتا ہے کہ اللہ سے ڈر جا

وكثرة الكلام من غير نفع والتيه والصلف
واختبار احوال الغير وترك حالتك التى انت
عليها وجعلت عبادتك فى حفظها والتملك
والاقتدار فى امر الله والتوقير للمخلوقين
والمداهنة لهم والعجب بالاعمال و
حب المدح بما لم تفعله والاشتغال
بعيوب الخلق والتعامى عن عيوبك ونسيان
نعمة الله واضافتها الى نفسك او الى الخلق
الذين هم مسخرون وآلة لتلك النعمة
والوقوف مع الظاهر والتقاعد عن النظر فى
الاصول وحفظ الحدود ووضع الشئ فى محله
وايثار الفرح وبغض الحزن الذى يعدم بخراب
القلب وخروج الخشية منه وبعده لاطفاء
نور الحكمة وبتر آئده لايجاد قرب الرب
والانس به والاستماع اليه والفهم منه
والاستغناء به عن جميع البرية والسعادة
الابدية والنجاة السرمدية والنعمة
الكلية ومشحون بالانتصار للنفس اذا
نالها الذل الذى دوآءها فيه وسعادتها
به ودخولها فى زمرة احباب الله تعالىٰ و
اصفيائه وخلصائه وشهدائه وعلمائه
والعارفين بمجارى اقراره وابدال
انبيائه عليه السلام وضعف الانتصار
للحق جلت عظمته ونصار دينه واوليائه
القائمين بحجته الداعين للخلق الى طاعته

تو اسے گناہ پر غرور عزت و جاہ جما دیتا ہے۔ نہ صرف گناہ پر بلکہ غضب و حمیت پر اور بڑی ناک ہونے پر بھی اور حب ریاست، بغض و عداوت، بخل و طمع، حرص و ہوس، خوف و رغبت، فرح و مسرت، غرور و اتراہٹ پر بھی تم مالداروں کی عزت و تعظیم کرتے ہو اور ناداروں کو دھتکار دیتے ہو اور انہیں ذلیل سمجھتے ہو تم فخر و غرور کے عاشق ہو اور دنیا کی محبت میں اور اس پر فخر و مباہات میں ڈوبے ہوئے ہو تمہارے عملوں میں ریا اور شہرت کار فرما ہے تم از راہِ غرور حق سے منہ پھیر لیتے ہو اور بے کار و لغو بحث و مباحثہ میں اپنا بیش بہا وقت ضائع کر دیتے ہو بلا وجہ بک بک کرتے رہتے ہو تم کو فخریہ باتوں میں اور غپ شپ میں مزا آتا ہے تم دوسروں کے عیب ٹٹولتے ہو اور اپنے عیبوں کو نہیں دیکھتے اور اسی کو عبادت سمجھتے ہو اور اللہ کے کاموں میں اپنی قوت و اقتدار کا اظہار کرتے ہو تم مخلوق کی توقیر کرتے ہو اور ان کی خاطر حق چھپا لیتے ہو، تم اپنی عبادتوں پر پھولے نہیں سماتے اور اپنی قوت و اقتدار کا اظہار کرتے ہو تم مخلوق کی توقیر کرتے ہو اور ان کی خاطر حق چھپا لیتے ہو، تم اپنی عبادتوں پر پھولے نہیں سماتے اور اپنی جھوٹی تعریفوں سے بانسوں اُچھلتے ہو تم لوگوں کے ایک ایک عیب کو ٹٹولتے ہو اور اپنے ذاتی عیبوں سے اندھے بن جاتے ہو اور اللہ کی نعمتوں کو بھول جاتے ہو اور انہیں اپنی طرف منسوب کر دیتے ہو یا ایسے لوگوں کی طرف منسوب کر دیتے ہو جن کو حق تعالیٰ نے وہ نعمتیں دیں اور ان کے دلوں میں تمہاری محبت پیدا کی پھر ان کے واسطہ سے تم تک پہنچیں۔ نعمتوں میں نہ تمہاری ذاتی محنت و مشقت کو اور ذاتی ہوشیاری کو دخل ہے اور نہ دوسروں کی شفقت و مہربانی کو، تم ظاہر کو دیکھتے ہو اور تمہاری نگاہیں مقررہ اصول حدود تک نہیں پہنچتیں تم کام اس کے محل میں نہیں کرتے تم خوشی کو ترجیح دیتے ہو اور غم سے نفرت کرتے ہو حالانکہ جس دل میں غم نہیں وہ ویرانہ ہے

المحذرين لنقمته ونار ه بتذكيرهم لايامه
المرغبين في رحمته وجنته واتخاذ الاخوان
في العلانية مع عداوتك اياهم في السر
والاعراض عن موافقة الاخيار والابرار
المنكسرين القلوب والافئدة الذين هم
جلساء الرحمن جلت عظمته المطمئنون
اليه الملازمون للشدة المداومون على
الخدمة المتنعمون بالمنة المتلبسون
بالخلعة الموسومون بخلصاء الرحمن رب
العزة الآمنون في الدنيا من دوران الدول
والفتنة وفي القبور من شر هول المطلع و
الضغطة وفي القيامة من طول الحساب
والوحشة الخالدون في دار البقاء في
النعمة والسرور والبهجة والفرحة
المخصوصون فيها بكل ظريف ولطيف في
كل ساعة ولحظة وطرفة واغتررت
ايضا بما خولت من الدنيا وما اطلقت فيها
من القضاء وارحت عن العناء فامنت من
سلب العطاء والفضل والنعم الذي كان
لغيرك ثم انتقل منه اليك ممن تقدم
ومضى من فرعون وهامان وقارون و
شداد وعاد وقيصر وكسرى من الملوك
الخالية والامم الفانية الذاهبة الذين
تلعبت بهم الدنيا وغرتهم الاماني حتى
جاء امر الله وغركم بالله الغرور وحيل

اور اس میں اللہ کا ڈر نہیں اور جس دل میں اللہ کا ڈر نہیں اس میں حکمت کی شمع گل ہے پھر جس قدر ڈر کی فراوانی ہو گی اسی قدر رب سے قرب و انسیت کی ارزانی ہو گی تم اللہ کی باتیں نہیں سنتے اور انہیں سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے اور اسے اپنا کر تمام مخلوق سے مستغنی نہیں ہوتے تاکہ تم ابدی سعادت، دائمی نجات اور پوری پوری نعمت سے مالامال ہو جاؤ اگر تم کو ذلت پہنچتی ہے تو تم سراپا انتقام بن جاتے ہو حالانکہ تمہاری اصلاح و سعادت اسی ذلت میں ہے اور تم اسی راہ سے اولیاء اللہ کی جماعت میں داخل ہوتے ہو اس کے برگزیدہ اور خالص بندے بنتے ہو اور شہداء، علماء عرفاء اور انبیائے کرام کے زمرے میں شامل ہوتے ہو جو دنیا میں اس کے قانون پر عمل پیرا ہیں اس کے برعکس تم اللہ کے قانون کی مدد کے لئے کمزور ثابت ہوتے ہو اور دینداروں اور اللہ کے دوستوں کا دینی کاموں میں ہاتھ نہیں بٹاتے جو اللہ تعالیٰ کی حجت کو لے کر مخالفین اسلام کے سامنے سینہ تان کر کھڑے ہیں، دن رات لوگوں کو حق تعالیٰ کی دعوت دے رہے ہیں اور پند و موعظت سے لوگوں کو اللہ کے عذاب سے جو گزشتہ اقوام پر آیا اور جہنم کی آگ سے ڈرا رہے ہیں اور انہیں اللہ کی رحمت و جنت کا شوق دلا رہے ہیں بلکہ تم اور الٹی ان کی مخالفت کرتے ہو تم لوگوں سے بظاہر دوستی کرتے ہو لیکن در پردہ ان کی دشمنی میں سرگرم عمل رہتے ہو اور اللہ کے پسندیدہ اور نیک بندوں سے موافقت نہیں کرتے حالانکہ جو دل شکستہ ہیں اور رحمٰن کے ہم نشین ہیں اور اس سے مطمئن ہیں اور اپنے ایام سدا تنگی میں گزار رہے ہیں اور ہمیشہ اپنے آقا کی خدمات پر کمربستہ رہتے ہیں اور اس کی نعمتوں پر شکر ادا کرتے رہتے ہیں اور اخلاص کے خلعت سے آراستہ ہیں اور جو رحمٰن کے جو رب العزت ہے پُر خلوص بندے ہیں اور دنیا میں انقلابات زمانہ اور فتنوں سے مامون ہیں اور قبروں میں عذاب قبر سے

بينهم وبين ما يشتهون وجمعوا وفرق وقطع بينهم وبين ما خولوا واذيلوا من فرشهم التى مهدوها لانفسهم واهبطوا عن المنازل التى شيدوها واذيلوا عن العز الذى كانوا به ظفروا وعن الملك الذى ادعوه وخيلوا فطولبوا بالودآئع التى استودعوها بالعوار التى استومنوها فجآءهم من الله مالم يكونوا احتسبوا ووقفوا على مساوى ما عملوا ونوقشوا على دقآئق ما اقترفوا وحبسوا فى اضيق الحبوس التى فى الدنيا لغيرهم حبسوا وشددوا باشد الذى شيدوها وعوقبوا بابلغ ما عاقبوا وبالنار احرقوا وبايديهم وارجلهم فيها بالاغلال غلوا ومن زقوم وضريع اطعموا ومن حميم سقوا ومن طينة خبال تيمموا اما كانت لك بهؤلآء الماضين عبرة وبالماسورين عن اهاليهم عظة عن ادعآء ما خلقوا وسكنى ما بنوا وعنه اجلوا اذ كانوا فى بنائهم ذلك جابروا وظلموا فكم من عرض وظهر وخد وراس حينئذ نالوا وضربوا وكم من عين مسكين بآئس فقير ذليل ابكوا وادمعوا وكم من غنى ذى حسب اذلوا وافقروا وكم من بدعة وسنة سيئة ورسم شرعوا ورسموا وكم من قلب حكيم لبيب عليهم كسروا واغضبوا وكم من دعآء ونحيب وصوت حزين

اس کے وباؤ سے اور اس کی تنگی سے محفوظ رہیں گے اور قیامت کے دن طویل حساب سے اور وحشت و گھبراہٹ سے بے خوف رہیں گے اور دار البقاء میں ہمیشہ نعمت و سرور میں شاداب و مسرور رہیں گے اور خاص طور سے انہیں جنتوں میں ہر خوش طبع اور لطیف چیز ہر لمحہ ہر ساعت اور ہر منٹ میں میسر ہوگی۔ تم اپنے مال و دولت پر اور عیش و عشرت پر اور راحت و آرام پر نازاں ہو اور دھوکا کھائے ہوئے ہو کیا تم اللہ کی عنایتوں، نوازشوں، مہربانیوں اور کرم فرمائیوں کے سلب کئے جانے سے محفوظ ہو؟ بہت سے ناز پرور وہ جو اقتدار و دولت پر پھول کر اللہ کو بھول گئے تھے اللہ نے ان سے سب کچھ چھین کر دوسروں کو دیدیا اور وہ خالی ہاتھ رہ گئے۔ تمہارے پاس کبھی تو غیروں ہی کا مال ہے کیا تم فرعون کو جو اقتدار کے نشہ میں خود کو رب اعلیٰ کہلواتا تھا اور حق تعالیٰ نے اسے پانی میں ڈبو دیا، بھول گئے اور کیا تم ہامان، قارون، شداد، عاد، قیصر اور کسریٰ کو جو قدیم زمانہ میں بادشاہ اکابر تھے اور فنا ہونیوالی قوموں کو بھول گئے جن کے ساتھ زمانہ کھیلتا تھا اور تمناؤں نے انہیں دھوکہ دیا حتیٰ کہ اللہ کا عذاب آگیا اور انہیں شیطان نے اللہ تعالیٰ سے بے خبر ہی رکھا اور مال کے نشہ میں وہ مخمور ہی رہے حتیٰ کہ ان میں اور ان کی تمناؤں میں ناقابل عبور خلیج حائل کر دی گئی اور انہوں نے جو کچھ مال جمع کیا تھا وہ سب لوگوں میں بٹ گیا اور ان کے اور ان کے مال کے درمیان کوئی رابطہ قائم نہیں رہا ہر رابطہ کاٹ دیا گیا اور انہیں ان کے آرام دہ اور پر تکلف بستروں سے جو انہوں نے اپنے لئے بچھائے تھے گھسیٹ لیا گیا اور انہیں ان کے گھروں سے جن کو انہوں نے آراستہ کر کے دلہن بنا رکھا تھا، نکال دیا گیا اور جو عزت انہیں حاصل تھی سب خاک میں ملا دی گئی اور جن ملکوں کے وہ دعویدار تھے وہ بھی ان سے دغا دے گئے اب اللہ تعالیٰ ان سے اپنی امانتوں اور مستعار چیزوں کے بارے میں پوچھے گا لہٰذا اللہ نے انہیں وہ عذاب

فی جنح اللیل من ارباب القلوب یطلبهم الی الرحمٰن دفعوا شکایة منهم الیه فی کشف مابهم اذهم علی الخیر سقطوا فانتدبت لذلك الملٰئكة الکرام والیه بادروا والی الملیك العظیم المنصف غیر الجائر وصلوا وانتهوا فنظر العزیز الحکیم العلیم بما فی صدورهم والخبیر بما یخفون وما یعلنون فیما شکوا ومنه ضجوا فاجابهم العزیز الجلیل لانصرنکم ولو بعد حین فجعلهم حصیدا فهل تری لهم من باقیة فقوم بالغرق وقوم بالخسف وقوم بالحصب وقوم بالقتل وقوم بالمسخ فی الصور وقوم بالمسخ بالمعانی بان جعل قلوبهم قاسیة کالحجارة الصماء فطبع علیها بطابع الکفر وختمها بخاتم الشرك والرین والغطاء والظلمة فلم یلج فیها الاسلام ولا الایمان ثم اخذهم اخذة رابیة وبطش بهم بطشة الجبار فادخلهم دار البوار کلما نضجت جلودهم بدلناهم جلودا غیرها فهم ابدا فی نکال وجحیم وطعام ذی غصة وعذاب الیم خالدین فیها ما دامت السموات والارض لایموتون فیها ومنها لایخرجون اغاثة لویلهم ولا منتهی لثبورهم ولهم فیها معیشة ضنکا لاتخلص الیهم روح ولا یخرج منهم نفس ولا روح انقطعت امنا لهم واصواتهم وتشتت قلوبهم فی حلوقهم

دکھا دیا جس کے وہ مستحق تھے اور انہیں ان کے تدبّر سے کم توتوں کی خبر دیدی جائے گی اور ان سے ان کے باریک گناہوں کی کرید کی جائیگی اور انہیں انتہائی تنگ قید خانوں میں قید کر دیا جائیگا جن میں وہ دنیا میں لوگوں کو ایذا پہنچایا کرتے تھے عذاب دیا جائیگا اور اپنی سزاؤں سے سنگین سزاؤں میں گرفتار ہوں گے اور آگ میں جلائے جائیں گے اور ان کے ہاتھ پھیر زنجیروں سے جکڑ دئے جائیں گے اور انہیں زقوم و ضریع کھلایا جائے گا اور کھولتا ہوا گرم پانی پلایا جائے گا اور دوبارہ پیاس محسوس ہونے پر جہنمیوں کا کچلو اور پیپ بھی، کیا تم کو ان گزشتہ اقوام سے کوئی سبق نہیں ملتا اور کوئی نصیحت حاصل نہیں ہوتی یہ دولت انہیں کی چھوڑی ہوئی ہے کبھی یہی اس کے دعویدار تھے اور یہی ان عالیشان محلوں کے رہنے والے تھے بالآخر یہی ان سے نکالے گئے کیونکہ وہ ان محلوں میں بیٹھ کر لوگوں پر مظالم ڈھایا کرتے تھے اور ظلم توڑا کرتے تھے بہتوں کی ان کے ہاتھوں آبرو لٹی۔ بہتوں کی پیٹھ توڑی گئی، بہت سوں کے سر پھوڑے گئے اور بہت سوں کے رخساروں پر خون کی دھاریاں بہیں، بہت سے ستم رسیدہ بیچارے مسکینوں اور غریبوں کی آنکھوں سے خون کے آنسو جاری ہوئے اور بہت مالدار شرفا انکے ہاتھوں ذلیل و خوار ہوئے اور انہوں نے بہت سی بدعتیں بھی رواج اور رسمیں ایجاد کیں اور بہت سے علم و حکمت اور عقل و دانش والے دل توڑے اور انہیں غصہ دلایا اور رات کی تاریکیوں میں اہل دل کی بہت سی دعائیں، آہیں، نالے اور فریادیں جگر سوز و دلدوز آوازوں کے ساتھ ان کے ظلم سے تنگ آ کر ان کی شکایت کے لئے رحمٰن کی طرف اٹھیں کہ اے اللہ ہم سے ان کے مظالم ہٹا دے کیونکہ ہم تیرے اطاعت گزار و وفا شعار بندے ہیں معزز فرشتوں نے انکی دعاؤں پر آمین کہی اور وہ سرعت کے ساتھ بارگاہ جل جلالہٗ میں سرعت کے ساتھ لے گئے اور عظیم و منصف اور عادل شہنشاہ تک انہیں پہنچایا اور فرشتے ان کی دعائیں بارگاہ قدس تک لیکر پہنچے پھر عزت، حکمت اور علم والے رب نے ان کی

وخرست السنتهم وقيل لهم اخسئوا فيها ولا تكلمون فاحذر يا مسكين ان تفعل بافعالهم او تستن بسنتهم فتقفوا آثارهم فتموت من غير توبة ولؤخذ على غفلة وعزة من غير ان تمهد لنفسك عذرا او تعد لك جوابا ومخلصا وتقدم بها زادا ومجازا فيحل بك من العذاب والنكال ما حل بهم۔

نیتوں پر نگاہ ڈالی کیونکہ وہ ان کے دلوں کی باتوں کو خوب جانتا ہے اور وہ شکوؤں کے سلسلہ میں انکے کے تمام ظاہری اور باطنی حالات سے خبردار ہے اور ان کی مظلومیت اس پر ظاہر ہے پھر انہیں ذی عزت وجلالت شہنشاہ نے جواب دیا کہ میں تمہاری ضرور مدد فرماؤنگا اگرچہ اسمیں دیر ہو پھر حق تعالیٰ نے انہیں کٹی ہوئی کھیتی کی طرح کر دیا کیا کوئی ان میں کا کوئی فرد باقی رکھتا ہے؟ حق تعالیٰ جل مجدہٗ نے کسی کو پانی میں ڈبو دیا کسی کو زمین میں دھنسایا، کسی پر آسمان سے پتھر برسائے کسی کو نیک بندوں کے ہاتھوں سے قتل کرایا کسی قوم کو مسخ کر دیا اور سور و بندر بنا دیا کسی کے مٹھوس پتھر دل کی طرح دل سخت بنائے اور ان پہ کفر کی مہر لگا دی اور شرک، زنگ، پردے اور ظلمت کا لیبل لگا دیا بالآخر ان میں اسلام و ایمان داخل نہیں ہوا پھر انہیں سخت گیر کی طرح گرفت میں لے لیا اور ہلاکت کے گھر میں جھونکدیا جب انکی جلدیں پک جاتی ہیں تو ہم انہیں دوسری جلدوں سے بدل دیتے ہیں لہٰذا وہ دائمی عذاب وجہنم میں ہیں اور پھندا لگانیوالے طعام اور دردناک عذاب میں ہمیشہ ہمیش کے لئے گرفتار ہیں جب تک آسمان و زمین قائم ہیں (آخرت کے آسمان و زمین ہمیشہ قائم رہیں گے) نہ وہ جہنم میں مرینگے اور نہ انہیں اس سے نکالا جائیگا انکے دُکھ کی کوئی غایت نہیں اور انکی ہلاکت کی کوئی نہایت نہیں انہیں کیلئے جہنم میں تنگ زندگی ہے کسی قسم کی راحت کی ان تک رسائی نہ ہوگی نہ انکی سانس نکلے گی اور نہ روح نکلے گی انکی تمام امیدیں اور آرزوئیں ختم ہو جائینگی، کلیجے منہ کو آئیں گے زبانیں گنگ ہو جائیں گی اور ان سے دھتکار کر کہا جائیگا کہ ذلیل ہو کر جہنم میں رہو اور مجھ سے کوئی بات نہ کرو، لہٰذا میرے قابل رحم بھائیو خبردار وہشیار ان جیسے کرتوت نہ کر بیٹھنا اور انکے طریقوں پر گامزن نہ ہو جانا کہ تم انکے نقش قدم پر چلنے لگو اور بغیر توبہ کے مر جاؤ اور غفلت و دھوکہ کی بنا پر پکڑ لئے جاؤ پھر تم اپنی خلاصی کے لئے کوئی عذر نہ پیش کر سکو گے اور تمہارے پاس کوئی جواب نہ ہوگا جس سے تمہیں اللہ کے عذاب سے نجات مل جائے لہٰذا آج ہی اس لمبے سفر کے لئے اور پلصراط سے عبور کرنے کے لئے اسباب فراہم کر لو اور توشہ جمع کر لو ورنہ جو عذاب و مصائب ان پر (وہ) دوچار ہوئے ان سے تم کو بھی دوچار ہونا پڑے گا، حق تعالیٰ تمام مسلمانوں کو اپنے عذاب سے محفوظ فرمائے آمین۔

فصل فی شروط التوبة وكيفيتها

اما شروطها فثلثة اولها الندم على ما عمل من المخالفات وهو قول النبي صلى الله عليه وسلم الندم توبة وعلامة صحة الندم رقة القلب وغزارة الدمع ولهذا روي عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال جالسوا التوابين فانهم ارق افئدة والثاني ترك

شرائطِ توبہ توبہ کی تین شرطیں ہیں گناہ پر ندامت و پشیمانی جیسا کہ نبی صلعم نے فرمایا کہ ندامت توبہ ہے صحیح ندامت کی نشانی یہ ہے کہ دل میں سوز و گداز ہو اور آنکھوں سے آنسو جاری ہوں اسی لئے نبی صلعم نے فرمایا توبہ کرنے والوں کے پاس اٹھو بیٹھو کیونکہ ان کے دلوں میں رقت و نرمی ہوتی ہے دوسری شرط یہ ہے کہ تمام احوال و اوقات میں گناہ بالکل چھوڑ دینا تیسری شرط یہ ہے کہ جو گناہ کیا جا چکا ہے اسی نوع کے گناہ کی طرف کبھی نہ لوٹا جائے جب ابو بکر واسطی سے کسی نے پر خلوص توبہ کے

الزلات فی جمیع الحالات والساعات والثالث
العزم علی ان لا یعود الی مثل ما اقترف من
المعاصی والخطیئات وھو معنی قول ابی بکر
الواسطی حین سئل عن توبۃ النصوح فقال
ان لا یبقی علی صاحبہا اثر من المعصیۃ
سرًّا ولا جہرًا ومن کان توبتہ نصوحا
فلا یبالی کیف امسی واصبح فالندم یورث
عزما وقصدا فالعزم ان لا یعود الی مثل
ما اقترف من المعاصی لعلمہ المستفاد
بالندم ان المعاصی حائلۃ بینہ وبین ربہ
وبین محاب الدنیا والاخرۃ السلیمۃ من التبعات
کما ورد فی الخبر ان العبد یحرم الرزق الکثیر
بذنب یصیبہ وایضا الزنا یورث الفقر وعن
بعض العارفین اذا رایت التغیر والتضییق
فی المعیشۃ والتعسر فی الرزق وتشعب
الحال فاعلم انک تارک لامر مولاک
تابع لہواک واذا رایت الایدی تسلطت
علیک والالسن وتناولتک الظلمۃ فی النفس
والاھل والمال والولد فاعلم انک مرتکب
للمناھی ومانع للحقوق ومتجاوز للحدود
مخرق للرسوم واذا رایت الھموم والغموم
والکروب فی القلب قد تراکمت فاعلم
انک معترض علی الرب فیما قدر علیک و
قضی ذلک متہم لہ فی وعدہ ومشرک
بہ خلقہ فی امرہ غیر واثق بہ ولا استراح

بارے میں پوچھا تو فرمایا پرخلوص توبہ یہ ہے کہ گنہگار پر گناہ کا باطنی اور ظاہری کوئی اثر نہ رہے ان کے اس قول کے وہی معنی ہیں کہ آئندہ گناہ نہ کیا جائے پھر جب کوئی پرخلوص توبہ کرلے تو پرواہ نہ کرے کہ کس طرح صبح وشام آتی ہے یعنی پرخلوص توبہ سے گناہ بخش دیا جاتا ہے اور اب صبح وشام دھڑکے والی نہیں۔ ندامت عزم وقصد پیدا کرتی ہے عزم اس پر ہے کہ آئندہ اس نوع کا گناہ ہرگز نہ کروں گا کیونکہ مجھے سابق گناہ سے یہ تجربہ ہوگیا ہے کہ گناہ بندے کے اور اس کے درمیان حائل ہو جاتے ہیں اور دنیا اور آخرت کی سلامتی والی سعادتوں سے محروم کر دیتے ہیں جیسا کہ حدیث میں ہے کہ سرور عالم صلعم نے فرمایا کہ بندہ گناہوں کے ارتکاب کی وجہ سے اپنی کثیر روزی سے محروم کر دیا جاتا ہے علاوہ ازیں زنا سے محتاجی پیدا ہوتی ہے بعض عرفاء کہتے ہیں جب تم زندگی میں تغیر اور تنگی دیکھو اور روزی میں ترشی اور پریشانی پاؤ اور پریشانی بڑھتی ہی جائے تو یقین کرلو کہ تم نے اپنے حقیقی مالک کا کوئی حکم چھوڑ دیا ہے اور من مانی کر رہے ہو اور جب تم اپنے اوپر لوگوں کی دست درازی اور زبان درازی دیکھو اور یہ بھی کہ ظالم جان ومال اور اہل وعیال پر دست ستم دراز کر رہے ہیں تو یقین مانو تم حرام کام کر رہے ہو، حقداروں کے حق مار رہے ہو حدوں سے پھلانگ رہے ہو اور حرمتوں کے پردے چاک کر رہے ہو اور جب دیکھو کہ تمہارے دل پریشانیوں، بے قراریوں اور بے چینیوں کی بھیڑ ہے تو یقین مانو تم مسئلہ قضا وقدر پر معترض ہو، رب پر الزام لگاتے ہو، پروردگار کے وعدوں کو سچا نہیں سمجھتے اور اللہ کے مخصوص کاموں میں غیر اللہ کو شریک کرتے ہو اور اللہ کا تمہیں اعتبار نہیں اور نہ تم کائنات میں رب کی تدبیر سے راضی ہو پھر جب توبہ کرنے والا اپنے حال میں غور وفکر کرتا ہے تو گناہ پر نادم ہوتا ہے نادم ہونا یعنی محبوب شے کے ضائع ہونے کے خیال آنے پر دل کا

بتدبيره فيك وفي خلقه فاذا علم التائب هذا بالنظر في حاله والتفكر فيها ندم على ذلك ومعنى الندم توجع القلب عند علمه بفوات محبوبه فتطول حسراته واحزانه وبكاؤه ونحيبه وانسكاب عبراته فيعزم على ان لا يعود الى مثل ذلك لما تحقق عنده من الدلم لشوم ذلك وانه اضر من السم القاتل والسبع الضار والنار المحرقة والسيف القاطع وان المومن لا يلسع من حجر مرتين فيهرب ضرورة من المعاصي كما يهرب من هذه المضار والمهالك ففي المعاصي هلاك كلي وفي الطاعات بقاء كلي والسلامة الابدية وسعادة دنيوية واخروية فياليت المعاصي لم تخلق ولم تكن فرب شهوة ساعة اورثت حزنا طويلا واعقبت داء دويا واهلكت عمرا طويلا واوبقت في النار جيلا كثيرا واما القصد الذي ينبعث منه وهو ارادة التدارك فله تعلق بالحال وهو موجب ترك كل محظور هو ملابس له ومداوم عليه واداء كل فرض هو متوجه عليه في الحال وله تعلق بالماضي وهو تدارك ما فرطه بالمستقبل وهو المداومة على الطاعة وترك المعصية الى الموت فاما شرط صحته فيما يتعلق بالماضي وهو ان يرد فكره الى اول يوم بلغ فيه السن والاحتلام فيفتش عما مضى من عمره سنة

دکھنا پھر جب یہ خیال آکر دل دکھتا ہے تو حسرت و افسوس پیدا ہوتا ہے اور رنج و صدمہ ہوتا ہے اور آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑتے ہیں اور نادم بلک بلک کر رونے لگتا ہے اور جگر سوز آہیں بھرنے لگتا ہے اور آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑی جاری ہو جاتی ہے اور وہ ساون کی جھڑی بن جاتی ہے اور سوچتا ہے کہ یہ گناہ کی نحوست ہے اور شامت اعمال ہے اس لئے آئندہ کبھی گناہ نہیں کروں گا کیونکہ گناہ تو زہر ہلاہل، خطرناک درندہ جلانے والی آگ اور گردن اڑانے والی تلوار ہے اور مومن کو دوبار ایک سوراخ سے جانور نہیں ڈستا اس لئے وہ بدیہی طور پر گناہوں سے اس طرح بھاگتا ہے جیسے ان نقصانات و ہلاکتوں سے بھاگتا ہے نتیجہ صاف ہے کہ گناہوں سے پوری پوری تباہی ہے اور طاعتوں سے پوری پوری بقا ہے اور ابدی سلامتی ہے اور دنیوی اور اخروی سعادت ہے کاش گناہ پیدا ہی نہ کئے جاتے اور ان کا وجود ہی نہ ہوتا کیونکہ گناہ میں لذت تو ذرا سی دیر کی ہوتی ہے لیکن اس سے ایک لمبی مدت کے لئے غم واندوہ ہو جاتا ہے اور اپنے پیچھے ہٹیلی بیماری چھوڑ جاتی ہے اور لمبی عمر کو کوتاہ کر دیتی ہے اور جہنم میں بہت سی مخلوق کو جھونک دیتی ہے۔

ندامت سے قصد پیدا ہوتا ہے، قصد تلافی مافات کا یعنی نقصان کے پورا کرنے کا ارادہ ہے اس ارادے کا تعلق حال سے ہے اور یہی ہر خطرناک شے کے چھوڑنے کا موجب ہے جس میں گنہ گار مبتلا تھا اور اس پر ہمیشگی کرتا تھا اور بندے پر ہر فرض کا ادا کرنا فی الفور عائد ہوتا ہے اور فی الفور فرض کی طرف توجہ دینا اور نیک عمل کا ارادہ کرنا بندے کے ماضی کے حالات سے متعلق ہے اور نقصانات کی تلافی سابق گناہوں کا ایک بہت بڑا ذریعہ عفو ہے اور یہ مرتے دم تک اطاعت و ترک گناہ پر ہمیشگی کرنا ہے، صحت توبہ کے لئے ماضی سے متعلقہ شرائط یہ ہیں کہ انسان ابتدائے بلوغت سے لے کر آج تک اپنے ایک ایک سال کا، ایک ایک ماہ کا، ایک ایک دن کا، ایک ایک ساعت کا اور ایک ایک منٹ کا بلکہ ایک ایک سیکنڈ

سنة وشهرا اشهرا ويوما يوما وساعة
ساعة ونفسا نفسا فينظر الى الطاعات ما
الذى قصر فيها والى المعاصى ما الذى قارف
منها اما الطاعات فان كان ترك صلوة فلم يصلها
البتة او صلها فى غير شرائطها وغير اركانها
مثل ان صلاها من غير وضوء او مع وضوء مختل
من شرطه كالنية او بعض واجباته كالمضمضة
والاستنشاق وغسل الوجه وغير ذلك من
الاعضاء او صلى فى ثوب نجس او حرير او غصب
او على ارض مغصوبة فانه يقضيها جميعا من
حين بلوغه الى حين توبته فيشتغل بقضاء
الفرائض اولا لا يزال يصليها الى ان يضيق
وقت صلوة الحاضرة ثم يصلى الحاضرة اداء ثم
يشتغل بقضاء الفوائت هكذا الى ان ياتى على
اخرها فاذا حضرت الجماعة صلاها
مع الجماعة ينويها قضاء ثم يصلى على
عادته حتى اذا تضايق وقت التى صلاها مع
الامام صلاها وحده اداء كل ذلك انما
يفعله احتياطا لتحصيل الترتيب فى
القضاء اذ هو واجب عندنا فان نوى
مع الامام اداء جماعة سومح و رخص
له فى ذلك ولا يعيدها مرة اخرى والصحيح
هو الاول فان كان فى عمره الماضى مخلطا
فى دينه من الذين قال الله تعالى فى حقهم
واخرون اعترفوا بذنوبهم خلطوا عملا

کا جائزہ لے اور غور کرے کہ اس نے کن کن عبادتوں میں کوتاہی کی اور کن کن
گناہوں کا ارتکاب کیا اگر نماز چھوڑ دی ہے تو یا تو بالکل نماز پڑھی
ہی نہیں یا شرائط وارکان کے بغیر پڑھی ہے مثلاً بلا وضو کے پڑھ
لی یا وضو تو کیا مگر صحیح وضو نہیں کیا اور وضو کی کوئی شرط (مثلاً نیت)
چھوڑ دی یا کوئی واجب (جیسے کلی، ناک میں پانی دینا، چہرہ دھونا
وغیرہ) چھوڑ دیا یا ناپاک، یا ریشمیں یا غصب کے کپڑے میں یا
غصب کردہ زمین پر نماز پڑھ لی جب جائزہ لے چکے تو یہ نمازیں
سن بلوغ سے لے کر توبہ کے وقت تک سب کی سب قضا کرے چنانچہ
پہلے فرائض قضا کرے اور فرائض لگاتار پڑھتا رہے حتٰی کہ وقتی نماز کا
وقت تنگ ہو جائے پھر وقتی نماز ادا کرے پھر فوت شدہ فرائض کی
قضا میں لگ جائے اسی طرح قضا پڑھتے پڑھتے پچھلی فوت شدہ نماز
پڑھ لے گا پھر جب جماعت کھڑی ہو تو جماعت کے ساتھ قضا کی نیت
کر کے نماز پڑھ لے پھر فوت شدہ نمازیں قضا کرتا رہے حتٰی کہ
جب نماز کا وقت تنگ ہو جائے تو وقتی نماز ادا کی نیت کر کے پڑھ لے
اس طرح قضائے فرائض کی نماز ترتیب قائم رکھنے کی احتیاط سے
پڑھی جائے گی تاکہ قضائے فرائض میں ترتیب قائم رہے کیونکہ ترتیب
ہمارے نزدیک واجب ہے اگر امام کے ساتھ ادا کی نیت کرلے تو چشم پوشی
کرلی جائے گی، اس کی وقتی نماز ادا ہو گئی پھر دوسری بار نہ لوٹائے لیکن
صحیح پہلی ہی صورت ہے تاکہ ترتیب قائم رہے اگر کسی کے گذشتہ عمر میں
اچھے اور برے ہر قسم کے عمل ہوں جیسا کہ حق تعالٰی نے فرمایا: اور دوسرے
وہ ہیں جنہوں نے اپنے گناہوں کا اعتراف کر لیا اور ان کے اچھے اور
برے عمل گڈمڈ ہیں امید ہے کہ حق تعالٰی شانہ ان کی توبہ قبول فرمالے یعنی
کبھی تو ان پر ایمان کا غلبہ ہوتا ہے اور اچھی طرح سے نماز و روزہ
ادا کرتے ہیں اور گندگیوں سے اور حرام کاموں سے بچتے ہیں اور احتیاط
سے تمام دینی احکام بجالاتے ہیں اور کبھی ان پر بدبختی غالب آجاتی ہے

صالحاً وآخر سيئاً عسى الله ان يتوب عليهم تارة يغلب عليه الايمان فيحسن العمل من صلاته وصيامه والتحرز من النجاسات والمحرم في الشرع ويحتاط لدينه والاخرى تغلبه الشقاوة فيزله الشيطان فينجس في صلوته ويتساهل في شرائطها واركانها وواجباتها فياتي ببعضها ويترك بعضها او يصلي يوما ويترك اياما او يصلي من صلوة يوم وليلة صلوة او صلوتين ويترك باقيها فليجتهد وليتحر في ذلك فما يتقن انه اتى به على التمام والكمال على وجه ايسوغ في الشرع لم يقضها ويقضي الباقي وان نظر لنفسه مارتكب العزيمة والاشد فقضى الجميع لكان ذالك احتياطا وخيرا قدمه لنفسه وكفارة وترقيعا لكل ما فرط من سائر الاوامر ليوم القيامة ودرجة في الجنة اذا مات على التوبة والاسلام والسنة واذا فرغ من قضاء الفرائض وحق الله في اجله وامهل في مدته ووفقه لخدمته ورضيه لطاعته واقامه لها وجعل من اهل محبته وانقذه من الضلال واخرجه من مرافقة الشيطان ومتابعته ومن ركوب الهوى وملاذ نفسه فادبره من دنياه واقبله على اخراه فليشتغل حينئذ بقضاء السنن المؤكدات وما يتعلق بكل صلوة على ماذكرنا

اور انہیں شیطان ڈگمگا دیتا ہے اور گندے دار نماز پڑھنے لگتے ہیں اور نماز کے شرائط، ارکان اور واجبات میں سستی کرنے لگتے ہیں کہ کسی کو بجا لاتے ہیں اور کسی کو چھوڑ دیتے ہیں یا ایک دن نماز پڑھ کے کئی کئی دن نماز کے قریب نہیں آتے یا پنجگانہ نمازوں میں بعض نمازیں پڑھ لیتے ہیں اور بعض چھوڑ ایسے شخص کو پوری سرگرمی سے غور و فکر کرنا چاہیئے جن نمازوں کے بارے میں یقین ہو کہ پوری پوری شرعی تقاضوں کے مطابق ادا کر لی گئی ہیں ان کی قضا نہ کرے باقی تمام نمازوں کی قضا کر لے اور اگر اپنی جان پر ترس کھائے اور عزیمت و سختی کا پہلو اختیار کرے اور تمام نمازیں قضا کر لے تو اس میں احتیاط ہے اور خیر و فلاح ہے جو آگے بھیج دی گئی ہے اور کفارہ ہے اور چھوٹے ہوئے احکام کا قیامت کے دن تدارک بھی ہے اور اگر توبہ اسلام اور سنت پر فوت ہو تو جنت میں درجات بھی بلند ہوں گے جب انسان قضائے فرائض سے فارغ ہو جائے اور ہنوز عمر باقی ہے اور بقید حیات ہے اور اللہ تعالے نے اسے اپنی خدمات کی توفیق عطا فرمائی ہے اور اسے اپنی اطاعت کے لئے چن کر کمربستہ فرمایا ہے اور اپنے محبوبوں میں شمار کیا ہے اور گمراہی سے نجات دی ہے اور شیطانی صحبت و پیروی سے بچایا ہے اور خواہشات نفسانی لذتوں سے محفوظ فرمایا ہے اور دنیا سے بیزار کر کے آخرت کی لگن پیدا کی ہے، تو اب مؤکدہ سنتوں کی قضا کرے جن کا تعلق ہر نماز سے ہے جیسا کہ ہم فرائض میں ذکر کر آئے ہیں پھر تہجد کی اور رات میں نوافل پڑھنے کی کوشش کرے اور اوراد و ادعیہ بھی پڑھے جن کا ذکر کتاب کے آخر میں آ رہا ہے اسی طرح اگر سفر میں یا بیماری میں روزے چھوڑے ہیں یا جان بوجھ کر اپنے شہر ہی میں چھوٹے ہیں یا روزے کی رات کو جان بوجھ کر یا بھول کر نیت نہیں کی تو ان تمام روزوں کی قضا ضروری ہے اگر تعداد یاد نہ ہو تو غالب گمان پر تعداد مقرر کر کے قضا کی جائے لیکن احتیاط اسی میں ہے کہ بلوغت سے لیکر توبہ تک سب کی قضا کی جائے اور یہی باعث

فی النوافل ثم لیعد ذلک یجتهد فی التهجد
وصلوٰۃ اللیل والاوراد الذی نشیر الیها فی
اٰخر الکتاب ان شاء اللہ تعالیٰ واما الصوم فان
کان ترکه فی سفر او مرض او افطر عمدا فی
الحضر او ترک النیة لیلا عمدا او سهوا فلیقض
ذلک جمیعه وان شک فی ذلک فلیتحر ولیجتهد
فی ذلک فلیقض ما غلب علی ظنه ترکه و
یترک باقیه فلا یقضه وان اخذ بالاحوط
فقضی الجمیع کان خیرا له فیحسب من حین
بلوغه الی حین توبته فان کان بین ذلک عشر
سنین صام عشرة اشهر وان کان اثنا عشر
سنة صام سنة عن کل سنة شهرا وهو شهر
رمضان واما الزکوٰۃ فیحسب جمیع ماله و
عدد السنین من اول تمام ملکه لا من زمان
بلوغه وعقله اذ الزکوٰۃ واجبة علی الصبی
والمجنون عندنا فیخرجها ویدفعها الی
مستحقیها من الفقراء والمساکین وغیرهم
فان کان ادی فی بعض السنین ولم یؤد فی
بعض حسب ذلک واد ی المتروک ویترک
المؤدی علی ما تقدم فی الصوم والصلوٰۃ واما
الحج فان کان قد تم شروطه فی حقه فوجب
علیه السعی فیه والقصد الیه فتوانی
وفرط حتی افتقر واختلت الشرائط فی
حقه برهة من الزمان ثم قدر فعلیه
الخروج والقصد الیه وان لم یجد المال

خیر و سعادت ہے اگر دس سال کے روزے چھوٹے ہیں تو دس ماہ کے روزے رکھ لئے جائیں اور اگر بارہ سال کے چھوٹے ہیں تو بارہ ماہ کے روزے رکھ لئے جائیں یعنی ہر سال کے بدلہ ایک ماہ کے روزے رکھ لئے جائیں۔

اگر زکوٰۃ چھوٹ گئی ہے تو چونکہ ہمارے نزدیک بچوں اور دیوانوں پر بھی زکوٰۃ واجب ہے اس لئے جب سے مال نصاب کو پہنچا ہے اس وقت سے تمام سالوں کی تعداد اور تمام مال کا حساب کیا جائے اور تمام مال کی اور پورے سالوں کی زکوٰۃ نکال کر فقراء اور مساکین وغیرہ کو جو مستحق ہیں دیدی جائے اور اگر کسی سال کی زکوٰۃ دی ہے اور کسی سال کی نہیں دی تو جن سالوں کی نہیں دی ان کی ادا کی جائے اور باقی سالوں کی چھوڑ دی جائے جیسا کہ روزوں کی قضا میں تفصیل گزر گئی۔

اگر حج چھوٹ گیا جب کہ واجب ہو گیا تھا لیکن سستی کی گئی حتے کہ پیسہ پاس ہی نہیں رہا اور ایک زمانہ تک حج کے وجوب کے شرائط مکمل نہ ہو سکے پھر اللہ نے پیسہ دیدیا تو فوراً حج ادا کیا جائے اور اس میں ہرگز ہرگز سستی نہ کی جائے لیکن اگر پیسہ نہ ہو سکا اور افلاس کے باوجود سفر پر قادر ہے تو پھر بھی حج کرنا ضروری ہے اگر مال ہی سے قدرت حاصل ہوئی ہے تو بقدر خرچہ حج کے حلال طیب کمائے اور خرچ جمع کر کے رکھے اگر کمائی پر بھی قادر نہیں تو لوگوں سے درخواست کرے کہ مجھے اپنے صدقہ اور خیرات کے مال میں سے اتنا دے دیا جائے کہ میں حج کر لوں کیونکہ ہمارے نزدیک حج بھی سبیل اللہ میں داخل ہے جو مصارف زکوٰۃ کی آٹھ قسموں میں سے ایک قسم ہے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا: "اور اللہ کی راہ میں" اگر حج بے لغیر فوت ہو گا تو گنہ گار فوت ہو گا کیونکہ حج ادا کرنے میں کوتاہی برتی اور

وكان له قدرة على الخروج ببدنه مع الافلاس فعليه الخروج فان لم يقدر الابمال فعليه ان تكسب من الحلال قدر الزاد والراحلة فان لم يقدر على الكسب فليسأل الناس ليدفعوا اليه من زكوتهم ومن قاتهم ليحج لان الحج من السبيل عندنا وهو واحد من الاصناف الثمانية وهو قوله عزوجل وفي سبيل الله فان مات قبل ذلك مات عاصيا اثما لانه فرط في اداء الحج وهو عندنا على الفور قال النبي صلى الله عليه وسلم من وجد زادا وراحلة تبلغه البيت فلم يحج فلا عليه ان يموت يهوديا او نصرانيا وعلى اي ملة شاء وفي لفظ من مات ولم يحج فان شاء ان يموت يهوديًا او نصرانيا كل ذلك تاكيد الجانب الامر واحتياطا لحفظه وخوفا من تضييعه وان كان عليه كفارات ونذور فعليه الخروج منها والاحتياط فيها على ما ذكرنا واما المعاصي فينبغي ان يفتش من اول بلوغه عن سمعه وبصره ولسانه ويده ورجله وفرجه وجميع جوارحه ثم ينظر في جميع ايامه وساعاته وليفصل عند نفسه ديوان معاصيه حتى يطلع على جميعها صغائرها وكبائرها وتذكرها جميعها برؤية قرنائه الذين كانوا معه فيها وشاركوه في اقترافها والبقاع التي قارف عليها والمنازل

تاخیر کی حالانکہ ہمارے نزدیک حج فی الفور واجب ہے رسول اللہ صلعم نے فرمایا جس کے پاس زاد سفر اور سواری فراہم ہے جو اسے بیت اللہ تک پہنچا دے مگر اس نے حج نہیں کیا تو عجب نہیں وہ یہودی یا عیسائی یا کسی دیگر مذہب کا ہو کر مرا ہو ایک لفظ میں ہے جو حج کئے بغیر فوت ہو جائے تو وہ خواہ یہودی ہو کر مرے یا عیسائی سب برابر ہے۔ اس میں حج کے حکم کی تاکید اور اس کے تحفظ کی احتیاط ہے کہ انسان حج کے ضائع ہو جانے سے ڈر جائے اور فوراً ادا کرنے کی کوشش کرے

اگر کفارے اور نذریں چھوٹ گئی ہیں تو کفارے ادا کئے جائیں اور نذریں پوری کی جائیں اور اس سلسلہ میں پوری پوری احتیاط سے کام لیا جائے۔

اگر گناہ کئے ہیں تو ابتدائے بلوغت سے ان کی کرید کی جائے خواہ گناہوں کا تعلق کانوں سے ہو یا آنکھوں سے یا ہاتھوں سے یا پیروں سے یا جنسی اعضاء سے یا تمام اعضاء سے اور اپنے گزشتہ ایام پر غور کرے کہ فلاں دن فلاں وقت فلاں جگہ فلاں گناہ کیا تھا اس طرح اب تک کے تمام گناہوں کی ایک فہرست تیار کر لے تاکہ تمام چھوٹے بڑے گناہوں پر نگاہ رہے اور ان لوگوں کو بھی دماغ میں حاضر کر لے جو ان گناہوں میں شریک کار تھے اور ان گھروں کو بھی جہاں اپنے زعم میں چھپ کر گناہ کئے گئے تھے اور ان آنکھوں کو نظر انداز کر دیا تھا جو کبھی نہیں سوتیں اور انہیں ایک سیکنڈ کے لئے بھی اونگھ نہیں آتی یہ اعمالنامہ لکھنے والے معزز فرشتوں کی آنکھیں ہیں جو تمہارے ایک ایک فعل سے خبردار رہتے ہیں فرمایا: انسان جو بات بولتا ہے اسی کے پاس ایک نگہبان تیار رہتا ہے اور مجرم نے ان بزرگ فرشتوں کو بھی نظر انداز کر دیا تھا جو انسان کی حفاظت پر مقرر ہیں فرمایا: اس کی حفاظت کے لئے اس کے آگے پیچھے سے رہنے والے اور باری باری سے آنیوالے فرشتے مقرر ہیں جو اللہ کے حکم

التي تسروبها عن الاعين في زعمه وغفل عن
الاعين التي لاتنام ولا تغمض طرفة عين
عنه كراما كاتبين يعلمون ما تفعلون ما
يلفظ من قول الالديه رقيب عتيد غفل عن هولاء
الكرام الحفظة له معقبات من بين يديه
ومن خلفه يحفظونه من امر الله ويحصون
عليه افعاله وانفاسه وغفل عن عالم
السر واخفى العليم بذات الصدور والخبير
بما يخفون وما يعلنون ثم ينظر في ذلك فان
كانت المعاصي تتعلق بحق الله تعالى وهي بينه
وبينه لا تتعلق بمظالم العباد كالزنا وشرب
الخمر وسماع الملاهي وكالنظر الى غير محرم
والقعود في المسجد وهو جنب ومس المصحف
بغير وضوء واعتقاد بدعة فتوبته عنها بالندم
والتحسر والاعتذار الى الله عزوجل و
يحسب مقدارها من حيث الكثرة ومن
حيث المدة ويطلب لكل معصية عنها
حسنة تناسبها فياتي من الحسنات بمقدار
تلك السيات اخذا من قوله تعالى ان الحسنات
يذهبن السيات ومن قول النبي صلى الله عليه
وسلم اتق الله حيثما كنت واتبع السيئة
الحسنة تمحها فتكفير كل سيئة بحسنة
من جنسها بما تقارب ان تكون كفارة له دون
غيره في التشبيه فتكفير شرب الخمر
بالتصدق بكل شراب حلال هو احب اليه

اس کی حفاظت کرتے ہیں اور اس کے تمام کام اور تمام سانسیں گنتے
رہتے ہیں اور تمام چھپی کھلی باتوں اور رازوں کے جاننے والے سے بھی بے خبر
ہو گیا تھا جو دلوں کے اسرار نہانی سے بھی خبردار رہتا ہے اور خواہ کوئی کام
چھپ کر کیا جائے یا کھلم کھلا سب اس کی آنکھوں کے سامنے ہوتا ہے جب
تمام گناہوں کی فہرست تیار ہو جائے تو اب ان میں غور کیا جائے کہ کن گناہوں
کا اللہ تعالیٰ کے حقوق سے تعلق ہے اور کن گناہوں کا بندوں کے حقوق سے ہے
پھر جن گناہوں کا اللہ کے حقوق سے تعلق ہے اور اللہ کے اور بندے کے
درمیان ہیں اور بندوں پر مظالم سے تعلق نہیں جیسے زنا، شراب، ناچ
گانا سننا اور دیکھنا، غیر محرم کو قصداً دیکھنا، جنابت کی حالت میں مسجد
میں بیٹھنا، بلا وضو کے قرآن چھونا، اور کسی بدعت کا عقیدہ رکھنا
وغیرہ وغیرہ۔ تو ان سے توبہ یہ ہے کہ پشیمان ہو جائے اللہ سے ڈر جائے
اور ان کا خیال کر کے شرما جائے، حسرت و افسوس کا اظہار کرے اور
اللہ تعالیٰ سے معذرت چاہے اور کثرت مدت کے اعتبار سے ان کی
مقدار کا اندازہ لگائے اور ہر گناہ کے بدلہ اس کے مناسب نیکی کرے یعنی
ان برائیوں کی مقدار کے مطابق نیکیاں کرے کیونکہ حق تعالیٰ نے ارشاد
فرمایا: یقیناً نیکیاں، برائیاں مٹا دیتی ہیں اور رحمت عالم صلعم نے
فرمایا: تو جہاں بھی ہو اللہ سے ڈر اور برائی کے پیچھے نیکی لگا دے
نیکی برائی کو مٹا دے گی لہٰذا ہر برائی اسی جنس کی نیکی سے مٹائی جا
سکتی ہے دوسری جنس کی نیکی سے جو اس کے مشابہ نہیں مثلاً شراب کا
کفارہ یہ ہے کہ اللہ کے بندوں کو حلال طیب مشروب جو خود کو
محبوب و پسندیدہ ہو، پلا دیا جائے اور سماع غناء کا کفارہ سماع
قرآن و حدیث ہے اور صلحاء کے واقعات کا سننا بھی اگر مسجد
میں جنابت کی حالت میں بیٹھا ہے تو اس کا کفارہ عبادت کے لیے
مسجد میں اعتکاف ہے اگر بلا وضو کے قرآن پاک چھوا ہے تو اس
کا کفارہ یہ ہے کہ قرآن کا خوب ادب بجا لائے اور اسے کثرت سے

واطيب عنده وسماع الملاهي بسماع القرآن واحاديث رسول الله صلى الله عليه وسلم وحكايات الصالحين وتكفير القعود في المسجد جنبا بالاعتكاف فيه مع الاشتغال بالعبادة وتكفير مس المصحف محدثا باكرام المصحف وكثرة قرآءة القرآن منه وكثرة تلقيه على الطهارة والاعتبار بما فيه والاتعاظ به واحترامه والعمل به وبان يكتب مصحفا ويجعله وقفا على المسلمين ليقرؤا فيه واما مظالم العباد ففيها ايضا معصية وجناية على حق الله تعالى فان الله تعالى نهى عن الظلم للعباد كما نهى عن الزنا وشرب الخمر والربا فما يتعلق من ذلك بحق الله تعالى تداركه بالندم والتحسر وترك ما مثله في ثاني الحال والاتيان بالحسنات لتكفر عنه فتكفير ايذائه للناس بالاحسان اليهم والدعاء لهم فان كان المؤذى ميتا فبالترحم عليه والاحسان لولده وورثته اذا كانت الاذية باللسان او الضرب وتكفير غصب اموالهم في حق الله تعالى بالتصدق بما يملكه من الحلال وان كانت الاذية في الاعراض مثل ان اغتابهم ومشى بينهم بالنميمة وقدح فيهم فتكفير ذلك بالثناء عليهم ان كانوا من اهل الدين والسنة واظهار ما يعرف فيهم من خصال الخير في اقرانه وامثاله في المحافل والمجامع وتكفير قتل النفوس في حق الله تعالى باعتاق الرقاب لان ذلك احياء للعبد

پڑھے اور ہمیشہ وضو کرکے اسے چھوئے اور اس کی آیتوں سے عبرت و نصیحت حاصل کرے اور اس پر سرگرم عمل ہو کر عمل پیرا ہو جائے اور یہ بھی کہ قرآن پاک اپنے ہاتھ سے لکھ کر مسلمانوں کے لئے وقف کر دے تاکہ وہ اسے پڑھتے رہیں اگر لوگوں پر ستم توڑے ہیں تو ان میں بھی اللہ کے قانون سے بغاوت ہے اور گناہ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو ظلم سے منع فرمایا ہے جیسے زنا، شراب اور سود سے منع فرمایا ہے یہ ایسے گناہ ہیں جن کا تعلق اللہ کے حقوق سے بھی ہے اور بندوں کے حقوق سے بھی لہٰذا اللہ کے حقوق کے مقابلہ میں ان گناہوں پر حسرت و ندامت کا اظہار کرنا ان کا کفارہ ہے اور مستقبل میں نہ کرنے کا عزم بھی اور اس کے مناسب نیکیاں بھی کر لی جائیں تاکہ نیکیاں انہیں مٹا دیں اگر لوگوں کو ستایا ہے تو ان کے ساتھ حسن سلوک کیا جائے اور ان کے لئے دعائے خیر کی جائے اگر تمہارے ہاتھوں ستایا ہوا شخص فوت ہو گیا ہے تو اس کے لئے حق تعالیٰ سے رحم کی دعائیں مانگو اور اس کی اولاد و ورثہ کے ساتھ حسن سلوک کرو اگر ایذا زبان سے یا ہاتھ سے مار کر پہنچائی تھی اگر لوگوں کا مال چھینا تھا یا حرام طریقہ سے حاصل کیا تھا تو اس میں حق تعالیٰ شانہ کے حق کا اس طرح کفارہ ہوگا کہ اپنے حلال و پاکیزہ مال میں سے صدقہ کرو۔ اگر کسی کی آبرو پر ہاتھ ڈالا تھا یا اس کی ذاتیات پر حملے کئے تھے جیسے کسی کی غیبت کی تھی یا چغلی کھائی تھی یا الزام لگایا تھا تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ ان کی جائز تعریف کرو اگر وہ دیندار اور پیرو کار سنت ہیں اور ان کے دوستوں میں اور محلہ والوں میں اور مجلسوں میں اور اجتماعات میں ان کے محاسن و فضائل جو تم کو معلوم ہیں بیان کرو۔

اگر کسی کو قتل کیا ہے تو اس کا کفارہ حق تعالیٰ کے حق کے سلسلہ میں یہ ہے کہ غلام آزاد کرے کیونکہ غلاموں کو آزاد کرنا انہیں زندہ کرنا ہے کیونکہ غلام اپنے نفس کے اعتبار کھویا ہوا اور مرا ہوا ہے جیسے مرا ہوا زندہ نہیں ہوتا اسی طرح غلام اپنے نفس پر قادر نہیں ہوتا جیسا کہ حق تعالیٰ

لان العبد كالمفقود المعدوم فيما يرجع الى نفسه
كما قال الله عزوجل ضرب الله مثلا عبدا
مملوكا لا يقدر على شئ فكليته لمولاه تصرفاته
وحركاته وسكناته فهو مجرد لسيده اذ
جميع ذلك له ففى اعتاقه ايجاده واحياءه
فكان القاتل اعدم عبدا عابدا لله تعالى وعطل
طاعته له فجنى على حقه فامره باقامة عبد
مثله عابد لله تعالى ولا يتحقق ذلك الا بعتقه
من رق العبودية فيتصرف فى نفسه لنفسه
من غير مانع ولا حاجز فيقابل الاعدام
بالايجاد وهذا فى حق الله عزوجل واما فى
حق العباد فلا يخلو اما ان يكون فى النفوس
او فى الاموال او الاعراض او القلوب وهذا
هو الايذاء المحض واما اذا كانت المظلمة
فى النفوس بان جرى على يده قتل خطا فتوبته
بتسليم الدية الى من يستحقها من
ذى نسب او مولى او الامام فهى فى عهدة
ذالك حتى تصل الدية اليهم اما من العاقلة
او الامام فان لم تكن له عاقلة ولا وجد فى
بيت المال شئ سقطت فان كان هو قادرا
على ادائها ولا عاقلة له فليس له غير عتق
رقبة مؤمنة فان تطوع بالدية كان اولى
اذ الدية انما تجب عندنا على العاقلة فلا
يخاطب بها القاتل وهو الصحيح وقيل انه
يجب عليه اداء الدية فى هذه الحالة اذا

نے فرمایا، اللہ ایک مملوک غلام کی مثال دیتا ہے جو کسی چیز پر بھی قادر نہیں
لہٰذا غلام پورے کا پورا اپنے مالک کا ہوتا ہے اس کے تمام تصرفات
واختیارات اور حرکات وسکنات اس کے سید کے قبضہ میں ہیں کیونکہ
وہ سراپا سید کا ہے لہٰذا اسے آزاد کرنا گویا اسے زندگی بخشنا ہے
لہٰذا قاتل نے قتل کر کے گویا اللہ کے ایک ایسے بندے کو معدوم کر دیا جو
اللہ کی عبادت کیا کرتا تھا اور اس کی عبادت کو معطل کر دیا اور اللہ کا
حق مار کر گناہ کیا اللہ نے اسے حکم دیا کہ جیسا بندہ تو نے معدوم کیا ہے
ایسا ہی دوسرا بندہ قائم کر اور یہ صورت غلام کو آزاد کر کے ہی پیدا ہوتی
ہے تاکہ وہ بالذات بلا کسی رکاوٹ کے تصرف پر قادر ہو یہاں آزادی قتل
کے بالمقابل ہے لیکن یہ کفارہ اللہ کے حق کے سلسلہ میں ہے رہے حقوق العباد
سو وہ یا تو کسی کو قتل کرنا ہے یا کسی کا ناحق مال لوٹ کر کھانا ہے یا کسی کی آبرو
ریزی کرنی ہے یا کسی کا دل دکھانا ہے یہ سب محض ایذا ہے اگر کسی کو
خطا سے قتل کر دیا ہے تو اس کا کفارہ دیت ادا کرنا ہے یہ دیت مقتول
کے ورثہ کو دی جائے خواہ قاتل کے عزیز دیں یا ولی اور سرپرست
دے یا امام بیت المال میں سے ادا کرے لہٰذا دیت قاتل کے ذمہ ہے
جب تک دیت مقتول کے ورثہ کو نہیں ملے گی اس وقت تک قاتل کے
گناہ کا کفارہ نہ ہوگا خواہ قاتل کے عصبہ دیت دیں یا امام دے اگر قاتل
کے عصبہ نہ ہوں اور بیت المال خالی ہو تو دیت قاتل سے ہٹ جائیگی
اگر قاتل خود دیت ادا کرنے کے قابل ہے اور اس کے دیت دینے والے
عزیز نہیں تو اس کے ذمہ صرف ایک غلام کا آزاد کرنا ہے اگر خوشی
سے نفلی طور پر دیت دیدے تو اولیٰ ہے کیونکہ ہمارے نزدیک دیت
عاقلہ (دیت ادا کرنے والے اقارب) ہی پر واجب ہے اور دیت کا
قاتل سے خطاب نہیں ہے اور یہی صحیح ہے۔ امام شافعیؒ کے نزدیک
اگر قاتل دیت ادا کرنے کے قابل ہوا اور عاقلہ نہ ہو تو قاتل پر دیت واجب
ہے کیونکہ دیت شروع میں قاتل پر واجب ہوتی ہے پھر اسے عاقلہ

لم يكن له عاقلة وله يسار وهو مذهب الشافعي
لان الدية تجب ابتداء على القاتل ثم تتحملها
عنه العاقلة على وجه التخفيف عنه والنصرة
له والمواساة له في الغرامة لما بينهما
من التوارث وقد عدمت العاقلة ههنا
فوجبت عليه لاسيما وهو في حالة التوبة
والخروج من المظالم والتورع والخلاص عن
حقوق الادميين واما ان كان القتل عمدا
فلا يتخلص الا بالقصاص وكذلك ان كان دون
النفس في محل يمكن الاقتصاص منه فان كان
في النفس فالكلام مع الوارث وان كان فيما
دون النفس فمع المجني عليه فان طابت النفوس
باسقاط ذلك والعفو عنه سقط وان طلبوا
العفو على مال بذله وتبرأ عن عهدته فان
قتل قتيلا ولم يعرف انه هو القاتل كان عليه
ان يعترف عند ولي الدم ويحكمه في روحه
فان شاء عفى عنه وان شاء قتله او اخذ
المال عليه ولا يجوز له اخفاءه لانه لا يسقط
بمجرد التوبة فان قتل جماعة في اوقات
مختلفة ومحال متعددة وقد تقادم الزمان ولا
يعرف اولياءهم ولا عدد من قتلهم احسن
توبته وعمله واقام على نفسه حد الله بانواع
المجاهدات والتعذيب لها والعفو عمن ظلمه
واداء الا وعتق الرقاب وتصدق بمال و
اكثر النوافل ليفرق ثواب ذلك عليهم

ادا اور تخفیف و نصرت و خیر خواہی اپنے ذمہ لے لیتی ہے کیونکہ دونوں میں سے ہر ایک کو دوسرے کی میراث ملتی ہے اور موجودہ صورت میں عاقلہ ہے ہی نہیں لہٰذا قاتل پر دیت واجب ہے خصوصاً ایسی صورت میں کہ وہ قتل سے توبہ کر رہا ہے اور مظالم کے بارے سبکدوش ہونا چاہتا ہے اور پارسائی کی زندگی گزارنے کا ارادہ رکھتا ہے اور حقوق العباد سے چھٹکارا چاہتا ہے۔

اگر جان بوجھ کر قتل کیا گیا ہے تو قصاص (قتل کئے جانے) کے بغیر چارہ نہیں لیکن اگر قتل سے نیچے کی جنایت ہے اور ایسے محل میں ہے جس سے بدلہ لینا ممکن ہے تو بھی قصاص ضروری ہے اگر کسی کو عمداً قتل کر دیا ہے تو قصاص کے سلسلہ میں وارثوں سے بات چیت کی جائے اور اگر قتل سے نیچے کی جنایت ہے تو اس سلسلہ میں مظلوم سے گفتگو کی جائے اگر مظلوم کے وارث قصاص معاف کر دیں اور ظالم کے قصور سے درگزر کریں تو جنایت کا گناہ ظالم سے ساقط ہو جاتا ہے لیکن اگر قصاص معاف کر دیں اور اس کے بدلہ مال (دیت) چاہیں تو دیت ادا کر دی جائے دیت دے کر جنایت کے گناہ سے ظالم سبکدوش ہو جائے گا اگر کسی نے کسی کو قتل کیا اور قاتل کا علم نہ ہو سکا تو قاتل پر لازم ہے کہ مقتول کے ولی کے پاس جا کر قتل کا اقرار کر لے اور اپنی جان کے بارے میں اسے پنچ بنا لے خواہ وہ اسے معاف کر دے یا قتل کر دے یا دیت لے لے قاتل کو قتل کا چھپانا جائز نہیں کیونکہ قتل کا گناہ محض زبانی توبہ سے ساقط نہیں ہوتا اگر کسی نے مختلف اوقات میں مختلف مقامات پر بہت سے قتل کئے ہیں اور انہیں ایک زمانہ گزر گیا اور مقتولوں کے اولیاء کا بھی پتہ معلوم نہیں اور قاتل قتل کئے جانے والوں کی تعداد بھی بھول گیا تو ایسی صورت میں قاتل پر خلوص توبہ کرے اور نیک عملوں میں مشغول رہے اور قسم قسم کے مجاہدے اور ریاضتیں کر کے اپنے اوپر اللہ کی حدیں جاری کرے اور نفس کو ایذا دے

على قدر حقوقهم يوم القيامة فينجو هو و
يدخل الجنة برحمة الله تعالى التي وسعت
كل شئ وهو ارحم الراحمين ولا فائدة اذ
ذاك في التحدث بما جرى عليه من انواع القتل
والجراحات وقطع الطريق اذ لا يعتبر بارباجها
ومستحقيها ليوفيهم او ليستحل منهم بل
يشتغل بما ذكرناه ولكن لك ان زنا او شرب
ان سرق ولا يعرف مالكها او قطع الطريق
ولا يعرف المقطوع عليه او باشر امرأة دون
الفرج مما يجب فيه حد الله والتعزير فانه
لا يلزمه في صحة التوبة ان يفضح ويهتك
ستره ويلتمس من الامام او الحاكم اقامة
الحد عليه بل يستتر بستر الله تعالى و
يتوب الى الله عزوجل فيما بينه وبين الله و
يشتغل بانواع المجاهدات من صيام النهار
والتقلل من المباح والملذات وقيام الليل
وقراءة القرآن وكثرة التسبيح والتورع
وغير ذلك قال النبي صلى الله عليه وسلم
من اتى بشئ من هذه القاذورات فليستتر
بستر الله تعالى ولا يبدي لنا صفحته فان من
ابدى لنا صفحته اقمنا عليه حد الله
فان خالف ما قلناه ورفع امره الى الوالي
فاقام عليه الحد وقع موقعه وصحت توبته
وتكون مقبولة عند الله وبرئ من عهدة
ذنبه وتطهر من اثمه ولطخه واما الاموال

اور اگر کسی نے اس پر ظلم کیا ہے یا ایذا پہنچائی ہے تو اسے معاف کر دے اور غلام
آزاد کرے اور اللہ کی راہ صدقہ کرے اور کثرت سے نوافل عبادتوں میں دوڑ
دھوپ کرتا رہے تاکہ قیامت کے دن قتل کئے جانے والوں پہ ان کے حقوق
کے مطابق ان عملوں کا ثواب بانٹ دیا جائے اور قاتل نجات پا جائے اور
اللہ کی رحمت سے جو ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے جنت میں چلا جائے کیونکہ
اللہ کی رحمت کی حد و انتہا نہیں، اس صورت میں کہ قاتل کو مقتولوں کے
ورثہ کا پتہ نہیں قاتل کو اپنے قتلوں کے بارے میں اور دیگر جنایتوں کے
بارے میں گفتگو کرنی مناسب نہیں اور بے فائدہ ہے کیونکہ قاتل مقتولوں کے
وارثوں کو اور مستحق لوگوں کو جانتا نہیں کہ انہیں ان کا پورا پورا حق
ادا کرے یا ان سے معاف کرالے لہٰذا انہیں باتوں پر عمل کرے جو ہم نے
اوپر بیان کی ہیں اسی طرح اگر کسی نے زنا کیا ہے یا شراب پی ہے یا چوری
کی ہے اور مالک کو پہچانتا نہیں یا راستہ میں لوگوں کو لوٹا ہے اور جن کو
لوٹا ہے انہیں جانتا نہیں یا شرمگاہ کے علاوہ عورت سے مباشرت کی ہے
جس پر حد یا تعزیر واجب ہوتی ہے تو اسے تصحیح توبہ کے لئے ان گناہوں
کو ظاہر کرکے خود کو رسوا کرنا اور امام یا حاکم سے اپنے اوپر حد جاری کروانا
لازم نہیں بلکہ ان گناہوں کو اللہ کے پردے میں چھپائے رکھے اور جو کچھ
اس کے اور اللہ کے درمیان واقع ہو چکا ہے اس سے اللہ سے توبہ کرے
اور قسم قسم کی ریاضتوں میں مشغول رہے روزے رکھے مباح چیزیں کم
استعمال کرے لذتیں چھوڑ دے رات میں تہجد، نوافل اور قرآن پڑھے
کثرت سے ذکر اللہ میں لگا رہے اور پرہیز و تقویٰ اختیار کرے رحمت عالم
صلعم نے فرمایا: جو شخص ان گندگیوں کا مرتکب ہو تو اسے اللہ کے پردے
میں چھپا رہنا چاہیئے اور ہمارے پاس آکر اپنے گناہ نہ کھولے کیونکہ ہمارے
پاس آکر اپنے گناہ کھولے گا ہم اس پر اللہ کی حدیں جاری کر دیں گے۔
لیکن اگر کسی نے امام کے پاس آکر اپنا گناہ ظاہر کر دیا اور اس نے اس پر
حد جاری کر دی تو امام نے اپنا فرض ادا کیا اور مجرم کی توبہ صحیح ہو گئی اور

فان كان تناول مال الناس بغصب او سرقة او قطع طريق او خيانة فى عين من وديعة او عادية او معاملة من نوع تلبيس كترويج زائف او ستر عيب فى المبيع او نقص اجرة اجير او منع اجرته جملة فكل ذلك عليه ان يفتش عنه لا من مدة بلوغه بل من مدة وجود ذلك بعد بلوغه وعقله و تمييزه او قبل بلوغه وهو فى حجر وليه و وصيه واختلط ماله بماله وتهاون الولى فى ذلك ولم يبال به بان كان ظالما مغرقا فى دينه فاختلط ذالك الحرام بمال الصبى تارة من فعل الصبى واخرى من ظلم الوصى وجب على الصبى التائب بعد بلوغه تفتيش ذلك ورد كل حق الى اهله وتصفية ماله من تلك الشبهات والحرام فليحاسب نفسه على الحبات والذرات من اول يوم جناته الى يوم توبته قبل ان ياتيه الموت على غفلة من غير حساب وتقوم عليه القيامة على غرة من غير تحصيل ثواب وتهذيب كتاب فيسال فلا يسمع جوابا ويندم فلا ينفعه الندامة ويستعتب فلا يعتب ويعتذر فلا يعذر ويستمهل فلا يمهل ويستشفع فلا يشفع له اذ كان مفرطا فى حال حياته ومغرقا فى حال يقظته وفطنته منتظرا فى امور معاشه حريصا فى تحصيل شهواته و

اللہ نے بھی اسے قبول فرما لیا اور مجرم اپنے گناہ کے بار سے سبکدوش ہو گیا اور گنہ کی گندگی جو اس کی قبا پر لتھڑ گئی تھی اس سے پاک ہو گیا۔

اگر کسی نے کسی کا مال چھین کر یا چوری کر کے یا راہ گیر کو لوٹ کر یا امانت میں خیانت کر کے یا مانگی ہوئی چیز کا انکار کر کے یا معاملہ میں کسی قسم کا دھوکا کر کے لے لیا جیسے کھوٹے سکہ کو چلا دیا یا کسی چیز کا عیب چھپا کر اسے بیچ دیا یا مزدور کو مزدوری کم دی یا مار ہی لی تو اسے چاہیئے کہ ان تمام گناہوں کی تحقیق کرے کہ جرائم کب، کس وقت اور کس زمانہ میں کیئے تھے انہیں بلوغت کے زمانہ کے آغاز سے شمار کرنا ضروری نہیں بلکہ ان کی تفتیش خواہ بلوغت اور عقل و تمیز کے بعد ان کے معرض وجود میں آنے کے وقت سے کی جائے یا قبل از بلوغت کی جائے جب کہ اپنے ولی اور وصی کی زیر نگرانی تھا اور اس کا مال ولی کے مال سے ملا جلا تھا اور ولی نے اس کا مال علیحدہ کرنے میں سستی کی تھی اور اس کے خیال میں بھی یہ بات نہ تھی کہ یہ کام ظلم ہے اور میرے دین میں دراڑ پیدا کرتا ہے اس طرح وہ حرام مال اس کے مال میں مل جل گیا کبھی بچے کے فعل سے ملا اور کبھی ولی کے ظلم سے تو توبہ کرنے والے بچہ پہ بالغ ہونے کے بعد اس کی تفتیش وکریدو اجب ہے تاکہ حق بر حقدار کو لوٹا دیا جائے اور ان شبہات و حرام سے بچہ کا مال پاک ہو جائے اسے اپنے نفس سے ایک ایک دانہ اور ایک ایک ذرہ کا گناہوں کے پہلے دن سے لے کر توبہ کے دن تک موت آنے سے پہلے پہلے حساب کر لینا چاہیئے ایسا نہ ہو کہ بلا حساب کے غفلت میں موت آ جائے پھر قیامت آ جائے اور وہ دھوکے میں رہے اور ثواب برباد کر بیٹھے اور اعمال نامہ نہ نکھارے قیامت کے دن اس سے باز پرس ہو گی اور اس کا عذر نا قابل قبول ہو گا اس دن کی ندامت سے کچھ حاصل نہ ہو گا اور کوئی عذر قابل پذیرائی نہ ہو گا اور مہلت مانگے گا تو مہلت بھی نہیں دی جائے گی اور سفارش کرائے گا تو وہ بھی ٹھکرا دی جائیگی کیونکہ زمانہ حیات میں کوتاہی برتی تھی اور بیداری اور ہشیاری کے

ولذا اتبع متابعا لهواه ولشيطانه معرضا
عن طاعة ربه وجنابه متثبطا عن اجابته
متسارعا في معصيته وخلافه فلذلك طال
في القيامة حسابه وعظم ويله ونحيبه
وانقطع ظهره ونكس رأسه واشتد خجلته
وحياؤه وانقطعت حجته وبرهانه واخذت
حسناته وتضاعفت سيأته وخسرت
صفقته وظهر افلاسه واشتد عليه
غضب ربه واخذته الزبانية
اياه الى ما مهد لنفسه من عذاب ربه
واولقها واوردها مثاوي من في النار من
قارون وفرعون وهامان اذ مظالم العباد
لا تسامح فيها ولا تترك وفي الآثار ان العبد
ليوقف من بين يدي الله تعالى وله من
الحسنات امثال الجبال لو سلمت له لكان
من اهل الجنان فيقوم اصحاب المظالم
فيكون قد سب عرض هذا واخذ مال
هذا وضرب هذا فتنقص حسناته فلا
يبقى له شئ فيقول الملائكة يا رب
فنيت حسناته وبقي طالبون كثيرا فيقول
القوا من سيأتهم الى سياته وصكوا له
صكا الى النار فيهلك هو بسيئة غيره بطريق
القصاص فكذلك ينجوا المظلوم بحسنة
الظالم اذ ينقل اليه عوضا مما ظلمه وروت
عائشة رض عن رسول الله صلى الله

زمانہ میں اپنے دین میں سوراخ کرتا رہا تھا اور روزگار کے معاملات میں
منتظر رہتا تھا اور شہوتوں اور لذتوں کے حاصل کرنے کا حریص تھا اور
ہوائی اور شیطان کا پیروکار تھا اور رب کی اطاعت سے اور اس کی
بارگاہ سے منہ پھیرے ہوئے تھا اس کے فرمان کو قبول کرنے میں سست
تھا اور گناہوں میں اور خلاف فرمان چلنے میں چست تھا اسی لئے قیامت
میں اس کا حساب طویل ہوگا اور اس کی خرابی اور آہ و بکا عظیم ہوگی
اس کی کمر ٹوٹ جائے گی، سر جھک جائے گا انتہائی پشیمانی اور خجالت
ہوگی، بڑی زبردست شرم محسوس کرے گا حجت و برہان ختم ہو
جائے گی، نیکیاں لے لی جائیں گی برائیاں بڑھا دی جائیں گی، اس کا
سودا خسارے والا ہوگا، افلاس ظاہر ہوگا اس پہ رب کا غضب
بھڑکے گا اس کی پکڑ سخت ہوگی اور جہنم پہ موکل فرشتے اسے پکڑ لیں گے
اور اس عذاب کی طرف لے جائیں گے جو اس نے اپنے لئے خود فراہم
کیا ہے اور اپنی جان ہلاکت میں ڈالی ہے اور جہنم میں جھونک دی ہے
یہ جہنم میں قارون، فرعون اور ہامان کے ساتھ برابر کا حصہ دار ہوگا
کیونکہ حقوق العباد میں چشم پوشی روا نہیں اور نہ وہ چھوڑے جاسکتے
ہیں ایک حدیث میں ہے کہ بندہ حق تعالیٰ جل مجدہ کے سامنے کھڑا کیا
جائیگا اور اس کے پاس پہاڑوں جیسی نیکیاں ہوں گی اگر یہ نیکیاں بچ
جائیں تو جنتی ہوتا لیکن ارباب حقوق کھڑے ہونگے اس نے کسی کی آبرو
ریزی کی ہوگی، کسی کا مال ڈکارا ہوگا اور کسی کو مارا پیٹا ہوگا پھر
قصاص میں انہیں اس کی نیکیاں دیدی جائیں گی اور اس کے لئے ایک
نیکی بھی نہ بچے گی، فرشتے عرض کریں گے یارب اس کی نیکیاں تو ختم ہو گئیں
لیکن طلبگار حقوق ابھی بہت باقی ہیں حکم ہوگا ان کی برائیاں اس کی
برائیوں میں لاد دو اور اس کے لئے جہنم میں جانے کے لئے اجازت نامہ
لکھ دو پھر یہ بیچارہ ازراہ قصاص دوسروں کی برائیوں کی وجہ سے
ہلاک ہو جائے گا اسی طرح مظلوم ظالم کی نیکیوں کی وجہ سے نجات

عليه وسلم انه قال الدواوين ثلاثة
ديوان يغفره الله تعالى وديوان لا يغفره الله
وديوان لا يترك منه شئ فاما الديوان الذى
لا يغفره الله تعالى فالشرك بالله جل جلاله
قال الله عزوجل انه من يشرك بالله فقد حرم الله
عليه الجنة وماواه النار واما الديوان
الذى يغفره فظلم العبد نفسه فيما بينه
وبين ربه واما الديوان الذى لا يترك منه
شئ فظلم العباد بعضهم بعضا وعن ابى هريرة
رضى الله عنه انه قال اتدرون من المفلس
من امتى يوم القيامة بصلاته وصيامه قالوا
يا رسول الله المفلس فينا من لا درهم له
ولا متاع قال النبى صلى الله عليه وسلم
المفلس من امتى من ياتى يوم القيامة بصلاته
وصيامه وقد شتم هذا وقد قذف هذا
واكل مال هذا وسفك دم هذا وضرب هذا
فيقاص هذا من حسناته وهذا من حسناته
وان فنيت حسناته اخذ من خطاياهم
فطرحت عليه ثم طرح فى النار فينبغى
للمذنب ان يبادر الى التوبة وروى عن ابن
عباس رضى عنهما عن النبى صلى الله عليه
وسلم انه قال هلك المسوفون الذين
يقولون سوف نتوب وروى عن ابن عباس
رض فى قوله عزوجل بل يريد الانسان
ليفجر امامه يعنى يقدم ذنوبه ويؤخر

پا جائے گا کیونکہ اس کی طرف بقدر ظلم بدلہ میں ظالم کی نیکیاں منتقل کر دی جائیں گی۔ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا: تین قسم کے دفتر ہیں ایک دفتر تو وہ ہے جسے حق تعالیٰ بخشدے گا ایک دفتر وہ ہے جسے بخشا نہ جائے گا اور ایک دفتر سے کوئی چیز نہیں چھوڑی جائے گی جو دفتر بخشا نہ جائے گا وہ اللہ کے ساتھ شرک والا دفتر ہے فرمایا: جو اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے اللہ نے اس پر جنت حرام فرما دی ہے اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور جو دفتر بخشدیا جائے گا وہ گناہوں والا دفتر ہے کہ انسان نے گناہ کر کے جو اس کے اور اللہ کے درمیان ہیں اپنے نفس پر ظلم کیا اور جس دفتر میں کوئی چیز چھوڑی نہیں جائیگی وہ بعض بندوں کا بعض پر ظلم ہے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا: جانتے ہو قیامت کے دن نمازوں اور روزوں کے باوجود میری امت میں مفلس کون ہے؟ صحابہ نے کہا یا رسول ہم میں تو مفلس وہ ہے جس کے پاس پیسہ اور ساز و سامان نہ ہو، فرمایا: قیامت کے دن میری امت کا مفلس وہ ہے جو نمازوں اور روزوں کو لے کر آئے گا اور اسے گالی دی ہوگی اس پر الزام لگایا ہوگا، اس کا مال کھایا ہوگا، اس کا خون بہایا ہوگا اور اسے مارا ہوگا لہٰذا تقاص میں ہر ایک کو اس کی نیکیاں دے دی جائیں گی اور اگر نیکیاں ختم ہو جائیں گی تو ہر ایک کی برائیاں اس پر ڈال دی جائیں گی آخر کار وہ جہنم میں جھونک دیا جائے گا لہٰذا گنہ گار کو لازم ہے کہ توبہ کی طرف جلدی کرے حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا: سوف استعمال کرنیوالے (یعنی توبہ میں دیر کرنیوالے) ہلاک ہو گئے جو کہا کرتے ہیں عنقریب ہم توبہ کرلیں گے۔ حضرت ابن عباس: بل یرید الانسان لیفجر امامہ (یعنی بلکہ انسان چاہتا ہے کہ اپنے آگے گناہ کرتا ہی چلا جائے) کی تفسیر میں: یعنی پہلے گناہ کر لیتا ہے اور توبہ میں دیر کرتا ہے اور یہی کہتا رہتا ہے کل توبہ کرلوں گا حتےٰ کہ اسی گناہ پہ موت آجاتی ہے اور توبہ نصیب نہیں ہوتی۔ لقمان حکیم نے اپنے بیٹے سے فرمایا تھا کہ جان پدر

توبته ويقول سا توب حتى ياتيه الموت و هو على شر ما كان عليه فيموت عليه وقال لقمان الحكيم لابنه يا بنى لا تؤخر التوبة الى غد فان الموت ياتيك بغتة فالواجب على كل احد ان يتوب حين يصبح وحين يمسى قال مجاهد من لم يتب اذا اصبح وامسى فهو من الظالمين فالتوبة على وجهين احدهما فى حق العباد وقد ذكرناها والثانى بينك وبين الله تعالى فيكون بالاستغفار باللسان والندم بالقلب والاضمار ان لا يعود على ما اشرنا اليه من قبل فليجتهد هذا التائب من الظلم ويبذل جهده فى تكثير الحسنات حتى يقتص منه يوم القيامة فتؤخذ حسناته وتوضع فى موازين ارباب المظالم ويكون كثرة حسناته بقدر كثرة مظالمه للعباد والا هلك بسيئات غيره وهذا يوجب استغراق جميع العمر فى الحسنات لو طال عمره بحسب مدة الظلم فكيف والموت على الرصد وربما يكون الاجل قريبا فتخترمه المنية قبل بلوغ الامنية وقبل اخلاص العمل و تصحيح النية وتصفية اللقمة فليبادر الى ذلك وليبذل الاجتهاد فيكتب جميع ذلك واسامى اصحاب المظالم واحدا واحدا ويطوف نواحى العالم واطراف البلاد واقطارها ويطلبهم ليستحلهم او ليؤدى حقوقهم فان لم يجدهم

توبہ کل پر مت چھوڑ کیونکہ موت اچانک آجاتی ہے اس لئے ہر شخص پر واجب ہے کہ روزانہ صبح و شام حق تعالیٰ سے بلک بلک کر اپنے گناہوں کی معافی مانگے اور اس کے جناب میں پرخلوص توبہ کرتا رہے۔ مجاہدؒ ا جس نے روزانہ صبح و شام توبہ نہیں کی وہ ظالم ہے۔

لہٰذا توبہ دو قسم کے گناہوں سے کی جاتی ہے حقوق العباد میں کسی کی حق تلفی سے جیسے ہم بیان کر چکے اور حقوق اللہ میں اللہ تعالےٰ کا کوئی حق ضائع کرنے سے آخر الذکر تمہارے اور اللہ کے درمیان ہے اس میں زبان سے اللہ تعالےٰ سے معافی مانگی جاتی ہے اور دل میں پشیمانی و ندامت ہوتی ہے اور یہ پکا ارادہ ہوتا ہے کہ آئندہ اس نوع کا کوئی گناہ نہ کروں گا۔ جیسا کہ ہم اوپر اشارہ کر آئے ہیں لہٰذا گناہوں سے توبہ کرنے والا توبہ کرنے میں پوری سرگرمی دکھائے اور جہاں تک ممکن ہو زیادہ سے زیادہ نیکیاں کرتا رہے تاکہ قیامت کے دن قصاص کو نوبت نہ آئے کہ اس کی نیکیاں لیکر ارباب حقوق کی تولوں میں رکھ دی جائیں یاد رکھئے بقدر کثرت مظالم نیکیوں کی کثرت ہونی چاہیئے ورنہ دوسروں کی برائیوں سے ہلاکت کا اندیشہ ہے لہٰذا اگر اس کی عمر دراز ہوتی تو وہ واجب تھا کہ بمقدار مدت ظلم تمام عمر نیکیوں ہی میں مستغرق رہتا لیکن آہ موت تو ہر وقت گھات میں ہے عموماً تو یہی ہوتا ہے کہ تمنائیں بر آنے سے پہلے اور اخلاص عمل، تصحیح نیت اور حلال و طیب طعام سے قبل ہی جلدی ہی موت آکر سانسوں کا سلسلہ منقطع کر دیتی ہے اور انسان کو اتنی بھی مہلت نہیں ملتی کہ بقدر ظلم کی مدت کے نیکیاں کر لے لہٰذا توبہ کی طرف جلدی کرنی چاہیئے اور اس میں اپنی پوری طاقت صرف کر دینی چاہیئے اس لئے جس قدر حق تلفیاں کی ہیں ان سب کی ایک فہرست تیار رکھو اور اصحاب حقوق کے ناموں کی بھی فہرست تیار کر لو اور دنیا کے گوشہ گوشہ اور چپہ چپہ میں گھوم انہیں ڈھونڈ ھو تاکہ ان سے معاف کرا لو یا ان کے حقوق ادا کر دو اگر وہ نہ ملیں تو ان کے وارثوں کو ان کے حقوق ادا کر دو اور اس کے باوجود بھی اللہ کے

فالى ورثتهم وهو مع ذلك خائف من عذاب الله
راج لرحمته تائب مقلع جميع ما يكره مولاه
مشمّر فى طاعته ومرضاته فان ادركته
منيته وهو على ذالك فقد وقع اجره على الله
قال الله عزوجل ومن يخرج من بيته مهاجراً
الى الله ورسوله ثم يدركه الموت فقد وقع
اجره على الله وقد جآء فى الصحيحين المتفق
عليه عن ابى سعيد الخدرى رض عن النبى
صلى الله عليه وسلم انه قال كان فيمن كان
قبلكم رجل قتل تسعة وتسعين نفسا فسال
عن اعلم اهل الارض فدل على راهب فاتاه
فقال له انه قد قتل تسعة وتسعين نفسا
فهل له من توبة فقال لا فقتله فكمل
به مائة ثم سال عن اعلم اهل الارض
فدل على رجل عالم فاتاه فقال انه قد قتل
مائة نفس فهل له من توبة قال نعم ومن
يحول بينك وبين التوبة انطلق الى ارض كذا
وكذا فان بها اناسا يعبدون الله فاعبد الله
معهم ولا ترجع الى ارضك فانها ارض سوء
فانطلق حتى اذا انتصف الطريق اتاه الموت
فاختصمت فيه ملائكة الرحمة وملائكة
العذاب انه لم يعمل خيرا قط فاتاهم ملك
فى صورة آدمى فجعلوه بينهم حكما فقال قيسوا
مابين الارضين الى ايهما كان ادنى فهو له
فقاسوا فوجدوه ادنى الى الارض التى اراد

عذاب سے ڈرتے رہو اس کی رحمت کے امیدوار رہو، ہر وقت رو رو کر توبہ کرتے رہو اور تمام ان باتوں سے کنارہ کش رہو جن سے تمہارا آقا ناراض ہوتا ہے اور اطاعت و رضا میں کمربستہ رہو اگر تمہیں اس حال پر موت آ جائے تو مبارک ہو حق تعالیٰ تمہارا اجر ضائع نہیں فرمائے گا۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا: تم میں پہلے کسی امت میں ایک شخص نے ۹۹ قتل کر دئے تھے پھر اس نے لوگوں سے پوچھا کہ مجھے دنیا کا سب سے بڑا عالم بتا دو، لوگوں نے ایک راہب کا پتہ بتا دیا قاتل اس راہب کے پاس آیا اور اس سے پوچھا کہ اب تک میں نے ۹۹ آدمی قتل کئے ہیں کیا حق تعالیٰ میری توبہ قبول فرمائے گا؟ راہب نے کہا نہیں، اس نے اس راہب کو بھی قتل کر ڈالا اس سے پورے سو خون ہو گئے پھر پوچھا کہ مجھے دنیا کا سب سے بڑا عالم بتایا جائے، لوگوں نے ایک دوسرے عالم کو بتا دیا، قاتل اس عالم کے پاس جا کر کہتا ہے کہ میں نے سو خون کئے ہیں کیا میری توبہ قبول کر لی جائے گی؟ عالم کہتا ہے: ہاں، بھلا تمہارے اور توبہ کے درمیان کون حائل ہو سکتا ہے؟ تم فلاں بستی میں چلے جاؤ وہاں لوگ اللہ کی عبادت کرتے ہیں ان کے ساتھ تم بھی عبادت میں لگ جاؤ اور اپنے وطن میں واپس نہ آؤ کیونکہ وہ برا علاقہ ہے یہ ہدایت پا کر قاتل چل پڑتا ہے اور نصف راستہ طے کر لیتا ہے کہ اسے موت آ جاتی ہے اب اس کی روح آسمان پر لے جانے کے لئے رحمت و عذاب کے فرشتے کہتے ہیں کہ اس نے کبھی کوئی نیکی نہیں کی (اس لئے اس کی روح پر ہمارا حق ہے) پھر انسانی روپ میں ایک فرشتہ آتا ہے دونوں اسے پنچ چن لیتے ہیں وہ کہتا ہے دونوں شہروں کی مسافت ناپ لو جس شہر کے قریب ہو اسی کا حکم لگا دو چنانچہ مسافت ناپی جاتی ہے اور جس شہر کو جا رہا تھا اس کے قریب پایا جاتا ہے بالآخر اسے رحمت کے فرشتے اٹھا لیتے ہیں ایک روایت میں ہے کہ صالح بستی سے اقدس

فقبضتہ ملائکۃ الرحمۃ وفی روایۃ فکان الی القریۃ الصالحۃ اقرب بشبر فجعل من اھلھا وفی روایۃ فاوحی اللہ عزوجل الی ھذہ ان تباعدی والی ھذہ ان تقربی وقال قیسوا ما بینھما فوجدوہ الی ھذہ اقرب بشبر فغفرلہ فھذا دلیل واضح علی ان تمسلا الی التوبۃ وسعیہ الیھا ونیتہ لھا نافع و دلیل علی انہ لاخلاص الا برجحان میزان الحسنات ولو بمثقال ذرۃ فلا بد للتائب من تکثیر الحسنات والنوافل لیرضی بھا الخصوم یوم القیامۃ وترفع بھا الفرائض کما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اکثروا من النوافل یرفع بھا الفرائض اوکما قال ولیعقد مع اللہ تعالٰی عقدا صحیحا موکدا وعھدا وثیقا لا یعود الی تلک الذنوب ولا الی امثالھا ابدا ویعین علی ذالک بالعزلۃ والصمت وقلۃ الاکل وقلۃ النوم واحراز قوت حلال والتورع عن الحرام والشبھۃ اما بکسب او بضاعۃ فی یدہ من ارث او سبب حلال فان کان فیما ورثہ شبھۃ او حرام اخرجہ ولم یاکل منہ ولم یلبس لشئی منہ فان راس المعاصی الحرام وملاک الدین الحلال والتورع وتصفیۃ اللقمۃ فکل ما ینشا من الانسان من خیر وشر من اللقمۃ فالحلال یورث الخیر والحرام یورث الشر کالبقل اذا طبخ ما فیھا وسنکمز

ایک بالشت کے قریب ہوا تھا اس لئے اسی بستی والوں میں سے شمار کر لیا گیا ایک روایت میں ہے کہ حق تعالٰی نے بری بستی دور ہونے کا اور اچھی بستی کو قریب ہونے کا حکم فرما دیا اور کہا دونوں بستیوں کی مسافت آپ لو پھر لوگوں نے اسے اچھی بستی سے ایک بالشت قریب پایا، آخر کار اسے بخشدیا گیا۔ یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ توبہ کے لئے اس کی نیت و کوشش اور اس کا قصد مفید ہے اور اس پر بھی دلیل ہے کہ نجات نیکیوں کے پلڑے کے جھکنے پر ہے اگرچہ بقدر رائی کے دانہ کے وزن کی برابر ہی جھکاؤ ہو۔ نتیجہ صاف ہے کہ تائب کو کثرت سے نیکیاں کرنی چاہئیں اور نوافل میں مشغول رہنا چاہیئے تاکہ ان سے قیامت کے دن جھگڑنے والوں کو راضی کر سکے اور ان سے فرائض اونچے چڑھ سکیں جیسا کہ نبی صلعم نے فرمایا: کثرت سے نوافل میں مشغول رہو کہ ان سے فرائض بلند کئے جائیں یا جیسا کہ آپ نے فرمایا کہ انسان اللہ سے صحیح صحیح، پکا اور مضبوط عہد باندھے کہ وہ گناہ یا ان جیسے گناہ آئندہ کبھی نہیں کریگا اور اس عہد پر گوشہ نشینی، خاموشی، کم کھانے اور کم سونے، حلال روزی پیدا کرنے اور حرام سے بچنے کے ساتھ مدد لے اگر ذاتی کمائی میں یا میراث سے یا کسی حلال سبب سے جو رقم لی ہے اس میں شبہ ہو یا یقینی طور پر حرام ہو اسے نکال ڈالو اور اس میں سے ایک پائی بھی استعمال نہ کرو۔ کیونکہ تمام گناہوں کی چوٹی حرام ہے اور دین کی جڑ حلال، محتاط اور پاک روزی ہے جو بھی نیکی یا بدی انسان سے سرزد ہوتی ہے سب روزی سے ہوتی ہے حلال روزی سے خیر و نیکی پیدا ہوتی ہے اور حرام سے شیطنت اور بدی جیسے ہانڈی میں کوئی چیز ڈال کر پکائی جائے تو اچھی چیز کی خوشبو اچھی نکلے گی اور بری کی بری۔ یہ بو ہی بتا دے گی کہ ہانڈی میں کیا ہے ہر برتن سے وہی ٹپکتا ہے جو اس میں ہوتا ہے۔ مستند فقہاء اور علماء کی مجلسوں میں کثرت سے اٹھو بیٹھو اور ان سے صحیح صحیح دینی معلومات بڑھاؤ، علماء ہی تمہیں اللہ تعالٰی تک پہنچنے کی راہیں بتائیں گے

لنضجه تبين الرائحة الفائحة عما فيها كل اناء ينضح بما فيه ويكثر مجالسة الفقهاء والعلماء بالله ليستفيد منهم امر دينه وليعرفونه سلوك الطريق الى الله تعالىٰ وحسن الادب فى طاعته والقيام فى امره وينبهونه على ماخفى عليه من امر السلوك فى طريقه فلابد لكل من سلك طريقا لم يعرفه من دليل يدل له ومرشد يرشده وهادى يهديه وقائد يقوده وليستعمل الصدق فى جميع ذلك والاخلاص والجد فى المجاهدة قال الله تعالىٰ والذين جاهدوا فينا لنهدينهم سبلنا فقد ضمن للمجد الصادق فى طريقة الهداية فاذا صدق فى ذالك لا يعدم الهداية لان الله لا يخلف الميعاد وليس بظلام للعبيد وهو ارحم الراحمين رؤف رحيم لطيف بخلقه بار ببريته معين وموفق للمقبلين اليه داع للمدبرين المولين عنه باللطف يفرح بتوبتهم كالوالدة الشفيقة اذا قدم ولدها من سفره البعيد قال النبى صلى الله عليه وسلم الله افرح بتوبة احدكم من رجل مر بارض دوية مهلكة ومعه راحلة عليها طعامه وشرابه وما يصلحه فاضلها فخرج فى طلبها حتى كادت نفسه تخرج فقال ارجع الى المكان الذى اضللتها فيه فاموت هناك فرجع الى مكانه فغلبته

اور طاعت کے اور اللہ کے حکم کو قائم کرنے کے بہترین آداب و اصول بتائیں گے اور اللہ کی راہ پر چلنے کے لئے جو ضروری باتیں ہیں اور تم کو معلوم نہیں ان سے تم کو آگاہ کریں گے۔

دیکھو ان جانی راہ پر چلنے کے لئے ہر شخص کو ایک راہنما کی ضرورت ہوتی ہے جو اسے صحیح راہ پر لے جائے اور ایک مرشد و ہادی ضروری ہوتا ہے جو اسے راہ کے نشیب و فراز بتاتا ہے اور ایک قائد لازمی ہے جو صحیح صحیح قیادت کے فرائض انجام دے سکے اور ان تمام باتوں میں صدق و اخلاص کو پیش نظر رکھو اور مجاہدہ میں سر توڑ کوشش کرو حق تعالیٰ نے فرمایا: جو لوگ ہماری راہ میں کوشش کرتے ہیں ہم ان پر یقیناً اپنی راہیں کھول دیتے ہیں۔ حق تعالیٰ نے سچے اور سر توڑ کوشش کرنے والوں کے لئے راہِ ہدایت کی ضمانت لے لی ہے اگر تم اس راہ پر چلنے کے لئے دل سے کوشش کرو گے تو ہرگز ہرگز ہدایت سے محروم نہ رہو گے کیونکہ کیونکہ اللہ تعالیٰ وعدہ خلافی نہیں فرماتا اور اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا اور وہ ان پر سب سے زیادہ مہربان و شفیق ہے اور اپنی مخلوق سے انتہائی نرمی اور محبت و پیار سے پیش آتا ہے اور ان کے حق میں محسن اعظم ہے اور ان کی اعانت فرماتا ہے اور اپنی طرف آنے والوں کو صحیح راہ کی توفیق عطا فرماتا ہے اور جو اس سے منہ پھیر کر اور پیٹھ موڑ کر بھاگتے ہیں انہیں محبت بھری آواز سے اپنی طرف آنے کی دعوت دیتا ہے اور ان کی توبہ سے خوش ہوتا ہے جیسے ایک ماں خوش ہوتی ہے جب اس کا لاڈلا بیٹا کسی لمبے سفر سے واپس آتا ہے نبی اکرم صلعم نے فرمایا: یقیناً اللہ تعالیٰ کسی کی توبہ سے بہت خوش ہوتا ہے اس سے بھی زیادہ جو کسی خطرناک و مہلک جنگل سے گزر رہا ہو، اور اس کے ساتھ اس کی سواری بھی ہو جس پر اس کے کھانے پینے کا اور اس کے علاوہ دیگر ضروری سامان لدا ہوا ہو پھر وہ اپنی سواری کو گم پائے پھر وہ اسے ڈھونڈتا پھرے اور ڈھونڈتے ڈھونڈتے اس کی جان لبوں پر آ جائے اور قریب المرگ

عینہ فغمضہا لحظۃ فاستیقظ فاذا راحلتہ عند رأسہ علیہا طعامہ وشرابہ قال علی کرم اللّٰہ وجہہ سمعت ابابکر رضی اللّٰہ عنہ وھو الصادق قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ما من عبد أذنب ذنبا فقام وتوضأ وصلی واستغفر اللّٰہ من ذنبہ الا کان حقا علی اللّٰہ أن یغفر لہ لأنہ یقول جل وعلا ومن یعمل سوءا أو یظلم نفسہ ثم یستغفر اللّٰہ یجد اللّٰہ غفورا رحیما وأما الأموال الحاضرۃ المغصوبۃ فلیرد إلی المالک ما یعرف لہ مالکا معینا أو الی ورثتہ علی ما تقدم وما لا یعرف لہ مالکا معینا فعلیہ أن یتصدق بہ عن صاحبہ فان اختلط الحرام بالحلال مثل ان اختلط المغصوب بالارث الحلال حسب واجتہد فی معرفۃ مقدار الحرام وتصدق بذلک المقدار وترک الباقی لہ ولعیالہ واما الاعراض فھو سب الناس وشتمھم مشافھۃ وھو الجنایۃ علی القلوب وکذلک غیبتہم وذکرھم بالقبیح وما یسوءھم من الغیبۃ وھو کل کلام لو یحسن أن یقال لہ فی وجہہ فاذا فإن لہ فی غیبۃ منہ کان قد اغتابہ فکفارتہ أن یذکر لہ ذلک ویستحلہ فان کانوا جماعۃ فواحدا واحدا ومن مات منہم قبل ذلک تدارک ذلک بتکثیر الحسنات علی ما ذکرنا کل ذلک إذا

ہو جائے پھر وہ فیصلہ کرے کہ جہاں میں نے اپنی سواری گم کی تھی اسی جگہ چلا جاؤں وہیں مر جاؤں گا پھر اسی جگہ وہ چلا جاتا ہے اور وہاں اس کی آنکھ لگ جاتی ہے اور تھوڑی سی دیر کے لئے سو جاتا ہے اور بیدار ہوتا ہے تو اس کی سواری معہ تمام سامان کے اس کے سرہانے کھڑی ہوتی ہے حضرت علی فرماتے ہیں: میں نے حضرت ابوبکر سے جو صدیق ہیں سنا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا: جو بندہ گناہ کرنے کے بعد فوراً کھڑا ہو جاتا ہے اور وضو کر کے نماز پڑھتا ہے پھر اللہ سے اپنے گناہ کی معافی مانگتا ہے تو یقیناً اللہ تعالیٰ اس کا گناہ بخش دیتا ہے کیونکہ حق تعالیٰ فرماتا ہے: جو کوئی برائی کرے یا اپنی جان پر ظلم کرے پھر اللہ سے معافی مانگے وہ اللہ کو غفور رحیم (بخشنے والا اور مہربان) پائے گا اگر غصب کیا ہوا مال موجود ہے تو مالک کو لوٹا دو اگر اس کا صحیح مالک مل جائے ورنہ اس کے وارثوں کو دیدو جیسا کہ اوپر گزرا اور اگر اس کا مالک معلوم نہ ہو سکے تو اسے اس کے مالک کی طرف سے خیرات کر دو اگر حرام و حلال ملا جلا ہو جیسے چھینا ہوا حرام مال میراث سے ملے ہوئے حلال مال میں مل جل گیا تو اس کا اندازہ لگا کر کتنا مال حرام ہے اور کتنا حلال ہے اور حرام کی مقدار معلوم کرنے میں سر توڑ کوشش کرو اور اسے خیرات کر دو اور باقی اپنے اہل و عیال کے لئے بچا لو۔ اگر کسی کی عزت و ناموس پر حملہ کیا ہے جیسے بالمشافہ کسی کو گالیاں دیں اور سخت سست کہا تو یہ دلوں پر جنایت ہے یعنی دل آزاری ہے یہی حال غیبت کا ہے کہ کسی کا ذکر عیبوں کے ساتھ اور برائیوں کے ساتھ پس غیبت کیا کہ اگر وہ سنتا تو اسے برا معلوم ہوتا غیبت ہر وہ بات ہے جو کسی کے منہ در منہ کہنا نامناسب ہے اور اچھی معلوم نہیں ہوتی اگر وہی بات اس کے پس غیبت کی جائے تو غیبت ہے اس کا کفارہ یہ ہے کہ جس کی غیبت کی ہے غیبت والی بات اسے بتا کر اس سے معافی مانگ لی جائے اگر پوری جماعت ہو تو فرداً فرداً ہر ایک سے معافی مانگ لو اگر ان میں سے کوئی شخص مر گیا ہو تو پھر غیبت کا تدارک اس طریقہ پر جسے ہم ذکر کر آئے ہیں

بلغتهم الغيبة وأما اذا لم يبلغهم فلا يجب عليه استحلالهم بل لا يجوز لأن فيه ايصال الالم الى قلوبهم بل يأتى الذين اغتابهم عندهم فيكذب نفسه عندهم ويثنى على المغتابين۔

فصل ولابد أن يعرّفه قدر جنايته ولا يعرض له فى سائر المظالم ولا يكفى فى ذلك الاستحلال المبهم لجواز أن المظلوم إذا عرف قدر ظلمه على الحقيقة لم تطب نفسه بالاحلال بل يؤخر ذلك ليوم القيامة ليأخذ بدله من حسناته او يحمله من سيئاته وإن كان من جملة جنايته على الغير ما لو عرفه وذكره لتأذى بمعرفته كزناه بجاريته وأهله او نسبته باللسان الى عيب خفى من عيوبه يعظم أذاه به فهاهنا لاطريق له إلا أن يستحله مبهما ويبقى عليه له مظلمة ما فيجبرها بالحسنات كما يجبر مظلمة الميت والغائب وكل جنايته على الغير لم يعلم بها لو ذكر الجانى له ذلك لم تطب نفسه بالإحلال بسرعة أولا يأمن المخبى عليه مقابلته بها نحن الجانى فى ذلك وطريقه أن يتلطف له ويسعى فى مهماته واغراضه ويظهر من حبه والشفقة عليه ما يستميل به قلبه فان الانسان عبد الاحسان وكل من نفر بسيئة مال ورجع بحسنة فان تعذر عليه فالكفارة بتكثير الحسنات ليجزى بها فى يوم القيامة جنايته فان الله تعالى

نیکیوں کی کثرت سے ہو جائیگا یہ سب کچھ اس وقت ہے جب غیبت کئے جانیوالوں کو خبر لگ گئی ہو اور اگر خبر نہ لگی ہو تو ان سے معاف کرانا واجب نہیں بلکہ جائز بھی نہیں کیونکہ خبر کرنے سے ان کا دل دکھے گا ہاں جن کے آگے غیبت کی ہے ان سے کہدے کہ میں نے فلاں کے بارے میں جو کچھ کہا تھا میں اس میں قطعی جھوٹا تھا اور ان کے آگے غیبت کئے جانے والوں کی جائز تعریف کرے۔

دفاع وعوضِ مظالم

غیبت کے علاوہ تمام مظالم میں ظلم کی مقدار ارباب حقوق کے آگے بیان کرنا مناسب نہیں ہاں غیبت میں مبہم طور پر معافی مانگ لینا کافی ہے کیونکہ ممکن ہے کہ جب مظلوم کو اپنے اوپر ظلم کی مقدار معلوم ہو جائے تو وہ معاف کرنے پر راضی نہ ہو بلکہ قیامت پر فیصلہ چھوڑ دے تاکہ قیامت کے دن ظلم کے بدلہ اسے ظالم کی نیکیاں مل جائیں یا مظلوم کی برائیاں ظالم پر پڑ جائیں اگر کوئی ظلم ایسا ہو کہ اگر اسے مظلوم کو بتایا جائے تو اس سے اسے سخت دُکھ پہنچے جیسے کہا جائے کہ میں نے تیری بیٹی سے یا بیوی سے زنا کیا تھا یا اگر مظلوم کے پوشیدہ عیوب میں سے کسی عیب کو بیان کیا جائے تو اسے جان کر اسے سخت صدمہ ہو تو ایسی صورت میں مبہم طور پر معافی مانگنے کے سوا کوئی چارہ کار نہیں اگر مظلوم معاف کر دے تو پھر بھی ظالم کے ذمہ کچھ نہ کچھ ظلم باقی رہ جاتا ہے جس کی نیکیوں ہی سے تلافی ہو سکتی ہے جیسے مرے ہوئے اور غائب مظلوم کے مظالم کی تلافی ہوتی ہے۔ ہر اس غیر معلوم ظلم کے ذکر اگر ظالم اسے مظلوم کے سامنے بیان کرے تو مظلوم کا دل گوارا نہ کرے کہ اسے جلدی سے معاف کر دیا جائے بلکہ ظالم کو بھی اسے بیان کر کے قصاص میں اپنی جان کا اندیشہ ہے) بیان کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ ظالم مظلوم کے ساتھ محبت و پیار سے پیش آئے اور اس کے کاموں میں اس کا ہاتھ بٹاتا رہے اور ہر امر میں اس کے ساتھ تعاون کرے اور اپنی محبت و شفقت کا اس پر اظہار کرتا رہے اور اس کے کام بنائے تاکہ اس طرح اس کا دل اپنی طرف کھینچ لے کیونکہ احسان و سلوک سے جھکتا ہے جو شخص تمہاری برائی سے بیزار تھا وہی شخص تمہاری نیکیوں کی وجہ سے تمہاری طرف مائل ہو جائے گا اگر یہ کام بھی مشکل ہو تو

يحكم به عليه ويلزمه قبول حسناته مقابلة لجنايته عليه إذا امتنع من القبول كمن أتلف في الدنيا مالا فجاء بمثله فامتنع من له الحق عن قبول ذلك وابرائه عن ذلك فان الحاكم يحكم عليه بالقبض شاء أم لم يشأ وكذلك الله عزّوجلّ يحكم بذلك في عرصات القيامة وهو أحكم الحاكمين وأعدل العادلين۔

فصل فاذا تخلص من مظالم العباد وتفرغ لعبادة الله تعالى في خاصته سلك طريق الورع لان به يتخلص العبد في الدنيا والآخرة من العباد ومن عذاب الله عزّوجلّ وبه يخفف عنه الحساب يوم القيامة فان الحساب يوم القيامة لحقوق العباد والمعاملات التي جرت في الدنيا بين الأنام على غير وجه الشرع واما من حاسب نفسه في الدنيا، واخذ من الخلق ما يستحقه واعرض عما ليس له وخاف من طول الحساب في القيامة فعلى أي شيء يحاسب وفي الخبر: إن الله تعالى يستحي أن يحاسب الورعين في القيامة ولهذا قال النبي صلى الله عليه وسلم حاسبوا أنفسكم قبل أن تحاسبوا وزنوها قبل أن توزنوا وقال صلى الله عليه وسلّم من حسن إسلام المرء تركه مالا يعنيه وهذا إشارة إلى التوقف في كل شيء وترك الاقدام عليه الا باذن الشرع فان وجد في الشرع مساغا

پھر کفارہ کثرت سے نیکیاں ہیں تاکہ قیامت کے دن اللہ تعالےٰ ان سے تمہارے ظلم کا بدلہ چکا دے کیونکہ اللہ مظلوم کو نیکیاں لینے کا حکم فرمائے گا، اور مظالم کے بدلے نیکیاں قبول کرنی پڑیں گی اگر قبول نہیں کرے گا تو ظالم کی اتنی نیکیاں ضبط کر لی جائیں گی جیسے اگر کوئی کسی کا مال برباد کر دے پھر اس کے ہم مثل مال لاکر اسے دے لیکن مال والا ہم مثل مال قبول نہ کرے اور نہ برباد کرنے والے کو معاف کرے تو حاکم وہ مال ضبط کر کے بیت المال میں جمع کرا دیتا ہے خواہ مظلوم چاہے یا نہ چاہے اسی طرح حق تعالیٰ سبحانہ قیامت کے دن میدان محشر میں فیصلہ فرمائے گا اللہ تعالےٰ بہترین حاکم و عادل ہے۔

مظالم سے سبکدوشی کے بعد پارسائی جب تم لوگوں کے حقوق ادا کر کے سبکدوش ہو جاؤ اور اللہ کی عبادت کے لئے فراغت حاصل ہو جائے تو اب پارسائی کی راہ پر تیزی سے چل پڑو کیونکہ پارسائی ہی سے انسان کو دنیا اور آخرت میں لوگوں سے اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نجات حاصل ہو گی اور اسی سے قیامت کے دن حساب میں تخفیف ہو گی کیونکہ قیامت کا دن بندوں کے حقوق کے لئے اور باہمی خلاف شرع معاملات کی باز پرس کے لئے ہو گا پھر جو دنیا میں اپنا محاسبہ کرتا رہا اور لوگوں سے اپنے جائز حقوق متوا تا رہا اور ناجائز و حرام سے بچتا رہا اور قیامت کے دن والے طویل حساب سے ڈرتا رہا اس سے کچھ چیز کا حساب لیا جائے گا؟ ایک حدیث میں ہے کہ حق تعالیٰ قیامت کے دن پرہیزگاروں سے حساب لینے سے شرمائے گا اسی لئے نبی صلعم نے فرمایا اپنا حساب خود لے لو قبل اس کے کہ تم سے حساب لیا جائے اور اپنے عمل ان کے تولے جانے سے پہلے پہلے تول لو، سرور عالم صلعم نے فرمایا: انسان کے حسن اسلام میں سے غیر ضروری باتوں کا چھوڑ دینا بھی ہے اس سے آپ نے اس بات کی طرف اشارہ فرمایا کہ ہر بات میں توقف کیا جائے اور بلا شرعی اجازت کے اس پر ہرگز اقدام نہ کیا جائے اگر شرع اس کی اجازت دیتی ہو اور اس میں اس کی گنجائش ہو تو اسے کیا جائے ورنہ اسے چھوڑ دیا جائے اور شریعت کے موافق دوسری بات اختیار کی جائے اسی کی

لتناولہ والشروع فیہ فعل والا وقف عنہ ومال الی غیرہ والیہ اشار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دع ما یریبك إلی ما لا یریبك وقال صلی اللہ علیہ وسلم المومن وقاف و المنافق لقاف وقال صلی اللہ علیہ وسلم لو صلیتم حتی تکونوا کالحنایا و صمتم حتی تکونوا کالأوتار فما ینفعکم الا الورع الثانی وفی موضع آخر المؤمن فتاش وقال صلی اللہ علیہ وسلم من لم یبال من أین مطعمہ ومشربہ لم یبال اللہ تعالیٰ من أی باب من النار یدخلہ عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال ایھا الناس إن أحدکم لن یموت حتی یستکمل رزقہ فلا تستبقوا الرزق واتقوا اللہ وأجملوا فی الطلب وخذوا ما احل لکم وذروا ما حرم علیکم وعن ابن مسعود رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال لا یکتسب العبد مالا من الحرام و یتصدق بہ فیؤجر علیہ ولا ینفق منہ شیئا فیبارك لہ فیہ ولا یترکہ خلف ظھرہ إلا کان زادہ إلی النار وقال صلی اللہ علیہ وسلم إن اللہ لا یمحو الشر بالشر ولکن یمحو الشر بالخیر عن عمران بن الحصین رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم أنہ قال إن اللہ تعالیٰ یقول عبدی أدّ ما افترضت علیك تکن من أعبد الناس واتتہ عما نھیتك عنہ

طرف رسول اللہ صلعم نے ذیل کی حدیث سے اشارہ کیا ہے حدیث یہ ہے: جو چیز تجھے شک میں ڈالے اسے چھوڑ دے اور وہ چیز اختیار کر جو تجھے شک میں ڈالنے والی نہ ہو، اور آپ نے فرمایا: مومن توقف کرتا ہے اور منافق بلا سوچے سمجھے بے پروائی سے کر گزرتا ہے۔ سرور عالم صلعم نے فرمایا: اگر تم اس قدر نمازیں پڑھو کہ تم کمانوں کی طرح جھک جاؤ اور تم اس قدر روزے رکھو کہ تم تانت کی طرح لاغر ہو جاؤ تو نماز و روزے تمہیں فائدہ پہنچانے والے نہیں ہاں پرہیزگاری شفابخش ہے، ایک حدیث میں ہے مومن خوب کرید کرتا ہے (تب آگے قدم اٹھاتا ہے) نیز نبی صلعم نے فرمایا: جس نے اس کی پرواہ نہیں کی کہ اس کا کھانا پینا کہاں سے ہے؟ اس کی اللہ کو بھی پرواہ نہ ہو گی کہ اسے جہنم کے کس دروازے سے جہنم میں جھونکے۔

حضرت جابر بن عبد اللہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا: لوگو! تم میں سے کوئی ہرگز نہیں مرتا جب تک اپنا رزق پورا نہیں کر لیتا لہٰذا روزی میں جلدی نہ کرو اور اللہ سے ڈرو اور روزی حلال طریقہ سے کماؤ وہی طریقہ اختیار کرو جو اللہ نے تمہارے لئے حلال فرما دیا ہے اور اس سے بچو جو حرام کر دیا ہے، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا: جو بندہ حرام طریقہ سے روزی کماتا ہے اور اس سے خیرات کرتا ہے اس کا اسے اجر نہیں ملتا اگر اس میں سے کچھ خرچ کرتا ہے تو اسے اس میں برکت نہیں ہوتی اور اگر اسے چھوڑ کر مر جاتا ہے تو یہ اس کے لئے جہنم کا توشہ بن جاتا ہے رحمت عالم صلعم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ برائی کو برائی سے نہیں مٹاتا البتہ برائی کو نیکی سے مٹا دیتا ہے حضرت عمران بن حُصین کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا: حق تعالیٰ فرماتا ہے: اے میرے بندے اگر تو میرے فرض کردہ فرائض ادا کرتا رہے گا تو تو لوگوں میں سب سے زیادہ عبادت گزار بن جائے گا اور اگر تو حرام کاموں سے بچے گا تو سب سے زیادہ پرہیزگار ثابت ہو گا اور اگر تو میری دی ہوئی روزی پر قناعت کرے گا تو سب سے زیادہ مالدار ہو جائے گا۔ رحمت عالم صلعم نے حضرت ابو ہریرہؓ سے فرمایا:

تكن من أورع الناس واقنع بما رزقتك تكن
من أغنى الناس وقال صلى الله عليه وسلم
لأبي هريرة رضي الله عنه كن ورعا تكن من أعبد
الناس قال الحسن البصري رحمة الله عليه
مثقال ذرة من الورع خير من ألف مثقال من
الصوم والصلاة وأوحى الله تعالى إلى موسى
عليه السلام لا يتقرب إليّ المتقربون بمثل الورع
وقيل ردّ دانق من فضة أفضل عند الله من
ست مئة حجة مبرورة وقيل سبعين حجة متقبلة
وقال أبو هريرة رضي الله عنه جلساء الله
تعالى غدا أهل الورع والزهد وقال ابن
المبارك رحمه الله ترك فلس من الحرام أفضل من
مئة فلس يتصدق به روي عن ابن المبارك أنه كان
بالشام يكتب الحديث، فانكسر قلمه فاستعار
قلما فلما فرغ من الكتابة نسي فجعل القلم في
مقلمته فلما رجع إلى مرو رأى القلم وعرفه
فتجهز للقدوم إلى الشام لرد القلم إلى صاحبه
وعن النعمان بن بشير رضي الله عنه انه كان
يقول سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم
يقول الحلال بين والحرام بين وبينهما مشتبهات
لا يعلمها كثير من الناس فمن اتقى الشبهات استبرأ
لدينه وعرضه ومن لم يتق الشبهات وقع في
الحرام كالراعي يرعى حول الحمى يوشك أن يقع
فيه وإن لكل ملك حمى وإن حمى الله محارمه
ألا وإن في الجسد مضغة إذا صلحت صلح

پرہیزگار بن تو لوگوں میں سب سے زیادہ عبادت گزار ہوگا۔
حسن بصریؒ: ایک ذرے کے وزن کی برابر پرہیزگاری روزے نماز کے
ہزار ذرات کے وزن سے بہتر ہے۔
اللہ تعالیٰ نے حضرت موسےٰ کے پاس وحی بھیجی کہ پرہیزگاری سے زیادہ
کسی عمل سے میرا قرب .... حاصل نہیں کر سکتے۔ کہا جاتا ہے
چاندی کا ایک دانق (۱/۶ درہم) خیرات کرنا اللہ کے نزدیک چھ سو مقبول
حجوں سے افضل ہے اور بعض نے کہا ہے کہ ستر مقبول حجوں سے افضل ہے
حضرت ابوہریرہؓ: کل اللہ کے پاس بیٹھنے والے پرہیزگار و پارسا حضرات
ہیں۔ عبداللہ بن مبارکؒ: حرام کا ایک پیسہ چھوڑنا سو پیسوں کے
صدقہ سے افضل ہے۔ ایک دفعہ عبداللہ بن مبارکؒ ملک شام میں حدیثیں
لکھ رہے تھے اتفاق سے لکھتے لکھتے قلم ٹوٹ گیا آپ نے کسی سے قلم
مانگ کر لکھنا شروع کر دیا جتنے کہ حدیثیں لکھ کر فارغ ہو گئے تو جس سے
قلم لیا تھا اسے دینا بھول گئے اور اپنے قلمدان میں رکھ لیا جب آپ مرو
مقام میں پہنچ گئے تو آپ نے اپنے قلمدان میں .... وہ قلم دیکھا
اور آپ کو یاد آگیا کہ یہ فلاں کا قلم ہے تو آپ قلم واپس کرنے کے لئے
پھر شام گئے اور جس کا قلم تھا اسے قلم دے کر واپس آئے۔ حضرت نعمان
بن بشیرؓ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلعم سے سنا آپ فرما رہے تھے
حلال ظاہر ہے اور حرام ظاہر ہے اور ان دونوں کے درمیان شبہ والی
چیزیں ہیں جن کو بہت سے لوگ نہیں جانتے پھر جو شبہ والی چیزوں سے
بچتا رہا اس نے اپنا دین محفوظ کر لیا اور اپنی آبرو بچالی اور جو ان سے
نہیں بچا وہ حرام میں پڑ گیا جیسے کوئی چرواہا اپنے جانور چراگاہ کے
آس پاس چراتا ہے قریب ہے کہ وہ چراگاہ میں داخل ہو جائے۔
دیکھو ہر بادشاہ کی چراگاہ ہوتی ہے اور اللہ کی چراگاہ اس کے محارم
ہیں یعنی حرام کام اللہ کی چراگاہ ہیں۔ کان کھول کر سن لو جسم میں ایک
لوتھڑا ہے اگر وہ ٹھیک ہے تو سارا جسم ٹھیک ہے اور اگر وہ بگڑا

الجسد كله و إذا فسدت فسد الجسد كله ألا وهي القلب وعن أبي موسى الأشعري رضي الله عنه قال لكل شيء حد وحدود الإسلام الورع والتواضع والصبر والشكر فالورع ملاك الأمور والصبر النجاة من النار والشكر الفوز بالجنة ودخل الحسن البصري رحمه الله مكة فرأى غلاما من أولاد علي بن أبي طالب رضي الله عنه قد اسند ظهره إلى الكعبة يعظ الناس فوقف عليه الحسن و قال له: ما ملاك الدين فقال الورع فقال ما آفة الدين قال الطمع فتعجب الحسن منه وقال إبراهيم بن أدهم رحمة الله الورع ورعان ورع فرض وورع حذر فورع الفرض الكف عن معاصي الله وورع الحذر الكف عن الشبهات في محارم الله تعالى فورع العام من الحرام والشبهة وهو كل ما كان للخلق عليه تبعة وللشرع فيه مطالبة وورع الخاص من كل ما كان فيه الهوى وللنفس فيه شهوة ولذة وورع خاص الخاص من كل ما كان لهم فيه إرادة ورؤية فالعام يتورع في ترك الدنيا والخاص يتورع في ترك الجنة وخاص الخاص يتورع في ترك ما سوى الذي خلق وبرأ قال يحيى بن معاذ الرازي رحمه الله الورع على وجهين ورع في الظاهر وهو ألا تتحرك إلا لله وورع في الباطن

ہوا ہے تو سارا جسم بگڑا ہوا ہے یاد رکھو وہ دل ہے حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ: ہر چیز کی حد ہوتی ہے اسلام کی حدیں پارسائی، تواضع، صبر اور شکر ہیں۔ پارسائی تمام نیک کاموں کی جڑ ہے صبر جہنم سے نجات کا ذریعہ ہے شکر کامیابی جنت کا زینہ ہے ایک دفعہ حسن بصریؒ مکہ تشریف لائے آپ نے آلِ علی کے ایک بچہ کو دیکھا کہ کعبہ کی دیوار سے پشت لگا کر بیٹھا ہے اور لوگوں کو وعظ سے سمجھا رہا ہے حسنؒ نے ٹھہر کر اس سے پوچھا: دین کی جڑ کیا ہے؟ بولا: ورع وتقویٰ، پوچھا دین کے لئے آفت کیا ہے؟ بولا: لالچ، یہ جواب سُن کر حسن حیرت میں رہ گئے۔ ابراہیم بن ادھمؒ: دو قسم کی پرہیزگاری ہے ایک پرہیزگاری فرض ہے اور وہ اللہ کے گناہوں سے کنارہ کش رہنا ہے اور ایک پرہیزگاری احتیاط ہے اور وہ محارم میں شبہ والی چیزوں سے بچنا ہے لہٰذا عوام کی پارسائی حرام و شبہ والی چیزوں سے ہے اور حرام ہر وہ شے ہے جس سے لوگوں کو صدمہ پہنچے اور اس پر شریعت باز پرس کرے اور خواص کی پارسائی ہر اس چیز سے ہے جس میں خواہش نفسانی کو دخل ہو اور نفس کے لئے اس میں شہوت ولذت ہو اور خواص الخواص کی ہر اس چیز سے ہے جس میں ان کے لئے ارادۂ رؤیت کو دخل ہو یعنی یہ خیال پیدا ہو کہ ہم نے اپنی طاقت سے عبادت کی اور عبادت کو دیکھے اور اللہ کو نہ دیکھے خاص الخاص اپنی طاقت وعبادت کو نہیں دیکھتے بلکہ ان کی نگاہ براہِ راست اللہ پر ہوتی ہے عوام ترک دنیا کر کے پرہیزگار بنتے ہیں، خواص ترک جنت کر کے پرہیزگار بنتے ہیں اور ترک ماسوا کر کے پرہیزگار بنتے ہیں۔

یحییٰ بن معاذ رازی: پرہیزگاری ظاہری اور باطنی دو قسم کی ہے ظاہری پارسائی تو یہ ہے کہ تم اللہ ہی کے لئے حرکت کرو اور باطنی پارسائی یہ ہے کہ تمہارے دل میں ماسوا اللہ کا کھٹکا کبھی نہ گزرے آپ فرماتے ہیں جس نے لطیف وباریک پارسائی نہیں دیکھی اسے

وهو أن لا يدخل في قلبك سواه تبارك وتعالى
وقال يحيى رحمه الله أيما من لم ينظر في
دقيق من الورع لم يحصل له شيء ولم يصل
إلى الجليل من العطاء وقيل من دق في الورع
نظره جلّ في القيامة خطره وقيل الورع في المنطق
أشدّ منه في الذهب والفضة والزهد في
الرياسة أشد منه في الذهب والفضة
لأنك تبذلهما في طلب الرياسة وقال أبو سليمان
الداراني رحمه الله الورع أوّل الزهد كما أن القناعة
طرف الرضا وقال أبو عثمان رحمه الله ثواب
الورع خفة الحساب وقال يحيى بن معاذ الرازي
رحمه الله الورع الوقوف على حدّ العلم من
غير تأويل وقال ابن الجلاء رحمه الله من لم
يصحبه الورع في فقره أكل الحرام النص
وقال يونس بن عبيد الله رحمه الله الورع الخروج
من كل شبهة ومحاسبة النفس مع كل
طرفة قال سفيان الثوري رحمه الله ما رأيت
أسهل من الورع كل ما حاك في نفسك
تركته وهو قول النبي صلى الله عليه وسلم "الإثم
ما حاك في صدرك وكرهت أن يطلع عليه
الناس" وهو إذا لم ينشرح الصدر به وكان
في قلبك منه شيء وكذلك قوله صلى الله
عليه وسلم الإثم حوّاز القلوب يعني ما حزّ
في صدرك وحاك ولم يطمئن عليه القلب
فاجتنبه ومنه الحديث إياكم والحكاكات فإنها

کچھ نہیں ملا اور اس کی جلیل القدر عطیہ تک رسائی نہیں ہوئی۔

کہا گیا ہے کہ جس کی پارسائی میں دقیق و لطیف نگاہ رہی قیامت کے دن اس کا مقام بلند ہو گا کہتے ہیں گفتگو میں پارسائی سونا چاندی خیرات کرنے سے افضل ہے اور ریاست کے زمانہ میں پرہیزگاری سونا چاندی کے صدقہ کرنے سے بہت افضل ہے کیونکہ سونا چاندی حصول ریاست کے لئے خرچ کیا جاتا ہے۔ ابو سلیمانؒ دارانی: پارسائی کی ابتدا دنیا سے بے رغبتی ہے جیسے قناعت رضائے باری تعالیٰ کا ایک کنارا ہے۔ ابو عثمانؒ: پارسائی حساب میں ہلکاپن ہے۔ یحییٰ بن معاذ رازی: پارسائی علم کی حد پہ تاویل کے بغیر ٹھہر جانے کا نام ہے۔ ابن جلاءؒ: جس کے ساتھ درویشی کی حالت میں پارسائی نہیں وہ صریح طور پہ حرام کھاتا ہے۔ یونسؒ بن عبید اللہ: پرہیزگاری ہر شبہ سے رک جانا اور منٹ منٹ پر نفس سے محاسبہ کرنا ہے۔ سفیانؒ ثوری: میں نے پرہیزگاری سے آسان کوئی چیز نہیں دیکھی جو چیز دل میں کھٹکی اسی کو میں نے چھوڑ دیا۔ نبی صلعم نے فرمایا۔ گناہ وہ ہے جو تیرے دل میں کھٹکے اور تو ڈرے کہ کہیں اس کی لوگوں کو خبر نہ ہو جائے اس کی موجودگی میں سینہ میں انشراح نہیں پیدا ہوتا اسی طرح نبی صلعم نے فرمایا گناہ دلوں کی خراش ہے یعنی جو چیز دل میں چبھے اور کھٹکے اور اس پہ دل مطمئن نہ ہو اس سے بچو، ایک حدیث میں ہے کہ تم اپنے کو خراشوں سے دور رکھو کیونکہ وہ گناہ ہیں، فرمایا: شک پیدا کرنے والی چیزوں کو چھوڑ کر ان چیزوں کو اختیار کرو جو شک میں نہ ڈالیں۔ معروفؒ کرخی: جس طرح تم اپنی زبان کو برائی سے محفوظ رکھتے ہو اسی طرح اسے مدح سے بھی محفوظ رکھو، بشرؒ بن حارث:۔ تین عمل بہت سخت ہیں ناداری میں بخشش خلوت میں تقوےٰ اور جس سے ڈر اور طمع ہو اس کے سامنے سچی بات کہنا۔ بشرؒ بن حارث حافی کی بہن امام احمدؒ کے پاس آ کر ان سے پوچھتی ہیں کہ ہم خواتین اپنے گھروں کی چھتوں پر چرخا کاتا کرتی ہیں ظاہریہ فرقہ کی مشعلیں ہمارے پاس سے

المآثم وقوله صلى الله عليه وسلم دع ما يريبك إلى ما لا يريبك وقال معروف الكرخي رحمه الله احفظ لسانك من المدح كما تحفظه من الذم وقال بشر بن الحارث رحمه الله: أشد الأعمال ثلاثة: الجود في القلة والورع في الخلوة وكلمة حق عند من يخاف ويرجى وقيل: جاءت أخت بشر بن الحارث الحافي إلى الإمام احمد بن حنبل رحمهم الله وقالت يا إمام إنا نغزل على سطوحنا فتمر بنا مشاعل الظاهرية ويقع الشعاع علينا فيجوز لنا الغزل في شعاعها؟ فقال: من أنت عافاك الله قالت أنا أخت بشر ابن الحارث، فبكى الإمام أحمد رحمه الله وقال من بيتكم يخرج الورع لا تغزلي في شعاعها وقال علي العطار رحمه الله مررت بالبصرة في بعض الشوارع وإذا مشايخ قعود وصبيان يلعبون فقلت ألا تستحيون من هؤلاء المشايخ فقال صبي من بينهم هؤلاء المشايخ قل ورعهم فقلت هيبتهم وقيل إن مالك بن دينار رحمه الله مكث بالبصرة أربعين سنة فلم يصح له أن يأكل من تمر البصرة ولا رطبها حتى مات ولم يذقه وكان إذا انقضى وقت الرطب قال يا أهل البصرة هذا بطني ما نقص منه شيء ولا زاد فيكم شيئا وقيل لإبراهيم بن ادهم رحمه الله ألا تشرب من ماء زمزم فقال لو كان لي دلو لشربت وقيل كان الحارث

لیجائی جاتی ہیں اور ان کی روشنی ہم پر پڑتی ہیں کیا ان کی کرنوں کی روشنی میں ہمارے لئے کاتنا جائز ہے؟ امام موصوف نے پوچھا تم کون ہو اللہ تم کو عافیت سے رکھے؟ بولیں میں بشر حافی کی بہن ہوں امام احمد رو پڑے اور فرمایا پارسائی تمہارے گھر ہی سے نکلتی ہے اور ان کی روشنی میں مت کاتو۔ علی عطار: میں بصرہ کی ایک سڑک سے گزر رہا تھا ایک جگہ میں نے دیکھا کہ بچے کھیل رہے ہیں اور شیوخ واکابر بھی بیٹھے ہیں میں نے بچوں سے کہا تم ان مشائخ سے شرماتے نہیں؟ ایک بچہ نے کہا ان مشائخ میں پارسائی کی کمی ہے اس لئے ہمارے دلوں پر ان کی ہیبت نہیں کہتے ہیں مالک بن دینار بصرہ میں چالیس سال ٹھہرے آپ نے مرتے دم تک بصرہ کا کوئی پھل یا تازی کھجور احتیاط کے طور پر نہیں کھائی جب تازہ کھجوروں کا موسم ختم ہو جاتا تو فرماتے بصرے والو دیکھو یہ میرا پیٹ ہے اور ذرا سا بھی نہیں گھٹا یعنی میں نے کھجوریں نہیں کھائیں تو میرا پیٹ گھٹا نہیں جوں کا توں ہے اور تم نے خوب کھجوریں کھائیں ان سے تمہارا پیٹ بڑھا نہیں جوں کا توں ہے۔ ابراہیم بن ادھمؒ سے پوچھا گیا کہ آپ آب زمزم کیوں نہیں پیتے؟ فرمایا اگر میرے پاس ڈول ہوتا تو ضرور پیتا۔

کہا جاتا ہے کہ حارث محاسبیؒ اگر شبہ والے کھانے کی طرف ہاتھ بڑھاتے تو آپ کی انگلیوں کے بالائی پوروں کی رگیں چڑھ جاتی تھیں اور آپ کو معلوم ہو جاتا تھا کہ یہ کھانا حلال نہیں۔ کہتے ہیں جب بشر حافی کے سامنے شبہ والا کھانا لایا جاتا تو آپ کا ہاتھ اس کھانے کی طرف بڑھتا ہی نہ تھا۔ ابو یزید بسطامیؒ کی والدہ کے بارے میں مشہور ہے کہ جب انہیں ابو یزید کا حمل تھا اس زمانہ میں اگر ان کے سامنے شبہ والا کھانا لایا جاتا تو کھانا ان کے سامنے سے خود بخود ہٹ جایا کرتا تھا پھر وہ اس کی طرف ہاتھ نہیں بڑھاتی تھیں۔ کسی اللہ کے بندے کے پاس جب شبہ والا کھانا لایا جاتا تو اس سے بدبو آنے لگتی تھی جس سے معلوم

المحاسبي رحمه الله اذا مدّ يده الى طعام فيه
شبهة ضرب على رأس أصبعه عرق فيعلم انه غير
حلال وقيل إن بشر الحافي رحمه الله كان إذا
قدّم بين يديه طعام فيه شبهة لا تمتد إليه
يده وقيل إن أمّ أبا يزيد البسطامي رحمهما الله
كانت إذا مدّت يدها إلى طعام فيه شبهة تباعد
حال كونها حاملة بأبي يزيد فلم تمدّ يدها
إليه وكان بعضهم إذا قدّم إليه طعام فيه
شبهة فاحت منه رائحة منكرة فعلم من ذلك
فامتنع من أكله وقيل عن بعضهم إنه كان إذا
وضع في فمه لقمة من طعام فيه شبهة لم يمتضغ
فتصير كالرمل في فمه وانما فعل الله تعالى لهم
ذلك تخفيفا ورحمة وشفقة وحمية لهم لما
صفوا اللقم واجتهدوا في طلب الحلال و
ترك الحرام والشبهة حماهم الله تعالى
عما يكرهونه من المطاعم فنبههم
في معرفة ذلك وكفاهم مؤنة التفتيش
والتنقير عن بائع الطعام وكسبه ومعيشته
وعن الثمن الذي اشتري به واصله وتحصيله
من وجه الحلال فجعل ذلك علامة عندهم
في أيّ وقت رأوها كفوا أيديهم عن تناول
الطعام واذا لم يروها تناولوه هذا
في حق هؤلاء السادة الكرام الذين سبقت
لهم العناية وعمتهم الرعاية واما الحلال
في حق العوام من المؤمنين فكل ما لا يكون

ہو جاتا تھا کہ یہ شبہ والا ہے اور وہ اس سے رک جاتا تھا بعض اولیاء کے
بارے میں مشہور ہے کہ جب وہ شبہ والے کھانے کا لقمہ منہ میں رکھتے تو
ریت کی طرح معلوم ہوتا اور چبایا نہ جاتا حق تعالےٰ نے اپنے ان نیک
بندوں کو ازراہ تخفیف و محبت و شفقت اور انہیں حرام سے بچانے
کے لئے یہ کرامتیں عطا فرمائی تھیں کیونکہ وہ پاک غذا تلاش کرتے تھے
اور حلال و طیب کے لئے دوڑ دھوپ کیا کرتے تھے اور حرام و شبہ
والی غذا سے بچا کرتے تھے بالآخر حق تعالےٰ شانہ انہیں ان کھانوں
سے بچا لیتا تھا اور انہیں حرام و شبہ والے کھانے نہ کھانے دیتا تھا۔
اس لئے اس نے ان کی انہیں کچھ علامتیں بتا دی تھیں اور تحقیق و
تفتیش کی زحمت سے بچا لیا تھا انہیں غلہ بیچنے والوں کے بارے میں
اور ان کی کمائی اور معیشت کے بارے میں اور اس پیسے کے بارے
میں جس سے انہوں نے یہ غلہ خریدا ہے اور اصل حقیقت کے بارے میں
تحقیق کرنی نہیں پڑتی اور یہ پوچھنا نہیں پڑتا تھا کہ اسے حلال طریقہ سے
حاصل کیا ہے یا حرام طریقہ سے۔ بنا بریں وہ ان نشانیوں کو دیکھ اس
کھانے سے ہاتھ کھینچ لیا کرتے تھے ورنہ تناول فرما لیا کرتے تھے یہ کرامتیں
تو ان معزز اللہ والے اکابر کی تھیں جن کو اللہ کی کرم فرمائیوں نے گھیر رکھا
تھا اور ان پر حق تعالےٰ کی تمام حراست و نگرانی تھی لیکن عوام کے لئے
وہ طعام حلال ہے جس میں کسی کا حق نہ ہو اور نہ شریعت کے قانون کے
خلاف کمایا گیا ہو۔ سہل بن عبد اللہ تستری سے حلال کے بارے میں
پوچھا گیا: فرمایا حلال وہ ہے جس میں اللہ تعالےٰ کی نافرمانی کو دخل نہ
ہو۔ دوسری بار یہ جواب دیا حلال وہ طیب رزق ہے جس کے کمانے
میں اللہ کو بھولا نہ گیا ہو لہٰذا کوئی چیز بالذات حلال نہیں بلکہ اللہ کے
حکم سے حلال ہے کیونکہ اگر بالذات حلال ہوتی تو حالت اضطرار میں
مردار کا کھانا حلال نہ ہوتا اور نہ وہ کھانا حلال ہوتا جو کسی پولیس کے
آدمی نے حرام پیسہ سے خریدا ہے اور فروخت کرنے والے نے حلال پیسہ

للخلق فيه تبعة ولا للشرع عليه مطالبة كما
قال سهل بن عبد الله التستري رحمه الله حين
سُئل عن الحلال قال الحلال هو الذي لا يعصى
الله فيه وقال مرة أخرى الحلال الصافي الذي
لا ينسى الله فيه فالحلال حلال حكم لا حلال
عين اذ لو كان حلال عين لم يحل لاحد اكل الميتة
ولا اذا اشترى الشرطي بماله الحرام طعاما
حلالا ثم رجع فاستقال البيع فرجع الطعام الى
يد مالكه الاول ان لا يجوز اكله للمتورع
المؤمن لانه قد تخلل بينهما حالة يحرم اكله
فيها وهو حصوله في يد الشرطيّ فلما اتفق
المسلمون على جواز اكل هذا الطعام
الذي حصل في ملك الشرطي المشتري بماله الحرام
الذي يحرم اكله عند جميع المسلمين علم ان
الحلال والحرام ما كان الشرع حكم به لا النفس
العين لان ذلك طعام الانبياء كما جاء في الحديث
ان النبي صلى الله عليه وسلم سمع رجلا
يقول اللهم ارزقني الحلال المطلق فقال له
النبي صلى الله عليه وسلم ذلك رزق الانبياء
اسأل الله رزقا لا يعذّبك عليه وكذلك في
الشرع من اتجر من اهل الذمة واليهود والنصارى
والمجوس في المحرّمات من الخمر والخنزير وليّاهم
بيعها واخذنا منهم العشر من أثمانها وروى
ذلك عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه فقال.
ولوهم بيعها وخذوا العشر من أثمانها فاذا أخذ

سے اسے حاصل کیا تھا پھر پولیس کے آدمی نے اسے مالک کو لوٹا دیا اور
وہ پھر اصل مالک کے پاس آ گیا تو ایسا کھانا پارسا مومن کے لئے جائز
نہ ہوتا کیونکہ اس میں ان دونوں حالتوں کے درمیان ایک ایسی حالت
آئی جس میں اس کا کھانا حرام ہو گیا تھا یعنی جب وہ کھانا پولیس کے
آدمی کے پاس گیا تو حرام ہو گیا تھا کیونکہ اس نے اسے حرام پیسہ سے
خریدا تھا اور حرام سے خریدا ہوا کھانا تمام مسلمانوں کے نزدیک حرام
ہے اس سے معلوم ہوا کہ حلال و حرام شارع کے حکم سے ہوتا ہے۔
نفس ذات سے نہیں ہوتا کیونکہ حلال انبیاء کا طعام ہے جیسا کہ ایک
حدیث میں آیا ہے کہ نبی صلعم نے ایک شخص سے سنا کہ رہا تھا اے
اللہ مجھے مطلق حلال روزی دے آپ نے فرمایا یہ تو انبیاء کا رزق
ہے اللہ سے ایسی روزی مانگ جس پر وہ تجھے عذاب نہ دے۔
اسی طرح اگر کوئی ذمی یا یہودی یا عیسائی یا مجوسی حرام (شراب
وخنزیر وغیرہ) کی تجارت کرتا ہو تو شریعت کی رو سے ہم انہیں
ان چیزوں کی اجازت دے دیں گے اور ان کی قیمت میں سے
دسواں حصہ وصول کر لیں گے چنانچہ عہد فاروقی میں اس پر
عمل درآمد ہوا آپ نے فرمایا انہیں ان چیزوں کی تجارت کرنے دو
اور ان کی قیمت میں سے دسواں حصہ لو پھر جب ان سے عشر لیا جاتا
ہے تو اسے کیا کیا جاتا ہے؟ کیا اس سے مسلمان فائدہ نہیں اٹھاتے
اگر حلال بالذات حلال ہوتا تو عشر (۱/۱۰) لینا جائز نہ ہوتا کیونکہ شراب
وسور اور ان کی قیمت حرام ہے لیکن اس صورت میں قیمت کا
۱/۱۰ حلال ہے کیونکہ دست بدست عقد بیع واقع ہوا ہے جیسے کہا
جاتا ہے کہ حلال و حرام میں فرق ہاتھوں کا ہے لہذا جس نے اپنے
ہاتھ میں شمع شریعت لے کر لین دین کیا اور اس میں تبدیل نہیں کی اور
شریعت سے باہر نہیں گیا اور شرع نے جس کی اجازت دی وہ لی
اور وہی دی جس کی شرع نے اسے اجازت دی تھی اور اس کے

العشر منهم فما يصنع به أليس ينتفع به المسلمون
فلو كان الحلال حلال العين لما جاز أخذ
ذلك لأن الخمر والخنزير وثمنهما حرام وأحل
ذلك لدخول اليد والعقد كما قيل بين
الحلال والحرام يد فمن اخذ الشرع في يده مصباحا
فاخذ به واعطى به لم يتأول فيه ولم يخرج
عنه فاخذ ما اذن له الشرع واعطى ما اذن له
الشرع فيه وصار جميع تصرفاته بالشرع اكل
الحلال بالشرع وليس عليه طلب الحلال المطلق
العين اذ ذاك لا يكاد يدرك الا ان يشاء الله
ان يكرم به لبعض اوليائه واصفيائه وما ذلك
على الله بعزيز فالناس في الطعام على ثلاثة اضرب
متق وولي وبدل عارف فحلال المتقي ما ليس
للخلق عليه تبعة ولا للشرع عليه مطالبة
وطعام الولي المحق الذي هو الزاهد زائل
الهوى ما ليس فيه الهوى بل هو مجرد بامره وطعام
البدل الذي هو العارف المفعول فيه زائل الارادة
كونه القدر وهو ما لم يتكن فيه همة ولا ارادة
بل فضل كله من الله عزوجل يرزقه ويدلله و
يربيه بقدرته الشاملة ومنته العامة ومشيئته
النافذة كالطفل الرضيع في حجر أمه الشفيقة
فما لم يتحقق له المقام الاول لا يصل الى المقام
الثاني وما لم يتحقق له المقام الثاني لا يصل الى المقام
الثالث فطعام المتقي شبهة في حق زائل الهوى
وطعام زائل الهوى شبهة في حق زائل الارادة

تمام تصرفات شرع کے اندر رہے تو اس نے شرع کے مطابق حلال کھایا
اس پر حلال مطلق کا یعنی بالذات حلال کا طلب کرنا واجب نہیں
کیونکہ وہ قریب ہے کہ نہ پایا جائے ہاں اگر اللہ ہی اپنے بعض دوستوں
کو اس سے نوازے تو نوازے کیونکہ اللہ پر کوئی چیز دشوار نہیں
لوگوں کی کھانے کے اعتبار سے تین قسمیں ہیں متقی، ولی اور
ابدال و عارف باللہ۔ متقی کے لئے حلال وطیب وہ کھانا ہے
جس میں کسی کا حق نہ ہو اور شرع کی اس پر گرفت نہ ہو اور سچے
ولی کا جو زاہد و تارک ہوتی ہے کھانا وہ ہے جس میں نفسانی
خواہش کو دخل نہ ہو بلکہ محض اللہ تعالےٰ کے حکم سے ہو اور ابدال
کا (جو عارف ہیں اور خواہش نفس سے دور رہتے ہیں) ان کا
کھانا گویا تقدیر الٰہی ہے اگر اس میں ان کے قصد و ارادے کو دخل
نہ ہو بلکہ ان پر حق تعالےٰ کا پورا پورا فضل وکرم ہے کہ وہ انہیں
روزی دیتا ہے ان کی ناز برداری کرتا ہے اور انہیں تربیت دیتا
ہے اور انہیں اپنی عام قدرت وہمہ گیر انعامات اور اپنی جاری
ہونے والی مشیت سے گھیرے رہتا ہے جیسے ایک شیرخوار بچہ
اپنی مشفق ومہربان ماں کی گود میں ہوتا ہے لہٰذا جب تک اسے پہلا
مقام حاصل نہ ہو دوسرے مقام تک نہیں پہنچ سکتا اور جب تک
دوسرا مقام حاصل نہ ہو تیسرے مقام تک نہیں پہنچ سکتا بنا بریں
متقی کا طعام تارک ہوئی کے لئے مشتبہ ہے اور تارک ہوا کا طعام
تارک ارادہ وہمت کیلئے مشتبہ ہے جیسے مشہور ہے کہ مقرب حضرات
کی برائیاں ابرار (نیک حضرات) کے حق میں نیکیاں ہیں لہٰذا شیخ
کا کھانا مرید کے لئے مباح ہے اور مرید کا کھانا شیخ کے حق میں
حرام ہے کیونکہ شیخ کی حالت صاف ہے اس کا مرتبہ پاکیزہ اور بلند
ہے اور اس کا حق جل شانہ سے قرب ہے۔
ورع (پارسائی) کی باریکیاں کہمش سے منقول ہیں فرماتے ہیں میں

والھمۃ کما قیل سیئات المقربین حسنات الابرار طعام الشیخ مباح للمرید وطعام المرید حرام فی حق الشیخ لصفاء حالتہ ونزاھۃ رتبتہ وعلو منزلتہ وقربہ من ربہ عزوجل و من دقائق الورع ما نقل عن کھمس رحمہ اللہ انہ قال اذنبت ذنبا وانا ابکی علیہ منذ اربعین سنۃ و ذلک انہ زارنی اخ لی فاشتریت بدانق سمکۃ مشویۃ فلما فرغ من اکلھا اخذت قطعۃ طین من جدار جار لی حتی غسل یدہ ولم استحل لہ وقیل ان رجلا کان فی بیت بکراء فکتب رقعۃ واراد ان یتربھا من جدار البیت فخطر بالہ ان البیت بالکراء ثم انہ خطر بالہ ان لا خطر لھذا فترب الکتاب فسمع ھاتفا یقول سیعلم المتخفف بالتراب ما یلقی غدا من طول الحساب وروی عتبۃ الغلام یتصبب عرقا فی الشتاء فقیل لہ فی ذلک فقال انہ مکان عصیت فیہ ربی فسئل عنہ فقال کشطت من ھذا الجدار قطعۃ طین غسل ضعیف لی یدہ بھا ولم استحل صاحبہ وقیل ان الامام احمد بن حنبل رحمہ اللہ رھن سطلا لہ عند بقال بمکۃ فلما اراد فکاکہ اخرج البقال الیہ سطلین وقال خذ ایھما لک فقال الامام احمد اشکل علی سطلی فھو لک والدراھم لک فقال البقال سطلک ھذا وانما اردت ان اجربک فقال لا آخذہ ومضی وترک السطل عندہ وقیل ان رابعۃ العدویۃ رحمہا اللہ

ایک گناہ کر بیٹھا جس پر چالیس سال سے رو رہا ہوں، گناہ یہ کیا کہ مجھ سے ملنے کے لیئے میرا ایک بھائی آیا میں نے اس کی خاطر تواضع کے لیئے ۱/۶ درہم کی ایک بھنی ہوئی مچھلی خریدی پھر جب وہ اسے کھا چکا تو میں نے اپنے پڑوسی کی دیوار سے اس کے ہاتھ صاف کرنے کے لیئے ذرا سی مٹی لے لی اور اس سے یہ قصور معاف نہیں کرایا۔ کہا جاتا ہے کہ ایک شخص کرائے کے ایک گھر میں رہا کرتا تھا ایک دن اس نے ایک خط لکھا اور اس گھر کی دیوار کی مٹی سے اسے خشک کرنا چاہا مگر فوراً ہی اسے خیال آیا کہ یہ گھر کرایہ پر ہے پھر یہ خیال آیا کہ اس کی ذرا سی مٹی استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں آخرکار اس نے ذرا سی مٹی لے کر خط کو خشک کر لیا اتنے میں ایک غیبی آواز آتی ہے کہ اس کی مٹی کے استعمال میں بلا مالک کی اجازت کے حرج نہ سمجھنے والے کو کل طویل حساب سے دوچار ہونا پڑے گا۔ جاڑے میں عتبہ غلام کو پسینہ میں شرابور دیکھا گیا وجہ پوچھی تو بتایا کہ میں ایک ایسے مقام پر ہوں جہاں میں نے پروردگار عالم کی ایک نافرمانی کی ہے پوچھا گیا: کیا نافرمانی کی ہے؟ کہا میں نے اپنے مہمان کے ہاتھ صاف کرانے کے لیئے اس دیوار سے ذرا سی مٹی لے لی تھی اور اس کے مالک سے اپنا یہ جرم معاف نہیں کرایا۔ کہا جاتا ہے کہ امام احمدؒ نے ایک سبزی فروش کے پاس مکہ میں اپنا ایک طشت رہن رکھا۔ پھر جب آپ نے اسے چھڑانا چاہا تو سبزی فروش نے آپ کے سامنے دو طشت لا کر رکھے اور کہا ان میں سے آپ اپنا طشت اٹھا لیجیئے آپ نے فرمایا: میں اپنا طشت پہچان نہیں سکتا مشکل ہے اس لیئے تم اپنے یہ درہم لو اور میں نے اپنا طشت بھی تمہیں کو دیدیا۔ سبزی فروش نے کہا دیکھیئے آپ کا یہ طشت ہے میں نے تو آپ کو آزمایا تھا فرمایا اب تو میں اسے تمہیں دے چکا اب واپس نہیں لوں گا۔

خاطت شقا فی قمیصها فی ضوء مشعلة سلطانية
ففقدت قلبها زمانا حتی تذکرت ذلك فشقت
قمیصها فوجدت قلبها وروی سفیان الثوری
رحمه الله فی المنام وله جناحان یطیر بهما فی
الجنة من شجرة الی شجرة فقیل له بم نلت
هذا قال بالورع وکان حسان بن ابی سنان
رحمه الله لاینام مضطجعا ولا یاکل سمینا ولا
یشرب باردا ستین سنة فروی فی المنام بعد
ما مات فقیل له ما فعل الله بك قال خیرا الا
انی محبوس عن الجنة بابرة استعرتها فلم
اردها وکان لعبد الواحد بن زید غلام خدمه
ستین وتعبد اربعین سنة وکان فی ابتداء امره
کیالا فلما مات رؤی فی المنام فقیل له ما فعل الله
بك قال خیرا غیر انی محبوس عن الجنة وقد
اخرج علی من غبار القفیز اربعین قفیزا ومر عیسی
علیه السلام بمقبرة فنادی رجلا منهم فاحیاه
الله تعالی فقال من انت کنت حمالا انقل للناس
فنقلت یوما لانسان حطبا فکسرت منه خلالا
تخللت به فانا مطالب منذ مت۔

فصل ولا یتم الورع الا ان یری عشرة
اشیاء فریضة علی نفسه اولها حفظ اللسان
من الغیبة لقوله تعالی ولا یغتب بعضکم بعضا
والثانی الاجتناب عن سوء الظن لقوله تعالی
اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم و
لقوله صلی الله علیه وسلم ایاکم والظن فانه

یہ کہہ کر آپ تشریف لے آئے اور طشت نہیں لیا۔ ایک عورت الگ پھر یہ نسا اپنا پھٹا ہوا
کرتہ شاہی مشعل کی روشنی میں سی لیا پھر آپ ایک مدت تک کھوئی کھوئی سی رہیں آخر کار
یاد آیا کہ میں نے پھٹا ہوا کرتہ شاہی مشعل کی روشنی میں سیا تھا فوراً کرتہ پھاڑ کر پھینک دیا
پھر آپکے دل کو سکون حاصل ہوا اور پیدا شدہ قلبی کیفیت زائل ہوئی حضرت سفیان ثوری
کو خواب میں دیکھا گیا کہ آپکے دو پر ہیں اور جنت کے درختوں پر اڑ کر جا رہے
ہیں آپ سے پوچھا گیا کہ آپکو یہ مقام کیونکر حاصل ہوا؟ فرمایا: پارسائی سے
حسان بن ابی سنان ساٹھ سال تک چت نہیں لیٹے نہ آپ نے مرغن غذا کھائی
اور نہ ٹھنڈا پانی پیا۔ جب آپ فوت ہو گئے تو کسی نے آپکو خواب میں دیکھا
اور پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپکے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ بولے اچھا ہی سلوک
فرمایا لیکن اس جرم میں کہ میں نے کسی سے ایک سوئی مانگ کر لے لی تھی پھر
وہ واپس نہیں کی مجھے جنت سے روک دیا گیا۔ عبد الرحمٰن بن زید کا ایک
غلام تھا جو کئی سال سے آپکی خدمت کرتا تھا اور چالیس سال سے اللہ کی عبادت
میں مصروف تھا اور اس سے قبل وہ پیمانہ سے ناپنے کا کام کیا کرتا تھا کسی نے
اسے مرنے کے بعد خواب میں دیکھا اور پوچھا کیا حال ہے؟ بولا: ٹھیک ہوں
البتہ جنت سے روکا ہوا ہوں کیونکہ میرے ذمہ چالیس پیمانہ غبار اور کوڑا کرکٹ نکالا
گیا ہے ایکدفعہ حضرت عیسیٰ ایک قبرستان میں تشریف لیگئے اور ایک قبر کے پاس
ٹھہر کر ایک شخص کو آواز دی اللہ تعالیٰ نے اسے زندہ کر دیا اور وہ قبر سے نکل آیا پوچھا
کون ہو؟ بولا: میں ایک قلی ہوں لوگوں کا سامان اٹھا کر ان کے گھر پہنچایا کرتا تھا
ایک دن میں نے ایک شخص کی لکڑیاں اٹھائی تھیں اور میں نے ان میں سے ذرا
سا تنکا توڑ کر خلال کر لیا تھا جب سے میں فوت ہوا ہوں مجھ سے اسی کا مطالبہ کیا جا رہا ہے

تکمیل پارسائی جب تک دس چیزیں اپنے اوپر فرض نہ کر لی جائیں اس
وقت تک پارسائی پوری نہیں ہوتی: غیبت سے زبان محفوظ رکھو فرمایا
کوئی کسی کی غیبت نہ کرے۔ بدگمانی سے بچو فرمایا بہت سے گناہوں سے
بچو یاد رکھو بعض گمان اور گناہ ہوتے ہیں۔ نبی صلعم نے فرمایا: خود کو گمانوں
سے بچاؤ کیونکہ سب جھوٹوں سے بڑا جھوٹ ہے، کسی کا مذاق نہ اڑاؤ

اكذب الحديث والثالث الاجتناب عن السخرية لقوله تعالى لا يسخر قوم من قوم والرابع غض البصر عن المحارم لقوله تعالى قل للمؤمنين يغضوا من ابصارهم والخامس صدق اللسان لقوله تعالى واذا قلتم فاعدلوا يعني فاصدقوا والسادس ان يعرف منة الله تعالى عليه لكيلا يعجب بنفسه لقوله تعالى بل الله يمن عليكم ان هداكم للايمان والسابع ان ينفق ماله في الحق ولا ينفقه في الباطل لقوله تعالى والذين اذا انفقوا لم يسرفوا ولم يقتروا يعني لم ينفقوا في المعصية ولم يمنعوا من الطاعة والثامن ان لا يطلب لنفسه العلو والكبر لقوله تعالى تلك الدار الآخرة نجعلها للذين لا يريدون علوا في الارض ولا فسادا والتاسع المحافظة على الصلوات الخمس في مواقيتها بركوعها وسجودها لقوله تعالى حافظوا على الصلوات والصلاة الوسطى وقوموا لله قانتين والعاشر الاستقامة على السنة والجماعة لقوله تعالى وان هذا صراطي مستقيما فاتبعوه ولا تتبعوا السبل فتفرق بكم عن سبيله۔

فصل ويجوز ان يتوب عن بعض الذنوب دون بعض اذا لم يمكنه التوبة عن جميعها في حالة واحدة مثل ان يتوب عن الكبائر دون الصغائر لعلمه ان الكبائر اعظم عند الله واجلب لسخطه ومقته والصغائر دونها

فرمایا: کوئی کسی کا مذاق نہ اڑائے، حرام سے نگاہیں نیچی رکھو۔ فرمایا: آپ مومنوں سے فرما دیں کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔ سچ بولو، فرمایا: اور جب تم بات کرو تو عدل کرو، یعنی سچ بولو۔ فرمایا: حق تعالےٰ کا احسان مانو تاکہ عجب و غرور سے بچ جاؤ، فرمایا: بلکہ تم پر اللہ کا احسان ہے کہ اس نے تمہیں ایمان کی ہدایت کی، اپنا مال نیک کاموں پر خرچ کرو، باطل پر خرچ نہ کرو، فرمایا: رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو خرچ کرتے وقت اسراف نہیں کرتے یعنی گناہوں میں خرچ نہیں کرتے اور نہ تنگی اختیار کرتے ہیں یعنی نیک کاموں پر خرچ کرتے ہیں۔ خود کو سب سے اعلےٰ اور بڑا نہ سمجھو فرمایا: ہم یہ آخرت کا گھر انہیں دیتے ہیں جو دنیا میں سربلندی اور فساد نہیں چاہتے۔ رکوع و سجود کے ساتھ اوقات نماز میں پنجگانہ نماز باقاعدہ پڑھتے رہو فرمایا نمازوں کی خصوصاً عصر کی نماز کی محافظت کرو۔ اور اللہ کے لئے خاموشی سے قیام کرو، سنت پر اور سلف کے طریقہ پر جمے رہو، فرمایا: دیکھو یہ میری راہ سیدھی ہے۔ لہٰذا اس کی پیروی کرو اور راہوں پر نہ چلو، ورنہ تم اللہ کی راہ سے ہٹ جاؤ گے۔

تدریجی توبہ اگر بیک وقت تمام گناہوں سے توبہ ممکن نہ ہو تو بتدریج توبہ کرو مثلاً پہلے کبائر (بڑے گناہوں) سے توبہ کرو، کیونکہ تم جانتے ہو کہ یہ اللہ کے نزدیک بڑے سنگین ہیں اور اللہ کے قہر و عتاب کو کھینچ کر لاتے ہیں اور چھوٹے گناہ ہلکے ہیں اور کم درجے کے ہیں اور حق تعالےٰ کی معافی سے بہت قریب ہیں لہٰذا یہ امر کوئی مشکل نہیں کہ پہلے بڑے گناہوں سے توبہ کی جائے پھر جب دل میں ایمان و یقین قوی ہوگا اور نور ہدایت طلوع ہوگا اور سینہ اللہ کی طرف جھکنے کے لئے کھلے گا تو چھوٹے چھوٹے اور معمولی

في الرتبة اذ هي اقرب الى تطرق العفو اليها فلا
يستحيل ان يتوب عن الاعظم ثم اذ قوي الايمان
واليقين في قلبه وظهرت انوار الهداية و
انشرح صدره للانابة الى الله تعالى حينئذ تاب
عن جميع الصغائر ودقائق الزلات والشرك الخفي
وذنوب القلوب اجمع ومعاصي الحالات والمقامات
بعد ذلك كلما رفع الى حالة ومقام كان
هناك ما يأتي وما يذر امر ونهي يعرفه كل ذائق
لهذا الامر وسالك لهذه الطريقة ومخالط
لاهلها فلا يأخذ الناس في اول وهلة بما هو
منتهى الامر انما بعثتم ميسرين ولم تبعثوا معسرين
ولا منفرين ان هذا الدين متين فاوغل فيه برفق
فان المنبت - أي المنقطع - لا طريقا سلك ولا
ظهرا ابقى ومثل من يتوب عن بعض الكبائر
دون بعض لعلمه ان بعضها اشد من البعض
عند الله واغلظ عقوبة وابلغ كالذي يتوب
عن القتل والنهب والظلم للعباد لعلمه
أن ديون العباد لا تترك وما بينه وما بين الله
تعالى يتسارع العفو اليه ومثل ان يتوب عن
شرب الخمر دون الزنا لعلمه ان الخمر مفتاح الشر
فانه اذا زال عقله ارتكب جميع المعاصي
وهو لا يشعر بها من القذف والسب والكفر
بالله والزنا والقتل والغصب لان الخمر مجمع
المعاصي وامها واصلها وكمن يتوب
عن صغيرة او صغائر وهو مصر على كبيرة

گناہ پوشیدہ شرک اور دل کے تمام گناہ انسان خود بخود چھوڑ دے
گا پھر حالات و مقامات کے گناہ چھوڑ دے گا جب بھی بندہ کسی
حال و مقام پر ترقی کرے گا تو اسے معلوم ہو جائے گا کہ یہاں کیا
کرنا ہے اور کیا چھوڑنا ہے اور اس حال و مقام کے امر و نہی سے
واقف ہو جائے گا ہر صاحب ذوق و سالک طریقت اور اللہ
والوں کی صحبت میں اُٹھنے بیٹھنے والا ان سے آگاہ ہوتا ہے لہٰذا
لوگ ابتداء میں انتہا کا کام اختیار نہ کریں کیونکہ تم آسانی کرنیوالے
بنا کر بھیجے گئے ہو مشکل پیدا کرنے کے لئے نہیں، دیکھو یہ دین (اسلام)
مضبوط ہے لہٰذا اس میں بتدریج نرمی کے ساتھ آگے بڑھو کیونکہ
جو راہ سے کٹ جاتا ہے گویا وہ راہ پر چلا ہی نہیں اور نہ اس نے
راہ پر چلنے کے لئے کوئی سواری باقی رکھی، پھر بڑے گناہوں
سے توبہ کرنے کے سلسلہ میں بھی بتدریج توبہ کرے مثلاً پہلے شراب
پینے سے توبہ کرے زنا سے نہیں پھر بعد میں زنا سے کرے۔
کیونکہ تم کو معلوم ہے کہ شراب تمام برائیوں کی جڑ اور
تمام گناہوں کی کنجی ہے کیونکہ جب عقل ہی پر پردہ پڑ جاتا ہے
تو انسان ہر طرح کا گناہ کر بیٹھتا ہے اور اسے نہ بدنامی کا ڈر
ہوتا ہے نہ طعن و تشنیع کا اور نہ اللہ کے ساتھ کفر و شرک کا
نہ زنا کا نہ قتل کا اور نہ غصب کا، کیونکہ شراب تمام گناہوں کی
جڑ ام المعاصی اور اصل ہے۔

یہ بھی صحیح نہیں کہ انسان چھوٹے گناہوں سے تو توبہ کر لے لیکن
کسی بڑے گناہ پر جا رہے مثلاً غیبت اور نامحرم کو دیکھنے سے
تو توبہ کر لی لیکن شراب پینے پر مصر ہے کیونکہ اسے شراب کی
سخت لت ہے اور اس پر ہزار جان سے قربان ہے اور اس کا
خوب عادی ہے اور یہ تاویل کرتا ہے کہ شراب تو میری بیماری
کی دوا ہے اور ہمیں دوا کے استعمال کرنے کا حکم ہے شیطان

مثل ان يتوب عن الغيبة او عن النظر الى المحرم وهو مصرّ على شرب الخمر لشدة مزاولته بالخمر ولهجه بها وتعوده لها وتسويل نفسه بانه مداوٍ مرضه بها وقد امرنا باستعمال الدواء وتزيين الشيطان له ذلك وتحسينه وقوة شهوته فيها لما في شربها من السرور والفرح وذهاب الهموم وصحة الجسم على زعمهم وذهول عن بوائقها وعاقبتها والغفلة عن عقوبة الله له لاجلها وفساد الدين والدنيا بها لانها سبب زوال العقل الذي به انتظام امر الدين والدنيا وانما قلنا انه تصح التوبة عن بعض هذه الذنوب دون بعض لانه لا يخلو كل مسلم من جمع بين طاعة الله ومعصيته في الاحوال كلها وانما يتفاوتون في الحالات وعظم الذنوب وصغرها على قرب احوالهم من الله وبعدها فاذا قال الفاسق ان قهرني الشيطان بواسطة غلبة الشهوة في بعض المعاصي فلا ينبغي لي ان ارخي العنان واخلع العذار بالكلية فانسرح في المعاصي بل اجتهد فيما يخف على من ترك بعض المعاصي فاتركها فيكون قهري لبعض ذلك كفارة لبعض الباقي ولعل الله يراني اخافه في بعض معاصيه واتركها لاجله واجاهد نفسي وشيطاني في تركها فيعينني ويوفقني ويحول بيني وبين بقية المعاصي

نے اس کے دماغ میں یہی بات بٹھا دی ہے اور یہ سمجھا دیا ہے کہ اس طرح شراب پینا خلاف شرع نہیں بلکہ اس سے جسمانی طاقت بحال رہتی ہے اور اس کے پینے سے سرور و کیف حاصل ہوتا ہے اور تمام پریشانیاں اور غم دُور ہو جاتے ہیں اور تندرستی حاصل ہوتی ہے لیکن یہ شراب پینے والے شراب کے خطرناک نتائج کو اور مہلک اثرات کو بھول جاتے ہیں اور یہ بھی بھُول جاتے ہیں کہ شراب نوشی کی وجہ سے حق تعالےٰ پکڑتا ہے اور اپنے عذاب میں مبتلا فرما دیتا ہے علاوہ ازیں شراب دین و دنیا کو تباہ کر دیتی ہے کیونکہ یہ عقل ہی اڑا کر لے جاتی ہے جس سے دین و دنیا کی سعادتوں کو حاصل کیا جاتا ہے۔

یہ جو ہم نے کہا کہ بیک وقت اگر تمام گناہوں سے توبہ ممکن نہ ہو تو بعض گناہوں سے توبہ کر لی جائے اور ایسی توبہ صحیح ہے یہ اس لئے کہا کہ ہر مسلمان اپنی ہر حالت میں طاعت و گناہ کا جامع ہوتا ہے یعنی ہر مسلمان ہر حال میں فرماں برداری بھی کرتا ہے اور گناہ بھی ہاں چھوٹے بڑے گناہوں کی وجہ سے لوگوں کے اللہ کے قرب بعد میں تفاوت ہوتا ہے ایک فاسق سوچتا ہے کہ اگر بعض گناہوں پر براہ غلبۂ شہوت شیطان مجھ پر غالب آجائے تو مجھے لائق نہیں کہ میں بالکل ہی مطلق العنان بن جاؤں اور کھلم کھلا ہر قسم کا گناہ کروں اور گناہوں میں ڈوبا ہوں بلکہ مجھے پہلے بعض ہلکے گناہ چھوڑنے کی کوشش کرنی چاہیئے اگر میں اپنے نفس کو بعض گناہوں سے روک دوں گا تو اس سے دوسرے گناہوں کے چھوڑنے پر مجھے مدد ملے گی مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے حال پر رحم فرمائیگا اور میں بعض دوسرے گناہ اللہ سے ڈر کر چھوڑ دونگا اور اپنے نفس و شیطان سے ان کے چھوڑنے میں لڑتا رہونگا حق تعالیٰ میری مدد فرمائے گا اور مجھے توفیق عطا فرمائے گا اور اپنی رحمت سے میرے اور میرے باقی گناہوں میں

برحمته ولو لم يكن الامر على ما قلنا لما
صحت صلاة كل فاسق ولا صومه ولا
زكاته ولا حجه ولا شيء من الطاعات
بأن يقال له انت فاسق خارج من طاعة
الله بفسقك مخالف لامره فعباداتك هذه
لغير الله تعالى فان زعمت انها الله عزوجل
فاترك الفسق فان امر الله فيه واحد لا يتصور
ان تقصد بصلاتك التقرب الى الله ما لم
تتقرب بترك الفسق وهذا محال لا يقال
فما هذا الا بمثابة من عليه ديناران لرجلين
وهو قادر على الاداء اليهما فادى احد الدينارين
الى احدهما وجحد الآخر وحلف عليه مع
علمه ذلك وتحققه له فلا شك ان ذمته
بريئة مما قد أدى ومشتغله بما جحد والى
فكذلك من اطاع الله تعالى فى بعض او
امره مطيع له بطاعته واذا عصاه فى بعض
نواهيه عاص له بمعصية فهو مؤمن ملىء
ناقص الايمان طائع بطاعته عاص مخالف
له بمخالفته وهذا هو داب كل مخلط
فى امر دينه الى ان يبلغ الى حالة يزول هواه
فتنقطع عنه جميع المعاصى الا من شاء الله
ان يقضى عليه بها اذ لا عصمة لنا ويتوب
الله على من تاب ويتفضل بالرحمة على من
أناب -

فصل : فى ذكر الاخبار والآثار الواردة

حائل ہو جائے گا اس طرح میں گناہوں سے بچ جاؤنگا اگر یہ مسئلہ ہمارے بیان
کے مطابق نہ ہو تو پھر تو کسی فاسق کی نہ نماز صحیح ہو نہ روزہ، نہ زکوٰۃ نہ
حج اور نہ کوئی نیکی کیونکہ آپ اس سے کہ سکتے ہیں کہ تو فاسق ہے اور اپنے
فسق کی وجہ سے اللہ کی اطاعت سے خارج ہے اور اس کے حکم کا مخالف
ہے لہٰذا تیری یہ تمام عبادتیں غیر اللہ کے لئے ہیں اگر تیرا یہ گمان ہے کہ یہ
عبادتیں اللہ کے لئے ہیں تو فسق و فجور چھوڑ دے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا حکم
ایک ہی ہے یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ تو اپنی نماز وغیرہ سے اللہ تعالیٰ کا
قرب حاصل کر لیگا جب تک کہ ترک فسق کر کے قرب حاصل نہ کر لے
گناہ چھوڑے بغیر طاعت سے تقرب محال ہے۔ یہ نہ کہا جائے کہ اسکی مثال
اس طرح ہے جیسے کسی پر دو آدمیوں کے دو دینار ہیں اور اس میں دونوں
کو ادا کرنے کی استطاعت ہے لیکن اس نے ایک آدمی کو ایک دینار ادا
کر دیا اور دوسرے کے دینار کا انکار کر دیا اور جھوٹی قسم کھالی کہ تیرا مجھ
پر کچھ نہیں حالانکہ اسے یقین ہے کہ مجھ پر اس کا دینار واجب ہے بلاشبہ
اس نے جس کا دینار ادا کر دیا اس سے بری الذمہ ہو گیا اور جس کے
دینار کا انکار کر دیا ہے اس سے اُس کے بارے میں بازپرس ضرور ہوگی
اسی طرح اگر کوئی اللہ کے بعض احکام بجا لاتا ہے اور بعض انجام نہیں دیتا تو
جن کو بجا لایا ان میں وہ مطیع ہے اور جن سے سرتابی کی ان کے بارے میں اس سے
بازپرس ہوگی ایسا شخص ناقص الایمان مسلمان ہے کہ بعض میں فرمانبردار ہے اور
بعض میں نافرمان یا احکام بجا لانے میں تو فرمانبردار ہے لیکن حرام سے رکنے میں نافرمان
ہے طاعت سے مطیع و منقاد ہے اور مخالفت سے مخالف ہے یہی حال ان تمام لوگوں
کا ہوتا ہے جو دین میں اچھے اور برے ہر طرح کے عمل کرتے ہیں حتیٰ کہ ایسی حالت تک
پہنچ جائیں کہ انکی ہوا پرستی دور ہو جائے اور ان سے تمام گناہ چھوٹ جائیں ہاں
اگر اللہ کی مشیت ہی میں انکو گناہوں پر قائم رہنا ہے تو دوسری بات ہے کیونکر لوگ معصوم
نہیں اور اللہ توبہ کرنیوالوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اور اسکی طرف لوٹنے والوں پر اپنا فضل و رحم فرماتا ہے۔

احادیث توبہ

حضرت جابرؓ کا بیان ہے کہ نبی صلعم نے ایک جمعہ کے خطبہ

فی التوبۃ قال جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنھما خطبنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم الجمعۃ فقال ایھا الناس توبوا الی اللہ قبل ان تموتوا و بادروا بالاعمال الصالحۃ قبل ان تشغلوا وصلوا الذی بینکم وبین ربکم تسعدوا و اکثروا الصدقۃ ترزقوا و امروا بالمعروف تحصنوا و انھوا عن المنکر تنصروا وکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کثیرا ما یقول اللھم اغفرلی وتب علی انک انت التواب الرحیم وقال صلی اللہ علیہ وسلم ان ابلیس حین اھبط الی الارض قال وعزتک وجلالک لا ازال اغوی ابن آدم ما دام الروح فی جسدہ فقال الرب وعزتی وجلالی لا امنعہ التوبۃ مالم یتغرغر بنفسہ وعن محمد بن عبد اللہ السلمی رحمہ اللہ انہ قال جلست الی نفر من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالمدینۃ فقال رجل منھم سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من تاب قبل موتہ بنصف یوم تاب اللہ علیہ وقال آخر سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من تاب قبل الغرغرۃ تاب اللہ علیہ وعن محمد بن مطرف رحمہ اللہ انہ قال یقول اللہ ویح ابن آدم یذنب الذنب فیستغفرنی فاغفرلہ ویحہ ثم یعود فیستغفرنی

میں فرمایا لوگو! مرنے سے پہلے پہلے اللہ کے آگے توبہ کرلو کاموں میں مشغول ہونے سے قبل نیک عمل کرنے میں جلدی کرو اور اپنے رب کے درمیان نیک عملوں سے رابطہ قائم رکھو سعادت تمہارے قدم چومے گی کثرت سے خیرات کرو، تمہیں روزی دی جائیگی نیک کاموں کا حکم کرو ہر بلا سے محفوظ رہو گے، بری باتوں سے روکتے رہو تمہاری مدد ہوگی نبی صلعم کثرت سے یہ دعا مانگا کرتے تھے: اے اللہ مجھے بخش دے اور میری توبہ قبول فرما بلاشبہ تو توبہ قبول فرمانے والا اور بڑا ہی مہربان ہے۔

نبی صلعم نے فرمایا: جب ابلیس زمین کی طرف اتارا گیا تو اس نے کہا اے اللہ مجھے تیری عزت و جلال کی قسم! میں فرزند آدم کو برابر اغوا کرتا رہوں گا جب تک اس کے جسم میں جان رہے گی پروردگار نے فرمایا: مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم! غرغرہ سے پہلے پہلے میں اس کی توبہ قبول کرلوں گا۔

عبد اللہ سلمیؒ کا بیان ہے کہ مدینہ میں کئی صحابہ کے پاس بیٹھا ان میں سے ایک صحابی نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلعم سے سنا فرماتے تھے جس نے مرنے سے آدھے دن پہلے توبہ کرلی حق تعالیٰ جل مجدہ اس کی توبہ قبول فرما لیتے ہیں دوسرے صحابی نے کہا میں نے آپ سے سنا آپ فرما رہے تھے کہ جس نے غرغرہ سے پہلے پہلے توبہ کرلی حق تعالیٰ سبحانہ اس کی توبہ قبول فرما لیتے ہیں۔

محمد بن مطرف کا بیان ہے کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے: فرزند آدم پر میری رحمت ہے اگر وہ گناہ کرکے مجھ سے معافی مانگتا ہے تو میں اس کے گناہ بخش دیتا ہوں اس پر میری رحمت ہے اگر پھر وہ گناہ کرکے توبہ کرلیتا ہے تو میں اسے بخشدیتا ہوں اس پر میری رحمت ہے نہ وہ گناہ چھوڑتا اور نہ میری رحمت سے آس توڑتا ہے میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اسے بخش دیا۔

فاغفر له ويجه لا هو يترك ذنبه ولا هو
ييأس من رحمتي اشهد كما اني قد غفرت له
وقال انس رضي الله عنه كان رسول الله
صلى الله عليه وسلم وصحابته لجل ما
انزلت "وان استغفروا ربكم ثم توبوا اليه"
نستغفرون كل يوم مائة مرة ويقولون
نستغفر الله ونتوب اليه قال وجاء رجل
الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال
يارسول الله اني اذنبت ذنبا قال صلى الله
عليه وسلم استغفر الله قال اني اتوب
ثم اعود قال صلى الله عليه وسلم كما
اذنبت فتب حتى يكون الشيطان هو الحسير
قال يا نبي الله اذ تكثر ذنوبي فقال صلى الله
عليه وسلم "عفو الله اكبر من ذنوبك" وقال
الحسن رحمه الله لا تتمنى المغفرة من غير
توبته ولا الثواب بغير العمل لان العزة بالله
ان تتمادى في سخطه وتترك العمل بما يرضيه
وتتمنى عليه المغفرة فتغرك الاماني حتى يحل
بك امره اما سمعته يقول وغرتكم الاماني
حتى جاء امر الله وغركم بالله الغرور و
قال الله تعالى واني لغفار لمن تاب وآمن و
عمل صالحا ثم اهتدى وقال عزوجل
ورحمتي وسعت كل شيء فسأكتبها للذين
يتقون ويؤتون الزكوة والذين هم بآياتنا
يؤمنون فالطمع في الرحمة والجنة من غير

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ وان استغفروا ربکم ثم توبوا الیہ (یعنی اپنے رب سے معافی مانگ لو اور اس کے آگے توبہ کر لو) کے اترنے کے بعد رسول اللہ صلعم اور صحابہ کرام روزانہ سو بار مغفرت کی دُعا (نستغفر اللہ و نتوب الیہ) مانگا کرتے تھے فرماتے ہیں ایک شخص رسول اللہ صلعم کے پاس آکر عرض کرتا ہے کہ یا رسول اللہ مجھ سے گناہ ہو گیا، فرمایا: اللہ سے معافی مانگ لو، بولا: توبہ کر لیتا ہوں پھر گناہ ہو جاتا ہے فرمایا جب کبھی گناہ کرو فوراً توبہ کر لیا کرو حتیٰ کہ شیطان تھک کر بیٹھ جائے بولا: یا رسول اللہ جب میرے گناہ بہت ہوں تو؟ فرمایا: تمہارے گناہوں سے اللہ کی رحمت بہت زیادہ ہے حسن بصریؒ کا قول ہے: بلا توبہ کے معافی کی آرزو قائم نہ کرو اور نہ بلا عمل کے ثواب کی امید باندھو کیونکہ تم کو دھوکا ہوا ہے کہ اللہ کو ناراض کرنے کے برابر عمل کرتے رہتے ہو اور رضا کے عمل کرتے نہیں اور اس سے مغفرت کی آس لگائے ہوئے ہو لہٰذا تمہاری آرزوئیں تمہیں دھوکہ میں ڈالے ہوئے رہتی ہیں حتیٰ کہ تم پر اللہ کا حکم اتر آتا ہے کیا تم نے سنا نہیں کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے اور تمہیں تمہاری تمناؤں نے دھوکا دیا یہاں تک کہ اللہ کا حکم آپہنچا اور تمہیں شیطان نے اللہ کی رحمت کے ساتھ دھوکا دیا، حق تعالیٰ نے فرمایا ہے میں اسے یقیناً بخشنے والا ہوں جس نے توبہ کر لی، ایمان لے آیا اور نیک عمل کرتا رہا پھر راہ پا گیا۔ نیز حق تعالیٰ نے فرمایا: اور میری رحمت میں ہر چیز سمائی ہوئی ہے پھر میں اپنی رحمت ان کے لئے لکھ لیتا ہوں جو مجھ سے ڈرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور جو ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں ان آیتوں سے معلوم ہوا کہ بلا توبہ اور بلا تقوے کے رحمت و جنت کی امید ایک احمقانہ تصور ہے اور جہالت و دھوکا ہے کیونکہ رحمت و جنت ان دونوں آیتوں (توبہ اور تقویٰ والی آیتوں)

توبة وغير تقوى حمق وجهل وغرور لانهما مقيدتان بهاتين الآيتين وقال صلى الله عليه وسلم ان المؤمن يرى ذنوبه كانه باصل جبل يخاف ان يقع عليه وان الفاجر يرى ذنوبه كذباب وقع على انفه فقال به هكذا فطار قال صلى الله عليه وسلم ان العبد ليذنب فيدخله الجنة فقالوا يا نبى الله وكيف يدخله الجنة قال يكون الذنب نصب عينه يستغفر منه ويندم عليه حتى يدخله الجنة وقال صلى الله عليه وسلم لم ار شيئا احسن طلبا ولا اسرع ادراكا من حسنة حديثة لذنب قديم ان الحسنات يذهبن السيئات ذلك ذكرى للذاكرين وقال صلى الله عليه وسلم اذا اذنب العبد ذنبا كانت نكتة سوداء فى قلبه فاذا تاب ونزع واستغفر صقل قلبه منها واذا لم يتب ولم ينزع ولم يستغفر كان الذنب على الذنب والسواد على السواد حتى يعمى القلب فيموت فذلك قوله عز وجل كلا بل ران على قلوبهم ما كانوا يكسبون وقال صلى الله عليه وسلم ترك الخطيئة اهون من طلب التوبة فاغتنم غفلة المنية قال وكان آدم بن زياد رحمه الله يقول لينزلن احدكم نفسه انه قد حضره الموت فاستقال ربه فاقاله فليعمل بطاعة الله قبل

سے مقید ہیں اور نبی صلعم نے فرمایا: مومن وہ ہے جو اپنے گناہ اس طرح دیکھتا ہے گویا وہ ایک پہاڑ کے نیچے کھڑا ہے اور اسے اپنے اوپر اس پہاڑ کے گرنے کا ہر وقت خطرہ ہے اور فاجر اپنے گناہ مکھی کی طرح سمجھتا ہے گویا اس کے ناک پر مکھی آ بیٹھی اور اس نے ہاتھ سے اشارہ کیا اور مکھی اڑ گئی۔

نبی صلعم نے فرمایا: بندہ گناہ کرتا ہے پھر اللہ اسے جنت میں داخل فرما دیتا ہے لوگوں نے کہا: اے اللہ کے نبی اللہ تعالے اسے جنت میں کیوں داخل فرما دیتا ہے فرمایا: گناہ اس کے آنکھوں سے آنسو بہاتا ہے وہ گناہ پر نادم و شرمسار ہوتا ہے اور دعائے مغفرت مانگتا ہے بالآخر حق تعالے اسے جنت میں داخل فرما دیتا ہے، رحمت عالم صلعم نے فرمایا جس طرح جلدی سے نیکی پرانا گناہ مٹا دیتی ہے اس طرح میں نے جلدی سے کوئی چیز کسی کے پاس پہنچنے والی اور حسن طلب والی نہیں دیکھی بلاشبہ نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں یہ یاد رکھنے والوں کے لئے ایک نصیحت ہے، نبی صلعم نے فرمایا جب بندہ گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نقطہ (داغ) پڑ جاتا ہے پھر اگر وہ گھبرا کر توبہ کرتا ہے اور دعائے مغفرت مانگتا ہے تو اس کے دل کا سیاہ داغ جاتا رہتا ہے اور دل صاف ہو جاتا ہے اور اگر توبہ نہیں کرتا اور اللہ کے آگے نہیں گڑگڑاتا اور استغفار نہیں کرتا (تو سیاہ داغ باقی رہتا ہے) اگر پھر گناہ کرتا ہے اور دوسرا سیاہ نقطہ پڑ جاتا ہے پھر نوبت یہاں تک آتی ہے کہ گناہوں کی کثرت سے اور توبہ نہ کرنے سے سارے دل پر سیاہی چھا جاتی ہے اور دل اندھا ہو جاتا ہے اور مر جاتا ہے چنانچہ حق تعالے نے فرمایا ہرگز نہیں بلکہ ان کے گناہوں کی وجہ سے ان کے دلوں پر زنگ چڑھ گیا ہے نبی صلعم نے فرمایا: گناہ کا چھوڑنا توبہ کرنے سے آسان ہے لہٰذا موت کی غفلت کو غنیمت شمار کرو۔ آدم بن زیاد فرمایا کرتے تھے

اوحی اللہ تعالیٰ الی داؤد علیہ السلام اتّق ان اخذک علی غرّۃ فتلقانی بلاحجۃ ودخل بعض الصالحین علی عبد الملک ابن مروان فقال لہ عظنی فقال ھل انت علی استعداد لحلول الموت ان اتاک قال لا قال فھل انت مجمع علی التحوّل عن ھذہ الحالۃ الی حالۃ ترضاھا قال لا قال فھل بعد الموت دار فیھا مستعتب قال لا قال فھل تأمن الموت ان یأتیک علی غرّۃ قال لا قال ما رأیت مثل ھذہ الخصال یرضی بھا عاقل قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الندم توبۃ وقال صلی اللہ علیہ وسلم من اذنب ذنبا ثم ندم علیہ فھو کفارتہ وقال الحسن رحمہ اللہ التوبۃ علی اربع دعاء ثم استغفار باللسان وندم بالقلب وترک بالجوارح واضمار ان لا یعود وقال التوبۃ النصوح ان یتوب ثم لا یرجع فیما تاب منہ وقال صلی اللہ علیہ وسلم التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ والمستغفر من الذنب وھو مقیم علیہ کالمستھزئ بربّہ وان الرجل اذا قال استغفرک واتوب الیک ثم عاد قبلھا ثم عاد ثلاث مرات کتب فی الرابعۃ من الکبائر وقال الفضیل بن عیاض رحمۃ اللہ کن وصی نفسک ولا تجعل الرجال اوصیاءک کیف تلومھم ان یضیعوا وصیتک وقد

تم یہ سمجھ لیا کرو کہ موت آگئی تھی لیکن ہم نے حق تعالیٰ سے اسے ہٹانے کی التجا کی حق تعالیٰ نے اسے ہم سے ہٹا دیا اس لئے اللہ کے احکام کی بجا آوری میں لگ جاؤ کہا جاتا ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت داؤد کے پاس وحی بھیجی کہ اے داؤد! اس سے ڈرکہ میں تجھے غفلت میں پکڑ لوں اور تو مجھ سے بلا حجت کے ملاقات کرے کوئی اللہ والا عبد الملک بن مروان کے پاس آتا ہے عبد الملک ان سے نصیحت کی فرمائش کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں اگر موت آجائے تو کیا آپ نے موت کی تیاری کر لی ہے؟ بولے نہیں، فرمایا: کیا چاہتے ہیں کہ اس حالت سے کسی پسندیدہ حالت کی طرف لوٹ جائیں۔ بولے نہیں، فرمایا: کیا موت کے بعد کوئی گھر ہے جس میں عذر قابل قبول ہو؟ بولے نہیں، فرمایا: کیا آپ حالت غفلت میں موت کے آنے سے نڈر ہیں بولے نہیں، فرمایا: میں نے ان جیسی باتوں پر کسی عقل و ہوش والے کو راضی ہوتا نہیں دیکھا نبی صلعم نے فرمایا ندامت توبہ ہے فرمایا جو کوئی گناہ کر بیٹھے پھر اس پر پشیمان ہو تو وہ پشیمانی اس گناہ کا کفارہ ہے۔ حسن بصریؒ: توبہ چار ستونوں پر ہے زبان سے معافی کی التجا کرنا دل سے پشیمان و شرمسار ہونا اعضاء سے گناہ چھوڑ دینا اور دل سے پکا ارادہ کرنا کہ آئندہ یہ گناہ نہیں کروں گا فرمایا: بہ خلوص توبہ یہ ہے کہ توبہ کرلے اور آئندہ وہ گناہ نہ کرے جس سے توبہ کی ہے نبی صلعم نے فرمایا گناہ سے توبہ کرنیوالا بے گناہ کی طرح ہے اور گناہ پر قائم رہ کر گناہ سے معافی مانگنے والا پروردگار کے ساتھ ٹھٹھا کرنے والے کی طرح ہے اور جب کوئی شخص کہتا ہے کہ اے اللہ میں معافی چاہتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں پھر گناہ کر بیٹھتا ہے پھر توبہ کرتا ہے پھر گناہ کر بیٹھتا ہے جب تین بار ایسا ہوتا ہے تو خیر معاف کر دیا جاتا ہے لیکن چوتھی بار ایسا کیا گیا تو گناہ کبیرہ میں شمار کر لیا جاتا ہے، فضیل بن عیاضؒ: اپنے لئے خود ناصح بنو لوگوں کو اپنے لئے ناصح نہ بناؤ تم لوگوں کو اس بات پر کہ انہوں نے تمہاری نصیحت ضائع کر دی کیسے برا کہہ سکتے ہو حالانکہ خود تم نے اپنی نصیحت اپنی زندگی میں ضائع کر دی کسی شاعر نے کہا ہے سہ فائدہ

فیبعثها فی خیاتک والشر لعضهم یقول:

تمتع ان ذی الدنیا متاع … وان دوامها لا یستطاع
وقدم ما ملکت وانت حیٌ … امیر فیه متبع مطاع
ولا یغررک من توصی الیه … فقصر وصیة المرء الضیاع

وقال آخر:

اذا ما کنت متخذ اوصیا … فکن فیما ملکتُ وصی نفسک
ستحصد ما زرعت غدا وتجنی … اذا وضع الحساب ثمار غرسک

فصل آخر عن ابی امامة الباهلی رضی اللہ عنہ قال ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال صاحب الیمین امیر علی صاحب الشمال فاذا عمل العبد حسنة کتب له صاحب الیمین عشرا واذا عمل سیئة فاراد صاحب الشمال ان یکتبها قال صاحب الیمین امسک عنه فیمسک عنه ست ساعات من النهار اوسبعا فان استغفر اللہ تعالی منها لم یکتب علیه شیئا وان لم یستغفر کتب علیه سیئة واحدة وفی لفظ آخر ان العبد اذا اذنب لم یکتب علیه حتی یذنب ذنبا آخر فاذا اجتمعت علیه خمسة من الذنوب فاذا عمل حسنة واحدة کتب له خمس حسنات وجعل الخمس بازاء خمس سیئات فیصیح عند ذلک ابلیس لعنه اللہ ویقول کیف لی ان استطیع علی ابن آدم فانی وان اجتهدت علیه یبطل بحسنة واحدة جمیع جهدی وروی یونس عن الحسن

اٹھا کیونکہ دنیا فائدہ اٹھانے کی چیز ہے اور اس کی ہمیشگی پر کسی کو قدرت نہیں اور اپنا مال اس حال میں آگے بھیج کر تو بقید حیات ہو اس میں خود مختار رہو اور لوگ تیری پیروی اور اطاعت کرتے ہوں اور اس شخص سے دھوکا مت کھا جس کی اخیر خیر خواہی کرتا ہے کیونکہ انسان کی خیر خواہی کی خرابی اس کا ضائع ہونا ہے ایک اور شاعر کہتا ہے جب تم کسی کو نصیحت کرنا چاہو تو مقدور بھر اپنے ناصح بھی بنو تم نے جو کچھ بویا ہے اسے کل کاٹ لوگے اور حساب کے دن اپنے باغ کے پھل چن لوگے۔

توبہ کے دل خوش کن نتائج

حضرت ابوامامہ باہلی کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا: دائیں جانب والا فرشتہ بائیں جانب والے فرشتہ پر امیر ہے جب انسان ایک نیکی کرتا ہے تو دائیں جانب والا فرشتہ اسے بجائے ایک کے دس نیکیاں لکھتا ہے اور جب کوئی ایک برائی کرتا ہے اور بائیں طرف کا فرشتہ اسے لکھنے کا ارادہ کرتا ہے تو دائیں طرف کا فرشتہ اسے ٹھہر جانے کا حکم کرتا ہے یہ فرشتہ چھ سات گھنٹے ٹھہرا رہتا ہے اور اسے نہیں لکھتا پھر اس عرصہ میں اگر بندہ اس برائی سے توبہ کر لیتا ہے تو فرشتہ کچھ نہیں لکھتا اور اگر توبہ نہیں کرتا تو ایک برائی لکھ لیتا ہے' اسی حدیث کا ایک لفظ یہ ہے: بندہ جب گناہ کرتا ہے تو وہ گناہ لکھا نہیں جاتا۔ جب تک کہ دوسرا گناہ نہ کر لے پھر جب اعمالنامہ میں پانچ گناہ جمع ہو جاتے ہیں تو اگر نیکی کر لے تو پانچ نیکیاں لکھ لی جاتی ہیں اور یہ پانچ نیکیاں پانچ گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہیں یہ دیکھ کر ابلیس چیخ پڑتا ہے اور کہتا ہے ہائے کیا کروں؟ اور کس طرح انسان پر قابو پاؤں؟ اگر میں دوڑ دھوپ کر کے اس سے پانچ گناہ کراتا ہوں تو اس کی ایک نیکی سے میری سر توڑ کوشش خاک میں مل جاتی ہے یونس از حسن از نبی صلعم: ہر شخص پہ دو فرشتے متعین ہیں اور دائیں طرف کا فرشتہ بائیں طرف کے فرشتہ پہ امیر ہے پھر جب بندہ

رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
قال لیس من عبد الا علیہ ملکان وصاحب
الیمین امیر علی صاحب الشمال فاذا عمل
العبد السیئۃ قال لہ صاحب الشمال اکتبھا
فیقول لہ صاحب الیمین دعہ حتی یعمل خمس
سیئات فاذا عمل خمس السیئات قال صاحب
الشمال اکتبھا فیقول صاحب الیمین دعہ
حتی یعمل حسنۃ فاذا عمل حسنۃ قال لہ صاحب
الیمین قد اخبرنا ان الحسنۃ بعشر فتعال
حتی نمحو خمسا بخمس ونثبت لہ خمسا من
الحسنات قال فیصیح الشیطان عند ذلک
فیقول متی ادرک ابن آدم وھذہ الاحادیث
موافقۃ لقولہ عزوجل وانی لغفار لمن تاب
وآمن وعمل صالحا ثم اھتدی قال علی بن
ابی طالب کرم اللہ وجھہ مکتوب حول
العرش قبل آدم باربعۃ آلاف عام وانی
لغفار لمن تاب وآمن وعمل صالحا ثم اھتدی
وموافقۃ لقولہ تعالی ان الحسنات یذھبن
السیئات ذلک ذکری للذاکرین وروی عن ابن
عباس رضی اللہ عنھما انہ قال اذا تاب
العبد وتاب اللہ علیہ انسی اللہ تعالی حفظتہ
ماکان قد عمل من مساوی عملہ وانسی
جوارحہ ماعملت من الخطایا وانسی مقامہ
من الارض وانسی مقامہ من السماء فیجیء
یوم القیامۃ ولیس علیہ شیء شھید علیہ

ایک برائی کرتا ہے تو فرشتہ اپنے امیر سے پوچھتا ہے کیا یہ برائی لکھ لوں؟ امیر کہتا ہے ٹھہر جاؤ جب تک پانچ برائیاں نہ کرلے، پھر جب بندہ پانچ برائیاں کر بیٹھتا ہے تو فرشتہ امیر سے کہتا ہے کیا میں یہ پانچ برائیاں لکھ لوں؟ امیر کہتا ہے ٹھہر جاؤ جب تک یہ کوئی نیکی نہ کرلے، پھر جب بندہ کوئی نیکی کرلیتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے ہمیں خبر دی گئی ہے کہ ایک نیکی دس نیکیوں کی برابر ہے آؤ پانچ برائیوں کو پانچ نیکیوں سے مٹا دیں اور پانچ نیکیاں اعمال نامہ میں لکھ دیں آپ نے فرمایا یہ حال دیکھ کر شیطان چیخ مارتا ہے اور کہتا ہے: میں فرزند آدم پر کب غالب آسکتا ہوں۔

مذکورہ بالا حدیثیں وانی لغفار لمن تاب الخ کے موافق ہیں یعنی میں ان کے گناہ معاف کر دیتا ہوں جو توبہ کرتے ہیں اور ایمان لاتے ہیں اور نیک عمل کرتے ہیں پھر راہ پا جاتے ہیں۔

علیؓ بن ابی طالب: حضرت آدمؑ کی پیدائش سے چار ہزار سال قبل عرش کے چاروں طرف مذکورہ بالا آیت لکھی ہوئی تھی اور ان الحسنات الخ کے بھی یعنی نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں یہ یاد رکھنے والوں کے لئے نصیحت ہے۔ حضرت ابن عباسؓ: جب بندہ توبہ کرتا ہے اور حق تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرما لیتا ہے تو حق تعالیٰ کراماً کاتبین کو اس کی برائیاں بھلا دیتا ہے (یعنی بندے کی برائیاں ان کو یاد نہیں رہتیں) اور وہ اعضاء بھی جن سے گناہ کئے تھے گناہوں کو بھول جاتے ہیں اور وہ جگہ بھی گناہوں کو بھول جاتی ہے جہاں گناہ کئے تھے اور آسمان کا وہ مقام بھی گناہ بھول جاتا ہے جہاں گناہ درج کیا گیا تھا اور بندہ قیامت کے دن اس حال میں آتا ہے کہ اس کے گناہ پر کوئی گواہ نہیں ہوتا نبی صلعم نے فرمایا: انسان گناہوں سے توبہ کرنے کے بعد گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے ایک لفظ میں ہے اگرچہ ایک دن میں ستر بار بار گناہ کرے۔

وروی عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم انہ قال التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ وفی لفظ ولو عاد فی الیوم سبعین مرۃ وقال عبد اللّٰہ بن مسعود رضی اللّٰہ عنہ من قال استغفر اللّٰہ العظیم الذی لا الٰہ الا ھو الحیّ القیوم واتوب الیہ ثلاث مرات غفر لہ ذنوبہ وان کانت مثل زبد البحر وعن ابن مسعود رضی اللّٰہ عنہ انہ قال ینظر الانسان فی کتابہ یوم القیامۃ فیری فی اولہ المعاصی وفی آخرہ الحسنات فاذا رجع الی اوّل الکتاب رأی کل ذلک حسنات وذلک قولہ تعالیٰ فاولئک یبدل اللّٰہ سیأتھم حسنات وھذا ھو فی حق التائب الذی ختم اللّٰہ لہ بالتوبۃ والانابۃ وقال بعض السلف ان العبد اذا تاب من الذنوب صارت الذنوب الماضیۃ کلھا حسنات ولھذا قال ابن مسعود رضی اللّٰہ عنہ ولیتمنین اناس یوم القیامۃ ان تکثر سیأتھم وانما قال ذلک لما ذکر اللّٰہ تعالیٰ تبدیل السیأت بالحسنات لمن یشاء من عبادہ وروی عن الحسن رضی اللّٰہ عنہ عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم انہ قال لو اخطأ احدکم حتی یملأ بین السماء والارض ثم تاب تاب اللّٰہ علیہ ولھذا جاء فی الخبر یا ابن آدم لو لقیتنی بقراب الارض ذنوبا لقیتک بقرابھا مغفرۃ

فصل آخر فی ذلک وروی ان عبد اللّٰہ بن مسعود رضی اللّٰہ عنہ مرّ ذات یوم فی موضع من نواحی الکوفۃ واذا الفساق قد اجتمعوا

حضرت ابن مسعود رضی اللّٰہ عنہ : جو روزانہ تین بار استغفر اللّٰہ العظیم الذی لا الٰہ الا اللّٰہ ھو الحی القیوم واتوب الیہ پڑھ لے تو اس کے سارے گناہ بخش دئیے جاتے ہیں اگرچہ سمندر کے جھاگوں کے برابر ہوں۔

ابن مسعود رضی اللّٰہ عنہ : انسان قیامت کے دن اپنا اعمال نامہ دیکھے گا تو اس کے شروع میں گناہ دیکھے گا اور اخیر میں نیکیاں، پھر جب شروع پر نگاہ ڈالے گا تو وہاں بھی بجائے برائیوں کے نیکیاں دیکھے گا۔ اس لئے کہ حق تعالےٰ فرماتا ہے : یہ وہ ہیں کہ حق تعالےٰ ان کی برائیوں کو نیکیوں سے بدل دے گا، یہ آیت توبہ کرنے والوں کے بارے میں ہے جن کا خاتمہ توبہ پر اور اللّٰہ کی طرف لوٹنے پر ہو۔ بعض سلف : جب بندہ گناہوں سے توبہ کر لیتا ہے تو پچھلے تمام گناہ نیکیوں سے تبدیل کر دئیے جاتے ہیں، اسی لئے حضرت ابن مسعود رضی اللّٰہ عنہ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن لوگ تمنا کریں گے کہ ان کی برائیاں زیادہ ہوتیں۔ آپ نے یہ اس لئے فرمایا کہ اللّٰہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ میں اپنے جس بندے کے لئے چاہوں گا اس کی برائیاں نیکیوں سے بدل ڈالوں گا۔

حسن بصریؒ از نبی صلعم : اگر کوئی اس قدر گناہ کرے کہ زمین سے لیکر آسمان تک تمام فضا بھر جائے پھر توبہ کرے تو اللّٰہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرما لیتا ہے اسی لئے ایک حدیث قدسی میں آتا ہے کہ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اے فرزند آدم اگر تو مجھ سے زمین کی وسعت کی برابر گناہ لیکر ملاقات کرے گا تو میں تجھ سے اسکی وسعت کی برابر مغفرت لیکر ملوں گا۔

توبہ کے سلسلہ میں چند واقعات

منقول ہے کہ ایک دن عبد اللّٰہ بن مسعودؓ کوفہ میں کسی مقام سے گزر رہے تھے کہ اچانک آپ نے دیکھا کہ چند فاسق

فی دار رجل منهم وهم یشربون الخمر ومعهم
مغنٍّ یقال له زاذان کان یضرب بالعود ویغنی
بصوت حسن فلما سمع ذلک عبد اللہ بن
مسعود رضی اللہ عنہ قال ما احسن ھذا الصوت
لو کان بقراءۃ کتاب اللہ تعالیٰ کان احسن
وجعل رداءہ علی رأسہ ومضی فسمع ذلک
الصوت زاذان فقال من ھذا قالوا کان
عبد اللہ ابن مسعود صاحب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم قال وای شیء قال
قالوا قال ما احسن ھذا الصوت لو کان بقراءۃ
القرآن کان احسن فدخلت الهیبۃ قلبہ
فقام فضرب بالعود علی الارض فکسرہ ثم
اسرع حتی ادرکہ وجعل المندیل فی عنق
نفسہ وجعل یبکی بین یدی عبد اللہ فاعتنقہ
عبد اللہ وجعل یبکی کل واحد منهما ثم قال
عبد اللہ رضی اللہ عنہ کیف لا احب من
احبہ اللہ فتاب من ضربہ بالعود وجعل
یلازم عبد اللہ حتی تعلم القرآن واخذ
الحظ الوافر من العلم حتی صار اماما فی العلم
وقد جاء فی کثیر من الاخبار روی زاذان
عن عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ وروی
زاذان عن سلمان الفارسی رضی اللہ عنہ
وفی الاسرائیلیات مروی انہ کانت امرأۃ
بغیۃ مغنیۃ مفتنۃ للناس بجمالها وکان باب
دارها ابدا مفتوحا وهی قاعدۃ علی السریر

ایک شخص کے گھر میں جمع ہیں شراب کا دور چل رہا ہے، ان کے پاس
ایک مغنی زاذان بھی ہے جو بانسری بجا رہا ہے اور انتہائی پیارے لہجہ
میں گا رہا ہے، فرمایا یہ آواز کس قدر پیاری ہے کاش اس سے قرآن
پڑھا جائے تو اور بھی پیاری معلوم ہو، پھر آپ اپنے سر پہ چادر
ڈال کر آگے بڑھ گئے آپ کی گفتگو زاذان نے بھی سن لی، پوچھا
کون تھے؟ لوگوں نے کہا عبد اللہ بن مسعودؓ (صحابی) تھے، پوچھا
کیا فرما رہے تھے؟ لوگوں نے کہا: یہ فرما رہے تھے کہ یہ آواز کس قدر
پیاری ہے کاش اگر اس سے قرآن پڑھا جاتا تو پھر اس میں اور
چار چاند لگ جاتے۔ یہ سن کر زاذان بڑا متاثر ہوا اور اس کے
دل پر دہشت چھا گئی فوراً کھڑا ہو گیا اور بانسری زمین پر پٹخ دی
اور اسے توڑ ڈالا اور دوڑ کر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے
پاس پہنچا اور رومال اپنی گردن میں باندھ لیا گویا وہ قیدی ہے اور
آپ کے سامنے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا حضرت عبد اللہ نے اسے
گلے لگا لیا اور دونوں رونے لگے اور فرمایا کہ میں اس سے محبت کیوں
نہ کروں جس سے اللہ تعالیٰ نے محبت فرمائی پھر زاذانؒ نے ستار (وغیرہ)
بجانے سے توبہ کی اور گانا بجانا بالکل چھوڑ دیا اور عبد اللہؓ کی صحبت
میں دن رات رہنے لگا اور ان سے قرآن پاک پڑھنے لگا اور ان سے
کافی علم حاصل کر لیا حتے کہ علم شریعت کا امام بن گیا آپ نے دیکھا ہو گا
کہ بہت سی حدیثوں کی سندوں میں آتا ہے، زاذانؒ ابن مسعودؓ
سے روایت کرتے ہیں، زاذانؒ، سلمانؓ فارسی سے روایت کرتے
ہیں۔ ایک اسرائیلی واقعہ ہے کہ بنی اسرائیل میں نہایت حسین وجمیل
ایک رنڈی تھی جو نہ صرف سحر انگیز آواز سے بلکہ اپنے حسن وجمال سے
بھی لوگوں کے لئے فتنہ بنی ہوئی تھی اس کے گھر کا دروازہ لوگوں کے
لئے دن رات کھلا رہتا تھا اور یہ دروازے کے سامنے بنی سنوری ایک
تخت پر بیٹھی رہتی تھی جو بھی دروازے کے پاس سے گزرتا اور اس کی

بحذاء الباب فكل من مربها ونظر اليها افتتن
بها و يحتاج الى حضار عشرة دنانير او اكثر
من ذلك حتى تاذن له بالدخول عليها فمر على
بابها ذات يوم عابد من عباد بني اسرائيل
فوقع بصره عليها في الدار وهي قاعدة على
السرير فافتتن بها وجعل يجادل نفسه حتى
انه يدعو الله تعالى ان يزول ذلك من قلبه
فلم يزل ذلك عن نفسه ولم يملك نفسه
حتى باع قماشا كان له فجمع من الدنانير
ما يحتاج اليه فجاء الى بابها فامرته ان يسلم
الذهب الى وكيل لها وواعدته لمجيئه فجاء
اليها لذلك الوعد وقد تزينت وجلست
في بيتها على سريرها فدخل عليها العابد
وجلس معها على السرير فلما مد يده
اليها وانبسط معها تداركه الله برحمته
ببركة عبادته المتقدمة فوقع في قلبه ان الله
تعالى يراني في هذه الحالة من فوق عرشه و
انا في الحرام وقد حبط عملي كله فوقعت الهيبة
في قلبه فارتعد في نفسه وتغير لونه فنظرت
اليه المرأة فرأته متغير اللون فقالت له
ايش اصابك يا رجل فقال اني اخاف الله
ربي فاذني لي بالخروج فقالت له ويحك ان كثيرا
من الناس يتمنون الذي وجدته فايش هذا
الذي انت فيه فقال اني اخاف الله جل ثناؤه
وان المال الذي دفعته الى وكيلك هو لك

اس پر نگاہ پڑ جاتی ہزار جان سے اس پر عاشق ہو جاتا تھا اور نگاہوں
نگاہوں ہی میں دل کا سودا ہو جایا کرتا تھا ۔
ابرو اس ناز سے ظالم نے دیکھا ؛ نگاہیں بول اٹھیں وہ لے لیا دل
اور دس یا دس سے زیادہ اشرفیاں پیش کر کے اس کی خدمات حاصل
کر لیا کرتا تھا اور وہ اسے اپنے پاس بلا لیا کرتی تھی۔ ایک دن
اتفاق سے ایک اسرائیلی عابد ادھر سے گزرتا ہے وہ اپنے تخت پر
دروازے کے سامنے بنی سنوری بیٹھی ہے عابد کی اس پر نگاہ پڑتی ہے
آنکھوں ہی آنکھوں میں اشارے ہوتے ہیں اور عابد اسے دل دے
بیٹھتا ہے لیکن عابد اپنے نفس سے جھگڑنے لگتا ہے دل کہتا ہے اس
کا وصال ہو ۔ صبر رخصت ہوا اک آہ کے ساتھ تقویٰ بولے
کہتا ہے یہ غداری ہرگز نہ ہوگی بے چارہ گھبرا کر اللہ سے پرخلوص
دعا مانگتا ہے کہ اے اللہ میرے دل سے اس کی محبت نکال اور مجھے
اس جنجال سے نکال ۔ بدل دے اور دل اس دل کے بدلے
الٰہی تو رب العالمین ہے۔ لیکن نفس اس پر غالب آگیا اور عابد
مغلوب ہو گیا ۔ ناصحا مت کر نصیحت دل مرا گھبرائے ہے؛
نیک و بد سوجھے نہیں جب دل کہیں لگ جائے ہے۔ لیکن
بیچارہ دس اشرفیاں کہاں سے لائے کہ اس کے خلوت خانہ تک رسائی ہو
دل ہے میرے پاس اے دلدار یا فی کچھ نہیں ؛ سکہ الفت ہے میرے پاس ساقی کچھ نہیں
آخر کار وہ غریب اپنے گھر کا ساز و سامان فروخت کر کے دس اشرفیاں
جمع کر کے اس فتنہ قامت کے دروازے پر جا کھڑا ہوتا ہے وہ کہتی ہے
یہ اشرفیاں میرے وکیل کو دے دیجئے اور فلاں وقت میرے پاس خلوت
کے لئے آجائیے ۔ ترا وصل ہو خواہش دل یہی ہے ؛ محبت کا الفت کا حاصل یہی ہے
عابد مقررہ وقت پر اس کے پاس خلوت میں پہنچ جاتے ہیں وہ کنگھی چوٹی
کر کے پرکالۂ آتش بنی بیٹھی ہوتی ہے یہ اسے جا کر سلام کر کے اس کے
پاس بیٹھ جاتے ہیں اور کہتے ہیں ۔ ساقیا برخیز و در دہ جام را ؛ خاک بر سر کن غم ایام را

حلال فاذنی لی بالخروج فقالت له کانک
لم تعمل هذا العمل قط قال لا فقالت له من این
انت وما اسمك فاخبرها انه من قریة کذا
واسمه کذا فاذنت له بالخروج من عندها
فخرج وهو یدعو بالویل والثبور ویبکی علی
نفسه فوقعت الهیبة فی قلب المرأة ببرکة
ذلك العابد فقالت فی نفسها ان هذا الرجل
اول ذنب اذنب فدخل علیه من الخوف
ما دخل وانی قد اذنبت منذ کذا وکذا
سنة وان ربه الذی خاف منه هو ربی
فینبغی ان یکون خوفی اشد من خوفه فتابت
الی الله تعالیٰ وغلقت الباب علی الناس و
لبست ثیابا خلقانا واقبلت علی العبادة
فکانت فی عبادتها ما شاء الله تعالیٰ
فقالت فی نفسها انی لو انتهیت الی ذلك
الرجل لعله یتزوجنی فاکون عنده واتعلم
منه امر دینی ویکون عونا لی علی عبادة
ربی فتجهزت وحملت معها من الاموال
والخدم ما شاء الله وانتهت الی تلك
القریة وسألت عنه فاخبروا العابد انه
قدمت امرأة تسأل عنك فخرج العابد الیها
فلما رأته المرأة کشفت عن وجهها کی یعرفها
فلما رآها العابد وعرف وجهها وتذکر
الامر الذی کان بینه وبینها صاح صیحة
فخرجت روحه فبقیت المرأة حزینة وقالت

کیا دیر ہے اب صبر کا یارا نہیں مجھ کو ؂ اب ضبط کا اک لمحہ گوارا نہیں مجھ کو
وہ کہتی ہے سہ آجاؤ میری جان تمہیں خوف ہے کس کا۔ آخر کار
اس کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہیں اور خوشی سے پھولے نہیں سماتے لیکن ماضی
کی عبادتوں کی برکت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی رحمت کو جوش آتا ہے اور رحمت
باری تعالیٰ ان کا ہاتھ پکڑ کر خلوت سے باہر لے آتی ہے اور اس عظیم گناہ سے
انہیں بچا لیتی ہے ان کے دل میں خیال آتا ہے کہ حق تعالیٰ اس بری حالت
میں اپنے عرش سے مجھے دیکھے گا اور میرے تمام عمل اس حرام کی وجہ سے برباد
فرما دے گا اس تصور کے آتے ہی ان کے دل پر ہیبت طاری ہو جاتی ہے
کانپنے لگتے ہیں چہرے کا رنگ فق ہو جاتا ہے اور اس پر ہوائیاں اڑنے
لگتی ہیں پری پیکر پوچھتی ہے کیا بات ہے فرماتے ہیں مجھ پر اپنے رب کا
ڈر طاری ہو گیا مجھے باہر جانے دو کہتی ہے ہوش میں آؤ بہت سے
لوگ تو اس خلوت کی حسرت ہی میں مرجاتے ہیں جو آج تمہیں حاصل ہے
اس سے فائدہ اٹھاؤ، اس موقعہ پر اور تقویٰ؟ فرماتے ہیں مجھ پر
حق تعالیٰ جل شانہ کی ہیبت طاری ہے میں نے تمہارے وکیل کو جو
دس اشرفیاں دی ہیں وہ تمہاری ہیں میں انہیں واپس نہیں لوں گا
براہ کرم مجھے جانے دو کہتی ہے معلوم ہوتا ہے کہ تم نے یہ کام کبھی نہیں
کیا فرمایا ہاں میں نے یہ گندہ کام کبھی نہیں کیا پوچھتی ہے تمہارا نام
کیا ہے اور کہاں رہتے ہو؟ یہ اسے اپنا اور اپنے شہر کا نام بتا دیتے ہیں
کہتی ہے اچھا شوق سے جاؤ، یہ آہیں بھرتے ہوئے اور روتے ہوئے
وہاں سے نکلتے ہیں اور اپنے اس ارادے پر نادم و پشیمان ہو کر اللہ سے
بہ خلوص توبہ کرتے ہیں ان کے جانے کے بعد اس عورت کو بھی خیال
آتا ہے اور اس کے دل پر ان کی برکت کی وجہ سے اللہ کا خوف چھا
جاتا ہے کہتی ہے کہ اس شخص نے اپنی عمر میں پہلی بار اس گناہ کا
ارادہ کیا تھا اور گناہ کرنے سے قبل ہی اس کے دل پر ایسا خوف
چھایا کہ اس نے اسے گناہ نہیں کرنے دیا ہائے میں تو اس گناہ میں

فی نفسها الی خرجت لاجله وقد مات فهل له احد من اقربائه یحتاج الی امرأة فقالوا لها له أخ صالح لکنه معسر لا مال له فقالت لا بأس به فان لی مالا یکفینا فجاء اخوه فتزوج بها فولدت له سبعا من البنین کلهم صاروا انبیاء فی بنی اسرائیل فانظر الی برکة الصدق والطاعة وحسن النیة کیف هدی الله زاذان لعبد الله بن مسعود لما کان صادقا حسن السریرة فلا یصلح بك الفاسد حتی تکون انت صالحا فی ذات نفسك خائفا لربك اذا خلوت مخلصا له اذا خالطت غیر مراء للخلق فی حرکاتك وسکناتك موحدا لله عزوجل فی ذلك کله فحینئذ یزاد فی توفیقك وتسدیدك وتحفظ عن الهوی والاغواء من شیاطین الجن والانس والمنکرات کلعب الفساق والبدع والضلالات اجمع فزال بك المنکر من غیر تکلف ومن غیران یصیر المعروف منکرا کما هو فی زماننا ینکر احدهم منکرا واحدا فیتفرع منه منکرات جمة وفساد عظیم من السب والقذف والضرب والکسر وتخریق الثیاب وافساد الاموال وکل ذلك لقلة صدقهم ونقصان ایمانهم ویقینهم وغلبة اهویتهم علیهم فالمنکر فیهم بعد وفرض ازالته متوجه علیهم وبانفسهم شغل طویل وهم ینکرون علی الغیر

اتنے اتنے برسوں سے مبتلا ہوں اور جس رب کا خوف اس کے دل پر چھایا وہ میرا بھی رب ہے میرا خوف تو اس سے کہیں زیادہ ہونا چاہیئے یہ خیال کر کے وہ فوراً توبہ کرتی ہے اور لوگوں سے اپنا دروازہ بند کر لیتی ہے اور پرانا دھرانا لباس پہن کر عبادت میں لگ جاتی ہے اور جب تک اللہ کو منظور ہوتا ہے عبادت میں مصروف رہتی ہے ایک دن اپنے دل میں سوچتی ہے کیا اچھا ہو میں اس عابد کے پاس چلی جاؤں ممکن ہے وہ مجھ سے نکاح کر لیں اور میں ان سے دین اطمینان کے ساتھ سیکھ سکوں ان سے مجھے اپنے رب کی عبادت میں بھی مدد ملے گی چنانچہ تیاری کر کے اپنا سارا مال و متاع اور خدام لے کر اس کے شہر کی طرف روانہ ہو جاتی ہے شہر میں پہنچ کر لوگوں سے اس عابد کا پتہ پوچھتی ہے لوگ عابد کو خبر کر دیتے ہیں کہ ایک عورت کہیں باہر سے آئی ہے اور آپ کو پوچھ رہی ہے عابد اسکے پاس جاتے ہیں عورت عابد کو دیکھ کر نقاب الٹ دیتی ہے اور چہرہ کھول لیتی ہے تا کہ عابد اسے پہچان لیں جب عابد کی اس پر نگاہ پڑتی ہے اور وہ اسے پہچان جاتے ہیں اور انہیں پچھلا واقعہ جو دنوں میں گزر چکا تھا یاد آ جاتا ہے تو عابد ایک چیخ مارتے ہیں اور بے ہوش ہو کر گر جاتے ہیں اور انکی روح قفس عنصری سے پرواز کر جاتی ہے یہ دیکھ کر اس عورت کو انتہائی صدمہ ہوتا ہے اور دل میں سوچتی ہے کہ میں جس کی خاطر آئی تھی وہی نہیں رہا اگر ان کے عزیزوں میں سے کسی کو عورت کی ضرورت ہو تو اُسی سے نکاح کر لوں لوگ کہتے ہیں ان کا ایک دیندار صالح بھائی ہے مگر اس کے پاس مال نہیں نادار ہے کہتی ہے کوئی حرج نہیں میرے پاس کافی مال ہے چنانچہ عابد کا بھائی اُس سے نکاح کر لیتا ہے جس سے اس کے سات بیٹے پیدا ہوتے ہیں اور سب اسرائیلی نبی بنتے ہیں صدق و اطاعت اور حسن نیت کی برکت پر غور کیجیے کہ حق تعالیٰ نے کس طرح زاذان کو عبداللہ بن مسعودؓ کے ذریعہ کس خوبصورتی سے ہدایت فرمائی کیونکہ عبداللہ نے سچے دل سے اور

فيتركون الفرض العين ويتعلقون بالفرض على الكفاية ويتركون ما يعنيهم ويشتغلون بما لا يعنيهم قال النبي صلى الله عليه وسلم من حسن اسلام المرء تركه ما لا يعنيه من اراد ان يزول به المنكر بسرعة فعليه بالانكار على نفسه والوعظ لها ومنعها وفطمها عن المعاصي ما ظهر منها وما بطن فاذا تطهر من ذلك كله فحينئذ اشتغل بغيره فزال به المنكر باحسن ما يكون من الوجوه كما زال في حق عبد الله بن مسعود رضي الله عنه وانظر الى بركة العبادة والصدق ايضا في حق العابد كيف نجاه الله من البغية وارتكاب الكبيرة كذلك لنصرف عنه السوء والفحشاء انه من عبادنا المخلصين فالله تعالى حال بينه وبين تلك الفاحشة لما تقدم له من الصدق في الخلوات وحسن الطاعات فيما مضى من الايام والساعات ثم انظر كيف نجى الله تعالى تلك البغية ببركة العابد ثم كيف نالت بركته اخاه فأزال الله فقره وجهده وزوجه باحسن النساء فاغناه ورزقه من حيث لا يحتسب وجعله ابا الانبياء السبعة وجعلها امهم عليهم السلام فالخير كله في الطاعة

حسن نیت کے ساتھ نادان سے قرآن پڑھنے کی خواہش کا اظہار کیا تھا لہٰذا ہر بُرے شخص کی تم سے اصلاح نہیں ہو سکتی جب تک تم خود صالح نہ ہو اور خلوت میں اپنے رب سے نہ ڈرو اور جلوت میں اس کے مخلص بن کر رہو اور اپنی حرکات و سکنات میں ریاکاری نہ کرو اور ہر حال میں پکے سچے موحد نہ ہو ان حالات میں تمہاری توفیق و اصلاح میں اضافہ ہو گا اور نفس و ہوئی سے اور انسانی اور جناتی شیطانوں سے محفوظ رہو گے اور تمام بری باتوں سے فاسقوں سے، بدعتیوں سے اور تمام گمراہوں سے بچے رہو گے جب تم ایسے بن جاؤ گے تو تمہارے ذریعہ بری باتیں بلا تکلف کے دور ہو نگی اور لوگ اچھی باتوں کو برا نہیں سمجھیں گے جیسا کہ ہمارے زمانہ میں دستور ہو گیا ہے کہ اگر کوئی کسی کو کسی بری بات سے منع کرتا ہے تو اس سے بہت سی بری باتیں پیدا ہو جاتی ہیں اور ایک عظیم فساد کھڑا ہو جاتا ہے (لوگ اسکے جانی دشمن ہو جاتے ہیں اور اسکے خلاف ایک محاذ قائم کر لیتے ہیں اور اسے طرح طرح سے ستاتے ہیں) لوگ نہ صرف گالیاں دیکر اور جھوٹے الزامات لگا کر اسے ستاتے ہیں بلکہ مارتے پیٹتے بھی ہیں اور اس کے کپڑے بھی پھاڑ دیتے ہیں اور اس کا مال بھی لوٹ لیتے ہیں ایسا اس لئے ہوتا ہے کہ تبلیغ کرنیوالوں میں یقین و صدق نہیں ہوتا ان کا ایمان کمزور رہتا ہے اور ان پر ذاتی خواہشات کا غلبہ ہوتا ہے اور انکے اندر ہنوز خلاف شرع باتیں پائی جاتی ہیں حالانکہ ان سے بچنا ان کا پہلا فرض ہے یہ لوگ پہلے ایک طویل مدت تک اپنی اصلاح کریں حالانکہ یہ اپنے اندر جھانک کر نہیں دیکھتے اور لوگوں کو بری باتوں سے روکتے ہیں اور فرض عین چھوڑ کر فرض کفایہ پر توجہ دیتے ہیں اور کارآمد باتیں چھوڑ کر بیکار باتیں کرتے ہیں سرور عالم صلعم نے فرمایا حسن اسلام میں سے بے کار باتوں کو چھوڑ دینا بھی ہے اگر کسی میں یہ جذبہ ہو کر اسکے ذریعہ تیزی کے ساتھ خلاف شرع کام بند ہو جائیں تو اس پر لازم ہے کہ پہلے اپنے نفس پر لعنت و نفرین کرے اور نفس کو سمجھائے اور اسے دبا کر رکھے اور اسکے منہ سے ظاہری اور باطنی گناہوں کا دودھ چھڑائے جب وہ پورا پورا پاک و صاف ہو جائے تو پھر غیروں کی اصلاح میں لگ جائے

والشرکۃ فی المعصیۃ فلاکانت المعصیۃ ولاکنا اذا کنا من اھلھا۔

اس طرح اسکے ہاتھوں سے اور اسکے ذریعہ بہترین طریقہ سے خلاف شرع کام مٹ جائیں گے جیسے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ذریعہ زاذان کا گانا بجانا ختم ہو گیا اور زاذان اپنے زمانہ کے علم میں امام بن گئے۔ اس اسرائیلی عابد کی عبادت و صداقت پر بھی غور کیجئے کہ حق تعالیٰ نے انہیں زنا سے اور گناہ کبیرہ سے کس طرح بچایا۔ ہوا اسی طرح تاکہ ہم اس سے بُرا اور بے حیائی کا کام ہٹا دیں کیونکہ وہ ہمارے مخلص بندوں میں سے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ان کے اور بدکاری کے درمیان آڑے آگیا کیونکہ یہ ماضی میں خلوتوں صدق و خلوص اور حسن عبادت سے آراستہ و پیراستہ تھے پھر حق تعالیٰ نے اس عابد کی برکت سے اس رنڈی کو بھی بچا لیا اور ان کے بھائی کو جو نیک و صالح تھے اس کا شوہر بنا دیا اور عابد کی برکات کی وجہ سے ان کے بھائی کو جو نادار و فقیر تھے مالدار بنا دیا اور ان کی تنگی ترشی سب دور فرما دی اور ایک انتہائی حسین و جمیل اور مالدار خاتون سے ان کا نکاح کرا دیا اور انہیں ایسی جگہ سے روزی پہنچائی جہاں سے وہم و گمان بھی نہ تھا اور انہیں سات نبیوں کا باپ بنایا اور اس خاتون کو ان کی ماں بنایا اللہ ہر طرح کی بھلائی اطاعت میں ہے اور ہر طرح کی برائی بغاوت و معصیت میں ہے اللہ کرے گناہوں کا نام و نشان نہ رہے اور اگر ہم گناہ کریں اور ان سے توبہ نہ کریں تو ہم ہی غارت ہو جائیں۔

فصل وانما تعرف توبۃ التائب فی اربعۃ اشیاء احدھا ان یملک لسانہ من الفضول والغیبۃ والنمیمۃ والکذب والثانی ان لایری لاحد فی قلبہ حسدا ولاعداوۃ والثالث ان یفارق اخوان السوء فانھم ھم الذین یحملونہ علی رد ھذا القصد ویشوشون علیہ صحۃ ھذا العزم ولایتم لہ ذلک الا بالمواظبۃ علی المشاھدۃ التی تزید بھا رغبتہ فی التوبۃ وتوفر دواعیہ علی اتمام ما عزم علیہ مما یقوی خوفہ و رجاءہ فعند ذلک تنحل من قلبہ عقد الاصرار علی ما ھی علیہ من قبیح الافعال فیقف عن تعاطی المحظورات ویکبح لجام نفسہ عن متابعۃ الشھوات فیفارق الزلۃ فی الحال ویبرم العزیمۃ علی ان لایعود الی مثلھا فی الاستقبال والرابع ان یکون مستعدا

توبہ کی پہچان توبہ چار نشانیوں سے پہچانی جاتی ہے: زبان فضول بکواس سے غیبت و چغلی سے اور جھوٹ سے محفوظ رکھی جائے کسی کی طرف سے دل میں حسد و عداوت نہ ہو اور بُرے لوگوں کی صحبت سے قطعی بچا جائے کیونکہ یہ لوگ پھر بری عادتوں میں ڈال دیں گے اور گناہوں سے بچنے پر جو عزم کیا ہے اس کی مٹی پلید کر دینگے اور اس کے ارادے میں خلل ڈال دیں گے اور توبہ اسی وقت کمل ہو گی جب ایسی چیزوں پر ہمیشگی کی جائے جن سے توبہ کی طرف زیادہ سے زیادہ رغبت ہو اور اس نیک عزم کو تکمیل تک پہنچانے کے محرکات بڑھیں جو خوف و رجا کو تقویت پہنچائیں ان حالات میں توبہ کرنیوالے کے دل سے انسان کے دل پر جو گناہوں کی گانٹھ بندھ گئی تھی وہ کھل جاتی ہے اور وہ حرام کاموں کے ارتکاب سے باز آجاتا ہے اور اپنے نفس کی لگام خواہشات کی پیروی سے کسے رہتا ہے جس سے فی الحال ذلت سے بچ جاتا ہے اور اپنے پختہ عزم کو مستقبل میں گناہ سے رکنے کے سلسلہ میں اور مستحکم بنا لیتا ہے۔ چوتھی نشانی یہ ہے کہ انسان ہمہ وقت موت کے لئے تیار رہے گناہوں پر شرمسار رہے حق تعالیٰ سے مغفرت مانگتا رہے اور پروردگار عالم کی فرمانبرداری میں سرگرم عمل رہے۔

للموت نادما مستغفرا لما سلف من ذنوبه مجتهدا فی طاعة ربه وقیل علامة انه مقبول التوبة اربعة اشیاء اولها ان ینقطع عن اصحاب الفسق ولا یراهم هیبة من نفسه ویخالط الصالحین والثانی ان یکون منقطعا عن کل ذنب مقبلا علی جمیع الطاعات والثالث ان یذهب فرح الدنیا من قلبه ویری حزن الآخرة دائما فی قلبه والرابع ان یری نفسه فارغا عما ضمن الله له یعنی من الرزق مشتغلا بما امر الله به من الطاعة فاذا وجدت فیه هذه العلامات کان من الذین قال الله تعالی فی حقهم ان الله یحب التوابین ویحب المتطهرین ووجب له علی الناس اربعة اشیاء اولها ان یحبوه لان الله تعالی قد احبه والثانی ان یحفظوه بالدعاء علی ان یثبته الله تعالی عن التوبة والثالث ان لا یعیروه بما سلف من ذنوبه لما روی عن النبی صلی الله علیه وسلم انه قال من عیر مؤمنا بفاحشة فهو کفارة لها وکان حقا علی الله تعالی ان یوقعه فیها ومن عیر مؤمنا بجریرة لم یخرج من الدنیا حتی یرتکبها ویفتضح بها ولان المومن لا یقصد الوقوع فی الذنب ولا یتعمده ولا یعتقده دینا یدین به وانما یکون ذلك بتزیین الشیطان وفرط فوراة الشهوة وشدة الشبق وتراکم الغفلة والغرة قال الله تعالی وکره الیکم الکفر

توبہ کی قبولیت کی علامت

کہا جاتا ہے کہ توبہ کے قبول ہونے کی چار نشانیاں ہیں اہلِ فسق سے کنارہ کش رہنا اوران سے خوف و دہشت رکھنا اور نیکوں کی صحبت میں اُٹھنا بیٹھنا ہر گناہ سے بچنا اور ہر طرح کی اطاعت میں مشغول رہنا، دل سے دل کی مسرت کا اٹھ جانا اور ہمیشہ آخرت کے فکر وغم کا دامنگیر رہنا اور جس چیز (رزق) کی اللہ نے ضمانت دی ہے اس کا فکر نہ کرنا اور اللہ کی عبادت میں مشغول رہنا اگر کسی میں یہ چاروں نشانیاں پائی جائیں تو وہ ان میں سے ہے جن کے حق میں حق تعالےٰ نے یہ فرمایا: اللہ توبہ کرنیوالوں کو محبوب رکھتا ہے اور پاک رہنے والوں سے محبت فرماتا ہے اب لوگوں پر اس کے چار حق واجب ہیں اول یہ کہ اس سے محبت کریں کیونکہ اس سے اللہ محبت فرماتا ہے دوم یہ کہ اس کے لئے دعا مانگتے رہیں کہ حق تعالیٰ اسے توبہ پر ثابت قدم رکھے سوم یہ کہ پچھلے گناہوں پر اسے عار نہ دلائیں کیونکہ نبی صلعم نے فرمایا: اگر کسی نے کسی مومن کو بے حیائی کی عار دلائی تو یہ عار اس کے گناہ کا کفارہ ہے اور اللہ کا حق ہے کہ وہ اس بے حیائی میں عار دلانے والے کو مبتلا فرما دے اور اگر کوئی کسی مومن کو گناہ کی عار دلائے تو وہ دنیا سے نہیں نکلے گا جب تک خود اس کا مرتکب نہ ہو جائے گا اور اس سے رسوا ہو جائے گا کیونکہ مسلمان قصداً گناہ میں نہیں پڑتا، نہ عمداً گناہ کرتا ہے اور نہ اس عقیدہ پر گناہ کرتا ہے کہ میرے لئے یہ جائز ہے بلکہ شیطان کے ورغلانے سے، فرطِ شہوت سے، ابال کے زور شور اور غلبہ سے اور عقل پر غفلت کے دبیز پردوں کے پڑ جانے سے دھوکا کھا کر گناہوں کا ارتکاب کرتا ہے حق تعالےٰ نے فرمایا اور اللہ نے کفر کی، فسق کی اور گناہوں کی تمہارے دلوں میں نفرت پیدا کی اس آیت حق تعالیٰ نے کھول کر بیان فرما دیا کہ ہم نے مومنوں کے دلوں میں گناہوں کی نفرت وعداوت پیدا فرما دی ہے اس لئے اگر کوئی مومن گناہ کرنے کے بعد توبہ کر لے اور اللہ کی طرف لوٹ آئے تو اسے اس گناہ کی

والفسوق والعصیان فقد اخبرانہ لغض الی المومنین المعصیۃ فلا یجوز ان یعیربھا اذا تاب واناب بل یدعی لہ بالثبات علی التوبۃ والتوفیق والحفظ والرابع ان یجالسوہ ویذاکروہ ولیعینوہ ویکرمہ اللہ تعالیٰ ایضا باربع کرامات احداھا ان یخرجہ من الذنوب کانہ لم یذنب قط والثانیۃ یحبہ اللہ تعالیٰ والثالثۃ ان لا یسلط علیہ الشیطان ویحفظہ منہ والرابعۃ ان یؤمنہ من الخوف قبل ان یخرجہ من الدنیا لانہ عزوجل قال تتنزل علیہم الملائکۃ ان لا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون)

فصل فی ذکر اقاویل شیوخ الطریقۃ فی التوبۃ قال ابوعلی الدقاق رحمہ اللہ التوبۃ علی ثلاثۃ اقسام اولھا التوبۃ واوسطھا الانابۃ وآخرھا الاوبۃ فالتوبۃ بدایۃ والانابۃ واسطۃ والاوبۃ نہایۃ فکان من تاب لخوف العقوبۃ کان صاحب توبۃ ومن تاب طمعا فی الثواب اورھبۃ من العقاب کان صاحب انابۃ ومن تاب مراعاۃ للامر لا لرغبۃ فی الثواب او رھبۃ من العقاب کان صاحب اوبۃ وقیل التوبۃ صفۃ المومنین قال اللہ تعالیٰ وتوبوا الی اللہ جمیعا ایھا المومنون لعلکم تفلحون والانابۃ صفۃ الاولیاء المقربین

طرف منسوب کرنا اور اس کی غیرت دلانا جائز نہیں بلکہ اس کے لئے توبہ پر استقامت کی دعا کی جائے کہ اے اللہ اسے ثابت قدمی کی توفیق عطا فرما اور توبہ پر قائم رکھ اور چہارم یہ کہ اس کے پاس لوگ اٹھیں بیٹھیں اس سے مذاکرہ کریں اور اس کی اعانت کریں اور حق تعالیٰ شانہ اسے چار چیزوں سے بزرگی عطا فرماتا ہے گناہوں سے نکال دیتا ہے اور معصوم و بے گناہوں کی طرح بنا دیتا ہے گویا اس نے گناہ کئے ہی نہیں تھے اپنا محبوب بنا لیتا ہے اس پر شیطان کو مسلط ہونے نہیں دیتا اور شیطان سے اسکی حفاظت کرتا ہے اور دنیا چھوڑنے سے قبل اسے خوف سے امن عطا فرماتا ہے کیونکہ حق تعالیٰ نے فرمایا: ان پر فرشتے اترتے ہیں (اور کہتے ہیں) خوف نہ کرو اور غم نہ کرو اور جنت سے خوش ہو جاؤ جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔

توبہ کے بارے میں مشائخ کے اقوال

ابوعلی دقاق: توبہ تین قسموں پر ہے توبہ، انابت، اوبہ، توبہ کی توبہ سے ابتدا ہوتی ہے انابت درمیانی درجہ ہے اور اوبہ انتہائی درجہ گویا جس نے عذاب سے ڈر کر گناہ چھوڑا اس نے توبہ کی اور جس نے ثواب کی امید کر کے اور عذاب سے بچنے کے لئے گناہ چھوڑا اس نے انابت کی صورت اختیار کی اور جس نے محض حکم کی تعمیل کے لئے قطع نظر ثواب و عذاب کے گناہ چھوڑا وہ صاحب اوبہ ہے۔

کہا جاتا ہے کہ توبہ مومنوں کی صفت ہے فرمایا موموتو اتم سب اللہ سے توبہ کرو تاکہ تم کو کامرانی حاصل ہو اور انابت مقرب اولیاء کی صفت ہے فرمایا: اور وہ منیب (رجوع کرنیوالا) دل لایا اور اوبہ انبیائے کرام کی صفت ہے فرمایا ایوبؑ کیا ہی اچھا بندہ ہے بلاشبہ وہ ہماری طرف انتہائی رغبت رکھنے والا ہے۔

جنیدؒ: توبہ کے تین درجے ہیں پہلے درجہ میں ندامت دوسرے میں ترک

قال اللہ تعالیٰ وجاء بقلب منیب والادیۃ صفۃ الانبیاء والمرسلین قال اللہ عزوجل نعم العبد انہ اواب وقال الجنید رحمہ اللہ تعالیٰ التوبۃ علی ثلاثۃ معان الاول بیندم والثانی بعزم علی ترک المعاودۃ لما نھی اللہ عنہ والثالث بیسعی فی اداء المظالم وقال سھل بن عبد اللہ رحمہ اللہ التوبۃ ترک التسویف وقال الجنید سمعت الحارث یقول ما قلت قط اللھم انی اسألک التوبۃ ولکنی اقول اسألک شھوۃ التوبۃ وقال الجنید دخلت علی السری رحمہ اللہ یوما فرایتہ متغیرا فقلت لہ مالک فقال دخل علی شاب فسألنی عن التوبۃ فقلت لہ ان لا تنسی ذنبک فعارضنی وقال بل التوبۃ ان تنسی ذنوبک فقلت ان الامر عندی علی ما قالہ الشاب فقال لم قلت لانی اذا کنت فی حال الجفاء فنقلنی الی حال الوفاء فذکر الجفاء فی حال الصفاء جفاء فسکت وقال سھل بن عبد اللہ رحمہ اللہ التوبۃ ان لا تنسی ذنبک وقال الجنید رحمہ اللہ حین سئل عن التوبۃ ھی ان تنسی ذنبک وتکلم ابو نصر السراج رحمہ اللہ فی المقالتین فقال اشار سھل الی احوال المریدین والمتعرضین تارۃ لھم وتارۃ علیھم فاما الجنید فانہ اشار الی توبۃ المحققین فلا یذکرون ذنوبھم مما غلب علی قلوبھم من عظمۃ اللہ تعالیٰ ودوام ذکرہ وقال

حاصل ہوتی ہے دوسرے درجہ میں گناہ کی طرف پھر نہ لوٹنے کا پکا ارادہ ہوتا ہے اور تیسرے درجہ میں حقوق کی ادائیگی کی سرگرم کوشش کی جاتی ہے۔

سہل بن عبد اللہ تستری: توبہ فوری طور پر گناہوں سے توبہ کرنے کا نام ہے یہ نہ کہا جائے کہ توبہ کر لی جائیگی بلکہ فوراً توبہ کر لی جائے۔

جنیدؒ: میں نے حارث سے سنا فرماتے تھے میں نے یہ دعا کبھی نہیں مانگی کہ اے اللہ میں تجھ سے توبہ کا سوال کرتا ہوں ہاں یہ دعا مانگا کرتا ہوں کہ اے اللہ میرے دل میں توبہ کی تڑپ پیدا فرما۔

جنیدؒ: ایک دن میں سریؒ کی خدمت میں حاضر ہوا تو ان کے چہرے کا رنگ فق تھا میں نے کہا: کیا بات ہے؟ فرمایا: میرے پاس ایک نوجوان آیا تھا اس نے مجھ سے توبہ کے بارے میں سوال کیا، میں نے کہا: توبہ یہ ہے کہ تم اپنا گناہ نہ بھولو اس نے مجھ پر اعتراض کیا اور کہا بلکہ توبہ گناہ کا بھول جانا ہے میں بولا میرے نزدیک اسی جوان کی بات صحیح ہے، اچھا کیوں؟ میں نے کہا اس لئے کہ جب میں حالت جفا میں تھا اور حق تعالیٰ نے مجھے جفا سے وفا کی طرف منتقل فرما دیا تو صفا کے زمانہ میں جفا کا ذکر بھی جفا ہے یہ جواب سن کر سریؒ خاموش ہو گئے۔ سہل بن عبد اللہ: توبہ یہ ہے کہ تم اپنا گناہ نہ بھولو۔ جنیدؒ: (جب ان سے توبہ کے بارے میں پوچھا گیا) توبہ یہ ہے کہ اپنے گناہ بھول جاؤ اور ان کا ذکر ہی نہ کرو۔

ابو نصر سراج ان دونوں قولوں میں یہ تطبیق دیتے ہیں کہ سہل مریدوں کے احوال کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ یہ احوال کبھی ان کے لئے مفید ہوتے ہیں اور کبھی مضر اور جنید محقق حضرات کی توبہ کی طرف اشارہ کرتے ہیں کیونکہ محقق اپنے گناہ یاد نہیں کرتے کیونکہ ان کے دلوں پر اللہ تعالیٰ کی عظمت کا اور اس کے دائمی ذکر کا غلبہ ہوتا ہے، سراج فرماتے ہیں کہ جنیدؒ کا قول رویم کے قول کی طرح ہے جب رویم سے توبہ کے

وھو مثل ما سئل رویم عن التوبۃ فقال التوبۃ من التوبۃ
وقال ذوالنون المصری رحمہ اللّٰہ توبۃ العوام
من الذنوب وتوبۃ الخواص من الغفلۃ وقال
ابو الحسن النوری رحمہ اللّٰہ التوبۃ ان تتوب
من کل شیء سوی اللّٰہ عزوجل قال عبد اللّٰہ بن
محمد بن علی رحمھم اللّٰہ شتان بین تائب یتوب
من الزلات وتائب یتوب من الغفلات وتائب
یتوب من رؤیۃ الحسنات قال ابوبکر الواسطی
رحمہ اللّٰہ التوبۃ النصوح ان لا یبقی علی صاحبھا
اثر من المعصیۃ سرا ولا جھرا ومن کانت توبتہ
نصوحا لا یبالی کیف امسی واصبح قال یحییٰ
بن معاذ الرازی رحمہ اللّٰہ فی مناجاتہ الٰھی
لا اقول تبت ولا اعود لما اعرف من خلقی ولا
اضمن ترک الذنوب لما اعرف من ضعفی ثم انی
اقول لا اعود لعلی اموت قبل ان اعود قال ذوالنون
رحمہ اللّٰہ الاستغفار من غیر اقلاع توبۃ الکذابین
وقال ایضا رحمہ اللّٰہ حقیقۃ التوبۃ ان تضیق
علیک الارض بما رحبت حتیٰ لا یکون لک
قرار ثم تضیق علیک نفسک کما اخبر اللّٰہ تعالیٰ فی
کتابہ العزیز وضاقت علیھم الارض بما رحبت
وضاقت علیھم انفسھم وظنوا ان لا ملجأ
من اللّٰہ الا الیہ ثم تاب علیھم لیتوبوا وقال
ابن عطاء رحمہ اللّٰہ التوبۃ توبتان توبۃ الانابۃ
وتوبۃ الاستجابۃ فتوبۃ الانابۃ ان یتوب العبد
خوفا من عقوبتہ وتوبۃ الاستجابۃ ان یتوب حیاء

بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا توبہ توبہ سے ہے یعنی توبہ سے یاد نہ رہے کیونکہ توبہ کو یاد کرنا بھی ایک طرح کا گناہ ہے، ذوالنون مصریؒ: عوام کی توبہ گناہوں سے ہوتی ہے اور خواص کی توبہ غفلت سے ہوتی ہے ابوالحسنؒ نوری: توبہ یہ ہے کہ تمام ماسوا سے توبہ کی جائے۔ عبداللہ بن محمد بن علی: گناہوں سے توبہ کرنے والوں میں غفلتوں سے توبہ کرنے والوں میں اور اپنی نیکیوں کی طرف دیکھنے سے توبہ کرنیوالوں میں بہت بڑا فرق ہے ابوبکر واسطی:۔ توبۂ نصوح یہ ہے کہ توبہ کے بعد گناہ کا نہ ظاہری اثر رہے اور نہ باطنی، توبۂ نصوح والے کو پروا نہیں کہ اس نے شام کو کیا کیا اور صبح کو کیا کیا۔ یحییٰ بن معاذ رازی (اپنی مناجات میں): اے اللہ! میں یہ نہیں کہتا کہ میں نے توبہ کی اور نہ یہ کہتا ہوں کہ میں پناہ مانگتا ہوں کیونکہ مجھے اپنی عادتیں معلوم ہیں اور نہ میں ترک گناہ کی ضمانت دیتا ہوں کیونکہ میں اپنی کمزوری سے واقف ہوں ہاں میں یہ کہتا ہوں کہ میں گناہ نہیں کروں گا کیونکہ شاید میں گناہ کرنے سے پہلے ہی فوت ہو جاؤں، ذوالنون مصریؒ: گناہ کی ہچکچی کے بغیر استغفار جھوٹوں کی توبہ ہے۔ ایک جگہ فرماتے ہیں: توبہ کی حقیقت یہ ہے کہ دنیا کشادہ ہونے کے باوجود تم پر تنگ ہو جائے حتیٰ کہ تمہارے لئے بھاگنا ممکن نہ ہو پھر تم پر تمہارا نفس تنگ ہو جائے جیسا کہ حق تعالےٰ نے قرآن عزیز میں فرمایا ان پر زمین کشادہ ہونے کے باوجود تنگ ہو گئی اور ان پر ان کے نفس تنگ ہو گئے اور ان کو یقین ہو گیا کہ جائے پناہ اللہ تعالیٰ کے سوا کہیں نہیں پھر حق تعالےٰ نے اپنی رحمت سے ان کی طرف توجہ فرمائی اور انہوں نے توبہ کی۔

ابن عطاءؒ: توبہ دو قسم کی ہے توبۃ الانابۃ اور توبۃ الاستجابۃ، توبۃ الانابہ تو یہ ہے کہ بندہ اللہ کے عذاب سے ڈر کر توبہ کر لے اور توبۃ الاستجابۃ یہ ہے کہ انسان حق تعالیٰ کی عزت و بزرگی سے شرما کر توبہ کرے۔

من کرمہ وقال یحیی بن معاذ الرازی رحمہ اللہ زلۃ واحدۃ بعد التوبۃ اقبح من سبعین قبلھا وقال ابوعمرو الانطاکی رحمہ اللہ رکب علی بن عیسی الوزیر فی موکب عظیم فجعل الغرباء یقولون من ھذا فقالت امرأۃ قائمۃ علی الطریق الی متی تقولون من ھذا ھذا عبد سقط من عین اللہ فابتلاہ اللہ بما ترون فسمع علی بن عیسی ذلک فرجع الی منزلہ واستعفی من الوزارۃ وذھب الی مکۃ وجاور بھا۔

یحییٰ بن معاذ رازی: توبہ کے بعد والی ایک لغزش توبہ سے قبل کی ستر لغزشوں سے بدتر ہے۔

ابو عمرو انطاکیؒ: ایک دفعہ وزیر علی بن موسےٰ ایک بڑے جلوس میں سواری پر نکلے عوام پوچھنے لگے کہ یہ کون ہیں؟ ایک عورت جو راہ میں کھڑی تھی بولی تم کب تک کہو گے کہ یہ کون ہے؟ یہ ایک اللہ کا بندہ ہے جو اللہ کی نظر سے گر چکا ہے اسے اللہ نے ان چیزوں سے آزمایا ہے جن کا تم مشاہدہ کرر ہے ہو یہ جواب علی بن عیسٰی نے سنا پھر اپنے گھر جا کر وزارت سے استعفادے دیا اور مکہ میں جا کر بیت اللہ میں اللہ اللہ میں مشغول ہو گئے اور وہیں کے ہو رہے۔

تیسری مجلس

مجلسؒ: فی قولہ تعالی ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم اختلف العلماء فی معنی التقوی وحقیقۃ المتقی فالمنقول عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال جمیع التقوی فی قولہ عزوجل ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربی وینھی عن الفحشاء والمنکر والبغی یعظکم لعلکم تذکرون وقال ابن عباس رضی اللہ عنھما المتقی الذی یتقی الشرک والکبائر والفواحش وقال ابن عمر رضی اللہ عنھما التقوی ان لاتری نفسک خیرا من احد وقال الحسن رحمہ اللہ المتقی الذی یقول لکل من راٰہ ھذا خیر منی وقال عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ لکعب الاحبار حدثنی عن التقوی قال ھل اخذت طریقا ذا شوک قال نعم قال فما عملت

تقوے پر وعظ حق تعالیٰ مجدہ نے فرمایا دیکھو تم میں اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ معزز وہی ہے جو سب سے زیادہ تقوے والا ہے علماء کا تقویٰ کے معنی میں اور متقی کی حقیقت میں اختلاف ہے رحمت عالم صلعم نے فرمایا کہ سارا اس آیت ان اللہ یامر بالعدل الخ میں ہے یعنی حق تعالےٰ تم کو عدل کا، احسان کا اور عزیزوں کو دینے کا حکم فرماتا ہے اور بے حیائی سے ، بری باتوں سے اور بغاوت سے روکتا ہے اور تمہیں نصیحت فرماتا ہے تاکہ تم نصیحت مان لو۔ حضرت ابن عباس ؓ متقی وہ ہے جو شرک سے بڑے گناہوں سے اور بے حیائی کے کاموں سے بچتا ہے حضرت ابن عمرؓ: تقوےٰ یہ ہے کہ تم اپنے کو کسی سے بہتر نہ جانو۔ حسنؒ: متقی وہ ہے جو ہر شخص کو اپنے سے اچھا سمجھتا ہے۔

عمر بن خطابؓ: کعبؓ احبار سے ، تقوے کی وضاحت فرمائیے فرمایا کیا کبھی تم کسی خاردار راستہ پر بھی چلے ہو؟ بولے ہاں چلا ہوں پوچھا: تم نے وہاں کیا کیا؟ بولے میں نے احتیاط سے پائنچے چڑھا کر

فيه فقال حذرت وشمرت قال كعب كذلك
التقوى فنظمه الشاعر:
خل الذنوب صغيرها وكبيرها فهو التقى
واصنع كماش فوق ارض الشوك يحذر ما يرى
لا تحقرن صغيرة ان الجبال من الحصى
قال عمر بن عبد العزيز رحمه الله تعالى ليس
التقى صيام النهار وقيام الليل والتخليط فيما
بين ذلك ولكن التقوى ترك ما حرم الله واداء
ما افترض الله فما رزق الله بعد ذلك فهو خير
الى خير وقيل لطلق بن حبيب اجمل لنا التقوى
فقال التقوى عمل بطاعة الله على نور من الله
رجاء لثواب الله حياء من الله وقيل التقوى
ترك معصية الله على نور من الله مخافة عقاب
الله قال بكر بن عبد الله رحمه الله لا يكون
الرجل تقيا حتى يكون تقي المطعم وتقي الغضب
وقال عمر بن عبد العزيز ايضا رحمه الله المتقي
ملجم كالمحرم في الحرم وقال شهر بن حوشب
رحمه الله المتقي الذي يترك ما لا باس به
حذرا لوقوع فيما فيه بأس وقال سفيان
الثوري وفضيل رحمهما الله هو الذي يحب للناس ما يحب
لنفسه وقال الجنيد بن محمد ليس المتقي
الذي يحب للناس ما يحب لنفسه انما المتقي
الذي يحب للناس اكثر مما يحب لنفسه
أتدرون ما وقع لاستاذي سري السقطي رحمه الله
وهو ان سلم عليه ذات يوم صديق له

اور دامن سمیٹ کر قدم اٹھائے فرمایا: اسی طرح تقوٰے ہے اسی مضمون
کو ایک شاعر نظم میں اس طرح ڈھالتا ہے سب چھوٹے بڑے تمام گناہ
چھوڑ دو یہی تقوٰی ہے اور کانٹوں دار راہ پر چلنے والے کی طرح بن
جاؤ کہ وہ ہر دیکھی جانے والی چیز سے احتیاط برتتا ہے اور پھونک پھونک
کر قدم اٹھاتا ہے کسی چھوٹے گناہ کو معمولی نہ سمجھو کیونکہ پہاڑ سنگریزوں
سے بنتا ہے۔ ابن عمر بن عبد العزیزؒ: تقوٰے یہ نہیں کہ دن میں روزے
رکھو اور شب بیدار رہو اور کبھی کبھی ناغہ بھی کرو بلکہ تقوٰی یہ ہے کہ
اللہ نے جو کام حرام فرمائے ہیں انہیں چھوڑ دو اور جن کے بجالانے
کا حکم دیا ہے انہیں بجالاؤ اس کے بعد حق تعالیٰ جو کچھ روزی دے
وہ نور علیٰ نور ہے۔ طلق بن حبیب سے کہا گیا: مختصر الفاظ میں
تقوٰے کی وضاحت کیجئے، فرمایا: اللہ کی روشنی میں بغرض ثواب
اللہ سے شرما کر اللہ کے احکام کی تعمیل کرنا تقوٰی ہے۔ یہ بھی کہا
جاتا ہے کہ تقوٰے اللہ کے عذاب سے ڈر کر اللہ کی روشنی میں گناہوں کا
چھوڑنا ہے۔ بکر بن عبید اللہ: انسان متقی نہیں ہو سکتا جب تک
اس کی غذا حلال وطیب نہ ہو اور اس کا غصہ افراط وتفریط سے
محفوظ نہ ہو۔ عمر بن عبد العزیز: متقی کے منہ میں لگام ڈال دی گئی
ہے جیسے حرم میں محرم کے منہ میں ڈال دی جاتی ہے۔ شہر بن حوشبؒ
متقی وہ ہے جو اس ڈر سے کہ کہیں اس میں گناہ نہ ہو وہ کام چھوڑ دیتا
ہے جس میں گناہ نہ ہو۔ سفیان ثوریؒ وفضیل بن عیاضؒ: متقی وہ
ہے جو لوگوں کے لئے وہی پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے
اور کامل متقی وہ ہے کہ جو چیز اپنے لئے پسند کرتا ہے وہ دوسروں
کے لئے اپنے سے زیادہ پسند کرتا ہے۔ معلوم ہے کہ میرے استاذ
سری سقطی کو کیا واقعہ پیش آیا تھا؟ ایک دن آپ کے ایک دوست
نے آپ کو سلام کیا آپ نے ترش روئی کے ساتھ اسے سلام کا جواب
دیا خندہ پیشانی سے نہیں دیا میں نے آپ سے ترش روئی کی وجہ

فرد علیه وهو عابس لم یتبشش له فقلت له ذلك
فقال بلغنی ان المرء المسلم اذا سلم علی اخیه و
ردّ علیه اخوه قسمت بینهما مائة رحمة تسعون
منها لاشهما وعشرة للآخر فاحببت ان یکون
له تسعون وقال محمد بن علی الترمذی رحمه الله
هو الذی لاخصم له وقال سری السقطی رحمه الله
هو الذی یبغض نفسه وقال الشبلی رحمه الله
هو الذی لا یتقی ما دون الله قال الناطق الصادق
الا کل شیء ما خلا الله باطل وقال محمد بن
خفیف رحمه الله التقوی مجانبة کل شیء یبعدك
عن الله وقال القاسم بن القاسم رحمه الله هو
المحافظة علی آداب الشریعة وقال الثوری
رحمه الله هو الذی یتقی الدنیا وآفاتها و
قال ابو یزید رحمه الله هو التورع عن جمیع
الشبهات وقال ایضا المتقی من اذا قال قال
لله واذا سکت سکت لله واذا ذکر ذکر
لله وقال الفضیل بن عیاض رحمه الله لا یکون
العبد من المتقین حتی یامنه عدوه کما یامنه
صدیقه وقال سهل رحمه الله المتقی من تبرأ
من حوله وقوته وقیل التقوی ان لا یراك
الله حیث نهاك ولا یفقدك حیث امرك
وقیل هو الاقتداء بالنبی صلی الله علیه وسلم
وقیل ان تتقی بقلبك من الغفلات وبنفسك
من الشهوات وبحلقك من اللذات وبجوارحك
من السیئات فحینئذ یرجی لك الوصول

پوچھی فرمایا مجھے خبر پہنچی ہے کہ مسلمان جب اپنے مسلمان بھائی کو سلام
کرتا ہے اور دوسرا اسے جواب دیتا ہے تو ان میں سو رحمتیں بانٹی
جاتی ہیں، ۹۰ خندہ پیشانی والے کو دی جاتی ہیں اور دس دوسرے کو
میں نے اپنے اوپر اس شخص کو ترجیح دی تاکہ اسے ۹۰ رحمتیں مل
جائیں۔ محمد بن علی ترمذیؒ: متقی وہ ہے جس سے کوئی جھگڑنے والا
نہ ہو۔ سری سقطیؒ: متقی وہ ہے جو اپنے نفس سے بغض رکھے اور
اس کا کہنا نہ مانے۔ شبلیؒ: متقی وہ ہے کہ اللہ کے سوا سب سے
پرہیز کرے ایک شاعر کہتا ہے اور سچ کہتا ہے کان کھول کر سن لو
ہر چیز اللہ کے سوا باطل ہے۔ محمد بن خفیفؒ: تقویٰ ہر اس چیز سے
دور رہنا ہے جو تم کو اللہ سے دور کر دے۔ قاسمؒ بن قاسم:
تقویٰ آداب شریعت کی حفاظت ہے۔ ثوریؒ: متقی وہ ہے
جو دنیا سے اور دنیوی آفتوں سے بچے۔ ابو یزیدؒ: تقویٰ تمام
شبہوں سے احتیاط برتنا ہے اور متقی وہ ہے کہ جب گفتگو کرے تو
اللہ کے لئے کرے جب خاموش ہو تو اللہ کے لئے خاموش ہو
اور جب ذکر کرے تو اللہ کے لئے ذکر کرے۔ فضیلؒ بن عیاض:
بندہ متقی نہیں ہو سکتا جب تک اس سے دوستوں کی طرح دشمن بھی
مامون نہ ہوں۔ سہلؒ: متقی وہ ہے جو اپنی طاقت سے دست بردار
ہو یعنی گناہوں سے رکنے کی طاقت اور نیکیاں کرنے کی قوت اللہ
کی طرف سے سمجھے۔ کہتے ہیں تقویٰ یہ ہے کہ تم کو اللہ اس جگہ نہ دیکھے
جہاں سے اس نے تمہیں روک دیا ہے اور وہاں گم نہ پائے جہاں حاضری
کا حکم دیا ہے کہتے ہیں تقویٰ نبی صلعم کی پیروی ہے۔ کہتے ہیں تقویٰ
یہ ہے کہ تم اپنے دل کی غفلتوں سے نفسانی شہوتوں سے، زبان کے
چٹخاروں سے اور اعضاء کی برائیوں سے بچتے رہو اس صورت میں
توقع ہے کہ تمہاری آسمان و زمین کے رب تک رسائی ہو۔ ابو القاسمؒ:
تقویٰ حسن اخلاق ہے۔ بعض اولیاء: تقویٰ پر تین چیزوں سے

الی رب الارض والسموات وقال ابو القاسم رحمہ اللہ
ھی حسن الخلق وقال بعضھم یستدل علی تقوی الرجل
بثلاث حسن التوکل فیما لم ینل وحسن الرضا
فیما قد نال وحسن الصبر علی مافات وقیل المتقی
الذی یتقی متابعۃ ھواہ وقال مالک رحمہ اللہ
حدثنی وھب بن کیسان ان بعض فقہاء اھل
المدینۃ کتب الی عبد اللہ بن الزبیر رضی اللہ
عنھما ان لاھل التقوی علامات یعرفون بھا
الصبر عند البلاء والرضا بالقضاء والشکر عند
النعماء والتذلل لاحکام القرآن وقال میمون
ابن مہران رحمہ اللہ لایکون الرجل تقیا
حتی یکون أشد محاسبۃ لنفسہ من الشریک
الشحیح والسلطان الجائر وقال ابوتراب رحمہ اللہ
بین یدی التقوی خمس عقبات من لایجاوزھا
لاینالھا وھی اختیار الشدۃ علی النعمۃ واختیار
القوۃ علی الفضول واختیار الذل علی العز واختیار
الجد علی الراحۃ واختیار الموت علی الحیاۃ و
قال بعضھم لایبلغ الرجل سنام التقوی الا اذا
کان بحیث لوجعل ما فی قلبہ علی طبق فیطاف
بہ فی السوق لم یستح من شیء مما علیہ وقیل
التقوی ان تزین سرک للحق کما تزین علانیتک
للخلق وقال ابو الدرداء رضی اللہ عنہ :

یرید العبد ان یعطی مناہ ویأبی اللہ الا ما ارادا
یقول المرء فائدتی ومالی وتقوی اللہ احسن ما استفادا

عن مجاھد عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ

استدلال کیا جاتا ہے جو شے حاصل نہ ہوئی ہو اس پر بہترین صبر کرنا اور جو مل گئی ہو اس پر راضی ہوجانا اور فوت شدہ شے پر بہترین صبر کرنا کہتے ہیں متقی وہ ہے جو اپنی خواہش کی پیروی سے بچتا ہے ۔ امام مالکؒ مجھ سے وہب بن کیسان نے بیان کیا کہ مدینہ کے کسی عالم نے عبد اللہؓ بن زبیر کو لکھا کہ پارساؤں کی کچھ نشانیاں ہیں جن سے انہیں پہچان لیا جاتا ہے (نشانیاں یہ ہیں کہ وہ) مصائب پر صبر، قضا پر اظہار رضا، نعمتوں پر شکر کرتے ہیں اور قرآن کے احکام پر عمل پیرا رہتے ہیں میمون بن مہرانؒ : مومن متقی نہیں ہوتا جب تک وہ اپنے نفس سے سخت محاسبہ نہ کرے جس طرح ایک بخیل حصہ دار سے اور ظالم بادشاہ سے اخراج کیا جاتا ہے نفس سے اخراج ان سے بھی زیادہ کڑا ہونا ضروری ہے ، ابوترابؒ : تقوے کے آگے پانچ گھاٹیاں ہیں جو ان سے عبور نہ کرے اسے تقوے حاصل نہیں ہوسکتا ، نعمت پر شدت کو ، بہت پر تھوڑے کو ، عزت پر ذلت کو آرام پر تکلیف کو اور زندگی پر موت کو ترجیح دینا ۔

بعض : انسان تقوے کی چوٹی پر نہیں پہنچتا جب تک اس حال پر نہ ہو کہ اگر اس کے دل کی تمام متاع ایک سینی میں لگا کر اور اس سینی کو بازار میں گھوما جائے تو سینی کی کسی چیز سے اسے شرمانے کی ضرورت لاحق نہ ہو ۔

بعض : تقوے یہ ہے کہ تم اپنے دل کو اللہ کے لئے اس طرح سنوارلو جس طرح دنیا کے لئے اپنا ظاہر سنوارتے ہو ۔

ابو الدرداءؓ : انسان چاہتا ہے کہ اس کی آرزوئیں بر آئیں اور اللہ وہی کرتا ہے جو چاہتا ہے انسان کہتا ہے میرا فائدہ اور میرا مال لیکن اللہ کا خوف (تقوے) ہر حاصل کی جانے والی چیز سے بہتر ہے ۔

مجاہد از ابو سعیدؓ خدری : ایک شخص حاضر دربار رسالتؐ

قال جاء رجل الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا نبی اللہ اوصنی فقال صلی اللہ علیہ وسلم علیک بتقوی اللہ فانہ جماع کل خیر وعلیک بالجہاد فانہ رہبانیۃ الاسلام وعلیک بذکر اللہ فانہ نور لک وعن ابی ہرمز نافع بن ہرمز رحمہ اللہ قال سمعت انس رضی اللہ عنہ یقول قیل یا محمد من آل محمد قال کل تقی فالتقوی جماع الخیرات وحقیقۃ الاتقاء التحرز بطاعۃ اللہ عزوجل عن عقوبتہ یقال اتقی فلان بترسہ واصل التقوی اتقاء الشرک ثم بعدہ اتقاء المعاصی والسیئات ثم بعدہ اتقاء الشبہات ثم یدع بعدہ الفضلات وجاء فی تفسیر قولہ تعالی اتقوا اللہ حق تقاتہ ہو ان یطاع فلا یعصی ویذکر فلا ینسی ویشکر فلا یکفر وقال سہل ابن عبد اللہ رحمہ اللہ لا معین الا اللہ ولا دلیل الا رسول اللہ ولا زاد الا التقوی ولا عمل الا الصبر علیہا وقال الکتانی رحمہ اللہ قسمت الدنیا علی البلوی وقسمت الجنۃ علی التقوی ومن لم یحکم بینہ وبین اللہ التقوی والمراقبۃ لم یصل الی الکشف والمشاہدۃ وقال النصر اباذی رحمہ اللہ التقوی ان یتقی العبد ما سواہ تعالی وقال سہل رحمہ اللہ من اراد ان تصح لہ التقوی فلیترک الذنوب کلہا وقال النصر اباذی ایضا من لزم التقوی اشتاق الی مفارقۃ الدنیا لان اللہ تعالی یقول وللدار الآخرۃ خیر

ہو کر عرض کرتا ہے کہ اے اللہ کے نبی (صلعم) مجھے کچھ وصیت (نصیحت) فرمائیے، فرمایا: تقوے کو لازم پکڑلے کیونکہ تقوے تمام نیکیوں کا مجموعہ ہے اور جہاد کو بھی لازم پکڑلے کیونکہ جہاد اسلام میں رہبانیت (دنیا سے کنارہ کشی) ہے اور اللہ کے ذکر کو بھی لازم پکڑلے کیونکہ اللہ کا ذکر تیرے لئے نور ہے (اس سے دنیا میں دل میں روشنی پیدا ہوتی ہے اور برزخ و آخرت کے اندھیروں میں برق بن کر روشنی دے گا) ابوہرمز نافع بن ہرمز: میں نے حضرت انس رضی سے سنا فرماتے تھے کہ محمد (صلعم) سے پوچھا گیا کہ آل محمد صلعم کون ہیں؟ فرمایا: ہر متقی آدمی (آل محمد) میں شامل ہے (لہٰذا تقوے تمام نیکیوں کا جامع ہے۔

تقوے کی حقیقت

تقوے کی حقیقت یہ ہے کہ حق تعالے جل مجدہٗ کی طاعت میں سرگرم رہ کر اس کے عذابوں سے بچنے کی سر توڑ کوشش کرنا، کہا جاتا ہے اتقی فلاں بترسہ یعنی فلاں اپنی ڈھال سے دشمن کے حملہ سے بچ گیا۔ اصل تقوے شرک سے بچنا ہے پھر فضول و بے کار باتیں چھوڑ دی جائیں، اتقوا اللہ حق تقاتہ کی تفسیر میں مفسرین لکھتے ہیں کہ اللہ کی اطاعت کی جائے نافرمانی نہ کی جائے اس کا ذکر کیا جائے ذکر کو بھولا نہ جائے اور اس کی نعمتوں کا شکر ادا کیا جائے ناشکری نہ کی جائے۔ سہل بن عبد اللہ: اللہ کے سوا کوئی مددگار نہیں، رسول اللہ صلعم کے علاوہ کوئی رہنما نہیں۔ تقوے کے سوا کوئی توشہ نہیں اور کوئی ایسا عمل نہیں جس میں صبر کو دخل نہ ہو کتانی: دنیا مصائب و آزمائش پہ بانٹی گئی اور جنت تقوے پر اور جو اپنے اور اللہ کے درمیان تقوے اور مراقبہ کو نہ آنے دے اس کی کشف و مشاہدہ تک رسائی ناممکن ہے، نصرآبادی: تقوی یہ ہے کہ انسان حق تعالیٰ سبحانہٗ کے ماسوا سے بچے۔ سہل: جو صحیح صحیح تقوی چاہتا ہے اسے تمام گناہ چھوڑ دینے ضروری ہیں۔ نصرآبادی: تقوے کو چمٹ جانیوالا دنیا کے چھوڑنے کا مشتاق رہتا ہے کیونکہ

للذین یتقون وقال بعضهم من تحقق فی التقوی هون الله علی قلبه الاعراض عن الدنیا وقال ابو عبد الله الروذباری التقوی مجانبة ما یبعدک عن الله تعالی وقال ذو النون المصری رحمه الله تعالی التقی من لا یدنس ظاهره بالمعارضات ولا باطنه بالغفلات ویکون واقفا مع الله تعالی موقف الاتفاق وقال ابن عطیة رحمه الله تعالی للمتقی ظاهر وباطن فظاهره محافظة الحدود وباطنه النیة والاخلاص وقال ذو النون المصری رحمه الله تعالی لا عیش الا مع رجال تحن قلوبهم للتقوی وترتاح بالذکر وقال ابو حفص رحمه الله تعالی التقوی فی الحلال المحض لا غیر وقال ابو الحسین الزنجانی رحمه الله تعالی من کان رأس ماله التقوی کلت الالسن عن وصف ربحه وقال الواسطی رحمه الله تعالی التقوی ان یتقی من تقواه یعنی من رؤیة تقواه وروی ان ابن سیرین رحمه الله تعالی اشتری اربعین حبا سمنا فاخرج غلامه فأرة من حب فسأله من ای حب من الحباب اخرجها فقال لا ادری فصبها کلها وروی عن بعض الائمة انه کان لا یجلس فی ظل شجرة غریمه ویقول جاء فی الخبر کل قرض جر نفعا فهو ربا وقیل ان ابا یزید رحمه الله تعالی غسل ثوبا فی الصحراء مع صاحب له فقال صاحبه تعلق

حق تعالیٰ فرماتا ہے: دیکھو آخرت کا گھر ان لوگوں کے لئے بہتر ہے جو متقی ہیں۔ بعض علماء: جو تقوے میں کامل ہے حق تعالیٰ اس کا دل آسانی کے ساتھ دنیا سے ہٹا دیتا ہے، ابو عبداللہ رودباری: تقوے ان چیزوں سے جو نہیں اللہ سے دُور کر دیں، دُور بھاگتا ہے۔ ذوالنون مصریؒ: متقی وہ ہے جو اپنا ظاہر خلاف شرع کاموں سے پلید نہ ہونے دے اور نہ باطن کو غفلت میں ڈالنے والی چیزوں سے گندا ہونے دے اور اللہ کے قانون کے ساتھ ساتھ چلے اس طرح اس میں اور قانون باری تعالیٰ میں اتفاق رہے گا، ابن عطیہؒ: متقی کا ظاہر بھی ہوتا ہے اور باطن بھی اس لئے ظاہر تو اللہ کی حدوں کی محافظت ہے اور باطن نیت و اخلاص ہے، ذوالنون مصریؒ: زندگی کا مزہ انہیں کے ساتھ ہے جن کے دلوں میں تقوے کی تڑپ رہتی ہیں اور جن کے دل اللہ کے ذکر سے راحت پاتے ہیں۔ ابو حفص، تقوے حلال محض ہی میں ہے کسی اور چیز میں نہیں یعنی حلال غذا سے تقوے پیدا ہوتا ہے، ابو الحسین زنجانیؒ: اگر کسی کا سرمایہ تقویٰ ہو تو اسے اس قدر فائدہ ہوتا ہے جسے زبانیں بیان کرنے سے عاجز ہیں، واسطیؒ: تقویٰ یہ ہے کہ تقوے سے بچے اپنے تقوے کی طرف نگاہ نہ ڈالی جائے۔ ایک دفعہ ابن سیرین نے چالیس مٹکے گھی خریدا پھر آپ کے غلام نے ایک مٹکے سے مرا ہوا چوہا نکالا۔ ابن سیرین نے پوچھا کس مٹکے سے چوہا نکلا ہے غلام نے کہا یاد نہیں رہا۔ آخر کار ابن سیرینؒ نے تمام مٹکوں کا گھی بہا دیا بعض ائمہ سے روایت کی جاتی ہے کہ وہ اپنے قرضدار کے درخت کی چھاؤں میں نہیں بیٹھتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ حدیث میں ہے کہ جو قرض نفع کھینچ کر لائے وہ سود ہے مشہور ہے کہ ابو یزید بسطامیؒ نے اپنے ایک دوست کے ساتھ صحرا میں کپڑے دھوئے ان کے دوست نے کہا کہ آپ اپنے گیلے کپڑے انگور کی دیوار پر پھیلا دیں، فرمایا: ہم لوگوں کی دیواروں میں میخیں

الثیاب علی جدران الکروم فقال لا تغرز الوتد فی جدار الناس فقال نعلقه علی الشجر فقال لا انه یکسر الاغصان فقال نبسطه علی الاذخر فقال لانه علف الدواب لاتستره عنها قیل فولی ظهره الی الشمس وحمل القمیص علی ظهره ووقف حتی جف جانبه ثم قلبه حتی جف الجانب الآخر وعن ابراهیم بن ادهم رحمه الله تعالیٰ انه قال بت لیلة تحت صخرة بیت المقدس فلما کان بعض اللیل نزل ملکان فقال احدهما لصاحبه من ههنا فقال الآخر ابراهیم بن ادهم فقال ذاك الذی حط الله درجة من درجاته فقال لم قال لانه اشتری بالبصرة التمر فوقعت تمرة من تمر البقال علی تمره فقال ابراهیم فمضیت الی البصرة واشتریت التمر من ذلك الرجل واوقعت تمرة علی تمره ورجعت الی بیت المقدس ونمت تحت الصخرة فلما کان بعض اللیل اذا انا بملکین نزلا من السماء فقال احدهما لصاحبه من ههنا قال الآخر ابراهیم بن ادهم فقال ذاك الذی رد الشیء الی مکانه ورفعت درجته وقیل التقوی علی وجوه تقوی العامة ترك الشرك بالخالق وتقوی الخاصة ترك الهوی بترك المعاصی ومخالفة النفس فی سائر الاحوال وتقوی خاص الخاص من الاولیاء ترك الارادة فی الاشیاء والتجرد فی النوافل

نہیں گاڑ سکتے درست بولا تو درخت پر ڈال دیجیے فرمایا نہیں کیونکہ کپڑے پھیلانے سے درخت کی نازک شاخیں ٹوٹ جائیں گی، دوست نے کہا: اچھا اذخر گھاس پر پھیلا دیجیے فرمایا نہیں کیونکہ یہ گھاس ان کے جانوروں کا چارا ہے۔ ہم گھاس پر کپڑے ڈال کر اسے ان کے جانوروں سے نہیں چھپا سکتے کہتے ہیں پھر آپ نے اپنی پشت دھوپ کی طرف کر کے کرتہ اپنی پشت پر ڈالا اور کھڑے رہے حتیٰ کہ وہ حصہ سوکھ گیا پھر اسے پلٹ کر کھڑے رہے حتیٰ کہ وہ حصہ بھی سوکھ گیا۔ ابراہیم بن ادہمؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے صخرۂ بیت المقدس کے نیچے ایک رات گزاری جب کچھ رات گزر گئی تو دو فرشتے اترے ایک فرشتے نے دوسرے سے پوچھا یہاں کون ہے؟ دوسرا بولا: ابراہیم بن ادہم ہیں یہ وہی ہیں جن کا حق تعالیٰ نے ایک درجہ گھٹا دیا ہے، پہلے نے پوچھا کیوں؟ دوسرے نے جواب دیا: اس لئے کہ انہوں نے ایک دفعہ بصرہ میں کھجوریں خریدی تھیں پھر بیچنے والے کی کھجوروں میں سے ایک کھجور ان کی کھجوروں میں گر گئی تھی (وہ کھجور انہوں نے اسے واپس نہیں دی) ابراہیم فرماتے ہیں یہ گفتگو سن کر میں بصرہ گیا اور اسی دوکان دار سے کھجوریں خریدیں اور اپنی کھجوروں میں سے ایک کھجور نکال کر اس کی کھجوروں میں ڈال دی اور بیت المقدس واپس آگیا اور صخرہ کے نیچے سو گیا تھوڑی سی رات گزری تھی کہ اچانک وہی دو فرشتے آسمان سے اترتے ہیں اور ایک دوسرے سے کہتا ہے یہاں کون ہیں؟ دوسرا کہتا ہے ابراہیم بن ادہمؒ ہیں یہ وہی ہیں جنہوں نے چیز اس کی جگہ لوٹا دی اور ان کا درجہ بلند کر دیا گیا۔ کہا جاتا ہے تقوے کی کئی صورتیں ہیں عوام کا تقویٰ شرک سے بچنا ہے خواص کا تقوے ہوئی سے اور تمام گناہوں سے بچنا ہے اور نفس کی مخالفت کرنا ہے اور مقرب و اخص اولیاء کا تقوے چیزوں کی خواہش سے بچنا اور نفلی عبادتوں میں تجرد سے بچنا اور تعلق اسباب سے قطع نظر کرنا اور اللہ کے ماسویٰ کو چھوڑ دینا اور حال و مقام پر

من العبادات والتعلق بالاسباب والرکون الی ماسوی المولیٰ ولزوم الحال والمقام وامتثال الامر فی جمیع ذلک مع احکام الفرائض وتقوی الانبیاء علیہم الصلاۃ والسلام لا تجاوزھم غیب فی غیب فھو من اللہ والی اللہ یامرھم وینھاھم ویوفقھم ویؤدبھم ویطیبھم ویطببھم ویکلمھم ویحدثھم ویرشدھم ویھدیھم ویعطیھم ویھنئھم ویطلعھم ویبصرھم لا مجال للعقل فی ذلک فھم فی معزل عن البشر بل عن الملائکۃ اجمع الا فیما یتعلق بالحکم الظاھر والامر المبین الموضوع للامۃ وعوام المومنین فانھم یشارکون الخلق فی ذلک وینفردون عنھم فیما سوی ذلک وقد یعطی بعض ذلک الکرام من الابدال والخلص من الاولیاء فتقصر عباراتھم عن ذکر ذلک فلا تظھر الی الوجود ولا تدرک بالسمع والحس الا ما یغلب علی اللسان فتبدر من ذلک کلمۃ او کلمات ثم یتدارکہ اللہ بالسکینۃ والتثبیت واسبال الستر علیہ فیستیقظ لامرہ ویحفظ لسانہ ولیستغفر اللہ تعالیٰ مما جری ویغیر العبارۃ ویحسن اللفظ علی وجہ یعقل ولیفھم علی ماھو المعھود من الناس۔

فصل وطریق التقوی اولا التخلص من مظالم العباد وحقوقھم ثم من المعاصی

چھٹے رہنے کو چھوڑ دینا اور ان تمام باتوں میں حق تعالیٰ کے احکام بجالانا فرائض میں چست و سرگرم عمل رہنا ہے۔ اور انبیائے کرام کا تقوے پردہ پردے میں ہیں اور ہم سے پوشیدہ ہے وہ اللہ کی طرف سے ہے اور اس کا مرجع اللہ ہے اللہ انہیں حکم فرماتا ہے اللہ ہی انہیں روکتا ہے اللہ ہی انہیں توفیق عطا فرماتا ہے اللہ ہی انہیں تعلیم و تربیت دیتا ہے اللہ ہی انہیں پاک فرماتا ہے اللہ ہی ان کا علاج فرماتا ہے اللہ ان سے گفتگو کرتا ہے ان سے باتیں فرماتا ہے انہیں رشد و ہدایت عطا فرماتا ہے انہیں عطیات سے نوازتا ہے انہیں مبارکباد دیتا ہے انہیں خبردار فرماتا ہے اور انہیں بصیرت بخشتا ہے ان کے تقوے تک عقل کی رسائی ناممکن ہے انبیاء نہ صرف انسانوں سے بلکہ فرشتوں سے بھی ایک گوشہ خلوت میں الگ رہتے ہیں ہاں ظاہر احکام اور روشن امور میں جو تمام امت کیلئے اور عام مومنوں کیلئے وضع کئے گئے ہیں لوگوں کے ساتھ رہتے ہیں اور باقی باتوں میں ان سے علیحدہ ہیں۔ خواص اس بزرخ کبری میں ہیں حرف مشدد کے کبھی اس باطنی تقوے سے کچھ حصہ معزز ابدال کو اور خالص اولیاء کو بھی مل جاتا ہے لیکن انکی عبارتیں اسکے بیان کرنے سے قاصر ہیں اسلئے یہ معرض وجود میں نہیں آتا اور نہ اس کا سن کر علم حاصل ہوتا ہے اور نہ حس سے، البتہ اس سلسلہ میں کوئی بات حالت جذب میں انکی زبان سے نکل جاتی ہے اور وہ ایک یا چند جملے ہوتے ہیں پھر حق تعالیٰ اسکی نرمی سے تلافی فرما دیتا ہے اور انہیں ثابت قدمی عطا فرماتا ہے اور پردہ پوشی فرماتا ہے بالآخر وہ اللہ کے امر کے لئے جاگتے ہیں اور اپنی زبان کو اس راز کے افشا کرنے سے محفوظ رکھتے ہیں اور جو کچھ ہوا اس سے اللہ سے دعائے مغفرت کرتے ہیں اور عبارت میں تغیر کر دیتے ہیں تاکہ نام فہم ہو جائے اور اس طرح خوبصورت الفاظ آتے ہیں کہ ان سے معنی عقل میں آسکے اور مطلب سمجھ میں آجائے جیسے عوام میں محاوروں سے مطلب سمجھا جاتا ہے

تقوی پیدا کرنے کا طریقہ

تقوے پیدا کرنے کے لئے سب سے پہلا یہ فرض ہے کہ لوگوں کے حقوق سے نجات حاصل کی جائے پھر تمام

الکبائر منها والصغائر ثم الاشتغال بترک ذنوب القلب التی هی امهات الذنوب واصولها فمنها یتفرع ذنوب الجوارح من الریاء والنفاق والعجب والکبر والحرص والطمع والخوف من الخلق والرجاء لهم وطلب الجاه والریاسة والتقدم علی ابناء جنسه وغیر ذلک مما یطول شرحه وانما یقوی علی جمیع ذلک بمخالفة الهوی ثم الاشتغال بترک الارادة فلا یختار مع الله شیئا ولا یدبر مع الله تدبیره ولا یتخیر علیه ولا ینص علی جهة وسبب فی رزقه ولا یعترض علیه عزوجل فی خلقه بل یسلم الکل الیه ویستسلم بین یدیه ویطرح نفسه لدیه فیصیر فی ید قدرته کالطفل الرضیع فی ید ظئره ودایته وکالمیت فی ید غاسله مسلوب اختیاره منزوع ارادته فالنجاة کل النجاة فی ذلک فان قال قائل کیف الطریق الی ذلک قیل له الطریق الی ذلک بصدق اللجاء الی الله عزوجل والانقطاع الیه ولزوم طاعته بامتثال اوامره وانتهاء نواهیه والتسلیم فی قدره وحفظ حدوده وصیانة الحال دائما ابدا۔

واختلفت اقاویل الشیوخ فی النجاة فقال الجنید رحمه الله تعالیٰ ما نجا من نجا الابصدق اللجأ الی الله عزوجل قال الله عزوجل وعلی

چھوٹے بڑے گناہوں سے احتیاط کے ساتھ بچا جائے پھر دل کے گناہوں کو جو امہات (اصول) ہیں چھوڑنے کی طرف توجہ دی جائے ا نہیں سے اعضاء کے گناہ سرزد ہوتے ہیں، جیسے ریا، نفاق، غرور، کبر، حرص، طمع، لوگوں سے ڈر، لوگوں سے اُمید، جاہ، ریاست اور لوگوں پر بڑائی وغیرہ جن کی تفصیل موجب طوالت ہے ان کے چھوڑنے پر انسان اسی وقت قادر ہوسکتا ہے جب ہوائے نفسانی پر تُل جائے پھر اپنے ارادے کی طرف دیکھے کو ترک کردے اور اللہ کے مقابلہ میں کسی شے کو اختیار نہ کرے اور اللہ تعالیٰ کی تدبیر کے مقابلہ میں اپنی تدبیر کو دخل نہ دے اور اللہ پر کسی کو بہتر خیال نہ کرے اور روزی کسی سبب اور وجہ کی طرف منسوب نہ کرے اس کی پیدائش میں اللہ پر اعتراض نہ کرے اور بلکہ سب چیزیں اللہ کو سونپ دے اور اپنا نفس اللہ کے حوالہ کر دے اور اپنے کو اللہ کے آگے ڈال دے اور اللہ کے دست قدرت میں اس طرح بن جائے جیسے ایک شیر خوار بچہ اپنی دائی کے ہاتھ میں ہوتا ہے اور جیسے مُردہ غسل دینے والے کے ہاتھ میں ہوتا ہے کہ اس کے اختیارات وارادے سب ختم ہوتے ہیں دیکھئے اور خوب یاد رکھیئے پوری پوری نجات ایسا ہی طریقہ اختیار کرنے میں ہے اگر کوئی پوچھے کہ ایسا تقویٰ حاصل کرنے کی راہ کیا ہے؟ تو اس کا یہ جواب ہے کہ سب سے کٹ کر صدقِ دل سے اللہ کی پناہ اختیار کی جائے اور طاعت وعبادت میں جھپٹ کر پوری پوری سرگرمی دکھائی جائے شریعت مطہرہ کے احکام بجالائے جائیں، ممنوعات سے باز رہا جائے خود کو اللہ کی تقدیر کے حوالہ کر دیا جائے اللہ کی حدوں کی حفاظت کی جائے اور ہمہ وقت اپنے حال کی حفاظت کی جائے۔

نجات کے بارے میں مختلف اقوال

نجات کے بارے میں مشائخ کے اقوال مختلف ہیں۔ جنید: نجات وہی پاتا ہے جو حق تعالیٰ جل مجدہٗ کی پناہ میں آجاتا ہے حق تعالیٰ نے فرمایا: اور ان تین صحابیوں

الذین خلفوا حتی اذا ضاقت علیهم الارض بما رحبت وضاقت علیهم انفسهم وظنوا ان لا ملجأ من الله الا الیه وقال رویم رحمه الله تعالیٰ ما نجا من نجا الا بالصدق والتقوی قال الله عزوجل وینجی الله الذین اتقوا بمفازتهم وقال الجریری رحمه الله ما نجا من نجا الا بمراعاة الوفاء قال الله تعالیٰ الذین یوفون بعهد الله ولا ینقضون المیثاق وقال عطاء رحمه الله تعالیٰ ما نجا من نجا الا بتحقیق الحیاء قال الله تعالیٰ الم یعلم بان الله یری وقال بعضهم ما نجا من نجا الا بالحکم والقضاء السابق فی علم الله عزوجل قال الله تعالیٰ ان الذین سبقت لهم منا الحسنیٰ وقال الحسن البصری رحمه الله تعالیٰ ما نجا من نجا الا بالاعراض عن الدنیا واهلها قال الله تعالیٰ انما الحیاة الدنیا لعب ولهو وقد ذکر النبی صلی الله علیه وسلم ان حب الدنیا رأس کل خطیئة وما تقرب المتقربون الی الله بشیء افضل من اداء ما افترض الله وقال منذ خلقها الله تعالیٰ ما نظر الیها وقال الحسن رحمه الله تعالیٰ معناه ما نظر الیها بعین رحمته من مقتها فهی الحجاب العظیم وبها تبین الخالص من المعیب ولا یصح لمن بقی علیه منها شیء الوصول الی حلاوة مناجاته سبحانه لانها ضد عن الله وضد ما یحبه الله۔

کے حق میں جو توبہ سے پیچھے ہٹا دئے گئے تھے حتیٰ کہ جب زمین باوجود کشادہ ہونے کے ان پر تنگ ہو گئی اور ان پر ان کے نفس تنگ ہو گئے اور یقین ہو گیا کہ اللہ کے سوا اللہ کے عذاب سے کہیں پناہ نہیں ملے گی۔

رُدیم: جس نے نجات پائی صدق و تقوے ہی سے نجات پائی حق تعالےٰ نے فرمایا اللہ تقوے والوں کو انکی کامیابی کے ساتھ نجات عطا فرماتا ہے۔

جُریری: وہی نجات پاتا ہے جو اپنا عہد پورا کرنے کا خیال رکھتا ہے حق تعالیٰ نے فرمایا: وہ جو اللہ کا عہد پورا کرتے ہیں اور عہد شکنی نہیں کرتے۔ عطاء: نجات وہی پاتا ہے جس کے اندر مکمل حیا ہے حق تعالیٰ نے فرمایا کیا اسے معلوم نہیں کہ اللہ دیکھ رہا ہے۔ بعض علماء: نجات اللہ تعالیٰ کے حکم و تقدیر ہی سے ملتی ہے جو حق تعالیٰ جل مجدہٗ کا علم ہے فرمایا: دیکھو جن لوگوں کے لئے ہماری طرف سے جنت پہل کر گئی۔

حسن بصری: نجات اسی نے پائی جس نے دنیا سے اور دنیا داروں سے منہ موڑا حق تعالیٰ نے فرمایا: دنیوی زندگی صرف کھیل کود ہے۔ نبی صلعم نے فرمایا: دنیا کی محبت ہر گناہ کی چوٹی ہے اور اللہ کا تقرب حاصل کرنے کے لئے فرائض ادا کرنے سے افضل کوئی چیز نہیں آپ نے فرمایا: جب سے اللہ نے دنیا پیدا کی، پھر کبھی اس کی طرف نہیں دیکھا حسنؒ فرماتے ہیں یعنی دنیا پیدا کرنے کے بعد پھر اللہ تعالیٰ نے کبھی دنیا پر نظر رحمت نہیں ڈالی لہٰذا یہ دنیا انسان کے اور اس کے رب کے درمیان ایک انتہائی دبیز و عظیم حجاب ہے اور اسی دُنیا کے ذریعہ معلوم کیا جاتا ہے کہ کون زر خالص ہے، اور کون کھوٹا سکّہ ہے جن کو دُنیا سے ادنےٰ سا بھی لگاؤ ہے انہیں اللہ سے مناجات میں حلاوت نہیں ملتی، اور ان کی رسائی عبادتوں کی لذت تک نہیں ہوتی، کیونکہ دنیا اللہ کے مناسب نہیں اور اللہ والوں کے مزاجوں کے خلاف ہے۔

فصل وقد دعا الله عزوجل خلقه الى توحيده وطاعته بالوعد والوعيد والترغيب والترهيب وحذر وانذر وخوف وزجر اعذارا اليهم وتاكيد الحجة عليهم فقال عزوجل رسلا مبشرين ومنذرين لئلا يكون للناس على الله حجة بعد الرسل وقال عز من قائل ولو انا اهلكناهم بعذاب من قبله لقالوا ربنا لولا ارسلت الينا رسولا فنتبع آياتك من قبل ان نذل ونخزى وقال تعالى فى آية اخرى وماكنا معذبين حتى نبعث رسولا وقال تعالى يا ايها الناس قد جاءتكم موعظة من ربكم وشفاء لما فى الصدور وهدى ورحمة للمؤمنين وقال جل وعلا فى التخويف والتحذير ويحذركم الله نفسه والله رؤف بالعباد وقال تبارك وتعالى واعلموا ان الله يعلم ما فى انفسكم فاحذروه وقال جلت عظمته واعلموا ان الله بكل شئ عليم وقال جلت قدرته واتقون يا اولى الالباب وقال سبحانه وتعالى واتقوا الله واعلموا انكم ملاقوه وقال تعالى واتقوا يوما ترجعون فيه الى الله ثم توفى كل نفس ماكسبت وهم لا يظلمون وقال تعالى واتقوا يوما لا تجزى نفس عن نفس شيئا ولا يقبل منها عدل ولا تنفعها شفاعة وقال جل جلاله يا ايها الناس اتقوا ربكم واخشوا يوما لا يجزى والد عن ولده ولا مولود هو جاز عن والده

توحید باری تعالیٰ شانہ

حق تعالیٰ جل مجدہ نے ثواب کا وعدہ فرما کر اور عذاب کا خوف دلا کر لوگوں کو اپنی توحید و اطاعت کی طرف بلایا اور توحید و اطاعت کی طرف آنے والوں کو جنت کی رغبت دلائی اور بھاگنے والوں والوں کو جہنم سے ڈرایا اور انہیں محتاط بنایا۔ چوکنا کیا، ڈرایا اور دھمکایا تاکہ ان کے عذر دفع ہوں اور ان پر پوری حجت قائم ہو جائے چنانچہ فرمایا ہم نے خوشخبری سنانے کے لئے اور ڈرانے کے لئے رسول بھیجے تاکہ رسول آنے کے بعد لوگوں کے لئے اللہ پر حجت نہ رہے (۲) اگر ہم رسولوں سے قبل انہیں عذاب سے ہلاک کر دیتے تو وہ یہ کہے بغیر نہ رہتے کہ اے ہمارے رب تو نے ہماری طرف رسول کیوں نہیں بھیجا کہ ہم تیری آیتوں کی ذلیل و رسوا ہونے سے پہلے پیروی کر لیتے (۳) ہم ایسے نہیں کہ کسی کو عذاب میں مبتلا کر دیں جب تک رسول نہ بھیج دیں (۴) لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کے پاس سے نصیحت آ گئی اور تمہارے سینوں کے لئے شفا بخش چیز آ گئی اور مومنوں کے لئے ہدایت و رحمت آ گئی (۵) خوف دلانے اور ڈرانے کے بارے میں فرمایا: اور اللہ تم کو اپنی ذات سے ڈراتا ہے اور اللہ بندوں پر بڑا ہی مہربان ہے (۶) یقین مانو اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں کی تمام باتیں جانتا ہے اس لئے اس سے ڈرو (۷) یقین مانو اللہ ہر چیز کو خوب جانتا ہے (۸) اے عقل و ہوش والو مجھ سے ڈرو (۸) اللہ سے ڈر جاؤ اور یقین مانو کہ تم اس سے ملنے والے ہو (۹) اس دن سے ڈر جاؤ جس دن تم اللہ کی طرف لوٹائے جاؤ گے پھر ہر شخص کو اس کی کمائی کا پورا بدلہ دیا جائے گا اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا (۱۰) اس دن سے ڈر جاؤ جس دن کوئی کسی کے کام نہیں آئے گا اور نہ اس دن فدیہ قبول کیا جائے گا اور نہ شفاعت فائدہ پہنچائے گی (۱۱) لوگو اپنے رب سے ڈرو اور اس دن کا خوف کرو جس دن باپ اولاد کے اور اولاد باپ کے کچھ کام نہیں آئیگی بلاشبہ

شيئا ان وعد الله حق فلا تغرنكم الحياة
الدنيا ولا يغرنكم بالله الغرور وقال تعالىٰ
يا ايها الناس اتقوا ربكم ان زلزلة الساعة
شيء عظيم وقال عز وجل يا ايها الناس اتقوا
ربكم الذي خلقكم من نفس واحدة وخلق
منها زوجها وبث منهما رجالا كثيرا
ونساء واتقوا الله الذي تساءلون به والارحام
ان الله كان عليكم رقيبا وقال تعالىٰ يا ايها
الذين آمنوا اتقوا الله وقولوا قولا سديدا
وقال عز وجل يا ايها الذين آمنوا اتقوا الله
ولتنظر نفس ما قدمت لغد واتقوا الله ان
الله خبير بما تعملون وقال تعالىٰ واتقوا
الله ان الله شديد العقاب وقال تعالىٰ قوا
انفسكم واهليكم نارا وقودها الناس
والحجارة وقال عز وجل افحسبتم انما
خلقناكم عبثا وانكم الينا لا ترجعون وقال
جل وعلا ايحسب الانسان ان يترك سدى
وقال تعالىٰ أفأمن اهل القرى ان ياتيهم
باسنا بياتا وهم نائمون أو أمن اهل القرى
ان ياتيهم باسنا ضحى وهم يلعبون فما
جوابك يا مسكين عن هذه الآيات وما
عملك بها فهل انتهيت عن اتباع شهواتك
الخبيثة المؤذية لك في الدنيا والآخرة المحلة
لك في دار الشقاء والمهانة التي يحرقك نارها
وتنهشك حياتها وتلسعك وتلسبك عقاربها

اللہ کا وعدہ سچا ہے اس لئے دنیوی زندگی سے دھوکہ نہ کھاؤ اور تمہیں
اللہ سے فریب دینے والا (شیطان) فریب نہ دے (۱۲) لوگو اپنے رب
سے ڈر جاؤ دیکھو قیامت کا زلزلہ بہت بڑی شے ہے (۱۳) لوگو اپنے
رب سے ڈر جاؤ جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اس سے اس کا
جوڑا پیدا کیا اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلائیں
اللہ سے ڈر جاؤ جس کے نام سے ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو
اور قطع رحمی سے بچو بلاشبہ اللہ تعالیٰ تم پر محافظ و نگران ہے (۱۴)
اے ایمان والو اللہ سے ڈر جاؤ اور ہر شخص سوچ لے کہ اس نے کل
کے لئے اپنے آگے کیا بھیجا ہے اور اللہ سے ڈر جاؤ بیشک اللہ تمہارے
عملوں سے خوب خبردار ہے (۱۵) اللہ سے ڈر جاؤ بیشک اللہ سخت
عذاب والا ہے (۱۶) اپنی جانوں کو اور اپنے اہل و عیال کو جہنم کی آگ
سے بچاؤ جس کا ایندھن لوگ اور پتھر ہیں (۱۷) کیا تمہارا گمان ہے
کہ ہم نے تم کو یوں ہی پیدا کر دیا ہے اور تم ہمارے پاس لوٹ کر نہیں
آؤ گے (۱۸) کیا انسان کا گمان ہے کہ وہ یونہی چھوڑ دیا جائے گا۔
(۱۹) کیا شہری اس سے بے خوف ہیں کہ رات میں ان پر ہمارا عذاب
آجائے اور وہ سوتے ہوں کیا آبادیوں میں رہنے والے اس بات سے
مامون ہیں کہ ان پر ہمارا عذاب دن چڑھے آجائے اور وہ کھیلوں
میں مصروف ہوں لہٰذا اے قابل رحم انسان تیرے پاس مذکورہ بالا
آیتوں کا کیا جواب ہے؟ اور ان پر تیرا کہاں تک عمل ہے کیا تو اپنی
گندی شہوتوں کی پیروی سے باز آگیا ہے جو تجھے دنیا اور آخرت
میں ایذا پہنچانے والی ہیں جو تجھے بدبختی کے اور خواری کے گھر میں
اتار دینے والی ہیں جن کی آگ تجھے جلا کر خاکستر کر دے گی اور
جن کے سانپ تیرا گوشت نوچ نوچ کر کھائیں گے اور تجھے ڈسیں گے
اور جہنم کی آگ کے بچھو ڈنک مارتے رہیں گے اور اس کے کیڑے
مکوڑے تیرا گوشت کھائیں گے اور دوزخ پر موکل فرشتے تجھ کو

وهوامها وتالك ديدانها وتفريك زبانيتها
وخزانتها ويجدد عليك في كل يوم انواع عذابها
وانت فيها مع فرعون وهامان وقارون والشياطين
سواء وقال في الترغيب ومن يتق الله يجعل له
مخرجا ويرزقه من حيث لا يحتسب وقال
تعالى ومن يتق الله يكفر عنه سيئاته ويعظم
له اجرا وقال تعالى يا ايها الانسان ما غرك
بربك الكريم الذي خلقك فسواك فعدلك
وقال عز وجل الم يان للذين آمنوا ان تخشع
قلوبهم لذكر الله فقد رغبك فيما عنده
في طلب فضله وسعة رحمته وطيب رزقه
والاستراحة اليه والطمانينة لديه بسلوك
طريق التقوى وملازمته والمواظبة عليه
فبين لك بذلك الطريق واوضح لك الحجة
وضمن لك بعد ذلك غفران الذنوب و
تكفير السيئات وعظم الاجر والجزاء لقوله
عز وجل ومن يتق الله يكفر عنه سيئاته و
يعظم له اجرا ثم نبهك عن غرتك به و
رقدتك عنه وتعاميك عن طريقه وتصامك
عن سماع آياته وعن مواعظه وزواجره
فقال تعالى ما غرك بربك الكريم الذي
خلقك فسواك فعدلك فوصف نفسه
بالكريم لئلا تزهد في معاملته وتنفر
عن مقاربته وتشتغل عنه بخليقته ثم
ذكرك بانه خلقك واوجدك من عدمك

ہتھوڑے برسائیں گے اور تجھ پر روزانہ طرح طرح سے عذابوں کی تجدید کی جاتی رہے گی اور تو جہنم میں فرعون، ہامان، قارون اور تمام شیطانوں کے ساتھ عذابوں میں برابر کا شریک رہے گا اب قارئین کرام تقوے پر ابھارنے والی آیتیں پڑھیں فرمایا: (۱) اور جو اللہ سے ڈرتا رہے گا اللہ اس کے لئے نکلنے کی راہ نکال دے گا اور اسے ایسی جگہ سے رزق دیگا جہاں سے اسے وہم و گمان بھی نہ ہو گا (۲) اور جو اللہ سے ڈرتا رہے گا اللہ تعالے اس کی برائیاں مٹا دے گا اور اسے اجر عظیم عطا فرمائے گا (۳) اے انسان تجھے اپنے معزز رب کی طرف جو تیرا خالق ہے جس نے تجھے درست کیا اور تیرے اعضاء موزوں بنائے کس چیز نے دھوکہ میں رکھا (۴) کیا ایمان والوں کے لئے وقت نہیں کہ ان کے دل اللہ کے ذکر کے آگے جھک جائیں۔ ان آیتوں میں حق تعالے مجدہ نے اپنے پاس والی چیزوں کی تجھے رغبت دلائی ہے کہ اس کے فضل کو، وسیع رحمت کو، پاکیزہ رزق کو اس کے ذکر سے دلی ٹھنڈک کو اور اطمینان کو تلاش کر یہ تمام چیزیں تجھے تقوے کے راستہ پر چل کر اور تقوے کو چمٹ کر اور ہمیشہ اس میں مشغول رہ کر ہی حاصل ہو سکتی ہیں لہذا حق تعالے تجھے اس راہ کو کھول کھول کر بتایا اور تیرے لئے حجت واضح فرمائی اور اس کے بعد حق تعالی تیرے گناہ بخشنے کا اور برائیاں مٹانے کا ضامن بنا اور تجھے عظیم ثواب دینے کا وعدہ فرمایا، فرمایا: اور جو اللہ سے ڈرے گا اللہ تعالے اس کی برائیاں مٹا دے گا اور اسے اجر عظیم عطا فرمائے گا پھر اللہ تعالے نے تجھے تیری غفلت پر متنبہ کیا اور تیری نیند پر، اور راہ حق کو ضائع کر دینے پر اور اس سے اندھا بننے پر اور اللہ کی آیتوں نصیحتوں اور ڈانٹوں کو سننے سے بہرہ بننے پر تجھے جھنجھوڑا اور فرمایا: تجھے کس چیز نے تیرے معزز رب کی طرف سے دھوکہ میں رکھا جس نے تجھے پیدا کیا پھر درست کیا پھر برابر کیا حق تعالے نے فرمایا کہ تیرا

واحیاك بعد ان لم تکن شیئا واغناك بعد فقرك وقواك بعد ضعفك وبصرك فی مصالحك بعد عماك وعلمك بعد جهلك وهداك بعد ضلالتك فما قعودك یا غافل عن طلب فضله الواسع، وما ثبطك عن ملازمة طاعته التی تشرفك فی الدنیا وتسعدك فی العقبی وترفعك فی الدرجات العلی ارضیت بالحیاة الدنیا واستبدلت الذی هو ادنی بالذی هو خیر آثرت الدنیا وابناءها وما ظهر لك من الزینة التی لا بقاء لها علی الفردوس الاعلی والمرافقة مع الانبیاء والصدیقین والشهداء اما سمعت قوله عزوجل ارضیتم بالحیاة الدنیا من الآخرة فما متاع الحیاة الدنیا فی الآخرة الا قلیل وقوله تعالی بل تؤثرون الحیاة الدنیا والآخرة خیر وابقی وقوله تعالی فاما من طغی وآثر الحیاة الدنیا فان الجحیم هی المأوی۔

(فصل) واعلم ان دخول النار بالکفر وتضاعف العذاب وقسمة الدرکات بالاعمال السیئة والاخلاق السیئة ودخول الجنة بالایمان وتضاعف النعیم وقسمة الدرجات بالاعمال الصالحة والاخلاق الحسنة وان الله عزوجل خلق الجنة فحشاها بالنعیم ثوابا لاهلها وخلق النار فحشاها بالعذاب عقابا لاهلها وخلق الدنیا فحشاها بالآفات والنعیم محنة وابتلاء ثم خلق الخلق والجنة والنار فی غیب منهم لم

رب کریم ہے تاکہ تو معاملات میں اس سے بے رغبتی نہ کرے اس کے قرب سے نہ بدکے اور اسے چھوڑ کر اس کی مخلوق سے دل نہ لگائے پھر فرمایا کہ اللہ نے تجھے پیدا کیا اور عدم سے وجود میں لا کر ایجاد کیا اور تجھے زندہ کیا جبکہ تیرا نام و نشان تک نہ تھا تو دنیا میں خالی ہاتھ آیا تھا لیکن اللہ نے تجھے مال عطا فرمایا اور کمزوری کے بعد تجھے طاقت بخشی اور تیری آنکھوں میں اور عقل میں نور بخشا اور جہالت کے بعد تجھے علم عطا فرمایا اور گمراہی کے بعد تجھے راہ دکھائی آہ اے غافل! رب کا وسیع فضل کیوں تلاش نہیں کرتا اور کیوں سست بیٹھا ہے اور دل میں رب کی اطاعت کی تڑپ پیدا کیوں نہیں کرتا جو تجھے دین و دنیا کی سعادت اور شرف بخشنے کی ضامن ہے اور تجھے بلند درجات میں چڑھا کر لیجانے کی ذمہ دار ہے بوا طاعت میں کیا توقف ہے؟ کیا تو دنیوی زندگی سے خوش ہے؟ اور تو نے اعلیٰ اور بہتر کے بدلے ادنیٰ اور ردّی شے منتخب کر لی ہے؟ اور تو دنیا کو اور دنیا داروں کو اور دنیا کی ناپائدار زینت کو ترجیح دیتا ہے اور فردوس اعلیٰ سے اور انبیاء صدیقین اور شہداء کی رفاقت سے منہ موڑتا ہے؟ کیا تو نے یہ آیت نہیں سنی کیا تم آخرت کے بدلے دنیوی زندگی سے راضی ہو گئے ہو؟ لیکن آخرت کے مقابلہ میں دنیوی زندگی سے فائدہ اٹھانا تھوڑا سا ہی ہے فرمایا بلکہ تم دنیوی زندگی کو ترجیح دیتے ہو حالانکہ آخرت بہتر ہے اور پائدار ہے فرمایا جس نے سرکشی کی اور دنیوی زندگی کو ترجیح دی جہنم ہی اس کا ٹھکانہ ہے

جنت و جہنم اور ان کا ثواب و عذاب

خوب یاد رکھئے انسان جہنم میں کفر و شرک کی وجہ سے جائیگا اور عذاب و عقاب اور طبقات جہنم میں حصہ برے اعمال و قبیح اخلاق کی وجہ سے ملے گا اسی طرح جنت ایمان کا عوض ہے اور نعمتوں کی فراوانی اور درجات کی تقسیم نیک اعمال و اخلاق کی رہین منت ہے حق تعالیٰ نے جنت پیدا کی اور اہل جنت کو ثواب دینے کے لئے اسے نعمتوں سے بھر دیا اسی طرح جہنم پیدا کی اور اہل جہنم کو عذاب دینے کے لئے عذابوں سے بھر دیا اور دنیا پیدا کر کے لوگوں کو آزمانے کے لئے اسے ایک طرف آفتوں سے اور دوسری طرف راحتوں سے بھر دیا پھر اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو اس حال میں پیدا کیا کہ جنت و جہنم اس سے

يجابنوهما فالنعيم والآفات التي في الدنيا هي
انموذج الآخرة ومن اتة ما فيها وخلق في
الارض من عبيده ملوكا اعطاهم سلطانا
ارعب به القلوب وملك به النفوس فهو
انموذج ومثال لتدبيره وملكه ونفاذ امره
ومعاملته نجعل خبر ذلك كله تنزيلا ووصف
الدارين ووصف ملكه وقدرته وتدبيره
ومنته وصنائعه وضرب الامثال على ذلك ثم
قال تعالى وتلك الامثال نضربها للناس وما
يعقلها الا العالمون فالعلماء بالله يفهمون
عن الله امثاله لان المثل انما هو صفة شيء
قد شاهدته يريك صفة ما غاب عنك و
يبصرك بما لا تبصره بعينك لينفذ بصر قلبك
الى ما لا تبصره عينك فيعقل قلبك ما خوطبت
به من خبر الملكوت وخبر الدارين وخبر معاملة
ملك الملوك فليس في الدنيا نعمة ولا شهوة
الا وهي انموذج الجنة وذوقها ثم من وراء
ذلك فيها ما لا عين رأت ولا اذن سمعت
ولا خطر على قلب بشر فلو سمي للعباد منها شيء
لم ينتفعوا بتلك الاسماء لانهم لم يعقلوه
هاهنا ولا رأوه وليس له انموذج في الدنيا
والجنة مائة درجة وانما وصف منها ثلاث
درجات الذهب والفضة والنور ثم من وراء
ذلك شيء غير معقول ولا تحمله العقول وكذلك
ما في الدنيا من الشدة والعذاب فهو انموذج

اوجھل ہیں کسی نے نہ جنت دیکھی ہے اور نہ جہنم دنیا کی نعمتیں اور آفتیں آخرت
کی نعمتوں اور آفتوں کا نمونہ ہیں اور آخرت کی نعمت و آفت کا ذائقہ ہیں
اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں اپنے بندوں میں سے بعض بندوں کو بادشاہ
بنا دیا اور انہیں اس قدر طاقت دیدی جس سے انہوں نے لوگوں کو مرعوب
کر کے ان پر اپنی حکمرانی قائم کر لی یہ اقتدار و ملک اور نظم و نسق اللہ کے
اقتدار و ملک کا اور اس کے نظم و نسق کا اور اس کی تدابیر و تصرفات کا
نمونہ ہیں۔ حق تعالیٰ نے یہ تمام باتیں قرآن میں نازل فرمائیں اور دونوں
گھروں کے احوال بھی بیان فرمائے اور اپنی حکمرانی وقدرت کا اور تدبیر و صنعت کا اور اپنے انعامات
واحسانات کا ذکر بھی فرمایا اور ان سب کی مثالیں بیان فرمائیں پھر فرمایا
اور یہ مثالیں ہیں جن کو ہم لوگوں کے لئے بیان کرتے ہیں اور انہیں اہل علم
ہی سمجھتے ہیں اسی لئے جو اللہ والے علماء ہیں اللہ کی طرف سے اتری ہوئی
مثالوں کو سمجھتے ہیں اگر کوئی چیز تمہارے مشاہدہ میں نہ آئی ہو اور اس
سے ملتی جلتی ایک ایسی چیز پیش کی جائے جو تمہارے مشاہدہ میں آچکی ہو
اس کو مثال کہتے ہیں تاکہ تمہارے دل کی آنکھیں اسے دیکھ لیں جسے تمہارے
سر کی آنکھوں نے نہیں دیکھا تاکہ تمہارا دل عالم ملکوت کی خبر و سعادت کو
سمجھ لے جس کا تم سے خطاب کیا گیا ہے اور جو دین و دنیا میں موجب
سعادت ہے اور شہنشاہ حقیقی کا خیر و برکت والا معاملہ ہے لہذا دنیا
میں کوئی نعمت اور لذت ایسی نہیں جو جنت کا نمونہ نہ ہو اور وہاں کا ذائقہ
نہ رکھتی ہو پھر ان کے علاوہ جنت میں ایسی ایسی نعمتیں ہیں جن کو نہ آنکھوں نے
دیکھا، نہ کانوں نے سنا اور نہ ان کا تصور ہی انسان کے دل میں پیدا
ہوا اگر ان میں سے کسی نعمت کا لوگوں کے سامنے نام لے دیا جاتا تو اس
سے انہیں کچھ فائدہ حاصل نہ ہوتا کیونکہ لوگوں نے اسے دیکھا ہی نہیں۔
اور نہ دنیا میں ان کا نمونہ موجود ہے اور نہ وہ اسے سمجھنے پر قادر ہیں جنت کے
سو درجے ہیں ان سو درجوں میں سے صرف تین درجوں کا کچھ حال ذکر کیا
ہے یعنی ایک سونے کا ہے ایک چاندی کا ہے اور ایک نور کا ہے لیکن

دار العقاب ثم من وراء ذلك شيء لا تحمله
العقول من ألوان العذاب كل ذلك يخرج لهم
من غضبه ولاهل الجنة من رحمته فكل من
تناول من عبيده من دنيا ما ابيح له وشكره
عليها ابدل له من الجنة ما يدق هذا في جنبه
ومن تناول ما لم يبح له فقد حرم نفسه حظها
من الدرجات ومن كذب بها حرم الجنة
بما فيها اجمع فلاهل الجنة عرائس وولائم
وضيافات فالعرائس للدعوة وذلك ان ربّ
العزة سبحانه دعاهم الى دار السلام ليجدّد
لهم ابدانا طرية واعمارا ابدية والولائم
للازواج والضيافات للزيارة ولاهل الجنة
تلاق وزيارات فيما بينهم ومتحدث في
مواطن الالفة ومجتمع في ظل طوبى يلقون الرسل
هناك ويزورونهم ومجالس الملائكة فيما
بينهم سلام الله عليهم اجمعين واسواق
يأتونها يتخيرون فيها الصور وهدايا من
الرحمن في اوقات الصلوات يغدى ويراح
عليهم من الوان الاطعمة والاشربة والفواكه
بكرة وعشيا ارزاقهم دارة لا مقطوعة ولا
ممنوعة ومزيد من الله لهم بيوم فاذا اتاهم
المزيد نسوا ما قبله ثم لهم منتزه يخرجون
اليه في رياض على شاطئ نهر الكوثر عليه
خيام الدرّ مضروبة وكل خيمة ستون
ميلا في عرض مثله من لؤلؤة واحدة ليس لها

درجات عقل میں آنے والے نہیں اور عقلوں سے ماوراء ہیں اسی طرح دنیا میں
جس قدر تکالیف و دکھ ہیں وہ سب جہنم کے دکھوں کا نمونہ ہیں پھر ایسے
ایسے عذاب ہیں جو عقل سے ماوراء ہیں۔ غرضیکہ عذاب ہوں یا ثواب
سب غضب و رحمت کے ثمرات ہیں۔ پھر جو اللہ کے بندے دنیا میں
وہ چیزیں استعمال کرتے ہیں جو حق تعالیٰ نے ان کے لئے مباح فرمادی
ہیں اور ان پر حق تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں تو ان کے بدلہ انہیں جنت
میں ایسی ایسی عظیم نعمتیں ملیں گی جن کے مقابلہ میں دنیا کی نعمتیں کچھ نہیں اور
جو غیر مباح اور حرام چیزیں استعمال کرتے ہیں وہ اپنے اوپر ان نعمتوں
کو حرام کر لیتے ہیں جو انہیں درجات سے ملنے والی تھیں اور جو تکذیب
کرتے ہیں وہ جنت کو مع اس کی نعمتوں کے اپنے اوپر حرام کر لیتے ہیں
جنت والوں کے لئے دلہنیں ہیں ولیمہ کی دعوتیں ہیں اور مہمانیاں ہیں عروسان
بہشتی دعوت قبول کرنے کی وجہ سے ملیں گی کیونکہ حق تعالیٰ شانہ نے دار السلام کی طرف دعوت
دی کہ انہیں از سر نو تازہ جسم اور دائمی عمریں عطا فرمائے اور ولیموں کی دعوتیں بیویوں
کی وجہ سے اور مہمانیاں ملاقات و زیارت کی وجہ سے۔
جنتی جنتوں میں باہم ایک دوسرے سے ملاقات کریں گے اور زیارت کے
لئے ایک دوسرے کے پاس آئیں جائیں گے اور الفت والے مقامات میں بات
چیت کریں گے اور طوبیٰ کی چھاؤں میں جمع ہوں گے وہاں انبیائے کرام سے ملاقات
کریں گے اور ان کی زیارت کریں گے اور ان کے درمیان فرشتوں کی مجلسیں ہوں گی
(حق تعالیٰ ان سب پر سلامتیاں بھیجے) اہل جنت کیلئے بازار بھی ہوں گے جن میں وہ
گھومیں گے جہاں وہ اوقات نماز میں رب رحمٰن سے تحفے تحائف منتخب
کریں گے اور ان کے پاس قبل از زوال و بعد از زوال صبح و شام طرح طرح کے
کھانے مشروبات اور پھل پہنچیں گے جنت والوں کی غذائیں ایسے توشے
ہیں جو نہ ختم ہوتے ہیں اور نہ روکے جاتے ہیں ان میں دن بدن حق تعالیٰ
شانہ کی طرف سے اضافہ ہی ہوتا رہتا ہے جب ان کے پاس اضافہ کی گئی نعمتیں
آئیں گی تو پہلی نعمتوں کو بھول جائیں گے پھر جنت والوں کے لئے تفریح گاہیں

باب فيها جوار عبقات لم ينظر اليهن ملك
ولا احد من اهل الجنة من الجن امرأ الحور
وهو قوله عزوجل فيهن خيراتٌ حسان واذا
قال الله لهن حسان فمن يقدر ان يصف
حسنهن ثم قال تعالى حورٌ مقصوراتٌ فى
الخيام فتلك خيرة الرحمٰن اختار صورهن
الحسان بين الصور ابتدعهن من سحائب الرحمة
فاذا امطرت امطرت جوارى حسانا على مشيئة
الكريم نور وجوههن من نور العرش ضربت عليهن
خيام الدر فلم يرهن احد منذ خلقهن فهن
مقصورات فى الخيام قد قصرن أى حبسن على
ازواجهن من جميع الخلق فأهل الجنة يتنعمون
فى القصور مع الازواج ويلبثون فى النعمة ماشاء
الله حتى اذا كان اليوم الذى يريد الله عزوجل
ان يجدد لهم نعمة ونزهة نودوا فى درجات
الجنان هذا اليوم نزهة وسرور وتفسح وحبور
فاخرجوا الى متنزهكم فيخرجون على خيول
الدر والياقوت من ابواب مدائنهم الى تلك
الميادين ثم يسيرون على تلك الميادين الى تلك
الرياض على شاطئ نهر الكوثر فيهديهم الله
الى منازلهم فينزل كل رجل منهم عند
خيمة ولا باب لها فتنصدع الخيمة عن باب
وذلك بعين ولى الله تعالى ليعلم ان التى
فيها لم يطلع عليها احد وفاء لما قد مر الله
من الوعد فى دار الدنيا حيث قال فيهن

بھی ہیں وہ ان تفریح گاہوں میں کوثر کے ساحل پر باغوں میں جائیں گے
نہر کوثر پر ایک ایک موتی کے بیشمار خیمے ہونگے ہر خیمہ ۶ میل چوڑا اور ۶
میل لمبا ہوگا جس میں دروازہ نہ ہوگا ہر ایک خیمہ میں خوشبو میں بسی ہوئی نوجوان
کنواریاں ہوں گی جن پر آج تک نہ کبھی فرشتوں کی نگاہ پڑی نہ اہل جنت کے
کسی خادم نے انہیں دیکھا اور نہ کسی حور نے انہیں دیکھا فرمایا: ان میں انتہائی
نفیس و خوبصورت چہروں والیاں ہونگی جب حق تعالیٰ انہیں حسین فرماتا ہے
تو پھر کون ان کا حسن بیان کرنے پر قادر ہو سکتا ہے پھر حق تعالیٰ فرماتا ہے
یعنی حوریں جو خیموں میں محفوظ رکھی گئی ہیں لہٰذا وہ حق تعالیٰ کے چنی ہوئی
ہیں اور حق تعالیٰ شانہ نے ان کی صورتیں منتخب فرما کر خوبصورت اور دیدہ
زیب بنائی ہیں انہیں رحمت کے بادلوں سے پیدا کیا گیا ہے جب یہ بادل
برستے ہیں تو ان سے رب کریم کی مشیت کے مطابق یہ خوبصورت دوشیزائیں
برستی ہیں ان کے چہروں کا نور عرش کے نور سے ماخوذ ہے ان کے لئے ایک
ایک موتی کے بیشمار خیمے نصب ہیں لہٰذا جب سے انہیں اللہ نے پیدا کیا
ہے انہیں کسی نے نہیں دیکھا کیونکہ یہ خیموں میں اپنے اپنے شوہروں کیلئے محفوظ ہیں
اہل جنت اپنی بیویوں کے ساتھ اپنے اپنے محلوں میں نعمتوں میں اپنی زندگیاں
گذاریں گے اور نعمتوں میں جب تک اللہ کو منظور ہوگا رہیں گے حتٰی کہ جب وہ
دن آئے گا جس دن اللہ تعالیٰ ان کی نعمتوں میں تجدید فرمائیگا اور موجودہ درجہ
سے اعلیٰ درجہ عطا فرمائیگا تو جنتوں کے درجات میں اعلان کیا جائیگا کہ اے
جنت والو یہ تفریح و خوشی کا اور بشاشت و آرائش کا دن ہے لہٰذا اپنی
اپنی تفریح گاہوں کی طرف نکلو چنانچہ جنتی موتی اور یاقوت کے گھوڑوں
پر سوار ہو کر اپنے اپنے شہروں کے دروازوں سے ان میدانوں کی طرف نکلیں گے
اور ان سے عبور کر کے ان باغوں میں جائینگے جو کوثر کے ساحل پر واقع ہیں پھر
حق تعالیٰ شانہ انکی ان کے گھروں کی طرف رہنمائی فرمائیگا اور ہر شخص اپنے اپنے
خیمہ کے پاس اتر پڑیگا چونکہ خیموں کے دروازے نہ ہونگے اس لئے ان میں سے
اچانک دروازے پھٹ جائیں گے اور ان اولیاء اللہ کی آنکھوں کے سامنے دروازے

خیرات حسان ثم قال تعالیٰ حور مقصورات
فی الخیام ثم قال عزوجل لم یطمثهن انس
قبلهم ولا جان فیستوی معها علی سریر النزهة
فی تلك الحجال فیمال علیهم من ولیمتها فاذا
طعموا الولائم سقاهم الله شرابا طهورا وتفکهوا
بطرف الفواکه التی جدد الله لهم من تلك
الهدایا فی ذلك الیوم والحلی والحلل فخلع علیهم
کسوة الرحمٰن واشتغلوا بالخیرات الحسان
یقضون منهن الاوطار النهمات ثم یتحولون
الی مجالس العبقریات الموشاة بالوان النقوش
علی شواطیء الانهار فی تلك الریاض یرکبون
الرفارف الخضر ویتکئون علیها وهو قوله
تعالیٰ متکئین علی رفرف خضر وعبقری حسان
فاذا قال الله لشیء حسان فما ذا الظن فالرفرف
هو شیء اذا استوی علیه رفرف به واهوی
کالارجوحة یمینا وشمالا ورفعا وخفضا یتلذذ
مع انیسه فاذا رکبوا الرفارف اخذ اسرافیل
علیه السلام فی السماع وروی فی الخبر انه
لیس من خلق الله تعالیٰ احسن صوتا من اسرافیل
علیه السلام فاذا اخذ فی السماع قطع علی اهل
سبع سموات صلاتهم وتسبیحهم فاذا رکبوا
الرفارف واخذ اسرافیل فی السماع بالوان
الاغانی تسبیحا وتقدیسا للملك القدوس لم
یبق فی الجنة شجرة الا وردت ولم یبق ستر
ولا باب الا ارتج وانفتح ولم یبق حلقة باب

پھیٹیں گے کہ خیموں کے اندر جو نازک اندام و گل ابدان ہیں ان سے آج تک کوئی
خبردار نہ تھا تاکہ اب سے پہلے حق تعالیٰ نے ان سے یہ جو وعدہ فرمایا تھا کہ ان میں
انتہائی نفیس و حسین خواتین ہیں وہ پورا ہو، فرمایا ان میں حوریں ہیں جو خیموں
میں محفوظ ہیں جن کو ان جنت والوں سے پہلے نہ کسی انسان نے چھوا اور نہ
جنوں نے۔ پھر ہر جنتی ان کے پاس تفریح بخش تخیل پہ ان خیموں میں
جلوہ افروز ہوگا اور ان کے ولیمہ کا کھانا ان پر اوپر سے اترے گا پھر جب
وہ ولیمہ کا کھانا کھا چکیں گے تو حق تعالیٰ انہیں پاکیزہ مشروب پلائے گا
پھر وہ ان پھلوں میں سے پھل تناول فرمائیں گے جو اس دن کے جدید عطیات
میں انہیں حق تعالیٰ نے عطا فرمائے ہوں گے ان میں زیورات و جوڑے بھی
ہوں گے پھر رب رحمٰن انہیں اپنے جوڑے پہنائے گا اور وہ گل اندام و حسین
حوروں سے محظوظ ہوں گے اور ان کے وصال سے شاد کام ہوں گے
پھر وہ ان اجتماعات میں شریک ہوں گے جو کہ نہر کے کناروں والے باغات میں قسم قسم کے
ریشمی و قیمتی اور مزین فرشتوں پر منعقد ہوں گے اور سبز مسندوں پر ٹیک لگا کر آرام
جا کر بیٹھ جائیں گے فرمایا وہ سبز مسندوں پر اور خوبصورت قالینوں پر ٹیک لگائے
ہوئے ہوں گے جب اللہ کسی چیز کو حسین فرما دے تو اسکی خوبصورتی کا کیا ٹھکانہ۔
رفرف اس چیز کو کہا جاتا ہے کہ اس پر بیٹھ جانے کے بعد وہ چیز اپنے بیٹھنے والے کو
جھولے کی طرح جھلائے اور اسے دائیں بائیں اوپر نیچے لیجائے اور اپنی ہمنشین حور سے
لذت اندوز ہوتا رہے پھر جب جنتی اپنے اپنے جھولے میں بیٹھ جائیں گے تو
حضرت اسرافیل گوناگوں دل خوش کن لہجوں میں اور پیاری اور دل لبھانے
والی آواز میں انہیں شہنشاہ حقیقی کی تسبیحات سنانے لگیں گے اور جنت ہر درخت
کی شاخ شاخ تسبیحات دہرائیگی اور جنت کا ہر پردہ اور ہر دروازہ گونج
اٹھے گا اور کھل جائیگا اور دروازوں کے ہر حلقہ سے طرح طرح کے دلپسند
لحن پیدا ہوں گے اور چاندی سونے کا کوئی بن ایسا نہ ہوگا جس کے درختوں سے
تسبیح و تقدیس کی یہ دلفریب آوازیں نہ ٹکراتی ہوں تمام درخت قسم قسم کے لغموں
سے گونج اٹھیں گے اور حوروں کی خدمتگار لونڈیوں میں سے ہر لونڈی اپنے

الا طنت بألوان طنيتها ولم يبق اجمة من آجام الذهب والفضة الا وقع هبوب الصوت في مقاصيها فزمرت تلك المقاصب بفنون الزمر فلم تبق جارية من جواري الحور العين الا غنت باغانيها والطير بالحانها فيوحي الله عزوجل الى الملائكة ان جاوبوهم واسمعوا عبادي الذين نزهوا سماعهم عن مزامير الشيطان فيجاوبون بالحان واصوات روحانية فتختلط هذه الاصوات فتصير رجة واحدة ثم يقول الله تعالى قم يا داود عند ساق عرشي فمجدني فيندفع داود في تمجيده بصوت يغمر الاصوات ويجليها وتتضاعف اللذة واهل الخيام على تلك الرفارف تهوى بهم وقد حفت بهم افانين اللذات والاغاني فذلك قوله عزوجل فهم في روضة يحبرون قال يحيى بن كثير رحمه الله الروضة اللذة والسماع فبينما هم على لذاتهم وسرورهم اذ انفتح لهم باب الملك القدوس من جنة عدن فارتجت اصوات صفوف الروحانيين من باب جنة عدن بتماجيد الماجد الكريم الى درجات الجنان وثارت ريح عدنية بألوان الطيب والروح والنسيم وهو نسيم القربة وسطع على اثر ذلك نور فاشرقت منه رياضهم وخيامهم وشواطئ انهارهم و

پر سرور لہجوں میں تسبیح و تقدیس پڑھنے لگیں گی اور پرندے بھی اپنے پیارے پیارے اور میٹھے سروں میں ذکر اللہ میں رطب اللسان ہو جائیں گے پھر حق تعالیٰ فرشتوں کو وحی فرمائے گا کہ جنت والوں کو جواب دو اور میرے ان بندوں کو تسبیح و تقدیس کے نغمے سناؤ جنہوں نے دنیا میں اپنے کان شیطانی گیتوں سے محفوظ رکھے تھے چنانچہ فرشتے انہیں روحانی سروں اور آوازوں سے جواب دینگے اور تمام آوازیں مل کر ایک گونج پیدا ہو گی پھر حق تعالیٰ جل مجدہ حضرت داؤد سے فرمائیں گے کہ میرے عرش کے پائے کے پاس کھڑے ہو کر میری عظمت بیان کرو پھر حضرت داؤد غضب کی دلفریب آواز سے اللہ کی عظمت بیان فرمائیں گے آپکی یہ آواز تمام آوازوں پر غالب آجائے گی اور تمام آوازوں کو مزید دلفریب بنادیگی اور لذت میں اور چار چاند لگ جائیں گے خیموں والے اپنے جھولوں میں ہوں گے اور جھولے انہیں جھلا رہے ہونگے اور انہیں قسم قسم کی لذتیں اور گوناگوں میٹھے سر گھیرے ہوئے ہونگے اسی لیے حق تعالیٰ نے فرمایا وہ ایک باغ میں آراستہ کیے جائیں گے اور بنائے سنوارے جائیں گے۔

یحیٰی بن کثیرؒ روضہ سے یہاں لذت و سماع مراد ہے۔

جنتی اپنی لذت اور سرور و کیف میں مصروف ہونگے کہ اتنے میں اچانک ان کے سامنے جنت عدن سے شہنشاہ قدوس کا دروازہ کھلے گا اور جنت عدن کے دروازے سے روحانیوں کی قطاروں سے ماجد کریم کی تمجیدات کی آوازیں جنت کے تمام درجات تک گونجیں گی اور جنت کی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں اپنے دوش پر گوناگوں خوشبوئیں اور پھولوں کی لپٹیں لئے ہوئے نسیم سحر کو شرمائیں گی پھر ایک روشنی طلوع ہو گی جس کے نور سے ان کے باغ خیمے اور سواحل کوثر جگمگا جائیں گے اور ہر چیز نور سے بھر جائے گی اور اوپر سے حق تعالیٰ جل جلالہ جنت والوں کو آواز دیکر فرمائے گا: دوستو، مخلصو میرے برگزیدہ بندو اور اے جنت والو! السلام علیکم تم نے اپنی تفریح گاہیں کیسی پائیں یہ تمہاری خوشی کا

امتلأ كل شیء منهم نوراً ثم ناداهم الجليل
جل جلاله من فوق رؤسهم السلام عليكم
احبائی واولیائی واصفیائی یا اهل الجنة كیف
وجدتم متنزهكم هذا الیوم بدل نیروز
اعدائی طلبوا یوماً من الدنیا لیجددوا علی
انفسهم النعمة التی قد كدروها علی
انفسهم لخبثهم وشقائهم فلم ینالوا
ما طلبوا من اللذة وخسروا فی جنب ما
طلبوا فی العاجل ولم یتصبروا حتی
ینالوا هذا الذی اعددت فی الآجل
لاهل طاعتی فاعرضتم عما الیه اقبلوا
وامتنعتم مما فیه تنافس اهل الدنیا فالیوم
یذوقون وبال ما تنافسوا فیه وشیكاً ما
انقطع به ما طلبوا من اللذة والنهمة فی
دار الفناء وصاروا الی الذلّ والهوان و
جزیتم بما صبرتم جنة وحریراً ومتنزهاً
وسلاماً وهذا الیوم نیروزكم ومتنزهكم
وهذا الیوم زیارتكم فی داری فی جنة عدن
وطالما رأیتكم فی ایام الدنیا فی مثل ذلك
الیوم مشتغلین بعبادتی وطاعتی والمترفون
فی لهوهم ولعبهم سكاری حیاری عصاة
متمردین یتنعمون بحطام الدنیا ویفرحون
بتداولها بینهم وانتم تراقبون جلالی و
تحفظون حدودی وترعون عهدی وتشفقون
علی حقوقی ویفتح لهم باب من ابواب النیران

دن ہے اور میرے دشمنوں کے خوشی کے دن (نوروز) کے بدلہ میں ہے میرے
دشمنوں نے دنیا میں ایک دن مقرر کیا تھا وہ اس میں ان نعمتوں کی تجدید
کیا کرتے تھے جن کو انہوں نے اپنی گندگی اور شقاوت کی وجہ سے گدلا بنا دیا
تھا مگر وہ اس میں من مانی لذتیں حاصل نہ کر سکے اور گھاٹے میں رہے کیونکہ
وہ یہ دن دنیا میں مناتے تھے اور دنیا آخرت کے مقابلہ میں کچھ نہیں انہوں نے
صبر نہیں کیا تھا کہ اس دن سے کامرانی حاصل کرتے جسے میں نے آخرت
میں اپنے وفادار و اطاعت گزار بندوں کے لئے تیار کیا ہے لیکن دوستو
تم نے اس دن سے اعراض کیا تھا جس پر وہ ٹوٹ پڑے تھے اور تم اس
میں شامل نہ ہوئے تھے جس کی طرف دنیا داروں کی رغبت تھی آج دنیا دار
اس کا وبال چکھ لیں گے جس کی طرف وہ راغب تھے اور دنیا میں جو لذتیں
اور مزے دنیا والوں نے اڑائے تھے اور وہ تم سے منقطع تھے آج تم مزے
اڑاؤ گے اور دنیا دار ذلت و خواری سے دوچار ہوں گے اور تمہارے صبر
کے بدلہ تمہیں جنت، ریشم، سیرگاہ اور سلامتی عطا کی جائیگی یہ تمہارا
خوشی کا دن ہے اور جنت عدن میں میرے گھر میں مجھ سے تمہاری ملاقات
کا دن ہے۔ میں نے تم کو ایک مدت تک دنیا میں اس جیسے خوشی کے
دن میں اپنی عبادت میں مشغول دیکھا جبکہ مالدار و عیاش لہو و لعب
میں مخمور و بدمست رہا کرتے تھے دین میں شک کیا کرتے تھے نافرمانیوں
پر تلے ہوئے تھے، سرکش و مغرور تھے، دنیا کی ناپائیدار چیزوں کے
عیش میں ڈوبے ہوئے تھے اور ان چیزوں کو آپس میں لے دے کر
اترایا کرتے تھے لیکن تم میرے جلال کا پاس رکھتے تھے اور میری حدود کی
حفاظت کیا کرتے تھے اور میرے عہد کا لحاظ رکھا کرتے تھے اور میرے
حقوق کی نگرانی کیا کرتے تھے آج ان کے لئے آگ کا ایک دروازہ
کھول دیا جائے گا اور اس کے شعلے اور اس کا دھواں بھڑک اٹھے گا اس
آگ میں جلنے والوں کی چیخ و پکار اور ان کی آہ و زاری! اللہ کی پناہ اللہ
کی پناہ۔ تا کہ جنت والے ...... ان نعمتوں پر غور کریں جن سے حق تعالیٰ نے

فيفور لهيبها ودخانها وصراخ اهلها وعويلهم
لينظر اهل الجنان من هذه المجالس الى ما
منّ الله به عليهم فيزدادون غبطة وسرورا
وينظر اهل النار من تلك السجون والمحابس
فى تلك الاغلال والقيود فيتحسرون على ما
فاتهم فيستغيثون بوجوه اهل الجنان الى الله
وينادونهم باسمائهم فيقول الله تبارك اسمه
ان اصحاب الجنة اليوم فى شغل فاكهون هم
وازواجهم فى ظلال على الارائك متكئون
لهم فيها فاكهة ولهم ما يدعون سلام
قولا من رب رحيم وامتازوا اليوم ايها المجرمون
الم اعهد اليكم يا بنى آدم الا تعبدوا الشيطان
انه لكم عدو مبين وان اعبدونى هذا صراط
مستقيم فتجيش لهم النار فتفرق جمعهم و
ينقطع نداءهم فترمى بهم الى جزائر فى النار
فاذا اخرجوا اليها دب اليهم عقارب لها
انياب كامثال النخل ثم يقبل عليهم سيل
من نار حشوه غضب الجبار فيحملهم فيغرقهم
فى بحار النيران وينادى منادٍ من قبل الله تعالى
هذا يومكم الذى كنتم تبارزونني فيه
بالعظائم وتتمردون علىّ بمعصيتى وتفرحون
فى دار الاحزان والعبودية بما تتفاهون به
ما أعددت لاهل طاعتى فقد انقطعت
عنكم تلك اللذات فذوقوا وبال ما آثرتموا
فان اهل الجنة قد شغلوا عنكم بالنعم

انہیں نوازا ہے اور اپنا جہنم والوں سے مقابلہ کریں تاکہ ان کے رشک و
سرور میں اضافہ ہو اور جہنم والے طوق و زنجیروں میں جکڑے ہوئے
جہنم کے قید خانوں اور بند خانوں سے جنت والوں کو نعمتوں میں دیکھیں
ہاتھ سے نکل جانیوالی نعمتوں پر حسرت و افسوس کریں اس دن جہنم والوں
کی حسرتوں کا یہ حال ہوگا کہ وہ اللہ سے فریاد کریں گے کہ ہمیں اکابر
اہل جنت سے گفتگو کرنے کا موقعہ دیا جائے حق تعالیٰ فرمائے گا آج
جنت والے اپنے کاموں میں مشغول ہیں وہ اور ان کی بیویاں چھاؤں
میں تختوں پر ٹیک لگائے ہوئے آرام سے بیٹھی ہیں ان کے لئے جنت
میں میوے ہیں اور جن چیزوں کو ان کا جی چاہے وہی ان کے لئے ہے اور
انہیں ان کے مہربان پروردگار نے سلامتی عطا فرمائی ہے۔ اے
گنہ گارو! آج تم ان سے الگ کر دئے گئے ہو اے آدم کے بیٹو کیا
میں نے تم سے یہ عہد نہیں لیا تھا کہ شیطان کی عبادت نہ کرو کیونکہ وہ
تمہارا کھلا دشمن ہے اور میری ہی عبادت کرو یہی سیدھی راہ ہے پھر جہنم
والوں پر آگ جوش مارے گی اور ان کی جماعت پراگندہ ہو جائے گی اور
ان کی آوازیں بند ہو جائیں گی یعنی اتنے دور دور ہو جائیں گے کہ کسی کی
چیخ و پکار کسی کو سنائی نہیں دے گی اور انہیں آگ کے جزیروں میں پھینک
دیا جائے گا پھر جب وہ ان جزیروں میں ڈال دئے جائیں گے تو ان کی طرف
ایسے بچھو رینگ کر بڑھیں گے جن کی کچلیاں کھجوروں کے درختوں جیسی
لمبی لمبی ہوں گی پھر ان پر آگ کا ایک ایک سیلاب آئے گا جس کے اندر
جبار کا غضب ہوگا یہ سیلاب انہیں بہا کر لے جائے گا اور آگ کے سمندر
میں ڈبو دے گا اور اللہ کی طرف سے ایک اعلان کرنے والا اعلان کرے گا
یہ تمہارا وہ دن عید نوروز کے بدلے میں ہے تم اس دن کو منا کر بڑے بڑے
گناہوں کا ارتکاب کر کے میرا مقابلہ کیا کرتے تھے اور میری نعمتوں کو استعمال
کر کے اترایا کرتے تھے اور میرے قانون سے سرکشی کیا کرتے تھے اور غم و
آلام کے گھر میں مزے اڑایا کرتے تھے اور جو نعمتیں میں نے اپنے بندوں

بالولائم وألوان الفواكه وطرف الهدايا و
افتضاض العذارى وركوب الرفارف والتلذذ
بالأغانى وألوان السماع وسلامى عليهم واقبالى
بالبر واللطف البهج والمزيد ما يستفرغ نعمهم
ليتهيئوا بنعيمهم ويزدادوا لذة على لذتهم
فيا اهل الجنة هذا لكم بدل يوم اعدائى
الذين تناشروا واهدوا الى ملوكهم وقبلوا
هداياهم وانتم الفائزون وعن ابى هريرة
رضى الله عنه انه قال قال رجل لرسول الله
صلى الله عليه وسلم: انى رجل قد حبب
الىّ الصوت الحسن فهل فى الجنة صوت حسن
قال صلى الله عليه وسلم اى والذى نفسى
بيده ان الله عزوجل ليوحى الى شجرة فى الجنة
ان اسمعى عبادى الذين اشتغلوا بعبادتى وذكرى
عن عزف البرابط والمزامير فترفع بصوت
لم تسمع الخلائق بمثله من تسبيح الرب و
تقديسه وعن ابى قلابة رحمه الله قال
قال رجل لرسول الله صلى الله عليه وسلم
هل فى الجنة من ليل قال صلى الله عليه وسلم
وما هيجك على هذا قال سمعت الله عزوجل
يذكر فى الكتاب ولهم رزقهم فيها بكرة
وعشيا فقلت الليل بين البكرة والعشى
فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ليس
هناك ليل انما هو ضوء ونور يرد الغدو على
الرواح والرواح على الغدو ويأتيهم طرف

کے لئے تیار کی ہیں ان کی نقل اتارا کرتے تھے آج تم سے وہ دنیوی
لذتیں ختم ہوگئیں اب ان چیزوں کا وبال چکھو جن کو تم نے ترجیح دی
تھی آج اہل جنت تمہارے برعکس طرح طرح کی دعوتیں اور گوناگوں
پھل اور رنگا رنگ کے ہدیوں سے مستفید و لذت اندوز ہو رہے ہیں
آج وہ دوشیزہ حوروں سے ہمکنار ہیں عیش کے جھولوں میں جھول
رہے ہیں اور دلفریب سروں سے اور طرح طرح کے سماع سے لطف
اٹھا رہے ہیں میری طرف سے ان پر سلامتی ہے اور میرا رحم اور حسن
سلوک انہیں ڈھانپے ہوئے ہے اور نعمتوں میں ساعت بہ ساعت اضافہ
ہی ہوتا جا رہا ہے وہ بے پایاں نعمتوں سے بہرہ اندوز ہیں تاکہ اپنی
نعمتوں میں مگن رہیں اور سرور و لذت میں اضافہ ہی کرتے رہیں۔
لہذا اے جنت والو یہ دن تمہارے لئے میرے دشمنوں کے دن کا
بدل ہے جس دن وہ آپس میں ایک دوسرے کو پیار کیا دیا کرتے تھے
اور جس دن وہ سلاطین کی خدمت میں تحفے تحائف بھیجا کرتے تھے
اور سلاطین ان کے تحائف قبول کیا کرتے تھے آج تم ہی خوش نصیب کامران ہو
حضرت ابوہریرہؓ کا بیان ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلعم سے
کہا مجھے اچھی آواز پسند ہے کیا جنت میں اچھی آواز ہوگی فرمایا: ہاں
اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے حق تعالیٰ شانہ جنت کے ایک
درخت کو وحی کے ذریعہ حکم فرمائے گا کہ میرے ان بندوں کو جنہوں نے
میری عبادت و ذکر میں مشغول رہ کر بربط و چنگ کے سروں سے اپنے
کان محفوظ کر لئے تھے میری تسبیح و تحمید کے نغمے سنا چنانچہ وہ درخت ایسی
پیاری آواز سے رب کی تسبیح و تقدیس بیان کریگا کہ ایسی پیاری آواز آج
تک کسی کی سنی نہیں گئی، ابو قلابہ کا بیان ہے کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ
کیا جنت میں رات بھی ہوگی فرمایا: تجھے اس سوال پر کس چیز نے آمادہ کیا
اس نے کہا میں نے قرآن کی یہ آیت سنی ہے اور ان کے لئے جنت میں صبح
شام رزق ہے میں نے خیال کیا کہ صبح و شام کے درمیان ہی رات آتی ہے

الهدايا من الله لمواقيت الصلوات التي كانوا
يصلونها في الدنيا وتسلم عليهم الملائكة
فمن أراد ان يكون له حظ في هذا العيش
اللذيذ الدائم فعليه بحفظ حدود شروط
التقوى وهي مذكورة في قوله عزوجل
ليس البر ان تولوا وجوهكم قبل المشرق والمغرب
ولكن البر من آمن بالله واليوم الآخر
والملائكة والكتاب والنبيين وآتى المال
على حبه ذوي القربى واليتامى والمساكين
وابن السبيل والسائلين وفي الرقاب واقام
الصلاة وآتى الزكوٰة والموفون بعهدهم
اذا عاهدوا والصابرين في البأساء والضراء
وحين البأس اولئك الذين صدقوا واولئك
هم المتقون وعليه بالاتيان بحدود الاسلام
واجزائه وروى عن حذيفة ابن اليمان
رضي الله عنهما انه قال في تفسير قوله تعالى
يا ايها الذين آمنوا ادخلوا في السلم كافة
الاسلام ثمانية اسهم الصلاة سهم والزكوٰة
سهم والصيام سهم والحج سهم والعمرة
سهم والجهاد سهم والامر بالمعروف
سهم والنهي عن المنكر سهم وقد خاب
من لا سهم له وعن عاصم يعني الاحول
عن انس بن مالك رضي الله عنه عن النبي
صلى الله عليه وسلم انه قال مثل الاسلام
كمثل الشجرة الثابتة الايمان بالله اصلها

فرمایا: جنت میں رات نہیں ہوگی، وہاں صرف روشنی اور نور ہے جو صبح کو شام پر اور شام کو صبح پر لوٹا دیتا ہے اور ان کے پاس دنیا کے پنجگانہ نماز کے اوقات میں اللہ تعالےٰ کے پاس سے نادر تحائف آئیں گے اور فرشتے تحائف انھیں سونپ جائیں گے اگر کوئی اس لذیذ و دائمی عیش میں اپنا حصّہ چاہے تو اسے شرائط تقوےٰ کے حدوں کی حفاظت کرنی چاہیئے یہ شرطیں اس آیت میں مذکور ہیں نیکی اس میں نہیں ہے کہ تم اپنے منہ مشرق اور مغرب کی طرف پھیر لو ہاں نیکی اس کی ہے جو اللہ پر، فرشتوں پر، کتاب پر اور نبیوں پر ایمان لایا اور جس نے مال کی محبت کے باوجود اپنا مال رشتہ داروں کو، یتیموں کو، مسکینوں کو، مسافروں کو اور مانگنے والوں کو دیا اور گردنوں کے چھڑانے میں خرچ کیا اور نماز قائم کی اور زکوٰۃ دی اور عہد کرنے کے بعد اپنا عہد پورا کرنے والے اور تنگی میں بیماری میں اور لڑائی میں صبر کرنے والے یہی لوگ سچے ہیں اور یہی متقی ہیں اور حدود اسلام کا خیال رکھنا اور جزئیات اسلام پر عمل کرنا بھی ضروری ہے۔

حذیفہؓ بن یمان (یا ایہا الذین آمنوا ادخلوا فی السلم کی تفسیر میں) اسلام کے آٹھ حصّے ہیں۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، عمرہ، جہاد، اچھی باتوں کا حکم، بری باتوں پر گرفت اور ان کی روک ٹوک۔ وہ بدبخت و محروم ہے جس کا ان میں سے کسی میں کچھ حصّہ نہیں۔

عاصمؒ احول از انسؓ بن مالک از نبی صلے اللہ علیہ وسلم:۔ اسلام بمنزلہ ایک درخت کے ہے جس کی جڑ اللہ پر ایمان ہے اور پنجگانہ نماز اس کی شاخیں ہیں اور رمضان کے روزے اس کا پوست ہیں اور حج و عمرہ اس کے چنے ہوئے پھل ہیں اور وضو اور غسل جنابت سے وہ سیراب کیا جاتا ہے

والصلوات الخمس فروعها وصيام رمضان لحاؤها والحج والعمرة جناها والوضوء والغسل من الجنابة شربها وبر الوالدين وصلة الرحم عصونها والكف عن محارم الله ورقها والاعمال الصالحة ثمرها وذكر الله عروقها ثم قال صلى الله عليه وسلم كما لا تحسن الشجرة ولا تصلح الا بالورق الاخضر كذلك لا يصلح الاسلام الا بالكف عن المحارم والاعمال الصالحة۔

اور ماں باپ کی اطاعت اور صلہ رحمی اس کی کونپلیں ہیں اور ممنوعات سے باز رہنا اس کے پتے ہیں اور نیک عمل اس پر لگے ہوئے پھل ہیں اور اللہ کا ذکر اس کی رگیں ہیں پھر آپؐ نے فرمایا:۔

جیسے درخت پتوں ہی سے اچھا اور خوبصورت معلوم ہوتا ہے اسی طرح ترک ممنوعات و نیک عملوں ہی سے اسلام سنورتا اور نکھرتا ہے۔

فصل: في صفة النار وما اعد الله لاهلها فيها وصفة الجنة وما أعد الله لاهلها فيها۔

عن ابي هريرة رضي الله عنه انه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا كان يوم القيامة واجتمع الخلائق ليوم لا ريب فيه في صعيد واحد غشيتهم ظلمة سوداء لا ينظر بعضهم بعضا من شدة الظلمة والخلائق قيام على صدور اقدامهم وبينهم وبين ربهم عزوجل مسيرة سبعين عاما قال فبينما هم كذلك اذ تجلى الخالق تبارك وتعالى للملائكة فاشرقت الارض بنور ربها وانجلت الظلمة فغشي الخلائق كلهم نور ربهم والملائكة حافون من حول العرش يسبحون بحمد ربهم ويقدسون له قال فبينما الخلائق قيام كلهم صفوفا كل امة قائمة في ناحية اذ أتي بالصحف والميزان ووضعت الصحف وعلق الميزان بيد ملك من الملائكة يرفعه مرة ويخفضه مرة اخرى قال فبينما هم كذلك اذ كشف الغطاء

جہنم کے روح فرسا عذاب اور جنت کی روح پرور بہاریں

حضرت ابوہریرہؓ کا بیان ہے کہ رحمت عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن جب لوگ ایک ایسے دن جس میں کوئی شک نہیں ایک ہموار میدان میں جمع ہوں گے تو ان پر گھٹا ٹوپ اندھیرا چھا جائے گا اور اس اندھیرے کی وجہ سے کوئی کسی کو دیکھ نہ سکے گا اور لوگ اپنے پیروں پر کھڑے ہوں گے اور ان کے اور ان کے رب کے درمیان ستر سال کی مسافت ہو گی فرمایا لوگ اس حال میں ہوں گے کہ اچانک خالق کون و مکاں کی فرشتوں پر تجلی ہو گی اور زمین اپنے پروردگار کے نور سے چمک اٹھے گی اور تاریکی چھٹ جائے گی اور تمام لوگوں کو ان کے پروردگار کا نور ڈھانپ لے گا اور فرشتے عرش کے چاروں طرف طواف کر رہے ہوں گے اور اپنے پروردگار کی حمد میں اور تسبیح و تقدیس میں رطب اللسان ہوں گے پھر جب لوگ قطاریں باندھے کھڑے ہوں گے اور ہر امت اپنے مقام پر صف باندھے کھڑی ہو گی کہ اعمالناموں کو لائے جانے کا اور میزان (ترازو) کو نصب کئے جانے کا حکم ہو گا یہ میزان کسی فرشتے کے ہاتھ میں ٹنگ رہی ہو گی جسے وہ کبھی اونچا کرے گا اور کبھی نیچا۔ فرمایا: لوگ اسی حال میں ہوں گے کہ حق تعالیٰ جنت سے پردہ اٹھا دے گا اور وہ میدان حشر کے

عن الجنة فأزلفت فهبت منها ريح فوجد
المسلمون عرفها كالمسك وبينهم مسيرة
خمسمائة عام ثم كشف الغطاء عن جهنم
فهبت منها ريح مع دخان شديد فوجد
المجرمون عرفها وبينهم وبينها مسيرة
خمسمائة عام ثم جيء بها تقاد موثقة بسلسلة
عظيمة عليها تسعة عشر خازنا من الملائكة
مع كل خازن منهم سبعون الف ملك أعوان
له فيقودها كل خازن منهم مع اعوانه
وسائر الخزان مع اعوانهم يمشون عن يمينها
وشمالها وورائها بيد كل ملك منهم
مقمعة من حديد يصيحون بها فتمشي و
لها زفير وشهيق ووعث وظلمة ودخان
وتقعقع ولهب عال من شدة غضبها على
اهلها فينصبونها بين الجنة والموقف فترفع
طرفها فتنظر الى الخلائق ثم تجمع عليهم
لتاكلهم فيحبسها خزنتها بسلاسلها فلو
تركت لأتت على كل مؤمن وكافر فلما رأت
انها قد حبست عن الخلائق فارت فورا شديدا
تكاد تميز من الغيظ ثم شهقت الثانية فتسمع
الخلائق صوت صريف اسنانها فارتعدت
حينئذ الافئدة وانخلعت القلوب وطارت
الافئدة وشخصت الابصار وبلغت القلوب
الحناجر قال قائل يا نبي الله صفها لنا قال
صلى الله عليه وسلم نعم مثل هذه الارض

قریب لائی جائے گی اور اس میں سے خوشبو کی لپٹیں پھوٹ پڑیں گی اور مسلمان مشک کی خوشبو کی طرح اس کی خوشبو محسوس کریں گے اور مسلمانوں کے اور جنت کے درمیان پانچسو برس کی مسافت ہو گی پھر جہنم سے پردہ اٹھا دیا جائے گا جس سے انتہائی سڑی ہوئی بو معہ سخت بدبو ناک دھوئیں کے پھوٹ پڑے گی اور مجرم اس کی بدبو محسوس کر لیں گے اور ان مجرموں کے اور جہنم کے درمیان پانچسو برس کی مسافت ہو گی پھر اسے گھسیٹ کر لایا جائے گا اور یہ ایک بڑی زنجیر سے بندھی ہوئی ہو گی جسے انیس[۱۹] داروغہ جہنم جن میں سے ہر ایک کے ساتھ ستر ستر ہزار فرشتے بطور مدد کے ہوں گے گھسیٹ کر لائیں گے اور یہ خازن اپنے تمام معاونین کے ساتھ جہنم کے دائیں بائیں اور پیچھے چل رہے ہونگے اور ہر فرشتہ کے ہاتھ میں لوہے کا ایک کوڑا ہو گا فرشتے کڑک کڑک کر اس کے کوڑے سے ماریں گے آخر کار وہ چلے گی اور وہ گھٹ گھٹ کر آہیں بھر رہی ہو گی اور نالے کر رہی ہو گی اس سے گدھے کی سی مکروہ آواز نکلے گی اس میں تاریکی، دھواں گڑگڑاہٹ اور اس سے اہل جہنم پر شدت غضب کی وجہ سے بلند شعلے اٹھ رہے ہوں گے فرشتے اسے جنت و موقف کے درمیان نصب کر دیں گے پھر جہنم اپنی نگاہ اٹھا کر تمام لوگوں کو دیکھے گی پھر انہیں کھانے کے لئے ان کی طرف لپکے گی لیکن اس کے محافظین معہ زنجیروں کے اسے روکے ہوئے ہوں گے اگر چھوڑ دی جائے تو ہر مومن و کافر کو ہڑپ کر جائے پھر جب وہ یہ دیکھے گی کہ مجھے لوگوں سے روک دیا گیا تو اس قدر غضب کا جوش مارے گی جیسے غصہ کے مارے پھٹ پڑے گی پھر دوسری بار کڑکے گی اور موقف والے اس کے دانت پیسنے کی آواز سنیں گے اس وقت لوگوں کے دل بانسوں اچھلنے لگیں گے کلیجے باہر آ جائیں گے، دل اڑ جائیں گے آنکھیں چڑھ جائیں گی کسی نے کہا اے اللہ کے نبی (صلعم) دوزخ کا حلیہ بیان کیجئے اور اس کا تعارف کرائیے فرمایا اچھا جہنم زمین کی

عظما سبعون جزاء من بعض سوداء مظلمة لها
سبعة رءوس لكل رأس منها ثلاثون بابا طول
كل باب منها مسيرة ثلاث ليال وشفتها
العليا تضرب منخرها والشفة السفلى تسحبها
وفي كل منخر من مناخرها وثاق وسلسلة عظيمة
يمسكها سبعون الف ملك غلاظ شداد
كالحدق انيابهم اعينهم كالجمر والوانهم
كلهب النار ليفور من مناخرهم لهب ودخان
عال مستعدين لامر الجبار تبارك وتعالى قال
فحينئذ تستأذن جهنم ربها عزوجل في السجود
فيأذن لها في السجود فتسجد ماشاء الله قال
ثم يقول لها الجبار عزوجل ارفعي رأسك قال
فترفع رأسها فتقول الحمد لله الذي جعلني
ينتقم بي ممن عصاه ولم يجعل شيئا ممن خلق
ينتقم به مني قال ثم تقول بلسان طلق ذلق
سلق: الحمد لله ماشاء الله من ذلك الحمد
بصوت لها جهير ثم تزفر زفرة فلا يبقى
ملك مقرب ولا نبي مرسل ولا احد فمن
شهد الموقف الاجثا على ركبتيه ثم تزفر
الثانية فلا تبقى قطرة في عين احد الابدرت
ثم تزفر الثالثة فلو كان لكل آدمي أوجني
عمل اثنين وسبعين نبيا لواقعوها ثم تزفر
الرابعة فلا يبقى شيء الا انقطع كلامه غير
ان جبريل وميكائيل وخليل الرحمن عزوجل
متعلقون بالعرش يقول كل واحد منهم

طرح موٹی ہے مگر زمین سے ستر حصہ بڑی ہے بالکل سیاہ اور تاریک ہے اس کے سات سر ہیں ہر سر میں تیس در ہیں اور اس کے ہر دروازے کا طول تین دن رات کی مسافت کا ہے اس کا بالائی ہونٹ ناک کے نتھنوں پر پڑا ہوا ہے اور زیریں ہونٹ کو گھسیٹتی ہے اس کی ناک کے ہر نتھنے میں ایک مضبوط رسی اور ایک بڑی زنجیر پڑی ہوئی ہے اور اسے ستر ہزار فرشتے تھامے ہوئے ہیں جو انتہائی سنگدل اور قوی ہیں جن کی کچلیاں باہر کو نکلی ہوئی ہیں آنکھیں انگاروں کی طرح ہیں اور ان کا رنگ آگ کے شعلوں کی طرح ہے یعنی سرخ بھبھوکا ہیں اور ان کے نتھنوں سے آگ کے شعلے اور دھواں بلند ہے اور ہمہ وقت جبار کے احکام کی تعمیل کے منتظر رہتے ہیں، فرمایا اس وقت جہنم اپنے پروردگار عزوجل سے سجدے کی اجازت مانگے گی حق تعالیٰ شانہ اسے سجدے کی اجازت مرحمت فرما دیں گے پھر وہ جب تک اللہ کو منظور ہو گا سجدہ میں پڑی رہے گی فرمایا پھر اس سے جبار فرمائے گا اپنا سر اٹھا آخر وہ سر اٹھائے گی اور کہے گی اس اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے اپنے نافرمان بندوں سے انتقام لینے کے لئے پیدا فرمایا اور کوئی ایسی چیز نہیں بنائی جس کے ذریعہ مجھ سے انتقام لے، پھر آپ نے فرمایا: جہنم روان تیز اور چرب زبان سے بلند آواز سے کہے گی تمام محامد جس قدر بھی وہ ان میں سے جو چاہے اللہ ہی کے لئے ہیں۔ پھر گھٹ گھٹ کر ایسی ہولناک چیخ مارے گی کہ مقرب فرشتے انبیائے کرام اور تمام موقف والے خوف کے مارے گھٹنوں کے بل گر پڑیں گے پھر دوسری بار چیخ مارے گی تو آنکھ میں جو قطرہ ہو گا وہ نکلے بغیر نہ رہے گا موقف والوں کی آنکھوں کے تمام قطرے نکال باہر کرے گی اور سب کی روتے روتے آنکھیں خشک ہو جائیں گی پھر تیسری بار چیخ مارے گی تو اگر کسی آدمی یا جن کے ۷۲ نبیوں کے عملوں کی برابر عمل ہوں تو بھی یہی خیال کرے گا کہ میں اس میں گرے بغیر نہ رہوں گا پھر چوتھی بار چیخ مارے گی اس سب دم بخود ہو کر ہیں

نفسی نفسی لا اسألك غيرها قال ثم ترمی
بشرر كعدد النجوم كل شرارة كالسحابة
العظيمة الطالعة من المغرب فيقع ذلك الشرر
علی رؤوس الخلائق قال ثم ينصب الصراط
عليها فيها له سبعمائة قنطرة ما بين كل
قنطرتين منها سبعون عاما وقيل سبع قناطر
وعرض الصراط من الطبقة الاولی الی
الطبقة الثانية مسيرة خمسمائة عام ومن
الثانية الی الثالثة مسيرة خمسمائة عام
ومن الثالثة الی الرابعة مثلها ومن
الرابعة الی الخامسة مثلها ومن الخامسة
الی السادسة مثلها ومن السادسة الی السابعة
كذلك وهی اعرضهن واشدهن حرا
الجدهن قعرا واكثرهن الوانا واكبرهن
جمرا بسبعين مرة واما الطبقة الدنيا فقد
جاز لهبها الصراط يمينا وشمالا فی السماء
مسيرة ثلاثة اميال وكل طبقة اشد حرا
واكبر جمرا واكثر فی الوان العذاب من
التی فوقها بسبعين مرة فی كل طبقة بحر
وانهار وجبال وشجر طول كل جبل منها
فی السماء مسيرة سبعين الف عام وفی
كل طبقة منها سبعون جبلا وفی كل
جبل منها سبعون الف شعبة فی كل شعبة
منها سبعون الف شجرة ضريع لكل شجرة
منها سبعون شعبة علی كل شعبة منها

رہ جائیں گے اور سب کی آوازیں بند ہو جائیں گی البتہ حضرت جبرئیل حضرت میکائیل اور حضرت خلیل اللہ عرش سے چمٹے ہوئے ہوں گے اور ہر ایک کی زبان پر نفسی نفسی ہو گا یعنی اے اللہ مجھے بچا لے میں دوسرے کے لئے تجھ سے سوال نہیں کرتا، فرمایا پھر وہ آسمان کے تاروں کی برابر انگارے پھینکے گی ہر انگارہ مغرب سے اٹھنے والے بڑے بادل کی طرح ہو گا یہ انگارے لوگوں کے سروں پر پڑیں گے فرمایا پھر جہنم پر پلصراط رکھا جائیگا اور سات سو پل مزید بنائے جائیں گے ہر دو پلوں کے درمیان ستر سال کی مسافت ہو گی بعض نے بجائے سات سو کے سات پل بتائے ہیں اور پہلے طبقہ سے لیکر نیچے والے طبقہ تک پل کا عرض پانچسو برس کی مسافت کا ہو گا اور ان ساتوں پلوں میں سے ہر دو پلوں میں یہی مسافت ہو گی ساتواں پل انتہائی کشادہ، انتہائی گرم انتہائی گہرا سب سے زیادہ گونا گوں عذابوں والا اور سب سے بڑے بڑے انگاروں والا ہو گا یعنی اس کا انگارا دوسرے پلوں کے انگاروں کی بہ نسبت ستر گنا بڑا ہو گا، سب سے قریب والے طبقہ کے شعلے پل کے دائیں اور بائیں جانب بقدر تین میل کی مسافت کے بلند ہوں گے ہر طبقہ میں پہلے طبقہ سے زیادہ گرم اور بڑے انگاروں والا ہو گا اور نیچے کا طبقہ اوپر کے طبقہ سے گونا گوں عذابوں کے اعتبار سے ستر گنا بڑھا ہوا ہو گا اور ہر طبقہ میں سمندر نہریں، پہاڑ اور درخت ہوں گے جہنم کے ہر پہاڑ کا ارتفاع ستر ہزار سال کی مسافت کا ہے جہنم کے ہر طبقہ میں ستر ستر پہاڑ ہیں ہر پہاڑ کی ستر ستر ہزار شاخیں ہیں اور ہر شاخ میں ستر ستر ہزار تھوہڑ کے درخت ہیں ہر درخت کی ستر ستر شاخیں ہیں اور ہر شاخ پر ستر ستر سانپ اور اتنے ہی بچھو ہیں ہر سانپ کا طول تین تین میل اور بڑے بڑے بختی اونٹوں کی جسم کے بچھو ہیں اور ہر درخت پر ستر ستر ہزار پھل ہیں اور ہر پھل میں شیطان کا سر ہے اور ہر پھل کے اندر ستر ستر

سبعون حية ■ سبعون عقربا طول كل حية منها
مسيرة ثلاثة اميال فاما العقارب فكالبخاتي
العظام على كل شجرة منها سبعون الف ثمرة
فى كل ثمرة رأس شيطان فى جوف كل ثمرة
منها سبعون دودة طول كل دودة منها غلوة
ومنها ثمر ليس فيه دود ولكن فيه شوك
وكان صلى الله عليه وسلم يقول ان لجهنم
سبعة ابواب لكل باب منها سبعون واديا
تقعر كل واد منها مسيرة سبعين عاما ولكل
واد منها سبعون الف شعبة فى كل شعبة
منها سبعون الف مغارة وفى كل مغارة
سبعون الف شق كل شق منها مسيرة سبعين
عاما فى جوف كل شق منها سبعون الف ثعبان
فى شدق كل ثعبان منها سبعون الف عقرب
لكل عقرب منها سبعون الف فقارة فى كل
فقارة قلة سم لا ينتهى الكافر ولا المنافق
حتى يرا فى ذلك كله قال فبينما الخلائق
جاثون على ركبهم وجهنم تخطر كما يخطر
الجمل المغتلم قال فينادى مناد بصوت عال
فيقوم النبيون والصديقون والشهداء و
الصالحون ثم عرضوا عرضة ردت فيها
المظالم ثم عرضوا الثانية فتجادلت
الارواح والاجساد وظهرت الاجساد
على الارواح ثم عرضوا على الله الثالثة
فطارت الصحف فوقعت فى ايدى الخلق

کیڑے ہیں اور ہر کیڑے کا طول تیر کے گرنے کی جگہ تک ہے بعض
ایسے پھل بھی ہیں جن میں کیڑے نہیں لیکن کانٹے ہیں رحمت عالم
صلعم فرمایا کرتے تھے جہنم کے سات دروازے ہیں اور ہر دروازے
میں ستر ستر وادیاں ہیں اور ہر وادی کی گہرائی ستر ستر سال کی
مسافت ہے ہر وادی کی ستر ستر ہزار شاخیں ہیں اور ہر شاخ
میں ستر ستر ہزار غار ہیں اور ہر غار میں ستر ستر ہزار بل ہیں۔
ہر بل کی گہرائی ستر ستر سال کی مسافت ہے اور ہر بل کے اندر ستر ستر
ہزار اژدہے ہیں اور ہر اژدہے کے مونہہ میں ستر ستر ہزار
بچھو ہیں اور ہر بچھو کی پشت پہ ستر ستر ہزار مہرے ہیں اور
ہر مہرے میں زہر کا ایک پہاڑ ہے کوئی کافر اور منافق ان
سب کا ذائقہ چکھے بغیر نہ رہے گا فرمایا اس حال میں کہ لوگ اپنے
اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھے ہوئے ہوں گے اور جہنم بار بار حملہ آور
ہو گی جیسے مست اونٹ بار بار اونٹنی پر چڑھتا ہے، فرمایا:
پھر ایک اعلان کرنے والا بلند آواز سے اعلان کرے گا پھر
انبیائے کرام، صدیقین، شہداء اور صلحاء کھڑے ہو جائیں گے
پھر تمام لوگ عدالت کے کٹہرے میں حاضر کئے جائیں گے
یہ پہلی پیشی ہو گی جس میں لوگوں کو ان کے حقوق دلوائے
جائیں گے پھر دوسری پیشی ہو گی اور ارواح و اجسام میں
جھگڑا ہو گا اور اجسام غالب آجائیں گے پھر تیسری پیشی
ہو گی اور اس پیشی میں اعمالنامے اڑا اڑا کر لوگوں کے
ہاتھوں میں جائیں گے بعض لوگوں کے سیدھے ہاتھوں میں
اعمال نامے جائیں گے اور بعض کے بائیں ہاتھوں میں اور بعض
کو آگے سے اعمالنامے ملیں گے اور بعض کو پیچھے سے جن کو آگے
سے دائیں ہاتھ میں اعمال نامے دئیے جائیں گے ان کو اپنے
رب کے نور میں سے نور ملے گا اور انہیں فرشتے ان کی عزت

فمنهم من اوتي كتابه بيمينه ومنهم من
اوتي كتابه بشماله ومنهم من اوتي كتابه
وراء ظهره فاما الذين اوتوا كتابهم بايمانهم
فاعطوا نورا من نور ربهم وهنتهم الملائكة
بكرامتهم فجازوا الصراط برحمة ربهم
ودخلوا جنانهم فلقيتهم خزانهم على ابواب
جنانهم بكسوتهم ومراكبهم وبالحلية
التي تنبغي لهم فافترقوا الى منازلهم وانقلبوا
مسرورين الى قصورهم فدخلوا على ازواجهم
فنظروا الى ما لا تصف السنتهم ولم تبصر
ابصارهم ولم يخطر على قلوبهم فاكلوا وشربوا
ولبسوا حليتهم ثم اعتنقوا ازواجهم ما
قدر لهم ثم حمدوا خالقهم الذي اذهب
عنهم حزنهم وآمنهم من فزعهم ويسر
لهم حسابهم ثم شكروا ما اعطاهم ربهم
فقالوا الحمد لله الذي هدانا لهذا وما
كنا لنهتدي لولا ان هدانا الله فقرت اعينهم
بما تزودوا من دنياهم كانوا موقنين مؤمنين
مصدقين خائفين راجين راغبين فعند ذلك
نجا الناجون وهلك الكافرون واما الذين
اوتوا كتابهم بشمالهم ومن وراء ظهورهم
فاسودت وجوههم وانقلبت زرقا عيونهم
وسموا على خراطيمهم وعظمت اجسادهم
وغلظت جلودهم وهتفوا بويلهم حين
نظروا الى كتابهم وعاينوا ذنوبهم لم يغادروا

بزرگی پر مبارکبادیاں دیں گے یہ لوگ پلصراط سے اپنے پروردگار
کی مہربانی سے پار ہو جائیں گے اور اپنی اپنی جنتوں میں چلے جائیں
گے جنت کے دروازوں پر اہل جنت کے خازن ان سے ملاقات کریں
گے اور لباس، سواریاں، زیورات جو ان کی شان کے لائق ہیں ان
کی خدمت میں پیش کریں گے پھر جنتی اپنے اپنے راحت کدوں کی طرف
چلے جائیں گے اور خوش و خرم اپنے اپنے محلوں میں رونق افروز ہو
جائیں گے اور اپنی بیویوں کے پاس حاضر ہوں گے اور وہاں ایسی
ایسی نعمتیں دیکھیں گے جن کو زبان بیان کرنے سے قاصر ہے ایسی نعمتیں
کبھی ان کی آنکھوں نے نہیں دیکھیں اور نہ کبھی ان کا تصور ہی ان
کے دل میں آیا بالآخر وہ وہاں کھائیں پئیں گے اور اپنے زیورات
زیب بدن کر کے بن سنور کر بیٹھیں گے اور حسب مدت مقرر اپنی
پاکیزہ بیویوں سے ہمکنار رہیں گے پھر اپنے خالق کا شکریہ ادا
کریں گے جس نے ان سے ان کا غم دور کیا اور انہیں گھبراہٹ سے
محفوظ رکھا اور ان کا آسان حساب لیا پھر انہیں ان کے پروردگار
نے جو نعمتیں دی ہیں ان کا شکر ادا کریں گے اور کہیں گے، اللہ تعالیٰ
کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے ہمیں اس صحیح راہ (اسلام) کی ہدایت
فرمائی، اگر ہمیں ہمارا رب ہدایت نہ فرماتا تو ہم ایسے نہ تھے کہ راہ
پا لیتے آج اس توشہ سے جسے وہ دنیا سے لے کر گئے تھے ان کی
آنکھیں ٹھنڈی ہونگی کیونکہ یہ دنیا میں یقین و ایمان والے نبیوں کی
تصدیق کرنے والے اللہ سے ڈرنے والے اس سے امیدوار رحمت
اور اس کی طرف رغبت کرنے والے تھے اس دن نجات پانیوالے نجات
پائیں گے اور کافر ہلاک ہوں گے اس کے برعکس جن کو پیچھے بائیں
ہاتھوں میں اعمال نامے دیئے جائیں گے ان کے چہرے سیاہ پڑ جائیں
گے ان کی آنکھیں کنجی ہوں گی اور ان کی ناکوں پر سیاہ داغ پڑ جائیں گے
اور ان کے چمڑوں پہ ورم آ جائے گا جب یہ مجرم اپنے اعمالنامے

صغيرة ولا كبيرة الا وجد وها مثبتة فى
كتبهم فهم كاسف بالهم سيء ظنهم
شديد رعبهم كثير همهم منكسة رؤسهم
خاشعة ابصارهم خاضعة رقابهم ليارقون
النظر الى نارهم لا يرتد اليهم طرفهم لانهم
عاينوا امرا عظيما كبيرا مفظعا جليلا طاما
مكربا مفزعا مرعبا محزنا مخشا مهما للقلوب
وللعيون مبكيا فاقروا بالعبودية لربهم
واعترفوا بذنوبهم وكان اعترافهم
عليهم نارا وعارا وتحزنا وشقاء والزاما
وسخطا قال فبينما القوم بين يدى ربهم
عزوجل جاثون على ركبهم بذنوبهم
معترفون زرقا اعينهم لا يبصرون هادية
قلوبهم فلا يعقلون مرجفة ارواحهم فلا
يتكلمون منقطعة ارحامهم فلا يتواصلون
فلا انساب بينهم يومئذ ولا يتساءلون ابسلوا
فى انفسهم فلا ينجبرون ويسألون الرجعة
فلا يجابون قد ايقنوا بما كانوا يكذبون
فهم عطاش لا يروون وجياع لا يشبعون
وعراة لا يكتسون مغلولون لا يبصرون
محزونون مسلوبون محسورون انفسهم
واهليهم واموالهم ومكاسبهم قال
فبينما القوم كذلك اذ امر الله تعالىٰ خزنة
جهنم ان يخرجوا منها ومعهم اعوانهم و
ان يحملوا ادواتهم من السلاسل والاغلال

دیکھیں گے تو ان سے کہا جائے گا کہ یہ اعمالنامے تمہاری ہلاکت کے پیش خیمہ ہیں اور جب اپنے گناہ دیکھیں گے تو ان کا ہر چھوٹا بڑا گناہ ان میں درج ہوگا اور کوئی گناہ چھوٹا ہوا نہ ہوگا کیونکہ ان کے دل کالے بھجٹ ہو گئے تھے اور بدگمانیاں ان پر غالب تھیں اب ان کو دہشت بھی انتہائی ہوگی، پریشانیوں کی حد نہ ہوگی ان کے سر جھکے ہوئے ہوں گے، آنکھیں پست ہوں گی اور گردنیں ٹکی ہوئی ہونگی دزدیدہ نگاہوں سے جہنم کی طرف دیکھیں گے آگ کی طرف ٹکٹکی بندھ جائے گی کیونکہ انتہائی ہولناک وعظیم وکبیر عذاب ان کی آنکھوں کے سامنے ہوگا جو انہیں سخت ترین غم میں ڈالنے والا اور اندوہناک حادثہ ہوگا جو انہیں بے قرار و بے چین بنا دے گا، گھبرا دیگا ان کے دل رعب سے بھر دے گا اور غموں کی دلدل میں پھنسا دے گا اور ذلیل وخوار کر کے چھوڑے گا اور ان کے دل غم و آلام سے اور آنکھیں گرم گرم آنسوؤں سے بھر دے گا چار و ناچار اپنے پروردگار کی عبودیت کا اور اپنے گناہوں کا اعتراف کریں گے مگر یہ اعتراف بھی ان کے حق میں آگ کا کام دے گا اور موجب عار ہوگا اور باعث حسرت وافسوس ہوگا اور ان کی بدبختی کا اور ان پر قطع حجت کا اور اللہ کی ناراضگی کا ثبوت ہوگا۔ فرمایا اس حال میں کہ لوگ اپنے رب کے سامنے اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھے ہوئے ہوں گے اور اپنے گناہوں کا اقرار کر رہے ہوں گے ان کی آنکھیں کنجی ہوں گی کچھ سجھائی نہ دیتا ہوگا دل ٹوٹے ہوئے ہوں گے عقل کام نہ دیگی، ان کا جوڑ جوڑ کانپ رہا ہوگا اور بات نہ کر سکیں گے رشتے کٹ چکے ہوں گے اور کوئی کسی سے نسب کا تعلق نہ جوڑے گا فرمایا: اس دن نہ آپس میں نسب رہیں گے اور نہ کوئی کسی کو پوچھے گا اس دن تو اپنی جانوں ہی کی پڑی ہوئی ہوگی انہیں کی تلافی پر قادر نہ ہوں گے اور اللہ سے ...... دنیا میں لوٹائے جانے کی درخواست کریں گے مگر اس کا

والمقامع قال فخرجوا منها على ناحية ينظرون
بماذا يؤمرون قال فلما نظر اليهم الاشقياء وعاينوا
وثاقهم وثيابهم عضوا ايديهم فاكلوا اناملهم
وهتفوا بويلهم وفاضت دموعهم وزلزلت
اقدامهم ويئسوا من كل خير فيقول خذوهم
فغلوهم ثم الجحيم صلوهم ثم في سلسلة
فاوثقوهم قال فمن شاء الله ان يلقيه في تلك الاطباق
دعا خزانها فقال لهم خذوهم فابتدر الى كل
انسان منهم سبعون ملكا فشدوا وثاقهم
وجعلوا الاغلال الثقال في اعناقهم والسلاسل
في مناخرهم فخنقوا وجمعوا بين نواصيهم و
اقدامهم من وراء ظهورهم فتكسرت اصلابهم
قال فلما فعل ذلك بهم شخصت ابصارهم
وانتفخت اوداجهم واحترقت لحوم رقابهم
وسلخت عروقهم واشتعل حر الاغلال في
رءوسهم فغلت منها ادمغتهم ففاضت
على جلودهم حتى وقعت على اقدامهم فتساقطت
منها جلودهم واخضرت منها لحومهم
فسال منها صديدهم فلما جعلت الاغلال في
اعناقهم ملأت ما بين مناكبهم الى آذانهم
فاحترقت لحومهم وتقطعت شفاههم وبدت
انيابهم والسنتهم بصوت وصراخ ووهج لها
لهب عال يجري حرها مجرى الدم في عروقهم
المجوفة ويجري خلالها لهب النار فيبلغ حر تلك
الاغلال نلو بهم فسلخت حتى بلغت حناجرهم

انہیں جواب بھی نہیں دیا جائے گا آج انہیں ان باتوں کا یقین ہو جائے
گا جن کو جھٹلایا کرتے تھے ان سخت پیاسوں کو پانی نہیں دیا جائے گا۔
ان بھوکوں کو کھانا نہیں کھلایا جائے گا اور ان ننگوں کو لباس نہیں
پہنایا جائے گا یہ مغلوب ہوں گے اور ان کی مدد نہیں کی جائے گی یہ
غمگین لٹے کٹے اور گھاٹے والے ہوں گے ان کی جان و مال اہل وعیال
اور کمائیوں میں گھاٹا ہی گھاٹا ہو گا) کہ حق تعالیٰ جہنم کے محافظین کو
مع ان کے معاونین کے حکم فرمائے گا کہ جہنم سے نکلو اور اپنے اسلحہ زنجیریں
طوق اور گرز سنبھال لو، فرمایا وہ جہنم سے نکل کر ایک طرف کھڑے ہوتے
حکم ثانی کے انتظار میں ہوں گے فرمایا پھر جب انہیں یہ بدبخت مجرم
دیکھیں گے تو حسرت و افسوس سے اپنے ہاتھ چبانے لگیں گے اور اپنے
پوروے کھا جائیں گے اور اپنی تباہی کو پکاریں گے اور خون کے آنسو
روئیں گے اور ان کے پیر کانپنے لگیں گے اور ہر خیر و صلاح سے ناامید ہو
جائیں گے پھر حق تعالیٰ فرمائے گا انہیں پکڑ لو اور کندھوں سے ان کے
ہاتھ باندھ کر انہیں جہنم میں جھونک دو پھر انہیں زنجیر میں جکڑ دو۔
فرمایا پھر جن کو حق تعالیٰ جہنم کے جس طبقہ میں ڈالنا چاہے گا اس طبقہ
کے محافظ فرشتوں کو بلا کر ان سے کہا جائے گا کہ انہیں پکڑ لو چنانچہ
ہر مجرم کی طرف ستر فرشتے لپکیں گے اور اسے اپنی زنجیروں میں باندھ
لیں گے اور اس کی گردن میں بھاری بھاری طوق ڈال دیں گے اور اس
کے نتھنے میں زنجیر ڈال دیں گے جس سے ان کا دم گھٹنے لگے گا اور ان کی
پیشانیوں سے ان کے پیر باندھ دیں گے اور ان کی کمریں ٹوٹ جائیں گی
فرمایا پھر جب ان کی یہ درگت بنا دی جائیگی تو ان کی آنکھیں چڑھ جائیں
گی، رگیں پھول جائیں گی گردنوں کا گوشت جھلس جائے گا، رگوں کا
گوشت گل گل کر گر جائے گا اور طوقوں کی گرمی ان کے سروں میں
شعلہ بھڑکا دیگی جس سے ان کے دماغ کھولنے لگیں گے اور چربیوں پر
بہتے بہتے پیروں پر آ پڑیں گے اور ان کے دماغوں کی کھالیں بھی گل

فاشتد خناقهم وانقطعت اصواتهم ونبتت جلودهم فبينا هم كذلك امر الله تعالى خزنة جهنم ان يكسوهم قال فيلبسوهم ثيابا وسرابيل شديدا سوادها ومنتنا ريحها وخشنا مسها تتلظى من شدة حرها لو وضعت على جبال الارض اذا بتها قال ثم يقول الله عزوجل لخزنة جهنم سوقوهم الى منازلهم قال فياتون بسلاسل اخر اطول واغلظ من اللاتى ادلقوا فيها قال فياخذ كل ملك سلسلة من تلك السلاسل فيقرن فيها امة من الامم ثم يضع طرفها على عاتقه فيوليهم ظهره ثم ينطلق بهم مسحوبين على وجوههم فى دبر كل امة منهم سبعون الف ملك يضربونهم بمقامع حتى ياتوا بهم جهنم فيقفوا بهم عليها قال ثم تقول لهم الملائكة هذه النار التى كنتم بها تكذبون افسحر هذا ام انتم لا تبصرون اصلوها فاصبروا اولا تصبروا سواء عليكم انما تجزون ما كنتم تعملون قال فلما اوقفوا عليها فتحت لهم ابوابها وكشف عنها غطاؤها فتسعرت والهبت نارها فخرج منها دخان شديد مع شرر كعدد نجوم السماء فطارت الى السماء مقدار سبعين عاما ثم رجع ذلك فوقع على رؤسهم فاحترقت اشعارهم وانقلعت جماجمهم قال ثم صرخت جهنم باعلى صوتها الىّ يا اهل النار الىّ

جائیں گی اور ان کے گوشت نیلے ہو جائیں گے اور ان سے پیپ بہنے لگے گی پھر جب طوق ان کی گردنوں میں ڈالے جائیں گے تو ان کی گردنیں کندھوں سے لیکر کانوں تک بھر جائیں گی اور کان جھلس کر رہ جائیں گے اور ہونٹ کٹ کٹ کر گر جائیں گے اور دانت اور زبانیں کھل جائیں گی اور ان سے آہ و نالے جاری ہوں گے اور ان طوقوں سے ایسی گرمی پیدا ہو گی جس سے اونچے اونچے شعلے نکلیں گے جن کی حرارت جسم کی رگ رگ میں خون کی طرح سرایت کر جائیں گی وہ طوق جوف دار ہوں گے جو آگ کے شعلوں سے بھرپور ہوں گے اور ان طوقوں کی گرمی ان کے دلوں تک پہنچے گی اور ان کی کھالیں جھلس کر گر جائیں گی حتےٰ کہ وہ حرارت ان کے گلوں تک پہنچے گی اور بری طرح سے ان کا دم گھٹنے لگے گا اور آوازیں نکلنی بند ہو جائیں گی اور چمڑے فنا ہو جائیں گے پھر یہ مجرم اسی حال میں ہوں گے کہ اچانک حق تعالےٰ جہنم کے محافظ فرشتوں کو حکم فرمائے گا کہ انہیں لباس پہناؤ چنانچہ ان کے کپڑوں اور پائجاموں کا رنگ سخت سیاہ ہو گا جن سے سڑی ہوئی لاش کی طرح بدبو آتی ہو گی اور انتہائی کھردرے ہوں گے اور شدت گرمی سے شعلے مار رہے ہونگے اگر یہ کسی پہاڑ پر رکھ دئے جاتے تو اسے پگھلا دیتے فرمایا پھر حق تعالیٰ شانہ جہنم کے محافظ فرشتوں سے فرمائے گا کہ انہیں چلا کر ان کی منزلوں تک پہنچاؤ اب فرشتے دوسری طویل و موٹی زنجیریں لائیں گے پھر ہر فرشتہ ایک ایک زنجیر ہاتھ میں لے کر ایک جماعت کو جکڑ دے گا اور زنجیر کا دوسرا سرا اپنے کندھے پر ڈال لے گا اور اپنی پشت ان کی طرف پھیر کر انہیں چہروں کے بل گھسیٹ کر لے جائے گا اور ہر جماعت کے پیچھے ستر ستر ہزار فرشتے ہوں گے جو انہیں گرزوں سے مارتے ہونگے حتےٰ کہ فرشتے ان مجرموں کو جہنم کے پاس لا کر کھڑا کریں گے، فرمایا: پھر فرشتے ان سے کہیں گے: یہ ہے وہ آگ جسے تم جھٹلایا کرتے تھے کیا یہ جادو ہے کیا تم اسے دیکھ نہیں رہے اس میں چلے جاؤ اب اس

امسا وعزة لانتقمن منكم ثم قالت الحمد لله الذي جعلني اغضب لغضبه و ينتقم بي من اعدائه رب زدني حرا الى حري و قوة الى قوتي قال فتخرج منها ملائكة اخر فيستقبل كل احد منهم امة من الامم فيجرهم براحته فيكبهم في جهنم على وجوههم فيهوون على رءوسهم مقدار سبعين عاما من قبل ان يبلغوا رءوس جبالها قال واذا بلغوا رءوس جبالها لم يتقاروا عليها حتى يبدل لكل انسان منهم سبعون جلدا قال فاول اكلة ياكلون على رءوس تلك الجبال اكلة من الزقوم ظاهرة حرارتها شديد لامرارتها كثير شوكها قال فبينما هم يمضغون اكلتهم تلك اذ اتتهم الملائكة يضربونهم بمقامعهم فتكسرت عظامهم ثم اخذوا بارجلهم فالقوهم في جهنم فهووا على رءوسهم مقدار سبعين عاما من قبل ان يتقاروا في شعابها قال فما تقاروا في شعابها حتى يبدل لكل انسان منهم سبعون جلدا قال واكلتهم تلك في افواههم لا يستطيعون ان يسيغوها قال فتجتمع الاكلة والقلب عند الحلق فيغص بها فيستغيث كل انسان منهم بالشراب فاذا في تلك الشعاب اودية تنصب الى جهنم قال فينطلقون يمشون حتى يردوها فيكبوا عليها يشربون منها قال فتنقطع جلود وجوههم فتقع

ہیں تمہارا صبر کرنا، نہ کرنا برابر ہے تم کو تمہارے عملوں ہی کا بدلہ دیا جا رہا ہے، فرمایا: پھر جب یہ مجرم جہنم پر کھڑے کئے جائیں گے تو ان کے لئے جہنم کے دروازے کھول دئے جائیں گے اور اس سے پردہ اٹھا دیا جائے گا پھر جہنم بھڑک اٹھے گی اور اس کی آگ غضب کے شعلے مارنے لگے گی اور اس سے سخت قسم کا دھواں اٹھے گا جس میں آسمان کے تاروں کی برابر انگارے ہوں گے جو ستر سال کی مسافت کی مقدار میں اوپر چڑھ جائیں گے پھر وہاں سے ان مجرموں کے سروں پر برسیں گے جن سے ان کے بال خاکستر ہو جائیں گے اور ان کی کھوپڑیاں ٹوٹ جائیں گی، فرمایا: پھر جہنم اپنی پوری آواز سے کڑکے گی کہ اے جہنمیو! میری طرف آؤ، میری طرف آؤ، کان کھول کر سُن لو! مجھے اپنے پروردگار کی عزت کی قسم میں تم سے بدلہ لئے بغیر نہیں رہوں گی پھر کہے گی اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے ایسا بنایا کہ میں اس کے غضب کی خاطر اظہار غیظ و غضب کرتی ہوں اور وہ میرے ذریعہ اپنے دشمنوں سے انتقام لیتا ہے اے پروردگار میری گرمی میں اضافہ فرما اور میری قوت بڑھا فرمایا: پھر جہنم سے دوسرے فرشتے نکلیں گے اور ان میں سے ہر فرشتہ ایک ایک جماعت کو پکڑ لے گا اور انہیں اپنی ہتھیلی پر اٹھا کر اوپر لے جائے گا اور انہیں اوندھا کر کے مونہوں کے بل جہنم میں پٹخ دے گا چنانچہ یہ اپنے سروں کے بل ستر سال کی مسافت طے کر کے جہنم میں گریں گے لیکن ابھی جہنم کے پہاڑوں کی چوٹیوں تک پہنچیں گے پھر جب ان کی چوٹیوں تک پہنچ جائیں گے تو ان پر نہیں ٹھہریں گے جب تک ہر شخص کی ستر بار کھال نہ بدل دی جائے فرمایا: سب سے پہلا لقمہ جسے وہ ان چوٹیوں پر نوش جان کریں گے تھوہڑ کا نوالہ ہو گا جس میں غضب کی حرارت اور بلا کی تلخی ہو گی اور بے انتہا کانٹے ہوں گے، فرمایا: پھر اس حال میں کہ وہ یہ نوالہ چبا رہے ہوں گے کہ اچانک ان کے پاس

فیہا قال فلا یستطیعون ان یشربوا منہا قال فیعرضون عنہا اعراضۃ فتدرکہم الملائکۃ وہم منکبون علی تلک العیون فیضربونہم تتکسر عظامہم ثم یاخذون بارجلہم فیلقونہم فی جہنم فیہوون علی رءوسہم مقدار اربعین ومائۃ عام فی لہب ودخان شدید من قبل ان ینتھوا الی اودیتہا قال فلا ینتھون فی اودیتہا حتی یبدل لکل انسان منہم سبعون جلدا قال ومنتہی تلک العیون فی تلک الاودیۃ قال فیشربون منہا فاذا ہی ماء حمیم فلا یتقار فی بطونہم حتی یبدل اللہ لکل انسان منہم سبعۃ جلود قال فاذا تقار فی بطونہم قطع امعاءہم فخرجت من مقاعدہم وجری باقیہ فی عروقہم فذابت لحومہم وتصدعت عظامہم وادرکتہم الملائکۃ فضربت وجوہہم وادبارہم ورءوسہم بمقامعہم لکل مقمع منہا ثلاثمائۃ وستون حرفا فاذا ضربت بہا رءوسہم انقلعت جماجمہم وتکسرت اصلابہم وسحبوا فی النار علی وجوہہم حتی توسطوا جحیمہا فاشتعلت النار فی جلودہم وتشعبت فی آذانہم فخرج لہبہا من مناخرہم واضلاعہم وتفجر الصدید من اجسادہم وخرجت اعینہم فتعلقت علی خدودہم ثم قرنوا مع شیاطینہم الذین کانوا یطیعونہم وآلہتہم التی کانت

فرشتے آجائیں گے اور انہیں گرزوں سے اس قدر ماریں گے کہ ان کی ہڈیاں اور پسلیاں ٹوٹ جائیں گی پھر ان کے پیر پکڑ کر جہنم میں پھینک دیں گے اور وہ منہ کے بل ستر سال میں جہنم میں گریں گے لیکن ابھی تک جہنم کی گھاٹیوں میں نہ پہنچے ہوں گے پھر جب جہنم کی گھاٹیوں میں پہنچ جائیں گے تو وہاں سے اس وقت تک نہ نکلنے جائیں گے جب تک ہر شخص ستر ستر بار کھال کی تجدید نہ کر دی جائے گی اور تھوہڑ کا نوالہ ابھی تک ان کے مونہوں میں باقی ہوگا وہ ان سے کھایا ہی نہ جائے گا پھر دل اور نوالہ دونوں گلے میں آکر اٹک جائیں گے اور ان سے بری طرح پھندا لگے گا اور ہر مجرم پانی مانگے گا اچانک دیکھیں گے کہ ان وادیوں میں نہریاں بہہ رہی ہیں جو جہنم میں جاکر گرتی ہیں پھر یہ لنگڑاتے ہوئے ندیوں کی طرف بڑھیں گے اور ان کے پاس آکر ان میں اوندھے منہ گر پڑیں گے اور پانی پئیں گے فرمایا: پھر ان کے چہروں کی کھالیں کٹ کر ندیوں میں گر جائیں گی، فرمایا: اور وہ ندیوں کا پانی پینے پر قادر نہ ہونگے۔ فرمایا: پھر وہ ان ندیوں سے منہ پھیر کر بھاگ کھڑے ہوں گے مگر فوراً انہیں اس حال میں کہ وہ ان ندیوں میں اوندھے مونہوں کے فرشتے آپکڑیں گے اور انہیں اتنا ماریں گے کہ ہڈی پسلی ایک ہو جائے گی اور ان کے پیر پکڑ کر جہنم میں پھینک دیں گے پھر وہ جہنم میں سر کے بل ۱۴۰ سال کی مسافت کی مقدار سے گریں گے جہاں شعلے ہی شعلے اور سخت دھواں ہوگا لیکن ابھی اس کی وادیوں تک نہیں پہنچیں گے اور وہ ان وادیوں میں نہیں ٹھہریں گے جب تک ہر مجرم کی ستر ستر بار کھال نہ بدل دی جائے اور وہ نہریاں ان وادیوں میں ختم ہوتی ہیں پھر یہ ان ندیوں کا پانی پئیں گے مگر وہ سخت گرم اور کھولتا ہوا پانی ہوگا جو ان کے پیٹوں میں نہیں ٹھہرے گا جب تک ان کی کھال سات بار نہ بدل دی جائے، فرمایا: پھر جب وہ پانی ان کے پیٹوں میں ٹھہر جائے گا تو ان کی آنتیں کاٹ ڈالے گا اور آنتیں کٹ کٹ کر دبر کی راہ سے

مستغاثهم فالقوا في اماكن ضيقة مقرنين فهتفوا
بويلهم حتى جيء باموالهم فاحميت في نار جهنم
فكويت بها جباههم وجنوبهم وصفحت على
ظهورهم فخرجت من بطونهم فهم اولياء
جهنم وقرناء الشياطين والحجارة وعلقوا بخطايا
هم كالجبال ليشتد عليهم العذاب فطول احدهم
مسيرة شهر وعرضه مسيرة خمسة ايام وغلظه
مسيرة ثلاث ليال وراسه مثل الاقرع وهو جبل
باقصى الشام في فيه اثنان وثلاثون نابا قد خرج
بعضها من اسفل لحيته وانفه مثل الرابية
العظيمة طول شعر راسه وغلظه مثل شجرة
الأرز وكثرته كآجام الدنيا وشفته العليا
قالصة والسفلى تسعون ذراعا وطول يده مسيرة
عشرة ايام وغلظها مسيرة يوم وفخذه مثل
ورقان وغلظ جلده اربعون ذراعا بذراعه
وطول ساقه مسيرة خمس ليال وغلظها مسيرة
يوم كل حدقة له مثل حراء وهو جبل بمكة
اذا صب فوق راسه القطران اشتعلت فيه
النار فلم تزدد الا التهابا قال وكان النبي
صلى الله عليه وسلم يقول والذي نفسي بيده
لو ان رجلا خرج من النار يجر سلسلة مغلولة
يداه الى عنقه في عنقه الاغلال وفي رجليه
الكبول ثم رآه الخلائق لانهزموا عنه و
فروا منه كل مفر قال فمن شدة حرها و
غمها والوان عذابها وضيق منازلها اخفيت

نکل جائیں گی اور باقی پانی ان کی رگ رگ میں دوڑ جائے گا جو ان کا گوشت
پوست پگھلا دے گا اور ہڈیوں کو ریزہ ریزہ کر ڈالے گا اور فرشتے
انہیں آگھیریں گے اور ان کے مونہوں، کمروں اور سروں پر ایسے گرز
ماریں گے جن میں ۳۶۰ کنارے ہوں گے جن کی ضربوں سے ان کی
کھوپریاں اکھڑ جائیں گی اور کمر کے مہرے ٹوٹ جائیں گے پھر وہ
منہ کے بل گھسیٹ کر آگ میں ڈال دئے جائیں گے حتے کہ جہنم کے
وسط میں جا گریں گے اور ان کی کھالوں پر آگ بھڑک اٹھے گی،
ان کے کانوں میں شاخ در شاخ ہو کر شعلے گھس جائیں گے اور
ناک کے نتھنوں میں بھی اور پسلیوں میں بھی اور جسم پھوڑا بن کر
پیپ بن جائے گا اور آنکھیں نکل کر رخساروں پر لٹک جائیں گی
پھر یہ اپنے شیطان ساتھیوں کے ساتھ جکڑ دئے جائیں گے۔
جن کی دنیا میں عبادت کیا کرتے تھے اور ان معبودوں کے ساتھ
بھی جن سے مرادیں مانگا کرتے تھے پھر یہ جکڑے ہوئے ایک
تنگ و تاریک مقام پر ڈال دئے جائیں گے اور ہلاکت
پکاریں گے پھر ان کا مال لا کر آگ میں تپایا جائے گا اور اس سے
ان کی پیشانیوں اور کروٹوں کو داغا جائے گا۔ اور ان کی پشتوں
پر بھی رکھا جائے گا پھر وہ ان کے پیٹوں سے نکل آئے گا کیونکہ وہ
اولیائے جہنم اور شیطانوں اور پتھروں کے ہمدم ہیں۔ اور انہیں
ان کے پہاڑوں جیسے عظیم گناہوں کی وجہ سے لٹکایا جائے گا تاکہ
انتہائی سنگین عذاب سے دوچار ہوں ان پر اس قدر ورم ہوگا
کہ ہر شخص کا طول بقدر ایک ماہ کی مسافت کے ہوگا اور عرض بقدر
پانچ دن کی مسافت کے اور موٹاپا بقدر تین دن کی مسافت کے۔
ان کا سر کوہ اقرع جیسا ہوگا (اقرع شام کی سرحد پر ایک پہاڑ ہے) ان کے
جہنم کے ہر منہ میں ۳۲ دانت ہیں کوئی دانت سر سے نکلا ہوا ہے کوئی ٹھوڑی
کے نیچے سے نکلا ہوا ہے اور اسکی ناک ایک بڑے ٹیلہ کی برابر ہے اور

لحومهم وتفسل عن عظامهم وغلت ادمغتهم فصارت على جلودهم واحترقت فقطعت اوصالهم فسال منها صديدهم فتن ردت اجسادهم وسنت ديدانهم وصارت مثل حمار الوحش لها اظافير مثل اظافير النسور والعقبان تشتد ما بين جلدهم ولحمهم وتنهشهم وتزفر زفرة وتتردد كما يتردد الوحش المذعور ياكلن لحمهم ويشربن دماءهم ليس لها ماكل ولا مشرب غيرها تاخذهم الملائكة فتسحبهم على وجوههم على الجمر والحجارة كانها اسنة مستعدين منطلقين بهم الى بحر جهنم مسيرة سبعين عاما فلا يبلغونه حتى تنقطع اوصالهم وتبدل جلودهم في كل يوم سبعين الف مرة فاذا انتهوا بهم الى خزنته اخذوا بارجلهم فقذفوهم فيه فلا يعلم احد قعر ذلك البحر الا الذي خلقه وقد قيل انه مكتوب في بعض اسفار التوراة ان بحر الدنيا عند بحر جهنم كعين صغيرة في ساحل بحر الدنيا فاذا قذفوا فيه ووجدوا مس العذاب قال بعضهم لبعض كانما الذي عذبنا به قبل هذا حلم قال فيغمسون مرة ويرتفعون ويغلى ويقذفهم سبعين

اس کے سر کے بالوں کا طول اور ان کی موٹائی صنوبر کے درخت کی مانند ہے اور دنیا کے بنوں کی طرح گھنے بال ہیں اس کے اوپر کا ہونٹ اوپر کو چلا گیا ہے اور نیچے کا ہونٹ ۹۰ گز کا ہے اور اسکے ہاتھ کا طول بقدر دس دن کی مسافت کے ہے اور موٹائی بقدر ایک دن کی مسافت کے ہے اور اسکی ران کوہ ورقان کی مانند ہے اور اسکی کھال کی موٹائی اس کے ہاتھ سے چالیس ہاتھ ہے اور اس کی پنڈلی کا طول بقدر پانچ دن کی مسافت کے ہے اور موٹائی بقدر ایک دن کی مسافت کے ہے اور اسکی آنکھ کا حلقہ کوہ حراء کی مانند ہے (حراء مکہ میں ایک پہاڑ ہے) جب اسکے سر پر پگھلا ہوا تانبہ (یا تارکول) ڈالا جائے گا تو اس میں آگ بھڑک اٹھے گی اور لمحہ بہ لمحہ التہاب بڑھتا ہی رہے گا راوی کہتا ہے کہ رسول اللہ صلعم فرمایا کرتے تھے: اسکی قسم جسکے ہاتھ میں میری جان ہے اگر کوئی شخص جہنم سے اپنی زنجیر گھسیٹتا ہوا اس حال میں نکلے کہ اسکے ہاتھ کندھوں پر بندھے ہوئے ہیں گردن میں طوق ہے پیروں میں بیڑیاں ہیں اور لوگ اسے دیکھیں تو خوف زدہ ہو کر ایسے بھاگیں کہ پیچھے پھر کر بھی نہ دیکھیں اور جس کے جہاں سینگ سمائیں چھپ جائیں، فرمایا: جہنم کی سخت ترین حرارت، غیظ و غضب گوناگوں عذاب اور تنگ و تاریک منازل کی وجہ سے اہل جہنم کے گوشت نیلے ہونگے، ہڈیاں ٹوٹی ہوئی ہونگی، دماغ کھول رہے ہونگے اور بھیجا پگھل پگھل کر ان کے چمڑوں پر بہہ رہا ہوگا جس سے ان کے سارے بدن میں جلن ہو گی اور ان کا ایک ایک جوڑ کاٹ دیا جائیگا اور جوڑوں سے پیپ بہے گی اور ان کے جسموں میں کیڑے پڑ جائیں گے اور وہ جنگلی گدھوں کی طرح موٹے ہو جائیں گے اور ان کے گدھ اور عقاب کی طرح پنجے ہوں گے اور وہ انکی کھال و گوشت کے درمیان دوڑتے پھریں گے اور انہیں دانتوں سے اور پنجوں سے نوچ نوچ کر کھائیں گے اور یہ تکلیف کی تاب نہ لا کر بلبلائیں گے اور دھاڑیں مار مار کر روئیں گے یہ کیڑے ان کے جسموں پر اسطرح دوڑیں گے جس طرح کوئی جنگلی خوفزدہ جانور دوڑتا پھرتا ہے اور ان کا گوشت کھائیں گے

باعا لجعل كل باع كبعد المشرق من المغرب
ثم تسوقهم الملائكة بمقامعهم فيضربونهم
بها ويردونهم الى قعرها مسيرة سبعين عاما
منه طعامهم وشرابهم فيرتفعون من قعره
مقدار اربعين ومائة عام فيريد احدهم
ان يتنفس فتستقبله الملائكة بمقامعهم مبادرين
اليه لتضربه غير انه يذكر انه اذا رفع رأسه
وقع على رأسه سبعون الف مقمع لا يخطئه
شيء منها فترده سبعين باعا في قعرها
كل باع كبعد المشرق من المغرب قال
فهم فيها ما شاء الله من ذلك حتى
تأكل لحومهم وعظامهم فتبقى ارواحهم
فيضربهم موجه سبعين عاما ثم تنبذهم
الى ساحل من سواحله فيه سبعون الف مغارة
في جوف كل مغارة سبعون الف شق كل شق
منها مسيرة سبعين عاما في جوف كل شق
منها سبعون الف ثعبان طول كل ثعبان
منها سبعون ذراعا لكل ثعبان منها
سبعون نابا في كل ناب منها قلة سم
في شدق كل ثعبان منها الف عقرب
لكل عقرب منها سبعون فقارة في كل
فقارة منها قلة من السم قال فتخرج
ارواحهم من ذلك البحر الى تلك المغارة
فتجعل لهم اجساد وجلود ويغلون في
الحديد فتخرج عليهم تلك الحيات والعقارب

اور خون پئیں گے اسکے سوا ان کا کوئی اور کھانا پینا نہ ہوگا پھر فرشتے انہیں پکڑ لیں گے اور انہیں پکڑ کر منہ کے بل انگاروں اور گرم پتھروں پر گھسیٹیں گے گویا وہ پتھر بھالے ہیں اور اسی مقصد کیلئے تیار کئے گئے ہیں اور انہیں جہنم کے ایسے سمندر کی طرف لیجائیں گے جسکی راہ بقدر ستر سال کی مسافت کے ہے پھر انکے سمندر تک پہنچنے سے پہلے ہی جوڑ جوڑ علیحدہ ہو جائینگے اور روزانہ ستر ستر ہزار بار ان کی کھالیں بدلی جائینگی پھر جب فرشتے انہیں جہنم کے محافظ فرشتوں کے پاس لیکر پہنچیں گے تو محافظ فرشتے انکے پیر پکڑ کر انہیں جہنم کے سمندر میں پھینکدیں گے اس سمندر کی گہرائی وہی جانتا ہے جس نے اسے پیدا کیا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ تورات کے کسی سفر میں لکھا ہوا ہے کہ دنیا کا سمندر جہنم کے سمندر کے بالمقابل اسقدر چھوٹا ہے جیسے ساحل سمندر پر کہیں چھوٹا سا چشمہ ہوتا ہے پھر جب جہنمی اس سمندر میں ڈالے جائیں گے اور اس کا عذاب محسوس کریں گے تو بعض بعض سے کہیں گے کہ اس سے قبل ہم پر جو عذاب ہوا ہے وہ اسکے مقابلہ میں خواب معلوم ہوتا ہے فرمایا: اس میں انہیں غوطہ دیا جائیگا پھر وہ ابھر کر اوپر آئیں گے وہ جوش مار رہا ہوگا اور انہیں ستر لہروں وہ پھینکدیگا ہر لہر کا طول مشرق سے مغرب تک کا ہوگا پھر فرشتے انہیں اپنے گرزوں سے مارتے ہوئے اسکی گہرائی تک پہنچا دینگے جو ستر سال کی مسافت ہے وہیں ان کو طعام و شراب ملے گا پھر اسکی گہرائی سے بقدر ۱۴۰ سال کی مسافت کے اوپر آئیں گے اور ان میں سے ایک شخص چاہے گا کہ سانس لے لیکن فوراً فرشتے آکر انہیں گرزوں سے ماریں گے اور دم نہ لینے دینگے اسکے علاوہ جب وہ سر اٹھائیں گے تو ان کے سر پر ستر ہزار گرز پڑیں گے اور سب نشانہ پر ہی پڑیں گے جنکی وجہ سے وہ پھر ستر لہروں دریا کی گہرائی میں چلے جائیں گے اور ہر لہروں میں اتنا ہی فاصلہ ہوگا جتنا فاصلہ مشرق اور مغرب میں ہے، فرمایا: پھر یہ مجرم اسی میں رہیں گے جب تک حق تعالیٰ کو منظور ہوگا حتیٰ کہ ان کا گوشت اور ہڈیاں ہضم کر لی جائیں پھر اس سمندر

تتعلق فی کل انسان منھم سبعون الف حیۃ وسبعون الف عقرب فیصبرون ثم ترتفع الی رکبھم فیصبرون ثم ترتفع الی صدورھم فیصبرون ثم ترتفع الی تراقیھم فیصبرون ثم ترتفع فتعلق بمناخرھم وشفاھھم و السنتھم وآذانھم فیجزعون ولیس لھم مستغاث الا ان یھربوا الی جھنم فیقعوا فیھا فاما الحیات فتمضغ لحومھم وتنشف دماءھم واما العقارب فتلدغھم فتتساقط لحومھم و تقطع اوصالھم فاذا وقعوا فی النار مکثت النار سبعین عاما لا تحرقھم من سم الحیات والعقارب قال ثم تحرقھم النار سبعین عاما ثم تجدد لھم جلود غیر جلودھم ثم یستغیثون بالطعام فتاتیھم الملائکۃ بطعام یقال لہ الولیمۃ وھو اشد یبسا من الحدید فیمضغونہ فلا یستطیعون ان یاکلوا منہ شیئا فیلفظونہ من افواھھم ویبدءون بایدیھم من شدۃ الجوع فیاکلون انا ملھم واکفھم فاذا اکلوھا بدءوا بسواعدھم فاکلوھا ایضا الی مرافقھم ثم بدءوا بمرافقھم فاکلوھا الی مناکبھم فتبقی رءوس المناکب ولو نالوا بعدھا شیئا من اجسادھم بافواھھم لاکلوہ فاذا فعلوا ذلک باجسادھم اخذوا فنوطوا بعراقیبھم کلالیب من حدید علی شجرۃ الزقوم قال فنوط منھم سبعون الفا فی شعبۃ واحدۃ

میں ان کی روحیں باقی رہ جائیں گی اور ستر برس تک اس کی موجوں کی ضربیں ان پر پڑتی رہیں گی پھر یہ سمندر انہیں اپنے کسی ساحل پر پھینک دے گا۔ جس میں ستر ہزار غار ہوں گے اور ہر غار کے اندر ستر ہزار بل ہوں گے اور ہر بل ستر ہزار سال کی مسافت کا ہوگا اور ہر بل میں ستر ستر ہزار اژدہے ہوں گے اور ہر اژدہے کا طول ستر ہاتھ کا ہوگا اور ہر ایک کے ستر ستر دانت ہوں گے اور ہر دانت کے اوپر زہر کا پشتہ ہوگا اور ہر اژدہے کو منہ میں ایک ایک ہزار بچھو ہونگے اور ہر بچھو کے ستر ستر مہرے ہونگے اور ہر مہرے پر زہر کا ایک ایک پشتہ ہوگا فرمایا، پھر ان کی روحیں سمندر سے ان غاروں میں جائیں گی اور انہیں از سر نو اجسام اور چمڑے دیدئے جائیں گے اور لوہے سے جکڑ دیا جائے گا اب ان کی طرف ان غاروں کے سانپ اور بچھو بڑھیں گے اور ہر شخص کو ستر ستر ہزار سانپ اور ستر ستر ہزار بچھو لپٹ جائیں گے لیکن یہ صبر کریں گے پھر یہ سانپ اور بچھو ان کے گھٹنوں تک چڑھ جائیں گے لیکن اب بھی یہ صبر سے کام لیں گے پھر یہ ان کے سینوں تک چڑھ جائیں گے اب بھی یہ صبر کرتے رہیں گے پھر گلے تک چڑھ جائیں گے اب بھی یہ صبر کریں گے پھر نتھنوں، ہونٹوں، زبانوں اور کانوں تک آجائیں گے لیکن اب ان کے ہاتھوں سے صبر کا دامن چھوٹ جائے گا۔ اور شور و غل کریں گے لیکن ان پر رحم کرنے والا کوئی نہ ہوگا بجز اس کے کہ جہنم کی طرف بھاگ کر جائیں اور اس میں گر پڑیں۔ سانپ ان کا گوشت چبا جائیں گے اور ان کا خون چوس لیں گے اور بچھو بری طرح سے انہیں ڈسیں گے جن کے زہر سے ان کا گوشت گل جائے گا اور ان کے جوڑ الگ الگ ہو جائیں گے پھر جب یہ آگ میں گر جائیں گے تو آگ ستر سال تک انہیں نہیں جلائے گی کیونکہ ان میں سانپوں اور بچھوؤں کے زہریلے اثرات موجود رہیں گے ان کی جلن ان کے لئے کافی ہے۔ پھر انہیں از سر نو کھالیں دیدی جائیں گی اور وہ کھانا مانگیں گے فرشتے ان کے پاس کھانا لائیں گے اس کھانے کو ولیمہ کہا جاتا ہے یہ کھانا لوہے سے زیادہ خشک ہوگا۔ یہ مجرم اسے چبانا چاہیں گے لیکن اس میں سے کچھ بھی نہ کھا سکیں گے آخر کار

ثم انهم یحنی مصوبین علی رؤسهم فیوقد
تحتهم الجحیم فیستقبل حر النار وجوههم
مقدار سبعین عاما حتی تذوب اجسادهم
وتبقی ارواحهم ثم تجدد لهم جلود و
اجساد ثم یناطون بانا ملهم ولهب النار
من تحتهم تدخل من مقاعدهم وتاکل
من افئدتهم حتی تخرج من مناخرهم وافواههم
ومسامعهم مقدار سبعین عاما حتی تذوب
عظامهم ولحومهم وتبقی ارواحهم ثم
یترکون ویجدد لهم جلود واجساد ثم
یناطون بابصارهم مثلها فلا یزالون یعذبون
کذلک حتی لا یبقی مفصل فی اجسادهم الا
لوطوا به مقدار سبعین عاما ولا تبقی شعرة
فی رؤسهم الا لوطوا بها فیاتیهم الموت من
کل مفصل منهم وما هم بمیتین ومن
ورائهم عذاب غلیظ فاذا فعل ذلک بهم
کله انزلوهم فانطلقوا بکل انسان منهم
الی منزله مغلولا بسلسلة مسحوبا علی وجهه
قال ولهم منازل فیها کقدر اعمالهم
فمنهم من یعطی منزلة مسیرة شهر طولها
وعرضها مثل ذلک نار تتوقد لا یزال لها
غیره ومنهم من یعطی منزلة مسیرة تسع
وعشرین لیلة طولا وعرضا ثم کذلک تنقص
منازلهم وتضیق حتی ان احدهم لیعطی
منزلة مسیرة یوم طولا وعرضا ومن توسعة

وہ کھانا منہ سے اگل دیں گے اور فرطِ بھوک کی وجہ سے اپنے ہاتھوں کی انگلیاں
اور ہتھیلیاں چاب جائیں گے پھر جب وہ کھا چکیں گے تو اپنے ہاتھ پہنچوں
سے لیکر کہنیوں تک کھائیں گے پھر کہنیوں سے لیکر کندھوں تک کھا جائیں
گے لیکن کندھوں کے کچھ سرے باقی رہ جائیں گے اگر ان کے منہ جسم کے دوسرے
والے حصوں پر پہنچیں تو انہیں بھی کھا جائیں پھر جب اپنے جسموں کو کھانے
لگیں گے تو پکڑ لئے جائیں گے اور لوہے کے آنکڑوں میں بیندھ کر تھوہڑ
کے درختوں پر ایڑیوں سمیت الٹے لٹکا دئے جائیں گے اور اس کی ایک
ایک شاخ سے ستر ستر ہزار لٹکا دئے جائیں گے لیکن وہ جھکے گی نہیں
حالانکہ وہ اوندھے سروں کے بل لٹک رہے ہونگے پھر ان کے نیچے جہنم
کی آگ سلگائی جائیگی اور آگ کی حرارت انکے چہروں کی طرف ستر سال
تک رہے گی حتیٰ کہ ان کے جسم پگھل جائیں گے اور روحیں باقی رہ جائیں
گی پھر از سر نو انہیں کھالیں اور جسم دے دئے جائیں گے پھر لیوڑوں کے بل لٹکا
دئے جائیں گے اور ان کے نیچے جہنم بھڑک رہی ہو گی جو ان کی مقعد کی راہ سے
دلوں تک پہنچ کر انہیں جلا دیگی حتےٰ کہ ان کے نتھنوں، مونھوں اور کانوں
ستر سال تک برابر نکلتی رہے گی بالآخر ان کی ہڈیاں اور گوشت گل جائے گا
اور ان کی روحیں باقی رہ جائیں گی پھر چھوڑ دئے جائیں گے اور انہیں
از سر نو کھالیں اور جسم دیدئے جائیں گے پھر اسی طرح آنکھوں کے بل لٹکا
دئے جائیں گے اور اسی طرح ان پر طرح طرح کا عذاب ہوتا رہے گا حتیٰ کہ
جسم کا کوئی جوڑ باقی نہ رہے گا جس کے بل ستر سال تک نہ لٹکائے گئے ہوں
بلکہ سر کے ایک ایک بال کے ساتھ لٹکائے جائیں گے پھر ان کے جوڑ جوڑ
کی راہ سے ان کے پاس موت آئے گی حالانکہ وہ مرنے والے نہیں اور ان
کے آگے سخت ترین عذاب آنیوالا ہے جب ان پر یہ سب عذاب ہو
چکیں گے تو فرشتے انہیں اتار لیں گے اور طوق و زنجیر میں جکڑے ہوئے
ہر مجرم کو منہ کے بل گھسیٹ کر اس کی منزل تک لائیں گے، فرمایا: جہنم
میں اہل جہنم کی بقدر عملوں کے منزلیں ہیں کسی کی منزل کا طول و عرض

منزلهم بعذبون فمنهم من يعذب على القفا ومنهم من يعذب جالسا ومنهم من يعذب جاثيا على ركبتيه ومنهم من يعذب قائما على رجليه ومنهم من يعذب منبطحا على بطنه فتلك المنازل كلها تضيق على اهلها من زج الرمح ومنهم من تكون نارا الى كعبه ومنهم من تكون ناره الى ركبته ومنهم من تكون ناره الى حقويه ومنهم من تكون ناره الى سرته ومنهم من تكون ناره الى ترقوته ومنهم من تكون ناره غرقا فمرة تعلو به ومرة تدبره فتبلغه مسيرة شهر فى قعرها فاذا وقعوا فى منازلهم ترى كل منهم مع قرنائهم فبكوا حتى تنزف دموعهم ثم يبكون الدم بعد الدموع حتى لو ان السفن ارسلت اذا بكوا فى دموعهم لجرت قال ولهم يوم يجتمعون فيه فى اصل الجحيم ثم لا تكون جماعة ابدا قال فاذا اذن الله فى ذلك اليوم نادى منادٍ فى اصل الجحيم يسمع صوته اعلاهم واسفلهم وادناهم واقصاهم يقال له حشر يقول يا اهل النار اجتمعوا فيجتمعون اجمعون فى اصل الجحيم ومعهم الزبانية قال فيأتمرون بينهم فيقول الذين استضعفوا للذين استكبروا انا كنا لكم تبعا فى الدنيا فهل انتم مغنون عنا من عذاب الله من شىء وقال الذين استكبروا انا كل فيها ان الله قد حكم بين العباد وقال الذين

ایک ماہ کی مسافت کے برابر ہے اور اس میں آگ بھڑکی ہوئی ہے اس کے سوا کوئی دوسرا اس منزل میں نہیں ٹھہرتا اور کسی منزل کا طول و عرض ۲۹ دن کی مسافت کی برابر ہے اسی طرح منزلوں میں تفاوت ہوتا جاتا ہے حتیٰ کہ بعض کی منزل کا طول و عرض ایک دن کی مسافت کی برابر ہے جتنی منزل فراخ ہوگی اسی کے موافق عذاب ہوگا بعض کو چت لٹا کر عذاب دیا جائے گا کسی کو چار خانے بٹھا کر، کسی کو گھٹنوں کے بل بٹھا کر، کسی کو پیروں پر کھڑا کرکے اور کسی کو پیٹ کے بل اوندھا لٹا کر یہ تمام منزلیں ہر منزل والے پر نیزے کی نوک سے بھی زیادہ تنگ و تیز ہیں۔ جہنم کی آگ کسی کو ٹخنوں تک پکڑے ہوئے ہوگی، کسی کو گھٹنوں تک، کسی کو رانوں تک، کسی کو ناف تک کسی کو گلے تک اور کوئی سراپا آگ میں ڈوبا ہوا ہوگا، یہ آگ کبھی تو اسے کھولائیگی کبھی گھمائے گی اور ہر گہرائی میں بقدر ایک ماہ کی مسافت کے پہنچا دے گی پھر جب مجرم اپنی اپنی منزلوں میں پہنچ جائیں گے تو ہر ایک اپنے ساتھیوں سے مل کر خوب پھوٹ پھوٹ کر روئے گا اور اتنا روئے گا کہ روتے روتے آنسو خشک ہو جائیں گے پھر خون کے آنسو روئیں گے اور آنسوؤں کا دریا جاری ہو جائے گا اگر اس دریا میں کشتیاں چلائی جائیں تو وہ چلنے لگیں۔ فرمایا: اور مجرموں کے لئے ایک دن ہے جس دن وہ جہنم کی جڑ میں سب جمع ہو جائیں گے، پھر کبھی جمع نہ ہوں گے، فرمایا: پھر اس دن حق تعالیٰ کے حکم سے جہنم کی جڑ میں ایک منادی اعلان کرے گا جس کی آواز اوپر والے نیچے والے قریب والے اور دور والے سب ہی سنیں گے اس منادی کا نام حشر ہے یہ اعلان کریگا کہ اے جہنم والو سب جمع ہو جاؤ، یہ اعلان سن کر سب جہنم کی جڑ میں جمع ہو جائیں گے اور ان کے ساتھ دوزخ کے محافظ فرشتے بھی ہوں گے۔ فرمایا: پھر یہ سب آپس میں مشورہ کریں گے اور کمزور مغروروں سے کہیں گے کہ ہم تمہارے تابع تھے کیا آج تم ہم سے اللہ کا کچھ عذاب دفع کر سکتے ہو؟ مغرور جواب دیں گے کہ ہم سب جہنم میں ہیں حق تعالیٰ اپنے بندوں میں فیصلہ فرما چکا ہے اور مغرور کمزوروں سے کہیں گے اللہ کرے تم کو مسرت نصیب نہ ہو

استکبروا للذین استضعفوا لا مرحبا بکم بنا تستغیثون قال الذین استضعفوا للذین استکبروا بل انتم لا مرحبا بکم انتم قد متموہ لنا فبئس القرار قال الذین استضعفوا للذین استکبروا ربنا من قدم لنا ھذا فزدہ عذابا ضعفا فی النار فقال الذین استکبروا لو ھدانا اللہ لھدینا کم قال الذین استضعفوا للذین استکبروا بل مکر اللیل والنھار اذ تامروننا ان نکفر باللہ ونجعل لہ اندادا فنتبرأ منکم وما کنتم تدعوننا الیہ فی الدنیا قال ثم اقبلوا اجمعون علی قرنائھم من الشیاطین فقالوا اغویتنا کما غوینا قال الشیطان عند آخر مقالتھم بصوت لہ عال یا اھل النار ان اللہ وعدکم وعد الحق ودعاکم اللہ فلم تجیبوہ ولم تصدقوا وانی وعدتکم وعدا فاخلفتکم وما کان لی علیکم من سلطان الا ان دعوتکم فاستجبتم لی فلا تلومونی ولوموا انفسکم ما انا بمصرخکم وما انتم بمصرخی فانا کفرت الیوم بما عبدتمونی من دون اللہ قال فاذن مؤذن بینھم ان لعنۃ اللہ علی الظالمین قال فلعن عند ذلک الذین استضعفوا الذین استکبروا ولعن الذین استکبروا الذین استضعفوا ولعنوا قرناءھم من الشیاطین ولعنھم قرناؤھم ثم قالوا لقرنائھم یالیت بیننا وبینکم بعد المشرقین فبئس القرناء

تم ہم سے مدد مانگتے ہو یہ سن کر کمزور مغروروں سے کہیں گے بلکہ اللہ کرے تم کو مسرت نصیب نہ ہو ہمارے پاس یہ عذاب و وبال تم لے کر آئے ہو آہ یہ کتنی بری ٹھہرنے کی جگہ ہے۔ کمزور مغروروں کی طرف اشارہ کرکے کہیں گے اے ہمارے پروردگار جو یہ عذاب ہمارے پاس لے کر آئے اس پر جہنم میں دگنے عذاب کا اضافہ فرما پھر مغرور کہیں گے اگر ہمیں اللہ تعالیٰ ہدایت عطا فرماتا تو ہم تمہیں صحیح راہ بتلاتے۔ کمزور مغروروں سے کہیں گے بلکہ تم دن رات ہمیں دھوکہ دیا کرتے تھے جبکہ تم ہم کو حکم کیا کرتے تھے کہ ہم اللہ کے ساتھ کفر کریں اور اس کے ساتھ شریک ٹھرائیں آج ہم تم سے قطعی بیزار ہیں اور ان بتوں سے بھی جن کی طرف تم دنیا میں ہمیں بلایا کرتے تھے۔ فرمایا: پھر سب اپنے شیطانی ساتھیوں سے کہیں گے آج ہم تم کو گمراہ کریں گے جیسے تم نے ہمیں دنیا میں گمراہ کیا تھا اخیر میں شیطان بلند آواز سے کہے گا اے آگ والو! حق تعالیٰ شانہ نے تم سے سچا وعدہ فرمایا تھا اللہ نے تم کو صحیح راہ کی طرف بلایا تھا لیکن تم نے اس کا بلاوا قبول نہیں کیا اور اس کی تصدیق نہیں کی اور میں نے تم سے جھوٹا وعدہ کیا تھا اور اس میں تم سے وعدہ خلافی کی اور میرا تم پر کوئی دباؤ نہ تھا بجز اس کے کہ میں نے تمہیں ایک بات کی طرف بلایا تھا پھر تم نے میرا بلاوا قبول کر لیا لہٰذا مجھے ملامت نہ کرو اور خود اپنے کو ملامت کرو آج میں تمہارا کام نہیں بنا سکتا اور نہ تم میرا کام بنا سکتے ہو آج میں تم کو کافر کہتا ہوں کیونکہ تم نے اللہ کو چھوڑ کر میری عبادت کی تھی، فرمایا: پھر ان میں ایک اعلان کرنیوالا اعلان کر دیگا کہ ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے فرمایا: پھر اس دن کمزور مغروروں پر اور مغرور کمزوروں پر لعنت بھیجیں گے اور مجرم اپنے شیطانوں پر اور شیطان مجرموں پر تھو تھو کریں گے پھر مجرم اپنے شیطانوں سے کہیں گے کاش ہمارے اور تمہارے درمیان اتنی دوری ہوتی جتنی مشرق و مغرب میں ہے آج کے دن تم ہمارے بدترین ساتھی ثابت ہوئے اور

انتم لنا الیوم وبئس الوزراء کنتم لنا فی الدنیا فلما نظروا الی جماعتھم قال بعضھم لبعض ھلموا فنطلب الخزنۃ فلعلھم یشفعون لنا عند ربھم فیخفف عنا یوما من العذاب قال دھم علی ذلک یعذبون قال ویبین مراجعۃ الخزنۃ ایاھم مقدار سبعین عاما ثم یراجعونھم فیقولون الم تاتکم رسلکم بالبینات قالوا باجمعھم بلی قال الخزنۃ فادعوا وما دعاء الکافرین الا فی ضلال قال فلما راوا ان الخزنۃ لاترد علیھم خیرا استغاثوا بمالک فقالوا یا مالک ادع لنا ربک فلیقض علینا بالموت فیمکث مالک مقدار الدنیا لایجیبھم ولایرد علیھم قولا ثم یراجعھم فیقول انکم ماکثون احقابا من قبل ان یقضی علیکم الموت فلما راوا مالکا لایرد علیھم خیرا استغاثوا بربھم فقالوا ربنا اخرجنا منھا فان عدنا فانا ظالمون یعنی ان عدنا فی معصیتک قال فمکث الجبار سبحانہ وتعالی مقدار سبعین عاما لایراجعھم بقولھم ولا یرد علیھم خیرا ثم اجابھم بقولہ وانزلھم منزلۃ الکلاب اخسئوا فیھا ولا تکلمون قال فلما راوا ربھم لایرحمھم ولایرد علیھم خیرا قال بعضھم لبعض سواء علینا اجزعنا من العذاب ام صبرنا مالنا من محیص فمالنا من شافعین ولا صدیق حمیم فلو ان لنا کرۃ فنکون من المومنین

دنیا میں تم ہمارے بدترین مددگار تھے پھر اپنی جماعت پر نگاہ ڈالیں گے اور کہیں گے آؤ ہم سب مل کر جہنم کے محافظ فرشتوں کے پاس چلیں اور ان سے شفاعت کی درخواست کریں شاید ہمارے حال زار پر انہیں رحم آ جائے اور وہ ہم پر ترس کھا کر اپنے پروردگار سے ہماری شفاعت فرما دیں کہ ایک دن تو اللہ تعالیٰ ہمارا عذاب ہلکا فرما دے فرمایا: ان پر برابر عذاب مسلط رہے گا اور ستر سال تک جہنم کے محافظ فرشتے انہیں کوئی جواب نہیں دیں گے پھر ستر سال کے بعد یہ جواب دیں گے کیا تمہارے پاس رسول کھلے کھلے دلائل لیکر نہیں آئے تھے؟ سب بیک زبان ہو کر کہیں گے آئے تھے، فرشتے کہیں گے ہم شفاعت نہیں کر سکتے تم خود دعائیں کرو لیکن کافروں کی دعاؤں کا اثر تو مرتب ہونیوالا ہے نہیں فرمایا: پھر جب مجرم سمجھ جائیں گے کہ جہنم کے محافظ فرشتے ہماری شفاعت کرنیوالے نہیں تو پھر مالک (داروغۂ جہنم) سے فریاد کریں گے اور کہیں گے اے مالک! آپ ہی اپنے پروردگار سے ہمارے لئے دعا فرما دیجئے کہ وہ ہمیں موت ہی دیدے لیکن مالک دنیا کی عمر کے برابر سالوں تک جواب نہ دے گا اور ان سے بات بھی نہیں کریگا پھر جواب دیگا تو یہ دیگا کہ تم جہنم میں صدیوں پڑے رہو گے اور اس میں تمہیں موت آنیوالی نہیں پھر جب یہ مجرم مالک کی طرف سے بھی نا امید ہو جائیں گے تو اب براہ راست اپنے پروردگار سے فریاد کریں گے اور کہیں گے اے ہمارے پروردگار ہمیں جہنم سے نکال کر نجات عطا فرما اگر ہم پھر گناہ کریں تو واقعی ہم ظالم ہیں فرمایا: حق تعالیٰ جل مجدہٗ ستر سال تک انہیں جواب نہیں دیگا اور ان سے کوئی حوصلہ افزا بات نہیں کریگا پھر انہیں کتوں کی طرح دھتکار کر جواب دیگا کہ دور ہو جاؤ اور ذلیل و خوار بن کر جہنم ہی میں رہو اور مجھ سے بات نہ کرو، فرمایا: پھر جب یہ مجرم دیکھیں گے کہ ان کا پروردگار ان پر رحم نہیں فرمائے گا اور انہیں خیر سے نہیں نوازے گا تو (نا امید ہو کر) ایک دوسرے سے کہے گا۔ اب ہم اللہ تعالیٰ کے

قال ثم تنصرف بهم الملائكة الى مساكنهم
فزلت عند ذلك اقدامهم ودحضت حججهم
ونظروا ما عند ربهم عزوجل ويئسوا من
رحمته وتلقاهم الكرب الشديد ونزل بهم
الخزي والهوان الطويل فهتفوا بحسرتهم
على ما فرطوا في دنياهم وحملوا اوزارهم
على رقابهم واوزار اتباعهم من غير ان
ينقص من اوزارهم وعذابهم اكثر من
تراب ارضهم وقطر بحورهم مع زبانية
سريع امرهم غليظ كلامهم عظيمة اجسادهم
كالبرق وجوههم كالجمر اعينهم كاللهيب
الوانهم كالحسك انيابهم كصياصي البقر
اظفارهم يعني القرون والمقامع الطوال
الثقال المحرقة بايديهم لو ضربوا بها الجبال
انصدعت وكانت ربما يضربون بها
عصاة ربهم فيحق لهم ان تسيل اعينهم
الدم بعد الدموع لانهم ان دعوهم
لم يجيبوهم وان بكوا لم يرحموهم وان
استغاثوا بماء بارد لم يغيثوهم الا بماء
كالمهل يشوي الوجوه وكان النبي صلى الله
عليه وسلم يقول انه لتاتي اهل النار
سحابة عظيمة كل يوم فتبسط عليهم لها
صواعق تخطف ابصارهم ورعد يقصف
ظهورهم وظلمة لا يبصرون معها زبانيتهم
فتنادي السحابة بصوت له جهر يا اهل النار

عذاب پر بے صبری کا اظہار کریں یا صبر کا دونوں برابر ہیں ہمیں عذاب سے
چھٹکارا ملنے والا نہیں اور نہ کوئی پکا سچا دوست ہے کاش ہم پھر
ایک دفعہ دنیا میں لوٹا دئے جاتے اور مومن بن کر رہتے، فرمایا پھر فرشتے
انہیں ان کے گھروں میں واپس لے جائیں گے اس وقت ان کے قدم
لڑکھڑانے لگیں گے اور ان کی حجتیں باطل ہو جائیں گی اور وہ عذاب دیکھ
لیں گے جو حق تعالیٰ شانہ نے ان کے لئے مقرر فرمایا ہے اور اللہ کی رحمت
سے ناامید ہو جائیں گے اور انہیں سخت بے چینی لاحق ہو جائے گی
اور ان پر طویل ذلت و خواری آئے آئیگی اور دست افسوس ملنے کے
ملتے رہ جائیں گے اور دنیا میں اپنی کوتاہیوں پر ٹھنڈی سانسیں
بھریں گے اور شور و فریاد کریں گے اور اپنے اور اپنے مریدوں کے گناہ
کمر پر لادے ہوئے ہونگے اور مریدوں کے عذابوں میں بھی کمی نہیں
کی جائے گی ان کے گناہ ان کی زمین کے ذرات سے اور سمندر کے قطرات
سے بھی زیادہ ہوں گے اور ایسے فرشتے ان پر مسلط ہوں گے جن کا حکم
فوراً نافذ ہوتا ہے جو سخت کلام ہیں قوی ہیکل ہیں ان کے چہرے
بجلی کی طرح چمکتے ہیں ان کی آنکھیں گویا آگ کے انگارے ہیں ان
کے رنگ آگ کے شعلوں کی طرح ہیں ان کے دانت ہونٹوں سے باہر
نکلے ہوئے ہیں ان کے ناخن بیل کے سینگوں کی مانند ہیں اور لمبے لمبے
بھاری بھاری اور جلتے ہوئے کوڑے ان کے ہاتھوں میں ہیں اگر انہیں
پہاڑوں پر ماردیں تو پہاڑ بھی پھٹ کر ریزہ ریزہ ہو جائیں وہ
انہیں کوڑوں سے اپنے پروردگار کے باغیوں کو ماریں گے جسکی وجہ
سے ان کی آنکھوں سے خون کے آنسوؤں کا بہنا حق بجانب ہے۔
کیونکہ یہ مجرم اگر فرشتوں کو آواز دیتے ہیں تو فرشتے انہیں جواب نہیں
دیتے اور اگر یہ روتے ہیں تو فرشتوں کو ان پر رحم نہیں آتا اور
اگر ٹھنڈا پانی مانگتے ہیں تو انہیں تلچھٹ جیسا پانی دیا جاتا ہے۔ یہ
جو چہروں کو بھون دیتا ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے

اما تریدون ان امطرکم فیقولون یاجمعهم
امطرینا الماء البارد فتمطرهم ساعة حجارة تقع
علی رؤسهم فتقطع جماجمهم ثم تمطرهم
ساعة اخری انهارا من حمیم و جمرا کثیرا
وشواظا وخطاطیف من الحدید ثم تمطرهم
ساعة اخری حیات وعقارب ودودا وغسلین
قال فاذا امطرت فی جهنم سجر بحرها فماجت
لججها وغضبت فلم تترک فی جهنم سهلا
ولا جبلا الا ارتفعت علیه فتغرق اهل النار
اجمعین من غیر ان یموتوا قال فتزداد جهنم
علی من فیها من العصاة غیظا وحرا وزفیرا
وشهیقا ولهبا ودخانا وظلمة وغما وسموما
وحمیما وجحیما وسعیرا وشدة علی من فیها
لنقمة ربها فنعوذ بالله منها ومن اعمالها
ومقارنة اهلها اللهم ربنا وربها لا تورد نا
حیاضها ولا تجعل فی اعناقنا اغلالها ولا
تکسنا من ثیابها ولا تطعمنا من زقومها
ولا تسقنا من حمیمها ولا تسلط علینا خزنتها
ولا تجعلنا ماکلة لنارها ولکن جوزنا برحمتک
صراطها واصرف عنا شررها ولهبها حتی
تنجینا برحمتک منها ومن دخانها ومن کربها
وعذابها آمین یارب العالمین وکان صلی الله علیه وسلم یقول
ولو ان ادنی باب من ابواب جهنم فتح بالمغرب لذابت منه جبال
المشرق کما بین رب القطر ولو ان شرارة من شرر جهنم طارت فوقعت
بالمغرب ورجل بالمشرق لغلی دماغه حتی یفور علی جسد لا

کہ جہنمیوں پر رونما نہ ایک عظیم بادل آکر چھا جائے گا اور ایسی شدید بجلیاں چمکیں گی جو نگاہیں اچک لیں گی اور ایسی بلا کی کڑک ہو گی جو ان کی کمریں توڑ دیگی اور ایسی تاریکی ہو گی کہ ہاتھ سے ہاتھ سجھائی نہیں دے گا اور محافظ فرشتوں کو بھی نہیں دیکھیں گے اور اس بادل سے کڑک دار آواز آئیگی کہ اے آگ والو کیا تم چاہتے ہو کہ میں تم پر پانی برساؤں؟ سب بیک زبان ہو کر بولیں گے اے بادل ہم پر ٹھنڈا پانی برسا پھر اس سے ایک ساعت تک پتھر برسیں گے اور ان کے سروں پر پڑیں گے جن سے ان کی کھوپڑیاں ریزہ ریزہ ہو جائیں گی پھر دوسری ساعت میں گرم پانی کی نہریں بے شمار انگارے، کوڑے اور لوہے کے آنکڑے برسیں گے پھر تیسری ساعت میں سانپ بچھو، کیڑے مکوڑے اور پس زخموں کا دھوون برسے گا۔ فرمایا: جب جہنم میں بارش ہوتی ہے تو اس کا سمندر جوش مارتا ہے اور بھنور والی موجیں اٹھتی ہیں اور زور شور سے جاری ہوتا ہے اور جہنم میں کوئی میدان یا پہاڑ ایسا باقی نہیں رہتا جو اس سمندر میں غرق نہ ہو جاتا ہو اس کے نتیجہ میں تمام جہنمی ڈوب جاتے ہیں لیکن مرتے نہیں۔

فرمایا: کہ جہنم میں جس قدر نافرمان ہیں ان پر اس کا غیظ و غضب، حرارت، چیخ و پکار شعلے، دھواں، تاریکی، دعث، لو، گرم پانی اور شدت بڑھ جاتی ہے اور وہ ان پر سخت گرم بن کر بھڑک اٹھتی ہے تاکہ ان سے اپنے پروردگار کا انتقام لے اے اللہ ہمیں جہنم سے جہنم کے عملوں سے اور جہنم والوں کے پاس بیٹھنے سے اپنی پناہ عطا فرما اے اللہ اے ہمارے اور جہنم کے پروردگار ہمیں اس کے حوضوں میں نہ اتارنا اور ہماری گردنوں میں اس کے طوق نہ ڈالنا اور ہمیں اس کے کپڑے نہ پہنانا اور اس کی تھوہڑ کے پھل نہ کھلانا اور اس کا گرم پانی نہ پلانا اور اس کے موکل ہم پر مسلط نہ کرنا اور اس کی آگ کا ہماری غذا نہ بنانا اور اپنی عنایت و مہربانی سے اس کے پل سے عبور

وان ادنى اهل النار عذابا رجال تحذى لهم نعال من نار فتخرج من مسامعهم ومناخرهم وتغلي منها ادمغتهم والذين يلونهم يلقون على صخرة من صخور جهنم فينتقضون فيها كما ينتقض الحب من المقلى الحار وكلما سقطوا من صخرة وقعوا على اخرى فاهل النار كلهم يعذبون على قدر اعمالهم فنعوذ بالله من اعمالهم ومصيرهم قال صلى الله عليه وسلم واما عذاب الذين لا يحفظون فروجهم فيناطون بفروجهم لقدر ما كانت الدنيا حتى تذوب اجسادهم وتبقى ارواحهم ثم ينزلون فتجدد لهم اجساد وجلود ثم يعذبون فيجلد كل انسان منهم سبعون الف ملك قدر ما كانت الدنيا حتى تذوب اجسادهم وتبقى ارواحهم فذلك عذابهم واما عذاب السارق فيقطع عضوا عضوا ثم يجدد فذلك عذابه غير انه يتبادر الى كل انسان منهم سبعون الف ملك معهم الشفار واما عذاب الذين يشهدون الزور فيناطون بالسنتهم ثم يجلد كل انسان منهم سبعون الف ملك حتى تذوب اجسادهم وتبقى ارواحهم واما عذاب المشركين فيجعلون في مغار جهنم ثم تغلق عليهم و فيها حيات وعقارب وجمر كثير ولهب ودخان شديد يجدد لكل انسان منهم

کرانا اور ہمیں اس کے انگاروں اور شعلوں سے محفوظ رکھنا اور اپنی رحمت ولنوازش سے سلامتی کے ساتھ پار کرا دینا اور اس کے دھوئیں سے پریشانی سے اور عذاب سے ہمیں بچانا آمین یارب العالمین۔

رحمت عالم صلعم فرمایا کرتے تھے: اگر جہنم کے دروازوں میں سے ایک معمولی دروازہ مغرب میں کھول دیا جائے تو اس سے مشرق کے پہاڑ تانبہ کی طرح پگھل جائیں اگر دوزخ کی کوئی چنگاری اڑ کر مغرب میں گر جائے اور کوئی شخص مشرق میں ہو تو اس کا دماغ کھولنے لگے اور بھیجا نکل کر جسم پر بہنے لگے جن پر جہنم کا معمولی عذاب ہو گا انہیں آگ کے جوتے پہنا دئے جائیں گے ان کا اثر یہ ہو گا کہ ان کے کانوں اور نتھنوں سے آگ نکلے گی اور اس کا دماغ ہانڈی کی طرح کپنے لگے گا پھر عذاب کے اعتبار سے دوسرے درجہ میں وہ ہوں گے جن کو جہنم کی ایک چٹان پر ڈال دیا جائیگا اور وہ اس پر اس طرح بھن کر رہ جائیں گے جیسے گرم کڑاہی میں دانہ بھن جاتا ہے اگر اچھل کر اس پتھر سے باہر آئیں تو دوسرے پتھر پر گریں گے الغرض تمام جہنمی اپنے اپنے عملوں کے مطابق عذابوں میں گرفتار ہوں گے ہمیں ان کے اعمال سے اور لوٹنے کی جگہ سے اللہ کی پناہ

رحمت عالم صلعم نے فرمایا جو اپنی عصمتوں کی حفاظت نہیں کرتے ان پر یہ عذاب ہو گا کہ ان کے مخصوص اعضاء میں زنجیریں باندھ کر انہیں بقدر دنیا کی عمر کے لٹکا دیا جائے گا حتے کہ ان کا جسم گل گل کر فنا ہو جائے گا اور ان کی روحیں باقی رہ جائیں گی پھر انہیں اتار کر از سر نو جسم اور چمڑے دیئے جائیں گے پھر ان پر دوسری نوع کا عذاب مسلط کر دیا جائے گا اور ستر ہزار فرشتے ہر بدکار و فاحشہ کے بقدر دنیا کی عمر کے کوڑے مارتے رہیں گے حتے کہ ان کے جسم گل جائیں گے اور روحیں باقی رہیں گی یہ ہے منہ کالا کرنیوالوں کا عذاب۔ چور پر یہ عذاب ہو گا کہ اس کا ایک ایک عضو کاٹا جائے گا پھر جسم کی تجدید کر دی جائے گی، یہ اور بس لیکن کہ ہر چور کی طرف بڑے بڑے اور تیز چھرے لے کر ستر ہزار فرشتے

كل ساعة سبعون الف جلد فذلك عذابهم وأما عذاب الجبارين المتكبرين فيجعلون في توابيت من نار ثم يقفل عليهم فتوضع في الدرك الاسفل من النار قال فيعذب كل انسان منهم كل ساعة تسعة وتسعين لونا من العذاب يجدد لهم في كل يوم ألف جلد فذلك عذابهم قال واما الذين يغلون فيأتون بغلولهم ثم يلقى بهم في بحر جهنم ثم يقال لهم غوصوا حتى تخرجوا غلولكم لينتهوا الى قعره ولا يعلم قعره الا الذي خلقه قال فيغوصون ما شاء الله ثم يخرجون رءوسهم يتنفسون فيبتدرون الى كل منهم سبعون الف ملك مع كل ملك مقمع من الحديد فيهوى بها الى راسه فذلك عذابهم ابدا قال وكان النبي صلى الله عليه وسلم يقول ان الله قضى على اهل النار انهم لابثون فيها احقابا فلا ادرى كم من حقب غير ان الحقب الواحد ثمانون الف سنة والسنة ثلاثمائة وستون يوما واليوم الف سنة مما تعدون فالويل لاهل النار والويل لتلك الوجوه التي كانت لا تصبر على حر الشمس حين تلفحها النار وويل لتلك الرءوس التي كانت لا تصبر على الصداع حين يصب فوقها الحميم وويل لتلك الاعين التي كانت لا تصبر على الرمد حين تزرق و

پلیں گے کہ ان کے اعضاء کاٹیں — جھوٹی گواہی دینے والوں کی زبانیں باندھ کر لٹکایا جائے گا پھر ہر جھوٹے کے ستر ستر ہزار فرشتے کوڑے مارتے رہیں گے حتی کہ پٹتے پٹتے اس کا جسم گل جائے گا اور روح باقی رہ جائے گی، مشرکوں پر یہ عذاب ہوگا کہ انہیں جہنم کے غاروں میں دھکا دے کر ان پر دروازے بند کر دئے جائیں گے ان غاروں میں کثرت سے سانپ، بچھو، شعلے اور تیز و تند دھواں ہوگا اور ہر ساعت ان کی ستر ہزار کھالیں بدل جائیں گی۔ سخت گیر و مغروروں پر یہ عذاب ہوگا کہ انہیں آگ کے صندوقوں میں ڈال کر صندوقوں میں تالے لگا دئے جائیں گے اور انہیں آگ کے سب سے نیچے کے طبقہ میں رکھ دیا جائے گا، فرمایا: ان میں سے ہر شخص ایک ساعت ۹۹ گوناگوں عذاب میں مبتلا کیا جائیگا اور روزانہ ان کی ایک ایک ہزار کھالیں بدل جائیں گی۔ مال غنیمت کے چوروں سے کہا جائے گا کہ اپنی اپنی چرائی ہوئی چیزیں حاضر کرو آخر کار وہ چرائی ہوئی چیزیں لائیں گے پھر وہ چیزیں دوزخ کے سمندر میں ڈال دی جائیں گی پھر ان سے کہا جائے گا کہ غوطہ مار کر قبل اس کے کہ یہ چیزیں دریا کی تہہ تک پہنچیں انہیں نکال کر لاؤ اور اس سمندر کی تہہ کا علم اس کے پیدا کرنے والے ہی کو ہے۔ فرمایا: پھر وہ جب تک اللہ کو منظور ہوگا غوطہ ماریں گے پھر سانس لینے کے لئے اپنے سر نکالیں گے اور فوراً ستر ہزار فرشتہ ان کی طرف لوہے کے گرز لیکر لپکیں گے اور ان کے سروں پر تابڑ توڑ ماریں گے یہی ان پر دائمی عذاب مسلط رہے گا۔ فرمایا کہ نبی صلعم فرماتے تھے کہ حق تعالیٰ نے جہنم والوں کے لئے فیصلہ فرمایا ہے کہ وہ جہنم میں صدیوں ٹھہریں گے یہ تو مجھے معلوم نہیں کہ کتنے احقاب ٹھہریں گے ہاں ایک حقب ۸۰ ہزار سال کا ہوتا ہے اور ایک سال ۳۶۰ دن کا ہوتا ہے اور ایک دن تمہارے سالوں سے ایک ہزار سالوں کے برابر ہوگا لہٰذا اہل جہنم کیلئے زبردست ہلاکت ہے ان چہروں کو کتنی سنگین تکالیف کا سامنا ہوگا جو سورج کی گرمی بھی برداشت نہیں کر سکتے جب جہنم کی آگ کے شعلے انہیں جھلسیں گے۔

تشخص في النار وويل لتلك الآذان التي
كانت تسمع الاحاديث تتلذذ بها حين
يفور منها اللهب وويل لتلك المناخر
التي كانت تجزع من ريح الجيف حين
تنشقت بالنار وويل لتلك الاعناق التي
كانت لا تصبر على الوجع حين يجعل
عليها ثياب من نار خشن مسها منتن
ريحها تتلظى نارا وويل لتلك البطون التي
كانت لا تصبر على الاذى حين يدخلها
الزقوم مع ماء حميم يقطع امعاءهم
وويل لتلك الاقدام التي كانت لا تصبر
على الحفا حين تحذى لها نعال من نار
فويل لاهل النار من اصناف العذاب
اللهم بحق هذا العلم العظيم وفضلك
العميم لا تجعلنا من اهلها۔

فصل : وقال ابو هريرة رضي الله عنه
ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان
يقول ان لجسر جهنم سبع قناطر بين كل
قنطرتين سبعون عاما وعرض الجسر كحد
السيف فيجوز عليه اول زمرة من الناس
سراعا كطرف العين والزمرة الثانية
كالبرق الخاطف والزمرة الثالثة
كالريح العاصف والزمرة الرابعة
كالطير والزمرة الخامسة كالخيل
والزمرة السادسة كالرجل المسرع

اور ان سروں کا کیا حشر ہوگا جو درد سر بھی برداشت کرنے کے عادی نہیں جب ان پر
سخت کھولتا ہوا پانی ڈالا جائیگا اور ان آنکھوں پہ کیا بنے گی جن پہ آشوب چشم کی
تکلیف بھی گراں گزرتی تھی جب وہ آگ میں کنچی ہونگی اور چڑھ جائینگی اور ہائے ان
کانوں پر جو فضول ولغو باتیں سن کر لذت اندوز ہوا کرتے تھے جب ان سے آگ کے
شعلے نکلیں گے اور آہ ان نتھنوں پر جو سڑی ہوئی لاش کی بدبو سے بیزار و متنفر ہوتے
تھے جب ان سے آگ پھوٹے گی اور افسوس ان گردنوں پر جو ذرا سے درد کو بھی
برداشت کرنیکے قابل نہ تھیں جب ان میں بھاری بھاری طوق ڈالے جائینگے اور
کیا درگت بنے گی ان کھالوں کی جن کے لئے کھردرا لباس بھی اذیت دہ تھا جب انہیں
آگ کے کپڑے پہنائے جائینگے جن کے چھوتے ہی جسم جھلس جائینگے اور جن سے نہائی
بدبو آتی ہوگی اور شعلوں سے بھڑک رہے ہونگے اور ان پیٹوں کا کیسا برا حال
ہوگا جن کو ذرا سا درد بھی گوارا نہ ہوتا تھا جب ان میں کھولتے ہوئے پانی کے
ساتھ زقوم جائے گا اور آنتیں کاٹ کر رکھدے گا اور ان پیروں پہ کیا کیا گزرے
گی جن کو ننگے پیر چلنے کی بھی برداشت نہ تھی جب انہیں آگ کے جوتے پہنائے
جائینگے اسلئے جہنم والوں کے لئے بڑی زبردست خرابی ہے کہ وہ ناقابل تصور
گوناگوں عذابوں کا شکار ہونگے اے اللہ اس عظیم علم کی برکت سے اور اپنے ہمہ گیر
فضل وکرم سے ہمیں جہنم والوں کی فہرست میں شامل کرنا اور اس سے بچانا آمین ثم آمین

پل صراط

حضرت ابو ہریرہؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلعم فرمایا کرتے
تھے کہ جہنم کے پل کے لئے سات پل ہیں اور ہر دو پلوں کے درمیان ستر سال
کی مسافت ہے پلصراط کا عرض تلوار کی دھار کے برابر ہے لوگوں کی پہلی
جماعت پلک جھپکنے کی طرح اس سے بہت تیز گذر جائیگی دوسری جماعت
کوندنے والی بجلی کی طرح گزرے گی تیسری جماعت تیز آندھی کی طرح چوتھی
جماعت پرندوں کی طرح پانچویں جماعت گھوڑوں کی طرح چھٹی جماعت
تیز دوڑنے والے آدمی کی طرح، اور ساتویں جماعت چلنے والوں
کی طرح، پھر ایک شخص رہ جائے گا جو سب سے پیچھے عبور کریگا اس سے
کہا جائیگا کہ اس سے گزر جا چنانچہ وہ پل پہ اپنے دونوں پیر رکھے گا

والزمرة السابعة يمرون عليه مشاة ثم يبقى رجل واحد فهو آخر من يمر على ذلك الجسر فيقال له مر فيمر عليه فتميد فتزل احداهما ثم يركبه فيحبو على ركبته فتصيب النار من شعره وجلده قال فلا يزال يتزجرج على بطنه فتزل قدمه الاخرى وتثبت يده و تتعلق الاخرى وهو على ذلك تصيبه النار فهو يظن انه لا ينجو منها فلا يزال يتزجرج على بطنه حتى يخرج منها فاذا خرج منها نظر اليها فقال تبارك الذى انجانى منك ما اظن ان ربى اعطى احدا من الاولين والآخرين مثل ما اعطانى انه نجانى منك بعد اذ رأيت ولقيت قال فياتيه ملك من الملائكة فياخذ بيده فينطلق به الى غدير بين يدى باب الجنة فيقول له الملك اغتسل فى هذا الغدير واشرب منه قال فيغتسل ويشرب منه فيعود له ريح اهل الجنة والوانهم ثم ينطلق به فيوقفه على باب جهنم و يقول له قف هاهنا حتى ياتيك اذنك من ربك عزوجل قال فينظر الى اهل النار ويسمع عواءهم كعواء الكلاب قال فيبكى فيقول يارب اصرف وجهى عن اهل النار لا اسالك يارب غيره قال فياتيه ذلك الملك من عند رب العالمين عزوجل فيحول وجهه من النار الى الجنة قال

مگر اس کا ایک پیر کانپنے لگے گا پھر وہ اس پر چڑھ کر گھٹنوں کے بل کھسکے گا لیکن اس کے بال اور اس کی کھال کو آگ کی لپٹیں لگیں گی لیکن وہ برابر پیٹ پر رینگتا رہے گا اب اس کا دوسرا قدم بھی لڑکھڑانے لگتا ہے لیکن وہ فوراً ہی اپنے دونوں ہاتھوں سے پل پکڑ لیتا ہے اور آگ کی لپٹیں برابر اسے پہنچتی رہتی ہیں اور اسے یقین ہو جاتا ہے کہ اب میں بچنے والا نہیں لیکن لگاتار پیٹ پر رینگتا رہتا ہے حتیٰ کہ اسے عبور کر لیتا ہے عبور کرنے کے بعد اس کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھتا ہے اور کہتا ہے وہ بڑا بابرکت والا ہے جس نے مجھے تجھ سے نجات بخشی میرے خیال میں حق تعالیٰ نے کسی کو اگلوں اور پچھلوں میں سے اتنی زبردست نعمت نہیں دی جتنی مجھے عطا فرمائی ہے کہ مجھے تجھ پر چڑھنے کے بعد تجھ سے نجات بخشی فرمایا: پھر ایک فرشتہ آکر اس کا ہاتھ پکڑ کر جنت کے دروازے کے سامنے والی ایک حوض کے پاس لے جاتا ہے اور فرشتہ اس سے کہتا ہے کہ اس حوض میں غسل فرمالیجئے اور اس کا پانی بھی نوش جان فرمالیجئے فرمایا: پھر وہ اس میں نہاتا ہے اور اس کا پانی بھی پیتا ہے پھر اس کے پاس جنت والوں کی ہوا آتی ہے اور اسے ان کے رنگ دکھائی دیتے ہیں، پھر فرشتہ اسے لیجا کر جہنم کے دروازے پر کھڑا کر دیتا ہے اور اس سے کہتا ہے یہاں کھڑے رہیئے جب تک آپکے پروردگار کی اجازت نہ آجائے، فرمایا: پھر وہ جہنم والوں کو دیکھتا ہے اور ان کی اور کتوں کے بھونکنے کی طرح ان کی آوازیں سنتا ہے فرمایا: پھر وہ رو رو کر عرض کرے گا کہ اے رب میرا منہ جہنم والوں سے پھیر دے میں تجھ سے اس کے سوا کچھ اور نہیں مانگوں گا، فرمایا: پھر وہی فرشتے اپنے رب کے پاس سے اس کے پاس آئیگا اور اس کا منہ جہنم سے جنت کی طرف پھیر دیگا، فرمایا: اور اس کی جائے قیام سے جنت کے دروازے تک ایک قدم کا فاصلہ ہوگا یہ جنت کے دروازے کو اور جنت کی چوڑائی کو دیکھے گا اور یہ بھی کہے

وبین مقامہ الی باب الجنۃ خطوۃ فینظر الی باب الجنۃ وعرضہ وان مابین عضادتی باب الجنۃ مسیرۃ اربعین عاما للطیر المسرع قال فیسال ذلک الرجل ربہ عزوجل فیقول یارب انک قد احسنت الی الاحسان کلہ انجیتنی من النار وصرفت وجھی عن اھل النار الی الجنۃ انما بینی وبین باب الجنۃ خطوۃ فأسألک یارب بعزتک ان تدخلنی الباب ولا أسألک غیرہ ولکن اجعل بینی وبین اھل النار حجابا فلا اسمع حسیسھا ولا اری اھلھا قال فیاتیہ ذلک الملک من عند رب العالمین فیقول یا ابن آدم ما اکذبک الست زعمت انک لاتسأل غیرہ قال علیہ السلام فیقول ویحلف لا وعزۃ الرب لا أسأل غیرہ فیاخذہ بیدہ فیدخلہ الباب ثم ینطلق الملک عند رب العالمین عزوجل قال فینظر ذلک الرجل فی الجنۃ عن یمینہ وشمالہ وبین یدیہ مسیرۃ سنۃ فلا یری احدا غیر الشجر والثمر وبین مقامہ الی ادنی شجرۃ خطوۃ قال فینظر الیھا فاذا اصلھا ذھب وغصنھا فضۃ بیضاء وورقھا کاحسن حلل رآھا آدمی وثمارھا الین من الزبد واحلی من العسل واطیب ریحا من المسک قال فتحیر ذلک الرجل

جنت کے دروازے کے دونوں چوکھٹوں کے درمیان تیز رفتار پرندے کے اعتبار سے چالیس سال کی مسافت ہے اب یہ شخص پھر اپنے رب سے سوال کریگا اور کہے گا کہ اے پروردگار عالم آپ نے مجھ پر بہت بڑا اور مکمل احسان فرمایا ہے کہ مجھے آپ نے جہنم سے نجات دی ہے اور میرا چہرہ جہنم سے جنت کی طرف پھیر دیا اب میرے اور جنت کے درمیان صرف ایک قدم کا فاصلہ رہ گیا ہے اے اللہ آپ کو آپکی عزت کی قسم میرا یہ سوال بھی پورا فرما دیجئے کہ مجھے جنت کے دروازے میں داخل فرما دیجئے میں آپ سے کچھ اور نہیں مانگوں گا بس جنت کا دروازہ میرے اور اہل جہنم کے درمیان حائل فرما دیجئے تاکہ میں جہنم والوں کو نہ دیکھوں اور ان کی آہٹ نہ سنوں، فرمایا: پھر وہی فرشتہ رب العالمین کے پاس سے آئیگا اور کہے گا اے فرزند آدم! تو کتنا جھوٹا ہے کیا تو نے یہ نہیں کہا تھا کہ میں اور سوال نہیں کروں گا؟ رحمت عالم صلعم نے فرمایا کہ اس بار وہ قسم کھا کر کہے گا کہ مجھے رب کی عزت کی قسم میں اسکے علاوہ کوئی اور سوال نہیں کروں گا آخر کار فرشتہ اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے جنت کے دروازے میں پہنچا دیگا پھر فرشتہ اپنے رب کے پاس چلا جائے گا اب یہ شخص جنت کی طرف اپنے دائیں بائیں دیکھے گا اور اپنے سامنے جنت تک ایک سال کی مسافت پائے گا لیکن سوائے پھل دار درختوں کے کسی شخص کو نہیں دیکھے گا اور اپنے پاس سے پاس والے درخت تک ایک قدم کا فاصلہ پائیگا، فرمایا اس درخت کو وہ غور سے دیکھے گا تو اس کی جڑ سونے کی اور شاخیں سفید چاندی کی نظر آئیں گی اور اس کے پتے انتہائی خوبصورت کانوں کے سونے کے پتوں کی طرح دکھائی دیں گے اور اس کے پھل مکھن سے زیادہ نرم شہد سے زیادہ میٹھے اور مشک سے زیادہ پیاری خوشبو والے پائے گا اس خوبصورت درخت کو دیکھ کر وہ شخص دنگ رہ جائیگا اور عرض کریگا کہ اے رب آپ نے مجھے جہنم سے نجات بخشی اور جنت کے

مما رأى قال فيقول يارب نجيتني من جهنم وادخلتني باب الجنة فأحسنت الى الاحسان كله وانما بيني وبين هذه الشجرة خطوة لا اسألك غيرها قال فياتيه ذلك الملك فيقول ما اكذبك يا ابن آدم الست زعمت انك لا تسأل زيادة فمالك تسال واين ما اقسمت الا تستحي قال فياخذ بيده فينطلق به الى ادنى منازله فاذا هو بقصر من لؤلؤ بين يديه على مسيرة سنة قال فاذا اتاه نظر الى ما بين يديه فرأى منزلا كانما كان ذلك القصر وماوراءه معه حلما فلا يملك نفسه حين ينظر اليه فيقول يارب اسالك هذا المنزل ولا اسالك غيره قال فياتيه ملك من الملائكة فيقول يا ابن آدم اما اقسمت بربك عليك ما اكذبك يا ابن آدم هو لك فاذا اتاه نظر الى منزل آخر بين يديه كانما كان منزله معه حلما قال فيقول يارب اسألك هذا المنزل قال فياتيه ذلك الملك فيقول له يا ابن آدم مالك لا توفي بالعهد الست زعمت انك لا تسال غيره ولا يلومه لانه يرى ما تكاد نفسه تخرج منه من العجائب قال فيقول هو لك قال فاذا بين يديه منزل آخر كانما كانت معه تلك المنازل حلما فيبقى مبهوتا لا يستطيع ان يتكلم

دروازے میں داخل فرما دیا یہ آپ کا مجھ پر بڑا زبردست احسان ہے مجھ میں اور اس درخت میں صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ ہے اے اللہ مجھے اس درخت تک پہنچا دے اس کے علاوہ میں کوئی اور سوال نہیں کروں گا فرمایا: پھر وہی فرشتہ آکر کہے گا کہ اے ابن آدم تو کس قدر جھوٹا ہے کیا تو نے یہ نہیں کہا تھا کہ میں کوئی اور سوال نہیں کروں گا لہٰذا اب کیوں سوال کرتا ہے تیری قسم کہاں گئی کیا جھوٹ سے تجھے شرم نہیں آتی، فرمایا: پھر فرشتہ اس کا ہاتھ پکڑ کر جنت کی قریبی منزل تک لے جائیگا وہ اپنے سامنے ایک موتی کا محل دیکھے گا جس کا فاصلہ اس سے ایک سال کی مسافت کا ہوگا جب اس قصر کو دیکھے گا تو اسے یہ محسوس ہوگا کہ یہ عالیشان قصر اس منزل کے پاس ہی ہے جس میں میں ٹھہرا ہوا ہوں اور میں نے اب تک جو کچھ دیکھا وہ محض ایک خواب تھا اب تو وہ اس قصر کے شوق میں اس قدر بیقرار ہوگا کہ صبر کا دامن ہاتھ سے چھوڑ بیٹھے گا اور عرض کریگا یارب مجھے یہ منزل عطا فرما میں آپ سے کچھ اور نہیں مانگوں گا فرمایا: پھر وہی فرشتہ رب کے پاس آکر کہے گا اے ابن آدم تو کس قدر جھوٹا ہے تو نے قسم کھا کر بھی اپنا عہد توڑ ڈالا جا دہ تیرے لئے ہے پھر جب وہ اس منزل میں آجاتا ہے تو اسے پچھلی منزل خواب سی معلوم ہوتی ہے فرمایا: وہ عرض کرتا ہے اے رب مجھے یہ منزل عطا فرما پھر وہی فرشتہ آکر اس سے کہتا ہے اے ابن آدم تجھے کیا ہو گیا تو اپنا عہد پورا کیوں نہیں کرتا کیا تو نے یہ عہد نہیں کیا تھا کہ میں اور سوال نہیں کرونگا؟ اور اس دفعہ فرشتہ اس پر ملامت نہیں کرتا کیونکہ وہ ایسے ایسے عجائب دیکھتا ہے کہ ان کی موجودگی میں صبر باقی نہیں رہتا معلوم ہوتا ہے کہ مارے مسرت کے جان ہی نکل جائیگی فرمایا: فرشتہ کہتا جا وہ تیرے لئے ہے فرمایا پھر وہ اس منزل کے آگے دوسری منزل دیکھتا ہے جس کے مقابلہ پچھلے مناظر خواب سے معلوم ہوتے ہیں اب تو یہ دنگ ہو کر رہ جاتا ہے اور خاموش و دم بخود ہو جاتا ہے، فرمایا: فرشتہ اس سے پوچھتا ہے اب تجھے کیا ہو گیا

قال علیہ الصلاۃ والسلام فیقول لہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم مالک لا تسأل ربک فیقول
یا سیدی صلی اللہ علیک واللہ لقد حلفت
لرب العزۃ حتی خشیت منہ وسألتہ حتی
استحییت قال فیقول لہ رب العزۃ جل جلالہ
أیرضیک ان اجمع لک الدنیا منذ یوم خلقتہا
الی یوم افنیتہا ثم اضعفہا لک عشرۃ
اضعاف قال فیقول ذلک الرجل یارب
أتہزأ بی وانت رب العالمین قال فیقول
لہ رب العزۃ جل وعلا انی لقادر أن
أفعلہ فاسألنی ما شئت قال فیقول الرجل
یارب الحقنی بالناس قال فیأتیہ ملک فیاخذ
بیدہ فینطلق بہ یمشی فی الجنۃ حتی یبدو لہ
شیء کأنہ لم یکن رأی معہ شیئا فیخر
ساجدا ویقول فی سجدتہ ان ربی عزوجل
تجلی لی فیقول لہ الملک ارفع رأسک ہذا
منزلک وہو ادنی منازلک قال فیقول
لولا ان اللہ عزوجل حبس بصری لحار
من نور ہذا القصر قال فینزل فی ذلک
القصر فیلقاہ رجل اذا رأی وجہہ و
ثیابہ یبقی مبہوتا یظن انہ ملک فیأتیہ
ذلک الرجل فیقول السلام علیک و
رحمۃ اللہ وبرکاتہ لقد آن لک ان تجیء
فیرد علیہ السلام ثم یقول لہ من انت یا
عبد اللہ؟ فیقول انا قہرمان لک وأنا

اپنے رب سے مانگتا کیوں نہیں؟ عرض کرتا ہے کہ جناب من حق تعالے آپ پر رحم فرمائے میں نے اپنے رب سے وعدے کر کے عہد توڑے اب مجھے وعدہ خلافی کرتے ہوئے اس سے ڈر محسوس ہوتا ہے اور مزید سوال کرتے ہوئے شرم آتی ہے فرمایا: پھر اس سے رب العزت فرمائے گا اگر میں ابتدائے آفرینش سے لیکر قیامت تک تیرے لئے ساری دنیا جمع کر دوں پھر اسے دس گنا بڑھا کر تجھے دیدوں تو کیا تو راضی ہو جائیگا؟ فرمایا: وہ شخص کہے گا اے پروردگار! کیا آپ مجھ سے دل لگی فرما رہے ہیں حالانکہ آپ رب العالمین ہیں اور دل لگی آپ کی شان عظمت کے شایان نہیں، رب العزت فرمائے گا کہ میں ایسا کرنے پر قادر ہوں لہٰذا مجھ سے جو تیری مرضی ہو مانگ! فرمایا پھر وہ شخص کہے گا کہ اے رب مجھے میرے (جان پہچان کے) لوگوں میں پہنچا دے فرمایا پھر وہی فرشتہ آئیگا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے جنت میں لے جائیگا حتیٰ کہ اس کے آگے ایسے ایسے مناظر آتے ہیں جن کو اس نے کبھی نہیں دیکھا تھا اور اس سے پہلے جو کچھ دیکھا تھا سب خواب و خیال تھا پھر یہ شخص سجدے میں گر جائے گا اور سجدے میں عرض کریگا بلاشبہ عزت و جلال والے رب نے میرے سامنے تجلی فرمائی فرشتہ اس سے کہے گا اپنا سر اٹھا یہ تیری منزل ہے اور تیری تمام منزلوں سے نیچے کی منزل ہے فرمایا کہ یہ شخص کہے گا اگر اللہ میری نگاہ کی حفاظت نہ فرماتا تو اس قصر کے نور سے وہ جاتی رہتی فرمایا: پھر وہ اس قصر میں ٹھہر جائے گا پھر اس سے ایک شخص آکر ملاقات کریگا جب یہ اس کا چہرہ اور کپڑے دیکھے گا تو ہکا بکا رہ جائے گا دل ہی دل میں سوچے گا کہ یہ فرشتہ ہے وہ شخص اس کے پاس آکر السلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہے گا یعنی تم پر اللہ کی سلامتیاں، رحمتیاں اور برکتیں ہوں اس قصر میں آپ کے آنے کا وقت آگیا یہ اسے سلام کا جواب دیگا اور کہے گا کہ اے اللہ کے بندے تو

علی هذا المنزل ولك مثلی ألف قهرمان کل
واحد منهم علی قصر من قصورك ولك ألف
خادم وزوجة من الحور العین قال فیدخل
فی قصر ذلك فاذا هو بقبة من لؤلؤة بیضاء
وفی جوفها سبعون بیتا فی کل بیت سبعون
غرفة لکل غرفة سبعون بابا لکل باب
منها قبة من لؤلؤ فیدخل تلك القباب
فیفتحها ولم یفتحها احد من خلق الله قبله
فاذا هو فی جوف تلك القبة بقبة من جوهرة
حمراء طولها سبعون ذراعا لها سبعون
بابا کل باب منها یفضی الی جوهرة حمراء
علی مثل طولها لها سبعون بابا لیس منها
جوهرة علی لون صاحبتها فی کل جوهرة
ازداج ومناص واسرة قال فاذا دخل فیها
وجد فیها زوجة من الحور العین فتسلم
علیه فیرد علیها السلام ثم تقوم مبهوتا
فتقول له قد آن لك أن تزورنا وانا زوجتك
قال فینظر فی وجهها فیری وجهه فی وجهها
کما یری احدکم وجهه فی المرآة من الحسن
والجمال والصفوة فاذا علیها سبعون حلة
فی کل حلة سبعون لونا لیس فیها لون
علی لون صاحبتها یری مخ ساقها من ورائها
لا یعرض عنها اعراضة الا ازدادت حسنا
فی عینه سبعین ضعفا فهی له مرآة وهو
لها مرآة قال وان لکل قصر منها

کون ہے؟ وہ عرض کریگا کہ میں آپ کے اس قصر کا پاسبان ہوں اور مجھ جیسے
آپکے ایک ہزار پاسبان ہیں آپکے ایک ہزار قصر ہیں اور ہر قصر پر ایک پاسبان
ہے اور ہر قصر میں ایک ایک ہزار خادم ہیں اور ایک ایک حور ہے فرمایا
پھر یہ اپنے اس قصر میں داخل ہوگا کہ اچانک اس میں اسے ایک سفید موتی
کا گنبد دکھائی دیگا اس گنبد میں ستر گھر ہونگے ہر گھر کے ستر ستر دروازے
ہونگے اور ہر دروازے کے آگے ایک ایک موتی کا گنبد ہوگا یہ ان گنبدوں
کے دروازے کھول کر ان میں داخل ہوگا اور انہیں اس سے پہلے کسی
نے نہ کھولا ہوگا ان گنبدوں کے اندر سرخ مروارید کا ایک ایک گنبد ہوگا
اس کے بھی ستر دروازے ہونگے اور ہر دروازہ مروارید کے ایک سرخ
گنبد تک پہنچائے گا جس کا طول ستر ہاتھ کا ہوگا اس کے بھی ستر دروازے
ہونگے اور ہر مروارید کا رنگ نرالا ہوگا ہر مروارید کے کمرے میں
اس کی بیویاں، چپر کھٹ اور تخت ہونگے فرمایا: پھر جب اس میں
داخل ہوگا تو اس میں اپنی ایک حور دیکھے گا وہ مہ جبین اسے
سلام کریگی یہ اس کے سلام کا جواب دیگا اور ہکا بکا کھڑا کا کھڑا
رہ جائیگا حور عرض کریگی آپ کے لئے ہم سے ملاقات کرنے کا وقت
آگیا ہے اور میں آپکی رفیقۂ حیات ہوں یہ اس کے چہرے پر نگاہ ڈالے
گا تو حسن وجمال اور آب وتاب کی وجہ سے اپنا چہرہ اس کے چہرے
میں دیکھ لیگا جیسے آئینہ میں چہرہ دیکھ لیا جاتا ہے اس پر ستر جوڑے
ہونگے ہر جوڑے میں ستر رنگ ہونگے اور ہر جوڑا دوسرے جوڑے
سے علیحدہ ہوگا اور اس کی پنڈلیاں کا گودا ان ستر جوڑوں میں سے
بھی صاف نظر آئیگا جب کبھی اس پر نگاہ ڈالے گا پہلے کی بہ نسبت ستر گنا
اس کے حسن وجمال میں اضافہ پائیگا لہٰذا وہ مہ جبین اسکے لئے آئینہ ہے
اور یہ اُس کے لئے، فرمایا: جنت کے ہر قصر میں ٣٦٠ دروازے ہیں
اور ہر دروازے کے آگے موتی، یاقوت اور مروارید کے ٣٦٠ گنبد
ہیں اور ہر ایک کا رنگ الگ الگ ہے پھر جب اس محل کی چھت پر چڑھ کر

ثلثمائة وستين بابا على كل باب ثلثمائة وستون
قبة من لؤلؤة وياقوتة وجوهرة ليس منها قبة
على لون صاحبتها فاذا اشرف على ظهر القصر
اشرف على ملكه مسيرة من الارض ينفذ
بصره فيها اذا سار فيه سار في ملكه
مائة سنة لا ينتهي الى شيء فيه الا نظر
فيه اجمع وان الملائكة تدخل عليه
في قصوره من كل باب بالسلام والهدايا
من عند رب العالمين ليس منهم ملك
الا ومعه من الهدايا ما ليس مع الآخر
كل يوم في النهار تسلم عليه الملائكة
معها الهدايا وتصديق ذلك في كتاب
الله عزوجل بقول والملائكة يدخلون
عليهم من كل باب سلام عليكم
بما صبرتم فنعم عقبى الدار وقال تعالى
ولهم رزقهم فيها بكرة وعشيا وكان
صلى الله عليه وسلم يقول ان هذا الرجل
يسميه اهل الجنة المسكين لفضل منازلهم
على منزله وان لهذا المسكين ثمانين
الف خادم في طعامه اذا اشتهى الطعام
نصبوا له مائدة من موائدها من ياقوتة
حمراء ممنطقة من ياقوتة صفراء محفوفة
بالدر والياقوت والزبرجد وقوائمها من
لؤلؤ حافتها عشرون ميلا قال فيوضع
له عليها من الطعام سبعون لونا ويقوم

دیکھے گا تو اسے جہاں تک اس کی نظر کام کرے گی دُور تک اپنا ہی ملک نظر آئے گا جیسے زمین پر چل کر سیر کی جاتی ہے اور اگر اپنا سارا ملک دیکھنا چاہے گا تو سال بھر تک اپنے ہی ملک میں چلتا رہے گا اور جہاں بھی جائے گا وہیں اسے اپنا ملک نظر آئے گا۔ اس کے ہر قصر میں فرشتے ہر دروازے سے آکر سلام کریں گے اور رب العالمین کے پاس سے تحائف لائیں گے اور ہر فرشتہ نیا نیا تحفہ لائے گا روزانہ دن میں فرشتے تحائف لیکر آئیں گے اور انہیں سلام عرض کریں گے اس کی تصدیق قرآن عزیز میں موجود ہے فرمایا اور ان پر فرشتے ہر دروازے سے داخل ہونگے کہ تمہارے صبر کرنے کی وجہ سے تم پر سلامتی ہو پھر آخرت والا گھر کس قدر عمدہ ہے، فرمایا اور جنت میں ان کے لئے صبح و شام ان کا رزق ہے۔

رسول اللہ صلعم فرمایا کرتے تھے کہ اس شخص کو جنت والے مسکین کے نام سے پکاریں گے کیونکہ اُن کے منازل اس کی منزل سے بہت بڑھے ہوئے ہونگے جب اس مسکین کو کھانے کی خواہش ہوگی تو فوراً اس کے ۸۰ ہزار خدام اس کے سامنے دسترخوان بچھا دیں گے جو سرخ یاقوت کا ہوگا اور بیچ میں زرد یاقوت ہوگا اور حاشیہ موتیوں، یاقوت اور زبرجد کا ہوگا اور اس کے پائے مروارید کے ہوں گے اور جو بیس کوس تک بچھ سکتا ہے، فرمایا: اس پر ستر قسم کے گوناگوں کھانے چن دئے جائیں گے اور اسی خدام سامنے کھڑے ہو جائیں گے ہر خادم کے پاس کھانے کی قاب ہوگی اور مشروب کا گلاس ہوگا اور ہر قاب میں الگ الگ کھانا ہوگا اور ہر گلاس میں الگ الگ مشروب ہوگا اوّل قاب کے کھانے کا ذائقہ پچھلی قاب کے کھانے کے ذائقہ کی طرح پائے گا ذائقہ میں بعض کھانے بعض سے ملتے جلتے ہونگے یہ مسکین ہر کھانے میں سے کچھ نہ کچھ تناول فرمائیگا اور ہر خادم کو بھی اس کے مقدر کا حصّہ اس کھانے میں سے ملے گا

بين يديه ثمانون خادما مع كل خادم منهم
صحفة فيها طعام وكاس فيه شراب
في كل صحفة من الطعام ماليس في الاخرى
وفي كل كأس شربة ماليس في الاخرى
يجد طعم اولها كطعم آخرها ويجد لذة آخرها
كلذة اولها يشبه بعضه بعضا وليس منها
لون الا وهو يصيب منه وليس له خادم
الا ويعطى حظه من ذلك الطعام والشراب
اذا رفع من بين يديه وكان النبي صلى الله
عليه وسلم يقول وان اهل الدرجة
العليا يزورونه ولا يزورهم وان اهل
الدرجة العليا ليسعى على كل رجل ثمانمائة
الف خادم وبين كل خادم منهم صحفة
فيها طعام ليس في الاخرى وليس منها
لون الا وهو يصيب منه وليس منهم
خادم الا ويعطى حظه من ذلك الطعام و
الشراب اذا رفع من بين يديه وما منهم
من احد الا وله اثنتان وسبعون زوجة
من الحور العين وآدميتان لكل زوجة
منهن قصر من ياقوتة خضراء منطقة
بحمراء فيها سبعون الف مصراع لكل
مصراع قبة من لؤلؤة وليس منها زوجة
الا وعليها سبعون الف حلة في كل حلة
سبعون الف لون ليس منها حلة تشبه
الاخرى وليس منهن زوجة الا بين يديها

اور مشروب سے بھی جب دستر خوان اس کے سامنے سے اٹھایا جائیگا
ہر جنتی کی ۷۲ بیویاں ہونگی ستر حوریں اور دو دنیوی عورتیں۔
اور ہر بیوی کے لئے سبز یاقوت کا قصر ہوگا جس میں سرخ یاقوت جڑے
ہوئے ہونگے اس میں ستر ہزار دروازے ہوں گے اور ہر دروازے
کے آگے ایک ایک موتی کا گنبد ہوگا اور ہر بیوی کے ستر ستر ہزار
جوڑے ہوں گے اور ہر جوڑے کے ستر ستر رنگ ہونگے اور کوئی جوڑا
دوسرے جوڑے کے مشابہ نہ ہوگا (سب الگ الگ ہوں گے اور
اپنی مثال آپ ہوں گے) ہر بیوی کی خدمت کے لئے ایک ایک ہزار
لونڈیاں ہمہ وقت تیار کھڑی رہیں گی اور ستر ہزار ہم مجلس خواتین
ہوں گی اور کوئی کنیز ایسی نہ ہوگی جو اپنے فرائض سے غافل اور
سست رہے اور جب اس کے سامنے کھانا چنا جاتا ہے تو
اس کے آگے ستر ہزار کنیزیں کھڑی رہتی ہیں اور ہر ایک کنیز کے
ہاتھ میں کھانے کی رکاب ہوتی ہے اور جام مشروب ہوتا ہے
اور ہر رکاب میں اور ہر جام میں علیحدہ نوع کا طعام و مشروب
ہوتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے ایک
جنتی اپنے بھائی کو دیکھنے کا مشتاق ہوگا جس سے وہ دنیا میں صرف
اللہ کی رضا کے لئے محبت کیا کرتا تھا وہ اس پر رحم کھا کر کہ
مبادا وہ ہلاک نہ ہو گیا ہو کہے گا کاش مجھے معلوم ہو جاتا کہ میرے
فلاں بھائی کا انجام کیا ہوا۔ حق تعالیٰ کو اس کے دل کی بات کی خبر
ہو جائیگی اور وہ فرشتوں کو حکم دیگا کہ میرے فلاں بندے کو
اس کے بھائی کے پاس لے جاؤ بالآخر فرشتے اس کے پاس ایک
اصیل اونٹ لائیں گے جس پر نورانی ریشمی گدیلوں کا پالان ہوگا
فرشتے اسے سلام کریں گے یہ سلام کا جواب دیگا فرشتے عرض
کریں گے کھڑے ہو جائیے اور اس اونٹ پر سوار ہو جائیے اور
اپنے بھائی سے ملاقات کے لئے چلئے چنانچہ وہ اس پر سوار ہو

الف جاریۃ قیام لحوائجھا وسبعون الف جاریۃ لمجلسھا وما منھن جاریۃ الّا وقد اشغلتھا فی حاجتھا اذا قرب الیھا الطعام قام بین یدیھا سبعون الف جاریۃ کل جاریۃ منھن بیدھا صحفۃ فیھا من الطعام وکأس فیھا من الشراب ما لیس فی الاخری وکان صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول یشتاق الرجل الی اخ لہ کان یحبہ فی اللّٰہ عزوجل فی الدنیا فیقول یالیت شعری ما فعل اخی فلان شفقۃ علیہ ان یکون قد ھلک فیطلع اللّٰہ عزوجل علی ما فی قلبہ فیوحی الی الملائکۃ ان سیروا لعبدی ھذا الی اخیہ فیاتیہ الملک بنجیبۃ علیھا رحلھا من میاثر النور قال فیسلم علیہ فیرد علیہ السلام ویقول لہ قم فارکب وانطلق الی اخیک قال فیرکب علیھا فیسیر فی الجنۃ مسیرۃ الف عام اسرع من احدکم اذا رکب بنجیبۃ فسار علیھا فرسخا قال فلا یکون شیء حتی یبلغ منزل اخیہ قال فیسلم علیہ فیرد علیہ السلام ویرحب بہ قال فیقول این کنت یا اخی لقد کنت اشفقت علیک قال فیعتنق کل واحد منھما صاحبہ ثم یقولان الحمد للّٰہ الذی جمع بیننا فیحمد ان اللّٰہ عزوجل باحسن

جائیگا اور جنت میں بقدر ایک ہزار سال کی مسافت کے چلے گا یہ ایک ہزار سال کی مسافت بقدر تین چار میل کی مسافت کی مدت میں بلکہ اس سے بھی کم میں طے ہو جائیگی راہ میں کچھ دشواری یا رکاوٹ پیش نہیں آئے گی حتےٰ کہ یہ اپنے بھائی کے پاس جاکر اسے سلام کریگا وہ اس کے سلام کا جواب دے گا اور اسے خوش آمدید کہہ کر اس کا خیر مقدم کرے گا۔ فرمایا: وہ کہے گا بھائی جان آپ کہاں تھے مجھے تو آپ کی طرف سے ڈر لگا ہوا تھا۔ فرمایا پھر دونوں گلے ملیں گے پھر اللہ کا شکر ادا کریں گے اور کہیں گے ہمارے سچے معبود کا لاکھ شکر ہے کہ اس نے ہم دونوں میں ملاقات کرادی اور ہم دونوں کو اکٹھا فرما دیا اور دونوں انتہائی پیاری آواز میں حق تعالیٰ جل مجدہ کی حمد بیان کریں گے اور ایسی دل لبھانے والی آواز ہو گی کہ آج تک سُنی نہ گئی ہو گی فرمایا! پھر اس وقت ان دونوں سے حق تعالیٰ فرمائے گا اے میرے دونوں بندو! یہ عمل کا وقت نہیں بلکہ یہ وقت دعاؤں کا اور سوال کا ہے تمہاری جو مرضی ہو وہ مجھ سے مانگو میں تمہاری مرادیں بر لاؤں گا دونوں کہیں گے کہ اے پروردگار ہم دونوں کو اسی درجہ میں اکٹھا فرما دے پھر حق تعالیٰ ان دونوں کی اسی درجہ میں بیٹھک مقرر فرما دے گا، یہ بیٹھک ایک ایسے خیمہ میں ہو گی جو موتیوں اور یاقوتوں سے گھرا ہوا ہو گا اور ان دونوں کی بیویوں کے لئے اس کے علاوہ منزل ہو گی، فرمایا پھر وہ کھائیں پئیں گے اور ہر طرح کا فائدہ اٹھائیں گے۔

سرورِ عالم صلعم نے فرمایا ایک جنتی ایک لوالہ لیکر منہ میں رکھے گا پھر اس کے دل میں خیال آئے گا کہ دوسری قسم کا کھانا ہوتا فوراً وہ لوالہ اسی قسم کے کھانے میں بدل جائیگا جس کا دل میں خیال پیدا ہوا ہے پوچھا گیا یا رسول اللہ صلعم جنت کی زمین کیسی ہے فرمایا جنت کی زمین نرم ہے اور ہموار چاندی کی ہے اور اس کی خاک مشک ہے اس کے ٹیلے زعفران کے ہیں اور دیواریں موتی، یاقوت، سونے اور

اصوات سمعها احد من الناس قال فيقول
الله عزوجل لها عند ذلك يا عبدی ليس
هذا احين عمل ولكن هذا احين تحية و
مسألة فاسألانی اعطيكما ماشئتما فيقولان
يارب اجمع بيننا فی هذه الدرجة قال فيجعل
الله عزوجل تلك الدرجة مجلسهما
فی خيمة محفوفة بالدر والياقوت ولازواجه
منزل سوی ذلك قال فيشربون ويأكلون
ويتمتعون وكان صلی الله عليه وسلم يقول
ان الرجل منهم ليأخذ لقمة فيجعلها فی
فيه ثم يخطر بباله طعام آخر فتتحول تلك
اللقمة الی الذی تمنی قيل يا رسول الله ما
ارض الجنة قال ارضها رخامة من فضة
ملساء وترابها مسك وتلالها زعفران
وحيطانها در وياقوت وذهب وفضة
يری ظاهرها من باطنها وباطنها من ظاهرها
وليس فی الجنة قصر الا يری ظاهره من باطنه
وباطنه من ظاهره وليس فی الجنة رجل
الا وهو يلبس ازارا ورداء وحللا غير
مقطعة وغير مخيطة وليس منهم رجل الا
وهو يلبس تاجا من لؤلؤ مجوفا بالدر والياقوت
والزبرجد له ضفيرتان من الذهب فی
عنقه طوق من ذهب محفوف بالدر والياقوت
الاخضر وفی يد كل رجل منهم ثلاث اسورة
سوار من ذهب وسوار من فضة وسوار من

چاندی کی ہیں جن کا بیرونی حصّہ اندر سے اور اندرونی حصّہ باہر سے نظر آتا ہے جنت میں ہر شخص تہبند، چادر، اور زیورات سے آراستہ رہے گا یہ کپڑے بُنے ہوئے اور سِلے ہوئے نہیں ہوں گے اور ہر جنتی کے سر پر موتیوں کا ایک تاج ہوگا جس میں مروارید، یاقوت اور زبرجد جڑے ہوئے ہونگے اس کی سونے کی دو زلفیں ہونگی، گلے میں سونے کا طوق ہوگا جو موتیوں اور سبز یاقوت سے مرصع ہوگا ہر جنتی کے ہاتھ میں تین کنگن ہوں گے ایک سونے کا، ایک چاندی کا اور ایک مروارید کا۔ ان کے تاجوں کے نیچے موتی اور یاقوت کی جھالریں ہونگی اور وہ اپنے ان زیورات پر ریشمی لباس پہنے ہوئے ہونگے اور اس لباس پر دیبا اور سبز ریشم کی چادریں ہوں گی اور ایسی مسندوں پر ٹیک لگا کر بیٹھیں گے جن کا استر دیبا کا ہوگا اور ابرہ انتہائی خوبصورت اور منقّش ہوگا۔ ان کے تخت سرخ یاقوت کے ہوں گے اور ان کے پائے موتیوں کے ہوں گے ہر تخت پر ایک ایک ہزار فرش بچھے ہوئے ہوں گے اور ہر فرش مستقل اور علیحدہ رنگ و لون کا ہوگا کوئی کسی کے مشابہ نہ ہوگا۔ ہر تخت کے سامنے ستر ستر ہزار قالین بچھے ہوئے ہونگے اور ہر قالین کے ستر ستر رنگ ہونگے اور کوئی قالین کسی قالین سے ملتا جلتا نہ ہوگا ہر تخت کے دائیں طرف ستر ستر ہزار کرسیاں قرینہ سے رکھی ہوئی ہونگی اور بائیں طرف بھی اتنی ہی کرسیاں ہونگی اور ہر کرسی جداگانہ اور ممتاز ہوگی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ تمام جنتی خواہ اونچے طبقہ کے ہوں یا نیچے طبقہ کے ہوں، اپنے والد حضرت آدمؑ کے قد پر ہوں گے اور حضرت آدمؑ کا طول ۶۰ ہاتھ تھا اور تمام جنتی بے بالوں کے اور بے ڈاڑھیوں اور مونچھوں کے ہوں گے سب کی سرمگیں آنکھیں ہونگی اور سر کے بال سخت سیاہ ہونگے سب جنتی مع اپنی بیویوں کے ایک ہی قد و قامت کے

لؤلؤ تحت تیجانہم اکالیل من درّ و یاقوت وعلی حللہم تلک یلبسون السندس وعلی السندس الاستبرق والحریر الاخضر متکئین علی فرش بطائنہا من استبرق وظواہرہا العبقری الحسان اسرتہا من یاقوت احمر و قوائمہا اللؤلؤ علی کل سریر منہا الف مثال لکل مثال سبعون لونا لیس منہا مثال یشبہ الآخر بین یدی کل سریر منہا سبعون الف زربیۃ لکل زربیۃ سبعون لونا لیس منہا زربیۃ تشبہ صاحبتہا عن یمین کل سریر منہا سبعون الف کرسی وعن شمالہا مثل ذلک لیس منہا کرسی یشبہ الآخر وکان صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان اہل الجنۃ اجمعین اعلاہم واسفلہم علی طول آدم وطول آدم علیہ السلام ستون ذراعا شبابا جردا مردا مکحلین مجمین ہم ونساؤہم علی قد واحد قال فلما فعل ذلک بہم نادی مناد فی الجنۃ فیسمع صوتہ اعلاہم وادناہم واقصاہم فیقول یا اہل الجنۃ ارضیتم منازلکم فیقولون باجمعہم نعم واللہ لقد انزلنا ربنا منزل الکرامۃ لا نبغی عنہا حولا ولا بہا بدلا رضینا بربنا جارا اللہم ربنا فانا سمعنا منادیک فاجبناہ القول الصادق اللہم ربنا فانا اشتہینا النظر الی وجہک فارناہ فانہ

ہوں گے، فرمایا: جب یہ تمام سامان ان کے لئے فراہم ہوجائیگا تو ایک منادی جنت میں اعلان کریگا (جس کی آواز تمام جنتی سنیں گے اوپر والے بھی نیچے والے بھی اور دور والے بھی) کہ اے جنت والو کیا تم اپنے گھروں سے خوش ہو؟ سب بیک زبان ہوکر اثبات میں جواب دیں گے اور کہیں گے ہاں ہم خوش ہیں اللہ کی قسم ہمیں ہمارے پروردگار نے عزت والی منزلوں میں اتار کر اعزاز بخشا ہے ہمارا ان سے منتقل ہونے کا یا کسی منزل کو بدلنے کا ارادہ نہیں ہم اپنے رب کے پڑوس سے خوش ہیں اے اللہ اے ہمارے پروردگار ہم نے تیرے منادی کا اعلان سنا اور ہم نے صحیح صحیح جواب دیا اے اللہ اے ہمارے پروردگار ہماری خواہش ہے کہ ہم تیرا رخ انور دیکھیں لہٰذا ہمیں اپنا رخ انور دکھا کیونکہ تیرے رخ انور کا دیدار ہمارے لئے سب سے بڑا ثواب ہے رخ انور دکھا پردہ اٹھا کر ☆ تیرے دیدار کے پیاسے کھڑے ہیں فرمایا پھر حق تعالیٰ دار السلام سے جس میں تشریف لاکر اپنے بندوں کو اپنے دیدار سے مشرف فرمائے گا کہے گا خوب بن سنور جا اور پوری طرح سے آراستہ و پیراستہ ہوجا اور میرے بندوں کی ملاقات کے لئے تیار ہوجا دار اسلام اپنے رب کا کلام سن کر سر تسلیم خم کردیگا اور حکم کی مدت پوری ہونے سے پہلے ہی بن سنور جائیگا اور اپنے اندر آنیوالوں کا منتظر رہے گا پھر حق تعالیٰ ایک فرشتہ کو حکم فرمائے گا کہ میرے بندوں کو میری ملاقات کے لئے بلا لا، فرمایا: پھر وہ فرشتہ مہربان اللہ کے پاس سے نکل کر بلند و لمبی اور پیاری آواز سے یہ اعلان کریگا کہ اے جنت والو! اللہ کے پیارے بندو اپنے پروردگار کے دیدار کے لئے آؤ فرمایا: اس کی آواز اوپر والے اور نیچے والے سب ہی سنیں گے اور اپنے اپنے اونٹوں اور خچروں پر سوار ہوکر سفید مشک کے اور زرد زعفران

افضل ثوابنا عندك قال فامر اللّٰه عزوجل عند ذلك الجنة فيها منزله ومجلسه واسمها دار السلام خذي زينتك وتزيني واستعدي لزيارة عبادي فاستمعت لربها واطاعته قبل ان تنقضي الكلمة واخذت زينتها واستعدت لزوار اللّٰه تعالى فيأمر اللّٰه تعالى ملكا من الملائكة ان ادع عبادي الى زيارتي قال فيخرج ذلك الملك من عند الرحمن فينادي باعلى صوته بصوت لذيذ ممدود ويقول يا اهل الجنة يا اولياء اللّٰه زوروا ربكم قال فيسمع صوته اعلاهم واسفلهم فيركبون على النوق والبراذين باجمعهم فيسيرون في ظل جنب الى تلال من مسك ابيض وزعفران اصفر فيسلمون عند الباب وتسليمهم ان يقولوا السلام علينا من ربنا فيستاذنون فيؤذن لهم فيتعمدون فيدخلون الباب فتهب ريح من تحت العرش اسمها المثيرة فتنسف تلال المسك والزعفران فتغبر في جيوبهم ورؤسهم وثيابهم فيدخلون وينظرون الى عرش ربهم وكرسيه نورا يتلألأ عليهم من غير ان يتجلى لهم فيقولون سبحانك ربنا قدوس رب الملائكة والروح تباركت وتعاليت ارنا ننظر الى وجهك قال فيأمر اللّٰه عزوجل الحجب التي من نور ان اعتزلي فلا يزال يرتفع حجاب

کے ٹیلوں کے نیچے نیچے چھاؤں میں چل کر دروازے کے پاس آکر سلام کریں گے ان کا سلام یہ ہوگا "ہم پر ہمارے پروردگار کی طرف سے سلامتی ہو" اور اندر آنے کی اجازت مانگیں گے انہیں اجازت دیدی جائیگی پھر قصد کرکے دروازے میں داخل ہوں گے پھر ایک ہوا جسے مثیرہ کہا جاتا ہے عرش کے نیچے سے چلے گی اور مشک وزعفران کے ٹیلوں سے گزر کر مشک وزعفران کی خوشبو میں لبس کر ان کے گریبانوں سروں اور کپڑوں سے گزر جائیگی یہ خوشبو میں بسے ہوئے اندر جائیں گے اور اپنے پروردگار کے عرش وکرسی کی طرف دیکھیں گے وہاں اپنے اوپر ایک جھلملاتا ہوا نور دیکھیں گے لیکن ابھی ان کے رب کی تجلی نہیں ہوئی ہوگی بے ساختہ کہیں گے: اے ہمارے پروردگار آپ کے لئے پاکی ہے فرشتوں کا اور روح کا رب پاک ہے اے ہمارے رب آپ برکت والے اور بلند وبرتر ہیں آپ ہمیں اپنا رخ انور دکھائیں کہ ہم اس سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کریں فرمایا پھر حق تعالیٰ نور کے پردوں کو حکم فرمائے گا کہ ہٹ جاؤ بالآخر پردے یکے بعد دیگرے اٹھتے چلے جائیں گے حتیٰ کہ ستر پردے اٹھ جائیں گے اور ہر پردہ میں پہلے پردے سے ستر گناہ نور زیادہ ہوگا پھر رب العزت جل مجدہٗ تجلی فرمائے گا اور تمام جنت والے سجدے میں گر جائیں گے اور جب تک اللّٰہ کو منظور ہوگا سجدے میں پڑے رہیں گے اور دعا پڑھیں گے اے اللّٰہ آپ پاک ہیں ہمیشہ آپ ہی کے لئے تعریفیں اور پاکیاں ہیں آپ نے ہمیں جہنم سے نجات دی اور جنت میں داخل فرمایا یہ گھر کس قدر نفیس وعمدہ ہے ہم آپ سے پورے طور پر راضی ہیں آپ بھی ہم سے راضی رہیں، حق تعالیٰ فرمائے گا میں تم سے پورے طور پر راضی ہوں یہ عمل کا زمانہ نہیں ہے یہ مسرت وشادابی اور نعمتوں کا زمانہ ہے مجھ سے جو چاہو مانگو سب کچھ دوں گا۔ اور مجھ سے خواہش کرو میں تمہیں بہت کچھ دوں گا، فرمایا پھر جنتی بلا کلام کے دلوں میں یہ خواہش کریں گے

وراء حجاب حتى يرتفع سبعون حجابا كل حجاب
هو اشد نورا من الذي يليه سبعين ضعفا فيتجلى
لهم رب العزة عزوجل فيخرون له سجدا
ماشاء الله يقولون وهم ساجدون سبحانك
لك الحمد والتسبيح ابدا انجيتنا من النار
وادخلتنا الجنة فنعم الدار رضينا عنك الرضا
كله فارض عنا فيقول تبارك وتعالى قد رضيت
عنكم الرضا كله وليس هذا اوان عمل
ولكن هذا احين نضرة ونعيم فاسألوني
اعطكم وتمنوا على ازدكم قال فيتمنون من غير
ان يتكلموا فيتمنون ان يديم لهم ما اعطا
هم فيقول تعالى انى مديم لكم ما اعطيتكم
وزائدكم مثله قال فيرفعون رءوسهم
بالتكبير ولا يستطيعون ان يرفعوا ابصارهم
الى ربهم عزوجل من شدة نور رب العزة
وذلك المجلس يسمى شرقي قبة عرش رب
العالمين فيقول لهم رب العزة مرحبا يا عبادي
وجيراني واصفيائي واحبائي واوليائي وخيرتي
من خلقي واهل طاعتي قال فاذا بين يدي
عرش رب العزة منابر من نور من دون تلك
المنابر كراسي من نور من دون تلك الكراسي
الفرش ودون الفرش النمارق ودون النمارق
الزرابي قال فيقول لهم رب العزة هلم
اجلسوا على كرامتكم فيتقدم الرسل فيجلسون
على تلك المنابر ويتقدم الانبياء فيجلسون

کہ ہمیں دی ہوئی نعمتیں پائدار و دائمی ہوں حق تعالیٰ فرمائے گا کہ میں نے
تمہیں جو نعمتیں دی ہیں انہیں دوام بخش دیا ہے اور انکی مثل تم کو اور
بہت کچھ دینے والا ہوں پھر جنتی اللہ اکبر کہتے ہوئے اپنے سر اٹھائیں گے
اور رب العزت کے فرط نور کی وجہ سے نگاہیں اوپر نہ اٹھا سکیں گے کہ
رب العزت کو دیکھیں اس مجلس کو رب العالمین کے عرش کا مشرقی
قبہ کہا جاتا ہے ان سے رب العزت فرمائے گا اے میرے بندو میرے
پڑوسیو، میرے چنے ہوئے لوگو میرے دوستو، میرے ولیو، میری
مخلوق کے منتخب لوگو اور اے میرے اطاعت گزارو تمہیں یہ مسرت
مبارک ہو سو مرحبا، تعال تعال- فرمایا: رب العزت کے عرش کے
سامنے نور کے منبر ہوں گے اور ان کے قریب نور کی کرسیاں ہوں گی
اور کرسیوں کے فرش بچھے ہوئے ہوں گے فرشوں پہ گاؤ تکیے رکھے
ہوئے ہونگے اور گاؤ تکیوں کے پاس قالین بچھے ہوئے ہوں گے فرمایا
پھر ان سے رب العزت فرمائے گا آؤ اور اپنے اپنے حسب مراتب بیٹھ جاؤ
یہ سن کر رسول آگے بڑھیں گے اور منبروں پہ بیٹھ جائیں گے اور
علماء قالینوں پہ بیٹھ جائیں گے، فرمایا: پھر ان کے سامنے نور کی
میزیں رکھی جائیں گی جو یاقوت و مروارید سے مرصع ہونگی اور ہر میز
پر ستر ستر قسم کے کھانے ہونگے پھر رب العزت ایک خادم کو حکم
دیگا کہ اہل جنت کو کھانا کھلاؤ چنانچہ میز پر ستر ہزار مروارید و یاقوت
کے پیالے رکھے جائیں گے اور ہر پیالہ میں ستر ستر قسم کے کھانے ہوں
گے، فرمایا: پھر حق تعالیٰ فرمائے گا کہ اے میرے بندو کھانا تناول کرو
فرمایا پھر وہ ان میں سے جس قدر اللہ چاہے گا کھائیں گے فرمایا
پھر بعض بعض سے کہے گا کہ آج کا ہمارے گھر کا کھانا اس کھانے کے
سامنے خواب جیسا تھا یعنی کچھ بھی نہ تھا فرمایا: پھر رب العزت
اپنے خادموں سے فرمائیگا کہ میرے بندوں کو مشروبات پلاؤ چنانچہ
وہ ان کے پاس مشروبات لائیں گے اور جنت والے ان میں سے

علی تلک الکراسی ویقعد الصالحون فیجلسون علی
تلک الزرابی قال فتوضع لهم موائد من نور علی
کل مائدة سبعون لونا مکللة باللؤلؤ والیاقوت
قال فیقول رب العزة لحفدته اطعموهم فیضع
لهم علی کل مائدة سبعون الف صحفة من
درّ ویاقوت وفی کل صحفة سبعون لونا من
الطعام قال فیقول عزوجل کلوا یا عبادی قال
فیاکلون ما شاء الله من ذلک قال فیقول بعضهم
لبعض ان طعامنا الیوم الذی عند اهلنا عند
هذا احلم قال فیقول رب العزة لحفدته
اسقوا عبادی قال فیاتونهم بشراب فیشربون
منه فیقول بعضهم لبعض ان شرابنا عند هذا
الشراب حلم قال فیقول رب العزة لحفدته
اطعمتموهم وسقیتموهم ففکهوهم الآن
قال فیاتون بفاکهة فیاکلون منها فیقول
بعضهم لبعض ان فاکهتنا عند هذه لاحلم
قال فیقول رب العزة سبحانه اطعمتموهم
وفکهتموکم وسقیتموهم اکسوهم وحلوهم
قال فیاتونهم بکسوة وحلیة یکسونها
فیقول بعضهم لبعض ان کسوتنا وحلیتنا
عند هذه لاحلم قال فبینما هم جلوس علی
کراسیهم بعث الله عزوجل علیهم
ریحًا من تحت العرش تسمی المثیرة فاتیهم
بمسک وکافور من تحت العرش اشد بیاضا
من الثلج فتغبر ثیابهم ورؤسهم وجیوبهم

پیئں گے اور بعض بعض سے کہیں گے کہ ہمارے گھر مشروبات ان مشروبات
کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں فرمایا پھر رب العزت اپنے خدام سے فرمائے
گا کہ تم نے انہیں کھلا پلا دیا اب ان کو پھل کھلاؤ چنانچہ خدام ان کے
سامنے پھل لا کر رکھ دیں گے اور وہ ان پھلوں میں سے کھائیں گے اور
بعض بعض سے کہے گا کہ ہمارے گھروں کے پھل ان کے مقابلہ میں
کچھ بھی نہیں، فرمایا: پھر رب العزت فرمائے گا کہ تم نے میرے بندوں
کو کھلایا پلایا اور میوے دئے اب انہیں جوڑے اور زیورات
پہناؤ پھر خدام ان کے پاس جوڑے اور زیورات لائیں گے اور وہ
انہیں پہنیں گے اور بعض سے بعض کہے گا کہ ہمارے گھر کے جوڑے
اور زیورات ان کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں فرمایا کہ وہ ابھی کرسیوں
پر بیٹھے ہوئے ہوں گے کہ اچانک حق تعالٰی کے حکم سے ایک
ہوا چلے گی جو عرش کے نیچے سے آئیگی اسے مثیرہ کہا جاتا ہے یہ ہوا مشک
و کافور کی خوشبو میں بسی ہوئی ہوں گی وہ مشک برف سے زیادہ
سفید ہو گا اور ان کے کپڑوں، سروں اور گریبانوں کو خوشبو میں
بساتے ہوئے گزر جائے گی پھر ان سے کھانے کی میزیں مع تمام کھانوں
کے ہٹالی جائیں گی، سرور عالم صلعم نے فرمایا: پھر ان سے رب العزت
فرمائے گا اب مجھ سے سوال کرو میں تمہیں دوں گا اور فرمائشیں کرو
میں تمہاری فرمائشیں پوری کر دوں گا اور خواہش کرو میں تمہاری
خواہش پوری کروں گا سب یک زبان ہو کر کہیں گے، اے اللہ
اے ہمارے رب ہماری یہ خواہش ہے کہ آپ ہم سے راضی ہو
جائیں حق تعالٰی فرمائے گا: اے میرے بندو میں تم سے راضی ہوں
فرمایا: پھر وہ تکبیر و تسبیح کے ساتھ سجدوں میں گر پڑیں گے حق تعالٰی
فرمائے گا کہ اے میرے بندو سجدے سے اپنے اپنے سر اٹھاؤ یہ عمل
کا وقت نہیں یہ وقت تو لذت و نعمت کا ہے فرمایا: پھر وہ اپنے
سر اٹھائیں گے اور ان کے چہرے ان کے رب کے نور کی وجہ سے

فتطيبهم ثم ترفع عنهم الموائد مع عليها من
الطعام قال عليه الصلاة والسلام فيقول
لهم رب العزة سلوني الآن اعطكم وتمنوا
على ازدكم قال فيقولون باجمعهم اللهم ربنا
فانا نسالك رضاك عنا فيقول عزوجل انى قد
رضيت يا عبادى عنكم قال فيخرون له
سجدا بالتسبيح والتكبير فيقول رب العزة
يا عبادى ارفعوا رؤسكم ليس هذا حين
عمل هذا حين نظرة ونعيم قال فيرفعون
رؤسهم ووجوههم مشرقة من نور ربهم
قال فيقول رب العزة عزوجل انصرفوا
الى منازلكم قال فيخرجون من عند ربهم
ثم تلقاهم غلمانهم بدوابهم قال فيركب
كل واحد منهم على ناقته او برذونه و
يركب معه سبعون الف غلام على مثل
الذى يركب فيسير من شاء منهم بالسواد
الى داره ثم يسير معه سائرهم حتى يقدم
القصر الذى يريد قال فاذا جاء قصره فدخل
على زوجته قامت اليه فرحبت به وقالت
له حبيبى يا حبيبى جئتنى بحسن ونور وجمال وكسوة
وريح وحلية لم افارقك عليها قال فينادى
ملك من عند الرحمن عزوجل بصوت عال
فيقول يا اهل الجنة كذلك انتم ابدا
يجدد لكم النعيم قال والملائكة يدخلون
عليهم من كل باب سلام عليكم بما صبرتم

کھلے ہوئے ہونگے فرمایا: پھر رب العزت فرمائیگا اچھا اب اپنے اپنے گھر چلے جاؤ۔ فرمایا پھر یہ اپنے اپنے رب کے پاس سے نکلیں گے اور ان کا استقبال گھوڑوں پر سوار ہو کر اور ان کے لئے سواریاں لیکر غلمان کریں گے اور انہیں ان کی سواریاں دیں گے فرمایا پھر ان میں سے ہر ایک اپنے اونٹ یا خچر پر سوار ہوگا اور اس کے ساتھ ستر ستر ہزار غلام اسی کی جیسی سواریوں پر سوار ہو کر اس کے جلوس میں چلیں گے چنانچہ یہ پورا جلوس مل کر چلے گا اور جنتی اس جلوس کے ہمراہ اپنے گھر پہنچے گا پھر جب یہ اپنے قصر میں جائے گا اور اپنی بیوی کے کمرے میں رونق افروز ہوگا تو بیوی اسے خوش آمدید کہے گی اور محبت میں کہے گی اے میرے محبوب آپ میرے پاس تشریف لے آئے آپ تو انتہائی حسین و درخشاں بن کر آئے ہیں آپ پر غضب کا حسن و جمال ہے پر تکلف لباس و زیورات ہیں اور آپ سے خوشبو کی لپٹیں آ رہی ہیں جب آپ میرے پاس سے گئے تھے تو اس حسن و جمال اور خوبی و کمال میں نہ تھے فرمایا: پھر حق تعالیٰ جل مجدہ کی طرف سے بلند آواز سے ایک منادی اعلان کرے گا اے جنت والو تم ہمیشہ ہمیش اسی حال پر رہو گے اور تمہارے لئے اسی طرح ہمیشہ تازہ بتازہ نعمتوں کی تجدید کی جاتی رہے گی فرمایا: اور فرشتے ہر دروازے سے ان کے پاس جائیں گے اور کہیں گے کہ تمہارے صبر کرنے کی وجہ سے تم پر سلامتیاں ہوں لہٰذا یہ آخرت کا گھر کیسا اچھا ہے تمہارا پروردگار تم کو سلام فرماتا ہے ان فرشتوں کے ساتھ بہت سے کھانے، مشروبات، جوڑے اور زیورات ہوں گے جو ان کی خدمت میں پیش کئے جائیں گے۔

رسول اللہ صلعم فرمایا کرتے تھے کہ جنت میں سو درجے ہیں اور ہر دو درجوں کے درمیان ایک امیر ہے جس کی فضیلت و سرداری کو جنت والے مانتے ہیں ہر جنت میں سفید مشک اور زرد زعفران کے پہاڑ ہیں جب جنت والے کھانا کھا کر فارغ ہوتے ہیں تو انہیں

فنعم عقبی الدار ان ربکم یقرأ علیکم السلام ومعھم من الاطعمۃ والاشربۃ والکسوۃ والحلیۃ وکان صلی اللہ علیہ وسلم یقول انی فی الجنۃ مائۃ درجۃ مابین کل درجتین امیر یرون لہ الفضیلۃ والسودد فیھا جبال من مسک ابیض وزعفران اصفر اذا اکلوا طعامھم تجشوا اطیب من المسک فاذا شربوا شرابھم رشحت جلودھم لایتغوطون ولا یبھرقون الماء ولا یبصقون ولا یتمخطون ولا یمرضون ولا یتصدعون وکان صلی اللہ علیہ وسلم یقول اھل الجنۃ اعلاھم واسفلھم یتغدون متکئین ساعتین ویتفاضلون ساعتین ویحمدون خالقھم اربع ساعات ویتزاورون ساعتین وفیھا لیل ونھار وظلمۃ لیلھا اشد بیاضا من نھار الیوم سبعین جزاء وکان صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان ادنی اھل الجنۃ عطیۃ من لو نزل علیہ الانس والجن لکان عندہ من الکراسی والفرش والنمارق والزرابی ما یجلسون ویتکئون علیہ ولیفضل علیھم من الموائد والصحائف والخدم والطعام والشراب الا کقدر ما اصاب رجلا واحدا وکان صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان جذوع الشجر ذھب ومنھا فضۃ ومنھا یاقوت ومنھا زبرجد وسعفھا مثل ذلک وورقھا کأحسن حلل رآھا احد

ڈکار آتی ہے جس کی خوشبو مشک کی خوشبو کو شرماتی ہے اور مشروبات پی کر مشک جیسا پسینہ آتا ہے جنتی بول و براز سے محفوظ ہیں نہ انہیں تھوک، رینٹھ اور بلغم آتا ہے نہ بیمار پڑتے ہیں اور نہ دوسروں کی شکایت پیدا ہوتی ہے نبی صلعم فرمایا کرتے تھے: جنت کے ہر طبقہ والے ٹیک لگا کر صبح کا کھانا دو ساعتوں میں کھاتے ہیں اور دو ساعت تک معاملہ کرتے ہیں اور چار ساعت اپنے خالق کی مجد کا اظہار کرتے ہیں اور دو ساعت تک ملاقاتیں کرتے ہیں جنت میں دن بھی ہیں اور راتیں بھی، جنت کی رات کی تاریکی بھی آج کے دن کی روشنی سے ستر گنا زیادہ روشن ہے۔ رحمت عالم صلعم فرمایا کرتے تھے کہ جنت کے معمولی اور ادنے اشخص کے عطیات اس قدر ہوں گے کہ اگر تمام انسان اور جن اس کے مہمان ہوں تو اس کے پاس اتنی کرسیاں، فرش، گاؤ تکئے اور قالین ہوں گے کہ سب ان پر ٹیک لگا کر آرام سے بیٹھ سکیں گے اور دستر خوان، پیالے خدام اور طعام و شراب سب کے لئے کافی ہوں گے بلکہ بچ بھی جائیں گے، رحمت عالم صلعم فرمایا کرتے تھے کہ جنت کے درختوں کے تنے سونے کے، چاندی کے، یاقوت کے، اور زبرجد کے ہیں اور ان کی شاخیں بھی اپنے اپنے تنہ کی طرح ہیں اور پتے انتہائی خوبصورت زیور کی طرح ہیں اور ان کے پھل مکھن سے زیادہ نرم اور شہد سے زیادہ میٹھے ہیں ہر درخت کا ارتفاع پانسو سال کی مسافت کا ہے اور جڑ کی موٹائی ستر سال کی مسافت کی ہے جب جنتی نگاہ اٹھا کر اسے دیکھے گا تو اس کی نگاہ اس کی سب سے اونچی شاخوں تک اور اس کے پھلوں تک پہنچ جائے گی اور ہر درخت پر ستر ہزار قسم کے پھل ہیں اور ہر پھل کا ذائقہ جدا گانہ ہے جب جنتی کو اس کے کسی پھل کی خواہش ہوتی ہے تو وہ شاخ جس پر وہ پھل لگا ہوا ہے جس کی جنتی کو

وثمرها الين من الزبد واحلى من العسل
طول كل شجرة منها خمسمائة عام وغلظ اصلها مسيرة
سبعين عاما اذا رفع الرجل منهم بصره نظر الى اقصى فرع من
الشجرة ورمانيها من الثمار وان على كل شجرة سبعين الف نوع
من الثمار وليس منها لون على طعم الآخر اذا اشتهى شيئا من تلك
الالوان انحنت له تلك الشعبة التي فيها تلك
الثمرة التي اشتهى من مسيرة خمسمائة عام
او مسيرة خمسين عاما او دون ذلك حتى
ياخذها بيده ان شاء فان عجز ان ياخذها
بيده فتح فاه فدخلت فيه فاذا قطف
منها شيئا احدث الله مكانها احسن
منها واطيب فاذا اصاب منها حاجته
واكتفى رجعت الشعبة حيث كانت ومنها
شجرة لا تثمر ولكن فيها اكمام فيها حرير
وحلل وسندس وزخرف وعبقري ومنها
شجرة لها اكمام فيها المسك والكافور
وكان صلى الله عليه وسلم يقول اهل الجنة
يرون ربهم كل يوم جمعة وكان صلى الله
عليه وسلم يقول لو ان اكليلا من الجنة
دلى من السماء لذهب بضوء الشمس
وكان صلى الله عليه وسلم يقول ان فى
الجنة قصورا فى كل قصر منها اربعة
انهار ماء معين ولبن معين وخمر معين
وعسل معين اذا شرب منه شيئا صار
ختامه مسكا ولا يشربون منها شيئا

خواہش ہے جنتی کے سامنے پانسو سال کی مسافت سے یا پچاس سال کی
مسافت سے یا اس سے کم کی مسافت سے جھک کر آجاتی ہے حتیٰ کہ
وہ اگر چاہے تو خود اپنے ہاتھ سے اسے توڑ لے۔ اگر وہ کسی وجہ سے
اسے توڑنے سے قاصر ہے تو اپنا منہ کھول لے گا اور وہ پھل اس
کے منہ میں چلا جائے گا پھر جب جنتی پھل توڑ لیتا ہے تو حق تعالیٰ
اس جگہ سے بہتر اور عمدہ پھل پیدا کر دیتا ہے جب جنتی اپنی ضرورت
پوری کر لیتا ہے تو شاخ اُٹھ کر اپنی جگہ چلی جاتی ہے بعض درختوں
پر پھل نہیں آتے مگر ان میں گول گول گھنڈیاں بندھ جاتی ہیں (جیسے
کپاس کے درخت میں ڈوڈے آتے ہیں اور کھل جانے پر ان سے
کپاس نکلتی ہے) ان گھنڈیوں سے ریشم، ریشمین جوڑے مہین ریشم
دبیز ریشم اور نفیس و عمدہ ریشم نکلتا ہے اور بعض درختوں کے
غنچوں سے مشک اور کافور نکلتے ہیں۔ سرور عالم صلعم فرمایا کرتے
تھے کہ جنت والے ہر جمعہ کے دن اپنے پروردگار کو دیکھیں گے آپ
فرمایا کرتے تھے کہ اگر جنت کا ایک تاج آسمان سے لٹکا دیا جائے
تو سورج کی روشنی ماند ہو کر رہ جائے آپ فرمایا کرتے تھے کہ
جنت میں محل ہیں ہر محل میں چار چار نہریں جاری ہیں ایک نہر صاف
شفاف پانی کی ایک خالص دودھ کی ایک نتھری ہوئی شراب کی
اور ایک صاف شہد کی جب جنتی ان میں سے پی چکتا ہے تو اخیر
میں مشک جیسی خوشبو آتی ہے جنتی ان نہروں میں سے کسی نہر کا مشروب
نہیں پیتے جب تک یہ مشروب جنت کے کسی چشمہ کے مشروب سے
نہ ملایا جائے جنت میں ایک چشمہ زنجبیل (سونٹھ) کا ہے دوسرا
تسنیم ہے اور تیسرا کافور کا ہے حق تعالیٰ کے مقرب و خاص بندے
انہیں چشموں کا خالص مشروب پیتے ہیں۔ رحمت عالم صلعم
فرمایا کرتے تھے کہ اگر اللہ تعالیٰ یہ فیصلہ فرما دیتا کہ آپس میں
ایک دوسرے کے جام سے پیا کرو تو کوئی کبھی بھی اپنا جام اپنے

حتی یمزج من عیون فی الجنۃ اسم احدھا الزنجبیل
والاخری تسنیم والاخری کافور وإن
المقربین یشربون منہا صرفا وکان صلی اللہ
علیہ وسلم یقول لولا ان اللہ قضی بینہم
انہم یتنازعون الکأس بینہم ما رفعوھا
من افواھھم ابدا وکان صلی اللہ علیہ وسلم
یقول ان اھل الجنۃ یتزاورون علی مسیرۃ
مائۃ الف عام وفوق ذلک فاذا رجعوا من
عند اخوانہم فلھم اھدی الی منازلھم من
احدکم الی منزلہ وکان صلی اللہ علیہ وسلم
یقول ان اھل الجنۃ اذا زاروا ربھم عزوجل
وارادوا الانصراف یعطی کل رجل منھم رمانۃ
خضراء فیہا سبعون حبۃ لکل حبۃ سبعون
لونا لیس منہا حبۃ علی لون الاخری فاذا
انصرفوا من عند ربھم عزوجل مروا فی
اسواق الجنۃ لیس فیہا بیع ولا شراء وفیہا
من الحلی والحلل والسندس والاستبرق و
الحریر والزخرف والعبقری من در و یاقوت
واکالیل معلقۃ فیاخذون من تلک الاسواق
من ھذہ الاصناف ما یطیقون حملہ ولا
ینقص من اسواقہا شیء وفیہا صور کصور
الناس من احسن ما یکون مکتوب علی نحر
کل صورۃ منہا من تمنی ان یکون حسنہ
علی حسن صورتی جعل اللہ حسنہ علی
صورتی فمن تمنی ان یکون حسن وجہہ علی

منہ سے نہ ہٹاتا، نبی صلعم فرمایا کرتے تھے کہ جنتی ایک ہزار سال کی یا اس سے زیادہ کی مسافت سے ایک دوسرے کی زیارت کریں گے پھر جب اپنے بھائیوں کے پاس واپس آئیں گے تو وہ سیدھے اپنے محل پہنچ جائیں جیسے دنیا میں ہر شخص اپنے گھر پہنچ جاتا ہے اس سے زیادہ جنتی اپنے محل کو پہچانیں گے۔

نبی اکرم صلعم فرمایا کرتے تھے کہ جب جنتی رب کے دیدار سے فارغ ہو کر واپس ہونا چاہیں گے تو ہر ایک کو ایک سبز انار دیا جائے گا جس میں ستر دانے ہوں گے اور ہر دانہ کے ستر ستر رنگ ہوں گے اور ہر دانہ کے جدا گانہ رنگ ہوں گے پھر جب یہ اپنے پروردگار عزاسمہ کے پاس سے واپس آئیں گے تو جنت کے بازاروں میں سے گزریں گے جن میں خرید و فروخت نہیں ہوتی وہاں زیورات، جوڑے، مہین و دبیز ریشم، ریشم، مزین و منقش ریشم عمدہ عمدہ موتی، یاقوت اور تاج قرینہ سے دکانوں میں سجے رہتے ہیں بھی اپنی خواہش کے مطابق ان چیزوں میں سے چیزیں اٹھا کر لیجائیں گے اور دکانوں کی چیزوں میں کوئی فرق نہیں آئیگا اور نہ کمی پیدا ہوگی وہاں لوگوں کی تصویروں کی طرح خوبصورت تصویریں بھی ہوں گی ہر تصویر کے سینہ پر لکھا ہوا ہوگا اگر کوئی میری صورت جیسے حسن کا آرزومند ہو تو حق تعالٰے اسے میرا جیسا حسن عطا فرما دیگا، فرمایا: پھر جنتی اپنے گھر جائیں گے اور راہ میں ان سے غلمان ملیں گے وہ قطار باندھے کھڑے ہونگے اور خوش آمدید وسلام کرینگے اور ہر ایک دوسرے کو اس کی آمد کی بشارت دیتا ہے حتے کہ یہ بشارت اس کی بیوی کو بھی مل جاتی ہے اور وہ خوشی میں اس کے استقبال کے لئے خوش آمدید کہنے کے لئے اور خیر مقدم وسلام کرنے کے لئے محل کے دروازے پر آ کھڑی ہوتی ہے اور اپنے شوہر کو گلے سے لگا لیتی ہے اور وہ اسے

تلك الصورة جعله الله على تلك الصورة قال
ثم ينصرفون الى منازلهم فيلقاهم غلمانهم
صفوفاً قياماً بالترحيب والتسليم فيبشر كل واحد
منهم صاحبه الذى يليه حتى تبلغ البشرى
زوجته ثم يستخفها الفرح حتى تقوم اليه
فتستقبله عند بابه بالترحيب والتسليم فتعانقه
وليعانقها فيدخلان جميعاً معتنقين وكان صلى الله
عليه وسلم يقول لو ان امراة من نساء اهل الجنة
برزت لم يرها ملك مقرب ولا نبى مرسل الا
افتتن بحسنها وكان صلى الله عليه وسلم يقول
ان آخر شراب يشربه اهل الجنة على اثر طعامهم
شراب يقال له طهور دهاق فاذا شرب منه
شربة هضم طعامهم وشرابهم فيجعله كالمسك
وجشاه المسك ولا يكون فى بطونهم اذى فاذا
شربوا اشتهوا الطعام فهذا دأبهم ابداً و
كان صلى الله عليه وسلم يقول ان دواب اهل
الجنة خلقن من ياقوت ابيض وكان صلى الله
عليه وسلم يقول هن ثلاث جنات الجنة وعدن
ودار السلام الجنة اصغر من جنة عدن
بسبعمائة ألف ألف جزء وان قصور الجنة
ظاهرها من ذهب وباطنها من زبرجد و
ابرجتها من ياقوت احمر وشرفاتها نظام
اللؤلؤ وكان صلى الله عليه وسلم يقول ان الرجل
من اهل الجنة ليتمتع عند زوجته النكاة
الواحدة مقدار سبعمائة عام ما يتحول ثم

گلے سے لگا لیتا ہے اور دونوں بغلگیر ہو کر محل کے اندر جاتے ہیں۔
رحمت عالم صلعم فرمایا کرتے تھے: اگر جنت کی کوئی عورت ظاہر
ہو جائے تو اگر اسے کوئی مقرب فرشتہ اور کوئی اولوالعزم پیغمبر بھی
دیکھے تو فتنہ میں پڑے بغیر نہ رہے ؎
قیامت ہیں بانکی ادائیں تمہاری ؛ ادھر آؤ لے لوں بلائیں تمہاری
سرور عالم صلعم نے فرمایا کھانا کھانے کے بعد جنت والوں کا آخری
مشروب جسے وہ پئیں گے طہور دہوق ہوگا اس شراب کے ایک ہی
گھونٹ سے کھایا پیا سب ہضم ہو جاتا ہے اس میں مشک جیسی خوشبو
ہے ڈکار بھی مشک کی خوشبو میں لپٹی ہوئی آئے گی اور پیٹ کا میل
کچیل پاک کرنے والی ہوگی جب جنتی یہ شراب پی لیں گے تو فوراً بھوک
لگے گی اہل جنت کا ہمیشہ ہمیش یہی حال رہے گا۔ نبی اکرم صلعم فرمایا
کرتے تھے کہ حق تعالیٰ نے جنت والوں کے چوپائے سفید یاقوت سے
بنائے ہیں، رحمت عالم صلعم فرمایا کرتے تھے کہ تین جنتیں ہیں، جنت
جنت عدن اور جنت دار السلام جنت ، جنت عدن سے سات لاکھ
حصے کم ہے اور جنت کے محل باہر سے سونے کے ہیں اور اندر سے زبرجد
کے ہیں اور جنت کے برج سرخ یاقوت کے ہیں اور کنگرے موتیوں کی
لڑیوں سے بنائے گئے ہیں آپ فرمایا کرتے تھے کہ جنتی اپنی بیوی کے
پاس ایک کروٹ میں بقدر سات سو سال کے لذت اندوز رہتا ہے
اور کروٹ نہیں بدلتا پھر اسے اس کی دوسری بیوی اس سے اچھے محل
میں سے آواز دیتی ہے کہ اے حبیب اب ہماری باری کا وقت آگیا ہے
پوچھتا ہے: آپ کون ہیں؟ وہ عرض کرتی ہے میں ان نعمتوں میں سے
ہوں جن کے بارے میں حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ انسان کو معلوم نہیں کہ
اس کے لئے آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچانے والی کیا کیا نعمتیں چھپا کر
رکھی گئی ہیں، یہ سن کر جنتی اس کے پاس چلا جاتا ہے اور اس کے
پاس بھی بقدر سات سو سال کے ٹھہرتا ہے اور اس کے پاس کھانا

تناديه زوجته الاخرى من القصر احسن منها
يا اخى قد آن لك ان تكون لنا منك دولة
فيقول الرجل من انت ؟ فتقول انا من التى
يقول الله عزوجل فلا تعلم نفس ما اخفى
لهم من قرة اعين فيتحول اليها فيمكث
عندها مقدار سبعمائة عام ياكل ويشرب و
يباضعها وكان صلى الله عليه وسلم يقول
ان فى الجنة لشجرة يسير الراكب فى ظلها
سبعمائة عام ما يقطعها تجرى من تحتها
الانهار وان على كل غصن من غصونها
مدائن مبنية طول كل مدينة منها عشرة
آلاف ميل وان ما بين كل مدينة الى الاخرى
كما بين المشرق والمغرب وان عيون السلسبيل
لتجرى من تلك القصور الى تلك المدائن
وان الورقة منها لتظل الامة الكبيرة
العظيمة وكان صلى الله عليه وسلم يقول
ان الرجل من اهل الجنة اذا دخل على زوجته
قالت والذى هو اكرمنى بك ما فى الجنة
شئ هو احب الى منك قال فيقول لها
ايضا مثل ذلك قال وكان صلى الله عليه
وسلم يقول ان فى الجنة ما لا يصفه الواصفون
ولا يخطر على قلوب العالمين ولا تسمع
به آذان الواعين وفيها ما لم تره عيون
المخلوقين وكان صلى الله عليه وسلم يقول
ان الله عزوجل ينزل المتحابين فيه فى جنة

پہنچتا ہے اور اس کے وصل سے لطف اندوز ہوتا ہے۔

رحمت عالم صلعم فرمایا کرتے تھے کہ جنت میں ایک درخت ہے جس کی چھاؤں ایک سوار سات سو برس تک چل کر بھی طے نہیں کر سکتا اس کے نیچے نہریں جاری ہیں اور اس کی ہر شاخ میں متعدد شہر بسے ہوئے ہیں اور ہر شہر دس ہزار میل میں پھیلا ہوا ہے اور ایک شہر سے دوسرے شہر تک مشرق سے لیکر مغرب کے برابر فاصلہ ہے اور سلسبیل کے چشمے ان محلوں سے ان شہروں تک جاتے ہیں اس کا ایک پتہ ایک بڑی اور عظیم جماعت پر سایہ کرتا ہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ جب جنتی اپنی بیوی کے پاس جائے گا تو وہ عرض کریگی اس کی قسم جس نے تم کو مجھے عطا فرما کر مجھے عزت بخشی ہے جنت کی کوئی چیز تم سے زیادہ مجھے پیاری نہیں اور یہ بھی اپنی بیوی سے انہیں الفاظ میں اظہار محبت کریں گے۔ راوی کہتا ہے کہ رسول اللہ صلعم فرمایا کرتے تھے کہ جنت میں وہ وہ نعمتیں ہیں جن کو بیان کرنے والے بیان نہیں کر سکتے اور دنیا والوں کے دلوں میں ان کا تصوّر بھی نہیں اور نہ سننے والوں کے کانوں نے ان کا حال سنا ہے اور جنت میں وہ چیزیں ہیں جن کو مخلوق کی آنکھوں نے کبھی نہیں دیکھا

رحمت عالم صلعم فرمایا کرتے تھے کہ حق تعالیٰ جل مجدہٗ ان دو شخصوں کو جو صرف اللہ تعالیٰ کے لئے زیبا ہیں ایکدوسرے سے محبت کرتے تھے، سرخ یاقوت کی بالائی منزل پر جنت عدن میں جگہ عطا فرمائے گا جسکی لمبائی (طول وعرض) ستر ہزار سال کی مسافت ہے اور اس میں ستر ہزار گھر ہیں ہر گھر میں ایک عالیشان محل ہے یہ بالاخانے جنت والوں کے محلوں سے اوپر ہیں اور ان کے دروازوں پر نورانی تحریر میں یہ لکھا ہوا ہے یہ لوگ اللہ کی رضا کے لئے آپس میں محبت کرنے والے تھے جب ان میں سے کوئی اپنے محل سے جنت والوں کو جھانک کر دیکھتا ہے تو اس کے چہرے کی روشنی سے جنت والوں کے محل جگمگا جاتے ہیں جیسے سورج کی روشنی سے زمین والوں کے گھروں میں روشنی

عدن على عمود من ياقوتة حمراء غلظها مسيرة
سبعين الف عام على سبعين الف بيت لكل
بيت قصر مشرفين على اهل الجنة مكتوب
على جباههم كتاب من نور هؤلاء المتحابون
فى الله اذا اطلع احدهم من قصره الى اهل
الجنة ملا نور وجهه قصور اهل الجنة
كما تملا الشمس بيوت اهل الارض فينظر
اهل الجنة وجهه فيقول بعضهم لبعض
هذا من المتحابين فى الله عزوجل فاذا
وجهه مثل القمر ليلة البدر وكان صلى الله
عليه وسلم يقول ان فضل حسن الرجل على
حسن الخادم من اهل الجنة كمثل القمر
ليلة البدر على النجوم وكان صلى الله عليه
وسلم يقول ان نساء اهل الجنة يتغنين عند
آخر طعامهم باصوات لذيذة ممدودة يقلن
نحن الخالدات فلا نموت ابدا ونحن الآمنات
فلا نخاف ابدا ونحن الراضيات فلا نسخط
ابدا ونحن الشابات فلا نهرم ابدا ونحن
الكاسيات فلا نعرى ابدا ونحن الخيرات
الحسان ازواج قوم كرام وكان صلى الله
عليه وسلم يقول ان طير الجنة له سبعون
الف ريشة لكل ريشة منها لون ليس يشبه
الآخر اعظم كل طير منها ميل فى ميل
اذا اشتهى المومن شيئا منها اتى به فوضع
فى جوف الصحفة فانتفض فوقع منه سبعون

پھیل جاتی ہے پھر جنت والے اس کا درخشندہ چہرہ دیکھتے ہیں اور آپس میں کہتے ہیں کہ یہ ان میں سے ایک ہیں جو دنیا میں صرف اللہ کے لئے باہم دوست تھے پھر یکایک ان کے چہرے بھی چودھویں رات کے چاند کی طرح جگمگا اٹھتے ہیں۔ رحمت عالم صلعم فرمایا کرتے تھے کہ جنتی کا حسن و جمال اپنے خادم کے حسن و جمال کی بہ نسبت ایسا ہے جیسے بدر کی روشنی بہ نسبت تاروں کے ہوتی ہے، سرور عالم صلعم فرمایا کرتے تھے کہ جنت والوں کی بیویاں کھانا کھانے کے بعد انتہائی پیاری لمبی اور رس بھری آواز میں ان الفاظ میں یہ نظم پڑھتی ہیں ؎

مرغِ شاخِ درختِ لاہوتیم ✤ گوہرِ دُرجِ گنجِ اسراریم
بہ امیدِ عبیرِ خاکِ درشش ✤ فارغ از نافہائے تاتاریم
؎
ہم زندۂ جاوید ہیں ہم پہ فنا کا شر نہیں ✤ پُر امن ہیں بے خوف ہیں ہم کو کسی کا ڈر نہیں
ہم خوش ہیں ہرگز ممکن نہیں ناخوش ہوں یا ناراض ہوں ✤ ہم دائمی ہیں نوجواں پیری کا بس ہم پر نہیں
شاہانہ ملبوسات سے آراستہ ہر دم ہیں ہم ✤ ہم خوبصورت نیک خو بدخوئی کی خو گر نہیں
ہم مہ جبین و دلربا و لطیف ہیں ان حضرات کی
جو اولیاء اللہ ہیں ان سے کوئی برتر نہیں

رحمت عالم صلعم فرمایا کرتے تھے کہ جنت کے پرندے کے ستر ہزار پر ہوتے ہیں اور ہر پر جداگانہ رنگ کا ہوتا ہے کوئی پر دوسرے پر کے مشابہ نہیں ہوتا ہر پرندے کی جسامت ایک میل لمبی اور ایک میل چوڑی ہے اگر مومن کسی پرندے کو شکار کرنا چاہے گا تو فوراً فرشتے اسے لا کر پیالہ کے اندر رکھ دیتے ہیں پھر وہ پھڑ پھڑاتا ہے تو ستر قسم کے پکے ہوئے بھنے ہوئے اور طرح طرح کے کھانے اس کے پروں سے پیالوں میں آموجود ہوتے ہیں جن کا مزا من سے زیادہ عمدہ اور نرمی مکھن سے زیادہ اور سفیدی دہی سے کہیں بڑھی ہوئی ہوتی ہے پھر جب جنتی ان میں سے سیر ہو کر کھا چکتا ہے تو پھر وہ پرندہ پر جھاڑ کر اڑ جاتا ہے اور اس کا کوئی پر

لونا من الطعام من نحو طبیخ وشیء والوان شتی طعمها اطیب من المن ولبنها الین من الزبد وبیاضها اشد بیاضا من المخیض فاذا اکل منها انتفض وطار ولم تنقص منها ریشۃ تطیر وھم ومراکبھم ترعی فی ریاض الجنۃ حول قصورھم وکان صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان اھل الجنۃ یعطیھم اللہ تعالٰی خواتیم من ذھب یلبسونھا وھی خواتیم الخلد ثم یعطیھم خواتیم من در ویاقوت ولؤلؤ وذلک اذا زاروہ فی دار السلام وکان صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان اھل الجنۃ اذا زاروا ربھم اکلوا وشربوا وتمتعوا قال یقول رب العزۃ عزوجل یا داود مجدنی بصوتک الحسن فیمجدہ ماشاء اللہ تعالٰی من ذلک فلا یبقی شیء فی الجنۃ الا انصت لحسن صوتہ ولذاذتہ ثم یحبوھم رب العزۃ عزوجل بالکسوۃ والحلیلۃ ثم ینصرفون الی اھلیھم وکان صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان لکل رجل من اھل الجنۃ شجرۃ یقال لھا طوبی فاذا اراد احدھم ان یلبس الکسوۃ المرتفعۃ انطلق الی طوبی فتفتحت لہ اکمامھا وھی ستۃ الوان فی کل واحد منھا سبعون لونا لیس منھا ثوب لونہ علی لون الآخر ولا علی وشیہ فیاخذ من ای ذلک شاء وکان صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان ازواج اھل

نہیں جھڑتا للذا جنتیوں کے پرندے اور سواریاں جنت میں اور ان کے قصروں کے آس پاس چرتی ہیں نبی اکرم صلعم فرمایا کرتے تھے کہ حق تعالٰی شانہٗ جنت والوں کو پہننے کے لیے سونے کی انگوٹھیاں عطا فرمائے گا جن کو وہ ہمیشہ پہنے رہیں گے پھر حق تعالٰی انہیں ہیرا اور یاقوت اور موتی کی انگوٹھیاں عطا فرمائے گا جب وہ حق تعالٰی کا دارالسلام میں دیدار فرمائیں گے۔ رحمت عالم صلعم فرمایا کرتے تھے کہ جب جنت والے اپنے رب کی زیارت کریں گے تو کھاتے پیتے اور فائدہ اٹھاتے ہیں فرمایا: رب العزت جل مجدہٗ فرمائیگا: داؤد! اپنی پیاری سی آواز میں میری عظمت بیان کر۔ حضرت داؤد اس حکم کی فوراً تعمیل فرمائیں گے اور جب تک اللہ کو منظور ہوگا اس کی حمد و تمجید بیان کریں گے تو جنت کی ہر چیز ان کی رس بھری اور کیف انگیز آواز سن کر خاموش ہو جائیگی پھر رب العزت اہل جنت کو خلعت و زیور عطا فرمائے گا پھر یہ لوگ اپنے اپنے گھر آجائیں گے

رحمت عالم صلعم نے فرمایا کہ ہر جنتی کے لیے جنت میں ایک درخت ہے جسے طوبیٰ کہا جاتا ہے جب کوئی شخص بیش قیمت اور عمدہ لباس کا خواہشمند ہوتا ہے تو طوبیٰ کے پاس چلا جاتا ہے اور اس کے لئے اس کے غنچے کھل جاتے ہیں ہر غنچہ میں چھ خانے ہوتے ہیں جن کے رنگ جداگانہ ہوتے ہیں اور ہر خانہ میں ستر مختلف رنگوں کے لباس ہوتے ہیں اور ہر ایک کا ڈیزائن اور نقش و نگار علیحدہ ہوتے ہیں اور گل لالہ سے بھی زیادہ نرم و نازک ہوتے ہیں جنتی جس لباس کو پسند کرتا ہے وہی لے لیتا ہے۔

رحمت عالم صلعم فرمایا کرتے تھے کہ جنت والوں کی بیویوں کے سینوں پر لکھا ہوا ہوتا ہے کہ آپ میرے محبوب ہیں اور میں آپ کی محبوبہ ہوں آپ سے میں ہٹنے والی اور کوتاہی کرنے والی نہیں آپکی طرف سے میرے دل میں کسی قسم کی کدورت نہیں جب جنتی اپنی بی

الجنۃ مکتوب فی نحر کل امرأۃ منھن
انت حبیبی وانا حبیبتک لیس عنک معدل
ولا عنک مقصر ولیس لک فی قلبی غل ولا
غش فینظر الرجل الی نحر زوجتہ فیری سواد
کبدھا من وراء عظمھا ولحمھا فکبدہ لھا
مرآۃ وکبدھا لہ مرآۃ ولا یعیبھا ذلک الا
کما یعیب الیاقوت السلک فیہ بیاضھن کبیاض
المرجان وصفاؤھن کصفاء الیاقوت قال اللہ
عزوجل کأنھن الیاقوت والمرجان وکان
صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان اھل الجنۃ علی
النوق والبراذین یقع خف احداھن عند
اقصی طرفھا وموضع حافر ذلک البرذون عند
اقصی طرفہ خلقت من در ویاقوت عظم کل
دابۃ منھن سبعون میلا ازمۃ النوق والبراذین
حلق اللؤلؤ والزبرجد۔

فصل: فی قولہ عزوجل فوقاھم اللہ شر
ذلک الیوم ولقاھم نضرۃ وسرورا الی آخر
صفۃ اھل الجنۃ اما قولہ فوقاھم اللہ شر
ذلک الیوم یعنی یوم القیامۃ یقیھم فیہ
شدۃ الحساب وھول جھنم اذا جیٔ بھا فی
عرصات القیامۃ یقودھا تسعۃ عشر خازنا
من الملائکۃ مع کل خازن منھم سبعون
الف ملک اعوان لہ غلاظ شداد کالحۃ
انیابھم اعینھم کالجمر والوانھم کلھب
النار یفور من مناخرھم لھب ودخان عال

بیوی کے سامنے نگاہ ڈالتا ہے تو اس کی ہڈیاں اور گوشت سے اس کا جگر نظر آجاتا ہے لہٰذا بیوی کا جگر مرد کے لئے اور مرد کا جگر بیوی کے لئے آئینہ ہے اسے اپنی حور کا جگر اس کے جسم کے اندر اسی طرح دکھائی دیتا ہے جیسے یاقوت میں پرویا ہوا دھاگہ دکھائی دیتا ہے۔ مرجان کی طرح ان کا بدن گورا ہے اور یاقوت کی آب وتاب کی طرح ان پہ آب وتاب ہے حق تعالےٰ شانہ نے فرمایا گویا وہ یاقوت اور مرجان (مونگا) ہیں۔

سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ جنت والوں کی سواریاں اونٹ اور گھوڑے ہوں گے ہر اونٹ کا پاؤں ہر گھوڑے کا کھر منتہائے نگاہ تک پڑتا ہے یہ موتیوں اور یاقوت سے پیدا کئے گئے ہیں اور ہر جانور کی جسامت ستر میل ہے اونٹوں کی نکیل اور گھوڑوں کی لگامیں مروارید وزبرجد سے بنی ہوئی ہیں حق تعالیٰ شانہ ہمیں بھی اپنی نوازشوں اور کرم فرمائیوں سے جنت الفردوس عطا فرمائے، آمین۔

حق تعالیٰ کا مومنوں کا خیر مقدم فرمانا حق تعالیٰ جل شانہ نے فرمایا پھر انہیں (مومنوں کو) اللہ تعالیٰ اس دن کی برائی سے بچالے گا اور ان سے خندہ پیشانی اور مسرت سے ان سے ملاقات فرمائے گا۔ دن سے قیامت کا دن مراد ہے اور برائی سے حساب کی سختی اور جہنم کے ہول مراد ہیں جب کہ دوزخ کو ۱۹ خازن قیامت کے میدان میں کھینچ کر لائیں گے اور ہر خازن کے ساتھ ستر ستر ہزار معاون ہونگے جو سنگدل اور طاقتور ہوں گے جن کے دانت باہر کو نکلے ہوئے ہونگے، آگ کے انگاروں کی طرح آنکھیں ہوں گی، آگ کے شعلوں کی طرح رنگ ہوں گے ان کے نتھنوں سے انگارے اور دھواں نکلے گا جو کافی بلند ہوگا یہ فرشتے حق تعالیٰ کے حکم کی بجا آوری

مستعدین لامر الجبار تبارک وتعالٰی فیقودھا کل خازن واعوانہ بوثاق وسلسلۃ عظیمۃ فتارۃ یمشون عن یمینھا واخری عن شمالھا ومرۃ من ورائھا بید کل ملک منھم مقمع من حدید یصیحون بھا فتمشی ولھا زفیر وشھیق ووعث وظلمۃ ودخان وقعقعۃ ولھب عال من شدۃ غضبھا علی اھلھا فینصبونھا بین الجنۃ والموقف فترفع طرفھا فتنظر الی الخلائق ثم تجمح الیھم لتاکلھم فتحبسھا الخزنۃ بسلاسلھا ولو ترکت لاتت علی کل مؤمن وکافر، فاذا رأت انھا قد حبست عن الخلائق فارت فورۃ شدیدۃ کادت تمیز من الغیظ ثم شھقت الثانیۃ فسمعت الخلائق صوت صریف اسنانھا فارتعدت عند ذلک الافئدۃ وانخلعت القلوب وطارت الافئدۃ وشخصت الابصار وبلغت القلوب الحناجر ثم تزفر زفرۃ فلا یبقی ملک مقرب ولا نبی مرسل ولا احد ممن شھد الموقف الاجثا علی رکبتیہ ثم تزفر اخری فلا تبقی قطرۃ فی عین احد الا ندرت ثم تزفر الثالثۃ فلو کان لکل آدمی ادجنی عمل اثنین وسبعین نبیا لظنوا انھم مواقعوھا لا ینجون منھا ثم تزفر الرابعۃ فلا یبقی شیء الا انقطع کلامہ ویتعلق جبریل ومیکائیل وخلیل الرحمٰن عزوجل بالعرش یقول کل واحد منھم نفسی نفسی لا اسالک غیرھا

کے لئے ہر وقت کمر بستہ اور تیار رہتے ہیں دوزخ کو تمام خازن اور ان کے معاونین مضبوط رسیوں اور عظیم زنجیر سے جکڑ لائیں گے اور اس کے کبھی دائیں کبھی بائیں اور کبھی پیچھے پیچھے چلیں گے ہر فرشتہ کے ہاتھ میں لوہے کا گرز ہوگا اس سے دوزخ کو کرکٹ کہہ ہانکیں گے پھر وہ چیختی چلاتی اور شور و غل مچاتی ہوئی چلے گی اور غصہ میں بھری ہوئی ہوگی اور تاریکی اور دھوئیں سے اٹی ہوئی ہوگی اور دانت پیستی ہوگی اور اہل جہنم پر فرط غضب کی وجہ سے اس کے شعلے آسمان سے باتیں کرتے ہونگے فرشتے اسے جنت و موقف کے درمیان نصب کر دیں گے پھر یہ نگاہ اٹھا کر موقف والوں کو دیکھے گی پھر ان کی طرف انہیں کھانے کے لئے تیزی سے لپکے گی لیکن زنجیروں کی مدد سے خازن اسے روک لیں گے اگر چھوڑ دی جائے تو ہر مومن و کافر کو ہڑپ کر جائے پھر جب اسے یقین ہو جائے گا کہ میں لوگوں سے روک دی گئی تو ایک خوفناک و عظیم جوش مارے گی جیسے غیظ و غضب سے پھٹ جائیگی پھر دوسری بار کڑکے گی اور لوگ اس کے دانت پیسنے کی آواز سنیں گے اس وقت لوگوں کے دل کانپ اٹھیں گے اور کلیجے منہ کو آجائیں گے اور دل اڑنے لگیں گے اور آنکھیں چڑھ جائیں گی اور سانسیں رک جائیں گی پھر پہلی بار کڑکے گی تو ہر شخص گھٹنوں کے بل بیٹھ جائے گا خواہ مقرب فرشتہ ہو یا اولوالعزم پیغمبر، پھر دوسری بار کڑکے گی تو ہر شخص کی آنکھ ہر قطرہ گر جائے گا پھر تیسری بار کڑکے گی تو اگر کسی آدمی کے یا جن کے ۷۲ نبیوں کے عملوں کی برابر عمل ہوں وہ بھی خیال کرے گا کہ اب میں اس میں گرے بغیر نہ رہوں گا اور گمان کرے گا کہ اس سے نجات مشکل ہے پھر چوتھی بار کڑکے گی تو ہر چیز دم بخود رہ جائے گی اور چپ ہو جائے گی اور جبرئیل، میکائیل اور خلیل اللہ عرش کو چمٹ کر ہر ایک نفسی نفسی پکارے گا یعنی اے اللہ میری

ثم ترمی بشرر منها کعدد نجوم السماء عظم کل شرارۃ منها کالسحابۃ العظیمۃ الطالعۃ من المغرب فیقع ذلک الشرر علی رؤس الخلائق فھذا ھو الشر الذی وقاہ اللہ المؤمنین الذین یوفون بالنذر ویخافون عذابہ ان یقع بھم فاللہ تعالیٰ یکفی اھل التوحید والایمان واھل السنۃ شر ذلک الیوم ولقاھم برحمتہ ویسیر حسابھم ویدخلھم جنتہ ویخلدھم فیھا أبد الآباد بمنہ ویزید الکافرین واھل الشرک والاوثان شرا الی شرہ وخوفا الی خوف وعذابا الی عذاب فید خلھم جھنم ویخلدھم فیھا ابد الآباد ثم قال عزوجل ولقاھم نضرۃ وسرورا فالنضرۃ فی الوجوہ والسرور فی القلوب وذلک ان المؤمن اذا خرج من قبرہ یوم القیامۃ نظر امامہ فاذا ھو بانسان وجھہ مثل الشمس یضحک طیب النفس وعلیہ ثیاب بیض وعلی راسہ تاج فینظر الیہ حتیٰ یدنو منہ فیقول: سلام علیک یا ولی اللہ فیقول: وعلیک السلام من انت یا عبد اللہ ھل انت ملک من الملائکۃ؟ فیقول لا واللہ، فیقول: انت نبیّ من الانبیاء؟ فیقول: لا واللہ فیقول انت من المقربین فیقول لا واللہ فیقول من انت فیقول انا عملک الصالح جئت ابشرک بالجنۃ والنجاۃ من النار فیقول لہ یا عبد اللہ

جان بچالے میں کچھ اور سوال نہیں کرتا پھر اس سے آسمان کے تاروں کی تعداد میں بے شمار انگارے ادھر اُدھر اڑیں گے اور ہر انگارے کی جسامت ایک بڑے ابر کے جو مغرب سے اٹھا ہے برابر ہوگی اور یہ انگارے موقف والوں کے سروں پر پڑیں گے یہی وہ برائی ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن بندوں کو بچالیا ہے جو اپنی نذریں پوری کرتے ہیں اور اللہ کے عذاب سے ڈرتے ہیں کہ ان پر واقع ہو، حق تعالیٰ سبحانہ توحید پرستوں کو ایمان والوں کو اور اہل سنت کو اس دن کی برائی سے بچالے گا اور انہیں اپنی عنایت و مہربانی سے اور نوازش و کرم سے نوازے گا اور ان کا حساب آسان فرما دیگا اور اپنی کرم فرمائیوں سے انہیں ہمیشہ ہمیش کے لئے جنت میں داخل فرما دیگا اور کافروں مشرکوں اور بت پرستوں کے شر میں اور اضافہ فرما دے گا۔ ان پر خوف پر خوف اور عذاب پر عذاب بڑھا دے گا چنانچہ انہیں جہنم رسید فرما دے گا اور ہمیشہ ہمیش کے لئے جہنمی بنا دیگا۔ پھر فرمایا: اور نضرت و سرور سے ان سے ملے گا چہروں کی کھلاوٹ کو نضرت سے اور دلوں کی کھلاوٹ کو سرور سے تعبیر کیا جاتا ہے اس کی تفصیل یہ ہے کہ جب قیامت کے دن مومن اپنی قبروں سے اٹھیں گے تو اپنے آگے ایک شخص کو دیکھیں گے کہ اس کا رخ انور آفتاب عالمتاب کو شرما رہا ہے اس کے چہرے پر بھی بشاشت ہے اور دل میں بھی بے پناہ مسرت ہے سفید لباس زیب بدن ہے اور سر پر تاج ہے یہ شخص مومن کو دیکھ کر اس کے پاس آئے گا اور اسے سلام کریگا کہ اے اللہ کے ولی سلام علیک، مومن کہے گا وعلیک اسلام بندۂ حق! آپ کون ہیں کیا آپ فرشتے ہیں؟ وہ کہے گا نہیں میں فرشتہ نہیں پوچھے گا پھر آپ کون ہیں؟ کیا نبی ہیں؟ پوچھے گا کیا آپ مقرب حضرات

العلم ذلك فتبشرني فيقول نعم فيقول ما تريد مني فيقول له اركبني فيقول له سبحان الله ما ينبغي لمثلك ان يركب عليه فيقول بلى فاني طالما ركبتك في دار الدنيا فاني اسالك بوجه الله الا ما ركبتني فيركبه فيقول له لا تخف انا دليلك الى الجنة فيفرح فيتبين ذلك الفرح في وجهه حتى يتلألأ ويرى فيه النور والسرور في قلبه فذلك قوله عز وجل ولقاهم نضرة وسرورا واما الكافر فاذا خرج من قبره نظر امامه فاذا هو برجل قبيح الوجه ازرق العينين اسود اشد سوادا من القبر في ليلة مظلمة وثيابه سود يجر انيابه في الارض يدب دبيب دبدبة الرعد وريحه انتن من الجيفة فيقول من انت يا عبد الله ويريد ان يعرض عنه بوجهه فيقول يا عدو الله الي انت لي وانا لك اليوم فقال ويحك اشيطان انت فيقول لا والله ولكني عملك الطالح فيقول ما تريد مني فيقول اريد ان اركبك فيقول له انشدك بالله مهلا فانك تفضحني على رءوس الخلائق فيقول والله ما منه بد فطالما ركبتني فانا اليوم اركبك قال فيركبه فذلك قوله عز وجل وهم يحملون اوزارهم على ظهورهم الا ساء ما يزرون ثم ذكر عز وجل اولياءه فقال وجزاهم بعد البشارة بما صبروا على البلاء واداء الاوامر وانتهاء المناهي والتسليم في القدر جنة وحريرا اما

میں سے ہیں کہے گا نہیں پوچھے گا: پھر آپ کون ہیں؟ کہے گا: میں آپ کا نیک عمل ہوں میں آپ کے پاس یہ مژدہ لیکر آیا ہوں کہ آپ کو جنت اور جہنم سے نجات مبارک ہو، پوچھے گا اے اللہ کے بندے کیا تجھے اس کا علم ہے جو مجھے مژدہ سنا رہا ہے کہے گا: ہاں پوچھے گا تم مجھ سے کیا چاہتے ہو؟ عرض کریگا آپ مجھ پر سوار ہو جائیں مومن کہے گا سبحان اللہ آپ جیسے معزز شخص پر سوار ہونا مجھے لائق نہیں، کہے گا: کیوں نہیں، میں دنیا میں ایک طویل زمانہ تک آپ پر سوار رہا اب میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ للہ آپ مجھ پر سوار ہوں، یہ اس پر سوار ہو جائیگا وہ شخص کہے گا آپ ڈریں نہیں میں جنت تک آپ کا رہبر ہوں یہ سُن کر مومن خوش ہوگا اس کی دل کی مسرت اس کے چہرے سے ظاہر ہوگی اور اس کا چہرہ کھل جائیگا اور اس پر ایک مخصوص رونق آجائیگی اسی سرور و نور کی طرف حق تعالیٰ شانہ نے "ولقاھم نضرۃ وسرورا" سے اشارہ فرمایا ہے اس کے برعکس کافر جب اپنی قبر سے نکلتا ہے تو اپنے آگے ایک بدصورت کنجی آنکھوں والے گھناؤنے اور سخت سیاہ شخص کو دیکھتا ہے جس کی سیاہی سخت اندھیری رات میں قبر کی سیاہی سے بھی زیادہ ہوتی ہے اس کے کپڑے بھی سیاہ بھٹ ہوتے ہیں اور نیچے کے دانت زمین پر گھسٹتے ہوتے ہیں اور کڑک کی طرح چیختا چلاتا ہے اور اس سے بدبو سڑی ہوئی لاش سے بھی زیادہ آتی ہے پوچھتا ہے کہ اللہ کے بندے تو کون ہے؟ اور اس سے اپنا منہ پھیرنا چاہتا ہے یہ شخص جواب دیتا ہے کہ اے اللہ کے دشمن میری طرف آ، میرے پاس آ، آج تو میرا ہے اور میں تیرا ہوں، یہ کہتا ہے تجھے اللہ غارت کرے کیا تو شیطان ہے؟ وہ کہتا ہے نہیں میں شیطان نہیں بلکہ تیرا برا عمل ہوں کہتا ہے کمبخت تجھے مجھ سے کیا کام ہے؟ وہ جواب دیتا ہے کہ میں تجھ پر سوار ہونا چاہتا ہوں یہ کہتا ہے ارے بدبخت اللہ کے لئے مجھے

الجنة فيتنعمون فيها واما الحرير فيلبسون
قال متكئين فيها يعنى فى الجنة على الارائك
يعنى السرر عليها الحجال يعنى الستر لايرون
فيها شمسا ولا زمهريرا يعنى ولا يصيبهم
حرّ الشمس ولا برد الزمهرير لانه ليس
فيها شتاء ولا صيف ثم قال عزوجل
ودانية عليهم ظلالها وذللت قطوفها
تذليلا يعنى ظلال الشجر وذلك ان اهل الجنة
ياكلون من الفواكه ان شاؤا قياما وان
شاؤا قعودا وان شاؤا نياما واذا ارادوها
دنت منهم حتى ياخذوا منها ثم يقوم
احدهم قائما وذلك قوله عزوجل وذللت
قطوفها تذليلا ثم قال عزوجل ويطاف
عليهم بآنية من فضة واكواب فهى
الاكواب يعنى الكيزان مدورة الرؤوس
التى ليست لها عرا وقال عزوجل قواريرا
يعنى هى قوارير ولكنها من فضة وذلك
ان قوارير الدنيا من ترابها وقوارير الجنة
من فضة قدروها تقديرا يعنى قدر رب
الاكواب على الاناء وقدر الاناء على كف
الخادم على ريّ القوم اذا سقوها لم يبق
فيها شئ ولم يزد عليه فكانت قدرا
على الاناء وكف الخادم وري القوم فذلك
قوله تعالى قدروها تقديرا وقال تعالى
ويسقون فيها كاسا يعنى خمرا وكل اناء

چھوڑ دے تو تمام دنیا کے سامنے مجھے رسوا کرنا چاہتا ہے وہ جواب دیتا ہے کہ اللہ کی قسم سوار ہوئے بغیر چارہ نہیں دنیا میں ایک طویل مدت تک تو مجھ پر سوار رہا آج میری باری ہے میں تجھ پر سوار ہوئے بغیر نہ رہوں گا پھر وہ اس پر سوار ہو جاتا ہے اسی سلسلہ میں حق تعالیٰ فرماتا ہے اور وہ (کافر) اپنے بوجھ اپنی پشتوں پر لادے ہوئے ہوں گے دیکھو وہ چیز بدترین ہے جسے وہ اٹھائے ہوئے ہیں پھر حق تعالیٰ نے اپنے اولیاء کا ذکر فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں بشارت کے بعد مصائب پر، اوامر و نواہی کے بجا لانے پر اور تقدیر پر صبر کرنے کی وجہ سے جنت اور ریشم عطا فرمایا آج وہ جنت میں موج اڑا رہے ہیں اور ریشمین لباس سے آراستہ ہیں اور جنت میں تختوں پر جن کے اوپر پردے ٹنگے ہوئے ہیں ٹیک لگائے ہوئے ہیں اور جنت میں دھوپ اور پالا نہیں دیکھتے کیونکہ جنت میں نہ تو جاڑا ہے اور نہ ہی گرمی، اور درختوں کے سائے ان کے قریب ہیں اور ان کے میوے ان کے حکم کے مطیع ہیں کیونکہ جنت والے جنتی درختوں کے پھل کھڑے ہو کر بیٹھ کر اور لیٹ کر جس طرح سے چاہیں کھائیں گے جس ہیئت میں بھی ان کی خواہش کریں گے پھل دار شاخ بالکل قریب اور سامنے آ کر جھک جائے گی حتیٰ کہ وہ اس سے پھل توڑ کر کھالیں گے پھر وہ کھڑے ہو جائیں گے اسی کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے کہ ان کے پھل اہل جنت کے تابع بنا دئیے گئے ہیں آگے حق تعالیٰ فرماتا ہے پھر ان پر چاندی کے برتنوں کا اور شیشے کے آبخوروں کا دور چلتا ہے ان آبخوروں کے بالائی سرے گول ہوں گے اور انہیں پکڑنے کی ڈنڈیاں نہ ہوں گی اور یہ آبخورے چاندی کے ہوں گے اور ان کی چاندی شیشے کی طرح چمکتی ہوئی ہو گی کیونکہ دنیا میں شیشے مٹی سے بنتے ہیں اور جنت کے شیشے چاندی سے بنے ہوئے ہیں اور انہیں برتنوں کے اندازے پر بنایا گیا ہے اور برتن اتنا بنایا گیا جو خادم کی ہتھیلی پر

لاخمر فيه فليس هو بكأس وقال تعالى كان مزاجها زنجبيلا يعني كلها قد مزج فيها الزنجبيل ثم قال عزوجل عينا فيها تسمى سلسبيلا يسيل عليهم من جنة عدن فتمر على كل جنة ثم ترجع تعم الجنة كلها قال تعالى ويطوف عليهم ولدان مخلدون فالولدان هم الغلمان الذين لا يشيبون ابدا فهم مخلدون يعني لا يحتلمون ولا يكبرون ابدا غلمان اذا رأيتهم حسبتهم لؤلؤا في الحسن والبياض منثورا في الكثرة يعني مثل اللؤلؤ المنثور الذي لا يدري ما عدده ثم قال عزوجل واذا رأيت ثم يعني هنالك من الجنة رأيت نعيما وملكا كبيرا و ذلك ان رجلا من اهل الجنة له قصر في ذلك القصر سبعون قصرا في كل قصر سبعون بيتا كل بيت من لؤلؤة مجوفة طولها في السماء فرسخ وعرضها فرسخ في فرسخ عليها اربعة آلاف مصراع من ذهب في ذلك البيت سرير منسوج بقضبان الدر والياقوت عن يمين السرير وعن يساره و اربعة آلاف كرسي من ذهب قوائمها من ياقوت احمر على ذلك السرير سبعون فراشا كل فراش على لون وهو متكئ على يساره عليه سبعون حلة من ديباج الذي يلي جسده حريرة بيضاء وعلى جبهته اكليل مكلل بالزبرجد والياقوت وألوان الجواهر كل جوهرة على لون وعلى راسه تاج من ذهب فيه سبعون ذوابة

آ جائے اور اس میں اتنا مشروب آئے جو پینے والے سے بچے نہیں اور انہیں سیراب بھی کردے لہٰذا ان کا اندازہ برتن کے اندازے کے اور خادم کے کف دست کے اندازے کے اور جنتی کی سیرابی کے اندازے کے مطابق ہے پھر حق تعالیٰ نے فرمایا اور اہل جنت کو جنت میں شراب پلائی جائیگی کیونکہ اگر جام میں علاوہ شراب کے کوئی اور مشروب ہو وہ عربی زبان میں کأس نہیں کہلاتا کأس اسی جام کو کہتے ہیں جس میں شراب ہو پھر فرمایا کہ اس شراب میں سونٹھ کی آمیزش ہوگی سونٹھ کا جنت میں ایک چشمہ ہے جس کو سلسبیل کہا جاتا ہے جس کا منبع جنت عدن ہے اور ہر جنت سے گزرتا ہے اور تمام جنت والوں کو سیراب کرتا ہوا عدن ہی کی طرف لوٹ آتا ہے پھر فرمایا اور ان کے پاس وہ بچے جو ہمیشہ بچے ہی رہیں گے گھومتے رہیں گے یہاں بچوں سے وہ غلمان مراد ہیں جن پہ کبھی بڑھاپا طاری نہیں ہوگا اور نہ کبھی وہ بالغ اور نوجوان ہوں گے ہمیشہ بچے ہی رہیں گے اور ایسے خوبصورت ہونگے کہ تم انہیں دیکھ کر خیال کروگے کہ کسی نے بے شمار موتی بکھیر دئیے ہیں پھر فرمایا جب تم وہ جگہ (جنت) دیکھو گے تو تم نعمتیں ہی نعمتیں اور ایک بڑا ملک دیکھو گے کیونکہ ہر جنتی کا ایک قصر ہوگا اور اس قصر میں ستر ستر قصر ہوں گے، ہر قصر میں ستر ستر گھر ہونگے ہر گھر ایک جوف دار موتی کا ہوگا جو تین میل لمبا اور تین میل چوڑا ہوگا اور اس میں چار ہزار سونے کے دروازے ہونگے اس میں ایک تخت ہوگا جو مروارید و یاقوت کے تاروں سے بُنا ہوا ہوگا اس تخت کے دائیں بائیں چار ہزار سونے کی کرسیاں ترتیب سے رکھی ہوئی ہونگی جن کے پائے سرخ یاقوت کے ہونگے اس تخت پر ستر فرش بچھے ہوئے ہوں گے اور ہر فرش کا ایک مستقل اور جداگانہ رنگ ہوگا اور جنتی اپنے تخت پر بائیں جانب ٹیک لگا کر آرام سے تشریف فرما ہوں گے اور ستر خالص ریشم کے جوڑے زیب تن کئے ہوئے ہوں گے جو ان کے بدن کے مطابق ہوں گے اور جن کا ریشم

فی کل زاویة درة تناوی بمال المشرق والمغرب
وفی یدہ ثلاثة اسورة سوار من ذهب و
سوار من فضة وسوار من لؤلؤ وفی اصابع
یدیه ورجلیه خواتم من ذهب وفضة
فیه الوان الفصوص وبین یدیه عشرة آلاف
غلام لایکبرون ولایشیبون ابدا ولو وضع
بین یدیه مائدة من یاقوتة حمراء طولها
میل ویوضع علی المائدة سبعون الف اناء
من ذهب وفضة وفی کل اناء سبعون لونا من
الطعام فیاخذ اللقمة بیدہ فما یخطر علی باله
غیرها حتی تتحول اللقمة عن حالها الی الحالة
التی یشتهیها وبین یدیه غلمان بایدیهم
اکواب من فضة واوان من ذهب ومعهم
الخمر والماء فیاکل علی قدر اربعین رجلا من
الالوان کلها فاذا شبع من لون من الطعام
سقوہ شربة مما یشتهی من الاشربة فیتجشی
فیفتح الله عزوجل علیه الف باب من الشهوة
ویشرب حتی یعرق فاذا عرق القی الله علیه
الف باب من الشهوة الی الطعام والشراب
ویدخل علیه الطیر من الابواب کامثال
النجائب العظام فیقومون بین یدیه صفا
فینعت کل طیر نفسه بصوت مطرب لذیذ
الذ من کل غناء فی الدنیا یقول یا ولی الله کلنی
فانی کنت ارعی فی کذا وکذا فی ریاض
الجنة واشرب من عین کذا وکذا فیجملون

سفید ہوگا اور ان کی پیشانی پر زبرجد و یاقوت سے اور طرح طرح کے
رنگ برنگ موتیوں سے جڑاؤ تمغہ ہوگا اور ہر موتی کا رنگ نرالا
ہوگا اور سر پر سونے کا تاج ہوگا جس میں ستر کونے ہوں گے اور
ہر کونہ میں ایک موتی ہوگا جس کی قیمت تمام دنیا کی دولت کے
برابر ہوگی اور ہاتھ میں تین کنگن ہوں گے ایک سونے کا ایک چاندی
کا اور ایک موتیوں کا اور ہاتھوں اور پیروں میں سونے اور چاندی
کی انگوٹھیاں ہوں گی جن میں قسم قسم کے نگ ہوں گے اور دس ہزار
غلمان تیار رہیں گے جو نہ بڑے ہوں گے اور نہ کبھی بوڑھے ہوں گے
اور اس کے آگے سرخ یاقوت کی کھانے کی میز رکھی جائے گی جو
ایک میل لمبی اور ایک میل چوڑی ہوگی اس میز پر ستر ہزار سونے
اور چاندی کے برتن چنے ہوئے ہوں گے اور ہر برتن میں ستر ستر
قسم کے کھانے ہوں گے، یہ ایک لقمہ توڑیں گے اور ابھی لقمہ
ہاتھ ہی میں ہوگا کہ دل میں کسی دوسری قسم کے کھانے کا خیال آئے
گا فوراً وہ لقمہ اسی کھانے میں تبدیل ہو جائے گا جس کا خیال
دل میں آیا تھا غلمانوں کے ہاتھوں میں چاندی کے آبخورے اور
پیالے ہوں گے اور ان کے پاس شراب، پانی اور قسم قسم کے کھانے
ہوں گے جنتی بقدر چالیس آدمیوں کے ہر قسم کے کھانوں میں سے
کھائے گا جب کھانے کی ایک نوع استعمال کر لے گا تو جس قسم کا
مشروب چاہے گا غلمان وہی مشروب اسے پلائیں گے پھر اسے
ڈکار آئے گی اور سب ہضم ہو جائے گا پھر حق تعالیٰ اس پر بھوک کے
ایک ہزار دروازے کھول دے گا یا مشروب پئے گا حتی کہ اسے پسینہ
آنے کے بعد حق تعالیٰ اس پر کھانے پینے کی خواہش کے ایک ہزار
دروازے کھول دیگا۔ اور جنت والوں کے پاس بڑے بڑے اصیل
اونٹوں کے قد کے پرندے آئیں گے اور اس کے سامنے قطار باندھ
کر کھڑے ہو جائیں گے اور ہر پرندہ اپنی مخصوص کیف انگیز ترنم خیز

الیہ اصواتہم فیرفع بصرہ فینظر الی اعلاہا صوتا واجودہا نعتا فیشتہیہا فیعلم اللہ عزو جل ماقد استقر فی قلبہ من حبہ فیجیء ذلک الطیر فیقع علی المائدۃ بعضہ قدید وبعضہ شوی اشد بیاضا من الثلج واحلی من العسل فیاکل حتی اذا شبع منہا واکتفی صار طیرا کما کان فیخرج من الباب الذی کان دخل منہ فہو علی الارائک وزوجتہ مستقبلتہ یبصر وجہہ فی وجہہا من الصفاء والبیاض فلما اراد أن یجامعہا نظر الیہا فیستحی منہا أن یدعوہا فتعلم ما یرید منہا زوجہا فتدنو الیہ فتقول بأبی وامی ارفع رأسک و انظر الیّ فانک الیوم لی وانا لک فیجامعہا علی قوۃ مائۃ رجل من الاوّلین وعلی شہوۃ اربعین رجلا فلما أتاہا وجدہا عذراء لا یغفل عنہا مقدار اربعین یوما فاذا فرغ وجد ریح المسک منہا فیزداد حبا لہا زوجۃ وفیہا لہ اربعۃ آلاف وثمانمائۃ مثلہا لکل زوجۃ سبعون خادما وجاریۃ وروی عن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال لو أن جاریۃ او خادما اخرجت الی الدنیا لاقتتل علیہا اہل الدنیا کلہم حتی یتفانوا ولو أن الحور العین اخرجت ذوائبہا فی الارض لاطفات نور الشمس من نورہا قیل یارسول اللہ وکم بین الخادم

آوازیں جو دنیا کی ہر آواز سے پیاری آواز ہو گی اپنا اپنا تعارف کرائے گا اور کہے گا کہ اے اللہ کے ولی آپ مجھے تناول فرمائیے میں جنت کے باغوں میں اتنی اتنی مدت سے چر رہا ہوں اور فلاں فلاں چشمہ کا پانی پی رہا ہوں اور ہر پرندہ اپنی اپنی آواز ان کے کانوں تک پہنچائے گا جنتی اپنی نگاہ اٹھا کر پرندوں کو دیکھے گا اور جس کی آواز انتہائی پیاری ہو گی اور وہ اپنا تعارف کرانے پر خوب قادر ہو گا اسی کا خیال اس کے دل میں پیدا ہو گا حق تعالیٰ کو معلوم ہے کہ اس کا دل کس پرندے کے گوشت کو چاہ رہا ہے فوراً وہ پرندہ کھانے کی میز پر آ گرتا ہے جس کا کچھ گوشت پکا ہوا ہوتا ہے اور کچھ بھنا ہوا جو برف سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہوتا ہے جنتی اس میں سے کھاتا ہے پھر جب سیر ہو کر ہاتھ کھینچ لیتا ہے تو پرندہ حسب سابق بن جاتا ہے اور جس دروازے سے آیا تھا اسی سے پھر سے اڑ جاتا ہے۔

جنتی اپنے چھپر کھٹ پر رونق افروز ہیں ان کی بیوی ان کے سامنے موجود ہے اس کا چہرہ اس قدر صاف و شفاف اور سفید ہے کہ انہیں اس کے چہرے میں اپنا چہرہ نظر آ رہا ہے جب یہ اس سے ہمکنار ہونا چاہتے ہیں تو اس کی طرف محبت سے دیکھتے ہیں اور پاس بلانے سے کچھ شرما سے جاتے ہیں اور سر جھکا لیتے ہیں، بیوی کو ان کے ارادے کا علم ہو جاتا ہے اور وہ ان کے پاس آ کر عرض کرتی ہے میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں ذرا سر اٹھا کر میری طرف دیکھئے کیونکہ آج آپ میرے لئے ہیں اور میں آپ کے لئے ہوں پھر وہ اس سے بغلگیر ہو جاتے ہیں اور ان میں دنیا کے سو مردوں کے برابر اور آخرت کے چالیس مردوں کے برابر قوت موجود ہوتی ہے پھر جب اس کے پاس آتے ہیں تو اسے دوشیزہ پاتے ہیں اور بقدر چالیس دن کے ہم لوس و ہمکنار رہتے ہیں پھر جب فارغ ہو جاتے ہیں تو بیوی سے مشک جیسی خوشبو کی لپٹیں نکلتی ہیں جس سے محبت میں اور اضافہ ہو جاتا ہے اور الفت میں چار چاند لگ جاتے ہیں

والمخدوم قال والذی نفسی بیدہ ان بین
الخادم والمخدوم کما الکواکب المظلم الی
جنب القمر فی النصف قال فبینما هو جالس علی
سریرہ اذ بعث الله عزوجل الیه ملکا معه
سبعون حلة کل حلة علی لون قد غاب بین
اصبعی الملك ومعه التسلیم والرضا فیجیء حتی
یقوم علی بابه فیقول لحاجبه استاذن لی علی ولی الله
فانی رسول رب العالمین الیه فیقول الحاجب والله
ما املك منه المناجاة ولکن ساذکرك الی من
یلینی من الحجبة فلا یزالون یذکر امرہ بعضهم
الی بعض حتی یاتیه الخبر بعد سبعین بابا فیقول یا
ولی الله ان رسول رب العزة علی الباب فیأذن
له بالدخول علیه فیدخل الملك فیقول السلام
علیك یا ولی الله ان رب العزة عزوجل یقرئك
السلام وهو عنك راض فلولا ان الله عزوجل
لم یقض علیه الموت لمات من الفرح فذلك
قوله عزوجل ورضوان من الله اکبر ذلك
هو الفوز العظیم وذلك قوله تعالی اذا رأیت
یعنی یا محمد ثم رأیت نعیما یعنی هنالك النعیم
الذی هو فیه وملکا کبیرا حین لا یدخل
علیه رسول الله رب العالمین الا باذن ثم قال
جل وعلا عالیهم ثیاب سندس خضر واستبرق
یعنی الدیباج وانما قال عالیهم لان الذی یلی
جسده حریرة بیضاء ثم قال وحلوا أساور
من فضة وفی آیة اخری یحلون فیها من أساور

جنت میں ہر جنتی کی اسی کے ہم شکل چار ہزار آٹھ سو بیویاں ہونگی
اور ہر بیوی کی ستر ستر کنیزیں ہونگی جو اس کی خدمت پر مامور ہونگی
حضرت علی رضی نبی صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا اگر کوئی کنیز یا خادم
دنیا میں لائی جائے تو تمام دنیا والوں میں ایسی جنگ چھڑ جائے کہ سب
فنا ہو جائیں اور اگر کوئی حور اپنی زلفیں دنیا کی طرف لٹکا دے تو اس کے
نور سے سورج کا نور ماند پڑ جائے۔ پوچھا گیا: یا رسول اللہ خادم و
مخدوم میں کیا تفاوت ہے؟ فرمایا: اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان
ہے وہی فرق ہے جو ایک تاریک تارے میں اور چودھویں رات کے چاند
میں فرق ہے فرمایا: اس حال میں کہ جنتی اپنے تخت پر رونق افروز ہوگا
کہ اچانک اس کے پاس حق تعالیٰ ایک فرشتہ بھیجے گا جس کے پاس مختلف
قسم کے ستر جوڑے ہونگے اور اتنے لطیف و مہین ہونگے کہ فرشتہ کی دو انگلیوں
میں غائب ہو جائیں گے اور ان کے ساتھ ساتھ تسلیم و رضا بھی ہوگی فرشتہ
آکر دروازے پر کھڑا ہو جائیگا اور دربان سے کہے گا کہ میرے لئے اللہ کے
ولی سے اندر جانے کی اجازت لے آ کیونکہ میں اللہ رب العالمین کی طرف
سے بھیجا ہوا ان کے پاس آیا ہوں دربان کہے گا اللہ کی قسم مجھے ان
سے بات کرنے کی اجازت نہیں ہاں میں اپنے پاس والے دوسرے دربانوں
سے آپ کا ذکر کئے دیتا ہوں چنانچہ ایک دربان سے دوسرے دربان تک
اور دوسرے سے تیسرے تک علی ہذا القیاس ستر دروازوں کے بعد
جنتی کو خبر ہو جاتی ہے اخیر کا دربان عرض کرتا ہے کہ اے اللہ کے ولی
رب العزت کی طرف سے بھیجا ہوا ایک قاصد دروازے پر ہے اور
وہ اندر آنے کی اجازت مانگ رہا ہے، اجازت مل جاتی ہے فرشتہ اندر
آکر سلام کرتا ہے کہ اے اللہ کے ولی السلام علیک رب العزت جل مجدہ
آپکو سلام فرماتا ہے اور وہ آپ سے راضی ہے اگر اللہ نے حیات دائمی کا
فیصلہ نہ کیا ہوتا تو یہ اللہ کا ولی مارے خوشی کے مرجاتا حق تعالیٰ نے
فرمایا اور اللہ کی طرف رضا کی (بشارت) بہت بڑی ہے اور یہ ایک

من ذهب ولؤلؤ فهي ثلاث اسورة ثم قال
عزوجل وسقاهم ربهم شرابا طهورا و
ذلك ان على باب الجنة شجرة ينبع من ساقها
عينان فاذا جاز الرجل الصراط الى العينين
يدخل فى عين منها فيغسل فيها وريحه اطيب
من المسك طوله سبعون ذراعا فى السماء على طول
آدم عليه السلام فاهل الجنة كلهم رجالهم
ونساؤهم على قد واحد فى ميلاد عيسىٰ عليه
السلام ابناء ثلاث وثلاثين سنة يكبر الصغير
حتى يصير ابن ثلاث وثلاثين سنة وينحط
الشيخ عن حاله الى ثلاث وثلاثين سنة كلهم
رجالهم ونساؤهم على قد واحد فى حسن يوسف
بن يعقوب عليهما السلام ويشرب من العين
الاخرى فينفى ما فى صدره من غل او هم او
حسد او حزن فيطهر الله عزوجل قلبه بذلك
الماء فيخرج وقلبه على قلب ايوب ولسانه على
لسان محمد صلى الله عليهما وسلم عربي ثم
ينطلقون حتى يأتوا الباب فتقول لهم الخزنة
طبتم فيقولون نعم فيقولون ادخلوها خالدين
يبشرونهم بالخلود قبل الدخول بانهم لا
يخرجون ابدا فاول ما يدخل من باب الجنة
ومعه الملكان اللذان كانا معه فى دار الدنيا
الكرام الكاتبين فاذا هو بملك معه نجيبة
من ياقوتة خضراء كان زمامها من ياقوتة
حمراء وعليها راحلة مقدمها ومؤخرها

عظیم کامرانی ہے۔ فرمایا اے محمد (صلعم) جب آپ وہ جگہ دیکھیں گے تو اس
جگہ وہ نعمتیں دیکھیں گے جو وہاں موجود ہیں اور ایک بڑا ملک دیکھیں گے
جہاں رب العالمین کا قاصد بھی بلا اجازت کے نہیں جا سکتا پھر حق تعالیٰ
نے فرمایا ان کے اوپر سبز دیباج کے کپڑے ہیں اور نیچے (سفید ریشم کے
ان کے اوپر سے اس بات کی طرف اشارہ کیا گیا کہ ان کے جسم سے ملا ہوا
سفید ریشم ہے پھر فرمایا اور انہیں چاندی کے کنگنوں سے آراستہ کیا گیا ہے
دوسری آیت میں فرمایا: انہیں جنت میں سونے اور موتیوں کے کنگنوں سے
آراستہ کیا جائیگا معلوم ہوا کہ تین قسم کے کنگن پہنائے جائیں گے چاندی
کے سونے کے اور موتیوں کے پھر فرمایا: اور انہیں ان کا رب پاکیزہ
شراب پلائیگا کیونکہ جنت کے دروازے پر ایک درخت ہے جس کے
تنہ سے دو چشمے جاری ہیں مومن پلصراط سے عبور کرکے ان دونوں
چشموں پر پہنچتا ہے ایک چشمہ میں نہاتا ہے اس کے پانی میں جو خوشبو
ہے وہ مشک سے زیادہ پیاری اور مشام افروز ہے اس چشمہ کی بلندی
۷۰ گز ہے اتنا ہی تقریبًا حضرت آدم کا قد ہے لہٰذا تمام جنتی خواہ
مرد ہوں یا خواتین ہم عمر ہونگے اور حضرت عیسٰےؑ کی عمر کی طرح ۳۳/۳۳
سال کے ہونگے بچے کی بھی عمر ۳۳ سال ہو گی اور بوڑھے کی بھی یہی عمر ہو گی
اور سب حضرت یوسف کی طرح حسین و جمیل ہونگے خواہ مرد ہوں یا خواتین
اور جنتی دوسرے چشمہ سے پانی پئیں گے اس پانی سے دل کی تمام کدورتیں
کینے، حسد، پریشانیاں اور غم و آلام باہر آجائیں گے (اور سینہ صاف
شفاف آئینہ کی طرح ہو جائیگا) اور حق تعالیٰ جل مجدہٗ اس پانی سے ان کا
سینہ پاک فرما دیگا اب ان کے دل حضرت ایوبؑ کے دل کی طرح پاک صاف
ہونگے اور ان کی زبانیں محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان کی طرح ہونگی۔
اب یہ پاک و صاف ہو کر جنت کی طرف بڑھیں گے حتیٰ کہ جنت کے
دروازے پر پہنچ جائیں گے محافظین جنت ان سے پوچھیں گے کیا تم
پاکیزہ ہو کر آئے ہو یہ کہیں گے ہاں، محافظ کہیں گے آیئے اور جنت میں

دُرّ و یاقوت و صحفتاھا الذھب و الفضۃ ومعہ سبعون حلۃ فیلبسہا ویضع علی رأسہ التاج ومعہ عشرۃ آلاف غلام کاللؤلؤ المکنون فیقول یا ولی اللہ ارکب فان ھذا الک والک مثلہا فیرکبہا ولہا جناحان خطوھا منتھی البصر فیسیر علی نجیبۃ وبین یدیہ عشرۃ آلاف غلام ومعہ الملکان اللذان کانا معہ فی الدنیا حتی یاتی الی قصورہ فینزلہا ثم قال عزوجل ان ھذا الذی وصفت لکم فی ھذہ الصورۃ السورۃ کان لکم جزاء لاعمالکم من حسن الثواب (وکان سعیکم) ای عملکم مشکورا یعنی شکر اللہ عزوجل اعمالکم فأثابکم الجنۃ۔

ہمیشہ ہمیش کے لئے داخل ہو جائیے وہ انہیں جنت میں جانے سے پہلے دوام کا مژدہ سنائیں گے کہ وہ کبھی اس سے نکلنے والے نہیں جب وہ جنت کے پہلے دروازے میں قدم رکھیں گے تو ان کے ساتھ وہ دو فرشتے ہوں گے جو دنیا میں ان کے ساتھ اعمالنامہ لکھنے کے لئے رہا کرتے تھے یعنی لکھنے والے بزرگ فرشتے پھر اچانک جنتی کے سامنے ایک فرشتہ آتا ہے جس کے ساتھ سبز یاقوت کا ایک اونٹ ہوتا ہے گویا اسکی نکیل سرخ یاقوت کی ہے اور اس پر ایک پالان ہے جس کے آگے پیچھے موتی اور یاقوت کی جھالر لٹکی ہوئی ہے اور دونوں پہلوؤں پر چاندی اور سونے کا کام ہے اور اس کے ساتھ ستر جوڑے بھی ہیں اللہ کا ولی ستر جوڑے پہن لیتا ہے اور سر پر تاج رکھ لیتا ہے اور اس کے ساتھ دس ہزار غلمان بھی ہیں جو خوبصورتی میں چھپے ہوئے موتیوں کی طرح ہیں فرشتہ عرض کرتا ہے کہ اے اللہ کے ولی اس پر سوار ہو جائیے یہ آپ کے لئے ہے اور اس جیسی اور بھی سواریاں آپ کی ہیں چنانچہ وہ اس پر سوار ہو جاتا ہے اس کے دو پر بھی ہیں اور اس کا ایک ایک قدم منتہائے نگاہ تک پڑتا ہے آخر کار یہ اللہ کا ولی اپنے اونٹ پر سوار ہو کر چل پڑتا ہے اور اس کے آگے آگے دس ہزار غلمان چل رہے ہیں اور اسکے ساتھ اعمالنامہ لکھنے والے دو فرشتے بھی ہیں جو دنیا میں بھی اسکے ساتھ رہا کرتے تھے حتی کہ وہ اس پُرشکوہ جلوس میں اپنے گھر پہنچ جاتا ہے اور گھر میں آرام سے جا اترتا ہے پھر حق تعالیٰ جل مجدہٗ فرماتا ہے میں نے تمہارے لئے جو کچھ اس سورت میں بیان کیا یہ حسن ثواب تمہارے عملوں کے عوض میں بہتر ہے اور تمہارے سعیوں کی قدردانی کی گئی ہے کہ تمہیں ان کے عوض جنت ملی ہے

گیارھواں باب

مہینوں کے اور برکت والے دنوں کے فضائل

مجلس: فی فضائل شہر رجب قال اللہ عزوجل ان عدۃ الشھور عند اللہ اثنا عشر شھرا فی کتاب اللہ یوم خلق السموات

(۱) **ماہِ رجب کی فضیلت** حق تعالیٰ نے فرمایا دیکھو اللہ کے نزدیک لوح محفوظ میں مہینوں کی تعداد بارہ ہے جب سے حق تعالیٰ نے آسمان و

والارض منها اربعة حرم سبب نزول هذه الآية ان المؤمنين ساروا من المدينة الى اهل مكة قبل ان يفتح على رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالوا انا نخاف ان يقاتلنا كفار مكة فى شهر حرام فانزل الله تعالى ان عدة الشهور عند الله اثنا عشر شهرا فى كتاب الله يعنى فى اللوح المحفوظ يوم خلق السموات والارض منها اربعة حرم يعنى رجب وذا القعدة وذا الحجة والمحرم واحد فرد وهو رجب وثلاثة سرد متتابعة ذلك الدين القيم يعنى الحساب القيم المستقيم فلا تظلموا فيهن انفسكم يعنى فى الاشهر الحرم خص الله تعالى بالنهى هذه الاربعة الاشهر ليبين لنا تمييزها لعظم حرمتها وتاكيد امرها بالنهى عن الظلم فيها على غيرها من الشهور وان كان الظلم منهيا عنه فى سائر الشهور كما قال الله تعالى حافظوا على الصلوات والصلاة الوسطى امر بالمحافظة على الصلاة الوسطى وهى العصر وان كان الامر شاملا فى المحافظة لجميع الصلاة وانما افرد الوسطى بالصلاة بالذكر لما ذكرنا من الاختصاص والتمييز فى الحرمة والتاكيد يعنى بالظلم لا تقتلوا فيهن احدا من مشركى العرب الا ان يبدء وكم بالقتل وقال ابو يزيد رحمه الله الظلم هو الترك لطاعة الله تعالى والعمل

زمین پیدا کئے ہیں اور ان میں چار حرمت والے مہینے بھی ہیں اس آیت کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ مسلمان فتح مکہ سے قبل مدینہ روانہ ہوئے انہوں نے سوچا کہ کہیں حرمت والے مہینہ میں مکہ کے کافر ہم سے جنگ نہ کر بیٹھیں اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ لوح محفوظ میں اللہ کے نزدیک مہینوں کی تعداد بارہ ہے جس دن سے اللہ نے زمین و آسمان پیدا فرمائے ہیں ان میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں یعنی رجب ذی قعدہ، ذی الحجہ اور محرم ان میں ایک مہینہ (رجب) اکیلا ہے اور تین ماہ لگاتار ہیں یعنی ذی قعدہ اور ذی الحج اور محرم یہ سیدھا حساب ہے لہٰذا ان حرمت والے مہینوں میں اپنے نفسوں پر ظلم نہ کرو حق تعالیٰ جل مجدہٗ نے خاص طور سے سال بھر میں یہ چار مہینے حرام فرمائے ہیں تاکہ یہ مہینے ممتاز رہیں اور ان کے احترام کی عظمت ثابت ہو اور خاص طور سے حکم فرمایا کہ ان مہینوں میں ظلم نہ کرو اگرچہ ظلم تمام مہینوں میں حرام ہے تاکہ ان کی اہمیت کی طرف اشارہ ہو جیسے فرمایا نمازوں کی حفاظت کرو اور درمیانی نماز (عصر) کی بھی اس آیت میں خاص طور سے درمیانی نماز کی حفاظت کا حکم فرمایا اگرچہ پنجگانہ نمازوں کی حفاظت میں یہ حکم شامل تھا لیکن درمیانی نماز کو انفرادی طور پر ذکر کیا تاکہ خصوصیت کا اظہار ہو تاکہ احترام و تاکید میں امتیاز ہو ظلم کا یہ مطلب ہے کہ ان مہینوں میں عرب کے کسی مشرک کو قتل نہ کرو الا یہ کہ وہ خود ہی جنگ کی ابتداء کریں تو پھر تم بھی بطور دفاع کے جنگ کر سکتے ہو لیکن ابو یزید فرماتے ہیں کہ یہاں ظلم سے ترک اوامر اور ارتکاب نواہی مراد ہے بعض علماء کے نزدیک ظلم یہ ہے کہ کسی شے کو اس کے غیر محل میں رکھ دیا جائے اس کا مآل بھی وہی ہے جو ابو یزید کا قول ہے پھر حق تعالیٰ نے فرمایا کہ تمام مشرکوں سے جنگ کرو جیسے وہ تم سب سے جنگ کرتے ہیں اور یقین مانو کہ اللہ تعالیٰ (مدد کرنے میں) پرہیزگاروں کے ساتھ ہے

بعاصی اللہ عزوجل وقال غیرہ ھو وضع الشیء
فی غیر موضعہ وھو راجع الی ذلک ثم قال تعالیٰ
وقاتلوا المشرکین یعنی کفار مکۃ کافۃ
جمیعا کما یقاتلونکم کافۃ یعنی ان قاتلوکم
فی الشھر الحرام فقاتلوھم جمیعا واعلموا
ان اللہ مع المتقین واختلف اھل
التفسیر فی الدین القیم فقال مقاتل رحمہ اللہ
الدین القیم ھو الدین الحق وقال آخرون
ھو الدین الصادق وھو دین الاسلام وقال
آخرون ھو دین الحنیفیۃ وقال آخرون
الدین القیم ھو الذی امر اللہ بہ المسلمین۔

فصل ورجب ھو اسم من الاسماء المشتقۃ
واشتقاقہ من الترجیب والترجیب ھو التعظیم
عند العرب یقال رجبت ھذا الشھر اذا عظمتہ
ومن ذلک قول الحباب بن المنذر بن الجموح یوم
سقیفۃ بنی ساعدۃ یوم توفی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم واختلف المھاجرون والانصار
فی امیر ینصبونہ فقالت الانصار منا امیر
ومنکم امیر القصۃ المشھورۃ فغضب الحباب
فسل سیفہ وقال انا جذیلھا المحکک و
عذیقھا المرجب ای انا العظیم فی قومی
المطاع فیھم والعذیق تصغیر عذق وھو
النخلۃ الکریمۃ علی اھلھا کانوا یعمدونھا
اذا مالت لئلا تسقط والرجبۃ البناء الذی
یکون حول النخلۃ وقولہ جذیلھا المحکک

دین قیم کی تفسیر اس کی تفسیر میں مفسرین کا اختلاف ہے بقول مقاتل دین قیم برحق دین ہے بعض کے نزدیک دین قیم سچا دین (اسلام) ہے، بعض کے نزدیک درمیانی دین ہے اور بعض کے نزدیک وہ دین ہے جس کا حق تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم فرمایا ہے۔

رجب کو رجب کہنے کی وجہ رجب ایک مشتق اسم ہے اور یہ ترجیب (تعظیم) سے بنا ہے محاورہ ہے رجبتُ ھذا الشھر یعنی میں نے اس مہینے کی تعظیم کی۔ حُباب بن منذر بن جموح نے سقیفہ بنو ساعدہ کے دن جس دن سرور عالم صلعم دنیا سے رخصت ہوئے تھے اور مہاجرین و انصار میں خلیفہ کے بارے میں اختلاف پیدا ہو گیا تھا اور انصار نے مہاجرین سے کہہ دیا تھا کہ ایک امیر تمہارا ہو گا اور ایک ہمارا۔ غصہ میں بھر کر تلوار سونت لی اور فرمایا: میں اس قبیلہ کی وہ لکڑی ہوں جس سے کھجلی کھجلائی جاتی ہیں اور میں اس کا قابل تعظیم خوشہ ہوں یعنی میں اپنی قوم کا سردار ہوں اور میری قوم والے میری بات مانتے ہیں عذیق عذق کی تصغیر ہے عذق کھجور کے اس درخت کو کہتے ہیں جو مالک کو انتہائی پیارا ہو اور جب اس کے خوشے لٹک جائیں تو مالک اس ڈر سے کہ کہیں یہ ٹوٹ نہ جائیں ان کے نیچے ٹیک لگا دے اور رجبۃ کھجور کے بڑے تھالوں کو کہتے ہیں۔ جُذیل جذل (تنہ) کی تصغیر ہے اور جذل اس تنہ کو کہا جاتا ہے جس سے کھجلی والا اونٹ اپنی پیٹھ رگڑتا ہے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جذل اس لکڑی کو کہا جاتا ہے جو اونٹ کے باڑے میں نصب کر دی جاتی ہے جس سے اونٹوں کے بچے کھجلیا کرتے ہیں۔

ابو زید (یحییٰ بن زیاد فراء سے نقل کرتے ہوئے): رجب کو رجب اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس مہینہ میں لوگ لوٹ جانے کے

جذل بل تصغير وهو الجذع والنخلة التي تحتك بها الابل الجرباء وقيل الجذل عود ينصب في معاطن الابل يحتك بالفصال وقال اليزيدي عن يحيى بن زياد الفراء انما سمي رجب لانهم كانوا يرجبون الاعذاق في هذا الشهر على النخل ويشدونها بالخوص الى السعف لئلا تنفضها الرياح يقال منه رجبت النخلة ترجيبا اذا فعلت بها ذلك وقال آخرون الترجيب ان يوضع الشوك على الاعذاق حفظا لها من تناول ايدي المستطعمين والتحرز من تناثر التمر على الارض وقال آخرون الترجيب ان تدعم النخلة اذا مالت بدعامة لئلا تسقط وتخر وقال آخرون هو ماخوذ من قول العرب رجبت الشيء اي رهبته رهبة وقال آخرون الترجيب التاهب والاستعداد لقول النبي صلى الله عليه عليه وسلم انه ليرجب فيه خير كثير لشعبان وقال آخرون الترجيب تكرر ذكر الله تعالى وتعظيمه لان الملائكة يرجبون اصواتهم فيه بالتسبيح والتحميد والتقديس لله عزو جل ويقال شهر رجم بالميم ايضا فيكون معناه ترجم فيه الشياطين حتى لا يوذوا فيه المومنين فرجب ثلاثة احرف راء وجيم وباء فالراء رحمة الله عزوجل والجيم جود الله تعالى والباء بر الله عزوجل فمن

ڈر سے کھجوروں خوشوں کے نیچے ٹیک لگایا کرتے تھے رجب مصدر بھی اسم فاعل ہے یعنی سہارا دینے والا مہینہ) اور خوشوں کو پتوں کے ذریعہ شاخوں سے باندھ دیا کرتے تھے تاکہ وہ ہوا سے ٹوٹنے نہ پائیں اس سے یہ محاورہ بنا ہے، رجبت النخلۃ ترجیبا یعنی میں نے کھجور کے خوشے اس کے پتوں کے ذریعہ شاخوں سے باندھ دئے۔

بعض کے نزدیک ترجیب پھل دار کھجور کے چاروں طرف کانٹے لگانے کو کہتے ہیں تاکہ لوگ کھجوریں نہ توڑ سکیں اور جو پھل زمین پر گر جاتے ہیں ان کی حفاظت رہے بعض کے نزدیک ترجیب ستون لگانے کو کہتے ہیں تاکہ خوشوں کے بوجھ سے شاخ ٹوٹ نہ جائے۔

بعض وجہ تسمیہ یہ بتاتے ہیں کہ رجب رجبت الشیٔ سے بنا ہے یعنی میں نے اسے ڈرایا ہے یعنی رجب مصدر بھی اسم فاعل ہے یعنی ڈرانے والا، حق تعالیٰ نے اس مہینہ خاص طور سے لوگوں کو گناہوں سے ڈرایا ہے بعض کے نزدیک ترجیب یعنی تیاری کرنا اور مستعد رہنا ہے کیونکہ نبی صلعم نے فرمایا کہ اس مہینہ میں شعبان کے لئے بہت سی نیکیوں کی تیاری کی جاتی ہے۔ بعض کے نزدیک ترجیب یعنی ذکر اللہ کی تکرار کرنا اور ذکر اللہ کا احترام کرنا ہے کیونکہ اس مہینہ میں فرشتے تسبیح، تحمید اور تقدیس بار بار کرتے ہیں رجب کو ماہ رجم بھی کہا جاتا ہے یعنی اس ماہ میں شیطانوں پر کثرت سے انگارے برسائے جاتے ہیں تاکہ شیطان اس میں مومنوں کو ایذا نہ پہنچائیں۔

رجب میں تین حرف (را، جیم اور با) ہیں، را سے حق تعالیٰ شانہ کی رحمت کی طرف، جیم سے اس کے جود و کرم کی طرف اور باء سے حق تعالیٰ کی نیکی کی طرف اشارہ ہے بنا بریں اس ماہ کے شروع سے لیکر آخر تک حق تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے تین بخششیں متعین فرمادی ہیں بلا عذاب کے رحمت بلا بخل کے بخشش اور بلا ظلم کے نیکی۔

اوّل هذا الشهر الی آخره من الله عزوجل.
ثلاث عطایا للعباد رحمة الله بلا عذاب
وجود بلا بخل وبرّ بلا جفاء -

فصل : ولرجب اسماء اخر منها انه سمی رجب مضر ومنصل الاسنة وشهر الله الاصم وشهر الله الاصب والشهر المطهر والشهر السابق والشهر الفرد واما قولهم رجب مضر فقد روی عن النبی صلی الله علیه وسلم انه قال فی بعض خطبه ان الزمان قد استدار کهیئته یوم خلق الله السموات والارض السنة اثنا عشر شهرا منها اربعة حرم ثلاث متوالیات ذوالقعدة وذوالحجة والمحرم وواحد فرد وهو رجب مضر الذی بین جمادی و شعبان انما عرف موضعه بقوله بین جمادی وشعبان ابطالا للنسی الذی کانت العرب تفعله فی الجاهلیة وهو قوله عزوجل انما النسیء زیادة فی الکفر یضل به الذین کفروا وذلك ان العرب فی الجاهلیة کانت اذا ارادت الصدر من منی قام رجل من بنی کنانة یقال له نعیم بن ثعلبة وکان رئیس القوم فیقول انا الذی اجاب ولا اعاب ولا یرد لی قضاء فیقولون له صدقت انسئنا شهرا یریدون اخر عنا حرمة المحرم واجعلها فی صفر واحل لنا المحرم وانما دعاهم الی ذلك لئلا تتوالی علیهم ثلاثة

رجب کے مختلف نام

رجب المرجب کے اور بھی نام ہیں جیسے اسے رجب مضر، منصل الاسنّة اور شہر اللہ الاصم شہر اللہ الاصب، شہر مطہر، شہر سابق اور شہر فرد بھی کہا جاتا ہے رجب مضر نبی صلعم کے ایک خطبہ میں بھی آتا ہے آپ نے ایک خطبہ میں فرمایا زمانہ گھوم گھام کر اپنی اصل ہیئت پر آگیا ہے جس ہیئت پر اس وقت تھا جبکہ اللہ تعالیٰ نے دنیا پیدا فرمائی تھی سال بارہ ماہ کا ہوتا ہے جن میں چار ماہ حرمت والے ہیں تین تو لگاتار ہیں یعنی ذی قعدہ، ذی الحج اور محرم اور ایک تنہا ہے یعنی رجب مضر جو جمادی الثانی اور شعبان کے درمیان آتا ہے آپ نے جمادی الثانی اور شعبان کے درمیان اسے اس لئے متعین فرمایا کہ اس سے آپ کی غرض لوند کو باطل کرنا ہے جس کے جاہلیت میں عرب قائل تھے حق تعالےٰ نے فرمایا: لوند کفر میں زیادتی ہی ہے حق تعالیٰ اس سے کافروں کو گمراہ کرتا ہے، لوند کی تفصیل یہ ہے کہ جب عرب (جاہلیت میں) منیٰ سے لوٹنا چاہتے تو بنو کنانہ کا ایک شخص نعیم بن ثعلبہ جو اپنی قوم کا سردار تھا کھڑا ہو کر کہتا کہ میں وہ شخص ہوں کہ لوگ میری بات مانتے ہیں اور مجھ پر کوئی طعن نہیں کرتا اور میرا فیصلہ رد نہیں کیا جاتا لوگ کہتے ہیں کہ آپ سچ فرماتے ہیں آپ ہمارے لئے اس مہینہ کو پیچھے ہٹا دیں یعنی محرم کو حلال اور صفر کو حرام فرما دیں، عرب یہ درخواست اس لئے کیا کرتے تھے کہ حرمت کے تین ماہ لگاتار نہ رہیں اور دو ماہ کے بعد انہیں لوٹ مار کی اجازت مل جائے کیونکہ ان کا کاروبار ہی لوٹ مار تھا اور ان کی زندگی اسی پر موقوف تھی چنانچہ وہ ایک سال محرم کو حلال اور صفر کو حرام کر دیا کرتا تھا پھر آئندہ سال محرم کی حرمت برقرار رہنے دیتا تھا اسے ان کی اصطلاح میں النساء (پیچھے کر دینا) کہتے تھے اسی سے نسئی (تاخیر) بنا ہے اسی سے یہ

اشہرا لا یغیرون فیہا وقد کان معاشہم من الاغارۃ فیفعل ذلک عاما ثم یرجع الی تحریم المحرم واباحۃ صفر فذلک الانساء ومنہ قیل نساء اللہ فی اجلہ وانسا اللہ اجلہ فوصف النبی صلی اللہ علیہ وسلم رجب بصفتین وقیل ہ بنعتین احدہما قولہ رجب مضر لان مضر کانت تبالغ فی تعظیمہ وتکبیرہ وتحریمہ الثانی انہ قیدہ لقولہ بین جمادی وشعبان خوفا من التقدیم والتاخیر کما جری فی تحریم المحرم الی صفر نخص الشہر وقیدہ وابان تحریمہ واکدہ وقیل انما سمی رجب مضر لان بعض الکفار دعا علی قبیلۃ من القبائل فیہ فاہلکہم اللہ عزوجل وقیل ان الدعاء فیہ مستجاب علی الظلمۃ وکل جائر ولقد کانت الجاہلیۃ یؤخرون دعواتہم علی من ظلمہم فیدعون علیہ فی رجب فلا یرد خائبا واما منصل الاسنۃ فلانہم کانوا ینزعون الاسنۃ فیہ عن الرماح ویغمدون سیوفہم وسہامہم تہیئا لہ وتعظیما فسمی بذلک منصل الاسنۃ ویقال نصلت السہم اذا جعلت لہ نصلا وانصلتہ اذا نزعت عنہ نصلہ واما شہر اللہ الاصم فلما روی عن عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ انہ لما استہل رجب رقی المنبر یوم الجمعۃ وخطب ثم قال الان ہذا شہر اللہ الاصم وہو شہر زکاتکم فمن کان علیہ دین فلیؤد دینہ ثم لیزک ما بقی قال ابن الانباری

محاورہ ہے نسا اللہ فی اجلہ و انسأ اللہ اجلہ یعنی اللہ نے اس کی موت پیچھے ہٹادی اسی لئے نبی صلعم نے رجب کا تعارف دو باتوں سے کرایا ایک تو اس طرح کرایا کہ یہ مضر کا رجب ہے کیونکہ مضر اس کی تعظیم و احترام میں بڑے کرتے تھے اور اسے بہت بڑا اور بڑی حرمت والا سمجھا کرتے تھے اور دوسرے اس طرح کرایا کہ یہ ماہ جمادی الثانی اور شعبان کے درمیان آتا ہے تاکہ لوگ اسے آگے پیچھے نہ کر سکیں جیسے محرم کو صفر اور صفر کو محرم کر دیا جاتا تھا۔ لہٰذا آپ نے ان دو قیود سے اس مہینہ کو خاص اور متعین کر دیا اور اس کی حرمت کو مضبوط و مستحکم بنا دیا اور حرمت زوردار بنا دی۔

رجب مضر کہنے کی وجہ اس کی وجہ یہ ہے کہ مضر کا قبیلہ رجب کے احترام و عظمت اور بزرگی تسلیم کرنے میں تمام قبائل سے پیش پیش تھا علاوہ ازیں اس کے بعض لوگوں نے اس مہینہ میں کسی قبیلہ پر بد دعا کی تھی حق تعالیٰ نے ان کی بد دعا قبول فرمائی تھی اور انہیں ہلاک کر دیا تھا بعض لوگوں نے کہا ہے کہ اس مہینہ میں ظالموں پر بد دعا قبول کر لی جاتی ہے اسی لئے جاہلیت میں ظالموں پر بد دعا اسی مہینہ پر اٹھا کر رکھ دی جاتی تھی اور لوگ رجب ہی میں ان پر بد دعا کیا کرتے تھے اور کبھی ایسا نہ ہوتا تھا کہ ان کی بد دعا قبول نہ کی گئی ہو۔

رجب کو مُنصِل الاسنہ کہنے کی وجہ مُنصِل الاسنہ یعنی نیزوں سے ان کے پر ہٹا دینے والا۔ ماہ رجب میں لوگ نیزوں سے ان کے پر نکال لیا کرتے تھے اور محفوظ جگہ رکھ دیا کرتے تھے تاکہ اس کی عظمت و حرمت اور بزرگی برقرار رہے نصلت السہم اس وقت کہا جاتا ہے جب تیر پیکان میں رکھ لیا جاتا ہے اور انصلت السہم اس وقت بولا جاتا ہے جب تیر پیکان سے ہٹا لیا جاتا ہے۔

شہر اللہ الاصم کی وجہ تسمیہ رجب کو اللہ کا بہرہ مہینہ اس لئے

اما قوله الاصم فانما سمی بذلك لان العرب كانت تظل تحارب بعضها بعضا فاذا اهل رجب وضعوا السلاح ونزعوا الاسنة فلا تسمع فيه تقعقعة السلاح ولا صلصلة الرماح وكان الرجل اذا ركب فی طلب قاتل ابيه فاذا ادركه فی رجب لم يتعرض له كانه لم يره ولم يسمع له خبرا فسمی اصم لذلك وقيل سمی اصم لانه لم يسمع فيه غضب الله تعالى على قوم قط لان الله تعالى عذب الامم الماضية فی سائر الشهور ولم يعذب امة من الامم فی هذا الشهر وفی هذا الشهر حمل الله نوحا فی السفينة فجرت به ومن معه فی السفينة ستة اشهر قال ابراهيم النخعی ان رجب شهر الله تعالى فيه حمل الله نوحا فی السفينة فصامه نوح عليه السلام وامر بصيامه من كان معه فامنه الله تعالى ومن كان معه من الطوفان وطهر الارض من الشرك والعدوان ورفع ذلك غيره الى النبی صلی الله عليه وسلم وهو ما اخبرنا به هبة الله باسناده عن ابی حازم عن سهل بن سعد رضی الله عنه عن النبی صلی الله عليه وسلم انه قال الا ان رجب من الاشهر الحرم وفيه حمل الله نوحا فی السفينة فصامه نوح فی السفينة وامر من كان معه بصيامه فانجاهم الله تعالى وامنهم من الغرق وطهر الله الارض من الكفر والطغيان بالطوفان وقيل انه سمی

کہا جاتا ہے کہ ایک بار رجب کا ہلال دیکھ کر حضرت عثمانؓ نے جمعہ کے دن منبر پر چڑھ کر فرمایا: کان کھول کر سن لو یہ اللہ کا بہرہ مہینہ ہے اور زکوٰۃ ادا کرنے کا مہینہ ہے اگر کسی پر قرض ہو تو اپنا قرض ادا کرے اور جو کچھ مال باقی ہے اسکی زکوٰۃ ادا کر دے۔ بقول ابن انباری اصم اس لئے کہا گیا ہے کہ عرب آپس میں لوٹ مار کیا کرتے تھے اور رجب کا ہلال دیکھتے ہی اسلحہ اتار دیا کرتے تھے اور پیکانوں سے نیزے نکال دیا کرتے تھے اور اس ماہ اسلحہ کی آواز اور نیزوں کی جھنکار سنائی نہیں دیا کرتی تھی اور اگر کوئی شخص اپنے والد کے قاتل کے سراغ میں نکلتا اور رجب میں اسے دیکھ لیتا تو اس سے تعرض نہیں کیا کرتا تھا گویا اس نے اسے دیکھا ہی نہیں اور نہ اسے اسکی خبر لگی بنا بریں اسے اصم کہا گیا۔ بعض کے نزدیک اس لئے اصم کہتے ہیں کہ اس مہینہ میں کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی قوم پر اللہ کا غضب نازل ہوا ہو حق تعالیٰ نے پہلی امتوں پر ہر مہینہ میں عذاب اتارا لیکن کسی امت پر رجب میں عذاب نہیں اترا۔ اور اسی مہینہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت نوحؑ کو کشتی میں سوار کیا اور کشتی آپ کو اور آپکے تمام ساتھیوں کو لیکر چھ ماہ تک چلتی رہی۔ ابراہیمؒ النخعی: رجب اللہ کا مہینہ ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے حضرت نوحؑ کو کشتی میں سوار کیا اور اس کے روزے حضرت نوحؑ نے رکھے اور اپنے تمام ساتھیوں کو روزے رکھنے کا حکم فرمایا، اور حق تعالیٰ نے آپکو اور آپکے ساتھیوں کو طوفان سے محفوظ رکھا اور زمین شرک اور ظلم و زیادتی سے پاک فرمائی۔ بعض علماء یہ روایت مرفوع بھی لاتے ہیں مرفوع روایت کی سند یہ ہے کہ ہمیں ھبۃ اللہ نے اپنی اسناد سے ابو حازم سے اور انہوں نے سہل بن سعدؓ سے اور انہوں نے نبی صلعم سے خبر دی کہ آپ نے فرمایا: دیکھو رجب حرمت والے مہینوں میں سے ہے اسی میں اللہ تعالیٰ نے حضرت نوحؑ کو کشتی میں سوار کیا پھر اسکے روزے حضرت نوحؑ نے کشتی میں رکھے

اصم لانه اصم عن جفائك وزلتك وسميع بفضلك
يا مومن وشرفك فجعله الله تعالى اصم من
جفائك وزلتك لئلا يشهد عليك بها يوم
القيامة بل يكون شهيداً لك لما سمع من
فضلك واحسان العمل فيه واما الاصب فمعناه
انه تصب الرحمة فيه صبا على العباد ويعطيهم
الله تعالى من الكرامات والمثوبات ما لاعين
رأت ولا اذن سمعت ولا خطر على قلب بشر
من ذلك ما اخبرنا الشيخ الامام هبة الله بن
المبارك السقطي رحمه الله باسناده عن الاعمش
عن ابراهيم عن علقمة عن ابي سعيد الخدري
رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم
انه قال ان عدة الشهور عند الله تعالى اثنا
عشر شهرا في كتاب الله يوم خلق السموات
والارض منها اربعة حرم فرجب يقال له
شهر الله الاصم وثلاث اخر متواليات يعني
ذا القعدة وذا الحجة والمحرم الا ان رجب
شهر الله وشعبان شهري ورمضان شهر امتي
فمن صام من رجب يوما ايمانا واحتسابا استوجب
رضوان الله الاكبر واسكن الفردوس الاعلى
ومن صام منه يومين فله من الاجر ضعفان
ووزن كل ضعف مثل جبال الدنيا ومن صام
من رجب ثلثة ايام جعل الله بينه وبين النار خندقا
طوله مسيرة سنة ومن صام من رجب اربعة ايام عوفي من
البلايا من الجنون والجذام والبرص ومن

اور اپنے ساتھیوں کو بھی روزے رکھنے کا حکم فرمایا پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں سیلاب سے نجات بخشی اور انہیں ڈوبنے سے بچا لیا اور اس سیلاب سے اللہ تعالیٰ نے تمام زمین کفر و شرک اور ظلم و زیادتی سے پاک فرمائی

بعض کے نزدیک رجب کو اصم اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ مہینہ تمہارے جور و جفا سے اور گناہوں سے محفوظ رہتا ہے اور اے مومنو! یہ مہینہ تمہارے فضل و شرف کو سنتا ہے حق تعالیٰ نے اسے تمہارے جور و جفا اور گناہوں سے بہرہ کر دیا تاکہ قیامت کے دن تمہارے خلاف گواہی نہ دے بلکہ تمہارے موافق گواہی دے کیونکہ اس میں اس نے تمہارے نیک عمل سنے ہیں

رجب کو اصب کہنے کی وجہ | اسے اصبّ اس لئے کہا جاتا ہے کہ صبّ پانی بہانے کو کہتے ہیں اصبّ یعنی خوب پانی کی طرح رحمت بہانے والا اس مہینہ میں بندوں پر اللہ کی رحمت خوب برستی ہے اور حق تعالیٰ بندوں کو ایسی ایسی بزرگیاں اور ثواب عطا فرماتا ہے جو نہ آنکھوں نے دیکھے نہ کانوں نے سنے اور نہ ہی کسی انسان کے دل میں ان کا تصور آیا۔

باخبار شیخ امام ھبۃ اللہ بن مبارک سقطی از اعمش از ابراہیم از علقمہ از ابو سعید خدری از رحمت عالم صلعم فرمایا اللہ کے نزدیک اللہ کی کتاب (لوح محفوظ) میں مہینوں کی تعداد دنیا کی پیدائش کے اول دن ہی سے بارہ ہے جن میں سے چار حرمت والے ہیں رجب کو اللہ کا بڑا مہینہ کہا جاتا ہے اور تین حرمت والے مہینے لگاتار ہیں یعنی ذی قعدہ ذی الحج اور محرم مگر رجب اللہ کا مہینہ ہے اور رمضان میری امت کا مہینہ ہے پھر جو یقین کر کے ثواب کے لئے رجب کے ایک دن کا روزہ رکھ لے تو وہ اپنے اوپر اللہ کی بڑی رضا واجب کر لیگا اور فردوس اعلیٰ میں ٹھہرایا جائے گا اور جو دو دن کے روزے رکھ لے اس کا دو ضعف (دگنا) اجر ملے گا

فتنة المسيح الدجال ومن صام منه خمسة
ايام وقي من عذاب القبر ومن صام منه ستة
ايام خرج من قبره ووجهه اضوأ من القمر
في ليلة البدر ومن صام منه سبعة
ايام فان لجهنم سبعة ابواب يغلق الله
عنه بصوم كل يوم من ايامه بابا من
ابوابها ومن صام منه ثمانية ايام فان
للجنة ثمانية ابواب يفتح الله له بصوم كل
يوم بابا من ابوابها ومن صام منه تسعة
ايام خرج من قبره وهو ينادي اشهد ان
لا اله الا الله ولا يرد وجهه دون الجنة
ومن صام منه عشرة ايام جعل الله تعالىٰ
له على كل ميل من الصراط فراشا يستريح
عليه ومن صام منه احدى عشر يوما لم ير
في القيامة افضل منه الا من صام مثله
او زاد عليه ومن صام من رجب اثنى
عشر يوما كساه الله تعالىٰ يوم القيامة
حلتين الحلة الواحدة خير من الدنيا و
ما فيها ومن صام من رجب ثلاثة عشر
يوما يوضع له يوم القيامة مائدة في ظل
العرش فيأكل منها والناس في شدة
شديدة ومن صام من رجب اربعة
عشر يوما اعطاه الله عزوجل ما لا عين
رأت ولا اذن سمعت ولا خطر على قلب
بشر ومن صام منه خمسة عشر يوما يوقفه

اور ہر ضعف کا وزن دنیا کے پہاڑوں کی برابر ہوگا اور جو رجب کے تین روزے رکھ لے تو اللہ تعالیٰ اس کے اور جہنم کے درمیان خندق حائل فرما دیگا جس کا طول سال بھر کی مسافت کا ہوگا اور جو رجب کے چار روزے رکھ لے تو وہ بیماریوں، جنون، جذام اور برص سے اور مسیح دجال کے فتنہ سے محفوظ رہے گا اور جو پانچ روزے رکھ لے وہ عذاب قبر سے بچا لیا جائے گا اور جو چھ روزے رکھ لے تو جب قبر سے اٹھے گا تو اس کا چہرہ بدر کی طرح چمکتا ہوا ہوگا اور جو سات روزے رکھ لے تو اللہ تعالیٰ ہر روزے کے بدلے اس پر جہنم کا ہر دروازہ بند فرما دیگا جہنم کے سات ہی دروازے ہیں اور جو آٹھ رکھ لے تو حق تعالیٰ اس کے لئے ہر روزے کے بدلہ جنت کے آٹھوں دروازے کھولدیگا اور جو نو رکھ لے وہ قبر سے اشہد ان لا الٰہ الا اللہ کا اعلان کرتا ہوا اٹھے گا اور اس کا رخ بجز جنت کے کسی دوسری طرف نہیں پھیرا جائیگا اور جو دس رکھ لے تو حق تعالیٰ اس کے لئے پل صراط کے ہر میل پر فرش بچھوا دیگا کہ اس پر آرام سے سستا لے اور جو گیارہ رکھ لے تو وہ قیامت کے دن اپنے سے افضل کسی کو نہیں پائیگا بجز اس کے جس نے اسکے برابر یا اس سے زیادہ رکھے ہونگے اور جو بارہ رکھ لے تو حق تعالیٰ شانہ اسے قیامت کے دن دو جوڑے پہنائے گا ہر ایک جوڑا دنیا کی تمام دولت سے بیش قیمت ہوگا۔ اور جو تیرہ رکھ لے تو اسکے لئے قیامت کے دن عرش کی چھاؤں میں کھانے کی میز لگائی جائیگی اور وہ اس میں سے کھائیگا حالانکہ لوگ انتہائی شدت سے دوچار ہونگے اور جو چودہ رکھ لے تو اسے حق تعالیٰ ایسی ایسی نعمتیں بخشے گا جو نہ آنکھوں نے دیکھیں نہ کانوں سے سنیں اور نہ کسی کے دل میں کھٹکیں اور جو پندرہ رکھ لے اسے حق تعالیٰ قیامت کے دن امن پانیوالوں کی جگہ کھڑا کریگا اور اس کے پاس سے

الله تعالیٰ یوم القیامة موقف الآمنین ولا یمر به ملك مقرب ولا نبی مرسل الا قال له طوبی لك انك من الآمنین وفی لفظ آخر زیادة علی خمسة عشر وهی من صام منه ستة عشر یوما کان فی اوائل من یزور الرحمٰن وینظر الیه ویسمع کلامه ومن صام منه سبعة عشر یوما ینصب الله له علی کل میل من الصراط مستراحا یستریح علیه ومن صام منه ثمانیة عشر یوما زاحم ابراهیم علیه السلام فی قبته ومن صام منه تسعة عشر یوما بنی الله له قصرا فی الجنة تجاه قصر ابراهیم وآدم علیهما السلام ویسلم علیهما و یسلمان علیه ومن صام منه عشرین یوما نادی مناد من السماء یا عبد الله اما ما قد مضی فقد غفره الله لك فاستأنف العمل فیما بقی واما المطهر فلانه یطهر صائمه من الذنوب والخطیئات فمن ذلك ما اخبرنا به الشیخ الامام هبة الله بن المبارك السقطی رحمه الله عن الحسن بن احمد بن عبد الله المقری باسناده عن هارون بن عنترة عن ابیه عن علی بن ابی طالب رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان شهر رجب شهر عظیم من صام منه یوما کتب الله تعالیٰ له صوم الف سنة ومن صام منه یومین کتب الله تعالیٰ

بھی مقرب فرشتہ یا اولوا العزم پیغمبر گزرے گا وہی اسے امن پانے کی مبارکباد دیگا، اسی حدیث کے دوسرے لفظ میں ۱۵ سے آگے بھی ذکر ہے فرمایا اور جو سولہ روزے رکھے تو جو رحمٰن کی زیارت کرنیوالے ہیں ان سب سے آگے آگے رہیگا اور حق تعالیٰ کو دیکھے گا اور اس کا کلام سُنے گا اور جو سترہ رکھ لے حق تعالیٰ اس کے لئے پلصراط کے ہر میل پر ایک آرامگاہ بنا دیگا کہ وہاں سستا لے۔ اور جو اٹھارہ رکھ لے تو حضرت ابراہیم کے گنبد کے سامنے اس کا گنبد ہوگا اور جو انیس رکھ لے تو حق تعالیٰ اس کے لئے جنت میں حضرت ابراہیم اور حضرت آدم کے قصروں کے مقابل ایک قصر بنائیگا اور یہ ان دونوں نبیوں کو اور دونوں نبی اسے سلام کریں گے، اور جو بیس رکھ لے تو اس کے لئے ایک اعلان کرنیوالا اعلان کریگا کہ اے اللہ کے بندے تیرے ماضی کے تمام گناہ حق تعالیٰ نے معاف فرما دئے اب مستقبل کے لئے از سرِ نو نیک عمل کر۔

رجب کو مطہر کہنے کی وجہ

رجب کو مطہر (پاک کرنے والا) اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ روزے داروں کو گناہوں اور تمام برائیوں سے پاک صاف کر دیتا ہے چنانچہ اس سلسلہ میں ہمیں شیخ امام ہبۃ اللہ بن مبارک سقطی نے حسن بن احمد بن عبد اللہ مقری سے انہوں نے ہارون بن عنترہ سے انہوں نے اپنے والد عنترہ سے انہوں نے علی بن ابی طالب سے ہمیں خبر دی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ ماہ رجب ایک عظمت والا مہینہ ہے جو اس کا ایک دن کا روزہ رکھے حق تعالیٰ اسے ایک ہزار سال کے روزوں کا ثواب عطا فرمائے گا اور دو روزے رکھنے والوں کو دو ہزار سال کے روزوں کا ثواب ملے گا اور تین روزے رکھنے والوں کو تین ہزار سال کے روزوں کا ثواب ملے گا اور سات روزے رکھنے والوں پر حق تعالیٰ جہنم کے دروازے بند فرما دیگا اور آٹھ والوں پر جنت کے

له صوم الفي سنة ومن صام منه ثلاثة ايام
كتب الله تعالى له صوم ثلاثة آلاف سنة
ومن صام منه سبعة ايام اغلقت عنه
ابواب جهنم ومن صام منه ثمانية ايام
فتحت له ابواب الجنة الثمانية يدخل من
ايها شاء ومن صام منه خمسة عشر يوما
بدلت سيئاته حسنات ونادى مناد من السماء
قد غفرلك فاستأنف العمل ومن زاد زاده
الله تعالى واخبرنا الشيخ الامام هبة الله
بن المبارك باسناده عن يونس عن الحسن
رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله
عليه وسلم من صام يوما من رجب عدل
له بصيام ثلاثين سنة واخبرنا الشيخ
الامام هبة الله عن الحسن بن احمد بن
عبد الله المقرى باسناده عن العلاء بن كثير
عن مكحول رحمه الله قال ان رجلا سال
ابا الدرداء رضي الله عنه عن صيام رجب
فقال له سألت عن شهر كانت الجاهلية
تعظمه في جاهليتها وما زاده الاسلام
الا فضلا وتعظيما ومن صام منه يوما تطوعا
يحتسب به ثواب الله تعالى ويبتغي به وجهه
مخلصا اطفأ صومه ذلك اليوم غضب الله
تعالى واغلق عنه بابا من ابواب النار ولو
أُعطي مل الارض ذهبا ما كان جزاء له
ولا يستكمل اجر شيء من الدنيا دون يوم الحساب

تمام دروازے کھول دئے جائیں گے کہ جس دروازے سے چاہے جنت میں چلا جائے اور پندرہ روزے والوں کی برائیاں نیکیوں سے بدل دی جائیں گی اور آسمان سے ایک اعلان کرنیوالا اعلان کرے گا کہ تیرے تمام گناہ بخشدئے گئے اب تو نیک عمل کر اور جو زیادہ روزے رکھے گا حق تعالیٰ اسے مزید ثواب عطا فرمائے گا۔

ہمیں شیخ امام ہبۃ اللہ بن مبارک نے اپنی اسناد سے یونس سے اور انہوں نے حسن بصری سے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو رجب کے ایک دن کا روزہ رکھے گا اسے تیس سال کے روزوں کی برابر ثواب ملے گا۔ ہمیں شیخ امام ہبۃ اللہ نے حسن بن احمد بن عبداللہ مقری سے انہوں نے علاء بن کثیر سے اور انہوں نے مکحول سے خبر دی کہ ایک شخص نے حضرت ابوالدرداء سے رجب کے روزوں کے بارے میں پوچھا فرمایا کہ تم نے اس مہینہ کے بارے میں پوچھا ہے جس کی تعظیم جاہلیت میں بھی کی جاتی تھی اس میں اسلام نے فضیلت و تعظیم ہی کا اضافہ کیا ہے اگر کوئی اس کے ایک دن کا نفلی روزہ رکھے اور اس کی نیت اللہ تعالیٰ سے ثواب کی ہو اور خلوص سے اللہ کی رضا کا طلبگار ہو تو اس کا ایک دن کا روزہ حق تعالیٰ جل مجدہٗ کے غصہ کو بجھائے گا اور آگ کا ایک دروازہ بند کرادے گا اور اگر اسے تمام زمین بھر کر سونا دیا جائے تو اس ایک روزے کا پورا ثواب نہ مل سکے گا اور دنیا کی کسی چیز کی قیمت سے اس کا اجر پورا نہ ہوگا۔ اگر یہ اجر پورا ہوگا تو جزا کے دن ہی حق تعالیٰ پورا فرمائے گا اس روزے دار کی شام کے وقت افطار سے پہلے دس دعائیں مقبول ہونگی اگر وہ دنیا کی کسی چیز کے لئے دعا مانگے گا حق تعالیٰ وہ اسے عطا فرمادیگا ورنہ حق تعالیٰ جل مجدہ اس کے لئے نیکیوں کا ذخیرہ جمع فرماکر رکھدے گا اور وہ نیکیاں حق تعالیٰ شانہ کے

وله اذا امسى عشر دعوات مستجابات فان
دعابه لشیء من عاجل الدنیا اعطاه والا ادخر
له من الخیر كأفضل ما دعا به داع من اولیاء
الله تعالیٰ واصفیائه الصادقین ومن صام
یومین كان له مثل ذلك وله مع ذلك اجر
عشرة من الصدیقین فی عمرهم بالغة
اعمارهم ما بلغت ویشفع فی مثل ما یشفعون
فیه ویكون فی زمرتهم حتی یدخل الجنة
معهم ویكون من رفقائهم ومن صام
ثلاثة ایام كان له مثل ذلك وقال الله
تعالیٰ عند افطاره لقد وجب حق عبدی
هذا ووجبت له محبتی وولایتی اشهدكم
یاملائكتی انی قد غفرت له من ذنبه ما
تقدم وما تأخر ومن صام اربعة ایام كان
له مثل ذلك وثواب اولی الالباب التوابین
ویعطی كتابه فی اوائل الفائزین ومن صام
خمسة ایام كان له مثل ذلك ویبعث یوم
القیامة ووجهه مثل القمر لیلة البدر و
یكتب له عدد رمل عالج حسنات ویدخل
الجنة ویقال له تمن علی الله ما شئت ومن
صام ستة ایام كان له مثل ذلك ویعطی
سوی ذلك نورا یستضیء به اهل الجمع فی
القیامة ویبعث فی الآمنین حتی یمر علی الصراط
بغیر حساب ویعافی من عقوق الوالدین و
قطیعة الرحم ویقبل الله علیه بوجهه اذا

دوستوں اور اس کے سچے اور برگزیدہ بندوں کی سب سے افضل دعا کی
برابر ہوتی ہیں اور جو دو دن کے روزے رکھ لے تو اسے بھی حسب سابق
ثواب ملے گا اور اس کے ساتھ ساتھ اسے دس صدیقین کے تمام
عمر کے عملوں کے ثواب کے برابر ثواب ملے گا خواہ ان کی عمر کتنی ہی
طویل کیوں نہ ہو اور جس طرح صدیق حضرات کی شفاعت قبول
کی جاتی ہے اس کی بھی شفاعت قبول کی جائے گی اور صدیقین کی
جماعت میں رہے گا حتیٰ کہ ان کے ساتھ جنت میں چلا جائے
اور ان کے رفقاء میں شامل رہے گا اور جو تین روزے رکھ لے
گا تو اسے بھی حسب سابق ثواب ملے گا اور اس کے روزہ کھولنے
کے وقت حق تعالیٰ فرمائے گا کہ میرے بندے کا مجھ پر حق ثابت
ہوا اور اس کے لئے میری محبت اور ولایت واجب ہو گئی
اے میرے فرشتو میں تمہیں گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے اس کے
اگلے پچھلے تمام گناہ بخش دئے اور جو چار روزے رکھ لے گا
اسے حسب سابق ثواب ملے گا اور خوب توبہ کرنیوالے صاحب
دلوں کا بھی ثواب ملے گا اور اس کا اعمال نامہ پہلے کامیاب
ہونیوالوں میں دیا جائیگا اور جو پانچ روزے رکھ لے گا اسے
حسب سابق ثواب ملے گا اور قیامت کے دن جب قبر سے اٹھے
گا تو اس کا چہرہ بدر کی طرح چمکتا ہوا ہو گا اور اس کے لئے عالج
کے ریت کے ذرات کے برابر نیکیاں ملیں گی اور جنت میں داخل
کر دیا جائے گا اور اس سے کہا جائے گا کہ حق تعالیٰ سے جو دل چاہے
مانگ لے اور جو چھ روزے رکھ لیگا تو اسے حسب سابق ثواب
ملے گا اور اس کے علاوہ ایسا نور ملے گا جس سے قیامت کے دن
تمام موقف والے روشن ہو جائیں گے اور امن پانیوالوں میں
اٹھایا جائے گا حتیٰ کہ بلا حساب کے پلصراط سے گزرے گا اور دنیا
میں ماں باپ کی نافرمانی اور قطع رحمی سے محفوظ رہے گا اور جب

لقیہ یوم القیامۃ ومن صام سبعۃ ایام کان لہ مثل ذلک ویغلق عنہ سبعۃ ابواب النار ویحرمہ اللہ علی النار ویوجب لہ الجنۃ یتبوأ منہا حیث یشاء ومن صام ثمانیۃ ایام کان لہ مثل ذلک وفتحت لہ ابواب الجنۃ الثمانیۃ یدخلہا من ای باب شاء ومن صام تسعۃ ایام کان لہ مثل ذلک ویرفع کتابہ فی علیین ویبعث یوم القیامۃ فی الآمنین ویخرج من قبرہ ووجہہ نور یتلألأ ویشرق لاہل الجمع حتی یقولوا ھذا نبی مصطفی وان ادنی مایعطی ان یدخل الجنۃ بغیر حساب ومن صام عشرۃ ایام فبخ فبخ لہ فیعطی مثل ذلک وعشرۃ اضعافہ وھو ممن یبدل اللہ سیئاتہ حسنات و یکون من المقربین القوامین للہ بالقسط وکان کمن عبد اللہ الف عام صائما قائما صابرا محتسبا ومن صام عشرین یوما کان لہ مثل ذلک وعشرون ضعفا وھو ممن یزاحم ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام فی قبتہ ویشفع فی مثل ذلک وعشرون ضعفا وھو ممن یزاحم ابراھیم خلیل اللہ علیہ السلام فی قبتہ ویشفع فی مثل ربیعۃ ومضر کلھم من اھل الخطایا واھل الذنوب ومن صام ثلاثین یوما کان لہ مثل ذلک وثلاثون ضعفا وینادی منادٍ من السماء یا ولی اللہ

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے ملاقات کریگا تو وہ اس کی طرف متوجہ ہوگا اور جو سات روزے رکھے گا تو اسے حسب سابق ثواب ملے گا اور اس سے آگ کے ساتوں دروازے بند کر دئیے جائیں گے اور اسے اللہ تعالیٰ آگ پر حرام فرما دیگا اور اس کے لئے جنت واجب کر دیگا کہ جہاں چاہے جنت میں اپنا ٹھکانہ بنالے جو آٹھ دن کے روزے رکھے تو اسے حسب سابق ثواب ملے گا اور اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھل جائیں گے اسے اختیار ہے جس دروازے سے چاہے جنت میں داخل ہو جائے اور جو نو روزے رکھ لے اسے حسب سابق ثواب ملے گا اور اس کا اعمالنامہ علیین میں اُٹھا لیا جائے گا اور وہ قیامت کے امن پانیوالوں میں اٹھایا جائے گا اور قبر سے اس حال میں نکلے گا کہ اس کے چہرے پر ایسا نور ہوگا جس سے تمام موقف والے چمک اٹھیں گے حتیٰ کہ وہ خیال کریں گے کہ یہ اللہ کے منتخب نبی ہیں اور معمولی نعمت یہ ملے گی کہ بلا حساب کے جنت میں داخل ہو جائے گا اور جو دس روزے رکھ لے تو کیا کہنے اسے حسب سابق ثواب ملے گا اور دس گنا زیادہ بھی اور ان میں شامل ہو جائے گا جن کی برائیاں حق تعالیٰ نیکیوں سے بدل دے گا اور اس کا اللہ کے ان خاص بندوں میں شمار ہوگا جو ہر وقت انصاف سے اللہ کی راہ میں کمربستہ رہتے ہیں اور اس کی طرح کر دیا جائے گا جو ایک ہزار سال تک دن میں روزے دار اور رات کو شب بیدار رہ کر اللہ کی عبادت میں مصروف رہتا ہے اور صبر کے ساتھ ثواب کی نیت سے نیک عمل کرتا رہتا ہے اور جو بیس روزے رکھ لے اسے حسب سابق ثواب ملے گا اور بیس گنا زیادہ بھی اور اس کا گنبد حضرت ابراہیمؑ کے گنبد کے سامنے ہوگا اور اس کا مقابلہ کرے گا اور اس کی شفاعت مضر کے قبیلہ ربیعہ کے آدمیوں کی تعداد کی

البشر بالكرامة العظمى قال وما الكرامة
العظمى قال النظر الى وجه الله تعالى الجميل
ومرافقة النبيين والصديقين والشهداء
والصالحين وحسن اولئك رفيقا طوبى لك
غدا اذا كشف الغطاء وانضيت الى جسيم
ثواب ربك الكريم فاذا نزل به ملك الموت
سقاه الله تعالى عند خروج نفسه شربة من
حياض الفردوس ويهون عليه سكرات
الموت حتى ما يجد الم الموت ويظل فى قبره
ريان ويظل فى الموقف ريان حتى يرد حوض
النبى صلى الله عليه وسلم واذا خرج من قبره
شيعه سبعون الف ملك معهم النجائب
من الدر والياقوت ومعهم طرائف الحلى
والحلل فيقولون له يا ولى الله النجاء النجاء
الى ربك عزوجل الذى اظمات له نهارك
وانحلت له جسمك فهو من اول الناس دخولا
جنات عدن يوم القيامة مع الفائزين رضى
الله عنهم ورضوا عنه ذلك هو الفوز
العظيم قال وان كان له فى كل يوم يصومه
صدقة على زنة قوته تصدق بها فهيهات
هيهات هيهات لو ثلاثا لو اجتمع جميع الخلائق
على ان يقدروا قدر ما اعطى ذلك العبد من
الثواب ما بلغوا معشار العشر مما اعطى الله
ذلك العبد من الثواب وعن عبد الله بن
الزبير رضى الله عنهما انه قال من فرّج عن

برابر لوگوں کے حق میں قبول کی جائیگی جو سب خطا کار و گنہ گار ہونگے
اور جو تیس روزے رکھ لے تو اسے حسب سابق ثواب ملے گا اور
تیس گنا زیادہ بھی اور ایک اعلان کرنیوالا آسمان سے اعلان
کریگا کہ اے اللہ کے ولی تجھے ایک عظیم بزرگی کی بشارت ہو پوچھا
گیا کہ عظیم بزرگی کیا ہے؟ فرمایا عظیم بزرگی حق تعالیٰ شانہ کے
خوبصورت چہرے کا دیدار ہے اور انبیاء، صدیقین، شہداء اور
صلحاء کی رفاقت ہے اور یہ لوگ بہترین رفیق ہیں۔ تیرے لئے
مبارک ہو اور کل قیامت کے دن جب پردے اٹھائے جائیں
گے اور تجھے اپنے رب کی طرف سے جلیل الشان ثواب ملے گا تو
تجھے مسرت و خوشی حاصل ہو اگر وہ فوت ہو جائے تو اس کی
روح نکلتے ہی اللہ تعالیٰ اسے فردوس کے حوضوں سے پانی
پلائے گا اور اس پر موت کی سختیاں آسان فرمادیگا حتیٰ کہ اسے
موت کی تکلیف محسوس ہی نہ ہوگی اور وہ قبر میں بھی سیراب
رہے گا اور موقف میں بھی حتیٰ کہ نبی صلعم کی حوض پر نہ پہنچ جائے
اور جب اپنی قبر سے اٹھے گا تو اسے ستر ہزار فرشتے رخصت
کریں گے جن کے پاس موتیوں اور یاقوت کے اونٹ ہونگے
اور نادر نادر زیورات و جوڑے ہونگے اور اس سے فرشتے کہیں
گے کہ اے اللہ کے ولی جلدی سے، جلدی سے ان پر سوار ہو کر
اپنے رب کے پاس چلو آپ اللہ کی رضا کے لئے دن میں پیاسے رہا
کرتے تھے اور اسی کی رضا کے کاموں میں آپ لاغر و نحیف ہو گئے
تھے لہٰذا قیامت کے دن جنت عدن میں سب سے پہلے داخل ہونے
والوں میں اور کامرانی والوں میں سے یہ بھی ہوگا اللہ ان سے راضی
ہے اور یہ اللہ سے راضی ہیں اور یہ ایک عظیم کامیابی ہے اور فرمایا اگر
اس نے حسب حیثیت روزے کی حالت میں خیرات بھی کی ہوگی۔
تو سبحان اللہ، کیا کہنے نور علی نور اگر تمام دنیا مل کر اس بندے کو

مومن كربة فى شهر رجب وهو شهر الله الاصم اعطاه الله تعالى فى الفردوس قصرا مد بصره الا اكرموا رجب يكرمكم الله عزوجل بألف كرامة قال عقبة بن سلامة بن قيس يرفعه الى النبى صلى الله عليه وسلم انه قال من تصدق فى رجب باعده الله تعالى من النار كمقل الغراب طار فرخا من وكره وهو فى الهواء حتى مات هرما وقيل الغراب يعيش خمسمائة عام واما السابق فلانه اوّل الاشهر الحرم واما الفرد فلانه مفرد عن اخواته كما روى ثور بن يزيد قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فى حجة الوداع فى خطبته الا ان الزمان قد استدار كهيئته يوم خلق الله السموات والارض السنة اثنا عشر شهرا منها اربعة حرم ثلاث متواليات ذوالقعدة وذوالحجة والمحرم وواحد فرد رجب مضر الذى بين جمادى وشعبان۔

فصل آخر: وعن عكرمة عن ابن عباس رضى الله عنهما عن النبى صلى الله عليه وسلم انه قال رجب شهر الله وشعبان شهرى ورمضان شهر امتى وعن موسى بن عمران قال سمعت انس بن مالك رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان فى الجنة نهرا يقال له رجب اشد بياضا من اللبن واحلى من العسل من صام يوما من

ملنے والی نعمت کی مقدار کا اندازہ لگانا چاہیں تو دسویں حصہ کے دسویں حصہ کا بھی اندازہ نہ لگا سکیں گے۔ عبداللہ بن زبیرؓ: جو ماہ رجب (اللہ کے بہرے مہینہ) میں کسی مومن کی کوئی بیقراری اور تکلیف دُور کردے تو حق تعالیٰ جل مجدہٗ اسے فردوس میں ایک قصر عطا فرمائیگا جو اسکی منتہائے نگاہ تک پھیلا ہوا ہوگا کان کھول کر سن لو رجب المرجب کا احترام کرو حق تعالیٰ جل شانہٗ تمہاری عزت فرمائیگا اور تم کو ایک ہزار بزرگیاں عطا فرمائے گا۔

عقبہ بن سلامہ بن قیس: نبی صلعم نے فرمایا کہ جو رجب میں صدقہ کرتا ہے حق تعالیٰ اسے جہنم سے اتنی دُور فرما دیتے ہیں جتنی دُور ایک کوے کا بچہ اپنے گھونسلہ سے نکل کر عمر بھر اڑتا ہی چلا جائے حتیٰ کہ اڑتے اڑتے بوڑھا ہو کر مرجائے (اندازہ لگائیے کہ وہ بچہ اپنی ساری عمر میں کتنی مسافت طے کریگا) کہتے ہیں کوے کی پانچسو سال کی عمر ہوتی ہے۔

رجب کو سابق کہنے کی وجہ رجب کو سابق اس لئے کہا جاتا ہے کہ حرمت کے چار مہینوں میں سب سے پہلا یہی مہینہ ہے۔

رجب کو فرد کہنے کی وجہ رجب کو فرد اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ حرمت والے مہینوں سے الگ ہے جیسا کہ ثور بن یزید کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلعم نے حجۃ الوداع کے خطبہ میں فرمایا کہ دیکھو زمانہ گھوم گھام کر اسی ہیئت پر آگیا ہے جس ہیئت پر اس دن تھا جس دن اللہ نے زمین و آسمان پیدا فرمائے تھے سال بارہ ماہ کا ہوتا ہے جن میں چار حرمت والے مہینے ہیں تین لگاتار ہیں یعنی ذی قعدہ، ذی الحج اور محرم اور ایک تنہا ہے یعنی مضر کا رجب جو جمادی الثانی اور شعبان کے درمیان ہے۔

حرمت والے مہینوں کے سلسلہ میں احادیث و اقوال

از عکرمہ از ابن عباس از نبی صلعم: رجب اللہ کا مہینہ ہے، شعبان میرا مہینہ ہے اور رمضان میری امت کا مہینہ ہے۔ از موسیٰ بن عمران بسماع انسؓ بن مالک: رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جنت کی ایک نہر کا نام رجب ہے جس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ

رجب سقاہ اللہ من ذلک النھر وعن انس بن مالک رضی اللہ عنہ انہ قال ان فی الجنۃ قصرا لا یدخلہ الا صوام رجب وعن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ انہ قال لم یصم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شھرا بعد رمضان الا رجب وشعبان وعن انس رضی اللہ عنہ ایضا قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صام ثلاثۃ ایام من الشھر الحرام الخمیس والجمعۃ والسبت کتب اللہ لہ عبادۃ تسعمائۃ سنۃ وقیل رجب لترک الجفاء و شعبان للعمل والوفاء و رمضان للصدق والصفاء رجب شھر التوبۃ شعبان شھر المحبۃ رمضان شھر القربۃ رجب شھر الحرمۃ شعبان شھر الخدمۃ رمضان شھر النعمۃ رجب شھر العبادۃ شعبان شھر الزھادۃ رمضان شھر الزیادۃ رجب شھر یضاعف اللہ فیہ الحسنات شعبان شھر تکفر فیہ السیئات رمضان شھر تنتظر فیہ الکرامات رجب شھر السابقین شعبان شھر المقتصدین رمضان شھر العاصین وقال ذوالنون المصری رحمہ اللہ رجب لترک الآفات وشعبان لاستعمال الطاعات ورمضان لانتظار الکرامات فمن لم یترک الآفات ولم یستعمل الطاعات ولم یتنظر الکرامات فھو من اھل الترھات وقال ایضا رحمہ اللہ رجب شھر الزرع وشعبان

شیریں ہے جو رجب کا ایک روزہ رکھ لیگا حق تعالیٰ اسے اس نہر سے پانی پلائیگا، انس بن مالکؓ: جنت میں ایک قصر ہے جس میں رجب میں روزے رکھنے والے ہی داخل ہونگے۔ ابوہریرہؓ: نبی صلعم نے رمضان کے بعد کسی ماہ کے اکثر روزے نہیں رکھے بجز رجب و شعبان کے۔ انس: رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جو کسی حرمت والے مہینے کے جمعرات، جمعہ اور ہفتہ کے تین روزے رکھ لے حق تعالیٰ شانہ اس کے لئے نو سال کی عبادت لکھ لے گا۔ کہا جاتا ہے رجب ترک غداری کے لئے ہے شعبان فرمانبرداری اور وفاداری کے لئے ہے اور رمضان صدق و صفائی کے لئے ہے، رجب توبہ کا مہینہ ہے، شعبان محبت کا مہینہ ہے اور رمضان تقرب کا مہینہ ہے، رجب حرمت کا، شعبان خدمت کا اور رمضان نعمت کا مہینہ ہے، رجب عبادت کا، شعبان زہد و ریاضت کا اور رمضان زیادت کا مہینہ ہے رجب میں حق تعالیٰ نیکیاں دگنی فرما دیتا ہے، شعبان میں برائیاں مٹا دیتا ہے اور رمضان میں بزرگیوں کا انتظار کیا جاتا ہے اور رجب نیکیوں میں سبقت کرنے والوں کا، شعبان درمیانی مومنوں کا اور رمضان گنہگاروں کا مہینہ ہے

ذوالنونؒ مصری: رجب ترک آفات کے لئے، شعبان عبادات کے لئے اور رمضان کرامات کے لئے ہے پھر جو آفات ترک نہ کرے اور طاعات پر عمل نہ کرے اور کرامات کا منتظر نہ رہے تو وہ بیہودہ لوگوں میں سے ہے۔ ذوالنونؒ مصری: رجب بونے کا، شعبان پانی دینے کا اور رمضان کھیتی کو کاٹنے کا مہینہ ہے ہر شخص اپنی بوئی ہوئی کھیتی کو کاٹتا ہے اور اپنے کاموں کا اجر پاتا ہے اور جو کھیتی ہی ضائع کردے تو کاٹنے کے دن پشیمان ہوگا اس کا گمان جھوٹا ہوگا اور اس کا انجام برا ہوگا۔

بعض صلحاء: سال بمنزلہ ایک درخت کے ہے رجب اس درخت میں پتے پھوٹنے کا زمانہ ہے، شعبان اس میں پھل آنے کا موسم ہے اور رمضان پھل پکنے کا وقت ہے۔ کہا جاتا ہے کہ رجب میں خاص

شهر السقی و رمضان شهر الحصاد و کل یحصد ما زرع و یجزی ما صنع و من ضیع الزراعة ندم یوم حصاده و اخلف ظنه مع سوء معاده وقال بعض الصالحین السنة شجرة رجب ایام ایراقها و شعبان ایام اثمارها و رمضان ایام قطافها و قیل خص رجب بالمغفرة من الله تعالی و شعبان بالشفاعة و رمضان بتضعیف الحسنات و لیلة القدر بانزال الرحمة و یوم عرفة باکمال الدین کما قال الله تعالی الیوم اکملت لکم دینکم و یوم الجمعة باجابة ادعیة الداعین و یوم العید بالعتق من النار و فکاك رقاب المؤمنین قال المازنی عن الحسین بن علی رضی الله عنهما انه قال صوموا رجب فان صوم رجب توبة من الله عزوجل و روی عن سلمان الفارسی رضی الله عنه قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول من صام یوما من رجب فکانما صام الف سنة و کانما اعتق الف رقبة و من تصدق فیه بصدقة فکانما تصدق بالف دینار و کتب الله له بکل شعرة علی بدنه الف حسنة و رفع له الف درجة و محا عنه الف سیئة و کتب له بکل یوم یصومه و بکل صدقة یتصدق بها الف حجة و الف عمرة و بنی له فی الجنة الف دار و الف قصر و الف حجرة و فی کل حجرة الف

طور سے حق تعالیٰ کی بخشش ہوتی ہے، شعبان میں شفاعت ہوتی ہے اور رمضان میں نیکیاں کئی گنا بڑھا دی جاتی ہیں اور شب قدر میں خاص طور سے نعمتوں کا نزول ہوتا ہے اور عرفہ کے دن دین تکمیل کو پہنچا فرمایا: آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور جمعہ دُعا مانگنے والوں کی دعاؤں کی قبولیت کا دن ہے اور عید آگ سے آزاد ہونے کا اور مومنوں کی آگ سے گردنیں چھوٹنے کا دن ہے۔

مازنی از حسین بن علی: رجب میں روزے رکھو کیوں کہ کے روزے حق تعالیٰ شانہ سے توبہ کرنا ہے۔

سلمان فارسی: میں نے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ نے فرمایا: جو رجب کا ایک روزہ رکھ لے گویا اس نے ایک ہزار سال کے روزے رکھے اور گویا اس نے ایک ہزار غلام آزاد کئے اور جو اس میں خیرات کرے گویا اس نے ایک ہزار دینار خیرات کئے اور اللہ تعالیٰ اس کے بدن کے ہر بال کے عوض ایک ہزار نیکیاں لکھتا ہے، ایک ہزار درجے بلند فرماتا ہے اور ایک ہزار برائیاں مٹا دیتا ہے اور اس کے لئے رجب کے ہر روزے کے عوض اور ہر صدقہ کے عوض ایک ہزار حج اور ایک ہزار عمرے لکھ لیتا ہے اور اس کے لئے جنت میں ایک ہزار گھر، ایک ہزار محل اور ایک ہزار حجرے بنا دیتا ہے اور ہر حجرے میں ایک ایک ہزار خیمے ہوتے ہیں اور ہر خیمہ میں ایک ایک ہزار حوریں ہوتی ہیں جو چمک میں سورج سے بھی ہزار گنا بڑھی ہوئی ہیں۔

رجب کی پہلی تاریخ کے دن کے روزے کی اور شب بیداری کی فضیلت

ہمیں امام شیخ ہبۃ اللہ سقطی نے اپنی اسناد سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے خبر دی کہ

مقصورة وفي كل مقصورة ألف حوراء احسن
من الشمس ألف مرّة۔

فصل : في فضل صيام اوّل يوم من رجب وقيام اوّل ليلة منه اخبرنا الامام الشيخ هبة الله السقطي رحمه الله باسناده عن انس بن مالك رضي الله عنه قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا دخل رجب قال اللهم بارك لنا في رجب وشعبان وبلغنا رمضان واخبرنا الشيخ الامام هبة الله باسناده عن ميمون بن مهران باسناده عن ابي ذر رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال من صام اوّل يوم من رجب عدل صيام شهر ومن صام سبعة ايام غلقت عنه ابواب جهنم السبعة ومن صام ثمانية ايام فتحت له ابواب الجنة الثمانية ومن صام منه عشرة ايام بدل الله سيئاته حسنات ومن صام منه ثمانية عشر يوما نادى مناد من السماء قد غفر لك فاستأنف العمل واخبرنا الشيخ الامام هبة الله باسناده عن سلامة بن قيس يرفعه الى النبي صلى الله عليه وسلم من صام اوّل يوم من رجب كفر الله عنه ذنوب ستين سنة ومن صام خمسة عشر يوما حاسبه الله حسابا يسيرا ومن صام ثلاثين يوما من

جب رجب شروع ہوتا تو رسول اکرم صلعم فرماتے : اے اللہ ہمیں رجب اور شعبان میں برکت عطا فرما اور ہمیں رمضان تک پہنچا۔

ہمیں شیخ امام ہبۃ اللہ نے اپنی اسناد سے میمون بن مہران سے انھوں نے حضرت ابوذرؓ سے انھوں نے نبی صلعم سے خبر دی کہ آپ نے فرمایا کہ جو رجب کی پہلی تاریخ کا روزہ رکھے تو یہ روزہ ثواب میں ایک ماہ کے روزوں کے برابر ہے اور جو سات روزے رکھ لے اس سے جہنم کے ساتوں دروازے بند ہو جاتے ہیں اور جو آٹھ رکھ لے اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھل جاتے ہیں اور جو دس رکھ لے حق تعالےٰ اس کی برائیاں نیکیوں سے بدل ڈالے گا اور جو ۱۸ روزے رکھ لے تو ایک منادی آسمان سے اعلان کرتا ہے کہ اس کے گناہ بخش دئے گئے اب از سرِ نو نیک عمل کر۔

ہمیں شیخ امام ہبۃ اللہ نے اپنی اسناد سے سلامہ بن قیس سے خبر دی سلامہ سے نبی صلعم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ جو رجب کی پہلی تاریخ کا روزہ رکھ لے حق تعالےٰ شانہٗ اس کے ۶۰ سال کے گناہ معاف فرما دے گا اور جو ۱۵ روزے رکھ لے تو حق تعالیٰ اس سے آسان حساب لے گا اور جو رجب کے ۳۰ روزے رکھ لے حق تعالےٰ اس کے لئے اپنی رضا لکھ لے گا اور اسے عذاب میں مبتلا نہیں فرمائے گا۔

منقول ہے کہ عمرؓ بن عبد العزیز نے حجاج بن ارطاۃ یا عدی بن ارطاۃ حاکم بصرہ کو لکھا: سال بھر میں چار رکعتوں کی حفاظت کرنی ضروری ہے کیونکہ حق تعالیٰ ان میں اپنی رحمت پانی کی طرح انڈیلتا ہے، رجب کی پہلی رات، نصف شعبان کی رات، رمضان کی ۲۷ ویں رات اور عید الفطر کی رات۔

رجب کتب اللہ تعالیٰ لہ رضوانہ ولم یعذبہ وروی ان عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ کتب الی الحجاج بن ارطاۃ وھو علی البصرۃ وقیل الی عدی بن ارطاۃ علیک باربع لیال فی السنۃ فان اللہ تعالیٰ یفرغ فیھن الرحمۃ افراغا وھی اول لیلۃ من رجب ولیلۃ النصف من شعبان ولیلۃ السابع والعشرین من رمضان ولیلۃ الفطر وعن خالد بن معدان رحمہ اللہ انہ قال خمس لیال فی السنۃ من واظب علیھن رجاء ثوابھن وتصدیقا بوعدھن ادخلہ اللہ تعالیٰ الجنۃ اول لیلۃ من رجب یقوم لیلھا ویصوم نھارھا ولیلتی العیدین یقوم لیلھما ویفطر نھارھما ولیلۃ النصف من شعبان یقوم لیلھا ویصوم نھارھا ولیلۃ عاشوراء یقوم لیلھا ویصوم نھارھا۔

فصل: وقد جمع بعض العلماء رحمھم اللہ اللیالی التی یستحب احیاؤھا فقال انھا اربع عشرۃ لیلۃ فی السنۃ وھی اول لیلۃ من شھر المحرم ولیلۃ عاشوراء واول لیلۃ من شھر رجب ولیلۃ النصف منہ ولیلۃ سبع وعشرین منہ ولیلۃ النصف من شعبان ولیلۃ عرفۃ ولیلتا العیدین وخمس لیال منھا فی شھر رمضان وھن وتر لیالی العشر الاواخر وکذلک یستحب مواصلۃ سبعۃ عشر یوما بالاوراد والمواظبۃ

خالد بن معدان: سال میں پانچ راتیں انتہائی اہم ہیں جو ان کے ثواب پر ایمان لا کر ان کے ثواب کی امید پر ان کی حفاظت کرلے، حق تعالیٰ جل مجدہٗ اسے جنت میں داخل فرمادے گا: رجب کی پہلی رات، اس رات میں عبادت کی جائے اور اس کے دن میں روزہ رکھا جائے، عید و بقر عید کی دو راتیں ان راتوں میں جاگ کر عبادت کرے اور ان کے دنوں میں روزہ نہ[1] رکھے، اور عاشوراء کی رات میں جاگ کر عبادت کی جائے اور دن میں روزہ رکھا جائے۔

برکت والے اور معزز ایام بعض علماء نے ان راتوں کو جمع کر دیا ہے جن میں جاگ کر عبادت کرنی مستحب ہے انھوں نے فرمایا ہے کہ اس قسم کی مبارک راتیں پورے سال میں چودہ راتیں ہیں، محرم الحرام کی پہلی رات، محرم الحرام کی دسویں تاریخ کی رات، رجب المرجب کی پہلی رات، نصف رجب کی رات، ۲۷ ویں رجب کی رات، نصف شعبان کی رات، عرفہ کی رات، عید کی رات، بقر عید کی رات، رمضان کے پچھلے عشرے کی پانچ طاق راتیں۔

اسی طرح ۱۷ مخصوص دن ہیں جن میں اوراد و وظائف میں مشغول رہنا اور دن بھر عبادت کرنا مستحب ہے عرفہ کا دن، عاشوراء کا دن نصف شعبان کا دن، جمعہ کا دن، عید کا دن، بقر عید کا دن، ذی الحج کا پہلا عشرہ جسے ایام معلومات کہا جاتا ہے اور ایام تشریق جن کو ایام معدودات کہا جاتا ہے ان میں مؤکد جمعہ کا دن اور رمضان کا مہینہ ہے کیونکہ رحمت عالم صلعم نے فرمایا کہ

---

[1] غالباً کاتب سے عربی عبارت میں لفظ لا چھوٹ گیا ہے مگر ہم نے ترجمہ میں اس لفظ کی رعایت کی ہے تاکہ مطلب صحیح احادیث کے موافق رہے۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم۔

علی العبادۃ فیہا وھی یوم عرفۃ ویوم عاشوراء ویوم النصف من شعبان ویوم الجمعۃ و یوما العیدین والایام المعلومات وھی عشر ذی الحجۃ والایام المعدودات وھی ایام التشریق وآکدھا یوم الجمعۃ وشہر رمضان لما روی انس رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال اذا سلم یوم الجمعۃ سلمت الایام واذا سلم شہر رمضان سلمت السنۃ ثم آکد الایام وافضلہا بعد ذلک یوم الاثنین والخمیس ھما یومان ترفع فیہما الاعمال الی اللہ عزوجل۔

اگر جمعہ کا دن (عافیت کے ساتھ) صحیح سالم گزر جائے تو (ہفتہ کے تمام) دن صحیح وسلامتی سے گزریں گے، اور اگر ماہ رمضان صحیح وسالم گزر جائے تو تمام سال صحیح سالم گزرے گا۔ پھر اس کے بعد انتہائی موکد اور افضل دن پیر اور جمعرات کے دن ہیں، یہ وہ دن ہیں جن میں بندوں کے اعمال حق تعالیٰ جل مجدہ کی طرف بلند کئے جاتے ہیں۔

فصل: فی الادعیۃ المأثورۃ فی اوّل لیلۃ من رجب

ویستحب ان یدعو فی اوّل لیلۃ من رجب اذا فرغ من صلاتہ بھذا الدعاء وھو ان یقول الٰہی تعرض لک فی ھذہ اللیلۃ المتعرضون وقصدک القاصدون وامل فضلک ومعروفک الطالبون ولک فی ھذہ اللیلۃ نفحات وجوائز وعطایا ومواھب تمن بہا علی من تشاء من عبادک وتمنعہا ممن لم تسبق لہ العنایۃ منک وھا انا عبدک الفقیر الیک المؤمل فضلک ومعروفک فان کنت یا مولای تفضلت فی ھذہ اللیلۃ علی احد من خلقک وجدت علیہ بعائدۃ من عطفک فصل علی محمد وآلہ وجد علی بطولک ومعروفک یا رب العالمین وکان علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ یفرغ نفسہ للعبادۃ فی اربع لیال فی السنۃ

رجب کی ادعیۂ ماثورہ

رجب کی پہلی شب میں نماز سے فارغ ہو کر یہ دُعا مستحب ہے

اے میرے معبود: اس رات میں تیرے دُربار میں آنے والے آئے اور قصد کرنے والوں نے تیرا قصد کیا اور طلب گاروں نے تیرے فضل واحسان کی امیدیں باندھیں۔

تیرے اس رات میں نفحات ہیں اور تحائف وعطیات ہیں اور کرم ونوازشات ہیں جن سے تو اپنے بندوں میں سے جن پر چاہتا ہے احسان فرماتا ہے اور جن کو تو ان سے روک لیتا ہے جن کے لئے تیری عنایت ومہربانی نے سبقت نہیں کی، اے مالک میں تیرا بندہ ہوں اور ہمہ وقت تیرا محتاج وفقیر ہوں اور تیرے فضل واحسان کا امیدوار ہوں، اے میرے مولا! اگر تو نے اس رات میں اپنی مخلوق میں سے اپنے کسی بندے پر فضل فرمایا ہے اور اپنی مہربانی سے کسی عطیہ کے ساتھ اس پر بخشش فرمائی ہے تو محمد رسول اللہ صلعم پر اور آپ کی اہل وعیال پر اپنی رحمت بھیج اور مجھے اپنے کرم ونوازشات سے عطا فرما اے تمام جہانوں کے پروردگار! میری دُعا قبول فرما۔ آمین ثم آمین۔

حضرت علیؓ پورے سال میں خاص طور سے عبادت کے لئے ان چار راتوں میں خوب سرگرم عمل رہا کرتے تھے رجب کی پہلی رات میں، عید الفطر کی رات میں، عید الضحیٰ کی رات

وهی اول لیلۃ من رجب ولیلۃ الفطر ولیلۃ
الاضحی ولیلۃ النصف من شعبان وکان من
دعائہ فیھا اللھم صل علی محمد وآلہ مصابیح
الحکمۃ وموالی النعمۃ ومعادن العصمۃ واعصمنی
بھم من کل سوء ولا تاخذنی علی غرۃ ولا علی
غفلۃ ولا تجعل عواقب امری حسرۃ وندامۃ
وارض عنی فان مغفرتک للظالمین وانا من الظالمین
اللھم اغفرلی ما لا یضرک واعطنی ما لا ینفعک
فانک الواسعۃ رحمتہ البدیعۃ حکمتہ فاعطنی
السعۃ والدعۃ والامن والصحۃ والشکر و
المعافاۃ والتقوی وافرغ الصبر والصدق
علی وعلی اولیائک واعطنی الیسر ولا تجعل معہ
العسر واعمم بذلک اھلی وولدی واخوانی
فیک ومن ولدنی من المسلمین والمسلمات
والمؤمنین والمؤمنات۔

فصل: فی الصلاۃ الواردۃ فی شھر رجب

اخبرنا الشیخ الامام ھبۃ اللہ بن المبارک
السقطی حدثنا محمد بن احمد المحاملی حدثنا
علی بن محمد بن اسماعیل بن محمد الصفار
اخبرنا سعید ابن نصر بن المنصور البزار
اخبرنا سفیان بن عیینۃ عن الاعمش عن طارق
بن شھاب عن سلمان رضی اللہ عنہ عن النبی
صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال وقد استھل
رجب یا سلیمان ما من مؤمن ولا مومنۃ یصلی
فی ھذا الشھر ثلاثین رکعۃ یقرأ فی کل رکعۃ

میں اور نصف شعبان کی رات میں۔ اور آپ ان چاروں راتوں
میں یہ دعا مانگا کرتے تھے کہ اے اللہ محمد صلعم پر اور آپ کے اہل عبا
پر اپنی رحمتیں نازل فرما جو علم و حکمت کے چراغ، افضل و نعمت
والے اور عصمت کی کانیں ہیں اور ان کے ساتھ مجھے بھی ہر برائی
سے محفوظ فرما اور مجھے بے خبری اور غفلت کی حالت میں نہ
پکڑ اور میرے اعمال کے نتائج میرے لئے موجب حسرت ندامت
نہ بنا اور مجھ سے راضی ہو جا کیونکہ تیری مغفرت ظالموں کے لئے
ہے اور میں ظالموں میں سے ہوں، اے اللہ مجھے وہ چیز بخش جو تجھے
ضرر نہیں پہنچاتی اور وہ چیز جو تجھے نفع نہیں پہنچاتی کیونکہ تیری رحمت
بہت وسیع ہے اور تیری حکمت اپنی مثال آپ ہے لہٰذا مجھے
وسعت آرام، امن، صحت، نعمتوں پر شکر کی توفیق، عافیت، مصائب
پر صبر، اور تجھ پر اور تیرے اولیاء کی باتوں پر ایمان و یقین عطا فرما اور
اور مشکلات کی موجودگی میں مجھے آسانی دے اور اپنی ہمہ گیر رحمت میرے
اہل و عیال پر برسا اور میرے دینی بھائیوں پر بھی جو تیرے دین پر قائم ہیں
اور میرے ماں باپ پر بھی اور تمام مسلمان و مومن مردوں اور عورتوں پر بھی۔

ماہ رجب کی نمازیں | باخبار شیخ امام ھبۃ اللہ بن مبارک
سقطی بتحدیث محمد بن احمد محاملی بتحدیث علی بن محمد اسماعیل بن محمد
صفار باخبار سعد بن نصر بن منصور بزاز باخبار سفیان بن عیینہ
از اعمش از طارق بن شہاب از سلمان از نبی صلعم کہ آپ نے فرمایا
جب کہ رجب کا ہلال نظر آ گیا تھا کہ اے سلمان جو کوئی مومن مرد
یا عورت اس مہینہ میں ۳۰ رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں سورۃ
فاتحہ ایک بار اور سورۃ اخلاص اور کافرون تین تین بار پڑھے
تو حق تعالیٰ اس کے گناہ مٹا دیگا اور تمام مہینے کے روزے رکھنے والے
کی برابر ثواب عطا فرمائے گا اور آنے والے سال کے نمازیوں
میں اس کا شمار ہوگا اور روزانہ اس کا عمل بدری شہید کے

فاتحة الكتاب وقل هو الله احد ثلاث مرات وقل يا ايها الكافرون ثلاث مرات الامحا الله عنه ذنوبه واعطى من الاجر كمن صام الشهر كله وكان من المصلين الى السنة المقبلة ورفع له كل يوم عمل شهيد من شهداء بدر وكتب له بصيام كل يوم عبادة سنة ورفع له ألف درجة فان صام الشهر كله وصلى هذه الصلاة نجاه الله من النار واوجب له الجنة وكان فى جوار الله سبحانه اخبرنى بذلك جبريل عليه السلام وقال يا محمد هذه علامة بينكم وبين المشركين والمنافقين لان المنافقين لا يصلون ذلك قال سلمان رضى الله عنه قلت يا رسول اخبرنى كيف اصليها ومتى اصليها قال يا سلمان تصلى فى اوله عشر ركعات تقراء فى كل ركعة فاتحة الكتاب مرة واحدة وقل هو الله احد ثلاث مرات وقل يا ايها الكافرون ثلاث مرات فاذا اسلمت رفعت يديك وقلت لا اله الا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد يحيي و يميت وهو حى لا يموت بيده الخير وهو على كل شيء قدير اللهم لا مانع لما اعطيت ولا معطى لما منعت ولا ينفع ذا الجد منك الجد ثم امسح بهما وجهك وصل فى وسط الشهر عشر ركعات اقرأ فى كل ركعة فاتحة الكتاب

عمل کے برابر بلند کیا جائے گا اور اس کے لئے ہر روزے کے بدلہ ایک سال کی عبادت لکھی جائے گی اور ہزار درجے بلند کئے جائیں گے اگر کوئی پورے ماہ کے روزے رکھ لے اور یہ نماز پڑھ لے تو اسے اللہ تعالیٰ آگ سے نجات عطا فرمائے گا اور اس کے لئے جنت واجب فرما دیگا اور وہ حق تعالیٰ سبحانہ کے پڑوس میں رہے گا مجھے اس کی اطلاع حضرت جبرئیل علیہ السّلام نے دی اور فرمایا کہ اے محمد (صلعم) یہ تمہارے اور مشرکوں اور منافقوں کے درمیان ایک امتیازی نشان ہے کیونکہ منافق یہ نماز نہیں پڑھتے۔ سلمان فرماتے ہیں کہ میں نے کہا: یا رسول اللہ آپ مجھے بتائیں کہ میں یہ نماز کس طرح اور کب پڑھوں؟ فرمایا! سلمان! شروع مہینہ میں دس رکعت پڑھو اور ہر رکعت میں ایک دفعہ سورہ فاتحہ اور تین تین دفعہ سورہ اخلاص اور سورہ کافرون پڑھو پھر سلام پھیر کر اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر یہ دعا مانگو کہ معبود صرف اللہ ہے اور وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کا ملک ہے، اسی کی حمد ہے وہی حیات و موت دیتا ہے اور وہ ہمیشہ سے زندہ ہے اور کبھی اس پر موت طاری ہونے والی نہیں اسی کے ہاتھ میں ہر طرح کی بھلائیاں ہیں اور وہ ہر چیز پر خوب قادر ہے اے اللہ جو کچھ تو دے اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جو کچھ تو نہ دے اسے کوئی دینے والا نہیں اور تیرے عذاب سے مال والوں کو ان کا مال بچانے والا نہیں پھر اپنے دونوں ہاتھ اپنے منہ پر پھیر لو پھر درمیان میں دس رکعت نماز حسب سابق پڑھو اور علیٰ کل شیئ قدیر تک وہی دعا مانگو اور قدیر کے بعد یہ الفاظ بڑھاؤ اللہ ایک ہی معبود ہے یکتا ہے بے نیاز ہے، تنہا ہے، اکیلا ہے، بیوی بچوں والا نہیں پھر دونوں ہاتھ اپنے منہ پر پھیر لو پھر اخیر ماہ میں دس رکعت نماز پڑھو اور حسب سابق قرأت

مرۃ وقل ھو اللہ احد ثلاث مرات وقل یا ایھا الکافرون ثلاث مرات فاذا سلمت فارفع یدیك الی السماء وقل لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریك لہ لہ الملك ولہ الحمد یحیي ویمیت وھو حی لایموت بیدہ الخیر وھو علی کل شیء قدیر الھا واحدا احدا صمدا فردا وترا لم یتخذ صاحبۃ ولا ولدا ثم امسح بھما علی وجھك وصل فی آخر الشھر عشر رکعات اقراء فی کل رکعۃ فاتحۃ الکتاب مرۃ واحدۃ و قل ھو اللہ احد ثلاث مرات وقل یا ایھا الکافرون ثلاث مرات فاذا سلمت فارفع یدیك الی السماء وقل لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریك لہ لہ الملك ولہ الحمد یحیي ویمیت بیدہ الخیر وھو علی کل شیء قدیر وصلی اللہ علی سیدنا محمد وعلی آلہ الطاھرین ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم وسل حاجتك یستجب لك دعاؤك ویجعل اللہ بینك وبین جھنم سبعین خندقا کل خندق کما بین السماء والارض ویکتب لك بکل رکعۃ الف الف رکعۃ ویکتب لك براءۃ من النار وجوازا علی الصراط قال سلمان رضی اللہ عنہ فلما فرغ النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الحدیث خررت ساجدا ابکی شکراللہ تعالی لما سمعت من ھذہ الزیادۃ وجدت فی کتاب العمل بالسنۃ واللہ اعلم۔ فصل : فی تاکید الفضیلۃ فی صوم

کرو اور حسب سابق تدبیر تک دعا مانگو اور قدیر کے بعد یہ الفاظ بڑھا دو، حق تعالٰے شانہ ہمارے سردار حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر اپنی رحمتیں بھیجے، اور آپ کی پاکیزہ آل پر بھی اور گناہوں سے بچنے کی، اور نیک عمل کرنے کی طاقت اللہ ہی جو بلند وعظیم ہے عطا فرماتا ہے اور اپنی مرادیں مانگو تمہاری دعائیں قبول کی جائیں گی، اور تمہارے اور جہنم کے درمیان ستر خندقیں حائل کردی جائیں گی جن کا آسمان وزمین کے برابر عرض ہوگا اور ایک ایک رکعت کے عوض دس دس لاکھ رکعتیں لکھی جائیں گی اور تمہارے لئے آگ سے برأت کا پروانہ مل جائے گا اور پلصراط سے گزرنے کا اجازت نامہ بھی مل جائیگا"۔

سلمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس حدیث کو بیان کرکے فارغ ہوگئے تو سجدے میں گر گئے اور رو رو کر حق تعالٰے کا شکر ادا فرمانے لگے۔

جب میں نے یہ مزید الفاظ سنے تو انہیں تلاش کیا اور مجھے یہ الفاظ "کتاب العمل بالسنہ" میں مل گئے۔

رجب کی پہلی جمعرات کے روزہ کی اور پہلے جمعہ کی رات کی نماز کی تاکید وفضیلت

باخبار شیخ ابوالبرکات ھبۃ اللہ سقطی، باخبار قاضی ابوالفضل جعفر بن یحیےٰ بن کمال مکی، باخبار ابوعبداللہ حسین بن عبدالکریم بن محمد جزری (مکہ میں مسجد حرام میں)

باخبار ابوالحسن علی بن عبداللہ بن جہضم ھمدانی، باخبار ابوالحسن علی بن محمد بن سعید سعدی بصری، باخبار سعید ...... سعدی بصری، باخبار خلف بن عبداللہ صُغانی از حمید طویل از انس بن مالک: رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے

اوّل الخمیس من رجب والصلاۃ فی اوّل لیلۃ الجمعۃ۔

اخبرنا الشیخ ابو البرکات ھبۃ اللہ السقطی اخبرنا القاضی ابو الفضل جعفر بن یحیی بن الکبال المکی اخبرنا ابو عبد اللہ بن الحسین بن عبد الکریم بن محمد بن محمد الجزری بمکۃ فی المسجد الحرام اخبرنا ابو الحسن علی بن عبد اللہ بن جھضم الھمدانی اخبرنا ابو الحسن علی بن محمد ابن سعید السعدی البصری اخبرنا ابی قال اخبرنا خلف بن عبد اللہ الصغانی عن حمید الطویل عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رجب شھر اللہ وشعبان شھری ورمضان شھر امتی قیل یارسول اللہ ما معنی قولک شھر اللہ قال صلی اللہ علیہ وسلم لانہ مخصوص بالمغفرۃ وفیہ تحقن الدماء وفیہ تاب اللہ تعالی علی انبیائہ وفیہ انقذ اولیاءہ من ید اعدائہ ومن صامہ استوجب علی اللہ تعالی ثلاثۃ اشیاء مغفرۃ لجمیع ماسلف من ذنوبہ وعصمۃ فیما بقی من عمرہ واما الثالث فامان من العطش یوم العرض الاکبر فقام شیخ ضعیف فقال یارسول اللہ انی اعجز عن صیامہ کلہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صم اوّل یوم منہ واوسط یوم منہ وآخر یوم منہ فانک تعطی ثواب من صامہ کلہ فان الحسنۃ بعشر امثالھا ولکن لا تغفلوا عن اوّل لیلۃ جمعۃ فی رجب فانھا لیلۃ تسمیھا الملائکۃ لیلۃ الرغائب وذلک انہ اذا مضی ثلث اللیل لایبقی ملک فی جمیع السموات والارضین

فرمایا: رجب اللہ کا مہینہ ہے، شعبان میرا مہینہ ہے اور رمضان میری امت کا مہینہ ہے آپ سے پوچھا گیا یارسول اللہ اس کا کیا مطلب ہے کہ رجب اللہ کا مہینہ ہے؟ فرمایا: اس لئے کہ یہ مغفرت کے ساتھ مخصوص ہے اور اس میں خونریزی بند کر دی جاتی ہے۔ اور اس میں حق تعالٰے جل مجدہٗ نے نبیوں کی توبہ قبول فرمائی اور اس میں اپنے اولیاء کو دشمنوں سے نجات بخشی۔ اور انہیں ان کے ہاتھوں سے چھڑایا، اگر کوئی اس مہینہ میں روزے رکھے تو اس کے حق میں اللہ نے اپنے اوپر تین باتیں واجب فرمالیں۔ ماضی کے تمام گناہوں کی مغفرت اور مستقبل میں مدت العمر تک گناہوں سے حفاظت اور یہ بھی کہ وہ بڑی بیپتی کے دن پیاس سے محفوظ رہے گا یہ سن کر ایک کمزور بوڑھے شخص نے کھڑے ہو کر کہا: یارسول اللہ میں اس ماہ کے پورے روزے رکھنے سے عاجز ہوں فرمایا: اس کی ابتدائی، درمیانی اور آخری تاریخ کے تین روزے رکھ لو تم کو پورے ماہ کے روزوں کا ثواب مل جائے گا کیونکہ ایک نیکی کی دس نیکیاں ملتی ہیں لیکن ماہ رجب میں جمعہ کی پہلی رات سے غافل نہ رہو کیونکہ یہ وہ رات ہے جسے فرشتے لیلۃ الرغائب کے نام سے پکارتے ہیں کیونکہ جب یہ تہائی رات گزر جاتی ہے تو آسمانوں کے اور زمین کے تمام فرشتے کعبۂ اقدس کے پاس اور اس کے اردگرد جمع ہو جاتے ہیں۔ پھر حق تعالٰے ان کی طرف جھانک کر دیکھتا ہے اور فرماتا ہے کہ اے میرے فرشتو جو دل چاہے مجھ سے مانگو فرشتے کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہماری مراد یہ ہے کہ آپ رجب میں روزے رکھنے والوں کو معاف فرما دیں اور انہیں بخش دیں حق تعالٰے فرماتا ہے کہ میں نے انہیں بخش دیا پھر

الا و یجتمعون فی الکعبۃ وجوا الیہا فیطلع اللہ
تعالیٰ علیہم اطلاعۃ فیقول ملائکتی سلونی ماشئتم فیقولون ربنا حاجتنا
ان تغفر لصوام رجب فیقول اللہ تعالیٰ قد فعلت ذلک ثم قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فما من احد یصوم یوم الخمیس اوّل
خمیس فی رجب ثم یصلی فیما بین المغرب والعشاء العتمۃ
یعنی لیلۃ الجمعۃ اثنتی عشرۃ رکعۃ یقراء فی کل رکعۃ
بفاتحۃ الکتاب مرۃ و انا انزلناہ فی لیلۃ القدر
ثلاث مرات و قل ہو اللہ احد اثنتی عشرۃ مرۃ
یفصل بین کل رکعتین بتسلیمۃ فاذا فرغ من
صلاتہ صلی علیّ سبعین مرۃ یقول اللہم صل علی
محمد النبی الامی و علی آلہ وسلم ثم یسجد سجدۃ
یقول فی سجودہ سبوح قدوس رب الملائکۃ
والروح سبعین مرۃ ثم یسجد الثانیۃ فیقول
رب اغفر وارحم وتجاوز عما تعلم فانک انت
العزیز الاعظم سبعین مرۃ ثم یسجد الثانیۃ
فیقول فیہا مثل ما قال فی السجدۃ الاولیٰ
ثم یسال اللہ حاجتہ فی سجودہ فانہا تقضی
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفسی
بیدہ ما من عبد ولا امۃ صلی ہذہ الصلاۃ
الا غفر اللہ لہ جمیع ذنوبہ ولو کانت مثل زبد
البحر و عدد الرمل و وزن الجبال و عدد قطر
الامطار و ورق الاشجار و شفع یوم القیامۃ
فی سبعمائۃ من اہل بیتہ فاذا کان اوّل لیلۃ فی
قبرہ جاءہ ثواب ہذہ الصلاۃ بوجہ طلق و
لسان ذلق فیقول لہ یا حبیبی البشر فقد نجوت

پھر رسول اللہ صلعم نے فرمایا جو کوئی رجب کی پہلی جمعرات کا روزہ رکھے پھر جمعہ کی رات میں مغرب سے لے کر عشاء تک بارہ رکعت نماز پڑھ لے، اور ہر رکعت میں ایک بار سورہ فاتحہ تین بار سورہ قدر اور بارہ بار سورہ اخلاص پڑھ لے اور ہر دو رکعت پر سلام پھیر دے اور سلام پھیر کر ستر بار یہ درود پڑھ لے اللھم صل علےٰ محمد النبی الامی وعلیٰ آلہ وسلم پھر سجدے میں جا کر ستر بار یہ دُعا پڑھے سبوح، قدوس رب الملائکۃ والروح پھر سجدے سے سر اٹھا کر ستر بار یہ دعا پڑھے رب اغفر وارحم وتجاوز عما تعلم فانک انت العزیز الاعظم پھر دوسرے سجدے میں جا کر پہلے سجدے والی دعائیں پڑھے پھر حق تعالےٰ شانہ سے سجدے ہی میں اپنی مرادیں مانگے تو مرادیں پوری ہوں گی، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جو بندہ اور جو کنیز یہ نماز پڑھ لے گی یقیناً حق تعالےٰ اس کے تمام گناہ بخش دیگا اگرچہ گناہ سمندر کے جھاگ کی، ریت کے ذرات کی، پہاڑوں کے وزن کی، بارش کے قطروں کی اور درختوں کے پتوں کی برابر کیوں نہ ہو اور قیامت کے دن اس کی شفاعت اس کے خاندان کے سات آدمیوں کے حق میں قبول کر لی جائے گی اور قبر کی پہلی ہی شب میں اس کے پاس اس نماز کا ثواب کھلے ہوئے چہرے کے اور جاری زبان کے ساتھ آئے گا اور کہے گا کہ اے میرے محبوب آپ کو بشارت ہو آپ ہر سختی سے بچ گئے یہ کہے گا کہ آپ کون ہیں؟ اللہ کی قسم میں نے آپ سے زیادہ خوبصورت چہرے والا کسی کو نہیں دیکھا اور نہ آپ کے کلام سے میٹھا کسی کا کلام سنا اور نہ آپ کی خوشبو سے زیادہ دلآویز خوشبو کسی کی سونگھی وہ جواب دے گا کہ اے میرے پیارے میں

من كل شئ فيقول من انت فو الله ما رأيت رجلا احسن وجها من وجهك ولا سمعت كلاما احلى من كلامك ولا شممت رائحة اطيب من رائحتك فيقول له يا حبيبي انا ثواب تلك الصلاة التي في ليلة كذا في شهر كذا في سنة كذا اجئت الليلة لاقضى حاجتك وادنس وحدتك وادفع عنك وحشتك فاذا نفخ في الصور اظللتك في عرصات القيامة على رأسك فابشر فلن تعدم الخير من مولاك ابدا۔

فصل: في فضل صيام يوم السابع والعشرين من رجب۔ اخبرنا الشيخ ابو البركات هبة الله السقطى قال اخبرنا الشيخ الحافظ ابوبكر احمد بن علي ثابت بن الخطيب قال اخبرنا عبد الله ابن علي بن محمد بشير قال اخبرنا علي بن عمر الحافظ اخبرنا ابوبكر نصر بن حبيشون ابن موسىٰ الخلال اخبرنا علي بن سعيد الديلمي اخبرنا ضمرة بن ربيعة القرشي عن ابن شوذب عن مطر الوراق عن شهر بن حوشب عن ابي هريرة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال من صام يوم السابع والعشرين من رجب كتب له ثواب صيام ستين شهرا وهو اوّل يوم نزل فيه جبريل على النبي صلى الله عليه وسلم بالرسالة واخبرنا هبة الله باسناده عن الحسن البصري رحمه الله قال كان عبد الله بن عباس رضي الله عنهما اذا كان يوم السابع والعشرين من رجب اصبح معتكفا وظل مصليا الى وقت الظهر

اس نماز کا ثواب ہوں جو آپ نے فلاں رات میں فلاں ماہ میں اور فلاں سال پڑھی تھی آج میں اس لئے حاضر خدمت ہوا ہوں کہ آپ کی خدمات انجام دوں اور تنہائی میں آپ کا مونس بنوں اور آپ کی وحشت دور کروں اور قیامت کے دن جب صور پھونکا جائے گا تو میں میدان محشر میں آپ پر چھاؤں کر دوں گا، لہٰذا آپ کو مژدہ ہو کہ آپ کبھی اپنے مولا کے پاس اپنی نیکی معدوم نہ پائیں گے۔

★

رجب کی ۲۷ ویں تاریخ کے روزے کی فضیلت

باخبار شیخ ابوالبرکات ہبۃ اللہ سقطی، باخبار شیخ حافظ ابوبکر احمد بن علی بن ثابت خطیب، باخبار عبد اللہ بن علی بن محمد بن لبشیر، باخبار حافظ علی بن عمر، باخبار ابوبکر نصر حبیشون بن موسےٰ الخلال باخبار علی بن سعید دیلمی، باخبار ضمرۃ بن ربیعہ قرشی از ابن شوذب از مطر الوراق از شہر بن حوشب از ابوہریرہ از نبی اکرم صلعم جو رجب کی ستائیسویں تاریخ کا روزہ رکھے گا اسے ۶۰ ماہ کے روزوں کا ثواب ملے گا یہ وہ پہلا دن ہے جس دن حضرت جبرئیل رحمت عالم صلعم پر وحی لے کر آسمان سے اترے تھے۔

باخبار ہبۃ اللہ از حسن بصری: حضرت عبد اللہ بن عباس رجب کی ۲۷ ویں تاریخ کی صبح کو اعتکاف میں ہوتے تھے اور ظہر تک نماز پڑھتے رہتے تھے پھر ظہر کی نماز پڑھ کر تھوڑی دیر نفل پڑھتے پھر چار رکعت نماز پڑھتے ہر رکعت میں ایک بار سورہ فاتحہ ایک بار معوذتین تین بار سورہ قدر اور ۱۵ بار سورہ اخلاص پڑھتے پھر عصر تک برابر دعائیں مانگتے رہتے اور فرماتے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس دن اسی طرح کیا کرتے تھے۔

باخبار ہبۃ اللہ از ابوسلمہ از ابوہریرہ رضی اللہ عنہ و

فاذا صلى الظهر تنفل هنيهة ثم صلى اربع ركعات يقراء
فى كل ركعة الحمد لله مرة والمعوذتين مرة وانا انزلناه
فى ليلة القدر ثلاثا وقل هو الله احد خمسين مرة
ثم يخلد الى الدعاء الى وقت العصر ويقول هكذا كان
يصنع رسول الله عليه وسلم فى هذا اليوم واخبرنا
هبة الله باسناده عن ابى سلمة عن ابى هريرة وسلمان
الفارسى رضى الله عنهما قالا قال رسول الله صلى الله
عليه وسلم ان فى رجب يوما وليلة من صام ذلك
اليوم وقام تلك الليلة كان له من الاجر كمن صام
مائة سنة وقام لياليها وهى لثلاث بيقين من رجب
وهو اليوم الذى بعث فيه نبينا صلى الله عليه وسلم

فصل: فى آداب الصيام وماينهى عنه من
الآثام ينبغى للصائم ان يجرد صومه من الآثام
ويتمه بتقوى الله عزوجل لما اخبرنا به الشيخ هبة الله
قال اخبرنا الحسن بن احمد بن عبد الله الفقيه الحنبلى
قال اخبرنا محمد بن احمد الحافظ قال اخبرنا الحسين
بن جعفر الواعظ قال اخبرنا احمد بن عيسى بن السكن
قال اخبرنا ابن اسحاق الملقب بالحسام قال اخبرنا
اسحاق بن رزين الراسبى قال اخبرنا اسماعيل بن
يحيى قال اخبرنا مسعر بن كدام عن عطية عن ابى
سعيد الخدرى رضى الله عنه قال قال رسول الله
صلى الله عليه وسلم رجب من الشهور الحرام و
ايامه مكتوبة على باب السماء السادسة فاذا
صام الرجل منه يوما وجرد صومه بتقوى الله
عزوجل نطق الباب ونطق اليوم وقالا يارب اغفر له

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ: رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ رجب میں ایک دن اور ایک رات ایسی آتی ہے کہ
اگر کوئی اس دن روزہ رکھ لے اور اس رات کی عبادت
کرلے تو اسے سو سال کے روزوں کا اور سو سال کی راتوں کا
عبادت کا ثواب ملتا ہے یہ دن رات رجب کی ۲۷ ویں تاریخ
ہے، اسی دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث
فرمائے گئے۔

روزوں کے آداب روزے دار کو چاہیئے کہ اپنے روزوں
کو گناہوں سے پاک وصاف رکھے اور انہیں پورے تقوے کے
ساتھ مکمل کرے کیونکہ باخبار شیخ ھبۃ اللہ، باخبار حسن بن
احمد بن عبد اللہ فقیہہ حنبلی، باخبار حافظ محمد بن احمد باخبار حسین
بن جعفر واعظ، باخبار احمد بن عیسیٰ بن سکن، باخبار ابن
اسحاق جن کا لقب حسام ہے، باخبار اسحاق بن رزین راسبی
باخبار اسماعیل بن یحییٰ باخبار مسعر بن کدام از عطیہ از ابو سعید
خدری والی حدیث میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ رجب حرمت والے مہینوں میں سے ہے اور اس کے ایام
چھٹے آسمان کے دروازے پر لکھے ہوئے ہیں پھر اگر کوئی شخص
اس کے ایک دن کا روزہ رکھ لے اور روزے میں تقویٰ
پیش نظر رکھے اور برائیوں سے محفوظ رکھے تو وہ دروازہ
اور وہ دن دونوں کہیں گے کہ اے میرے پروردگار اسے
بخش دے ورنہ وہ اس کے لئے استغفار نہیں کریں گے
اور کہیں گے یا کہا جائے گا کہ تجھے تیرے نفس نے دھوکا
دیا۔

اذا عرج از ابوہریرہ: رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا: روزہ ڈھال ہے پھر اگر تم میں سے کوئی شخص روزے دار

وا ذالم یتم صومه تیقوی الله تعالی لم یستغفر
له وقالا اذ قیل له خذ عنك نفسك وعن الاعرج
عن ابی هریرة رضی الله عنه قال قال رسول الله
صلی الله علیه وسلم الصیام جنة فاذا کان
احدکم صائما فلا یجهل فان امرؤ شاتمه او قاتله
فلیقل انی صائم وعن النبی صلی الله علیه وسلم
انه قال من لم یترك قول الزور والعمل به
فلیس لله حاجة فی ان یترك طعامه وشرابه
وعن الحسن عن ابی هریرة رضی الله عنه قال
قال رسول الله صلی الله علیه وسلم الصیام
جنة من النار مالم یخرقه قیل وما یخرقه
قال بکذبة او بغیبة وعن ابی هریرة رضی الله
عنه عن رسول الله صلی الله علیه وسلم انه قال
لیس الصیام من الاکل والشرب ولکن الصیام
من اللغو والرفث اخبرنا الشیخ ابو نصر محمد بن
البناء قال اخبرنا والدی الشیخ ابو علی بن احمد بن
عبد الله ابن البناء قال اخبرنا محمد الحافظ قال
حدثنا عبد الله قال حدثنا جعفر بن محمد الجمال
قال حدثنا سعید بن عتبة قال اخبرنا بقیة بن
خلف قال حدثنا محمد بن الحجاج عن خاقان
عن انس بن مالك رضی الله عنه قال قال رسول
الله صلی الله علیه وسلم خمس یفطرن الصائم
وینقضن الوضوء الکذب والنمیمة والغیبة والنظر
بشهوة والیمین الکاذبة واخبرنا ابو نصر عن والده
باسناده عن انس بن مالك رضی الله عنه قال

ہو تو جاہل نہ بنے اگر کوئی شخص اسے گالیاں دے تو کہہ دے کہ میں روزے دار ہوں۔

رحمت عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص دروغ گوئی اور جھوٹ پر عمل کرنا نہ چھوڑے تو اللہ تعالے کو اس کی ضرورت نہیں کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑ دے یعنی اس کا روزہ نہیں ہوتا اس نے محض اپنا طعام و شراب چھوڑا ہے روزے کا جو مقصد ہے اس کے پاس بھی نہیں پھٹکا

از حسن از ابوہریرہؓ: رحمت عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزہ آگ سے ڈھال ہے اگر اسے پھاڑا نہ جائے پوچھا گیا: کیا چیز روزے کو پھاڑ دیتی ہے؟ فرمایا: جھوٹ یا غیبت۔

حضرت ابوہریرہؓ: رحمت عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھانے پینے سے رکنے کا نام روزہ نہیں روزہ فحش و لغو سے رک جانے کا نام ہے۔

باخبار شیخ ابو نصر محمد بن بناء باخبار شیخ ابو علی بن احمد بن عبد اللہ بن بناء، باخبار حافظ محمد، بتحدیث عبد اللہ بتحدیث جعفر بن محمد جمال، بتحدیث سعید بن عتبہ باخبار بقیہ ابن خلف، بتحدیث بقیہ، بتحدیث محمد حجاج از خاقان از انس بن مالک: رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، پانچ چیزیں روزہ توڑ دیتی ہیں اور وضو ختم کر دیتی ہیں جھوٹ، چغلی، غیبت، شہوت کی نگاہ اور جھوٹی قسم۔

ہمیں ابو نصر نے اپنے والد سے اپنی اسناد سے انسؓ بن مالک سے خبر دی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس نے روزہ نہیں رکھا جو لوگوں کا گوشت کھاتا رہا۔

ہمیں ابو نصر نے اپنے والد سے اپنی اسناد سے حذیفہ بن یمان سے خبر دی کہ جس نے کسی عورت پر اس کے پیچھے سے اس کے کپڑے

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما صام من ظل یاکل لحوم الناس واخبرنا ابو نصر عن والدہ باسنادہ عن حذیفۃ بن الیمان رضی اللہ عنہما قال من تامل خلف امرأۃ من فوق ثیابہا بطل صومہ واخبرنا ابو نصر باسنادہ عن سلیمان بن موسیٰ قال قال جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما اذا صمت فلیصم سمعک وبصرک ولسانک من الکذب والمحارم ودع اذی الجار ولیکن علیک وقار سکینۃ ولا تجعل یوم صومک ویوم فطرک سواء قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم رب صائم لیس لہ من صیامہ الا الجوع والعطش ورب قائم لیس لہ من قیامہ الا السھر وقال صلی اللہ علیہ وسلم اھتز لذلک العرش وغضب لہ الرب عنی بہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا المرید بالعمل وجہ اللہ تعالیٰ بل ارید بہ الخلق وقال صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تعالیٰ یقول انا خیر شریک ومن اشرک معی شریکا فی عملہ فھو لشریکی دونی انی لا اقبل الا ما اخلص لی یا ابن آدم انا خیر قیم فانظر عملک الذی عملت لغیری فانما جزاؤک علی الذی عملت وکان صلی اللہ علیہ وسلم یقول فی دعائہ اللھم طھر لسانی من الکذب وقلبی من النفاق وعملی من الریاء وبصری من الخیانۃ فانک تعلم خائنۃ الاعین وما تخفی الصدور فینبغی للصائم أن یتادب ویجذر من الریاء ونظر الخلق وعلمھم فی صومہ

غور سے دیکھے اس کا روزہ باطل ہو گیا۔

ہمیں ابو نصر نے اپنی اسناد سے سلیمان بن موسیٰ سے خبر دی کہ جابر بن عبد اللہ نے فرمایا: جب آپ روزہ رکھیں تو آپ کے کانوں، آنکھوں اور زبان کو بھی جھوٹ اور ممنوعات سے روزہ رکھنا چاہیئے، اپڑوسی کو نہ ستایئے آپ پر بردباری اور سکون ہونا چاہیئے، البتہ نہ کیجئے کہ آپ کا روزے کا دن بے روزے کے دن کی برابر رہے۔

نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، بہت سے روزہ داروں کو بجز بھوک و پیاس کے کچھ نہیں ملتا اور بہت سے شب بیداروں کو رات کی عبادت سے بجز جاگنے کے کچھ نہیں ملتا۔ آپ نے فرمایا: اس کی وجہ سے عرش ہل جاتا ہے اور رب ناراض ہو جاتا ہے یعنی جب عمل محض اللہ کی رضا کے لئے نہ کئے جائیں بلکہ لوگوں کو دکھانا مقصود ہو۔

رحمت عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں شرکا میں بہترین ہوں جس نے اپنے عمل میں میرے ساتھ کسی چیز کو شریک بنا لیا تو اس کا وہ عمل میرے لئے نہیں بلکہ شریک کے لئے ہے، میں تو وہی عمل قبول کرتا ہوں جو خالص میرے لئے کیا جائے اے فرزند آدم! میں حصہ سے بہتر و بلند ہوں، اس لئے تو اپنے اس عمل پہ غور کرلے جو تو نے میرے غیر کے لئے عمل کیا ہے تیری جزاء اسی پر واجب ہے جس کے لئے تو نے عمل کیا ہے۔

رحمت عالم صلعم اپنی ایک دعا میں فرمایا کرتے تھے: اے اللہ میری زبان جھوٹ سے میرا دل نفاق سے، میرا عمل ریا سے اور میری آنکھ خیانت سے پاک فرما کیونکہ تو خیانت کرنے والی آنکھوں کو اور دلوں میں چھپے ہوئے رازوں کو جانتا ہے لہٰذا روزہ دار کو

وجمیع عباداته لئلا یخسر الدنیا والآخرة وحدثنا الشیخ ابونصر عن والده باسناده عن ابی فراش انه سمع عبد الله بن عمر رضی الله عنهما یقول سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول صام نوح الدهر الا یومین الفطر والاضحی و صام داؤد نصف الدهر وصام ابراهیم ثلاثة ایام من کل شهر صام الدهر وافطر الدهر

واخبرنا الشیخ ابونصر عن والده باسناده عن محمد بن المنکدر عن جابر بن عبد الله رضی الله عنهما ان رجلا جاء الی النبی صلی الله علیه وسلم من اهل البادیة فقال یا رسول الله اخبرنی عن صومك فغضب النبی صلی الله علیه وسلم حتی احمرت وجنتاه فلما رأی ذلك عمر بن الخطاب رضی الله عنه اقبل علی الرجل فزجره وانتهره حتی اسکته فلما سری عن النبی صلی الله علیه وسلم قال عمر رضی الله عنه جعلنی الله فداءك اخبرنی عن رجل یصوم الدهر کله قال لا صام ذلك ولا افطر فقال یا نبی الله اخبرنی عن رجل یصوم ثلاثة ایام من کل شهر قال صلی الله علیه وسلم ذلك صوم الدهر کله فقال یا نبی الله اخبرنی عن رجل یصوم الاثنین والخمیس قال صلی الله علیه وسلم اما الخمیس فیوم ترفع فیه الاعمال واما الاثنین فهو الیوم الذی ولدت فیه و انزل علی فیه الوحی۔

فصل : فاذا جاء وقت الافطار فلیقل عند

روزوں کے آداب پیش نظر رکھنے چاہئیں اور نہ صرف روزوں ہی میں بلکہ تمام عبادتوں میں ریاکاری سے، دکھاوے اور شہرت سے احتیاط رکھنی چاہیئے تاکہ دنیا اور آخرت کے گھاٹوں سے پالا نہ پڑے۔

ہم سے شیخ ابونصر نے اپنی اسناد سے اپنے والد سے انہوں نے ابوفراس سے بیان کیا کہ انہوں نے عبداللہ بن عمر سے سُنا فرماتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلعم سے سنا آپ فرماتے تھے: نوح علیہ السلام نے ہر سال بجز عید و بقر عید کے برابر روزے رکھے، داؤد علیہ السلام نے ایک دن ناغہ کر کے برابر روزے رکھے آپ نے حکماً عمر بھر روزے رکھے اور اصلاً عمر بھر روزے نہیں رکھے۔

باخبار شیخ ابونصر از محمد بن منکدر از جابر بن عبداللہ: ایک دیہاتی رسول اللہ صلعم کے پاس آیا اور اس نے کہا یا رسول اللہ آپ مجھے اپنے روزے کے بارے میں خبر دیجئے اس پر نبی صلعم کو اس قدر غصہ آیا کہ آپ کے رخسارے سُرخ ہو گئے جب حضرت عمرؓ نے یہ حال دیکھا تو اس دیہاتی کی طرف متوجہ ہو کر اسے ڈانٹنے ڈپٹنے لگے حتےٰ کہ اسے خاموش کر دیا پھر جب نبی صلعم کا غصہ جاتا رہا تو حضرت عمرؓ نے کہا اے اللہ کے نبی اللہ تعالےٰ مجھے آپ پر فدا کرے مجھے اس کے بارے میں بتایئے جو عمر بھر روزے رکھتا ہے فرمایا اس نے نہ روزے کھولے اور نہ روزے رکھے پوچھا اور جو ہر مہینہ میں تین دن روزے رکھتا ہے اس کا کیا حکم ہے؟ فرمایا: یہ شخص عمر بھر روزہ دار ہے بولے اور جو ہر پیر اور جمعرات کا روزہ رکھتا ہے اسکا کیا حکم ہے؟ فرمایا جمعرات کو تو اعمال بلند کئے جاتے ہیں اور پیر کو میری ولادت ہوئی اور پیر ہی کے دن مجھ پر پہلی وحی آئی۔

روزہ کھولنے کی دُعا | روزہ کھولنے سے پہلے یہ دعا پڑھو

افطار ہ لا بسم اللہ اللھم لک صمت وعلیٰ رزقک افطرت سبحانک وبحمدک اللھم تقبل منا انک انت السمیع العلیم وکان عبد اللہ ابن عمرو بن العاص رضی اللہ عنھما یقول عند فطرہ اللھم انی اسألک برحمتک التی وسعت کل شیء ان تغفرلی وعن ابی العالیۃ رحمہ اللہ قال من قال عند افطارہ الحمد للہ الذی علج فقطرو الحمد للہ الذی نظر فخبر والحمد للہ الذی ملک فقدر والحمد للہ الذی یحیی الموتی فقد خرج من ذنوبہ کیوم ولدتہ امہ وعن مصعب بن سعید عن عبد اللہ بن الزبیر عن سعید بن مالک رضی اللہ عنھم قال ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا افطر عند احد قال افطر عندکم الصائمون واکل طعامکم الابرار وصلت علیکم الملائکۃ

فصل: اعلم ان شھر رجب تستجاب فیہ الدعوۃ وتقال فیہ العثرۃ وتضاعف علی من اجترم فیہ العقوبۃ من ذلک ما اخبرنا ھبۃ اللہ قال اخبرنا القاضی ھناد بن ابراھیم النسفی قال اخبرنا عبد القاھر بن عمر الجزری بھا قال اخبرنا ھبۃ اللہ قال اخبرنا محمد بن الفرخان قال انبانا احمد بن الحسین بن سعید الانباری قال انبانا محمد بن ابراھیم بن یعقوب قال انبانا ابراھیم بن فراش عن عمرو بن سمرۃ عن موسیٰ بن العباس عن الاصبغ عن بناتۃ عن الحسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ

لی جائے بسم اللہ، اے میرے اللہ میں نے تیرے ہی لئے روزہ رکھا اور تیرے ہی رزق پر روزہ کھول لیا، اے اللہ میں تیری حمد کے ساتھ تیری پاکی بیان کرتا ہوں اے اللہ مجھ سے روزہ قبول فرمالے بلاشبہ تو دعائیں خوب سننے والا ہے اور نیتوں کو خوب جاننے والا ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص روزہ کھولتے وقت یہ دعا پڑھا کرتے تھے اے اللہ میں تجھ سے تیری رحمت سے، جو ہر چیز پر چھائی ہوئی ہے، یہ سوال کرتا ہوں کہ تو میرے گناہ معاف فرما دے۔ ابو العالیہ اگر کوئی روزہ کھولتے وقت یہ دعا پڑھ لے (تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جو سب سے بلند ہے اور سب پر غالب ہے اور تمام بڑائیاں اس اللہ کے لئے ہیں جو دیکھتا ہے اور منتخب فرماتا ہے اور تمام محامد اس اللہ کے لئے ہیں جو مالک ہے اور اندازہ مقرر فرماتا ہے اور تمام ثنائیں اس اللہ کے لئے ہیں جو مردے زندہ کر دیتا ہے) تو گناہوں سے اس طرح پاک ہو جائے گا گویا آج ہی پیدا ہوا ہے۔

از مصعب بن سعید از عبد اللہ بن زبیر از سعد بن مالک: نبی اکرم صلعم جب کسی کے پاس روزہ کھولتے تو یہ دعا پڑھا کرتے تھے:۔ تمہارے پاس روزہ داروں نے روزہ کھولا اور نیک حضرات نے تمہارا کھانا کھایا اور تمہارے لئے فرشتوں نے رحمت کی دعائیں مانگیں۔

ماہ رجب میں دعاؤں کا حکم

یاد رکھئے ماہ رجب میں خاص طور سے دعائیں قبول کی جاتی ہیں اور لغزشوں سے درگزر کی جاتی ہے اور جرائم کی سزائیں سنگین کر دی جاتی ہیں اس کی دلیل مندرجہ ذیل حدیث ہے باخبار ھبۃ اللہ، باخبار قاضی ھناد بن ابراہیم نسفی، باخبار عبد القاہر بن عمر جزری، باخبار ھبۃ اللہ بتحدیث محمد بن فرخان، بتحدیث احمد بن حسین بن سعید انباری، باخبار ابراہیم بن فراش از عمرو بن سمرۃ از موسیٰ بن عباس از اصبغ از نباتہ از حسین ابن علی بن ابی طالب: ہم طواف کر رہے تھے کہ اچانک

عنهما قال بينما نحن في الطواف اذ سمعنا صوتا
وهو يقول:

يا من يجيب دعا المضطر في الظلم ٭ يا كاشف الكرب والبلوى
مع السقم ٭ قد بات وفدك حول البيت والحرم ٭
ونحن ندعو وعين الله لم تنم ٭ هب لي بجودك
ما اخطأت من جرم ٭ يا من اشار اليه الخلق
بالكرم ٭ ان كان عفوك لم يسبق لمجترم ٭
فمن يجود على العاصين بالنعم ٭

قال الحسين بن علي رضي الله عنهما قال لي ابي علي بن ابي طالب رضي الله عنه يا حسينؓ اما تسمع النادب ذنبه والمعاتب ربه امض فعساك تدركه وناده قال الحسين رضي الله عنه فاسرعت حتى ادركته واذا انا برجل جميل الوجه نقي البدن نظيف الثياب طيب الريح الا انه قد شلّ جانبه الايمن فقلت اجب امير المومنين علي بن ابي طالب كرم الله وجهه فقال له من انت وما شأنك قال يا امير المومنين ماشأن من أخذ بالعقوبة ومنع الحقوق قال وما اسمك قال منازل بن لاحق قال فما قصتك قال كنت مشهورا في العرب باللهو والطرب اركض في صبوتي ولا افيق من غفلتي ان تبت لم تقبل توبتي وان استقلت لم تقبل عثرتي ادبم العصيان في رجب وشعبان وكان لي والد شفيق رفيق يحذرني مصارع الجهالة وشقوة المعصية يقول يا بنيّ لله سطوات ونقمات فلا تتعرض لمن

ہمیں آواز آئی کہ کوئی شخص یہ دعا پڑھ رہا ہے: اے وہ جو تاریکیوں میں بے قرار کی دعا قبول فرماتا ہے، اے بے چینیوں کو اور مصائب کو معہ بیماریوں کے زائل کرنیوالے تیرے پاس آنیوالے نے تیرے گھر کے پاس حرم کے اندر رات دعاؤں میں بسر کی اور حق تعالیٰ کی آنکھ نہیں سوتی اے اللہ میں نے جس قدر گناہ کئے ہیں ان سب کو اپنی نوازش و مہربانی سے بخشدے اے وہ جس کے عفو و کرم کی طرف دنیا اشارہ کرتی ہے اگر تیری معافی گنہ گار کی طرف دوڑ کر نہ آئے تو اور کون ہے جو گنہ گاروں کے ساتھ اپنی نعمتوں کے ساتھ پیش آئے۔ امام حسین فرماتے ہیں کہ مجھ سے میرے والد ماجد حضرت علی رضؓ نے کہا: حسین! کیا تم اس رونے والے کی آواز نہیں سُن رہے جو اپنے گناہوں پر رو رہا ہے اور اپنے رب پر بھی عتاب کر رہا ہے امید ہے کہ تم اسے پالو گے اسے بلا لاؤ) فرماتے ہیں پھر میں جلدی سے اس کی طرف بڑھا اور میں نے اسے پالیا دیکھتا ہوں کہ یہ ایک خوبرو اور حسین شخص ہے اس کا پاکیزہ جسم اور عمدہ کپڑے ہیں جن سے دلآویز خوشبو آرہی ہے لیکن اس کی سیدھی کروٹ مفلوج ہے میں نے کہا آپ کو امیر المومنین حضرت علیؓ یاد فرما رہے ہیں یہ سُن کر وہ کھڑا ہوا اور بمشکل تمام لنگڑاتا ہوا امیر المومنین کے سامنے آکھڑا ہوا۔ آپ نے اس سے پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ اور آپ کو کیا تکلیف ہے؟ بولا: امیر المومنین! جو گناہوں کی سزا میں پکڑ لیا گیا ہو اور اس سے حقوق روک دیئے گئے ہوں اس کا حال کیا ہوگا؟ پوچھا آپ کا نام کیا ہے؟ بولا: منازل بن لاحق۔ پوچھا: اپنا واقعہ بیان کیجئے بولا: میں عرب بھر میں لہو و لعب اور نشاط و طرب میں مشہور تھا اور جوانی میں مطلق العنان تھا جو دل میں آتا تھا کرتا تھا اور خواب غفلت سے سر نہ اٹھاتا تھا اگر توبہ کروں تو توبہ ناقابل قبول تھی اور اگر لغزشوں کی در گذر چاہوں تو یہ بھی ناقابل تسلیم تھی میں رجب

يعاقب بالنار فكم قد ضج منك الظلام والملائكة الكرام والشهر الحرام والليالي والايام وكان اذا ألح على بالعتب الححت عليه بالقرب فابلغت اليه يوما فقال والله لاصومن ولا افطر ولا صلين ولا انام فصام اسبوعا ثم ركب جملا ادرق وأتى مكة يوم الحج الاكبر وقال لافدن الى بيت الله ولاستعينن عليك الله قال فقدم مكة يوم الحج الاكبر فتعلق بأستار الكعبة و دعا علي وقال:

يا من اليه أتى الحجاج من بعد ؞ يرجون لطف عزيز واحد صمد
هذا منازل لا يرتد عن عققي ؞ فخذ بحقي يا رحمٰن من ولدي
وشل منه بجودمنك جانبه ؞ يا من تقدس لم يولد ولم يلد

قال: فو الذي رفع السماء وانبع الماء ما استتم كلامه حتى شل جانبي الايمن فظللت كالخشبة الملقاة بارجاء الحرم وكان الناس يغدون ويروحون علي ويقولون هذا اجاب الله فيه دعوة ابيه فقال له رضي الله عنه فما فعل ابوك قال يا امير المومنين سالته ان يدعو الله في المواضع التى دعا علي فيها بعد ان رضي عني فاجابني فحملته على ناقة وجدت في السير حتى وصلنا الى واديقال له وادالاراك فنفر طائر من شجرة فنفرت الناقة فوقع منها ومات في الطريق فقال علي رضي الله عنه الا اعلمك دعوات سمعتها من رسول صلى الله عليه وسلم وقال: ما دعا بها مهموم الا فرج الله تعالى عنه همه ولا

شعبان کے مہینوں میں برابر گناہوں میں ڈوبا رہتا تھا، میرے والد بقید حیات تھے جو مجھ پر انتہائی شفیق و مہربان تھے وہ مجھے گناہوں کے بُرے نتائج سے اور برائیوں کے بُرے انجام سے اور بدبختی سے ڈراتے رہتے تھے فرمایا کرتے تھے کہ اے میرے پیارے بچے اللہ کی گرفت و پکڑ سے ڈر جا اور اس کے انتقاموں سے خوف کر اسے نہ چھیڑ جس کا عذاب آگ ہے کتنے ایسے مظلوم ہیں جو تیرے مظالم سے چیخ رہے ہیں اور مقرب فرشتے بد دُعا کر رہے ہیں اور حرمت والے مہینے نالاں ہیں اور دن اور زمانہ تجھے کوس رہا ہے۔ وہ جس قدر مجھے میرے کرتوتوں پر لعنت ملامت کرتے تھے اسی قدر میں انہیں مارتا تھا ایک دن جب میں ان کے پاس گیا تو انھوں نے کہا میں لگاتار دن میں روزے رکھوں گا اور رات بھر نماز پڑھونگا" تاکہ حق تعالےٰ میری دعائیں قبول فرمائے چنانچہ انھوں نے ایک ہفتہ روزے رکھے اور شب بیدار رہے پھر ایک خاکی رنگ کے اونٹ پر سوار ہو کر حج کے لئے مکہ معظمہ یہ کہہ کر چلے گئے کہ میں بیت اللہ جاکر تیرے واسطے اپنے رب سے بددُعا کرتا ہوں چنانچہ پھر وہ حج اکبر کے دن مکہ معظمہ پہنچ گئے اور انہوں نے کعبہ اقدس کا پردہ پکڑ کر ان الفاظ میں میرے لئے بد دعا کی کہ اے وہ ذات جس کے لطف وکرم کے امیدوار بن کر دُور دُور سے لوگ یہاں آتے ہیں اور جو سب پہ غالب ہے ایک ہے اور بے نیاز ہے میرا بیٹا منازل میری نافرمانی سے باز نہیں آتا یارب میرا حق میرے بچے سے مجھے دلوا اور اپنے فضل وکرم سے اس کے بدن کی ایک جانب شل کر دے اے وہ جو پاک ہے اور اولاد و ماں باپ سے بلند و برتر ہے میری دعا قبول فرمالے، اس کی قسم جس نے آسمان بلند فرمایا اور زمین سے چشمے جاری کئے ابھی ان کی دعا پوری بھی نہیں ہوئی تھی کہ میری سیدھی کروٹ شل ہو گئی اور میں اس لکڑی کی طرح ہو گیا جو حرم کے کسی گوشہ میں پڑی ہوئی ہو لوگ صبح وشام میرے پاس سے یہ کہتے ہوئے گزرتے چلے جاتے تھے کہ اسے اس کے باپ کی بدد

مکروب الا فرج الله تعالیٰ عنه کربته فقال نعم تعالٰی
الحسین بن علی رضی الله عنهما نعلمه الدعاء
فدعا به وخلص من مرضه وغدا علینا صحیحا
سالما فقلت للرجل کیف عملت قال لما هدأت
العیون دعوت به مرة وثانیة وثالثة فنودیت
حسبك الله فقد دعوت الله باسمه الاعظم الذی
اذا دعی به اجاب واذا سئل به اعطی ثم حملتنی
عینی فنمت فرایت رسول الله صلی الله علیه وسلم
فی منامی فعرضتها علیه فقال صلی الله علیه
وسلم صدق علیؓ ابن عمی فیها اسم الله الاعظم
الذی اذا دعی به اجاب واذا سئل به اعطی
ثم حملتنی مرة ثانیة فرأیت النبی صلی الله علیه
وسلم فقلت یارسول اللہ ارید ان اسمع الدعاء
منك فقال صلی الله علیه وسلم قل اللهم انی
اسألك یا عالم الخفیة ویا من السماء بقدرته
مبنیة ویا من الارض بعزته مدحیة ویا
من الشمس والقمر بنور جلاله مشرقة ومضیئة
ویا مقبلا علی کل نفس مؤمنة زکیة ویا مسکن
رعب الخائفین واهل التقیة یا من حوائج الخلق
عنده مقضیة یا من نجی یوسف من رق العبودیة
یا من لیس له بواب ینادی ولا صاحب یغشی ولا
وزیر یعطی ولا غیره رب یدعی ولا یزداد علی
کثرة الحوائج الا کرما وجودا وصلی الله علی
محمد وآله واعطنی سؤالی انك علی كل شیء
قدیر قال فانتبهت وقد برأت قال علی رضی الله

لگی ہے حضرت علی رضؓ نے پوچھا کہ تمہارے والد کہاں ہیں؟ بولا: میں
نے ان سے کہا کہ اب تو آپ مجھ سے راضی ہیں لہٰذا براہ کرم اسی جگہ جا
کر آپ میرے حق میں دعا فرمادیں جہاں بددعا فرمائی تھی بولے اچھا
چنانچہ میں نے انہیں ایک اونٹ پر سوار کرا دیا اور ہم پوری کوشش
سے مکہ کی طرف بڑھے جب ہم وادی اراک میں پہنچے تو کسی درخت سے
اچانک ایک پرندہ اڑا جس سے میرے والد کا اونٹ بدک گیا اور وہ اس
سے گر کر موقعہ ہی پر جاں بحق ہوگئے حضرت علیؓ نے فرمایا: کیا میں تجھے وہ
دعا نہ بتاؤں جو میں نے رسول اکرم صلعم سے سنی ہیں اور آپ نے
ان کے بارے میں فرمایا ہے کہ جو غمزدہ ان دعاؤں کو پڑھے گا حق
تعالیٰ اس کی پریشانی دور فرما دیگا اور جو بیقرار پڑھے گا حق تعالیٰ
اسکی بے قراری زائل فرمادیگا وہ بولا ضرور بتایئے امام حسینؓ فرماتے ہیں
پھر حضرت علیؓ نے اسے وہ دعا یاد کرادی اور اس نے وہ دعا پڑھی
اور حق تعالیٰ نے اسے اس مرض سے شفا بخشی اور اس نے دوسرے روز
صحیح وسالم ہمارے پاس آکر سلام کیا میں نے اس سے پوچھا کہ تم نے یہ
دعا کس طرح پڑھی تھی؟ بولا: جب لوگ رات کو سو گئے اور بالکل
سناٹا چھا گیا تو جب میں نے یہ دعا ایک بار، دوبار اور تین بار پڑھی
تو مجھے ایک غیبی آواز سنائی دی کہ تجھے اللہ کافی ہے تو نے اللہ کے اس
اسم اعظم سے دعا مانگی ہے کہ جب اس سے دعا مانگی جاتی ہے تو حق تعالیٰ
قبول فرماتا ہے اور اس سے کوئی مراد مانگی جاتی ہے تو حق تعالیٰ وہ مراد بر لاتا
ہے پھر میری آنکھ لگ گئی میں نے خواب میں رسول اللہ صلعم کو دیکھا
اور وہ دعا آپ کو سنائی فرمایا میرے چچازاد بھائی علیؓ نے سچ فرمایا اس
دعا میں اللہ کا ایک اسم اعظم جس سے دعائیں قبول ہوتی ہیں اور مرادیں
بر آتی ہیں پھر میری دوسری بار آنکھ لگ گئی پھر میں نے آپکو خواب میں
دیکھا اور میں نے کہا یا رسول اللہ میں یہ دعا آپ سے سننا چاہتا ہوں
آپ نے فرمایا سنو اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اے چھپی ہوئی

عنہ تمسکوا بھذا الدعاء فانہ کنز من کنوز العرش وقد نقل مثل ذلک فی زمن عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ وغیرہ مما یطول شرحہ۔

وفی الجملۃ لاینبغی لذی لب ان یستھین بالمعاصی والمظالم ودعاء المظلوم فقد قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الظلم ظلمات یوم القیامۃ وقال صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ لیستحیی اذا بسط العبد کفیہ الیہ بالدعاء ان یردھما صفرا فاما ان یعجل لہ فی الدنیا واما ان یؤخرہ لہ فی یوم القیامۃ وقد انشد فی ذلک ۔

اتسخر بالدعاء وتزدریہ ؛ تبین فیک ماصنع الدعاء
سھام اللیل لاتخطی ولکن ؛ لھا امد وللامد القضاء

چیزوں کو جاننے والے اور اے وہ جس کی قدرت سے آسمان بنائے گئے اور جس کی عزت سے زمین بچھائی گئی اور اے وہ جس کی عظمت وجلال کے نور سے سورج اور چاند روشن ہیں اور اے ہر مومن و پاکیزہ نفس کی طرف متوجہ ہونیوالے اور اے خوفزدہ لوگوں کو اور پارساؤں کو خوف سے امن دینے والے اے وہ جو تمام دنیا کی ضروریات پوری فرماتا ہے اور اے وہ جس نے حضرت یوسف کو غلامی سے نجات عطا فرمائی اور اے وہ جس کا کوئی دربان نہیں کہ لوگوں کو آواز دے کر بلائے اور اے وہ جس کا کوئی وزیر و مشیر نہیں کہ اس کے پاس جایا جائے اور نہ تیرے سوا کوئی رب ہے کہ اسے پکارا جائے اور اے وہ جو بندوں کی کثرت ضروریات کے باوجود اسکی عنایت و مہربانی اور جود و کرم میں اضافہ ہی ہوتا ہے اے اللہ محمد رسول اللہ صلعم پر اپنی بے شمار رحمتیں بھیج اور ان کی اٰل پر بھی اور میری مراد بر لا بلاشبہ تو ہر چیز پر خوب قادر ہے کہتا ہے پھر میری آنکھ کھل گئی اب میں بالکل تندرست تھا۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں اس دعا کو لازم پکڑ لو کیونکہ یہ عرش کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے اسی قسم کے واقعات عہد فاروقی وغیرہ میں بھی پیش آئے ہیں جن کا ذکر طوالت کے ڈر سے یہاں کیا نہیں جا سکتا، بہرحال ارباب دانش کا فرض ہے کہ وہ گناہوں، حق تلفیوں اور مظلوم کی بد دعا کو حقیر و معمولی نہ سمجھیں کیونکہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ ظلم قیامت کے دن بہت سی اندھیریوں میں تبدیل ہو جائے گا اور رحمت عالم صلعم نے فرمایا کہ جب بندہ اپنے ہاتھ پھیلا کر حق تعالیٰ سے دعا کرتا ہے تو حق تعالیٰ کو اس کے خالی ہاتھ پھیرتے ہوئے شرم آتی ہے اس لئے وہ یا تو دنیا ہی میں اس کی مراد بر لاتا ہے یا پھر اسے آخرت کے لئے بطور ذخیرے کے جمع فرما دیتا ہے۔ ایک شاعر کہتا ہے ؎ کیا تو دعا سے کہ اسے حقیر و معمولی سمجھتا ہے تو خود اپنے اندر محسوس کر لیگا کہ دعا نے اپنا کیا اثر دکھایا، رات کے تیر بلا خطا کے نشانہ ہی پر لگتے ہیں لیکن ان کیلئے ایک مدت ہے اور مدت کا پورا ہونا لازمی ہے۔

پانچویں مجلس

مجلس (فی فضل شھر شعبان وما ینزل فی لیلۃ النصف من المغفرۃ والرضوان)

اخبرنا الشیخ ابو نصر محمد عن والدہ ابی علی

ماہ شعبان کی فضیلت اور شب نصف شعبان میں اللہ نے والی مغفرت و رضائے باری تعالیٰ۔

باخبار شیخ ابو نصر از محمد اپنے والد ابو الحسین سے، باخبار ابو الحسن

الحسین اخبرنا ابو الحسین علی بن محمد ابن عمر بن حفص جعفر المقری بانتقاء ابی الفتح الحافظ اخبرنا ابو بکر محمد بن عبد اللہ الشافعی اخبرنا اسحاق بن الحسن اخبرنا عبد اللہ بن سلمۃ اخبرنا مالک بن انس عن ابی النضر مولی عمر بن عبد اللہ عن ابی سلمۃ بن عبد الرحمٰن عن عائشۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم ورضی عنہا انہا قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصوم حتی نقول لا یفطر ویفطر حتی نقول لا یصوم وما رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم استکمل صیام شہر قط الا شہر رمضان وما رأیتہ صام فی شہر اکثر من صیامہ فی شعبان وھو حدیث صحیح اخرجہ البخاری عن عبد اللہ بن یوسف عن مالک رحمہ اللہ ۔

اخبرنا ابو نصر عن محمد عن والدہ باسنادہ عن ھشام بن عروۃ عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی نقول لا یفطر ویفطر حتی نقول لا یصوم وکان احب صیامہ فی شعبان فقلت یارسول اللہ مالی اری صیامک فی شعبان فقال صلی اللہ علیہ وسلم یا عائشۃؓ انہ شہر ینسخ لملک الموت فیہ اسم من یقبض روحہ فی بقیۃ العام فانا أحب ان لا ینسخ اسمی الا وانا صائم ۔

اخبرنا ابو نصر عن محمد عن والدہ باسنادہ عن عطاء بن یسار عن ام سلمۃ رضی اللہ عنہا

علی بن محمد بن عمر بن حفص جعفری مقری از حافظ ابو الفتح، باخبار ابو بکر محمد بن عبد اللہ شافعی، باخبار اسحاق بن حسن باخبار عبد اللہ بن سلمہ باخبار مالک بن انس از ابو النضر مولیٰ عمر بن عبد اللہ از ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن از ام المومنین حضرت عائشہ رضؓ: رسول اللہ صلعم برابر روزے رکھا کرتے تھے حتیٰ کہ ہمیں خیال ہوتا تھا کہ اب آپ کسی دن کا بھی روزہ نہ چھوڑیں گے اور لگاتار روزے چھوڑ دیتے تھے حتےٰ کہ ہمیں خیال ہوتا تھا کہ اب آپ کبھی روزے نہ رکھیں گے اور میں نے نہیں دیکھا کہ آپ نے بجز رمضان کے کسی مہینہ کے کامل روزے رکھے ہوں اور میں نے یہ دیکھا کہ آپ نے بجز شعبان کے کسی مہینے کے اکثر روزے رکھے ہوں، یہ ایک صحیح حدیث ہے جسے امام بخاری بھی از عبد اللہ بن یوسف از مالک لائے ہیں۔

باخبار ابو نصر از محمد از ابو علی الحسین از ہشام بن عروہ از عائشہ رضؓ: حسب سابق حدیث ہے اور حتیٰ نقول لا یصوم کے بعد یہ زیادہ ہے آپ کو شعبان کے روزے محبوب تھے میں نے پوچھا یا رسول اللہ صلعم کیا بات ہے کہ آپ شعبان میں روزے رکھتے ہیں فرمایا: عائشہ: یہ وہ مہینہ ہے جس میں پورے سال میں مرنے والوں کے نام ملک الموت کے لئے کاٹ دئے جاتے ہیں اس لئے مجھے یہ بات پسند ہے کہ روزے کی حالت میں میرا نام کاٹا جائے

باخبار ابو نصر از محمد از ابو علی الحسین از عطاء بن یسار از ام سلمہ رضؓ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک کے بعد کسی مہینہ میں شعبان سے زیادہ روزے نہیں رکھا کرتے تھے اور یہ اس لئے کہ جو اس سال میں مرنے والا ہوتا ہے شعبان میں اس کا نام کاٹ کر مُردوں میں لکھ لیا جاتا ہے انسان سفر کرتا ہے حالانکہ اس کا نام مرنے والوں میں لکھا ہوا ہوتا ہے۔

بتحدیث ابو نصر اپنے والد سے وہ ثابت سے اور وہ انس رضؓ سے

قالت لم يكن رسول الله صلى الله عليه وسلم يصوم فی شهر بعد رمضان اكثر من صيامه فی شعبان وذلك ان كل من يموت فی تلك السنة ينسخ اسمه فی شعبان من الاحياء الى الاموات وان الرجل ليسافر وقد نسخ اسمه فيمن يموت وحدثنا ابو نصر عن والده باسناده عن ثابت عن انس رضی الله عنه قال سئل النبی صلی الله عليه وسلم عن افضل الصيام فقال صيام شعبان تعظيما لرمضان واخبرنا ابو نصر عن والده باسناده عن معاوية بن الصالح قال ان عبيد الله بن قيس حدثه انه سمع عائشة رضی الله عنها تقول كان احب الشهور الى رسول الله صلی الله عليه وسلم شعبان يصله برمضان وقال عبد الله رضی الله عنه قال رسول الله صلی الله عليه وسلم من صام آخر يوم الاثنين من شعبان غفر له يعنی آخر اثنين فيه لا آخر يوم من الشهر لان استقبال الشهر باليوم واليومين فيه منهی عنه وعن انس ابن مالك رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم انما سمی شعبان لانه يتشعب لرمضان فيه خير كثير وانما سمی رمضان لانه يرمض الذنوب

فصل : قال الله تعالى وربك يخلق ما يشاء ويختار فالله تعالى اختار من كل شیء اربعة ثم اختار من الاربعة واحدا من الملائكة جبريل وميكائيل واسرافيل وعزرائيل ثم اختار منهم

نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے افضل روزوں کے بارے میں پوچھا گیا فرمایا رمضان کی تعظیم کے لئے شعبان کے روزے افضل ہیں۔

باخبار ابو نصر اپنے والد سے اور وہ معاویہ بن صالح سے: مجھ سے عبید اللہ بن قیس نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عائشہ رض سے سنا فرماتی تھیں کہ رسول اللہ صلعم کو شعبان کا مہینہ بڑا پیارا تھا اور آپ اس کے روزے رمضان سے ملا دیا کرتے تھے۔

عبد اللہ: رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شعبان کی پچھلی پیر کا روزہ رکھ لے اس کے گناہ معاف کر دئے جاتے ہیں اس سے شعبان کی آخری تاریخ مراد نہیں بلکہ آخری پیر مراد ہے کیونکہ ایک یا دو دن پہلے روزوں کے ساتھ رمضان کا استقبال منع ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ: رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ شعبان کو شعبان اس لئے کہا جاتا ہے کیونکہ اس میں احترام رمضان کی وجہ سے بہت سی نیکیاں نکلتی ہیں اور رمضان کو رمضان اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس مہینہ میں بہت سے گناہ جلا دئے جاتے ہیں یعنی معاف کر دئے جاتے ہیں (رمضان یعنی جلانے والا)

★

حق تعالیٰ شانہ کی چنی ہوئی مخلوق

حق تعالیٰ شانہ نے قرآن پاک میں فرمایا اور آپ کا رب جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور جو چاہتا ہے منتخب فرماتا ہے بنا بریں حق تعالیٰ شانہ نے ہر چیز میں سے چار عدد چن لئے ہیں پھر چار میں سے ایک چن

جبریل واختار من الانبیاء علیہم السلام اربعۃ ابراھیم وموسیٰ وعیسیٰ ومحمدا صلی اللہ علیہ وسلم اجمعین ثم اختار منھم محمدا صلی اللہ علیہ وسلم واختار من الصحابۃ رضی اللہ عنھم اربعۃ ابابکر وعمر وعثمان وعلیا رضی اللہ عنھم ثم اختار منھم ابا بکر رضی اللہ عنہ ومن المساجد اربعۃ المسجد الحرام والمسجد الاقصیٰ ومسجد المدینۃ المشرفۃ ومسجد طور سیناء ثم اختار منھا المسجد الحرام ومن الایام اربعۃ یوم الفطر ویوم الاضحیٰ ویوم عرفۃ ویوم عاشوراء ثم اختار منھا یوم عرفۃ ومن اللیالی اربعۃ لیلۃ البراءۃ ولیلۃ القدر ولیلۃ الجمعۃ ولیلۃ العید ثم اختار منھا لیلۃ القدر ومن البقاع اربعۃ مکۃ والمدینۃ وبیت المقدس ومساجد العشائر ثم اختار منھا مکۃ ومن الجبال اربعۃ احدا وطور سیناء ولکام ولبنان ثم اختار منھا طور سیناء ومن الانھار اربعۃ جیحون وسیحون والفرات والنیل ثم اختار منھا فراتا واختار من الشھور اربعۃ رجب وشعبان ورمضان والمحرم واختار منھا شعبان وجعلہ شھر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فکما ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم افضل الانبیاء کذلک شھرہ افضل الشھور وقد روی ابو ھریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم

لیا ہے چار فرشتے حضرت جبرئیل، میکائیل، اسرافیل اور عزرائیل چنے پھر ان میں سے حضرت جبرئیل کو چنا، چار نبی حضرت ابراہیمؑ، موسیٰؑ عیسیٰؑ اور محمد رسول اللہ صلعم چنے پھر ان چاروں میں سے پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کو چنا، چار صحابہ ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمان رضؓ، اور علی رضؓ چنے، پھر ان چاروں میں سے حضرت ابوبکرؓ کو چن لیا، چار مسجدیں، مسجد حرام، مسجد اقصیٰ، مسجد مدینہ، اور مسجد طور سیناء چنیں، پھر ان میں سے مسجد حرام چن لی، چار دن عید الفطر، عید الاضحیٰ، عرفہ اور عاشورا چنے پھر ان میں سے یوم عرفہ (ذی الحج کی نویں تاریخ کا دن) منتخب فرمایا، اسی طرح چار راتیں شب برأت شب قدر، شب جمعہ اور شب عید چنیں، پھر ان میں سے شب قدر چن لی، اسی طرح چار مقامات مکہ معظمہ، مدینہ منورہ، بیت المقدس اور مساجد عشائر منتخب فرمائے، پھر ان میں سے مکہ معظمہ کو منتخب فرمایا، اسی طرح چار پہاڑ احد، طور سیناء، لکام اور لبنان چنے پھر ان میں سے طور سیناء کو چن لیا۔ اسی طرح چار نہریں جیحون، سیحون، فرات، نیل چنیں اور ان میں سے فرات کو چن لیا، اسی طرح چار مہینے رجب، شعبان، رمضان اور محرم چنے پھر ان میں سے شعبان کو چن لیا اور اسے رحمت عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مہینہ قرار دیا۔ پھر جیسے ہمارے پیارے نبی اکرم صلعم افضل الانبیاء ہیں اسی طرح آپ کا مہینہ (شعبان)، تمام مہینوں میں افضل ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: شعبان میرا مہینہ ہے اور رجب اللہ کا مہینہ ہے اور رمضان میری امت کا مہینہ ہے۔

شعبان گناہ مٹانے والا ہے اور رمضان المبارک پاک کرنے والا ہے، نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

انہ قال شعبان شہری و رجب شہر اللہ و رمضان شہر امتی شعبان ھو المکفر و رمضان ھو المطھر و قال صلی اللہ علیہ وسلم شعبان شہر بین رجب و رمضان یغفل الناس عنہ وفیہ ترفع اعمال العباد الی رب العالمین فاُحب أن یرفع عملی و أنا صائم۔ وعن انس بن مالک رضی اللہ عنہ انہ قال ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال فضل رجب علی سائر الشہور کفضل القرآن علی سائر الکلام و فضل شعبان علی سائر الشہور کفضلی علی سائر الانبیاء و فضل رمضان علی سائر الشہور کفضل اللہ تعالیٰ علی سائر خلقہ وعن انس بن مالک رضی اللہ عنہ انہ قال کان اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا نظروا الی ھلال شعبان اکبوا علی المصاحف یقرء ونھا و اخرج المسلمون زکاۃ اموالھم لیتقوی بھا الضعیف والمسکین علی صیام شہر رمضان و دعا الولاۃ اھل السجن فمن کان علیہ حد اقاموہ علیہ والا خلوا سبیلہ و انطلق التجار فقضوا ما علیھم و قبضوا مالھم حتی اذا نظروا الی ھلال رمضان اغتسلوا و اعتکفوا۔

شعبان، رجب و رمضان کے درمیان کا مہینہ ہے۔ لوگ اس کی طرف سے غافل رہتے ہیں حالانکہ اس میں ان کے اعمال رب العالمین کی طرف چڑھائے جاتے ہیں، اس لئے مجھے یہ امر محبوب ہے کہ روزے کی حالت میں میرے اعمال چڑھائے جائیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بن مالک کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ تمام مہینوں پر رجب کی فضیلت اسی طرح ہے جس طرح تمام کلاموں پر اللہ کے کلام کو فضیلت حاصل ہے اور تمام مہینوں پر شعبان کو اس طرح فضیلت حاصل ہے جیسے تمام نبیوں پر مجھے فضیلت حاصل ہے اور تمام مہینوں پر رمضان کی اسی طرح فضیلت ہے جیسے اللہ کو تمام مخلوق پر فضیلت حاصل ہے۔

حضرت انس بن مالک: صحابہ کرام ہلال شعبان دیکھتے ہی قرآن کے نسخوں پر ٹوٹ پڑتے تھے اور کثرت سے قرآن عزیز پڑھا کرتے تھے اور مسلمان اس مہینہ میں کثرت سے اپنے مالوں کی زکوٰۃ نکالا کرتے تھے تاکہ کمزور و مساکین کھا پی کر رمضان کے روزوں کے لئے طاقتور ہو جائیں، اور حکام قیدیوں کو طلب کرتے تھے اگر کسی پر حد قائم کرنی ہوتی اس پر حد قائم کرتے تھے ورنہ اسے چھوڑ دیا کرتے تھے، اور تاجر پورے سال کا حساب کرتے تھے اور اپنا قرضہ ادا کرتے تھے اور دوسروں سے اپنا پیسہ وصول کیا کرتے تھے۔ حتیٰ کہ ہلال رمضان دیکھ کر غسل کر لیتے تھے اور عبادت میں لگ جایا کرتے تھے۔

فصل: شعبان خمسۃ احرف شین وعین وباء وألف ونون فالشین من الشرف والعین من العلو والباء من البر والألف من الألفۃ والنون من النور فھذہ العطایا من اللہ تعالیٰ

شعبان کے حرفوں سے اشارات

شعبان میں پانچ حرف ہیں ش، ع، ب، ا، ن، ش سے شرف کی طرف عین سے علو (بلندی) کی طرف، ب سے بر (نیکی) کی طرف، آ سے الفت (محبت) کی طرف اور ن سے (نور) کی طرف اشارہ ہے۔ یہ تمام کے تمام حق تعالیٰ شانہ

للعبد فی ھذا الشھر وھو شھر تفتح فیہ الخیرات وتنزل فیہ البرکات وتترک فیہ الخطیئات وتکفر فیہ السیئات وتکثر فیہ الصلوات علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم خیر البریات وھو شھر الصلاۃ علی النبی المختار قال اللہ تعالیٰ ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی یا ایھا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما فالصلاۃ من اللہ الرحمۃ ومن الملائکۃ الشفاعۃ والاستغفار ومن المومنین الدعاء والثناء وقال مجاھد رحمہ اللہ الصلاۃ من اللہ التوفیق والعصمۃ ومن الملائکۃ العون والنصرۃ ومن المومنین الاتباع والحرمۃ وقال ابن عطاء الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم من اللہ تعالیٰ الوصلۃ ومن الملائکۃ الرقۃ ومن المومنین المتابعۃ والمحبۃ وقال غیرہ صلاۃ الرب تبارک وتعالیٰ علی نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم تعظیم الحرمۃ وصلاۃ الملائکۃ علیہ صلی اللہ علیہ وسلم اظھار الکرامۃ وصلاۃ الامۃ علیہ صلی اللہ علیہ وسلم طلب الشفاعۃ وقد قال صلی اللہ علیہ وسلم من صلی علیّ واحدۃ صلی اللہ علیہ عشرا فینبغی لکل مومن لبیب ان لا یغفل فی ھذا الشھر بل یتاھب فیہ لاستقبال شھر رمضان بالتطھر من الذنوب والتوبۃ عما فات وسلف فیما مضی من الایام فیتضرع الی اللہ تعالیٰ فی شھر

کی طرف سے اس مہینہ میں بندوں کے لئے تحائف ہیں، یہ ایک ایسا مہینہ ہے جس میں بھلائیوں کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے برکتیں اتاری جاتی ہیں گناہوں سے درگزر کی جاتی ہے اور برائیاں مٹادی جاتی ہیں چونکہ اس ماہ میں رحمت عالم صلعم پر کثرت سے درود بھیجا جاتا ہے اس لئے اسے درود کا مہینہ بھی کہتے ہیں حق تعالےٰ نے فرمایا: دیکھو! اللہ اور اس کے فرشتے نبی صلعم پر درود بھیجتے ہیں، اے ایمان والو تم بھی آپ پر درود و سلام بھیجو اگر درود کی نسبت اللہ کی طرف کی جائے تو رحمت مراد ہوتی ہے اگر فرشتوں کی طرف کی جائے تو شفاعت و استغفار مراد ہوتا ہے اور اگر مومنوں کی طرف کی جائے تو دعا و ثنا مراد ہوتی ہے۔

مجاہدؒ: اللہ کی طرف سے صلوٰۃ بمعنی توفیق و گناہوں سے حفاظت ہے اور فرشتوں کی طرف سے بمعنی تعاون و نصرت ہے اور مومنوں کی طرف سے بمعنی اتباع اور احترام حدود اللہ ہے۔ ابن عطاء: اللہ کی طرف سے صلوٰۃ بمعنی وصلہ ہے یعنی اس سے حق تعالےٰ اپنے بندوں سے رابطہ قائم کرتا ہے اور فرشتوں کی طرف سے بمعنی رقت طبع ہے اور مومنوں کی طرف سے بمعنی پیروی اور محبت ہے۔ دیگر علماء: اللہ کی طرف سے صلوٰۃ عظمت احترام کا اظہار ہے فرشتوں کی طرف سے بزرگی کا اظہار ہے اور امت کی طرف سے شفاعت کی طلبگاری ہے۔

رحمت عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو مجھ پر ایک بار درود بھیجے حق تعالےٰ جل مجدہٗ اس پر دس بار درود بھیجے گا بنا بریں ہر صاحب عقل مومن کا فرض ہے کہ وہ اس مہینہ میں رحمت عالم صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے سے اور عبادتوں سے غافل نہ رہے بلکہ اس میں ماہ رمضان کے لئے پوری تیاریاں کرلے خود کو گناہوں سے پاک وصاف بنالے اور جو گناہ ہوچکے ہیں ان سے سچے دل سے توبہ کرلے اور ماہ شعبان میں خوب روئے

شعبان ويتوسل الى الله تعالىٰ بصاحب الشهر محمد صلى الله عليه وسلم حتى يصلح فساد قلبه ويداوي مرض سره ولا يسوف ويؤخر ذلك الى غد لان الايام ثلاثة امس وهو اجل واليوم وهو عمل وغدا وهو امل فلا تدري هل تبلغه املا فامس موعظة واليوم غنيمة وغدا مخاطرة وكذلك الشهور ثلاثة رجب فقد مضى و ذهب فلا يعود ورمضان وهو منتظر لا ندري هل نعيش الى ادراكه املا وشعبان وهو واسطة بين شهرين فليغتنم الطاعة فيه وقد قال النبي صلى الله عليه وسلم لرجل وهو يعظه قيل هو عبد الله بن عمر بن الخطاب رضي الله عنه اغتنم خمسا قبل خمس شبابك قبل هرمك وصحتك قبل سقمك وغناك قبل فقرك وفراغك قبل شغلك وحياتك قبل موتك۔

فصل: في ليلة البراءة: ما خصت به من الرحمة والكرامة والفضائل قال الله عزوجل حٰمٓ والكتاب المبين انا انزلناه في ليلة مباركة قال ابن عباس رضي الله عنهما حٰمٓ يعني قضى الله ما هو كائن الى يوم القيامة والكتاب المبين يعني القرآن انا انزلناه يعني القرآن في ليلة مباركة هي ليلة النصف من شعبان وهي ليلة البراءة وقال ذلك اكثر المفسرين سوى عكرمة فانه قال

اور گڑگڑائے اور بلک بلک کر حق تعالیٰ سے معافی مانگ لے، اور اس صاحب ماہ کی پیروی کے واسطہ سے یعنی رحمت عالم صلعم کی سنت کی پیروی کے ذریعہ حق تعالیٰ شانہ سے اپنے گناہ بخشوا لے۔ اور اپنا دل سنوار لے اور لگ کر دل کی بیماریوں کا علاج کر لے۔ اور اس کام میں ہرگز لیت و لعل نہ کرے کہ آج نہیں کل توبہ کر لوں گا ابھی تو جوان ہوں بڑھاپے میں توبہ کر لوں گا کیونکہ عمر کے تین ہی دن ہیں گزری ہوئی کل تو ختم ہو گئی موجودہ دن عمل کا ہے آنیوالی کل موت کی ہے معلوم نہیں تم آنیوالی کل کو پاؤ گے کبھی یا نہیں لہٰذا گزری ہوئی کل عبرت و نصیحت ہے اور موجودہ دن غنیمت ہے اور آنیوالی کل خطرے سے خالی نہیں اسی طرح مہینے تین ہیں رجب وہ تو گزر گیا اور ختم ہو گیا اب نہیں آئیگا اور رمضان کا انتظار ہے تم کو معلوم نہیں کہ تمہاری زندگی میں رمضان آئیگا کہ نہیں اور شعبان جو مذکورہ بالا دو مہینوں کے درمیان ہے اسلئے اس میں عبادت کو غنیمت سمجھنا چاہیئے نبی اکرم صلعم نے ایک شخص سے جسے آپ نصیحت فرما رہے تھے (کہتے ہیں وہ عبداللہ بن عمرؓ تھے) فرمایا پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے قبل غنیمت سمجھ لو بڑھاپے سے قبل جوانی کو، بیماری سے پہلے تندرستی کو، ناداری سے پہلے مالداری کو، شغل سے پہلے فراغت کو اور موت سے پہلے زندگی کو۔

شب براءت اور اس میں مخصوص رحمت و بزرگی اور فضیلت،

حق تعالیٰ جل مجدہٗ نے فرمایا: حٰمٓ قسم ہے اس روشن کتاب کی بلاشبہ ہم نے ایک برکت والی رات میں قرآن اتارا۔ حضرت ابن عباس: حٰمٓ یعنی حق تعالیٰ نے قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے اس کا فیصلہ فرمایا، روشن کتاب سے قرآن پاک مراد ہے انزلناہ میں ضمیر کا مرجع قرآن پاک ہے برکت والی رات نصف شعبان کی رات ہے جسے شب براءت بھی کہا جاتا ہے اکثر مفسروں نے برکت والی رات کی تفسیر شب براءت سے کی ہے البتہ عکرمہؒ نے شب قدر سے کی ہے، حق تعالیٰ نے قرآن پاک میں کئی چیزوں کو مبارک فرمایا ہے۔

هی لیلة القدر وقد سمی الله تعالیٰ شیئاً کثیرا فی القرآن مبارکا منها سمی القرآن مبارکا قال وهذا ذکر مبارك انزلناه فمن برکته ان من قرأه وآمن به اهتدی وتخلص من النار وتسطی حتی یتعدی ذلك الی الآباء والابناء قال النبی صلی الله علیه وسلم من قراء القرآن نظرا فی المصحف خفف الله عزوجل عن ابویه العذاب وان کانا کافرین ومنها انه عزوجل سمی الماء مبارکا قال وانزلنا من السماء ماء مبارکا فمن برکته ان حیاة الاشیاء به کما قال الله عزوجل وجعلنا من الماء کل شیء حی افلا یؤمنون وقیل فیه عشر لطائف الرقة واللین والقوة واللسان والصفاوة والحرکة والرطوبة والبرودة والتواضع والحیاة وجعل الله تعالیٰ هذه اللطائف فی المومن اللبیب رقة القلب ولین الخلق وقوة الطاعة ولطافة النفس وصفاوة العمل والحرکة فی الخیر والرطوبة فی العین والبرودة فی المعاصی والتواضع عند الخلق والحیاة عند استماع الحق ومنها انه عزوجل سمی الزیتون مبارکا فی قوله تعالیٰ من شجرة مبارکة زیتونة وهی اوّل شجرة اکل منها آدم علیه السلام حین اهبط الی الارض وفیها طعام واستضاءة کما قال الله تعالیٰ وصبغ للآکلین وقیل الشجرة المبارکة هی

مثلاً قرآن عزیز کو مبارک فرمایا چنانچہ فرمایا: یہ برکت والا ذکر ہے جو ہم نے اُتارا ہے اس کی ایک برکت یہ ہے کہ جو اس کی تلاوت کرتا ہے اور اس پر ایمان ویقین رکھتا ہے وہ راہ پا جاتا ہے اور آگ سے بچ جاتا ہے اور یہ برکت اس کی باپوں اور اولاد تک متعدی ہوتی ہے۔

رحمت عالم صلعم نے فرمایا جو قرآن پاک دیکھ کر پڑھے حق تعالےٰ اس کے ماں باپ کے عذاب میں تخفیف فرما دیگا اگرچہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہوں، حق تعالےٰ نے پانی کو بھی مبارک فرمایا ہے فرمایا: اور ہم نے اوپر سے برکت والا پانی اُتارا۔ پانی کی ایک برکت یہ ہے کہ تمام جانداروں کی زندگی پانی ہی پر موقوف ہے جیسا کہ حق تعالےٰ نے فرمایا: اور ہم نے پانی سے ہر زندہ چیز بنائی کیا وہ پھر بھی ایمان نہیں لاتے۔ کہتے ہیں پانی میں دس خوبیاں ہیں سیال ہونا، نرم ہونا، قوت، لطافت، صفائی، حرکت، رطوبت، برودت، تواضع، (فروتنی) اور زندگی۔ حق تعالیٰ نے یہی دس خوبیاں صاحب ہوش مومن کو بخشی ہیں مومن میں رقت طبع نرم اخلاق، عبادت میں قوت وچستی، نفس میں لطافت، عمل میں خلوص صفائی نیکی کے کاموں میں دوڑ دھوپ، آنکھوں میں طراوت، گناہوں میں جمود لوگوں میں فروتنی اور عاجزی اور حق سننے سے زندگی دوڑتی ہے۔ زیتون کو بھی مبارک کہا گیا ہے فرمایا: زیتون کے برکت والے درخت سے، یہ وہ پہلا درخت ہے کہ جب حضرت آدم زمین پہ اُتارے گئے تو آپ نے اسی کو تناول فرمایا تھا۔

اس میں غذائیت بھی ہے اور روشنی بھی فرمایا: اور یہ کھانے والوں کے لئے سالن ہے کسی نے برکت والے درخت کو حضرت ابراہیم کسی نے قرآن عزیز، کسی نے ایمان اور کسی نے مومن کا نفس مطمئنہ بتایا ہے جو نیکیوں کا حکم کرتا ہے تعمیل اوامر میں لگا رہتا ہے اور ممنوعات سے بچتا رہتا ہے تقدیر کے آگے سر تسلیم خم رکھتا ہے اور فضل وقدر میں رب کے موافق رہتا ہے۔

ابراهيم عليه السلام وقيل هى القرآن وقيل
هى الايمان وقيل هى نفس المومن المطمئنة الامارة
بالخير الممتثلة للامر المنتهية للنهى المسلمة للقدر
الموافقة للرب فيما قضى وسطر ومنها انه عزو
جل سمى عيسى عليه السلام مباركا قال تعالى
وجعلنى مباركا اينما كنت فمن بركته عليه السلام
ظهور الثمرة من النخلة لامه الصديقة مريم
عليهما السلام ونبع الماء من تحته قال عزوجل
فناداها من تحتها ان لا تحزنى قد جعل ربك
تحتك سريا وهزى اليك بجذع النخلة
تساقط عليك رطبا جنيا فكلى واشربى وقرى
عينا وابرأ الاكمه والابرص واحيا الموتى
بدعوته وغير ذلك من الخيرات والمعجزات
ومنها انه عزوجل سمى الكعبة مباركا
قال عزوجل ان اول بيت وضع للناس للذى
ببكة مباركا ومن بركتها ان من دخلها
وعليه اثقال من الذنوب خرج مغفورا له
قال الله تعالى ومن دخله كان آمنا فمن دخل
البيت وهو مؤمن محتسب تائب امنه الله
عن ابه وقيل توبته وغفرله وقيل من دخله
كان آمنا من ان يوذى فى الحرم حتى يخرج منه
ولهذا يحرم قتل صيده وقطع شجره لحرمة
الكعبة فحرمة الكعبة لحرمة الله وحرمة
المسجد لحرمة الكعبة وحرمة مكة لحرمة
المسجد وحرمة الحرم لحرمة مكة كما قيل

حضرت عیسیٰ کو بھی برکت والا کہا گیا ہے فرمایا: اور اللہ نے مجھے برکت والا بنایا خواہ میں کسی جگہ پر ہوں آپ کی ایک برکت یہ بھی ظاہر ہوئی کہ آپ کی والدہ مریم صدیقہ کے لئے ایک خشک کھجور کے درخت سے پھل جھڑنے لگے اور آپ کے نیچے پانی کا ایک چشمہ جاری ہو گیا حق تعالیٰ نے فرمایا: پھر مریم کو اس درخت کے نیچے آواز دی کہ آپ غم نہ کریں حق تعالےٰ نے تمہارے نیچے ایک چشمہ جاری فرما دیا ہے اور اپنی طرف اس کھجور کے تنہ کو ہلائیں آپ پر یہ درخت تازہ تازہ اور پکی کھجوریں گرائے گا آپ انہیں کھائیں اور چشمہ کا پانی پئیں اور اپنی آنکھیں ٹھنڈی کریں اور آپ کی دعا سے حق تعالےٰ مادر زاد نابیناؤں برص والوں کو اچھا کر دیا کرتا تھا اور مردوں کو زندہ فرما دیا کرتا تھا اور بھی آپ میں بہت سے کمالات اور معجزات پائے جاتے تھے

حق تعالےٰ نے کعبۂ اقدس کو بھی مبارک فرمایا ہے فرمایا: بلاشبہ وہ پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کے لئے بنایا گیا وہ گھر ہے جو مکہ میں ہے اور وہ برکت والا اور دنیا والوں کے لئے ہدایت والا ہے اس کی ایک برکت یہ ہے کہ جو گناہوں میں ڈوبا ہوا اس میں داخل ہو جاتا ہے پاک و صاف ہو کر نکلتا ہے فرمایا اور جو اس میں داخل ہو جاتا ہے صاحب امن ہو جاتا ہے لہٰذا جو بیت اللہ میں ایمان لا کر ثواب کی نیت سے توبہ کر کے داخل ہو جاتا ہے حق تعالےٰ جل مجدہٗ اسے اپنے عذاب سے امن عطا فرما دیتا ہے اس کی توبہ قبول فرما لیتا ہے اور اسے بخش دیتا ہے بعض کے نزدیک اس میں داخل ہونے والا حرم میں ایذا دئے جانے سے بے خوف ہو جاتا ہے جب تک حرم سے باہر نہ آئے اسی لئے حرم میں شکار کرنا، وہاں کا درخت کاٹنا کعبۂ اقدس کے احترام کی وجہ سے حرام ہے کعبہ اقدس کی حرمت اللہ کی حرمت کی وجہ سے ہے اور مسجد کی حرمت حرمت کعبہ کی وجہ سے ہے اور مکہ کی حرمت احرمت مسجد کی وجہ سے ہے اور حرم کی حرمت مکہ کی حرمت کی وجہ سے ہے

ان الکعبۃ قبلۃ لاھل المسجد والمسجد قبلۃ لاھل مکۃ ومکۃ قبلۃ لاھل الحرم والحرم قبلۃ لاھل الارض وانما سماھا بکۃ لان الاقدام یبیک بعضھا بعضا ای یدفع ویبدا وبکۃ ومکۃ واحد تبدل احدھما بالاخری کمکد وکبد ولازم ولازب ومنھا سمی لیلۃ البراءۃ مبارکۃ لمافیھا من نزول الرحمۃ والبرکۃ والخیر والعفو والغفران لاھل الارض ومن ذلک ما اخبرنا الشیخ ابو نصر عن والدہ قال اخبرنا محمد قال اخبرنا عبد اللہ بن محمد اخبرنا اسماعیل بن عمر البجلی اخبرنا عمر بن موسیٰ الوجیھی عن زید بن علی عن آبائہ عن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال ینزل اللہ تعالیٰ فی لیلۃ النصف من شعبان الی السماء الدنیا فیغفر لکل مسلم الا لمشرک او مشاحن او قاطع رحم او امرأۃ تبغی فی فرجھا واخبرنا ابو نصر عن والدہ باسنادہ عن یحییٰ بن سعید عن عروۃ عن عائشۃ رضی اللہ عنھا قالت لما کانت لیلۃ النصف من شعبان انسل النبی صلی اللہ علیہ وسلم من مرطی ثم قالت واللہ ما کان مرطی من حریر ولا قز ولا کتان ولا خز ولا صوف قال قلت لھا سبحان اللہ فمن ای شیء کان قالت کان سداہ من شعر وکانت لحمتہ من حریر وحسبت نفسی ان یکون

جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ کعبہ اہل مسجد کا قبلہ ہے اور مسجد اہل مکہ کا قبلہ ہے اور مکہ اہل حرم کا قبلہ ہے اور حرم دنیا کا قبلہ ہے، مکہ کو بکہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ کثرت ازدحام کی وجہ سے بعض بعض کو دھکا دیتے ہیں بلکہ روند بھی دیتے ہیں مکہ اور بکہ ایک ہی ہیں کیونکہ میم باسے اور بامیم سے بدل دی جاتی ہے اکبد، کمد، لازم، لازب۔

شب برأت بھی برکت والی بتائی گئی ہے کیونکہ اس میں دنیا والوں پر رحمت، برکت، خیر و سعادت اور عفو و مغفرت کی بارش ہوتی ہے، ملاحظہ ہو۔

باخبار شیخ ابو نصر اپنے والد سے: باخبار محمد، باخبار عبداللہ بن محمد باخبار اسماعیل بن عمر بجلی، باخبار عمرو بن موسیٰ الوجیھی از زید بن علی اپنے دادوں سے وہ حضرت علی سے اور وہ نبی صلعم سے کہ آپ نے فرمایا، حق تعالیٰ شانہ نصف شعبان میں دنیوی آسمان پر آتا ہے اور ہر مسلمان کو بخش دیتا ہے الا مشرک کو، کینہ ور کو، رحم قطع کرنے والے کو اور بدکار عورت کو نہیں بخشتا۔

باخبار ابو نصر اپنے والد سے از یحییٰ بن سعید از عروہ از عائشہ: جب نصف شعبان کی رات آئی تو نبی صلعم میری چادر سے کھسک گئے، پھر صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اللہ کی قسم میری چادر ریشم کی، خالص ریشم کی، کتان کی، خز کی اور اون کی نہ تھی راوی کہتا ہے کہ میں نے کہا سبحان اللہ پھر کس چیز کی تھی؟ فرمایا اس کا تانا بکری کے بالوں کا تھا اور بانا اونٹ کے بالوں کا، مجھے گمان ہوا کہ رسول اللہ صلعم اپنی کسی بیوی کے پاس تشریف لے گئے ہیں میں نے کھڑے ہو کر آپ کو گھر میں تلاش کیا تو میرے ہاتھ آپ کے پیروں پر پڑے اس وقت آپ سجدے میں تھے میں نے وہ دعا یاد کر لی جو اس وقت آپ سجدے میں پڑھ رہے تھے آپ پڑھ رہے تھے اے اللہ تجھے میرے جسم نے اور دل نے سجدہ کیا اور تجھ پر میرا دل ایمان لایا میں اپنے اوپر تیری نعمتوں کا

صلی اللہ علیہ وسلم قد أتی بعض نسائہ ففقدت
فالتمستہ فی البیت فوقعت یدی علی قدمیہ و
ھو ساجد فحفظت من دعائہ صلی اللہ علیہ
وسلم یقول سجد لک سوادی وخیالی وآمن
بک فؤادی ابوء لک بالنعم واعترف لک بالذنب
ظلمت نفسی فاغفرلی انہ لا یغفر الذنوب الا
انت اعوذ بعفوک من عقوبتک واعوذ برحمتک
من نقمتک واعوذ برضاک من سخطک واعوذ
بک منک لا احصی ثناء علیک انت کما اثنیت
علی نفسک قالت فما زال صلی اللہ علیہ وسلم
قائما وقاعدا حتی اصبح وقد اصعدت قدماہ
وانا اغمزھا واقول بأبی انت وامی الیس قد
غفر اللہ لک ما تقدم من ذنبک وما تاخر
الیس قد فعل اللہ بک الیس الیس قال صلی اللہ
علیہ وسلم یا عائشۃ افلا اکون عبدا شکورا
ھل تدرین ما فی ھذہ اللیلۃ قالت قلت وما
فیھا قال فیھا یکتب کل مولود فی ھذہ
السنۃ وفیھا یکتب کل میت وفیھا تنزل
ارزاقھم وفیھا ترفع اعمالھم وافعالھم
قلت یا رسول اللہ ما احد یدخل الجنۃ الا
برحمۃ اللہ قلت ولا انت قال صلی اللہ علیہ وسلم ولا انا
الا ان یتغمدنی اللہ برحمتہ منہ فمسح بیدہ
علی ھامتہ وعلی وجھہ واخبرنی ابو نصر
قال انبانا والدی حدثنا محمد بن احمد
الحافظ انبانا عبید اللہ بن محمد انبانا ابو العباس

اقرار کرتا ہوں اور تیرے سامنے اپنے گناہوں کا اعتراف کرتا ہوں میں نے
اپنے اوپر ظلم کیا ہے لہٰذا مجھے بخشدے کیونکہ گناہوں کو تو ہی معاف
فرماتا ہے میں تیرے عفو کے ذریعہ تیرے عذاب سے، تیری رحمت کے ذریعہ
تیرے انتقام سے تیری رضا کے ذریعہ تیرے غضب سے اور تیرے ذریعہ
تیرے عذاب سے پناہ مانگتا ہوں میں تیری تعریف کرنے سے قاصر ہوں
جیسی خود تو نے اپنی تعریف فرمائی ہے فرماتی ہیں صبح تک رسول اللہ
صلعم قیام و قعود ہی میں رہے یعنی رات بھر نماز پڑھتے رہے آپ کے
پیروں پر ورم آگیا تھا میں انہیں دبانے لگی میں نے پوچھا یا رسول اللہ
میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں کیا حق تعالیٰ نے آپ کے اگلے
پچھلے تمام گناہ معاف نہیں فرما دئے ؟ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کے
ساتھ ایسا نہیں کیا اور ایسا نہیں کیا ؟ فرمایا : عائشہ ! کیا میں ایک شکر گزار
بندہ نہ ہوں ؟ جانتی ہو اس رات میں کیا ہے ؟ فرماتی ہیں میں نے
پوچھا کیا ہے ؟ فرمایا اس رات میں اس سال میں تمام پیدا ہونے
والے بچے لکھے جاتے ہیں اور ہر مرنے والے کا نام کاٹا جاتا ہے اس میں
لوگوں کے رزق اترتے ہیں اور اس میں ان کے اعمال و افعال چڑھائے
جاتے ہیں میں نے کہا یا رسول اللہ کیا کوئی اللہ کی رحمت ہی سے جنت
میں جاتا ہے ؟ فرمایا ہاں لوگ اللہ کی رحمت ہی سے جنت میں جاتے
ہیں میں نے کہا : کیا آپ بھی ؟ فرمایا ہاں میں بھی جنت میں نہیں جاؤنگا
جب تک مجھے حق تعالیٰ شانہ اپنی رحمت میں نہ ڈھانپ لے پھر آپ
نے اپنے ہاتھ اپنے سر اور اپنے چہرے پر پھیر لئے۔

مخبر ابو نصر، باخبار پدر خود بتحدیث حافظ محمد بن احمد، باخبار
عبید اللہ بن محمد، باخبار ابو العباس ہروی و ابراہیم بن محمد بن حسن
باخبار ابو عامر دمشقی باخبار ولید بن مسلم بخبر ہشام بن غاز و سلیمان
بن مسلم وغیرہ از مکحول از عائشہ رضا کہ رسول اللہ صلعم نے ان سے فرمایا
عائشہ ! وہ کون سی رات ہے ؟ بولیں اللہ اور اس کا رسول خوب

الهروی وابراهیم بن محمد بن الحسن قال اخبرنا
ابوعامر الدمشقی انبانا الولید ابن مسلم اخبرنی
هشام بن الغار وسلیمان بن مسلم وغیرہ عن
مکحول عن عائشۃ رضی اللہ عنها ان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم قال لها یا عائشۃ ایۃ
لیلۃ هی قالت اللہ ورسولہ اعلم فقال لیلۃ
النصف من شعبان فیها ترفع اعمال الدنیا
واعمال العباد وللہ فیها عتقاء من النار
بعدد شعر غنم کلب فهل انت اذنت لی اللیل
قالت قلت نعم فصلی فخفف القیام وقرأ
الحمد وسورۃ خفیفۃ ثم سجد الی شطر اللیل
ثم قام فی الرکعۃ الثانیۃ فقرأ فیها نحوا من
قراءۃ الاولی فکان سجودہ الی الفجر قالت
عائشہ رضی اللہ عنہا انظرہ حتی ظننت ان اللہ تعالی
قد قبض رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما
طال علی دنوت منہ حتی مسست اخمص
قدمیہ فتحرک فسمعتہ یقول فی سجودہ
اعوذ بعفوک من عقابک واعوذ برضاک
من سخطک واعوذ بک منک جل ثناؤک
لا احصی ثناء علیک انت کما اثنیت علی
نفسک قلت یا رسول اللہ قد سمعتک تذکر
فی سجودک اللیلۃ شیئا ما سمعتک تذکرہ
قط قال صلی اللہ علیہ وسلم وعلمت ذلک
قلت نعم قال صلی اللہ علیہ وسلم تعلمیهن
وعلمیهن فان جبریل علیہ السلام امرنی

جانتا ہے فرمایا وہ نصف شعبان کی رات ہے اس میں دنیا کے اور بندوں کے اعمال چڑھائے جاتے ہیں اور اس رات حق تعالٰے جہنم سے بنو غنم کی بکریوں کے بالوں کی تعداد میں لوگوں کو جہنم سے آزاد فرماتا ہے پھر کیا تم آج رات مجھے نماز پڑھنے کی اور عبادت کرنے کی اجازت دیتی ہو؟ میں نے کہا ہاں (آپ شوق سے نماز پڑھیں) آخر کار آپ نے نماز پڑھی اور قیام ہلکا کیا اور سورہ فاتحہ پڑھی اور ایک مختصر سورت پڑھی اور آدھی رات تک سجدے میں پڑھے رہے پھر دوسری رکعت کے لئے کھڑے ہوئے اور اس میں بھی پہلی رکعت کی قرأت کی طرح قرأت فرمائی اور سجدے میں جاکر صبح تک سجدے ہی میں رہے میں آپ کو دیکھ رہی تھی آپ کے لمبے سجدے سے مجھے خیال پیدا ہوا کہ کہیں رسول اللہ صلعم کے دشمنوں کی روح تو قبض نہیں ہوگئی آخر کار جب میں گھبرا گئی تو اٹھ کر آپ کے پاس آئی اور میں نے آپ کے پیروں کے تلوے چھوئے آپ نے حرکت کی، میں نے سنا آپ سجدے میں یہ دعا پڑھ رہے تھے میں تیری معافی کے ذریعہ تیرے عذاب سے تیری رضا کے ذریعہ تیرے غصہ سے اور تیرے ذریعہ تیرے عذاب سے پناہ مانگتا ہوں تیری ذات جلیل القدر ہے میں تیری تعریف نہیں کر سکتا جس طرح تو نے آپ اپنی تعریف فرمائی ہے میں نے کہا یا رسول اللہ (صلعم) آج کی رات میں نے سجدے میں ایک ایسی چیز کا ذکر سنا ہے کہ اس کا ذکر میں نے پہلے کبھی نہیں سنا تھا نبی صلعم نے فرمایا: تم کو وہ معلوم ہوگیا۔ میں نے کہا: جی ہاں، فرمایا: دعا تم بھی یاد کرلو اور دوسروں کو بھی یاد کرادو کیونکہ حضرت جبرئیل نے مجھے حکم فرمایا کہ میں یہ دعا سجدے میں پڑھا کروں۔

بخبر ابو نصر اپنے والد سے، باخبار عبد اللہ بن محمد، باخبار اسحاق بن بن احمد فارسی، باخبار احمد بن صباح بن ابی شریح، باخبار یزید

ان اذکرهن فی السجود واخبرنی ابو النصر عن والدہ قال انبانا عبد الله بن محمد انبانا اسحاق بن احمد الفارسی انبانا احمد بن الصباح بن ابی شریح انبانا یزید بن هارون حدثنا الحجاج بن ارطاۃ عن یحیی بن ابی کثیر عن عروۃ عن عائشۃ رضی الله عنها قالت فقدت رسول الله صلی الله علیه وسلم ذات لیلۃ فخرجت فاذا هو بالبقیع راسه الی السماء فقال لی اکنت تخافین ان یحیف الله ورسوله علیك فقلت له یارسول الله ظننت انك اتیت لبعض نسائك فقال صلی الله علیه وسلم ان الله تعالی ینزل لیلۃ النصف من شعبان الی السماء الدنیا فیغفر لاکثر من عدد شعر غنم کلب وعن عکرمۃ مولی ابن عباس رحمه الله ورضی الله عنهما فی قول الله تعالی فیها یفرق کل امر حکیم قال هی لیلۃ النصف من شعبان یدبر الله تعالی امر السنۃ وینسخ الاحیاء الی الاموات ویکتب حاج بیت الله فلا یزید فیهم احد ولا ینقص منهم احد وقال حکیم بن کیسان یطلع الله تعالی الی خلقه فی لیلۃ النصف من شعبان فمن طهره فی تلك اللیلۃ زکاہ الی مثلها وعن عطاء بن یسار تعرض عمل السنۃ فی لیلۃ النصف من شعبان فیخرج الرجل مسافرا وقد نسخ من الاحیاء الی الاموات ویتزوج وقد نسخ من الاحیاء

ہارون، بتحدیث حجاج بن ارطاۃ از یحییٰ بن ابی کثیر از عروہ از عائشہ رضی اللہ عنہا: ایک رات میں نے اپنے کمرے میں رسول اللہ صلعم کو نہیں پایا میں آپ کی تلاش میں نکلی تو میں نے آپ کو بقیع میں دیکھا، آپ کا سر (چہرہ) آسمان کی طرف اٹھا ہوا تھا فرمایا کیا تم کو یہ ڈر پیدا ہوا کہ اللہ اور اس کا رسول تم پر ظلم کرے گا۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ میرا گمان تھا کہ آپ اپنی کسی بیوی کے پاس تشریف لے گئے ہوں۔ فرمایا حق تعالیٰ شانہ نصف شعبان کی رات کو دنیوی آسمان پر (اول رات ہی سے) اُتر آتا ہے اور بنو کلب کی بکریوں کے بالوں کی تعداد سے زیادہ لوگوں کو بخش دیتا ہے۔

عکرمہ مولیٰ ابن عباس رضی اللہ عنہ: (اس رات ہر حکمت والا کام علیحدہ کیا جاتا ہے کی تفسیر میں): یہ نصف شعبان کی رات ہے اس شب حق تعالیٰ مجدہٗ دنیا کے تمام کاموں کا انتظام فرماتا ہے اور زندہ رہنے والوں میں سے مرنے والوں کا نام کاٹا جاتا ہے اور سال بھر کے حاجیوں کو لکھا جاتا ہے بنا بریں ان میں کمی بیشی نہیں ہوتی۔

حکیم بن کیسان: نصف شعبان کی رات میں حق تعالیٰ شانہ اپنی مخلوق کی طرف متوجہ ہوتا ہے پھر جسے اللہ تعالیٰ آج کی رات پاک فرما دیتا ہے اسے دوسرے سال کی اسی رات تک پاک فرما دیتا ہے۔ عطاء بن یسار: نصف شعبان کی رات میں سال بھر کے عمل پیش کئے جاتے ہیں انسان سفر کے لئے روانہ ہو جاتا ہے حالانکہ وہ مردوں میں لکھا ہوا ہوتا ہے اور نکاح کرتا ہے حالانکہ مُردوں میں لکھا ہوا ہوتا ہے۔

با خبار ابو النصر اپنے والد سے اپنی اسناد سے از مالک بن انس از ھشام عروہ از عائشہ رضی اللہ عنہا: میں نے نبی اکرم صلعم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ حق تعالیٰ چار راتوں میں خیر و سعادت کے

الی الاموات واخبرنی ابونصر عن والدہ باسنادٖ عن مالک بن انس عن ھشام بن عروۃ عن عائشۃ رضی اللہ عنھا قالت سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلّم یقول یسح اللہ الخیر فی اربع لیال سحا لیلۃ الاضحی ولیلۃ الفطر ولیلۃ النصف من شعبان ینسخ اللہ فیھا الاجلال والارزاق ویکتب فیھا الحاج ولیلۃ عرفۃ الی الاذان قال سعید قال ابراھیم بن ابی نجیح خمس فیھا لیلۃ الجمعۃ و قال ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال جاء نی جبریل علیہ السلام لیلۃ النصف من شعبان وقال لی یا محمد ارفع رأسک الی السماء قال قلت لہ ماھذہ اللیلۃ قال ھذہ اللیلۃ یفتح اللہ سبحانہ فیھا ثلثمائۃ باب من ابواب الرحمۃ یغفر لکل من لایشرک بہ شیئا الا ان یکون ساحرا او کاھنا او مدمن خمرا او مصرا علی الربا والزنا فان ھولاء لا یغفر لھم حتی یتوبوا فلما کان ربع اللیل نزل جبریل علیہ السلام وقال یا محمد ارفع رأسک فرفع رأسہ فاذا ابواب الجنۃ مفتوحۃ وعلی الباب الاوّل ملک ینادی طوبی لمن رکع فی ھذہ اللیلۃ وعلی الباب الثانی ملک ینادی طوبی لمن سجد فی ھذہ اللیلۃ وعلی الباب الثالث ملک ینادی طوبی لمن دعا فی ھذہ اللیلۃ وعلی الباب الرابع ملک ینادی طوبی للذاکرین فی ھذہ اللیلۃ وعلی الباب الخامس

دروازے کھول دیتا ہے اور پانی کی طرح یکساں برساتا ہے شب عیدالاضحیٰ، شب عیدالفطر، شب نصف شعبان اس رات میں حق تعالےٰ موتیں اور روزیاں کاٹ دیتا ہے اور حاجیوں کو لکھتا ہے اور شب عرفہ اذان تک۔

سعید: مجھے ابراہیم بن ابی نجیح نے پانچ راتیں بتائیں جن میں ایک جمعہ کی شب بھی ہے۔

ابوہریرہؓ: نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ نصف شعبان کی رات میں میرے پاس حضرت جبرئیل نے آکر مجھ سے کہا محمد (صلعم) ذرا اپنی نگاہ اٹھا کر آسمان کی طرف تو دیکھئے فرماتے ہیں میں نے ان سے پوچھا یہ رات کیا ہے؟ فرمایا یہ وہ رات ہے جس میں حق تعالےٰ رحمت کے دروازوں میں سے تین سو دروازے کھول دیتا ہے اور علاوہ مشرک کے سب کو بخش دیتا ہے البتہ جادوگر کو یا کاہن کو یا دائمی شرابی کو یا سود اور زنا پر جمے رہنے والے کو نہیں بخشتا جب تک سچے دل سے توبہ نہ کرلیں پھر جب چوتھائی رات گزر گئی تو حضرت جبرئیل نے اتر کر کہا: محمد (صلعم) ذرا نگاہ اٹھا کر آسمان کی طرف تو دیکھئے پھر آپ نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھا کر جو دیکھا تو جنت کے تمام دروازے کھلے ہوئے دیکھے پہلے دروازہ پر ایک فرشتہ اعلان کر رہا تھا اس کے لئے مبارک ہو جو آج کی شب رکوع میں مصروف ہے اور دوسرے دروازہ پر ایک فرشتہ اعلان کر رہا تھا اس کیلئے مبارک ہو جو آج کی شب سجدہ میں مشغول ہے۔ اور تیسرے دروازہ پر ایک فرشتہ اعلان کر رہا تھا اسکے لئے مبارک ہو جو آج کی شب دعاؤں میں بسر کرے اور چوتھے دروازے پر ایک فرشتہ اعلان کر رہا تھا آج کی شب ذکر کرنے والوں کے لئے مبارک ہو اور پانچویں دروازہ پر ایک فرشتہ اعلان کر رہا تھا آج کی شب اللہ کے ڈر سے رونے والوں کے لئے مبارک ہو اور چھٹے دروازہ پر ایک فرشتہ اعلان کر رہا تھا آج کی شب مسلمانوں کے لئے مبارک ہو اور ساتویں دروازہ

ملك ينادي طوبى لمن بكى من خشية الله في هذه الليلة و
على الباب السادس ملك ينادي طوبى للمسلمين في هذه
الليلة وعلى الباب السابع ملك ينادي هل من سائل فيعطى
سؤله وعلى الباب الثامن ملك ينادي هل من مستغفر فيغفر له
فقلت يا جبريل الى متى تكون هذه الابواب مفتوحة قال الى طلوع الفجر من اول
الليل ثم قال يا محمد ان لله تعالى عتقاء من النار بعدد شعر غنم كلب۔

فصل : وقيل سميت ليلة البراءة لان فيها
براءتين براءة للاشقياء من الرحمن وبراءة للاولياء
من الخذلان وقد روى عن رسول الله صلى الله
عليه وسلم انه قال اذا كان ليلة النصف
من شعبان اطلع الله على خلقه اطلاعة فيغفر
للمومنين ويمهل للكافرين ويدع اهل الحقد
بحقدهم حتى يدعوه وقيل ان للملائكة ليلتي
عيد في السماء كما ان للمسلمين يومي عيد في الارض
نعيد الملائكة ليلة البراءة وليلة القدر و
عيد المومنين يوم الفطر ويوم الاضحى وعيد
الملائكة بالليل لانهم لا ينامون وعيد
المومنين بالنهار لانهم ينامون وقيل ان
الحكمة في ان الله تعالى اظهر ليلة البراءة و
اخفى ليلة القدر لان ليلة القدر ليلة الرحمة
والغفران والعتق من النيران اخفاها الله عزو
جل لئلا يتكلوا عليها واظهر ليلة البراءة
لانها ليلة الحكم والقضاء وليلة السخط و
الرضا ليلة القبول والرد والوصول والصد
ليلة السعادة والشقاء والكرامة والنقاء

دروازہ پر ایک فرشتہ اعلان کر رہا تھا: ہے کوئی مانگنے والا
کہ اس کی مراد پوری کی جائے ؟ اور آٹھویں دروازہ پر ایک فرشتہ
اعلان کر رہا تھا۔ ہے کوئی گناہوں سے معافی مانگنے والا کہ اسکے گناہ معاف کیے
جائیں ؟ میں نے پوچھا: جبرئیل! یہ دروازے کب تک کھلے رہیں گے ؟ فرمایا
شروع رات سے صبح صادق کے طلوع ہونے تک پھر فرمایا: محمد (صلعم) اس رات
اللہ تعالیٰ بنو کلب کی بکریوں کے بالوں کی تعداد میں لوگوں کو جہنم سے آزاد فرما دیتا ہے

شب برأت کی وجہ تسمیہ شب برأت کو شب برأت اس
لئے کہا جاتا ہے کہ اس میں دو برائتیں ہیں، گنہ گاروں کو رحمٰن کی طرف
سے آگ سے برأت ملتی ہے اور اولیائے رحمٰن کو رسوائی سے۔
روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ نصف شعبان کی رات
کو حق تعالیٰ جل مجدہٗ اپنی مخلوق کو جھانک کر دیکھتا ہے پھر اہل ایمان
کو بخشتا ہے اور کافروں کو مہلت عطا فرماتا ہے اور حاسدوں کو
ان کے حسد پر چھوڑ دیتا ہے حتے کہ وہ اپنا حسد چھوڑ دیں۔
کہا جاتا ہے کہ فرشتے آسمان پر دو راتوں میں دو عیدیں مناتے ہیں
جیسے مسلمان دنیا میں دو دنوں میں دو عیدیں مناتے ہیں فرشتوں
کی عیدوں کی راتیں شب برأت اور شب قدر ہیں اور مومنوں کی
عیدیں عید اور بقر عید ہے فرشتوں کی عیدیں رات میں منائی جاتی
ہیں کیونکہ وہ سوتے نہیں اور مومن دن میں عیدیں مناتے ہیں۔
کیونکہ وہ راتوں میں سو جاتے ہیں۔

شب برأت کیوں ظاہر کی گئی اور کیوں چھپائی گئی اس کی وجہ
یہ ہے کہ شب قدر رحمت و بخشش کی اور آگ سے آزادی کی شب ہے
حق تعالیٰ نے اسے پوشیدہ رکھا تاکہ لوگ اس پر بھروسہ نہ کر لیں۔
اور شب برأت کو ظاہر فرما دیا کیونکہ یہ شب فیصلہ کی، قضاء و
قدر کی، قہر و رضا کی، قبول و انکار کی، قرب و بعد کی، سعادت و
شقاوت کی اور بزرگی اور صفائی حاصل کرنے کی رات ہے کسی کو

فواحد فيها يسعد والآخر فيها يبعد وواحد يجزى وواحد يخزى وواحد يكرم وآخر يحرم وواحد يجبر وآخر يهجر فكم من كفن مغسول وصاحبه فى السوق مشغول وكم من قبر محفور وصاحبه بالسرور مغرور وكم من فم ضاحك وهو عن قريب هالك وكم من منزل كمل بناؤه وصاحبه قد ازف فناؤه وكم من عبد يرجو الثواب فيبدو له العقاب وكم من عبد يرجو البشارة فتبدو له الخسارة وكم من عبد يرجو الجنات فتبدو له النيران وكم من عبد يرجو الوصل فيبدو له الفصل وكم من عبد يرجو العطاء فيبدو له البلاء وكم من عبد يرجو الملك فيبدو له الهلاك وقيل ان الحسن البصرى رحمه الله كان يخرج من داره يوم النصف من شعبان وكان وجهه قد قبر ودفن ثم اخرج من قبره فقيل له فى ذلك فقال والله ما الذى انكسرت سفينته باعظم مصيبة منى قيل له ولم ذلك قال لانى من ذنوبى على يقين ومن حسناتى على وجل فلا ادرى اقبل منى ام ترد على۔

فصل: فاما الصلاة الواردة فى ليلة النصف من شعبان فهى مائة ركعة بالف مرة قل هو الله احد فى كل ركعة عشر مرات وتسمى هذه الصلاة صلاة الخير وتتفرق بركتها وكان السلف الصالح يصلونها جماعة مجتمعين لها وفيها فضل كثير وثواب جزيل وروى عن

اس میں سعادت ملتی ہے اور کوئی دھتکارا جاتا ہے کسی کو ثواب جزیل سے نوازا جاتا ہے اور کسی کو عذاب علیم میں گرفتار کرکے رسوا کیا جاتا ہے کسی کے سر پر عزت کا تاج رکھا جاتا اور کسی کو ذلیل وخوار کیا جاتا ہے کسی کو اجر دیا جاتا ہے اور کسی کو چھوڑ دیا جاتا ہے بہت سے وہ لوگ جن کے کفن تیار ہیں بازار میں کاروبار میں مشغول ہیں، بہت سوں کی قبریں کھودی جانے والی ہیں اور وہ اپنے عیش میں غافل و مدہوش ہیں بہت سے ایسے ہنسنے والے چہرے ہیں جو عنقریب فنا کے گھاٹ اتر جانے والے ہیں بہت سے ایسے شان دار قصر ہیں جن کی تعمیر تکمیل مراحل تک پہنچ گئی ہے اور صاحب منزل کی فنا قریب آ گئی ہے بہت سے بندے امیدوار ثواب ہیں لیکن عنقریب عذاب کا شکار ہونے والے ہیں، بہت سے حضرات امیدوار بشارت ہیں لیکن جلد ہی گھاٹے میں پھنس جانیوالے ہیں بہت سے لوگ جنت کی آس باندھے ہوئے ہیں لیکن آگ ان کے انتظار میں ہے بہت سے چاہنے والے وصل کی توقع رکھتے ہیں لیکن ان کے نصیب میں فراق ہے بہت سے سائل عطیہ کے تمنائی ہیں لیکن انکی قسمت میں مصائب ہیں بہت سے ملک وحکومت کے امیدوار ہیں جن کے لئے عنقریب ہلاکت مقدر ہو چکی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ حسن بصری نصف شعبان کے دن گھر سے نکلتے تھے تو آپکے چہرے پر مُردنی چھائی رہتی تھی جیسے قبر میں دفن کئے جانے کے بعد نکالے گئے ہوں آپ سے اس کا سبب پوچھا گیا تو فرمایا اللہ کی قسم جس کی کشتی ٹوٹ گئی ہو وہ بھی مجھ سے بڑی مصیبت میں مبتلا نہیں پوچھا گیا: کیوں؟ فرمایا اس لئے کہ مجھے اپنے گناہوں پر یقین ہے اور نیکیوں کی طرف سے تردد ہے مجھے معلوم نہیں کہ میری نیکیاں قبول ہوتی ہیں یا میرے منہ پر ماری جاتی ہیں

شب برأت کی نماز

نصف شعبان کی رات کی نماز سو رکعتیں ہیں جن میں مجموعی طور پر سورہ اخلاص ایک ہزار بار پڑھی جاتی ہے

الحسن رحمہ اللہ انہ قال حدثنی ثلاثون من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان من صلی ھذہ الصلاۃ فی ھذہ اللیلۃ نظر اللہ الیہ سبعین نظرۃ وقضی لہ بکل نظرۃ سبعین حاجۃ ادناھا المغفرۃ ویستحب ان تصلی ھذہ الصلاۃ ایضا فی الاربع عشر لیلۃ التی یستحب احیاؤھا التی ذکرنا ھا فی فضائل رجب لیحوز بھا المصلی ھذہ الکرامۃ وھذہ الفضیلۃ والمثوبۃ۔

ہے اور ہر رکعت میں دس دس بار پڑھی جاتی ہے اس نماز کو صلوٰۃ الخیر کہتے ہیں اس نماز کے پڑھنے سے برکتیں پھیل جاتی ہیں اس نماز کو جماعت کے ساتھ پڑھا کرتے تھے اور اس کے لئے جمع ہوا کرتے تھے اس نماز کے فضائل بہت ہیں اور اس کا ثواب گراں قدر ہے۔

حسن بصریؒ: مجھ سے تیس صحابیوں نے بیان کیا کہ جو شخص یہ نماز اس رات میں پڑھ لے حق تعالیٰ اس پر ستر بار نگاہ ڈالتا ہے اور ہر نگاہ میں اس کی ستر ضرورتیں پوری کرتا ہے جن میں سے ادنی ضرورت اس کی بخشش ہے اس نماز کو ان چودہ راتوں میں بھی پڑھنا مستحب ہے جن میں جاگ کر عبادت کرنا مستحب ہے اور جن کا ذکر فضائل رجب میں کیا جا چکا ہے تاکہ اس نماز کی برکت سے نمازی کو اس نماز کی بزرگی، فضیلت اور ثواب جزیل حاصل ہو جائے۔

چھٹی مجلس

فضائل رمضان المبارک

قال اللہ عزوجل یا ایھا الذین آمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون قال الحسن البصری رحمہ اللہ اذا سمعت اللہ تعالیٰ یقول یا ایھا الذین آمنوا فارع لھا سمعک فانھا الامر تومر بہ او لنھی تنھی عنہ وقال جعفر الصادق رحمہ اللہ لذۃ ما فی النداء ازالۃ تعب العبادۃ والعناء قال اللہ تعالیٰ یا ایھا الذین آمنوا یا نداء من العالم ای اسم من المعلوم المنادی وھا تنبیہ علی نداء المنادی الذی ھو اشارۃ الی المعرفۃ السابقۃ والصحبۃ القدیمۃ آمنوا

حق تعالیٰ نے فرمایا: اے ایمان والو تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم متقی ہو۔

حسن بصریؒ: جب حق تعالیٰ تم سے اے ایمان والو کے لفظ سے خطاب فرمائے تو ہمہ تن متوجہ ہو کر کان لگا کر سنو کیونکہ اس خطاب کے بعد یا تو کسی چیز کے کرنے کا حکم صادر ہوگا یا کسی چیز کے کرنے سے روکا جائے گا۔ جعفر صادق: اس پیارے خطاب کی لذت سے عبادت کی تکلیف و مشقت جاتی رہتی ہے یا ایھا الذین آمنوا میں یا حرف ندا ہے یا سے خطاب اہل دانش سے کیا جاتا ہے اور لفظ ای سے معین منادی مراد ہے اور لفظ ھا منادی کی تنبیہ کے لئے لایا گیا ہے اور لفظ الذین سابق تعارف و پرانی صحبت کی طرف اشارہ کرتا ہے اور لفظ آمنوا اس معین راز کی طرف اشارہ ہے جو پکارنے والے

اشارۃ الی السرّ المعلوم بین المنادی والمنادی کانہ یقول اللہ یا من ھولی بسرہ المخلص لہ بضمیرہ و بلبہ کتب ای فرض واوجب علیکم الصیام وھو مصدر کقولک صمت صیاما وقمت قیاما واصل الصیام فی اللغۃ الامساک یقال صامت الریح اذا سکنت وامسکت عن الھبوب وصامت الخیل اذا وقفت وامسکت عن السیر ویقال صام النھار اذا اعتدل وقام قائم الظھیرۃ لان الشمس اذا بلغت کبد السماء وقفت وامسکت عن السیر ھنیۃ کما قال الشاعر:

حتی اذا صام النھار واعتدل ؎ وسال للشمس لعاب فنزل

ویقال للرجل اذا صمت وامسک عن الکلام صام قال اللہ تعالیٰ انی نذرت للرحمٰن صوما ای صمتا فالصوم ھو الامساک عن المعتاد من الطعام والشراب والجماع فی الشرع مع ترک الآثام قال اللہ عزوجل کما کتب علی الذین من قبلکم ای من الانبیاء والامم اولھم آدم علیہ السلام وھو ماروی عبد الملک بن ھارون بن عنترۃ عن ابیہ عن جدہ قال سمعت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ یقول اتیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذات الیوم عند انتصاف النھار وھو فی الحجرۃ فسلمت علیہ فرد علی السلام ثم قال یا علی ھذا جبریل یقرئک السلام فقلت علیک وعلیہ السلام

اور پکارے جانے والے کے درمیان ہے گویا حق تعالےٰ فرما رہا ہے کہ اے وہ جو اپنے پرخلوص راز کے ساتھ اپنے دل و دماغ سے میرے ہیں تم پر روزے رکھنے فرض اور واجب کر دئیے گئے ہیں، صیام مصدر ہے جیسے قیام مصدر ہے لغت میں صیام بمعنی امساک (رکنا) ہے صامت الریح یعنی ہوا چلتے چلتے بند ہو گئی صامت الخیل یعنی گھوڑا چلتے چلتے رک گیا صام النھار یعنی دوپہر ہو گئی کیونکہ جب سورج آسمان کے عین وسط میں پہنچتا ہے تو تھوڑی سی دیر کے لئے ٹھہر جاتا ہے جیسا کہ ایک شاعر کہتا ہے: ؎

حتیٰ کہ جب دن ٹھہر گیا اور وہ برابر ہو گیا (دوپہر ہو گئی) اور سورج کی رال بہنے لگی اور وہ اترنے لگا۔ یعنی سورج ڈوبنے کے بعد تارے نکل آئے۔ صام الرجل یعنی فلاں بات کرتے کرتے رک گیا اور خاموش ہو گیا، حق تعالےٰ نے فرمایا (مریم صدیقہ کو حکم ہوا کہ اگر تم سے کوئی شخص پوچھے کہ یہ بچہ کس کا ہے تو تم اشارے سے یہ جواب دینا) میں نے خاموش رہنے کی منت مان لی ہے، یہاں صوم سے خاموشی مراد ہے۔

شرع کی اصطلاح میں صوم (روزہ) حسب عادت دن میں کھانے پینے اور صحبت سے رک جانے کو اور گناہ چھوڑنے کو کہتے ہیں پھر فرمایا جیسے تم سے پہلے نبیوں پر اور امتوں پر روزے فرض کر دئیے گئے تھے سب سے پہلے نبی حضرت آدم ہیں۔

عبد الملک بن ہارون بن عنترہ اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں اور وہ کہتے ہیں میں نے علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب سے سنا فرماتے تھے کہ میں ایک دن دوپہر کے وقت رحمت عالم صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ حجرے میں تشریف فرما تھے میں نے آپ کو سلام کیا آپ نے مجھے سلام کا جواب دیا پھر فرمایا: علی! یہ جبرئیل علیہ السلام ہیں تمہیں سلام کر رہے ہیں میں نے

يارسول الله فقال صلى الله عليه وسلم ادن
مني فدنوت منه فقال يا علي لك جبريل صم من
كل شهر ثلاثة ايام يكتب لك باول يوم
عشرة آلاف سنة وباليوم الثاني ثلاثون الف
وباليوم الثالث مائة الف سنة فقلت يا
رسول الله هذا الثواب لي خاصة ام للناس عامة قال صلى
الله عليه وسلم يا علي يعطيك الله هذا الثواب ولمن
يعمل بعملك بعدك قلت يارسول الله وما هي قال الايام
البيض ثالث عشر ورابع عشر وخامس عشر قال عنترة فقلت
لعلي رضي الله عنه لأي شيء تسمى هذه الايام ايام البيض
فقال علي رضي الله عنه لما اهبط الله تعالى آدم عليه السلام
من الجنة الى الارض احرقته الشمس فاسود
جسده فاتاه جبريل عليه السلام فقال
يا آدم اتحب ان يبيض جسدك قال نعم
قال له فصم من الشهر ثالث عشر ورابع
عشر وخامس عشر فصام آدم عليه السلام
اول يوم فابيض ثلث جسده ثم صام اليوم
الثاني فابيض ثلثا جسده ثم صام اليوم الثالث
فابيض جسده كله فسميت ايام البيض فآدم
عليه السلام من الذين كتب عليهم الصيام
من قبل محمد صلى الله عليه وسلم قال الحسن
وجماعة من العلماء بالتفسير اراد الله تعالى
بالذين من قبلكم النصارى شبه صيامنا بصيامهم
لا تفاقهما في الوقت والقدر وذلك ان الله
تعالى فرض على النصارى صيام شهر رمضان

کہا یارسول اللہ آپ پر اور ان پر میرا بھی سلام ہو، فرمایا: میرے پاس آجاؤ میں آپ کے قریب جا کر بیٹھ گیا فرمایا: علی! جبرئیل تم سے فرماتے ہیں ہر ماہ کے تین روزے رکھا کرو تمہارے لئے پہلے روزے سے دس ہزار سال کے روزوں کا دوسرے روزے سے تیس ہزار سال کے روزوں کا اور تیسرے روزے سے ایک لاکھ سال کے روزوں کا ثواب لکھا جائے گا میں نے کہا یارسول اللہ کیا یہ ثواب خاص طور سے میرے ہی لئے ہے یا تمام لوگوں کے لئے ہے فرمایا: علی! حق تعالیٰ تم کو یہ ثواب عطا فرمائے گا اور اسے بھی جو تمہارے بعد تم جیسا عمل کرے گا، میں نے پوچھا یارسول اللہ وہ تین دن کیا ہیں؟ فرمایا! وہ ایام بیض (سفید دن) ہیں یعنی ہر ماہ کی تیرھویں، چودھویں اور پندرھویں تاریخ۔ عنترہ کہتے ہیں میں نے حضرت علی رضؓ سے پوچھا کہ ان دنوں کو سفید دن کیوں کہتے ہیں تو حضرت علی رضؓ نے فرمایا کہ جب حق تعالیٰ شانہ نے حضرت آدم کو جنت سے زمین پر اتارا تو دھوپ نے آپ کو جلا دیا اور آپ کا جسم کالا پڑ گیا، پھر حضرت آدم کے پاس حضرت جبرئیل تشریف لائے اور فرمایا: آدم کیا آپ چاہتے ہیں کہ آپ کا جسم سفید ہو جائے؟ فرمایا: ہاں، فرمایا اچھا تو ہر مہینہ کی تیرھویں، چودھویں اور پندرھویں تاریخوں کا روزہ رکھا کرو چنانچہ حضرت آدم نے پہلے دن روزہ رکھا تو آپ کا تہائی جسم سفید ہو گیا پھر دوسرے دن روزہ رکھا تو دو تہائی جسم سفید ہو گیا پھر تیسرے دن روزہ رکھا تو پورا جسم سفید ہو گیا اس لئے ان دنوں کا نام سفید دن ہی پڑ گیا، لہٰذا حضرت آدم ان میں سے ہیں جن پر محمد رسول اللہ صلعم سے قبل روزے فرض کئے گئے تھے۔ حسن بصری کا اور مفسرین کی ایک جماعت کا قول ہے کہ پہلے لوگوں سے عیسائی مراد ہیں حق تعالیٰ نے ہمارے روزوں کو ان کے روزوں سے تشبیہ دی کیونکہ وقت و مقدار میں دونوں کے روزے برابر ہیں

فاشتد ذلك عليهم لانه ربما كان يأتي في
الحر الشديد او في البرد الشديد وكان يضرهم في اسفارهم
ومعايشهم فاجتمع رأي علمائهم ورؤسائهم
على ان يجعلوا صيامهم في فصل من السنة بين
الشتاء والصيف فجعلوه في الربيع وزادوا
فيه عشرة ايام كفارة لما صنعوا فصار
اربعين يوما ثم ان ملكا لهم اشتكى فمه
فجعل لله ان هو برئ من وجعه ذلك يزيد
في صومهم اسبوعا فزادوا فيه ثم مات ذلك
الملك ووليهم ملك آخر فاتموه خمسين يوما
قال مجاهد رحمه الله اصابهم موتان
فقال زيدوا في صيامكم فزادوا عشرا قبل
وعشرا بعد قال الشعبي رحمه الله لو صمت
السنة كلها لافطرت اليوم الذي يشك فيه
فيقال من شعبان ويقال من رمضان وذلك ان
النصارى فرض عليهم شهر رمضان كما فرض
علينا فحولوه الى الفصل وذلك انهم كانوا
ربما صاموا في القيظ فعدوا ثلاثين يوما
ثم جاء بعدهم قرن منهم فاخذوا بالثقة
في انفسهم فصاموا قبل الثلاثين يوما وبعد
ها يوما ثم لم يزل الآخرين يستن بسنة القرن الذي
تليه حتى صاروا الى خمسين يوما فذلك قوله
عزوجل كما كتب على الذين من قبلكم لعلكم
تتقون يعني لكي تتقوا الاكل والشرب والجماع
وقال اهل التفسير انما فرض الله تعالى على

کیونکہ حق تعالیٰ نے رمضان کے روزے عیسائیوں پر بھی فرض فرمائے
تھے لیکن رمضان کے روزے ان پر شاق گزرتے تھے کیونکہ کبھی
رمضان سخت گرمی یا سخت سردی میں بھی آ جاتا تھا جس سے انہیں
حالت سفر میں تکلیف ہوتی تھی اور کاروبار میں بھی خلل پڑتا تھا الغرض
عیسائیوں کے علماء اور سرداروں نے یہ قرارداد پاس کی کہ روزے
سال کے ایک ہی موسم میں جاڑے اور گرمی کے درمیان مقرر کر دئیے
جائیں چنانچہ انہوں نے موسم بہار میں روزے مقرر کر دئے اور اپنے
کرتوت کے کفارہ میں دس روزے بڑھا کر چالیس روزے کر دئے
پھر ان کے کسی بادشاہ کو منہ کی بیماری لاحق ہوئی اس نے منت مانی
کہ اگر میری یہ بیماری جاتی رہی تو میں ایک ہفتہ کے روزے اور
بڑھا دوں گا چنانچہ وہ اچھا ہو گیا اور ایک ہفتہ کے روزے اور
بڑھا دئے گئے پھر وہ بادشاہ فوت ہو گیا اور دوسرا سریر آرائے
سلطنت ہوا اس نے کہا پچاس روزے پورے کر دو۔

مجاہدؒ: ان میں ایک وبا پھوٹ پڑی تھی بولے روزے بڑھا دو
چنانچہ رمضان سے قبل و بعد دس دس روزے بڑھا دئے گئے۔

شعبیؒ: اگر میں تمام سال روزے رکھتا تو شک والے دن روزہ نہ
رکھتا یعنی اس دن جس کو کوئی شعبان کا دن بتاتا اور کوئی رمضان کا
کیونکہ ہماری طرح عیسائیوں پر بھی رمضان کے روزے فرض کئے گئے
تھے لیکن انہوں نے ایک موسم میں منتقل کر دیا کیونکہ بسا اوقات گرمیوں
میں روزے رکھنے پڑ جاتے تھے چنانچہ وہ تیس دن روزے رکھا کرتے
تھے پھر ایک صدی گزر جانے کے بعد لوگوں نے اپنے کو قوی سمجھ کر رمضان
سے ایک دن قبل اور ایک دن بعد روزے رکھنے شروع کر دئے یعنی
۳۲ روزے رکھنے لگے اسی طرح ہر صدی میں بڑھتے بڑھتے پچاس
روزے ٹھہرالئے گئے، کما کتب علی الذین من قبلکم میں اسی کی طرف
اشارہ ہے پھر فرمایا تاکہ تم بچو یعنی کھانے پینے اور بیوی سے ہمبستری

رسولہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم علی المومنین صوم یوم عاشوراء وثلاثۃ ایام من کل شہر حین قدم المدینۃ فکانوا یصومونہا الی ان نزل صیام شہر رمضان قبل قتال بدر بشہر وایام قال اللہ تعالیٰ ایاما معدودات یعنی شہر رمضان ثلاثین یوما او تسعۃ وعشرین یوما وروی عن سعید بن عمرو بن سعید بن العاص انہ سمع ابن عمر رضی اللہ عنہما یحدث عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال أنا وامتی امیۃ لانحسب ولا نکتب الشہر ھکذا وھکذا وھکذا التمام الثلاثین وسمی الشہر شہرا لشہرتہ وھو ماخوذ من الشھر وھی البیاض ومنہ یقال شہرت السیف اذا سللتہ وشہر الھلال اذا اطلع۔

فصل: اختلف الناس فی معنی قولہ رمضان فقال بعضھم رمضان اسم من اسماء اللہ تعالیٰ فیقال شہر رمضان کما یقال شہر اللہ الاصم لرجب وعبد اللہ وروی جعفر الصادق رحمہ اللہ عن آبائہ رضی اللہ عنہم عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال شہر رمضان شہر اللہ وقال انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاتقولوا رمضان بل انسبوہ کما نسبہ اللہ تعالیٰ فی القرآن فقال شہر رمضان وروی الاصمعی قال ابو عمرو انما سمی رمضان لانہ رمضت فیہ

سے روزے کی حالت میں بچو۔ مفسرین یہ بھی کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے مسلمانوں پہ مدینہ میں آنے کے بعد شروع میں عاشوراء (محرم کی دسویں) کا روزہ اور ہر مہینہ میں تین دن کے روزے فرض کئے تھے چنانچہ وہ یہی روزے رکھا کرتے تھے یہاں تک کہ رمضان کے روزے جنگ بدر سے ایک ماہ اور چند دن قبل فرض کئے گئے۔ پھر فرمایا گنتی کے دنوں کے روزے فرض کئے گئے یعنی رمضان کے ۲۹ یا ۳۰ دن کے روزے فرض کئے گئے۔ سعید بن عمر بن سعید بن عاص سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت ابن عمر سے سنا آپ نبی صلعم سے بیان فرماتے تھے کہ آپ نے فرمایا میں اور میری امت اُمّی ہے یعنی ہم ان پڑھ ہیں ہم حساب و کتاب اور لکھنے پڑھنے سے واقف نہیں مہینہ اسطرح اور اسطرح اور اسطرح ہے (آپ نے دونوں ہاتھ کی انگلیاں تین بار پھیلا کر فرمایا یعنی تیس دن کا ہوتا ہے) اور دوسری بار تیسری دفعہ ہاتھ پھیلا کر ایک انگلی موڑ لی یعنی ۲۹ کا بھی ہوتا ہے) مہینہ کو عربی میں شہر کہتے ہیں کیونکہ مہینہ مشہور ہوتا ہے اور شہر شہرت ہی سے بنا ہے اور شہرت یعنی سفید ہے۔ شہرت السیف یعنی میں نے تلوار میان سے باہر نکال لی۔ شہر الھلال یعنی ہلال نکل آیا۔

رمضان کی وجہ تسمیہ علماء میں رمضان کے معنی میں اختلاف ہے کسی کے نزدیک یہ اللہ کا ایک اسم ہے اس لئے اسے ماہ رمضان کہا جاتا ہے جیسے رجب کو اللہ کا بہرا مہینہ کہا جاتا ہے اور جعفر صادق اپنے بزرگوں سے اور عبد اللہ نبی صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ماہ رمضان اللہ کا مہینہ ہے۔

انسؓ بن مالک از رسول اللہ صلعم: رمضان نہ کہو بلکہ اسے منسوب کر کے استعمال کرو جیسا کہ قرآن پاک میں حق تعالیٰ نے اسے شہر رمضان (ماہ رمضان) کہا ہے۔ اصمعی ابو عمرو سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ رمضان کو رمضان اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس میں اونٹ کے بچوں کے پیر گرمی سے جلنے لگے تھے۔ دوسرے لغوی کہتے ہیں کہ اس میں گدھے کی وجہ سے پتھر جلنے لگے تھے۔ اور رمضاء گرم پتھر کو کہتے ہیں۔

الفصال من الحرّ وقال غيره لان الحجارة كانت ترمض
فيه من الحرارة والرمضاء الحجارة المحماة وقيل سمى
بذلك لانه يرمض الذنوب اى يحرقها وهو مروى عن
النبى صلى الله عليه وسلم وقيل ان القلوب تاخذ
من الحرارة الموعظة والفكرة فى امر الآخرة كما ياخذ
الرمل والحجارة من حرّ الشمس وقال الخليل ماخذه
من الرمض وهو مطر ياتى فى الخريف فسمى هذا الشهر
رمضان لانه يغسل الابدان من الآثام غسلا ويطهر القلوب
تطهيرا۔

فصل: فى قوله عزوجل شهر رمضان الذى
انزل فيه القرآن روى عن عطية بن الاسود
انه سأل ابن عباس رضى الله عنهما فقال انه
قد وقع الشك فى قوله تعالى انا انزلناه فى ليلة
مباركة وقد نزل القرآن فى سائر الشهور قال الله
تعالى وقرآنا فرقناه لتقرأه على الناس على مكث
فقال له نزل القرآن جملة واحدة من اللوح المحفوظ
فى ليلة القدر من شهر رمضان فوضع فى بيت العزة
فى سماء الدنيا ثم نزل به جبريل عليه السلام على
محمد صلى الله عليه وسلم نجوما نجوما فى ثلاث
وعشرين سنة وذلك قول الله عزوجل فلا اقسم
بمواقع النجوم وقال داؤد بن ابى هند قلت
للشعبى شهر رمضان الذى انزل فيه القرآن
اما كان ينزل عليه عليه السلام فى سائر السنة
قال بلى ولكن جبريل عليه السلام كان
يعارض محمدا صلى الله عليه وسلم فى رمضان

کسی نے کہا کہ رمضان کو رمضان اس لئے کہتے ہیں کہ یہ گناہ جلا ڈالتا
ہے اس قسم کی نبی صلعم سے بھی ایک روایت آتی ہے کسی نے کہا رمضان
کو رمضان اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ دلوں میں حرارت پیدا کرتا ہے
اور حرارت سے دل نصیحت قبول کرتے ہیں اور آخرت کی باتوں میں غور
وفکر کرتے ہیں جیسے ریت اور پتھر سورج کی حرارت جذب کر لیتے ہیں
خلیل کہتے ہیں رمضان رمض سے بنا ہے اور رمض موسم خریف کی بارش
کو کہتے ہیں بنابریں رمضان کو رمضان اس لئے کہتے ہیں کہ یہ گناہوں
سے بدن کو دھو دیتا ہے اور دلوں میں پاکی اور تقوٰے
پیدا فرما دیتا ہے۔

شہر رمضان الذی انزل الخ کی تفسیر

عطیہ بن اسود نے
حضرت ابن عباس سے اس آیت کی تفسیر پوچھی تو فرمایا کہ اس کا
معنی مشکوک ہے کیونکہ دوسری آیت میں ہے کہ ہم نے اسے ایک برکت
والی رات میں اتارا اور یہ بھی مشکوک ہے کیونکہ قرآن پاک تمام مہینوں
میں دن میں بھی اترا اور رات میں بھی فرمایا اور ہم نے قرآن کو ٹھہر
ٹھہر کر تھوڑا تھوڑا اتارا تاکہ آپ اسے لوگوں کو پڑھ کر سنا دیں
(اور لوگ اسے یاد کر لیں کیونکہ تھوڑا تھوڑا آسانی سے یاد ہو جاتا ہے) اور
لوگوں نے کہا کہ ان پر قرآن اکٹھا کیوں نہیں اتارا گیا (قرآن پاک اکٹھا بھی
اترا اور تھوڑا تھوڑا کر کے ۲۳ سال میں بھی اترا) اکٹھا تو رمضان میں
شب قدر میں لوح محفوظ سے اتارا گیا اور دنیوی آسمان پر بیت العزت
میں رکھا گیا پھر تھوڑا تھوڑا حضرت جبریل محمد رسول اللہ صلعم پر ۲۳ سال
تک لیکر اترتے رہے اسی لئے حق تعالیٰ نے فرمایا: میں قرآن کے نجوم (آیتوں)
کی قسم کھاتا ہوں۔

داؤد بن ابی ہند: میں نے شہر رمضان الذی الخ پڑھ کر شعبی سے
پوچھا کیا قرآن آپ پر تمام سال نہیں اترتا رہتا تھا پھر یہ کیوں
فرمایا کہ رمضان میں قرآن اتارا گیا فرمایا ہاں قرآن تمام سال

بما انزل اللہ فیحکم اللہ ما یشاء ویثبت ما یشاء وینسیہ ما یشاء عن شہاب ابن طارق عن ابی ذر الغفاری رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال انزلت صحف ابراھیم فی ثلاث لیال مضین من شہر رمضان وانزلت توراۃ موسیٰ علیہ السلام فی ست لیال مضین من شہر رمضان وانزل زبور داؤد علیہ السلام فی ثمانی عشرۃ لیلۃ مضت من شہر رمضان وانزل انجیل عیسیٰ علیہ السلام فی ثلاث عشرۃ لیلۃ مضت من شہر رمضان وانزل الفرقان علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم فی الرابعۃ والعشرین من شہر رمضان ثم وصف عزوجل القرآن فقال ھدی للناس من الضلالۃ وبینات من الحلال والحرام والحدود والاحکام من الھدی والفرقان یفصل بین الحق والباطل۔

فصل : فیما یختص بشہر رمضان من الفضائل

اخبرنی ابونصر عن والدہ قال انبانا ابن الفارس قال حدثنا ابوحامد احمد بن محمد بن الجلودی النیسابوری قال اخبرنا محمد ابن اسحاق بن خزیمۃ قال انبانا علی بن حجر السعدی قال انبانا یوسف بن زیاد قال اخبرنا ھمام بن یحیی عن علی بن زید بن جدعان عن سعید بن المسیب عن سلمان رضی اللہ عنہ قال خطبنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی آخر یوم من شعبان وقال ایھا الناس قد

اترتا تھا، لیکن تمام سال کا اترا ہوا قرآن رمضان میں حضرت جبرئیل علیہ السلام رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو سُنایا کرتے تھے آپ کے دل میں محکم و بحال رکھنا اور جتنا چاہتا آپ کو بھلا دیتا۔

از شہاب بن طارق ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ از نبی صلے اللہ علیہ وسلم : حضرت ابراہیم علیہ السلام پر صحیفے ۳ رمضان کو، حضرت موسےٰ علیہ السلام پر تورات چھ رمضان کو، حضرت داؤد علیہ السلام پر ۱۸ رمضان المبارک کو، حضرت عیسےٰ علیہ السلام پر انجیل ۱۳ رمضان المبارک کو، اور رحمت عالم صلے اللہ علیہ وسلم پر قرآن حکیم ۲۴ رمضان المبارک کو اترا پھر حق تعالیٰ جل مجدہٗ نے قرآن پاک کی یہ صفت بیان فرمائی کہ قرآن گمراہی سے لوگوں کے لئے ہدایت ہے اور اس میں حلال حرام احدود اور احکام جو اصول ہدایت ہیں واضح طور پر بیان کر دئے گئے ہیں اور یہ فرقان بھی ہے کہ حق اور باطل میں فرق کر دیتا ہے اور حق کو باطل سے علیحدہ کر دیتا ہے۔

رمضان کے خصوصی فضائل

باخبار ابونصر اپنے باپ سے، بخبر ابن فارس، بتحدیث ابوحامد احمد بن محمد بن جلودی نیشاپوری، باخبار محمد بن اسحاق بن خزیمہ، باخبار علی بن حجر سعدی، باخبار یوسف بن زیاد، باخبار ھمام بن یحیےٰ از علی بن زید بن جدعان از سعید بن مسیب از سلمانؓ : رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمیں شعبان کے آخری دن ایک خطبہ دیا جس میں آپ نے فرمایا لوگو! ایک عظیم مہینہ کی چھاؤں تم پر آ گئی ہے تمہارے پاس ایک برکت والا مہینہ آ گیا ہے ایسا مہینہ جس میں ایک ایسی رات ہے جو ایک ہزار مہینوں سے بہتر ہے حق تعالےٰ شانہ نے اس کا قیام تم پر فرض فرما دیا ہے اور اس کی رات میں بیدار رہ کر عبادت

اظلکم شهر عظیم شهر مبارك شهر فیه لیلة خیر من الف شهر جعل الله صیامه فریضة و قیام لیلة تطوعا من تقرب فیه بخصلة من الخیر ادی فریضة کان کمن ادی سبعین فریضة فیما سواه وهو شهر الصبر والصبر ثوابه الجنة وشهر المواساة وشهر یزاد فیه فی رزق المومن فمن افطر فیه صائما کان مغفرة لمن لذنبه وعتق رقبته من النار وکان له مثل اجره من غیر ان ینقص من اجره شیء قالوا لیس کلنا یجد ما یفطر الصائم قال یعطی الله هذا الثواب لمن فطر صائما علی تمرة او شربة ماء او مذقة لبن وهو شهر اوله رحمة و وسطه مغفرة و آخره عتق من النار فمن خفف عن مملوکه فیه غفر الله له واعتقه من النار فاستکثروا فیه من اربع خصال خصلتان ترضون بهما ربکم وخصلتان لاغنی لکم عنهما فاما الخصلتان اللتان ترضون بهما ربکم فشهادة ان لا اله الا الله وتستغفرونه واما اللتان لاغنی لکم عنهما فتسألون الله الجنة وتعوذون به من النار ومن اشبع فیه صائما سقاه الله تعالٰی من حوضی شربة لا یظمأ بعدها ابدا وعن الکلبی عن ابی نضرة عن ابی سعید الخدری رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان ابواب الجنة وابواب

مستحب فرمادی ہے جو شخص اس میں کوئی نیک عمل انجام دے کہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا چاہے یا اس میں کوئی فرض ادا کرے تو وہ اس کی طرح ہوگا جس نے رمضان کے علاوہ ستر فرض ادا کئے۔ یہ مہینہ صبر کا ہے اور صبر کا ثواب جنت ہی ہے اور یہ مہینہ خیر خواہی کا ہے اور اس مہینہ میں حق تعالیٰ شانہ مومن کا رزق بڑھا دیتا ہے لہذا اس مہینہ میں اگر کوئی کسی روزہ دار کا روزہ کھلوائے تو روزہ کھلوانے سے اس کے گناہ معاف ہو جائیں گے اور جہنم سے اس کی گردن آزاد ہو جائے گی اور اسے بھی روزہ دار کے روزے کی برابر ثواب ملے گا۔ اور اس کا اجر ذرا سا بھی کم نہیں کیا جائے گا صحابہ نے عرض کیا کہ ہم میں سے ہر شخص اس قابل نہیں کہ روزہ دار کا روزہ کھلوانے کے لئے افطاری مہیا کر سکے فرمایا: حق تعالیٰ یہی ثواب اسے بھی عطا فرمائے گا جو روزہ دار کا روزہ ایک کھجور یا پانی کے ایک گھونٹ سے یا ایک گھونٹ دودھ سے کھلوا دے اس مہینہ کا آغاز رحمت ہے درمیانی حصہ مغفرت ہے اور آخری حصہ جہنم کی آگ سے آزادی ہے اگر کوئی اس مہینہ میں اپنے غلام کا کام ہلکا کر دے حق تعالیٰ شانہ اسے بخش دیگا اور اسے جہنم کی آگ سے آزاد کر دیگا اس لئے اس مہینہ میں کثرت سے چار دعائیں مانگو دو دعاؤں سے تو تم اپنے رب کو راضی کر لوگے اور دو دعاؤں سے تمہیں چارہ نہیں وہ دو دعائیں جن سے تم اپنے رب کو راضی کر لوگے یہ ہیں کہ کثرت سے لا الہ الا اللہ پڑھتے رہو اور حق تعالیٰ سے استغفار کرتے رہو اور وہ دو دعائیں جن کے بغیر تم کو چارہ نہیں یہ ہیں کہ کثرت سے اللہ سے جنت مانگو اور جہنم سے اس کی پناہ طلب کرو اور اگر کوئی اس مہینہ میں روزہ دار کو پیٹ بھر کر کھانا کھلائے حق تعالیٰ اسے میرے حوض کوثر سے ایسا مشروب پلائے گا جسے پینے کے بعد اسے کبھی پیاس نہیں لگے گی۔

السماء تفتح لأول ليلة من شهر رمضان ولا
تغلق الى آخر ليلة منه ليس من عبد او امة
يصلي في ليلة منه الا كتب الله له بكل سجدة
الفا وسبعمائة حسنة وبنى له بيتا في الجنة
من ياقوتة حمراء له سبعون الف باب لكل
باب منها مصراعان من ذهب موشح من
ياقوتة حمراء فاذا صام اول يوم من شهر رمضان
غفر الله له كل ذنب الى آخر يوم من رمضان
وكان كفارة الى مثلها وكان له بكل يوم
يصومه قصر في الجنة له الف باب من ذهب
واستغفر له سبعون الف ملك من غد ولا الا
ان تتوارى بالحجاب وكان له بكل سجدة
سجدها من ليل او نهار شجرة في الجنة
يسير الراكب في ظلها مائة عام لا يقطعها
واخبرني ابو نصر عن والده باسناده عن
الاعرج عن ابي هريرة رضي الله عنه قال قال
رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا كان اول
ليلة من شهر رمضان نظر الله الى خلقه واذا
نظر الى عبد لم يعذبه ابدا ولله عزوجل
في كل يوم الف الف عتيق من النار واخبرني
ابو نصر عن والده باسناده عن سهل عن
ابيه عن ابي هريرة رضي الله عنه قال ان
رسول الله صلى الله عليه وسلم قال اذا
جاء رمضان فتحت ابواب الجنة وغلقت
ابواب النار وصفدت الشياطين وعن نافع

از کلبی از ابوالنضرۃ از ابوسعید خدری ؓ: رسول اکرم صلعم نے
فرمایا کہ جنت کے اور آسمان کے دروازے رمضان کی پہلی رات ہی کو
کھل جاتے ہیں اور رمضان کی پچھلی رات تک بند نہیں ہوتے جو
بھی اللہ کا بندہ اور اس کی کنیز اس کی رات میں نماز پڑھے گی
حق تعالے اس کے لئے ہر سجدے کے عوض ایک ہزار سات سو نیکیاں
لکھے گا اور اس کے لئے جنت میں سرخ یاقوت کا محل بنائے گا جس
کے ستر ہزار دروازے ہوں گے جس کے چوکھٹے سونے کے سرخ یاقوت
سے جڑاؤ ہوں گے پھر جب کوئی رمضان کا پہلا روزہ رکھ لیتا ہے
حق تعالے اس کے رمضان کے پچھلے دن تک کے سب گناہ معاف
فرما دیتا ہے اور یہ روزہ اگلے رمضان کے گناہوں کا بھی کفارہ ہو
جاتا ہے اور ہر روزہ کے عوض روزہ دار کے لئے جنت میں ایک محل
تیار ہوتا ہے جس کے سونے کے ایک ہزار دروازے ہوتے ہیں اور
روزہ دار کے لئے صبح سے لے کر غروب آفتاب تک ستر ہزار فرشتے
دعائے مغفرت مانگتے رہتے ہیں اور اس کے لئے ہر سجدے کے عوض
خواہ دن میں کیا ہو یا رات میں جنت میں ایک درخت عطا کیا جاتا
ہے جس کے سایہ میں ایک سوار سو سال تک چلنے کے باوجود اسے
طے نہیں کر سکتا۔ بخبر ابونصر اپنے والد سے وہ اعرج سے اور وہ حضرت
ابوہریرہ ؓ سے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا: رمضان المبارک کی پہلی
ہی رات میں حق تعالے اپنی مخلوق کو دیکھتا ہے اور حق تعالے اپنے
کسی بندے کو دیکھنے کے بعد کبھی عذاب میں مبتلا نہیں فرمائے گا اور
حق تعالے شانہ روزانہ دس لاکھ جہنم سے آزاد کرتا ہے۔ ابونصر نے
اپنے والد سے اپنی سند سے انہوں نے سہل سے انہوں نے اپنے والد
سے اور انہوں نے حضرت ابوہریرہ ؓ سے ہمیں اطلاع دی کہ سرور
عالم صلعم نے فرمایا جب رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے
کھول دئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دئے جاتے ہیں

بن بردة عن ابی مسعود الغفاری رضی اللہ عنه انه سمع رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یقول ما من عبد یصوم یوما من رمضان الا زوج زوجة من الحور العین فی خیمة من درة مجوفة مما نعت اللہ عزوجل "حور مقصورات فی الخیام" علی کل امرأة منهن سبعون حلة لیس منها حلة علی لون الاخری ویعطی سبعین لونا من الطیب لیس منها لون علی لون الآخر ویعطی سبعین سریرا من یاقوتة حمراء موشحة بالدر علی کل سریر سبعون فراشا علی کل فراش اریکة لکل امرأة سبعون ألف وصیف لحاجتها وسبعون ألف وصیفة لزوجها مع کل وصیفة صحفة من ذهب فیها لون من طعام فیجد لآخر لقمة منها لذة لم یجدها لاوله ویعطی زوجها مثل ذلك علی سریر من یاقوت احمر هذا لکل یوم صامه من رمضان سوی مایعمل من الحسنات۔

فصل: اخبرنی ابو نصر عن والده باسناده قال حدثنا محمد بن احمد قال حدثنا عبد اللہ بن محمد قال حدثنا ابو القاسم بن عبد اللہ بن محمد قال حدثنا الحسن بن ابراهیم بن یسار و ابراهیم بن محمد بن حارث قال حدثنا سلمة بن شبیب قال حدثنا القاسم بن محمد قال حدثنا هشام بن الولید قال حدثنا حماد

اور شیطانوں کو جکڑ دیا جاتا ہے۔ نافع بن بردہ ابومسعود غفاری سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلعم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ جو اللہ کا بندہ رمضان کا ایک روزہ رکھ لے گا اس کا عقد کسی نہ کسی حور سے ضرور ہو گا جو ایک خولدار موتی کے خیمہ میں ہو گی جیسا کہ حق تعالیٰ نے ان کی صفت بیان فرمائی ہے چنانچہ فرمایا حوریں خیموں میں محفوظ ہیں ہر حور کے جسم پر رنگ برنگ کے ستر جوڑے ہیں ہر جوڑے کا رنگ نرالا ہے اور اسے ستر قسم کی علیحدہ علیحدہ خوشبو دی جائے گی اور سرخ یاقوت کے ستر تخت جن میں موتی جڑے ہونگے دئے جائیں گے ہر تخت پر ستر قسم کے فرش ہوں گے اور ہر فرش پر دلہن کی مسند ہو گی ہر حور کی خدمت کے لئے ستر ہزار کنیزیں ہوں گی اور ستر ہزار کنیزیں اس کے شوہر کی خدمت کے لئے بھی ہوں گی ہر کنیز کے ہاتھوں میں سونے کا ایک طباق ہو گا جس میں ایک علیحدہ نوع کا کھانا ہو گا اسی کھانے کے آخری لقمہ میں ایسی لذت ہو گی جو اوّل لقمہ میں نہ تھی اور یہی سب کچھ سامان شوہر کو بھی ملے گا اور وہ بھی سرخ یاقوت کے تخت پر ہو گا یہ سب کچھ ساز و سامان رمضان کے ہر روزے کے عوض ملے گا، دیگر نیکیوں کا اجر اس کے علاوہ ہو گا۔

برکات رمضان المبارک مجھے ابو نصر نے اپنی اسناد سے اپنے والد سے انہوں نے کہا ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا انہوں نے کہا ہم سے ابوالقاسم بن عبداللہ بن محمد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے حسن بن ابراہیم بن یسار اور ابراہیم بن محمد بن حارث نے بیان کیا انہوں نے کہا ہم سے سلمۃ بن شبیب نے بیان کیا انہوں نے کہا ہم سے قاسم بن محمد نے بیان کیا انہوں نے کہا ہم سے ہشام بن ولید نے بیان کیا انہوں نے کہا ہم سے حماد بن سلیمان نے دوسی حسن سے بیان کیا انہوں نے ضحاک بن مزاحم سے

بن سلیمان الدوسی عن الحسن عن الضحاك
بن مزاحم عن ابن عباس رضی اللہ عنہما انہ
سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان الجنۃ
لتنجد وتزین من الحول الی الحول بدخول شہر
رمضان فاذا کان اول لیلۃ من شہر رمضان
ہبت ریح من تحت العرش یقال لہا المثیرۃ
تصفق اوراق اشجار الجنۃ وحلق المصاریع
فیسمع لذلك طنین لم یسمع السامعون احسن
منہ فتزین الحور العین حتی یقفن بین شرف
الجنۃ فینادین ھل من خاطب الی اللہ عزوجل
فیزوجہ ثم یقلن لرضوان ماھذہ اللیلۃ
فیجیبھن بالتلبیۃ یاخیرات حسان ھذہ اول
لیلۃ من شہر رمضان فتحت ابواب الجنۃ
للصائمین من امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم فیقول
اللہ تعالی یا رضوان افتح ابواب الجنان یا مالك
اغلق ابواب الجحیم عن الصائمین من امۃ
محمد صلی اللہ علیہ وسلم یا جبریل اھبط
الی الارض وصفد مردۃ الشیاطین وغلھم
بالاغلال ثم اقذف بھم فی لجج البحار
حتی لا یفسدوا علی امۃ محمد حبیبی صیامھم
قال ویقول اللہ عزوجل فی کل لیلۃ من شہر
رمضان ثلاث مرات ھل من سائل فاعطیہ
سؤلہ ھل من تائب فاتوب علیہ ھل من مستغفر
فاغفر لہ من یقرض الغنی غیر المعدم والوفی
غیر الظلوم قال وللہ فی کل یوم من شہر رمضان

اور انہوں نے ابن عباس رضی سے کہ انہوں نے نبی اکرم صلعم سے سُنا کہ
جنت سال سے لے کر سال تک رمضان کے لئے سنواری جاتی ہے
اور اسے خوبصورت بنایا جاتا ہے پھر جب ماہ رمضان کی پہلی
رات ہوتی ہے تو ایک ہوا جسے مثیرہ کہا جاتا ہے عرش کے نیچے سے
چلتی ہے جس سے جنت کے درختوں کے پتے اور دروازوں کے حلقے
وکڑے ہلنے لگتے ہیں جن سے اس قدر سریلی دلآویز تان پیدا ہوتی
ہے جس سے میٹھی تان سننے والوں نے کبھی سنی ہی نہ تھی پھر بڑی
بڑی آنکھوں والی حوریں بن سنور جاتی ہیں اور جنت کے بالاخانوں
میں کھڑکیوں کے سامنے کھڑی ہو جاتی ہیں اور اعلان کرتی ہیں
ہے کوئی حق تعالیٰ شانہ کے پاس ہمارے واسطے پیام لے جانیوالا
کہ حق تعالیٰ اس سے ہمارا عقد کرادے پھر رضوان سے پوچھتی ہیں
کہ یہ کونسی رات ہے؟ رضوان فوراً انہیں جواب دیتا ہے کہ اے
پیکرانِ حسن وجمال یہ ماہ رمضان کی پہلی شب ہے آج کی شب
اُمت محمدیہ کے روزے داروں کے لئے جنت کے دروازے کھول
دئے گئے حق تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ اے رضوان جنتوں کے دروازے
کھول دے اے مالک! امت محمدیہ کے روزہ داروں کے لئے جہنم کے
دروازے بند کردے، اے جبرئیل زمین پر اتر جا اور سرکش شیطانوں
کو جکڑ دے اور ان کی گردنوں میں طوق ڈال دے پھر انہیں سمندر
کی بھنور میں پھینک دے تاکہ وہ میرے محبوب محمد رسول اللہ صلعم
کی امت کے روزوں میں خلل نہ ڈال سکیں، فرمایا: حق تعالیٰ جل مجدہٗ
رمضان کی ہر رات میں تین بار فرماتا ہے: ہے کوئی سائل کہ میں اس کا
سوال پورا کروں، ہے کوئی توبہ کرنے والا کہ میں اس کی توبہ قبول
کروں، ہے کوئی گناہوں سے معافی مانگنے والا کہ میں اس کے گناہ
معاف کروں۔ کون ایسے مالدار کو جو کبھی نادار ہونے والا نہیں۔
قرض دیتا ہے اور کون اسے قرض دیتا ہے جو پورا پورا قرض ادا

عند الافطار الف الف عتیق من النار کلھم قد استوجبوا العقاب فاذا کان لیلۃ الجمعۃ ویوم الجمعۃ اعتق اللہ تعالیٰ فی کل ساعۃ الف الف عتیق من النار کلھم قد استوجبوا العذاب فاذا کان فی آخر یوم من شھر رمضان اعتق اللہ فی ذلک الیوم بعدد ما اعتق من اول الشھر الی آخرہ فاذا کان لیلۃ القدر یامر جبریل علیہ السلام فیھبط فی کبکبۃ من الملائکۃ ومعہ لواء اخضر الی الارض فیرکزہ علی ظھر الکعبۃ ولہ ستمائۃ جناح لا ینشرھا الا فی لیلۃ القدر فینشرھا فی تلک اللیلۃ فیجاوز المشرق والمغرب ویامر جبریل علیہ السلام الملائکۃ بالدخول بین ھذہ الامۃ فیدخلون بینھم فیسلمون علی کل قائم ومصل وذاکر ویصافحونھم ویؤمنون علی دعائھم حتی مطلع الفجر ثم ینادی جبریل علیہ السلام یا معشر الاولیاء الرحیل فیقولون یاجبریل ما صنع اللہ فی حوائج المؤمنین من امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم فیقول ان اللہ تعالیٰ نظر الیھم وعفا عنھم وغفر لھم الا اربعۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھؤلاء الاربعۃ مدمن خمر وعاق والدیہ وقاطع رحم ومشاحن قیل یا رسول اللہ من المشاحن قال المصارم فاذا کان لیلۃ الفطر سمیت تلک اللیلۃ لیلۃ الجائزۃ فاذا کان غداۃ

کرنے والا ہے اور ظالم نہیں، فرمایا: رمضان میں روزانہ افطار کے وقت حق تعالیٰ دس لاکھ ایسے مسلمانوں کو جہنم سے آزاد فرماتا ہے جن میں سے ہر ایک پر عذاب واجب ہو چکا تھا پھر جب جمعہ کی شب آتی ہے تو حق تعالیٰ جمعہ کی ہر ساعت میں دس دس لاکھ انسانوں کو جہنم سے آزاد فرما دیتا ہے جن پر عذاب واجب ہو چکا تھا پھر جب رمضان کا آخری دن آتا ہے تو اس دن حق تعالیٰ اوّل سے لے کر آخر تک جس قدر بخشے گئے ہیں ان سب کی تعداد میں لوگوں کو بخشتا ہے جب شب قدر ہوتی ہے تو حضرت جبرئیل کو حکم ہوتا ہے کہ زمین پر اتر جاؤ چنانچہ آپ فرشتوں کی ایک جماعت کے ساتھ سبز جھنڈا لیکر زمین پر اترتے ہیں آپ کعبۂ اقدس کی چھت پر یہ جھنڈا گاڑ دیتے ہیں آپ کے چھ سو پر ہیں جن کو آپ شب قدر ہی میں پھیلاتے ہیں اور مشرق و مغرب سے بھی آگے بڑھ جاتے ہیں اور حضرت جبرئیل فرشتوں کو حکم دیتے ہیں کہ تمام فرشتے امت محمدیہ میں پھیل جائیں چنانچہ فرشتے امت محمدیہ میں پھیل جاتے ہیں اور ہر صاحب قیام کو اور ہر نمازی کو اور ہر ذکر گزار کو سلام کرتے ہیں اور ان سے مصافحہ کرتے ہیں اور ان کی دعاؤں پر صبح تک آمین کہتے ہیں پھر حضرت جبرئیل اعلان کرتے ہیں کہ اے اللہ والو! اچھا خدا حافظ، وہ عرض کرتے ہیں کہ اے جبرئیل علیہ السلام امت محمدیہ کی ضرورتوں کے سلسلہ میں حق تعالیٰ شانہ نے کیا کیا؟ فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے ان پر نگاہ رحمت ڈالی اور ان سے درگزر کی اور بجز چار کے ان سب کو بخش دیا یہ چار دائمی شرابی، والدین کی نافرمانی کرنے والا، رشتہ کو توڑنے والا اور کینہ ور ہیں، پوچھا گیا: یارسول اللہ مشاحن (کینہ ور) کون ہے فرمایا: لڑنے والا، پھر جب شب عید الفطر آتی ہے تو اسے تحفہ والی شب (لیلۃ الجائزہ) کہا جاتا ہے پھر عید الفطر کی صبح کو حق تعالیٰ تمام شہروں میں فرشتے پھیلا دیتا ہے فرشتے زمین پر اترتے ہیں اور ہر گلی کے نکڑ پر کھڑے ہو کر ایسی آواز سے امت محمدیہ

الفطرعبث الله تعالیٰ الملائکۃ فی کل البلاد یھبطون الی الارض فیقومون علی افواہ السکک ینادون بصوت یسمعہ کل من خلق الله تعالیٰ الاجن والانس فیقولون یا امۃ محمد صلی الله علیہ وسلم اخرجوا الی رب کریم یعطی الجزیل ولیغفر الذنب العظیم فاذا برزوا الی مصلاھم یقول الله تعالیٰ لملائکتہ یا ملائکتی ما جزاء الاجیر اذا عمل عملہ قال فتقول الملائکۃ الھنا وسیدنا توفیہ اجرتہ فیقول فانی اشھدکم یا ملائکتی انی قد جعلت ثواب صیامھم من شھر رمضان وقیامھم رضای ومغفرتی ثم یقول یا عبادی سلونی فیعزتی وجلالی لا تسألونی الیوم فی جمعکم ھذا لاٰخرتکم شیئًا الا اعطیتکم ولا لدنیاکم الا نظرت لکم وعزتی وجلالی لاسترن علیکم عثراتکم ما راقبتمونی وعزتی وجلالی لا اخزیکم ولا افضحکم بین اصحاب الحدود انصرفوا مغفورا لکم لقد ارضیتمونی ورضیت عنکم قال فتفرح الملائکۃ ویستبشرون بما یعطی الله عزوجل ھذہ الامۃ اذا افطروا من شھر رمضان وعن الضحاک بن مزاحم عن ابن عباس رضی الله عنھما عن النبی صلی الله علیہ وسلم نحوہ واللفظ متقارب واخبرنی ابوالنصر عن والدہ باسنادہ عن نافع عن ابی مسعود الغفاری رضی الله عنہ انہ سمع رسول الله صلی الله علیہ وسلم یقول یوما اھل شھر رمضان

کو آواز دیتے ہیں جسے بجز انسانوں اور جنوں کے تمام مخلوق سنتی ہے کہتے ہیں اے محمد رسول اللہ کے اُمتیو اپنے بزرگ و معزز پروردگار کی طرف گھروں سے نکل آؤ تاکہ وہ تم کو ثواب جزیل عطا فرمائے اور تمہارے عظیم گناہ بخش دے پھر جب مسلمان نماز کے لئے ایک میدان میں جمع ہو جاتے ہیں تو حق تعالیٰ اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے اے میرے فرشتو جب مزدور اپنا کام پورا کرلے تو اسے کیا جزا ملنی چاہیئے فرشتے عرض کرتے ہیں اے ہمارے سچے معبود و سردار اسے آپ پوری پوری مزدوری عطا فرمائیں حق تعالیٰ فرماتا ہے اے میرے فرشتو! میں تم کو گواہ بناتا ہوں میں نے انہیں رمضان کے روزوں کے اور شب بیداری کے ثواب میں اپنی رضا اور مغفرت عطا فرما دی پھر حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے میرے بندو مجھ سے مانگ لو جو کچھ تم کو مانگنا ہے مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم آج اپنے اس اجتماع میں تم اپنی آخرت کے لئے مجھ سے جو کچھ مانگو گے میں تم کو وہی دوں گا اور دنیا کے لئے جو کچھ مانگو گے وہ بھی حسب مصلحت دونگا مجھے اپنے عزت وجلال کی قسم میں تمہارے گناہوں پر پردہ ڈال دونگا جب تک تم مجھ سے دعائیں مانگتے رہو گے اور مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم میں تم کو حدود والوں میں ذلیل وخوار نہ کروں گا اب تم اس حال میں گھر لوٹ کر جاؤ کہ تم سب کو بخش دیا گیا ہے تم نے مجھے راضی کر لیا اور میں تم سے راضی ہو گیا، فرمایا فرشتے خوش ہوتے ہیں اور جو کچھ حق تعالیٰ رمضان میں افطار کے وقت اس اُمت کو عطا فرماتا ہے کھل اُٹھتے ہیں۔

ضحاک بن مزاحم ابن عباسؓ سے اور وہ نبی صلعم سے اس روایت کے ہم معنی بھی ایک روایت بیان کرتے ہیں اس کے الفاظ قریب قریب ملتے جلتے ہیں۔ مجھے ابوالنصر نے اپنی اسناد سے اپنے والد سے انہوں نے نافع سے اور انہوں نے ابومسعود غفاری سے خبر دی ابومسعود نے رسول اللہ صلعم سے سُنا کہ جس شام ہلال رمضان دیکھا

لو يعلم العباد ما فى شهر رمضان لتمنى العباد ان يكون شهر رمضان سنة فقال رجل من خزاعة يا رسول الله حدثنا فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الجنة لتزين لشهر رمضان من رأس الحول الى الحول حتىٰ اذا كان اوّل ليلة منه هبت ريح من تحت العرش فصفقت اوراق اشجار الجنة فنظرت الحور العين الى ذلك فقلن يا رب اجعل من عبادك فى هذا الشهر لنا ازواجا تقر اعيننا بهم وتقر اعينهم بنا فما من عبد صام شهر رمضان الا زوجه الله زوجة من الحور العين فى خيمة من درة مجوفة مما نعت الله به "حور مقصورات فى الخيام" على كل امرأة منهن سبعون حلة ليس منها حلة على لون الاخرى وتعطى سبعين لونا من الطيب ليس منه لون يشبه الاوّل كل امرأة منهن على سرير من ياقوت موشح بالدر عليه سبعون فراشا بطائنها من استبرق وفوق كل فراش سبعون اريكة ولكل امرأة منهن سبعون الف وصيف يخدمها وسبعون الف وصيف لزوجها بيد كل وصيف صحفة من ذهب فيها لون من الطعام يجد لآخره من اللذة ما يجد لاوله ويعطى زوجها مثل ذلك على سرير من ياقوتة حمراء عليه سواران من ذهب مرصع بالياقوت هذا لكل من صام شهر رمضان سوى ما عمل من الحسنات وعن قتادة عن انس بن مالك رضى الله عنه

گیا اس شام کو آپ فرما رہے تھے اگر بندوں کو رمضان المبارک کے مہینہ کا ثواب معلوم ہو جائے تو وہ یہی تمنا کریں کہ کاش رمضان پورے سال رہے ایک خزاعی نے کہا یا رسول اللہ آپ اس کا ثواب ہم سے بیان فرما دیجئے فرمایا: رمضان المبارک کے لئے شروع سال سے لے کر اخیر سال تک جنت بنائی سنواری جاتی ہے حتیٰ کہ رمضان کی پہلی رات کو عرش کے نیچے سے ایک ہوا چلتی ہے اور جنت کے درختوں کے پتوں کو ہلاتی ہے جن سے ایک سریلی تان نکلتی ہے پھر خوبصورت آنکھوں والی حوریں انہیں دیکھ کر کہتی ہیں اے پروردگار اس مہینہ میں اپنے بندوں میں سے ہمارے شوہر مقرر فرما کہ ان سے ہماری آنکھیں اور ہم سے ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں لہٰذا کوئی ایسا بندہ نہیں جس نے رمضان کے روزے رکھے ہوں اور حق تعالےٰ نے اس کا ایک حور سے عقد نہ فرما دیا ہو جو ایک جوف دار موتی کے خیمے میں محفوظ ہے انہیں حوروں کے بارے میں حق تعالیٰ نے فرمایا وہ حوریں خیموں میں محفوظ ہیں ان میں سے ہر حور پر رنگا رنگ کے ستر جوڑے ہیں اور ہر ایک کا رنگ الگ الگ ہے اور اسے ستر قسم کی خوشبوئیں دی جاتی ہیں جن میں سے ہر ایک نرالی اور الگ ہے یہ حور موتیوں سے جڑاؤ یاقوت کے ایک تخت پر ہے ہر تخت پر ستر فرش بچھے ہوئے ہیں جن کے ابرے خالص ریشم کے ہیں اور ہر فرش پر ستر مسندیں ہیں اور ہر حور کی خدمت کے لئے ستر ہزار کنیزیں ہیں اور اس کے شوہر کی خدمت کے لئے بھی ستر ہزار لونڈیاں ہیں اور ہر لونڈی کے ہاتھ میں سونے کا ایک طباق ہے جس میں اس قسم کا کھانا ہے کہ ہر نوالہ کا ذائقہ جدا گانہ اور لذت افروز ہے اور اس کا شوہر بھی سرخ یاقوت کے تخت پر ہوگا اور اسے بھی اسی جیسا ساز و سامان ملے گا اس کے ہاتھوں میں یاقوت سے جڑاؤ سونے کے دو کنگن ہونگے یہ تمام ساز و سامان ہر اس شخص کو ملے گا جس نے رمضان کے روزے رکھے دیگر نیکیوں کا اجر اس کے علاوہ ہے۔ قتادہؒ انسؓ بن مالک سے

قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا
کان اول لیلة من شهر رمضان نادی الجلیل
جلت عظمته رضوان خازن الجنان فیقول
لبیك وسعدیك فیقول نجد جنتی وزینها للصائمین
من امة احمد ولا تغلقها عنهم حتی ینقضی شهر
هم ثم ینادی مالکا خازن النار یا مالك
فیقول لبیك وسعدیك فیقول اغلق ابواب الجحیم
عن الصائمین من امة احمد ثم لا تفتحها علیهم
حتی ینقضی شهرهم ثم ینادی جبریل علیه
السلام فیقول لبیك وسعدیك فیقول انزل الی
الارض فغل مردة الشیاطین عن امة احمد
حتی لا یفسدوا علیهم صیامهم وافطارهم
ولله عزوجل فی کل یوم من شهر رمضان
عند طلوع الشمس وعند وقت الافطار عتقاء
اعتقهم من النار عبید اوا ماء وله فی کل
سماء مناد فیهم ملك له عرف تحت عرش
رب العالمین وقوائمه فی تخوم الارض السابعة
السفلی له جناح بالمشرق وجناح بالمغرب
مکلل بالمرجان والدر والجواهر ینادی
هل من تائب یتاب علیه هل من داع یستجاب
له هل من مظلوم ینصره الله هل من مستغفر
یغفر الله له هل من سائل یعطی سؤله قال
وینادی الرب تعالی ذکره فی الشهر کله
عبادی واماءی ابشروا واصبروا وداوموا
یوشك ان ارفع عنکم المؤنات وتفضوا الی

روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جب رمضان المبارک
کی پہلی شب آتی ہے تو حق تعالیٰ جل عظمتہ رضوان کو جو جنتوں کا محافظ
ہے آواز دیتا ہے رضوان حق تعالیٰ کی آواز سن کر لبیک وسعدیک
عرض کرتا ہے یعنی میں حاضر ہوں اور جو حکم ہو اسے بجا لانے کو تیار ہوں
حق تعالیٰ فرماتا ہے جنت کو امت احمدؐ کے روزہ داروں کے لئے بنا
سنوار اور خوبصورت بنا اور ان سے بند نہ رکھ جب تک ان کا یہ مہینہ
گزر نہ جائے پھر مالک داروغہ جہنم کو آواز دیتا ہے کہ اے مالک! مالک
بھی لبیک کہہ کر آموجود ہوتا ہے حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ امت احمدؐ کے
روزہ داروں سے جہنم کے دروازے بند کر دے اور جب تک ان کا یہ مہینہ
گزر نہ جائے دروازے نہ کھول پھر حق تعالیٰ حضرت جبریل کو آواز
دیتا ہے جبریل لبیک وسعدیک کہتے ہوئے حاضر ہو جاتے ہیں حق تعالیٰ
فرماتا ہے کہ زمین پر اتر کر امت احمدؐ سے سرکش شیطانوں کو جکڑ دے
تاکہ وہ ان کے روزوں میں اور افطاریوں میں خلل نہ ڈالیں حق تعالیٰ
رمضان المبارک میں روزانہ سورج نکلنے سے اور ڈوبنے کے وقت
لوگوں کو جہنم سے آزاد فرماتا ہے مردوں کو بھی اور عورتوں کو بھی
حق تعالیٰ شانہ کا ہر آسمان میں ایک منادی ہے جو فرشتہ ہے اسکی پیشانی
رب العالمین کے عرش کے نیچے ہے اور اس کے کندھے ساتویں زمین کے
نیچے ہیں اور اس کا ایک پر مشرق میں ہے اور ایک مغرب میں جو مرجان،
مروارید اور جواہر سے آراستہ ہے یہ فرشتہ اعلان کرتا ہے کوئی توبہ کرنے
والا کہ اس کی توبہ قبول کی جائے؟ ہے کوئی مرادیں مانگنے والا کہ اس کی مرادیں
بر لائی جائیں؟ ہے کوئی مظلوم کہ اللہ تعالیٰ اس کی مدد فرمائے؟ ہے کوئی گناہوں
کی معافی مانگنے والا کہ حق تعالیٰ اس کے گناہ معاف فرمائے؟ اور ہے کوئی
سوال کرنے والا کہ حق تعالیٰ شانہ اس کا سوال پورا فرما دے، فرمایا اور
حق تعالیٰ پورے مہینہ یہ اعلان فرماتا رہتا ہے کہ اے میرے بندو اور
اے میری کنیزو خوش ہو جاؤ، صبر کرو اور عملوں پر جمے رہو عنقریب

رحمتی وکرامتی فاذا کان لیلۃ القدر نزل جبریل علیہ السلام فی کبکبۃ من الملائکۃ یصلون علی کل عبد قائما وقاعدا یذکر اللّٰہ عزوجل وعن انس بن مالک رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لو اذن اللّٰہ للسموات والارض ان تتکلما لبشرتا من صام رمضان بالجنۃ وعن عبد اللّٰہ بن ابی اوفی رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نوم الصائم عبادۃ وصمتہ تسبیح ودعاؤہ مستجاب وعملہ مضاعف وعن الاعمش عن ابی خیثمۃ رضی اللّٰہ عنہ انہ قال کانوا یقولون رمضان الی رمضان والحج الی الحج والجمعۃ الی الجمعۃ والصلاۃ الی الصلاۃ کفارات لما بینھن ما اجتنبت الکبائر وعن امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللّٰہ عنہ انہ کان یقول اذا دخل شھر رمضان مرحبا بشھر خیر کلہ صیام نھارہ وقیام لیلہ والنفقۃ فیہ کالنفقۃ فی سبیل اللّٰہ وعن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ عنہ عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم انہ قال من صام رمضان وقامہ ایمانا واحتسابا غفر لہ ما تقدم من ذنبہ وما تاخر وعن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ عنہ ایضا عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم انہ قال کل حسنۃ یعملھا ابن آدم من امتی تتضاعف عشر الی سبعمائۃ ضعف الا الصوم فان اللّٰہ تعالی یقول الصوم

میں تم سے مشقتیں اٹھاؤں گا تم میری رحمت وکرامت میں آجاؤ گے۔ شب قدر میں حضرت جبریل فرشتوں کی ایک جماعت کے ساتھ زمین پر آتر کر (عالم اسلام میں) پھیل جاتے ہیں اور ہر بندے کے لئے خواہ وہ کھڑے ہو کر اللہ کا ذکر کر رہا ہو یا بیٹھ کر، دعائے مغفرت کرتے ہیں۔ حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اگر حق تعالیٰ آسمان وزمین کو زبان دیتا تو وہ ہمیں یعنی رمضان کے روزے رکھنے والوں کو جنت کی بشارت دیتے۔

عبداللہ بن ابی اوفی کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ روزہ دار کی نیند عبادت ہے اس کی خاموشی تسبیح ہے اس کی دعا مقبول ہے اور اس کے عمل کا ثواب بڑھا ہوا ہے۔

اعمش ابوخیثمہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ صحابہ کہا کرتے تھے کہ رمضان دوسرے رمضان تک، حج دوسرے حج تک، جمعہ دوسرے جمعہ تک اور نماز دوسری نماز تک درمیانی گناہوں کا کفارہ ہیں جب تک انسان بڑے گناہوں سے بچتا رہے۔

جب رمضان آتا تو حضرت عمرؓ فرماتے مرحبا ہے اس مہینہ کو جو سراپا خیر ہے اس کے دن کا روزہ بھی خیر ہے اور رات کا قیام بھی اور اس میں خرچ کرنا اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی طرح ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جو ثواب بہ ایمان ویقین لاکر ثواب کی نیت سے رمضان کے روزے رکھے اور ان میں نوافل پڑھے اس کے اگلے پچھلے تمام گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ ابوہریرہؓ نبی صلعم نے فرمایا کہ ہر عمل جو میرا امتی کرتا ہے علاوہ روزے کے دس سے لیکر سات سو تک بڑھتا ہے اور روزے کے بارے میں حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا صلہ دوں گا بندہ میری خاطر اپنی شہوت اور اپنا کھانا پینا چھوڑ دیتا ہے اور روزہ ڈھال ہے اور روزہ دار کو دو خوشیاں نصیب ہوتی ہیں ایک خوشی روزہ کھولنے کے وقت اور ایک خوشی اس وقت ہو گی جب رب سے ملاقات ہو گی۔

لی و انا اجزی بہ یدع شھوتہ واکلہ وشربہ من اجلی والصوم
جنۃ وللصائم فرحتان فرحۃ عند افطارہ وفرحۃ عند
لقاء ربہ واخبرنا ابوالبرکات السقطی باسنادہ عن یزید
بن ھارون قال حدثنا المسعودی قال بلغنی ان من قرأ فی
لیلۃ من شھر رمضان فی التطوع انا فتحنا لک فتحا مبینا
حفظ فی ذلک العام۔

فصل: رمضان خمسۃ احرف الراء رضوان
اللہ والمیم محاباۃ اللہ والضاد ضمان اللہ والالف
الفۃ اللہ والنون نور اللہ فھو شھر رضوان و
محاباۃ وضمان والفۃ ونور ونوال وکرامۃ
للاولیاء والابرار وقیل مثل شھر رمضان فی
الشھور کمثل القلب فی الصدور وکالانبیاء
فی الانام وکالحرم فی البلاد فالحرم یمنع منہ
الدجال اللعین وشھر رمضان تصفد فیہ مردۃ
الشیاطین وتکون الانبیاء شفعاء للمجرمین
وشھر رمضان شفیع للصائمین والقلب مزین
بنور المعرفۃ والایمان وشھر رمضان مزین بنور
تلاوۃ القرآن فمن لم یغفر لہ فی شھر رمضان
ففی ای شھر یغفر لہ فلیتب العبد الی اللہ عزو
جل قبل ان تغلق ابواب التوبۃ ولیتب الیہ عزوجل
قبل ان یفوت وقت الانابۃ ولیبک قبل ان ینقضی
وقت البکاء والرحمۃ وقد قال النبی صلی اللہ علیہ
وسلم ان امتی لم یخزوا ما اقاموا شھر رمضان
فقال رجل یا نبی اللہ وما خزیھم قال من انتھک
فیہ محرما او عمل سیئۃ او شرب خمرا او زنی لم یقبل

ہمیں ابوالبرکات سقطی نے اپنی اسناد سے یزید بن ہارون
سے خبر دی، انھوں نے کہا ہم سے مسعودی نے بیان کیا
انھوں نے کہا مجھے خبر ملی ہے کہ جو ماہ رمضان کی رات کی
نفلی نماز میں انا فتحنا پڑھ لے اس سال وہ تمام برائیوں
سے محفوظ رہے گا۔

★

رمضان کے حرفوں کے اشارے رمضان میں پانچ حرف ہیں را
سے اللہ کی رضا کی طرف، میم سے اس کی محبت کی طرف، ض سے اسکی ضمانت
کی طرف، الف سے اسکی الفت کی طرف اور ن سے اسکے نور کی طرف اشارہ
ہے لہذا رمضان اللہ کی رضا کا اس کی محبت کا اس کی ضمانت کا، اس کی
الفت کا اور اس کے نور کا اور اولیا و ابرار کے لئے بخشش و عطیات کا
مہینہ ہے، کہتے ہیں مہینوں میں ماہ رمضان سینوں میں بمنزلہ دل کے ہے۔
مخلوق میں بمنزلہ انبیاء کے ہے اور شہروں میں بمنزلہ حرم کے ہے حرم میں
دجال داخل نہ ہو گا اور رمضان میں بھی سرکش شیطان جکڑ دئے جاتے ہیں
اور انبیائے کرام گنہگاروں کی شفاعت کرتے ہیں اور رمضان روزہ داروں
کی شفاعت کرتا ہے اور دل نور معرفت و ایمان سے چمک جاتا ہے اور ماہ
رمضان نور تلاوت قرآن سے درخشاں ہو جاتا ہے لہذا جس کے گناہ
ماہ رمضان میں معاف نہ ہوئے تو پھر کس مہینہ میں معاف ہوں گے اس
لئے بندے کو اس سے پہلے پہلے توبہ کر لینی چاہیئے کہ توبہ کے دروازے بند
ہوں اور وقت انابت ہاتھ سے نکلنے سے پہلے سچے دل سے اللہ کے آگے
جھک جانا چاہیئے اور گریہ و رحمت کا وقت گزر جانے سے پہلے پہلے اللہ
تعالیٰ کے آگے رونا اور گڑگڑانا چاہیئے۔ نبی صلعم نے فرمایا کہ میرے امتی
رسوا نہ ہوں گے جب تک رمضان کے روزوں کے پابند رہیں گے ایک شخص
نے پوچھا یا رسول اللہ ان کی رسوائی کیا ہے؟ فرمایا جو اس مہینہ میں اللہ کی
کسی حرمت کا پردہ پھاڑے یا بدی کرے یا شراب پئے یا زنا کرے اسکے

منه رمضان ولعنه الله وملائكته واهل السموات الى مثله من الحول وان مات فيما بينه وبين رمضان فليس له عند الله حسنة۔

فصل: قيل ان سيد البشر آدم عليه السلام وسيد العرب محمد صلى الله عليه وسلم وسيد الفرس سلمان وسيد الروم صهيب وسيد الحبش بلال وسيد القرى مكة وسيد الاودية وادى بيت المقدس وسيد الايام يوم الجمعة وسيد الليالى ليلة القدر وسيد الكتب القرآن وسيد القرآن البقرة وسيد البقرة آية الكرسى وسيد الاحجار الحجر الاسود وسيد الآبار زمزم وسيد العصى عصا موسىٰ وسيد الحيتان الحوت الذى كان يونس عليه السلام فى بطنه وسيد النوق ناقة صالح وسيد الافراس البراق وسيد الخواتم خاتم سليمان عليه السلام وسيد الشهور شهر رمضان۔

رمضان کے روزے قبول نہ ہوں گے اور اس پر اللہ کی، اس کے فرشتوں کی اور تمام آسمان والوں کی اگلے رمضان تک لعنتیں پڑتی رہیں گی اور اگر اس اثناء میں وہ مرجائے تو اسکے پاس اللہ کے نزدیک ایک نیکی بھی نہیں۔

چیزوں کے سردار | انسانوں کے سردار رحمت عالم صلعم ہیں پارسیوں کے سردار سلمان فارسی ہیں رومیوں کے سردار صہیب رومی ہیں، حبشیوں کے سردار بلال حبشی ہیں آبادیوں کا سردار مکہ ہے، وادیوں کی سردار وادی بیت المقدس ہے، دنوں کا سردار جمعہ کا دن ہے، راتوں کی سردار شب قدر ہے، کتابوں کا سردار قرآن حکیم ہے، سورہ بقرہ کی آیتوں کی سردار آیۃ الکرسی ہے پتھروں کا سردار حجر اسود ہے، کنوؤں کا سردار زمزم کا کنواں ہے لاٹھیوں کی سردار موسیٰ علیہ السلام کی لاٹھی ہے مچھلیوں کی سردار یونس علیہ السلام کو نگلنے والی مچھلی ہے اونٹوں کی سردار حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی ہے، گھوڑوں کا سردار براق ہے، انگوٹھیوں کی سردار حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی ہے اور مہینوں کا سردار ماہ رمضان ہے۔

غنیۃ الطالبین

حصّہ دوم

فہرست عنوانات

غنیۃ الطالبین حصّہ دوم

★

چودھواں باب

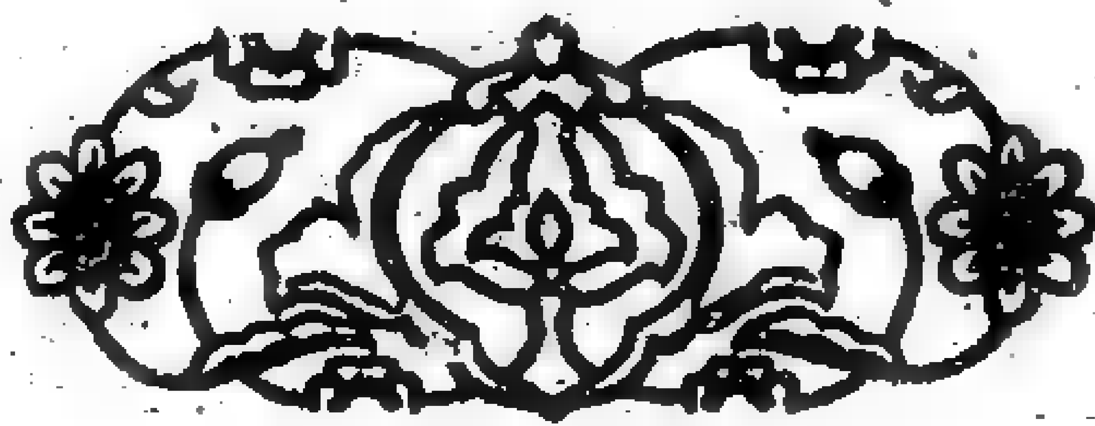
پندرھواں باب ۲۲۷

سولھواں باب

سترھواں باب

اٹھارھواں باب

خاتمہ



محبوب سبحانی

الحمد للہ وحدہ والصلوٰت علی النبی الذی لانبی بعدہٗ۔

شکر ہے اس اللہ رحیم ورؤف کا جس کے فضل واحسان سے آج ہم حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی مشہور ومعروف کتاب غنیۃ الطالبین لطریق الحق کے اردو ترجمہ کا دوسرا حصہ آپ کے سامنے پیش کرنے کے قابل ہو سکے۔ اس عظیم کتاب کا پہلا حصہ اس سے پہلے شائع کیا جا چکا ہے۔

کتابیں ہر زبان میں اور ہر موضوع پر لکھی جاتی رہی ہیں۔ روز بروز زیادہ ہی کتابیں تصنیف ہوتی رہیں گی۔ لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ ہر کتاب ایسی نہیں ہوتی جو پڑھنے والے کے دماغ کو متاثر کر کے سیدھی راہ پر لگا دے یہ فخر صرف چند ہی تصنیفات کو حاصل ہے کہ ان کے مطالعہ سے زندگیاں سنور گئی ہوں اور ان کے مضامین پر غور کرنے سے آدمی کے ذہن ودماغ میں روشنی وآگہی کی راہیں کھل گئی ہوں جو آنکھ رکھتے ہوئے بھی دیکھ نہیں سکتے تھے وہ دیکھنے لگے ہوں گے اور کان رکھتے ہوئے بھی سن نہیں سکتے تھے وہ سننے لگے ہوں۔ حضرت غوث اعظم شیخ الکل سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کی یہ کتاب ایسی ہی چند کتابوں میں سے ایک عظیم المرتبت کتاب ہے اس کتاب کا نام ہے غنیۃ الطالبین لطریق الحق یعنی ہر اس شخص کے لئے جو حق وصداقت کی راہ کا طالب ہو، یہ کتاب کافی ہے اور اس مقصد کے لئے کسی دوسری کتاب کا محتاج نہیں رہنے دیتی۔ یقیناً یہ کتاب ایسی ہی ہے کہ اگر کوئی شخص سچائی اور حق کی راہ کا جویا ہو تو اللہ ورسول کے احکام وفرامین کے علاوہ اور کسی انسانی تصنیف کی اس کتاب کے بعد کوئی ضرورت باقی نہیں رہتی اسے غور سے مطالعہ کرنے اور اس پر عمل کرنے سے سچائی اور حق کا راستہ اس کو مل جائے گا۔

حضرت غوث الاعظم رحمہ اللہ کی زندگی علم وعرفان اور زہد واتقاء کا ایک کامل نمونہ تھی۔ نہ صرف اپنے زمانہ (۴۷۰ھ تا ۵۶۱ھ) میں بلکہ آنے والی نسلوں کے لئے رہتی دنیا تک۔ اس کتاب میں حضرت نے حق وصداقت کی سیدھی راہ دکھائی ہے۔ بدعت۔ زندقہ۔ الحاد اور اعتقادی وعملی فسادات کے پوشیدہ سے پوشیدہ گوشوں کو اس کتاب میں نمایاں کر کے اور وضاحت کے ساتھ سمجھایا ہے۔ ہوا وہوس کے چہرے پر سے ہر نقاب کو

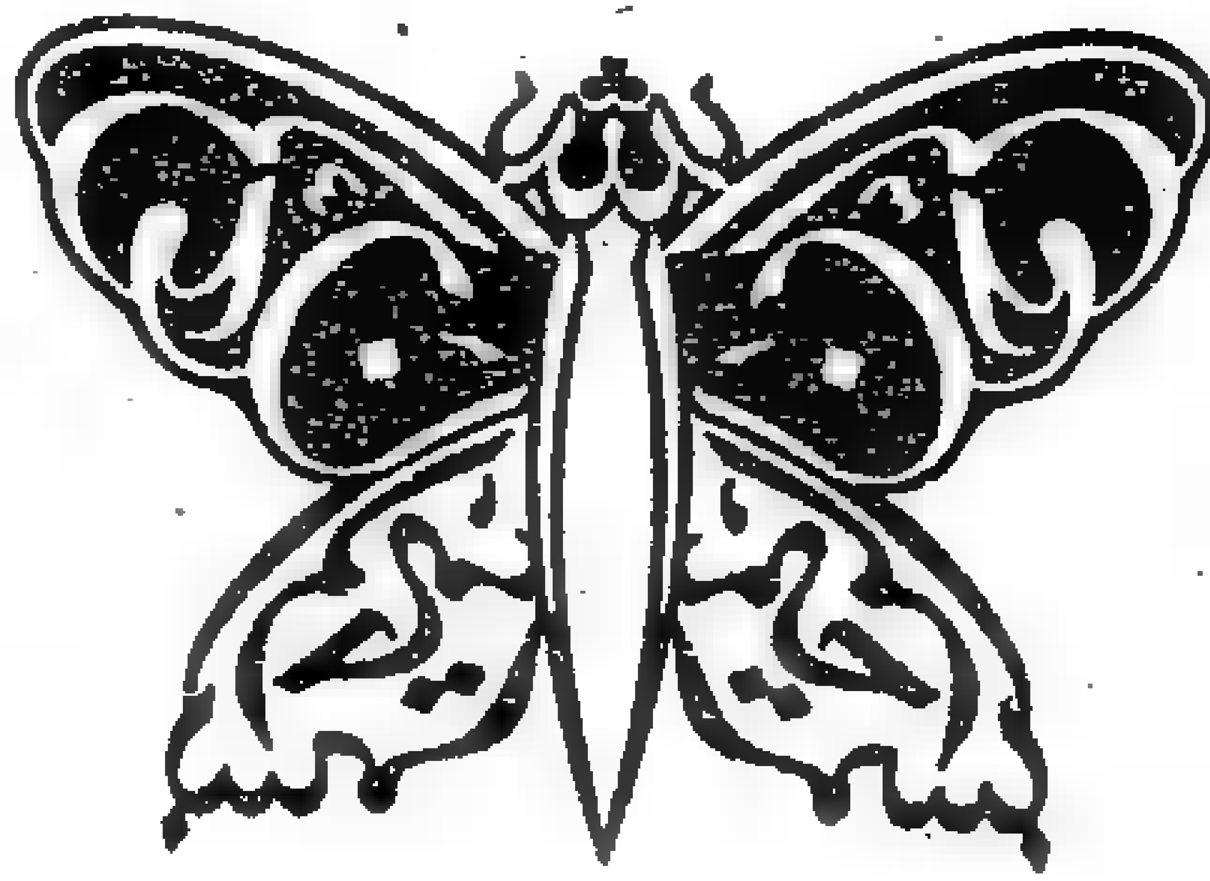
ہٹا دیا ہے۔ شیطان کی ہر گمراہ کر دینے والی ترکیب کو وا انکشاف انداز میں دکھلا دیا ہے۔ حضرت غوث اعظم رحمہ اللہ جب تک اس دنیا میں رہے مخلوق خدا کو صحیح تعلیم دینے ذہنوں اور دماغوں کو ہر آلودگی سے پاک کرنے اور ایمان کو جلا دینے میں اپنا سارا وقت صرف کرتے رہے اور اب ان کے اس دنیا سے رخصت ہونے کے بعد ان کی کتابوں سے ہم سب یہ فوائد جلیلہ حاصل کر سکتے ہیں۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو حضرت غوث اعظم کی تحریروں سے فائدہ حاصل کریں اپنے عقائد و اعمال کی اصلاح کریں اور قرب ربانی پر فائز ہوں جو ہر انسان کا مقصود حقیقی ہے۔ بلاشبہ ہر ذی عقل کے لئے مقصود حقیقی یہی ہونا چاہیئے۔

نفیس اکیڈیمی میں اشاعت کے لئے جن کتابوں کا انتخاب کیا جاتا ہے ان میں اولین اصول کتاب کی افادیت کا خیال ہوتا ہے۔ ہم نے اب تک جتنی کتابیں شائع کی ہیں وہ اس پر شاہد ہیں کہ ہم کتاب کے افادی پہلو پر سب سے پہلے اور گہری نظر ڈالتے ہیں اور اس کے بعد اہل علم و دانش سے مشورہ کر لیتے ہیں کہ یہ کتاب اپنے مضامین کے اعتبار سے کتنی مفید ہو سکتی ہے گویا کہ ہم یہ پہلے متعین کر لیتے ہیں کہ اس کتاب کے پڑھنے والوں کو کیا اور کتنا فائدہ اس کے مطالعہ سے حاصل ہوگا اور جب ہمیں اس کا پوری طرح اطمینان ہو جاتا ہے کہ یہ کتاب یقیناً مفید ثابت ہوگی تب ہم اس کتاب کی طباعت و اشاعت کا اہتمام کرتے ہیں۔

ہمیں یقین ہے کہ ناظرین اس کتاب کے مطالعہ کے بعد پوری طرح اس کے مطابق یقین و عمل کر کے اپنی زندگیاں کو سنواریں گے اور ہمارے حسن انتخاب کی داد دیں گے۔

یہ حضرت کا فیض روحانی ہے کہ میں نے ڈرتے ڈرتے اس کتاب کا پہلا حصہ پیش کیا۔ کیونکہ درجنوں ناشر والے نے اسے شائع کر رکھا تھا بڑی آب و تاب جلد کے علاوہ پلاسٹک کور گولڈن اور پھر قیمت بھی کم مگر چند مہینے ہی میں اس کا پہلا ایڈیشن ختم ہو گیا۔ دوسرے حصہ کی مانگ پیدا ہوئی۔ باوجود دشواریوں کے ہم طالبان حق اور اہل ذوق کے لئے ایسا لٹریچر اردو میں پیش کر رہے ہیں جس کا مدتوں سے انتظار ہے۔ ہمارے سامنے سامان طباعت کی گرانی اور عام گرانی کا دیو بھی موجود ہے۔ اہل نظر پر بھروسہ ہے کہ جنھوں نے پہلے قدر افزائی کی اب بھی نوازیں گے۔ ہم ان کے تہہ دل سے شکر گزار ہیں۔

اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنَا بِمَا ھُوَ رِضَاکَ





فصل : فی فضائل لیلۃ القدر وقولہ تعالیٰ انا انزلناہ فی لیلۃ القدر الی آخر السورۃ فانزلناہ کنایۃ عن القرآن انزلہ اللہ تعالیٰ من اللوح المحفوظ الی سماء الدنیا الی السفرۃ وہم الکتبۃ من الملائکۃ فکان ینزل فی تلک اللیلۃ من اللوح علی قدر ما ینزل بہ جبریل علیہ السلام باذن اللہ تعالیٰ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی السنۃ کلہا الی مثلہا من قابل حتی نزل القرآن کلہا فی لیلۃ القدر من شہر رمضان الی سماء الدنیا وقال ابن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ انا انزلناہ فی لیلۃ القدر یعنی انزلنا جبریل بہذہ السورۃ وجملۃ القرآن فی لیلۃ القدر علی الکتبۃ ثم نزل بعد ذلک نجما نجما علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ثلاث وعشرین سنۃ فی سائر الشہور والایام واللیالی والاوقات قولہ تعالیٰ فی لیلۃ القدر ای فی لیلۃ عظیمۃ وقیل فی لیلۃ الحکم

شب قدر کے فضائل

اس سلسلہ میں سورہ قدر پڑھئے اس سورت میں قرآن حکیم کے اتارنے کی طرف اشارہ ہے یعنی حق تعالیٰ نے لوح محفوظ سے دنیوی آسمان پر لکھنے والے فرشتوں کی طرف اتنا قرآن پاک اتارا جتنا اگلی شب قدر تک حق تعالیٰ کو لوگوں پر اتارنا منظور تھا اسی طرح تمام قرآن ماہ رمضان میں دنیوی آسمان پر اترا۔

حضرت ابن عباسؓ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں: یعنی ہم نے جبرئیلؑ کو اس سورت کے اور تمام قرآن کے ساتھ شب قدر میں لکھنے والے فرشتوں پر اتارا پھر قرآن پاک تھوڑا تھوڑا کر کے ۲۳ سال تک ہر مہینہ میں دن رات وقتاً فوقتاً نبی صلعم پر اترتا رہا۔ قدر بمعنی عظیم ہے یعنی شب قدر عظمت والی شب ہے یا قدر بمعنی تقدیر ہے یعنی شب قدر فیصلہ والی شب ہے یعنی اس شب حق تعالیٰ تمام سال کے واسطے اندازہ فرماتا ہے

پھر فرمایا: اے محمد! صلعم کس چیز نے آپ کو شب قدر بتائی یعنی اگر شب قدر کو اور اس کی شان عظمت کو حق تعالیٰ آپ کو نہ بتاتا تو آپ کو اس کا علم ہرگز ہرگز نہ ہو سکتا تھا قرآن پاک میں جہاں وما ادراک آیا ہے حق تعالیٰ نے اسے اپنے نبی کو بتا دیا ہے اور جہاں وما یدریک ہے اس کی اطلاع آپ کو نہیں دی گئی ہے چنانچہ ایک جگہ فرمایا اور آپ کو کیا خبر

وسميت ليلة القدر تعظيما لها ولقدرها لان الله
تعالى يقدر فيها ما يكون من امر السنة الى مثلها
من العام المقبل ثم قال وما ادراك ما ليلة القدر
يا محمد لولا ان الله اعلمك بعظمتها فكل ما في
القرآن وما ادراك فقد اعلمه الله اياه وما
فيه وما يدريك فلم يدره ولم يطلعه عليه
كقوله عزوجل وما يدريك لعل الساعة تكون
قريبا وما تبين له وقتها قوله تعالى ليلة القدر
اى ليلة العظمة والحكمة وقيل هي ليلة المباركة
التى قال الله عزوجل انا انزلناه في ليلة مباركة
فيها يفرق كل امر حكيم ثم قال عزوجل ليلة القدر
خير من الف شهر يعني العمل فيها خير من
الف شهر ليس فيها ليلة قدر ويقال ان الصحابة
رضي الله عنهم لم يفرحوا بشيء كفرحهم بقوله
تعالى خير من الف شهر وذلك ان رسول الله
صلى الله عليه وسلم ذكر يوما لاصحابه اربعة
من بني اسرائيل بأنهم عبدوا الله ثمانين سنة
لم يعصوه طرفة عين وذكر ايوب وزكريا و
حزقيل ويوشع بن نون عليهم السلام فعجب
اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم من ذلك
فاتاه جبريل عليه السلام وقال له يا محمد
عجبت انت واصحابك من عبادة هؤلاء النفر
ثمانين سنة ثمانين سنة لم يعصوا الله تعالى
فيها طرفة عين فقد انزل الله عليك خيرا من ذلك
ثم قرأ عليه انا انزلناه في ليلة القدر الى آخرها وقال

شاید قیامت قریب ہی آگئی ہو۔ ظاہر ہے کہ قیامت کے وقت
کی آپ کو اطلاع نہیں دی گئی۔

شب قدر یعنی عظمت وحکمت والی رات یا وہ برکت والی
رات جس کے بارے میں حق تعالےٰ نے فرمایا دیکھو ہم نے قرآن پاک
برکت والی رات میں اتارا۔ جس میں ہر حکمت والے کام کا فیصلہ
کیا جاتا ہے پھر حق تعالیٰ شانہ نے فرمایا کہ شب قدر ہزار ماہ سے بہتر
ہے یعنی اس رات کی عبادت ان ایک ہزار مہینوں کی عبادت سے بہتر
ہے جن میں شب قدر نہ ہو کہا جاتا ہے کہ صحابہ کو جس قدر مسرت خیر من الف شہر
سے ہوئی ایسی مسرت کسی چیز سے نہیں ہوئی، اس کی وضاحت یہ
ہے کہ ایک دن رحمت عالم صلعم نے صحابہ کرامؓ کے سامنے چار
اسرائیلی حضرات کا ذکر فرمایا کہ انہوں نے حق تعالیٰ اجل مجدہٗ کی
اسی سال لگاتار عبادت کی اور ذراسی دیر کے لئے بھی نافرمانی نہیں
کی یہ تھے حضرت ایوبؑ، حضرت زکریاؑ، حضرت حزقیلؑ اور
حضرت یوشع بن نون علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ ان کی عبادت کا
حال سُن کر صحابہ کرام رضؓ حیرت میں رہ گئے اتنے میں رحمت عالم
صلعم پر حضرت جبرئیلؑ وحی لے کر اتر آئے اور فرمایا کہ اے محمدؐ
تم نے اور تمہارے اصحاب نے ان لوگوں کی اسی سالہ عبادت
پر حیرت واستعجاب کا اظہار فرمایا جس میں ان بزرگوں نے
ایک گھڑی بھر کے لئے بھی بلکہ ایک منٹ کے لئے بھی حق تعالےٰ
شانہٗ کی نافرمانی نہیں کی، حق تعالےٰ شانہ نے آپ پر اس سے
بھی بہتر ایک چیز اتاری ہے پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام
نے آپ کو انا انزلناہ پڑھ کر پوری سورت سنائی اور فرمایا یہ (شب قدر
کی عبادت) ۸۳ سال چار ماہ سے افضل ہے تم ان کی ۸۰ سالہ عبادت
پر حیرت میں ہو تمہیں تو حق تعالےٰ نے ایک ایسی عظیم رات عطا
فرمائی ہے کہ اس ایک رات کی ۸۳ سال چار ماہ عبادت سے

له هذا افضل مما عجبت انت واصحابك منه فتبسم لذلك النبي صلى الله عليه وسلم وقال يحيى ابن نجيح انه كان في بني اسرائيل رجل لبس السلاح الف شهر في سبيل الله تعالى لم يضعه عنه فذكر ذلك رسول الله صلى الله عليه وسلم لاصحابه فتعجبوا من قول ذلك فانزل الله عز وجل ليلة القدر خير من الف شهر يعني خير لكم من تلك الألف شهر التي لبس فيها ذلك الرجل السلاح في سبيل الله ولم يضعه عنه وقيل انه كان اسمه شمعون العابد في بني اسرائيل وقيل شمسون تنزل الملائكة يعني تنزل من غروب الشمس الى طلوع الفجر والروح يعني جبريل عليه السلام وقال الضحاك عن ابن عباس رضي الله عنهما انه قال الروح على صورة الانسان عظيم الخلق وهو الذي قال الله عز وجل ويسالونك عن الروح وهو الملك يقوم مع الملائكة صفا وحده يوم القيامة وقال مقاتل هو اشرف الملائكة عند الله تعالى وقال غيره انه ملك وجهه على صورة الانسان وجسده كجسد الملائكة وهو اعظم مخلوق عند العرش يقوم صفا وتقوم الملائكة صفا قال الله تعالى يوم يقوم الروح والملائكة صفا فيها يعني في ليلة القدر باذن ربهم اي بامر ربهم من كل امر يعني بكل خير سلام هي اي هي سلام اي سليمة حتى مطلع الفجر لا يحدث

بھی افضل ہے اس سے رحمت عالم صلعم کو مسرت ہوئی۔

یحییٰ بن صالح : بنی اسرائیل میں ایک شخص گزرا ہے جس نے ایک ہزار ماہ تک اللہ کی راہ میں لگاتار جہاد کیا اور کبھی اسلحہ نہیں اتارے رسول اللہ صلعم نے ایک دفعہ ان کا ذکر صحابہ کرامؓ سے فرمایا ان کا ذکر سن کر صحابہ کو بڑی حیرت ہوئی اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ تمہارے لئے شب قدر کی عبادت ان ایک ہزار ماہ کی عبادت سے بہتر ہے جن میں اس اللہ کے بندے نے اسلحہ نہیں اتارے اور برابر جہاد کرتے رہے کہتے ہیں ان کا نام شمعون یا شمسون تھا یہ اسرائیلیوں میں ایک مشہور عابد ہیں پھر فرمایا اس رات میں سورج ڈوبتے ہی فرشتے اترتے ہیں اور حضرت جبرئیل بھی اور صبح صادق تک رہتے ہیں۔

ضحاکؒ از ابن عباسؓ : روح انسانی شکل پر ایک عظیم الجثہ فرشتہ ہے یہ فرشتہ وہی ہے جس کے بارے میں حق تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ لوگ آپ سے روح کے بارے میں پوچھتے ہیں یہ ایک فرشتہ ہے جو قیامت کے دن تن تنہا فرشتوں کی ایک قطار کے بالمقابل کھڑا ہوگا

مقاتلؒ : روح اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک انتہائی شریف فرشتہ ہے دوسرے علماء : یہ ایک فرشتہ ہے جس کا چہرہ انسان کے چہرے کی طرح ہے اور جسم فرشتوں کے جسم کی طرح ہے اور یہ فرشتہ عرش کے پاس سب سے بڑی مخلوق ہے جو فرشتوں کی صف کے بالمقابل تن تنہا کھڑا ہوتا ہے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا وہ دن یاد کرو جس دن روح اور فرشتے قطار باندھ کر کھڑے ہوں گے پھر فرمایا اس رات میں اس سے شب قدر مراد ہے پھر فرمایا اپنے رب کی اجازت سے یعنی حکم سے من کل امر یعنی فرشتے زمین پر ہر طرح کی خیر لے کر اترتے ہیں سلام یعنی وہ رات سلامتی والی ہے حتیٰ مطلع الفجر یعنی طلوع صبح صادق تک اس میں سلامتی رہتی ہے اس میں بیماری اور کمانت پیدا نہیں ہوتی مطلع لام کے زبر طلوع ہونے کی جگہ اور لام کے زیر سے بمعنی طلوع

فیہا داء ولا کہانۃ مطلع الفجر بکسر اللام یرید الطلوع و بالفتح یرید الموضع الذی یطلع فیہ وقیل سلام یعنی سلام الملائکۃ علی المومنین من اھل الارض یقولون سلام سلام حتی یطلع الفجر۔

فصل: وتلتمس لیلۃ القدر فی العشر الاواخر من شہر رمضان وآکدھا لیلۃ سبع و عشرین وعند مالک رحمہ اللہ جمیع لیالی العشر تتساوی لیس بعض بآکد من بعض وعند الشافعی رحمہ اللہ آکدھا احدی وعشرون وقیل انہا لیلۃ التاسع عشر وھو مذھب عائشۃ رضی اللہ عنہا وقال ابو بردۃ الاسلمی رضی اللہ عنہ ھی لیلۃ ثلاث وعشرین وقال ابوذر والحسن رضی اللہ عنہما انہا لیلۃ خمس وعشرین وروی بلال رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ لیلۃ اربع وعشرین وقال ابن عباس وابی بن کعب رضی اللہ عنہم انہا لیلۃ سبع و عشرین والدلیل علی ان آکدھا لیلۃ سبع وعشرین واللہ اعلم ماروی ابن حنبل رحمہ اللہ باسنادہ عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال کانوا لایزالون یقصون علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم الرؤیا من العشر الاواخر فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اری رؤیاکم قد تواترت انہا لیلۃ سابعۃ من العشر الاواخر من کان متحریا فلیتحرھا اللیلۃ السابعۃ من العشر الاواخر و یروی ان ابن عباس قال لعمر بن الخطاب رضی اللہ عنہم

ہوتا یعنی مصدر میمی ہے۔

ایک یہ بھی تفسیر ہے کہ فرشتے رات بھر روئے زمین کے اہل ایمان کے لئے سلامتی کی دعائیں مانگتے رہتے ہیں حتے کہ صبح صادق نمودار ہوجاتی ہے۔

شب قدر کن راتوں میں ڈھونڈھی جائے؟ شب قدر ماہ رمضان کے اخیر عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کی جائے ۲۷ ویں شب کی زیادہ تاکید آئی ہے امام مالکؒ کے نزدیک پچھلے عشرے کی ساری راتوں میں شب قدر کا احتمال ہے خواہ طاق ہوں یا جفت اور کوئی رات کسی رات پر فضیلت نہیں رکھتی، امام شافعیؒ کے نزدیک ۲۱ ویں شب میں شب قدر کا زیادہ احتمال ہے یہ بھی کہا گیا ہے کہ ۲۹ ویں شب، شب قدر ہے یہ حضرت عائشہ رضؓ کا قول ہے ابو بریدہ اسلمیؓ کے نزدیک ۲۳ ویں شب ہے، ابو ذرؓ اور حسنؓ کے نزدیک ۲۵ ویں شب ہے حضرت بلالؓ نبی صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ ۲۴ ویں شب ہے حضرت ابن عباسؓ اور ابی بن کعبؓ کے نزدیک ۲۷ ویں شب ہے الغرض ۲۷ ویں شب کی طرف اکثر علماء گئے ہیں اس کی دلیل کہ ۲۷ ویں شب میں شب قدر کا زیادہ تر احتمال ہے وہ روایت ہے جو امام احمد بن حنبلؒ اپنی اسناد سے ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم سے صحابہ کرام اپنے خواب اخیر عشرے کے بارے میں بیان کیا کرتے تھے بالآخر نبی صلعم نے فرمایا میں دیکھتا ہوں کہ ۲۷ ویں شب کے بارے میں تمہاری خوابیں تواتر کو پہنچ گئی ہیں لہٰذا جو شب قدر تلاش کرنا چاہے اسے شب قدر ۲۷ ویں شب کو تلاش کرنی چاہیئے منقول ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ میں نے اخیر عشرے کی طاق راتوں میں غور کیا تو شب قدر کے لئے سات سے زیادہ لائق کسی رات کو نہیں پایا اب آپ سات کے عدد کے بارے میں غور کریں، آسمان سات ہیں، زمینیں سات ہیں

انی نظرت فی الافراد فلم ار فیها احری من السبعة فذکر بعض ما ذکره فی السبعة فقال السموات سبع والارضون سبع واللیالی سبع والافلاك سبع والنجوم سبع والسعی بین الصفا والمروة سبع والطواف بالبیت سبع ورمی الجمار سبع وخلق الانسان من سبع ورزقه من سبع وشق فی وجهه سبع والحوامیم سبع والحمد سبع آیات وقراءة القرآن علی سبعة احرف والسبع المثانی والسجود علی سبعة اعضاء وابواب جهنم سبع واسماؤها سبع ودرکاتها سبع واصحاب الکهف سبع واهلك عاد بالریح فی سبع لیال ومکث یوسف علیه السلام فی السجن سبع سنین والبقرات سبع والسنبلات الجیدة سبع والسنون المخصبة سبع والصلوات الخمس سبع عشرة رکعة وقال الله عز وجل وسبعة اذا رجعتم وحرم من النساء النسب سبع ومن الصهر سبع وجعل رسول الله صلی الله علیه وسلم طهارة الاناء اذا ولغ فیه الکلب سبع مرات احداهن بالتراب وعدد حروف سورة القدر الی قوله سلام هی سبع وعشرون حرفا ومکث ایوب علیه السلام فی بلائه سبع سنین وقالت عائشة رضی الله عنها تزوجنی رسول الله صلی الله علیه وسلم وانا بنت سبع سنین وایام العجوز یعنی الحسوم سبعة ثلاثة من شباط

ہفتہ کے دن سات ہیں، آسمان سات ہیں، سمندر سات ہیں، صفا مروہ کے درمیان چکر سات ہیں، طواف میں چکر سات ہیں، شیطانوں پر سات سات کنکریں ماری جاتی ہیں، انسان کی پیدائش سات اعضاء سے ہے، اس کی روزی سات والوں سے ہے، اس کے چہرے میں سات سوراخ ہیں، حٰم والی سورتیں سات ہیں، سورہ فاتحہ کی سات آیتیں ہیں، قراءتیں سات ہیں اور بار بار پڑھی جانے والی سورتیں سات ہیں، سجدہ سات اعضاء پر کیا جاتا ہے، جہنم کے دروازے سات ہیں، اس کے نام سات ہیں، اس کے طبقے سات ہیں، اصحاب کہف سات ہیں، عادی لگاتار سات دن کی آندھی سے تباہ ہوئے، حضرت یوسف قید خانہ میں سات سال رہے، بادشاہ نے خواب میں بیل سات ہی دیکھے تھے، حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں سات سال کا قحط پڑا، پھر ارزانی کے سال بھی سات ہی ہیں اور پنجگانہ نمازوں کی رکعتیں بھی سترہ ہی ہیں کہ دو نکال کر سات ہی رہ جاتی ہیں حق تعالیٰ نے فرمایا اور گھر جا کر سات روزے رکھ لو، نسب سے، رضاعت سے اور سسرال سے سات سات رشتے حرام ہیں اگر برتن میں کتا منہ ڈال دے تو اسے سات بار دھویا جاتا ہے اور سورۂ قدر کے حرفوں کی تعداد سلام تک ۲۷ ہے حضرت ایوبؑ سات سال بیمار رہے حضرت عائشہؓ سے سات سال کی عمر میں نکاح کیا گیا اور موسم گرما کے پچھلے دن سات ہیں تین ماہ شباط کے اور چار آذر کے نبی صلعم نے فرمایا کہ میرے امت کے شہید سات ہیں، اللہ کی راہ میں لڑ کر مرنے والا، طاعون کی گلٹی سے مرنے والا، مرض سل میں مرنے والا، ڈوب کر مرنے والا، جل کر مرنے والا، دستوں سے مرنے والا اور نفاس میں مرنے والی۔

حق تعالیٰ شانہ نے سات چیزوں کی قسم کھائی ہے، شکور رح

وَ اَرْبَعَةٌ من اذرُع وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم شهداء امتی سبعة القتیل فی سبیل الله والمطعون والمسلول والغریق والحریق والمبطون والنفساء من النساء واقسم الله عزوجل بسبع والشمس وضحاها الى قوله وماسوّاها وكان طول موسیٰ علیه السلام سبعة اذرع بذراع ذٰلك القرن وطول عصی موسیٰ سبعة اذرع فاذا ثبت ان اكثر الاشياء سبع فقد نبه الله تعالى عباده على ان ليلة القدر السابعة والعشرون بقوله تعالى سلام هي حتى مطلع الفجر فعلمنا بذلك انها ليلة السابع والعشرين۔

فصل: فصل ليلة الجمعة افضل ام ليلة القدر اختلف اصحابنا فی ذلك فاختار الشيخ ابوعبدالله بن بطة والشيخ ابوالحسن الجزرى وابو حفص عمر البرمكی رحمهم الله ان ليلة الجمعة افضل واختار ابوالحسن التميمی رحمه الله ان الليلة التی انزل فيها القرآن من ليالی القدر افضل من ليلة الجمعة فاما امثال تلك الليلة من ليالی القدر فليلة الجمعة افضل وقال اكثر العلماء ليلة القدر افضل من ليلة الجمعة وغيرها من الليالی وجه اختيار اصحابنا ما روى القاضی الامام ابو يعلى رحمه الله باسناده عن ابن عباس رضی الله عنهما انه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يغفر الله ليلة الجمعة لاهل الاسلام اجمعين وهذه فضيلة لم تنقل عنه عليه الصلاة والسلام

کی، چاند کی، دن کی، رات کی، آسمان کی، زمین کی اور نفس کی، حضرت موسیٰ علیہ السلام کا طول اس صدی کے لوگوں کے ہاتھ سے سات ہاتھ تھا اور آپ کا عصا بھی سات ہاتھ کا تھا۔

نتیجہ صاف ہے کہ اکثر چیزیں سات ہیں لہٰذا اللہ تعالیٰ نے حتی مطلع الفجر سے اپنے بندوں کو بیدار فرمایا کہ شب قدر ۲۷ ویں شب ہے اور ہمیں علم ہو گیا کہ شب قدر ۲۷ ویں شب ہی ہے کیونکہ سلام ھی ۲۷ کلمے ہیں اور ھی حتی مطلع الفجر والا جملہ ۲۷ کلمات کے بعد ہے۔

★

شب قدر افضل ہے یا شب جمعہ اس بارے میں ہمارے علماء میں اختلاف ہے شیخ ابوعبداللہ بن بطہ، شیخ ابوالحسن جزری اور ابوحفص عمر برمکی کے نزدیک شب جمعہ افضل ہے اور ابوالحسن تمیمی کے نزدیک یہ پسندیدہ بات ہے کہ جس شب قدر شب جمعہ سے افضل ہے اور باقی قدر والی راتوں سے شب جمعہ افضل ہے۔

اکثر علماء کا قول ہے کہ شب قدر جمعہ وغیرہ کی راتوں سے افضل ہے۔

ہمارے اصحاب نے جو یہ قول اختیار کیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ قاضی امام ابویعلیٰ اپنی سند سے حضرت ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالیٰ جمعہ کی شب کو تمام مسلمانوں کو بخش دیتا ہے۔

یہ فضیلت نبی صلعم سے جمعہ کی شب کے علاوہ کسی اور شب کے لئے منقول نہیں۔

نبی اکرم صلعم سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ مجھ پر روشن رات

لغيرها من الليالي وروى عنه صلى الله عليه وسلم انه قال اكثروا علي من الصلاة في الليلة الغراء واليوم الازهر ليلة الجمعة ويومها والغرة من الشيء خياره ولان ليلة الجمعة تابعة ليومها وقد جاء في فضل يومها مالم يجيء في فضل يوم ليلة القدر من ذلك ما روى انس رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال ما طلعت الشمس على يوم اعظم عند الله من يوم الجمعة ولا احب اليه منه وروى ابوهريرة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال لا تطلع الشمس ولا تغرب على يوم افضل من يوم الجمعة وما من دابة الا وهي تفزع ليوم الجمعة الا هذين الثقلين من الجن والانس وروى ابوهريرة رضي الله عنه ان النبي صلى الله عليه وسلم قال ان الله عزوجل يبعث الايام ليوم القيامة على هيئتها ويبعث الجمعة وهي زهراء منيرة واهلها يحفون بها كالعروس تهدى الى كريمها تضيء لهم ويمشون في ضوئها والوانهم كالثلج وريحهم كالمسك يخوضون في جبال الكافور وينظر اليهم اهل الموقف الثقلان ما يطرفون تعجبا حتى يدخلون الجنة فان قيل فما جوابكم عن قوله عزوجل ليلة القدر خير من الف شهر قيل المراد بها خير من الف شهر ليس فيها ليلة الجمعة كما ان تقديرها عندهم خير من الف شهر

ہیں اور ممتاز دن (شب جمعہ و یوم جمعہ) میں کثرت سے درود بھیجا کرو شے کی پیشانی اس میں سے بہترین چیز کو کہتے ہیں علاوہ ازیں شب جمعہ، جمعہ کے دن کے تابع ہے اور جمعہ افضل ہے لہٰذا شب جمعہ بدرجہٗ اولیٰ افضل ہوئی۔ جمعہ کے دن کی فضیلت میں ایسی روایتیں آئی ہیں جو شب قدر کی فضیلت میں نہیں آئیں غور کیجیے۔

حضرت انس نبی اکرم صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ جمعہ کے دن سے کوئی دن اللہ کے نزدیک زیادہ عظیم و محبوب نہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ کسی ایسے دن پر سورج طلوع و غروب نہیں ہوتا جو جمعہ کے دن سے افضل ہو اور کوئی جاندار بجز انسانوں اور جنوں کے ایسا نہیں جو جمعہ کے دن گھبرایا ہوا نہ رہتا ہو یعنی جمعہ کے دن قیامت آئیگی اور قیامت کے ڈر سے ہر جاندار گھبرا جاتا ہے پھر جب سورج نکل آتا ہے تو اطمینان کا سانس لیتا ہے کہ آج قیامت نہیں آئی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ حق تعالےٰ شانہ قیامت کے دن دنوں کو ان کی موجودہ ہیئت پر ظاہر فرمائے گا لیکن جمعہ کو پھول کی طرح کھلا ہوا اور چمکتا ہوا ظاہر فرمائے گا اور لوگ جمعہ کو اس طرح گھیرے ہوئے ہوں گے جیسے دلہن اپنے شوہر لوگوں کے جھرمٹ میں بھیجی جاتی ہے جمعہ لوگوں کو روشنی بخشے گا اور وہ اس کی روشنی میں چلیں گے اور لوگوں کے رنگ جمعہ کی روشنی میں برف کی طرح سفید نظر آئیں گے اور ان سے مشک جیسی خوشبو کی لپٹیں آتی ہوں گی اور کافور کے پہاڑوں میں گھس جائیں گے اور انہیں موقف والے جن اور انسان تعجب سے دیکھیں گے کہ وہ کس طرح ناز و انداز سے چل رہے ہیں حتے کہ وہ جنت میں داخل ہو جائیں گے۔

لیس فیها لیلۃ القدر وایضا ان لیلۃ الجمعۃ
باقیۃ فی الجنۃ لان فی یومها تقع الزیادۃ الی
اللہ سبحانہ وتعالٰی وھی معلومۃ فی الدنیا بعینها
علی القطع ولیلۃ القدر مظنون عینها وجہ
اختیار التمیمی وغیرہ من العلماء ان لیلۃ القدر
افضل قولہ تعالٰی خیر من الف شھر والف شھر
ثلاث وثمانون سنۃ واربعۃ اشھر وقیل
انہ عرض علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم اعمار
امتہ فاستقلها فاعطی لیلۃ القدر وعن مالک
بن انس رحمہ اللہ انہ قال سمعت ممن اثق
بہ یقول ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
رأی اعمار الناس قبلہ او ماشاء اللہ تعالٰی
من ذلک فکانہ تقاصر اعمار امتہ ان
لا یبلغوا من العمل مثل الذی بلغ غیرھم
فی طول العمر فاعطاہ اللہ لیلۃ القدر خیر
من الف شھر وقال انس بن مالک رحمہ اللہ
بلغنی ان سعید بن المسیب قال من حضر صلاۃ
العشاء لیلۃ القدر اصاب منها حظا عن
النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال من صلی
العشاء والمغرب فی جماعۃ فقد اخذ بحظہ
من لیلۃ القدر ومن قرأھا یعنی سورۃ القدر
فکانما قرأ ربع القرآن ویستحب ان یقرأھا
فی العشاء الاخیرۃ من شھر رمضان۔

فصل : فان قال قائل لم لم یطلع اللہ عباد
علی لیلۃ القدر یقینا وقطعا کما اطلعهم علی

اگر کوئی کہے کہ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے اور ان ہزار مہینوں میں متعدد جمعات ہیں تو شب قدر ان تمام جمعوں سے افضل ہوئی۔ تو اس کا یہ جواب ہے کہ اس آیت سے وہ ہزار مہینے مراد ہیں جن میں شب جمعہ شامل نہیں جیسے یہ کہا جاتا ہے کہ ہزار مہینوں میں شب قدر شامل نہیں ہے۔

علاوہ ازیں شب جمعہ جنت میں باقی رہے گی کیونکہ جمعہ کے دن حق تعالیٰ شانہ کی زیارت ہوا کرے گی اور شب جمعہ دنیا میں یقینی طور پر معلوم ہے اور شب قدر کی ذات میں دنیا میں احتمال ہے معلوم نہیں۔ اب شب قدر کو افضل بتانے والوں کے دلائل ملاحظہ ہوں حق تعالیٰ نے شب قدر ایک ہزار مہینوں سے افضل بتایا ہے اور ایک ہزار مہینے ۸۳ سال اور چار مہینے ہوتے ہیں کہتے ہیں کہ نبی صلعم پر آپکی امت کی عمریں پیش کی گئیں تو آپ نے عمروں کو کم خیال کیا پھر آپ کو شب قدر عطا کی گئی امام مالک فرماتے ہیں کہ میں نے ایک معتبر شخص سے سنا کہتا تھا کہ رسول اللہ صلعم نے اپنی امت کی عمروں وغیرہ کا مقابلہ پہلے لوگوں کی عمروں وغیرہ سے کیا تو آپکو اپنی امت کی عمریں حقیر معلوم ہوئیں اور آپ نے سوچا کہ میرے امتی اتنے عمل کرنے پر قادر نہ ہونگے جتنے عملوں پر پہلے لوگ اپنی طویل عمروں کی وجہ سے قادر تھے اس پر حق تعالیٰ نے آپ کو شب قدر عطا فرما دی جو ایک ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ امام مالک بن انس فرماتے ہیں مجھے خبر ملی ہے کہ سعید بن مسیب نے فرمایا کہ جو آدمی شب قدر میں عشاء کی نماز میں حاضر ہوا تو اسے شب قدر میں حصہ مل گیا۔ نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ جس نے مغرب و عشاء جماعت سے پڑھ لی اس نے شب قدر سے اپنا حصہ حاصل کر لیا اور جس نے سورہ قدر پڑھی گویا اس نے چوتھائی قرآن پڑھا۔ ماہ رمضان میں عشاء میں سورۂ قدر کا پڑھنا مستحب ہے۔

شب قدر کیوں پوشیدہ رکھی گئی؟ اگر کوئی کہے کہ شب قدر جمعہ کی طرح یقینی اور قطعی طور پر بتائی کیوں نہیں گئی؟ تو اس کا یہ جواب

لیلة الجمعة وبینها لهم قبل له لئلا یتکلوا علی
عملهم فیها فیقول قد عملنا فی لیلة خیر من الف
شهر فقد غفر الله لنا وحصل لنا عنده درجات وجنات
فلا یعملوا عملا واطمانوا فیغلب علیهم الرجاء
فیهلکوا وهذا کما لم یطلعهم علی فناء آجالهم
لئلا یقول من کان فی عمره طول اتبع الشهوات
واللذات والتنعم فی الدنیا فاذا قاربت فناء
اجلی تبت واشتغلت بعبادة ربی واموت تائبا
مصلحا فغیب الله تعالی عنهم آجالهم لیکونوا
ابدا علی وجل وحذر من الموت فیحسنوا العمل
ویبادروا علی التوبة واصلاح العمل فیاتیهم
الموت وهم علی خیر حال فتحصل الیهم الاقسام
من اللذات والشهوات فی الدنیا وینجون من
عذاب الله فی الآخرة برحمة الله وقیل ان الله
تعالی اخفی خمسة اشیاء فی خمسة الاول اخفی
رضاء الله فی الطاعات والثانی اخفی غضبه
فی المعاصی والثالث اخفی الصلاة الوسطی
بین الصلوات والرابع اخفی ولیه فی خلقه
والخامس اخفی لیلة القدر فی شهر رمضان۔

فصل : وان الله عزوجل اعطی المصطفی
صلی الله علیه وسلم خمس لیال الاولی لیلة
المعجزة والقدرة وهی انشقاق القمر قوله
تعالی اقتربت الساعة وانشق القمر وکان
انفلاق البحر لموسی علیه السلام بضرب العصا
والانشقاق لمحمد صلی الله علیه وسلم

ہے کہ بتائی اس لئے نہیں گئی کہ لوگ اس میں کئے ہوئے عملوں پر بھروسہ نہ کر بیٹھیں اور یہ نہ سمجھنے لگیں کہ شب قدر میں ہم نے پوری رات عبادت کر لی ہے اللہ تعالےٰ نے ہمیں بخشدیا اور اللہ کے پاس ہمیں درجات و جنتیں مل گئے لہٰذا اب ہمیں عمل کرنے کی ضرورت نہیں ہے یہ سوچ کر وہ عمل ترک کر دیں اور ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جائیں اور ان پر امید غالب آجائے پھر آخر کار ہلاک ہو جائیں جیسے موت چھپا کر رکھی گئی ہے کیونکہ اگر لوگوں کو موت معلوم ہوتی تو لوگ کہہ دیا کرتے کہ ابھی تو میری عمر کے اتنے اتنے سال باقی ہیں میں خوب گلچھرے کیوں نہ اڑاؤں اور شہوتوں اور لذتوں میں اور دنیوی عیاشی میں ڈوبا ہوا کیوں نہ رہوں جب میری موت کا وقت آئے گا توبہ کرلوں گا اور اپنے رب کی عبادت میں مشغول ہو جاؤں گا اور توبہ کرکے اور اپنی اصلاح کرکے مرجاؤں گا اس لئے اللہ تعالےٰ نے موت کو چھپا دیا تاکہ ہر وقت موت سے ڈرتے رہیں اور پھونک پھونک کر قدم اٹھائیں اور خلوص سے عمل کرتے رہیں اور ہر وقت توبہ و اصلاح اعمال میں لگے رہیں اور اچھی حالت میں داعی اجل کو لبیک کہیں۔ اس طرح انہیں دنیوی لذتیں اور تمنائیں بھی حاصل ہو جائیں گی اور آخرت میں اللہ تعالےٰ کی مہربانی سے اللہ کے عذاب سے نجات بھی پا جائیں گے کہا جاتا ہے کہ حق تعالیٰ جل مجدہٗ نے پانچ چیزوں میں پانچ چیزیں چھپا دی ہیں طاعتوں میں رضا گناہوں میں غضب پنجگانہ نمازوں میں درمیانی نماز لوگوں میں اللہ کا ولی اور رمضان میں شب قدر۔

پانچ راتوں کی فضیلت

حق تعالےٰ شانہ نے اپنے پیارے نبی محمد رسول اللہ صلعم کو پانچ راتیں عنایت فرمائی ہیں (۱) شب معجزہ (قدرت) یعنی وہ رات جس میں آپ نے اپنی انگلی کے اشارے سے چاند کے دو ٹکڑے کر دئے تھے فرمایا: قیامت قریب آگئی اور چاند پھٹ گیا حضرت موسےٰ نے عصا مار کر دریا کا پانی پھاڑ دیا تھا اور پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی انگلی کے اشارے سے

باشارة اصبع المصطفى صلى الله عليه وسلم فهو اعظم فى المعجزات والاعجاز والقدرة والثانية ليلة الاجابة والدعوة قوله تعالى واذ صرفنا اليك نفرا من الجن يستمعون القرآن والثالثة ليلة الحكم والقضية قوله تعالى انا انزلناه فى ليلة مباركة انا كنا منذرين فيها يفرق كل امر حكيم والرابعة ليلة الدنو والقربة هى ليلة المعراج قوله تعالى سبحان الذى اسرى بعبده ليلا من المسجد الحرام الى المسجد الاقصى الآية واما الخامسة فليلة السلام والتحية قوله انا انزلناه فى ليلة القدر الى قوله تنزل الملائكة والروح فيها يعنى ليلة القدر وروى عن ابن عباس رضى الله عنهما انه قال اذا كان ليلة القدر يامر الله سبحانه وتعالى جبريل عليه السلام ان ينزل الى الارض ومعه سكان سدرة المنتهى وهم سبعون الف ملك ومعهم الوية من نور فاذا هبطوا الى الارض ركز جبريل عليه السلام لواءه والملائكة الويتهم فى اربع مواطن عند الكعبة وعند قبر النبى صلى الله عليه وسلم وعند مسجد بيت المقدس وعند مسجد طور سيناء ثم يقول جبريل عليه السلام للملائكة تفرقوا فيتفرقون فلا تبقى دار ولا حجرة ولا بيت ولا سفينة فيها مومن او مؤمنة الا دخلت الملائكة فيها

چاند پھاڑ دیا لہٰذا یہ معجزہ تمام معجزات میں اعجاز میں ایک عظیم معجزہ ہے (۲) شب قبولیت دعا فرمایا، اور جب ہم نے آپ کی طرف جنوں کی ایک جماعت پھیر دی کہ وہ قرآن سن رہے تھے (۳) شب حکم و فیصلہ فرمایا، ہم نے قرآن ایک برکت والی رات میں اتارا بلاشبہ ہم ڈرانے والے ہیں اس رات میں ہر محکم کام کا فیصلہ کر دیا جاتا ہے (۴) شب قرب (شب معراج) فرمایا، وہ پاک ہے جو راتوں رات اپنے بندے کو عزت والی مسجد سے مسجد اقصیٰ تک لے گیا (۵) شب سلام و تحیۃ فرمایا، ہم نے قرآن شب قدر میں اتارا (آخر سورت تک)

حضرت ابن عباس، جب شب قدر آتی ہے تو حق تعالیٰ شانہ حضرت جبرئیل کو حکم فرماتے ہیں کہ اپنے ساتھ سدرہ پر رہنے والے ستر ہزار فرشتوں کو لے کر زمین پر اتر جاؤ فرشتوں کے پاس نور کے جھنڈے ہوتے ہیں پھر جب یہ فرشتے زمین پر اتر آتے ہیں تو حضرت جبرئیل اور تمام فرشتے چار جگہ جھنڈے گاڑ دیتے ہیں کعبۂ اقدس کے پاس، روضۂ اطہر کے پاس مسجد بیت المقدس کے پاس اور مسجد طور سینا کے پاس پھر جبرئیل فرشتوں کو دنیا میں پھیل جانے کا حکم فرماتے ہیں فوراً فرشتے دنیائے اسلام میں پھیل جاتے ہیں اور کوئی محلہ، گھر، حجرہ اور کشتی جس میں مومن مرد اور مومنہ خواتین ہوں باقی نہیں رہتا کہ فرشتے وہاں نہ گئے ہوں ہاں جس گھر میں کتا یا سور یا شراب یا ناپاک آدمی یا تصویر ہو وہاں نہیں جاتے، فرشتے اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس بیان کرتے رہتے ہیں اور لا الٰہ الا اللہ پڑھتے رہتے ہیں اور امت محمدیہ کی امت کے لئے استغفار کرتے رہتے ہیں حتیٰ کہ جب صبح صادق کی لو پھٹنے لگتی ہے تو آسمان پر چڑھ جاتے ہیں اور پہلے آسمان کے فرشتے ان کا خیر مقدم کرتے ہیں اور ان سے پوچھتے ہیں کہ بھائیو! آپ حضرات کہاں سے آ رہے

الا بیت فیہ کلب او خنزیر او خمر او جنب من حرام او صورۃ فیسبحون ویقدسون ویہللون ویستغفرون لامۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم حتی اذا کان وقت الفجر یصعدون الی السماء فیستقبلہم سکان السماء الدنیا فیقولون لہم من این اقبلتم فیقولون کنا فی الدنیا لان اللیلۃ لیلۃ القدر لامۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم فقال سکان سماء الدنیا ما فعل اللہ بہم وبحوائجہم فیقول جبریل علیہ السلام ان اللہ غفر لصالحیہم وشفعہم فی طالحیہم فترفع ملائکۃ سماء الدنیا اصواتہم بالتسبیح والتقدیس والثناء علی رب العالمین شکرا لما اعطاہ اللہ ھذہ الامۃ من المغفرۃ والرضوان ثم تشیعہم ملائکۃ سماء الدنیا الی السماء الثانیۃ ثم کذلک سماء بعد سماء الی السابعۃ ثم یقول جبریل علیہ السلام یا سکان السموات ارجعوا فترجع ملائکۃ کل سماء الی مواضعہم ویرجع سکان سدرۃ المنتہی الی السدرۃ فیقول سکان السدرۃ این کنتم فیجیبون مثل ما اجابوا اھل السماء الدنیا فترفع سکان السدرۃ فیقول سکان السدرۃ اصواتہم بالتسبیح والتقدیس فتسمع جنۃ الماوی ثم جنۃ النعیم ثم جنۃ عدن ثم الفردوس فیسمع عرش الرحمٰن فیرفع العرش صوتہ بالتسبیح والتہلیل والثناء علی رب العالمین شکرا لما اعطی ھذہ الامۃ

ہیں پھر دنیوی آسمان پر رہنے والے فرشتے ان سے پوچھتے ہیں کہ حق تعالیٰ جل مجدہٗ نے بندوں کے اور ان کی ضرورتوں کے سلسلہ میں کیا کیا؟ حضرت جبرئیل علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے نیک حضرات کو بخش دیا اور بدنصیبوں کے حق میں ان کی شفاعت قبول کرنے کا وعدہ فرما لیا پھر حق تعالیٰ نے اس امت کو جو بخشش و رضا عطا فرمائی ہے اس سے خوش ہو کر فرشتے شکریہ کے طور پر حق تعالیٰ شانہ کی حمد و ثنا بیان فرماتے ہیں اور بلند آواز سے سبوح قدوس کے ذکر میں رطب اللسان ہو جاتے ہیں پھر انہیں دنیوی آسمان کے فرشتے دوسرے آسمان تک رخصت کرتے ہیں اسی طرح یکے بعد دیگرے ساتویں آسمان تک پہنچتے ہیں پھر حضرت جبرئیل فرماتے ہیں کہ آسمانوں پر رہنے والو اپنی اپنی جگہ لوٹ جاؤ چنانچہ ہر آسمان کے فرشتے اپنی اپنی جگہ چلے جاتے ہیں اور سدرہ کے فرشتے سدرہ پر پہنچ جاتے ہیں سدرہ کے فرشتے ان سے پوچھتے ہیں کہ تم کہاں تھے؟ یہ فرشتے وہی جواب دیتے ہیں جو جواب پہلے آسمان کے فرشتوں نے دیا تھا یہ سن کر سدرہ کے فرشتے بھی بلند آواز سے تسبیح و تقدیس میں مصروف ہو جاتے ہیں اور ان کی آوازیں جنت الماوی، جنت النعیم، جنت عدن اور فردوس میں پہنچتی ہیں پھر عرش رحمٰن تک پہنچ جاتی ہیں اور عرش بھی اس امت کو دئے گئے انعامات کا شکر بجا لانے کے لئے رب العالمین کی تسبیح و تقدیس میں اور حمد و ثنا میں لگ جاتا ہے حق تعالیٰ پوچھتا ہے حالانکہ اسے سب کچھ معلوم ہے کہ اے عرش! تو نے اپنی آواز کیوں بلند کی عرش عرض کرتا ہے کہ اے میرے رب مجھے خبر ملی ہے کہ کل آپ نے امت محمدیہ کے نیک حضرات کو بخش دیا اور ان کے بروں کے حق میں آپ نے ان کی شفاعت قبول کرنے کا وعدہ فرمایا ہے حق تعالیٰ فرماتا ہے اے میرے عرش تو سچ کہتا ہے میرے پاس امت محمدیہ کے لئے ایسے ایسے اعزاز ہیں جن کو نہ آنکھوں نے دیکھا نہ کانوں نے سنا اور نہ

فیقول اللہ عزوجل وھو اعلم یا عرشی لم رفعت صوتك فیقول الٰھی بلغنی انك قد غفرت البارحۃ لصالحی امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم و شفعت صالحیھا فی طالحیھا فیقول اللہ تعالیٰ صدقت یا عرشی ولامۃ محمد عندی من الکرامۃ مالا عین رأت ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر وقیل ان جبریل علیہ السلام اذا نزل من السماء لیلۃ القدر لایدع احدا من الناس الا سلم علیہ وصافحہ وعلامۃ ذلك اقشعرار جلدہ وترقیق قلبہ وتدمیع عینیہ ولھذا روی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان مھموما لاجل امتہ فقال اللہ تعالیٰ یا محمد لا تغتم فانی لا اخرج امتك من الدنیا حتی اعطیھم درجات الانبیاء وذلك ان الانبیاء علیھم الصلاۃ والسلام تنزل علیھم الملائکۃ بالروح والرسالۃ والوحی والکرامۃ وکذلك انزل بالملائکۃ علی امتك فی لیلۃ القدر بالتسلیم والرحمۃ منی۔

فصل: والامارۃ فی انھا لیلۃ القدر ان تکون لیلۃ طلاقۃ سمحۃ لاحارۃ ولا باردۃ وقیل لا یسمع فیھا نباح الکلاب وتطلع الشمس صبیحتھا لیس لھا شعاع کالطست وتکشف عجائبھا لارباب القلوب والولایۃ واھل الطاعۃ لمن یشاء اللہ تعالیٰ من المومنین من عبادہ علی قدر

کسی انسان کے دل میں ان کا تصور ہی آیا۔

کہتے ہیں جب حضرت جبرئیل علیہ السلام شب قدر میں آسمان سے اترتے ہیں تو ہر مسلمان کو سلام کرتے ہیں اور اس سے مصافحہ کرتے ہیں، اس وقت انسان کا رونگٹا رونگٹا کھڑا ہو جاتا ہے، دل نرم پڑ جاتا ہے، اور آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آتے ہیں۔

اسی لئے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ آپ اپنی امت کی وجہ سے غمگین رہا کرتے تھے۔ حق تعالے شانہ نے فرمایا کہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) آپ اپنا دل میلا نہ کریں، میں آپ کی اُمت کو دنیا سے اس وقت نکالوں گا جب انہیں انبیاء کے درجات عطا فرما دوں گا۔ جس طرح انبیائے کرام پر حضرت جبرئیل علیہ السلام کتاب، رسالت، وحی اور بزرگی لیکر اترتے ہیں اسی طرح آپ کی امت پر شب قدر میں فرشتے سلام اور میری رحمت لے کر اترتے ہیں۔

★

شب قدر کی نشانی

شب قدر کی نشانی یہ ہے کہ وہ شب نہ زیادہ گرم ہوتی ہے اور نہ زیادہ ٹھنڈی بلکہ درمیانی ہوتی ہے کہا جاتا ہے کہ شب قدر میں کتے نہیں بھونکتے اور اس کی صبح کو سورج طشت کی طرح پھیکا پھیکا نکلتا ہے گویا اس کی کرنیں ہی نہیں جو اہل دل اصحاب ریاضت اور اطاعت گزار ہیں ان کے لئے شب قدر کے عجائبات کھول دئے جاتے ہیں اور ان میں سے بھی ہر ایک کے لئے نہیں بلکہ حق تعالے اپنے جن مومن بندوں پر ان کے احوال

احوالهم و اقسامهم و منازلهم في القرب من الله عزوجل

فصل : وصلاة التراويح سنة النبي صلى الله عليه وسلم صلاها ليلة وقيل ليلتين وقيل ثلاثا ثم انتظروه فلم يخرج وقال لو خرجت لفرضت عليكم ثم انها اسديمت في ايام عمر رض فلذلك اضيفت اليه لانه ابتدأها والحديث المروي في ذلك عن عائشة ام المومنين رضي الله عنها ان النبي صلى الله عليه وسلم خرج في جوف الليل في شهر رمضان فصلى في المسجد وصلى الناس بصلاته فلما كانت الليلة الثانية كثر الناس حتى عجز المسجد عن اهله فلم يخرج اليهم حتى خرج لصلاة الفجر فلما صلى الفجر اقبل على الناس وقال لهم انه لم يخف على شانكم الليلة ولكن خشيت أن تفرض عليكم صلاة الليل تتعجزوا عن ذلك قالت وكان صلى الله عليه وسلم يرغبهم في احياء رمضان من غير أن يامرهم بعزيمة فتوفي رسول الله صلى الله عليه وسلم والامر على ذلك في ايام خلافة ابي بكر الصديق رضي الله عنه وصدرا من خلافة عمر رضي الله عنه وروي عن علي رضي الله عنه انه قال انما اخذ عمر ابن الخطاب رضي الله عنه هذه التراويح من حديث سمعه مني قالوا وما هو يا امير المومنين قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ان لله تعالى حول العرش موضعا يسمى حظيرة القدس وهي من النور فيها ملائكة لا يحصي عددهم الا الله عزوجل

اقسام اور قرب و بعد میں منازل کے اعتبار سے کھولنا چاہیے۔

نماز تراویح

نماز تراویح نبی اکرم صلعم کی سنت ہے آپ نے نماز تراویح ایک رات یا دو رات یا تین رات پڑھی پھر صحابہ کرامؓ نے آپ کا انتظار کیا لیکن آپ حجرے سے باہر تشریف نہیں لائے اور فرمایا کہ اگر میں باہر آ جاتا تو نماز تراویح تم پر فرض ہو جاتی پھر نماز تراویح عہد فاروقی میں برابر پڑھی گئی اسی لئے یہ آپ کی طرف منسوب ہے اور کہا جاتا ہے کہ اس کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابتدا کی۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضؓ کا بیان ہے کہ نبی اکرم صلعم رمضان میں ایک رات کو گھر سے باہر تشریف لے گئے اور آپ نے نماز پڑھی اور صحابہ نے بھی آپ کے پیچھے نماز پڑھی دوسری رات کو لوگوں کی اتنی کثرت ہو گئی کہ پوری مسجد میں بھی نہ سما سکے لیکن آپ ان کے پاس تشریف نہیں لے گئے بلکہ صبح کی نماز کے لئے نکلے نماز پڑھ کر آپ نے لوگوں کی طرف رخ کر کے فرمایا کہ آج کی رات تمہارا جمع ہونا مجھے معلوم تھا لیکن مجھے ڈر ہوا کہ کہیں رات کی نماز فرض نہ ہو جائے پھر تم اسے ادا نہ کر سکو، صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ آپ لوگوں کو رمضان کی راتوں میں قیام کی ترغیب دیا کرتے تھے لیکن بطور وجوب و فرض کے نہیں پھر رحمت عالم سدھار گئے اور عہد صدیقی میں اور ابتداء میں عہد فاروقی میں اسی سنت پر قائم رہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تراویح کا مسئلہ ایک حدیث سے لیا جسے آپ نے مجھ سے سنا تھا لوگوں نے پوچھا کہ امیر المومنین وہ کیا حدیث ہے؟ فرمایا میں نے اللہ کے رسول صلعم سے سنا: آپ فرماتے تھے کہ عرش کے اردگرد جو جگہ ہے اسے حظیرۃ القدس کہا جاتا ہے وہاں نور ہی نور ہے

يعبدون الله تعالى عبادة لا يفترون ساعة فاذا كان
ليالي شهر رمضان استاذنوا ربهم ان ينزلوا الى
الارض فيصلون مع بني آدم فكل من مسهم او
امة محمد صلى الله عليه وسلم او مسوا سعد
سعادة لا يشقى بعدها ابدا فقال عمر رضي الله
عنه اذا ذاك فنحن احق بهذا فجمع للتراويح
وسنها وروي عن علي بن ابي طالب رضي الله عنه
انه خرج في اول ليلة من شهر رمضان فسمع
القرآن في المساجد فقال نور الله قبر عمر كما نور
مساجد الله بالقرآن وكذلك يروى عن عثمان
ابن عفان رضي الله عنه وفي لفظ آخر ان عليا
رضي الله عنه اجتاز بالمساجد وفيها تزهر بالقناديل
والناس يصلون التراويح فقال نور الله عز وجل
على عمر قبره كما نور مساجدنا وروي عن النبي
صلى الله عليه وسلم انه قال من علق في بيت من
بيوت الله قنديلا لم تزل الملائكة تستغفر
له وتصلي عليه وهم سبعون الف ملك حتى
يطفأ ذلك القنديل وعن ابي ذر الغفاري
رضي الله عنه انه قال صلينا مع رسول الله صلى الله
عليه وسلم فلما كانت الليلة الثالثة والعشرون
قام فصلى بنا حتى مضى ثلث الليل ثم لما كانت
الليلة الرابعة والعشرون لم يخرج الينا فلما
كانت الليلة الخامسة والعشرون خرج وصلى
بنا حتى مضى شطر الليل فقلنا له لو نفلتنا ليلتنا
هذه لكان حسنا فقال صلى الله عليه وسلم

اور اس قدر فرشتے ہیں جن کی تعداد اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے اور
سب اللہ تعالیٰ کی لگاتار عبادت میں مصروف رہتے ہیں وہ کبھی
کے لئے بھی نہیں سستاتے، یہ فرشتے رمضان المبارک کی راتوں میں
حق تعالیٰ شانہ سے زمین پر اترنے کی اجازت لے لیتے ہیں اور
نمازیوں کے ساتھ مل کر نماز پڑھتے ہیں پھر اگر کوئی امتی انہیں چھو
لیتا ہے یا فرشتے اسے چھو لیتے ہیں تو اسے ایسی دائمی سعادت
نصیب ہوتی ہے کہ اس کے بعد وہ کبھی بدنصیب و محروم
ہوتے ہی نہیں، حضرت عمر رضؓ نے فرمایا پھر تو ہم اس سعادت
کے بہت ہی حقدار ہیں چنانچہ آپ نے لوگوں کو جماعت کے
ساتھ تراویح پر جمع فرما دیا اور یہ سنت جاری فرما دی حضرت
علی حسب رمضان کی اول رات میں باہر آتے اور مساجد میں
قرآن پاک سنتے تو فرماتے حق تعالیٰ عمر رضؓ کی قبر کو نور سے بھر دے
جس طرح انہوں نے اللہ کی مسجدوں کو قرآن پاک سے منور فرمایا
یہی حضرت عثمانؓ بن عفان سے منقول ہے
اس حدیث کے ایک لفظ میں ہے کہ حضرت علی رضؓ ایک دفعہ مسجد
سے گزرے تو ان میں قندیلیں روشن تھیں اور لوگ تراویح پڑھ
رہے تھے تو آپ نے حضرت عمرؓ کے لئے حسب سابق دعا فرمائی۔
رحمت عالم صلعم نے فرمایا کہ جو اللہ کے کسی گھر میں قندیل لٹکائے تو ستر
ہزار فرشتے برابر اسکے لئے دعائے مغفرت و رحمت کرتے رہتے ہیں جب
تک وہ قندیل جلتی رہے، ابوذر غفاریؓ کا بیان ہے کہ ہم نے رسول اللہ
صلعم کے ساتھ (تراویح کی) نماز پڑھی ۲۳ ویں شب کو آپ نے ہمیں
کھڑے ہو کر نماز پڑھائی حتیٰ کہ تہائی رات گزر گئی پھر آپ ۲۴ ویں
شب کو مسجد میں تشریف نہیں لائے اور ۲۵ ویں شب کو آپ تشریف لائے
اور ہمیں آدھی رات تک نماز پڑھاتے رہے ہم نے کہا کاش ہمیں پوری
رات نماز پڑھاتے تو کیا اچھا ہوتا فرمایا جو امام کیساتھ قیام کرے جب امام

انه من قام مع الامام حتى ينصرف كتب له قيام ليلة ولم يصل بنا فى الليلة السادسة والعشرين فلما كانت الليلة السابعة والعشرون قام بنا وجمع اهله وصلى بنا حتى خشينا ان يفوتنا الفلاح قيل وما الفلاح قال السحور۔

فصل: ويستحب لها الجماعة والجهر بالقراءة لان النبى صلى الله عليه وسلم صلاها كذلك فى تلك الليالى ويكون ابتداؤها فى الليلة التى يسفر صباحها عن رمضان لانها ليلة من شهر رمضان ولان النبى صلى الله عليه وسلم كذلك صلاها ويكون فعلها بعد صلاة العشاء بعد ركعتين بتسليمة لان النبى صلى الله عليه وسلم هكذا صلاها وهى عشرون ركعة يجلس عقب كل ركعتين ويسلم فهى خمس ترويحات كل اربعة منها ترويحة وينوى فى كل ركعتين اصلى ركعتى التراويح المسنونة اذا كان فردا او اذا كان اماما او ماموما ويستحب ان يقرا فى الركعة الاولى منها فى اول ليلة من شهر رمضان الفاتحة وسورة العلق وهى اقرأ باسم ربك الذى خلق لانها اول سورة نزلت من القرآن عند امامنا احمد بن محمد بن حنبل رحمه الله وكذلك عند جميع الائمة رضوان الله عليهم ثم يسجد فى آخرها ثم ينهض فيبدأ بسورة

واپس نہ ہو تو اس کے لئے رات بھر کے قیام کا ثواب لکھا جاتا ہے پھر آپ نے ہمیں ۲۶ ویں شب کو نماز نہیں پڑھائی پھر ۲۷ ویں شب کو آپ نے اپنے تمام گھر والوں کو جمع کیا اور ہمیں رات بھر نماز پڑھاتے رہے، حتیٰ کہ ہمیں فلاح (سحری) کے فوت ہو جانے کا ڈر ہوا۔ فلاح سحری کو کہتے ہیں۔

تراویح با جماعت تراویح کے لئے جماعت اور زور سے قرأت مستحب ہے کیونکہ ان راتوں میں نبی اکرم صلعم نے اسی طرح نماز پڑھی تھی۔ تراویح کا ابتدا رمضان المبارک کی پہلی رات ہی سے کی جانی چاہیئے کیونکہ یہ رات رمضان ہی کی رات ہے اور اس لئے بھی کہ نبی اکرم صلعم نے اسی طرح نماز پڑھی ہے تراویح عشاء کے فرض اور دو سنتیں پڑھ کر پڑھنی چاہئیں کیونکہ نبی صلعم نے اسی طرح نماز تراویح پڑھی ہے تراویح کی بیس رکعتیں ہیں ہر دو رکعت پر سلام پھیرا جاتا ہے اور ہر چار رکعت پڑھ کر قدرے توقف کیا جاتا ہے اس لئے پانچ ترویحات ہوئیں کیونکہ ہر چار رکعتیں ایک ترویحہ ہیں اور ہر دو رکعت کی دل میں یہ نیت کرے کہ میں تراویح مسنونہ کی دو رکعت پڑھتا ہوں خواہ تنہا ہو یا امام ہو یا مقتدی ہو ماہ رمضان کی پہلی رات کی پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ اور سورہ علق کا پڑھنا مستحب ہے کیونکہ سورہ علق اترنے کے اعتبار سے ہمارے امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک قرآن کی سب سے پہلی سورت ہے اور دیگر تمام ائمہ کرام کے نزدیک بھی حق تعالیٰ شانہ کی ان سب پر رضا ہو۔ پھر پہلی رکعت کے سجدے ادا کرنے کے بعد دوسری رکعت کے لئے کھڑا ہو اور سورہ بقرہ شروع کر دے تراویح پڑھانے والوں کے لئے ماہ رمضان المبارک کی

البقرة ويستحب له قراءة الختمة كاملة ليسمع
الناس جميع القرآن فيقفوا على ما فيه من الاوامر
والنواهي والمواعظ والزواجر ولا يستحب
الزيادة على ختمة واحدة لئلا يشق ذلك
على المامومين فيضجروا وتلحقهم السآمة
ويكرهوا الجماعة ويثقلوا بها فيفوتهم اجر
عظيم وثواب جزيل فيكون ذلك بسبب الامام
فيعظم اثمه فيكون من الآثمين وقد قال
النبي صلى الله عليه وسلم في مثل ذلك لمعاذ
رضي الله عنه افتان انت يا معاذ وذلك لما
صلى بقوم وطوّل في القراءة وقطع احدهم
الصلاة وانفرد ثم شكا ذلك الى النبي صلى الله
عليه وسلم ويستحب تاخير الوتر الى آخر صلاة
التراويح ويقرأ في الركعة الاولى سبح اسم
ربك الاعلى وفي الثانية سورة الكافرون و
في الثالثة سورة الاخلاص لان النبي صلى الله
عليه وسلم كذلك كان يصلي ويكره التنفل
بين كل ترويحتين ويكره ان يصلي التراويح
في مسجدين وكذلك صلاة النوافل في
جماعة بعد التراويح في احدى الروايتين لانه
هو التعقيب وذلك مكروه عند الامام
احمد رحمه الله تعالى روي عن انس بن
مالك رضي الله عنه انه كرهه بل ينام
نومة خفيفة ثم يقوم ويأتي بما شاء من
النوافل والتهجد ثم يرجع الى منامه وهي

میں پورے قرآن پاک کا سنانا مستحب ہے تاکہ لوگ تمام
قرآن حکیم سن لیں اور قرآن پاک کے تمام اوامر و نواہی
مواعظ اور توبیخات سے آگاہ ہو جائیں پورے ماہ مبارک
میں ایک ہی قرآن ختم کرنا مستحب ہے زیادہ نہیں تاکہ مقتدیوں
پر گراں نہ گزرے اور وہ تنگ آ کر اکتا نہ جائیں اور جماعت
ان کے لئے بار گراں اور ناپسند ثابت نہ ہو اور اس طرح
وہ اجر عظیم اور بڑے ثواب سے محروم نہ ہو جائیں اور
امام کی وجہ سے ایسا ہو بنا بریں امام گنہ گار ہو اور گناہ میں
سنگینی پیدا ہو جائے اسی جیسی صورت میں سرور عالم
صلعم نے حضرت معاذ رضہ سے فرمایا تھا کہ معاذ کیا تم لوگوں
کو فتنہ میں ڈال رہے ہو؟ کیونکہ انہوں نے لوگوں کو نماز
پڑھائی تھی اور لمبی سورت کی قرأت شروع کر دی تھی
اس پر ایک مقتدی نے نماز توڑ کر اپنی علیحدہ نماز پڑھ
لی تھی۔ اس کی شکایت نبی اکرم صلعم سے کی گئی تھی اس پر آپ نے
حضرت معاذ رضہ کو ان الفاظ سے ڈانٹا تھا۔

وتر تراویح کے اخیر میں پڑھنا مستحب ہے وتر کی پہلی رکعت
میں سبح اسم دوسری میں قل یا ایہا الکافرون اور تیسری میں سورۂ
اخلاص پڑھی جائے کیونکہ نبی اکرم صلعم اسی طرح پڑھا کرتے
تھے، ہر دو ترویحوں کے درمیان نفل کا پڑھنا مکروہ ہے اسی
طرح دو مسجدوں میں تراویح کا پڑھنا مکروہ ہے اسی طرح
ایک روایت کی رو سے تراویح کے بعد جماعت سے نوافل پڑھنے
مکروہ ہیں کیونکہ یہ تکرار ہے اور یہ امام احمدؒ کے نزدیک مکروہ
ہے، حضرت انسؓ بن مالک سے بھی اس کی کراہت منقول ہے
بلکہ تراویح پڑھ کر کچھ دیر سو جانا چاہیئے پھر اُٹھ کر جتنے چاہے
نوافل پڑھے اور تہجد پڑھے پھر سو جائے یہی رات کا اٹھنا ہے

ناشئۃ اللیل التی اثنی اللہ علیھا وذکرھا وقال ان ناشئۃ اللیل ھی اشد وطأ واقوم قیلا والروایۃ الثانیۃ ان ذلک جائز غیر مکروہ لکنہ یؤخرہ لما روی عمر رضی اللہ عنہ قال تدعون فضل اللیل آخرہ الساعۃ التی تنامون احب الیّ من الساعۃ التی تقومون۔

فصل آخر یختم بہ ما یتعلق بلیلۃ القدر و جمیع شھر رمضان قولہ عزوجل تنزل الملائکۃ والروح الذی ھو جبریل علیہ السلام ومعہ سبعون الف ملک وھو امیر علیھم فجبریل علیہ السلام یسلم علی من کان قاعدا والملائکۃ تسلم علی من کان نائما والباری سبحانہ و تعالیٰ یسلم علی عبادہ من کان نائما کما جاز ان یسلم اللہ عزوجل علی عبادہ المومنین من اھل الجنۃ فی الجنۃ بقولہ سلام قولا من رب رحیم فجاز ان یسلم علی عبادہ الابرار فی الدنیا الذین سبقت لھم منا الحسنی والعنایۃ والسعادۃ فی الازل الفانین عن الخلق الباقین بالرب المطمئنین الی الحق فلا یبقی فی لیلۃ القدر بقعۃ الا وعلیھا ملک ساجد او قائم یدعو للمومنین والمومنات الا ان تکون کنیسۃ او بیعۃ او بیت النار او بیت الوثن او بعض اماکنھم التی یطرحون فیھا الخبث فلا یزالون یدعون لیلتھم تلک للمومنین والمومنات واما جبریل علیہ السلام فلا یدع احدا من المومنین والمومنات الا یسلم

جس کا حق تعالیٰ نے سورہ مزمل میں ذکر فرمایا ہے اور اٹھنے والوں کی تعریف فرمائی ہے فرمایا بلاشبہ رات کا اٹھنا بڑا دشوار ہے جس سے نفس پامال ہوتا ہے اور اس وقت ذکر براہ راست دل سے ہوتا ہے دوسری روایت کی رو سے وہ بلا کراہت کے جائز ہے لیکن پچھلی رات میں پڑھو کیونکہ حضرت عمرؓ نے فرمایا تم آخری رات کی فضیلت چھوڑ بیٹھے ہو، رات کے جس حصّہ میں لوگ سوتے ہیں وہ مجھے اس حصّہ سے زیادہ پیارا ہے جس میں وہ تراویح پڑھتے ہیں۔

متعلقات شب قدر و ماہ رمضان حق تعالےٰ نے فرمایا شب قدر میں فرشتے اور روح القدس اترتے ہیں اس رات روح الامین (حضرت جبریلؑ) کی سرکردگی میں ستر ہزار فرشتے آسمان سے زمین پر اترتے ہیں۔ حضرت جبرئیل سب کے امیر ہوتے ہیں اور آپ تمام بیٹھے ہوئے مسلمانوں کو سلام کرتے ہیں اور دیگر فرشتے لیٹے ہوؤں کو سلام کرتے ہیں اور حق تعالےٰ اپنے عبادت گزار بندوں کو جو شب بیدار ہیں اور نماز میں مصروف ہیں سلام کہتے ہیں جیسے یہ مسلم ہے کہ حق تعالیٰ اہل جنت کو جنت میں سلام فرمائے گا چنانچہ فرمایا کہ مہربان پروردگار سلام کریگا اسی طرح یہ بھی جائز ہے کہ حق تعالیٰ اپنے اولیاء و مقرب بندوں کو دنیا میں بھی سلام کرے جن کے لئے اللہ کی طرف سے جنت سبقت کر چکی ہے اور جن کے قدم ازل میں نوازش و سعادت چوم چکی ہے جو گویا مخلوق سے فنا ہو چکے ہیں اور اپنے رب سے وابستہ رہ کر باقی ہیں اور حق تعالےٰ کے ذکر سے انہیں آرام و چین حاصل ہوتا ہے شب قدر میں کوئی ایسی جگہ باقی نہیں رہتی جہاں کوئی نہ کوئی فرشتہ سجدے میں پڑا ہوا یا قیام میں کھڑا ہوا نہ ہو اور مومن مردوں اور خواتین اسلام کے لئے دعا نہ کر رہا ہو البتہ یہودیوں اور عیسائیوں کی عبادت گاہیں آتش کدے، بتکدے اور گندگیاں مستثنیٰ ہیں فرشتے اس رات میں رات بھر فرزندان و دختران اسلام کے لئے دعائیں مانگتے رہتے ہیں اور حضرت جبرئیل علیہ السلام کا تو یہ حال ہوتا ہے کہ وہ

عليه ويصافحه ويقول له ان كنت في الطاعة فسلام عليك بالقبول والاحسان وان كنت في المعصية فسلام عليك بالغفران وان كنت في النوم فسلام عليك بالرضوان وان كنت في القبر فسلام عليك بالروح والريحان فهو قوله عزوجل من كل امر سلام وقيل ان الملائكة تسلم على اهل الطاعات ولا تسلم على اهل العصيان فمنهم الظلمة ليس لهم نصيب في سلام الملائكة وآكل الحرام وقاطع الرحم والنمام وآكل اموال اليتامى فهولاء ليس لهم نصيب في سلام الملائكة فاى مصيبة اعظم من هذه المصيبة يمضى شهرا اوله رحمة واوسطه مغفرة وآخره عتق من النار ولا يكون ذلك حظ في سلام ملائكة رب العصاة والابرار فهل كان ذلك الا لبعدك من الرحمن وكونك من اهل الطغيان وموافق الشيطان وتخليك بحلية سالكي سبيل النيران وبعدك وتجانبك عن سالكي سبيل الجنان وهجرانك لطاعة من بيده الضر والاحسان فشهر رمضان شهر الصفا وشهر الوفا وشهر الذاكرين وشهر الصابرين وشهر الصادقين فاذا لم يؤثر في اصلاح قلبك وانقلاعك عن معاصي ربك و مجانبة اهل الشقاء والجرائم فما الذى يؤثر في قلبك فاى خير يرجى فيك واى بقية بقيت فيك واى فلاح يترقب منك فتنبه يا

ایک ایک مومن مرد اور عورت کو سلام و مصافحہ کئے بغیر نہیں رہتے آپ اس طرح سلام کہتے ہیں کہ اگر آپ اطاعت گذار بندے ہیں تو آپ پر قبولیت و احسان کے ساتھ سلام ہو اور اگر فسق و فجور میں مبتلا ہیں تو بخشش کے ساتھ سلام ہو اور اگر آپ سو رہے ہیں تو آپ پر رضائے باری تعالیٰ کے ساتھ سلام ہو اور اگر آپ قبر میں ہیں تو آپ پر رحمت و رزق کے ساتھ سلام ہو اسی کی طرف حق تعالیٰ نے من کل امر سلام سے اشارہ فرمایا ہے کہ ہر حال کی طرف سے ایک سلام ہے کہتے ہیں کہ فرشتے فرمانبرداروں کو سلام کہتے ہیں غداروں کو نہیں انہیں غداروں میں سے ظالم ہیں لہٰذا ظالموں کے لئے سلام میں ذرا سا بھی حصہ نہیں اسی طرح حرام خوروں کا رشتے توڑنے والوں کا چغلی کھانے والوں کا اور یتیموں کا مال کھانے والوں کا فرشتوں کے سلام میں حصہ نہیں لہٰذا اس سے بڑھ کر اور کونسی مصیبت ہوگی کہ رمضان کا مبارک و عظیم مہینہ جس کے اول میں رحمت، درمیان میں مغفرت اور آخیر میں آگ سے برأت ہے گزر جائے اور تم کو ان فرشتوں کے سلام میں کچھ بھی حصہ نہ ملے جو فرمانبرداروں اور غداروں کے رب کے فرشتے ہیں اس کی وجہ بجز اس کے کچھ نہیں کہ تم اپنے مشفق و مہربان اللہ سے بہت دور ہو اور سرکش، مفسد اور رذیل ہو اور شیطان کے مرید ہو اور جہنم کی راہ پر چلنے والوں کے قدم بہ قدم ہو اور جنت کے راستہ پر چلنے والوں سے کوسوں دور ہو اور تم اس کی اطاعت سے روگرداں ہو جس کے ہاتھ میں نفع و نقصان ہے۔

ماہ رمضان کیا ہے؟ رمضان طہارت و وفا کا مہینہ ہے، ذکر کرنے والوں کا مہینہ ہے صبر کرنے والوں کا مہینہ ہے اور سچ بولنے والوں کا مہینہ ہے اگر اس مہینہ میں تمہارے دل کی اصلاح نہیں ہوئی اور تم اپنے رب کے گناہوں سے باز نہیں آئے اور بدبختوں اور مجرموں سے علیحدہ نہیں ہوئے تو پھر کونسا مہینہ اور کونسا وقت تمہاری اصلاح

مسكين لما حل بك واستيقظ من رقدتك و
غفلتك وانظر الى الذى دهاك وشيع بقية
شهرك بالتوبة والانابة وتمتع فيها بالاستغفا
والطاعة لعلك تكون ممن تناله الرحمة والرأفة
وتودعها باسبال العبرات وابك على نفسك
المشؤمة بالعويل والويل والنياحات فكم من
صائم لا يصوم غيره ابدا وكم من قائم لا
يقوم بعده ابدا والعامل يعطى اجره عند
فراغه من عمله وقد فرغنا من العمل فليت
شعرى امقبول صيامنا وقيامنا ام مضروب بها
وجوهنا يا ليت شعرى من المقبول منا فنهنيه
ومن المردود منا فنعزيه وقال النبى صلى الله عليه
وسلم رب صائم ليس له من صيامه الا الجوع
والعطش ورب قائم ليس له من قيامه الا السهر
السلام عليك يا شهر الصيام السلام عليك يا
شهر القيام السلام عليك يا شهر الايمان
السلام عليك يا شهر القرآن السلام عليك يا
شهر الانوار السلام عليك يا شهر المغفرة
والغفران السلام عليك يا شهر الدرجات و
النجاة من الدركات السلام عليك يا شهر
التائبين العابدين السلام عليك يا شهر العارفين
السلام عليك يا شهر المجتهدين السلام عليك
يا شهر الامان كنت للعاصين حبسا وللمتقين
انسا السلام على القناديل والمصابيح الزاهرة
والعيون الساهرة والدموع الهاطلة والمحاريب

کریگا اور تم سے کس خیر کی امید کی جاسکتی ہے اور کونسی بدنصیبی ہے جو تم سے
چھوٹ گئی ہو اور تم سے کس فلاح کی امید باندھی جاسکتی ہے؟ قابل رحم بھائی
اس مبارک وقت کو غنیمت جان جو آج تجھ پر سایہ فگن ہے اور خواب غفلت
سے جاگ جا اور جس نعمت نے تیرے قدم چومے ہیں اس کی قدر کر اور جتنا رمضان
باقی ہے اسے توبہ و استغفار کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرکے رخصت
کر اور اس میں استغفار و عبادت سے جس قدر بھی فائدہ اٹھایا جاسکے فائدہ
اٹھا شاید تو ان سعادت مندوں کی جماعت میں شامل ہو جائے جن کی قسمت
میں رحمت و رأفت ہے اور رمضان کو موٹے موٹے آنسو بہا کر رخصت کر اور اپنی
بدنصیبی پر جتنا بھی رویا جاسکے رو چیخ چیخ کر آہیں بھر کر اور کف افسوس مل کر
ذرا غور تو کر کہ بہت سے ایسے روزے دار ہیں کہ اس رمضان کے بعد انہیں پھر کبھی
روزے نصیب نہ ہونگے اور بہت سے ایسے شب بیدار ہیں کہ اس رمضان
کے بعد انہیں جاگنے کی راتیں نہ ملیں گی اور مزدور کو کام سے فارغ ہو کر
مزدوری دی جاتی ہے ہم کام سے فارغ ہو چکے کاش ہمیں معلوم ہو جاتا کہ
ہمارے دن کے روزے اور رات کی عبادت درجہ قبولیت حاصل کر چکے یا
ہمارے مونہوں پر مار دئے گئے کاش ہم جانتے کہ حق تعالیٰ کی نگاہ میں کونسے بندے
مقبول ہیں کہ ہم انہیں مبارکباد دیں اور کونسے مردود ہیں کہ ہم ان سے اظہار ہمدردی کریں
ہمارے پیارے پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ بہت سے روزے داروں
کو بجز بھوکا اور پیاسا رہنے کے کچھ نہیں اور بہت سے شب بیداروں کو بجز جاگنے کے
شب بیداری سے کچھ حاصل نہیں ہوتا اے روزوں کے مہینے تجھ پر سلامتی ہو اور
شب بیداری کے مہینے تجھ پر سلام ہو اے ایمان و قرآن کے مہینے تو سلامت رہے
اے انوار و تجلیات کے مہینے ہمارا سلام قبول کر اے رحمت و بخشش کے مہینے ہم
تجھے سلام کرتے ہیں اے وہ ماہ جس میں مومن کے درجات بلند ہوتے ہیں اور
اے درکات جہنم سے نجات ملتی ہے ہمارا سلام عقیدت قبول فرما اے توبہ کرنے
والوں اور عبادت گزاروں کے مہینے تیرے لئے سلامتی کی دعائیں ہیں اے عارفوں
کے مہینے کاش تو ہمیشہ رہتا اے مجتہدوں کے مہینے تو ہم سے کبھی جدا نہ ہوتا اے امن کے

المنورة والعبرات المسكبة المتفطرة والانفاس الصاعدة من القلوب المحترقة اللهم اجعلنا ممن تقبلت صيامهم وصلاتهم وبدلت سيئاته بحسناته وادخلته برحمتك فى جناتك ورفعت درجاته يا ارحم الراحمين۔

فصل : فى ذكر الفطر قال الله تعالى قد افلح من تزكى و ذكر اسم ربه فصلى قوله قد افلح فالفلاح على وجهين احدهما الفوز بالجنة والنجاة من النيران فى العقبى ومن الآفات والبليات فى الدنيا والثانى اليمن والسعادة بالتوفيق للطاعة فى الدنيا والخلود فى الجنان فى الاخرى قال الله عزوجل قد افلح المومنون يعنى سعدوا ونظيره قد افلح من تزكى اى وفق للزكاة وتطهيره ايمانه ونقواه من الآثام واما من لم يزك فلا فلاح له قال الله عزوجل لا يفلح المجرمون اى لا يفوزون ولا يسعدون واما قوله من تزكى فقد اختلف فى ذلك فقال ابن عباس رضى الله عنهما يعنى من تطهر من الشرك بالايمان وقال الحسن رحمه الله من تزكى يعنى من كان صالحا و عمله زاكيا ناميا وقال ابو الاحوص اعنى به زكاة الاموال كلها وقال قتادة وعطاء رحمهما الله اراد به زكاة الفطر لا غيره وقوله و ذكر اسم ربه فصلى قد اختلف فى

مہینے جو غداروں کیلئے حبس ہے اور فرمانبرداروں کیلئے انیس ہے تجھ پر بیشمار سلامتیاں ہوں اے قندیلوں اور روشن چراغوں کے بیدار آنکھوں اور گرنے والے آنسوؤں کے روشن مسجدوں کے آنکھوں سے بہنے اور ٹپکنے والے گرم گرم آنسوؤں کے اور دلوں سے اٹھنے والی جلی ہوئی آہوں کے مہینے خدا حافظ، اے اللہ ہمیں بھی اس جماعت میں شامل فرما لیجئے جن کے آپ نے روزے اور نمازیں قبول فرمالی ہیں جنکی برائیوں کو نیکیوں سے بدل دیا ہے اور جن خوش نصیبوں کو آپ نے اپنی رحمت سے اپنی جنتوں سے نواز دیا ہے اور درجات بلند عطا فرمائے ہیں اے سب سے زیادہ مہربان معبود ہماری یہ دعا قبول فرما آمین ثم آمین۔

عید الفطر حق تعالیٰ جل مجدہ فرماتے ہیں اسے کامرانی مل گئی جو پاک ہوا اور اس نے اپنے پروردگار کے نام کا ذکر کیا (نماز میں تکبیر زوائد جو بارہ ہیں کہیں) اور دوگانہ ادا کیا۔ فلاح (کامرانی) کی دو صورتیں ہیں ایک صورت تو یہ ہے کہ انسان آخرت میں جہنم سے نجات پا جائے اور اسے جنت مل جائے اور دنیا میں آفات و حوادث سے محفوظ رہے دوسری صورت یہ ہے کہ انسان کو حق تعالیٰ دنیا میں عبادتوں کی توفیق عطا فرما دے اور اس طرح اسے دنیا میں خوش نصیبی اور سعادت مل جائے اور آخرت میں وہ نعمتوں سے بھرپور جنت مل جائے جس کے لئے دنیا میں عمر بھر دوڑ دھوپ کرتا رہا فرمایا مومن کامرانی حاصل کر چکے یعنی مومن ہر طرح کی سعادت لوٹ چکے اسی آیت کے ہم معنی ہے قد افلح من تزکی ہے یعنی جن کو ایمان کے تزکیہ و تطہیر کی اور گناہوں سے بچنے کی توفیق نہیں دی گئی ان کے لئے بدبختی ہی بدبختی ہے اور فلاح نہیں فرمایا، مجرم فلاح نہیں پاتے یعنی مجرم کامیاب نہیں ہوتے۔ اور سعادتیں ان کے قدم نہیں چومتی۔ تزکی میں اختلاف ہے حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں یعنی جو ایمان لاکر شرک سے پاک ہوا۔ حسنؒ: یعنی جو صالح ہوا اور اس کا عمل پاکیزہ اور بڑھنے والا ہوا۔ ابو الاحوص: یعنی جس نے اپنے ہر قسم کے مال کی زکوٰۃ نکالی، قتادہؒ، عطاءؒ: یہاں صرف فطرہ مراد ہے کچھ اور مراد نہیں۔

و ذکر اسم ربہ فصلی میں بھی اختلاف ہے، ابن عباسؓ: یعنی توحید کا قائل ہوا

ذلک ایضا فقال ابن عباس رضی اللہ عنہما معناہ وحد اللہ تعالیٰ وصلی الصلوات الخمس وقال ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ ذکر اسم ربہ بالتکبیر وصلی یعنی خرج الی العید فصلی وقال وکیع بن الجراح رحمہ اللہ زکاۃ الفطر لرمضان کسجدۃ السھو للصلاۃ وفرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زکاۃ الفطر طھرۃ للصائم من الرفث فکأنھا جبران للصائم لما دخلہ من النقصان بالآثام من اللغو والرفث والکذب والغیبۃ والنمیمۃ واکل الشبھات والنظر الی المستحسنات فجعلت الفطرۃ مکفرۃ لھا متممۃ للصیام جابرۃ لھا کالتوبۃ للذنوب والاستغفار لھا والسجود للسھو فکأنما السجود للسھو شرع ترغیما للشیطان اذا کان ھو السبب فی ذلک فکذلک التوبۃ من المعاصی والفطرۃ لرمضان شرعتا ترغیما لہ لان المعاصی الرفث الحاصل فی الصیام سببہ الشیطان اعاذنا اللہ وجمیع المومنین من مکایدہ ومصایدہ وغوائلہ وسلمنا من آفات الدنیا وبلائھا واخرجنا منھا برحمتہ ومنہ آمین۔

فصل: وانما سمی العید عیدا لانہ یعید اللہ الی عبادہ الفرح والسرور فی یوم عیدھم وقیل انما سمی عیدا لانہ فیہ عوائد الاحسان من اللہ وفوائد الامتنان منہ للعبد وقیل لانہ یعود العبد فیہ الی التضرع والبکاء ویعود

اور پنجگانہ نمازیں ادا کرتا رہا۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ: یعنی تکبیریں کہتا ہوا عیدگاہ گیا اور دوگانہ ادا کیا۔

وکیع بن جراحؒ: رمضان کا فطرہ نماز کے سجدہ سہو کی طرح ہے۔ سرور عالم صلعم نے فطرہ روزے داروں کو گناہوں سے پاک کرنے کے لئے فرض فرمایا ہے، روزوں میں گناہوں (لغو، فحش، جھوٹ، غیبت، چغلی، شبہ والے کھانا کھانے اور خوبصورتی کی طرف دیکھنے) سے جو کمی آتی ہے اس کی تلافی کے لئے فطرہ ہے تاکہ روزوں کا ثواب پورا پورا ملے اور فطرہ نقصانات کا کفارہ ہو جائے جیسے استغفار کر کے گناہوں سے توبہ کی جاتی ہے اور سہو کا سجدہ کیا جاتا ہے اور یہ توبہ اور سجدہ سہو گناہوں کا اور نماز میں کمی بیشی کا کفارہ بن جاتا ہے پھر جیسے سجدۂ سہو شیطان کو ذلیل کرنے کے لئے ہے کیونکہ شیطان ہی نماز میں بھول کا سبب ہے اسی طرح گناہوں سے توبہ اور رمضان کے روزوں کا فطرہ ہے کہ شیطان ان سے ذلیل و خوار ہوتا ہے کیونکہ گناہ سے توبہ اور رمضان کے روزوں کا فطرہ ہے کہ شیطان ان سے ذلیل و خوار ہوتا ہے کیونکہ گناہوں کا اور فحش کلامی کا سبب شیطان ہی ہے حق تعالیٰ جل مجدہٗ ہمیں اور تمام مسلمانوں کو شیطان کی مکاریوں، پھندوں اور ہلاکتوں سے بچائے اور ہمیں دنیوی آفات و حوادث سے محفوظ فرمائے اور اپنے احسان و کرم اور نوازش و مہربانی سے ہمیں صحیح و سالم دنیا سے نکال کر لے جائے آمین ثم آمین۔

عید کی وجہ تسمیہ

عید کو عید اس لئے کہا جاتا ہے کہ حق تعالیٰ عید کے دن اپنے بندوں پر فرحت و سرور سال کے سال لوٹا کر لاتا ہے یا اس لئے کہ عید کے دن بندوں پر حق تعالیٰ کے احسانات و فوائد بار بار لوٹ کر آتے ہیں یا اس لئے کہ بندے عید کے دن ہر سال اپنے اللہ کے سامنے روتے اور گڑگڑاتے ہیں اور حق تعالیٰ انہیں بار بار ہبات و عطیات سے نوازتا

الرب عزوجل فيه الى الهبة والعطاء وقيل انهم
عادوا الى مثل ما كانوا عليه من الطهارة وقيل
معناه عادوا من طاعة الله الى طاعة الرسول
صلى الله عليه وسلم ومن الفريضة الى السنة
ومن صوم رمضان الى صوم ستة ايام من شوال
وقيل انما سمي عيدا لانه يقال للمؤمنين فيه عودوا
الى منازلكم مغفورا لكم وقيل انما سمي العيد
عيدا لان فيه ذكر الوعد والوعيد ويوم الجزاء
والمزيد ويوم عتق الاماء والعبيد واقبال الحق
الى القريب من خلقه والبعيد ووجود الانابة
والاوبة من العبد الضعيف الى الغفور الودود
وقال وهب بن منبه رحمه الله خلق الله الجنة
يوم الفطر وغرس شجرة طوبى يوم الفطر واصطفى
جبريل عليه السلام للوحي يوم الفطر والسحرة
وجدوا المغفرة يوم الفطر روي عن النبي صلى الله
عليه وسلم انه قال اذا كان يوم الفطر وخرج
الناس الى الجبانة اطلع الله تعالى عليهم فيقول
عبادي لي صمتم ولي صليتم انصرفوا مغفورا لكم
وروي عن انس بن مالك رضي الله عنه ان النبي
صلى الله عليه وسلم قال ليلة الفطر يوفي الله
تعالى فيها اجر من صام شهر رمضان فيامر الله
تعالى غداة الفطر الملائكة فيهبطون الى الارض
ويقفون على افواه السكك ومجامع الطرق فينادون
بصوت يسمعه جميع الخلائق الا الانس والجن
يا امة محمد اخرجوا الى ربكم عزوجل يقبل

رہتا ہے یا اس لئے کہ عید کے دن اللہ کے بندے اپنی حسب سابق پاکی کی طرف لوٹ جاتے ہیں یا حق تعالیٰ شانہ کی اطاعت سے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی طرف فرض روزوں سے سنت کی طرف اور ماہ رمضان کے روزوں سے شوال کے چھ روزوں کی طرف لوٹ آتے ہیں یا اس لئے کہ اس دن ایمان والوں سے کہا جاتا ہے کہ اپنے اپنے گھر بخشے بخشائے لوٹ جاؤ، یا اس لئے کہ یہ وعدہ اور وعیدوں کا دن ہے اور بدلہ دئے جانے کا اور مزید بخشش کا دن ہے اور کنیزوں اور غلاموں کی آزادی کا دن ہے اور اس دن حق تعالیٰ شانہ اپنے قریب و بعید بندوں کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور کمزور بندے اپنے بخشنے والے اور محبت کرنے والے معبود کی طرف رجوع کرتے ہیں اور اس سے بھاگے ہوئے اس کے پاس لوٹ آتے ہیں۔

وہب بن منبہ: حق تعالیٰ نے جنت عید کے دن پیدا کی، درخت طوبیٰ عید کے دن لگایا، حضرت جبرئیل کو وحی کے لئے عید کے دن چنا اور عید ہی کے دن فرعون کے جادوگر بخشے گئے۔

رحمت عالم صلعم نے فرمایا کہ عید کے دن جب لوگ عیدگاہ کی طرف روانہ ہوتے ہیں تو حق تعالیٰ شانہ انہیں جھانک کر فرماتا ہے کہ اے میرے بندو تم نے میرے ہی لئے روزے رکھے اور میرے ہی لئے نمازیں پڑھیں جاؤ میں نے تمہیں بخش دیا۔ حضرت انسؓ بن مالک کا بیان ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عید رات کو حق تعالیٰ شانہ رمضان میں روزے رکھنے والوں کو پورا پورا اجر عطا فرماتا ہے اور عید کی صبح کو فرشتوں کو حکم فرماتا ہے کہ زمین پر اتر کر جاؤ چنانچہ فرشتے زمین پر اتر آتے ہیں اور ہر گلی اور آباد راستے کے کنارے پر کھڑے ہوجاتے ہیں اور بلند آواز سے جسے انسان و جن کے علاوہ اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق سنتی ہے اعلان کرتے ہیں اے امت محمدؐ! اپنے عزت و جلال والے رب کی طرف نکل کر آؤ جو عمل قلیل قبول فرما کر اجر جزیل عطا فرماتا ہے اور بڑے

القليل ويعطي الجزيل ويغفر الذنب العظيم فاذا
برزوا الى مصلاهم وصلوا ودعوا المريدع لهم
الرب تبارك وتعالى حاجة الا قضاها ولا سؤالا
الا اجابه ولا ذنبا الا غفره فينصرفون مغفورا لهم
وفي حديث ابن عباس رضي الله عنهما فاذا كانت
ليلة الفطر سميت تلك الليلة ليلة الجائزة،
واذا كان غداة الفطر بعث الله ملائكته
في كل البلاد فيهبطون الى الارض فيقومون
على افواه السكك وينادون بصوت يسمعه
كل من خلق الله تعالى الا الجن والانس فيقولون
يا امة محمد اخرجوا الى رب كريم يعطي الجزيل
ويغفر الذنب العظيم فاذا برزوا الى مصلاهم
يقول الله تعالى لملائكته يا ملائكتي فيقولون
لبيك وسعديك فيقول لهم ما جزاء الاجير
اذا عمل عمله فيقولون الهنا وسيدنا ومولانا
توفيه اجره قال فيقول الجليل جل جلاله اشهد
كم يا ملائكتي اني قد جعلت ثواب صيامهم
من شهر رمضان وقيامهم رضائي ومغفرتي ثم
يقول يا عبادي سلوني فوعزتي وجلالي لا تسألوني
اليوم في جمعكم هذا شيئا لآخرتكم الا اعطيتكم
ولا لدنياكم الا نظرت لكم وعزتي وجلالي لاسترن
عليكم عثراتكم ما راقبتموني ولا اخزيكم
ولا افضحكم بين اصحاب الحدود انصرفوا
مغفورا لكم قد ارضيتموني ورضيت عنكم
قال فتفرح الملائكة وتستبشر بما يعطي الله عز وجل

سے بڑا گناہ بخش دیتا ہے پھر جب مسلمان عیدگاہ پہنچ کر نماز پڑھ لیتے
ہیں اور دعائیں مانگتے ہیں تو حق تعالیٰ سے جو مراد مانگتے ہیں حق تعالیٰ ان کی
وہی مراد بر لاتا ہے اور جو مانگتے ہیں وہی دیتا ہے اور جس گناہ سے توبہ
کرتے ہیں وہی معاف فرما دیتا ہے پھر وہ گھر اس حال میں لوٹتے ہیں
کہ ان کے تمام گناہ معاف ہوتے ہیں اور بخشے ہوئے ہوتے ہیں حضرت
ابن عباس والی حدیث میں ہے کہ عید الفطر کی رات کو لیلۃ الجائزہ کہا جاتا ہے
اور عید الفطر کی صبح کو حق تعالیٰ شانہ تمام شہروں میں فرشتے پھیلا دیتا ہے
فرشتے زمین پر اتر کر ہر گلی اور ہر راستے کے سرے پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور
بلند آواز سے جسے بجز انسانوں اور جنوں کے اللہ کی ساری مخلوق سنتی
ہے یہ اعلان کرتے ہیں کہ اے امت محمد! اپنے عزت والے رب کی طرف
نکل کر آؤ جو اجر جزیل عطا فرماتا ہے اور عظیم گناہ بھی بخش دیتا ہے
پھر جب مسلمان عیدگاہ میں جمع ہو جاتے ہیں تو حق تعالیٰ فرشتوں کو
آواز دیتا ہے کہ اے میرے فرشتو! فرشتے کہتے ہیں کہ ہم حاضر ہیں،
فرماتا ہے جب مزدور اپنا کام کر چکے تو اس کی کیا جزا ہے؟ فرشتے عرض
کرتے ہیں کہ اے ہمارے معبود ہمارے سردار اور ہمارے آقا آپ اسے
اس کی پوری پوری مزدوری دیں، فرماتا ہے: فرشتو! میں تم کو گواہ
بناتا ہوں کہ میں نے اپنے بندوں کے لئے ماہ رمضان کے روزوں اور
شب بیداری کے صلہ میں اپنی رضا اور مغفرت مقرر کر دی پھر حق تعالیٰ
شانہ فرماتا ہے کہ اے میرے بندو! مجھ سے مانگو مجھے اپنی عزت وجلال
کی قسم تم آج اس اجتماع میں اپنی آخرت کے سلسلہ میں جو کچھ مانگو گے وہ
میں تم کو ضرور دوں گا اور دنیا کے بارے میں جو کچھ مانگو گے اسے میں تم
کو حسب مصلحت دوں گا مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم میں تمہاری
لغزشوں پر پردہ ڈال دوں گا جب تک تم میری شریعت کے
پابند رہو گے۔ اور گنہگاروں میں تم کو ذلیل ورسوا نہیں کروں گا لہٰذا
اس حال میں گھروں کی طرف لوٹ جاؤ کہ تم بخش دئے گئے، تم نے مجھے

هذه الامة اذا افطروا من شهر رمضان ۔

فصل : والاربعة اعياد لاربعة اقوام آخرها

عيد قوم ابراهيم قوله عزوجل فنظر نظرة فى النجوم فقال انى سقيم وذلك ان قومه خرجوا الى عيد لهم فتخلف ابراهيم عليه السلام عنهم واعتل بعلة ولم يخرج معهم لانه لم يكن على دينهم فلما خرجوا اخذ فأسا وكسر اصنامهم وجاء بالفأس فوضعه فى عنق الصنم الكبير فلما رجعوا قالوا من فعل هذا بآلهتنا القصة الى آخرها فغار خليل الرحمٰن عليه السلام لربه فأتعب يده بكسر الاصنام وخاطر بنفسه فى ولاية رب الانام فاكرمه ربه بالخلة واحيا على يده الطيور الميتة واخرج من ظهره اهل الرسالة والنبوة وجعله ابا المصطفى خير البرية صلى الله عليه وسلم واما العيد الثانى فهو عيد قوم موسىٰ كليم الرحمٰن عليه السلام قوله عزوجل موعدكم يوم الزينة قيل سمى يوم الزينة لانه عزوجل زين موسىٰ وقومه باهلاك عدوهم فرعون وقومه فخرج مع فرعون وقومه اثنان وسبعون ساحرا وقيل ثلاثة وسبعون ومعهم سبعمائة عصا وحبل وجعلوا فى وسط العصا الملتفة بالحبال الزيبق والخلائق قيام على الرمضاء واشتد حر الشمس فنال الزيبق فسعت العصى الملتفة بالحبا فتخيل للناس انها حيات تسعى وهى لا تتحرك

راضی کر لیا اور میں تم سے راضی ہو گیا حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ عید کے دن حق تعالیٰ اس امت کو جو کچھ عطا فرماتا ہے اس سے نتیجے خوش ہوتے ہیں اور کھل اُٹھتے ہیں

چار قوموں کی چار عیدیں

چار قوموں کی چار عیدیں ہیں ایک عید حضرت ابراہیمؑ کی قوم کی ہے فرمایا: پھر آپ نے تاروں پر ایک نگاہ ڈالی اور فرمایا کہ میں بیمار ہوں اس کی تفصیل یہ ہے کہ خلیل اللہ کی قوم اپنی عید کے لئے میدان میں نکلی لیکن خلیل اللہ نہیں نکلے اور بیماری کا عذر پیش کیا کیونکہ آپ قوم کے دین پر نہ تھے جب سب لوگ چلے گئے اور سناٹا ہو گیا تو آپ نے کلہاڑی لیکر تمام بت توڑ ڈالے اور سب سے بڑے بت کے کندھے پر کلہاڑی رکھ دی جب لوگ واپس آئے تو پوچھنے لگے کہ اے ابراہیم یہ فعل ہمارے بتوں کے ساتھ کس نے کیا ہے؟ خلیل اللہ کو اپنے رب کی وجہ سے غیرت آئی اور آپ نے بت توڑنے کی زحمت گوارا کی اور رب العالمین کی محبت کی خاطر اپنی جان خطرے میں ڈال دی بالآخر آپ کے رب نے آپ کو خلت (دوستی) کی عزت سے سرفراز فرمایا اور آپ کے ہاتھوں پر مرے ہوئے پرندوں کو زندہ فرما دیا اور آپکی پشت سے ارباب رسالت و نبوت پیدا فرمائے اور آپ کو تمام مخلوق میں بہترین انسان یعنی پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کا والد بنایا۔ دوسری عید حضرت موسےٰ علیہ السلام کی قوم کی ہے فرمایا تمہارے وعدے کا وقت زینت کا دن ہے اس دن کو زینت کا دن اس لئے کہا گیا کہ حق تعالیٰ نے اس دن فرعون کو اور اس کی قوم کو تباہ کر کے حضرت موسےٰؑ کو اور آپ کی قوم کو زینت بخشی اور اس دن کو ان کے لئے عید کا دن مقرر فرمایا۔ بالآخر فرعون کے اور اس کی قوم کے ساتھ ۷۲ یا ۷۳ جادوگر حاضر ہوئے جن کے ساتھ سات سو عصا اور رسیاں تھیں جن کے وسط میں پارہ بھرا ہوا تھا لوگ دھوپ اور گرمی میں مقابلہ دیکھنے کے لئے کھڑے تھے سورج کی گرمی زور پکڑ گئی تھی جس سے پارہ پگھل گیا تھا اور لکڑیاں جن پر رسیاں لپٹی ہوئی تھیں دوڑنے لگی تھیں لوگوں کو وہم ہوا کہ سانپ

فاوجس فی نفسہ خیفۃ موسیٰ علی قومہ قال ربما
یتوھمون ان الذی فعلوہ حق فینقص ایمانھم او
یرتدون فقال اللہ تعالیٰ لموسیٰ علیہ السلام والق
عصاک فالقاھا فاذا ھی حیۃ کاعظم جمل یکون
ولھا عینان تتقدان نارا ودمدمۃ وھیبۃ فاقبلت
علی ماصنعوا من السحر والحبال والعصی فتلقفتھا
یعنی تلقمتھا باسرھا ولم تتغیر بانتفاخ بطن ونقصان
حرکۃ ولازاد فی طولھا ولا فی عرضھا فالقی السحرۃ
ساجدین للہ عزوجل وکان اکبرھم اسمہ شمعون
فقالوا آمنا یعنی صدقنا برب ھارون وموسیٰ ثم
اقبلت الحیۃ علی عسکر فرعون وقومہ فانھزموا
وقیل مات منھم خمسون الفا القصۃ بطولھا و
اما الثالث فھو عید عیسیٰ علیہ السلام وقومہ
قولہ تعالیٰ اللھم ربنا انزل علینا مائدۃ من السماء
تکون لنا عیدا لاولنا وآخرنا وآیۃ منک الآیۃ
وذلک ان الحواریین قالوا یا عیسیٰ ھل یستطیع
ربک ان یطیعک ان سالتہ ان ینزل علینا مائدۃ
من السماء قال لھم عیسیٰ علیہ السلام اتقوا اللہ
فلاتسألوہ البلاء ان کنتم مومنین فانھا ان انزلت
ثم کذبتم بھا عوقبتم قالوا نرید ان ناکل منھا
فقد جعنا وتطمئن قلوبنا یعنی تسکن قلوبنا الی ما
تدعونا الیہ من الایمان والتصدیق ونعلم ان قد
صدقتنا بانک نبی ورسول ونکون علیھا یعنی
علی المائدۃ من الشاھدین عند بنی اسرائیل
اذا رجعنا الیھم والحواریون ھم الذین اجابوا

دوڑ رہے ہیں حالانکہ وہ اصل میں متحرک نہ تھیں حضرت موسیٰ بھی دل ہی
دل میں ڈرنے لگے جس کی آپ نے اپنی قوم کو خبر نہیں ہونے دی فرمایا
کہ جو لوگ یہ وہم کرتے ہیں کہ وہ اصلی سانپ تھے یا تو ان کے ایمان میں
نقص ہے یا مرتد ہیں حق تعالیٰ شانہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا
کہ اپنا عصا زمین پر ڈال دیجئے پھر یکایک وہ ان جھوٹے سانپوں کو نگل
جائے گا جو جادوگروں نے بنائے ہیں بالآخر حضرت موسیٰؑ نے اپنا عصا
ڈال دیا پھر اچانک وہ ایک بڑے اونٹ کے برابر اژدھا بن گیا اس کی
دونوں آنکھیں آگ کے انگاروں کی طرح روشن تھیں اور وہ پھنکار
مار رہا تھا پھر وہ جادو کے سانپوں کی طرف بڑھا اور ان سب کو نوالہ
بنالیا اور اس کا پیٹ نہیں بھرا اور نہ اس کی تیزی میں کمی آئی اور نہ وہ عرض
وطول میں بڑھا آخر کار جادوگروں نے اپنی ہار تسلیم کر لی اور رب العالمین
کے آگے سجدے میں گر گئے سب سے بڑے جادوگر کا نام شمعون تھا تمام
جادوگروں نے اقرار کر لیا کہ ہم ہارونؑ اور حضرت موسیٰؑ کے رب پر ایمان لے
آئے پھر یہ اژدہا فرعون کی اور فرعونیوں کی طرف بڑھا جس کے ڈر سے
تمام لوگ بدحواس ہو کر بُری طرح سے بھاگے کہتے ہیں اس دن بھیڑ میں
کچل کر پچاس ہزار فوت ہوئے تھے۔ تیسری عید حضرت عیسیٰؑ کی اور عیسائیوں
کی ہے فرمایا کہ اے اللہ اے ہمارے پروردگار ہم پر آسمان سے خوان اُتار تاکہ
ہمارے اگلے پچھلوں کے لئے وہ دن عید کا ہو اور تیری نشانی ہو اس
کی تفصیل یہ ہے کہ حواریوں نے حضرت عیسیٰؑ سے کہا کہ اے عیسیٰؑ کیا آپ کا
رب اس پر قادر ہے کہ اگر آپ اس سے دعا کریں تو وہ آپ پر آسمان سے
خوان اُتارے حضرت عیسیٰؑ نے ان سے فرمایا کہ اگر تم مومن ہو تو اللہ سے
ڈر جاؤ اور اس سے اپنی آزمائش کا سوال نہ کرو کیونکہ اگر تمہارے سوال
پر حق تعالیٰ خوان اُتار دے پھر تم اسے جھٹلاؤ تو تم پکڑ لئے جاؤ گے انہوں نے
کہا ہم اس میں سے کھانا چاہتے ہیں کیونکہ ہم بھوکے ہیں اور آپ کی نبوت
و دعوت ایمان پر بھی اس معجزے کو دیکھ کر ہمارے دل مطمئن ہو جائیں گے

عیسیٰ علیہ السلام حین مربھم وھم بیت المقدس
یقصرون الثیاب وبالنبطیۃ الحواریون المبیضون
للثیاب وھم اثنا عشر رجلا لما قال لھم عیسیٰ
علیہ السلام من انصاری الی اللہ یعنی من
ینصرنی مع اللہ علی اھل الکفر والطغیان
فادعوھم الی طاعۃ اللہ تعالیٰ وتوحیدہ
فقال الحواریون نحن انصار اللہ فترکوا معیشتھم
واتبعوا عیسیٰ علیہ السلام یسیحون معہ اینما
توجہ من الارض فیرون العجائب والمعجزات
التی تجری علی یدہ علیہ السلام فای وقت جاعوا
واحتاجوا الی الطعام اخرج عیسیٰ یدہ فاخرج
من الارض لکل واحد منھم رغیفین ولنفسہ
کذلک وکان جبرئیل علیہ السلام یمشی
معہ ویریہ العجائب ویؤیدہ ویبصرہ بالاشیاء
فمازال عیسیٰ علیہ السلام یری بنی اسرائیل
العجائب ولم یزدھم ذلک الا بعدا من تصدیقہ
واتباعہ حتی خرج معہ یوما خمسۃ آلاف بطریق
من بنی اسرائیل وسألوہ المائدۃ مع الحواریین
فقال عیسیٰ بن مریم علیہ السلام عند ذلک
اللھم ربنا انزل علینا مائدۃ من السماء تکون
لنا عیدا لاولنا وآخرنا یقول تکون عیدا لمن
کان فی زماننا عند نزول المائدۃ وتکون عیدا
لمن بعدنا تکون المائدۃ آیۃ منک وارزقنا
یعنی المائدۃ وانت خیر الرازقین من غیرک
فانک خیر من یرزق قال اللہ تعالیٰ انی منزلھا

اور ہم اسرائیلیوں کے سامنے اس خوان کی گواہی بھی دے سکیں گے جب ان
کے پاس جائیں گے، حواری وہ لوگ ہیں جنہوں نے حضرت عیسیٰ کی
دعوت قبول کر لی تھی جب آپ بیت المقدس میں ان کے پاس سے گزرتے تھے
اور وہ کپڑے دھو رہے تھے نبطی زبان میں حواری کپڑے دھونے والے
کو کہتے ہیں یہ بارہ آدمی تھے جب حضرت عیسیٰ نے ان سے کہا کہ اللہ کی رضا
کے لئے کون میری مدد کریگا؟ اور آپ نے انہیں اللہ کی اطاعت کی اور توحید
کی دعوت دی، اس پر حواریوں نے کہا کہ ہم اللہ کے دین کے بلند کرنے کے
لئے آپکی مدد کے لئے تیار ہیں پھر انہوں نے کپڑے دھونے چھوڑ دئے
اور حضرت عیسیٰؑ کے ساتھ ہو گئے جہاں آپ جاتے تھے وہیں یہ حواری
آپ کے ساتھ ہوتے تھے اور جو عجائبات و معجزات آپ سے سرزد ہوتے
تھے حواری انہیں اپنی آنکھوں سے دیکھتے تھے اور جب انہیں بھوک لگتی
تھی اور کھانے کی ضرورت پڑتی تھی تو حضرت عیسیٰؑ اپنا دست مبارک
نکال کر زمین سے اٹھا کر ہر ایک کو دو دو روٹیاں دیدیا کرتے تھے اور
اپنے لئے بھی دو روٹیاں اٹھا لیا کرتے تھے اور حضرت جبرئیل آپ کے
ساتھ ساتھ رہتے تھے اور آپ کو عجائبات دکھاتے رہتے تھے اور ضرورت
کی چیزوں سے آپکی تائید و مدد کرتے رہتے تھے، حضرت عیسیٰؑ اسرائیلیوں
کو برابر معجزے دکھاتے رہے اور وہ آپکی تصدیق و پیروی سے دور ہی
ہٹتے رہے حتیٰ کہ ایک دن آپ کے ساتھ پانچ ہزار پادری تھے ان سب
مع حواریوں کے حضرت عیسیٰؑ سے خوان کی درخواست کی ان کی درخواست
پر حضرت عیسیٰؑ نے حق تعالیٰ سے دعا مانگی کہ اے ہمارے رب ہم پر آسمان
سے خوان اتار کہ وہ خوان اترنے کا دن ہمارے اگلوں اور پچھلوں کے
لئے عید کا دن ہو اور تیری طرف سے ایک نشانی ہو یعنی جو لوگ خوان نعمت
کے اترنے کے وقت موجود ہیں ان کے لئے بھی اور بعد میں آنیوالوں کے
لئے بھی خوان نعمت کے اترنے کا دن عید کا دن مقرر ہو اور ہمیں یہ خوان
بطور رزق کے دے اور تو بہترین رزق دینے والا ہے حق تعالیٰ نے

يعني المائدة عليكم فمن يكفر بعد منكم اي بعد
نزولها منكم فاني اعذبه عذابا لا اعذبه احدا
من العالمين فانزلها الله عليهم يوم الاحد من
السماء سمكا طريا وخبزا رقاقا وتمرا وقيل كانت
سفرة فيها سمكة مشوية وعند رأسها ملح
وعند ذنبها خل وفيها خمسة ارغفة على كل
رغيف زيتونة وخمس رمانات وتمرات
قد نضد حولها من البقول ماخلا الكراث و
قيل ان عيسى عليه السلام قال لاصحابه وهم
جلوس في روضة هل مع احد منكم شيء فجاء
شمعون بسمكتين صغيرتين وخمسة ارغفة
وجاء آخر بشيء من السويق فعمد عيسى عليه السلام
فقطعهما صغارا وكسر الخبز فوضعه فلقا و
وضع السويق وتوضأ وصلى ركعتين ودعا ربه فالقى
الله سبحانه وتعالى على اصحابه شبه
السبات ففتح القوم اعينهم وزاد الطعام حتى
بلغ الركب فقال عيسى عليه السلام للقوم كلوا
وسموا الله ولا ترفعوا وامرهم ان يجلسوا
حلقا حلقا فجلسوا واكلوا وسموا الله تعالى
حتى شبعوا وهم خمسة آلاف رجل وقيل
انهم كانوا الف رجل وثمانمائة رجل وامرأة
من بين فقير وجائع ومن بين من له فاقة الى
رغيف واحد او اكثر فصدروا كلهم شباعا
يحمدون ربهم واذا ماعليها كهيئته
ورفعت السفرة الى السماء وهم ينظرون فنال

فرمایا کہ تم پر خوان اتارا جاوے گا لیکن خوان کے اترنے کے بعد تم میں سے جو شخص اس کی ناشکری کریگا تو میں اسے ایسے عذاب میں مبتلا کروں گا جس عذاب میں میں نے دنیا میں کسی کو آج تک مبتلا نہ کیا ہوگا ؛ چنانچہ اتوار کے دن حق تعالیٰ نے ان پر تازہ مچھلی اور چپاتیاں اور کھجوریں اتاریں کہتے ہیں کہ خوان اترا جس میں بھنی ہوئی مچھلی تھی اور مچھلی کے سر کے پاس نمک تھا اور دم کے پاس سرکہ تھا اور پانچ روٹیاں تھیں اور ہر روٹی پر روغن زیتون تھا اور پانچ انار تھے اور کھجوریں تھیں اور ان کے چاروں طرف گندنا کے علاوہ ساگ تھے کہتے ہیں یہ سب حضرات ایک باغ میں تشریف فرما تھے کہ حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا : کیا کسی کے پاس کچھ ہے یہ سن کر شمعون دو چھوٹی چھوٹی مچھلیاں اور پانچ روٹیاں لائے اور ایک اور شخص ستو لایا حضرت عیسےٰ نے ان دونوں مچھلیوں کی چھوٹی چھوٹی بوٹیاں بنائیں اور روٹیوں کے ٹکڑے کرکے انہیں علیحدہ علیحدہ رکھا اور ستو بھی رکھ لیا اور وضو کرکے دو رکعت نماز پڑھی اور اپنے رب سے دعا مانگی پھر حق تعالیٰ نے آپ کے تمام ساتھیوں پر غنودگی طاری فرمادی پھر جب لوگوں نے آنکھیں کھولیں تو کھانا اس قدر بڑھ گیا تھا کہ تمام قافلہ والوں کو کافی ہوگیا حضرت عیسیٰ نے فرمایا بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ اور اس میں سے بچا ہوا اٹھانا نہیں اور آپ نے حکم فرمایا کہ حلقے باندھ کر بیٹھیں اور کھائیں چنانچہ وہ حلقے باندھ کر بیٹھ گئے اور بسم اللہ کرکے سب کھانے لگے حتیٰ کہ سب سیر ہو گئے یہ سب پانچ ہزار تھے یا ۱۸ سو عورت مرد تھے جن میں فقیر بھی تھے بھوکے بھی تھے اور ایک روٹی کے بھوکے بھی تھے پھر سب پیٹ بھر کر حق تعالیٰ کی حمد و ثنا کرتے ہوئے اٹھے اور خوان پر کھانا جوں کا توں موجود رہا اور خوان ان کی نگاہوں کے سامنے آسمان پر اٹھا لیا گیا۔ فرماتے ہیں کہ جس فقیر نے اس دن خوان سے کھانا کھا لیا وہ مالدار ہوگیا اور مرتے وقت تک مالدار ہی رہا اور اسے کھا کر اپاہج درست ہو گئے اور بیمار تندرست ہو گئے۔

فاستغنی کل فقیر اکل منھا لم یفتقر ولم یزل غنیا حتی مات وبرئ کل زمن وشفی کل مریض وقال مقاتل فنادی عیسی علیه السلام للقوم اکلتم فقالوا نعم قال فلا ترفعوا قالوا لا نرفع ورفعوا فبلغ کل ما رفعوا من الفضل اربعة وعشرین مکتلا فآمنوا عند ذلك بعیسی علیه السلام وصدقوا به ثم رجعوا الی قومهم الیهود یعنی بنی اسرائیل ومعهم فضل المائدة فلم یزل بهم قومهم حتی ردوهم عن الاسلام وکفروا بالله تعالی وجحدوا بنزول المائدة فمسخهم الله عز وجل وهم نیام خنازیر وهم ذکور ولیس فیهم صبی ولا امرأة وقیل فی ذلك مائدة وضع علیها طعام محدود صدر عنها الجم الغفیر والجمع الکثیر وهی بحالها فکیف بمائدة الرضا وبساط الرحمة التی لا حد لها ولا نهایة ففی الخبر ان لله عز وجل مائة رحمة واحدة انزلها الی خلقه فبها یتراحمون وبها یتعاطفون واخر تسعة وتسعین عنده یرحم بها عباده یوم القیامة وفی خبر آخر ان یوم القیامة یبسط الجلیل جل جلاله بساط المجد یدخل ذنوب الاولین والآخرین فی حواشیه ویبقی البساط فارغا حتی یتطاول الیه ابلیس رجاء ان تصیبه ومع ذلك لا ینبغی لکل عاقل لبیب ان یتکل علی ذلك ویغتر به ولا یغلبه الرجاء فیهلك بل یبذل مجهوده ویستفرغ وسعه فی اداء الاوامر

مقاتلؒ کہتے ہیں حضرت عیسیٰؑ نے لوگوں سے بلند آواز سے پوچھا کیا تم سب کا پیٹ بھر گیا؟ سب نے کہا جی ہاں فرمایا اس میں سے اٹھانا مت لوگ بولے نہیں ایسا نہ ہوگا لیکن لوگوں نے کچھ چھپا کر اٹھا بھی لیا اور انہوں نے اس سے ۲۴ ٹوکریاں بھر لیں یہ معجزہ دیکھ کر سب لوگ حضرت عیسیٰؑ پر ایمان لے آئے اور سب نے آپ کی نبوت کی تصدیق فرما دی پھر یہ لوگ اپنی قوم (اسرائیلیوں) کے پاس گئے اور ان کے پاس خوان کی چرائی ہوئی چیزیں موجود تھیں یہ اپنی قوم میں رہے سہے حتیٰ کہ قوم نے انہیں اسلام سے مرتد کر دیا انہوں نے اللہ کے ساتھ کفر کیا اور خوان کے اترنے کا انکار کر دیا پھر حق تعالیٰ نے انہیں سوتے سوتے سور بنا دیا سب مرد مسخ کر دیئے گئے بچے اور عورتیں مسخ نہیں ہوئیں کہتے ہیں اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ خوان پر تھوڑا سا محدود کھانا تھا جس سے ایک بہت بڑی جماعت نے شکم سیر ہو کر کھایا اور کھانا جوں کا توں باقی رہا پھر حق تعالیٰ کی رضا کے خوان کا کیا ٹھکانہ اور اس کے رحمت کے فرش کی کیا حد و نہایت ایک صحیح حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رحمت کے سو حصے کئے ان میں سے ایک حصہ اپنی مخلوق کی طرف اتار دیا جس کی وجہ سے تمام مخلوق آپس میں ایک دوسرے سے محبت کرتی ہے اور ایک دوسرے کی طرف مائل ہوتی ہے اور ۹۹ حصے اپنے پاس محفوظ رکھے جن کے ذریعہ حق تعالیٰ قیامت کے دن اپنے بندوں پر رحم فرمائیگا ایک حدیث میں ہے کہ جلیل جل جلالہ اس قدر وسیع عزت و مجد کا فرش بچھائے گا جس کے کناروں پر تمام اگلوں اور پچھلوں کے گناہ سما جائیں گے اور درمیانی حصہ خالی رہیگا حتیٰ کہ ابلیس بھی اس امید پر اس کی طرف سر اٹھا کر دیکھے گا کہ شاید اسے بھی اس میں سے کچھ مل جائے ۔ اس وسیع رحمت کے باوجود ہوشیار و عاقل شخص کے لئے لازم ہے کہ حق تعالیٰ کی رحمت پر بھروسہ کر کے اور اسے آڑ بنا کر عمل کرنا نہ چھوڑے اور انتہائی تیزی سے سرگرم عمل رہے اور اس پر امید غالب

وانتهاء النواهی وتسلیم الامور الی الله عزوجل ویکثر من الاستغفار والتوبة ویکون دائماً علی حذر لاخوف مؤیس من رحمة الله ولا رجاء یوقع فی ارتکاب المحارم واهمال الاوامر بل ینبغی بین ذلک سبیلا کما قیل لو وزن خوف المومن ورجاؤه لاعتدلا فلیکن خوفه ورجاؤه کجناحی الطائر والطائر لا یطیر بجناح واحد وأما العید الرابع فهو عید امة محمد صلی الله علیه وسلم وقد ذکرنا ما یتعلق به اول المجلس

فصل : یشترك المومن والکافر فی العید فکل له عید، فالمومن عیده لرضا الرحمٰن والکافر عیده لرضا الشیطان المؤمن یذهب الی عیده وعلی راسه تاج الهدایة وعلی عینیه علامة ذکرة العبرة وعلی اذنیه استماع الحق وعلی لسانه الشهادة بالتوحید وفی قلبه المعرفة والیقین وعلی عنقه رداء الاسلام وفی وسطه منطقة العبودیة ومعدنه المحاریب والجوامع والمساجد ومعبوده رب العباد والبریة ثم التضرع منه والسؤال ویقابله الرب بالاجابة والنوال ثم یحله دار الکرامة والجنان والکافر یذهب الی عیده وعلی رأسه تاج الخسران والضلال وعلی اذنیه ختم الغفلة والحجاب وعلی عینیه علامة السهو والشهوات وعلی لسانه ختم الشقاوة والابعاد وعلی قلبه ظلمة الذکرة والجحود وعلی وسطه زنار

نہ آنے پائے ورنہ ہلاک ہو جائیگا بلکہ مقدور بھر اوامر پہ عمل پیرا رہے اور ممنوعات سے باز رہے اور تمام کام اللہ تعالیٰ کو سونپ دئے اور کثرت سے استغفار و توبہ کرتا رہے اور ہمیشہ احتیاط پیش نظر رکھے اور اللہ سے ڈرتا رہے اور اتنا ڈرے بھی نہیں کہ اللہ کی رحمت سے ناامید ہو جائے اور اتنی امید باندھے جو ممنوعات میں جھونک دے اور نیک عمل چھڑا دے بلکہ ایک درمیانی راہ اختیار کی جائے جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ اگر مومن کے خوف و رجاء کا وزن کیا جائے تو دونوں پلے برابر نکلیں اسلئے خوف و رجاء کو ایک پرندے کے دونوں طرف کے بازوؤں کے قائم مقام سمجھنا چاہیئے ظاہر ہے کہ پرندہ ایک بازو سے نہیں اڑا کرتا۔ چوتھا عید ہم مسلمانوں کی عید ہے ہم اس عید کے متعلقات اس مجلس کے آغاز میں بیان کر آئے ہیں۔

مسلمانوں کی عید عید ہر قوم مناتی ہے لیکن مومنوں کی عید رحمٰن کے راضی ہونے کی خوشی میں منائی جاتی ہے اور کافروں کی عید شیطان کو خوش کرنے کے لئے ہوتی ہے ایک مسلمان جب عید گاہ کی طرف روانہ ہوتا ہے تو اس کے سر پہ ہدایت کا تاج، آنکھوں میں عبرت پہ غور و فکر کی علامت اور کانوں پہ حق بات سننے کے آثار، زبان پہ توحید کا اقرار، دل میں یقین و معرفت، کندھوں پر اسلام کی چادر اور کمر میں عبودیت و غلامی کا پٹکا ہوتا ہے، اس کی قرارگاہ محراب و مسجد اور میدان عیدگاہ ہے اور اس کا معبود رب العالمین ہے پھر وہ اپنے رب کے قدموں پہ گر کر گڑگڑا کر اور بلک بلک کر دعائیں مانگتا ہے اور رب سے اپنی مرادیں طلب کرتا ہے اور حق تعالیٰ جل مجدہٗ بھی اس کی دعائیں قبول فرماتے ہیں اور عطیات و تحائف سے نوازتے ہیں پھر آپ قیامت کے دن انہیں عزت والے گھروں میں اور جنتوں میں جگہ عطا فرمائیں گے۔

کافر اس حال میں عید مناتے ہیں کہ ان کے سروں پر گھاٹوں اور گمراہیوں کا تاج ہوتا ہے، کانوں پر غفلت و حجاب کی مہریں ہوتی ہیں، آنکھوں پر غفلت اور شہوتوں کے پردے پڑے ہوئے ہیں، زبان پر بدبختی اور

الفرقة والشقاوة والشقاق وموضعه
البيعة والكنائس او بيت النار ومعبوده
الوثن والاصنام ومصيره آخرا الجحـ
يـم والنيران۔

فصل: ليس العيد لبس الناعمات واكل
الطيبات ومعانقة المستحسنات والتمتع باللذات
والشهوات لكن العيد بظهور علامة القبول
للطاعات وتكفير الذنوب والخطيئات وتبديل
السيئات بالحسنات والبشارة بارتفاع الدرجات
والخلع والتحف والهبات والكرامات و
انشراح الصدر بنور الايمان وسكون القلب
بقوة اليقين وما ظهر عليه من العلامات
وانفجار بحور العلوم من القلب على الالسنة
وانواع الحكم والفصاحة والبلاغة كما
قيل ان رجلا دخل على علي رضي الله عنه و
كرم الله وجهه في يوم عيد وهو يأكل الخبز
الخشكار فقال له اليوم يوم العيد وانت
تأكل الخبز الخشكار فقال اليوم عيد لمن قبل
صومه وشكر سعيه وغفر ذنبه اليوم لنا
عيد وغدا لنا عيد وكل يوم لا نعصي الله
فيه فهو لنا عيد ينبغي لكل عاقل ان يترك
النظر الى الظاهر ولا يتقيد به بل يكون نظره
في يوم العيد نظر التفكر والاعتبار فيشبه
العيد بيوم القيامة فليذكر نفخ الصور يوم
القيامة عند سماع صوت بوق السلطان ليلة

دوزخ کی حیثیت ہے، دلوں پر انکار و تمرد کی سیاہی چھائی ہوئی ہے اور کفر
میں اختلاف و شقاوت کا ٹھیکا بندھا ہوا ہے اور اس کی قرار گاہ کنشت
یا گرجا یا آتش کدہ ہے اور اس کے معبود مورتیاں اور بت ہیں اور آخر کار
وہ لوٹ کر جہنم کا اور آگوں کا نوالہ بن جاتا ہے۔

عید کیا ہے؟ یہ عید نہیں کہ انسان نرم و نازک اور عمدہ پوشاک
پہن لے عمدہ سے عمدہ اور لذیذ ترین کھانے کھالے، احباب اقارب
کو گلے لگالے، طرح طرح کی لذتوں سے فائدہ اٹھالے اور دل کے تمام
ارمان پورے کرلے، مسلمانوں کی عید یہ ہے کہ عبادتوں کے مقبول ہونے
کی، گناہوں اور قصوروں کے مٹنے کی اور برائیوں کی نیکیوں میں بدل جانے
کی نشانیاں ظاہر ہوں اور درجات بلند ہونے کی اور فاخرانہ خلعت
نوادرات، عطیات اور اعزازات کی بشارت ہو اور نور ایمان سے
اور ایمان و یقین کی علامتوں سے دل چمک اٹھے اور قوت یقین
سے اور اس کے متعلقات سے دل کو سکون حاصل ہو اور دلوں سے
زبانوں پر علوم کے سمندر موج مارنے لگیں اور رنگ برنگ کی حکمتوں
کے اور فصاحت و بلاغت کے موتی زبانوں سے جھڑنے لگیں جیسا کہ
منقول ہے کہ عید کے دن ایک شخص حضرت علی رضؓ کی خدمت میں حاضر
ہوا آپ خشک روٹی کھا رہے تھے وہ حیرت میں رہ گیا اور بولا کہ
آج تو عید ہے اور آپ خشک روٹی کھا رہے ہیں آپ نے فرمایا اے میرے
عزیز بھائی! آج ان کی عید ہے جن کے حق تعالے جل مجدہٗ نے روزے
قبول فرما لئے اور ان کے عملوں کی قدر و منزلت کی اور ان کے گناہ معاف
فرما دئے ہمارے لئے آج بھی عید ہے اور کل بھی عید ہوگی بلکہ ہمارے
لئے تو ہر وہ دن عید کا دن ہے جس دن ہم اللہ کی نافرمانی سے بچ جائیں
بنابریں ہر ذی ہوش انسان کا فرض ہے کہ ظاہر کی قید میں پھنس کر
نہ رہ جائے بلکہ وہ عید غور و فکر اور عبرت و نصیحت کے ساتھ منائے
اور عید کو قیامت کا دن سمجھ لے اور عید گاہ روانہ ہونے سے کچھ دیر

العيد واذا بات الناس ليلة العيد ورقدوا
منتظرين عيدهم متاهبين له فيذكر الرقود
بين النفختين واذا رأى الناس صبيحة يوم
العيد وقد خرجوا من قصورهم وبيوتهم
مختلفي الاحوال متفاوتي اللباس والالوان كل
ذي زي وحلية واحد منهم مسرور وواحد
مغموم وواحد راكب وآخر ماش
وواحد غني وآخر فقير وواحد في فرحة
وآخر في ترحة فليذكر تفاوت اهل
القيامة اهل الطاعة مسرور واهل المعصية
مغموم المتقي راكب والمجرم المشرك متعثر
مكبوب على وجهه مسحوب او ماش كما
قال عزمن قائل يوم نحشر المتقين الى الرحمن
وفدا اى ركبانا على النجائب ونسوق المجرمين
الى جهنم وردا اى عطاشا والزاهد و
العارف والبدل كل واحد في راحة وغنى
عند مليكهم ومحبوبهم تحت ظل العرش
عليهم الحلى والحلل وانوار الطاعات والمعارف
على وجوههم ظاهرة وهي نضرة ومشرقة
وبين ايديهم موائد عليها انواع الاطعمة
والاشربة والفواكه حتى تنقضي حساب
الخلائق ثم يسيرون الى الجنة الى منازلهم
التي اعد الله تعالى لهم وفيها ما تشتهيه
الانفس وتلذ الاعين مما لا عين رأت ولا
اذن سمعت ولا خطر على قلب بشر قال الله تعالى

پہلے شاہی بگل کی آواز سنے تو اسے قیامت کے دن والا صور تصور کر لے اور جب لوگ شب عید میں سو جائیں اور علی الصبح عید کی تیاری کرنے کے لئے اٹھیں تو وہ دو صوروں کے درمیان والی نیند کو یاد کر لیں اور جب عید کی صبح کو لوگوں کو بن سنور کر عید گاہ کی طرف جاتے ہوئے دیکھیں کہ وہ اچھے اچھے لباسوں میں اپنے اپنے محلوں اور گھروں سے نکل رہے ہیں اور ان کے احوال، رنگ اور لباس مختلف ہیں اور طرح طرح کے بناؤ سنگھار کئے اور آراستہ ہو ہو کر گھروں سے باہر آرہے ہیں اور ہر شخص خرم و خنداں اور ہشاش بشاش ہے جب کہ اللہ کا باغی کافر و مشرک بیحد مغموم ہیں جیسے ان پر اوس پڑ گئی ہو، اللہ کے وفادار بندے سواریوں پر سوار ہیں اور غدار و مشرکوں سے چلا بھی نہیں جاتا اور قدم قدم پر ٹھوکریں کھا رہے ہیں اور مونہوں کے بل گرے پڑتے ہیں اور انہیں گھسیٹا جا رہا ہے یا وہ پیدل گھسٹ رہے ہیں جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا وہ دن یاد کرو جس دن ہم پرہیزگاروں کو اٹھا کر بطور مہمان کے رحمن کی طرف لے جائیں گے یعنی وہ انتہائی نفیس اونٹوں پر سوار ہوں گے اور مجرموں کو پیاسے جہنم کی طرف ہانک کر لے جائیں گے تو خیال کرے کہ وفادار و غدار کے حالات میں کتنا عظیم تفاوت ہے۔ دنیا میں رہ کر دنیا کو ٹھکرانے والے اور اپنے اللہ سے لو لگانے والے اور اللہ کی رضا کو دل و جان سے چاہنے والے سب اپنے شہنشاہ اور محبوب کے پاس چین و آرام کے ساتھ شان استغنا سے عرش بریں کے سایہ میں آرام فرما ہیں اور ان پر زیورات، جوڑے اور اطاعتوں کے انوار ہیں اور ان کے چہروں سے معارف و انوار ٹپک رہے ہیں چہرے شگفتہ اور شاداب ہیں اور ان کے سامنے دستر خوان بچھے ہوتے ہیں جن پر طرح طرح کے کھانے مشروب اور میوے چنے ہوئے ہیں جب تک ان کا یہی حال ہے جب تک لوگوں کا حساب و کتاب نہ ہو جائے پھر وہ اپنی اپنی منازل میں جو اللہ نے ان کے لئے تیار کی ہیں چلے جائیں گے جہاں ... جو چیز لگے گی

فلا تعلم نفس ما اخفی لهم من قرة اعین جزاء بما کانوا یعملون و اما الراغب فی الدنیا فهو فی نیاحة وبکاء وعناء ممنوع عما فیه القوم من النعم بدناءة دناءة له الحرام والشبهات وتخلیطه فی طاعة ربه وهو یری مکانه فی الجنة فلا یصل الیه حتی یخرج مما علیه من الحقوق والکافر ینادی بالویل والثبور لما قد عاین وانکشف له من انواع العذاب والنکال والهوان والهلاك والخلود فی النیران واذا رأی الاعلام قد نشرت والالویة قد ضربت فلیذکر اهل الاسلام اصحاب الاعلام حین ینادی منادی الرحمن بالتوجه الی زیارة رب الانام الی دار السلام بامر السلام واذا رأی الصفوف قد استکملت والخلائق قد اجتمعت فلیذکر وقوف الخلائق بین یدی الجبار وصفوف الفجار والابرار یوم النشر الذی فیه تظهر الاسرار واذا رأی الناس قد انصرفوا من الجبانة فکل یرجع الی ما قد قسم له من دار او مسجد او خان فلیذکر منصرف الخلائق من بین یدی الملك المنان الدیان الی الجنة او الی النار کما قال ذو العظمة والامتنان ویوم تقوم الساعة یومئذ یتفرقون فریق فی الجنة وفریق فی السعیر۔

دلوں کو بھائے اور آنکھوں میں ٹھنڈک پیدا کرے جیسے نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سُنا اور نہ کسی کے دل میں کھٹکی، فرمایا وہ نعمتیں کسی کو معلوم نہیں جو اہل جنت کے لئے چھپا کر رکھی گئی ہیں اور ان کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچانے والی ہیں اور انہیں ان کے عملوں کے صلہ میں ملنے والی ہیں اس کے برعکس دنیا دار آہ وبکا میں اور شدت وتکلیف میں مبتلا ہیں اور ان پر تمام نعمتوں کے دروازے بند ہیں کیونکہ انہوں نے دنیا میں نعمتوں سے فائدہ اٹھالیا تھا اور حرام وشبہ والی چیزیں استعمال کرتے رہتے تھے اور رب کی اطاعت میں دوسروں کی اطاعت بھی ملالی تھی۔ یہ بدبخت جنت میں اپنے گھر دیکھیں گے لیکن ان تک پہنچنے والے نہیں جب تک کہ ان حقوق سے سبکدوش نہ ہو جو ان کے ذمہ دار ہیں اور کافر اپنی ہلاکت وبربادی کے نعرے لگائیں گے کیونکہ ان کے سامنے طرح طرح کے عذاب ہونگے اور وہ قسم قسم کی ذلتیں اور رسوائیاں اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر رہے ہوں گے اور دائمی آگ میں انہیں رہنا ہوگا اور جب مسلمان دیکھیں کہ جھنڈے گاڑ دئے گئے اور پھریرے اُڑ رہے ہیں تو انہیں حشر کے دن کے جھنڈے والے یاد آجانے چاہئیں جبکہ رحمٰن کا منادی اعلان کریگا کہ رب العالمین کی زیارت کے لئے دار السلام میں رب سلام کے حکم سے پہنچ جاؤ اور جب عیدگاہ میں عظیم اجتماع میں صف بندی دیکھو تو یاد کرو کہ ایک دن جبار قہار کے آگے تمام اگلوں اور پچھلوں کو جمع ہونا ہے اور اس کے آگے کھڑا ہونا ہے گویا عیدگاہ کا اجتماع موقف کے اجتماع کو یاد دلاتا ہے موقف میں غداروں نابہنجاروں کی اور وفاداروں کی اور فرمانبرداروں سب ہی کی قطاریں ہونگی یعنی اس دن جس دن لوگ قبروں سے اٹھ اٹھ کر میدان محشر میں جمع ہونگے اور لوگوں کے تمام راز طشت ازبام ہو جائینگے (اے اللہ راقم الحروف کو معہ تمام توحید پرستوں کے اس دن کی رسوائی سے بچانا آمین) اور جب دوگانہ سے فارغ ہو کر لوگ عیدگاہ سے اپنے اپنے گھر یا مسجد یا سرائے کی طرف واپس جانے لگیں تو یاد کرو کہ ایک دن اللہ کی تمام مخلوق اسی طرح محسن اعظم شہنشاہ حقیقی اور عادل معبود کی حضوری سے جنت یا جہنم کی طرف واپس جائیگی جیسا کہ محسن اعظم وعظیم معبود نے فرمایا کہ قیامت کے دن لوگ متفرق ہوں گے ایک گروہ جنت میں

جائے گا اور ایک جہنم میں اے اللہ اپنی مہربانی سے ہمیں بھی جنتی بنا اور جہنم سے پناہ دے آمین۔

ساتویں مجلس

فی فضائل ایام العشر قولہ عزوجل والفجر ولیال عشر والشفع والوتر واللیل اذا یسر ھل فی ذلک قسم لذی حجر قولہ والفجر اختلف الناس فی ذلک فقال ابن عباس رضی اللہ عنہما عنی بالفجر صلاۃ الصبح ولیال عشر ھی عشر ذی الحجۃ والشفع الخلق والوتر ھو اللہ واللیل اذا یسر یعنی اذا ذھب ھل فی ذلک قسم لذی حجر ای ان ذلک قسم لذی لب وعقل وجواب القسم قولہ تعالیٰ ان ربک لبالمرصاد وقال مقاتل رحمہ اللہ والفجر عنی بہ غداۃ جمع یوم النحر ولیال عشر وھی عشر لیال قبل الاضحی وانما سماھا عزوجل لیال عشر لانھا تسعۃ ایام وعشر لیال والشفع والوتر اما الشفع فآدم وحواء علیہما السلام والوتر فھو اللہ عزوجل واللیل اذا یسر اذا اقبل وھی لیلۃ الاضحی فاقسم عزوجل بیوم النحر والعشر وبآدم وحواء واقسم بنفسہ تبارک وتعالیٰ وبلیلۃ الاضحی فلما فرغ منھا قال ھل فی ذلک قسم لذی حجر یعنی ھل فی ذلک قسم لذی حجر یعنی ھل فی ذلک القسم کفایۃ لذی لب یعنی ذی عقل، فیعرف عظم ھذا القسم ان ربک لبالمرصاد وقیل المراد بالفجر فجر النھار

ذی الحج کے پہلے عشرے کی فضیلت

حق تعالیٰ جل مجدہٗ فرماتے ہیں صبح کی قسم، دس راتوں کی قسم اور جفت و طاق کی قسم اور جانیوالی رات کی قسم بلاشبہ ان میں عقل والوں کے لئے قسم ہے۔ والفجر (صبح کی قسم) میں علماء کا اختلاف ہے حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ فجر سے صبح کی نماز مراد ہے اور دس راتوں سے ذی الحج کا پہلا عشرہ مراد ہے اور جفت مخلوق اور طاق اللہ تعالیٰ ہے اور یسر یعنی جب رات چل جائے پھر فرمایا کہ ذہانت وعقل والوں کے لئے قسمیں ہیں جواب قسم ان ربک لبالمرصاد ہے یعنی آپکا پروردگار تاک میں ہے۔ مقاتلؒ: فجر سے مزدلفہ کی صبح یعنی ذی الحج کی دسویں تاریخ کی صبح مراد ہے اور دس راتوں سے عید الضحیٰ سے قبل کی دس راتیں مراد ہیں یہ نو دن اور دس راتیں ہوتی ہیں اور جفت آدم وحوا ہیں اور طاق اللہ ہے اور یسر یعنی جب بقر عید کی رات آئے حق تعالیٰ نے بقر عید کی، ذی الحج کے پہلے عشرے کی آدم وحوا کی، اپنی ذات اقدس کی اور بقر عید کی رات کی قسم کھا کر فرمایا ہے کہ ان قسموں میں عقل وہوش والوں کے لئے قناعت ہے اور انہیں ان قسموں کی عظمت کی پہچان ہے الغرض یہ قسمیں کھا کر یقین دلایا گیا ہے کہ رب گھات میں ہے بعض کے نزدیک فجر سے عام صبح مراد ہے اور بعض کے نزدیک فجر سے دن مراد ہے اور فجر سے دن کو اس لئے تعبیر فرمایا کہ فجر دن کا پہلا حصہ ہے مجاہدؒ: یہاں خاص طور سے بقر عید کی صبح مراد ہے۔ عکرمہؒ: حق تعالیٰ نے چشموں سے پانی جاری ہونے کی اور نباتات وپھلوں کی قسم کھائی کہتے ہیں نبیؐ کی انگلیوں سے پانی اُبلنے کی قسم کھائی گئی ہے بعض کے نزدیک حضرت صالح کی اونٹنی جو چٹان پھٹ کر نکلی تھی اس چٹان کے پھٹنے کی قسم کھائی گئی ہے

وقیل هو انفجار فعبر عنه بالفجر لانه اوله

وقال مجاهد رحمه الله هو فجر يوم النحر خاصة

وقال عكرمة رحمه الله اقسم الله تعالى بانفجار

المياه من العيون والنبات من الارض والثمار

من الشجر وقيل اقسم الله بانفجار الماء من

اصابع النبي صلى الله عليه وسلم وقيل اقسم الله

بانفجار الناقة من الصخرة لصالح عليه السلام

وقيل اقسم الله تعالى بانفجار الماء من الحجر

بعصا موسى عليه السلام وقيل اقسم الله تعالى

بانفجار الماء من عيون العصاة وقيل اقسم الله

تعالى بانفجار المعرفة من القلب كما قال

الله تعالى او من كان ميتا فاحييناه يعني بالايمان

والمعرفة والبيان قوله تعالى وليال عشر روى

جابر بن عبد الله رضي الله عنهما عن النبي

صلى الله عليه وسلم انه قال والفجر

وليال عشر هي عشر الاضحى وقال ابن الزبير و

ابن عباس رضي الله عنه انها عشر ذي الحجة

وعن ابن عباس رضي الله عنهما في رواية اخرى

انه العشر الاواخر من شهر رمضان وقال

مجاهد رحمه الله انها عشر موسى عليه السلام

وقال محمد بن جرير الطبري رحمه الله انها

عشر اول المحرم قوله تعالى والشفع والوتر

قال قتادة والسدي رحمهما الله الشفع كل

اثنين والوتر هو الله تعالى وقيل هما آدم وحوا

وهو قول مقاتل وهو ان آدم كان وترا فشفع

بعض کے نزدیک عصائے موسیٰ کی ضرب سے پتھر سے پانی نکلنے کی قسم کھائی ہے بعض کے نزدیک نافرمانوں کی آنکھوں سے ندامت والے جاری ہونے والے قطروں کی قسم کھائی ہے بعض کے نزدیک عارفوں کے دلوں سے معرفت کے اُبلنے کی قسم کھائی ہے جیسا کہ حق تعالیٰ جل مجدہٗ نے فرمایا: کیا جو شخص مردہ تھا پھر ہم نے اسے زندہ فرما دیا یعنی اس کے دل میں ایمان و معرفت پیدا کر کے اسے زندہ فرما دیا۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی صلعم نے ارشاد فرمایا کہ دس راتوں سے بقر عید کا عشرہ مراد ہے حضرت ابن عباس اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے بھی ذی الحج کا پہلا عشرہ ہی بتایا ہے ایک روایت میں ابن عباس رضؓ سے رمضان کا اخیر عشرہ بھی منقول ہے۔

مجاہدؒ: حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عشرہ مراد ہے۔ محمد بن جریر طبریؒ: محرم کا پہلا عشرہ مراد ہے۔ قتادہ اور سدی: جفت سے ہر جوڑا اور طاق سے اللہ مراد ہے۔ مقاتلؒ: جفت و طاق سے آدم و حوا کا جوڑا مراد ہے، شروع میں آدم علیہ السلام طاق تھے پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں ان کی بیوی حوا سے جفت بنا دیا۔ بعض کے نزدیک نماز مراد ہے کیونکہ بعض نماز جوڑا ہے اور بعض طاق ہے۔ ربیع بن انس و ابو العالیہ: مغرب کی نماز مراد ہے کیونکہ اس میں تین رکعتیں ہیں یعنی جفت بھی ہے اور طاق بھی۔ بعض کے نزدیک بقر عید اور عرفہ کا دن مراد ہے کیونکہ بقر عید جوڑا ہے اور عرفہ کا دن طاق ہے بعض کے نزدیک جفت سے بقر عید کے بعد والے دو دن مراد ہیں اور طاق سے تیرھویں تاریخ مراد ہے۔ یسر یعنی جب رات چلی جائے یا جب رات میں اندھیرا ہو جائے یا اس رات سے خاص طور سے مزدلفہ والی رات مراد ہے یا اس رات کی قسم کھائی گئی ہے

بزوجته حواء وقيل الصلاة منها شفع ومنها وتر قال الربيع بن انس وابو العالية رحمهم الله هي صلاة المغرب الشفع فيها ركعتان والوتر الثالثة وقيل هو يوم النحر لانه العاشر والوتر هو يوم عرفة لانه التاسع وقيل الشفع يومان بعد النحر والوتر اليوم الثالث قوله تعالى والليل اذا يسر يعني اذا ذهب وقيل اذا اظلم وقيل انه ليلة المزدلفة خاصة وقيل يعني اذا سرى فيه اهله لان السرى هو سير الليل وقوله تعالى هل في ذلك قسم لذي حجر يعني لذي عقل وهو قول ابن عباس رضي الله عنهما وقال الحسن وابو رجاء رحمهما الله لذي علم وقال محمد بن كعب رحمة الله لذي دين معناه ان في ذلك قسم لذي حجر و هل ها هنا في موضع ان ومعنى قوله عز وجل والفجر وليال عشر وحق رب الفجر وحق رب ليال عشر الى آخر القسم وكذلك فيما شاكل ذلك كقوله تعالى والشمس وضحاها والسماء والطارق والسماء ذات البروج وغيرها۔

فصل: فيما ورد في عشر ذي الحجة من كرامات الانبياء وما نقل في ذلك من الاخبار والآثار وفضائل الاعمال اخبرنا الشيخ ابو البركات قال انبانا الشيخ الحافظ ابو بكر احمد بن علي الثابت الخطيب قال أنبانا احمد بن احمد بن زرقونه قال أنبانا محمد بن عبد الله الشافعي رحمه الله قال أنبانا محمد بن عبد الله بن عبد الرحمن عجلب قال أنبانا عمرو بن عثمان قال انبانا الوليد عن ابن المبارك

جس میں چلنے والے چلتے ہیں کیونکہ سری کے معنی رات میں چلنے کے ہیں، ذی حجر سے بقول ابن عباس رضی اللہ عنہ ذی عقل مراد ہے، اور بقول حسن بصریؒ اور ابو رجاءؒ کے ذی علم مراد ہے اور بقول محمد بن کعب رحمۃ اللہ علیہ کے ذی دین یعنی دیندار مراد ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ اس قسم میں خاص طور سے دینداروں کی طرف اشارہ ہے۔ یہاں ھل اِنّ کی جگہ استعمال کیا گیا ہے اور تاکید کے لئے ہے اب پوری قسموں کا یہ مطلب نکلا کہ صبح کے رب کے حق کی قسم اور دس راتوں کے رب کے حق کی قسم اور جفت وطاق کے رب کے حق کی قسم اور جانے والی رات کے رب کے حق کی قسم۔ قرآن حکیم میں جہاں جہاں قسمیں آتی ہیں ان کا یہی مطلب ہوتا ہے جیسے سورج اور اس کی روشنی کی قسم یعنی سورج کے اور اس کی روشنی کے رب کے حق کی قسم اسی آسمان کی اور رات میں ٹوٹنے والے تارے کی قسم یعنی ان کے رب کے حق کی قسم اور برجوں والے آسمان کی قسم یعنی اس کے رب کے حق کی قسم۔ علیٰ ھذا القیاس۔

★

عشرۂ ذی الحجہ میں انبیائے کرام کے معجزے اور اس سلسلہ میں اخبار وآثار اور فضائل اعمال کا بیان: ہمیں شیخ ابو البرکات نے خبر دی کہ انہیں شیخ حافظ ابو بکر احمد بن علی ثابت خطیب نے خبر دی انہیں احمد بن زرقونہ نے خبر دی انہیں محمد بن عبد اللہ شافعی نے خبر دی، انہیں حلبی بن محمد بن عبد اللہ بن عبد الرحمنؒ نے خبر دی انہیں عمرو بن عثمان نے خبر دی انہیں ولید نے خبر دی وہ ابن مبارکؒ سے وہ خالد حذاء سے وہ عکرمہؒ سے اور وہ حضرت ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ابن عباس نے عشرۂ ذالحجہ کے بارے میں فرمایا کہ اس عشرے

عن خالد الحذاء عن عكرمة عن ابن عباس رضي الله
عنهما انه قال في عشر ذي الحجة قبل الله توبة
آدم وتاب عليه بعرفة لانه اعترف بذنبه
وفيه وجد ابراهيم الخليل عليه السلام الخلة
ببذل ماله للضيفان ونفسه للنيران وولده للقربان
وقلبه للرحمن ولم يصح لاحد التوكل الا لابراهيم
خليل الرحمن وفيه بني ابراهيم عليه السلام
الكعبة الشريفة قال الله تعالى واذ يرفع ابراهيم
القواعد من البيت واسماعيل الآية وفيه
اكرم الله موسى عليه السلام بالمناجاة وفيه
نزلت على داؤد المغفرة وفيه كانت ليلة المباهاة
وقيل ان فيه افتتاح نزول القرآن بكرة يوم
الاضحى والنبي صلى الله عليه وسلم متوجه الى
المصلى وفيه كانت بيعة الرضوان فانزل الله تعالى
اذ يبايعونك تحت الشجرة وهي سمرة وكان ذلك
يوم الحديبية واصحاب رسول الله صلى الله عليه
وسلم الف واربعمائة رجل وقيل الف وخمسمائة
رجل واول من انطلق يده للمبايعة ابو سنان
الاسدي عليه وعلى جميع الصحابة رحمة الله
تعالى وبركاته وتحياته والتابعين لهم باحسان
وفيه يوم التروية ويوم عرفة ويوم النحر
هو يوم الحج الاكبر واخبرنا الشيخ ابو البركات
عن الفضل بن محمد عن احمد بن علي الحافظ
باسناده عن ابي سعيد الخدري رضي الله عنه
عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال سيد

ہیں حق تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کی توبہ عرفہ کے دن قبول فرمائی کیونکہ آپ نے اپنے قصور کا اعتراف کر لیا تھا اور اسی میں خلیل اللہ کو خلعت خلت (دوستی) ملا بالآخر آپ نے اپنا مال مہمانوں پر خرچ کیا اور اپنا نفس آگ پر پیش کر دیا اور اپنے اکلوتے فرزند کی قربانی کی اور اپنا دل اللہ کے حوالہ کیا اصل توکل کا مظاہرہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ ہی نے کیا اسی عشرے میں حضرت ابراہیمؑ نے کعبہ شریف بنایا حق تعالیٰ نے فرمایا: اور وہ وقت یاد کرو جب ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام بیت اللہ کی بنیادیں اٹھا رہے تھے اسی میں حق تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو مناجات کی توفیق عطا فرمائی، اسی میں حضرت داؤدؑ پر مغفرت اتری اور اسی میں شب فخر و مباہات واقع ہوئی کہتے ہیں کہ اسی میں بقر عید کی صبح کو قرآن حکیم اترنے کا آغاز ہوا جب رحمت عالم صلعم عید گاہ جانے کے لئے تیار بیٹھے تھے۔ اسی میں بیعت رضوان کا واقعہ پیش آیا اور حق تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ جب لوگ آپ سے ایک درخت (ببول) کے نیچے بیعت کر رہے تھے یہ حدیبیہ کا دن تھا اور صحابہ کرامؓ چودہ سو یا پندرہ سو تھے سب سے پہلے ابو سنانؓ اسدی نے اپنا ہاتھ بیعت کے لئے بڑھایا تھا اسی عشرے میں یوم ترویہ (۸ ذی الحجہ) یوم عرفہ (۹ ذی الحجہ) یوم النحر (۱۰ ذی الحجہ) عرفہ کے دن عرفات میں قیام کر کے حج ہوتا ہے اور دسویں تاریخ کو قربانی کے بعد سر منڈوا کر احرام کھول دیا جاتا ہے اور منیٰ سے مکہ میں طواف افاضہ کے لئے لوگ آتے ہیں۔

ہمیں شیخ ابو البرکات نے فضل بن محمد سے انھوں نے حافظ احمد بن علی سے انھوں نے ابو سعید خدریؓ سے اور انہوں نے نبی صلعم سے خبر دی کہ آپ نے فرمایا: مہینوں کا سردار رمضان ہے اور بہت بڑی حرمت والا ذوالحجہ ہے۔

ہمیں شیخ ابو البرکات نے فضل بن محمد قصار اصفہانی سے خبر دی انہیں

الشهور شهر رمضان واعظمها حرمة ذو الحجة
واخبرنا الشيخ ابو البركات عن الفضل بن محمد
القصار الاصفهانی قال انبانا ابو سعید الحسن بن
علی بن سهدان قال اخبرنا عبد الله بن محمد
الورّاق قال اخبرنا ابو بکر البزار قال اخبرنا
ابو کامل الفضل بن الحسین الجحدری قال
انبانا ابو عاصم بن هلال عن ایوب عن ابن الزبیر
عن جابر رضی الله عنه عن النبی صلی الله علیه
وسلم انه قال افضل ایام الدنیا ایام عشر ذی الحجة
قیل ولا مثلها فی سبیل الله قال ولا مثلها فی
سبیل الله الا رجل عفر وجهه فی التراب واخبرنا
الشیخ ابو البرکات عن القاضی ابی مظفر هناد بن
ابراهیم البخاری النسفی باسناده عن عطاء بن
ابی رباح قال سمعت عائشة رضی الله عنها قالت
کان علی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم
رجل یحب السماع یعنی الغناء وکان اذا اهلّ
هلال ذی الحجة اصبح صائما فاتصل الحدیث
برسول الله صلی الله علیه وسلم قالت فاحضروا
الرجل فقال له ما حملك علی صیام هذه الایام
فقال یا رسول الله انها ایام مشاعر وایام الحج
فاحببت ان یشرکنی الله تعالی فی دعائهم
فقال له النبی صلی الله علیه وسلم لك بعدد کل
یوم تصومه عتق مئة رقبة ومئة بدنة تهدیها
ومئة فرس تحمل علیها فی سبیل الله فاذا کان
یوم الترویة فلك عتق الف رقبة والف بدنة

ابو سعید حسن بن علی بن سہدان نے خبر دی انہیں عبد اللہ بن محمد وراق
نے خبر دی انہیں ابو بکر بزار نے خبر دی انہیں ابو کامل فضل بن حسین
خدری نے خبر دی انہیں ابو عاصم بن ہلال نے ایوب سے خبر دی
ایوب ابو زبیر سے اور وہ جابرؓ سے اور وہ نبی صلعم سے روایت کرتے
ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ دنیا کے دنوں میں افضل دن ذی الحجہ کے پہلے
عشرے کے دن ہیں کہا گیا: کیا جہاد کے ایام بھی ان کے مثل نہیں؟
فرمایا جہاد کے ایام بھی ان کے ہم مثل نہیں ہاں جو مجاہد جہاد میں کام
آجائے اس کے جہاد کے ایام ان ایام کے ہم مثل ہیں۔

ہمیں شیخ ابو البرکات نے قاضی ابو المظفر ھناد بن ابراہیم
بخاری نسفی سے خبر دی وہ عطاء بن رباح سے روایت کرتے
ہیں عطاء کہتے ہیں میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا
فرماتی تھیں کہ عہد رسالت میں ایک شخص کو گیت سننے کا شوق تھا
اور جب ذی الحجہ کا ہلال نظر آتا تو وہ روزے رکھا کرتا تھا۔
سرور عالم صلعم کے پاس بھی اس کا ذکر آیا آپ نے اسے بلوا کر پوچھا
کہ تم ان دنوں کے روزے کیوں رکھتے ہو؟ اس نے کہا: یا رسول اللہ
یہ مشاعر (احکام حج کے) اور حج کے دن ہیں میں نے یہ بات پسند
کی کہ اللہ تعالیٰ حاجیوں کی دعاؤں میں مجھے شریک فرمالے رحمت
عالم صلعم نے فرمایا: تمہارے لئے ہر روزے کے عوض سو غلاموں
کو آزاد کرنے کا، سو اونٹوں کی قربانی کا اور سو گھوڑوں کو مجاہدوں
کو دینے کا ثواب ہے اور ترویہ (۸ ذی الحجہ) کے روزے کا ثواب
ایک ہزار غلاموں کو آزاد کرنے کا ایک ہزار اونٹ قربان کرنے کا
اور ایک ہزار گھوڑوں کے دینے کا ثواب ہے اور عرفہ کے روزے
کا ثواب اس سے دگنا ہے اور پہلے اور پچھلے ایک ایک سال کے
روزوں کا بھی۔

ہمیں شیخ ابو البرکات نے اپنی اسناد سے سعیدؓ بن جبیر سے اور

والف فرس تحمل عليها في سبيل الله فاذا كان يوم عرفة فلك عتق الفي رقبة والفي بدنة تهديها والفي فرس تحمل عليها في سبيل الله وصيام سنة قبلها وسنة بعدها واخبرنا الشيخ ابوالبركات باسناده عن سعيد بن جبير عن ابن عباس رضي الله عنهما قال ما من ايام العمل الصالح فيها احب الى الله عزوجل من رجل في هذه الايام يعني ايام العشر قالوا يارسول الله ولا الجهاد في سبيل الله قال ولا الجهاد في سبيل الله الا رجل خرج بنفسه وماله فلم يرجع من ذلك بشيء واخبرنا الشيخ ابوالبركات عن ابي بكر بن احمد بن علي بن ثابت الحافظ باسناده عن جبيرة بن خالد الخزاعي عن حفصة رضي الله عنها انها قالت اربع لم يكن النبي صلى الله عليه وسلم يتركهن صوم عشر ذي الحجة وعاشوراء وثلاثة ايام من كل شهر وركعتان قبل الغداة واخبرنا الشيخ ابوالبركات عن حمزة بن عيسى بن الحسن الوراق باسناده عن سعيد بن المسيب عن ابي هريرة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال ما من ايام احب الى الله تعالى ان يتعبد له فيهن من ايام عشر ذي الحجة وان صيام يوم فيها يعدل صيام سنة وقيام ليلة فيهن كقيام سنة واخبرنا الشيخ ابو البركات عن الحسن بن احمد المقرى باسناده عن محمد بن المنكدر عن جابر رضي الله عنه

انہوں نے ابن عباسؓ سے خبر دی کہ سرور عالم صلعم نے فرمایا نیک اعمال اللہ تعالیٰ کو اور دنوں میں اتنے پیارے نہیں جتنے ان دنوں (ایام عشر) میں ہیں، صحابہ نے پوچھا یارسول اللہ جہاد بھی؟ فرمایا: ہاں جہاد بھی ہاں جو شخص اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کے لئے اپنی جان ومال کو لیکر گیا اور اس میں کچھ بھی لیکر واپس نہیں لوٹا (اس کا عمل ان دنوں کے عملوں کے برابر ہے)

ہمیں شیخ ابوالبرکات حافظ ابوبکر بن احمد بن علی بن ثابت اور انہوں نے جبیرہ بن خالد خزاعی سے اور انہوں نے ام المومنین حضرت حفصہؓ سے خبر دی کہ انہوں نے فرمایا، نبی صلعم چار چیزیں نہیں چھوڑا کرتے تھے، عشرہ ذی الحجہ کے روزے (عرفہ تک) عاشوراء (دس محرم) کا روزہ، ہر ماہ کے تین روزے اور فجر کی نماز سے پہلے کی دو سنتیں۔

ہمیں شیخ ابوالبرکات نے حمزہ بن عیسیٰ بن حسن وراق سے اپنی اسناد سے انہوں نے سعید بن مسیب سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے اور انہوں نے نبی صلعم سے خبر دی کہ آپ نے فرمایا کہ ذی الحجہ کے پہلے دس دن میں دوسرے دنوں کی بہ نسبت اللہ تعالیٰ کو اپنی عبادت زیادہ محبوب ہے اور اس عشرے کے ایک دن کا روزہ ایک سال کے روزوں کی برابر ہے اور ایک رات کی عبادت ایک سال کی راتوں کی عبادت کے برابر ہے۔

ہمیں شیخ ابوالبرکات نے حسن بن احمد مقری سے خبر دی اور وہ محمد بن منکدر سے، وہ جابرؓ سے اور وہ سرور عالم صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جو اس عشرے کے روزے رکھ لے تو حق تعالیٰ ہر روزے کے عوض اس کے لئے سال بھر کے روزوں کا ثواب لکھ دے گا۔ سعیدؓ بن جبیر فرمایا کرتے تھے کہ اس عشرے کی راتوں میں چراغ نہ بجھاؤ اور خدام کو جاگنے کا حکم فرمایا کرتے تھے اور اس میں آپ کو عبادت میں بڑا لطف آتا تھا۔

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال من صام ایام
العشر کتب اللہ لہ بکل یوم صوم سنۃ وعن سعید
ابن جبیر رحمہ اللہ انہ کان یقول لا تطفئوا سرجکم
لیال العشر ویامر بایقاظ الخدم وتعجبہ فیہ العبادۃ

فصل : فی الصلاۃ الواردۃ فی ایام العشر

اخبرنا الشیخ ابو البرکات عن الشریف ابی عبد اللہ
محمد بن علی بن محمد بن یحیی المہدی باسنادہ
عن ہشام بن عروۃ عن ابیہ عن عائشۃ رضی
اللہ عنہا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ
قال من احیا لیلۃ من لیالی عشر ذی الحجۃ فکانما
عبد اللہ عبادۃ من حج واعتمر طول سنتہ ومن
صام فیہا یوما فکانما عبد اللہ تعالی سائر سنتہ
اخبرنا الشیخ ابو البرکات عن محمد بن محمد
بن عبد العزیز الشاہد باسنادہ عن جعفر بن
محمد بن علی بن الحسین عن ابیہ محمد بن علی
عن ابیہ علی بن الحسین زین العابدین عن ابیہ
الحسین بن علی عن ابیہ علی رضی اللہ عنہ عن النبی
صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال اذا دخل عشر
ذی الحجۃ فجدوا فی الطاعۃ فانہا ایام فضلہا
اللہ تعالی وجعل حرمۃ لیلہا کحرمۃ نہارہا
فمن صلی فی لیلۃ من لیالی العشر فی الثلث الاخیر
اربع رکعات یقرأ فی کل رکعۃ فاتحۃ الکتاب
مرۃ والمعوذتین ویکرر سورۃ الاخلاص ثلاثا
ویقرأ آیۃ الکرسی ویکرر ذلک ثلاثا فی
کل رکعۃ فاذا فرغ من صلاتہ رفع یدیہ

عشرۂ ذی الحجہ کے نماز کے آداب

ہمیں شیخ ابو البرکات نے شریف ابو عبد اللہ محمد بن علی بن محمد بن یحییٰ مہدی سے انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے عروہ سے، انہوں نے حضرت عائشہ رضا سے اور انہوں نے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے خبر دی کہ آپ نے فرمایا کہ جس نے ذی الحجہ کے عشرے کی راتوں میں سے کسی ایک رات میں جاگ کر عبادت کی گویا اس نے اس شخص کی سی عبادت کی جس نے پورے سال حج اور عمرے ادا کئے اور جس نے اس عشرے میں ایک روزہ رکھ لیا گویا اس نے پورے سال اللہ تعالےٰ کی عبادت کی۔

ہمیں شیخ ابو البرکات نے محمد بن محمد بن عبد العزیز شاہد سے انہوں نے جعفر بن محمد بن علی بن حسین سے انہوں نے اپنے والد محمد بن علی سے انہوں نے اپنے والد علی بن حسین زین العابدین سے انہوں نے اپنے والد حسین بن علی سے انہوں نے اپنے والد حضرت علی رضا سے اور انہوں نے نبی اکرم صلعم سے خبر دی کہ آپ نے فرمایا کہ جب ذی الحجہ کا عشرہ آجائے تو عبادت میں سرگرم ہو جاؤ کیونکہ یہ وہ ایام ہیں جن کو حق تعالےٰ شانہ نے فضیلت بخشی ہے اور ان کی راتوں کا احترام دنوں کے احترام کی مانند قرار دیا ہے اگر کوئی اس عشرے کی کسی رات کے پچھلے تہائی حصہ میں چار رکعت نماز پڑھ لے اور ہر رکعت میں سورہ فاتحہ ایک بار معوذتین ایک بار اور سورہ اخلاص تین تین بار اور آیۃ الکرسی تین تین بار اور نماز سے فارغ ہو کر دونوں ہاتھ اٹھا کر یہ دعا مانگے عزت وجبروت والا معبود پاک ہے وہ معبود پاک ہے جو ہمیشہ زندہ ہے اور جسے کبھی فنا نہیں، اللہ پاک ہے جو تمام بندوں کا اور تمام شہروں کا مربی ہے اور ہر حال میں اللہ ہی کے لئے بہت بہت پاکیزہ اور برکت والی بڑائیاں ہیں اللہ بہت

وقال سبحان ذی العزۃ والجبروت سبحان ذی القدرۃ والملکوت سبحان الحی الذی لا یموت لا الٰہ الا ھو یحیی و یمیت وھو حی لا یموت سبحان اللّٰہ رب العباد والبلاد والحمد للّٰہ کثیرا طیبا مبارکا علی کل حال اللّٰہ اکبر کبیرا ربنا جل جلالہ وقدرتہ بکل مکان قال الشیخ یعنی علمہ بکل مکان ثم یدعو بما شاء فان لہ من الاجر کمن حج بیت اللّٰہ الحرام وزار قبر النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم وجاھد فی سبیل اللّٰہ ولم یسال اللّٰہ شیئا الا اعطاہ ایاہ وان صلاھا فی کل لیلۃ من لیالی العشر احلہ اللّٰہ تعالی الفردوس الاعلی ومحا عنہ کل سیئۃ وقیل لہ استانف العمل فاذا کان یوم عرفۃ وصام نھارھا وصلی لیلھا ودعا بھذا الدعاء واکثر التضرع بین یدی اللّٰہ تعالی یقول اللّٰہ یاملائکتی اشھدوا انی قد غفرت لہ واشرکتہ بالحاج الی بیت اللّٰہ قال فتستبشر الملائکۃ بما یعطی اللّٰہ تعالی ذلک العبد المومن بصلاتہ ودعائہ۔

ہی بڑا ہے ہمارا رب، اس کا جلال اور اس کی قدرت ہر جگہ ہے۔ شیخ فرماتے ہیں کہ رب کے ہر جگہ ہونے سے اس کا علم مراد ہے، پھر جو چاہے دعا مانگے تو اس کے لئے اس شخص کی برابر ثواب ہے جس نے بیت اللہ کا حج کیا ہو اور روضۂ اطہر کی زیارت کی ہو اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا ہو یہ بندہ جو کچھ حق تعالیٰ جل مجدہٗ سے جو بھی سوال کرے گا حق تعالیٰ اس کا سوال ضرور پورا فرمائے گا اور اگر وہ یہی چار رکعتیں اس عشرے کی ہر پچھلی تہائی رات میں پڑھ لے حق تعالیٰ شانہ اسے فردوس اعلیٰ میں داخل فرما دیں گے اور اس کی ہر برائی مٹا دیں گے اور اس سے کہا جائے گا آج سے تمہارے عملوں کا نیا دور ہے پھر جب عرفہ کا دن آتا ہے اور وہ عرفہ کا روزہ رکھتا ہے اور عرفہ کی رات میں عبادت کرتا ہے اور نماز پڑھتا ہے اور مذکورہ بالا دعا مانگتا ہے اور حق تعالیٰ کے سامنے کثرت سے رونا اور گڑگڑاتا ہے تو حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے میرے فرشتو! گواہ رہو میں نے اسے بخش دیا اور میں نے اسے حاجیوں کے ثواب میں شریک کر لیا فرماتے ہیں کہ اس مومن بندے کو اس کی نماز و دعا کی وجہ سے جو کچھ حق تعالیٰ عطا فرماتا ہے اس سے فرشتے بہت خوش ہوتے ہیں۔

فصل: والعشر لخمسۃ انبیاء علیھم السلام الاول عشر آدم علیہ السلام وھو انہ لما خلق اللّٰہ حواء من ضلعہ الایسر القصیر وھو نائم فاستیقظ من سنتہ فرای حواء جالسۃ عندہ فقال لھا لمن انت قالت لک فاراد ان یمسھا فقیل لہ لا تمسھا

پانچ پیغمبروں کے الگ الگ عشرے

ایک عشرہ حضرت آدم علیہ السلام کا ہے اس کی وضاحت یہ ہے کہ حضرت آدم سورہے تھے کہ حق تعالیٰ شانہ نے آپ کی بائیں طرف کی سب سے چھوٹی پسلی سے حضرت حواء کو پیدا فرما دیا پھر جب آپ جاگے تو آپ کے پاس حواء بیٹھی تھیں، پوچھا آپ کس کے لئے ہیں؟ بولیں، آپ کے لئے بالآخر آپ نے انہیں چھونا چاہا تو آپ سے کہا

حتی تعطی مھرھا قال النبی وما مھرھا قال اللہ تعالیٰ ھو ان تصلی علی نبی آخر الزمان عشرفذلک مھرھا۔

کہا گیا کہ خبردار مہر ادا کئے بغیر ہاتھ مت لگانا بولے اے میرے معبود ان کا مہر کیا ہے ؟ فرمایا پیغمبر آخر الزمان پر دس بار درود بھیجو یہی ان کا مہر ہے۔

والثانی: عشر ابراھیم خلیل الرحمٰن علیہ السلام قال اللہ تعالیٰ واذ ابتلی ابراھیم ربہ بکلمات فاتمھن وھی عشر خصال خمس منھا فی الرأس الفرق وقص الشارب والسواک والمضمضۃ والاستنشاق وخمس فی البدن وھی تقلیم الاظفار ونتف الابطین والختان وحلق العانۃ وتخلیل الاصابع فلما اتم ابراھیم علیہ السلام ھذہ الخصال العشرۃ اکرمہ اللہ تعالیٰ بالخلۃ قولہ تعالیٰ واتخذ اللہ ابراھیم خلیلا۔

ایک عشرہ حضرت ابراہیمؑ کا ہے حق تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ وقت یاد کرو جب حق تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو چند باتوں سے آزمایا پھر آپ ان باتوں میں پورے اترے یہ دس باتیں ہیں جن میں سے پانچ کا تو سر سے تعلق ہے مانگ نکالنا، مونچھیں کاٹنا، مسواک کرنا، غرغرہ کرنا اور ناک میں پانی چڑھا کر اسے سنکنا اور پانچ کا تعلق بدن سے ہے ناخن کاٹنا بغلوں کے بال اکھاڑنا ختنہ کرانا زیر ناف کے بال مونڈنا اور انگلیوں میں خلال کرنا پھر جب حضرت ابراہیم ان دس باتوں میں پکے ثابت ہوئے تو حق تعالیٰ نے آپکو خلعت دوستی کا اعزاز بخشا فرمایا: اور اللہ تعالیٰ نے ابراہیمؑ کو خلیل بنا لیا۔

والثالث عشر شعیب النبی علیہ السلام قولہ عزوجل فان اتممت عشرا فمن عندک وھو انہ اجرہ موسیٰ علیہ السلام نفسہ عشر سنین فکان اجرتہ مھر ابنۃ شعیب النبی علیہ السلام وقیل ان شعیبا علیہ السلام بکی عشر سنین حتی ذھب بصرہ فرد اللہ بصرہ علیہ فاوحی اللہ تعالیٰ الیہ یا شعیب ان کنت تخاف النیران فقد امنتک منھا وان کنت ترید الجنان فقد وھبت لک وان کنت تطلب الرضوان فقد اعطیتک فقال یا جبریل لیس بکائی حبا للجنان ولا خوفا من النیران ولکن شوقا الی لقاء الرحمٰن فقال اللہ عزوجل الآن حق لک فابک ثم ابک ثم عوض لبکائہ ان اجعل اللہ نبیہ موسیٰ علیہ السلام

اور ایک عشرہ حضرت شعیبؑ کا ہے فرمایا: اور اگر آپ دس سال پورے کرلیں تو آپ کی خوشی ہے اس کی وضاحت یہ ہے کہ حضرت شعیب نے حضرت موسیٰؑ کو دس سال کے لئے مزدوری پر مقرر کرلیا تھا آپ کی مزدوری ہی حضرت شعیبؑ کی بیٹی کا مہر تھا کہتے ہیں حضرت شعیب دس سال تک روتے رہے اور رونے رونے آپکی بینائی جاتی رہی پھر حق تعالیٰ نے آپ کو آپ کی بینائی لوٹائی اور وحی بھیجی کہ اے شعیب اگر تم کو آگوں کا خوف ہے تو میں نے ان سے تم کو مامون بنا دیا اور اگر تمہیں جنت کی طلب ہے تو میں نے تمہیں جنت ہبہ کردی اور اگر تم میری رضا کے امیدوار ہو تو میں نے تم کو اپنی رضا عطا فرمادی، بولے اے جبرئیل میں جہنم کے ڈر سے یا جنت کی طلب کے لئے نہیں رو رہا ہوں تو اپنے مہربان معبود کی ملاقات کے شوق میں (فراق میں) رو رہا ہوں حق تعالیٰ نے فرمایا ہاں اب تمہیں حق ہے کہ تم جس قدر بھی رو یا جا سکے

خادماً له عشر سنين جزاء لما كان من بكائه على محبته سوى ما تمّ ادّخر له عنده من الكرامات والمنازل العاليات والقرب منه تبارك وتعالى والنظر الى وجهه الكريم وغير ذلك مما لا عين رأت ولا اذن سمعت ولا خطر على قلب بشر۔

والرابع: عشر موسىٰ عليه السلام قوله عز وجل وواعدنا موسىٰ ثلاثين ليلة واتممناها بعشر وذلك ان الله عز وجل وعد موسىٰ عليه السلام المناجاة واعطاء التوراة فقام موسىٰ عليه السلام ثلاثين يوما وكان شهر ذي الحجة وقيل انه شهر ذي القعدة فلما قصد المناجاة وضع قطعة زيتون في فيه لما شاهد من تغير رائحة فمه فقال عز وجل يا موسىٰ اما علمت ان خلوف فم الصائم عندي اطيب من ريح المسك ثم امره ان يصوم عشرا من المحرم آخرها يوم عاشوراء وعلى قول من قال الشهر كان ذا القعدة فيكون عشر ذي الحجة ثم قربه واكرمه بالمناجاة والقربة قوله عز وجل ولما جاء موسىٰ لميقاتنا الآية۔

والخامس: عشر نبينا المصطفى صلى الله عليه وسلم قوله تعالى والفجر وليال عشر يعني عشر ذي الحجة وقد ذكرناه۔

فصل: وقيل من اكرم هذه الايام العشرة اكرمه الله تعالى بعشر كرامات البركة في عمره والزيادة في ماله والحفظ

دوؤ پھر آپ کو حق تعالیٰ نے رونے کا یہ صلہ دیا کہ اپنے نبی حضرت موسیٰؑ کو دس سال تک کے لئے آپ کا خادم بنا دیا یہ حق تعالےٰ شانہ کی محبت میں رونے کا بدلہ تھا اور جو عزتیں، اونچے منازلؔ تقرب اور دیدار باری تعالےٰ آخرت کے لئے جمع کر کے رکھا گیا وہ اس کے علاوہ ہے اور ان کے علاوہ اور بھی ایسی نعمتیں ہیں جو نہ آنکھوں نے دیکھیں، نہ کانوں نے سنیں اور نہ ان کا تصور کسی انسان کے دل میں آیا اور چوتھا عشرہ حضرت موسےٰؑ کا ہے فرمایا کہ ہم نے موسیٰ سے تیس دن کا وعدہ کیا اور اسے دس دن مزید بلا کر پورا کیا اس کی وضاحت یہ ہے کہ حق تعالےٰ سبحانہ نے حضرت موسیٰؑ سے باتیں کرنے کے لئے اور تورات دینے کے لئے تیس دن کا وعدہ فرمایا حضرت موسےٰؑ نے لگاتار ذی الحجہ کے یا ذی قعدہ کے روزے رکھے پھر جب آپ نے حق تعالےٰ سے باتیں کرنے کا ارادہ کیا تو قدرے روغن زیتون اپنے منہ میں رکھ لیا تاکہ منہ کی بو میں جو تغیر آ گیا ہے وہ جاتا رہے حق تعالیٰ شانہ نے فرمایا کہ اے موسیٰ! کیا تم کو معلوم نہیں کہ مجھے روزے دار کی منہ کی بھبھک مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ پیاری ہے پھر فرمایا کہ محرم کے دس روزے اور رکھو اور دسواں روزہ عاشوراء کا ہوگا اور ذی قعدہ والے قول کی رو سے ذی الحجہ کے پہلے عشرے کے دس روزے ہوگئے پھر جب چلہ پورا ہو گیا تو حضرت موسےٰؑ کو اپنے قریب بلایا اور باتیں کیں اور تقرب و مناجات کا اعزاز بخشا فرمایا اور جب موسےٰؑ ہمارے مقرر کردہ وقت پر آئے اور ان سے انکے پروردگار نے کلام فرمایا اور پانچواں عشرہ پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عشرہ ہے فرمایا فجر کی قسم اور دس راتوں کی قسم اس سے ذی الحجہ کا پہلا عشرہ مراد ہے جیسا کہ ہم روشنی ڈال آئے ہیں

عشرۂ ذی الحجہ کی تعظیم کی فضیلت کہا جاتا ہے کہ جو ان دس دنوں کا احترام و اکرام کریگا حق تعالیٰ جل مجدہٗ اسے دس اعزاز عطا فرمائیں گے عمر میں برکت ہوگی، مال میں زیادتی ہوگی اہل و عیال کی حفاظت

لعیاله والتکفیر لسیئاته والتضعیف لحسناته والتسهیل لسکراته والضیاء لظلماته والتثقیل لمیزانه والنجاة من درکاته والصعود علی درجاته ومن تصدق فی هذه الایام العشر بصدقة علی مسکین فکانما تصدق علی انبیائه ورسله ومن عاد فیها مریضا فکانما عاد اولیاء الله وبدلائه ومن شیع جنازة فکانما شیع جنازة شهدائه ومن کسا مومنا کساه الله تعالیٰ من حلله ومن لطف فیها بیتیم لطف الله تعالیٰ به فی القیامة تحت ظل عرشه ومن حضر مجلسا من مجالس العلم فکانما حضر مجالس انبیاء الله ورسله وقال وهب بن منبه رحمه الله ان آدم علیه السلام لما اهبط الی الارض بکیٰ علی ذنبه ستة ایام ثم اوحی الله الیه فی الیوم السابع وهو محزون کظیم منکس راسه یا آدم ما هذا الجهد الذی بک فقال الٰهی عظمت مصیبتی واحاطت بی خطیئتی وصرت فی دار الهوان بعد الکرامة وفی دار الشقاوة بعد السعادة وفی دار الموت والفناء بعد الخلد والبقاء فکیف لا ابکی علی خطیئتی فاوحی الله تعالیٰ الیه یا آدم اما اصطنعتک لنفسی ثم اصطفیتک علی خلقی وخصصتک بکرامتی والقیت علیک محبتی اما خلقتک بیدی واسجدت لک ملائکتی المزتکن فی بحبوحة کرامتی ومنتهی رحمتی فعصیت امری ونسیت

ہو گی، برائیاں مٹادی جائیں گی نیکیوں میں غیر معمولی حد تک اضافہ کر دیا جائے گا سکرات موت آسان کر دی جائے گی تاریکیوں کے اوقات میں روشنی ملے گی۔ میزان میں تولیں بھاری ہونگی۔ طبقات جہنم سے نجات ملے گی اور درجات بلند ہوں گے اور جو ان دس دنوں میں کسی مسکین پر صدقہ کریگا گویا اس نے نبیوں اور رسولوں پر صدقہ کیا اور جو ان دنوں میں کسی بیمار کی بیمار پرسی کریگا گویا اس نے ابدال و اولیاء کی بیمار پرسی کی اور جو جنازے کے ساتھ جائے گا گویا وہ شہداء کے جنازوں کے ساتھ گیا اور جو کسی مومن کو کپڑے پہنائے گا حق تعالیٰ اسے اپنے جوڑے پہنائے گا اور جو کسی یتیم کے سر پر ان دنوں میں دست شفقت پھیرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن عرش کے سایہ کے نیچے اس پر مہربان ہوگا اور جو کسی علمی مجلس میں حاضر ہوگا گویا وہ نبیوں اور رسولوں کی مجلسوں میں حاضر ہوا۔ وھب بن منبہ: جب حضرت آدمؑ زمین پر اتارے گئے تو چھ دن تک اپنے گناہ پر روتے رہے ساتویں دن آپ غمگین و محزون اور نگاہ نیچی کئے بیٹھے اور گناہ کارہ کے خیال کرکے گھٹ گھٹ کے رو رہے تھے کہ حق تعالےٰ نے آپ کے پاس وحی بھیجی کہ اے آدم آپ کس تکلیف و مشقت میں مبتلا ہیں؟ بولے اے اللہ میری مصیبت انتہا کو پہنچ گئی اور مجھے میرے گناہ نے چاروں طرف سے گھیر لیا اور میں عزت والے گھر سے ذلت والے گھر میں بھیج دیا گیا اور مجھے سعادت والے گھر کے بعد شقاوت والا گھر نصیب ہوا اور خلد و بقا والے گھر کے عوض مجھے موت و فنا کا گھر مل گیا تو بھلا میں اپنے گناہ پر کیوں نہ روؤں؟ پھر اللہ نے آپ کی طرف وحی بھیجی کہ اے آدم! کیا میں نے آپ کو اپنے نفس کے لئے نہیں پیدا کیا (یعنی کیا میں نے آپ کو اپنی عبادت کے لئے نہیں پیدا کیا؟) پھر میں نے آپ کو اپنی مخلوق پر برگزیدہ بنایا

عهدی فکیف نسیت رحمتی ونعمتی فوعزتی وجلالی لو ملأت الارض رجالا کلهم مثلك یعبدونی ویسبحونی اللیل والنهار لا یفترون عن عبادتی طرفة عین ثم انهم عصونی لانزلتهم منازل العاصین قال فبکی عند ذلك ثلاث مائة عام علی جبل الهند تجری دموعه فی اودیة جبالها فنبتت من تلك الدموع اشجار طیبة فقال له جبریل علیه السلام اذهب الی بیت الله الحرام واصبر حتی تدخل ایام العشر ثم تب الی الله لعله یرحم ضعفك فمضی فکان یخطو خطوة وکان موضع قدمیه عمرانا وما بینهما مفاوز وقیل کان بین قدمیه ثلاثة فراسخ حتی اتی البیت فطاف بالبیت اسبوعا کاملا وبکی حتی خاض فی دموعه الی رکبتیه وجری علی الارض فقال لا اله الا انت سبحانك اللهم وبحمدك عملت سوءا وظلمت نفسی فاغفر لی وانت خیر الغافرین وارحمنی وانت خیر الراحمین فاوحی الله الیه یا آدم قد رحمت ضعفك وغفرت ذنبك وقبلت توبتك فذلك قوله عز وجل فتلقی آدم من ربه کلمات فتاب علیه فوجد آدم من برکات ایام العشر التوبة وکذلك المؤمن الذی عصی ربه واتبع هواه فی معصیة مولاه اذا تاب واناب وانقاد لطاعة الله فی هذه الایام یتفضل علیه بالرحمة والغفران وابدال السیئات بالحسنات برحمة منه۔

اور میں نے آپکو خاص طور سے عزت نہیں بخشی؟ اور میں نے آپکے دل میں اپنی محبت نہیں پیدا کی؟ کیا میں نے آپ کو اپنے دونوں ہاتھوں سے نہیں پیدا کیا؟ اور آپکو اپنے فرشتوں سے سجدہ نہیں کرایا کیا آپ میری عطا کردہ عزت کے اور میری انتہائی رحمت کے عین وسط میں عیش کے جھولے نہیں جھولتے تھے؟ لیکن آپ نے میرے حکم کی نافرمانی کی اور آپ میرے عہد کو بھول گئے آپ نے میری نعمت و رحمت کو کیوں فراموش کیا؟ مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم اگر روئے زمین آپ جیسوں سے بھر جائے اور سب دن رات میری عبادت و تسبیح میں لگے رہیں اور ایک منٹ کے لئے بھی سست نہ پڑیں لیکن ایک زمانہ کے بعد وہ میری نافرمانی کرنے لگیں تو تو میں ان سب کو نافرمانوں کے مقامات پر اتار دونگا کہتے ہیں یہ سن کر حضرت آدمؑ ایک ہندی پہاڑ پر تین سو سال تک روتے رہے جسکی وادی میں آپکے آنسو جاری ہو گئے اور ان آنسوؤں سے عمدہ اور پاکیزہ درخت پیدا ہو گئے پھر آپ سے حضرت جبرئیلؑ نے کہا کہ بیت الحرام تشریف لیجائیے اور وہاں عشرہ ذی الحجہ کا انتظار کیجئے اور ان دنوں میں توبہ کیجئے تاکہ اللہ تعالیٰ آپکی کمزوری پر رحم فرمائے یہ مژدہ سن کر آپ چل پڑے پھر جہاں جہاں آپکے قدم پڑتے ہیں آبادی ہو گئی اور قدموں کا درمیانی حصہ غیر آباد رہا کہتے ہیں آپ کے دونوں قدموں کا درمیانی فاصلہ تین تین فرسخ (۹ میل) کا ہوتا تھا بالآخر آپ بیت اللہ پہنچے اور اس کا طواف ایک ہفتہ تک کرتے رہے اور روتے رہے حتیٰ کہ آپکے آنسوؤں کا پانی آپکے گھٹنوں تک آگیا اور زمین پر بہنے لگا آپ رو رو کر عرض کرتے جاتے تھے کہ اے اللہ آپ کے سوا کوئی حق دار عبادت نہیں آپ پاک ہیں اور آپ ہی کے لئے بڑائیاں ہیں میں نے برائی کی اور اپنے اوپر ظلم کیا اے اللہ مجھے معاف فرما دیجئے آپ بہترین معاف فرمانیوالے ہیں اور مجھ پر رحم فرمائیے آپ تو انتہائی مشفق و مہربان ہیں۔ آخر کار حق تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ اے آدم میں نے تیری کمزوری پر رحم کیا تیرا گناہ معاف کر دیا اور تیری توبہ قبول کی فرمایا پھر آدم نے اپنے رب سے چند کلمے سیکھے پھر اللہ نے ان کی توبہ قبول

فرمائی ، حضرت آدم نے اس عشرے کی برکت یہ پائی کہ آپ کی توبہ قبول کر لی گئی اس طرح جو مومن اللہ تعالیٰ کا نافرمان ہو اور اپنی سہو یا ہوس کا شکار ہو کر رب کی نافرمانی کر بیٹھے اگر وہ پرخلوص توبہ کر لے اور اللہ تعالیٰ کی طرف صدق خلوص سے آجائے اور ان دنوں میں اللہ تعالیٰ کی پوری سرگرمی سے عبادت کرے اور اس کا مطیع و منقاد بن کر رہے تو حق تعالیٰ اپنی مہربانی اور بخشش کیساتھ اس پر احسان فرماتا ہے اور اپنی مہربانی سے اس کی برائیوں کو نیکیوں سے بدل دیتا ہے

فصل : وقد اقسم اللہ تعالیٰ بالفجر ولیال عشر والشفع والوتر واللیل اذا یسر الی قولہ ان ربک لبالمرصاد وھی ثمان قناطر علی جسر جہنم فیسئل العبد فی اوّل موقف منھا عن الایمان باللہ فان کان مؤمنا نجا والا تردی فی النار ثم جاز الی الثانی فیسئل عن الوضوء والصلاۃ فان قصر فیھما تردی فی النار وان اکمل رکوعھا وسجودھا نجا ثم جاز الی الثالث فیسئل عن الزکاۃ فان کان قد اداھا نجا ثم جاز الی الرابع فیسئل عن الصیام فان کمل صیامہ نجا ثم جاز الی الخامس فیسئل عن الحج والعمرۃ فاذا کان اداھما نجا ثم جاز الی السادس فیسئل عن الامانۃ فان لم یخن فیھا نجا ثم جاز الی السابع [illegible] ن الغیبۃ والنمیمۃ والبھتان فان لم یکن اغتاب نجا ثم جاز الی الثامن فیسئل عن اکل الحرام فان لم یکن اکل نجا والا تردی فی النار۔

فصل : فی ذکر یوم الترویۃ قال اللہ سبحانہ وتعالیٰ واذن فی الناس بالحج یاتوک رجالا الآیۃ وھذہ الآیۃ فی سورۃ الحج وھی من اعاجیب سور القرآن العظیم فان فیھا مکیا ومدنیا وحضریا وسفریا ولیلیا ونھاریا وفیھا ناسخ

حق تعالیٰ کی فجر وغیرہ کی قسموں کے بارے میں حق تعالیٰ شانہ نے فجر کی دس راتوں کی ، جفت وطاق اور جانے والی رات کی قسم کھائی اور عادیوں ، ثمودیوں اور فرعونیوں کا عذاب بیان کرکے فرمایا کہ آپ کا رب گھات میں رہتا ہے ، دیکھئے جہنم کے پل پر چڑھنے کے لئے آٹھ سیڑھیاں ہیں پہلی سیڑھی پر انسان سے ایمان کے بارے میں پوچھا جائے گا اگر مومن ہو گا تو نجات پا جائے گا ورنہ جہنم کے گڑھے میں گر جائے گا دوسری سیڑھی پر وضو اور نماز کے بارے میں سوال ہو گا اگر ان دونوں میں کوتاہی ہو گی تو جہنم رسید ہو جائے گا اور اگر صحیح صحیح نماز پڑھی ہو گی تو نجات پا جائے گا تیسری سیڑھی پر زکوٰۃ کے بارے میں پوچھا جائے گا اگر زکوٰۃ ادا کی ہو گی تو نجات پا جائے گا چوتھی سیڑھی پر روزوں کے بارے میں پوچھا جائے گا اگر روزے کامل ہوں گے تو نجات پا جائے گا پانچویں سیڑھی پر حج اور عمرے کے بارے میں پوچھا جائے گا اگر ان دونوں کو ادا کیا ہو گا تو نجات حاصل ہو گی چھٹی سیڑھی پر امانت کے بارے میں پوچھا جائے گا اگر امانت میں خیانت نہ کی ہو گی تو نجات پا جائے گا ساتویں سیڑھی پر غیبت ، چغلی اور بہتان کے بارے میں پوچھا جائے گا اگر ان سے بری ہو گا تو نجات پائے گا آٹھویں سیڑھی پر حرام خوری کے بارے میں پوچھا جائیگا اگر حرام نہ کھایا ہو گا تو نجات پا جائے گا ورنہ جہنم میں گر جائے گا۔

یوم الترویہ حق تعالیٰ شانہ نے فرمایا آپ لوگوں میں حج کا اعلان کر دیں لوگ آپ کے پاس پیدل اور دبلی سواری پر ہر دور کے مقام سے آئیں گے ۔ یہ آیت سورہ حج کی ہے سورہ حج قرآن عظیم کی سورتوں

ومنسوخ فاما المكي فمن رأس ثلاثين آية منها
الى آخرها واما الآيات المدنية فمن رأس خمسة
عشر الى رأس الثلاثين واما الليلي منها فمن
فمن اولها الى رأس خمس آيات واما النهاري
منها فمن رأس خمس الى رأس تسع واما الحضري
فالى رأس العشرين ونسب ذلك الى المدينة
لقربها منها واما الناسخ فقوله تعالى اذن للذين
يقاتلون الآية واما المنسوخ فثلاث آيات
وما ارسلنا من قبلك من رسول ولا نبي نسخت
بقوله تعالى سنقرئك فلا تنسى والثانية قوله
تعالى الله يحكم بينكم يوم القيامة فيما كنتم
فيه تختلفون فنسخت بآية السيف والثالثة
وجاهدوا في الله حق جهاده فنسخت بقوله
تعالى فاتقوا الله ما استطعتم قوله تعالى و
اذن في الناس بالحج أي ناديا ابراهيم ذريتك
وغيرهم من بني آدم من المؤمنين بالحج يأتوك
رجالا أي يجيئون اليك رجالا على ارجلهم
وعلى كل ضامر يعني ركبانا على الابل يأتين
من كل فجّ عميق يعني من كل ارض بعيدة
وطريق بعيد قال الله تعالى ذلك لابراهيم
عليه السلام حين فرغ من عمارة البيت
الحرام وقال الهي من يقصد هذا البيت فامره
ان يؤذّن في الناس بالحج فصعد ابا قبيس وهو
الجبل الذي الصفا في اصله فنادى باعلى صوته
يا ايها الناس اجيبوا ربكم ان الله يامركم ان

میں ایک حیرت انگیز سورت ہے کیونکہ اس میں مکی، مدنی، حضر والی، سفر والی
رات والی اور دن والی اور ناسخ اور منسوخ ہر طرح کی آیتیں ہیں مکی
آیتیں ۲۹ آیتوں کے بعد سے آخر سورت تک ہیں اور مدنی آیتیں ۱۵
سے ۲۹ تک ہیں اور آغاز سورت سے ۵ تک رات والی آیتیں ہیں اور
۶ سے ۹ تک دن والی ہیں اور حضری ۲۰ تک ہیں اور یہ سورت مدینہ کی طرف
مدینہ کے قرب کی وجہ سے منسوب ہے اور اذن للذین یقاتلون الخ ناسخ
ہے اور منسوخ تین آیتیں ہیں وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی الخ
سنقرئک فلا تنسیٰ سے منسوخ ہے فاللہ یحکم بینہم یوم القیامۃ فیما کانوا
فیہ تختلفون آیۂ سیف سے منسوخ ہے وجاہدوا فی اللہ حق جہادہ
فاتقوا اللہ ما استطعتم سے منسوخ ہے اب واذن فی الناس الخ کی
تفسیر پڑھیے یعنی اے ابراہیم آپ اپنی اولاد کو اور تمام دنیا کے مومن
مردوں کو اور عورتوں کو آواز دیں اور ان سے فرمائیں کہ حج کو آؤ
لوگ آپکی طرف بغیر سواری کے چل کر آئیں گے اور اونٹوں پر سوار
ہو کر بھی شہر دور کے علاقے سے لمبی مسافت طے کر کے آئیں گے حق تعالیٰ
نے حضرت ابراہیم کو اس وقت یہ حکم فرمایا تھا جب آپ بیت اللہ بنا کر
فارغ ہو گئے تھے اور حق تعالیٰ سے پوچھا تھا کہ اے معبود کون اس گھر
کا قصد کرکے اس کی زیارت کے لئے آئیگا؟ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ
لوگوں میں حج کا اعلان کر دیں پھر آپ نے ابوقبیس (یہ وہ پہاڑ
ہے جس کی جڑ میں کوہ صفا ہے) پر چڑھ کر بلند آواز سے یہ اعلان کیا لوگو
اپنے رب کی دعوت پر لبیک کہو دیکھو حق تعالیٰ تم کو حکم فرماتا ہے
کہ تم اس کے گھر کا حج کرو۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ
آواز ہر مومن مرد و عورت نے جو اس وقت زندہ تھے
اور انھوں نے بھی جو باپوں کی پشتوں میں اور ماؤں کے پیٹوں
میں تھے سنی آج جو حاجی لبیک کہتے ہیں یہ حضرت ابراہیم
علیہ السلام کی پکار ہی کا جواب ہے جو رب کے حکم سے

تجیبوا بنیہ فسمع نداء ابراہیم کل مومن ومومنۃ علی وجہ الارض ومن فی اصلاب الرجال وارحام النساء فالتلبیۃ الیوم ھی جواب نداء ابراھیم علیہ السلام عن امر ربہ فاجابوا کلھم لبیک فمن اجاب ذلک الیوم فلا یخرج من الدنیا حتی یزور ھذا البیت۔

فصل : فی فضائل من احرم بالحج ولبی وقصد البیت والیہ دنا روی مجاھد عن ابن عباس رضی اللہ عنھما قال کنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ اقبلت طائفۃ من الیمن قالوا فداک الامھات والآباء اخبرنا بفضائل الحج قال نعم ای رجل خرج من منزلہ حاجا او معتمرا فکلما رفع قدما ووضع قدما تناثرت الذنوب من قدمیہ کما یتناثر الورق من الشجر فاذا ورد المدینۃ وصافحنی بالسلام صافحتہ الملائکۃ بالسلام فاذا ورد ذا الحلیفۃ واغتسل طھرہ اللہ من الذنوب واذا لبس ثوبین جدیدین جدد اللہ لہ الحسنات واذا قال لبیک اللھم لبیک اجابہ اللہ تعالیٰ بلبیک وسعدیک اسمع کلامک وانظر الیک واذا دخل مکۃ فطاف وسعی بین الصفا والمروۃ وصل اللہ لہ الخیرات واذا وقف بعرفات وضجت لہ الاصوات بالحاجات باھی اللہ تعالیٰ بھم ملائکۃ سبع سموات فیقول ملائکتی وسکان سمواتی اما ترون الی عبادی اتونی من کل فج عمیق شعثا غبرا وقد انفقوا الاموال واتعبوا الابدان فوعزتی و

معرض وجود میں آئی تھی اور سب نے لبیک کہہ کر جواب دیا تھا لہٰذا جس نے اس روز لبیک کہہ دیا وہ حج کئے بغیر دنیا سے نہیں جائے گا۔

★

حج، احرام اور تلبیہ کے فضائل

مجاہدؒ از ابن عباس رضؓ سے ایک دفعہ ہم سرکار رسالت صلعم کی خدمت میں حاضر تھے کہ اتنے میں یمن سے ایک جماعت آئی اور انہوں نے حضرت رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے درخواست کی کہ یا رسول اللہ ہمارے ماں باپ آپ پر قربان ہوں ہمیں حج کے فضائل بتا دیجئے فرمایا اچھا سنو، جو شخص اپنے گھر سے حج یا عمرے کے ارادے سے نکلتا ہے تو جب وہ کوئی قدم اٹھاتا ہے اور کوئی قدم زمین پر رکھتا ہے تو اس کے دونوں قدموں سے گناہ اس طرح جھڑ جاتے ہیں جیسے (موسم خزاں میں) درختوں سے پتے جھڑ جاتے ہیں اور جب وہ مدینہ میں آتا ہے اور سلام کر کے مجھ سے مصافحہ کرتا ہے تو فرشتے اسے سلام کر کے اس سے مصافحہ کرتے ہیں اور جب ذوالحلیفہ (مدینہ والوں کا میقات ہے جسے بئر علی کہا جاتا ہے) کے چشمہ پر پہنچتا ہے اور نہاتا ہے تو اسے حق تعالیٰ گناہوں سے پاک فرما دیتا ہے اور جب وہ احرام کے نئے کپڑے پہن لیتا ہے تو حق تعالیٰ اس کے لئے نیکیوں کی تجدید فرماتا ہے اور جب لبیک اللھم لبیک کہتا ہے تو حق تعالیٰ بھی لبیک وسعدیک فرماتا ہے اور فرماتا ہے کہ میں تیرا کلام سُن رہا ہوں اور تجھے دیکھ رہا ہوں اور جب مکہ میں پہنچ کر بیت اللہ کا طواف کرتا ہے اور صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرتا ہے تو حق تعالیٰ نیکیوں سے اس سے رابطہ قائم فرما لیتا ہے اور جب عرفات میں قیام کرتا ہے اور بلند آواز سے اپنی مرادیں مانگتا ہے تو حق تعالیٰ ان حاجیوں پر ساتوں آسمان والے فرشتوں

جلالی وکرمی لاھبن مسیئھم لمحسنھم ولاخرجنھم
من الذنوب کیوم ولدتھم امھاتھم
فاذا رموا الجمار وحلقوا الرؤس وزاروا البیت
نادی منادٍ من بطنان العرش ارجعوا مغفوراً لکم
واستانفوا العمل وروی ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ
علیہ وسلم اتاہ اعرابی وقال لہ یا رسول اللّٰہ خرجت ارید
الحج ففاتنی وانا رجل متمول یعنی محرماً فمرنی
بما اصنع فابلغ بہ الحج او مثل اجر الحج فالتفت
الیہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فقال لہ
انظر الی ابی قبیس فلو ان لک ابا قبیس ذھباً احمر
وجعلتہ فی سبیل اللّٰہ ما بلغت ما بلغ الحاج
ثم قال علیہ السلام ان الحاج اذا اخذ فی جھازہ
لم یرفع شیئاً ولا یضعہ الا کتب اللّٰہ لہ عشر
حسنات ومحا عنہ عشر سیئات ورفع لہ عشر
درجات فاذا رکب بعیرہ لم یرفع البعیر خفا
ولا یضعہ الا کتب اللّٰہ لہ مثل ذلک فاذا طاف
بالبیت خرج من ذنوبہ فاذا سعی بین الصفا
والمروۃ خرج من ذنوبہ فاذا وقف بعرفات خرج
من ذنوبہ ثم قال اذا وقف بالمشعر الحرام
خرج من ذنوبہ فاذا رمی الجمار خرج من ذنوبہ
ثم قال للاعرابی انی لک ان تبلغ ما بلغ
الحاج وعن علی بن ابی طالب کرم اللّٰہ وجھہ
انہ قال کنت طائفاً مع النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم
بالبیت الحرام فقلت لہ یا رسول اللّٰہ فداک
ابی وامی ما ھذا البیت فقال یا علی أسس

کے سامنے فخر کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ اے میرے فرشتو اور اے میرے
آسمانوں پر رہنے والو تم میرے بندوں کو نہیں دیکھتے کہ وہ ہر دور
کے علاقہ سے آئے ہیں ان کے بال پراگندہ ہیں چہروں پر غبار ہے
اور کافی مال خرچ کر کے اور سفر کی صعوبتیں اٹھا کر یہ پہنچے ہیں مجھے اپنی
عزت وجلالت اور بزرگی کی قسم میں ان میں سے بروں کو ان کے
نیکوں کو دے دونگا یعنی نیکوں کی وجہ سے بروں کو بخش دوں گا
اور انہیں گناہوں سے اس طرح پاک کر دوں گا جیسے وہ آج ہی
دنیا میں پیدا ہوئے ہیں پھر جب حاجی شیطانوں پر کنکریں مار کر
اور سر منڈوا کر طواف افاضہ کرتے ہیں تو عرش کے نیچے سے
ایک اعلان کرنیوالا اعلان کرتا ہے (حاجیو! اللہ تعالیٰ نے تمہیں
بخش دیا ہے بخشے ہوئے اپنے اپنے گھر جاؤ آج سے تم از سر نو
عمل کرو۔ روایت ہے کہ نبی صلعم کے پاس ایک دیہاتی آکر آپ سے
پوچھتا ہے کہ یا رسول اللہ میں حج کے ارادہ سے گھر سے نکلا تھا لیکن میرا
حج فوت ہو گیا اور میں محرم ہوں آپ مجھے کچھ کرنے کا حکم فرمائیں
تاکہ مجھے حج کا ثواب یا حج کے اجر کی مانند ثواب مل جائے آپ نے
اس کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ کوہ ابوقبیس کو دیکھ اگر تیرے لئے
یہ پہاڑ سرخ سونا بن جائے اور تو اسے اللہ کی راہ میں خرچ کر ڈالے
تو تو حاجی کی برابر ثواب کو نہیں پہنچ سکتا پھر آپ نے فرمایا کہ جب حاجی
حج کی تیاری کرتا ہے تو جو چیز اٹھاتا یا رکھتا ہے اسی کے عوض حق
تعالیٰ شانہ اس کے لئے دس نیکیاں لکھ لیتا ہے اور اس سے دس
برائیاں مٹا دیتا ہے اور اس کے دس درجے بلند فرما دیتا ہے
پھر جب اونٹ پر سوار ہوتا ہے تو اونٹ جو قدم اٹھاتا اور
رکھتا ہے اسی کے بدلہ حق تعالیٰ حسب سابق نیکیاں لکھتا برائیاں
مٹاتا اور درجات بلند فرماتا ہے پھر جب بیت اللہ کا طواف
کرتا ہے تو گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے اور جب صفا اور مروہ

الله تعالىٰ هذا البيت فى دار الدنيا كفارة
لذنوب امتى فقلت فداك ابى وامى يا رسول الله
ما هذا الحجر الاسود قال صلى الله عليه وسلم تلك
جوهرة كانت فى الجنة فاهبط الله بها الى دار
الدنيا لها شعاع كشعاع الشمس فاشتد سوادها
وتغير لونها من مسنها ايدى المشركين وعن
ابن ابى مليكة عن عبد الله بن عباس رضى الله
عنهما انه قال سمعت رسول الله صلى الله عليه
وسلم يقول ينزل على هذا البيت الحرام فى كل
ليلة ويوم مائة وعشرون رحمة ستون منها
للطائفين بالبيت الحرام واربعون منها للعاكفين
حول البيت الحرام وعشرون منها للناظرين
اليها وعن الزهرى عن سعيد بن المسيب عن
عمر بن سلمة رضى الله عنه عن النبى صلى الله عليه
وسلم انه قال يقول الله تعالىٰ ان عبدا اصححت
له فى جسمه وفسحت له فى عمره وتمضى عليه
ثلاثة اعوام لا يفد الى هذا البيت انه
لمحروم انه لمحروم وعن ابى سعيد الخدرى
رضى الله عنه قال حججنا مع عمر بن الخطاب
رضى الله عنه فى اول خلافته فدخل المسجد
حتى وقف عند الحجر فقال انك حجر لا تضر
ولا تنفع ولولا انى رأيت رسول الله صلى الله
عليه وسلم يقبلك ما قبلتك فقال له على رضى
الله عنه لا تقل هذا يا امير المومنين فانه
ليضر وينفع باذن الله ولو انك قرأت القرآن

کے درمیان سعی کرتا ہے تو گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے اور جب عرفات میں قیام کرتا ہے تو گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے پھر فرمایا کہ جب مشعر الحرام میں ٹھہرتا ہے تو گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے اور جب شیطانوں پر کنکریں مارتا ہے تو گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے پھر آپ نے اسی بہاتی سے فرمایا پھر تو کیسے حاجی کے درجہ کو پہنچنا چاہتا ہے۔ حضرت علی: میں نبی صلعم کے ساتھ بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا طواف کرتے کرتے میں نے آپ سے کہا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں یہ گھر (بیت اللہ) کیا ہے؟ فرمایا: علی! حق تعالےٰ نے اس گھر کی بنیاد دنیا میں میری امت کے گناہوں کے کفارے کے لئے رکھی ہے، میں نے پوچھا: کہ میرے ماں باپ آپ پر نثار ہوں یہ حجر اسود کیا ہے؟ فرمایا یہ جنت کا ایک جوہر ہے جسے حق تعالیٰ نے اس دنیا کے گھر میں اتار دیا اس کی کرنیں سورج کی کرنوں کی طرح تھیں یعنی سورج کی طرح روشن تھا پھر جب سے اسے مشرکوں نے چھونا شروع کر دیا تو اس کا نور سلب ہونے لگا اور اس پر سیاہی چھانے لگی اور سیاہی بڑھتی چلی گئی اور اس کے رنگ میں تبدیلی آ گئی۔ ابن ابی ملیکہ حضرت ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: میں نے نبی اکرم صلعم سے سُنا آپ فرماتے تھے کہ اس عزت والے گھر پر روزانہ ۱۲۰ رحمتیں اترتی ہیں۔ جن میں ۶۰ رحمتیں اس گھر کے طواف کرنے والوں کے لئے ہیں اور چالیس اس کے ارد گرد رہنے والوں کے لئے ہیں اور ۲۰ اس کی طرف دیکھنے والوں کے لئے ہیں۔

زہری از سعید بن مسیب از عمر بن ابی سلمہ از نبی اکرم صلعم: حق تعالےٰ فرماتا ہے کہ میں نے اپنے جس بندے کو تندرستی دی اور عمر لمبی عطا فرمائی اگر وہ تین سال تک اس گھر کے حج کے لئے نہیں آتا وہ بدنصیب ہے وہ بدنصیب ہے۔ حضرت ابو سعید خدریؓ کا بیان ہے کہ ہم نے حضرت عمرؓ کے ساتھ آپ کی خلافت کے شروع میں حج کیا آپ مسجد حرام میں داخل ہوئے اور حجر اسود کے پاس جا کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ تو ایک پتھر ہے جو نفع و نقصان پہنچانے پر قادر نہیں۔ اگر میں رسول اللہ صلعم کو تجھے

وعلمت ما فيه لما انكرت على فقال له عمر
رضى الله عنه يا ابا الحسن و ما تاويله فى كتاب
الله عز وجل فقال قوله تعالى و اذ اخذ ربك من
بنى آدم من ظهورهم ذريتهم و اشهدهم على
انفسهم الست بربكم فلما اقروا بالعبودية
كتب اقرارهم فى ورق ثم دعا الحجر فالقمه
ذلك الورق فهو امين الله تعالى على هذا المكان
ليشهد لمن وافاه يوم القيامة فقال عمر
رضى الله عنه يا ابا الحسن لقد جعل الله بين
ظهرانيك من العلم غير قليل وعن ابى صالح
عن ابى هريرة رضى الله عنه عن النبى صلى الله
عليه وسلم انه قال الحجاج والعمار وفد الله
عز وجل ان دعوه اجابهم وان استغفروا
غفر لهم وعن مجاهد رحمه الله ان النبى
صلى الله عليه وسلم قال اللهم اغفر للحاج
ولمن استغفر له الحاج وروى عن الحسن رحمه
الله انه قال فى الخبر ان الملائكة تتلقون
الحاج فيسلمون على صاحب الجمال ويصافحون
اصحاب البغال والحمير ويعانقون الرجالة
وروى عن الضحاك رحمه الله عن النبى
صلى الله عليه وسلم مرسلا انه قال ايما
مسلم خرج من بيته قاصدا الى سبيل الله
فوقصته الدابة قبل القتال او لدغته هامّة
او مات باى حتف فهو شهيد وايما مسلم
خرج من بيته الى بيت الله تعالى ثم نزل

چومتا ہوا نہ دیکھتا تو میں تجھے نہ چومتا حضرت علی رضؓ نے آپ سے کہا:-
امیر المومنین یہ نہ فرمائیے کیونکہ یہ اللہ کے حکم سے نفع و نقصان پہنچاتا ہے
اگر آپ قرآن پڑھتے اور اس کے تمام مسائل آپکو معلوم ہوتے تو آپ اس کا
انکار نہ کرتے حضرت عمر رضؓ نے پوچھا ابو الحسن: اللہ کی کتاب میں اس کی
تفسیر کیا ہے؟ آپ نے آیت و اذ اخذ ربک من بنی آدم الخ پڑھ کر سنائی
یعنی وہ وقت یاد کرو جب آپکے پروردگار نے اولاد آدم ان کی پشتوں سے
پیدا کی اور انہیں ان کے نفسوں پر گواہ کر کے ان سے پوچھا: کیا میں تمہارا
رب نہیں ہوں؟ پھر جب سب نے اپنی غلامی کا اقرار کر لیا تو ایک پرچہ پر
حق تعالیٰ نے ان کا اقرار نامہ لکھا پھر حجر اسود کو طلب فرما کر اس کے پیٹ
میں پرچہ محفوظ فرما دیا لہٰذا حجر اسود اس جگہ اللہ تعالیٰ کی امانت کا
امین ہے تاکہ قیامت کے دن ان کی طرف سے گواہی دے جنہوں نے
وہ عہد پورا کیا حضرت عمر رضؓ نے فرمایا کہ اے ابو الحسن! حق تعالیٰ نے
آپ کے اندر جو علم ودیعت فرمایا ہے تھوڑا نہیں ہے؟ یعنی آپ
علم کے معدن ہیں۔ ابو صالح حضرت ابو ہریرہؓ سے اور وہ نبی صلعم سے
روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ حج اور عمرہ کرنے والے اللہ کے
مہمان ہوتے ہیں اگر وہ حق تعالیٰ سے دعا کریں تو حق تعالےٰ ان کی دعا
قبول فرماتا ہے اور اگر وہ اس سے گناہوں کی مغفرت چاہیں تو حق تعالیٰ
ان کے گناہ بخش دیتا ہے۔ مجاہدؒ سے روایت ہے کہ نبی صلعم نے فرمایا
اے اللہ حاجی کو بخش دے اور اسے بھی جس کے لئے حاجی دعائے مغفرت
کر دے۔ حسنؒ سے روایت ہے کہ حدیث میں ہے کہ فرشتے حاجیوں کا
استقبال کرتے ہیں اور اونٹ سواروں کو سلام کہتے ہیں اور خچر اور
گدھوں والوں سے مصافحہ کرتے ہیں اور پیدل چلنے والے حاجیوں
کو گلے لگاتے ہیں۔ ضحاکؒ نبی صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا
جو مسلمان اللہ کی راہ کا قصد کر کے اپنے گھر سے نکلا پھر اسے قبل از جہاد
اس کی سواری نے کچل دیا یا اسے کسی زہریلے کیڑے نے ڈس لیا یا کسی

به الموت قبل بلوغه الا اوجب الله له الجنة وعن سفيان بن عيينة رحمه الله عن ابى الزناد عن الاعرج عن ابى هريرة رضى الله عنه عن النبى صلى الله عليه وسلم انه قال من حج هذا البيت فلم يرفث ولم يفسق ولم يجهل عاد كما ولدته امه وروى عن سعيد بن المسيب رحمه الله عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه قال من حج هذا البيت ثم عاد فلم يرفث ولم يفسق ولم يجهل عاد كيوم وضعته امه وقال صلى الله عليه وسلم ليدخل ثلاثة نفر با لحجة الواحدة الجنة الموصى بها والمنفذ لها والحاج عنه والعمرة والجهاد كذلك وعن على بن عبد العزيز رحمه الله قال كنت عديلا لابى عبيد القاسم بن سلام سنة من السنين فلما صرت الى الموقف نصرت الى ركن جبل الرحمة فتطهرت ونسيت نفقتى عنده فلما صرت الى المأزمين قال لى ابوعبيد لو اشتريت لنا زبدا وتمرا فخرجت لابتياع ذلك فتذكرت النفقة ورجعت عودا على بدء الى ان وافيت الموضع فاذا النفقة بحالها فاخذتها ورجعت وكنت قد صادفت الوادى مملوءا قردة وخنازير وغير ذلك فجزعت منهم ثم انى رجعت فاذا هم على حالهم حتى دخلت على ابى عبيد قبيل الصبح فسألنى عن امرى فاخبرته وذكرت له القردة والخنازير فقال تلك ذنوب بنى آدم تركوها وانصرفوا.

اور وہ جو اس سے مر گیا تو وہ شہید ہے اور جو مسلم اپنے گھر سے اللہ کے گھر کی زیارت کے لئے نکلا پھر اسے بیت اللہ تک پہنچنے سے پہلے ہی موت آ گئی تو حق تعالیٰ یقیناً اس پر جنت واجب فرما دیتا ہے۔

سفیان بن عیینہ از ابوالزناد از اعرج از ابوہریرہؓ از نبی صلعم: جس نے اس گھر کا حج کیا اور گناہ نہیں کیا اور نہ فسق میں مبتلا ہوا اور نہ جہالت میں تو اس حال میں لوٹے گا جیسے آج ہی پیدا ہوا ہے۔

سعید بن مسیب رسول اللہ صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ جس نے اس گھر کا حج کیا پھر گھر کو اس حال میں واپس ہوا کہ گناہ، فسق اور جہالت کی کوئی بات نہیں کی تو اس حال میں واپس ہوا جیسے آج ہی پیدا ہوا ہے۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ ایک حج سے تین آدمی جنت میں جائیں گے حج کی وصیت کرنیوالا، وصیت کو جاری کرنیوالا اور وصیت کے مطابق حج ادا کرنیوالا اور جہاد و عمرہ کا بھی حکم یہی ہے

علی بن عبد العزیز: میں ایک سال ابوعبید قاسم بن سلام کے ہمسفر تھا پھر جب میں عرفات پہنچا تو جبل رحمت پہ گیا۔ وہاں میں نے وضو کیا اور اپنا بٹوا وہیں بھول گیا جب مازمین میں آیا تو مجھ سے ابوعبید نے فرمایا کیا اچھا ہو اگر تم ہمارے لئے مکھن اور کھجوریں خرید لاؤ جب میں ان چیزوں کے خریدنے کے لئے چلا تو مجھے اپنا بٹوا یاد آیا اور میں فوراً جبل رحمت پر گیا اور اسی جگہ پہنچا جہاں میں نے وضو کیا تھا بٹوا وہیں رکھا ہوا تھا جہاں میں اسے بھولا تھا میں اسے اٹھا کر واپس آیا میں نے دیکھا کہ وہ وادی بندروں، سؤروں اور دوسرے جانوروں سے بھری ہوئی تھی میں ان جانوروں سے خوفزدہ ہوا اور وہاں سے ڈرتے ڈرتے آگے بڑھا لیکن جانور اپنے حال پر رہے اور کوئی جانور میری طرف نہیں آیا بالآخر میں صبح سے کچھ پہلے ابوعبید کے پاس پہنچا انہوں نے دیر لگانے کی وجہ پوچھی میں نے انہیں اپنا سارا قصہ سنا دیا فرمایا یہ اولاد آدم کے گناہ ہیں کہ وہ انہیں اس وادی میں چھوڑ کر چلے گئے۔

فصل: واختلفوا في تسمية يوم التروية والتروية اسم اليوم الثامن من شهر ذي الحجة وهو اليوم الذي يخرج الناس فيه من مكة الى منى فسمي ترويةً لان الناس يرتوون فيه من ماء زمزم والتروية تفعلة من قولهم ارتوى اذا استقى الماء وسقى وشرب واغتسل والناس يسقون من ماء زمزم في ذلك اليوم مستكثرين وقيل سميت التروية لان ابراهيم عليه السلام رأى في المنام في ليلتها انه يذبح ولده فلما اصبح تروى وتفكر انه من العدو الشيطان ام من الحبيب الرحمن فبقي ذلك اليوم متفكرا فيما رأى فلما كان يوم عرفة قيل له افعل ما تؤمر به فعرف انه من الحبيب فلهذا اسمي يوم عرفة قوله عزوجل واذن في الناس بالحج امر خليله بدعوة عباده الى بيته والدعوات اربعة دعوة الله لعباده قال الله عزوجل والله يدعو الى دار السلام دعاهم من دار الى دار دعاهم من دار التكليف الى دار التشريف من دار الغيبة الى دار المشاهدة ومن دار الزوال الى دار البقاء ومن دار البلوى الى دار المولى دعاهم من دار اولها بكاء ووسطها عناء وآخرها فناء الى دار اولها عطاء ووسطها رضاء وآخرها لقاء والثانية دعوة النبي صلى الله عليه وسلم دعا امته الى دين الاسلام قوله عزوجل ادع الى سبيل ربك بالحكمة والموعظة الحسنة

ترویہ کی وجہ تسمیہ علماء کا یوم الترویہ کے وجہ تسمیہ کے بارے میں اختلاف ہے۔ ترویہ ذی الحجہ کی آٹھویں تاریخ کو کہتے ہیں اسی دن حاجی حج کا احرام باندھ کر مکہ معظمہ سے منیٰ جاتے ہیں اسے ترویہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ لوگ آج آب زمزم خوب سیراب ہو کر پیتے ہیں ترویہ باب تفعیل کا مصدر ہے ارتویٰ فلان یعنی پانی خود بھی پیا، دوسروں کو بھی پلایا اور نہایا بھی لوگ اس دن آب زمزم خوب پیتے ہیں بعض کے نزدیک اس دن کو ترویہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس دن کی شب کو حضرت ابراہیمؑ نے خواب میں دیکھا تھا کہ اپنے بیٹے کو ذبح کر دیں صبح کو آپ نے اس خواب کے بارے میں غور کیا کہ آیا یہ خواب شیطان کی طرف سے ہے جو ہمارا دشمن ہے یا محبوب رحمٰن کی طرف سے ہے؟ اس دن آپ اپنی خواب کے بارے میں غور و فکر میں رہے پھر آپ نے عرفہ کی شب کو یہی خواب دیکھا آپ سے کہا گیا جس بات کا آپ کو حکم ہے اسے کر گزریئے اب آپ پہچان گئے کہ یہ خواب حبیب کی طرف سے ہے اسی بناء پر عرفہ کو عرفہ کہا گیا ہے یہ جو خلیل اللہ کو حکم دیا گیا کہ لوگوں میں حج کا اعلان کر دیں اس میں حق تعالیٰ نے اپنے خلیل کو حکم فرمایا ہے کہ آپ اللہ کے بندوں کو بیت اللہ کی دعوت دیں۔

دعوتیں چار ہیں یاد رکھیئے دعوتیں چار ہیں، اللہ کی دعوت، رسول کی دعوت، مؤذن کی دعوت اور حضرت ابراہیمؑ کی دعوت، اللہ کی دعوت یہ ہے کہ اس نے اپنے بندوں کو دار السلام کی دعوت دی فرمایا اور اللہ تعالیٰ دار السلام کی دعوت دیتا ہے اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو ایک گھر سے دوسرے گھر کی دعوت دی۔ تکلیف والے گھر سے عزت و تشریف والے گھر کی طرف غیب والے گھر سے مشاہدہ والے گھر کی طرف فنا کے گھر سے بقاء کے گھر کی طرف اور آزمائش کے گھر سے مولیٰ کے گھر کی طرف دعوت دی انہیں ایسے گھر سے دل نہ لگانے کی دعوت دی جس کے آغاز میں رونا، درمیان میں تکالیف دکھ اور آخیر میں فنا ہے اور ایسے

الآية فالدعوة اليه صلى الله عليه وسلم و
الهداية ليست اليه كما قال عليه الصلاة و
السلام بعثت هاديا وليس الي من الهداية
شيء وبعث ابليس غاويا وليس اليه من الضلالة
شيء وقال الله عزوجل انك لا تهدي من احببت
ولكن الله يهدي من يشاء وسأل النبي صلى الله
عليه وسلم هداية عمه ابي طالب فأبى
ان يهدي هدى وحشيا قاتل حمزة رضي الله
عنهما كانه عزوجل يقول لنبيه عليه السلام
يا محمد عليك الدعوة كما قال عزوجل يا
ايها الرسول بلغ ما انزل اليك وقال تعالى
انا ارسلناك شاهدا ومبشرا ونذيرا وداعيا
الى الله باذنه وسراجا منيرا الآية ولك
الشفاعة واما الاجابة والهداية فالي
قال الله عزوجل يهدي الله لنوره من يشاء
قوله تعالى ولو شئنا لآتينا كل نفس هداها
والثالثة المؤذن يدعو الى الصلاة والى دار
امر الله تعالى قال الله تعالى ومن احسن قولا
ممن دعا الى الله وعن جابر بن عبد الله رضي الله
عنهما عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه
قال ان المؤذنين والملبين يوم القيامة يخرجون
من قبورهم المؤذن يؤذن والملبي يلبي ويستغفر
للمؤذن مدى صوته ويشهد له كل رطب و
يابس من شجر ومدر سمع صوته ويكتب
للمؤذن بكل انسان صلى في ذلك المسجد مثل

کفر کی رغبت دلائی جس کے آغاز میں عطا درمیان میں رضا اور آخر میں اللہ سے ملاقات ہے۔ دوسری دعوت نبی صلعم کی دعوت ہے آپ نے اپنی امت کو اسلام کی دعوت دی فرمایا آپ حکمت اور اچھی نصیحت کیساتھ لوگوں کو اپنے رب کی راہ کی طرف بلائیں لہٰذا نبی صلعم کا فرض صرف دعوت ہے منزل پر پہنچا دینا آپکا فرض نہیں جیسا کہ آپ نے فرمایا کہ مجھے ہادی بنا کر بھیجا گیا اور منزل پر پہنچانے میں میرا ذرا سا بھی حصہ نہیں اور ابلیس غاوی یعنی گمراہ کرنے والا بنا کر بھیجا گیا لیکن گمراہی میں اس کا ذرا سا بھی حصہ نہیں یعنی ہدایت و ضلالت اللہ ہی کے اختیار میں ہے فرمایا آپ جسے چاہیں ہدایت پر نہیں لا سکتے الا اللہ جسے چاہے اسے ہدایت عطا فرما دیتا ہے نبی صلعم نے اپنے چچا ابو طالب کی ہدایت کی دعا کی لیکن حق تعالیٰ نے آپکی دعا قبول نہیں فرمائی اور وحشی قاتل حمزہ کو ہدایت عطا فرما دی گویا حق تعالیٰ اپنے نبی سے فرما رہا ہے کہ اے محمد آپکے ذمہ دعوت ہے فرمایا اے رسول آپ پر جو کچھ اتارا جائے آپ اسکی تبلیغ کر دیں دوسری جگہ فرمایا ہم نے آپکو شاہد، مژدہ سنانے والا، ڈرانے والا اور اللہ کے حکم سے اللہ کی طرف بلانے والا اور روشن چراغ بنا کر بھیجا آپ کو شفاعت کا حق ہے اور شفاعت کا قبول کرنا اور لوگوں کو ہدایت پر لانا ہمارا کام ہے فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے نور کی جسے چاہتا ہے ہدایت عطا فرماتا ہے اور فرمایا اگر ہم چاہتے تو ہر شخص کو ہدایت عطا فرما دیتے۔

تیسری دعوت مؤذن کی ہے جو نماز کی اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی دعوت دیتا ہے فرمایا اس سے اچھی بات کس کی ہو گی جو اللہ کی طرف بلاتا ہے اور نیک عملوں میں مصروف رہتا ہے۔

حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ مؤذن اور لبیک کہنے والے قیامت کے دن اپنی قبروں سے اذانیں دیتے ہوئے اور لبیک کہتے ہوئے اٹھیں گے مؤذن کی جہاں تک آواز جاتی ہے اس کے لئے ہر خشک و تر شے جس نے اس کی آواز سنی ہے دعائے مغفرت کرتی ہے اور گواہی بھی دیگی خواہ وہ درخت ہوں یا مٹی

حسناته و يعطيه الله تعالى ما بين الاذان والاقامة
كل شي سأله اما ان يعجله في الدنيا او يصرف
عنه سوءا او يدخره في الآخرة وروي ان النبي
صلى الله عليه وسلم جاءه رجل فقال يا رسول
الله اخبرني بعمل واحد ادخل به الجنة فقال
تكون مؤذن قومك يجمعون بك صلاتهم
قال يا رسول الله فان لم اطق قال تكون امام
قومك يقيمون بك صلاتهم قال فان لم اطق
قال فعليك بالصف الاول وعن عائشة
ام المؤمنين رضي الله عنها قالت نزلت هذه
الآية في المؤذنين ومن احسن قولا ممن دعا
الى الله وعمل صالحا يعني دعا الخلق الى الصلوة
وصلى بين الاذان والاقامة وعن ابي امامة
الباهلي رضي الله عنه ان النبي صلى الله عليه وسلم
قال يغفر للمؤذن مدى صوته وله مثل اجر
من صلى معه من غير ان ينقص من اجورهم
شيئا وعن سعد ابن ابي وقاص رضي الله عنه
ان النبي صلى الله عليه وسلم قال المريض
ضيف الله ما دام في مرضه يرفع له كل
يوم عمل سبعين شهيدا فان عافاه الله
من مرضه فيخرج من ذنوبه كيوم وضعته
امه وان قضى عليه بالموت ادخله الجنة
بغير حساب وقال بعضهم المؤذن حاجب
الله تعالى يعطى بكل اذان ثواب الف نبي
والامام وزير الله يعطى بكل صلاة ثواب

ڈھیلے اور مؤذن کو اس کی مسجد میں ہر نمازی کی نیکیوں کی برابر نیکیاں ملتی ہیں اور حق تعالیٰ اس کی اذان و تکبیر کے درمیان ہر دعا قبول فرماتا ہے یا تو دنیا ہی میں اس کی مرادیں بر لاتا ہے یا اس سے برائی ہٹا دیتا ہے یا اس کی آخرت کے لئے ذخیرہ بنا کر رکھ چھوڑتا ہے۔

منقول ہے کہ ایک شخص نے نبی صلعم کے پاس آ کر کہا کہ اے اللہ کے رسول مجھے کوئی ایسا عمل بتا دیجئے جس سے مجھے جنت مل جائے فرمایا تم اپنی قوم کے لئے مؤذن بن جاؤ تاکہ تمہارے سبب سے لوگ نمازیں پڑھنے کے لئے آئیں بولا یا رسول اللہ اگر مجھ میں اسکی طاقت نہ ہو فرمایا تو اپنی قوم کے امام بن جاؤ کہ تمہاری وجہ سے وہ اپنی نمازیں قائم کریں۔ بولا اگر مجھ میں اس کی بھی طاقت نہ ہو تو؟ فرمایا تو پھر تم پہلی صف میں شامل ہونے کا اہتمام کرو۔ ام المؤمنین حضرت عائشہؓ ومن احسن قولا ممن دعا الخ مؤذنوں کے بارے میں اتری یعنی مؤذن لوگوں کو نماز کے لئے بلاتا ہے اور اذان و تکبیر کے درمیان نماز پڑھتا ہے

حضرت ابو امامہ باہلیؓ: سرور عالم صلعم نے فرمایا کہ مؤذن کو اس کی آواز کی دوری تک بخشدیا جاتا ہے اور جتنے نمازی اس کے ساتھ نماز پڑھیں گے ان سب کے برابر اسے اجر ملتا ہے اور نمازیوں کے اجر نہیں گھٹائے جاتے۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کا بیان ہے کہ رحمت عالم صلعم نے فرمایا کہ مریض جب تک بیمار ہے اللہ کا مہمان ہے اور اس کے لئے روزانہ ستر شہیدوں کا ثواب بلند کیا جاتا ہے پھر اگر اللہ تعالیٰ اسے اٹھا دیتا ہے اور تندرستی عطا فرما دیتا ہے تو گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے جیسے آج ہی پیدا ہوا ہے اور اللہ اسے موت دیدیتا ہے تو بلا حساب کے اس کو جنت میں داخل فرما دیتا ہے۔ بعض علماء: مؤذن اللہ کا دربان ہے اسے ہر اذان کے بدلہ ایک ہزار انبیاء کے عملوں کا ثواب دیا جاتا ہے اور امام اللہ کا وزیر ہے اسے ہر نماز کے عوض ایک ہزار صدیقوں کے عملوں کا

الف صدیق والعالم وکیل اللہ تعالیٰ یعطی بکل حدیث نورا یوم القیامۃ وکتب لہ عبادۃ الف سنۃ و المتعلمون من الرجال والنساء ھم خدم اللہ فما جزاؤھم الا الجنۃ وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اطول الناس اعناقا یوم القیامۃ المؤذنون وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من اذن سبع سنین اعتقہ اللہ من النار لعد ان یحسن نیتہ وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یغفر اللہ تعالیٰ للمؤذن مدی صوتہ ویصدقہ کل ما سمعہ من رطب ویابس واما الدعوۃ الرابعۃ فدعوۃ ابراھیم الخلیل علیہ السلام قولہ عزوجل واذن فی الناس بالحج الآیۃ وقد ذکرناھا فی اول المجلس۔

ثواب دیا جاتا ہے اور عالم اللہ تعالیٰ کا وکیل ہے اسے ہر حدیث کے بدلہ قیامت کے دن نور عطا کیا جائے گا اور اس کے لئے ایک ہزار سال کی عبادت لکھی جائے گی اور طلبہ (خواہ مرد ہوں یا عورتیں) اللہ کے خدام ہیں ان کی جزا بجز جنت کے اور کیا ہو سکتی ہے۔

نبی اکرم صلعم نے فرمایا: قیامت کے دن لوگوں میں سب سے زیادہ لمبی گردنوں والے مؤذن ہوں گے، فرمایا: جو سات سال تک نیک نیتی کے ساتھ اذان دیتا رہا حق تعالیٰ اسے جہنم سے آزاد فرما دے گا، فرمایا: حق تعالیٰ مؤذن کو جہاں تک اس کی آواز پہنچتی ہے ثواب عطا فرماتا ہے اور اسکی آواز خشک و تر جو بھی سنتی ہے وہ اس کے حق میں شہادت دیگی۔ چوتھی دعوت، دعوت خلیل اللہ ہے، فرمایا: آپ لوگوں کو حج کے لئے پکاریں ہم اس آیت پر آغاز مجلس میں روشنی ڈال آئے ہیں۔

آٹھویں مجلس

فی فضائل یوم عرفۃ قال اللہ عزوجل الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا ھذہ الآیۃ نزلت بعرفات دون سائر آیات ھذہ السورۃ لانھا نزلت بالمدینۃ وھی سورۃ المائدۃ وقولہ تعالیٰ الیوم اکملت لکم دینکم یعنی شرائع دینکم من الحلال والحرام واتممت علیکم نعمتی أی منتی علیکم أی لا یجتمع معکم بعرفات کافر ولا مشرک ورضیت لکم الاسلام دینا یعنی اخترت لکم دین الاسلام نزلت ھذہ

عرفہ کی فضیلت حق تعالیٰ نے فرمایا: آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور میں نے تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور میں تمہارے لئے دین اسلام سے راضی ہو گیا۔

یہ سورہ مائدہ کی ایک آیت ہے جو عرفات میں اتری باقی تمام سورت مدینہ میں اتری حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ آج میں نے تم پر تمہارے دین کے تمام احکام عموماً اور احکام حلت و حرمت خصوصاً مکمل کر دئے اور نیز تم پر اپنا احسان پورے طور پر ظاہر فرما دیا یعنی عرفات میں اب کبھی تمہارے ساتھ کافر اور مشرک جمع نہ ہوں گے اور میں نے تمہارے لئے دین اسلام منتخب کر لیا۔

یہ آیت عرفہ کے دن عرفات میں حجۃ الوداع میں اتری اس کے

الآیۃ یوم عرفۃ بعرفات فی حجۃ الوداع ثم مکث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد نزولہا احدی وثمانین یوما ثم قبضہ اللہ تعالی الی رحمتہ ورضوانہ مروی ذلک عن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما عنہ وغیرہ من المفسرین وقال محمد بن کعب القرظی رحمہ اللہ نزلت ہذہ الآیۃ یوم فتح مکۃ وقال جعفر الصادق رحمہ اللہ الیوم اشارۃ الی بعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم ویوم رسالتہ وقیل ان الیوم اشارۃ الی یوم الازل والاتمام اشارۃ الی الوقت والرضا اشارۃ الی الابد وقیل ان کمال الدین فی شیئین فی معرفۃ اللہ تعالی واتباع سنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقیل کمال الدین فی الامن والفراغ لانک اذا کنت آمنا بما تکفل اللہ تعالی لک صرت فارغا لعبادتہ وقیل کمال الدین فی التبری من الحول والقوۃ والرجوع من الکل الی من لہ الکل وقیل ان کمال الدین حیث رد الحج الی یوم عرفۃ لانہم کانوا یحجون کل سنۃ فی کل شہر فلما رد اللہ وقت الحج الی المیقات وجعلہ فریضۃ انزل الیوم اکملت لکم دینکم والدین علی وجوہ عدہا اللہ فی القرآن منہا بمعنی الدنیا وہو قولہ عز وجل ما کان لیاخذ اخاہ فی دین الملک یعنی فی دنیاہ وعادتہ وسیرتہ ومنہا الحساب قولہ عز وجل ذلک الدین القیم یعنی الحساب المستقیم ومنہا الجزاء قولہ عز وجل یومئذ یوفیہم اللہ دینہم الحق ای الجزاء العدل ومنہا بمعنی الحکم

اترنے کے بعد ۸۱ دن زندہ رہے پھر آپ کو حق تعالیٰ جل مجدہٗ نے اپنی رحمت و رضا کی طرف بلا لیا اور آپ اس دنیا سے سدھار گئے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ وغیرہ مفسر یہی تفسیر بیان کرتے ہیں۔

محمد بن کعب قرظیؒ: یہ آیت فتح مکہ کے دن اتری۔

جعفر صادق: الیوم سے نبی اکرم صلعم کی بعثت و رسالت کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ الیوم سے ازل کی طرف اور اتمام نعمت سے وقت کی طرف اور رضا سے ابد کی طرف اشارہ ہے۔

کہا جاتا ہے کہ دین کا کمال دو چیزوں میں ہے یعنی حق تعالیٰ کی معرفت میں اور اتباع سنت میں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ دین کا کمال امن و فراغت میں ہے کیونکہ جب تم اللہ تعالیٰ کی ضمانت کی وجہ سے بے خوف ہوگئے تو اس کی عبادت کے لئے فارغ البال ہوگئے یا کمال دین اپنی طاقت و قوت سے برأت کا اظہار کرنا اور سب کی طرف سے ہٹ کر اس کی طرف آنا ہے جو کائنات کا مالک ہے یا دین میں کمال اس وقت آیا جب حج عرفہ کے دن لوٹ کر آیا کیونکہ مشرک ہر سال ہر مہینہ میں حج کیا کرتے تھے پھر جب حق تعالیٰ نے حج کا وقت مقرر فرما دیا اور حج فرض کر دیا تو یہ آیت اتاری یعنی الیوم اکملت لکم الخ اتاری۔

قرآن حکیم میں دین کا اطلاق کئی معانی پر آیا ہے مثلاً ما کان لیاخذ الخ میں کہ حضرت یوسفؑ کے دین کی رو سے اپنے بھائی کو روک نہیں سکتے تھے یعنی شاہی قانون کے مطابق چور کو روکا نہیں جا سکتا تھا۔ دین کا اطلاق حساب پر بھی آیا ہے فرمایا یہ سیدھا حساب ہے، اور جزا پر بھی فرمایا جس دن حق تعالیٰ انہیں پوری پوری عدل والی جزا دیگا اور حکم پر بھی فرمایا اور بدکار زا

قولہ عزوجل ولا تاخذکم بھما رأفۃ فی دین اللہ یعنی فی حکم اللہ ومنھا بمعنی العید قولہ تعالیٰ و ذر الذین اتخذوا دینھم لعبا ولھوا یعنی عیدھم ومنھا الصلاۃ والزکاۃ قولہ تعالیٰ ذلک دین القیمۃ ومنھا القیامۃ قولہ تعالیٰ (مالک یوم الدین) ومنھا الشریعۃ قولہ عزوجل الیوم اکملت لکم دینکم یعنی شرائع دینکم۔

فصل۔ قولہ الیوم اکملت لکم دینکم وذلک ان اللہ تعالیٰ انزل الکتاب جملۃ واحدۃ وانزل الفرقان متفرقا فقیل ایھما احسن نزولا قیل القرآن احسن لأن اللہ تعالیٰ لما انزل التوراۃ جملۃ واحدۃ فقبلھا بنو اسرائیل فعملوا بھا قلیلا فثقلت علیھم تلک الاوامر والنواھی التی فی التوراۃ فقالوا سمعنا وعصینا واما القرآن فانزلہ اللہ شیئا بعد شیء علی التدریج متفرقا فاول ما امر اللہ المومنین بقولہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ وضمن لھم اذا قالوھا الجنۃ فسمعوا واطاعوا ثم امرھم باقامۃ صلاتین رکعتین قبل طلوع الشمس ورکعتین بعد غروبھا ثم امرھم بالصلاۃ الخمس ثم امرھم بالجمعۃ علی الجماعۃ بعد الھجرۃ ثم امرھم بالزکاۃ ثم امرھم بصوم عاشوراء ثم امرھم بصوم ثلاثۃ ایام من کل شھر ثم امرھم بصوم شھر رمضان ثم امرھم بالجھاد ثم امرھم بالحج ثم اذ تمت الاوامر والنواھی انزل اللہ علی

اللہ تعالیٰ کے حکم میں نرمی نہ برتو۔ اور عید پر بھی فرمایا: آپ انہیں چھوڑ دیں جنہوں نے اپنی عید لہو ولعب بنا لی ہے۔

اور نماز وزکوٰۃ پر بھی فرمایا: اور وہ (نماز وزکوٰۃ) سچا دین ہے یعنی اصل دین نماز وزکوٰۃ ہی ہے۔

اور قیامت پر بھی فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کا مالک ہے اور شریعت پر بھی، فرمایا آج میں نے تمہارا دین یعنی تمہاری شریعت مکمل کر دی۔

تکمیل دین کی وضاحت تکمیل دین کے سلسلہ میں عرض ہے کہ حق تعالیٰ شانہ نے قرآن حکیم سے پہلے تمام آسمانی کتابیں ایک ہی بار اکٹھی اتریں اور قرآن حکیم تھوڑا تھوڑا کر کے ۲۳ سال میں اترا اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کونسا اترنا اچھا ہے اس کا جواب یہی ہے کہ تھوڑا تھوڑا کر کے اترنا اچھا ہے لٰہذا اس اعتبار سے بھی قرآن دیگر آسمانی کتابوں سے افضل ہے کیونکہ تورات ایک ہی بار اکٹھی اتری اور بنی اسرائیل نے اسے ہاتھوں ہاتھ لیا اور اس پر قدرے عمل بھی کیا لیکن ان پر تورات کے اوامر ونواہی گراں گزرے اور انھوں نے ڈھیٹ بن کر صاف صاف کہہ دیا کہ ہم نے اللہ کے احکام سن کر اللہ کی نافرمانی کی کیونکہ اس کے احکام پر عمل کرنا ہمارے بس کی نہیں لیکن قرآن حکیم بتدریج تھوڑا تھوڑا ۲۳ سال تک اترتا رہا سب سے پہلے حق تعالیٰ نے مومنوں کو توحید ورسالت کے اقرار وتسلیم کرنے کا حکم فرمایا اور ان دونوں باتوں کو تسلیم کرنے والوں کو جنت کی ضمانت دی مسلمانوں نے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ سن کر سر اطاعت جھکا دیا پھر دو نمازوں کا حکم ہوا کہ سورج نکلنے سے پہلے دوگانہ پڑھو اور سورج ڈوبنے کے بعد بھی پڑھو۔ پھر پنجگانہ نماز کا حکم ہوا پھر ہجرت کے بعد جمع ہو کر جمعہ کا حکم ہوا پھر زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم ہوا، پھر عاشوراء کے روزے کا حکم ہوا، ہر ماہ کے تین دن کے روزوں کا حکم ہوا، پھر رمضان المبارک کے روزوں کا حکم ہوا پھر جہاد کا حکم ہوا پھر حج کا حکم

رسوله فی حجة الوداع الیوم اکملت لکم دینکم الآیة وکان ذلك یوم الجمعة ویوم عرفة كذلك نقل عن عمر بن الخطاب رضی الله عنه قال طارق بن شهاب رحمه الله جاء رجل من الیهود الی عمر بن الخطاب رضی الله عنه فقال له آیة تقرءونها لو کانت نزلت علینا وعلمنا ذلك الیوم لاتخذناه عیدا فقال له عمر رضی الله عنه ای آیة فقال الیوم اکملت لکم دینکم الآیة فقال عمر رضی الله عنه قد علمت فی ای یوم نزلت وفی ای مکان نزلت انما نزلت یوم عرفة ویوم الجمعة ونحن مع رسول الله صلی الله علیه وسلم وقوف بعرفات وکلاهما بحمد الله تعالی لنا عید ولایزال هذا الیوم عیدا للمسلمین ما بقی واحد وقال رجل من الیهود لابن عباس رضی الله عنهما لو کان هذا الیوم فینا لاتخذناه عیدا فقال له ابن عباس رضی الله عنهما وای عید اکمل من یوم عرفة۔

کا حکم ہوا پھر جب یہ تمام اوامر ولواہی پورے ہو گئے تو حق تعالےٰ نے حجۃ الوداع میں اپنے رسول پر الیوم اکملت لکم دینکم الخ جمعہ کے دن عرفات میں عرفہ کے دن اتاری اسی طرح حضرت عمرؓ سے منقول ہے طارق بن شہاب: حضرت عمرؓ کے پاس ایک یہودی نے آکر کہا کہ ایک آیت ہے جسے تم پڑھتے ہو اگر وہ آیت ہم پر اترتی اور اس کے اترنے کا دن ہمیں معلوم ہوتا تو ہم اس دن کو عید کا دن مقرر کر لیتے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا: کونسی آیت؟ اس نے کہا الیوم اکملت لکم الخ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے معلوم ہے کہ یہ آیت کس دن اور کس جگہ اتری یہ آیت عرفہ کے دن جو جمعہ کا بھی دن تھا اتری جب کہ ہم رسول اللہ صلعم کے ساتھ عرفات میں کھڑے ہوئے تھے اور یہ دونوں دن بحمد اللہ ہمارے لئے عید کے دن ہیں اور یہ دن مسلمانوں کے لئے برابر عید ہی کا دن رہے گا جب تک ایک مسلمان بھی باقی رہے گا۔

ایک یہودی نے حضرت ابن عباسؓ سے کہا اگر یہ دن ہم میں ہوتا تو ہم اس میں عید منایا کرتے حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا عرفہ کے دن سے بڑھ کر کونسی عید ہو سکتی ہے؟

موقف کو عرفات اور روزِ موقف کو عرفہ کہنے کی وجہ اس میں علماء کا اختلاف ہے:

فصل: واختلف العلماء فی المعنی الذی لاجله قیل للموقف عرفات ولیوم الموقف بها عرفة فقال الضحاك ان آدم علیه السلام لما اهبط الی الارض وقع بالهند وحواء بجدة فجعل آدم یطلب حواء وهی تطلبه فاجتمعا بعرفات یوم عرفة وتعارفا فسمی هذا الیوم عرفة والموضع عرفات وقال السدی انما سمیت عرفات لان هاجر حملت اسماعیل علیه السلام فاخرجته من عند سارة وکان ابراهیم علیه السلام غائبا

ضحاکؒ: جب حضرت آدمؑ زمین پر اتارے گئے تو آپ ہند میں اور حواء جدہ میں اتریں اور حضرت آدمؑ حواء کو اور حواء حضرت آدمؑ کو ڈھونڈنے لگیں پھر دونوں عرفہ کے دن عرفات میں جمع ہو گئے اور ہر ایک نے دوسرے کو پہچان لیا لہٰذا اس دن کا نام عرفہ اور جگہ کا نام عرفات پڑ گیا۔

سُدّی: عرفات کو عرفات اس لئے کہا جاتا ہے کہ حضرت ہاجرہ اسماعیلؑ کو لے کر حضرت سارہ کے پاس سے نکل گئیں حضرت ابراہیمؑ

فلما قدم لم یر اسماعیل علیہ السلام و حدثتہ سارۃ بالذی صنعت ھاجر فانطلق فی طلب اسماعیل فوجدہ مع ھاجر بعرفات فعرفہ فسمیت عرفات وروی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال ان ابراھیم علیہ السلام غدا من فلسطین فحلفتہ سارۃ ان لا ینزل عن ظھر دابتہ حتی یرجع الیھا من الغیرۃ فاتی اسماعیل ثم رجع فحبستہ سارۃ سنۃ ثم استاذنھا فاذنت لہ فخرج حتی بلغ مکۃ وجبالھا فکان لیلہ یسیر و یبعی حتی اذن اللہ عزوجل لہ فی ثلث اللیل الاخیر عند سند جبل عرفات فلما اصبح عرف البلاد والطریق فجعل اللہ عزوجل عرفۃ حیث عرف فقال اللھم بیتک فی احب بلادک الیک حیث تھوی الیہ قلوب المسلمین من کل فج عمیق وقال عطاء رحمہ اللہ انما سمیت عرفات لان جبریل علیہ السلام کان یری ابراھیم علیہ السلام المناسک فیقول لہ عرفت ثم یریہ فیقول عرفت فسمیت عرفات وروی سعید بن المسیب عن علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ انہ قال بعث اللہ عزوجل جبریل الی ابراھیم علیھما السلام فحج بہ حتی اذا اتی عرفات قال لہ قد عرفت قال وکان قد اتاھا مرۃ من قبل ذلک فسمیت عرفات وروی ابو الطفیل رحمہ اللہ عن ابن عباس رضی اللہ عنھما قال انما سمیت عرفۃ لأن جبریل علیہ السلام أتی ابراھیم علیہ السلام

موجود نہ تھے جب آپ تشریف لائے تو حضرت اسماعیلؑ کو نہیں پایا اور سارہؓ نے بتایا کہ ہاجرہ بچہ کو لے کر چلی گئیں آپ اسماعیلؑ کو ڈھونڈنے نکلے اور انہیں ہاجرہ کے پاس عرفات میں پایا اور اسماعیلؑ کو پہچان لیا اس لئے اس جگہ کا نام ہی عرفات ہو گیا۔

رحمت عالم صلعم نے فرمایا: حضرت ابراہیمؑ فلسطین سے روانہ ہوئے تو حضرت سارہ نے از راہ غیرت قسم دلا دی کہ آپ جب تک ہمارے پاس واپس نہ آئیں سواری سے نیچے نہ اتریں بالآخر آپ اسماعیلؑ کے پاس آئے اور (سواری سے اُترے بغیر ہی) واپس لوٹ گئے پھر حضرت سارہؓ نے آپ کو ایک سال تک روکے رکھا پھر آپ نے سارہؓ سے مکہ جانے کی اجازت مانگی آپ نے اجازت دیدی آخر کار حضرت ابراہیمؑ رات میں مکہ معظمہ کے پہاڑوں میں پہنچے آپ رات میں چلتے چلے جا رہے تھے حتیٰ کہ حق کی مشیت سے آپ پچھلی تہائی رات میں کوہ عرفات کے دامن میں پہنچ گئے صبح ہوئی تو آپ نے شہروں کو اور راستوں کو پہچان لیا تو حق تعالیٰ نے اس دن کا نام عرفہ رکھا کیونکہ اسی دن آپ نے شہر کو اور راہ کو پہچانا تھا پھر آپ نے دعا مانگی کہ اے اللہ! اپنا گھر اس شہر میں بنا جو تجھے سب سے زیادہ پیارا ہو اور جدھر دُور دُور سے آنے والے مسلمانوں کے دل مائل ہوں

عطاءؒ: عرفات کو عرفات اس لئے کہا جاتا ہے کہ حضرت جبریلؑ حضرت ابراہیمؑ کو عبادت کا ایک ایک مقام دکھا کہ ان سے پوچھتے تھے پہچان گئے؟ پہچان گئے؟ لہٰذا اس مقام کا نام ہی عرفات پڑ گیا

سعید بن مسیب از علیؓ بن ابی طالب: حق تعالیٰ نے حضرت جبریلؑ کو حضرت ابراہیمؑ کی خدمت میں بھیجا آپ نے حضرت ابراہیمؑ کو حج کرایا پھر جب عرفات آئے تو آپ نے حضرت خلیلؑ سے پوچھا: پہچان گئے؟ فرماتے ہیں اس سے قبل حضرت ابراہیمؑ ایک دفعہ عرفات میں پہلے بھی آئے تھے بنا بریں اس جگہ کا نام عرفات رکھ دیا گیا۔

فاراه بقاع مکۃ ومشاھدھا فکان یقول یا ابراھیم ھذا موضع کذا وھذا موضع کذا فیقول قد عرفت قد عرفت وروی اسباط عن السدی رحمہما اللہ قال لما اذن ابراھیم علیہ السلام للناس بالحج اجابوہ بالتلبیۃ واتاہ من اتاہ فامرہ اللہ عزوجل ان یخرج الی عرفات ونعتھا لہ فخرج فلما بلغ الشجرۃ استقبلہ الشیطان علی الجمرۃ الثالثۃ التی ھی جمرۃ العقبۃ فرماہ بسبع حصیات وکبر مع کل حصاۃ فطار فوقع علی الجمرۃ الثانیۃ فرماہ وکبر فطار فوقع علی الجمرۃ الاولی فرماہ فکبر فلما رأی انہ لا یطیقہ ذھب فانطلق ابراھیم حتی اتی ذا المجاز فلما نظر الیہ لم یعرفہ فجاز فلذلک سمی ذا المجاز ثم انطلق حتی وقف بعرفات فلما نظر الیھا بالنعت عرفھا فقال عرفت فسمیت عرفات من ذلک وسمی ذلک الیوم یوم عرفۃ حتی اذا امسی ازدلف الی جمع فسمیت مزدلفۃ وانما سمی جمعا لانہ یجمع فیہ بین الصلاتین المغرب والعشاء وانما سمی المشعر الحرام لان اللہ اشعر الناس واعلمھم بانہ حرم کسائر بقاع الحرم کیلا یاتوا فیہ بمحرم وعن ابی صالح عن ابن عباس رضی اللہ عنھما قال انما سمیت ترویۃ وعرفۃ لان ابراھیم علیہ السلام رأی لیلۃ الترویۃ فی منامہ انہ یؤمر بذبح ابنہ فلما اصبح روی یومہ اجمع ای تفکر امن اللہ ھذا الحلم ام من الشیطان

ابو الطفیلؓ از ابن عباسؓ: اسے عرفات اس لئے کہتے ہیں کہ حضرت جبرئیلؑ نے حضرت ابراہیمؑ کے پاس آکر آپ کو مکہ کے مقامات و مشاہد بتاتے فرماتے تھے ابراہیمؑ یہ فلاں جگہ ہے اور یہ فلاں جگہ ہے اور پوچھتے تھے کہ پہچان گئے نا! پہچان گئے یا نہیں لہٰذا عرفات نام پڑ گیا۔

اسباط از سدی: جب حضرت ابراہیمؑ نے لوگوں کو حج کے لئے بلایا تو لوگوں نے آپکی دعوت لبیک کہہ کر قبول کی اور آنیوالے حج کو آئے پھر حق تعالیٰ نے آپ کو عرفات جانے کا حکم فرمایا اور عرفات کے نشان بتادئے پھر جب آپ درخت کے پاس پہنچے تو آپ کے سامنے تیسرے جمرے کے پاس جسے جمرۃ العقبۃ کہتے ہیں شیطان نمودار ہوا آپ نے اس کے سات کنکریں ماریں اور ہر کنکر اللہ اکبر کہہ کر ماری شیطان اڑ کر دوسرے جمرہ کے پاس پہنچ گیا آپ نے اس کے پاس بھی آکر شیطان کے اللہ اکبر کے ساتھ سات کنکریں ماریں پھر وہ اڑ کر پہلے جمرہ کے پاس آیا آپ نے پھر حسب سابق اس کے سات کنکریں ماریں جب شیطان نے دیکھا کہ مجھ میں ان کے مقابلہ کی طاقت نہیں تو چلا گیا پھر حضرت ابراہیمؑ آگے بڑھے اور ذوالمجاز پہنچے لیکن آپ اسے پہچانے نہیں اور آگے بڑھ گئے اسی لئے اسے ذوالمجاز کہا گیا پھر آپ عرفات پہنچ کر ٹھہر گئے اور نشانات دیکھ کر آپ عرفات کو پہچان گئے اور آپ نے فرمایا میں نے بتایا ہوا مقام پہچان لیا اسی لئے اس مقام کا نام ہی عرفات پڑ گیا اور اس دن (نویں ذی الحجہ) کا نام عرفہ ہو گیا حتیٰ کہ آپ شام کے بعد جمع کے قریب پہنچ گئے اسی لئے اس کا نام مزدلفہ پڑ گیا۔

مزدلفہ کو جمع اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہاں دو نمازیں (مغرب و عشاء) جمع کر کے پڑھی جاتی ہیں اور مشعر الحرام اس لئے کہا جاتا ہے کہ حق تعالیٰ نے لوگوں کو خبردار و آگاہ کیا اور ان کے خیال میں یہ بات ڈالی کہ یہ بھی حرم میں شامل ہے تاکہ اس میں کسی حرام فعل کے مرتکب نہ ہوں۔

ابن صالحؒ از ابن عباسؓ: آٹھویں ذی الحجہ کو ترویہ اور نویں کو

فسمی الیوم من فکرتہ ترویۃ ثم رأی لیلۃ عرفۃ ذلک ثانیا فلما اصبح عرف ان ذلک من اللّٰہ سبحانہ وتعالٰی فسمی ذلک الیوم یوم عرفۃ وقال بعضہم سمیت بذلک لان الناس یعترفون فی ھذا الیوم علی الموقف بذنوبہم والاصل فیہ أن آدم علیہ السلام لما امر بالحج فوقف بعرفات یوم عرفۃ فقال ربنا ظلمنا انفسنا الآیۃ وقیل ھی مأخوذۃ من العرف وھو الطیب قال اللّٰہ عزوجل عرفہا لہم ای طیبہا وقیل ھی ضد منی لان منی موضع یمنی فیہ الدم ای یصب ولذلک سمیت منی ففیہ تکون الفروث والدماء فہی لیست بطیبۃ وعرفات لیست فیہا تلک الاقذار فہی طیبۃ فلذلک سمیت عرفات ویوم الوقوف بہا یوم عرفۃ وقیل لأن الناس یتعارفون بہا وقیل اصل ھذین الاسمین من الصبر یقال رجل عارف اذا کان صابرا خاضعا خاشعا ویقال فی المثل النفس عروف وما حملتہا تتحمل وقال ذوالرمۃ

عروف لما خطت علیہ المقادیر

أی صبور علی قضاء اللّٰہ فسمی بھذا الاسم لخضوع الحجاج وتذللہم وصبرہم الدعاء وانواع البلاء واحتمال الشدائد والمشقات لاقامۃ ھذہ العبادۃ۔

فصل : فی شرف یوم عرفۃ ولیلۃ اخبرنا ھبۃ اللّٰہ بن المبارک قال انبانا ابوعلی الحسن بن

عرفہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے آٹھویں تاریخ کی شب کو خواب میں دیکھا کہ آپکو اپنے فرزند کو ذبح کرنے کا حکم کیا جا رہا ہے، آپ آٹھویں تاریخ کو دن بھر اسی مسئلہ پہ غور کرتے رہے کہ آیا یہ حکم اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے یا شیطان کی طرف سے اس لئے آپ کے تردید (فکر) کی وجہ سے اس دن کو یوم الترویہ کہنے لگے پھر عرفہ کی شب کو بھی یہی خواب دیکھا عرفہ کی صبح کو آپ پہچان گئے کہ یہ حکم اللہ ہی کا ہے اس لئے اس دن کا نام عرفہ پڑ گیا۔

بعض علماء : عرفات اس لئے نام رکھا گیا کہ لوگ اس جگہ پہنچ کر اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے ہیں۔ اسکی حقیقت یہ ہے کہ جب حضرت آدمؑ کو حج کا حکم ہوا تو آپ نے عرفہ کے دن عرفات میں قیام فرما کر دعا مانگی کہ اے ہمارے پروردگار! ہم نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا اگر آپ ہمیں معاف نہیں فرمائیں گے اور ہم پر رحم نہیں فرمائیں گے تو یقیناً ہم گھاٹا پانیوالے ہونگے۔ بعض کے نزدیک یہ لفظ عَرْف (خوشبو) سے بنا ہے حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اس نے بہشت کو مسلمانوں کے لئے خوشبودار بنایا۔ بعض کے نزدیک یہ منٰی کی ضد ہے کیونکہ منٰی ایک مقام ہے جہاں قربانیاں کر کے جانوروں کا خون بہایا جاتا ہے اسی لئے اس کا نام منٰی پڑا۔ چونکہ منٰی میں گوبر اور خون کی کثرت ہوتی ہے اس لئے یہ جگہ خوشبودار نہیں اور عرفات میں یہ چیزیں نہیں ہوتیں اسی لئے وہ پاک وصاف اور خوشبودار ہے بنابریں اس کا نام عرفات ہوا اور عرفات میں قیام کا دن عرفہ والا دن ہے۔ یا اس لئے عرفات کو عرفات کہتے ہیں کہ اس جگہ لوگ ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں یا ان دونوں اسموں کی اصل صبر سے ہے

رجل عارف یعنی آدمی صبر والا اور خشوع وخضوع والا ہے ایک مثل ہے النفس عَرُوفٌ یعنی نفس بڑا صابر ہے تم اسے ہر بوجھ کو برداشت کر لیتا ہے ذوالرمہ کہتا ہے۔ عروف لما خطت علیہ المقادیر یعنی ہم اللہ تعالیٰ کی قضا پہ صبر کرنیوالے ہیں بنابریں یہ انکساری والا نام حاجیوں کو انکی عاجزی کی وجہ سے اور دعاؤں پر اور قسم قسم کے مصائب پر اور حج ادا کرنے کے لئے سفر کی صعوبتیں برداشت

احمد أنبانا علی بن محمد بن عبد اللہ المعدل أنبانا ابو علی بن الصواف انبانا عبد اللہ بن محمد بن ناجیة انبانا عمر بن حفص ابو عمرو انبانا محمد بن مروان انبانا هشام الدستوائی عن ابی الزبیر عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنهما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ما من یوم افضل من یوم عرفة یباهی اللہ تعالی باهل الارض اهل السماء یقول انظروا الی عبادی شعثا غبرا جاءونی من کل فج عمیق یرجون رحمتی ویخافون عذابی فلم یر یوم اکثر عتقا من النار من یوم عرفة واخبرنا هبة اللہ عن ابی محمد الحسن بن محمد بن احمد الفارسی باسناده عن الحسن العرنی عن ابن عباس رضی اللہ عنهما قال خطب النبی صلی اللہ علیه وسلم الناس یوم عرفة فقال ایها الناس انه لیس البر فی ایجاف الابل ولا فی ایضاع الخیل ولکن سیرا جمیلا تواصلوا ضعیفا ولا تؤذوا مسلما وعن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنهما قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یقول ان اللہ تعالی ینظر الی عباده یوم عرفة فلا یدع احدا فی قلبه مثقال ذرة من الایمان الا غفر له فقلت لابن عمر للناس جمیعا ام لاهل عرفة فقال بل للناس جمیعا واخبرنا هبة اللہ قال انبانا مکابر بن الجحش المازنی بالبصرة باسناده عن ابی الزبیر عن جابر رضی اللہ عنه عن النبی صلی اللہ علیه وسلم انه قال اذا کان یوم عرفة ینزل اللہ تعالی الی سماء الدنیا

کرنے پر دیدیا گیا۔

عرفہ کی رات کی اور دن کی فضیلت

ہمیں ہبۃ اللہ بن مبارک نے خبر دی، انہیں ابو علی حسن بن احمد نے خبر دی انہیں علی بن محمد بن عبد اللہ معدل نے خبر دی، انہیں ابو علی بن صواف نے خبر دی انہیں عبد اللہ بن محمد بن ناجیہ نے خبر دی انہیں ابو عمرو عمر بن حفص نے اور محمد بن مروان نے خبر دی، انہیں ہشام دستوائی نے خبر دی اور وہ ابو الزبیر سے اور وہ جابر رضؓ بن عبد اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ عرفہ کے دن سے افضل کوئی دن نہیں (اس دن) حق تعالیٰ آسمان والوں میں زمین والوں پہ فخر فرماتا ہے، فرماتا ہے: میرے بندوں کو دیکھو انکے بکھرے ہوئے بال ہیں اور گرد آلود چہرے ہیں اور دُور دُور سے میرے پاس آئے ہیں یہ میری رحمت کے امیدوار ہیں اور میرے عذاب سے ڈر رہے ہیں لہٰذا کوئی دن ایسا نہیں پایا جاتا جس میں لوگ آگ سے اس قدر آزاد ہوں جس قدر عرفہ کے دن آزاد ہوتے ہیں۔ ہمیں ہبۃ اللہ نے ابو محمد حسن بن محمد بن احمد فارسی اپنی اسناد سے انہوں نے حسن مغربی سے اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضؓ سے خبر دی کہ نبی اکرم صلعم نے عرفہ کے دن خطبہ میں فرمایا، لوگو! دیکھو اونٹ گھوڑے دوڑانے میں، جس سے اونٹ لاغر ہوں اور گھوڑوں کو تکلیف پہنچے، نیکی نہیں، ہاں اصل نیکی یہ ہے کہ جانوروں کو درمیانی چال سے لے چلو، کمزوروں کا خیال رکھو اور کسی مسلمان کو ایذا نہ پہنچاؤ۔

نافع ابن عمر رضؓ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلعم سے سُنا آپ فرماتے تھے کہ حق تعالیٰ عرفہ کے دن اپنے بندوں کو دیکھتا ہے پھر اگر کسی کے دل میں رائی کے دانہ کی برابر بھی ایمان ہوتا ہے تو اسے بخشے بغیر نہیں رہتا۔ میں نے حضرت ابن عمر رضؓ سے پوچھا کیا یہ بخشش عام لوگوں کے لئے ہے یا خاص عرفات والوں کے لئے؟ فرمایا تمام لوگوں کے لئے ہے۔ ہمیں ہبۃ اللہ نے خبر دی انہیں مکابر بن جحش مازنی نے بصرہ میں اپنی اسناد سے ابو الزبیر سے انہوں نے جابر رضؓ سے اور انہوں نے نبی اکرم صلعم

فیباھی بالحاج الملائکۃ فیقول لھم عزوجل یاملائکتی انظروا الی عبادی کیف جاءونی من کل فج عمیق شعثا غبرا یرجون رحمتی ویخافون عذابی فحق علی المزور ان یکرم زائرہ وحق علی المضیف ان یکرم ضیفہ اشھدوا انی قد غفرت لھم وجعلت قراھم دخول الجنۃ قال فتقول الملائکۃ یارب ان فیھم فلانا یزھو وفلانۃ تزھو فیقول اللہ عزوجل قد غفرت لھم فما من یوم اکثر عتقا من النار من یوم عرفۃ واخبرنا ھبۃ اللہ باسنادہ عن طلحۃ بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ ان رسول صلی اللہ علیہ وسلم قال ما رأی ابلیس یوما ھو فیہ اصغر ولا احقر ولا ادحض ولا أغیظ من یوم عرفۃ وذلك لما یری من تنزیل الرحمۃ والعفو من الذنوب الاما رأی یوم بدر قالوا یارسول اللہ وما رأی یوم بدر قال اما انہ رأی جبریل یدعو الملائکۃ وعن عکرمۃ عن ابن عباس رضی اللہ عنھما انہ کان یقول ان یوم الحج الاکبر یوم عرفۃ وھو یوم المباھاۃ ینزل اللہ تعالی الی سماء الدنیا فیقول للملائکۃ انظروا الی عبادی فی ارضی صدقوا بی فلیس من یوم اکثر عتقا من النار من یوم عرفۃ وعن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الیوم الموعود یوم القیامۃ والشاھد یوم الجمعۃ والمشھود یوم عرفۃ وعن عطاء

سے خبر دی کہ آپ نے فرمایا عرفہ کے دن حق تعالیٰ دنیوی آسمان پر اتر آتا ہے اور حاجیوں سے فرشتوں پر فخر کرتا ہے اور ان سے کہتا ہے کہ اے میرے فرشتو میرے بندوں کو تو دیکھو کہ وہ کس طرح دور دور سے آئے ہیں جن کے بال پراگندہ ہیں اور جسم غبار سے اٹا ہوا ہے اور میری رحمت کی آس باندھ کر آئے ہیں اور میرے عذاب سے خوفزدہ ہیں میزبان کا فرض ہے کہ اپنے مہمان کی عزت کرے گواہ رہو کہ میں نے انہیں بخشدیا اور میں نے جنت میں داخل کر کے ان کی مہمان نوازی کی (رسول اللہ صلعم فرماتے ہیں) پھر فرشتے کہتے ہیں اے پروردگار ان میں فلاں فلاں مرد اور فلاں فلاں عورت متکبر بھی ہے حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے ان سب کو بخشدیا لہٰذا آگ سے آزادی دلانے والا عرفہ کے دن سے زیادہ کوئی اور دن نہیں۔ ہمیں ہبۃ اللہ نے اپنی اسناد سے طلحہؓ بن عبد اللہ سے خبر دی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ شیطان نے عرفہ کے دن سے زیادہ خود کو انتہائی ذلیل وحقیر وشرمسار اور انگاروں پر لوٹتا ہوا کسی اور دن نہیں دیکھا کیونکہ اس دن وہ دیکھتا ہے کہ رحمت برس رہی اور گناہ دھل رہے ہیں ہاں اس نے اسی قدر ذلیل بدر کے دن اپنے کو دیکھا تھا کیونکہ اس نے ایک چیز دیکھی تھی لوگوں نے پوچھا یارسول اللہ! شیطان نے بدر کے دن کیا دیکھا تھا؟ فرمایا: اس نے دیکھا کہ حضرت جبرئیل فرشتوں کو (جنگ کے لئے) بلا رہے ہیں۔ عکرمہؓ از ابن عباسؓ: حج اکبر کا دن عرفہ کا دن ہے اسے فخر ومباہات کا دن بھی کہا جاتا ہے اس دن حق تعالیٰ پہلے آسمان پر اتر آتا ہے اور اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے کہ ذرا زمین پر میرے بندوں کو تو دیکھو کہ انہوں نے میری تصدیق کی لہٰذا عرفہ کے دن سے زیادہ آگ سے آزاد ہونے کے اعتبار سے کوئی اور دن نہیں۔

حضرت ابوہریرہؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا: الیوم موعود قیامت کا دن ہے شاہد جمعہ کا دن ہے اور مشہود عرفہ کا دن ہے۔

عطاءؒ از ابن عباسؓ از نبی اکرم صلعم: حق تعالیٰ نے عرفہ کے دن عام مسلمانوں پر عموماً اور حضرت عمرؓ پر خصوصاً فخر کیا۔

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما عن النبی صلی اللہ
علیہ وسلم انہ قال ان اللہ تعالیٰ یباھی بالناس
یوم عرفۃ عامۃ ویباھی بعمر بن خطاب خاصۃ
وعن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم الا ان اعظم الناس جرما
من انصرف من عرفات ویری ان اللہ عزوجل
لم یغفر لہ وعن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ انہ
قال ان اللہ تعالیٰ یغفر عشیۃ یوم عرفۃ لاھل
الجمع جمیعا الا اھل الکبائر فاذا کان غداۃ
المزدلفۃ غفر لاھل الکبائر والتبعات اخبرنا
ھبۃ اللہ ابن المبارک قال اخبرنا ابو الفتح محمد
بن احمد المطری یعرف بالباھر قال اخبرنا علی
ابن احمد بن الرفاء السامری انبانا ابراھیم بن
عبد الصمد الھاشمی انبانا ابو مصعب عن مالک
ابن انس عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہما
قال وقف بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
عشیۃ یوم عرفۃ فلما قام عند الدفعۃ استنصت
الناس فانصتوا فقال یا ایہا الناس ان ربکم
عزوجل قد تطول علیکم فی یومکم ھذا
فوھب مسیئکم لمحسنکم واعطی لمحسنکم ما
سألہ وغفر ذنوبکم الا التبعات ادفعوا باسم اللہ
فلما صرنا بالمزدلفۃ وقف بنا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فلما کان عند الدفعۃ استوقف الناس
واستنصتھم فانصتوا ثم قال یا ایہا الناس
ان ربکم قد تطول علیکم فی یومکم ھذا فوھب

ابن عمرؓ: رسول اللہ صلعم نے فرمایا دیکھو وہ انتہائی سنگین مجرم ہے جو عرفات سے واپس ہو۔ اور سمجھ رہا ہو کہ حق تعالیٰ نے اسے بخشا نہیں۔

ابوہریرہؓ: حق تعالیٰ شانہ عرفہ کے دن کی شام کو بجز اہل کبائر کے تمام جمع والوں پر رحم فرماتا ہے اور مزدلفہ کی صبح کو تمام ارباب کبائر کو اور حق تلفیاں کرنے والوں کو بھی بخش دیتا ہے۔

ہمیں ہبۃ اللہ بن مبارک نے خبر دی، انہیں ابو الفتح محمد بن احمد بن مُطری نے جو باہر کے لقب سے مشہور ہیں، خبر دی، انہیں ابن علی بن احمد بن رفا سامری نے خبر دی، انہیں ابراہیم بن عبد الصمد ہاشمی نے خبر دی، انہیں ابو مصعب نے مالک بن انسؓ سے، انہوں نے نافعؓ سے اور انہوں نے حضرت عمرؓ سے خبر دی کہ رسول اللہ صلعم نے ہمارے ساتھ عرفہ کے دن عرفات میں زوال کے بعد قیام فرمایا پھر جب آپ چلنے کے لئے کھڑے ہوئے تو آپ نے لوگوں کو خاموش کرایا جب لوگ خاموش ہو گئے تو آپ نے فرمایا، لوگو! آج کے اس دن تمہارے عزت و جلال والے پروردگار نے تم پر اپنا فضل فرمایا کہ اس نے تمہارے نیکوں کے لئے تمہارے بُروں کو ہبہ کر دیا اور تمہارے نیکوں کو جو کچھ انہوں نے مانگا وہی انہیں دیا اور بجز حقوق العباد کے تمہارے گناہ معاف فرما دئے اچھا اب اللہ تعالیٰ کا نام لے کر چلو پھر جب ہم مزدلفہ پہنچے تو رسول اللہ صلعم ہمارے ساتھ صبح تک قیام فرما رہے پھر وہاں سے چلتے وقت لوگوں کو ٹھہرایا اور خاموش کرایا پھر جب لوگ خاموش ہو گئے تو آپ نے فرمایا لوگو! تمہارے رب نے آج کے دن تم پر اپنا فضل فرمایا ہے اور تمہارے بروں کو تمہارے نیکوں کو ہبہ کر دیا اور تمہارے نیکوں کی مرادیں پوری فرمائیں اور تمہارے گناہ بخش دئے اور حقوق العباد بھی بخش دئے اور اہل حقوق کے لئے ثواب کی ضمانت دی اچھا اب بسم اللہ کر کے آگے بڑھو اس پر ایک دیہاتی نے کھڑے ہو کر اونٹنی کی نکیل پکڑ کر کہا کہ یا رسول اللہ اس کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا

مسیئکم لمحسنکم واعطی محسنکم ماسأله ف
غفر ذنوبکم وغفر التبعات وضمن لاھلھا الثواب
ادفعوا بسم الله فقام اعرابی واخذ بزمام الناقة
فقال یارسول الله والذی بعثك بالحق ما بقی من
عمل الاوقد عملته وانی لاحلف علی الیمین
الفاجرة فھل دخلت فیمن وصفت فقال یا
اعرابی انك ان تحسن فیما تستانف یغفرلك فیما
مضی خل زمام الناقة واخبرنا ھبة الله عن ابی
علی الحسن بن الحباب المقری باسنادہ عن ابن عباس
بن مرداس رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله
علیه وسلم عشیة عرفة لامته بالمغفرة
والرحمة فاجابه الله تعالیٰ انی قد فعلت الا
ظلم بعضھم بعضا فاما ذنوبھم فیما بینی
وبینھم فقد غفرتھا فقال یارب انك قادر
ان تثیب ھذا المظلوم خیرا من مظلمته
وتغفرلھذا الظالم قال فلم یجبه تلك العشیة
فلما کان غداۃ المزدلفة اعاد الحدیث فاجابه
الله تعالیٰ انی قد غفرت لھم قال ثم تبسم رسول
الله صلی الله علیه وسلم فقال له بعض اصحابه
یارسول الله تبسمت فی ساعة لم تکن تتبسم
فیھا فقال تبسمت من عدو الله ابلیس لانه
لما علم ان الله قد استجاب لی فی امتی ما اھوی
یدعو بالویل والثبور ویحثو التراب علی راسه
وعن سعید بن جبیر رحمه الله قال بینما رسول الله
صلی الله علیه وسلم یوم عرفة بعرفات فی الموضع

میں نے کوئی بُرا عمل نہیں چھوڑا ہر گناہ کیا اور جھوٹی قسمیں بھی کھاتا رہا تو کیا میں بھی اسی زمرہ میں شامل ہوں جس کا آپ نے بیان فرمایا ہے؟ فرمایا اے دیہاتی! اگر تو آئندہ نیک عملوں میں مصروف رہا تو تیرے ماضی کے تمام گناہ معاف کر دئے جائیں گے اونٹنی کی مہار چھوڑ دے۔

ہمیں ہبۃ اللہ نے ابو علی حسن بن حباب مقری سے اس کی اسناد سے اور انہوں نے عباس بن مرداس سے خبر دی کہ رسول اللہ صلعم نے عرفہ کے دن زوال کے بعد اپنی امت کے لئے رحمت و مغفرت کی دعا مانگی حق تعالیٰ نے آپ کو جواب دیا کہ میں نے آپ کی دُعا قبول کی لیکن باہمی مظالم کے سلسلہ میں نہیں ہاں میں نے ان کے وہ گناہ بخش دئے جو میرے اور ان کے درمیان ہیں یعنی حقوق اللہ معاف کر دئیے گئے حقوق العباد نہیں آپ نے فرمایا کہ اے میرے رب آپ مظلوم کو ظالم کے ظلم سے زیادہ ثواب عطا فرمانے پر قادر ہیں (آپ نے فرمایا) لیکن عرفہ کے دن زوال کے بعد اس کا حق تعالےٰ نے کوئی جواب نہیں دیا پھر جب مزدلفہ کی صبح ہوئی تو پھر آپ نے وہی الفاظ دہرائے حق تعالےٰ نے آپ کو جواب دیا کہ میں نے انہیں بخش دیا (فرماتے ہیں) پھر رسول اللہ صلعم مسکرائے تو آپ سے آپکے کسی صحابی نے پوچھا کہ یارسول اللہ صلعم آپ ایک ایسے وقت مسکرائے جس وقت مسکرایا نہیں کرتے تھے فرمایا میں اللہ کے دشمن ابلیس پر مسکرایا تھا کیونکہ جب اس نے دیکھا کہ حق تعالےٰ نے میری امت کے بارے میں میری دُعا قبول فرمالی اور میری مراد پوری کردی تو وہ واویلا اور فریاد اور شور وغل کرنے لگا اور اپنے سر پر مٹی ڈالنے لگا۔

سعید بن جبیرؓ: اس حال میں کہ رسول اللہ صلعم عرفہ کے دن عرفات میں اس جگہ تھے جہاں حاجی اللہ کی طرف اپنے ہاتھ اٹھا کر دعائیں مانگا کرتے ہیں کہ اچانک آپ پر حضرت جبرئیلؑ اترے اور بولے محمدؐ! اونچا اور سب سے اونچا آپ کو سلام فرماتا ہے اور کہتا ہے کہ حاجی میرے

الذی ترفع العباد فیہ ایدیہم الی اللہ تعالیٰ و یعجون بالدعاء اذ ہبط علیہ جبریل علیہ السلام وقال یا محمد ان العلی الاعلی یقرأ علیک السلام ویقول لک ہؤلاء حجاج بیتی و زواری وحق علی المزور ان یکرم الزائر اشہدک و اشہد ملائکتی انی قد غفرت لہم جمیعا و ہکذا افعل بزوار یوم الجمعۃ وعن علی رضی اللہ عنہ انہ لما کان عشیۃ یوم عرفۃ ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واقف اقبل علی الناس بوجہہ فقال مرحبا بوفد اللہ ثلاث مرات الذین اذا سألوا اعطوا وتخلف علیہم نفقاتہم فی الدنیا وتجعل لہم عند اللہ فی الآخرۃ مکان کل درہم الف الا ابشرکم قالوا بلی یا رسول اللہ قال فانہ اذا کان فی ہذہ العشیۃ ینزل اللہ الی سماء الدنیا ثم یامر ملائکتہ فیہبطون الی الارض فلو طرحت ابرۃ لم تسقط الا علی رأس ملک فیقول اللہ عزوجل یا ملائکتی انظروا الی عبادی جاؤنی شعثا غبرا من اطراف البلاد ہل تسمعون ما سألونی قالوا یا ربنا یسألونک المغفرۃ فیقول سبحانہ وتعالیٰ اشہدکم انی قد غفرت لہم ثلاث مرات فافیضوا من موقفکم مغفورا لکم۔

فصل : فی تفضیل صیامہ وما ورد فیہ من الصلوات وما امر بہ من صنوف الدعوات اخبرنا ہبۃ اللہ بن المبارک قال انبانا احمد بن محمد باسنادہ عن عبد الرحمن بن زید بن اسلم عن

گھر کے حج کے لئے اور میری زیارت کے لئے آئے ہیں اور میزبان کا فرض ہے کہ اپنے مہمانوں کی خاطر تواضع کرے میں آپ کو اور اپنے فرشتوں کو اس پر گواہ کرتا ہوں کہ میں نے ان سب حاجیوں کو بخشدیا اور میں یہی سلوک جمعہ کے دن زیارت کرنے والوں کے ساتھ کروں گا۔

حضرت علی رضؓ : جب عرفہ کے دن نبی صلعم عرفات میں زوال کے بعد قیام فرما تھے تو آپ نے لوگوں کی طرف رخ کرکے تین بار فرمایا اللہ کے وفد کے لئے مرحبا ہو یعنی ان پر کہ اگر وہ مانگیں تو ان کو دیا جائے اور دنیا میں بھی ان کے خرچ کا عوض دیا اور اللہ کے پاس آخرت میں ہر درہم کے بدلہ ایک ہزار درہم ملیں گے کیا میں تم کو مژدہ نہ سناؤں ؟ لوگ بولے کہ ضرور سنائیے فرمایا جب اس دن کا زوال ہوتا ہے تو حق تعالیٰ دنیوی آسمان پر اترتا ہے پھر فرشتوں کو زمین پر اترنے کا حکم فرماتا ہے تو زمین پر بے شمار فرشتے اتر آتے ہیں اور اس قدر ہوتے ہیں کہ اگر سوئی پھینکی جائے تو کسی نہ کسی فرشتے کے سر پر ہی گرے گی حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے میرے فرشتو ! میرے بندوں کو دیکھو یہ شہروں کے اطراف سے میرے پاس اس حال میں آئے ہیں کہ ان کے بال پراگندہ ہیں اور خود غبار آلود ہیں کیا تم نے سنا کہ یہ مجھ سے کیا مانگ رہے ہیں ؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب یہ آپ سے بخشش مانگ رہے ہیں ؟ حق تعالیٰ تین بار فرماتا ہے کہ میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے انہیں بخش دیا لہٰذا اپنے اس موقف سے بخشے ہوئے واپس ہو جاؤ۔



عرفہ کے روزے کی فضیلت اور عرفہ کے دن جن نمازوں اور دعاؤں کا حکم ہے ان کا بیان۔

ہمیں ہبۃ اللہ بن مبارک نے خبر دی انہیں احمد بن محمد نے اپنی اسناد سے عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم سے اور انہوں نے زید بن اسلم سے خبر دی کہ

ابیہ قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من صام یوم عرفۃ غفر اللہ لہ ما تقدم من ذنبہ وما تاخر لسنۃ واخبرنا ھبۃ اللہ باسنادہ عن ابی قتادۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال صیام یوم عرفۃ کفارۃ سنتین سنۃ ماضیۃ وسنۃ مستقبلۃ واما الصلاۃ نما اخبرنا بہ ھبۃ اللہ قال انبانا الشیخ ابو علی الحسن بن احمد عبد اللہ المقری قال انبانا ابو الفتح ھلال بن محمد بن جعفر الحفار قال انبانا ابو الحسن علی بن احمد الحلوانی انبانا موسیٰ بن عمران البلخی انبانا ابو یوسف بن موسیٰ القطان انبانا عمر بن نافع انبانا مسعود ابن واصل انبانا النھاس بن فہم عن قتادۃ عن سعید بن المسیب عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صلی یوم عرفۃ بین الظھر والعصر اربع رکعات یقراء فی کل رکعۃ فاتحۃ الکتاب مرۃ وقل ھو اللہ احد خمسین مرۃ کتب لہ الف الف حسنۃ ورفع لہ بکل حرف فی القرآن درجۃ فی الجنۃ ما بین کل درجۃ مسیرۃ خمسمائۃ عام ویزوجہ اللہ بکل حرف فی القرآن سبعین حوراء مع کل حوراء سبعون الف مائدۃ من الدر والیاقوت علی کل مائدۃ سبعون الف لون بین لحم طیر خضر بردہ برد الثلج وحلاوتہ حلاوۃ العسل وریحہ ریح المسک لم تمسسہ

کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جو عرفہ کا روزہ رکھے اس کے ایک سال قبل کے تمام گناہ بخش دئے جاتے ہیں۔

ہمیں ہبۃ اللہؒ نے اپنی اسناد سے ابو قتادہؓ سے اور انھوں نے نبی صلعم سے خبر دی کہ آپ نے فرمایا کہ عرفہ کا روزہ اگلے پچھلے دو سالوں کے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔

ہمیں ہبۃ اللہ نے خبر دی انہیں شیخ ابو علی بن حسن بن احمد بن عبد اللہ مقری نے خبر دی انہیں ابو الفتح ہلال بن محمد بن جعفر حفار نے خبر دی انہیں ابو الحسن علی بن احمد حلوانی نے خبر دی انہیں موسےٰ ابن عمران بلخی نے خبر دی انہیں ابو یوسف بن موسیٰ بن قطان ابن عمر بن نافع نے خبر دی، انہیں مسعود بن واصل نے خبر دی، اور انہیں نہاس بن فہم نے قتادہ سے خبر دی، وہ سعید بن مسیب سے اور وہ ابو ہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جس نے عرفہ کے دن ظہر وعصر کے درمیان چار رکعت نماز پڑھی اور ہر رکعت میں ایک بار فاتحہ اور ۵۰ بار سورہ اخلاص پڑھی تو اس کے لئے دس لاکھ نیکیاں لکھی گئیں اور اس کے لئے قرآن کے ہر حرف کے عوض جنت میں ایک ایک درجہ بلند کر دیا گیا اور ہر دو درجوں کے درمیان پانچسو برس کی مسافت کا فاصلہ ہوگا اور قرآن پاک کے ہر حرف کے عوض حق تعالےٰ اس کا نکاح ستر حوروں سے کرائے گا اور ہر حور کے پاس مروارید و یاقوت کے ستر ہزار خوان ہونگے اور ہر خوان پہ ستر ہزار قسم کے کھانے ہوں گے جن میں سبز پرندوں کا گوشت بھی ہوگا جو برف کی مانند ٹھنڈا، شہد کی طرح میٹھا اور مشک کی طرح خوشبو دار ہوگا اور نہ وہ آگ میں پکایا گیا ہوگا اور نہ چھری سے کٹا ہوا ہوگا اور اول و آخر کھانے ہم ذائقہ ہونگے پھر اس کے پاس دو پرندے آئیں گے جن کے دونوں بازو سرخ یاقوت کے ہونگے اور چونچ سونے کی ہوگی اور ہر پرندے کے ستر ہزار پر ہونگے پھر وہ انتہائی کیف انگیز آواز سے جسے آنکھ

نار ولا احد بين لا يجد لاخره طعما كما يجد لاوله
ثم ياتيهم طائر جناحاه من ياقوتتين حمراوين
ومنقاره من ذهب له سبعون الف جناح فينادي
بصوت لذيذ لم يسمع السامعون بمثله ويقول
مرحبا باهل عرفة وقال فيسقط ذلك الطير
في صحفة الرجل منهم فيخرج من تحت كل
جناح من اجنحته سبعون لونا من الطعام
فياكل منها ثم ينتفض فيطير فاذا وضع في
قبره اضاء له بكل حرف في القرآن نور حتى
يرى الطائفين حول البيت ويفتح له باب من
ابواب الجنة ثم يقول عند ذلك رب اقم الساعة
رب اقم الساعة مما يرى من الثواب والكرامة

واخبرنا هبة الله بن المبارك قال انبانا الحسن
باسناده عن علي بن ابي طالب رضي الله عنه
وعبد الله بن مسعود رضي الله عنه قال قال
رسول الله صلى الله عليه وسلم من صلى يوم
عرفة ركعتين يقرأ في كل ركعة فاتحة الكتاب
ثلاث مرات في كل مرة يبدأ ببسم الله الرحمن
الرحيم ويختمها بآمين ثم يقرأ قل يا ايها الكافرون
ثلاث مرات وقل هو الله احد مرة يبدأ
في كل مرة ببسم الله الرحمن الرحيم الا قال الله
تعالى اشهدوا اني قد غفرت له ذنوبه۔

واما الدعوات فما اخبرنا هبة الله بن المبارك
عن القاضي الشريف ابي الحسن محمد بن علي
المهتدي بالله عن ابي الفتح يوسف بن عمر بن مسرور

تک کسی نے نہیں سنا اعلان کرتے ہیں اور کہتے ہیں عرفہ والوں کے لئے
خوش آمدید ہو پھر یہ پرندہ ہر شخص کی رکابی میں گر جائے گا اور
اس کے ہر پر کے نیچے سے ستر ہزار قسم کے کھانے برآمد ہوں گے اور
وہ ان میں سے کھائے گا پھر وہ اپنے پر جھاڑ کر اُڑ جائیں گے اور
جب وہ شخص اپنی قبر میں اتارا جاتا ہے تو قرآن کے ہر حرف کے
عوض اس کے لئے نور روشن ہو جاتا ہے حتیٰ کہ وہ کعبہ اقدس کے
طواف کرنے والوں کو دیکھتا ہے اور اس کے لئے جنت کا ایک دروازہ
کھول دیا جاتا ہے پھر وہ اس وقت کہتا ہے کہ اے پروردگار قیامت
لے آ اے رب قیامت قائم فرما کیونکہ اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کی
مہربانیاں اور ثواب دیکھتا ہے۔

ہمیں ہبۃ اللہ بن مبارک نے خبر دی انہیں اپنی اسناد سے حسنؒ
نے علیؓ اور ابن مسعودؓ سے خبر دی کہ رسول اکرم صلعم نے فرمایا کہ
جو عرفہ کے دن دوگانہ ادا کرے اور ہر رکعت میں سورہ فاتحہ معہ
بسم اللہ کے آمین تین بار پڑھے تو حق تعالیٰ اس کے لئے یہ ضرور فرماتا
ہے کہ فرشتو گواہ رہو میں نے اس کے گناہ بخش دئے۔

ہمیں ابن مبارک نے قاضی شریف ابوالحسن محمد بن علی بن مہتدی
باللہ سے انہوں نے ابوالفتح یوسف بن عمر سے اور انھوں نے مسروق
فراس سے خبر دی انہیں عبداللہ بن احمد بن ثابت بزاز نے خبر دی
انہیں ایوب یعنی ابن ولید ضریر نے خبر دی، انہیں ابوالنضر یعنی
ہاشم بن قاسم نے محمد بن فضل عطیہ سے خبر دی اور وہ اپنے والد
عطیہ سے اور وہ عبداللہ بن عمر لیثی سے اور وہ ابن عمر لیثی سے
روایت کرتے ہیں کہ ہمیں خبر ملی ہے کہ حق تعالیٰ شانہ نے حضرت
عیسےٰ کو بطور ہدیہ کے حضرت جبرئیل کے ذریعہ پانچ دعائیں بھیجیں
اور حضرت عیسےٰ سے فرمایا کہ ان پانچ دعاؤں کو پڑھتے رہا کرو کیونکہ
دس دن کی عبادتوں سے بہتر اور زیادہ محبوب اللہ کو کسی اور دن کی

القواس قال انبانا عبد اللہ بن احمد بن ثابت البزاز انبانا ایوب یعنی ابن الولید الضریر انبانا ابو النصر یعنی الہاشم بن القاسم عن محمد بن الفضل بن عطیۃ عن ابیہ عن عبد اللہ بن عمر اللیثی عن ابیہ رضی اللہ عنہ قال بلغنا ان اللہ تعالیٰ اھدی الی عیسیٰ علیہ السلام خمس دعوات جاء بھن جبریل علیہ السلام وقال لعیسیٰ علیہ السلام ادع بھؤلاء الخمس دعوات فانہ لیس عبادۃ احب الی اللہ تعالیٰ من عبادۃ ایام العشر اولھن لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت بیدہ الخیر وھو علی کل شیء قدیر والثانیۃ اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ الٰھا واحدا صمدا لم یتخذ صاحبۃ ولا ولدا والثالثۃ اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت وھو حی لا یموت بیدہ الخیر وھو علی کل شیء قدیر والرابعۃ حسبی اللہ وکفی سمع اللہ لمن دعا لیس وراء اللہ منتھی والخامسۃ اللھم لک الحمد کما نقول وخیرا مما نقول اللھم لک صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی ولک یا رب تراثی اللھم انی اعوذبک من عذاب القبر ومن شتات الامر اللھم انی اسألک من خیر ما تجری بہ الریح فسأل الحواریون عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام وقالوا ما ثواب من دعا بھذہ الدعوات فقال اما من قال

عبادت نہیں۔ پہلی دُعا یہ ہے: اللہ کے سوا کوئی حقدار عبادت نہیں وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لئے ملک ہے اور اسی کے لئے تعریفیں ہیں، وہی حیات و موت پر قادر ہے، اسی کے ہاتھ میں تمام بھلائیاں ہیں اور وہ ہر چیز پر خوب قادر ہے۔ دوسری دعا یہ ہے: میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ حق تعالیٰ شانہ کے علاوہ کوئی حق دار عبادت نہیں، وہ اکیلا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں وہ یکتا معبود ہے بے نیاز ہے اور بیوی اور بچوں والا نہیں ہے۔ تیسری دعا یہ ہے: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اس کی بادشاہت ہے اور اسی کی تعریفیں ہیں وہی حیات و موت کا مالک ہے، وہی زندہ ہے اس پر فنا نہیں، اسی کے ہاتھ میں ہر طرح کی بھلائیاں ہیں اور وہ ہر چیز پر خوب قادر ہے۔ چوتھی دعا یہ ہے: مجھے حق تعالیٰ کافی ہے اور بس ہے اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا قبول فرمالی جس نے اس سے دُعا کی اور اس کے پیش نظر اللہ ہی ہے۔ پانچویں دعا یہ ہے کہ اے اللہ تیرے ہی لئے وہ تعریفیں ہیں جو تو بیان فرماتا ہے اور جو ہمارے بیان سے بہتر ہیں، اے اللہ! تیرے ہی لئے میری نماز اور میری قربانی ہے اور میری زندگی اور میری موت ہے اے رب میری میراث تیرے ہی لئے ہے۔ اے اللہ میں تجھ سے قبر کے عذاب سے اور اپنے کاموں کی پراگندگی سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ اے اللہ میں تجھ سے اس چیز کی پناہ مانگتا ہوں جسے ہوا لے کر چلتی ہے۔

حواریوں نے حضرت عیسٰیؑ سے کہا کہ انہیں کیا ثواب ملے گا جو ان پانچوں دعاؤں کو پڑھ کر حق تعالیٰ سے دعائیں مانگیں فرمایا جو شخص سو بار پہلی دُعا پڑھ لے تو اس جیسے دن میں اس جیسا عمل روئے زمین پر کسی کا نہ ہوگا اور قیامت کے دن اس کے پاس

الاولی مائۃ مرۃ فانہ لا یکون لاحد من اھل الارض عمل مثل ذلک العمل فی ذلک الیوم وکان اکثر العباد حسنات یوم القیامۃ و من قال الثانیۃ مائۃ مرۃ کتب اللہ لہ ألف ألف حسنۃ ومحا عنہ مثلھا سیئات ورفع لہ عشرۃ آلاف درجۃ فی الجنۃ ومن قال الثالثۃ مائۃ مرۃ نزل سبعون الف ملک من سماء الدنیا راضعی ایدیھم یصلون علی من قالھا ومن قال الرابعۃ مائۃ مرۃ تلقاھا ملک ویضعھا بین یدی الرحمٰن عزوجل فینظر الی من قالھا ومن نظر اللہ تعالیٰ الیہ لم یشق وقالوا یا عیسیٰ فما ثواب من قال الخامسۃ قال ھی دعوتی ولم یؤذن لی فی تفسیرھا۔

واخبرنا ھبۃ اللہ بن المبارک عن الحسن بن احمد بن عبد اللہ المقری باسنادہ عن خلیفۃ ابن الحسین عن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ انہ قال کان اکثر ما یدعو بہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم عشیۃ عرفۃ یقول اللھم لک الحمد کما تقول وخیرا مما تقول اللھم لک صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی ولک یا رب تراثی اللھم انی اعوذ بک من عذاب القبر وفتنۃ الصدر وشتات الامر اللھم انی اسألک من خیر ما تجری بہ الریح واخبرنا ھبۃ اللہ بن المبارک باسنادہ عن موسیٰ بن عبیدۃ عن علی بن ابی طالب

سب سے زیادہ نیکیاں ہونگی اور جو دوسری دُعا سو بار پڑھ لے اللہ تعالیٰ اس کے لئے دس لاکھ نیکیاں لکھ لے گا اور اس کی اتنی ہی برائیاں مٹا دے گا اور جنت میں دس ہزار درجے بڑھا دیگا اور جو تیسری دُعا سو بار پڑھ لے تو ستر ہزار فرشتے دنیوی آسمان سے اپنے ہاتھ اٹھائے ہوئے اور اس کے حق میں دعا کرتے ہوئے اتر یں گے اور جو چوتھی دُعا سو بار پڑھ لے تو ایک فرشتہ اس دعا کو لے کر عزت وجلال والے مہربان اللہ کے آگے جا رکھے گا اور حق تعالےٰ اس دُعا کے پڑھنے والے پہ نگاہِ رحمت ڈالے گا اور جس کی طرف حق تعالےٰ نگاہِ رحمت سے دیکھ لیتا ہے وہ اللہ کی رحمت سے محروم نہیں رہتا۔

لوگوں نے کہا کہ اے حضرت عیسےٰ (علیہ السلام) اگر کوئی پانچویں دعا پڑھ لے تو اسے کیا ملے گا؟ فرمایا وہ میری دعا ہے اور اس کا ثواب بیان کرنے کی مجھے اجازت نہیں۔

ہمیں ہبۃ اللہ بن مبارک نے حسن بن احمد بن عبد اللہ مقری سے ان کی اسناد سے خبر دی اور وہ خلیفہ بن حسین سے اور وہ حضرت علی رضؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضؓ نے فرمایا کہ عرفہ کے زوال کے بعد نبی صلعم کثرت سے جو دعا مانگا کرتے تھے وہ یہ ہے کہ اے اللہ تیرے ہی لئے تیرے بیان کے مطابق بڑائیاں ہیں اور ہماری ذکر کردہ تعریفوں تو بہت بہتر ہے اے اللہ! میری نماز میری قربانی میری زندگی اور میری موت تیرے ہی لئے ہے اور اے میرے پروردگار میری میراث بھی تیرے ہی لئے ہے اے اللہ میں تجھ سے عذاب قبر سے، دل کے فتنوں سے اور پراگندہ خیالات سے پناہ مانگتا ہوں اے اللہ میں تجھ سے وہ خیر مانگتا ہوں جسے ہوا لے کر چلتی ہے

ہمیں ہبۃ اللہ بن مبارک نے اپنی اسناد سے موسیٰ بن عبیدہ سے اور انہوں نے حضرت علیؓ سے خبر دی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ عرفہ میں میری اور مجھ سے پہلے تمام نبیوں کی کثرت سے یہ دعا ہے

رضی اللہ عنہ تعالیٰ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر دعائی ودعاء الانبیاء من قبلی بعرفۃ لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیء قدیر اللھم اجعل فی قلبی نورا وفی سمعی نورا وفی بصری نورا اللھم اشرح لی صدری ویسر لی امری اللھم انی اعوذ بک من وساوس الصدر وفتنۃ القبر وشتات الامر اللھم انی اعوذ بک من شر ما یلج فی اللیل ومن شر ما یلج فی النھار ومن شر ما تھب بہ الریاح ومن شر بوائق الدھر وروی الضحاک رحمہ اللہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال فی حجۃ الوداع حین اجتمعوا بعرفۃ ھذا یوم الحج الاکبر ولا حج لمن لم یواف عرفۃ الیوم واللیلۃ فالیوم دعاء وسؤال الرب عزوجل وھو یوم تھلیل وتکبیر وتلبیۃ انہ من وافی ھذا الیوم فی ھذا المکان وحرم سؤال ربہ عزوجل فھو المحروم وانکم تدعون جوادا لا یبخل وحلیما لا یجھل وعالما لا ینسی انہ من صام یوم عرفۃ مقیما فی اھلہ فقد صام عاما امامہ وعاما خلفہ۔

فصل: واما ما اختص بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الدعاء فی عشیۃ عرفۃ فھو ما اخبرنا بہ ھبۃ اللہ بن المبارک قال انبانا القاضی ابو القاسم عبد الرحمن بن الحسن بن عبد الکریم العسکری قال حدثنا علی بن

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کے لئے بادشاہت ہے اور اسی کی تعریفیں ہیں اور وہ ہر چیز پر خوب قادر ہے اے اللہ میرے دل میں میرے کانوں میں اور میری آنکھوں میں نور پیدا فرما اے اللہ میرے لئے میرا دل کھول دے اور اور میرے لئے میرا کام آسان فرما دے اے اللہ دل کے وسوسوں سے، قبر کے فتنوں سے اور کام کی پراگندگی سے مجھے تیری پناہ اے اللہ میں تجھ سے اس چیز کی برائی سے جو رات میں داخل ہوتی ہے اور اس چیز کی برائی سے جو دن میں داخل ہوتی ہے۔ اور اس چیز کی برائی سے جسے ہوائیں لے کر چلتی ہیں اور حوادث زمانہ کی برائی سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

ضحاکؒ از نبی اکرم صلعم: حجۃ الوداع میں جب حاجی عرفہ کے دن زوال کے بعد عرفات میں جمع ہو گئے تو آپ نے ان سے فرمایا یہ حج اکبر کا دن ہے اور اس کا حج نہ ہوگا جو آج کے دن اور رات میں عرفات میں نہیں پہنچا آج کا دن حق تعالیٰ سے دعا و سوال کا ہے اور لا الہ الا اللہ، اللہ اکبر اور لبیک لبیک اللھم لبیک لا شریک لک لبیک ان الحمد والنعم۔ لک والملک لا شریک لک پڑھنے کا ہے دیکھو جس نے یہ دن اس جگہ پایا اور اپنے عزت و جلال والے رب سے سوال سے محروم رہا وہی محروم ہے اور تم ایسے سخی سے مانگتے ہو جو بخیل نہیں اور ایسے حکیم سے جو جاہل نہیں اور ایسے علم والے سے جو بھولتا نہیں دیکھو جس نے اپنے گھر رہ کر عرفہ کا روزہ رکھا تو اس نے ماضی اور مستقبل دو سال کے روزے رکھے۔

عرفات میں رسول اللہ صلعم کی خاص دعا | ہمیں ھبۃ اللہ بن مبارک نے خبر دی انہیں قاضی ابو القاسم عبد الرحمن بن عبد الکریم عسکری نے خبر دی، ان سے علی بن محمد بن عبد اللہ نے، ان سے محمد بن عبد اللہ بن ابراہیم نے، ان سے ابو شیبہ محمد بن احمد نے ان سے علی نے، ان سے مسلم نے حدیث بیان کی، انہیں ابن ابی فدیک نے خبر دی ان سے

محمد بن عبيد الله المعدل قال حدثنا محمد
بن عبد الله بن ابراهيم حدثنا محمد بن احمد
الوشيبة حدثنا علي حدثنا مسلم انبانا ابن ابي
فديك قال حدثني ابراهيم بن فضل المخزومي
عن سليمان بن زيد عن هرم بن حيان عن علي
بن ابي طالب رضي الله عنه انه قال قال رسول
الله صلى الله عليه وسلم ليس في الموقف بعرفة
قول ولا عمل افضل من هذا الدعاء واول
من ينظر الله اليه صاحبه وهو انه صلى الله
عليه وسلم كان اذا وقف بعرفة استقبل
القبلة بوجهه وبسط يديه كهيئة الداعي
ثم يلبي ثلاثا ويقول لا اله الا الله وحده لا
شريك له له الملك وله الحمد يحيي ويميت
بيده الخير وهو على كل شيء قدير مائة
مرة ثم يقول لا حول ولا قوة الا بالله العلي
العظيم اشهد ان الله على كل شيء قدير وان
الله قد احاط بكل شيء علما يقول ذلك مائة مرة ثم يتعوذ
بالله من الشيطان الرجيم ويقول ان الله هو السميع العليم يقولها
ثلاث مرات ثم يقرأ فاتحة الكتاب ثلاث مرات ويبدأ
في كل مرة ببسم الله الرحمن الرحيم ويختمها بآمين ويقرأ قل هو الله
احد مائة مرة ثم يقول بسم الله الرحمن الرحيم اللهم صل على
النبي الامي ورحمة الله وبركاته مائة مرة
ثم يدعو الله عز وجل بما شاء فيقول الله تعالى
لملائكته انظروا الى عبدي توجه الى بيتي
وكبرني ولباني وسبحني ووحدني وهللني وقرأ

ابراہیم بن فضل مخزومی نے حدیث بیان کی، وہ سلیمان بن زید سے، وہ ہرم
بن حیان سے اور وہ حضرت علیؓ بن ابی طالب سے روایت کرتے ہیں کہ
رسول اللہ صلعم نے فرمایا عرفہ کے دن موقف میں کوئی قول اور عمل اس
دعا سے افضل نہیں اور سب سے پہلے حق تعالیٰ شانہٗ جس کی طرف نگاہ
رحمت فرماتا ہے وہ اسی دعا کا پڑھنے والا ہے وہ یہ ہے کہ نبی اکرم
صلعم جب عرفہ کے دن موقف میں قیام فرماتے تو قبلہ رخ کھڑے ہو
جاتے اور دونوں ہاتھ پھیلا کر دعا کرنے والے کی ہیئت بنا کر تین
بار تلبیہ فرماتے پھر یہ دعا فرماتے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ ایک
ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کے لئے بادشاہت ہے اور اسی کے لئے
برائیاں ہیں وہی حیات و موت کا مالک ہے اسی کے ہاتھ میں ہر طرح
کی بھلائیاں ہیں اور وہ ہر چیز پر خوب قادر ہے (سو بار) پھر فرماتے
طاقت و قوت اللہ ہی کے ساتھ ہے جو بلند و عظیم ہے میں گواہی دیتا
ہوں کہ اللہ ہر چیز پر خوب قادر ہے اور اللہ کے علم نے ہر چیز گھیر
لی ہے (سو بار) پھر فرماتے ہیں شیطان رجیم سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں
پھر تین بار فرماتے اللہ ہی خوب سننے والا اور خوب جاننے والا ہے
پھر تین بار مع بسم اللہ اور آمین کے سورہ فاتحہ پڑھتے اور سو بار سورۂ
اخلاص تلاوت فرماتے پھر سو بار فرماتے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اے اللہ
امی نبی پر صلوٰۃ اور اپنی رحمتیں اور برکتیں بھیج پھر حق تعالیٰ سے حسب مرضی
دعائیں مانگتے رہتے تھے پھر حق تعالیٰ اپنے فرشتوں سے کہتا ہے میرے
بندے کو دیکھو کہ وہ میرے گھر کی طرف متوجہ ہے اور میری بڑائی بیان
کر رہا ہے اور میرے لئے لبیک لبیک کہہ رہا ہے اور میری پاکی بیان کر
رہا ہے اور میری توحید تسلیم کر کے اس کا اظہار کر رہا ہے اور لا الٰہ
الا اللہ کے ذکر میں معروف ہے اور قرآن پاک کی جو سورتیں مجھے
انتہائی پیاری ہیں ان کی تلاوت میں لگا ہوا ہے اور میرے رسول پر
درود بھیج رہا ہے (فرشتو!) میں تمہیں گواہ کرتا ہوں کہ میں نے

باحب السور الى وصلى على رسولى اشهدكم
انى قد قبلت عمله واوجبت له اجره وغفرت
له ذنوبه وشفعته فيما سألنى ۔

فصل : فى دعاء جبريل وميكائيل والخضر عليهم السلام عشية عرفة

اخبرنا هبة الله
ابن المبارك قال انبانا الحسن بن احمد بن عبد الله
المقرى قال اخبرنا الحسين بن عمران المؤذن
قال حدثنا ابو القاسم الغامى قال حدثنا ابو على
الحسن بن على قال حدثنا احمد بن عمار انبانا
محمد بن مهدى قال حدثنى ابن جريج عن عطاء
عن ابن عباس رضى الله عنهما قال قال رسول الله
صلى الله عليه وسلم يجتمع البرى والبحرى
يعنى الياس والخضر عليهما السلام كل عام
بمكة قال ابن عباس رضى الله عنهما وبلغنا
انه يحلق احدهما رأس صاحبه فيقول احدهما
للآخر قل بسم الله ماشاء الله لا يأتى بالخير
الا الله بسم الله ماشاء الله لا يصرف السوء
الا الله بسم الله ماشاء الله وما بكم من نعمة
فمن الله بسم الله ماشاء الله ولا حول ولا قوة
الا بالله قال ابن عباس رضى الله عنهما قال النبى
صلى الله عليه وسلم من قالها كل يوم أمن
من الغرق والحرق والسرق ومن كل شىء يكرهه
حتى يمسى ومن قالها حين يمسى كان فى حرز
الله حتى يصبح واخبرنا هبة الله بن المبارك
قال أنبانا الحسن بن احمد الزهرى قال أنبانا

اس کا عمل قبول کر لیا اور اس کا اجر اس کے لئے واجب کر دیا اور اس کے تمام گناہ بخش دئیے اور میں نے اس کی تمام مرادیں پوری کیں۔

جبرئیلؑ، میکائیلؑ اور خضرؑ کی عرفہ کی دُعا

ہمیں ہبۃ اللہ بن مبارک نے خبر دی انہیں حسن بن احمد بن عبداللہ مقری نے خبر دی، انہیں حسین بن عمران مؤذن نے خبر دی ان سے ابوالقاسم فامی نے حدیث بیان کی ان سے ابو علی حسن بن علی نے بیان کیا، ان سے احمد بن عمار نے بیان کیا، انہیں محمد بن مہدی نے خبر دی، ان سے ابن جریج نے بیان کیا اور وہ عطاءؒ سے اور وہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خشکی اور تری والے یعنی حضرت الیاسؑ و خضر علیہما السلام ہر سال مکہ میں جمع ہوتے ہیں، ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ ان میں سے ہر ایک دوسرے کا سر مونڈتا ہے اور ان میں سے ایک دوسرے سے کہتا ہے کہ کہو بسم اللہ، ماشاء اللہ خیر کو اللہ ہی لاتا ہے بسم اللہ ماشاء اللہ برائی اللہ ہی ہٹاتا ہے بسم اللہ ماشاء اللہ تمہارے پاس جو نعمت ہے اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے بسم اللہ ماشاء اللہ اور قوت و طاقت اللہ ہی کے ذریعہ ہے۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا جس نے یہ دُعا روزانہ صبح کو پڑھ لی وہ ڈوبنے سے جلنے سے اچوری سے اور ہر ناگوار خاطر چیز سے شام تک محفوظ رہے گا اور جس نے شام کو پڑھ لی وہ صبح تک اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں رہے گا۔

ہمیں ہبۃ اللہ بن مبارک نے خبر دی، انہیں حسن بن احمد ازہری نے خبر دی، انہیں ابوطالب بن حمدان بکری نے خبر دی، انہیں اسماعیل نے خبر دی ان سے عباس دوری نے بیان کیا۔ انہیں عبیداللہ بن اسحٰق عطار بن محمد بن بشر قیس نے خبر دی، وہ عبداللہ حسن سے، وہ اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے اور وہ حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں کہ علیؓ نے

ابوطالب بن حمد ان البکری قال انبانا اسماعیل قال حدثنا عباس الدوری قال انبانا عبید اللہ بن اسحاق العطار قال انبانا محمد بن المبشر القیسی عن عبد اللہ الحسن عن ابیہ عن جدہ عن علی رضی اللہ عنہ قال یجتمع فی کل یوم عرفۃ بعرفات جبریل و میکائیل و اسرافیل والخضر علیہم السلام فیقول جبریل ماشاء اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ فیرد علیہ میکائیل فیقول ماشاء اللہ کل نعمۃ من اللہ فیرد علیہ اسرافیل فیقول ماشاء اللہ الخیر کلہ بید اللہ فیرد علیہم الخضر فیقول لا یدفع السوء الا اللہ ثم یتفرقون ولا یجتمعون الی قابل ذلک الیوم واللہ اعلم۔

فرمایا کہ ہر عرفہ کے دن عرفات میں جبرئیل علیہ السلام، میکائیل علیہ السلام، اسرافیل علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام جمع ہوتے ہیں۔ پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام فرماتے ہیں ماشاء اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ یعنی حق تعالیٰ کا چاہا ہوا ہوتا ہے اور طاقت و قوت اللہ تعالیٰ ہی کے ذریعہ ہے۔ اس کا جواب حضرت میکائیل علیہ السلام ان الفاظ میں دیتے ہیں اللہ کا چاہا ہوا ہوتا ہے اور ہر نعمت اللہ ہی کی طرف سے ہے ان کو حضرت اسرافیل علیہ السلام یہ جواب دیتے ہیں جو کچھ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے وہی ہوتا ہے اور ہر طرح کی بھلائی اللہ کے ہاتھ میں ہے اس کا حضرت خضر علیہ السلام یہ جواب دیتے ہیں اللہ کا چاہا ہوا ہوتا ہے اور برائی کو اللہ ہی دفع کرتا ہے پھر یہ سب الگ الگ ہو جاتے ہیں اور آنے والے سال کے اس دن تک جمع نہیں ہوتے واللہ اعلم۔

فصل : قال ابن جریج بلغنی انہ کان یؤمر ان یکون اکثر دعاء المسلم فی الموقف ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار وروی مجاہد عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال عند الرکن الیمانی ملک قائم منذ خلق اللہ تعالیٰ السموات والارض یقول آمین لمن یقول ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار عن حماد بن ثابت قال انہم قالوا لانس بن مالک رضی اللہ عنہ ادع لنا فقال اللہم ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار قالوا زدنا فاعادھا قالوا زدنا قال ما تریدون قد سألت اللہ لکم خیر الدنیا والآخرۃ وقال انس رضی اللہ عنہ کان

عرفات کی دعائیں

ابن جریج : مجھے خبر پہنچی ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ موقف میں مسلمانوں کی کثرت سے یہ دعا ہو ربنا آتنا فی الدنیا الخ یعنی اے ہمارے رب ہمیں دنیا میں نیکی دے اور آخرت میں بھی نیکی دے اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔

مجاہدؒ از ابن عباسؓ : رکن یمانی کے پاس ایک فرشتہ اس وقت سے کھڑا ہے جب سے کائنات عالم کی پیدائش ہوئی اور وہ دعاؤں پر آمین کہتا ہے لہٰذا یہاں ربنا آتنا فی الدنیا الخ پڑھا کرو۔

حماد بن ثابت : لوگوں نے اپنے لئے انسؓ بن مالک سے دعا کرنے کی درخواست کی آپ نے یہی دعا پڑھی، لوگوں نے کہا اور دعا کیجئے آپ نے پھر یہی دعا لوٹا دی لوگوں نے کہا اور اضافہ کیجئے فرمایا اب اور کیا چاہتے ہو؟ میں نے تمہارے لئے حق تعالیٰ جل مجدہ سے دنیا اور آخرت کی بھلائی مانگ لی۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم کثرت سے یہی دعا مانگا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکثر ان یدعو بھا
یقول ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاخرۃ وقنا
عذاب النار فقد ذکر اللہ تعالیٰ من دعا بھذا الدعاء
جعل لہ نصیبا وحظا من فضلہ ورحمتہ قال اللہ
عزوجل فمن الناس من یقول ربنا آتنا فی الدنیا
ای اعطنا ابلا وغنما وبقرا وعبیدا واماء وذھبا
وفضۃ ینوی الدنیا فی کل شیء ولھا ینفق ولھا
یعمل ولھا ینصب فھی ھمہ وسؤلہ وطلبتہ قال
اللہ عزوجل وما لہ فی الاخرۃ من خلاق یعنی
حظا ولا نصیبا ومنھم من یقول ربنا آتنا فی الدنیا
حسنۃ وفی الاخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار وھم
النبی صلی اللہ علیہ وسلم والمؤمنون۔

واختلف العلماء فی معنی الحسنتین فقال
علی بن ابی طالب کرم اللہ وجھہ قولہ ربنا
آتنا فی الدنیا حسنۃ امراۃ صالحۃ وفی الاخرۃ
حسنۃ الحور العین وقنا عذاب النار وھی المرأۃ
السوء وقال الحسن رحمہ اللہ فی الدنیا حسنۃ العلم
والعبادۃ وفی الآخرۃ حسنۃ الجنۃ وقال السدی
وابن حبان فی الدنیا حسنۃ ای رزقا حلالا
واسعا وعملا صالحا وفی الآخرۃ حسنۃ ھی المغفرۃ
والثواب وقال ابن عطیۃ رحمہ اللہ فی الدنیا
حسنۃ العلم والعمل بہ وفی الآخرۃ حسنۃ
تیسیر الحساب ودخول الجنۃ وقیل فی الدنیا
حسنۃ التوفیق والعصمۃ وفی الآخرۃ حسنۃ
النجاۃ والرحمۃ وقیل فی الدنیا حسنۃ اولادا ابرارا

کرتے تھے فرماتے تھے ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ وقنا
عذاب النار۔ حق تعالیٰ شانہ نے وعدہ فرمایا ہے کہ جو یہ دعا
مانگے گا تو حق تعالیٰ اس کے لئے اپنے فضل وکرم اور اپنی رحمت کا
ایک حصہ مقرر فرما دیگا فرمایا بعض لوگ دنیا ہی دنیا مانگتے ہیں یعنی اے
اللہ ہمیں اونٹ، بکریاں، بیل، لونڈیاں، غلام، سونا اور چاندی
وغیرہ عطا فرما اور ان کی ہر دُعا دنیا ہی کے لئے ہوتی ہے یہ دنیا ہی
کے لئے خرچ کرتے ہیں، دنیا ہی کے لئے کام کرتے ہیں اور دنیا ہی کے
لئے تکلیفیں اٹھاتے ہیں اور دنیا ہی ان کا سب سے بڑا مقصد ہوتا
ہے اور ان کے سوالات وطلب کا مرکزی نقطہ دنیا ہی ہوتی ہے لیکن
حق تعالیٰ ان کے حق میں فرماتے ہیں کہ ایسے لوگوں کے لئے آخرت میں
کوئی حصہ نہیں اور کچھ لوگ دنیا اور آخرت دونوں مانگتے ہیں کہ اے
اللہ ہمیں دنیوی سعادت بھی عطا فرما اور آخری سعادت بھی اور ہمیں
جہنم کی آگ کے عذاب سے بچا یہ لوگ نبی اکرم صلعم اور تمام مومن ہیں

دنیا اور آخرت کی نیکی کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے۔ حضرت
علیؓ: دنیوی نیکی سے نیک عورت مراد ہے اور اخروی نیکی سے بڑی
بڑی آنکھوں والی حوریں مراد ہیں اور آگ کے عذاب سے بری عورت
مراد ہے۔ حسنؒ: دنیوی نیکی علم وعبادت ہے اور اخروی نیکی جنت ہے
سُدّی ابن حبان: دنیوی نیکی فراخ وحلال روزی اور نیک عمل ہیں
اور اخروی نیکی ثواب ومغفرت ہے۔

عطیہ: دنیوی نیکی عمل کے ساتھ علم ہے اور اخروی نیکی آسان حساب
اور جنت کا ملنا ہے۔ بعض: دنیوی نیکی نیک عمل کرنے کی اور
گناہوں سے بچنے کی توفیق ہے اور اخروی نیکی نجات ورحمت ہے۔

بعض: دنیوی نیکی سے نیک اولاد اور اخروی نیکی سے انبیائے
کرام کی رفاقت مراد ہے۔ بعض: دنیوی نیکی مال وعیش ہے اور
اخروی نیکی جہنم سے بچ جانا اور جنت کا مل جانا ہے۔

وفی الآخرۃ حسنۃ مرافقۃ الانبیاء وقیل فی الدنیا حسنۃ المال والنعمۃ وفی الاخرۃ حسنۃ تمام النعمۃ وھو الفوز من النار ودخول الجنۃ و قیل فی الدنیا حسنۃ الاخلاص وفی الاخرۃ حسنۃ الخلاص وقیل فی الدنیا حسنۃ الثبات علی الایمان وفی الآخرۃ حسنۃ السلام والرضوان وقیل فی الدنیا حسنۃ حلاوۃ الطاعۃ وفی الآخرۃ حسنۃ لذۃ الرؤیۃ وقال قتادۃ رحمہ اللہ فی الدنیا عافیۃ وفی الآخرۃ عافیۃ والذی یؤید ھذا التاویل ماروی ثابت البنانی عن انس رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عاد رجلا قد صار مثل الفرخ المنتوف فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھل کنت تدعو اللہ بشیء او تسالہ شیئا فقال کنت اقول اللھم ماکنت معاقبی بہ فی الآخرۃ فعجلہ لی فی الدنیا فقال صلی اللہ علیہ وسلم سبحان اللہ اذن لا تستطیعہ ولا تطیقہ ھلا قلت اللھم ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار قال فدعا اللہ عزوجل بھا فشفاہ وقال سھل ابن عبد اللہ رحمہ اللہ فی الدنیا السنۃ وفی الآخرۃ الجنۃ وعن المسیب عن عوف رحمہ اللہ انہ قال فی ھذہ الآیۃ من اتاہ اللہ عزوجل الاسلام والقرآن واھلا ومالا فقد اوتی فی الدنیا حسنۃ و فی الآخرۃ حسنۃ وعن عبد الاعلی بن وھب

بعض :- دنیوی نیکی سے اخلاص اور اخروی نیکی سے خلاص مراد ہے۔

بعض :- دنیوی نیکی سے ایمان پر ثابت قدمی اور اخروی نیکی سے سلامتی ورضا مراد ہے۔

بعض :- دنیوی نیکی سے عبادت کی حلاوت اور اخروی نیکی سے دیدار کی لذت مراد ہے۔

قتادہؒ :- اس سے دنیا میں عافیت اور آخرت میں عافیت مراد ہے اس تفسیر کی تائید حضرت انس والی روایت سے ہوتی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے ایک ایسے بیمار کی عیادت کی جو سوکھ کر کانٹا ہو گیا تھا، اور پر نوچے ہوئے چوزے کی مانند معلوم ہوتا تھا آپ نے پوچھا: کیا تم اللہ سے کچھ مانگا کرتے تھے ؟ بولا میں یہ دعا مانگا کرتا تھا:-

کہ اے اللہ! اگر تو مجھے آخرت میں عذاب دینے والا ہے تو وہ دنیا ہی میں دے دے۔ فرمایا سبحان اللہ تب تو تم کو اس کے عذاب کی طاقت نہیں، تم نے یہ دعا اللھم ربنا آتنا فی الدنیا الخ کیوں نہیں مانگی ؟ فرماتے ہیں پھر اس نے حق تعالٰے شانہ سے یہی دعا مانگی اور حق تعالٰے جل مجدہ نے اسے شفا بخشی۔

سہل بن عبد اللہؒ :- دنیوی نیکی سنت پر چلنا اور اخروی نیکی جنت کا مل جانا ہے۔

مسیبؒ از عوف :- اس آیت کی تفسیر میں، جسے حق تعالٰے شانہ نے اسلام، قرآن، اور اہل ومال سے نوازا اسے دنیا میں نیکی دی گئی اور آخرت میں بھی نیکی عطا کی گئی۔

قال : سمعت سفیان الثوری رحمہ اللہ یحدث فی ھذہ الآیۃ قال فی الدنیا حسنۃ الرزق الطیب وفی الآخرۃ حسنۃ الجنۃ۔

عبد العلی از ابن وھب :- میں نے سفیان ثوریؒ سے اس آیت کے بارے میں سنا فرماتے تھے کہ دنیوی نیکی پاکیزہ روزی ہے اور اخروی نیکی جنت ہے۔

نویں مجلس

فی فضائل یوم الاضحی ویوم النحر قول اللہ عزوجل انا اعطیناک الکوثر فصل لربک وانحر ان شانئک ھو الابتر قال عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنھما الکوثر ھو الخیر الکثیر، منہ القرآن والنبوۃ والنھر الذی فی الجنۃ وھو نھر یجری من بطنان الجنۃ باطنہ الدر المجوف وعلی حافتیہ قباب من الیاقوت الاخضر ماؤہ احلی من العسل والین من الزبد حماتہ المسک الاذفر وترابہ الکافور الابیض وحصاہ الدر والیاقوت یطرد مثل السھام اعطاہ اللہ تعالیٰ لنبیہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم وقال مقاتل رحمہ اللہ انا اعطیناک الکوثر ھو نھر فی بطنان الجنۃ وانما سمی الکوثر لانہ اکثر انھار الجنۃ خیرا وذلک النھر عجاج یطرد مثل السھم طینتہ المسک الاذفر ورضراضہ الیاقوت والزبرجد واللؤلؤ اشد بیاضا من الثلج والین من الزبد واحلی من العسل حافتاہ قباب الدر المجوف کل قبۃ طولھا فرسخ فی فرسخ علیھا اربعۃ آلاف مصراع من ذھب فی

عید الضحیٰ اور یوم النحر کی فضیلت

حق تعالیٰ شانہ نے فرمایا بلاشبہ ہم نے آپ کو (حوض) کوثر دیا لہٰذا آپ اپنے پروردگار کے لئے نماز پڑھیں اور قربانی کریں دیکھئے آپ کی برائی کرنے والا ہی مقطوع النسل ہے۔

حضرت ابن عباسؓ : کوثر بمعنی خیر کثیر ہے جس میں قرآن و نبوت شامل ہیں اور وہ نہر بھی جو جنت میں ہے کوثر اس نہر کا بھی نام ہے جو وسط جنت میں جاری ہے اور خولدار موتیوں پر بہتی ہے اس کے دونوں ساحلوں پر سبز یاقوت کے گنبد ہیں اس کا پانی شہد سے زیادہ میٹھا اور مکھن سے زیادہ نرم ہے اس کی کیچڑ خالص مشک ہے اور مٹی سفید کافور ہے اور اس کے سنگریزے موتی اور یاقوت ہیں اور اتنی تیز بہتی ہے جیسے تیر کمان سے نکل کر تیز جاتا ہے یہ نہر حق تعالیٰ نے اپنے نبی محمد رسول اللہ صلعم کو عطا فرمائی ہے۔

مقاتلؒ : کوثر وسط جنت کی نہر ہے اور اسے کوثر اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ جنت کی تمام نہروں میں خیر کے اعتبار سے افضل ہے یہ نہر موجیں مارتی ہوئی تیر کی طرح تیز بہتی ہے اس کی کیچڑ خالص مشک ہے اور سنگریزے یاقوت زبرجد اور مروارید ہیں۔ اس کا پانی برف سے زیادہ صاف و شفاف اور سفید ہے اور مکھن سے زیادہ نرم اور شہد سے زیادہ شیریں ہے اس کے دونوں ساحلوں پر خولدار موتیوں کے گنبد ہیں اور ہر گنبد کا طول و عرض میں مربع میل ہے

كل قبة زوجة من الحور العين لها سبعون خادما
فقال النبي صلى الله عليه وسلم ليلة الاسراء قلت
لجبريل ما هذه الخيام فقال جبريل عليه السلام
هذه مساكن لازواجك في الجنة وتتفجر من
الكوثر اربعة انهار لاهل الجنان التي ذكرها
الله عزوجل في سورة محمد صلى الله عليه وسلم
احدها الماء والثاني اللبن والثالث الخمر والرابع
العسل قوله عزوجل فصل لربك وانحر قال
مقاتل رحمه الله يعني صل لربك الصلوات
الخمس وانحر البدن يوم النحر وقيل فصل لربك
يعني صلاة العيد وانحر يعني انحر البدن بمنى
وقيل ارفع يديك بالتكبير الى نحرك قيل وانحر
يعني استقبل القبلة بنحرك وقوله عزوجل
ان شانئك هو الابتر وذلك ان النبي صلى الله
عليه وسلم دخل المسجد الحرام من باب بني
سهم بن عمرو بن حصيص والناس من قريش
جلوس في المسجد فمضى النبي صلى الله عليه وسلم
ولم يجلس حتى خرج من باب الصفا فنظروا اليه
حين خرج ولم يروه حين دخل فلم يعرفوه
فتلقاه العاص بن وائل ابن هشام بن سعيد
بن سعد بن سهم على باب الصفا وهو يدخل
والنبي صلى الله عليه وسلم يخرج وكان النبي
صلى الله عليه وسلم توفي ابنه عبد الله بن
محمد وكان الرجل اذا مات ولم يكن له
منه من لجده ابن يرثه فيسمونه ابتر فلما

جس میں چار ہزار سونے کے چوکھٹے ہیں ہر گنبد میں ایک حور ہے جس کے ستر خادم ہیں رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ میں نے شب معراج میں حضرت جبرئیل سے پوچھا کہ یہ خیمے کیا ہیں؟ فرمایا یہ جنت میں آپ کی بیویوں کے گھر ہیں۔ کوثر سے جنت والوں کے لئے چار نہریں نکلتی ہیں حق تعالیٰ شانہ نے ان نہروں کا ذکر سورہ محمد میں فرمایا ہے یعنی پانی کی، دودھ کی، شراب کی اور خالص شہد کی نہریں۔ مقاتلؒ فرماتے ہیں دوسری آیت میں نماز سے پنجگانہ نمازیں مراد ہیں اور نحر سے ذی الحجہ کی دسویں تاریخ کو اونٹوں کی قربانی مراد ہے۔

بعض علماء: نماز سے عید کی نماز اور نحر سے منیٰ میں اونٹوں کی قربانی مراد ہے۔

بعض علماء: نماز سے سینہ تک ہاتھ اٹھا کر تکبیر کہنا مراد ہے یعنی قبلہ رخ کھڑے ہو کر تکبیر کہو۔ تیسری آیت کی تفصیل یہ ہے کہ ایک دفعہ نبی اکرم صلعم باب بنی سہم بن عمرو بن حصیص سے بیت اللہ میں تشریف لے گئے قریشی مسجد کے پاس بیٹھے ہوئے تھے نبی صلعم مسجد میں بیٹھے نہیں اور باب صفا سے نکل گئے جب آپ تشریف لائے تھے تو آپ کو ان لوگوں نے نہیں دیکھا تھا لیکن جاتے ہوئے دیکھ لیا تھا مگر پہچان نہ سکے کہ کون ہیں پھر صفا سے نکلتے ہوئے آپکی عاص بن وائل سے مڈبھیڑ ہو گئی آپ مسجد سے جا رہے تھے اور عاص آ رہا تھا۔ نبی اکرم صلعم کے فرزند عبد اللہ فوت ہو گئے تھے اگر کسی کا بیٹا مر جاتا اور اس کے کوئی اور بیٹا نہ ہوتا جو اس کا وارث ہو تو عرب ایسے شخص کو ابتر (مقطوع النسل) کہا کرتے تھے پھر جب عاص لوگوں میں پہنچتا ہے تو قریش اس سے پوچھتے ہیں کہ تمہارے سامنے آنے والے کون تھے؟ عاص جواب دیتا ہے کہ وہ ابتر تھے، اس پر آیت ان شانئک ہو الابتر اتری یعنی آپ کا دشمن اور آپ سے بغض رکھنے والا ہی ابتر ہے یعنی ہر خیر و سعادت

انتھی العاص بن وائل الی القوم سالوہ فقالوا لہ من ذا الذی تلقاک فقال لھم الابتر فنزل قولہ عزوجل ان شانئک یعنی عدوک و مبغضک ھو الابتر یعنی مقطوع من الخیر الذی ھو العاص بن وائل و اما انت یا محمد فستذکر معی اذا ذکرت فرفع اللہ عزوجل ذکرہ علیہ السلام فی الناس عامۃ قال اللہ تعالی الم نشرح لک صدرک و وضعنا عنک وزرک الذی انقض ظھرک و رفعنا لک ذکرک فتذکر صلی اللہ علیہ وسلم فی کل عید و جمعۃ علی المنابر والمساجد والاذان والاقامۃ والصلاۃ وکل المواطن حتی فی خطبۃ النکاح وخطبۃ الکلام و فی الحاجات صلی اللہ علیہ وسلم وجعل ماواہ الفردوس الاعلی و ما ضرہ قول شانئہ وعدوہ وجعل ماوی العاص بن وائل النار وانواع العذاب والنکال لقولہ للنبی صلی اللہ علیہ وسلم ذلک و کفرہ باللہ عزوجل فھکذا یجازی اللہ عزوجل کل محب النبی صلی اللہ علیہ وسلم من المومنین من امتہ بالجنۃ و مبغضہ علیہ السلام من المنافقین والکفار بالنار۔

فصل : قولہ عزوجل فصل لربک وانحر اعلم ان اللہ عزوجل امر نبیہ علیہ الصلاۃ والسلام و امتہ بالصلاۃ ثم امرھم ثانیا باشیاء بعد الصلاۃ منھا الذکر ومنھا الدعاء ومنھا النحر۔

فصل : واما الذکر فقولہ عزوجل یا ایھا

سے کٹا ہوا ہے اور محروم ہے اور وہ عاص بن وائل ہے اور اے محمد! آپ کا ذکر میرے ذکر کے ساتھ ساتھ رہے گا چنانچہ حق تعالیٰ شانہ نے آپ کا ذکر عوام میں بلند فرمایا چنانچہ فرمایا کیا ہم نے آپ کا سینہ نہیں کھولا اور آپ سے آپ کا بوجھ ہلکا نہیں کیا جس نے آپ کی کمر جھکا دی تھی اور ہم نے آپ کا ذکر بلند نہیں فرمایا چنانچہ نبی صلعم کا ذکر ہر عید اور ہر جمعہ کو منبروں پر کیا جاتا ہے اور مسجدوں میں اذانوں میں تکبیروں میں نمازوں میں اور ہر مقام پر حتےٰ کہ خطبۂ نکاح میں، خطبۂ تقریر میں اثنائے گفتگو میں اور تمام ضرورتوں کے وقت کیا جاتا ہے حق تعالےٰ آپ پر اپنی بے شمار رحمتیں بھیجے اور فردوس اعلےٰ میں آپ کا راحت کدہ بنائے آمین اور آپ کے دشمن اور برا کہنے والے کے قول نے آپ کے مرتبہ کو نہیں گھٹایا اور آپ کے دشمن عاص بن وائل کا ٹھکانہ جہنم کی آگ میں ہے اور اسے گوناگوں عذاب اور سزائیں گھیرے ہوئے ہیں کہ اس نے رحمۃ للعالمین کی شان اطہر میں گستاخی کی تھی اور عزت و جلال والے اللہ کے ساتھ کفر کیا تھا۔ یہی جزا عزت و جلال والا اللہ ہر محب رحمتہ للعالمین کو دیتا ہے کہ اسے جنت اور اس کے آرام عطا فرماتا ہے اور ان کے دشمنوں کو جو منافق و کافر ہوتے ہیں۔ جہنم کے خوفناک گڑھوں میں ڈال دیتا ہے۔

نماز و قربانی دیکھئے حق تعالےٰ شانہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپ کی امت کو نماز کا حکم فرمایا ہے پھر نماز کے بعد چند عبادتوں کے بجالانے کا حکم ہے جن میں ذکر اللہ، اللہ تعالےٰ سے دعائیں مانگنا اور اس کی رضا کے لئے اس کے نام پر قربانی کرنا بھی شامل ہے۔

ذکر اللہ ذکر اللہ کے سلسلہ میں عزت و جلال والے اللہ تعالیٰ کا

الذین آمنوا اذکروا اللہ ذکرا کثیرا وقولہ عزوجل
فاذکرونی اذکرکم واشکروا لی ولا تکفرون قد
اختلف العلماء فی ذلک فقال ابن عباس رضی اللہ
عنھما اذکرونی بطاعتی اذکرکم بمعونتی کما قال
اللہ تعالی والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا
وقال سعید بن جبیر رحمۃ اللہ اذکرونی بطاعتی
اذکرکم بمغفرتی کما قال اللہ تعالی واطیعوا اللہ
والرسول لعلکم ترحمون وقال فضیل بن عیاض
رحمہ اللہ فاذکرونی بطاعتی اذکرکم بثوابی
کما قال اللہ عزوجل ان الذین آمنوا وعملوا
الصالحات انا لا نضیع اجر من احسن عملا اولئک
لھم جنات عدن الآیۃ وقال النبی صلی اللہ علیہ
وسلم من اطاع اللہ فقد ذکر اللہ وان قلت
صلاتہ وصیامہ وتلاوتہ القرآن ومن عصی
اللہ فقد نسی اللہ وان کثرت صلاتہ وصیامہ
وتلاوتہ القرآن وقال ابوبکر الصدیق
رضی اللہ عنہ کفی بالتوحید عبادۃ وکفی
بالجنۃ ثوابا وقال ابن کیسان رحمہ اللہ
فاذکرونی بالشکر اذکرکم بالزیادۃ لقولہ
تعالی لئن شکرتم لازیدنکم وقیل اذکرونی
بالتوحید والایمان اذکرکم بالدرجات
والجنان لقولہ عزوجل وبشر الذین آمنوا و
عملوا الصالحات ان لھم جنات تجری من
تحتھا الانھار الآیۃ وقیل اذکرونی علی
ظھر الارض اذکرکم فی بطنھا اذا نسیکم

فرمان ہے کہ اے ایمان والو! کثرت سے اللہ تعالےٰ کا ذکر کرو فرمایا: تم میرا ذکر کرو میں تمہارا ذکر کروں گا اور میرا شکر ادا کرو ناشکری نہ کرو۔ اس آیت کی تفسیر میں علماء کا اختلاف ہے۔ ابن عباسؓ: تم میری اطاعت کرکے مجھے یاد رکھو میں تمہاری مدد کرکے تم کو یاد رکھوں گا جیسا کہ حق تعالےٰ نے فرمایا کہ جنہوں نے ہمارے دین کی راہوں میں مجاہدہ کیا یقیناً ہم انہیں راہیں دکھا دیں گے۔ سعید بن جبیرؒ: تم مجھے میری اطاعت کرکے یاد رکھو میں تمہیں تمہاری مغفرت کرکے یاد رکھوں گا جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے کہ اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ فضیل بن عیاضؒ: تم مجھے میری اطاعت کرکے یاد رکھو میں ثواب عطا فرما کر تمہیں یاد رکھوں گا جیسا کہ دوسری آیت میں فرمایا کہ جو ایمان لاکر نیک عملوں میں لگے رہتے ہیں تو دیکھو ہم ان کا اجر ضائع کرنیوالے نہیں جو حسن اہتمام سے عمل کرتے ہیں انہیں کے لئے عدن کے باغات ہیں۔ نبی اکرم صلعم نے فرمایا جس نے اللہ کی اطاعت کی اس نے اللہ کا ذکر کیا اگرچہ اس کی نمازیں، روزے اور قرآن پاک کی تلاوتیں تھوڑی ہی ہوں اور جس نے اللہ تعالےٰ کی نافرمانی کی وہ اللہ تعالیٰ کو بھول گیا اگرچہ اس کی نمازیں، روزے اور قرآن پاک کی تلاوتیں بہت ہوں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ: عبادت میں توحید کافی ہے اور ثواب میں جنت کافی ہے۔ ابن کیسانؒ: تم مجھے شکر سے یاد رکھو میں تمہیں نعمتوں میں زیادتی سے یاد رکھوں گا جیسا کہ دوسری جگہ فرمادیا اگر تم میرا شکر ادا کروگے تو میں تمہاری نعمتوں میں اضافہ کردوں گا۔ بعض علماء: تم مجھے توحید و ایمان کے ساتھ یاد رکھو میں تم کو جنت عطا فرما کر اور تمہارے درجے بڑھا کر یاد رکھوں گا، فرمایا، آپ ایمان لاکر نیک عمل کرنیوالوں کو بشارت سنا دیں کہ ان کے لئے ایسے ایسے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔ بعض دیگر علماء: تم مجھے زمین پر یاد رکھو میں تم کو زمین کے

اھلھا کما قال الاصمعی رأیت اعرابیا واقفا یوم
عرفۃ بعرفات وھو یقول الٰھی عجت الیک
الاصوات بضروب اللغات یسألونک الحاجات
وحاجتی الیک ان تذکرنی عند البلاء اذا نسینی
اھلی وقیل اذکرونی فی الدنیا اذکرکم فی الآخرۃ
وقیل اذکرونی بالطاعات اذکرکم بالمعافات
دلیلہ قولہ تعالیٰ من عمل صالحا من ذکر او انثی
وھو مؤمن فلنحیینہ حیاۃ طیبۃ وقیل اذکرونی
بالخلاء والملاء اذکرکم بالخلاء والملاء کما روی
ان اللہ تعالیٰ قال فی بعض الکتب انا عند ظن
عبدی بی فلیظن بی ما شاء وانا معہ اذا ذکرنی
فمن ذکرنی فی نفسہ ذکرتہ فی نفسی ومن ذکرنی
فی ملأ ذکرتہ فی ملأ خیر منھم ومن تقرب
الی شبرا تقربت الیہ ذراعا ومن تقرب الی
ذراعا تقربت الیہ باعا ومن اتانی ماشیا
اتیتہ ھرولۃ ومن اتانی بقراب الارض خطیئۃ
اتیتہ بمثلھا مغفرۃ بعد أن لا یشرک بی شیئا
وقیل اذکرونی فی النعمۃ والرخاء اذکرکم
فی الشدۃ والبلاء کما قال اللہ عزوجل فلولا
انہ کان من المسبحین للبث فی بطنہ الی یوم
یبعثون وقال سلمان الفارسی رضی اللہ عنہ
ان العبد اذا کان دعا فی السراء فینزل بہ
البلاء فتقول الملائکۃ یا ربنا عبدک قد نزل
بہ البلاء فیشفعون لہ فیجیبھم اللہ تعالیٰ و
اذا لم یکن دعاہ قالوا الآن فلا یشفعون لہ

تمہیں یاد رکھوں گا جب زمین والے تم کو بھول جائیں گے جیسا کہ اصمعی
بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرفہ کے دن عرفات میں ایک دیہاتی کو کھڑا ہوا
دیکھا وہ یہ دعائیں مانگ رہا تھا کہ اے میرے معبود! مختلف زبانوں میں
تیری طرف آوازیں گونج رہی ہیں اور بلند ہیں لوگ تجھ سے اپنی اپنی مرادیں
مانگ رہے ہیں میری مراد یہ ہے کہ تو مصیبت کے وقت مجھے یاد رکھنا کہ
میرے آدمی مجھ کو بھول جائیں۔ بعض دیگر علماء: تم مجھے دنیا میں یاد
رکھو میں تم کو آخرت میں یاد رکھوں گا۔ بعض دیگر علماء: تم مجھے
طاعتوں سے یاد رکھو میں تمہیں معافی سے یاد رکھوں گا فرمایا: جو مرد
یا عورت ایمان کی حالت میں نیک عمل کرتا رہا بلاشبہ ہم اسے پاکیزہ
زندگی عطا فرمائیں گے۔ بعض دیگر علماء: تم مجھے خلوت و جلوت میں
یاد رکھو میں بھی تم کو ظاہر و باطن میں یاد رکھوں گا جیسا کہ منقول ہے
کہ حق تعالیٰ نے کسی کتاب میں فرمایا میں اپنے بارے میں اپنے بندے
کے گمان کے نزدیک ہوں لہٰذا اسے اختیار ہے کہ میرے بارے میں
جو گمان کرے کر لے اور جب وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے
پاس ہوتا ہوں جو مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے میں بھی اسے اپنے دل
میں یاد کرتا ہوں اور جو مجھے اجتماع میں یاد کرتا ہے تو میں اسے اسکی
محفل سے بہتر محفل میں یاد کرتا ہوں اور جو مجھ سے ایک بالشت
قریب ہوتا ہے میں اس سے ایک ہاتھ قریب ہوتا ہوں اور جو مجھ سے
ایک ہاتھ قریب ہوتا ہے میں اس سے ایک بوں قریب ہو جاتا ہوں۔
اور جو میرے پاس چل کر آتا ہے میں اس کے پاس دوڑ کر آتا ہوں۔
اور جو میرے پاس زمین کی سینی بھر کر گناہ لاتا ہے تو میں اس کے
پاس زمین کی سینی بھر کر بخشش لاتا ہوں بشرطیکہ وہ میرے ساتھ
شرک نہ کرتا ہو۔ بعض دیگر علماء: تم مجھے آسائش و تکلیف میں یاد رکھو
میں تم کو شدائد و مصائب میں یاد رکھوں گا جیسا کہ فرمایا کہ اگر وہ
(حضرت یونسؑ) تسبیح پڑھنے والے نہ ہوتے تو لوگوں کے زندہ کئے

بیانه قصة فرعون آلآن وقد عصیت قبل الآیة وقیل اذکرونی بالتسلیم والتفویض اذکرکم باصلح الاختیار بیانه قوله عزوجل ومن یتوکل علی الله فهو حسبه وقیل اذکرونی بالشوق والمحبة اذکرکم بالوصل والقربة وقیل اذکرونی بالمجد والثناء اذکرکم بالعطاء والجزاء وقیل اذکرونی بالتوبة اذکرکم بغفران الحوبة اذکرونی بالدعاء اذکرکم بالعطاء اذکرونی بالسؤال اذکرکم بالنوال اذکرونی بلا غفلة اذکرکم بلا مهلة اذکرونی بالندم اذکرکم بالکرم اذکرونی بالمعذرة اذکرکم بالمغفرة اذکرونی بالارادة اذکرکم بالافادة اذکرونی بالتنصل اذکرکم بالتفضل اذکرونی بالاخلاص اذکرکم بالخلاص اذکرونی بالقلوب اذکرکم بکشف الکروب اذکرونی بلا نسیان اذکرکم بالایمان اذکرونی بالافتقار اذکرکم بالاقتدار اذکرونی بالاعتذار والاستغفار اذکرکم بالرحمة والاغتفار اذکرونی بالایمان اذکرکم بالجنان اذکرونی بالاسلام اذکرکم بالاکرام اذکرونی بالقلب اذکرکم بکشف الحجب اذکرونی ذکرا فانیا اذکرکم ذکرا باقیا اذکرونی بالابتهال اذکرکم بالافضال اذکرونی بالتذلل اذکرکم بمغفرة الزلل اذکرونی بالاعتراف اذکرکم بمحو الاقتراف اذکرونی بصفاء السر اذکرکم بخالص البر اذکرونی بالصدق

جانے تک مچھلی کے پیٹ میں رہتے۔ سلمان فارسیؓ: اگر حالت آسائش میں بندہ حق تعالےٰ سے دعائیں مانگتا رہتا ہے پھر وہ کسی مصیبت میں گھر جاتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب تیرا بندہ مصیبت میں گھر گیا ہے اور فرشتے حق تعالیٰ سے اس کے حق میں سفارش کرتے ہیں اور حق تعالیٰ انکی سفارش قبول فرماتا ہے اور اگر کوئی حالت آسائش میں حق تعالیٰ سے دعائیں نہیں مانگتا تو فرشتے کہتے ہیں اب (حالت کرب میں) دعائیں مانگتا ہے اور اس کے حق میں دعائیں نہیں کرتے جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرعون کے بارے میں فرمایا اب؟ (ایمان لاتا ہے) حالانکہ اس سے پہلے تو باغی رہا۔ بعض دیگر علماء: تم مجھے تسلیم و رضا کے ساتھ یاد کرو میں تم کو بہترین پسندیدگی کے ساتھ یاد کرونگا۔ اسکی وضاحت قرآن حکیم کی اس آیت میں ہے اور جو اللہ پر توکل کرتا ہے اللہ اسے کافی ہوتا ہے۔ بعض دیگر علماء: تم مجھے شوق و محبت کے ساتھ یاد کرو میں تم کو قرب و نزدیکی کے ساتھ یاد کرونگا۔ بعض دیگر علماء: تم مجھے مجد و ثناء کے ساتھ یاد کرو میں تم کو جزاء و عطاء کے ساتھ یاد کرونگا یا تم مجھے سوال کے ساتھ یاد رکھو میں تمہیں عطیات کے ساتھ یاد رکھوں گا یا تم مجھے بلا غفلت کے یاد رکھو میں تم کو بلا مہلت کے یاد رکھوں گا یا تم مجھے ندامت کے ساتھ یاد رکھو میں تم کو منفعت کے ساتھ یاد رکھوں گا یا تم مجھے عذر کے ساتھ یاد رکھو میں تمہیں بخشش کے ساتھ یاد رکھوں گا یا تم مجھے ارادے کے ساتھ یاد کرو میں تمہیں فائدہ پہنچانے کیساتھ یاد رکھونگا یا تم مجھے گناہ چھوڑنے کے ساتھ یاد رکھو میں تمہیں فضل و کرم کے ساتھ یاد رکھوں گا یا تم مجھے اخلاص کے ساتھ یاد رکھو میں تمہیں رہائی کے ساتھ یاد رکھوں گا یا تم مجھے دلوں سے یاد رکھو میں تمہیں تمہاری بے چینیاں کھونے کے ساتھ یاد رکھونگا یا تم مجھے بلا بھولے یاد رکھو میں تمہیں ایمان پر ثابت قدمی کے ساتھ یاد رکھوں گا یا تم مجھے احتیاج کے ساتھ یاد رکھو میں تمہیں اقتدار کے ساتھ یاد رکھوں گا یا تم مجھے عذر و استغفار کے ساتھ یاد رکھو میں تمہیں رحمت و مغفرت کے ساتھ یاد رکھوں گا یا تم

اذکرکم بالرفق اذکرونی بالصفو اذکرکم بالعفو اذکرونی بالتعظیم اذکرکم بالتکریم اذکرونی بالتکبیر اذکرکم بالنجاۃ من السعیر اذکرونی بترک الجفاء اذکرکم بحفظ الوفاء اذکرونی بترک الخطاء اذکرکم بانواع العطا اذکرونی بالجھد فی الخدمۃ اذکرکم باتمام النعمۃ اذکرونی من حیث انتم اذکرکم من حیث اُنا ولذکر اللّٰہ اکبر قال الربیع رحمہ اللّٰہ فی ھذہ الآیۃ ان اللّٰہ تعالیٰ ذاکر من یذکرہ وزائد لمن یشکرہ ومعذب لمن یکفرہ وقال السدی رحمہ اللّٰہ فیھا لیس من عبد یذکر اللّٰہ تعالیٰ الا ذکرہ لایذکرہ مومن الا ذکرہ بالرحمۃ ولا یذکرہ کافر الا ذکرہ بالعذاب۔

وقال سفیان بن عیینۃ رحمہ اللّٰہ بلغنا ان اللّٰہ عزوجل قال اعطیت عبادی مالو اعطیتہ جبریلؑ ومیکائیلؑ کنت قد اجزلت لھما فقلت لھم اذکرونی اذکرکم وقلت لموسیٰ قل للظلمۃ لایذکرونی فانی اذکر من ذکرنی وان ذکری ایاھم ان العنھم وقال ابوعثمان النھدی رحمہ اللّٰہ انی اعلم حین یذکرنی ربی قیل لہ وکیف ذلک؟ فقال ان اللّٰہ عزوجل قال اذکرونی اذکرکم فاذا ذکرت اللّٰہ ذکرنی وقیل اوحی اللّٰہ عزوجل الی داود علیہ السلام یا داود بی فافرحوا وبذکری فتنعموا وقال الثوری رحمہ اللّٰہ لکل شیء

مجھے ایمان کے ساتھ یاد رکھو میں تمہیں جنتوں کے ساتھ یاد رکھوں گا یا تم مجھے اسلام کے ساتھ یاد رکھو میں تمہیں احترام و اکرام کے ساتھ یاد رکھوں گا یا تم مجھے دلوں سے یاد رکھو میں پردے اٹھا کر تمہیں یاد رکھوں گا یا تم مجھے فانی ذکر سے یاد رکھو میں تمہیں باقی ذکر سے یاد رکھوں گا یا تم مجھے انکساری اور عاجزی کے ساتھ یاد رکھو میں تمہاری لغزشوں سے درگزر کر کے یاد رکھوں گا یا تم مجھے اعتراف گناہ کے ساتھ یاد رکھو میں تم کو تمہارے گناہ مٹانے کے ساتھ یاد رکھوں گا یا تم مجھے دل کی صفائی سے یاد رکھو میں تم کو خالص نیکی کے ساتھ یاد رکھوں گا یا تم مجھے صدق کے ساتھ یاد رکھو میں تمہیں نرمی کے ساتھ یاد رکھوں گا یا تم مجھے صفائی کے ساتھ یاد رکھو میں تمہیں معافی کے ساتھ یاد رکھوں گا یا تم مجھے تعظیم کے ساتھ یاد رکھو میں تمہیں عزت دے کر یاد رکھونگا یا تم مجھے اللہ اکبر کے ساتھ یاد رکھو میں تمہیں بھڑکتی ہوئی آگ سے نجات دینے کے ساتھ یاد رکھوں گا یا تم مجھے ترک جفا کے ساتھ یاد رکھو میں تمہیں حفظ وفا کے ساتھ یاد رکھوں گا یا تم مجھے ترک خطا کے ساتھ یاد رکھو میں تمہیں گوناگوں عطا کے ساتھ یاد رکھوں گا یا تم مجھے اسلام میں پوری پوری سرگرمی سے یاد رکھو میں تمہیں تم پر نعمتیں پوری کر کے یاد رکھوں گا یا تم مجھے جہاں بھی یاد رکھو میں تمہیں جہاں میں ہوں یاد رکھوں گا اور دیکھو اللہ کا ذکر ایک عظیم ترین شے ہے۔ ربیع (اس آیت کی تفسیر میں) اللہ تعالیٰ اسے یاد رکھتا ہے جو اسے یاد رکھتا ہے اور اس کی نعمتوں میں اضافہ فرماتا ہے جو اس کا شکر ادا کرتا ہے اور ناشکرے کو عذاب دیتا ہے۔ سدی: جو بندہ اللہ کا ذکر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا ذکر فرماتا ہے اگر مومن اسے یاد کرتا ہے تو حق تعالیٰ اسے اپنی رحمت سے یاد کرتا ہے اور اگر کافر اس کا ذکر کرتا ہے تو حق تعالیٰ اسے عذاب سے یاد کرتا ہے۔

سفیان بن عیینۃ: ہمیں خبر ملی ہے کہ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے اپنے بندوں کو وہ نعمتیں دیں کہ اگر میں وہ نعمتیں جبرئیل و میکائیل کو دیتا تو بہت بڑی نعمتوں سے انہیں نوازتا یعنی میں نے اپنے بندوں سے کہا تم مجھے یاد رکھو میں تمہیں یاد

عقوبة وعقوبة العارف انقطاعه عن ذكر الله . وقيل اذا تمكن الذكر من القلب فاذا دنا منه الشيطان صرع كما يصرع الانسان اذا دنا منه الشيطان فيقولون ما لهذا فيقال قد مسه الانس وقال سهل بن عبد الله رحمه الله ما اعرف معصية اقبح من نسيان هذا الرب الكريم وقيل الذكر الخفي لا يرفعه الملك لانه لا اطلاع له عليه فهو سر بين العبد وبين الله تعالى وقال بعضهم وصف لي ذاكر في الاجمة فاتيته فبينما نحن جلوس واذا سبع عظيم اقبل فضربه ضربة ونهش منه قطعة فغشي عليه وعلي فلما افقت قلت له ما هذا فقال قيض الله على هذا السبع كلما دخلني فتر عن ذكري جاء في فعضني كما رأيت -

فصل : واما الدعاء فقوله عز وجل وقال ربكم ادعوني استجب لكم وقوله تعالى فاذا فرغت فانصب والى ربك فارغب اي اذا فرغت من صلاتك فانصب للدعاء له تبارك وتعالى وقوله عز وجل واذا سألك عبادي عني فاني قريب اجيب دعوة الداع اذا دعان الآية اختلف المفسرون في نزول هذه الآية فروى الكلبي عن ابي صالح عن ابن عباس رضي الله عنهما انه قال سألت يهود اهل المدينة النبي صلى الله عليه

دکھوں گا اور میں نے موسیٰؑ سے کہا آپ ظالموں سے کہہ دیں کہ وہ میرا ذکر نہ کریں کیونکہ ذکر کرنیوالوں کا ذکر میں بھی کرتا ہوں اور میرا ذکر ظالموں کے لئے ان پر لعنت ہے۔ ابو عثمانؒ نہدی: ۔ جب مجھے میرا رب یاد کرتا ہے تو مجھے معلوم ہو جاتا ہے پوچھا گیا، کس طرح؟ فرمایا حق تعالیٰ نے فرمایا تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کرونگا لہٰذا جب میں اللہ کا ذکر کرتا ہوں تو اللہ تعالیٰ میرا ذکر فرماتا ہے یعنی ذکر اللہ اس بات کی نشانی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے یاد کیا۔ کہتے ہیں حق تعالیٰ نے حضرت داؤد کی طرف وحی بھیجی کہ اے داؤد! مجھ سے خوش رہ اور میرے ذکر سے لذت حاصل کر۔ ثور یؒ: ۔ ہر شے کی ایک سزا ہے اور عارف کی سزا ہے کہ وہ ذکر اللہ چھوڑ دے۔ کہتے ہیں جب ذکر دل میں جڑ پکڑ جاتا ہے تو جب شیطان اس دل کے قریب آتا ہے تو اس طرح بیہوش ہو کر گر جاتا ہے جیسے انسان شیطان کے قریب آنے سے بیہوش ہو کر گر جاتا ہے شیاطین پوچھتے ہیں کہ اسے (شیطان) کو کیا ہو گیا ہے؟ دوسرے شیطان جواب دیتے ہیں کہ کسی انسان کی جھپٹ میں آ گیا ہے۔ سہل بن عبد اللہ تستری: میں کوئی ایسا گناہ نہیں پہچانتا جو عزت والے رب کی بھول سے زیادہ بڑا ہو۔ کہتے ہیں پوشیدہ ذکر کو فرشتہ آسمان پر نہیں چڑھاتا کیونکہ فرشتہ اس سے آگاہ نہیں ہوتا لہٰذا وہ اللہ کے اور بندے کے درمیان ایک راز ہی رہتا ہے بعض اللہ والے فرماتے ہیں: ہم سے کسی نے بیان کیا کہ ایک ذاکر بن میں رہتے ہیں میں انہیں تلاش کرتے کرتے انکے پاس پہنچ گیا ہم دونوں بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں ایک بہت بڑا درندہ نکلتا ہے اور اس ذاکر کے گوشت کا بچہ اتار کر لیجاتا ہے اس سے ہم دونوں بیہوش ہو جاتے ہیں وہ تو تکلیف کی وجہ سے اور میں دہشت سے بیہوش ہو جاتا ہوں پھر جب ہمیں ہوش آتا ہے تو میں ان سے پوچھتا ہوں کہ یہ کیا معاملہ ہے؟ فرماتے ہیں کہ مجھ پر اللہ تعالیٰ نے یہ درندہ اس لئے مسلط فرمایا ہے کہ جب مجھ سے ذکر میں سستی ہو تو یہ میرے پاس آ کر مجھے اسی طرح نوچے جس طرح تم نے دیکھا تاکہ میں سستی چھوڑ دوں۔

دعا دعا کے بارے میں قرآن حکیم نے فرمایا: اور تمہارے پروردگار نے فرمایا

وسلم كيف يسمع ربنا دعاءنا وانت تزعم ان بيننا وبين السماء مسيرة خمسمائة عام وان غلظ كل سماء مثل ذلك؟ فنزلت هذه الآية واذا سالك عبادى عنى فانى قريب وقال الحسن رحمه الله سأل اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم اين ربنا فانزل الله هذه الآية وقال عطاء و قتادة رحمهما الله لما نزلت هذه الآية وقال ربكم ادعونى استجب لكم قال رجل يارسول الله كيف ندعو ربنا ومتى ندعوه فانزل الله هذه الآية واذا سألك عبادى عنى فانى قريب وقال الضحاك رحمه الله سأل بعض الصحابة رسول الله صلى الله عليه وسلم اقريب ربنا فنناجيه ام بعيد فنناديه فانزل الله هذه الآية واذا سألك عبادى عنى فانى قريب قال اهل المعانى فيه اضمار كانه قال فقل لهم او فاعلمهم انى قريب منهم بالعلم وقال اهل الاشارة رفع الواسطة اظهار للقدرة قوله اجيب دعوة الداع اذا دعان فليستجيبوالى اى فليستجيبوالى بالطاعة يقال اجاب واستجاب بمعنى واحد وقال ابورجاء الخراسانى رحمه الله يعنى فليدعونى والاجابة فى اللغة الطاعة واعطاء ما سئل يقال اجابت السماء بالمطر واجابت الارض بالنبات اى سئلت السماء المطر فاعطت وسئلت الارض النبات فاعطت والاجابة من الله عزوجل هو الاعطاء

مجھ سے دعا مانگو میں تمہاری دعا قبول فرماؤں گا دوسری جگہ فرمایا : پھر جب آپ فارغ ہو جائیں تو تکلیف گوارا کر کے اپنے رب ہی کی طرف راغب ہو جائیں یعنی جب آپ نماز سے فارغ ہو جائیں تو حق تعالیٰ اجل مجدہٗ سے دُعا کے لئے زحمت اٹھائیں، ایک آیت میں ہے اے پیغمبر! جب آپ سے میرے بندے میرے بارے میں پوچھیں تو آپ انہیں بتا دیں کہ میں قریب ہوں میں دعا کرنیوالے کی دعا قبول کرتا ہوں جب وہ مجھ سے دُعا مانگتا ہے ۔ اس آیت کریمہ کے شان نزول میں مفسرین کا اختلاف ہے ۔ کلبی از ابو صالح از ابن عباسؓ : مدینہ کے یہودیوں نے نبی صلعم سے پوچھا کہ جب آپ یہ فرماتے ہیں کہ زمین سے لیکر آسمان تک پانچسو برس کی مسافت ہے اور ہر آسمان کے عمق میں بھی پانچسو برس کی مسافت ہے تو ہمارا پروردگار ہماری دعا کس طرح سنتا ہے ؟ اس پر یہ آیت اتری ۔ حسنؒ : صحابہ کرام نے سرور عالم صلعم سے پوچھا کہ ہمارا رب کہاں ہے ؟ اس پر یہ آیت اتری ۔ عطاء و قتادہؒ : جب وقال ربکم ادعونی استجب لکم اتری تو ایک شخص نے کہا یارسول اللہ کہ ہم اپنے رب سے کس طرح دعا کریں اور کب دعا کریں ؟ تو حق تعالیٰ نے مذکورہ بالا آیت اتاری ۔ ضحاکؒ : کسی صحابی نے رسول اللہ صلعم سے پوچھا کہ آیا ہمارا پروردگار قریب ہے کہ ہم اس سے سرگوشی کریں یا دور ہے کہ ہم اسے پکاریں ؟ تو حق تعالےٰ نے یہ آیت (واذا سالک عبادی الخ) اتاری ۔

اہل معانی : اس آیت میں عنّی کے بعد ایک جملہ پوشیدہ ہے یعنی آپ ان سے کہہ دیں یا آپ انہیں بتا دیں کہ میں (علم کے ذریعہ) ان سے قریب ہوں ۔ اہل اشارہ : (اللہ کے اور بندے کے درمیان سے) واسطہ کا اٹھا دینا قدرت کے ظاہر کرنے کے لئے ہے ۔ پھر فرمایا کہ جب دعا کرنیوالا مجھ سے دعا کرتا ہے تو میں اسکی دعا قبول کرتا ہوں تو لوگوں کو چاہیئے کہ مجھ سے قبولیت طلب کریں یعنی اطاعت و عبادت کے ساتھ میری قبولیت طلب کریں اجابۃ اور استجابۃ مترادف الفاظ ہیں

ومن العبد الطاعة قوله وليؤمنوا بى لعلهم يرشدون
اى لكى يهتدوا فان سأل سائل عن قوله اجيب
دعوة الداع اذا دعان و قوله ادعونى استجب
لكم و قال قد نرى كثيرا من خلق الله تعالىٰ
يدعون فلا يجاب لهم قيل: اختلف اهل العلم
فى وجه الآيتين وتاويلهما فقال بعضهم معنى
الدعاء ههنا الطاعة ومعنى الاجابة الثواب
كانه قال عز وجل اجيب دعوة الداع بالثواب
اذا اطاعنى وقال بعضهم معنى الآيتين خاص وان
كان لفظهما عاما تقديرهما اجيب دعوة الداع
ان شئت اجيب دعوة الداع اذا وافق القضاء
اجيب دعوة الداع اذا لم يسأل محالا اجيب
دعوة الداع اذا كانت الاجابة له خيرا يدل
على ذلك ما روى عن على بن ابى المتوكل عن ابى
سعيد رضى الله عنه قال رسول الله صلى الله
عليه وسلم ما من مسلم دعا الله عز وجل
بدعوة ليس فيها قطيعة رحم ولا اثم الا اعطى
الله تعالىٰ بها صاحبها احدى ثلاث خصال
اما ان يعجل دعوته واما ان يدخرها له
فى الآخرة واما ان يدفع عنه من السوء مثلها
قالوا يا رسول الله فاذن نكثر من الدعاء قال
صلى الله عليه وسلم الله اكثر وقال بعضهم
ان الآية عامة ليس فيها اكثر من اجابة الدعوة
فاما اعطاء المنية وقضاء الحاجة فليس بمذكور
فى الآية وقد يجيب السيد عبده والوالد ولده

ابوالرجاء خراسانی جو یعنی دعا مانگنے والوں کو مجھ سے دعا مانگنی چاہیئے
اجابۃ بمعنی اطاعت اور بمعنی قبول کرنا بھی ہے محاورہ ہے اجابت السماء
بالمطر یعنی آسمان سے بارش مانگی گئی تو اس نے بارش دی اجابت الارض
بالنبات اور زمین سے نباتات مانگی گئی تو اس نے نباتات دی۔ اجابۃ
اللہ کی طرف سے دینے کے معنی میں ہے اور بندے کی طرف سے اطاعت
کرنے کے معنی میں ہے۔ پھر فرمایا کہ انہیں مجھ پر ایمان لانا چاہیئے تاکہ وہ
صحیح راہ پالیں۔ اگر کوئی کہے کہ مذکورہ بالا آیتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ
دعائیں قبول کی جاتی ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان میں دعائیں قبول کرنے کا
وعدہ فرمایا ہے اور اللہ تعالیٰ وعدہ خلافی نہیں فرماتا لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ
بہت سے لوگوں کی دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے
کہ ان دونوں آیتوں کی تفسیر میں علماء کا اختلاف ہے بعض کے نزدیک
یہاں دعا بمعنی عبادت ہے اور اجابت بمعنی ثواب ہے گویا حق تعالیٰ فرماتا
ہے کہ میں عبادت کرنیوالوں کی عبادت انہیں ثواب عطا فرما کر قبول
کرتا ہوں، اور بعض علماء کے نزدیک اگرچہ ان دونوں آیتوں کے
الفاظ عام ہیں مگر معنی خاص ہیں یعنی معنی یہ ہیں کہ اگر میں چاہتا ہوں تو
دعا کرنیوالوں کی دعائیں قبول کر لیتا ہوں یا اگر دعا میری مصلحت کے
اور قضاء و قدر کے موافق ہوتی ہے تو قبول کر لیتا ہوں یا اگر نا ممکن شے
کا سوال نہ ہو تو قبول کر لیتا ہوں یا اگر دعا کرنیوالے کے حق میں بہتری ہوتی
ہے تو دعا قبول کر لیتا ہوں اس معنی پر حدیث ابوسعید دلالت کرتی ہے
کہ رسول اکرم صلعم نے فرمایا کہ جو مسلمان اللہ سے الیسی دعا کرتا ہے جس میں
قطع رحمی نہ ہو اور نہ گناہ ہو تو حق تعالیٰ اسے اس دعا کے عوض تین باتوں
میں سے ایک بات یقیناً عطا فرماتا ہے یا تو اس کی دعا فوراً قبول کر
لی جاتی ہے یا آخرت کے ثواب کے لئے جمع کر دی جاتی ہے یا اس سے
اسکے ہم مثل برائی دور کر دی جاتی ہے صحابہ نے کہا یا رسول اللہ پھر تو
ہم کثرت سے دعائیں مانگیں گے فرمایا اللہ بہت بڑا ہے اور کثرت سے دینے والا ہے

ولا یعطیہ سوالہ فالاجابۃ کائنۃ لامحالۃ عند حصول الدعوۃ لان قولہ اجیب واستجیب خبر والخبر لا یعترض علیہ النسخ لانہ اذا نسخ صار المخبر کاذبا وتعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا وخبر اللہ تعالی لا یقع بخلاف مخبرہ و الذی یؤید ھذا التاویل ما روی نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنھما عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال من فتح لہ باب فی الدعاء فتحت لہ ابواب الاجابۃ واوحی اللہ تعالی الی داود علیہ السلام قل للظلمۃ لا یدعونی فانی اوجبت علی نفسی ان اجیب وانی اذا اجبت الظالمین لعنتھم وقیل ان اللہ تعالی یجیب دعوۃ المؤمن فی الوقت الا انہ یوخر اعطاء مرادہ لیدعوہ فیسمع صوتہ یدل علیہ ما روی عن محمد بن المنکدر عن جابر ابن عبد اللہ رضی اللہ عنھما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان العبد لیدعو اللہ عزوجل وھو یحبہ فیقول اللہ تعالی یا جبریل اقض لعبدی ھذا حاجتہ واخرھا فانی احب ان لا ازال اسمع صوتہ وان العبد لیدعو اللہ عزوجل وھو یبغضہ فیقول یا جبریل اقض لعبدی ھذا حاجتہ باخلاصہ وعجلھا فانی اکرہ ان اسمع صوتہ وقیل ان یحیی بن سعید رحمہ اللہ قال رایت رب العزۃ فی المنام فقلت یا رب کم ادعوک فلا تستجیب لی قال یا یحیی انی احب صوتک

بعض علماء کے نزدیک آیتیں عام ہیں اور ان میں محض دعاؤں کی قبولیت کا وعدہ ہے لیکن یہ وعدہ نہیں کہ حاجت برلائی جائے گی اور ارمان پورے کردئے جائیں گے کبھی مالک اپنے غلاموں سے اور والد اپنی اولاد سے وعدہ کرلیتا ہے کہ میں تمہاری خواہش پوری کرونگا مگر فوراً کچھ نہیں دیتا۔

ہمارے اس بیان سے صاف ظاہر ہے کہ دعاؤں کے بعد دعائیں ضرور قبول ہوتی ہیں کیونکہ اجابت و استجابت خبریں ہیں اور اللہ تعالیٰ کی خبروں پر نسخ کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا کیونکہ اگر یہ منسوخ ہوجائیں تو حق تعالیٰ کا جھوٹا ہونا لازم آتا ہے حالانکہ حق تعالیٰ کذب و افترا سے پاک و بلند ہے اور حق تعالیٰ شانہ کی خبر کبھی غلط نہیں ہوتی۔ اس معنی کی تائید حضرت ابن عمرؓ والی حدیث کرتی ہے کہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ جس کے لئے دعا کا دروازہ کھول دیا گیا اس کے لئے قبولیت کے دروازے کھول دئے گئے۔ حق تعالےٰ نے حضرت داؤد پر وحی فرمائی کہ آپ ظالموں سے فرمادیں کہ مجھ سے دعا نہ کریں کیونکہ میں نے دعا کی قبولیت اپنے اوپر واجب کرلی ہے اور جب میں ظالموں کی دعائیں قبول کرتا ہوں تو ان پر لعنت کرتا ہوں۔ بعض علماء: حق تعالیٰ مومنوں کی دعائیں فوراً قبول فرماتا ہے لیکن مرادیں دیر سے برلاتا ہے تاکہ وہ بار بار دعا کریں اور اللہ تعالیٰ ان کے گڑگڑانے کی آواز سنے۔ اس کی تائید جابر بن عبداللہ والی روایت سے بھی ہوتی ہے کہ رسول اکرم صلعم نے فرمایا کہ بندہ حق تعالیٰ سے دعا مانگتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرتا ہے تو حق تعالیٰ فرماتا ہے، جبرئیل! میرے اس بندے کی حاجت پوری کر اور دیر کرکے پوری کر کیونکہ اس کی دعا کی آواز مجھے محبوب ہے اور میں چاہتا ہوں کہ اسے سنتا رہوں اور ایک بندہ اللہ سے دعا مانگتا ہے اور اللہ سے بغض رکھتا ہے تو فرماتا ہے، جبرئیل! اس کی مراد پوری کر کیونکہ یہ خلوص سے دعا مانگ رہا ہے اور اس کی مراد پوری کرنے میں جلدی کر کیونکہ میں اس کی آواز کو مکروہ سمجھتا ہوں۔

وقال بعضهم ان للدعاء آدابا وشرائطها هي اسباب الاجابة ونيل المنى فمن راعاها واستكملها كان من اهل الاجابة ومن اغفلها او اخل بها فهو من اهل الاعتداء في الدعاء وقيل انه سئل ابراهيم بن ادهم رحمه الله فقيل له ما بالنا ندعو الله فلا يستجيب لنا فقال لانكم عرفتم الرسول فلم تتبعوا سنته وعرفتم القرآن فلم تعملوا به و اكلتم نعمة الله فلم تؤدوا شكرها وعرفتم الجنة فلم تطلبوها وعرفتم النار فلم ترهبوا منها وعرفتم الشيطان فلم تحاربوه ووافقتموه وعرفتم الموت فلم تستعدوا له ودفنتم الاموات فلم تعتبروا بهم وتركتم عيوبكم واشتغلتم بعيوب الناس۔

فصل : واما النحر فقوله عزوجل وانحر والاصل في النحر امر الله تعالى لخليله ابراهيم عليه السلام لما انجاه الله تعالى من نار نمرود الجبار وسلمه من كيده وعذابه قال اني ذاهب الى ربي يعني مهاجرا الى ربي يعني الى رضا ربي بالارض المقدسة سيهدين لدينه وهو عليه السلام اول من هاجر من خلق الله في دين الله عزوجل فهاجر ومعه لوط وسارة اخت لوط وهو ابن خال ابراهيم عليه السلام فلما قدم الارض المقدسة سال ربه الولد قال رب هب لي من الصالحين يقول هب لي ولدا صالحا فاستجاب الله له فبشره بغلام حليم يعني عليم وهو العالم

کہتے ہیں: یحییٰ بن سعید نے حق تعالیٰ جل مجدہ کو خواب میں دیکھا فرماتے ہیں میں نے کہا: اے رب میں کب سے دعائیں مانگ رہا ہوں لیکن آپ نے میری دعائیں قبول نہیں فرمائیں فرمایا: اے یحییٰ مجھے تیری آواز محبوب ہے۔ بعض علماء: دعا کے آداب و شروط ہیں اور وہی آداب و شروط قبولیت کے اور امید برآری کے اسباب ہیں جو ان کی رعایت رکھے گا اسی کی دعائیں قبول کی جائیں گی اور جو انہیں ترک کر دیگا یا ان میں خلل پیدا کر دیگا وہ ان لوگوں میں سے جو دعاؤں میں حد سے آگے نکل گئے ہیں۔ ابراہیم بن ادھمؒ سے اس سلسلہ میں پوچھا گیا اور کہا گیا کہ کیا بات ہے ہماری دعائیں قبول نہیں ہوتیں فرمایا اسلئے کہ تم نے رسول کو پہچان لیا لیکن آپکی سنت کے پیروکار نہ بنے اور تم نے قرآن پاک کو پہچان لیا لیکن تم اس پر عمل پیرا نہیں اور تم اللہ تعالیٰ کی نعمتیں کھاتے ہو لیکن ان کا شکر ادا نہیں کرتے اور تم نے جنت پہچان لی لیکن اسے طلب نہیں کرتے اور جہنم پہچان لی مگر اس سے بچنے کی کوشش نہیں کرتے اور تم نے شیطان پہچان لیا مگر افسوس تم اس سے لڑتے نہیں اور اسکی موافقت کرتے ہو اور تم نے موت پہچان لی لیکن اس کے لئے تیاری نہیں کرتے اور تم نے اپنے ہاتھوں سے مردے دفن کئے مگر تم نے ان سے عبرت حاصل نہیں کی اور تم نے اپنے عیب نظر انداز کر دئے اور دوسروں میں عیب نکالنے میں مصروف رہتے ہو۔

قربانی حق تعالیٰ نے فرمایا وانحر یعنی قربانی کر۔ قربانی کی حقیقت یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے اپنے خلیل حضرت ابراہیمؑ کو قربانی کا حکم دیا تھا اسکی تفصیل یہ ہے کہ جب آپکو اللہ تعالیٰ نے سرکش اور سرپھرے ایک بادشاہ (نمرود) کی آگ سے نجات بخشی اور اس کے مکروہ عذاب سے آپکو محفوظ رکھا تو آپ نے ہجرت کا عزم کر لیا اور فرمایا کہ میں اپنے رب کی رضا حاصل کرنے کے لئے ارض پاک (فلسطین) کی طرف ہجرت کر جاؤں گا مجھے یقین ہے کہ حق تعالیٰ مجھے اپنے دین کی ہدایت عطا فرمائیگا آپ سب سے پہلے مہاجر ہیں جنہوں نے اللہ کے دین کے لئے اپنا وطن مالوف چھوڑا آپ نے حضرت لوطؑ کے ساتھ اور حضرت لوطؑ کی ہمشیرہ حضرت سارہ کے ساتھ ہجرت کی

وهو اسحاق بن سارة فلما بلغ معه السعی یعنی المشی
الی الجبل قال یا بنی انی اری فی المنام انی اذبحك یعنی
امرت فی المنام بذبحك وذلك لنذر کان علیه
نبیه علیه السلام فانظر ماذا تری فرد علیه السلام
بقوله یا ابت افعل ما تؤمر واطع ربك فمن ثم
لم یقل اسحاق لابراهیم افعل ما رأیت فی المنام
ورأی ذلك ابراهیم علیه السلام ثلاث لیال
متتابعات وکان ابراهیم صام وصلی قبل الذبح
فقال ستجدنی ان شاء الله من الصابرین علی الذبح
فلما اسلما یقول اسلما لامر الله تعالی وطاعته
وتله للجبین یقول کبه علی جبهته فلما اخذ
بناصیته لیذبحه لله علم الله منهما الصدق
فقال الله عزوجل ونادیناه ان یا ابراهیم قد
صدقت الرؤیا فی ذبح ابنك فخذ الکبش
واذبحه فداء ابنك قال الله عزوجل وفدیناه
بذبح عظیم واسم الکبش زریر کان من الوعول
یرعی فی الجنة اربعین سنة قبل ان یذبح وقیل
انه هو الکبش الذی قربه هابیل بن آدم
المقتول شهیدا علیه السلام وکان یرعی فی
الجنة فدی به اسحاق النبی علیه السلام
من الذبح قال الله عزوجل انا کذلك نجزی
المحسنین یعنی هکذا نجزی کل محسن فجزاه
الله خیرا باحسانه بطاعته لامر الله تعالی
فی الذبح لابنه اسحاق وقیل ان المامور
بذبحه انما هو اسماعیل علیه السلام ثم

حضرت لوطؑ آپ کے ماموں کے بیٹے تھے پھر جب آپ ارض پاک میں تشریف
لے آئے اور یہاں بس گئے تو آپ نے اپنے پروردگار سے اولاد مانگی اور
فرمایا کہ اے میرے رب مجھے ایک نیک بیٹا ہبہ فرما۔ حق تعالیٰ نے آپ کی
دعا کو شرف قبولیت بخشا اور آپ کو ایک سنجیدہ بیٹے کی بشارت دی
حلیم بمعنی علیم ہے کیونکہ علم ہی سنجیدگی کا سبب ہے علیم عالم کو کہتے ہیں
اور یہ بیٹا حضرت اسحاقؑ ہیں جو حضرت سارہ کے فرزند ہیں پھر جب
یہ بچہ آپکے ساتھ پہاڑوں پر دوڑنے اور چلنے کے قابل ہو گیا تو آپ نے
فرمایا بیٹا میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تم کو ذبح کر رہا ہوں یعنی
مجھے خواب میں حکم ملا ہے کہ میں تم کو اللہ کی رضا کے لئے قربان کردوں
(یہ حکم ایک منت کے پورا کرنے کے لئے تھا جو حضرت ابراہیمؑ نے
مان لی تھی) اب تم غور کر کے مجھے جواب دو کہ اس سلسلہ میں تمہاری کیا
رائے ہے حضرت اسحاقؑ نے جواب دیا کہ ابا جان آپ کو جو حکم ہے
اسے بجا لائیے اور اپنے رب کے حکم کے آگے سر تسلیم خم کر دیجئے آپ نے
نہیں فرمایا کہ جو کچھ آپ نے خواب میں دیکھا ہے اس پر عمل کیجئے
بلکہ یہ کہا کہ اپنے رب کے آگے سر جھکا دیجئے اور رب کے حکم کی تعمیل
کیجئے یہ خواب حضرت ابراہیمؑ نے لگاتار تین رات دیکھا پھر حضرت
ابراہیمؑ نے آپکو ذبح کرنے سے پہلے روزہ رکھا اور نماز پڑھی فرزند
نے کہا: ابا جان انشاء اللہ اس موقعہ پر آپ مجھے صابر ہی دیکھیں گے یعنی
میں صبر کے ساتھ ذبح ہو جاؤنگا پھر جب دونوں اللہ کے حکم کی تعمیل
واطاعت کے لئے تیار ہو گئے اور باپ نے پیشانی کے بل لٹا دیا،
بیٹے کو لٹا دیا اور آپ نے انہیں ذبح کرنے کے لئے ان کی پیشانی پکڑی
تو حق تعالیٰ نے دونوں کے صدق واخلاص کو دیکھا اور فرمایا: اور
ہم نے آواز دیکر ان سے کہا کہ اے ابراہیمؑ کہ آپ نے اپنے بیٹے کو
ذبح کرنے کے سلسلہ میں اپنا خواب سچا کر کے دکھا دیا آپ اپنے بیٹے
کے فدیہ میں مینڈھا لاکر ذبح کر دیں فرمایا اور ہم نے انہیں

قال عزوجل ان هذا لهو البلاء المبين يعني
النعيم المبين حين عفا عنه وفداه بالكبش وقيل
انه لما وضع الخليل عليه السلام السكين على حلق
ولده نودي ان يا ابراهيم خل ولدك فان مرادنا لم
يكن قربانا للولد وانما كان مرادنا خلو القلب من
محبة الولد ولهذا قيل انه ذكر في بعض الكتب
ان ابراهيم عليه السلام لما اراد ان يذبح ولده
قال في سره يارب اليس لو كان هذا الذبح على يد
غيري لكان خيرا قال الله تعالى لا يكون الا على
يدك فقالت الملائكة يا ربنا لم فعلت هكذا
قال حتى يزيد بلاء على بلاء فقالت الملائكة
لم ذلك قال حتى لا يحب احدا غيري فاني لا اقبل
الشريك في الحب فابراهيم عليه السلام احب
ولده فابتلي بذبحه ويعقوب احب يوسف فغاب
عنه اربعين سنة وابتلي بفراقه ونبينا محمد
صلى الله عليه وسلم احب الحسن والحسين
رضي الله عنهما وعلقا بقلبه فجاء جبريل عليه
السلام واخبره بان احدهما يسم والآخر
يقتل حتى لا يحب مع الحبيب سواه۔

بیٹے کے فدیہ میں ایک عظیم ذبیحہ دیا اس مینڈھے کا نام ذریر تھا یہ ان
پہاڑی مینڈھوں میں سے تھا جو چالیس برس سے جنت میں چرتے تھے
اور بعض کے نزدیک وہ مینڈھا تھا جو ہابیل بن آدمؑ نے اللہ کی راہ
میں قربانی کے لئے پیش کیا تھا اور آپ کو قابیل نے قتل کر دیا تھا جس سے
آپ کو شہادت نصیب ہوئی (اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ ذبیح
حضرت اسماعیلؑ تھے یا حضرت اسحٰقؑ زیادہ تر علماء حضرت اسماعیلؑ ہی
کو ذبیح مانتے ہیں اور دلائل و قرائن سے اسی قول کو ترجیح ہے) الغرض
یہ مینڈھا جنت میں چرتا تھا اور اسے حضرت اسحاقؑ کے فدیہ میں جنت
سے بھیجا گیا تھا حق تعالیٰ نے فرمایا: ہم اسی طرح حسن اہتمام سے نیک عمل
کرنیوالوں کو بدلہ دیتے ہیں یعنی ہم ہر محسن کو اسی طرح بدلہ دیتے ہیں
لہٰذا اللہ تعالیٰ نے آپکو حسن اطاعت کے بدلہ بہترین بدلہ عطا فرمایا۔
بعض کے نزدیک ذبیح حضرت اسماعیل تھے (یہی قول راجح ہے)
پھر حق تعالیٰ نے فرمایا: دیکھو یہ ایک کھلی آزمائش ہے یعنی ایک کھلی
نعمت ہے کیونکہ حق تعالیٰ نے آپ کو یہ فعل معاف فرما دیا اور ایک
مینڈھا فدیہ میں دیکر آپکے بیٹے کو بچا لیا۔ کہا جاتا ہے کہ جب حضرت
خلیل اللہ نے اپنے اکلوتے کے گردن پہ چھری رکھ دی تو ایک غیبی
آواز آئی کہ اے ابراہیمؑ اپنے بیٹے کو چھوڑ دو کیونکہ ہماری مراد یہ نہ تھی
کہ تم اپنے بیٹے کی قربانی کرو بلکہ ہماری مراد یہ تھی کہ بیٹے کی محبت سے
اپنا دل خالی کر دو اسی لئے کہا جاتا ہے کہ کسی کتاب میں ذکر ہے کہ جب
حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنا بچہ ذبح کرنا چاہا تو اپنے دل میں سوچا کہ اے پروردگار یہ کیا؟ اگر یہ ذبیحہ کسی اور کے ہاتھ سے ہوتا تو بہتر تھا تو حق تعالیٰ نے فرمایا
کہ یہ کام آپ ہی کو کرنا ہے فرشتوں نے پوچھا کہ اے رب ابراہیمؑ کے ہاتھ سے ذبح کرنیکی وجہ کیا ہے؟ فرمایا تاکہ آزمائش پر آزمائش ہو جائے فرشتوں نے
پوچھا کیوں؟ فرمایا تاکہ ابراہیمؑ کو میرے سوا کسی اور سے محبت نہ رہے کیونکہ میں محبت میں شریک کو قبول نہیں کرتا۔ غرضیکہ حضرت ابراہیمؑ نے بیٹے سے
محبت کی تو آپکو بیٹے کو ذبح کرنیکا حکم دیکر آزمایا گیا اور حضرت یعقوبؑ نے حضرت یوسفؑ سے محبت کی تو حضرت یوسفؑ کو چالیس سال تک آپ سے
غائب رکھا گیا اور انکی جدائی سے آپکو آزمایا گیا اور سرور عالم صلعم نے حسنؓ اور حسینؓ سے محبت کی اور دل سے انہیں چاہا تو آپکے پاس حضرت جبرئیلؑ آئے اور
آپ کو بتایا کہ ایک کو زہر دیا جائیگا اور دوسرے کو قتل کر دیا جائیگا تاکہ آپ اپنے حبیب کے سوا کسی اور سے محبت نہ رکھیں۔

فصل: ویستحب اذا خرج المومن الی صلاۃ العید فی طریق ان یرجع من طریق اخری لما روی ابن عمر رضی اللہ عنہما ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اخذ یوم العید فی طریق ورجع فی طریق اخری وفی حدیث آخر انہ کان یخرج فی طریق فاختلف الناس فی ذلک فقال اکثرھم انما اراد بذلک اختلاف حرز المشرکین لعسکرہ فخالف بین الطریقین لیختلف الحرز وقال آخرون انما قصد بذلک الاختصار فی الرجوع کانہ سلک الطریق الاطول فی الممر لکثر الحسنات ورجع فی الاقصر وقال آخرون لما مضی فی طریق شھدت لہ الارض ثم رجع فی طریق اخری لتشھد لہ الارض الثانیۃ وقیل انہ علیہ السلام مضی علی حی من الاحیاء ثم رجع علی غیرھم لیساوی بینھم فی الاکرام لان رؤیتہ علیہ السلام کانت رحمۃ قال اللہ تعالٰی وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین وقیل ان الارض تفتخر لوطء النبی صلی اللہ علیہ وسلم وغیرہ من الانبیاء والاولیاء وسعیھم علیھا فاراد صلی اللہ علیہ وسلم ان یساوی بین البقعتین لکی لا تفتخر بعضھا علی بعض وقیل انہ علیہ السلام کان قد سلک الی المصلی فی طریق وقصدہ الحقیقۃ الی اللہ تعالٰی ثم اراد الرجوع الی الاھل والوطن والطین والماء المعروف المعھود فکرہ ان یسلک الی اللہ تعالٰی طریقا ثم یسلکہ الی غیرہ فرجع فی طریق آخر وقیل

عید کی نماز جب مومن عید کی نماز کے لئے جائے تو راستہ بدل کر آنا مستحب ہے کیونکہ حضرت ابن عمر رضؓ سے روایت ہے کہ نبی صلعم عید کی نماز کو ایک راستہ سے تشریف لے گئے اور دوسرے راستہ سے واپس لوٹے۔ اس کی علت میں علماء میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک اس کی وجہ یہ ہے کہ اس طرح اسلامی لشکر کی مشرکوں سے حفاظت پیش نظر ہے لہٰذا آپ نے راستہ اس لئے بدلا تاکہ حفاظت دہری ہو جائے اور بعض کے نزدیک آپ نے راستہ اس لئے بدلا تاکہ واپس آتے وقت راستہ مختصر رہے گویا آپ نیکیوں کو بڑھانے کی وجہ سے لمبے راستے سے تشریف لے گئے اور مختصر راستہ سے واپس آئے اور بعض کے نزدیک راستہ اس لئے بدلا کہ دو راستے گواہ بن جائیں اور بعض کے نزدیک یہ وجہ ہے کہ آپ جاتے وقت ایک قبیلہ سے گزرے اور آتے وقت دوسرے قبیلہ سے تاکہ احترام میں دونوں قبیلوں میں مساوات باقی رہے کیونکہ نبی صلعم کو دیکھنا بھی صحابہ کے لئے موجب رحمت تھا۔ فرمایا: ہم نے آپ کو دنیا والوں کے لئے رحمت ہی بنا کر بھیجا ہے۔

بعض کے نزدیک یہ علت ہے کہ زمین انبیاء اور اولیاء کے پیروں کے نیچے روندے جانے پر فخر کرتی ہے لہٰذا آپ نے راستہ بدلا تاکہ دونوں راستوں میں برابری ہو جائے اور ایک راستہ دوسرے راستہ پر فخر نہ کرے۔

بعض کے نزدیک یہ علت ہے کہ آپ اللہ کے لئے اللہ کی طرف قصد کر کے عیدگاہ تشریف لے گئے تھے پھر لوٹتے وقت اپنے اہل و عیال اور گھر کا قصد کر کے لوٹے تھے تو آپ کو یہ بات اچھی معلوم نہیں ہوئی کہ جس راستے سے اللہ کی طرف قصد کر کے تشریف لے گئے اسی راستہ سے غیر اللہ کی طرف قصد کر کے تشریف لائیں لہٰذا آپ نے راستہ بدل دیا۔

بعض کے نزدیک یہ علت ہے کہ اگر آپ ایک ہی راستہ سے آتے جاتے تو مسلمانوں پر آپ کی پیروی واجب ہو جاتی جس سے سخت دشواری پیش آتی اور عید کی نماز پڑھ کر لوگوں کو اپنے اپنے گھر جانا دشوار ہو جاتا، اس لئے آپ نے راستہ بدل کر امت کو یہ تعلیم دی کہ جدھر سے

انه علیه السلام لو لم یرجع فی طریق آخر لوجب
علی الناس الاستنان به علیه السلام و تعذر
علیهم التفرقة بعد صلاة العید الی منازلهم
فاراد أن یبین التوسعة علیهم فی الرجوع
فی ای طریق شاءوا وقیل انه صلی الله علیه وسلم
نزع من مکیدة الکفار والمنافقین و
قیل انه اراد ان یتصدق علی من کان معه
فکان یرجع فی طریق آخر حتی تتوفر الصدقة
علی الفقراء وقیل انه کان یفعل ذلك لاجل
ازدحام الناس علیه صلی الله علیه وسلم۔

فصل: فی فضیلة یوم النحر والاضحیة۔

روی عبد الله بن قرط رضی الله عنه قال قال
رسول الله صلی الله علیه وسلم اعظم الایام
عند الله یوم النحر وروی ان النبی صلی الله
علیه وسلم قال لفاطمة رضی الله عنها قومی
الی اضحیتك فاشهدیها فانه یغفر لك باول
قطرة تقطر من دمها کل ذنب عملت وقولی
ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی لله رب
العالمین وروی عن النبی صلی الله علیه وسلم
قال ان داود علیه السلام قال الهی ما ثواب
من ضحی من امة محمد صلی الله علیه وسلم
قال الله عزوجل ثوابه ان یعطی بکل شعرة
منها عشر حسنات ویمحی عنه عشر سیئات
ویرفع له عشر درجات قال الهی فما ثوابه
اذا شق بطنها قال اذا انشق القبر عنه اخرجه

چاہیں جا سکتے ہیں اس میں ان کے لئے گنجائش ہے۔
بعض کے نزدیک نبی اکرم صلعم کو کافروں اور منافقوں کی عیاریوں سے خطرہ تھا اس لئے آپ نے راستہ بدل لیا تھا۔ بعض کے نزدیک آپ صدقہ کرتے ہوئے آتے جاتے تھے اس لئے راستہ تبدیل کر لیا تاکہ زیادہ سے زیادہ فقراء صدقہ سے فائدہ حاصل کر سکیں۔ اور بعض کے نزدیک آپ نے اس لئے راستہ تبدیل کیا تھا کہ ایک راستہ سے بھیڑ زیادہ ہو جاتی تھی کیونکہ چاروں طرف سے لوگ آ آ کر میدان میں جمع ہو جایا کرتے تھے اب اگر ایک ہی راستہ سے جاتے تو لوگوں کی بھیڑ ہو جاتی۔

بقر عید کی اور قربانی کی فضیلت

حضرت عبداللہ بن قرط کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اللہ کے نزدیک سب سے بڑا دن یوم النحر (بقرہ عید کا دن) ہے۔ منقول ہے کہ نبی اکرم صلعم نے حضرت فاطمہ رضی سے فرمایا کہ قربانی کے جانور کے پاس (ذبح کرتے وقت) جا کر موجود رہو اور کھڑی رہو کیونکہ قربانی کے جانور کے پہلے قطرے کے گرتے ہی تمہارے سارے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اور یہ دعا پڑھو: ان صلوتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین لا شریک لہ۔ یعنی میری نماز، میری قربانی میری زندگی اور میری موت اللہ رب العالمین ہی کے لئے ہے جس کا کوئی شریک نہیں۔
نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا کہ اے معبود اگر کوئی امت محمدیہ میں سے قربانی کرے تو اسے کیا ثواب ہے؟ حق تعالیٰ نے جواب دیا اسے جانور کے ہر بال کے بدلے دس نیکیاں دی جائینگی، دس برائیاں مٹا دی جائینگی اور دس درجے بلند کر دئے جائیں گے۔ پوچھا کہ اے معبود جب وہ قربانی کے جانور کا پیٹ پھاڑے تو کیا ثواب ہے فرمایا جب وہ اپنی

الله تعالى آمنا من الجوع والعطش ومن اهوال
القيامة يا داؤد لهم بكل بضعة من لحمها الطير
في الجنة كامثال البخت وبكل ذراع منها مركب
من مراكب الجنة وبكل شعرة على جسدها
قصر في الجنة وبكل شعرة على رأسها جارية
من الحور العين اما علمت يا داؤد ان الضحايا
هي المطايا وان الضحايا تمحو الخطايا وتدفع
البلايا فأمر بالضحايا فانها فداء المؤمن كفداء
اسحاق من الذبح وقال النبي صلى الله عليه وسلم
احسنوا ضحاياكم فانها مطاياكم يوم القيامة
وروى ان عليا رضي الله عنه قرأ يوم نحشر المتقين
الى الرحمن وفدا ثم قال وهل يكون الوفد
الا ركبانا على نجائبهم ونجائبهم ضحاياهم
يؤتون بنوق لم ير الخلائق مثلها عليها ارحلة
من الذهب وازمتها الزبرجد ثم تنطلق بهم
الى الجنة حتى تقرعوا بابها وروى عن النبي
صلى الله عليه وسلم انه قال ضحوا وطيبوا بها
نفسا فانه من اخذ اضحيته فاستقبل بها القبلة
كان دمها وشعرها محصورين له الى يوم القيامة
فان الدم اذا وقع في التراب فانما يقع في حرز
الله انفقوا يسيرا تؤجروا كثيرا وروى ان النبي
صلى الله عليه وسلم دعا بكبشين املحين اقرنين
عظيمين فاضجع احدهما وقال بسم الله الرحمن
الرحيم بسم الله والله اكبر اللهم هذا عن محمد
وعن اهل بيته ثم بالآخر ثم قال بسم الله والله

قبر سے اُٹھے گا تو حق تعالیٰ اسے بھوک، پیاس اور قیامت کے ہولوں سے
محفوظ فرمائے گا اے داؤدؑ: اس کے لئے قربانی کے جانور کی ہر بوٹی کے
بدلے بختی اونٹ جیسا ایک پرندہ ملے گا اور اس کے ہر پیر کے بدلے جنت
کی سواریوں میں سے ایک سواری ملے گی اور اس کے جسم کے ہر بال کے بدلے
جنت میں ایک ایک محل ملے گا اور اس کے سر کے ہر بال کے بدلے ایک
ایک دوشیزہ حور ملے گی جس کا جسم سفید اور آنکھیں بڑی بڑی ہوں گی۔
داؤدؑ! کیا تم کو معلوم نہیں کہ قربانیاں سواریاں ہی ہیں اور قربانیاں
گناہ مٹا دیتی ہیں اور مصائب و آفات کو ٹال دیتی ہیں قربانیوں کا حکم
کرو کیونکہ یہ مومن کے لئے فدیہ ہیں جیسے اسحٰق (صحیح اسماعیلؑ) کے
لئے قربانی فدیہ بن گئی تھی۔ رحمت عالم صلعم نے فرمایا کہ قربانیاں عمدہ کرو
کیونکہ قربانیاں قیامت کے دن تمہاری سواریاں ہونگی۔ منقول ہے کہ حضرت
علیؓ نے یوم نحشر المتقین الخ پڑھ کر فرمایا وفد عمدہ عمدہ سواریوں پر
سواروں ہی کو کہتے ہیں اور ان کی عمدہ اونٹنیاں ان کے قربانی کے جانور
ہونگے پھر ان کے پاس ایسی عمدہ اور عجیب و غریب اونٹنیاں لائی جائیں
گی جن کی مانند کسی نے آج تک دیکھی نہ ہونگی ان پر سونے کے کجاوے
کسے ہوئے ہونگے اور ان کی نکیلیں زبرجد کی ہوں گی یہی اونٹنیاں انہیں
جنت لیکر جائیں گی حتیٰ کہ یہ جنت کا دروازہ جا کھٹکھٹائیں گے
نبی صلعم سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا قربانیاں خوشی خوشی اور
شوق کے ساتھ کرو کیونکہ جس نے اپنی قربانی کا جانور پکڑ کر اسے قبلہ رخ
کیا تو جانور کا خون اور بال دونوں قربانی کرنے والے کے لئے قیامت
تک کے لئے محفوظ کر لئے جاتے ہیں کیونکہ خون جب زمین پر گرتا ہے
تو وہ حق تعالیٰ کی حفاظت میں گرتا ہے تھوڑا سا خرچ کرو اور کثرت
سے اس کا ثواب لوٹو۔ روایت ہے کہ سرور عالم صلعم نے دو چتکبرے
سینگوں والے اور بڑے بڑے مینڈھے منگائے پھر ایک کو پہلو کے بل
لٹا کر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بسم اللہ واللہ اکبر اللہم ھذا عن محمد و

اکبر اللھم ھذا عن محمد وعن امتہ وعن جابر
بن عبد اللہ رضی اللہ عنھما عن النبی صلی اللہ علیہ
وسلم انہ ضحی بکبشین یوم النحر واخبرنا ھبۃ اللہ
عن محمد بن احمد بن الحرث المعدل الکوفی قال
انبانا القاضی محمد بن محمد عبد اللہ الجعفی انبانا
محمد بن جعفر الاشجعی انبانا علی بن المنذر الطرقی
انبانا ابن فضیل عن ھشام عن عروۃ عن ابیہ عن
عائشۃ رضی اللہ عنھا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
انہ قال من قرب اضحیتہ یوم النحر لمنحرھا
قربہ اللہ تعالی الی الجنۃ فاذا نحرھا غفر اللہ
لہ باول قطرۃ تقطر من دمھا وجعلھا اللہ تعالی
لہ مرکبا یوم القیامۃ الی المحشر ویعطی بعدد
شعرھا وصوفھا حسنات وروی عن انس بن مالک
رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم ضحی
بکبشین اقرنین املحین فکان یذبح ویسمی و
یضع رجلہ علی صفحتھا قال ابوعبید الاملح
مافیہ بیاض وسواد والسواد اغلبہ وینظر فی
سواد ویبرک فی سواد وروت عائشۃ رضی اللہ
عنھما امر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بکبش
اقرن یطأ فی سواد وینظر فی سواد ویبرک فی
سواد فاتی بہ فضحی بہ فاضجعہ وذبحہ فقال
بسم اللہ اللھم تقبل من محمد وآل محمد و
من امۃ محمد وقال اصحاب الحدیث قولہ
یطأ فی سواد وینظر فی سواد معناہ لکثرۃ
شحمہ ولحمہ مایطأ الا فی ظل نفسہ وینظر

عن اہل بیتہ، پڑھ کر ذبح کیا پھر دوسرے کو عن محمد وعن امتہ کہہ کر ذبح کیا۔
حضرت جابر رضہ کا بیان ہے کہ نبی صلعم نے یوم النحر (ذی الحجہ کی دسویں
تاریخ) کو دو مینڈھوں کی قربانی کی۔

ہمیں ہبۃ اللہ نے محمد بن احمد بن حارث معدل کوفی سے خبر دی انہیں
قاضی محمد بن محمد بن عبد اللہ جعفی نے خبر دی، انہیں محمد بن جعفر اشجعی نے
خبر دی، انہیں علی بن منذر طرقی نے خبر دی، انہیں ابن فضیل نے ہشام
سے خبر دی، ہشام نے عروہ سے عروہ نے اپنے والد سے ان کے والد نے
حضرت عائشہ رضہ سے روایت کی کہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ جو بقرہ عید کے
دن ذبح کرنے کے لئے اپنی قربانی کے جانور کے قریب جاتا ہے اللہ تعالی
اسے جنت کے قریب فرما دیتا ہے پھر جب اسے ذبح کر دیتا ہے تو اللہ
تعالی اسے قربانی کے پہلے قطرے پر جو ٹپکتا ہے بخشدیتا ہے اور حق تعالی
اس قربانی کو قیامت کے دن محشر تک اسکے لئے سواری بنا دیگا اور اس
کے بالوں اور اون کی تعداد میں اسے نیکیاں دی جاتی ہیں۔ حضرت انس رضہ
بن مالک کا بیان ہے کہ نبی اکرم صلعم نے دو چتکبرے سینگوں والے مینڈھوں
کی قربانی کی آپ بسم اللہ پڑھ کر اسے ذبح کرتے تھے اور اس کی گردن پر
پاؤں رکھے ہوئے تھے۔ ابوعبید: املح وہ جانور کہلاتا جس میں سفیدی
اور سیاہی ہو اور سیاہی کا غلبہ ہو، اسکی آنکھیں بھی سیاہ ہوں اور پیٹ
بھی سیاہ ہو۔ حضرت عائشہ رضہ فرماتی ہیں کہ نبی اکرم صلعم نے حکم دیا کہ
سینگوں والا ایک ایسا مینڈھا لایا جائے جس کے ہاتھ پیر سیاہ ہوں۔
آنکھیں سیاہ ہوں اور پیٹ سیاہ ہو بالآخر اسے آپکے پاس لایا گیا آپ نے
اسے لٹا کر اس کی قربانی کی اور اسے بسم اللہ پڑھ کر ذبح کیا اور یہ دعا
فرمائی کہ اے اللہ اسے محمدؐ، آل محمدؐ اور امت محمدؐ کی طرف سے قبول
فرما۔ اس فرمان کے کہ وہ سیاہی میں چلے وغیرہ وغیرہ محدثین کے یہ معنی ہیں
کہ خوب موٹا تازہ ہو اور گوشت چربی کی کثرت کی وجہ سے گویا وہ اپنے ہی
سایہ میں چلتا ہے، سایہ میں دیکھتا ہے اور سایہ ہی میں بیٹھتا ہے لیکن

فيه ويبرك فيه وقال اهل اللغة معنى السواد في هذا الموضع انه كان اسود اليدين والعينين والركبتين۔

فصل: في صلاة ليلة الاضحى وهي ان يصلي ركعتين يقرأ في كل ركعة فاتحة الكتاب خمس عشرة مرة وقل هو الله احد كذلك وقل اعوذ برب الفلق مثل ذلك وقل اعوذ برب الناس كذلك فاذا سلم قرأ آية الكرسي ثلاث مرات واستغفر الله خمس عشرة مرة ثم يدعو بما شاء من خير الدنيا والآخرة۔

فصل: والاضحية سنة لا يستحب تركها لمن قدر عليها عند الامام احمد ومالك و الشافعي رحمهم الله وعند غيرهم هي واجبة والاصل في استحبابها دون وجوبها ما روى عن ابن عباس رضي الله عنهما عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال امرت بالنحر وهو لكم سنة وفي خبر آخر ثلاث علي فرض ولكم تطوع النحر والوتر وركعتا الفجر وفي حديث ام سلمة رضي الله عنها قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا دخل العشر واراد احدكم ان يضحي فلا يمس من شعره ولا بشره شيئا تعلق صلى الله عليه وسلم الاضحية بالارادة وما كان واجبا بالشرع لا يتعلق بالارادة۔

فصل: وافضلها الابل ثم البقر ثم الغنم ولا يجزى الا الجذع من الضان والثني من غيره اما الجذع فهو ما كمل له ستة اشهر والثني

لغویوں کے نزدیک یہ معنی ہیں کہ اس کے ہاتھ پیر، دونوں آنکھیں اور دونوں گھٹنے اور پیٹ سیاہ ہو۔

بقرہ عید کی رات کی نماز بقرہ عید کی رات میں دوگانہ پڑھا جائے اور ہر رکعت میں سورہ فاتحہ ۱۵ بار، سورہ اخلاص ۱۵ بار، سورہ فلق ۱۵ بار، اور سورہ ناس ۱۵ بار پڑھی جائے۔ پھر سلام پھیر کر آیۃ الکرسی ۳ بار اور استغفار ۱۵ بار پڑھی جائے۔ پھر جو مرضی ہو دعا مانگی جائے۔ خواہ دنیا کے بارے میں دعا ہو یا آخرت کے بارے میں۔

قربانی مسنون ہے قربانی سنت ہے اور اس کا چھوڑنا مستحب نہیں۔ خصوصاً اس کے لئے جو قربانی کی استطاعت رکھتا ہو امام احمدؒ، امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کا یہی قول ہے اور دوسرے ائمہ کے نزدیک قربانی واجب ہے۔

قربانی کے مستحب ہونے کی اور واجب نہ ہونے کی دلیل حضرت ابن عباسؓ والی حدیث ہے کہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ مجھے نحر (ذبح) کا حکم دیا گیا ہے اور وہ تمہارے لئے سنت ہے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ تین چیزیں مجھ پر فرض ہیں اور تمہارے لئے سنت ہیں قربانی، وتر اور صبح کی سنتیں۔ حدیث ام سلمہؓ میں ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا جب ذی الحجہ کا عشرہ شروع ہو جائے اور تم میں سے کوئی قربانی کرنا چاہے تو وہ اپنے بال نہ چھوئے اور نہ اپنی کھال چھیلے یعنی بال وناخن وغیرہ نہ کاٹے اس حدیث میں نبی اکرم صلعم نے قربانی کو ارادے پر موقوف رکھا ہے اور جو چیز شرع میں واجب ہوتی ہے وہ ارادے پر موقوف نہیں ہوا کرتی اس سے معلوم ہوا کہ قربانی واجب نہیں ہے۔

قربانی کے لئے کونسا جانور افضل ہے؟ افضل اونٹ کی قربانی ہے پھر بیل وغیرہ کا درجہ ہے پھر بکری وغیرہ کا درجہ ہے

من المعز ما کمل لہ سنۃ ومن البقر ما کمل لہ سنتان ومن الابل ما کمل لہ خمس سنین وتجزیء الشاۃ عن واحد والبدنۃ من الابل والبقر عن سبعۃ و افضل الضحایا الشہب ثم الصفر ثم السود والافضل ان یذبحہا بنفسہ وان لم یحسن فلیشاہدن ذبحہا ویاکل ثلثہا ویہدی ثلثہا ویتصدق ثلثہا ویجتنب فیہا المعیبۃ والعیوب خمسۃ فلا یضحی بعضباء القرن والاذن وہی ما ذہب اکثر اذنہا او قرنہا وقیل ما ذہب ثلث اذنہا وقرنہا وکذلک لا یضحی بالجماء لانہا کالعضباء فی اصح القولین ولا بالعوراء البین عورہا وہی ما انخسفت عینہا وذہبت ولا بالعجفاء التی لا تنقی وہی المہزولۃ التی لا مخ فیہا ولا بالعرجاء البین عرجہا وہی التی لا تقدر علی المشی مع السرح ولا المشارکۃ فی العلف لضعفہا ولا بالمریضۃ البین مرضہا ولا بالجرباء لان جربہا یفسد اللحم وقد نہی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان یضحی بالمقابلۃ وہی ما انقطع شیء من مقدم اذنہا وبقی معلقا ولا بالمدابرۃ وہی ما انقطع شیء من خلف اذنہا ولا بالخرقاء وہی ما انثقب الکی اذنہا ولا بالشرقاء وہی ما شق الکی اذنہا وذلک محمول علی نہی تنزیہ لا علی نہی تحریم والاولی ان یجتنب ذلک فان ضحی بہا اجزا وایام النحر ثلاثۃ یوم العید بعد الصلاۃ او قدرہا ویومان بعدہ وطہ

بھیڑ کا چھ ماہ کا بچہ بھی کافی ہے بھیڑ کے علاوہ بکری کا ایک سالہ بچہ جو دوسرے سال میں لگ گیا ہو کافی ہے یعنی بھیڑ کا جذع اور دوسرے جانوروں کا ثنی کافی ہے جذع چھ ماہہ بچے کو کہتے ہیں، بکری کا ثنی یکسالہ بچہ، بیل کا ثنی دو سالہ بچہ اور اونٹ کا ثنی پانچ سال کا بچہ ہوتا ہے۔ بکری وغیرہ ایک کی طرف سے اور اونٹ اور گائے وغیرہ سات کی طرف سے کافی ہے افضل جانور سفید، پھر زرد پھر سیاہ ہے۔ افضل یہی ہے کہ قربانی کرنے والا اپنے ہاتھ سے قربانی کرے اور اگر کوئی اچھی طرح سے ذبح نہ کر سکتا ہو تو قربانی ذبح کیے جانے کے وقت اسے موجود رہنا چاہیئے اور گوشت کے تین حصے کر لئے جائیں ایک حصّہ گھر میں رکھ لیا جائے ایک حصہ خیرات کر دیا جائے اور ایک حصّہ ہدیوں میں بانٹ دیا جائے

قربانی عیب دار جانوروں کی نہ کی جائے عیب پانچ ہیں اگر کسی جانور میں ان پانچوں عیبوں میں سے کوئی سا بھی ایک عیب ہو تو قربانی نہ کی جائے لہٰذا ٹوٹے ہوئے سینگ والے اور کٹے ہوئے کان والے جانور کی قربانی نہ کی جائے یعنی جس جانور کے کان کا اور سینگ کا زیادہ تر حصہ ٹوٹ جائے یا کٹ جائے اسے ذبح نہ کیا جائے بعض کے نزدیک جس جانور کا تہائی کان یا سینگ جاتا رہے اس کی قربانی نہ کی جائے اسی طرح بے سینگ کے جانور کی قربانی نہ کی جائے کیونکہ صحیح قول کی رو سے ایسا جانور کٹے ہوئے سینگوں والے جانور کی طرح ہے اور نہ اندھے جانور کی جو ظاہری طور پر اندھا ہو قربانی کی جائے یعنی جس کی آنکھیں دھنس گئی ہوں اور بینائی جاتی رہی ہو اور نہ ایسا دبلا جانور ذبح کیا جائے جس کی ہڈیوں میں گودا نہ ہو اور نہ لنگڑا جانور کیا جائے جو کمزوری کی وجہ سے جنگل ہی میں چھوڑ دیا گیا ہو اور نہ ایسے بیمار جانور کو کیا جائے جس کی بیماری ظاہر ہو اور نہ خارشتی جانور کو کیا جائے کیونکہ کھجلی اس کا گوشت خراب کر دیتی ہے۔ نبی اکرم صلعم نے مقابلہ کی قربانی سے بھی منع فرمایا ہے یعنی جس جانور کے کان کا کچھ اگلا حصہ کٹ گیا ہو اور معلق رہ گیا ہو

مذهب اكثر الفقهاء وقال الشافعي رحمه الله
يوم العيد وايام التشريق الثلاثة والذي ذكرناه
من انه ثلاثة ايام منقول عن عمر وعلي وابن
عباس وابي هريرة رضي الله عنهم ومن ضحى قبل
صلاة الامام فهي شاة لحم لا يحصل بذلك
ثواب الاضحية لما روى منصور عن الشعبي عن
البراء بن عازب رضي الله عنهما قال خطبنا
رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم النحر بعد
الصلاة فقال من صلى صلاتنا ونسك نسكنا
فقد اصاب النسك ومن نسك قبل الصلاة فتلك
شاة لحم فقام ابو بردة بن نيار رضي الله عنه
فقال يا رسول الله لقد نسكت قبل ان اخرج
الى الصلاة وعرفت ان اليوم يوم اكل وشرب
فتعجلت واكلت واطعمت اهلي وجيراني فقال
رسول الله صلى الله عليه وسلم تلك شاة لحم
فقال: ان عندي عناقا جذعة وهي خير من
شاتي لحم فهل تجزيء عني فقال صلى الله عليه
وسلم نعم ولا تجزئ عن احد بعدك وعن
الاسود بن قيس رضي الله عنه قال شهدت النبي
صلى الله عليه وسلم يوم النحر مر بقوم ذبحوا
قبل الصلاة فقال صلى الله عليه وسلم من
ذبح قبل الصلاة فليعد وفي بعض الاخبار
من كان ذبح قبل ان يصلي فليعد اخرى مكانها
ومن لم يكن ذبح فليذبح۔

فصل: في ذكر ايام التشريق قال الله تعالى

اور نہ مدابرہ کیا جائے یعنی جس کے کان کا پچھلا حصہ قدرے کٹ گیا ہو اور نہ
خرقاء کیا جائے یعنی داغ دینے کی وجہ سے جس کے کان میں سوراخ ہو
گیا ہو اور نہ شرقاء کیا جائے یعنی جس کا کان داغ دینے کی وجہ سے چر گیا
ہو لیکن یہ نہی تنزیہی ہے تحریمی نہیں اولیٰ یہی ہے کہ ان جانوروں سے بچا
جائے تاہم اگر قربانی کردی جائے تو جائز ہے۔ قربانی کرنے کے تین دن
ہیں یعنی ذوالحجہ کی دسویں عید کی نماز کے بعد گیارھویں اور بارھویں تاریخ
اکثر فقہاء کا یہی قول ہے لیکن شافعیؒ کے نزدیک بقرہ عید کے دن کے علاوہ
تین دن ایام تشریق کے ہیں یعنی چار دن قربانی کے ہیں لیکن تین دن عمرؓ
علیؓ، ابن عباسؓ، اور ابو ہریرہؓ وغیرہ سے منقول ہیں۔ اگر کوئی امام کی نماز
سے پہلے قربانی کا جانور ذبح کرلے تو وہ جانور گوشت کے لئے ذبح کیا گیا اس سے
قربانی کا ثواب نہیں ہے کا کیونکہ منصور شعبیؒ سے اور وہ براء بن عازبؓ سے روایت
کرتے ہیں کہ ایک دفعہ رحمت عالم صلعم نے بقر عید کے دن نماز کے بعد ہمیں
خطبہ دیا اور آپ نے فرمایا کہ جس شخص نے ہماری جیسی نماز پڑھی اور ہماری
جیسی قربانی کی اس نے قربانی والوں کا ثواب حاصل کرلیا اور جس نے
نماز سے پہلے جانور ذبح کرلیا تو وہ گوشت کی بکری ہے یہ سن کر ابو بردہؓ بن
نیار نے کھڑے ہو کر کہا کہ یا رسول اللہ صلعم میں نے نماز سے پہلے اس خیال سے
قربانی کرلی کہ یہ دن کھانے پینے کا ہے لہٰذا میں نے قربانی میں جلدی کی اور اس کا
گوشت میں نے بھی کھایا اور گھر والوں اور ہمسایوں کو بھی کھلایا آپ نے فرمایا
کہ یہ گوشت کی بکری ہے پھر ابو بردہؓ عرض کرتے ہیں کہ میرے پاس بکری کا چھ
ماہ کا بچہ ہے اور اس میں گوشت والی دو بکریوں سے بھی زیادہ گوشت ہے کیا وہ مجھے
کافی ہے فرمایا: ہاں لیکن تمہارے بعد کسی اور کی طرف سے کافی نہیں۔

اسود بن قیس کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میں بقرہ عید کے دن رسول اللہ کی
خدمت میں حاضر تھا آپ کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے جنہوں نے نماز سے
پہلے کچھ جانور ذبح کرلئے تھے آپ نے فرمایا جس نے نماز سے پہلے قربانیاں کرلی ہیں
وہ قربانیاں لوٹائیں، ایک حدیث میں ہے کہ جس نے نماز پڑھنے سے پہلے

واذكروا الله فى ايام معدودات يعنى بالذكر التكبير ادبار الصلوات وعند الجمرات يكبر مع كل حصاة وغيرها من الاوقات يستحب ذلك من اول العشر الى آخر ايام التشريق قوله فى ايام معدودات يعنى ايام التشريق ايام منى الثلاث واما المعلومات فهى ايام العشر وعلى هذا اكثر العلماء ويدل عليه قوله تعالى فمن تعجّل فى يومين فلا اثم عليه وانما يكون الصدر فى ايام التشريق فى يومين منها او جميع الثلاث قال ابن عباس رضى الله عنهما امر الله تعالى بذكره فى الايام المعدودات وهى ايام التشريق ثلاثة ايام بعد النحر وجعلها معدودة لقلتها فى ايام عمرك كقوله تعالى فى شهر رمضان اياما معدودات لقلتها من بين الشهور وكما قال تعالى وشروه بثمن بخس دراهم معدودة وقيل انما سميت معدودة لانها تعد من ايام الحج فيفرغ فيها مما عليه من افعال الحج من البيتوتة بمزدلفة ورمى الجمار بمنى وقال الزجاج تستعمل المعدودات فى اللغة للشىء القليل نسميت بذلك لانها ثلاثة ايام فالايام المعدودات ثلاثة ايام التشريق والذكر المامور فيها التكبير وعن نافع عن ابن عمر رضى الله عنهما انه قال الايام المعدودات ثلاثة ايام يوم النحر ويومان بعده وقال ابراهيم النخعى رحمه الله الايام المعدودات

قربانی کرلی ہے تو اس کی جگہ دوسری قربانی کرے اور جس نے نماز سے قبل قربانی نہیں کی اسے نماز کے بعد قربانی کرنی چاہیئے۔

ایام تشریق حق تعالٰی نے فرمایا کہ گنتی کے دنوں میں ذکر اللہ کرو۔ ذکر سے پنجگانہ نمازوں کے بعد تکبیریں مراد ہیں اور جمرات پر بھی ہر کنکر کے ساتھ تکبیر کہی جائے اور دیگر اوقات میں بھی۔ یہ تکبیریں ذی الحجہ کی دسویں تاریخ کے آغاز سے لیکر ایام تشریق کے پچھلے دن کے اخیر (عصر) تک مستحب ہیں گنتی کے دنوں سے ایام تشریق یعنی منیٰ کے تین دن مراد ہیں اور معلوم دنوں سے ذی الحجہ کے اوّل عشرے کے دن مراد ہیں اکثر علماء کا یہی قول ہے اور قرآن پاک سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے فرمایا اور جو دو دن کے بعد منیٰ سے نکلنے میں جلدی کرے اس پر کوئی گناہ نہیں حاجی ایام تشریق میں منیٰ سے دو یا تین دن کے بعد نکلتے ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالٰی نے گنتی کے دنوں میں اپنے ذکر کا حکم فرمایا اور وہ ایام تشریق ہیں یعنی بقرہ عید کے بعد تین دن ہیں اور انہیں گنتی کے دن اس لئے کہا کہ تمہاری عمر کے دنوں کے مقابلہ میں یہ دن تھوڑے سے ہیں اسی طرح سورہ یوسف میں فرمایا کہ انہوں نے کھوٹی پونجی سے اور گنتی کے درہموں سے یوسف کو خرید لیا۔ ایام تشریق کو گنتی کے دن اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ ایام حج میں گنے جاتے ہیں اور ان دنوں میں حاجی حج کے افعال سے مزدلفہ میں رات گزار کر اور منیٰ میں شیطانوں پر کنکریں مار کر فارغ ہوتے ہیں۔ زجاج کہتے ہیں معدودات لغت میں تھوڑی سی شے کو کہتے ہیں اسی لئے ایام تشریق کو ایام معدودات (گنتی کے دن) کہا گیا کیونکہ یہ تھوڑے سے ہیں (تین دن ہیں) لہٰذا گنتی کے دن ایام تشریق کے تین دن ہیں اور ان میں جس ذکر کا حکم ہے وہ تکبیریں ہیں نافع ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ گنتی کے دن تین دن ہیں بقرہ عید کا دن اور دو دن اس کے بعد کے۔ ابراہیم نخعیؒ: گنتی کے دن ذی الحجہ کا پہلا عشرہ ہے اور معلوم دن قربانی کے دن ہیں۔

اس آیت میں اور اس سے پہلے کی آیت میں حق تعالٰی کا مسلمانوں کو ذکر

ثلاثۃ ایام یوم النحر ویومان بعدہ وقال ابراھیم النخعی رحمہ اللہ الایام المعدودات ایام العشر والمعلومات ایام النحر وسبب امر اللہ تعالیٰ المسلمین بالذکر فی ھذہ الآیۃ والتی قبلھا قولہ عزوجل فاذکروا اللہ کذکرکم آباءکم علی ما ذکر المفسرون ان العرب کانوا اذا فرغوا من حجھم وقفوا عند البیت وذکروا مآثر آبائھم ومفاخرھم وکان الرجل یقول ان ابی کان یقری الضیف ویطعم الطعام وینحر الجزور ویفک العانی ویجز النواصی ویفعل کذا وکذا ویتفاخرون بذلک فامرھم اللہ عزوجل بذکرہ فانزل اللہ عزوجل فاذکروا اللہ کذکرکم آباءکم او اشد ذکرا الی قولہ تعالیٰ واذکروا اللہ فی ایام معدودات وقال جل وعلا فاذکرونی فانا الذی فعلت ذلک بکم وبآبائکم واحسنت الیکم والیھم وقال السدی رحمہ اللہ کانت العرب اذا قضت مناسکھا واقاموا بمنی یقوم الرجل فیسال اللہ عزوجل ویقول اللھم ان ابی کان عظیم الجفنۃ عظیم القبۃ کثیر المال فاعطنی مثل ذلک ولیس یذکر اللہ عزوجل انما یذکر اباہ ویسال ان یعطی فی دنیاہ فانزل اللہ تعالیٰ ھذہ الآیۃ وقال ابن عباس وعطاء والربیع والضحاک معناہ فاذکروا اللہ تعالیٰ کذکر الصبیان الصغار الآباء وھو قول الصبی اول ما یفصح ویفقہ کلام

کرنے کا حکم فرمایا اور کہا کہ اپنے باپوں کی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ ذکر اللہ کرو، اس کا سبب مفسرین کے بیان کے مطابق یہ ہے کہ عرب حج سے فارغ ہو کر بیت اللہ کے پاس کھڑے ہو کر اپنے بزرگوں کے فخریہ کارنامے بیان کیا کرتے تھے کوئی کہتا تھا کہ میرے والد صاحب مہمان نواز تھے لوگوں کو کھانا کھلایا کرتے تھے اونٹ نحر کیا کرتے تھے، اسیروں کو چھڑایا کرتے تھے اور غلاموں کو آزاد کرایا کرتے تھے اور فلاں فلاں رفاہ عام کے کام کیا کرتے تھے (اور کوئی اپنے بزرگوں کے اور کارنامے بتاتا تھا) اور اپنے بزرگوں پر ایک دوسرے پر فخر کیا کرتے تھے حق تعالیٰ نے حکم دیا کہ اللہ کا ذکر کیا کرو اور یہ آیت اتاری کہ اپنے باپوں کے ذکر کی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ اللہ کا ذکر کرو واذکروا اللہ فی ایام معدودات (اور گنتی کے دنوں میں اللہ کا ذکر کرو) پڑھ جائیے اور حق تعالیٰ جل شانہ نے فرمایا کہ میرا ذکر کرو کیونکہ میں نے ہی الیا تم کو اور تمہارے بزرگوں کو بنایا اور تمہارے اور ان کے ساتھ احسان کیا۔

سُدّی: جب عرب احکام حج ادا کر چکتے اور منیٰ میں قیام کرتے تو ایک شخص کھڑا ہوتا اور اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا اور کہتا کہ اے اللہ میرے والد بڑے بادیہ والے اور بڑی چوکھٹ والے تھے اور بہت مالدار تھے اے اللہ مجھے بھی انہیں جیسا مال دے وہ اللہ کا ذکر نہیں کرتا تھا اور اس کی طرح دنیا مانگا کرتا تھا پھر حق تعالیٰ نے یہ آیت اتاری

ابن عباسؓ، عطاءؒ، ربیعؒ، ضحاکؒ: یعنی اللہ کو اس طرح یاد کرو جس طرح چھوٹے چھوٹے بچے اپنے باپوں کو یاد کیا کرتے ہیں بچے جب بولنے لگتے ہیں تو آبی امی کہہ کر اپنے ماں باپ کو پکارتے ہیں پھر فرط محبت سے اپنے ماں باپ کو لپٹ جاتے ہیں۔

عمر بن مالک ابو الجوزاء سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباسؓ سے کہا کہ مجھے فاذکروا اللہ الخ کی تفسیر سمجھائیے کیونکہ

ابیه و أمه ثم یلهج بأبیه و عن عمرا بن مالك
عن ابی الجوزاء قال قلت لابن عباس رضی الله
عنهما اخبرنی عن قول الله عزوجل فاذکروا
الله کذکرکم آباءکم او أشد ذکرا وقد یاتی
علی الرجل یوم لا یذکر فیه أباه فقال ابن
عباس رضی الله عنهما لیس کذلك ولکن
ان تغضب لله عزوجل اذا عصی اشد من
غضبك لوالدیك اذا شتما وعن محمد بن
کعب القرظی رحمه الله فاذکروا الله کذکرکم
آباءکم او اشد ذکرا یعنی بل اشد کقوله
او یزیدون ای بل یزیدون قال مقاتل
رحمه الله او اشد ذکرا یعنی اکثر ذکرا
کقوله او اشد قسوة او اشد خشیة۔

فصل: وقد سمی الله عزوجل اشیاء فی
القرآن ذکرا من ذلك انه سمی التوراة ذکرا
فقال عزوجل فاسألوا اهل الذکر ان کنتم
لا تعلمون وسمی القرآن ذکرا قوله عزوجل
وهذا ذکر مبارك انزلناه وسمی اللوح المحفوظ
ذکرا قوله تعالی ولقد کتبنا فی الزبور من
بعد الذکر یعنی من بعد اللوح المحفوظ وسمی
الموعظة ذکرا قوله عزوجل فلما نسوا ما
ذکروا به وسمی الرسول ذکرا قوله عزوجل
قد انزل الله الیکم ذکرا رسولا والخیر
ذکرا قوله عزوجل هذا ذکر من معی وذکر
من قبلی والشرف ذکرا قوله عزوجل انه

کوئی دن ایسا بھی ہوتا ہے جس دن کوئی اپنے والد کو یاد نہیں کرتا۔ اس پر
حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ اس آیت کا یہ مطلب نہیں جو تم نے سمجھا ہے
بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی تمہارے ماں باپ کو گالیاں دے تو
تم کو غصہ آتا ہے اس سے زیادہ غصہ تم کو اس وقت آنا چاہئیے
جب کسی کو اللہ کی نافرمانیاں کرتا ہوا دیکھو۔

محمد بن کعب قرظی: اس آیت میں آو بمعنی بل (بلکہ)
ہے ایک جگہ ہے اور یزیدون یعنی ہم نے ایک لاکھ کی طرف
بلکہ زیادہ کی طرف رسول بنا کر بھیجا۔

مقاتلؒ: او اشد ذکرا یعنی بلکہ ان سے بھی زیادہ ذکر کرو
جیسے فرمایا: بلکہ اس سے بھی زیادہ سخت، بلکہ اس سے بھی
زیادہ ڈر۔

ذکر کے معانی قرآن حکیم میں ذکر کا اطلاق کئی معنی پر کیا گیا ہے
جیسے توراتؑ پر فرمایا اہل ذکر (تورات) سے پوچھو اگر تم کو علم نہیں۔
قرآنؑ پر فرمایا: اور یہ برکت والا ذکر ہے جس کو ہم نے اتارا ہے۔ لوح
محفوظ پر فرمایا: اور ہم نے لوح محفوظ کے بعد زبور میں لکھا۔ وعظ
ونصیحت پر فرمایا: پھر جب وہ نصیحتوں کو بھول گئے۔ رسولؑ پر فرمایا
اللہ نے تم پر ذکر یعنی رسول اتارا۔ خبرؑ پر فرمایا: یہ اس کی خبر ہے جو
میرے ساتھ ہے اور اس کی خبر بھی جو مجھ سے پہلے ہے۔ اشرفؑ و بزرگی
پر فرمایا: بلاشبہ یہ شرف آپ کے لئے ہے اور آپ کی قوم کے لئے بھی
توراتؑ پر فرمایا: وہ تورات پڑھنے والوں کے لئے ذکر ہے۔ نمازؑ پر فرمایا
پھر تم اللہ کے لئے نماز پڑھو جس طرح اللہ نے تم کو اس کی تعلیم دی ہے
عصرؑ کی نماز پر فرمایا: میں نے اپنے رب کے ذکر (عصر کی نماز) پر مال کی
محبت کو ترجیح دی۔ جمعہؑ پر فرمایا جمعہ کی نماز کے لئے چل کر جاؤ۔
شفاعتؑ پر فرمایا اپنے مالک کے پاس میری سفارش کر دینا۔ اطاعتؑ
پر فرمایا تم میری اطاعت کرو میں تم کو بخشدوں گا۔ اذانؑ پر فرمایا

لذكرلك ولقومك والتوراة ذكرا قوله عزوجل
ذلك ذكرى للذاكرين والصلاة ذكرا
قوله عزوجل فاذكروا الله كما علمكم و
سمى صلاة العصر ذكرا قوله عزوجل انى
احببت حب الخير عن ذكر ربي يعني صلاة
العصر والجمعة ايضا ذكرا قوله عزوجل
فاسعوا الى ذكر الله والشفاعة ذكرا قوله
عزوجل اذكرني عند ربك اوسمى الطاعة
والمغفرة ذكرا قوله عزوجل فاذكروني اذكر
كم معناه اذكروني بالطاعة اذكركم بالمغفرة
وسمى الندامة ذكرا قوله تعالى اذ ظلموا
انفسهم ذكروا الله اى ندموا بالقلب واستغفروا
باللسان وسمى التكبير ذكرا قوله تعالى واذكروا
الله فى ايام معدودات يعنى ايام التشريق۔

فصل: واختلف لم سميت ايام التشريق
فقال قوم ان المشركين كانوا يقولون اشرق
ثبير كيما نغير يعني ادخل فى الشروق يا ثبير و
هو اسم جبل كيما نغير اى كيما ندفع لانهم
كانوا لا يدفعون ولا يفيضون من المزدلفة
الا بعد ان تشرق الشمس فجاء الاسلام فابطل
ذلك وقيل انما سميت ايام التشريق لانهم
كانوا يشرقون فيها لحوم الاضاحى والتشريق
اللحم ان يشرح ويشرق فى الشمس وسمى لقديد
شرائق اللحم وقيل بل سميت الصلاة يوم
النحر والتشريق صلاة العيد وانما اخذ من

جب وہ اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں تو اللہ کے سامنے دل میں نادم ہوتے ہیں اور زبان سے استغفار کرتے ہیں اور تکبیر پر[15] فرمایا: اور گنتی کے دنوں میں یعنی ایام تشریق میں تکبیریں کہو۔

ایام تشریق کی وجہ تسمیہ اس میں اختلاف ہے کہ ایام تشریق کی وجہ تسمیہ کیا ہے؟

بعض علماء: مشرک کہا کرتے تھے کہ اے کوہ ثبیر دھوپ سے چمک اُٹھ تاکہ ہم منیٰ کی طرف روانہ ہوں کیونکہ مشرک مزدلفہ سے اسی وقت منیٰ کی طرف جاتے تھے جب کوہ ثبیر پر اچھی خاصی دھوپ پھیل جایا کرتی تھی، اسلام نے آکر یہ رسم بالکل مٹادی اور حکم فرمایا کہ مشرکوں کی مخالفت کرو اور سورج نکلنے سے پہلے منیٰ کو روانہ ہو جاؤ۔

بعض دیگر علماء: چونکہ ان دنوں میں لوگ قربانیوں کا گوشت سکھایا کرتے تھے اس لئے ان دنوں کو ایام تشریق کہا گیا، تشریق یعنی گوشت کی بوٹیوں کو دھوپ میں سکھانا۔ سوکھے ہوئے گوشت کو قدید کہا جاتا ہے۔

کہتے ہیں کہ بقرہ عید کے دن دوگانہ کو تشریق کہتے ہیں یہ لفظ شروق شمس سے لیا گیا ہے جب سورج اچھی طرح سے چمکنے لگتا ہے تو بقرہ عید کی نماز کا وقت ہوتا ہے اور جہاں بقرہ عید کی نماز پڑھی جاتی ہے اسے مشرق کہتے ہیں کیونکہ لوگ اس جگہ سورج نکلنے کے بعد پہنچتے ہیں بنا بریں بقرہ عید کے دن کو تشریق کا دن کہا جاتا ہے پھر گیارھویں بارھویں اور تیرھویں تاریخ کو بالتبع ایام تشریق کہنے لگے یعنی اصل میں تشریق کا دن بقرہ عید کا دن ہے اور بالتبع ایام تشریق ہیں

ذوالنون مصریؒ سے پوچھا گیا کہ موقف کو مشعر کیوں کہتے ہیں؟ حرم کیوں نہیں کہتے؟ فرمایا: اس لئے کہ کعبہ اللہ کا گھر ہے اور حرم اس کا پردہ ہے اور مشعر اس کا دروازہ ہے پھر جب

شروق الشمس لان ذلك وقتها وسمی المصلی المشرق لان الناس یبرزون فیه للشمس نسمی یوم العید یوم التشریق لهذا المعنی ثم صارت ایام التشریق تبعا للعید وقیل لذی النون المصری رحمه الله لم سمی الموقف بالمشعر ولم یسم بالحرم فقال لان الکعبة بیته والحرم حجابه والمشعر بابه فلما قصده الوافدون اوقفهم بالباب الاول یتضرعون الیه ثم اوقفهم بالحجاب الثانی وهو المزدلفة فلما نظر الی تضرعهم امرهم بتقریب قربانهم فلما ان قربوها وتطهروا من الذنوب امرهم بالزیارة علی الطهارة فقیل له لم کره الصیام فی ایام التشریق قال لان القوم زوار الله تعالی وهم فی ضیافته ولا ینبغی للضیف ان یصوم عند من اضافه فقیل له یا ابا الفیض ما معنی تعلق الرجل باستار الکعبة قال مثله کمثل رجل بینه وبین صاحبه جنایة فهو متعلق بذیل رجال یشفعون له ان یهب له جرمه۔

فصل: واختلف فی قدر التکبیر فی هذه الایام قال نافع رحمه الله کان عمر وعبدالله ابنه رضی الله عنهما یکبران بمنی هذه الایام عقیب الصلاة وفی المجلس وعلی الفرش والفسطاط وفی الطریق ویکبر الناس بتکبیرهما ویتلوان هذه الآیة فالاتفاق حاصل علی کون التکبیر سنة وانما الخلاف فی قدره

زیارت کے لئے آئے حق تعالےٰ شانہ کے گھر کا قصد کر کے آئے ہیں تو حق تعالیٰ ان کو پہلے اپنے گھر کے دروازے پر کھڑا کرتا ہے تاکہ وہ بارگاہِ قدس میں روئیں اور گڑگڑائیں اور بلک بلک کر دعائیں مانگیں پھر دوسرے پردہ (مزدلفہ) میں کھڑا کرتا ہے پھر جب ان کی گڑگڑاہٹ کو دیکھتا ہے تو انہیں حکم فرماتا ہے کہ قربانی کی عبادت پیش کریں پھر جب حاجی قربانیاں کر کے گناہوں سے پاک ہو جاتے ہیں تو اب انہیں کعبۂ اقدس کی زیارت پاکی کی حالت میں حکم ملتا ہے۔

پھر ذوالنون مصریؒ سے پوچھا گیا کہ ایام تشریق میں روزے کیوں مکروہ ہیں؟ فرمایا اس لئے کہ لوگ اللہ کے گھر کی زیارت کے لئے آئے ہیں اور اللہ کے مہمان ہیں اور مہمان کے لائق یہ بات نہیں کہ میزبان کے گھر آکر روزہ رکھے۔

پوچھا گیا کہ لوگ کعبہ اقدس کے پردے سے کیوں چمٹتے ہیں؟ فرمایا اس کو اس طرح سمجھو جیسے کوئی شخص اپنے مالک کی نافرمانی کر کے نادم ہو اور ایسے لوگوں کے دامن کو جا پکڑے جو اس کی اس کے مالک سے سفارش کر دیں کہ اس کا قصور معاف کر دیا جائے۔

★

ایام تشریق میں تکبیریں ایام تشریق کی تکبیروں کی تعداد میں اختلاف ہے۔ نافعؒ: عمرؓ اور ابن عمرؓ ان دنوں میں نمازوں کے بعد، مجالس میں، بستروں پر، خیموں میں اور راستوں میں تکبیریں کہا کرتے تھے اور ان دونوں کی تکبیریں سن کر لوگ بھی تکبیریں کہا کرتے تھے اور اس آیت (مذکورہ بالا آیت) پر عمل پیرا تھے۔ لہٰذا تکبیروں کے سنت ہونے پر تو سب کا اتفاق ہے لیکن تکبیروں کی تعداد میں اختلاف ہے۔ حضرت علی رضؓ عرفہ کی صبح کی نماز سے لیکر ایام تشریق

وكان علي رضي الله عنه يكبر من صلاة الغداة
من يوم عرفة الى صلاة العصر من آخر ايام التشريق
وهو مذهب امامنا احمد بن محمد بن حنبل
رحمه الله تعالى واحد اقوال الشافعي ومذهب
ابي يوسف ومحمد بن الحسن وهو اولى الاقاويل
واجمعها وكان عبد الله بن مسعود رضي الله
عنه يكبر من صلاة الغداة يوم عرفة الى صلاة
العصر من يوم النحر وهو مذهب الامام الاعظم
ابي حنيفة النعمان رحمه الله تعالى وكان ابن عباس
وزيد بن ثابت رضي الله عنهم يكبران من صلاة
الظهر من يوم النحر الى صلاة العصر من آخر
ايام التشريق وهو قول عطاء رحمه الله والاظهر
من مذهب الشافعي رحمه الله ان يبدأ
بالتكبير من صلاة الظهر يوم النحر الى صلاة
الفجر من آخر يوم التشريق اقتداء بالحاج
وهو مذهب الامام مالك وللشافعي قول
ثالث اوله من صلاة المغرب ليلة النحر الى صلاة
الصبح من آخر ايام التشريق واما لفظ التكبير
فكان ابن مسعود رضي الله عنه يكبر اثنين الله
اكبر الله اكبر لا اله الا الله والله اكبر الله
اكبر ولله الحمد وهو مذهب امامنا احمد و
ابي حنيفة رحمهما الله واهل العراق وعن مالك
رحمه الله تعالى انه كان يقول الله اكبر الله
اكبر ثم يقطع فيقول الله اكبر لا اله الا الله
وكان سعيد بن جبير والحسن رحمهما الله

کے پچھلے دن کی عصر کی نماز تک تکبیریں کہا کرتے تھے۔ یہی ہمارے امام احمد بن حنبلؒ کا مذہب ہے اور شافعیؒ کا بھی ایک قول یہی ہے اور ابو یوسفؒ اور محمد بن حسنؒ کا بھی یہی مذہب ہے اور تمام اقوال میں یہی قول اولیٰ اور جامع تر ہے۔ عبد اللہ بن مسعودؓ عرفہ کی نماز فجر سے لے کر بقرہ عید کی نماز عصر تک تکبیریں کہا کرتے تھے یہ امام اعظمؒ ابو حنیفہ کا مذہب ہے۔ ابن عباسؓ اور زیدؓ بن ثابت بقرہ عید کے دن کی نماز ظہر سے لیکر ایام تشریق کے پچھلے دن کی نماز عصر تک تکبیریں کہا کرتے تھے۔ یہ عطاءؒ کا قول ہے اور شافعیؒ کا بھی ظاہر تر قول یہ ہے کہ بقرہ عید کے دن کی نماز ظہر سے لے کر ایام تشریق کے پچھلے دن کی نماز ظہر تک حاجیوں کی پیروی کرتے ہوئے تکبیریں کہی جائیں یہ امام مالکؒ کا مذہب ہے۔ امام شافعیؒ کا تیسرا قول یہ ہے کہ بقرہ عید کی شب کی نماز مغرب سے لے کر پچھلے یوم تشریق کی صبح کی نماز تک تکبیریں کہی جائیں۔

تکبیر کے صیغے ابن مسعودؓ کا یہ صیغہ ہے۔ اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد۔ یہی قول ہمارے امام احمدؒ کا ابو حنیفہؒ کا اور اہل عراق کا ہے امام مالک کا صیغہ یہ ہے اللہ اکبر اللہ اکبر (ٹھہر جاتے پھر کہتے) اللہ اکبر لا الہ الا اللہ۔ سعید بن جبیرؒ اور حسنؒ کا یہ صیغہ ہے اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر (لگاتار کہتے) لا الہ الا اللہ۔ یہ امام شافعیؒ اور اہل مدینہ کا قول ہے۔ قتادہؒ اس طرح کہا کرتے تھے اللہ اکبر کبیرا، اللہ اکبر علی ما ھدانا اللہ اکبر وللہ الحمد۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ منیٰ کے دن کھانے پینے کے اور ذکر اللہ کے دن ہیں۔

جعفر بن محمد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

تعالی یقول الله اکبر الله اکبر الله اکبر ثلاثا نسقا ثم
یسوق التکبیر الی آخرہ علی ما ذکرنا اولا و
هو مذهب الشافعی رحمه الله و اهل المدینة
و عن قتادة رحمه الله انه کان یقول الله اکبر کبیرا
الله اکبر علی ما هدانا الله اکبر و لله الحمد و
روی ابو هریرة رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله
علیه وسلم قال ایام منی ایام اکل و شرب و ذکر
الله تعالی و عن جعفر بن محمد رحمه الله انه قال
ان رسول الله صلی الله علیه وسلم بعث منادیا
ینادی فی ایام التشریق انها ایام اکل و شرب و بعال۔

فصل: و ان کان محرما فمن صلاة الظهر
یوم النحر الی آخر ایام التشریق عند امامنا احمد
رحمه الله تعالی و کذلک فی الصحیح عنه لایکبر
الا اذا صلی الفرض فی جماعة و لا یکبر اذا
کان وحده و لا عقیب النوافل۔

فصل: و هذا التکبیر الذی ذکرناه فی
عید الاضحی مثله فی عید الفطر بل آکد فی الفطر
لیلة الفطر لقول الله عزوجل و لتکملوا العدة
و لتکبروا الله علی ما هداکم الآیة غیر ان
ابتداءه من بعد غروب الشمس لیلة الفطر
الی ان یفرغ الامام من خطبتی العید یوم العید
ثم ینقطع و قال الامام ابو حنیفة رحمه الله
لیس فی الفطر تکبیر مسنون و قال مالک رحمه الله
یکبر یوم الفطر دون لیلته و یکون وقته الی
ان یاتی المصلی و یخرج الامام و یتطهر الناس

فرمایا کہ منیٰ کے دن کھانے پینے کے اور ذکر اللہ کے دن
ہیں۔

جعفر بن محمد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے ایک منادی سے ایام تشریق میں اعلان کرایا کہ یہ کھانے پینے
کے اور ہمبستری کے دن ہیں۔

حالت احرام میں تکبیریں اگر کوئی محرم ہو تو وہ بقرہ عید کی
ظہر کی نماز سے لے کر پچھلے ایام تشریق تک ہمارے امام کے نزدیک
تکبیریں نہ کہے ہاں جماعت سے فرائض ادا کرنے کے بعد تکبیریں کہے
اگر تنہا فرائض ادا کرے یا نوافل پڑھے تو تکبیریں نہ کہے۔

عید کی تکبیریں بقرہ عید کے دن جس طرح تکبیریں کہی
جاتی ہیں اسی طرح عید کے دن کہی جاتی ہیں بلکہ عید رات
ہی سے تکبیروں کی تاکید ہے قرآن پاک میں ہے اور تاکہ تم تعداد
پوری کرو اور تاکہ تم تکبیریں جس طرح اللہ نے تم کو ہدایت
نصیب فرمائی ہے عید کی رات میں تکبیروں کی ابتداء غروب
آفتاب کے بعد سے کی جائے اور اس وقت تک سلسلہ جاری رکھا
جائے جب تک امام عید کے دن عید کے دونوں خطبوں
سے فارغ نہ ہو۔ امام ابو حنیفہ رح کہتے ہیں عید کے دن تکبیریں
مسنون نہیں اور امام مالکؒ کہتے ہیں رات میں تکبیریں نہ
کہی جائیں ہاں دن میں کہی جائیں اور تکبیروں کا وقت عیدگاہ
تک پہنچنے تک اور امام کے حاضر ہونے تک ہے۔ امام شافعیؒ
کے نزدیک عید رات کو غروب آفتاب کے بعد سے لیکر
امام کے دونوں خطبوں تک ہے۔ امام موصوف کا ایک قول
یہ بھی ہے کہ عید رات کو غروب آفتاب کے بعد سے لے کر
عید کے دن عیدگاہ میں امام کے حاضر ہونے تک ہے اور
ایک قول یہ بھی ہے کہ نیت باندھنے تک ہے اور ایک قول میں

للصلاۃ وقال الشافعی رحمہ اللہ یکبر من غروب الشمس لیلۃ الفطر الی ان یفرغ الامام من خطبتی العید یوم العید وقال فی قول یکبر من غروب الشمس لیلۃ العید الی ان یظہر الامام فی المصلی وقال فی قول الی ان یحرم بالصلاۃ وفی قول الی ان یفرغ من الصلاۃ

فصل: فی فضائل یوم عاشوراء قال اللہ تعالیٰ ان عدۃ الشہور عند اللہ اثنا عشر شہرا فی کتاب اللہ الی قولہ منہا اربعۃ حرم وقد تقدم ذکر ذلک وان منہا المحرم فہذا الشہر من الاشہر المحرمۃ عند اللہ تعالیٰ وفیہ یوم عاشوراء الذی عظم اللہ تعالیٰ اجر من اطاعہ فیہ من ذلک ما اخبرنا بہ ابو نصر عن والدہ باسنادہ عن مجاھد عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صام یوما من المحرم فلہ بکل یوم ثلاثون یوما ومن ذلک ما روی عن میمون ابن مہران عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صام عاشوراء من المحرم اعطی ثواب عشرۃ آلاف ملک ومن صام یوم عاشوراء من المحرم اعطی ثواب عشرۃ آلاف شہید وثواب عشرۃ آلاف حاج ومعتمر ومن مسح بیدہ علی رأس یتیم یوم عاشوراء رفع اللہ تعالیٰ لہ بکل شعرۃ علی رأسہ درجۃ فی الجنۃ ومن فطر مومنا لیلۃ عاشوراء فکانما فطر عندہ جمیع امۃ محمد صلی اللہ علیہ

امام کے نماز سے فارغ ہونے تک ہے۔

عاشوراء کی فضیلت حق تعالیٰ شانہ نے فرمایا دیکھو اللہ کے نزدیک مہینوں کی گنتی اللہ کی کتاب میں بارہ ہے۔ (آخر تک پھر فرمایا) ان میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں۔ حرمت والے مہینوں کا ذکر اوپر گزر چکا، اور یہ بھی کہ محرم بھی حرمت والا مہینہ ہے۔ بنابریں محرم اللہ کے نزدیک حرمت والا مہینہ ہے۔ اسی محرم الحرام کی دسویں تاریخ کو عاشوراء کہتے ہیں، عاشوراء کے دن کی اطاعت کا حق تعالیٰ نے اجر عظیم مقرر فرمایا ہے۔ چنانچہ

ابو نصر نے ہمیں اپنے والد سے اپنی اسناد سے مجاہدؒ سے اور انہوں نے ابن عباسؓ سے خبر دی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جس نے محرم میں عاشوراء کا روزہ رکھا۔ اسے دس ہزار شہداء کا اور دس ہزار حاجیوں کا اور عمرہ کرنے والوں کا ثواب دیا گیا اور جس نے عاشوراء کے دن کسی یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرا تو حق تعالیٰ اس یتیم کے سر کے ہر بال کے بدلہ جنت میں ایک درجہ بلند فرمائے گا۔ اور جس نے عاشوراء کے دن کسی مومن کا روزہ کھلوایا گویا اس نے اپنے پاس تمام اُمت محمدیہ کا روزہ کھلوایا اور سب کو پیٹ بھر کر کھلایا صحابہ نے کہا یا رسول اللہ حق تعالیٰ شانہ نے عاشوراء کے دن کو تمام دنوں پر فضیلت عطا فرمائی ہے فرمایا ہاں، حق تعالیٰ نے اس دن آسمان پیدا کئے، اسی دن پہاڑ بنائے اسی دن سمندر پیدا فرمائے، اسی دن قلم پیدا کیا، اسی دن لوح پیدا کی، اسی دن آدمؑ کو پیدا کیا، اسی دن انہیں جنت میں داخل فرمایا۔ اسی دن حضرت ابراہیمؑ پیدا ہوئے اسی دن آپ کے فرزند دلبند کی طرف سے فدیہ دیا گیا، اسی دن فرعون

وسلم واشبع بطونهم قالوا یارسول الله لقد
فضل الله تعالیٰ یوم عاشوراء علی سائر الایام قال
صلی الله علیه وسلم نعم خلق الله تعالی السموات
فی یوم عاشوراء وخلق الجبال یوم عاشوراء وخلق
البحار یوم عاشوراء وخلق القلم یوم عاشوراء وخلق
اللوح یوم عاشوراء وخلق آدم یوم عاشوراء وادخله الجنة
یوم عاشوراء وولد ابراهیم علیه السلام یوم عاشوراء ونجاه
الله من النار یوم عاشوراء وفدی ابنه من الذبح یوم عاشوراء و
اغرق فرعون یوم عاشوراء وکشف الله تعالیٰ
البلاء عن ایوب یوم عاشوراء وتاب الله تعالیٰ
علی آدم یوم عاشوراء وغفر الله تعالی ذنب
داؤد علیه السلام یوم عاشوراء وولد عیسی
یوم عاشوراء ویوم القیامة فی یوم عاشوراء
وفی لفظ آخر عن ابن عباس رضی الله عنهما قال
قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من صام
یوم عاشوراء کتب الله له عبادة ستین سنة
بصیامها وقیامها ومن صام یوم عاشوراء
اعطی ثواب الف شهید ومن صام یوم عاشوراء
کتب الله له اجر اهل سبع سموات ومن فطر
مومنا یوم عاشوراء فکانما افطر عنده جمیع امة
محمد صلی الله علیه وسلم واشبع بطونهم
ومسح رأس یتیم فی یوم عاشوراء رفعت له
بکل شعرة علی راسه درجة فی الجنة فقال
عمر بن الخطاب رضی الله عنه یارسول الله لقد
فضلنا الله تعالی بیوم عاشوراء قال صلی الله

ڈوبا، اسی دن حق تعالیٰ شانہ نے حضرت ایوب کو شفا بخشی
اسی دن حضرت آدم کی توبہ قبول فرمائی، اسی دن حضرت داؤد
علیہ السلام کا گناہ بخشا، اسی دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام
پیدا ہوئے اور اسی دن قیامت آئے گی۔ حضرت ابن عباس
رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم
نے فرمایا کہ جس نے عاشوراء کا روزہ رکھا تو عاشوراء
کے دن کے روزے اور رات کے قیام کے عوض حق تعالیٰ
ساٹھ سال کی عبادت کا ثواب لکھ لیتا ہے جس نے عاشوراء
کا روزہ رکھا اسے ایک ہزار شہداء کا ثواب ملا جس
نے عاشوراء کا روزہ رکھا حق تعالیٰ نے اس کے
لئے ساتوں آسمان والوں کا اجر لکھ لیا اور جس نے
کسی مومن کا عاشوراء کا روزہ کھلوایا گویا اس نے
تمام امت محمدیہ کا روزہ کھلوایا اور سب کو پیٹ
بھر کر کھانا کھلایا اور جس نے عاشوراء کے دن کسی یتیم
کے سر پر ہاتھ پھیرا تو یتیم کے سر کے ایک ایک بال کے
عوض حق تعالیٰ جنت میں اس کے درجے بلند فرمائے
گا۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ
(صلی اللہ علیہ وسلم) بلاشبہ حق تعالیٰ شانہ نے ہمیں
عاشوراء کا دن عطا فرما کر فضیلت عطا فرمائی ہے
رحمت عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں حق تعالیٰ نے
عاشوراء کے دن سات آسمان بنائے اسی دن ساتوں زمینیں
بنائیں اسی دن پہاڑ اور تارے پیدا کئے اسی دن عرش
کرسی پیدا کی اسی دن لوح و قلم پیدا کئے۔ اسی دن حضرت
جبرئیل اور تمام فرشتے پیدا کئے۔ اسی دن حضرت آدم
علیہ السلام پیدا کئے اسی دن حضرت ابراہیم علیہ السلام

عليه وسلم خلق الله تعالى السموات يوم عاشوراء
والارض كمثله وخلق الجبال يوم عاشوراء
والنجوم كمثله وخلق العرش يوم عاشوراء
والكرسي كمثله وخلق اللوح يوم عاشوراء
والقلم كمثله وخلق جبريل يوم عاشوراء
والملائكة كمثله وخلق آدم في يوم عاشوراء
وولد ابراهيم في يوم عاشوراء ونجاه الله تعالى
يوم عاشوراء وفدى الله ابنه يوم عاشوراء
واغرق فرعون في يوم عاشوراء ورفع ادريس
في يوم عاشوراء وكشف الضر عن ايوب في
يوم عاشوراء ورفع عيسى في يوم عاشوراء
وولد عيسى في يوم عاشوراء وتاب الله على
آدم في يوم عاشوراء وغفر ذنب داؤد في
يوم عاشوراء واعطى الله الملك لسليمان في
يوم عاشوراء واستوى الرب تبارك وتعالى
على العرش في يوم عاشوراء ويوم القيامة في
يوم عاشوراء واول مطر نزل من السماء
يوم عاشوراء واول رحمة نزلت في يوم
عاشوراء ومن اغتسل يوم عاشوراء لم يمرض
مرضا الا مرض الموت ومن اكتحل الاثمد
يوم عاشوراء لم ترمد عينه تلك السنة كلها
ومن عاد مريضا يوم عاشوراء فكانما عاد
ولد آدم ومن سقى شربة من ماء يوم عاشوراء
فكانما لم يعص الله طرفة عين ومن صلى اربع
ركعات يوم عاشوراء يقرأ في كل ركعة فاتحة

پیدا کئے گئے۔ اسی دن حق تعالیٰ نے آپ کو نار نمرود سے نجات عطا فرمائی۔ اسی دن اللہ تعالیٰ نے آپ کے فرزند دلبند کے فدیہ کے لئے جنت سے مینڈھا بھیجا، اسی دن فرعون غرق ہوا۔ اسی دن حضرت ادریس علیہ السلام کو اٹھایا، اسی دن حضرت ایوب علیہ السلام کی بیماری دفع کی، اسی دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اٹھایا، اسی دن حضرت عیسیٰ پیدا ہوئے، اسی دن حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی، اسی دن حضرت داؤد علیہ السلام کا گناہ بخشا گیا، اسی دن حضرت سلیمان علیہ السلام کو ملک ملا۔ اسی دن حق تعالیٰ عرش پر بیٹھا، اسی دن قیامت آئے گی، اسی دن سب سے پہلی بارش ہوئی اور اسی دن پہلی رحمت اتری۔ جو عاشوراء کے دن نہائے گا اسے بجز مرض الموت کے کوئی بیماری لاحق نہ ہوگی اور جو عاشوراء کے دن اثمد کا سرمہ لگائے اس سال اس کی آنکھیں نہیں دکھیں گی اور جو اس دن کسی بیمار کی عیادت کے لئے جائے گویا اس نے تمام اولاد آدم کی عیادت کی اور جو اس دن کسی کو پانی پلا دے گویا اس نے پلک جھپکنے کی برابر بھی اللہ کی نافرمانی نہیں کی۔ جو عاشوراء کے دن چار رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں ایک بار سورہ فاتحہ اور ۵۰ بار سورہ اخلاص پڑھ لے تو حق تعالیٰ اس کے پچھلے پچاس سالوں کے اور اگلے پچاس سالوں کے گناہ معاف فرما دے گا۔ اور اس کے لئے ملأ الاعلیٰ میں ایک ہزار محل نور کے تیار فرمائے گا۔

حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ میں یہ چار رکعت نماز دو سلاموں سے آئی ہے کہ ہر رکعت میں ایک بار سورہ فاتحہ، ایک بار سورہ زلزال، ایک بار سورہ اخلاص پڑھے پھر سلام پھیر کر

الکتاب مرۃ وخمسین مرۃ قل ھو اللہ احد غفر اللہ تعالیٰ لہ ذنوب خمسین عاما ماضیا وخمسین عاما مستقبلا وبنی اللہ تعالیٰ لہ فی الملأ الاعلی الف قصر من نور وقد ورد فی حدیث آخر اربع رکعات بتسلیمتین یقرأ فی کل رکعۃ فاتحۃ الکتاب مرۃ واحدۃ واذا زلزلت الارض زلزالھا مرۃ وقل یاایھا الکافرون مرۃ ..... وقل ھو اللہ احد مرۃ ویصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم سبعین مرۃ اذا فرغ منھا مروی ذلک فی حدیث ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ وعن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افترض علی بنی اسرائیل صوم یوم فی السنۃ وھو یوم عاشوراء العاشر من المحرم فصوموہ ووسعوا فیہ علی عیالکم ومن وسع علی عیالہ من مالہ فی یوم عاشوراء وسع اللہ علیہ سائر سنتہ ومن صام ھذا الیوم کان لہ کفارۃ اربعین سنۃ ومامن احد احیا لیلۃ عاشوراء واصبح صائما مات ولم یدر بالموت وفی حدیث علی کرم اللہ وجھہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من احیا لیلۃ عاشوراء احیاہ اللہ تعالیٰ ماشاء وعن سفیان بن عیینۃ عن جعفر الکوفی عن ابراھیم بن محمد بن المنتشر وکان من افضل ماروی بالکوفۃ علی ماقیل فی زمانہ انہ بلغہ ان من وسع علی عیالہ فی یوم عاشوراء وسع اللہ تعالیٰ

۷۰ بار نبی اکرم صلعم پر درود شریف پڑھے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل پر پورے سال میں ایک دن کا یعنی یوم عاشوراء جو محرم کی دسویں تاریخ ہے روزہ فرض تھا لہٰذا تم بھی عاشوراء کا روزہ رکھو اور اس دن اپنے گھر والوں پر کھانے پینے میں فراخی کرو اور جس نے اپنے مال سے اس دن اپنے گھر والوں پر کھانے پینے میں فراخی کی حق تعالےٰ اس کی روزی میں پورے سال فراخی عطا فرمائے گا۔ اور جس نے اس دن کا روزہ رکھا تو یہ روزہ اس کے چالیس گناہوں کا کفارہ بن جائے گا۔ اور جو شخص شب عاشوراء جاگ کر عبادت میں گذارے اور دن کا روزہ رکھے تو اس حال میں فوت ہو گا کہ اسے موت کا پتہ نہیں چلے گا۔

حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ میں ہے کہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے عاشوراء کی رات جاگ کر گزاری تو اسے حق تعالےٰ جب تک وہ چاہے گا زندہ رکھے گا۔

سفیان بن عیینہؒ جعفر کوفی سے اور وہ ابراہیم بن محمد بن منتشر سے (آپ اپنے زمانہ میں کوفہ میں سب سے افضل تھے جیسا کہ لوگوں میں مشہور تھا) روایت کرتے ہیں کہ ابراہیم نے فرمایا کہ انہیں خبر ملی ہے کہ جس نے عاشوراء کے دن اپنے گھر میں فراخی کی اس پر حق تعالےٰ پورے سال فراخی فرمائے گا۔ سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں کہ ہم پچاس سال سے اس کا تجربہ کرتے چلے آرہے ہیں اور ہم فراخی ہی دیکھتے ہیں۔

حضرت عبداللہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ

عليه سائر سنته قال سفيان رحمه الله فجربنا
ذلك منذ خمسين سنة فلم نر الا سعة وعن
عبد الله رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله
عليه وسلم من وسع على اهله في يوم عاشوراء
وسع الله عليه سائر سنته وقيل عن بعض السلف
انه قال من صام يوم الزينة يعني يوم عاشوراء
ادرك ما فاته من صيام السنة ومن تصدق
فيه يومئذ ادرك ما فاته من صدقة السنة
وقال يحيى بن كثير رحمه الله من اكتحل يوم
عاشوراء بكحل فيه مسك لم يشتك عينه الى
قابل من ذلك اليوم واخبرنا ابو نصر عن والده
باسناده عن ابي غليظ بن امية بن خلف الجمحي
قال رأى النبي صلى الله عليه وسلم على بيتي صردا
فقال هذا اول طائر صام يوم عاشوراء وقال
قيس ابن عبادة كانت الوحش تصوم يوم عاشوراء
وعن ابي هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله
صلى الله عليه وسلم افضل صيام بعد شهر
رمضان شهر الله الذي يدعونه المحرم و
افضل الصلاة بعد المفروضة في جوف الليل
الصلاة يوم عاشوراء وعن علي كرم الله وجهه
قال ان النبي صلى الله عليه وسلم قال في شهر
الله المحرم تاب الله على قوم ويتوب على
آخرين وعن ابن عباس رضي الله عنهما قال
قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من صام آخر
يوم من ذي الحجة واول يوم من المحرم فقد

جس نے عاشوراء کے دن گھر والوں پر فراخی کی حق تعالیٰ اس پر تمام سال فراخی فرمائے گا۔

بعض سلف: جس نے زینت کے (عاشوراء کے) دن روزہ رکھا تو یہ روزہ ان تمام روزوں کا کفارہ ہو جائے گا جو روزے اس سے پورے سال میں روزے چھوٹ گئے ہیں اور جس نے اس دن صدقہ کیا تو یہ صدقہ ان تمام صدقوں کا کفارہ ہو جائے گا جو صدقہ اس سے پورے سال میں چھوٹ گیا ہے۔

یحییٰ بن کثیر: جو عاشوراء کے دن وہ سرمہ لگائے جس میں مشک بھی شامل ہو اس کی آنکھیں اگلے سال اس دن تک دکھنے نہیں آئیں گی۔ ابو نصر نے ہمیں اپنے والد سے اپنی اسناد سے ابو غلیظ بن امیہ بن خلف جمحی سے خبر دی کہ نبی اکرم صلعم نے میرے گھر میں ایک ممولا دیکھا اور فرمایا کہ یہ پہلا پرندہ ہے جس نے عاشوراء کا روزہ رکھا تھا۔ قیس بن عبادہ: وحشی جانور بھی عاشوراء کا روزہ رکھا کرتے تھے۔

حضرت ابوہریرہؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رمضان کے بعد افضل روزے اللہ کے مہینے میں ہیں جسے محرم کہا جاتا ہے اور فرض نمازوں اور رات کی نماز (دن) کے بعد افضل نماز عاشوراء کے دن کی نماز ہے۔

حضرت علی رضہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے اللہ کے مہینے (محرم) میں ایک قوم کی توبہ قبول فرمائی اور دوسروں کی توبہ قبول فرمائے گا۔

حضرت ابن عباسؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا جس نے ذی الحجہ کے پچھلے دن کا اور محرم کے پہلے دن کا روزہ رکھ لیا اس نے جانے والے سال کو روزے پر ختم اور آنے والے سال کو روزے سے

ختم السنۃ الماضیۃ بصوم واستفتح السنۃ المستقبلۃ بصوم وجعل اللہ عزوجل لہ کفارۃ خمسین سنۃ وعن عروۃ عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت کان عاشوراء یوما تصومہ قریش فی الجاھلیۃ وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصومہ بمکۃ فلما قدم المدینۃ فرض صیام رمضان فمن شاء صام یوم عاشوراء ومن شاء ترکہ وعن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المدینۃ فوجد الیھود تصوم یوم عاشوراء فسال عن ذلک فقالوا ھذا الیوم الذی اظھر اللہ فیہ عزوجل موسی علیہ السلام وبنی اسرائیل علی قوم فرعون فنحن نصومہ تعظیما لہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم نحن احق بموسی منکم فأمر بصومہ۔

فصل : واختلف العلماء رحمہم اللہ فی تسمیتہ بیوم عاشوراء فقال اکثرھم انما سمی یوم عاشوراء لانہ عاشر یوم من ایام المحرم وقال بعضھم انما سمی عاشوراء لانہ عاشر الکرامات التی اکرم اللہ عزوجل ھذہ الامۃ بھا اولھا رجب وھو شھر اللہ تعالی الاصم وانما جعلہ کرامۃ لھذہ الامۃ لفضلہ علی سائر الشھور کفضل ھذہ الامۃ علی سائر الامم الکرامۃ الثانیۃ شھر شعبان وفضلہ علی سائر الشھور کفضل النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی سائر الانبیاء والثالثۃ شھر رمضان وفضلہ

شروع کیا اور یہ روزے اس کے لئے پچاس سال کا کفارہ ہونگے۔

عروۃ از عائشہ رضؓ : عاشوراء کا روزہ جاہلیت میں قریش بھی رکھا کرتے تھے اور نبی صلعم بھی مکہ میں یہ روزہ رکھا کرتے تھے پھر پھر جب آپ مدینہ میں تشریف لے آئے تو آپ پر رمضان کے روزے فرض کر دئے گئے اب جو چاہتا تھا عاشوراء کا روزہ رکھ لیتا تھا اور جو چاہتا تھا چھوڑ دیتا تھا۔

حضرت ابن عباس رضؓ : رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لے آئے آپ نے دیکھا کہ یہودی عاشوراء کا روزہ رکھتے ہیں پوچھا : کیوں رکھتے ہو؟ بولے : اس لئے کہ اس دن حق تعالےٰ نے حضرت موسےٰ علیہ السلام کو اور بنی اسرائیل کو قوم فرعون پر غالب فرمایا تھا اس لئے ہم لوگ تعظیم کے طور پر عاشوراء کا روزہ رکھتے ہیں آپ نے فرمایا کہ ہم تم سے زیادہ حضرت موسےٰ علیہ السلام کے حق دار ہیں لہٰذا آپ نے مسلمانوں کو اس دن کا روزہ رکھنے کا حکم فرمایا۔

عاشوراء کی وجہ تسمیہ اس میں اختلاف ہے کہ عاشوراء کو عاشوراء کیوں کہتے ہیں؟ اکثر علماء کی رائے ہے کہ عاشوراء کو عاشوراء اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ محرم کا دسواں دن ہوتا ہے اور بعض کے نزدیک دس بزرگیوں میں سے یہ دن بھی ایک بزرگی ہے حق تعالےٰ نے اس امت کو دس بزرگیاں عطا فرمائی ہیں ایک بزرگی ماہ رجب سے ملی رجب اللہ کا مہینہ ہے اور بہرا ہے حق تعالےٰ نے اسے اس امت کو فضیلت کے طور پر بخشا ہے جیسے یہ امت تمام امتوں سے افضل ہے اسی طرح رجب تمام مہینوں سے افضل ہے دوسری بزرگی ماہ شعبان سے ملی جیسے نبی اکرم صلعم تمام نبیوں سے افضل ہیں اسی طرح شعبان تمام مہینوں سے افضل ہے تیسری بزرگی رمضان سے ملی جیسے حق تعالےٰ تمام مخلوق سے افضل ہے

علی سائر الشھور کفضل اللہ تعالیٰ علی خلقہ والرابعۃ لیلۃ القدر وھی خیر من الف شھر والخامسۃ یوم الفطر وھو یوم الجزاء والسادسۃ ایام العشر وھی ایام ذکر اللہ تعالیٰ والسابعۃ یوم عرفۃ وصومہ کفارۃ سنتین والثامنۃ یوم النحر وھو یوم القربان والتاسعۃ یوم الجمعۃ وھو سید الایام والعاشرۃ یوم عاشوراء وصومہ کفارۃ سنۃ وکل وقت من ھذہ الایام کرامۃ جعلھا اللہ تعالیٰ لھذہ الامۃ تکفیرا لذنوبھم وتطھیرا لخطایاھم و قال بعضھم انما سمی عاشوراء لان اللہ تعالیٰ اکرم فیہ عشرۃ من الانبیاء علیھم السلام بعشر کرامات احدھا انہ عزوجل تاب علی آدم علیہ السلام فیہ والثانیۃ رفع اللہ عزوجل ادریس علیہ السلام فیہ مکانا علیا والثالثۃ استوت سفینۃ نوح علیہ السلام فیہ الجودی والرابعۃ ولد ابراھیم علیہ السلام فیہ واتخذہ اللہ تعالیٰ خلیلا وانجاہ من نار نمرود فیہ والخامسۃ تاب اللہ عزوجل علی داود علیہ السلام فیہ ورد الملک علی سلیمان علیہ السلام فیہ والسادسۃ کشف اللہ ضر ایوب علیہ السلام فیہ والسابعۃ نجی اللہ عزوجل موسیٰ علیہ السلام من البحر واغرق فرعون فی البحر فیہ والثامنۃ نجی اللہ عزوجل یونس علیہ السلام من بطن الحوت

اسی طرح رمضان تمام مہینوں سے افضل ہے چوتھی بزرگی شب قدر ہے یعنی شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے پانچویں بزرگی عید سے یعنی عید کا دن جزاء کا دن ہے چھٹی بزرگی ذی الحجہ کے پہلے عشرے یعنی اس عشرے کے دس دن اللہ کے ذکر کے دن ہیں ساتویں بزرگی عرفہ سے یعنی اس کے روزے سے دو سال کے گناہ مٹ جاتے ہیں آٹھویں بزرگی بقرہ عید سے یعنی جو قربانی کا دن ہے نویں بزرگی جمعہ سے یعنی جو ہفتہ کے دنوں کا سردار ہے اور دسویں بزرگی عاشوراء سے یعنی جس کے روزے سے ایک سال کے گناہ مٹتے ہیں اور ان دنوں کی ہر گھڑی اہم اور عظیم ہے۔ حق تعالیٰ نے ان دنوں کو امت محمدیہ کے گناہ مٹانے کے لئے اور انہیں گناہوں کی آلائش سے پاک کرنے کے لئے بنایا ہے۔

بعض کے نزدیک عاشوراء کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے اس دن دس نبیوں کو دس فضائل سے مخصوص فرمایا حضرت آدم کی توبہ قبول فرمائی۔ حضرت ادریس علیہ السلام کو اونچے مقام پر اٹھایا، حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کو جودی پہاڑ پر ٹھہرایا، حضرت ابراہیم کو پیدا کیا اور آپ کو خلیل بنایا اور نمرود کی آگ سے محفوظ فرمایا۔ حضرت داؤد علیہ السلام کی توبہ قبول فرمائی، حضرت سلیمان کو دوبارہ ملک عطا فرمایا، حضرت ایوب علیہ السلام کو پرانی بیماری سے شفا بخشی حضرت موسیٰ کو دریا سے نجات دی اور فرعون کو غرق فرمایا حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ سے نجات دی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھایا اور ہمارے محبوب نبی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو پیدا فرمایا۔

عاشوراء میں اختلاف اس میں اختلاف ہے کہ عاشوراء محرم کا کون سا دن ہے؟ اکثر علماء کے نزدیک عاشوراء محرم کا

فیہ والتاسعۃ رفع اللہ عزوجل عیسٰی علیہ السلام الی السماء فیہ والعاشرۃ ولد نبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

فصل: واختلفوا فی ای یوم ھو من المحرم فقال اکثرھم الیوم العاشر من المحرم وھو الصحیح لما تقدم وقال بعضھم ھو الحادی عشر منہ ونقل عن عائشۃ رضی اللہ عنھا ھو التاسع منہ وعن الحکیم بن الاعرج انہ سأل ابن عباس رضی اللہ عنھما عن أیّ یوم بیصام عاشوراء فقال اذا رأیت ھلال المحرم فاعدد ثم اصبح صائماً من تاسعہ قلت کذلک کان یصومہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم قال نعم وفی حدیث آخر عن ابن عباس رضی اللہ عنھما ایضاً انہ کان یقول صام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم عاشوراء وامر بصیامہ قالوا یارسول اللہ تعظمہ الیھود والنصارٰی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان العام المقبل ان شاء اللہ تعالٰی صمنا یوم التاسع فلم یات العام المقبل حتی توفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ابن عباس رضی اللہ عنھما فی لفظ آخر قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لئن عشت الی قابل ان شاء اللہ تعالٰی صمت یوم التاسع مخافۃ ان یفوتہ یوم عاشوراء۔

فصل: ونذکر من فضائل یوم عاشوراء ان الحسین بن علی رضی اللہ تعالٰی عنھما قتل فیہ

دسواں دن ہے اور یہی بات صحیح ہے اس سلسلہ میں ہم اوپر کافی روشنی ڈال آئے ہیں۔ بعض نے محرم کا گیارھواں دن بتایا ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نواں دن بتایا ہے۔

حکیم بن اعرج سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ عاشوراء کا کس دن روزہ رکھا جائے؟ فرمایا کہ جب تم محرم کا ہلال دیکھ لو تو گنو اور نویں تاریخ کو روزہ رکھو۔ میں نے پوچھا کیا نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اسی طرح روزہ رکھا کرتے تھے؟ فرمایا: ہاں۔

ایک دوسری حدیث میں ابن عباس رضی اللہ عنہ ہی سے منقول ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلعم نے عاشوراء کا روزہ رکھا اور اس دن کے روزہ رکھنے کا حکم بھی فرمایا صحابہ نے کہا: یارسول اللہ! یہودی اور عیسائی اس دن کو عظیم سمجھتے ہیں فرمایا اگلے سال انشاء اللہ نویں تاریخ کا روزہ رکھیں گے اور دسویں تاریخ کا بھی تاکہ اہل کتاب کی مخالفت ہو جائے۔ لیکن ابھی اگلا سال آیا بھی نہ تھا کہ سرور عالم صلعم دنیا سے سدھار گئے، دوسرے لفظ ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں اگلے سال زندہ رہا تو انشاء اللہ نویں تاریخ کا اس ڈر سے کہ عاشوراء کا دن فوت نہ ہو جائے، روزہ رکھوں گا۔

★

عاشوراء کے دن کے فضائل محرم کی دسویں تاریخ شہادت امام حسین کا واقعہ پیش آیا۔ ام المومنین حضرت ام سلمہ کا بیان ہے

روی عن ام سلمۃ رضی اللہ عنھا انھا قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی منزلی اذ دخل علیہ الحسین رضی اللہ عنہ فطالعت علیھما من الباب واذا الحسین رضی اللہ عنہ علی صدر النبی صلی اللہ علیہ وسلم یلعب وفی ید النبی صلی اللہ علیہ وسلم قطعۃ من طین ودموعہ تجری فلما خرج الحسین رضی اللہ عنہ دخلت فقلت بابی انت وامی یارسول اللہ طالعت علیک وفی یدک طینۃ وانت تبکی فقال صلی اللہ علیہ وسلم لی لما فرحت بہ وھو علی صدری یلعب اتانی جبریل علیہ السلام وناولنی الطینۃ التی یقتل علیھا فلذلک بکیت وروی عن الحسن البصری رحمۃ اللہ انہ قال ان سلیمان بن عبد الملک رأی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی المنام یبشرہ ویلاطفہ فلما اصبح سأل الحسن رضی اللہ عنہ عن ذلک فقال لہ الحسن رضی اللہ عنہ لعلک فعلت الی اھل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معروفا فقال نعم وجدت رأس الحسین بن علی رضی اللہ عنہ فی خزانۃ یزید بن معاویۃ فکسوتہ خمسۃ من الدیباج وصلیت علیہ مع جماعۃ من اصحابی وقبرتہ فقال لہ الحسن رحمہ اللہ وامر لہ بالجوائز وروی عن حمزۃ بن الزیات قال رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم وابراھیم الخلیل علیہ السلام فی المنام یصلیان علی قبر الحسین بن علی رضی اللہ عنھما واخبرنا

کہ سرکار رسالت صلے اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں تشریف فرما تھے کہ اتنے میں آپ کے پاس حسینؓ تشریف لے آئے فرماتی ہیں میں دونوں کو دیکھنے لگی حسین نبی صلعم کے سینہ مبارک پر کھیلنے لگے رحمت عالم صلعم کے ہاتھ قدرے مٹی تھی اور آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے پھر جب حسین چلے گئے تو میں نے آپ کے پاس جا کر کہا کہ یارسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ کے ہاتھ میں مٹی تھی اور آپ رو رہے تھے فرمایا وہ میرے سینہ پر کھیل رہے تھے اور میں خوش تھا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور مجھے وہ مٹی دی جس پر انہیں قتل کر دیا جائے گا اس پر میری آنکھیں ڈبڈبا آئیں۔

حسن بصریؒ: سلیمان بن عبد الملک نے نبی صلعم کو خواب میں دیکھا کہ آپ سلیمان کو خوشخبری دے رہے ہیں اور ان سے محبت بھری باتیں فرما رہے ہیں صبح کو سلیمان نے حسن سے اپنا خواب بیان کیا۔ حسنؓ بولے شاید تم نے اہل بیت سے کچھ سلوک کیا ہے؟ بولا ہاں! میں نے یزید بن معاویہ کے خزانہ میں امام حسینؓ کا سر دیکھا اور اسے ریشم کے پانچ کپڑوں کا کفن دیا اور اپنے رفقاء کی ایک جماعت کے ساتھ اس پر نماز پڑھی اور قبر میں دفن کر دیا۔ حسنؓ نے کہا: اسی وجہ سے نبی صلعم آپ سے خوش ہیں یہ تعبیر سُن کر سلیمان خوش ہوئے اور حسنؓ بصری کے ساتھ اچھا سلوک کیا اور ان کے لئے تحائف کا حکم صادر فرمایا۔

حمزہ بن زیات: میں نے رحمت عالم صلعم کو اور حضرت ابراہیم کو خواب میں دیکھا کہ دونوں حسینؓ بن علیؓ کی قبر پر نماز پڑھ رہے ہیں۔

ابونصر عن والدہ باسنادہ عن ابی اسامۃ عن جعفر بن محمد رحمہ اللہ قال ہبط علی قبر الحسین بن علی رضی اللہ عنہما یوم اصیب سبعون الف ملک یبکون علیہ الی یوم القیامۃ۔

فصل : وقد طعن قوم علی من صام ہذا الیوم العظیم وما ورد فیہ من التعظیم وزعموا انہ لا یجوز صیامہ لاجل قتل الحسین بن علی رضی اللہ عنہما فیہ وقالوا ینبغی ان تکون المصیبۃ فیہ عامۃ لجمیع الناس لفقدہ فیہ وانتم تتخذونہ یوم فرح وسرور وتامرون فیہ بالتوسعۃ علی العیال والنفقۃ الکثیرۃ والصدقۃ علی الفقراء والضعفاء والمساکین ولیس ہذا من حق الحسین رضی اللہ عنہ علی جماعۃ المسلمین وہذا القائل مخطیء ومذہبہ قبیح فاسد لان اللہ تعالی اختار لسبط نبیہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم الشہادۃ فی اشرف الایام واعظمہا واجلہا وارفعہا عندہ لیزیدہ بذلک رفعۃ فی درجاتہ وکراماتہ مضافۃ الی کرامتہ ویبلغہ منازل الخلفاء الراشدین الشہداء بالشہادۃ ولو جاز ان یتخذ یوم موتہ یوم مصیبۃ لکان یوم الاثنین اولی بذلک اذ قبض اللہ تعالی نبیہ محمدا صلی اللہ علیہ وسلم فیہ وکذلک ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ قبض فیہ وہو ما روی ہشام بن عروۃ عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت قال ابوبکر رضی اللہ عنہ ای یوم توفی النبی

ہمیں ابونصر نے اپنے والد سے ان کی اسناد سے ابو اسامہ سے انہوں نے جعفر سے انہوں نے محمد سے خبر دی کہ جس دن امام حسین شہید ہوئے ہیں اس دن آپ کی قبر پر ستر ہزار فرشتے اترے جو قیامت تک آپ پر روتے رہیں گے۔

عاشوراء کے دن روزے پر اعتراض کچھ لوگ اس عظیم دن کے روزے پر اور اس کی عظمت و اہمیت پر اعتراض کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس دن روزہ رکھنا جائز نہیں کیونکہ اس دن امام حسین رضی کو شہید کیا گیا تھا لہٰذا یہ دن عوام کے اظہار حسرت و افسوس کا ہے نہ کہ روزہ رکھ کر خوشی منانے کا تم کہتے ہو یہ دن مسرت و فرح کا ہے اور اہل و عیال پر فراخی کرنے کا اور خوب خرچ کرنے کا حکم کرتے ہو اور کہتے ہو کہ آج فقراء، مساکین اور کمزوروں پر خوب خرچ کیا جائے اور انہیں زیادہ سے زیادہ صدقہ دیا جائے حالانکہ مسلمانوں پر امام حسین رضی کے حق میں سے یہ باتیں نہیں کیونکہ امام حسین مع اپنے اقارب کے بھوکے پیاسے دنیا سے سدھارے جن لوگوں کا ایسا خیال ہے وہ غلطی پر ہیں اور ان کی رائے قابل مذمت و غلط ہے کیونکہ حق تعالیٰ نے اپنے نبی محمد رسول اللہ صلعم کے نواسہ کو اس مشرف و معظم اور جلیل القدر و رفیع المرتبت دن میں شہادت کے لئے چنا تاکہ آپ کے درجات و مراتب بلند ترین ہوں اور ان میں اور چار چاند لگ جائیں اور انہیں خلفائے راشدین کے جن کو شہادت کے درجات پر فائز المرام کیا گیا تھا منازل تک پہنچا دیا جائے۔ اگر امام حسین رضی کے موت کے دن کو مصیبت و ماتم کا دن مان لیا جائے تو پیر کا دن سب سے بڑا ماتم کا دن ماننا پڑے گا کیونکہ اس دن اللہ کے آخری پیغمبر دنیا سے سدھارے۔ اسی طرح پیر کے دن حضرت ابوبکر رضی بھی دنیا سے رخصت ہوئے چنانچہ ہشام بن عروہ حضرت عائشہ رضی

صلی اللہ علیہ وسلم فیہ قلت یوم الاثنین قال
رضی اللہ عنہ انی ارجو ان اموت فیہ فمات رضی اللہ
عنہ فیہ وفقد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وفقد ابی بکر رضی اللہ عنہ اعظم من فقد غیر
هما وقد اتفق الناس علی شرف یوم الاثنین
وفضیلۃ صومہ وانہ تعرض فیہ الاعمال وفی
یوم الخمیس ترفع اعمال العباد وکذلک یوم
عاشوراء لا یتخذ یوم مصیبۃ ولان یتخذ یوم
عاشوراء یوم مصیبۃ لیس باولی من ان یتخذ
یوم فرح وسرور لما قدمنا ذکرہ وفضلہ من انہ
نجی اللہ تعالی فیہ انبیاءہ من اعدائهم واهلک
فیہ اعداءهم الکفار من فرعون وقومہ وغیر
هم وانہ تعالی خلق السموات والارض والاشیاء
الشریفۃ فیہ وآدم علیہ السلام وغیر ذلک وما
اعد اللہ تعالی لمن صامہ من الثواب الجزیل
والعطاء الوافر وتکفیر الذنوب وتمحیص السیئات
فصار عاشوراء بمثابۃ بقیۃ الایام الشریفۃ
کالعیدین والجمعۃ وعرفۃ وغیرها ثم لو جاز
ان یتخذ هذا الیوم مصیبۃ لاتخذہ الصحابۃ
والتابعون رضی اللہ عنهم لانهم اقرب الیہ
منا واخص بہ وقد ورد عنهم الحث علی التوسعۃ
علی العیال فیہ والصوم فیہ من ذلک ما روی
عن الحسن رحمہ اللہ انہ قال صوم یوم عاشوراء
فریضۃ وکان علی رضی اللہ عنہ یامر بصیامہ
وقالت لهم عائشۃ رضی اللہ عنها من یامر کم

سے روایت کرتے ہیں کہ آپ فرماتی تھیں کہ ابوبکرؓ نے مجھ سے پوچھا کہ کس دن رسول اللہ صلعم سدھارے تھے؟ میں نے کہا پیر کے دن، فرمایا امید ہے کہ میں بھی پیر ہی کے دن داعی اجل کو لبیک کہوں بالآخر آپ نے پیر ہی کے دن وفات پائی، رسول اللہ صلعم کا اور خلیفہ اول کا پیر کے دن فوت ہونا اور گم ہونا مسلمانوں کے لئے سب سے بڑا سانحہ ہے اتنا بڑا المیہ امام حسینؓ کی شہادت بھی نہیں حالانکہ پیر کے دن روزہ رکھنے پہ اور اس کی فضیلت پر علماء کا اختلاف ہے اور اس پہ بھی کہ پیر کے دن اعمال پیش کئے جاتے ہیں اور جمعرات کے دن چڑھائے جاتے ہیں اسی طرح عاشوراء کے دن کو مصیبت کا دن نہیں بنایا جائے گا جب یہ فرحت و مسرت کا دن ہے کہ کسی کی شہادت کی بنا پر اس دن کی فرح و مسرت پہ اور فضیلت پر آنچ نہیں آتی کیونکہ مصیبت کا دن تسلیم کرنا خوشی کا دن تسلیم کرنے سے اولیٰ نہیں کیونکہ اوپر ہم اس دن کی فضیلت بیان کر آئے ہیں کہ اس دن حق تعالیٰ نے اپنے انبیاء کو ان کے دشمنوں سے نجات دی اور ان کے دشمنوں کو ہلاک کیا جیسے فرعون وغیرہ کو اور اسی دن حق تعالیٰ نے آسمان و زمین اور شریف ترین چیزیں پیدا کیں اور آدم وغیرہ کو بھی پیدا کیا اور اس دن روزہ رکھنے والوں کے لئے حق تعالیٰ نے عطائے بے عدیل اور ثواب جزیل تیار کر رکھا ہے اور اس روزے سے حق تعالیٰ گناہ مٹا دیتا ہے اور جرائم کا قلع قمع کر دیتا ہے۔ بنابریں عاشوراء بمنزلہ دیگر شریف و افضل ایام کے ہے یعنی عید الفطر، عید جمعہ اور عرفہ وغیرہ کے قائم مقام ہے

علاوہ ازیں اگر اس دن کو مصیبت کا دن قرار دینا صحیح ہوتا تو صحابہ اور تابعین اسے مصیبت کا دن قرار دیتے کیونکہ وہ لوگ بہ نسبت ہمارے نبی صلعم سے بہت قریب تھے اور آپ کی صحبت کا فیض یافتہ تھے حالانکہ اس کے برعکس ان سے منقول یہی ہے کہ اس

یصوم یوم عاشوراء قالوا علی رضی اللہ عنہ قالت انہ اعلم من لقی بالسنۃ وروی عن علی رضی اللہ عنہ انہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من احیا لیلۃ عاشوراء احیاہ اللہ تعالی ماشاء فدل علی بطلان ماذھب الیہ القائل واللہ تعالی اعلم۔

دن اہل وعیال پر فراخی کی جائے اور روزہ رکھا جائے انہوں نے مسلمانوں کو انہیں باتوں کا شوق دلایا ہے چنانچہ حسن بصریؒ کا قول ہے کہ عاشورا کا روزہ فرض ہے۔ حضرت علیؓ عاشورا کے دن روزہ رکھنے کا حکم فرمایا کرتے تھے حضرت عائشہؓ نے لوگوں سے پوچھا کہ تم کو عاشورہ کے دن روزہ رکھنے کا کون حکم دیتا ہے؟ لوگوں نے کہا علیؓ نے فرمایا جو لوگ زندہ ہیں ان میں علی رضی سنت کو خوب جانتے ہیں۔ حضرت علی رضی سے روایت ہے کہ رحمت عالم صلعم نے فرمایا جس نے شب عاشورا کو جاگ کر عبادت میں گزاری حق تعالیٰ جب تک چاہے گا اسے زندہ رکھے گا۔ لہٰذا ان لوگوں کا خیال جو اس دن کو مصیبت کا دن بنانا چاہتے ہیں غلط ہے۔

گیارھویں مجلس

مجلس: فی فضائل یوم الجمعۃ قال اللہ تعالی یا ایھا الذین آمنوا اذا نودی للصلاۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکر اللہ وذروا البیع ذلکم خیر لکم ان کنتم تعلمون قال عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنھما یا ایھا الذین آمنوا یعنی اقروا وصدقوا بوحدانیۃ اللہ تعالی اذا نودی للصلاۃ یعنی اذا دعیتم بالاذان یوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکر اللہ یعنی فامشوا الی صلاۃ الجمعۃ وذروا البیع یعنی واترکوا البیع بعد النداء ذلکم یعنی الصلاۃ خیر لکم من الکسب والتجارۃ ان کنتم تعلمون یعنی تصدقون وسبب نزول ھذہ الآیۃ ان الیھود افتخروا علی المسلمین باشیاء ثلاثۃ احدھا قالوا نحن اولیاء اللہ واحباؤہ دونکم والثانی لنا کتاب ولا لکم کتاب والثالث لنا سبت ولا سبت لکم فرد اللہ علیھم وکذبھم

جمعہ کی فضیلت

حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اے ایمان والو جب جمعہ کے دن نماز کے لئے اذان دی جائے تو ذکر اللہ کی طرف چل کر آؤ اور کاروبار چھوڑ دو یہ تمہارے حق میں باعث خیر و فلاح ہے بشرطیکہ تم کو اس کے ثواب پر یقین ہو۔ حضرت ابن عباسؓ اس آیت کی تفسیر میں: یعنی اے وہ لوگ جنہوں نے اللہ کی وحدانیت کا اقرار کر لیا ہے اور اسے دل سے مان لیا ہے جب تم کو جمعہ کے دن اذان کے ذریعہ بلایا جائے تو جمعہ کی نماز کے لئے چل کر جاؤ اور اذان کے بعد خرید و فروخت چھوڑ دو کیونکہ تمہارے لئے اس کسب و تجارت سے نماز بہتر ہے اگر تم دل سے اللہ پر یقین لے آئے ہو۔

اس حدیث کا شان نزول یہ ہے کہ یہودیوں نے تین چیزوں سے مسلمانوں پر فخر کیا تھا کہ ہم اللہ کے دوست اور اس کے پیارے ہیں ہمارے پاس اللہ کی کتاب ہے تمہارے پاس کوئی کتاب نہیں اور ہمارے لئے ہفتہ کا دن مقرر ہے، تمہارا کوئی دن نہیں اس آیت میں حق تعالیٰ جل شانہ نے ان کی تردید فرمائی اور اپنے آخری محبوب نبی سے فرمایا کہ آپ ان سے کہہ دیں کہ اے یہودیو

فی هذه الآیة فقال لنبیه صلی الله علیه وسلم
قل یا ایها الذین هادوا ان زعمتم انکم اولیاء
لله من دون الناس فتمنوا الموت ان کنتم صادقین
بقولکم نحن اولیاء الله من دونکم وانزل الله عزوجل
لقولهم انتم امیون لاکتاب لکم قوله جل و
علا هو الذی بعث فی الامیین رسولا منهم
وذمهم فقال تعالی مثل الذین حملوا التوراة
ثم لم یحملوها کمثل الحمار یحمل اسفارا
الآیة وانزل تبارك وتعالی لقولهم لنا سبت
ولا سبت لکم یا ایها الذین آمنوا اذا نودی
للصلاة من یوم الجمعة الی قوله تعالی ذلکم
خیر لکم الآیة ثم قال عزوجل واذا رأوا
تجارة او لهوا انفضوا الیها الآیة وذلك ان
العیر اذا قدمت المدینة استقبلوها بالطبل
والتصفیق فیخرج الناس من المسجد فلما کان
ذات یوم جاءت العیر فخرجت الناس من
المسجد غیر اثنی عشر رجلا وامراة ثم جاءت
عیر اخری فخرجوا ایضا الا اثنی عشر رجلا و
امرأة ثم ان دحیة بن خلیفة الکلبی من
بنی عامر بن عوف اقبل بتجارة من الشام قبل
ان یسلم وکان یحمل معه من انواع التجارة
وکان یتلقاه اهل المدینة بالطبل والتصفیق
فوافق قدومه یوم الجمعة والنبی صلی الله علیه
وسلم قائم علی المنبر یخطب فخرج الیه الناس
فقال النبی صلی الله علیه وسلم انظروا کم بقی فی

اگر تمہارا یہ زعم ہے کہ دوسرے لوگوں کے علاوہ تم اللہ کے دوست ہو تو اگر تم اس دعوے میں سچے ہو تو موت کی خواہش کرو اور اس قول کی تردید میں کہ تم امی ہو اور تمہارے پاس کوئی کتاب نہیں فرمایا اللہ ہی نے ان پڑھ لوگوں میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا اور یہودیوں کی مذمت فرمائی کہ ان کی مثال جن پر تورات لادی گئی انہوں نے اسے اٹھایا نہیں گدھے کی سی ہے جو کتابوں کا بوجھ اٹھائے ہوئے ہے اور اس قول کی تردید میں کہ ہمارے لئے ہفتہ ہے تمہارے لئے نہیں اس آیت سے تردید کی کہ اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن نماز کے لئے اذان دی جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف چل کر آؤ اور کاروبار چھوڑ دو یہ ذکر تمہارے لئے بہتر ہے (آخر آیت تک) آگے حق تعالیٰ نے فرمایا کہ جب لوگ تجارت یا لہو لعب دیکھتے ہیں تو ان کے پاس آکر جمع ہو جاتے ہیں اور آپ کو کھڑا ہوا چھوڑ آتے ہیں یعنی جب تجارتی قافلہ مدینہ منورہ میں آتا ہے تو لوگ ڈھول اور تالیاں پیٹ پیٹ کر اس کا استقبال کرتے ہیں اور مسجد سے باہر نکل جاتے ہیں چنانچہ ایک دن یہی واقعہ پیش آیا کہ جمعہ کے خطبہ کے دوران ایک تجارتی قافلہ آگیا اور تمام لوگ مسجد سے نکل کر قافلہ کے خیر مقدم کے لئے چلے گئے اور نبی اکرم صلعم کے پاس صرف بارہ مرد و عورت رہ گئے پھر دوسری بار یہی واقعہ پیش آیا اور آپ کے پاس صرف بارہ اشخاص رہ گئے۔

پھر اسلام لانے سے قبل دحیہ بن خلیفہ کلبی عامری شام سے مال تجارت لے کر آتا ہے یہ ضرورت کی عام چیزوں کا تاجر تھا۔ اور اسکے پاس گوناگوں سامان تجارت تھا مدینہ والے اس کا خیر مقدم ڈھول اور سیٹیاں بجا بجا کر کیا کرتے تھے اتفاق سے جمعہ کے دن یہ مدینہ پہنچا اس وقت نبی اکرم صلعم منبر پر کھڑے ہوئے خطبہ دے رہے تھے تمام سامعین دحیہ کی طرف چلے گئے آپ نے فرمایا دیکھو کتنے آدمی باقی

المسجد فقالوا اثنا عشر رجلا وامرأة فقال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم لولا ھولاء لقد سومت علیھم الحجارۃ یعنی علم علی الحجارۃ لھم فانزل اللّٰہ عزوجل واذا راوا تجارۃ او لھوا انفضوا الیھا وترکوک قائما علی المنبر قل ما عند اللّٰہ خیر من اللھو یعنی الطبل والتصفیق ومن التجارۃ التی جاء بھا دحیۃ واللّٰہ خیر الرازقین من غیرہ وقیل من الاثنی عشر رجلا الذین بقوا فی المسجد ابوبکر وعمر رضی اللّٰہ تعالی عنھما۔

فصل : فی فضائل یوم الجمعۃ من طریق الآثار من ذلک ما روی العلاء بن عبد الرحمن عن ابیہ عن ابی ہریرۃ رضی اللّٰہ عنہ قال ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال لم تطلع الشمس ولم تغرب علی یوم افضل من یوم الجمعۃ وما من دابۃ الا وھی تفزع من یوم الجمعۃ الا الثقلان الجن والانس وعلی کل باب من ابواب المسجد ملکان یکتبان الناس الاول فالاول کرجل قرب بدنۃ وکرجل قرب بقرۃ وکرجل قرب شاۃ وکرجل قرب دجاجۃ وکرجل قرب بیضۃ فاذا قام الامام طوت الصحف وعن ابی سلمۃ عن ابی ہریرۃ رضی اللّٰہ عنہ عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال ان خیر یوم طلعت فیہ الشمس یوم الجمعۃ فیہ خلق اللّٰہ تعالی آدم وفیہ ادخلہ الجنۃ وفیہ اھبط منھا وفیہ تقوم الساعۃ وفیہ ساعۃ لا یوافقھا مؤمن

رہ گئے لوگوں نے کہا مرد و عورت سب ملا کر بارہ باقی ہیں آپ نے فرمایا اگر یہ بھی یہاں موجود نہ رہتے تو ان پر ان کے نام زرد پتھر برستے اور ہلاک ہو جاتے پھر آیت واذا راوا تجارۃ الخ اتری اس آیت میں لہو سے مراد ڈھول اور سیٹی ہے اور تجارت سے وہ مال تجارت مراد ہے جسے دحیہ لے کر آیا تھا۔ پھر فرمایا کہ غیر اللہ رزق نہیں دیتا بلکہ روزی رساں اللہ ہی ہے۔ کہتے ہیں ان بارہ باقی رہنے والوں میں حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ بھی تھے حق تعالیٰ ان سے راضی ہو۔

★

دوسرے اعتبار سے جمعہ کی فضیلت

علاء بن عبد الرحمٰن اپنے والد عبد الرحمٰن سے اور وہ حضرت ابو ہریرہؓ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا کوئی دن جس میں سورج طلوع و غروب ہوتا ہے جمعہ کے دن سے افضل نہیں اور بجز انسانوں اور جنوں کے اللہ کی تمام مخلوق جمعہ کے دن وہشت زدہ رہتی ہے اور مسجد کے دروازے پر دو فرشتے کھڑے ہوئے آنیوالوں کے ترتیب سے نام لکھتے رہتے ہیں سب سے پہلے آنیوالوں کو ایک اونٹ کی قربانی کا دوسری ساعت میں آنے والوں کو بیل کی قربانی کا تیسری ساعت میں آنیوالوں کو بکری کی قربانی کا، چوتھی ساعت میں آنے والوں کو مرغی کا اور پانچویں ساعت میں آنیوالوں کو انڈے کا ثواب ملتا ہے۔ پھر جب امام خطبہ کے لئے کھڑا ہو جاتا ہے تو فرشتے اپنے اپنے دفتر لپیٹ لیتے ہیں (اور لکھنا بند کر کے خطبہ سننے میں مشغول ہو جاتے ہیں) ابو سلمہ ابو ہریرہؓ سے اور وہ نبی اکرم صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ تمام دنوں میں جن میں سورج طلوع ہوتا ہے جمعہ کا دن بہتر ہے اللہ تعالٰی نے اسی دن حضرت آدمؑ کو پیدا کیا، اسی دن آپ کو جنت میں

يسأل الله تعالى فيها شيئا الا اعطاه اياه قال
ابو سلمة قال عبد الله بن سلام رضي الله عنه
قد عرفت تلك الساعة هي آخر ساعة من النهار
وهي الساعة التي خلق فيها آدم عليه السلام
قال الله عزوجل خلق الانسان من عجل وروى
عبد الله بن منذر قال قال رسول الله صلى الله عليه
وسلم يوم الجمعة سيد الايام واعظمها عند الله
وهو اعظم عند الله تعالى من يوم الفطر وفيه
خمس خلال فيه خلق الله تعالى آدم عليه السلام
وفيه اهبط الى الارض وفيه توفي وفيه ساعة
لا يسأل العبد ربه فيها شيئا الا اعطاه اياه
مالم يسأل حراما وفيه تقوم الساعة وما من
ملك مقرب عند ربه عزوجل الا وهو يفزع
من يوم الجمعة والاسماء ولا ارض الا وهي
تشفق من يوم الجمعة وعن ابي هريرة رضي الله
عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال
خير يوم طلعت فيه الشمس يوم الجمعة فيه
خلق آدم عليه السلام وفيه ادخل الجنة وفيه
اخرج منها وفيه تقوم الساعة وعن ابي هريرة
رضي الله عنه ايضا عن النبي صلى الله عليه وسلم
انه قال اليوم الشاهد يوم الجمعة والمشهود
يوم عرفة والموعود يوم القيامة ما طلعت شمس
ولا غربت على يوم افضل من يوم الجمعة فيه
ساعة لا يوافقها عبد مؤمن يسأل الله تعالى فيها
خيرا الا اعطاه او يستعيذه من شر الا يعيذه

داخل کیا، اسی دن آپ کو جنت سے اتارا گیا، اسی دن قیامت آئے گی اسی دن میں ایک ایسی ساعت کہ اگر اتفاق سے اسے کوئی مومن پالے اور اس میں اللہ سے کچھ مانگے تو اللہ تعالیٰ اسے اس کو ضرور دیتا ہے۔ ابو سلمہؓ فرماتے ہیں کہ عبد اللہ بن سلام فرمایا کرتے تھے کہ وہ ساعت مجھے معلوم ہے یہ دن کی سب سے پچھلی ساعت ہے اس ساعت میں حضرت آدمؑ پیدا ہوئے حق تعالیٰ نے فرمایا: انسان جلدی سے پیدا کیا گیا۔ عبد المنذر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار اور اللہ کے نزدیک سب دنوں سے عظیم ہے اور یہ دن اللہ کے نزدیک عید کے دن سے بھی زیادہ عظیم ہے اس کی پانچ خصوصیات ہیں اس میں اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو پیدا کیا اسی دن آپ زمین پر اتارے گئے، اسی دن آپ فوت ہوئے، اسمیں ایک ایسی ساعت ہے کہ جو بندہ اس ساعت میں اپنے رب سے جو کچھ مانگتا ہے اللہ تعالیٰ وہی اسے عطا فرماتا ہے بشرطیکہ حرام کا سوال نہ ہو، اسی دن قیامت آئیگی اور رب کے پاس کوئی ایسا مقرب فرشتہ نہیں جو جمعہ کے دن سے دہشت زدہ نہ ہو اور زمین و آسمان سب جمعہ کے دن سے خوفزدہ رہتے ہیں۔

حضرت ابوہریرہؓ نبی صلعم سے بیان فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا دنوں میں سب سے بہتر دن جن میں سورج نکلتا ہے جمعہ کا دن ہے اسی دن حضرت آدمؑ پیدا ہوئے اسی دن جنت میں داخل کئے گئے اسی دن جنت سے نکالے گئے اور اسی دن قیامت آئے گی۔

حضرت ابوہریرہؓ کا بیان ہے کہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ شاہد جمعہ کا، مشہود عرفہ کا اور موعود قیامت کا دن ہے کسی ایسے دن پر سورج طلوع و غروب نہیں ہوا جو جمعہ کے دن سے افضل ہو یعنی جب جمعہ کا دن تمام دنوں سے افضل ہے اس میں ایک ایسی ساعت ہے کہ اگر اسے کوئی مومن بندہ پالے اور اس میں اللہ تعالیٰ سے کوئی مراد مانگے

اخبرنا ابو نصر عن والده باسناده عن علی بن ابی طالب
رضی اللہ عنہ قال اذا کان یوم الجمعۃ خرجت
الشیاطین یزفون الناس الی اسواقھم و معھم
الرایات وتخرج الملائکۃ علی ابواب المساجد
یکتبون الناس علی قدر منازلھم السابق والمصلی
والذی یلیہ حتی یخرج الامام فمن دنا من الامام
فنصت واستمع ولم یلغ کان لہ کفلان من
الاجر ومن نأی عنہ فاستمع ونصت ولم یلغ کان
لہ کفل من الاجر ومن دنا من الامام فلغا
ولم ینصت ولم یستمع کان لہ کفلان من الوزر
ومن نأی عنہ فلغا ولم ینصت ولم یستمع کان
علیہ کفل من الوزر ومن قال صہ فقد تکلم
ومن تکلم فلا جمعۃ لہ ثم قال علی رضی اللہ
عنہ ھکذا سمعت من نبیکم محمد صلی اللہ علیہ
وسلم وعن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال سمعت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اذا قلت
لصاحبک یوم الجمعۃ والامام یخطب انصت
فقد لغوت وعن عمرو بن شعیب عن ابیہ
عن جدہ رضی اللہ عنہ قال ان رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم قال تقف الملائکۃ علی ابواب
المساجد یوم الجمعۃ یکتبون مجیء الناس حتی
یخرج الامام فاذا خرج الامام طویت الصحف
ورفعت الاقلام قال فتقول الملائکۃ بعضھم
لبعض ما حبس فلانا وما حبس فلانا قال
فتقول الملائکۃ بعضھم لبعض اللھم ان کان

تو حق تعالیٰ اس کی مراد ضرور بر لاتے ہیں یا کسی چیز سے پناہ مانگے تو
حق تعالیٰ اسے ضرور پناہ دے دیتے ہیں۔ ہمیں ابو نصر نے اپنے والد
سے اپنی اسناد سے حضرت علی رضؓ سے خبر دی کہ حضرت علی رضؓ نے فرمایا کہ
جمعہ کے دن شیطان لوگوں کے پاس بازاروں میں نکل کر آتے ہیں
اور جھنڈے لیکر تمام بازاروں میں پھیل جاتے ہیں اور فرشتے مسجدوں کے
دروازوں پر آنے والوں کو ترتیب وار لکھنے کے لئے کھڑے ہو جاتے
ہیں یہاں تک کہ امام منبر پر آئے پھر جو امام کے قریب آکر بیٹھے اور
خاموش رہ کر غور سے خطبہ سنے اور کوئی لغو کام نہ کرے تو اس کے
لئے دوہرا ثواب ہے اور جو امام سے دور رہے اور لغو کام نہ کرے
اور خاموش ہو کر خطبہ سنے اس کے لئے اکہرا ثواب ہے اور جو امام
سے دور رہ کر لغو کرے اور نہ خاموش رہے اور نہ خطبہ سنے اس پر
ایک حصہ گناہ ہے اگر کسی نے دوسرے سے کہا خاموش رہ اس نے
کلام کیا لہذا اس کا جمعہ نہیں ہوا یعنی اسے جمعہ کا ثواب نہیں ملا
پھر حضرت علی رضؓ نے فرمایا کہ میں نے تمہارے نبی محمد رسول اللہ صلعم
سے اسی طرح سنا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضؓ کا بیان ہے کہ میں نے
نبی اکرم صلعم سے سنا آپ فرما رہے تھے اگر تم جمعہ کے دن جب امام
خطبہ دے رہا ہو کسی کو یہ کہو کہ خاموش رہ تو تم لغو کے مرتکب ہو گئے
عمرو بن شعیب از ابیہ از جدہ، رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا، جمعہ کے دن فرشتے مسجدوں کے دروازوں پر کھڑے ہو کر
لوگوں کے آنے کو (ترتیب سے) لکھتے ہیں جب تک امام منبر پر
نہیں آتا پھر جب امام منبر پر آجاتا ہے تو فرشتے اپنے دفتر لپیٹ
لیتے ہیں اور قلم اٹھالئے جاتے ہیں۔ فرمایا پھر فرشتے آپس میں ایک
دوسرے سے پوچھتے ہیں فلاں فلاں کو کس چیز نے روک لیا کہ وہ نماز
میں نہیں آیا، فرمایا پھر فرشتے بعض بعض سے کہتے ہیں اے اللہ
اگر وہ بیمار ہے تو اسے شفا عطا فرما اور اگر بھٹکا ہوا ہے تو صحیح

مریضا فاشفه وان کان ضالا فاهده وان کان
غائبا فاعنه وقال جعفر حدثنا ثابت قال بلغنا
ان لله تعالی ملائکة معهم الواح من فضة
واقلام من ذهب یکتبون من صلی لیلة الجمعة
ویوم الجمعة فی جماعة اخبرنا الشیخ ابو نصر عن
والده باسناده عن ابی الزبیر عن جابر بن عبد الله
رضی الله عنهما قال ان رسول الله صلی الله علیه
وسلم قال من کان یؤمن بالله والیوم الآخر
فعلیه الجمعة فی یوم الجمعة الا مریضا او مسافرا
او امرأة او صبیا او مملوکا ومن استغنی عنها بلهو
او تجارة استغنی الله تعالی عنه والله غنی حمید
وعن ابی الجعد الضمیری عن النبی صلی الله علیه
وسلم انه قال من ترک الجمعة ثلاثا تهاونا
بها طبع الله تعالی علی قلبه واخبرنا الشیخ ابو نصر
عن والده باسناده عن سعید بن المسیب عن جابر
بن عبد الله رضی الله عنهما قال سمعت رسول الله
صلی الله علیه وسلم یقول علی منبره یا ایها الناس
توبوا الی الله تعالی قبل ان تموتوا وبادروا بالاعمال
الصالحة قبل ان تشغلوا وصلوا الذی بینکم وبین
ربکم بکثرة ذکرکم له تسعدوا واکثروا من
الصدقة فی السر والعلانیة تؤجروا وتحمدوا
وترزقوا واعلموا ان الله تعالی قد فرض علیکم
الجمعة فریضة مکتوبة فی مقامی هذا فی شهری
هذا فی عامی هذا الی یوم القیامة من وجد
الیها سبیلا وترکها فی حیاتی او بعدی جحودا

دے اور اگر غائب ہے تو اس کی اعانت فرما۔ جعفر کہتے ہیں ہم
سے ثابت نے بیان کیا کہ ہمیں خبر ملی ہے کہ حق تعالیٰ کے کچھ ایسے فرشتے
ہیں جن کے پاس چاندی کی تختیاں ہیں اور سونے کے قلم ہیں اور انہیں
لکھ لیتے ہیں جو جمعہ کی شب میں نماز پڑھتے ہیں اور جمعہ کے دن جماعت
سے نماز پڑھتے ہیں۔ ہمیں شیخ ابو نصر نے اپنے والد سے ان کی سند
سے ابو الزبیر سے خبر دی وہ جابر بن عبد اللہ سے روایت کرتے ہیں
کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جس کا اللہ پر اور آخرت پر ایمان ہے
اس پر جمعہ کے دن جمعہ واجب ہے الا یہ کہ وہ بیمار ہو یا مسافر
ہو یا عورت ہو یا بچہ ہو یا غلام ہو اور جو جمعہ کی نماز سے
لہو ولعب یا کاروبار کی وجہ سے غافل رہا حق تعالیٰ کو اس کی
پرواہ نہیں اللہ تو بے نیاز و محمود ہے۔ ابو الجعد ضمیری کا بیان
ہے کہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ جس نے سستی سے معمولی سمجھ کر
تین جمعہ چھوڑ دئے اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دیتے ہیں
ہمیں شیخ ابو نصر نے اپنے والد سے ان کی سند سے سعید بن مسیب
سے خبر دی وہ جابر بن عبد اللہ سے روایت کرتے ہیں جابر فرماتے
ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلعم سے سنا کہ آپ اپنے منبر پر
فرما رہے تھے لوگو! مرنے سے پہلے پہلے اللہ تعالیٰ سے توبہ
کرلو اور مشغول ہونے سے قبل نیک عملوں میں جلدی کرو اور
اپنے اور اپنے رب کے درمیان کثرت ذکر اللہ سے رابطہ قائم
رکھو تم کو سعادت نصیب ہوگی اور ظاہر کر کے اور چھپا کر خوب
صدقہ کرو تم کو ثواب ملے گا لوگ تمہاری تعریف کریں گے اور تم کو
روزی دی جائے گی دیکھو حق تعالیٰ نے تم پر جمعہ فرض فرما دیا
ہے جو اس جگہ اس مہینہ اور اس سال میں قیامت تک ان پر
لکھ دیا گیا ہے جو اس کی طرف راہ پائیں پھر جو جمعہ کی نماز میری
زندگی میں یا میرے بعد اس کا انکار کر کے یا اسے ہلکا سمجھ کر چھوڑ

بها او استخفافا بها وله امام جائر او عادل فلا جمع الله له شمله ولا بارك له في امره الا فلا صلاة له الا ولا وضوء له الا ولا زكاة له الا ولا حج له الا ولا بركة له حتى يتوب فان تاب تاب الله عليه الا ولا تؤمن امراة رجلا ولا يؤمن اعرابي مهاجرا الا ولا يؤمن فاجر مؤمنا الا ان يقهره سلطان يخاف سيفه وسوطه و

اخبرنا ابو نصر عن والده باسناده عن ثابت البنانى عن طاؤس عن ابي موسى الاشعري رضي الله عنه قال ان النبي صلى الله عليه وسلم قال ان الله يبعث الايام يوم القيامة على هيئتها ويبعث الجمعة و هي زاهرة منيرة اهلها يحفون بها كالعروس تهدى الى كريمها تضئ لهم يمشون في ضوئها الوانهم كالثلج وريحهم كالمسك يخوضون في جبال الكافور وينظر اليهم الثقلان ما يطرفون تعجبا حتى يدخلوا الجنة لا يخالطهم احد الا المؤذنون المحتسبون واخبرنا ابو نصر عن والده باسناده عن ثابت البناني عن انس ابن مالك رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال ان لله تعالى ستمائة الف عتيق من النار في كل يوم وليلة الجمعة ويوم الجمعة اربع وعشرون ساعة في كل ساعة ستمائة الف عتيق من النار كلهم قد استوجبوا النار وفي لفظ آخر عن ثابت عن انس رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال ان لله في كل ساعة من ساعات

دے اور امام ظالم یا عادل بھی موجود ہو تو اللہ اس کی پریشانیاں دور نہ فرمائے اور نہ اس کے کسی کام میں برکت عطا فرمائے کان کھول کر سن لو اس کی نماز نہیں نہ اس کا وضو ہے سن لو نہ اس کی زکوٰۃ ہے اور سنو نہ اس کا حج ہے اور سنو نہ اس کے لئے برکت ہے جب تک وہ توبہ نہ کرلے پھر اگر توبہ کرلے تو حق تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمالیں گے سنو عورت مردوں کی امام نہ بنے نہ دیہاتی مہاجر کا امام بنے اور نہ فاجر و فاسق مومن کا امام بنے الا یہ کہ اس پر سلطان جبر کرے اور وہ اس کی تلوار اور کوڑے سے خوفزدہ ہو۔

ہمیں ابو نصر نے اپنے والد سے ان کی اسناد سے ثابت بنانی سے خبر دی وہ طاؤس سے اور وہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں ابو موسیٰ کا بیان ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالیٰ جل مجدہٗ قیامت کے دن دنوں کو ان کی موجودہ ہیئت پر اٹھائے گا اور جمعہ کو اس حال میں اٹھائے گا کہ وہ چمکتا دمکتا ہوگا اور اپنے ماننے والوں کو جگمگا رہا ہوگا اور اس کے ماننے والے اسے گھیرے ہوئے ہونگے جیسے دولہن بنا سنوار کر دولہا کے پاس جو اس کا پیارا ہوتا ہے بھیجی جاتی ہے جمعہ ان کو روشنی بخشے گا اور وہ اس کی روشنی میں چلیں گے ان کے رنگ برف کی طرح سفید ہونگے اور ان سے مشک کی لپٹیں چھوٹ رہی ہونگی جیسے کافور کے پہاڑوں میں سے گذر رہے ہیں اور انہیں جن اور انسان دیکھیں گے اور حیرت و استعجاب کی وجہ سے ان کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں گی حتیٰ کہ وہ اس شان سے جنت میں داخل ہو جائیں گے اور ان میں بجز ان موذنوں کے جو ثواب کی نیت سے اذان دیا کرتے تھے دوسرے حضرات شامل نہ ہونگے

ہمیں ابو نصر نے اپنے والد سے ان کی اسناد سے ثابت البنانی سے خبر دی وہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ

الدنیا ستمائة الف عتیق من النار یعتقهم کلهم قد استوجبوا النار یوم القیامة وفی یوم الجمعة ولیلة الجمعة اربع وعشرون ساعة لیس فیها ساعة الا ولله عزوجل فیها ستمائة الف عتیق یعتقهم من النار کلهم قد استوجبوا النار وعن عبد الرحمن بن ابی لیلی عن ابی الدرداء رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من صلی یوم الجمعة فی جماعة کتبت له حجة متقبلة وان صلی العصر کانت له عمرة وان تمسی فی مکانه لم یسأل الله تعالی شیئا الا اعطاه و عن ابی امامة الباهلی رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من صام یوم الجمعة وصلی مع الامام وشهد جنازة وتصدق بصدقة وعاد مریضا وشهد نکاحا وجبت له الجنة واخبرنا ابو نصر عن والده باسناده عن عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده رضی الله عنه عن النبی صلی الله علیه وسلم انه قال یحضر الجمعة ثلاثة نفر فرجل حضرها بلغو فذاك حظه ورجل حضرها بدعاء فهو رجل دعا الله تعالی فان شاء اعطاه وان شاء منعه ورجل حضرها بانصات وسکوت ولم یتخط رقبة مسلم ولم یؤذ احدا فهی کفارة الی الجمعة التی تلیها وزیادة ثلاثة ایام فان الله عزوجل یقول من جاء بالحسنة فله عشر امثالها وقد ورد فی الحدیث عنه صلی الله علیه وسلم انه قال

آپ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ روزانہ ۶ لاکھ انسان آگ سے آزاد فرماتا ہے اور جمعہ کی ۲۴ ساعتیں ہیں اور اس کی ہر ساعت میں آگ سے چھ لاکھ وہ لوگ آزاد ہوتے ہیں جن پر آگ واجب تھی۔

اسی حدیث کے ایک لفظ میں ہے کہ حق تعالیٰ دنیا کی ساعتوں (دونوں) میں سے ہر ساعت میں ۶ لاکھ جہنمیوں کو جن پر قیامت کے دن آگ واجب ہو چکی تھی آزاد فرماتا ہے لیکن جمعہ کے ۲۴ گھنٹوں میں سے کوئی ایسا گھنٹہ نہیں جس میں ۶ لاکھ وہ لوگ آزاد نہ ہوتے ہوں جو آگ کے مستحق قرار پا چکے تھے۔

عبدالرحمن بن ابی لیلے، ابوالدرداءؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جس نے جمعہ کے دن جماعت سے جمعہ کی نماز پڑھی اسے ایک مقبول حج کا ثواب ملے گا اور اگر عصر کی نماز جماعت سے پڑھی تو عمرے کا ثواب ملے گا اور اگر عصر کے بعد نماز پڑھ کر اپنی جگہ پر بیٹھا رہا تو حق تعالیٰ سے جو مانگے گا وہ اسے ضرور ملے گا۔ حضرت ابوامامہ باہلی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جو جمعہ کا روزہ رکھے اور امام کے ساتھ جمعہ کی نماز پڑھے اور کسی کے جنازے میں شریک ہو اور صدقہ کرے اور بیمار کی بیمار پرسی کرے اور مجلس نکاح میں شامل ہو اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔ ہمیں ابو نصر نے اپنے والد سے اپنی اسناد سے عمرو بن شعیب انہ ابیہ انہ جدہ از نبی صلعم سے خبر دی کہ آپ نے فرمایا کہ جمعہ کی نماز کے لئے تین قسم کے آدمی ہوتے ہیں ایک شخص لغو کے لئے آتا ہے لہٰذا لغو ہی اس کا حصہ ہے اور ایک دعا کے لئے آتا ہے اس نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی ہے اگر اللہ چاہے تو دعا قبول فرمائے اور نہ چاہے تو قبول نہ فرمائے اور ایک شخص خاموش اور چپ رہنے کے لئے آتا ہے اور کسی مسلمان کی گردن سے نہیں پھلانگتا اور نہ کسی کو ایذا دیتا ہے اس کے لئے یہ جمعہ متصلہ

ما من دابة الا وهي قائمة على ساق يوم الجمعة مشفقة من قيام الساعة الا الشياطين وشقي بني آدم ويقال ان الطير والهوام تلقى بعضها بعضا في يوم الجمعة فتقول سلام عليكم يوم صالح وفي خبر آخر ان جهنم تسعر في كل يوم قبل الزوال عند استواء الشمس في كبد السماء فلا تصلوا في هذه الساعة الا يوم الجمعة فانها صلاة كلها وان جهنم لا تسعر فيه۔

فصل: روي عن ابي صالح عن ابي هريرة رضي الله عنه ان النبي صلى الله عليه وسلم قال من اغتسل يوم الجمعة ثم راح في الساعة الاولى فكانما قرب بدنة ومن راح في الساعة الثانية فكانما قرب بقرة ومن راح في الساعة الثالثة فكانما قرب كبشا اقرن ومن راح في الساعة الرابعة فكانما قرب دجاجة ومن راح في الساعة الخامسة فكانما قرب بيضة فاذا خرج الامام حضرت الملائكة يستمعون الذكر فالساعة الاولى تكون بحد صلاة الصبح والساعة الثانية تكون عند ارتفاع الشمس والثالثة عند انبساطها وهي الضحى الاعلى اذا رمضت الاقدام بحر الشمس والساعة الرابعة تكون قبل الزوال والخامسة اذا زالت الشمس او مع استوائها وعن نافع عن ابن عمر رضي الله عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من اغتسل في كل يوم جمعة

جمعہ تک کے گناہوں کا کفارہ ہے اور تین مزید کا بھی کیونکہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو ایک نیکی کرے اس کے لئے دس نیکیاں ہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ سرورِ کونین صلعم نے فرمایا کہ ہر جانور جمعہ کے دن اپنے پیروں پر کھڑا ہوا قیامت سے خوفزدہ رہتا ہے کہ کہیں اسی جمعہ کو قیامت نہ آجائے ۔ ہاں شیطان اور بدبخت انسان خوفزدہ نہیں ہوتے۔ کہا جاتا ہے کہ پرندے اور کیڑے مکوڑے جمعہ کے دن آپس میں ایک دوسرے سے ملتے ہیں اور کہتے ہیں سلام علیکم یہ دن اچھا ہے ۔ ایک حدیث میں ہے کہ زوال سے قبل جب سورج وسط آسمان میں ٹھہر جاتا ہے تو روزانہ جہنم بھڑکائی جاتی ہے بنابریں اسوقت نماز پڑھو البتہ جمعہ کا دن سارے کا سارا نماز کا دن ہے اور جمعہ کے دن زوال سے قبل جہنم نہیں بھڑکایا جاتا۔

جمعہ کی نماز کی تیاری

ابو صالح ابوہریرہؓ سے اور وہ نبی اکرم صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ جو جمعہ کے دن نہائے پھر پہلی ساعت میں نماز کے لئے چلا جائے۔ تو گویا اس نے ایک اونٹ کی قربانی کی اور جو دوسری ساعت میں گیا گویا اس نے ایک گائے کی قربانی کی اور جو تیسری ساعت میں گیا گویا اس نے ایک سینگوں والے مینڈھے کی قربانی کی اور جو چوتھے گھنٹہ میں گیا گویا اس نے اللہ کے تقرب کے ایک مرغی اللہ کی راہ میں دی اور جو پانچویں ساعت میں گیا گویا اس نے ایک انڈا فی سبیل اللہ دیا پھر جب امام منبر پر آجاتا ہے تو فرشتے وعظ سننے کے لئے آموجود ہوتے ہیں۔ پہلی ساعت نماز صبح کے بعد سے شروع ہوجاتی ہے دوسری ساعت سورج کے بلند ہونے پر شروع ہوتی ہے تیسری ساعت کافی دھوپ پھیلنے پر ہوتی جسے اعلیٰ چاشت کہا جاتا ہے جب کہ سورج کی گرمی سے پیر جلنے لگتے ہیں اور چوتھی ساعت زوال سے پہلے ہوتی ہے اور پانچویں ساعت سورج کے ٹھہرنے پر یا زوال کے بعد ہوتی ہے۔ نافع از ابن عمر: رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جو ہر جمعہ کے دن نہائے حق تعالیٰ جل مجدہ اسے گناہوں

اخرجه الله تعالیٰ من ذنوبه ثم قیل له استانف
العمل وروی عن رسول الله صلی الله علیه وسلم انه
قال من غسل واغتسل وغدا وابتکر ودنا من الامام
ولم یلغ کان له بکل خطوة صیام سنة وقیامها
قوله صلی الله علیه وسلم من غسل بالتشدید ای غسل
اهله کنایة من الجماع ولهذا یستحب عند اهل العلم
اتیان الزوجة فی یوم الجمعة وکان بعض السلف یفعله
اتباعا لهذا الحدیث وروی بالتخفیف ای غسل راسه
ثم غسل جسده وعن الحسن عن ابی هریرة رضی الله
عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یا ابا
هریرة اغتسل کل یوم جمعة ولو سار ان تشتری الماء
بقوت یومك فغسل الجمعة مستحب عند اکثر الفقهاء
وواجب عند داؤد فلا ینبغی ان یترکه من یاتی الجمعة
قال ووقته بعد طلوع الفجر الثانی والاولی له ان
یعقبه بالرواح الی المسجد لیخرج من الخلاف وان
یتحفظ من نقض الطهارة حتی یصلی الجمعة وینوی
بالغسل خدمة مولاه فان اصبح جنبا فتوضأ واغتسل
ناویا بهما الجنابة والجمعة جاز ویتنظف باخذ
شعره وظفره وقطع رائحته ای الکریهة ویلبس احسن
ثیابه وافضلها البیاض ویتعمم ویرتدی فانه جاء
فی الحدیث ان الملائکة تصلی علی اهل العمائم
یوم الجمعة ویتطیب باطیب طیبه مما یظهر ریحه
ویخفی لونه ولیخرج من بیته الی الجامع وعلیه السکینة
والوقار خاشعا متواضعا مجتنبا مفتقرا مکثرا
من الدعاء والاستغفار والصلاة علی رسول الله

سے پاک وصاف فرما دیگا پھر اس سے کہا جائیگا (کہ آج سے) از سر نو عمل کر
رحمت عالم صلعم نے فرمایا جس نے غسل کرایا، غسل کیا اور صبح سویرے گیا
اور امام کے قریب جا کر بیٹھا اور لغویات سے بچا رہا اسے ہر قدم کے عوض سال
بھر کے روزوں کا اور ایک سال کی راتوں کی عبادتوں کا ثواب ملے گا۔
جس نے غسل کرایا یعنی جمعہ کی شب کو اپنی بیوی یا لونڈی سے ہمبستری کی
تاکہ خود بھی غسل کرے اور اسے بھی غسل کرائے اسی لئے علماء کے نزدیک جمعہ
کی شب کو بیوی کے ساتھ ہمبستری مستحب ہے۔ بعض سلف اس حدیث
پر عمل کرتے ہوئے جمعہ کی شب کو ہمبستری کیا کرتے تھے یہ معنی غَسَّلَ کی رو
سے ہے لیکن اگر غسل تخفیف کے ساتھ ہو تو یہ معنی ہے کہ جس نے اپنا سر
دھویا پھر نہایا۔ حسن از ابو ہریرہؓ: رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ ابو ہریرہؓ
ہر جمعہ کو غسل کیا کر اگرچہ تجھے روز از غذا کی قیمت کے عوض پانی خریدنا پڑے
بنابریں اکثر علماء کے نزدیک جمعہ کا غسل مستحب ہے بلکہ داؤد ظاہری
کے نزدیک تو واجب ہے اس لئے جمعہ کی نماز کے لئے حاضر ہونیوالوں کو
غسل کا چھوڑنا لائق نہیں۔ فرمایا غسل کا وقت صبح صادق کے بعد سے
شروع ہوتا ہے لیکن اولیٰ یہ ہے کہ مسجد میں جانے سے پہلے غسل کیا جائے
پھر بلا تاخیر کے مسجد میں چلا جانا چاہیئے تاکہ اختلاف سے بچ جائے۔ اور
پاکی کے تحفظ کا خیال رکھے جب تک جمعہ کی نماز نہ پڑھ لے اور غسل سے
اپنے آقا کے حکم کی تعمیل کا ارادہ کرے اگر ناپاک ہو جائے اور وضو اور غسل
دونوں کرے اور جنابت و جمعہ کی نیت کر لے تو جائز ہے اور سر کے چھوٹے بڑے
کے بال اور ناخن کاٹ کر مزید پاک وصاف ہو جائے اور جسم سے کریہہ بو
دور کرے اور بہترین کپڑے پہنے، تمام کپڑوں میں افضل کپڑے سفید ہیں
اور پگڑی باندھے اور چادر اوڑھے کیونکہ ایک حدیث میں ہے کہ فرشتے
جمعہ کے دن پگڑیوں والوں کے لئے استغفار کرتے ہیں اور بہترین خوشبو
لگائے جس کی خوشبو تو تیز ہو مگر رنگ نہ ہو اور پورے سکون و وقار سے
نیچی نگاہ کئے ہوئے عاجزانہ، خاموش اللہ تعالیٰ کا محتاج بن کر کثرت سے

صلی اللہ علیہ وسلم وینوی بخروجہ زیارۃ مولاہ فی بیتہ والتقرب الی اللہ تعالٰی باداء فرائضہ والعکوف فی المسجد الی حین انقلابہ الی بیتہ وینوی کف جوارحہ عن اللھو واللغو فی الطریق والجامع ولیترک راحتہ یوم الجمعۃ وحظوظ دنیاہ ولیواصل الاوراد والعبادۃ فیہ فیجعل اول نھارہ الی انقضاء صلاۃ الجمعۃ للخدمۃ ثم یجعل وسط النھار الی صلاۃ العصر لاستماع العلم ومجالس الذکر وبعد صلاۃ العصر الی غروب الشمس للتسبیح والاستغفار وافضل ما یشتغل بہ فی ھذا الوقت و فی کل یوم ولیلۃ من الاذکار ان یقول لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت وھو حی لا یموت بیدہ الخیر وھو علی کل شیء قدیر مائتی مرۃ سبحان اللہ العظیم وبحمدہ مائۃ مرۃ لا الہ الا اللہ الملک الحق المبین مائۃ مرۃ اللھم صل علی محمد عبدک ورسولک النبی الامی مائۃ مرۃ واستغفر اللہ الحی القیوم واسألہ التوبۃ مائۃ مرۃ وما شاء اللہ لا قوۃ الا باللہ مائۃ مرۃ فذلک سبعمائۃ مرۃ من انواع الاذکار وقد نقل عن بعض الصحابۃ رضی اللہ عنھم انہ کان یسبح فی کل یوم اثنی عشر الف تسبیحۃ وعن بعض التابعین انہ کان یسبح کل یوم ثلاثین الفا کل قد علم صلاتہ و تسبیحہ فاحذر ان تکون من المحرومین فلا تذکر ولا تذکر والمؤمن اولا یکون ذاکر اللہ عزوجل ثم مذکورا لہ قال اللہ تعالٰی فاذکرونی

دعائیں مانگتا ہوا اور نبی اکرم صلعم پر درود پڑھتا ہوا جامع مسجد کی طرف جائے اور جاتے ہوئے اپنے مالک کی اس کے گھر میں زیارت کی نیت کرلے اور فرائض سے اور مسجد میں ٹھہرنے سے آقا کا تقرب پیش نظر ہو اور راستہ میں اور جامع مسجد میں اپنے اعضاء کو لہو ولعب اور لغویات سے بچانے کا عزم بالجزم کرلے اور جمعہ کے دن اپنے آرام کو اور دنیوی لطف اندوزی کو چھوڑ دے اور ورد و عبادت کا خاص طور سے اہتمام کرے اور صبح سے لے کر جمعہ کی نماز تک عبادت میں سرگرم رہے پھر جمعہ کی نماز سے لے کر عصر کی نماز تک وعظ ونصیحت سنتا رہے اور عصر کی نماز کے بعد سے لے کر غروب آفتاب تک تسبیحات و استغفار میں لگا رہے نہ صرف اس وقت بلکہ روزانہ ہر وقت افضل ذکر یہ ہے لا الہ الا اللہ الخ یعنی اللہ تعالٰی کے سوا کوئی حقدار عبادت نہیں، وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کا ملک ہے اور اسی کے لئے بڑائیاں ہیں، وہی موت و حیات کا مالک ہے اور وہ ازلی اور ابدی زندہ ہے جسے فنا نہیں، اسی کے ہاتھ میں بھلائیاں ہیں اور وہ ہر چیز پر خوب قادر ہے (دو سو بار) عظمت والا اللہ معہ اپنی بڑائیوں کے پاک ہے (۱۰۰ بار) اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں وہی بادشاہ ہے وہی برحق ہے اور وہی روشن ہے اے اللہ! محمد (صلعم) پر اپنی رحمتیں بھیج جو تیرے بندے، تیرے رسول اور تیرے نبی ہیں (سو بار) میں اللہ سے جو زندہ ہے اور کائنات کو سنبھالنے والا ہے اپنے گناہوں کی معافی چاہتا ہوں اور اس کے آگے توبہ کرتا ہوں (سو بار) ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ (سو بار) للذا یہ متفرق اذکار ۷ سو بار ہوئے۔ بعض صحابہ کرامؓ سے منقول ہے کہ وہ ان اذکار کی روزانہ بارہ ہزار تسبیحات کا ورد رکھا کرتے تھے اور بعض تابعینؒ سے منقول ہے کہ وہ روزانہ تیس ہزار بار پڑھا کرتے تھے الغرض ہر ایک کو اپنی نماز اور تسبیح معلوم ہے لہٰذا ہوشیار! ایسا نہ ہو کہ تم ان اذکار سے محروم رہو اور اللہ کے ذکر سے اللہ سے رابطہ قائم نہ رکھو جب تم اللہ تعالٰی کو یاد نہ کرو گے

اذکرکم و اما قبل الصلٰوۃ فلا یستحب لہ حضور القاصّ لان القصص بدعۃ وکان ابن عمر وغیرہ من الصحابۃ رضی اللہ عنہم یخرجون القصاص من الجامع اللّٰھم الا ان یکون عالما باللہ تعالٰی من اھل المعرفۃ والیقین فیکون حضور مجلسہ افضل من صلٰوتہ لحدیث ابی ذرّ رضی اللہ عنہ حضور مجلس العلم افضل من صلٰوۃ اُلف رکعۃ واذا اُتی الجامع لا یتخطی رقاب الناس الا ان یکون اماما او مؤذنا لما روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال لرجل رآہ یتخطی رقاب الناس۔ یافلان مامنعک ان تصلی معنا الجمعۃ فقال اولم ترنی یارسول اللہ قال صلی اللہ علیہ وسلم رأیتک تلبثت وآذیت ای تأخرت من البکور وآذیت بالحضور وفی حدیث آخر قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم مامنعک الیوم ان تجمع قال یانبی اللہ قد جمعت قال صلی اللہ علیہ وسلم اولم ارک تتخطی رقاب الناس وقد قیل ان من فعل ذلک جعل جسرا یوم القیامۃ علی ظھر جھنم یتخطاہ الناس ولا تمرن بین یدی المصلی لان فی الخبر لان یقف احدکم اربعین سنۃ خیرلہ من أن یمر بین یدی المصلی وفی لفظ آخر لان یکون الرجل رمادا تذروہ الریاح خیرلہ من ان یمر بین یدی المصلی ولا یقیمن احدا من موضعہ ویجلس مکانہ لما روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال لا یقیمن احدکم اخاہ من مجلسہ ثم یجلس فیہ وکان ابن عمر رضی اللہ عنھما اذا قام لہ الرجل من مجلسہ لم یجلس فیہ حتی یعود الیہ وان

تو اللہ تعالٰی تم کو کیوں یاد کریگا مومن شروع میں ذاکر بنتا ہے پھر مذکور بھی بن جاتا ہے یعنی حق تعالٰی بھی اسے یاد کرتے ہیں۔ حق تعالٰی نے فرمایا مجھے یاد کرو۔ میں تم کو یاد کرونگا۔

نماز جمعہ سے قبل قصہ گو کی مجلس میں بیٹھنا مستحب نہیں کیونکہ قصہ گوئی بدعت ہے ابن عمرؓ اور دیگر صحابہ قصہ گو کو مسجد سے نکال دیا کرتے تھے ہاں اگر واعظ عالم باعمل ہو اور صاحب معرفت ولیقین ہو تو ان کے وعظ میں حاضر ہونا نوافل سے بہتر ہے کیونکہ حدیث ابوذرؓ میں ہے کہ مجلس علم میں حاضر ہونا ہزار رکعت نماز سے بہتر ہے۔ جب جامع مسجد میں داخل ہو جاؤ تو لوگوں کی گردنوں سے پھلانگ کر آگے بڑھنے کی کوشش نہ کرو۔ البتہ امام یا مؤذن کو اجازت ہے کیونکہ منقول ہے کہ نبی اکرم صلعم نے ایک شخص سے جسے آپ نے گردنیں پھلانگ کر آگے جاتا ہوا دیکھا تھا فرمایا کہ اے فلاں تونے ہمارے ساتھ جمعہ کیوں نہیں پڑھا؟ بولا: یارسول اللہ کیا آپ نے مجھے دیکھا نہیں فرمایا: ہاں میں نے تجھے دیکھا تھا تو اول وقت نہیں آیا تھا اور جب آیا تو حاضرین جماعت کو ایذ پہنچاتا ہوا آیا۔ دوسری حدیث میں ہے کہ نبی اکرم صلعم نے پوچھا کہ آج تونے جمعہ کیوں نہیں پڑھا؟ اس نے کہا اے اللہ کے نبی (صلعم) میں نے تو جمعہ پڑھا ہے فرمایا: کیا میں نے تجھے لوگوں کی گردنوں سے پھلانگتا ہوا نہیں دیکھا تھا؟ کہا جاتا ہے کہ جس نے ایسا کیا وہ قیامت کے دن جہنم کی پشت پر پل بنایا جائے گا جس سے لوگ گذریں گے۔ خبردار نماز پڑھنے والے کے سامنے سے نہ گذرنا کیونکہ ایک حدیث میں ہے کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کسی کا چالیس سال تک ٹھہرا رہنا نمازی کے آگے سے گذرنے سے بہتر ہے۔ دوسرے لفظ میں ہے کہ انسان کا راکھ بن جانا جسے ہوا اڑائے اڑائے پھرے نمازی کے آگے سے گذرنے سے بہتر ہے اور نہ کوئی کسی کو اس کی جگہ سے اُٹھائے کہ اس کی جگہ پر خود بیٹھ جائے کیونکہ نبی صلعم سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو اس کی جگہ سے نہ اٹھائے

رأى بين يديه فرجة فهل يجوز له ان يتخطى رقاب الناس فيجلس فيها على روايتين عند امامنا احمد رحمه الله تعالى فان قدم صاحباً له فجلس في موضعه فاذا جلس هناك جاز وان بسط له شيئاً فهل لغيره ان يرفعه ويجلس هناك على وجهين عند اصحابنا ويجتهد ان يدنو من الامام فينصت الى الخطبة فلا يتكلم فان تكلم اثم في احدى الروايتين ولا يحرم الكلام قبل الشروع في الخطبة وبعد الفراغ منها۔

فصل: اخبرنا الشيخ ابو نصر عن والده قال انبانا ابو القاسم عبد الله بن عمر الفقيه الشافعي رحمه الله تعالى قال حدثنا حبيب بن الحسن القزاز قال حدثنا جعفر بن محمد الخراساني قال حدثنا ابو ايوب سليمان بن عبد الرحمٰن الدمشقي قال حدثنا محمد بن شعيب عن عمر بن عبد الله مولى عفرة عن انس بن مالك رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال اتاني جبريل عليه السلام في كفه كمآة بيضاء فيها نكتة سوداء فقلت ما هذه يا جبريل قال هذه الجمعة لكم فيها خير كثير قلت وما هذه النكتة السوداء قال هذه الساعة تقوم يوم الجمعة وهو سيد الايام ونحن نسميه عندنا يوم المزيد قلت ولم تسمونه يوم المزيد يا جبريل قال ذلك لان ربك عز وجل اتخذ في الجنة واديا افيح من مسك ابيض فاذا كان يوم الجمعة من ايام الآخرة هبط الجبار تبارك وتعالى من عرشه

پھر اس جگہ خود بیٹھ جائے اگر حضرت ابن عمرؓ کے لئے کوئی شخص اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑا ہوتا تو صاحب موصوف اس کی جگہ نہیں بیٹھا کرتے تھے حتیٰ کہ وہ خود ہی اپنی جگہ پہ نہ بیٹھ جاتا اگر کوئی اگلی صف میں خالی جگہ دیکھے تو آیا لوگوں کی گردنوں سے پھلانگ کر آگے بڑھنا اس کے لئے جائز ہے؟ اس سلسلہ میں ہمارے امام احمد سے دو روایتیں آتی ہیں اگر کوئی اپنے کسی رفیق کو آگے بڑھا دے اور وہ اسکی جگہ بیٹھ جائے تو اسے وہاں بیٹھنا جائز ہے اگر کوئی اپنے لئے کچھ بچھا دے تو کیا اسے سمیٹ کر اس جگہ بیٹھنا جائز ہے؟ ہمارے اصحاب کے نزدیک اس میں بھی دو روایتیں ہیں جہاں تک ممکن ہو یہی کوشش کی جائے کہ امام کے قریب جگہ ملے اور خاموش رہ کر خطبہ سنا جائے اور بات نہ کی جائے اگر بات کرے گا تو دو روایتوں میں سے ایک روایت کی رو سے گنہ گار ہوگا۔ خطبہ شروع کرنے سے قبل اور خطبہ سے فارغ ہونے کے بعد بات کرنا حرام نہیں۔

جمعہ کے دن کے فضائل ہمیں شیخ ابو نصر نے اپنے والد سے ان کی اسناد سے خبر دی، انہیں ابو القاسم عبداللہ بن عمر فقیہہ شافعی نے خبر دی ان سے حبیب بن حسن قزاز نے بیان کیا، ان سے جعفر بن محمد خراسانی نے بیان کیا، ان سے ابو ایوب سلیمان بن عبد الرحمٰن دمشقی نے بیان کیا ان سے محمد بن شعیب نے بیان کیا عمر بن عبداللہ (عفرہ کے غلام) سے وہ انس بن مالکؓ سے اور وہ نبی صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ میرے پاس حضرت جبرئیلؑ تشریف لائے آپکے دونوں ہاتھوں میں کوئی سفید چیز تھی اور اس میں ایک سیاہ نقطہ بھی تھا میں نے پوچھا: جبرئیل! یہ کیا ہے؟ فرمایا: یہ جمعہ ہے اور اس میں تمہارے لئے بہت خیر و فلاح ہے، میں نے پوچھا: یہ سیاہ نقطہ کیا ہے؟ فرمایا: یہ قیامت ہے جو جمعہ کے دن آئے گی جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار ہے ہم (فرشتے) اسے آپس میں یوم مزید کہتے ہیں میں نے پوچھا کیوں؟ فرمایا: اس لئے کہ آپکے پروردگار نے جنت میں سفید مشک کا ایک وسیع میدان بنایا

الی کرسیہ الی ذلك الوادی وقد حف الکرسی بمنابر من نور یجلس علیہا النبیون وحفت المنابر بکراسی من ذہب مکللۃ بالجوہر یجلس علیہا الصدیقون والشہداء ثم جاء اہل الغرف حتی جفوا بالکثیب فیقول اللہ عزوجل انا الذی صدقتکم وعدی و اتممت علیکم نعمتی واحللتکم کرامتی ثم یقول سلونی فیقولون باجمعہم نسألك الرضا عنا فیقول رضای عنکم احلکم داری وانیلکم کرامتی ثم یقول سلونی فیعیدون فیقولون ربنا نسالك الرضا ثم یقول سلونی فیسالونہ حتی تنتھی امنیۃ کل عبد منہم ثم یقولون حسبنا ربنا فیفتح لہم لقدر انصرافہم من یوم الجمعۃ مالا عین رأت ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر ویرجع اہل الغرف الی غرفہم وکل غرفۃ من لؤلؤۃ بیضاء ویاقوتۃ حمراء وزمردۃ خضراء لیس فیہا فصم ولا وصم مطردۃ فیہا الانہار متدلیۃ فیہا ثمارہا وفیہا ازواجہا وخدمہا ومساکنہا فلیسوا الی شیء احوج منہم الی یوم الجمعۃ لیزدادوا فضلا من ربہم ورضوانا واخبرنا ابونصر عن والدہ قال حدثنا محمد بن احمد الحافظ قال حدثنا ابوعلی محمد بن احمد الصواف قال حدثنا ابوالعباس عبداللہ بن اصغر قال حدثنا اسحق بن ابراہیم ابوصالح الجزار قال حدثنا عمرو بن شمس عن سعد بن طریف الاسکاف عن الاصبغ بن نباتۃ عن علی رضی اللہ عنہ قال قال

ہے پھر جب آخرت کے دنوں میں جمعہ کا دن آتا ہے تو جبار اور بلند و برکت والا رب عرش وکرسی سے اتر کر اس وادی میں آتا ہے اور جس کرسی پر اجلاس فرماتا ہے وہ نورانی ممبروں سے گھری ہوئی ہوتی ہے، جن انبیائے کرام رونق افروز ہوتے ہیں اور ممبر سونے کی کرسیوں سے گھرے ہوئے ہوتے ہیں جو جواہرات سے مرصع ہوتی ہیں اور ان پر صدیق و شہداء جلوہ فرما ہوتے ہیں پھر بالاخانوں والے چاروں طرف ہوتے ہیں اور ریت کے ٹیلوں سے گھرے ہوئے ہوتے ہیں پھر حق تعالیٰ جل مجدہٗ فرماتا ہے کہ میں نے تم سے جو وعدہ کیا تھا وہ پورا کر دیا اور تم پر اپنی نعمتیں مکمل فرما دیں اور تمہارے لئے اپنی بزرگی حلال کر دی پھر فرماتا ہے کہ مجھ سے مانگو سب کے سب کہتے ہیں کہ ہماری یہی التجا ہے کہ آپ ہم سے راضی ہو جائیں فرماتا ہے کہ میری رضا ہی نے تمہیں میرے گھر میں اتارا ہے اور تمہاری بزرگی کا میں ضامن ہوں پھر فرماتا ہے کہ مجھ سے مانگو لوگ پھر یہی التجا دہراتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہم آپکی رضا کے جویاں ہیں پھر فرماتا ہے کہ مجھ سے مانگو بالآخر لوگ اپنی اپنی مرادیں مانگتے ہیں حتیٰ کہ ان میں سے ہر بندے کی مراد ختم ہو جاتی ہے پھر بندے کہتے ہیں بس بس ہمیں اپنا رب کافی ہے پھر انکے لئے جمعہ کے دن لقدر نماز سے فارغ ہونے کے ایسی ایسی نعمتیں ملتی ہیں جو نہ آنکھوں نے دیکھیں نہ کانوں نے سنیں اور نہ کسی کے دل میں ان کا تصور آیا اور بالاخانوں والے اپنے اپنے بالاخانہ کی طرف یہ نعمتیں لے کر لوٹ جاتے ہیں اور ہر بالاخانہ سفید موتی کا، سرخ یاقوت کا اور سبز زمرد کا ہوتا ہے جنمیں بال تک نہیں ہوتا اور نہ شکست اور ٹوٹ پھوٹ ہوتی ہے کہ قابل مرمت ہو، ان میں نہریں جاری ہیں اور پھل لٹکے ہوئے ہیں اور ان میں ان کی بیویاں، خدام اور رہائش گاہیں ہیں لہٰذا بالاخانوں والے جمعہ سے زیادہ کسی چیز کے مشتاق نہیں ہونگے تاکہ اپنے پروردگار کے فضل وکرم میں مزید اضافہ کریں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان یوم الجمعۃ غدا امین اللہ جبریل علیہ السلام الی المسجد الحرام فرکز لواءہ فیہ وغدا سائر الملائکۃ الی المساجد التی یجمع فیہا فرکزوا الویتہم ورایاتہم بابواب المساجد ثم ینشرون قراطیس من فضۃ واقلاما من ذہب ثم یکتبون الاول فالاول من بکر الی الجمعۃ فاذا دخل کل مسجد سبعون ممن بکر الی المسجد طویت القراطیس وکان اولئک السبعون الذین بکروا الی الجمعۃ کالذین اختار موسیٰ واختار موسیٰ قومہ سبعین رجلا والذین اختارہم موسیٰ من قومہ کانوا انبیاء ثم یتخلل الملائکۃ الصفوف فیتفقدون الرجال ویقول بعضہم لبعض ما فعل فلان فیقولون مات فیقولون رحمہ اللہ تعالیٰ فانہ کان صاحب جمعۃ ویقولون ما فعل فلان فیقولون غائب فیقولون حفظہ اللہ فانہ کان صاحب جمعۃ فیقولون ما فعل فلان فیقولون مریض فیقولون عافاہ اللہ فانہ کان صاحب جمعۃ۔

فصل: وفی یوم الجمعۃ ساعۃ لا یوافقہا عبد یدعو اللہ تعالیٰ الا استجیبت دعوتہ اخبرنا ابو نصر عن والدہ باسنادہ عن محمد بن ابراہیم عن ابی سلمۃ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال اتیت الطور فوجدت فیہ کعبا فحدثتہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم وحدثنی عن التوراۃ قال فما اختلفنا فی شیء حتی انتہینا الی الحدیث

ہمیں ابو نصر اپنے والد سے اپنی اسناد سے خبر دی، ان سے حافظ محمد بن احمد نے بیان کیا، ان سے ابو علی محمد بن احمد صواف نے بیان کیا، ان سے ابو العباس عبداللہ بن اصفر نے بیان کیا، ان سے ابو صالح اسحٰق بن ابراہیم جزار نے بیان کیا، ان سے عمر بن شمس نے بیان کیا وہ سعید بن طریق سے وہ اصبغ بن نباتہ سے اور وہ حضرت علی رض سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمایا کہ جمعہ کے دن حق تعالیٰ کے امین حضرت جبرئیل مسجد حرام میں تشریف لاتے ہیں اور اس میں اپنا جھنڈا گاڑ دیتے ہیں اور باقی تمام فرشتے ان مسجدوں میں چلے جاتے ہیں جن میں جمعہ ہوتا ہے اور مسجدوں کے دروازوں پر اپنے جھنڈے گاڑ دیتے ہیں پھر چاندی کے کاغذ پھیلا کر سونے کے قلموں سے بالترتیب آنے والوں کو لکھتے ہیں پھر جب ہر مسجد میں صبح صبح آنے والے ستر آدمی لکھ لئے جاتے ہیں تو دفاتر لپیٹ لئے جاتے ہیں اور اول وقت یہ ستر آنیوالے بمنزلہ ان ستر لوگوں کے ہوتے ہیں جن کو حضرت موسےٰ نے اپنی قوم میں سے چن لیا تھا اور حضرت موسیٰ نے جن ستر حضرات کو اپنی قوم سے چنا تھا وہ سب انبیاء تھے پھر فرشتے صفوں میں گھس کر لوگوں کو دیکھتے ہیں (کہ کوئی غیر حاضر تو نہیں) اور کچھ لوگوں کو گم پاتے ہیں اور آپس میں پوچھتے ہیں کہ نہ معلوم فلاں فلاں کیوں نہیں آئے جاننے والے کہتے ہیں فلاں فوت ہو گیا فرشتے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس پر اپنا رحم فرمائے وہ صاحب جمعہ تھا یعنی برابر جمعہ میں حاضر رہا کرتا تھا کسی کے بارے میں بتایا جاتا ہے کہ وہ باہر گیا ہوا ہے فرشتے کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ اسکی حفاظت فرمائے کیونکہ وہ جمعہ میں آنیوالوں میں سے تھا کسی کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ بیمار ہے فرشتے کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ اسے اچھا کر دے وہ جمعہ میں آنیوالوں میں سے ہے۔

جمعہ کی قبولیت والی ساعت جمعہ کے دن ایک ایسی ساعت آتی ہے کہ اگر اسے کوئی بندہ پالے اور اس میں حق تعالیٰ شانہ سے دُعا کرے تو اسکی بالیقین قبول کی جاتی ہے۔ ہمیں ابو نصر نے اپنے والد سے اپنی اسناد سے محمد بن ابراہیم سے خبر دی وہ ابو سلمہ سے اور وہ ابو ہریرہ رضؓ سے روایت کرتے

فقلت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم في الجمعة
ساعة لا يوافقها مؤمن يصلي فيسأل الله تعالى
فيها خيرا الا اعطاه اياه فقال كعب في كل سنة
قال فقلت بل في كل جمعة كذلك قال صلى الله
عليه وسلم فذهب قليلا ثم رجع فقال صدقت
والله انها لكما قال رسول الله صلى الله عليه
وسلم في كل جمعة وانه لسيد الايام واحبها
الى الله تعالى فيه خلق آدم عليه السلام وفيه
اسكن الجنة وفيه اهبط منها وفيه تقوم الساعة
ما من دابة الا وهي مصيخة تنتظر ما يكون في
يوم الجمعة الا الثقلين فرجعت فلقيت عبد الله
بن سلام رضي الله عنه فحدثته بحديثي وحديث
كعب قال فقال عبد الله رضي الله عنه كذب
كعب هو كما قال رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو
في التوراة قال فقلت انه قد رجع فقال عبد الله بن
سلام رضي الله عنه اني لاعلم تلك الساعة قلت
اي ساعة هي قال آخر ساعة من نهار يوم الجمعة
قال فقلت وكيف وقد سمعت النبي صلى الله عليه
وسلم قال لا يوافقها مؤمن يصلي وليست حين
صلاة قال اما سمعت رسول الله صلى الله عليه
وسلم يقول من انتظر صلاة فرض فهو في صلاة
قلت بلى قال فهي كذلك وفي لفظ عن محمد بن
سيرين عن ابي هريرة رضي الله عنه قال قال رسول
الله صلى الله عليه وسلم ان في الجمعة ساعة لا
يوافقها عبد مؤمن يسأل الله فيها خيرا الا اعطاه

ہیں کہ میں طور پر گیا تو میں نے وہاں کعب کو پایا میں نے ان کو نبی صلعم کی حدیثیں
سنائیں اور انہوں نے مجھے تورات کی آیتیں سنائیں۔ فرماتے ہیں کہ ہم میں ایک
مسئلہ میں بھی اختلاف نہیں پیدا ہوا حتیٰ کہ ہم ایک حدیث پر پہنچے میں نے کہا کہ
رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ جمعہ میں ایک ایسی ساعت ہے کہ اگر اسے کوئی
مومن نماز کی حالت میں پالے اور اللہ تعالیٰ سے اس ساعت میں خیر و فلاح
کی دعا مانگے تو حق تعالیٰ اس کی دعا ضرور قبول فرماتے ہیں کعب بولے کہ یہ
ساعت پورے سال کے کسی ایک جمعہ میں آتی ہے میں نے کہا نہیں بلکہ ہر
جمعہ میں آتی ہے نبی صلعم نے اسی طرح فرمایا ہے، کعب کچھ دیر سوچنے کے بعد کہنے لگے
اللہ کی قسم تم ٹھیک کہتے ہو جس طرح نبی اکرم صلعم نے فرمایا ہے یعنی ہر جمعہ میں ہوتی ہے
واقعی جمعہ تمام دنوں کا سردار ہے اور اللہ کو بہت ہی پیارا ہے حضرت آدمؑ جمعہ ہی کے دن
پیدا کئے گئے، اسی دن جنت میں بسائے گئے اسی دن جنت سے اتارے گئے اور اسی دن
قیامت آئیگی بجز انسانوں اور جنوں کے کوئی جاندار ایسا نہیں جو جمعہ کی شب میں تانہ ہو اور جمعہ کے دن کے
حادثہ (قیامت) کا منتظر نہ رہتا ہو پھر میں واپس لوٹ کر عبداللہ بن سلام
سے ملا اور آپکو اپنی اور کعب کی گفتگو سنائی فرماتے ہیں کہ عبد السلام نے
کہا کہ کعب غلطی پر ہیں تورات میں لکھی یہی ہے کہ وہ ساعت ہر جمعہ میں ہے
جیسا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا میں نے کہا: کعب نے اپنے قول سے رجوع
کر لیا تھا، عبد اللہ بن سلام بولے کہ مجھے وہ ساعت معلوم ہے میں نے
پوچھا کہ وہ کونسی ساعت ہے؟ فرمایا: وہ جمعہ کے دن کی پچھلی ساعت
ہے فرماتے ہیں میں نے کہا پچھلی ساعت کیسے ہو سکتی ہے حالانکہ میں نے
نبی اکرم صلعم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ اگر اسے نماز کی حالت میں کوئی
مومن پالے اور پچھلی ساعت میں تو نماز ہی منع ہے فرمایا کیا تم نے
رسول اللہ صلعم سے یہ نہیں سنا کہ آپ نے فرمایا جو فرض نماز کا انتظار
کرے وہ نماز ہی میں ہے میں نے کہا: کیوں نہیں فرمایا لہٰذا اس حدیث کا
وہی مطلب ہے۔ ایک لفظ میں محمد بن سیرینؒ ابو ہریرہؓ سے روایت
کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ دیکھو جمعہ میں ایک ایسی ساعت ہے

ایاہ وقال بیدہ یقللھا وقد روی عن بعض السلف
انہ قال ان للہ فضلا من الرزق سوی ارزاق العباد
لا یعطی من ذلك الفضل الا لمن سالہ عشیۃ
الخمیس ویوم الجمعۃ واخبرنا ابو نصر عن والدہ
باسنادہ عن سعید ابن راشد عن زید بن علی عن
مرجانۃ عن فاطمۃ بنت النبی صلی اللہ علیہ
وسلم رضی اللہ عنہا عن ابیہا صلی اللہ علیہ
وسلم قال ان فی الجمعۃ لساعۃ لا یوافقہا عبد
مسلم یسأل اللہ فیہا خیرا الا اعطاہ ایاہ قلت
یا ابت ایۃ ساعۃ ہی قال صلی اللہ علیہ وسلم اذا
تدلی نصف الشمس للغروب قالت فکانت فاطمۃ
رضی اللہ عنہا اذا کان یوم الجمعۃ امرت غلاما
لہا یقال لہ زید تقول اصعد الی الظراب فاذا تدلی
نصف الشمس للغروب فآذنی واعلمنی فکان
یصعد فاذا کانت تلك الساعۃ آذنہا واعلمہا
فتقوم وتدخل المسجد حتی تغرب الشمس وتصلی
وفی حدیث کثیر بن عبد اللہ المزنی عن ابیہ عن
جدہ رضی اللہ عنہ قال ان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم قال فی الجمعۃ ساعۃ من نہار لا
یسأل اللہ فیہا عبد شیئا الا اعطاہ سؤلہ قیل
لہ وایۃ ساعۃ ہی یا رسول اللہ قال صلی اللہ علیہ
وسلم حین تقام الصلاۃ الی الانصراف منہا
قال کثیر بن عبد اللہ المزنی یعنی بذلك رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم یوم الجمعۃ۔
واخبرنا ابو نصر عن والدہ باسنادہ عن محمد

کہ اگر کوئی مومن بندہ اسے پالے اور اس میں اللہ سے کسی بھلائی کی دعا مانگے تو حق تعالیٰ ضرور اس کی مراد پوری فرماتے ہیں اور آپ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کر کے بتایا کہ وہ بہت تھوڑا وقت ہے۔ بعض سلف کا قول ہے کہ بندوں کے رزق کے علاوہ اللہ کے پاس مزید رزق ہے اور وہ مزید رزق اسی کو دیا جاتا ہے جو جمعہ کی شب کو اور جمعہ کے دن اللہ تعالیٰ سے اسے مانگتا ہے

ہمیں ابو النصر نے اپنے والد سے اپنی اسناد سے سعید بن راشد سے خبر دی وہ زید بن علی سے، وہ مرجانہ سے اور وہ حضرت فاطمہؓ بنت رسول اللہ سے روایت کرتے ہیں اور وہ اپنے والد صلعم سے روایت کرتی ہیں کہ آپ نے فرمایا: کہ جمعہ میں ایک ایسی ساعت ہے کہ اگر کوئی مسلمان اللہ کا بندہ اسے پالے اور اللہ تعالیٰ سے اسمیں کسی بھلائی کی دعا مانگے تو حق تعالیٰ اس کی دعا ضرور قبول فرما کر اس کی مراد پوری کرتے ہیں میں نے پوچھا: ابا جان وہ کونسی ساعت ہے؟ فرمایا جب سورج آدھا ڈوبنے والا ہوتا ہے فرماتی ہیں جمعہ کے دن حضرت فاطمہؓ اپنے غلام زیدؓ کو حکم فرمایا کرتی تھیں کہ ٹیلوں پر چڑھ جا اور جب آدھا سورج ڈوبنے والا ہو تو مجھے اطلاع دے چنانچہ غلام ٹیلوں پر چڑھ جاتا اور جب سورج ڈوبنے والا ہوتا تھا تو حضرت فاطمہ کو اطلاع دے دیا کرتا تھا آپ مسجد میں جاتیں اور اس وقت نماز پڑھتیں۔ کثیر بن عبد اللہ مزنی عبد اللہ سے اور عبد اللہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جمعہ کے دن ایک ایسی ساعت آتی ہے کہ اگر اس میں کوئی اللہ کا بندہ اللہ تعالیٰ سے کچھ مانگے تو اللہ تعالیٰ اس کا سوال ضرور پورا فرماتے ہیں آپ سے پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ وہ کونسی ساعت ہے؟ فرمایا جب نماز کھڑی ہوتی ہے اس وقت سے لے کر نماز سے فارغ ہونے تک۔ کثیر بن عبد اللہ مزنی فرماتے ہیں کہ اس سے رسول اللہ صلعم کی جمعہ کی نماز مراد ہے۔

ہمیں ابو نصر نے اپنے والد سے اپنی اسناد سے محمد بن منکدر سے خبر دی انہوں نے کہا میں نے جابر بن عبد اللہ سے سنا فرماتے تھے

بن المنکدر قال سمعت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ
عنھما یقول عرض ھذا الدعاء علی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فقال لو دعی بہ علی شیء بین المشرق
والمغرب فی ساعۃ یوم الجمعۃ لاستجیب لصاحبہ
سبحانک لا الہ الا انت یا حنان یا منان یا بدیع
السموات والارض یا ذا الجلال والاکرام وقال
صفوان ابن سلیم بلغنی ان من قال حین یجلس
الامام علی المنبر یوم الجمعۃ لا الہ الا اللہ وحدہ
لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت
وھو علی کل شیء قدیر غفر لہ وقال البراء بن
عازب رضی اللہ عنھما سمعت رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم یقول فضل الجمعۃ فی رمضان
علی سائر الایام کفضل رمضان علی سائر
الشھور۔

فصل: فی الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ
وسلم فی یوم الجمعۃ اخبرنا ابو نصر عن والدہ
باسنادہ عن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ قال
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثروا من
الصلاۃ علیّ یوم الجمعۃ فانہ یوم تضاعف فیہ
الاعمال وسلوا اللہ لی الدرجۃ الوسیلۃ قیل
یا رسول اللہ وما الدرجۃ الوسیلۃ من الجنۃ
قال ھی اعلی درجۃ فی الجنۃ لا ینالھا الا نبی و
ارجو ان اکون ھو وعن محمد بن المنکدر عن
جابر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم من قال حین یسمع النداء اللھم

کہ یہ دعا رسول اللہ صلعم پر پیش کی گئی اور فرمایا کہ اگر یہ دعا جمعہ کی
قبولیت والی ساعت میں پڑھ کر مشرق و مغرب کے درمیان والی
جو چیز بھی مانگی جائے تو دعا ضرور قبول کی جائے گی وہ متبرک دعا یہ ہے
سبحانک لا الہ الا انت یا حنان یا منان یا بدیع السموات والارض
یا ذا الجلال والاکرام یعنی اے اللہ تو پاک ہے تیرے سوا کوئی سچا
معبود نہیں اے انتہائی مشفق و مہربان اسے بیحد احسان و کرم والے
اے آسمانوں کو اور زمینوں کو ایجاد کرنیوالے اور اے جلال و اکرام والے۔

صفوان بن سلیمؒ: مجھے خبر ملی ہے کہ اگر کوئی جمعہ کے دن اس
وقت جب امام منبر پر بیٹھے لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک
ولہ الحمد یحیی ویمیت وہو علی کل شیء قدیر پڑھ لے تو اس کے
گناہ بخش دئیے جاتے ہیں۔

براءؓ بن عازب: میں نے رسول اللہ صلعم سے سنا آپ فرماتے
تھے کہ رمضان کے جمعہ کی فضیلت تمام دنوں پر اسی طرح ہے جیسے
رمضان کی فضیلت تمام دنوں پر ہے۔

جمعہ کے دن سرکار رسالت پر درود: ہمیں ابو نصر نے اپنے
والد سے اپنی اسناد سے حضرت علی رض سے خبر دی کہ رسول اللہ صلعم
نے فرمایا کہ مجھ پر جمعہ کے دن کثرت سے درود بھیجا کرو کیونکہ یہ وہ
دن ہے جس میں عملوں کا ثواب دو چند کر دیا جاتا ہے اور میرے
لئے اللہ تعالے سے وسیلہ مانگا کرو کہا گیا: یا رسول اللہ! جنت میں
درجۂ وسیلہ کیا ہے؟ فرمایا کہ وسیلہ جنت میں ایک بہت اونچا درجہ
ہے جس کو کوئی نبی ہی حاصل کریگا اور مجھے امید ہے کہ وہ نبی میں ہی ہوں

محمد بن منکدر جابرؓ سے اور وہ رسول اللہ صلعم سے روایت کرتے
ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جو شخص اذان سن کر اللھم رب
ھذہ الدعوۃ التامۃ الخ پڑھے تو اس کے لئے قیامت کے دن میری
شفاعت حلال ہو جائے گی (اس دعا کا ترجمہ پڑھئے) اے اللہ

ربّ هذه الدعوة التامة والصلاة القائمة آت
محمدا الوسيلة والفضيلة والدرجة الرفيعة
وابعثه مقاما محمودا الذي وعدته حلت له
الشفاعة يوم القيامة. وعن عبد الله بن عباس
رضي الله عنهما قال سمعت رسول الله صلى الله
عليه وسلم يقول اكثروا الصلاة على نبيكم
في الليلة الغراء واليوم الازهر ليلة الجمعة
ويوم الجمعة. وعن عبد العزيز بن صهيب عن
انس بن مالك رضي الله عنه قال كنت واقفا
بين يدي رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال
من صلى علي في كل جمعة ثمانين مرة غفر الله
تعالى له ذنوب ثمانين سنة قلت يارسول الله
كيف الصلاة عليك قال صلى الله عليه وسلم
تقول اللهم صل على محمد عبدك ورسولك
النبي الامي وتعقد واحدة. وعن مكحول الشامي
عن ابي امامة رضي الله عنه قال قال رسول الله
صلى الله عليه وسلم اكثروا من الصلاة علي
في يوم الجمعة فان صلاة امتي تعرض علي في
كل يوم جمعة فمن كان اكثرهم علي صلاة
كان اقربهم مني منزلة يوم القيامة۔

فصل : فيما ينبغي ان يقرأ في صلاة
الصبح يوم الجمعة. اخبرنا ابونصر عن والده
باسناده عن ابي الاحوص عن عبد الله رضي الله
عنه قال كان النبي صلى الله عليه وسلم يقرأ
يوم الجمعة الم السجدة وهل أتى وروي عنه

اے اس مکمل دعوت کے اور قائم رہنے والی نماز کے پروردگار
آپ محمد رسول اللہ صلعم کو وسیلہ، فضیلت اور بلند مقام عطا
فرمائیں اور آپ انہیں مقام محمود میں بھیجیں جس کا آپ نے ان سے
وعدہ فرمایا ہے۔ عبد اللہ بن عباسؓ :۔ میں نے سرور عالم صلی اللہ
علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے تم لوگ اپنے نبی پر جگمگاتی رات
میں شب جمعہ میں اور شگفتہ دن میں جمعہ کے دن کثرت سے درود
بھیجا کرو۔ عبد العزیز بن صہیب حضرت انس بن مالک سے روایت
کرتے ہیں کہ انسؓ نے کہا میں رسول اللہ صلعم کے سامنے کھڑا تھا کہ آپ نے
فرمایا جو جمعہ کے دن مجھ پر اسی بار درود بھیجے گا حق تعالیٰ شانہ اس کے
۸۰ سال کے گناہ معاف فرما دیگا میں نے پوچھا، یا رسول اللہ آپ پر
کن الفاظ میں درود بھیجنا چاہیئے فرمایا اس طرح بھیجو اللھم صل علی
محمد عبدک ورسولک النبی الامی۔ یعنی اے اللہ آپ محمد پر
جو آپ کے بندے، آپ کے رسول اور امی نبی ہیں اپنی رحمتیں
بھیجیں، اور ایک ایک گنتے رہو۔

مکحول شامی ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں
کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کے دن مجھ پر
کثرت سے درود بھیجو کیونکہ مجھ پر میری امت کے درود ہر جمعہ کو
پیش کیے جاتے ہیں بنابریں مجھ پر کثرت سے درود بھیجنے والے قیامت
کے دن مجھ سے زیادہ قریب ہوں گے۔

★

جمعہ کے وظائف | جمعہ کے دن صبح کے فرضوں میں مخصوص سورتوں
کا پڑھنا مستحب ہے۔ ہمیں ابو النصر نے اپنے والد سے اپنی اسناد سے
ابو الاحوص سے اور انھوں نے عبد اللہ رضی اللہ سے خبر دی کہ نبی صلعم جمعہ
کے دن صبح کے فرضوں میں (پہلی رکعت میں) الم السجدہ اور (دوسری
میں) ھل اتاک پڑھا کرتے تھے۔ نبی اکرم صلعم سے منقول ہے کہ آپ

صلی اللہ علیہ وسلم انہ کان یقرأ فی المغرب بقل
یا ایھا الکافرون وقل ھو اللہ احد وفی العشاء بسورۃ
الجمعۃ والمنافقین وقیل انہ صلی اللہ علیہ وسلم
کان یقرأ ذلک فی صلاۃ الجمعۃ وعن الحسن عن
ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم من قرأ لیلۃ الجمعۃ سورۃ یٰس
وحم الدخان اصبح مغفورا لہ وقیل ان من
قرأ سورۃ الکھف فی یوم الجمعۃ کان کمن
تصدق بعشرۃ آلاف دینار ویستحب أن
یصلی لیلۃ الجمعۃ ویوم الجمعۃ رکعات بأربع
سور سورۃ الانعام وسورۃ الکھف و
سورۃ طٰہ وسورۃ الملک فان لم یحسن القرآن
قرأ جمیع ما یحسن منہ فذلک لہ ختمۃ فقد
قیل ختمۃ من حیث علمہ وان کان یحسن
القرآن یستحب لہ ان یختم فی یوم الجمعۃ فان
لم یتفق ریشفع الیہ لیلۃ الجمعۃ فان جعل آخر
ختمتہ فی رکعتی المغرب اور رکعتی الفجر کان
احسن وکذلک ان جعل ختمتہ بین الاذان
والاقامۃ یوم الجمعۃ کان فیہ فضل کبیر وان
قرأ الف مرۃ قل ھو اللہ احد یوم الجمعۃ فی
عشر رکعات او عشرین او فی غیر صلاۃ کان
افضل من ختمۃ القرآن ویستحب الصلاۃ علی
النبی صلی اللہ علیہ وسلم الف مرۃ یوم الجمعۃ
وکذلک التسبیح الف مرۃ وھی الکلمات الأربع
التی تقدمت سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا

مغرب میں قل یا ایھا الکافرون اور قل ھو اللہ احد اور عشاء میں سورہ جمعہ اور سورہ منافقین پڑھا کرتے تھے۔

کہا گیا ہے کہ رحمت عالم صلعم یہی سورتیں جمعہ کی نماز میں پڑھا کرتے تھے۔

حسن ابوہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو جمعہ کی شب کو سورہ یٰسین اور حٰم الدخان پڑھ لیگا بخش دیا جائے گا۔

کہا جاتا ہے جو جمعہ کے دن سورہ کہف پڑھ لے گویا اس نے دس ہزار دینار اللہ کی راہ میں خیرات کئے جمعہ کی رات کو اور دن میں چار رکعت نماز چار سورتوں (سورہ انعام، سورہ کہف، سورہ طٰہٰ اور سورہ ملک) کے ساتھ پڑھنا مستحب ہے لیکن اگر قرآن پاک اچھی طرح یاد نہ ہو تو جہاں سے قرآن پاک اچھی طرح یاد ہو وہ پڑھ لے اس طرح گویا اس نے ایک قرآن ختم کر لیا یعنی علم کے اعتبار سے قرآن ختم کر لیا اور اگر حافظ قرآن ہے اور قرآن پاک اچھی طرح جانتا ہے تو جمعہ کے دن ایک قرآن کا ختم کرنا مستحب ہے اگر جمعہ کے دن ختم قرآن پورا نہ ہو تو جمعہ کی شب کو بھی ملا لے اگر مغرب کی یا فجر کی رکعتوں میں ختم قرآن کا پچھلا حصہ پڑھ لے تو بہت ہی اچھا ہے اسی طرح اگر جمعہ کے دن اذان و تکبیر کے درمیان ختم کیا جائے تو اس میں زبردست فضیلت ہے اگر دس یا بیس یا زیادہ رکعتوں میں جمعہ کے دن سورہ اخلاص ایک ہزار بار پڑھ لے تو یہ ختم قرآن سے بھی افضل ہے۔

جمعہ کے دن نبی اکرم صلعم پر ایک ہزار بار درود بھیجنا مستحب ہے اسی طرح ایک ہزار بار تسبیح پڑھنا مستحب ہے تسبیح ان چار کلموں کو کہتے ہیں سبحان اللہ، والحمد للہ، ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ان کلموں کا بیان اوپر گزر

اللہ، واللہ اکبر۔

فصل: فی تسمیتہ بیوم الجمعۃ۔ اخبرنا ابو نصر عن والدہ باسنادہ عن سلمان رضی اللہ عنہ قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتدری لم سمی یوم الجمعۃ قلت لا قال لان فیہ جمع ابوکم آدم ثم قال لا یتطہر رجل یوم الجمعۃ فیتوضأ ویحسن وضوءہ ثم یأتی الجمعۃ الا غفرلہ ما بینھا وبین الجمعۃ الأخری ما اجتنب الکبائر وقال بعضھم من الاجتماع وھو اجتماع قالب آدم وروحہ بعد ان کان ملقی اربعین سنۃ وقال آخرون لاجتماع آدم وحواء بعد الفرقۃ الطویلۃ وقیل انما سمی بذلک لاجتماع اھل البلد والرساتیق فیہ وقیل لانہ تقوم فیہ القیامۃ وھو یوم الجمع قال اللہ عزوجل یوم یجمعکم لیوم الجمع

فصل: وجمیع ما ذکرناہ من صیام الاشھر والاضحیۃ والعبادات من الصلاۃ والاذکار وغیر ذلک وما سنذکر ان شاء اللہ تعالیٰ لا یقبل الا بعد التوبۃ وطھارۃ القلب واخلاص العمل للہ تعالیٰ وترک الریاء والسمعۃ

اما التوبۃ فقد تقدم بیانھا ونزید علیہ بان اللہ یحب التوابین ویحب کل قلب طاھر من الذنوب فقال عزوجل ان اللہ یحب التوابین ویحب المتطھرین قال عطاء ومقاتل والکلبی رحمھم اللہ ان اللہ یحب التوابین من الذنوب

چکا ہے۔

جمعہ کو جمعہ کیوں کہا جاتا ہے ہمیں ابو نصر نے اپنے والد سے اپنی اسناد سے سلمانؓ سے خبر دی کہ سلمان کہتے ہیں کہ ایک دفعہ مجھ سے رحمت عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا: جمعہ کی وجہ تسمیہ جانتے ہو؟ میں نے کہا: نہیں، فرمایا لیکن میں کہتا ہوں کہ جو شخص جمعہ کے دن نہاتا ہے پھر اچھی طرح سے پورا پورا وضو کرتا ہے پھر جمعہ کی نماز میں شامل ہوتا ہے تو یقیناً یہ جمعہ اس کے گناہوں کے لئے جو اس جمعہ سے لیکر دوسرے جمعہ کے درمیان سرزد ہو چکے ہیں کفارہ بن جاتا ہے۔ بشرطیکہ بڑے بڑے گناہوں سے بچتا رہے۔ بعض کے نزدیک جمعہ اجتماع سے بنا ہے یعنی اس دن حضرت آدمؑ کے جسم سے جو چالیس سال بلا روح کے پڑا رہا روح کا اجتماع ہوا۔ بعض کے نزدیک جمعہ کو جمعہ اسلئے کہا جاتا ہے کہ اس دن حضرت آدم حضرت حواؑ کا ایک لمبی جدائی کے بعد اجتماع ہوا یا اسلئے کہا جاتا ہے کہ جمعہ کی نماز میں شہری اور دیہاتی سب جمع ہوتے ہیں یا اسلئے کہ اس دن قیامت آئیگی اور اگلے پچھلے جمع ہونگے قیامت کا ایک نام یوم الجمع بھی ہے فرمایا وہ دن یاد کرو جب اللہ تعالےٰ تم کو جمع کے دن جمع فرمائے گا۔

توبہ ہم نے اب تک جتنی عبادتیں بیان کی ہیں (جیسے ہر ماہ کے روزے قربانیاں، نماز، روزہ وغیرہ اور اذکار وغیرہ) اور جن کو آئندہ بیان کرنے والے ہیں یہ تمام عبادتیں پرخلوص توبہ کے تطہیر قلب کے اعمال میں اخلاص کے اور نام ونمود، ریاکاری اور شہرت کو چھوڑنے کے بعد ہی درجہ قبولیت حاصل کرتی ہیں۔ توبہ پر ہم اوپر روشنی ڈال آئے ہیں اور اس جگہ بھی قدرے روشنی ڈالے دیتے ہیں دیکھئے حق تعالیٰ جل مجدہ توبہ کرنیوالوں کو چاہتا ہے اور اسی دل سے محبت کرتا ہے جو گناہوں سے پاک وصاف ہو، چنانچہ فرمایا کہ یقین مانو کہ اللہ کو توبہ کرنیوالوں سے اور پاک دلوں والوں سے محبت ہے۔ عطاء، مقاتل اور کلبی: یعنی اللہ تعالیٰ گناہوں سے توبہ کرنیوالوں کو اور حدث، حیض، جنابت اور

والمتطهرين بالماء من الاحداث والحيض والجنابات
والنجاسات بيانه نفسة اهل قباء حيث ذكرهم الله
عزوجل بقوله تعالى فيه رجال يحبون ان
يتطهروا سألهم النبي صلى الله عليه وسلم عما
يعملون فقالوا نتبع الماء الاحجار في الاستنجاء
وقال مجاهد رحمه الله يحب التوابين من الذنوب
والمتطهرين عن ادبار النساء ان ياتوها من اُتي
امراة في دبرها فليس من المتطهرين فان دبر
المرأة مثله من الرجل وقيل التوابين من الذنوب
والمطهرين من الشرك روى عن ابي المنهال رحمه الله
انه قال كنت عند ابي العالية فتوضا وضوءا
حسنا فقلت ان الله يحب التوابين ويحب المتطهرين
فقال الطهور حسن ولكنهم
المتطهرون من الذنوب وعن سعيد بن جبير
رحمه الله قال ان الله تعالى يحب التوابين
من الشرك والمتطهرين من الذنوب وقيل
التوابين من الكفر والمتطهرين بالايمان
وقيل التوابين من الذنوب لا يعودون فيها
والمتطهرين منها لم يصيبوها وقيل التوابين
من الكبائر والمتطهرين من الصغائر وقيل التوابين
من الافعال والمتطهرين من الاقوال وقيل
التوابين من الاقوال والافعال والمتطهرين من
العقود والاضمار وقيل التوابين من الآثام
والمتطهرين من الاجرام وقيل التوابين من
الجرائر والمتطهرين من خبث السرائر وقيل

نجاست سے پانی کے ذریعہ پاک ہونیوالوں کو پسند فرماتا ہے اور ان سے محبت کرتا ہے قبا والوں کے واقعہ سے اس کی تائید ہوتی ہے حق تعالیٰ نے قبا والوں کی تعریف ان الفاظ میں فرمائی ہے کہ اس میں ایسے لوگ ہیں جو انتہائی پاکی پسند کرتے ہیں۔ نبی اکرم صلعم نے ان سے پوچھا کہ تم کیا کرتے ہو؟ بولے پتھروں سے استنجاء کر کے پانی سے استنجاء کر لیتے ہیں۔

مجاہدؒ: یعنی وہ گناہوں سے پاک رہنے والوں کو پسند فرماتا ہے اور انہیں بھی جو عورتوں کی دبر سے پاک رہتے ہیں یعنی ان میں نہیں آتے کیونکہ جو عورت کی دبر میں صحبت کرے وہ پاک رہنے والوں میں سے نہیں کیونکہ عورت کی دبر مرد کی دبر کی طرح گندی ہے اور گندی جگہ کو گندے ہی استعمال کرتے ہیں۔ بعض کے نزدیک گناہوں سے توبہ کرنیوالے اور شرک سے پاک و محفوظ رہنے والے مراد ہیں۔

ابو المنہال:۔ میں ابو العالیہ کے پاس تھا انہوں نے اچھی طرح سے وضو کیا میں نے یہی آیت پڑھ دی فرمایا وضو کوئی بڑی بات ہے بس اتنا ہی تو ہے کہ وضو اچھا ہے اس آیت میں گناہوں سے پاک رہنے والے مراد ہیں

سعیدؒ بن جبیر:۔ حق تعالیٰ شرک سے توبہ کرنیوالوں کو اور گناہوں سے پاک رہنے والوں کو محبوب رکھتا ہے۔ بعض کے نزدیک کفر سے توبہ کرنیوالے اور ایمان سے پاکی حاصل کرنیوالے مراد ہیں۔ بعض کے نزدیک تواب وہ ہیں جو گناہوں سے توبہ کر لیں اور آئندہ گناہ نہ کریں اور متطہر وہ ہیں جو گناہوں سے پاک رہیں اور ان میں نہ لتھڑیں۔ بعض بڑے گناہوں سے پاک رہنے والے مراد ہیں بعض کے نزدیک افعال سے توبہ کرنیوالے اور اقوال سے پاک رہنے والے مراد ہیں بعض کے نزدیک افعالُ اقوال سے توبہ کرنے والے اور بد عقائد و اوہام سے پاک رہنے والے مراد ہیں بعض کے نزدیک گناہوں سے توبہ کرنیوالے اور جرائم سے پاک رہنے والے مراد ہیں بعض کے نزدیک گناہوں سے توبہ کرنیوالے اور دلوں کی گندگی سے پاک رہنے والے مراد ہیں بعض کے نزدیک گناہوں سے

التوابین من الذنوب والمتطهرین من العیوب و قیل التواب الذی کلما اذنب تاب قال اللہ عزو جل فانہ کان للاوابین غفورا وعن محمد بن المنکدر عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مر رجل ممن کان قبلکم بجمجمۃ فنظر الیہا فقال ای رب انت انت وانا انا انت العواد بالمغفرۃ وانا العواد بالذنوب ثم خر ساجدا فقیل لہ ارفع رأسک فانا العواد بالمغفرۃ وانت العواد بالذنوب فرفع راسہ فغفر لہ۔

واما الاخلاص فقد قال عز وجل وما امروا الا لیعبدوا اللہ مخلصین لہ الدین وقال جل وعلا الا للہ الدین الخالص وقال تعالی لن ینال اللہ لحومہا ولا دماؤہا ولکن ینالہ التقوی منکم وقال جل جلالہ لنا اعمالنا ولکم اعمالکم ونحن لہ مخلصون اختلف الناس فی معنی الاخلاص قال الحسن رحمہ اللہ سالت حذیفۃ رضی اللہ عنہ عن الاخلاص ما ہو قال سألت النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن الاخلاص ما ہو قال صلی اللہ علیہ وسلم سألت جبریل علیہ السلام عن الاخلاص ما ہو قال سالت رب العزۃ جل وعلا عن الاخلاص ما ہو فقال سبحانہ و تعالی ہو سر من سری استودعہ قلب من احببت من عبادی وعن ابی ادریس الخولانی رحمہ اللہ

توبہ کرنے والے اور عیبوں سے پاک رہنے والے مراد ہیں۔ بعض کے نزدیک تواب وہ ہے کہ جب کبھی گناہ کر بیٹھتا ہے تو توبہ کر لیتا ہے حق تعالیٰ جل مجدہٗ نے فرمایا: دیکھو حق تعالیٰ کثرت سے گناہوں سے توبہ کرنے والوں کو بخش دیتا ہے۔

محمد بن منکدر جابر بن عبد اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ تم سے پہلوں میں سے ایک شخص ایک کھوپڑی کے پاس سے گزرا اور اس نے اسے دیکھ کر کہا اے رب تو تو ہے اور میں میں ہوں تو مغفرت کا عادی ہے اور میں گناہوں کا پھر وہ سجدے میں گر گیا پھر اس سے کہا گیا کہ اپنا سر اٹھا کیونکہ میں مغفرت کا عادی ہوں اور تو گناہوں کا۔ چنانچہ اس نے اپنا سر اٹھایا اور اسے بخش دیا گیا۔

اخلاص فرمایا انہیں یہی حکم دیا گیا ہے کہ وہ اللہ ہی کی عبادت کریں اور اسی کے لئے عبادت خالص کر لیں۔ فرمایا اللہ کو قربانیوں کا گوشت اور خون نہیں پہنچتا ہاں اسے تقویٰ پہنچتا ہے، فرمایا، کان کھول کر سن لو کہ عبادت اللہ ہی کے لئے ہے، فرمایا ہمارے لئے ہمارے عمل ہیں اور تمہارے لئے تمہارے اور ہم اسی کے مخلص بندے ہیں۔ اخلاص کے معنی میں علماء کا اختلاف ہے۔ حسنؒ: میں نے حذیفہؓ سے اخلاص کے بارے میں پوچھا کہ اخلاص کیا ہے؟ فرمایا کہ میں نے نبی صلعم سے اخلاص کے بارے میں پوچھا تھا کہ اخلاص کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ میں نے بھی حضرت جبریل سے اخلاص کے بارے میں پوچھا تھا کہ اخلاص کیا ہے؟ فرمایا کہ میں نے بھی حق تعالیٰ سے اخلاص کے بارے میں پوچھا تھا کہ اخلاص کیا ہے؟ فرمایا اخلاص میرا ایک راز ہے میں اخلاص اپنے ان بندوں کے دلوں میں ودیعت فرما دیتا ہوں جن سے مجھے محبت ہوتی ہے۔

ابو ادریس خولانیؒ سے روایت ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہر چیز کی ایک حقیقت ہوتی ہے اور کوئی بندہ اخلاص

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لکل حق حقیقۃ وما بلغ عبد حقیقۃ الاخلاص حتی لا یحب ان یحمد علی شیٔ من عمل عملہ للہ عز وجل وقال سعید بن جبیر رحمہ اللہ الاخلاص ان یخلص العبد دینہ للہ وعملہ للہ تعالیٰ ولا یشرک بہ فی دینہ ولا یرائی بعملہ احدا وقال الفضیل رحمہ اللہ تعالیٰ ترک العمل من اجل الناس ریاء والعمل من اجل الناس شرک والاخلاص ھو الخوف من ان یعاقبک اللہ تعالیٰ علیھما وقال یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ الاخلاص تمییز العمل من العیوب کتمییز اللبن من الفرث والدم وقال ابو الحسین البوشنجی رحمہ اللہ ھو ما لا یکتبہ الملکان ولا یفسدہ الشیطان ولا یطلع علیہ الانسان وقال رویم رحمہ اللہ ھو ارتفاع رؤیتک من الفعل وقیل ھو ما یراد بہ الحق و یقصد بہ الصدق وقیل ھو ما لا تشوبہ الآفات ولا یتبعہ رخص التاویلات وقیل ھو ما استتر عن الخلائق واستصفی من العلائق وقال حذیفۃ المرعشی ھو ان تستوی افعال العبد فی الظاھر والباطن وقال ابو یعقوب المکفوف ھو ان یکتم حسناتہ کما یکتم سیئاتہ وقال سھل بن عبد اللہ ھو الافلاس عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلاث لا یغل علیھن قلب مسلم اخلاص العمل للہ ومناصحۃ ولاۃ الامر ولزوم جماعۃ المسلمین

کی حقیقت کو نہیں پہنچ سکتا جب تک وہ یہ بات پسند نہ کرے کہ اس کی اس کے ذاتی عملوں پر تعریف کی جائے جو اس نے اللہ کی رضا کے لئے کئے ہیں۔

سعید بن جبیرؒ: اخلاص یہ ہے کہ بندہ اپنی عبادت اور عمل خالص اللہ ہی کے لئے انجام دے اور اللہ کی عبادت میں کسی غیر کو شریک نہ کرے اور نہ کسی کو دکھانے کے لئے عمل کرے۔

فضیل بن عیاض: لوگوں کی وجہ سے عمل کا چھوڑنا ریا ہے اور لوگوں کی وجہ سے عمل کرنا شرک ہے اور اخلاص یہ ہے کہ عمل و ترک عمل کے وقت اللہ کے عذاب کا ڈر پیش نظر رکھا جائے۔

یحییٰ بن معاذ:۔ اخلاص عملوں کو عیبوں سے علیحدہ کرنا ہے جیسے دودھ گوبر اور خون سے علیحدہ ہوتا ہے۔

ابو الحسین بوشنجی:۔ اخلاص وہ ہے جسے نہ کراماً کاتبین لکھتے ہیں اور نہ شیطان اسے خراب کر سکتا ہے۔ اور نہ انسان اس سے آگاہ ہوتا ہے

رُوَیم:۔ اخلاص یہ ہے کہ تم اپنے عملوں کی طرف نہ دیکھو۔

بعض علماء:۔ اخلاص وہ عمل ہے جس سے حق و صداقت مقصود ہو

بعض علماء:۔ اخلاص وہ ہے جس میں آفتوں کا گزر نہیں اور تاویلات کو دخل نہیں۔ بعض علماء:۔ اخلاص مخلوق سے پوشیدہ رہتا ہے اور آلائشوں سے محفوظ رہتا ہے۔

حذیفہ مرعشی:۔ اخلاص یہ ہے کہ تمہارا ظاہر و باطن ایک ہو۔

ابو یعقوب مکفوف (نابینا) اخلاص یہ ہے کہ انسان نیکیوں کو اس طرح چھپائے جس طرح برائیوں کو چھپاتا ہے۔

سہل بن عبد اللہ تستری: اخلاص افلاس ہے یعنی انسان اپنے عمل کو کالعدم سمجھے۔ انسؓ بن مالک: رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ تین چیزیں ایسی ہیں جن پر کسی مسلمان کا دل خیانت نہ کرے: اللہ کے لئے خالص عمل، امراء اور حکام کی خیر خواہی اور مسلمانوں کی جماعت سے چمٹے رہنا

وقيل الاخلاص افراد الحق في الطاعة بالقصد
وهو ارادة العبد بطاعته القرب الى مولاه
دون احد من خلقه فلا يتصنع للخلق ولا
يكتسب منهم الحمد ولا يستجلب منهم الحب
ولا يدفع بها عن نفسه اللوم والذم وقيل الاخلاص
تصفية الفعل عن ملاحظة المخلوقين قال
ذوالنون المصري رحمه الله الاخلاص لا يتم
الا بالصدق فيه والصبر عليه والصدق لا يتم
الا بالاخلاص فيه والمداومة عليه وقال
ابو يعقوب السوسي متى شهدوا في اخلاصهم
اخلاصا احتاج اخلاصهم الى اخلاص وقال
ذوالنون رحمه الله ثلاث من علامات الاخلاص
استواء المدح والذم من العامة ونسيان
رؤية الاعمال واقتضاء ثواب العمل في الآخرة
وقال ايضا رحمه الله الاخلاص ما حفظ من
العدو ان يفسده وقال ابو عثمان المغربي رحمه الله
الاخلاص ما لا يكون للنفس فيه حظ بحال
وهو اخلاص العوام واما اخلاص الخواص
فهو ما يجري عليهم لا بهم فتبدو عنهم
الطاعات وهم عنها بمعزل ولا يقع عليهم
رؤية بها اعتداد فذلك اخلاص الخواص
وقال ابو بكر الدقاق رحمه الله نقصان كل
مخلص في اخلاصه رؤية اخلاصه فاذا اراد
الله تعالى ان يخلص اخلاصه يسقط عن اخلاصه
رؤية اخلاصه فيكون مخلصا لا مخلصا

بعض علماء: اخلاص یہ ہے کہ قصد و ارادے کے ساتھ فرمانبرداری میں حق تعالیٰ کو منفرد تسلیم کرنا اور اس کے حکم کے آگے کسی کا حکم نہ ماننا۔ تقدیر یہ ہے کہ بندہ اپنی اطاعت سے اپنے آقا کے قرب کا ارادہ کرے مخلوق میں سے کسی کے قرب کا نہیں لہٰذا غیر اللہ کے لئے عمل نہ کرے اور نہ ان سے اپنی تعریف کی توقع رکھے اور نہ یہ لالچ رکھے کہ ان کو مجھ سے محبت ہو جائے اور نہ یہ طمع رکھے کہ اس عبادت کی وجہ سے مجھ سے ملامت و مذمت دور ہو جائے گی۔ بعض علماء: اخلاص مخلوق کو دکھانے سے اپنے عملوں کو پاک کرنا ہے۔ ذوالنونؒ مصری: اخلاص اسی وقت پورا ہوتا ہے جب بندہ اس میں سچا ہو اور اس پر جما رہے اور اخلاص پر صبر و صدق کی ہمیشگی چاہتا ہے۔ ابو یعقوب سوسی: جب لوگ اخلاص کو اخلاص سمجھنے لگیں تو ان کے اخلاص کو اخلاص کی ضرورت ہے۔ ذوالنونؒ مصری: اخلاص کی تین نشانیاں ہیں مخلص کے نزدیک عوام کی ستائش و مذمت یکساں ہو، عمل کر کے انہیں بھول جائے اور آخرت میں اپنے عملوں کے ثواب کی امید رکھے۔ صاحب موصوف نے فرمایا کہ اخلاص وہی ہے جسے دشمن خراب کرنے پر قادر نہ ہو۔

ابو عثمان مغربی: اخلاص میں نفس کو لذت کسی حال میں نصیب نہیں ہوتی یہ عوام کا اخلاص ہے اور خواص کا اخلاص یہ ہے کہ وہ عبادتیں کر کے انہیں نظر انداز کر دیتے ہیں اور ان کی طرف دیکھتے نہیں بلکہ انہیں ہیچ سمجھتے ہیں۔

ابو بکر دقاق: ہر مخلص کے اخلاص میں کمی اخلاص کی طرف دیکھنے سے آتی ہے پھر جب حق تعالیٰ کسی کے اخلاص کو خالص کرنا چاہتا ہے تو اس کی توجہ ذاتی اخلاص کی طرف دیکھنے سے ہٹا دیتا ہے لہٰذا وہ مخلَص ہو جاتا ہے، اور مخلِص نہیں رہتا۔

سہل: ریا کو مخلص ہی پہچانتا ہے۔ ابو سعید خزاز: عرفاء کی ریا مریدوں کے اخلاص سے افضل ہے۔

وقال سهل رحمه الله لا يعرف الرياء الا مخلص وقال ابو سعيد الخراز رحمه الله رياء العارفين افضل من اخلاص المريدين وقال ابو عثمان رحمه الله الاخلاص نسيان رؤية الخلق بدوام النظر الى الخالق وقيل الاخلاص ما اريد به الحق و قصد به الصدق وقيل هو الاغماض عن رؤية الاعمال وقال سري السقطي رحمه الله من تزين للناس بما ليس فيه سقط من عين الله تعالى و قال الجنيد رحمه الله الاخلاص سر بين الله تعالى وبين العبد لا يعلمه ملك فيكتبه ولا شيطان فيفسده ولا هوى فيميله وقال رويم رحمه الله الاخلاص في العمل هو الذي لا يريد صاحبه عليه عوضا في الدارين ولا حظا من الملكين وسئل ابن عبد الله رحمه الله أي شي اشد على النفس فقال الاخلاص لانه ليس لها منه نصيب وقيل هو أن لا تشهد على عملك احد غير الله عز وجل وقال بعضهم دخلت على سهل بن عبد الله رحمه الله يوم جمعة قبل الصلاة فرأيت في البيت حية فجعلت اقدم رجلا واؤخر رجلا اخرى فقال ادخل لا يبلغ احد حقيقة الايمان وعلى وجه الارض شيء يخافه ثم قال هل لك في صلاة الجمعة فقلت بيننا وبين المسجد مسيرة يوم وليلة فأخذ بيدي فما كان الا قليلا حتى رأيت المسجد فدخلنا وصلينا

ابو عثمانؒ: اخلاص یہ ہے کہ مخلوق خالق کی دائمی نگاہِ کرم کی وجہ سے اپنے عملوں کو بھول جائے۔ بعض علماء: اخلاص وہ ہے جس سے حق و صدق مقصود ہو۔ بعض علماء: اخلاص اعمال کی طرف دیکھنے سے چشم پوشی کرنا ہے۔ سری سقطیؒ: جو دکھاوے کی غرض سے کسی ایسی چیز کا اظہار کرے جو اس میں نہیں پائی جاتی وہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ سے گر جاتا ہے۔

جنید: اخلاص اللہ تعالیٰ کے اور بندے کے درمیان ایک ایسا راز ہے جسے نہ فرشتہ جانتا ہے کہ لکھ لے اور نہ شیطان جانتا ہے کہ اس کو بگاڑ دے اور نہ ہوائے نفسانی اسے ہٹا سکتی ہے۔

رُوَیمؒ: عمل میں اخلاص یہ ہے کہ صاحب عمل اپنے عمل پر دنیا اور آخرت میں عوض نہ چاہے اور نہ اس میں کراماً کاتبین کا حصہ ہے۔ ابن عبد اللہ سے پوچھا گیا کہ نفس پر کونسی چیز انتہائی بھاری ہے؟ فرمایا: اخلاص کیونکہ اس میں نفس کا کچھ حصہ نہیں۔ بعض علماء: اگر کسی کے عملوں کی بجز اللہ کے کسی اور کو خبر نہ ہو تو یہی اخلاص ہے۔ بعض علماء: ایک دفعہ میں جمعہ کے دن نماز سے پہلے سہل بن عبد اللہ سے ملاقات کے لئے گیا میں نے آپ کے گھر میں ایک سانپ دیکھا سانپ دیکھ کر میں کبھی قدم آگے بڑھاتا تھا اور کبھی پیچھے ہٹا لیتا تھا آپ نے فرمایا اندر آجاؤ انسان ایمان کی حقیقت کی تہہ تک نہیں پہنچ سکتا جب تک روئے زمین کی ہر مخلوق کا ڈر اس کے دل سے نہیں نکل جاتا یعنی حقیقی مومن دنیا کی کسی چیز سے نہیں ڈرا کرتا سے ڈرتا نہیں دنیا میں مسلمان کسی سے ؛ مل جاتی ہے جب دولت ایمان ہی پھر فرمایا کیا جمعہ کی نماز میں جانے کی خواہش ہے؟ میں نے کہا ہمارے اور مسجد کے درمیان ایک دن رات کی مسافت ہے پھر آپ نے میرے دونوں ہاتھ پکڑ لئے تھوڑی سی دیر کے بعد ہم نے اپنے کو مسجد کے پاس دیکھا ہم نے مسجد میں جا کر جمعہ کی نماز پڑھی پھر ہم باہر آئے آپ کھڑے ہو کر مسجد سے باہر آنیوالے لوگوں کو دیکھنے لگے پھر فرمانے لگے کہ لا الہ الا اللہ والے تو بہت ہیں لیکن ان میں اللہ کے مخلص بندے تھوڑے

الجمعة ثم خرجنا فوقف ينظر الى الناس وهم يخرجون فقال اهل لا اله الا الله كثير لكن المخلصون منهم قليل كنت مع ابراهيم الخواص رحمه الله فى سفر فجئنا الى موضع فيه حيات كثيرة فوضع ركوته وجلس وجلست فلما كان برد الليل وبرد الهواء خرجت الحيات فصحت بالشيخ فقال اذكر الله تعالى فذكرت فرجعت ثم عادت فصحت به فقال مثل ذلك فلم ازل الى الصباح فى مثل تلك الحالة فلما اصبحنا قام ومشى ومشيت معه فسقطت من وطائه حية عظيمة قد تطوقت فقلت ما احسست بها فقال لا منذ زمان ما بت ليلة اطيب من البارحة وقال ابوعثمان رحمه الله تعالى من لم يذق وحشة الغفلة لم يجد طعم انس الذكر۔

فصل ۔ وينبغى لكل متعبد وعارف ان يحذر فى جميع احواله من الرياء ورؤية الخلق والعجب فان النفس خبيثة وهى منشاء الاهوية المضلة و الشهوات المردية واللذات الحائلة بين العبد وبين الحق عزوجل لا طريق الى الامن من غوائلها ما دام الروح فى جسد ابن آدم وان بلغ العبد الى حالة البدلية والصديقية وان كانت هذه الحالة اسلم من الابتداء وآمن من شرها و دواهيها والخير اغلب والنور اكثر والهداية متحققة بسبيل الله والتوفيق شامل والحفظ موجود غير ان العصمة ليست لنا انما ذلك

ہیں، ایک دفعہ میں ایک سفر میں ابراہیم خواص کے ساتھ تھا ہم ایک ایسے مقام پر پہنچے جہاں کثرت سے سانپ تھے آپ اپنی ڈولچی زمین پر رکھ کر بیٹھ گئے میں بھی بیٹھ گیا پھر جب رات میں ٹھنڈ ہو گئی اور ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چلنے لگی تو سانپ نکلنے لگے میں نے شیخ کو آواز دی فرمایا ذکر اللہ میں لگے رہو میں نے ذکر اللہ شروع کر دیا سانپ چلے گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد سانپ پھر آنے لگے پھر میں نے شیخ کو آواز دی فرمایا اللہ کے ذکر میں لگے رہو الغرض رات بھر صبح تک یہی حال رہا صبح کو شیخ کھڑے ہو کر چلنے لگے میں بھی ان کے ساتھ ساتھ چلنے لگا کہ اتنے میں آپکے بستر سے ایک طوقدار بڑا سانپ گرا میں نے پوچھا کیا آپ کو بستر میں یہ سانپ معلوم نہیں ہوا؟ فرمایا نہیں، مجھے ایک زمانہ سے ایسی لذیذ نیند نہیں آئی تھی جیسے اس رات میں آئی تھی۔

ابوعثمانؒ: جس نے غفلت کی وحشت کا ذائقہ نہیں چکھا اس نے ذکر کی لذت و انسیت کا مزہ نہیں پایا۔

تطہیر قلب ہر عبادت گزار و عارف کے لئے ضروری ہے کہ اپنے تمام احوال میں ریاکاری سے، غرور سے اور دنیا کی طرف دیکھنے سے پرہیز کرے کیونکہ نفس گندا ہے اور گمراہ کن خواہشات کا، ہلاک کر دینے والی شہوتوں کا اور ایسی لذتوں کا جو بندے اور حق تعالیٰ میں حائل ہیں منشا ہے اور جب تک جسم میں روح ہے انسان کے پاس نفس کی ہلاکت کر دینے والی آفتوں سے محفوظ رہنے کی کوئی راہ نہیں اگرچہ وہ درجۂ ابدال و صدیقین تک پہنچ جائے اگرچہ یہ حالت بہ نسبت ابتدائی حالت کے سلامتی والی ہے اور نفس کی برائیوں اور مضرات سے محفوظ ہے اور اس حالت میں خیر کا غلبہ ہے، نور کی کثرت ہے، ہدایت موجود ہے، توفیق شامل حال ہے اور حق تعالیٰ کی حفاظت ثابت ہے تاہم ہمارے لئے عصمت کی ضمانت نہیں عصمت تو انبیائے کرام

مختص بالأنبياء عليهم السلام ليقع الفرق
بين النبوة والولاية وقد توعد الله عزوجل
اهل الرياء والسمعة ونبه على شؤم النفس و
هواها وعملها ونهى عن اتباعها وأمر بمخالفتها
فى القرآن تارة وفيما نطق به رسول الله صلى الله
عليه وسلم من الاخبار والسنة اخرى من ذلك
قال الله عزوجل فويل للمصلين الذين هم
عن صلاتهم ساهون الذين هم يراءون
ويمنعون الماعون وقال جل وعلا يقولون
بافواههم ما ليس فى قلوبهم والله اعلم
بما يكتمون وقال تعالى واذا قاموا الى الصلاة
قاموا كسالى يراءون الناس ولا يذكرون
الله الا قليلا مذبذبين بين ذلك لا الى هولاء
ولا الى هولاء وقال تعالى ان كثيرا من الاحبار
والرهبان ليأكلون اموال الناس بالباطل
ويصدون عن سبيل الله الاحبار هم العلماء
والرهبان العباد وقال عزوجل يا ايها الذين
آمنوا لم تقولون ما لا تفعلون كبر مقتا
عند الله ان تقولوا ما لا تفعلون وقال تعالى
واسروا قولكم او اجهروا به انه عليم بذات
الصدور وقال جل وعلا فمن كان يرجو لقاء
ربه فليعمل عملا صالحا ولا يشرك بعبادة
ربه احدا وقال تعالى ان النفس لامارة
بالسوء الا ما رحم ربي وقال تعالى واحضرت
الانفس الشح وقال عزوجل لداود عليه السلام

علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لئے مخصوص ہے تاکہ نبوت وولایت میں فرق
ہو جائے۔ حق تعالٰے نے ریاکاروں کو اور شہرت پسندوں کو ڈرایا اور
دھمکایا ہے اور نفس کی نحوست اور معضرتوں سے خبردار کیا ہے اور نفس کی
پیروی سے منع کیا ہے اور نفس کی مخالفت کا حکم فرمایا ہے یہ باتیں قرآن
پاک میں بھی ہیں اور احادیث رسول اللہ صلعم سے بھی ثابت ہیں ایک جگہ
حق تعالٰے نے قرآن حکیم میں فرمایا کہ ان نماز پڑھنے والوں کے لئے بڑی
خرابی ہے جو نمازوں میں غفلت برت رہے ہیں اور جو ریاکاری کے طور
پر نمازیں پڑھتے ہیں اور برتنے کی چیزوں کو روک کر رکھتے ہیں۔ ایک جگہ
فرمایا کہ زبانوں سے وہ کہتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں اور اللہ ان
باتوں کو خوب جانتا ہے جن کو وہ چھپاتے ہیں ایک جگہ فرمایا کہ جب
نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو سست کھڑے ہوتے ہیں لوگوں کو
دکھانے کے لئے نمازیں پڑھتے ہیں اور اللہ کا ذکر شاید کچھ کرلیتے
ہوں بلکہ کرتے ہی نہیں مذبذب ہیں نہ ادھر ہیں نہ ادھر ہیں بلکہ ادھر ہیں ہیں ایک
جگہ فرمایا کہ بہت سے عالم ودرویش باطل سے لوگوں کا مال کھا جاتے
ہیں اور ان کو اللہ کی راہ سے روک دیتے ہیں۔ احبار سے علماء اور
رہبان سے عبادت کرنیوالے مراد ہیں ایک جگہ فرمایا کہ اے ایمان والو
تم وہ باتیں زبان سے کیوں نکالتے ہو جن پر تم خود عمل نہیں کرتے یہ فعل
اللہ کے نزدیک اللہ کے زبردست غصہ کا موجب ہے ایک جگہ فرمایا
اپنے قول کو چھپاؤ یا ظاہر کرو بلاشبہ اللہ دل کے بھید خوب جاننے
والا ہے ایک جگہ فرمایا کہ جو اپنے رب سے ملاقات کا امیدوار ہے
اسے نیک عمل کرنے چاہئیں اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک
نہ کرے ایک جگہ فرمایا کہ دیکھو نفس برائی پر کثرت سے ابھارنے والا
ہے الا یہ کہ کسی وقت میرا پروردگار رحم فرمائے ایک جگہ فرمایا کہ نفس
میں بخل حاضر کر دیا گیا ہے ایک جگہ حضرت داؤد سے فرمایا کہ اے داؤد
اپنی خواہش کو چھوڑ دے کیونکہ مجھ سے میرے ملک میں بجز ہوائے

یاداود اهجر هواك فانه لا منازع ینازعنی فی ملکی غیر الهوی وقال تعالیٰ ولا تتبع الهوی فیضلك عن سبیل الله۔

واما السنة فمن ذلك ماروی عن شداد بن اوس رضی الله عنه انه قال دخلت علی النبی صلی الله علیه وسلم فرأیت فی وجهه ماساءنی فقلت ما الذی بك یارسول الله فقال صلی الله علیه وسلم اخاف علی امتی الشرك بعدی فقلت المشرکون من بعدك یارسول الله فقال صلی الله علیه وسلم اما انهم لا یعبدون شمسا ولا قمرا ولا وثنا ولا حجرا ولکنهم یراءون فی اعمالهم والریاء هو الشرك ثم تلا قوله تعالیٰ فمن کان یرجو لقاء ربه فلیعمل عملا صالحا ولا یشرك بعبادة ربه احدا وقال صلی الله علیه وسلم یجاء یوم القیامة بصحف مختومة فیقول الله عزوجل للملائکة القوا هذا واقبلوا هذا فیقولون وعزتك وجلالك ما علمنا الا خیرا فیقول تعالیٰ نعم ولکن هذا عمل لغیری ولا اقبل الا ما ابتغی به وجهی وکان النبی صلی الله علیه وسلم یقول فی دعائه اللهم طهر لسانی من الکذب وقلبی من النفاق وعملی من الریاء وبصری من الخیانة فانك تعلم خائنة الاعین وما تخفی الصدور وقال صلی الله علیه وسلم لا تقعدوا الا علی عالم یدعوکم من خمس الی خمس من الرغبة الی الزهد من الریاء الی الاخلاص ومن الکبر الی التواضع ومن المداهنة الی

نفسانی کے کوئی اور جھگڑنے والا نہیں۔ ایک جگہ فرمایا کہ ہوئی کی پیروی نہ کرو ورنہ وہ تجھے اللہ کی راہ سے بھٹکا دے گی۔ اب اس سلسلہ میں حدیثیں پڑھیئے۔

شداد بن اوس :۔ میں سرور کائنات صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے آپ کے چہرے میں ملال کے آثار دیکھے جن سے مجھے صدمہ ہوا میں نے کہا، یارسول اللہ! صلعم آپ پریشان کیوں ہیں؟ فرمایا: مجھے ڈر ہے کہ میری امت میرے بعد شرک میں نہ پڑ جائے۔ میں نے کہا یارسول اللہ! کیا آپ کے بعد لوگ شرک بھی کریں گے؟ فرمایا کہ وہ سورج کو، چاند کو، مورتی کو اور پتھر کو نہیں پوجیں گے ہاں عمل دکھاوے کے لئے کریں گے اور ریا شرک ہے پھر آپ نے یہ آیت پڑھ کر سنائی کہ جو اپنے رب سے ملاقات کا امیدوار ہے اسے نیک عمل کرنے چاہئیں اور وہ رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔

نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ قیامت کے دن مہر شدہ صحیفے لائے جائیں گے پھر حق تعالیٰ فرشتوں سے فرمائیں گے کہ انہیں پھینک دو اور انہیں قبول کر لو فرشتے عرض کریں گے کہ آپ کی عزت و جلال کی قسم ہمیں تو ان میں خیر ہی معلوم ہے حق تعالےٰ فرمائے گا: ہاں! لیکن یہ عمل غیر کے لئے ہے میں تو وہی عمل قبول کرتا ہوں جس سے میری رضا تلاش کی گئی ہو۔ رحمت عالم صلعم ایک دعا میں یہ فرمایا کرتے تھے کہ اے اللہ! میری زبان کو جھوٹ سے، میرے دل کو نفاق سے، میرے عمل کو ریا سے اور میری آنکھ کو خیانت سے پاک رکھ کیونکہ تو خیانت کرنے والی آنکھوں کو اور ان رازوں کو جو دلوں کے اندر مخفی ہیں جانتا ہے۔

سرور عالم صلعم نے فرمایا کہ تم عالم ہی کے پاس اٹھو بیٹھو وہ تم کو پانچ چیزوں سے ہٹا کر پانچ چیزوں کی طرف لائے گا؛ دنیا کی رغبت سے اس کی بے رغبتی کی طرف، ریا سے اخلاص کی طرف، غرور سے عاجزی کی طرف، سستی سے خیر خواہی کی طرف اور جہالت سے علم کی طرف

املنا ماحۃ و من الجهل الی العلم و قال صلی اللہ علیہ
وسلم ان اللہ تعالیٰ یقول انا خیر شریک من اشرک
معی شریکا فی عملہ فھو لشریکی دونی انی لا اقبل الا ما
خلص لی یا ابن آدم انا خیر قسیم فانظر عملک
الذی عملت لغیری فانما اجرک علی الذی عملت
لہ و قال صلی اللہ علیہ وسلم بشر ھذہ الامۃ
بالسنا والرفعۃ فی الدین والتمکین فی البلاد
ما لم یعملوا عمل الآخرۃ للدنیا ومن یعمل عمل
الآخرۃ للدنیا لم یقبل منہ و ما لہ فی الآخرۃ
من نصیب و قال صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ
یعطی الدنیا علی نیۃ الآخرۃ ولا یعطی الآخرۃ علی
نیۃ الدنیا وعن انس بن مالک رضی اللہ عنہ
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مررت
لیلۃ اسری بی بقوم تقرض شفاھھم بمقاریض
من نار فقلت لجبریل علیہ السلام من ھؤلاء قال
خطباء امتک الذین یقولون الشیء ولا یعملون
بہ یقولون ما یعرفون ویفعلون ما ینکرون
یامرون الناس بالبر وینسون انفسھم و قال
صلی اللہ علیہ وسلم ان اخوف ما اخاف علی
امتی کل منافق علیم اللسان والذی نفسی بیدہ
لا تقوم الساعۃ حتی یکون علیکم امراء کذبۃ
ووزراء فجرۃ واعوان خونۃ وعرفاء ظلمۃ
وقراء فسقۃ وعباد جھال یفتح اللہ تعالیٰ
علیھم فتنۃ غبراء مظلمۃ فیتھوکون تھوک
الیھود الظلمۃ فحینئذ ینقض الاسلام عروۃ

سرور عالم صلعم نے فرمایا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں شرکا میں بہتر ہوں اگر کوئی کسی عمل میں میرے ساتھ کسی کو شریک کرے گا تو اس کا عمل اسی شریک کے لئے ہے میرے لئے نہیں ہیں تو وہی عمل قبول کرتا ہوں جو خالص میرے لئے ہو۔ اے فرزند آدم میں بہترین تقسیم کرنے والا ہوں لہٰذا تو اپنے عمل کو دیکھ جو تو نے میرے غیر کے لئے کیا ہے تیرے عمل کا اجر اسی کے ذمہ ہے جس کے لئے تو نے عمل کیا ہے۔

رحمت عالم صلعم نے فرمایا کہ اس امت کو عزت و بزرگی کی، دین کی بلندی کی اور دنیا پر حکومت کی بشارت دی گئی ہے بشرطیکہ یہ آخرت کے عمل دنیا کے لئے نہ کرے اور جو آخرت کے عمل دنیا کے لئے کرتے ہیں ان سے وہ عمل قبول نہیں کئے جاتے اور ان کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، حق تعالیٰ آخرت کی نیت پر دنیا دیتا ہے لیکن دنیا کی نیت پر آخرت نہیں دیتا۔

انس بن مالک :- رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ شب معراج میں ایک قوم کے پاس سے گزرا جس کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے تھے میں نے حضرت جبرئیل سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا آپکی امت کے خطباء ہیں جو لوگوں کو عملوں کی ترغیب دیا کرتے تھے اور خود عمل نہیں کیا کرتے تھے لوگوں کو شریعت کے مطابق باتیں بتایا کرتے تھے اور خود شریعت کے خلاف کیا کرتے تھے لوگوں کو نیکیوں کا حکم کرتے تھے اور اپنے نفسوں کو بھول جایا کرتے تھے۔

سرور عالم صلعم نے فرمایا کہ مجھے اپنی امت پر سب سے زیادہ خطرہ اس منافق کا ہے جو زبان کا عالم ہے۔ اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے قیامت نہیں آئیگی جب تک تمہارے امراء جھوٹے، وزراء فاسق و فاجر، مددگار خائن و غدار، عرفاء ظالم، علماء فاسق اور عبادت گزار جاہل نہ ہونگے، حق تعالیٰ ایک ایسا سیاہ فتنہ ان پر نازل فرمائے گا جسمیں پھنس کر ظالم یہودیوں کی طرح متحیر و ششدر رہ

عروۃ حتی لا یقال اللہ وعن عدی بن حاتم رضی اللہ
عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیؤتی
بناس یوم القیامۃ فی اعظم نکال فیقول اللہ تعالی
انکم کنتم اذا خلوتم بارزتمونی بالعظائم واذا
لقیتم الناس لقیتموھم مخبتین ھبتم الناس ولم
تھابونی واجللتم الناس ولم تجلونی وعزتی لا
ذیقنکم الیم العذاب وعن اسامۃ بن زید
رضی اللہ عنھما قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم یقول یلقی رجل فی النار فتندلق اقتاب
بطنہ فیدار بہ کما تدور الرحی بصاحبھا فیقال
لہ الیس کنت تامر بالمعروف وتنھی عن المنکر
فیقول کنت آمر بالمعروف ولا آتیہ وانھی
عن المنکر وآتیہ ولا اجتنبہ وقال النبی صلی اللہ
علیہ وسلم رب صائم لیس لہ من صیامہ الا
الجوع والعطش ورب قائم لیس لہ من قیامہ الا
السھر وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اھتز لذلک
العرش وغضب لہ الرب تبارک وتعالی وقال النبی
صلی اللہ علیہ وسلم بئس العبد عبد حال بینہ
وبین ثواب اللہ عبد من خلق اللہ تعالی یتعبد لہ
رجاء ما فی یدیہ فیتعب بدنہ فی مرضاتہ
فیخرج دینہ وینفسخ ویقبح مروتہ حتی یحول بینہ
وبین دینہ یرجو اللہ تعالی فی الکبیر ویرجو العبد
فی الصغیر یعطی العبد من خدمتہ مالا یعطی اللہ
تعالی من طاعتہ وعن مجاھد رحمہ اللہ انہ قال
جاء رجل الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال

جائیں گے اس وقت اسلام کی بخیہ ادھڑتی چلی جائیگی حتی کہ روئے زمین پر
کوئی اللہ کا نام لینے والا نہ رہے گا۔ عدیؓ بن حاتم: رسول اللہ صلعم
نے فرمایا: قیامت کے دن کچھ لوگوں کو انتہائی سخت و عظیم عذاب
میں لایا جائے گا پھر حق تعالے ان سے فرمائیگا کہ جب تم خلوت میں جاتے
تھے تو بڑے بڑے گناہ کرکے میرے عذاب کو للکارا کرتے تھے اور
جب تم لوگوں سے ملا کرتے تھے تو عاجزی کے ساتھ ملا کرتے تھے تم
کو لوگوں کا ڈر تھا میرا ڈر نہ تھا تم لوگوں کو عزت دار سمجھتے تھے مجھے نہیں
مجھے اپنی عزت کی قسم میں تم کو دردناک عذاب چکھائے بغیر نہ رہونگا۔
اسامہ بن زیدؓ: میں نے رسول اللہ صلعم سے سنا آپ فرمارہے تھے
کہ ایک شخص جہنم میں ڈالا جائے گا اور اس کے پیٹ کی آنتیں نکل
پڑیں گی پھر اسے گھمایا جائے گا جس طرح چکی اپنے گھمانے والے کے
ساتھ گھومتی ہے اس سے کہا جائے گا کیا تو اچھی باتوں کا حکم نہیں کیا
کرتا تھا اور بری باتوں سے نہیں روکا کرتا تھا وہ جواب دیگا کہ میں
لوگوں کو اچھی باتوں کا حکم دیا کرتا تھا لیکن خود ان پر عمل نہیں کیا کرتا
تھا اور لوگوں کو بری باتوں سے روکا کرتا تھا اور خود باز نہیں آتا تھا
نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ بہت سے روزہ داروں کے لئے ان روزوں کا
اجر بجز بھوک و پیاس کے کچھ نہیں اور بہت سے شب بیداروں کے
بجز جاگنے کے کچھ نہیں۔ نبی صلعم نے فرمایا کہ ان کرتوتوں کی وجہ سے
عرش حرکت میں آیا اور رب العزت کو غصہ آیا۔ آپ نے فرمایا کہ بدترین
وہ بندہ ہے کہ جس کے اور اللہ کے ثواب کے درمیان اللہ کی مخلوق میں
سے کوئی بندہ حائل ہو گیا وہ اس امید پر اسکی عبادت کرتا ہے کہ اسے
بھی کچھ اختیارات حاصل ہیں حالانکہ اس کے اختیار میں کچھ بھی نہیں
لہذا اس کا پرستار اسکی رضا کے لئے اپنے جسم کو ناحق مشقت میں
ڈالتا ہے لہذا اس کا دین نکل جاتا ہے اور وہ فسخ ہو جاتا ہے اور
بدمروت ہو جاتا ہے حتی کہ اس کے اور حق تعالے کے درمیان آڑے ہو

یا رسول اللہ انی اتصدق بصدقۃ فالتمس بھا وجہ اللہ تعالیٰ واحب ان یقال لی خیرا فنزل قولہ سبحانہ فمن کان یرجو لقاء ربہ فلیعمل عملا صالحا ولا یشرک بعبادۃ ربہ احدا قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یخرج فی آخر الزمان اقوام یختلون الدنیا بالدین فیلبسون للناس جلود الضان من اللین والسنتھم احلی من السکر وقلوبھم قلوب الذئاب یقول اللہ تعالیٰ ابی یغترون ام علی یجترؤون بی حلفت لابعثن علی اولئک فتنۃ تدع الحلیم فیھا حیران وعن ضمرۃ عن ابی حبیب رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الملائکۃ یرفعون عمل عبد من عباد اللہ فیستکثرونہ ویزکونہ حتی ینتھوا بہ الی حیث یشاء اللہ تعالیٰ من سلطانہ فیوحی اللہ تعالیٰ الیھم انکم حفظۃ علی عمل عبدی وانا رقیب علی ما فی نفسہ ان عبدی ھذا لم یخلص عملہ فاکتبوہ فی سجین ویصعدون بعمل عبد من عبادہ یستقلونہ ویحقرونہ حتی ینتھوا بہ الی حیث شاء اللہ من سلطانہ فیوحی اللہ الیھم انکم حفظۃ علی عمل عبدی وانا رقیب علی ما فی نفسہ ان عبدی ھذا اخلص لی عملہ فاکتبوہ فی علیین وعن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال ان اللہ تبارک وتعالیٰ اذا کان یوم القیامۃ یقضی بین خلقہ وکل

جاتی ہے بڑی باتوں میں اللہ سے امیدوار ہوتا ہے اور چھوٹی باتوں میں بندے سے اور اس معبود (بندہ) کی ایسی خدمت کرتا ہے کہ اللہ کی اطاعت بھی ایسی نہیں کرتا۔ مجاہدؒ :- ایک شخص نے رسول اللہ صلعم کے پاس آکر آپ سے کہا کہ یا رسول اللہ! میں اللہ کی رضا کے لئے خیرات کرتا ہوں اور میرا دل بھی یہ چاہتا ہے کہ میری تعریف ہو اس پر حق تعالیٰ نے آیت فمن کان یرجو الخ اتاری۔ یعنی جو اپنے رب سے ملاقات کا امیدوار ہے اسے نیک عمل کرنے چاہئیں اور وہ اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔ سرور عالم صلعم نے فرمایا کہ آخری زمانہ میں ایسے لوگوں کا ظہور ہوگا جو دین کے حیلہ سے دنیا کمائیں گے اور لوگوں کو دکھانے کے لئے اور نرمی ظاہر کرنے کے لئے بھیڑ کی کھالیں پہنیں گے اور ان کی زبانیں شکر سے بھی زیادہ میٹھی ہونگی مگر ان کے دل بھیڑیوں جیسے ہونگے حق تعالیٰ فرمائے گا کیا وہ میرے عفو و حلم پر مغرور ہو گئے ہیں یا مجھ پر جرأت و جسارت کرتے ہیں میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں یقیناً ان میں ایک ایسا فتنہ پیدا کرونگا جس سے ان سنجیدہ شخص بھی حیران رہ جائیں گے۔ ضمرہ از حبیبؓ :- رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ فرشتے اللہ کے بندوں میں سے کسی بندے کا عمل اسے کثیر و پاکیزہ سمجھ کر آسمان کی طرف لے کر چڑھتے ہیں اور جہاں تک اللہ کو منظور ہوتا ہے لے جاتے ہیں پھر حق تعالیٰ ان کے دل میں یہ بات ڈالتا ہے کہ تم میرے بندے کے عمل کو محفوظ کرنے والے ہو اور میں اس کی دل کی باتوں پر نگران ہوں میرے اس بندے کے عمل میں خلوص نہ تھا لہٰذا اسے سجین میں لکھ لو اور فرشتے اللہ کے بندوں میں سے کسی بندے کا عمل اسے حقیر سمجھ کر اوپر لے کر چڑھتے ہیں اور جہاں تک اللہ کو منظور ہوتا ہے لے کر چڑھ جاتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ ان کے دل میں یہ بات ڈالتا ہے کہ تم میرے بندے کے عمل کو محفوظ کرنے والے ہو اور اس کے دل کے کھٹکوں پر میں نگران

امۃ جاثیۃ فاول من یدعی بہ رجل جمع القرآن
ورجل قتل فی سبیل اللہ ورجل کثیر المال
فیقول اللہ تعالیٰ للقاری ء ماذا عملت فیما
علمت فیقول کنت اقوم بہ آناء اللیل واطراف
النہار فیقول تبارک وتعالیٰ کذبت وتقول الملائکۃ
کذبت بل اردت ان یقال فلان قاری ء فقد
قیل ذلک ویقال لصاحب المال ماذا عملت
فیما آتیتک فیقول کنت اصل الرحم واتصدق
بہ فیقول اللہ تبارک وتعالیٰ کذبت وتقول
الملائکۃ کذبت بل اردت أن یقال فلان
جواد وقد قیل ذلک ویؤتی بالذی قتل فی سبیل
اللہ تعالیٰ فیقول اللہ تعالیٰ لماذا قاتلت فیقول
قاتلت فی سبیلک حتی قتلت فی سبیلک فیقول
اللہ تبارک وتعالیٰ کذبت وتقول الملائکۃ
کذبت بل أردت ان یقال فلان جری ء وقد
قیل ذلک ثم ضرب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم بیدہ علی رکبتیہ وقال یا ابا ھریرۃ
اولئک الثلاثۃ اول خلق اللہ عزوجل تسعر
بھم النار یوم القیامۃ قال فبلغ ھذا الخبر
الی معاویۃ رضی اللہ عنہ فبکی بکاء شدیدا
وقال صدق اللہ تعالیٰ وصدق رسولہ صلی اللہ
علیہ وسلم وقرأ ھذہ الآیۃ من کان یرید
الحیاۃ الدنیا وزینتھا نوف الیھم اعمالھم
فیھا وھم فیھا لا یبخسون اولئک الذین لیس
لھم فی الآخرۃ الا النار وحبط ما صنعوا فیھا

ہوں میرے بندے کے اس عمل میں خلوص ہے لہٰذا اس کا یہ عمل علیین میں
لکھ لو۔ حضرت ابوہریرہؓ ؛ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ قیامت کے دن
حق تعالیٰ شانہ لوگوں کے درمیان فیصلہ فرمائے گا اور ہر امت گھٹنوں کے
بل بیٹھی ہوئی ہوگی سب سے پہلے عالم کو اللہ کی راہ میں شہید کو اور مالدار
کو بلایا جائے گا پھر حق تعالیٰ عالم سے پوچھے گا بتا کیا تو نے اپنے علم کے تقاضوں
پر عمل کیا ؟ عالم عرض کریگا کہ میں ہر وقت و ہر لمحہ علم کے تقاضوں پر عمل
کرتا رہا حق تعالیٰ فرمائے گا تو جھوٹا ہے اور فرشتے بھی کہیں گے کہ آپ
جھوٹے ہیں بلکہ تمہاری نیت (ان عملوں سے) یہ تھی کہ (لوگوں میں تمہاری
تعریف ہو کر) فلاں مولوی صاحب بڑے عالم ہیں چنانچہ لوگوں میں
تمہاری تعریف ہوئی اور مالدار سے کہا جائے گا ؛ میں نے جو کچھ تجھے دیا
تھا تو نے اس میں کیا کیا ؟ وہ عرض کریگا کہ میں صلہ رحمی کیا کرتا تھا اور
صدقہ دیا کرتا تھا حق تعالیٰ فرمائے گا کہ تو جھوٹا ہے اور فرشتے بھی کہیں گے
کہ تو غلط کہتا ہے بلکہ تیری نیت یہ تھی کہ تجھے سخی کہا جائے اور لوگوں نے
تجھے سخی کہا پھر اللہ کی راہ میں شہید ہونے والے کو لایا جائے گا اور حق تعالیٰ
اس سے پوچھے گا کہ تجھے کس لئے قتل کیا گیا وہ عرض کریگا کہ میں نے آپکی
راہ میں (کافروں سے) جنگ کی اور جنگ کرتے کرتے مجھے قتل کر دیا
گیا حق تعالیٰ فرمائے گا کہ تو جھوٹا ہے اور فرشتے بھی کہیں گے کہ تو جھوٹا
ہے بلکہ تو نے اس ارادے سے جنگ کی تھی کہ تجھے بہادر کہا جائے ، چنانچہ
لوگوں نے تجھے بہادر کہا پھر رسول اللہ صلعم نے اپنے دونوں ہاتھ اپنے
گھٹنوں پر مار کر فرمایا کہ اے ابوہریرہؓ اللہ کی مخلوق میں یہی تین قسم کے
لوگ ہیں جن سے قیامت کے دن سب سے پہلے جہنم بھڑکائی جائے
گی ۔ راوی کہتا ہے یہ حدیث حضرت معاویہؓ کو بھی پہنچی اور آپ خوب
پھوٹ پھوٹ کر روئے اور فرمایا کہ اللہ نے سچ فرمایا اور اس کے
رسول صلعم نے سچ فرمایا اور آپ نے یہ آیت من کان یرید الحیاۃ الدنیا
پڑھ کر سنائی (یعنی جو دنیوی زندگی اور اسکی زینت چاہتا ہے ہم اسے دنیا

وباطل ما كانوا يعملون اولئك الذين لهم سوء
العذاب وهم في الآخرة هم الأخسرون وعن
عدي بن حاتم الطائي رضي الله عنه عن رسول الله
صلى الله عليه وسلم قال يؤمر بناس يوم القيامة
من اهل النار الى الجنة حتى اذا دنوا منها
واستنشقوا رائحتها ونظروا الى قصورها و
الى ما اعد الله تعالى لاهلها نودوا اصرفوهم
لا نصيب لهم فيها فيرجعون بحسرة وندامة
ما رجع الاولون والآخرون بمثلها فيقولون
يا ربنا لو ادخلتنا النار قبل ان تريناما اريتنا
من ثواب ما اعددت لاوليائك فيقول الله
تعالى ذلك اردت بكم كنتم اذا خلوتم بارزتموني بالعظائم واذا لقيتم الناس لقيتموهم
مخبتين متواضعين تراؤون الناس باعمالكم
خلاف ما تنطوي عليه قلوبكم هبتم الناس
ولم تهابوني واجللتم الناس ولم تجلوني و
تركتم للناس ولم تتركوا لي فاليوم اذيقكم
اليم عذابي مع ما حرمتم من جزيل ثوابي
وعن ابن عباس رضي الله عنهما عن رسول الله
صلى الله عليه وسلم انه قال لما خلق الله
تعالى جنة عدن خلق فيها ما لا عين رأت ولا
اذن سمعت ولا خطر على قلب بشر ثم قال لها
تكلمي فقالت قد افلح المؤمنون ثلاثا ثم قالت
اني حرام على كل بخيل ومراء وسال رجل رسول
الله صلى الله عليه وسلم فيم النجاة غدا

میں اس کے عملوں کا پورا پورا بدلہ دیں گے اور دنیا میں ان کے اجر میں کمی نہیں کی جائیگی یہی وہ ہیں جن کے لئے آخرت میں آگ کے سوا کچھ نہیں اور انھوں نے دنیا میں جس قدر نیک عمل کئے تھے وہ سب برباد ہوگئے اور ان کے عمل باطل ہیں انہیں لوگوں کے لئے بدترین عذاب ہے اور یہ آخرت میں بڑے گھاٹے والے ہیں۔ عدیؓ بن حاتم طائی: رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ قیامت کے دن کچھ جہنمیوں کو جنت کی طرف لایا جائیگا حتیٰ کہ جب وہ جنت کے قریب آجائیں گے اور انہیں جنت کی خوشبو آنے لگے گی اور اس کے محل دیکھیں گے اور وہ نعمتیں بھی جو اللہ تعالےٰ نے اہل جنت کے لئے تیار کی ہیں تو پکار کر کہا جائیگا کہ ان کے رخ جنت سے پھیر دو ان کا جنت میں کوئی حصہ نہیں پھر وہ اس قدر حسرت وندامت کو لیکر لوٹیں گے جس قدر حسرت وندامت تمام موقف والوں کو ہوگی عرض کرینگے کہ اے پروردگار کاش اس ثواب کو دکھانے سے پہلے جو تو نے ہمیں دکھایا اور جو تو نے اپنے اولیاء کے لئے تیار کیا ہے تو ہمیں جہنم میں داخل فرما دیتا حق تعالےٰ فرمائے گا کہ میں نے یہی ارادہ کیا تھا کہ وہ تم کو دکھاؤں جب تم تنہا ہوتے تھے تو بڑے بڑے گناہ کر کے میرے عذاب کو للکارا کرتے تھے اور جب تم لوگوں سے ملا کرتے تھے تو عاجز و مسکین بن کر ان سے ملا کرتے تھے تم اپنے اعمال لوگوں کو دکھانے کے لئے انجام دیا کرتے تھے اور تمہارے دلوں میں ان کے خلاف ہوتا تھا تم لوگوں سے ڈرا کرتے تھے مجھ سے نہیں۔ تم لوگوں کی عزت کیا کرتے تھے میری نہیں اور برے عمل لوگوں کے ڈر سے چھوڑا کرتے تھے میرے ڈر سے نہیں آج میں تمہیں اپنا دردناک عذاب چکھاؤں گا اور تم میرے عظیم ثواب سے بھی محروم رہوگے۔

حضرت ابن عباسؓ ا۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا: کہ جب حق تعالیٰ نے جنت عدن پیدا کی تو اس میں ایسی ایسی نعمتیں پیدا کیں جن کو نہ آنکھوں نے دیکھا نہ کانوں نے ان کے بارے میں کسی سے کچھ سنا اور نہ کسی بشر کے

قال لا تخادع الله تعالى قال وكيف اخادع الله عزوجل قال ان تعمل بما امرك وتريد به غير وجه الله تعالى فاتقوا الرياء فانه الشرك بالله تعالى فان المرائى ينادى يوم القيامة باربعة اسماء على رءوس الخلائق يا كافر يا فاجر يا غادر يا خاسر ضل عملك وبطل اجرك فلا خلاق لك اليوم فالتمس اجرك ممن كنت تعمل له يا مخادع فنعوذ بالله من الرياء والسمعة والنفاق فان ذلك عمل اهل النار قال الله عزوجل ان المنافقين فى الدرك الاسفل من النار يعنى فى الهاوية مع فرعون وهامان وقومهما فان قيل قد جاء فى بعض الاخبار ما يدل على ان رؤية الخلق للعمل لا تضر وهو ما روى عن وكيع عن سفيان عن حبيب عن ابى صالح عن ابى هريرة رضى الله عنه قال جاء رجل الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال له يا رسول الله انى اعمل العمل أسره فيطلع عليه فيعجبنى الى فيه اجر فقال لك اجران اجر السرّ وأُجر العلانية قيل هذا محمول على أن ذلك الرجل كان يعجبه اقتداء الناس به فى عمله وعلم ذلك رسول الله صلى الله عليه وسلم منه فقال له لك اجران اجر لعملك واجر لاقتداء الناس بك كما قال صلى الله عليه وسلم من سن سنة حسنة فله اجرها واجر من عمل بها الى يوم القيامة

دل میں ان کا تصور آیا پھر جنت عدن سے حق تعالیٰ نے فرمایا کہ کلام کر تو جنت عدن نے تین بار یہ جملہ کہا کہ مومنوں کو فلاح (ہر طرح کی کامرانی) حاصل ہو گئی پھر کہا کہ میں ہر کنجوس اور ریاکار پر حرام ہوں۔

ایک شخص نے نبی علیہ السلام سے پوچھا کہ کل کس چیز پر نجات ملے گی؟ فرمایا اللہ کو دھوکا نہ دے (اس پر نجات ہے) بولا ہم اللہ کو کیسے دھوکہ دے سکتے ہیں فرمایا اللہ کے حکم کے مطابق عمل کرو اور اس سے اللہ کی رضا مطلوب نہ ہو۔ لہٰذا ریا سے بچو کیونکہ ریا اللہ کے ساتھ شرک ہے۔ قیامت کے دن لوگوں کے سامنے ریاکار چار ناموں کے ساتھ پکارا جائیگا: اے کافر، اے فاسق و فاجر، اے غدار و نمک حرام اور اے گھاٹے والے تیرا عمل گم ہو گیا اور تیرا اجر گرا دیا گیا لہٰذا آج تیرے لئے کچھ نہیں، اے دھوکہ باز اپنا اجر اسی سے طلب کر جس کے لئے تو عمل کیا کرتا تھا۔ ہمیں ریا، شہرت اور نفاق سے اللہ کی پناہ کیونکہ یہ جہنمیوں کے عمل ہیں حق تعالیٰ نے فرمایا یقیناً منافق آگ کے سب سے نیچے کا طبقہ (ہاویہ) میں فرعون، ہامان کے اور ان دونوں کی قوموں کے ساتھ ہونگے۔ اگر کوئی کہے کہ بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں کا عمل کو دیکھنا مضر نہیں مثلاً وکیع از سفیان از حبیب از ابو صالح از ابو ہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلعم کے پاس آکر کہا یا رسول اللہ میں ایک عمل کرتا ہوں اور اسے چھپاتا ہوں لیکن اس کی کسی طرح سے لوگوں کو خبر ہو جاتی ہے اور اس سے مجھے خوشی ہوتی ہے کیا اس عمل میں مجھے اجر ملے گا؟ فرمایا تمہیں دہرا اجر ملے گا چھپانے کا اجر بھی اور ظاہر ہو جانے کا اجر بھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ عمل کو دیکھنا مضر نہیں۔ تو اس کا یہ جواب ہے کہ اس کا یہ مطلب ہے کہ مجھے اس عمل کے ظاہر ہونے سے اس لئے خوشی ہوتی ہے کہ لوگ میری اس عمل میں اقتداء کریں گے یعنی عمل کے ظاہر ہونے سے تو رنج ہوا لیکن

الحديث الى آخره و اما اذا تجرد العجب من
الاقتداء به فانه لا اجر له لان العجب يسقط
العبد من عين الله وقال الحسن البصري رحمه الله
اذا شئت لقيت ابيض فظا ذليق اللسان حديد
النظر ميت القلب ترى ابدانا ولا قلوب وتسمع
الصوت ولا انيس اخصب السنة واجدب قلوب
حتى لقد حدثني جماعة من اصحاب رسول الله
صلى الله عليه وسلم انه لا تزال هذه الامة
تحت يد الله في كنفه مالم تمل قراؤها امراءها
ومالم تزمل صلحاؤها فجارها ومالم يأمن
خيارها شرارها فاذا هم فعلوا ذلك رفع الله
تعالى عنهم يده وضربهم بالفاقة والفقر
وملأ قلوبهم رعبا وسلط عليهم جبابرهم
فساموهم سوء العذاب وقال ايضا رحمه الله
بئس العبد عبد يسأل المغفرة وهو يعمل
بالمعصية يخشع ليحسب عنده امانة وانما
يتصنع بالخيانة ينهى ولا ينتهي يامر ولا يفعل
ان اعطى قتر وان منع لم يعذر وان صح امن
وان سقم ندم ان افتقر حزن وان استغنى
فتن يرجو النجاة ولا يعمل ويخاف العذاب ولا
يحذر يريد الزيادة ولا يشكر ويؤثر الثواب
ولا يصبر يعجل النوم ويؤخر الصوم وقال يوما
لفرقد السبخي وهو جالس في مجلسه وعليه ثياب
فاخرة وعلى فرقد جبة صوف ثيابي ثياب اهل
الجنة وثيابك ثياب اهل النار وجعلوا زهدهم

یہ اقتداء کا خیال کر کے خوشی ہوئی اور کسی ترغیب سے اس کا یہ مطلب رسول اللہ
صلعم کو معلوم ہو گیا تھا تو آپ نے اس سے فرمایا کہ تمہارے لئے دہرا
اجر ہے عمل کا اجر بھی اور لوگوں کی اقتداء کا اجر بھی جیسا کہ رسول اللہ
صلعم نے فرمایا کہ جو کوئی نیک طریقہ رائج کرے اسے اس کا اجر ملے گا
اور اس پر عمل کرنے والوں کے برابر بھی قیامت تک اجر ملے گا۔
لیکن اگر اقتداء کے خیال کے بغیر محض عمل پر مسرت ہو تو عامل کے
لئے کوئی اجر نہیں کیونکہ یہ فخر و مسرت انسان کو اللہ کی نگاہ سے گرا
دیتی ہے۔ حسن بصری:۔ اگر تم بڑھاپے کو پہنچے تو تم کو ایسے لوگ ملیں گے جو
سفید، کھرے، چرب زبان، تیز نظر اور مردہ دل ہونگے تم ان کے بدن دیکھو
گے لیکن ان میں دل نہ ہونگے انکی آوازیں سنو گے مگر ان سے مانوس نہ ہو گے
زبانوں سے خوب باتیں بنائیں گے لیکن ان کے دل قحط زدہ ہونگے۔
حتیٰ کہ مجھ سے صحابہ کی ایک جماعت نے بیان کیا کہ یہ امت برابر اللہ تعالیٰ کی
رحمت میں اور اس کے زیر سایہ عاطفت رہیگی جب تک اسکے علماء امراء
کی طرف نہ جھکیں گے اور جب تک اسکے صلحاء بدکاروں کی طرف دوڑ کر
نہ جائیں گے اور جب تک اسکے اچھے لوگ بروں سے خوفزدہ نہ ہونگے لیکن
جب لوگ ایسا کرنے لگیں گے تو حق تعالیٰ ان سے اپنی رحمت اٹھا لے گا
اور ان پر فاقہ و فقر ڈالدیگا اور انکے دل دوسروں کے رعب سے بھر
دیگا اور ان پر جبار اور سرکش حکام مسلط فرما دیگا پھر وہ انہیں بدترین
عذاب چکھائیں گے۔ حسن بصری:۔ وہ بدترین بندہ ہے جو گناہ کرتا ہے
اور مغفرت مانگتا ہے، عاجزی اس لئے کرتا ہے کہ لوگ اسے امانت دار
سمجھیں وہ تو محض خیانت والا اور مکار ہے لوگوں کو برے کاموں سے
روکتا ہے لیکن خود نہیں رکتا۔ لوگوں کو اچھی باتوں کا حکم کرتا ہے لیکن
ان پر خود عمل نہیں کرتا اگر کچھ کسی کو دیتا ہے تو تنگی کر کے دیتا ہے اور
اگر نہیں دیتا تو عذر کا اظہار نہیں کرتا اگر ہٹا کٹا ہے تو اللہ کے عذاب
سے نڈر رہتا ہے اور اگر بیمار پڑتا ہے تو نادم و پشیمان ہوتا ہے فقر کی

فی ثیابھم وکبرھم فی صدورھم واللہ لاحد
اعجب بصوفہ من صاحب المطرف بمطرفہ مالہ
تفاخر الا البسوا ثیاب الملوک وامیتوا قلوبکم
بالخشیۃ وقال عمر رضی اللہ عنہ البس من
الثیاب مالم تستھزئ بہ القراء ولا یزدریک
السفھاء وکان یقال کن صوفی القلب قطنی الثیاب

وفی الجملۃ الناس فی اللباس علی ثلاثۃ اضرب
الاتقیاء والاولیاء والبدلاء فلباس الاتقیاء
ھو الحلال الذی لیس للخلق علیہ تبعۃ ولا
للشرع فیہ مطالبۃ فی کل حال سواء کان
لباسھم قطنا او صوفا ازرق او ابیض ولباس
الاولیاء ماوقع بہ الأمر وھو ادنی ما یستتر
بہ العورۃ والجسد مما لابد منہ وتدعو الیہ
الضرورۃ لیتحقق بذلک کسرا ھویتھم فیبلغوا
درجۃ الابدال ولباس البدلاء ماجاء بہ
القدر مع حفظ الحدود قمیص بقیراط او حلۃ
بمائۃ دینار فلا ارادۃ تسموا الی الاعلی ولا
ھوی یکسر بالادنی بل بما تفضل بہ المولیٰ
من جمیع ما احل واعطی من غیر نصب ولا
عناء ولا تشرف من النفس ولا منی وما سوی
ھذہ الوجوہ فھو من الجاھلیۃ الاولیٰ و
رعونۃ النفس واتباع الھوی۔

حالت میں پریشانیوں کا شکار رہتا ہے اور تونگری کی حالت میں فتنوں میں پھنسا
رہتا ہے نجات کا امیدوار رہتا ہے اور عملوں سے جی چراتا ہے، عذاب سے
خوفزدہ رہتا ہے لیکن احتیاط نہیں برتتا برکت وزیادتی کا جویاں رہتا ہے
لیکن شکر ادا نہیں کرتا، ثواب کو ترجیح دیتا ہے لیکن صبر نہیں کرتا۔ جلدی
سو جاتا ہے اور روزوں میں تاخیر کر دیتا ہے۔ ایک دن حسنؓ نے فرقد سنجی
سے جو آپکی مجلس میں حاضر تھے، فاخرانہ لباس پہنے ہوئے تھے اور اونی جبہ
میں ملبوس تھے، فرمایا: میرے کپڑے ارباب جنت کے سے کپڑے ہیں اور
تمہارے کپڑے جہنمیوں کے سے ہیں لوگوں نے کپڑوں میں زہد سمجھ لیا ہے
حالانکہ ان کے دلوں میں غرور بھرا ہوا ہے اللہ کی قسم بعض انسان اونی کپڑوں
پر اتنا فخر و ناز کرتے ہیں کہ اتنا فخر چادروں والے اپنی چادروں پر بھی نہیں
کرتے انہیں کیا ہو گیا کیوں فخر کرتے ہیں؟ لوگو! شاہانہ لباس پہنو اور
اپنے دل اللہ کے خوف سے ماردو۔ عمرؓ: ایسے کپڑے پہن کہ علماء نہ ہنسیں
اور نادان حقیر نہ سمجھیں۔ کہا جاتا تھا دل کا صوفی (صاف) بن اور سوتی
کپڑے پہن الغرض لباس کے سلسلہ میں لوگ تین قسم کے ہیں، پارسا، اولیاء
اور ابدال۔ پارساؤں کا لباس حلال ہوتا ہے جس پر نہ کسی کا حق ہے
اور نہ شرع کا کچھ مطالبہ ہے وہ ہر قسم کا لباس استعمال کرتے ہیں خواہ
سوتی لباس یا نیلا یا سفید اونی لباس۔ اولیاء کا لباس حق تعالیٰ کے
حکم کے مطابق ہوتا ہے یعنی معمولی لباس جس سے ستر چھپ جائے اور
جسم کا وہ حصہ بھی چھپ جائے جس کے چھپائے بغیر چارا نہیں اور
ضرورت بھی ایسے چاہتی ہو تاکہ اس لباس سے ان کی خواہشوں کی
پائمالی ہو اور ابدال کے مقام تک پہنچ جائیں۔ اور ابدال کا لباس وہ
ہے جو انکے مقدر میں ہے اور اس میں تحفظ حدود کی رعایت بھی ہو خواہ
ایک قیراط کا ایک کرتہ ہو یا سو دینار کا جوڑا ہو نہ انہیں یہ تمنا ہے کہ ہمارا لباس بیش قیمت اور اعلیٰ ہو اور نہ ہوتی ہے کہ ادنی لباس اسے پائمال کرے بلکہ
جیسا حلال لباس حق تعالیٰ انہیں عطا فرماتا ہے وہی پہن لیتے ہیں اور بلا مشقت و تعب کے اور بلا لالچ و تمنا کے جیسا لباس مل جاتا ہے وہی استعمال کر
لیتے ہیں الغرض مذکورہ بالا تین لباسوں کے علاوہ باقی لباس جاہلیت قدیمہ کے نفس کی رعونت کے اور ہوٰی کی پیروی کے ہیں۔

بارھواں باب

فضائل ایامِ ہفتہ و ایامِ بیض، ان دنوں کے روزوں کی تخصیص والی روایات

اور

شب و روز کے اوراد و وظائف

★

باب فی ذکر فضائل ایام الاسبوع وایام البیض وما ورد فی صیام ذلک من التخصیص وذکر اوراد اللیل والنهار. من ذلک ما اخبرنا ابو نصر عن والده قال انبانا ابو الحسن علی بن احمد المقری قال حدثنا ابو الحسین احمد بن عثمان بن یحیی الآدمی قال حدثنا عباس بن محمد بن حاتم الدوری قال حدثنا حجاج بن محمد الاعور قال حدثنا ابن جریج قال اخبرنی اسماعیل بن امیة عن ایوب بن خالد عن عبید الله بن رافع مولی ابی سلمة عن ابی هریرة رضی الله عنه قال اخذ رسول الله صلی الله علیه وسلم بیدی فقال خلق الله تعالی التربة یوم السبت وخلق فیها الجبال یوم الاحد وخلق الشجر یوم الاثنین وخلق المکروه یوم الثلاثاء وخلق الخیر یوم الاربعاء وبث فیها الدواب یوم الخمیس وخلق آدم علیه السلام بعد العصر من یوم الجمعة آخر الخلق فی آخر ساعة من ساعات الجمعة فیما بین العصر الی اللیل وعن انس بن مالک رضی الله عنه قال سئل رسول الله صلی الله علیه وسلم عن الایام فسئل عن یوم السبت فقال یوم مکر وخدیعة قالوا وکیف ذلک یا رسول الله

فضائل ایامِ ہفتہ: ہمیں ابو نصر نے اپنے والد سے اپنی اسناد سے خبر دی کہ انہیں ابو الحسن علی بن احمد مقری نے خبر دی ان سے ابو الحسین احمد بن عثمان بن یحییٰ آدمی نے بیان کیا ان سے عباس بن محمد بن حاتم دوری نے بیان کیا ان سے حجاج بن محمد اعور نے بیان کیا ان سے ابو جریج نے بیان کیا انہیں اسماعیل بن امیہ نے خبر دی وہ ایوب بن خالد سے، وہ عبید اللہ بن رافع مولی ابو سلمہ سے اور وہ ابو ہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے میرے دونوں ہاتھ پکڑ کر فرمایا حق تعالیٰ نے زمین ہفتہ کے دن پیدا کی اور اس کے پہاڑ اتوار کے دن پیدا کئے اور درخت پیر کے دن پیدا کئے اور مکروہ (ناگوار طبع اشیاء) منگل کے دن پیدا کئے اور خیر بدھ کے دن پیدا کی اور زمین پر چارپائے جمعرات کے دن پیدا کئے اور آدم کو جمعہ کے دن عصر کے بعد پیدا فرمایا آدم آخری مخلوق ہیں جو جمعہ کی آخری ساعت میں عصر و مغرب کے درمیان پیدا کئے گئے۔

انسؓ بن مالک: رسول اللہ صلعم سے دنوں کے بارے میں پوچھا گیا چنانچہ آپ سے ہفتہ کے دن کے بارے میں پوچھا گیا فرمایا یہ مکر و فریب کا دن ہے لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ کس طرح؟ فرمایا اس لئے کہ اس دن قریش نے دار الندوہ میں مجھ سے مکر کیا تھا یعنی میرے قتل کی سازش کیا کرتے تھے۔ پھر آپ سے اتوار کے دن کے بارے

قال صلی اللہ علیہ وسلم لان فیہ مکرت قریش بی فی دار الندوۃ وسئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن یوم الاحد فقال صلی اللہ علیہ وسلم یوم غرس وعمارۃ قالوا وکیف ذلک یارسول اللہ قال صلی اللہ علیہ وسلم لان فیہ ابتداء الدنیا وعمارتہا وسئل صلی اللہ علیہ وسلم عن یوم الاثنین قال صلی اللہ علیہ وسلم یوم سفر وتجارۃ قالوا وکیف ذلک یارسول اللہ قال صلی اللہ علیہ وسلم لان فیہ سافر شعیب النبی علیہ السلام واتجر وسئل صلی اللہ علیہ وسلم عن یوم الثلاثاء قال صلی اللہ علیہ وسلم یوم دم قالوا وکیف ذلک یارسول اللہ قال صلی اللہ علیہ وسلم لان فیہ حاضت حواء وقتل ابن آدم اخاہ وسئل صلی اللہ علیہ وسلم عن یوم الاربعاء قال صلی اللہ علیہ وسلم یوم نحس وشؤم قالوا وکیف ذلک یارسول اللہ قال صلی اللہ علیہ وسلم لان فیہ اغرق اللہ تعالیٰ فرعون وقومہ واہلک عادا وثمود وسئل صلی اللہ علیہ وسلم عن یوم الخمیس فقال صلی اللہ علیہ وسلم فیہ قضاء الحوائج والدخول علی السلاطین قالوا وکیف ذلک یارسول اللہ قال صلی اللہ علیہ وسلم فیہ دخل ابراہیم خلیل الرحمٰن علی نمرود فقضی حوائجہ واخذ منہ ہاجر وسئل صلی اللہ علیہ وسلم عن یوم الجمعۃ فقال صلی اللہ علیہ وسلم

میں پوچھا گیا، فرمایا یہ روشن دن ہے کیونکہ اس دن دنیا کی ابتداء ہوئی اور آباد ہوئی۔ پھر پیر کے دن کے بارے میں پوچھا گیا، فرمایا: یہ سفر و تجارت کا دن ہے لوگوں نے کہا، کس طرح یارسول اللہ صلعم؟ فرمایا اس لئے کہ اس دن اللہ کے نبی حضرت شعیب نے سفر کیا اور تجارت کی پھر آپ سے منگل کے دن کے بارے میں پوچھا گیا، فرمایا یہ خونی دن ہے لوگوں نے کہا کس طرح یارسول اللہ؟ فرمایا اس لئے کہ اس دن حواء کو حیض کا خون آیا اور اسی دن قابیل نے ہابیل کو قتل کیا۔ اور نبی صلعم سے بدھ کے دن کے بارے میں پوچھا گیا فرمایا یہ کمی اور بے برکتی کا دن ہے، لوگوں نے کہا یارسول اللہ کس طرح؟ فرمایا اس لئے کہ اس دن حق تعالیٰ نے فرعون کو اور اس کی قوم کو غرق کیا تھا اور عادیوں کو اور ثمودیوں کو ہلاک کیا تھا اور رسول اللہ صلعم سے جمعرات کے بارے میں پوچھا گیا فرمایا یہ حاجتیں پوری ہونے کا اور سلاطین کے پاس جانے کا دن ہے لوگوں نے کہا یہ کس طرح یارسول اللہ؟ فرمایا اسی دن حضرت ابراہیم خلیل اللہ نمرود کے پاس گئے اور اس نے آپکے کام پورے کئے اور آپ نے اس سے ہاجرہ کو حاصل کیا۔ اور رسول اللہ صلعم سے جمعہ کے دن کے بارے میں پوچھا گیا فرمایا جمعہ خطبہ و نکاح کا دن ہے لوگوں نے پوچھا کس طرح یارسول اللہ؟ فرمایا اس دن انبیاء نکاح کیا کرتے تھے۔

زہری از عبد الرحمٰن بن کعب از کعب اپنے والد سے:۔ نبی صلعم جمعرات ہی کے دن سفر پر روانہ ہوا کرتے تھے۔

معاویہ بن قرۃ از انس:۔ نبی صلعم نے فرمایا: جو مہینہ کی ۱۷ تاریخ کو منگل کے دن سینگیاں لگوائے حق تعالیٰ اس سے پورے سال کی بیماری دور فرما دیگا۔

کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے ہفتہ کا دن حضرت موسیٰ کو اور

يوم خطبة ونكاح قالوا وكيف ذلك يا رسول الله
قال صلى الله عليه وسلم لأن فيه كانت
الانبياء تنكح وروي عن الزهري عن عبد الرحمٰن
بن كعب عن ابيه عن جده رضي الله عنه
قال ماكان رسول الله صلى الله عليه وسلم
يخرج في سفر الا يوم الخميس وعن معاوية بن
قرة عن انس رضي الله عنه يرفعه الى النبي
صلى الله عليه وسلم قال من احتجم يوم
الثلاثاء لسبعة عشر من الشهر اخرج الله
تعالى منه داء سنة وقيل ان الله تعالى اعطى
يوم السبت لموسىٰ ولخمسين نبيا مرسلا و
اعطى يوم الاحد لعشرين نبيا ولعيسىٰ عليه
السلام واعطى يوم الاثنين لمحمد صلى الله
عليه وسلم ولثلاثة وستين نبيا مرسلا
واعطى يوم الثلاثاء لسليمان عليه السلام و
لخمسين نبيا مرسلا واعطى يوم الاربعاء ليعقوب
عليه السلام ولخمسين نبيا مرسلا واعطى
يوم الخميس لآدم عليه السلام ولخميس نبيا
ويوم الجمعة لله عزوجل وتقدس قال النبي
صلى الله عليه وسلم الهي ما حظ امتي قال
تبارك وتعالى يا محمد الجمعة لي والجنة لي
فاعطيت الجمعة لامتك والجنة معها وانا
مع الجنة لامتك وعن انس ابن مالك رضي الله
عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
من صام يوم الاربعاء والخميس والجمعة بنى الله

پچاس دیگر پیغمبروں کو دیا، اتوار کا دن حضرت عیسیٰؑ کو اور بیس دیگر پیغمبروں کو دیا، پیر کا دن محمد رسول اللہ صلعم کو اور دیگر ۶۳ پیغمبروں کو دیا۔ منگل کا دن حضرت سلیمانؑ کو اور دیگر پچاس پیغمبروں کو دیا، بدھ کا دن حضرت یعقوبؑ کو اور دیگر ۵۰ پیغمبروں کو دیا، جمعرات کا دن حضرت آدمؑ کو اور دیگر پچاس پیغمبروں کو دیا اور جمعہ کا دن حق تعالیٰ جل مجدہٗ کے لئے مخصوص ہے۔

نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے میرے رب میری امت کا حصہ کیا ہے؟ حق تعالےٰ جل مجدہٗ نے فرمایا: اے محمدؐ! جمعہ میرا ہے اور جنت بھی میری ہے میں نے آپ کی امت کو جمعہ معہ جنت کے دے دیا اور میں جنت کے ساتھ آپ کی امت کے لئے ہوں۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ: رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو بدھ، جمعرات اور جمعہ کا روزہ رکھے حق تعالےٰ جنت میں اس کے لئے مروارید کا یاقوت و زبرجد کا محل بنا دیگا اور آگ سے برأت نامہ لکھ دے گا۔ ایک لفظ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جو حرمت والے مہینوں کے تین دن جمعرات، جمعہ اور ہفتہ کے روزے رکھے حق تعالےٰ اس کے لئے نو سو سال کی عبادت کا ثواب لکھ لیتا ہے۔

نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ ہفتہ اور اتوار کا روزہ رکھا کرو اور یہودیوں اور عیسائیوں کی مخالفت کرو۔

حضرت ابوہریرہؓ بہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ ہر پیر و جمعرات کو آسمان کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں اور ان دنوں میں حق تعالےٰ ہر اس بندے کو بخش دیتا ہے جو

تعالیٰ لہ قصرا فی الجنۃ من لؤلؤ ویاقوت وزمرد وکتب اللہ تعالیٰ لہ براءۃ من النار وفی لفظ آخر عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صام ثلاثۃ ایام من کل شھر الخمیس والجمعۃ والسبت کتب اللہ لہ عبادۃ تسعمائۃ سنۃ وقال صلی اللہ علیہ وسلم صوموا یوم السبت والاحد وخالفوا الیھود والنصاری وعن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال تفتح ابواب السماء کل اثنین وخمیس فیغفر اللہ تعالیٰ فی ذلک الیوم لکل عبد لا یشرک باللہ تعالیٰ شیئا الا امرأ کان بینہ وبین اخیہ شحناء یقول تعالیٰ انظروا ھذین حتی یصطلحا وروی انہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یدع صومھما حضرا ولا سفرا ویقول انھما یومان تعرض فیھما الاعمال۔

فصل: واما صیام الایام البیض ففیھا فضل کثیر من ذلک ما اخبرنا ابو نصر عن والدہ قال انبانا ھلال بن محمد قال حدثنا النقاش قال حدثنا الحسین بن سفیان قال حدثنا سلیمان ابن یزید مولی بنی ھاشم قال حدثنا علی بن یزید عن عبد الملک بن ھرون عن سعید ابن عثمان عن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ قال صوم یوم الثالث عشر یعدل صیام ثلاثۃ آلاف سنۃ وصوم الرابع عشر یعدل

اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا ہاں وہ نہیں بخشا جاتا جس کی اپنے بھائی سے دشمنی ہو حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان دونوں کو ڈھیل دے دو حتیٰ کہ یہ دونوں صلح کر لیں۔

منقول ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دونوں دنوں کے روزے نہیں چھوڑے نہ حالت قیام میں اور نہ سفر میں، آپؐ فرمایا کرتے تھے کہ یہ وہ دن ہیں جن میں اعمال پیش کئے جاتے ہیں۔

ایام بیض کے روزے ایام بیض یعنی ہر ماہ کی تیرھویں چودھویں اور پندرھویں تاریخوں کے روزوں کے فضائل بہت ہیں۔

ہمیں ابو نصر نے اپنے والد سے خبر دی، انہیں ہلال بن محمد نے خبر دی ان سے نقاش نے بیان کیا، ان سے حسین بن سفیانؒ نے بیان کیا، ان سے سلیمان بن یزید مولیٰ ابو ہاشم نے بیان کیا ان سے علی بن زید نے بیان کیا وہ عبد الملک بن ہارون سے وہ سعید بن عثمان سے اور وہ علی بن حسین بن علی بن ابی طالب سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا تیرہ تاریخ کا روزہ تین ہزار سال کے روزوں کی برابر ہے، چودھویں کا روزہ دس ہزار سال کے روزوں کی برابر ہے اور پندرھویں کا روزہ ایک لاکھ سال کے روزوں کی برابر ہے۔

ابو اسحٰق جوزی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ ہر ماہ کے تین دن (تیرھویں، چودھویں اور پندرھویں) کے روزے تمام عمر کے روزوں کی برابر ہیں۔

حذیفہؓ:۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جو ہر ماہ کے تین دن کے روزے رکھے اس نے عمر بھر روزے رکھے۔ اس کی تصدیق حق تعالیٰ نے اپنی معزز کتاب میں بھی فرما دی ہے چنانچہ

صوم عشرة آلاف سنة وصوم يوم الخامس عشر يعدل صوم مائة الف سنة وثلاثة عشر الف سنة وعن ابي اسحاق عن جرير رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم صيام ثلاثة ايام من كل شهر ثالث عشر ورابع عشر وخامس عشر يعدل صوم الدهر كله وعن حذيفة رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من صام ثلاثة ايام من الشهر صام الدهر وقد صدقه الله في كتابه العزيز بقوله عزوجل من جاء بالحسنة فله عشر امثالها وعن ابن عباس رضي الله عنهما قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم لايدع صيام الايام البيض في سفر ولاحضر وعن الشعبي رحمه الله قال سمعت ابن عمر رضي الله عنهما قال سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول من صام ثلاثة ايام من كل شهر وصلى ركعتي الفجر ولم يترك الوتر في سفر ولا حضر كتب له اجر شهيد وعن سعيد بن ابي هند عن ابي هريرة رضي الله عنه قال اوصاني حبيبي رسول الله صلى الله عليه وسلم بثلاث لا ادعهن حتى القاه صيام ثلاثة ايام من كل شهر والوتر قبل النوم وصلاة الضحى وعن عبد الملك بن هارون بن عنترة عن ابيه عن جده قال سمعت علي بن ابي طالب رضي الله عنه يقول اتيت رسول الله صلى الله عليه وسلم

فرمایا کہ جو ایک نیکی لائے اس کے لئے دس نیکیاں ہیں۔

حضرت ابن عباس رضؓ :- رسول اللہ صلعم ایام بیض کے روزے سفر و حضر میں کسی حال میں کبھی نہیں چھوڑتے تھے۔

شعبیؒ : میں نے حضرت ابن عمرؓ سے سنا فرماتے تھے کہ میں نے نبی اکرم صلعم سے سُنا فرماتے تھے کہ جو ہر ماہ کے تین دن کے روزے رکھ لے اور فجر کی سنتوں کو پڑھتا رہے اور سفر و حضر میں وتر نہ چھوڑے اس کے لئے ایک شہید کا اجر لکھا جائے گا۔

سعید بن ابی ہند از ابوہریرہؓ : مجھے میرے محبوب رسول اللہ صلعم نے وصیت فرمائی کہ مجھ سے ملنے تک تین باتیں نہ چھوڑنا : ہر ماہ کے تین دن کے روزے، سونے سے پہلے وتر اور چاشت کی نماز۔

عبد الملک بن مروان اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی بن ابی طالب سے سنا فرماتے تھے کہ ایک دن میں نصف دن کے قریب سرکار رسالتؐ کی خدمت میں آپ کے حجرے میں حاضر ہوا اور میں نے آپ کو سلام کیا آپ نے مجھے سلام کا جواب دیا پھر فرمایا کہ اے علیؓ یہ جبرئیل علیہ السلام ہیں اور تم کو سلام کر رہے ہیں، میں نے کہا : آپ پر اور ان پر سلام ہو یا رسول اللہ ! فرمایا : میرے قریب آ جاؤ میں آپ کے قریب ہو گیا فرمایا : علی ! حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ سے فرماتے ہیں کہ ہر ماہ کے تین دن کے روزے رکھ لیا کرو پہلے دن کے روزے کے عوض تمہارے لئے دس ہزار روزوں کا ، دوسرے دن کے عوض تیس ہزار روزوں کا اور تیسرے دن کے عوض ایک لاکھ روزوں کا ثواب لکھا جائے گا۔ میں نے کہا : یا رسول اللہ کیا یہ ثواب میرے ہی لئے خاص ہے یا تمام لوگوں کے لئے ہے ؟ فرمایا : علی ! یہ ثواب حق تعالیٰ تم کو

عنه عن النبی صلی اللہ علیه وسلم قال من صام
الدهر ضیقت علیه جهنم هكذا وعقد تسعین
وعن شعیب عن سعد بن ابراهیم قال كانت عائشة
رضی اللہ عنهما تصوم الدهر وعن یعقوب قال
حدثنا ابی قال سرد سعد رضی اللہ عنه الصوم
قبل ان یموت اربعین سنة وعن ابی ادریس عائذ
اللہ قال صام ابو موسی الاشعری رضی اللہ عنه
حتی صار كانه خلال قال فقلت یا ابا موسی
لو اجممت نفسك فقال اجمامها ارید انی رأیت
السابق من الخیل المضمرة وعن ابی اسحاق
ابن ابراهیم قال حدثنی عمار الراهب قال
رأیت سكینة الطفاریة فی مناحی وكانت تحضر
معنا مجلس عیسی بن زاذان بالابلة تنحدر من
البصرة حتی تاتیه قاصدة قال عمار فقلت
لها یا سكینة ما فعل عیسی فضحكت ثم قالت
قد كسی حلة البهاء وطافت بالاباریق حوله
الخدم ثم حلی وقیل یا قاری ارق فلعمری لقد
براك الصیام وكان عیسی قد صام حتی انحنی
وانقطع صوته وعن انس رضی اللہ عنه قال
كان ابو طلحة رضی اللہ عنه لا یصوم علی
عهد رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم من اجل
الغزو فلما مات رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم
لم اره مفطرا الا یوم الفطر ویوم النحر وعن ابی
بكر بن عبد الرحمن بن الحرث بن هشام قال
حدثنی من رأی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم

ابو ادریس عابد:۔ حضرت ابو موسیٰ اس قدر روزے رکھا کرتے تھے کہ ہلال کی مانند ہو گئے تھے، میں نے کہا ابو موسےٰ! کاش تم اپنے نفس کو آرام پہنچاتے، فرمایا روزہ ہی میں راحت ہے میں نے دیکھا ہے کہ گھڑ دوڑ میں سب سے آگے وہی گھوڑے رہتے ہیں جو دبلے ہوتے ہیں۔

ابو اسحٰق بن ابراہیم:۔ مجھ سے عمار راہب نے بیان کیا کہ میں نے خواب میں سکینہ طفاریہ کو دیکھا اور وہ عیسےٰ بن زاذان کی مجلس میں ہمارے ساتھ شہر اُبلہ میں بصرہ سے آیا کرتی تھیں۔ تاکہ عیسےٰ سے شرف ملاقات حاصل کریں میں نے ان سے پوچھا سکینہ! عیسےٰؒ کا کیا حال ہے؟ ہنس کر بولیں انہیں رونق و نعمات کا جوڑا پہنا دیا گیا ہے اور خدام ان کے چاروں طرف لوٹے لے کر گھومتے رہتے ہیں اور وہ زیورات سے آراستہ کر دیے گئے ہیں اور ان سے کہہ دیا گیا ہے کہ اے قاری چڑھ جا میرے دوام کی قسم تجھے روزوں نے بری کر دیا ہے۔ عیسےٰ روزے رکھتے رکھتے لاغر ہو گئے تھے اور ان کی آواز نہیں نکلتی تھی۔

انسؓ:۔ عہد رسالت میں ابو طلحہؓ جنگ کی وجہ سے روزے نہیں رکھا کرتے تھے پھر جب رسول اللہ صلعم فوت ہو گئے تو میں نے آپ کو عید و بقر عید کے علاوہ بے روزہ نہیں دیکھا۔

ابوبکر بن عبد الرحمن بن حارث بن ہشام: مجھ سے اس نے بیان کیا جس نے رسول اللہ صلعم کو دیکھا کہ آپ گرمی کے موسم میں روزے کی حالت میں فرط حرارت و پیاس کی وجہ سے سر پر پانی بہایا کرتے تھے۔

سفیان از ابو اسحاق از حارث از علیؓ:۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دن روزہ رکھا کرتے تھے اور ایک دن چھوڑ دیا کرتے تھے۔

فی یوم صائف یصب علی راسه الماء من شدة
الحر والعطش وهو صائم وعن سفیان بن ابی
اسحٰق عن الحرث عن علی رضی الله عنه قال
کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یصوم
یوما ویفطر یوما وما نقل فی حدیث جابر
رضی الله عنه قال ان النبی صلی الله علیه وسلم
قال لما سأله عمر رضی الله عنه یا نبی الله اخبرنی
عن رجل یصوم الدهر کله قال صلی الله علیه
وسلم لا صام ذلک ولا افطر فمحمول علی
رجل صام الدهر ولم یفطر یومی العیدین
وایام التشریق وکذا قال الامام احمد بن
حنبل رحمه الله واما اذا افطر هذه الایام
وصام بقیة السنة فلا نهی فی حقه بل له
ما ذکرنا من الفضائل۔

فصل : فی فضل الصیام علی الجملة من
ذلک ما اخبرنا ابو نصر عن والده باسناده
عن عمرو بن ربیعة عن سلام بن قیس رضی الله
عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم
من صام یوما ابتغاء وجه الله تعالی بعده
الله من جهنم کبعد غراب طار وهو فرخ حتی
مات هرما وقیل ان الغراب یعیش مقدار
خمسمائة سنة وعن ابی الدرداء رضی الله عنه
قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من
صام یوما فی سبیل الله جعل الله بینه وبین
النار خندقا عرضه کما بین السماء والارض۔

جابر رضی اللہ عنہ والی حدیث میں یہ جو رسول اللہ صلعم سے منقول ہے
کہ جب رسول اللہ صلعم سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ
آپ مجھے اس کے بارے میں خبر دیں جو برابر روزے رکھتا ہے کبھی چھوڑتا
ہی نہیں ؟ فرمایا اس نے روزے نہیں رکھے اور نہ روزے چھوڑے
یہ حکم اس پر محمول ہے کہ اس نے عید البقرہ عید اور ایام تشریق میں بھی
روزے رکھے جیسا کہ امام احمدؒ نے فرمایا ہے لیکن اگر ان ایام میں
روزے چھوڑ دئے جائیں اور سال کے باقی تمام دنوں رکھے جائیں
تو منع نہیں بلکہ فضائل سے بھرپور ہیں۔

روزے کی اجمالی فضیلت | ہمیں ابو نصر نے اپنے والد سے
اپنی اسناد سے عمرو بن ربیعہ سے خبر دی اور وہ سلام بن قیس سے
روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جو اللہ تعالیٰ کی
رضا کے لئے ایک دن کا روزہ رکھ لے حق تعالیٰ اسے جہنم سے
اتنا دور فرما دے گا جتنی کوے کی عمر ہوتی ہے کہتے ہیں کوے کی عمر
پانچسو سال کی ہوتی ہے۔

ابو الدرداءؓ :- رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو
ایک دن اللہ کی راہ میں روزہ رکھ لے حق تعالیٰ شانہ اس کے اور
آگ کے درمیان ایک خندق حائل فرما دیگا جس کا عرض آسمان و زمین
کی درمیانی مسافت کی برابر ہوگا۔

ابو سعید خدریؓ :- رسول اللہ صلعم نے فرمایا ؛ ”روزہ رکھنے“
کے بعد ، تو اللہ تعالیٰ اس روزے کی وجہ سے اس کی ذات کو
بقدر ستر سال کی مسافت کے آگ سے دور فرما دے گا۔

صدیقہ رضؓ :- میں نے رسول اللہ صلعم سے سنا آپ فرماتے
تھے کہ جو بندہ روزے کی حالت میں صبح کرتا ہے اس کے لئے
یقیناً آسمان کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں اور اس کے اعضاء
تسبیح خوان بن جاتے ہیں اور دنیوی آسمان کے فرشتے اس کے لئے

وعن ابي سعيد الخدري رضي الله عنه قال قال
رسول الله صلى الله عليه وسلم من صام يوما في
سبيل الله باعد الله بذلك وجهه عن النار
سبعين خريفا وعن عائشة رضي الله عنها انها
قالت سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول
ما من عبد اصبح صائما الا فتحت له ابواب السماء
وسبحت اعضاؤه واستغفر له اهل سماء الدنيا
الى ان توارت بالحجاب وان صلى ركعة او ركعتين
تطوعا اضاءت له السماء نورا وقالت ازواجه
من الحور العين اللهم اقبضه الينا فقد اشتقنا
الى رؤيته وان هلل او سبح تلقاها سبعون
الف ملك يكتبونها الى ان توارت بالحجاب
وعن ابي صالح عن ابي هريرة رضي الله عنه
قال ان النبي صلى الله عليه وسلم قال كل حسنة
يعملها ابن آدم فهي بعشر حسنات الى مائة او
سبعمائة حسنة الا الصوم فان الله تعالى قال
في بعض كتبه الصوم لي وانا اجزي به وخلوف
فم الصائم اطيب عند الله من ريح المسك
وعن علي رضي الله عنه انه قال سمعت رسول
الله صلى الله عليه وسلم يقول من منعه الصيام
من الطعام والشراب الذي يشتهيه اطعمه الله
من ثمار الجنة وسقاه من شرابها وعن ابي
هريرة رضي الله عنه انه قال قال رسول الله
صلى الله عليه وسلم لكل اهل عمل باب من
ابواب الجنة يدعون منه بذلك العمل ولاهل

سورج کے ڈوبنے تک دعائے مغفرت کرتے رہتے ہیں اور اگر وہ ایک یا دو رکعت نفل پڑھ لے تو اس کے لئے آسمان نور سے جگمگا اٹھتے ہیں اور اس کی حوریں کہتی ہیں کہ اے اللہ ان کو سمیٹ کر ہمارے پاس لا ہم ان کے دیدار کے مشتاق ہیں اور اگر لا الہ الا اللہ یا سبحان اللہ کہے تو اس کلمہ کو ستر ہزار فرشتے لکھنے کے لئے ہاتھوں ہاتھ لیتے ہیں حتی کہ سورج ڈوب جائے۔

ابو صالح از ابو ہریرہؓ:۔ نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ جو نیکی فرزند آدم کرتا ہے اسے دس سے لے کر سو تک یا سات سو تک نیکیاں ملتی ہیں علاوہ روزے کے کیونکہ حق تعالیٰ نے اپنی کسی کتاب میں فرمایا ہے کہ روزہ میرے لئے ہے اور میں اس کا بدلہ دونگا اور روزہ دار کی منہ کی بھبک اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بھی کہیں زیادہ پیاری ہے۔

علی رضؓ:۔ میں نے رسول اللہ صلعم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ جسے روزے نے حسب خواہش طعام و شراب سے روک دیں اللہ تعالیٰ اسے جنت کے پھلوں سے اور اس کے مشروب سے کھلائے پلائے گا۔

ابو ہریرہؓ:۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ ہر عمل کے لئے جنت کے دروازوں میں سے ایک مخصوص دروازہ ہے کہ اہل عمل اسی دروازے سے اس عمل کی وجہ سے بلائے جائیں گے اور روزے داروں کے لئے بھی ایک دروازہ ہے جس سے وہ بلائے جائیں گے اسے ریّان کہا جاتا ہے ابو بکرؓ نے کہا یا رسول اللہ کیا کوئی مسلمان ایسا بھی ہے جو جنت کے ہر دروازے سے بلایا جائے؟ فرمایا: ہاں ہے اور مجھے امید ہے کہ اے ابو بکرؓ ان میں سے تم بھی ہو۔

رحمت عالم صلعم نے فرمایا کہ ہر چیز کا ایک دروازہ ہوتا ہے اور عبادت کا دروازہ روزے ہیں۔

الصیام باب یدعون منه یقال له الریان قال ابوبکر رضی الله عنه یارسول الله هل احد یدعی من هذه الابواب کلها قال صلی الله علیه وسلم نعم وانا ارجوان تکون منهم یا ابابکر وقال صلی الله علیه وسلم ان لکل شیء بابا وان باب العبادۃ الصیام وقال انس بن مالک رضی الله عنه قال رسول الله صلی الله علیه وسلم علیکم بالصوم تصفو قلوبکم وعن ابی هریرۃ رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم الصوم نصف الصبر ولکل شیء زکاۃ وزکاۃ الجسد الصوم وعن ابی اوفی رضی الله عنه عن النبی صلی الله علیه وسلم قال نوم الصائم عبادۃ وسکوته تسبیح وعمله متقبل وعن ابن عباس رضی الله عنهما قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یوضع للصائمین یوم القیامۃ مائدۃ من ذهب علیها سمک فیأکلون منها والناس ینظرون وعن احمد بن ابی الحواری قال حدثنی ابوسلیمان قال جاء نی ابوعلی الاصم باحسن حدیث سمعته فی الدنیا قال یوضع للصوام مائدۃ یاکلون علیها والناس فی الحساب قال فیقولون یارب نحن نحاسب وهولاء یاکلون قال فیقول انهم طالما صاموا وافطرتم وقاموا ونمتم وعن ابن عباس رضی الله عنهما قال ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال الصائمون اذا خرجوا من قبورهم تنفح

انس بن مالکؓ :- رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ روزے سے تمہارے دل صاف ہو جاتے ہیں۔

ابوہریرہؓ :- رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ روزہ آدھا صبر ہے ہر چیز کی زکوٰۃ ہوتی ہے اور جسم کی زکوٰۃ روزے ہیں۔

ابوعوفیؓ :- نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ روزے دار کی نیند عبادت ہے۔ اس کی خاموشی تسبیح ہے اور اس کے درجہ قبولیت حاصل کر چکے ہیں۔

ابن عباسؓ : رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ قیامت کے دن روزہ داروں کے لئے سونے کا دسترخوان بچھایا جائے گا جس پر شہد ہوگا وہ اس شہد سے کھائیں گے اور لوگ انہیں دیکھ رہے ہوں گے

احمد بن ابی الحواری سے روایت ہے کہ مجھ سے ابوسلیمان نے بیان کیا کہ مجھے ابوعلی اصم نے ایک بہترین حدیث سنائی، ایسی دل خوش کن حدیث میں نے کبھی نہیں سنی تھی فرمایا کہ روزہ داروں کے لئے خوان رکھا جائے گا جس سے وہ کھاتے ہوں گے اور لوگ حساب میں مصروف ہوں گے لوگ کہیں گے کہ اے پروردگار ہم سے تو حساب لیا جا رہا ہے اور یہ لوگ کھانے میں مصروف ہیں حق تعالےٰ فرمائے گا کہ یہ ایک طویل مدت تک روزے رکھتے رہے اور تم روزے نہیں رکھتے تھے یہ راتوں میں بیدار رہتے تھے اور تم آرام سے سو جاتے تھے۔

ابن عباسؓ :- رسول اللہ صلعم نے فرمایا :- جب روزہ دار اپنی قبروں سے اٹھیں گے تو ان کے مونہوں سے مشک جیسی خوشبو پھوٹتی ہوگی۔ ان کے پاس جنت کا خوان لایا جائے گا اور وہ اس میں سے عرش کے سایہ میں کھائیں گے۔

سفیان بن عیینہ :- مجھے خبر ملی ہے کہ روزہ داروں کا افطار ان پر حساب نہ ہوگا۔

من افواههم ريح المسك ويؤتون بمائدة من الجنة فيأكلون منها وهم في ظل العرش وقال سفيان بن عيينة بلغني ان الصائم لا يحاسب على ما يفطر عليه وعن ابي صالح عن ابي هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول الله عز وجل الصوم لي وانا اجزي به يدع شهوته واكله وشربه من اجلي والصوم جنة وللصائم فرحتان فرحة عند فطره وفرحة عند لقاء ربه ولخلوف فمه اطيب عند الله من رائحة المسك وعن جابر بن عبد الله رضي الله عنهما قال ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال الصوم جنة يجتن بها العبد من النار وعن سعيد بن جبير عن ابن عمر رضي الله عنهما عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه قال ما آسى على شيء من الدنيا اتركه خلفي الا الصيام في الهاجرة والمشي الى الصلاة وعن مجاهد عن ابي هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لو ان رجلا صام لله تطوعا ثم اعطي ملء الارض ذهبا لم يستوف ثوابه دون الحساب۔

فصل: واما اوراد الليل والحث على قيامه مما اتفق في الصحيحين وما ذكر في غيرهما من الكتب فمن ذلك ما روي عن شقيق عن عبد الله رضي الله عنه قال ذكر عند النبي صلى الله عليه وسلم رجل فقيل يا رسول الله ان فلانا نام الليلة حتى اصبح ما صلى فقال النبي صلى الله عليه وسلم

ابو صالح از ابو ہریرہ رضؓ: رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ روزہ میرے لئے ہے اور میں اس کا بدلہ دوں گا روزہ دار میری وجہ سے اپنی شہوت اور طعام و شراب چھوڑتا ہے اور روزہ ڈھال ہے روزہ دار کو دو مسرتیں حاصل ہوتی ہیں ایک مسرت تو روزہ کھولنے کے وقت ہوتی ہے اور دوسری مسرت پروردگار سے ملاقات کے وقت ہو گی یاد رکھو کہ اس کے منہ کی مہک اللہ تعالےٰ کو بڑی پیاری ہے۔

جابر بن عبد اللہ: رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ روزہ ایک ڈھال ہے جس کو بندہ جہنم کی آگ سے ڈھال بناتا ہے۔

سعید بن جبیر از ابن عمرؓ از عمرؓ بن خطاب: مجھے دنیا میں اپنے پیچھے کسی چیز کے چھوڑ جانے پر رنج نہیں ہوتا البتہ موسم گرما میں روزے نہ رکھنے کا اور مسجد میں چل کر نماز کے لئے نہ جانے کا صدمہ ضرور ہوتا ہے (کہ مرنے کے بعد یہ دونوں عظیم عبادتیں چھوٹ جائیں گی۔)

مجاہد از ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ: رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص اللہ کے لئے نفلی روزہ رکھے اور حساب کے دن اسے اس کے عوض دنیا بھر کر سونا دیا جائے تو بھی اس کے روزے کے ثواب سے کم ہی رہے گا۔

★

وظائف شب اور شب بیداری

شقیق از عبد اللہؓ: رسول اللہ صلعم کے پاس ایک شخص کا ذکر کیا گیا اور کہا گیا کہ یا رسول (صلعم) فلاں شخص رات بھر صبح تک سوتا رہا اور نماز نہیں پڑھی فرمایا اس کے کان میں شیطان نے موت دیا تھا۔

ایک حدیث میں ہے کہ جب انسان سو جاتا ہے تو شیطان اس کے سر پر تین گرہیں لگا دیتا ہے پھر اگر وہ بیٹھ کر اللہ کا ذکر کرتا

ذلك رجل بال الشيطان في اذنه وفي الخبر اذا نام
الرجل عقد الشيطان على راسه ثلاث عقد فان
تعد وذكر الله تعالى انحلت عقدة وان توضأ
انحلت عقدة وان صلى ركعتين انحلت العقد
كلها واصبح نشيطا طيب النفس والا اصبح كسلان
خبيث النفس وفي خبر آخر ان للشيطان سعوطا
ولعوقا وذرورا فاذا سعط العبد ساء خلقه
واذا العقه لعقه ذرب لسانه بالشر واذا ذره
نام بالليل حتى الصبح وبين طول القيام في
صلاة الليل وهي مثنى مثنى وكثرة الركوع
والسجود في صلاة النهار وان اراد ان يصليها
اربعا بتسليمة جاز وصلاة الليل في حق النبي
صلى الله عليه وسلم نافلة وفريضة وقربة
وكرامة وفي حق امته مكملة ومتممة للفرائض
وعن سالم عن ابن عمر رضي الله عنهما قال
كان الرجل في حياة رسول الله صلى الله عليه
وسلم اذا رأى رؤيا قصها على رسول الله
صلى الله عليه وسلم قال فتمنيت ان ارى رؤيا
اقصها على رسول الله صلى الله عليه وسلم
قال وكنت غلاما شابا عزبا وكنت انام في
المسجد على عهد رسول الله صلى الله عليه
وسلم فرأيت في النوم كان ملكين اخذاني
فذهبا بي الى النار واذا هي مطوية كطي البئر
واذا لها قرنان كقرني البئر فرأيت ناسا
قد عرفتهم فجعلت اقول اعوذ بالله من النار

ہے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے اور اگر وضو کر لے تو دوسری گرہ کھل جاتی
ہے اور اگر دوگانہ پڑھ لے تو تیسری گرہ بھی کھل جاتی ہے اور صبح کو
خوش وخرم اور ہشاش بشاش ہوتا ہے ورنہ سست و بدمزاج ہوتا ہے
ایک حدیث میں ہے کہ شیطان کے پاس ہلاس، لعوق اور چھڑکنے
کی دوا رہتی ہے جب کوئی اس کی ہلاس لے لیتا ہے تو بدخلق ہو جاتا
ہے اور جب اس کا لعوق چاٹ لیتا ہے تو شرارتوں میں چرب زبان ہو
جاتا ہے اور جب اس پر شیطان دوا چھڑک دیتا ہے تو رات بھر
صبح تک سوتا رہتا ہے۔ رات کی نماز لمبے قیام کے ساتھ دو دو رکعت
پڑھو اور دن کی نماز میں کثرت سے سجدے اور رکوع ہیں اگر کوئی دن
کی نماز ایک سلام سے چار رکعت پڑھنا چاہے تو جائز ہے۔ رات
کی نماز رحمت عالم صلعم کے حق میں نفل بھی ہے اور فرض بھی اور موجب
تقرب و بزرگی بھی ہے اور امت کے حق میں فرائض کو مکمل کرنیوالی ہے
سالم از ابن عمرؓ:۔ عہد رسالت میں جب کوئی شخص خواب دیکھتا
تھا تو اس کا ذکر نبی صلعم سے کر دیا کرتا تھا فرماتے ہیں مجھے بھی شوق
ہوا کہ میں خواب دیکھتا اور نبی صلعم سے بیان کرتا میں ایک غیر شادی
شدہ اور نوجوان لڑکا تھا اور عہد رسالت میں مسجد میں سویا کرتا
تھا میں نے خواب میں دیکھا کہ دو فرشتے مجھے پکڑ کر آگ کی طرف
لے گئے میں نے دیکھا کہ کنوئیں کے من کی طرح آگ کے گڑھے کی من
بنی ہوئی تھی اور جیسے کنوئیں پر دو چرخیاں لگی ہوئی ہوتی ہیں اس
پر بھی دو چرخیاں لگی ہوئی تھیں میں نے اس میں اپنی جان پہچان کے
بھی کچھ لوگ دیکھے میں آگ کو دیکھ کر بار بار اس سے اللہ کی پناہ
مانگنے لگا پھر ہمیں ایک اور فرشتہ مل گیا اور اس نے مجھ سے کہا آگ
سے بالکل نہ ڈرو فرماتے ہیں پھر میں نے یہ خواب حضرت حفصہؓ
سے بیان کیا اور انہوں نے رسول اللہ صلعم سے بیان کیا فرمایا، عبداللہ
بہت اچھا آدمی ہے کاش رات میں نماز پڑھا کرتا راوی کہتا ہے

اعوذ باللّٰہ من النار فلقینا ملک آخر فقال لی لن تراع قال فقصصتھا علی حفصۃ رضی اللّٰہ عنھا علی النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نعم الرجل عبد اللّٰہ لو کان یصلی من اللیل قال فکان رضی اللّٰہ عنہ لا ینام من اللیل الا قلیلا وعن ابی سلمۃ عن عبد اللّٰہ بن عمرو بن العاص رضی اللّٰہ عنھما قال قال لی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لا تکن مثل فلان کان یقوم اللیل فترک قیام اللیل وعن ابی صالح عن ابن شھاب قال اخبرنی علی بن حسین ان اباہ الحسین بن علی رضی اللّٰہ عنھما اخبرہ ان علی بن ابی طالب رضی اللّٰہ عنہ اخبرہ ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم طرقہ ھو وفاطمۃ ابنتہ رضی اللّٰہ عنھما فوجدھما نائما فقال الا تصلیان فقلت یا رسول اللّٰہ ان انفسنا بید اللّٰہ تعالٰی فاذا شاء ان یبعثنا بعثنا فانصرف رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم حین قلت ذلک لہ فلم یرجع شیئا فسمعتہ وھو یضرب فخذہ ویقول صلی اللّٰہ علیہ وسلم وکان الانسان اکثر شیء جدلا وحدثنا ابو نصر عن والدہ باسنادہ عن سفیان الثوری عن ابی الزبیر عن جابر بن عبد اللّٰہ رضی اللّٰہ عنھما قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم رکعتان یصلیھما العبد فی جوف اللیل خیر من الدنیا وما فیھا ولولا ان اشق علی امتی لفرضتھا علیھم وحدثنا ابو نصر عن والدہ

اس کے بعد عبد اللہ رات کو برائے نام ہی سویا کرتے تھے۔

ابو سلمہ از عبد اللہ بن عمرو بن العاص :۔ مجھ سے رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ فلاں کی طرح مت ہو جانا کہ وہ تہجد پڑھا کرتا تھا پھر تہجد چھوڑ بیٹھا۔

ابو صالح از ابن شہاب :۔ مجھے علی بن حسین نے خبر دی انہیں ان کے والد حسین نے خبر دی اور انہیں حضرت علی نے خبر دی کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلعم رات کو میرے اور اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ کے پاس تشریف لائے اور آپ نے ہم دونوں کو سوتا ہوا پایا پوچھا کیا تم نماز نہیں پڑھتے ؟ میں بولا : یا رسول اللہ ہمارے نفس اللہ کے ہاتھ میں ہیں پھر جب وہ ہمیں اٹھانا چاہتا ہے اٹھا دیتا ہے۔ جب میں نے آپ سے یہ بات کہی تو آپ نے کوئی جواب نہیں دیا اور آپ واپس لوٹ گئے میں نے سنا کہ آپ اپنی ران پہ ہاتھ مار کر فرما رہے تھے کہ انسان بڑا جھگڑنے والا ہے۔

ہم سے ابو نصر نے اپنے والد سے اپنی اسناد سے سفیانؒ ثوری سے انہوں نے ابو الزبیرؒ سے اور انھوں نے جابرؓ بن عبد اللہ سے خبر دی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ دوگانہ جو انسان رات میں پڑھتا ہے دنیا و ما فیہا سے بہتر ہے اگر مجھے اپنی امت کو تکلیف میں ڈالنے کا خیال نہ ہوتا تو میں اسے ان پر فرض کر دیتا۔

ہمیں ابو نصر نے اپنے والد سے اپنی اسناد سے ابو العالیہ سے خبر دی۔ ان سے ابو مسلم نے بیان کیا کہ میں نے ابو ذرؓ سے پوچھا : کونسی نماز افضل ہے ؟ فرمایا میں نے رسول اللہ صلعم سے پوچھا تھا کہ کونسی نماز افضل ہے ؟ آپ نے وسط شب کی نماز یا فرمایا آدھی رات کی نماز اور اس پر عمل کرنے والے کم ہیں۔

ایک حدیث میں ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے پروردگار سے سوال کیا کہ اے میرے معبود میرے دل میں تیری عبادت

باسنادہ عن ابی العالیۃ قال حدثنی ابومسلم انہ سال اباذر رضی اللہ عنہ ای صلاۃ اللیل افضل فقال ابوذر رضی اللہ عنہ سالت عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال جوف اللیل او قال نصف اللیل وقلیل فاعلہ وفی بعض الاخبار سأل داؤد النبی علیہ السلام ربہ عزوجل وقال الٰھی انی احب ان اتعبد لک فأی وقت افضل فاوحی اللہ تعالیٰ الیہ یاداؤد لاتقم اول اللیل ولا آخرہ فانہ من قام اولہ نام آخرہ ومن قام آخرہ لم یقم اولہ ولکن قم وسط اللیل حتی تخلو بی واخلوبک وارفع الی حوائجک وعن یحیی بن المختار عن الحسن رحمہ اللہ انہ قال ماعمل عبد عملا اقرلعین ولا اخف لظھر ولا اطیب لنفس من قیام من جوف اللیل بید اماوانفاق مال فی حق وکان ابوالدرداء رضی اللہ عنہ یقول یاایھا الناس انی لکم ناصح انی علیکم شفیق صلوا فی ظلمۃ اللیل لوحشۃ القبور وصوموا فی الدنیا لحر یوم النشور وتصدقوا لمخافۃ یوم عسیر یاایھا الناس انی لکم ناصح انی علیکم شفیق وحدثنا ابونصر عن والدہ باسنادہ عن یحیی بن ابی کثیر عن ابی جعفر انہ سمع اباھریرۃ رضی اللہ عنہ یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا بقی ثلث اللیل ینزل اللہ تعالیٰ الی السماء الدنیا فیقول من الذی یدعونی

کرنے کی تڑپ ہے تو عبادت کرنے کے لئے کونسا وقت افضل ہے؟ حق تعالٰے نے وحی بھیج کر آپ سے فرمایا کہ اے داؤد شروع رات میں اور اخیر رات میں مت اُٹھ کیونکہ جو اوّل شب میں اُٹھ کر عبادت میں لگ جاتے ہیں وہ پچھلی شب میں سو جاتے ہیں اور جو پچھلی شب میں اُٹھ جاتے ہیں وہ اوّل شب میں سو جاتے ہیں ہاں درمیانی رات میں اُٹھ تاکہ تو مجھ سے خلوت کرے اور میں تجھ سے خلوت کروں اور اپنی ضرورتیں مجھ سے مانگ۔

یحییٰ بن مختار از حسن :- بندہ نے کوئی ایسا عمل جو آنکھ میں ٹھنڈک پیدا کرے، پشت کا بار ہلکا کر دے اور دل کو خوش کر دے وسط شب میں دائمی قیام سے اور حق میں مال خرچ کرنے سے اچھا نہیں کیا۔

ابوالدرداءؓ :- لوگو! میں تمہارا خیر خواہ ہوں، میں تمہارے حق میں مشفق ہوں قبروں کی وحشت سے بچنے کے لئے رات کے اندھیرے میں نماز پڑھا کرو اور موقف کی حرارت سے بچنے کے لئے دن میں روزے رکھا کرو اور سخت دن کے خوف سے بچنے کے لئے خیرات کیا کرو لوگو میں تمہارا خیر خواہ و مشفق ہوں۔

ہم سے ابو نصر نے اپنے والد سے اپنی اسناد سے یحییٰ بن ابی کثیر سے خبر دی وہ ابو جعفر سے روایت کرتے ہیں ابو جعفر نے ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے سُنا فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جب تہائی رات باقی رہتی ہے تو حق تعالٰے دنیوی آسمان پر اتر آتا ہے اور فرماتا ہے کہ ہے کوئی جو مجھ سے دعا مانگے اور میں اسے قبول کر دوں؟ ہے کوئی جو مجھ سے روزی مانگے اور میں اسے روزی دوں؟ ہے کوئی جو مجھ سے ضرر دُور کرنے کی درخواست کرے اور میں اس کا ضرر دُور کر دوں؟ صبح صادق تک یہی اعلان ہوتا رہتا ہے۔

فأستجيب له من الذي يستغفرني فأستغفر له
من الذي يسترزقني فارزقه من الذي يستكشف
الضر فاكشفه عنه حتى ينفجر الفجر وحدثنا
ابو نصر عن والده باسناده عن ابي هريرة
رضي الله عنه قال ان رسول الله صلى الله عليه
وسلم قال ينزل ربنا عزوجل كل ليلة الى سماء
الدنيا ثلث الليل الآخر فيقول هل من مستغفر
فاغفر له هل من داع فيستجاب له هل من
سائل فيعطى سؤله فمن ثم كانوا يستحبون
الصلاة من آخر الليل وعن ابي امامة رضي الله
عنه قال قيل لرسول الله صلى الله عليه وسلم
أي الليل اسمع قال جوف الليل الآخر وادبار
الصلوات المكتوبات وعن عبد الله بن عمر
رضي الله عنهما قال ان رسول الله صلى الله
عليه وسلم قال ان خير الصيام صيام داود
عليه السلام كان يصوم نصف الدهر وخير
الصلاة صلاة داود عليه السلام كان يرقد
نصف الليل ويصلي آخر الليل حتى اذا بقي سدس
الليل وفي لفظ آخر عن عبد الله بن عمر رضي
الله عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه
وسلم احب الصلاة الى الله صلاة داود عليه
السلام كان يرقد شطر الليل ثم يقوم ثم يرقد
آخره ثم يقوم ثلث الليل بعد شطره وقال
ابو هريرة رضي الله عنه اني اجعل الليل اثلاثا
ثلثا انام وثلثا اصلي وثلثا استذكر فيه حديث

ہم سے ابو نصر نے اپنے والد سے اپنی اسناد سے حضرت ابوہریرہؓ
سے خبر دی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا: کہ ہمارا عزت و جلال والا
پروردگار ہر رات کو پچھلی تہائی رات میں دنیوی آسمان پر اترتا ہے
اور فرماتا ہے کہ ہے کوئی جو گناہوں کی معافی مانگے اور میں اس کے گناہ
معاف کر دوں؟ ہے کوئی دعا مانگنے والا کہ اس کی دعا قبول کی جائے
ہے کوئی سوال کرنے والا کہ اس کی مراد پوری کی جائے؟ اسی لئے
اللہ والے آخری رات میں نماز کو پسند فرماتے تھے۔

ابو امامہؓ:۔ رسول اللہ صلعم سے کہا گیا رات کے کون سے
حصہ میں دعا قبول کی جاتی ہے فرمایا رات کے پچھلے حصہ میں اور
فرض نمازوں کے بعد۔

عبد اللہ بن عمرؓ:۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ بہترین روزے
حضرت داؤدؑ کے روزے ہیں آپ ایک دن ناغہ کر کے برابر
روزے رکھا کرتے تھے اور بہترین نماز حضرت داؤدؑ کی نماز ہے
آپ نصف شب تک سوتے رہتے تھے اور نصف آخر میں نماز
پڑھا کرتے تھے کہ جب تہائی رات باقی رہ جاتی تو سو جاتے تھے

ابن عمرؓ:۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا:۔ اللہ تعالے کو حضرت
داؤدؑ کی نماز بڑی پیاری ہے آپ آدھی رات تک سوتے تھے
پھر کھڑے ہوتے اور نماز پڑھتے پھر سو جاتے پھر نصف شب
کے بعد والی تہائی رات میں نماز پڑھتے۔

ابوہریرہؓ:۔ میں رات کے تین حصہ کر لیتا ہوں ایک تہائی میں
سو جاتا ہوں ایک میں نماز پڑھتا ہوں اور ایک میں رسول اللہ صلعم
کی حدیثیں پڑھتا ہوں۔

ابن مسعودؓ:۔ رات کی نماز کو دن کی نماز پر اسی طرح فضیلت
ہے جیسے چھپے ہوئے صدقہ کو ظاہری صدقہ پر فضیلت ہے۔

عمرو بن العاصؓ:۔ رات کی ایک رکعت دن کی دس رکعتوں سے بہتر ہے

رسول الله صلى الله عليه وسلم وقال ابن مسعود
رضي الله عنه فضل صلاة الليل على صلاة النهار
كفضل صدقة السر على صدقة العلانية وقال
عمرو بن العاص رضي الله عنه ركعة بالليل خير
من عشر بالنهار وسأل رسول الله صلى الله عليه
وسلم جبريل عليه السلام اي الليل اسمع فقال
ان العرش يهتز من السحر وقال النبي صلى الله
عليه وسلم عليكم بقيام الليل فانه دأب
الصالحين قبلكم ان قيام الليل قربة الى الله تعالى
وتكفير للسيئات ومنهاة عن الاثم ومطردة
للداء عن الجسد حدثنا ابو نصر عن والده باسناده
عن الاعمش عن ابي سفيان عن جابر رضي الله عنه
قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان في
الليل ساعة لا يوافقها عبد يسأل الله تعالى
فيها شيئا الا اعطاه اياه وهي في كل ليلة قالوا
وهذا اعام مثل الساعة في يوم الجمعة ومثل ليلة
القدر في العشر الاخير من شهر رمضان ويقال
ان في الليل وقتا لابد ان ينام فيه ويغفل كل
ذي عين الا الحي القيوم الذي لا يموت فلعلها
هذه الساعة وفي حديث عمرو بن عتبة رضي
الله عنه عليك بصلاة آخر الليل فانها مشهودة
محضورة تحضرها ملائكة الليل وملائكة
النهار۔

فصل: واما صلاة رسول الله صلى الله عليه
وسلم المذكورة في المتفق عليه فما روى عن ابي

رسول اللہ صلعم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا رات کے کس حصہ میں دعا زیادہ سنی جاتی ہے؟ فرمایا عرش سحر کے وقت جھومتا ہے۔

نبی صلعم نے فرمایا: تہجد لازم پکڑ لو کیونکہ تم سے پہلے صلحاء کا یہی طریقہ رہا ہے رات کا قیام اللہ سے قریب کر دیتا ہے، برائیاں مٹا دیتا ہے، گناہوں سے باز رکھتا ہے اور جسمانی بیماریوں کو ہٹا دیتا ہے۔

ہم کو ابونصر نے اپنے والد سے اپنی اسناد سے اعمش سے انہوں نے ابوسفیان سے اور انہوں نے جابرؓ سے خبر دی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ رات میں ایک ایسی ساعت آتی ہے کہ اگر کوئی بندہ اسے پالے اور اس میں اللہ سے کچھ مانگے تو اللہ تعالے اس کی مراد ضرور پوری فرماتا ہے یہ ساعت پوری رات کے کسی حصہ میں ہے علماء کہتے ہیں جیسے جمعہ کے دن قبولیت کی ساعت چھپی ہوئی ہے اور جیسے رمضان کے اخیر عشرے کی طاق راتوں میں شب قدر چھپی ہوئی ہے اسی طرح ہر رات میں یہ قبولیت کی ساعت چھپی ہوئی ہے۔

کہا جاتا ہے کہ رات میں ایک ایسا وقت آتا ہے کہ اس وقت سوائے حی و قیوم کے کوئی نہیں جاگتا سب سو جاتے ہیں شاید وہی وقت قبولیت کا وقت ہو۔

حدیث عمرو بن عتبہ میں ہے: پچھلی رات کی نماز لازم پکڑ لے کیونکہ وہ شہادت دی جانے والی اور حاضر کی جانے والی ہے، اس وقت دن کے اور رات کے فرشتے موجود رہتے ہیں۔

★

رحمت عالم کا تہجد رحمت عالم صلعم کی رات کی نماز جو بخاری و مسلم میں مذکور ہے درج ذیل ہے۔

اسحاق قال اتیت الاسود بن یزید وکان لی اخا وصدیقا فقلت له یا ابا عمرو حدثنی ما حدثتك عائشۃ رضی اللہ عنہا عن صلاۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال قالت رضی اللہ عنہا کان صلی اللہ علیہ وسلم ینام فی اول اللیل ویحیی آخرہ ثم ان کانت له حاجۃ الی اھلہ قضی حاجته ثم لم یمس ماء حتی ینام فاذا سمع النداء الاول قالت وثب لا واللہ ما قالت قام فافاض علیہ الماء ولا واللہ ما قالت اغتسل وانا اعلم ما ترید وان لم یکن جنبا توضأ وضوءہ للصلاۃ ثم صلی وعن کریب مولی ابن عباس عن ابن عباس رضی اللہ عنہما انه بات لیلۃ عند میمونۃ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا قال فاضطجعت فی عرض الوسادۃ واضطجع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واھلہ فی طولھا ونام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی اذا انتصف اللیل او قبلہ بقلیل او بعدہ بقلیل استیقظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجلس فمسح النوم عن وجھہ بیدہ ثم قرأ العشر الآیات الخواتم من سورۃ آل عمران ثم قام الی شن معلقۃ فتوضأ منھا فأحسن وضوءہ ثم قام فصلی قال ابن عباس رضی اللہ عنہ فقمت فصنعت مثل ما صنع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم ذھبت فقمت الی جنبہ فوضع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ابو اسحاق :- میں اسود بن یزید کے پاس گیا آپ میرے بھائی اور دوست تھے میں نے آپ سے کہا ابو عمرو! رسول اللہ صلعم کی نماز کے بارے میں آپ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جو کچھ بیان کیا اُسے آپ بیان کریں فرمایا کہ آپ فرماتی تھیں کہ رسول اللہ صلعم اوّل شب میں سو جایا کرتے تھے اور پچھلی شب کو بیدار رہتے تھے پھر اگر آپ کو بیوی کی طرف ضرورت ہوتی تو اپنی ضرورت پوری فرماتے پھر پانی نہیں چھوتے تھے حتے کہ سو جاتے پھر جب پہلی اذان سنتے تو آپ صلعم اُٹھ کھڑے ہوتے اللہ کی قسم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ نہیں فرمایا کہ کھڑے ہو جاتے بلکہ فرمایا کہ کود کر اُٹھتے اور اپنے اوپر پانی ڈالتے (یہ نہیں فرمایا کہ نہاتے) حالانکہ مجھے معلوم ہے کہ اس سے آپ کی کیا مراد تھی اور اگر آپ جنبی نہ ہوتے تو آپ وضو کرتے پھر نماز پڑھتے۔

کریب مولیٰ ابن عباس از ابن عباس رضی اللہ عنہما: آپ نے ایک رات ام المومنین حضرت میمونہ کے گھر میں گزاری فرماتے ہیں کہ میں بستر پر آڑا آڑا لیٹ گیا اور رسول اللہ صلعم اور آپ کی زوجہ مطہرہ بستر پر لمبے لمبے لیٹ گئے حتے کہ جب کم وبیش آدھی رات ہو گئی تو رسول اللہ صلعم بیدار ہوئے اور اُٹھ کر بیٹھ گئے اور نیند کو ہاتھ سے اپنے منہ سے پونچھنے لگے (یعنی نیند ہٹانے کے لئے آنکھیں ملنے لگے) پھر آپ نے آل عمران کی پچھلی دس آیتیں پڑھیں پھر آپ ایک لٹکے ہوئے مشکیزہ کی طرف بڑھے اور اس سے آپ نے کامل وضو کیا پھر آپ کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے (فرماتے ہیں) میں بھی کھڑا ہوا اور جو کچھ رسول اللہ صلعم نے کیا وہی میں نے بھی کیا پھر میں جاکر آپ کے پاس (بائیں طرف) کھڑا ہو گیا۔ رسول اللہ صلعم نے اپنا سیدھا ہاتھ میرے سر پر رکھا اور میرا داہنا کان پکڑا اور مجھے اُٹھا کر اور مجھے اپنے داہنی جانب کر لیا) پھر آپ نے ہلکا دوگانہ پڑھا پھر باہر تشریف لاکر صبح کی نماز پڑھی۔

یدہ الیمنی علی رأسی فاخذ باذنی الیمنی نفتلھا فصلی رکعتین ثم رکعتین ثم رکعتین ثم رکعتین ثم رکعتین ثم اوتر ثم اضطجع حتی جاء المؤذن ثم قام فصلی رکعتین خفیفتین ثم خرج فصلی الصبح وعن ابی سلمۃ عن عائشۃ رضؓ قالت ما کنت الفی النبی صلی اللہ علیہ وسلم من آخر السحر الا وھو نائم عندی تعنی بعد الوتر وعن مسروق عن عائشۃ رضی اللہ عنھا قالت ؟ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یعجبہ الدائم من العمل فقلت ای اللیل کان یقول قالت اذا سمع الصارخ وعن الحسن رحمہ اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوا من اللیل ولو اربعا صلوا ولو رکعتین ما من اھل بیت یعرف لھم صلاۃ باللیل الا ناداھم منادیا اھل البیت قوموا لصلاتکم وعن ابی سلمۃ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء مثل ما اذن لنبی حسن الصوت یتغنی بالقرآن وعن عروۃ عن عائشۃ رضی اللہ عنھا قالت ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم سمع رجلا یقرأ فی سورۃ من اللیل فقال صلی اللہ علیہ وسلم رحمہ اللہ لقد اذکرنی کذا و کذا آیۃ کنت اسقطتھا من سورۃ کذا وکذا۔

واما قدر صلاتہ صلی اللہ علیہ وسلم فی اللیل فما اخبرنا بہ الشیخ ابو نصر عن والدہ قال حدثنا محمد بن احمد بن ابی الفوارس قال حدثنا احمد بن یوسف قال حدثنا احمد

ابو سلمہ از عائشہ رضؓ: میں ہمیشہ رحمت عالم صلعم کو سحر کے پچھلے حصہ میں اپنے پاس سویا ہوا ہی دیکھا کرتی تھی (اس سے آپ کی یہ مراد کہ آپ تہجد اور وتر پڑھ کر سو جایا کرتے تھے۔)

مسروق از عائشہ رضؓ: نبی اکرم صلعم کو دائمی عمل محبوب تھا میں نے پوچھا: آپ رات میں کس وقت اٹھا کرتے تھے فرمایا: مرغ کی بانگ سُن کر اُٹھ جایا کرتے تھے۔

حسنؒ: ۔رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ رات میں نماز ضرور پڑھو گو چار یا دو رکعت ہی پڑھو جس گھر میں رات کو نماز پڑھی جاتی ہے تو انہیں ضرور ایک اعلان کرنے والا پکار کر کہتا ہے کہ اے گھر والو اپنی نماز کے لئے اٹھو۔

ابو سلمہ از ابو ہریرہؓ، رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ حق تعالٰے نے کسی کا قرآن اس طرح کان لگا کر نہیں سنا جس طرح اپنے محبوب نبی کی پیاری آواز سے قرآن کو سنا آپ قرآن کو اچھی آواز کے ساتھ پڑھا کرتے تھے۔

عروہ از عائشہ رضؓ: سرور عالم صلعم نے سنا کہ ایک شخص رات میں قرآن پاک کی کوئی سورت پڑھ رہا ہے فرمایا حق تعالٰے اس پر رحم فرمائے اس نے مجھے فلاں فلاں سورت کی فلاں فلاں آیت یاد دلا دی جو میں بھول گیا تھا۔

نبی صلعم کی رات کی نماز ہمیں شیخ ابو نصر نے اپنے والد سے خبر دی ان سے محمد بن ابی الفوارس نے بیان کیا ان سے احمد بن یوسف نے بیان کیا، ان سے احمد بن ابراہیم بن ملحان نے بیان کیا ان سے ابو بکر نے بیان کیا ان سے لیث نے بیان کیا وہ ابو حبیب سے، وہ عراک سے، وہ عروہ سے روایت کرتے ہیں عروہ کو عائشہ رضؓ نے خبر دی کہ رسول اللہ صلعم رات کو تیرہ رکعت نماز پڑھا کرتے تھے اور (پھر) فجر کی دو رکعتیں۔ آپ سے یہ بھی منقول ہے کہ

بن ابراھیم بن ملحان قال حدثنی ابو بکر قال حدثنی اللیث عن ابن ابی حبیب عن عراك عن عروۃ رحمہ اللہ قال ان عائشۃ رضی اللہ عنھا اخبرتہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یصلی باللیل ثلاث عشرۃ رکعۃ ورکعتی الفجر وری انہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یصلی من اللیل اثنتی عشرۃ رکعۃ ثم یوتر بواحدۃ وقیل عشر رکعات ثم یوتر بواحدۃ۔

فصل: فی صلاۃ اللیل وقد ذکر اللہ تعالی القائمین باللیل فی کتابہ العزیز فقال عزوجل کانوا قلیلا من اللیل ما یھجعون وبالاسحار ھم یستغفرون وقال جل وعلا تتجافی جنوبھم عن المضاجع یدعون ربھم خوفا وطمعا وقال تعالی امن ھو قانت آناء اللیل ساجدا وقائما یحذر الآخرۃ ویرجو رحمۃ ربہ وقال تبارك وتعالی والذین یبیتون لربھم سجدا وقیاما وقال جل وعلا ومن اللیل فتھجد بہ نافلۃ لك عسی ان یبعثك ربك مقاما محمودا وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا جمع اللہ الاولین والآخرین یوم القیامۃ نادی مناد لیقم الذین کانت تتجافی جنوبھم عن المضاجع یدعون ربھم خوفا وطمعا فیقومون وھم قلیل ثم یرجع فینادی لیقم الذین کانت لا تلھیھم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ فیقومون وھم قلیل ثم یرجع فینادی لیقم الذین کانوا یحمدون اللہ عزوجل

آپ رات میں بارہ رکعت پڑھا کرتے تھے پھر ایک رکعت وتر پڑھ لیا کرتے تھے اور بعض کے نزدیک دس رکعت پڑھ کر ایک رکعت وتر پڑھ لیا کرتے تھے۔

تہجد کی فضیلت حق تعالیٰ جل مجدہٗ نے شب بیداری کا ذکر خیر قرآن حکیم میں فرمایا ہے فرمایا کہ وہ رات کو برائے نام سوتے ہیں اور سحر کو وہ اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں دوسری جگہ فرمایا کہ ان کی کروٹیں خواب گاہوں سے دور ہو جاتی ہیں اور وہ اپنے رب کو خوف و لالچ سے پکارتے رہتے ہیں۔ فرمایا: یا وہ جو رات کی ساعتوں میں سجدوں کی اور قیام کی حالت میں عبادت میں لگے رہتے ہیں اور آخرت کے ہول سے خوفزدہ رہتے ہیں اور اپنے پروردگار کی رحمت کے امیدوار بھی رہتے ہیں۔ فرمایا:۔ اور جو اپنے رب کے لئے سجدوں اور قیاموں کی حالت میں راتیں گزار دیتے ہیں، فرمایا اور آپ رات میں تہجد پڑھیں جو آپ کے لئے مزید ہے امید ہے کہ آپ کا رب آپ کو مقام محمود میں اٹھائے اور نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ قیامت کے دن جب حق تعالیٰ تمام اگلوں اور پچھلوں کو جمع فرمائے گا تو ایک منادی اعلان کرے گا ان کو کھڑا ہو جانا چاہیئے جن کی کروٹیں خواب گاہوں سے دور ہو جایا کرتی تھیں اور اپنے پروردگار سے خوف و طمع کے ساتھ دعائیں مانگا کرتے تھے یہ سن کر تھوڑے سے آدمی کھڑے ہوں گے پھر منادی اعلان کرے گا انہیں کھڑا ہو جانا چاہیئے جن کو تجارت اور کاروبار اللہ کے ذکر سے غافل نہیں کرتا تھا یہ سن کر گنتی کے آدمی کھڑے ہوں گے پھر منادی اعلان کرے گا کہ انہیں کھڑا ہو جانا چاہیئے جو فراخی و تنگی اور عافیت و مصائب میں ہر حال میں اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کیا کرتے تھے یہ سن کر معدودے چند حضرات کھڑے ہوں گے پھر ان کے بعد تمام لوگوں کا حساب لیا جائے گا۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ دن کے روزے پر سحری سے مدد لو

فی السراء والضراء فیقومون وھم قلیل ثم یجاء سائر الناس من بعدھم وقال صلی اللہ علیہ وسلم استعینوا بطعام السحر علی صوم النھار وبقیلولۃ النھار علی قیام اللیل ان صاحب النوم یجی ومفلسا وما نام احد طول لیلہ الا بال الشیطان فی اذنہ وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ربما ردد آیۃ حتی یصبح وقالت عائشۃ رضی اللہ عنھا نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ حتی الصق جلدہ بجلدی ثم قال یا عائشۃ اتأذنین لی ان اتعبد لربی اللیلۃ قلت واللہ انی لاحب قربک ولکنی اوثر ھواک ثم قام صلی اللہ علیہ وسلم یقرأ القرآن ویبکی حتی بل بالدموع منکبیہ ثم جلس یقرأ حتی بل بالدموع جنبیہ وحقویہ ثم اضطجع یبکی ویقرأ حتی بل بالدموع ما یلی الارض فاتاہ بلال رضی اللہ عنہ فقال بابی وامی الم یغفر اللہ لک قال صلی اللہ علیہ وسلم یا بلال افلا اکون عبدا شکورا انہ انزل علی فی ھذہ اللیلۃ ان فی خلق السموات والارض واختلاف اللیل والنھار لآیات لاولی الالباب الذین یذکرون اللہ قیاما وقعودا وعلی جنوبھم ویتفکرون فی خلق السموات والارض ربنا ما خلقت ھذا باطلا سبحانک فقنا عذاب النار وقالت عائشۃ رضی اللہ عنھا ما رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی فی شیء من صلاۃ اللیل جالسا حتی دخل فی السن

اور تمام شب بیداری پر دوپہر کو سونے سے صاحب خواب صبح کو ولی اللہ ہو کر اٹھتا ہے اور جو رات بھر سوتا رہتا ہے شیطان نے یقیناً اس کے کان میں موت دیا ہے رسول اللہ صلعم رات بھر ایک آیت کو دہراتے رہتے تھے حتٰی کہ صبح ہو جایا کرتی تھی۔

حضرت صدیقہؓ :- ایک رات رسول اللہ صلعم سوئے کہ آپ کا جسم میرے جسم سے متصل ہو گیا پھر آپ نے فرمایا عائشہ! کیا تم اس رات میں مجھے اپنے رب کی عبادت کرنے کی اجازت دیتی ہو؟ میں بولی: اللہ کی قسم مجھے آپ کی نزدیکی محبوب ہے تاہم میں آپ کی خواہش و رغبت کو ترجیح دیتی ہوں پھر آپ کھڑے ہو کر رو رو کر قرآن پاک پڑھنے لگے اور اس قدر روئے کہ آپ کے کندھوں کو بھگو دیا پھر آپ بیٹھ کر قرأت فرمانے لگے اور اس قدر روئے کہ آپ کے دونوں پہلو معہ کمر کے آنسوؤں سے تر بتر ہو گئے پھر لیٹے لیٹے رو رو کر قرآن پڑھتے رہے اور اتنا روئے کہ زمین آنسوؤں سے بھیگ گئی پھر آپ کے پاس بلالؓ نے آ کر کہا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں کیا اللہ تعالٰی نے آپ کے گناہ معاف نہیں فرما دئے فرمایا بلال! کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں حق تعالٰی نے مجھ پر اس رات میں ان فی خلق السموٰت الخ آتاری ہے یعنی یاد رکھو کہ آسمان و زمین کی پیدائش میں اور دن رات کے آنے جانے میں اہل عقل کے لئے بڑی بڑی نشانیاں ہیں جو اللہ تعالٰی کو کھڑے بیٹھے اور کروٹوں پہ یاد کرتے رہتے ہیں اور آسمان و زمین کی پیدائش میں غور کرتے رہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار تو نے یہ (کائنات) بے فائدہ پیدا نہیں فرمائی تو پاک ہے لہٰذا ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔

حضرت صدیقہؓ :- میں نے نہیں دیکھا کہ رسول اللہ صلعم نے کبھی تہجد بیٹھ کر پڑھا ہو حتٰی کہ جب آپ معمر ہو گئے تو بیٹھ کر پڑھتے

فجعل یصلی وھو جالس فاذا بقی علیہ من السورۃ ثلاثون آیۃ او اربعون آیۃ قام فقرأبھا ثم رکع صلی اللہ علیہ وسلم وقال یعمر بن بشر اتیت باب عبد اللہ بن المبارک بعد العشاء الاخرۃ فوجدتہ یصلی وھو یقرأ اذا السماء انفطرت حتی اذا بلغ یا ایھا الانسان ماغرک بربک الکریم وقف یرددھا الی ان ذھب ھوی من اللیل فرجعت حین طلع الفجر وھو یرددھا فلما رأی الفجر قد طلع قطع ثم قال حلمک وجھلی حلمک وجھلی فانصرفت وترکتہ وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الشتاء ربیع المؤمن قصر نھارہ فصامہ وطال لیلہ فقامہ وقال ابن مسعود رضی اللہ عنہ ینبغی لقاریء القرآن ان یعرف بلیلہ اذا الناس نائمون وبنھارہ اذا الناس یفطرون وببکائہ اذا الناس یضحکون وبورعہ اذا الناس یخلطون وبخشوعہ اذا الناس یختالون وبحزنہ اذا الناس یفرحون وبصمتہ اذا الناس یخوضون۔

فصل: فی فضل الصلاۃ بین العشاء ین حدثنا ابونصر عن والدہ قال حدثنا ابوالفتح محمد بن احمد بن ابی الفوارس الحافظ املاء قال حدثنا بشر قال حدثنا محمد بن سلیمان المصیصی قال حدثنا زید بن الحباب عن عمر بن عبد اللہ بن خثعم عن یحیی بن ابی کثیر عن ابی سلمۃ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صلی ست رکعات بعد المغرب

لیا کرتے تھے پھر جب سورت کی ۳۰ یا ۴۰ آیتیں باقی رہ جاتی تھیں تو آپ انہیں کھڑے ہو کر پڑھتے تھے پھر رکوع میں جاتے تھے۔

یعمر بن بشر:۔ میں عشاء کے بعد ابن مبارک کے گھر کے دروازے پر آیا میں نے آپ کو نماز کی حالت میں پایا آپ سورہ انفطار پڑھ رہے تھے حتیٰ کہ جب آپ یا ایہا الانسان ماغرک بربک الکریم پر پہنچے تو آپ اسی آیت کو پڑھتے رہے ابھی تھوڑی سی رات ہی گزری تھی صبح صادق ہونے پر میں واپس آیا اور آپ یہی آیت پڑھ رہے تھے پھر جب آپ نے خیال فرمایا کہ صبح صادق ہو گئی ہے تو آپ نے قرأت موقوف کر کے فرمایا تیرے حلم نے اور میری جہالت نے دھوکا میں رکھا میری واپسی پر آپ یہی فرما رہے تھے۔ رحمت عالم صلعم نے فرمایا: جاڑا مومن کی فصل بہار ہے جاڑے کے دن چھوٹے ہوتے ہیں اور مومن روزہ رکھتا ہے اور راتیں بڑی ہوتی ہیں اور مومن شب بیدار رہتا ہے۔

ابن مسعودؓ:۔ قرآن کے قاری کو مناسب ہے کہ جب لوگ سو جائیں تو راتٓ قرآن کی تلاوت کے لئے کوئی حصہ مقرر کر لے اور دن کو روزہ رکھے جب کہ لوگ کھاتے پیتے ہیں اور اللہ کے ڈر سے گناہوں پر روتا رہے جب کہ لوگ ہنستے ہیں اور پارسائی کو چھپاتا رہے جب کہ لوگ حلال وحرام میں تمیز نہیں کرتے اور عاجزی کا اظہار کرتا رہے جب کہ لوگ مغرور ہوتے ہیں اور گناہوں پر حسرت و افسوس کرتا رہے جب کہ لوگ خوش ہوتے ہیں اور خاموش رہے جبکہ لوگ واہی تباہی باتوں میں لگے رہتے ہیں۔

عشاء و مغرب کے درمیان نماز کی فضیلت

ہم سے ابو النصر نے اپنے والد سے بیان کیا، ان کو حافظ ابو الفتح محمد بن احمد بن ابو الفوارس نے لکھوایا، ان سے بشر نے بیان کیا، ان سے محمد بن سلیمان مصیصی نے بیان کیا اور ان سے زید بن حباب نے عمر بن عبد اللہ بن خثعم سے بیان کیا وہ یحییٰ بن ابی کثیر سے وہ ابو سلمہ سے اور وہ ابو ہریرہؓ سے روایت

لم يتكلم بينهن عدلن بعبادة ثنتي عشرة سنة
وفي حديث زيد ابن الحباب ▪ لم يتكلم بينهن
بسوء وقيل يستحب ان يقرأ في الركعتين الاولين
بقل يا ايها الكافرون وقل هو الله احد و
ليسرع بهما لانه قيل انهما يرفعان مع صلاة
المغرب ثم يصلي باقيها ويطول فيها ان شاء
وفي حديث ابن عباس رضي الله عنهما ان النبي
صلى الله عليه وسلم قال من صلى اربع ركعات
بعد المغرب قبل ان يكلم احدا رفعت له في
عليين وكان كمن ادرك ليلة القدر في المسجد
الاقصى وهو خير من قيام نصف ليلة وحدثنا
ابو نصر عن والده باسناده عن طارق بن شهاب
عن ابي بكر الصديق رضي الله عنه قال سمعت
النبي صلى الله عليه وسلم يقول من صلى المغرب
وصلى من بعدها اربعا كان كمن حج بعد حجة
قلت فان صلى بعدها ستا قال يغفر له ذنوب
خمسين سنة وعن سعيد بن جبير عن ثوبان
رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله
عليه وسلم من عكف نفسه ما بين المغرب
والعشاء في مسجد جماعة لم يتكلم الا بصلاة
او قرآن كان حقا على الله ان يبني له قصرين
في الجنة مسيرة كل قصر منهما مائة عام و
يغرس له بينهما غراسا لو طافه اهل الدنيا
لوسعهم وحدثنا ابو نصر عن والده باسناده
عن هشام بن عروة عن عائشة رضي الله عنها

کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جو مغرب کے بعد چھ رکعت پڑھ لے اور ان میں کوئی بات نہ کرے ان کا ثواب بارہ سال کی عبادت کی برابر ملے گا۔ زید بن ابی الحباب کی ایک حدیث میں ہے کہ ان کے درمیان کوئی بُرا کلمہ زبان سے نہ نکالے۔ کہا جاتا ہے کہ مستحب یہ ہے کہ پہلی دو رکعتوں میں سورہ کافرون اور سورہ اخلاص پڑھے تاکہ انہیں جلدی سے پڑھ لے کیونکہ کہا جاتا ہے کہ یہ دونوں رکعتیں مغرب کی نماز کے ساتھ اٹھالی جاتی ہیں پھر باقی نماز اگر چاہے تو طویل پڑھ لے۔

حضرت ابن عباسؓ سے نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ جو کسی سے بات کرنے سے پہلے مغرب کے بعد چار رکعتیں پڑھ لے تو وہ رکعتیں اس کے لئے علیین میں اٹھا کر لے جائی جاتی ہیں اور ان کا اتنا ثواب ہے جیسے کسی نے مسجد اقصیٰ میں شب قدر پالی اور آدھی رات کی شب بیداری سے بہتر ہیں

ہم سے ابو نصر نے اپنے والد سے اپنی اسناد سے بیان کیا وہ طارق بن شہاب سے اور وہ حضرت ابو بکرؓ سے بیان کرتے ہیں کہ ابو بکرؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلعم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ جو مغرب کی نماز پڑھنے کے بعد چار رکعتیں پڑھ لے اس کا ثواب ایسا ہے جیسے کسی نے حج پر حج کیا میں نے کہا اگر چھ رکعت پڑھ لے تو؟ فرمایا اس کے پچاس سال کے گناہ معاف کر دئے جاتے ہیں۔ سعید بن جبیر از ثوبان: رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جو مغرب کے بعد عشاء تک جماعت والی مسجد میں ٹھہرا رہا اور اس نے بجز نماز کے اور قرآن پڑھنے کے زبان سے کچھ نہیں نکالا تو اللہ پر اس کا یہ حق ہے کہ اللہ اس کے لئے جنت میں دو محل بنادے جن میں سے محل کی مسافت سو سال کی ہو اور ان کے درمیان ایسا باغ لگادے کہ اگر دنیا والے اس کے گرد گھومنا چاہیں تو اس میں سب کے لئے گنجائش ہو۔

ہم سے ابو نصر نے اپنے والد سے اپنی اسناد بیان کی وہ ہشام بن عروہ سے اور حضرت عائشہ رضی سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم

قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما من صلاة
احب الى الله تعالى من صلاة المغرب بها يفتح العبد
ليلته ويختم بها نهاره ولم يحط عن مسافر ولا
عن مقيم من صلاها وصلى بعدها اربعا من غير
ان يكلم جليسا بنى الله له قصرين مكللين بالدر
والياقوت بينهما من الجنان مالا يعلم علمه
الا الله تعالى وان صلاها وصلى بعدها ستا من
غير ان يكلم جليسا غفر له اربعين عاما وكان
ابوهريرة رضى الله عنه يصلى بين العشاءين ثنتى
عشرة ركعة وعن هشام بن عروة عن ابيه عن
عائشة رضى الله عنها قالت قال رسول الله
صلى الله عليه وسلم من صلى بين المغرب والعشاء
عشرين ركعة بنى الله له بيتا فى الجنة وروى أن
انس بن مالك رضى الله عنه كان يصلى ما بين المغرب
والعشاء ويقول هى ناشئة الليل وعن عبد الرحمن
بن الاسود عن عمه انه قال ما اتيت ساعة عبد الله
بن مسعود رضى الله عنه الا وجدته يصلى ما
بين المغرب والعشاء وكان يقول هى ساعة
غفلة وفيها نزلت تتجافى جنوبهم عن
المضاجع وعن عبد الله بن ابى اوفى رضى الله
عنهما عن النبى صلى الله عليه وسلم انه قال
من قرأ بعد المغرب الم تنزيل السجدة وتبارك
الذى بيده الملك جاء يوم القيامة ووجهه
مثل القمر ليلة البدر وقد أدى حق تلك الليلة
وهذه الركعات التى وردت بها الاخبار

فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ کو مغرب کی نماز سے زیادہ پیاری کوئی نماز نہیں اس کے ذریعے انسان رات کا آغاز اور دن کا اختتام کرتا ہے مغرب کی نماز میں سفر و حضر میں مساوات ہے جو مغرب کی نماز پڑھے اور اس کے بعد اپنے کسی ساتھی سے بات کئے بغیر چار رکعت نماز پڑھ لے حق تعالیٰ اس کے لئے موتیوں اور یاقوت سے مرصع دو محل جنت میں بنا دے گا اور ان کے درمیان ایسے نفیس باغ ہوں گے جن کی خوبیوں کا علم اللہ ہی کو ہے اور اگر مغرب کے بعد اپنے رفقاء سے بات کئے بغیر چھ رکعت پڑھ لے اس کے گناہ چالیس سال کے معاف کر دئے جائیں گے ابو ہریرہؓ مغرب و عشاء کے درمیان رکعت پڑھا کرتے تھے۔

ہشام بن عروہ از عروہ از عائشہؓ:۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جو مغرب و عشاء کے درمیان بیس رکعت نماز پڑھ لے حق تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنا دیتا ہے۔

حضرت انسؓ بن مالک مغرب و عشاء کے درمیان نماز پڑھا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ یہ رات کا قیام (شب بیداری) ہے۔

عبد الرحمن بن اسود اپنے چچا سے:۔ جب کبھی میں اس ساعت (مغرب و عشاء کی درمیان والی ساعت) میں ابن مسعودؓ کے پاس آیا میں نے آپ کو نماز ہی میں مصروف پایا فرمایا کرتے تھے کہ یہ غفلت کی ساعت ہے۔ کہتے ہیں اسی میں یہ آیت تتجافیٰ جنوبہم الخ اتری یعنی ان کی کروٹیں خوابگاہوں سے دور رہتی ہیں (آخر تک)

عبد اللہ بن اوفیٰ: نبی صلعم نے فرمایا کہ جو مغرب کے بعد الم تنزیل السجدہ اور سورہ ملک پڑھ لے تو قیامت کے دن اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح روشن ہوگا اور وہ اس رات کا حق ادا کر دیگا ان رکعتوں میں مغرب کی دو رکعتوں کے شمار کرنے کا بھی احتمال ہے اور ان سنتوں سے علیحدہ ہونے کا بھی احتمال ہے۔

مغرب کی نماز سے قبل سنتیں ان کے بارے میں امام احمدؒ سے

يحتمل ان تكون منفردة عن الركعتين السنة
ويحتمل ان تكون معها۔

فصل: واما الركعتان قبل صلاة المغرب فقد سئل احمد بن حنبل رحمه الله فقال اما انا فلا افعلها وان فعلهما رجل لم يكن به بأس وسئل ابن عمر رضي الله عنهما عن صلاتهما فقال ما رأيت احدا على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم يصليهما ولم ينه ابن عمر رضي الله عنهما وروى عن انس بن مالك رضي الله عنه قال كنا نصلي على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم بعد غروب الشمس قبل صلاة المغرب ركعتين فقلت له هل كان رسول الله صلى الله عليه وسلم بعد غروب الشمس قبل صلاة المغرب ركعتين فقلت له هل كان رسول الله صلى الله عليه وسلم صلاهما فقال قد كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يرانا نصليهما فلا يامرنا ولا ينهانا قال ابراهيم النخعي رحمه الله قد كان بالكوفة خيار اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم علي بن ابي طالب وابن مسعود وحذيفة بن اليمان وعمار بن ياسر وابو مسعود الانصاري وغيرهم رضي الله عنهم فما رأيت احدا منهم يصلي قبل المغرب وما صلى هاتين الركعتين ابو بكر ولا عمر ولا عثمان رضي الله عنهم۔

فصل: في ذكر ما ورد فعله بين العشائين

پوچھا گیا فرمایا: میں تو یہ سنتیں نہیں پڑھتا اور اگر کوئی پڑھ لے تو حرج بھی نہیں۔

ابن عمرؓ سے ان کے بارے میں پوچھا گیا فرمایا کہ میں نے عہد رسالتؐ میں کسی کو انہیں پڑھتا ہوا نہیں دیکھا اور حضرت ابن عمرؓ نے ان سے منع بھی نہیں کیا۔

انس بن مالکؓ: ہم عہد رسالت میں سورج ڈوبنے کے بعد مغرب کی نماز سے پہلے دو رکعت نماز پڑھا کرتے تھے میں نے آپ سے پوچھا کیا انہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی پڑھا کرتے تھے؟ فرمایا رسول اللہ صلعم ہم کو دیکھتے تھے کہ ہم ان کو پڑھ رہے ہیں اور آپ نہ ہمیں پڑھنے کا حکم دیا کرتے تھے اور نہ روکا کرتے تھے۔

ابراہیم نخعی: کوفہ میں اکابر صحابہ، جیسے علیؓ، ابن مسعودؓ، حذیفہؓ، عمارؓ، اور ابو مسعودؓ انصاری وغیرہ تھے میں نے ان میں سے کسی کو بھی مغرب سے قبل نماز پڑھتا ہوا نہیں دیکھا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اور نہ عمرؓ و عثمانؓ نے یہ دو رکعتیں پڑھیں۔

مغرب و عشاء کے درمیان نیک عملوں کی فضیلت

مغرب و عشاء کے درمیان نیک عملوں کی برکت سے خواب میں رحمۃ للعالمین مقبول رب العالمین کا دیدار بھی نصیب ہوتا ہے۔

عبد الرحمٰن بن حبیب حارثی بصری از سعید بن سعد از ابو طیبہ کرز بن وبرہ حارثی (آپ ابدال میں سے تھے)

میرے پاس میرا ایک بھائی شامی آیا اس نے مجھے ایک ہدیہ دے کر التجا کی کہ براہ کرم یہ ہدیہ قبول فرما لیجئے کیونکہ یہ ایک بہترین ہدیہ ہے میں بولا بھائی صاحب آپ کو یہ تحفہ کس نے دیا ہے؟ فرمایا مجھے یہ تحفہ ابراہیم تیمیؒ نے دیا ہے۔ میں نے پوچھا

ورؤية فاعله للنبي صلى الله عليه وسلم ببركة
فعله ذلك في المنام وغير ذلك من الثواب عن
عبد الرحمن بن حبيب الحارثي البصري عن سعيد
بن سعد عن ابي طيبة كرز بن وبرة الحارثي
رحمه الله وكان من الابدال قال اتاني اخ
لي من اهل الشام فاهدى لي هدية وقال لي
اقبل مني هذه الهدية يا كرز فانها نعم
الهدية قال فقلت يا اخي ومن اهدى اليك
هذه الهدية قال اعطانيها ابراهيم التيمي
رحمه الله تعالى قال فقلت فهل سألت ابراهيم
من اعطاه هذه العطية قال بلى قال لي كنت
جالسا في قبالة الكعبة وانا في التهليل والتسبيح
والتحميد فجاءني رجل فسلم علي وجلس عن
يميني فلم أر في زماني احسن منه وجها ولا
احسن منه ثيابا ولا اطيب منه ريحا ولا اشد
منه بياضا فقلت يا عبد الله من انت ومن
اين جئت وما انت فقال أنا الخضر جئت للسلام
عليك وحبالك في الله وعندي هدية اريد
ان اهديها اليك فقلت له فاعلمني هديتك
هذه ما هي فقال الخضر عليه السلام تقرأ قبل
ان تطلع الشمس وتنبسط على الارض وقبل ان
تغرب سورة الحمد سبع مرات وقل اعوذ
برب الناس سبع مرات وقل اعوذ برب الفلق
سبع مرات وقل هو الله احد سبع مرات وقل
يا ايها الكافرون سبع مرات وآية الكرسي

کیا آپ نے ابراہیم سے پوچھا تھا کہ انہیں یہ تحفہ کس نے دیا تھا فرمایا:
ہاں انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ میں کعبہ اقدس کے سامنے بیٹھا
ہوا تھا اور لا الہ الا اللہ، سبحان اللہ اور الحمد للہ (یعنی ذکر اللہ)
میں مصروف تھا کہ میرے پاس ایک شخص آتا ہے اور مجھے سلام
کرتا ہے اور میری دائیں جانب بیٹھ جاتا ہے میں نے اپنے زمانہ
میں اس سے زیادہ حسین و جمیل، اچھے لباس والا، بہترین خوشبو
والا اور انتہائی گورا کسی شخص کو نہیں دیکھا میں نے کہا کہ اے اللہ کے
بندے تو کون ہے؟ اور کہاں سے آیا ہے؟ اور کیا ہے؟ بولا:
میں خضر ہوں میں سلام کرنے کے لئے آپ کی خدمت میں
حاضر ہوا ہوں مجھے آپ سے محض اللہ کے لئے محبت ہے اور
میرے پاس ایک تحفہ ہے اسے آپ کی خدمت میں پیش کرنے
کے لئے آیا ہوں۔ میں نے کہا آپ وہ تحفہ مجھے دکھائیں آخر وہ
کیا چیز ہے؟ خضر علیہ السلام نے فرمایا وہ تحفہ یہ ہے کہ آپ سورج
نکلنے سے اور دھوپ پھیلنے سے قبل اور سورج ڈوبنے کے بعد سورہ
فاتحہ ۷ بار، سورہ ناس ۷ بار، سورہ فلق ۷ بار، سورہ اخلاص ۷
بار، سورہ کافرون ۷ بار، آیۃ الکرسی ۷ بار پڑھیں پھر سبحان اللہ
والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ۷ بار پڑھیں اور ۷ بار نبی اکرم
صلعم پر درود بھیجیں اور اپنے لئے والدین کے لئے اور تمام مومن
مردوں اور عورتوں کے ۷ بار مغفرت کی دعا مانگیں اور ہر استغفار کے
بعد ۷ بار یہ دعا پڑھیں اللھم افعل بی وبھم عاجلا وآجلا فی الدین و
الدنیا والآخرۃ ما انت لہ اھل ولا تفعل بنا یا مولٰنا ما نحن لہ اھل انک
غفور حلیم، جواد کریم بر رؤف رحیم اور احتیاط رکھئے کہ روزانہ صبح و
شام اسے پابندی سے پڑھتے رہیئے۔ جس نے یہ تحفہ مجھے دیا تھا
اس نے مجھ سے فرمایا تھا کہ اسے اپنی عمر میں ایک دفعہ تو ضرور
پڑھ لیجئے۔ میں نے کہا میری خواہش ہے کہ آپ مجھے وہ شخص بتا دیں

سبع مرات وتقول سبحان اللّٰه والحمد للّٰه ولا اله الا اللّٰه واللّٰه اكبر سبع مرات وتصلى على النبى صلى اللّٰه عليه وسلم سبع مرات وتستغفر لنفسك ولوالديك وللمومنين والمومنات سبع مرات وعقيب الاستغفار اللهم رب افعل بى وبهم عاجلا وآجلا فى الدين والدنيا والآخرة ما انت له اهل ولا تفعل بنا يا مولانا ما نحن له اهل انك غفور حليم جواد كريم بر رؤف رحيم سبع مرات وانظر ان لا تدع ذلك غدوة وعشية فان الذى اعطا نيها قال لى قلها مرة واحدة فى دهرك فقلت احب ان تعرفنى من اعطاك هذه الهدية قال اعطانيها محمد صلى اللّٰه عليه وسلم قال فقلت للخضر عليه السلام علمنى شيئا ان قلته رأيت النبى صلى اللّٰه عليه وسلم فى منامى فاساله اهو اعطاك هذه العطية فقال لى امتهمانت لى قلت لا واللّٰه ولكنى احب ان اسمع ذلك من رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فقال لى ان كنت تريد ان ترى النبى صلى اللّٰه عليه وسلم فى منامك فاعلم انك اذا صليت المغرب تقوم تصلى الى العشاء الآخرة من غير ان تكلم احدا من الآدميين واقبل على صلاتك التى انت فيها وتسلم فى كل ركعتين واقرأ فى كل ركعة سورة الحمد مرة وقل هو اللّٰه احد سبع مرات ثم تصلى صلاة العتمة فى الجماعة ولا تكلمن احدا حتى تاتى منزلك وتصلى الوتر وتصلى عند

جس نے آپ کو یہ تحفہ دیا تھا فرمایا: مجھے یہ تحفہ محمد رسول اللہ صلعم نے عطا فرمایا تھا۔ فرماتے ہیں پھر میں نے حضرت خضرؑ سے کہا کہ مجھے کوئی ایسی دعا بتا دیجئے جسے پڑھ کر میں سو جاؤں اور سرکار رسالت صلعم کو خواب میں دیکھ لوں اور آپ سے پوچھوں کہ یا رسول اللہ کیا یہ تحفہ آپ ہی نے خضر علیہ السلام کو دیا تھا فرمایا: کیا تم مجھ پر اتہام لگاتے ہو؟ میں نے کہا اللہ کی قسم اتہام نہیں لگاتا لیکن میں یہ بات سرور عالم صلعم کی زبان مبارک سے بھی سننا چاہتا ہوں فرمایا اگر تم خواب میں نبی اکرم صلعم کو دیکھنا چاہتے ہو تو یاد رکھو جب تم مغرب کی نماز سے فارغ ہو جاؤ تو عشاء تک نوافل پڑھتے رہو اور کسی سے بات نہ کرو اور اپنی نماز میں مشغول رہو اور ہر دوگانہ پر سلام پھیر دو اور ہر رکعت میں سورہ فاتحہ ایک بار اور سورہ اخلاص ۷ بار پڑھو پھر جماعت سے عشاء کی نماز پڑھو اور کسی سے بات نہ کرو حتےٰ کہ اپنے گھر آجاؤ اور وتر پڑھو اور سوتے وقت دو رکعت نماز پڑھو اور ہر رکعت میں سورہ فاتحہ اور سورہ اخلاص ۷ بار پڑھو پھر سلام پھیر کر سجدے میں جاؤ اور سجدے میں ۷ بار استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ اور ۷ بار سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑھو پھر سجدے سے سر اٹھا کر بیٹھو اور دونوں ہاتھ اٹھا کر پڑھو یا حی یا قیوم یا ذا الجلال والاکرام یا الہ الاولین والآخرین و یا رحمٰن الدنیا والآخرۃ ورحیمھما یا رب یا رب یا رب یا اللہ یا اللہ یا اللہ پھر کھڑے ہو جاؤ اور کھڑے ہو کر یہی دعا پڑھو پھر سجدے میں جا کر یہی دعا پڑھو پھر قبلہ رخ لیٹ کر جہاں چاہو سو جاؤ لیکن درود پڑھتے پڑھتے سو جاؤ۔

میں نے کہا براہ کرم مجھے یہ بھی بتا دیجئے کہ آپ نے یہ دعا کس سے

نومك ركعتين تقرأ في كل ركعة سورة الحمد و
قل هو الله احد سبع مرات ثم اسجد بعد الصلاة
واستغفر الله تعالى في سجودك سبع مرات وقل
سبحان الله والحمد لله ولا اله الا الله والله اكبر
ولا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم سبع مرات
ثم ارفع رأسك من السجود واستو جالسا فارفع
يديك وقل يا حي يا قيوم يا ذا الجلال والاكرام
يا اله الاولين والآخرين ويا رحمن الدنيا والآخرة
ورحيمهما يا رب يا رب يا الله يا الله يا الله
ثم قم فادع بمثل ما دعوت في قيامك ثم اسجد
وادع في سجودك مثل ما دعوت ثم ارفع رأسك
وتم حيث شئت مستقبل القبلة وانت تصلي
على النبي صلى الله عليه وسلم وادم ذلك حتى
يغلبك النوم فقلت احب ان تعلمني ممن سمعت
هذا الدعاء فقال اتتهمني فقلت والذي
بعث محمدا صلى الله عليه وسلم بالحق نبيا ما
انا بمتهم لك فقال عليه السلام اني حضرت محمدا
صلى الله عليه وسلم حيث علم هذا الدعاء
واوصى اليه به وكنت عنده فتعلمته ممن علمه
اياه قال ابراهيم فقلت له اخبرني بثواب هذا
الدعاء فقال لي الخضر عليه السلام اذا لقيت محمدا
صلى الله عليه وسلم فاساله عن ثوابه قال ابراهيم
ففعلت ما قال لي الخضر عليه السلام ولم ازل
اصلي على النبي صلى الله عليه وسلم وانا في فراشي
فذهب عني النوم من شدة الفرح بما علمني

سنی؟ میں چاہتا ہوں کہ اس کا نام بھی مجھے معلوم ہو جائے فرمایا کیا تم مجھے جھوٹا سمجھتے ہو؟ میں نے کہا اس کی قسم جس نے سرور عالم صلعم کو سچا نبی بنا کر بھیجا ہے میں آپ کو جھوٹا نہیں سمجھتا پھر حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ سرکار رسالت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس جگہ حاضر ہوا تھا جہاں آپ کو یہ دعا سکھائی گئی تھی اور آپ پر اس دعا کی وحی کی گئی تھی میں نے اسی شخص سے یہ دعا سیکھی جس نے آپ کو یہ دعا سکھائی تھی۔

ابراہیم فرماتے ہیں کہ میں نے ان سے کہا کہ مجھے اس دعا کا ثواب بتائیے، یہ سن کر مجھ سے حضرت خضر علیہ السلام نے کہا کہ جب تم خواب میں سرکار رسالت صلے اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کرو تو آپ سے اس کے ثواب کے بارے میں پوچھنا۔ ابراہیم فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت خضر کی ہدایات پر عمل کیا اور میں بستر پر جا کر برابر درود پڑھتا رہا لیکن اس دعا کو سیکھ کر فرط مسرت کی وجہ سے مجھے رات بھر نیند نہیں اور یہ بھی مسرت تھی کہ خواب میں سرکار رسالت سے ملاقات ہو جائے گی مگر غلبہ مسرت کی وجہ سے نیند اڑ گئی اور درود پڑھتے پڑھتے صبح ہو گئی۔ آخر کار میں نے اٹھ کر صبح کی نماز پڑھی اور میں مسجد کی محراب میں دن چڑھے تک بیٹھا رہا اور میں نے چاشت کی نماز پڑھی لیکن دل میں سوچ رہا تھا کہ اگر میں زندہ رہا تو آج رات بھی وہی عمل کروں گا جو گزشتہ رات کیا تھا آج درود پڑھتے پڑھتے مجھ پر نیند کا غلبہ ہو گیا۔ میں نے دیکھا فرشتے میرے پاس آئے اور مجھے اٹھا کر لے گئے، اور جنت میں داخل کر دیا میں نے جنت میں سرخ یاقوت کے سبز زمرد کے اور سفید موتی کے محل دیکھے اور شہد،

الخضر علیه السلام و بما رجوته من لقاء النبی صلی
الله علیه وسلم واصبحت علی تلک الحال الی ان
صلیت الفجر وجلست فی محرابی الی ان ارتفع
النهار فصلیت الضحی وانا احدث نفسی ان
عشت اللیلة فعلت هذا کما فعلت فی اللیلة
الماضیة فغلبنی النوم فجاءتنی الملائکة فحملونی
فادخلونی الجنة فرأیت قصورا من الیاقوت الاحمر
وقصورا من زمرد اخضر وقصورا من لؤلؤ ابیض
ورأیت انهارا من عسل ولبن وخمر ورأیت فی
قصر منها جاریة اشرفت علی فرأیت نور وجهها
اشد من نور الشمس الضاحیة واذا ذوائبها
قد سقطت علی الارض من اعلی القصر فسألت
الملائکة الذین ادخلونی لمن هذا القصر ولمن
هذه الجاریة فقالوا للذی یعمل مثل عملک
فلم یخرجونی من تلک الجنان حتی اطعمونی من ثمرها
وسقونی من ذلک الشراب ثم اخرجونی وردونی
الی الموضع الذی کنت فیه فأتانی رسول الله
صلی الله علیه وسلم ومعه سبعون نبیا وسبعون
صفا من الملائکة کل صف ما بین المشرق
والمغرب فسلم علی واخذ بیدی فقلت یا
رسول الله صلی الله علیک وسلم ان الخضر اخبرنی
انه سمع منک هذا الحدیث فقال النبی صلی الله
علیه وسلم صدق الخضر وکل ما یحکیه فهو
حق وهو عالم اهل الارض وهو رئیس الابدال
وهو من جنود الله فی الارض فقلت یا رسول الله

دودھ اور شراب کی نہریں دیکھیں میں نے جنت کے ایک محل
میں ایک خاتون دیکھی جو مجھے جھانک جھانک کر دیکھ رہی ہے میں نے
دیکھا اس کا چہرہ سورج سے بھی کہیں زیادہ جگمگا رہا تھا اور
اس کی زلفیں محل کے بالائی حصہ سے لٹک کر زمین پر گری
ہوئی تھیں میں نے ان فرشتوں سے پوچھا جو مجھے جنت میں
لے گئے تھے کہ یہ (عالی شان) محل کس کا ہے؟ تو انھوں نے
کہا: یہ اس کا ہے جو تم جیسا عمل کرے پھر فرشتے مجھے جنتوں
سے باہر نہیں لائے جب تک مجھے اس کے پھل نہیں کھلائے
اور ان نہروں کا مشروب نہیں پلایا پھر مجھے جنتوں سے باہر لے
آئے اور اسی جگہ پہنچا دیا جہاں میں تھا پھر میرے پاس
رحمۃ للعالمین معہ ستر انبیائے کرام کے تشریف لے آئے آپ
کے ساتھ فرشتوں کی ستر قطاریں تھیں اور ہر قطار مشرق و مغرب
کی درمیانی مسافت کی برابر طویل تھی آپ نے مجھے سلام کیا اور
میرے دونوں ہاتھ تھام لئے میں نے کہا یا رسول اللہ خضر
علیہ السلام نے مجھے خبر دی ہے کہ انھوں نے آپ سے یہ
حدیث سنی ہے آپ نے فرمایا خضر علیہ السلام نے سچ کہا
اور ہر وہ شخص جو اسے نقل کرتا ہے وہ بھی سچا ہے اور زمین والوں
میں عالم ہے اور ابدال کا سردار ہے اور زمین والوں پر اللہ
کے لشکروں کا رئیس ہے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! (صلعم)
اس عمل کے کرنے والے کو بجز اس کے جو میں نے دیکھا اور
کیا ثواب ہے؟ فرمایا: اس ثواب سے جو تم نے دیکھا اور
تم کو دیا گیا اور کون سا ثواب افضل ہو سکتا ہے تم نے جنت
میں اپنی جگہ دیکھ لی ہے جنت کے پھل کھالئے اور جنت کا
مشروب پی لیا اور تم نے فرشتے اور انبیائے کرام میرے ساتھ
دیکھے اور تم نے بڑی آنکھوں والی حوریں دیکھ لیں۔ میں نے

ما لمن يعمل هذا العمل من الثواب سوى ما رأيت
فقال صلى الله عليه وسلم لي واى ثواب يكون افضل
من هذا الذى رأيت وأعطيت لقد رأيت موضعك
من الجنة واكلت من ثمارها وشربت من شرابها
ورأيت الملائكة والانبياء معي ورأيت الحور
العين فقلت يارسول الله فمن يعمل مثل ما عملت
ولم ير مثل الذى رأيت فى مناجى هل يعطى شيئا
مما اعطيته فقال النبى صلى الله عليه وسلم والذى
بعثنى بالحق نبيا انه ليغفر له جميع الكبائر التى
عملها ويرفع الله عنه غضبه ومقته والذى
بعثنى بالحق نبيا انه ليعطى العامل لهذا وان
لم ير الجنة فى منامه مثل ما اعطيت وان مناديا
ينادى من السماء ان الله قد غفر لعامله ولجميع
امته صلى الله عليه وسلم من المومنين و
المومنات من المشرق الى المغرب ويومر صاحب
الشمال ان لا يكتب على احد منهم شيئا من
السيئات الى السنة المقبلة قال فقلت له بابى
انت وامى يارسول الله بالذى ارانى جمالك وارانى
الجنة اله هذا الثواب قال صلى الله عليه وسلم
نعم يعطى ذلك جميعا فقلت يارسول الله انه ينبغى
لجميع المومنين والمومنات ان يتعلموه لما فيه
من الثواب والفضل فقال النبى صلى الله عليه وسلم
والذى بعثنى بالحق نبيا ما يعمل بهذا الا من
خلقه الله سعيدا ولا يتركه الا من خلقه الله
شقيا فقلت يارسول الله فهل يعطى عامل هذا

کہا یا رسول اللہ! اگر کوئی یہی عمل کرے جو میں نے کیا تھا اور جو کچھ
میں نے خواب میں دیکھا وہ اسے دکھائی نہ دے تو کیا اسے وہ چیزیں
دی جائیں گی جو مجھے دی گئی ہیں فرمایا اس کی قسم جس نے مجھے برحق نبی
بنا کر بھیجا اس کے تمام بڑے گناہ جن سے اس نے ارتکاب کیا ہے
بخش دیئے جاتے ہیں اور حق تعالیٰ اس سے اپنا قہر و غضب
اٹھا لیتا ہے اس کی قسم جس نے مجھے برحق نبی بنا کر بھیجا ہے
اس کے عامل کو وہی سب کچھ دیا جاتا ہے جو تم کو دیا گیا اگرچہ
وہ خواب میں جنت کو نہ دیکھے اور ایک اعلان کرنے والا آسمان
سے اعلان کرتا ہے کہ حق تعالیٰ نے اس کے عامل کو بخش دیا اور
رحمت عالم صلعم کی تمام امت کو بھی خواہ مرد ہوں یا عورتیں اور
مشرق میں ہوں یا مغرب میں اور بائیں کندھے والے فرشتہ کو
حکم دے دیا جاتا ہے کہ اگلے سال تک ان میں سے کسی کی کوئی
برائی نہ لکھے فرماتے ہیں پھر میں نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر
قربان ہوں، یا رسول اللہ! اس کی قسم جس نے مجھے آپ کے دیدار
سے نوازا اور مجھے جنت دکھائی کیا اس عمل کے عامل کو بھی یہی ثواب
ہے؟ فرمایا: ہاں، اسے بھی یہی سب کچھ ملے گا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ
تمام مردوں اور عورتوں کو لائق ہے کہ یہ عمل سیکھیں اور دوسروں کو
بھی سکھائیں کیونکہ اس میں بہت کچھ فضیلت و ثواب ہے فرمایا
اس کی قسم جس نے مجھے برحق نبی بنا کر بھیجا اس کا عامل وہی ہوتا ہے
جسے اللہ سعادت نصیب فرما کر پیدا کرتا ہے اور اسے وہی
چھوڑتا ہے جسے اللہ شقاوت دے کر پیدا کرتا ہے میں
نے کہا یا رسول اللہ کیا اس عمل کے عامل کو اس ثواب کے
علاوہ کچھ اور بھی ملتا ہے؟ فرمایا اس کی قسم جس نے
مجھے برحق نبی بنا کر بھیجا اگر کوئی یہ عمل ایک رات کر لے تو اسے
ابتدائے آفرینش سے لے کر قیامت تک جس قدر آسمان

شیئاً غیر هذا فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم والذی
بعثنی بالحق نبیاً ان من عمل هذا العمل لیلة واحدۃ
کتبت لہ بعدد کل قطرۃ نزلت من السماء
منذ خلق اللہ الدنیا الی یوم ینفخ فی الصور حسنات و
یمحی عنہ بعدد کل حبۃ تنبت من الارض سیئات
لہ ولمن عمل بہ من المؤمنین والمومنات من الاولین
والآخرین وعن الاعرج عن ابی هریرۃ رضی اللہ عنہ
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صلی
لیلۃ الجمعۃ رکعتین یقرأ فی کل رکعۃ فاتحۃ
الکتاب وآیۃ الکرسی مرۃ وخمسۃ عشر مرۃ
قل هو اللہ احد ویقول فی آخر صلاتہ الف مرۃ
اللهم صل علی محمد النبی الامی فانہ یرانی فی
المنام ولا تتم لہ الجمعۃ الاخری الا وقد رآنی
ومن رآنی فلہ الجنۃ وغفر لہ ما تقدم من ذنبہ
وما تأخر ذکرها فی الحدیث۔

فصل: فی ذکر الصلاۃ بعد العشاء الآخرۃ

من ذلک ما حدثنا بہ ابو نصر عن والدہ باسنادہ
عن ابن عباس رضی اللہ عنهما انہ قال من صلی
اربعا بعد العشاء الآخرۃ کان کمن ادرک لیلۃ
القدر فی المسجد الحرام وکذلک عن کعب الاحبار
من صلی بعد العشاء الآخرۃ اربع رکعات بقراءۃ
حسنۃ کان لہ من الاجر مثل لیلۃ القدر یعنی کانما
صلاها فی لیلۃ القدر واخبرنا ابو نصر عن والدہ
باسنادہ عن ثابت البنانی عن انس بن مالک
رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سے مینہ کے قطرے گریں گے ہر قطرے کے بدلے نیکیاں ملیں گی اور تمام ان دانوں کی تعداد میں جو زمین سے اُگتے ہیں برائیاں مٹا دی جائیں گی یہی اجر اگلوں اور پچھلوں میں سے ہر مومن مرد و عورت کے لئے ہے جو اس پہ عامل ہو

اعرج از ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ:۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا اگر کوئی جمعہ کی شب میں دوگانہ ادا کرے اور ہر رکعت میں سورہ فاتحہ اور آیت الکرسی ایک ایک بار اور سورہ اخلاص ۱۵ بار پڑھ لے اور نماز سے فارغ ہو کر ایک ہزار بار اللھم صلے علی محمد النبی الامی پڑھ لے تو وہ مجھے خواب میں دیکھ لے گا اور اگلا جمعہ آنے نہیں پائے گا کہ وہ مجھے دیکھ لے گا اور جو مجھے دیکھ لے اس کے لئے جنت ہے اور اس کے اگلے پچھلے سارے گناہ بخش دئے جاتے ہیں۔ یہ معنی ایک حدیث میں بھی مذکور ہے۔

عشاء کے بعد نماز: ہم سے ابو نصر نے اپنی اسناد سے عبد اللہ بن عباسؓ سے بیان کیا کہ ابن عباسؓ نے فرمایا اگر کوئی عشاء کے بعد چار رکعت نماز پڑھے گویا اس نے مسجد حرام میں شب قدر پالی۔

اسی طرح کعب احبار سے روایت ہے کہ جو عشاء کے بعد اچھی قرأت سے چار رکعت نماز پڑھ لے اسے شب قدر کی برابر ثواب ملے گا ایک لفظ میں ہے گویا اس نے شب قدر میں نماز پڑھی۔

ہمیں ابو نصر نے اپنے والد سے اپنی اسناد سے ثابت بنانی سے اور انھوں نے حضرت انس بن مالکؓ سے خبر دی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو عشاء کے بعد دوگانہ پڑھے اور ہر رکعت میں ایک بار سورہ فاتحہ اور ۲۰ بار سورہ اخلاص

من صلی رکعتین بعد العشاء الآخرۃ یقرأ بفاتحۃ الکتاب مرۃ وعشرین مرۃ قل ھو اللہ احد بنی اللہ قصرین فی الجنۃ یتراءاھما اھل الجنۃ۔

فصل: واما الوتر فالافضل فیہ آخر اللیل لما تقدم من فضل قیام آخر اللیل وما روی عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہما عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان رجلا سألہ عن قیام اللیل فقال مثنی مثنی فاذا خشیت الصبح فواحدۃ توتر لک ما قبلھا وکان عمر الفاروق رضی اللہ عنہ یوتر فی آخر اللیل وابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ یوتر فی اول اللیل فسألھما النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال لابی بکر رضی اللہ عنہ متی توتر فقال اول اللیل قبل ان انام وقال لعمر رضی اللہ عنہ متی توتر فقال من آخر اللیل فقال صلی اللہ علیہ وسلم عن ابی بکر رضی اللہ عنہ حذر ھذا وقال عن عمر رضی اللہ عنہ قوی ھذا وقد روی عنہ رضی اللہ عنہ انہ قال ان الاکیاس یوترون اول اللیل وان الاقویاء یوترون آخر اللیل وھو افضل وقیل بل اول اللیل افضل لفعل ابی بکر رضی اللہ عنہ وما روی عن عثمان رضی اللہ عنہ انہ قال اما انا فاوتر اول اللیل فاذا استیقظت صلیت رکعۃ شفعت بھا وتری فما شبھتھا الا بالغریبۃ من الابل ضممتھا الی اخواتھا ثم اوترت فی آخر صلاتی والمشھور عنہ رضی اللہ عنہ من فعلہ انہ کان یحیی اللیل

پڑھ لے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں دو محل تیار فرما دے گا جن کو جنت والے دیکھتے ہیں۔

★

وتر: وتر پچھلی شب میں پڑھنا افضل ہے کیونکہ پچھلی شب میں تہجد کی فضیلت اوپر گذر چکی ہے۔

نافع از ابن عمر رض: نبی اکرم صلعم نے ایک سائل سے جس نے آپ سے تہجد کے بارے میں پوچھا تھا فرمایا کہ رات کی نماز دو دو رکعت ہے پھر جب تم کو صبح کا ڈر ہو تو ایک رکعت نماز پڑھ لو یہ ماقبل کی رکعتوں کا وتر بن جائے گا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پچھلی شب میں وتر پڑھا کرتے تھے اور حضرت ابوبکر صدیق رض اول شب میں دونوں سے رحمت عالم صلعم نے اس سلسلہ میں پوچھا اور ابوبکر رض سے فرمایا تم کس وقت وتر پڑھتے ہو؟ بولے سونے سے قبل اول شب میں وتر پڑھ لیتا ہوں حضرت عمر رض سے پوچھا تم کس وقت وتر پڑھتے ہو؟ بولے آخر شب میں، پھر ابوبکر رض کے بارے میں آپ نے فرمایا کہ یہ محتاط ہیں اور عمر رض کے بارے میں فرمایا کہ یہ قوی ہیں۔ منقول ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ارباب عقل اول شب ہی میں وتر پڑھ لیتے ہیں اور طاقت ور حضرات آخر شب میں وتر پڑھتے ہیں اور آخر شب ہی میں وتر افضل ہے۔

یہ بھی کہا گیا کہ وتر اول شب ہی میں افضل ہے کیونکہ حضرت ابوبکر صدیق رض نے اول شب ہی میں وتر پڑھا ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میرے بارے میں پوچھتے ہو تو میں تو اول رات ہی میں وتر پڑھ لیتا ہوں پھر اگر پچھلی رات میں میری آنکھ کھل جاتی ہے تو ایک رکعت

كله في ركعة واحدة يختم فيها القرآن وهي
وتره وعن ابي هريرة رضي الله عنه انه قال
اوصاني خليلي ابو القاسم صلى الله عليه وسلم
بثلاث الوتر قبل النوم وصوم ثلاثة ايام من كل
شهر وركعتي الضحى ولا سيما في حق من يخاف ان
لا يستيقظ الا بعد طلوع الفجر فان الاولى ان ينام
على وتر وقد قال علي رضي الله عنه الوتر على
ثلاثة انحاء ان شئت اوترت اول الليل ثم
صليت ركعتين ركعتين وان شئت اوترت
بركعة فاذا استيقظت شفعت اليها اخرى
ثم اوترت من آخر الليل وان شئت آخرت
الوتر حتى يكون آخر صلاتك وعن جابر بن عبد الله
رضي الله عنهما عن النبي صلى الله عليه وسلم
انه قال من خاف ان لا يستيقظ من آخر الليل
فليوتر من اول الليل ثم ليرقد ومن طمع ان
يقوم من آخر الليل فليؤخر فان قيام آخر الليل
محظور وذلك افضل وعن عائشة رضي الله
عنها قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم
اذا اوتر من آخر الليل فان كانت له حاجة
الى اهله دنا منهن والا اضطجع في مصلاه حتى
ياتيه بلال رضي الله عنه فيوذنه بالصلاة
وقالت عائشة رضي الله عنها من كل الليل
قد اوتر رسول الله صلى الله عليه وسلم من اوله
واوسطه وانتهاء وتره الى السحر وفي الخبر
كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يوتر عند الاذان

پڑھ کر اسے جوڑا بنا دیتا ہوں اور وتر کو کھوئے ہوئے اونٹ سے تشبیہ دیتا ہوں اور ایک رکعت کو جوڑا بنا کر ہم جنس جوڑوں سے ملا دیتا ہوں پھر اخیر میں وتر پڑھ لیتا ہوں۔ یہ بات مشہور ہے کہ حضرت عثمان کی عادت تھی کہ رات بھر جاگ کر ایک رکعت میں تمام قرآن پاک ختم کر دیا کرتے تھے اور وہی رکعت آپ کا وتر ہوا کرتا تھا۔

حضرت ابوہریرہؓ:۔ مجھے میرے دوست ابوالقاسم صلعم نے تین باتوں کی وصیت فرمائی سونے سے قبل وتر کی، ہر مہینہ کے تین روزوں کی اور چاشت کے دوگانہ کی خصوصاً اس کے حق میں جس کو صبح صادق کے بعد جاگنے کا ڈر ہو اس کے لئے وتر پڑھ کر ہی سونا اولیٰ ہے۔

علی رضؓ:۔ وتر کی تین صورتیں ہیں اگر چاہو تو اول رات ہی میں وتر پڑھ لو پھر دو دو رکعتیں پڑھتے رہو اور اگر چاہو تو ایک رکعت وتر پڑھ کر سو جاؤ پھر اگر فجر سے پہلے آنکھ کھل جائے تو ایک رکعت پڑھ کر سلام پھیر دو تاکہ وتر جوڑا بن جائے پھر اخیر رات میں وتر پڑھ لو اور اگر چاہو تو وتر کو رات میں سب سے پچھلی نماز بنا دو۔

جابر بن عبد اللہؓ:۔ نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ جسے یہ ڈر ہو کہ میں پچھلی رات میں اٹھ نہ سکوں گا وہ شروع رات میں وتر پڑھ کر سو جائے اور جسے پچھلی رات میں بیدار ہونے پر اعتماد ہے وہ پچھلی رات میں وتر پڑھے کیونکہ پچھلی رات کے قیام میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور اسی پچھلی رات میں نماز وتر افضل ہے۔

عائشہ رضؓ:۔ رسول اللہ صلعم کو پچھلی رات میں وتر پڑھنے کے بعد اگر آپ کو بیویوں کے پاس جانا ہوتا تو ان کے پاس جاتے ورنہ اپنے جانماز ہی پر لیٹ جاتے حتیٰ کہ آپ کے پاس بلال آتے اور آپ کو نماز کی اطلاع دیتے۔

حضرت صدیقہ رضؓ:۔ رسول اللہ صلعم نے رات کے ہر حصہ میں وتر پڑھا ہے اوّل رات میں بھی اور درمیانی رات میں بھی اور آپ کا

ویصلی الرکعتین عند الاقامۃ وکان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلون العشاء ثم یصلون رکعتین ثم اربعا فمن بدا لہ ان یوتر اوتر ومن اراد أن ینام نام۔

فصل: ومن اوتر اول اللیل ثم قام الی التھجد نھل یفسخ وترہ ام یصلی ما یشاء من غیر ان یفسخہ علی روایتین عن احمد رحمہ اللہ احدھما لا یفسخہ وقال فی روایۃ الفضل بن زیاد الوتر آخر اللیل افضل فان خاف رجل ان ینام فلیوتر اول اللیل فان قام آخر اللیل صلی رکعتین رکعتین و لم یوتر والروایۃ الاخری ینقضہ قال الفضل بن زیاد قلت لاحمد انترٰی ینقض الوتر قال لا و ان نقضہ فلا بأس قد فعل ذلک عمر وعلی و اسامۃ وابن عمر وابن عباس وابو ھریرۃ رضی اللہ عنھم وصفۃ نقض الوتر وفسخہ انہ اذا اوتر اول اللیل بواحدۃ ونام ثم قام فی اثناء اللیل لیصلی صلی رکعۃ واحدۃ ینوی بھا نقض وترہ واشفاعہ وسلم منھا فیصیر کل ما صلی من قبل شفعا ثم یصلی ما شاء مثنی مثنی ثم یوتر برکعۃ واحدۃ قبل طلوع الفجر ویکشف ذلک نعل عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ الذی قدمنا ذکرہ ولا یترک الوتر علی حالہ ثم یوتر مرۃ اخری لان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا وتران فی لیلۃ وان لم ینقضہ وصلی ما اراد فقد بینا جواز ذلک۔

وتر صبح صادق سے پہلے پہلے ختم ہو جاتا تھا۔ ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلعم اذان کے وقت وتر پڑھا کرتے تھے اور تکبیر کے وقت دوگانہ ادا کیا کرتے تھے۔ صحابہ کرام عشاء کی نماز پڑھ کر دوگانہ ادا کر کے پھر چار رکعت نماز پڑھا کرتے تھے پھر اگر کسی کو وتر پڑھنا ہوتا وتر پڑھ لیا کرتا تھا اور جو سونا چاہتا سو جایا کرتا تھا۔

اگر کوئی عشاء کے بعد وتر پڑھ لے پھر اخیر شب میں جاگ جائے تو کیا کرے؟

اگر کوئی اوّل رات میں وتر پڑھ لے پھر پچھلی رات میں تہجد کے لئے اُٹھ جائے تو کیا وتر کو فسخ کر دے یا فسخ کئے بغیر ہی جس قدر چاہے نماز پڑھ لے؟ اس سلسلہ میں امام احمدؒ سے دو روایتیں ہیں ایک روایت کی رو سے وتر کو فسخ نہ کیا جائے اور فضل بن زیاد کی روایت کی رو سے پچھلی شب ہی کا وتر افضل ہے۔ اگر کسی کو یہ ڈر ہو کہ رات میں اس کی آنکھ نہیں کھلے گی اور سوتا ہی رہے گا اسے اوّل رات میں وتر پڑھ لینا چاہیئے پھر اگر پچھلی رات میں جاگ جائے تو دو دو رکعت نماز پڑھ لے وتر نہ پڑھے اور دوسری روایت میں ہے کہ وتر فسخ کر دے چنانچہ فضل بن زیاد کہتے ہیں میں نے امام احمدؒ سے پوچھا کیا آپ کی رائے میں وہ شخص وتر توڑ دے؟ فرمایا نہیں اور اگر توڑ بھی دے گا تو کوئی حرج نہیں ایسا عمرؓ، علیؓ، اسامہؓ، ابن عمرؓ، ابن عباسؓ اور ابو ہریرہؓ وغیرہ صحابہ کرام نے کیا ہے۔ نقض یا فسخ وتر کی یہ صورت ہے کہ فسخ وتر کی اور اسے جوڑا بنانے کی نیت کر کے ایک رکعت پڑھ کر سلام پھیر دے تو وہ اور یہ رکعت دونوں مل کر جوڑا بن جائیگی پھر جس قدر چاہے دو دو کر کے رکعتیں پڑھتا رہے پھر طلوع صبح صادق سے پہلے ایک رکعت وتر پڑھ لے ایسا حضرت عثمانؓ سے ثابت ہے جیسے ہم اوپر بیان کر آئے ہیں ایسا نہ کیا جائے کہ وتر کو فسخ کئے بغیر ہی دوبارا وتر پڑھ لیا جائے کیونکہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ ایک رات

فصل: فی دعاء الوتر وهو ان یقول اذا رفع رأسه من الرکوع فی الرکعة الاخیرة من الوتر اللهم انا نستعینك ونستهدیك ونستغفرك ونؤمن بك ونتوکل علیك ونثنی علیك الخیر کله نشکرك ولا نکفرك ونخلع ونترك من یفجرك اللهم ایاك نعبد ولك نصلی ونسجد والیك نسعی ونحفد نرجو رحمتك ونخشی عذابك ان عذابك الجد بالکفار ملحق اللهم اهدنی فیمن هدیت وعافنی فیمن عافیت وتولنی فیمن تولیت وبارك لی فیما اعطیت وقنی شر ما قضیت انك تقضی ولا یقضی علیك انه لا یذل من والیت ولا یعز من عادیت تبارکت ربنا وتعالیت اللهم انی اعوذ برضاك من سخطك وبعفوك من عقوبتك واعوذ بك منك لا احصی ثناء علیك انت کما اثنیت علی نفسك وان زاد علی ذلك جاز ثم یمر یدیه علی وجهه فی احدی الروایتین والاخری یمرها علی صدره فان کان اماما فی شهر رمضان قال فی جمیعها بالنون والالف اهدنا وعافنا الی آخر الدعاء۔

فصل: واذا کان ممن یصلی اللیل وغلبه النعاس فالاولی له ان ینام لما روی فی الصحیحین عن عائشة رضی الله عنها قالت قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا نعس احدکم وهو فی الصلاة فلیرقد حتی یذهب عنه النوم فانه اذا صلی وهو ینعس لعله یذهب لیستغفر فیسب نفسه وعن عبد العزیز بن صهیب عن انس رضی الله

دو وتر نہیں اور اگر وتر نسخ نہ کرے اور دو دو رکعت پڑھ لے اور دوبارہ وتر نہ پڑھے تو یہ بھی جائز ہے۔

قنوت وتر جب نمازی وتر کی آخری رکعت میں رکوع سے سر اٹھائے تو یہ دعا پڑھے اللهم انا نستعینك ونستغفرك الخ یعنی اے اللہ ہم تجھ سے مدد مانگتے ہیں اور تجھ کو گواہ کرتے ہیں اور گناہوں کی معافی مانگتے ہیں اور تجھ پر ایمان لاتے ہیں اور تجھ پر بھروسہ کرتے ہیں اور تمام نعمتوں پر تیری تعریف کرتے ہیں ہم تیرا شکر ادا کرتے ہیں تیری ناشکری نہیں کرتے اور اس سے قطع تعلق کر لیتے ہیں اور اسے چھوڑ دیتے ہیں جو تیری حرمتوں کو پھاڑتا ہے اے اللہ ہم تیری عبادت کرتے ہیں اور تیرے ہی لئے نماز پڑھتے ہیں اور تجھ ہی کو سجدہ کرتے ہیں اور تیری ہی طرف دوڑ کر آتے ہیں اور تیری خدمت ہی کے لئے تیار رہتے ہیں اور تیری رحمت کے امیدوار رہتے ہیں اور تیرے عذاب سے ڈرتے رہتے ہیں بلاشبہ تیرا عذاب کافروں کو لپیٹ جانیوالا ہے اے اللہ ان میں جن کو تو نے ہدایت فرمائی مجھے بھی ہدایت فرما اور ان میں جن کو تو نے عافیت بخشی مجھے بھی عافیت بخش اور ان میں جن سے تو نے محبت کی مجھ سے بھی محبت فرما اور مجھے ان چیزوں میں جو تو نے مجھے دیں، برکت عطا فرما اور مجھے تقدیر کے شر سے بچا کیونکہ تو ہی تقدیر مقرر فرماتا ہے اور تجھ پر کوئی فیصلہ نہیں کیا جاتا اور جس سے تو محبت کرتا ہے وہ ذلیل نہیں ہوتا اور جس کا تو دشمن ہوتا ہے وہ عزت نہیں پاتا اے ہمارے رب تو برکت والا بلندی والا ہے اے اللہ میں تیری ناراضگی سے تیری رضا کی اور تیری سزا سے تیری معافی کی پناہ مانگتا ہوں اور تیرے عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں میں تیری پوری پوری تعریف کرنے سے قاصر ہوں جیسی تو نے خود اپنی تعریف فرمائی ہے اگر اس دعا پر کچھ اضافہ کرے تو جائز ہے پھر ایک روایت کی رو سے منہ پر ہاتھ پھیر لے اور دوسری روایت کی رو سے سینہ پر ہاتھ پھیر لے امام کو ماہ رمضان میں تمام صیغوں میں واحد متکلم کے بجائے جمع متکلم کے صیغے استعمال کرنے چاہئیں جیسے اللهم اهدنا وعافنا الخ۔

عنه قال دخل رسول الله صلى الله عليه وسلم المسجد وحبل ممدود بين الساريتين فقال ما هذا فقالوا هو لزينب تصلي فاذا كسلت او فترت امسكت يدها به فقال حلوه ثم قال صلى الله عليه وسلم ليصل احدكم نشاطه فاذا كسل او فتر فليقعد وعن عروة عن عائشة رضى الله عنها انها كانت عندها امرأة من بني اسد فدخل النبي صلى الله عليه وسلم فقال من هذه قالت هذه فلانة لا تنام الليل فقال النبي صلى الله عليه وسلم عليكم بالذي تطيقون من العمل فوالله لا يمل الله عزوجل حتى تملوا قالت واحب العمل الى الله تعالى الذي يدوم عليه صاحبه وان قل فان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان اذا امرهم بما يطيقون من العمل يقولون يا رسول الله انا لسنا كهيئتك ان الله عزوجل قد غفر لك ما تقدم من ذنبك وما تاخر فيغضب حتى يعرف في وجهه فالسنة في حق من غلبه النوم حتى شغله عن الصلاة والذكر ان ينام حتى يذهب عنه ثقل النوم وينبسط للعبادة ويعقل ما يقول وروى عن ابن عباس رضى الله عنهما انه كان يكره النوم قاعدا وفي الخبر لا تكابدوا الليل وقد كان من الصالحين من يتعمد لنفسه النوم ليتقوى بذلك على اوسط الليل ومنهم من كره التعمد للنوم وكان لا ينام حتى يغلبه النوم ويقال ان وهب بن منبه

اگر کسی پر نیند کا غلبہ ہو تو کیا وہ تہجد چھوڑ کر سو جائے؟

اگر کوئی رات میں نماز پڑھ رہا ہو اور اس پر نیند کا غلبہ ہو جائے تو کیا اسکے لئے سو جانا بہتر ہے؟ ہاں! کیونکہ بخاری مسلم میں حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی نماز میں اونگھنے لگے تو اسے سو جانا چاہیئے حتیٰ کہ اس کی نیند جاتی رہے کیونکہ اگر اونگھنے کی حالت میں نماز پڑھتا رہے گا تو شاید بجائے استغفار کے اپنے آپ کو برا کہہ بیٹھے۔

عبدالعزیز بن صہیب از انس:۔ رسول اللہ صلعم ایک دفعہ مسجد میں تشریف لے گئے دیکھا کہ دو ستونوں کے درمیان ایک رسی کھچی ہوئی ہے آپ نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ یہ زینبؓ کی رسی ہے آپ نماز پڑھتی رہتی ہیں پھر جب طبیعت میں سستی آتی ہے یا اونگھ آنے لگتی ہے تو اس رسی سے اپنا ہاتھ باندھ لیتی ہیں فرمایا اسے کھول دو پھر آپ نے فرمایا کہ چستی کی حالت میں نماز پڑھو لیکن اگر کوئی سست ہو جائے یا اسے نیند آنے لگے تو اسے بیٹھ جانا چاہیئے۔ عروہ از عائشہؓ: ایک اسدی خاتون نبی اکرم صلعم کے پاس آئی آپ نے پوچھا یہ کون ہیں؟ لوگوں نے کہا فلاں خاتون ہیں رات بھر جاگتی رہتی ہیں اور عبادت کرتی ہیں فرمایا وہ عمل کرو جس کے کرنے کی تم میں طاقت ہو اللہ کی قسم حق تعالیٰ ثواب دینے سے نہیں اکتاتا جب تک تم عمل سے نہ اکتا جاؤ فرمایا اللہ تعالیٰ کو وہی عمل پیارا ہے جس پر عامل ہمیشگی کرے اگرچہ وہ تھوڑا عمل ہو کیونکہ جب رحمت عالم صلعم صحابہ کو ایسے عمل کا حکم فرماتے تھے جو انکی طاقت کے اندر ہوتا تھا تو وہ کہتے تھے یا رسول اللہ ہم آپکی طرح نہیں حق تعالیٰ نے آپکے تمام اگلے اور پچھلے گناہ بخش دئیے ہیں یہ سن کر آپ کو غصہ آجاتا تھا حتیٰ کہ آپ کے چہرے سے غصہ پہچان لیا جاتا تھا لہٰذا جس پر نیند کا اس قدر غلبہ ہو کہ نماز سے اسے روک دے اس کے حق میں سو جانا ہی سنت ہے تا کہ نیند کا بوجھ اس سے ہٹ جائے اور طبیعت میں عبادت کے لئے نشاط

الیمانی رحمہ اللہ ما وضع جنبہ الی الارض ثلاثین سنۃ کانت لہ مسورۃ من أدم اذا غلبہ النوم وضع صدرہ علیہا وخفق خفقات ثم یفزع الی القیام وکان یقول لان اری فی بیتی شیطانا احب الی من ان اری فیہ وسادۃ یعنی لانہا تدعوا الی النوم وسئل بعضہم عن وصف الابدال فقال اکلہم فاقۃ ونومہم غلبۃ وکلامہم ضرورۃ وصمتہم حکمۃ وعلمہم قدرۃ وسئل بعضہم عن صفۃ الخائفین فقال اکلہم اکل المرضی ونومہم نوم الغرقی ولاینظر الی احوال الصالحین وانعالہم بل الی ماروی عن الرسول صلی اللہ علیہ وسلم فان الاعتماد علیہ حتی یدخل العبد فی حالۃ ینفرد بہا عن غیرہ وعن ام سلمۃ عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ای العمل افضل قال ادومہ وان قل وعن علقمۃ عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت کانت صلاۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دائمۃ و لہذا کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقوم لیلۃ نصف اللیل ولیلۃ ثلثہ ولیلۃ نصف اللیل مع نصف سدسہ ویقوم لیلۃ ربعہ فقط ویقوم سدس اللیل فحسب وکل ذلک مذکور فی سورۃ المزمل وروی عنہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال صل من اللیل ولو قدر حلب شاۃ وقد یکون ذلک قدر اربع رکعات

پیدا ہو جائے اور اپنے الفاظ کو سمجھنے لگے۔ حضرت ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ آپ بیٹھ کر سونے کو مکروہ سمجھتے تھے ایک حدیث میں ہے کہ تکلیف سے رات نہ گزار و بعض صلحاء قصد کر کے سو جایا کرتے تھے تاکہ وسط شب میں نیند کی وجہ سے عبادت میں خلل نہ آئے اور بعض صلحاء قصد کر کے سونے کو مکروہ قرار دیتے تھے اور جب تک نیند کا غلبہ نہیں ہو جاتا تھا سویا نہیں کرتے تھے کہا جاتا ہے کہ وہبؒ بن منبہ یمانی نے تیس سال تک اپنی کروٹ زمین پر نہیں رکھی آپ کے پاس چمڑے کا ایک تسمہ تھا جب آپ پر نیند کا غلبہ ہوتا تھا تو اس پر اپنا سینہ رکھ کر دو چار بار سر ہلاتے پھر تازہ دم ہو کر نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے فرمایا کرتے تھے کہ مجھے اپنے گھر میں گدا دیکھنے کی بہ نسبت شیطان کا دیکھنا محبوب ہے کیونکہ گدا نیند کی طرف بلاتا ہے کسی ابدال کے اوصاف کے بارے میں پوچھا گیا فرمایا ان کا کھانا فاقہ کرنا ہے ان کی نیند خراب کا غلبہ ہے ان کی بات بقدر ضرورت ہے ان کی خاموشی حکمت ہے اور ان کا علم قدرت ہے۔ کسی سے اللہ سے ڈرنے والوں کے بارے میں پوچھا گیا، فرمایا: ان کا کھانا بیمار کی طرح ہے ان کی نیند ڈوبنے والوں کی طرح ہے غرضیکہ صلحاء کے احوال وافعال کو دیکھنے کی ضرورت نہیں بلکہ رسول اللہ صلعم کی روایتوں کو دیکھنے کی ضرورت ہے اور انہیں پر اعتماد کیا جانا چاہیئے تاکہ بندہ ایک ایسی حالت پیدا کر لے کہ آپ کے رنگ میں رنگ جائے اور غیریت باقی ہی نہ رہے۔ ام سلمہؓ از عائشہؓ، رسول اللہ صلعم سے پوچھا گیا کہ کونسا عمل افضل ہے؟ فرمایا ہمیشگی والا اگرچہ تھوڑا ہو۔ علقمہ از عائشہؓ نبی اکرم صلعم کی نماز دائمی ہوا کرتی تھی۔ اسی لئے نبی اکرم صلعم کسی رات میں تو آدھی رات ہی کو اٹھ کھڑے ہوتے تھے اکسی رات میں تہائی رات میں اٹھ جاتے تھے اور کسی رات میں آدھی رات میں پھر رات کے چھٹے حصہ میں اور کسی رات میں فقط چوتھائی رات میں

وقد یکون قدر رکعتین وقال صلی اللہ علیہ وسلم رکعتان یصلیہما العبد فی جوف اللیل خیر من الدنیا وما فیہا ولولا ان اشق علی امتی لفرضتہما علیہم کل ذلک لیسہل علی امتہ قیام اللیل والعبادۃ ولا یثقل علیہم وتبغض العبادۃ الیہم فیساموا بل ارشدہم صلی اللہ علیہ وسلم لقیام اللیل وذکر فضلہ وثوابہ لئلا یقتصروا علی الفرائض والسنن خاصۃ ویستحب من قیام اللیل ثلثہ واقل الاستحباب من القیام سدسہ لان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یقم لیلۃ قط حتی اصبح بل کان ینام فیہا ولم ینم لیلۃ حتی یصبح بل کان یقوم فیہا علی ما بیناہ وقیل ان صلاۃ اول اللیل للمتہجدین وقیامنا وسطہ للقانتین وقیام آخرہ للمصلین والقیام من الفجر للغافلین وعن یوسف ابن مہران انہ قال بلغنی ان تحت العرش ملکا فی صورۃ دیک براثنہ من لؤلؤ وصیصتہ من زبرجد اخضر فاذا مضی ثلث اللیل ضرب بجناحیہ وزقا وقال لیقم المصلون فاذا مضی نصف اللیل ضرب بجناحیہ وزقا وقال لیقم المتہجدون فاذا مضی ثلثا اللیل ضرب بجناحیہ وزقا وقال لیقم القانتون فاذا طلع الفجر ضرب بجناحیہ وزقا وقال لیقم الغافلون وعلیہم اوزارہم وقال بعض العارفین ان اللہ تعالیٰ

اٹھ جایا کرتے تھے اور فقط ۱/۲ حصہ میں نماز پڑھ لیتے تھے یہ تمام صورتیں سورہ مزمل میں مذکور ہیں۔ رحمت عالم صلعم نے فرمایا: اول شب میں نماز پڑھو اگرچہ تھوڑی سی دیر ہی پڑھو (یعنی اتنی دیر ہی سہی جتنی دیر میں بکری کا دودھ دوہا جاتا ہے) اس تھوڑے سے وقت میں چار یا دو رکعتیں پڑھی جاسکتی ہیں۔ فرمایا: وہ دوگانہ جو کوئی شخص وسط شب میں پڑھے دنیا وما فیہا سے بہتر ہوتا ہے اگر مجھے اپنی امت کی مشقت کا خیال نہ ہوتا تو اس دوگانہ کو میں ان پر فرض کر دیتا۔ شب بیداری کی جو یہ صورتیں بیان کی گئی ہیں محض اس لئے بیان کی گئی ہیں کہ رات میں تہجد اور عبادت میں امت کے لئے آسانی ہو عبادت ان پر گراں نہ گزرے اور انہیں عبادت سے نفرت نہ ہو اور وہ اکتا نہ جائیں اسی لئے نبی اکرم صلعم نے شب بیداری کی ہدایت فرمائی اور اسکی فضیلت اور ثواب بیان فرمایا تاکہ لوگ فرائض وسنن پر خاص طور سے قناعت نہ کریں۔ تہائی رات عبادت کے لئے مخصوص کر لینا مستحب ہے ورنہ کم از کم ۱/۶ حصہ میں تو ضرور ہی عبادت کی جائے کیونکہ نبی صلعم نے کبھی پوری رات صبح تک قیام نہیں فرمایا بلکہ رات میں سو جایا بھی کرتے تھے اور نہ کبھی آپ پوری رات صبح تک سوئے بلکہ اسمیں عبادت بھی کیا کرتے تھے جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے کہتے ہیں کہ اول رات تہجد والوں کے لئے ہے درمیانی رات قیام والوں کے لئے ہے اور پچھلی رات نمازیوں کے لئے ہے اور صبح صادق کے بعد قیام غافلوں کے لئے ہے۔ یوسف بن مہران: مجھے خبر ملی ہے کہ عرش کے نیچے مرغ کی صورت میں ایک فرشتہ ہے جس کے پنجے مروارید جیسے ہیں اور خار سبز زبرجد جیسا ہے جب تہائی رات گزر جاتی ہے تو وہ اپنے بازو پھڑپھڑا کر بانگ دیتا ہے اور کہتا ہے کہ نمازیوں کو اٹھ جانا چاہیے اور جب ۱/۲ رات گزر جاتی ہے تو وہ اپنے بازو پھڑپھڑا کر یہ بانگ دیتا ہے کہ تہجد گزاروں کو اٹھ جانا چاہیے اور جب تہائی رات رہ جاتی ہے تو پر پھڑپھڑا کر بانگ دیتا ہے کہ عبادت کرنیوالوں کو اٹھ جانا

ينظر بالاسحار الى قلوب المتيقظين فيملؤها انوارا فترد الفوائد على قلوبهم فتستنير ثم تنتشر من قلوبهم الى قلوب الغافلين وروى ان الله تعالى اوحى الى بعض الصديقين ان لي عبادا من عبادي يحبونني واحبهم ويشتاقون الي واشتاق اليهم ويذكرونني واذكرهم وينظرون الي وانظر اليهم فان حذوت طريقهم احببتك وان عدلت عنهم مقتك فقال يارب وما علامتهم قال يراعون الظلال بالنهار كما يراعي الراعي الشفيق غنمه ويحنون الى غروب الشمس كما تحن الطير الى اوكارها عند الغروب فاذا جنهم الليل واختلط الظلام وفرشت الفرش ونصبت الاسرة وخلا كل حبيب بحبيبه نصبوا الي اقدامهم وافترشوا الي وجوههم وناجوني بكلامي وتملقوا الي بانعامي فبين صارخ وباك وبين متأوه وشاك وبين قائم وقاعد وبين راكع وساجد بعيني ما يتحملون من أجلي وبسمعي ما يشكون من حبي اول ما اعطيهم أقذف من نوري في قلوبهم فيخبرون عني كما اخبر عنهم والثانية لو كانت السموات السبع وما فيها في موازينهم لاستقللتها لهم والثالثة اقبل بوجهي الكريم عليهم فترى من اقبلت بوجهي الكريم عليه ليعلم احد ما اريد أن

چاہیئے پھر جب صبح صادق ہو جاتی ہے تو پرپھڑپھڑا کر بانگ دیتا ہے کہ غافلوں کو اُٹھ جانا چاہیئے کیونکہ ان پر ان کے گناہ ہیں۔ بعض عارف:۔ حق تعالیٰ شانہ سحر کے وقت جاگنے والوں کے دلوں پر نگاہ ڈالتا ہے اور انہیں انوار سے بھر دیتا ہے اور انکے دلوں پر فوائد وارد ہوتے ہیں اور انکے دل روشن ہو جاتے ہیں پھر انکے روشن دلوں سے غافلوں کے دل روشن ہو جاتے ہیں۔ منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے بعض صدیقین کے دلوں میں یہ بات ڈالی کہ میرے کچھ بندے ایسے ہیں جو مجھ سے محبت کرتے ہیں اور میں ان سے محبت کرتا ہوں اور وہ میرے مشتاق ہیں اور میں ان کا مشتاق ہوں اور وہ مجھے یاد کرتے ہیں اور میں انہیں یاد کرتا ہوں اور وہ مجھے دیکھتے ہیں اور میں انہیں دیکھتا ہوں لہٰذا اگر تم انکی راہ پہ انکے قدم بہ قدم چلو گے تو میں تم سے محبت کرونگا اور اگر انکی راہ سے ہٹ جاؤ گے تو میرا قہر تم پر اتر آئیگا۔ پوچھا کہ اے رب انکی نشانی کیا ہے؟ فرمایا وہ دن میں (نمازوں کے اوقات کے لئے) سایوں کی نگہداشت کرتے ہیں جیسے شفیق چرواہا اپنی بکریوں کی حفاظت کرتا ہے اور سورج ڈوبنے کے وقت پرندے اپنے گھونسلوں کے مشتاق رہتے ہیں پھر جب رات انہیں چھپا لیتی ہے اور خوب اندھیرا ہو جاتا ہے اور بستر بچھا لئے جاتے ہیں اور تخت رکھ دیئے جاتے ہیں اور ہر محبوب اپنے محبوب کے پاس خلوت میں چلا جاتا ہے تو وہ میری طرف اپنے قدم کھڑے کر لیتے ہیں اور اپنے منہ میری طرف کر کے دعائیں مانگتے ہیں اور میرے کلام سے مجھ سے سرگوشیاں کرتے ہیں اور میرے انعام حاصل کرنے کے لئے میری خوشامد کرتے ہیں کبھی چیخ چیخ اور کبھی گھٹ گھٹ کر روتے ہیں کبھی آہیں بھرتے ہیں کبھی نالے کرتے ہیں کبھی شکوے اور گلے کرتے ہیں کبھی کھڑے ہوتے ہیں کبھی بیٹھتے ہیں کبھی رکوع کرتے ہیں اور کبھی سجدوں میں گر جاتے ہیں یعنی جو کچھ تکلیفیں اٹھاتے ہیں میری وجہ سے اٹھاتے ہیں میرے کان میں انکی محبت بھری شکایتیں ہیں سب سے اول میں انکے دلوں میں اپنا نور ڈالتا ہوں لہٰذا وہ لوگوں کو میری خبر دیتے ہیں اور میں فرشتوں کو انکی خبر دیتا ہوں دوسری یہ چیز دیتا ہوں کہ اگر ساتوں آسمان اور ان کی تمام چیزیں ان کی تولوں میں ہوں تو وہ بھی میں

اعطيه.

فصل: واما قيام جميع الليل ففعل الاقوياء الذين سبقت لهم منه العناية واديت لهم الرعاية واحيط على قلوبهم بالتوفيق ونور الجلال ثم الجمال فجعل القيام بالليل لهم موهبة وخلعة فلم يسلبه منهم مولاهم عز وجل حتى اللقاء وقد روى عن عثمان بن عفان رضي الله عنه انه كان يحيي الليل بركعة واحدة يختم فيها القرآن وقد مناذكره وذكر عن اربعين رجلا من التابعين انهم كانوا يحيون الليل كله ويصلون صلاة الغداة بوضوء العشاء الآخرة اربعين سنة صح النقل عنهم واشهر منهم سعيد بن جبير وصفوان بن سليم وابو حازم ومحمد ابن المنكدر من اهل المدينة وفضيل بن عياض ووهب بن الورد من اهل مكة وطاوس ووهب بن منبه من اهل اليمن والربيع بن خيثم والحكم من اهل الكوفة وابو سليمان الداراني وعلي بن بكار من اهل الشام وابو عبد الله الخواص وابو عاصم من اهل عبادان وحبيب ابو محمد وابو جابر السلماني من اهل فارس ومالك بن دينار وسليمان التيمي ويزيد الرقاشي وحبيب بن ابي ثابت ويحيى البكاء من اهل البصرة وغيرهم ممن يطول ذكرهم رحمة الله عليهم ورضوانه.

فصل: ومن تشكلت غفلته

ان کے لئے کم سمجھتا ہوں تیسری چیز یہ ہے کہ میں اپنے معزز چہرے سے ان کی طرف متوجہ ہوتا ہوں اور جس کی طرف میں اپنے معزز چہرے سے متوجہ ہوتا ہوں جانتے ہو میں کیا دینا چاہتا ہوں؟

تمام رات کا قیام

تمام رات کا قیام طاقتور حضرات کا کام ہے جن کے لئے حق تعالیٰ کی مہربانی سبقت کر گئی ہے اور ان پر ہمیشہ باری تعالیٰ کی مہربانی چھائی رہتی ہے اور ان کے دلوں کو نور توفیق اور نور جلال پھر نور جمال گھیرے رہتا ہے اور حق تعالیٰ نے رات بھر کا قیام ان کو ہبہ کے اور خلعت کے طور پر عطا فرمایا ہے اور اسے ان سے ان کے آقا نے وقت ملاقات تک سلب نہیں کیا۔

حضرت عثمان بن عفان سے منقول ہے کہ آپ رات بھر جاگتے تھے اور ایک رکعت میں پورا قرآن پاک ختم کیا کرتے تھے ہم آپ کا ذکر اوپر بھی بیان کر آئے ہیں مذکور ہے کہ چالیس تابعین تمام رات بیدار رہتے تھے اور انہوں نے عشاء کے وضو سے صبح کی نماز چالیس سال تک پڑھی اس روایت کی سند صحیح ہے ان اکابر تابعین میں سے مدینہ کے مشہور سعید ابن جبیر، صفوان بن سلیم، ابو حازم اور محمد بن منکدر، مکہ کے فضیل بن عیاض، وہب بن ورد، یمن کے طاؤس، وہب بن منبہ، کوفہ کے ربیع بن خثیم، حکم، شام کے ابو سلیمان رازی اور علی بن بکار، عبادان کے ابو عبد اللہ خواص، ابو عاصم، فارس کے ابو محمد حبیب، ابو جابر سلیمانی، بصرہ کے مالک بن دینار، سلیمان تیمی، یزید رقاشی، حبیب بن ابی ثابت اور یحیی بکاء وغیرہ جن کا ذکر موجب طوالت ہے حق تعالیٰ کی ان سب پر رحمت و رضا ہو۔

★

رات میں وقت پر اٹھنے کا عمل

اگر کسی پر غفلت کا دور دورہ ہے اور اسے اس کے گناہوں نے گھیر رکھا ہے اور

واحاطت به خطيئاته وقيدته وثبطته عن قيام الليل ذلته ذنوبه واحب قيامه والدخول فى زمرة القانتين المستغفرين بالاسحار فليستغفر الله تعالى ثلاثا عند نومه و اضطجاعه ثم يقرأ بسم الله الرحمن الرحيم ثم يقرأ عشر آيات من اول سورة الكهف وعشرا من آخرها ويقرأ آمن الرسول وقل يا ايها الكافرون فان الله تعالى يوقظه ويؤهله لقيام الليل بنعمته الواسعة ومغفرته الشاملة ورعايته العامة للمومنين من عباده وليقل ايضا اللهم ايقظنى فى احب الساعات اليك واستعملنى باحب الاعمال لديك التى تقربنى اليك زلفى وتبعدنى من سخطك بعدا اسألك فتعطينى واستغفرك فتغفرلى و ادعوك فتستجيب لى اللهم لاتؤمنى مكرك ولا تولنى غيرك ولا ترفع عنى سترك ولا تنسنى ذكرك ولا تجعلنى من الغافلين فانه قيل من قال هذه الكلمات عند نومه اهبط الله عزوجل له ثلاثة املاك يوقظونه للصلاة فان صلى ودعا امنوا على دعائه وان لم يقم تعبد الاملاك فى الهواء وكتب له ثواب عبادتهم وليقل ايضا ما نقل عن النبى صلى الله عليه وسلم انه قال من سره ان يستيقظ بالليل فليقل عند اضطجاعه اللهم ابعثنى من مضجعى لذكرك وشكرك وصلاتك و

مقید کرلیا ہے اور اس کی لغزشیں اسے رات میں اُٹھنے سے مانع ہیں اور وہ چاہتا ہے کہ میں رات میں جاگ کر عبادت کروں اور ان لوگوں کے گروہ میں داخل ہو جاؤں جو سحر کے وقت رو رو کر اپنے گناہوں کی معافی مانگتے رہتے ہیں تو اسے سوتے وقت تین بار استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ پڑھ لینا چاہیئے پھر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر سورہ کہف کی ابتدائی دس اور آخری دس آیتیں پڑھنی چاہئیں اور آمن الرسول آخر البقرہ تک اور سورہ کافرون پڑھے حق تعالےٰ اسے رات پر جگا دے گا اور اپنی وسیع نعمت سے، ہمہ گیر مغفرت سے اور اپنی عام مہربانی سے شب بیداری کا اہل بنا دے گا ساتھ ساتھ یہ دعا بھی پڑھ لے کہ اے اللہ مجھے اپنے نزدیک محبوب ترین ساعت میں اٹھا دے اور مجھے اپنے نزدیک محبوب ترین عمل کا عامل بنا دے جو مجھے تجھ سے بہت قریب کر دے اور تیری ناراضگی سے بہت دور کر دے میں تجھ سے مانگوں اور تو مجھے دے اور تجھ سے گناہوں کی معافی مانگوں اور تو مجھے بخش دے اور میں تجھ سے دعائیں مانگوں اور تو میری دعائیں قبول فرمائے اے اللہ مجھے تو اپنے عذاب سے غافل نہ کر اور مجھ پر اپنے سوا کسی غیر کو مسلط نہ فرما اور مجھ سے اپنا پردۂ ستر اٹھا اور مجھے اپنا ذکر نہ بھلا اور مجھے غافل نہ بنا کہا جاتا ہے کہ جس نے مذکورہ بالا کلمے سوتے وقت پڑھ لیے حق تعالیٰ اس کے لیے تین فرشتے مقرر فرماتا ہے جو اسے نماز کے لیے جگا دیتے ہیں پھر اگر وہ کھڑا ہو گیا اور نماز پڑھ کر دعائیں مانگیں تو وہ فرشتے اس کی دعاؤں پہ آمین کہتے ہیں اور اگر کھڑا نہیں ہوا تو فضا میں وہ فرشتے عبادت کرتے ہیں اور ان کی عبادتوں کا ثواب اسے ملتا ہے۔

نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:- اگر کوئی رات میں کسی مخصوص وقت پر اُٹھنا چاہے تو بستر پر لیٹ کر یہ دُعا پڑھ لے اے اللہ اپنے ذکر، شکر، نماز، استغفار، تلاوت قرآن اور حسن نماز کے لیے مجھے

استغفارك وتلاوة كتابك وحسن عبادتك ثم
ليسبح ثلاثا وثلاثين مرة وليحمد ثلاثا وثلاثين
مرة وليكبر اربعا وثلاثين مرة وان احب ان
يقول خمسا وعشرين مرة سبحان الله والحمد لله
ولا اله الا الله والله اكبر فهو اخف عليه و
مجموعها مائة جزء من الاول وروى عن
عائشة رضي الله عنها انها قالت كان
رسول الله صلى الله عليه وسلم آخر ما يقول
حين ينام وهو واضع خده على يده اليمنى
وهو يرى انه ميت في ليلته تلك اللهم رب
السموات السبع ورب العرش العظيم ربنا ورب
كل شيء منزل التوراة والانجيل والفرقان
فالق الحب والنوى اعوذ بك من شر كل ذي شر
ومن شر كل دابة انت آخذ بناصيتها اللهم
انت الاول فليس قبلك شيء وانت الآخر فليس
بعدك شيء انت الظاهر فليس فوقك شيء
وانت الباطن فليس دونك شيء اقض عني الدين
واغنني من الفقر۔

فصل: ومن انعم عليه بقيام الليل وفعل
شيء من النوافل فليجتهد في المداومة عليه
مع القدرة وعدم العذر لما روي عن عائشة
رضي الله عنها عن النبي صلى الله عليه وسلم
انه قال من عبد الله سبحانه من عبادة ثم
تركها ملالة مقته الله تعالى وقالت عائشة
رضي الله عنها كان رسول الله صلى الله

(فلاں وقت) میری خواب گاہ سے اٹھا دے پھر ۳۳ بار سبحان اللہ
۳۳ بار الحمد للہ اور ۳۴ بار اللہ اکبر پڑھ لے اور اگر چاہے تو
۲۵ بار سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر پڑھ لے
اس میں آسانی ہے اور اس کا مجموعہ بھی سو ہی بنتا ہے۔

صدیقہ رضی اللہ عنہا:۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
سوتے وقت اخیر میں اپنے سیدھے ہاتھ پر اپنا رخسارہ
رکھ کر لیٹ جاتے تھے اور یہ خیال فرماتے تھے کہ آج کی رات
میں دنیا سے رخصت ہو جاؤں گا اور یہ دعا پڑھا کرتے تھے
اے اللہ، اے ساتوں آسمانوں کے پروردگار اے عرش
عظیم کے مالک، اے ہمارے اور ہر چیز کے پروردگار اے تورات
انجیل اور فرقان کو اتارنے والے اور دانوں اور گٹھلیوں
کو پھاڑنے والے میں ہر شریر کے شر سے اور ہر چوپائے کے
شر سے جس کی پیشانی کے بال تیرے ہاتھ میں ہیں تیری پناہ مانگتا
ہوں، اے اللہ تو سب سے پہلے ہے تجھ سے پہلے کوئی چیز
نہیں، تو سب سے پیچھے ہے تیرے بعد کوئی چیز نہیں، تو سب سے
اوپر ہے تیرے اوپر کوئی چیز نہیں اور تو سب سے قریب ہے
تجھ سے قریب کوئی چیز نہیں اے اللہ مجھ سے میرا قرض ادا کرے
اور میری فقیری دور کر کے مجھے غنی بنا دے۔

تہجد کی نماز: اگر کسی کو تہجد سے اور نوافل سے نوازا جائے تو
وہ اگر اس پر قادر ہے اور کوئی عذر نہیں تو مقدور بھر ہمیشگی کرے
کیونکہ حضرت عائشہ رض کا بیان ہے کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا کہ جو حق تعالی کی رضا کے لئے کوئی عبادت کرے
پھر اس عبادت کو اکتا کر چھوڑ دے حق تعالے کا اس پر
غصہ اتر آتا ہے۔

صدیقہ رضی اللہ عنہا:۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عليه وسلم اذا غلبه نوم او مرض فلم يقم تلك
الليلة صلى من النهار اثنتي عشرة ركعة وفي
الخبر ان احب الاعمال الى الله تعالى ادومها وان قلّ۔

فصل : ويستحب لمن قام من الليل للتهجد
ان يقول الحمد لله الذي احياني بعد ما اماتني
واليه النشور ويقرأ العشر الآيات من آخر آل
عمران ثم يستاك ويتوضأ ثم يقول سبحانك
وبحمدك لا اله الا انت استغفرك واسألك
التوبة فاغفرلي وتب علي انك انت التواب
الرحيم اللهم اجعلني من التوابين واجعلني من
المتطهرين واجعلني صبورا شكورا واجعلني
ممن يذكرك ذكرا كثيرا ويسبحك بكرة واصيلا
ثم يرفع رأسه الى السماء ويقول اشهد ان لا
اله الا الله وحده لا شريك له واشهد ان محمدا
عبده ورسوله اعوذ بعفوك من عقابك واعوذ
برضاك من سخطك واعوذ بك منك لا احصي
ثناء عليك انت كما اثنيت على نفسك انا عبدك
وابن عبدك ناصيتي بيدك جار في حكمك
عدل في قضاؤك هذه يدي اي بما كسبت
وهذه نفسي بما اجترحت لا اله الا انت
سبحانك اني كنت من الظالمين عملت سوءا
وظلمت نفسي فاغفرلي ذنبي العظيم انك انت
ربي انه لا يغفر الذنوب الا انت فاذا قام الى
الصلاة متوجها فليقل الله اكبر كبيرا والحمد لله
كثيرا وسبحان الله بكرة واصيلا ثم ليسبح

نیند کا یا بیماری کا غلبہ ہوتا اور اس رات آپ اُٹھتے نہیں تو دن میں بارہ
رکعتیں پڑھ لیا کرتے تھے ایک حدیث میں ہے کہ اللہ کو وہ عمل پیارا ہے
جس میں ہمیشگی ہو اگرچہ عمل تھوڑا ہو۔

تہجد کے وظائف وغیرہ جو تہجد کے لئے رات میں جاگ جائے
اس کے لئے مستحب ہے کہ جاگتے ہی یہ دعا پڑھے اللہ تعالٰی کا شکر ہے
جس نے مجھے مار کر زندہ فرما دیا اور اسی کے پاس دوبارہ زندہ ہو کر
جانا ہے اور سورہ آل عمران کی پچھلی دس آیتیں پڑھے پھر
مسواک کر کے وضو کرے پھر یہ دعا پڑھے اے اللہ تو معہ اپنی
بڑائیوں کے پاک ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں میں تجھ سے اپنے
گناہوں کی معافی مانگتا ہوں اور توبہ کا سوال کرتا ہوں لہٰذا مجھے
بخشدے اور مجھ پر رجوع فرما بلا شبہ تو خوب توبہ قبول کرنے والا
اور انتہائی مہربان ہے اے اللہ مجھے خوب توبہ کرنے والا اور انتہائی
پاک فرما اور مجھے صابر و شاکر بنا اور مجھے ان میں شامل فرما جو
تیرا کثرت سے ذکر کرتے رہتے ہیں اور صبح و شام تیری پاکی
بیان کرتے رہتے ہیں پھر آسمان کی طرف نگاہ اٹھا کر یہ دعا پڑھے
میں گواہی دیتا ہوں کہ حق تعالٰی کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں
وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور یہ بھی گواہی دیتا ہوں
کہ محمد اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں اے اللہ میں تیرے
عذاب سے تیری معافی کی پناہ مانگتا ہوں، اور تیری ناراضگی سے
تیری رضا کی پناہ مانگتا ہوں میں تیری پوری پوری تعریف کرنے سے
قاصر ہوں جیسی تو نے خود اپنی تعریف فرمائی ہے میں تیرا بندہ
ہوں اور تیرے بندے کا بیٹا ہوں میری پیشانی تیرے ہاتھوں میں
ہے، مجھ میں تیرا حکم جاری ہے، میرے بارے میں تیری تقدیر عین
انصاف ہے یہ میرے دونوں ہاتھ معہ اپنے عملوں کے ہیں اور یہ
میرا نفس معہ اپنے گناہوں کے ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک

عشرا ولیحمد عشرا ولیهلل عشراً
ولیکبر عشرا ولیقل الله اکبر ذو الملکوت
والجبروت والکبریاء والعظمة والجلال والقدرة
وإن شاء ان یقول هذه الکلمات فانها
ماثورة عن رسول الله صلی الله علیه وسلم
فی قیامه للتهجد وهی اللهم لك الحمد
انت نور السموات والارض ولك الحمد انت
بهاء السموات والارض ولك الحمد أنت
زین السموات والارض ولك الحمد انت قیوم
السموات والارض ومن فیهن ومن علیهن
انت الحق ومنك الحق ولقاؤك حق والجنة
حق والنار حق والنبیون حق ومحمد
صلی الله علیه وسلم حق اللهم لك
لك اسلمت وبك آمنت وعلیك توکلت
وبك خاصمت والیك حکمت فاغفرلی
ما قدمت وما أخرت وما اسررت
وما اعلنت انت المقدم وانت المؤخر
لا اله الا أنت اللهم آت نفسی تقواها
وزکها أنت خیر من زکاها انت ولیها
ومولاها اللهم اهدنی لاحسن الاعمال
فانه لایهدی لاحسنها الا أنت واصرف
عنی سیئها فانه لایصرف سیئها الا انت
اسالك مسألة البائس المسکین وادعوك
دعاء المفتقر الذلیل فلا تجعلنی بدعائك
رب شقیا وکن بی رء وفا رحیما یا خیر المسؤلین

ہے بلاشبہ میں ہی ظالم ہوں میں نے برے عمل کئے اور اپنے اوپر ظلم کیا لہذا میرے
بڑے گناہ بخشدے بیشک تو میرا پروردگار ہے اور بات کھلی ہی ہے کہ تیرے سوا کوئی
گناہ معاف کرنیوالا نہیں اور تیرے سوا کوئی سچا معبود نہیں پھر جب قبلہ رخ
کھڑا ہو تو نیت باندھ یہ دعا پڑھے : اللہ سب سے بڑا ہے اور بہت ہی بڑا
ہے اور کثرت سے اللہ کی بڑائیاں ہیں اور صبح وشام اللہ ہی کی پاکیاں ہیں
پھر ۱۰ بار سبحان اللہ، ۱۰ بار الحمد للہ، ۱۰ بار لا الٰہ الا اللہ اور دس بار اللہ اکبر
کہے پھر یہ پڑھے اللہ سب سے بڑا ہے وہ عالم بالا کا بادشاہ ہے وہ قہر
وکبریائی والا اور عظمت وبزرگی والا ہے یا اگر چاہے تو یہ دعا پڑھے
کیونکہ تہجد کے قیام میں نبی اکرم صلعم سے یہ دعا بھی ثابت ہے اے اللہ
تیرے ہی لئے بڑائیاں ہیں تو آسمان وزمین کا نور ہے تیرے ہی لئے تعریفیں
ہیں تو آسمان وزمین کی رونق ہے، تیرے ہی لئے شکر ہیں تو آسمان
وزمین کی زینت ہے تیرے ہی لئے عبادتیں ہیں تو آسمان وزمین کو اور
جو ان میں اور ان پر ہیں ان سب کو سنبھالنے والا ہے تو برحق ہے اور
تیری ہی طرف سے حق ہے تجھ سے ملاقات برحق ہے، جنت برحق ہے
جہنم برحق ہے انبیاء برحق ہیں نبی اکرم صلعم برحق ہیں اے اللہ میں تیرا
ہی مطیع ومنقاد ہوں اور میرا تجھی پر ایمان ہے اور تجھی پر بھروسہ ہے اور
تیرے ساتھ ہی میں جھگڑتا ہوں اور تیری طرف ہی اپنے جھگڑے لاتا ہوں
لہذا میرے اگلے پچھلے، چھپے کھلے تمام گناہ بخشدے تو ہی آگے بڑھانیوالا
ہے اور تو ہی پیچھے ہٹانے والا ہے، تیرے سوا کوئی سچا معبود نہیں اے
اللہ میرے نفس کو اس کا تقوے عطا فرما اور اسے پاک فرما تو ہی اسے
بہترین پاک کرنے والا ہے تو ہی اس کا دوست اور آقا ہے اے اللہ
مجھے انتہائی خوبصورت عملوں کی ہدایت فرما کیونکہ تیرے سوا کوئی ایسا نہیں
کہ مجھے انتہائی خوبصورت عملوں کی ہدایت کرے اے اللہ مجھ سے برے
عمل ہٹادے کیونکہ برے عمل ہٹانے والا تیرے سوا کوئی نہیں اے اللہ
میں تجھ سے محتاج وفقیر کی طرح سوال کرتا ہوں اور حاجت مند ذلیل

واکرم المعطین واخبرنا ابو نصر عن والدہ باسنادہ عن یحیی بن ابی کثیر قال حدثنی ابو سلمۃ بن عبد الرحمن قال سألت عائشۃ رضی اللہ عنہا بایّ شیء کان یکبر ویفتتح النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلاتہ اذا قام من اللیل قالت کان یکبر ویفتتح فیقول اللھم رب جبریل ومیکائیل واسرافیل فاطر السموات والارض عالم الغیب والشہادۃ انت تحکم بین عبادک فیما کانوا فیہ یختلفون اھدنی لما اختلفوا فیہ من الحق باذنک انک تھدی من تشاء الی صراط مستقیم۔

فصل: یستحب اذا قام لصلاۃ اللیل ان یفتتح صلاتہ برکعتین خفیفتین ولا یتناول شیئا من الطعام والشراب حتی یفرغ مما انعم اللہ علیہ من فعل الصلاۃ والتسبیح لانہ اذا استیقظ من نومہ یکون صافی القلب فارغ الھم فاذا اکل او شرب تغیر قلبہ عن ھیئتہ واظلم فالاولی لہ ان یؤخر ذلک الا ان یکون جائعا او فرطہ الجوع او یخاف من جوع النھار فی شھر رمضان ویخاف طلوع الفجر فان المستحب تقدیم الاکل۔

فصل: ویستحب ان لا ینام حتی یقرأ ثلثمائۃ آیۃ لیدخل فی زمرۃ العابدین ولم یکتب من الغافلین فلیقرأ سورۃ الفرقان والشعراء فان فیھما ثلثمائۃ آیۃ وان لم یحسنھما قرأ سورۃ الواقعۃ ونون والحاقۃ وسورۃ

کی طرح دعا مانگتا ہوں اے میرے پروردگار مجھے میری دعا سے محروم نہ فرمانا اور میرے لئے انتہائی مشفق و مہربان بن جانا اے بہترین سوال کئے جانیوالے اور اے بزرگ ترین دینے والے۔ ہمیں ابو نصر نے اپنے والد سے اپنی اسناد سے یحییٰ بن ابی کثیر سے خبر دی یحییٰ فرماتے ہیں مجھ سے ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عائشہ رضہ سے پوچھا کہ نبی اکرم صلعم رات کے قیام میں کس چیز سے تکبیر کہا کرتے تھے اور نماز شروع کیا کرتے تھے؟ فرمایا اللہ اکبر پڑھ کر یہ دعائے افتتاح پڑھا کرتے تھے اے اللہ، اے جبرئیل، میکائیل اور اسرافیل کے پروردگار اے آسمان و زمین کے پیدا کرنیوالے اور اے چھپی کھلی باتوں کو جاننے والے تو ہی اختلافات میں اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ فرماتا ہے اے اللہ اختلافات میں مجھے اپنے حکم سے حق کی ہدایت فرما بلاشبہ تو جسے چاہتا ہے اسے سیدھی راہ کی ہدایت فرما دیتا ہے

مستحبات تہجد تہجد میں مستحب یہ ہے کہ پہلا دوگانہ ہلکا پڑھے اور فارغ ہونے طعام و شراب سے پرہیز کرے کیونکہ حق تعالےٰ نے نماز و تسبیح کی توفیق عطا فرما کر اپنے عظیم انعام سے نوازا ہے بات یہ ہے کہ جب انسان خواب سے بیدار ہوتا ہے تو اس کا دل پاک و صاف ہوتا ہے اور تفکرات سے خالی ہوتا ہے اور کھانے پینے سے دل میں تغیر پیدا ہو جاتا ہے اور سابق حالت پر باقی نہیں رہتا اور تاریکی آجاتی ہے لہٰذا اولیٰ یہی ہے کہ کھانا پینا موقوف رکھے ہاں اگر انتہائی بھوک ہو یا رمضان المبارک میں دن میں بھوک سے نڈھال ہونے کا یا سحری کے وقت کے فوت ہو جانے کا ڈر ہو تو نماز سے قبل بقدر سد رمق کھا لینا مستحب ہے۔

★

سونے سے قبل کی دعائیں تین سو آیتیں پڑھنے سے پہلے نہ سونا مستحب ہے تاکہ عبادت گزاروں کے زمرہ میں داخل ہو جائے اور غافلوں میں نہ لکھا جائے لہٰذا سورہ فرقان اور سورہ شعراء پڑھ لی جائے کیونکہ ان دونوں میں تین سو آیتیں ہیں اگر یہ سورتیں نہ آتی ہوں تو سورہ واقعہ سورہ نون سورہ حاقہ اور سورہ معارج اور سورہ مدثر پڑھ لے اگر

الواقع ای سأل سائل والمدثر فان لم یحسنهن فلیقرأ
سورة الطارق الی خاتمة القرآن فانها ثلثمائة
آية فان قرأ مقدار ألف آية كان احسن و
واكمل للفضل وكتب له قنطار من الاجر
وكتب من القانتين وذلك من سورة تبارك الذی
بيده الملك الی خاتمة القرآن فان لم يحسنها
فليقرأ مائتين وخمسين مرة قل هو الله احد
فان مجموعها الف آية وينبغي له ان لايدع
قراءة اربع سور في كل ليلة الم تنزيل السجدة
وسورة يٰس وحم الدخان وتبارك وان
قرأ معها سورة المزمل والواقعة كان احسن
وكان النبي صلى الله عليه وسلم لاينام حتى يقرأ
السجدة وتبارك الملك وفي خبر آخر سورة
بني اسرائيل والزمر وفي خبر آخر المسبحات
ويقال فيها آية أفضل من مائة الف آية۔

فصل والذی يستعان به على قيام الليل
اشياء منها اكل الحلال والاستقامة على
التوبة رغم خوف الوعيد وشوق رجاء الموعود
ومنها انه يجتنب اكل الشبهات والاصرار
على الذنوب ويدفع غلبة هم الدنيا وحبها
عن القلب بذكر الموت والفكر في المعاد
وما يلقى بعد الموت وقال رجل للحسن رحمه
الله يا ابا سعيد انی ابيت معافی واحب قيام
الليل واعد طهوری فما بالی لا اقوم فقال
ذنوبك قيدتك وقال الثوری رحمه الله حرمت

یہ بھی نہ آتی ہوں تو سورہ طارق سے والناس تک پڑھ لے کیونکہ اس میں بھی تین سو آیتیں ہیں اگر ہزار آیتیں پڑھ لے تو بہت ہی اچھا ہے ان سے فضیلت کی تکمیل ہوتی ہے اور ڈھیر اجر لکھا جاتا ہے اور ایسا شخص عبادت گزاروں میں لکھ لیا جاتا ہے سورہ ملک سے ختم قرآن تک ایک ہزار آیتیں ہیں اگر یہ نہ آتی ہوں تو ۲۵۰ بار سورہ اخلاص پڑھ لی جائے اس کا مجموعہ ایک ہزار آیتیں ہیں۔ اور مندرجہ ذیل چار سورتیں روزانہ رات میں پڑھ لینا مناسب ہے سورہ آلم السجدہ، سورہ یٰسین سورہ حٰم الدخان اور سورہ ملک اور اگر ان کے ساتھ سورہ واقعہ اور سورہ زمر بھی پڑھ لی جائیں تو نور علی نور۔

نبی اکرم صلعم جب تک سورہ سجدہ اور سورہ ملک پڑھ نہ لیتے تھے سوتے نہ تھے ایک حدیث میں سورہ بنی اسرائیل اور سورہ زمر کا ذکر ہے اور ایک حدیث میں مسبحات کا ذکر ہے کہا جاتا ہے کہ اس میں ایک ایسی آیت ہے جو ایک ہزار آیتوں سے افضل ہے۔

تہجد کے لئے امدادی عمل تہجد میں مدد دینے والی چند چیزیں ہیں کھانا پینا اور لباس حلال ہو۔ حق تعالیٰ سے توبہ پر، غم و خوف عذاب پر اور شوق امید ثواب پر استقامت عطا فرمائے، شبہ کی چیزوں کو کھانے سے پرہیز کیا جائے، گناہوں پر اصرار نہ کیا جائے اور موت و آخرت کو اور آخرت میں پیش آنے والی گھاٹیوں کو یاد کرکے دل سے دنیا کی محبت و فکر کو دور رکھا جائے۔

ایک شخص حسنؒ سے: ابوسعید! میں رات بھر آرام سے سوتا رہتا ہوں اور دل چاہتا ہے کہ رات میں اٹھ کر تہجد پڑھوں اور اپنے پاس وضو کے لئے پانی بھی تیار رکھتا ہوں پھر کیا بات ہے کہ میں اپنا یہ شوق پورا نہیں کر پاتا فرمایا: تیرے گناہوں نے تجھے مقید کر رکھا ہے رکھا ہو

قیام اللیل خمسۃ اشھر بذنب اذنبتہ قیل وما ھو قال رأیت رجلا یبکی فقلت فی نفسی ھذا مراء وکان الحسن رحمہ اللہ یقول ان العبد لیذنب الذنب فیحرم بہ قیام اللیل و صیام النھار وقیل کم من اکلۃ منعت قیام لیلۃ وکم من نظرۃ حرمت قراءۃ سورۃ وان العبد لیاکل الاکلۃ اویفعل فعلۃ فیحرم بھا قیام السنۃ فبحسن التفقد یعرف المزید من النقصان وبقلۃ الذنوب یوقف علی التفقد وقال ابو سلیمان رحمہ اللہ تعالیٰ لایفوت احدا صلاۃ جماعۃ الابذنب وکان یقول الاحتلام باللیل عقوبۃ والجنابۃ البعد ومنھا قلۃ الطعام والشراب وخلو المعدۃ منھا لما روی عون بن عبد اللہ رحمہ اللہ انہ قال کان فی بنی اسرائیل ناس یتعبدون فکان اذا احضر فطرھم قام علیھم قائم فقال لا تاکلوا کثیرا فانکم اذا اکلتم کثیرا نمتم کثیرا واذا نمتم کثیرا صلیتم قلیلا وقیل ان کثرۃ النوم من کثرۃ شرب الماء وقیل انہ اتفق رأی سبعین صدیقا ھم یقولون ان کثرۃ النوم من کثرۃ شرب الماء ومنھا انہ یلزم قلبہ الھم والغم والحزن ویقظۃ دائمۃ فیحیی بھا القلب ویدیم الفکر فی الملکوت ویقیل فی النھار ولا یکثر تعب جوارحہ فی امور الدنیا فان اختار أن یقوم اول اللیل حتی یغلبہ النوم ثم ینام ثم یقوم

سے سچے دل سے توبہ کر حق تعالیٰ تہجد کی توفیق عطا فرمادیگا)

ثوریؒ :۔ میں پانچ ماہ تک ایک گناہ کی وجہ سے تہجد سے محروم رہا پوچھا گیا کہ وہ گناہ کیا تھا ؟ فرمایا میں نے دیکھا کہ ایک شخص رو رہا ہے، میں نے اپنے دل میں کہا یہ ریاکار ہے۔

حسنؒ :۔ انسان گناہ کر بیٹھتا ہے اور تہجد سے اور دن میں روزہ رکھنے سے محروم ہو جاتا ہے کہا جاتا ہے بہت سے کھانے تہجد سے روک دیتے ہیں اور بہت سی نگاہیں تلاوت قرآن سے محروم کر دیتی ہیں۔ یاد رکھو انسان کچھ چیزیں کھا لیتا ہے یا کچھ گناہ کر بیٹھتا ہے اور سال بھر تک تہجد سے محروم ہو جاتا ہے اگر انسان اپنے حالات کا اچھی طرح سے غور و فکر کے ساتھ جائزہ لے تو گناہوں کی کمی بیشی سے واقف ہو جاتا ہے اور جائزہ لینے کی توفیق بھی گناہوں میں کمی کرنے سے ملتی ہے۔

ابو سلیمان :۔ جماعت سے نماز کسی گناہ ہی کی وجہ سے فوت ہوتی ہے آپ فرمایا کرتے تھے کہ رات میں احتلام بھی ایک سزا ہے جس سے رب العالمین سے دُوری ہو جاتی ہے۔ کم کھانا پینا اور معدہ کا خالی رہنا بھی تہجد پر مددگار ہے کیونکہ عون بن عبد اللہ کا بیان ہے کہ بنی اسرائیل میں کچھ عبادت گزار بندے تھے جب روزہ کھولنے کے لئے ان کے پاس کھانا چنا جاتا اور ایک شخص انہیں بیدار کرنے کے لئے کہا کرتا تھا کہ زیادہ نہ کھانا ورنہ نیند آجائے گی اور اس صورت میں رات کی نماز سے محروم رہ جاؤ گے کہا جاتا ہے کہ زیادہ پانی پینے سے نیند زیادہ آتی ہے کہتے ہیں کہ ستر صدیقین کا اس پر اتفاق ہے کہ زیادہ پانی پینے سے زیادہ نیند آتی ہے اور تہجد کے لئے ایک یہ بھی معاون ہے کہ ہمیشہ آخرت کا فکر و غم اور خیال پیش نظر رکھا جائے اور زیادہ تر بیدار رہ کر دل کو زندہ رکھا جائے اور عالم ملکوت میں غور و فکر کیا جائے اور دن میں دوپہر کو سو جائے اور دنیا کے کاموں میں اپنے اعضا زیادہ نہ تھکائے اگر چاہو تو شروع رات میں تہجد پڑھ لو پھر جب نیند کا غلبہ ہو تو

متی استیقظ ثم ینام متی غلبہ النوم ثم یقوم آخر اللیل فیکون لہ فی اللیل قومتان و نومتان فیکابد اللیل فھو من اشد الاعمال وھی حالۃ اھل الحضور و الیقظۃ والفکر والتذکر وقیل انھا من اخلاق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقد یکون للعابد فی اللیل قومات ونومات فی تضاعیف ذلک ھو امات ان یکون للقیام والنوم موزونا عددا فلا یکون ذلک الا للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فیکون قلبہ دائم الیقظۃ ووحی من اللہ سبحانہ یؤمر بہ وینھی ویوقظ وینوم ویقلب ویحرک خاص لہ ذلک دون بقیۃ الخلق۔

فصل: ویستحب لمن قام اللیل ان ینام آخرہ لوجھین احدھما انہ یذھب النعاس بالغداۃ والنوم بالغداۃ مکروہ ولھذا کانوا یأمرون الناعس بالنوم بعد صلاۃ الصبح و یمنعون قبلھا وقد ورد ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کانت لہ ھجعۃ بعد صلاۃ الفجر والوجہ الثانی ان نوم آخر اللیل یذھب صفرۃ الوجہ واذا کابد نومہ ولم ینم بقیت الصفرۃ بحالھا وینبغی ان تبقی ذلک لانہ باب غامض وھو من الشھوۃ الخفیفۃ والشرک الخفی لانہ یشار الیہ بالاصابع و یتوھم فیہ الصلاح والسھر والصوم والخوف من اللہ عزوجل لاجل تلک الصفرۃ التی فی وجھہ

سو جاؤ پھر جب آنکھ کھلے تہجد کے لئے کھڑے ہو جاؤ پھر جب نیند کا غلبہ ہو تو سو جاؤ پھر اخیر رات میں کھڑے ہو جاؤ اس صورت میں آپ پوری رات میں دو بار کھڑے ہوں گے اور دو بار سوئیں گے اور رات میں مشقت اٹھانی پڑے گی اور یہ بڑا کٹھن کام ہے یہ حال اللہ کے سامنے حاضر ہونے والوں کا، بیدار لوگوں کا اور اہل فکر و ذکر کا ہوتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ حال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تھا کبھی عابد ایک رات میں کئی کئی بار اٹھتا ہے اور کئی کئی بار سوتا ہے پھر یا تو قیام و خواب برابر ہوتے ہیں لیکن یہ نبی صلعم ہی کی خصوصیت ہے کیونکہ آپ کا دل وحی کے لئے ہمیشہ بیدار رہا کرتا تھا آپ کو خواب میں کسی بات کا حکم ملتا تھا کسی بات سے روکا جاتا تھا، کبھی بیدار کیا جاتا تھا، کبھی سلا دیا جاتا تھا، کبھی کروٹ دلا دی جاتی تھی اور کبھی ہلا دیا جاتا تھا۔

تہجد گزار کو کس وقت سونا مستحب ہے

تہجد گزار کو آخر رات میں دو وجہ سے سونا مستحب ہے ایک وجہ تو یہ ہے کہ پچھلی شب میں سونے سے صبح کے وقت نیند نہیں آتی اور صبح کو سونا مکروہ ہے اسی لئے اونگھنے والے کو صبح کی نماز پڑھ کر سونے کا حکم دیا جاتا تھا اور قبل از نماز سونے سے روکا جاتا تھا ایک حدیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلعم نماز کے بعد (کبھی کبھی) قدرے آرام فرما لیا کرتے تھے دوسری وجہ یہ ہے کہ پچھلی رات میں سونے سے چہرے پر زردی نہیں آتی اگر انسان رات بھر جاگے اور محنت کرے اور سوئے نہیں تو زردی چھا جاتی ہے اور اس سے بچنا ضروری ہے کیونکہ یہ ایک پیچیدہ امر ہے اور یہ پوشیدہ نفسانی شہوت اور چھپا ہوا شرک ہے کیونکہ اس کی وجہ سے انگلیوں سے اشارہ کیا جاتا ہے اور اس کی وجہ سے نیکی، بیداری، روزہ اور اللہ کا خوف پہچان لیا جاتا ہے شرک و ریا سے اللہ کی پناہ۔ اور ہر اس نشانی سے بھی جو شرک و ریا پر دلالت کرے

نعوذ بالله من الشرك والرياء وكل امارة تدل عليهما وينبغي ان يقلل شرب الماء بالليل لما قدمنا من انه يجلب النوم ولانه تكون منه صفرة الوجه سيما في آخر الليل وعند الانتباه من النوم وفي الخبر كان النبي صلى الله عليه وسلم اذا اوتر من آخر الليل اضطجع على شقه الايمن ضجعة حتى يأتيه بلال رضي الله عنه فيخرج معه الى الصلاة وقد كان السلف يستحبون هذه الضجعة بعد الوتر وقبل صلاة الصبح حتى جعلها بعضهم سنة وهو ابو هريرة رضي الله عنه ومن تابعه في ذلك وانما استحبوا ذلك لانه مزيد لاهل المشاهدة والحضور لانهم يكشف لهم عن الملكوت وتفتح لهم انواع العلوم من الجبروت ويلقنون غرائب الحكم والعلوم ويطلعون على ما غاب عنهم من الاقسام والحظوظ مما اعدها لهم رب الخليقة علام الغيوب وفي حق العمال واهل المجاهدة راحة وسكون ولذلك نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الصلاة بعد طلوع الفجر الى طلوع الشمس وبعد صلاة العصر الى غروب الشمس ليستريح فيهما اهل اوراد الليل والنهار وكذلك يستحب أن يفصل في تضاعيف صلاة الليل بجلوس يسبح فيه مائة تسبيحة ليكون عونا على الصلاة ولتسكن الجوارح وتزول سآمة النفس للقيام

رات میں پانی نہ پینا مناسب ہے کیونکہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ پانی نیند لاتا ہے اور اسی لئے بھی کہ اس سے خصوصاً پچھلی شب میں پانی پینے سے چہرے پر زردی آتی ہے اور نیند سے بیدار ہوتے ہی پانی پینے سے بھی چہرہ زرد ہو جاتا ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ جب نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پچھلی شب میں وتر پڑھ لیتے تو آپ ذرا سی دیر کے لئے دائیں کروٹ پر لیٹ جایا کرتے تھے حتےٰ کہ آپ کے پاس بلالؓ آتے اور آپ ان کے ساتھ نماز کے لئے نکل جاتے۔

سلف وتر کے بعد اور صبح کی نماز سے قبل اس لیٹنے کو مستحب سمجھتے ہیں حتےٰ کہ بعض سلف نے اسے سنت قرار دے دیا ہے یعنی حضرت ابوہریرہؓ اور ان کے عقیدت مندوں نے یہ لوگ اس لیٹنے کو اس لئے مستحب سمجھتے ہیں کہ یہ اہل مشاہدہ اور اہل حضور کے لئے حضور قلب میں اضافہ کرتی ہے۔ اور ان پر عالم ملکوت کے راز کھولتی ہے اور عالم جبروت کے قسم قسم کے علوم کا دروازہ کھولتی ہے اور ان حضرات پر حکمتوں کے اور علوم کے عجائب وغرائب منکشف ہو جاتے ہیں اور اس سے وہ ان طرح طرح کی نعمتوں پر مطلع ہو جاتے ہیں جو علام الغیوب رب العالمین نے ان کے لئے تیار کر رکھی ہیں اور یہ نیند عاملوں کے اور ریاضت کرنے والوں کے حق میں موجب راحت وسکون بھی ہے اسی لئے نبی اکرم صلعم نے صبح صادق کے بعد سورج کے نکلنے تک اور عصر کے بعد سورج کے ڈوبنے تک نماز سے منع فرمایا ہے تاکہ ان ساعتوں میں دن میں اور رات میں وظائف پڑھنے والے ستا لیں۔

اسی طرح رات کی نماز کے دوگانوں میں بقدر سو تسبیحات کے بیٹھنا مستحب ہے تاکہ دوگانوں میں فاصلہ ہو جائے اور نماز میں بھی مدد ملے اور اعضاء کو سکون نصیب ہو اور نماز کے لئے نفس کی اکتاہٹ دور ہو جائے

ويجب اليهما التهجد والصلاة وهو داخل تحت قوله عزوجل ومن الليل فسبحه وادبار النجوم وقوله تعالى وادبار السجود اى اعقاب الصلاة۔

فصل: فان فاته قيام الليل بنوم او شغل فان قضاه ما بين طلوع الشمس الى زوالها كان كمن صلاه فى وقته من الليل لما حدثنا به ابو نصر عن والده باسناده عن عبد الله بن غنم قال حدثنى عمر بن الخطاب رضى الله عنه انه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول اربع ركعات قبل الظهر بعد الزوال يحسبن بمثلهن من السحر وفى لفظ آخر عن عمر رضى الله عنه عن النبى صلى الله عليه وسلم انه قال من نام عن حزبه من الليل او نسيه فقرأه من صلاة الفجر الى صلاة الظهر فكانما قرأه فى ليله وعن بعض السلف انه قال اجتمع رأى آل محمد صلى الله عليه وسلم انه من صلى ورده الذى فاته من الليل قبل الزوال كان كمن صلاه فى الليل وان لم يقدر على ذلك فيقضيه ما بين الظهر والعصر قال الله تعالى وهو الذى جعل الليل والنهار خلفة لمن اراد ان يذكر او اراد شكورا اى جعلهما خلفين يتعاقبان فى الفضل فيخلف احدهما الاخر۔

فصل: فقد تحصل من هذه الجملة ان اوراد الليل خمسة احدها ما بين العشائين والثانى ما بعد العشاء الاخيرة الى وقت منامه والثالث

اور نفس کو تہجد و نماز کی رغبت ہو یہ معنی اس آیت کے مفہوم میں داخل ہے کہ رات میں اللہ کی پاکی بیان کیجیئے اور تاروں کے غائب ہونے کے بعد بھی اور دوسری آیت میں ہے اور سجدوں کے بعد بھی یعنی نماز کے بعد بھی۔

فوت شدہ تہجد دن میں کب پڑھا جائے؟ اگر غلبہ نیند کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے کسی کا تہجد فوت ہو جائے تو اگر اسے سورج نکلنے کے بعد زوال تک پڑھ لے تو گویا اس نے رات ہی میں تہجد پڑھ لیا کیونکہ ہم سے ابو نصر نے اپنی اسناد سے اپنے والد سے بیان کیا وہ عبد اللہ بن غنم سے روایت کرتے ہیں عبد اللہ کہتے ہیں کہ مجھ سے حضرت عمرؓ نے بیان کیا کہ میں نے نبی اکرم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ زوال کے بعد ظہر سے پہلے چار رکعتیں سحر کی نماز کی طرح شمار کی جاتی ہیں ایک لفظ میں حضرت عمرؓ نبی اکرم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جو اپنے رات کے وظیفہ سے سو تا رہا یا اسے بھول گیا اگر وہ اسے صبح کی نماز سے لے کر ظہر کی نماز تک پڑھ لے گویا اس نے اسے رات ہی میں پڑھ لیا۔

بعض سلف :- آل محمدؐ کا اس پہ اتفاق ہے کہ اگر کوئی اپنا رات میں چھوٹا ہوا ورد زوال سے پہلے پہلے پڑھ لے تو گویا اس نے اسے رات ہی میں پڑھ لیا۔ اگر اس پہ قادر نہ ہو تو ظہر و عصر کے درمیان پڑھ لے حق تعالےٰ نے فرمایا: اللہ ہی نے رات اور دن کو ان لوگوں کے لئے جو ذکر کرنا یا شکر ادا کرنا چاہیں ایک دوسرے کے قائم مقام بنایا ہے یعنی دن کو رات کا اور رات کو دن کا بدل بنا دیا ہے، دن رات کے بعد اور رات دن کے بعد آ جاتی ہے اور ہر ایک میں دوسرے کے کام انجام دے دئے جاتے ہیں۔

اورادِ شب کے اوقات اوپر کے بیان سے ظاہر ہے رات کے اوراد کے اوقات پانچ ہیں (۱) مغرب و عشاء کے درمیان (۲) عشاء کے اور سونے کے درمیان (۳) آدھی رات (۴) پچھلی تہائی

جوف الليل والرابع الثلث الاخير والخامس و
هو السحر الاخير قبل طلوع الفجر الثاني وهو
القراءة والاستغفار والتفكر والاعتبار دون
الصلاة لانه لا يؤمن ان تصادف صلاته
طلوع الفجر وهو الوقت المنهي عن الصلاة فيه
ولهذا قال صلى الله عليه وسلم صلاة الليل
مثنى مثنى فاذا خشيت الفجر فاوتر بركعة
توتر لك ما قبلها اللهم الا ان يكون قد نام
عن وتره ووردہ فانه يصليها هذه الساعة
على ما تقدم بيانه في فصل فعل الوتر۔

(فصول اوراد النهار)

فصل: واما اوراد النهار فخمسة ايضا
احدها من وقت طلوع الفجر الثاني الى طلوع
الشمس والثاني صلاة الضحى وما كان في
معناها الى الزوال والثالث اربع ركعات بعد
الزوال بقراءة حسنة وسلام واحد وقيل
ان ابواب السماء تفتح لها والرابع ما بين
الظهر والعصر والخامس بعد العصر الى الغروب۔

فصل: واما الورد الاول من النهار
فيستحب الجلوس من بعد صلاة الفجر الى
طلوع الشمس بذكر الله تعالى فيه اما بتلاوة
القرآن او تسبيح او تفكر او تذكر او تعليم او
جلوس الى عالم وكذلك بعد صلاة العصر
الى غروب الشمس لانهما وقتان نهي عن
التنفل بالصلاة فيهما لما اخبرنا الشيخ ابو نصر

رات (۵) سحر کا پچھلا وقت صبح صادق کے طلوع ہونے سے
پہلے پہلے۔ یہ وقت تلاوت قرآن، استغفار اور غور و فکر کے
لئے بجائے نماز کے زیادہ موزوں ہے کیونکہ اس وقت نماز پڑھے
گا تو ممکن ہے کہ درمیان ہی میں صبح صادق ہو جائے حالانکہ اس
وقت نماز پڑھنا منع ہے اسی لئے نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ
رات کی نماز دو دو رکعت ہے پھر جب تجھے صبح کا ڈر ہو تو ایک
رکعت وتر پڑھ لے ہاں اگر کوئی سو نہ رہا اور اس کا وتر و ورد
چھوٹ گیا تو وہ اس وقت وتر پڑھ لے جیسا کہ وتر کے عنوان
میں اس کی تفصیل گزر چکی۔

★

اوراد دن کے اوقات دن کے ورد دن کے اوقات
بھی پانچ ہی ہیں (۱) صبح صادق سے لے کر طلوع آفتاب تک
(۲) طلوع آفتاب سے لے کر زوال تک جس میں چاشت و
اشراق وغیرہ کی نمازیں ہیں (۳) اچھی قرأت سے اور ایک سلام
سے زوال کے بعد چار رکعتیں، کہا جاتا ہے کہ ان رکعتوں کے آسمان
کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں (۴) ظہر و عصر کے درمیان (۵)
عصر سے لے کر غروب آفتاب تک۔

دن کا پہلا ورد صبح کی نماز پڑھ کر طلوع آفتاب تک ذکر اللہ
میں مصروف رہنا مستحب ہے خواہ قرآن حکیم کی تلاوت کی جائے یا
تسبیحوں میں مصروف رہا جائے یا مراقبہ کیا جائے یا وعظ سنایا جائے
یا علم سیکھا جائے یا کسی عالم کے پاس بیٹھ کر دینی معلومات میں اضافہ
کیا جائے۔ اسی طرح عصر کے بعد غروب آفتاب تک مصروف رہا
جائے کیونکہ ان دونوں وقتوں میں نماز سے روک دیا گیا ہے۔
ہمیں شیخ ابو نصر نے اپنے والد سے خبر دی انہیں ابو علی اسماعیل

عن والده قال اخبرنا ابو علی اسماعیل بن محمد
بن اسماعیل الخطی قال حدثنا محمد بن یعقوب
قال حدثنا هدبة بن خالد القیسی قال حدثنا
احمد بن سلمة عن علی بن زید عن الشعبی عن ابی
امامة رضی الله عنه قال ان رسول الله صلی الله
علیه وسلم قال لأن اقعد مع قوم اذکر الله تعالی
من بعد صلاة الفجر حتی تطلع الشمس اکبر و
اهلل احب الی من أن اعتق رقبتین و لأن
اذکر الله عزوجل من بعد صلاة العصر حتی
تغرب الشمس أحب الی من أن اعتق اربع رقاب
من ولد اسماعیل وعن انس بن مالك رضی الله
عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم
لا تناموا عن طلب ارزاقکم قیل یا انس
ما معنی قول رسول الله صلی الله علیه وسلم
لا تناموا عن طلب ارزاقکم قال فاذا
صلیتم الفجر فقولوا ثلاثا وثلاثین مرة
الحمد لله وسبحان الله ولا اله الا الله والله
اکبر وفی حدیث آخر یسبح ثلاثا وثلاثین
مرة ویحمد ثلاثا وثلاثین مرة ویکبر اربعا
وثلاثین مرة ویختمها بلا اله الا الله وحده
لا شریك له له الملك وله الحمد یحیی و
یمیت وهو حی لا یموت بیده الخیر وهو
علی کل شیء قدیر هکذا یفعل بعد العصر
وعند النوم وحدثنا ابو نصر عن والده
باسناده عن عروة بن الزبیر عن ابیه رضی الله

بن محمد بن اسماعیل خطی نے خبر دی ان سے محمد بن یعقوب نے بیان کیا ان سے ہدبہ بن خالد قیسی نے بیان کیا ان سے حماد بن سلمہ نے بیان کیا حماد، علی بن زید سے، وہ شعبی سے اور وہ ابو امامہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرا صبح کی نماز کے بعد سے سورج کے نکلنے تک لوگوں کے ساتھ بیٹھ کر ذکر اللہ کرنا اور تکبیر وتہلیل میں مشغول رہنا مجھے دو غلاموں کے آزاد کرنے سے زیادہ پیارا ہے اور میرا عصر کی نماز کے بعد سے غروب آفتاب تک اللہ کا ذکر کرنا مجھے اولاد اسماعیل کے چار غلاموں کو آزاد کرنے سے زیادہ پیارا ہے۔

انسؓ بن مالک:۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی روزیاں طلب کرنے سے نہ سوؤ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ اس جملہ کا کیا مطلب ہے کہ روزیاں طلب کرنے سے نہ سوؤ؟ فرمایا: جب تم صبح کی نماز پڑھ چکو تو ۳۳ بار سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر پڑھ لو۔ دوسری حدیث میں ہے کہ ۳۳ بار سبحان اللہ ۳۳ بار الحمد للہ اور ۳۳ بار اللہ اکبر پڑھ کر اس وظیفہ کو لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت وھو حی لا یموت بیدہ الخیر وھو علی کل شیء قدیر پر ختم کرو یعنی اللہ کے سوا کوئی حق دار عبادت نہیں، وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کی بادشاہت ہے اور اسی کی تعریفیں ہیں وہی حیات وموت کا مالک ہے، وہ زندہ ہے جسے فنا نہیں اسی کے ہاتھ میں بھلائیاں ہیں اور وہ ہر چیز پر خوب قادر ہے اسی طرح عصر کے بعد اور سونے سے قبل روزیاں طلب کی جائیں۔

ہم سے ابو نصر نے اپنے والد سے اپنی اسناد سے بیان کیا کہ عروہ بن زبیر نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلعم سے سنا آپ فرما رہے تھے کہ

عنہ انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول غدوۃ اوروحۃ فی سبیل اللہ خیر من الدنیا ومافیھا فقال رجل یارسول اللہ فمن لایستطیع غزوا قال من جلس حین یصلی المغرب یذکر اللہ تعالیٰ حتی یصلی العشاء کان مجلسہ ذلک روحۃ فی سبیل اللہ ومن جلس حین یصلی الغداۃ یذکر اللہ تعالیٰ حتی تطلع الشمس کانت مثل غدوۃ فی سبیل اللہ وحدثنا ابونصر عن والدہ باسنادہ عن ابی امامۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مامن عبد یقول فی دبر صلاۃ الغداۃ لاالہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت بیدہ الخیر وھو علی کل شیء قدیر عشر مرات الاکتب اللہ لہ بھن عشر حسنات ومحا عنہ بھن عشر سیئات ورفع لہ بھن عشر درجات وکنّ عدل عشر رقاب ولایضرہ یومئذ ذنب یصیبہ الا ان یکون شرکا ومامن عبد احسن الوضوء فغسل وجھہ کما امر اللہ تعالیٰ الاحط اللہ عنہ کل ذنب نظرت الیہ عیناہ اوتکلم بہ لسانہ ومامن عبد غسل یدیہ کما امر اللہ عزوجل الاحط اللہ عنہ کل ذنب بطشت بہ یداہ ثم مسح رأسہ واذنیہ الاحط اللہ عنہ کل ذنب استمعت الیہ أذناہ ثم غسل رجلیہ کما امرہ اللہ تعالیٰ الاحط اللہ عنہ کل ذنب مشت بہ رجلاہ حتی یقوم الی صلاتہ

اللہ کی راہ میں ایک صبح یا ایک شام دنیا ومافیہا سے بہتر ہے ایک شخص نے کہا یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جو جہاد کی طاقت نہ رکھتا ہو (وہ کیا کرے ؟) فرمایا جو مغرب کی نماز پڑھ کر عشاء تک ذکر اللہ کرتا رہے حتےٰ کہ عشاء کی نماز پڑھ لے تو اس کی یہ مجلس اللہ کی راہ میں ایک شام کی برابر ہے اور جو صبح کی نماز پڑھ کر طلوع آفتاب تک ذکر اللہ کرتا رہے تو یہ مجلس اللہ کی راہ میں غزوہ کی مانند ہے۔

ہم سے ابونصر نے اپنے والد سے اپنی اسناد سے ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو بندہ صبح کی نماز کے بعد لاالہ الااللہ وحدہ لاشریک لہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت بیدہ الخیر وہو علی کل شیء قدیر دس بار پڑھ لے تو حق تعالےٰ یقیناً ان کلموں کے بدلہ اسے دس نیکیاں عطا فرمائے گا اور اس سے دس برائیاں مٹا دے گا اور اس کے لئے دس درجے بلند فرما دے گا۔ اور یہ کلمے دس غلام آزاد کرنے کے ثواب کی برابر ہیں اور اس دن اس کے لئے کوئی تازہ گناہ مضر ثابت نہ ہوگا الایہ کہ وہ گناہ شرک ہو اور جو بندہ خوبصورتی کے ساتھ وضو کرتا ہے اور حق تعالےٰ کے حکم کے مطابق اپنا منہ دھوتا ہے تو بلاشبہ اللہ تعالےٰ اس سے ہر گناہ گرا دیتا ہے خواہ وہ آنکھوں کے دیکھنے سے صادر ہوا ہو یا زبان کی گفتگو سے اور جو بندہ حق تعالےٰ کے حکم کے بموجب اپنے دونوں ہاتھ دھوتا ہے تو یقیناً اللہ تعالےٰ اس سے ہر وہ گناہ گرا دیتا ہے جسے اس کے دونوں ہاتھوں نے پکڑا ہو پھر اپنے سر کا اور کانوں کا مسح کرتا ہے تو یقیناً اس سے ہر وہ گناہ گرا دیا جاتا ہے جسے اس کے دونوں کانوں نے سنا ہو پھر حق تعالےٰ کے حکم کے بموجب دونوں پیر دھوتا ہے تو بلاشبہ اللہ اس سے ہر وہ گناہ گرا دیتا ہے

فتكون تلك الصلاة فضيلة وما من عبد نام على ذكر طاهرا فاول ما ينتبه يدعو بدعوة الا كانت دعوته مستجابة وما من عبد رمى بسهم فى سبيل الله عزوجل فاصاب او اخطاء الا اعطى به تحرير رقبة وما من عبد شاب شيبة فى سبيل الله الا اعطى بها نورا يوم القيامة ومن اعتق رقبة كانت له فداء من نار جهنم كل عضو بعضو وحدثنا ابو نصر عن والده باسناده عن الحسن بن على رضى الله عنهما انه قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من صلى الغداة فى مسجده ثم جلس يذكر الله تعالى الى أن تطلع الشمس فاذا طلعت حمد الله تعالى وقام يصلى ركعتين اعطاه الله بكل ركعة الف الف قصر فى الجنة فى كل قصر الف الف حوراء مع كل حوراء الف الف خادم وكان عند الله من الاوابين وعن نافع عن ابن عمر رضى الله عنهما قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا صلى الفجر لم يقم من مجلسه حتى تمكنه الصلاة وقال صلى الله عليه وسلم من صلى الصبح و جلس فى مجلسه حتى تمكنه الصلاة كانت بمنزلة حجة وعمرة متقبلتين فكان ابن عمر رضى الله عنهما اذا صلى الغداة جلس حتى تطلع الشمس فقيل له لم تفعل هذا فقال اريد به السنة وحدثنا ابو نصر عن والده باسناده عن عكرمة عن ابن عباس رضى الله عنهما قال قال رسول الله

ہے کہ اس کے دونوں پر چلے تھے حتےٰ کہ بندہ نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو اس کی نماز موجب فضیلت ہوتی ہے اور جو بندہ وضو کے بعد اللہ کے ذکر پر سو گیا تو جاگنے کے بعد سب سے پہلے جو دعا مانگے گا اس کی وہ دعا ضرور قبول کر لی جائے گی اور جو بندہ اللہ کی راہ میں ایک تیر پھینکتا ہے خواہ وہ تیر دشمن کے لگے یا نہ لگے اسے ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ضرور ملتا ہے اور جو بندہ اللہ کی راہ میں بوڑھا ہو جائے حق تعالےٰ اسے قیامت کے دن اس کے بڑھاپے کے بدلہ ضرور نور عطا فرمائے گا اور جو غلام آزاد کرے تو وہ غلام اس کے لئے جہنم کی آگ سے ضرور فدیہ بنے گا اس کے ہر عضو کے بدلہ آزاد کرنے والے کا ہر عضو آگ سے بچ جائے گا

ہم سے ابو نصر نے اپنے والد سے اپنی اسناد سے حسن بن علیؓ سے سے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلعم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ جو صبح کی نماز پڑھ کر اپنی مسجد میں بیٹھ کر آفتاب کے نکلنے تک اللہ کا ذکر کرتا رہے پھر جب سورج نکل آئے تو اللہ تعالےٰ کا شکر ادا کرے اور کھڑے ہو کر دو رکعت نماز پڑھ لے حق تعالیٰ اسے ہر رکعت کے بدلہ جنت میں دس لاکھ محل عطا فرمائے گا۔ ہر محل میں دس لاکھ حوریں ہوں گی اور ہر حور کے ساتھ دس لاکھ خادم ہوں گے اور اس کا اللہ کے نزدیک اوابین (کثرت سے گڑگڑانے والے) میں شمار ہو گا۔

نافع از ابن عمرؓ :۔ رسول اللہ صلعم فجر کی نماز پڑھنے کے بعد اپنی جگہ سے سورج کے نکلنے تک نہیں اٹھا کرتے تھے۔ نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ جو صبح کی نماز پڑھ کر اپنی جگہ پر بیٹھا رہے حتےٰ کہ نماز کا وقت آ جائے (یعنی سورج نکل آئے) تو اسے مقبول حج اور عمرے کا ثواب ملے گا ابن عمرؓ صبح کی نماز پڑھ کر سورج کے نکلنے تک بیٹھے رہا کرتے تھے آپ سے پوچھا گیا کہ کیوں بیٹھے رہتے ہیں؟ فرمایا سنت پر عمل

صلی اللہ علیہ وسلم من صلی الفجر فی جماعۃ ثم اعتکف الی طلوع الشمس فصلی اربع رکعات متوالیات یقرأ فی اول رکعۃ بفاتحۃ الکتاب وآیۃ الکرسی ثلاث مرات وقل ھو اللہ احد سبع مرات وفی الرکعۃ الثانیۃ فاتحۃ الکتاب مرۃ والشمس وضحاھا وفی الرکعۃ الثالثۃ فاتحۃ الکتاب والسماء والطارق وفی الرکعۃ الرابعۃ فاتحۃ الکتاب وآیۃ الکرسی مرۃ وقل ھو اللہ أحد ثلاث مرات بعث اللہ تعالی الیہ سبعین ملکا من کل سماء عشرۃ أملاک معھم اطباق من اطباق الجنۃ ومنادیل من منادیل الجنۃ فیحملون تلک الصلاۃ علی تلک الاطباق ثم یصعدون بھا فلا یمرون بقوم من الملائکۃ الا استغفروا لصاحبھا فاذا وضعت بین یدی الجبار قال اللہ تعالی عبدی لی صلیت وایای عبدت فاستانف العمل قد غفرت لک وھذہ الصلاۃ ھی تفسیر ما روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن ربہ عزوجل قال یا ابن آدم صل لی اربع رکعات من اول النہار اکفک آخرہ وقد حملہ بعضھم علی صلاۃ الفجر فرضھا وسنتھا والصحیح ما ذکرنا۔

فصل: واما الورد الثانی فصلاۃ الضحی وھی صلاۃ الاوابین وھل یستحب المداومۃ علیھا ام لا علی وجھین عند اصحابنا والاصل فی ذلک ما حدثنا بہ ابو نصر عن والدہ باسنادہ

کرتا ہوں۔ ہم سے ابو نصر نے اپنے والد سے اپنی اسناد سے عکرمہ سے اور انہوں نے ابن عباسؓ سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جو جماعت سے صبح کی نماز پڑھے پھر سورج کے نکلنے تک بیٹھا رہے پھر (سورج نکلنے کے بعد) لگاتار چار رکعت پڑھے پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد ۳ بار آیۃ الکرسی اور ۷ بار سورہ اخلاص پڑھے دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ شمس پڑھے تیسری رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ طارق پڑھے اور چوتھی رکعت میں فاتحہ کے بعد ایک بار آیۃ الکرسی اور ۳ بار سورہ اخلاص پڑھے تو حق تعالے اس کے پاس ستر فرشتے بھیجتا ہے یعنی ہر آسمان سے دس فرشتے آتے ہیں جن کے ساتھ جنت کے طباق اور جنت کے رومال ہوتے ہیں اور وہ اس کی نماز ان طباقوں میں چن کر اور لگا کر لے جاتے ہیں اور اسے اٹھا کر آسمان پہ چڑھتے ہیں اور فرشتوں کی جس جماعت کے پاس سے گذرتے ہیں وہی جماعت اس نماز والے کے لئے دعائے مغفرت مانگتی ہے پھر جب یہ نماز جبار اللہ کے آگے رکھ دی جاتی ہے تو حق تعالے فرماتا ہے کہ اے میرے بندے تو نے میرے ہی لئے نماز پڑھی اور تو نے میری ہی عبادت کی اب از سر نو عمل کر میں نے تیرے تمام گناہ بخش دئے۔ یہ نماز اس روایت کی تفسیر ہے جو نبی اکرم صلعم سے روایت کی گئی ہے اور آپ اپنے عزت و جلال والے پروردگار سے روایت کرتے ہیں کہ حق تعالے نے فرمایا کہ اے فرزند آدم تو میرے لئے شروع دن میں چار رکعت نماز پڑھ لے میں دن بھر تیرے لئے کافی رہوں گا۔ بعض علماء نے اس حدیث قدسی کو صبح کی سنتوں اور فرضوں پر چسپاں کیا ہے لیکن صحیح ہماری رائے ہے۔

چاشت کی نماز (صلوٰۃ الاوابین)

دوسرا ورد چاشت کی نماز ہے جسے صلوٰۃ الاوابین بھی کہتے ہیں کیا چاشت کی نماز میں ہمیشگی مستحب ہے یا نہیں؟ اس سلسلہ میں ہمارے علماء کے نزدیک دونوں صورتیں ہیں۔ ہم سے ابو نصر نے اپنے والد سے اپنی اسناد سے

عن يحيى بن ابي كثير عن ابي سلمة عن ابي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال صلاة الضحى صلاة الاوابين وبهذا الاسناد قال صلى الله عليه وسلم صلاة الضحى اكثر صلاة داؤد عليه السلام وحدثنا ابو نصر عن والده باسناده عن ابي هريرة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال ان بابا من ابواب الجنة يقال له الضحى فاذا كان يوم القيامة نادى مناد اين الذين كانوا يصلون صلاة الضحى دائمين عليها ادخلوهم الجنة برحمة الله وكان الناس على عهد امير المومنين عمر بن الخطاب وعلي رضي الله عنهما يصلون صلاة الصبح ثم ينتظرون الوقت الذي يصلي فيه صلاة الضحى فيصلونها في المسجد وعن الضحاك بن قيس عن ابن عباس رضي الله عنهما قال لقد أتى علينا زمان لا ندري ما وجه هذه الآية يسبحن بالعشي والاشراق حتى رأينا الناس يصلون الضحى وقال ابن ابي مليكة رحمه الله سئل ابن عباس رضي الله عنهما عن صلاة الضحى فقال انها لفي كتاب الله تعالى ثم قرا في بيوت اذن الله ان ترفع ويذكر فيها اسمه يسبح له فيها بالغدو والآصال وكان ابن عباس رضي الله عنهما يصلي ركعتي الضحى ولكن لا يديم عليها ولهذا

یحییٰ ابن کثیر سے انھوں نے ابوسلمہؓ سے انھوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ چاشت کی نماز صلوٰۃ الاوابین ہے یعنی مقرب حضرات کی نماز ہے اسی سند سے نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ چاشت کی نماز حضرت داؤدؑ کی زیادہ تر نماز ہے۔

ہم سے ابونصر نے اپنے والد سے اپنی اسناد سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ نبی اکرم صلعم نے بیان فرمایا کہ جنت کے ایک دروازے کا نام ضحیٰ ہے قیامت کے دن ایک منادی اعلان کرے گا وہ لوگ کہاں ہیں جو چاشت کی نماز پڑھا کرتے تھے اور اس پر ہمیشگی کیا کرتے تھے اللہ تعالےٰ کی رحمت سے انہیں جنت میں داخل کر دو۔ لوگ عہد فاروقی اور عہد حیدری میں صبح کی نماز پڑھ کر چاشت کی نماز کے وقت کا انتظار کیا کرتے تھے اور مسجد ہی میں چاشت کی نماز پڑھا کرتے تھے۔

ضحاک بن قیس از ابن عباسؓ :۔ ایک وقت ایسا بھی تھا کہ لوگ اس آیت (یسبحن بالعشی والاشراق) کا شان نزول نہیں جانتے تھے حتیٰ کہ ہم نے لوگوں کو چاشت کی نماز پڑھتا ہوا دیکھ لیا۔

ابن ملیکہ :۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے چاشت کی نماز کے بارے میں پوچھا گیا فرمایا یہ نماز اللہ تعالےٰ کی کتاب آتی ہے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی ان گھروں میں جن کے احترام کئے جانے کا اور ان میں اللہ کا نام لئے جانے کا اللہ کا حکم ہے اور جن میں صبح وشام ایسے لوگ اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں جن کو تجارت اور کاروبار اللہ کے ذکر سے اور نماز کے قائم کرنے سے آڑے نہیں آتا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ چاشت کا دوگانہ پڑھا کرتے تھے لیکن اس پر ہمیشگی نہیں کیا کرتے تھے اسی لئے جب عکرمہ سے ابن عباس رضی اللہ عنہ کی چاشت

لما سئل عكرمة عن صلاة ابن عباس رضي الله عنهما الضحى قال كان يصليها اليوم ويدعها العشرة و قال النخعي رحمه الله كانوا يكرهون ان يديموا صلاة الضحى فيصلون ويدعون لئلا تكون كالمكتوبة۔

فصل: واما عدد ركعات صلاة الضحى فاقلها ركعتان واعدلها ثمان ركعات واكثرها اثنتا عشرة ركعة فاما الركعتان فما اخبرنا به الشيخ ابو نصر عن والده باسناده عن عبد الله بن بريدة عن ابيه رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم في الانسان ثلثمائة وستون مفصلا فعليه ان يتصدق عن كل مفصل كل يوم بصدقة قالوا ومن يطيق ذلك يا رسول الله قال صلى الله عليه وسلم النخامة يراها في المسجد فيدفنها او الشيء ينحيه عن الطريق فان لم يقدر فركعتا الضحى تجزيه وحديث ابي هريرة رضي الله عنه اوصاني خليلي ابو القاسم صلى الله عليه وسلم بثلاث الوتر قبل النوم وصوم ثلاثة ايام من كل شهر وركعتي الضحى وروي اربع ركعات وهو ما تقدم في الفصل الذي قبله من حديث عكرمة عن ابن عباس رضي الله عنهما عن النبي صلى الله عليه وسلم الحديث وروت معاذة عن عائشة رضي الله عنها ان النبي صلى الله عليه وسلم صلى صلاة الضحى اربعا ثم ست ركعات وعن حميد الطويل عن انس رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم انه كان يصلي الضحى ست

کی نماز کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا ایک دن پڑھا کرتے اور دس دن چھوڑ دیا کرتے تھے۔

ابراہیم نخعیؒ :- چاشت کی نماز پر ہمیشگی مکروہ سمجھی جاتی تھی لوگ کبھی پڑھتے تھے اور کبھی چھوڑ دیتے تھے تاکہ فرض نماز کی طرح نہ ہو۔

چاشت کی نماز کی رکعتوں کی تعداد

چاشت کی نماز کم از کم دوگانہ ہے اوسط آٹھ رکعتیں ہیں اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعتیں ہیں۔ دو رکعتوں کی دلیل بریدہ والی حدیث ہے : ہمیں شیخ ابو نصر نے اپنے والد سے اپنی اسناد سے عبداللہ بن بریدہ سے خبر دی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا انسان میں ۳۶۰ جوڑ ہیں اور روزانہ ہر جوڑ کی طرف سے صدقہ ادا کرنا لازم ہے لوگوں نے کہا یا رسول اللہ اس صدقہ کی کس میں طاقت ہے؟ فرمایا اگر مسجد میں رینٹھ دیکھے تو اسے دفن کر دے یا راستہ میں کوئی چیز پڑی ہوئی دیکھے اسے راستہ سے ہٹا دے اگر کسی بات پر بھی قادر نہ ہو تو چاشت کا دوگانہ کافی ہے یعنی اس دوگانہ سے تمام جوڑوں کی طرف سے صدقہ ہو جاتا ہے

حدیث ابوہریرہؓ میں ہے کہ مجھے میرے دوست ابوالقاسم صلعم نے تین باتوں کی وصیت فرمائی سونے سے پہلے وتر پڑھنے کی، ہر ماہ کے تین روزے رکھنے کی اور چاشت کے دوگانہ کی، چاشت کی چار رکعتیں بھی ثابت ہیں جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے۔

عکرمہؒ از ابن عباسؓ :- آپ نبی صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ چاشت کی نماز چار رکعتیں ہیں پھر چھ ہیں پھر آٹھ ہیں۔

حمید طویل از انس از نبی اکرم صلعم :- نبی صلعم چاشت کی چھ پھر آٹھ رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔

عکرمہ بن خالد از ام ہانی بنت ابی طالب :- فتح کہ کے دن جب نبی اکرم صلعم گھر میں تشریف لائے تو آپ گھر کے اونچے حصہ پر ٹھہرے اور آپ نے آٹھ رکعتیں پڑھیں میں نے پوچھا یا رسول اللہ یہ کونسی

ركعات ثم ثمان ركعات وعن عكرمة بن خالد عن ام هانی بنت ابی طالب رضی الله عنها قالت لما قدم رسول الله صلی الله علیه وسلم فی الفتح فتح مکة نزل باعلی مکة فصلی ثمان رکعات فقلت یارسول الله ما هذه الصلاة قال صلی الله علیه وسلم صلاة الضحی قال احمد بن حنبل رحمه الله تعالی هو ثبت والاختیار عند اهل العلم رحمهم الله ثمان رکعات وکذلک روی ابوسعید رضی الله عنه عن النبی صلی الله علیه وسلم وعن عائشة رضی الله عنها ایضا انها صلت الضحی ثمان رکعات وقال القاسم بن محمد رحمه الله کانت عائشة رضی الله عنها تصلی الضحی ثمان رکعات وتطیل ذلک وکانت اذا صلتها اغلقت الباب علیها ثم عشر رکعات ان اختارت ثم ثنتا عشرة رکعة وهو افضلها لما حدثنا ابونصر عن والده باسناده عن حمزة بن موسی بن انس بن مالک الانصاری عن عمه ثمامة بن انس عن جده انس ابن مالک رضی الله عنه قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول من صلی الضحی اثنتی عشرة رکعة بنی الله تعالی له قصرا من ذهب فی الجنة وحدثنا ابونصر عن والده باسناده عن ام حبیبة رضی الله عنها قالت ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال من صلی اثنتی عشرة رکعة من النهار بنی الله تعالی له بیتا فی

نماز ہے؟ فرمایا: یہ چاشت کی نماز ہے۔ امام احمدؒ بن حنبل نے اس حدیث کی تصحیح فرمائی ہے اور علماء کے نزدیک چاشت کی آٹھ رکعتیں ہی پسندیدہ ہیں۔

اسی طرح ابوسعید نبی اکرم صلعم سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کبھی چاشت کی آٹھ رکعتیں ہی پڑھی ہیں۔

قاسم بن محمد: حضرت عائشہ رضؓ چاشت کی آٹھ رکعتیں پڑھا کرتی تھیں اور طول دیا کرتی تھیں۔ اور جب چاشت کی نماز پڑھنے کھڑی ہوا کرتی تھیں تو دروازہ بند کر لیا کرتی تھیں۔ علاوہ ازیں اگر کوئی چاہے تو دس رکعتیں بھی پڑھ سکتا ہے اور بارہ بھی بارہ زیادہ سے زیادہ ہیں کیونکہ ہم سے ابونصر نے اپنے والد سے اپنی اسناد سے حمزہ بن موسےٰ بن انس بن مالک انصاری سے بیان کیا وہ اپنے چچا ثمامہ بن انسؓ سے اور وہ اپنے دادا انسؓ بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلعم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ جو چاشت کی بارہ رکعتیں پڑھے اللہ تعالیٰ ان کے عوض اس کے لئے جنت میں سونے کا محل بنائے گا اور ہم سے ابونصر نے اپنے والد سے اپنی اسناد سے ام حبیبہؓ سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو دن میں بارہ رکعت نماز پڑھ لی اللہ تعالےٰ نے اس کے لئے جنت میں گھر بنا دیا۔

نیز ہم سے ابونصر نے اپنے والد سے اپنی اسناد سے ابراہیم تیمی سے بیان کیا وہ اپنے والد سے اور وہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوذر! دیکھو دن میں بارہ گھنٹے ہوتے ہیں لہٰذا دس دن کے ہر گھنٹہ میں ایک رکعت اور دو سجدے

الجنۃ وحدثنا ابونصر عن والدہ باسنادہ عن ابراھیم التیمی عن ابیہ عن ابی ذر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا اباذر ان النھار اثنتا عشرۃ ساعۃ فاعل لکل ساعۃ منھا رکعۃ وبعدن تبین بین رأسک مانیھا من ذنب یا اباذر من صلی رکعتین لم یکن من الغافلین ومن صلی اربعا کتب من الذاکرین ومن صلی ستا لم یلحقہ فی یومہ حنث الا الشرک باللہ تعالی ومن صلی اثنتی عشرۃ رکعۃ بنی لہ بیت فی الجنۃ قلت یا رسول اللہ اجمعا ام شتی قال صلی اللہ علیہ وسلم لا علیک۔

فصل: واما وقتھا فلھا وقتان جائز وھو بعد طلوع الشمس الی صلاۃ الظھر ومستحب وھو حین ترمض الفصال عند قرب الزوال والدلیل علی استحبابھا فی ھذا الوقت ما روی أن زید بن ارقم رضی اللہ عنہ رأی قوما یصلون الضحی فی مسجد قباء فقال لقد علموا أن الصلاۃ فی غیر ھذہ الساعۃ افضل ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال صلاۃ الاوابین حین ترمض الفصال ویجوز فعلھا ایضا بعد الزوال لما روی عوف بن مالک رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ساعۃ السبحۃ حین تزول الشمس من کبد السماء وھی صلاۃ المخبتین وافضلھا فی شدۃ الحر وان ھو لم یصلھا الی ان صلی الظھر قضاھا علی وجہ الاستحباب۔

فصل: واما الذی یقرأ فیھا فما روی عن

لوٹایا کرو یہ رکعت تمہارے ہر گھنٹے کے گناہوں کی ذبح کرتی رہے گی۔ اے ابوذر جو دوگانہ پڑھ لیتا ہے وہ غافلوں میں نہیں لکھا جاتا اور جو چار رکعتیں پڑھ لیتا ہے وہ ذکر کرنے والوں میں لکھا جاتا ہے اور جو چھ رکعتیں پڑھ لیتا ہے اس سے بجز شرک کے کسی گناہ کی بازپرس نہ ہو گی اور جو بارہ رکعتیں پڑھ لے اس کے لئے جنت میں گھر تیار کر دیا جاتا ہے میں نے پوچھا یارسول اللہ اکٹھی پڑھی جائیں یا الگ الگ فرمایا جس طرح چاہو پڑھو کوئی حرج نہیں۔

★

چاشت کی نماز کا وقت

نماز چاشت کے دو وقت ہیں ایک وقت تو جائز ہے یہ وقت طلوع آفتاب سے لے کر ظہر کی نماز تک ہے اور ایک وقت مستحب ہے اور یہ زوال سے پہلے کا وقت ہے جب اونٹ کے بچوں کے پیر ریت سے جلنے لگتے ہیں۔ اس وقت کے استحباب کی دلیل زید بن ارقم والی روایت ہے کہ زید نے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ مسجد قبا میں چاشت کی نماز پڑھ رہے ہیں فرمایا انھیں اچھی طرح معلوم ہے کہ دوسرے وقت میں چاشت کی نماز افضل ہے کیونکہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا نماز اوابین چاشت کی نماز اسوقت ہے جب اونٹ کے بچوں کے پیر جلنے لگیں چاشت کی نماز زوال کے بعد بھی جائز ہے کیونکہ عوف بن مالک فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ چاشت کی نماز اسوقت ہے جب سورج بیچ آسمان سے ڈھل جائے۔ یہ مخبتین (عاجزی کرنے والوں) کی نماز کہلاتی ہے افضل یہ ہے کہ سخت گرمی میں پڑھی جائے اگر کسی نے ظہر کی نماز پڑھنے تک چاشت کی نماز نہیں پڑھی تو قضا کرے قضا پڑھنا مستحب ہے۔

★

چاشت کی نماز میں کن سورتوں کو پڑھنا چاہیئے؟

اس سلسلہ میں نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال صلاۃ الضحی بسورۃ
والشمس وضحاھا والضحی وعن عمرو بن شعیب عن
ابیہ عن جدہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم من صلی اثنتی عشرۃ رکعۃ صلاۃ
الضحی فقرأ فی کل رکعۃ فاتحۃ الکتاب مرۃ وآیۃ
الکرسی مرۃ وثلاث مرات قل ھو اللہ احد نزل من
کل سماء سبعون الف ملک معھم قراطیس واقلام
من نور یکتبون لہ الحسنات الی ان ینفخ فی الصور
فاذا کان یوم القیامۃ اتتہ الملائکۃ مع کل
ملک حلۃ وھدیۃ فیقومون علی قبرہ ویقولون
یا صاحب القبر قم باذن اللہ عزوجل فانک من الآمنین

فصل: وقد ورد عن بعض الصحابۃ رضی اللہ
عنھم انکار صلاۃ الضحی من ذلک ما روی
ابن المنادی من اصحابنا باسنادہ عن ابن عمر
رضی اللہ عنھما انہ قال ما صلیت الضحی منذ
اسلمت الا ان اطوف بالبیت وانھا لبدعۃ
ولنعمت البدعۃ وانھا لمن احسن ما احدثہ
الناس وکان ابن مسعود رضی اللہ عنہ یقول
فی صلاۃ الضحی یا عباد اللہ لا تحملوا الناس ما
لم یحملھم اللہ ایاہ فان کنتم لا بد فاعلیھا
فصلوھا فی بیوتکم وکل ھذا لا دلیل علی رد
ما قدمنا ذکرہ من الفضائل الواردۃ فی فعلھا
وانما ارادوا بذلک ان لا تتشبہ بصلاۃ الفرض
فیعتقد الناس وجوبھا ولیس کل الناس سواء
فی نشاط العبادۃ فطلبوا الخفۃ عنھم وتسھیل

فرمایا کہ چاشت کی نماز سورہ والشمس اور سورہ والضحیٰ کے ساتھ ہے۔

عمرو بن شعیب از ابیہ از جدہ: رسول اللہ صلعم نے فرمایا جو چاشت کی نماز کی بارہ رکعتیں پڑھے اور ہر رکعت میں ایک بار سورہ فاتحہ، ایک بار آیۃ الکرسی اور تین بار سورہ اخلاص پڑھے تو ہر آسمان سے ستر ہزار فرشتے اترتے ہیں جن کے ہاتھوں میں سفید کاغذ اور نورانی قلم ہوتے ہیں اور اس کے لئے نیکیاں قیامت کے صور پھونکنے تک لکھتے رہتے ہیں پھر جب قیامت کا دن ہوگا تو اس کے پاس فرشتے آئیں گے اور ہر فرشتے کے پاس ایک جوڑا اور ہدیہ ہوگا اور وہ اس کی قبر پر کھڑے ہو کر کہیں گے کہ اے قبر والے اللہ کے حکم سے اٹھ کر کھڑا ہو کیونکہ تو امن والوں میں سے ہے۔

کیا چاشت کی نماز منع ہے؟

بعض صحابہ سے چاشت کی نماز کا انکار ثابت ہے چنانچہ ہمارے علماء میں سے ابن منادی نے اپنی اسناد حضرت ابن عمر رضی سے روایت کرتے ہیں کہ ابن عمر رضی نے فرمایا کہ جب سے میں مسلمان ہوا ہوں میں نے کبھی چاشت کی نماز نہیں پڑھی ہاں جب (چاشت کے وقت) کعبہ اقدس کا طواف کرتا ہوں تو دوگانہ پڑھتا ہوں بلاشبہ چاشت کی نماز بدعت ہے لیکن بہترین بدعت ہے نیز نماز لوگوں کی بہترین ایجاد ہے۔

حضرت ابن مسعودؓ چاشت کی نماز کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ اے اللہ کے بندو! لوگوں پر وہ بوجھ نہ لادو جو بوجھ اللہ تعالیٰ نے ان پر نہیں لادا ہے اگر تم کو چاشت کی نماز پڑھے بغیر چارہ ہی نہ ہو تو اسے اپنے گھروں میں پڑھ لیا کرو۔ غرضیکہ یہ انکار چاشت کی نماز کے فضائل کی تردید پر جن کو ہم اوپر ذکر کر آئے ہیں دلالت نہیں کرتا بلکہ اس سے صحابہ کرام کی یہ مراد ہے کہ ایسا نہ ہو یہ نماز فرض نماز کے مشابہ ہو جائے اور لوگ اس کے وجوب کے

الطاعة عليهم ولهذا المعنى روى عن عتبان بن مالك رضي الله عنه قال ان رسول الله صلى الله عليه وسلم صلى في بيته سبحة الضحى فقاموا وراءه فصلوا وكانت عائشة رضي الله عنها اذا ارادت أن تصليها اغلقت الباب وابن عباس رضي الله عنهما كان يصليها يوما ويتركها عشرا۔

فصل : واما الورد الثالث فالصلاة قبل الظهر وبعدها حدثنا ابو نصر عن والده باسناده عن ام حبيبة رضي الله عنها انها قالت من صلى اربع ركعات قبل الظهر واربعا بعدها حرم الله تعالى لحمه على النار وقيل ان ابواب السماء والجنة تفتح من بعد الزوال الى أن تصلى الظهر ولهذا قيل ان الدعوات تستجاب في هذه الساعة ولهذا يستحب ملازمة العبادة والدعاء والذكر فيها وفي ذلك حديث مروي عن ابي ايوب الانصاري رضي الله عنه قال ان النبي صلى الله عليه وسلم كان يواظب على اربع ركعات قبل الظهر فسئل فقال صلى الله عليه وسلم ان ابواب الجنة تفتح عند زوال الشمس فلا ترتج حتى تقام الصلاة فاحب أن اقدم وسئلت عائشة رضي الله عنها اي صلاة كانت احب الى رسول الله صلى الله عليه وسلم ان يواظب عليها فقالت رضي الله عنها كان صلى الله عليه وسلم يصلي اربعا قبل الظهر يطيل فيهن القيام ويحسن فيهن الركوع والسجود۔

فصل : واما الورد الرابع ففيما بين الظهر

قائل ہو جائیں اور لذت عبادت میں تمام لوگ یکساں نہیں ہوا کرتے لہٰذا ان بزرگوں نے ان کے لئے تخفیف کی صورت بتائی ہے تاکہ عبادت ان کے لئے آسان ہو جائے اسی بنا پر عتبان بن مالک سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلعم نے اپنے گھر میں چاشت کی نماز پڑھی صحابہ کرام آپ کے پیچھے کھڑے ہوئے اور انھوں نے بھی پڑھی۔ حضرت عائشہ رض جب چاشت کی نماز کا ارادہ کرتی تھیں تو دروازہ بند کر کے نماز پڑھا کرتی تھیں اور حضرت ابن عباس رض ایک دن پڑھتے اور دس دن تک چھوڑ دیا کرتے تھے۔

قبل و بعد از ظہر اوراد تیسرا ورد قبل و بعد از ظہر نماز ہے۔ ہم سے ابو نصر نے اپنے والد سے اپنی اسناد سے حضرت ام حبیبہ رض سے بیان کیا کہ جو قبل و بعد از ظہر چار چار رکعتیں پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا گوشت آگ پر حرام فرما دیتا ہے کہا جاتا ہے کہ آسمان و جنت کے دروازے زوال کے ظہر کی نماز پڑھنے تک کھول دیئے جاتے ہیں اسی لئے کہا جاتا ہے کہ اس ساعت میں دعا قبول ہوتی ہے اسی بنا پر اس ساعت میں عبادت، دعا اور ذکر مستحب ہے اس سلسلہ میں ابو ایوب انصاری سے ایک روایت آتی ہے کہ نبی اکرم صلعم ظہر سے قبل چار رکعت نماز پر ہمیشگی کیا کرتے تھے آپ سے پوچھا گیا تو فرمایا کہ جنت کے دروازے زوال آفتاب کے وقت کھول دیئے جاتے ہیں اور ظہر کی نماز کے کھڑے ہونے تک بند نہیں کئے جاتے لہٰذا اس ساعت میں مجھے اپنی عبادت آگے بھیجنا محبوب ہے۔

حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کس نماز پر ہمیشگی محبوب تھی؟ فرمایا کہ رسول اللہ صلعم ظہر سے قبل چار رکعت نماز پڑھا کرتے تھے جن میں قیام لمبا کیا کرتے تھے اور اچھی طرح سے رکوع اور سجدے کیا کرتے تھے۔

ظہر و عصر کے درمیان کا ورد ہم سے صالح بن مالک نے بیان

والعصر حدثنا ابو نصر عن والدہ قال انبا نا عمر ابن
احمد قال انبانا عبد اللہ بن محمد قال حدثنا
صالح بن مالك قال حدثنا جعفر بن عمر قال
حدثنا یونس ابن ابی عمرۃ عن عطاء عن ابن عباس
رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم من احیا مابین الظھر والعصر احیا اللہ
قلبہ یوم تموت القلوب وعن ابن عمر رضی اللہ
عنہما انہ کان یحیی مابین الظھر والعصر وعن
ابراھیم النخعی رحمۃ اللہ انہ قال کانوا
یشبھون الصلاۃ بین العشاءین وفیما بین الظھر
والعصر بصلاۃ اللیل کان ذلك دأب کثیر من
العباد فیصلون اورادھم بین الظھر والعصر
ینفردون عن الخلق وینقطعون الی الحق فی ھذہ
الساعۃ وھی ساعۃ شریفۃ للخلوۃ بالرب عزوجل
وذکرہ وھی صلاۃ الغفلۃ ویستحب الاعتکاف
فی المسجد بین الظھر والعصر للصلاۃ والذکر
لیجمع بین الاعتکاف والانتظار للصلاۃ وقد
کان دأب السلف الاان یکون قد فاتہ النوم
قبل الزوال فلینم فی ھذہ الساعۃ لیتقوی بہ
علی قیام اللیل فان نومہ قبل الظھر لیلۃ الماضیۃ
وبعد الظھر لیلۃ المستقبلۃ ولا یستحب ان یزید
فی النوم علی ثمان ساعات وقیل ان نقص فی
النوم عن ھذا المقدار اضطرب بدنہ لان النوم
قوت البدن وراحتہ وحدثنا ابو نصر عن والدہ
باسنادہ عن سھل عن ابیہ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ

کیا، ان سے جعفر بن عمر نے بیان کیا، ان سے یونس بن ابی عمرہ نے بیان کیا وہ عطاء سے اور وہ حضرت ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو ظہر و عصر کے درمیانی حصہ کو زندہ رکھے حق تعالےٰ اس دن اس کا دل زندہ رکھے گا جس دن مر جائیں گے۔ حضرت ابن عمر ظہر و عصر کے درمیانی حصہ کو زندہ رکھا کرتے تھے۔

ابراہیم نخعیؒ :۔ سلف مغرب و عشاء کے درمیان کی نماز کو اور ظہر و عصر کے درمیان کی نماز کو رات کی نماز کے مشابہ سمجھا کرتے تھے اور یہ بہت سے عبادت گزاروں کا طریقہ تھا اور وہ اپنے ورد ظہر و عصر کے درمیان پڑھا کرتے تھے اور لوگوں سے علیحدہ ہو کر خلوت میں اس ساعت میں اپنے رب سے سرگوشی کیا کرتے تھے خلوت میں رب کے ذکر کے لئے یہ ایک شریف ساعت ہے اور اس وقت کی نماز غفلت دور کر دیتی ہے نماز و ذکر کے لئے عصر و ظہر کے درمیان مسجد میں اعتکاف مستحب ہے تاکہ اعتکاف اور عصر کی نماز کا انتظار دونوں عبادتیں جمع ہو جائیں سلف کی یہی عادت تھی البتہ جو زوال سے پہلے سویا نہ ہو وہ ظہر کی نماز پڑھ کر سو جائے تاکہ رات کی نماز کے لئے تازہ دم اور قوی رہے کیونکہ ظہر سے پہلے کی نیند گزشتہ شب کے لئے ہوتی ہے اور بعد کی نیند آنے والی شب کے لئے ہوتی ہے تین گھنٹے سے زیادہ سونا مستحب نہیں کہتے ہیں اگر کوئی تین گھنٹے سے کم سوئے گا تو اس کے بدن میں بے چینی پیدا ہو جائے گی کیونکہ نیند بدن کے لئے موجب قوت و راحت ہے۔

ہم سے ابو نصر نے اپنے والد سے اپنی اسناد سے سہیل سے بیان کیا وہ اپنے والد سے، وہ حضرت ابو ہریرہؓ سے اور وہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ جس نے روزانہ بارہ رکعت نماز پڑھی اللہ تعالےٰ اس کے لئے

عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من صلی اثنتی عشرۃ رکعۃ کل یوم بنی اللہ لہ بیتا فی الجنۃ اثنتین قبل الفجر وارب‍عا قبل الظہر واثنتین بعد الظہر و اثنتین قبل العصر و اثنتین بعد المغرب وعن سعید بن المسیب عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یزال المصلون لاربع قبل العصر حتی یغفر اللہ لھم مغفرۃ حتما۔

فصل : وقد ورد حدیث جامع للنوافل فی ھذہ الاوقات وھو ما حدثنا بہ ابو نصر عن والدہ قال حدثنا محمد بن احمد الحافظ قال حدثنا محمد بن بدر الحماری قال حدثنا حماد ابن مدرک قال حدثنا عثمان بن عبد اللہ الشامی قال حدثنا محمد بن ابراھیم عن عبد اللہ بن ابی سعید عن طاوس عن عبد اللہ بن عباس رضی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صلی بعد المغرب اربع رکعات قبل ان یکلم احدا رفعت لہ فی علیین وکان کمن ادرک لیلۃ القدر فی المسجد الاقصی یعنی مسجد بیت المقدس وھی خیر من قیام نصف لیلۃ وھی قول اللہ تبارک وتعالی کانوا قلیلا من اللیل ما یھجعون وھی قول اللہ تعالی تتجافی جنوبھم عن المضاجع وھی قول اللہ تعالی ودخل المدینۃ علی حین غفلۃ من اھلھا ومن صلی اربعا بعد العشاء الآخرۃ کان کمن ادرک لیلۃ القدر فی المسجد الحرام ومن صلی اربعا قبل الظہر واربعا

جنت میں ایک گھر بنائے گا دو قبل از فجر، چار قبل از ظہر، دو بعد از ظہر، دو قبل از عصر اور دو بعد از مغرب۔

سعید بن مسیب از عائشہ رضی اللہ عنہا:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ لوگ قبل از عصر چار رکعت نماز برابر پڑھتے رہیں گے حتی کہ اللہ تعالیٰ انھیں لازمی طور پر بخش دے گا۔

★

اوقات مذکورہ میں نوافل کا ثبوت

ان اوقات میں نوافل کے ثبوت میں ایک جامع حدیث آئی ہے اور وہ یہ ہے ہم سے ابو نصر نے اپنے والد سے اپنی اسناد سے بیان کیا ان سے حافظ محمد بن احمد نے بیان کیا، ان سے محمد بن بدر حماری نے بیان کیا، ان سے حماد بن مدرک نے بیان کیا، ان سے عثمان بن عبد اللہ شامی نے بیان کیا اور ان سے محمد بن ابراہیم نے بیان کیا وہ عبد اللہ بن ابی سعید سے، وہ طاؤس سے اور وہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو مغرب کے بعد بات کئے بغیر چار رکعت نماز پڑھ لے تو یہ نماز اس کے لئے علیین میں اٹھالی جاتی ہے اور گویا اس نے مسجد اقصیٰ میں شب قدر پالی اور یہ نماز آدھی رات کے قیام سے بہتر ہے حق تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ رات میں تھوڑے سو جاتے ہیں فرمایا کہ ان کی خوابگاہوں سے ان کی کروٹیں دور ہو جاتی ہیں فرمایا کہ وہ (حضرت موسیٰ) شہر میں اس وقت داخل ہوئے جب شہر کے باشندے غفلت میں تھے اور جو عشا کے بعد چار رکعت پڑھ لے گویا اس نے مسجد حرام میں شب قدر پالی اور جو ظہر سے قبل اور ظہر کے بعد چار چار رکعت پڑھ لے تو اللہ تعالیٰ ہمیشہ کے لئے آگ پر اس کے جسم کا کھانا حرام فرما دے گا اور

لعبدھا حرم اللّٰہ تعالیٰ جسدہ علی النار ان تاکلہ ابدا ومن صلی اربعا قبل العصر کتب اللّٰہ لہ براءۃ من النار وعن نافع عن ابن عمر رضی اللّٰہ عنہما قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم رکعتا الفجر احب الی من الدنیا وما فیہا وحدثنا ابو نصر عن والدہ باسنادہ عن علی کرم اللّٰہ وجہہ انہ سئل عن تطوع النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فقال ومن یطیق ذلک کان یمھل حتی اذا کانت الشمس عن یسارہ مقدارھا عن یمینہ فی العصر صلی رکعتین فاذا کانت عن یسارہ مقدارھا عن یمینہ فی الظھر صلی اربعا فاذا زالت الشمس صلی اربعا فیصلی بعد الظھر رکعتین وقبل العصر اربعا وفی الجملۃ یغتنم العبد الصلاۃ بعد الاذان والاقامۃ والدعاء والتضرع فانھا ساعۃ مرجوا جابۃ الداعی فیھا علی ماتقدم۔

فصل : واما الورد الخامس بعد صلاۃ العصر الی غروب الشمس فھو الذکر من التسبیح والتھلیل والاستغفار والتفکر فی الملکوت وقراءۃ القرآن لان صلاۃ النافلۃ منھی عنھا فیہ ویقرأ قبل غروب الشمس والشمس وضحاھا واللیل اذا یغشی ثم المعوذتین یختم نھارہ ویستفتح لیلہ بالقرآن والاستعاذۃ وروی عن الحسن رضی اللّٰہ عنہ عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم انہ قال فیما یذکر من رحمۃ ربہ عزوجل ان اللّٰہ تعالیٰ قال یا ابن آدم اذکرنی من بعد صلاۃ

جو عصر سے پہلے چار رکعت نماز پڑھ لے حق تعالےٰ جل مجدہ اس کے لئے آگ سے برأت نامہ لکھ دیتا ہے۔

نافع از ابن عمرؓ :- رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ صبح کی سنتیں مجھے دنیا ومافیہا سے زیادہ پیاری ہیں۔

ہم سے ابو نصر نے اپنے والد سے اپنی اسناد سے حضرت علی رضؓ سے بیان کیا کہ آپ سے نبی صلعم کے نوافل کے بارے میں پوچھا گیا فرمایا ان کی کس میں طاقت ہے ؟ آپ ٹھہرے رہتے پھر جب آفتاب اتنا اونچا ہو جاتا جس قدر عصر کے وقت اونچا رہتا ہے تو آپ دوگانہ ادا کیا کرتے تھے اور زوال کے قبل چار رکعت پڑھا کرتے تھے اور زوال کے بعد چار رکعت پڑھا کرتے تھے اور ظہر کے بعد دو رکعت پڑھا کرتے اور عصر سے قبل چار رکعت پڑھا کرتے تھے۔

الغرض انسان اذان و تکبیر کے درمیان نماز ، دعا اور گڑگڑانے کو غنیمت سمجھے کیونکہ اس ساعت میں دعاؤں کی قبولیت کی توقع کی جاتی ہے جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے۔

★

پانچواں ورد | عصر و غروب آفتاب کے درمیان کا ورد

عصر کی نماز کے بعد سے لے کر غروب آفتاب تک ہے۔ یہ ساعت ذکر اللّٰہ کے لئے ہے اس میں سبحان اللّٰہ لا الٰہ الا اللّٰہ اور استغفار پڑھا جائے۔ قرآن کی تلاوت کی جائے اور عالم بالا پر غور و فکر کیا جائے۔ اس ساعت میں نوافل کا پڑھنا منع ہے آفتاب ڈوبنے سے پہلے والشمس ، واللیل اور معوذتین پڑھو اور دن ختم کرو اور رات کا افتتاح اعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم سے اور قرآن کی تلاوت سے کرو۔

حسن از نبی اکرم صلعم :- آپ نے فرمایا جب کہ آپ رب العالمین کی رحمت کا ذکر فرما رہے تھے کہ حق تعالےٰ نے فرمایا کہ اے فرزند آدم

الفجر ساعة وبعد صلاة العصر ساعة اكفك ما بينهما۔

صبح کی نماز کے بعد ایک گھنٹہ میرا ذکر کر اور عصر کی نماز کے بعد ایک گھنٹہ ذکر کر میں ان دونوں گھنٹوں کے درمیان والے گھنٹوں میں تجھے کافی ہو جاؤں گا۔

پندرھواں باب

پنجگانہ نمازیں، نمازوں کے اوقات و سنن، نمازوں کے فضائل

★

فصل: الصلوات المكتوبة خمس الفجر وهى ركعتان والظهر وهى اربع ركعات والعصر وهى اربع ركعات والمغرب وهى ثلاث ركعات والعشاء الآخرة وهى اربع ركعات فذلك سبع عشرة ركعة وقد كانت فرضت خمسين صلاة ليلة اسرى بالنبى صلى الله عليه وسلم ليلة المعراج ثم اعيدت الى خمس حكمة من الله عزوجل ليتبين بذلك التخفيف وسهولة ما القى مما اسقط عن عبادة المومنين كما اسقط عنهم ثبوت واحد لعشرة من المشركين فى القتال الى ثبوت واحد لاثنين منهم وكما اسقط تحريم الاكل والشرب والجماع بعد النوم فى ليالى الصيام بقوله وكلوا واشربوا حتى يتبين لكم الخيط الابيض من الخيط الاسود بعد ان كان ذلك محرما عليهم۔

پانچ نمازیں پانچ نمازیں فرض ہیں (۱) فجر کی نماز یہ دوگانہ ہے (۲) ظہر کی نماز۔ اس کی چار رکعتیں ہیں (۳) عصر کی نماز۔ اس کی بھی چار رکعتیں ہیں (۴) مغرب کی نماز۔ اس کی تین رکعتیں ہیں (۵) عشاء کی نماز اس کی چار رکعتیں ہیں لہٰذا پنجگانہ فرائض کی مجموعی رکعتیں ۱۷ ہیں۔

شب معراج پچاس نمازیں فرض کی گئی تھیں پھر حق تعالیٰ کی مخصوص حکمت کی بنا پر پانچ رہ گئیں تاکہ مومن بندوں کے لئے باقی نمازوں میں تخفیف و سہولت ہو جیسے جنگ میں شروع میں دس مشرکوں کے مقابلہ میں ایک مسلمان کو مقابلہ کا حکم تھا پھر از راہ تخفیف و سہولت دو مشرکوں کے مقابلہ ایک مسلمان کو مقابلہ کا حکم آ اتر آیا یا جیسے شروع میں رمضان کی راتوں میں سونے کے بعد کھانا پینا اور ہمبستری حرام تھی مگر پھر از راہ تخفیف و سہولت جائز کر دی گئی اور آیت فكلوا واشربوا الخ اتر آئی۔ یعنی کھاتے پیتے رہو جب تک سفید ڈورا سیاہ ڈورے سے ظاہر نہ ہو جائے۔

فصل: والاصل فى وجوبها قوله عزوجل

وجوب نماز حق تعالےٰ نے فرمایا نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو

واقیموا الصلاۃ وآتوا الزکاۃ وارکعوا مع
الراکعین والاصل فی بیان اوقاتھا آیات و
اخبار اما الآیات فقولہ عزوجل فسبحان اللہ
حین تمسون وحین تصبحون ولہ الحمد فی السمٰوات
والارض وعشیا وحین تظھرون فسبحان اللہ
ای صلوا اللہ حین تمسون صلاۃ المغرب والعشاء
وحین تصبحون صلاۃ الفجر وعشیا صلاۃ العصر
وحین تظھرون صلاۃ الظھر وقال عزوجل
ان الصلاۃ کانت علی المؤمنین کتابا موقوتا
وقال تعالیٰ واقم الصلاۃ طرفی النھار و
زلفا من اللیل وقال تعالیٰ اقم الصلاۃ لدلوک
الشمس ای عند غروبھا وقیل عند زوالھا
وقال جلت عظمتہ فسبح بحمد ربک قبل طلوع
الشمس وقبل غروبھا ومن آناء اللیل فسبح
واطراف النھار لعلک ترضی قال قتادۃ
رحمہ اللہ قبل طلوع الشمس ھی صلاۃ الفجر
وقبل غروبھا صلاۃ العصر ومن آناء اللیل
صلاۃ المغرب والعشاء واطراف النھار
صلاۃ الظھر واما الاخبار فما روی عن
ابن عباس رضی اللہ عنھما انہ قال قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امنی جبریل علیہ السلام
عند البیت فصلی بی الظھر حین زالت الشمس
وکانت لقدر الشراک ثم صلی بی العصر حین
صار ظل کل شیء مثلہ ثم صلی بی المغرب
حین افطر الصائم ثم صلی بی العشاء حین

اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو اس آیت سے نماز کی فرضیت ثابت ہوئی۔ اور اوقات نماز نصوص قرآنیہ اور احادیث نبویہ سے ثابت ہیں فرمایا اللہ کی پاکی بیان کرو جب تم شام کرو اور جب تم صبح کرو اور اسی کے لئے آسمان و زمین میں حمد ہے اور رات میں اور جب تم دوپہر کرو۔

فسبحان اللہ یعنی اللہ کے لئے نماز پڑھو، جب تم شام کرتے ہو اس میں مغرب و عشاء کی نماز شامل ہے، اور جب تم صبح کرتے ہو اس میں فجر کی نماز شامل ہے وعشیا میں عصر کی نماز شامل اور جب تم دوپہر کرو میں ظہر کی نماز شامل ہے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا بلاشبہ نماز مومنوں پر مقررہ وقت پر لکھ دی گئی ہے فرمایا: آپ نماز سورج کے ڈوبنے کے وقت یا زوال کے وقت قائم کریں فرمایا آپ نماز دن کے دونوں کناروں میں اور کچھ رات کے گزر جانے پر قائم کریں۔ فرمایا، آپ اپنے رب کی پاکی مع حمد کے سورج نکلنے سے پہلے اور سورج ڈوبنے سے پہلے پاکی بیان کریں اور رات کی ساعتوں میں پاکی بیان کریں اور دن کے کناروں میں بھی تاکہ آپ خوش ہو جائیں۔

قتادہؒ:۔ سورج نکلنے سے قبل فجر کی نماز ہے سورج ڈوبنے سے قبل عصر کی نماز ہے رات کی ساعتوں میں مغرب و عشاء کی نمازیں ہیں اور دن کے اطراف میں ظہر کی نماز ہے۔

حضرت ابن عباسؓ:۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا: بیت اللہ کے پاس حضرت جبرئیل نے مجھے نماز پڑھائی آپ نے ظہر کی نماز زوال کے بعد اس وقت پڑھائی جب سایہ تسمہ کی برابر تھا اور عصر کی اس وقت پڑھائی جب سایہ ہم شکل ہوگیا۔ مغرب اس وقت پڑھائی جب روزہ دار روزہ کھولتا ہے اور شفق غائب ہو جانے پر عشاء کی نماز پڑھائی پھر صبح کی نماز اس وقت پڑھائی جب روزہ دار پر کھانا پینا حرام ہو جاتا ہے پھر دوسرے دن آپ نے ظہر اس وقت پڑھائی جب سایہ ہم شکل ہوگیا، عصر اس وقت پڑھائی جب سایہ

غاب الشفق ثم صلی بی الفجر حین حرم الطعام والشراب علی الصائم ثم صلی بی الظھر حین صار ظل کل شیء مثلہ ثم صلی بی العصر حین صار ظل کل شیء مثلیہ ثم صلی بی المغرب حین افطر الصائم ثم صلی بی العشاء الی ثلث اللیل الاول ثم صل بی الفجر حین اسفر ثم التفت الی فقال یا محمد ھذا وقت الانبیاء من قبلک والوقت فیما بین ھذین الوقتین وھذا الخبر ھو اصل فی المواقیت وفی ھذا الباب احادیث وردت کلھا ترجع الی معناہ فلم نذکرھا۔

فصل فی ذکر من صلی ھذہ الصلوات اولا قبل نبینا صلی اللہ علیہ وسلم روی فی بعض الاخبار ان رجلا من الانصار سأل النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن صلاۃ الفجر من صلاھا اولا فاخبرہ ان من صلاھا اولا آدم علیہ السلام والظھر صلاھا ابراھیم علیہ السلام حین نجاہ اللہ تعالی من نار نمرود والعصر صلاھا یعقوب علیہ السلام حین اخبرہ جبریل بیوسف علیھما السلام والمغرب صلاھا داود علیہ السلام حین تاب اللہ علیہ وصلاۃ العتمۃ صلاھا یونس ابن متی علیہ السلام حین اخرجہ اللہ من بطن الحوت کالفرخ الذی لاریش لہ فجاءہ جبریل علیہ السلام فقال ان اللہ تعالی یقرئک السلام ویقول لک انی مستحی منک کیف عذبتک فی دار الدنیا فھل انت راض عنی فقام فصلی

روشن ہوگیا، مغرب روزہ کھلنے کے وقت پڑھائی، عشاء پہلی تہائی رات تک پڑھائی اور روشنی ہو جانے پر صبح کی نماز پڑھائی پھر آپ نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اے محمد! یہی آپ سے پہلے تمام انبیائے کرام (کی نمازوں) کا وقت ہے اور ان دونوں وقتوں کے درمیان وقت ہے۔ یہی حدیث تمام ارباب مذاہب کی دلیل واصل ہے اس مسئلہ میں کئی حدیثیں آتی ہیں سب کا مرجع اسی حدیث کا مفہوم ہے ہم نے طوالت کے خوف سے تمام حدیثیں بیان نہیں کیں۔

★

رحمت عالم سے قبل کس کس نے یہ نمازیں پڑھیں؟

ایک حدیث میں ہے کہ ایک انصاری نے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فجر کی نماز کے بارے میں پوچھا کہ اسے آپ سے پہلے کس نے پڑھا؟ آپ نے اسے بتایا کہ فجر کی نماز سب سے پہلے حضرت آدمؑ نے پڑھی ظہر کی نماز سب سے پہلے حضرت ابراہیمؑ نے پڑھی جب حق تعالے نے آپ کو نمرود کی آگ سے نجات بخشی اور عصر کی نماز سب سے پہلے حضرت یعقوب نے پڑھی جب آپ کو حضرت جبرئیل نے حضرت یوسف کی خبر دی اور مغرب سب سے پہلے حضرت داؤدؑ نے پڑھی جب حق تعالے نے آپ کی توبہ قبول فرمائی اور عشاء کی نماز سب سے پہلے حضرت یونسؑ بن متی نے پڑھی جب اللہ تعالے نے آپ کو بے پروں کے چوزے کی طرح کر کے مچھلی کے پیٹ سے نکالا پھر حضرت یونس علیہ السلام کے پاس حضرت جبرئیلؑ نے آکر کہا کہ حق تعالے شانہ نے آپ کو سلام کہا ہے اور فرمایا ہے کہ میں آپ سے شرمندہ ہوں کہ میں نے دنیا میں آپ کو کس طرح سزا دی کیا آپ مجھ سے راضی ہیں چنانچہ حضرت یونس علیہ السلام نے چار رکعت نماز پڑھی پھر فرمایا کہ میں اپنے رب سے

اربع رکعات ثم قال انی عن ربی راض انی عن ربی راض۔

فصل : واول ما وجب من الصلوات علی نبینا صلی اللہ علیہ وسلم وامر بفعلھا صلاۃ الفجر والمغرب فکان صلی اللہ علیہ وسلم یصلی رکعتین بالغداۃ ورکعتین بالعشی و ھو قولہ عزوجل وسبح بحمد ربک بالعشی والابکار الی ان اسری بہ صلی اللہ علیہ وسلم الی السماء لیلۃ المعراج ففرض علیہ خمس صلوات وصلاۃ الفجر ھی اول صلاۃ النھار ثم الظھر وانما بدأ العلما فی بیان صفۃ الصلوات بالظھر اتباعا للسنۃ وھو قولہ صلی اللہ علیہ وسلم فی حدیث ابن عباس رضی اللہ عنھما أمنی جبریل عند البیت فصلی بی الظھر الی آخر الحدیث فبدأ ببیان وقتھا فجعل اول المواقیت وقتھا لانھا فرضت اولا وقد بینا ان الفجر ھی التی صلاھا آدم علیہ السلام وھو اول نبی ارسل فی الارض من الانس فعلم انھا اول صلاۃ فرضت فی الجملۃ۔

فصل : فی بیان وقت صلاۃ الفجر فاول وقتھا انصداع الفجر الثانی المعترض بالضیاء فی اقصی المشرق ذاھبا من القبلۃ الی دبرھا حتی یرتفع فیعم الافق وینتشر علی رؤس الجبال والقصور المشیدۃ وآخر وقتھا الاسفار النیر الذی اذا سلم منھا بدا حاجب الشمس وما بین

راضی ہوں میں اپنے آقا سے خوش ہوں۔

شروع میں کس کس وقت کی نماز فرض ہوئی؟

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سب سے پہلے جو نماز فرض ہوئی اور آپ کو جس نماز کے پڑھنے کا حکم ہوا وہ صبح کی اور مغرب کی نماز تھی چنانچہ آپ دو رکعت صبح کو اور دو رکعت شام کو پڑھا کرتے تھے حق تعالیٰ نے فرمایا آپ شام کو اور صبح کو اپنے رب کی پاکی مع اس کی حمد کے بیان کیجیے۔ پھر آپ کے ساتھ معراج کا واقعہ پیش آیا اور حق تعالیٰ نے آپ پر پانچ نمازیں فرض فرما دیں۔ صبح کی نماز دن کی نمازوں میں پہلی نماز ہے پھر ظہر ہے۔

علماء نے سب سے پہلے نمازوں کے سلسلہ میں ظہر سے ابتدا سنت کی اتباع کرتے ہوئے کی (حالانکہ ابتداء صبح کی نماز سے کی جاتی) کیونکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ والی حدیث میں ہے کہ رحمت عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے جبرئیلؑ نے نماز پڑھائی اور ظہر فلاں وقت پڑھائی (آخر حدیث تک) آپ نے ظہر کے وقت سے ابتداء کی اور اوقات میں سب سے پہلے ظہر کا وقت بتایا یہ بات نہیں کہ ظہر کی نماز سب سے پہلے فرض ہوئی ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ صبح کی نماز وہ پہلی نماز ہے جو حضرت آدمؑ نے پڑھی اور آپ سب سے پہلے نبی ہیں جو دنیا کی طرف بھیجے گئے تھے معلوم ہوا کہ فجر کی نماز مطلقاً سب سے پہلے فرض کی گئی۔

نماز فجر کا وقت

فجر کی نماز کا اول وقت صبح صادق کے ہوتے ہی ہو جاتا ہے یعنی صبح صادق کی روشنی آسمان کے مشرقی کنارے میں عرض میں پھیل جاتی ہے اور تمام کنارے کو گھیر لیتی ہے اور پہاڑوں کی چوٹیوں پر اور اونچی عمارتوں پر پھیل جاتی ہے اور آخری وقت اسفار ہے یعنی روشنی خوب پھیل جائے اور آفتاب کی کرنیں عنقریب پہاڑوں اور عمارتوں کی چوٹیوں پر نمودار ہو جانے والی ہوتی ہیں اور دونوں

هذين وقت واسع والمستحب ان تسمى هذه الصلاة
صلاة الصبح او الفجر ولا تسمى صلاة الغداة
لان الله تعالیٰ قال وقرآن الفجر ان قرآن الفجر
کان مشهودا یعنی صلاة الفجر تشهدها
ملائکة اللیل وملائکة النهار فتحصل فی آخر
صحیفة ملائکة اللیل واول صحیفة ملائکة
النهار علیهم السلام والافضل التغلیس بها
خلاف ما قال الامام ابوحنیفة من ان الاسفار
بها افضل وانما قلنا ذلك لما روی عن عائشة
رضی الله عنها انها قالت کن النساء یخرجن
علی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم یصلین
الفجر معه ثم یرجعن متلفعات بمروطهن لا
یعرفهن احد من الغلس وعن امامنا احمد
رحمه الله روایة اخری ان المعتبر بحال المامومین
فان اسفروا فالافضل الاسفار لتکثیر الجمع
والثواب واما الفجر الاول فلا عبرة به لانه
لا یحرم شیئا ولا یوجب شیئا لما روی عن
ابن عباس رضی الله عنهما انه قال الفجر
فجران فالذی تحل به الصلاة ویحرم فیه
الاکل والشرب الذی ینتشر علی رءوس الجبال
وهو الذی یحرم وقد وصف بعض العلماء
بالله عزوجل الفجرین وحدهما بحدین فقال
الفجر الاول وهو بدو سلطان شعاع الشمس
اذا ظهرت من وراء الارض الخامسة لیسطع
ضوءها فی وسط السماء حتی لقطعها بمقدار

اوقات کے درمیان اصل وقت ہے مستحب یہی ہے کہ اس نماز کو صبح
کی یا فجر کی نماز کہا جائے صلوٰۃ الغداۃ نہ کہا جائے کیونکہ حق تعالیٰ
نے بھی نماز فجر ہی سے پکارا ہے فرمایا کہ آپ فجر کی نماز قائم رکھیں کیونکہ
فجر کی نماز میں فرشتے بھی موجود ہوتے ہیں قرآن فجر سے صبح کی نماز
مراد ہے جس میں اعمالنامہ لکھنے والے دن رات کے فرشتے موجود
ہوتے ہیں صبح کی نماز رات کے فرشتوں کے دفتروں میں سب سے
پیچھے لکھی ہوئی ہوتی ہے اور دن کے فرشتوں کے دفتروں میں سب سے
پہلے لکھی ہوئی ہوتی ہے۔ صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھنا افضل ہے
لیکن ابوحنیفہؒ کے نزدیک خوب روشنی کر کے پڑھنا افضل ہے۔
ہماری دلیل یہ ہے کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ عہد رسالتؐ
میں خواتین نبی اکرم صلعم کے ساتھ صبح کی نماز پڑھتی تھیں پھر
اپنی اپنی چادروں میں لپٹی ہوئی مسجد سے نکلتی تھیں اور اندھیرے کی
وجہ سے انہیں کوئی پہچانتا نہ تھا۔ ہمارے امام احمدؒ سے ایک روایت
اور بھی منقول ہے کہ نمازیوں کا انتظار کرنے کا اعتبار ہے اگر وہ
روشنی میں جمع ہوں تو افضل روشنی ہے کیونکہ اس صورت میں جماعت
اور ثواب بڑھ جائے گا۔ صبح کاذب کا کوئی اعتبار نہیں کیونکہ
صبح کاذب کسی چیز کو حرام نہیں کرتی اور نہ کسی چیز کو واجب کرتی
ہے کیونکہ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ دو قسم کی فجریں ہیں
تو جس فجر سے نماز حلال ہوتی ہے اور روزہ دار کے لئے کھانا
پینا حرام ہو جاتا ہے۔ وہ وہ فجر ہے جس کی روشنی پہاڑوں کی چوٹیوں
پر پھیل جاتی ہے بعض علماء نے دونوں فجروں کو اللہ کے نور کے شایان
بیان کیا ہے اور دو حدوں سے دونوں کو محدود کر دیا ہے چنانچہ
وہ فرماتے ہیں کہ پہلی فجر میں پانچویں زمین کے ماوراء سے سورج
کی کرنوں کے غلبہ کی ابتدا ہوتی ہے اور اس کی روشنی منتشر ہو کر
آسمان کے بیچوں بیچ پھیل جاتی ہے اور جب تک یہ فجر باقی رہتی ہے

بقاء الفجر الاول فذلك الضياء الذى يظهر فى السماء
فى الثلث الاخير من الليل هو الفجر الاول ثم يعود
سواد الليل كما كان لان الشمس تغرق فى الفلك
الاسفل المتجانف وتحجبها الارض السادسة
فيذهب ذلك الضوء الذى ظهر فى السماء واما
الفجر الثانى فهو انشقاق شفق الشمس وهو
بل وبياضها الذى تحته الحمرة وهو الشفق
الثانى وهو اول سلطانها من آخر الليل
وبعده طلوع قرص الشمس وذلك ان الشمس
اذا ظهرت على وجه ارض الدنيا التى هى السابعة
وانفجر شعاعها من الفلك الاسفل وهو ذيل
السماء سترت عنها الجبال والبحار والاقاليم
العالية وظهر شعاعها منتشرا الى وسط السماء
عرضا مستطيرا والاول يسمى مستطيلا لانه
يظهر فى وسط السماء طولا ثم يذهب والثانى
يظهر عرضا يستطير فيعم الافق وارجاء السماء
كلها وللشمس شفقان عند الغروب وشفقان
عند الطلوع۔

فصل . واما الظهر فاول وقتها اذا زالت
الشمس وآخره اذا صار ظل كل شىء مثله
والافضل تعجيلها الا فى شدة الحر ومع الغيم
فى حق من اراد الخروج الى الجماعة لقول النبى
صلى الله عليه وسلم أبردوا بالظهر فان شدة
الحر من فيح جهنم ولما روى عن بلال رضى الله
عنه قال اذن رسول الله صلى الله عليه وسلم

یہ روشنی بھی قائم رہتی ہے یہی روشنی جب رات کے اخیر تہائی حصہ میں
آسمان پر ظاہر ہوتی ہے فجر اول ہے پھر رات کی سیاہی حسب سابق
لوٹ آتی ہے کیونکہ سورج سب سے نیچے کے آسمان میں جو سب سے
دور ہے ڈوب جاتا ہے اور چھٹی زمین اسے چھپا لیتی ہے اس لئے
وہ روشنی ختم ہو جاتی ہے جو آسمان پر پھیل گئی تھی اور دوسری
فجر (صبح صادق) میں سورج کی شفق پھوٹتی ہے یعنی ایک ایسی
سفیدی پھیلتی ہے جس کے نیچے سرخی ہوتی ہے یہ دوسرا شفق
ہے یہ شفق رات کے ختم ہونے کی نشانی ہے اور قرص سورج کے
طلوع ہونے کے بعد نمودار ہوا کرتا ہے کیونکہ جب سورج دنیوی
زمین (ساتویں زمین) پر ظاہر ہوتا ہے اور نیچے کے آسمان سے
جو اس کا دامن ہے اس کی کرنیں پھوٹتی ہیں تو سورج پہاڑوں سمندروں
اور بلند اقلیموں پر چھا جاتا ہے اور سورج کی کرنیں منتشر ہو کر عرض
میں افق میں وسط آسمان تک پہنچتی ہیں اسی کو صبح صادق کہا جاتا
ہے اور صبح کاذب طول آسمان میں روشنی کے انتشار کا نام ہے کیونکہ
یہ طول میں وسط آسمان میں پھیلتی ہے پھر ختم ہو جاتی ہے لیکن صبح صادق
کی روشنی عرض میں اور افق میں پھیلتی ہے اور تمام افق میں پھیلی ہوتی ہے
اور آسمان کے تمام کناروں میں ہوتی ہے یاد رکھو سورج کے لئے ڈوبنے
کے وقت بھی دو شفق ہوتے ہیں اور نکلنے کے وقت بھی دو ہوتے ہیں۔

نماز ظہر کا وقت ظہر کا اول وقت زوال ہوتے ہی ہو جاتا ہے
اور اخیری وقت ہم مثل سایہ کے ہونے تک ہے اول وقت میں
ظہر کی نماز پڑھنا افضل ہے لیکن سخت گرمی میں اور ابر والے دن
اس شخص کے حق میں جو جماعت میں شامل ہونا چاہتا ہے ذرا دیر
کر کے پڑھنی چاہیئے کیونکہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ ظہر کی نماز ٹھنڈے
وقت میں پڑھو کیونکہ سخت گرمی جہنم کے شعلہ کی وجہ سے ہوتی
ہے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میں نے

ابردوا بالظهر فإن شدة الحر من فيح جهنم ولما روي عن بلال رضي الله عنه قال آذنت رسول الله صلى الله عليه وسلم بصلاة الظهر فقال ابرد ثم آذنته ثانية فقال ابرد ثم آذنته ثالثة فقال ابرد حتى رأيت فيء التلول ثم قال ان شدة الحر من فيح جهنم فاذا اشتد الحر فابردوا وبيان معرفة الزوال ان الشمس اذا وقفت فهو قبل الزوال فاذا زالت اقل القليل فذلك وقت الظهر وجاء في الحديث ان الشمس اذا زالت بقدر شراك فذلك اول وقت الظهر فاذا صار ظل كل شيء مثله فهو آخر وقت الظهر واول وقت العصر فاذا اردت ان تعرف ذلك فقس الظل بان تنصب عمودا او تقوم قائما في موضع من الارض مستويا معتدلا ثم علم على منتهى الظل بان تخط خطا ثم انظر اينقص او يزيد فان رأيته ينقص علمت ان الشمس لم تزل بعد وان رأيته قائما لا يزيد ولا ينقص فذلك قيامها وهو نصف النهار لا تجوز الصلاة حينئذ فاذا اخذ الظل في الزيادة فذلك زوال الشمس فقس من حد الزيادة الى ظل ذلك الشيء الذي قست به طول الظل فاذا بلغ الى آخر طوله فهو آخر وقت الظهر فاذا ازداد شيئا يسيرا فقد دخل وقت العصر حتى يزيد الظل طول ذلك الشيء مرة اخرى فذلك آخر وقت العصر ثم يبقى وقت الضرورة

رسول اللہ صلعم کو ظہر کی نماز کی اطلاع دی فرمایا ٹھنڈا ہونے دو پھر دوسری بار میں نے اطلاع دی فرمایا ٹھنڈا ہونے دو پھر میں نے تیسری بار اطلاع دی فرمایا ٹھنڈا ہونے دو حتیٰ کہ میں نے ٹیلوں کے سائے لمبے دیکھے پھر آپ نے فرمایا: دیکھو سخت گرمی جہنم کے جوش کی وجہ سے پڑتی ہے پھر جب سخت گرمی ہو تو ٹھنڈا ہونے پر نماز پڑھو۔

زوال کی پہچان جب سورج وسط آسمان میں ٹھہر جائے تو زوال سے پہلے کا وقت ہوتا ہے اور جب ذرا سا ڈھل جائے تو ظہر کا اول وقت ہو جاتا ہے ایک حدیث میں ہے کہ جب سورج جوتے کے تسمہ کی برابر ڈھل جائے تو ظہر کا اول وقت ہو جاتا ہے پھر جب سایہ ہم مثل ہو جائے تو ظہر کا اخیر وقت ہوتا ہے اور عصر کے اول وقت کا آغاز ہو جاتا ہے اگر تم وقت کو پہچاننا چاہو تو سایہ کے اندازے سے پہچانو جس کی یہ صورت ہے کہ کسی ہموار زمین خط مستقیم میں ایک لکڑی گاڑ دو یا تم خود کھڑے ہو جاؤ پھر جہاں تک سایہ پڑ رہا ہو وہاں تک ایک خط کھینچ کر نشان کر دو پھر دیکھو سایہ گھٹ رہا ہے یا بڑھ رہا ہے اگر گھٹ رہا ہو تو زوال نہیں ہوا اور اگر نہ گھٹ رہا ہو اور نہ بڑھ رہا ہو تو سورج ٹھہرا ہوا ہے اور عین دوپہر ہے اس وقت نماز پڑھنا منع ہے اور اگر سایہ بڑھ رہا ہو تو زوال ہو چکا ہے اور ظہر کا اول وقت ہو گیا ہے پھر جب سایہ طول میں اس لکڑی کی برابر ہو جائے تو ظہر کا آخری وقت سمجھ لیا جائے پھر اگر ایک مثل سے قدرے سایہ بڑھ جائے تو سمجھ لو کہ عصر کا اول وقت ہو گیا پھر اگر سایہ طول میں لکڑی کے دو مثل ہو ہو جائے تو سمجھ لو کہ عصر کا اخیر وقت ہے پھر عصر کا وقت ضرورت غروب آفتاب تک باقی رہتا ہے اسی طرح

الی قبل غروب الشمس وکذلک تفعل بقیامک فتعلم
علی موضع ظلک فان نقص علمت انہ لم تزل الشمس۔
وان وقف فہو حال القیام وان زاد فہو الزوال
واما معرفتک المثل بقیامک وطولک فان طولک
سبع اقدام بقدمک سوی قدمک التی تقوم
علیہا فانک تقوم مستقبل الشمس بوجہک ثم
تامر انسانا یعلم طرف ظلک بعلامۃ ثم تقیس
من عقبک الی تلک العلامۃ فان کان بینہما
اقل من سبعۃ اقدام سوی ما زالت الشمس علیہ
من الظل فتعلم انک فی وقت الظہر وان وقت العصر
لم یدخل بعد فاذا زاد الظل علی سبعۃ اقدام
علمت دخول وقت العصر۔

فصل : وہذا الذی ذکرنا من الاقدام
ونصب العمود یختلف فی الشتاء والصیف
فیزید الظل وینقص فالزیادۃ تکون فی الشتاء
لان الشمس تکون فی مسامتۃ الشخص لانہا
تسیر فی ذیل السماء ولا ترتفع فی الجو ونقصانہ
یکون فی الصیف لان الشمس ترتفع الی الجو
فتشرف علی الاشخاص لانہا اول ما تطلع
تکون من جانب السماء فیمتد ظلہا المقابلۃ
قرصہا فکلما صعدت قصر الظل الی ان تنتہی
فی الارتفاع فتصیر فی کبد السماء وہو حالۃ
قیامہا فاذا اخذت فی السیران وہو النزول
نحو ما یلی مغربہا فیاخذ الظل فی الطول وہو
الزوال وکذلک یختلف فی البلدان فما کان

اگر تم رو بہ قبلہ کھڑے ہوتے ہو تو اپنے سائے پر خط کھینچ
دو۔ اگر تمہارا سایہ تمہاری پشت کے پیچھے قدرے بڑھا ہوا
یا گھٹا ہوا ہے تو ہنوز زوال نہیں ہوا، اور اگر سایہ کھڑا
ہے یعنی محض تمہارے جسم پر ہے ادھر ادھر نہیں ہے تو نصف
النہار ہے اور اگر تمہارے آگے کچھ سایہ بڑھ گیا ہے تو
زوال ہو گیا اور اگر تم سات قدموں کی برابر ہو تو سامنے والے
سایہ کو ماپ لو اور وہ قدم شمار نہ کرو جہاں تم کھڑے
ہو اگر سایہ سات ہی قدم ہے تو ظہر کا اخیر وقت ہے اور اگر
قدرے بڑھا ہوا ہے تو عصر کا اول وقت ہے۔

★

مزید وضاحت | یہاں ہم نے قدموں کا اور عمود کے گاڑنے کا
جو ذکر کیا ہے اس کا اندازہ جاڑوں اور گرمیوں میں مختلف ہوا کرتا
ہے کہ کبھی سایہ بڑھ جایا کرتا ہے اور کبھی گھٹ جایا کرتا ہے جاڑوں
میں سایہ بڑھ جایا کرتا ہے کیونکہ سورج انسان کے سر پر ہوتا ہے
کیونکہ سورج آسمان کے دامن میں چلتا ہے اور فضا میں پوری طرح
بلند نہیں ہوتا اور گرمیوں میں گھٹ جایا کرتا ہے کیونکہ اس موسم
میں سورج فضا میں پورا پورا بلند ہوتا ہے اور لوگوں پر چھا جاتا
ہے کیونکہ جب سورج نکلتا ہے تو آسمان کے کنارے میں ہوتا ہے
اور اس کا سایہ اس کے مقابل کھڑے ہونے والے شخص کے اعتبار
سے لمبا ہوتا ہے اور جوں جوں سورج چڑھتا ہے سایہ گھٹتا جاتا
ہے حتٰی کہ وسط آسمان میں پہنچ کر سایہ کھڑا ہو جاتا ہے یہ سورج
کے ٹھہرنے کی حالت میں ہوتا ہے پھر جب سورج ٹھہرنے کے
بعد اترنے لگتا ہے تو پھر سایہ طول میں بڑھنے لگتا ہے یہی
زوال ہے اس طرح سایہ مختلف شہروں میں مختلف ہوا کرتا ہے
جو شہر وسط آسمان کے نیچے آباد ہیں جیسے مکہ اور مکہ کے ارد گرد کے

منها تحت وسط الفلك كمكة وماحواليها من البلدان قصر ظل الشمس فيه حتى لا يبقى للشمس ظل اصلا وماكان بعيدا من وسط الفلك كخراسان وما والاها من النواحي فان ظل الشمس يطول صيفا وشتاء فيكون صيفها كشتاء غيرها في طول الظل فقد يزول في تلك البلاد على قدم واحدة۔

فصل : في معرفة الاقدام اعلم ان أقل ما تزول عليه الشمس على ما ذكره القدماء من اهل هذا العلم في حزيران على قدمين و اكثر ما تزول عليه في كانون على ثمانية اقدام وتزول في ايلول على خمسة اقدام وفي تشرين الاول على ستة اقدام وفي تشرين الآخر على سبعة اقدام وفي كانون الاول على ثمانية اقدام وذلك منتهى قصر النهار وطول الليل وهو اكثر ما تزول عليه الشمس ثم ينقص الظل ويزيد النهار فتزول الشمس في كانون الآخر على سبعة اقدام وتزول في شباط على ستة اقدام وتزول في اذار على خمسة اقدام وذلك استواء الليل والنهار وتزول في نيسان على اربعة اقدام وفي ايار على ثلاثة اقدام وفي حزيران على قدمين فذلك منتهى طول النهار وقصر الليل وهو اقل ما تزول الشمس عليه فيكون النهار خمس عشرة ساعة والليل تسع ساعات وتزول في تموز على ثلاثة اقدام وفي آب على اربعة اقدام

شہر، ان میں سایہ کوتاہ ہوتا ہے اور جو شہر وسط آسمان سے دُور واقع ہیں جیسے خراسان اور اس کے نواحی کے شہر، وہاں گرمیوں اور جاڑوں میں سایہ لمبا ہوا کرتا ہے اور سائے کے اعتبار سے ان کی گرمی دوسرے ملکوں کے جاڑے کی طرح ہوا کرتی ہے یعنی سایہ لمبا ہوا کرتا ہے۔

★

قدموں کی پہچان دیکھئے کم سے کم سایہ جس سے زوال آفتاب کا علم ہوتا ہے اس علم کے قدیم علماء کے بیان کے مطابق ماہ حزیران کا ہے اور وہ دو قدم ہے اور زوال کا زیادہ سے زیادہ سایہ جو ماہ کانون میں ہوتا ہے وہ آٹھ قدم ہے اور ماہ ایلول میں پانچ قدموں پر زوال ہوتا ہے اور تشرین اول میں چھ قدم پر اور تشرین ثانی میں سات قدم پر اور کانون اول میں آٹھ قدم پر زوال ہوتا ہے یہ دن کے گھٹنے کی اور رات کے لمبی ہونے کی انتہا ہے اور یہ زوال کا سب سے زیادہ سایہ ہے پھر سایہ گھٹنے لگتا ہے اور دن بڑھنے لگتا ہے پھر کانون ثانی میں سورج سات قدم پر ڈھل جاتا ہے۔ سباط میں چھ قدم پر اور اذار میں پانچ قدم پر اس وقت دن رات برابر ہوتے ہیں اور نیسان میں چار قدم پر اور آیار میں تین قدم پر اور حزیران میں دو قدموں پر اب دن بڑھتے بڑھتے انتہا کو پہنچ جاتا ہے اور رات گھٹتے گھٹتے انتہا کو پہنچ جاتی ہے یعنی دن پندرہ گھنٹہ کا اور رات نو گھنٹے کی ہو جاتی ہے پھر تموز میں تین قدم پر زوال ہوتا ہے اور آب میں چار قدم پر اور ایلول میں پانچ قدم پر اور ایلول میں دن رات برابر ہو جاتے ہیں۔

وفی ایلول علی خمسۃ اقدام وفیہ یستوی اللیل والنہار وروی عن سفیان الثوری رحمہ اللہ قال اکثر ما تزول علیہ الشمس سبعۃ اقدام واقل ذلک ما تزول علی قدم واحدۃ وعن عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال کانت صلاتنا الظہر مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الصیف علی ثلاثۃ اقدام الی خمسۃ اقدام وفی الشتاء علی خمسۃ اقدام الی ستۃ اقدام۔

فصل: وذکر بعضہم صفۃ اخری فقال تزول الشمس فی تسعۃ عشر یوما من اذار وظل الانسان ثلاثۃ اقدام وکذلک کل شیء ثم ان الشمس تزول یومئذ وظل ذلک الشیء ثلاثۃ اسباعہ ثم ینقص الظل قدما حتی ینتہی طول النہار وقصر اللیل فی تسعۃ عشر من حزیران فتزول الشمس یومئذ وظل الانسان نصف قدم وذلک اقل ما تزول علیہ الشمس ثم یزید الظل فکلما مضت ستۃ وثلاثون یوما زاد الظل قدما حتی یستوی اللیل والنہار فی تسعۃ عشر یوما من ایلول فتزول الشمس یومئذ والظل علی ثلاثۃ اقدام ثم یزید الظل فکلما مضی اربعۃ عشر یوما زاد الظل قدما حتی ینتہی طول اللیل وقصر النہار وذلک فی تسعۃ عشر یوما من کانون الاول فتزول الشمس یومئذ علی سبعۃ اقدام ونصف قدم وذلک اکثر ما تزول الشمس علیہ ثم

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ سات قدم زیادہ سے زیادہ ہیں جن پر سورج کا زوال ہوتا ہے اور کم از کم ایک قدم پر زوال ہوتا ہے۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ: گرمیوں میں ہم ظہر کی نماز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ تین قدموں سے لے کر پانچ قدموں تک اور جاڑوں میں پانچ قدموں پر پڑھا کرتے تھے۔

★

زوال خورشید کی دوسری صورت بعض علمائے سلف فرماتے ہیں کہ ماہ ادار میں ۱۹ دن تین قدم سایہ پر زوال ہوتا ہے کیونکہ اس وقت زوال جب ہوتا ہے جب سایہ ہر شے کا ⅜ ہوتا ہے پھر سایہ گھٹنے لگتا ہے حتے کہ دن کا بڑھنا اور رات کا گھٹنا انتہا کو پہنچ جاتا ہے۔ اور ایسا ماہ حزیران کی ۱۹ ویں تاریخ کو ہوتا ہے ان دنوں میں نصف قدم کے سایہ پر زوال ہو جاتا ہے یہ کم از کم فیٔ زوال ہے پھر سایہ بڑھنے لگتا ہے پھر ۳۶ دن گزر جانے کے بعد سایہ ایک قدم کی برابر ہو جاتا ہے حتے کہ ایلول کی ۱۹ ویں تاریخ کو دن رات برابر ہو جاتے ہیں اس وقت زوال تین قدم سائے پر ہوتا ہے پھر سایہ بڑھنے لگتا ہے اور چودہ دن گزر جانے پر سایہ ایک قدم بڑھ جاتا ہے حتے کہ دن کا بڑھنا اور رات کا گھٹنا انتہا کو پہنچ جاتا ہے اور ایسا کانون اول کی ۱۹ ویں تاریخ کو ہوتا ہے اس وقت ساڑھے سات قدم پر زوال ہوتا ہے یہ زیادہ سے زیادہ زوال کا فاصلہ ہے پھر ہر چودہ دن کے بعد ایک قدم سایہ بڑھ جاتا ہے حتے کہ آزر کی ۱۹ ویں تاریخ آجاتی ہے اور دن رات برابر ہو جاتے ہیں اور تین قدم پر زوال ہونے لگتا ہے اور یہ صورت اس وقت ہوتی

كلما مضى اربعة عشر يوما زاد الظل قدما حتى ينتهي الى تسعة عشر يوما من اذار فذلك استواء الليل والنهار وتزول الشمس على ثلاثة اقدام وذلك دخول الشمس في الصيف وزيادة الظل ونقصانه الذي ذكرناه في كل ستة وثلاثين يوما قدم في الصيف والقيظ وزيادة في كل اربعة عشر يوما قدم في الربيع والشتاء۔

فصل ۔ وقد ذكر بعض شيوخنا لذلك صفة اخرى وهي ان قال تزول الشمس في حزيران كله على ثلاثة اقدام والقدم سبع كل شخص منتصب واول وقت العصر فيه تسعة اقدام ونصف واول وقت الظهر في تموز كله اربعة اقدام واول وقت العصر فيه عشرة اقدام ونصف واول وقت الظهر في آب كله خمسة اقدام واول وقت العصر فيه احد عشر قدما ونصف واول وقت الظهر في ايلول كله ستة اقدام واول وقت العصر فيه اثنا عشر قدما ونصف واول وقت الظهر في تشرين الاول كله سبعة اقدام واول وقت العصر فيه ثلاثة عشر قدما ونصف واول وقت في تشرين الآخر كله ثمانية اقدام واول وقت العصر فيه اربعة عشر قدما ونصف واول وقت الظهر في كانون الاول كله عشرة اقدام ونصف واول وقت العصر فيه سبعة عشر قدما واول وقت الظهر في شباط كله سبعة

ہے جب سورج گرمیوں میں داخل ہوتا ہے اور سایہ کی کمی بیشی جو ہم نے بیان کی ہے گرمی اور خریف کے زمانہ میں ہر ۳۶ دن کے بعد ایک قدم ہوتی ہے اور ربیع اور جاڑے میں ہر ۱۴ دن کے بعد ایک ایک قدم کا اضافہ ہوتا ہے۔

تیسرے طریقہ سے سایہ کی پہچان سایہ کے سلسلہ میں ہمارے بعض مشائخ نے ایک اور طریقہ بیان فرمایا ہے انھوں نے فرمایا ہے کہ پورے ماہ حزیران میں زوال تین قدم سایہ پر ہوتا ہے اور قدم کھڑے ہوئے شخص کا ۱/۷ حصہ ہے اس ماہ میں عصر کا اول وقت ساڑھے نو قدم پر ہوتا ہے اور تمام ماہ تموز میں ظہر کا اول وقت چار قدم پر اور عصر کا اول وقت ساڑھے دس قدم پر ہوتا ہے اور پورے ماہ آب میں ظہر کا اول وقت پانچ قدم پر اور عصر کا اول وقت ساڑھے گیارہ قدم پر ہوتا ہے اور پورے ماہ ایلول میں ظہر کا اول وقت چھ قدم پر اور عصر کا اول وقت ساڑھے بارہ قدم پر ہوتا ہے اور پورے ماہ تشرین اول میں ظہر کا اول وقت سات قدم پر اور عصر کا اول وقت ساڑھے تیرہ قدم پر ہوتا ہے اور پورے تشرین ثانی میں ظہر کا اول وقت آٹھ قدم پر اور عصر کا اول وقت ساڑھے چودہ قدم پر ہوتا ہے اور کانون اول میں ظہر کا اول وقت ساڑھے دس قدم پر اور عصر کا اول وقت پورے سترہ قدم پر ہوتا ہے۔

اور پورے کانون ثانی میں ظہر کا اول وقت نو قدم پر اور عصر کا اول وقت پندرہ قدم پر ہوتا ہے۔

اور پورے شباط میں ظہر کا اول وقت ساڑھے سات قدم پر ہوتا ہے اور عصر کا اول وقت ساڑھے چودہ قدم پر ہوتا ہے۔

اقدام ونصف واول وقت العصر فيه اربعة عشر قدما ونصف واول وقت الظهر في اذار كله ستة اقدام واول وقت العصر فيه اثنا عشر قدما ونصف واول وقت الظهر في ايار كله ثلاثة اقدام ونصف واول وقت العصر فيه عشرة اقدام فهذه مقادير ما تزول عليه الشمس في شهور السنة كلها والله اعلم بما لا يتدركه احساسنا ولا تنتهي نحوه علومنا۔

فصل: ومعرفة الزوال على هذه الصفات والتحديد ليس هو بامر حتم بل هي جهة من جهات الوصول الى معرفة الزوال وليس كل احد يدرك ذلك بل كل من غلب على ظنه ولقينه زوال الشمس وجب عليه فعل صلاة الظهر وذلك ان الناس في الاوقات على ثلاثة اضرب من فرضه اليقين وهو من يعرف الدقائق والساعات وسير الكواكب يستدل بذلك ليحصل له يقين الوقت ومن فرضه الاجتهاد والتقدير بالعمل او تقليد من يعمل وهم الصناع الجهال بالاوقات فان اجتهدوا وقدروا باعمالهم مثل الخباز عادته ان يخبز العجنتين او ثلاثة الى الظهر والطحان يطحن القفيز الى الظهر استظهر بالتاخير وصلى لان في يوم الغيم كان الوقت يقصر بغيبة الشمس فيغفل الانسان عن مراعاة الوقت او يتشاغل عنه وكذا الاذان من عارف بالاوقات او ممن لا يؤذن الا باذن.

اور پورے آذار میں ظہر کا اول وقت ۶ قدم پر ہوتا ہے اور عصر کا اول وقت ساڑھے بارہ قدم پر ہوتا ہے۔

اور پورے نیسان میں ظہر کا اول وقت ساڑھے چار قدم پر ہوتا ہے اور عصر کا اول وقت گیارہ قدم پر ہوتا ہے۔

اور پورے آیار میں ظہر کا اول وقت ساڑھے تین قدم پر ہوتا ہے اور عصر کا اول وقت دس قدم پر ہوتا ہے لہٰذا پورے سال کے مہینوں میں زوال کی مقدار یہی ہے باقی جن باتوں تک ہماری حس کی رسائی نہیں اور جن تک ہمارے علم نہیں پہنچتے انہیں اللہ ہی خوب جانتا ہے

کیا زوال کی پہچان واجب ہے؟ مذکورہ بالا بیان و حد بندی کے مطابق زوال کی پہچان ضروری نہیں بلکہ یہ ان اسباب میں سے جن کے ذریعہ زوال پہچانا جاتا ہے ایک سبب ہے اور ہر شخص کو اس کا علم نہیں ہوتا بلکہ ہر اس شخص کو جس کا زوال پر گمان یا یقین غالب ہو ظہر کی نماز کا ادا کرنا واجب ہے۔

لوگ زوال کے پہچاننے کے اعتبار سے تین قسم کے ہیں بعض ایسے اشخاص ہیں جن پر یقین فرض ہے یہ وہ ہیں جو منٹوں اور گھنٹوں کو پہچانتے ہیں اور سیاروں کی رفتار سے واقف ہیں جن سے وقت کے یقین پر استدلال کرتے ہیں اور بعض ایسے ہیں جن پر اجتہاد اور اندازہ فرض ہے خواہ اپنے عمل سے اندازہ لگائیں یا کسی عامل کی تقلید کر کے یہ لوگ کاریگر ہوتے ہیں جو اوقات سے ناواقف ہوا کرتے ہیں اگر یہ اپنے اعمال سے اندازہ لگائیں تو لگا سکتے ہیں مثلاً ایک باورچی ہے اس کی عادت یہ ہے کہ وہ دو یا تین مخصوص مقدار کے آٹوں کو ظہر تک پکا لیتا ہے یا کوئی آٹا پیسنے والا غلہ کا ایک پورا ظہر تک پیس لیتا ہے تو وہ اپنے کام سے فارغ ہو کر ظہر پڑھے گا اور گھٹا والے دن چونکہ دھوپ کے نہ نکلنے کی وجہ سے گویا وقت مختصر ہو جاتا ہے اور انسان وقت کی نگہداشت

عارف بالوقت يقوم للصلاة والثالث من فرضه التحري والتاخير بجهده الى ان يغلب على ظنه دخول الوقت وهو المطمور والمحبوس فى الامكنة التى لايتوصل الى معرفة الوقت بدلالة ولاخبر ولاسماع اذان لقول النبى صلى الله عليه وسلم اذا امرتكم بامر فاتوا منه ما استطعتم ـ

فصل : ومعرفة الزوال على التحقيق امر يدق ويصعب وقد ورد فى الحديث ان النبى صلى الله عليه وسلم سأل جبريل عليه السلام ازالت الشمس فقال لانعم فقال كيف هذا فقال من قولى لك لا نعم قطعت الشمس من الفلك خمسين الف فرسخ فكان النبى صلى الله عليه وسلم ساله عن زوالها فى علم الله تعالى لكنك اذا استقبلت القبلة فكانت الشمس على حاجبك الايمن فى الصيف فقد زالت بلاشك فصل الظهر فاذا صار ظل كل شىء مثله فهو وقت العصر فاذا كانت الشمس على حاجبك الايسر فى الصيف ايضا وانت مستقبل القبلة فاعلم انها لم تزل بعد فاذا كانت بين عينيك فهو تياميها واستواؤها فى كبد السماء وقد يجوز انها قد زالت اذا كانت فى اول الشتاء وقصر النهار واما اذا كانت فى اول الشتاء على حاجبك الايمن فتكون قد زالت فى جميع الازمنة لانه اذا كان ذلك فى الصيف فهو اول وقت الظهر وان كان فى الشتاء فهو آخر وقت الظهر واذا كانت على حاجبك الايسر

سے غافل ہو جاتا ہے یا کام میں معروف رہنے کی وجہ سے غافل رہے گا اگر وہ اوقات کو پہچاننے والے سے یا اس مؤذن سے اذان سنے جو اوقات کو پہچاننے والے کے حکم ہی سے اذان دیتا ہے تو نماز کے لئے کھڑا ہو جائے تیسری قسم کے وہ لوگ ہیں جن پر تقصد و کوشش فرض ہے حتےٰ کہ ان کے غالب گمان میں وقت ہو جائے یہ وہ لوگ ہیں جو پوشیدہ ہیں اور ایسے مقامات میں گھرے ہوئے ہیں کہ دلیل سے وقت پہچاننے سے قاصر ہیں، نہ انہیں کوئی خبر دیتا ہے اور نہ وہ اذان سنتے ہیں جیسا کہ سرور عالم صلعم نے فرمایا کہ جب میں تم کو کسی بات کا حکم کروں تو مقدور بھر اسے بجا لاؤ۔

زوال کی پہچان مشکل ہے زوال کی پہچان بڑی دشوار و پیچیدہ ہے ایک حدیث میں آتا ہے کہ نبی اکرم صلعم نے حضرت جبرئیل سے پوچھا: کیا سورج ڈھل گیا؟ فرمایا: نہیں اور ہاں، پوچھا: یہ کیونکر ممکن ہے؟ فرمایا میری نہیں اور ہاں کہتے کہتے سورج نے آسمان پر ایک لاکھ پچاس ہزار میل طے کر لئے آپ نے حق تعالےٰ شانہ کے حکم کے مطابق حضرت جبرئیل سے زوال کے بارے میں پوچھا تھا۔

جب تم قبلہ رخ کھڑے اور سورج گرمیوں میں تمہاری سیدھی بھوں پر ہو تو بلاشبہ زوال ہو گیا ظہر پڑھ لو پھر جب ہر چیز کا سایہ ہم مثل ہو جائے اور قدرے بڑھ جائے تو عصر کا وقت ہو گیا اور جب تم قبلہ رخ کھڑے ہو اور گرمیوں میں سورج تمہاری بائیں بھوں پر ہو تو یقین مانو زوال نہیں ہوا اور اگر دونوں آنکھوں کے درمیان ہو تو سورج کھڑا ہے اور نصف النہار ہے۔

اگر جاڑوں کے آغاز میں جب دن چھوٹا ہو تو کبھی زوال ہو بھی جاتا ہے اگر داہنی بھوں کے بالمقابل شروع جاڑوں میں سورج ہو تو تمام زمانوں میں زوال ہو جاتا ہے کیونکہ اگر ایسا گرمی میں ہو گا تو ظہر کا اول وقت ہو گا اور اگر جاڑے میں ہو گا تو ظہر کا پچھلا وقت ہو گا اور اگر تمہاری بائیں ابرو کے بالمقابل سورج ہو گا تو کبھی تو

فقد يجوز انها قد زالت لقصر النهار فی اول الشتاء ولا يجوز فی اول الصيف لامتداد النهار و طوله واذا كانت مبين عينيك فی الشتاء فقد زالت بلاشك فاذا صارت الی حاجبك الايمن فهو آخر وقت الظهر وهذا لاهل اقليم العراق وخراسان الذين يصلون الی الركن الاسود و باب البيت من جهة الكعبة واما اهل اليمن والمغرب ومن يليهم فعلی ضد ذلك لانهم يصلون الی الركن اليمانی ومؤخر الكعبة فلذلك اختلف التقدير۔

فصل: فاذا عرفت الزوال واردت ان تعرف القبلة فاجعل ظلك علی يسارك فانك تكون حينئذ مستقبل القبلة فاعلم ذلك مختصرا بلا تعب وانما طولت فی ذكر معرفة الزوال لانه اشكل الاوقات وادقها وقد ورد ذكر الاقدام فی خبر ابن مسعود رضی الله عنه والتنبيه علی معرفة ذلك ما تقدم بيانه والله اعلم۔

فصل: واما وقت العصر فاوله علی ما ذكرنا ادنی زيادة علی ظل المثل وآخر وقتها اذا صار الظل مثليه ووقت الضرورة الی قبل ان تغيب الشمس وقد تقدم ذكره والافضل تعجيلها۔

فصل: واما صلاة المغرب فاذا غربت الشمس وهو اذا تدلی حاجب الشمس الاعلی وهو غيبتها عن الابصار دخل وقتها ولها

زوال ہو گا کیونکہ شروع جاڑوں میں دن چھوٹا ہوتا ہے اور کبھی زوال نہ ہو گا۔ کیونکہ شروع گرمیوں میں دن بڑا اور طویل ہوتا ہے اگر جاڑوں میں سورج تمہاری آنکھوں کے درمیانی حصہ کے بالمقابل ہو تو اس وقت بلاشبہ زوال ہو جاتا ہے پھر جب سورج تمہاری دائیں ابرو کے بالمقابل آ جاتا ہے تو یہ ظہر کا آخری وقت ہوتا ہے۔ یہ حکم عراقیوں اور خراسانیوں کے لئے ہے جو حجر اسود کی اور بیت اللہ کے دروازے کی طرف نماز پڑھتے ہیں لیکن یمنی اور مغربی اور ان کی سمت والے اس کے برعکس ہیں کیونکہ وہ رکن یمانی اور کعبہ کے پچھلے حصہ کی طرف نماز پڑھتے ہیں اسی لئے زوال کے اندازے میں اختلاف ہے۔

قبلہ کی سمت کی پہچان اور وقت عصر جب تم زوال کو پہچان گئے اور اب قبلہ کو شناخت کرنا چاہو تو بائیں طرف اپنے سایہ کو دیکھو اس وقت تم قبلہ کے سامنے ہو گے یہ قبلہ کی پہچان بلاکسی دقت کے ہے میں نے معرفت زوال کے بارے میں تفصیلی روشنی اس لئے ڈالی ہے کہ اوقات کی پہچان بڑی دقیق و مشکل ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں قدموں کا ذکر آتا ہے اور اس کی شناخت کے لئے لوگوں کو تنبیہ بھی کر دی گئی ہے جیساکہ اوپر بیان گزر چکا ہے۔

عصر کا اوّل وقت ہم اوپر ذکر کر آئے ہیں کہ جب ہم مثل سایہ قدرے بڑھ جائے تو عصر کا اول وقت ہو جاتا ہے اور عصر کا آخری وقت دو مثلوں تک ہے اور ضرورت والا وقت سورج کے ڈوبنے تک ہے اور اول وقت عصر کی نماز پڑھنا افضل ہے۔

مغرب کا وقت جب سورج ڈوب جائے تو مغرب کا وقت ہو جاتا ہے یعنی جب سورج کی پچھلی کرن نگاہوں سے اوجھل ہو جائے تو سمجھ لو کہ سورج ڈوب گیا اور شفق کے غائب ہونے تک

وقتان احدهما الغروب والثانی غیبوبۃ شفق الشمس وهو الحمرۃ فی أصح الروایتین۔

فصل: فاذا غاب الشفق دخل وقت العشاء الآخرۃ ووقت الفضیلۃ مبقی الی ثلث اللیل فی احدی الروایتین والثانیۃ الی نصف اللیل ووقت العذر والضرورۃ مالم یطلع الفجر الثانی ولها اسمان احدهما عتمۃ والثانی العشاء الآخرۃ لان النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم قال غلبتکم الاعراب علی اسم صلاتکم هذه یسمونها عتمۃ یعنی ان اسمها العشاء الآخرۃ والاعراب یسمونها عتمۃ فوافقوهم فی ذلك والافضل تاخیرها الی آخر وقتها وهو الثلث الاول او النصف الاول علی ما ذکرنا وافضل ما صلیت اذا غاب البیاض الغربی واظلم مکانه وهو الشفق الثانی فیؤخر الی ربع اللیل او الثلث او النصف کل ذلك مالم ینم المصلی قبل أن یصلیها فانه یکرہ النوم منها فمن خاف غلبۃ النوم فالافضل أن یصلیها ثم ینام ولهذا الافضل عند الشافعی رحمه اللّٰہ أن یصلی فی اول الوقت وانما قلنا الافضل تاخیرها لان النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم قال اعتموا بالعتمۃ وخرج صلی اللّٰہ علیه وسلم لیلۃ وقد اعتم فقال لولا أن اشق علی امتی لامرتهم ان یصلوها هکذا فالنبی صلی اللّٰہ علیه وسلم اخرها وحث علی تاخیرها۔

فصل: واما السنن الراتبۃ مع هذه الصلوات

وقت رہتا ہے اور صحیح روایت کی رو سے شفق سُرخی کو کہتے ہیں۔

عشاء کا وقت شفق کے غائب ہوتے ہی عشاء کا وقت ہو جاتا ہے اور ایک روایت کی رو سے ⅓ رات تک اور دوسری کی رو سے ½ رات تک عشاء کا فضیلت والا وقت رہتا ہے اور عذر و ضرورت والا وقت صبح صادق تک ہے عشاء کا ایک اور نام ہے یعنی عتمہ کیونکہ نبی اکرم صلے اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ دیہاتی تمہاری اس نماز کے نام پر غالب آجائیں گے للٰذا تم اس میں ان کی موافقت کرو۔

افضل تو یہی ہے کہ دیر کر کے اخیر وقت میں عشاء کی نماز پڑھی جائے یعنی ⅓ یا ½ رات سے پہلے جیسا کہ ہم اوپر روشنی ڈال آئے ہیں۔

اس نماز کو ادا کرنے کے لئے بہترین وقت وہ ہے جب مغرب کی طرف والی سفیدی ختم ہو کر وہاں اندھیرا ہو جاتا ہے اور اسے دوسرا شفق کہتے ہیں للٰذا عشاء کو چوتھائی یا تہائی یا نصف شب تک دیر کر کے پڑھا جائے یہ حکم ان لوگوں کے لئے ہے جو نماز پڑھنے سے قبل سوئیں نہیں کیونکہ نماز سے قبل سونا مکروہ ہے لیکن اگر کسی کو نیند کے غلبہ کا ڈر ہو تو اس کے لئے افضل یہ ہے کہ نماز پڑھ کر سو جائے یعنی امام شافعی کے نزدیک اول وقت نماز پڑھ کر سو جائے۔ عشاء کی نماز دیر کر کے پڑھنا اس لئے افضل ہے کہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ عشاء کی نماز دیر کر کے پڑھا کرو ایک دفعہ رحمت عالم صلعم عشاء کی نماز کے لئے دیر کر کے تشریف لائے اور فرمایا اگر مجھے اپنی امت کو مشقت میں ڈالنے کا ڈر نہ ہوتا تو میں انہیں حکم کرتا کہ اسی طرح (دیر کر کے) نماز پڑھا کرو چونکہ نبی اکرم صلعم نے دیر کر کے عشاء کی نماز پڑھی اور دیر میں پڑھنے کی رغبت دلائی اسلئے دیر میں پڑھنا افضل ہے۔

پنجگانہ نمازوں کے سنن روانب پنجگانہ نمازوں کے سنن

الخمس ثلاث عشرۃ رکعۃ رکعتان قبل صلاۃ الفجر ورکعتان قبل الظہر ورکعتان بعدھا ورکعتان بعد المغرب ورکعتان بعد العشاء الآخرۃ ولیوتر بثلاث وھو مخیر ان شاء صلاھا بتسلیمۃ واحدۃ کصلاۃ المغرب وان شاء فصل بینھا فیسلم عن کل رکعتین ویوتر بآخر وھو الافضل فیقرأ فی الاولی من الثلاث بعد الفاتحۃ سبح اسم ربک الاعلی وفی الثانیۃ بقل یا ایھا الکافرون وفی الثالثۃ بقل ھو اللہ احد ویقرأ فی اول الرکعتین من سنۃ الفجر بقل یا ایھا الکافرون وفی الثانیۃ بقل ھو اللہ احد ویستحب فعلھما فی منزلہ ثم یخرج ویستحب الاشتغال بذکر اللہ تعالیٰ وترک الکلام الا ان یکون واجبا بعد ان یصلیھما حتی یدخل فی الفریضۃ والقراءۃ فی الرکعتین بعد المغرب کالقراءۃ فی رکعتی الفجر روی عن ابن عمر رضی اللہ عنھما انہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر من عشرین مرۃ یقرأ فی الرکعتین بعد المغرب قل یا ایھا الکافرون وقل ھو اللہ احد وروی عن طاؤس رحمہ اللہ انہ کان یقرأ فی الاولی منھما آمن الرسول وفی الثانیۃ قل ھو اللہ احد ویستحب تعجیلھما لما روی حذیفۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال عجلوا بالرکعتین بعد المغرب ترفعھما الملائکۃ مع المکتوبۃ فیستحب تخفیفھما

رواتب تیرہ ہیں۔ صبح کی دو سنتیں، ظہر سے پہلے اور پیچھے دو سنتیں، مغرب کے بعد دوگانہ، عشاء کے بعد دوگانہ اور تین رکعت وتر خواہ ایک سلام سے (مغرب کی نماز کی طرح) پڑھے جائیں یا دوگانہ پڑھ کر سلام پھیر دیا جائے اور پھر ایک رکعت پڑھ لی جائے۔

وتر اخیر میں پڑھنے افضل ہیں پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ اعلیٰ، دوسری میں سورہ کافرون اور تیسری میں سورہ اخلاص پڑھنا افضل ہے۔

فجر کی سنتوں میں پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ کافرون اور دوسری میں سورہ اخلاص پڑھی جائے صبح کی سنتیں گھر میں پڑھنی مستحب ہیں پھر مسجد میں جا کر فرض ادا کئے جائیں۔

گھر میں صبح کی سنتیں پڑھ کر ذکر اللہ میں مشغول رہنا اور بلا ضرورت کے بات نہ کرنا مستحب ہے حتےٰ کہ جماعت سے فرض ادا کر لئے جائیں۔ مغرب کے دوگانہ میں وہی سورتیں پڑھی جائیں جو صبح کی سنتوں میں بتائی گئی ہیں۔

ابن عمرؓ۔ میں نے نبی اکرم صلعم سے بیس مرتبہ سے زیادہ سنا کہ آپ مغرب کے دوگانہ میں سورہ کافرون اور سورہ اخلاص پڑھتے تھے۔

طاؤس مغرب کے دوگانہ میں پہلی رکعت میں آمن الرسول الخ اور دوسری میں سورہ اخلاص پڑھا کرتے تھے مغرب کے دوگانہ میں جلدی کرنا مستحب ہے۔

حذیفہؓ:۔ نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ مغرب کے بعد دوگانہ میں جلدی کیا کرو تاکہ فرشتے فرض کے ساتھ ساتھ انہیں بھی اٹھا کر لے جائیں اسی لئے انہیں ہلکا پڑھنا مستحب ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ جو مغرب کے بعد کلام کرنے سے پہلے دوگانہ پڑھ لے اس کی نماز علیین میں اٹھالی

لذلك وفى حديث آخر قال صلى الله عليه وسلم من صلى ركعتين بعد المغرب قبل أن يتكلم رفعت صلاته فى عليين وقد جاء مايدل على استحباب تطويلهما وهو ما روى عن ابن عباس رضى الله عنهما انه قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يطيل القراءة فى الركعتين بعد المغرب حتى يتفرق اهل المسجد وروى كذلك عن حذيفة رضى الله عنه انه قال اتيت رسول الله صلى الله عليه وسلم فصليت معه صلاة المغرب ثم قام فصلى الى العشاء الآخرة ثم انتقل الى منزله وقد ورد ايضا ان الاستحباب فى فعلهما فى المنزل وهو ما روى عن عائشة رضى الله عنها قالت ان النبى صلى الله عليه وسلم كان يصلى الركعتين اللتين بعد المغرب فى بيتها وكذلك عن ام حبيبة رضى الله عنها عن ابن عمر رضى الله عنهما قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يصلى الركعتين بعد المغرب الا فى بيته وروى سهل بن سعد الساعدى رضى الله عنه قال لقد ادركت زمان عثمان بن عفان رضى الله عنه وانه ليسلم من المغرب وما أرى رجلا واحدا يصليهما يعنى الركعتين بعد المغرب فى المسجد بل كانوا يبتدرون باب المسجد فيخرجون فيصلونها فى بيوتهم۔

فصل فى فضائل الصلوات الخمس روى عن

جائے گی۔ اس دوگانہ کو لمبا کر کے پڑھنے کے استحباب کی بھی دلیل ہے کہ حضرت ابن عباسؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلعم مغرب کی سنتوں میں لمبی قرأت کیا کرتے تھے حتیٰ کہ مسجد والے مسجد سے چلے جاتے تھے اسی طرح حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں میں رسول اللہ صلعم کے پاس آیا اور آپ کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھی پھر آپ نے کھڑے ہو کر عشاء کی نماز پڑھی (یعنی مغرب کی نماز عشاء کے وقت ختم فرمائی معلوم ہوا کہ سنتوں میں لمبا قیام فرمایا اور طویل سورت پڑھی) پھر آپ اپنے گھر تشریف لے گئے۔

یہ بھی ثابت ہے کہ مغرب کی سنتوں کا گھر میں پڑھنا افضل ہے چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مغرب کی سنتیں اپنے گھر میں پڑھا کرتے تھے اسی طرح حضرت ام حبیبہؓ سے روایت آئی ہے۔

ابن عمرؓ:۔ رسول اللہ صلعم مغرب کی سنتیں اپنے گھر ہی میں پڑھا کرتے تھے۔

سہلؓ بن سعد ساعدی:۔ میں نے حضرت عثمان رضؓ کا زمانہ پایا آپ مغرب کی فرضوں سے سلام پھیرتے تھے میں کسی شخص کو بھی مسجد میں مغرب کی سنتیں پڑھتا ہوا نہیں دیکھتا تھا بلکہ لوگ مسجد کے دروازوں سے جلدی سے نکل جایا کرتے تھے اور یہ سنتیں اپنے گھروں میں جا کر پڑھا کرتے تھے۔

نماز پنجگانہ کے فضائل ابو مسلم از ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ:۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بتاؤ اگر کسی کے دروازے سے نہر ہو اور وہ اس میں روزانہ پانچ بار نہائے کیا اس کے بدن پر کچھ میل باقی رہے گا؟ لوگوں نے کہا نہیں فرمایا: پنجگانہ نماز کا یہی حال ہے ان سے اللہ تعالےٰ گناہ مٹا دیتا ہے۔

ابي سلمة عن ابي هريرة رضي الله عنه قال ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال أرأيتم لو ان نهرا بباب احدكم يغتسل كل يوم منه خمس مرات هل يبقى من درنه شيء قالوا لا قال فذلك مثل الصلوات الخمس يمحو الله تعالى بها الخطايا وعن ابي ثعلبة القرظي قال سمعت عمر بن الخطاب رضي الله عنه يقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يحترقون فاذا صلوا الصبح غسلت الصلاة ما كان قبلها ثم يحترقون فاذا صلوا الظهر غسلت الصلاة ما كان قبلها ثم يحترقون فاذا حضرت صلاة العصر فصلوا غسلت ما كان قبلها حتى ذكر صلى الله عليه وسلم الصلوات الخمس وعن الحرث مولى عثمان بن عفان رحمه الله قال جلس عثمان بن عفان رضي الله عنه ثم دعا بماء فتوضأ ثم قال رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم توضأ وضوئي هذا ثم قال من توضأ وضوئي هذا ثم قام فصلى الظهر غفر له ما بينها وبين صلاة الصبح ثم قام فصلى صلاة العصر غفر له ما بينها وبين صلاة الظهر ثم صلى المغرب غفر له ما بينها وبين صلاة العصر ثم صلى العشاء الآخرة غفر له ما بينها وبين صلاة المغرب ثم لعله يبيت يتمرغ ليله ثم اذا قام فصلى الصبح غفر له ما بينها وبين العشاء الآخرة فان الحسنات يذهبن السيئات قالوا

ابو ثعلبہ قرظیؒ: میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سنا فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم (گناہوں کی آگ میں) جلتے ہو پھر جب صبح کی نماز پڑھ لیتے ہو تو اس سے پہلے کے تمام گناہ یہ نماز دھو ڈالتی ہے پھر تم جلنے لگتے ہو پھر جب ظہر کی نماز پڑھ لیتے ہو تو ظہر کی نماز پہلے کے تمام گناہ دھو ڈالتی ہے پھر تم جلنے لگتے ہو پھر جب عصر کی نماز پڑھ لیتے ہو تو عصر کی نماز تمام پہلے کے گناہ دھو ڈالتی ہے حتیٰ کہ رحمت عالم صلعم نے پنجگانہ نمازوں کا (اسی طرح) ذکر فرمایا۔

حارثؓ، مولیٰ عثمانؓ بن عفان:۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تشریف فرما ہوئے پھر آپ نے پانی منگا کر وضو فرمایا۔ پھر فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو دیکھا کہ آپ نے اسی طرح وضو کیا جس طرح میں نے وضو کیا ہے پھر آپ نے فرمایا کہ جس نے میرے اس وضو کی طرح وضو کیا پھر کھڑا ہوا اور ظہر کی نماز ادا کی تو اس کے وہ گناہ جو فجر و ظہر کے درمیان اس سے سرزد ہوئے ہیں معاف کر دئیے جائیں گے پھر عصر کی نماز پڑھی تو ظہر و عصر کے درمیانی گناہ معاف کر دئیے جائیں گے پھر مغرب کی نماز پڑھی تو عصر و مغرب کے درمیانی گناہ معاف کر دئیے جائیں گے۔ پھر عشاء کی نماز پڑھی تو مغرب و عشاء کے درمیانی گناہ معاف کر دئیے جائیں گے پھر شاید وہ سو جائے اور سوتے میں اس کی رال بہتی رہے پھر جاگ کر کھڑا ہوا اور صبح کی نماز پڑھی تو عشاء اور صبح کے درمیانی گناہ بخش دئیے جائیں گے کیونکہ نیکیاں برائیاں مٹا دیتی ہیں لوگوں نے پوچھا یہ تو ہوئیں نیکیاں، باقیات صالحات کیا ہیں؟ فرمایا: سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

جعفر بن محمد از ابیہ از جدہ:۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا نماز (دین)، پروردگار عالم کی رضا ہے اور یہ فرشتوں کی محبوب ہے اور انبیائے کرام صلوات اللہ علیہم اجمعین کا

هذه الحسنات نعم الباقيات الصالحات قال سبحان الله والحمد لله ولا اله الا الله والله اكبر ولا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم وعن جعفر بن محمد عن ابيه عن جده رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الصلاة مرضاة الرب و الملائكة وسنة الانبياء صلوات الله عليهم ونور المعرفة واصل الايمان واجابة الدعاء وقبول الاعمال وبركة في الرزق وراحة الابدان وسلاح الاعداء وكراهية الشيطان وشفيع بين صاحبها وبين مالك السموات وسراج في قبره وفراش تحت جنبه وجواب منكر ونكير ومؤنس زائر معه في قبره الى يوم القيامة فاذا كان يوم القيامة كانت الصلاة ظلا فوقه و تاجا على رأسه ولباسا على بدنه ونورا يسعى بين يديه وسترا بينه وبين النار وحجة المؤمنين بين يدي الرب عزوجل وثقلا في الميزان وجوازا على الصراط ومفتاحا للجنة لان الصلاة تسبيح وتحميد وتقديس وتعظيم وقراءة ودعاء وان افضل الاعمال كلها الصلاة لوقتها وعن ابن عمر رضي الله عنهما قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول الصلوات الخمس عماد الدين لا يقبل الله الايمان الا بالصلاة وعن انس بن مالك رضي الله عنه قال قال رجل يا رسول الله كم افترض الله عزوجل على عباده من الصلوات قال خمس صلوات خمسا الیس قبلهن او بعدهن من شيء و

طریقہ ہے اور معرفت کے لئے نور ہے اور ایمان کی جڑ ہے اور اور دعاؤں کی اور عملوں کی قبولیت کا ذریعہ ہے اور روزی میں برکت کا سبب ہے اور راحت بدن ہے اور دشمنوں کے لئے ہتھیار ہے اور شیطان کے لئے کراہیت ہے۔ نمازی کے اور آسمانوں کے بادشاہ کے درمیان شفاعت کرنے والی ہے اور قبر کے لئے چراغ ہے اور تربت میں فرش ہے اور منکر و نکیر کے لئے جواب ہے اور قیامت تک کے لئے قبر میں مونس و غمگسار ہے پھر قیامت کے دن (موقف میں) سر پہ سایہ فگن ہو گی اور نمازی کے سر پہ اس کا تاج ہو گا اور بدن پہ لباس ہو گا اور یہ نور بن جائے گی جو نمازی کے آگے آگے رہے گا اور آگ سے ڈھال بن جائے گی اور رب العالمین کے سامنے مومنوں کے لئے حجت ہو گی اور میزان میں بھاری ہو گی۔ اور پل صراط سے عبور کرا دے گی اور جنت کی کنجی ہے کیونکہ نماز میں تسبیح و تقدیس اور حمد و ثنا ہوتی ہے اور حق تعالیٰ کی عظمت کا اظہار اور تلاوت قرآن اور حق تعالیٰ سے دعا ہے اور یاد رکھو تمام عملوں میں افضل عمل وقت پہ نماز ہے۔

ابن عمرؓ :۔ میں نے رسول اللہ صلعم سے سنا آپ فرما رہے تھے کہ پنجگانہ نماز دین کا ستون ہے حق تعالیٰ شانہ ایمان کو نماز ہی کے ساتھ قبول فرماتا ہے۔

انسؓ بن مالک :۔ ایک شخص نے پوچھا یا رسول اللہ حق تعالےٰ نے اپنے بندوں پہ کتنی نمازیں فرض کی ہیں؟ فرمایا پانچ نمازیں، بولا : کیا ان سے پہلے یا بعد میں کوئی اور نماز بھی ہے؟ فرمایا : حق تعالےٰ نے اپنے بندوں پر پانچ نماز

فحلف الرجل بالله لا يزيد عليهن ولا ينقص منهن فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان صدق دخل الجنة وعن تميم الداری رضی الله عنه قال ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال اول ما يحاسب به العبد يوم القيامة صلاته فان هو اكملها كتبت له كاملة وان لم يكن اكملها قال الله عز وجل للملائكة انظروا هل تجدون لعبدی من تطوع فاكملوا له ما ضيع من ذلك وعن انس بن حكيم الضبی قال قال ابوهريرة رضی الله عنه اذا اتيت اهلك فاخبرهم انی سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ان اوّل ما يحاسب به العبد يوم القيامة صلاته المكتوبة فان اتمها والا نظر فان كان له تطوع اكملت له الفريضة بها ثم يفعل بسائر الاعمال كذلك وعن انس بن مالك رضی الله عنه قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اول ما يحاسب به العبد الصلاة واول ما افترض الله تعالى على هذه الامة الصلاة -

فصل : فی الخروج الی المسجد وفضل الجماعة والخشوع فی الصلاة عن نافع عن ابن عمر رضی الله عنهما قال ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ما بين صلاة الجماعة والفذّ سبع وعشرون درجة وعن ابی هريرة رضی الله عنه قال ان رسول الله صلى الله عليه

فرض فرمائی ہیں اور ان سے پہلے یا پیچھے کچھ اور فرض نہیں ہیں یہ سن کر اس نے اللہ کی قسم کھا کر کہا کہ میں ان نمازوں میں کمی بیشی نہیں کروں گا پھر رسول اللہ صلعم نے فرمایا اگر یہ سچا ہے تو جنت میں داخل ہو جائے گا۔

تمیم داری رضؓ : رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ بندے سے قیامت کے دن سب سے پہلے نماز کے بارے میں پوچھا جائے گا اگر اس نے نماز اچھی طرح سے ادا کی ہے تو اس کے لئے کامل نماز لکھ دی جائے گی اور اگر کامل طریقہ سے ادا نہیں کی تھی تو حق تعالیٰ فرشتوں سے فرمائے گا دیکھو اگر میرے بندے کے نوافل ہیں تو فرائض کی کمی نوافل سے پوری کر دو۔

انس بن حکیم ضبیؓ از ابوہریرہؓ :۔ حضرت ابوہریرہؓ نے انس بن حکیم سے فرمایا کہ جب تم اپنی بیوی کے پاس جاؤ تو اسے بتاؤ کہ میں نے رسول اللہ صلعم سے سنا آپ فرما رہے تھے کہ قیامت کے دن سب سے پہلے بندے سے فرض نماز کا حساب لیا جائے گا اگر اس نے اسے مکمل طور پر ادا کیا تھا تو خیر ورنہ نوافل دیکھے جائیں گے اور فرائض کی کمی نوافل سے پوری کر دی جائے گی پھر دیگر عبادتوں کے ساتھ بھی یہی معاملہ کیا جائے گا۔

انس بن مالک : رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ سب سے پہلے بندے سے نماز کا حساب کیا جائیگا اور اس امت پر سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے نماز فرض فرمائی ہے۔

نماز کے لئے مسجد میں حاضری، نماز میں خشوع وخضوع اور نماز باجماعت کی فضیلت۔

نافع از ابن عمرؓ :۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جماعت والی نماز میں اور تنہا نماز میں ۲۷ درجے فرق ہے۔

ابوہریرہؓ :۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص وضو کر کے مسجد میں جائے تو حق تعالے اس کے ہر قدم کے عوض

وسلم قال اذا توضأ العبد ثم خرج الى المسجد كتب الله عز وجل له بكل خطوة حسنة ومحا عنه سيئة ورفع له درجة ويستبشر الله تعالى به كما يستبشر بالغائب الطويل غيبته اذا قدم على اهله وعن ابي عثمان النهدي عن سلمان رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول الله عز وجل من توضأ في بيته فأحسن الوضوء ثم زارني في بيت من بيوتي فأتاني زائرا وحق على المزور ان يكرم زائره وعن سالم بن عبد الله عن ابيه عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه قال جاء جبريل الى النبي عليهما السلام فقال بشر المشائين في ظلم الليل الى المساجد بالنور التام يوم القيامة وعن ابي الدرداء رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال من مشى في ظلم الليل الى المساجد آتاه الله تعالى نورا يوم القيامة وعن سعيد الخدري رضي الله عنه انه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول صلاة الجماعة تفضل على صلاة الفذ بخمس وعشرين درجة وعن نافع عن ابن عمر رضي الله عنهما قال ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ما بين صلاة الجماعة والفذ سبع وعشرون درجة وعن انس بن مالك رضي الله عنه قال ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال يا عثمان بن مظعون من صلى الصبح في جماعة كانت له حجة مبرورة وعمرة متقبلة

ایک نیکی لکھ دیتا ہے اور ایک برائی مٹا دیتا ہے اور ایک درجہ بلند فرما دیتا ہے اور اس بندے سے اس طرح خوش ہوتا ہے جیسے ایک مدت دراز کے بعد کسی کا کوئی عزیز پردیس سے اپنے دیس میں آتا ہے اور اس کے عزیز اس سے مل کر خوش ہوتے ہیں

ابو عثمان نہدی از سلمانؓ :- رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ حق تعالیٰ جل مجدہٗ فرماتا ہے کہ جو شخص اپنے گھر میں اچھی طرح سے وضو کرے پھر میرے گھروں میں سے کسی گھر میں میری زیارت کے لئے آوے تو اپنے مہمان کی خاطر مدارات کرنا زیارت کئے جانے والے پر واجب ہے یعنی مجھ پر واجب ہے۔

سالمؒ بن عبداللہ از عبداللہؓ از عمرؓ :- ایک دفعہ حضرت جبرئیلؑ نبی اکرم صلعم کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ رات کے اندھیروں میں جو لوگ مسجدوں میں جاتے ہیں آپ انہیں مژدہ سنا دیں کہ انہیں قیامت کے دن کامل نور ملے گا۔

ابو الدرداءؓ :- نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ جو رات کے اندھیروں میں پیدل چل کر مسجد میں جائے اللہ تعالیٰ اس کے پاس قیامت کے دن نور لائے گا۔

ابو سعید خدریؓ :- میں نے سنا کہ رسول اللہ صلعم فرماتے ہیں کہ جماعت والی نماز منفرد نماز سے ۲۵ درجے افضل ہے۔

نافع از ابن عمرؓ :- رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جماعت والی نماز اور منفرد نماز میں ۲۷ درجوں کا فرق ہے۔

انس بن مالکؓ :- رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اے عثمان بن مظعون جس نے صبح کی نماز جماعت سے پڑھ لی اسے مقبول حج اور عمرے کا ثواب ملتا ہے، اے عثمان! جس نے ظہر کی نماز جماعت سے پڑھ لی اسے ۲۵ نمازوں کا ثواب ملتا ہے اور اس کے جنت الفردوس میں ۲۷ درجے بلند کر دئے

يا عثمان من صلى الظهر في جماعة كان له خمس وعشرون صلاة كلها مثلها وسبعون درجة في جنة الفردوس يا عثمان من صلى العصر في جماعة ثم ذكر الله تعالى حتى تغرب الشمس فكانما اعتق نسمة من ولد اسماعيل مع كل رجل منهما اثنا عشر الفا يا عثمان من صلى المغرب في جماعة كانت له خمس وعشرون صلاة كلها مثلها وسبعون درجة في جنة عدن يا عثمان من صلى العشاء الآخرة في جماعة فكانما قام ليلة القدر ويستحب للرجل اذا اقبل المسجد ان يقبل بخوف ووجل وخشوع وخضوع و ان تكون عليه السكينة والوقار وان يحدث لنفسه فكرا وادبا غير ما كان عليه وفيه قبل ذلك من حالات الدنيا واشغالها وليخرج برغبة ورهبة وذل وتواضع وانكسار من غير عجب وتكبر وافتخار ورؤية الناس والخلق وينوي بذلك التوجه الى الله عزوجل الى بيت من بيوته التي أذن الله ان ترفع ويذكر فيها اسمه يسبح له فيها بالغدو والآصال رجال لا تلهيهم تجارة ولا بيع عن ذكر الله فما ادرك من الصلاة صلى مع الجماعة وما فاته قضى كذا جاء في الحديث عن ابي هريرة رضي الله عنه انه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا جاء احدكم وقد اقيمت الصلاة فليمش على هينة فليصل ما ادرك وليقض ما سبقه

جاتے ہیں اے عثمان! جس نے عصر کی نماز جماعت سے پڑھ لی پھر سورج ڈوبنے تک ذکر اللہ میں معروف رہا گویا اس نے اولاد اسماعیل میں سے ایک غلام آزاد کر دیا اور اس کے ساتھ بارہ ہزار اور غلام آزاد کئے، اے عثمان جس نے مغرب کی نماز جماعت سے ادا کر لی اسے ۲۵ نمازوں کا ثواب ملتا ہے اور اس کے ستر درجے جنت عدن میں بلند کر دئے جاتے ہیں۔ اور اے عثمان! جس نے عشاء کی نماز جماعت سے ادا کر لی گویا اس نے شب قدر میں عبادت کی، جب نماز کے لئے مسجد میں جاؤ تو اللہ کا خوف و ڈر اور خشوع و خضوع پیش نظر رکھنا مستحب ہے اور سکون و وقار کی حالت میں جاؤ اور دل میں مسجد کے آداب و اصول بجالانے کا عزم کر لو اور دنیوی اوہام و افکار کو اور احوال و اشغال کو نظر انداز کر دو اور شوق کے ساتھ دل میں اللہ کا خوف لے کر عاجزی انکساری مسکینی اور تواضع کے ساتھ فخر و غرور خود بینی اور ریا کے بغیر مسجد میں یہ نیت کر کے جاؤ کہ ہم اللہ تعالےٰ کے گھروں میں سے جن کے احترام کا اور جن میں ذکر اللہ کا ہم کو حکم ہے ایک گھر میں جا رہے ہیں جس میں صبح و شام حق تعالےٰ کی وہ لوگ پاکی بیان کرتے ہیں جن کو تجارت یا کاروبار اللہ کے ذکر سے غافل نہیں بناتا پھر امام کے ساتھ جس قدر نماز پاؤ اسے جماعت سے ادا کرو اور چھوٹی ہوئی رکعتیں سلام کے بعد پوری کر لو۔ جیسا کہ حدیث ابو ہریرہؓ میں ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اگر کوئی اس حال میں آئے کہ نماز پڑھی جا رہی ہو تو اپنی موجودہ حالت پر چل کر جماعت میں مل جائے اور جتنی نماز پائے اسے پڑھ لے اور چھوٹی ہوئی رکعتوں کی قضا کر لے لیکن ایک لفظ میں ہے کہ پورے پورے سکون و وقار کے ساتھ چل کر آنا چاہیے اور عبادتوں کی ہمیشہ ادائیگی پر فخر و غرور نہیں کرنا

وفی لفظ آخر فلیخش وعلیہ السکینۃ والوقار فلیحذر العجب فی المواظبۃ علی العبادات والمداومۃ علیہا لان ذلک یسقطہ من عین اللہ عزوجل ویبعدہ من قربہ ویعمی علیہ حالتہ ویزیل نور بصیرتہ وحلاوۃ ماکان یجدہ من قبل فی عبادتہ ویکدر صفاء معرفتہ وربما ردّ علیہ عملہ وقصمہ لانہ روی انہ تبارک وتعالی لایتقبل من المتکبرین عملا حتی یتوبوا وقد جاء فی الحدیث ان ابراھیم خلیل الرحمٰن علیہ السلام احیا لیلۃ فلما اصبح اعجب بقیام لیلہ فقال نعم الرب رب ابراھیم ونعم العبد ابراھیم فلما کان غدا لم یجد احدا یاکل معہ وکان صلی اللہ علیہ وسلم یحب ان یاکل معہ غیرہ فاخرج طعامہ الی الطریق لیمر بہ مار فیاکل معہ فنزل ملکان من السماء فاقبلا نحوہ فدعاھما ابراھیم علیہ السلام الی الغداء فاجابا فقال لھما تقدما بنا الی ھذہ الروضۃ فان فیھا عینا وفیھا ماء فنتغدی عندھا فتقدموا الی الروضۃ فاذا العین قد غارت ولیس فیھا ماء فاشتد ذلک علی ابراھیم علیہ السلام واستحیا مما قال اذ لم یجد الماء فقالا لہ یا ابراھیم فادع ربک واسالہ ان یعید الماء فی العین فدعا اللہ عزوجل فلم یرد شیئا فاشتد ذلک علیہ فقال لھما ادعوا اللہ فدعا

چاہیئے کیونکہ فخر وغرور کی وجہ سے حق تعالےٰ کی آنکھوں سے گر جاؤ گے اور اس کے قرب سے بہت دُور ہٹ جاؤ گے اور اپنی ذاتی حالت دیکھنے سے اندھے بن جاؤ گے اور نور بصیرت گل ہو جائے گا اور عبادت کی حلاوت ولذت جاتی رہے گی اور معرفت کی شفافیت میں فرق آجائے گا اور دل کا آئینہ زنگ آلود ہو جائے گا اور اعمال منہ پر مار دئے جائیں گے اور ریزہ ریزہ اور چور چور کر دئے جائیں گے کیونکہ منقول ہے کہ حق تعالےٰ جل مجدہٗ مغرور کے عمل قبول نہیں فرماتا جب تک وہ توبہ نہ کرلے۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ خلیل اللہ نے ایک رات جاگ کر عبادت میں گزاری پھر صبح کو آپ کو شب بیداری اچھی معلوم ہوئی اور آپ نے فرمایا کہ ابراہیمؑ کا رب کتنا اچھا رب ہے اور ابراہیمؑ کتنا اچھا اس کا بندہ ہے پھر جب آپ کے صبح کے کھانے کا وقت ہوا تو آپ نے اپنے ساتھ کسی کو کھانے والا نہیں پایا حالانکہ آپ کو یہ بات محبوب تھی کہ آپ کے ساتھ کوئی کھانے والا ہو آخر کار آپ کھانا لے کر عام گزرگاہ پر بیٹھ گئے تاکہ کوئی راہ گیر آپ کے ساتھ کھانا کھالے اتنے میں آسمان سے دو فرشتے اترے اور آپ کی طرف جانے لگے آپ نے انہیں کھانے کی طرف بلایا اور آپ نے ان سے کہا آؤ تمہارے ساتھ اس باغ میں چلو اس میں ایک چشمہ ہے جس میں پانی ہے ہم اس چشمے کے پاس بیٹھ کر کھانا کھائیں گے پھر یہ سب مل کر اس باغ میں چشمے کے کنارے پہنچے دیکھا تو چشمہ میں پانی نہ تھا اور اس کا پانی خشک ہو گیا تھا حضرت ابراہیمؑ کو بڑی سخت ندامت ہوئی اور اپنی بیان کردہ بات پر شرما گئے فرشتوں نے آپ سے کہا کہ آپ اللہ سے دعا فرمائیں کہ حق تعالےٰ چشمہ کا پانی لوٹا دے آپ نے دعا کی لیکن چشمہ میں پانی کا ایک قطرہ بھی نہیں

احدهما فرجع الماء فی العین ثم دعا الآخر فاقبلت العین فاخبراه انهما ملكان وان اجابه بقيام ليله رد دعاءه عليه فلم يستجب له فاذا كان هذا فعله عزوجل بخليله ابراهيم عليه السلام فكيف فعله بغيره بل يتقن العبد ان جميع ما هو فيه من الطاعة والمبادرة اليها توفيق من الله ونعمة وفضل ورحمة ومنة فليقم بين يديه عزوجل محترما خاضعا ذليلا كانه يشاهده كما قال النبی صلی الله علیه وسلم اعبد الله كانك تراه فان لم تكن تراه فانه يراك وقد ورد فی الحديث ان الله عزوجل اوحی الی عيسی بن مريم عليهما السلام اذا قمت بين يدی فقم مقام الخائف الذليل الذام لنفسه فانها اولی بالذم واذا دعوتنی فادعنی واعضاؤك تنتفض وكذلك روی ان الله تعالی اوحی مثل ذلك الی موسی عليه السلام وروی أن ابن سيرين رحمه الله كان اذا قام الی الصلاة ذهب دم وجهه خوفا من الله عزوجل وفرقا منه وكان مسلم بن يسار رحمه الله اذا دخل فی الصلاة لم يسمع حسا من صوت ولا غيره اشتغالا بالصلاة وخوفا من الله عزوجل وقال عامر بن عبد قيس لان تختلف الخناجر بين كتفی احب الی من ان أتفكر فی شیء من امر الدنيا وأنا فی الصلاة وقال سعد بن معاذ رضی الله عنه ما صليت صلاة قط فحدثت نفسی فيها بشیء من امر الدنيا

لوٹا اب آپ کو مزید ندامت ہوئی آپ نے ان سے کہا تم دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ چشمہ میں پانی لوٹا دے آخر کار ایک فرشتہ نے دعا کی جس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے چشمہ میں پانی لوٹا دیا اور دوسرے نے دعا کی تو چشمہ میں خوب پانی کی فراوانی ہو گئی۔ پھر آپ کو ان دونوں شخصوں نے بتایا کہ ہم فرشتے ہیں اور یہ بھی بتایا کہ آپ کو اپنی شب بیداری پر قدرے ناز پیدا ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول نہیں فرمائی اور آپ کی دعا ردّ فرما دی اب غور کیجئے جب حق تعالیٰ نے اپنے خلیل ابراہیمؑ کے ساتھ ایسا کیا تو دوسروں کا تو کہنا ہی کیا ہے بلکہ انسان کو یقین کر لینا چاہیئے کہ جس قدر اطاعت کے کام سرعت کے ساتھ وہ انجام دے رہا ہے یہ اللہ تعالیٰ کی توفیق اس میں کار فرما ہے۔ اور اللہ کا اس پر انعام و فضل اور نوازش و مہربانی ہے اس لئے حق تعالیٰ کے سامنے ادب سے خشوع و خضوع کے ساتھ ایک غلام کی حیثیت سے کھڑا ہونا چاہیئے گویا حق تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے جیسا کہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ اس طرح اللہ کی عبادت کر گویا تو اللہ کو دیکھ رہا ہے اگر یہ حالت نہ ہو تو یہ حالت تو پیدا کر کہ اللہ تجھے دیکھ رہا ہے ایک حدیث میں ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ کے پاس وحی بھیجی کہ جب تم میرے آگے کھڑے ہو تو خوفزدہ، عاجز اور اپنے نفس کو ذلیل و خوار سمجھ کر کھڑے ہو اور جب مجھ سے دعا مانگو تو اس طرح دعا مانگو گویا تمہارے جسم کے اعضاء الگ الگ ہو گئے ہیں یعنی لرزتے ہوئے اور کانپتے ہوئے دعا مانگو اسی طرح منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے اسی کے ہم مثل وحی حضرت موسیٰؑ پر فرمائی تھی۔

ابن سیرین جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تھے تو اللہ تعالیٰ کے خوف سے آپ کا چہرہ زرد پڑ جاتا تھا مسلم بن یسار جب

حتی انصرف وقال مجاهد رحمه الله كان ابن الزبير رضی الله عنهما اذا قام فی الصلاة كانه عود من الخشوع وكان وهب رحمه الله اذا قام يصلی كانما يطلع فی جهنم وكان عتبة الغلام رحمه الله اذا قام فی الصلاة فی الشتاء ينصب العرق منه فسالوه فی ذلك فقال حياء من الله عز وجل وكان مسلم بن يسار رحمه الله يصلی فوقع الحريق فی داره وهو فی بيت منها ففزع اهل البصرة حتی خرجوا فاطفاؤه فما عقل مسلم الا بعد ما اطفوها وفرغ عن صلاته وقيل انه ايضا كان يصلی فی الجامع فسقطت سارية الی جنبه ففزع منها اهل السوق وهو لم يعقل بها وعن عمار بن الزبير رحمه الله انه كان يصلی ونعله بين يديه وكان شسع نعله جديد افالتفت الی الشسع فلما فرغ من صلاته رمی بنعله ولم يلبس بعد ذلك نعلا حتی مات رحمه الله وحكی عن الربيع بن خيثم رحمه الله انه كان يصلی تطوعا وبين يديه فرس له يساوی عشرين الف درهم فجاء لص فحله وذهب به فجاء الناس من الغد الا يعزونه فقال اما انی كنت اری من يحله ولكن كنت فی شیء احب الی منه فلما كان فی بعض النهار فاذا الفرس قد اقبل حتی قام بين يديه وروی

نیت باندھ لیتے تھے تو پھر کسی کی بات نہیں سنتے تھے اور نہ کسی قسم کا شور و غل سنتے تھے اور اللہ کے خوف سے نماز میں مستغرق رہتے تھے۔ عامر بن عبد قیس: میرے دونوں بازوؤں میں خنجروں کا گھونپا جانا مجھے اس بات سے محبوب ہے کہ مجھے نماز میں کوئی دنیوی خیال آئے۔ سعدؓ بن معاذ: کبھی میں نے کوئی ایسی نماز نہیں پڑھی کہ اس میں مجھے فارغ ہونے تک کچھ دنیوی خیال آیا ہو۔ مجاہدؒ: حضرت ابن زبیرؓ جس وقت نماز میں کھڑے ہوتے تو خشوع کا یہ عالم ہوتا تھا گویا ایک خشک لکڑی ہے جو بے حس و حرکت کھڑی ہے وہب جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو ایسا معلوم ہوتا تھا گویا جہنم کو جھانک کر دیکھ رہے ہیں۔ عتبہ جب جاڑوں میں نماز کے لئے کھڑے ہوتے تھے تو پسینہ میں شرابور ہو جاتے تھے اور پسینہ بہنے لگتا تھا اس سلسلہ میں ان سے پوچھا گیا تو فرمایا کہ حق تعالیٰ سے شرمانے کی وجہ سے پسینہ بہنے لگتا ہے ایک دفعہ مسلم بن یسار نماز پڑھ رہے تھے کہ ان کے گھر میں آگ لگ گئی آپ اسی گھر کے ایک کونہ میں نماز پڑھ رہے تھے بصرہ والے گھبرا کر جمع ہو گئے اور آگ بجھانے لگے لیکن مسلم کو اس وقت خبر ہوئی جب آگ بجھ چکی تھی کہتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ جامع مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے کہ آپ کے پاس برابر میں ایک ستون گرا جس کے گرنے سے بازار میں کھلبلی مچ گئی۔ لیکن مسلم کو خبر نہیں ہوئی۔ ایک دفعہ عمار بن زبیر نماز پڑھ رہے تھے اور جوتا سامنے رکھا ہوا تھا جوتے کا تسمہ نیا تھا نماز میں تسمہ پر نگاہ پڑ گئی آخر کار سلام پھیر کر جوتے کو پھینک دیا اور پھر مرتے دم تک جوتا پہنا ہی نہیں۔ ایک دفعہ ربیع بن خیثم نفل نماز پڑھ رہے تھے اور آپ کے سامنے آپ کا گھوڑا بندھا ہوا تھا جو بیس ہزار درہم کا تھا ایک چور نے اسے آکر کھولا اور اسے اڑا کر لے گیا صبح کو لوگ آپ کے پاس گھوڑے کے چرائے جانے پر تسلی دینے کے لئے آئے تو آپ نے فرمایا کہ میں کھولنے والے کو دیکھ رہا تھا لیکن میں ایک ایسی چیز میں مشغول تھا جو مجھے گھوڑے سے زیادہ پیاری ہے پھر جب دن چڑھا تو گھوڑا آگیا اور آکر آپ کے

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ صلی فی شملۃ سوداء وفیہا خیط احمر فلما سلم قال ان ہذا الخیط الہانی عن صلاتی وقد وصف اللہ تعالیٰ الخاشعین فی الصلاۃ فی قولہ تعالیٰ الذین ہم فی صلاتہم خاشعون قال الزہری رحمہ اللہ ہو سکون المرء فی صلاتہ قیل ہو الذی لا یعلم من عن یمینہ وشمالہ فی الصلاۃ لاشتغالہ بالصلاۃ ولہذا قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان فی الصلاۃ لشغلا۔

فصل: فی المحافظۃ علیہا وما ورد من العقوبۃ علی من ضیعہا روی الاعمش عن شقیق ابن سلمۃ عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا صلی العبد فی اول الوقت صعدت الی السماء ولہا نور حتی تنتہی الی العرش تستغفر لصاحبہا الی یوم القیامۃ وتقول حفظک اللہ کما حفظتنی واذا صلی العبد فی غیر وقتہا صعدت الی السماء لا نور لہا فتنتہی الی السماء فتلف کما یلف الثوب او الخرقۃ فیضرب بہا وجہہ ثم تقول ضیعک اللہ کما ضیعتنی وفی حدیث عبادۃ بن الصامت رضی اللہ عنہ قال ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من توضأ فابلغ الوضوء ثم قام الی الصلاۃ فاتم رکوعہا وسجودہا والقراءۃ فیہا قالت الصلاۃ حفظک اللہ کما حفظتنی ثم صعد بہا الی

سامنے کھڑا ہو گیا۔ ایک دفعہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک سیاہ کمبل میں جس میں سرخ دھاری تھی نماز پڑھی پھر سلام پھیر کر فرمایا کہ اس سرخ دھاری نے مجھے نماز سے غافل کر دیا۔ حق تعالیٰ نے خشوع کرنے والوں کا ذکر قرآن پاک میں فرمایا ہے چنانچہ فرمایا اور وہ جو اپنی نماز میں خشوع کرتے ہیں امام زہریؒ فرماتے ہیں خشوع نماز میں سکون کو کہتے ہیں کہا جاتا ہے کہ خاشع وہ ہے جو نماز میں اس قدر مستغرق رہے کہ اسے دائیں بائیں کی خبر نہ رہے اسی لئے نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ نماز میں عظیم شغل ہوتا ہے۔

نماز کی محافظت اور نماز ضائع کرنے والوں کو سزا

اعمش از شقیق بن سلمہ از ابن مسعودؓ۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا جب بندہ اول وقت نماز پڑھتا ہے تو نماز اس حال میں آسمان پر چڑھتی ہے کہ اس کے لئے نور ہوتا ہے حتیٰ کہ عرش تک پہنچتی ہے اور قیامت تک نمازی کے لئے دعائے مغفرت کرتی رہتی ہے اور کہتی ہے کہ اللہ تعالیٰ تیری حفاظت کرے جس طرح تونے میری محافظت کی ہے اور اگر کوئی بے وقت نماز پڑھے تو وہ بلا نور کے آسمان پر چڑھتی ہے پھر وہ آسمان پر پہنچ کر کپڑے کی طرح لپیٹ دی جاتی ہے اور اسے نمازی کے منہ پر مار دیا جاتا ہے اور نماز اپنے نمازی کے لئے کہتی ہے اللہ تعالیٰ تجھے برباد کرے جس طرح تونے مجھے برباد کیا۔

عبادہؓ بن صامت۔ نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ جس نے کامل وضو کیا پھر وہ نماز کے لئے کھڑا ہوا اور نماز میں رکوع، سجدہ اور قرأت وقیام کامل کیا تو اس کے حق میں نماز یہ دعا مانگتی ہے کہ حق تعالیٰ تیرا محافظ رہے جس طرح تونے میری محافظت کی پھر اسے اس حال میں آسمان تک لے جایا جاتا ہے کہ اس کے لئے

السماء ولها ضوء ونور فتفتح لها ابواب السماء حتی تنتهی الی الله عزوجل فتشفع لصاحبها واذا ضیع رکوعها وسجودها والقراءۃ فیها قالت الصلاۃ ضیعک الله کما ضیعتنی ثم صعد بها ولها ظلمة حتی تنتهی الی السماء فتغلق ابواب السماء دونها ثم تلف کما یلف الثوب الخلق فیضرب بها وجه صاحبها وعن ابن مسعود رضی الله عنه قال سالت رسول الله صلی الله علیه وسلم ای الاعمال افضل قال الصلوات لوقتهن وبر الوالدین والجهاد فی سبیل الله عزوجل وعن ابراهیم ابن ابی محذورۃ المؤذن عن ابیه عن جده رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اول الوقت رضوان الله واوسط الوقت رحمة الله وآخر الوقت عفو الله وقال الله تعالیٰ فویل للمصلین الذین هم عن صلاتهم ساهون قال ابن عباس رضی الله عنهما والله ما ترکوها ولکن اخروها عن اوقاتها وقال سعد رضی الله عنه سالت النبی صلی الله علیه وسلم عن قوله عزوجل الذین هم عن صلاتهم ساهون قال صلی الله علیه وسلم هم الذین یؤخرون الصلاۃ عن وقتها وعن البراء بن عازب رضی الله عنهما فی قوله تعالیٰ اضاعوا الصلاۃ واتبعوا الشهوات فسوف یلقون

نور و ضیا ہوتی ہے اور اس کے لئے آسمان کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں حتی کہ وہ اللہ تک پہنچ جاتی ہے اور اپنے نمازی کے لئے سفارش کرتی ہے اور اگر نمازی نے نماز کے رکوع ، سجدے اور قرأت ضائع کی تو نماز اس کے حق میں بد دعا کرتی ہے کہ اللہ تجھے برباد کرے جس طرح تو نے مجھے برباد کیا پھر اسے اس حال میں آسمان پر لے جایا جاتا ہے کہ وہ تاریک ہوتی ہے حتی کہ آسمان تک پہنچتی ہے اور آسمان کے دروازے بند پاتی ہے پھر اسے پرانے کپڑے کی طرح لپیٹ کر نمازی کے منہ پر مار دیا جاتا ہے ۔ ابن مسعودؓ ۔ میں نے رسول اللہ صلعم سے پوچھا کہ کونسا عمل افضل ہے ؟ فرمایا وقت پر پنجگانہ نمازیں ، ماں باپ کی فرمانبرداری اور حق تعالیٰ جل مجدہ کی راہ میں جہاد ۔ ابراہیم بن ابی محذورہ موذن از ابیہ از جدہ : رسول اللہ صلعم نے فرمایا اول وقت نماز اللہ کی رضا کا موجب ہے اور درمیان میں اللہ کی رحمت کا موجب ہے اور اخیر میں اللہ کی معافی کا ذریعہ ہے حق تعالیٰ نے فرمایا ان نمازیوں کے لئے بڑی خرابی ہے (ان کیلئے ویل ہے) جو اپنی نمازوں سے غافل رہتے ہیں یعنی وقت مار کر نماز پڑھتے ہیں حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم جن کے لئے یہ وعید ہے وہ نماز نہیں چھوڑتے تھے ہاں وقت مار کر پڑھتے تھے ۔ سعدؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اس آیت کے بارے میں نبی اکرم صلعم سے پوچھا تو فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو وقت نکال کر نماز پڑھتے ہیں ۔

براء بن عازب (اضاعوا الصلوٰۃ الخ کی تفسیر میں) غی جہنم میں ایک وادی ہے یعنی اس کی اولاد الیسی ناخلف نکلی جنہوں نے نماز ضائع کی (وقت مار کر پڑھی) اور خواہشوں کے پیچھے پڑ گئے عنقریب وہ غی میں گر جانے والے ہیں ۔

حضرت ابن عباسؓ ۔ غی میں وہی داخل ہوں گے جو نماز کو بے وقت

غيا قال هو واد في جهنم وقال ابن عباس
رضي الله عنهما لا يدخله الا من اضاع
اوقات صلاته وروى عن عبد الله بن
عمرو بن العاص رضي الله عنهما عن
رسول الله صلى الله عليه وسلم انه ذكر
الصلاة يوما فقال من حافظ عليها كانت
نورا له وبرهانا ونجاة يوم القيامة ومن
لم يحافظ عليها لم تكن له نورا ولا برهانا
ولا نجاة من النار وكان يوم القيامة مع
قارون وفرعون وهامان وابي بن خلف و
عن الحرث عن امير المومنين علي ابن ابي طالب
رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم
انه قال من تهاون بصلاته فان الله عزوجل
يعاقبه بخمس عشر عقوبة ست منها قبل الموت
وثلاث عند الموت وثلاث في القبر وثلاث
عند خروجه من القبر فاما الست قبل الموت
فاولها انه يرتفع عنه اسم الصالحين والثانية
ترفع عنه بركة الحياة والثالثة ترفع بركة
الرزق والرابعة لا يقبل منه شيء من اعمال
الخير حتى يكمل صلاته والخامسة لا يستجاب
دعاؤه والسادسة لا يجعل له في دعاء الصالحين
نصيبا واما الثلاث التي عند الموت فاولها
يموت عطشانا ولو سقيت في حلقه سبعة ابحر
ما روي والثانية انه يموت بغتة والثالثة
انه اثقل بحمل الدنيا خشبها واحجارها

پڑھیں گے۔

عبداللہ بن عمرو بن العاص: ایک دن رحمت عالم صلعم نے نماز کا تذکرہ فرمایا پھر آپ نے فرمایا کہ جس نے نماز کی محافظت کی یہ نماز قیامت کے دن اس کے لئے نور، برہان اور ذریعہ نجات ثابت ہوگی اور جس نے محافظت نہیں کی اس کے لئے نور، برہان اور جہنم سے نجات کا ذریعہ ثابت نہ ہوگی۔ اور وہ قیامت کے دن قارون، فرعون ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔

حارث از علی بن ابی طالب:۔ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالے نماز پڑھنے میں سستی کرنے والے کو ۱۵ سزائیں دیتا ہے چھ موت سے پہلے، تین موت کے وقت، تین قبر میں اور تین قبر سے نکل آنے کے بعد زندگی بعد الموت کے بعد، موت سے پہلے کی چھ سزائیں یہ ہیں ایسے شخص کو صالح نہیں کہا جاتا، اس کی زندگی سے برکت اٹھا لی جاتی ہے، اس کی روزی میں بھی برکت نہیں ہوتی، اس کی کوئی نیکی قبول نہیں کی جاتی جب تک کہ نماز کو مکمل نہ کرلے، اسکی دعا قبول نہیں کی جاتی اور نیک حضرات کی دعاؤں میں اس کے لئے حصہ نہیں ہوتا اور موت کے وقت کی سزائیں یہ ہیں:۔ ایسا شخص پیاسا مرتا ہے اور اگر اس کے حلق میں سات دریا لنڈھا دئے جائیں تو بھی وہ سیراب نہیں ہوتا، اچانک مرتا ہے اور دنیا کی لکڑیوں، لوہوں اور پتھروں کو اس کی گردن اور دونوں کندھوں پر لاد دیا جاتا ہے اور قبر کی تین سزائیں یہ ہیں:۔ کہ اس پر قبر تنگ کردی جاتی ہے، قبر میں گھپ اندھیرا ہوتا ہے اور منکر نکیر کے سوالات کا جواب دینے سے لاجواب رہتا ہے اور زندگی بعد الموت کے بعد والی سزائیں یہ ہیں: اس

على رقبته وكتفه واما الثلاث التى فى القبر فيضيق عليه قبره والثانية يظلم عليه القبر والثالثة يصير غيبا بالقول واما الثلاث التى عند خروجه من القبر فاولها يلقى الله عزوجل وهو عليه غضبان والثانية يكون حسابه شديدا والثالثة رجوعه من بين يدى الله عزوجل الى النار الا أن يعفو الله عنه ـ

فصل : الصلاة خطرها عظيم وامرها جسيم وبالصلاة امر الله تبارك وتعالى رسوله محمدا صلى الله عليه وسلم واول ما اوحى الله بالنبوة ثم بالصلاة قبل كل عمل وقبل كل فريضة فى آيات كثيرة منها قوله تعالى اتل ما اوحى اليك من الكتاب واقم الصلاة وقال عزوجل ان الصلاة تنهى عن الفحشاء والمنكر وقال جل وعلا وأمر اهلك بالصلاة واصطبر عليها لا نسألك رزقا نحن نرزقك وخاطب جميع المومنين فامرهم بالاستعانة على طاعاته كلها بالصبر والصلاة فقال يا ايها الذين آمنوا استعينوا بالصبر والصلاة ان الله مع الصابرين وقال تعالى واوحينا اليهم فعل الخيرات واقام الصلاة وايتاء الزكاة فذكر الخيرات كلها جملة وهى جميع الطاعات مع اجتناب جميع المعاصى فافرد الصلاة بالذكر واوصاهم بها خاصة وبالصلاة اوصى النبى صلى الله عليه وسلم امته عند خروجه من الدنيا فقال الله الله فى الصلاة وفيما ملكت ايمانكم

حالت میں حق تعالے سے ملاقات کرے گا کہ حق تعالے اس پر غصہ ہو گا ، اس سے سخت حساب لیا جائے گا اور حق تعالیٰ کے سامنے سے واپس ہو کر سیدھا جہنم میں جائے گا یہ اور بات ہے کہ اللہ تعالے کسی مصلحت سے اسے معاف فرما دے۔

★

نماز کی اہمیت اور جلالتِ قدر | نماز انتہائی اہم اور جلیل القدر عبادت ہے اور اس کی شان عظیم ہے اس کی اہمیت کا یہاں سے اندازہ لگا لیجیئے کہ حق تعالیٰ جل مجدہٗ نے اپنے لاڈلے اور پیار سے محبوب حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کے پڑھنے کا حکم فرمایا اور سب سے پہلی وحی نبوت کے بارے میں آئی پھر اس کے بعد تمام اعمال سے قبل نماز کے بارے میں وحی آئی۔ نماز کے بارے میں قرآن حکیم میں بہت آیتیں ہیں مثلاً ایک جگہ فرمایا:۔ اُتل ما اوحی الخ یعنی آپ اس کتاب کی تلاوت فرمائیں جس کی آپ کو وحی کی گئی ہے اور نماز قائم رکھیں دیکھیئے نماز بے حیائیوں سے اور خلاف شرع کاموں سے روک دیتی ہے اور یاد رکھیئے اللہ کا ذکر بڑی چیز ہے (نماز میں اللہ کا ذکر ہوتا ہے اس لئے نماز بڑی چیز ہے اور تمہاری نیتوں کا حال اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے (ہر عمل اللہ کی رضا کے لئے کیا جائے ایسے عمل کو خالص یا صالح عمل کہا جاتا ہے) ایک جگہ فرمایا آپ اپنے گھر والوں کو نماز پڑھنے کا حکم فرمائیں اور آپ بھی اس پر جمے رہیں ہم آپ سے پیسوں کا سوال نہیں کرتے روزی اور پیسے تو ہم ہی آپ کو دیتے ہیں۔ ایک جگہ حق تعالے نے عام مومنوں سے خطاب کیا اور انہیں حکم دیا کہ تمام نیک عملوں پر صبر و نماز سے مدد لیں فرمایا: اے ایمان والو (تمام نیک عملوں پر) صبر و نماز سے مدد لو یاد رکھو اللہ صبر والوں کے ساتھ ہے ، ایک جگہ فرمایا

فهی آخر وصیته صلی الله علیه وسلم وجاء فی الحدیث انها آخر وصیة کل نبی لامته وآخر عهده الیهم عند خروجه من الدنیا فالصلاة اول فریضة فرضت علیه صلی الله علیه وسلم وعلی امته وهی آخر ما اوصی به امته وآخر ما یذهب به من الاسلام واول ما یسأل العبد عنه من عمله یوم القیامة وهی عمود الاسلام ولیس بعد ذهابها دین ولا اسلام وجاء فی الحدیث عن النبی صلی الله علیه وسلم انه قال اول ما تفقدون من دینکم الامانة وآخر ما تفقدون منه الصلاة ولیصلین اقوام لاخلاق لهم فتارك الصلاة یکفر عند امامنا احمد رحمه الله اذا ترکها جاحدا لوجوبها ووجب قتله لاخلاف فی مذهبه واما ان ترکها تهاونا وکسلا مع اعتقاد وجوبها ودعی لیفعلها فان لم یفعلها حتی تضایق الوقت الذی یلیها فیکفر وقتل بالسیف لکفره وبعد ان یستتاب ثلاثة ایام کالمرتد فی الحالتین ویکون ماله فیئا یوضع فی بیت مال المسلمین ولا یصلی علیه ولا یدفن فی مقابر المسلمین وعنه لا یجب قتله فی التهاون حتی یترك ثلاث صلوات ویتضایق وقت الرابعة ویقتل حدا کالزانی المحصن وحکمه حکم اموات المسلمین فی ماله ودفنه فی مقابر المسلمین وقال الامام ابو حنیفة

کہ ہم نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ نیک عمل کریں نماز قائم رکھیں اور زکوٰۃ دیں اس آیت میں پہلے تمام نیک عملوں کے کرنے کا حکم دیا گیا جن میں نماز و زکوٰۃ بھی شامل ہیں اور تمام گناہوں سے بچنے کی ہدایت کی گئی پھر خاص طور سے نماز و زکوٰۃ کا ذکر کیا گیا اور پہلے نماز کا ذکر کیا گیا اور زور دے کر خاص طور سے نماز کا تاکیدی حکم کیا گیا۔ جب رحمۃ للعالمین دنیا سے سدھار رہے تھے اس وقت بھی آپ نے اپنی امت کو یہی وصیت فرمائی تھی کہ لوگو نماز کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہو (آپ نے تین بار یہی جملہ دہرایا) اور لونڈی غلاموں کے بارے میں بھی اللہ سے ڈرو لہٰذا نماز رسول اللہ صلعم کی آخری وصیت ہے ایک حدیث میں آتا ہے کہ ہر نبی کی اپنی امت کے لئے آخری وصیت یہی ہے لہٰذا نماز آپ پر اور آپ کی امت پر سب سے پہلا فریضہ ہے اور آپ کی امت کے لئے اسی کی آخری وصیت ہے اور مسلمان ہونے کے بعد نماز ہی اسلام کی نشانی ہے اور قیامت کے دن سب سے پہلے نماز ہی کے بارے میں باز پرس ہوگی نماز اسلام کا ستون ہے اگر نماز نہیں تو نہ دین ہے اور نہ اسلام ہے ایک حدیث میں ہے کہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ تمہارے دین سے سب سے پہلے امانت گم ہوگی اور سب سے پیچھے نماز گم ہوگی اور ایسے نمازی رہ جائیں گے جن کا نماز میں کچھ بھی حصہ نہ ہوگا۔ لہٰذا ہمارے امام احمدؒ کے نزدیک اگر کوئی انکار کے طور پر نماز نہیں پڑھتا وہ کافر ہے کیونکہ نماز فرض ہے اور اس کا قتل کرنا واجب ہے اس پر ہمارے تمام علماء کا اتفاق ہے لیکن اگر کوئی اپنی سستی اور دل نہ چاہنے کی وجہ سے نماز نہ پڑھے اور اس کی فرضیت کا دل سے قائل ہو اسے نماز کی رغبت دلائی جائے اگر پھر بھی نہ پڑھے حتیٰ کہ وقت تنگ ہو جائے تو کافر ہو جائے گا اور کفر کی وجہ سے تلوار

رحمہ اللہ لا یقتل ولکن یحبس حتی یصلی فیتوب او یموت فی الحبس وقال الامام الشافعی رحمہ اللہ یقتل بالسیف حدا ولا یکفر والدلیل علی کفرہ ما ذکرنا فیما تقدم من الآیات والاخبار ونزید علیھا بما روی عن جابر ابن عبد اللہ رضی اللہ عنھما قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ما بین الرجل وبین الکفر والشرک الا ترک الصلاۃ وروی عن عبد اللہ بن زبید عن ابیہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیننا و بینھم ترک الصلاۃ فمن ترکھا فقد کفر وروی عن جعفر بن محمد عن ابیہ رضی اللہ عنہ قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابصر رجلا ینقر فی صلاتہ کما ینقر الغراب فقال لو مات ھذا مات علی غیر دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم وعن عطیۃ العوفی عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا ترک الرجل صلاتہ متعمدا کتب اسمہ علی باب النار فیمن یدخلھا و عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ عیلہ وسلم الا من نام عن صلاۃ العتمۃ ولم یصلھا تقول الملائکۃ لا نامت عیناک ولا قرنا حسبک اللہ بین الجنۃ والنار کما حسبتنا۔

سے قتل کر دیا جائیگا لیکن قتل سے پہلے دونوں صورتوں میں تین دن کی مہلت دیدی جائیگی شاید توبہ کر لے جیسے مرتد کو مہلت دی جاتی ہے اور اس کا تمام مال ضبط کر لیا جائے گا اور بیت المال میں جائے گا اور اس کے جنازے کی نماز بھی نہیں پڑھی جائے گی اور نہ اسے مسلمانوں کے قبرستانوں میں دفن کیا جائیگا امام احمد سے ایک روایت یہ بھی آتی ہے کہ سستی سے نماز نہ پڑھنے والے کو قتل کرنا واجب نہیں جب تک تین نمازیں نہ چھوڑ دے اور چوتھی نماز کا وقت تنگ نہ کر دے ایسا شخص بطور حد شرعی کے قتل کر دیا جائے گا جیسے شادی شدہ زناکار کو حد شرعی کے طور پر سنگسار کر دیا جاتا ہے اس کا حکم مسلمانوں کے مُردوں کی طرح ہے اور اس کے مال کے وارث اس کے مسلمان ورثہ ہونگے، امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ قتل نہیں کیا جائے گا ہاں جیل میں بند کر دیا جائے گا جب تک توبہ نہ کرے ورنہ اسے جیل ہی میں موت آئے گی۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ تلوار سے حد شرعی کے طور پر قتل کر دیا جائیگا اور کافر نہیں ہوگا۔ ہم نماز چھوڑنے والے کے کافر ہونے کے دلائل کچھ اوپر بیان کر آئے ہیں اور کچھ یہاں بیان کئے دیتے ہیں۔

جابر بن عبد اللہؓ:۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ انسان کے اور کفر و شرک کے درمیان حد نماز ہی تو ہے۔ عبد اللہ بن زید از زبید:۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہمارے اور مشرکوں کے درمیان نماز نہ پڑھنے ہی کا تو فرق ہے لہٰذا جس نے نماز چھوڑ دی وہ کافر ہوگیا۔ جعفر بن محمد از محمد:۔ نبی اکرم صلعم نے ایک شخص کو دیکھا کہ نماز میں اس طرح ٹھونگیں مار رہا ہے جیسے کوا جلدی جلدی ٹھونگیں مارتا ہے فرمایا، اگر یہ شخص مر جائے تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر نہیں مرے گا عطیہ عوفی از ابوسعید خدریؓ: رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جب انسان جان بوجھ کر نماز چھوڑ دے تو اس کا نام جہنم کے دروازے پر جہنم میں جانیوالوں کے ساتھ لکھ دیا جاتا ہے۔ انسؓ: رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جو عشاء کی نماز پڑھے بغیر سو گیا تو فرشتے اسکو کہتے ہیں کہ تیری آنکھوں میں نیند نہ آئے اور نہ ان میں ٹھنڈک ہو اور حق تعالیٰ تجھے جنت و جہنم

فصل: مروی عن الحسن البصری رحمہ اللہ انہ قال کان العلماء من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقولون خمس واربعون خصلۃ مکروھۃ منھی عنھا فی صلاۃ الفریضۃ وھی التنحنح عمدا او التشاغل عمدا والتعاطس عمدا ورفع الرأس الی السماء لما روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ کان یقلب بصرہ فی السماء فنزلت الذین ھم فی صلاتھم خاشعون فطاطا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رأسہ فکانوا یستحبون للرجل ان لا یجاوز ببصرہ مصلاہ ومنھا الصاق الحنک بالصدر وفلی الثوب والتمطی وتنفس الصعداء وتغمیض العینین والالتفات فی الصلاۃ لما روی عقبۃ بن عامر رضی اللہ عنہ فی قولہ تعالی الذین ھم علی صلاتھم دائمون قال اذا صلوا لم یلتفتوا یمینا ولا شمالا وقالت عائشۃ رضی اللہ عنھا سألت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن التفات الرجل فی صلاتہ فقال انما ھی اختلاسۃ اختلسھا الشیطان من صلاۃ العبد وقیل جاء طلحۃ یعنی ابن مصرف الی عبد الجبار بن وائل وھو فی القوم فسارہ ثم انصرف فقال عبد الجبار اتدرون ما قال قال رأیتک امس التفت وانت تصلی وقد جاء فی الحدیث عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان العبد اذا فتح

کے درمیان روک دے جیسے تو نے ہمیں روک دیا۔

مکروہات نماز حسن بصریؒ: علمائے صحابہ کرام فرمایا کرتے تھے کہ فرض نماز میں ۴۵ باتیں مکروہ ہیں: عمداً کھنکارنا، عمداً کسی دوسری طرف متوجہ ہونا، عمداً چھینکنا، سر کو آسمان کی طرف اٹھانا کیونکہ ایک حدیث میں ہے کہ نبی اکرم صلعم نماز میں اپنی نگاہ آسمان کی طرف اٹھالیا کرتے تھے اس پر والذین ھم فی صلواتہم خاشعون اتری یعنی وہ جو اپنی نماز میں خشوع کرتے ہیں اس کے بعد آپ نماز میں اپنا سر جھکا لیا کرتے تھے (سلف یہ مستحب سمجھتے تھے کہ نمازی کی نگاہ جانماز سے آگے نہ بڑھے) ٹھوڑی کو سینہ سے لگالینا، کپڑوں میں جوں ڈھونڈھنا، جماہی لینا ٹھنڈا سانس لینا، آنکھیں بند کرنا، نماز میں ادھر ادھر دیکھنا۔ (کیونکہ الذین ھم علی صلواتہم دائمون یعنی جو اپنی نماز پر ہمیشگی کرتے ہیں، کی تفسیر میں عقبہ بن عامر فرماتے ہیں کہ جب نماز پڑھیں تو ادھر ادھر نہ دیکھیں حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلعم سے حالت نماز میں ادھر ادھر دیکھنے کے بارے میں پوچھا فرمایا کہ یہ شیطان کا جھپٹ لینا ہے۔ بندے کی نماز سے شیطان (ثواب) کو جھپٹ لیتا ہے۔

کہتے ہیں طلحہ ابن مصرف، عبد الجبار بن وائل کے پاس آئے آپ لوگوں میں تھے اور آپ سے چپکے چپکے کچھ باتیں کر کے تشریف لے گئے عبد الجبار نے کہا: جانتے ہو طلحہ نے کیا باتیں کیں؟ انہوں نے یہ فرمایا کہ میں نے تم کو کل نماز کی حالت میں ادھر ادھر دیکھتا ہوا پایا حالانکہ ایک حدیث میں رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ بندہ جب نماز شروع کر دیتا ہے تو اللہ تعالے بندے کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے اور اپنا چہرا اس سے نہیں پھیرتا جب تک بندہ اپنا چہرا نہ پھیرے یا ادھر ادھر نہ دیکھے۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ جب تک بندہ نماز میں رہتا ہے اس کے

الصلاة استقبله الله بوجهه فلا يصرفه حتى يكون العبد هو الذى ينصرف او يلتفت يمينا وشمالا وفى حديث آخر ان العبد ما دام فى صلاته فله ثلاث خصال البر ينتاثر عليه من عنان السماء الى مفرق رأسه وملائكة يحفون من لدن قدمه الى عنان السماء ومناد ينادى لو يعلم المصلى من يناجى ما انفتل اى التفت والصرف والالتفات مكروه جدا وقد قيل انه يقطع الصلاة وفيه استخفاف بحرمة الصلاة وآدابها ومن ذلك الاقعاء فى القعود فيها والرد على الامام وافتراش الذراعين فى السجود ووضع الصدر على الفخذين فى السجود وضم الابطين الى الجنبين فى السجود بل يفرق بينهما ولا يلصقهما لانه مروى عن النبى صلى الله عليه وسلم انه كان اذا سجد لو مرت بهيمة تحت ذراعيه لنفذت وذلك لشدة مبالغته فى رفع مرفقيه عن ضبعيه وفى حديث آخر كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا سجد يجافى بين ضبعيه ومن ذلك تفريق الاصابع فى السجود بل يضمها ووضع اليدين دون الركبتين فى الركوع ووضع القدمين احدهما على الاخرى وتعليقهما من الارض والسدل على الازار والسراويل والتخليل والتلمظ واسترا ط الطعام مقدار الحبة والحبتين والفلس أن

لئے تین باتیں حاصل ہیں اس کے بیچ سر پر آسمان سے نیکیاں برس رہی ہیں فرشتے اس کے پیروں سے لے کر آسمان تک اسے گھیرے ہوئے ہیں اور ایک منادی اعلان کر رہا ہے کہ اگر نمازی کو معلوم ہو جائے کہ وہ کس سے سرگوشی کر رہا ہے تو ادھر ادھر نہ دیکھے لہٰذا ادھر ادھر دیکھنا سخت مکروہ ہے بلکہ بعض علماء کے نزدیک نماز ہی فاسد ہو جاتی ہے اور ادھر ادھر دیکھنا آداب اور احترام نماز کے خلاف بھی ہے) نماز میں کتے کی طرح بیٹھنا امام پر رد کرنا، سجدے کی حالت میں دونوں بازوؤں کو بچھا لینا سجدے کی حالت میں سینہ کو دونوں رانوں پر رکھنا، سجدے کی حالت میں دونوں بازوؤں کو دائیں بائیں پہلو سے ملانا، بلکہ بازو پہلو سے دُور رکھے جائیں (کیونکہ نبی اکرم صلعم سے ثابت ہے کہ جب آپ سجدہ کیا کرتے تھے تو بازو پہلو سے اتنی دُور رکھا کرتے تھے کہ ایک بکری کا بچہ گزرنا چاہے تو گزر جائے آپ بازوؤں کو بغلوں سے علیحدہ کرنے میں خوب مبالغہ کیا کرتے تھے ایک حدیث میں ہے کہ جب رسول اللہ صلعم سجدہ کیا کرتے تھے تو کہنیوں کو بغلوں سے دُور کر لیا کرتے تھے) سجدے کی حالت میں انگلیوں کا نہ ملانا اور رکوع میں دونوں ہاتھ گھٹنوں پر نہ رکھنا، آگے پیچھے پیر رکھنا بلکہ دونوں پیر ایک قطار میں رکھے جائیں پیر کا زمین سے اٹھانا، تہہ بند یا پائجامہ لٹکانا، دانتوں میں خلال کرنا، ایک یا دو دانوں کی مقدار میں طعام کا نگل جانا، معدے سے آئے ہوئے پانی کو منہ میں پھرانا اور اسے نگل جانا، زبان سے تھتھکارنا، سجدے کی حالت میں پھونک مارنا، کنکروں کو دُور رکھنے کے لئے حالت سجدے میں) برابر کرنا عرض میں (دائیں بائیں قبلہ کی طرف سے منہ موڑے بغیر) چلنا تشہد میں اپنے پاس والے پر آواز بلند کرنا یہ معلوم کرنا کہ میرے دائیں بائیں کون کون ہیں، سر سے اور بھوں سے اشارہ کرنا، ڈکار سے یا حلق سے جو چیز نکل آئے اسے نگل جانا، بلا وجہ کھانسنا، بلا وجہ تھوکنا،

يرد د بيلغ والنفث باللسان والنفخ في السجود وتسوية الحصى والمشي عرضا ورفع الصوت على جليسك في التشهد ومعرفتك من عن يمينك ومن عن شمالك والايماء والاشارة وبلع الجشاء او ما يخرج من الحلق والاستعال والتمخط والتبزق والنظر في الثياب ومسح التراب عن الجبهة قبل ان ينصرف وتسوية الحصى اكثر من مرة واحدة ونفض موضع السجود والدعاء بعد التشهد اذا كنت اماما والقعود في المحراب بعد التسليم حتى ينحرف من مكانه الى يساره والعقد باليد بالاصابع في الصلاة والعبث باللحية والثوب فيها لما روى عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال لا ينظر الله الى صلاة لا يحضر الرجل فيها قلبه مع بدنه وابصر رسول الله صلى الله عليه وسلم رجلا يعبث بلحيته فقال لو خشع قلب هذا لخشعت جوارحه ونظر الحسن رحمه الله الى رجل يعبث بالحصى وهو يقول اللهم زوجني من الحور العين فقال بئس الخاطب انت تخطب وانت تعبث وقال عبد الرحمن بن عبد الله عن عبد الله رضي الله عنه انه قال لينتهين اقوام يرفعون ابصارهم الى السماء او لا ترجع اليهم ابصارهم يعني في الصلاة وقال الاوزاعي رحمه الله يكون الرجلان في الصلاة وبين احدهما

بلا وجہ ناک سنکنا، کپڑوں کو دیکھنا، نماز سے فارغ ہونے سے پہلے پیشانی سے مٹی پونچھنا، ایک بار سے زیادہ سنگریزوں کا برابر کرنا سجدہ گاہ کا جھاڑنا، اگر امام ہے تو تشہد کے بعد دعا کرنا، سلام کے بعد محراب میں بیٹھے رہنا اور بائیں جانب سے پھر کر مقتدیوں کی طرف منہ نہ کرنا، نماز میں انگلیوں سے گرہ لگانا ڈاڑھی اور کپڑوں سے کھیلنا (کیونکہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ حق تعالیٰ اس نماز کو نہیں دیکھتا جس میں نمازی کا دل اس کے جسم کے ساتھ حاضر نہ ہو (یعنی جس طرح نمازی نے اللہ کے سامنے اپنا جسم حاضر کر دیا ہے اسی طرح دل حاضر رکھے) نبی اکرم صلعم نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ (نماز میں) ڈاڑھی سے کھیل رہا ہے فرمایا اگر اس کا دل اللہ کے آگے حاضر ہوتا تو اس کے اعضاء بھی حاضر ہوتے ایک دفعہ حسن بصریؒ نے دیکھا کہ ایک شخص نماز میں سنگریزوں سے کھیل رہا ہے اور زبان سے یہ کہہ رہا ہے کہ اے اللہ میرا بڑی آنکھوں والی حور سے نکاح کرا دے فرمایا: تو بدترین پیام ڈالنے والا ہے کیونکہ تو کھیل کی حالت میں حور پر پیام ڈال رہا ہے

عبد الرحمن بن عبد اللہ از عبد اللہ:- جو لوگ حالت نماز میں اپنی نگاہیں آسمان کی طرف اٹھاتے ہیں اس سے باز آجائیں ورنہ نگاہیں ان کی طرف واپس لوٹ کر نہیں آئیں گی۔

اوزاعیؒ دو آدمی برابر برابر نماز میں کھڑے ہوتے ہیں حالانکہ دونوں میں آسمان و زمین کے برابر فاصلہ ہوتا ہے ایک تو ہمہ تن اللہ کی طرف دل سے متوجہ ہوتا ہے اور دوسرا لہو و لعب اور غفلت کا شکار ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کسی نمازی کو آدھی نماز کا ثواب ملتا ہے اور کسی کو تہائی، چوتھائی حتے کہ آپ نے فرمایا دسواں حصہ ثواب ملتا ہے

وبين الآخر كما بين السماء والارض هذا مقبل على الله تعالىٰ بقلبه وهذا لاه وساه وقد صح الخبر عنه صلى الله عليه وسلم انه قال للمصلي من له من صلاته نصفها فذكر الى عشرها يعني بذلك ما عقل منها وحضر قلبه فيها وفي حديث آخر انه قال صلى الله عليه وسلم لمصل اربعمائة صلاة ولمصل مائتا صلاة ولمصل مائة وخمسون صلاة ولمصل سبعون صلاة وصلاة بخمسين صلاة وصلاة بسبع وعشرين صلاة وصلاة بعشر صلوات وصلاة بصلاة واحدة فالذي يكتب له اربعمائة صلاة فهو الذي يصلي بمكة في البيت الحرام مع الامام في الجماعة لعبد ان لا تفوته التكبيرة الاولى والذي يكتب له مائتا صلاة فهو الامام الذي يوم الناس بعد ان يعرف احكام الصلاة والذي يكتب له مائة و خمسون صلاة فهو المؤذن والذي له سبعون صلاة فهو الذي يستاك ويسبغ وضوءه ويصلي في الجامع في الجماعة والذي يكتب له خمسون صلاة فهو الرجل الذي يصلي في الجامع مع الامام في الجماعة ويكون قد فاتته تكبيرة الاحرام والذي يكتب له سبع وعشرون صلاة فهو الرجل الذي يسبغ وضوءه ويصلي في المسجد في الجماعة ولا تفوته تكبيرة الاحرام والذي يكتب له

اس سے آپ کی مراد یہی ہے کہ جس قدر دل حاضر ہوگا اسی قدر زیادہ ثواب ملے گا۔

ایک حدیث میں ہے کہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ کسی نمازی کو چار سو نمازوں کا کسی کو دوسو نمازوں کا کسی کو ۱۵۰ نمازوں کا کسی کو ۷۰ نمازوں کا کسی کو پچاس نمازوں کا ، کسی کو ۲۷ نمازوں کا کسی کو دس نمازوں کا اور کسی کو ایک ہی نماز کا ثواب ملتا ہے لہٰذا وہ جس کے لئے چار سو نمازیں لکھی جاتی ہیں وہ وہ نمازی ہے جو مکہ میں بیت اللہ میں امام کے پیچھے جماعت سے نماز پڑھتا ہے اور اس کی پہلی تکبیر بھی امام کے ساتھ نہیں چھوٹتی اور جس کے لئے دو سو نمازیں لکھی جاتی ہیں وہ وہ نمازی ہے جو احکام نماز سے واقف ہے اور لوگوں کو نماز پڑھاتا ہے اور جس کے لئے ۱۵۰ نمازیں لکھی جاتی ہیں وہ وہ نمازی ہے جو اذان بھی دیتا ہے اور جس کے لئے ستر نمازیں لکھی جاتی ہیں وہ وہ نمازی ہے جو مسواک کر کے اچھی طرح سے کامل وضو کرتا ہے اور مسجد میں جا کر جماعت سے نماز پڑھتا ہے اور جس کے لئے ۵۰ نمازیں لکھی جاتی ہیں وہ وہ نمازی ہے جو مسجد میں جا کر امام کے ساتھ جماعت سے نماز پڑھتا ہے اور اس کی تکبیر تحریمہ امام کے ساتھ نہ چھوٹے اور جس کے لئے ۲۷ نمازیں لکھی جاتی ہیں وہ وہ نمازی ہے جو کامل وضو کر کے مسجد میں جا کر جماعت سے نماز پڑھتا ہے لیکن اس کی تکبیر تحریمہ امام کے ساتھ چھوٹ جاتی ہے اور جس کے لئے ایک نماز لکھی جاتی ہے وہ وہ نمازی ہے جو بلا جماعت کے تنہا نماز پڑھتا اور جس کے لئے ایک نماز بھی نہیں لکھی جاتی وہ وہ نمازی ہے جو مرغ کے ٹھونگوں کی طرح جلدی جلدی نماز پڑھتا ہے اور رکوع اور سجدہ پورا پورا ادا نہیں کرتا ایسی وہ نماز کی

عشر صلوات فھو الرجل الذی یلحق الجماعۃ وقد فاتتہ تکبیرۃ الاحرام والذی یکتب لہ صلاۃ واحدۃ فھو الذی یصلی وحدہ فی غیر جماعۃ والذی لا صلاۃ لہ ھو الذی یصلی وینقر کنقر الدیک ولا یتم رکوعھا وسجودھا ھو الذی تطوی صلاتہ کالثوب الخلق ویضرب بھا وجہ صاحبھا ویقال لہ لا حفظک اللہ کما لم تحفظ صلاتک۔

فصل: وینبغی لکل مصل ان یقدم النیۃ لصلاتہ ویمثل الکعبۃ البیت الحرام امامہ نصب عینیہ علی ما تقدم بیانہ فی اول الکتاب ویتیقن قیامہ بین یدی اللہ تعالی ولا یشک انہ بعین اللہ منتصب حیث یراہ لقولہ تعالی والذی یراک حین تقوم وتقلبک فی الساجدین ولقول الرسول صلی اللہ علیہ وسلم اعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فھو یراک وینوی الصلاۃ الفریضۃ بعینھا بالاداء والقضاء فھو اولی ویرفع یدیہ الی فروع اذنیہ او حذو منکبیہ وقد بینا صفۃ ذلک فی اول الکتاب وھل یضم الاصابع بعضھا الی بعض او یفرجھا علی روایتین واذا رفع یدیہ وکبر کانہ رفع الحجاب الذی بینہ وبین اللہ تعالی فحصل فی المکان الذی لا یجوز التلفت فیہ ولا التشاغل عنہ لعلمہ انہ بعین من یری حرکتہ ویعلم ما یتلجلج فی نفسہ وینطوی علیہ سرہ وقلبہ فینظر موضع سجودہ ولا یلتفت یمینا وشمالا

ہے جس کی نماز پرانے چیتھڑوں کی طرح لپیٹ کر اس کے منہ پر ماردی جاتی ہے اور اس سے کہا جاتا ہے کہ اللہ تیرا محافظ نہ ہو جیسے تو نے اپنی نماز کی حفاظت نہیں کی۔

آداب نماز

نماز سے قبل نماز کی نیت کرنا ہر نمازی کے لئے ضروری ہے اور یہ بھی کہ اپنے سامنے کعبۂ اقدس کا تصور پیش نظر رکھے جیسا کہ آغاز کتاب میں بیان ہو چکا ہے اور اس پر بھی یقین رکھے کہ میں حق تعالے کے سامنے کھڑا ہوں اور اس میں ذرا سا بھی شک نہ کرے کہ میں اللہ کی نگاہ کے سامنے کھڑا ہوں اور اللہ تعالے مجھے دیکھ رہا ہے جیسا کہ حق تعالی نے فرمایا اور وہ جو آپ کو دیکھتا ہے جب آپ کھڑے ہوتے ہیں اور سجدہ کرنے والوں میں آپ کے اُٹھنے بیٹھنے کو بھی اور رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اللہ کی اس طرح عبادت کر گویا تو اللہ کو دیکھتا ہے اگر یہ تصور نہ بندھے کہ تو اللہ کو دیکھتا ہے تو اللہ تو تجھے دیکھتا ہے نماز سے قبل وقتی فرض نماز کی نیت کی جائے اور اگر یہ بھی نیت کر لی جائے کہ ادا کی جارہی ہے یا قضا تو اولی ہے۔ تکبیر تحریمہ کے وقت کانوں کی لوتک یا کندھوں کے بالمقابل ہاتھ اُٹھائے جائیں ہم آغاز کتاب میں ہاتھ اٹھانے کی ہیئت بیان کر آئے ہیں۔ اس میں دو روایتیں ہیں کہ ہاتھ اٹھاتے وقت انگلیاں ملالی جائیں یا الگ الگ رکھی جائیں جب نمازی رفع یدین کر کے اللہ اکبر کہتا ہے تو گویا وہ اس پردے کو اٹھا دیتا ہے جو اللہ تعالے کے اور اس کے درمیان حائل تھا اب وہ ایک ایسے مقام پر کھڑا ہے جسے حاصل کر کے ادھر ادھر دیکھنا یا کسی دوسرے کام کی طرف متوجہ ہونا جائز نہیں کیونکہ اسے یقین ہے کہ وہ اس شہنشاہ کے سامنے کھڑا ہے جو اس کے حرکات وسکنات کو دیکھ رہا ہے

ولا یرفع رأسه الی السماء واذا قال سبحانك اللهم وبحمدك وتبارك اسمك وتعالی جدك ولا اله غیرك علم انه یخاطب من هو سامع منه مقبل علیه ناظر الیه ولا یخفی علیه موضع شعرة ولا حرکة جارحة عنه وکذلك قوله ایاك نعبد وایاك نستعین اهدنا الصراط المستقیم یعقل ما یقول ویدری من یخاطب بهذا الخطاب ولا ینسی مع ذلك الخشوع والتحفظ حذرا من وقوع السهو علیه فیما هو قائم له وماثل فیه ویاتی باحدی عشرة تشدیدة فی الفاتحة ویحذر اللحن الذی یغیر المعنی فیها فان قراءتها فریضة وهی رکن تبطل الصلاة بترکها ومع ذلك یری کانه واقف علی الصراط وان الجنة عن یمینه بصفتها والنار عن شماله بما فیها وانه بصلاته مستنجز ما وعد الله عز وجل بها اذا صحت صلاته من ثواب الجنة و مستحصن بها من وعید الله بعقاب النار کل ذلك یتیقن من قلبه وحضور من عقله ویعتقد مع ذلك انه یصلی صلاة مودع لا یشك انها تعرض علی الله تعالی وانه لا یهلم له منها الا ما یصح له عند الله فقط ثم یاتی بقراءة ما تیسر من السور الکوامل و هی اولی من قراءة آخرها او اوسطها ویکون منصتا الی ما یقرأ متفهما الی ما یلفظ ویتلو

اور اس کے دل کے کھٹکوں اور خیالات سے خوب آگاہ ہے اس لئے نمازی اپنی سجدہ گاہ پر نگاہ جمالے اور ادھر ادھر نہ دیکھے اور نہ آسمان کی طرف سر اٹھائے اور جب سبحانک اللھم الخ پڑھے تو یقین کرلے کہ وہ اس ذات اقدس سے مخاطب ہے جو اس کے کلمے سُن رہا ہے اس کی طرف متوجہ ہے، اس کو دیکھ رہا ہے اور اس سے میرے ایک بال کی جگہ بھی پوشیدہ نہیں اور نہ میرے کسی عضو کی حرکت اس سے چھپی ہوئی ہے اسی طرح جب سورہ فاتحہ کی آیت ایاک نعبد و ایاک نستعین اھدنا الخ پر پہنچے تو جو کچھ زبان سے کہہ رہا ہے انہیں سمجھے اور جس کے آگے ان باتوں کا اقرار کر رہا ہے اس کی عظمت وقدرت کی ہمہ گیری کو اچھی طرح سے ذہن نشین کرلے اور اس کے ساتھ ساتھ خشوع وخضوع کو اور تحفظ نماز کو کبھی نہ بھولے اور محتاط رہے کہ نماز میں سہو واقع نہ ہو کیونکہ جس چیز کے لئے کھڑا ہوا ہے اس کا تحفظ کرے اور اسی کی طرف دھیان رکھے اور فاتحہ میں گیارہ تشدیدیں ادا کرے اور ایسی غلطی سے خاص طور سے محتاط رہے جو معنے کو بدل دے کیونکہ سورہ فاتحہ کی قرأت فرض ہے اور یہ سورت نماز کا ایک رکن ہے جس کے چھوڑنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے پھر ساتھ ہی ساتھ یہ تصور بھی قایم کرے کہ میں پل صراط پر کھڑا ہوں اور میری دائیں جانب جنت مع اپنی نعمتوں کے اور بائیں جانب جہنم مع اپنے ہولناک ودرد فرسا عذابوں کے موجود ہے اور میں اپنی اس نماز سے وہ ثواب حلال کرنے والا ہوں جس کا اس نماز پر حق تعالیٰ نے دینے کا وعدہ فرمایا ہے بشرطیکہ نماز صحیح ہو اور اس عذاب سے بچ جاؤں گا جس کا میں اللہ تعالےٰ کی وعید کے مطابق مستحق ہوتا اگر یہ فرض ادا نہ کرتا غرضیکہ ان تمام باتوں کو دل و دماغ کو حاضر کر کے یقین کرے اور ساتھ ہی ساتھ یہ عقیدہ بھی قائم کرے کہ یہ میری زندگی کی سب سے پچھلی نماز ہے اور اس میں شک نہ کرے کہ

وكذلك ان كان ماموما ينصت الى قراءة الامام
ويفهمها ويتعظ بمواعظها وزواجرها ويعتقد
امتثال اوامرها والانتهاء عن نواهيها هكذا
الى ان تنتهي السورة فاذا فرغ من القراءة ثبت
قائما وسكت حتى يرجع اليه نفسه قبل ان
يركع ولا يصل قراءته بتكبيرة الركوع ثم
يكبر ويرفع يديه الى فروع اذنيه او حذو
منكبيه على ما بينا في اول الكتاب فاذا انقضى
التكبير حط يديه ثم انحط من قيامه للركوع
ويلقم راحته ركبتيه ويفرق بين اصابعه
ويعتمد على ضبعيه وساعديه ويسوي ظهره
ولا يرفع رأسه ولا يخفض فينكسه فقد
جاء عن النبي صلى الله عليه وسلم انه كان
اذا ركع لو كانت قطرة ماء على ظهره ما
تحركت عن موضعها وجاء عنه صلى الله
عليه وسلم انه كان اذا ركع لو كان قدح
من ماء على ظهره ما تحرك عن موضعه و
ذلك لاستواء ظهره صلى الله عليه وسلم
ويقول سبحان ربي العظيم ثلاثا وهو ادنى
الكمال وقال الحسن البصري رحمه الله التسبيح
التام سبع والوسط من ذلك خمس وادناه
ثلاث تسبيحات ثم يرفع رأسه مسمعا فينتصب
معتدلا فيطمئن مترسلا يديه ثم ينحط للسجود
فيبدأ بوضع ركبتيه على الارض ثم يديه ثم
جبهته وانفه ويتمكن من الارض ويطمئن

یہ نماز اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کی جانیوالی ہے اور یقین کرے کہ یہ نماز
اسی وقت صحیح مانی جائیگی جب شریعت غرا کے مطابق ہوگی (اور اللہ
کے رسول کے بتائے ہوئے طریقہ پر پڑھی جائیگی) پھر فاتحہ کے بعد قرآن جہاں
سے آسانی سے پڑھا جائے پڑھے خواہ کامل سورت ہو یا سورت کا آخری
یا درمیانی حصہ ہو لیکن کامل سورت کا پڑھنا اولیٰ ہے اور جملہ کے ایک ایک
کلمہ پر غور کرتا رہے اور خوب سمجھتا رہے کہ میں کیا پڑھ رہا ہوں اور مجھے
حق تعالیٰ کس بات کی طرف توجہ دلا رہا ہے لیکن اگر مقتدی ہے تو خاموش
رہ کر امام کی قرأت سنے، اسے سمجھے اور اس کی پند و موعظت سے نصیحت
حاصل کرے اور اس کی ڈانٹ سے عبرت پکڑے اور اس کے احکام کی تعمیل پر
ایمان لائے اور اس کی ممانعتوں سے باز رہے سورت کے ختم ہونے تک،
اسی طرح عمل پیرا رہے پھر جب قرأت سے فارغ ہو جائے تو اتنی دیر
تک خاموش کھڑا رہے کہ سانس ٹھیک ہو جائے قرأت رکوع کی تکبیر سے
نہ ملائے پھر اللہ اکبر کہے اور کانوں کی لو تک یا سینہ کے بالمقابل دونوں ہاتھ
اٹھا کر رکوع میں چلا جائے جیسا کہ ہم شروع کتاب میں بیان کر آئے ہیں پھر
اللہ اکبر ختم کرتے ہی اپنے بندھے ہوئے ہاتھ چھوڑ دے اور قیام سے رکوع
کی طرف جھک جائے اور دونوں گھٹنوں پر ہتھیلیاں رکھ لے جیسے منہ
میں نوالہ رکھ لیا جاتا ہے اور انگلیاں الگ الگ کر لے اور بدن کا پورا زور
بازوؤں پر اور ہاتھوں پر رکھے اور پشت برابر رکھے اور سر نہ اٹھائے اور
نہ جھکائے کہ سرنگوں ہونے کی نوبت آئے کیونکہ نبی اکرم صلعم سے ثابت ہے
کہ حالت رکوع میں آپکی پشت اسطرح رہتی تھی کہ اگر اس پر پانی کا قطرہ
ڈالا جائے تو اپنی جگہ پر ٹھہرا رہے اور یہ بھی ثابت ہے کہ جب آپ رکوع کرتے
تو اگر آپکی پشت پر پانی کا پیالہ رکھدیا جائے تو وہ اپنی جگہ سے نہ ہٹے ایسا
اس لئے کہ آپکی پشت بالکل ہموار رہتی تھی اور اس میں ذرا سا بھی نشیب و فراز
نہیں ہوتا تھا پھر رکوع میں جا کر کم از کم تین بار سبحان ربی العظیم کہے۔
حسن بصریؒ :۔ مکمل تسبیح سات عدد ہیں اور درمیانی پانچ ہیں اور کم از کم

في سجوده ويتوجه بكل عضو منه وجزء الى القبلة
وجاء في الحديث عن النبي صلى الله عليه وسلم انه
قال امرت بالسجود على سبعة اعظم وفي حديث
آخر ... العبد يسجد على سبعة اعضاء فاي
عضو ... ضيعه لم يزل ذلك العضو يلعنه
ويكون في سجوده منقبضا لا ينبسط على الارض ولا
يفرش ذراعيه بل يضع اصابع يديه على الارض
حتى يحاذي بها اذنيه او منكبيه الموضع
الذي يستحب رفع اليد اليه في التكبير في
حال القيام ولا يضعهما حذاء رأسه ويضم
اصابعه ويوجهها نحو القبلة ويبين العضدين
عن الجنبين والفخذين عن الساقين والبطن
عن الارض على ما تقدم بيانه ويقول في
سجوده سبحان ربي الاعلى ثلاثا كالركوع
ثم يرفع رأسه مكبرا ويجلس على رجله اليسرى
وينصب اليمنى ويقول رب اغفر لي ثلاثا ناظرا
الى حجره ثم يسجد ثانية كذلك ثم يرفع
رأسه مكبرا من الارض ثم يديه ثم ركبتيه
معتمدا على ركبتيه فينهض على صدور قدميه
ولا يقدم احدى رجليه فانه مكروه وقيل
انه يقطع الصلاة مروي ذلك عن ابن عباس
رضي الله عنهما ويفعل كذلك في الركعة الثانية
فاذا جلس للتشهد الاول جلس على رجله اليسرى
وينصب رجله اليمنى ويوجه اصابعه نحو
القبلة ويضع يده اليسرى على فخذه اليسرى

پھر سمع اللہ لمن حمدہ کہتا ہوا رکوع سے سر اٹھائے پھر سیدھا کھڑا
ہو کر قدرے ٹھہرا رہے (حتیٰ کہ ہر عضو اپنے اپنے ٹھکانہ پر چلا جائے)
اور دونوں ہاتھ چھوڑ دے پھر جب سجدے میں جائے تو پہلے زمین پر
گھٹنے رکھے پھر دونوں ہاتھ رکھے پھر پیشانی اور ناک رکھے اور اطمینان سے
سجدہ کرے اور اپنے ہر عضو و جزو کے ساتھ قبلہ کی طرف متوجہ ہو۔
ایک حدیث میں ہے کہ سرور عالم صلعم نے فرمایا کہ مجھے سات ہڈیوں پر
سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے دوسری حدیث میں ہے کہ بندہ سات اعضاء
پر سجدہ کرتا ہے لہٰذا ان سات اعضاء میں سے جس عضو کو سجدے میں شامل
نہیں کریگا وہی عضو لعنت کریگا سجدے کی حالت میں سمٹا ہوا رہے زمین
پر بچھ نہ جائے اور نہ دونوں ہاتھ بچھائے بلکہ دونوں ہاتھوں کی انگلیاں معہ
ہتھیلیوں کے زمین پر رکھے اور انہیں کانوں کے یا کندھوں کے بالمقابل
رکھے اس طرح ہاتھوں کا رکھنا مستحب ہے اور اٹھتے وقت دونوں
ہاتھوں کا اٹھانا اور تکبیر کہنا مستحب ہے دونوں ہاتھ سر کے بالمقابل نہ
رکھے اور ہاتھوں کی انگلیاں ملالے اور قبلہ کی طرف کرلے اور دونوں
بازوؤں کو دونوں پہلوؤں سے علیحدہ رکھے اور دونوں رانیں پنڈلیوں
سے علیحدہ رکھے اور پیٹ کو زمین سے دور رکھے جیسا کہ اوپر بیان کر
گیا اور سجدے میں کم از کم تین بار سبحان ربی الاعلیٰ کہے پھر تکبیر کہتا ہوا
سر اٹھائے اور بائیں پیر پر اسے بچھا کر بیٹھ جائے اور دایاں پیر کھڑا کر
لے اور کم از کم تین بار رب اغفرلی کہے اور نگاہ گھٹنوں پر رکھے پھر
اسی طرح دوسرا سجدہ کرے پھر تکبیر کہتا ہوا زمین سے سر اٹھائے پھر
دونوں ہاتھ اٹھائے پھر ہاتھوں سے گھٹنوں پر ٹیک لگا کر گھٹنے اٹھائے
اور دونوں پیروں کی انگلیوں پر اٹھ جائے اور ایک پیر کے بل پر نہ اٹھے
کیونکہ یہ مکروہ ہے بلکہ بعض کے نزدیک اس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے
جیسا کہ ابن عباس سے منقول ہے پھر حسب سابق دوسری رکعت
پڑھے پھر جب پہلے تشہد کے لئے بیٹھے تو بائیں پیر کو بچھا کر اس پر

ویدہ الیمنی علی فخذہ الیمنی ویشیر باصبعہ التی تلی الابھام وھی السبابۃ ویحلق الابھام مع الوسطی ویقبض الخنصر والبنصر ویکون ناظرا الی اصبعہ من اول تشھدہ الی آخرہ لما روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال اذا کان احدکم فی الصلاۃ فجلس فلا یعبث بشیء فانہ یناجی ربہ ولکن یجعل یدہ الیسری علی فخذہ الیسری ویدہ الیمنی علی فخذہ الیمنی ثم لیکن قلبہ وبصرہ الی اصبعہ فانھا مذبۃ للشیطان ویتشھد فیقول التحیات للہ والصلوات والطیبات السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ ثم یقوم مکبرا فیقرأ الفاتحۃ فحسب ویرکع ویسجد کذلک ثم یصلی الرکعۃ الرابعۃ کذلک ثم یجلس للتشھد فیاتی بہ علی ما ذکرنا فاذا بلغ عبدہ ورسولہ قال اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراھیم انک حمید مجید وبارک علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی ابراھیم انک حمید مجید وعن امامنا احمد روایۃ اخری انہ یذکر ابراھیم ثم یذکر آلہ فیقول علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم وھذا آخر التشھد وینحب لہ

بیٹھ جائے اور دایاں پیر کھڑا کرلے اور پیر کی انگلیاں قبلہ کی طرف کرلے اور بایاں ہاتھ بائیں ران پر اور سیدھا ہاتھ سیدھی ران پر رکھ لے اور انگشت شہادت سے اشارہ کرے اور انگوٹھے اور درمیانی انگلی کا حلقہ بنالے اور باقی دو انگلیاں موڑ لے اور اول تشہد سے لے کر آخر تشہد تک انگلیوں پر نگاہ رکھے کیونکہ سرور عالم صلعم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی نماز میں ہو اور (تشہد کے لئے) بیٹھے تو کسی چیز کے ساتھ نہ کھیلے کیونکہ وہ اپنے رب سے مناجات میں مشغول ہے ہاں اپنا بایاں ہاتھ بائیں ران پر اور سیدھا ہاتھ سیدھی ران پر رکھ لے پھر قلب و نگاہ انگلیوں کی طرف متوجہ رہنی چاہیئے کیونکہ یہ ہیئت شیطان کو دفع کرنیوالی ہے

اور تشہد یہ پڑھے التحیات للہ الخ یعنی جانی، مالی اور قلبی عبادتیں اللہ ہی کے لئے خاص ہیں اے نبی آپ پر اللہ کی سلامتیاں، رحمتیں اور برکتیں ہوں ہم پر اور اللہ کے تمام نیک بندوں پر سلام ہو میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں پھر اللہ اکبر کہتا ہوا کھڑا ہو جائے اور صرف سورہ فاتحہ پڑھے اور حسب سابق رکوع، قومہ، سجدہ اور قعدہ کرے پھر اسی طرح چوتھی رکعت پڑھے پھر تشہد کے لئے بیٹھ کر مذکورہ بالا تشہد پڑھے پھر درود پڑھے یعنی اللّٰھم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم انک حمید مجید وبارک علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی ابراہیم انک حمید مجید۔ ہمارے امام احمدؒ سے دوسری روایت میں وعلی آل ابراہیم بھی منقول ہے درود پڑھنے کے بعد چار چیزوں سے پناہ مانگنا مستحب ہے یعنی یہ دعا پڑھے اللّٰھم انی اعوذبک من عذاب جہنم ومن عذاب القبر ومن فتنۃ المسیح الدجال ومن فتنۃ المحیا والممات یعنی اے اللہ میں جہنم کے عذاب سے، قبر کے عذاب سے مسیح دجال کے فتنہ سے اور زندگی اور موت کے فتنہ سے تیری پناہ مانگتا ہوں پھر یہ دعا پڑھے اللّٰھم انی اسالک من الخیر الخ یعنی اے اللہ

ان يستعيذ من اربع فيقول اللهم انى اعوذ بك
من عذاب جهنم ومن عذاب القبر ومن
فتنة المسيح الدجال ومن فتنة المحيا والممات
ثم يدعو فيقول اللهم انى اسألك من الخير
كله ما علمت منه وما لم اعلم واعوذ بك
من الشر كله ما علمت منه وما لم اعلم اللهم
انى اسألك من خير ما سألك عبادك الصالحون
واعوذ بك من شر ما استعاذك منه عبادك
الصالحون اللهم انى اسألك الجنة وما قرب
اليها من قول وعمل واعوذ بك من النار وما
قرب اليها من قول وعمل ربنا آتنا فى الدنيا حسنة
وفى الآخرة حسنة وقنا عذاب النار ربنا فاغفر لنا
ذنوبنا وكفر عنا سيئاتنا وتوفنا مع الابرار
ربنا وآتنا ما وعدتنا على رسلك ولا تخزنا
يوم القيامة انك لا تخلف الميعاد وان زاد
على ذلك جاز الا ان يكون اماما فيطول ذلك
على المامومين فالمستحب الاقتصار حفظا
لقلوبهم لعل ان يكون فيهم ذو الحاجة
ثم يسلم ويدعو لنفسه ولوالديه وللمسلمين
ويكون فى جميع ذلك متخوفا من عاقبتها
كيف وقد وقفت عند الله عز وجل الداعى
اليها الآمر بها المثيب عليها والمعاقب
عليها عند اساءتها فاذا خرج منها عرضها
على العلم فان شهد لها ببراءة الساحة و
سلامة المنزلة حمد الله تعالى واثنى عليه

میں تجھ سے ہر طرح کی بھلائی مانگتا ہوں خواہ وہ بھلائی مجھے معلوم ہو
یا معلوم نہ ہوں اور ہر طرح کی برائی سے تیری پناہ مانگتا ہوں خواہ
وہ برائی مجھے معلوم ہو یا معلوم نہ ہو اے اللہ میں تجھ سے وہ خیر
مانگتا ہوں جو تجھ سے تیرے نیک بندوں نے مانگی اور تجھ سے اس برائی
سے پناہ مانگتا ہوں جس برائی سے تیرے نیک بندوں نے تجھ سے پناہ
مانگی اے اللہ میں تجھ سے جنت کا اور اس قول وعمل کا جو مجھے جنت
سے قریب کر دے، سوال کرتا ہوں اور آگ سے اور اس قول وعمل
سے جو مجھے آگ سے قریب کر دے تیری پناہ مانگتا ہوں اے ہمارے
پروردگار ہمیں دنیا میں بھی نیکی دے اور آخرت میں بھی نیکی دے اور
ہمیں آگ کے عذاب سے بچا، اے ہمارے رب ہمارے گناہ بخش دے
اور ہم سے ہماری برائیاں مٹا دے اور ہمیں نیکوں کی فہرست میں شامل کر
کے اپنے پاس بلا، اے ہمارے مربی ہمیں وہ عطا فرما جس کا تو نے اپنے
رسولوں کی زبانوں پر وعدہ فرمایا ہے اور ہمیں قیامت کے دن رسوا
نہ فرما بلاشبہ تو وعدہ خلافی نہیں فرماتا اگر مزید دعائیں پڑھنا چاہے
تو پڑھ سکتا ہے البتہ اگر امام ہو تو انہیں دعاؤں پر قناعت کرنا
مستحب ہے تاکہ نماز طویل نہ ہو اور مقتدیوں کے دل نہ گھبرائیں اور
حاجت مندوں کی رعایت بھی ہو جائے پھر سلام پھیر دے اور سلام
پھیرنے کے بعد اپنے لئے، اپنے ماں باپ کے لئے اور تمام مسلمانوں کے لئے
دعائیں مانگے اور ان تمام افعال میں انجام سے خوفزدہ رہے بھلا نماز کی
انجام سے کیسے خوفزدہ نہ رہے حالانکہ نماز اس اللہ کے سامنے پیش
کی جاتی ہے جس سے نمازی دعائیں مانگ رہا ہے جس نے نماز کا
اسے حکم فرمایا ہے جو نماز پر ثواب عطا فرماتا ہے اور بری طرح
نماز پڑھنے پر سزا دیتا ہے پھر نماز سے فارغ ہو کر اس کا
رسول اللہ صلعم کی نماز سے مقابلہ کرے اور علم سے ملائے اگر علم
ذمہ داری سے سبکدوشی کی اور صحیح وسلامتی سے اس کے صحن سے

اذ جعله اهلاً لذلك وان وجد فيها نقصانا وخللا تاب الى الله عزوجل واستغفر الله و تأهب واجتهد فى التحفظ فى التى بعدها وللصلاة المقبولة علامة بينة وللمردودة علامة فعلامة المقبولة نهيها وكفها لصاحبها عن الفواحش والمناكر وترغيبه فى الخير وتجديد نيته فى الصلاح والازدياد من الطاعات وفعل الخيرات والرغبة فى المثوبات وارتداعه عن الاسواء وكراهة المعاصى والخطيئات لقول الله عزوجل ان الصلاة تنهى عن الفحشاء والمنكر ولذكر الله اكبر وهذا الذى ذكرنا يشترك فيه الامام والماموم والمنفرد فاما شرائط الصلاة وواجباتها ومسنونتها فقد ذكرناها فى اول الكتاب والله الموفق للصواب -

فصل: فيما يختص بالامام ولا ينبغى للرجل ان يكون اماما حتى تكون فيه هذه الخصال التى نذكرها وهى ان لا يحب ان يتقدم وهو يجد من يكفيه ذلك ولا يتقدم وهناك من هو افضل منه لانه جاء فى الحديث عن النبى صلى الله عليه وسلم انه قال اذا ام القوم رجل وخلفه من هو افضل منه لم يزالوا فى سفال وقال عمر بن الخطاب رضى الله عنه لان اقدم فتضرب عنقى ولا

عبور کرنے کی اور منزل تک سلامتی کے ساتھ پہنچنے کی گواہی دے تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے اور اس کی حمد و ثنا بجا لائے کیونکہ اسی نے کامیابی کے ساتھ یہ راہ طے کرا کر منزل تک پہنچایا ہے اور نماز کا اہل بنا دیا ہے اور اگر اس میں نقصان و خلل پائے تو حق تعالیٰ جل مجدہٗ سے توبہ و استغفار کرے اور آئندہ بڑی احتیاط کے ساتھ پوری پوری سرگرمی سے صحیح علم کی روشنی میں نماز کے تحفظ کی کوشش کرے۔ مقبول نماز کی ظاہر نشانی ہے اور مردود کی بھی مقبول کی نشانی یہ ہے کہ وہ نمازی کو بے حیائیوں سے اور خلاف شرع کاموں سے روک دے نیکیوں کی تڑپ پیدا کر دے، دل میں صلاح و فلاح کی اور زیادہ سے زیادہ نیکیاں کرنے کی بے پناہ لگن پیدا کر دے زیادہ سے زیادہ ثواب حاصل کرنے کا شوق ابھار دے۔ برائیوں سے روک دے اور گناہوں اور بدکاریوں سے نفرت پیدا کر دے کیونکہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے: دیکھو! نماز بے حیائیوں سے اور برے (خلاف شرع) کاموں سے روک دیتی ہے واقعی اللہ کا ذکر بہت بڑی چیز ہے ہمارے مذکورہ بالا بیان میں امام، مقتدی اور منفرد سب شامل ہیں ہم نماز کی شرطیں، نماز کی سنتیں اور نماز کے واجبات شروع کتاب میں بیان کر آئے ہیں اللہ ہی صحیح راہ کی توفیق عطا فرمانے والا ہے۔

خصوصیات امام انسان کو امام بننا لائق نہیں جب تک اس میں مندرجہ ذیل باتیں نہ پائی جائیں اگر نماز پڑھانے کا کوئی اہل موجود ہو تو اس کی موجودگی میں امامت کے لئے آگے نہ بڑھے یا اس سے افضل، عالم و فاضل اور حافظ و قاری موجود ہو تو بھی امامت کو پسند نہ کرے اگر لوگ اس کے خلاف کریں گے تو وہ ہمیشہ پستی میں اور ذلت میں رہیں گے۔ حضرت عمر رضؓ: اگر بلا کسی گناہ کے میری گردن اڑا دی جائے تو یہ مجھے اس بات سے محبوب ہے کہ میں ان لوگوں کا امام بنوں جن میں حضرت ابوبکر صدیق موجود ہوں امام اللہ کی کتاب کا عالم و قاری ہو دین کی سمجھ رکھتا ہو اور

يقربني ذلك من اثم خير من أن أتقدم تم فيهم أبو بكر الصديق رضي الله عنه وان يكون قارئاً لكتاب الله فقيهاً في دين الله بصيراً بسنة رسول الله صلى الله عليه وسلم لانه جاء في الحديث اجعلوا امر دينكم الى فقهائكم وأئمتكم قراؤكم وقال النبي صلى الله عليه وسلم يؤمكم خياركم فانهم وفودكم الى الله عزوجل وانما خصهم صلى الله عليه وسلم بذلك لانهم اهل الدين والفضل والعلم بالله عزوجل والخوف من الله تعالى الذين يعنون بصلاتهم وصلاة من خلفهم ويتقون مايلزمهم من وزر انفسهم ووزر من خلفهم ان اساءوا في صلاتهم وما اراد صلى الله عليه وسلم بالقراء الحفظة للقرآن فحسب من غير ان يعملوا به وانما اراد صلى الله عليه وسلم العمل بالقرآن مع حفظه وقد جاء في الحديث ان احق الناس بهذا القرآن من كان يعمل به وان كان لا يقرؤه وقد يحفظ القرآن من لا يعمل به ولا يعبأ باقامة حدوده مما فرض الله عليه من العمل به وما نهاه من النهي عنه فلا نعني نحن به ولا كرامة له قال النبي صلى الله عليه وسلم ما آمن بالقرآن من استحل محارمه فلا يجوز للناس ان يقدموا عليهم في صلاتهم ماما الا اعلمهم بالله و

احادیث میں کامل بصیرت والا ہو کیونکہ ایک حدیث میں آتا ہے کہ اپنے دین کا معاملہ اپنے فقہاء کو سونپ دو اور اپنا امام اپنے علماء کو بناؤ۔ نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ تم میں جو بہتر ہوں وہ تم کو نماز پڑھائیں کیونکہ وہ تمہاری طرف سے تمہارے نمائندے بن کر اللہ کے پاس جائیں گے۔ رسول اللہ صلعم نے انہیں خاص طور سے اس لئے نمائندہ فرمایا کہ وہ ارباب دین، فاضل اور علم دین کے عالم ہیں اور اللہ سے ڈرنے والے ہیں اور اپنی نماز پر اور مقتدیوں کی نماز پر خصوصی توجہ دیتے ہیں اور دلوں میں اتنا تقویٰ بھی رکھتے ہیں جو انہیں اپنے گناہوں اور مقتدیوں کے گناہوں سے محفوظ رہنے پر اور خلاف شرع نماز نہ پڑھانے پر مجبور کرے نبی اکرم صلعم کی قراء سے محض وہ حافظ قرآن مراد نہیں جو عمل سے کورے ہوں بلکہ قراء سے حافظ وعالم باعمل مراد ہیں۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ اس قرآن کو پڑھنے کے وہی حق دار ہیں جو اس پر عامل ہیں اگرچہ ہمیشہ قرآن نہ پڑھتے ہوں۔ کبھی بے عمل بھی حافظ قرآن ہو جاتے ہیں اور حدود قرآن کو قائم کرنے کی جن کا قائم کرنا فرض ہے ذرا پرواہ نہیں کرتے، انہیں نہ اوامر قرآن کو بجالانے کی فکر ہے اور نہ نواہی سے بچنے کی پرواہ۔ ایسے حافظ مراد نہیں ہیں اور نہ ایسے حافظوں کے لئے کوئی بزرگی اور عزت ہے رحمت عالم صلعم نے فرمایا کہ وہ قرآن پر ایمان نہیں لایا جس نے اس کے حرام حلال کر لئے اس لئے ایسے لوگوں کو امام بنانا لوگوں کے لئے جائز نہیں امام اسی کو بنایا جائے جو اللہ کے دین کا عالم باعمل ہو اور اللہ سے سب سے زیادہ ڈرنے والا ہو اگر اس کے برعکس نااہلوں کو امام بنا لیا جائے گا تو قعر ذلت ہی میں گر یں گے، تنزل ہی قدم چومے گا، دین بجائے ترقی کے گھٹتا ہی جائے گا اور اللہ سے اس کی رضا سے اور اس کی جنت سے دن بدن دوری ہی بڑھتی جائے گی وہ بڑے خوش نصیب ہیں جن پر اللہ تعالیٰ

اخوفهم له فان خالفوا وقدموا غيره لم يزالوا
في سفال وادبار وانتقاص في دينهم وبعد من
الله تعالى ومن رضوانه وجنته فرحم الله
قوما اعتنوا بدينهم وصلواتهم فقدموا
خيارهم واتبعوا في ذلك سنة نبيهم صلى الله
عليه وسلم وطلبوا بذلك القربة الى ربهم
تبارك وتعالى وينبغي ان يكون الامام حافظا
للسانه من عيب الناس عليه وغيبتهم له
الا من الخير ويكون يامر بالمعروف ويفعله
وينهى عن المنكر ويجتنبه ويحب الخير واهله
ويبغض الشر واهله عارفا بمواقيت الصلاة
محافظا عليها مقبلا على شأنه عفيف البطن
والفرج منقبض اليد عن الحرام قليل السعي
الا في ابتغاء مرضاة الله عزوجل قعودا حمولا
صبورا على الاذى يغضي عن الشر ويحتمل ممن
يتكلم فيه ويصبر على من يجهل عليه و
يحسن الى من اساء اليه ويكون غضيض الطرف
عن المحارم ان رأى عورة سترها وان رأى
مخزية دفنها يعرض عن الجاهلين ويقول
اللهم سلاما الناس منه في راحة وهو من
نفسه في عناء حريصا على فكاك رقبته مجدا
في خلاص نفسه ويعلم انه قد بلي بشئ عظيم
جليل خطره كبير شأنه ولكن همه ما قد كلف
به من عظم قدر الامامة وخطر قدرها و
خيرها قليل الكلام الا فيما يعنيه له حال

کی یہ مہربانی ہے کہ وہ گروہ اپنے دین کا اور اپنی نمازوں کا خاص طور سے اہتمام
رکھتے ہیں اور بہترین لوگوں کو امامت کے لئے منتخب کرتے ہیں اور
اس میں بھی اپنے محبوب نبی کی سنت کی پیروی کرتے ہیں اور اس سے اپنے
رب کا تقرب تلاش کرتے ہیں امام کی شان کے لائق لوگوں کی عیب جوئی
اور غیبت نہیں لہٰذا اس کی زبان لوگوں کی عیب جوئی اور غیبت سے
محفوظ رہنی چاہیئے ہاں لوگوں کے واقعی محاسن بیان کرے اور شرع
کے موافق جن باتوں کا شوق دلاتا ہے ان پر خود بھی سرگرم عمل رہے
اور جن باتوں سے نفرت دلاتا ہے ان سے خود بھی محتاط رہے۔
(اور اپنے دامن عصمت پر دھبہ نہ آنے دے) اسے نیکیوں سے
اور نیک حضرات سے محبت ہو اور برائیوں سے اور برے لوگوں سے
نفرت ہو، پنجگانہ نمازوں کے اوقات پہچانتا ہو اور نمازوں کی
حفاظت کرنیوالا ہو ہمیشہ اپنی اصلاح کی طرف متوجہ رہے
حرام خوری اور حرام کاری سے محفوظ رہے حرام سے ہاتھ سکیڑے
رہے اور اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے زیادہ سے زیادہ سرگرمی
سے عمل پیرا رہے خلوت گزیں اور خوب عمل کرنیوالا ہو ایذا پر
انتہائی صابر ہو برائی سے چشم پوشی کرے، اثنائے گفتگو میں تحمل مزاج
ہو، جہالت سے پیش آنیوالے کی جہالت پر صبر کرے اور برائی کرنے
والے کے ساتھ اچھائی سے پیش آئے حرام چیزوں کی طرف نہ دیکھے
اور نگاہ نیچی رکھے اگر کسی کا عیب دیکھے تو اس پر پردہ ڈال دے
اور اگر کوئی شرمناک بات دیکھے تو اسے دفن کر دے، جاہلوں سے
منہ پھیر لے اور اللہ سے سلامتی کی دعا مانگے اس سے لوگ سلامت
رہیں مگر وہ لوگوں کی طرف سے تکلیف میں رہے۔ اپنی گردن
چھڑانے میں حریص ہو اور اپنے نفس کو رہائی دلانے میں کوشاں رہے
اور یقین کرلے کہ اس پر ایک عظیم شے کا بار ڈالا گیا ہے جو جلیل القدر
اور عظیم المرتبہ ہے اس لئے اس کا دھیان اسی طرف رہے کہ جس

وللناس حال اذا قام فی محرابه علم انه قائم فی مقام النبیین وخلیفة سید المرسلین ویناجی رب العالمین بتحری الاجتهاد تمام الصلاة والتسلیم من خلفه ممن تقلد امامته خفیف الصلاة فی تمام یصلی بصلاة اضعفهم فیری من نفسه انه دونهم وانه مبتلی بامامتهم وان الله تعالی یسأله عن اداء الفرائض عن نفسه وعنه وهو یتقدم باکٍ علی خطیئته نادم علی ما سلف من تفریطه وقد یمم آثامه وما اقتفی من اوقاته لا یتکبر علی من خلفه ولا یتخیر علی من هو دونه ولا یتعصب حمیة لنفسه اذ قیل ما فیه وما هو عنه بری ولا یحب حمدهم ولا یکره ذمهم تکون الجماعة عنده فی الحالین سواء لم یجرب علیه کذبة طیب الطعام نظیف اللباس متواضعا فی لبسه متخاشعا فی جلسته غیر محدود فی الاسلام ولا ذا ریبة فی الانام ولا غمازا علی اخیه عند السلطان ولا یشیع اسرار الناس ای لا یفشیها ولا هو ساع الی شر الناس ولا ذو حقد فی اخیه ولا خائن فی ودیعته وتجارته وعاریته ولا یتقدم وهو خبیث المطعم والمکسب ولا یتقدم وهو یشتهی الامامة ولا یتقدم وهو یعلم ان فیه حسدا ولا بغیا ولا حقدا ولا احنة ولا غلا ولا دغلا ولا نزقة ولا طالبا ثأرا ولا منتصرا لنفسه ولا متشفیا من غیظ ولا

عظیم المرتبہ اور جلیل القدر امامت کا بار مجھ پر ڈالا گیا ہے اسے صحیح صحیح انجام دوں تاکہ میرا احترام و وقار قائم رہے، کم گو ہو اں جس بات کے لغیر چارہ نہ ہو وہ ضرور کہے امام کا مقام لوگوں کے مقام سے بلند و مختلف ہے جب امام اپنی محراب میں کھڑا ہو تو یقین کرلے کہ وہ انبیائے کرام کی اور خلفائے عظام کی جگہ کھڑا ہے اور رب العالمین سے مناجاۃ میں مصروف ہے اس لئے نماز کو تکمیلی مرحلہ تک پہنچانے کے لئے پوری پوری کوشش کرے تاکہ اپنی اور اپنے مقتدیوں کی جن کی وہ امامت کر رہا ہے صحیح صحیح نمازیں اللہ کے سپرد کر دے۔ امام ہلکی نماز پڑھائے نماز تو ہلکی ہو لیکن ارکان نماز میں کمی نہ آنے پائے ایسی نماز پڑھے جیسی کمزور سے کمزور آدمی پڑھتا ہے اور خود کو مقتدیوں میں سب سے کمزور سمجھے اور یہ خیال کرے کہ امامت اس پر ڈال دی گئی ہے حق تعالیٰ مجھ سے اداء فرائض کے بارے میں پوچھے گا کہ میں نے اپنا اور لوگوں کا کس طرح فرض ادا کیا امام اپنے گزشتہ گناہوں پر اور قدیم لغزشوں پر نادم و پشیمان اور رونا دھوتا رہے اور اپنے گناہوں سے بھرپور دبیتے ہوئے زمانہ پر آٹھ آٹھ آنسو بہاتا رہے یہ خیال نہ کرے کہ میرا مقام بہت اونچا ہے اور مقتدیوں سے اپنے کو بڑا نہ سمجھے اور خود کو ان سے اچھا تصور نہ کرے اگر اس کے برے اخلاق پر تنقید کی جائے یا بلا وجہ اس کی طرف بری باتیں منسوب کی جائیں تو تعصب کو دخل نہ دے اسے اپنے بارے میں نہ لوگوں کی تعریف سے خوش ہونا چاہیئے اور نہ لوگوں کی برائی سے رنجیدہ ہونا چاہیئے اس کی نگاہ میں جماعت دونوں حالتوں میں برابر ہے، لوگوں میں ایک جھوٹ بھی اس کا ثابت نہ ہو اور اس کا طعام و لباس حلال و پاک ہو لباس سے عاجزی ٹپکتی ہو اور بیٹھنے کی ہیئت سے فروتنی جھلکتی ہو اسلام میں اس پر کوئی شرعی حد جاری نہ ہوئی ہو اور نہ لوگوں میں متہم و بدنام ہو نہ حکام کے پاس کسی کی چغلی کھاتا ہو، نہ لوگوں کے اسرار فاش کرتا ہو لا

متتبعا عورۃ رجل مسلم ولا فاشا لاحد من

امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ولا یتکلم فی

فتنۃ ولا یسعی فیہا ولا یقویہا بل یعین اھل

الحق علی اھل الباطل بیدہ ولسانہ وقلبہ یقول

الحق وان کان مرا لا تاخذہ فی اللہ لومۃ

لائم ولا یحب مدح الناس لہ ولا یکرہ

ذمہم ولا یخص نفسہ بشیء من الدعاء

بل یعمم الدعاء لہ ولہم وقت ما یدعو

عقیب الصلاۃ بہم فان افرد نفسہ بذلک

کان خیانۃ منہ لہم ولا یؤثر بعضہم علی

بعض الا اولی العلم کما قال النبی صلی اللہ

علیہ وسلم لیلینی اولوا الارحام والنہی

وکذلک الذین یلونہم وراء ظہرہ ولا یقرب

الغنی و یزری بالفقیر ولا ینبغی لہ ان یتقدم

بقوم وفیہم من یکرہ امامتہ فان کان

فیہم من یکرہہ ومن لا یکرہہ نظر فان

کان الاکثر یکرہونہ اعتزل المحراب ولا

یقربہ ہذا اذا کانت کراہتہم لہ بعلم و

حق وان کانت بجہل وباطل ورعونۃ نفس

وعصبیۃ لمذہب او ہوی لم یلتفت الی کراہتہم

ولا یترک الصلاۃ بہم الا ان یخاف الفتنۃ

فی القوم لاجلہ فیتنحی ویعتزل المحراب لذلک

حتی یصطلحوا و یرضوا ولا ینبغی لہ ان یکون

مماریا ولا حلافا ولا لعانا ولا یدخل فی

مداخل السوء والتہم ولا یالف ولا یخالط

ہو نہ لوگوں کی شرارت میں حصہ لینے والا ہو نہ کسی کا دشمن ہو نہ کبھی اس نے کسی کی امانت میں خیانت کی ہو اور نہ کسی سے مانگی ہوئی چیزیں یا کاروبار میں خیانت کی ہو اگر کسی کا کھانا پینا اور پیشہ گندا ہو وہ کبھی نماز نہ پڑھائے اور نہ امامت کی رغبت کرے اگر کسی کو یہ معلوم ہو کہ مجھ میں حسد، بغاوت، کینہ، بغض، تیزی، جھنجھلاہٹ اور انتقامی جذبہ ہے وہ کبھی آگے نہ بڑھے اور نہ خون کے انتقام کا خواہشمند امامت کرائے نہ اپنے نفس کا انتقام لینے والا، نہ مغلوب الغضب نہ مسلمانوں میں عیب ٹٹولنے والا، نہ کسی مسلمان کے ساتھ دھوکہ کرنے والا۔

امام فتنہ کے زمانہ میں زبان سے اچھی یا بری بات نہ نکالے اور نہ فتنہ میں کوشاں ہو نہ اس کی قوت کا باعث ہو اہل حق والوں کی اپنے ہاتھ سے، زبان سے اور دل سے اعانت کرے اور حق بات کے اگرچہ وہ تلخ ہوتی ہے اسے اللہ کے دین میں کسی ملامت گر کی ملامت کا خوف نہ ہو اگر لوگ اس کی تعریف کریں تو اپنی تعریف پسند نہ کرے اور اگر برائی کریں تو برا نہ مانے اور خاص طور سے اپنے لئے کوئی دعا نہ مانگے بلکہ نماز کے بعد اپنے لئے اور سب کے لئے دعائیں مانگے اگر خاص طور سے اپنے ہی لئے دعائیں مانگے گا تو مقتدیوں کے حق میں خائن سمجھا جائے گا اور جماعت میں سے بجز علماء کے کسی کو کسی پر ترجیح نہ دے جیسا کہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ اصحاب عقل و دانش کو میرے قریب رہنا چاہیئے اسی طرح دوسری صف میں امام کے محاذ میں اہل عقل کو رہنا چاہیئے امام مالداروں کو مقرب نہ بنائے اور ناداروں کو حقیر نہ سمجھے امام کو لائق نہیں کہ جماعت کو نماز پڑھائے جب کہ جماعت میں وہ حضرات بھی ہوں جو اس کی امامت کو اچھا نہ سمجھتے ہو اگر جماعت اس کے بارے میں دو قسم کے لوگ ہوں کہ بعض تو اسے پسند کرتے ہوں اور بعض ناپسند کرتے ہوں تو اکثر کا اعتبار کیا جائے گا اگر اکثر جماعت والے اسے ناپسند کرتے ہیں

من الناس الا الصالحين ولا ينبغي له ان يكون
اماما وهو يحب الفتنة واهلها اثم المعصية
واهلها والرياسة واهلها وينبغي ان يكون
صبورا على اذية الناس متوددا اليهم طالبا
لمنفعتهم مجتهدا في نصيحتهم لا يماري على
الامامة ولا يقاتل عليها من كفاه مؤنتها
ولقد نقل عن الاكابر ممن تقدم من السلف
الصالحين انهم كرهوا الامامة وقدموا
من ليس هو مثلهم في الشرف والديانة
ابتغاء حمل المؤنة عنهم وتخفيفا وخيفة من
تقصير يقع لهم وينبغي للامام اذا حضر عنده
ذو سلطان ان لا يتقدم عليه في الصلاة الا
باذنه وكذلك لا يجلس الا باذنه واذا
نزل بقرية او محلة او قبيلة او حي من احياء
العرب لا يؤمهم الا باذنهم وكذلك اذا
اتفق مع قوم في قافلة وسفر ومجمع التمام لا
يؤمهم الا باذنهم وينبغي للامام ان لا يطيل
الصلاة بل يخففها مع التمام لما روى عن
ابي هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله
صلى الله عليه وسلم اذا كان احدكم اماما
فليخفف فانه يقوم وراءه الصغير والكبير
وذو الحاجة واذا صلى لنفسه فليطل ما شاء
وعن ابي واقد رضي الله عنه قال كان رسول الله
صلى الله عليه وسلم من اوجز الناس صلاة
على الناس وادومه على نفسه ـ

تو امامت سے دستبردار ہو جائے اور محراب کے قریب بھی نہ جائے یہ حکم اس وقت ہے جب اکثر دلیل و حق کی بنا پر اسے ناپسند کرتے ہوں لیکن اگر کراہت بلا دلیل و حق کے ہو یا ذاتی عداوت یا مذہبی تعصب یا ہوائے نفسانی کی وجہ سے ہو تو کراہت کی پرواہ نہ کرے اور نماز پڑھاتا رہے لیکن اگر اس کی وجہ سے قوم میں فتنہ کا اندیشہ ہو تو امامت سے اور محراب سے دستبردار ہو جائے حتیٰ کہ جماعت میں صلح ہو جائے اور اس کی امامت سے راضی ہو جائیں، امام جھگڑنے والا، بہت قسمیں کھانیوالا اور طعن و تشنیع کرنے والا نہ ہو اور برائیوں اور تہمتوں کے مقامات سے کنارہ کش رہے، امام صلحاء ہی سے محبت کرے اور انہیں کے پاس اٹھے بیٹھے اور انہیں سے گھلے ملے ایسے لوگوں کو امام نہیں بننا چاہیئے جو شر کو اور شر پسندوں کو محبوب رکھتے ہوں، اسی طرح جو گناہ کو اور گناہگاروں کو اور ریاست و رؤسا کو محبوب رکھتے ہوں، وہ بھی امام نہ بنیں، امام کو لوگوں کی ایذا پر بڑا صابر رہنا چاہیئے پھر ایذا کے باوجود ان سے محبت کرے ان کا مخلص خیرخواہ ہو اور ان کی ہمدردی میں انتہائی کوشاں رہے اور امامت پر جھگڑا نہ کرے اور اہل امامت سے امامت پر جنگ نہ کرے۔ سلف صالحین امامت کو مکروہ سمجھتے تھے اور اسے آگے بڑھا دیا کرتے تھے جو بزرگی اور دینداری میں ان سے نیچے درجے کا ہوا کرتا تھا تاکہ جماعت کا بوجھ اٹھانا نہ پڑے اور ہلکے پھلکے رہیں اور انہیں اپنی کوتاہیوں کا بھی ڈر رہتا تھا۔ امام کو لائق ہے اگر کوئی صاحب اقتدار جماعت میں موجود ہو تو اس کی اجازت کے بغیر آگے نہ بڑھے اسی طرح اس کے حکم کے بغیر امامت نہ چھوڑے اگر امام کسی قصبہ میں یا محلہ میں یا چھوٹے قبیلہ میں یا کسی بڑے قبیلہ میں ٹھہرے تو ان کی اجازت کے بغیر نماز نہ پڑھائے اسی طرح اگر اتفاق سے کسی قافلہ میں یا کسی سفر میں یا بڑے اجتماع میں امام موجود ہو تو ان کی اجازت کے بغیر نماز نہ پڑھائے۔ امام کو لائق ہے کہ لمبی نماز نہ پڑھائے بلکہ ہلکی نماز پڑھائے مگر پوری نماز ہو کیونکہ حضرت ابوہریرہؓ

فصل: وينبغي للامام ان لا يدخل في الصلاة ولا يكبر حتى ينوي الامامة بقلبه وان تلفظ بلسانه كان احسن ويلتفت يمينا وشمالا فيسوي الصفوف فيقول استقيموا يرحمكم الله اعتدلوا رضي الله عنكم ويامرهم بسد الفرج وتسوية المناكب ودنو بعضهم من بعض حتى تتماس مناكبهم لان اختلاف المناكب واعوجاج الصفوف نقص في الصلاة ولحضور الشياطين وقيامهم مع الناس في الصفوف جاء في الحديث عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال راصوا الصفوف وحاذوا المناكب وسدوا الخلل حتى لا يقوم بينكم مثل اولاد الحذف يعني مثل اولاد الغنم من الشياطين وقد كان النبي صلى الله عليه وسلم اذا قام الى الصلاة لم يكبر حتى يلتفت يمينا وشمالا فيامرهم بتسوية مناكبهم ويقول لا تختلفوا فتختلف قلوبكم ورأى صلى الله عليه وسلم يوما رجلا قد خرج صدره من الصف فقال لتسون مناكبكم او ليخالفن الله تعالى بين قلوبكم وفيما اتفق عليه مسلم والبخاري رحمهما الله عن سالم بن ابي الجعد رحمه الله قال سمعت النعمان بن بشير رضي الله عنه قال كان النبي صلى الله عليه وسلم يقول لتسون صفوفكم او ليخالفن الله تعالى بين وجوهكم وفي حديث آخر

بیان ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اگر تم میں سے کوئی امام ہو تو اسے ہلکی نماز پڑھانی چاہیئے کیونکہ اس کے پیچھے چھوٹے بڑے اور ضرورت مند ہر قسم کے لوگ ہوتے ہیں ہاں اپنی ذاتی نماز کو جس قدر چاہے طویل پڑھ لے ۔ ابو واقد: ۔ رسول اللہ صلعم لوگوں کو ہمیشہ انتہائی مختصر نماز پڑھایا کرتے تھے۔

کیا امام مقتدیوں کی نیت کرے؟ امام جب تک اپنے دل سے امامت کی نیت نہ کرلے نیت نہ باندھے اور اگر دل کے ساتھ ساتھ زبان سے بھی نیت کرلے تو نور علی نور۔ نیت باندھنے سے قبل دائیں بائیں صفوں کو دیکھ لیا جائے اور صفیں سیدھی کرادے اور کہے برابر ہو جاؤ تم پر اللہ کی نوازش ہو، صفیں سیدھی کرلو حق تعالٰی تم سے راضی ہو اور لوگوں کو حکم کرے کہ درمیان کی کشادگی بند کردو، کندھے ایک محاذ میں کرلو اور اس طرح مل کر کھڑے ہو کہ کندھے سے کندھے مل جائیں کیونکہ کندھوں کا آگے پیچھے رہنا اور صفوں کا ٹیڑھا ہونا نماز میں کمی کا موجب ہے اور شیطان آ دھمکتے ہیں اور صفوں میں لوگوں کے ساتھ مل کر کھڑے ہو جاتے ہیں ۔ ایک حدیث میں ہے کہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ صفیں ملالو اور کندھے بالمقابل رکھو اور صفوں کے درمیان خالی جگہ بند کردو تاکہ تمہارے درمیان بکری کے بچوں کی طرح شیطان نہ کھڑے ہوں ۔ رحمت عالم صلعم جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تھے تو جب تک آپ دائیں بائیں دیکھ کر لوگوں کے کندھے سیدھے نہ کرالیا کرتے تھے نیت نہیں باندھا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ الگ الگ نہ کھڑے ہو ورنہ تمہارے دل الگ الگ ہو جائیں گے ۔ ایک دن آپ نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس کا سینہ صف سے نکلا ہوا ہے فرمایا: کندھے برابر کرلو ورنہ اللہ تعالٰی تمہارے دلوں میں اختلاف پیدا فرمادے گا۔

سالم بن ابی الجعد: میں نے نعمان بن بشیر سے سنا فرماتے تھے کہ نبی اکرم صلعم فرمایا کرتے تھے اپنی صفیں برابر کرلو ورنہ حق تعالٰی تمہارے

عن قتادة عن انس بن مالك رضي الله عنه قال
قال رسول الله صلى الله عليه وسلم سووا صفوفكم
فان تسوية الصفوف من تمام الصلاة وجاء
عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه انه كان اذا
قام مقام الامام لا يكبر حتى ياتيه رجل قد
وكله باقامة الصفوف يخبره انهم قد
استووا فيكبر حينئذ وكذلك كان يفعل
عمر بن عبد العزيز رحمه الله وروى ان بلالا
المؤذن رضي الله عنه كان يسوي الصفوف و
يضرب عراقيبهم بالدرة حتى يستووا وقال
بعض العلماء ان الظاهر من هذا انه كان
يفعل ذلك على عهد رسول الله صلى الله عليه
وسلم عند اقامته قبل ان يدخل في الصلاة
لان بلالا رضي الله عنه لم يؤذن لاحد بعد
النبي صلى الله عليه وسلم الا يوما واحدا عند
مرجعه من الشام في زمن ابي بكر الصديق
رضي الله عنه لسؤاله وسؤال الصحابة رضي الله
عنهم شوقا الى رسول الله صلى الله عليه وسلم
وعهده فلما بلغ بلال رضي الله عنه الى قوله
اشهد ان محمدا رسول الله امتنع من الاذان
فلم يقدر عليه فسقط مغشيا عليه حبا للنبي
صلى الله عليه وسلم وشوقا اليه واشتد
عند ذلك بكاء اهل المدينة من المهاجرين
والانصار حتى خرجت العواتق من خدورهن
شوقا الى النبي صلى الله عليه وسلم

چہروں میں اختلاف پیدا فرمادے گا۔ (بخاری و مسلم)

قتادہ از انس بن مالکؓ: رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ صفیں برابر کرلو کیونکہ صفوں کا برابر کرنا نماز کا تتمہ ہے حضرت عمرؓ جب نماز پڑھانے کے لئے کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر نہیں کہا کرتے تھے جب تک وہ شخص جس کو آپ نے صفوں کو سیدھا کرنے پر متعین فرمایا تھا آکر آپ کو یہ خبر نہیں دیتا تھا کہ صفیں سیدھی ہوگئی ہیں یہ خبر سن کر آپ تکبیر کہا کرتے تھے اسی طرح عمر بن عبد العزیز کیا کرتے تھے منقول ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ مؤذن رسول اللہ صلعم صفیں سیدھی کیا کرتے تھے اور ایڑیوں پر درے مارا کرتے تھے حتیٰ کہ لوگ سیدھے ہوجایا کرتے تھے۔ علماء کی رائے ہے کہ بظاہر حضرت بلال ایسا عہد رسالت میں نیت باندھنے سے پہلے کیا کرتے تھے کیونکہ رسول اللہ صلعم کی وفات کے بعد آپ نے عہد صدیقی میں شام سے واپس آنے کے بعد صرف ایک دن اذان دی تھی جب کہ حضرت ابوبکرؓ نے اور صحابہ کرام نے آپ سے اذان کی درخواست کی تھی تاکہ بلالؓ کی اذان سے رسول اللہ صلعم کی اور آپ کے زمانہ کی یاد تازہ ہوجائے پھر جب بلال اشہد ان محمدا رسول اللہ پر پہنچے تو رسول اللہ صلعم کی محبت (شوق) میں اذان نہ دے سکے اور بے ہوش ہوکر گر گئے اور مدینہ کے مہاجرین وانصار پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے حتیٰ کہ شوق حضرت رسالت میں پردہ نشین نوجوان خواتین بھی اپنے پردوں سے نکل آئیں اس سے معلوم ہوا کہ بلال صفوں کو سیدھا کرنے کے لئے لوگوں کی ایڑیوں پر عہد رسالت میں درے مارا کرتے تھے۔

امام کو چاہیئے کہ قبلہ والے طاق میں پورا داخل نہ ہو کہ مقتدی اسے دیکھ نہ سکیں بلکہ طاق سے قدرے باہر رہے۔ ہمارے امام احمدؒ سے ایک اور روایت بھی آتی ہے کہ امام کا طاق قبلہ میں کھڑا ہونا مستحب ہے امام مقتدیوں سے اونچا کھڑا نہ ہو اگر ایسا کرے گا تو

فثبت بذلك ان ضربه لمراقيب الناس كان على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم و ينبغى للامام ان لا يدخل طاق القبلة فيمنع من وراءه رؤيته بل يخرج منه قليلا وعن امامنا احمد رحمه الله رواية اخرى انه يستحب قيامه فيه ولا يقف مقاما اعلى من مقام المامومين فان فعل ذلك قيل تبطل صلاته على وجه و ينبغى له اذا سلم من صلاته ان لا يلبث فى محرابه وليقم وليتنح الى يساره فليات بتنفله ناحية من المحراب لما روى المغيرة بن شعبة رضى الله عنه قال ان النبى صلى الله عليه وسلم قال لا يتطوع الامام فى مقامه الذى يصلى فيه بالناس المكتوبة واما الماموم فجى تُزله ذلك وهو مخير ان شاء صلى فى موضعه او يتاخر قليلا وينبغى ان تكون له سكتتان سكتة عند افتتاح الصلاة و سكتة اذا فرغ من القراءة قبل ان يركع حتى يتنفس و يسكن وهج قراءته ولا يصل قراءته بتكبيرة الركوع لان ذلك مروى عن النبى صلى الله عليه وسلم فى حديث سمرة بن جندب رضى الله عنه و ينبغى اذا صلى الى سترة ان يدنو منها ولا يدع بينه و بينها فرجة بعيدة لئلا يمر بينهما كلب اسود بهيم او حمار او امراة فان صلاته تنقطع بذلك عند احمد امامنا رحمه الله و عنه فى المراة والحمار رواية اخرى لا بأس

بعض کے نزدیک ایک روایت کی رو سے اس کی نماز باطل ہو جائے گی۔

امام سلام پھیر کر (زیادہ دیر تک) محراب میں نہ ٹھہرے بلکہ اپنی بائیں طرف ہٹ کر محراب کے ایک گوشہ میں نوافل پڑھے۔ کیونکہ حضرت مغیرہ بن شعبہ کا بیان ہے کہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ امام اس جگہ نوافل نہ پڑھے جہاں وہ لوگوں کو فرض نماز پڑھاتا ہے لیکن ایسا مقتدی کے لئے جائز ہے اسے اختیار ہے خواہ اسی جگہ سنتیں پڑھ لے جہاں فرض پڑھے ہیں یا قدرے اس جگہ سے ہٹ جائے۔

امام کو دو سکتے کرنے چاہئیں ایک سکتہ تو نماز کے شروع کرنے کے وقت اور دوسرا سکتہ قرأت سے فارغ ہو کر رکوع میں جانے سے قبل تاکہ سانس لے لے اور قرأت کے شور سے سکون حاصل ہو جائے۔ اور قرأت کو رکوع کی تکبیر سے نہ ملائے کیونکہ ایک حدیث میں ایسا ہی نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے اور اس حدیث کے راوی حضرت سمرہ بن جندب ہیں۔

اگر امام کے سامنے سترہ ہو تو امام کو چاہیئے کہ سترہ کے قریب کھڑا ہو اور اپنے اور سترہ کے درمیان لمبا فاصلہ نہ چھوڑے تاکہ دونوں کے درمیان سے مطلق سیاہ کتا یا گدھا یا عورت نہ گزرے کیونکہ ہمارے امام احمد کے نزدیک ان چیزوں سے اس کی نماز کٹ جاتی ہے امام موصوف سے ایک روایت کی رو سے عورت اور گدھے سے نماز نہیں کٹتی۔

امام کو رکوع میں تین تسبیحیں پڑھنی چاہئیں جیسا کہ ہم اوپر ذکر کر آئے ہیں تسبیحات پڑھنے میں جلدی نہ کرے اور انہیں تیزی سے نہ پڑھے بلکہ آہستہ آہستہ آرام سے ٹھہر ٹھہر کر پڑھے کیونکہ اگر امام جلدی جلدی تسبیح پڑھے گا تو مقتدی اس کے ساتھ ساتھ نہ رہیں گے اور وہ بھی جلدی کریں گے اس طرح امام سے مقتدیوں کا آگے بڑھنا لازم آئے گا اور ان کی نماز فاسد ہو گی جس کا وبال امام پر آئیگا

فيهما وينبغي له اذا ركع ان يسبح له ثلاث تسبيحات على ما ذكرنا ولا يسرع فيها ولا يبادر وليكن بتمام من كلامه وتثبته ويمكن لانه اذا اسرع بالتسبيح لم يدركه من خلفه فيؤدي ذلك الى مسابقة المامومين فتفسد صلاتهم فيرجع وزرهم اليه وكذلك ينبغي له اذا رفع رأسه من الركوع وقال سمع الله لمن حمده ثبت قائما معتدلا ويقول ربنا ولك الحمد من غير عجلة في كلامه حتى يدركه المأموم وان زاد على ذلك فقال ملء السماء وملء الارض وملء ما شئت من شيء بعد جاز لان ذلك مروي عن النبي صلى الله عليه وسلم وجاء عن انس بن مالك رضي الله عنه انه قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا رفع رأسه من الركوع يقوم حتى يقال قد نسي وكذلك يثبت في السجود وفي جلسته بين السجدتين ليدركه من خلفه في الركن ولا نظر الى قول من يقول اذا فعل ذلك سبقه المأموم فبطلت صلاته اذا تكرر ذلك منه ففي ذلك فساد لان الناس اذا رأوه يديم ذلك ويواظب عليه علموا ان التثبيت دأبه فتثبتوا له ولم يبادروا ثم يقال للامام يستحب لك ان تخوفهم قبل الشروع في الصلاة وتحذرهم من مسابقتك على ما ذكرنا في الفصل الذي يليه فلا يؤدي ذلك الى فساد بل الى مصلحة عامة وتمام

اسی طرح جب امام سمع اللہ لمن حمدہ کہتا ہوا رکوع سے سر اٹھائے تو بالکل سیدھا ہو کر کھڑا ہو جائے اور آرام سے ربنا ولک الحمد کہے حتیٰ کہ اسے مقتدی کھڑا ہوا پالیں اگر ولک الحمد کے بعد ملأ السموات وملأ الارض وملأ ما شئت من شئ بعد (یعنی اے اللہ آسمان و زمین بھر کر اور ان کے بعد تیری مشیت کے مطابق مخصوص چیز بھر کر تیرے لئے بڑائیاں ہیں) بھی پڑھ لے تو جائز ہے کیونکہ یہ دعا نبی اکرم صلعم سے ثابت ہے۔

علاوہ ازیں انس رضی بن مالک کا بیان ہے کہ جب رسول اللہ صلعم رکوع سے اپنا سر اٹھاتے تو اتنی دیر کھڑے رہتے کہ یہ گمان کر لیا جاتا کہ آپ بھول گئے ہیں اسی طرح سجدہ میں اور قعدہ میں دیر تک بیٹھا کرتے تھے تاکہ اس حالت میں آنے والے آپ کو پا کر آپ کے ساتھ مل جائیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر امام ایسا کرے گا تو مقتدی کی امام سے پہل لازم آئے گی اور مقتدی کی نماز باطل ہو جائے گی کیونکہ وہ بار بار امام سے سبقت کرے گا اور بار بار کی سبقت فساد نماز کو لازم ہے مگر یہ قول ناقابل تسلیم ہے کیونکہ جب مقتدی اس پر امام کی ہمیشگی دیکھیں گے تو انہیں معلوم ہو جائے گا کہ یہ اس کا طریقہ ہے تو مقتدی اس کے لئے کھڑے رہیں گے اور جلدی نہیں کریں گے۔

امام کے لئے مستحب ہے کہ نماز کو شروع کرنے سے پہلے لوگوں کو متنبہ کر دے اور انہیں ڈرا دے کہ مجھ سے پہلے نماز کے کسی رکن میں پہل نہ کرنا تاکہ لوگ احتیاط سے نماز پڑھیں اور نماز میں فساد نہ آنے پائے اور عوام کی نماز مکمل رہے ایسا کرنے میں عوام کے لئے مصلحت ہے ایک حدیث میں ہے کہ ہر نماز پڑھانے والا بمنزلہ چرواہے کے ہے اور اس سے اس کی رعایا کے بارے میں

صلاۃ الجمیع وقد جاء فی الحدیث ان کل مصل داع ومسئول عن رعیتہ وقیل ان الامام راع لمن یصلی بھم فعلی الامام النصیحۃ لمن یصلی خلفہ وینھاھم عن المسابقۃ فی الرکوع و السجود ویحسن ادبھم اذ ھو راع لھم ومسئول غدا عنھم ویتم صلاتہ ویحکمھا ویحسنھا حتی یکون لہ مثل اجر من یصلی خلفہ والا علیہ مثل اوزارھم اذا أساء وقصر۔

فصل: ویجب علی المأموم ان ینوی الأئتمام ویقف علی یمین الامام ولا یقف قدامہ ولا عن یسارہ فان کانوا جماعۃ فالسنۃ ان یقفوا خلفہ فان کبر عن یمینہ وجاء آخر فانہ یکبر معہ صفا ثم یخرجان وراء الامام فان کبر الثانی اخرجھما الامام بیدہ ولا یتقدم ھو عن موضعہ الا ان یکون وراءہ ضیق واذا حضر الجماعۃ فوجد فی الصف فرجۃ دخل فیھا وان لم یجد وقف عن یمین الامام ولا یجذب رجلا فیقوم معہ صفا لانہ یؤدی الی الھرج والفتنۃ والبغضاء والعداوۃ ولانہ یؤدی ذلک الی بطلان صلاۃ المجذوب لانہ یصیر فذا بذلک وذلک یبطل الصلاۃ عندنا ولکن یجتھد فیحصل کتفیہ فی الصف فیکبر ویجھر بالصلاۃ ثم یخرج مع واحد منھم الی وراء الصف واذا دخل المسجد والامام فی الرکوع کبر تکبیرتین احداھما للاحرام

باز پرس کی جائے گی کہا جاتا ہے کہ امام مقتدیوں کا چرواہا ہے لہٰذا امام پر لازم ہے کہ وہ مقتدیوں کا خیر خواہ رہے اور انہیں آگاہ کر دے کہ رکوع اور سجدے وغیرہ میں اس سے سبقت نہ کریں اور انہیں نماز کے اصول و آداب بتا دے کیونکہ وہ ان کا چرواہا ہے اور اس سے ان کے بارے میں قیامت کے دن سوال ہونے والا ہے لہٰذا انہیں مکمل، خوبصورت اور مستحکم نماز پڑھائے تاکہ اسے بھی مقتدیوں جیسا اجر ملے ورنہ کوتاہی کی اور بری طرح نماز پڑھانے کی صورت میں مقتدیوں کی برابر اس پر بھی گناہ ہے۔

مقتدیوں کو ہدایات | مقتدی کا فرض ہے کہ امام کی اقتداء کی نیت کرے اور امام کی دائیں جانب کھڑا ہو اس کے آگے یا اس کی بائیں جانب کھڑا نہ ہو اگر مقتدی ایک سے زیادہ ہوں تو سنت یہ ہے کہ امام کے پیچھے کھڑے ہوں اگر امام ایک مقتدی کی نیت کر کے نیت باندھ لے اور دوسرا مقتدی آجائے تو دونوں مقتدی امام کے پیچھے کھڑے ہوں اگر دوسرا بھی امام کے پاس کھڑا ہو کر نیت باندھ لے تو اپنے ہاتھ سے انہیں پیچھے کر دے اور امام اپنی جگہ چھوڑ کر آگے نہ بڑھے البتہ اگر امام کے پیچھے جگہ تنگ ہو تو پھر امام آگے بڑھ سکتا ہے اگر کوئی جماعت میں شامل ہونا چاہے اور صف میں اتنی جگہ ہو کہ وہ کھڑا ہو سکے تو وہاں کھڑا ہو جائے اور اگر جگہ نہ ہو تو امام کی دائیں جانب کھڑا ہو جائے اور آگے سے پیچھے کسی آدمی کو نہ کھینچے تاکہ صف بن جائے کیونکہ اس سے فتنہ و فساد کا اور بغض و عداوت کا ڈر ہے علاوہ اس سے پیچھے کھینچے جانے والے شخص کی نماز باطل ہو جاتی ہے کیونکہ اس کا کرنے والا ایک ہی شخص ہے اور یہ فعل ہمارے نزدیک نماز کو باطل کر دیتا ہے لیکن اس آنے والے کو حتی الامکان صف ہی میں کھڑا ہونے کی کوشش کرنی چاہیے پھر اللہ اکبر کہہ کر نیت باندھے اور کسی شخص کو صف کے پیچھے کھینچ کر صف نہ بنائے اگر کوئی اس حال

والاخری للرکوع فان کبر واحدۃ ونواھما جاز واذا دخل والامام فی التشھد الاخیر استحب لہ ان ینوی الصلاۃ ویکبر ویجلس مع الامام لیدرک فضل الجماعۃ فاذا سلم الامام بنی علی تکبیرتہ وصلی۔

فصل: وینبغی للماموم ایضا ان لا یسبق الامام فی التکبیر ولا فی الرکوع والسجود ولا فی الرفع منھما ویجد فی ذلک جدا ویجتھد وسعہ ویبین لہ فانہ ان تکون افعالہ جمیعھا فی الصلاۃ عقیب فعل امامہ وقد جاء فی ذلک احادیث کثیرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعن الصحابۃ رضوان اللہ علیھم اجمعین من ذلک ما روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال اما یخاف الذی یرفع راسہ قبل الامام ان یحول اللہ راسہ راس حمار وفی حدیث آخر عنہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال الامام یرجع قبلکم ویسجد قبلکم ویرفع قبلکم وعن البراء بن عازب رضی اللہ عنھما قال کنا خلف النبی صلی اللہ علیہ وسلم فکان اذا انحط من قیامہ لا یحنی احد منا ظھرہ حتی یضع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جبھتہ علی الارض وکان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یثبتون خلفہ قیاما حتی ینحط النبی صلی اللہ علیہ وسلم ویکبر ویضع جبھتہ علی الارض وھم قیام ثم

میں مسجد میں آتا ہے کہ امام حالت رکوع میں ہے تو دو تکبیریں کہے ایک تکبیر تحریمہ اور ایک رکوع کی تکبیر اگر ایک ہی تکبیر سے دونوں کی نیت کرے تو جائز ہے اگر کوئی اس حال میں آئے کہ امام اخیر کے تشہد میں ہو تو اسے مستحب ہے کہ نماز کی نیت کرے اور تکبیر کہے اور امام کے ساتھ بیٹھ جائے تاکہ جماعت کا ثواب پالے پھر جب امام سلام پھیر دے تو نماز پڑھے اور سابق تکبیر پر قناعت کرے۔

مقتدیوں کے آداب | مقتدیوں کا فرض ہے کہ نماز کے ہر رکن میں خواہ تکبیر ہو یا رکوع اور سجدہ وغیرہ ہو امام سے سبقت نہ کریں اور اس سلسلہ میں خاص طور سے احتیاط برتیں اور مقدور بھر یہ کوشش کریں کہ نماز میں ہمارے تمام افعال امام کے افعال کے بعد سرزد ہوں اس سلسلہ میں نبی اکرم صلعم سے بہت سی حدیثیں وارد ہیں اور صحابہ سے آثار بھی منقول ہیں ایک روایت میں ہے کہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا کیا وہ شخص جو امام سے پہلے اپنا سر اٹھا لیتا ہے اللہ سے اس سے نہیں ڈرتا کہ اللہ تعالیٰ اس کا سر گدھے کے سر جیسا بنا دے ایک اور حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ امام تم سے پہلے رکوع وسجدہ کرتا ہے اور سر اٹھاتا ہے۔ براء بن عازب رضی: ہم نبی اکرم صلعم کے پیچھے تھے پھر جب آپ قیام سے سجدے میں جاتے تب ہم میں کوئی اپنی پشت نہیں موڑتا تھا جب تک رسول اللہ صلعم اپنی پیشانی زمین پر نہیں رکھتے تھے صحابہ کرام آپ کے پیچھے کھڑے رہا کرتے تھے یہاں تک کہ نبی کریم صلعم اللہ اکبر کہتے ہوئے جھکتے اور اپنی پیشانی زمین پر اس حال میں رکھ دیتے کہ صحابہ کھڑے ہوئے ہوتے پھر وہ آپ کے بعد سجدے میں جاتے۔

صحابہ کرام فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہو جاتے تھے اور ہم ہنوز سجدے ہی میں ہوتے تھے۔

انس بن مالک رضی، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

يتبعونه وقد جاء عن الصحابة رضي الله عنهم انهم قالوا لقد كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يستوي قائما وانا سُجّدٌ بعد وعن انس بن مالك رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اما يخشى الذي يرفع راسه قبل الامام ان يحول الله راسه راس حمار او رأس خنزير وعن ابي هريرة رضي الله عنه قال سمعت ابا القاسم صلى الله عليه وسلم يقول اما يخشى الذي يرفع راسه قبل الامام ان يحول الله رأسه راس حمار وروى ان ابن مسعود رضي الله عنه نظر الى من سبق الامام فقال لا وحدك صليت ولا بامامك اقتديت والذي لم يصل وحده ولم يقتد بامامه فذلك الذي لا صلاة له وكذلك روى ان ابن عمر رضي الله عنهما نظر الى من سبق الامام فقال له ما صليت وحدك ولا صليت مع الامام ثم ضربه وامره ان يعيد الصلاة وعن ابي صالح عن ابي هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انما جعل الامام ليؤتم به فاذا كبر فكبروا واذا ركع فاركعوا واذا رفع رأسه فارفعوا رؤسكم واذا قال سمع الله لمن حمده فقولوا جميعا ربنا لك الحمد واذا سجد فاسجدوا ولا تسجدوا قبل ان يسجد واذا رفع رأسه فارفعوا رؤسكم ولا ترفعوا رؤسكم قبل ان يرفع واذا صلى جالسا فصلوا اجمعين جلوسا

کیا وہ شخص نہیں ڈرتا جو امام سے پہلے اپنا سر اٹھا لیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کا سر گدھے کے یا سور کے سر میں تبدیل فرما دے ؟

ابوہریرہؓ :- میں نے ابوالقاسم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا فرماتے تھے (حسب سابق حدیث ہے)

منقول ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ امام سے سبقت کر رہا تھا فرمایا کہ نہ تو تو نے تنہا نماز پڑھی اور نہ امام ہی کی پیروی کی اور جو شخص نہ تنہا نماز پڑھے اور نہ امام کی پیروی کرے اس کی نماز نہیں۔

اسی طرح حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ امام سے جلدی کر رہا ہے، فرمایا: نہ تو تو نے تنہا نماز پڑھی اور نہ اپنے امام کی اقتدا کی پھر آپ نے اسے مارا اور نماز دوبارہ پڑھنے کا حکم فرمایا۔

ابوصالح از ابوہریرہؓ: رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ امام اسی لئے مقرر کیا جاتا ہے کہ اس کی اقتدا کی جائے لہٰذا اس کی تکبیر کے بعد تم تکبیر کہو، اس کے رکوع کے بعد تم رکوع کرو، اس کے سر اٹھانے کے بعد تم اپنے سر اٹھاؤ، اس کے سمع اللہ لمن حمدہ کہنے کے بعد تم سب ربنا لک الحمد کہو اس کے سجدہ کرنے کے بعد تم سجدہ کرو اور اس کے سر اٹھانے کے بعد تم اپنے سر اٹھاؤ اس سے پہلے اپنے سر نہ اٹھاؤ اگر وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم سب بیٹھ کر نماز پڑھو (یہ حکم کہ اگر امام بیٹھ کر نماز پڑھائے تو تم بھی بیٹھ کر نماز پڑھو رسول اللہ صلعم کی آخری نماز سے منسوخ ہے کیونکہ آپ نے مرض الموت میں بیٹھ کر نماز پڑھائی اور صحابہ نے آپ کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھی۔)

ہمارے امام ابوعبداللہ احمدؒ اپنے ایک رسالہ میں اپنی اسناد سے ابوموسیٰ صحابی سے فرماتے ہیں کہ ابوموسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں

وروی امامنا ابوعبداللہ احمد رحمہ اللہ فی
رسالۃ لہ باسنادہ عن ابی موسی الاشعری رضی اللہ
عنہ صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علمنا صلاتنا
وعلمنا ما نقول فیہا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم اذا کبر الامام فکبروا واذا قرأ فانصتوا
واذا قال غیر المغضوب علیہم ولا الضالین
فقولوا آمین یستجیب اللہ تعالیٰ لکم واذا
کبر فکبروا واذا رفع راسہ فقال سمع اللہ
لمن حمدہ فارفعوا رؤسکم وقولوا اللہم
ربنا لک الحمد یسمع اللہ لکم واذا کبر وسجد
فکبروا واسجدوا واذا رفع راسہ وکبر
فارفعوا رؤسکم وکبروا قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فتلک بتلک واذا کان
فی القعدۃ فلیکن من قول احدکم التحیات
للہ والصلوات والطیبات حتی تفرغوا من
التشہد قال الامام ابوعبداللہ احمد بن
محمد بن حنبل الشیبانی رحمہ اللہ وامانتنا
علی مذہبہ اصلا وفرعا وحشرنا فی زمرتہ
قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا کبر فکبروا
معناہ ان ینتظروا الامام حتی یکبر ویفرغ
من تکبیرہ وینقطع صوتہ ثم یکبرون
بعدہ والناس یغلطون فی ہذہ الاحادیث
ویجہلونہا مع علیہ عامتہم من الاستخفاف
بالصلاۃ والاستہانۃ بہا فتارۃ یأخذ

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں ہماری نماز سکھائی اور
نماز میں پڑھی جانے والی چیزیں بھی سکھائیں چنانچہ رسول اللہ صلعم
نے فرمایا کہ جب امام تکبیر کہے تو اس کے بعد تم بھی تکبیر کہو اور جب
وہ قرأت کرے تو تم خاموش رہو اور جب وہ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین
کہے تو تم آمین کہو اللہ تعالیٰ تمہاری دعائیں قبول فرمائے گا اور جب وہ
تکبیر کہے تو تم تکبیر کہو اور جب وہ سر اٹھا کر سمع اللہ لمن حمدہ کہے
تو تم اپنے سر اٹھا کر کہو ربنا لک الحمد حق تعالیٰ تمہاری دعائیں
قبول فرمائے گا اور جب وہ تکبیر کہتا ہوا سجدے میں چلا جائے تو
تم تکبیر کہتے ہوئے سجدے میں جاؤ اور جب وہ اللہ اکبر کہتا ہوا سجدے
سے سر اٹھائے تو تم بھی اللہ اکبر کہتے ہوئے سجدے سے سر اٹھاؤ۔
رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اس دفعہ کی تلافی اس دفعہ سے ہو جائے
گی (اور تم امام کے ساتھ ساتھ رہو گے) پھر جب تم تشہد کے لئے
بیٹھو تو یہ تشہد (التحیات للہ والصلوات الخ) پڑھو حتی کہ تشہد
سے فارغ ہو جاؤ۔ امام احمدؒ بن حنبل شیبانی (حق تعالیٰ ہمیں اصل
وفرع کے اعتبار سے آپ ہی کے مذہب پر موت دے اور ہمیں
آپ ہی کی جماعت میں اٹھائے آمین) فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلعم کے
اس حکم کا کہ جب امام تکبیر کہہ چکے تو تم تکبیر کہو، یہ مطلب ہے کہ مقتدی
امام کا انتظار کریں کہ وہ تکبیر کہے اور تکبیر کہہ کر فارغ ہو جائے اور
اس کی آواز ختم ہو جائے پھر مقتدی تکبیر کہیں۔ لوگ ان
احادیث میں غلطیاں کرتے ہیں اور ان کے مطالب سے جاہل ہیں
حالانکہ عوام کا یہ حال ہے کہ وہ نماز کو ایک معمولی فعل سمجھتے ہیں اور
حقیر جانتے ہیں کبھی تو امام کے ساتھ ساتھ تکبیر کہہ دیتے ہیں یہ
بالکل غلط ہے انہیں اس وقت تکبیر کہنی لائق ہے جب امام تکبیر کہہ
چکے اور اس کی آواز ختم ہو جائے اسی طرح نبی اکرم صلعم نے فرمایا
کہ جب امام تکبیر کہے تو تم تکبیر کہو کیونکہ جزا شرط کے بعد آتی ہے)

الامام فی التکبیر فیاخذون معه فی التکبیر
وهذا خطأ لا ینبغی لهم ان یاخذوا فی التکبیر
حتی یکبر الامام ویفرغ من تکبیرة وینقطع
صوته وهکذا قال النبی صلی الله علیه وسلم
اذا کبر الامام فکبروا والامام لا یکون
مکبرا حتی یقول الله اکبر لان الامام لو قال
الله ثم سکت لا یکون مکبرا حتی یقول الله
اکبر فیکبر الناس بعد قوله الله اکبر فاخذهم
فی التکبیر مع الامام خطاء وترک لقول النبی
صلی الله علیه وسلم لانک لو قلت اذا صلی فلان
فکلمته کان معناه ان انتظره حتی اذا صلی
وفرغ من صلاته کلمته ولیس لک ان تکلمه
وهو یصلی وکذلک معنی قول النبی صلی الله علیه
وسلم اذا کبر الامام فکبروا وربما طول
الامام فی التکبیر اذا لم یکن له فقه والذی
یکبر معه ربما جزم التکبیر ففرغ من التکبیر
قبل ان یفرغ الامام فقد صار هذا مکبرا
قبل الامام ومن کبر قبل الامام فلیست
له صلاة لانه دخل فی الصلاة قبل الامام
وکبر قبل الکلام فلا صلاة له وقول النبی
صلی الله علیه وسلم اذا کبر ورکع فکبروا
وارکعوا معناه ان ینتظروا الامام حتی
یکبر ویرکع وینقطع صوته وهم قیام ینتظرونه
وقول النبی صلی الله علیه وسلم فاذا رفع
راسه وقال سمع الله لمن حمده فارفعوا

اور امام اس وقت تک تکبیر کہنے والا قرار نہیں دیا جاتا جب تک
اللہ اکبر نہ کہہ لے کیونکہ اگر امام اللہ اکبر کہہ کر خاموش ہو جائے
تو مکبر نہیں کہلائے گا جب تک اللہ اکبر نہ کہہ لے، لہٰذا امام کے
اللہ اکبر کہنے کے بعد مقتدیوں کو اللہ اکبر کہنا چاہیئے لہٰذا امام کے
ساتھ تکبیر کہنا غلط ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس
قول (کہ جب امام تکبیر کہے تو تم تکبیر کہو) کو نظر انداز کر دیتا ہے
کیونکہ اگر تم کسی سے کہو کہ جب فلاں نماز پڑھ لے تو اس سے باتیں
کرو۔ تو اس کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ ابھی انتظار کرو حتیٰ کہ جب وہ
نماز سے فارغ ہو جائے اور سلام پھیر دے تو اس وقت اس سے
باتیں کر لینا اس جملہ کی رو سے فلاں سے نماز کی حالت میں باتیں کرنا
تمہارے لئے جائز نہیں ٹھیک تمہارے اسی جملہ کی طرح نبی اکرم
صلعم کا مذکورہ بالا جملہ ہے، ناسمجھ اور جاہل امام اکثر اللہ اکبر کو
طول دے کر پڑھا کرتے ہیں اور وہ مقتدی جو امام کے ساتھ تکبیریں
کہتے ہیں جلدی سے تکبیروں سے فارغ ہو جاتے ہیں حالانکہ امام کی
تکبیر ختم ہونے نہیں پاتی اس طرح ان کی امام سے سبقت لازم آتی
ہے جو منع ہے اور ایسے شخص کی نماز نہیں ہوتی کیونکہ وہ نماز میں امام
سے پہلے داخل ہو گیا اور اس نے امام سے پہلے نیت باندھ لی اس لئے
اس کی نماز نہیں۔ نبی اکرم صلعم کے اس قول کا (کہ جب امام تکبیر کہے
اور رکوع کر لے تو تم تکبیریں کہو اور رکوع کرو) یہ مطلب ہے کہ
مقتدی امام کا انتظار کریں حتیٰ کہ وہ تکبیر کہہ کر رکوع میں چلا جائے
اور اس کی آواز ختم ہو جائے اور ہنوز مقتدی کھڑے ہوں پھر
تکبیریں کہہ کر رکوع میں جائیں اور نبی اکرم صلعم کے اس قول کا
(کہ جب امام رکوع سے اپنا سر اٹھائے اور سمع اللہ لمن حمدہ کہے
تو تم ربنا لک الحمد کہو) یہ مطلب ہے کہ مقتدی انتظار کریں اور
رکوع کی حالت میں رہیں جب تک امام اپنا سر اٹھا کر سمع اللہ

رؤسكم وقولوا اللهم ربنا لك الحمد معناه ان ينتظروا الامام ويثبتوا ركوعا حتى يرفع الامام رأسه ويقول سمع الله لمن حمده وينقطع صوته وهم ركوع ثم يتبعونه فيرفعون رؤسهم ويقولون اللهم ربنا لك الحمد وقوله فاذا كبر وسجد فكبروا واسجدوا معناه ان يكونوا قياما حتى يكبر وينحط للسجود ويضع جبهته على الارض وهم قيام ثم يتبعونه وكذلك جاء عن البراء بن عازب رضی الله عنهما وهذا كله موافق لقول النبی صلی الله عليه وسلم الامام يركع قبلكم ويسجد قبلكم ويرفع قبلكم وقوله اذا كبر ورفع راسه فارفعوا رؤسكم وكبروا معناه ان يثبتوا سجودا حتى يرفع رأسه ويكبر فاذا انقطع صوته وهم سجود اتبعوه فرفعوا رؤسهم وقول النبی صلی الله عليه وسلم فتلك بتلك يعنی انتظاركم اياه قياما حتى يكبر ويركع وانتم قيام فتتبعونه وانتظاركم اياه ركوعا حتى يرفع رأسه ويقول سمع الله لمن حمده وانقطع صوته وانتم ركوع فاذا قال سمع الله لمن حمده وانقطع صوته وانتم ركوع اتبعتموه فرفعتم رؤسكم وقلتم ربنا لك الحمد وقول النبی صلی الله عليه وسلم فتلك بتلك فی كل رفع وخفض وهذا اتمام الصلاة فاقتلوا والبصروه واحكموه واعلموا ان كثيرا من الناس

لمن حمدہ ذکر کرلے اور اس کی آواز بند ہو جائے پھر اس کے بعد مقتدی اپنے سر اٹھا کر اللھم ربنا لک الحمد کہیں۔ اور نبی اکرم صلعم کے اس قول کا (کہ جب امام تکبیر کہتا ہوا سجدے میں چلا جائے تو تم تکبیریں کہتے ہوئے سجدے میں جاؤ) یہ مطلب ہے کہ مقتدی کھڑے رہیں جب تک امام اللہ اکبر کہہ کر سجدے میں جا کر اپنی پیشانی زمین پر نہ رکھ دے پھر اس کے بعد مقتدی تکبیریں کہتے ہوئے سجدے میں جائیں۔

اسی طرح براءؓ بن عازب سے روایت آتی ہے۔ یہ تمام مطلب نبی اکرم صلعم کے اس فرمان کے (کہ امام تم سے پہلے رکوع، سجدہ کرتا ہے اور رکوع و سجدے سے سر اٹھاتا ہے) موافق ہے اور نبی اکرم صلعم کے اس قول کا (کہ جب امام تکبیر کہے اور اپنا سر اٹھائے تو تم اپنا سر اٹھاؤ اور تکبیر کہو) یہ مطلب ہے کہ مقتدی سجدے میں رہیں جب تک امام تکبیر کہتا ہوا سجدے سے اپنا سر اٹھا کر بیٹھ نہ جائے اور اس کی تکبیر کی آواز ختم نہ ہو جائے پھر مقتدی تکبیریں کہتے ہوئے سجدوں سے سر اٹھائیں۔ اور نبی اکرم صلعم کے اس قول کا (کہ وہ دفعہ اس دفعہ کے بدلہ ہے) یہ مطلب ہے کہ تمہارا حالت قیام میں امام کا رکوع میں جانے تک انتظار اور حالت رکوع میں امام کے کھڑے ہونے تک انتظار برابر سرابر ہو جائیں گے مثلاً امام کے ایک منٹ کے بعد تم رکوع میں گئے تھے پھر امام کے ایک منٹ کے بعد تم نے رکوع سے سر اٹھایا تو اس ایک ایک منٹ کی تاخیر سے تمہارا ہر رکن امام کے ہر رکن کے برابر ہو گیا اور امام کی اقتدا بھی ثابت ہو گئی۔ الغرض مذکورہ بالا طریقہ سے نماز مکمل ہوتی ہے لہٰذا اسے اچھی طرح سے سمجھ کر اس پر پوری سرگرمی سے عمل پیرا ہو جاؤ اور یاد رکھو قیامت کے دن بہت سے لوگوں کی نماز ناقابل تسلیم ہو گی کیونکہ وہ رکوع و سجدے میں اور قیام و قعود میں امام سے سبقت کیا کرتے تھے ایک حدیث میں آتا ہے کہ ایسا زمانہ بھی

يوم القيامة ما تكون لهم صلاة لسبق الامام بالركوع والسجود والرفع والخفض قد جاء في الحديث انه ياتي على الناس زمان يصلون ولا يصلون ولؤشك ان يكون زماننا هذا فان الغالب عليهم مسابقة الامام وتضييع اركان الصلاة وواجباتها ومسنوناتها وتمامها۔

فصل : ويجب على من رأى من يقصر في صلاته ولسقط اركانها وواجباتها وآدابها أن يعظه ويعلمه وينصحه ليصلح فيما بقي ويستغفر عما مضى فان لم يفعل كان شريكه في ذلك وعليه وزره واثمه وقد جاء في الحديث عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال ويل للعالم من الجاهل حيث لا يعلمه فلولا ان تعليم الجاهل واجب على العالم ولازم له وفرض عليه لما توعده صلى الله عليه وسلم بالويل في السكوت عنه لان الوعيد لا يستحقه الا من ترك الواجب والفرض دون النفل وجاء في الحديث عن بلال بن سعد انه قال الخطيئة اذا اخفيت لم تضر الا صاحبها واذا ظهرت فلم تغير ضرت العامة وذلك لتركهم ما لزمهم من التغيير والانكار على من ظهرت الخطيئة منه وسكوتهم عنه فلما سكتوا تفاقم الامر والوبال على الجميع وشارك المحسن المسيء في اسائته اذا لم ينهه وينصحه وقد ورد عن ابن مسعود

آنے والا ہے کہ لوگ نماز پڑھیں گے اور نماز نہیں پڑھیں گے یعنی ان کی نمازیں ناقابل تسلیم ہوں گی، شاید وہ زمانہ ہمارا ہی زمانہ ہو کیونکہ امام سے سبقت کرنا اور نماز کے ارکان، واجبات سنن اور تکملہ کو ضائع کرنا ہم پر غالب ہے۔

★

خلاف شرع نمازیوں کو نصیحت کرنے کا حکم اگر کوئی مسلمان کسی نمازی کو نماز میں کوتاہی کرنے والا اور نماز کے ارکان واجبات اور آداب کو ضائع کرنے والا پائے تو اس کا فرض ہے کہ اسے سمجھائے اور محبت و پیار سے اسے نماز کے احکام و آداب سکھا دے تاکہ وہ آئندہ نماز کو درست کرکے پڑھے اور پچھلی نمازوں کی کوتاہیوں پر اللہ تعالیٰ سے دعائے مغفرت کرتا رہے اگر دیکھنے والا ایسا نہیں کرے گا تو وہ بھی گناہ میں حصہ دار ہو گا اور اس کے گناہ اور کوتاہیوں کا اس پر بھی اثر پڑے بغیر نہ رہے گا ایک حدیث میں ہے کہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا ایک جاہل کی جانب سے عالم کے لئے بڑی خرابی ہے کیونکہ عالم جاہل کو اسلامی اصول و آداب نہیں سکھاتا اگر عالم پر جاہل کو تعلیم دین دینا لازم و واجب بلکہ فرض نہ ہوتا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کی خاموشی پر مذکورہ بالا ویل کی دھمکی نہ دیتے کیونکہ وعید کا وہی مستحق ہوتا ہے جو کسی واجب کو یا فرض کو چھوڑ بیٹھتا ہے کوئی ترک نوافل پر وعید کا مستحق نہیں ہوا کرتا۔ بلال بن سعد کا قول ہے کہ اگر گناہ پوشیدہ ہے تو گناہگار ہی کے لئے مضر ہے اور اگر ظاہر ہے اور اس کی اصلاح نہیں کی گئی تو عوام کے لئے بھی مضر ہے کیونکہ خواص پر اصلاح کی ذمہ داری بھی عائد ہوتی تھی اور انہوں نے اپنے فرض کو محسوس نہیں کیا اور گنہ گار کو گناہ سے نہیں روکا اور خاموشی اختیار کی جس کے نتیجہ میں اس گناہ کا وبال سب پر ڈال دیا گیا اور اس کے وبال میں اچھوں اور بروں

رضی اللہ عنہ قال من رأی من یسیء فی صلاتہ فلم ینھہ شارکہ فی وزرھا وعارھا ویکون موافقا للشیطان اللعین لانہ یرید ان یسکت عن الکلام فی ذلک وان یترک التعاون علی البر والتقوی اللذین امر اللہ تعالیٰ بھما فی قولہ عزوجل و تعاونوا علی البرّ والتقویٰ الآیۃ والنصیحۃ التی ھی واجبۃ علیھم بعضھم لبعض ویرید ان یضمحل الدین ویذھب الاسلام ویاثم الخلق کلھم فلا ینبغی للعاقل ان یطیع الشیطان قال اللہ عزوجل یابنی آدم لا یفتننکم الشیطان کما اخرج ابویکم من الجنۃ وقال جلا وعلا ان الشیطان لکم عدو فاتخذوہ عدوا انما یدعو حزبہ لیکونوا من اصحاب السعیر واعلم أن جمیع ما یوجد من النقص فی الصلاۃ والزکاۃ وجمیع سائر العبادات لسکوت اھل العلم والفقہ والتصبر عنھم وترک النصیحۃ والتعلیم والتادیب فینشأ ذلک اولا من اھل الجھل ثم یعم اھل العلم وینسب الیھم ومن العجب لو رأی رجلا من یسرق حبۃ واحدۃ او رغیفا من انسان یھودی اومسلم لم یتمالک من نفسہ حتی یصیح علیہ ویزجرہ ویقبح لہ ذلک واذا رأی من یصلی و یسرق ارکان الصلاۃ ویسقطھا مع الواجب ویسابق الامام سکت عنہ ولا ینطق فینکر علیہ ویعلمہ ویستھین امرہ وقد جاء عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال شر الناس سرقۃ الذی یسرق من صلاتہ قالوا

سب ہی کو حصہ ملا کیونکہ نیک حضرات نے اسے مٹانے کی کوشش نہیں کی تھی اور خیر خواہی کا حق ادا نہیں کیا تھا۔ حضرت ابن مسعود رضؓ فرماتے ہیں اگر کوئی کسی کو غلط طریقہ سے نماز پڑھتا ہوا دیکھتا ہے اور اُسے روکتا نہیں تو وہ بھی نماز کے گناہ و عار میں نمازی کے ساتھ حصہ دار ہے اور شیطان کے موافق ہے کیونکہ شیطان کی عین خواہش ہے کہ برے کاموں سے لوگوں کو نہ روکا جائے اور نیکی اور تقوے پر تعاون کرو اور گناہوں اور زیادتی پر تعاون نہ کرو اور اللہ سے ڈر جاؤ یاد رکھو اللہ تعالیٰ سخت عذاب والا ہے۔ لہٰذا ہر ایک پر دوسرے کی خیر خواہی لازم ہے شیطان کی تو عین تمنا ہے کہ دین بگڑے اسلام خاکم بدہن ختم ہو اور تمام لوگ گناہوں میں ڈوب جائیں اس لئے عاقل مسلمان کا فرض ہے کہ وہ شیطان کی اس تمنا کو پامال کرے اور خاک میں ملا دے حق تعالیٰ جل مجدہٗ نے فرمایا دیکھو شیطان تمہارا دشمن ہے اسے دشمن ہی سمجھو وہ اپنی طرف اپنی جماعت کو جہنم میں جھونکے جانے ہی کے لئے بلاتا ہے۔ یاد رکھئے جس قدر خرابیاں نماز و زکوٰۃ میں اور دیگر تمام عبادتوں میں پیدا ہوئی ہیں وہ علماء اور فقہاء کی خاموشی اور چشم پوشی ہی سے پیدا ہوئی ہیں کہ انھوں نے خیر خواہی اور عوام کی تعلیم و تربیت سے کنارہ کشی اختیار کر لی آخر کار شروع میں تو عبادتوں میں خرابیاں جاہلوں میں پیدا ہوئیں پھر علماء بھی اسی رنگ میں رنگ گئے اور خس و خاشاک کی طرح گناہوں کے سیلاب میں بہنے لگے اور ان کی طرف لوگوں کی انگلیاں اُٹھنے لگیں۔ حیرت کی بات ہے اگر کوئی شخص کسی کو کسی مسلم یا غیر مسلم کا ایک دانہ یا ایک روٹی چراتا ہوا دیکھے تو بے اختیار چیخ پڑتا ہے اور اسے بُرا بھلا کہتا ہے لیکن نماز کے چور کو اس کی چوری پر آگاہ ہونے کے باوجود کچھ نہیں کہتا اور خاموش رہتا ہے اور منہ سے ایک لفظ بھی نہیں نکالتا کہ اسے چوری سے روک دے اور اسے نماز کی صحیح صحیح تعلیم دے کر اس کی چوری پر آگاہ کر دے۔

ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ بدترین چور

یا رسول اللہ وکیف یسرق من صلاتہ قال صلی اللہ علیہ وسلم لا یتم رکوعھا ولا سجودھا وعن الحسن البصری رحمہ اللہ قال ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الا اخبرکم بشر الناس سرقۃ قالوا بلی من ھو یا رسول اللہ قال صلی اللہ علیہ وسلم الذی لا یتم رکوع الصلاۃ ولا سجودھا وقال سلمان الفارسی رضی اللہ عنہ الصلاۃ مکیال فمن وفی وفی لہ ومن طفف فقد علمتم ما قال اللہ تعالی فی المطففین وعن عبد اللہ بن علی او علی بن شیبان رضی اللہ عنہ وکان من الوفد الذین وفدوا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا ینظر اللہ الی صلاۃ عبد لا یقیم صلبہ فی رکوعہ وسجودہ وعن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال ان رجلا دخل المسجد ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جالس فی ناحیۃ المسجد فصلی ثم جاء الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فسلم علیہ فرد علیہ السلام وقال ارجع فصل فانک لم تصل فصلی کما صلی ثم جاء فسلم فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارجع فصل فانک لم تصل ففعل ذلک ثلاث مرات فقال والذی بعثک بالحق نبیا ما احسن غیر ھذا فعلمنی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قمت الی صلاتک فاسبغ الوضوء ثم استقبل القبلۃ فکبر ثم اقرأ ما تیسر معک من القرآن ثم ارکع حتی تطمئن راکعا ثم ارفع حتی تعتدل

نماز کا چور:۔ صحابہ نے پوچھا: یا رسول اللہ! نماز میں چوری کیا ہے؟ فرمایا: نماز میں رکوع اور سجدہ پورا پورا ادا نہ کرے۔

حسنؒ بصری:۔ نبی اکرم صلعم نے فرمایا: سنو! کیا میں تم کو بدترین چور نہ بتاؤں؟ صحابہ بولے: یا رسول اللہ! بدترین چور کون ہے؟ اسے ہمیں ضرور بتایئے، فرمایا: بدترین چور وہ ہے جو نماز میں رکوع اور سجدے کو پورا ادا نہیں کرتا۔

سلمان فارسی:۔ نماز ایک پیمانہ ہے پھر جو پیمانہ بھر دے اس کے لئے نماز ہے اور جو بھر کر نہ دے تو تم کو معلوم ہی ہے کہ حق تعالیٰ نے ایسے لوگوں کے بارے میں کیا فرمایا ہے (یعنی پیمانہ بھر کر نہ دینے والوں کے لئے ویل ہے)

عبد اللہ بن علی یا علی بن شیبان (آپ وفد میں آنے والوں میں سے تھے) نبی اکرم صلعم نے فرمایا: حق تعالیٰ شانہ اس بندے کی نماز کو نہیں دیکھتا جو رکوع اور سجدے میں اپنی پشت سیدھی نہیں کرتا۔

حضرت ابوہریرہؓ: ایک شخص مسجد میں آتا ہے رسول اللہ صلعم مسجد کے ایک گوشہ میں تشریف فرما ہیں وہ شخص نماز پڑھتا ہے پھر رسول اللہ صلعم کے پاس سے گزر کر آپ کو سلام کرتا ہے آپ اسے سلام کا جواب دے کر فرماتے ہیں لوٹ جاؤ اور نماز پڑھو کیونکہ تم نے نماز نہیں پڑھی وہ واپس جا کر حسب سابق نماز پڑھتا ہے پھر آپ کے پاس سے گزر کر آپ کو سلام کرتا ہے آپ سلام کا جواب دے کر فرماتے ہیں لوٹ جاؤ اور نماز پڑھو کیونکہ تم نے نماز نہیں پڑھی وہ شخص لوٹ کر پھر حسب سابق نماز پڑھتا ہے اور آپ کے پاس سے گزر کر آپ کو سلام کرتا ہے آپ سلام کا جواب دے کر وہی فرماتے ہیں وہ شخص عرض کرتا ہے اس کی قسم جس نے آپ کو سچا نبی بنا کر بھیجا ہے میں اس سے بہتر نماز پڑھنا نہیں جانتا آپ مجھے سکھا دیجئے نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ جب تم نماز کے

قائما ثم اسجد حتی تطمئن ساجدا ثم اجلس
حتی تطمئن جالسا ثم اسجد حتی تطمئن ساجدا
ثم ارفع حتی تطمئن جالسا ثم اصنع ذلك فی
صلاتك كلها وفی حدیث آخر عن رفاعۃ
بن رافع رضی اللہ عنہ قال بینما نحن جلوس
حول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ دخل
رجل فاستقبل القبلۃ فصلی فلما قضی صلاتہ
جاء فسلم علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعلی
قومہ فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ارجع فصل فانك لم تصل امرہ بذلك مرتین
او ثلاثا فقال الرجل ما اقصر ما قدرت فلا
ادری ما عینت من صلاتی فقال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم لا تتم صلاۃ احدکم حتی یسبغ
الوضوء کما امر اللہ تعالی فیغسل وجھہ ویدیہ
الی المرفقین ویمسح رأسہ ویغسل رجلیہ
الی الکعبین ثم یکبر اللہ تعالی ویحمدہ ثم
یقرأ من القرآن ما اذن لہ فیہ ثم یکبر فیضع
کفیہ علی رکبتیہ حتی تطمئن مفاصلہ وتسترخی
ثم یقول سمع اللہ لمن حمدہ ویستوی قائما حتی
یقیم صلبہ ویأخذ کل عضو مأخذہ ثم
یکبر ویسجد ویمکن وجھہ حتی تطمئن
مفاصلہ وتسترخی ثم یکبر ویستوی قاعدا
علی مقعدہ ویقیم صلبہ فوصف صلاتہ
ھکذا اربع رکعات حتی فرغ ثم قال لا تتم
صلاۃ احدکم حتی یفعل کذلك فقد امر

ارادے سے کھڑے ہو تو اچھی طرح سے وضو کر کے قبلہ رُخ کھڑے ہو کر اللہ اکبر کہو پھر جہاں سے آسانی قرآن پڑھ سکو پڑھو پھر رکوع میں جاؤ حتیٰ کہ رکوع میں تم کو اطمینان حاصل ہو جائے پھر رکوع سے سر اٹھا کر اطمینان سے سیدھے کھڑے ہو جاؤ پھر سجدے میں جاؤ حتیٰ کہ سجدے میں تم کو اطمینان حاصل ہو جائے پھر بیٹھ جاؤ حتیٰ کہ بیٹھنے کی حالت میں تم کو اطمینان حاصل ہو جائے پھر اسی طرح پوری نماز ادا کرو۔ رفاعہؓ بن رافع: اس حال میں کہ ہم رسول اللہ صلعم کے اردگرد بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں ایک شخص آتا ہے اور قبلہ رخ کھڑا ہوتا ہے اور نماز پڑھتا ہے پھر نماز سے فارغ ہو کر آتا ہے اور نبی اکرم صلعم کو اور آپ کے صحابہ کو سلام کرتا ہے آپ اس سے فرماتے ہیں لوٹ جاؤ اور نماز پڑھو کیونکہ تم نے نماز نہیں پڑھی آپ اسے دو یا تین بار یہی حکم فرماتے ہیں وہ عرض کرتا ہے کہ میں اپنی دانست میں کوتاہی نہیں کر رہا مجھے پتہ نہیں چلتا کہ آپ میری نماز میں کیا چاہتے ہیں؟ رسول اللہ صلعم فرماتے ہیں کہ تم میں سے کسی کی نماز مکمل نہیں ہوتی جب تک اللہ تعالیٰ کے حکم کے بموجب کامل وضو نہیں کر لیتا کہ اپنا منہ اور دونوں ہاتھ کہنیوں تک دھوئے اور سر کا مسح کرے اور پیر ٹخنوں تک دھوئے پھر اللہ اکبر کہہ کر اللہ کی حمد بیان کرے پھر قرآن پاک کو حسب اجازت پڑھے پھر رکوع کرے اور دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھے حتیٰ کہ جوڑ ساکن ہو کر ڈھیلے پڑھ جائیں پھر سمع اللہ لمن حمدہ کہہ کر سیدھا کھڑا ہو جائے حتیٰ کہ اپنی پشت سیدھی کر لے اور ہر عضو اپنی جگہ پر لوٹ جائے پھر تکبیر کہتا ہوا سجدہ میں جائے اور اپنا منہ (پیشانی معہ ناک کے) زمین پر ٹکا دے حتیٰ کہ جوڑ پر سکون اور ڈھیلے ہو جائیں پھر اللہ اکبر کہے اور سیدھا ہو کر بیٹھ جائے اور اپنی پشت سیدھی کر لے پھر آپ نے چار رکعت نماز کی کیفیت اسی طرح بیان فرمائی پھر فارغ ہو کر فرمایا کہ تم میں سے کسی کی نماز

النبی صلی اللہ علیہ وسلم باتمام الصلاۃ والرکوع والسجود واخبران الصلاۃ لا تقبل الاھکذا وما وسعہ صلی اللہ علیہ وسلم السکوت حین رأی الرجل یصلی صلاۃ ناقصۃ فلوجاز تاخیر البیان عن وقت الحاجۃ وترک الانکار علی الجاھل وتعلیمہ لسکت النبی صلی اللہ علیہ وسلم وکل ذلک الی ماتقدم بین من قبل الصحابۃ رضی اللہ عنہم وتجاوز عنہ فلما بالغ فی ذلک الانکار علیہ والتعلیم لہ دل علی وجوب ذلک وتنبیہ صلی اللہ علیہ وسلم من حضرہ من الصحابۃ رضی اللہ عنہم ان یفعلوا کذلک اذا رأوا من یفعل فی صلاتہ مثل مافعل ذلک الرجل ویعلموا اصحابھم واصحاب اصحابھم کیفیۃ احکام الشرع الی ان تقوم الساعۃ۔

فصل : ویجب علی المؤذن ان یصلح من لسانہ مالا یلحن فی الشھادتین ویکون عارفا بالاوقات وان لا یوذن الا بعد دخول الوقت الا فی الفجر خاصۃ ویجتنب باذانہ وجہ اللہ تعالی ولا یاخذ علی اذانہ جزاء ویستقبل القبلۃ بوجھہ فی التکبیر والشھادتین ویولی وجھہ یمینا وشمالا فی الدعاء الی الصلاۃ واذا اذن لصلاۃ المغرب جلس بین الاذان والاقامۃ جلسۃ خفیفۃ ویکرہ لہ ان یوذن وھو جنب او محدث ولا ینبغی لہ ان یشق الصفوف اذا فرغ من الاقامۃ لیقوم فی الصف الاول

پوری نہیں ہوتی جب تک ایسا نہ کرے۔ اس حدیث میں نبی اکرم صلعم نے نماز کو اور رکوع و سجدے کو پورا کرنے کا حکم فرمایا اور بتایا کہ نماز اسی طرح مکمل ہوتی ہے اور اس شخص کو ناقص نماز پڑھتا ہوا دیکھ کر آپ کو خاموشی کی گنجائش نہیں ملی اگر وقت ضرورت سے تعلیم کو پیچھے ہٹانا اور جاہل کو نہ ٹوکنا اور اسے تعلیم نہ دینا جائز ہوتا تو نبی اکرم صلعم خاموش ہو جاتے اور اس سے قبل صحابہ کو جو نماز سکھائی گئی تھی اسے کافی سمجھتے اور اس شخص سے درگزر کرتے لیکن جب آپ نے اس پر پورا انکار کیا اور اسے نماز کی تعلیم دی تو معلوم ہوا کہ ایسا واجب ہے اور موجود صحابہ کرام رضہ کو تنبیہہ مقصود تھی کہ وہ بھی اسی طرح تبلیغ کیا کریں۔ جب کسی کو ناقص نماز پڑھتا ہوا دیکھیں اور صحابہ اپنے اصحاب اور وہ اپنے اصحاب کو اسی طرح قیامت تک سلسلہ وار دینی مسائل کی تعلیم دیتے رہیں تاکہ دین قائم رہے۔

مؤذن کے فرائض مؤذن پر لازم ہے کہ زبان اس قدر درست کرے کہ شہادتین میں غلطی نہ کرے اور نماز کے اوقات کو پہچانتا ہو تاکہ وقت ہو جانے کے بعد ہی اذان دے البتہ فجر کی اذان ...... خصوصی طور پر وقت سے پہلے جائز ہے۔ مؤذن اللہ کی رضا کی نیت سے اذان دے اور اذان پر اجرت نہ لے اور تکبیر و شہادتین کے زمانہ میں قبلہ کی طرف منہ کئے رہے اور حی علی الصلوٰۃ، حی علی الفلاح کے وقت دائیں بائیں منہ پھیر لے اور مغرب کی اذان دے کر ذرا سی دیر بیٹھ جائے جنابت کی اور حدث اصغر کی حالت میں اذان دینا مکروہ ہے اور تکبیر کہنے کے لئے صفوں کو چیر کر پہلی صف میں جاکر کھڑا ہونا مؤذن کو لائق نہیں بلکہ جہاں اذان دی ہے وہیں کھڑا ہو یہ دوسری بات ہے کہ

ولا ينبغي له ان يقيم في غير موضع الاذان الا ان يشق عليه مثل ان يكون قد أذن في منارة فانه يقيم مواضع الصلاة او حيث تيسر له۔

فصل ۔ فرحم الله من اقبل على صلاته خاشعا خاضعا ذليلا لله عزوجل خائفاً واعياً راغباً وجلاً مشفقاً راجياً وجعل اكثر همته في صلاته لربه تعالى ومناجاته اياه وانتصابه بين يديه قائما وقاعدا وراكعا وساجدا وفرّغ لذلك قلبه وثمرة فؤاده واجتهد في اداء فرائضه فانه لا يدري هل يصلي صلاة بعد التي هو فيها او يعاجل عليه بوفاته قبل ذلك فقام بين يدي ربه عزوجل محزونا مشفقا يرجو قبولها ويخاف ردها ان قبلها سعد وان ردها شقي فما اعظم خطرك يا ايها المؤمن المتحلي بانوار الاسلام في هذه الصلاة وفي غيرها من عملك وما اولاك من الهم والحزن والخوف والوجل فيها وفيما سواها مما افترض الله تعالى عليك انك لا تدري هل قبلت منك صلاة او حسنة قط ام لا وهل غفرت لك سيئة ام لا وانت على ذلك ضاحك فرح غافل منتفع بالعيش كيف وقد جاء اليقين من مخبر صادق امين انك وارد النار فقال جل وعلا وان منكم الا واردها ولم يأتك اليقين انك صادر عنها فمن احق بطول البكاء

وہاں کھڑا ہونا دشوار ہو مثلاً منارہ پر چڑھ کر اذان دی ہو تو اس صورت میں جہاں کہیں صف میں آسانی سے جگہ مل جائے کھڑا ہو جائے اور تکبیر کہے۔

نمازی کے اوصاف اس پر اللہ تعالیٰ کی بڑی مہربانی ہے جو نماز میں خشوع و خضوع اور اللہ کے سامنے اپنی ذلت کا اظہار کرتا ہے اللہ سے ڈرتا رہتا ہے نماز کے آداب و شروط پیش نظر رکھتا ہے، شوق و رغبت کے ساتھ دل لگا کر نماز پڑھتا ہے اللہ سے خوف زدہ اور سہما سہما رہتا ہے اور اس کی رحمت کی امید و آس باندھے رہتا ہے اور اپنے رب کے آگے نماز و مناجات میں دل و دماغ کو حاضر کر کے لگا رہتا ہے اور حق تعالیٰ کے سامنے ادب و احترام کے ساتھ کبھی کھڑا ہے تو کبھی رکوع میں ہے اور کبھی سجدے میں ہے اور دنیا سے کٹ کر اپنا دل نماز ہی میں لگائے رکھتا ہے اور دل سے دوسرے تمام خیالات نکال پھینکتا ہے اور فرائض ادا کرنے میں سرگرم و مستعد رہتا ہے کیونکہ اسے معلوم نہیں کہ موجودہ نماز کے بعد اسے کوئی اور نماز نصیب ہو گی یا نہیں ہو سکتا ہے کہ اور نماز کے وقت سے پہلے ہی موت آ کر گلا دبا لے اس لئے یہ غمگین و سہما سہما سا اپنے پروردگار کے آگے کھڑا ہوتا ہے۔ قبولیت کی آس باندھے رہتا ہے اور اس پر نماز کا منہ پر مارے جانے کا ڈر بھی سوار رہتا ہے اگر حق تعالیٰ شرف قبولیت عطا فرمائے زہے قسمت اور اگر رد فرما دے تو بدنصیبی ہے لہٰذا اے مومن جو انوار اسلام سے جگمگا رہا ہے نماز میں اور دیگر اعمال میں تجھے کس قدر اہم کام درپیش ہے اور ان اعمال میں اور نماز میں اور نماز سے قبل تجھ پر حق تعالیٰ نے جو فرائض مقرر کئے ہیں ان میں حق تعالیٰ نے جو فکر فرائض کا احساس اور خوف و دہشت تجھ کو عطا فرمایا ہے

وطول الحزن منك حتى يتقبل الله منك ثم مع ذلك لا تدرى لعلك لا تصبح اذا أمسيت ولا تمسى اذا اصبحت فمبشر بالجنة ام مبشر بالنار نحقيق ان لا تفرح باهل ولا ولد ولا مال و ان العجب كل العجب من طول غفلتك وطول سهوك عن هذا الامر العظيم و انت تساق سوقا حثيثا فى كل يوم وليلة وفى كل ساعة وطرفة عين فتوقع اجلك ولا تغفل عن هذا الخطر العظيم الذى قد اظلك فانك لابد ذائق الموت ولا تيه ولعله ينزل بساحتك فى صباحك او مسائك اشر ما تكون عليها اقبالا فانك قد اخرجت من ذلك كله و سلبته فاما الى الجنة واما الى نار انقطعت عنها الصفات وقصرت العبارات والحكايات عن بلوغ حقيقة وصفها ومعرفة قدرها والواع عن ابها والاحاطة بغاية خيرها قال العبد الصالح رحمه الله عجبت للنار كيف نام هاربها وعجبت للجنة كيف نام طالبها فوالله لئن كنت خارجا من الهرب والطلب لقد هلكت هلاكا بينا وعظم شقاؤك وطال حزنك وبكاؤك غدا مع الاشقياء المعذبين ولئن زعمت انك هارب طالب فلا تغرنك الامانى والعجب بما انت متحل به فدونك الجد والاجتهاد واحذر النفس والشيطان فان متقبهما دقيق و

کس قدر اہم اور ضروری ہے کیونکہ تجھے معلوم نہیں کہ تیری نماز یا کوئی دوسرا نیک عمل قبولیت کا شرف حاصل کر چکا ہے یا نہیں؟ اور کیا تیرے گناہ معاف کئے جا چکے ہیں یا نہیں؟ حالانکہ تو خوش و خرم اور ہنس مکھ ہے اور بے خبر ہے اور دنیوی زندگی سے فائدہ اٹھا رہا ہے انجام کی خبر اللہ ہی کو ہے تجھے سچے خبر دینے والے ایک امین نے خبر دی ہے کہ تو جہنم میں وارد ہونے والا ہے چنانچہ قرآن پاک میں ہے کہ تم میں سے ہر شخص جہنم میں وارد ہونے والا ہے اور تیرے پاس کوئی ایسی یقینی اطلاع نہیں آئی کہ تو گھسنے کے بعد اس سے نکل بھی جائے گا لہٰذا تجھ سے زیادہ طویل آہ و بکا اور طویل پریشانی کا کون حقدار ہے؟ تاکہ حق تعالیٰ کو تجھ پر رحم آئے اور وہ تیری گریہ وزاری قبول فرما لے پھر تجھے یہ بھی معلوم نہیں کہ تو صبح کے بعد شام کو یا شام کے بعد صبح کو پائے گا اور تجھے جنت کی بشارت دی جائے گی یا جہنم کی لہٰذا تجھے اہل و عیال سے اور مال و منال سے خوش ہونے کا کیا حق حاصل ہے اور اس امر عظیم سے تیری طویل غفلت و تساہل پر جس قدر بھی حیرت کی جائے کم ہے حالانکہ تیری زندگی رات دن بلکہ ہر گھڑی اور ہر لمحہ تیزی سے گھٹتی جا رہی ہے ؎

غافل تجھے گھڑیال یہ دیتا ہے منادی ۔ خالق نے گھڑی عمر کی اک اور گھٹا دی

لہٰذا اے بے خبر اپنی موت کے لئے ہر وقت تیار رہ اور اس اہم اور عظیم موت سے غافل نہ ہو جو ہر وقت تیرے سر پر منڈلا رہی ہے کیونکہ تجھے ایک نہ ایک دن ضرور موت آنی ہے اور جان کسی نہ کسی دن ضرور جانی ہے شاید موت تجھے تیرے بستر ہی پر صبح یا شام میں آ جائے جو آنے والوں میں سب سے بدترین ہے اور موت تجھ سے یہ ساری چیزیں چھین لے گی پھر تو یا تو جنت کی طرف لے جایا جائے گا یا جہنم کی طرف جس کے ہولناک عذاب بیان سے باہر ہیں نہ عبارتوں میں سما سکتے اور نہ ان کے احوال کے حقائق کو تمثیلات گھیر سکتی ہیں

غائلتهما شديدة ومكايدهما خبيثة واحذر الدنيا لئلا تأخذك بزينتها وتخدعك بأباطيلها وكذبها وخفوتها ونضرتها وقد جاء في الحديث عن سيد البشر ان الدنيا تغر وتمر وتضر قال الله عزوجل فلا تغرنكم الحياة الدنيا ولا يغرنكم بالله الغرور فالغرور هو الشيطان الرجيم الله الله ثم الله احذر الهلاك والردى احفظ الصلاة وما سواها من الاوامر وانته عن المناهي اجمع وذر الاثم ما ظهر منه وما بطن وسلم الى ربك جميع المقدور فيك وفي غيرك وانقد لربك بطاعته فيما امرك ونهاك ولا تنفر منه بارتكابك ما نهاك عنه ولا تسخطه عليك باعتراضك عليه في تدبيره فيك وتنزل رضاك عنه فيما قسم لك من الاقسام والارزاق وفعل فيك من الافعال ما طوى عنك مصالحها واخفى عنك عواقبها وما سيظهر لك من اطيب ثمارها ومنافعها قال عز من قائل وعسى ان تكرهوا شيئا وهو خير لكم وعسى ان تحبوا شيئا وهو شر لكم والله يعلم وانتم لا تعلمون وكن ابدا طائعا لمولاك راضيا بقضائه صابرا على بلائه شاكرا لآلائه داعيا باسمائه ذاكرا لنعمه وآياته موافقا لفعله ومراده غير متهم له في تدبيره فيك وفي خلقه حتى تاتيك الوفاة فتتوفى مع الطيبين وتحشر مع النبيين وتدخل جنات النعيم برحمة

اور نہ ان کی مقدار کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے اور نہ ان کی انواع کا اللہ کا ایک نیک بندہ کہتا ہے: تعجب ہے کہ آگ سے بھاگنے والے کو کیسے نیند آتی ہے اور اس پر بھی تعجب ہے کہ جنت کا طلبگار کیسے سوتا ہے یعنی پہلے کو غم کی وجہ سے اور دوسرے کو خوشی کی وجہ سے نیند نہیں آنی چاہیئے اللہ کی قسم اگر تو جہنم کے خوف سے اور جنت کی طلب سے غافل ہوا تو تو یقیناً ہلاک ہوا اُف! اس حالت میں تیری بدنصیبی کا کیا ٹھکانہ؟ اور تیری پریشانی اور گریہ وزاری کی کیا حد و غایت؟ کیونکہ کل قیامت کے دن تو بھی عذاب دئے جانے والے بدبختوں کے ساتھ ہوگا اور اگر تیرا یہ گمان ہے کہ مجھے جہنم کا خوف بھی ہے اور جنت کی طلب بھی تو تجھے تیری گونا گوں تمنائیں دھوکہ میں نہ ڈالیں اور ان عملوں پر جن سے تو آراستہ ہے ناز نہ کر اور دوڑ دھوپ اور کوشش میں لگا رہ اور نفس امّارہ اور شیطان سے بچ کر رہ کیونکہ ان کے راستے انتہائی باریک ہیں اور ان کی ہلاکت و آفت سخت ہے اور ان کے مکر و فریب شرمناک و گندے ہیں اور دنیا سے کنارہ کش رہ تاکہ دنیا تجھے اپنی زینت دکھا کر اپنی گرفت میں نہ لے لے اور اپنی دل فریبیوں، باطل لذتوں ناپائدار مزوں اور تازگی و سبزی میں نہ پھانسے ایک حدیث میں آیا ہے کہ سید الانبیاء والمرسلین رحمۃ العالمین اور خاتم النبیین نے فرمایا کہ دنیا دھوکا دیتی ہے اور تمہارے پاس سے چلی جاتی ہے اور اپنے نقصانات چھوڑ جاتی ہے حق تعالیٰ نے فرمایا: خبردار تمہیں دنیوی زندگی دھوکا نہ دے اور اللہ کے ساتھ تمہیں شیطان دھوکہ نہ دے غرور یعنی راندہ ہوا شیطان اے اللہ کے بندے اللہ سے ڈر جا اللہ سے خوف اور اپنے دل میں اللہ کا ڈر رکھ اپنی ہلاکت و تباہی سے پرہیز کر نماز کی حفاظت کر اور نماز کے علاوہ تمام احکام شرع پر عمل پیرا رہ اور ممانعتوں کے پاس کبھی نہ جا ہر طرح کے گناہ

رب العالمین و مشیئۃ الٰہ الاولین و الآخرین۔

فصل ۔ واما صلاۃ الخاصۃ لایقاظ المتیقظین الخاشعین المراقبین حراس القلوب جلساء الرحمٰن رضوان اللّٰہ علیہم و سلامہ فصفتھا ما روی أن یوسف بن عصام مر فی جامع من الجوامع خراسان فاذا ھو بحلقۃ عظیمۃ فسأل عنھا فقیل لہ انھا حلقۃ حاتم وھو یتکلم فی الزھد والورع والخوف والرجاء فقال لاصحابہ قوموا بنا نسألہ عن مسئلۃ من امر الصلاۃ فان ھو اجابنا عنھا جلسنا الیہ فوقف علیہ وسلم علیہ وقال رحمک اللّٰہ لی مسألۃ قال لہ حاتم سل قال اسألک عن امر الصلاۃ فقال لہ حاتم تسألنی عن معرفتھا او عن ادبھا قال فصارت مسألتین وجب لھما جوابان فقال یوسف اسالک عن ادبھا فقال حاتم ھو ان تقوم بالامر وتمشی بالاحتساب وتدخل بالنیۃ وتکبر بالتعظیم وتقرأ بالترتیل وترکع بالخشوع وتسجد بالتواضع وتتشھد بالاخلاص وتسلم بالرحمۃ فقال اصحاب یوسف سلہ عن معرفتھا فسألہ فقال حاتم ھو ان تجعل الجنۃ عن یمینک والنار عن شمالک والصراط تحت قدمیک والمیزان تحت عینیک والرب عزوجل کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک فقال یوسف یا شاب منذ کم تصلی ھذہ الصلاۃ قال منذ عشرین سنۃ فقال

چھوڑ دے خواہ ظاہری ہوں یا چھپے ہوئے اور اپنے اور غیروں کے تمام مقدرات کو اللہ کے حوالے کر دے اور اوامر و نواہی میں حق تعالیٰ کی اطاعت کر کے اپنی جان چھڑا لے اور گناہوں کا ارتکاب کر کے اللہ کو نفرت نہ دلا اور اسکی تدبیر و تصرف میں اعتراض کر کے اس کا غصہ نہ بھڑکا اور جو کچھ قسام ازل نے تیری تقدیر میں لکھ دیا ہے اس پر راضی رہ کیونکہ تجھ سے ہر کام کی مصلحت پوشیدہ رکھی گئی ہے اور ہر کام کا انجام چھپا دیا گیا ہے عنقریب تیری نیکیوں کے پاکیزہ پھل اور میٹھے ثمرات ظاہر ہونیوالے ہیں حق تعالیٰ نے فرمایا ہو سکتا ہے کہ ایک چیز تمہیں ناپسند ہو حالانکہ وہ تمہارے حق میں بہتر ہو اور ایک چیز تمہیں پسند ہو حالانکہ وہ تمہارے حق میں بُری ہو (ہر چیز کی مصلحت) اللہ جانتا ہے تم نہیں جانتے۔ ہمیشہ اپنے آقا کا مطیع و منقاد رہ اس کی قضاء و قدر پر خوش رہ، مصائب پر صابر اور نعمتوں پر شاکر رہ اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ کا ورد رکھ اور اس کی نعمتوں اور نشانیوں کو ہمیشہ یاد رکھ اس کے افعال و مرادات کے موافق رہ اور اپنے اور تمام مخلوق کے سلسلہ میں اسکی تدبیر پر اتہام نہ لگا حتیٰ کہ تجھے موت آجائے اور تو اللہ تعالیٰ کے پاکیزہ بندوں کی فہرست میں شامل کر لیا جائے اور زمرۂ انبیائے کرام کے ساتھ حشر ہو اور تو رب العالمین کی مہربانی سے اور تمام اگلوں اور پچھلوں کے معبود کی مشیت سے نعمتوں والی جنتوں میں داخل ہو۔

خواص کی نماز جو اللہ کے مقرب و خاص بندے ہیں، اللہ کے آگے جھکے ہوئے ہیں بیدار رہتے ہیں، اپنے نفسوں سے محاسبہ کرتے رہتے ہیں دلوں کی نگرانی رکھتے ہیں اور رحمٰن کی مجلس کے ہمنشین ہیں حق تعالیٰ کی ان پر رضا اور سلامتی ہو، ان کی نماز مخصوص ہے جس کی صفت مندرجہ ذیل ہے منقول ہے کہ ایک دفعہ یوسف بن عصام خراسان کی کسی جامع مسجد سے ایک بڑے حلقہ کے پاس سے گزرتے ہیں پوچھتے ہیں کہ یہ حلقہ کس کا ہے؟ لوگ بتاتے ہیں کہ یہ ذاکرین کا حلقہ حاتم اصم کا ہے اور حاتم زہد و پرہیز گاری اور خوف و رجا پر وعظ فرما رہے ہیں یہ سن کر آپ اپنے ساتھیوں سے

يوسف لاصحابه قوموا بنا نقضي حتى نعيد صلاة خمسين سنة ثم التفت اليه فقال له من اين لك هذا قال من كتبك التي كنت تمليها علينا وحديث ابي حازم الاعرج رحمه الله يليق بهذه الجملة فنذكره وذلك ان اباحازم رحمه الله قال لقيني رجل من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم وانا على ساحل البحر فقال لي يا اباحازم اتحسن ان تصلي قلت وكيف لا احسن ان اصلي وانا بصير بالفرائض وما استن به رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال لي يا اباحازم ما الفرض عليك قبل قيامك الى الصلاة فقلت ستة قال وما هي قلت الطهارة والاستتار واختيار موضع الصلاة والقيام الى الصلاة والنية والتوجه الى القبلة قال لي يا اباحازم فباي نية تخرج من بيتك الى المسجد قلت بنية الزيارة قال فباي نية تدخل المسجد قلت بنية العبادة قال فباي نية تقوم الى العبادة قلت بنية العبودية مقرا له بالعبودية قال فاقبل علي وقال يا اباحازم بم تستقبل القبلة قلت بثلاث فرائض وسنة قال وما هي قلت التوجه الى القبلة فرض والنية فرض والتكبيرة الاولى فرض ورفع اليدين سنة قال فكم من التكبير عليك فرض وسنة قلت اصل التكبير اربع

کہتے ہیں آؤ ہم حاتم کے پاس جاکر نماز کے بارے میں ان سے ایک مسئلہ پوچھیں اگر وہ اس کا صحیح صحیح جواب دیدیں گے تو ہم بھی انکی مجلس وعظ میں بیٹھ جائیں گے چنانچہ آپ حاتم کے سامنے جاکر کھڑے ہو جاتے ہیں اور انہیں سلام کرکے ان سے پوچھتے ہیں کہ آپ اللہ کی رحمت میں گھرے رہیں میں ایک مسئلہ پوچھنا چاہتا ہوں حاتم فرماتے ہیں: پوچھو، کہتے ہیں میں نماز کے بارے میں پوچھنا چاہتا ہوں حاتم پوچھتے ہیں کہ نماز کی معرفت کے بارے میں پوچھنا چاہتے ہو یا نماز کے آداب میں اس صورت میں دو مسئلے ہونگے اور مجھے دونوں کا جواب دینا پڑیگا یوسف عرض کرتے ہیں کہ میں آداب نماز کے بارے میں پوچھتا ہوں حاتم فرماتے ہیں کہ آداب نماز یہ ہیں کہ نماز کے لئے اللہ کے حکم سے کھڑے ہو جاؤ اور ثواب کی نیت سے پڑھو اور نماز کی نیت کرلو اور اللہ کی عظمت کا تعین کرکے اللہ اکبر کہہ کر نیت باندھو اور ٹھہر ٹھہر کر قرأت کرو اور عاجزی کے ساتھ رکوع کرو اور تواضع کے ساتھ سجدہ کرو اور اخلاص کے ساتھ شہادتین ادا کرو اور رحمت کے ساتھ سلام پھیر دو۔ اصحاب یوسف نے کہا اب معرفت نماز پر روشنی ڈالیئے حاتم نے فرمایا کہ دائیں طرف جنت کا تصور کرو، بائیں طرف جہنم کا، پیروں کے نیچے پل صراط کا، آنکھوں کے سامنے میزان کا اور نماز میں گویا تم اللہ کو دیکھ رہے ہو ورنہ اللہ تو تم کو دیکھ رہا ہے یوسف پوچھتے ہیں کہ اے نوجوان! تم کب سے اس قسم کی نماز پڑھتے ہو؟ فرماتے ہیں:۔ بیس سال سے یہ سن کر یوسف اپنے ساتھیوں سے کہتے ہیں آؤ ہم کھڑے ہوں گزشتہ پچاس سال کی نمازیں قضا کریں پھر حاتم کی طرف متوجہ ہوکر پوچھتے ہیں تم نے یہ معرفت کہاں سے معلوم کی؟ فرماتے ہیں: آپ کی ان کتابوں سے جن کو آپ ہمیں لکھوایا کرتے تھے۔

ابوحازم اعرج کی حدیث اس واقعہ کے مناسب ہے اس لئے ہم اسے بھی ذکر کئے دیتے ہیں۔

ابوحازم:۔ مجھ سے ساحل سمندر پر ایک صحابی ملے اور انھوں نے مجھ سے پوچھا: ابوحازم! نماز کے لئے کھڑے ہونے سے پہلے تم پر کیا فرض

وتسعون تكبيرة منها خمس فرض والباقي
كلها سنة قال فبم تستفتح الصلاة قلت بالتكبير
قال فما برهانها قلت قراءتها قال فما جوهرها
قلت تسبيحها قال فما احياؤها قلت خشوعها
قال فما الخشوع قلت النظر الى موضع السجود قال
فما وقارها قلت السكون قال فما تحريمها
قلت التكبير قال فما تحليلها قلت التسليم قال
فما شعارها قلت التسبيح عند انقضائها قال
فما مفتاح ذلك كله يا اباحازم قلت الوضوء
قال فما مفتاح الوضوء قلت التسمية قال فما
مفتاح التسمية قلت النية قال فما مفتاح
النية قلت اليقين قال فما مفتاح اليقين قلت
التوكل قال فما مفتاح التوكل قلت الخوف قال
فما مفتاح الخوف قلت الرجاء قال فما مفتاح
الرجاء قلت الصبر قال فما مفتاح الصبر قلت
الرضا قال فما مفتاح الرضا قلت الطاعة قال
فما مفتاح الطاعة قلت الاعتراف قال فما
مفتاح الاعتراف قلت الاعتراف بالوحدانية
والربوبية قال فبما استفدت ذلك كله قلت
بالعلم قال فبم استفدت العلم قلت بالتعلم
قال فبم استفدت التعلم قلت بالعقل قال
فبما استفدت العقل قلت العقل عقلان
عقل تفرد الله بصنعه دون خلقه وعقل
يستفيد المرء بتاديبه ومعرفته فاذا اجتمعا
جميعا عضد كل واحد منهما صاحبه قال

ہے؟ میں نے کہا چھ فرض ہیں، پوچھا، کیا کیا، میں نے کہا وضو، ستر،
نماز کے لئے جگہ کا انتخاب، نماز کے لئے کھڑا ہونا، نماز کی نیت اور
قبلہ کی طرف رُخ کرنا، پوچھا: ابوحازم! تم اپنے گھر سے مسجد میں جانے
کے لئے کس نیت سے نکلتے ہو؟ میں بولا: زیارت کی نیت سے، پوچھا
مسجد میں کس نیت سے جاتے ہو؟ میں بولا: عبادت کی نیت سے
پوچھا: عبادت کے لئے کس نیت سے کھڑے ہوتے ہو؟ میں بولا: رب
کی ربوبیت اور اپنی عبودیت کی نیت سے فرماتے ہیں، پھر انھوں
نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: ابوحازم! کیا خیال کر کے قبلہ رخ
کھڑے ہوتے ہو؟ میں بولا: تین فرضوں کا اور ایک سنت کا، پوچھا
وہ کیا کیا ہیں؟ میں نے کہا: قبلہ کی طرف رُخ کرنا فرض ہے، نیت
فرض ہے اور تکبیر تحریمہ فرض ہے اور دونوں ہاتھوں کا اٹھانا سنت
ہے، پوچھا: تم پر کتنی تکبیریں فرض ہیں اور کتنی سنت ہیں؟ میں نے
کہا اصل تکبیریں ۹۴ ہیں جن میں سے پانچ فرض ہیں اور باقی تمام
سنت ہیں، پوچھا: تم کس چیز سے نماز شروع کرتے ہو؟ میں نے
کہا: تکبیر سے۔ پوچھا: نماز کی دلیل کیا ہے؟ میں نے کہا: قرآن پاک
کی تلاوت، پوچھا: نماز کا جوہر کیا ہے؟ میں نے کہا: تسبیح، پوچھا:
نماز کا زندہ کرنا کیا ہے؟ میں نے کہا: خشوع، پوچھا: خشوع
کیا ہے؟ میں نے کہا: سجدہ گاہ پر نگاہ رکھنا پوچھا: نماز کا وقار
کیا ہے؟ میں نے کہا: سکون، پوچھا: نماز کی تحریم کیا ہے؟ میں نے کہا
تکبیر کہنا، پوچھا تحلیل کیا ہے؟ میں نے کہا: سلام پھیرنا، پوچھا نماز
کا شعار کیا ہے؟ میں نے کہا: نماز سے فارغ ہو کر سبحان اللہ کہنا،
پوچھا: ابوحازم! ان تمام کی چابی کیا ہے؟ میں نے کہا: وضو،
پوچھا، وضو کی چابی کیا ہے؟ میں نے کہا: بسم اللہ پڑھنا، پوچھا:
بسم اللہ کی چابی کیا ہے؟ میں نے کہا: نیت، پوچھا: نیت کی چابی
کیا ہے؟ میں بولا: یقین، پوچھا: یقین کی چابی کیا ہے؟ میں بولا:

فبما استفدت ذلك كله قلت بالتوفيق وفقنا الله واياك لما يحب ويرضى ثم قال والله لقد اكملت مفاتيح الجنة فما الفرض عليك وما فرض الفرض وما فرض يؤدى الى فرض وما السنة الداخلة فى الفرض وما سنة يتم بها الفرض قلت اما الفرض فالصلاة واما فرض الفرض فالصلاة واما فرض الفرض فالطهارة وفرض يؤدى الى فرض اخذك الماء بيمينك الى شمالك واما السنة الداخلة فى الفرض فتخليك الاصابع بالماء وسنة يتم بها الفرض فهى الختان فقال ما ابقيت على نفسك حجة يا ابا حازم فكم فرض وسنة عليك فى اكل الطعام قلت هل فى اكل الطعام فرض وسنة قال نعم اربعة فرض واربعة سنة واربعة مكرمة فاما الفرض فالتسمية والحمد والشكر ومعرفة ما اطعمك الله واما السنة فاتكاؤك على فخذك الايسر والاكل بثلاث اصابع وشد المضغ ولعق الاصابع واما المكرمة فغسل اليدين وتصغير اللقم والاكل مما يليك وان تقل النظر الى جليسك هكذا كان يفعل رسول الله صلى الله عليه وسلم۔

رجاء، پوچھا: رجاء کی چابی کیا ہے؟ میں بولا: صبر، پوچھا صبر کی چابی کیا ہے؟ میں بولا: رضا، پوچھا رضا کی چابی کیا ہے؟ میں بولا: اطاعت، پوچھا: اطاعت کی چابی کیا ہے؟ میں بولا، اعتراف، پوچھا اعتراف کی چابی کیا ہے؟ میں بولا، توحید الوہیت و ربوبیت کا اقرار، پوچھا: یہ تمام باتیں تم نے کہاں سے معلوم کیں؟ میں نے کہا: علم سے، پوچھا: علم کس طرح سیکھا؟ میں نے کہا: پڑھ کر، پوچھا: پڑھنا کیسے سیکھا؟ میں نے کہا: عقل سے، پوچھا عقل کیونکر حاصل کی؟ میں نے کہا: دو عقلیں ہیں ایک عقل حق تعالیٰ نے پیدا کی جس میں وہ منفرد ہے اور ایک عقل انسان آدابِ معرفت سے حاصل کرتا ہے پھر جب یہ دونوں عقلیں جمع ہو جاتی ہیں تو دونوں میں سے ہر ایک دوسری کو قوت پہنچاتی ہے پوچھا: یہ تمام باتیں کس طرح حاصل کیں؟ میں نے کہا: توفیق سے، حق تعالیٰ شانہ ہمیں اور تمہیں ان کاموں کی توفیق عطا فرمائے جن کو وہ پسند کرتا ہے اور جن سے خوش ہوتا ہے، پھر فرمایا: اللہ کی قسم! تم نے جنت کی کنجیاں پوری پوری حاصل کر لیں، اچھا بتاؤ تم پر فرض کیا ہے؟ اور وہ فرض کیا ہے اور فرض کا فرض کیا ہے اور وہ فرض کیا ہے جو فرض تک پہنچاتا ہے؟ اور وہ سنت کیا ہے جو فرض میں داخل ہے اور وہ سنت کیا ہے جس سے فرض کی تکمیل ہوتی ہے؟ میں نے کہا: فرض تو نماز ہے، اور فرض کا فرض پاکی ہے اور وہ فرض جو فرض تک لیجاتا ہے یہ ہے کہ تم سیدھے ہاتھ سے پانی لیکر بائیں ہاتھ پر ڈالو۔ اور جو سنت فرض میں داخل ہے وہ یہ ہے کہ پانی سے انگلیوں میں خلال کرنا ہے اور جس سنت سے فرض کی تکمیل ہوتی ہے وہ ختنہ کرانا ہے۔ فرمایا: ابو حازم! تم نے اپنے نفس پر کوئی حجت باقی نہیں چھوڑی، اچھا بتاؤ کھانا کھانے کے سلسلہ میں کتنے فرض ہیں اور کتنی سنتیں ہیں؟ میں نے پوچھا کیا کھانے کے سلسلہ میں بھی فرائض و سنن ہیں؟ فرمایا: ہاں، چار فرض ہیں چار سنتیں ہیں اور چار چیزیں مستحب ہیں فرض بسم اللہ پڑھنا، الحمد للہ کہنا، شکر ادا کرنا اور اس نعمت کو پہچاننا جسے حق تعالیٰ نے تم کو کھلایا ہے اور سنتیں بائیں ران پر ٹیک لگا کر بیٹھنا، تین انگلیوں سے کھانا، نوالوں کا خوب چبانا اور انگلیوں کا چاٹنا ہے اور مستحبات ہاتھ دھونا، چھوٹے چھوٹے نوالے لینا، سامنے سے کھانا اور اپنے رفقاء کی طرف نگاہ نہ

اٹھاتا ہے اسی طرح رسول اللہ صلعم کیا کرتے تھے۔

سولھواں باب

نمازِ جمعہ، نمازِ عید و بقر عید، نمازِ استسقاء، نمازِ کسوف و خسوف، نمازِ قصر، نمازِ جمع، نمازِ جنازہ

فصل: اما صلاۃ الجمعۃ فالاصل فی وجوبھا قولہ تعالیٰ یا ایھا الذین آمنوا اذا نودی للصلاۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکر اللہ، وذروا البیع وقول النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ فرض علیکم الجمعۃ فی یوم الجمعۃ وقول النبی صلی اللہ علیہ وسلم من ترک الجمعۃ ثلاثا من غیر عذر طبع اللہ علی قلبہ فکل من لزمتہ الصلوات الخمس یلزمہ فرض الجمعۃ اذا کان مستوطنا مقیما ببلد او قریۃ جامعۃ فیھا اربعون رجلا عقلاء بلغاء احرارا او ان کانت قریۃ لیس فیھا اربعون رجلا وکان من حیث یسمع النداء من قریۃ اخری او مدینۃ بینھما فرسخ وجب علیھا اتیانھا ولا یسعہ التخلف عنھا الا ان یکون لہ عذر او فانہ یعذر فی ترکھا وترک الجماعات فی بقیۃ الصلوات مثل ان یکون مریضا او یکون لہ مال

نمازِ جمعہ نمازِ جمعہ فرض ہے قرآن حکیم میں ہے کہ اے ایمان والو جب جمعہ کے دن نماز کے لئے اذان دی جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف چل کر جاؤ اور کاروبار چھوڑ دو (امر کا صیغہ وجوب کے لئے ہوتا ہے اس لئے اس آیت کی رو سے جمعہ واجب ہے) علاوہ ازیں نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے جمعہ کے دن تم پر نمازِ جمعہ فرض فرمادی ہے، ایک حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جو بلا عذر کے تین جمعے چھوڑ دے اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دیتا ہے لہٰذا ہر اس شخص پر جس پر پنجگانہ نمازیں فرض ہیں جمعہ بھی فرض ہے اگر وہ اپنے وطن میں ہو یا کسی ایسے شہر میں ٹھہر گیا ہو یا ایسے گاؤں میں ٹھہرا ہوا ہو جہاں چالیس عاقل بالغ اور آزاد مرد ہوں لیکن اگر کسی گاؤں میں چالیس سے کم آدمی ہوں اور وہ گاؤں ایسی جگہ ہو جہاں دوسرے گاؤں سے اذان کی آواز آتی ہو یا ایسے گاؤں میں ہو کہ اس میں اور شہر میں تین میل کا فاصلہ ہو تو اس پر جمعہ کی نماز پڑھنے کے لئے مسجد میں آنا واجب ہے اور نہ آنے کی گنجائش نہیں ہاں معقول عذر ہی ہو تو دوسری بات ہے مثلاً بیمار ہو، یا مال ہو اور تنہا چھوڑنے میں اس کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہو یا کسی عزیز کی موت کا ڈر ہو کہ کہیں میرے جانے کے بعد وہ مر نہ جائے یا قضائے حاجت میں مشغول ہو یا کھانا چنا ہوا

يخاف ضياعه او قريب يخاف موته في غيبته او يدافعه الاخبثان البول والغائط او احدهما او حضره الطعام وبه حاجة اليه او يخاف من سلطان ان يأخذه او غريم يلازمه ولا شيء معه يعطيه او يكون مسافرا يخاف فوات القافلة او يخاف ضررا في ماله او يرجو وجوده يتخلفه عن الجمعة والجماعة او غلبه النعاس حتى يفوته الوقت او يخاف التأذي بالمطر والوحل والريح الشديدة وهي ركعتان يصليها بعد الخطبة مع الامام فان فاتته يصلي اربعا ظهرا ان شاء وحده وان شاء بجماعة ووقتها قبل الزوال في الوقت الذي تقام فيه صلاة العيد وقال بعض اصحابنا في الساعة الخامسة ومن شرط انعقادها حضور اربعين رجلا ممن تجب عليهم الجمعة وفي رواية خمسون وفي رواية ثلاثة ويسن الجهر بالقراءة فيها وان تكون سورة الجمعة بعد الفاتحة في الاولى وسورة المنافقين في الثانية وهل يشترط اذن الامام على روايتين ومن شرطها الخطبتان وليس لها سنة قبلها واما بعدها فاقلها ركعتان واكثرها ست ركعات مروي ذلك في حديث بعض الصحابة رضي الله عنهم عن النبي صلى الله عليه وسلم وقد قال بعض العلماء بالله عزوجل تستحب ان يصلي قبل صلاة

اور سخت بھوکا ہو یا بادشاہ کی طرف سے گرفتاری کا ڈر ہو یا قرض خواہ کا ڈر ہو کہ وہ اسے چمٹ جائے گا اور اس کے پاس قرض ادا کرنے کے لئے کچھ بھی نہ ہو یا مسافر ہو اور قافلہ کے چلے جانے کا ڈر ہو یا مال میں نقصان کا ڈر ہو یا اگر جمعہ میں اور جماعت میں شریک نہ ہو تو حصول کی توقع ہو یا اس پر نیند کا غلبہ ہو اور غلبہ کی حالت میں جمعہ کا وقت نکل جائے یا بارش، کیچڑ اور سخت آندھی سے ایذا کا ڈر ہو تو ان حالات میں جمعہ کی نماز میں شریک نہ ہو اور ظہر پڑھ لے۔ جمعہ کی دو رکعتیں ہیں جو خطبہ کے بعد جماعت سے پڑھی جاتی ہیں اگر جمعہ ہاتھ نہ آئے تو ظہر پڑھ لے خواہ تنہا پڑھ لے یا جماعت سے پڑھ لے۔ جمعہ کا وقت قبل از زوال ہے جس وقت عید کی نماز پڑھی جاتی ہے۔ ہمارے بعض علماء کا قول ہے کہ جمعہ کا وقت پانچویں ساعت ہے۔ انعقاد جمعہ کی شرط یہ ہے کہ کم از کم چالیس ایسے آدمی ہوں جن پر جمعہ واجب ہے ایک روایت کی رو سے پچاس آدمیوں کی شرط ہے اور ایک کی رو سے تین آدمیوں کی، جمعہ کی نماز میں زور سے قرأت مسنون ہے اور یہ بھی کہ پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ جمعہ اور دوسری رکعت میں سورہ منافقون پڑھی جائے۔

کیا جمعہ کے لئے امام کی اجازت کی شرط ہے؟ اس سلسلہ میں دو روایتیں ہیں ایک روایت کی رو سے امام کی اجازت کی شرط ہے اور دوسری روایت کی رو سے نہیں۔ نماز جمعہ سے قبل دو خطبوں کی شرط ہے، جمعہ سے پہلے جمعہ کی سنتیں نہیں، ہاں بعد میں کم از کم دو رکعتیں اور زیادہ سے زیادہ چھ رکعتیں ہیں جو بعض صحابہ نے نبی اکرم صلعم سے نقل کی ہیں۔ بعض اللہ والے علماء کی رائے ہے کہ جمعہ سے قبل بارہ رکعتیں اور بعد میں چھ چھ رکعتیں مستحب ہیں خطبہ کی اذان کے بعد خرید و فروخت یا کوئی دوسرا شغل ممنوع ہے کیونکہ قرآن میں حکم ہے کہ جب جمعہ کے دن جمعہ کی اذان دی جائے

الجمعة اثنتی عشرة رکعة وبعدها ست رکعات ویجتنب البیع والشراء بعد الاذان عند المنبر لقوله تعالیٰ اذا نودی للصلاة من یوم الجمعة فاسعوا الی ذکر اللہ وذروا البیع وهذا هو الاذان الذی کان علی عهد رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم وهو واجب عندنا ولغیرها فرض علی الکفایة وروی عنه انه سنة واما اذان المنارة فامر به عثمان بن عفان رضی اللہ عنه فی زمانه لمصلحة عامة وهی اعلام الغائبین عن الامصار والقری فلا یبطل البیع ولا الشراء ویستحب ان یصلی اذا دخل الجامع وکان فی الوقت سعة اربع رکعات یقرأ فیهن قل هو اللہ احد مائتی مرة فی کل رکعة خمسین مرة فانه روی عن النبی صلی اللہ علیه وسلم انه قال من فعل ذلک لم یمت حتی یری مقعده من الجنة او یری له رواه ابن عمر رضی اللہ عنهما واذا دخل الجامع فلا یجلس حتی یصلی رکعتین قبل ان یجلس وقد ذکرنا فضائل الجمعة وصفة الخروج الی الجامع وجمیع ما یتعلق بذلک فیما تقدم

فصل: واما صلاة العیدین ففرض علی الکفایة اذا قام بها جماعة من اهل موضع سقطت عن الباقین فان اتفقوا علی ترکها قاتلهم الامام حتی یتولوا واول وقتها اذا ارتفعت الشمس وآخره اذا زالت

تو ذکر اللہ کی طرف جاؤ اور کاروبار چھوڑ دو۔ عہد رسالت میں جمعہ کے خطبہ کے وقت ایک ہی اذان دی جاتی تھی یہ اذان ہمارے نزدیک واجب ہے اور دوسروں کے نزدیک فرض کفایہ ہے اور بعض کے نزدیک سنت ہے۔ رہی منارہ کی اذان سو اس کا حکم اپنے زمانہ میں ایک عام مصلحت کے طور پر حضرت عثمانؓ نے دیا تھا تاکہ دور کے دیہاتیوں اور شہریوں کو اطلاع ہو جائے اس اذان سے خرید و فروخت باطل نہیں ہوتی۔

اگر کوئی جمعہ والی مسجد میں آئے اور وقت میں گنجائش دیکھے تو اسے چار رکعت نماز پڑھنا مستحب ہے، ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص ۵۰ بار پڑھے اس طرح چاروں رکعتوں میں سورہ اخلاص دوسو بار پڑھی جائے گی کیونکہ نبی اکرم صلعم سے روایت ہے: حضرت ابن عمرؓ۔ کہ آپ نے فرمایا کہ ایسا شخص فوت نہیں ہوگا جب تک جنت میں اپنا ٹھکانہ دیکھ نہ لے گا یا جب تک ٹھکانہ اس کو دکھا دیا نہ جائے گا اور جب کوئی جامع مسجد میں جائے تو جب تک دو رکعت نماز پڑھ نہ لے ہرگز نہ بیٹھے۔

ہم جمعہ کے فضائل اور جامع مسجد کی طرف جانے کی کیفیت اور اس کے تمام متعلقہ مسائل اوپر بیان کر آئے ہیں۔

★

عید و بقر عید کی نماز

عید و بقر عید کی نماز فرض کفایہ ہے اگر کسی مقام کی ایک جماعت پڑھ لے تو سب سے فرض ساقط ہو جاتا ہے اگر سب نہ پڑھنے پر اتفاق کرلیں تو امام ان سے جنگ کرے جب تک وہ توبہ نہ کرلیں۔

نماز عید کا اول وقت

نماز عید و بقر عید کا اول وقت

ويستحب تقديمها في عيد الاضحى لاجل الاضحية وتاخيرها في عيد الفطر لعدم ذلك ومن شرطها الاستيطان والعدد واذن الامام كالجمعة وعن امامنا احمد رحمه الله رواية اخرى انه لا يشترط جميع ذلك وهو مذهب الامام الشافعي رحمه الله ويستحب المباكرة اليها ولبس الثياب الفاخرة والتطيب كما قلنا في فضائل الجمعة من قبل والاولى ان تقام في الصحراء وتكره في الجامع الا لعذر ولا بأس بحضور النساء والاولى ان يكون في خروجه ماشيا وان يرجع في طريق اخرى وقد ذكرنا العلة في ذلك في فضائل العيدين وينادى لها الصلاة جامعة وهي ركعتان يكبر في الاولى بعد دعاء الاستفتاح وقبل التعوذ سبع تكبيرات وفي الثانية قبل القراءة خمس تكبيرات يرفع يديه مع كل تكبيرة ويقول الله اكبر كبيرا والحمد لله كثيرا وسبحان الله بكرة واصيلا وصلوات الله على سيدنا محمد النبي وآله وسلم تسليما فاذا فرغ من التكبير استعاذ وقرأ الفاتحة وقرأ سبح اسم ربك الاعلى وفي الثانية هل اتاك حديث الغاشية وان قرأ في الاولى ق والقرآن المجيد وفي الثانية اقتربت الساعة وانشق القمر فهي رواية منقولة عن امامنا احمد رحمه الله وان قرأ غير

سورج کے بلند ہونے پر ہوتا ہے اور آخری وقت زوال تک رہتا ہے بقرہ عید کے دن قربانی کی وجہ سے نماز اول وقت پڑھنا مستحب ہے اور عید کے دن قدرے تاخیر مستحب ہے کیونکہ عید الفطر کے دن قربانی نہیں ہے عید ولبقر عید کی شرطوں میں وطن میں ہونا اور نمازیوں کی مخصوص تعداد کا ہونا اور جمعہ کی طرح امام کی اجازت کا ہونا شامل ہے لیکن ہمارے امام احمدؒ سے دوسری روایت میں ایک چیز بھی شرط نہیں اور یہی امام شافعیؒ کا قول ہے عید الفطر کے دن اول وقت نماز کو جانا مستحب ہے اور یہ بھی کہ نہا دھو کر اچھا لباس پہنے اور خوشبو لگائے جیسا کہ ہم اوپر فضائل جمعہ میں بیان کر آئے ہیں۔ عیدین کا دوگانہ میدان یا صحرا میں پڑھنا اولی ہے اور بلا عذر کے مسجد میں مکروہ ہے اگر عورتیں بھی حاضر ہوں تو کوئی حرج نہیں۔ اولی یہ ہے کہ پیدل چل کر جائے اور واپسی میں راستہ بدلدے ہم نے راستہ بدلنے کی فضیلت فضائل عیدین میں بیان کر دی ہے عیدین کی نماز کے لئے اذان نہیں ہاں اگر الصلوٰۃ جامعۃ سے اعلان کر دیا جائے تو روا ہے عیدین کی دو رکعت نماز ہے پہلی رکعت میں دعائے افتتاح کے بعد اعوذ سے پہلے سات تکبیریں ہیں اور دوسری میں قرأت سے پہلے پانچ تکبیریں ہیں اور ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرے تکبیر یہ کہے اللہ اکبر کبیرا والحمد للہ کثیرا وسبحان اللہ بکرۃ واصیلا الخ یعنی اللہ سب سے بڑا ہے اور بہت بڑا ہے اکثرت سے تمام بڑائیاں اللہ ہی کے ساتھ مخصوص ہیں اور میں صبح وشام اللہ کی پاکی بیان کرتا ہوں اور ہمارے سردار محمد رسول اللہ صلعم پر اللہ کی رحمتیں اور سلامتیاں ہوں اور آپ کی آل پر بھی۔ تکبیروں سے فارغ ہو کر اعوذ پڑھے پھر سورہ فاتحہ پڑھ کر سورہ اعلیٰ پڑھے اور دوسری رکعت میں ھل اتاک حدیث الغاشیہ پڑھے اگر پہلی رکعت میں سورہ قاف اور دوسری میں اقتربت الساعۃ پڑھے تو یہ بھی ایک روایت کی رو سے ہمارے امام احمدؒ سے ثابت ہے اور اگر اور سورتیں پڑھے تو وہ بھی جائز ہیں اسی طرح دعائے

ذلك جاز وكذلك فی تاخیر الاستفتاح الی
حین القراءة روایتان احداهما یستفتح
عقیب تکبیرة الاحرام والاخری یؤخر
مع التعوذ الی حین القراءة واذا صلی العید
لا یشتغل بالنوافل من الصلاة وکذلك
لا یصلی قبلها بل یرجع الی اهله ویجمع شملهم
بحضوره ویحسن خلقه مع اهله ویجتهد
فی التوسعة علیهم فی النفقة لان النبی صلی
الله علیه وسلم قال ایام العید ایام اکل
وشرب وبعال وهذا عام فی یومی العیدین
وایام التشریق وان صلوها فی المسجد جاز
فاذا دخل المسجد فلا یجلس حتی یصلی
رکعتین تحیة المسجد لقول النبی صلی الله
علیه وسلم اذا دخل احدکم المسجد فلا
یجلس حتی یاتی برکعتین وهذا عام فی یومی
العیدین وغیره وانما نص امامنا احمد
علی منع التنفل اذا کان فی المصلی لانه
مروی من غیر وجه ان النبی صلی الله علیه
وسلم لم یصل قبل ولا بعد وهو قول
عمر وعبد الله بن عباس وابن عمر رضی الله
عنهم وصلاة النبی صلی الله علیه وسلم
کانت فی المصلی فی الجبانة ولو کانت فی
المسجد لما کان صلی الله علیه وسلم یترك
تحیة المسجد فان فاته جمیع صلاة العید
استحب له قضاؤها وهو مخیر فی ذلك بین

افتتاح کو قرأت تک مؤخر کرنا روا ہے لیکن ایک کا تکبیر تحریمہ کے بعد
پڑھنا اور دوسری کا اعوذ کے ساتھ قرأت کے وقت پڑھنا قبیح ہے
عید سے پہلے یا پیچھے کوئی نفلی نماز نہیں ہے بلکہ نماز سے فارغ ہو کر
گھر لوٹ جائے اور گھر والوں کی مسرت و اطمینان کا باعث بنے، عید کے
دن گھر والوں سے حسن اخلاق سے پیش آئے اور ان کے کھانے پینے اور
لباس میں مقدور بھر فراخی کرے کیونکہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ عید
کے دن کھانے پینے کے اور کھیل کود کے دن ہیں یہ حکم عام ہے جو عید
بقر عید اور ایام تشریق سب کو گھیرے ہوئے ہے اگر عیدین کی نماز
مسجد میں بلا عذر کے پڑھ لی جائے تو بھی نماز ہو جائے گی لیکن مسجد
میں داخل ہو دوگانہ تحیۃ المسجد کا پڑھ لے کیونکہ نبی اکرم صلعم نے
فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی مسجد میں جائے تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت
نماز پڑھ لے یہ حکم عام ہے اور عیدین وغیرہ کو بھی شامل ہے امام احمدؒ
نے نوافل پڑھنے کو صراحت سے ان لوگوں کو منع کیا ہے جو صحرا میں
نماز پڑھتے ہیں کیونکہ کئی سندوں سے منقول ہے کہ نبی اکرم صلعم نے
نماز عید سے پہلے یا پیچھے نماز نہیں پڑھی یہی عمرؓ، ابن عباسؓ
اور ابن عمرؓ کا قول ہے اور عید و بقر عید کی نماز نبی اکرم صلعم
صحرا میں پڑھا کرتے تھے اگر آپ مسجد میں عید کی یا بقر عید کی نماز
پڑھتے تو کبھی تحیۃ المسجد چھوڑنے والے نہ تھے اگر کسی کو عید کی نماز
نہ ملے اور چھوٹ جائے تو اس کی قضا کر لے عیدین کی قضا مستحب ہے
خواہ چاشت کی نماز کی طرح تکبیر زوائد کے بغیر چار رکعت پڑھ لے
یا تکبیر زوائد کے ساتھ اپنے اہل و عیال اور احباب کے ساتھ دوگانہ
پڑھ لے اگر کوئی ایسا کرے گا تو اجر عظیم کا مستحق ہو گا۔

نماز استسقاء نماز استسقاء مسنون ہے نماز استسقاء کے لئے
امام صحراء میں جا کر لوگوں کو نماز پڑھاتا ہے یہ نماز اپنی تمام صفتوں
مقام اور احکام میں عیدین کی نماز کی طرح ہے نماز استسقاء کے لئے

ان یصلی اربعا کصلاۃ الضحی بغیر تکبیر
او بتکبیر کھیئتھا لیجمع اھلہ واصحابہ
فکل ذلک الیہ ولہ بذلک فضل کثیر۔

فصل: واما صلاۃ الاستسقاء فسنۃ تقام
یخرج لھا الامام کما یخرج للعیدین منحوۃ
فھی کصلاۃ العیدین فی جمیع صفاتھا و
موضعھا واحکامھا ویستحب لہ التنظف
والتطھر من جمیع الاحداث والاوساخ غیر
انہ لا یستحب التطیب لانھا حالۃ الافتقار
والتذلل وطلب الحاجۃ ولھذا یستحب الخروج
الیھا بثیاب البذلۃ مع الخشوع والتضرع
والاستکانۃ والانکسار والحزن وان تخرج
معھم الشیوخ والعجائز والصبیان واصحاب
العاھات وان یخرجوا من المظالم والحقوق
من الغصوب وغیرھا وللہ عزوجل من الزکوات
والنذور والکفارات ویکثروا الصدقۃ
والصیام ویجددوا التوبۃ ویعزموا علی المداومۃ
علیھا الی الممات ولا یبارزوا الرب سبحانہ
بکبیرۃ من الذنوب ولا صغیرۃ ویستحیوا منہ
عزوجل فی الخلوات اذ لا خلوۃ منہ فلا تخفی
علیہ خافیۃ فی الارض ولا فی السماء ھو
عالم بالسر والخفیات وکذلک یستحب ان
یتوسلوا بالزھاد والصالحین واھل العلم
والفضل والدین لما روی ان عمر ابن الخطاب
رضی اللہ عنہ خرج یستسقی فاخذ بید العباس

بھی احداث و میل کچیل سے صفائی اور پاکی مستحب ہے البتہ خوشبو لگانا مستحب نہیں کیونکہ احتیاج و ذلت کی اور طلب حاجت کی حالت ہے اسی لئے مستحب ہے کہ کام کاج کے کپڑوں میں عاجزی، زاری، مسکینی، انکساری اور غم کا اظہار کرتے ہوئے نماز کے لئے نکلے اور ضعیف العمر مرد و عورت بچے، جوان اور مصیبت زدہ حضرات سب ایک میدان میں جمع ہوں اور سب حقوق العباد کو جو ان کے ذمہ ہوں ادا کرکے یا معاف کرا کر نکلیں اور اللہ تعالیٰ کے حقوق بھی اگر ان کے ذمہ باقی ہوں جیسے زکوٰۃ منتیں اور کفارے وغیرہ ان سے بھی سبکدوش ہو کر اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضر ہوں اور خوب خیرات کریں اور روزے رکھیں اور توبہ کی تجدید کریں اور عزم بالجزم کرلیں کہ مرتے دم تک اللہ سے توبہ کرتے رہیں گے اور گناہوں سے کنارہ کش رہیں گے اور بڑے یا چھوٹے گناہ کرکے حق تعالیٰ کے عذاب کو نہ للکاریں اور خلوتوں میں بھی حق تعالیٰ سے شرمائیں کیونکہ حق تعالیٰ سے تو خلوت ناممکن ہے اس سے تو آسمان زمین کی کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں کیونکہ وہ تو اسرار و رموز سے اور اور پوشیدہ سے پوشیدہ باتوں سے آگاہ ہے۔ اسی طرح مستحب ہے کہ اپنے ساتھ پارساؤں، نیکوں، دینداروں اور ارباب علم و فضل کو لے جائیں اور انہیں دعاؤں میں شامل کرلیں۔

منقول ہے کہ ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ سے بارش کی دعا مانگنے کے لئے صحرا گئے اور آپ نے حضرت عباس رضی کا ہاتھ پکڑا اور قبلہ رخ کھڑے ہو کر کہا کہ اے اللہ یہ ہمارے نبی کے چچا ہیں ہم انہیں تیری طرف وسیلہ بناتے ہیں ان کی دعا قبول فرما کر ہم پر اپنی رحمت کی بارش بھیج۔ کہتے ہیں ابھی لوگ صحرا سے واپس بھی نہیں آئے تھے کہ بارش آگئی اور جل تھل ہوگئے۔ اصل میں بارش کا رک جانا اور وقت پہ نہ ہونا انسان کے گناہوں کی نحوست ہے اور معاصی کی سزا ہے اسی لئے جب کافر مرتا ہے اور دفن کردیا جاتا ہے اور اس کے پاس منکر نکیر آتے ہیں اور

رضی اللہ عنہ فاستقبل القبلۃ فقال اللھم ھذا
عم نبینا جئنا نتوسل بہ الیک فاسقنا بہ قال
فما رجعوا حتی سقوا الان منع القطر وحبسہ
عقوبۃ ومقابلۃ عن شؤم معاصی بنی آدم و
لھذا اذا مات الکافر وقبر وجاءہ منکر
ونکیر وسالاہ عن ربہ ونبیہ ودینہ ولم
یقدر علی الجواب فیضربانہ بمرزبۃ فیصیح
صیحۃ یسمعھا الخلائق غیر الجن والانس
فیلعنہ کل شیء حتی شاۃ القصاب والسکین
علی حلقھا فتقول لعنۃ اللہ ھذا الذی کان منع
القطر لاجلہ وھو قولہ عزوجل اولئک یلعنھم
اللہ ویلعنھم اللاعنون فان الآدمی اذا فسد
تعدی فسادہ الی کل شیء من الحیوانات واذا
صلح تعدی صلاحہ الی کل شیء ففسادہ بمعصیتہ
لربہ وصلاحہ لطاعتہ لہ عزوجل فیصلی الامام
او نائبہ بالناس رکعتین بغیر اذان ولا اقامۃ
یکبر فی الاولی ستا سوی تکبیرۃ الاحرام وفی
الثانیۃ خمسا سوی تکبیرۃ القیام من السجود
علی ما ذکرنا فی صلاۃ العید ویذکر اللہ
عزوجل بین کل تکبیرتین کذلک فاذا صلی
خطب بھم وان خطب قبل الصلاۃ جاز وفی
روایۃ وعنہ انہ مخیر فی ذلک ونقل عنہ
رحمہ اللہ انہ لا یسن لھا الخطبۃ وانما یدعو فحسب
فیفعل الامام من ذلک ما یتیسر علیہ فاذا
خطب افتتحھا بالتکبیر کما یفعل فی خطبۃ

اس سے رب کے، نبی کے اور دین کے بارے میں پوچھتے ہیں اور وہ جواب نہیں دے سکتا تو منکر نکیر اسے گرز سے مارتے ہیں اور وہ چیختا ہے جس کی چیخیں جنوں اور انسانوں کے علاوہ اللہ کی ساری مخلوق سنتی ہے اور ہر چیز اس پر لعنت بھیجتی ہے حتی کہ جو بکری ذبح کی جانے والی ہے اور چھری اس کے گلے پر پھیری جانے والی ہے وہ بھی کہتی ہے اس پر اللہ کی لعنت ہو یہ وہی شخص ہے جس کی وجہ سے ہم پہ بارش روک دی جاتی تھی خود حق تعالے فرماتا ہے: انہیں پہ اللہ کی لعنت ہے اور تمام لعنت کرنے والوں کی لعنت ہے۔

جب انسان شر پسند ہوتا ہے تو اس کی شرارت متعدی ہوتی ہے اور اس سے تمام حیوانات متاثر ہوتے ہیں اور اگر خیر پسند ہوتا ہے تو اس کی خیر و برکت سے بھی حیوانات مستفید ہوتے ہیں حق تعالی کی نافرمانی فساد کی نشانی ہے اور فرماں برداری صلاح کی۔

بہر حال استسقاء کی نماز امام یا امام کا نائب پڑھائے نماز استسقاء کی دو رکعتیں ہیں اور اس نماز میں بھی نماز عیدین کی طرح اذان تکبیر نہیں پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ کے علاوہ سات تکبیریں ہیں اور دوسری میں سجدے سے اٹھنے کی تکبیر کے علاوہ پانچ تکبیریں ہیں جیسا کہ ہم عیدین کی نماز میں بیان کر آئے ہیں اور ہر دو تکبیروں کے درمیان ذکر اللہ کرے پھر نماز سے فارغ ہو کر خطبہ دے، ایک روایت کی رو سے نماز سے پہلے بھی خطبہ جائز ہے اور یہ بھی روایت ہے کہ خطیب کو اختیار ہے خواہ نماز سے پہلے خطبہ دے یا بعد میں اور یہ بھی منقول ہے کہ خطبہ مسنون نہیں محض دعا کی جائے غرضیکہ امام کو جس بات میں سہولت ہو وہی کرے، اگر خطبہ دے تو عیدین کی نماز کی طرح تکبیر سے خطبہ شروع کرے اور نبی اکرم صلعم پر کثرت سے درود بھیجے اور قرآن پاک کی یہ آیت (فقلت استغفروا ربکم ......) پڑھے، خطبہ سے فارغ ہو کر قبلہ کی طرف رخ کرلے اور چادر کو پلٹ دے یعنی چادر جو پلو سیدھے کندھے پر ہو اسے بائیں

العيد ويكثر الصلاة على رسول الله صلى الله عليه وسلم ويقرأ في خطبته نقلت استغفروا ربكم انه كان غفارا يرسل السماء عليكم مدرارا الآيات فاذا فرغ من الخطبة استقبل القبلة فحول رداءه فجعل ما كان على منكبه الايمن على الايسر وما على الايسر على الايمن ولا ينكسه وليفعل الناس كذلك ويتركونه حتى يرجعوا الى اهلهم فينزعونه مع ثيابهم يفعلونه تفاؤلا بتحول القحط ولان السنة بذلك وردت وهو ما روى عباد بن تميم عن عمه رضي الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم خرج بالناس يستسقي فصلى بهم ركعتين جهر بالقراءة فيهما وحول رداءه ودعا واستسقى واستقبل القبلة ثم يرفع يديه فيستقبل القبلة فيدعو بدعاء النبي صلى الله عليه وسلم اللهم اسقنا غيثا مغيثا مريئا هنيئا مريعا غدقا مجللا وروى مجللا عاما طبقا سحا دائما اللهم اسقنا الغيث ولا تجعلنا من القانطين اللهم سقيا رحمة لا سقيا عذاب ولا محق ولا بلاء ولا هدم ولا غرق اللهم ان بالبلاد والعباد والخلق من اللأواء والبلاء والجهد والضنك ما لا نشكوا الا اليك اللهم انبت لنا الزرع وادر لنا الضرع واسقنا من بركة السماء وانبت لنا من بركات الارض اللهم ارفع عنا الجهد والجوع والعري واكشف عنا

کندھے پر اور جو بائیں کندھے پر ہو اسے سیدھے کندھے پر ڈال لے اور اسے اوندھا نہ کرے تمام حاضرین بھی اپنی اپنی چادریں پلٹ لیں اور اسی طرح پلٹے رہیں جب تک گھر نہ آئیں گھر آکر کپڑوں کے ساتھ چادریں بھی اتار دیں ایسا نیک فال لینے کے لئے کریں تاکہ اللہ تعالیٰ قحط کو پلٹ دے علاوہ ازیں ایسا کرنا سنت بھی ہے چنانچہ حضرت عبادہ بن تمیم اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلعم نماز استسقاء کے لئے لوگوں کو لے کر روانہ ہوئے پھر آپ نے انہیں دو رکعت نماز پڑھائی اور دونوں رکعتوں میں زور سے قرأت کی اور اپنی چادر پلٹی اور دعا مانگی اور بارش طلب کی اور قبلہ کی طرف منہ کر لیا پھر قبلہ کی طرف منہ کر لیا پھر قبلہ کی طرف رخ کر کے دونوں ہاتھ اٹھا لیئے اور اس موقعہ پر نبی اکرم صلعم نے جو دعا مانگی تھی وہ دعا مانگے (دعا یہ ہے) اے اللہ ہمیں ہماری دعاؤں کے نتیجہ میں مینہ سے سیراب کر جو خوش گوار، برکت والا نباتات پیدا کرنے والا، موسلا دھار اور عالمگیر ہو، ایک روایت میں ہے جو عالمگیر، عام روئے زمین پر پھیلنے والا، جاری اور دیر تک باقی رہنے والا ہو، اے اللہ ہمیں بارش سے سیراب فرما اور ہمیں نامرادوں میں شامل نہ فرما، ہمیں ایسی سیرابی عطا نہ فرما جو ہمارے لئے عذاب بن جائے، کھیتی باڑی کو بہا لے جائے، مصیبت بن جائے ہمارے گھر مسمار کر دے اور ڈبو دینے والی ہو، اے اللہ تمام شہروں میں، بندوں میں اور مخلوق میں ایسی سختی، آفت، بلا، مشقت، تنگی عام ہے جس کی شکایت تجھی سے کی جاتی ہے اے اللہ ہمارے لئے کھیتی پیدا فرما اور ہمارے جانوروں کے ہاکھوں میں دودھ پیدا فرما اور ہمیں آسمانی برکتوں سے سیراب فرما اور ہمارے لئے زمین کی برکتیں پیدا فرما، اے اللہ ہم سے مشقت، تنگی، بھوک اور عریانی دور فرما اور ہم سے مصیبت ہٹا جسے کوئی دوسرا نہیں ہٹا سکتا اے اللہ ہم تجھ سے اپنے گناہوں کی مغفرت چاہتے ہیں کیونکہ تو حد سے زیادہ بخشنے

من البلاء ما لا يكشفه غيرك اللهم انا نستغفرك انك كنت غفارا فارسل السماء علينا مدرارا ويل عو مثل ذلك اللهم انك امرتنا بدعائك ووعدتنا اجابتك فقد دعوناك كما امرتنا فاستجب لنا كما وعدتنا وقيل انه يستقبل القبلة فى اثناء الخطبة ويتمها مستقبل القبلة ثم يردفها بالدعاء والاولى ما قلنا من انه اذا فرغ من الخطبة استقبل القبلة لان الخطبة وعظ و زجر وتخويف وذلك انما يحصل اذا وجه الناس واستقبلهم ليبلغ الى اسماعهم و قلوبهم واما اذا استقبل القبلة فقد استدبرهم وقد كان بين ايديهم حين صلى بهم -

فصل : واما صلاة الكسوف فهى سنة مؤكدة ووقتها من حين الكسوف الى حين التجلى ورد نورهما اليهما يعنى اذا كسفت الشمس وخسف القمر فمن حين يبتدئ ظهور السواد والكدر ونقصان الشعاع يدخل وقت الصلاة الى ان يزول ذلك فاذا زال زال وقت الصلاة والسنة ان تصلى فى الجامع موضع صلاة الجمعة وينادى لها الصلاة جامعة فيصلى بهم الامام ركعتين يحرم بالاولى ويستفتح ويتعيذ ويقرأ الفاتحة ثم يقرأ سورة البقرة ثم يركع فيطيل الركوع يكرر فيه التسبيح بقدر مائة آية ثم يرفع رأسه قائلا سمع الله لمن حمده ثم يقرأ الفاتحة

والا ہے لہٰذا ہم پر موسلا دھار بارش فرما اور اس جیسی دعا بھی مانگے مثلاً اے اللہ تو نے ہمیں حکم فرمایا ہے کہ مجھ سے دعائیں مانگو اور ہم سے قبولیت کا بھی وعدہ فرمایا ہے ہم تیرے حکم کے بموجب دعائیں مانگ رہے ہیں لہٰذا تو اپنے وعدے کے بموجب ہماری دعائیں قبول فرما۔

بعض علماء کہتے ہیں کہ خطبہ کے درمیان ہی قبلہ کی طرف منہ کرکے خطبہ ختم کرے، پھر فوراً دعا مانگے، لیکن اولیٰ وہی ہے جو ہم نے بتایا یعنی خطبہ ختم کرکے قبلہ کی طرف منہ کرے کیونکہ خطبہ وعظ و ڈانٹ ہے اور اللہ کے عذاب سے ڈرانا ہے اور یہ مقاصد اسی وقت حاصل ہوتے ہیں جب لوگوں کی طرف منہ ہو تاکہ خطبہ ان کے کانوں اور دلوں تک پہنچ سکے، لیکن اگر ان کی طرف پیٹھ کرلے گا تو مذکورہ بالا مقاصد کی تکمیل میں خلل پیدا ہوگا۔

نماز کسوف یا خسوف یہ نماز سنت مؤکدہ ہے اس کا وقت گرہن لگنے کے شروع سے گرہن ختم ہونے تک ہے یعنی جب سورج یا چاند کو گرہن لگے تو جس وقت سیاہی اور گدلاہٹ ظاہر ہو اور کرنوں میں کمی پیدا ہو تو اس نماز کا وقت شروع ہو جاتا ہے حتیٰ کہ سورج یا چاند گرہن سے مکمل نکل جائے، اگر گہن سے نکل جانے کے بعد نماز کا وقت بھی نکل جاتا ہے، نماز کسوف و خسوف جامع مسجد میں جہاں جمعہ ہوتا ہو پڑھنا مستحب ہے اس کے لئے الصلوٰۃ جامعہ کے اعلان سے لوگوں کو جمع کیا جائے اور امام لوگوں کو دو رکعت نماز پڑھائے اور تکبیر تحریمہ کے بعد دعائے افتتاح، اعوذ، سورہ فاتحہ پڑھ کر سورہ بقرہ شروع کردے پھر اس قدر لمبا رکوع کرے کہ بقدر سو آیتوں کے تسبیحات پڑھے پھر سمع اللہ لمن حمدہ کہتا ہوا رکوع سے سر اٹھائے پھر فاتحہ پڑھ کر آل عمران شروع کردے پھر سابق رکوع سے قدرے کم رکوع کرے پھر سر اٹھا کر قومہ کے لئے کھڑا

وآل عمران ثم يركع دون الركوع الاول ثم يرفع
رأسه كذلك ثم يسجد سجدتين طويلتين يسبح
في كل واحدة بقدر مائة آية ثم يقوم الى
الثانية فيقرأ الفاتحة ويقرأ سورة النساء
ثم يركع فيطيل ثم يرفع ويقرأ الفاتحة و
المائدة وان لم يحسن هذه السور قرأ غيرها
من سور القرآن بعدد آياتها فان لم يحسن الا
قل هو الله احد قرأها على التفصيل كذلك
فتكون قراءته في القيام الثاني كثلثي قراءته في
القيام الثاني كثلثي قراءته في القيام الاوّل
وتكون قراءته في القيام الثالث وهو اذا رفع
من السجود الى القيام كنصف قراءته في القيام
الاول وتكون قراءته في القيام الاخير وهو
الرابع كثلثي القيام الثالث وهو الذي قبله واما
التسبيح فهو كثلثي قراءته في كل قيام ويركع
بعده من غير خلف ثم يسلم فتكون اربع ركعات
واربع سجدات ويزيد في كل ركعة ركوعا
واحدا وان انجلى والناس في الصلاة استحب
تخفيفها ولا يقطعونها ومن اراد ان يصليها
وحده في بيته او مع اهله جاز والاولى ما
ذكرنا والاصل في صلاة الكسوف على ما بينا
ما روي عن عائشة رضي الله عنها انها قالت
كسفت الشمس على عهد رسول الله صلى الله
عليه وسلم فاتى النبي صلى الله عليه وسلم
المصلى فكبر وكبر الناس ثم قرأ فجهر بالقراءة

ہو اور دیر تک کھڑا رہے پھر طویل دو سجدے کرے اور ہر سجدے میں
بقدر سو آیتوں کے تسبیحات پڑھے پھر دوسری رکعت میں فاتحہ کے
بعد سورہ نساء پڑھے اور لمبا رکوع کرے پھر سر اٹھا کر سورہ فاتحہ کے بعد
سورہ مائدہ پڑھے اگر یہ سورتیں یاد نہ ہوں تو جہاں سے قرآن یاد ہو
وہاں سے بقدر ان سورتوں کی آیتوں کی تعداد کے پڑھ لے اور اگر صرف
سورہ اخلاص ہی یاد ہو تو بار بار یہی سورت پڑھتا رہے حتیٰ کہ
مذکورہ بالا سورتوں کی آیتوں کی تعداد برابر ہو جائے اور قیام ثانی
میں قرأۃ بقدر قیام اول کے ⅔ کی برابر رہے اور قیام ثالث میں (رکوع سے
سے اٹھ کر دوسری رکعت کے قیام اول میں) قیام اول کے بقدر ½
قرأت رہے اور چوتھے (پچھلے) قیام میں تیسرے قیام کے ⅔ کی برابر
رہے۔ تسبیحات بھی ہر قیام میں قرأت کی ⅔ کی برابر رہے پھر رکوع
کرے اور پورا دوگانہ پڑھ کر سلام پھیر دے اس دوگانہ میں چار
رکوع اور چار سجدے ہوں گے اور ہر رکعت میں ایک اور رکوع
کا بھی اضافہ کر سکتا ہے اگر حالت نماز میں گرہن کھل جائے تو پھر
نماز میں تخفیف کرنا مستحب ہے تاکہ لوگ گھبرا کر نیت نہ توڑ دیں اگر
کوئی اپنے گھر میں تنہا یا اپنے گھر والوں کے ساتھ نماز کسوف پڑھ
لے تو پڑھ سکتا ہے۔ لیکن اولیٰ مسجد ہی میں پڑھنا ہے
چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ
ایک دفعہ عہد رسالت میں سورج میں گرہن لگا نبی اکرم صلعم
عیدگاہ تشریف لے گئے اور آپ نے اللہ اکبر کہہ کر نیت
باندھ لی، پھر آپ نے جہری قرأت فرمائی اور لمبا قیام
کیا پھر لمبا رکوع کیا پھر سمع اللہ لمن حمدہ کہہ کر سر اٹھایا اور
لمبی قرأت شروع کر دی۔ پھر رکوع میں گئے پھر رکوع سے
سر اٹھایا پھر سجدے میں گئے پھر اسی طرح دوسری رکعت
ادا فرمائی پھر سلام پھیر کر آپ نے فرمایا: یاد رکھو سورج

واطال القيام ثم ركع فاطال الركوع ثم رفع راسه فقال
سمع الله لمن حمده ثم قرأ واطال القراءة ثم ركع
فاطال الركوع ثم رفع راسه ثم سجد ثم رفع راسه
ثم سجد ثم قام ففعل في الثانية مثل ذلك ثم
قال صلى الله عليه وسلم ان الشمس والقمر
آيتان من آيات الله لا ينخسفان لموت احد
ولا لحياته فاذا رأيتم ذلك فافزعوا الى الصلاة

فصل : واما صلاة الخوف فجائز فعلها
بشرائط اربع احدها ان يكون العدو مباح
القتال والثاني ان يكون في غير جهة القبلة
والثالث ان لا يؤمن هجومه والرابع ان يكون
في القوم كثرة يمكن تفرقتهم طائفتين فيجعل
في كل طائفة ثلاثة فصاعدا فتجعل احدى
الطائفتين بازاء العدو والاخرى خلفه فيصلي
بها ركعة فاذا قام الى الثانية فارقته الطائفة
وصلت الركعة لانفسها ناوية للمفارقة لانه
لا يجوز للماموم ان يفارق امامه الا بنية
فتسلم وتمضي الى وجه العدو وتأتي الطائفة
الاخرى فتحرم بالصلاة خلف الامام فتصلي
معه الركعة ويجلس الامام وتقوم هي فتصلي
الركعة الاولى وتجلس وتتشهد ويسلم بهم
الامام غير انه يطيل القراءة في الركعة الثانية
بقدر ما تتم الطائفة الاولى الركعة الثانية و
تمضي الى اصحابها وتأتي الطائفة الاخرى
فتحرم معه ويطيل التشهد في حق الطائفة

اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں ان میں کسی کی موت یا پیدائش کی وجہ سے گرہن نہیں لگتا۔ لہٰذا جب تم ان میں گرہن لگا ہوا دیکھو تو فوراً نماز کی طرف رجوع کرو۔

نمازِ خوف | نمازِ خوف چار شرطوں کے ساتھ جائز ہے دشمن برسرِ پیکار ہو، دشمن غیر سمت قبلہ کی طرف ہو، دشمن کے حملہ کرنے کا غالب گمان ہو اور فوج میں اتنے سپاہی ہوں کہ ان کے دو حصے کئے جا سکیں تاکہ ایک حصہ دشمن کے بالمقابل رہے اور ہر حصہ میں تین یا تین سے زیادہ جوان ہوں الغرض ایک حصہ دشمن کی نگرانی کے لئے متعین کر دیا جائے اور ایک حصہ امام کے پیچھے نماز کے لئے حاضر ہو جائے امام اسے ایک رکعت نماز پڑھائے پھر جب امام دوسری رکعت کے لئے کھڑا ہو تو امام کے پیچھے والا حصہ امام سے علیحدگی کی نیت کر کے اپنی دوسری رکعت پڑھ لے کیونکہ بلا علیحدگی کی نیت کے مقتدی امام سے علیحدہ نہیں ہوتا اور سلام پھیر کر دشمن کے مقابلہ کے لئے چلا جائے اور دوسرا حصہ امام کے پیچھے آ کر نماز کے لئے نیت باندھ لے اور امام کے ساتھ ایک رکعت پڑھ لے، امام ایک رکعت پڑھ کر تشہد میں بیٹھ جائے اور مقتدی اپنی دوسری رکعت پڑھ کر تشہد میں بیٹھیں اور امام کے ساتھ سلام پھیر دیں۔ دوسری رکعت میں امام اتنی لمبی قرأت کرے گا کہ مقتدی اپنی اپنی رکعت پڑھ کر اور سلام پھیر کر دشمن کے مقابلہ پر چلے جائیں اور دوسرا حصہ آ کر امام کے پیچھے کھڑا ہو جائے اور دوسرے حصہ کے لئے تشہد میں اتنی دیر بیٹھا رہے گا کہ دوسرا حصہ اپنی بقیہ رکعت پوری کر کے امام کے ساتھ سلام پھیر دے اور اسے امام کے ساتھ نماز کا ثواب حاصل ہو جائے اور پہلے حصہ کو امام کے ساتھ تکبیر تحریمہ کا ثواب حاصل ہو چکا ہے اسی طرح نبی اکرم صلعم

الثانیۃ حتی تتم الرکعۃ التی علیھا وتدرکہ فی التشھد فیسلم بھا وتحصل لہ فضیلۃ السلام مع الامام وللاولی فضیلۃ التحریم مع الامام ھکذا صلاھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالمسلمین فی غزوۃ ذات الرقاع وقد قال صلی اللہ علیہ وسلم فی حدیث سھل بن ابی خزیمۃ رضی اللہ عنہ یقوم الامام وصف خلفہ وصف بین یدی العدو فیصلی بالذین خلفہ رکعۃ وسجدتین ثم یقوم قائما حتی یصلوا لانفسھم رکعۃ ثم تتقدم اخری اولئک مکان ھولاء ثم یجیء اولئک فیقومون مقام ھولاء فیصلی بھم رکعۃ وسجدتین ثم یقعد حتی یقضوا رکعۃ اخری ثم یسلم بھم وقد روی عن امامنا رحمہ اللہ ما یدل علی جواز تاخیر الصلاۃ فی حالۃ التحام القتال والمطاردۃ الی حین زوالھا ووضع الحرب اوزارھا فھذا الذی ذکرناہ من صفۃ صلاۃ الخوف فی صلاۃ الفجر والرباعیۃ اذا قصرت فی السفر واما المغرب فیصلی بالطائفۃ الاولی رکعتین وبالثانیۃ رکعۃ ولا ینقص منھا شیء لانھا لا تقصر فاذا جلس فی التشھد الاول فھل تفارقہ الطائفۃ او حین ینھض الی الثالثۃ علی وجھین وان خاف بالحضر صلی بکل طائفۃ رکعتین وتقضی لانفسھا رکعتین وان فرقھم اربع فرق لم تصح صلاتہ وصلاۃ الفرقۃ الثالثۃ والرابعۃ وھل تبطل صلاۃ الاولی والثانیۃ

نے صحابہ کرام کو غزوۂ ذات الرقاع میں نماز پڑھائی ہے۔

سہل بن ابی خزیمہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ امام اس حال میں نیت باندھے کہ ایک صف اس کے پیچھے ہو اور ایک صف دشمن کے بالمقابل ہو اور امام اپنی صف کو پوری ایک رکعت پڑھائے پھر کھڑا ہو جائے حتیٰ کہ وہ اپنی دوسری رکعت پوری کر کے دشمن کی طرف چلے جائیں اور دشمن کے مقابلہ والی صف آکر امام کے پیچھے نیت باندھ لے اور امام اب انہیں پوری ایک رکعت پڑھا کر تشہد میں بیٹھ جائے حتیٰ کہ یہ اپنی دوسری رکعت پوری کر لیں پھر امام ان کے ساتھ سلام پھیر دے۔

ہمارے امام احمدؒ سے گھمسان جنگ میں جنگ کے ختم ہونے تک نماز کے موقوف رکھنے کا جواز بھی منقول ہے صریح نص سے تو نہیں ہاں مفہوم سے یہ معنی سمجھا جاتا ہے لیکن نماز خوف کی یہ صورت جو ہم نے بیان کی ہے یہ دو رکعت اور قصر کی حالت میں چار رکعت والی نمازوں میں ہے مغرب کی نماز کی یہ صورت ہے کہ امام پہلی صف کو دو رکعتیں اور دوسری صف کو ایک رکعت پڑھائے کیونکہ مغرب کی نماز میں قصر نہیں پھر جب امام پہلے تشہد میں بیٹھے تو کیا پہلی صف اسی وقت علیحدہ ہو کر اپنی باقی نماز پڑھے یا اس وقت علیحدہ ہو جب امام تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہو؟ دونوں صورتوں پر فتویٰ ہے تو امام ہر گروہ کو دو دو رکعتیں پڑھائے اور ہر گروہ اپنی دو رکعتیں اگر حالت اقامت میں خوف لاحق ہو امام سے علیحدگی کی نیت کر کے پڑھ لے۔

اگر امام چار صفیں بنا کر الگ الگ چاروں کو حسب سابق نماز پڑھائے تو امام کی اور تیسری اور چوتھی صف کی نماز صحیح نہ ہو گی پھر کیا پہلی اور دوسری صف کی نماز بھی باطل ہو گی؟ اس میں دونوں صورتیں ہیں کسی کے نزدیک باطل ہو جاتی ہے اور کسی کے

على وجهين هذا الذي ذكرناه إذا كان العدو
وراء القبلة أو عن يمينهم وشمالها وأما إذا كان
في جهة القبلة فيرى بعضهم بعضا ولا يتوهم
هناك كمين لهم جاز أن يصلي بهم صلاة الخوف
فيجعلهم صفين أو ثلاثة على قدر كثرتهم و
قلتهم ويحرم بهم أجمعين فيصلي الركعة الأولى
فإذا أراد السجود سجد الجميع إلا الصف الأول
الذي يليه فإنه يقف فيحرسهم حتى يقوموا
إلى الركعة الثانية ثم يسجدن فيلحقهم قياما
فإذا سجد الإمام في الركعة الثانية وقف الصف
الأول الذي سجد معه في الركعة الأولى
فيحرسهم إلى أن يجلس الإمام في التشهد ثم
يلحقه في التشهد فيتبعه فيسلم بالجميع هكذا
روي عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه صلاها
بعسفان وإن تأخر في الركعة الثانية الصف الأول
وتقدم الصف الثاني إلى مكان الأول فيحرس
جاز وإن اشتد الخوف والتحم القتال صلوا جماعة
وفرادى على أي حال أمكنهم رجالا وركبانا
مستقبلي القبلة ومستدبريها إيماء وغير إيماء
وهل عليهم افتتاح الصلاة متوجهين إلى
القبلة أم لا على روايتين فإن حصل الأمن
وانكسر العدو بنوا على صلاتهم ونزلوا عن
ظهور دوابهم متوجهين وإن شرعوا في الصلاة
مطمئنين ثم اشتد الخوف ركبوا وأتموا صلاة
خوف وإن احتاجوا إلى الضرب والطعن والكر

نزدیک نہیں۔

غرضیکہ مذکورہ بالا صورت اس وقت ہے جب کہ دشمن قبلہ کے پیچھے یا دائیں بائیں ہو لیکن اگر دشمن سمت قبلہ میں ہو اور ایک دوسرے کو دیکھتا ہو اور یہ خیال بھی نہ ہو کہ ان کے آدمی چھپے ہوئے ہیں تو اس صورت میں بھی نماز خوف جائز ہے لہٰذا امام کثرت و قلت کے اعتبار سے اپنے جوانوں کی دو یا تین صفیں بنا لے اور امام کے ساتھ سب نیت باندھ لیں اور پہلی رکعت پڑھائی جائے پھر جب امام سجدے میں جانا چاہے تو تمام مقتدی سجدے میں چلے جائیں البتہ امام کے متصل جو صف ہے وہ کھڑی رہے اور تمام نمازیوں کی حفاظت کرے حتیٰ کہ سب دوسری رکعت کے لئے کھڑے ہو جائیں تو اب پہلی صف اپنے دونوں سجدے کر کے امام کے ساتھ مل جائے کیونکہ امام قیام میں ان کا منتظر رہے گا پھر جب دوسری رکعت میں امام سجدے میں جائے تو پھر وہ صف کھڑی رہے جس نے امام کے ساتھ پہلی رکعت میں سجدہ کیا تھا اور باقی حضرات سجدہ میں چلے جائیں حتیٰ کہ امام تشہد میں بیٹھ جائے۔ پھر کھڑی ہوئی صف اپنا سجدہ کر کے تشہد میں امام کے ساتھ ہو جائے پھر سب اکٹھے سلام پھیر دیں نبی اکرم صلعم سے منقول ہے کہ آپ نے اسی طرح عسفان میں نماز پڑھی اور اگر دوسری رکعت میں پہلی صف پیچھے آ جائے اور پچھلی صف آگے بڑھ جائے اور پہلی صف کی جگہ چلی جائے اور حفاظت کرے تو بھی جائز ہے اگر سخت خوف ہو اور گھمسان کی جنگ ہو رہی ہو تو جس طرح ممکن ہو جماعت سے یا تنہا تنہا، پیدل یا سوار قبلہ کی طرف رخ ہو یا نہ ہو اشاروں سے یا اعضا سے غرضیکہ جس طرح ممکن ہو نماز پڑھ لیں۔ کیا نیت باندھتے وقت قبلہ رخ ہونا ضروری ہے یا نہیں؟ اس سلسلہ میں دونوں روایتیں ہیں لیکن اگر امن ہو جائے اور دشمن کو شکست ہو جائے تو نماز سابق

والغرق وتجوز هذه الصلاة لكل خائف من عدو كالسبع والسيل وقطاع الطريق وغير ذلك و كذلك اذا كان طالبا للعدو ويخاف فوته عند هزيمته يصليها على احدى الروايتين۔

فصل : واما قصر الصلاة فجائز اذا جاوز بيوت قريته او خيام قومه فيقصر الرباعية فيصليها ركعتين اذا كان سفره طويلا وهو ستة عشر فرسخا اربعة برد وهي ثمانية و اربعون ميلا بالهاشمي والبريد الواحد اربعة فراسخ فيقصر مارا وجائيا فان دخل بلدة او قرية فنوى الاقامة فيها اثنتين وعشرين صلاة اتم وكان حكمه حكم المقيم وان نوى احدى وعشرين صلاة فعلى روايتين ودون ذلك قصر وان نزل بلدة و لم يدر متى يرتحل ولا نية له بل قال اليوم اخرج وغدا اخرج قصر بها لما روى ان النبي صلى الله عليه وسلم اقام بمكة ثمانية عشر يوما وقيل خمسة عشر يوما يقصر وفي حديث عمران بن الحصين رضي الله عنهما شهدت الفتح مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فكان لا يصلي الا ركعتين ثم يقول لاهل البلد صلوا اربعا فانا قوم سفر واقام صلى الله عليه وسلم بتبوك عشرين يوما يقصر وكذلك الصحابة رضي الله عنهم قال انس بن مالك رضي الله عنه كان اقام اصحاب

نیت پر پوری کریں اور قبلہ رخ سواریوں سے نیچے اتر آئیں اگر حالت اطمینان امن میں نماز شروع کی گئی ہو اور درمیان میں خطرہ شدت پکڑ گیا ہو تو سوار ہو کر نماز خوف مکمل کریں اگرچہ مار دھاڑ، نیزہ زنی، حملہ کرنے اور بھاگنے کی نوبت آ جائے، نماز خوف ہر اس شخص کے لئے جائز ہے جو دشمن (جیسے درندہ، سیلاب، ڈاکو وغیرہ) سے خوفزدہ ہو۔ اسی طرح اگر دشمن کے حملہ کا خطرہ ہے اور اس کی شکست کے وقت اس کے قرب کا اندیشہ ہے تو دو روایتوں میں سے ایک روایت کی رو سے نماز خوف پڑھنا جائز ہے۔

نماز قصر نماز کسر مسنون ہے جب نمازی اپنے شہر کے گھروں سے یا اپنی قوم کے خیموں سے آگے بڑھ جائے تو چار رکعت والی نماز میں قصر کرے اور دو رکعت ادا کرے جبکہ سفر لمبا ہو یعنی ہاشمی میل سے ۴۸ میل کا سفر ہو (چار برید یا ۱۶ فرسخ یا ۴۸ میل کا سفر ہو) اس سفر میں حالت سفر میں آتے جاتے قصر کرے اگر کسی شہر یا آبادی میں پہنچنے کے بعد ۲۲ نمازوں تک ٹھہرنے کی نیت کر لے تو اس کا حکم مقیم کا ہے لہذا نماز پوری پڑھے اور اگر ۲۱ نمازوں تک ٹھہرنے کی نیت کی ہو تو قصر کی بھی روایت ہے اور عدم قصر کی بھی اور اگر ۲۱ سے کم کی نیت ہو تو قصر کرے اور اگر کسی آبادی میں ٹھہر جائے اور یہ فیصلہ نہ کرے کہ کب تک ٹھہرے گا اور ٹھہرنے کی نیت نہ کرے بلکہ آج کل میں چلے جانے کی نیت ہو لیکن پھر رک جانا ہو تو قصر کرتا رہے کیونکہ حدیث میں ہے کہ نبی اکرم صلعم مکہ میں ۱۸ دن ٹھہرے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ۱۵ دن ٹھہرے اور قصر نماز پڑھتے رہے۔

عمران بن حصین کا بیان ہے کہ میں فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلعم کے ساتھ موجود تھا آپ دو رکعت ہی پڑھ کر فرما دیا کرتے تھے کہ اے شہر والو تم چار رکعت پڑھ لو ہم مسافر ہیں اس لئے ہم نے دو رکعتیں پڑھی ہیں اور نبی اکرم صلعم تبوک میں بیس دن ٹھہرے اور قصر کرتے رہے۔ صحابہ کرام بھی اسی طرح کیا کرتے تھے۔ حضرت انس بن مالک کا بیان ہے کہ صحابہ کرام رام ہرمز میں ۷ ماہ ٹھہرے اور قصر کرتے رہے

رسول الله صلى الله عليه وسلم برامهرمز سبعة اشهر يقصرون الصلاة وروي ان ابن عمر رضي الله عنهما اقام باذربيجان ستة اشهر يصلي ركعتين وان احرم بالصلاة وهو مقيم ثم صار مسافرا بان كان بمركب الى جنب بلده في حدودها داخلا من حيطانها وسورها ثم دفع الملاح المركب فخرج من حدودها لزمه الاتمام وكذلك لو احرم في السفر ثم اقام ببلد او ائتم بمقيم او بمن يشك هل هو مقيم او مسافر ولم ينو القصر عند شروعه فيها لزمه الاتمام في جميع ذلك ولا يجوز القصر اذا كان قاضيا للصلاة لانها قد ثبتت في ذمته كاملة ولا يؤثر السفر الا في الاداء خاصة واذا احرم بنية القصر ثم نوى الاقامة اتم وكذلك ان احرم وهو مقيم ثم نوى السفر اتم وكذلك ان كان سفره معصية او لعبا ونزهة لا يستبيح رخص السفر ولا يستبيح ذلك الا اذا سافر لواجب كالحج والجهاد او مباح كتجارة او طلب غريم وما شاكله واذا ابحناه للعاصي بسفره فقد اعناه على معصية ربه وبقائه عليها وعدم صلاحه بطاعته فلا نقويه على ذلك ولا نعينه بل نمنعه ونكسره والقصر عند امامنا احمد رحمه الله افضل من الاتمام وله الاتمام والقصر كحالة الصيام والفطر وترك التجلد على الله عز وجل في جميع ذلك

حضرت ابن عمرؓ آذربیجان میں ۶ ماہ ٹھہرے اور قصر کرتے رہے اگر کسی نے حالت اقامت میں نماز کی نیت باندھ لی ہو پھر نماز ہی میں مسافر ہو گیا ہو مثلاً اپنے شہر کے اندر سواری پر سوار تھا پھر ملاح نے کشتی یا جہاز چلا دیا اور نماز ہی میں حدودِ شہر سے نکل گیا تو پوری نماز پڑھنی لازم ہے اسی طرح اگر حالت سفر میں نیت باندھ لی ہو پھر حالت نماز ہی میں سواری شہر میں پہنچ کر ٹھہر گئی ہو یا مقیم کی اقتداء کر لی ہو یا اس شخص کی جس کے بارے میں معلوم نہ ہو کہ مقیم ہے یا مسافر بلکہ مشکوک ہو یا شروع نماز میں قصر کی نیت نہ کی ہو ان تمام صورتوں میں پوری نماز پڑھنی لازم ہے۔

اگر کوئی نمازیں قضا کرے تو اسے قصر جائز نہیں کیونکہ نماز اس کے ذمہ کامل ثابت و فرض ہوئی ہے سفر خاص طور پر ادا میں مؤثر ہوتا ہے قضا میں نہیں۔ اگر قصر کی نیت سے نیت باندھی ہو پھر ٹھہر جانے کا عزم کر لیا ہو تو پوری نماز پڑھے اسی طرح اگر حالت اقامت میں نیت باندھی ہو پھر سفر کی نیت کر لی ہو تو پوری نماز پڑھے اسی طرح اگر گناہ کے یا لہو و لعب کے یا تفریح کے لئے سفر کیا ہو تو ایسا سفر سفر کی رخصتوں کو مباح نہیں کرتا یہ رخصتیں اسی وقت کارآمد ہوتی ہیں جب کسی واجب عبادت (جیسے حج اور جہاد وغیرہ) کے لئے سفر کیا جائے یا مباح عبادت (جیسے تجارت یا قرض خواہ وغیرہ) کے لئے کیا جائے اگر ہم قصر کی گناہوں والے سفر کے لئے اجازت دیں تو ہم گناہوں پر اور گناہوں پر قائم رہنے پر اعانت کریں گے اور اطاعت کے ذریعہ عدم اصلاح پر معاون ہوں گے لہٰذا ہمارا فرض ہے کہ ہم گناہوں پر اعانت نہ کریں اور گنہ گاروں کو تقویت نہ پہنچائیں بلکہ ہم کو چاہیئے کہ ہم انہیں گناہوں سے روک دیں اور انہیں کمزور کر دیں۔

ہمارے امام احمدؒ کے نزدیک پوری نماز سے قصر افضل ہے اور پوری نماز اور قصر دونوں جائز ہیں جیسے مسافر کو روزہ رکھنا اور نہ رکھنا دونوں جائز ہیں اور تمام مسائل میں اپنی طاقت و قوت کا اظہار نہ کرنا اور اللہ تعالیٰ کی رخصتوں پر عمل کرنا اور اس کی نرمیوں کی پیروی کرنا اولیٰ

اتباع رخصہ ورفقہ اولی ولو لم یکن فی اتمامہ للصلاۃ وصیامہ فی السفر غیر رویتہ للنفس وعجبہ ومباھاتہ وتعظیمہ ذلک وفی قصرہ وافطارہ من ذل النفس وانکسارھا وخضوعھا للترک تمام العبادۃ والعزیمۃ لکان بالحری ان یقال ان القصر والفطر اولی کیف وقد قال صلی اللہ علیہ وسلم لما قیل لہ فی قصر الصلاۃ مالنا نقصر وقد أمنا فقال صلی اللہ علیہ وسلم تلک صدقۃ تصدق اللہ بھا علی عبادہ فاقبلوا صدقتہ وقال صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ یحب أن یؤخذ برخصہ کما یحب ان یوخذ بعزائمہ فالعجب کل العجب ممن یتم الصلاۃ فی السفر ویصوم فیہ ویترک الرخص وھو یرتکب الکبائر من اکل الحرام وشرب المسکر ولبس الحریر والزنا واللواطۃ واعتقاد السوء فی الاصول وغیر ذلک من العظائم۔

فصل: واما الجمع بین الصلاتین فجائز بین الظھر والعصر والمغرب والعشاء فی السفر بشرط ان یکون السفر طویلا وھو ستۃ عشر فرسخا علی ما بینا ولا یجوز ذلک فی القصیر وھو ما دون ذلک وھو مخیر بین تاخیر الاولی الی تقدیم الثانیۃ وبین تقدیم الثانیۃ الی وقت الاولی والاستحباب فی التاخیر وھو ان یوخر من الاولی ویقدم الثانیۃ فیصلیھا فی اول وقت الثانیۃ فان صلاھما فی وقت الاولی

ہے اگر کسی کی نیت سفر میں نماز پوری پڑھنے سے اور روزہ رکھنے سے فخر و مباہات اور عجب و غرور کے علاوہ کچھ اور ہو اور قصر سے اور روزہ نہ رکھنے سے نفس کی ذلت و خواری اور انکساری مقصود ہو تو اس سے کہہ دیا جائے کہ قصر اور روزہ نہ رکھنا اولیٰ ہے بھلا قصر و افطار کیسے افضل نہ ہوں حالانکہ جب نبی اکرم صلعم سے قصر کے بارے میں یہ پوچھا گیا کہ اب ہم امن کی حالت میں کیسے قصر کر سکتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ یہ اللہ تعالےٰ کا صدقہ ہے جسے اس نے اپنے بندوں پر کیا ہے لہٰذا اس کا صدقہ قبول کر لو اور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی رخصتوں کو قبول کرنا اللہ کو محبوب ہے، جیسے اس کے واجبات کو قبول کرنا اسے محبوب ہے، لہٰذا ان لوگوں پر سخت حیرت ہے جو سفر میں قصر نہیں کرتے اور روزے رکھتے ہیں اور اللہ کی رخصتوں کو نظر انداز کر دیتے ہیں، حالانکہ بڑے بڑے گناہ بھی کرتے ہیں جیسے حرام کھاتے ہیں، شرابیں پیتے ہیں، ریشم پہنتے ہیں بدکاریاں اور اغلام بازیاں کرتے ہیں اور بنیادی مسائل میں بڑے عقائد رکھتے ہیں اور شرک و بدعات میں مبتلا رہتے ہیں۔

دو نمازیں ملا کر پڑھنا سفر میں دو نمازیں ملا کر پڑھنا جائز ہے یعنی ظہر و عصر کو اور مغرب و عشاء کو ملا کر پڑھنا مسنون ہے بشرطیکہ سفر کم از کم ۴۸ میل کا ہو جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں چھوٹے سفر میں نمازیں ملا کر پڑھنا جائز نہیں نمازی کو اختیار ہے خواہ جمع تقدیم کرے یا جمع تاخیر پچھلی نماز کو پہلی نماز کے وقت میں پہلی نماز کے فوراً بعد پڑھنا جمع تقدیم ہے اور اس کے برعکس جمع تاخیر ہے لیکن مستحب جمع تاخیر ہی ہے کہ پہلی نماز کو اس کے اخیر وقت میں اور دوسری کو اس کے اوّل وقت میں ادا کیا جائے اگر دونوں نمازیں ملا کر پہلی نماز کے وقت پڑھ لے تو پہلے اول نماز پڑھے پھر

قدم الاولی منهما ثم الثانية وينوى الجمع عند الاحرام بالاولى ولا يفرق بينهما الا بقدر الاقامة والوضوء ان انتقض وضوءه وان صلى بينهما سنة الصلاة بطل الجمع فى احدى الروايتين والاخرى لا يبطل والاولى أن يؤخر السنة الى بعد الفراغ من الفرض ولا يفصلها بشيء وان جمع فى وقت الثانية فنيته فى وقت الاولى تجزيه ولا يفتقر الى تجديد النية عند فعلهما لانه ما اخر الاولى الا ليجمع بينها وبين الثانية ولا فرق بين أن ينوى ذلك فى اول وقت الاولى او اذا بقى منه مقدار فعلها فان خرج وقت الاولى من غير نية الجمع لم يجز الجمع بينهما واذا جمع فى وقت الثانية قدم الاولى ثم الثانية كما لو صلاهما فى وقت الاولى وهل يشترط ان لا يفرق بينهما بسنة وغيرها على وجهين ومن اصحابنا من قال ان الجمع والقصر لا يفتقران الى نية وهو ابو بكر رحمه الله واما الجمع لاجل المطر فيجوز بين المغرب والعشاء وهل يجوز بين الظهر والعصر على وجهين وكذلك الحكم فى الوحل المجرد من غير مطر او ريح شديدة باردة هل يجوز الجمع لاجله على وجهين فاذا جمع نظرنا فان كان ذلك فى وقت الاولى لاجل المطر اعتبر ان يكون المطر موجودا عند افتتاح الاولى وعند الفراغ منها وافتتاح الثانية وان كان ذلك فى وقت الثانية جاز سواء كان المطر

دوسری نماز پڑھے اور پہلی نماز کی تکبیر تحریمہ سے پہلے دونوں نمازوں کو ملانے کی نیت کرے اور دونوں نمازوں میں بقدر وضو اور تکبیر کے فاصلہ رکھے اس سے زیادہ نہیں اگر وضو جاتا رہے اور دونوں نمازوں کے درمیان سنت پڑھ لی جائے تو دو روایات میں سے ایک روایت کی رو سے جمع باطل ہو جائے گی اور دوسری روایت کی رو سے باطل نہیں ہو گی اولیٰ یہ ہے کہ دونوں نمازوں سے فارغ ہو کر سنتیں پڑھ لے اور کسی نماز سے دونوں نمازوں سے فارغ ہو کر سنتیں پڑھ لے اور کسی نماز سے دونوں نمازوں میں فاصلہ نہ کرے۔ اگر نمازوں کو دوسری نماز کے وقت جمع کرے تو اول نماز کے وقت نیت کافی ہے دونوں کو پڑھتے وقت از سر نو نیت کی ضرورت نہیں کیونکہ پہلی نماز اسی لئے نہیں پڑھی ہے کہ دوسری نماز کے ساتھ جمع کی جائے گی ان میں کوئی فرق نہیں خواہ پہلی نماز کے اول وقت جمع کی نیت کرے یا اخیر وقت میں جب کہ اتنا وقت باقی رہے کہ اس میں نماز پڑھ لی جائے اگر جمع کی نیت کے بغیر پہلی نماز کا وقت نکل گیا تو جمع جائز نہیں اور جب دوسری نماز کے وقت میں دو نمازیں جمع کی جائیں تو پہلے اول نماز پڑھی جائے پھر دوسری جس طرح اگر اول کے وقت دونوں نمازیں پڑھی جائیں تو اسی طرح پڑھی جائیں گی۔

کیا جمع میں یہ شرط بھی ہے کہ دونوں نمازوں کے درمیان سنت وغیرہ پڑھ کر فاصلہ نہ کیا جائے؟ اس مسئلہ میں ہمارے علماء کے نزدیک دو روایتیں ہیں بعض علماء کے نزدیک جمع و قصر میں نیت کی ضرورت نہیں یہ قول ابو بکرؒ کا ہے، بارش کی وجہ سے دو نمازوں کا جمع کرنا جائز ہے مگر یہ جمع مغرب و عشاء کے ساتھ مخصوص ہے ظہر و عصر میں دونوں طرح کی روایتیں ہیں۔ جمع کا یہی حکم راہ کی کیچڑ کی وجہ سے ہے جب کہ نہ بارش ہو رہی ہو اور نہ سخت ٹھنڈی ہوا چل رہی ہو یعنی اس میں بھی دو روایتیں ہیں اگر کوئی بارش کی وجہ سے پہلی نماز کے وقت میں دو نمازیں جمع کرنا چاہے تو پہلی نماز کو شروع کرتے وقت بارش

قائما او قد انقطع لانه قد اخر الاولى بسبب العذر فلا يؤثر زواله لان اول الوقت قد فات والقضى فلا يمكن تلافيه وادراكه وانما جوزنا له الجمع لاجل المشقة اللاحقة بالناس من بل الثياب والحذاء والابنية فيشق على الناس الدخول والخروج وقد قال صلى الله عليه وسلم اذا ابتلت النعال فالصلاة في الرحال مروى ذلك في الصحيحين ويكون ذلك عندنا حكم المريض حكم المسافر في الجمع لان الله تعالى جمع بينهما وذكرهما في كلام واحد فقال عزوجل فمن كان منكم مريضا او على سفر فعدة من ايام اخر فالعلة في التخفيف العجز والمشقة وذلك في المريض آكد واظهر وبه احق لان المسافر قد يكون مرفها مدللا محمولا متفرجا قويا نشيطا في سفره اكثر مما كان في الحضر لغناه وسلطنته وقدرته ومع ذلك تستباح له الرخص والمريض بخلافه فكان اولى بالرخص من المسافر۔

فصل: واما الصلاة على الجنازة فهي فرض على الكفاية واولى الناس بها عندنا وصيه ثم السلطان ثم الاقرب فالاقرب من عصباته فيقف الامام حذاء صدر الرجل ووسط المرأة وان كانوا جماعة سوى بين رؤسهم وان كانوا انواعا قدم افضلهم مما يلي الامام مثل ان يكونوا رجالا ونساء وعبيدا وخناثي وصبيانا قدم الرجال ثم العبيد

کے پائے جانے کا اعتبار کیا جائے گا اور پہلی نماز سے فراغت کے بعد اور دوسری نماز کو شروع کرتے وقت بھی بارش کے وجود کا اعتبار ضروری ہے اور اگر جمع دوسری نماز کے وقت میں ہے تو جائز ہے خواہ بارش ہو رہی ہو یا نہ ہو کیونکہ پہلی نماز میں عذر کی وجہ سے تاخیر کی گئی ہے اس لئے اس میں بارش کا رکنا مؤثر نہ ہو گا کیونکہ اول وقت ختم ہو چکا اور گزر چکا اس کا ہاتھ آنا تو محال ہے اور ہم نے جمع کی اس لئے اجازت دی ہے کہ لوگ مشقت سے بچ جائیں جو کپڑوں کے بھیگنے سے اور جوتوں کے کیچڑ میں لتھڑ جانے سے پہنچ سکتی ہے اور گھر کے کپڑے بھی خراب ہو سکتے ہیں اور آنا جانا اذیت کا باعث ہے۔ حالانکہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ جب جوتے بھیگ جائیں تو اپنے گھروں میں نماز پڑھ لو بخاری مسلم میں اس سلسلہ میں روایت موجود ہے جمع کے سلسلہ میں ہمارے نزدیک بیمار و مسافر کا یہی حکم ہے کیونکہ حق تعالیٰ نے دونوں کا ذکر اکٹھا کیا ہے فرمایا: پھر جو تم میں سے بیمار ہو یا سفر میں ہو تو دوسرے دنوں میں (چھوٹے ہوئے روزوں کی) تعداد پوری کرے لہٰذا تخفیف کی علت مشقت و عجز ہے اور عجز و مشقت بیمار میں پر زور ہوتی ہے اور بہت ظاہر ہوتی ہے اور بیمار اس تخفیف کا زیادہ حقدار ہے کیونکہ مسافر کبھی تیز رفتار سواری پر سوار ہو کر سیر و تفریح کرتا ہوا خوش و خرم سفر طے کرتا ہے اور ثروت، امارت اور قدرت کی وجہ سے اسے سفر میں وطن سے زیادہ آرام مل جاتا ہے لیکن پھر بھی اس کے لئے رخصتیں مباح ہیں اور بیمار کا حال اس کے برعکس ہوتا ہے لہٰذا بیمار مسافر سے زیادہ رخصتوں کا حق دار ہے۔

نماز جنازہ | نماز جنازہ فرض کفایہ ہے ہمارے نزدیک اولیٰ یہ ہے کہ نماز جنازہ وہی پڑھائے جس کو مرنے والا وصیت کر گیا ہو پھر حاکم وقت کا حق ہے اس کے بعد اقارب کا حق ہے کہ قریب کا عزیز دور کے عزیز سے زیادہ حق دار ہے۔ نماز جنازے میں امام مرد کے سینے کے بالمقابل کھڑا

ثم الصبیان ثم الخناثی ثم النساء وروی عنہ تقدیم
الصبیان علی العبید ثم ینظر فی الانواع فیقدم
مما یلی الامام من کل نوع افضلهم فی العلم
والقرآن والدین والورع وقیل اذا اجتمع رجل
وامرأۃ تجعل وسط المرأۃ حذاء صدر الرجل و
اذا وقف الامام التفت یمینا وشمالا و سوی
الصفوف کفعلہ فی بقیۃ الصلوات واستغفر اللہ
تعالی وتاب من ذنوبہ وذکر مصرعہ والدار
الآخرۃ وتحقق انہ کأس لابد من شربہ وانہ
سید و رالیہ ولا یفوتہ فلیحضر قلبہ ولیخشع
جوارحہ لیکون اسرع لاجابۃ دعائہ ثم یصلی
علی المیت فصفتها ان یقول اصلی علی هذا
المیت فرضا علی الکفایۃ ولا یحتاج ان یذکر
ذکرا او انثی فیکبر اربع تکبیرات یقرأ فی
الاولی الفاتحۃ لما روی عن ابن عباس رضی اللہ
عنهما انہ قال امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ان نقرأ بفاتحۃ الکتاب علی الجنازۃ ثم یصلی
علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الثانیۃ کما
یصلی فی التشهد لما روی مجاهد رحمہ اللہ قال
سألت ثمانیۃ عشر رجلا من اصحاب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم عن الصلاۃ علی الجنازۃ فکلهم
یقول کبر ثم اقرأ فاتحۃ الکتاب ثم کبر ثم صل
علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم کبر وادع
للمیت فی الثالثۃ بما تحسنہ وتیسر علیک من
انواع الدعاء لنفسک ولوالدیک وللمسلمین

ہو اور عورت کے درمیان میں اگر کئی مردوں کے جنازے ہوں تو
سینے کے بالمقابل کھڑا ہو اگر جنازے مختلف نوع کے ہوں تو افضل امام
کے متصل رکھا جائے مثلاً مردوں، عورتوں، غلاموں، ہیجڑوں اور بچوں
کے ہیں تو امام متصل مرد، پھر غلام پھر بچے پھر ہیجڑے پھر عورتیں رکھی
جائیں۔ امام احمدؒ سے یہ روایت ہے کہ بچوں کو غلاموں پر مقدم کیا جائے
پھر حسب سابق ترتیب سے رکھے جائیں پھر ہر نوع سے امام کے
قریب اسے رکھا جائے جو علم، قرآن، اور زہد و تقوے میں افضل ہو
کہا جاتا ہے کہ اگر مرد و عورت کا جنازہ جمع ہو تو عورت کے وسط کو
مرد کے سینے کے بالمقابل رکھا جائے پھر جب امام نماز پڑھانے کے
لئے کھڑا ہو تو دائیں بائیں دیکھ لے کہ صفیں سیدھی ہیں یا نہیں اگر
صفیں سیدھی نہیں ہیں تو سیدھی کرا دے جس طرح دوسری نمازوں
میں صفیں سیدھی کرائی جاتی ہیں اور حق تعالیٰ سے دعائے مغفرت
طلب کرے اور گناہوں سے توبہ کرے اور اپنی موت کو اور آخرت کو
یاد کرے اور یقین کرلے کہ جام مرگ پئے بغیر چارا نہیں۔ یہ جام گھوم
گھام کر میرے پاس بھی آنیوالا ہے اور مجھ سے چھوٹنے والا نہیں لہٰذا
دل حاضر کرے اور اعضاء کو حق تعالیٰ کے آگے جھکا دے تاکہ دعا فوراً
مقبول ہو پھر نماز جنازے کی نیت کرے کہ میں اس جنازے پر بطور
فرض کفایہ کے نماز پڑھتا ہوں مرد یا عورت کے ذکر کی ضرورت نہیں
جنازے کی نماز میں چار تکبیریں ہیں پہلی تکبیر کے بعد سورہ فاتحہ پڑھے
کیونکہ حضرت ابن عباس کا بیان ہے کہ ہمیں رسول اللہ صلعم نے حکم فرمایا
کہ جنازے پر فاتحہ پڑھی جائے پھر اللہ اکبر کہہ کر نبی صلعم پر درود
بھیجے وہی درود جو تشہد کے بعد پڑھا جاتا ہے کیونکہ مجاہدؒ کا بیان ہے
کہ میں نے ۱۸ اصحابہ سے نماز جنازہ کے بارے میں پوچھا ہر ایک نے یہی
جواب دیا اللہ اکبر کہہ کر فاتحہ پڑھو پھر اللہ اکبر کہہ کر نبی اکرم صلعم
پر درود بھیجو پھر اللہ اکبر کہہ کر میت کے لئے دعا مانگو جو دعا تم کو

غیر ان المستحب ان یقول اللھم اغفر لحینا ومیتنا وشاھدنا وغائبنا وصغیرنا وکبیرنا وذکرنا وانثانا اللھم من احییتہ منا فاحیہ علی الاسلام والسنۃ ومن توفیتہ منا فتوفہ علیھما انک تعلم منقلبنا ومثوانا وانت علی کل شیء قدیر اللھم انہ عبدک وابن عبدک نزل بک وانت خیر منزول بہ ولا نعلم الا خیرا اللھم ان کان محسنا فجازہ باحسانہ وان کان مسیئا فتجاوز عنہ اللھم انا جئناک شفعاء لہ فشفعنا فیہ وقہ من فتنۃ القبر وعذاب النار واعف عنہ واکرم مثواہ وابدلہ دارا خیرا من دارہ وجوارا خیرا من جوارہ ۔ افعل ذلک بنا وبجمیع المسلمین اللھم لا تحرمنا اجرہ ولا تفتنا بعدہ ویقول فی الرابعۃ اللھم ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار ومن اصحابنا من قال یقف قلیلا ولا یقول شیئا ویسلم تسلیمۃ واحدۃ عن یمینہ وان سلم تسلیمتین جاز وھو مذھب الامام الشافعی رحمہ اللہ و التسلیمۃ الواحدۃ الاختیار عند امامنا احمد رحمہ اللہ قال رضی اللہ عنہ یروی عن ستۃ من الصحابۃ رضی اللہ عنھم انھم سلموا علی الجنازۃ تسلیمۃ واحدۃ منھم علی بن ابی طالب وعبد اللہ بن عباس وابن عمر وابن ابی اوفی وابو ھریرۃ وواثلۃ بن الاسقع رضی اللہ عنھم وروی ایضا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ

اچھی طرح سے یاد ہو اور آسانی سے پڑھی جا سکے اور اپنے لئے اپنے ماں باپ کے لئے اور تمام مسلمانوں کے لئے بھی دعائیں مانگو لیکن مستحب مندرجہ ذیل دعائیں ہیں (۱) اے اللہ ہمارے زندوں کو ہمارے مردوں کو ہمارے موجود کو، ہمارے غیر موجود کو، ہمارے چھوٹوں کو، ہمارے بڑوں کو، ہمارے مردوں کو اور ہماری عورتوں کو بخشدے اے اللہ ہم میں سے جسے تو زندہ رکھے تو اسے اسلام و سنت پر زندہ رکھ اور جسے تو ہم میں سے موت دیدے تو اسے اسلام و سنت پر موت دے بلا شبہ تجھے ہمارے لوٹنے کی جگہ اور ہمارا ٹھکانہ معلوم ہے اور تو ہر چیز پر خوب قادر ہے (۲) اے اللہ وہ تیرا بندہ ہے اور تیرے بندے کا بیٹا ہے تیرے پاس آگیا ہے اور تو بہترین میزبان ہے اور ہم اس کے بارے میں بجز اچھائی کے کچھ نہیں جانتے اے اللہ اگر وہ نیک ہے تو اسے اس کی نیکی کا بدلہ عطا فرما اور اگر برا ہے تو اس کی برائی سے درگزر فرما اے اللہ ہم تیرے پاس اسکے شفیع بن کر آئے ہیں لہٰذا اس کے حق میں ہماری شفاعت قبول فرما اور اسے قبر کے فتنہ سے اور آگ کے عذاب سے بچا اور اسے معاف فرما، اس کا ٹھکانہ عزت والا بنا اور اسے اس کے گھر کے بدلہ بہترین گھر اور پڑوس کے بدلہ بہترین پڑوسی عطا فرما اور یہی معاملہ ہمارے ساتھ اور تمام مسلمانوں کے ساتھ فرما۔ اے اللہ ہمیں اس کے اجر سے محروم مت رکھ اور اس کے بعد ہمیں فتنہ میں مبتلا نہ فرما۔ اور چوتھی تکبیر کے بعد اللھم ربنا آتنا فی الدنیا الخ پڑھے یعنی اے اللہ! اے ہمارے پروردگار ہمیں دنیا میں بھی نیکی دے اور آخرت میں بھی نیکی عطا فرما اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔ ہمارے بعض علماء کی رائے ہے کہ چوتھی تکبیر کے بعد قدرے توقف کرے سلام پھیر دے اور کچھ نہ پڑھے خواہ سیدھی طرف ایک سلام پھیر دے یا دائیں بائیں دونوں طرف سلام پھیر دے امام شافعیؒ کا یہی قول ہے لیکن ہمارے امام احمدؒ کا پسندیدہ مذہب ایک ہی طرف سلام ہے آپ فرماتے ہیں کہ

صلی علی جنازۃ فسلم عن یمینه وان اراد غیر هذا
الدعاء دعا وقال الحمد لله الذی امات واحیا
والحمد لله الذی یحیی الموتی له العظمة والکبریاء
والملك والقدرۃ والثناء وهو علی کل شیء قدیر
اللهم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت
ورحمت وبارکت علی ابراهیم وعلی آل ابراهیم
انك حمید مجید اللهم انه عبدك وابن عبدك
وابن امتك انت خلقته ورزقته وانت امته
وانت تحییه وانت تعلم سره جئناك شفعاء له
فشفعنا فیه اللهم انا نستجیر بحبل جوارك له انك
ذو وفاء وذمة اللهم قه من فتنة القبر ومن
عذاب جهنم اللهم اغفرله وارحمه وعافه واعف
عنه واکرم مثواه ووسع مدخله واغسله بماء
الثلج والبرد ونقه من الخطایا کما ینقی الثوب
الابیض من الدنس وانزله دارا خیرا من داره
وزوجا خیرا من زوجه واهلا خیرا من اهله و
ادخله الجنة ونجه من النار اللهم ان کان
محسنا فزد فی احسانه وجازه باحسانه وان کان
مسیئا فتجاوز عنه اللهم انه قد نزل بك وانت
خیر منزول به وهو فقیر الی رحمتك وانت غنی
عن عذابه اللهم ثبت عند مسئلته منطقه ولا
تبتله فی قبره بما لا طاقة به اللهم لا تحرمنا
اجره ولا تفتنا بعده وان کانت امرأۃ قال
اللهم انها امتك وابنة عبدك وامتك ثم یتم
الدعاء واحق الناس عند امامنا احمد رحمه الله

چھ صحابہ سے ایک طرف کا سلام ثابت ہے جن میں علیؓ، ابن عباسؓ، ابن عمرؓ، ابن ابی اوفیٰؓ، ابوہریرہؓ اور واثلہ بن اسقعؓ شامل ہیں۔ علاوہ ازیں ایک حدیث میں ہے کہ ایک دفعہ نبی اکرم صلعم نے ایک جنازہ پر نماز پڑھی اور دائیں طرف سلام پھیرا۔

اگر مذکورہ بالا دعاؤں کے علاوہ کوئی اور دعا چاہے تو پڑھ لے مثلاً یہ دعا پڑھ لے اس اللہ کا بڑا شکر ہے جو مارتا اور زندہ فرماتا ہے اور اس اللہ کی بڑائیاں ہیں جو مردوں کو زندہ فرماتا ہے اسی کے لئے عظمت و کبریائی ہے، اسی کے لئے ملک و قدرت ہے اور اسی کی حمد و ثنا ہے اور وہ ہر چیز پر خوب قادر ہے اے اللہ محمدؐ و آل محمدؐ پر اپنی رحمتیں بھیج جیسے تو نے ابراہیم و آل ابراہیم پر اپنی رحمتیں اور برکتیں اور ترحم بھیجا بلاشبہ تیری تعریف کی گئی ہے اور تو مجد و شرف والا ہے اے اللہ وہ تیرا بندہ ہے تیرے بندے کا بیٹا ہے اور تیری لونڈی کا بیٹا ہے تو نے اسے پیدا کیا تھا اور اسے رزق دیا تھا اور تو نے اسے موت دیدی اور تو اسے زندہ فرمادیگا اور اس کے راز تو ہی جانتا ہے ہم تیرے پاس اس کے سفارشی بن آئے ہیں لہٰذا اس کے بارے میں ہماری سفارش قبول فرما اے اللہ ہم اس کے لئے تیری جوار رحمت کی دعا کرتے ہیں بلاشبہ تو وعدہ پورا کرنیوالا اور ذمہ دار ہے اے اللہ قبر کے فتنے سے اور عذاب جہنم سے بچا اے اللہ اسے بخش دے، اس پر رحم فرما اسے عافیت عطا فرما، اس کے گناہ معاف فرما، اس کا ٹھکانہ عزت والا بنا اس کی قبر فراخ فرما اور اسے برف اور اولوں کے پانی سے نہلا اور اسے گناہوں سے صاف فرما جیسے سفید کپڑا میل سے صاف کیا جاتا ہے اور اسے اس کے گھر سے بہتر گھر میں ٹھہرا، اسے اس کے جوڑے سے بہتر جوڑا عطا فرما اور اسے اس کی اہل سے بہتر اہل دے اور اسے جنت میں داخل فرمایا اور آگ سے نجات عطا فرما اے اللہ اگر وہ نیک ہے تو اس کی نیکیوں میں اضافہ فرما اور اگر گنہگار ہے تو اس سے درگزر فرما اے اللہ وہ تیرے پاس گیا ہے اور تو اس کا بہترین میزبان ہے اور وہ تیری رحمت کا محتاج ہے اور تو اس پر عذاب کرنے سے بے نیاز ہے اے اللہ نکیرین کے سوال کے وقت اس کی گویائی صحیح رکھ اور اسے قبر کے عذاب کا

بالصلاۃ علیہ من اوصی ان یصلی علیہ ثم الوالی ثم اقرب العصبۃ الاب وان علا ثم الابن وان سفل ثم اقرب العصبۃ الاخ وابن الاخ والعم وابن العم وھل یقدم الزوج علی الولد علی روایتین وقد اوصت الصحابۃ رضی اللہ عنھم بالصلاۃ علیھم فروی ان ابابکر رضی اللہ عنہ وصی ان یصلی علیہ عمر وعمر رضی اللہ عنہ وصی ان یصلی علیہ صھیب رضی اللہ عنہ وکان ابنہ عبد اللہ رضی اللہ عنہ موجودا واوصی شریح ان یصلی علیہ زید بن ارقم واوصی میسرۃ ان یصلی علیہ شریح ووصت عائشۃ رضی اللہ عنھا الی ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ ووصت ام سلمۃ رضی اللہ عنھا ان یصلی علیھا سعید بن جبیر واما دعاء الطفل فیقول اللھم انہ عبدک وابن عبدک وابن امتک انت خلقتہ ورزقتہ وانت امتہ وانت تحییہ اللھم اجعلہ لوالدیہ سلفا وذخرا وفرطا واجرا وثقل بہ موازینھما وعظم بہ اجورھما ولا تحرمنا وایاھما اجرہ ولا تفتنا وایاھما بعدہ اللھم الحقہ بصالح سلف المومنین فی کفالۃ ابراھیم وابدلہ دارا خیرا من دارہ واھلا خیرا من اھلہ وعافہ من عذاب جھنم اللھم اغفر لافراطنا واسلافنا ومن سبقنا بالایمان اللھم من احییتہ منا فاحیہ علی الاسلام ومن توفیتہ منا فتوفہ علی الایمان واغفر للمومنین والمومنات الاحیاء منھم والاموات وانما یصلی علی السقط ویغسل

شکار نہ بنا جسکی اس میں طاقت نہیں اے اللہ ہمیں اسکے اجر سے محروم نہ فرما اور ہمیں اس کے بعد فتنہ میں مبتلا نہ کر اگر عورت کا جنازہ ہو تو یہ کہے اے اللہ وہ تیری لونڈی ہے اور تیرے غلام و لونڈی کی بیٹی ہے پھر مذکورہ بالا دعا پوری پڑھے۔ ہمارے امام احمدؒ کے نزدیک جنازے کی نماز پڑھانے کا سب سے زیادہ حقدار وہ ہے جسے مرنے والا وصیت کر گیا ہو پھر حاکم پھر قریب ترین عصبہ یعنی باپ یا دادا وغیرہ پھر بیٹا اور پوتا وغیرہ پھر بھائی بھتیجے وغیرہ پھر چچا اور چچا زاد بھائی وغیرہ۔ کیا شوہر اولاد پر مقدم کیا جائے؟ اس میں دونوں روایتیں ہیں۔

صحابہ نے صحابہ کو اپنی نماز جنازہ پڑھانے کی وصیت فرمائی ہے چنانچہ حضرت ابوبکرؓ نے وصیت کی کہ میرے جنازے کی نماز عمرؓ پڑھائے اور حضرت عمرؓ نے وصیت کی کہ ان کے جنازے کی نماز صہیبؓ رومی پڑھائیں حالانکہ آپکے فرزند ارجمند حضرت عبد اللہ موجود تھے ابو شریحؒ نے زید بن ارقم کو نماز جنازہ پڑھانے کی وصیت کی اور ابو میسرہ نے قاضی شریح کو وصیت کی، حضرت عائشہؓ نے ابوہریرہؓ کو وصیت کی اور حضرت ام سلمہؓ نے سعیدؓ بن جبیر کو وصیت کی۔ اگر بچہ کا جنازہ ہو تو یہ پڑھے اے اللہ وہ تیرا بندہ ہے اور تیرے بندے کا اور تیری لونڈی کا بیٹا ہے تو نے اسے پیدا کیا اور اسے رزق دیا اور تو نے اسے فوت کیا اور تو ہی اسے دوبارہ زندہ کریگا، اے اللہ اسے اسکے ماں باپ کے لئے راہ ہموار کرنیوالا بنا آخرت کا ذخیرہ بنا، اجر کی زیادتی کا سبب بنا اور سراپا اجر بنا اور اسکی وجہ سے ان دونوں کی تولیں وزنی فرما اور ان کے اجر کو عظیم فرما اور ہمیں اسکے ماں باپ کو اسکے اجر سے محروم نہ رکھ اور اسکے بعد ہمیں اور ان کو فتنہ میں مبتلا نہ فرما اے اللہ اسے حضرت ابراہیم کی نگرانی میں سلف صالحین میں شامل فرما اور اس گھر سے بہتر اسے گھر دے اور ان گھر والوں سے بہتر گھر والے دے اور اسے جہنم سے عافیت عطا فرما اے اللہ ہمارے بچوں کو جو ہمارے لئے موجبِ زیادتی اجر ہیں اور راستہ صاف کرنیوالے ہیں، بخش اور انہیں بھی جو ہم سے پہلے ایمان

اذا کان قد تبین فیہ شکل الانسان واما اذا کان قطعۃ لحم لم یتبین فیہ شیء من الخلقۃ فلا یغسل ولا یصلی علیہ بل یدفن والذی یشرع فیہ الغسل من ذلک لا فرق بین ان یغسلہ رجل او امرأۃ لما روی ان ابراھیم بن النبی صلی اللہ علیہ وسلم توفی وھو ابن ثمانیۃ عشر شھرا فغسلتہ النساء۔

(فصول فیما یفعل بمن حضرہ الموت وکیفیۃ غسلہ وتکفینہ وتحنیطہ ودفنہ)

فصل: یستحب لکل مومن موقن بالموت عاقل ان یکثر ذکر الموت ویستعد لہ ویکون علی اھبۃ وترقب بتجدید التوبۃ کل ساعۃ ومحاسبۃ نفسہ والخروج من المظالم والدیون وکتب وصیۃ معدۃ ولا یکون غافلا من ھذا الامر المتیقن العام الشامل فی حق جمیع الانام الذی لابد من مجیئۃ وھجومہ وقدومہ وھو کأس لابد من شربہ وانما قلنا یستحب لہ ذلک لما روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال اکثروا من ذکر ھاذم اللذات وفی لفظ آخر اکثروا ذکر الموت فانکم ان ذکرتموہ فی غنی کدرہ علیکم وان ذکرتموہ فی ضیق وسعہ علیکم وقال صلی اللہ علیہ وسلم اتدرون ای الناس اکیس واحزم اکیسھم اکثرھم ذکرا للموت واحزمھم اکثرھم استعدادا لہ قالوا یارسول اللہ وما علامۃ ذلک قال التجافی عن دار الغرور والانابۃ الی دار الخلود وقال لقمان علیہ السلام لابنہ یا بنی لا تؤخر التوبۃ الی غد

لانے لے اللہ ہم میں سے جسے تو زندہ رکھنا چاہے اسے اسلام پر زندہ رکھ اور جسے مارنا چاہے اسے ایمان پر موت دے اور مومن مردوں اور عورتوں کو خواہ زندہ ہوں یا فوت ہو گئے ہوں، بخش دے۔ کچے بچے کو جو ساقط ہو گیا غسل دیا جائے اور اس پر نماز پڑھی جائے اگر اس کی انسانی شکل کا ظہور ہو گیا ہو لیکن اگر وہ محض گوشت کا لوتھڑا ہو اور انسانی شکل نمودار نہیں ہوئی ہو تو اسے بلا غسل و نماز کے دفن کر دیا جائے بچہ کو خواہ مرد غسل دے یا عورت دونوں کے لئے روا ہے کیونکہ حضرت ابراہیم بن محمدؐ آٹھ ماہ کے ہو کر فوت ہوئے اور انہیں عورتوں نے غسل دیا۔

مرنے والے کے پاس کیا کیا جائے؟ اور مرنے کے بعد غسل اور تجہیز و تکفین وغیرہ

ہر عاقل مومن کے لئے جسے اپنی موت کا یقین ہے مستحب ہے کہ وہ ہر وقت اپنی موت کو یاد رکھے اور اس کے لئے تیار رہے اور موت کا انتظار کرتا رہے اور ہر وقت اس کے آنے کا منتظر رہے اور ہر لمحہ توبہ کی تجدید کرتا رہے اور اپنے نفس سے حساب لیتا رہے اگر اس پر کسی کا قرض وغیرہ ہو تو اول فرصت میں اس سے سبکدوش ہو جائے اور وصیت نامہ تحریر کر کے اپنے پاس تیار رکھے اور اس یقینی امر سے جو ہمہ گیر عام اور تمام مخلوق کو شامل ہے غافل نہ رہے کیونکہ موت کا آنا اور اچانک آدھمکنا اور اکدم ٹوٹ پڑنا، اور جام مرگ پینا تو ضروری ہے نبی اکرم صلعم نے فرمایا: لذتوں کو برباد کرنے والی کا کثرت سے ذکر کیا کرو۔ دوسرے لفظ میں ہے کہ موت کا کثرت سے ذکر کیا کرو کیونکہ اگر تم اسے حالت تونگری میں یاد کرو گے تو تم کو اپنا مال ہیچ معلوم ہو گا اور اگر ناداری کی حالت میں یاد کرو گے تو ناداری کا صدمہ نہ ہو گا۔ نبی اکرم صلعم نے پوچھا: جانتے ہو کون سب سے ہوشیار و بیدار مغز ہے؟ سب سے زیادہ وہی ہوشیار ہے جو ہر وقت موت کو یاد رکھتا ہے اور سب سے زیادہ وہی بیدار مغز ہے جو ہر وقت اس کے لئے تیار رہتا ہے صحابہ نے پوچھا یارسول اللہ اس کی نشانی کیا ہے؟ فرمایا: دھوکا والے گھر سے کنارہ کشی

فان الموت یاتیک بغتۃ وقال النبی صلی اللہ علیہ
وسلم ماحق امرئ لہ مال ان یبیت لیلتین
الا ووصیتہ مکتوبۃ عندہ وجاء فی الحدیث
حاسبوا انفسکم قبل ان تحاسبوا وزنوھا قبل
ان توزنوا وقال عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سمعت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اعمل لدنیاک
کانک تعیش ابدا واعمل لآخرتک کانک تموت
غدا فلیجتھد العاقل المومن فی خلاص نفسہ
من الحقوق اللازمۃ الواجبۃ علیہ قبل الموت
من الذنوب والمظالم والدیون فان لم یفعل
فلیقطع ولیتیقن انہ سیکون مرتھنا بھا و
مواخذا ومعاقبا غدا فی قبرہ حین تنقطع القوی
وتبطل الحیل والحواس ویھجرہ الاھل والجیران
ویتظافر علی مالہ الاعداء والخلان من الرجال
والنساء والولدان فلا ینجیہ من تبعتھا الا
الاداء فی الدنیا والاستحلال والتوبۃ والاذعان
او تفضل الرحیم برافتہ ورحمتہ اذ ھو ارحم
الراحمین فیعوض اصحابھا بما یشاء فی دار الخلود
والجنان وروی عن سمرۃ بن جندب رضی اللہ
عنہ انہ قال کنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فصلی علی جنازۃ فلما انصرف قال ھل
ھاھنا من آل فلان احد فقال رجل انا فقال
لہ علیہ الصلاۃ والسلام ان فلانا ماسور
بدینہ قال فلقد رأیت اھلہ ومن یتحرق علیہ
قاموا یقضون عنہ حتی ما بقی احد یطلبہ بشیء

رہنا اور ہمیشگی والے گھر کی طرف مائل رہنا۔ حضرت لقمان نے اپنے بیٹے
کہا: پیارے بیٹے توبہ کل پر نہ چھوڑ کیونکہ موت تیرے پاس اچانک آجائیگی
نبی اکرم صلعم نے فرمایا: مالدار کو لائق نہیں کہ دو راتیں اس حال میں
گزارے کہ اس کی وصیت اسکے پاس لکھی ہوئی نہ ہو۔ ایک حدیث میں ہے
لوگو! اس سے پہلے پہلے اپنا حساب لے لو کہ تم سے حساب لیا جائے اور
اپنا خود وزن کر لو قبل اس کے کہ تمہارا وزن کیا جائے۔
حضرت ابن عمرؓ: میں نے رسول اللہ صلعم سے سنا آپ فرما رہے تھے کہ
اپنی دنیا کے لئے یہ خیال کرکے عمل کر گویا تو ہمیشہ زندہ رہے گا اور
آخرت کے لئے یہ خیال کرکے عمل کر کہ تو کل ہی کو مر جائیگا یعنی دنیا کے
لئے تو بہت وقت پڑا ہے اور آخرت کا وقت ختم ہو رہا ہے اسلئے دنیا کے کاموں پر آخرت کے
کاموں کو ترجیح دے لہذا ہر ذی ہوش مومن پوری سرگرمی سے موت سے
پہلے پہلے اپنے نفس کو چھڑانے کے لئے حقوق واجبہ سے سبکدوش ہونے کی کوشش
کرے کہ گناہوں سے پہلی فرصت میں توبہ کرے لوگوں کے حقوق سے سبکدوش
ہو اگر کسی کے ذمہ قرض ہے تو قرض اتارے یا معاف کرالے اگر اس نے
ایسا نہیں کیا تو اسے یقین کر لینا چاہیئے کہ وہ دوسروں کے حقوق میں پھنسا
ہوا رہ جائیگا اور کل قبر میں اس سے باز پرس ہوگی اور عذاب کا شکار ہوگا
حتی کہ اس کے قوی معدوم، حیلے باطل اور حواس گم ہو جائیں گے اس کے
عزیز و اقارب اور پڑوسی اسے چھوڑ جائیں گے اور اس کے چھوڑے ہوئے
مال پر دشمن اور پیچھے رہنے والے ورثہ مرد، عورتیں اور بچے قابض ہو جائیں
گے لہذا ان حقوق سے اسی وقت پیچھا چھوٹ سکتا ہے جب انہیں دنیا
میں ادا کر دیا جائے یا معاف کرا لیا جائے اور پر خلوص توبہ کر لی جائے
اور اللہ سے بلکہ کہ گناہ معاف کرالئے جائیں حق تعالی بڑا مہربان
ہے اور وہ اپنی رحمت و شفقت سے اپنی رحمت میں ڈھانپ لے گا۔
کیونکہ وہ سب سے زیادہ مہربان ہے پھر وہ آخرت میں ارباب حقوق
کو اپنی مشیت کے مطابق عوض دیدے گا۔ سمرہ بن جندب: ایک دفعہ

وفی لفظ آخر قال ان فلانا محبوس بباب الجنة بدين عليه وعن على رضى الله عنه انه قال مات رجل من اهل الصفة فقيل يارسول الله ترك دينارا ودرهما فقال صلى الله عليه وسلم كيتان من نار صلوا على صاحبكم وكان دينا عليه وفى حديث آخر شهد رسول الله صلى الله عليه وسلم جنازة رجل من الانصار فقال اعليه دين قيل نعم قالوا فرجع فقال على رضى الله عنه انا ضامن ماعليه فرجع فصلى عليه فقال صلى الله عليه وسلم يا على فك الله رقبتك كما فككت عن اخيك المسلم ما من رجل يفك عن رجل دينه الا فكه الله به يوم القيامة وقال صلى الله عليه وسلم لتؤدن الحقوق الى اهلها يوم القيامة حتى يوخذ للشاة الجماء من الشاة القرناء وقال صلى الله عليه وسلم اياكم والظلم فانه ظلمات يوم القيامة واياكم والفحش فان الله لا يحب الفحش واياكم والشح فان الشح اهلك من كان قبلكم امرهم بالقطيعة فقطعوا ثم امرهم بالظلم فظلموا۔

فصل : فاذا مرض المومن استحبت عيادته فاذا عاده اخوه المسلم نظر فى حاله فان رجا خلاصه من مرض دعا له وانصرف وان خاف موته رغبه فى التوبة من الذنوب والوصية بثلث ماله لمن لم يرثه من الاقارب الفقراء منهم فان كانوا اغنياء فللفقراء والمساكين واهل العلم والفضل والدين والمنقطعين عن

ہم رسول اللہ صلعم کے ساتھ ایک جنازے میں شریک تھے آپ نے نماز جنازہ پڑھائی، فارغ ہو کر فرمایا، کیا یہاں آل فلاں سے کوئی موجود ہے؟ ایک شخص بولا: میں ہوں یارسول اللہ آپ نے فرمایا! فلاں شخص قرض میں گرفتار ہے فرماتے ہیں میں نے اس کے گھر والوں کو اور ان تمام لوگوں کو جو اس کے ہمدرد و خیر خواہ تھے دیکھا کہ کھڑے ہو کر اس کا قرض ادا کرنے لگے حتیٰ کہ ایک قرض خواہ بھی باقی نہیں رہا ایک لفظ یہ ہے کہ فلاں شخص قرض کی وجہ سے جنت کے دروازے پر روک لیا گیا ہے۔

حضرت علیؓ: اصحاب صفہ میں سے ایک شخص فوت ہو گیا کہا گیا یارسول اللہ اس نے ایک دینار اور ایک درہم چھوڑا ہے آپ نے فرمایا یہ آگ کے دو داغ ہیں اس پہ تم لوگ نماز پڑھ لو۔ اس پہ قرض تھا۔ ایک حدیث میں ہے کہ نبی اکرم صلعم ایک انصاری کے جنازے میں شریک ہوئے، پوچھا: کیا اس پہ قرض ہے؟ لوگوں نے کہا: ہاں، صحابہ کہتے ہیں آپ بلا نماز پڑھائے واپس آنے لگے حضرت علی بولے یارسول اللہ اس کا میں ضامن ہوں یہ سن کر آپ لوٹ آئے اور جنازے کی نماز پڑھا دی اور فارغ ہو کر فرمایا: علی! اللہ تعالیٰ تمہاری گردن آگ سے چھڑائے جس طرح تم نے اپنے مسلمان بھائی کی گردن آگ سے چھڑا دی جو شخص کسی شخص کی طرف سے اس کا قرض ادا کر کے اس کی گردن چھڑائے گا تو حق تعالیٰ قیامت کے دن اس کے عوض اس کی گردن ضرور چھڑا دیگا۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ قیامت کو حق والوں کو تم سے ان کے حقوق دلوائے جائیں گے حتیٰ کہ بلا سینگ والی بکری کا حق سینگ والی بکری سے دلوایا جائے گا۔ نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ ظلم سے اپنے کو بچاؤ کیونکہ ظلم قیامت کو اندھیروں میں تبدیل ہو جائیں گے اور فحش سے کنارہ کش رہو کیونکہ اللہ تعالیٰ فحش کو پسند نہیں فرماتا اور اپنے کو بخل سے بچاؤ کیونکہ بخل نے تم سے پہلے لوگوں کو ہلاک کر دیا اسی بخل نے انہیں قطع رحمی پر ابھارا اور انھوں نے قطع رحمی کی اور اسی نے انہیں

الاسباب الذین قطعھم عنھا القدر وضیق الورع علیھم التحرک فیھا فانقلبت الاسباب عندھم ربابا فترکوھا وتنزھوا الرب سبحانہ عن ان یکون لہ شریک یرجعون الیہ فی الرزق فصار مالھم الثقۃ بالحق عزوجل الیاس مما فی ایدی الناس فلم توحیدھم اشتاتت اقسامھم الیہ صفوا من غیر تبعۃ فی الدنیا ولا عقوبۃ فی الاخری فیا طوبی لمن انالھم بنوال اوجداھم بجداء او واصلھم بفضل اوخدمھم یوما من الایام او امن علی دعائھم ساعۃ من الساعات او احسن القول فیھم حالۃ من الاحوال طوبی لہ طوبی لہ وذلک لانھم اھل اللہ وخاصتہ فھل یدخل علی الملک الا بخاصتہ وھل یجزی من السلطان الا بطریق حواشیہ وخدمہ من صادق الحواشی والخدم واحسن الیھم وخدمھم یوشک اُن یوقفوہ علی الملک الاعظم ثم کل منھم یذکر ما عندہ من خیر خصالہ وماثرہ ثم ینعم الملک علیہ بما جاد من نعمہ وفضائلہ فاذا ظھرت امارۃ الموت استحب لاھلہ ان یلزموہ ارفقھم بہ واعرفھم باخلاقہ وسیاستہ واتقاھم لربہ لیذکرہ باللہ عزوجل ویحثہ علی ماذکرنا من طاعتہ ویتعاھد بل حلقہ بان یقطر فیہ ماء او شرابا ویندی شفتیہ بقطنۃ ویلقنہ لا الہ الا اللہ مرۃ ولا یزید علی ثلاث لئلا یضجر ولیاًمر فتخرج روحہ وھو مستکرہ لذلک

ظلم پر آمادہ کیا اور انھوں نے لوگوں پر ظلم کیا۔

بیمار کی بیمار پرسی مومن کی بیمار پرسی مستحب ہے عیادت کرنے والا مریض کی حالت پر غور کرے اگر حالت رو بصحت دیکھے تو دعا کر کے واپس آجائے اور اگر خطرناک حالت دیکھے تو مریض کو گناہوں سے توبہ کرنے کی اور غیر وارث غریب عزیزوں کے لئے ⅓ مال میں وصیت کرنے کی طرف توجہ دلائے اگر اس کے غیر وارث اقارب مالدار ہیں تو پھر ⅓ کی وصیت کے مستحق فقراء، مساکین علماء، فضلاء، دیندار نیک حضرات اور ظاہری اسباب رزق سے کٹے ہوئے لوگ ہیں جن کو تقدیر نے اسباب سے کاٹ دیا ہے اور ان کی عبادت نے ان پر رزق کے لئے حرکت تنگ کر دی ہے وہ اسباب کو ارباب سمجھ کر چھوڑ بیٹھے ہیں اور ان کا دل یہ گوارا نہیں کرتا کہ ان کے رزق میں اللہ کا کوئی شریک ہو ان کا مال صرف حق تعالیٰ شانہ پر بھروسہ ہے اور وہ لوگوں کے ہاتھوں میں جو کچھ ہے اس سے ناامید ہیں کیونکہ ان کی توحید انہیں غیر کی طرف متوجہ نہیں ہونے دیتی اور ان کے پاک وصاف وحلال طیب حصے ان کے مشتاق رہتے ہیں کہ ان کے متعلق نہ کسی کا دنیوی حق ہوتا ہے اور نہ اخروی عذاب، لہٰذا وہ لوگ مبارک و خوش نصیب ہیں جو انہیں کچھ ہدیہ دیتے ہیں یا ان کے ساتھ کچھ سلوک کرتے ہیں یا مال سے ان سے صلہ رحمی کرتے ہیں یا کسی دن ان کی خدمت کر دیتے ہیں یا کبھی ان کی دعاؤں پر آمین کہہ دیتے ہیں یا کسی حالت میں ان کی شان میں کوئی اچھا کلمہ زبان سے نکال دیتے ہیں ایسے لوگ بڑے خوش نصیب اور بے حد خوش قسمت ہیں کیونکہ جن کی یہ خدمت کر رہے ہیں وہ اللہ والے ہیں اور اللہ کے خاص مقرب بندے ہیں بادشاہ کے پاس اس کے خواص ہی کے ذریعہ جایا جاتا ہے اور سلطان تحائف و خلعت اپنے کفش برداروں اور خادموں ہی کی راہ سے دیتا ہے اگر کوئی اللہ والے نیک بندوں کو اور اس کے

فان لقنه ثم تكلم بشيء غيره اعاد تلقينه ليكون آخر كلامه لا اله الا الله قال النبي صلى الله عليه وسلم من كان آخر كلامه لا اله الا الله دخل الجنة ويكون تلقينه بلطف ومداراة وينبغي ان يقرأ عنده سورة يٰس لتكون عونا على خروج روحه وتسهله عليه فاذا خرجت روحه وجهه الى القبلة على ظهره طولا بحيث اذا قعد كان وجهه اليها ثم يبادر فيغمض عينيه لما روى شداد بن اوس رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال اذا حضرتم موتاكم فاغمضوهم فان البصر يتبع الروح وقولوا خيرا فانه يؤمن على ما قال اهل البيت ثم يشد لحييه وصفته ما روى أن عمر بن الخطاب رضي الله عنه قال لابنه عبد الله رضي الله عنه حين حضرته الوفاة ادن مني فاذا رأيت روحي قد بلغت لهاتي فضع كفك اليمنى على جبهتي تحت ذقني واغمضني ثم يلين مفاصله بان يرد ذراعيه حتى يلصقهما بعضديه ثم يردهما ويرد ساقيه الى فخذيه وفخذيه الى بطنه ثم يردهما ويخلع ثيابه ويسجيه بثوب يستر جميعه لانه يصير جميعه عورة بالموت ولهذا يجب ستر جميعه بالكفن ويجعل على بطنه مرآة او سيفا لان الميت اذا خرجت روحه

خدمتگاروں کو پائے اور انکے ساتھ حسن سلوک کرے اور انکی خدمات بجا لائے تو قریب ہے کہ وہ انہیں شہنشاہ اعظم کے سامنے لا کھڑا کریں اور ان میں کا ہر شخص تمہاری ان نیکیوں اور بزرگانہ کاموں کو جو تم نے انکے لئے دنیا میں کئے تھے حق تعالیٰ سے بیان کریگا پھر شہنشاہ اعظم اس کے عوض اسے اپنی نعمتوں اور رحمتوں سے مالا مال فرما دیگا۔ جب کسی پر موت کے آثار ظاہر ہوں تو گھر والوں کا فرض ہے کہ اس کے پاس اس کا بہترین مخلص و مشفق اس کے اخلاق و سیاست واقف اور پارسا شخص بیٹھ جائے تاکہ اسے حق تعالیٰ جل مجدہ کیطرف متوجہ کرے اور اللہ کی اطاعت کی رغبت دلائے اور احتیاط سے اس کا حلق تر رکھے یعنی حلق میں بار بار پانی یا شربت کے قطرے ٹپکاتا رہے اور اسکے ہونٹ روئی سے تر رکھے اور تین بار لا الہ الا اللہ پڑھوائے اس سے زیادہ نہیں مبادا وہ اکتا جائے اور کراہت کی حالت میں اسکی روح پرواز کر جائے اگر کلمہ پڑھوانے کے بعد مرنیوالا کوئی بات کرلے تو کلمہ پھر پڑھوا دیا جائے تاکہ اسکا آخری کلام لا الہ الا اللہ رہے نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ جس کا آخری کلام لا الہ الا اللہ ہوگا وہ جنتی ہے مرنیوالے کے سامنے محبت و پیار سے درمیانی آواز سے کلمہ لا الہ الا اللہ پڑھا جائے اور سورہ یٰسین پڑھی جائے تاکہ اسکی برکت سے آسانی سے روح نکل آئے جب روح قفس عنصری سے پرواز کر جائے تو میت کا منہ قبلہ کی طرف کر دیا جائے یعنی اگر اسے پشت کے بل لٹا دیا جائے اور پیر قبلہ کی طرف رہیں تو اس کا منہ قبلہ کیطرف رہیگا اس صورت میں اگر اسے بٹھا دیا جائے تو اسکا منہ قبلہ ہی کی طرف رہیگا پھر فوراً آنکھیں بند کر دی جائیں کیونکہ شداد بن اوس کا بیان ہے کہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا جب اگر تم کسی مرنیوالے کے پاس حاضر ہو تو مرنے کے بعد فوراً اسکی آنکھیں بند کر دو کیونکہ نگاہ روح کو اوپر جاتا ہوا دیکھتی ہے اور اس وقت منہ سے اچھی بات نکالو کیونکہ گھر والوں کی باتوں پر آمین کہی جاتی ہے۔ پھر ڈھاٹا باندھ دو یعنی منہ بند کر کے ٹھوڑی سے نکال کر سر سے ایک کپڑا باندھ دو تاکہ منہ بند رہے کیونکہ حضرت عمرؓ نے اپنی وفات کے قریب اپنے صاحبزادے عبداللہ بن عمرؓ سے فرمایا تھا کہ تم

لیعلو و ینتفخ ثم یوضع علی سریر غسله متوجها منحدرا نحو رجلیه ثم یسارع الی قضاء دینه و ابراء ذمته من الدیون والوصایا حتی یلقی ربه بری الذمة من المظالم مخلصا من الحقوق والجواذب۔

فصل: ثم یسارع فی غسله وتجهیزه وتکفینه و دفنه الا ان یکون موته فجأة فیتوقف عن ذلك حتی یتیقن موته فتنفصل کفاه وتسترخی رجلاه و ینیل انفه وتنخسف صدغاه ثم یسرع فی ذلك اما صفة الغسل فیجرد الغاسل المیت ویستره من سرته الی رکبتیه لانه امکن له واعون علی مبالغة غسله و لیغض بصره ما امکن لاسیما من عورته وقیل ان الافضل ان یغسله فی قمیص خفیف واسع و ان کان ضیقا فتق رأس الدخاریص ثم یلین مفاصله برفق ان سهلت علیه والا فیلد عها لانه ربما آل ذلك الی کسرها وقد قال النبی صلی الله علیه وسلم کسر عظم المیت ککسره حیا ثم یحنیه قلیلا الی ان یبلغ به قریبا من الجلوس ثم یعصر بطنه عصرا رفیقا ثم یلف علی یده خرقة و ینحیه کی لایباشر عورته بیده ولان الخرقة

پاس رہنا جب تم دیکھو کہ میری روح کھینچ کر تالو میں آگئی ہے تو اپنا سیدھا ہاتھ میری پیشانی پر اور بایاں ہاتھ میری ٹھوڑی کے نیچے رکھ کر باندھ دینا اور میری آنکھیں بند کر دینا۔ پھر مرنے والے کے اعضاء اپنی اپنی جگہ پر رکھ دے دونوں ہاتھ بازوؤں سے ملا کر پھیلا دے اور جسم سے ملا کر چھوڑ دے اور پیر پھیلا دے اور سیدھے کر کے رکھ دے اور کپڑے اتار کر ایک چادر سے جو سر سے لے کر پیروں تک اسے اسے ڈھانپ لے ڈھانپ دے کیونکہ موت کی وجہ سے اب اس کے بدن کا سارا حصہ عورت بن گیا ہے کہ اس کے چھپانے کا حکم ہے اسی لئے اسے کفن سے چھپانا واجب ہے اور پیٹ پر آئینہ یا تلوار رکھ دے کیونکہ میت کی روح نکل جانے کے بعد پیٹ اونچا ہونے لگتا ہے اور پھولنے لگتا ہے پھر اسے غسل دینے کے لئے قبلہ رخ غسل کے تخت پر اس طرح لٹا دیا جائے کہ سر قدرے اونچا رہے اور پیر نیچے رہیں پھر جلد از جلد قرض ادا کرنے کی کوشش کی جائے اور اسے قرض سے سبکدوش کیا جائے اور اس کی وصیتیں نافذ کی جائیں تاکہ اپنے رب سے اس حال میں ملے کہ دوسروں کے حقوق سے بری الذمہ ہو اور حقوق العباد سے اور کھینچا تانیوں سے پاک و صاف ہو۔

تجہیز و تکفین پھر پھرتی سے میت کو غسل دیا جائے اور کفنایا جائے اور دفن کر دیا جائے ہاں اگر موت اچانک ہوئی ہو تو اتنی دیر ٹھہرا جائے کہ موت کا یقین ہو جائے یعنی ہاتھ پیر ڈھیلے پڑ جائیں، ناک سے ریزش جاری ہونے لگے اور دونوں کنپٹیاں دھنس جائیں جب یہ علامتیں ظاہر ہوں تو تجہیز و تکفین میں جلدی کی جائے۔

غسل میت کا طریقہ میت کو غسل کے تخت پر قبلہ رخ لٹا کر پردہ کر کے میت کے جسم سے غسل دینے والا کپڑا اٹھا دے اور ناف سے لے کر گھٹنوں تک ایک کپڑا ڈال دے کیونکہ ننگا کرنے کے بعد غسل بخوبی اور آسانی سے دیا جا سکتا ہے غسل دینے والا جہاں تک ممکن ہو نگاہیں نیچی رکھے اور خاص طور سے میت کی شرمگاہ نہ دیکھے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے

ابلغ فی ازالۃ النجاسۃ لخشونتہا فکذلک یستحب ان لا یباشر بقیۃ بدنہ الا بخرقۃ ویتابع فی صب الماء علی یدہ ثم یرمی بالخرقۃ ویاخذ غیرہا نظیفۃ کذلک الی ثلاث ثم یلقی الخرقۃ ویغسل یدہ ثم یوضئہ وضوءہ للصلاۃ مرتبا فینوی ویسمی ویدخل اصبعیہ مبلولتین بالماء بین شفتیہ فیمسح اسنانہ وکذلک فی منخریہ فینظفہما ویصب الماء علی فیہ وانفہ کالمضمضۃ والاستنشاق من غیر ان یدخل الماء فی فیہ وانفہ فیوضئہ الی آخر الاعضاء فاذا فرغ من ذلک غسل رأسہ بماء وسدر ثم لحیتہ ولا یسرح شعرہ ثم یصب علیہ الماء القراح من رأسہ الی رجلیہ ویغسل شقہ الایمن ثم یقلبہ شمالا فیغسل شقہ الایسر وکذلک یغسل سائر جسدہ بالماء والسدر فی الغسلات کلہا ولکن ینظفہ عقیب کل غسلۃ بالسدر بالماء القراح فان احتاج الی اشنان لغسل وسخ وخلال لتنقیۃ ما تحت الاظافیر استعملہا ویلف القطن علی الخلال فیزیل ما بانفہ وصماخیہ من الاذی وینظفہا ثم یرجع فیحنیہ ثم یعید وضوءہ ثانیۃ علی ما ذکرنا ثم یغسلہ الاخیرۃ بماء فیہ

کہ کسی ڈھیلے ڈھالے کرتے میں غسل دینا افضل ہے اگر کرتا تنگ ہو تو اسے جگہ جگہ سے حسب ضرورت پھاڑ دیا جائے پھر آہستہ سے میت کے جوڑوں کو نرم کرے اگر آسانی سے نرم کر سکے ورنہ اپنے حال پر چھوڑ دے کیونکہ زور کرنے سے مفاصل کے ٹوٹ جانے کا خطرہ ہے اور نبی اکرم صلعم نے فرمایا ہے کہ مردہ کی ہڈی توڑنا زندہ کی ہڈی توڑنے کی برابر ہے پھر میت کو اتنا اٹھائے کہ وہ بیٹھنے کے قریب ہو جائے اور اس کا پیٹ نرمی سے دبائے اور اپنے ہاتھ پر کپڑا باندھ کر استنجا کرائے تاکہ غسل دینے والے کا ہاتھ میت کے ستر کو براہ راست نہ چھوئے علاوہ ازیں کپڑے سے اگر وہ کھردرا ہو تو نجاست خوب صاف ہوتی ہے اسی طرح غسل دینے والے کو مستحب ہے کہ میت کا باقی بدن بھی براہ راست ہاتھ سے نہ چھوئے اور جب دھوئے تو اپنے ہاتھ پر پانی ڈلوائے پھر وہ کپڑا ہاتھ سے الگ کر کے دوسرا کپڑا لپیٹ کر استنجا کرائے پھر تیسرا کپڑا لپیٹ کر استنجا کرائے پھر ہاتھ سے کپڑا ہٹا کر اپنا ہاتھ دھوئے پھر میت کو ترتیب وار وہی غسل کرائے جو نماز کے لئے کیا جاتا ہے یعنی وضو کی نیت کر کے بسم اللہ پڑھے اور اپنی دو انگلیاں پانی سے تر کر کے اس کے ہونٹوں میں داخل کر کے دانتوں پر پھیرے پھر اسی طرح دونوں نتھنوں میں داخل کر کے انہیں صاف کرے اور منہ پر اور ناک پر پانی بہائے جو بمنزلہ غرغرہ کے اور ناک میں پانی دینے کے ہے لیکن منہ اور ناک میں پانی داخل نہ کرے اسی طرح پورا وضو کرائے پھر اس پانی سے جس میں بیری کے پتے جوش دے لئے گئے ہوں سر دھوئے پھر داڑھی دھوئے اور بالوں میں کنگھی نہ کرے پھر میت کو بائیں کروٹ دلا کر جسم کے دائیں طرف کے حصہ پر سر سے لے کر پیروں تک خالص پانی بہائے اور غسل دے پھر سیدھی کروٹ دلا کر بائیں طرف کے حصہ پر سر سے لے کر پیروں تک صاف پانی بہائے اسی طرح جس قدر غسل دے ہر غسل میں پہلے بیری والا پانی استعمال کرے اور آخر میں صاف پانی اگر میل ہٹانے کے لئے اشنان کی اور ناخنوں کے نیچے کا میل صاف کرنے کے

كافور ثم ينشفه بثوب واقل ما يغسل
الميت ثلاث مرات واكثره سبع مرات
فاذا لم ينق بثلاث زاد الى سبع ولا يقطع الا
على وتر ثلاث او خمس او سبع وان خرج
منه شيء بعد ذلك اعيد عليه الغسل
الى سبع مرات فان لم يمنع ذلك خروجه
حشي بالقطن والخمر به وبالطين الحر
وقال بعض اصحابنا لا يحشى لان الامام احمد
رحمه الله كرهه وقيل انه اذا خرج شيء
منه بعد تمام الغسل لم يعد الى الغسل
بل يغسل موضع النجاسة ثم يوضأ وضوءه
للصلاة ويكفن ويحمل والاولى ان يغسل
المرة الاولى بماء وسدر وبقية الغسلات
بالماء القراح كغسل الجنابة ويكون
الكافور في الآخرة ثم ينشف ويكفن
واما تكفينه فانه يكفن في ثلاثة اثواب
يدرج فيها ادراجا وتكون لفائف بيض
لا يكون فيها قميص ولا مئزر ولا سراويل
ولا شيء مخيط الا اللفائف تخاط لضيق عرض
الثوب وصغره فيبسط بعضها فوق بعض
بعد ان تجمر بالعود والند والكافور ويجعل
الطيب بين كل لفافتين وقيل انه يكفن
في قميص ومئزر ولفافة ويكون المئزر مما
يلي جلده ولم يزر القميص عليه وثلاثة
اثواب افضل لما روي عن عائشة رضي الله

خلال کی ضرورت ہو تو ان دونوں کو استعمال کرے اور خلال پر روئی
لپیٹ لے اور ناک کے اور کانوں کے سوراخوں میں جو میل ہے اسے صاف
کر دے پھر حسب سابق دوبارہ وضو کرائے پھر سب سے پچھلا غسل کافور
والے پانی سے دے پھر کپڑے سے جسم کو پونچھ دے۔ کم از کم تین بار
غسل ہے اور زیادہ سے زیادہ سات بار اگر تین غسلوں سے صفائی
نہ ہو تو پانچ یا سات غسل دے اگر میت سے غسل کے بعد نجاست
نکل آئے تو دوبارہ سات بار غسل دے اگر پھر بھی نجاست نہ رکے
تو مخرج نجاست میں روئی یا مٹی وغیرہ بھر دے لیکن ہمارے بعض
علماء روئی وغیرہ کے بھرنے کو منع کرتے ہیں کیونکہ امام احمدؒ اسے
مکروہ سمجھتے تھے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اگر تکمیل غسل کے بعد کچھ نکل
آئے تو دوبارہ غسل دینے کی ضرورت نہیں ہاں موضع نجاست
کو دھو دیا جائے اور وضو کرا دیا جائے اور کفنا کر اٹھا لیا جائے
اولیٰ یہ ہے کہ پہلا غسل بیری والے پانی سے دیا جائے اور باقی غسل
غسل جنابت کی طرح صاف پانی سے دئے جائیں اور سب سے
پچھلے غسل میں کافور ڈال لیا جائے پھر بدن کو پونچھ کر کفنا دیا جائے۔

کفن

کفن کے سلسلہ میں مرد کے لئے تین چادریں ہیں میت ان میں
لپیٹ دیا جائے یہ تینوں چادریں سفید ہوں ان میں نہ کرتہ ہو، نہ
پائجامہ، نہ تہبند اور نہ کوئی سلا ہوا کپڑا، ان چادروں کو اگر ان کا عرض
چھوٹا ہو یا طول چھوٹا ہو سیا بھی جا سکتا ہے تینوں چادریں اوپر
تلے بچھا دی جائیں لیکن بچھانے سے پہلے ان کو اگر عود اور کافور کی
دھونی دے لی جائے اور ہر دو چادروں کے درمیان خوشبو لگا دی
یا چھڑک دی جائے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ کرتے، تہبند اور لپیٹ کی
چادر میں بھی کفنایا جا سکتا ہے لیکن تہ جسم سے متصل رہے اور کرتے
کے بٹن نہ لگائے جائیں۔ مرد کے لئے تین کپڑے افضل ہیں کیونکہ
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلعم کو

عنها قالت ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كفن فى ثلاثة اثواب بيض سحولية ليس فيها قميص ولا عمامة وقد صحح الامام احمد رحمه الله حديث عائشة رضى الله عنها وبنى مذهبه عليه ثم يجعل الطيب وهو الحنوط والكافور فى قطن فيجعل منه بين اليتيه ويشد فوقه خرقة ويجعل باقيه من مواضع سجوده ومغابنه كالفخذين وتحت الابطين ومنافذ وجهه ومساخيه وجبينه وركبتيه وكفيه وظاهر عينيه ولا يدخله فى عينيه وان خاف الانتقاض وخروج ما فى الباطن الى الظاهر حشا داخل الفم ومساخيه بالقطن والكافور وان طيب جميع جسده بالكافور والصندل كان احسن وروى نافع ان ابن عمر رضى الله عنهما كان يتتبع مغابن الميت ومرافقه بالمسك ثم يأتى بالميت ويطرحه على اللفائف ويثنى طرف اللفافة العليا على شقه الايمن ثم يرد طرفها الآخر على شقه الايسر ويدرجه فيه ادراجا ثم يفعل بالثانية والثالثة كذلك فيجعل ما عند رأسه مما عند رجليه ثم يجمع ذلك جمع طرف العمامة فيعيده على وجهه ورجليه الا ان يخاف انتشارها فيعقدها ثم اذا

تین سفید سحولی کپڑوں میں کفنایا گیا جن میں نہ کرتا تھا اور نہ پگڑی امام احمدؒ نے حضرت عائشہؓ والی حدیث کو صحیح بتایا ہے اور اسی حدیث کے مطابق فتویٰ دیا ہے پھر خوشبو یعنی حنوط اور کافور روئی میں لپیٹ کر کچھ روئی چوتڑوں کے درمیان رکھ دی جائے اور اس پہ ایک کپڑا باندھ دیا جائے اور باقی روئی سجدے کے سات مقامات پر مل دی جائے اور رانوں میں، بغل میں منہ کے سوراخوں میں، دونوں کانوں کے سوراخوں اور دونوں آنکھوں کے حلقوں میں رکھ دی جائے آنکھوں کے اندر نہ رکھی جائے اگر روئی کے ہٹ جانے کا اور کسی شے کا اندر سے باہر آنے کا ڈر ہو تو ناک کے نتھنوں میں اور کانوں میں روئی معہ کافور کے رکھ دی جائے اگر تمام جسم پر کافور و صندل مل دے تو نور علیٰ نور ہے یہ ثابت ہے کہ حضرت ابن عمرؓ میت کے سوراخ و اعضاء کے جوڑ اور گڑھے مشک سے بھر دیا کرتے تھے۔

کفنانے کا طریقہ اوپر تلے تینوں چادریں بچھا کر میت کو ان پر لٹا دیا جائے اور لپوٹ کی چادر کا بالائی سرا نصف جسم پر سیدھی طرف لپیٹے پھر دوسرا سرا نصف جسم پر بائیں طرف لپیٹے اور اس میں میت کو لپیٹ دے اسی طرح دوسری اور تیسری چادر کو لپیٹ دے اور سر کی طرف چادروں کا زیادہ حصہ رہے اور پیروں کی طرف کم رہے پھر یکے بعد دیگرے چادروں کے سرے پگڑی کی طرح سر کی طرف سے بھی موڑ دے اور پیروں کی طرف سے بھی اور اگر کھلنے کا ڈر ہو تو کتروں سے باندھے لیکن قبر میں اتار کر بندھن کھول دے اور کفن نہ پھاڑے۔

عورت کے کپڑے عورت پانچ کپڑوں میں کفنائی جاتی ہے تہبند، کرتہ، دوپٹہ اور دو چادریں، ان کپڑوں میں اسے لپیٹ دیا جاتا ہے تہبند اتنا ہو کہ عورت کا تمام بدن چھپالے۔ ہمارے بعض علماء کا بیان ہے کہ دو چادروں میں سے ایک چادر کے بجائے ایسا کپڑا ہو جس سے اس کی دونوں رانیں باندھ دی جائیں اور

وضع فی القبر حلها ولم یخرق الکفن واما
المرأة فانها تکفن فی خمسة اثواب ازار
ودرع وخمار ولفافتین تدرج فیها ادراجا
والازار یجمعها قال بعض اصحابنا یستحب
ان یجعل لها خامسة تشد بها فخذاها
فیکون ذلک بدل احدی اللفافتین ویضفر
شعرها ثلاثة قرون ویسدل من خلفها و
یفعل بها وبالرجل کما یفعل بالعروس
فان تعذر فی حقها جمیع ما ذکرنا اجتزی
بثوب واحد واما المحرم فیغسل بماء وسدر
ولا یقرب طیبا ولا یخمر رأسه ولا رجلاه
ولا یلبس مخیطا ویکفن فی ثوبیه لما روی ان
ابن عباس رضی الله عنهما قال بینما رسول الله
صلی الله علیه وسلم واقف بعرفة ورجل
واقف اذ وقع من راحلته فوقصته فقال
رسول الله صلی الله علیه وسلم اغسلوه
بماء وسدر وکفنوه فی ثوبیه ولا تخمروا
رأسه فان الله یحشره یوم القیامة ملبیا
واما السقط اذا ولد لاکثر من اربعة اشهر
غسل وصلی علیه وان لم یتبین اذکر هو
ام انثی سمی اسما یصلح للذکر والانثی ولا
فرق فی غسله بین الرجل والمرأة لان النساء
غسلن ابراهیم بن النبی صلی الله علیه وسلم
وکان عمره ثمانیة عشر شهرا مذکور
ذلک فی حدیث ام عطیة رضی الله عنها

بالوں کی تین چوٹیاں گوندھ کر پیچھے ڈال دی جائیں اور عورت اور
مرد کے جنازوں کو دولہا دولہن کی طرح آراستہ و پیراستہ کیا جائے
اگر عورت کو پانچ اور مرد کو تین کپڑے نہ ملیں تو پھر جتنے کپڑے
ملیں کافی ہیں اور دشواری کی حالت میں ایک ہی کپڑا کافی ہے۔
محرم کو بیری کے پتوں والے پانی سے غسل دیا جائے، اس کے خوشبو
نہ لگائی جائے اور اس کا سر اور پیر نہ ڈھانپے جائیں اور نہ اسے
سلا ہوا کپڑا پہنایا جائے اور اپنے احرام کے دو ہی کپڑوں میں
کفنا دیا جائے کیونکہ حضرت ابن عباس رضہ کا بیان ہے کہ اس حال
میں کہ رسول اللہ صلعم عرفہ میں کھڑے تھے اور ایک شخص بھی
کھڑا تھا اتنے میں وہ اپنی سواری سے گر گیا اور سواری نے
اسے کچل ڈالا۔ آپ نے فرمایا اسے پانی اور بیری کے پتوں سے
غسل دو اور اسے اس کے دونوں کپڑوں میں کفنا دو اور اس کا
سر نہ ڈھانپو کیونکہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے اس حال
میں اٹھائے گا کہ یہ لبیک کہتا ہوا ہو گا کچے بچے کو اگر چار ماہ سے
زیادہ ہے تو غسل دیا جائے گا اور اس پر نماز بھی پڑھی جائے
گی۔ اگر چہ مرد و عورت کی تمیز نہ ہو اور اس کا ایسا نام رکھا
جائے گا جس کا عورت مرد دونوں پر ہو سکے اور اسے مرد بھی
نہلا سکتا ہے اور عورت بھی، کیونکہ عورتوں نے حضرت ابراہیم
بن محمدؐ کو نہلایا تھا اس وقت آپ کی عمر اٹھارہ ماہ تھی۔ اس کا
ذکر ام عطیہؓ والی حدیث میں موجود ہے۔

مرد کو مرد نہلائے اور عورت کو عورت نہلائے اگر عورت اپنے
شوہر کو غسل دے تو بالاتفاق ہمارے علماء کے نزدیک جائز
ہے۔

کیا شوہر اپنی بیوی کو غسل دے سکتا ہے؟ اس میں دو روایتیں
ہیں۔ اسی طرح ام ولد کے غسل کا حکم ہے۔

ويغسل الرجل الرجل والمرأة المرأة فان غسلت المرأة زوجها جاز بلا خلاف في المذهب وهل يغسل الرجل امرأته على روايتين وكذلك الحكم في ام الولد وقد غسل علي فاطمة الزهراء رضي الله عنهما وكفن الرجل مقدم على الدين والوصية فان لم يكن له مال فعلى من تلزمه نفقته فان لم يكن فمن بيت المال وكذلك كفن المرأة ولا يجب على زوجها والاولى ان يتولى دفنه من يتولى غسله ويعمق القبر قدر قامة وبسطة ويكون طوله ثلاثة اذرع وشبرا في عرض ذراع وشبر كما قال النبي صلى الله عليه وسلم لعمر بن الخطاب رضي الله عنه كيف انت اذا اعد لك من الارض ثلاثة اذرع وشبر في عرض ذراع وشبر ثم قام اليك اهلك فغسلوك وكفنوك وحنطوك ثم حملوك حتى يغيبوك فيه ثم يهيلوا عليك التراب ثم انصرفوا عنك الحديث ويستحب ان يسل الميت من قبل رأسه سلا وان عسر ذلك فمن جنب القبر او اسهل الجهات وهو رواية عن الامام احمد رحمه الله واما المرأة فيتولى دفنها النساء كما يتولين غسلها فان تعذر فذو ارحامها من الرجال فان تعذر فالشيوخ من الاجانب

حضرت علی رضؓ نے حضرت فاطمہ رضؓ کو غسل دیا تھا۔

میت کا کفن قرض و وصیت پر مقدم ہے اگر میت نے مال نہ چھوڑا ہو تو اس کے ذمہ کفن ہے جس کے ذمہ اس کا خرچ تھا اگر اس کا کوئی ایسا عزیز بھی موجود نہ ہو تو بیت المال اس کے کفن کا خرچ اٹھائے گا اسی طرح عورت کے کفن کا حکم ہے۔ عورت کا کفن شوہر کے ذمہ واجب نہیں۔ اولیٰ یہ ہے کہ جو غسل کا ولی ہو وہی کفن دفن کا ولی ہو۔ قبر اوسط درجہ کے قد کے برابر گہری کھودی جائے اور زمین گز ایک بالشت لمبی اور ایک گز اور ایک بالشت چوڑی ہو جیسا کہ نبی اکرم صلعم نے حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ اے عمرؓ تمہارا کیا حال ہوگا جب تمہارے لئے زمین میں تین ہاتھ اور ایک بالشت لمبی اور ایک ہاتھ اور ایک بالشت چوڑی قبر تیار کی جائے گی پھر تمہارے گھر والے کھڑے ہو کر تم کو غسل دیں گے، کفنائیں گے، خوشبو لگائیں گے پھر اٹھا کر لیجائیں گے حتےٰ کہ قبر میں اتار دیں گے اور سب تم پر مٹی ڈال کر چلے آئیں گے۔

مستحب ہے کہ میت کو سرہانے سے قبر میں اتارا جائے اگر ممکن نہ ہو تو پھر قبر کی کروٹ سے اتارا جائے یا جس طرف سے بھی آسانی سے اتارا جا سکے ایک روایت امام احمدؒ سے یہی ہے۔ عورت کو عورتیں ہی دفن کریں جیسے انھوں نے اسے نہلایا ہے اگر دشواری پیش آئے تو پھر عورت کے ذوی الارحام دفن کریں اگر اس میں بھی دشواری پیش آئے تو پھر اجنبی بوڑھے حضرات دفن کریں۔

مستحب ہے کہ عورت کو دفن کرتے وقت قبر کے چاروں طرف پردہ کر لیا جائے۔ مرد کو دفن کرتے وقت نہیں کیونکہ عورت پردہ نشین ہے۔ ایک دفعہ حضرت علی رضؓ کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے جو ایک مرد کو دفن کر رہے تھے اور پردہ کر رکھا تھا آپ

ویستحب ان یسجی قبرھا خلاف الرجل لانہا عورۃ وقد مر علی رضی اللہ عنہ بقوم وقد بسطوا علی رجل ثوبا فجذبہ و قال انما یصنع ھذا بالنساء فاذا حصل فی القبر مستقبل القبلۃ حثی علیہ التراب ثلاث حثیات بذلک جاءت السنۃ ثم یہال علیہ التراب و یرفع القبر من الارض قدر شبر ویرش علیہ الماء ویضع علیہ الحصی وان طین جاز وان جصص کرہ ویسن تسنیم القبر دون تسطیحہ لما روی عن الحسن رحمہ اللہ قال رأیت قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم وصاحبیہ مسنما فاذا فرغ من تقبیرہ سن تلقینہ لما روی ابو امامۃ رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا مات احدکم فسویتم علیہ التراب فلیقم احدکم علی رأس قبرہ ثم یقول یا فلان ابن فلانۃ فانہ یسمع ولا یجیب ثم لیقل یا فلان ابن فلانۃ ثانیۃ فانہ یستوی قاعدا ثم لیقل یا فلان ابن فلانۃ فانہ یقول ارشدنا یرحمک اللہ ولکن لا تسمعون فیقول اذکر ما خرجت علیہ من دار الدنیا شہادۃ ان لا الہ الا اللہ وان محمدا عبدہ ورسولہ وانک رضیت باللہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد نبیا وبالقرآن اماما فان منکرا ونکیرا یقولان ما یقعدنا عند ھذا وقد لقن حجتہ فقال رجل یا رسول اللہ

پردہ کو کھینچ کر فرمایا کہ پردہ عورتوں کے لئے کیا جاتا ہے پھر جب قبر میں مردے کو قبلہ رخ لٹا دیں تو حاضرین میں سے ہر شخص اس پر تین لپ مٹی ڈالے یہ بات حدیث سے ثابت ہے پھر قبر کو مٹی کھینچ کر بنایا جائے جو بقدر ایک بالشت کے زمین سے اونچی رہے اور اس پر پانی چھڑک دیا جائے اور سنگریزے جما دیں اور اگر مٹی کے گارے سے قبر بنا دی جائے تو بھی جائز ہے اور اگر چونہ سے بنائی جائے تو مکروہ ہے قبر چوڑی نہ بنائیں بلکہ اونٹ کے کوہان کی شکل کی بنائیں کیونکہ حضرت حسن کا بیان ہے کہ میں نے نبی اکرم صلعم کی قبر اور حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کی قبر کو کوہان نما دیکھی۔ دفن کرکے تلقین مسنون ہے کیونکہ حضرت ابو امامہؓ کا بیان ہے کہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا اگر تم میں سے کوئی مرجائے اور اس پر مٹی برابر کردو تو ایک سرہانے کھڑا ہو کر کہے: اے فلاں بن فلاں (کیونکہ وہ سنتا ہے اور جواب نہیں دیتا) پھر دوسری بار کہے اے فلاں بن فلاں، اب وہ اٹھ کر بیٹھ جاتا ہے، پھر کہے اے فلاں بن فلاں (مردہ کہتا ہے اللہ تجھ پر رحم فرمائے تو نے مجھے صحیح راہ کی رہنمائی فرمائی لیکن تم اس کی آواز سنتے نہیں) وہ کلمہ یاد کر جس کلمہ پر قائم رہ کر تو دنیا سے نکلا ہے۔ یعنی اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمدا عبدہ و رسولہ پڑھ اور یہ بھی کہ میں اللہ کے رب ہونے سے اسلام کے دین ہونے سے، محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے نبی ہونے سے، اور قرآن کے امام ہونے سے راضی ہوں یہ سن کر منکر نکیر کہتے ہیں کہ اس کے پاس ہمارا بیٹھنا بے کار ہے اسے اس کی حجت کی تعلیم دے دی گئی، ایک شخص نے پوچھا: یارسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) اگر کسی کو اس کی ماں کا نام معلوم نہ ہو؟ فرمایا حواء کا نام لے لے۔ تلقین میں اگر

فان لم یعرف اسم امہ قال فلینسبہ الی حواء وان شاء ان یزید وا بالمومنین اخوانا وبالکعبۃ قبلۃ وغیر ذلك من اعلام الاسلام جاز۔

چاہے تو یہ کلمہ بھی بڑھا سکتا ہے اور مسلمانوں کے بھائی ہونے سے اور کعبہ کے قبلہ ہونے سے راضی ہوں اور دیگر اسلام کی ممتاز نشانیاں یاد دلادے تو بھی جائز ہے۔

سترھواں باب

ہفتہ کے دنوں میں دن کی اور رات کی نمازوں کے فضائل

فصل: فی ذکر فضائل الصلوات فی ایام الاسبوع ولیالیہ۔ اما ما جاء فی صلوات النہار فمن ذلك ما روی عن ابی سلمۃ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا خرجت من منزلك فصل رکعتین یمنعانك مخرج السوء واذا دخلت الی منزلك فصل رکعتین یمنعانك مدخل السوء وعن انس بن مالك رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فی صلاۃ الصبح من توضأ ثم توجہ الی المسجد ثم یصلی فیہ الصلاۃ کان لہ بکل خطوۃ حسنۃ ومحی عنہ سیئۃ والحسنۃ بعشر امثالھا فاذا صلی ثم انصرف عند طلوع الشمس کتب اللہ تعالیٰ لہ بکل شعرۃ فی

دن کی نمازوں کے فضائل ابو سلمہ از ابو ہریرہؓ :۔ مجھ سے رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جب تم گھر سے باہر جانے کا ارادہ کرو تو دوگانہ پڑھ کر نکلو یہ دوگانہ تم کو گھر سے باہر کی برائیوں سے محفوظ رکھے گا اور جب گھر میں آؤ تو دوگانہ پڑھو یہ تمہیں اندرونی خانگی برائیوں سے بچالے گا۔

حضرت انسؓ بن مالک :۔ رسول اللہ صلعم صبح کی نماز کے بارے میں فرمایا کہ جو گھر سے وضو کر کے مسجد میں آکر نماز پڑھے تو اسے ہر قدم پر ایک نیکی ملے گی اور ایک برائی مٹادی جائے گی اور ایک ایک نیکی دس گنا کر دی جاتی ہے اگر پھر نماز پڑھ کر مسجد سے سورج نکلنے کے بعد گھر واپس آئے تو حق تعالیٰ اس کے جسم کے ایک ایک بال کے عوض ایک ایک نیکی لکھ لے گا اور وہ ایک مقبول حج کا ثواب لے کر لوٹے گا پھر اگر بیٹھا رہے حتےٰ کہ رکوع کرے تو حق تعالیٰ اس کے لئے ہر رکوع کے جلسہ میں ۲۰ لاکھ نیکیاں لکھ لے گا اور جو عشاء کی نماز پڑھے اس کے لئے بھی یہی ثواب ہے اور وہ ایک مقبول عمرہ کا ثواب لیکر لوٹے گا۔

جسد لا حسنة والقلب بحجة مبرورة فان
جلس حتی یرکع کتب الله تعالی له بکل
جلسة الفی الف حسنة ومن صلی العتمة فله
مثل ذلك والقلب لعمرة مبرورة وعن
عثمان بن عفان رضی الله عنه قال سمعت
رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول من
صلی العشاء فی جماعة فکانما قام شطر
اللیل ومن صلی الفجر فی جماعة فکأنما
صلی اللیل کله وعن ابی صالح عن ابی هریرة
رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله
علیه وسلم ما من صلاة اثقل علی
المنافقین من صلاة العشاء والفجر
ولو یعلمون ما فیهما لاتوهما ولو حبوا
ولقد هممت ان آمر فتیانی فیاخذوا الحطب
فاحرق علی رجال لم یشهدوا معنا فی
بیوتهم وعن عطاء بن یسار عن ابی هریرة
رضی الله عنه عن النبی صلی الله علیه وسلم
انه قال من صلی اربع رکعات بعد زوال
الشمس یحسن قراءتهن ورکوعهن وسجودهن
صلی معه سبعون الف ملك یستغفرون
له حتی اللیل ولم یکن رسول الله صلی الله علیه
وسلم یدع اربعا بعد الزوال یطیلهن
ویقول ان ابواب السماء تفتح فی هذه الساعة
فاحب ان یرفع لی عمل فیها قیل یا
رسول الله فیهن سلام فاصل قال

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ : میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرما رہے تھے جو جماعت سے عشاء کی نماز پڑھ لے اس نے گویا رات بھر نماز پڑھی۔

ابو صالح از ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ : رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ منافقوں پر عشاء اور صبح کی نمازوں سے بھاری کوئی نماز نہیں اگر انہیں ان دونوں نمازوں کا ثواب معلوم ہوتا تو ان کے لئے گھٹنوں کے بل گھسٹتے کر آتے۔ اللہ کی قسم میں نے ارادہ کر لیا کہ میں اپنے جوانوں کو لکڑیاں لانے کا حکم کروں اور ان کے گھروں میں آگ لگا دوں جو ہمارے ساتھ آکر نماز میں شامل نہیں ہوتے۔

عطاء بن یسار از ابو ہریرہؓ :- نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو زوال آفتاب کے بعد اچھی قرأت سے اور خوبصورت رکوع اور سجدوں کے ساتھ چار رکعت نماز پڑھ لے تو اس کے ساتھ ستر ہزار فرشتے نماز پڑھتے ہیں اور رات تک اس کے لئے دعا مغفرت کرتے رہتے ہیں۔ رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) زوال کے بعد یہ چار رکعت نماز نہیں چھوڑا کرتے تھے اور لمبی پڑھا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ اس وقت آسمان کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں اور مجھے یہ بات پسند ہے کہ اس ساعت میں میرے عمل اٹھائے جائیں پوچھا گیا : یا رسول اللہ ! کیا یہ دو سلاموں سے پڑھی جائیں ؟ فرمایا نہیں۔

علاوہ ازیں آپ نے یہ بھی فرمایا کہ حق تعالٰے اس بندے پر رحم فرمائے جو عصر سے پہلے چار رکعت نماز پڑھتا ہے۔

انوار کے دن کی نماز

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ :

صلی اللّٰہ علیہ وسلم لا وردی عنہ صلی اللّٰہ
علیہ وسلم انہ قال رحم اللّٰہ عبدا صلی
الاربعا قبل العصر۔

فصل: فی ذکر صلاۃ یوم الاحد عن
ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ عنہ عن النبی صلی اللّٰہ
علیہ وسلم انہ قال من صلی یوم الاحد
اربع رکعات یقرأ فی کل رکعۃ فاتحۃ الکتاب
وآمن الرسول مرۃ کتب اللّٰہ تعالی لہ بعدد
کل نصرانی ونصرانیۃ حسنات واعطاہ
ثواب نبی وکتب لہ حجۃ وعمرۃ وکتب لہ
بکل رکعۃ الف صلاۃ ثم اعطاہ اللّٰہ تعالی
فی الجنۃ بکل حرف مدینۃ من مسک اذفر
وعن علی بن ابی طالب رضی اللّٰہ عنہ عن النبی
صلی اللّٰہ علیہ وسلم انہ قال وحدوا اللّٰہ
تعالی بکثرۃ الصلاۃ فی یوم الاحد فانہ
واحد لا شریک لہ فمن صلی یوم الاحد
بعد صلاۃ الظھر اربع رکعات بعد الفریضۃ
والسنۃ یقرأ فی الرکعۃ الاولی فاتحۃ الکتاب
والم السجدۃ وفی الثانیۃ فاتحۃ الکتاب
وتبارک الملک ثم یتشھد ویسلم ثم یقوم
فیصلی رکعتین اخریین یقرأ فیھما فاتحۃ
الکتاب وسورۃ الجمعۃ ویسأل حاجتہ کان
حقا علی اللّٰہ تعالی ان یقضی حاجتہ ویبرئہ مما
کانت النصاری علیہ۔

فصل: فی ذکر صلاۃ یوم الاثنین عن ابی

نبی اکرم صلے اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو اتوار کے دن
چار رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں سورہ فاتحہ اور آمن
الرسول ایک بار پڑھے تو حق تعالے شانہ اس کے لئے
ہر عیسائی مرد و عورت کی تعداد میں نیکیاں لکھ لیتا ہے اور ایک
نبی کے عملوں کا اسے ثواب ملتا ہے اور ایک حج و عمرہ کا
ثواب لکھ دیا جاتا ہے اور ہر رکعت کے عوض ایک ہزار
نمازیں بھی۔ پھر حق تعالے شانہ اسے ہر حرف کے عوض جنت
میں خالص مشک کا ایک شہر عطا فرما دیتا ہے۔

حضرت علی کرم اللّٰہ وجہہ: ۔ نبی اکرم صلے اللّٰہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا کہ اتوار کے دن کثرت سے نماز پڑھ کر اللّٰہ
تعالے کی توحید کا اظہار کرو، کیونکہ اللّٰہ تعالے ایک ہے اور
اس کا کوئی شریک نہیں لہٰذا اگر کوئی اتوار کے دن ظہر کی نماز
(فرض وسنت) کے بعد چار رکعت نماز پڑھ لے اور
پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد الم السجدہ، دوسری رکعت میں
فاتحہ کے بعد سورہ ملک پڑھ لے پھر تشہد پڑھ کر سلام
پھیر دے پھر دوسری دو رکعتیں پڑھے اور ان میں سورہ فاتحہ
کے بعد سورہ جمعہ پڑھے اور اپنی مراد مانگے تو اللّٰہ پر حق ہے
کہ وہ اس کی مراد بر لائے اور اسے عیسائیوں کے عقائد
سے محفوظ رکھے۔

پیر کے دن کی نماز ابو الزبیر از جابر بن عبد اللّٰہ رضی: ۔
رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو پیر کے روز دن
چڑھے دو رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد
آیۃ الکرسی، سورہ اخلاص اور سورہ فلق و ناس پڑھے
پھر سلام پھیر کر دس دس بار استغفار و درود پڑھے اس کے
تمام گناہ معاف کر دئے جاتے ہیں۔

الزبیر عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما انہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صلی یوم الاثنین عند ارتفاع النھار رکعتین یقرأ فی کل رکعۃ فاتحۃ الکتاب مرۃ وآیۃ الکرسی مرۃ وقل ھو اللہ احد مرۃ والمعوذتین مرۃ مرۃ فاذا سلم استغفر اللہ عشر مرات وصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم عشر مرات غفر اللہ لہ ذنوبہ کلھا وعن ثابت البنانی عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صلی یوم الاثنین اثنتی عشرۃ رکعۃ یقرأ فی کل رکعۃ فاتحۃ الکتاب وآیۃ الکرسی مرۃ فاذا فرغ من صلاتہ قرأ اثنتی عشرۃ مرۃ قل ھو اللہ احد و استغفر اثنتی عشرۃ مرۃ ینادی بہ یوم القیامۃ این فلان بن فلان لیقم فلیاخذ ثوابہ من اللہ تعالی فاول ما یعطی من الثواب الف حلۃ ویتوج ویقال لہ ادخل الجنۃ فیستقبلہ مائۃ الف ملک مع کل ملک ھدیۃ ویشیعونہ حتی یدور علی الف قصر من نور یتلألأ۔

فصل فی ذکر صلاۃ یوم الثلاثاء عن یزید الرقاشی عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صلی یوم الثلاثاء عشر رکعات عند انتصاف

ثابت البنانی از انس بن مالک رضی اللہ عنہ:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو پیر کے دن بارہ رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد آیۃ الکرسی ایک بار پڑھے اور سلام پھیر کر بارہ دفعہ سورہ اخلاص پڑھے۔ پھر بارہ دفعہ استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ پڑھ لے۔ اسے قیامت کے دن پکارا جائے گا کہ فلاں بن فلاں کہاں ہے؟ (جہاں کہیں ہو) کھڑا ہو جائے اور اللہ تعالیٰ سے اپنا ثواب آکر لے سب سے پہلے اسے ایک ہزار جوڑے دئے جائیں گے اور تاج پہنایا جائے گا اور اس سے کہا جائے گا کہ جنت میں داخل ہو جا پھر ایک لاکھ فرشتے اس کا استقبال کریں گے اور ہر فرشتہ کے پاس ہدیہ ہوگا اور سب اس کے پیچھے پیچھے چلیں گے حتیٰ کہ وہ ایک ہزار جگمگاتے ہوئے نورانی محلوں میں گھومے گا۔

منگل کے دن کی نماز کی فضیلت

یزید رقاشی از انس بن مالک رضی اللہ عنہ:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو منگل کے دن دوپہر کے قریب (اور ایک لفظ میں ہے) دن چڑھے دس رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد ایک بار آیۃ الکرسی اور تین بار سورہ اخلاص پڑھے تو ستر دن تک اس کا کوئی گناہ نہیں لکھا جاتا اور اگر وہ اس عرصہ میں فوت ہو جائے تو شہید ہوتا ہے اور اس کے ستر سال کے گناہ معاف کر دئے جاتے ہیں۔

بدھ کے دن کی نماز کی فضیلت

ابوادریس خولانی از معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو بدھ کے دن دن چڑھے بارہ رکعت نماز پڑھ لے اور

النهار و فی حدیث آخر عند ارتفاع النهار
یقرأ فی کل رکعۃ فاتحۃ الکتاب مرۃ و
آیۃ الکرسی مرۃ و قل هو الله احد ثلاث
مرات لم تکتب علیه خطیئۃ الی سبعین
یوما فان مات الی سبعین یوما مات
شهیدا و غفر له ذنوب سبعین سنۃ۔

فصل: فی ذکر صلاۃ یوم الاربعاء عن
ابی ادریس الخولانی عن معاذ بن جبل رضی الله
عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم
من صلی یوم الاربعاء اثنتی عشرۃ رکعۃ عند
ارتفاع النهار یقرأ فی کل رکعۃ فاتحۃ
الکتاب و آیۃ الکرسی مرۃ و قل هو
الله احد ثلاث مرات و المعوذتین
ثلاث مرات نادی به ملک عند العرش
یا عبد الله استأنف العمل فقد غفر لك
ما تقدم من ذنبك و رفع الله عنه عذاب
القبر و ضیقته و ظلمته و رفع عنه شدائد
القیامۃ و رفع له من یومه عمل نبی۔

فصل: فی ذکر صلاۃ یوم الخمیس عن
عکرمۃ عن ابن عباس رضی الله عنهما
قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم
من صلی یوم الخمیس ما بین الظهر و العصر
رکعتین یقرأ فی الرکعۃ الاولی فاتحۃ الکتاب
مرۃ و آیۃ الکرسی مائۃ مرۃ و فی الثانیۃ
الفاتحۃ و مائۃ مرۃ قل هو الله احد و لعل

ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد ایک بار آیۃ الکرسی اور تین بار
قل ھو اللہ احد اور معوذتین پڑھ لے تو اس سے عرش
کے پاس سے ایک فرشتہ آواز دے کر کہتا ہے کہ اے
اللہ کے بندے اب تو از سر نو عمل کر کیونکہ حق تعالیٰ
جل مجدہٗ نے تیرے تمام پہلے گناہ معاف فرما دئے ہیں
اور حق تعالیٰ شانہ اس سے عذاب قبر کو، قبر کی تنگی کو
اور اس کی تاریکی کو دور فرما دیتا ہے اور قیامت کے دن
کی سختیاں بھی اس سے دفع کر دی جائیں گی اور اسے اس
دن ایک نبی کے عملوں کی برابر ثواب ملے گا۔

جمعرات کے دن کی نماز کی فضیلت

عکرمہ از ابن عباسؓ:- رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی جمعرات کے دن ظہر و عصر
کے درمیان دو رکعت نماز پڑھے اور پہلی رکعت میں سورہ
فاتحہ ایک بار اور آیۃ الکرسی سو بار پڑھے اور دوسری رکعت
میں ایک بار سورہ فاتحہ اور سو بار سورہ اخلاص پڑھے
اور سلام پھیر کر مجھ پر سو بار درود بھیجے حق تعالیٰ شانہ
اسے رجب، شعبان اور رمضان کے روزوں کا ثواب عطا
فرماتا ہے اور اسے ایک حاجی کے حج کے برابر ثواب ملتا ہے
اور تمام مومن اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھنے والوں کی
تعداد کی برابر نیکیاں ملتی ہیں۔

جمعہ کے دن کی نماز کی فضیلت

علی بن حسین اپنے والد سے اور وہ
اپنے والد سے: میں نے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے سنا کہ آپ فرما رہے تھے کہ جمعہ کا دن سراپا نماز کے لئے
ہے۔ جب سورج ایک نیزہ یا اس سے زیادہ بلند ہو جائے

الفراغ يصلی علی مائة مرة اعطاه الله تعالی ثواب من صام رجب وشعبان ورمضان وكان له من الثواب مثل حاج البيت و كتب له بعدد كل من آمن بالله تعالی وتوكل عليه حسنات۔

فصل : فی ذكر صلاة يوم الجمعة عن علی بن الحسين عن ابيه عن جده رضوان الله عليهم قال سمعت النبی صلی الله عليه وسلم يقول يوم الجمعة كله صلاة ما من عبد مؤمن قام اذا طلعت الشمس وارتفعت قدر رمح او اكثر من ذلك فتوضأ فاسبغ الوضوء وصلی سبحة الضحی ركعتين ايمانا واحتسابا كتب الله تعالی له مائتی حسنة ومحا عنه مائتی سيئة ومن صلی اربع ركعات رفع الله تعالی له فی الجنة اربعمائة درجة ومن صلی ثمان ركعات رفع الله تعالی له فی الجنان ثمانمائة درجة وغفر له ذنوبه كلها ومن صلی اثنتی عشرة ركعة كتب الله له الفا ومائتی حسنة ومحا عنه الفا ومائتی سيئة ورفع له فی الجنة الفا و مائتی درجة وعن ابی صالح عن ابی هريرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم من صلی الصبح فی يوم الجمعة فی جماعة ثم جلس فی المسجد يذكر الله تعالی حتی تطلع الشمس كان له فی الفردوس

تو جو مومن بندہ کھڑا ہوا اور پورا وضو کر کے چاشت کا دوگانہ اس کے ثواب پر یقین کر کے ثواب کی غرض سے پڑھتا ہے تو حق تعالیٰ جل مجدہٗ اس کے لئے دو سو نیکیاں لکھ لیتا ہے اور اس سے دو سو برائیاں مٹا دیتا ہے اور جو چار رکعت نماز پڑھ لے تو حق تعالیٰ شانہ اس کے لئے جنت میں چار سو درجات بلند فرما دیتا ہے اور جو آٹھ رکعتیں پڑھ لے تو حق تعالیٰ اس کے لئے جنتوں میں آٹھ سو درجے بلند فرما دیتا ہے اور اس کے تمام گناہ معاف فرما دیتا ہے اور جو بارہ رکعت پڑھ لے تو حق تعالیٰ اس کے لئے دو ہزار دو سو نیکیاں لکھ لیتا ہے اور اس سے دو ہزار دو سو برائیاں مٹا دیتا ہے اور جنت میں اس کے دو ہزار دو سو درجے بلند فرما دیتا ہے۔

ابو صالح از ابو ہریرہؓ :۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو جمعہ کے دن صبح کی نماز جماعت سے پڑھے پھر اپنی جگہ پر سورج نکلنے تک بیٹھ کر اللہ کے ذکر میں مشغول رہے تو حق تعالیٰ اسے فردوس میں ستر درجے عطا فرماتا ہے اور ہر دو درجوں کے درمیان ایک تیز رفتار گھوڑے کے ستر سالہ دوڑ کی برابر مسافت ہوتی ہے اور جو جمعہ کی نماز جماعت سے پڑھے تو اسے فردوس میں پچاس درجے ملتے ہیں اور ہر دو درجوں میں ایک تیز رفتار گھوڑے کی پچاس سالہ دوڑ کی برابر مسافت ہوتی ہے اور جو عصر کی نماز جماعت سے پڑھے گویا وہ اولاد اسماعیل میں سے آٹھ غلام آزاد کرتا ہے اور جو مغرب کی نماز جماعت سے پڑھے گویا اس نے مقبول حج اور عمرہ ادا کیا۔

مجاہد از ابن عباسؓ :۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

سبعون درجة بعد ما بين الدرجتين حضر الفرس المضمر سبعين سنة ومن صلى صلاة الجمعة في جماعة كان له في الفردوس خمسون درجة حضر الفرس الجواد خمسين سنة ومن صلى العصر في جماعة فكأنما اعتق ثمانية من ولد اسماعيل كلهم رقيق ومن صلى المغرب في جماعة فكأنما حج حجة مبرورة وعمرة متقبلة ومن مجاهد عن ابن عباس رضي الله عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من صلى يوم الجمعة ما بين الظهر والعصر ركعتين يقرأ في كل ركعة فاتحة الكتاب مرة وآية الكرسي مرة وخمسا وعشرين مرة قل اعوذ برب الفلق وفي الركعة الثانية يقرأ فاتحة الكتاب مرة وقل هو الله احد مرة وقل اعوذ برب الفلق عشرين مرة فاذا سلم قال لاحول ولا قوة الا بالله خمسين مرة فلا يخرج من الدنيا حتى يرى ربه عز وجل في المنام ويرى مكانه في الجنة او يرى له وروي ان اعرابيا قام الى النبي صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله انا نكون في البادية بعداء من المدينة ولا نقدر ان نأتيك في كل جمعة فدلني على عمل اذا رجعت الى قومي اخبرهم في سبب الجمعة فقال النبي صلى الله عليه وسلم يا اعرابي اذا كان يوم الجمعة فصل ركعتين عند ارتفاع النهار فاقرأ في اول ركعة فاتحة الكتاب وقل اعوذ برب الفلق وفي الثانية فاتحة الكتاب وقل اعوذ برب الناس ثم تشهد وسلم واقرا سبع مرات آية الكرسي

نے فرمایا کہ جو جمعہ کے دن ظہر و عصر کے درمیان دو رکعت نماز پڑھے اور پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد ایک بار آیۃ الکرسی اور ۲۵ بار سورہ فلق اور دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد ایک بار سورۃ اخلاص اور ۲۰ بار سورہ فلق پڑھے پھر سلام پھیر کر ۵۰ بار لاحول ولاقوۃ الا باللہ پڑھے تو وہ دنیا سے نہیں سدھارے گا جب تک خواب میں اپنے رب کو نہ دیکھ لے گا اور جنت میں اپنا ٹھکانہ نہ دیکھ لے گا۔

منقول ہے کہ ایک دیہاتی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کھڑے ہو کر عرض کرتا ہے کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہم دیہاتوں میں رہتے ہیں اور شہروں سے بہت دور ہوتے ہیں اور ہر جمعہ کو آپ کے پاس نہیں آ سکتے لہٰذا آپ مجھے کوئی ایسا عمل بتا دیں کہ جب میں اپنی قوم میں جاؤں تو میں ان کو جمعہ کے سلسلہ میں خبر دوں نبی اکرم (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا کہ اے دیہاتی جمعہ کے روز دن چڑھے دو رکعت نماز پڑھ اول رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ فلق اور دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ ناس پڑھ لے۔ پھر تشہد پڑھ کر سلام پھیر دے، اور بیٹھے بیٹھے سات بار آیۃ الکرسی پڑھ پھر چار چار کر کے آٹھ رکعت پڑھ اور ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ نصر ایک بار اور سورہ اخلاص ۲۵ بار پڑھ اور سلام پھیر کر ستر بار لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑھ اس کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی جان ہے جو مومن مرد یا عورت جمعہ کے دن میرے بتائے ہوئے طریقہ پر دن میں یہ نماز پڑھ لے۔ میں یقیناً اس کے لئے جنت کا ضامن ہوں اور وہ اپنی جگہ سے کھڑا نہیں ہوگا جب

جالسا ثم صل ثمان ركعات اربعا اربعا واقرأ في كل ركعة فاتحة الكتاب واذا جاء نصر الله مرة واحدة وخمسا وعشرين مرة قل هو الله احد فاذا فرغت من صلاتك فقل سبعين مرة لاحول ولاقوة الا بالله العلي العظيم فو الذي نفس محمد بيده ما مومن ولا مومنة صلى يوم الجمعة هذه الصلاة كما اقول الا وانا ضامن له الجنة ولا يقوم من مقامه حتى يغفر الله له ولوالديه ان كانا مسلمين وينادي مناد من تحت العرش يا عبد الله استانف العمل فقد غفرلك ما تقدم من ذنبك وما تاخر وذكر لها فضائل كثيرة يطول شرحها وقد ذكرنا فيما تقدم فضائل اخرى في صلاة اخرى بثماني عشرة مرة قل هو الله احد في يوم الجمعة فمن شاء ان يصليها فليصليها۔

فصل في ذكر صلاة يوم السبت روى سعيد عن ابي هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من صلى يوم السبت اربع ركعات يقرأ في كل ركعة فاتحة الكتاب مرة وقل يا ايها الكافرون ثلاث مرات فاذا فرغ من صلاته وسلم آية الكرسي كتب الله تعالى له بكل حرف حجة وعمرة ورفع له بكل حرف اجر سنة صيام نهارها وقيام ليلها واعطاه الله بكل حرف ثواب شهيد وكان تحت عرشه مع النبيين والشهداء۔

تک اللہ تعالیٰ اسے اور اس کے ماں باپ کو بخش نہ دے گا بشرطیکہ وہ مسلمان ہوں، اور عرش کے نیچے سے ایک اعلان کرنے والا اعلان کرے گا کہ اے اللہ کے بندے از سر نو عمل کر کیونکہ تیرے تمام اگلے پچھلے گناہ معاف کر دئے گئے۔

جمعہ کے بہت سے فضائل بیان کئے گئے ہیں جن کا یہاں ذکر موجب طوالت ہے۔ ہم اوپر جمعہ کے اور بھی فضائل بیان کر آئے ہیں۔

جمعہ کے دن دیگر اوقات کی نمازوں میں ۱۸ بار سورہ اخلاص کا پڑھنا بڑا ثواب رکھتا ہے اگر کوئی وہ ثواب حاصل کرنا چاہے تو وہ ہر نماز میں ۱۸ بار سورہ اخلاص پڑھے۔

★

ہفتہ کے دن کی نماز کی فضیلت

سعید از ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا کہ جو ہفتہ کے دن چار رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ کافرون تین بار پڑھے پھر سلام پھیر کر آیۃ الکرسی پڑھے تو حق تعالےٰ اسے ہر حرف کے عوض حج و عمرے کا ثواب عطا فرماتا ہے اور ہر حرف کے بدلہ سال بھر کے روزوں کا اور شب بیداری کا ثواب دیتا ہے اور ہر حرف کے عوض ایک شہید کا ثواب ملتا ہے اور وہ قیامت کے دن عرش کے سایہ کے نیچے انبیاء کرام اور شہدائے عظام کے ساتھ ہوگا۔

★

اٹھارھواں باب

راتوں کی نمازوں کے فضائل



فصل : فی ذکر فضل صلاۃ لیلۃ الاحد عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من صلی لیلۃ الاحد عشرین رکعۃ یقرأ فی کل رکعۃ الحمد للہ مرۃ وقل ھو اللہ احد خمسین مرۃ والمعوذتین مرۃ مرۃ واستغفر اللہ سبحانہ مائۃ مرۃ واستغفر اللہ لنفسہ ولوالدیہ مائۃ مرۃ وصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم مائۃ مرۃ وتبرأ من حولہ وقوتہ والتجأ الی حول اللہ وقوتہ ثم قال اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد ان آدم صفوۃ اللہ وفطرتہ وابراھیم خلیل اللہ عزوجل وموسیٰ کلیم اللہ تعالیٰ وعیسیٰ روح اللہ سبحانہ ومحمد حبیب اللہ عزوجل کان لہ من الاجر والثواب بعدد من دعا اللہ عزوجل

اتوار کی رات کی نماز کی فضیلت

انس بن مالک ؓ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلعم سے سنا آپ فرما رہے تھے کہ جو اتوار کی رات کو بیس رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں ایک بار فاتحہ، ایک بار معوذتین اور پچاس بار سورہ اخلاص پڑھے اور حق تعالے سے اپنے لئے اور اپنے ماں باپ کے لئے سو بار دعائے مغفرت کرے اور نبی اکرم صلعم پر سو بار درود بھیجے اور اپنی قوت و طاقت سے دستبردار ہو اور اللہ تعالے کی قوت و طاقت کی پناہ پکڑلے پھر یہ دعا پڑھے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالے کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت آدم اللہ کے برگزیدہ ہیں اور اللہ کی مخلوق ہیں، ابراہیم اللہ کے خلیل ہیں، موسیٰؑ اللہ کے کلیم ہیں، عیسےٰؑ اللہ کی روح ہیں اور محمدؐ اللہ کے حبیب ہیں اسے تمام مومن و مشرکوں کی تعداد کے برابر ثواب ملتا ہے اور حق تعالے قیامت کے دن امن پانے والوں میں شامل فرما کر اٹھائے گا اور اللہ اسے انبیاء کے ساتھ جنت میں داخل فرمائے گا۔

ولدا ومن لم یدع له ولدا دبعثه الله تعالیٰ یوم القیامة مع الآمنین وکان حقا علی الله ان یدخله الجنة مع النبیین۔

فصل: فی ذکر فضل صلاۃ لیلة الاثنین۔

روی عن الاعمش عن انس رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من صلی فی لیلة الاثنین اربع رکعات یقرأ فی الرکعة الاولی الحمد لله مرۃ وقل ھو الله احد عشر مرات وفی الرکعة الثانیة الحمد لله مرۃ وقل ھو الله احد عشرین مرۃ وفی الرکعة الثالثة الحمد لله مرۃ وقل ھو الله احد ثلاثین مرۃ وفی الرکعة الرابعة الحمد لله مرۃ وقل ھو الله احد اربعین مرۃ ثم تشھد وسلم وقرأ قل ھو الله احد خمسا وسبعین مرۃ واستغفر الله تعالیٰ لنفسه ولوالدیه خمسا وسبعین مرۃ وصلی علی النبی صلی الله علیه وسلم خمسا وسبعین مرۃ ثم سأل حاجته کان حقا علی الله تعالیٰ ان یعطیه سؤله وھی تسمی صلاۃ الحاجة وعن ابی امامة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من صلی لیلة الاثنین رکعتین یقرأ فی کل رکعة فاتحة الکتاب مرۃ وقل ھو الله احد خمس عشرۃ مرۃ ویقرأ بعد التسلیم خمس عشر مرۃ آیة الکرسی

شب دوشنبہ کی نماز کی فضیلت

اعمش از انس رضی اللہ عنہ: رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو پیر کی رات کو چار رکعت نماز پڑھے اور پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص دس بار اور دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص بیس بار اور تیسری رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص تیس بار اور چوتھی رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص چالیس بار پڑھے پھر تشہد پڑھ کر سلام پھیر دے اور سورہ اخلاص ۷۵ بار پڑھے اور اپنے لئے اور اپنے ماں باپ کے لئے ۷۵ بار استغفار پڑھے اور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فداہ ابی وامی پر ۷۵ بار درود شریف بھیجے، پھر اللہ تعالےٰ سے اپنی مراد مانگے، حق تعالےٰ ضرور اس کی مراد بر لائے گا۔ اس نماز کو نماز حاجت کہتے ہیں۔

ابوامامہ: رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو پیر کی رات کو دو رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد پندرہ بار قل ھو اللہ احد پڑھے اور سلام کے بعد پندرہ بار آیۃ الکرسی پڑھے اور پندرہ بار حق تعالیٰ سبحانہ سے مغفرت کی دعا مانگے یعنی استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ پڑھے تو حق تعالےٰ اس کا نام جنت والوں کی فہرست میں لکھ لیتا ہے اگرچہ وہ جہنم والوں میں سے ہوتا ہے اور اس کے ظاہری گناہ معاف کر دئے جاتے ہیں اور ہر آیت کے بدلے ایک حج اور عمرے کا ثواب لکھ دیا جاتا ہے اور اگر پیر سے لے کر پیر تک کے درمیانی عرصہ میں فوت ہوگا تو شہید ہو کر

ویستغفر اللہ سبحانہ وتعالی خمس عشرۃ مرۃ جعل اللہ تعالی اسمہ فی اصحاب الجنۃ وان کان من اصحاب النار وغفر لہ ذنوب العلانیۃ وکتب لہ بکل آیۃ قرأھا حجۃ وعمرۃ وان مات مابین الاثنین الی الاثنین مات شہیدا۔

فصل: فی ذکر فضل صلاۃ لیلۃ الثلاثاء عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من صلی لیلۃ الثلاثاء اثنتا عشرۃ رکعۃ یقرأ فی کل رکعۃ فاتحۃ الکتاب مرۃ واذا جاء نصر اللہ خمس مرات بنی اللہ تعالی لہ فی الجنۃ بیتا عرضہ وطولہ وسع الدنیا سبع مرات۔

فصل: فی ذکر فضل صلاۃ لیلۃ الاربعاء عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال من صلی لیلۃ الاربعاء رکعتین یقرأ فی اول رکعۃ فاتحۃ الکتاب مرۃ وقل اعوذ برب الفلق عشر مرات وفی الرکعۃ الثانیۃ فاتحۃ الکتاب مرۃ وقل اعوذ برب الناس عشر مرات ینزل من کل سماء سبعون الف ملک یکتبون لہ الثواب الی یوم القیامۃ۔

فصل: فی ذکر فضل صلاۃ لیلۃ الخمیس عن ابی صالح عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صلی لیلۃ الخمیس مابین

فوت ہوگا۔

منگل کی رات کی نماز کی فضیلت

نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو منگل کی رات میں بارہ رکعت نماز پڑھ لے اور ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد اذا جاء نصر اللہ پانچ بار پڑھ لے حق تعالٰے اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنائے گا جس کا عرض وطول دنیا سے سات گنا بڑھا ہوا ہوگا۔

بدھ کی رات کی نماز کی فضیلت

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو بدھ کی رات میں دو رکعت نماز پڑھے۔ اور پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ فلق دس بار اور دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ ناس دس بار پڑھ لے تو ہر آسمان سے ستر ستر ہزار فرشتے اترتے ہیں اور قیامت تک اس کا ثواب اس کے لئے لکھتے رہیں گے۔

جمعرات کی رات کی نماز کی فضیلت

ابو صالح از ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو جمعرات کی رات کو مغرب و عشاء کے درمیان دو رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد پانچ بار آیۃ الکرسی پانچ بار سورہ اخلاص اور پانچ پانچ بار معوذتین پڑھے پھر سلام پھیر کر پندرہ بار استغفار پڑھے اور اس کا ثواب اپنے ماں باپ کو پہنچائے تو ان کا حق ادا کر دے گا اگرچہ ان کا نافرمان تھا اور حق تعالٰے سبحانہ اسے وہی سب کچھ

المغرب والعشاء رکعتین یقرأُ فی کل رکعۃ فاتحۃ الکتاب مرۃ وآیۃ الکرسی خمس مرات والمعوذتین خمس مرات فاذا فرغ من صلاتہ استغفر اللہ تعالی خمس عشرۃ مرۃ وجعل ثوابہا لوالدیہ فقد ادّی حقہما وان کان عاقا لہما واعطاہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ما یعطی الصدیقین والشہداء۔

فصل: فی ذکر صلاۃ لیلۃ الجمعۃ عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال من صلی لیلۃ الجمعۃ بین المغرب والعشاء اثنتی عشرۃ رکعۃ یقرأُ فی کل رکعۃ فاتحۃ الکتاب وقل ھو اللہ احد عشر مرات فکانما عبد اللہ تعالی اثنتی عشرۃ سنۃ صیام نہارھا وقیام لیلہا وروی عن کثیر بن سلمۃ عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صلی لیلۃ الجمعۃ صلاۃ العشاء الآخرۃ فی جماعۃ وصلی بعدھا رکعتی السنۃ ثم صلی بعدھا عشر رکعات یقرأُ فی کل رکعۃ الحمد للہ مرۃ وقل ھو اللہ احد مرۃ والمعوذتین مرۃ مرۃ ثم اوتر بثلاث رکعات ونام علی جنبہ الایمن ووجہہ الی القبلۃ فکأنما احیا لیلۃ

دے گا جو صدیقین و شہداء کو دیتا ہے۔

جمعہ کی رات کی نماز کی فضیلت

جابرؓ بن عبد اللہ: نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ جو جمعہ کی رات کو مغرب و عشاء کے درمیان بارہ رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد دس بار سورہ اخلاص پڑھے تو گویا اس نے بارہ سال تک اس طرح اللہ تعالےٰ کی عبادت کی کہ دن میں روزے رکھے اور رات میں رات بھر نوافل پڑھے۔

کثیر بن سلمۃ از انس بن مالک رضی اللہ عنہ: رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو جمعہ کی رات کو جماعت کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھے اور عشاء کے بعد دو رکعت سنتیں پڑھ کر دس رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد ایک ایک بار سورہ اخلاص اور معوذتین پڑھے پھر تین رکعت وتر پڑھ کر قبلہ رخ ہو کر اپنی سیدھی کروٹ پر سو جائے گویا اس نے شب قدر جاگ کر عبادت میں گزاری۔

سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ پر روشن رات میں کثرت سے درود بھیجو اور شگفتہ دن میں بھی یعنی جمعہ کی رات میں بھی اور دن میں بھی۔

ہفتہ کی شب کی نماز کی فضیلت

انس بن مالک رضی اللہ عنہ: نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو ہفتہ کی شب کو مغرب و عشاء کے درمیان ۱۲ رکعت نماز پڑھ لے حق تعالےٰ اس کے لئے جنت میں ایک محل

القدر وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اکثروا من الصلاۃ علی فی اللیلۃ الغراء والیوم الازھر لیلۃ الجمعۃ ویوم الجمعۃ۔

فصل : فی ذکر فضل صلاۃ لیلۃ السبت۔

عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال من صلی لیلۃ السبت بین المغرب والعشاء اثنتی عشرۃ رکعۃ بنی اللہ تعالی لہ قصرا فی الجنۃ وکانما تصدق علی کل مومن ومؤمنۃ وتبرأ من الیھودیۃ و کان حقا علی اللہ ان یغفرلہ۔

فصل : وقد ذکرنا فی مجلس التوبۃ فیما تقدم فی اثناء الکتاب وانما یشتغل بالنوافل من الصلاۃ والصیام والصدقۃ وانواع العبادات بعد احکام الفرائض والسنن فلا یشتغل بسواھا بل ینوی بجمیع عباداتہ فرائض ما علیہ من کل جنس منھا فینوی بجمیع ھذہ الصلوات التی ذکرناھا فی ھذہ اللیالی والایام قضاء یسقط عنہ الفرض ویحصل لہ الفضل یجمع اللہ تعالی بینھما بمنہ ورحمتہ وکرمہ فاذا تحقق براءۃ ساحتہ من الفرائض فحینئذ ینوی بجمیع ذلک نافلۃ۔

فصل : فی ذکر فضل صلاۃ التسبیح حدثنا الشیخ ابونصر عن والدہ قال اخبرنا ابو الفتح

بنا دیتا ہے اور اسے اتنا ثواب ملتا ہے گویا اس نے ہر مومن مرد و عورت پر صدقہ کیا اور یہودی مذہب سے نفرت کی اور اللہ پر واجب ہے کہ اسے بخش دے۔

نوافل تکمیل فرائض کے لئے ہیں

ہم اوپر اثنائے کتاب میں توبہ کی مجلس میں ذکر کر آئے ہیں کہ نوافل میں خواہ وہ نماز ہوں یا روزہ یا صدقہ و خیرات یا کوئی اور عبادت، فرائض کو خوبصورتی سے ادا کرنے کے بعد مشغول ہونا چاہیئے، جس سے صاف ظاہر ہے کہ پہلے فرائض کو انتہائی خوبصورتی سے ادا کیا جائے اور انھیں کی بجا آوری میں مستغرق رہا جائے اور فرائض ہی کو دل لگا کر انجام دیا جائے، پھر فرائض کی تکمیل کے بعد انھیں مستحکم کرنے کے لئے اور ان میں جو کمی آگئی ہے اسے دور کرنے کے لئے ہر فرض عبادت کی سنتوں کی طرف توجہ دی جائے اور جس قدر اللہ تعالےٰ توفیق دے نفلی عبادتیں ادا کی جائیں اور ان تمام نمازوں کو پڑھا جائے جن کا ہم نے ہفتہ کی راتوں اور دنوں میں ذکر کیا ہے اور یہ نیت کر لی جائے کہ فرائض میں جو کمی ہو حق تعالےٰ اسے ان نوافل سے پوری کر دے اور پورے پورے فرائض کا ثواب عطا فرما دے اور حق تعالےٰ اپنے فضل و کرم اور عنایت و مہربانی سے دونوں کو جمع کر کے پورا پورا ثواب عطا فرما دے پھر جب میدان فرائض کو صحیح صحیح سلامتی کے ساتھ طے کر لیا جائے تو پھر نوافل کی طرف توجہ مبذول کی جائے۔

★

صلوٰۃ التسبیح کی فضیلت

ہم سے شیخ ابونصر نے اپنے والد سے بیان کیا ان کو ابوالفتح محمد بن احمد بن ابی الفوارس اور

محمد بن احمد بن ابی الفوارس ، ابو محمد الحسن بن محمد الخلّال قال اخبرنا ابو حفص عمر بن احمد الواعظ قال حدثنا عبد الله بن محمد البغوی قال حدثنا اسحٰق بن ابی اسرائیل قال حدثنا موسی بن عبد العزیز قال حدثنا الحکم بن ابان قال حدثنی عکرمۃ عن ابن عباس رضی الله عنهما قال ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال للعباس بن عبد المطلب رضی الله عنه یا عباس یا عماه الا اعطیك الا امنحك الا احبوك الا اجعل لك عشر خصال اذا انت فعلت ذلك غفر الله لك ذنبك اوله وآخره قدیمه وحدیثه خطاه وعمده صغیره وکبیره سره وعلانیته ان تصلی اربع رکعات تقرأ فی کل رکعة فاتحة الکتاب وسورة فاذا فرغت من القراءة فی اول رکعة وانت قائم قلت سبحان الله والحمد لله ولا اله الا الله والله اکبر خمس عشرة مرة ثم ترکع فتقولها وانت راکع عشرا ثم ترفع رأسك من الرکعة فتقولها عشرا ثم تسجد فتقولها عشرا ثم ترفع رأسك من السجود فتقولها عشرا ثم تسجد فتقولها عشرا ثم ترفع رأسك فتقولها عشرا فذلك خمس وسبعون فی کل رکعة تفعل ذلك فی اربع رکعات فان استطعت ان تصلیها فی کل یوم مرة فافعل فان لم تفعل ففی کل

ابو محمد حسن بن محمد خلّال نے خبر دی ان سے ابو حفص عمر بن واعظ نے بیان کیا ان سے عبد اللہ بن محمد بن لبغوی نے بیان کیا ان سے اسحٰق بن ابی اسرائیل نے بیان کیا ان سے موسیٰ بن عبد العزیز نے بیان کیا ان سے حکم بن ابان نے بیان کیا انھوں نے کہا مجھ سے عکرمہ نے ابن عباسؓ سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلعم نے عباس بن عبد المطلب سے فرمایا کہ اے عباسؓ ، اے چچا جان ! کیا میں تم کو عطیہ نہ دوں؟ کیا میں تمہیں تحفہ نہ دوں ؟ کیا میں تمہیں ہدیہ نہ دوں ؟ کیا میں تم کو ایسی دس باتیں نہ بتاؤں کہ اگر تم ان پر عمل کرو تو حق تعالیٰ تمہارے اگلے پچھلے پرانے نئے ، دانستہ نا دانستہ ، چھوٹے بڑے اور چھپے کھلے تمام گناہ بخشدے ؟ تم چار رکعت نماز پڑھو ہر رکعت میں سورہ فاتحہ اور کوئی سی دوسری سورت پڑھو پہلی رکعت میں فاتحہ اور دوسری سورت سے فارغ ہو کر حالت قیام میں سبحان اللہ و الحمد للہ و لا الٰہ الا اللہ و اللہ اکبر ۱۵ بار پڑھو اور رکوع میں رکوع کی تسبیحات سے فارغ ہو کر دس بار پڑھو پھر قومہ میں دس بار پڑھو پھر سجدے میں دس بار پڑھو پھر قعدہ میں دس بار پڑھو پھر سجدے میں دس بار پڑھو پھر سجدے سے سر اٹھا کر جلسہ استراحت میں دس بار پڑھو لہٰذا یہ ہر رکعت میں ۷۵ بار ہوئی پھر اسی طرح ہر رکعت میں پڑھو اگر روزانہ پڑھ سکو تو پڑھو ورنہ ہر ہفتہ ایک دفعہ پڑھ لو اگر ممکن نہ ہو تو ہر ماہ ایک بار پڑھ لو اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو ہر سال ایک بار پڑھ لو اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو ساری عمر میں ایک بار پڑھ لو۔

دوسرے لفظ میں ہے کہ پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد الھٰکم دوسری میں فاتحہ کے بعد سورہ زلزال ، تیسری میں فاتحہ کے بعد سورہ کافرون اور چوتھی میں فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص پڑھو

ہم سے ابو نصر نے اپنے والد سے اپنی اسناد سے بیان کیا کہ

جمعۃ مرۃ فان لم تفعل ففی کل شھر مرۃ فان لم تفعل ففی عمرک مرۃ وفی لفظ آخر یقرأ فی الرکعۃ الاولی بفاتحۃ الکتاب وسبح اسم ربک الاعلی وفی الثانیۃ بفاتحۃ الکتاب واذا زلزلت وفی الثالثۃ بفاتحۃ الکتاب وقل یا ایھا الکافرون وفی الرابعۃ بفاتحۃ الکتاب وقل ھو اللہ احد وحدثنا ابو نصر عن والدہ باسنادہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لجعفر ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ الا امنحک الا احبوک الا اعطیک وساق الحدیث الی آخرہ وروی انہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ذلک لعمرو بن العاص رضی اللہ عنہ وفیہ زیادۃ عشرۃ فی حال القیام وفی غیرہ اسقاطھا وفی بعض الالفاظ فذلک ثلثمائۃ یعنی بہ التسبیح فی الاربع وفی لفظ آخر فذلک الف ومائتان یعنی انواع التسبیح وھی اربع سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر فاذا ضربت فی ثلثمائۃ کانت الفا ومائتین وقال بعض العلماء باللہ عزوجل یستحب فعلھا فی الجمعۃ مرتین مرۃ لیلا ومرۃ نھارا۔

فصل : فی صلاۃ الاستخارۃ ودعائھا۔

عن محمد بن المنکدر عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنھما قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعلمنا الاستخارۃ فی الامر کما یعلمنا السورۃ من القرآن یقول اذا ھم احدکم

نبی اکرم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جعفر بن ابی طالب سے فرمایا کیا میں تمہیں ایک تحفہ نہ دوں، کیا میں تمہیں ایک ہدیہ نہ دوں اور کیا میں تمہیں ایک عطیہ نہ دوں؟ پھر حسب مذکور حدیث بیان کی ایک روایت میں ہے کہ یہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے عمرو بن العاص سے فرمایا تھا اس روایت میں حالت قیام میں دس تسبیحیں زیادہ ہیں اور دوسری روایتوں میں زیادہ نہیں ہیں بعض روایت میں "تین سو ہیں یعنی چار رکعت میں" تین سو تسبیحات ہو جاتی ہیں۔ ایک لفظ میں بارہ سو تسبیحات ہیں کیونکہ ایک تسبیح میں چار تسبیحات ہیں (سبحان اللہ، الحمد للہ، لا الہ الا اللہ، اللہ اکبر) اور چار کو تین سو میں ضرب دینے سے بارہ سو تسبیحات ہو جاتی ہیں۔

بعض علماء کہتے ہیں کہ جمعہ کے دن صلوٰۃ التسبیح کو دوبار پڑھنا مستحب ہے ایک دفعہ دن میں اور ایک دفعہ رات میں۔

نماز و دعائے استخارہ

محمد بن منکدر از جابر بن عبد اللہ رسول اللہ صلعم ہمیں ہر کام کے وقت استخارہ کی تعلیم دیا کرتے تھے جیسے قرآن پاک کی سورت کی تعلیم دیا کرتے تھے، فرمایا کرتے تھے کہ جب تم میں سے کوئی کسی کام کرنے کا یا کہیں جانے کا ارادہ کرے تو اسے دو رکعت نفلی نماز پڑھنی چاہیئے پھر سلام پھیر کر یہ دعا پڑھے کہ اے اللہ میں تجھ سے تیرے علم کے ذریعہ خیر طلب کرتا ہوں اور تیری قدرت کے ذریعہ اپنے اندر اس کام کی قدرت کا سوال کرتا ہوں اور تجھ سے تیرا عظیم فضل مانگتا ہوں کیونکہ تو اس پر قادر ہے میں نہیں اور تجھے اس کا علم ہے مجھ کو نہیں اور تو غیبوں سے خوب آگاہ ہے اے اللہ اگر تیرے علم میں میرا یہ کام (یہاں کام کا نام لے)

بامر او بارادۃ خروج فلیرکع رکعتین من غیر الفریضۃ ثم یقول اللھم انی استخیرک بعلمک واستقدرک بقدرتک واسالک من فضلک العظیم فانک تقدر ولا اقدر وتعلم ولا اعلم وانت علام الغیوب اللھم ان کنت تعلم ان ھذا الامر وتسمیہ بعینہ خیرلی فی دینی ودنیای وآخرتی وعاقبۃ امری وعاجلہ وآجلہ فاقدرہ لی ویسرہ لی ثم بارک لی فیہ والا فاصرفہ عنی ویسرلی الخیر حیث کان ماکنت ورضنی بقضائک یا ارحم الراحمین فینبغی لکل احد اذا تحقق عزمہ علی الخروج الی وجہ من سفر التجارۃ او حج او زیارۃ ان یقول عقیب الرکعتین اللھم انی ارید الخروج فی وجھی ھذا بلا ثقۃ منی بغیرک ولا رجاء الا بک ولا قوۃ اتوکل علیھا ولا حیلۃ الجاء الیھا الا طلب فضلک والتعرض لمعروفک ورحمتک والسکون الی حسن عبادتک وانت اعلم بما قد سبق لی فی علمک فی وجھی ھذا مما احب واکرہ اللھم فاصرف عنی بقدرتک مقادیر کل بلاء ونفس عنی کل کرب وداء وابسط علی کنفا من رحمتک ولطفا من عونک وحرزا من حفظک وجمیع معافاتک ثم یرفع الاحمال ویاخذ فی السیر ویقول یارب تفاؤلک علی حقیقۃ احسن املی وادفع عنی ما احذر مما انت اعلم بہ منی واجعل ذلک خیرا لی

میرے لئے دین و دنیا میں آخرت میں اور انجام کے اعتبار سے جلد یا بدیر بہتر ہو تو اسے میرے واسطے مقدر فرما اور میرے لئے آسان فرما دے پھر اس میں مجھے برکت دے ورنہ اس کام کو مجھ سے پھیر دے اور جہاں کہیں اچھائی ہو وہ اچھائی جب تک میں رہوں میرے لئے آسان فرما دے اور اے ارحم الراحمین مجھے اپنے فیصلہ اور تقدیر سے خوش کر دے۔

اگر کسی کا سفر کا ارادہ ہو خواہ تجارت کے لئے سفر ہو یا حج وزیارت کے لئے تو دوگانہ ادا کر کے یہ دعا پڑھے اے اللہ میں اپنے اس مقصد کے لئے سفر کرنا چاہتا ہوں اور تیرے سوا میرا کسی پر بھروسہ نہیں اور نہ اس سے بجز تیرے کوئی مقصد وابستہ رکھتا ہوں اور نہ کسی کی قوت پر توکل کرتا ہوں اور نہ بجز تیرے طلب فضل کے میرے پاس کوئی تدبیر ہے کہ اس سے پناہ پکڑوں میں تیرے ہی کرم وسلوک کا طالب ہوں اور مجھے تیری حسن عبادت سے سکون ملتا ہے اے اللہ مجھے اس سفر میں جو کچھ پیش آنے والا ہے خواہ وہ مجھے پسند ہو یا ناپسند علم کی وجہ سے تو خوب جانتا ہے۔
اے اللہ اپنی قدرت سے ہر مقدر بلا مجھ سے پھیر دے، ہر بے چینی اور بیماری مجھ سے ہٹا دے اور مجھ پر اپنی رحمت کا ہاتھ رکھ، اپنی مدد کی نوازش فرما، اپنی عافیت وحفاظت کا تعویذ بخش پھر سامان اٹھا کر یہ دعا پڑھتا ہوا چل پڑے اے اللہ تو ہی بھلا میرے لئے برحق ہے مجھے میرے مقصد میں خوبصورتی کے ساتھ کامیابی عطا فرما اور مجھ سے خطرات ہٹا دے جن کا مجھے ڈر ہے اور ان خطرات کو بھی جن کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے اور یہ سفر میرے لئے دین و دنیا میں موجب خیر وفلاح بنا اے میرے پروردگار! میری درخواست ہے کہ میں اپنے پیچھے جس قدر اہل وعیال و اقارب چھوڑ چلا ہوں تو اسی خوبصورتی سے جس سے تو غائب مومن کا خلیفہ بنتا ہے میرا ان میں خلیفہ بن جا تو ہی

في ديني وآخرتي اسالك يارب ان تخلفني فيما خلفت
وراي من اهلي وولدي وقرابتي باحسن ماخلفت
به غائبا من المومنين في تحصين كل عورة، و
حفظا من كل مضرة وكفاية كل مهم وصرف
كل مكروه وكمال ما تجمع لي به من الرضاء
والسرور في الدنيا والآخرة ثم ارزقني في ذالك
كله شكرك وذكرك وحسن عبادتك حتى
ترضى عني وتدخلني جنتك برحمتك بعد الرضا
يا ارحم الراحمين وينبغي ان يكثر في سفره من
هذا الدعاء فان النبي صلى الله عليه وسلم
كان يقوله كثيرا وهو الحمد لله الذي خلقني
ولم اك شيئا مذكورا اللهم اعني على اهاويل
الدنيا وبوائق الدهور ومصائب الليالي والايام
واكفني شر ما يعمل الظالمون اللهم في سفري
فاصحبني وفي اهلي فاخلفني وفيما رزقتني فبارك
لي وفي نفسي فذللني وفي اعين الناس فعظمني
وفي خلقي فقومني واليك يارب فحببني اعوذ
بوجهك الكريم الذي اشرقت به السموات
وكشفت به الظلمات وصلح عليه امر الاولين
والآخرين ان لا تحل علي غضبك ولا تنزل بي
سخطك لك العتبى فيما استطعت ولا حول ولا
قوة الا بك اللهم اني اعوذ بك من وعثاء
السفر وكآبة المنقلب ومن الحور بعد الكور
ودعوة المظلوم اللهم اطولنا الارض وهون علينا
السفر اسالك بلاغا يبلغ خيرا ومغفرة ورضوانا

غائب و مسافر مومن کی ہر چیز کی بہترین حفاظت کرنے والا، ہر
نقصان و ضرر سے خوب بچانے والا ہے، ہر مہم کے لئے کافی
ہر ناگوار طبع بات کو ہٹانے والا اور اپنی رضا اور خوشی سے
مجھے دنیا اور آخرت میں سکون و اطمینان بخشنے والا ہے پھر مجھے
ان تمام نعمتوں میں اپنے شکر کی، ذکر کی اور حسن عبادت کی
توفیق عطا فرماتے کہ تو مجھ سے راضی ہو جائے اور اے ارحم
الراحمین حتے کہ تو مجھے اپنی رحمت سے اپنی رضا کے بعد جنت میں
داخل فرما دے۔ مومن کو لائق ہے کہ سفر میں کثرت سے مندرجہ
ذیل دعا پڑھتا رہے کیونکہ نبی اکرم صلعم بھی سفر میں کثرت سے
یہ دعا پڑھا کرتے تھے حق تعالےٰ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے
پیدا فرمایا حالانکہ میں کچھ بھی نہ تھا جس کا ذکر کیا جائے، اے اللہ
دنیا کے ہولوں پر، زمانہ کی تباہیوں پر اور آفتوں پر، اور
دن رات کے مصائب پر میری اعانت فرما اور ظالموں کے
عملوں کی برائی سے مجھے کافی ہو جا اے اللہ سفر میں میرا ساتھی
ہو اور گھر میں میرا خلیفہ بن اور رزق میں مجھے برکت دے اور
مجھے میرے دل میں ذلیل کر اور لوگوں کی نگاہوں میں عظمت عطا
فرما اور میری پیدائش میں استحکام بخش اور میرے پروردگار
مجھے اپنی محبت دے مجھے تیرے بزرگ چہرے کی پناہ، جس سے
آسمان جگمگا گئے اور تاریکیاں چھٹ گئیں اور جس سے تمام اگلوں
اور پچھلوں کے کام بن گئے، کہ تو مجھ پر اپنا غصہ نازل فرمائے
اے اللہ اپنی ناراضی مجھ پر نہ اتار جہاں تک مجھے مقدور ہے
میں تیری ہی رضا چاہتا ہوں اور گناہوں سے بچنے کی اور فرمانبرداری کی
قوت تیری توفیق ہی کی وجہ سے ہے اے اللہ سفر کی سختیوں
سے، لوٹنے کی برائی سے، زیادتی کے بعد کمی سے، فراخی کے بعد
تنگی سے، اور مظلوم کی بددعا سے، مجھے تیری پناہ، اے اللہ ہمارے

اسالك الخير كله انك على كل شيء قدير وينبغي ان يقول عند خروجه من منزله بسم الله توكلت على الله ولا حول ولا قوة الا بالله فانه قيل في الخبر انه يقال له وقيت وكفيت وهديت وينبغي اذا ركب راحلته ان يكبر ثلاثا ويحمد ثلاثا ويقول سبحان الذي سخر لنا هذا وما كنا له مقرنين سبحانك لا اله الا انت ظلمت نفسي فاغفرلي انه لا يغفر الذنوب الا انت لانه مروي عن رسول الله صلى الله عليه وسلم وفي حديث ابن عمر رضي الله عنهما ان النبي صلى الله عليه وسلم كان اذا سافر وركب يقول اللهم اني اسالك في سفري هذا التقى ومن العمل ما ترضى اللهم هون علينا السفر واطولنا بعد الارض اللهم انت الصاحب في السفر والخليفة في الاهل اللهم اصحبنا في سفرنا واخلفنا في اهلنا وزاد ابن جريج فقال اني اعوذبك من وعثاء السفر وسوء المنقلب وكآبة المنظر في الاهل والمال وينبغي له اذا اراد دخول قرية او مدينة ان يقول كما روي عن النبي صلى الله عليه وسلم اللهم رب السموات السبع وما اظللن ورب الارضين السبع وما اقللن ورب الشياطين وما اضللن اسألك من خير هذه القرية وخير اهلها وخير ما فيها واعوذبك من شرها وشر اهلها وشر ما

لئے زمین لپیٹ دے اور ہم پر سفر آسان فرما، میں تجھ سے ایسے پہنچنے کا سوال کرتا ہوں جو مجھے خیر و مغفرت اور خوشنودی و رضا تک پہنچا دے میں تجھ سے ہر بھلائی مانگتا ہوں بلا شبہ تو ہر چیز پہ خوب قادر ہے۔ گھر سے نکلتے وقت یہ دعا پڑھنی مناسب ہے میں اللہ کا نام لے کر گھر سے روانہ ہوتا ہوں، میرا اللہ ہی پہ بھروسہ ہے اور ہر طرح کی طاقت و قوت اللہ ہی کی توفیق سے ہے ایک حدیث میں ہے کہ حق تعالیٰ شانہ اس دعا کے پڑھنے والے سے فرماتا ہے کہ تجھے محفوظ کر دیا گیا اور کفایت کر دیا گیا اور بچا لیا گیا۔ سواری پر سوار ہوتے وقت ۳ بار اللہ اکبر اور ۳ بار الحمد للہ پڑھ کر سبحان الذی سخر الخ پڑھے یعنی وہ پاک ہے جس نے یہ سواری ہماری تابعدار بنا دی اور ہم ایسے نہ تھے کہ اسے اپنے قابو میں رکھتے اے اللہ تو پاک ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں میں نے اپنے اوپر ظلم ڈھایا ہے اے اللہ مجھے بخش دے کیونکہ تو ہی گناہ بخشتا ہے یہ دعا رسول اللہ صلعم سے ثابت ہے۔

حدیث ابن عمرؓ میں ہے کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی سفر کا ارادہ فرماتے اور سوار ہو جاتے تو فرماتے اے اللہ میں اپنے اس سفر میں تجھ سے تقوے کا اور تیرے پسندیدہ عملوں کا سوال کرتا ہوں اے اللہ ہم پر سفر آسان فرما اور ہمارے لئے زمین کی مسافت لپیٹ دے اے اللہ تو سفر میں میرا رفیق ہے اور گھر میں میرا خلیفہ ہے اے اللہ ہمارے سفر میں ہمارا رفیق بن اور گھر میں ہمارا خلیفہ بن (ابن جریج نے یہ الفاظ بڑھائے ہیں) اے اللہ سفر کی تکلیفوں سے الوٹنے کی برائی سے اور اہل و مال میں تکلیف دہ منظر سے مجھے تیری پناہ۔

مسافر اگر کسی آبادی یا شہر میں داخل ہونا چاہے تو یہ دعا پڑھے

فيها اسالك مودة خيارهم وان تجنبني من
شر اشرارهم۔

فصل: في حرز المسافر من كل سارق
وسبع ومؤذ اللهم احرسنا بعينك التي لا تنام
واكنفنا بركنك الذي لا يرام وارحمنا بقدرتك
علينا لا نهلك وانت رجاؤنا وعن عثمان ابن
عفان رضي الله عنه قال سمعت رسول الله صلى
الله عليه وسلم يقول من قال في اول ليلة
بسم الله الذي لا يضر مع اسمه شيء في الارض
ولا في السماء وهو السميع العليم ثلاث مرات
لم تصبه فجأة بلاء حتى يصبح وعن ابي يوسف
الخراساني عن ابي سعيد بن ابي الروحاء قال
ضللت بطريق مكة في بعض الليالي فسمعت
حسا خلفي فاستوحشت فسمعته يقرأ القرآن
فلحقني فقال احسبك ضالا فقلت نعم فقال
الا اعلمك شيئا اذا انت قلته وانت ضال
اهتديت او مستوحش استانست او ارقت نمت
قلت بلى قال قل بسم الله ذي الشان عظيم
البرهان شديد السلطان كل يوم هو في شان
اعوذ بالله من الشيطان ما شاء الله كان
لا حول ولا قوة الا بالله فقلتها فاذا اصحابي
قريب فطلبت الرجل فلم اجده قال ابو
بلال وهو من رواة الحديث فضللت بمنى
من اهلي فقلت هذا فالتفت كذا فاذا انا
باهلي وعن ابي الدرداء رضي الله عنه قال

(یہ دعا صحیح حدیث سے ثابت ہے) اے اللہ اے ساتوں آسمانوں کے اور ان تمام چیزوں کے جن پر آسمان سایہ فگن ہیں، پروردگار اور ساتوں زمینوں کے اور ان تمام چیزوں کے جنکو وہ اٹھائے ہوئے ہیں پروردگار اور اے شیطانوں کے اور ان سے گمراہ کئے جانیوالوں کے پروردگار میں اس آبادی کی اور اس آبادی کے باشندوں کی تجھ سے بھلائی مانگتا ہوں اور ان کی برائیوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ یہاں کے اچھے لوگ مجھ سے محبت کریں اور برے لوگوں کی شرارت سے محفوظ رہوں۔

چوروں، درندوں اور موذیوں سے محفوظ رہنے کی دعا

اے اللہ اپنی نہ سونے والی آنکھ سے میری حفاظت فرما اور اپنی اس قوت کے جسکی طرف کوئی قصد کرکے نہیں سکتا حصار میں لے لے اور اپنی قدرت سے ہم پر رحم فرما کہ ہم ہلاک نہ ہوں ہماری امیدیں تجھ ہی سے وابستہ ہیں۔ عثمان بن عفان: میں نے رسول اللہ صلعم سے سنا آپ فرما رہے تھے کہ جو شروع رات میں بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ شیء فی الارض ولا فی السماء وہو السمیع العلیم (یعنی اس اللہ کے نام سے جس کے نام کی موجودگی میں آسمان و زمین کی کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی اور وہ خوب سننے والا اور خوب جاننے والا ہے) تین بار پڑھ لے تو وہ صبح تک ناگہانی بلا سے محفوظ رہیگا ....

ابو سعید بن ابی الرحاء: میں ایک رات میں مکہ معظمہ کی راہ سے بھٹک گیا پھر میں نے اپنے پیچھے آہٹ سنی اور میں ڈر گیا پھر میں نے سنا کہ میرے پیچھے آنیوالا قرآن پڑھ رہا ہے بالآخر اس نے مجھے پکڑ لیا اور کہنے لگا: میرے خیال میں تم راستہ بھول گئے ہو؟ میں نے کہا: جی ہاں اس نے کہا کیا میں تمہیں ایسی دعا نہ سکھادوں کہ اگر تم راہ بھول جاؤ اور اسے پڑھو تو راہ پالو اور اگر ڈرو تو ڈر جاتا رہے اور اگر نیند نہ آئے تو نیند آنے لگے؟ میں بولا: بتائیے! فرمایا وہ یہ دعا ہے

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قال کل یوم سبع مرات ان ولیی اللہ الذی نزل الکتاب وھو یتولی الصالحین حسبی اللہ لا الہ الا ھو علیہ توکلت وھو رب العرش العظیم کفاہ اللہ تعالی ما اھمہ صادقا کان او کاذبا ان شاء اللہ تعالی وفی الحدیث عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من قال عند الکرب لا الہ الا اللہ الحلیم الکریم سبحان اللہ رب العرش العظیم الحمد للہ رب العالمین کشف عنہ باذن اللہ تعالی۔

فصل: فی ذکر صلاۃ الکفایۃ وھی رکعتان یصلیھما ای وقت کان یقرأ فی کل رکعۃ فاتحۃ الکتاب مرۃ وقل ھو اللہ احد عشر مرات وفسیکفیکھم اللہ وھو السمیع العلیم خمسین مرۃ ثم اذا سلم و بدعو بھذا الدعاء وھو یا اللہ یا رحمن یا منان یا حنان یا مسبحا بکل لسان یا من یداہ بالخیر مبسوطتان یا کافی محمد صلی اللہ علیہ وسلم الاحزاب ویا کافی ابراھیم علیہ السلام النیران یا کافی موسی فرعون ویا کافی عیسیٰ علیہ السلام الجبابرۃ ویا کافی نوحا علیہ السلام الغرق یا کافی لوطا علیہ السلام فحش قومہ یا کافی من کل شیء ولا یکفی منہ شیء یا کافی عائشۃ رضی اللہ عنھا وآسیۃ اکفنی عظیم البلاء

بسم اللہ ذی الشان عظیم البرہان، شدید السلطان کل یوم ھو فی شان اعوذ باللہ من الشیطان، ماشاء اللہ کان لاحول ولا قوۃ الا باللہ یعنی اس اللہ کے نام سے جو بڑی شان والا ہے جس کی برہان عظیم ہے جس کا اقتدار سخت ہے اور جو روزانہ ایک نرالی شان میں ہوتا ہے۔ میں شیطان سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں جو کچھ اللہ نے چاہا ہوا اور ہر طرح کی قوت و طاقت اللہ ہی کے ساتھ ہے۔ فرماتے ہیں یہ دعا میں نے پڑھی کہ اچانک میں نے اپنے سفر کے ساتھ قریب دیکھے پھر میں نے اس اللہ کے بندے کو دیکھا تو وہ غائب تھا۔

ابو بلال: ایک دفعہ میں منیٰ میں اپنی بیوی سے جدا ہو گیا اور ہم بچھڑ گئے مجھے یہ دعا یاد تھی فوراً میں نے یہ دعا پڑھی تھوڑی سی دیر میں میں نے دیکھا کہ میں اپنی بیوی کے پاس ہوں۔ ابو الدرداء: رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جو روزانہ سات بار ان ولیی اللہ الذی نزل الکتاب وھو یتولی الصالحین حسبی اللہ لا الہ الا ھو علیہ توکلت وھو رب العرش العظیم (یعنی میرا دوست اللہ ہے جس نے کتاب اتاری اور جو صلحاء کا دوست ہوتا ہے مجھے اللہ کافی ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، میرا اسی پہ بھروسہ ہے اور وہ عرش عظیم کا مالک ہے) پڑھ لے حق تعالیٰ اسے انشاء اللہ اسکے مقاصد میں کامیاب فرمائے گا اور کافی ہو جائے گا خواہ صادق ہو یا کاذب۔ ایک حدیث میں ہے کہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا جو بے چینی کے وقت لا الہ الا اللہ الحلیم الکریم سبحان اللہ رب العرش العظیم الحمد للہ رب العالمین (یعنی اللہ کے سوا جو بردبار و بزرگ ہے کوئی معبود نہیں، اللہ پاک ہے جو عرش عظیم کا مالک ہے اور تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے) پڑھ لے تو اللہ کے حکم سے اس کی بے چینی جاتی رہے گی۔

نماز کفایہ | نماز کفایہ ایک دوگانہ ہے جب چاہو پڑھو اس دوگانہ میں، ہر رکعت میں ایک بار سورہ فاتحہ دس بار سورہ اخلاص

من کل شیء حتی لا اخاف ولا اخشی مع اسمک العظیم الاعظم شیئًا فانہ یکفی ویجمع ھمہ وشرہ عند صلاتہ۔

فصل: فی ذکر صلاۃ الخصماء وھی اربع رکعات بتسلیمۃ واحدۃ یقرأ فی الاولی فاتحۃ الکتاب وقل ھو اللہ احد احدی عشرۃ مرۃ وفی الثانیۃ الفاتحۃ و قل ھو اللہ احد عشر مرات وثلاث مرات قل یا ایھا الکافرون وفی الثالثۃ الفاتحۃ وعشر مرات قل ھو اللہ احد والھاکم التکاثر مرۃ وفی الرابعۃ الفاتحۃ وخمس عشرۃ مرۃ قل ھو اللہ احد وآیۃ الکرسی مرۃ ثم یجعل ثوابھا لخصمائہ یکفیہ اللہ امرھم یوم القیامۃ ان شاء اللہ تعالی یصلی ھذہ الصلاۃ فی سبعۃ اوقات اول لیلۃ من رجب، ولیلۃ النصف من شعبان وآخر جمعۃ من رمضان ویومی العیدین یوم عرفۃ ولیوم عاشوراء۔

فصل: فی صلاۃ العتقاء فی شوال حدثنا ابو نصر بن البناء عن والدہ قال حدثنا ابو عبد اللہ الحسین بن عمر العلاف قال اخبرنا ابو القاسم القاضی قال حدثنا محمد بن احمد ابن صدیق قال حدثنا یعقوب بن عبد الرحمٰن قال انبانا ابو بکر احمد بن جعفر المروزی قال حدثنا علی بن معروف قال حدثنی

اور ۵۰ بار فسیکفیکھم اللہ وھو السمیع العلیم پڑھو پھر سلام پھیر کر مندرجہ ذیل دعا پڑھو اے اللہ، اے مہربان، اے مشفق، اے محسن اے ہر زبان میں پاکی بیان کئے جانیوالے اے وہ جس کے دونوں ہاتھ بھلائی کے لئے پھیلے رہتے ہیں اے محمدؐ کو کافروں کی جماعتوں سے کافی ہونیوالے ابراہیمؑ کو آگ سے کافی ہونیوالے موسیٰؑ کو فرعون سے کافی ہونیوالے عیسیٰؑ کو ظالموں سے کافی ہونیوالے نوحؑ کو غرق سے کافی ہونیوالے اور لوطؑ کو قوم کی بے حیائی سے کافی ہونیوالے اے ہر چیز سے کافی ہونیوالے جس سے کوئی چیز کافی نہیں ہوتی اور عائشہؓ اور آسیہ کو کافی ہونیوالے میرے لئے ہر چیز کی عظیم بلا سے کافی ہوجا حتی کہ میں تیرے عظیم نام اور اسم اعظم کی موجودگی میں کسی چیز سے نہ ڈروں اور نہ خوف کروں نماز کفایہ پڑھنے والا کفایت کیا جائے گا اور اسے سکون و جمعیت قلب نصیب ہوگی۔

خصومت دور کرنیوالی نماز خصومت ونفرت کو دور کرنے والی نماز چار رکعت ہے جو ایک ہی سلام سے پڑھی جاتی ہے اس نماز میں پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد ۱۱ بار سورۂ اخلاص دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد دس بار سورہ اخلاص تیسری رکعت میں فاتحہ کے بعد دس بار سورہ اخلاص اور ایک بار سورۂ تکاثر اور چوتھی رکعت میں فاتحہ کے بعد ۱۵ بار سورہ اخلاص اور ایک بار آیۃ الکرسی پڑھی جاتی ہے پھر نمازی اس نماز کا ثواب اپنے دشمنوں کو بخشدے حق تعالیٰ انشاء اللہ قیامت کے دن اسے ان کے کاموں سے کافی ہوگا اس نماز کے سات اوقات ہیں رجب کی پہلی شب، نصف شعبان کی رات، رمضان کا آخری جمعہ عید، بقرہ عید، عرفہ کے دن، عاشوراء کے دن۔

شوال میں آزادوں کی نماز ہم سے ابو نصر بن بناء نے اپنے والد سے بیان کیا، ان سے ابو عبد اللہ حسین بن عمر علاف نے بیان کیا ان سے قاضی ابو القاسم نے بیان کیا ان سے محمد بن احمد بن صدیق نے بیان کیا، ان سے یعقوب بن عبد الرحمٰن نے بیان کیا ان سے ابو بکر احمد بن جعفر مروزی نے بیان کیا ان سے علی بن معروف نے بیان کیا

محمد بن محمود قال اخبرنا یحیی بن شبیب قال حدثنا حمید عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صلی فی شوال ثمان رکعات لیلا کان او نھارا یقرا فی کل رکعۃ بفاتحۃ الکتاب وخمس عشرۃ مرۃ قل ھو اللہ احد فاذا فرغ من صلاتہ سبح سبعین مرۃ وصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم سبعین مرۃ والذی بعثنی بالحق نبیا مامن عبد یصلی ھذہ الصلاۃ الا انبع اللہ لہ ینابیع الحکمۃ فی قلبہ وانطق بھا لسانہ واراہ داء الدنیا ودواءھا والذی بعثنی بالحق نبیا من صلی ھذہ الصلاۃ کما وصفت لا یرفع رأسہ من آخر سجودہ حتی یغفر اللہ لہ وان مات مات شہیدا مغفورا لہ وما من عبد صلی ھذہ الصلاۃ فی السفر الا سھل اللہ علیہ السیر والذھاب الی موضع مرادہ وان کان مدیونا قضی اللہ دینہ وان کان ذا حاجۃ قضی اللہ حوائجہ والذی بعثنی بالحق نبیا مامن عبد یصلی ھذہ الصلاۃ الا اعطاہ اللہ تعالی بکل حرف وبکل آیۃ مخرفۃ فی الجنۃ قیل وما المخرفۃ یارسول اللہ قال صلی اللہ علیہ وسلم بساتین فی الجنۃ یسیر الراکب فی ظل شجرۃ من اشجارھا مائۃ سنۃ ثم لا یقطعھا۔

فصل: فی فضل الصلاۃ لرفع عذاب القبر

ان سے محمد بن محمود نے بیان کیا ان سے یحییٰ بن شبیب نے بیان کیا ان سے حمید نے حضرت انس سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلعم نے بیان کیا کہ جو شوال میں دن میں یا رات میں ۸ رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد ۱۵ بار سورہ اخلاص پڑھے اور سلام پھیر کر ۷۰ بار سبحان اللہ پڑھے اور ۷۰ بار نبی اکرم صلعم پر درود بھیجے اس کی قسم جس نے مجھے سچا نبی بنا کر بھیجا جو (اللہ کا) بندہ یہ نماز پڑھے گا حق تعالیٰ شانہ یقیناً اس کے دل میں حکمت کے چشمے جاری فرما دے گا اور اس کی زبان پر حکمت جاری فرما دیگا اور اسے دنیا کی بیماری اور اس کی دوا معلوم کرا دیگا اس کی قسم جس نے مجھے سچا نبی بنا کر بھیجا ہے جس نے میرے بیان کے مطابق یہ نماز پڑھ لی اسے آخری سجدے سے سر اٹھانے سے قبل ہی حق تعالےٰ بخش دیگا اور اگر مر جائے گا تو شہید و بخشا گیا ہوگا اور جو بندہ سفر میں نماز پڑھے گا اللہ تعالےٰ منزل تک اسے آسانی سے پہنچا دیگا اور اگر مقروض ہوگا اللہ تعالےٰ اس کا قرض اتار دیگا اور اگر حاجت مند ہوگا اللہ تعالیٰ اس کی ضرورتیں پوری فرما دیگا اس کی قسم جس نے مجھے سچا نبی بنا کر بھیجا جو بندہ یہ نماز پڑھ لے اسے ضرور حق تعالیٰ جنت میں مخرفہ عطا فرمائے گا پوچھا گیا: یا رسول اللہ مخرفہ کیا ہے؟ فرمایا مخرفہ جنت کے باغوں کو کہتے ہیں جن کے درختوں میں سے ایک درخت کے نیچے اگر کوئی سوار سو سال بھی چلے تو اس کا سایہ طے نہ کر سکے۔

عذاب قبر کو دفع کرنے والی نماز | عبد اللہ بن حسن الاعلیٰ رضی اللہ عنہ: رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جو دو رکعت نماز پڑھے اور پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ فرقان کو تبارک الذی جعل فی السماء بروجا سے آخر سورت تک پڑھے اور دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ مومنون کا ابتدائی حصہ فتبارک اللہ احسن الخالقین تک پڑھے

عن عبد الله بن الحسن عن علی رضی الله عنه
قال قال رسول الله علیه وسلم من صلی رکعتین
یقرأ فی احدهما آخر الفرقان من تبارک
الذی جعل فی السماء بروجا حتی یختم السورة
ثم یاخذ فی الثانیة فیقرأ فیها بعد الفاتحة
من اول سورة المومنین حتی یبلغ فتبارک الله
احسن الخالقین حفظ من مکر الجن والانس
ویعطی کتابه بیمینه یوم القیامة ویأمن من
عذاب القبر ومن الفزع الاکبر ویعلمه الکتاب
وان لم یکن حریصا وینزع منه الفقر ویؤتیه
الله الحکم ویبصره فی کتابه الذی انزله
علی نبیه صلی الله علیه وسلم ویلقنه حجته
یوم القیامة ویجعل النور فی قلبه ولا یحزن
اذا حزن الناس ولا یخاف اذا خافوا ویجعل
النور فی بصره وینزع حب الدنیا من قلبه و
یکتب عند الله من الصدیقین۔

فصل: فی صلاۃ الحاجة عن ابی هاشم
الایلی عن انس بن مالک رضی الله عنه عن
النبی صلی الله علیه وسلم انه قال من کان
له الی الله حاجة مهمة فلیسبغ الوضوء
ولیصل رکعتین یقرأ فی الاولی بفاتحة الکتاب
وآیة الکرسی وفی الثانیة بفاتحة الکتاب
وآمن الرسول الی آخره ثم یتشهد ویسلم
ویدعو بهذا الدعاء فانها تقضی والدعاء
اللهم یا مؤنس کل وحید ویا صاحب کل

وہ جنوں اور انسانوں کی مکاریوں سے محفوظ رہے گا اور قیامت کے دن اسے اس کا اعمالنامہ سیدھے ہاتھ میں دیا جائے گا اور عذاب قبر سے اور بڑی گھبراہٹ سے بھی مامون رہے گا اور حق تعالیٰ اسے کتاب سکھا دیگا اگرچہ اسے اس کی خواہش نہ ہو اور اس سے فقر دور فرما دے گا اور حکمت کا علم بخشے گا اور قرآن حکیم کے اسرار و معانی پر اسے آگاہ فرما دے گا اور قیامت کے دن سے اسے اس کی محبت بتا دے گا اور اس کا دل نور سے معمور فرما دے گا اور جب لوگ پریشان ہوں گے تو اسے پریشانی نہ ہوگی اور جب لوگ خوفزدہ ہوں گے تو وہ بے خوف ہوگا اور حق تعالیٰ اس کی آنکھوں میں نور بھر دے گا اور اس کے دل سے دنیا کی محبت نکال پھینکے گا اور وہ اللہ کے ہاں صدیقین میں لکھ لیا جائے گا۔

نماز حاجت: ابو ہاشم از انس بن مالک: رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کسی کو کوئی اہم ضرورت درپیش ہو تو وہ مکمل وضو کرکے دو رکعت نماز پڑھے اور پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد آیۃ الکرسی اور دوسری میں فاتحہ کے بعد آمن الرسول الخ پڑھے پھر تشہد پڑھ کر سلام پھیر دے اور یہ دعا مانگے اس کی حاجت پوری کی جائے گی اللھم یا مونس کل وحید الخ یعنی اے اللہ اے ہر تنہا شخص کے مونس و غمگسار اور اے ہر اکیلے شخص کے رفیق اور اے وہ جو قریب ہے دور نہیں اور جو موجود ہے غائب نہیں اور جو غالب ہے مغلوب نہیں میں تیرے اسم مبارک بسم اللہ الرحمن الرحیم الذی لا تاخذہ سنۃ ولا نوم کے ساتھ سوال کرتا ہوں اور تیرے پاک نام بسم اللہ الرحمن الرحیم الحی القیوم الذی عنت لہ الوجوہ وخشعت لہ الاصوات ووجلت لہ القلوب کے ساتھ درخواست کرتا ہوں کہ نبی اکرم صلعم اور آل نبی پر درود

قریب ویا قریبا غیر بعید ویا شاھد اغیر غائب ویا غالبا غیر مغلوب اسالک باسمک بسم اللہ الرحمن الرحیم الحی القیوم الذی لا تاخذہ سنۃ ولا نوم واسالک باسمک بسم اللہ الرحمن الرحیم الحی القیوم الذی عنت لہ الوجوہ وخشعت لہ الاصوات ووجلت منہ القلوب ان تصلی علی محمد وعلی آل محمد وان تجعل لی من امری فرجا ومخرجا وتقضی حاجتی۔

فصل: فی الدعاء لدفع الظلم والاحتراز منہ روی جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علم علیا وفاطمۃ رضی اللہ عنہما ھذا الدعاء وقال لھما اذا انزلت بکما مصیبۃ اوخفتما جور سلطان او ضلت لکما ضالۃ فاحسنا الوضوء وصلیا رکعتین وارفعا ایدیکما الی السماء وقولا یا عالم الغیب والسرائر یا مطاع یا عزیز یا علیم یا اللہ یا اللہ یا اللہ یا ھازم الاحزاب لمحمد صلی اللہ علیہ وسلم یا کائد فرعون لموسیٰ علیہ السلام یا منجی عیسیٰ علیہ السلام من ید ظلمتہ یا مخلص قوم نوح من الغرق یا راحم عبرۃ یعقوب علیہ السلام یا کاشف ضر ایوب علیہ السلام یا منجی ذی النون علیہ السلام من الظلمات الثلاث یا فاعل کل خیر یا ھادیا الی کل خیر یا دالاً علی کل خیر یا اھل الخیر

بھیج اور میری ضرورت کی دشواریاں دُور فرما دے اور میری حاجت بر لا۔

ظلم دفع کرنے کی دُعا جابرؓ بن عبداللہ:۔ رسول اللہ صلعم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اور حضرت فاطمہ رضؓ کو یہ دعا سکھائی تھی اور ان دونوں سے فرمایا تھا کہ اگر تم کسی مصیبت میں مبتلا ہو جاؤ یا تم کو بادشاہ کے ظلم کا ڈر ہو یا تمہاری کوئی چیز کھو جائے تو خوبصورتی سے وضو کرکے دو رکعت نماز پڑھو اور دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر کہو: اے غیب و اسرار کو جاننے والے اے اطاعت کئے جانیوالے، اے سب پر غالب اور اے ہمہ گیر علم والے اے اللہ اے اللہ اے اللہ اے محمد رسول اللہ صلعم کے لئے جماعتوں کو شکست دینے والے اے حضرت موسےٰ کے لئے فرعون پر عذاب بھیجنے والے اے ظالموں کے ہاتھوں سے حضرت عیسےٰؑ کو نجات عطا فرمانیوالے اے قوم نوحؑ کو ڈوبنے سے بچانے والے اے حضرت یعقوبؑ کی گریہ وزاری پر ترس کھانے والے اے حضرت ایوبؑ کی بیماری کو دُور کرنے والے اے حضرت یونس علیہ السلام کو تین اندھیروں سے نجات دینے والے، اے ہر طرح کی خیر و برکت کھینچنے والے، اے ہماری خیر و برکات کی طرف رہنمائی کرنے والے، اے ہر خیر کو بنانے والے، اے خیر والے اے خیر کو پیدا کرنے والے اور اے نیکیوں والے تو اللہ ہے اور سچا معبود ہے اور ہیں ان تمام چیزوں ہیں جو تجھے معلوم ہیں تیری طرف راغب ہوں اور تو غیبوں کو خوب جاننے والا ہے اور میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ تو محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) اور آل محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر اپنی رحمتیں بھیج پھر تم دونوں اپنی مراد مانگو انشاء اللہ مراد پوری ہوگی۔

یا خالق الخیر و یا اھل الخیرات انت اللہ رغبت الیک فیما قد علمت وانت علام الغیوب اسالک ان تصلی علی محمد و علی آل محمد ثم سلا حاجتک تجابا ان شاء اللہ تعالیٰ۔

(دعاء آخر) وھو دعاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم الاحزاب رواہ ابن عمر رضی اللہ عنھما عنہ صلی اللہ علیہ وسلم اللھم انی اعوذ بک وبنور قدسک وعظمۃ طھارتک وبرکات جلالک من کل آفۃ وعاھۃ و طارق الجن والانس الا طارقا یطرق منک بخیر انک انت عیاذی فبک اعوذ وانت ملاذی فبک الوذ یا من ذلت لہ رقاب الجبابرۃ وجمعت لہ مقالید الرعایۃ اعوذ بجلال وجھک وکرم جلالک من خزیک وکشف سترک ونسیان ذکرک والانصراف عن شکرک انا فی کنفک فی لیلی ونھاری ونومی وقراری وظعنی واسفاری ذکرک شعاری وثناؤک دثاری لا الہ الا انت تنزیھا لاسمک وتکریما لسبحات وجھک اجرنی من خزیک ومن شر عذابک وعبادک واضرب علی سرادقات حفظک وادخلنی فی حفظ عنایتک وقنی سیئات عذابک واغننی بخیر منک برحمتک یا ارحم الراحمین۔

فصل: (فی الدعاء لذھاب الھموم وقضاء الدیون) عن ابی موسی رضی اللہ عنہ

دوسری دعا نبی اکرم صلعم نے غزوۂ احزاب کے دن یہ دعا مانگی تھی یہ دعا حضرت ابن عمرؓ آپ سے روایت کرتے ہیں دعا کے الفاظ یہ ہیں اے اللہ میں تجھ سے تیری قدوسیت کے نور کے اور تیری پاکی کی عظمت کے ذریعہ اور تیرے جلال کی برکتوں سے ہر مصیبت و آفت سے اور جنوں اور انسانوں رات کی شرارتوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں الا یہ کہ رات کو آنے والا تیری طرف سے خیر لے کر آئے بلاشبہ تو میری پناہ ہے اور تجھ ہی سے پناہ مانگتا ہوں اور تو میری پناہ گاہ ہے تو وہ ہے جس کے سامنے تمام سرکشوں کی گردنیں جھکی ہوتی ہیں اور جس کے لئے رعایت کی کنجیاں جمع کر دی گئی ہیں میں تیرے چہرے کی بزرگی اور تیری بزرگی کی عزت کی اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ تو مجھے رسوا کرے اور پردہ اٹھائے اور میں تجھے بھول جاؤں اور تیرے شکر سے پھر جاؤں میں دن رات، سوتے جاگتے، حرکت و سکون کی حالت میں اور سفر و حضر میں تیری حفاظت میں ہوں تیرا ذکر میرے جسم سے چمٹا ہوا ہے اور تیری تعریف میرے اوڑھنے کا کپڑا ہے سوائے تیرے کوئی سچا معبود نہیں اسی سے تیرے نام کی پاکی ہے اور تیرے چہرے کے نور کی کرنوں کی عزت و عظمت ہے اے اللہ مجھے اپنی رسوائی سے پناہ دے اور اپنے عذاب کی اور اپنے بندوں کی شرارت سے بچا اور مجھ پر اپنی حفاظت کے پردے ڈال اور اپنی ضمانت کی حفاظت میں مجھے داخل فرما اور مجھے اپنے عذاب کی برائیوں سے بچا اور اپنی مہربانی سے اپنی خیر سے مجھے مالامال کر دے اے ارحم الراحمین میری یہ دعا قبول فرما۔

پریشانیاں دور کرنے کی اور قرض سے سبکدوشی کی دعا ابو موسیٰؓ نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ اگر کسی کو کوئی پریشانی یا رنج ہو تو اسے

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال من
اصابہ ھم او حزن فلیدع بھولاء الکلمات
اللھم انا عبدک وابن عبدک ناصیتی بیدک
ماض فی حکمک عدل فی قضاؤک اللھم انی
اسالک بکل اسم ھو لک سمیت بہ نفسک او
انزلتہ فی کتابک او علمتہ احدا من خلقک
او استاثرت بہ فی علم الغیب عندک ان
تجعل القرآن الکریم ربیع قلبی ونور صدری
وجلاء حزنی وذھاب غمی وھمی فقال قائل
یارسول اللہ ان المغبون لمن غبن ھولاء
الکلمات قال صلی اللہ علیہ وسلم اجل
فقلھن وعلمھن فانہ من قالھن التماس
ما فیھن اذھب اللہ عزوجل حزنہ و
اطال فرحہ ویروی عن عائشۃ رضی اللہ
عنھا قالت ان ابا بکر الصدیق رضی اللہ
عنہ دخل علیھا فقال ھل سمعت من رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم دعاء کان یعلمناہ
وذکر ان عیسی بن مریم علیہ السلام کان
یعلمہ اصحابہ ویقول لو کان علی احد کم
مثل جبل احد دینا فقضاہ اللہ عزوجل
عنہ فقالت کان یقول اللھم فارج الھم
کاشف الغم مجیب دعوۃ المضطرین رحمن
الدنیا ورحیم الآخرۃ اسالک ان ترحمنی
رحمۃ من عندک تغنینی بھا عن رحمۃ
من سواک۔

یہ دعا مانگنی چاہیئے اے اللہ میں تیرا بندہ ہوں اور تیرے بندے کا بیٹا ہوں میری پیشانی تیرے ہاتھ میں ہے، تیرا حکم مجھ پر جاری ہے، میرے بارے میں تیرا فیصلہ عدل پر مبنی ہے اے اللہ میں تیرے ہر اسم سے (جو تیرے لئے ہے، تو نے وہ اپنی ذات کا نام رکھا ہے یا اسے تو نے اپنی کتاب میں اتارا ہے یا اسے تو نے اپنی کسی مخلوق کو سکھایا ہے یا تو نے علم غیب میں اپنے پاس محفوظ رکھا ہے) تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ معزز قرآن کو میرے دل کی بہار، میرے سینہ کا نور، میرے غم کو ہٹانے والا اور میری بے چینی اور پریشانی کو دور کرنے والا بنا، کسی پوچھنے والے نے پوچھا کیا اگر کوئی ان کلموں میں کوئی کلمہ چھوڑ دے تو کیا وہ گھاٹے میں رہے گا؟ فرمایا: ہاں ان کلموں کو یاد کرلے اور دوسروں کو بھی سکھا دے کیونکہ جو اسے ڈھونڈنے کے لئے جو ان کلموں میں ہے ان کلموں کو پڑھ لے حق تعالٰے اس کی پریشانیاں دور فرما دے گا اور طویل مسرت سے نوازے گا۔

اسی سلسلہ کی دوسری دعا

حضرت عائشہؓ سے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے میرے پاس آکر مجھ سے پوچھا: کیا تم نے رسول اللہ صلعم سے وہ دعا سنی ہے جو آپ ہم کو سکھایا کرتے تھے اور اس کے بارے میں آپ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ حضرت عیسٰی یہی دعا اپنے اصحاب کو سکھایا کرتے تھے اور آپ فرماتے تھے کہ اگر کسی پر احد پہاڑ کی برابر بھی قرض ہو تو حق تعالیٰ اس کا قرض ادا فرما دے گا؟ صدیقہ فرماتی ہیں (ہاں) میں نے آپ سے سنا، آپ یہ دعا پڑھا کرتے تھے اے اللہ اے پریشانی کو ہٹانے والے، اے بے چینی کو دور کرنیوالے، اے بیقراروں کی دعا قبول فرمانیوالے، اے دنیا میں انتہائی مہربانی اور آخرت میں مومنوں کے حق میں بے حد رحمت کا اظہار کرنیوالے میں تجھ سے تیرے پاس والی رحمت کا طالب ہوں تو مجھے وہ

(دعاء آخر في ذلك) وهو ما روي عن
الحسن البصري رحمه الله انه جاءه صديق
له يكرم عليه فقال له يا ابا سعيد على دين
واحب ان تعلمني اسم الله تعالى الاعظم فقال
ان شئت ذلك فقم. توضأ فقام وتوضأ فقال
له قل يا الله يا الله انت الله بلى والله انت
الله لا اله الا انت الله الله الله والله انه
لا اله الا الله اقض عني الدين وارزقني بعد الدين
فاصبح الرجل فرأى مائة الف درهم صحاحا
في مسجده دراهم مختلفة في جراب على
رأس الجراب مكتوب لو سألت اكثر من
هذا لاعطيناك فكيف لم تسأل الجنة فجاء
الرجل الى الحسن رحمه الله فاخبره بذلك
فانطلق معه الى منزله فنظر الى الدراهم
فقال الرجل اني ندمت حيث لم اسأل
الله الجنة فقال الحسن ان الذي علمك هذا
الاسم لم يعلمك الا لخير يريدك به فاكتم
على هذا الاسم لا يسمع به الحجاج فلا ينجو
منه احد۔

(دعاء آخر علمه) جبريل عليه السلام
لنبينا محمد صلى الله عليه وسلم حين خرج
من مكة المشرفة يريد جبل حراء خوفا من
قريش وكفاية الهم والرزق روى ابو بكر
الصديق رضي الله عنه ان جبريل عليه
السلام قال يا محمد ان الله تعالى يقرئك

رحمت عطا کر اپنے ماسوا کے رحم سے بے نیاز فرما دے۔

اسی سلسلہ کی تیسری دعا حسن بصریؒ کے پاس آپ کے ایک دوست تشریف لائے جو آپ کی بڑی عزت کیا کرتے تھے عرض کرنے لگے کہ اے ابوسعید! مجھ پہ قرض ہے میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم بتا دیں حسن جواب دیتے ہیں کہ اگر تم اسم اعظم سیکھنا چاہتے ہو تو اٹھ کر وضو کر آؤ وہ فوراً کھڑے ہو کر وضو کر آتے ہیں حسن فرماتے ہیں یہ دعا مانگو اے اللہ اے اللہ تو اللہ ہے تو اللہ ہے ہاں ہاں اللہ کی قسم تو اللہ ہے تیرے سوا کوئی سچا معبود نہیں اللہ اللہ اللہ، اللہ کی قسم بات یہ ہے کہ اللہ کے سوا کوئی حق دار عبادت نہیں اے اللہ مجھ سے قرض ادا کر اور قرض کے بعد پیچھے روزی عطا فرما دے یہ دعا اس نے پڑھی، صبح کو کیا دیکھتا ہے کہ اس کی نماز پڑھنے کی جگہ ایک تھیلی میں ایک لاکھ کھرے درہم رکھے ہوئے ہیں اور تھیلی سربمہر ہے اور اس پر لکھا ہوا ہے اگر تو اس سے زیادہ مانگتا تو ہم تجھے وہ بھی ضرور دیتے تو نے جنت کیوں نہیں مانگی؟ وہ شخص حسنؒ کے پاس آ کر انہیں بھی اس واقعہ سے آگاہ کرتا ہے حسنؒ اس کے ساتھ اس کے گھر جا کر وہ تھیلی معائنہ کرتے ہیں وہ شخص کہتا ہے میں سخت نادم ہوں کہ میں جنت کیوں نہیں مانگی حسن بصری فرماتے ہیں کہ جس نے آپ کو یہ اسم اعظم سکھایا ہے آپ کی بھلائی ہی کے لئے سکھایا ہے لہٰذا اس اسم کو چھپا لیجیے ایسا نہ ہو کہ حجاج سن لے کیونکہ اس کے ظلم سے کوئی نہیں بچتا۔

اسی سلسلہ کی چوتھی دعا یہ دعا حضرت جبرئیل نے اس وقت نبی اکرم صلعم کو سکھائی جب آپ قریش سے ڈر کر مکہ سے نکل کر کوہ حرا میں جا چھپے تھے یہ دعا پریشانیوں کے لئے اور روزگار کے لئے ہے حضرت ابوبکر صدیق بیان فرماتے ہیں کہ حضرت جبرئیل نے آ کر کہا: محمدؐ! حق تعالیٰ شانہٗ آپ کو سلام فرماتا ہے اور اس نے

السلام وقد علمني دعاء تدعو به فيجعل
الله بينك وبينهم سترا فاعلمه لك فقال
النبي صلى الله عليه وسلم نعم يا جبريل فقال
قل يا كبير كل كبير يا سميع يا بصير يا من
لا شريك له ولا وزير يا خالق الشمس
والقمر المنير يا عصمة البائس الخائف
المستجير يا رازق الطفل الصغير يا جابر
العظم الكسير يا قاصم كل جبار عنيد
اسالك وادعوك دعاء البائس الفقير دعاء
المضطر الضرير اسالك بمعاقد العز من عرشك
ومفاتيح الرحمة من كتابك وبالاسماء
الثمانية المكتوبة على قرن الشمس ان
تفعل بي كذا وكذا۔

مجھے ایک دعا سکھائی ہے آپ یہ دعا پڑھ کر اللہ سے دعا مانگیں
اللہ تعالیٰ آپ کے اور قریش کے درمیان آڑ کر دیگا میں وہ دعا
آپ کو سکھائے دیتا ہوں نبی اکرم صلعم نے فرمایا: جبرئیل ہاں ضرور
سکھاؤ، فرمایا: وہ دعا یہ ہے اے ہر بڑے کے بڑے اے خوب
سننے والے اے خوب دیکھنے والے اے وہ جس کا نہ کوئی شریک ہے
اور نہ وزیر ہے اے سورج اور جگمگاتے چاند کو پیدا کرنیوالے
اے مصیبت زدہ، خوفناک اور پناہ ڈھونڈنے والے کے محافظ
اے چھوٹے بچے کو روزی پہنچانے والے اے ٹوٹی ہوئی ہڈی کو جوڑنے
والے اور اے ہر ظالم و سرکش کو توڑنے والے میں تجھ سے ایک
مصیبت زدہ فقیر کی طرح اور بیقرار نابینا کی طرح تجھ سے سوال
کرتا ہوں اور دعا مانگتا ہوں اور تیرے عرش کی مستحکم عزت کے ساتھ
اور تیری رحمت کی چابیوں کے ساتھ جو تیری کتاب میں ہیں اور ان
آٹھ اسماء کے ساتھ جو سورج کی پیشانی پر لکھے ہوئے ہیں یہ مانگتا
ہوں کہ میری مراد بر لا اور میرے ساتھ ایسا ایسا کر۔

(۱۹) دعائیں

پنجگانہ فرائض کے بعد کی دعائیں اور ختم قرآن وغیرہ کی دعائیں

اما دعاء صلاة الغداة وصلاة العصر
فهو ان يقول اللهم لك الحمد شكرا
ولك المن فضلا بنعمتك تتم الصالحات
نسالك اللهم فرجا قريبا فانك لم تزل
مجيبا وصبرا جميلا وعافية من جميع البلايا

صبح و عصر کی نمازوں کے بعد کی دعائیں اے اللہ تیرے
لئے ہی شکر کے لئے حمد ہے اور ہم پر فضل و کرم کے اعتبار سے
تیرا ہی احسان ہے تیری ہی نعمت سے نیک کام تکمیل تک پہنچتے ہیں
اے اللہ میں تجھ سے قریب والی کشادگی کا سوال کرتا ہوں کیونکہ
دعائیں ہمیشہ قبول فرماتا ہے میں تجھ سے صبر جمیل کا طالب ہوں

والسلامة من طوارق الرزايا برحمتك يا ارحم
الراحمين اللهم اجعل اجتماعنا اجتماعا مرحوما
وتفرقنا تفرقا معصوما ولا تجعل بيننا شقيا ولا
محروما ولا تردنا بالفاقة الى غيرك ولا تحرمنا
سعة خيرك وحقيقة التوكل عليك وخالص
الرغبة فيما لديك واملأ قلوبنا منك الغنى واكس
وجوهنا منك الحيأ وارزقنا خير الآخرة والدنيا
برحمتك يا ارحم الراحمين يارب اللهم
ارزقنا خير الصباح وخير المساء وخير
القضاء وخير القدر واصرف عنا شر الصباح
وشر المساء وشر القضاء وشر القدر اللهم
وما انزلت فى هذا اليوم من خير وعافية
وسلامة وغنيمة وسعة رزق فاجعل لنا
فيه اوفر الحظ والنصيب اللهم وما
انزلت من سوء وبلاء وشر وداء وفتنة
فاصرفه عنا وعن جميع المسلمين والمسلمات
يا ارحم الراحمين -

دعاء آخر: الحمد لله الذى احاط بكل
شیء علما واحصى كل شيء عددا لا اله
الا هو اهل الكبرياء والعظمة ومنتهى
الجبروت والعزة وولى الغيث والرحمة
مالك الدنيا والآخرة عظيم الملكوت شديد
الجبروت لطيف لما يشاء فعال لما يريد اول
كل شيء وخالق كل شيء ورازقه سبحانه
لا اله الا هو اللهم اجعل صباحنا صباحا

اور تمام مصائب سے عافیت کافی اور اے ارحم الراحمین اپنی
مہربانی سے مجھے راہ مصائب سے سلامتی عطا فرما۔ اے اللہ ہمارا
اجتماع رحمت والا بنا اور ہماری علیحدگی عصمت والی بنا اور ہم
میں سے کسی کو بدنصیب و محروم نہ بنا اور ہمیں فاقہ کے ساتھ
غیر کی طرف نہ لوٹا اور اپنی خیر و برکت کی وسعت سے اور اپنے توکل
کی حقیقت سے اور اپنی نعمتوں کی پرخلوص رغبت سے ہمیں محروم نہ
فرما اور اپنی نعمتوں سے ہمارے دل مالدار بنا اور ہمارے چہروں
پر حیا کا نقاب ڈال اور اے ارحم الراحمین اپنی مہربانی سے ہمیں
دنیا اور آخرت کی خیر و صلاح عطا فرما اے ہمارے پروردگار
اے اللہ ہمیں صبح کی خیر، شام کی خیر اور قضا و قدر کی خیر دے اور
ہم سے صبح کی برائی شام کی برائی اور قضا و قدر کی برائی ہٹا دے
اے اللہ آج کے دن تو نے جو خیر، عافیت، سلامتی، غنیمت اور
رزق کی فراخی اتاری ہے اس میں ہمارا زیادہ سے زیادہ حصہ
مقرر فرما اور آج جو برائی، بلا، شر، بیماری اور فتنہ تو
نے اتارا ہے اے ارحم الراحمین اسے ہم سے اور تمام مسلمان
مردوں اور عورتوں سے ہٹا دے۔ (آمین)

★

دوسری دعا اسی اللہ کے لئے حمد و ثنا مخصوص ہے جس کے علم نے
ہر چیز گھیر رکھی ہے اور ہر شے کو ایک ایک کر کے گن رکھا ہے اس کے
سوا کوئی سچا معبود نہیں، وہی عظمت و کبریائی والا انتہائی جبروت و
عزت والا، بارش و رحمت کا مالک اور دنیا اور آخرت کا آقا ہے وہ
عظیم ملک والا، سخت قوت و قہر والا اور جس پر چاہے رحم فرمانے
والا ہے اور جو کچھ چاہے کر گزرنے والا ہے وہ ہر چیز سے پہلے
ہے، ہر چیز کا خالق ہے اور ہر چیز کا رازق ہے وہ پاک ہے اور
اس کے سوا کوئی معبود نہیں اے اللہ ہماری صبح عمدہ صبح بنا اور ہماری

صالحا لامخزیا ولا فاضحا اللهم اکفنا شرّ
نوائب الزمان ومکر وهه ومصارع السوء
ومصایب الشیطان وموارد صولة السلطان
ووفقنا فی یومنا هذا وفی سائر الایام لاستعمال
الخیرات وهجران السیئات اللهم اصلحنا
واصلح قلوبنا واصلح اخلاقنا واصلح افعالنا
واصلح آباءنا وابناءنا واجدادنا وجداتنا
ودنیانا واخرانا اللهم کما امسیت اللیلة
بالسلامة والعافیة فامض علینا النهار
بالسلامة والعافیة برحمتك یا ارحم الراحمین
اللهم ربنا آتنا فی الدنیا حسنة وفی الآخرة
حسنة وقنا عذاب النار برحمتك یا ارحم
الراحمین آمین اللهم آمین یا الله یا
رب العالمین۔

دعاء آخر: الحمد لله الذی خلق السموات
والارض لا اله الا هو علیه توکلت وهو رب
العرش العظیم سبحانه وتعالی عما یشرکون اللهم
اغفرلنا ذنوبنا ما اظهرنا وما اسررنا وما
اخفینا وما اعلنا وما انت اعلم به منا اللهم
اعطنا رضاك فی الدنیا والآخرة واختم لنا
بالسعادة والشهادة والمغفرة اللهم اجعل
آخر اعمارنا خیرا وخواتیم اعمالنا خیرا
وخیر ایامنا یوم نلقاك اللهم انا نعوذ بك
من زوال نعمتك ومن فجاءة نقمتك ومن
تحویل عافیتك اللهم انا نعوذ بك من درك

کرنے والی اور ذلیل کرنے والی نہ بنا۔ اے اللہ زمانہ کے حوادثات
کی شرارتوں سے اس کی ناگوار خاطر باتوں سے بری تلا بازیوں سے
شیطان کی گھاتوں سے اور سلطان کے حملہ والے گھاٹوں سے ہمیں
بچا اور ہمیں نہ صرف آج بلکہ تمام دنوں میں یہ توفیق عطا فرما کہ ہم
نیکیاں کرتے رہیں اور برائیوں سے باز رہیں اے اللہ ہماری
اصلاح کر، ہمارے دلوں کی اور اخلاق کی اصلاح کر، ہمارے
افعال کی اصلاح فرما اور ہمارے باپوں، بیٹوں، دادوں، دادیوں
کی اور ہماری دنیا اور آخرت کی اصلاح فرما اے اللہ جس طرح تو
نے امن و سلامتی اور خیر عافیت کے ساتھ ہماری رات بسر کرائی
ہے اسی طرح ہمارا دن بسر کرا اے ارحم الراحمین اپنی مہربانی سے
ہماری یہ دعا قبول فرما آمین اے اللہ ہمارے پروردگار ہمیں
دنیا اور آخرت میں نیکی عطا فرما اور اے ارحم الراحمین ہمیں اپنی
مہربانی سے آگ کے عذاب سے بچا آمین اللہم آمین اے اللہ اے
تمام جہانوں کے پروردگار آمین ثم آمین۔

تیسری دعا اللہ ہی کی تعریفیں ہیں جس نے زمین و آسمان پیدا
کئے، اس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اسی پر میرا بھروسہ ہے اور
وہی عرش عظیم کا مالک ہے، وہ مشرکوں کے شرک سے پاک اور بلند
و برتر ہے اے اللہ ہمارے تمام گناہ بخش دے خواہ ظاہر ہوں
یا پوشیدہ کھلے ہوئے ہوں یا چھپے ہوئے اور انہیں بھی جن کو تو ہی
خوب جانتا ہے اے اللہ ہمیں دنیا اور آخرت میں اپنی رضا عطا
فرما اور ہمارا خاتمہ سعادت، شہادت اور مغفرت پر فرما اے
اللہ ہماری عمروں کا پچھلا حصہ خیر سے معمور بنا اور ہمارے پچھلے
عمل بہ خیر بنا اور جس دن ہم تجھ سے ملاقات کریں وہ دن خیر
و برکت والا ہو اے اللہ تیری نعمت کے چھن جانے سے تیرے
اچانک عذاب سے اور عطا کردہ عافیت کے پھر جانے سے

الشقاء وجهد البلاء وشماتة الاعداء و
تغير النعماء وسوء القضاء نعوذبك من جميع
المكاره والاسواء ونسألك اللهم خير
العطاء اللهم انا نسألك ان تكشف سقمنا
وتبرئ مرضانا وترحم موتانا وتصحح
ابدانا وتخلصها لك اللهم اخلص اديانا
وان تحفظ عياذنا وتشرح صدورنا وتدبر
امورنا وتجبر اولادنا وتستر جرمنا وترد
غيابنا وان تثبتنا على ديننا ونسألك خيرا
ورشدا اللهم ربنا انا نسألك ان تؤتينا
حسنة فى الدنيا وحسنة فى الآخرة وان
تتوفنا مسلمين برحمتك وقنا عذاب النار
وعذاب القبر يا ارحم الراحمين يا رب
العالمين فالدعاء مامور به وهو عند الله
بمكان وقد بينا ذلك فى اثناء الكتاب
فلا ينبغى للامام والمأموم ان يخرجا من
المسجد من غير دعاء قال الله تعالى فاذا
فرغت فانصب والى ربك فارغب اى اذا
فرغت من العبادة انصب فى الدعاء وارغب
فيما عند الله واطلبه منه وقد جاء فى
الحديث عن انس بن مالك رضى الله عنه
عن النبى صلى الله عليه وسلم انه قال اذا
قام الامام فى محرابه وتواترت الصفوف
نزلت الرحمة فاول ذلك تصيب الامام
ثم من عن يمينه ثم من عن يساره ثم تتفرق

ہمیں اپنی پناہ میں رکھ اے اللہ بدنصیبی کے پانے سے بلاؤں کی مشقت
سے، دشمنوں کے خوش ہونے سے، نعمتوں کے بدل جانے سے اور بری
تقدیر سے تیری پناہ۔ اے اللہ ہم تمام ناگوار طبع باتوں سے اور
تمام برائیوں سے تیری پناہ مانگتے ہیں اور اے اللہ ہم تجھ سے بہترین
عطیہ مانگتے ہیں اے اللہ ہم تجھ سے درخواست کرتے ہیں کہ ہماری
بیماریاں دُور فرما اور ہمارے بیماروں کو اچھا کر دے اور ہمارے
مُردوں پر رحم فرما اور ہمیں تندرستی عطا فرما اور ہمارے
عملوں میں خلوص عطا فرما اے اللہ ہم پر اپنی پناہ برقرار رکھ
ہمارے دل کھول دے ہمارے کاموں کا انتظام فرما، ہماری
اولاد نیک وصالح بنا ہمارے گناہوں پر پردہ ڈال ہمارے
غائب حضرات کو واپس لا اور ہمیں دین اسلام پر ثابت قدم
رکھ اے اللہ ہم تجھ سے خیر و بھلائی کے امیدوار ہیں اے اللہ ہم
تجھ سے درخواست کرتے ہیں کہ ہمیں دنیا اور آخرت میں نیکی عطا
فرما اور اپنی مہربانی سے ہمیں اسلام پر فوت فرما اور اے ارحم
الراحمین اور اے رب العالمین ہمیں آگ کے عذاب سے اور
قبر کے عذاب سے بچا۔ لہٰذا دُعا مانگنے کا حکم ہے اور دعا کا اللہ
تعالےٰ کی نگاہ میں ایک بلند مقام ہے جس کا ذکر ہم اثنائے کتاب
میں کر آئے ہیں لہٰذا امام کو یا مقتدی کو دعا مانگے بغیر مسجد سے
نکلنا مناسب نہیں حق تعالےٰ نے فرمایا پھر جب آپ فارغ ہوں
تو کھڑے ہوں اور اپنے پروردگار ہی کی طرف رغبت کریں یعنی
آپ عبادت سے فارغ ہو کر دعا کی طرف متوجہ ہوں اور اللہ
کی نعمتوں کی طرف راغب ہوں اور انہیں اللہ سے مانگیں۔

انسؓ بن مالک:- نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ جب امام محراب
میں کھڑا ہوتا ہے اور صفیں قائم ہوتی ہیں تو رحمت اترتی ہے
اور پہلے امام کو ڈھانپتی ہے پھر انہیں جو امام کی سیدھی جانب میں

الرحمة على الجماعة ثم ينادي ملك ربح فلان وخسر فلان فالرابح من يرفع يديه بالدعاء الى الله تعالىٰ اذا فرغ من صلاته المكتوبة والخاسر هو الذي خرج من المسجد بلا دعاء فاذا خرج بلا دعاء قالت الملائكة يا فلان استغنيت عن الله تعالى ما لك عند الله حاجة۔

فصل : فاما دعاء ختمة القرآن فهو صدق الله العظيم الذي خلق الخلق فابتدعه وسن الدين وشرعه ونور النور وشعشعه وقدر الرزق ووسعه ومتر خلقه ونفعه واجرى الماء وانبعه وجعل السماء سقفا محفوظا مرفوعا رفعه والارض بساطا وضعه وسير القمر فاطلعه سبحانه ما اعلى مكانه وارفعه واعز سلطانه وابدعه لا راد لما منعه ولا مغير لما اخترعه ولا مذل لمن رفعه ولا معز لمن وضعه ولا مفرق لما جمعه ولا شريك له ولا اله معه صدق الله الذي دبر الدهور وقدر المقدور وصرف الامور وعلم هواجس الصدور وتعاقب الديجور وسهل المعسور ويسر الميسور وسخر البحر المسجور وانزل الفرقان والنور والتوراة والانجيل والزبور واقسم بالفرقان والطور والكتاب المسطور في الرق المنشور والبيت المعمور و البعث والنشور وجاعل الظلمات والنور والولدان والحور والجنان والقصور ان الله

اور پھر انہیں جو امام کی بائیں جانب ہیں پھر تمام جماعت پر چھا جاتی ہے پھر ایک فرشتہ اعلان کرتا ہے فلاں کو فائدہ ہوا اور فلاں کو نقصان ہوا فائدہ والے تو وہ ہیں جو فرض نماز سے فارغ ہو کر حق تعالیٰ شانہ سے ہاتھ اٹھا کر دعائیں مانگتے ہیں اور نقصان والے وہ ہیں جو بلا دعا مانگے مسجد سے نکل جاتے ہیں اگر کوئی بلا دعا مانگے مسجد سے نکل جائے تو فرشتے کہتے ہیں کہ اے فلاں تو نے اللہ سے استغناء کیا (جیسے) تجھے اللہ سے کوئی ضرورت ہی نہیں۔

ختم قرآن حکیم کی دعا

ختم قرآن کی دعا یہ ہے عظمت والے اللہ نے سچ فرمایا جس نے کائنات عالم کو ایجاد فرمایا اور دین و شریعت کو مقرر فرمایا اور نور سے دنیا کو جگمگایا اور اس کی کرنیں دنیا کے گوشہ گوشہ پر پھیلا دیں اور کسی کی روزی کو تنگ اور کسی کی روزی کو فراخ فرمایا اور اپنی کسی مخلوق کو نقصان پہنچایا اور کسی کو فائدہ پہنچایا اور پانی جاری فرمایا اور اسے زمین سے نکالا اور آسمان کو ایک محفوظ و بلند چھت کے قائم مقام بنایا اور اونچا رکھا اور زمین کو فرش کی طرح بچھایا اور نیچے رکھا اور چاند کو گردش عطا فرمائی اور اسے طلوع کیا حق تعالیٰ تمام عیوب و نقائص سے پاک ہے اس کا مقام کس قدر بلند اور کس قدر اونچا ہے اور اس کا غلبہ کتنی عزت والا اور کتنا نادر ہے اس کی کارگیری میں کوئی عیب نہیں نکال سکتا اور اس کی ایجادات میں کوئی رد و بدل نہیں کر سکتا اور جسے وہ عزت دے اسے کوئی ذلیل نہیں کر سکتا اور جسے وہ ذلیل کرے اسے کوئی عزت نہیں دے سکتا اور اس کی جمع کردہ چیز کو کوئی پراگندہ نہیں کر سکتا اس کا کوئی شریک نہیں اور اس کے ساتھ کوئی دوسرا معبود نہیں اس اللہ نے سچ فرمایا جو زمانہ کا منتظم ہے جس نے مقدورات کا اندازہ لگایا، جو تمام کاموں میں تصرفات فرماتا ہے

يسمع من يشاء وما انت بمسمع من في القبور،
صدق الله العظيم الذي عز فارتفع وعلا فامتنع
وذل كل شيء لعظمته وخضع وسمك السماء
ورفع وفرش الارض واوسع وفجر الانهار
فانبع ومرج البحار فاترع وسخر النجوم فاطلع
وارسل السحاب فارتفع ونور النور فلمع وانزل
الغيث فهمع وكلم موسى عليه السلام فاسمع
وتجلى للجبل فتقطع ووهب ونزع وضر ونفع واعطى
ومنع وسن وشرع وفرق وجمع وانشأكم من
نفس واحدة فمستقر ومستودع صدق الله
العظيم التواب الغفور الوهاب الذي خضعت
لعظمته الرقاب وذلت لجبروته الصعاب
ولانت له الشداد الصلاب واستدلت بصنعته
الالباب ويسبح بحمده الرعد والسحاب والبرق
والسراب والشجر والدواب رب الارباب
ومسبب الاسباب ومنزل الكتاب وخالق
خلقه من التراب غافر الذنب وقابل التوب
شديد العقاب لا اله الا هو عليه توكلت و
اليه متاب صدق الله الذي لم يزل جليلا
دليلا صدق من حسبي به كفيلا صدق من
اتخذته وكيلا صدق الله الهادي اليه سبيلا
صدق الله ومن اصدق من الله قيلا صدق الله وصدقت انباؤه
وصدق الله وصدقت انبياؤه صدق الله وجلت آلاؤه وصدق
الله وصدقت ارضه وسماؤه صدق الله الواحد القديم الماجد الكريم
الشاهد العليم الحليم الغفور الرحيم الشكور الحليم قل صدق الله فاتبعوا ملة

اختیارات کا مالک ہے، جو دلوں کے کھٹکوں سے واقف ہے اور جو دن
کے بعد رات اور رات کے بعد دن لاتا ہے جو سخت کاموں کو آسان
اور آسان کاموں کو مزید آسان فرما دیتا ہے جس نے جوش مارتا ہوا
سمندر انسان کے لئے مسخر فرما دیا اور جس نے حق اور باطل میں فرق کرنیوالی
شے اور نور اتارا اور توریت، انجیل اور زبور اتاری اور جس نے قرآن، طور
پھیلے ہوئے کاغذ پر لکھی ہوئی کتاب، بیت معمور، زندگی بعد الموت اور
آخرت کی قسم کھائی جو اندھیروں اور اجالے کو پیدا کرنیوالا ہے اور جو حور
وغلمان اور محلوں کو اور جنتوں کو بنانے والا ہے اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے
سناتا ہے اور آپ انہیں نہیں سنا سکتے جو قبروں میں ہیں اس عظیم اللہ نے
سچ فرمایا جو عزت والا اور بلند و برتر ہے اور سب پر غالب ہے کسی
کو جرأت نہیں کہ اس کے صحن میں قدم رکھے، اسکی عظمت کے آگے ہر چیز
ذلیل و سرنگوں ہے اس نے آسمان بلند و مرتفع فرمائے، زمین پھیلا
کر وسیع و فراخ بنائی، نہریں جاری کیں، چشمے بہائے، میٹھے اور کڑوے پانی کو
بلا آمیزش کے دوش بدوش چلایا، تاروں کو مسخر بنایا اور ان کو طلوع کیا،
فضا میں بادل چھوڑے اور انہیں اونچا رکھا، نور پھیلایا اور اسے چمکایا،
مینہ برسایا پھر نباتات پیدا کی اور حضرت موسیٰ سے باتیں کیں اور انہیں اپنی
آواز سنائی اور کوہ طور اس کی تجلی سے ریزہ ریزہ ہو گیا کسی کو اپنی نعمتیں
دیں اور کسی سے سلب کیں کسی کو ضرر پہنچایا اور کسی کو فائدہ، کسی کو دیا
کسی سے روک لیا، لوگوں کے لئے دین اور شریعت مقرر فرمائی تفریق و جمع
اسی کا کام ہے اس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا ہر ایک کی ایک جائے
قرار (باپ کی پیٹھ) ہے اور ایک جائے امانت (ماں کا رحم) ہے حق تعالیٰ
کا فرمان سچا ہے اللہ بڑی عظمت والا اور بہت دینے والا ہے اس کی
عظمت کے آگے گردنیں خم ہیں اور اس کی عزت کے آگے سرچڑھوں کے
سر نگوں ہیں اس کے لئے سخت و دشوار کام آسان ہیں اور اس کی
کاریگری سے عقلوں نے سبق حاصل کیا اور علم سیکھا ہے اور اس کی پاکی

ابراھیم صدق اللہ العظیم لا الہ الا ھو الرحمٰن
الرحیم الحی العلیم الحی الکریم الحی الباقی الحی
الذی لا یموت ابدا ذو الجلال والاکرام والاسماء
العظام والمنن الجسام وبلغت الرسل الکرام
بالحق صلی اللہ علی سیدنا محمد وسلم وعلیھم
السلام ونحن علی ما قال اللہ ربنا وسیدنا و
مولانا من الشاھدین واما اوجب والزم غیر
جاحدین والحمد للہ رب العالمین وصلوٰتہ
علی سیدنا وسندنا محمد خاتم النبیین و
علی ابویہ المکرمین سیدنا آدم والخلیل
ابراھیم وعلی جمیع اخوانہ من النبیین وعلی
اھل بیتہ الطاھرین وعلی اصحابہ المنتخبین
وعلی ازواجہ الطاھرات امھات المومنین
وعلی التابعین لھم باحسان الی یوم الدین
علینا معھم برحمتک یا ارحم الراحمین
صدق اللہ ذو الجلال والاکرام والعظمۃ و
السلطان جبار لا یرام عزیز لا یضام قیوم
لا ینام لہ الافعال الکرام والمواھب العظام
والایادی الجسام والافضال والانعام و
الکمال والتمام تسبح لہ الملائکۃ الکرام
والبھائم والھوام والریاح والغمام والضیاء
والظلام وھو اللہ الملک القدوس السلام
ونحن علی ما قال اللہ ربنا جل ثناؤہ وتقدست
اسماؤہ وجلت آلاؤہ وشھدت ارضہ و
سماؤہ ونطقت بہ رسلہ وانبیاؤہ شاھدون

اور حمد بادل اور رعد کرتے ہیں اور بجلیاں اور ریت کے ذرات بھی اور
درخت اور چوپائے بھی وہی مالکوں کا مالک اور مسبب الاسباب ہے
اسی نے آسمان سے کتابیں اتاریں اور مٹی سے مخلوق پیدا کی، وہ گناہ
بخشنے والا، توبہ قبول کرنے والا اور سخت عذاب والا ہے اس کے سوا
کوئی معبود نہیں اسی پر میرا بھروسہ ہے اور مجھے اسی کی طرف لوٹ کر جانا
ہے۔ اللہ نے سچ فرمایا جو ہمیشہ سے جلیل القدر ہے اور راہ دکھانے
والا ہے اس نے سچ فرمایا جو مجھے کفیل ہونے کے اعتبار سے کافی ہے
اس نے سچ فرمایا جس کو میں نے اپنا کارساز بنایا، اس نے سچ فرمایا
جو اپنی راہ دکھانے والا ہے، اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا اور اللہ تعالیٰ
سے بڑھ کر سچا اور کون ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ سچا ہے اور اس کی
خبریں سچی ہیں اللہ تعالیٰ سچا ہے اور اس کی خبریں سچی ہیں، اللہ
تعالیٰ سچا ہے اور اس کے انبیاء بھی سچے ہیں، اللہ تعالیٰ سچا ہے
اور اس کی نعمتیں جلیل الشان ہیں، اللہ سچا ہے اور اس کے آسمان
و زمین بھی سچے ہیں۔ اللہ نے جو یکتا، قدیم، صاحب مجد، بزرگ، گواہ
علم والا، بخشش والا، انتہائی مہربان، قدردان و سنجیدہ ہے، سچ
فرمایا آپ فرما دیں کہ اللہ نے سچ فرمایا لہٰذا مذہب ابراہیمؑ کی
پیروی کرو اس عظیم اللہ نے سچ فرمایا جس کے سوا کوئی سچا معبود
نہیں جو بڑا مہربان اور انتہائی رحم والا ہے، زندہ ہے ہمہ گیر علم والا
ہے، زندہ ہے بزرگ ہے، زندہ ہے باقی ہے، زندہ ہے جس پر کبھی
موت طاری ہونے والی نہیں، جو جلال، جمال اور عزت والا ہے
اور عظیم اسماء والا اور بڑے بڑے احسانات والا ہے۔ معزز
رسولوں نے بلا کم و کاست ہمیں اس کا پیغام پہنچا دیا حق تعالیٰ
نے ہمارے محبوب پیغمبر پر اور تمام انبیائے کرام پر اپنی رحمتیں
اور سلامتیاں بھیجے اور ہم اس پر جو ہمارے اللہ نے جو ہمارا رب ہے
اور ہمارا سردار و آقا ہے، فرمایا گواہ ہیں اور جو اللہ نے ہم پر

الا الله الا هو والملائكة واولوا العلم قائما
بالقسط لا اله الا هو العزيز الحكيم ان الدين
عند الله الاسلام ونحن بما شهد الله ربنا و
الملائكة والوا العلم من خلقه من الشاهدين
شهادة نشهد بها العزيز الحميد ودان بها
المؤمن الغفور الودود واخلص بالشهادة
لذي العرش المجيد يرفعها بالعمل الصالح
الرشيد يعطي قائلها الخلود في جنة ذات سدر
مخضود وطلح منضود وظل ممدود وماء مسكوب
يرافق فيها النبيين الشهود والركع السجود
والباذلين في طاعته غاية المجهود اللهم
اجعلنا بهذه التصديق صادقين وبهذا
الصدق شاهدين وبهذه الشهادة مومنين
وبهذا الايمان موحدين وبهذا التوحيد
مخلصين وبهذا الاخلاص موقنين وبهذا
الايقان عارفين وبهذه المعرفة معترفين
وبهذا الاعتراف منيبين وبهذه الانابة
فائزين وفيما لديك راغبين ولما عندك
طالبين وباه بنا الملائكة الكرام الكاتبين
واحشرنا مع النبيين والصديقين والشهداء
والصالحين ولا تجعلنا ممن استهوته الشياطين
نشغلته بالدنيا عن الدين فاصبح من النادمين
وفي الآخرة من الخاسرين واوجب لنا الخلود
في جنات النعيم برحمتك يا ارحم الراحمين
اللهم لك الحمد وانت للحمد اهل وانت الحقيق

واجب اور فرض فرمایا اس کا انکار کرنے والے نہیں اور تمام تعریفیں
اللہ ہی کے لئے ہیں جو رب العالمین ہے اللہ کی رحمتیں جزا کے دن
تک ہمارے سردار پر جو ہماری سند ہیں اور خاتم الانبیاء ہیں نازل
ہوں اور ان کے دو بزرگ دادا (یعنی) حضرت آدمؑ اور حضرت
ابراہیمؑ پر بھی اور آپ کے تمام بھائیوں (انبیائے کرام) پر بھی
اور آپ کے پاک خاندان والوں پر بھی اور آپ کے منتخب صحابہ کرام
پر بھی اور آپ کی پارسا بیویوں (امہات المومنین) پر بھی اور تابعین
صالحین پر بھی اور اے ارحم الراحمین اپنی مہربانی سے ان کے ساتھ
ساتھ ہم پر بھی آمین، اللہ نے سچ فرمایا جو عزت و بزرگی والا اور
عظمت و اقتدار والا ہے وہ ایسا جبار ہے جس کا کوئی قصد نہیں
کرتا اور ایسا غالب ہے جس پر کوئی ظلم نہیں کر سکتا اور کائنات کو
سنبھالنے والا ہے جو سوتا نہیں اس کے عظیم و شاندار کارنامے
ہیں جلیل القدر عطیات ہیں عظیم الشان احسانات ہیں، قابل
قدر فضل و انعامات ہیں اور لائق تعریف و توصیف کمالات ہیں
معزز فرشتے، چوپائے، حشرات الارض، ہوائیں، بادل، روشنی
اور اندھیرے، غرضیکہ کائنات کی ہر چیز اس کی تسبیح میں مستغرق ہے
وہ اللہ بادشاہ ہے، قدوس ہے اور بے عیب ہے اور ہم اس پر جو کچھ
ہمارے رب نے (جس کی تعریف بڑی ہے، جس کے نام پاک ہیں اور
جس کے احسانات جلیل الشان ہیں جن کی تمام کائنات گواہ ہے اور
جن کا بیان اس کے پیغمبروں نے کیا ہے) فرمایا گواہ ہیں اللہ
تعالیٰ نے گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اور فرشتوں
نے اور اہل علم نے بھی جو عادل گواہ ہیں اس کے سوا کوئی سچا معبود
نہیں وہی بڑی عزت و حکمت والا ہے بلاشبہ دین اللہ کے نزدیک
اسلام ہے ہم بھی اس پر جس کی گواہی اللہ نے جو ہمارا رب ہے
اور فرشتوں نے اور اہل علم نے دی، گواہ اور وہی شہادت ادا کرتے

بالمنة ثم الفضل لك الحمد على تتابع احسانك
ولك الحمد على تواتر انعامك ولك الحمد على
ترادف امتنانك اللهم انك عطفت علينا
قلوب الآباء والامهات صغارا وضاعفت
علينا نعمك كبارا واليت الينا برك مدرارا
وجهلنا وما عاجلتنا مرارا فلك الحمد اللهم
فاذا نحمد لك سرا وجهارا ونشكرك محبة
واختيارا فلك الحمد اذ الهمتنا من الخطاء
استغفارا ولك الحمد فارزقنا جنة واجب
عنا بعفوك نارا ولا تهلكنا يوم البعث
فتجعلنا بين المعاشر عارا ولا تفضحنا بسوء
افعالنا يوم لقائك فتكسنا ذلة وانكسارا
برحمتك يا ارحم الراحمين اللهم لك الحمد
كما هديتنا للاسلام وعلمتنا الحكمة و
القرآن اللهم انت علمتنا قبل رغبتنا في
تعليمه ومننت به علينا قبل علمنا بمعرفته
وخصصتنا به قبل معرفتنا بفضله اللهم فاذا
كان ذلك من فضلك لطفا بنا وامتنانا
علينا من غير حيلتنا ولا قوتنا فهب لنا اللهم
رعاية حقه وحفظ آياته وعملا بمحكمه
وايمانا بمتشابهه وهدى في تدبره وتفكرا
في امثاله ومعجزته وتبصرة في نوره و
حكمه لا تعارضنا الشكوك في نفس يقينه
ولا يختلجنا الزيغ في نفس طريقه اللهم
انفعنا بالقرآن العظيم وبارك لنا في الآيات

ہیں جو تعریف کئے جانے والے اور عزت والے اللہ نے دی اور جس پہ
مومنوں نے بخشنے والے اور محبت کرنیوالے اللہ کی طرف سے یقین کیا۔ اور
جس کی بزرگ عرش والے کے لئے خلوص سے گواہی دی اللہ تعالٰے
اس گواہی کو نیک وصالح عملوں کے ساتھ اٹھا لیتا ہے اور لا الہ الا اللہ
کے پڑھنے والوں کو جنت میں جس میں بے کانٹوں کی بیریاں ہیں تہ بتہ
کیلے ہیں لمبے لمبے سائے ہیں اور جاری پانی ہیں ہمیشگی عطا فرماتا ہے
جہاں انہیں انبیاء کی رفاقت نصیب ہوتی ہے جو دنیا پہ گواہ ہیں اور
رکوع وسجدہ کرنیوالے ہیں اور اللہ کی اطاعت وعبادت میں مقدور
بھر سرگرم عمل رہتے ہیں اے اللہ اس تصدیق سے ہمیں سچا، اس صداقت
سے گواہ، اس شہادت سے مومن، اس ایمان سے موحد، اس توحید
سے مخلص، اس اخلاص سے یقین والے، اس یقین سے عارف، اس معرفت
سے معترف اس اعتراف سے رجوع کرنیوالے اور اس انابت (رجوع)
سے کامراں بنا اور اپنی نعمتوں کا مشتاق وامیدوار بنا اور معزز لکھنے والے
فرشتوں میں ہم پر فخر کر اور انہیں ہماری حقیقت بتا اور ہمیں انبیاء
صدیقین، شہداء اور صلحاء کے ساتھ اٹھا اور ہمیں ان میں شامل نہ
فرما جن پر شیطان چھا گئے ہیں اور شیطانوں نے ان سے دین چھڑا
کر انہیں دنیا میں لگا دیا ہے اور وہ نادم وپشیمان اور آخرت میں
نقصان اٹھانیوالے ہیں اور اے ارحم الراحمین اپنی مہربانی سے
نعمتوں والی جنتوں میں ہمیشگی واجب فرما اے اللہ تیرے ہی لئے
تعریفیں ہیں اور تو ہی حمد کا اہل ہے اور تو ہی حقدار فضل ونعمت ہے
تیرے لگاتار احسانات پہ تیرے ہی لئے تعریفیں ہیں اور تیرے متواتر
انعامات پر تیرے لئے ہی بڑائیاں ہیں اور تیری آگے پیچھے نعمتوں پر
تیرے لئے ہی حمد وثنا ہے اے اللہ جب ہم بچے تھے تو تو نے ہمارے
ماں باپوں کے دلوں میں ہماری محبت پیدا کر دی تھی اور جب ہم
بڑے ہو گئے تو ہم پر تو نے اپنی نعمتوں کی بوچھاڑ کر دی اور اپنی

والذکر الحکیم وتقبل منا انک انت السمیع العلیم وتب علینا انک انت التواب الرحیم برحمتک یا ارحم الراحمین اللھم اجعل القرآن ربیع قلوبنا وشفاء صدورنا وجلاء احزاننا وذھاب ھمومنا وغمومنا وسائقنا وقائدنا ودلیلنا الیک والی جناتک جنات النعیم برحمتک یا ارحم الراحمین اللھم اجعل القرآن لقلوبنا ضیاء ولابصارنا جلاء ولاسقامنا دواء ولذنوبنا ممحصا ومن النار مخلصا اللھم اکسنا بہ الحلل واسکنا بہ الظلل واسبغ علینا بہ النعم وادفع بہ عنا النقم واجعلنا بہ عند الجزاء من الفائزین وعند النعماء من الشاکرین وعند البلاء من الصابرین ولا تجعلنا ممن استھوتہ الشیاطین نشغلتہ بالدنیا عن الدین فاصبح من الخاسرین برحمتک یا ارحم الراحمین اللھم لا تجعل القرآن بنا ماحلا ولا الصراط بنا زائلا ولا نبینا وسیدنا وسندنا محمدا صلی اللہ علیہ وسلم فی القیامۃ عنا معرضا ولا مولیا اجعلہ یا ربنا خالقنا یا رازقنا لنا شافعا مشفعا واوردنا حوضہ واسقنا بکاسہ مشربا رویا سائغا ھنیا لا نظما بعدہ ابدا غیر خزایا ولا ناکثین ولا جاحدین ولا مغضوب علینا ولا ضالین برحمتک یا ارحم الراحمین اللھم انفعنا بالقرآن الذی رفعت مکانہ وثبت

نوازشوں کی موسلا دھار بارش برسادی اور ہم تجھ سے جاہل رہے مگر تونے بارہا ہماری گرفت میں جلدی نہیں کی اس لئے اے اللہ تیرے ہی لئے بے شمار تعریفیں ہیں ہم خلوت وجلوت میں ظاہر کرکے اور چھپاکر تیری حمد بیان کرتے ہیں اور اختیار ومحبت سے تیرا شکرادا کرتے ہیں تیری اس لئے بھی تعریفیں ہیں کہ تونے ہمارے دل میں گناہوں کے بعد استغفار کا الہام فرما دیا اے اللہ ہم کس زبان سے تیری حمد بیان کریں، ہمیں جنت نصیب فرما اور اپنی معافی سے ہمارے اور آگ کے درمیان آڑ حائل فرما اور میدان محشر میں ہماری پردہ دری نہ فرما کہ ہمارا شرمساروں میں شمار ہو اور اے ارحم الراحمین اپنی مہربانی سے اپنی ملاقات کے وقت ہمارے بُرے افعال سے ہمیں رسوا نہ فرما کہ ہمیں ندامت و شرمندگی ہو۔ اے اللہ تیرے لئے ہی حمد ہے کیونکہ تونے ہمارے دلوں میں اسلام کی محبت پیدا کی اور تونے ہمیں حکمت وقرآن کی تعلیم دی اے اللہ تونے ہمارے شوق سے پہلے ہمیں اس کی تعلیم دی اور اس کی معرفت کے علم سے پہلے تونے اس کے ساتھ ہم پر احسان فرمایا اور اپنی مہربانی سے معرفت سے پہلے تونے ہمیں اس کے ساتھ مخصوص فرمایا اے اللہ جب یہ ساری چیزیں تیرے فضل وکرم سے ہماری کسی تدبیر وقوت کے بغیر تیرے لطف واحسان کی بنا پر ہم پر ہیں تو اے اللہ ہمیں قرآن کے حق کی رعایت بھی ہبہ فرما اور اس کی آیتوں کی یادداشت بھی اور اس کی محکم آیتوں پر عمل کرنے کی اور متشابہ آیتوں پر ایمان لانے کی توفیق دے اور قرآن پاک میں غور وفکر کے بعد ہم پر ہدایت کے دروازے کھول دے اور اس کی مثالوں اور معجزوں سے ہماری فہم روشن فرما اور اس کے نور سے ہماری بصیرت کو نور بخش اور ایسی حکمت عطا فرما کہ اسکی موجودگی اوہام وشکوک کے لئے راہ نہ کھلے اور قرآن کی سیدھی راہ میں کجی نہ

ارکانہ بآیات سلطانہ وبینت برکاتہ
وجعلت اللغۃ العربیۃ الفصیحۃ لسانہ و
قلت یا عز من قائل سبحانہ (فاذا قرأنٰہ
فاتبع قرآنہ ثم ان علینا بیانہ) وھو احسن
کتبک نظاما واوضحہا کلاما وابینہا
حلالا وحراما محکم البیان ظاہر البرہان
محروس من الزیادۃ والنقصان فیہ وعد و
وعید وتخویف وتہدید (لا یاتیہ الباطل
من بین یدیہ ولا من خلفہ تنزیل من حکیم
حمید) اللھم فاوجب لنا بہ الشرف والمزید
والحقنا بکل بر سعید واستعملنا فی العمل
الصالح الرشید انک انت القریب المجیب برحمتک
یا ارحم الراحمین اللھم فکما جعلتنا بہ
مصدقین ولما فیہ محققین فاجعلنا بتلاوتہ
منتفعین والی لذیذ خطابہ مستمعین وبما فیہ
معتبرین ولاحکامہ جامعین ولاوامرہ و
نواہیہ خاضعین وعند ختمہ من الفائزین
ولثوابہ حائزین ولک فی جمیع شہورنا ذاکرین
والیک فی جمیع امورنا راجعین واغفرلنا فی
لیلتنا ھذہ اجمعین برحمتک یا ارحم
الراحمین اللھم اجعلنا من الذین حفظوا
للقرآن حرمتہ لما حفظوہ وعظموا منزلتہ لما
سمعوہ وتادبوا باٰدابہ لما حضروہ والتزموا
حکمہ لما قاروہ واحسنوا جوارہ لما جاوروہ
وارادوا بتلاوتہ وجہک الکریم والدار الآخرۃ

آنے پائے اے اللہ ہمیں قرآن عظیم سے نفع پہنچا اور ہمیں قرآن کی آیتوں
میں اور حکمت والے ذکر میں برکت دے اور اپنی مہربانی سے ہماری یہ دعا
قبول فرما کیونکہ تو تو بہ قبول کرنیوالا اور بڑا ہی مہربان ہے اے ارحم
الراحمین اپنی مہربانی سے ہماری دعا قبول فرما اے اللہ قرآن کو ہمارے
دلوں کی بہار، سینوں کی شفا اور غموں کی دعا اور پریشانیوں اور بے چینیوں
کے لئے اکسیر بنا اور قرآن کو ہمارا قائد و رہنما اور ساربان بنا اور اے
ارحم الراحمین ہم تیری مہربانی سے اسکی روشنی میں تجھے اور تیری نعمتوں
والی جنتوں کو پالیں آمین ثم آمین ۔ اے اللہ قرآن کو ہمارے دلوں
کی روشنی، ہماری نگاہوں کی جلا، ہماری بیماریوں کی دوا، ہمارے
گناہوں کی دار وئے شفا اور ہمارے لئے آگ سے ڈھال بنا، اے
اللہ ہمیں قرآن کی بدولت جوڑے پہنا اور فرقان کی بدولت سلّے
عطا فرما اور جنتوں میں لبسا، ہم پر نعمتیں مکمل فرما، ہم سے عذاب دور فرما
اور اے ارحم الراحمین اپنی مہربانی سے جزا کے دن قرآن کی برکت سے
ہمیں کامرانی عطا فرما اور نعمتوں کے زمانہ میں شکر گزار اور مصیبت کے
زمانہ میں صابر و اطاعت شعار بنا اور ان میں سے نہ بنا جن پر شیطان
چھائے ہوئے رہتے ہیں اور انہیں دنیا میں پھانس کر دین سے بے خبر
کر دیتے ہیں پھر وہ دیوالیہ ہو جاتے ہیں اے اللہ قرآن کو ہم سے
جھگڑنے والا نہ بنا، نہ سیدھی راہ سے ہمیں ہٹا اور نہ قیامت کے
دن ہمارے محبوب نبی السید و آقا اور ہماری سند و دلیل محمد رسول اللہ
صلعم کو ہم سے منہ پھیرنے والا بنا اور نہ پیٹھ پھیرنے والا ۔ اے ہمارے
پروردگار، اور اے ہمارے خالق و روزی رساں آپ کو ہمارا شفیع
بنا اور ہمارے حق میں آپکی سفارش قبول فرما اور ہمیں آپ کی حوض
پر پہنچا اور آپکے ہاتھوں ہمیں حوض کوثر کا ایک ایسا جام پلا جو
سیراب کرنیوالا، خوشگوار و ہاضم اور مبارک ہو جسے پی کر پھر
کبھی پیاس نہ لگے نہ ہم رسوا ہوں اور نہ غدار و منکر ہوں اور اے

فوصلوا به الی المقامات الفاخرة واجعلنا
به ممن فی درج الجنان یرتقی وبنبیه صلی الله
علیه وسلم یوم عرضه وهو راض عنه یلتقی
فالمستشفع بالقرآن غیر شقی برحمتك یا ارحم
الراحمین اللهم اجعلها ختمة مبارکة علی
من قرأها وحضرها وسمعها وامن علی دعائها
وانزل اللهم من برکاتها علی الدور فی دورهم
وعلی اهل القصور فی قصورهم وعلی اهل
الثغور فی ثغورهم وعلی اهل الحرمین فی
حرمیهم من المؤمنین اللهم واهل القبور
من اهل ملتنا انزل علیهم فی قبورهم
الضیاء والفسحة وجازهم بالاحسان
احسانا وبالسیئات غفرانا وارحمنا اذا
صرنا الی ما صاروا الیه برحمتك یا ارحم
الراحمین اللهم یا سائق الفوت ویا سامع
الصوت ویا کاسی العظام بعد الموت صلی علی
محمد وعلی آل محمد ولا تدع لنا فی هذه
اللیلة الشریفة المبارکة ذنبا الا غفرته
ولا هما الا فرجته ولا کربا الا نفسته
ولا غما الا کشفته ولا سوءا الا صرفته
ولا مریضا الا شفیته ولا مبتلی الا عافیته
ولا ذا اساءة الا اقلته ولا حقا الا استخرجته
ولا غائبا الا رددته ولا عاصیا الا هدیته
ولا ولدا الا جبرته ولا میتا الا رحمته
ولا حاجة من حوائج الدنیا والآخرة لك

ارحم الراحمین تیری مہربانی سے نہ ہم پر تیرا غصہ ہو اور نہ ہم گمراہ ہوں اے
اللہ ہمیں قرآن سے جس کا مقام تو نے بلند فرمایا ہے فائدہ پہنچا تو
نے ہی اس کے ستون جمائے ہیں اور اس کا غلبہ مستحکم بنایا ہے اور اسکی
برکتیں ظاہر فرمائی ہیں اور اسے فصیح عربی زبان میں اتارا ہے اور اسے
معزز مخاطب تو نے اسمیں فرمایا ہے کہ جب ہم آپ پر قرآن پڑھیں تو
آپ اس کی قرأت کی پیروی کریں پھر اس کا بیان ہمارے ذمہ ہے قرآن
عزیز نظم و ترتیب کے اعتبار سے تمام السامی کتابوں سے افضل، واضح
ترین اور حلال و حرام کو تفصیل سے بیان کرنیوالا ہے قرآن پاک اپنے
بیان میں محکم، دلیل میں غالب اور کمی بیشی سے محفوظ ہے، اس میں
وعدے، ڈراوے اور زجر و توبیخ اور اس میں باطل کسی سمت سے
کبھی نہیں گھستا اور وہ حکیم و حمید کی طرف سے اترا ہے اے اللہ
قرآن کی برکت سے ہمیں شرف بلکہ اس سے کبھی اشرف شے عطا فرما
اور ہمیں ہر صالح و خوش نصیب کے ساتھ شامل فرما اور ہم سے اپنی
مہربانی سے سلوک کیجئے اور نیک عمل کرا بلاشبہ تو ہم سے قریب ہے اور
ہماری دعائیں قبول کرنیوالا ہے۔ اے اللہ جس طرح تو نے
ہمیں اس کی تصدیق کی توفیق دی اور ہمارا اسکی ہدایات پر سر تسلیم
خم کرایا تو اس کی تلاوت سے ہمیں فائدہ بھی پہنچا اور ہم میں اس
کے روح افروز و لذت اندوز خطابات سننے کا بے پناہ شوق عطا
فرما اور ہمارے اندر اس کی آیتوں سے عبرت پیدا کر اور ہمیں اس
کے ختم پر کامران بنا اور اس کے ثواب کا حقدار بنا اور ہمیں شوق
دے کہ ہم سال کے تمام مہینوں میں اس کے ذریعہ تجھے یاد کرتے رہیں
اور اپنے تمام کاموں میں تیری طرف ہی رجوع کرتے رہیں اور
اے ارحم الراحمین اپنی مہربانی اور کرم فرمائی سے اس رات میں
ہمارے تمام گناہ معاف فرما دے آمین اے اللہ ہمیں انکی فہرست
میں شامل فرما جو حفظ کرنے کے بعد قرآن کا احترام برقرار رکھتے

فیہا رضا ولنا فیہا صلاح الا اعننا علی
قضائہا بیسر منک وعافیۃ مع المغفرۃ
برحمتک یا ارحم الراحمین اللہم عافنا واعف
عنا بعفوک العظیم وسترک الجمیل واحسانک
القدیم یا دائم المعروف یا کثیر الخیر وصل
علی سیدنا وسندنا محمد وعلی اخوانہ
الانبیاء وعلی آلہ والملائکۃ وسلم تسلیما
ربنا آتنا من لدنک رحمۃ وھیئ لنا من امرنا
رشدا ووفقنا العمل الصالح یرضیک عنا
برحمتک یا ارحم الراحمین اللہم صل علی محمد
کما ھدیتنا بہ من الضلالۃ اللہم صل
علی محمد کما استنقذتنا بہ من الجہالۃ
اللہم صل علی محمد کما بلغ الرسالۃ اللہم
صل علی محمد شمس البلاد وقمر العباد
وزین الوراد وشفیع المذنبین یوم التناد
اللہم صل علی محمد وذریتہ وجمیع صحابتہ
الذین قاموا بنصرتہ وجروا علی سنتہ
برحمتک یا ارحم الراحمین اللہم صل علی
محمد الذی بالحق بعثتہ وبالصدق نعتہ
وبالحلم وسمتہ وباحمد سمیتہ وفی القیامۃ
فی امتہ شفعتہ اللہم صل علی محمد ما ازہرت
النجوم وصل علی محمد ما تلاحمت الغیوم
وصل علی محمد یا حی یا قیوم اللہم صل علی
محمد ما ذکرہ الابرار وصل علی محمد
ما اختلف اللیل والنہار وصل علی محمد وعلی

ہیں اور سننے کے بعد اس کے مرتبہ کی عظمت کرتے ہیں اور اسے چھوتے وقت
اسکے آداب بجالاتے ہیں اور اس سے جدا ہونے کے بعد اس کے احکام
سینے سے چمٹائے رہتے ہیں اور جب اسکے پڑوس میں رہتے ہیں تو اس
کی ہمسائیگی کا خوبصورتی سے حق ادا کرتے ہیں اور اس کی تلاوت سے
تیری عزت والی رضا اور آخرت طلب کرتے ہیں اور اس کی برکت
سے قابل فخر درجات پا جاتے ہیں۔ اے اللہ قرآن کی برکت سے
ہمیں ان لوگوں میں شامل فرما جو اس کی برکت سے جنت کی سیڑھیوں
پر چڑھیں گے اور پیشی کے دن اپنے محبوب نبی کے ساتھ ہوں گے
اور خوشی خوشی آپ سے ملاقات کریں گے اور آپ ان سے خوش
ہوں گے اے ارحم الراحمین تیری نوازش سے قرآن کو شفیع بنانے
والا محروم نہیں رہتا اے اللہ یہ ختم قرآن قاری کے لئے حاضرین
کرام کے لئے اور سامعین عظام کے لئے اور دعاؤں پر آمین کہنے والوں
کے لئے باعث برکت بنا اور اے اللہ اس کی برکتیں ان کے گھروں
محلوں، سرحدوں اور حرمین میں نازل فرما اے اللہ ہمارے
مردوں کی قبروں میں اس کی برکت سے نور پھیلا اور انہیں فراخ
کر دے اور انہیں ان کے نیک عملوں پر بہترین صلہ دے اور ان کی
برائیوں سے درگزر فرما اور اے ارحم الراحمین اپنی رحمت سے مرنے
کے بعد ہم پر بھی رحم فرما۔ اے اللہ اے موت سے بری و پاک
اے آواز کو سننے والے اور اے موت کے بعد ہڈیوں پر گوشت
چڑھانے والے اپنی رحمتیں محمد و آل محمد پر اتار اور اس شریف
و مبارک رات میں ہمارا بخشے بغیر کوئی گناہ نہ چھوڑ اور ہماری ہر
پریشانی اور بے چینی دور فرما اور ہم سے ہر بے قراری اور برائی
ہٹا، ہمارے ہر مریض کو شفا عطا فرما ہر مصیبت زدہ کو عافیت
بخش، گنہ گاروں کو گناہوں سے باز رکھ، قرضداروں کا قرض ادا فرما
جو گم اور غائب ہیں انہیں خیر و عافیت سے واپس لا، نافرمانوں

المهاجرين والانصار برحمتك يا ارحم الراحمين

کو ہدایت دے، بچوں کی اصلاح فرما، مردوں پر رحم فرما اور ہر شخص کی جائز ضرورت کو جسمیں تیری رضا و صلاح ہو، بر لا اور اے ارحم الراحمین اپنی مہربانی سے سہولت و عافیت سے سب کی حاجتیں پوری فرما اور اپنی عظیم صفت عفو کی برکت سے اور اپنی خوبصورت پردہ پوشی سے اور اپنے قدیم احسان سے ہمارے گناہ معاف فرما اے ہمیشہ حسن سلوک کرنیوالے اے بیشمار خیر و برکات والے ہمارے سردار و سند حضرت محمد رسول اللہ صلعم پر آپکے بھائیوں (انبیائے کرام) پر آپکے خاندان والوں پر اور فرشتوں پر بیشمار رحمتیں اور سلامتیاں بھیج اے ہمارے پروردگار ہمیں اپنے پاس والی رحمت عطا فرما اور ہمارے کام میں اپنے حکم سے صلاح فراہم فرما اور اے ارحم الراحمین اپنی نوازشوں سے ہمیں ایسے نیک عملوں کی توفیق عطا فرما جو تیری رضا کے موجب ہوں، اے اللہ محمد (صلعم) پر اپنی رحمتیں بھیج جیسے تو نے آپکے ذریعہ ہمیں گمراہی سے بچایا اے اللہ محمد (صلعم) پر اپنی رحمتیں بھیج جیسے تو نے آپکے ذریعہ ہمیں جہالت سے بیدار کیا، اے اللہ محمد (صلعم) پر درود بھیج جیسے آپ نے ہمیں تیرا پیام پہنچایا اے اللہ محمد (صلعم) پر جو دنیا کے آفتاب عالمتاب اور گھواروں کے ماہتاب ہیں اور مخلوق کی زینت اور قیامت کے دن گنہ گاروں کے شفیع ہیں، درود بھیج اے اللہ اپنی مہربانی سے محمد (صلعم) پر درود بھیج اور ان کی اولاد اور تمام صحابہ کرام پر جو آپکی مدد کے لئے سینہ سپر رہے اور آپکی سنت پر گامزن رہے اے اللہ محمد رسول اللہ صلعم پر درود بھیج جن کو تو نے سچا نبی بنا کر مبعوث فرمایا جن کا صفت صدق سے ذکر فرمایا جنکو صفت حلم سے متعین کیا جنکو احمد کے نام سے یاد فرمایا اور جن کی قیامت کے دن امت کے بارے میں سفارش قبول کرنے کا وعدہ فرمایا۔ اے اللہ محمد رسول اللہ صلعم پر جب تک تارے چمکتے رہیں اور جب تک بادل چھاتے رہیں درود بھیج اور اے حی وقیوم آپ پر درود بھیج، اے اللہ جب تک نیک حضرات آپکا ذکر کرتے رہیں اور دن رات آتے جاتے رہیں آپ پر درود بھیج اور اے ارحم الراحمین اپنی رحمت سے مہاجرین و انصار پر بھی۔ آمین ثم آمین۔

وصیّت

اعلموا رحمكم الله ان ليلتكم هذه ليلة الوداع لشهركم الذى شرفه الله وعظمه ورفع قدره وكرمه بالصيام والقيام وتلاوة القرآن ونزول الرحمة فيه عليكم من الله والرضوان جعله الله مصباح العام وواسطة النظام وشرف قواعد الاسلام المشرقة بانوار الصيام والقيام انزل الله تعالىٰ فيه كتابه وفتح فيه للتائبين ابوابه فلا دعاء فيه الا مسموع ولا خير الا مجموع ولا ضرّ

قارئین کرام! اللہ تعالیٰ کی آپ پر رحمتیں ہوں یقین مانیئے کہ آپ کی یہ رات اس ماہ کو رخصت کرنیوالی رات ہے جسے حق تعالیٰ نے شرف عظمت سے نوازا ہے، جو بلند مرتبہ والا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسے دن کے روزوں سے اور رات کی عبادتوں سے معزز و سربلند فرمایا ہے اسمیں لوگ شب و روز قرآن پاک کی تلاوت سے لطف اندوز ہوتے ہیں اور اسمیں آپ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت و رضا کا نزول ہوتا رہتا ہے اس ماہ مبارک کو حق تعالیٰ نے پورے سال کا چراغ نظام اسلام کا واسطہ اور اس کا ایک اہم اور بنیادی ستون بنایا ہے اور اسے صیام و قیام کے انوار سے سربلند و مزین فرمایا ہے اسی مہینہ

الاسد فوع ولاعمل الامرفوع الظافر المیمون من اغتنم اوقاته والخاسر المغبون من اھمله نفاته شھر جعله الله لذنوبکم تطھیرا و لسیئاتکم تکفیرا ولمن احسن منکم صحیفته ذخیرۃ ولورا ولمن وفی بشرطه وقام بحقه فرحا وسرورا شھر تورع فیه اھل الفسق والفساد وزاد فیه من الرغبة الی الله اھل الجد والاجتھاد شھر عمارات القلوب وکفارات الذنوب واختصاص المساجد بالازدحام و التحاشد وھبوط الاملاك بمحاك العتق والفكاك شھر فیه المساجد تعمر والمصابیح تزھر والآیات تذکر والقلوب تجبر والذنوب تغفر شھر فیه تشرق المساجد بالانوار وتکثر الملائکة لصوامه من الاستغفار ویعتق فیه الجبار فی کل لیلة عند الافطار ستمائة الف عتیق من النار وتنزل فیه البرکات وتعظم فیه الصدقات وتکفر فیه السیئات وتقال فیه العثرات وتدفع فیه النکبات وترفع فیه الدرجات وترحم فیه العبرات وتنادی فیه الحور الحسان من الجنات ھنیئا لکم یا معشر الصائمین والصائمات والقائمین والقائمات بما اعد الله لکم من الخیرات لقد فزتم بالبرکات واستبشر بکم اھل الارض والسموات فرحم الله امرأ مھد فیه لنفسه قبل حلول رمسه واشتغل بیومه عن

ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مقدس اتاری اور اسمیں توبہ کرنیوالوں کیلئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دیے اسمیں کوئی ایسی دعا نہیں جس کو سنا نہ جاتا ہو اور کوئی ایسی خیر نہیں جو اسمیں جمع نہ کی گئی ہو اور کوئی ایسا شر نہیں جو دفع نہ کیا گیا ہو اور کوئی ایسا عمل نہیں جو اٹھایا نہ گیا ہو وہ کامیاب و مبارک ہے جو اسکے اوقات کو غنیمت سمجھے اور وہ گھاٹے والا اور شکست خوردہ ہے جو اس کے اوقات کی قدر نہ کرتا ہو اور وہ اپنے ہاتھ سے ایسا مقدس مہینہ ضائع کر دے جسے اللہ تعالیٰ نے گناہوں کو مٹا دینے والا اور برائیوں کا استیصال کرنیوالا بنا کر بھیجا ہے یہ مبارک مہینہ اسکے لئے جو حسن اعمال سے آراستہ رہے نور ایمان کا صحیفہ اور ذخیرہ ہے اور جو اسکی شرطوں کی رعایت پیش نظر رکھے اور اسکے حقوق کی نگرانی کرے اسکے لئے یہ فرحت و سرور کا خزانہ ہے یہ وہ ماہ مقدس ہے کہ اسمیں فاسق و فاجر بھی متقی اور پارسا بن جاتے ہیں اور اس میں ارباب ریاضات و مجاہدات کی حرص و لگن شباب پر ہوتی ہے یہ مہینہ دلوں کو آباد کرنے کا گناہوں کو مٹانے کا اور بھیڑ و اجتماع سے مسجدوں کو بھرنے کا ہے اور برأت و رہائی کا پرچیاں لیکر فرشتوں کے اترنے کا ہے اس مہینہ میں مسجدیں آباد رہتی ہیں ان میں چراغ جلتے رہتے ہیں ان میں لوگ قرآن کی تلاوت کرتے رہتے ہیں۔ دلوں کو سکون نصیب ہوتا ہے اور گناہ دھلتے رہتے ہیں اس مہینہ میں مسجدیں انوار سے جگمگا اٹھتی ہیں فرشتے روزہ داروں کے لئے کثرت سے استغفار کرتے رہتے ہیں اور رب غفار و جبار روزانہ افطار کے وقت چھ لاکھ مجرموں کو آگ سے آزاد فرماتا ہے اسمیں برکتیں اترتی ہیں اور صدقوں میں برکتیں ہوتی ہیں۔ برائیاں مٹا دی جاتی ہیں لغزشوں سے درگزر کی جاتی ہے، آفات و مصائب ہٹا دیے جاتے ہیں۔ درجات بلند کر دیے جاتے ہیں، آنسوؤں پر رحم کیا جاتا ہے اور جنتوں کی حسین حوریں پکار پکار کر کہتی ہیں کہ اے روزہ دار مردو اور عورتو

غداً لا وامسه تزود من بقیة زاده ففی نفاده
نفاد عمره واظهر لفراق شهره جزعه وسلم
علی شهره وودعه وقال السلام علیك یا
شهر رمضان السلام علیك یا شهر الصیام
والقیام وتلاوة القرآن السلام علیك یا
شهر التجاوز والغفران السلام علیك یا شهر
البرکة والاحسان السلام علیك یا شهر
التحف والرضوان السلام علیك یا شهر
النسك والتعبد السلام علیك یا شهر الصیام
والتهجد السلام علیك یا شهر التراویح السلام
علیك یا شهر الانوار والمصابیح السلام علیك
یا انس العارفین السلام علیك یا فخر الواصفین
السلام علیك یا نور الوامقین السلام علیك
یا روضة العابدین فیا شهرنا غیر مودع
ودعناك وغیر مقلی فارقناك کان نهارك
صدقة وصیاما ولیلك قراءة وقیاما فعلیك
منا تحیة وسلاما انراك تعود بعدها علینا
او یدرکنا المنون فلا تئول الینا مصابیحنا
فیك مشهورة ومساجدنا فیك معمورة
فالآن تنطفی المصابیح وتنقطع التراویح
ونرجع الی العادة ونفارق شهر العبادة
فیا لیت شعری من المقبول منا فنهنیه بحسن
عمله ام لیت شعری من المطرود منا فنعزیه
لسوء عمله فیا ایها المقبول هنیئا لك بثواب
الله عزوجل ورضوانه ورحمته وغفرانه

اور شب بیدار بندو اور بندیوں! حق تعالیٰ نے تمہارے لئے گوناگوں نعمتیں تیار کر رکھی ہیں تمہیں اللہ کی برکتوں نے ڈھانپ رکھا ہے اور آسمان و زمین تم کو مژدہ سُنا رہے ہیں حق تعالیٰ کی اس پر بڑی زبردست رحمت ہے جس نے قبر سے اترنے سے پہلے عبادتیں کر کے اپنے لئے نرم و نازک بستر تیار کر لیا اور گزشتہ کل سے اور آنیوالی کل سے قطع نظر کر کے آج عمل میں سرگرم رہا اور پائیدار زاد سفر تیار کر رکھا کیونکہ اگر کسی کے پاس سفر آخرت کا توشہ نہ ہوا تو اس کی عمر ہی برباد گئی وہ خوش نصیب ہے جو اس مہینہ کی جدائی پر بے صبری کا اظہار کرے اور اسے سلام کہے اور اسے رخصت کرے اور کہے کہ اے ماہ رمضان تجھ پر سلامتی ہو، اے روزوں اور شب بیداری اور تلاوت قرآن کے مہینے تجھ پر سلام ہو، اے درگزر و بخشش کے مہینے تجھ پر سلام ہو، اے برکت و احسان کے مہینے تجھ پر سلام ہو، اے تحائف و رضا کے مہینے تجھ پر سلام ہو، اے عبادت و نیکی کے مہینے تجھ پر سلام ہو، اے روزوں اور تہجد کے مہینے تجھ پر سلام ہو، اے نماز تراویح کے مہینے تجھ پر سلام ہو، اے انوار و چراغوں کے مہینے تجھ پر سلام ہو، اے عارفین کے شوق و انسیت کے مہینے تجھ پر سلام ہو، اے مقربین کے فخر تجھ پر سلام ہو، اے دوستوں کے نور تجھ پر سلام ہو اے عبادت گزاروں کے باغ تجھ پر سلام ہو، اے پیارے مہینے ہم تجھے با دلِ ناخواستہ رخصت کر رہے ہیں اور کلیجوں پر پتھر رکھ کر تجھ سے جدا ہو رہے ہیں تیرے ایام صدقوں اور روزوں سے بھرپور تھے اور تیری راتیں قیام و قرأت سے معمور تھیں۔ ہمارے تجھ پر بیشمار درود و سلام ہوں ہمیں معلوم نہیں کہ ہمیں پھر تیرا دیدار نصیب ہوگا یا تیرے آنے سے پہلے ہم دنیا سے رخصت ہو جائیں گے، ہمارے چراغ تیری وجہ سے جگمگاتے رہتے تھے اور تیری بدولت ہماری مسجدیں معمور رہتی تھیں آہ اب ہمارے چراغ بجھ جائیں گے اور تراویح ختم ہو جائے گی اور ہم

وقبوله واحسانه وعفوه وامتنانه وخلوده
في دار امانه ويا ايها المطرود باصراره وطغيانه
وعدوانه وغفلته وخسرانه وتماديه وعصيانه
لقد عظمت مصيبتك بغضب الله وهوانه
فاين مقلتك الباكية واين دمعتك الجارية
واين زفرتك الرائحة الغادية لاي يوم اخرت
توبتك ولاي عام ادخرت عدتك الى عام
قابل وحول حائل كلا فما اليك مدة الاعمار
ولا معرفة المقدار فكم من مؤمل امل بلوغه
فلم يبلغه وكم من مدرك له ولم يختمه
وكم من اعد طيبا لعيده جعل في تلحيده
وثيابا لتزيينه صارت لتكفينه ومناهيا
لفطره صار مرتهنا في قبره وكم من لا يصوم
بعده سواه وهو يطمع في غيره ان يراه
فاحمدوا الله عباد الله على بلوغ اختتامه
وسلوه قبول صيامه وقيامه وراقبوه باداء
حقوقه واعتصموا بحبل الله وتوفيقه واعلموا
رحمكم الله انكم فارقتم شهرا عظيما متفضلا
كريما اين الصوام القوام الموافقون لكم في
سالف الاعوام واين من كان معكم ليالي
شهر رمضان شاهدين وفي كل حق الله
معاملين من الآباء والامهات والاخوة
والاخوات والجيرة والقرابات اتاهم والله
هادم اللذات وقاطع الشهوات ومفرق
الجماعات فاخلى منهم المشاهد وعطل منهم

اپنی سابق عادت پر لوٹ جائیں گے اور عبادت کے مہینے سے جدا ہو جائیں گے کاش ہمیں معلوم ہو جاتا کہ ہم میں سے کون اللہ کی نگاہ میں مقبول ہوا کہ ہم اسے اسکے حسن اعمال پہ مبارکبادیاں دیتے اور کون مردود ہوا کہ ہم اس کی اسکے برے عملوں پر تعزیت کرتے اے خوش نصیب مقبول! اللہ کا ثواب وصلہ اسکی رضا ورحمت اسکی قبولیت وبخشش اس کا عفو وکرم، اس کا انعام واکرام اور دارالامان میں اس کا عطا کردہ دوام تجھے مبارک ہو۔

اے بدنصیب ومردود! جو اپنے ظلم وزیادتی، طغیان وسرکشی، عدوان، غفلت، خسارہ ونقصان اور گناہوں پر اصرار وہٹ دھرمی سے بارگاہ قدس سے ہٹا دیا گیا، اللہ کے قہر وغضب اور اس کی دی ہوئی ذلت وخواری سے تیری مصیبت بڑی سنگین ہے، تیری رونے والی آنکھ کہاں ہے اور تیرے بہنے والے آنسو کدھر ہیں؟ اور تیری صبح وشام کی آہیں اور دم بدم کے نالے کہاں گئے؟ تو نے کس دن کے لئے اپنی توبہ اٹھا کر رکھ چھوڑی ہے؟ اور کس سال کے لئے تو نے اپنا سامان تیار کر لیا ہے؟ کیا اگلے سال کے لئے اور حائل شدہ سال کے لئے؟ ارے نادان تجھے اپنی عمر کی کیا خبر؟ تجھے کیا معلوم کہ تیری موت کب آئیگی؟ بہت سے زیادہ عمر کے امیدوار متوقع عمر نہ پا سکے، بہت سے لوگوں نے سال رواں طے کیا مگر اسے پورا نہ کر سکے کہ موت نے آکر سفر کاٹ دیا بہت سے لوگوں نے عید کے لئے خوشبو خریدی مگر وہ ان کے کفن میں لگی، بہت سے شوقینوں نے عید کے لئے کپڑے بنائے مگر وہ ان کے کفن میں کام آئے بہت سے روزہ کھولنے کے لئے تیار بیٹھے تھے کہ روزہ کھلنے سے پہلے لحد میں جا اترے بہت سے لوگ رمضان کے علاوہ روزہ نہیں رکھتے اور یہ جذبہ دل میں دبائے رہتے ہیں کہ آئندہ پھر اسی مہینہ میں روزے رکھیں گے مگر یہ ارمان دل کے دل ہی میں لے جاتے ہیں لہٰذا اے اللہ کے بندو اللہ کا شکر ادا کرو کہ اس نے تم کو خیر وعافیت کے ساتھ اس مہینہ کے اختتام تک پہنچا دیا اور اللہ سے دعا کرو کہ وہ تمہار

المساجد تراھم فی بطون الالحاد صرعی لایجدون لما ھم فیہ دفعا ولا یملکون لانفسھم ضرا ولا نفعا ینتظرون یوما الامر فیہ الی ربھم تدعی والخلائق تحشر الی الموقف وتسعی والفرائص ترتعد من ھول ذلک الیوم جمعا والقلوب تتصدع من الحساب صدعا ونفخ فی الصور فجمعنا ھم جمعا عباد اللہ من کان منع نفسہ من الحرام فی شھر رمضان فلیمنعھا فیما بعدہ من الشھور والاعوام فان الہ الشھرین واحد وھو علی الزمانین مطلع شاھد جزانا اللہ وایاکم علی فراق شھر البرکۃ واجزل اقسامنا واقسامکم من رحمتہ المشترکۃ و وبارک لنا ولکم فی بقیتہ وسلک بنا وبکم طریق ھدایتہ برحمتہ وفضلہ ومنتہ اللھم وما قسمت فی ھذہ اللیلۃ من عتق وغفران ورحمۃ ورضوان وعفو وامتنان وکرم واحسان ونجاۃ من النیران وخلود فی نعیم الجنان فاجعل لنا منہ اوفر الحظ واجزل الاقسام برحمتک یا ارحم الراحمین اللھم فکما بلغتنا شھر الصیام فاجعل عامہ علینا من ابرک الاعوام وایامہ من اسعد الایام وتقبل منا ما قدمنا ہ فیہ من الصیام والقیام واغفرلنا ما اقترفنا فیہ من الآثام وخلصنا من مظالم الانام یوم لایرجی فیہ سواک یا علام یا ارحم الراحمین اللھم

روزوں کو اور شب بیداریوں کو قبول فرمائے اور اللہ کے حقوق ادا کرنے کے لئے چاق وچوبند رہو اور اللہ کی رسی کو اور اس کی توفیق کو مضبوط پکڑے رہو دیکھو! تم پر اللہ کا رحم وکرم ہو، تم ایک عظیم، بزرگ اور فضیلت والے مہینے سے جدا ہوتے ہو دیکھتے نہیں گزشتہ سال تمہارے ساتھ جن لوگوں نے روزے رکھے تھے وہ کہاں گئے؟ اور وہ کہاں ہیں جو پچھلے رمضان میں تمہارے ساتھ تراویح پڑھا کرتے تھے اور بڑے شوق سے راتوں میں عبادت کیا کرتے تھے اور اللہ کے تمام حقوق پر عمل پیرا ہوا کرتے تھے؟ تمہارے والدین، بھائی، بہنیں، ہمسائے اقارب واحباب کہاں ہیں؟ اللہ کی قسم ان کے پاس لذتوں کو گرا دینے والی خواہشات کو کاٹنے والی اور جماعتوں کو پراگندہ کرنے والی نے آکر ان کا گلا گھونٹ دیا آج ان کی بیٹھکیں اور مسجدیں سنسان واجاڑ ہیں اور وہ قبروں میں چاروں ہاتھ پیر پھیلائے ابدی نیند سو رہے ہیں آج وہ کیڑوں مکوڑوں کو دفع کرنے پر قادر نہیں اور خود کو نفع یا نقصان پہنچانے سے عاجز ہیں اور اس دن کے منتظر ہیں جس دن تمام قوموں کو ان کے رب کی طرف بلایا جائے گا اور مخلوق موقف میں جمع کی جائیگی اور سب وہاں دوڑ رہے ہوں گے اور اس دن کے ہولوں سے لوگوں کے کندھے کانپ رہے ہوں گے اور حساب کے خوف سے لوگوں کے کلیجے پھٹے جا رہے ہوں گے اور صور پھونکا جائے گا پھر ہم سب کو ایک میدان میں جمع کر دیں گے۔

اے اللہ کے بندو جس نے ماہ رمضان میں حرام سے بچنے کی عادت پیدا کی ہے وہ عمر کے باقی مہینوں اور سالوں میں بھی حرام سے بچتا رہے کیونکہ دونوں قسموں کے مہینوں کا معبود ایک ہے اور وہ ہر وقت وہر لحظہ حاضر وناظر ہے حق تعالیٰ ہم تم کو اس برکت والے مہینہ کی جدائی اجر جزیل عطا فرمائے اور اپنی ہمہ گیر مہربانی سے ہمارے اور تمہارے حصوں کو عظیم ووافر بنا دے اور باقی دنوں میں ہم کو اور تم کو برکت دے اور

انا قد تولینا صیام شهرنا وقیامه علی تقصیر
وادینا فیه من حقك قلیلا من کثیر وقد
انخنا ببابك سائلین ولمعروفك طالبین فلا
تردنا خائبین ولا من رحمتك آیسین فنحن
الفقراء الیك الاسری بین یدیك الیك توجهنا
ولمعروفك تعرضنا ولبابك قرعنا ومن رحمتك
سألنا فارحم خضوعنا واجبر قلوبنا واستر
عیوبنا واغفر ذنوبنا واقر فی القیامة عیوننا
ولا تصرف وجهك الکریم عنا واجعل عملنا
مقبولا وسعینا مشکورا وحظنا فی هذه
اللیلة موفورا اللهم ان کان فی سابق
علمك ان تجمعنا فی مثله فبارك لنا فیه وان
قضیت بقطع آجالنا وما یحول بیننا وبینه
فاحسن الخلافة علی باقینا واوسع الرحمة
علی ماضینا وعمنا جمیعا برحمتك وغفرانك
واجعل الموعد بحبوحة جنتك ورضوانك
مع الذین انعمت علیهم من النبیین والصدیقین
والشهداء والصالحین وحسن اولئك رفیقا
برحمتك یا ارحم الراحمین اللهم واهل
القبور رهائن ذنوب لا یطلقون واساری
وحشة لا یفکون وغرباء سفر لا ینتظرون
محت دارسات الثری محاسن وجوههم و
جاورتهم اهوام فی ملاحد قبورهم
فهم جمود لا یتکلمون وجیران قرب لا
یتزاورون وسکان لحد الی الحشر لا یظعنون

اپنی مہربانی، عنایت، نوازش اور فضل وکرم سے ہم سب کو راہ ہدایت
پہ چلاتا رہے۔ آمین ثم آمین۔
اے اللہ اس رات میں تو نے ہماری قسمت میں جو برأت ومغفرت
رضا، رحمت، عفو وکرم، انعامات واحسانات، آگوں سے نجات
اور نعمتوں والی جنت کی بہاریں لکھی ہیں تو ان میں ہمارا حصہ بھرپور
فرما اور اے ارحم الراحمین اپنی مہربانی سے ہمیں عظیم حصہ عطا فرما
آمین، اے اللہ جیسے تو نے ہمیں روزوں کے مہینہ تک پہنچایا تو
یہ سال بھی ہمارے لئے سب سالوں سے زیادہ برکت والا بنا اور
اس سال کے دن تمام سالوں کے دنوں سے زیادہ سعد بنا آمین
اور ہمارے روزوں کو اور راتوں کی عبادتوں کو قبول فرما اور ہم سے
جو گناہ سرزد ہو گئے ہیں انہیں بخشدے اور اس دن کے لئے ہمیں لوگوں
کے حقوق سے بری فرما جس دن اے ارحم الراحمین اور اے علام
الغیوب تیرے سوا کسی اور سے امید نہ باندھی جا سکے گی اے اللہ
ہم نے اس ماہ مبارک کے روزے اور رات کی عبادتیں کوتاہیوں
کے ساتھ انجام دیں اور ہم نے تیرے بہت سے حق میں سے تھوڑا
سا حق ادا کیا اور ہم تیرے دروازے پہ فقیر بن کر کھڑے ہوئے
اور تیری بخشش کو مانگتے رہے اے اللہ ہمیں محروم نہ لوٹا اور نہ اپنی
رحمت سے ناامید بنا ہم تیری رحمت کے امیدوار ہیں اور تیرے
سامنے قیدیوں کی طرح پڑے ہوئے تیری طرف متوجہ ہیں اور تیرے
حسن سلوک کی آس لگائے ہوئے ہیں اور تیرا در کھٹکھٹا رہے ہیں۔
اور تیری رحمت کا سوال کر رہے ہیں لہٰذا ہماری انکساری پر رحم فرما
ہمارے شکستہ دل جوڑ دے، ہمارے عیبوں پر پردہ ڈال دے
ہمارے گناہ معاف فرما، قیامت کے دن ہماری آنکھیں ٹھنڈی
فرما، اپنا معزز چہرہ ہم سے نہ پھیر، ہمارے عمل قبول فرما ہماری
کوششوں کی قدر کر اور ہمیں اس رات میں بھرپور اجر دے۔

وفيهم محسنون ومسيئون ومقصرون ومجتهدون
اللهم فمن كان منهم مسرورا فزده كرامة
وحبورا ومن كان منهم ملهوفا فبدل حزنه
فرحا وسرورا اللهم وتعطف على كافة اموات
المسلمين الراحلين والمقيمين المستسلمين برحمتك
يا ارحم الراحمين اللهم اجعل قبورهم مفايض
صلواتك ومقاره آلائك وطرق احسانك ومجاري
عفوك وغفرانك حتى يكونوا الى بطون الالحاد
مطمئنين وبجودك وكرمك واثقين والى اعلى
درجاتك سابقين واخصص بذلك الآباء
والبنين والاخوة والاقربين قبل ان يشتمل
الهدم على البناء والكدر على الصفاء وينقطع
من الحياة حبل الرجاء وتصير المنازل تحت
اطباق الثرى وقبل ان يصير الريح ذيلا والقطر
سيلا والصبح ليلا ويسحب الموت على اهل
السموات والارض ذيلا وقبل ان يقول الشيخ
الكبير واشيباه ويقول الكهل الخطير وا
اخجلتاه ويقول المذنب المسيء واخيبتاه
ويقول الحدث الصغير واحسرتاه وانجلوا
منه واشفقوا وغشيتهم من الندامة
وختم على افواههم فلم ينطقوا ووقفوا على
عمل نكس الرءوس فاطرقوا وعاينوا من
الاهوال ما ودوا معه انهم لم يخلقوا
اللهم يا سائق الفوت ويا سامع الصوت و
يا كاسي العظام بعد الموت صل على محمد

اے اللہ اگر تیرے سابق علم میں یہ بات ہے کہ تو پھر ہمیں اس جیسے
مہینہ میں جمع فرمائے گا تو اس میں ہمیں برکت دے اور اگر تیرا فیصلہ
ہماری عمروں کے کاٹنے کا ہے اور اس چیز کا ہے جو ہم میں اور اس ماہ
میں حائل ہو جانیوالا ہے تو ہمارے باقی ایام میں حسن نیابت سے پیش
آ اور ہمارے ماضی میں اپنی وسیع رحمت عطا فرما اور ہم سب پر اپنی
رحمت و بخشش عام فرما اور اے ارحم الراحمین ہمیں اپنی مہربانی
سے وسط جنت و رضا میں ہمیں ان لوگوں کے ساتھ بسا جن پر تیرا
انعام ہے یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء اور صلحاء کے ساتھ کیونکہ یہ
بہترین رفقاء ہیں یا اللہ قبر والے اپنے گناہوں میں مقید ہیں جن کی
رہائی ممکن نہیں اور وحشت کے اسیر ہیں جو چھوٹ نہیں سکتے اور سفر میں
غریب الوطن ہیں جن کا کوئی منتظر نہیں مٹی کے کھنڈرات نے ان کے
چہروں کی خوبصورتی مٹا دی ان کی قبروں کے غاروں میں کیڑے مکوڑے
ان کے مجاور ہیں اسلئے وہ منجمد ہیں بولتے نہیں اور قریب کے پڑوسی
ہیں لیکن ایک دوسرے کی زیارت نہیں کرتے اور حشر تک لحدوں
میں بسے ہوئے ہیں اور حرکت نہیں کرتے ان میں اچھے بھی ہیں اور
برے بھی سست و کوتاہی کرنیوالے بھی ہیں اور سرگرم عمل بھی
اے اللہ ان میں جو خوش و خرم ہو اس کی خوشی اور خوبصورتی میں
اضافہ فرما اور جو متحیر و ششدر ہو اس کا غم خوشی سے بدل اے
ارحم الراحمین اپنی رحمت سے تمام مسلمان مردوں پر جو مسافر بھی
ہیں اور مقیم بھی اور تسلیم خم کئے ہیں اپنی رحمت نازل فرما یا اللہ
انکی قبریں اپنی رحمتوں کی آماجگاہ اپنے تحائف کی قرارگاہ اپنے
احسان و کرم کی راہگذار اور اپنی بخشش و معافی کی گزرگاہ بنا
حتیٰ کہ وہ اپنی لحدوں کے گوشوں میں مطمئن ہوں تیرے جود و کرم پر
بھروسہ رکھیں اور بلند ترین درجات تک چڑھنے والے ہوں اور یہی
نعمتیں ان کے باپوں کو، بیٹوں کو، بھائیوں کو، بہنوں کو اور دیگر احباب

وعلی آل محمد ولا تدع لنا فی ھذہ اللیلۃ المبارکۃ الشریفۃ ذنبا الا غفرتہ ولا ھما الا فرجتہ ولا کربا الا کشفتہ ولا مبتلی الا عافیتہ ولا ذا اساءۃ الا تقبلتہ ولا حقا الا استخلصتہ ولا غائبا الا رددتہ ولا عاصیا الا نطعتہ ولا میتا الا رحمتہ ولا حاجۃ من حوائج الدنیا والآخرۃ لک فیھا رضا ولنا فیھا صلاح الا اعنتنا علی قضائھا بتیسیر و عافیۃ مع المغفرۃ برحمتک یا ارحم الراحمین اغفر لنا ذنوبنا ولآبائنا وامھاتنا واخواننا واخواتنا وذریاتنا وقراباتنا واصدقائنا ومعلمینا ومن قرأنا علیہ وقرأ علینا وتعلمنا منہ وتعلم منا ومن سألنا الدعاء وسألناہ الدعاء ومن احببنا فیک ومن تولانا فیک و من تولیناہ فیک ومن کان منھم حیا و من کان منھم میتا برحمتک یا ارحم الراحمین اللھم یا عالم الخفیات ویا دافع البلیات ویا مجیب الدعوات ویا کاشف الکربات صل علی محمد افضل البریات وانفعنا بما صرفت فی کتابک من الآیات وکفر عنا بتلاوتہ السیئات وارفع لنا بصیام شھر رمضان وقیامہ عندک الدرجات برحمتک یا عالم الخفیات صل علی محمد و علی آل محمد واغفر بالقرآن خطایانا و اجزل بہ عطایانا واشف بہ مرضانا وارحم

واقارب کو عطا فرما قبل اس کے کہ عمارت پر انہدام چھا جائے صاف پانی گدلا ہو، زندگی سے امید کی رسی ٹوٹے، زمین کی تہوں میں آرام گاہیں بنیں اور اس سے پہلے کہ رحمت زحمت قطرہ سیلاب اور دن رات بنے اور موت آسمان و زمین والوں پر اپنا دامن گھسیٹے اور قبل اس کے کہ بوڑھا پھوس کہے ہائے بڑھاپا اور معزز ادھیڑ کہے ہائے پشیمانی اور مجرم و بدکار کہے ہائے نامرادی اور ہوشیار و نوخیز بچہ کہے ہائے افسوس اور اپنے اپنے اعمال پر پشیمان ہوں اور کف افسوس ملیں اور خوف زدہ ہوں اور ان پر ندامت چھا جائے اور ان کے مونہوں پر مہر لگ جائے اور بول نہ سکیں اور انہیں ایسے شرمناک عملوں کی خبر دی جائے جو ان کے سر جھکا دیں اور وہ نیچی نگاہیں کر لیں اور ایسے ایسے ہول معائنہ کریں کہ ان کی موجودگی میں تمنا کریں کہ کاش وہ پیدا ہی نہ ہوئے ہوتے اے اللہ، اے موت سے سبقت کرنیوالے، اے آوازوں کو سننے والے اور اے موت کے بعد ہڈیوں پر گوشت چڑھانیوالے محمدؐ و آل محمدؐ پر درود بھیج اور اس مبارک و شریف رات میں بخشے بغیر ہمارا کوئی گناہ نہ چھوڑ، دور کئے بغیر کوئی پریشانی نہ چھوڑ، ہٹائے بغیر کوئی بے چینی نہ چھوڑ یا اللہ ہمارے ہر مبتلا کو عافیت دے بدکار کو بدکاری سے باز رکھ اور اسکی نیکی سے بدل دے، حقدار کو اس کا حق دلوا، غائب کو واپس لا، گنہ گار کو گناہوں سے روک دے، مردوں پر رحم فرما۔ اور ہماری دنیوی اور اخروی ہر جائز حاجت کہ جسمیں تیری رضا اور ہماری صلاح ہو آسانی، عافیت اور مغفرت کیساتھ پوری فرما۔ اے ارحم الراحمین اپنی مہربانی سے ہمارے گناہ ہمارے ماں باپوں کے، بھائی بہنوں کے، اولاد و شاگردوں کے، احباب و اقارب کے، شیوخ و اساتذہ کے دعاؤں کی درخواست کرنیوالوں اور کئے جانیوالوں کے دینی بھائیوں اور بہنوں کے اور زندوں اور مردوں کے

بہ موتانا واصلح بہ امور دیننا و دنیانا و احطط بہ عنا ثقل الاوزار وھب لنا حسن شمائل الابرار واغفرلنا الزلل والعثار وطھرلنا القلوب والاسرار وطیب لنا بہ الاذکار وصف لنا بہ الافکار وارخص لنا الاسعار واصرف عنا شر الاشرار وکید الفجار واحینا علی حب الصحابۃ الاخیار واجمع بیننا وبینھم فی دار القرار واجعلنا من عتقائک من النار وآتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار الحمد للہ علی سوابغ نعمائہ وصلواتہ علی محمد خاتم انبیائہ وعلی آلہ وعلی اصحابہ وازواجہ وسلم تسلیما کثیرا۔

سب کے گناہ بخش دے۔

اے اللہ اے پوشیدگیوں کو جاننے والے اے مصائب کو ہٹانے والے اے دعاؤں کو قبول کرنیوالے اور اے بیقراریوں کو دور کرنیوالے محمد (صلعم) پر جو تمام مخلوق سے افضل ہیں درود بھیج اور ہمیں قرآن حکیم کی آیتوں سے جو تونے قرآن میں بیان کیں فائدہ پہنچا اور قرآن پاک کی تلاوت سے ہماری برائیاں ہٹا اور رمضان کے صیام وقیام سے اپنے پاس ہمارے درجے بلند فرما۔ اے پوشیدگیوں کو جاننے والے اپنی مہربانی سے محمدؐ و آل محمدؐ پر درود بھیج اور قرآن سے ہمارے گناہ معاف فرما اور اس کی برکت سے ہمیں بڑے بڑے عطیات دے، اس کی برکت سے ہمارے بیماروں کو شفا دے، ہمارے مردوں پر رحم فرما اور ہمارے دینی اور دنیاوی کاموں کی اصلاح فرما اور اس کی برکت سے ہمیں گناہوں کے بوجھ سے سبکدوش فرما اور ہمیں پارساؤں کے حسن اخلاق سے آراستہ فرما، ہمارے گناہ اور لغزشیں معاف فرما اور ہمارے دلوں کو اور دلوں کے کھٹکوں کو پاک فرما اور قرآن کی بدولت ہمارے ذکر کو تطہیر فرما اور ہمارے خیالات مجلّا فرما اور ہمارے لئے نرخ ارزاں کر اور غنڈوں کی برائی اور بدکاروں کی شرارت ہم سے ہٹا اور ہمیں صحابہ کرام کی جو منتخب مسلمان تھے محبت پر زندہ رکھ اور ہمیں ان کے ساتھ دارالقرار میں جمع فرما اور ہمیں ان میں شامل فرما جن کو تونے جہنم کی آگ سے آزاد فرما دیا ہے۔ اے ہمارے رب ہمیں دنیا اور آخرت میں سرخرو فرما اور ہمیں جہنم کی آگ سے بچا۔ اللہ ہی کے لئے اس کی مکمل نعمتوں پر تعریفیں ہیں اور محمد صلعم پر جو خاتم الانبیاء ہیں اللہ کی بے شمار رحمتیں ہوں اور آپ کی اولاد واصحاب پر اور ازواج مطہرات پر بھی اور ان سب پہ اللہ کی بہت بہت سلامتیاں ہوں آمین ثم آمین۔

بیسواں باب

آداب المریدین من الفقراء الصادقین سالکی طریق الصوفیۃ الذین صفوا عن

مریدوں کے آداب یعنی ان سچے فقراء کے آداب جو ان صوفیائے کرام کی راہ پر گامزن ہیں جو گمراہ کن خواہشات سے

الرهبنة المضلة وامسكوا عن الاخلاق
الردية فادخلوا فی زمرة الابدال واهل
الولاية واتصفوا بالعينية على وجه الاختصار
والاقلال خشية السآمة والملال۔

فصل: (فی الارادة والمرید والمراد)

اما الارادة: فترك ماجرت علیه العادة
وتحقیقها نهوض القلب فی طلب الحق سبحانه
وترك ما سواه فاذا ترك العبد العادة
التی هی حظوظ الدنیا والاخری فتجرد
حینئذ ارادته فالارادة مقدمة علی کل
امر ثم یعقبها القصد ثم الفعل فهی بدء
طریق کل سالك واسم اول منزلة کل قاصد
قال الله عز وجل لنبیه صلی الله علیه وسلم
ولا تطرد الذین یدعون ربهم بالغداة
والعشی یریدون وجهه فنهی نبیه صلی الله
علیه وسلم عن طردهم وابعادهم وقال تعالی
فی آیة اخری واصبر نفسك مع الذین یدعون
ربهم بالغداة والعشی یریدون وجهه
ولا تعد عیناك عنهم ترید زینة الحیاة
الدنیا فامره صلی الله علیه وسلم بالصبر
معهم وملازمتهم وتصبیر النفس فی
محبتهم ووصفهم بانهم یریدون وجهه
ثم قال ولا تعد عیناك عنهم ترید زینة
الحیاة الدنیا فبان بذلك ان حقیقة الارادة
ارادة وجه الله فحسب وذلك زینة الحیاة

اور اخلاق رذیلہ سے پاک ہیں اور ابدال و اولیاء کے زمرے میں داخل ہو گئے ہیں اور انبیائے کرام کی لائی ہوئی توحید سے آراستہ ہیں۔ اس عنوان کا بیان مختصر کیا جائے گا تاکہ قارئین کرام اکتا نہ جائیں۔

ارادہ، مرید، مراد

*

ارادہ عادت کو چھوڑ دینے کا نام ارادہ ہے۔ ارادہ کا مفہوم یہ ہے کہ حق تعالیٰ سبحانہ کی تلاش و جستجو کا جذبہ دل میں مضبوطی سے کارفرما ہے اور ماسوی سے قطع نظر کر لی جائے پھر جب انسان عادت کو جو دنیوی اور اخروی لذتوں کا نام ہے چھوڑ دے تو اب اس کا ارادہ مجرد ہو گیا یعنی اس میں خلوص پیدا ہو گیا للذا ہر کام سے پہلے ارادہ مقدم ہے پھر اس کے قصد پیدا ہوتا ہے اور قصد کے بعد فعل کا درجہ آتا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ ارادہ ہر سالک کی راہ کا نقطۂ آغاز ہے اور ہر قاصد کے مرتبے کا آغاز کا نام ہے۔ حق تعالیٰ شانہ اپنے محبوب نبی صلعم سے فرماتا ہے اے نبی آپ انہیں اپنے پاس سے نہ ہٹائیں جو صبح و شام اپنے پروردگار کو پکارتے ہیں اور اس کی رضا چاہتے ہیں اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے لاڈلے نبی کو اس قسم کے لوگوں کو ہٹانے سے منع فرما دیا۔ دوسری آیت میں حق تعالیٰ فرماتا ہے آپ اپنے نفس کو ان لوگوں کے ساتھ روک کر رکھیں جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں اور رب کی رضا چاہتے ہیں خبردار آپ کی آنکھیں ان سے آگے نہ بڑھیں کہ آپ دنیوی زندگی کی زینت چاہیں۔ اس آیت میں رحمت عالم صلعم کو حکم ہے کہ اس قسم کے لوگوں کو صبر کے ساتھ چپٹے رہیں اور ان کی صحبت میں نفس کو صبر دلاتے رہیں ان لوگوں کی یہ نشانی بیان کی کہ وہ اللہ کی رضا کا ارادہ رکھتے ہیں پھر فرمایا کہ آپ کی نگاہیں ان سے آگے نہ بڑھیں

الدنیا والاخری فاما المرید والمراد فالمرید من کانت فیہ ھذہ الجملۃ واتصف بھذہ الصفۃ فھو ابدا مقبل علی اللہ عزوجل وطاعتہ مول عن غیرہ واجابتہ یسمع من ربہ عزوجل وطاعتہ مول من غیرہ واجابتہ یسمع من ربہ عزوجل فیعمل بما فی الکتاب والسنۃ ویصم عما سوی ذلک ویبصر بنور اللہ عزوجل فلا یری الا فعلہ فیہ وفی غیرہ من سائر الخلق ویعمی عن غیرہ فلا یری فاعلا علی الحقیقۃ غیرہ عزوجل بل یری آلۃ وسببا محرکا مدبرا مسخرا قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم حبک الشیء یعمی ویصم ای یعمیک عن غیر محبوبک ویصمک عنہ لاشتغالک بمحبوبک فما احب حتی اراد وما اراد حتی تجردت ارادتہ وما تجردت ارادتہ حتی قذفت فی قلبہ جمرۃ الخشیۃ فاحرقت کل ماھنالک قال اللہ عزوجل ان الملوک اذا دخلوا قریۃ افسدوھا وجعلوا اعزۃ اھلھا اذلۃ کما قیل انھا لوعۃ تھون کل روعۃ فنومہ غلبۃ واکلہ فاقۃ وکلامہ ضرورۃ ینصح نفسہ ابدا فلا یجیبھا الی محبوبھا ولذاتھا وینصح عباد اللہ ویأنس بالخلوۃ مع اللہ ویصبر عن معاصی اللہ تعالی ویرضی بقضاء اللہ ویختار امر اللہ ویستحی من نظر اللہ ویبذل مجھودہ فی محاب اللہ تعالی ویتعرض ابدا لکل سبب یوصلہ

کہ آپ دنیوی زندگی کی زینت کا ارادہ کر بیٹھیں ان آیتوں سے صاف ظاہر ہے کہ ارادے کی حقیقت صرف اللہ کی رضا کی طلب اور دنیوی اور اخروی لذتوں سے قطع نظر کر لینا ہے۔

مُرید | مرید وہ ہے جس میں صفت ارادہ پائی جائے اور ارادہ سے متصف ہو لہٰذا مرید ہمیشہ حق تعالیٰ جل مجدہٗ کی طرف اور اس کی فرمانبرداری کی طرف متوجہ رہتا ہے اور غیر اللہ سے اور غیر اللہ کی پکار پر لبیک کہنے سے پیٹھ پھیر لیتا ہے مرید اپنے رب کی بات سنتا ہے اور کتاب و سنت پر سرگرم عمل رہتا ہے اور کتاب و سنت کے ماسوٰی سے بہرا بن جاتا ہے اور حق تعالیٰ عز شانہ کے نور سے دیکھتا ہے وہ تو نہ صرف اپنے اندر بلکہ تمام مخلوق میں اللہ کے قانون پر عمل ہی دیکھتا ہے اسکے سوا دوسری چیزوں کو دیکھنے سے اندھا ہو جاتا ہے

؎ شل بود دستے کہ دامنگیر آں یارے نہ شد
کور بہ چشمے کہ لذت گیرد لذارے نہ شد

لہٰذا وہ حقیقت میں فاعل اللہ ہی کو سمجھتا ہے غیر اللہ کو نہیں بلکہ غیر کو آلہ، سبب، محرک، مدبر اور مسخر سمجھتا ہے رحمت عالم صلعم نے فرمایا کہ کسی چیز کی محبت اندھا اور بہرا بنا دیتی ہے یعنی کسی چیز سے محبت تجھے غیر محبوب سے اندھا اور بہرہ بنا دیتی ہے کیونکہ اپنے محبوب میں مشغول رہتا ہے بھلا محبت میں اتنی کہاں فرصت کہ کسی کی طرف دیکھا جائے یا کسی کی باتیں سُنی جائیں لہٰذا محبوب سے محبت نہیں کرتا جب تک ارادہ نہیں کر لیتا اور ارادہ نہیں کرتا جب تک ارادہ کو خالص نہیں کر لیتا اور ارادے میں خلوص نہیں پیدا ہوتا جب تک اللہ کے خوف کی چنگاری دل میں نہ ڈالی جائے پھر جب یہ چنگاری سلگ کر بھڑک اٹھتی ہے تو ماسوٰی کو جلا دیتی ہے اور محبوب ہی کی یاد دل پر چھا جاتی ہے ؎ یہ پائی سزا عمر بھر خطلکے لیے کسی کی یاد نے بدلے ستا ستا کے لئے ÷ فرمایا: سلاطین جب کسی

الی عزوجل ویقنع بالخمول والاختفاء فلا یختار حمد عباد الله ویتحبب الی ربه بکثرة النوافل مخلصا لله حتی یصل الی الله عزوجل ویحصل فی زمرة احباب الله تعالی ومریدیه فحینئذ یسمی مرادا فتحط عنه اثقال سالکی طریق الله ویغسل بماء رحمة الله ورأفته ولطفه فیبنی له بیت فی جوار الله وتخلع علیه انواع الخلع وهی المعرفة بالله والانس به والسکون والطمأنینة الیه وینطق بحکمة الله واسرار الله بعد الاذن الصریح بل بالخبر عن الله عزوجل ویلقب بالقاب یتمیز بها بین احباب الله تعالی فیدخل فی خواص الله ویسمی باسماء لا یعلمها الا الله ویطلع علی اسرار تخصه فلا یبوح بها عند غیر الله عزو جل فیسمع من الله ویبصر بالله وینطق بالله ویبطش بقوة الله ویسعی فی طاعة الله و یسکن الی الله وینام مع طاعة الله وذکر الله فی کلاءة الله وحرز الله فیکون من امناء الله وشهدائه واوتاده ومنجی عباده وبلاده واحبائه واخلائه قال النبی صلی الله علیه وسلم حاکیا عن الله تعالی لا یزال عبدی المومن یتقرب الی بالنوافل حتی احبه فاذا احببته کنت سمعه وبصره ولسانه ویده ورجله وفؤاده فبی یسمع وبی یبصر وبی ینطق وبی یعقل وبی یبطش

قرب میں داخل ہوتے ہیں تو اسے بگاڑ دیتے ہیں اور اس کے معززین کو ذلیل کر دیتے ہیں کہا جاتا ہے کہ محبت ایک ایسی سوزش ہے جو ہر خوف و گھبراہٹ کو آسان کر دیتی ہے محب نیند کے غلبہ کے وقت قدرے آنکھ جھپکاتا ہے وہ بقدر سد رمق ہی کھاتا پیتا ہے اور بقدر ضرورت ہی بولتا ہے محب ہمیشہ اپنے نفس کو سمجھاتا ہے اور اپنے محبوب ہی کے لئے زندہ رہتا ہے اور محبوب ہی کی دیدار کی لذت کا اسے شوق دلاتا رہتا ہے اور اللہ کے بندوں کا خیر خواہ رہتا ہے اور خلوت میں جا کر اپنے حقیقی محبوب کے ذکر میں ڈوب جاتا اسی میں اسے بے پناہ لذت آتی ہے اور گناہوں سے صبر کرتا ہے اور باز رہتا ہے اور قضاء و قدر پر راضی رہتا ہے اور اللہ کے حکم پسند کرتا ہے اور اللہ کی نگاہ سے شرماتا رہتا ہے اور حق تعالیٰ کی محبت میں مقدور بھر دوڑ دھوپ کرتا رہتا ہے اور ہمیشہ اس عمل کی طرف لپک کر جاتا ہے جو اسے اللہ تک پہنچا دے اور گمنامی اور عدم شہرت پر قناعت کرتا ہے اور یہ نہیں پسند کرتا کہ لوگ میری تعریف کریں اسے اپنے پروردگار سے والہانہ محبت ہوتی ہے اور خلوص سے نوافل کثرت سے انجام دے کر اپنے محبوب کا قرب ڈھونڈھتا رہتا ہے آخر کار اللہ تک پہنچ جاتا ہے اور اولیاء اللہ کی فہرست میں اور اس کے مرادوں میں اس کا نام لکھ لیا جاتا ہے اب یہی مرید مراد کے نام سے پکارا جاتا ہے اب اس سے سالکین راہ حق کے بوجھ ہٹا دئے جاتے ہیں اور اللہ کی مہربانی، نوازش اور لطف و کرم کے پانی سے اسے نہلا دیا جاتا ہے اور اس کے لئے اللہ کے پڑوس میں ایک گھر بنا دیا جاتا ہے اور اسے گوناگوں خلعتوں سے نوازا جاتا ہے یعنی معرفت، انسیت، سکون، اطمینان، دلجمعی وغیرہ سے اور وہ اللہ کی حکمتوں اور اسرار سے اللہ کے صریح حکم سے بلکہ اس کے

الحديث فهذا عبد حمل عقله العقل الاكبر وسكنت حركات الشهوانية لقبضة الحق عز وجل فصار قلبه خزانة الله عز وجل فهذا هو مراد الله تعالى ان اردت ان تعرفه يا عبد الله وقد قال من تقدم من عباد الله تعالى ان المريد والمراد واحد اذ لو لم يكن مراد الله عز وجل بان يريده لم يكن مريدا ولا يكان الا ما اراد لانه اذا اراده الحق بالخصوصية وفقه بالارادة وقال آخرون المريد المبتدیء والمراد المنتهى المريد الذى نصب بين التعب و القى فى مقاساة المشاق والمراد الذى لقى الامر من غير مشقة المريد متعب والمراد مرفوق به مرفه فالاغلب فى حق القاصدين المبتدئين فى سنة الله تعالى ما قد تم و جرى من توفيق الله تعالى للمجاهدات ثم ايصالهم اليه وحط الاثقال عنهم والتخفيف عنهم فى كثير من النوافل و ترك الشهوات والاقتصار على القيام بالفرائض والسنن من جميع العبادات وحفظ القلوب ومحافظة الحدود والمقام والانقطاع عما سوى الحق عز وجل بالقلوب فيكون ظواهرهم مع خلق الله تعالى وبواطنهم مع الله عز وجل السنتهم بحكم الله وقلوبهم بعلم الله فالسنتهم لنعم عباد الله واسرارهم

علم سے گفتگو کرتا ہے اور ایسے القاب سے پکارا جاتا ہے جن سے وہ اولیاء اللہ کے درمیان ممتاز ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے خواص میں شامل ہو جاتا ہے اور اس کے ایسے نام رکھ دئیے جاتے ہیں جن کو اللہ ہی جانتا ہے اور مخصوص اسرار سے آگاہ ہو جاتا ہے جن کو وہ کسی پر ظاہر نہیں ہونے دیتا اب اللہ ہی سے سنتا ہے اللہ ہی کی نگاہ سے دیکھتا ہے اللہ ہی کی زبان پر بولتا ہے اللہ ہی کی قوت سے پکڑتا ہے اللہ ہی کی اطاعت میں لپکتا ہے اللہ ہی کی طرف سکون پاتا ہے اور اللہ ہی کا ذکر کرتے کرتے اللہ کی حفاظت و حراست میں سو جاتا ہے اور وہ اللہ کا امین، شہید اور روئے زمین پر اس کا وتد اور دنیا میں اس کا کوتوال اور اللہ کا محبوب و خلیل بن جاتا ہے نبی اکرم صلعم نے حق تعالیٰ سے نقل کرتے ہوئے فرمایا کہ میرا مومن بندہ برابر نوافل کے ذریعہ میرا قرب ڈھونڈھتا رہتا ہے حتیٰ کہ مجھے اس سے محبت ہو جاتی ہے پھر جب میں اسے اپنا محبوب بنا لیتا ہوں تو میں اس کا کان، آنکھ، زبان، ہاتھ پیر اور دل بن جاتا ہوں اب وہ میرے ساتھ سنتا ہے، میرے ساتھ دیکھتا ہے، میرے ساتھ بولتا ہے، میرے ساتھ سمجھتا ہے اور میرے ساتھ پکڑتا ہے (الخ) لہذا اس بندے کی عقل کو عقل اکبر نے اٹھا لیا ہے اور حق تعالیٰ شانہ کے قبضہ میں آنے کی وجہ سے اس کی شہوانی حرکات سرد پڑ گئی ہیں اور اس کا دل حق تعالیٰ عز شانہ کا خزانہ بن گیا ہے اب یہ شخص اللہ تعالیٰ کی مراد ہے اگر کوئی مراد کی حقیقت کو پہچاننا چاہے تو یہی ہے۔ قدماء میں سے کسی اللہ کے بندے نے کہا ہے کہ مرید اور مراد ایک ہی ہیں کیونکہ اگر حق تعالیٰ شانہ کی یہ مراد نہ ہوتی کہ مرید کو چاہے تو مرید مرید نہ ہوتا کیونکہ یہ طلب حق کی مرضی کے بغیر ناممکن ہے لہذا جب حق تعالیٰ خاص طور سے کسی کو چاہتا ہے تو اسے ارادہ کی توفیق بخش دیتا ہے، دوسرے علماء کہتے ہیں کہ

لحفظ ودائم الله فعليهم سلام الله وتحياته
وبركاته ورحمته وتحيته ما دامت ارضه
وسماؤه وقام العباد بطاعته وحقه وحفظ
حدوده وسئل الجنيد رحمه الله عن المريد
والمراد فقال المريد تتولاه سياسة العلم والمراد
تتولاه رعاية الحق لان المريد يسير والمراد يطير فمتى
يلحق السائر الطائر ويكشف ذلك بموسى ونبينا محمد
صلى الله عليه وسلم كان موسى عليه السلام
مريدا ونبينا صلى الله عليه وسلم مرادا
انتهى سير موسى عليه السلام الى جبل طور
سيناء وطيران نبينا صلى الله عليه وسلم
الى العرش واللوح المحفوظ فالمريد طالب
المراد مطلوب عبادة المريد مجاهدة و
عبادة المراد موهبة المريد موجود والمراد
فان المريد يعمل للعوض والمراد لا يرى العمل
بل يرى التوفيق والمنن المريد يعمل فى سلوك
السبيل والمراد قائم على مجمع كل سبيل المريد
ينظر بنور الله والمراد ينظر بالله المريد قائم
بامر الله والمراد قائم بفعل الله المريد
يخالف هواه والمراد يتبرأ من ارادته
ومناه المريد يتقرب والمراد يقرب و
المريد يحيى والمراد يدلل وينعم ويغذى
ويشهى المريد محفوظ والمراد يحفظ به
المريد فى الترقى والمراد قد وصل وبلغ الى
الرب الذى هو المرقى ونال عنده كل طريف

مرید مبتدی ہوتا ہے اور مراد کامیابی کے بعد بنتا ہے مرید وہ ہے
جو تعب مشقت کے لئے اور مصائب اٹھانے کے لئے تیار رہے اور
مراد وہ ہے جس کے مشقت کے بعد کامیابی قدم چومے لہٰذا مرید مشقت
اٹھانیوالا ہے اور مراد آرام سے رہنے والا ہے اور اسے سہولت و
نرمی وید کی گئی ہے ۔ لہٰذا راہ حق میں قصد کرنیوالے مبتدیوں کے
حق میں مجاہدہ مکمل و جاری ہو چکا ہے پھر حق تعالیٰ اپنے پاس تک
انہیں پہنچا دیتا ہے اور ان کے بوجھ ہلکے کر دیتا ہے اور بہت سے
نوافل ہیں اور ترک لذات میں تخفیف فرما دیتا ہے اور وہ تمام
عبادتوں میں فرائض وسنن پر اکتفا کر لیتے ہیں اور دلوں ، حدود
اور مقامات کی محافظت پر قناعت کر لیتے ہیں اور دلوں سے
ماسوائے حق سے کٹے ہوئے رہتے ہیں لہٰذا ان کے ظاہر لوگوں کے
ساتھ ہوتے ہیں اور باطن حق تعالیٰ شانہ کے ساتھ ۔ ان کی زبانیں
اللہ کے حلم کے ساتھ ساتھ رہتی ہیں اور دل اللہ کے علم کے ساتھ
ساتھ ۔ چنانچہ ان کی زبانیں اللہ کے بندوں کی خیر خواہی کے لئے
وقف ہوتی ہیں اور ان کے دل اللہ تعالیٰ کی مقدس امانتوں کے
خزانے ہوتے ہیں ان پر اللہ تعالیٰ کی سلامتیاں ، مبارکبادیاں
برکتیں اور رحمتیں نازل ہوتی رہیں جب تک یہ آسمان و زمین قائم
رہیں اور لوگ اللہ کی اطاعت وادائے حقوق وحفظ حدود میں
لگے رہیں ۔ جنیدؒ سے مراد و مرید کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا :
مرید علم کی رعایت کرتا ہے اور مراد حقوق کی رعایت پیش نظر
رکھتا ہے کیونکہ مرید چلتا ہے اور مراد اڑتا ہے بھلا چلنے والا
اڑنے والے کو کیسے پکڑ سکتا ہے اسکی وضاحت حضرت موسےٰؑ
اور رحمۃ اللعالمینؐ کے مقابلہ سے ہوتی ہے کیونکہ حضرت موسےٰؑ
مرید اور رحمت عالمؐ مراد تھے حضرت موسیٰؑ چل کر کوہ طور پر
پہنچے اور طور پر آکر آپکے سیر کی انتہا ہو گئی اور رحمت عالم ﷺ

ونفيس ولطيف ونقي نجاز على كل طائع عابد متقرب بار تقي۔

(فصل : ما المتصوف وما الصوفي) اما المتصوف : فهو الذي يتكلف ان يكون صوفيا ويتوصل بجهده الى ان يكون صوفيا فاذا تكلف وتقمص بطريق القوم واخذ به يسمى متصوفا كما يقال لمن لبس القميص تقمص ولمن لبس الدراعة تدرع ويقال متقمص ومتدرع وكذلك يقال لمن دخل في الزهد متزهد فاذا انتهى في زهده وبلغ وبغضت الاشياء اليه وفني عنها فترك كل واحد منهما صاحبه سمي حينئذ زاهدا ثم تاتيه الاشياء وهو لا يريدها ولا يبغضها بل يمتثل امر الله فيها وينتظر فعل الله فيها فيقال لهذا متصوف وصوفي اذا اتصف بهذا المعنى فهو في الاصل صوفي على وزن فوعل مأخوذ من المصافاة يعني عبد اصافاه الحق عزوجل ولهذا قيل الصوفي من كان صافيا من آفات النفس خاليا من مذموماتها سالكا لحميد مذاهبه ملازما للحقائق غير ساكن بقلبه الى احد من الخلائق وقيل ان التصوف الصدق مع الحق وحسن الخلق مع الخلق واما الفرق بين المتصوف والصوفي فالمتصوف المبتدي والصوفي

عرش ولوح محفوظ تک اڑ کر گئے لہٰذا مرید طالب ہے اور مراد مطلوب ہے مرید کی عبادت مجاہدہ ہے اور مراد کی عبادت اللہ تعالیٰ کی طرف ہبہ ہے۔ مرید موجود ہے اور مراد فنا فی اللہ ہے مرید بالعوض عمل کرتا ہے اور مراد عمل کو نہیں دیکھتا بلکہ توفیق و احسانات کو دیکھتا ہے مرید راہ پر چلنے میں کوشش کرتا ہے اور مراد ہر راہ کے چوراہے پر کھڑا ہے مرید اللہ کے نور سے دیکھتا ہے اور مراد اللہ سے دیکھتا ہے مرید اللہ کے حکم پر قائم رہتا ہے اور مراد اللہ کے فعل کے ساتھ قائم رہتا ہے مرید ہوائے نفسانی کا مخالف ہوتا ہے اور مراد اپنے ارادوں اور تمناؤں سے بیزار رہتا ہے مرید حق تعالیٰ کے قریب آتا ہے اور مراد کو قریب بلایا جاتا ہے مرید کی حفاظت کی جاتی ہے اور مراد کے ناز اٹھائے جاتے ہیں اسے آرام پہنچایا جاتا ہے اسے غذا دیجاتی ہے اور اسکی خواہشیں پوچھ پوچھ کر بر لائی جاتی ہیں مرید کی حفاظت کیجاتی ہے اور مراد سے حفاظت کیجاتی ہے مرید دم بدم ترقی کرتا ہے اور مراد منزل تک پہنچ چکا ہوتا ہے یعنی رب تک پہنچ چکا ہوتا ہے اور اسے رب کے پاس ہر عمدہ، نفیس، لطیف اور پاکیزہ نعمت حاصل ہوتی ہے اور ہر اطاعت گزار، عبادت گزار، نیکوکار، پرہیزگار اور تقرب شعار بندے سے آگے ہوتا ہے۔ فللہ الحمد۔

متصوف اور صوفی کی تعریف متصوف اس شخص کو کہتے ہیں جو بناوٹی صوفی ہوتا ہے اور اپنی جدوجہد اور تکلف سے صوفی بنا ہوا ہے پھر جب کوئی تکلف سے صوفیائے کرام کا لباس پہن لیتا ہے تو لوگ اسے متصوف کہنے لگتے ہیں جیسے کرتہ پہننے والے کو متقمص اور متدرع کہنے لگتے ہیں اسی طرح بناوٹی زاہد کو متزہد کہنے لگتے ہیں لیکن اگر کوئی زہد کی انتہا کو پہنچ جائے اور اسکی چوٹی سے عبور کر جائے اور دنیا کی چیزوں سے اسے نفرت ہو اور ان سے اپنے کو مردہ سمجھنے لگے اور دنیا اسے اور وہ دنیا کو چھوڑ دے تو اب وہ حقیقت میں زاہد ہے پھر زاہد کے پاس اس حال میں دنیا کی چیزیں آتی ہیں کہ وہ نہ انہیں چاہتا ہے اور نہ ان

المنتهي المتصوف الشارع في طريق الوصل والصوفي من قطع الطريق ووصل الى من اليه القطع والوصل المتصوف متحمل والصوفي محمول حمل المتصوف كل ثقيل وخفيف فحمل حتى ذابت نفسه و زال هواه وتلاشت ارادته وامانته فصار صافيا فسمي صوفيا فحمل فصار محمول القدر كرة المشيئة مربي القدس منبع العلوم والحكم بيت الامن والفوز كهف الاولياء والابدال وموئلهم ومرجعهم ومتنفسهم ومستراحهم ومسرتهم اذ هو عين القلادة درة التاج منظر الرب والمريد المتصوف مكابد لنفسه وهواه وشيطانه وخلق ربه ودنياه واخراه متعبد لربه عزوجل بمفارقة الجهات الست والاشياء وترك العمل لها وموافقتها والقبول منها وتصفية باطنه من الميل اليها والاشتغال بما يخالف شيطانه و بترك دنياه ويفارق اقرانه وسائر خلق ربه بحكمه عزوجل لطلب اخراه ثم يجاهد نفسه وهواه بامر الله عزوجل فيفارق اخراه وما اعد عزوجل لاوليائه فيها من جنة لرغبة في مولاه فيخرج من الاكوان فيصفى من الحدثان ويتجوهر لرب الانام فتنقطع منه العلائق والاسباب والاهل والاولاد فتنسد عنه الجهات وتنفتح في وجهه جهة الجهات وباب الابواب و

سے تعلق ہی رکھتا ہے بلکہ ان میں اللہ کے حکم و قانون کی تعمیل کرتا ہے اور اللہ کے فعل کا منتظر رہتا ہے کہ حق تعالیٰ کا ان کے بارے میں کیا حکم ہے اب زاہد کو متصوف اور صوفی کہتے ہیں اصل میں صوفی کو کبھی مجازی طور پر متصوف بھی کہہ دیا کرتے ہیں صوفی (بر وزن فوعل) مصافات (جس کا مادہ صفو ہے) سے بنا ہے یعنی اللہ کا ایسا بندہ جسے اس نے پاک صاف فرما دیا ہے اسی لئے اسے صوفی کہتے ہیں جو نفس کی آفتوں سے اور رذائل سے صاف ہو، قابل قدر راہوں پر گامزن ہو حقائق کو چھپا ہوا ہو اور اس کے دل کو کسی مخلوق سے سکون حاصل نہ ہو۔ بعض علماء: تصوف حق تعالیٰ کی پر خلوص عبادت اور لوگوں کے ساتھ حسن معاملات اور اخلاق حسنہ سے پیش آنا ہے۔

متصوف اور صوفی میں فرق مبتدی کو متصوف اور منزل پر پہنچے ہوئے کو صوفی کہتے ہیں، متصوف راہ وصل میں چلنے والے کو اور صوفی راہ طے کرکے محبوب تک پہنچنے والے کو کہتے ہیں، متصوف بوجھ سے لدا ہوا ہے اور صوفی نے بوجھ اٹھا چکا ہے متصوف پر ہلکا اور بھاری بوجھ لاد دیا گیا ہے تاکہ اس کا نفس پگھل جائے اور خواہش فنا ہو جائے اور اس کے ارادہ اور امانت کا نام و نشان نہ رہے اور وہ صاف و شفاف ہو جائے پھر صفائی کے بعد اسے صوفی کہا جاتا ہے اب اس نے بار امانت اٹھا لیا اور قضاء و قدر کا بوجھ اس پر لاد دیا گیا اور دست مشیت میں بمنزلہ گیند کے ہو گیا، اسکی بارگاہ قدس سے تربیت ہوتی ہے اس کا دل علوم و حکم کا منبع بنا دیا گیا ہے، وہ امن و کامیابی کا گھر ہے اولیاء اور ابدال کا غار ہے اور ان کی پناہ گاہ و مرجع ہے اور اولیاء کے سانس لینے کی اور آرام و مسرت کی جائے سکون ہے کیونکہ وہ ہار کا ممتاز ہیرا، تاج کا ممتاز موتی اور رب العالمین کا منظر ہے۔

متصوف مرید جو اپنے نفس، خواہش، شیطان، دنیا، آخرت اور اللہ کی مخلوق کو دھوکا دیتا ہے حق تعالیٰ شانہ کی عبادت شش جہات سے ہٹ کر اور دنیا کی چیزوں کو نظر انداز کرکے کرتا ہے دنیا

هو الرضا بقضاء رب الانام ورب الارباب ويفعل فيه فعل العالم بما كان وما هو آت والخبير بالسرائر والخفيات وما تتحرك به الجوارح وما تضمره القلوب والنيات ثم يفتح تجاهه هذا الباب باب يسمى باب القربة الى المليك الديان ثم يرفع منه الى مجالس الانس ثم يجلس على كرسي التوحيد ثم يرفع عنه الحجب ويدخل دار الفردانية وينكشف عنه الجلال والعظمة فاذا وقع بصره على الجلال والعظمة بقي بلا هو فانيا عن نفسه وصفاته عن حوله وقوته وحركته وارادته ومناه ودنياه واخراه فيصير كاناء بلور مملوء ماء صافيا تتبين فيه الاشباح فلا يحكم عليه غير القدر ولا يوجد لا غير الامر فهو فان عنه وعن حظه موجود لمولاه وامره لا يطلب خلوة لان الخلوة للموجود فهو كالطفل لا ياكل حتى يطعم ولا يلبس حتى يلبس فهو مسترسل مفوض ونقلبهم ذات اليمين وذات الشمال الآية الا انه كائن بين الخليقة بالجسم بائن عنهم بالافعال والاعمال والسرائر والظواهر والضمائر والنيات فحينئذ يسمى صوفيا على معنى انه يصفى من التكدر بالخليقة والبريات وان شئت سميته بدلا من الابدال وعينا من الاعيان عارفا بنفسه

لئے عمل نہیں کرتا، دنیا سے نفرت کرتا ہے اور اسے قبول نہیں کرتا اور دنیا کی طرف مائل ہونے سے دل کو روکتا ہے اور دل کی صفائی میں کوشاں رہتا ہے شیطان کی مخالفت کرتا ہے دنیا چھوڑ دیتا ہے اور اللہ کے حکم سے آخرت کے لئے اپنے ساتھیوں سے اور تمام دنیا والوں سے الگ تھلگ رہتا ہے پھر اللہ کے حکم سے نفس وہوٰی سے مجاہدہ کرتا ہے پھر آخرت کو اور اخروی نعمتوں کو جو اللہ تعالیٰ نے اپنے اولیاء کے لئے جنتوں میں تیار کی ہیں اپنے مولا کی محبت میں اور شوق میں نظر انداز کر دیتا ہے تاکہ دونوں جہانوں سے ہٹ کر، پلیدیوں سے صاف ہو کر رب العالمین کے قدموں پر اپنے کو ڈال دیتا ہے اور اس سے اسباب و علائق اور آل و اولاد منقطع ہو جاتے ہیں اور اس سے تمام جہتوں کے دروازے بند ہو جاتے ہیں اور صرف ایک دروازہ (رضا بقضا کا دروازہ) اس کے سامنے کھلا رہتا ہے اور حق تعالیٰ شانہ اس پر ماضی کے اور مستقبل کے کچھ اسرار منکشف فرما دیتا ہے اور اسے کچھ پوشیدہ باتوں اور اسرار سے آگاہ کر دیتا ہے اور اعضاء کے بعض حرکات و سکنات اور دلوں کے بعض افکار و خیالات اس کے دل میں ڈال دئے جاتے ہیں پھر اس کے سامنے اس دروازے کے مقابلہ میں باب تقرب کھول دیا جاتا ہے اور وہ شہنشاہ مالک روز جزا سے قریب ہو جاتا ہے پھر وہ اس دروازے سے مجالس الانس کی طرف اٹھا لیا جاتا ہے پھر توحید کی کرسی پر بٹھا دیا جاتا ہے پھر اس سے حجاب اٹھا لئے جاتے ہیں اور دار یگانگی میں داخل کر لیا جاتا ہے اور اس سے جلال و عظمت کے پردوں کو ہٹا لیا جاتا ہے پھر جب اس کی جلال و عظمت پر نگاہ پڑتی ہے تو فنا فی الذکر ہو کر رہ جاتا ہے اور اپنے نفس، صفات، طاقت، قوت، حرکت، ارادہ، تمنا اور دنیا اور آخرت سے مدہوش و بے خبر ہو جاتا ہے اور صاف پانی سے بھرے ہوئے ایک بلوری برتن کی طرح ہو جاتا ہے جس میں

وربه الذی هو محیی الاموات المخرج اولیاءه من ظلمات النفوس والطباع والاهویة والضلالات الی ساحة الذکر والمعارف والعلوم والاسرار ونور القربة ثم الی نوره عزوجل الله نور السموات والارض مثل نوره کمشکاة الله ولی الذین آمنوا یخرجهم من الظلمات الی النور فالله تعالیٰ تولی اخراجهم من الظلمات الی النور وهو عزوجل اطلعهم علی ما اضمرت قلوب العباد وانطوت علیه النیات اذجعلهم ربی جواسیس القلوب والامناء علی السرائر والخفیات وحرسهم من الاعداء فی الخلوات والجلوات لاشیطان مضل ولاهوی متبع یمیل بهم الی الزلات قال الله عزوجل ان عبادی لیس لک علیهم سلطان ولانفس امارة بالسوء ولاشهوة غالبة متبعة تدعوه الی اللذات المردیة فی الدرکات المخرجة من اهل السنة والجماعات قال عز من قائل کذلک لنصرف عنه السوء والفحشاء انه من عبادنا المخلصین سبحهم ربی وقمع رعونات نفوسهم وضیّاو قهرها بسلطان الجبروت فثبتهم فی مراتبهم ووفقهم للوفاء بشرطه لعدان وفقهم للوفاء بالصدق فی سیرهم وبالصبر فی محل انقطاعهم واضطرارهم فادّوا الفرائض وحفظوا الحدود والامر والزموا المراتب

چیزوں کی تصویریں چھپ جاتی ہیں اور یہ چیزیں اللہ کی تقدیر ہی چھاتی ہے اور اللہ کا امر ہی انہیں دکھاتا اور ایجاد کرتا ہے گو وہ اپنی ذات اور لذتوں سے فانی ہے مگر اپنے آقا کے لئے اور اس کے امر کے لئے باقی ہے وہ خلوت کا طالب نہیں کیونکہ خلوت وتنہائی واجب الوجود ہی کے لئے ہے اب اسے سالک کی مثال بچے کی سی ہے جو خود نہیں کھاتا بلکہ اسے کھلایا جاتا ہے اور خود نہیں پہنتا بلکہ اسے پہنایا جاتا ہے اور وہ چھوڑا ہوا ہے اور اللہ کو سونپا ہوا ہے حق تعالیٰ فرماتا ہے ہم انہیں (اصحاب کہف کو) دائیں بائیں کروٹ دلا دیتے ہیں مگر وہ لوگوں میں جسمانی اعتبار سے موجود ہے اور افعال، اعمال، اسرار، ظاہر، باطن، خیالات اور نیت کے اعتبار سے لوگوں سے علیحدہ بھی ہے اب اسکو صوفی کہنا حق بجانب ہے کیونکہ دنیا داروں کی کدورت سے صاف ہے اور چاہو تو ابدال کے نام سے پکار لو کیونکہ اب یہ ابدال میں سے ایک فرد ہے یا بڑی ذاتوں میں سے ایک ذات ہے جو اپنے نفس کو اور رب کو پہچانتا ہے اس رب کو جو مردوں کو زندہ کر دینے والا ہے اور جو اپنے اولیاء کو نفوس، طبائع، ہوئی اور گمراہیوں کے اندھیروں سے نکال کر ذکر، معارف، علوم، اسرار اور نور قرب کے صحن کی طرف پھر نور قرب سے اپنے نور کی طرف نکال کر لاتا ہے فرمایا: اللہ آسمانوں کا اور زمین کا نور ہے اور اس کے نور کی مثال ایک طاق کی سی ہے (آخر آیت تک) فرمایا: اللہ ایمان والوں کا ولی (دوست) ہے اور انہیں اندھیروں سے نور کی طرف نکال کر لاتا ہے معلوم ہوا کہ اللہ اپنے اولیاء کو اندھیروں سے نکال لاتا ہے اور انہیں نور عطا فرماتا ہے اور اللہ ہی ان کی تربیت فرماتا ہے حق تعالیٰ نے انہیں لوگوں کی دلی باتوں اور نیتوں پر انہیں آگاہ فرما دیا ہے کیونکہ انہیں میرے پروردگار نے دلوں کا سراغ رساں اور اسرار و رموز کا امین بنا دیا ہے اور خلوت وجلوت میں ان کو دشمنوں سے محفوظ فرما دیا ہے

حتی قوموا وھذبوا ونقوا وادبوا وطھروا وطیبوا ووسعوا وزکوا وشجعوا وعوذوا فتمت لھم ولایۃ اللہ وتولیتہ اللہ ولی الذین آمنوا وقولہ تعالی وھو یتولی الصالحین فنقلوا من مراتبھم الی مالک الملک فرتب لھم ذلک بین یدیہ فصار نجواھم کفاحا بیناجونہ بقلوبھم واسرارھم فاشتغلوا بہ عمن سواہ ونحوا عن نفوسھم وعن کل شیء ھو رب کل شیء ومولاہ فصیر ھم فی قبضتہ وتیقن ھم بعقولھم وجعلھم امناء فھم فی قبضتہ وحصنہ وحراستہ یتنسمون روح القرب ویعیشون فی فسحۃ التوحید والرحمۃ فلا یشتغلون بشیء الا بما اذن لھم من الاعمال فاذا جاء وقت عمل ابدانھم دون قلوبھم مضوا مع الحرس فی تلک الاعمال کی لا تغترھم شیاطینھم ولنفوسھم واھویتھم فتسلم اعمالھم من حظ الشیاطین وھنات النفوس من الریاء والنفاق والعجب وطلب الاعواض والشرک بشیء من الاشیاء والحول والقوۃ بل یرون جمیع ذلک فضلا من اللہ وتوفیقا من اللہ خلقا ومنھم بتوفیقہ کسبا لئلا یخرجوا العمل ھذہ العقیلۃ من سنن الھدی ثم یردون بعد اداء تلک الاوامر وفراغ تلک الاعمال الی مراتبھم التی

انہیں نہ تو کوئی شیطان صحیح راہ سے بھٹکا سکتا ہے اور نہ وہ حرص وہوئی کے پیروکار ہیں جو انہیں صحیح راہ سے ادھر ادھر جھکا دے حق تعالیٰ نے فرمایا: اے شیطان یاد رکھ میرے بندوں پر تیرا قابو چلنے والا نہیں نہ ان کے پاس نفس امارہ ہے کہ انہیں برائی کی طرف مائل کرے اور غالب ہے کہ وہ اس کے تابعدار ہوں اور جو انہیں ایسی لذتوں کی دعوت دے جو مہلک ہوں اور درکات جہنم میں جھونک دیں نہ ان پر شہوت اور اہلسنت والجماعت سے نکال دیں حق تعالیٰ شانہ نے فرمایا: ہوا اسی طرح تاکہ ہم اس سے برائی اور بے حیائی پھیر دیں کیونکہ وہ ہمارے چنے ہوئے بندوں میں سے ہے۔ لہٰذا رب العالمین نے انکی حفاظت فرمائی اور اپنے رعب و دبدبہ سے ان کے نفسوں کی سرکشی اور غرور کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا اور انہیں ان کے مراتب میں قائم فرمایا اور انہیں وفا کی معرفت وفا کی توفیق دی جبکہ ان کی عادتوں میں سچائی کے ساتھ ایفائے عہد بھی داخل کر دیا گیا تھا اور انقطاع و اضطرار کے موقعہ پر ان میں صبر کی عادت بھی موجود تھی وہ فرائض کے پابند اور حدود و فرائض کے محافظ ہیں اور اپنے مراتب پر جمے ہوئے ہیں حتیٰ کہ انہیں سیدھا کر دیا گیا، مہذب بنا دیا گیا، پاک وصاف کر دیا گیا، ادب سکھا دیا گیا، ان کی تطہیر کر دی گئی، پاکیزہ بنا دیا گیا، وسعت عطا کی گئی حلال کی توفیق دی گئی، بہادر بنائے گئے اور ان تمام صفات کے عادی بنے اس لئے ان کے لئے اللہ کی ولایت و تولیت مکمل ہوئی فرمایا اللہ ایمان والوں کا ولی ہے دوسری جگہ فرمایا اور وہ (اللہ) نیکوں کا متولی ہے پھر انہیں ان کے مراتب سے منتقل کر کے مالک الملک کی طرف لایا گیا، قرب نصیب ہوا اور اس کے پاس انہیں تربیت دی گئی اور اللہ سے آمنے سامنے سرگوشیاں کرنے لگے اور اپنے دلوں سے اور اسرار سے اس کے رازدار بنے اور اس سے جڑ کر سب سے کٹ گئے اور انہیں نہ صرف دنیا کی جس کا اور ہر چیز کا مالک اللہ ہے

الزموها فوقفوا معها وحفظوها بالقلوب
والضمائر وقد ينقلون الى حالة بعد ان جعلوا
الامناء وخوطب كل واحد منهم بالانفراد
فى حالته انك اليوم لدينا مكين امين
فلا يحتاجون فيها الى اذن لانهم صاروا
كالمفوض اليهم امرهم فهم فى قبضته
حيثما ذهبوا فى شىء من امورهم يحققه
قول النبى صلى الله عليه وسلم فيما يحكيه
عن جبريل عليه السلام عن الله عزوجل انه
قال ما تقرب الى عبدى بمثل اداء فرائضى
وانه ليتقرب الى بالنوافل حتى احبه
فاذا احببته كنت سمعه وبصره ولسانه
ويده ورجله وفؤاده فبى يسمع وبى يبصر
وبى ينطق وبى يعقل وبى يبطش فهذا الخبر
قد ذكرناه فى مواضع من هذا الكتاب
لانه اصل فى هذا المقام فيمتلىء قلب
هذا العبد بحب ربه عزوجل ونوره و
علمه والمعرفة به فلا يهم غير ذلك الا
ترى الى قوله صلى الله عليه وسلم من احب
ان ينظر الى رجل يحب الله بكل قلبه فلينظر
الى سالم مولى ابى حذيفة رضى الله عنه
فظاهره متحرك متصرف بفعل الله تعالى
وباطنه مملوء بالله عزوجل وقد قال موسى
عليه السلام يا رب اين ابغيك قال يا موسى
اى بيت يسعنى واى مكان يحملنى فان

بلکہ اپنے نفسوں کی بھی خبر نہیں رہی حق تعالیٰ نے انہیں اپنی مٹھی میں لے لیا اور انھیں کی عقلوں سے انہیں باندھ دیا اور انہیں امین مقرر فرما دیا لہٰذا وہ اللہ کے قبضہ میں اس کے قلعہ میں اور اس کی حفاظت میں وہ کہ قرب کی خوشبو سے مست ہیں اور توحید و رحمت کے میدان میں زندگی بسر کرتے ہیں اور اسی میں مشغول رہتے ہیں جس کے بجا لانے کا انہیں حکم ہے اور جب جسمانی عملوں کا وقت آتا ہے تو اللہ کی حفاظت میں ان عملوں کے لئے نکل کھڑے ہوتے ہیں اور دلی عمل چھوڑ دیتے ہیں تاکہ انہیں شیطان، نفس اور ہوٰی نقصان نہ پہنچائیں لہٰذا ان کے عمل شیطانوں کے حصوں سے اور نفس کی بدلیوں (ریا، نفاق، غرور، طلب عوض، قوت، طاقت اور شرک وغیرہ) سے سلامت رہتے ہیں بلکہ وہ ان تمام عملوں میں اللہ تعالیٰ کے فضل کو اور توفیق کو کارفرما دیکھتے ہیں اور ان کی کمائی میں بھی توفیق کارفرما رہتی ہے تاکہ اس عقیدے کی رو سے ہدایت کی راہوں سے باہر نہ ہوں پھر ان فرائض کو بجا لانے کے بعد اور ان عملوں سے فارغ ہونے کے بعد اپنے ان مراتب کی طرف لوٹا دیئے جاتے ہیں جن سے چھٹے ہوئے ہیں پھر وہ ان پر قائم رہتے ہیں اور دل وجان سے ان کی حفاظت کرتے ہیں اور کبھی امین بنائے جانے کے بعد وہ دوسری حالت کی طرف لوٹا دیئے جاتے ہیں اور انفرادی حالت کے اعتبار سے ان میں سے ہر ایک سے خطاب کیا جاتا ہے کہ اے ہمارے ولی بلاشبہ آج تو ہمارے نزدیک معزز وامین ہے اس مرتبہ میں پہنچ کر وہ اجازت کے محتاج نہیں رہتے کیونکہ اب وہ بمنزلہ ان حضرات کے ہیں جن کو ان کے کام سونپ دئیے گئے ہیں اور وہ جہاں جاتے ہیں اور جو کام کرتے ہیں حق تعالیٰ شانہ کے قبضہ ہی میں رہتے ہیں اور اسی کی طرف سے کرتے ہیں اس ہی حقیقت کی طرف اشارہ نبی اکرم صلعم کا یہ فرمان ذی شان کرتا ہے جسے آپ حضرت جبرئیل ؑ سے نقل کرتے

اردت ان تعلم این انا فانا فی قلب التارك
الوادع العفیف فالتارك هو الذی یترك
بجهد وفیه بقیة ثم من علیه ربه فردعنه
موتا عنه ثم عفا فلا یلتفت الی شیء سوی
مولاه فان قیل فما تلك المنة التی من بها
ربه علیه قلنا هی انه عزوجل اقام فی المرتبة
علی شرطیة اللزوم لها لیقوم بها فلما وفی
له بالشرط ولم یبغ عملا وحرکة غیر ذلك
وحفظه ولم یتجاوز نقله منها الی ملك
الجبروت لیقوم فجبر نفسه ثم قمعها بسلطان
الجبروت حتی ذلت وخشعت ثم نقله منها
الی الملك السلطان لیهذب فذابت تلك
الغدد التی فی نفسه وهی اصول تلك الشهوات
التی قد صارت عدة ثابتة فیها ثم نقله
منها الی ملك الجلال تأدب ثم نقله منها
الی ملك الجمال فنقی ثم نقله الی الملك العظمة
فطهر ثم الی الملك البهاء فطیب ثم الی ملك
البهجة فوسع ثم الی ملك الهیبة فربی
ثم الی ملك الرحمة فرطب وقوی وشجع
ثم الی ملك الفرد دنیته فافرد فاللطف یغذیه
والرأفة تجمعه وتکنفه والمحبة تقویه
والشوق یدنیه والمشیئة تودیه الیه و
الجواد العزیز نقلبه فیقربه ثم یدنیه ثم
یمهله ثم یودیه ثم یناجیه ثم یبسطه بینه
ثم یقبض علیه فاینما صار وفی کل مکان خال

ہیں اور حضرت جبرئیل حق تعالیٰ سے نقل کرتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے فرمایا
میرا بندہ فرائض ادا کرکے جو تقرب حاصل کرتا ہے کسی اور چیز سے حاصل نہیں
کرتا اور وہ نوافل سے بھی میرا تقرب حاصل کرتا ہے حتیٰ کہ مجھے اس سے محبت
ہو جاتی ہے اور جب مجھے اس سے محبت ہو جاتی ہے تو میں اس کا کان،
آنکھ، زبان، ہاتھ، پاؤں اور دل بن جاتا ہوں پھر وہ مجھی سے سنتا ہے
مجھی سے دیکھتا ہے مجھی سے بولتا ہے مجھ ہی سے سمجھتا ہے اور مجھ ہی سے
پکڑتا ہے ہم نے یہ حدیث کتاب میں کئی جگہ بیان کی ہے کیونکہ یہ اس موضوع
پر اصل دلیل ہے لہٰذا اس بندہ کا دل حق تعالیٰ جل مجدہٗ کی محبت سے
اور نور و علم سے اور معرفت سے اس قدر بھر جاتا ہے کہ اس میں غیر کی
گنجائش نہیں رہتی کیا آپ نے نبی اکرم صلعم کے اس قول پر غور نہیں کیا
کہ جو اس شخص کو دیکھنا چاہے جو دل و جان سے اللہ سے محبت کرتا ہے
تو اسے سالم مولیٰ ابوحذیفہ کو دیکھنا چاہیئے۔ ایسے شخص کا ظاہر اللہ
تعالیٰ کے فعل سے متحرک و کار فرما ہے اور باطن اللہ کے نور سے بھرپور
ہے حضرت موسیٰ نے پوچھا تھا کہ اے رب میں تجھے کہاں ڈھونڈھوں
فرمایا موسیٰ کس گھر میں میں سما سکتا ہوں اور کونسی جگہ مجھے اٹھا سکتی
ہے؟ اگر تم یہ جاننا چاہتے ہو کہ میں کہاں ہوں تو میں تارک دنیا اور
زاہد و پارسا کے دل میں ہوں لہٰذا تارک دنیا وہی ہے جو اپنی جد وجہد سے
دنیا کو چھوڑ دے اور اس میں کچھ دنیا باقی بھی رہے پھر حق تعالیٰ شانہٗ
اس پر اپنا احسان فرمائے اور باقی دنیا کو بھی ترک کر دے اور دنیا سے
اپنے کو مردہ سمجھے پھر اس قدر پارسا اور نیک بن جائے کہ اپنے مالک
کے سوا کسی چیز پر نظر ہی نہ ڈالے اگر کوئی پوچھے کہ وہ احسان کیا ہے
جس نے اسے اس قدر پارسا بنا دیا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ حق تعالیٰ
نے اسے ایک مرتبہ بخشا اور اسے کھڑا کر دیا اور یہ شرط لگا دی کہ اسے
چمٹے رہو جب اس نے یہ شرط پوری کی اور اس کے سوا اس نے عمل
تو عمل حرکت بھی نہیں کی اور اس کی حفاظت کی اور اس سے آگے

وفی کل حال لربہ دان فھو فی قبضتہ
وامین من امنائہ علی اسرارہ وما یودیہ
من ربہ الی خلقہ فاذا صار الی ھذا المحل
فقد انقطعت الصفات وانقطع الکلام و
العبارات فھذا ھو منتھی العقول والقلوب
وغایۃ ما تبلغ حالات الاولیاء الیہ
وتئول وما وراء ذلک مختص بالانبیاء
والرسل علیھم السلام لان نھایۃ الولی
بدایۃ النبی علی الجمیع صلوات اللہ وتحیاتہ
ورأفتہ ورحمتہ والفرق بین النبوۃ والولایۃ
ان النبوۃ کلام ینفصل من اللہ تعالی ووحی
معہ روح من اللہ فیقضی الوحی ویختمہ بالروح
منہ تعالی قبولہ فیقبلہ ھذا ھو الذی یلزم
تصدیقہ ومن ردہ فھو کافر لانہ راد
لکلام اللہ عزوجل واما الولایۃ فھی
لمن تولی اللہ عزوجل حدیثہ علی طریق
الالھام وصلہ الیہ فلہ الحدیث
فینفصل ذلک الحدیث من اللہ علی لسان
الحق معہ السکینۃ فتلقاہ السکینۃ التی
فی قلب المجذوب فیقبلہ ویسکن الیہ
فالکلام للانبیاء والحدیث للاولیاء
فمن رد الکلام کفر لانہ رد علی اللہ
کلامہ ووحیہ ومن رد الحدیث لم یکفر
بل یخیب ویصیر وبالا علیہ ویبھت قلبہ
لانہ رد علی الحق ما جاء بہ محبۃ اللہ تعالی

نہیں بڑھا تو حق تعالیٰ نے اسے اس مرتبہ ملک جبروت کی طرف منتقل
فرما دیا تاکہ وہاں پہنچ کر اپنے نفس پر جبر کرے پھر اس نے جبر و قہر کی قدرت
سے اپنے نفس کو زیر کر لیا حتیٰ کہ اس کا نفس اس کا مطیع و منقاد
بن گیا اور ذلیل و پست ہو گیا پھر اسے اس مرتبہ غالب شہنشاہ کی
طرف منتقل کیا گیا تاکہ مہذب بن جائے لہٰذا اس کے نفس کے غدود
جو شہوتوں کی جڑیں ہیں پگھل گئے اور وہ دوسرے مرتبہ کے لئے
تیار ہو گیا پھر حق تعالیٰ نے اسے ملک جلال کی طرف منتقل فرما دیا اور اسے
ادب کی تعلیم دی پھر ملک جمال کی طرف لا کر اسے چھان پھٹک کر
صاف کیا پھر ملک عظمت کی طرف منتقل کر کے اس کی تطہیر فرمائی پھر
ملک بہاء کی طرف منتقل کر کے پاکیزہ بنایا پھر ملک بہجت (خوشی)
کی طرف منتقل کر کے فراخی اور وسعت عطا فرمائی پھر ملک ہیبت کی
طرف منتقل کر کے شاداب، قوی اور دلیر بنایا پھر ملک فردیت
کی طرف منتقل کر کے توحید کا عادی بنایا لہٰذا اللہ کا لطف اسکی
غذا ہے، اس کا پیار اس کی دلجمعی ہے اور اسے گھیرے ہوئے
ہے، محبت اسے قوت پہنچا رہی ہے، شوق اسے ہمہ دم اللہ کے
قریب لا رہا ہے، مشیت اسے اللہ تعالیٰ کی طرف کھینچ رہی ہے اور
عزت و اکرام گھوڑا اسے لے جا رہا ہے، قریب لا رہا ہے اور رب
کے پاس کر رہا ہے پھر اللہ تعالیٰ اسے جھوڑ کر ادب سکھاتا ہے پھر
اس سے سرگوشی فرماتا ہے پھر اپنے فضل و احسان سے اس کا حوصلہ
بلند فرماتا ہے پھر اسے سمیٹ لیتا ہے اب وہ جہاں جاتا ہے جہاں ٹھہرتا
ہے اور جہاں اترتا ہے اور ہر حال میں اپنے رب کا مطیع رہتا ہے
اور وہ اللہ کے قبضہ میں ہے اور اس کا امین ہے اور اس کے اسرار کا رازدار
ہے اور جو چیز اسے رب سے ملتی ہے اسے وہ اللہ کی مخلوق تک پہنچا دیتا ہے
پھر جب وہ اس مقام تک پہنچ گیا تو صفتیں کٹ گئیں، کلام اور عبارتیں
منقطع ہو گئیں، الغرضیکہ ذات حق کی طرف پہنچنے کی یہی عقلوں اور دلوں

من علم الله فی نفسه فاودعه الحق وجعله موردی الی القلب لان الحدیث ما ظهر من علمه الذی برز فی وقت المشیئة فیصیر حدیثا فی النفس کالسر انما یقع ذلک الحدیث بمحبة من الله لهذا العبد فیمضی مع الحق الی قلبه فیقبله القلب بالسکینة۔

منتہا ہے اور حالات اولیاء کی حد وغایت ہے اور اس کے ماوراء انبیائے کرام کا خاصہ ہے کیونکہ اولیاء کی انتہاء سے انبیاء کی ابتداء ہوتی ہے حق تعالیٰ شانہ کی ان پر رحمتیں اور سلامتیاں ہوں اور رأفت ورحمت ہو۔

نبوت و ولایت میں فرق نبوت وہ کلام ہے جو اللہ تعالیٰ سے جدا ہوتا ہے اور وہ وحی ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے روح الامین ہوتے ہیں یعنی وحی بواسطہ روح الامین ختم کی جاتی ہے اور انہیں کے واسطے سے پہنچائی جاتی ہے اور انبیائے کرام اس وحی کو قبول فرمالیتے ہیں۔ وحی کی تصدیق لازم ہے اور وحی کا انکار کرنیوالا کافر ہے کیونکہ وہ حق تعالیٰ کے کلام کا انکار کر رہا ہے اور ولایت میں حق تعالیٰ اپنے ولی کے دل میں الہام کے طور پر کوئی بات ڈال دیتا ہے اور اس کے دل میں اس بات کا خیال پیدا کر دیتا ہے لہٰذا بات اللہ کی ہوتی ہے اور سچی زبان سے وہ بات نکلتی ہے اور اس سے دل کو سکون حاصل ہوتا ہے اور اس بات کو وہ سکون ہی حاصل کرتا ہے جو مجذوب کے دل میں ہوتا ہے اور اسے ٹھنڈے دل سے قبول کر لیتا ہے معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ انبیاء سے کلام فرماتا ہے اور باتیں اولیاء کے دل میں ڈالتا ہے لہٰذا جو کلام کا انکار کرے وہ کافر ہے کیونکہ اس نے اللہ کا کلام اور اس کی وحی کا انکار کیا اور جو حدیث (ولی کے الہام) کا انکار کرے وہ کافر تو نہیں ہوتا ہاں فوائد سے محروم ہو جاتا ہے اور انکار اس کے لئے وبال و بلاء بن جاتا ہے اور اس کے دل میں تحیر و تردد پیدا ہو جاتا ہے کیونکہ اس نے اس حق کا انکار کیا جسے اللہ کے علم میں سے ولی کے نفس میں اللہ کی محبت لے کر آئی اور اسے حق تعالیٰ نے اپنے ولی کے دل میں بطور امانت کے رکھا اور ولی کے دل تک پہنچایا کیونکہ حدیث وہ ہے جو اللہ کے علم سے جو مشیت کے وقت ابھرا تھا ظاہر ہوئی اور حدیث نفس دل میں بمنزلہ راز کے ہوتی ہے اور یہ حدیث اللہ کی محبت کی وجہ سے ولی کے دل میں آتی ہے اور حق کے ساتھ اس کے دل میں کھلتی ہے اور اسے ولی کا دل سکون و دلجمعی کے ساتھ قبول کر لیتا ہے۔

اکیسواں باب

مبتدی کے فرائض، شیخ کا ادب، تربیت کے سلسلہ میں شیخ کے فرائض

فالذی یجب علی المبتدی فی هذه الطریقة الاعتقاد الصحیح الذی هو الاساس فیکون

مبتدی کے فرائض سلوک میں مبتدی کا پہلا فرض صحیح اعتقاد ہے جو اساس و بنیاد ہے یعنی سلف صالح کے عقیدے پر قائم ہو جو

على عقيدة السلف الصالح اهل السنة القديمة سنة الانبياء والمرسلين والصحابة والتابعين والاولياء والصديقين على ما تقدم ذكره و شرحه فى اثناء الكتاب فعليه بالتمسك بالكتاب والسنة والعمل بهما امرا ونهيا اصلا وفرعا فيجعلهما جناحيه يطير بهما فى الطريق الواصل الى الله عزوجل ثم الصدق ثم الاجتهاد حتى يجد الهداية والارشاد اليه والدليل وقائد اليقوده ثم مؤنسا يؤنسه ومستراحًا يستريح اليه فى حالة اعيائه ونصبه و ظلمته عند ثوران شهواته ولذاته وهنات نفسه وهواه المضل وطبعه المجبول على التثبط والتوقف عن السير فى الطريق قال الله عزوجل والذين جاهدوا فينا لنهدينهم سبلنا وقال الحكيم من طلب وجدّ وجد فبالاعتقاد يحصل له علم الحقيقة وبالاجتهاد تيفق له سلوك الحقيقة ثم يجب عليه ان يخلص مع الله عزوجل عهده بان لا يرفع قدما فى طريقه اليه ولا ينفعها الا بالله ما لم يصل الى الله فلا ينصرف عن قصده بملامة مليم لان الصادق لا يرجع ولا لوجود كرامة فلا يقف معها ويرضى بها عن الله عزوجل عوضا اذ هى حجابه عن ربه ما لم يصل اليه عزوجل فاذا حصل الوصول لا تضره الكرامات

ارباب سنت قدیمہ ہیں جو انبیائے کرام وپیغمبران عظام کی قدیم سنت ہے اور جس پر صحابہؓ، تابعینؒ، اولیاءؒ اور صدیقینؒ چلتے رہے اور اس کی تفصیل وشرح اس کتاب میں گزر چکی ہے اس لئے مبتدی کا فرض ہے کہ قرآن وحدیث کو مضبوطی سے پکڑے رہے اور ان دونوں کے اصولی وفروعی احکام پر سرگرم عمل رہے اور ان دونوں کو اپنے دو بازو (پر) تصور کرے جن سے اُڑ کر اللہ تک پہنچنے والے راستہ کو طے کرنا چاہتا ہے، دوسرا فرض صدق ہے تیسرا فرض جد وجہد اور دوڑ دھوپ ہے جب تک ہدایت و رہنمائی اور برہان و دلیل تک رسائی حاصل نہ ہو، چوتھا فرض قائد ومونس کی تلاش ہے جو اس راہ پر چلا سکے اور حوصلہ بڑھاتا رہے اور شوق دلاتا رہے اور ایسے مستند شیخ کی جستجو ہے جس کے پاس تکان کے وقت سالک سستا سکے اور جب شہوتوں اور لذتوں کا جوش ہو اور نفس کی برائیوں کا اور گمراہ کن ہوا کا اور طبیعت کا جو راستہ ہی میں ٹھہر جانے کی عادی ہے زور شور ہو تو تکلیف وتاریکی کی حالت میں وہ اسے مفید مشورہ دے سکے حق تعالیٰ نے فرمایا: جو ہماری طلب میں کوشش کرتے ہیں تو یقیناً ہم انہیں اپنی راہیں سمجھا دیتے ہیں ایک حکیم کہتا ہے جو ڈھونڈھے گا اور کوشش کرے گا مراد پالیگا (جو بندہٗ یابندہ) صحیح عقائد سے سالک کو علم حقیقت حاصل ہوگا اور کوشش سے راہ حقیقت پر چلنے کی واقفیت حاصل ہوگی۔ پھر سالک پر فرض ہے کہ حق تعالیٰ شانہ سے پرخلوص عہد کرے کہ اللہ تک پہنچانے والے راستہ پر اللہ کے قانون ہی کے مطابق قدم اٹھاؤں گا اور اس کے آئین ہی کی روشنی میں قدم رکھوں گا اور جب تک اللہ تک پہنچ نہ جاؤں دم نہیں لوں گا اس عہد کے بعد راہ سلوک پر چل پڑے اور کسی ملامت گر کی ملامت سے متاثر ہو کر رکے نہیں کیونکہ مخلص وصادق راہ سے لوٹا نہیں کرتا اور اپنی بات کا پکا ہوتا ہے اور اگر حق تعالیٰ کوئی کرامت عطا فرمادے تو اس پر

اذھی من باب القدرۃ وثمراتھا وعلاماتھا ووصولہ الی الحق عزوجل من القدرۃ فلا ینقص الشیء نفسہ وکیف وقد یصیر ھو حینئذ قدرۃ فی الارض وخرق عادۃ و کلامہ حکمۃ بالغۃ من بعد جھل وعجمۃ وبلادۃ وقصور وحرکاتہ وسکناتہ وتصاریفہ عبرۃ لمن اعتبرھا وافعال اللہ تجری فیہ وعلیہ مما یبھر العقول ثم قد یؤمر حینئذ بطلب الکرامۃ ویجبر علیہ وتحقق عندہ ان دمارہ وھلاکہ فی ترک الطلب ومخالفۃ ھذا الامر وثباتہ وبقاؤہ و عبادتہ وقربتہ ومرضاۃ ربہ ودنوہ منہ وزیادۃ محبۃ ربہ لہ فی طلبھا وامتثال امرہ فیھا فکیف تضرہ الکرامۃ حینئذ ان یکون ذلک بینہ وبین ربہ عزوجل ولا یظھرہ لاحد من العوام الا ان یغلب علیہ ظھورہ لان من شرط الولایۃ کتمان الکرامات ومن شروط النبوۃ والرسالۃ اظھار المعجزات لیقع بذلک الفرق بین النبوۃ والولایۃ ولا ینبغی لہ ان یعرج فی اوطان التقصیر ولا یخالط المقصرین والبطالین ابناء قیل وقال اعداء الاعمال والتکالیف المدعین للاسلام والایمان الذین قال اللہ عزوجل فی حقھم یا ایھا الذین آمنوا لم تقولون ما لا تفعلون کبر مقتا عند اللہ

قناعت کر کے سفر سے رُک نہ جائے کہ کرامت ہی کو غرض سمجھ کر راضی ہو جائے کیونکہ یہ کرامت رب سے حجاب ہے جب تک سالک حق تعالےٰ تک پہنچ نہ جائے پہنچنے کے بعد کرامتیں مضر نہیں کیونکہ قدرت کے دروازے ثمرات اور علامات میں سے ایک قدرت، ثمرہ اور علامت ہے اور حق تعالےٰ تک پہنچنا اس کی قدرت سے ہے اس لئے یہ چیز (کرامت) فنا فی اللہ سالک کی ذات کے لئے مضر نہیں بھلا کیسے مضر ہو سکتی ہے جب کہ اللہ تک پہنچا ہوا ولی اللہ کی قدرت کا ایک نمونہ ہے اور کرامت اللہ کی قدرت کا ایک مظاہرہ ہے اب ولی کی باتیں جہالت و خاموشی اور کند ذہنی و کوتاہی کے بعد انتہائی اور چوٹی کی حکمتوں سے بھرپور ہیں اور اس کی حرکات و سکنات اور تصرفات سبق حاصل کرنے والوں کے لئے ایک سبق ہیں اور ایسے ایسے اللہ تعالیٰ کے افعال اس میں اور اس پہ جاری و ساری ہیں جن سے انسانی عقلیں حیران و دنگ ہیں، اس مقام پر پہنچنے کے بعد کبھی اس ولی کو طلب کرامت کا حکم ہوتا ہے اور اس سلسلہ میں اس پر جبر کیا جاتا ہے اور اسے اس بات پر یقین ہوتا ہے کہ ترک طلب و مخالفت حکم باری میں اس کی تباہی اور ہلاکت ہے اور طلب کرامت میں اور حق تعالیٰ کے حکم کی بجا آوری میں اسے ثبات و بقا عبادت و تقرب، رضا و محبت اور قرب حاصل ہوتا ہے اس لئے کرامت اس کے حق میں کیسے مضر ثابت ہو سکتی ہے۔

یہ طلب ولی کے اور اللہ ہی کے درمیان رہتی ہے اور وہ اسے کسی پر ظاہر نہیں کرتا ہاں اگر اس کا ظہور ہی اس پر غالب آجائے تو دوسری بات ہے کیونکہ ولایت کی ایک شرط کرامت کو چھپانا بھی ہے اور نبوت و رسالت کی ایک شرط معجزات کا اظہار کرنا بھی ہے تاکہ اس طرح نبوت و ولایت میں فرق واضح ہو جائے۔

مبتدی کے لئے لازم ہے کہ کوتاہیوں کے مقامات پر کھڑا نہ ہو اور ان سے الگ تھلگ رہے جو کوتاہی کرنے والے جھوٹے، فرزندان

ان تقولوا ما لا تفعلون وقال فی اختها اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم وانتم تتلون الکتاب افلا تعقلون وینبغی له ان لا یضن ببذل المیسور ولا یبخل بالموجود خوفا ان ینال مثله للافطار والسحور ویقطع فی نفسه وبقلبه علما بان الله لم یخلق ولیاله فی سالف الدهر بخیلا ببذل المیسور وینبغی له ان یرضی بالذل الدائم وحرمان النصیب والجوع الدائم والخمول وذم الناس له وتقدیم اضرابه و اشکاله واقرانه علیه فی الاکرام والعطاء والتقریب عند الشیوخ ومجالس العلماء فیجوع هو والجماعة یشبعون والکل اعزاء و نصیبه الذل ویعز الجمیع ویکون یستخیر لنفسه الذل ویجعله نصیبه ومن لم یرض بهذا ولوطن نفسه علیه فلا یکاد ان یفتح علیه ویجیء منه شیء فالنجاح الکلی و الفلاح فیما ذکرنا وینبغی له ان لا ینتظر من الله مطلوبا سوی المغفرة لما سلف من الذنوب والعصمة فیما یاتی من الدهور والتوفیق لما یحبه من الساعات ولوصله الیه من القربات ثم الرضا عنه فی الحرکات والسکنات والتحبب الی الشیوخ من الاولیاء والابدال اذ ذاک سبب لدخوله فی زمرة الاحباب ذوی العقول والالباب الذین عقلوا من رب الارباب واطلعوا علی الغیر

قیل وقال، اعمال و تکالیف کے دشمن اور اسلام و ایمان کے دعویدار ہیں فرمایا: اے ایمان والو تم وہ باتیں زبان سے کیوں نکالتے ہو جن پر خود عمل نہیں کرتے اس سے اللہ سخت ناراض ہوتا ہے کہ تم کہو اور ان پر عمل نہ کرو۔ دوسری جگہ فرمایا: کیا تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے اور اپنے آپ کو بھول جاتے ہو حالانکہ تم کتاب پڑھتے ہو پھر کیا تم سمجھتے نہیں۔ مبتدی کا فرض ہے کہ اسے جو کچھ میسر ہے اس کے خرچ کرنے میں بخل نہ کرے اور موجود کے بارے میں یہ خیال نہ کرے کہ یہ نعمت اگر اب خرچ کر لی جائے تو افطار یا سحری کے وقت نہیں ملے گی اور دل و جان سے اس پر یقین رکھے کہ اللہ تعالیٰ نے ماضی میں کسی بخیل کو اپنا ولی نہیں بنایا کہ وہ حاضر نعمت کو پھر نہ ملنے کے ڈر سے خرچ نہ کرتا ہو۔ مبتدی کا فرض ہے کہ وہ دائمی انکساری، حرمان نصیبی دائمی بھوک، گمنامی اور لوگوں کی طعن و تشنیع پر صابر و شاکر رہے اور خاطر، تواضع اور عطا میں اپنے ہم جنسوں اور بھائیوں کو اپنے پر ترجیح و برتری دے اور شیوخ و علماء کی مجلسوں میں لپک کر سب سے پہلے جائے۔ مبتدی بھوکا رہے اور جماعت پیٹ بھر کر کھائے، سب کو عزت حاصل ہو اور یہ خود کو سب سے گرا ہوا سمجھے ؎

اخلاق سب سے کرنا تسخیر ہے تو یہ ہے ؛ خاک آپ کو سمجھنا اکسیر ہے تو یہ ہے

وہ سب کی عزت کرے اور اپنے لئے ذلت و عجز کو اختیار کرے اور اسی کو اپنا حصہ سمجھے اگر مبتدی اس پر راضی نہ ہو اور اپنے نفس کو عجز و ذلت پر دبا کر نہ رکھے تو اسے فلاح کا حاصل ہونا کارے دارد اور وہ اس راہ میں کچھ بھی حاصل نہیں کر سکے گا پوری کامرانی اور فلاح اسی طرح حاصل ہو سکتی ہے جس طرح ہم نے بتائی ہے۔

مبتدی کا فرض ہے کہ اللہ تعالیٰ سے صرف گناہوں کی مغفرت، آئندہ کے لئے عصمت، پسندیدہ طاعتوں کی توفیق، رضا و تقرب کا جذبہ اور آئین شرع کی پابندی کی توفیق طلب کرے اور شیوخ

والآيات فصفت حينئذ القلوب والضمائر والمنيات فهذا الذى ذكرته صفة المريد فلما لم يتجرد قلبه عن جميع الطلبات والمآرب وينتفى عن غيرها ما ذكرنا من الحوائج والمطالب لا يكون مريدا على نعت الاستحقاق

فصل: واما آدابه مع الشيخ فالواجب عليه ترك مخالفة شيخه فى الظاهر وترك الاعتراض عليه فى الباطن فصاحب العصيان بظاهره تارك لادبه وصاحب الاعتراض بسره متعرض لعطبه بل يكون خصما على نفسه لشيخه ابدا يكف نفسه ويزجرها عن مخالفته ظاهرا وباطنا ويكثر قراءة قوله عزوجل ربنا اغفرلنا ولاخواننا الذين سبقونا بالايمان ولا تجعل فى قلوبنا غلا للذين آمنوا ربنا انك رؤف رحيم واذا ظهر له من الشيخ ما يكره فى الشرع استخبر عن ذلك بضرب المثل والاشارة ولا يصرح به لئلا ينفر به عليه وان رأى فيه عيبا من العيوب ستره عليه وليعود بالتهمة على نفسه ويتأول للشيخ فى الشرع فان لم يجد له عذرا فى الشرع استغفر للشيخ ودعا له بالتوفيق والعلم والتيقظ والعصمة والحمية ولا يعتقد فيه العصمة ولا يخبر احدا به واذا رجع اليه يوما آخر او ساعة اخرى

(اولیاء و ابدال) سے پرخلوص محبت کرے کیونکہ یہ واحد سبب ہے کہ وہ ان ارباب ہوش وعقل کے زمرہ میں شامل ہو جائے جو اللہ کے سچے دوست ہیں اور رب الارباب کی طرف سے فہم وذکاء کے مالک ہیں اور عبرتوں اور نشانات سے واقف ہیں اور ان کے دل، خیالات اور نیتیں پاک وصاف ہیں۔ یہ جو کچھ میں نے ذکر کیا ہے یہی مرید و مبتدی کی صفتیں ہیں لہٰذا جب تک مرید کا دل تمام حاجتوں اور امیدوں سے مجرد نہ ہوگا اور ان سے پاک وصاف نہ ہوگا وہ مرید کہلانے کا مستحق نہ ہوگا

شیخ کے لئے مرید کے آداب

مرید کا فرض ہے کہ ظاہر میں شیخ کی مخالفت نہ کرے اور باطن میں اس پر اعتراض نہ کرے۔ بظاہر آداب شیخ کو چھوڑنے والا گنہ گار اور باطن میں طعن کرنیوالا ہلاکت کو للکار رہا ہے بلکہ مرید ہمیشہ اپنے شیخ کی خاطر اپنے نفس سے دشمنی رکھے اور اپنے نفس کو ظاہر و باطن میں شیخ کی مخالفت سے روکتا اور ڈانٹتا رہے اور کثرت سے یہ آیت پڑھتا رہے: یا اللہ ہمیں اور ہمارے بھائیوں کو جو ایمان میں ہم سے پہل کر گئے بخشدے اور ہمارے رب ہمارے دلوں میں مومنوں کی طرف سے کینہ نہ رکھ بلاشبہ تو انتہائی شفیق ومہربان ہے۔ اگر شیخ سے کوئی کام خلاف شرع سرزد ہو تو شیخ کو اشارے کنائے سے متنبہ کرے صراحت نہ کرے تاکہ شیخ کو مرید سے نفرت نہ ہو اور اگر مرید شیخ میں کوئی عیب پائے تو اس پر پردہ ڈال دے اور اپنے نفس پر الزام عائد کرے اور شیخ کی عصمت کے لئے کوئی شرعی تاویل ڈھونڈھے اور اگر کوئی معقول عذر نہ مل سکے تو شیخ کے لئے مغفرت کی دعا مانگے اور توفیق، علم، تنبہ اور عصمت و اجتناب کی دعا مانگے اور یہ عقیدہ نہ رکھے کہ میرا شیخ معصوم ہے علاوہ ازیں شیخ کے عیب کو کسی پر ظاہر نہ کرے اور جب کسی دن کسی وقت شیخ کے پاس جائے تو یہ خیال لیکر جائے کہ اب وہ عیب شیخ سے جاتا رہا ہوگا اور وہ اپنے مرتبہ سے اونچے مرتبہ

يعتقد ان ذلك قد زال وان الشيخ قد نقل الى ما هو اعلى رتبة ولم يقر عليه وانما كان ذلك غفلة وحدثا وفصلا بين الحالين لان لكل حالين فصلا ورجوعا الى رخص الشرع واباحته وترك العزيمة والاشد كالدهليز بين الدارين والمنزلة بين المنزلتين انتهاء للحالة الاولى ووقوفا على عتبة الحالة الثانية وانتقالا من ولاية الى اخرى وخلع خلعة ولاية ولبس خلعة ولاية اخرى التي هي الاعلى والاشرف لانهم كل يوم في مزيد قرب من الله عزوجل واذا اغضب الشيخ وعبس في وجهه او ظهر منه نوع اعراض عنه لم ينقطع عنه بل يفتش باطنه وما جرى منه من سوء الادب في حق الشيخ او التفريط فيما يعود الى امر الله عزوجل من ترك امتثال الامر وارتكاب النهي فليستغفر ربه عزوجل وليتب اليه وليعزم على ترك المعاودة اليه ثم يعتذر الى الشيخ ويتذلل له ويتملقه ويتحبب اليه بترك المخالفة له في المستقبل ويداوم على الموافقة له ويواظب عليها فيجعله وسيلة وواسطة بينه وبين ربه عزوجل وطريقا وسببا يتوصل به اليه كمن يريد الدخول على ملك ولا معرفة له به فانه لابد له من ان يصادف حاجبا من حجابه او واحدا

پر منتقل ہو گئے ہوں گے اور خلاف شرع بات غفلت کی وجہ سے معرض وجود میں آئی اور دو حالتوں میں علیحدگی کے اعتبار سے پائی گئی کیونکہ ہر حالت رخصت و اباحت اور ترک عزیمت وسخت اعمال کے درمیان بمنزلہ اس چوکھٹ کے ہے جو دو گھروں کے درمیان ہے اور مثل اس مرتبہ کے ہے جو دو مرتبوں کے درمیان ہے کہ شیخ پہلی حالت ختم کر کے دوسری حالت کی چوکھٹ پر آ کھڑے ہوئے ہیں اور ایک ولایت سے دوسری ولایت کی طرف منتقل ہو گئے ہیں اور ایک ولایت کا جوڑا اتار کر دوسری ولایت کا جوڑا پہن لیا ہے جو پہلے سے اعلیٰ اور قیمتی ہے کیونکہ اولیاء کو روزانہ اللہ سے مزید قرب حاصل ہوتا رہتا ہے۔

اگر شیخ ناراض یا ترش رو ہو جائے یا کسی قسم کے اعراض کا اظہار کرے تو مرید شیخ سے بدظن ہو کر قطع تعلق نہ کرے بلکہ شیخ کے غم و غصہ کی وجہ تلاش کی جائے اور شیخ کی شان میں جو بے ادبی اور گستاخی یا حقوق اللہ میں جو کمی معرض وجود میں آئی ہو کہ اللہ تعالیٰ کے کسی حکم کی تعمیل نہ کی ہو اور کسی حرام سے نفس کو نہ روکا ہو تو حق تعالیٰ جل مجدہٗ سے دعائے مغفرت کرے اور پرخلوص توبہ کرے اور آئندہ اس قسم کی حرکت نہ کرنے کا عزم صمیم کر لے اور شیخ سے معافی مانگ لے اور خوشامد درآمد کر کے اسے منا لے اور مستقبل میں ترک مخالفت کا یقین دلا کر شیخ کی محبت حاصل کر لے اور ہمیشہ شیخ کے موافق رہے اور اسے اپنے اور اللہ کے درمیان واسطہ اور وسیلہ سمجھ لے اور راہ وسبب تصور کر لے جس کے ذریعہ اللہ تک پہنچا جا سکتا ہے جیسے کوئی بادشاہ سے ملنا چاہتا ہے اور اسے براہ راست بادشاہ تک رسائی حاصل نہیں اس لئے اسے لازمی طور پر بادشاہ کے کسی دربان سے یا کسی خادم سے یا کسی راز دار سے دوستی کرنی پڑتی ہے تاکہ وہ اسے بادشاہ کی سیاست، عادت، خصلت اور خو بو سے

من حواشيه وخواصه ليبصره بسياسة
الملك ودأبه وعادته ويتعلم الادب بين
يديه والمخاطبة له وما يصلح له من الهدايا
والطرائف مما ليس مثلها في خزانته ومما
يؤثر الاستكثار فليات البيت من بابه ولا
يتسلق من ورائه من غير بابه فيلام ويهان
لا يبلغ الغرض من الملك ولا المقصود منه
ولكل داخل دهشة لابد له من تذكرة ومنبه
ومن ياخذ بيده فيقعده موضع مثله او يشير
اليه بذلك لئلا تتطرق اليه المهانة ولا يشار
اليه بسوء الادب والحماقة وليتحقق بان الله
عز وجل اجرى العادة بان يكون في الارض
شيخ ومريد صاحب ومصحوب تابع ومتبوع
من لدن آدم الى ان تقوم الساعة الا ترى الى
آدم عليه السلام لما خلقه الله تعالى علمه
الاسماء كلها وافتتح الامر به فجعله كالتلميذ
مع الاستاذ والمريد مع الشيخ وقال له يا آدم
هذا فرس وهذا البغل وهذا حمار حتى علمه
قصعة وقصيعة ثم لما فرغ من تعليمه وتهذيبه
جعله استاذا معلما شيخا حكيما وكساه بانواع
الحلل والحلي وتوجه منطقة واجلسه على كرسي
في الجنة واقام الملائكة حوله صفوفا فقال
يا آدم انبئهم باسمائهم بعد ان ظهر عجز
هم وعدم علمهم لك وقولهم سبحانك
لا علم لنا الا ما علمتنا فصارت الملائكة

آگاہ کردے اور بادشاہ سے ملاقات کے اور گفتگو کے آداب بتادے اور بادشاہ
کی شان کے لائق تحفے تحائف بھی جو اس کے خزانہ میں نہ ہوں یا جن کی وہ
کثرت چاہتا ہو بتادے تاکہ وہ ان تمام چیزوں کی معلومات حاصل کرکے
صحیح طریقہ سے بادشاہ کے پاس جاسکے اور چور دروازے سے نہ جائے کہ
قابل ملامت ٹھہرے اور ذلیل ہو اور بادشاہ کے پاس جانے کی جو غرض
وغایت ہے وہ اسے حاصل نہ ہو۔ بادشاہ کے پاس ہر جانے والے پر
دہشت طاری ہوتی ہے اس لئے ضروری ہے کہ کوئی راہبر وقائد بل جائے
جو اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے مناسب جگہ بٹھادے یا مناسب جگہ کی طرف
اشارا کردے تاکہ ذلت کا سامنا نہ کرنا پڑے اور کوئی یہ کہنے نہ پائے
کہ بڑا بدتمیز واحمق تھا اور شاہی دربار کے کسی ادب سے بھی واقف نہ
تھا اور جاہل مطلق تھا۔ مرید کو یقین کرلینا چاہیئے کہ حق تعالے کی
حضرت آدم کے زمانہ سے لے کر قیامت تک یہ عادت ہے اور رہیگی۔
کہ دنیا میں شیوخ ہوں اور ان کے مرید ہوں، کوئی صاحب ہو اور اس
کے ماننے والے ہوں اور کوئی تابع ہو اور اس کے پیروکار ہوں آپ نے
حضرت آدمؑ کی حالت پر غور نہیں کیا حق تعالے نے آپ کو پیدا فرمایا
آپ کو تمام چیزوں کے نام سکھائے اور آپ سے دنیا کا آغاز فرمایا
اور آپ کو گویا اپنا شاگرد بنایا اور خود استاد بنا اور آپ کو مرید
بنایا اور خود شیخ بنا اور حضرت آدم سے فرمایا؛ کہ اے آدم یہ گھوڑا
ہے یہ خچر ہے اور یہ گدھا ہے حتیٰ کہ آپ کو چھوٹے اور بڑے پیالوں
کے نام بھی بتادئے پھر جب آدم فارغ التحصیل ہوگئے تو حق تعالیٰ
نے آپ کو استاد، معلم، شیخ اور حکیم بنادیا اور قسم قسم کے جوڑوں اور
زیورات سے آراستہ فرمادیا اور گفتگو کا سر پہ تاج رکھ دیا اور جنت
میں ایک کرسی پر بٹھادیا اور آپ کے ارد گرد فرشتوں کی قطاریں کھڑی
کردیں اور فرمایا آدم! فرشتوں کو چیزوں کے نام بتادو۔ یہ حکم حضرت
آدم کو جب ہوا جب فرشتوں کا عجز ظاہر ہوگیا اور انھوں نے اقرار کر

تلامیذ لآدم وآدم شیخهم فانبأهم باسماء الاشیاء کلها علی ماشهد به القرآن فظهر فضله علیه السلام علیهم فصار افضلهم واشرفهم عند الله وعندهم فصار متبوعهم وهم تابعون مقتدون صلوات الله علیهم فلما جری ماجری من اکل الشجرة والخروج من الجنة والانتقال الی حالة اخری ومنزل غیره لم یحط علمه ولم یستوطنه بعد ولا جری ذلك فی خلده ولا ظن انه سیسار به الیه فلما وصل الی المنزل وحال فی الارض استوحش منها ورأی فیها مالم یکن رآه من قبل فالقی علیه الجوع والعطش والحرقة والقبض مالم یعهده من قبل احتاج الی معلم ومرشد واستاذ ودلیل ومودب ومنبه فبعث الله تعالی جبریل علیه السلام فآنسه وعرفه مااشکل علیه من امر المنزل واعطاه الحنطة فامره فبذرها ثم امره فحصدها ثم امره فذراها فطحنها وهیأله اسبابها ثم امره بالخبز فخبز ثم امره بالاکل فاکل ثم لما طلب الطعام الخروج من المعدة تحیر ولم یعلم بالصنع احتاج الی معلم ایضا فعلمه کیف یتغوط وکیف یتطهر وکیف یعبد الله تعالی فی المنزل وعلمه کیف یتوصل الی بیاض جسده الذی قد حال لونه من البیاض

لیا کہ ہم چیزوں کے نام نہیں جانتے اور صاف صاف کہہ دیا کہ اے حق تعالیٰ سبحانہ ہمیں اس کے سوا جو تو نے ہمیں سکھا دیا ہے کچھ اور علم نہیں۔ نتیجہ صاف ہے کہ حضرت آدمؑ فرشتوں کے شیخ اور فرشتے حضرت آدمؑ کے شاگرد ہیں حضرت آدمؑ نے فرشتوں کو تمام نام بتا دئیے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں موجود ہے اس سے فرشتوں پر آپ کی فضیلت ثابت ہوئی اور اللہ کے نزدیک اور فرشتوں کے نزدیک آپ فرشتوں سے افضل واشرف ٹھہرے اور فرشتے آپ کے اطاعت گزار و پیروکار ہوئے اور آپ ان کے امام و مقتدیٰ بنے پھر حضرت آدمؑ کو مستقبل میں جو انوسناک واقعات پیش آئے کہ آپ نے ممنوعہ درخت کا پھل کھایا، جنت سے نکالے گئے، دوسری حالت و منزل کی طرف منتقل کر دئیے گئے جس کا آپ کو وہم و گمان بھی نہ تھا اور آپ نے اس نئی منزل کو اپنا وطن نہیں سمجھا بلکہ اس کا آپ کے دل میں تصور بھی نہیں آیا اور نہ آپ کو اس کا خیال تھا کہ مجھے اس نئی منزل میں بھیجا جائے گا لیکن بدقسمتی سے اس نئی منزل میں آنا پڑا اور جب اس میں آگئے تو آپ کو وحشت ہوئی اور اداس اداس رہنے لگے کیونکہ یہاں وہ ناسازگار حالات دیکھنے پڑے جن کو آپ نے کبھی نہیں دیکھا تھا یہاں آپ کو بھوک، پیاس، سوزش اور تپش سے دوچار ہونا پڑا جس کے آپ عادی نہ تھے لہٰذا آپ کو معلم، مرشد، استاد، رہنما، مؤدب (تربیت دینے والا) اور چوکنا کر دینے والے کی ضرورت پڑی آخر کار حق تعالیٰ نے حضرت جبرئیلؑ کو آپ کے پاس بھیجا۔ حضرت جبرئیل نے آپ کو مانوس بنایا، ڈھارس دلائی اور اس منزل کے مشکل مسائل کا حل بتایا اور آپ کو گیہوں کے دانے دئیے کہ انہیں زمین میں بو دو پھر پک جانے کے بعد انہیں کاٹنے کا حکم دیا پھر آپ کے حکم سے انہیں بھوسہ بنا کر بھوسہ سے دانے الگ کئے گئے پھر آپ کے حکم سے دانے پیسے گئے، آٹا گوندھا گیا، روٹی پکائی گئی اور حضرت جبرئیل نے آپ کے لئے ان تمام چیزوں کو

والاشراق الی السواد و الظلمۃ فامرہ بصیام ایام البیض من الشھر ثالث عشر و رابع عشر و خامس عشر فعاد لونہ الی البیاض وعلمہ غیر ذلک من العلوم و الاداب فصار آدم علیہ السلام تلمیذ الجبریل علیہ السلام استاذہ و شیخہ بعد ان کان آدم شیخہ والملائکۃ اجمع ومتبوعھم واعلمھم کل ذلک لتغیر الحال بہ والانتقال من منزل الی آخر ثم ھلم جرا تعلم شیث بن آدم من ابیہ آدم ثم اولادہ منہ وکذلک نوح النبی علیہ السلام علم اولادہ وابراھیم علیہ السلام علم اولادہ قال اللہ تعالی ووصی بھا ابراھیم بنیہ ویعقوب ای امرھم وعلمھم وکذلک موسیٰ و ھارون علیھما السلام علما اولادھما و بنی اسرائیل وعیسی علیہ السلام علم الحواریین ثم ان جبریل علیہ السلام علم نبینا صلی اللہ علیہ وسلم الوضوء والصلاۃ ووصاہ بالسواک وھو قولہ صلی اللہ علیہ وسلم وصانی جبریل بالسواک حتی کاد ان یفرمنہ وصلی بی جبریل علیہ السلام عند البیت مرتین فصلی بی الظھر حین زالت الشمس الحدیث الی آخرہ وقد تقدم ذکرہ ثم تعلمت الصحابۃ رضی اللہ عنھم منہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم التابعون منھم ثم تابعو

حاصل کرنے کے لئے اسباب فراہم کئے پھر روٹی کھائی گئی پھر جب کھانے کے فضلہ نے معدہ سے نکلنا چاہا تو حیران ہوئے کہ اب کیا کروں پھر حضرت جبرئیل نے پائخانہ کرنے کا اور استنجے کا طریقہ بتایا اور اللہ کی عبادت کے طریقے بتائے پہلے آپ سرخ وسفید تھے لیکن دنیا میں آکر سیاہ و تاریک بن گئے تھے حضرت جبرئیل نے بتایا کہ آپ ایام بیض (ہر ماہ کی ۱۳، ۱۴، ۱۵ تاریخ) کا روزہ رکھا کریں آپ کا سابق رنگ بحال ہو جائے گا چنانچہ آپ کا رنگ بحال ہو گیا حضرت جبرئیل نے آپ کو اور کئی علوم و آداب سکھائے اب حضرت آدمؑ جبرئیلؑ کے شاگرد بنے اور حضرت جبرئیلؑ آپ کے استاذ اور شیخ بنے جبکہ آپ حضرت جبرئیلؑ کے اور تمام فرشتوں کے استاذ و شیخ تھے اور سب سے زیادہ عالم تھے آپ کے حالات میں انقلاب انتقال مکانی کی وجہ سے ہوا پھر تعلیم و تعلم کا سلسلہ جاری ہوا اور قیامت تک رہے گا حضرت شیث بن آدم نے اپنے والد حضرت آدمؑ سے پڑھا پھر شیثؑ کی اولاد نے شیثؑ سے پڑھا علیٰ ہذا القیاس حضرت نوح کی اولاد نے حضرت نوحؑ سے پڑھا اور حضرت ابراہیمؑ نے اپنی اولاد کو تعلیم دی حق تعالیٰ نے فرمایا: اور حضرت ابراہیمؑ نے اپنے بیٹوں اور یعقوب (پوتے) کو عبادت کی تعلیم دی اور تاکیدی حکم فرمایا۔ اسی طرح حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون نے اپنی اولاد کو اور بنی اسرائیل کو تعلیم دی، حضرت عیسیٰؑ نے حواریوں کو تعلیم دی پھر حضرت جبرئیلؑ نے ہمارے محبوب نبیؐ کو وضو، نماز اور مسواک وغیرہ کی تعلیم دی۔ آپؐ نے فرمایا: جبرئیلؑ نے مجھے مسواک کرنے کی وصیت کی، دوسری روایت میں یہ زیادہ ہے حتیٰ کہ میرے منہ میں دانت رہیں فرماتے ہیں، مجھے بیت اللہ کے پاس حضرت جبرئیلؑ نے دو دفعہ نماز پڑھائی اور زوال کے بعد ظہر کی نماز پڑھائی (آخر حدیث تک) اس پوری حدیث کا ترجمہ اوپر گزر چکا ہے پھر آپ سے صحابہ نے، صحابہ سے تابعین نے اور تابعین سے تبع تابعین نے اپنے اپنے زمانوں میں تعلیم و تربیت حاصل کی لہٰذا کوئی ایسا نبی نہیں گزرا جس کے ساتھی

التابعين منهم قرنا بعد قرن وعصرا بعد عصر فما
من نبي الا وله صاحب يهتدي بهداه و
يقفو اثره ويتبع مذهبه ويهدي هديه ثم
يخلفه مكانه ويقوم مقامه كموسى بن عمران
وغلامه وابن اخته يوشع بن نون عليهم السلام
والحواريين مع عيسى عليه السلام وابي بكر وعمر
رضي الله عنهما مع النبي صلى الله عليه وسلم
وكذلك عثمان وعلي وسائر الصحابة رضي الله
عنهم وما زالت الاولياء والصديقون والابدال
كذلك من بين استاذ وتلميذ كالحسن البصري
وتلميذه عتبة الغلام وسري السقطي وغلامه
وابن اخته ابي القاسم الجنيد وغيرهم مما
يطول شرحه فالمشايخ هم الطريق الى الله عز وجل
والادلاء عليه والباب الذي يدخل منه اليه
فلابد لكل مريد لله عز وجل من شيخ على ما بينا
الا على الندور والشذوذ فيجوز ان يصطفي الله
عبدا من عباده فيتولى تربيته وحراسته عن
الشيطان وهنات النفس والهوى كابراهيم
النبي ونبينا محمد صلوات الله وسلامه عليهما
واويس القرني من الاولياء وغيرهم رحمهم الله
فلا ينكر الا انا بينا ما هو الاغلب والاكثر
والاسلم والاحسن فلا ينبغي له ان ينقطع عن
الشيخ حتى يستغني عنه بالوصول الى ربه عز وجل
فيتولى تبارك وتعالى تربيته وتهذيبه ويوقفه
على معاني اشياء خفيت على الشيخ ويستعمله

نہ ہوں یہی ساتھی اس کی ہدایات پر عمل پیرا اور اس کے نقش قدم پر چلنے والے
ہوتے ہیں، اس کے مذہب کی پیروی کرتے ہیں اور اس کے طریقہ کو سینوں
سے لگاتے ہیں پھر اپنے پیچھے اسی مقصد کے لئے اپنے جانشین و قائم مقام چھوڑ
جاتے ہیں جیسے حضرت موسیٰ نے اپنے غلام کو اور اپنے بھانجے یوشعؑ بن
نون کو چھوڑا، حضرت عیسیٰؑ نے حواریین کو چھوڑا اور پیغمبر اسلام نے
حضرت ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ اور علیؓ کو اور تمام صحابہ کرام کو چھوڑا
اسی طرح اولیاء، صدیقین، ابدال، شاگرد و استاذ بنتے چلے آئے ہیں
جیسے حسنؒ بصری نے اپنے شاگرد رشید عتبہ بن غلام کو چھوڑا، سری
سقطیؒ نے اپنے غلام اور بھانجے ابوالقاسم جنیدؒ کو چھوڑا، انہیں پر
دیگر حضرات کا قیاس کر لیجئے۔ الغرض اللہ تک پہنچنے کے لئے مشائخ
اللہ کی راہ ہیں اللہ کی راہ کو بتانے والے ہیں اور وہ دروازہ ہیں جس
میں داخل ہو کر انسان اللہ کے پاس پہنچ جاتا ہے لہٰذا اللہ تک پہنچنے
ہر طالب حق کے لئے شیخ کے بغیر چارہ نہیں یہ دوسری بات ہے کہ
حق تعالیٰ شاذ و نادر اپنے کسی بندے کو چن کر خود اسے تعلیم و تربیت
دے اور اسے شیطان سے اور نفس و ہویٰ کی برائیوں سے محفوظ
رکھے جیسے حضرت ابراہیم خلیل اللہ اور ہمارے محبوب نبی حبیب اللہ
صلوات اللہ علیہم و تسلیماتہ تھے اور اولیاء میں سے اویسؒ قرنی وغیرہ
تھے مگر اغلب و اکثر اور اچھا اور سلامتی والا راستہ وہی ہے جو
ہم نے بتایا کہ ہر مرید کے لئے شیخ کا ہونا ضروری ہے اور مرید شیخ کو
ہرگز ہرگز نہ چھوڑے جب تک منزل کی آخری حد تک پہنچ کر حق تعالیٰ
کے دربار معرفت تک حضوری حاصل نہ کر لے اب وہ شیخ سے مستغنی ہو
سکتا ہے کیونکہ اب اس کی تربیت و تہذیب حق تعالیٰ نے اپنے ذمہ
لے لی ہے اور حق تعالیٰ اب اسے اس کی صلاحیت کے مطابق ایسے
ایسے اسرار سے آگاہ فرما دے گا کہ شاید اس کے شیخ بھی ان سے
آگاہ نہ ہوں اور حق تعالیٰ شانہ اپنی مرضی کے مطابق اس سے کام

مما یشاء من الاعمال ویامرہ وینھاہ ویبسطہ ویقبضہ ویغنیہ ویفقرہ ویلقنہ ویطلعہ علی اقسامہ وما سیئول امرہ الیہ فیستغنی بربہ عن غیرہ بل لا یتفرغ لغیرہ ولا یسعہ الا مراعاۃ الادب لربہ ومحافظۃ خدمتہ وحرمتہ وتوقیرہ فحینئذ یقطع عن الشیخ قطعا وربما حرم علیہ المرور الی الشیخ الا بحکم صریح وخبر بین الا ما یتفق مجیء الشیخ الیہ او الملاقاۃ لہ فی طریق او جامع قدرا ولا یکون قصدا کل ذلک حفظا للحال واستغناء بالرب وغیرۃ علی الحال وملازمۃ لھا وخیفۃ من الزلۃ والمفارقۃ لھا والعقوبۃ بذلک وذلک ان الحکم یجمع المرید والشیخ ویسعھما والاحوال تفرق بینھما لانھا قدر والقدر غیب فھی فعل الرب عزوجل واللہ تعالیٰ فی کل یوم ھو فی شأن فی تقدیم وتاخیر وتبدیل وتغییر وولایۃ وعزل واغناء وافقار واعزاز واذلال یسوق المقادیر الی المواقیت لا یدرک ذلک ولا ینضبط لاحد من الخلق لیل مظلم وبحر لجی وبر شاسع لا یحیط بشیء من ذلک الا اللہ عزوجل ومن یطلعہ اللہ تعالیٰ علیہ من رسلہ وانبیائہ وخواص اولیائہ فالاثنان من الاولیاء لا یتفقان فی طریق لجل دخولھما التی ھی القدر والفعل فما یمنع المرید بالشیخ وطریقھما مختلفۃ فالشیخ یسیر بہ الی جھۃ

لے گا اور کچھ کاموں کا حکم فرمائے گا اور کچھ کاموں سے روک دے گا اور حسب مصلحت اس کی حالت میں بسط وقبض فرمائے گا اور کبھی مال دار بنا دے گا اور کبھی نادار اور اسے علوم سکھائے گا اور علوم کے اقسام پر آگاہ فرما دیگا اور کاموں کے مراجع پر آگاہ فرما دیگا (یعنی بعض اوقات قبل از عمل نتائج سے بھی آگاہ فرما دیگا) اور وہ اپنے رب کے معلم ہونے کی وجہ سے دوسروں سے بے نیاز رہے گا بلکہ اللہ تعالےٰ کے علاوہ کسی دوسری طرف اس کا دھیان ہی نہ جائے گا اور اپنے رب کے آداب ہی پیش نظر رکھے گا اور دل و جان سے اس کی خدمت اور احترام و توقیر کی محافظت کرتا رہے گا اس حالت پر پہنچ کر اگر وہ شیخ سے رابطہ منقطع کر لے تو کر سکتا ہے کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اسے شیخ کے پاس جانے کی اجازت نہیں ہوتی اور اس پر شیخ کے پاس جانا حرام ہو جاتا ہے جب تک کہ حق تعالےٰ کی طرف سے کوئی صریح حکم اور واضح خبر نہ آ جائے یہ دوسری بات ہے کہ اتفاق سے شیخ ہی اس کے پاس آ جائیں یا اتفاق سے سرراہ یا جامع مسجد میں ملاقات ہو جائے لیکن یہ ملاقات قصد و ارادے کے بغیر ہے غرضیکہ یہ ساری باتیں اس کے حال کی حفاظت کے لئے رب پر مستغنی ہونے کی وجہ سے اپنے حال پر غیرت کی اور چمٹ جانے کی وجہ سے اور لغزش و سلب حال کے خوف کی وجہ سے معرض وجود میں آتی ہیں کیونکہ یہ مسئلہ ہے کہ اللہ کے حکم سے شیخ و مرید دونوں ایک جگہ جمع ہو سکتے ہیں جب کہ ان کے احوال کبھی الگ الگ ہوں کیونکہ یہ تقدیری امور ہیں اور تقدیری امور غیب میں داخل ہیں اور رب العالمین کا فعل ہیں اور حق تعالیٰ شانہ روزانہ ایک شان میں ہوتا ہے وہ جسے چاہے مقدم کر دے جسے چاہے مؤخر کر دے جس میں چاہے انقلاب و تغیر پیدا کر دے، جسے چاہے ولایت سے سرفراز فرما دے، جس سے چاہے ولایت سلب کر لے جسے چاہے مالدار بنا دے اور جسے چاہے نادار بنا دے

والمرید الی اخری فقد خولف بین ظهورهما
ووجوههما فانی لهما والصحبة والاجتماع
والاتفاق ببعد ذلك جدا فان اتفق فهو نادر
قلب
شاذ لا التفات الیه ولا معول علیه اذ الا
ما قد انكشف وظهر وبان فصلوات الله علی
الشیخ وعلی المرید الصادق الذی اذا بلغ به الی
حالة استغنی فیها بربه تبارك وتعالی عن
الشیخ الا فی الوقت۔

ومن آداب المرید: ان لا یتکلم بین
یدی شیخه الا فی حالة الضرورة وان لا یظهر
شیئا من مناقب نفسه بین یدیه ولا ینبغی
له ان یبسط سجادته بین یدی الشیخ الا فی وقت
اداء الصلاة فاذا فرغ من صلاته طوی سجادته
فی الحال ویکون متهیئا لخدمة شیخه ومن
هو قاعد علی بساطه مبسوطا مستوطنا مستریحا
لا کلفة علیه لغیره وهذه حالة الشیوخ
لا حالة المریدین ویجتهد فی اجتناب بسط
سجادته وفوق سجادته من هو فوقه فی الرتبة
وادناء سجادته الا بامره فان ذلك عندهم
سوء الادب وینبغی للمرید اذا جرت مسألة
بین یدی الشیخ ان یسکت وان کان عنده
فضل واشباع جواب فیها بل یغتنم ما
یفتح الله علی لسان شیخه فیقبله ویعمل به
وان رأی فی جوابه نقصانا وقصورا فلا یرد
علیه بل یشکر الله تعالی علی ما خصه من

اور جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلت سے دھتکار دے۔
حق تعالیٰ شانہ ہی تقدیری امور کو ان کے اوقات پر جاری فرماتا ہے تقدیر
کا حال کسی کو معلوم نہیں اور نہ کسی اصول و کلی کی حد میں آسکتا ہے رات
تاریک ہے، سمندر میں کھنور والی موجیں ہیں اور میدان وسیع ہیں اور
ان میں کیا کیا ہو رہا ہے اللہ ہی کو معلوم ہے اور رسولوں کو، انبیاء کو
اور خاص خاص اولیاء کو جو کچھ بتا دیتا ہے تو ان میں سے دو شخصوں کو
کسی ایک راز پر متفق نہیں ہونے دیتا جب وہ تقدیری اور فعلی حالات
میں داخل ہو جاتے ہیں لہٰذا مرید شیخ کے ساتھ رہ کر کیا کرے جب کہ دونوں
کی راہیں مختلف ہیں شیخ کی سمت اور ہے اور مرید کی سمت اور۔ ایک سمت کی
طرف شیخ جا رہا ہے اور دوسری سمت کی طرف مرید جا رہا ہے ان کی پشتوں اور
چہروں کی سمتوں میں تو اختلاف ہے تو ان کا اکٹھا ہونا اور جمع ہونا اور ایک
جگہ باقی رہنا کیسے ممکن ہے اور اگر اتفاق سے ایسا ہو بھی جائے تو شاذ و نادر
ناقابل التفات ہے اور لائق اعتبار نہیں کیونکہ اکثر اسی پر حکم لگایا جاتا ہے
جو ظاہر و صاف ہو حق تعالیٰ شیخ پر اور اس سچے مرید پر اپنی رحمتیں نازل
فرمائے کہ جب وہ ایسی حالت پر پہنچے کہ اللہ کی حضوری میں مشغول ہو کر
علاوہ کسی خاص وقت کے اسے اپنے پیر و شیخ کی ضرورت نہ رہے تو
حق تعالیٰ کی اس نعمت عظمیٰ اور عطیہ کبریٰ کا جس قدر بھی شکر بجا لائے کم (ہے)
مرید کا ایک ادب یہ بھی ہے کہ بلا ضرورت کے شیخ کی موجودگی میں کلام
کرے اور اپنی کسی ذاتی صفت کو شیخ کے آگے بیان نہ کرے اور نہ اپنا سجادہ
کسی وقت ادائے نماز کے وقت کے علاوہ بچھائے پھر جب نماز سے فارغ
ہو جائے تو فوراً مصلے لپیٹ لے اور شیخ کی خدمت کے لئے کمر بستہ ہو جائے
اور جو اپنے کھلے ہوئے بستر پر آرام سے بلا کلفت غیرے پاؤں پسار (ے)
بیٹھے ہیں تو یاد رکھیں کہ یہ مشائخ کی عادت ہوتی ہے مریدوں کی نہیں
مریدوں کو پوری پوری کوشش کرنی چاہیئے کہ مشائخ کے سامنے مصلے
بچھانے سے پرہیز کریں اور نہ ان کے مصلے کے آگے اپنا مصلے بچھائیں

فضل وعلم ونور ويخفي جميع ذلك في نفسه
ولا يكثر حديثه ولا يقول اخطا الشيخ في
المسألة ولا يناقض كلامه الا ان يغلب عليه
ذلك فيبدر منه الكلمة فليتدارکه
بالسكوت والتوبة والعزم على ترك المعاودة
على ما قد منا ذكره في اثناء الكتاب من
فعله في توبته عن معاصي الله عز وجل،
فالخير كله في حق المريد في سكوته فيما
هذا سبيله وينبغي للمريد ان لا يتحرك في
حال السماع بين يدي الشيخ الا باشارة منه
عليه ولا يرى من نفسه البتة حالا الا
ان ترد غلبة تاخذه عن التمييز والاختيار
فاذا سكنت فورته فليعد الى حال سكونه
وادبه ووقاره وكتمان ما اولاه الله
عز وجل من سره وقد ذكرناه هذا و
ان كنا لا نرى بالسماع والقول والقصب
والرقص وقد قدمنا كراهته فيما تقدم
الا انا قد ذكرنا ذلك على ما قد لهج به
اهل زماننا في اربطتهم ومجامعهم ولا
ينكر ان يكون فيمن يفعل ذلك صادق
فيكون معنى ما قد سمع مهيجا لنائرة
صدقه ومثيرا لها فيشتعل بنائرته و
يغيب فيها فتتحرك اعضاؤه وجوارحه
بين القوم وهو في معزل عما القول فيه
من لذة الطباع والاهوية وتذكار كل

جو مرتبہ میں ان سے اُونچے ہیں اور شیخ کے مصلّے کے قریب بھی شیخ کی اجازت
کے بغیر مصلّے نہ بچھائیں کیونکہ یہ صوفیائے کرام کے نزدیک بے ادبی ہے۔
مرید کی شان کے لائق یہی ہے کہ جب شیخ کے سامنے کوئی مسئلہ پیش کیا
جائے تو مرید خاموش رہے اگرچہ مرید کے پاس اس کا ایک مسکت اور فیصلہ کن
حل موجود ہو بلکہ شیخ کی زبان سے جو کچھ حق تعالیٰ حل کرائے اسے غنیمت
سمجھنا چاہیئے اور اسے قبول کر کے اس پر عمل کرے اگر شیخ کے حل میں کمی اور
کوتاہی دیکھے تو شیخ کے خلاف شیخ کے حل کی تردید نہ کرے بلکہ اپنے مخصوص
واعلیٰ قسم کے علم پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے کہ اس نے مجھے اپنے فضل علم
اور نور سے آراستہ فرمایا ہے اور اسے اپنے دل میں چھپائے رکھے اور
باتیں بنا کر اپنے علم کا اظہار نہ کرے اور نہ یہ کہے کہ اس مسئلہ میں شیخ غلطی
پہ ہیں اور شیخ کے کلام پر نقص وارد نہ کرے اگر بلا سوچے سمجھے غلبہ کی
حالت میں شیخ کے خلاف کوئی بات نکل جائے تو خاموشی سے توبہ سے
اور آئندہ اس قسم کی حرکت نہ کرنے کے عزم سے اس کی تلافی کرے جیسا
کہ ہم گناہوں سے توبہ کے سلسلہ میں اوپر بیان کر آئے ہیں، یاد رکھو
مرید کے حق میں مکمل اور پوری پوری بھلائی اسی میں ہے کہ اس قسم کے موقعوں
پر خاموش ہی رہے۔ مرید پر لازم ہے کہ سماع کے وقت شیخ کے اشارے
کے بغیر کسی قسم کی کوئی حرکت نہ کرے اور اپنی طرف سے کوئی حال ظاہر نہ کرے
ہاں اگر کسی مرید پر ایسا وجد طاری ہو جائے کہ اسے اس کے ہوش و حواس
ہی سے گم کر دے اور عقل و خرد سے بیگانہ بنا دے تو دوسری بات ہے
جب اس وجد کا جوش ٹھنڈا پڑ جائے تو اپنے سکون و وقار اور حالت
پر فوراً لوٹ آئے اور اللہ تعالیٰ نے جس راز سے اسے نوازا ہے اسے
چھپائے اس موقعہ پر ہم نے سماع کا ذکر کیا اگرچہ ہم سماع، رقص وسرود
راگ ورنگ اور قوالیوں کے قائل نہیں اور اوپر اسی کتاب میں
ہم ان چیزوں کو مکروہ بتا آئے ہیں۔ مگر یہ مسئلہ ہم نے یہاں اس لئے
بیان کر دیا کہ ہمارے زمانہ کے لوگ اپنی خانقاہوں اور اجتماعات میں

واحد قرب من معشوقه ممن قد مات وطال
به عهده ومن هو حي غائب عنه فاشتد
شوقه والمريد الصادق نائرته غير خامدة
وشعلته غير هامدة ومحبوبه غير غائب و
انيسه غير مستوحش فهو ابدا فى زيادة
دلو وقرب ولذة ونعيم فلا يغيره ويهيجه
عن حالته غير كلام مراده وحديثه الذى
هو ربه عز وجل ففي ذلك عنده مندوحة
عن الاشعار والقيانة والاصوات وصراخ
المدعين شركاء الشياطين ركاب الاهوية
مطايا النفوس والطباع اتباع كل ناعق و
ناعق وينبغى للمريد ان لا يعارض احدا فى
حال سماعه ولا يزاحم احدا فى وقته فى
التقاضى على الذى ينشد الزهديات المرققات
المشوقات الى الجنان والحور ورؤية الحق
تعالى فى الآخرة المزهدات فى الدنيا و
لذاتها وشهواتها وابنائها ونسوانها
المشجعات عن الصبر على آفاتها ومحنها
وبلائها وادبارها على ابناء الآخرة و
اقبالها على ابنائها وغير ذلك فليكل
جميع ذلك الى الشيخ الحاضر فان القوم فى
ولاية الشيخ اللهم الا ان يكون المستمع
حينئذ المستحقين فيحفظ الادب فى الظاهر
وينكر عن تكلفه فى الباطن فلا شك ان الله
عز وجل يقيض من يتقاضى عنه او يلهمهم القائل

قوالیوں اور رقص و سرود پر جان دیتے ہیں اور بڑے شوق سے اس قسم کی
مجلسیں منعقد کرتے ہیں مگر اس سے انکار نہیں کیا جاتا کہ اس قسم کے لوگوں
میں بعض مخلص اور سچے بھی ہوتے ہیں اور سماع سے ان کی سچی محبت کی آگ بھڑک
اٹھتی ہے اور وہ اس محبت کے شعلہ میں گھر کر جلنے لگتے ہیں اور اس میں گم
ہو جاتے ہیں اور ان کے ظاہری اعضاء لوگوں کے درمیان متحرک ہو جاتے
ہیں اور قوم کی لذتوں اور خواہشوں سے بالکل علیحدہ ہیں ان کے دلوں میں
تو اللہ کی محبت کی آگ بھڑک اٹھتی ہے جبکہ لوگ اپنے دنیوی معشوقوں کو
یاد کرتے ہیں جو ان سے علیحدہ ہو گئے ہیں خواہ موت کی وجہ سے جدا ہوئے
اور موت کو بھی ایک طویل مدت گزر گئی یا زندہ تو ہیں مگر وہ انہیں پا نہیں
سکتے اور ان سے جدا ہیں اور سماع سے ان کی آتش شوق بھڑک اٹھتی ہے
سچے اور مخلص مرید کی آگ نہ تو ہلکی ہوتی ہے اور نہ کبھی اس کے شعلے بجھتے
ہی ہیں اس کا محبوب غائب نہیں بلکہ ہر وقت اس کے سامنے ہے اور اس کا مونس
و ہمدم اس سے دور کبھی نہیں وہ تو دم بدم اس سے قریب سے قریب
تر ہوتا جاتا ہے اور اس کا ہر لمحہ زیادہ قرب کی وجہ سے لذت اندوز مسرت
خیز ہوتا جاتا ہے لہٰذا بجز اس کے مرادی کلام کے اسکی حالت میں جوش
و ہیجان لانیوالی کوئی شے نہیں اور مرادی کلام اللہ تعالیٰ کا کلام ہے
بلاشبہ قرآن پاک کی بعض آیتیں اسکی آتش شوق کو بھڑکا سکتی ہیں اس
میں تو اس کے لئے گنجائش ہے اور درجہ جواز ہے لیکن اشعار، رقص و
سرود، ترنم انگیز صدائیں محبت کے دعویداروں کی چیخیں جو شیطانوں
کے بھائی اور ان کے کاموں میں شریک ہیں خواہشات کے گھوڑوں پر اور
طبائع اور ہوئی کی سواریوں پر سوار ہیں اور ہر چیخنے والے اور فریاد
کرنیوالے کے پیروکار ہیں، اللہ سے محبت کرنیوالے ان تمام شیطانی کاموں
سے بیزار ہیں۔ مرید کا فرض ہے کہ سماع میں کسی سے معارضہ نہ کرے
اور کسی کے وقت اور طلب میں حائل نہ ہو بعض ایسے بھی ہیں جو ترک دنیا
کے اشعار پڑھوانا چاہتے ہیں جو دلوں کو نرم بنائیں اور ان میں سوز و گداز

بين ذلك التكرار والترداد ليقضي الصادق المستمع نهمته ووطره من ذلك۔

(فصل آخر في ادبه مع شيخه) وينبغي له اذا اراد ان يتادب بشيخ ان يكون له ايمان وتصديق واعتقاد ان لا احد في تلك الديار اولى منه حتى ينتفع به فيما هو مرامه وان يقبله الله عزوجل ويحفظ سره في خدمته مع الله تعالى في عقد ارادته بحفظه حتى لا يجري على لسان شيخه الا ما هو الاولى بشانه ويجتنب مخالفته جدا لان مخالفة الشيوخ سم قاتل فيها مضرة عامة فلا يخالفه بتصريح ولا بتاويل ويجتهد ان لا يكتم من شيخه شيئا من احواله واسراره ولا يطلع احدا سواه على ما يامره شيخه ولا ينبغي له ان يجنح الى طلب الرخصة او يرجع الى شيء تركه لله عزوجل فانه من الكبائر وفسخ الارادة عند اهل الطريقة وقد جاء في الخبر عن عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه قال العائد في هبته كالكلب يقيء ثم يعود فيه وعليه الانقياد والالتزام ما يامره شيخه من التاديب على مقتضى سوء ادبه فان وقع منه تقصير في القيام بما اشار اليه شيخه فالواجب عليه تعريف ذلك لشيخه ليرى فيه رايه ويستعين له بالتوفيق والتيسير والفلاح۔

فصل: واما الذي يجب على الشيخ في تاديب

پیدا کریں اور آخرت کی نعمتوں (جنتوں، حوروں اور دیدار باری تعالیٰ) کا شوق دلائیں اور دنیا سے، دنیوی لذتوں اور شہوتوں سے، دنیا داروں سے اور دنیا کی عورتوں سے نفرت دلائیں اور دنیوی آفتوں، مشقتوں، مصائب اور بلاؤں پر، آخرت والوں سے دنیا کے بھاگنے پر اور دنیا داروں سے دنیا کے قریب آنے پر صبر دلائیں، لہٰذا یہ تمام باتیں شیخ پر چھوڑ دی جائیں کیونکہ لوگ شیخ کے مرید ہیں اور شیخ کے زیر تربیت ہیں اور اس کی ولایت میں ہیں ہاں اگر اس وقت سننے والا مستحق ہو تو ظاہر میں ادب پیش نظر رکھے اور باطن میں تکلف سے انکار کرے بلاشبہ حق تعالیٰ کوئی ایسا آدمی مقرر فرمائیگا جو اشعار کی فرمائش کریگا یا اشعار پڑھنے والے ہی کے دل میں ڈال دیگا کہ وہ مکرر سہ کرر اشعار پڑھے تاکہ سننے والا مخلص وصادق محب اپنا شوق پورا کرے اور اپنے دل کی آگ کو تسکین دے

شیخ سے آداب سیکھنا مرید جب کسی شیخ سے تربیت حاصل کرنا چاہے تو صدق وخلوص اور ایمان واعتقاد کے ساتھ ساتھ یہ خیال کرے کہ اس علاقہ میں اس شیخ سے بہتر کوئی نہیں اور اسی شیخ کے ذریعہ میں منزل مراد تک پہنچ سکتا ہوں حق تعالیٰ میرے اس عمل کو قبول فرمالے اور اپنے شیخ کا راز جو اس اور حق تعالیٰ کے درمیان ہے چھپائے اور کسی پر ظاہر نہ ہونے دے حتیٰ کہ اس سلسلہ میں شیخ کی زبان سے جو الفاظ نکلے ہیں انہیں بھی نقل نہ کرے ہاں اگر وہ الفاظ اسکی حال کے لئے اولیٰ ہوں تو دوسری بات ہے اور پوری احتیاط سے شیخ کی مخالفت سے بچے کیونکہ مشائخ کی مخالفت زہر قاتل ہے اور اس میں ہمہ گیر نقصان ہے لہٰذا نہ تو کھلم کھلا اسکی مخالفت کرے اور نہ تاویل کے ساتھ اور کوشش کرے کہ شیخ سے اپنے کسی حال وسر کو نہ چھپائے اور شیخ کے سوا کسی اور کو ان باتوں کی خبر نہ ہونے دے جن کا حکم شیخ نے کیا ہو۔ مرید کی شان کے یہ لائق نہیں کہ شیخ سے کسی شے کی رخصت مانگے یا جو چیز اللہ کے لئے چھوڑ دی ہو اسکی طرف لوٹ آئے کیونکہ اہل طریقہ کے نزدیک یہ بہت بڑا گناہ ہے اور ارادے کا فسخ کر دینا ہے ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا

المريد فهو ان يقبله لله عزوجل لا لنفسه فيعاشره بحكم النصيحة ويلاحظه بعين الشفقة ويلاينه بالرفق عند عجزه عن احتمال الرياضة فيربيه تربية الوالدة لولدها والوالد الشفيق الحكيم اللبيب لولده وغلامه فياخذه بالاسهل ولا يحمله ما لا طاقة له به ثم بالاشد فيامره اولا بترك متابعة الطبع فى جميع اموره واتباع رخص الشرع حتى يخرج بذلك عن قيد الطبع وحكمه ويحصل فى قيد الشرع ورقه ثم ينقله من الرخص الى العزيمة شيئا بعد شئ فيمحو خصلة من الرخص ويثبت مكانها خصلة من العزيمة فان وجد فى ابتداء امره فيه صدق المجاهدة والعزيمة وتفرس فيه ذلك بنور الله عزوجل ومكاشفة وعلم من قبل الله عزوجل على ما قد مضت سنة الله فى عباده المومنين من الاولياء والاحباب الامناء العلماء به فحينئذ لا يسامحه فى شئ من ذلك بل ياخذه بالاشد من الرياضات التى يعلم انه لا تتقاصر قوة ارادته عنها اذ ثبت عنده انه مخلوق لذلك وجدير به وهو من شانه فلا يخونه فى التهوين عليه ولا ينبغى له ان يرتفق من المريد بحال لا بالانتفاع بماله ولا بخدمة ولا يأمل من الله عزوجل عوضا فى تاديبه

کہ ہبہ کرکے اسے لوٹانے والا ایسا ہے جیسے قے کرکے اسے چاٹ لے مرید کا فرض ہے کہ شیخ بے ادبی کے سلسلہ میں ادب سکھانے کے لئے جو کچھ حکم کرے اسے دل و جان سے بجا لائے اور چمٹا رہے۔ اگر شیخ کی ہدایات بجا لانے کے سلسلہ میں کچھ کوتاہی ہو جائے تو اس سے شیخ کو مطلع کر دے تاکہ شیخ اس سلسلہ میں غور و فکر کرے اور اس کے حق میں توفیق و فلاح کی اور آسانی کی دعا کرے۔

شیخ کے فرائض

مریدوں کی تربیت کے سلسلہ میں شیخ کا فرض ہے کہ مرید کو حق تعالیٰ کی رضا کی خاطر قبول کرے اپنے نفس کی خدمت کے لئے نہیں اور اس کے ساتھ خیر خواہانہ زندگی بسر کرے اور اسے محبت و شفقت کی نگاہ سے دیکھے اگر وہ ریاضت کی مشقت برداشت نہ کر سکے تو نرمی سے اس کے ساتھ پیش آئے تو اسے اس طرح تربیت دے جس طرح ایک والدہ اپنے بچہ کو تربیت دیتی ہے اور ایک مشفق و دانشمند، حکیم والد اپنے بچہ اور غلام کو ادب سکھاتا ہے اور شروع میں آسان ترین ریاضت کرائے اور اس پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہ ڈالے پھر رفتہ رفتہ سخت ریاضتوں میں ڈال دے چنانچہ شروع میں ہدایت فرما دے کہ تمام باتوں میں طبیعت کی خواہش چھوڑ دو اور شریعت میں جو رخصتیں ہیں ان پر عمل پیرا ہو پھر جب وہ طبیعت کی قید اور اس کے حکم سے نکل جائے اور شرع کی قید و اطاعت میں داخل ہو جائے پھر آہستہ آہستہ رخصتوں سے واجبات کی طرف لائے ایک رخصت ختم کرے اور اس کی جگہ فرض لے آئے اسی طرح آہستہ آہستہ رخصتوں کو ختم کرکے فرائض لے آئے اگر شیخ اپنے کسی مرید میں شروع ہی میں سخت مجاہدہ کی صلاحیت پائے اور اس میں اللہ کے عطا کردہ نور، مکاشفہ اور علم لدنی سے جیسا کہ اللہ کے اولیاء، احباب، امین اور علماء میں اللہ کی سنت جاری ہے عزیمت و سخت مجاہدہ کی تڑپ بھانپ لے تو اس صورت میں آسان مجاہدہ دے کر چشم پوشی نہ کرے بلکہ سخت ریاضت کرائے

ولا شیئاً بل یودیہ ویربیہ موافقۃ للّٰہ عزوجل
اداء لامرہ وقبولا لھدیتہ وطرفتہ فان المرید
الذی جاء من غیر تخیر من الشیخ ولا استجلاب
بل قدر محض بارشاد اللّٰہ تعالٰی لہ وھدایتہ
والقادہ الیہ فانہ ھدیۃ من اللّٰہ تعالیہ
قبولہ والاحسان الیہ بحسن تادیبہ وتربیتہ
فلا یرتفق بہ ولا بمالہ الا بامر من اللّٰہ تعالٰی
وخبر فی استعمالہ وقبول ما یأتی بہ من مالہ
الذی قد جعل اللّٰہ تعالٰی صلاح المرید ونجاتہ
بہ وقسم للشیخ فیہ فحینئذ لاسبیل الی
الاعراض عنہ وردہ ویجد رجل ان یختار
من المریدین ما یقع لہ بل ینتظر فی ذلک فعل اللّٰہ
وقدرہ فمن جاء اللّٰہ تعالٰی بہ من غیر تکلف
منہ وتخیر قبلہ ورباہ فحینئذ یوفق فی
تربیتہ ویسرع فلاح المرید ونجحہ فلیحذر
ان یکون لھوی فیہ فیعدم التوفیق والحفظ
فی حق المرید وعلیہ ان یربیہ بھمتہ وینوب
عنہ فی سترہ اذا وجد منہ خللا او فترۃ
وعلیہ ان یحفظ ستر المریدین فلا یطلع غیرہ
علی ما یحصل لہ من الاشراف علی احوالہ
اما بطریق علم لدنی من مواھب اللّٰہ عزوجل
او بانشاء المرید لہ واستکتامہ ایاہ فلا
ینبغی لہ ان یفشیہ لغیرہ لانہ امانۃ عندہ
وقد قیل صدور الاحرار قبور الاسرار
فینبغی لہ ان یکون مستراحا للمریدین و

جس کے بارے میں یہ گمان غالب ہو کہ مرید اسے بجا لائے گا اور اس میں کوتاہی نہ آنے دیگا کیونکہ اسے یقین ہے کہ میں اسی لئے پیدا کیا گیا ہوں اور اس کا اہل ہوں اور یہ ریاضت اس کی صلاحیت کے عین موافق ہے لہٰذا شیخ آسان ریاضت کرا کر اس سے خیانت نہ کرے۔ شیخ کے لائق یہ بات نہیں کہ کسی حال میں بھی مرید کی کسی چیز کو اپنے آرام کے لئے استعمال کرے نہ اس کے مال سے فائدہ اٹھائے اور نہ اس کی خدمت سے اور اس کی تربیت میں اللہ تعالیٰ سے کسی عوض کی یا کسی شے کی امید قائم نہ کرے بلکہ اللہ کی رضا کے لئے، اس کے حکم کو بجا لانے کے لئے اور اس کے تحفہ اور ہدیہ کا شکر ادا کرنے کے لئے اسے ادب سکھائے اور تربیت دے کیونکہ مرید شیخ کے چنے بغیر آیا ہے شیخ نے اسے طلب نہیں کیا بلکہ اللہ کے حکم و ہدایت سے تقدیر اسے کھینچ کر لائی ہے گویا وہ اللہ کی طرف سے ہدیہ ہے لہٰذا شیخ کا فرض ہے کہ اسے قبول کرے اور اپنی حسن تربیت سے اس کے ساتھ احسان کرے اور اس کے مال سے فائدہ نہ اٹھائے اگر مرید شیخ کی خدمت میں بطیب خاطر کچھ مال پیش کرے تو اسے قبول کر لے کیونکہ اس مال کو اللہ تعالیٰ نے مرید کی نجات و صلاح کا ذریعہ بنایا ہے اور اس میں شیخ کا بھی حصہ مقرر فرمایا ہے تو اس صورت میں اس سے اعراض کرنے کی اور اسے قبول نہ کرنے کی کوئی وجہ نہیں اور اس بات کی پوری پوری احتیاط برتے کہ شیخ مریدوں کے سامنے ہاتھ پھیلائے اور ان کا سارا مال ہضم کرنے کی فکر میں رہے بلکہ اس سلسلے میں اللہ کے حکم اور اس کی تقدیر کا منتظر رہے اور ہر آنیوالے مرید کو نہ چنے پھر جسے اللہ تعالیٰ بلا تکلف کے اور بلا انتخاب کے اس کے پاس لے آئے اسے قبول کرے اور اسے تعلیم و تربیت دے حق تعالیٰ تربیت میں اس کی مدد فرمائے گا اور فلاح و کامرانی مرید کے جلد از جلد قدم چومے گی اس لئے شیخ کو اس کے بارے میں تکلف سے بچنا ضروری ہے ورنہ مرید کے حق میں توفیق و تحفظ باقی نہ رہے گا شیخ پورے حوصلہ کے ساتھ تربیت

خزانة وحرزا لاسرارهم وملجا لهم وكهفا ومشجعا مقويا ومعينا لهم ومثبتا لهم في الطريق ولا ينفرهم عن الطريق ومصاحبته والقصد الى الله عزوجل واذا رأى شيئا مما يكره في الشرع من المريد وعظه في السر وادبه ونهاه عن المعاودة الى ذلك ان كان ذلك في الاصول او الفروع او ادعاء حالة ليست له او اعجاب بعمله ورؤيته فيصونه عن محل الاعجاب ويصغر في عينه احواله واعماله لئلا يهلك فان العجب يسقط العبد من عين الله عزوجل وان اراد ان يعم الجماعة بالنصح فليجمعهم وليتكلم عليهم فيقول بلغني ان فيكم من يدعي كذا ويقول كذا او يرتكب كذا ويذكر ما يتعلق بذلك من المفاسد والمصالح و يذكرهم ويحذرهم ولا يعين احدا منهم على ذلك لما في ذلك من التنفير فان اخشن الخلق والقول معه وافشى اسرارهم واغتابهم وسبهم وذكر مساويهم نفرت قلوبهم من فضله ومصاحبته وصار ذلك تهمة عندهم في اهل الطريقة وفساد غرس في قلوبهم من حب اولياء الله تعالى فليحذر من ذلك جدا فان غلب هذا عليه ولا يمكنه تداركه فليعزل نفسه عن هذه المنصبة والولاية ولينفرد عن المريدين

دے اور اگر مرید کی طرف سے ریاضت میں خلل یا سستی محسوس کرے تو اس کی طرف سے باطن میں توبہ کرے اور اس کی صلاح کی دعا مانگے شیخ پر لازم ہے کہ مریدوں کے اسرار کی حفاظت کرے اور ان کے احوال پر کسی غیر کو مطلع نہ کرے خواہ مریدوں کے احوال کا علم شیخ کو علم لدنی کے ذریعے حاصل ہوا ہو یا خود مریدوں نے ان کی شیخ کو خبر دی ہو اور چھپانے کی ہدایت کر دی ہو اس لئے غیروں پر ان اسرار نہانی کا افشا کرنا اچھا نہیں کیونکہ یہ اسرار شیخ کے پاس امانت ہیں یہ مثل مشہور ہے کہ آزادوں شرفاء کے سینے اسرار کی قبریں ہوتے ہیں لہٰذا شیخ کو مریدوں کے حق میں راحت کی جگہ اور ان کے اسرار کا خزانہ اور محفوظ کرنیوالا بننے اور انکی پناہ گاہ اور غار ہو اور ان کا حوصلہ بڑھانیوالا اور انہیں تقویت دینے والا ہو اور راہ سلوک میں انہیں جمانے والا اور انکی مدد کرنیوالا ثابت ہو اور انہیں راہ سلوک سے اکتانے نہ دے اور انہیں مصاحبت سے اور اللہ کی طرف متوجہ ہونے سے متنفر نہ ہونے دے اگر شیخ کسی مرید سے کوئی خلاف شرع کام دیکھے تو اسے تنہائی میں بلا کر نصیحت فرمائے اور اسے ادب سکھائے اور آئندہ اس کام کو کرنے سے روک دے خواہ وہ اعتقادی عمل ہو یا فروعی یا کسی ایسے حال کا دعویٰ ہو جو ہنوز مرید میں نہ پایا جاتا ہو یا مرید کو اس عمل میں فخر ہو اور اسکی طرف دیکھتا ہو لہٰذا شیخ اسے محل غرور سے بچائے اور اس کے احوال کو اس کی نظروں سے گرائے اور اعمال کو حقیر و معمولی بتائے تاکہ مبتدی ہلاک نہ ہو کیونکہ غرور انسان کو اللہ کی نگاہ سے گرا دیتا ہے اور اگر عام طریقے سے نصیحت کرنا چاہتا ہے تو سب کو جمع کر کے ان سے خطاب فرمائے اور کہے کہ مجھے خبر ملی ہے کہ تم میں بعض لوگ فلاں فلاں شے کا دعویٰ کرتے ہیں، فلاں فلاں بات کہتے ہیں اور فلاں فلاں عمل کرتے ہیں پھر ان دعوؤں، باتوں اور اعمال کے فسادات اور خرابیاں بتائے اور مصالح کے مفید گوشوں پر بھی روشنی ڈالے اور انہیں نصیحت کرے اور اللہ سے خوف دلائے اور کسی کو معین کر کے خطاب نہ کرے کیونکہ اس سے نفرت کا جذ

ویشتغل بمجاھدۃ نفسہ ودیاضتھا وطلب شیخ یودبہ ویقومہ ویھذبہ فلا یصلح أن یکون شیخامع ھذہ الدواھی فلا یقطع علی المریدین طریقتھم الی اللہ عزوجل۔

ابھرتا ہے اس قسم کے موقعوں پر اگر سختی سے پیش آیا جائے اور سخت سست کہا جائے اور ان کے برے کرتوت منظر عام پر لے آئے جائیں اور غیبت کی جائے اور ان میں عیب نکالے جائیں اور برائیاں ظاہر کر دی جائیں تو مریدوں کے دل اپنے ارادوں سے متنفر اور شیخ کی صحبت سے بیزار ہو جائیں گے اور لوگ شیخ کے اس فعل کی وجہ سے ارباب سلوک کو بدنام کر دیں گے اور لوگوں کے دلوں میں اولیاء اللہ کی محبت جو جڑ پکڑ گئی ہے وہ بھی چھوڑ بیٹھیں گے اس لئے اس سلسلہ میں پھونک پھونک کر قدم اٹھانا چاہیئے لیکن اگر شیخ غصہ سے مغلوب ہو کر ضبط و تحمل پر قابو نہ پا سکے اور کسی طرح غصہ کو نہ پی سکے تو اسے اس منصب ولایت سے دستبردار ہو جانا چاہیئے اور مریدوں کو الگ کر دینا چاہیئے اور اپنے نفس کی اصلاح میں لگ جانا چاہیئے اور خود ریاضتیں کر کے اپنے نفس کی اصلاح کرے اور کسی شیخ کو تلاش کرے جو اسے ادب سکھائے، سیدھا کرے اور مہذب بنائے اور آفات کی موجودگی میں اس میں شیخ بننے کی صلاحیت نہیں۔ اور ایسی حالت میں اس کا شیخ بننا مریدوں کی راہ میں جو اللہ تک پہنچنا چاہتے ہیں رکاوٹ ڈالنے کا موجب ہوگا۔

بائیسواں باب

اقارب و اغیار کے ساتھ اور مالداروں اور فقیروں کے ساتھ میل جول

★

اما الصحبۃ مع الاخوان فبالایثار والفتوۃ والصفح عنھم والقیام معھم بشرط الخدمۃ لا یری لنفسہ علی احد حقا ولا یطالب احدا بحق ویری لکل احد علیہ حقا ولا یقصر فی القیام بحقھم ومن الصحبۃ بھم اظھار الموافقۃ لھم فی جمیع ما یقولون او یفعلون ویکون أبدا معھم علی نفسہ ویتاول لھم ویعتذر عنھم ویترک ھمنا فیھم المنافرۃ لھم ومجادلتھم ومشادتھم وتیعا

احباب کے ساتھ میل جول بھائیوں اور اپنوں کے ساتھ ایثار وجواں مردی کا سلوک کیا جائے ان کے قصوروں سے درگزر کی جائے ان کی مقدور بھر خدمت کی جائے اور کسی پر اپنا حق نہ سمجھا جائے اور کسی سے اس حق کا مطالبہ نہ کیا جائے بلکہ اپنے اوپر سب کا حق سمجھ لیا جائے اور اس حق کے ادا کرنے میں کوتاہی نہ کی جائے اور سچائی کے ساتھ صحبت رکھنے میں اور ان کے تمام اقوال و افعال میں موافقت کرنے میں فرق نہ آنے دیا جائے اور ہمیشہ ان کا ہم خیال رہا جائے اگرچہ خود کو نقصان پہنچ رہا ہو اگر ان کا کوئی عیب دیکھا جائے تو انکی طرف سے کوئی معقول عذر گھڑ کر پیش کر دیا جائے اور انکی مخالفت، جنگ و جدل اور منافرت نہ

عن عیوبہم فان خالفہ احد منہم فی شیء سلم لہ ما یقول فی الظاہر وان کان الامر عندہ بخلاف ما یقولہ ینبغی ان یحفظ ابدا قلوب الاخوان ویجتنب فعل ما یکرہونہ وان علم فیہ صلاحہم فلا ینطوی لاحد منہم علی حقد وان خامر قلب واحد منہم کراہۃ لہ تخلق معہ بشیء حتی یزول ذلک فان لم یزل زاد فی الاحسان والتخلق حتی یزول وان وجد ہو فی قلبہ من احد منہم استیحاشا واذیۃ بغیبۃ او غیرہا فلا یظہر ذلک من نفسہ ویری من نفسہ خلاف ذلک۔

مخاصمت سے بچا جائے اور ان کے عیبوں سے اندھا بن جانا چاہئیے اگر ان میں سے کسی کا کسی مسئلہ میں اختلاف ہو تو بظاہر اس کی بات مان لی جائے اگرچہ وہ بات اس کے زعم میں خلاف واقعہ ہو مناسب ہے کہ انسان ہمیشہ اپنے بھائیوں کی دلجوئی کرتا رہے اور ایسی باتوں سے بچتا رہے جو انہیں کدر کرنے والی ہوں اگرچہ وہ ان میں اسکی صلاح و فلاح بھی دیکھتا ہو لہٰذا اپنے کسی بھائی سے بغض و کینہ اور حسد نہ رکھا جائے اگر تمہارے کسی بھائی کے دل میں تمہاری طرف سے کدورت ہو تو اس سے ایسے اعلیٰ اخلاق سے پیش آؤ کہ اس کی کدورت زائل ہو جائے اگر تم اپنے کسی بھائی کو اپنے حق میں اذیت وغیبت کی حالت میں دیکھو تو اسے ظاہر نہ کرو اور اسے یقین دلا دو کہ مجھے اس سلسلہ میں تمہاری طرف سے کسی قسم کا وہم بھی نہیں۔

★

فصل: واما المصحبۃ مع الاجانب فیحفظ السر عنہم وینظر الیہم بعین الشفقۃ والرحمۃ وان لیسلم امو الہم الیہم ویستر علیہم احکام الطریقۃ ویصبر علی سوء اخلاقہم وترک معاشرتہم ما امکنہ وان لا یعتقد لنفسہ علیہم فضیلۃ ویقول انہم من اہل السلامۃ فینجا وز اللہ عنہم ویقول لنفسہ انت من اہل المنایۃ لین نتطالب بالنقیر والقطمیر والحقیر والکبیر وتحاسبن علی الکبیر والصغیر وان اللہ تعالی یتجاوز للجاہل ما لا یتجاوز بمثلہ من العالم والعوام لا یبالی بہم والخواص علی الخطر۔

بیگانوں سے میل جول دوسروں پر اپنا راز ظاہر نہ ہونے دو تمام لوگوں کو محبت و پیار کی نگاہ سے دیکھو اور ان کے ذاتی احوال کی کرید نہ کرو انہیں پر چھوڑ دو اور ان سے طریقت کے مسائل چھپاؤ اور مقدور بھر انکی بداخلاقی اور ترک معاشرت پر صبر کرو اور یہ خیال نہ کرو کہ مجھے ان پر برتری حاصل ہے بلکہ انہیں عیوب سے صحیح و سالم سمجھو اور دعا کرو کہ حق تعالیٰ ان کے گناہوں سے درگزر فرمائے اور اپنے آپ کو خیال کرو کہ میری سخت پکڑ ہونے والی ہے اور مجھ سے ہر چھوٹے بڑے اور معمولی اور عظیم گناہوں کی بازپرس کی جانے والی ہے اور ذرہ ذرہ کا حساب لیا جانے والا ہے اور یقین کر لو کہ حق تعالیٰ جاہلوں سے جن گناہوں سے درگزر فرمائے گا ان سے عالموں سے درگزر نہیں فرمائے گا۔ عوام پریشان نہ ہوں اور خواص کل کے لئے اپنی نجات کی زیادہ سے زیادہ فکر کریں۔

★

فصل: واما المصحبۃ مع الاغنیاء فالتعزز علیہم وترک الطمع فیہم وقطع

مالداروں سے میل جول مالداروں سے بلا کسی طمع کے ان کی خیر خواہی کے لئے ملو جلو اور حرص و لالچ کو دل سے بالکل نکال دو اور

الامل مما فی ایدیھم واخراج جمیعھم من قلبك وحفظ دینك من التضعضع لھم لنوالھم کما جاء فی الحدیث وھو قولہ صلی اللہ علیہ وسلم من تضعضع لغنی لاجل ما فی یدیہ ذھب ثلثا دینہ فنعوذ باللہ من فعل ینقص بہ الدین وصحبۃ اقوام ینثلم بھم الدین وتنقطع عراہ ویطفیء نور الایمان شعاع اموالھم وبریق دنیاھم کما جاء فی الحدیث غیر انك اذا ابتلیت بصحبتھم فی سیر او سفر او مسجد او رباط مجمع فحسن الخلق اولی ما یستعمل وھو حکم عام شامل فی صحبۃ الاغنیاء والفقراء فلا ینبغی لك ان تعتقد لنفسك فضیلۃ علیھم بل تعتقد ان جمیع الخلق خیر منك لتتخلص من الکبر ولا تطلب لنفسك فضیلۃ الفقر ولا تعتقد لھا خطرا فی الدنیا ولا فی الآخرۃ ولا تری لھا قدرا ولا وزنا کما قیل من جعل لنفسہ قدرا فلا قدر لہ ومن جعل لہ وزنا فلا وزن لہ فادب الغنی بالاحسان الی الفقیر وھو اخراج المال من کیسہ الیہ ویکون فارغا من مالہ متخلقا فیہ غیر متملك لہ وادب الفقیر اخراج الغنی من قلبہ ویکون قلبہ فارغا من الغنی ومالہ بل من الدنیا والآخرۃ اجمع ولا یجعل لشیء من الاشیاء فی قلبہ موطنا ومدخلا بل یتصفی من ذلك

ان کے مال سے بالکل ناامید ہو جاؤ اور ان کے تحفے تحائف کے لالچ سے دین کے خلاف ان کی ہاں میں ہاں نہ ملاؤ اور اپنے دین کا تحفظ برقرار رکھو جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے فرمایا کہ جو مال کسی امیر کے سامنے گرے اس کا دو تہائی دین ختم ہو جاتا ہے لہٰذا ایسے فعل سے جو دین کے دو حصے گھٹا دے اور ان لوگوں کی صحبت سے جن سے دین میں چھید ہو جائیں اور اس کا کڑا ٹوٹ جائے اور جن کی دولت اور دنیوی چمک دمک سے نور ایمان بجھ کر رہ جائے اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایسی باتوں سے بچائے آمین۔ حدیثوں میں بھی اسی طرح آتا ہے تاہم اگر تم کو راستہ میں، یا سفر میں، یا مسجد میں، یا خانقاہ و سرائے میں یا کسی اجتماع میں ان سے ملنے کا اتفاق ہو جائے تو ان کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آؤ کیونکہ حسن اخلاق سے پیش آنا ایک عام حکم ہے اور اسے ہر ایک کے ساتھ برتنا چاہیئے خواہ امیر ہو یا فقیر اور یگانہ ہو یا بیگانہ یہ مومنوں کی شان نہیں کہ دوسروں کے مقابلہ میں خود کو برتر خیال کریں بلکہ ہمیں یہ عقیدہ رکھنا چاہیئے کہ ہم سے سب اچھے ہیں تاکہ غرور کی بو نہ آنے پائے یہ خیال نہ کرو کہ ہمیں فقر کی فضیلت حاصل ہے اور ترک دنیا کو دنیا اور آخرت میں ایک معمولی شے سمجھو اسے زیادہ اہمیت نہ دو ایک مثل مشہور ہے کہ جو خود اپنی قدر و منزلت سمجھے اس کی کوئی قدر و منزلت نہیں اور جو اپنے آپکو بھاری سمجھے وہ ہلکا ہے غنی کا فرض ہے کہ اپنے مال سے فقیر کے ساتھ احسان کرے یعنی تھیلی کا منہ کھول کر مستحق فقراء کو دے اور تھیلی کو اللہ کی راہ میں خالی کر دے کیونکہ مال اللہ تعالیٰ کا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسے کچھ دنوں کے لئے اس مال کا خزانچی بنا دیا ہے اور فقیر کا فرض ہے کہ امیر کی طرف سے اپنے دل میں ذرا سا بھی لالچ نہ رکھے اور امیر اور اس کے مال سے اس کا دل بالکل خالی رہے بلکہ تمام دنیا اور آخرت سے بھی اور اپنے دل میں کسی چیز کو جگہ نہ دے اور کسی چیز کو

كله ويخلو منه ثم يترتب امتلاءه بربه عزوجل فلا يكون لغيره وجود ولا له حول ولا قوة فيا نبته عن ذلك فضل الله عزوجل فحينئذ يحصل به عزوجل من غير تعب ولا هم۔

فصل ۔ واما الصحبة مع الفقراء فبايثارهم وتقدمهم على نفسك في الماكول والمشروب والملبوس والملذوذ والمجالس وكل شيء نفيس وترى نفسك دونهم ولا ترى لها عليهم فضلا في شيء من الاشياء البتة عن ابي سعد بن احمد بن عيسى قال صحبت الفقراء ثلاثين سنة فلم يجر بيني وبينهم كلام قط تأذوا به ولا جرى بيني وبينهم منافرة استوحشوا منها قيل له كيف ذلك قال لاني كنت معهم على نفسي ابدا واذا دخلت عليهم ادخلت عليهم سرورا ورفقا واستعملت معهم خلقا وهدية وادبا وسببا من الاسباب فلا ترى بذلك لك عليهم فضلا بل تتقلد منهم منة في قبولهم ذلك منك واحذر ان تمن عليهم بذلك او تراه منك بل اشكر الله عزوجل على ما اولاك من توفيقه على تيسير ذلك وجعلك له اهلا لخدمة اهله وخاصته واحبابه فان الفقراء الصالحين هم اهل الله وخاصته كما قال النبي صلى الله عليه وسلم اهل القرآن هم اهل الله وخاصته فاهل القرآن من يعمل بالقرآن واما من يقرأ

جگہ نہ دے اور کسی چیز کو گھسنے نہ دے کہ وہ دل میں جڑ پکڑ سکے اور دل کو ہر چیز سے پاک وصاف اور خالی رکھے اور انتظار و کوشش کرے کہ یہ اللہ کا گھر ہے اسی کی معرفت کے انوار سے بھر جائے غیر اللہ کا اس میں وجود تو وجود گز رکبھی نہ ہونے پائے اور نہ غیر اللہ کا اس میں رسوخ وجماؤ ہو اس صورت میں حق تعالیٰ کا فضل وکرم بلا محنت ومشقت کے شامل حال ہوگا واللہ ہو الموفق۔

فقراء کے ساتھ میل جول | فقراء کو کھانے پینے میں، لباس میں، تمام لذتوں اور مجلسوں میں اور ہر نفیس وعمدہ چیز میں ترجیح دو اور اپنے آپ کو ان سے حقیر وادنیٰ سمجھو اور اپنے کو ان سے کسی چیز میں کبھی افضل نہ سمجھو۔

ابوسعید، احمد بن عیسیٰ :- میں تیس سال تک فقراء کی صحبت میں رہا کبھی میری ان سے رنجش نہیں ہوئی اور میرے اور ان کے درمیان کبھی کوئی ایسی بات پیش نہیں آئی کہ اس سے ان کا دل دکھے اور نہ کبھی بیزاری ونفرت کی نوبت آئی لوگوں نے پوچھا : کیسے ؟ بولے : اس لئے کہ میں انکی صحبت میں رہ کر ہمیشہ اپنے اوپر ہی بدگمان رہا جب میں ان کے پاس جاتا تو مسرت وپیار اور نرمی کی حالت میں جاتا اور اخلاق کے ساتھ ان کے ساتھ مل کر کام کرتا اور ادب کے اور ہدیہ کے اور کسی دنیوی یا دینی سبب کے بالخت جاتا۔ لہٰذا ان تمام باتوں میں اپنے کو فقراء سے افضل نہ سمجھو بلکہ ان کا احسان مانو کہ انہوں نے تمہارا ہدیہ قبول فرما لیا خبردار ان پر اپنا احسان نہ جتانا کہ ہم نے تمہارے ساتھ یہ یہ سلوک کیا بلکہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو کہ اس نے تم کو توفیق دے کر ان کے ساتھ فلاں فلاں سلوک تمہارے لئے آسان بنا دیا اور تم کو اپنے خواص، اولیاء اور مقرب بندوں کی خدمات کا اہل بنایا کیونکہ صالح فقراء اللہ والے اور اسکے خاص بندے ہوتے ہیں جیسا کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اہل قرآن ہی اللہ والے اور اس کے خاص بندے ہیں۔ اہل قرآن، قرآن پر عمل کرنے والے ہیں قرآن کو بلا عمل کے پڑھنے والے اہل قرآن نہیں نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ

بلا عمل فليس من اهله قال النبي صلى الله عليه وسلم ما آمن بالقرآن من استحل محارمه فالمنة لمن يقبل منك العطية لا لك۔

(ومن آداب) الصحبة مع الفقراء أن لا تحوجهم الى مسألتك وان اتفق فاستقرض الفقير منك شيئا فتقرضه في الظاهر ثم تبرئه منه في الباطن وتخبره عن قريب بذلك ولا تبدأه بالعطاء على وجه الصلة لئلا يتجشم بحمل المنة منك بذلك ومن الادب معهم مراعاة قلبه بتعجيل مراده دون تنغيص الوقت عليه بطول الانتظار لان الفقير ابن وقته كما ورد ابن آدم ابن يومه وليس له وقت الانتظار المستقبل ومن الادب معهم انك اذا علمت انه ذو عيال وصبيان فلا تفرده بالارتفاق معه بل تتخلق معه بقدر ما يتسع له ولمن يشتغل به قلبه ومن الادب معهم الصبر على ما يذكر الفقير من حاله وان تتلقاه في حال ما يخاطبك بوجه طلق مستبشر ولا تتلقاه بالعبوس ولا بالنظر الشزر ولا بالكلام الوحش واذا طالبك بما لا يحضر في الوقت فاصرفه بالوجه الجميل الى مساعدة الامكان ولا توحشه بياس الرد على الجزم لئلا يعود بحشمة الاخفاق وعدم الاصابة بحاجته عندك والندم على افشاء سره اليك حيرا وربما يغلب عليه طبعه وتستولى عليه نفسه

اس کا قرآن پر ایمان نہیں جو قرآن کے حرام کو حلال سمجھتا ہو لہٰذا اس کا شکر ادا کرو جو تم سے تمہارا عطیہ قبول کرلے تمہارا اس پر کیا احسان؟

آداب فقراء میں سے ایک ادب یہ بھی ہے کہ تم فقراء کو سوال کی نوبت ہی نہ آنے دو اور بلا سوال کے ان کی ضرورتیں پوری کرو اگر اتفاق سے کوئی فقیر تم سے قرض مانگے تو ظاہر میں تو اسے قرض دیدو مگر دل میں یہ سوچ لو کہ میں نے اسے قرض نہیں دیا بلکہ ہدیہ دیا ہے اور مستقبل قریب میں اسے اپنے اس ارادے سے خبردار کرو کہ میں نے بطور حسن سلوک کے آپکی خدمت کی ہے تاکہ تمہارے احسان کا بار اس کے کمزور کندھوں پر نہ پڑے جس سے اسے تکلیف ہو اور ان کے ساتھ ایک ادب یہ بھی ہے کہ ان کی دلجوئی کے لئے فوراً ان کی مراد پوری کرو دیر لگا کر انکی طبیعت کو مکدر نہ کرو کیونکہ فقیر فرزند وقت ہے جیسا کہ منقول ہے کہ فرزند آدم ابن الوقت ہے اس کے پاس انتظار کے لئے مستقبل میں وقت نہیں ہوتا ان کے ساتھ ایک ادب یہ بھی ہے کہ اگر تم کو معلوم ہو کہ فلاں فقیر بچوں والا ہے تو صرف اس کے ساتھ سلوک نہ کرو بلکہ سلوک میں اس کے بچوں کا بھی خیال رکھو اور اتنا دو کہ سب کے لئے فراخی ہو جائے تاکہ وہ فارغ البال ہو کر اللہ اللہ میں مشغول رہے ایک ادب یہ بھی ہے کہ اگر کوئی فقیر اپنا حال تم سے بیان کرے تو اسے صبر و تحمل کے ساتھ سنو اور اثنائے گفتگو میں اس کے ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آؤ ترش روئی اور الٹی سیدھی نگاہوں سے اسے نہ دیکھو اور نہ اس سے نفرت انگیز باتیں کرو اگر کوئی فقیر تم سے کچھ سوال کرے اور اس وقت تمہارے پاس دینے کے لئے کچھ نہ ہو تو اسے خندہ پیشانی سے محبت و پیار کے لہجہ میں جواب دو کہ افسوس اس وقت میں مجبور ہوں اور آپ کی خدمت کرنے پر قادر نہیں ہاں حالات سازگار ہونے پر انشاء اللہ میں آپ کی ضرور اعانت کرونگا اور اسے مایوس و ناامید بنا کر غمزدہ نہ پھیرو تاکہ وہ شرم و ندامت کی وجہ سے تمہارے پاس پھر نہ آئے کیونکہ تم نے اس کی ضرورت پوری نہیں کی تھی اور اسے

فيظهر عليه الجهل بحاله والسخط عليك والاعتراض على الرب عز وجل فيما قسم له من الفاقة الى الخلق والتبذل لهم فيعمى قلبه وينطفىء نور ايمانه فكنت انت مؤاخذ ابذلك كله اذا كنت سببا لثوران ذلك من قلبه بترك الادب فى رده وربما حجب ايضا عن الثواب والمعارف والعلوم والمصالح المدفونة فى سواله للخلق التى لو صبر واحسن الادب ظهرت وارتحل السوال للخلق وحصل غنى اليد والقلب والبيت وجاءته عساكر فضل الله وآلائه ونعمائه ودلته بين الرأفة والرحمة والراحة والرعاية وتحقق فيه قوله عز وجل وهو يتولى الصالحين وجعل مصانا مغارا عليه وهو غنى عن الاشياء بخالقها وتاتيه الاشياء وهو لا ياتيها فيقصده القاصدون فينالون من انواره وسره ويطيبون بطيبه وهو لا يشعر بهم فى غيب عنهم مشغول بمولاه وجاذبه الذى جذبه اليه وانقذه من ظلمات مخالطة الخلق وموافقة النفس و متابعة الهوى والتقيد بارادة الاشياء دنيا واخرى ان اصحاب الجنة اليوم فى شغل فاكهون اهل الجنة لما باعوا فى الدنيا انفسهم واموالهم لربهم عز وجل بالجنة كما قال جل وعلا ان الله اشترى من المومنين انفسهم و اموالهم بان لهم الجنة وصبروا على

افسوس تھا کہ یہ راز بھی ظاہر ہوا اور کام بھی نہ بنا بسا اوقات فقیر کی طبیعت اس پر غالب آجاتی ہے اور اس کا نفس اس پر مسلط ہو جاتا ہے اور اس کے حال پر جہالت کا زور ہوتا ہے تو اسے تم پر بھی غصّہ آجاتا ہے اور وہ حق تعالیٰ شانہ پر بھی اعتراض کر بیٹھتا ہے کہ اس نے اس کے مقدر میں ایسا کیوں لکھا کہ وہ دوسرے کے پاس اپنی حاجت لے جائے اور وہ اپنی نعمتوں کو دوسروں سے کیوں دلواتا ہے ؟ براہِ راست کیوں نہیں دیتا ؟ یہ صورت حال اس کا دل اندھا بنا دیتی ہے اور اس کے ایمان کا نور بجھ کر رہ جاتا ہے لہٰذا تم سے پہلے اسکی بازپرس کی جائیگی کیونکہ تم ہی نے لوٹا کر اس بدگمانی اور بے ادبی کا سبب بنے بسا اوقات یہ فقیر، ثواب، معارف، علوم اور مصالح سے جو اس کے سوال میں رکھے گئے ہیں محجوب ہو جاتا ہے کیونکہ اگر وہ صبر کرتا ، لوگوں سے سوال نہ کرتا اور بے ادبی اختیار نہ کرتا تو ساری برکتیں اسے حاصل ہوتیں تو اس کا ہاتھ ، دل اور گھر سب تونگر ہو جاتے اور اللہ تعالیٰ کے فضل کے اور احسانات و انعامات کے لشکر آجاتے اور محبت و پیار اور رعایت و راحت کا ملتجا اس کے سپرد ہوتا اور اس پر یہ آیت چسپاں ہوتی کہ اللہ تعالیٰ صلحاء کا متولی ہے اور اسے محفوظ اور غیرت دلایا گیا بنا دیا جاتا اور خالق کائنات کی مدد سے وہ تمام چیزوں سے بے نیاز کر دیا جاتا دنیا اس کے پیچھے پیچھے ہوتی اور وہ دنیا کو دیکھتا بھی نہیں آنیوالے اس کے پاس آتے اس کے انوار و اسرار سے مستفیض ہوتے اور اس کی خوشبو سے اپنے دماغ معطر کرتے اور اسے ان کی خبر بھی نہ ہوتی اور ان سے غائب رہ کر اپنے آقا کے ذکر میں مشغول رہتا اور اس میں وہی جذبہ کارفرما رہتا جو اسے اللہ کی طرف کھینچ کر لایا ہے اور دنیوی آمیزش کے اندھیروں سے اسے بچا لیتا اور نفس کی موافقت ، ہوٰی کی اطاعت اور دنیوی اور اخروی اشیاء کی خواہش سے نجات بخش ثابت ہوتا حق تعالیٰ

الانفلاس فی الدنیا وردوا التصرف فی الانفس والاموال والاولاد الی ربھم عزوجل و سلموا الکل الیہ جل جلالہ سوی الاوامر والنواھی وامتثلوا الاوامر وانتھوا عن النواھی وسلموا فی المقدر وتحرزوا من الخلیقۃ وتجوھروا عن الارادۃ والامانی والھمم فی الجملۃ ادخلھم الجنۃ فشغلھم بما لاعین رأت ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر کما قال جل وعلا ان اصحاب الجنۃ الیوم فی شغل فاکھون فھکذا الفقیر اذا فعل ذلک فی الدنیا وتحقق بظاھر القرآن حصول الجنۃ لہ باع حینئذ الجنۃ بربہ عزوجل وطلب الجار قبل الدار کما قالت رابعۃ العدویۃ رحمھا اللہ الجار قبل الدار وکما قال اللہ عزوجل یریدون وجھہ وکما قال اللہ عزوجل فی بعض کتبہ السالفۃ اود الاوداء الی عبد عبد فی لغیر نوال لیعطی الربوبیۃ حقھا قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لولم یخلق اللہ تعالی الجنۃ والنار ماکان احد یعبدہ وقول علی رضی اللہ عنہ لولم یخلق اللہ الجنۃ ولا النار ماکان اھلا ان یعبد قال عزوجل ھو اھل التقوی و اھل المغفرۃ فاذا اتصف الفقیر بھذہ الصفۃ وتحقق افلاسہ عن سوی مولاہ وتنظف قلبہ عن التعلق بالاشیاء وفنی عنھا وصار مریدا

نے فرمایا: بلاشبہ آج جنت والے اپنے اپنے شغل میں لطف اٹھا رہے ہیں۔ چونکہ جنت والوں نے دنیا میں اپنی جانیں اور مال دیکر جنت خرید لی تھی جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ یقین مانو اللہ تعالیٰ نے جنت کے عوض مومنوں سے انکی جانیں اور مال خرید لئے ہیں اور انہوں نے دنیا میں فقر و فاقہ پر صبر کیا تھا اور اپنی جانیں، مال اور اولاد اللہ کے تصرف میں دے دی تھیں اور اپنی ہر چیز اللہ جل جلالہ کے حوالہ کر دی تھی اور اللہ کے فرایض و محرمات پر سرگرم عمل رہتے تھے اور خوشی خوشی اللہ کے احکام بجالاتے تھے اور ممانعتوں سے باز رہتے تھے اور خود کو تقدیر کے حوالہ کر دیا تھا اور مخلوق سے علیحدہ ہو کر خلوت میں اللہ اللہ کیا کرتے تھے اور ارادوں، آرزؤں اور خواہشوں سے بالکل دستبردار رہا کرتے تھے اس لئے اللہ تعالےٰ نے انہیں جنت میں داخل فرما کر انہیں ایسی ایسی نعمتوں میں مشغول فرما دیا جن کو نہ آنکھوں نے دیکھا نہ کانوں نے سنا اور نہ وہ کسی انسان کے دل میں گذریں اسی بنا پر حق تعالےٰ نے فرمایا کہ آج جنت والے اپنے اشغال میں رہ کر ان سے لطف اٹھا رہے ہیں اسی طرح اگر فقیر اسی طرح دنیا میں زندگی بسر کرے تو بظاہر قرآن جنت کا مستحق ہو جاتا ہے اس نے بھی اپنے مالک سے جنت کا سودا کر لیا ہے اور آخرت کے گھر سے پہلے اللہ کا پڑوس ڈھونڈھ لیا ہے جیسا کہ رابعہ عدویہ فرماتی ہیں کہ پڑوس گھر سے پہلے ہے اور جس طرح حق تعالیٰ شانہ نے فرمایا کہ وہ اللہ کی رضا ڈھونڈتے ہیں اور حق تعالیٰ نے کسی الہامی کتاب میں فرمایا کہ مجھے سب سے زیادہ پیارا وہ بندہ ہے جو بلا بخشش کے میری عبادت میں مشغول رہتا ہے تاکہ میری ربوبیت کا حق ادا کرے نبی اکرم صلعم نے فرمایا اگر اللہ تعالےٰ جنت و جہنم پیدا نہ فرماتا تو کوئی اللہ کی عبادت کرنیوالا نہ ہوتا۔ حضرت علی رضہ فرماتے ہیں اگر حق تعالیٰ سبحانہ جنت و جہنم پیدا نہ فرماتا تو کیا وہ عبادت کئے جانے کا اہل نہ تھا ضرور تھا مگر لوگ اسکی عبادت نہ کرتے

حقا وغاب عما سوى ربه عز وجل كان حقيقا
على كرم الله ان يتولاه ويبين لله وينعمه في
الدنيا الى حين اللقاء ثم يزيده على ذلك
ويجدد عليه انواع الخلع والانوار والتنعيم والحياة
الطيبة والقرب على ما اعد واخبر لاوليائه
واحبابه بقوله عز وجل فلا تعلم نفس ما اخفى
لهم من قرة اعين جزاء بما كانوا يعملون و
قول النبي صلى الله عليه وسلم يقول الله عز و
جل اعددت لعبادي الصالحين ما لا عين
رأت ولا أُذن سمعت ولا خطر على قلب
بشر ثم يقول ابو هريرة رضي الله عنه اقرءوا
ان شئتم فلا تعلم نفس ما اخفي لهم
من قرة اعين الآية فان رددت الفقير
اليد الغني القلب الممتثل لامر مولاه في
اظهاره لك عن حاله لاجل عياله او نفسه
طائعا لربه عز وجل في ذلك خائفا له
ولم يترك سؤالك اذ كلفه الله ذلك و
ابتلاه به قال الله عز وجل وجعلنا بعضكم
لبعض فتنة اتصبرون وهي حالة لا تدوم
بل تنقضي عن قريب وينقل الى ما قسم له
من الغنى والعز الدائم لقرب مولاه و
اعطائه عاقبك الله يا غني اليد فقير
القلب الجاهل بنفسه وبربه ومنشئه
ومنتهاه بان يسلب الغنى عن يدك
فتصير فقير اليد كما كنت فقير القلب

حق تعالیٰ نے فرمایا: اللہ تقوے والا اور بخشش والا ہے پھر جب
کوئی فقیر مذکورہ بالا صفت سے متصف ہو اور اپنے مالک حقیقی کے
سوا سب سے اس کا افلاس ثابت ہو اور دنیا کی چیزوں کے تعلق
سے اس کا دل صاف ہو اور تمام چیزوں سے اپنا دل مار لے اور سچا
اور مخلص اللہ کا طالب بن جائے اور اپنے پروردگار کے ماسوی
سے گم ہو جائے تو حق تعالیٰ کی بزرگی کا حق ہے کہ وہ اس کا متولی ہو
اور اس کا ناز بردار ہو اور ملاقات کے وقت تک اسے آرام سے
نعمتوں میں رکھے پھر اس پر مزید نعمتوں کی بارش فرمائے اور گوناگوں
جوڑوں، انوار، نعمتوں، پاکیزہ زندگی اور قرب سے نوازے جو
اس نے اپنے اولیاء اور احباب کے لئے تیار کر رکھی ہیں اور ان کا
ان سے وعدہ فرما لیا ہے چنانچہ فرمایا کسی کو معلوم جو ان کے لئے
آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچانے والی نعمتیں چھپا کر ان کے عملوں کے صلے
میں رکھی گئی ہیں اور نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے
کہ میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے وہ نعمتیں تیار کی ہیں جن کو نہ آنکھوں
نے دیکھا نہ کانوں نے سنا اور نہ کسی بشر کے دل میں کھٹکیں پھر حضرت
ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ اگر چاہو تو فلا تعلم نفس الخ پڑھ لو۔

اگر تم اسے جو ہاتھ کا فقیر اور دل کا امیر ہے اور تم پر اپنا حال ظاہر
کر کے اپنے مالک کے حکم کی تعمیل کر رہا ہے کیونکہ اسے اپنے بچوں کے لئے
یا خود اپنی ذات کے لئے رب العالمین کا فرمانبردار رہ کر سوال کرنا پڑ
رہا ہے اس لئے کہ اگر سوال نہ کرے تو اسے رب کی نافرمانی کا خوف ہے
کیونکہ اللہ ہی نے اسے سوال پر مجبور کیا ہے اور اس کے ذریعہ اسے آزمایا
ہے حق تعالیٰ نے فرمایا: اور ہم نے تمہارے بعض کو بعض کے لئے فتنہ
بنایا ہے کہ آیا تم صبر کرو گے یا نہیں۔ علاوہ ازیں یہ ناداری کی حالت
مستقبل قریب میں رہنے والی نہیں بلکہ ایسی مالداری اور دائمی عزت سے
بدل جانیوالی ہے جو قسام ازل نے اپنے فقراء کے لئے لکھ دی ہے اور

تکون ابدا فقیرا الی الاشیاء فلا تشبع منها حریصا علیها طالبا لها معنیا فی ارادتها وتحصیلها وھی غیر مقسومۃ لک کما قیل ان من اشد العقوبات طلب ما لا یقسم الا ان یتغمدک اللہ برحمتہ فینبھک لذنبک فتستغفرہ وتتوب الیہ من ذلک وتعترف بتفریطک ویتوب علیک ولیغفر لک ذلک فتب الی اللہ وھو ارحم الراحمین غفور رحیم۔

(فصل) : فی آداب الفقیر فی فقرہ

فینبغی للفقیر ان تکون شفقتہ علی فقرہ کشفقۃ الغنی علی غناہ فکما ان الغنی یفعل کل شیء ویجتھد حتی لا یزول غناہ فکذلک ینبغی للفقیر أن یفعل مثل ذلک حتی لا یزول فقرہ فلا یسال اللہ عزوجل زوال فقرہ الی غناہ او یتعرض بالمعایش والاکتساب والاسباب للاستغناء والتکثر بالمال لا لعیال وعفۃ النفس عند الضیقۃ ومن شرط الفقیر أن یقف مع کفایتہ ولا یاخذ فوقھا ویکون اخذہ لذلک القدر امتثالا لامر اللہ تعالیٰ وخوفا من الوقوع فی اثم قتل النفس قال اللہ عزوجل ولا تقتلوا انفسکم ان اللہ کان بکم رحیما لان منعہ لنفسہ حقھا حرام وھو القوت من الطعام والشراب والکسوۃ والقدر الذی تقوم بہ البنیۃ ولا یضعف

جو مولیٰ کے تقرب وبخشش کی وجہ سے حاصل ہوتی ہے) خالی ہاتھ لوٹا دوگے تو اپنے ہاتھوں کے مالدار، دلوں کے فقیر، اپنی ذاتوں سے اور اپنے رب بیگانو اور اپنے آغاز و انجام سے بے خبر! حق تعالیٰ تم کو سزا دیگا اور تمہارے ہاتھوں سے دولت چھین لے گا اور تم جیسے دلوں کے فقیر ہو، ہاتھوں کے بھی فقیر بن جاؤ گے اور ہمیشہ چیزوں کے محتاج و فقیر رہوگے اور ان سے کبھی تمہارا پیٹ نہیں بھرے گا۔ چیزوں پر حریص رہوگے انکے طالب رہوگے ان کے حاصل کرنے اور قبضہ کرنے کی پریشانیوں میں مبتلا رہوگے حالانکہ وہ چیزیں تمہاری قسمت میں نہ ہونگی جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ سب سے بڑا عذاب غیر مقدر چیز کا طلب کرنا ہے ہاں یہ دوسری بات ہے کہ حق تعالیٰ تم کو اپنی رحمت میں ڈھانپ لے اور تم کو تمہارے گناہوں پر توجہ دلادے اور تم توبہ اور دعائے مغفرت کرلو اور اپنی کوتاہیوں کا اقرار کرلو اور حق تعالیٰ اپنی نوازش سے تم پر رجوع فرمالے اور تمہارے گناہ بخشدے آؤ ہم سب مل کر اپنے گناہوں پر روئیں دھوئیں اور حق تعالیٰ سے رحم کی درخواست کریں بلاشبہ وہ بڑا بخشنے والا اور انتہائی مہربان ہے اور ارحم الراحمین ہے۔

حالت فقر میں فقیر کے آداب

فقیر کا فرض ہے کہ وہ اپنے فقر پر ترس کھاکر اس کا تحفظ کرے جیسے مالدار ترس کھاکر اپنی دولت کا تحفظ کرتا ہے جیسے مالدار اپنی دولت کے تحفظ کے لئے ہر طرح کے جتن کرتا ہے کہ اسکی دولت ضائع نہ ہو اسی طرح فقیر کو اپنے فقر کے لیے ہر قسم کی دوڑ دھوپ کرنا ضروری ہے تاکہ اس کا فقر باقی رہے اور زائل نہ ہو الیسا نہ ہو کہ فقیر حق تعالیٰ سے یہ دعا کر بیٹھے کہ یا اللہ میرا فقر دُور کرکے مجھے مالدار بنادے یا مالدار بننے کے لئے یا دولت کی کثرت کے لئے کمائیوں دھندوں اور اسباب معاش کی تلاش کرنے لگے ہاں اگر اپنے بچوں کے لیے اور حالت تنگی میں اپنے نفس کو سوال سے

عن اداء الاوامر من الاتيان بشرائط الصلاة
واركانها وواجباتها وكل واجب ويترك
ما هو حظها فان كانت قسمته فتساق
اليه من غير ان يكون هو فيه بل بفعل الله
عزوجل فلا يتعرض للحظ ابدا الا ان يكون
مريضا فيوصف له شيء من الحظوظ فيتناوله
على وجه الدواء فيصير الحظ حينئذ حقا
في حال مرضه كالقوت في حال صحته وينبغي
ان يكون استلذاذه بفقره اكثر من
استلذاذ الغني بوجود غناه وينبغي له ان
يؤثر ذله وخموله وعدم قبول الناس له
وقصدهم اليه وازدحامهم لديه ومن
شرطه ان يكون قلبه اقوى بصفاء الحال
عند خلو يده من المال فكلما قل الفتوح كثر
طيب قلبه وقوته ونوره وازداد فرحه
بشعار الصالحين واما اذا اظلم ذلك قلبه
واوحشه واسخطه على ربه فليعلم انه
مفتون قد احدث في فقره ذنبا عظيما فليتب
الى الله عزوجل وليستغفره ويخلد الى التفتيش
والتنقير ولوم النفس ومن حق الفقير ان يكون
كلما كثر عياله كان قلبه في باب امر
الرزق اسكن وبربه اوثق يمتثل امر ربه
في الكسب لهم في الظاهر ويسكن الى وعد
ربه في الباطن ويقطع بان لهم رزقا عند الله
قد وعد به وقدره وهو سائقه اليهم

بچانے کے لئے بقدر ضرورت حلال پیشہ اختیار کر لیا جائے تو خیر۔ فقیر کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ بقدر کفایت حاصل کرے اور اس سے زیادہ کسی حال میں بھی حاصل نہ کرے اور اس مقدار کو حاصل کرنا بھی اللہ کے حکم کی تعمیل کے لئے اور خود کشی میں پڑنے کے ڈر سے ہو حق تعالیٰ جل مجدہ نے فرمایا: اپنی جانوں کو قتل مت کرو، دیکھو اللہ تم پر بڑا ہی مہربان ہے کیونکہ نفس کو اس کے حق سے روکنا حرام ہے اور نفس کا حق بقدر سد رمق طعام و شراب، لباس اور بقدر ضرورت ادویات ہیں اور فرائض ادا کرنے میں سستی نہ کرے یعنی نمازوں کا مع انکی شرائط وارکان اور واجبات کے ان کے اوقات میں پابند رہے کیونکہ یہ واجب ہے البتہ نفسانی لذتوں کو چھوڑ دو اگر لذتیں قسمت میں ہونگی تو بلا تکلیف و تکلف کے حاصل ہو جائیں گی بلکہ حق تعالیٰ ان کے خود بخود اسباب پیدا فرما دیگا اس لئے ہرگز ہرگز نفسانی لذت کے درپے نہ ہو ہاں اگر بیمار رہے اور حکیم اسے کوئی لذت والی چیز بتا دیتا ہے تو بطور دوا کے اسے استعمال کرلے اس لئے کہ حالت مرض میں یہ نفس کا حق ہے جیسے حالت صحت میں نفس کا حق بقدر سد رمق روٹی ہے۔ فقیر کو لائق ہے کہ اسے فقر سے ایسی لذت آئے جو دولت سے امیر کی لذت سے کہیں زیادہ ہو۔ اور اسے مناسب ہے کہ اپنی پستی کو، گمنامی کو، لوگوں میں عدم مقبولیت کو اور اپنے پاس لوگوں کے نہ آنے جانے کو ترجیح دے۔ فقیر کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ اس کا دل حال کی صفائی کی وجہ سے قوی رہے اگرچہ اس کا ہاتھ مال سے خالی ہو اور جوں جوں فقر و فاقہ میں اضافہ ہو اسی نسبت سے شرح صدر و صفائی قلب میں اضافہ ہو اور صلحاء کا جیسا شعار ہے قوت قلب و نور ایمان میں زیادتی ہو اور مسرت و فرحت بھی بڑھ جائے لیکن اگر مفلسی کا خیال اسکے دل کو تاریک کر دے، اسے وحشت میں

علی یدہ او ید غیرہ فلیتنع من الوسط ولا یکون فضولیا نیدخل بین الخلق وخالقہم بل یمتثل الامر فیہم ولا یعترض ولا یسخط ولا یتہم الرب ولا یشک فی وعدہ ولا یشکو الی احد بل یکون شکواہ الی ربہ وانزال حاجتہ بہ عزوجل وکلامہ وسوالہ لہ عزوجل فی توفیقہ بالصبر واداء الامر فی حقہم والرضا بما قضی علیہم باضافتہم والزامہ لہ مونتہم وبسالہ تسہیل رزقہم وتیسیرہ فہو قریب مجیب انما یبتلی عبدہ لیردہ بالبلیۃ الیہ عزوجل لانہ یحب الملحین لہ بالسؤال لان بالسوال یتمیز الرب من المربوب والسید من العبد والغنی من الفقیر ویخرج العبد من الکبر والاستنکاف والتعظیم والنخوۃ الی التواضع والذلۃ والافتقار فاذا تحقق ذلک من العبد تحققت الاجابۃ سریعا عاجلا مع ما ید خر لہ من الثواب فی العقبیٰ۔

ومن آدابہ ان لا یکون لہ ہم فی الوقت المستقبل بل یکون بحکم وقتہ لا یطلع للوقت الثانی بل یحفظ الحال وحدودہا وشرائطہا وآدابہا مطرقا قانعا عما سواہا لا الی اعلی منہا ولا دونہا ولا یشرہ الی حال غیرہ وربما کان ہلاکہ فیہا وہی لاہلہا سلامۃ ونعمۃ کالاغذیۃ من الاغذیۃ ما یزید لشخص عافیۃ ولآخر سقما وبلاء فلا ینبغی

ڈال دے اور مالک سے ناراض کر دے تو اسے یقین کر لینا چاہیئے کہ میں فتنہ میں مبتلا ہوں اور حالت فقر میں ایک عظیم گناہ کر بیٹھا ہوں اس لئے حق تعالیٰ سے پر خلوص توبہ کرنی چاہیئے اور معافی کی دعا مانگنی چاہیئے اور اس گناہ کی جستجو اور کرید کرو اور اپنے نفس کو ملامت کرو اگر کسی فقیر کے بچے زیادہ ہوں تو فقیر کی شان یہ ہے کہ اس کا دل انکی روزی کے بارے میں پر سکون رہے اور اپنے رب پر بھروسہ رکھے اور اپنے مالک کے حکم کی تعمیل کے بظاہر کوئی پیشہ اختیار کرلے اور باطن میں اپنے رب کے وعدے پر مطمئن رہے اور پورا پورا یقین رکھے کہ میرے بچوں کے رزق کی ضمانت اللہ تعالیٰ نے دی ہے اور انہیں ان کے مقدر کا رزق یقیناً ملے گا خواہ انہیں میرے ہاتھ سے ملے یا کسی اور کے ذریعے اس لئے خود کو درمیان سے ہٹالے اور مخلوق و خالق کے درمیان بے ہودہ کوشش سے باز آجائے بلکہ ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا حکم بجالائے اور رب پر نکتہ چینی نہ کرے نہ اس پر ناراض ہو اور نہ اس پر الزام لگائے اور اسکے وعدے میں شک نہ کرے اور کسی سے اس کا شکوہ نہ کرے ہاں جو کچھ کہنا سننا ہو اپنے رب سے کہے سنے اور اپنی ہر ضرورت حق تعالیٰ سے طلب کرے اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے اور درخواست کرے کہ وہ صبر کی اور اہل و عیال کے حق میں اور ان کے خرچہ کے بارے میں اپنے حکم کو ادا کرنے کی توفیق دے اور اس کے فیصلہ کے آگے سر تسلیم خم کر دے اور اس سے دعا مانگے کہ ان کے رزق کو مجھ پر آسان و سہل بنا دے کیونکہ وہ قریب ہے اور دعا قبول کرنیوالا ہے وہ اپنے بندے کو کسی پیچیدگی میں محض اس لئے ڈالتا ہے تاکہ اس کے ذریعہ اپنی طرف لوٹا لائے کیونکہ وہ چمٹ کر سوال کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے کیونکہ سوال رب اور آقا میں اسید اور غلام میں اور مالدار و نادار میں تمیز ہو جاتی ہے اور بندہ کبر و غرور اور عظمت و نخوت سے نکل کر تواضع، ذلت اور احتیاج کی طرف آجاتا ہے

للمریض ان یتناول شیئا منها الا بأمر الطبیب فکذلک ینبغی للفقیر ان لا یختار حالۃ لنفسہ حتی یدخل فیہا من غیر ان یکون ہو فیہا بل یفعل للمولی عزوجل قدرا محضا وارادۃ مجردۃ لا یجعل نفسہ فی شیء من الحالات والمقامات وینزلہا بہ فیضل ویردی حتی یاتیہ امر الذی امات واحیا وینقلہ منہا فعل الذی منع واعطی وافقر واغنی واضحک وابکی لان ذلک الیق بہ والی ربہ اقرب ادنی ہکذا انقدمر ومضی امر من سلف من اولی العلم من اہل الطریقۃ فیما خلا فیہم الاقتداء والی رب الخلیقۃ المنتہی۔

ومن أدب الفقیر: أن یکون مستعدا لورود الموت متہیأ لہ منتظرا مترقبا فی الساعات کلہا لیکون ذلک عونا لہ علی الرضا بفقرہ وحمل ما حلّ بہ من الاذی لان بہ یقصر الامل وتنکسر النفس ویزول منہا وہج شہوات الدنیا قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اکثروا من ذکر ہاذم اللذات اعنی الموت۔

ومن آدابہ ان یخرج من قلبہ ذکر المخلوقین ومن آدابہ ان یتخلق مع الغنی اذا دخل علیہ بما تفضل یدیہ الیہ من القوت او فاکہۃ وان کان شیئا یسیرا لانہ بقلبہ محترز عن الاسباب فہو بالایثار

جب بندہ انکساری کی اس حالت میں آجاتا ہے تو فوراً سرعت کے ساتھ دعا قبول کر لی جاتی ہے اور آخرت کا ثواب رہا الگ۔

فقیر کا ایک ادب یہ بھی ہے کہ مستقبل کی فکر نہ کرے بلکہ موجودہ وقت کے حکم پر رہے دوسرے وقت کی طرف نہ جھانکے بلکہ حال کی، اس کے حدود و شرائط کی اور اس کے آداب کی حفاظت کرے اور اپنے حال میں سر جھکائے رہے اور دوسروں سے خواہ وہ اس سے اعلیٰ ہوں یا کم درجہ کے آنکھیں بند کئے رہے اور کسی دوسرے کے حال کی حرص نہ کرے کیونکہ بسا اوقات دوسرے کے حال کی حرص اس کے لئے موجب ہلاکت ہوتی ہے اور حال حال والے کے لئے نعمت وسلامتی کا سبب ہوتا ہے جیسے بعض غذا بعض شخص کے لئے تندرستی کا موجب ہوتی ہے اور بعض میں بیماری اور دکھ بڑھا دیتی ہے اس لئے مریض کا فرض ہے کہ طبیب کی اجازت کے بغیر اسے نہ کھائے اسی طرح فقیر کا فرض ہے کہ خود اپنے لئے حال منتخب نہ کرے جب تک اسمیں داخل نہ کر دیا جائے اور خود بخود اسمیں داخل نہ ہو بلکہ خود کو حق تعالیٰ کی تقدیر و ارادے پر چھوڑ دے اور کسی حال اور مقام میں خود اپنے نفس کو نہ اتارے جب تک اس کا حکم نہ آجائے جو مارتا اور جلاتا ہے ورنہ گمراہ و ہلاک ہو جائے گا فقیر کو اس کے حال سے اسی کا فعل منتقل کر سکتا ہے جو نہ دینے والا اور دینے والا، مالدار و نادار بنانیوالا اور ہنسانے اور رلانے والا ہے کیونکہ وہ فقیر کے لائق ہے اور اسے اس کے رب سے قریب و نزدیک کرنے والا ہے متقدمین و متقدی ارباب طریقت کا طریقہ اسی طرح گزرا ہے باقی انجام و ثمرہ اللہ کے اختیار میں ہے۔ فقیر کا ایک ادب یہ بھی ہے کہ ہر وقت موت کے لئے تیار رہے اور ہر لمحہ اس کا منتظر رہے اور فنا کے لئے چشم براہ رہے کیونکہ موت کی یاد فقیری سے رضا پر اسکے لئے مددگار ثابت ہوگی اور ہر طرح کی تکلیف جسمیں مبتلا ہو برداشت کر لے کیونکہ اسی سے امید یں منقطع

اولی من الغنی الذی هو فی اسر غناه الا ان یکون
ذا عیال فی ضیقة فلا یضیق علی عیاله بایثاره
ذلك للغنی الا ان یکون یعلم من عیاله
الایثار وطیب النفس ببذل ذلك والموافقة
والصبر والرضا والمعرفة والیقین والانوار
تظهر من قلوبهم علی السنتهم وجوارحهم
وانفسهم فحینئذ لا یبالی فی البذل والمنع
والایثار والامساك

ومن ادب الفقیر: ان لا یترك الاحتیاط
فی الورع فی حال ضیق الید فلا یخرج الی ما لا
یحل فی الشرع لفقره فیخرج من العزیمة الی
الرخص فان الورع ملاك الدین والطمع
هلاکه وتناول الشبهات فساده کما
قال بعض الصالحین من لم یصحبه الورع
فی فقره اکل الحرام وهو لا یدری فعلیه
ان لا یخلد الی التاویلات فی دینه فی
حالة فقره بل یرتکب الاشق والاحوط
الذی هو العزیمة۔

(فصل: فی سؤال الفقیر) فمن ادب
الفقیر ترك السؤال للخلق ما دام یجد عنده
ما یکفیه فان الجاته الضرورة والحاجة
الملجئة فیسأل بقدر الحاجة فتکون حاجته
کفارته فحینئذ یسلم له السؤال وینبغی
ان لا یسأل لاجل نفسه ما امکنه بل
لعیاله علی ما قدمنا فان کان بینه

ہوں گی النفس کا غرور ٹوٹے گا اور دنیوی شہوتوں کا شعلہ بجھے گا۔
نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ کثرت سے لذتوں کو فنا کرنے والی کا ذکر کیا کرو
یعنی موت کا۔ فقیر کا ایک ادب یہ بھی ہے کہ اسکے دل سے مخلوق کی یاد
نکل جائے۔ ایک ادب یہ بھی ہے کہ اگر مالدار سے ملاقات ہو جائے
تو اس کے ساتھ اخلاق سے پیش آئے اور وہ جو کچھ دے اگرچہ ذرا
سی ہو قبول کر لے کیونکہ وہ تو دل سے اسباب کے الجھاؤ میں نہیں اس
لئے وہ فقیری میں اس دولتمند سے جو اپنی دولت کے ہاتھوں اسیر ہے
زیادہ مگن ہے ہاں اگر فقیر بچوں والا اور تنگ حال ہو تو ان پر تنگی نہ کرے
ہاں اگر اسے یقین ہو کہ میرے بچے اور بیوی خوشی سے فقیری کو ترجیح دیتے
ہیں اور میرے ہم خیال ہیں اور صبر، رضا، معرفت، یقین اور انوار
ان کے دلوں سے ان کے اعضاء، زبانوں اور طبائع پر ظاہر ہوتے
ہیں تو ان حالات میں خرچ دینے نہ دینے کی اور فقیری کو ترجیح دینے
کی اور اہل و عیال سے ہاتھ روکنے کی پرواہ نہ کرے، فقیری کا ایک ادب
یہ بھی ہے کہ تنگی کی حالت میں پاکدامنی میں انتہائی محتاط رہے
لہٰذا جو شے شرع میں حلال نہ ہو اسے اپنے فقر کی وجہ سے ہرگز استعمال
نہ کرے کہ وجوب سے رخصت کی طرف نکل آئے کیونکہ پرہیزگاری دین
کی جڑ ہے اور لالچ دین کی ہلاکت ہے اور مشتبہ چیزیں دین کو بگاڑ
دیتی ہیں جیسا کہ بعض صالحین کا قول ہے کہ جس کے ساتھ حالت
فقر میں پارسائی نہیں وہ غیر شعوری طور پر حرام کھائے گا اس
لئے فقیر پر لازم ہے کہ اس حالت فقر میں اپنے دین میں تاویلوں کی
طرف نہ جھکے بلکہ دشوار و احتیاط والے کام کرے اور احتیاط
و وجوب ہی پر قائم رہنے میں ہے۔

کیا فقیر سوال کر سکتا ہے؟ فقیر کا ایک ادب یہ بھی ہے کہ وہ اللہ
کے سوا کسی سے سوال نہ کرے جب تک اس کے پاس بقدر کفایت
مال موجود ہو اگر سخت حاجت کی وجہ سے مجبور ہو جائے تو بقدر حاجت

دانق وهو محتاج الى درهم لم يسلم له السؤال
حتى يصرف الدانق ويخلو عن المعلوم جدا كما قيل
لا يظهر من الغيب شيء ما دام في الجيب شيء
ومن شرط سؤاله للخلق ان لا يراهم بل تكون
اشارته الى الله عز وجل ويرى الخلق كالوكلاء
والامناء المتصرف فيهم المفعول فيهم
فلا يتخذهم اربابا من دون الله عز وجل
فيكون معنى سؤاله لهم اخبارا بحاله وعياله
لا شكوى من ربه ويكون سؤاله استخبارا
فيقول هل دفع لنا اليك شيء هل احيل عليك
هل اذن لك يا وكيل يا خازن يا امين يا
مملوك يا فقير يا من انا وهو سواء فيما بيننا
المالك له غيرنا كلنا في عياله فاذا سأل
على هذا الوجه جاز له السؤال والا فلا ولا
كرامة لكل مشرك دجال مراء عابد
الاصنام خارج عن اهل الطريقة مدع
كذاب منافق زنديق ثم ان اعطى شكرا
ومنع صبر هكذا تكون صفات الفقير الصادق
ولا يستوحش بالرد ولا يتغير فيسخط و
يعترض ويذم الراد له فيظلمه لانه مأمور
ووكيل والوكيل هو الذي يتصرف فيما
في يده باذن آمره وموكله المعطي وهو
الله عز وجل بل يرجع اليه عز وجل فيسأله
التيسير والتسهيل ليسخر له القلوب و
يبذل له الصعاب ويدر له الارزاق و

سوال کی اجازت ہے کیونکہ یہ حاجت اس گناہ کا کفارہ ہو جاتی ہے پھر
جہاں تک ممکن ہو اپنی ذات کے لئے سوال نہ کرے بلکہ ہمارے حسب سابق
بیان کے مطابق اپنی بیوی بچوں کے لئے سوال کر سکتا ہے اگر فقیر کے
پاس ۱/۶ درہم ہو اور اس کو ایک درہم کی ضرورت ہو تو اسکے لئے اس
وقت تک سوال جائز نہیں جب تک یہ ۱/۶ درہم خرچ نہ کر دے اور
خالی ہاتھ نہ ہو جائے (یہی کہا جاتا ہے) کہ جب تک جیب میں کچھ
ہے اس وقت تک غیب سے کوئی چیز ظاہر نہیں ہوتی اور لوگوں سے
سوال کرتے وقت اشارہ اور اصل سوال اللہ ہی سے کرے اور لوگوں
کو امین و وکیل اور اللہ کے حکم سے تصرف کرنیوالے اور خزانچی سمجھے اور اللہ کو
چھوڑ کر انہیں رب نہ بنائے اس صورت میں اس کے سوال کا یہ مطلب
ہو گا کہ وہ انہیں اپنے اور اپنے گھر والوں کے حال کی خبر دے رہا ہے
اپنے رب کا شکوہ نہیں کر رہا اور سوال خبر کی صورت میں ہو انشاء
کی صورت میں نہ ہو۔ مثلاً اس طرح سوال کرے کیا ہمارے لئے آپکو
کوئی چیز دی گئی ؟ کیا آپکو کسی کا حوالہ دیا گیا ؟ اے وکیل، اے خزانچی
اے امین، اے غلام، اے فقیر اور اے وہ کہ اس امانت میں ہیں
اور وہ دونوں برابر ہیں کیونکہ اس کا مالک اللہ تعالیٰ ہے اور
ہم سب کو وہی روزی پہنچاتا ہے کیا ہمارے لئے اسمیں اس مالک
نے تم کو اجازت دیدی ہے ؟ بہر حال اسی صورت میں اور سوال کو
رنگ ڈھنگ میں ڈھال کر سوال کرنا جائز ہے ورنہ نہیں، ہر مشرک
دھوکا باز، ریاکار، بت پرست، اہل طریقت کو جھٹلانے والا
دعویدار ولایت، جھوٹا، منافق اور بے دین صاحب کرامت
و عطا نہیں لہٰذا اس قسم کے لوگوں سے سوال نہ کرے پھر اگر
حاجت پوری ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لائے اور اگر سوال
کے بعد بھی کچھ نہ ملے تو صبر کرے سچے اور مخلص فقیر کی یہی شان
ہوتی ہے اگر کوئی خالی ہاتھ لوٹا دے تو برا نہ مانے اور آپے میں

یسوق الیہ الاقسام ویرفع عنہ الجوع والعذاب والتبذل الی العبید والارباب ولعلہ تقبض ایدی الخلق عنہ بالعطاء لیردہ الیہ فیلازم الباب ویرفع بدعائہ وتفترعہ الحجاب فیکون ھو المعطی لہ دون العباد۔

فصل: (فی آداب العشرۃ) وینبغی لہ ان یحسن العشرۃ مع اخوانہ فیکون منبسط الوجہ غیر عبوس ولا یخالفھم فیما یریدون عنہ بشرط ان لا یکون فیہ خرق للشرع ومجاوزۃ للحد وارتکاب للاثم بل یکون مما اباحہ الشرع واذن فیہ الرب ولا یکون ممادیا ولا لجوجا ویکون ابدا مساعدا للاخوان علی الشرط الذی ذکرنا ومتحملا عنھم ما یخالفونہ فیہ ویکون صبورا علی اذاھم غیر حقود لا ینطوی لاحد منھم علی سوء وغش ومکر غیر مغتاب لھم فی حال غیبتہ ولا یکون سیئ المحضر ویذب عن اخیہ فی حال غیبتہ ویستر العیوب علی اخوانہ ما امکنہ وان مرض احد منھم عادہ فان شغلہ ان ذلک شاغل مضی الیہ فھناہ بالعافیۃ وان مرض ھو ولم یعدہ لبعض اخوانہ اعتذر عنہ فاذا مرض لم یقابلہ بذلک بل یعودہ ویصل من قطعہ ویعطی من حرمہ ویعفو

رہے اور نافرمان نہ ہو اور الٹی سیدھی بکواس نہ کرے اور لوٹانیوالے کو برا بھلا نہ کہے کیونکہ یہ ظلم ہوگا کیونکہ جس سے سوال کیا ہے وہ دوسرے کا محکوم و وکیل ہے اور وکیل مالک و موکل کے حکم سے تصرف کیا کرتا ہے اور مال کا اصل مالک حق تعالیٰ شانہ ہے بلکہ سوال میں حق تعالیٰ ہی کی طرف لوٹے اور اسی سے درخواست کرے کہ فلاں کے دل میں ڈال دے کہ وہ میرے سوال کو رد نہ کرے اور فلاں کے ذریعہ میری حاجت پوری کرادے اور میری قسمت کا رزق دلوادے اور مجھ سے بھوک کا عذاب ہٹادے اور اے اللہ اپنے مالدار بندوں کے ہاتھوں مجھے ذلیل و خوار نہ کر اور ان سے میری بے آبروئی نہ کرا۔ شاید اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے ہاتھ دینے سے اس لئے روک دیئے ہوں کہ وہ مجھے اپنی طرف لوٹانا چاہتا ہو اس لئے اللہ ہی کے دروازے کو چمٹ جائے اور اسی سے رو دھو کر گڑگڑا کر اور بلک بلک کر ہاتھ اٹھا کر دعائیں مانگے وہی کام بنانیوالا ہے اور وہی دینے دلانیوالا ہے اسکے سوا کوئی حاجت روا نہیں۔

فقیر کے لئے آداب معاشرت فقیر کو لائق ہے کہ اپنے بھائیوں کے ساتھ حسن معاشرت سے رہے سہے اور ان سے خندہ پیشانی سے ملتا رہے ملاقات کے وقت تیوری پر بل نہ چڑھائے بلکہ مسکرا کر ملاقات کرے اور اگر خلاف شرع نہ ہوں تو ان کے کاموں میں ان کی مخالفت نہ کرے کیونکہ وہ کام حد سے آگے بڑھے ہوئے یا گناہ نہیں ہیں بلکہ شارع نے انہیں مباح قرار دیا ہے اور ان کی اجازت دی ہے لوگوں سے اس قسم کے کاموں میں لڑے نہیں اور نہ جھگڑے بلکہ اگر ممکن ہو تو ان کی اعانت کرے اور اپنے بارے میں لوگوں کی مخالفت برداشت کرلے اگر ان سے دکھ پہنچے تو صبر کرے اور ان سے دل میں کینہ نہ رکھے۔ اور ان کی طرف سے دل میں بدخلقی کی تخم ریزی نہ کرے انہیں دھوکہ نہ دے ان کے ساتھ برا سلوک نہ کرے، ان کے پیچھے ان کی غیبت نہ کرے اور ان کے سامنے بدخلقی

عمن ظلمه واذا اساء احد هم اليه اعتذر عنه عند نفسه ويرجع بالملامة على نفسه ولا يرى ملكه ممنوعا عن غيره من الاخوان ولا يتحكم في ملكهم لغير اذنهم ولا ينسى الورع في جميع حركاته وسكناته وان انبسط معه احد من اخوانه في شيء من ماله اجابه الى ذلك مسرعا مستبشرا فرحا مسرورا متقلدا منه في ذلك منة حيث جعله اهلا لمباسطته معه وانزال حاجته به ولا يستعير من احد شيئا ان امكنه وان استعار احد منه شيئا لا يسترده ما امكنه لانه ما استعار منه الا لحاجته ولا يليق بالفتوة استرداد العار كما لا يحسن في الشرع استرجاع الهدية والهبة فان لم يقدر على ذلك فليسرع اعادته ولا يمنعه من ذلك ولو كل يوم اذ لا يليق بحاله ان ينفرد عن احد من الناس بماله لانه امين ليس في رق شيء من الاشياء فلا يملكه شيء فكل من ملك شيئا فذلك الشيء يملكه لان المرء عبد لمن زمامه بيده بل يرى الاشياء التي في يده ملكا لله عز وجل وهو و بقية الناس عبيد الله عز وجل والكل متساو في ملكه عز وجل واما ما كان في يد الغير فيستعمل فيه حكم الشرع

سے پیش نہ آئے بلکہ ان کے پیچھے ان کی طرف سے دفاع کرے اور جہاں تک ممکن ہو دوسروں کے عیبوں پر پردہ ڈالے رکھے اگر کوئی بیمار پڑ جائے تو اس کی بیمار پرسی کرے اور اگر عدیم الفرصت ہونے کی وجہ سے عیادت نہ کر سکے تو تندرستی پر اسے مبارکباد دے اگر خود بیمار پڑ جائے اور بعض لوگ بیمار پرسی کے لئے نہ آئیں تو انہیں معذور سمجھے اور اگر نہ آنیوالے بیمار پڑ جائیں تو ان کی بیمار پرسی کو جائے مقابلہ نہ کرے کہ وہ میری بیماری میں نہیں آئے تھے میں کیوں جاؤں؟ بلکہ ایسے لوگوں کی عیادت کے لئے ضرور جائے اور قطع رحمی کرنیوالے سے صلہ رحمی کرے اور حق تلفی کرنیوالوں کو دے اور اپنے اوپر ظلم کرنیوالوں کو معاف کر دے اگر کوئی اس کے ساتھ برائی کرے پھر نادم ہو کر معافی مانگے تو اسے معاف کر دے اور اپنے نفس پر ملامت کرے اور اپنی مملوکہ چیزوں کو اپنی نہ سمجھے بلکہ اپنے بھائیوں کی سمجھے اور دوسروں کی چیزوں میں ان کی اجازت کے بغیر تصرف نہ کرے اور اپنی تمام حرکات وسکنات میں پارسائی کو نہ کھوئے اگر کوئی بھائی اس کے مال سے کچھ فائدہ اٹھانا چاہے تو فوراً خوشی اور خندہ پیشانی سے اسکی ضرورت پوری کرے اور اس کا شکریہ ادا کرے کہ اس نے تم کو اپنی ضرورت پوری کرنے کا اہل سمجھا اور اپنی ضرورت تمہارے سامنے رکھی مقدور بھر کسی سے کوئی چیز نہ مانگے اور اگر کوئی اس سے کوئی چیز مانگ لے تو حتی الامکان اسے لوٹائے نہیں کیونکہ اس نے اپنی ضرورت سے مجبور ہو کر یہ چیز مانگی ہے اور مانگی ہوئی چیز کو واپس لینا جوانمردی کی شان کے شایان نہیں جس طرح شرع شریف میں ہدیہ اور ہبہ کا لوٹانا اچھا نہیں اگر یہ ممکن نہ ہو تو چیز کے دینے میں سرعت سے کام لے اور اس چیز کو رد کرے نہیں اگرچہ کوئی روزانہ مانگے کیونکہ لوگوں کو چھوڑ کر تنہا اپنا مال استعمال کرنا فقیر کی شان کے شایاں نہیں کیونکہ وہ امین ہے اور کسی چیز کا غلام نہیں لہٰذا کسی چیز کا مالک نہیں

والورع وحفظ الحدود لئلا يصير في زمرة الاباحية الزنادقة وينبغي له اذا مسته محنة او فاقة ان يستر حاله عن اخوانه ما امكنه لئلا يشغل قلوبهم بسببه فيتكلفوا له وكذلك ان مسه هم او اصابه حزن لا يظهر ذلك لاخوانه ولا يشوش عليهم ما هم فيه من الفرح والسرور والراحة ولذة العيش وان رأى اخوانه نازلا بهم هم وغم وقد اظهروا فرحا وسرورا ساعدهم في الظاهر من اظهار النشاط والاستبشار ويكتم عنهم ما هم فيه من الاستيحاش والحزن والهم فلا يقابلهم بما يكرهون ولا يختلف عنهم في شيء من ذلك وينبغي له في ادب حسن العشرة اذا استوحش من شيء ان يتكلم في حسن الخلق ويرد قلبه اليه لتزول وحشته وينبغي له ان يعاشر كل احد من حيث هو لا يكلفه مجاوزة حده وموافقته بل يتابعه هو فيما عليه ذلك الانسان ما لم يكن فيه خرق للشرع قال النبي صلى الله عليه وسلم امرنا معاشر الانبياء ان نحدث الناس على قدر عقولهم وينبغي له ان يعاشر من دونه بالشفقة عليه ومن فوقه بالاجلال ومن هو مثله بالافضال والايثار والاحسان۔

کیونکہ جو شخص کسی چیز کا مالک ہے وہ چیز اس کی مالک ہے کیونکہ انسان اس کا غلام ہے جس کے ہاتھ میں اس کی تکمیل ہے لہٰذا جتنی چیزیں فقیر کے قبضہ میں ہیں انہیں اللہ کی مملوکہ چیزیں سمجھے اور وہ مع تمام لوگوں کے اللہ کا بندہ ہے اور اللہ کی چیزوں میں اس کے تمام بندے برابر کے حقدار ہیں اور جو چیزیں دوسروں کے قبضہ میں ہوں ان میں حکم شرع کا پابند رہے اور ان کی حدود کی نگہداشت کرے تاکہ ان لوگوں کے زمرہ میں شامل نہ ہو جو دوسروں کی چیزوں کو مباح سمجھتے ہیں یہ لوگ مباحیہ زنادقہ کہلاتے ہیں اگر کسی فقیر کو تکلیف یا فاقہ کی نوبت آئے تو اسے مقدور بھر لوگوں سے اپنا حال چھپانا چاہیئے تاکہ اس کی وجہ سے لوگوں کے دل نہ دکھیں اور وہ اس کے لئے تکلف کریں اسی طرح اگر اسے کوئی پریشانی یا غم لاحق ہو تو اسے اپنے بھائیوں پر ظاہر نہ ہونے دے تاکہ ان کا عیش و سرور اور لذت و راحت مکدر نہ ہو اور اگر دوسروں کو پریشانی یا غم لاحق ہو اور وہ بظاہر خوشی خرمی کا اظہار کر رہے ہوں تو ان کے ساتھ بظاہر خوشی خرمی کا اظہار کرے اور ان کی اندرونی پریشانی کا ان پر اظہار نہ کرے اور ان سے ایسی گفتگو نہ کرے جو انہیں ان کی پریشانیاں یاد دلا دے اور انہیں مزید پریشانی میں مبتلا کر دے غرضیکہ ان کے مزاج و ماحول کے خلاف کوئی بات نہ چھیڑے۔ اور آداب حسن معاشرت میں سے ایک ادب یہ بھی ہے کہ اگر فقیر کے دل کو کسی چیز سے دکھ پہنچے اور وحشت ہو تو حسن اخلاق کے ساتھ شریفانہ گفتگو کرے اور اپنا دل حسن اخلاق کی طرف متوجہ رکھے تاکہ اسکی وحشت دور ہو، فقیر کو لائق ہے کہ ہر ایک کے ساتھ بلا تکلف کے سادہ طریقہ سے معاشرت رکھے کسی کو حد سے باہر جانے کی اور موافقت کی تکلیف نہ دے بلکہ فقیر خود اسکی ان کاموں میں جو خلاف شرع نہ ہوں پیروی کرے رحمۃ للعالمین سید الانبیاء والمرسلین صلعم نے فرمایا کہ ہم گروہ انبیاء کو حکم ہے

فصل: (فی آداب الفقراء عند الاکل)

من ذلك ان لا یاکلوا بالشرہ ولا علی الغفلۃ بل یذکروا اللہ عزوجل بقلوبھم عند الاکل ولا ینسونہ ومن ذلك ان لا یمدوا ایدیھم عند الطعام قبل من ھو فوقھم ومن ذلك ان لا یقولوا لغیرھم کل ولا یضعوا مابین ایدیھم شیئا بین یدی غیرھم لا علی طریق الخدمۃ ولا علی طریق الانبساط الا صاحب الطعام فانہ مسلم لہ ذلك لانہ نوع خدمۃ منہ ولا یقولوا لصاحب الطعام کل معنا واذا اقعد موضعا فلا یختار غیرہ ویقعد حیث یؤمر ولا یرفع یدہ من الطعام مادام یاکل من معہ لئلا یحتشم صاحبہ فیحملہ علی الامتناع ولا ینبغی ان یرفع الطعام من بین یدی الفقیر مادام یاکل ومادام عینہ علیہ ویساعد الاصحاب علی الاکل بقدر ما لا یکون مخالفۃ وان لم یکن بہ شھوتہ ولا ینبغی ان یلقم علی المائدۃ احدا وان عرض علیہ الماء لا یرد الساقی ولو بقطرۃ واحدۃ ولو قام صاحب الطعام بالخدمۃ لا یمنع ولو اراد صب الماء علی یدہ فلا یمنعہ و ینبغی ان یاکل مع الاغنیاء بالتعزز و مع الفقراء بالایثار ومع الاخوان بالانبساط

کہ ہم لوگوں سے بقدر ان کی عقلوں کے باتیں کریں۔ فقیر کا فرض ہے کہ چھوٹوں سے شفقت سے، بڑوں سے عزت سے اور برابر والوں سے ملاطفت سے پیش آئے اور سب کی نگاہوں میں ہر دلعزیز رہے۔

فقراء کے کھانے کے آداب فقراء حرص و غفلت کیساتھ نہ کھائیں بلکہ کھاتے وقت دلوں میں حق تعالیٰ شانہ کو یاد رکھیں اور اسے نہ بھولیں ایک ادب یہ بھی ہے کہ اپنے بزرگوں سے پہلے کھانے کی طرف ہاتھ نہ بڑھائیں اور کسی غیر سے جو دعوت میں نہ بلایا گیا ہو کھانے کو نہ کہیں اور اپنے آگے سے اٹھا کر دوسروں کے سامنے کوئی چیز نہ رکھیں خواہ خدمت کے طور پر ہو یا تواضع کے طور پر البتہ میزبان ایسا کر سکتا ہے کیونکہ یہ بھی ایک قسم کی خدمت ہے۔ میزبان سے نہ کہیں کہ آپ بھی ہمارے ساتھ کھانا تناول فرمائیں اور جب انہیں کھانا کھانے کے لئے کسی جگہ بٹھا دیا جائے تو اپنے لئے دوسری جگہ پسند نہ کریں اور جہاں بیٹھنے کے لئے کہا گیا ہے وہیں بیٹھ جائیں اور جب تک ساتھی کھانا کھائیں فقراء کو کھانے سے ہاتھ نہیں اٹھانا چاہیئے خواہ برائے نام ہی کھاتے رہیں کیونکہ ساتھی شرما کر کھانا چھوڑ دیں گے اور دسترخوان سے بھوکے اٹھ جائیں گے۔ فقراء کے سامنے سے دسترخوان نہ اٹھایا جائے جب تک وہ کھا رہے ہوں یا کھانے کی طرف رغبت کی نگاہ سے دیکھ رہے ہوں بلکہ میزبان مہمانوں کو شرعی حدود میں رہ کر کھانے کے لئے اصرار کرے اگرچہ مہمانوں کو کھانے کی خواہش نہ ہو کسی کو کسی کے منہ میں نوالہ دینا مناسب نہیں جب کہ سب ایک دسترخوان پر کھانا کھا رہے ہوں اگر پانی لایا جائے تو پانی کا برتن نہ لوٹایا جائے خواہ اس میں ایک ہی قطرہ ہو اسی کو پی لیا جائے اگر میزبان کھانا کھلانے کے لئے کھڑا ہو تو اسے نہ روکا جائے اگر میزبان مہمانوں کے ہاتھ دھلوائے تو اسے

ولا يخطر الاكل بباله الا اذا حضر فحينئذ ياكل
ولا يباعد نفسه في اشتهاء شهوة ولعلها
لم تكن مقسومة له فلا ينالها ابدا فيبقى
محجوبا بها عن الله تعالى ويشتغل بها عن
طاعته ومراقبة حاله فاذا اعرض عن
ذلك واشتغل بحاله كان سليما فان كانت
مقسومة له ثم حضرت اشتهاها وتناولها
وشكر الله تعالى ولا يجعل الاكل همه
ويعلق قلبه به ويجعله حديثه بل يجاهد
مع نفسه بانها مريضة ومن حالها الاحتماء
عن الطعام والشراب والشهوات حتى يبرا
عن المرض فالمرض هواها وارادتها ومناها
والرب عزوجل طبيبا ومداويها فاذا بعث
الطعام والشراب على يدي مملوكه تناولها
وعلم ان دواءها وعافيتها في ذلك دون
غيره واشتغل بحفظ الحال والمراقبة و
اخراج الاشياء من القلب والارتكان
الى شيء من الاشياء والطمانينة اليه
ابدا في جميع حركاته وسكناته۔

(فصل) : في آدابهم فيما بينهم من
ذلك الا يمنع شيئا يكون له من اصحابهم
من ثيابهم وسجاجيدهم وركوتهم و
ما يجري مجراه ولو وطى احد منهم سجادته
بقدمه لا يستوحش منه ولا يضع قدمه
على سجادة غيره ولا يبسط سجادته على

نہ ڈالا جائے فقراء مالداروں کے ساتھ امتیاز کے ساتھ کھائیں اور فقراء کے ساتھ ایثار کے ساتھ اور بھائیوں کے ساتھ انبساط و تکلف سے برطرف ہوکر علاوہ ازیں جب تک کھانا دسترخوان پر نہ چن دیا جائے کھانے کا تصور بھی نہ کریں اور چن جانے کے بعد کھانا کھائیں اور پہلے سے اپنے دل کو کھانے میں الجھا کر نہ رکھیں ہوسکتا ہے کہ کھانا ان کی قسمت کا نہ ہو اور انہیں نہ مل سکے اور اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سے محجوب ہوجائیں اور اس میں دل لگا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اور حال والے مراقبہ کو چھوڑ بیٹھیں پھر جب کھانے کا خیال نہ ہوگا اور اپنے حال میں مشغول رہیں گے تو سلامتی کے ساتھ رہیں گے اگر کھانا مقدر میں ہے اور دسترخوان پر چن دیا گیا تو اگر خواہش ہے تو کھالیں اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں قصد کھانے کی طرف نہ رکھیں اور اس میں دل کو نہ الجھائیں اور کھانے کو موضوع گفتگو نہ بنائیں بلکہ دل سے کہیں کہ اے دل تو بیمار ہے اور تجھے کھانے پینے اور خواہش کی چیزوں سے پرہیز کرنا ضروری ہے جب تک تو بیماری سے اچھا نہ ہوجائے بیماری نفس کی خواہش، ارادہ اور آرزو ہے اور حق تعالیٰ شانہ اس کا طبیب و معالج ہے پھر جب طبیب کھانے پینے کی چیزیں اپنی کسی بندی کے ہاتھ بھیجے تو مریض کھالے اور یقین کرلے کہ میری بیماری کی یہی دوا ہے اور اسی سے اللہ کے حکم سے مجھے تندرستی حاصل ہوگی کسی اور چیز سے نہیں اور اپنے حال کی حفاظت و مراقبہ میں مشغول رہے اور اپنے دل سے تمام چیزیں نکال پھینکے اور کسی چیز کی طرف مائل نہ ہو اور تمام حرکات و سکنات میں ہمیشہ حق تعالیٰ ہی کی رضا جوئی سے سکون و اطمینان قلب حاصل کرے۔

فقراء کے باہمی آداب

فقراء کے باہمی آداب میں سے ایک ادب یہ بھی ہے کہ اپنے ساتھیوں کو کسی چیز سے منع نہ کریں خواہ کپڑے ہوں یا جانماز ہو یا پانی پینے کے آبخورے وغیرہ ہوں اگر کوئی کسی کی جانماز پر پاؤں رکھ دے تو ناراض نہ ہوں اور

سجادة من هو فوقه في الرتبة ولو مد احد
يده الى كتفه لا يمنعه ولا يمد هو يده
الى كتف غيره ولا يستخدم احدا من
الفقراء ويخدم هو بنفسه كل احد ولا
يغمز ارجل الفقراء ولو اراد احد ان يغمز
رجله لا يمنعه واذا دخلوا الحمام فليس
في ادب الفقراء ان يمكنوا القيم من دلكهم
ولو اراد بعضهم دلك بعض امكنه منه
ولا يمنعه واذا نظر فقير الى شيء من خرقته
او سجادته او غير ذلك فليدفعه اليه في
الوقت وليؤثره به ولا ينبغي ان يجعل
الفقراء في انتظاره عند الاكل وكذلك
في كل شيء لا يؤذي قلب احد بان ينتظره
ما امكنه فان المنتظر مستثقل واذا اراد
ان يقدم الى فقير طعاما فيجب ان لا
يجلسه في الانتظار لان الانتظار المرقة
ذل ولا ينبغي ان يدخر شيئا مما يمكنه
واذا لم يكن الطعام كثيرا فلا ياكل
الا بعد ما يفضل منهم ويجتهد في تقديم
الطعام الى الفقراء ان يكون الطف ما
يمكنه واوفق لهم وان كان في قوم
فلا ينبغي ان ينفرد عنهم باكل شيء
ولا ياخذ شيئا فان فتح له بشيء ينبغي
ان يطرحه في الوسط وان مرض وهو
بين قوم فاحتاج الى تخصيصه بدواء

بدلہ میں دوسروں کی جانمازوں پر پیر نہ رکھیں اور جانماز کسی بزرگ کی جانماز
سے آگے نہ بچھائیں اگر کوئی کسی کے کندھے پر ہاتھ رکھ دے تو رکھنے دے
اور بدلہ میں اس کے کندھے پہ ہاتھ نہ رکھے اور کسی فقیر سے اپنی خدمت
نہ لے اور خود ہر شخص کی خدمت کے لئے تیار رہے اور فقراء کے پیر دبائے
اور اگر کوئی تمہارے پیر دبانا چاہے تو دبانے دو روکو نہیں اگر نہانے
کے لئے حمام میں جاؤ تو فقراء کے ادب میں یہ داخل نہیں کہ حجام سے
اپنا بدن ملوائیں ہاں اگر کوئی فقیر کسی فقیر کا بدن ملنا چاہے تو ملوا
لے اسے روکے نہیں اگر کوئی فقیر تمہاری گدڑی یا جانماز وغیرہ کو دیکھے
تو اسے فوراً اس کو دے دینا چاہیئے اور اپنے اوپر اسے ترجیح دینا چاہیئے
کھانے کے وقت فقراء کو اپنا انتظار نہ کراؤ، اسی طرح ہر کام میں
مقدور بھر انہیں اپنا انتظار نہ کراؤ اور کسی کے دل کو ایذا نہ پہنچاؤ
کیونکہ انتظار بھاری ہوتا ہے اور اس سے ایذا پہنچتی ہے اگر کسی فقیر
کی دعوت کرو تو اسے انتظار کی تکلیف سے بچاؤ کیونکہ شوربہ کا انتظار
ذلت کا سبب ہے اور ہر ممکن چیز کو جمع کرنا مناسب نہیں اگر کھانا
زیادہ نہ ہو تو خود مہمانوں کے ساتھ کھانے کے لئے نہ بیٹھو ہاں اگر
ان سے بچ جائے تو کھالو اور مقدور بھر صاف ستھرا کھانا مہمانوں
کے سامنے رکھو جو ان کی شان کے لائق ہو اگر کسی مجلس میں موجود ہو
تو تنہا کوئی چیز نہ کھاؤ اور نہ کوئی چیز اپنے لئے اٹھاؤ اور اگر کوئی چیز
مل جائے تو سب مل کر کھا پی لیں اگر فقراء کی جماعت میں کوئی فقیر بیمار
ہو جائے اور خاص طور سے دوا کی ضرورت ہو تو اسے علاج کرانے
کے لئے جماعت سے اجازت لینی چاہیئے لیکن اگر کسی سرائے یا
مدرسہ میں ٹھہرا ہوا ہو اور اس میں کوئی یا خادم ہو تو اس شیخ یا
خادم کے حکم سے علاج کرانا چاہیئے اور اس کی رائے کے خلاف کوئی
قدم نہ اٹھائے اور اگر لوگوں میں جائے تو ان کے موافق رہے اور
فقراء میں اپنی تسبیح یا تلاوت قرآن بلند آواز سے نہ پڑھے بلکہ آہستہ

فينبغي له ان يستأذن الجماعة في ذلك اما
اذا نزل برباط او مدرسة وفيها شيخ او
خادم فينبغي ان يكون بحكم ذلك الشيخ ولا
يفعل شيئا الا باستطلاع رأيه واذا ورد
على قوم فينبغي ان يوافقهم على ما هم
عليه ولا ينبغي ان يرفع صوته بين الفقراء
بتسبيحه وقراءته بل يخفي ذلك عنهم و
يستتر به او ينقل ذلك الى تفكر واعتبار
عبادة باطنة وان كان من الخواص ذوي
الاسرار فلا كلفة عليه في ذلك لان
ربه يتولاه ويهيء له ويأمره وينهاه
في ذلك ويسخر له قلوب الجماعة ويعطفها
عليه ويملوها من حبه تارة وهيبته
واحترامه اخرى وكذلك لا ينبغي ان
يرفع صوته بغير ذلك من الكلام بينهم
واذا كان بين قوم فينبغي ان لا يسار
احدا دونهم ولا يتكلم بين الفقراء لشيء
من حديث الدنيا والماكولات ما امكنه
ومن شرطه ايضا ان لا يكتب بين الفقراء
شيئا ما امكنه ووجد من ذلك بدا بل يشتغل
بالعمل المكتوب ومراقبة قلبه وحفظ حاله
والفكر فيهما ولا يكثر من النوافل بين ايديهم
واذا صام الجماعة وافقهم في ذلك وكذلك
اذا افطروا وافقهم في ذلك ولا ينفرد عنهم
بالصوم ولا ينام بين الفقراء وهم ايقاظ

ان سے چھپانے اور چپکے چپکے پڑھ لے یا غور و فکر سے اور دل سے پڑھ
لے اگر اسرار والے خاص فقراء میں سے ہے تو بلند آواز سے پڑھنے
میں بھی کوئی حرج نہیں کیونکہ اس کا رب اس کا متولی ہے اور وہی اس
کے لئے اسباب فراہم فرماتا ہے اور اس سلسلہ میں وہی حکم و نہی فرماتا
ہے اور وہی اس کے لئے جماعت کے دل مسخر فرماتا ہے اور انہیں اس کی
طرف مائل کرتا ہے اور اس کی محبت، ھیبت اور احترام سے بھر دیتا ہے
علاوہ ازیں جماعت میں بلند آواز سے کوئی بات بھی نہیں کرنی چاہیے
اور جب جماعت میں ہو تو دو آدمی پوری جماعت کو چھوڑ کر آپس
میں چپکے چپکے باتیں نہ کریں اور جہاں تک ممکن ہو فقراء میں بیٹھ کر
کوئی دنیوی یا کھانے پینے کی بات نہیں کرنی چاہیے اور ایک شرط
یہ بھی ہے کہ فقراء کی مجلس میں جہاں تک ممکن ہو اور اس کے بغیر
چارہ پائے تو کچھ نہ لکھے بلکہ لکھے ہوئے عملوں میں مشغول رہے
اور مراقبہ میں اور اپنے حال کے تحفظ میں مصروف رہے اور دل
میں غور و فکر کرتا رہے اور ان کے سامنے کثرت سے نوافل نہ
پڑھے اگر جماعت روزہ رکھے تو روزہ میں ان کی موافقت کرے
اسی طرح اگر جماعت روزہ نہ رکھے تو ان کی موافقت میں خود
بھی روزہ نہ رکھے اور ان سے علیحدہ ہو کر روزہ نہ رکھے اور
جاگنے والے فقراء میں جاگے اور سوئے نہیں ہاں اگر نیند ہی کا غلبہ
ہو تو ان سے علیحدہ ہو کر سو جائے یا اتنی دیر لیٹ جائے کہ نیند
کا جوش ٹھنڈا ہو جائے اور فقراء سے کسی شے کے طلب کرنے میں
حتی المقدور پہل نہ کرے اور اگر فقراء اس سے کسی چیز کا مطالبہ کریں تو
انہیں ناامید نہ کرے اور کچھ نہ کچھ دیدے خواہ تھوڑی ہی ہو اور
طویل انتظار کرا کر ان کے دلوں کو دکھ نہ پہنچائے اگر کوئی اس سے
مشورہ کرے تو جواب دینے میں جلدی نہ کرے کہ اس کی بات کاٹ
کر جواب دیدے بلکہ اسے اپنے دل کی بات کہنے دے پھر جب وہ

الا ان يغلب عليه النوم فينفرد عنهم ويضطجع بقدر ما تنكسر فورته ولا ينبغي له ان يتقدم بمشيئة شيء واختياره على الفقراء اذا امكنه وان طالبه الفقير بشيء فلا يرده ولو بقليل ولا يؤذي قلبه بطول الانتظار واذا شاوره احد فلا يعجل عليه بالجواب فيقطع عليه كلامه بل يمهله حتى ينهي جميع ما في قلبه ولا يجيبه بالرد والانكار فاذا فرغ من ذلك ورآه غير صواب قابله اولا بالموافقة وقال هذا اوجه ثم يبين له ما هو اصوب منه عنده برفق لا بخاشنة ووحشة ومن آدابهم ان لا يمدحوا الطعام حال الاكل ولا يذموه۔

(فصل في آدابهم مع الاهل والولد)

من ذلك حسن الخلق والانفاق عليهم بالمعروف بما امكنه واذا ملك في اليوم ما يكفيه ليومه فلا يحبس شيئا لغد وله الى ذلك القدر حاجة في الحال فان فضل من ذلك شيء فليدخره لغد للعيال لا لنفسه فلا ياكل الا تبعا لهم بل يكون كالوكيل والخادم لعياله والمملوك مع سيده ويتنقل بخدمته عياله والكل عليهم والقيام بمصالحهم اداء امر الله وطاعته وليعزل خدمة نفسه من الوسط ويؤثر عياله على نفسه واذا اكل بشهوتهم ولا يحملهم

اپنی پوری داستان سنا چکے تو مفید مشورہ دے اور رد و انکار سے جواب نہ دے جب مشورہ کرنے والا اپنی بات ختم کر چکے اور اس کی رائے صحیح نہ ہو تو شروع میں اس کی موافقت کرے اور کہہ دے کہ یہ بھی ایک صورت ہے پھر اس کے خیال میں جو وجہ معقول ہو اس کو نرمی سے بیان کرے سختی سے اور کڑک کر بیان نہ کرے فقراء کے ادب میں یہ بھی شامل ہے کہ کھانے میں نقص نہ نکالیں جیسا ہو کھا لیں نہ اس کی تعریف کریں اور نہ برائی۔

فقراء بیوی بچوں کے ساتھ آداب

بیوی بچوں کے ساتھ حسن اخلاق و خندہ پیشانی سے پیش آئیں اور دستور کے مطابق ان پر ہر ممکن چیز خرچ کریں اگر آج فقیر بقدر کفایت کا مالک ہے تو اسے آج ہی خرچ کر دے کل کے لئے روک کر نہ رکھے جب کہ فی الحال اس کے خرچ کرنے کی آج ہی ضرورت ہو اگر خرچ کے بعد کچھ بچ جائے تو اپنی ذات کے لئے نہیں بلکہ بچوں کے لئے کل کے لئے جمع کر لے اور خود بالتبع کھائے یعنی اگر بچوں سے بچ جائے تو کھا لے بلکہ خود اپنے بیوی بچوں کے حق میں وکیل، خادم اور غلام کی مانند رہے اور بیوی بچوں کی خدمت اور ان کے لئے تکلیف اور ان کے کاموں کو بنانے کی زحمت اللہ تعالیٰ کے حکم کو اور اس کی عبادت کو بجا لانے کے لئے کرے اور اپنی خدمت کو کالعدم تصور کر کے بیوی بچوں کی خدمت کو اپنی خدمت پر ترجیح دے اور خود ان کی خدمت کرنے کی غرض سے بقدر سد رمق کھائے اور بچوں کو اپنی خدمت اور دل کی خواہشات کی پیروی کرنے کی طرف توجہ نہ دلائے اگر کسی فقیر کے پاس کوئی ایسی چیز ہو جو جاڑے میں کام آنے والی ہو اور گرمی کے موسم میں اسے اس کی قیمت کی ضرورت ہو تو اسے بیچ کر اپنی ضرورت پوری کر لے اگر آج کا خرچہ حاصل ہو جائے اور خرچہ کے بعد کل کے لئے لقمہ رہ

على متابعة شهوة نفسه واذا كان في ذات يد لا شيء يصلح لشتائه وهو في الصيف محتاج لثمنه صرفه في وجه حاجته في الصيف وان وجد كفاية يومه وكان فيه فضل للكسب في يومه لكفاية غد لعياله لم يشتغل بذلك بل يقف مع الكفاية في يومه لان الوقوف مع الكفايات واجب واخرتك بير غد الى غد فان كان له قوة في التوكل وصبر على مقاساة القلة والجوع والضر وتقصر قوة عياله عن ذلك فلا يجوز له ان يدعوهم الى حالة نفسه بل يتحرك ويكتسب لاجلهم وان رأى من اهله الطاعة لله عزوجل وحسن السيرة والعبادة فعليه بكسب الحلال واطعامهم المباح حتى يثمر ذلك الطاعة والصلاح ولا يطعمهم الحرام فانه يثمر العصيان والجناح وليجتهد في ذات نفسه باصلاح العمل والصدق وطهارة الباطن حتى يصلح الله امره بينه وبين عياله في حسن الصبر وحسن الطاعة له ولله عزوجل والموافقة له وتعود بركة صلاحه على عياله قال النبي صلى الله عليه وسلم من اصلح ما بينه وبين الله عزوجل اصلح الله تعالى ما بينه وبين الناس واهله وعياله من جملة الناس واذا انزل به ضيف فيجب ان يطعم عياله

کفایت بچ جائے تو بچالے اور کل کا دن اللہ اللہ میں گزارے کسی کسب میں مشغول نہ ہو کیونکہ کفایت کے ساتھ توقف واجب ہے اور کل کی فکر کل آنے پر موقوف رکھے اگر کسی کو توکل پر قدرت حاصل ہو اور بھوک کی تکلیف پر صبر کر سکے لیکن اس کے بچے ان تکلیفوں کو برداشت نہ کر سکتے ہوں تو اس قسم کا توکل ناجائز ہے دیکھو اس سے ان کی حق تلفی ہوتی ہے، اس لئے ان کے لئے حرکت کرے اور کمائے اگر گھر والے اللہ کی اطاعت وحسن سیرت میں دلچسپی رکھتے ہوں تو انہیں حلال و مباح کمائی سے کھلائے تاکہ اس اطاعت وحسن سیرت کا نتیجہ مرتب ہو اور انہیں حرام نہ کھلائے کیونکہ حرام سے گناہ اور نافرمانیاں پیدا ہوتی ہیں۔ فقیر کو اپنے اعمال کی اصلاح میں، صدق وصفائی میں اور دل کی پاکی میں پوری پوری سرگرمی دکھانی چاہیئے تاکہ اس میں اور اسکے بیوی بچوں میں معاملات درست رہیں اور وہ بھی بہترین صبر و اطاعت میں دلچسپی لیں اور پورے خاندان کی اللہ تعالیٰ اصلاح فرما دے اور سب گھر والے اس کے ہم خیال بن جائیں اور اس کی نیکیوں کی برکت متعدی ہو کر اس کے بچوں میں بھی پھیل جائے نبی اکرم صلعم نے فرمایا جو اللہ تعالیٰ سے اپنے تعلقات بہتر بنالے اللہ تعالیٰ لوگوں سے اس کے تعلقات بہتر بنادے گا اور اہل وعیال لوگوں میں شامل ہیں اگر کوئی مہمان آجائے تو جو کھانا مہمان کو کھلائے وہی گھر والوں کو کھلائے اگر حق تعالیٰ نے فراخی دی ہے تو اتنا کھانا تیار کرایا جائے کہ سب کو کافی ہو بلکہ بچ بھی جائے لیکن اگر وسعت نہ ہو اور فقر وتنگی ہو اور بچوں کے صبر و ایثار اور رضا کا بھی علم ہو تو ان پر مہمانوں کو ترجیح دے اگر ان سے بچ جائے تو تبرک کے طور پر بچوں کو کھلادے کیونکہ حق تعالیٰ شانہ عنقریب ان کے صبر

مما يطعم الضيف اذا كان بذات يده
سعة ومكنة فليوفر ذلك بحيث يطعم
الجميع ويكفيهم ويفضل عنهم فان كان
هناك فقر وقلة وضيق يد وعلم من عياله
الايثار والرضا بذلك فحينئذ يوثر الضيفان
فان فضل عنهم شيء تناولوه على وجه
التبرك فان الله تعالى سيخلف عليهم
ويوسع ما لديهم فان الضيف ينزل
برزقه ويرحل بذنوب اهل البيت كما
جاء في الحديث واذا دعا الفقير الى دعوة
وله عيال وليس له ما يصلح شأنهم فليس
من الفتوة ان يضيع عياله ويمضي الى الدعوة
ويؤثر شهوته على فاقة عياله ولا يستقيم
في الطريقة والشريعة اخذ الذلة والخيبة
لاجل العيال من الدعوة فليمتنع من الحضور
وليصبر مع اهله فان كان في صاحب الدعوة
فتوة وعلم بان للضيف عيالا فينبغي
له ان لا يفرده بالاستحضار بل يفرغ
قلب الضيف عن شغل عياله بان يكفيه
ذلك ويحمل اليهم ما يحتاجون اليه
وليعلم ضيفه بذلك والواجب على الفقير
ان يؤدب اهله بملازمة ظاهر العلم
والشريعة ولا يمكنهم من مخالفة العلم
في القليل والكثير ولا ينبغي له ان يسلم
اولاده الى السوق وتعلم الحرف بل يعلمهم

کا اجر جمیل عطا فرمادیگا اور ان کی روزیوں میں برکت عطا فرمائے
گا کیونکہ مہمان اپنی روزی اپنے ساتھ لے کر آتے ہیں اور گھر والوں
کے گناہ اپنے ساتھ لے کر جاتے ہیں جیسا کہ حدیث میں آتا
ہے اگر کوئی فقیر کی دعوت کرے اور وہ بچوں والا ہو اور گھر میں
کچھ نہ ہو کہ بچے کھا لیں تو یہ جوانمردی نہیں کہ اپنے بچوں کو بھوکا
چھوڑ کر خود دعوت میں چلا جائے اور اپنا پیٹ بھر آئے اور
شریعت وطریقت میں یہ جائز نہیں کہ دعوت میں بچوں کو ساتھ
لے جاکر ذلیل وخوار ہو لہٰذا ان حالات میں دعوت میں نہ جائے اور گھر
والوں کے ساتھ صبر سے رہے اگر میزبان میں جوان مردی کا جذبہ
کارفرما ہوگا اور اسے یہ بھی معلوم ہوگا کہ اس مہمان کے بچے بھوکے
ہیں تو وہ اس کے بچوں کو بھی دعوت میں بلائے گا یا اپنے مہمان کو
بچوں کی طرف سے اس طرح فارغ البال کر دے گا کہ بچوں کے لئے
اس کے ساتھ اتنا کھانا کر دیگا کہ بچوں کو اور بیوی کو کافی ہو اور
کہہ دے گا کہ یہ کھانا تمہارے بچوں کے لئے ہے۔ فقیر پر لازم
ہے کہ اپنے گھر والوں کو ظاہری علم وشریعت کے مسائل سکھائے
اور علم شریعت کے کسی مسئلہ کے خلاف کی انھیں جرأت نہ کرنے
دے فقیر کی یہ شان نہیں کہ اپنے بچوں کو کوئی جائز پیشہ سیکھنے کے
لئے بازار کے حوالہ کر دے بلکہ انہیں دین کے احکام سکھائے اور انہیں
دنیا کی طرف رغبت کرنے سے نفرت دلائے ہاں اگر تنگی معدہ پہ صبر کی
کے غلبہ ہو اور راز کے کھل جانے کا اور رسوائی کا اور پیٹ کی
خاطر لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے کا ڈر ہو تو پھر بچوں کو اور
اپنی ذات کو کسی پیشہ میں لگا دے اور بقدر کفایت روزی بحکم
رب پیدا کر لے تاکہ لوگوں سے مستغنی رہے یہ کسب دوسرے
کاموں سے بہتر وافضل ہے لیکن شرعی حدود کی حفاظت کا
دامن چھوٹنے نہ پائے۔

احکام الدین ویحملھم علی ترک طلب الدنیا الا ان یغلب علیہ الفقر وقلۃ الصبر وانکشاف الحال والفضیحۃ والرجوع الی الخلق فی القوت وما یسد بہ الخلۃ فلیشغل اھلہ وولدہ ونفسہ بالکسب وتحصیل ما یحصل بہ الغنی عن الناس فھو افضل من غیرہ مع حفظ الحدود ویعرف اولادہ وجوب مراعاۃ حق الوالدین ومجانبۃ العقوق ویعرف اھلہ مراعاۃ حق اللہ وحقہ وفضیلۃ الصبر معہ وطاعتہ وغیر ذلک علی ما بینا فی باب آداب النکاح

فصل : فی آدابھم فی السفر، وقد ذکرنا فی کتاب الادب فی اثناء الکتاب انہ یجب ان یکون سفر المومن الخروج من اوصافہ المذمومۃ الی صفاتہ المحمودۃ فیخرج من ھواہ الی طلب رضا مولاہ بتصحیح تقواہ فاذا اراد الفقیر ان یسافر من بلدہ فاول شیء یجب علیہ ان یرضی خصومہ ویستاذن والدیہ او من ھو فی حکمھما فی وجوب الحق علیہ من العم والخال والجد والجدۃ فاذا رضوا بذلک خرج فان کان ذا عیال وفی سفرہ عنھم مضرۃ علیھم وضیعۃ فلا یسلم لہ السفر الا بعد اصلاح امورھم او یستصحبھم معہ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم کفی بالمرء اثما ان یضیع

فقیر اپنی اولاد کو حقوقِ والدین کی نگہداشت رکھنے کی تعلیم دے اور ان کی نافرمانی کرنے سے ڈرائے اور انہیں نصیحت کرے کہ اللہ تعالیٰ کے حقوق کا اور میرے حقوق کا خیال رکھیں اور میرے ساتھ رہ کر عبادتوں پر صبر کریں اور اطاعت رب العالمین پر جمے رہیں اور انہیں صبر و شکر کی فضیلت بتائے جیسا کہ ہم نے اس پر آداب نکاح میں کافی روشنی ڈالی ہے۔

فقراء کے آداب سفر | ہم نے اسی کتاب کی کتاب الادب میں یہ بیان کیا ہے کہ ایک سفر مومن پر فرض ہے یعنی اخلاق ذمیمہ سے سفر کرکے اخلاق جمیلہ کی منزل تک پہنچنا انتہائی ضروری ہے جس کے بغیر چارا نہیں لہٰذا اپنی ہوی کو چھوڑ کر مولیٰ کی رضا کی طرف نکل جائے اور دل میں صحیح تقویٰ پیدا کرے۔ جب فقیر اپنے شہر سے سفر کرنا چاہے تو اس پر سب سے پہلے جو چیز واجب ہے وہ یہ ہے کہ اپنے دشمنوں اور جھگڑنے والوں کو راضی کرے اور اپنے والدین سے یا ان سے جو وجوب حق میں ان کے قائم مقام ہیں (جیسے چچا، ماموں، دادا، دادی وغیرہ) اجازت حاصل کرے اگر وہ سفر کی اجازت دیں تو سفر کرے ورنہ سفر موقوف رکھے اگر بچوں والا ہو اور یہ ڈر ہو کہ پیچھے بچوں کو ضرر پہنچے گا اور وہ ضائع ہو کر رواں دواں ہوں گے تو جب تک ان کا انتظام درست نہ کرے سفر پہ ہرگز نہ جائے یا انہیں اپنے ساتھ لے جائے نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ انسان کے لئے یہی گناہ کافی ہے کہ جن کا خرچ اٹھاتا ہے انہیں ضائع کر دے۔

فقیر کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ جب سفر کرے تو اپنا دل اپنے ساتھ رکھے اس کا دل اس کے پیچھے کسی چیز سے الجھا ہوا نہ رہے اور تمام چیزوں کے تعلقات سے یکسو ہو جائے اور کسی کے

من يقوت ومن شرط الفقير اذا سافر ان يكون قلبه معه لا يكون قلبه ملتفتا الى علاقة وراءه ولا يكون قلبه متعلقا بمطالبة امامه فحيثما نزل يكون قلبه معه ويكون قلبه فارغا خاليا عن الاشيا كما قيل عن ابراهيم بن دوحة انه قال دخلت مع ابراهيم بن شيبة البادية فقال لى اطرح ما معك من العلائق فطرحت كل شيء الا دينارا فقال لا تشغل سري اطرح ما معك فطرحت الدينار فقال اطرح ما معك من العلائق فذكرت ان معي شسوعا للنعل فطرحتها فوالله ما احتجت فى الطريق الى شسع الا وجدته بين يدى فقال ابن شيبة هكذا من عامل الله تعالى بالصدق ولا ينبغي ان ينقص فى سفره من اوراده التى كان يفعلها فى حضره لان السفر زيادة فى احوالهم فلا ينبغي ان يحصل له خلل فى اعماله واحواله بسفره وانما الرخص للضعفاء والعوام وما للاقوياء والخواص بالرخص بل العزيمة شأنهم ابدا فى جميع احوالهم والتوفيق شامل لهم والرحمة نازلة عليهم والحرس قائم معهم والحفظ دائم لهم والحبيب جالس معهم والانس به زائد والغنى به قائم والامداد به

مطالبہ سے وابستہ نہ رہے اس صورت میں وہ جہاں بھی ٹھہرے گا اس کا دل اس کے ساتھ ہوگا اور وہ تمام چیزوں سے یکسو ہوگا اور فارغ البال ہوگا جیسا کہ ابراہیم بن دوحہ سے منقول ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے ابراہیم بن شیبہ با دیہ سے ملاقات کی انھوں نے فرمایا ان تعلقات کو نکال پھینکو جن میں تمہارا دل پھنسا ہوا ہے یہ سن کر میں نے اپنے دل سے بجز دینار کے سب چیزیں ہٹا دیں فرمایا: میرے دل کو اپنے دل کی چیزیں نہ پھنساؤ اب جو چیز تمہارے دل میں ہے اسے بھی نکال پھینکو اب میں نے دینار کا خیال بھی ہٹا دیا لیکن پھر آپ نے فرمایا کہ اپنے دل سے تمام خیالات نکال پھینکو میں نے غور کیا تو یاد آیا کہ ابھی میرے جوتوں کے تسمے موجود ہیں میں نے انہیں بھی پھینک دیا اللہ کی قسم راستہ میں اگر مجھے تسمہ کی ضرورت پڑی تو میں نے تسمہ اپنے سامنے پایا پھر ابن شیبہ نے فرمایا کہ یہی حال اس شخص کا ہے جو صدق و خلوص سے اپنے پروردگار سے معاملہ رکھے نفیر کی شان کے شایاں یہ بات نہیں کہ وطن میں جن اوراد و وظائف پڑھنے کا عادی تھا انہیں سفر میں چھوڑ دے یا ان میں کمی آنے دے کیونکہ سفر سے احوال میں زیادتی ہوتی ہے لہذا سفر کی وجہ سے اعمال و احوال میں خلل نہ آنے دیا جائے۔ رخصتیں کمزوروں اور عوام ہی کے لئے ہیں طاقت والوں کے اور خواص کے لئے رخصتیں نہیں ہیں بلکہ تمام حالات میں ان کی شان کے شایاں ہمیشہ عزیمت ہے توفیق ان کی رفیق ہے، رحمت ان پر برستی ہے، نگہبان ان کی نگرانی کرتے ہیں اور سدا ان کے لئے حفاظت و حراست ہے اور بڑا تو یہ ہے کہ محبوب ان کے پاس ہے اور محبت و انسیت میں دم بہ دم اضافہ ہو رہا ہے انہیں محبوب کی وجہ سے بے پروائی ہے اور ان کی لگاتار و متواتر امداد فرما رہا ہے، کمک ان کے لئے

متداركة ومتواترة والنص لهم لازم والجنود لهم متكاثفة متتابعة ومشتبكة لديهم فالسفر اقوى لهم والیق واحسن بما هم بصدده اذ فيه البعد من الاسباب التي هي الارباب والخلق الذين هم الاصنام واضل من الصلبان واشد من الشيطان وينبغي للفقير ان يراعي قلبه في اول سفره ولا يخرج عن الغفلة ويجتهد في سفره حتى لا ينسى بقلبه ربه في سفره ولا ينبغي له ان يكون سفره لغرض من اغراض الدنيا بوجه من الوجوه بل يكون سفره لطاعة من الطاعات اما للحج او للقاء شيخ او زيارة موضع من المواضع المقدسة الشريفة واذا سافر الفقير فوجد قلبه بموضع من المواضع ورآه فيه اصفى من الكدورات وعيشه اوفى فيلزم ذلك الموضع ولا يزول عنه الا بامر جزم او فعل محض وقدر فليتنح حينئذ الى ما يومر به او يحمله القدر اذا كان من المفعولين فيهم الزائل الهوى والارادات والاماني الفانين عنهم المرادين المحبوبين واذا ظهر لفقير جاه وقبول ببعض المواضع فينبغي له أن يخرج منه وليشوش على نفسه ذلك القبول لئلا ينفي نبعه عن الله ويحجب عنه فيكون الخلق نصيبه وهذا انما يكون مع وجود الهوى واما مع زواله فلا وجود للخلق ولا لقبولهم

لازم ہے اور لگاتار ٹڈی دل گھنا لشکر ان کے ساتھ ہے لہٰذا جس کام کے وہ پیچھے پڑے ہوئے ہیں اس کے لئے سفر انتہائی موزوں، مناسب اور قوت افزا ہے کیونکہ سفر میں وہ اسباب سے جو ارباب ہیں اور لوگوں سے جو بت ہیں اور صلیب پرستوں سے بھی زیادہ گمراہ اور شیطانوں سے بھی آگے آگے ہیں، بہت دُور رہتے ہیں فقیر کو لائق ہے کہ آغاز سفر میں اپنے دل کی نگہداشت کرے اور غفلت کی حالت میں سفر پر روانہ نہ ہو اور سفر میں سرگرم ذکر و فکر رہے تاکہ اپنے دل سے اپنے پروردگار کو نہ بھولے یہ بھی لائق نہیں کہ فقیر کا سفر کسی بھی پہلو سے کسی دنیوی غرض کے لئے ہو بلکہ سفر کسی عبادت کے لئے ہو خواہ حج و عمرے کے لئے ہو یا کسی بزرگ سے ملاقات کے لئے ہو یا کسی مقدس و شریف جگہ کی زیارت کے لئے ہو اگر اثنائے سفر میں فقیر کسی مقام پر اپنے دل کو کدورتوں سے صاف پائے اور یہ بھی دیکھے کہ یہیں یہاں سکونت اختیار کر کے آرام سے اپنی زندگانی کے دن بسر کرلوں گا تو اس جگہ بس جائے اور اسے چمٹ جائے اور وہاں سے ہرگز ہرگز نہ ہٹے الا یہ کہ کسی ضروری امر کی وجہ سے تقدیر ہی وہاں سے ہٹا دے تو وہاں سے ہٹ کر اس جگہ چلا جائے جہاں کا حکم ہوا ہے یا جہاں تقدیر اسے لے جانا چاہتی ہے جبکہ وہ مفعول یعنی تقدیر کے تصرف میں ہے اور ہوی، ارادہ اور آرزو سے کنارہ کش ہے اور فنا فی اللہ، اور حق تعالیٰ شانہ کا مراد و محبوب ہے۔

اگر کسی فقیر کو کسی جگہ عزت و قبولیت کا شرف نصیب ہو تو اسے اس جگہ سے نکل جانا مناسب ہے اور اس عزت و قبولیت کو اپنے دل کے لئے باعث تشویش تصور کرلے تاکہ اس میں پھنس کر اللہ سے دُور اور محجوب نہ ہو جائے اور

اثر فهم خارجون عن القلب وبينهما حجب و
حرس يحفظون القلب عن دخول الخلق اليه
لئلا يحمل الشرك فيتشعث التوحيد و
ينبغي للفقير أن يباشر اصحابه في سفره
بحسن الخلق وجميل المداراة وترك المخالفة
والمجاج في جميع الاشياء ويشتغل بخدمتهم
ولا يتخذ منهم احدا وينبغي أن يكون
ابدا في سفره على الطهارة وان لم يجد
الماء فيتيمم ما امكنه ذلك كما يستحب
له في حضره أن يكون على الطهارة لأن
الوضوء سلاح المومن كما جاء في الخبر و
هو امان له من الشياطين وكل موذ و
ينبغي أن لا يصحب الاحداث المردان
في السفر على الخصوص فانهم اقرب من
مصافاة الشياطين والقبول منها والى
الشر والفتن ومتابعة الهوى وهنات
النفس والتهمة وفي صحبتهم خطر عظيم
الا ان يكون الفقير ممن يقتدى به من
الشيوخ والعلماء بالله وابدال الانبياء
المحفوظين الائمة الهداة الربانيين معلمي
الخير المؤدبين المنذرين للخلق والمهذبين
لهم السفراء بين الحق والخلق الجهابذة
فحينئذ لا يبالي بمن يصحبه من الاحداث
والشيوخ اذا دخل بلدا وفيه شيخ فينبغي أن
يبدأ بسلامه عليه وخدمته له وينظر

خالق کے بجائے مخلوق حصہ میں نہ آ جائے۔ یاد رکھیئے یہ صورت حرص و ہوئی کی موجودگی میں پیدا ہوا کرتی ہے لیکن اگر ہوئی سے دل پاک و صاف ہے تو اس پر لوگوں کی عزت و قبول کا کوئی اثر نہ ہوگا اور اس کے دل سے لوگ خارج ہوں گے اور اس میں اور لوگوں میں بہت سے حجاب حائل ہیں اور بہت سے نگہبان تیار کھڑے ہیں جو دل کی حفاظت کر رہے ہیں اور لوگوں کو اس میں داخل ہونے سے روک رہے ہیں تاکہ شرک کے ناپاک قدم نہ آئیں اور توحید پراگندہ نہ ہونے پائے۔

فقیر کو لازم ہے کہ رفقائے سفر کے ساتھ حسن اخلاق، لطف مدارات اور تمام چیزوں میں ترک مخالفت و خصومات سے پیش آئے اور رفقاء کی خدمت کرتا رہے ان سے اپنی خدمت نہ کرائے۔ سفر میں حتی الامکان ہر وقت باوضو رہنا مناسب ہے اگر پانی نہ ملے تو تیمم کرلے جیسا کہ حالت اقامت میں باوضو رہنا مستحب ہے کیونکہ وضو مومن کا ہتھیار ہے جیسا کہ ایک حدیث سے ثابت ہے۔ وضو شیطانوں سے اور ہر موذی سے محفوظ رکھتا ہے۔ مناسب تو یہی ہے کہ خاص طور سے سفر میں نو عمر بچے جن کے ڈاڑھی مونچھ نہ ہو ساتھ نہ رکھے جائیں کیونکہ وہ شیطانوں سے دوستی کرنے کے اور شیطانوں کو قبول کرنے کے حامل ہیں اور فتنہ و شر کے، ہوئی کی پیروی کے، نفسیاتی عیوب کے اور تہمت کے قریب ترین ہیں اور انہیں ساتھ رکھنے میں ایک عظیم خطرہ ہے ہاں اگر فقیر امام و مقتدیٰ ہو اور عالم باعمل ہو اور بدل ہو خواہ نبی کا بدل ہو جس کی حفاظت کی جاتی ہے یا امام کا بدل ہو جو رہنما ہوتے ہیں یا ربانی کا بدل ہو جو معلم خیر ہوتے ہیں یا مؤدب کا بدل ہو جو لوگوں کو اللہ کے عذاب سے ڈرا کر جھنجھوڑتے رہتے ہیں اور انہیں تہذیب سے آراستہ کرتے رہتے

الیه بعین الاکبار والحشمة والتعظیم لئلا یحرم فائدته واذا فتح له بشیء فلا یستاثر به دون اصحابه واذا وقع لاحد هم عذر وقف معه ولا یضیعه والله الموفق للصواب۔

(فصل : فی آدابهم فی السماع) من ذلک ان لا یتکلفوا السماع ولا یستقبلوه بالاختیار فاذا اتفق السماع فمن حق المستمع أن یقعد بشرط الادب ذاکرا لربه بقلبه مشتغلا بحفظ قلبه من طوارق الغفلة والنسیان فاذا قرع سمعه شیء یری القاری للقرآن کأنه مستنطق من قبل الحق عز وجل فیما یرد علیه من تعریفات الغیب ایاه مما یوجب ترغیبا او ترهیبا او ایناسا او عتابا او زیادة فی القیام بعبادته عز وجل او غیره فعند ذلک بادر الی ما یرد علیه وقابل الاشارة علیه بالبدار وان کان السماع بحیث یصیر کان لسان القاریٔ لسانه وصار کانه یخاطب هو الحق بما یقرأ القاری فما یحصل مما یجده فی قلبه من ذلک یکون موافقا لحق العبودیة وآداب الشریعة وفی الجملة لا یکون فی الطریقة ولا فی علم الحقیقة شیء یخالف آداب الشریعة واذا کان فی القوم شیخ حاضر فی السماع فالواجب علی الفقیر السکون ما امکنه ومراعاة حشمة ذلک الشیخ فان ورد علیه امر غالب فبقدر الغلبة یسلم الیه الحرکة فاذا سکنت

ہیں یا خالق و مخلوق کے درمیان والے سفیر کا بدل ہو غرضیکہ ابدال میں سے ہو تو اگر اس کے ساتھ سفر میں نوجوان و بوڑھے اور امرد ہوں تو کوئی مضائقہ نہیں، اگر فقیر کسی شہر میں جائے اور وہاں کوئی بزرگ ہوں تو پہلے ان کی خدمت میں حاضر ہو کر انہیں سلام کرے اور ان کی خدمت کرے اور انہیں احترام و عزت اور اکرام کی نگاہ سے دیکھے تاکہ ان کے فوائد سے محروم نہ رہے اگر کوئی تحفہ ہاتھ آ جائے تو اسے اپنے رفقاء کو چھوڑ کر اپنے لئے خاص نہ کرے اگر کسی رفیق سفر کو کوئی عذر پیش آ جائے تو اس کے ساتھ ٹھہر جائے اور اسے ضائع نہ ہونے دے اللہ ہی صحیح راہ کی توفیق عطا فرماتا ہے۔

فقراء کے سماع کے آداب فقیر کا فرض ہے کہ قصد سماع کے لئے عرس و قوالی وغیرہ میں حاضر نہ ہو اور نہ سماع کو پسند کرے لیکن اگر اتفاق سے اس قسم کی مجلسوں میں پہنچ جائے تو اس پر فرض ہے کہ ادب سے بیٹھ جائے اور دل میں اپنے پروردگار کا ذکر قائم رکھے اور غفلت و بھول والی چیزوں سے اپنے دل کو محفوظ رکھے اگر کوئی شعر اسکے دل پر اثر انداز ہو تو یہ تصور کرے کہ یہ قرآن کے قاری کی ایک نصیحت ہے، غیبی الہام ہے اور یہ حق تعالیٰ شانہ کی طرف سے میری تنبیہ کے لئے اسکی زبان پر لایا گیا ہے جس سے مجھے کسی بات کا شوق دلانا یا ڈرانا یا مانوس کرنا یا عتاب کرنا یا عبادت وغیرہ میں اضافہ کرنا مقصود ہے لہٰذا جس چیز کی طرف اشارہ سمجھے اسے پوری سرگرمی سے بجا لائے اگر سماع کی یہ حیثیت ہو گویا پڑھنے والا اللہ تعالیٰ کی زبان سے الفاظ ادا کر رہا ہے اور سننے والا یہ خیال کرے گویا حق تعالیٰ پڑھنے والے کے کلام کے ذریعہ مجھی سے مخاطب ہے اور شرع کے موافق ہے اور برحق ہے تو جو تاثر اس سے حاصل کیا ہے اس پر عمل پیرا ہو جائے بہرحال طریقت و حقیقت میں

الخليفة فاولى له السكون مراعاة لحشمة الشيخ ولا ينبغي للفقير ان يتقاضى القارئ ولا القوّال ان استبدل القول الذى هو ادنى بالذى هو خير يعني الاتيان بالقرآن على ما هو عادة اهل الزمان اليوم فلو صدقوا في قصدهم وتجردهم وتصرفهم لما انزعجوا في قلوبهم وجوارحهم بغير سماع كلام الله عزوجل اذ هو كلام محبوبهم وصفته وفيه ذكره وذكر الاولياء الاوّلين والآخرين والماضين والغابرين والمحب والمحبوب والمريد والمراد وعتاب المدعين لمحبته ولومهم وغير ذلك فلما اختل صدقهم وقصدهم وظهرت دعواهم من غير بينة وزورهم وتيامهم مع الرسم والعادة من غير عزيزة باطنة وصدق السريرة والمعرفة والمكاشفة والعلوم الغريبة والاطلاع على الاسرار والقرب والانس والوصول الى المحبوب والسماع الحقيقي والحديث والكلام الذى هو سنة الله عزوجل مع العلماء به والخواص من الاولياء والابدال والاعيان وخلت بواطنهم من ذلك كله وقفوا مع القوال والابيات والاشعار التى تثير الطباع وتهيج تاثرة العشاق بالطباع لا بالقلوب والارواح فينبغي للفقير في الجملة اعني فقير الحق

کوئی ایسا مسئلہ نہیں جو آداب شریعت کے خلاف ہو اگر مجلس سماع میں کوئی شیخ تشریف فرما ہوں تو فقراء پر حتی المقدور پر سکون رہنا اور ان کے وقار و احترام کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے اگر کسی جذبہ اندرونی کا غلبہ ہو تو اس غلبہ کے اندازے کے مطابق حرکات کا جواز ہے پھر جب اس جذبہ کے غلبہ کا جوش بجھ جائے تو فوراً پر سکون اور شیخ کے وقار و احترام کو پیش نظر رکھنا لازم ہے۔ فقیر کی یہ شان نہیں کہ قاری یا قوال سے استدعا کرے کہ اعلیٰ قول کو چھوڑ کر ادنیٰ قول اختیار کر یعنی قرآن پاک کی تلاوت چھوڑ کر غزلیں اور بھڑکدار اشعار گا کہ پڑھ جیسا کہ آج کل ہمارے زمانہ کے لوگوں کی عادت ہے کہ ان کا قرآن پاک کی تلاوت میں جی نہیں لگتا اور قوالیوں اور عشقیہ غزلوں پر جان دیتے ہیں) اگر یہ لوگ اپنے قصد و تجرد میں اور تصرف و اختیار میں سچے اور مخلص ہوتے تو ان کے دلوں اور اعضاء کو اللہ کے مقدس کلام کو سُنے بغیر چین ہی نہ آتا کیونکہ وہ کلام ان کے محبوب حقیقی کا کلام ہے اور اس کی ایک صفت ہے اور اس میں ان کے محبوب و مطلوب کا ذکر خیر ہے اور اگلے پچھلے تمام اولیاء اللہ کا، ماضی و مستقبل کے تمام اللہ والوں کا، محب و محبوب کا، مرید و مراد کا اور جھوٹے دعویداران محبت پر عتاب و سرزنش کا بیان ہے چونکہ ان کے صدق و قصد میں خلل ہے، ان کے دعوے بلا دلیل کے ہیں، ان کے جھوٹ اظہر من الشمس ہیں، وہ رسمی اور عادی طور پر اللہ اللہ کرتے ہیں، ان میں باطنی محبت، خلوص نیت، انوار معرفت، کشف حقائق، علوم غریبہ، اسرار سے واقفیت قرب از محبوب، انس از حبیب، مطلوب تک رسائی اور سماع حقیقی (قرآن و حدیث کا سماع اور قرآن و حدیث کے سماع ہی پر اولیاء ابدال، خواص اور ممتاز محب جان دیتے ہیں اور عقیدہ رکھتے ہیں کہ یہی اللہ کا طریقہ ہے) کے جذبات کارفرما نہیں اور ان تمام جذبات

عزوجل وفقير الخلق اعني فقير المعنى وفقير
الصورة اعني فقيرا من الدنيا وفقيرا من العقبى
والاكوان ان لا ينقاضى القارى والقوال
بالتكرار والاعادة بل يكل ذلك الى الحق
سبحانه ان شاء قيض من ينوب عنه فى
التقاضى او يلهم القوال بالتكرار اذا كان
الفقير المستمع صادقا فان له فى التكرار ولاء
ومصلحة ولا ينبغي للفقير ان يستعين لغيره
فى حال السماع فان سأل الفقراء منه المساعدة
فى الحركة فليساعدهم وذلك ضعف فى الحال
واذا سمع الفقير آية او بيتا فلا يجب
ان يزاحمه احد ويجب ان يسلم له وقته
وان خولف فزوحم فالاولى للمزاحم له
التسليم واذا تحرك الفقير على آية او
بيت فيجب ان يسلم له وقته وان وقع
للحاضرين عليه اشراف وراوا فيه تقصيرا
وانقصانا فالواجب عليهم الستر عليه و
الحمل عنه فان اقتضى الوقت تنبيهه فلينبه
بالرفق او بالقلب لا باللسان وهاهنا
يحتاج الى قوة حال وصفاء باطن وعلم
دقيق واطلاع وآداب كاملة ومحافظة
شديدة واذا اخرج فى حال سماعه
من خرقة او من شيء من ثيابه فلا يخلو
اما ان يكون قد تخلق به مع القارى فهو
للقارى على الخصوص او يطرحه فى الوسط فيكون

سے ان کے دل غیر آباد ہیں، اسی لئے وہ قوالوں، نظموں اور غزلوں پر
جو ان کے دلوں میں آگ لگادیں اور ان کے نفسانی عشق کی آگ بھڑکا دیں
اور دل والی اور روحانی آگ بجھادیں، ٹوٹ پڑتے ہیں بہر حال فقیر کی
یعنی اللہ کے فقیر کی، معنی کے فقیر کی، صورت کے فقیر یعنی دنیا کے فقیر کی
اور آخرت کے فقیر کی شان کے شایاں یہی ہے کہ قاری اور قوال سے تکرار
و اعادہ کا سوال نہ کرے بلکہ یہ معاملہ حق تعالیٰ سبحانہ کے سپرد کر دے
اگر سننے والا فقیر صادق و مخلص ہے اور تکرار میں اس کے لئے مصلحت و علاج ہے تو حق تعالیٰ
اگر چاہیگا تو اپنے اس مخلص بندے کی طرف سے کسی نہ کسی کو تکرار کی استدعا کے لئے
کھڑا کر دیگا اور اس کا نائب بنا کر اسکی فرمائش سے وہ چیز مکرر سنوا دیگا
یا خود قاری یا قوال کے دل میں یہ خیال پیدا کر دیگا کہ وہ بار بار پڑھے تاکہ سامعین کرام
زیادہ سے زیادہ لطف اندوز ہوں اور سرور و کیف کی لذت اٹھائیں فقیر کو لائق نہیں کہ حالت
سماع میں کسی غیر سے اپنی مدد کرائے اور اس سے مدد طلب کرے اگر فقرا فقیر سے اپنے حال
میں مدد مانگیں تو ان کی اعانت کر دے یہ حال کی کمزوری کی اگر فقیر کوئی
آیت یا کوئی شعر سن کر وجد میں آجائے تو اس سے کوئی مزاحمت نہ کرے
اور اسے وجد کی حالت میں رہنے دے لیکن اگر کوئی مزاحمت کرے تو
فقیر کے لئے اولیٰ یہی ہے کہ اس کی مزاحمت کو مان لے اگر کوئی فقیر کسی
آیت یا شعر کو سن کر وجد میں آجائے اور حرکت کرنے لگے ناچنے
لگے، تو اسی وقت اسے اسی حال پر چھوڑ دیا جائے اگر حاضرین کو قرائن
سے معلوم ہو جائے کہ اس کا وجد بناوٹی ہے اور وہ اس میں قصور و کوتاہی
دیکھیں تو اس کے عیب پر پردہ ڈالنا واجب ہے اور اسکی طرف سے
صفائی کرنا بھی مناسب ہے اگر وقت کا تقاضا یہ ہو کہ اسے تنبیہہ کی جائے
تو محبت و پیار سے نرم لہجہ میں دل سے، زبان سے نہیں، تنبیہہ کر دی
جائے لیکن اس کام کے لئے قوت حال، صفائی باطن، دقیق علم،
اسرار پر اطلاع، کامل آداب اور سخت و قابل تعریف محافظت کی
ضرورت ہے اگر وجد کی حالت میں گدڑی یا کپڑے اتار پھینکے تو یا

حکمہ الیہ فیقال لہ ما الذی اردت بہ فان قال قصدت بہ ان یکون بحکم الفقراء کان ذلک خلقا منہ معہم فہو لہم بحکم الفتوح و ذلک الیہم یرون فیہ رأیہم وان قال اردت بہ موافقۃ شیخ طرح خرقتہ فہذا ضعیف الحال جدا رکیک الامر حقا لانہ انما ینبغی ان یوافق الشیخ فی حکم خروجہ عن خرقتہ من قد وافق الشیخ فی وجدہ وحالتہ و ذلک بعید جدا ان یتفق اثنان منہم فی حال واحد والذی جرت بہ العادۃ بین الفقراء واستمر بہ الرسم بینہم الیوم فی الموافقۃ فی طرح الخرقۃ فلیس لہ اصل ثم اذا جری منہ ذلک مع ضعفہ فحکم خرقتہ المطروحۃ الی ذلک الشیخ فی رسم العادۃ لا فی العلم والشریعۃ او فی مقتضی الطریقۃ والحقیقۃ وان قال صاحب الخرقۃ اردت موافقۃ القوم الحاضرین فہذا ایضا اضعف من الاول لانہ انما ینبغی ان یکون الاشتراک فی الفعل عند الاتفاق فی الحال والوجد و قلما یتفق ذلک للقوم حتی یستووا فی الشرب والحال فیرجع فی ذلک الی القوم فما یکون حکم خرقتہم فلہ اسوتہم فی ذلک فان قال لم یکن الوقت قصد ولا نیۃ یقال فالآن ہو بحکمک فاحکم فیہ بما شئت ولیس لاحد من الحاضرین ولا للشیخ ان کان

تو وہ کپڑے اس نے پڑھنے والے کو بطور انعام کے دئے ہیں تو وہ کپڑے خاص طور پر قاری ہی کے ہیں یا مجلس کے درمیان پھینک دئے ہیں تو ان کا حکم اس کی مرضی کے مطابق ہوگا۔ اور اس سے پوچھا جائے گا کہ ان کپڑوں کو اتار کر پھینکنے کا کیا مقصد ہے اگر یہ جواب دے کہ میں نے یہ کپڑے فقراء کے حکم کے بموجب پھینکے ہیں تو اس نے فقراء کے ساتھ حسن سلوک کا ارادہ کیا ہے اس لئے وہ فقیروں ہی کے کپڑے ہیں اور فقراء اپنی رائے سے ان میں تصرف کر سکتے ہیں۔ اور اگر یہ کہے کہ میں نے فلاں شیخ کی، جس نے اپنی گدڑی وجد میں پھینک دی تھی دیکھا دیکھی ایسا کیا ہے تو یہ شخص انتہائی کمزور حال والا اور حقیقت میں انتہائی ردی کام والا ہے کیونکہ گدڑی سے باہر نکل آنے کے حکم میں شیخ کی وہی شخص موافقت کر سکتا ہے جو شیخ کے وجد و حال میں بھی موافق ہو اور یہ بات بعید از عقل ہے کہ دو شخص ایک ہی حال میں موافق و متحد ہوں۔ آج کل فقراء میں شیخ کی موافقت میں حالت وجد میں گدڑی پھینکنے کی جو رسم پائی جاتی ہے اس کی کوئی اصل نہیں اور اگر یہ کام عقیدے کی سستی سے کیا گیا ہے تو پھر اس کا فیصلہ وہی شخص فرمائیں گے جن کی موافقت میں گدڑی پھینکی گئی ہے اور رسم و عادت کے طور پر ایسا کیا گیا ہے علم و شریعت اور طریقت و حقیقت کے طور پر نہیں کیا گیا اگر گدڑی پھینکنے والا کہے کہ میں نے حاضرین مجلس سماع کی موافقت میں یہ کام کیا ہے تو یہ پہلے سے بھی زیادہ کمزور ہے کیونکہ فعل میں شرکت اسی وقت ممکن ہے جبکہ حال و وجد میں سب کا اتفاق ہو حالانکہ کبھی ایسا اتفاق ہوتا ہی نہیں کہ تمام حاضرین مجلس ذوق میں آجائیں مشرب و وجد میں لوگوں میں برابری نہیں ہوتی لہذا جو گدڑی حاضرین کی موافقت میں پھینکی گئی ہے اس کا حکم حاضرین کی رائے پر ہے جو حاضرین کی گدڑیوں کا حکم ہوگا وہی اس کا ہوگا اور اگر کہے کہ گدڑی پھینکتے وقت میرا کوئی قصد و ارادہ نہ تھا تو

حاضرا فی ذلک حکم البتۃ اذ الیس صاحبہ
فیہ محقا ولا لہ فضل ولا لذلک اصل فی الطریقۃ
فان قال وردت علی فی الوقت الاشارۃ
بالخروج من الخرقۃ من غیر قصد الی شیء
علی التعیین فقد یکون لھذا فی الطریقۃ اصل
لان من خلع علیہ السلطان خلعۃ فالواجب
علی المخلوع علیہ ان ینزع ملبوسہ ثم
یلبس الخلعۃ فھکذا حکم ھذا الفقیر
أن یخرج من خرقتہ ویلبس ما خلع علیہ
الباری عزوجل من الانوار والقرب والالطاف
ثم ان حکم خرقتہ الی الشیخ الحاضر ان کان
هناک والا فللحاضرین من الفقراء ان یفرد وا
القاری أو القوال بھا وقد قیل ان ذلک الی
الفقیر وھو اولی بحکم خرقتہ من غیرہ فاما
معارضۃ الحاضرین من ارباب الدنیا لیشتروا
الخرقۃ ثم ترد الی صاحبھا فذلک غیر
محمود فی الطریق وغیر مرضی اللھم الا ان
یکون المشتری فیہ فتوۃ وایمان بالقوم
یرید ان یتخلق معھم وھو نوع من المعاوضۃ
والسؤال بالتلطف ولکنہ مذموم جدا
لانہ فی حال خروجہ عن الخرقۃ اظھر الصدق
من نفسہ فی الحال وبرجوعہ الی الخرقۃ
فاضح لنفسہ ومکذب لھا وذلک غیر
مرضی ولا ینبغی لمن خرج من خرقتہ ان یعود
الیھا ویقبلھا فان کان ذلک باشارۃ

کیا جائے گا تو اس صورت میں تم کو اختیار ہے گدڑی کے سلسلہ میں جو چاہو
کرو اس میں تصرف کا نہ حاضرین کو اختیار ہے اور نہ کسی شیخ کو اگر وہ مجلس
میں موجود ہوں کیونکہ گدڑی والے نے شعور و ارادے سے گدڑی نہیں
پھینکی اور نہ اس کی طریقت میں کوئی اصل ہے اگر کہے کہ سماع کے وقت
مجھے حق تعالیٰ کی طرف سے بلا قصد کے گدڑی پھینکنے کا اشارہ ہوا یعنی میں نے
کسی معین شخص کو دینے کا قصد نہیں کیا تھا تو طریقت میں اس کی اصل پائی
جا سکتی ہے کیونکہ جس بادشاہ نے ایسے خلعت سے نوازا اور سر بلند فرمایا تھا
اسی نے حکم دیا کہ اس لباس کو اتار پھینکو پھر وہی اسے دوسرا خلعت عطا
فرمادیگا لہٰذا اس فقیر کا اسی طرح حکم ہے کہ اپنی گدڑی اتار پھینکے اور
حق تعالیٰ شانہ کی عطا کردہ گدڑی پہن لے جو الطاف، انوار اور قرب کی
ہے پھر اس کا حکم مجلس میں موجود شخص فرمائے گا اگر کوئی شیخ اس
مجلس میں موجود ہو تو، ورنہ حاضرین فقراء خواہ اسے پڑھنے والوں کو
دیں یا قوالوں کو دیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس کا حکم گدڑی والا
فقیر ہی کریگا کیونکہ غیروں کی بہ نسبت وہی اپنی گدڑی میں تصرف کا
حق دار ہے لیکن حاضرین مجلس میں سے جو دنیا دار حضرات اسے خرید کر
پھر فقیر کو لوٹا دیتے ہیں یہ طریقت میں لائق تعریف بات نہیں اور ناپسندیدہ
ہے اگر اس گدڑی کو خریدنے والا جوانمرد، فقراء کا معتقد اور ان جیسا
بننے کا ارادہ رکھتا ہو تو خیر کوئی حرج نہیں۔ یہ بھی ایک قسم کا معاوضہ
اور لطیف پیرایہ میں سوال ہے لیکن انتہائی قابل مذمت ہے کیونکہ جب وہ
فقیر گدڑی سے باہر آیا تو اس نے وجد و حال سے اپنے نفس کی صداقت
کا اظہار کیا اور گدڑی کا پھر پہن لینا اپنے نفس کی رسوائی اور اس کی
تکذیب ہے جو انتہائی ناپسندیدہ ہے اور جو فقیر اپنی گدڑی سے نکل
جائے اسے مناسب نہیں کہ پھر اس کی طرف رجوع کرے اور اسے
قبول کرلے پھر اگر ایسا کسی شیخ کے اشارے سے کیا گیا ہو کہ شیخ نے
اسے اس کے لینے کا حکم دیا ہو تو شیخ کے حکم کو بجا لانے کے لیے کھلم کھلا

شیخ بان امرہ باخذھا فانہ یاخذھا جھرا امتثالا لامر الشیخ ثم یخرج منھا لعد ذلک فیتخلل بھا غیرہ واذا وقع شیء فی الوسط للجماعۃ فالواجب التسویۃ بینھم فان کان فیھم شیخ ورأی تخصیص قوم او واحد من الحاضرین فحکم ذلک الی الشیخ یتبع رأیہ فیہ فلو طرح خرقتہ فردت علیہ فکانت طریقتہ أن لا یرجع الی شیء خرج منہ وعاد الفقراء الی خرقتھم فان کان لہ شیخ کان لہ أن لا یرجع الی خرقتہ ویلزم طریقتہ فلا یرجع الی ماخرج منہ ولا ینقض حالتہ اتباعا لاحوال الجماعۃ وان کان واحدا من الفقراء فالاظرف من حالہ والالیق بھا ان یوافق الجماعۃ فی الحال فیعود الی خرقتہ لئلا یخجل القوم ویستحیوا ویفتقوہ ثم لعد ذلک یخرج منھا الی الحاضرین وھو الاولی وان دفعھا الی غائب عن المجلس جاز۔

وھذا آخر ما الفنا من آداب القوم علی وجہ الاختصار والاقلال والامکان فی الوقت واما ما یتعلق بدخول الربط والسقایات ولبس الحذاء واشیاء احدثوھا ووضعوھا وسموھا بینھم فذلک یستفاد من ممارستھم ومخالطتھم والاستخبار والاشارۃ منھم فلم نسطرہ فی الکتاب

لے لے (دہانے کی کیا ضرورت ہے) پھر جب شیخ صاحب تشریف لے جائیں تو گدڑی کو اتار کر کسی اور کو دے دے اور جب جماعت کے درمیان کوئی چیز گرے تو اس میں ان میں برابری واجب ہے، اگر جماعت میں کوئی شیخ ہو اور وہ حاضرین میں سے چند لوگوں کو یا کسی معین شخص کو اس کے لئے مخصوص فرمادیں تو شیخ کو اختیار ہے شیخ کے حکم پر عمل کیا جائے اور ان کی رائے کو مقدم سمجھا جائے۔ اگر کسی فقیر نے اپنی گدڑی اتار پھینکی پھر وہ گدڑی اسی پر لوٹا دی گئی اور اس کی عادت ہے کہ جو چیز اتار کر پھینک دے اس کی طرف رجوع نہیں کیا کرتا اور دیگر فقراء نے اپنی اپنی گدڑی واپس لے لی ہے اگر اس کا شیخ موجود ہو تو اس کا فرض ہے کہ اپنی گدڑی واپس نہ لے اور اپنی سابق عادت پر جما رہے اور جس چیز کو پھینک دیا ہے اسے پھر نہ لے اور دیگر فقراء کی پیروی کر کے اپنی عادت کو نہ توڑے۔ اگر وہ فقیر تن تنہا ہے تو اس کے حال کی شان کے شایاں اور لائق یہی بات ہے کہ حال میں جماعت کی موافقت کرے اور اپنی گدڑی واپس لے لے تاکہ اس کی قوم کے فقراء کو ندامت نہ ہو اور وہ شرمندہ نہ ہوں اور اس سے ناراض نہ ہوں پھر اس کے بعد وہ گدڑی حاضرین مجلس کو دیدے۔ یہی بہتر ہے اور اگر کسی ایسے شخص کو دیدے جو مجلس میں موجود نہیں تو بھی جائز ہے یہ آداب فقراء کے سلسلہ آخری موضوع ہے یہ آداب ہم نے اختصار سے وقت کی گنجائش کے مطابق تھوڑے سے بیان کئے ہیں، جو آداب سرائے، پانی بھرنے اور پلانے، جوتا پہننے اور ان چیزوں کے بارے میں ہیں جو فقراء نے آپس میں ایجاد کر لی ہیں، انہیں وضع کر لیا ہے اور وہ ان میں رسمی طور پر جاری ہیں ہم نے انہیں کتاب میں درج نہیں کیا ہے وہ تو ان میں ملنے جلنے سے، اٹھنے بیٹھنے سے اور گھل مل کر رہنے سہنے سے معلوم ہو سکتی ہیں تاہم ہم نے ان میں سے اکثر چیزوں کا ذکر اثنائے کتاب میں کتاب الادب فی الشرع میں کر دیا ہے

وقد ذکرنا معظم ذلک فی کتاب الادب فی الشرع فی اثناء الکتاب ثم نختم الکتاب بذکر باب یشتمل علی باب المجاهدة والتوکل وحسن الخلق والشکر والصبر والرضا والصدق اذ هذه الاشیاء السبعة اساس لهذه الطریقة والکل خیر۔

اب ہم اپنی کتاب ایک ایسے باب پر ختم کرتے ہیں جس میں مجاہدہ، توکل، حسن اخلاق، شکر، صبر، رضا اور صدق شامل ہیں کیونکہ یہ سات چیزیں اس (طریقت) کے بنیادی پتھر ہیں اور ہر ایک خیر و برکات کا موجب ہے۔

★

خاتمہ

مجاہدہ، توکل، حسنِ خلق، شکر، صبر، رضا، صدق

(فصل): واما المجاهدة فالاصل فیها قول الله عز وجل والذین جاهدوا فینا لنهدینهم سبلنا وروی ابونضرة عن ابی سعید الخدری رضی الله عنه قال سئل رسول الله صلی الله علیه وسلم عن افضل الجهاد قال کلمة حق عند سلطان جائر ودمعت عینا ابی سعید رضی الله عنه وقال ابو علی الدقاق رحمه الله من زین ظاهره بالمجاهدة حسن الله سرائره بالمشاهدة قال الله عز وجل (والذین جاهدوا فینا لنهدینهم سبلنا) وکل من لم یکن فی بد ایته صاحب مجاهدة لم یجد من الطریقة شمة وقال ابو عثمان المغربی رحمه الله من ظن انه یفتح علیه بشیء من هذه الطریقة او

مجاہدہ مجاہدہ قرآن پاک سے ثابت ہے فرمایا: اور وہ جو ہماری جستجو میں مجاہدہ کرتے ہیں ہم انہیں راہیں ضرور سُجھا دیتے ہیں۔

ابونضرہ از ابو سعیدؓ خدری:۔ رسول اکرم صلعم سے افضل جہاد کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ ظالم بادشاہ کے سامنے سچی بات کہہ دینا سب سے بڑا جہاد ہے، یہ روایت کر کے حضرت ابو سعیدؓ کی آنکھیں ڈبڈبا آئیں۔

ابو علی دقاق:۔ جو اپنے ظاہر کو مجاہدہ سے آراستہ کر لے حق تعالےٰ اس کے باطن کو مشاہدہ سے حسین بنا دیگا حق تعالیٰ نے فرمایا کہ جو ہماری طلب میں مجاہدہ کرتے ہیں ہم انہیں اپنی راہیں ضرور سُجھا دیتے ہیں اگر کوئی آغاز میں صاحب مجاہدہ نہیں تو اس نے طریقت کی خوشبو نہیں سونگھی۔

ابو عثمان مغربی:۔ جس کا خیال ہو کہ مجھ پر بلا مجاہدہ کے طریقت کے دروازے کھل جائیں یا بعض مسائل معلوم ہو جائیں وہ غلطی پر ہے

ابو علی دقاق:۔ جس کے آغاز میں تو مہ نہ ہو اس کے اختتام پر

یکشف له شیء منها بغیر لزوم المجاهدة فهو فی غلط وقال ابو علی الدقاق رحمه الله من لم یکن له فی بدایته قومة لم یکن له فی نهایته جلسة وقال ایضا رحمه الله الحرکة برکة حرکات الظواهر توجب برکات السرائر وقال الحسن بن علویة قال ابو یزید رحمه الله کنت ثنتی عشرة سنة حداد نفسی وخمس سنین کنت مرآة قلبی وسنة انظر فیما بینهما فاذا فی وسطی زنار ظاهر فعملت فی قطعه ثنتی عشرة سنة ثم نظرت فاذا فی باطنی زنار فعملت فی قطعه خمس سنین انظر کیف اقطع فکشف لی فنظرت الی الخلق فرأیتهم موتی فکبرت علیهم اربع تکبیرات وعن الجنید رحمه الله قال سمعت السری رحمه الله یقول یا معشر الشباب جدوا قبل ان تبلغوا مبلغی فتضعفوا وتقصروا کما قصرت وکان فی ذلک الوقت لا یلحقه الشباب فی العبادة وقال الحسن القزاز رحمه الله بنی هذا الامر علی ثلاثة اشیاء ان لا یاکل الا عند الفاقة ولا ینام الا عند الغلبة ولا یتکلم الا عند الضرورة وقال ابراهیم بن ادهم رحمه الله لن ینال الرجل درجة الصالحین حتی یجوز ست عقبات الاولی یغلق باب النعمة ویفتح باب الشدة والثانیة یغلق باب العز

جلسہ کبھی نہ ہوگا۔ صاحب موصوف نے یہ بھی فرمایا کہ حرکت میں برکت ہے۔ ظاہری اعضاء کی حرکات برکاتِ باطن کی موجب ہیں۔ حسن بن علویہ:۔ ابو یزیدؒ کا قول ہے کہ میں بارہ سال تک اپنے نفس کو لوہار بن کر کوٹتا رہا اور پانچ برس تک دل کے آئینہ سے زنگ صاف کرتا رہا اور ایک سال تک اس آئینہ میں اپنے خد و خال دیکھتا رہا کہ اچانک مجھے اپنے باطن میں زنار دکھائی دیا پانچ سال تک اس زنار کے کاٹنے میں سرگرم عمل رہا اور کوشش کرتا رہا کہ کس طرح کاٹوں آخرکار اس سلسلہ میں مجھے کشف ہوا اور میں نے لوگوں کو مردہ پایا بالآخر میں نے ان پر چار تکبیروں سے جنازے کی نماز پڑھی۔

جنیدؒ: میں نے سریؒ سے سُنا فرمایا کرتے تھے: لوگو! قبل اس کے کہ تم میرے مرتبہ تک پہنچو خوب کوشش کرو تم کمزور رہ جاؤ گے اور میری طرح سے عبادت میں کوتاہی کرنے لگو گے اور اس وقت سریؒ کا بڑھاپا تھا لیکن عبادت میں نوجوان ان کے مقام تک پہنچنے سے عاجز رہ جاتے تھے۔

حسن قزازؒ: اس امر (تصوف) کی بنیاد تین چیزوں پر ہے کہ فاقہ ہی کے وقت کھایا جائے، غلبۂ نیند کے وقت ہی سویا جائے اور ضرورت کے وقت ہی بات کی جائے۔

ابراہیم بن ادہمؒ:۔ انسان صلحاء کا درجہ نہیں پا سکتا جب تک چھ گھاٹیوں سے نہ گزر جائے پہلی گھاٹی تو یہ ہے کہ اپنے اوپر نعمتوں کا دروازہ مقفل کر دے اور شدت کا دروازہ کھول دے دوسری گھاٹی یہ ہے کہ اپنے اوپر عزت کا دروازہ بند کر دے اور ذلت کا دروازہ کھول دے۔ تیسری گھاٹی یہ ہے کہ اپنے اوپر آرام کا دروازہ بند کر دے اور محنت و مشقت کا دروازہ کھول دے چوتھی گھاٹی یہ ہے کہ اپنے اوپر نیند کا دروازہ بند کر دے اور بیداری کا دروازہ کھول دے پانچویں گھاٹی یہ ہے کہ اپنے اوپر مالداری کا دروازہ بند

ويفتح باب الذل والثالثة يغلق باب الراحة و
يفتح باب الجهد والرابعة يغلق باب النوم و
يفتح باب السهر والخامسة يغلق باب الغنى
ويفتح باب الفقر والسادسة يغلق باب الأمل
ويفتح باب الاستعداد للموت وقال ابو عمر
بن نجيد رحمه الله من كرمت عليه نفسه
هان عليه دينه وقال ابو على الروذبارى
رحمه الله اذا قال الصوفى بعد خمسة ايام
انا جائع فالزموه السوق وامروه بالكسب
وقال ذو النون المصرى رحمه الله ما اعز
الله عبد العز هو اعز له من أن يدله
على ذل نفسه وما اذل الله عبدا بذل
هو اذل له من أن يحجبه من ذل نفسه وقال
ابراهيم الخواص رحمه الله ما هالني شيء
الا ركبته وقال لى محمد بن الفضل رحمه الله
الراحة هى الخلاص من امانى النفس وقال
منصور بن عبد الله رحمه الله سمعت ابا
على الروذبارى رحمه الله يقول دخلت
الآفة من ثلاث سقم الطبيعة وملازمة
العادة وفساد الصحبة فسألته ما سقم
الطبيعة فقال اكل الحرام فقلت وما
ملازمة العادة قال النظر والاستمتاع
بالحرام والغيبة قلت فما فساد الصحبة
فقال كلما هاجت فى النفس شهوة يتبعها
وقال النصرابادى رحمه الله سجنك نفسك

کردے اور فقیری کا دروازہ کھول دے چھٹی گھاٹی یہ ہے کہ اپنے اوپر اُمیدوں کا دروازہ بند کردے اور موت کی تیاریوں کا دروازہ کُھلا رکھے۔

ابو عمرو بن جنیدؒ :- جسے اپنا نفس پیارا ہے اسے اپنا دین عزیز نہیں

ابو علی رودباری :- جب صوفی پانچ دن کے بعد کہہ دے کہ میں بھوکا ہوں تو اسے بازار میں بھیج دو اور کمانے کی تاکید کردو۔

ذوالنون مصریؒ :- ایسی عزت جو اللہ کے نزدیک زیادہ عزت والی ہو اللہ تعالیٰ نے کسی کو نصیب نہیں فرمائی بجز اس بندے کے جسے اس کے نفس کی ذلت کی طرف رہنمائی فرمائی اور اللہ کے نزدیک انتہائی ذلیل وہ بندہ ہے جسے اس نے اس کے نفس کی ذلت سے محجوب رکھا۔

ابراہیمؒ الخواص :- مجھے جو چیز ہولناک محسوس ہوئی میں اسی پر سوار ہوا۔

محمدؒ بن الفضل :- اصل آرام نفس کی امیدوں سے رہائی ہے۔

منصور بن عبد اللہ :- میں نے ابو علیؒ رودباری سے سنا فرماتے تھے کہ آفت تین دروازوں سے آتی ہے طبیعت کی بیماری سے عادت پر چمٹ جانے سے اور فساد صحبت سے میں نے پوچھا: طبیعت کی بیماری کیا ہے؟ فرمایا حرام کھانا، میں نے پوچھا عادت پر چمٹنا کیا ہے؟ فرمایا حرام کو دیکھنا اس سے فائدہ اٹھانا اور غیبت کرنا میں نے کہا فساد صحبت کیا ہے؟ فرمایا جب دل میں کوئی خواہش پیدا ہو تو اس کے پیچھے لگ جانا۔

نصرآبادیؒ :- تیرا قید خانہ تیرا نفس ہے اگر تو اس سے رہائی پا جائے تو تجھے دائمی راحت مل جائے۔

ابو الحسینؒ درّاق :- ابتداء میں مسجد ابو عثمان میں ہمارا سب سے بڑا کام یہ تھا کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ ہمیں دیتا اسے سب بانٹ لیا کرتے تھے اور کسی خاص چیز کی نیت نہیں کرتے تھے اور اگر کوئی

اذا خرجت منها وقعت فی راحۃ الابد

وقال ابو الحسن الوراق رحمہ اللہ کان اجل احکامنا فی مبادی امرنا فی مسجد ابی عثمان الایثار بما یفتح علینا وان لا نبیت علی معلوم ومن استقبلنا بمکروہ لا ننتقم منہ لانفسنا بل نعتذر الیہ و نتواضع لہ واذا وقع فی قلوبنا حقارۃ لاحد تمنا بخدمتہ فمجاهدۃ العوام فی توفیۃ الاعمال ومجاهدۃ الخواص فی تصفیۃ الاحوال وقد تسہل مقاساۃ الجوع والعطش والسہر ومعالجۃ الاخلاق الردیئۃ تعسر وتصعب۔

ومن آفات النفس رکونہا الی استجلاب المدح والذکر الطیب وثناء الخلق وقد تحتمل اثقال العبادات لذلک ویستولی علیہا الریاء والنفاق وعلامۃ ذلک رجوعہا الی الکسل والفشل عند انقطاع ذلک وذم الناس لہا ولا یتبین لک آفات نفسک و شرکہا ودعواہا وکذبہا الاعند الامتحان فی مواطن دعواہا وعند الموازنۃ لہا لانہا تتکلم بکلام الخائفین مالم تضطر الی الخوف واذا الجئت الیہا فی مواطن الخوف وجدتہا آمنۃ وتقول قول الابرار مالم تمتحن بالتقوی واذا الجئت الیہا وطالبتہا بشروط التقوی

ہم سے بے ادبی سے پیش آتا تو ہم اس سے اپنے نفسوں کا انتقام نہیں لیا کرتے تھے اور صبر و تحمل سے کام لیتے تھے بلکہ اس سے اُلٹی معافی مانگ لیا کرتے تھے اور اس کا احترام کیا کرتے تھے اگر کوئی شخص ہمیں حقیر معلوم ہوتا تو ہم اس کی خدمت کیا کرتے تھے غرضیکہ عوام کا مجاہدہ ظاہری اعمال (فرائض و واجبات و مستحبات) کو پورا کرنا ہے اور خواص کا مجاہدہ احوال کو پاک و صاف کرنا ہے۔ بھوک، پیاس اور بیداری تکلیفیں آسان ہیں لیکن بری عادتوں کا علاج دشوار و سخت ہے۔

نفس کی آفتوں میں سے ایک آفت یہ بھی ہے کہ نفس کا رجحان یہی ہوتا ہے کہ لوگ اس کی مدح و ثنا اور ذکر خیر کریں اپنی تعریف سن کر ہر انسان خوش ہوتا ہے بلکہ کبھی تو اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے بھاری بھاری عباد تیں بھی کرتا ہے اور اس پر ریا اور نفاق کا غلبہ چھا جاتا ہے اس کی نشانی یہ ہے کہ جب یہ مقصد حاصل ہو جاتا ہے اور لوگ اس کی برائی کرنے لگ جاتے ہیں تو عبادت چھوڑ بیٹھتا ہے اور سست پڑ جاتا ہے۔ نفس کی آفتیں، اس کا شرک، اس کے دعوے اور اس کا کذب انسانوں کو محسوس نہیں ہوا کرتا جب اس کے امتحان کا اور مقابلہ کرنے کا موقعہ نہیں آتا کیونکہ جب تک وہ خوف میں پھنستا نہیں اس وقت تک وہ ڈرنے والوں جیسی باتیں نہیں کرتا جب تم اسے مقامات خوف میں پاؤ گے تو اسے اللہ سے ڈرنے والوں کی طرح خوفزدہ نہ پاؤ گے۔ انسان پارساؤں جیسی باتیں بناتا ہے مگر پارسا نہیں ہوتا۔ صلحاء کا قول ہے کہ جب تک پارسا کی پارسائی کا امتحان نہ ہو جب تک اس کی پارسائی کا پتہ نہیں چلتا۔ اگر دعویداران پارسائی کی ذاتوں میں غور کرو اور ان میں تقوے کی شرطیں تلاش کرو تو تم انہیں مشرک، ریاکار اور مغرور پاؤ گے۔ نفس ہمیشہ عارفوں کے اوصاف بیان کرتا رہتا ہے جب تک اس کی کوئی غرض اٹکی ہوئی نہیں ہوتی لیکن اپنا الو سیدھا کرنے کے لئے تم اسے ان باتوں میں جھوٹا پاؤ گے

وجدتها مشركة مرائية معجبة وتصف وصف العارفين مالم تحتج الى الغاية فاذا طلبت منها ذلك وجدتها كذابة وتدعى دعوى الموقنين مالم تمتحن بالاخلاص وتزعم انها من المتواضعين مالم يحل بها خلاف هواها عند الغضب وكذلك تدعى السخاء والكرم والايثار والبذل والغنى والفتوة وغير ذلك من الاخلاق الحميدة اخلاق الاولياء والابدال والاعيان تمنيا ورعونة وحمقا واذا طالبتها بذلك وامتحنتها لم تجدها الا كسراب بقيعة يحسبه الظمآن ماء حتى اذا جاءه لم يجده شيئا ولو كان ثم صدق واخلاص وصح منها القول وصدق بالقول لسانها لما اظهرت التزين للخلق الذين لا يملكون لها ضرا ولا نفعا ولصحت اعمالها عند الامتحان فوافق قولها عملها وقال ابوحفص رحمه الله النفس ظلمة كلها وسراجها سرها اعنى الاخلاص ونور سراجها التوفيق فمن لم يصحبه فى سره توفيق من ربه كانت ظلمة كلها وقال ابوعثمان رحمه الله لايرى احد عيب نفسه وهو يستحسن من نفسه شيئا وانما يراه من يتهمها فى جميع الاحوال و قال ابوحفص رحمه الله اسرع الناس هلاكا من لا يعرف عيبه فان المعاصى

علاوہ ازیں نفس یقین لانے والوں کے سے دعوے کرتا ہے جب تک اخلاص کے معیار پر اسے کسا نہیں جاتا اور گمان کرتا ہے کہ میں تواضع پسند ہوں جب تک اس کی مرضی کے خلاف غصہ کے وقت کوئی واقعہ پیش نہیں آتا اسی طرح نفس صفائی، بزرگی دوسروں کو خود پر ترجیح، اللہ کی راہ میں خرچ، تونگری، جوانمردی وغیرہ یعنی اخلاق حمیدہ کا دعوے کرتا ہے۔ جو اولیاء، ابدال، خواص اور اللہ والوں کے اخلاق ہیں اور یہ دعوے شیخی، غرور اور صداقت کا یقین دلانے کے لئے کرتا ہے لیکن اگر تم اس کے اندر جھانک کر دیکھو اور اسے کسوٹی پر کسو تو کچھ بھی ثابت نہیں ہوتا اور محض سراب ہی سراب نکلتا ہے جیسے دور سے پیاسا پانی سمجھتا ہے مگر پاس آنے پر وہاں پانی کا ایک قطرہ بھی نہیں پاتا اگر اس میں صداقت و اخلاص پایا جاتا تو اس کا دعویٰ صحیح ہوتا اور زبان سے سچی بات نکلتی تو دنیا کو دھوکا نہیں دیتا کیونکہ دنیا اس کے نفع و نقصان پر قادر نہیں اور پرکھنے پر اس کے اعمال کندن ثابت ہوتے اور اس کے قول و عمل میں موافقت ہوتی، تضاد نہ ہوتا۔

ابوحفصؒ :۔ نفس سراپا ظلمت ہے اور اس کا چراغ اخلاص ہے اور اس چراغ کا نور توفیق ہے لہٰذا جس کے باطن کی رفیق رب کی توفیق نہیں اس کے باطن میں اندھیرا ہی اندھیرا ہے۔

ابوعثمانؒ :۔ کوئی اپنی ذات کے عیب نہیں دیکھتا بلکہ اپنی ہر بات اچھی سمجھتا ہے لیکن جب نکتہ چین اسے جھانک کر دیکھتا ہے تو اس کے تمام عیبوں کی نشاندہی کرتا ہے۔

ابوحفصؒ :۔ وہ شخص بہت جلدی ہلاک ہو جاتا ہے جو اپنے عیب نہ پہچانے کیونکہ گناہ کفر کے قاصد و ایلچی ہیں۔

ابوسلیمانؒ :۔ میں نے اپنے کسی عمل کو اچھا نہیں سمجھا کہ اسے شمار میں لاؤں۔ سریؒ :۔ مالدار پڑوسیوں سے، بازاری قاریوں سے

يرين الكفر وقال ابو سليمان رحمه الله ما
استحسنت من نفسي عملا فاحتسبت به وقال
السري رحمه الله اياكم وجيران الاغنياء
وقراء الاسواق وعلماء الامراء وقال ذو النون
المصري رحمه الله انما دخل الفساد على الخلق
من ستة اشياء اولها ضعف النية بعمل
الآخرة والثاني صارت ابدانهم رهينة
لشهواتهم والثالث طول الامل مع قرب الاجل
والرابع آثروا رضى المخلوقين على رضا الخالق
والخامس اتبعوا اهواءهم ونبذوا سنة نبيهم
صلى الله عليه وسلم وراء ظهورهم والسادس
جعلوا قليل زلات السلف حجة لانفسهم و
دفنوا كثير مناقبهم۔

فصل: والاصل في المجاهدة مخالفة
الهوى فيفطم نفسه عن المالوفات والشهوات
واللذات ويحملها على خلاف ما تهوى في
عموم الاوقات فاذا انهمك في الشهوات
الجمها بلجام التقوى والخوف من الله عزوجل
فاذا حرنت ووقفت عن القيام بالطاعات
والموافقات ساقها بسياط الخوف وخلاف
الهوى ومنع الحظوظ۔

فصل: ولا تتم المجاهدة الا بالمراقبة
وهي التي اشار اليها رسول الله صلى الله عليه
وسلم حين ساله جبريل عليه السلام عن
الاحسان فقال الاحسان ان تعبد الله

اور امراء کے ہم نشین علماء سے بچو۔

ذوالنون مصریؒ :۔ دنیا میں فساد چھ دروازوں سے آتا ہے آخرت کے عملوں میں نیت کی سستی سے، تمناؤں میں جسموں کو گروی رکھنے سے، موت کے قریب ہونے کے باوجود لمبی لمبی امیدوں سے، خالق کی رضا پر مخلوق کی رضا کو مقدم کرنے سے، سنتوں کو چھوڑ کر خواہشات کے پیچھے لگنے سے اور سلف کے بہت سے شاندار کارنامے نظر انداز کر کے ان کی تھوڑی سی لغزشوں کے اپنے لئے حجت بنانے سے۔

مجاہدہ کی حقیقت

مجاہدہ کی حقیقت نفس و خواہش کی مخالفت ہے مجاہدہ میں نفس کو اس کی مرغوب چیزوں سے، من مانی باتوں سے اور تمام لذتوں سے چھڑایا جاتا ہے اور ہر وقت اسے اس کی خواہشوں کے خلاف آمادہ کیا جاتا ہے۔ اگر نفس خواہشات میں ڈوبنا چاہتا ہے تو مجاہدہ اس سرکش گھوڑے کے منہ میں تقوے کی اور اللہ کے ڈر کی لگام ڈال دیتا ہے اگر نفس منہ زوری کرے اور عبادتوں کے بجالانے میں پس و پیش کرے اور شرع شریف کی موافقت سے منہ موڑے تو مجاہدہ اسے خوف کے خلاف ہوئی کے اور لذتوں کو دفع کرنیوالے کوڑوں سے مار مار کر چلاتا ہے اور سیدھا کر دیتا ہے۔

مجاہدہ کا تتمہ مراقبہ

مجاہدہ مراقبہ کے بغیر تکمیلی مراحل طے نہیں کر سکتا جب رسول اکرم صلعم سے حضرت جبرئیل نے احسان کے بارے میں پوچھا تو آپ نے اسی مراقبہ کی طرف اشارہ فرمایا اور فرمایا کہ احسان یہ ہے کہ تم اس تصور سے اللہ کی عبادت کرو گویا تم اللہ کو دیکھ رہے ہو اگر یہ تصور نہ آئے تو یہ تصور تو قائم کرو کہ اللہ تم کو دیکھ رہا ہے کیونکہ مراقبہ بندے کا اس پر یقین کر لینا ہے کہ حق تعالیٰ سبحانہ اس کے ہر عمل سے آگاہ ہے

كانك تراه فان لم تكن تراه فانه يراك لان المراقبة علم العبد باطلاع الرب سبحانه عليه واستدامته لهذا العلم مراقبة لربه وهذا هو اصل كل خير وانما يصل الى هذه الرتبة بعد المحاسبة واصلاح حاله فى الوقت ولزوم طريق الحق واحسان مراعاة القلب بينه وبين الله تعالى وحفظ الانفاس مع الله عزوجل فيعلم ان الله تعالى عليه رقيب ومن قلبه قريب يعلم احواله ويرى افعاله ويسمع اقواله ولا تتم ايضا الا بمعرفة خصال اربع اولها معرفة الله تعالى والثانية معرفة عدو الله ابليس والثالثة معرفة نفسك الامارة بالسوء والرابعة معرفة العمل لله تعالى ولو عاش انسان دهرا فى العبادة مجتهدا ولم يعرفها ولم يعرفها ولم يعمل عليها لم تنفعه عبادته وكان على الجهل ومصيره الى النار الا ان يتفضل الله تعالى عليه برحمته فاما معرفة الله عزوجل فهو ان يلزم العبد قلبه قربه عزوجل وقيامه عليه وقدرته عليه وشهادته له وعلمه به وانه رقيب حفيظ وانه واحد ماجد لاشريك له فى ملكه وانه عند ما وعد صادق وعند ما ضمن واف وعند مادعا

اسی یقین کو ہر وقت پیش نظر رکھنا مراقبہ ہے اور یہی ہر نیکی اور کار خیر کی جڑ ہے لیکن محاسبہ کے اور فوراً اصلاح حال کے بعد ہی اس مرتبہ تک پہنچا جاتا ہے تاکہ انسان صحیح راہ پر گامزن رہے اور اسے چمٹا رہے اور اپنے اور اللہ کے درمیان دل کی بہترین نگہداشت کرتا رہے اور حق تعالےٰ شانہ کے ساتھ اپنی سانسوں کی حفاظت کرے اور یقین کرلے کہ حق تعالےٰ جل مجدہ اس کی نگرانی کر رہا ہے اور اسے ہر وقت دیکھ رہا ہے اور اس کے دل کے قریب ہے اور اس کے احوال و افعال کو جانتا ہے اور دیکھ رہا ہے اور اس کی تمام باتوں کو سن رہا ہے۔

مجاہدہ مندرجہ ذیل چار چیزوں کے بغیر پورا نہیں ہوتا، اللہ کو پہچاننا، ابلیس کو جو اللہ کا اور انسان کا دشمن ہے پہچاننا، نفس امارہ کو پہچاننا جو برائیوں کی طرف کھینچ کر لے جاتا ہے اور اللہ کے لئے عمل کو پہچاننا۔

اگر کوئی شخص اپنی تمام عمر عبادت میں پوری سرگرمی سے گزار دے اور مذکورہ بالا چار باتوں سے غافل رہے۔ تو اس کی عبادت بے سود ہے اور وہ جہالت ہی پر قائم ہے اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے یہ دوسری بات ہے کہ ارحم الراحمین اسے اپنی رحمت میں ڈھانپ لے۔

حق تعالیٰ کی معرفت معرفت اس طرح حاصل ہوتی ہے کہ بندہ اپنے دل کو قرب باری تعالیٰ سے چمٹالے یعنی یہ پختہ عقیدہ رکھے کہ میں بارگاہ قدس میں حاضر و قائم ہوں اس کی قدرت میں ہوں، وہ میرے پاس ہے اور میری حرکات و سکنات کو دیکھ رہا ہے وہ میری نگرانی اور حفاظت کر رہا ہے اور بڑی قوت والا اور بڑی عظمت والا ہے اس کے ملک میں اس کا کوئی شریک نہیں وہ اپنے وعدوں میں قطعی سچا ہے اور ضمانت میں پورا پورا ذمہ دار

الیہ ومنقلب الیہ ملجأ ولہ وعد ینجزہ ووعید صادق ینفذہ ومقام تصیر الیہ الخلائق ومصدر ینصرفون من عندہ ولہ ثواب وعقاب لیس لہ شبہ ولا مثیل وانہ کان رحیم ودود سمیع علیم وانہ کل یوم ھو فی شأن لا یشغلہ شأن عن شأن یعلم الخفی وفوق الخفی والضمیر والخطرات والوسوسۃ والھمۃ والارادۃ والوسواس والحرکۃ والطرفۃ والغمزۃ والھمزۃ وما فوق ذلک وما دون ذلک مما دق فلا یعرف وجل فلا یوصف ما کان وما یکون وانہ عزیز حکیم وقد استوفینا ذلک فی باب معرفۃ الصانع من قبل فاذا الزم ھذا قلبہ فی الیقین الراسخ والعمل النافع ولزم ذلک کل عضو منہ وکل جارحۃ وکل مفصل وعرق وعصب وشعر وبشر وکذلک یتیقن ان اللہ تعالیٰ قائم علی ذلک عالم بہ احاط بہ علما لا تعزب عنہ عازبۃ وانہ خلقہ فاحسن خلقہ وصورہ فاحسن صورتہ وثبت جمیع ذلک فی قلبہ وصح بہ عزمہ واکمل عقلہ وثبتت حینئذ فیہ المحاسبۃ ووصلت الیہ المعرفۃ وقامت علیہ الحجۃ وکان فی مقام من اللہ شریف والحذر یصحبہ فی ذلک کلہ فحفظت جوارحہ وقلبہ ولا یبال

ہے اگر کوئی چیز اس سے مانگی جائے اور اس کے سلسلہ میں اس سے دعا کی جائے تو وہ ایسا مالدار ہے کہ اس کے دینے سے اس کے خزانہ میں کمی نہیں آتی اس کے جو وعدے ہیں وہ انہیں پورا کئے بغیر نہ رہے گا اور اس نے جو دھمکیاں دی ہیں انہیں ضرور نافذ فرمائے گا اسی کے پاس ٹھہرنے کی جگہ ہے اور تمام دنیا اسی کی طرف لوٹ کر جائے گی اسی سے ہر چیز نکلتی ہے اور وہی ہر چیز میں تصرف فرماتا ہے جسے چاہے ثواب دے اور جسے چاہے عذاب میں مبتلا کر دے اس کا کوئی شبیہ نہیں نہ تو اس کا کوئی ہم مثل ہے وہ بندوں کے تمام کاموں کے لئے کافی ہے ان پر بڑا مہربان ہے اور ان سے انتہائی محبت کرنے والا ہے ان کی تمام باتیں اچھی طرح سے سنتا ہے اور ان کے تمام حرکات و سکنات سے آگاہ ہے اور وہ ہر لمحہ اور ہر آن ایک شان میں ہے اسے کوئی کام دوسرے کاموں سے روکتا نہیں وہ پوشیدہ باتوں کو بلکہ پوشیدہ سے پوشیدہ باتوں کو، نیتوں کو، دل کے کھٹکوں کو، وسوسوں کو، حرکتوں کو، پلک جھپکنے کو آنکھ کے اشاروں کو طعن و تشنیع کو اور اس سے اوپر نیچے کی تمام چیزوں خواہ وہ کتنی ہی لطیف و باریک ہوں اور دکھائی نہ دیتی ہوں خوب جانتا ہے اور اگر اس قدر عظیم ہوں کہ ان کا وصف بیان نہ کیا جا سکے تو انہیں بھی خوب جانتا ہے خواہ ماضی کی چیزیں ہوں یا مستقبل کی یا حال کی بلاشبہ وہ بڑی عزت والا اور بڑی حکمت والا ہے ہم اس پر تفصیلی روشنی "معرفۃ صانع عالم" میں ڈال آئے ہیں پھر جب یہ تمام باتیں مستحکم یقین کے ساتھ اپنے دل میں جما لی جائیں اور ہر عضو، ہر جوڑ، ہر رگ، ہر پٹھے، ہر بال اور تمام جلدیں خون کی طرح جاری و ساری ہو جائیں اور خوب رچ جائیں تو یہی معرفت ہے اسی طرح یقین کرے کہ حق تعالیٰ اس پر قائم ہے اس کی ہر بات سے واقف ہے اس کے علم نے اسے گھیر رکھا ہے اس سے غائب ہونے والی کوئی چیز غائب نہیں ہوتی اللہ ہی نے اسے

شيئا من هذه الجملة الا ان يقطع الاشغال كلها
الا ما دله على هذا او الفرق لا يفارق قلبه
حذرا من سطواته لقدرته عليه لما قد سلف
وبما يكون منه وحياء منه لقربه منه
ولم تسقط منه ارادة ولم تنزل منه همة ولا
خطرة الا له فيه علم فيكون العالم القائم
بما يحب الله منه والنازل له عما يكرهه
منه ولا تكون منه خطرة ولا لحظة ولا
وسوسة ولا ارادة ولا حركة ظاهرا ولا
باطنا الا وعلم الله عنده قائم في قلبه
قبل الخطرات والحركات والوساوس وهو
مقام العلماء بالله عز وجل الخائفين العارفين
الاتقياء الورعين واما معرفة عدو الله ابليس
فقد امر الله تعالى بمحاربته ومجاهدته
في السر والعلانية في الطاعة والمعصية
واعلم العباد بانه قد عادى الله عز وجل
في عبده ونبيه وصفيه وخليفته في الارض
آدم عليه السلام ومناره في ذريته
وانه لا ينام اذا نام الآدمي ولا يغفل اذا
غفل الآدمي ولا يسهو اذا سها في نومه
ويقظته مجتهد في عطب الآدمي وهلاكه
لا يالونه خديعة وحيلة ومكرا ومصائد
الشهية اللذيذة في طاعته ومعصيته
ما يجهله كثير من خلق الله من العابدين
المغرورين المخدوعين وكثير من الغافلين

بہترین پیدائش میں پیدا کیا اور اسے بہترین شکل و صورت عطا فرمائی غرضیکہ یہ تمام عقائد اس کے دل میں جم جائیں اور ان پر اس کا عزم و ایمان متزلزل نہ ہو اور یہ اس کی عقل کو مکمل کر دیں اب اس میں محاسبہ پایا گیا اور اللہ تعالیٰ کی معرفت تک اسے رسائی حاصل ہو گئی اور اس پر حجت قائم ہو گئی اور وہ اللہ کی طرف سے ایک شریف و عالی مقام پا گیا الغرض ان تمام باتوں میں اللہ کا خوف اس کے ساتھ رہنا چاہیئے تاکہ اس کا دل اور تمام اعضا گناہوں سے محفوظ رہیں یہ مرتبہ اسی وقت حاصل ہو سکتا ہے جب تک اس شغل کے علاوہ جو اسے اس منزل معرفت تک پہنچانے والا ہے تمام اشغال ترک نہ کر دے سالک کے دل سے اللہ کا ڈر کبھی علیحدہ نہیں ہوتا کیونکہ وہ ہر وقت اللہ کے قہر و عتاب سے لرزاں رہتا ہے کیونکہ اللہ اس پر ہر وقت قادر ہے اگر وہ چاہے تو اسے ماضی اور مستقبل کے گناہوں پر پکڑ لے اور شرم کی وجہ سے بھی خوفزدہ رہتا ہے کیونکہ اسے معلوم ہے کہ حق تعالیٰ اس کے قریب ہے اور اس کے ہر حال سے بخوبی واقف ہے اور جو بھی ارادہ، قصد، کھٹکا اور تصور اس کے دل میں پیدا ہوتا ہے اللہ ہی کے لیے اور اسی کی محبت کے سلسلہ میں پیدا ہوتا ہے لہٰذا وہ علم کے ساتھ انہیں چیزوں پر قائم ہے جن کو اللہ تعالیٰ اس سے پسند فرماتا ہے اور اسی کی خاطر ان چیزوں سے بیزار رہتا ہے جو اللہ کو ناپسند ہیں اور جو کھٹکا، آنکھ کا اشارہ، وسوسہ، ارادہ اور ظاہری یا باطنی حرکت اس سے سرزد ہوتی ہے تو اس سے پہلے اس کے دل میں اللہ کا علم ضرور قائم ہوتا ہے یہ اللہ والے علماء کا مقام ہے جو اللہ سے ڈرنے والے، اللہ کو پہچاننے والے متقی اور پارسا ہوتے ہیں۔

ابلیس کی پہچان

ابلیس سے جنگ کرنے کے اور اس کے خلاف

لیست بغیتہ ان یوقع ابن آدم فی معصیۃ او ریاء او عجب انما بغیتہ ان یردہ معہ حیث یرد جہنم حیث قال جل وعلا انما یدعو حزبہ لیکونوا من اصحاب السعیر فاذا عرفہ العبد بہذہ الصفۃ فینبغی لہ ان یلزم قلبہ معرفتہ فی الحق والباطن بلا غفلۃ ولا سہو منہ فیحاربہ باشد المحاربۃ ویجاہدہ باشد المجاہدۃ سرا وعلانیۃ ظاہرا وباطنا لا یقصر فی ذلک حتی یبذل مجہودہ فی محاربتہ ومجاہدتہ فی کل ما یدعو الیہ من الخیر والشر ولا یدع التضرع واللجأ الی اللہ عزوجل والاستعانۃ بہ فی حرکاتہ کلہا لیعینہ علیہ ویری اللہ عزوجل من نفسہ الفقر والفاقۃ الیہ فانہ لا حیلۃ ولا قوۃ الا بہ ویستغیث باللہ عزوجل بالبکاء والتضرع ویسالہ النصر علیہ جاہدا امتثالا للامر لیلا ونہارا سرا وعلانیۃ فی الخلاء والملاء حتی تصغر فی عینہ مجاہدتہ لمعرفتہ بتوفیق اللہ تعالی ایاہ فانہ عدو مولاہ وہو اول من عصی اللہ من خلقہ واول من مات من خلقہ یعنی من عصاہ وکل عاص للہ عزوجل میت کما جاء فی الحدیث قال اللہ عزوجل ان اول من مات من خلقی ابلیس وہو الذی عادی اولیاء اللہ من الانبیاء والصدیقین والاصفیاء من خلقہ اجمعین وینبغی للعبد ان یعلم انہ

سرگرم عمل رہنے کا ظاہر و باطن میں اور اطاعت و عدم اطاعت میں حق تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے اور اپنے بندوں کو بتا دیا ہے کہ ابلیس نے اللہ سے اور اس کے برگزیدہ بندے اور نبی سے جو دنیا میں اس کے خلیفہ تھے یعنی حضرت آدم سے دشمنی کی اور آپ کی اولاد کو ضرر پہنچانے کی فکر میں رہتا ہے انسان سو جاتا ہے مگر وہ دشمن انسان نہیں سوتا اور جب آدمی غافل ہوتا ہے تو اپنے کام سے غافل نہیں ہوتا اور جب انسان خواب یا بیداری میں سہو کر جاتا ہے تو وہ سہو نہیں کرتا یہ ہر وقت انسان کی تباہی اور ہلاکت کی فکر میں رہتا ہے اور اپنے دھوکا، فریب، مکر اور دغا بازی میں کسر اٹھا کر نہیں رکھتا اور طاعت و معصیت کے سلسلہ میں اس کے پسندیدہ اور لذیذ دام فریب ایسے ہیں جن سے بہت سے عابد نا واقف ہیں اور اس کے دام فریب میں آکر دھوکا کھا جاتے ہیں اور اکثر عقلاء بھی اس کے جال میں پھنس جاتے ہیں کمبخت ابلیس اس پر قناعت نہیں کرتا کہ انسان کو گناہ میں یا ریاکاری میں یا غرور میں پھانس کر چین سے بیٹھ جائے اس کی تو دلی تمنا یہی ہے کہ انسان اس کے ساتھ جہنم کے شعلوں میں کود جائے جن میں وہ خود جانے والا ہے جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ شیطان تو اپنی جماعت کو اسی لئے بلاتا ہے کہ وہ بھی جہنم والوں میں شامل ہو جائیں۔

پھر جب انسان یہ پہچان جائے کہ شیطان ہمارا ازلی دشمن ہے تو اس سے چوکنا رہنے کی سخت ضرورت ہے اور حق و باطل میں شیطانوں کے خلاف کرے اور پھونک پھونک کر قدم اٹھائے اور کسی وقت بھی اس کی دشمنی سے غافل نہ رہے اور اس کی عداوت کو کسی حال میں بھی نہ بھولے اور خلوت و جلوت میں ظاہر و باطن میں شدت سے اس کے ساتھ لڑتا رہے اور اس کے

فی جہاد عظیم و فی قرب من الرب جل ثناؤہ ولا یوصف شرف مقامہ فلیثبت ولا یعجز فانہ ان عجز او مل فقد عصی ربہ عز وجل ووقع فی جہنم وغضب اللہ علیہ ویکون قد اعطی عدو اللہ امنیتہ منہ وقوی علیہ لعنۃ اللہ ولیس لارادتہ فی العبد غایۃ وانتہاء الا الکفر باللہ فانہ انما ینقلہ من حال الی حال حتی یغضب اللہ علیہ فیکلہ الی نفسہ فیعطب ویقع فی النار مع الشیطان فلا خلق اشد علی العبد منہ فالحذر الحذر فانما ہو الورود علی العطب او النجاۃ بفضل اللہ ورحمتہ اعاذنا اللہ وجمیع المسلمین من شر ابلیس وجنودہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

واما معرفۃ النفس الامارۃ بالسوء فیضعہا حیث وضعہا اللہ عز وجل ویصفہا بما وصفہا اللہ تعالیٰ ویقوم علیہا بما امرہ اللہ عز وجل فانہا اعدی لہ من ابلیس وانما یقوی علیہ ابلیس بہا وبقبولہا منہ فیعرف ای شیٔ طباعہا وما ارادتہا والام تدعو وبم تامر وکیف خلقہا خلقۃ ضعیفۃ قوی طمعہا شرہۃ مدعیۃ خارجۃ عن طاعۃ اللہ سبحانہ متملکۃ متمنیۃ خوفہا امن ورجاؤہا امانی وصدقہا

خلاف کرتا رہے اور اس میں کسر اٹھا کر نہ رکھے اور کوتاہی نہ کرے حتی کہ پوری پوری تندہی اور سرگرمی سے اس سے جنگ و مجاہدہ کرتا رہے اور جس امر خیر یا شر کی طرف بلائے اس سے بیزاری کا اظہار کرے اور ہمت کر کے اس کے دانت کھٹے کر دے اور اپنی تمام حرکتوں میں اللہ تعالیٰ سے امداد چاہے اور ابلیس کو شکست دینے کے لئے حق تعالیٰ کی بارگاہِ قدس میں رونے دھوئے اور اس کی پناہ طلب کرتا رہے تاکہ حق تعالیٰ مدد فرمائے اور حق تعالیٰ شانہ کے سامنے اپنی فقیری، محتاجی اور کمزوری و ناتوانی کا اظہار کرتا رہے کیونکہ اس سے بچنے کی تدبیر و قوت اللہ ہی کی مدد سے میسر آ سکتی ہے اور رو رو کر اور گڑگڑا کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتا رہے کہ یا اللہ مجھے شیطان کے فتنوں سے محفوظ فرما اور دن رات اندر و باہر ظاہر و باطن اور خلوت و جلوت میں عاجزی سے بلک بلک کر فریاد کرتا رہے کہ بار الٰہا میری ابلیس پر مدد فرما۔ تاکہ ابلیس کے نزدیک اپنی کوشش حقیر و بے سود ثابت ہو اور اسے معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے یہ شخص مجھے اپنا دشمن تسلیم کرتا ہے غرضیکہ ابلیس اللہ کا دشمن ہے اور اللہ کی مخلوق میں سب سے پہلا اللہ کا نافرمان ہے اور مخلوق میں سب سے پہلے مرنے والا ہے یعنی نافرمان ہے کیونکہ ہر نافرمان مردہ ہے جیسا کہ حدیث میں آتا ہے کہ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ میری مخلوق میں سب سے پہلے مرنے والا ابلیس ہے یہی اللہ کے اولیاء کا دشمن ہے یعنی انبیاء کا، صدیقین اور اللہ کے تمام برگزیدہ بندوں کا سخت دشمن ہے حق تعالیٰ ہمیں اس سے محفوظ رکھے آمین۔

انسان کو لازم ہے کہ یہ یقین کر لے کہ نفس و شیطان سے جہاد، جہاد اکبر ہے اور سب سے بڑا جہاد ہے اور میں اپنے رب کے قریب ہوں قربت حق تعالیٰ کا اس قدر اونچا اور اشرف مقام ہے کہ حد بیان سے باہر ہے لہٰذا اپنے ارادے پر جما رہے اور مجاہدہ نفس

كذب ودعواها باطلة وكل شيء منها غرور وليس لها فعل محمود ولا دعوى حق فلا تغرنك بما يظهر له منها ولا يرجو بها تامل ان حل عنها قيودها شردت وان اطلق وثاقها جمحت وان اعطاها سؤلها هلكت وان غفل عن محاسبتها ادبرت وان عجز عن مخالفتها غرقت وان اتبع هواها تولت الى النار وفيها هوت ليس لها حقيقة ولا رجوع الى خير وهي رأس البلاء ومعدن الفضيحة وخزانة ابليس ومأوى كل سوء ولا يعرفها احد غير خالقها عز وجل فهي في الصفة التي وصفها الله عز وجل كلما اظهرت خوفا فهو امن وكلما ادعت صدقا فهو كذب وكلما ذكرت اخلاصها فهو رياء واعجاب عند الحقائق يبين صدقها ويعرف كذبها وعند الامتحان ترجع الى دعواها فليس بلاء عظيم الا وقد حل بها فعلى العبد محاسبتها ومراقبتها ومخالفتها ومجاهدتها في جميع ما تدعو اليه وتدخل فيه فليس لها دعوى حق وانما السعي في هلاكها ودمارها ولا توصف بشيء الا وهي اكثر مما توصف فهي كنز ابليس ومستراحه ومسامرته ومحدثته وصديقته فاذا عرف العبد صفتها فقد عرفها وهانت عليه وذلت

چھوڑ بیٹھے کیونکہ اگر خدانخواستہ مجاہدہ چھوڑ بیٹھا یا اکتا گیا تو رب العالمین کی نافرمانی کی اور شیطان کی بات مان لی اور جہنم میں گر گیا اور اللہ کے غضب کا مستحق ہوا اور اپنے دشمن ابلیس کی تمنا پوری کی اور اس کے کام پر اسے قوی بنایا۔ یاد رکھیئے شیطان کی انتہائی دلی خواہش اور تڑپ یہی ہے کہ انسان کو کافر و مشرک بنا دے اور جناب قدس سے دُور سے دُور کر دے اسی لئے وہ انسان کے دل میں گوناگوں اوہام و وسوسے پیدا کرتا رہتا ہے اور اللہ سے اس قدر دُور کر دیتا ہے کہ اس پر اللہ کا قہر و عتاب نازل ہو جاتا ہے اور ابلیس اسے اس کے نفس پر چھوڑ کر چین لیتا ہے اور انسان ہلاک ہو جاتا ہے اور شیطان کے ساتھ جہنم کا کندا بن جاتا ہے۔ خوب یاد رکھو شیطان سے زیادہ خطرناک دنیا میں کوئی چیز نہیں لہٰذا اس سے انتہائی محتاط رہو اور دم بھر کے لئے بھی اس کا کہنا نہ مانو۔ بندہ دو حال سے خالی نہیں، یا تو شیطان کا مرید ہو کر قعر مذلت میں گر کر ہلاک ہوا یا حق تعالیٰ کی عنایت و مہربانی اور نوازش و کرم سے شیطان کا دشمن بن کر رہائی حاصل کر لی حق تعالےٰ ہمیں اور تمام مسلمانوں کو ابلیس کے شر اور اس کے لشکروں کی شرارتوں سے محفوظ فرمائے آمین، بلا شبہ فرمانبرداری کی طاقت اور نافرمانی سے بچنے کی قوت بلند و عظیم اللہ ہی کی توفیق سے ہے۔

نفس امّارہ کی پہچان

نفس امّارہ کو اسی مقام پر رکھئے جس مقام پر اسے حق تعالےٰ نے رکھا ہے اور اسے اسی مذمت سے یاد رکھے جو مذمت اس کی حق تعالےٰ نے بیان فرمائی ہے اور وہی کوڑا لے کر اس کے سر پر کھڑا رہے جس کا حکم حق تعالےٰ نے دیا ہے کیونکہ نفس امارہ ابلیس سے زیادہ دشمن اور خطرناک ہے ابلیس اسی کی راہ سے انسان پر قابو پاتا ہے اور انسان کے نفس ہیں

وقوی علیہا باللہ عزوجل فاذا اجتمعت فی العبد ھذہ الخصال الثلاث فلیستعن باللہ عزوجل علیھن ولا یغفل ولا یطیع نفسہ لانہ اذا قوی علی ادب نفسہ وخالفھا عما تھوی قوی علی الخصال کلھا ان شاء اللہ تعالیٰ فعلیہ ببذل التقدم بالعزم باللہ عزوجل وحدہ لا شریک لہ فلا یمیلن فی ھذا کلہ الی احد غیر اللہ عزوجل فانہ ان فعل ذلک فلا یوفق لخیرہ یکلہ اللہ عزوجل الی نفسہ فینبغی لہ ان یستعین باللہ تعالیٰ فی ھذا کلہ ویتبع مرضاتہ فی جمیع ما امرہ اللہ بہ ونھاہ لا یرید بہ بذلک احدا غیر اللہ عزوجل فاذا فعل ذلک ارشدہ اللہ ووفقہ واحبہ وجنبہ مکارھہ و سترہ بستر الاصفیاء العلماء باللہ الذین بذلک نالوا العلم باللہ عزوجل واما معرفۃ العمل للہ عزوجل فان یعلم العبد ان اللہ عزوجل امرہ بامور ونھاہ عن امور فالذی امرہ بہ ھو الطاعۃ والذی نھاہ عنہ ھو المعصیۃ لہ عزوجل وامرہ بالاخلاص فیھما والقصد الی سبیل الھدیٰ علی نھج الکتاب والسنۃ ولا یکون فی ضمیرہ فی فعلہ کل شیء غیر اللہ عزوجل ولا یکن ممن ترک المعاصی الظاھرۃ و اعرض عن ترک المعاصی الباطنۃ التی

طرح طرح کی آرزوئیں پیدا کر کے اپنی طرف مائل کر لیتا ہے لہٰذا انسان کو اپنی طبیعی خواہش کو پہچاننا چاہیئے کہ وہ کیا ہے اور کیوں پیدا ہوئی اگر وجہ پیدائش کمزور ہے اور اس کا لالچ کثیر وقوی ہے حرص سے بھرپور ہے ، جھوٹے دعوؤں سے آراستہ ہے تو اللہ کی اطاعت سے باہر ہے اس پر حرص و طمع حکمران ہے اور امیدوں کے ہاتھوں اسیر ہے خوف والی چیزوں کو امن والی سمجھتا ہے ، امیدیں باطل آرزوئیں ہیں صدق کذب اور دعوے باطل ہے اور نفس کی طرف سے ہر چیز دھوکہ اور فریب ہے نفس کا کوئی فعل قابل تعریف نہیں اور نہ کوئی دعوے سچا ہے لہٰذا اس سے جو کچھ ظاہر ہو اس سے دھوکا نہ کھانا اور نفس جس چیز کی طرف راغب ہو اس کی امید نہ باندھنا اگر نفس کے بندھن کھول دئے جائیں تو وہ شرارت پر اتر آتا ہے اور اگر اس کی لگام ڈھیلی کر دی جائے تو سرکش ہو جاتا ہے اگر اس کا کہا مان لیا جائے تو ہلاک کر دیتا ہے اگر اس کے محاسبہ سے غفلت برتی جائے تو پیٹھ موڑ کر کھسکنے لگتا ہے اگر اس کی مخالفت نہ کی جائے تو لے ڈوبتا ہے اور اگر اس کی خواہش کی پیروی کی جائے تو آگ میں لے کر کودجاتا ہے نفس میں ایسی بیکار و فضول اور لایعنی خواہشیں پیدا ہوتی ہیں جو حقیقت سے معرا ہوتی ہیں نفس کبھی خیر کی طرف نہیں لوٹتا .... اور بلاؤں کی جڑ ، رسوائی کی کان ابلیس کا خزانہ اور ہر برائی کا ٹھکانہ ہے اسے خالق کے سوا کوئی نہیں پہچانتا لہٰذا یہ انہیں برائیوں سے متصف ہے جن سے اللہ تعالیٰ نے اسے یاد فرمایا ہے جب یہ اللہ کا خوف ظاہر کرتا ہے تو امن کی حالت ہوتی ہے اور اگر یہ صدق کا دعوے کرتا ہے تو کذب ہوتا ہے اور اگر خلوص کا دعویدار ہے تو یہ ریا اور غرور ہے ، جب حقائق کا ظہور ہوتا ہے تو اس کا جھوٹ سچ کھل کر سامنے آجاتا ہے اور کسوٹی پر کسنے سے اس کی پول کھل جاتی ہے غرضیکہ ہر برائی سے بڑی آفت اس میں موجود ہے لہٰذا جن چیزوں کی

هي امهات الذنوب واصولها لان الله تعالىٰ ليس على هذا وعد بالمغفرة ولا على هذا ضمن الثواب في دار الجزاء فلا يجتهدن العبد في العبادة بالظاهر بفساد النية وسقم الارادة فتعود اذا ذاك طاعاته معاصي كلها فتحل به عقوبات الدنيا والآخرة مع تعب البدن وتلك المراد به وترك الشهوة واللذة فيخسر الدنيا والآخرة ولكن يزين طاعته بالاخلاص والتقوى والورع ونيته بالصدق ويحفظ ارادته بالمحاسبة وليكن همه طلب النية الصادقة وعزمه طلب الاخلاص والتوحيد في اقواله وافعاله واحواله اجمع عند اخذه في الطاعة واعرامنه عن المعصية حتى يثبت معرفة النية كما يثبت معرفة العمل وينبغي له ان يحترز من أن يخدعه ابليس اللعين بغوائله ويصرعه بمصائده ويوقعه في فخوخه ويذهب به بمكره وخدعه فان له مصائد مسجلات في القلوب وغوائل شهية وطرائف لذيذة يحسبه الجاهل نورا ويقينا وهو شك وظلمة يفتح له مائة باب من الطاعة يريد بذلك ان يدخله في ادنى منزلة يستغرق عمله بها فاياه ثم اياه الحذر الحذر فان قدر ان يتعلم خدعه كما يتعلم القرآن فليفعل فبهذا

طرف نفس بلاتا ہے انسان پر ان کے سلسلہ میں اس کی مخالفت اور نفس سے جنگ واجب ہے اور اس سے محاسبہ کرنا اور اس کی حفاظت کرنا انسان کا اولین فرض ہے اس کی کوئی کل صحیح نہیں وہ تو ہلاکت وتباہی کی طرف لپکتا ہے اور اس کی جو بھی برائی کی جائے اس سے بڑھتا ہوا ہی نکلتا ہے یہ ابلیس کا خزانہ، اس کی آرام گاہ، اس کا دار الخطابت اور دار الامارت ہے اور اس کا لنگوٹیا یار ہے پھر جب انسان نفس کو اس کے تمام نشانات سے پہچان لے اور اسے اس کی حقیقت معلوم ہو جائے تو نفس اس کی نگاہ میں ذلیل وخوار ہو جائے گا۔ اور انسان اللہ کے حکم سے اس پر حاوی ہو جائے گا جب انسان میں یہ تین عادتیں جمع ہو جائیں تو ان کے تحفظ پر اللہ تعالےٰ سے استعانت طلب کرتا رہے اور غافل نہ رہے اور اپنے نفس کا کہنا نہ مانے کیونکہ جب انسان اپنے نفس کو ادب سکھانے پر اور نفسانی خواہشات کی مخالفت پر قوی ہو تو وہ انشاء اللہ تمام عادتوں پر قوی رہے گا لہٰذا انسان پر لازم ہے کہ اللہ کے ساتھ ساتھ عزم بالجزم کو مقدم رکھے اور ان تمام باتوں میں اللہ کے سوا کسی دوسرے کی طرف مائل نہ ہو کیونکہ اگر کسی دوسرے کا خیال دل میں لے آؤ گے تو نیکی کی توفیق نصیب نہیں ہو گی اور حق تعالےٰ تمہیں تمہارے نفسوں کے حوالہ فرما دے گا اس لئے ان تمام باتوں میں اللہ ہی سے مدد مانگنی چاہیئے اور تمام اوامر ونواہی میں اللہ کی رضا کی پیروی کی جائے اور بجز حق تعالےٰ جل مجدہ کے کسی غیر کا خیال کبھی دل میں نہ لایا جائے پھر جب انسان مذکورہ بالا ہدایات پر عمل پیرا ہو گا حق تعالےٰ اسے ہدایت کی توفیق عطا فرمائے گا، اس سے محبت فرمائے گا، مکروہ کاموں سے اسے بچائے گا اور ان برگزیدہ اللہ والے علماء کے لباس سے اسے آراستہ فرمائے گا جو اس بلند مقام تک پہنچ گئے ہیں۔

امره الله جل ثناؤه فليحذره العبد في
طاعته كما يحذره في معاصيه فان خطر
بباله امر او دعته نفسه الى شيء او تحرك
بحركة فلا يعجلن دون المعرفة والعلم
وليرفق بنفسه ويترسل بترسل العلماء
ويجالس الفقهاء العالمين بالله وبامره
ونهيه حتى يدلوه على طريق الله عزوجل
ويعرفوه ذلك ويدلوه على دوائه ودائه
على ما قدمناه في مجلس التوبة ولا ينبغي
له ان يغتر بطول القيام وكثرة الصيام و
النوافل الظاهرة بلا معرفة منه بعمله فاذا
كان كذلك ورأى فعله مع معرفته بنفسه
وبربه ويجد وصح فعله فعندها يورث
العلم والفقه فما كان من علم ظاهر او
باطن نظر ان كان لله خالصا صادقا قبله
الله منه واثابه عليه وان كان غير ذلك
رده عليه فلم يسقط له عند ذلك فعل ولا
يخفى عليه امر فاذا كان فعل كذلك اعطى
كل خلق حسن وصح عقله وثبت عمله وزاد
حلمه وكان من اولياء الله واصفيائه
الذين بالله ينظرون وبالله يتكلمون وبه
ياخذون وبه يعطون ومع ذلك اتهم
نفسه واتهم هواه على نفسه ودينه واتهم
ابليس فحينئذ اتهم مع ذلك معرفته بنفسه
على معرفته بها۔

حق تعالیٰ کی رضا کے عملوں کی پہچان | جو عمل حق تعالیٰ شانہ کی خوشنودی و رضا کے لئے کئے جاتے ہیں ان کی پہچان یہ ہے کہ انسان کو ان کے بارے میں یقین ہو کہ فلاں کاموں کے کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے اور فلاں کاموں سے منع فرما دیا ہے لہٰذا جن کاموں کا حکم ہے انہیں بجالانا اطاعت ہے اور جن سے منع فرمادیا ہے ان پر عمل کرنا معصیت (گناہ) ہے حق تعالیٰ نے اوامر و نواہی میں اخلاص کا حکم فرمایا ہے اور کتاب و سنت کے مطابق انہیں ادا کرنے کی ہدایت فرمائی ہے اور ان عملوں کے بجالانے کی نیت محض حصول رضائے الٰہی ہو دل میں کچھ اور خیال نہ ہو اور یہ بھی نہ ہو کہ ظاہری گناہ تو چھوڑ دے لیکن باطنی گناہوں پر اڑا رہے جو اصل گناہ ہیں اور گناہوں کی جڑیں ہیں کیونکہ حق تعالیٰ نے ظاہری گناہ چھوڑنے پر مغفرت کا وعدہ نہیں فرمایا اور نہ ان کے چھوڑنے پر آخرت میں ثواب کی ضمانت لی لہٰذا فاسد نیت و بد ارادے کے ساتھ بندہ ظاہری عبادت میں دوڑ دھوپ نہ کرے کیونکہ اس صورت میں اس کی ساری عبادتیں گناہوں میں تبدیل کر دی جائیں گی اور اسے دنیا اور آخرت میں سزائیں بھگتنی پڑیں گی اور عملوں میں جو محنت و مشقت اٹھائی اور شہوت و لذت چھوڑی وہ رہی الگ اور عبادت سے جو مقصد تھا اس میں تشنہ کام رہا اور دنیا میں بھی گھاٹا اٹھایا اور آخرت میں بھی لہٰذا بندے کا فرض ہے کہ اطاعت کو خلوص و تقویٰ سے اور پارسائی سے حسین بنائے اور صدق سے نیت کو آراستہ کرے اور ارادے کا محاسبہ کر کے تحفظ کرے اور اس کا قصد صحیح و درست نیت کے ساتھ ہو اور عبادتوں کے بجالانے اور گناہوں سے بچنے کے سلسلہ میں اپنے تمام اقوال، افعال اور احوال میں طلب خلوص و توحید کا عزم بالجزم ہو حتیٰ کہ عمل کی معرفت کی طرح نیت کی معرفت بھی محقق و ثابت ہو جائے انسان کا فرض ہے کہ

فصل: ولاهل المجاهدة والمحاسبة واولى العزم عشر خصال جربوها لانفسهم فاذا اقاموها واحكموها باذن الله تعالى وصلوا الى المنازل الشريفة۔

اولها ان لا يحلف العبد بالله عزوجل صادقا ولا كاذبا عامدا ولا ساهيا لانه اذا احكم ذلك من نفسه وعود لسانه رفعه ذلك ان يترك الحلف ساهيا وعامدا فاذا اعتاد ذلك فتح الله له بابا من انواره يعرف منفعة ذلك فى قلبه وزيادة فى بدنه ورفعة فى درجته وقوة فى عزمه وفى بصره والثناء عند الاخوان وكرامة عند الجيران حتى ياتمر به من يعرفه ويهابه من يراه۔

والثانية ان يجتنب الكذب هازلا وجادا لانه اذا فعل ذلك واحكمه من نفسه واعتاده لسانه شرح الله به صدره وصفى به علمه حتى كانه لا يعرف الكذب واذا سمعه من غيره عاب ذلك عليه وعيره به فى نفسه وان دعا له بزوال ذلك كان له ثوابا۔

والثالثة: ان يحذر ان يعد احدا شيئا فيخلفه اياه وهو يقدر عليه الا من عذر بين او يقطع العدة البتة فانه اقوى لامره واقصد طريقة لان الخلف من

شیطان کے پھندوں سے خود کو محفوظ رکھے اور خوب محتاط رہے کہ ابلیس لعین اس سے دھوکہ دے کر تباہ کن عمل نہ کرانے پائے اسے اپنی مکاریوں سے نہ پچھاڑ سکے اور اپنے دام فریب میں نہ پھانسنے پائے، اسے حرام و مکروہ جگہ نہ لے جا سکے اور اسے مبلا پھسلا نہ سکے کیونکہ شیطان کے خنجر جن کو وہ لوگوں کے دلوں میں گھونپ دیتا ہے لوگوں کو میٹھے معلوم ہوا کرتے ہیں اس لعین کے تباہ کن خیالات طبیعتوں کو پسند آتے ہیں اور انسان اس کی نادر و انوکھی باتوں سے لذت اندوز ہوتا ہے، جاہل انہیں نور و یقین سمجھ بیٹھتا ہے حالانکہ وہ سراپا تاریکی و شک ہوتے ہیں یہ مکار و فریبی انسان کے لئے اطاعت کے سینکڑوں دروازے کھولتا ہے جن سے اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اس سے ایک معمولی سا گناہ کرالے جس کی بنا پر اس کے تمام عمل ڈوب جائیں اس لئے اس دشمن کے فریب سے ہوشیار رہو اور پھونک پھونک کر قدم اٹھاؤ قدم قدم پر خار ہی خار اور خاردار جھاڑیوں کے انبار ہیں کیا ہی اچھا ہو اگر شیطان مکاریوں اور دغابازیوں کو اسی طرح یاد کیا جائے جیسے قرآن یاد کیا جاتا ہے حق تعالےٰ جل شانہ نے یہی حکم فرمایا ہے اس لئے انسان عبادتوں میں بھی اس سے محتاط رہے اور گناہوں میں بھی، اگر کسی کے دل میں کوئی خیال پیدا ہو یا اس کا دل کسی چیز کی خواہش کرے یا وہ کوئی قدم اُٹھائے تو معرفت و علم کی روشنی کے بغیر بلا سوچے سمجھے فوراً حرکت نہ کرے، اپنے نفس کے ساتھ نرمی سے پیش آئے اور علماء کی طرح سوچ سمجھ کر احتیاط سے قدم اُٹھائے اور اللہ والے فقہاء کے ساتھ جو اللہ کے اوامر و نواہی سے واقف ہیں اُٹھے بیٹھے حتیٰ کہ وہ اسے اللہ کی راہ بتائیں، اس کی نشان دہی کریں اور بیماری کا کھوج لگا کر اس کی دوا بتائیں جیسا کہ ہم مجلس توبہ میں بیان کر آئے ہیں، انسان

الكذب فاذا فعل ذلك فتح له باب السخاء و درجة الحياء واعطى مودة فى الصادقين و رفعة عند الله جل ثناؤه -

والرابعة : يجتنب ان يلعن شيئا من الخلق او يؤذى ذرة فما فوقها لانها من اخلاق الابرار والصادقين وله عاقبة حسنة فى حفظ الله اياه فى الدنيا مع ما يدخر له عنده من الدرجات ويستنقذه من مصارع الهلكة ويسلمه من الخلق و يرزقه رحمة العباد والقرب منه عزوجل -

والخامسة : يجتنب ان يدعو على احد من الخلق وان ظلمه فلا يقطعه بلسانه ولا يكافئه بفعاله ويحتمل ذلك لله تبارك وتعالى ولا يكافئه بقول ولا فعل فان هذه الخصال ترفع صاحبها فى الدرجات العلا اذا تادب بها ينال بها منزلة شريفة فى الدنيا والآخرة والحب والمودة فى قلوب الخلق اجمعين من قريب وبعيد واجابة الدعوة والعلو فى الخير والعز فى الدنيا فى قلوب المؤمنين -

والسادسة ان لا يقطع الشهادة على احد من اهل القبلة بشرك ولا كفر ولا نفاق فانه اقرب للرحمة واعلى فى الدرجة وهى تمام السنة وابعد عن الدخول فى علم الله سبحانه وتعالى وابعد من

بلا معرفت کے طویل قیام و کثرت صیام اور ظاہری نوافل سے دھوکہ نہ کھائے اگر کثرت قیام وغیرہ ہو اور اس کے خیال میں یہ عبادتیں نفس کو رب العالمین، اور اپنے دشمن ابلیس کو پہچانتے ہوئے روپذیر ہوں تو عبادتیں صحیح ہیں اور یہ اس کے علم و فقہ کی علامت ہے پھر انسان اپنے ظاہری اور باطنی اعمال پہ غور کرے اگر یہ عمل خالص اللہ ہی کے لئے ہیں اور صدق و خلوص والے ہیں تو حق تعالےٰ انہیں قبول فرما لے گا اور ان پہ ثواب عطا فرمائے گا اور اگر اس کے برعکس ہیں تو منہ پر مار دیئے جائیں گے اس صورت میں انسان اپنے فرائض سے سبکدوش نہ ہوگا خود انسان کو بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ میرے عمل مقبول ہیں یا مردود اگر اس نے مقبول عمل کئے ہوں گے تو اخلاق حسنہ کا مالک ہوگا، عقل درست رہے گی، عمل صحیح ہوگا اور ہوشیاری میں اضافہ ہوگا اور اس کا اللہ کے اولیاء اور برگزیدہ بندوں میں شمار ہوگا جو اللہ ہی کے ساتھ دیکھتے ہیں، اللہ ہی کے ساتھ کلام کرتے ہیں اللہ ہی کے ساتھ لیتے ہیں اور اللہ ہی کے ساتھ دیتے ہیں اور فنافی اللہ ہیں، اس کے باوجود اپنے نفس کو، نفسانی خواہشوں کو متہم قرار دے اور ابلیس کو بھی اور خود اپنی معرفت کو بھی متہم قرار دے کہ ہنوز مجھے پوری معرفت حاصل نہیں ہوئی رستگاری کی یہی صورت ہے

اصحاب مجاہدہ کی دس عادتیں

ارباب مجاہدہ و محاسبہ اور پکے ارادے والوں کے اندر دس عادتیں کارفرما رہتی ہیں جن کو وہ اپنے لئے آزما چکے ہیں اور جب یہ حضرات اپنے اندر اللہ کے حکم سے یہ دس عادتیں قائم رکھ لیں اور انہیں مستحکم و راسخ کر لیں تو بلند و شریف مقام حاصل کر لیتے ہیں (۱) اللہ کی قسم کھا کر جو وعدہ کیا گیا ہو خواہ سچا ہو یا جھوٹا عمداً کیا گیا ہو یا بھول کر اس کے خلاف ہرگز نہ کیا جائے جب انسان کے اندر یہ عادت جڑ پکڑ جاتی ہے اور اپنی زبان کو اس کا عادی بنا لیتا ہے تو قسم کھانا چھوڑ دیتا ہے اور

مقت اللّٰہ عزوجل واقرب الی رضا اللّٰہ تعالیٰ
ورحمتہ فانہ باب شریف کریم علی اللّٰہ
یورث الحب الرحمۃ للخلق اجمعین۔
والسابعۃ: یجتنب النظر والھم الی شیء
من المعاصی ظاھرا و باطنا و یکف عنھا
جوارحہ فان ذلک من اسرع الاعمال ثوابا
للقلب والجوارح فی عاجل الدنیا مع ما یدخر
اللّٰہ تعالیٰ لہ من خیر الآخرۃ نسأل اللّٰہ تعالیٰ
ان یمن علینا اجمعین بالعمل بھذہ الخصال
وان یخرج شھواتنا من قلوبنا۔
والثامنۃ یجتنب ان یجعل علی احد من
الخلق منہ مؤنۃ صغیرۃ ولا کبیرۃ بل یرفع
مؤنتہ عن الخلق اجمعین مما احتاج الیہ
واستغنی عنہ فان ذلک تمام عزۃ العابدین
وشرف المتقین وبہ یقوی علی الامر بالمعروف
والنھی عن المنکر ویکون الخلق عندہ
اجمعون بمنزلۃ واحدۃ فی الحق سواء فاذا
کان کذلک نقلہ اللّٰہ تعالیٰ الی الغناء
والیقین والثقۃ بہ عزوجل ولا یرفع احدا
بھواہ ویکون الناس عندہ فی الحق سواء
ونقطع بان ھذا الباب عز المومنین وشرف
المتقین وھو اقرب باب الی الاخلاص۔
والتاسعۃ: ینبغی لہ ان یقطع طمعہ
من الآدمیین لا یطمع نفسہ فی شیء مما
فی ایدیھم فانہ العز الاکبر والغنی الخالص

شعوری اور غیر شعوری کسی طور پر بھی قسم نہیں کھاتا اور جب اس کا عادی بن جاتا ہے تو حق تعالےٰ اس پر اپنے انوار کا دروازہ کھول دیتا ہے جس کا فائدہ اسے اپنے دل میں محسوس ہوتا ہے اور بدن میں بھی اس کا درجہ بلند ہو جاتا ہے عزم مستحکم ہو جاتا ہے نگاہ تیز ہو جاتی ہے لوگ تعریف کرتے ہیں اور پاس پڑوس میں عزت بڑھ جاتی ہے حتیٰ کہ جان پہچان والے اس سے مشورہ کرتے ہیں اور دیکھنے والوں پر اس کا رعب پڑتا ہے (۲) جھوٹ سے قطعی پرہیز کیا جائے خواہ دل لگی کے طور پر جھوٹ ہو یا سنجیدگی سے کیونکہ جب یہ عادت راسخ ہو جائے گی اور زبان پر کبھی جھوٹ نہیں آئے گا تو حق تعالیٰ اس کا شرح صدر فرائے گا اور اس سے اس کا علم نکھر آئے گا اور یہاں تک صفائی ہو گی گویا اسے معلوم ہی نہیں کہ جھوٹ کس چڑیا کا نام ہے اور اگر کسی سے جھوٹی بات سنے گا تو جھوٹ پر اسے قائل کرے گا اور اپنے دل ہی دل میں جھوٹ سے اسے شرم دلائے گا اور اگر اس کے لئے دعا کر دے کہ حق تعالیٰ اس سے اس کی جھوٹ بولنے کی عادت چھڑا دے تو ثواب ملے گا۔

(۳) مقدور بھر وعدہ خلافی نہ کرے اور اس سلسلہ میں پوری پوری احتیاط برتے ہاں اگر بظاہر کوئی معقول عذر ہو تو دوسری بات ہے یا سرے سے وعدہ کرنے کی عادت ہی چھوڑ دے یہ سب سے اچھی بات ہے اور اس سلسلہ میں درمیانی راہ ہے کیونکہ وعدہ خلافی بھی جھوٹ ہی ہے۔ اس عادت سے حق تعالیٰ اس کے لئے سخاوت اور حیا کا دروازہ کھول دے گا اور سچے دوستوں کے دلوں میں محبت بڑھے گی اور حق تعالیٰ جل مجدہٗ کے نزدیک درجہ بلند ہو گا (۴) کسی کو برا نہ کہے اور نہ کسی کو دکھ پہنچائے حتیٰ کہ ایک چیونٹی کو بھی دکھ نہ پہنچائے یہ عادت اللہ کے نیک اور مخلص بندوں کی ہے اور اس کا انجام بخیر ہے اور ایسا شخص دنیا میں اللہ کی حفاظت میں رہتا ہے علاوہ ازیں اس نے اپنے پاس آخرت کے لئے ذخیرۂ درجات

والملك العظيم والفخر الجليل واليقين الصادق والتوكل الشافی الصحيح وهو باب من ابواب الثقة بالله عزوجل وهو باب من ابواب الزهد وبه ينال الورع ويكمل نسكه وهو من علامات المنقطعين الى الله تبارك وتعالى۔

الخصلة العاشرة التواضع لانه بذلك يشيد مجد درجته وتعلو منزلته ويستكمل العز والرفعة عند الله تعالى وعند الخلق ويقدر على مايريد من امر الدنيا والآخرة وهذه الخصلة اصل الطاعات كلها وفرعها وكمالها وبها يدرك العبد منازل الصالحين الراضين عن الله تعالى فی الضراء والسراء وهی كمال التقوى والتواضع هو ان لا يلقى العبد احدا من الناس الا رأى له الفضل عليه ويقول عسى ان يكون عند الله خيرا منی وارفع درجة فان كان صغيرا قال هذا لم يعص الله وانا قد عصيت فلا اشك انه خير منی وان كان كبيرا قال هذا عبد الله قبلی وان كان عالما قال هذا اعطى مالم ابلغ ونال مالم انل وعلم ما جهلت وهو يعمل بعلم وان كان جاهلا قال هذا عصى الله بجهل وانا عصيته بعلم ولا ادری بم يختم له وبما يختم لی وان كان كافرا قال لا ادری عسى ان يسلم هذا فيختم له بخير العمل وعسى اكفر

جمع کرلیا ہے اس کی برکت سے حق تعالےٰ اسے خطرناک پھندوں سے اور ہلاکت گاہوں سے نکال لاتا ہے اور لوگوں کی شرارتوں سے محفوظ فرما دیتا ہے اور عوام کے دلوں میں محبت پیدا فرما دیتا ہے، اور حق تعالیٰ شانہ کا قرب نصیب ہوتا ہے (۵) کسی پر بددعا نہ کرے اگرچہ ظالم ہی کیوں نہ ہو اور ظالم کو نہ زبان سے کچھ کہے اور نہ ظلم کا بدلہ لے اور حق تعالےٰ کے لئے ظالم کا ظلم برداشت کرلے اور قول و فعل سے بدلہ نہ لے۔ یہ خصلت انسان کو بہت بلند کردیتی ہے اور اونچے درجوں تک اٹھا کر لے جاتی ہے جب کسی میں یہ نیک عادت پائی جاتی ہے تو وہ دنیا اور آخرت میں ایک شریف مقام حاصل کرلیتا ہے اور عوام وخواص میں ہر دلعزیز بن جاتا ہے خواہ وہ اپنے ہوں یا پرائے اور بیگانے ہوں یا بیگانے اور اس کی دعا شرف قبولیت حاصل کرتی ہے اور مومنوں کے دلوں میں دنیا میں عزت بڑھتی ہے اور نیکیوں میں اونچا مقام حاصل ہوتا ہے (۶) کسی اہل قبلہ کو قطعی طور پر مشرک یا کافر یا منافق نہ کہے یہ خصلت لوگوں کی محبت سے قریب تر ہے اور انتہائی بلند درجہ والی ہے، سنت کے عین مطابق ہے۔ اللہ کے علم میں دخل دینے سے بہت دور ہے اور اللہ کے غصہ سے بھی بہت دور ہے اور اللہ کی رضا اور رحمت کے بہت قریب ہے اور یہ ایک شریف و معزز دروازہ ہے جس سے حق تعالےٰ تمام لوگوں کے دلوں میں اپنے بندے کی محبت پیدا فرماتا ہے (۷) ہر طرح کے گناہ کی (خواہ ظاہری گناہ ہو یا باطنی) طرف اچٹتی ہوئی نگاہ بھی نہ ڈالے اور گناہ کا تصور بھی دل میں نہ آنے دے اور اپنے اعضاء کو سختی کے ساتھ گناہوں سے باز رکھے کیونکہ اس طرح گناہوں سے گھبراشت کرنے سے دل و اعضاء کے نیک اعمال کا ثواب بہت تیزی سے مرتب ہوتا ہے اور حق تعالیٰ آخرت کی بھلائی جو جمع کر کے رکھتا ہے وہ اس کے علاوہ ہے ہماری حق تعالےٰ جل شانہ سے

انا فيختم لي بشر العمل وهذا باب الشفقة والوجل واول ما يصحب وآخر ما يبقى على العباد فاذا كان العبد كذلك سلمه الله من الغوائل وبلغ به منازل النصيحة لله عزوجل وكان من اصفياء الرحمٰن واحبابه وكان من اعداء ابليس عدو الله لعنه الله وهو باب الرحمة ومع ذلك يكون قد قطع طريق الكبر وحبال العجب ورفض درجة العلو وجانب درجة التعزز في نفسه في الدين والدنيا والآخرة وهو مخ العبادة وغاية شرف الزاهدين وسيما الناسكين فلا شيء افضل منه ومع ذلك يقطع لسانه عن ذكر العالمين فلا يتم له عمل الابه ويخرج الغل و البغي والكبر من قلبه في جميع احواله وكان لسانه في السر والعلانية واحدا ومشيئته في السر والعلانية واحدا وكلامه كذلك والخلق عنده في النصيحة واحدا ولا يكون من الناصحين وهو يذكر احدا من خلق الله بسوء او يعيره بفعل او يحب أن يذكر عنده بسوء او يرتاح قلبه اذا ذكر عنده بسوء وهذا آفة العابدين وعطب النساك وهلاك الزاهدين الامن اعانه الله عزوجل على حفظ لسانه وقلبه برحمته۔

دعا ہے کہ وہ ہم سب مسلمانوں کو ان عادتوں پر عمل کرنے کی اپنی مہربانی سے توفیق عطا فرمائے اور ہمارے دلوں سے نفسانی خواہشیں دُور فرما دے آمین ثم آمین۔ (۸) اپنا بار خواہ تھوڑا ہو یا بہت کسی پر نہ ڈالے بلکہ اس سلسلہ میں سب سے بے نیاز رہے اور اپنی کوئی ضرورت کسی کے سامنے پیش نہ کرے کیونکہ یہ استغناء عبادت گزاروں کی عزت کا اور پرہیزگاروں کے شرف کا تتمہ ہے اور اس کی برکت سے تبلیغ پر توت وجرأت حاصل ہوتی ہے اور اس کے نزدیک اس سلسلہ میں تمام مخلوق برابر ہوتی ہے اور سب کا حق یکساں ہوتا ہے جب یہ عادت پیدا ہو جاتی ہے تو حق تعالیٰ شانہ اس کی تونگری کا ضامن بن جاتا ہے اور یقین و توکل کا بھی کفیل ہو جاتا ہے اور اسے اس کی خواہش نفسانی پر ابھرنے نہیں دیتا اور لوگ حق میں اس کی نگاہ میں برابر رہتے ہیں۔ اس بات پر انسان کو قطعی طور پر یقین کر لینا چاہیئے کہ یہ عادت مومنوں کے لئے عزت کا اور پارساؤں کے لئے شرف و وقار کا سبب ہے اور خلوص کا قریب ترین دروازہ ہے (۹) انسان کو چاہیئے کہ کسی سے لالچ نہ رکھے اور سب کے مال کی طرف سے ناامید ہو جائے یہی اس کے لئے سب سے بڑی عزت، اصلی تونگری، عظیم ملک جلیل القدر فخر، یقین صادق اور صحیح و شافی توکل ہے، اللہ پر بھروسہ کئے جانیوالے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے اور پارسائی کے دروازوں میں سے بھی ایک دروازہ ہے اور اسی سے انسان پارسائی حاصل کرتا ہے اور اس کی عبادتیں مکمل ہوتی ہیں اور یہی ان کی ایک نشانی ہے جو دنیا سے کٹ کر اللہ سے جڑ جاتے ہیں (۱۰) دسویں عادت تواضع اور مسکینی ہے کیونکہ اس سے انسان اپنے مقام شرف کو مضبوط کرتا ہے، اپنا مرتبہ بلند کرتا ہے، اللہ کی اور مخلوق کی نگاہوں میں اپنی عزت و رفعت کی

فصل : واما التوکل فالاصل فیہ قولہ عزوجل ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ و قولہ تعالیٰ وعلی اللہ فتوکلوا ان کنتم مؤمنین وعن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال رأیت الامم بالموسم فرأیت امتی قد ملأت السھل والجبل فاعجبتنی کثرتھم وھیئتھم فقیل لی ارضیت قلت نعم قیل ومع ھولاء سبعون الفا یدخلون الجنۃ بغیر حساب لایکتوون ولا یتطیرون ولا یسترقون وعلی ربھم یتوکلون فقام عکاشۃ بن محصن الاسدی فقال یارسول اللہ ادع اللہ ان یجعلنی منھم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللھم اجعلہ منھم فقام آخر فقال ادع اللہ ان یجعلنی منھم فقال صلی اللہ علیہ وسلم سبقک بھا عکاشۃ وحقیقۃ التوکل تفویض الامور الی اللہ عزوجل والتنقی عن ظلمات الاختیار والتدبیر والسترقی الی ساحات شھود الاحکام والتقدیر فیقطع العبد ان لاتبدیل للقسمۃ فما قسم لہ لایفوتہ ومالم یقدر لہ لایناْلہ فیسکن قلبہ الی ذلک ویطمئن الی وعد مولاہ فیاخذ من مولاہ والتوکل ثلاث درجات وھی التوکل ثم التسلیم ثم التفویض فالمتوکل یسکن الی وعد ربہ

تکمیل کرتا ہے اور حسب منشا دینوی اور اخروی کاموں پر قادر ہوتا ہے یہ عادت تمام عبادتوں کی نہ صرف جڑ بلکہ معہ ٹہنیوں، گرہوں اور پتوں کے مکمل درخت ہے اسی سے تمام عبادتوں کا تکملہ ہوتا ہے اور اسی سے ان صلحا جیسے مراتب حاصل کرتا ہے جو ہر حال میں خواہ تنگی ہو یا فراخی اور بیماری ہو یا تندرستی، اللہ سے راضی رہتے ہیں اور یہی تواضع تقوے کا کمال ہے۔ تواضع یہ ہے کہ انسان جس سے بھی ملے اسی کو اپنے سے اچھا سمجھے اور یہ گمان کرلے کہ ممکن ہے اللہ کے نزدیک یہ مجھ سے اچھا ہو اور اس کا درجہ بارگاہ قدس میں مجھ سے اونچا ہو اگر وہ نابالغ ہو تو خیال کرے کہ یہ اللہ کا بندہ معصوم و بے گناہ ہے اور میں گناہوں میں لتھڑا ہوا ہوں بلاشبہ یہ مجھ سے بہتر ہے اور اگر بڑا ہو تو یہ تصور کرے کہ اس اللہ کے بندے نے مجھ سے پہلے اللہ کی عبادت کی اس لئے مجھ سے افضل ہے اور اگر عالم ہو تو یہ رائے قائم کرے کہ اس کو وہ نعمت نصیب ہے جو مجھے نصیب نہیں اور اس کے پاس وہ بیش بہا دولت ہے جو میرے پاس نہیں اور وہ علم ہے جس سے میں بیگانہ ہوں اور اپنے علم کے تقاضوں پر عمل پیرا بھی ہے لہٰذا مجھ سے کہیں بہتر ہے اور اگر جاہل ہو تو سوچ کہ یہ بے چارہ تو جہل کی حالت میں اللہ کی نافرمانی کر رہا ہے اور میں جاننے کے باوجود اللہ کی نافرمانی کرتا ہوں لہٰذا یہ مجھ سے اچھا ہے مجھے معلوم نہیں کہ میرا خاتمہ کس عمل پر ہو اور اس کا خاتمہ کس عمل پر ہو اور اگر کافر ہو تو یہ خیال کرلے کہ ممکن ہے یہ مشرف بہ اسلام ہو کر اچھے عمل پر دنیا سے رخصت ہو جائے اور خدانخواستہ معاذ اللہ معاذ اللہ میں ناشکرا بن کر دنیا سے برے عمل پر سدھار جاؤں حق تعالیٰ تمام مسلمانوں کا خاتمہ بخیر فرمائے آمین یہ خوف و بیم کا ایک دروازہ ہے اور سب سے پہلے انسان کے ساتھ ہوتا ہے اور آخری سانس تک باقی رہتا ہے پھر جب بندہ متواضع بن کر زندگی گزارتا ہے تو حق تعالیٰ

وصاحب التسلیم یکتفی بعلمہ وصاحب التفویض یرضی بحکمہ وقیل التوکل بدایۃ والتسلیم وسط والتفویض نھایۃ وقیل التوکل صفۃ المومنین والتسلیم صفۃ الاولیاء والتفویض صفۃ الموحدین وقیل التوکل صفۃ العوام والتسلیم صفۃ الخواص والتفویض صفۃ خواص الخواص وقیل التوکل صفۃ الانبیاء والتسلیم صفۃ ابراھیم والتفویض صفۃ نبینا صلوات اللہ علیھم اجمعین فالتوکل علی کمال الحقیقۃ وقع لابراھیم الخلیل علیہ السلام فی الوقت الذی فیہ قال لجبریل علیہ السلام اما الیک فلا لانہ غابت نفسہ حتی لم یبق لھا اثر فلم یر مع اللہ تعالی غیر اللہ عزوجل وقال سھل بن عبد اللہ رحمہ اللہ تعالی اول مقام فی التوکل ان یکون العبد بین یدی اللہ عزوجل کالمیت بین یدی الغاسل یقلبہ کیف اراد لا یکون لہ حرکۃ ولا تدبیر فالمتوکل علی اللہ سبحانہ وتعالی یکون لا یسأل ولا یرید ولا یرد ولا یحبس وقیل ایضا التوکل ھو الاسترسال وقال حمدون رحمہ اللہ تعالی ھو الاعتصام باللہ عزوجل وقال ابراھیم الخواص رحمہ اللہ تعالی حقیقۃ التوکل اسقاط الخوف والرجاء مما سوی اللہ عزوجل وقیل التوکل ردّ العیش الی یوم واحد

اسے تباہ کن اثرات سے بچا لیتا ہے اور اپنی ہمدردی کے منازل تک پہنچا دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا برگزیدہ اور محبوب بندہ بن جاتا ہے اور ابلیس لعین کا پکا دشمن اور ٹھیٹھ مخالف ثابت ہوتا ہے یہ عادت محبت و شفقت کی ایک شاخ ہے اور غرور کا راستہ مٹا دیتی ہے اور کبر کی رسیاں کاٹ دیتی ہے اور ذاتی بڑائی کا درجہ چھڑا دیتی ہے اور دین و دنیا میں اور آخرت میں ذاتی عزت و رفعت سے دور کر دیتی ہے، بلکہ سچ پوچھو تو عبادت کا جوہر ہے پارساؤں کے شرف کی انتہائی حد ہے اور عبادت گزاروں کی ایک مخصوص علامت ہے اور اس سے افضل کوئی چیز نہیں اس کے ساتھ ساتھ عابدوں کی زبانوں کو دنیا کے ذکر سے روک دیتی ہے اس کا ہر عمل اسی سے تکمیلی مراحل طے کرتا ہے اور ہر حال میں دل سے حسد، کینہ بغاوت کا جذبہ اور غرور نکال پھینکتی ہے اور ظاہر و باطن میں ایک زبان بنا دیتی ہے اور ظاہر و باطن میں ارادہ اور کلام ایک ہی کر دیتی ہے ایسے شخص کی نگاہ میں خیر خواہی کے اعتبار سے تمام مخلوق یکساں ہوتی ہے انسان کسی کا خیر خواہ نہیں ہو سکتا جب تک اسے برائی سے یاد کرنا نہ چھوڑ دے اور اس پر طعن و تشنیع نہ چھوڑ دے اگر اسے یہ پسند ہے کہ اس کے سامنے کسی کی برائی کی جائے یا وہ کسی کی برائی سن کر خوش ہوتا ہے تو یہ عابدوں کے لئے آفت، سالکوں کے لئے تباہی اور زاہدوں کے لئے ہلاکت ہے حق تعالیٰ جل مجدہٗ زبان و دل کی حفاظت پر انکی (اور ہماری) اعانت فرمائے آمین۔

توکل | توکل کی دلیل قرآن حکیم کی یہ آیت ہے اور جو اللہ پر بھروسہ رکھے اللہ اسے کافی ہے اور یہ بھی کہ اگر تم مومن ہو تو اللہ ہی پر بھروسہ رکھو۔ حضرت ابن مسعودؓ ۔۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ مجھے حج کے زمانہ میں قومیں دکھائی گئیں میں نے اپنی امت کو دیکھا کہ اس سے میدان اور پہاڑ پٹے ہوئے ہیں ان کی کثرت و ہیئت دیکھ کر میں حیران

واسقاط همّهم غدًا وقال ابو علي الروذباري رحمه الله تعالى مراعاة التوكل ثلاث درجات الاولى منها اذا اعطى شكر واذا منع صبر والثانية ان يكون العبد المنع والعطاء عنده واحد والثالثة المنع مع الشكر احبّ اليه لعلمه باختيار الله تعالى له ذلك وروى عن جعفر الخلدي قال قال ابراهيم الخواص رحمه الله تعالى كنت في طريق مكة مارا فرأيت شخصا وحشيا فجئت اليه فقلت اجني ام انسي فقال بل جني فقلت الى اين فقال الى مكة فقلت له بلا زاد ولا راحلة قال نعم ان فينا ايضا من يسافر على التوكل فقلت له ما التوكل قال الاخذ من الله وقال سهل رحمه الله تعالى هو معرفة معطي ارزاق المخلوقين ولا يتم لاحد التوكل حتى يكون عنده السماء كالصفر والارض كالحديد لا ينزل من السماء مطر ولا يخرج من الارض نبات ويعلم ان الله لا ينسى له ما ضمن له من رزقه بين هذين وقيل هو ان لا تعصى الله تعالى من اجل رزقك وقال بعضهم حسبك من التوكل ان لا تطلب لنفسك ناصرا غير الله تعالى ولا لرزقك خازنا غيره ولا لعملك

رہ گیا پھر مجھ سے پوچھا گیا: کیا آپ خوش ہیں؟ میں نے کہا: ہاں (خوش ہوں) کہا گیا کہ ان میں سے ستر ہزار بلا حساب کے جنت میں جائیں گے جو داغ نہیں لگواتے، نہ بری شگونوں کے قائل ہوتے ہیں اور نہ دم وغیرہ کراتے ہیں اور اپنے پروردگار ہی پر بھروسہ رکھتے ہیں یہ سُن کر عکاشہ بن محصن اسدی نے کھڑے ہو کر کہا کہ اے اللہ کے رسول (صلعم) اللہ سے دُعا فرما دیں کہ اللہ مجھے بھی ان میں شامل فرما لے پھر رسول اللہ صلعم نے ان کے حق میں دعا فرمائی کہ اے اللہ انہیں ان میں شامل فرما پھر دوسرے شخص نے کھڑے ہو کر یہی سوال کیا آپ نے فرمایا عکاشہ اس سوال پر تم سے پہل کر گیا۔

توکل کی حقیقت توکل کی حقیقت یہ ہے کہ اپنے تمام کام اللہ تعالیٰ کو سونپ دئے جائیں اور اختیار و تدبیر کے اندھیروں سے نکل کر اور ترقی کر کے مشیت و تقدیر کے فراخ میدان میں آجاتا ہے یعنی یہ یقین کر لیتا ہے کہ تحریرِ تقدیر میں ردوبدل ہونے والا نہیں جو میرے نصیب میں ہو گا مجھے ضرور ملے گا اور جو مقدر میں نہیں ہو گا وہ ہرگز نہیں ملے گا اس عقیدے سے دل میں اطمینان و ٹھنڈک ہو اور اپنے آقا کے وعدے پر یقین ہو اور اپنے آقا سے اپنے حصہ کی روزی حاصل کرے

توکل کے درجے توکل کے تین درجے ہیں توکل[1]، تسلیم[2]، تفویض[3] پہلا درجہ توکل کا ہے کہ متوکل کو اپنے رب کے وعدے پر یقین و اطمینان ہو دوسرا درجہ تسلیم کا ہے صاحب تسلیم اللہ کے علم پر قناعت کرتا ہے تیسرا درجہ تفویض کا ہے صاحب تفویض اللہ تعالیٰ کے حکم پر راضی رہتا ہے یعنی توکل ابتدائی، تسلیم درمیانی اور تفویض انتہائی درجہ ہے بعض کے نزدیک توکل مومنوں کی، تسلیم اولیاء کی اور تفویض فرزندانِ توحید کی صفت ہے، بعض کے نزدیک توکل عوام کی، تسلیم خواص کی اور تفویض اخص الخواص کی صفت ہے۔ بعض کے نزدیک توکل انبیائے کرام کی تسلیم حضرت ابراہیم کی اور تفویض ہمارے محبوب نبی کی صفت ہے

شاهد غيره وقال الجنيد رحمه الله تعالى
التوكل ان تقبل بالكلية على ربك وتعرض
عمن دونه وقال النوري رحمه الله تعالى هو
ان تفنى تدبيرك فى تدبيره وترضى بالله وكيلا
ومدبرا ونصيرا قال الله تعالى وكفى
بالله وكيلا وقيل هو اكتفاء العبد
الذليل بالرب الجليل كاكتفاء الخليل
بالجليل حين لم ينظر الى عناية جبريل
عليه السلام وقيل هو السكون عن
الحركات اعتمادا على خالق الارض
والسموات وقيل لبهلول المجنون رحمه الله
تعالى متى يكون العبد متوكلا قال
اذا كان بالنفس غريبا بين الخلق و
بالقلب قريبا الى الحق وقيل لحاتم
الاصم رحمه الله تعالى علام بنيت امرك
هذا من التوكل قال على اربع خلال علمت
ان رزقي ليس ياكله غيري فلست اشتغل
به وعلمت ان عملي لا يعمله غيري فانا
مشغول به وعلمت ان الموت ياتي بغتة
فانا بادره وعلمت انى بعين الله تعالى فى
كل حال فانا مستحي منه وعن ابي موسى
الدبيلي قال سألت عبد الرحمن بن يحيى
عن التوكل فقال لي لو ادخلت يدك فى
فم التنين حتى تبلغ الى الرسغ لم تخف
مع الله شيئا فقال ابو موسى رحمه الله

حق تعالیٰ شانہٗ کی آپ پر اور تمام انبیائے کرام پر رحمتیں نازل ہوں۔
لہٰذا اصل توکل مع اپنی مکمل حقیقت کے حضرت ابراہیم خلیل اللہ
کے اندر پایا گیا جب آپ کو آگ میں ڈالا گیا اور حضرت جبرئیلؑ نے آپ سے پوچھا
مجھ سے کچھ کام تو نہیں تو فرمایا آپ سے مجھے کچھ کام نہیں کیونکہ اس وقت
آپ کو اپنے نفس کی خبر نہ تھی صرف اللہ کی طرف دھیان تھا اور نفس کا
ذرا سا بھی کہیں سراغ نہیں ملتا تھا اس لئے آپ نے اللہ تعالیٰ کی موجودگی
میں غیر اللہ کی طرف بالکل توجہ نہیں فرمائی۔

سہل بن عبد اللہ:۔ توکل کا پہلا مقام یہ ہے کہ انسان اللہ کی تقدیر
کے آگے اس طرح بن جائے جیسے مُردہ نہلانے والے کے آگے ہوتا ہے کہ
نہلانے والا اسے جس طرف چاہتا ہے پلٹ دیتا ہے اور مردے میں
نہ حرکت ہوتی ہے اور نہ کوئی تدبیر پائی جاتی ہے لہٰذا توکل کرنے والے
کی طرف ہوتی ہے وہ حق تعالیٰ سے کچھ نہیں مانگتا نہ اس کے عطیہ کو لوٹاتا ہے
اور نہ روک کر رکھتا ہے۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ توکل اپنے کو تقدیر پر چھوڑ دینا ہے۔ حمدونؒ:
توکل اللہ تعالیٰ کو مضبوطی سے پکڑ لینا ہے۔ ابراہیمؒ خواص:۔ توکل کی
حقیقت غیر اللہ سے خوف و رجا کو ہٹا دینا ہے یعنی غیر اللہ سے ڈرا نہ
جائے اور نہ اس سے کوئی آس باندھی جائے۔ بعض علماء:۔ توکل آج
کی زندگی کے لئے سامان فراہم کرنا اور کل کا فکر نہ کرنا ہے۔ ابو علی رودباریؒ:
توکل کی رعایت و نگہداشت کے تین درجے ہیں پہلا درجہ یہ ہے کہ اگر کچھ
مل جائے تو اللہ کا شکر ادا کرے اور اگر کچھ نہ ملے تو صبر کرے دوسرا
درجہ یہ ہے کہ انسان اس حالت میں ہو کہ کسی شے کا ملنا نہ ملنا اس کے
نزدیک برابر ہو تیسرا درجہ یہ ہے کہ نہ ملنا مع شکر کے زیادہ محبوب
ہو کیونکہ اسے معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسی کو میرے لئے پسند
فرمایا ہے۔ جعفر خلدی از ابراہیم خواصؒ:۔ ایک دفعہ میں کہ مکہ معظمہ
جا رہا تھا۔ میں نے راہ میں ایک وحشی آدمی دیکھا اور اس کے قریب

تعالیٰ نخرجت الی ابی یزید البسطامی رحمہ اللہ تعالیٰ اسالہ عن التوکل فدققت علیہ الباب فقال لی یا ابا موسیٰ ماکان لک فی جواب عبد الرحمن من القناعۃ حتی تجیء و تسألنی فقلت یا سیدی افتح الباب فقال لو جئتنی زائرًا لفتحت لک الباب خذ الجواب من الباب فانصرفت فلولا الحیۃ التی ھی مطوقۃ بالعرش ھمت بک لم تخف مع اللہ شیئًا قال ابو موسیٰ رحمہ اللہ تعالیٰ فانصرفت حتی جئت الی دبیل فاقمت بھا سنۃ ثم اعتقدت الزیارۃ فخرجت الی ابی یزید فلما وصلت الیہ قال لی الآن جئتنی زائرًا مرحبا بالزائر ادخل فاقمت عندہ شھرا لا یقع لی شیء الا اخبرنی بہ قبل ان اسالہ فقلت لہ یا ابا یزید ارید الخروج فاطلب منک فائدۃ فقال اعلم ان فائدۃ المخلوقین لیست بفائدۃ فانصرفت فجعلتھا فائدۃ وانصرفت وعن ابن طاؤس الیمانی رحمہ اللہ تعالیٰ عن ابیہ طاؤس رحمہ اللہ تعالیٰ قال ان اعرابیا جاء براحلۃ لہ فبرکھا وعقلھا ثم رفع رأسہ الی السماء فقال اللھم ان ھذہ الراحلۃ وما علیھا فی ضمانک حتی اخرج الیھا ومضی ثم دخل المسجد الحرام فخرج الاعرابی من المسجد الحرام وقد

جاکر اس سے پوچھا: کیا آپ جن ہیں یا انسان؟ اس نے کہا: میں جن ہوں میں نے پوچھا: کہاں کا ارادہ ہے؟ بولا۔ مکہ جا رہا ہوں، میں نے کہا۔ کیا بے سروسامان اور بلا سواری کے؟ بولا: ہاں، ہماری قوم میں بھی ایسے لوگ ہیں جو توکل پر سفر کرتے ہیں ۔۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ میں نے کہا توکل کیا ہے؟ بولا: اللہ تعالیٰ سے لینا توکل ہے۔

سہلؒ:۔ توکل دنیا کو روزی عطا فرمانے والے کو پہچاننا ہے۔ توکل اسی وقت صحیح ہوتا ہے کہ اگر بالفرض آسمان تانبے کا اور زمین لوہے کی بن جائے کہ نہ آسمان سے بارش ہو اور نہ زمین سے کچھ پیدا ہو تو اسے یقین کامل ہو کہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کے درمیان جس روزی کی ضمانت دی ہے وہ اسے ضرور دے گی اور اسکی مقدار کی روزی کو حق تعالیٰ اس کے لئے نہیں بھولے گا۔

بعض علماء:۔ توکل یہ ہے کہ تم اپنے رزق کی وجہ سے اللہ کی نافرمانی نہ کرو بعض علماء: توکل کے لئے یہی کافی ہے کہ تم اللہ کے سوا اپنے لئے کوئی مددگار نہ ڈھونڈھو اور نہ اپنے رزق کے لئے کوئی خزانچی تلاش کرو اور نہ اپنے عمل پر بجز اللہ تعالیٰ کے کسی کو حاضر و موجود سمجھو۔

جنیدؒ:۔ توکل یہ ہے کہ تم ہمہ تن اپنے رب کی طرف متوجہ رہو اور دوسروں سے منہ پھیر لو۔ ذوریؒ:۔ توکل یہ ہے کہ اپنی تدبیر کو اللہ کی تدبیر میں فنا کر دو اور کارساز، مدبر اور مددگار ہونے کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ سے راضی ہو حق تعالیٰ شانہ نے فرمایا اور کارساز ہونے کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ سے راضی رہو حق تعالیٰ شانہ نے فرمایا اور کارساز ہونے کے اعتبار سے اللہ کافی ہے۔ بعض علماء:۔ توکل یہ ہے کہ ناچیز و حقیر بندہ صاحب جلال پروردگار پر اس طرح قناعت کر لے جیسے حضرت خلیل نے رب جلیل پر قناعت کر لی تھی اور حضرت جبرئیل کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھا تھا۔ بعض علماء:۔ توکل یہ ہے کہ خالق کائنات

اخذت الراحلة وما عليها فرفع رأسه
الى السماء وقال اللهم ما سرق مني شيء وما
سرق الا منك قال طاؤس فبينما نحن كذلك
مع الاعرابي اذ رأينا رجلا نازلا من رأس
جبل ابي قبيس يقود الراحلة بيده اليسرى
ويده اليمنى مقطوعة معلقة في عنقه حتى
جاء الى الاعرابي فقال خذ راحلتك وما
عليها فسألته عن حاله فقال استقبلني فارس
على فرس اشهب في رأس ابي قبيس فقال
لي يا سارق مد يدك قال فمددتها فوضعها
على حجر ثم اخذ حجرا آخر فقطعها و
عقلها في عنقي وقال انزل وردد الراحلة و
ما عليها الى الاعرابي وروي عن عمر بن
الخطاب رضي الله عنه قال قال رسول الله
صلى الله عليه وسلم لو توكلتم على الله
حق توكله لرزقكم كما يرزق الطير تغدو
خماصا وتروح بطانا وروى محمد بن كعب
عن ابن عباس رضي الله عنهما قال قال
رسول الله صلى الله عليه وسلم من سره
ان يكون اكرم الناس فليتق الله ومن
سره ان يكون اغنى الناس فليكن بما
في يد الله اوثق منه مما في يديه وكان
عمر رضي الله عنه يتمثل بهذين البيتين۔

هوّن عليك فان الامور ۞ بامر الاله مقاديرها
فليس بآتيك مصروفها ۞ ولا عازب عنك مقدورها

پر بھروسہ کرکے حرکات موقوف کر دی جائیں۔ کسی نے بہلول مجنون سے پوچھا کہ بندہ کب متوکل کہلاتا ہے؟ فرمایا جب وہ لوگوں میں رہ کر ان سے بہت دور رہتا ہے لیکن اس کا دل اللہ سے قریب رہتا ہے۔

حاتم اصمؒ سے پوچھا گیا کہ آپ کو توکل کن چیزوں سے حاصل ہوا؟ فرمایا: چار باتوں سے مجھے یقین ہے کہ میرا رزق میرے سوا کوئی اور نہیں کھا سکتا لہٰذا میں اس میں مشغول نہیں ہوتا، مجھے معلوم ہے کہ میرا عمل غیر نہیں کر سکتا اس لئے میں عمل میں مشغول رہتا ہوں مجھے معلوم ہے کہ موت اچانک آجائے گی لہٰذا میں ہر وقت اس کا منتظر رہتا ہوں اور مجھے معلوم ہے کہ میں ہر وقت اللہ تعالیٰ کی نگاہ کے سامنے رہتا ہوں اس لئے اس سے شرماتا ہوں اور گناہوں سے باز رہتا ہوں۔

ابو موسیٰ دیبلی:۔ میں نے عبدالرحمٰن بن یحییٰ سے توکل کے بارے میں پوچھا، فرمایا: اگر تم کسی اژدہے کے منہ میں پہونچے تک ہاتھ داخل کر دو اسوقت بھی اللہ کی موجودگی میں کسی چیز سے نہ ڈرو۔

ابو موسیٰؒ:۔ میں ابو یزید بسطامی کی تلاش میں نکلا تاکہ آپ سے توکل کے بارے میں پوچھوں آخر کار میں شہر بسطام میں پہنچ گیا اور میں نے آپ کا دروازہ جا کھٹکھٹایا آپ نے مجھ سے فرمایا: ابو موسیٰ کیا عبدالرحمٰن کے جواب سے تم کو اطمینان حاصل نہیں ہوا کہ تم کو میرے پاس آنے کی اور مجھ سے پوچھنے کی نوبت آئی فرماتے ہیں:۔ میں نے عرض کیا جناب من آپ دروازہ تو کھولدیں فرمایا: اگر تم مجھ سے ملاقات کرنے کے لئے آتے تو میں دروازہ کھول دیتا اب تم جواب دروازے سے حاصل کرو اور واپس چلے جاؤ اگر وہ سانپ جو عرش پر حلقہ کئے ہوئے ہے تم پر حملہ کرے تو اللہ کے ہوتے ہوئے اس سے بالکل نہ ڈرنا ابو موسیٰ فرماتے ہیں آخر کار میں واپس ہوا اور دیبل پہنچا اور وہاں ایک سال ٹھہرا رہا پھر میں ابو یزیدؒ کی طرف ملاقات کی نیت سے روانہ ہوا اور جب آپ کے پاس پہنچا تو فرمایا: اب تم ملاقات

وسئل یحیی بن معاذ رحمہ اللہ تعالیٰ متی یکون الرجل متوکلا فقال اذا رضی باللہ وکیلا وقال بشر رحمہ اللہ تعالیٰ یقول احدھم توکلت علی اللہ وھو کاذب واللہ فانہ لو توکل علی اللہ رضی بما یفعل اللہ بہ وقال ابو تراب النخشبی رحمہ اللہ تعالیٰ ھو طرح البدن فی العبودیۃ وتعلق القلب بالربوبیۃ والطمانینۃ الی الکفایۃ فان اعطی شکر وان منع صبر وقال ذو النون المصری رحمہ اللہ تعالیٰ التوکل ترک تدبیر النفس والانخلاع من الحول والقوۃ وقال ذو النون رحمہ اللہ تعالیٰ ایضا لرجل سالہ عن التوکل فقال ھو خلع الارباب وقطع الاسباب فقال لہ السائل زدنی فقال القاء النفس فی العبودیۃ واخراجھا من الربوبیۃ وقال ایضا ھو انقطاع المطامع واما الحرکۃ بالظاھر التی ھی الکسب بالسنۃ فلا تنافی توکل القلب بعد ما یتحقق العبد ان التقدیر من قبل اللہ تعالیٰ فی قلبہ لان محل التوکل القلب وھو تحقیق الایمان فمن انکر الکسب فقد انکر السنۃ ومن انکر التوکل فقد انکر الایمان فان تعسر شیء من الاسباب فبتقدیر

کی نیت سے آئے ہو میں آپ کا خیر مقدم کرتا ہوں آپ بیٹے ہیں آپ کے پاس ایک ماہ ٹھہرا جو بات میرے دل میں آتی تھی اسے آپ سوال سے پہلے ہی مجھے بتا دیتے تھے میں نے کہا ابو یزید! اب میں جانا چاہتا ہوں اور آپ سے کچھ حاصل کرنا چاہتا ہوں فرمایا: یقین مانئے دنیا کے لوگوں سے حاصل کردہ فائدہ کچھ فائدہ نہیں اب آپ چلے جائیں اور اسی کو فائدہ سمجھ لیں آخر کار میں واپس آگیا۔

ابن طاؤس بیانی از طاؤس: ۔ ایک دفعہ ایک دیہاتی اپنی سواری اور اسے بٹھا کر اسے باندھا پھر آسمان کی طرف سر اٹھا کر بولا: اے اللہ یہ سواری اور اس پر جو کچھ ہے میرے واپس آنے تک تیری ضمانت میں ہے یہ کہہ کر وہ چلا گیا اور مسجد حرام میں جا کر اس نے عبادت کی پھر وہاں سے نکل کر آیا تو دیکھا کہ اس کا اونٹ مع سامان کے ندارد ہے اس مرتبہ اس نے آسمان کی طرف سر اٹھا کر یہ کہا کہ اے اللہ میری سواری معہ سامان کے میرے پاس سے نہیں چرائی گئی بلکہ آپ کی نگرانی سے چرائی گئی طاؤس کہتے ہیں ابھی ہم اسی حال میں دیہاتی کے پاس ہی تھے کہ ہم نے دیکھا ایک شخص کو ابو قبیس کی چوٹی سے اتر رہا ہے اور بائیں ہاتھ سے اونٹ کی نکیل پکڑے ہوئے اسے لا رہا ہے اور اس کا سیدھا ہاتھ کٹا ہوا اس کی گردن میں لٹک رہا ہے حتیٰ کہ وہ اس دیہاتی کے پاس آکر کہتا ہے کہ اپنا اونٹ معہ اس کے سامان کے تھام لیجئے فرماتے ہیں میں نے اس کے حال کے بارے میں پوچھا کہنے لگا ابو قبیس کی چوٹی پر میرے سامنے سرخ رنگ کے گھوڑے پر سوار ایک شخص آیا اور مجھ سے کہنے لگا: اے چور اپنا ہاتھ آگے بڑھا میں نے ہاتھ پھیلا دیا اس نے میرا ہاتھ ایک پتھر پر رکھا اور دوسرا پتھر اٹھا کر میرے ہاتھ پر اس قدر زور سے مارا کہ میرا ہاتھ کٹ کر الگ جا پڑا پھر اس نے اسی ہاتھ کو میرے گلے میں لٹکا دیا اور حکم دیا کہ دیہاتی کا اونٹ معہ

الله عزوجل وان تیسر شیء منها بتیسیرہ عزوجل فتکون جوارحہ وظواھرہ متحرکۃ فی السبب بامر الله عزوجل وباطنہ ساکن لوعد الله عزوجل وقد روی عن انس بن مالك رضی الله عنه انہ قال جاء رجل علی ناقۃ لہ فقال یارسول الله ادعھا واتوکل فقال صلی الله علیہ وسلم اعقلھا وتوکل وقیل المتوکل کالطفل لایعرف شیئا یاوی الیہ الاثدی امہ کذلك المتوکل لایھتدی الا الی ربہ عزوجل وقیل التوکل نفی الشکوك والتفویض الی مالك الملوك وقیل التوکل الثقۃ بما فی ید الله عزوجل والیاس مما فی ایدی الناس وقیل التوکل افراغ السر عن التفکر للتقاضی فی طلب الرزق۔

فصل: واما حسن الخلق فالاصل فیہ قول الله عزوجل لنبیہ صلی الله علیہ وسلم فی کتابہ المنزل علیہ وانك لعلی خلق عظیم. وما روی عن انس بن مالك رضی الله عنہ انہ قال قیل یارسول الله ای المومنین افضل ایمانا قال صلی الله علیہ وسلم احسنھم خلقا الخلق الحسن افضل مناقب العبد وبہ تظھر جواھر الرجال والانسان مستور بخلقہ مشھور

سامان کے پہاڑ سے نیچے اُتر کر اسے دے آ۔۔

حضرت عمرؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلعم نے کہا: اگر تم اللہ پر کما حقہ توکل کرو تو اللہ تعالیٰ تمہیں یقیناً روزی پہنچا دے جیسے پرندوں کو روزی دی جاتی ہے کہ وہ صبح کو بھوکے نکلتے ہیں اور شام کو پیٹ بھر کر واپس لوٹتے ہیں۔

محمد بن کعب از ابن عباسؓ: رسول اکرم صلعم نے فرمایا اگر کسی کو یہ بات پسند ہو کہ لوگ اس کی عزت کریں تو اسے اللہ کا تقویٰ اختیار کرنا چاہیئے اور جو سب سے زیادہ مالدار بننا چاہے تو اس کا بھروسہ اپنی مقبوضہ سے زیادہ اس پر ہونا چاہیئے جو اللہ تعالےٰ کے قبضہ میں ہے حضرت عمرؓ اکثر بطور تمثیل کے یہ شعر پڑھا کرتے تھے ؎

وھون علیک فان الامور ؛ بکف الالٰہ مقادیرھا یعنی اپنے اوپر آسانی کر کیونکہ ہر کام کا اندازہ اللہ کے حکم پر ہے ؎ فلیس باتیک منھیھا ؛ ولا قاصر عنک مامورھا - جو تجھ سے ہٹا دیا گیا وہ تیرے پاس آنے والا نہیں اور جو تیرے مقدر میں ہے وہ تجھ سے بھاگنے والا نہیں۔

یحییٰ بن معاذ سے پوچھا گیا کہ انسان کب متوکل ہوتا ہے؟ فرمایا: جب اللہ کو وکیل بنا کر خوش ہوتا ہے۔ بشرؒ: ایک شخص کہتا ہے کہ میرا اللہ پر توکل ہے حالانکہ وہ جھوٹا ہوتا ہے اللہ کی قسم اگر اس کا اللہ پر توکل ہوتا تو جو کچھ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ کرتا اس پر خوش رہتا۔ ابو تراب نخشبی: توکل بدن کو عبودیت میں ڈالنا، دل کو ربوبیت سے وابستہ کرنا اور بقدر کفایت پر اطمینان حاصل کرنا ہے کہ اگر مل جائے تو شکر بجا لائے اور نہ ملے تو صبر کا دامن نہ چھوڑے۔ ذوالنون مصری: توکل نفس کی تدبیر کو چھوڑ اور ذاتی قوت و طاقت سے دست بردار ہو جانا ہے۔ آپ سے کسی شخص نے توکل کے بارے میں پوچھا تو ذوالنون نے فرمایا ارباب کو چھوڑنا اور اسباب کو کاٹ دینا توکل ہے، وہ شخص بولا: اس سلسلہ میں کچھ اور فرمائیے، فرمایا کہ نفس کو ربوبیت سے نکال کر

وقیل ان اللہ عزوجل خص نبیہ ورسولہ محمدا صلی اللہ علیہ وسلم بما خص بہ من المعجزات والکرامات والفضائل ثم لم یثن علیہ بشیء من خصالہ بمثل ما اثنی علیہ بخلقہ فقال عز من قائل وانک لعلی خلق عظیم وقیل انما وصفہ اللہ تعالی بالخلق لانہ جاد بالکونین واکتفی باللہ عزوجل وقیل الخلق العظیم ان لا یخاصم ولا یخاصم من شدۃ معرفتہ باللہ تعالی وقیل معناہ لم یؤثر فیہ جفاء الخلق بعد مطالعتہ للحق وقال ابوسعید الخراز رحمہ اللہ تعالی ھو ان لا تکون لہ ھمۃ غیر اللہ عزوجل وقال الجنید رحمہ اللہ تعالی سمعت الحارث المحاسبی یقول فقدنا ثلاثۃ اشیاء حسن الوجہ مع الصیانۃ وحسن القول مع الامانۃ وحسن الاخاء مع الوفاء وقیل الخلق الحسن استصغار ما منک واستعظام ما الیک وقیل علامۃ حسن الخلق کف الاذی واحتمال المؤن وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لاصحابہ رضی اللہ عنھم انکم لن تسعوا الناس باموالکم فسعوھم ببسط الوجہ وحسن الخلق۔

فصل : وحسن الخلق مع اللہ عزوجل ان تؤدی اوامرہ وتترک نواھیہ و تطیعہ فی الاحوال کلھا من غیر اعتقاد

عبودیت میں ڈال دینا توکل ہے یعنی توحید ربوبیت کے تو مشرک بھی قائل ہیں اصل توکل توحید الوہیت کو اپنانا ہے کہ اللہ کے سوا غیر اللہ کی عبادت نہ کی جائے، ایک جگہ فرمایا: توکل لالچ کو ختم کر دینا اور اسے کاٹ دینا ہے۔ رہی ظاہری جد وجہد جو شرع کے مطابق کمائی ہے سو وہ قلبی توکل کے خلاف نہیں جب کہ بندہ اپنے دل میں یہ عقیدہ جما لے کہ تقدیر اللہ کی طرف سے برحق ہے کیونکہ کا ٹھکانہ دل ہے اور حقیقت ایمان میں بھی یہی ہے جو منکر کسب ہے وہ منکر سنت ہے اور جو منکر توکل ہے وہ منکر ایمان ہے سو اگر اسباب میں سے کوئی سبب دشوار ہو تو تقدیر سے ہے اور اگر آسان ہو تو تقدیر سے ہے یعنی دشواری اور آسانی ہر ایک حق تعالیٰ شانہ کی طرف سے ہے اس لئے سبب کے لئے اعضاء اور ظاہری جسم کے حصے اللہ کے حکم سے حرکت کرتے ہیں اور باطن حق تعالیٰ شانہ کے وعدے کی وجہ سے پرسکون ہے۔ حضرت انس بن مالکؓ: ایک شخص اونٹنی پر سوار ہو کر سرور عالم صلعم کے پاس آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ! کیا میں اس کو چھوڑ دوں اور اللہ پر توکل کر لوں؟ آپ نے فرمایا اسے باندھ کر رکھ اور اللہ پر توکل کر۔ بعض علماء: متوکل ایک شیرخوار بچہ کی طرح ہے جو بجز اپنی ماں کی گود کے کچھ نہیں پہچانتا اسی طرح متوکل اللہ ہی کو پہچانتا ہے اور اسی کی طرف لپک کر جاتا ہے۔ بعض علماء: توکل شکوک سے یکسو ہونا اور خود کو شہنشاہ حقیقی کے حوالہ کر دینا ہے۔ بعض علماء جو کچھ اللہ کے قبضہ میں ہے اس پر بھروسہ کرنا اور اس کی امید باندھنا اور جو لوگوں کے قبضہ میں ہے اس سے ناامید ہو جانا توکل ہے۔ بعض علماء: فکر معاش سے دل کو خالی کرنا اور روزی کے طلب کے تقاضوں کی فکر چھوڑ دینا توکل ہے۔

حسن اخلاق حق تعالیٰ شانہ نے قرآن حکیم میں اپنے محبوب نبیؐ کے اخلاق حمیدہ کا ذکر خیر فرمایا ہے کہ بلاشبہ آپ عظیم اخلاق والے ہیں۔ انس بن مالک: کسی نے سرور عالم صلعم سے پوچھا کہ یا رسول

استحقاق العوض عليه وتسلم جميع المقدور اليه من غير تهمة وتوحدة من غير شرك وتصدقه في وعده من غير شك. وقيل لذي النون المصري رحمه الله تعالى من اكثر الناس همّا قال اسوأهم خلقا وقال الحسن البصري رحمه الله تعالى في قوله عز وجل وثيابك فطهر اي خلقك فحسن وقيل في قوله تعالى واسبغ عليكم نعمه ظاهرة وباطنة قيل الظاهرة تسوية الخلق والباطنة تصفية الخلق وقيل لابراهيم بن ادهم رحمه الله تعالى هل فرحت في الدنيا قط فقال نعم مرتين احداهما كنت قاعدا ذات يوم فجاء كلب وبال علي والثانية كنت قاعدا فجاء انسان وصفعني وقيل كان اويس القرني رحمه الله تعالى اذا رآه الصبيان يرمونه بالحجارة فيقول ان كان لابد فارموني بالصغار لئلا تدموا ساقي وتمنعوني عن الصلاة وقيل شتم رجل احنف بن قيس رحمه الله تعالى وكان يتبعه فلما قرب من الحي وقف وقال يافتى ان كان بقي في قلبك شيء فقله كيلا يسمعك بعض سفهاء القوم فيجيبوك وقيل لحاتم الاصم رحمه الله تعالى يحتمل الرجل من كل احد قال

ایمان کے اعتبار سے کونسا مومن افضل ہے؟ فرمایا: اچھے اخلاق والا۔ اچھے اخلاق انسان کی بہترین عادت ہے اور اخلاق ہی سے انسان کا ذاتی جوہر چمکتا ہے، انسان پیدائش کے اعتبار سے پوشیدہ رہتا ہے لیکن اخلاق کے اعتبار سے مشہور ہو جاتا ہے۔ کہا گیا ہے کہ حق تعالیٰ شانہ نے اپنے محبوب نبی اور رسول محمد رسول اللہ صلعم کو با وجود معجزات فضائل اور بزرگیوں سے خاص کرنے کے حسن اخلاق سے مخصوص فرمایا اور جس طرح آپ کے اخلاق حمیدہ کی تعریف فرمائی ایسی آپکی کسی اور خوبی کی تعریف نہیں فرمائی اور فرمایا کہ آپ عظیم اخلاق کے مالک ہیں۔ کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے آپکی اخلاق حمیدہ سے اس لئے تعریف فرمائی کہ آپ نے دونوں جہانوں کی چیزیں لوگوں کو عطا فرما دیں اور آپ نے خود حق تعالیٰ شانہ پر قناعت کی۔ کہا جاتا ہے کہ بڑا خلق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت میں عقل کا سہارا لیکر جھگڑا نہ کرے اور اللہ تعالیٰ کی اس قدر گہری معرفت حاصل کہ کسی کو اس سے جھگڑا کرنے کی جرأت نہ ہو۔

بعض علماء: ۔ جب انسان حق تعالیٰ کے مشاہدہ میں ہو تو اس پر لوگوں کا ظلم اثر انداز نہ ہو یہی بزرگ خلق ہے۔ ابو سعید خراز: ۔ بزرگ خلق یہ ہے کہ انسان کو بجز حق تعالیٰ کی فکر کے کوئی اور فکر نہ ہو۔

جنیدؒ: ۔ میں نے حارث محاسبی سے سنا آپ فرماتے تھے کہ ہم نے تین چیزوں کے ساتھ تین چیزیں گم پائیں حفاظت کے ساتھ خوبصورتی کو، امانت کے ساتھ اچھے قول کو اور وفائے عہد کے ساتھ بھائی چارگی کو۔ بعض علماء: ۔ خلق حسن اپنی ہر صفت کو ہیچ سمجھنا اور دوسرے کی ہر خوبی کو بڑا سمجھنا۔ بعض علماء: ۔ حسن خلق کی نشانی ایذا سے رک جانا اور خود مشقت برداشت کرنا ہے نبی اکرم صلعم نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ تم اپنے مال سے تم لوگوں کو فائدہ نہ پہنچا سکو گے اس لئے انہیں خندہ پیشانی سے اور حسن خلق سے فائدہ پہنچاؤ۔

اللہ کے ساتھ حسن اخلاق حق تعالیٰ شانہ کے ساتھ حسن اخلاق

نعم الامن نفسه وروى ان امير المؤمنين علی بن ابی طالب رضی الله عنه دعا غلاما فلم يجبه فدعاه ثانيا و ثالثا فلم يجبه فقام اليه فرآه مضطجعا فقال اما تسمع يا غلام قال نعم قال ما حملك على ترك جوابی قال أمنت عقوبتك فتكاسلت فقال امض فانت حر لوجه الله عزوجل وقيل الخلق الحسن ان تكون من الناس قريبا وفيما بينهم غريبا وقيل الخلق الحسن قبول ما يرد عليك من جفاء الخلق وقضاء الحق بلا ضجر ولا قلق وقيل مكتوب فی الانجيل عبدی اذكرنی حين تغضب اذكرك حين اغضب وقالت امرأة لمالك ابن دينار رحمه الله تعالىٰ يا مرائی فقال يا هذه لقد وجدت اسمی الذی اضله اهل البصرة وقال لقمان لابنه يا بنی لا تعرف ثلاثا الا عند ثلاث الحليم عند الغضب والشجاع عند الحرب والاخ عند الحاجة اليه وقال موسیٰ عليه السلام يا الهی اسألك ان لا يقال لی ما ليس فی فاوحی الله تعالىٰ اليه ما فعلت ذلك لنفسی فكيف افعله لك۔

فصل: واما الشكر فالاصل فيه قوله

یہ ہے کہ اس کے اوامر بجا لاؤ اور ممنوعہ کاموں سے بچو اور ہر حال میں بغیر عقیدۂ استحقاق عوض اس کی اطاعت میں سرگرم عمل رہو اور تقدیری امور کے آگے بلا کسی اعتراض کے سر تسلیم خم کر دو اور اللہ کو ایک مانو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور شک چھوڑ کر اس کے وعدوں کو سچا جانو۔ ایک دفعہ ذو النونؒ مصری سے پوچھا گیا کہ لوگوں میں سب سے زیادہ فکر مند کون ہے؟ فرمایا: بد ترین اخلاق والا۔ حسن بصریؒ (و ثیابک فطھر کی تفسیر میں) یعنی اپنا خلق اچھا بنا۔ اس آیت (اللہ نے تم پر اپنی ظاہری اور باطنی نعمتیں مکمل فرما دیں) کی تفسیر میں کہا جاتا ہے کہ ظاہری نعمت خوبصورت پیدائش ہے اور باطنی نعمت خوبصورت عادت ہے۔ ابراہیمؒ بن ادہم سے پوچھا گیا: کیا آپ کبھی دنیا میں خوش ہوئے؟ فرمایا: ہاں دو مرتبہ خوش ہوا ہوں ایک دن میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک کتے نے آ کر میرے اوپر پیشاب کر دیا اس دن میں خوش ہوا اسی طرح ایک دن میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص نے آ کر میرے گھونسہ مارا، اس دن مجھے خوشی ہوئی کہتے ہیں: جب بچے اویسؒ قرنی کو دیکھتے تو ان پر پتھر برساتے تھے آپ فرمایا کرتے تھے بچو اگر تم کو پتھر ہی برسائے بغیر چارا ہی نہیں تو چھوٹے چھوٹے سنگریزے برساؤ تا کہ میری ٹانگوں سے خون نہ بہے ورنہ تم مجھے نماز سے روک دو گے ایک شخص نے جو احنف بن قیس کے پیچھے پیچھے جا رہا تھا آپ کو گالیاں دیں جب آپ اپنے قبیلہ کے پاس پہنچ گئے تو آپ نے کھڑے ہو کر کہا اے جوان! اگر تیرے دل میں کوئی بات باقی رہ گئی ہو تو اسے بھی کہہ ڈال اور اپنے دل کی بھڑاس نکال لے ایسا نہ ہو کہ میری قوم کے بعض نادان تیری گالیاں سن کر تجھے ان کا جواب دیں حاتم اصم سے پوچھا گیا: کیا انسان ہر شخص کی بات برداشت کر لیتا ہے؟ فرمایا: ہاں مگر اپنے نفس کی بات برداشت نہیں کرتا، ایک دفعہ حضرت علیؓ نے اپنے کسی غلام کو آواز دی مگر وہ آیا نہیں یعنی تین دفعہ آواز دینے کے باوجود نہیں آیا آپ

عزوجل لئن شکرتم لازیدنکم وما
روی عن عطاء رحمہ اللہ تعالیٰ قال دخلت
علی عائشۃ رضی اللہ عنہا فقلت اخبرینا
باعجب ما رأیت من رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فبکت ثم قالت وای
شیء من شانہ لم یکن عجبا انہ
اتانی فی لیلۃ فدخل معی فی فراشی او
قالت فی لحافی حتی مس جلدی جلدہ
ثم قال یا ابنت ابی بکر ذرینی اتعبد
لربی قالت فقلت انی احب قربک ولکنی
اوثر ھواک فاذنت لہ صلی اللہ علیہ
وسلم فقام الی قربۃ من ماء فتوضا
واکثر صب الماء ثم قام فصلی فبکی
حتی سالت دموعہ علی صدرہ ثم رکع
فبکی ثم سجد فبکی ثم رفع راسہ فبکی فلم
یزل صلی اللہ علیہ وسلم کذلک حتی
جاء بلال رضی اللہ عنہ فاخبرہ بالصلاۃ
فقلت یا رسول اللہ ما یبکیک وقد
غفر اللہ لک ما تقدم من ذنبک وما
تاخر قال صلی اللہ علیہ وسلم افلا
اکون عبدا شکورا ولم افعل وقد انزل
اللہ عزوجل علی ان فی خلق السموات
والارض الآیۃ وحقیقۃ الشکر عند اہل
التحقیق الاعتراف بنعمۃ المنعم علی وجہ
الخضوع وعلی ھذا المعنی وصف اللہ تعالیٰ

نے دیکھا بھالا تو اسے لیٹا ہوا پایا پوچھا: کیا تو نے میری آواز نہیں سنی۔
بولا: سنی، پوچھا: پھر جواب کیوں نہیں دیا؟ بولا: میں سزا سے بے خوف
تھا لہٰذا میں نے سستی کی فرمایا: اچھا تو جا میں نے تجھے اللہ کی رضا
کے لئے آزاد کر دیا۔ بعض علماء:۔ حسن خلق یہ ہے کہ تم لوگوں سے قریب
ہو اور ان کے درمیان اجنبی ہو۔ بعض علماء:۔ مخلوق کے ظلم کو برداشت
کر لینا اور بلا قلق و ملال کے لوگوں کے حقوق ادا کرنا حسن خلق ہے۔
کہتے ہیں انجیل میں یہ لکھا ہوا ہے کہ اے میرے بندے غصہ کے وقت مجھے
یاد کر لیا کر کیونکہ جب میں غصہ کرونگا تو تجھے یاد کر لونگا۔ ایک خاتون نے
مالک بن دینارؒ کو اے ریاکار کہہ کر پکارا بولے اے اللہ کی بندی تجھے
میرا وہ نام مل گیا جو بصرہ والوں کو معلوم نہ تھا۔ لقمان نے اپنے بیٹے سے
کہا: پیارے بیٹے! تین قسم کے اشخاص تین چیزوں کے بغیر نہیں پہچانے
جاتے۔ سنجیدہ آدمی غصہ کے وقت بہادر لڑائی کے وقت اور بھائی
ضرورت کے وقت ہی پہچانا جاتا ہے حضرت موسیٰ نے کہا اے اللہ
میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ مجھ میں جو بات نہیں ہیں اس سے نہ
پکارا جاؤں اس پر حق تعالیٰ نے آپکے پاس وحی بھیجی کہ یہ بات تو میں نے
اپنی ذات کے لئے بھی تجویز نہیں کی پھر آپکے لئے کس طرح تجویز کر سکتا ہوں
شکر: شکر کی دلیل یہ آیت ہے "اگر تم میرا شکر ادا کرو گے تو میں تم پر
اپنی نعمتوں کو زیادہ کر دوں گا" عطاؒ: ایک دن میں صدیقہ کے پاس
گیا اور میں نے آپ سے پوچھا کہ آپ نے رسول اللہ صلعم کی جو بات
سب سے حیرت انگیز دیکھی ہو وہ مجھے بتا دیجئے صدیقہ نے رو کر فرمایا
کہ رسول اللہ صلعم کی کونسی بات حیرت انگیز نہ تھی ایک رات کو آپ
میرے پاس تشریف لائے اور میرے پاس میرے بستر پر (یا فرمایا)
میرے لحاف میں لیٹ گئے حتیٰ کہ میرا جسم آپ کے جسم سے مل گیا پھر
فرمانے لگے ابوبکرؓ کی صاحبزادی! مجھے اپنے پروردگار کی عبادت
کرنے دو میں نے کہا مجھے تو آپ کا قرب محبوب ہے مگر میں آپکی خواہش کا

نفسہ بانہ الشکور توسعا معناہ انہ یجازی العباد علی الشکر فسمی جزاء الشکر شکرا کما قال اللہ عزوجل وجزاء سیئۃ سیئۃ مثلھا وقیل حقیقۃ الشکر الثناء علی المحسن بذکر احسانہ فشکر العبد للہ تعالیٰ ثناؤہ علیہ بذکر احسانہ الیہ وشکر الحق سبحانہ للعبد ثناؤہ علیہ بذکر احسانہ لہ ثم ان احسان العبد طاعتہ للہ و احسان الحق سبحانہ انعامہ علی العبد وشکر العبد علی الحقیقۃ انما ھو نطق اللسان و اقرار القلب بانعام الرب ثم الشکر ینقسم اقساما الی شکر باللسان وھو اعترافہ بالنعمۃ بنعت الاستکانۃ وشکر بالبدن و الارکان وھو الاتصاف بالوفاء والخدمۃ وشکر بالقلب وھو الاعتکاف علی بساط الشھود بادامۃ حفظ الحرمۃ وقیل شکر العینین ان تستر عیبا تراہ لصاحبک وشکر الاذنین ان تستر عیبا تسمعہ فیہ وفی الجملۃ الشکر ان لا تعصی اللہ تعالیٰ بنعمہ و یقال شکر ھو شکر العالمین فیکون من جملۃ اقوالھم وشکر ھو شکر العابدین فیکون نوعا من افعالھم وشکر ھو شکر العارفین یکون باستقامتھم لہ عزوجل فی عموم احوالھم واعتقادھم

بھی احترام کرتی ہوں چنانچہ آپ کو عبادت کی اجازت دیدی پھر آپ نے پانی کے ایک مشکیزہ کے پاس کھڑے ہو کر وضو کیا اور خوب پانی بہایا پھر آپ کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے اور رونے لگے حتےٰ کہ آنسو آپ کے سینہ مبارک پر بہنے لگے پھر رکوع میں بھی روئے اور سجدے میں بھی روئے اور سجدے سے سر اٹھا کر بھی روئے اور آپ اسی طرح نماز پڑھتے اور روتے رہے حتےٰ کہ بلال نے آکر آپکو نماز کی اطلاع دی میں نے کہا یا رسول اللہ! آپ اس قدر کیوں روتے ہیں جبکہ اللہ تعالےٰ نے آپکے اگلے پچھلے گناہ بھی معاف فرمادئے ہیں فرمایا (یہ اللہ تعالیٰ کی مجھ پر بڑی زبردست نعمت ہے تو) کیا میں ایک شاکر بندہ بن کر زندگی کے ایام نہ گزاروں ؟ میں اللہ تعالیٰ کا شکر کیوں نہ ادا کروں حالانکہ اس نے مجھ پر یہ آیت اتاری ہے کہ بلاشبہ آسمان و زمین کی پیدائش میں اور دن رات کے آنے جانے میں ارباب دانش کے لئے بڑی بڑی نشانیاں ہیں جو اللہ تعالیٰ کو کھڑے، بیٹھے اور لیٹ کر یاد کرتے رہتے ہیں اور کائنات کی پیدائش میں غور و فکر کرتے رہتے ہیں (آخر آیت تک) ارباب تحقیق کے نزدیک شکر کی حقیقت یہ ہے کہ عجز و انکساری کے ساتھ منعم کی نعمتوں کا اقرار کیا جائے اسی معنی کے اعتبار سے حق تعالیٰ نے اپنی ذات کو شکور کے اسم سے پکارا ہے شکور کے معنی تو شکر گذار کے ہیں لیکن یہاں مجازی معنی مراد ہیں یعنی اللہ تعالیٰ اپنے شکر گذار بندوں کو شکر کا صلہ دینے والا ہے لہٰذا جزائے شکر کو شکر سے تعبیر کر لیا گیا ہے جیسا کہ فرمایا اور برائی کی جزاء اس کے ہم مثل برائی ہے حالانکہ جزا برائی نہیں بلکہ عین عدل ہے لیکن جزائے بدی کو بدی سے تعبیر کر لیا گیا۔ بعض علماء: شکر کی حقیقت محسن کے احسانات کا ذکر کر کے اسکی تعریف کرنا ہے اگر بندہ اللہ کا شکر ادا کرتا ہے تو اس کے احسانات بیان کر کے اسکی تعریف کرتا ہے اور اگر حق تعالیٰ بندے کا شکر ادا کرتا ہے تو وہ اپنے بندے کو اپنے احسانات کے ساتھ یاد فرماتا ہے پھر بندے کا احسان یہ ہے کہ اللہ کی اطاعت

ان جمیع ما هم فیه من الخیر و ما یظهر منهم من الطاعة و العبودیة و الذکر له عزوجل بتوفیقه و الهامه و عونه وحوله وقوته عزوجل و انخزالهم عن جمیع ذلك و الفناء فیه و الاعتراف بالعجز و القصور و الجهل ثم الاستکانة الیه عزوجل فی جمیع الاحوال وقال ابوبکر الوراق رحمه الله تعالی شکر النعمة مشاهدة المنة وحفظ الحرمة وقیل شکر النعمة أن تری نفسك فیه طفیلیا وقال ابوعثمان رحمه الله تعالی الشکر معرفة العجز عن الشکر وقیل الشکر علی الشکر اتم من الشکر و ذلك ان تری شکرك بتوفیقه و یکون ذلك التوفیق من اجل النعم علیك فتشکره علی الشکر ثم تشکره علی شکر الشکر الی ما لا یتناهی وقیل الشکر اضافة النعم الی مولاه بنعت الاستکانة له وقال الجنید رحمه الله تعالی الشکر ان لا تری نفسك اهلا للنعمة وقیل الشاکر الذی یشکر علی الموجود و الشکور الذی یشکر علی المفقود و یقال الشاکر الذی یشکر علی النفع و الشکور الذی یشکر علی المنع ویقال الشاکر الذی یشکر علی العطاء و الشکور الذی یشکر علی البلاء ویقال الشاکر الذی یشکر عند البذل و الشکور الذی یشکر

ہیں لگا ہے اور حق تعالیٰ کا احسان یہ ہے کہ بندے پر اپنے انعامات برساتا رہے در حقیقت بندے کا شکر زبان سے احسانات کا ذکر کرنا اور ان کا دل سے اقرار کرنا ہے۔ پھر شکر کی کئی قسمیں ہیں ایک شکر زبان سے ہوتا ہے یعنی نیاز مندی کے ساتھ زبان سے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا اقرار کرنا اور ایک شکر بدن اور اعضاء کے ذریعہ ہوتا ہے یعنی عہد بندگی کو پورا کرنا اور خدمات کو بجا لانا اور ایک شکر دل سے ہوتا ہے یعنی ہمیشہ حرمت کے تحفظ کے ساتھ فرش حضوری پر جما رہنا۔ بعض علماء: آنکھوں کا شکر یہ ہے کہ اگر وہ کسی کا عیب دیکھیں تو اسے چھپا لیں، کانوں کا شکر یہ ہے کہ اگر وہ کسی کا عیب سنیں تو اس پر پردہ ڈال دیں۔ غرضیکہ شکر یہ ہے کہ حق تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری نہ کی جائے۔ کہا جاتا ہے ایک شکر علماء کا ہے جو ان کے قول سے متعلق ہے اور ایک شکر عرفاء کا ہے یعنی ان کا اپنے عام احوال پر ثابت قدم رہنا اور یہ عقیدہ رکھنا کہ ہم میں جو کچھ نیکیاں پائی جاتی ہیں اور ہم سے جس قدر ذکر، اطاعتیں اور عبادتیں سرزد ہوتی ہیں یہ سب کچھ حق تعالیٰ شانہ کی توفیق، اعانت اور انعام کے نتائج ہیں اور جو کچھ ہمارے اندر کوتاہیاں بے بسی اور جہالت ہے اس کا ہمیں اعتراف ہے پھر ہم ہر حال و ہر کام میں حق تعالیٰ شانہ کے محتاج ہیں۔ ابوبکر وراقؒ: ۔ نعمت کا شکر احسان کو پیش نظر رکھنا اور اسکی حرمت کی حفاظت کرنا ہے۔ بعض علماء: نعمت کا شکر یہ ہے کہ تم خود کو طفیلی سمجھو۔

ابوعثمانؒ: ۔ شکر سے عجز کو پہچاننا شکر ہے۔

بعض علماء: ۔ شکر پر شکر، شکر سے مکمل تر ہے یعنی یہ خیال کرو کہ شکر بھی اللہ تعالیٰ کی توفیق ہی سے نصیب ہوتا ہے اور یہ توفیق تم پر حق تعالیٰ کی ایک جلیل القدر نعمت ہے پھر تم یہ سمجھ کر شکر ادا کرو گے پھر شکر کے شکر پر شکر ادا کرو گے اسی طرح یہ سلسلہ کبھی ختم نہ ہوگا۔ بعض علماء: نعمتوں کو دلی نعمت کی طرف منسوب

منذ المطل وقال الشبلي رحمه الله تعالى الشكر رؤية المنعم لا رؤية النعمة و قيل الشكر قيد الموجود وصيد المفقود وقال ابو عثمان رحمه الله تعالى شكر العامة على المطعم والمشرب والملبس وشكر الخواص على ما يرد على قلوبهم من المعاني قال الله عزوجل وقليل من عبادي الشكور وقال داود عليه السلام إلهي كيف اشكرك وشكري لك نعمة من نعمك فاوحى الله تبارك وتعالى اليه الآن قد شكرتني وقيل اذا قصرت يدك عن المكافاة فليطل لسانك بالشكر وقيل لما بُشّر ادريس عليه السلام بالمغفرة سال الحياة فقيل له لم فقال لاشكره فاني كنت اعمل قبله للمغفرة فبسط الملك جناحه وحمله الى السماء وقيل مر بعض الانبياء عليه السلام بحجر صغير يخرج منه الماء الكثير فتعجب منه فانطقه الله له فساله عن ذلك فقال منذ سمعت الله عزوجل يقول نارا وقودها الناس والحجارة فانا ابكي من خوفه فدعا ذلك النبي عليه السلام ان يجير ذلك الحجر من النار فاوحى الله عزوجل اليه اني قد اجرته من النار فمر ذلك

کرنا اور ولی نعمت کے آگے جھکنا شکر ہے۔ جنیدؒ : شکر یہ ہے کہ تم اپنے نفس کو نعمتوں کا اہل نہ سمجھو۔ کہا جاتا ہے : شاکر وہ ہے جو موجودہ نعمتوں کا شکر ادا کرے اور شکور وہ ہے جو مفقود نعمتوں کا شکر ادا کرے، کہا جاتا ہے کہ شاکر وہ ہے جو نعمتوں پر شکر ادا کرے اور شکور وہ ہے جو بلا پر شکر ادا کرے، شاکر وہ ہے جو کسی شے کے ملنے کے وقت شکر ادا کرے اور شکور وہ ہے جو تاخیر پر شکر ادا کرے۔

شبلیؒ : شکر یہ ہے کہ نعمت کے دینے والے پر نگاہ رکھی جائے۔ نعمت پر نہیں۔ کہا جاتا ہے کہ شکر موجودہ نعمت کی حفاظت کا اور غیر موجود نعمت کے لئے شکار کا ذریعہ ہے۔ ابو عثمانؒ : عوام کا شکر کھانے پینے اور پہننے کی چیزوں پر ہوتا ہے اور خواص کا شکر ان دلوں میں وارد ہونے والے معانی پر ہوتا ہے حق تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے شکر گزار بندے تھوڑے ہیں۔ حضرت داؤدؑ نے پوچھا کہ اے میرے معبود میں تیرا شکر کس طرح ادا کر سکتا ہوں حالانکہ میرا شکر ادا کرنا بھی تیری نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے ؟ حق تعالیٰ نے آپ پر وحی بھیجی کہ اب تم نے میرا شکر ادا کر دیا۔

کہا جاتا ہے کہ اگر نعمت کا عوض نہ دیا جا سکے تو زبان سے اس کا طویل طویل شکر ادا کرو۔ کہا جاتا ہے کہ جب حضرت ادریسؑ کو بخشش کا مژدہ سنایا گیا تو آپ نے زندگی مانگی پوچھا گیا : زندگی کیوں مانگتے ہو ؟ فرمایا تاکہ میں شکر ادا کر سکوں کیونکہ اس سے پہلے بخشش کے لئے عمل کیا کرتا تھا اب شکر کے لئے کروں گا۔ پھر فرشتہ نے اپنے پر بچھائے اور ان پر بٹھا کر آپ کو آسمان کی طرف لے گیا۔

کہا جاتا ہے کہ کسی نبی کا ایک چھوٹے سے پتھر کے پاس سے گزر ہوا جس سے کثرت سے پانی پھوٹ رہا تھا آپ نے اس پر حیرت کا اظہار کیا حق تعالیٰ نے پتھر کو زبان دیدی آپ نے اس سے پوچھا کب سے رو رہے ہو بولا : جب سے میں نے قرآن پاک میں یہ سنا

النبی فلما عاد وجد الماء ینفجر منه اوفر
مما کان قبل ذلك تعجب فانطق الله
تعالی الحجر له فقال له لم تبکی وقد
غفر الله لك فقال ذلك کان بکاء
الحزن والخوف وهذا بکاء الشکر والسرور
وقیل الشاکر مع المزید لانه فی شهود
النعمة قال الله تعالی لئن شکرتم لا
زیدنکم والصابر مع الله لانه به تعالی
لانه فی شهود البلاء قال الله تعالی
ان الله مع الصابرین وقیل الحمد علی
الانفاس والشکر علی نعم الحواس وقیل فی
الخبر الصحیح اول من یدعی الی الجنة
الحمادون لله وقیل الحمد علی ما دفع
والشکر علی ما صنع وحکی عن بعضهم
انه قال رأیت فی بعض الاسفار شیخا
کبیرا قد طعن فی السن فسألته عن حاله
فقال انی کنت فی ابتداء عمری هوی
ابنة عم لی وهی کذلك کانت تهوانی
فاتفق انی تزوجت بها فلیلة زفافها
قلت لها تعالی حتی نحیی هذه اللیلة
شکرا لله عزوجل علی ما جمعنا فصلینا
تلك اللیلة ولم یفرغ احدنا الی الآخر
فلما کانت اللیلة الثانیة بتنا کذلك
واستمر بنا هکذا فمنذ سبعین سنة
او ثمانین سنة ونحن علی تلك الحالة کل

ہے کہ جہنم کی آگ کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں اسی وقت سے میں اس کے
خوف سے رو رہا ہوں یہ سن کر اس پیغمبر نے حق تعالیٰ سے دعا فرمائی
کہ اے اللہ اس پتھر کو آگ سے پناہ دے حق تعالیٰ نے آپ پر وحی
بھیجی کہ میں نے اسے آگ سے پناہ دیدی پیغمبر علیہ السلام تشریف لے
گئے پھر کچھ مدت کے بعد اس کے پاس سے گزرے تو دیکھا اب اس سے
پہلے سے بھی زیادہ پانی اُبل رہا ہے آپ کو تعجب ہوا۔ حق تعالیٰ نے
پتھر کو زبان دے دی پیغمبر علیہ السلام نے پتھر سے رونے کی وجہ
پوچھی کہ اب تو حق تعالیٰ نے تم کو بخش دیا ہے اب کیوں روتے ہو؟
بولا: میں پہلے خوف و غم کی وجہ سے روتا تھا اور اب مسرت و شکر
کی وجہ سے روتا ہوں۔ کہا جاتا ہے کہ شکر گزار کی نعمتوں میں اضافہ
ہوتا رہتا ہے چنانچہ حق تعالیٰ نے فرمایا: اگر تم شکر کرو گے تو میں
تمہاری نعمتوں میں ضرور اضافہ کروں گا اور صابر اللہ تعالیٰ
کے ساتھ ہوتا ہے اور حق تعالیٰ اسے ہر بلا سے محفوظ رکھتا ہے فرمایا
یاد رکھو اللہ صبر کرنیوالوں کے ساتھ ہے۔ کہا جاتا ہے کہ حمد سانسوں
پر ہے اور شکر حواس کی نعمتوں پر ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ایک صحیح
حدیث میں ہے کہ سب سے پہلے جنت میں جانے کے لئے جن کو
بلایا جائے گا وہ اللہ کی حمد کرنے والے ہوں گے۔ کہتے ہیں حمد دفاع
پر ہے اور شکر عطا پر ہے۔

ایک صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے کسی سفر میں ایک معمر
بزرگ کو دیکھا جن کی کافی عمر تھی اور میں نے ان کا حال پوچھا فرمایا
کہ مجھے ابتدائے شباب میں اپنی چچازاد بہن سے محبت تھی اور
اسے بھی مجھ سے محبت تھی حسن اتفاق سے اس سے میری شادی ہو
گئی شب زفاف میں نے اس سے کہا کہ آؤ اس شکر میں کہ حق تعالیٰ
نے ہمیں یہ شب سعید عطا فرمائی ہے اس رات جاگ کر اللہ کی
عبادت کریں چنانچہ ہم دونوں رات بھر نماز پڑھتے رہے اسی طرح

لیلۃ وکانت زوجتہ معہ فسألها وقال لها الیس کذلک یا فلانۃ فقالت العجوز ھو کما قال الشیخ۔

فصل:۔ واما الصبر فالاصل فیہ قول اللہ عزوجل یا ایھا الذین آمنوا اصبروا وصابروا ورابطوا واتقوا اللہ لعلکم تفلحون وقولہ عزوجل واصبر وما صبرک الا باللہ وما روی عن عائشۃ رضی اللہ عنھا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال ان الصبر عند الصدمۃ الاولی وما روی ان رجلا قال یارسول اللہ ذھب مالی وسقم جسمی فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لاخیر فی عبد لایذھب مالہ ولایسقم جسمہ ان اللہ تعالٰی اذا احب عبدا ابتلاہ واذا ابتلاہ صبرہ وما روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال ان الرجل لتکون لہ الدرجۃ عند اللہ عزوجل لایبلغھا بعملہ حتی یبتلی ببلاء فی جسمہ فیبلغھا بذلک وما جاء فی الخبر انہ لما نزل قولہ تبارک وتعالٰی ومن یعمل سوءا یجزبہ قال ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ یارسول اللہ کیف الفلاح بعد ھذہ الآیۃ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم غفر اللہ لک یا ابابکر الیس تمرض الیس یصیبک البلاء الیس تصبر الیس

صبح ہوگئی اور مٹنے کی نوبت ہی نہیں آئی اسی طرح ہم دونوں کی ستر یا اسی سال سے راتیں گزرتی چلی آرہی ہیں ان کی بیوی ان کے ساتھ تھیں انہوں نے بھی اس واقعہ کی تصدیق فرمائی۔

صبر صبر کی دلیل یہ آیت ہے اے ایمان والو صبر کرو اور ایک دوسرے کو صبر کی رغبت دلاؤ اور پہرہ دو اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم کو فلاح نصیب ہو دوسری جگہ فرمایا: اے نبی آپ صبر کریں اور آپ کا صبر اللہ ہی کے ساتھ ہے حضرت صدیقہ رضؓ کا بیان ہے کہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ صبر شروع صدمہ کے وقت ہوتا ہے۔ ایک شخص نے کہا یارسول اللہ میرا مال ختم ہوا اور میرا جسم بیمار ہوگیا، فرمایا: اس بندے میں بھلائی نہیں جس کا مال نہ جائے اور وہ بیمار نہ ہو جب حق تعالےٰ اپنے کسی بندے سے محبت فرماتا ہے تو اسے آزماتا ہے اور جب آزماتا ہے تو اسے صبر کی توفیق عطا فرماتا ہے نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ حق تعالےٰ کے نزدیک بندہ کا ایک درجہ ہوتا ہے گر وہ اس تک اپنے عمل سے نہیں پہنچتا حتیٰ کہ حق تعالیٰ اسے کسی جسمانی بیماری میں مبتلا فرما دیتا ہے اور اس پر صبر کرنے کی وجہ سے وہ اس درجہ تک پہنچ جاتا ہے ایک حدیث میں ہے کہ جب ومن یعمل سوءا یجزبہ یعنی جو برے عمل کرتا ہے اسے ان کا بدلہ دیا جاتا ہے اتری تو حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا یارسول اللہ اس آیت کے بعد کیسے فلاح نصیب ہوگی؟ فرمایا: ابوبکر! حق تعالیٰ تمہارے گناہ معاف فرمائے کیا تم بیمار نہیں ہوتے؟ کیا تم بلاؤں میں نہیں پھنستے؟ کیا تم صبر نہیں کرتے؟ کیا تم پریشان نہیں ہوتے؟ یہی چیزیں تمہارے برے عملوں کی جزا ہے یعنی یہ تمام چیزیں تمہاری برائیوں کا کفارہ بن جاتی ہیں۔

صبر کے اقسام لہٰذا صبر کی تین قسمیں ہیں (۱) اللہ کے لئے صبر کرنا یعنی اوامر بجا لانا اور نواہی سے باز رہنا (۲) اللہ کے ساتھ صبر کرنا یعنی سختیوں اور بلاؤں میں اللہ کی تقدیر ومشیت کے آگے

تحزن ؟ فهذا ما تجزون به يعنى ان جميع ما يصيبك يكون كفارة لذنوبك فالصبر على ثلاثة اضرب احدها صبر لله عز وجل وهو على اداء امره وانتهاء نهيه وصبر مع الله عز وجل وهو الله الصبر تحت جريان قضائه وافعاله فيك من سائر الشدائد والبلايا وصبر على الله عز وجل وهو الصبر على ما وعد من الرزق والفرج والكفاية والنصر والثواب فى دار الآخرة وقيل الصبر على قسمين احدها صبر على ما هو كسب للعبد وصبر على ما ليس بكسب له فالصبر على الكسب ينقسم على قسمين احدهما على ما امر الله به عز وجل والثانى على ما نهاه عز وجل عنه واما الصبر على ما ليس بكسب للعبد فصبره على مقاساة ما يتصل به من حكم الله وقضائه فيما له فيه مشقة والمر فى القلب والجسد وقيل الصابرون ثلاثة متصبر وصابر وصبار وقيل وقف رجل على الشبلى رحمه الله تعالى فقال له اى الصبر اشد على الصابرين قال الصبر فى الله فقال لا فقال الصبر لله قال لا قال الصبر مع الله قال لا قال فايش قال الصبر عن الله فصرخ الشبلى صرخة كادت روحه تتلف وقال

سر تسلیم خم کر دینا (۳) اللہ پر صبر کرنا یعنی اللہ کے رزق کے کشادگی کے، کفایت کے، مدد کے اور آخرت میں ثواب کے وعدوں پر صبر کرنا بعض علماء کے نزدیک صبر کی دو قسمیں ہیں اپنے کام پر صبر کرنا، اور اس پر صبر کرنا جو بندے کا کسب نہیں ہے پھر اپنے کام پر صبر کرنے کی دو قسمیں ہیں اللہ کے احکام بجا لانے پر صبر کرنا اور ممنوعات سے باز رہنے پر صبر کرنا۔ اس پر صبر جو انسان کا کام نہیں وہ یہ ہے کہ انسان جسمانی اور روحانی آلام و مصائب پر جو اس کے مقدر کئے ہیں صبر کرے اور خوئے تسلیم و رضا پیدا کرے۔

کہا جاتا ہے کہ صبر کرنیوالوں کی تین قسمیں ہیں متصبر یعنی دشواری سے صبر کرنیوالا، صابر یعنی بلا دشواری کے صبر کرنے والا اور صبار یعنی انتہائی صبر کرنے والا۔

کہتے ہیں کہ ایک شخص نے شبلیؒ سے پوچھا کہ صبر کرنے والوں پر کونسا صبر زیادہ سخت ہے فرمایا اللہ میں صبر کرنا بولا نہیں فرمایا اللہ کے لئے صبر کرنا، بولا نہیں، فرمایا اللہ کے ساتھ صبر کرنا، بولا نہیں، .... شبلیؒ نے کہا پھر کونسا صبر سخت ہے تو ہی بتا، بولا: اللہ سے صبر کرنا یہ سن کر شبلیؒ نے ایک ایسی چیخ ماری جس سے آپکی روح نکلنے کا خطرہ تھا۔

جنیدؒ: مومن کے لئے دنیا سے آخرت کی طرف جانا آسان و سہل ہے مگر اللہ کے لئے لوگوں کو چھوڑنا سخت ہے اور نفس کو چھوڑ کر اللہ کی طرف جانا اس سے بھی زیادہ سخت ہے اور اللہ کے ساتھ صبر کرنا انتہائی سخت ہے۔ جنیدؒ سے صبر کے بارے میں پوچھا گیا فرمایا صبر یہ ہے کہ منہ بنائے بغیر کڑوے گھونٹ پی جانا۔ حضرت علی رض ا۔ صبر کو ایمان سے وہی نسبت ہے جو سر کو ایک جسم سے نسبت ہے بعض کہتے ہیں یہ نبی صلعم کا فرمان ہے۔ ذوالنون مصریؒ صبر مخالفتوں سے دور رہنا اور مصائب کے پھندوں والے

الجنيد رحمه الله تعالى السير من الدنيا الى
الآخرة سهل هين على المؤمن وهجران الخلق
في جنب الحق شديد والسير من النفس الى
الله صعب شديد والصبر مع الله اشد وسئل
رحمه الله تعالى عن الصبر فقال تجرع
المرارة من غير تعبيس وقال علي بن ابي
طالب رضي الله عنه الصبر من الايمان
بمنزلة الرأس من الجسد وقيل ذلك عن
النبي صلى الله عليه وسلم وقال ذو النون
المصري رحمه الله تعالى الصبر التباعد
عن المخالفات والسكون عند تجرع غصص
البلية واظهار الغنى مع حلول الفقر بساحة
المعيشة وقيل الصبر الوقوف مع البلاء
بحسن الادب وقيل هو الفناء في البلوى
بلا ظهور شكوى وقيل الصبر هو المقام
مع البلاء بحسن الصحبة كالمقام مع
العافية وقيل احسن الجزاء على العبادة
الجزاء على العبادة الجزاء على الصبر ولا
جزاء فوقه قال الله تعالى ولنجزين الذين
صبروا اجرهم باحسن ما كانوا يعملون
وقال عز وجل انما يوفى الصابرون اجرهم
بغير حساب وقيل الصبر هو الثبات مع
الله عز وجل وتلقي اذية بلائه بالرحب
والسعة وقال الخواص رحمه الله تعالى
الصبر الثبات مع الله تعالى على احكام

گھونٹ سکون سے پی جانا اور میدان معیشت میں فقر و فاقہ کے با وجود تونگری کا اظہار کرنا ہے۔ بعض علماء: مصائب کو حسن ادب کے ساتھ برداشت کرنا صبر ہے۔ بعض علماء :۔ صبر مصیبت کی حالت میں لب شکایت کو وا نہ کرنا اور مصیبت کی پرواہ نہ کرنا ہے۔

بعض علماء :۔ صبر مصیبت کی موجودگی میں مصاحبت کے ساتھ قائم رہنا ہے جیسے انسان حالت تندرستی میں قائم رہتا ہے۔

بعض علماء :۔ صبر پر بہترین صلہ ملتا ہے جو کسی اور عبادت پر نہیں ملتا اور صبر کے صلہ سے اوپر کوئی صلہ نہیں۔ حق تعالیٰ شانہ نے فرمایا: یقیناً ہم صبر کرنے والوں کو ان کے عملوں میں سب سے اچھا بدلہ دیں گے دوسری جگہ فرمایا: صبر کرنے والوں ہی کو بلا حساب کے بدلہ دیا جاتا ہے۔ بعض علماء :۔ صبر حق تعالیٰ شانہ کے لئے ثابت قدم رہنا اور کشادہ پیشانی اور فراخ دلی سے مصائب کی ایذا سہہ لینا ہے۔ خواصؒ :۔ صبر حق تعالیٰ کے لئے قرآن و حدیث کے احکام پر قایم و دایم رہنا ہے۔

یحییٰ بن معاذ رازی :۔ محبت کرنیوالوں کا صبر ترک دنیا کرنے والوں کے صبر سے زیادہ سخت ہے حیرت ہے کہ وہ کیونکر صبر کرتے ہیں سہ ممکن ہے صبر آڑے سے آڑے مقام پر: ممکن نہیں ہے صبر تمہارے فراق سے۔ بعض علماء: صبر شکوہ کو چھوڑ دینا ہے۔ بعض علماء :۔ صبر اظہار عجز و حق تعالیٰ کی پناہ میں آنا ہے بعض علماء :۔ صبر اللہ سے مدد مانگنا ہے۔ بعض علماء: صبر حق تعالیٰ شانہ کے نام کی طرح ہے۔

بعض علماء :۔ صبر یہ ہے کہ نعمت و محنت کی حالتوں میں فرق نہ کیا جائے اور دونوں حالتوں میں دل کو سکون و اطمینان حاصل ہو اور تصبّر (تکلف سے صبر کرنا) مصائب پر ان کا بوجھ محسوس کرتے ہوئے دل میں سکون کا پیدا ہونا ہے۔

الکتاب والسنۃ وقال یحیی بن معاذ الرازی رحمہ اللہ تعالی: صبر المحبین اشد من صبر الزاھدین واعجبا کیف یصبرون والشل:

الصبر جمیل فی المواطن کلھا الا علیک فانہ لا یجمل وقیل: الصبر ترک الشکوی وقیل ھو الاستکانۃ والاستعاذۃ باللہ عزوجل وقیل ھو الاستعانۃ باللہ وقیل الصبر کاسمہ ھو ان لا یفرق بین حال النعمۃ والمحنۃ مع سکون الخاطر فیھما والتصبر ھو السکون مع البلاء مع وجدان اثقال المحنۃ۔

فصل: واما الرضا فالاصل فیہ قول اللہ عزوجل رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ وقولہ تبارک وتعالی یبشرھم ربھم برحمۃ منہ ورضوان الآیۃ وروی عن ابن عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنھما انہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذاق طعم الایمان من رضی باللہ عزوجل ربا وقیل کتب عمر بن الخطاب الی ابی موسی الاشعری رضی اللہ عنھما اما بعد فان الخیر کلہ فی الرضا فان استطعت ان ترضی والا فاصبر وروی عن قتادۃ رحمہ اللہ تعالی فی قولہ عزوجل واذا بشر احدھم بالانثی ظل وجھہ مسودا الآیۃ ھذا صنیع مشرکی العرب

رضائے الٰہی: رضا کی دلیل یہ آیت ہے: حق تعالیٰ مسلمانوں سے راضی ہوگیا اور مسلمان اس سے راضی ہیں، دوسری جگہ فرمایا ان کا پروردگار انہیں اپنی رحمت و رضا کی بشارت سناتا ہے حضرت عباسؓ:۔ نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ اسے ایمان کا ذائقہ نصیب ہوگیا جس نے حق تعالیٰ کو خوشی خوشی اپنا پروردگار مان لیا۔

کہتے ہیں، حضرت عمرؓ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری کو لکھا اما بعد یاد رکھو پوری پوری خیر و برکت رضا میں ہے (کہ راضی برضائے مولیٰ رہو) اگر تم کو رضا پر قائم رہنے کی طاقت ہے تو خیر ورنہ صبر کرو۔

قتادہ: اذا بشر احدھم بالانثی الخ (یعنی جب ان میں سے کسی کو لڑکی کی پیدائش کا مژدہ سنایا جاتا ہے تو اس کا چہرہ سیاہ پڑ جاتا ہے اور وہ خون کے سے گھونٹ پی کر رہ جاتا ہے) کی تفسیر میں:۔ یہ حالت عرب کے مشرکوں کی تھی۔ حق تعالیٰ شانہ نے ان کے گندے اور شرمناک حال کی خبر دی ہے لیکن مسلمان کی شان کے لائق یہی ہے کہ جو کچھ حق تعالیٰ نے اس کی قسمت میں مقدر فرما دیا ہے اس سے خوشی خوشی راضی ہو جائے انسان کے حق میں اللہ تعالیٰ کا فیصلہ اس کے ذاتی فیصلہ سے کہیں بہتر ہے، اے فرزند آدم! حق تعالیٰ شانہ نے تیرے حق میں جو فیصلہ فرما دیا ہے اگرچہ وہ تجھے ناپسند ہو تیرے لئے اس فیصلہ سے بہتر ہے جو تجھے پسند ہو اس لئے اللہ سے ڈرتا رہ جا اور اللہ کے فیصلہ پر راضی ہو جا فرمایا! امید ہے کہ ایک چیز تمہیں ناپسند ہو اور تمہارے حق میں بہتر ہو اور امید ہے کہ ایک چیز تمہیں پسند ہو اور تمہارے حق میں بری ہو (کیونکہ) اللہ کو (انجام) کا علم ہے تم کو نہیں، یعنی اللہ تعالیٰ کو ان

اخبرنا اللہ عزوجل بخبث صنیعہم فاما المومن فہو حقیق ان یرضی بما قسم اللہ تعالیٰ لہ وقضاء اللہ عزوجل خیر من قضاء المرء لنفسہ وما قضاء اللہ لک یا ابن آدم فیما تکرہ خیر لک مما قضی اللہ عزوجل فیما تحب فاتق اللہ تعالیٰ وارض بقضائہ قال اللہ تبارک وتعالیٰ وعسی ان تکرھوا شیئا وھو خیر لکم وعسی ان تحبوا شیئا وھو شر لکم واللہ یعلم وانتم لا تعلمون یعنی ما فیہ صلاح دینکم ودنیاکم فاللہ عزوجل طوی عن الخلق مصالحہم وکلفہم عبودیتہ من اداء الاوامر وانتہاء المناہی والتسلیم فی المقدور والرضا بالقضاء فیما لہم وعلیہم فی الجملۃ واستاثر ہو عزوجل بالعواقب والمصالح فینبغی للعبد ان یدیم الطاعۃ لمولاہ ویرضی بما قسم اللہ لہ ولا یتہمہ۔

واعلم ان تعب کل واحد من الخلق علی قدر منازعتہ المقدور وللقدر وموافقتہ لہواہ وترک رضاہ بالقضاء فکل من رضی بالقضاء استراح وکل من لم یرض بہ طالت شقاوتہ وتعبہ ولا ینال من الدنیا الا ما قسم لہ فما دام ہواہ متبعا قاضیا علیہ

چیزوں کا علم ہے جن میں تمہارے دینی اور دنیوی کاموں کی اصلاح ہے حق تعالےٰ نے دنیا کے لوگوں کی مصلحتوں کے دفتروں کو لپیٹ کر رکھ لیا ہے اور انہیں اپنی پرستش کا حکم فرمایا ہے کہ اوامر بجا لاؤ اور نواہی سے باز رہو اور قضاؤ قدر کے آگے سر تسلیم خم رکھو اور اجمالی طور پر اسے اس کے نفع و نقصان پر آگاہ فرما دیا ہے اور انجام بمصالح اور نتائج کو اللہ تعالےٰ نے اپنے پاس رکھا ہے اس لئے انسان کا فرض ہے کہ ہمیشہ اپنے آقا کی عبادت میں دوڑ دھوپ کرتا رہے اور مقدر پر راضی رہے اور اللہ تعالیٰ پر اعتراض نہ کرے کیونکہ اس مقام پر لب ہلانے کی گنجائش نہیں۔ دیکھو یاد رکھو ہر شخص کو تکلیف اسکی تحریر تقدیر کے مطابق خواہشات نفسانی کی پیروی اور اللہ کی نافرمانی کی وجہ سے پہنچتی ہے جو قضا پر راضی ہے اسے آرام ہی آرام نصیب ہے اور جو راضی نہیں اس کی شقاوت و تکلیف کے طویل ہونے میں کلام نہیں دنیا اتنی ہی ملے گی جتنی مقدر میں ہو گی جب تک انسان اپنی خواہشات کا پیروکار رہے گا اور اس کی موافقت کریگا، وہ قضائے الٰہی سے ناراضگی کا اظہار کرتا رہے گا کیونکہ خواہش اسے حق تعالیٰ شانہ کے حکم کے خلاف لے جائے گی اس لئے اس کی تکلیف گھنی ہو کر بڑھتی ہی چلی جائے گی لہٰذا آرام خواہش کی مخالفت ہی میں ہے کیونکہ اس مخالفت میں چار و ناچار قضا پہ رضا ہے اور خواہش کی موافقت میں تکلیف و دکھ کے سوا کچھ نہیں۔ کیونکہ اسمیں بلاشبہ حق کی مشیت سے جھگڑنا ہے۔ اگر اللہ کی مشیت نہ ہوتی تو ہمارا وجود کہاں سے ہوتا ہوائے نفس کی موجودگی میں ہمارا اصل وجود ہی ختم ہو جاتا ہے۔

ارباب علم و طریقت میں رضا کے بارے میں اختلاف ہے کہ آیا رضا حال ہے یا مقام؟ عراقی کہتے ہیں رضا بھی ایک حال ہے اور یہ انسان کی پیدا کی ہوئی نہیں ہوا کرتی بلکہ خدا داد ہوتی ہے اور دیگر

فهو غير راض بالقضاء لان الهوى منازع للحق عزوجل تتعبه متكاثف متزايد فاستجلاب الراحة فى مخالفة الهوى لان فيه الرضا بالقضاء يلابد واستجلاب التعب والنصب فى موافقة الهوى لان فيه منازعة الحق عزوجل بلا بد فلا كان الهوى واذا كان فلا كنا۔

واختلف اهل العلم والطريقة فى الرضا اهل هو من الاحوال او من المقامات فقال اهل العراق هو من جملة الاحوال وليس هو كسبا للعبد بل هو نازلة تحل بالقلب كسائر الاحوال ثم تحول وتزول و ياتى غيرها وقال الخراسانيون الرضا من جملة المقامات وهو نهاية التوكل حتى يئول الى غاية ما يتوصل اليه العبد باكتسابه والجمع بينهما ممكن بان يقال بداية الرضا مكتسبة للعبد و هى من المقامات ونهايته من جملة الاحوال وهى ليست بمكتسبة وفى الجملة الراضى هو الذى لا يعترض على تقدير الله عزوجل وقال ابو على الدقاق رحمه الله تعالى ليس الرضا ان لا تحس بالبلاء انما الرضا ان لا تعترض على الحكم والقضاء وقد قالت المشايخ رحمه الله تعالى الرضا بالقضاء باب الله الاعظم وجنة الدنيا

احوال کی طرح انسان کے دل میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اترتی ہے پھر یہ ہٹ جاتی ہے اور اس کی جگہ کوئی دوسرا حال لے لیتا ہے۔ خراسانی کہتے ہیں رضا، حال نہیں بلکہ مقام ہے اور توکل کی انتہاء ہے اور اسی انتہاء کے بعد انسان کسب کی طرف مائل ہوتا ہے' ان دونوں قولوں میں تطبیق ممکن ہے وہ یہ ہے کہ رضا کی ابتداء کسبی ہے اور مقامات سے ہے اور آگے چل کر یہ حال بن جاتی ہے جو انسان کے کسب میں داخل نہیں غرضیکہ راضی وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر اعتراض نہ کرے۔

ابو علی دقاق :۔ رضا یہ نہیں کہ تم بلا کا احساس نہ کرو بلکہ رضا یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کے حکم و فیصلہ پر اعتراض نہ کرو۔

مشائخ :۔ قضا پر رضا اللہ کی نعمت کا سب سے بڑا دروازہ ہے جو انسان پر کھلا ہوا ہے اور دنیوی جنت ہے یعنی جسے قضا پر رضا کے ساتھ نواز دیا گیا اسے حق تعالیٰ کی خوشنودی ایک وسیع میدان عطا کیا گیا اور انتہائی بلند قرب سے سرفراز کیا گیا۔

کہا جاتا ہے کہ ایک شاگرد نے اپنے استاد سے پوچھا : کیا کسی کو اللہ کی رضا کا علم ہو جاتا ہے ؟ فرمایا نہیں، بھلا رضا کا کیسے علم ہو سکتا ہے وہ تو ایک غیبی چیز ہے، شاگرد نے کہا۔ نہیں بلکہ انسان کو اللہ کی رضا کا علم ہو جاتا ہے، استاد نے پوچھا : کس طرح ؟ بولا : جب میں اللہ کے حکم سے اپنے دل کو راضی پاتا ہوں تو مجھے یقین ہو جاتا ہے کہ حق تعالیٰ شانہ مجھ سے راضی ہے استاد نے کہا : بیٹا تم نے بہت خوب سمجھا کیونکہ بندہ اللہ سے راضی نہیں ہوتا جب تک اللہ بندے سے راضی نہ ہو۔ حق تعالیٰ شانہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو جائے گا اور وہ اس سے۔

کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ اے اللہ

ای من اکرم بالرضا فقد لقی بالرحب
الاوفی واکرم بالقرب الاعلی وقیل ان
تلمیذا قال لاستاذہ ھل یعرف العبد
ان اللہ تبارک وتعالی راض عنہ قال
لا کیف یعلم ذلک ورضاہ غیب فقال
التلمیذ یعلم ذلک فقال کیف قال اذا
وجدت قلبی راضیا عن اللہ تعالی علمت
انہ راض عنی فقال الاستاذ لقد احسنت
یا غلام ولا یرضی العبد عن اللہ حتی یرضی
الحق جل جلالہ عنہ قال اللہ عزوجل
رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ ای یرضاہ
عنہم رضوا عنہ وقیل سال موسی علیہ
السلام ربہ عزوجل فقال الٰھی دلنی علی
عمل اذا عملتہ رضیت عنی فقال انک
لا تطیق ذلک فخر موسی علیہ السلام
ساجدا متضرعا فاوحی اللہ عزوجل
الیہ یا ابن عمران ان رضائی فی رضاک
بقضائی وقیل من اراد ان یبلغ محل الرضا
فلیلزم ما جعل اللہ عزوجل رضاہ
فیہ وقیل الرضا علی قسمین رضا بہ
ورضا عنہ فالرضا بہ مدبرا والرضا
عنہ فیما یقتضی حاکما وفاصلا
وقیل الراضی ان لو جعلت جھنم عن
یمینہ ما سال ان یحولھا الی یسارہ
وقیل الرضا اخراج الکراھیۃ من القلب

آپ مجھے کوئی ایسا عمل بتا دیجئے کہ اسے انجام دینے سے آپ مجھ سے راضی ہو جائیں فرمایا: تمہارے اندر اس عمل کی طاقت نہیں پھر حضرت موسیٰ سجدے میں گر گئے اور گڑگڑا کر دعائیں مانگنے لگے آخر کار حق تعالیٰ نے آپ پر وحی بھیجی کہ اے فرزند عمران میری رضا اس میں ہے کہ تو میری قضا پر راضی رہے۔ کہا جاتا ہے کہ اگر کوئی مقام رضا تک پہنچنا چاہے تو ان عملوں کو چمٹ جائے جن میں اللہ تعالیٰ نے اپنی رضا رکھی ہے

رضا کے اقسام | کہتے ہیں کہ رضا کی دو قسمیں ہیں اللہ کے ساتھ رضا اور اللہ سے رضا۔ اللہ کے ساتھ رضا یہ ہے کہ اس کے مدبر و منتظم ہونے سے راضی رہے اور اللہ سے رضا یہ ہے کہ اس کے حاکم ہونے کے اعتبار سے راضی رہے (اوّل کا تعلق قضا و قدر سے ہے اور ثانی کا تعلق دین و شریعت سے ہے۔)

کہتے ہیں راضی وہ ہے کہ اگر جہنم اس کے دائیں طرف رکھ دی جائے تو یہ نہ کہے کہ اسے بائیں طرف رکھ دو۔

بعض علماء:۔ دل سے کراہت نکالنے کا نام رضا ہے حتیٰ کہ دل میں فرحت و سرور کے علاوہ کچھ باقی ہی نہ رہے۔

رابعہ بصری سے پوچھا گیا کہ بندہ قضا سے کب راضی ہوتا ہے؟ فرمایا اس وقت جب نعمت کی طرح مصیبت پر بھی خوش ہو۔ ایک دفعہ شبلیؒ نے جنیدؒ کے سامنے لاحول ولا قوۃ الا باللہ پڑھی فرمایا: تمہارا یہ قول تمہارے سینہ کی تنگی پر دلالت کرتا ہے اور سینہ کی تنگی رضا بر قضا کے چھوڑنے سے پیدا ہوتی ہے۔

ابو سلیمانؒ:۔ رضا یہ ہے کہ اللہ سے جنت نہ مانگ اور نہ اس سے جہنم سے پناہ مانگ ؎

اگر بخشے زہے قسمت نہ بخشے تو شکایت کیا
سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے!

ذو النون مصریؒ:۔ رضا کی تین نشانیاں ہیں۔ قضا و قدر میں

حتی لا یبقی الا فرح وسرور وسئلت رابعۃ
العدویۃ رحمہا اللہ تعالیٰ متی یکون
العبد راضیا بالقضاء فقالت رحمہا اللہ
تعالیٰ اذا سرّہ المصیبۃ کما یسرہ بالنعمۃ
وقیل قال الشبلی رحمہ اللہ تعالیٰ بین یدی
الجنید رحمہ اللہ تعالیٰ لا حول ولا قوۃ
الا باللہ فقال الجنید رحمہ اللہ قولک ذا
ضیق صدر وضیق الصدر لترک الرضا بالقضاء
وقال ابو سلیمان رحمہ اللہ تعالیٰ الرضا ان
لا تسال الجنۃ من اللہ ولا تستعیذ بہ من
النار وقال ذوالنون المصری رحمہ اللہ تعالیٰ
ثلاثۃ من علامات الرضا ترک الاختیار
قبل القضاء وفقدان المرارۃ بعد القضاء
وهیجان الحب فی حشو البلاء وقال ایضا
رحمہ اللہ تعالیٰ هو سرور القلب بمر القضاء
وسئل ابو عثمان رحمہ اللہ تعالیٰ عن قول
النبی صلی اللہ علیہ وسلم اسألک الرضا بعد
القضاء قال لان الرضا قبل القضاء عزم علی
الرضا والرضا بعد القضاء هو الرضا و
روی انہ قیل للحسین بن علی بن ابی طالب
رضی اللہ عنہما ان اباذر رضی اللہ عنہ
یقول الفقر احب الی من الغنی والسقم احب
الی من الصحۃ والموت احب الی من الحیاۃ
فقال رحمہ اللہ اباذر اما انا فاقول من
اتکل علی حسن اختیار اللہ لم یتمن غیرما

اپنا اختیار ترک کر دینا اور اللہ کے فیصلہ کے بعد کسی مصیبت میں تلخی محسوس نہ کرنا اور مصائب میں اللہ کی محبت میں جوش پیدا ہونا۔

ذوالنونؒ :- رضا قضا کی تلخی کے ساتھ دلی مسرت کا نام ہے۔

ابوعثمان سے نبی اکرم صلعم کے اس قول اسألک الرضا بعد القضاء (یعنی اے اللہ میں قضا کے بعد تیری رضا کا سوال کرتا ہوں) کے بارے میں پوچھا گیا فرمایا کہ آپ نے یہ سوال اس لئے کیا کہ قضا سے پہلے رضا، رضا پر قصد ہے اور قضا کے بعد رضا اصل رضا ہے

منقول ہے کہ امام حسینؓ سے پوچھا گیا کہ ابوذرؓ فرماتے ہیں کہ مجھے مالداری سے ناداری تندرستی سے بیماری اور زندگی سے موت زیادہ پیاری ہے فرمایا حق تعالیٰ ابوذرؓ پر رحم فرمائے میں تو یہ کہتا ہوں کہ جو حق تعالیٰ کے حسن اختیار پر بھروسہ رکھتا ہے اور جو حق تعالیٰ نے اس کے لئے مقدر فرما دی ہے وہ اسے چھوڑ کر کسی دوسری چیز کی تمنا نہیں کرتا۔

فضیل بن عیاض (بشر حافی سے): ترک دنیا سے رضا افضل ہے کیونکہ راضی رہنے والا اپنے مقام سے بڑھ کر خواہش نہیں کرتا۔

فضیلؒ کی یہ بات بالکل صحیح ہے کیونکہ اس میں اپنے حال پر رضا ہے اور حال پر رضا میں ہر طرح کی بھلائی ہے حق تعالیٰ شانہ نے حضرت موسیٰ سے فرمایا: میں تجھے لوگوں پر اپنے پیام و کلام کے ساتھ چن لیا لہٰذا میں جو کچھ دے دوں اسے لے لے اور شکر ادا کر یعنی اپنے حال کی حفاظت کر اسی طرح حق تعالیٰ نے ہمارے محبوب پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ صلعم فداہ ابی و امی سے فرمایا کہ آپ اپنی نگاہیں ان برتنے کی چیزوں پر نہ ڈالیں جو ہم نے دنیوی زندگی کی رونق کے طور پر قسم قسم کے لوگوں کو دیں تاکہ ہم ان چیزوں میں انہیں آزمائیں۔ اس آیت میں حق تعالیٰ شانہ نے اپنے لاڈلے نبی کو ادب سکھایا اور آپ کو اپنے حال کی حفاظت کا

اختار الله له وقال الفضيل بن عياض لبشر الحافي رحمهما الله تعالى الرضا افضل من الزهد في الدنيا لان الراضي لا يتمنى فوق منزلته والذي قال الفضيل هو الصحيح لان فيه الرضا بالحال وكل خير في الرضا بالحال قال الله عز وجل لموسى عليه السلام اني اصطفيتك على الناس برسالاتي وبكلامي فخذ ما آتيتك وكن من الشاكرين اي ارض بما اعطيتك ولا تطلب منزلة غيره وكن من الشاكرين يعني بحفظ الحال وكذلك لنبينا محمد صلى الله عليه وسلم لا تمدن عينيك الى ما متعنا به ازواجا منهم زهرة الحياة الدنيا لنفتنهم فيه فادب نبيه عليه الصلاة والسلام وامره بحفظ الحال والرضا بالقضاء والعطاء بقوله تعالى ورزق ربك خير وابقى اي ما اعطيتك من النبوة والعلم والقناعة والصبر وولاية الدين والقدوة فيه اولى مما اعطيت غيرك واحرى فالخير كله في حفظ الحال والرضا به وترك الالتفات الى ما سواه لانه لا يخلو اما ان يكون ذلك قسمك او قسم غيرك او انه لا قسم لاحد بل اوجده الله تعالى فتنة فان كان قسمك

اور رضا بر قضا کا ایک عظیم عطیہ کا حکم فرمایا چنانچہ آگے فرمایا کہ آپ کے رب کی دی ہوئی نعمت بہت ہی بہتر اور دیر پا ہے یعنی ہم نے آپ کو نبوت، علم، قناعت، صبر، دین کی ولایت اور امامت عطا فرمائی ہے جو دوسروں کو دی ہوئی چیزوں سے کہیں بہتر اور ہمیشہ رہنے والی ہیں لہٰذا ہر طرح کی خیر و برکت حال کے تحفظ میں، رضا بر قضا میں اور ما سوی سے ترک توجہ میں ہے کیونکہ دوسری طرف نگاہ دوڑانا تین حال سے خالی نہیں یا تو وہ چیز تمہارے مقدر میں ہے یا کسی اور کے مقدر میں ہے یا کسی کے مقدر میں بھی نہیں بلکہ حق تعالے نے اسے آزمائش کے لئے پیدا فرمایا ہے اگر وہ چیز تمہارے مقدر میں ہے تو لامحالہ تمہارے پاس پہنچ کر رہے گی خواہ تم اسے چاہو یا نہ چاہو اس لئے اس میں بے ادبی اور حرص کا اظہار تمہاری شان کے شایاں نہیں کیونکہ عقل و علم کی رو سے بے ادبی اور حرص قابل مذمت ہے اور اگر وہ چیز دوسرے کے مقدر میں ہے تو تم جسے پا نہیں سکتے اور جو تم کو کبھی نہیں مل سکتی اس کے لئے تکلیف کیوں اٹھاتے ہو؟ اور اگر وہ چیز باعث فتنہ ہے تو ذی ہوش و دانش مند فتنہ والی چیز کو کیسے پسند کر سکتا ہے اور اسے اچھا سمجھ کر اس کی طرف کیسے مائل ہو سکتا ہے کیا کوئی شخص اپنے لئے فتنہ کا امیدوار و طالب ہوتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

بعض علماء:۔ رضا بر قضا یہ ہے کہ تمہاری نگاہ میں اللہ تعالیٰ کے تمام فیصلے برابر ہوں خواہ تم کو پسند ہوں یا ناپسند۔

بعض:۔ رضا، قضا کی تلخی پر صبر کرنا ہے۔ بعض علماء:۔ رضا اللہ تعالے کے حکم میں چون و چرا نہ کرنا اور اسے تسلیم کرنے کا نام ہے

بعض علماء:۔ رضا ترک اختیار کا نام ہے۔

بعض علماء:۔ رضا تدبیر میں اچھے برے میں فرق نہ کرنے کا نام ہے۔ اور معاملہ مدبر کائنات پر چھوڑ دینا ہے۔

فهو واصل اليك شئت ام ابيت فلا ينبغي ان يظهر منك سوء الادب والشره في طلبه فان ذلك غير محمود في قضية العقل والعلم وان كان قسم غيرك فلا تتعب فيما لا تناله ولا يصل اليك ابدا وان كان ليس يقسم لاحد بل هو فتنة فكيف يرى العاقل ويستحسن اللبيب ان يطلب لنفسه فتنة ويستجلبها وقال قوم الرضا بالقضاء هو ان يستوى عندك ما تحب وما تكره من قضائه عزوجل وقال بعضهم هو الصبر على مرّ القضاء وقال آخر هو طرح الكف بين يدى الله عزوجل والتسليم لاحكامه وقال آخر هو اسقاط التخيير على المدبر وقال آخر هو ترك الاختيار وقال بعضهم اهل الرضا هم الذين قطعوا عن قلوبهم في الاصل الاختيار فهم لا يختارون شيئا من الاشياء مما تريد انفسهم ولا شيئا مما يريدون به الله ولا يبالونه ولا يطالعون حكما قبل نزوله فاذا وقع حكم من الله حيث لا يتشوقون اليه ولم يطالعوه رضوا به فاحبوه و سروا به وقال ان لله عبادا اذا وقع بهم الحكم من البلوى رأوه نعمة من الله عليهم فشكروه عليها وسروا بها

بعض علماء: حقیقت میں اہل رضا وہی ہیں جو اپنے دلوں سے اختیار کا رشتہ کاٹ ڈالیں لہذا وہ من مانی چیزوں کو پسند نہیں کرتے اور ان چیزوں کو دیکھتے ہیں جن سے اللہ کو طلب کرتے ہیں، نہ اللہ تعالٰی سے کچھ مانگتے ہیں نہ وقوع سے پہلے کسی چیز کا فکر کرتے ہیں پھر جب اللہ کا حکم جس کے وہ منتظر نہ تھے اور نہ اس کا انہیں خیال تھا رونما ہو جاتا ہے تو وہ اس سے راضی ہوتے ہیں اور محبت کرتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں۔

فرماتے ہیں اللہ تعالٰی کے ایسے بندے بھی ہیں کہ اگر مصیبت کے سلسلہ میں اللہ کا کوئی حکم ان پر اترتا ہے تو اسے اللہ کی نعمت تصور کر کے اس سے خوش ہوتے ہیں اور حق تعالٰی شانہ کا شکر ادا کرتے ہیں پھر اپنے اس سرور کے بعد حق تعالٰی کی نعمتوں پر نگاہ ڈالتے ہیں اور تصور کرتے ہیں کہ نعمتوں میں کھو کر منعم سے بے خبر ہونا باعث نقصان ہے اس لئے ان کے دل نعمتوں سے ہٹ کر منعم میں مشغول ہو جاتے ہیں جب ان پر کوئی مصیبت آتی ہے تو ان کے دل اس سے ذرا بھی متاثر نہیں ہوتے جب وہ اس مقام پر جم جاتے ہیں اور ہمیشگی کرتے ہیں تو حق تعالٰی انہیں اس سے انتہائی اعلٰی مقام پر لے جاتا ہے کیونکہ حق تعالٰی کی نوازشوں کی حد و غایت نہیں، رضا بر قضا کے سلسلہ میں انتہائی کم تر یہ چیز ہے کہ انسان غیر اللہ سے طمع و حرص کے بندھن کاٹ پھینکتا ہے۔ اللہ کو چھوڑ کر دوسروں سے لالچ رکھنے کی اللہ تعالٰی نے مذمت فرمائی ہے چنانچہ یحییٰ بن کثیر سے روایت کی جاتی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں نے تورات پڑھی تو اس میں دیکھا کہ حق تعالٰی فرماتا ہے کہ اس پر اللہ کی لعنت ہے جو اپنی جیسی مخلوق پر بھروسہ رکھے ایک حدیث میں ہے کہ حق تعالٰی فرماتا ہے کہ اس پر اللہ کی لعنت ہے جو اپنی جیسی مخلوق پر بھروسہ رکھے

ثم رأوا البعد سرورهم بالنعم ان اشتغالهم بالنعمة عن المنعم نقص فاشتغلت قلوبهم بالمنعم عن النعم فكان البلاء جاريا عليهم وقلوبهم غائبة عنه فلما استوطنوا هذا المقام وداوموا عليه نقلهم مولاهم الى ما هو اعلى لهم واسنى من ذلك لان مواهبه عزوجل لا غاية لها ولا نهاية واقل ما في الرضا ان ينقطع طمعه عما سوى الله عزوجل وقد ذم الله عزوجل الطمع في غيره عز وجل فروي عن يحيى بن كثير انه قال قرأت التوراة فرأيت فيها ان الله سبحانه وتعالى يقول ملعون من كان ثقته بمخلوق مثله وروي في بعض الاخبار ان الله سبحانه يقول وعزتي وجلالي وجودي ومجدي لاقطعن امل كل مؤمل امل غيري باليأس ولالبسنه ثوب المذلة بين الناس ولابعدنه من قربي ولاقطعنه من وصلي ايؤمل غيري في الشدائد والشدائد بيدي وانا الحي ويرجي غيري ويطرق بالفكر ابواب غيري وهي مغلقة ومفاتيحها بيدي وروي في خبر آخر ان الله عزوجل يقول ما من عبد يعتصم بي دون خلقي اعلم

ایک حدیث میں ہے کہ حق تعالےٰ فرماتا ہے مجھے اپنی عزت وجلال کی اور کرم و شرف کی قسم جو شخص میرے علاوہ کسی غیر سے امید رکھتا ہے میں اس کی امید ضرور بالضرور کاٹ دوں گا اور اسے لوگوں میں ذلیل وخوار کر دوں گا اسے اپنے قرب سے دور کر دوں گا اور اپنے وصل سے اس کا تعلق کاٹ دوں گا کیا وہ سختیوں میں غیر اللہ سے امیدیں وابستہ رکھتا ہے حالانکہ سختیاں میرے ہاتھوں میں ہیں اور میں زندہ ہوں کیا وہ غیروں سے امیدیں قائم کرتا ہے اور پریشانیوں کے لئے غیروں کے دروازے کھٹکھٹاتے ہو حالانکہ وہ بند ہیں اور ان کی کنجیاں میرے ہاتھوں میں ہیں۔

ایک دوسری حدیث قدسی میں ہے کہ حق تعالیٰ شانہ فرماتا ہے کہ جو بندہ لوگوں کو چھوڑ کر مجھے مضبوط پکڑ لیتا ہے اور میں اس کے دل اور نیت سے واقف ہوں پھر اس سے آسمان و زمین اور ان کے باشندے اس کے خلاف سازش کریں تو میں ضرور اس سازش سے نکلنے کے لئے اس کے لئے کوئی نہ کوئی راہ نکال دیتا ہوں اور جو بندہ مجھے چھوڑ کر لوگوں کو پکڑ لیتا ہے تو میں اوپر سے آسمان کے ذرائع اس سے کاٹ دیتا ہوں اور نیچے سے زمین کو شور بنا دیتا ہوں اور دنیا میں اسے مشقت میں ڈال کر ہلاک کر دیتا ہوں۔

بعض صحابی: ۔میں نے سنا کہ سرور عالم صلعم نے فرمایا کہ جو لوگوں سے عزت حاصل کرنا چاہے گا خوار ہوگا۔ کہا جاتا ہے کہ جو اپنے جیسے کسی انسان پر بھروسہ کرتا ہے ذلیل ہوتا ہے اولاد آدم کی طرف اس کے دل کا جھانکنا اور ان سے لالچ رکھنا اس کی پریشانی اور ذلت وخواری کے لئے کافی ہے۔

اس میں دو باتیں جمع ہو گئی دنیوی ذلت اور روزی میں

ذلک من قلبہ ونیتہ لتکیدہ السموات والارض ومن فیھن الا جعلت لہ من ذلک مخرجا وما من عبد یعتصم بمخلوق دونی الا قطعت اسباب السماء من فوقہ واسخت الارض من تحت قدمیہ ثم اھلکہ فی الدنیا واتیہ فیھا وروی عن بعض الصحابۃ رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین انہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من تعزز بالناس ذلّ وقیل من اتکل علی مخلوق مثلہ ذلّ فکفاہ الطمع بما ینالہ من اطلاع قلبہ وتشتت ھمہ وذلہ ومسکنتہ فقد اجتمع علیہ امران ذل فی الدنیا وبعد من اللہ عزوجل بلا ازدیاد فی رزقہ ذرۃ واحدۃ وقال بعضھم لا اعرف شیئا امر علی المریدین والطالبین من الطمع ولا اخرب لقلوبھم ولا اذل لھم ولا اظلم لقلوبھم ولا البعد لھم ولا اشد تشتیتا لھمھم انما کان ذلک کذلک لانہ شرک اینما کانوا لان الرجل منھم اشرک باللہ عزوجل حیث طمع فی مخلوق مثلہ لا یملک ضرا ولا نفعا ولا اعطاء ولا منعا فجعل ملک الملک لمملوکہ فانی یکون لہ ورع فلا یتحقق ورعہ حتی ینسب

ایک جبر کی بھی زیادتی کے بغیر حق تعالیٰ سے دوری۔ حق تعالیٰ آرام کے بعد تکلیف سے محفوظ فرمائے آمین۔

بعض علماء:۔ میں مرید و طلبہ کے حق میں لالچ سے زیادہ کوئی مضرت رساں چیز نہیں پاتا سب سے زیادہ لالچ ہی ان کے دل ویران بناتا ہے انہیں رسوا کرتا ہے ان کے دل سیاہ فام کرتا ہے، انہیں اللہ تعالےٰ سے دُور کرتا ہے اور ان کی پریشانیوں میں اضافہ کرتا ہے لالچ کا یہی حال ہے کیونکہ لوگ جہاں بھی ہوں لالچ ایک قسم کا شرک ہے یاد رکھو اس نے شرک کیا جس نے اپنے جیسے ایک انسان سے جو خود ہی اپنے نفع و نقصان پر قادر نہیں اور نہ دینے پر قادر ہے، لالچ رکھا کیونکہ ایسے شخص نے شہنشاہ حقیقی کی مملوکہ چیزوں کو اس کی مملوکہ چیزیں سمجھیں تو اس میں تقوے کہاں رہا تقوے اسی وقت باقی رہتا ہے جب چیزیں اصل مالک (حق تعالےٰ) ہی کی طرف منسوب کی جائیں اور اسی سے مانگی جائیں کسی غیر سے نہیں۔ کہتے کہ لالچ کی جڑ بھی اور شاخیں بھی، جڑ تو غفلت ہے اور شاخیں، ریا، شہرت زیب و زینت، تصنع، بناوٹ اور لوگوں سے عزت و جاہ کا طلب کرنا ہے۔

ایک دفعہ حضرت عیسےٰ نے حواریوں سے کہا: کہ لالچ قاتل و تباہ کرنے والی بلا ہے۔

بعض علماء:۔ ایک دفعہ میں نے کسی دنیوی کام میں لالچ کیا کہ ہاتف غیبی نے کہا اے شخص آزاد و مرید کی شان کے شایاں یہ بات نہیں کہ جب وہ اپنی ہر مراد اللہ کے پاس پا جاتا ہے تو وہ اپنے دل سے اللہ کے بندوں کی طرف مائل ہو۔

یقین مانو اللہ تعالےٰ کے ایسے بھی بندے ہیں جو لالچ کو جانتے بھی نہیں اور چیزوں کے مالکوں سے کسی چیز کا لالچ نہیں رکھتے چونکہ وہ کسی سے لالچ نہیں رکھتے اس لئے ان کی ساری ضرورتیں پوری

الاشیاء الی مالکھا عزوجل فیطلبھا منہ ولا یطلبھا من غیرہ وقیل الطمع لہ اصل وفرع فاصلہ الغفلۃ وفرعہ الریاء والسمعۃ والتزین والتصنع وحب اقامۃ الجاہ عند الناس وقال عیسی علیہ السلام للحواریین الطمع القتول الوحی وعن بعضھم انہ قال طمعت یوما مرۃ فی شیء من امر الدنیا فھتف بی ھاتف وھو یقول یاھذا انہ لا یجمل بالحر المرید اذا کان یجد عند اللہ کل ما یرید ان یرکن بقلبہ الی العبید واعلم ان للہ عبادا یخفی علیھم الطمع فیمن یملک لھم ما فیہ یطمعون حتی تکون البرکۃ داخلۃ علیھم من حیث لا یطمعون ویرون ان حالۃ الطمع نقص فی الاحوال وھو ادنی درجۃ من درجات العارفین من اھل التوکل ولا یخطر علی قلب مرید شیء من الطمع ویساکنہ الا لاجل کمال البعد من اللہ عزوجل حیث طمع فی مخلوق مثلہ وھو یری ان مولاہ مطلع علیہ ثم لم یحجزہ الخوف من ذلک

فصل : واما الصدق فالاصل فیہ قولہ تعالی یا ایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین وما روی عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال

حق تعالےٰ پوری فرماتا ہے اور ان کے پاس خیر و برکت کی ریل پیل ہوتی ہے، وہ سمجھتے ہیں کہ لالچ سے احوال میں کمی آجاتی ہے اور یہ اہل توکل عرفاء کے درجوں میں سے سب سے گھٹیا درجہ ہے۔ جس مرید کے دل میں لالچ کا خیال آتا ہے اور لالچ اس کے دل میں سماتا ہے وہ حق تعالےٰ جل مجدہٗ کے قرب سے بہت دور ہو جاتا ہے کیونکہ اس نے اپنے جیسے ایک انسان سے لالچ کیا حالانکہ اسے معلوم ہے کہ حق تعالےٰ اس کے دل کے حال سے واقف ہے لیکن حق تعالےٰ شانہ کا خوف بھی اسے لالچ سے نہیں باز رکھتا۔

صدق | سچ کے ثبوت میں یہ آیت ہے " اے ایمان والو اللہ سے ڈر جاؤ اور سچوں کے ساتھ رہو۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ :- نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ بندہ برابر سچ بولتا رہتا ہے اور سچ ہی کی فکر میں رہتا ہے حتےٰ کہ اللہ تعالےٰ کے پاس صدیق لکھ لیا جاتا ہے اسی طرح جھوٹ بولتے بولتے اللہ کے پاس کذاب لکھ لیا جاتا ہے۔ کہتے ہیں کہ حق تعالےٰ شانہ نے حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس وحی بھیجی کہ اے داؤد جو اپنے دل میں میری تصدیق کرتا ہے میں اسے کھلم کھلا لوگوں میں مشہور کر دیتا ہوں یعنی وہ لوگوں میں صادق و امین سمجھا جاتا ہے۔

یاد رکھو سچائی دین کا ستون، تتمہ، نظام اور نبوت کا دوسرا درجہ ہے حق تعالےٰ نے فرمایا یہ لوگ ان کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ کا انعام ہے یعنی نبیوں کے، انتہائی سچوں کے، شہداء کے اور صلحاء کے ساتھ ہوں گے۔ اس آیت میں انبیاء کے بعد صدیقین کو بیان

لا یزال العبد یصدق و یتحری الصدق حتی یکتب عند اللہ صدیقا و لا یزال یکذب و یتحری الکذب حتی یکتب عند اللہ کذابا وقیل ان اللہ اوحی الی داؤد علیہ السلام یا داؤد من صدقنی فی سریرتہ صدقتہ عند المخلوقین فی علانیتہ۔

واعلم ان الصدق عماد الامر و بہ تمامہ و فیہ نظامہ و ھو ثانی درجۃ النبوۃ و ھو قولہ عزوجل فاولئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین والصادق ھو الاسم اللازم من الصدق والصدیق ھو المبالغۃ منہ و ھو من تکرر منہ الصدق فصار دابہ و سجیتہ و صار الصدق غالبہ فالصدق استواء السر والعلانیۃ فالصادق ھو الذی صدق فی اقوالہ والصدیق من صدق فی اقوالہ و جمیع افعالہ و احوالہ وقیل من اراد ان یکون اللہ معہ فلیلزم الصدق فان اللہ مع الصادقین وقال الجنید رحمہ اللہ تعالیٰ الصادق یتقلب فی الیوم اربعین مرۃ والمرائی ثبت علی حالۃ واحدۃ اربعین سنۃ وقیل الصدق ھو القول بالحق فی مواطن الھلکۃ وقیل الصدق موافقۃ السر بالنطق وقیل الصدق منع الحرام من الشدق وقیل الصدق الوفاء للہ بالعمل وقال سھل بن عبد اللہ لا یشم رائحۃ الصدق عبد داھن نفسہ او غیرہ وقال ابوسعید القرشی رحمہ اللہ تعالیٰ الصادق الذی یتھیا ان یموت ولا یستحیی من سرہ لو کشف قال اللہ تعالیٰ فتمنوا الموت ان کنتم صادقین وقیل الصدق صحۃ التوحید مع القصد وقیل حقیقۃ الصدق ان تصدق فی موطن لا ینجیک منہ الا الکذب وقیل ثلاثۃ لا تخطی الصادق

کیا گیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ صدیقین انبیاء کے بعد درجہ ہے۔ صادق اسے کہتے ہیں جس پر صدق کا غلبہ ہو اور صدیق وہ ہے جس کی گھٹی میں صدق ہو اور صدق اس کی فطرت و عادت بن جائے اور اس پر ہر وقت صدق ہی چھایا رہے اور اس کا ظاہر و باطن سچائی سے بھرپور ہو۔ لہٰذا صادق وہ ہے جو اپنی باتوں میں سچا ہو اور صدیق وہ ہے جس کے اقوال، افعال اور احوال ہر ایک میں صداقت ہو۔ کہتے ہیں جو یہ چاہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ رہے اسے سچ کو چمٹ جانا چاہیئے کیونکہ حق تعالےٰ جل مجدہٗ سچوں کے ساتھ ہوتا ہے۔

جنیدؒ:۔ سچے آدمی کو ایک دن میں چالیس چالیس درجات بدل جاتے ہیں اور ریا کار چالیس سال تک ایک ہی حالت پر قائم رہتا ہے۔

بعض علماء:۔ صدق خطرات کے مقام پر سچ بولنے کا نام ہے۔

بعض علماء:۔ صدق دل کی زبان سے موافقت ہے۔

بعض علماء:۔ صدق منہ کو حرام سے روکنا ہے۔

بعض علماء:۔ صدق اللہ سے عمل سے وفاداری ہے۔

سہل بن عبد اللہ تستری:۔ جو شخص احکام شرع میں سستی کرتا ہے خواہ اپنی ذات کے لئے سستی کرے یا کسی اور کے لئے اسے صدق کی خوشبو تک نصیب نہیں ہوتی۔

ابوسعید قرشیؒ:۔ صادق وہ ہے جو موت کے لئے تیار رہے اور اگر اس کا راز فاش ہو جائے تو شرمائے نہیں حق تعالےٰ نے فرمایا: اگر تم سچے ہو تو موت کی تمنا کرو یعنی موت کے لئے تیار رہو۔

بعض علماء:۔ صدق قصد و ارادے کے ساتھ توحید کو

الحلاوۃ والھیبۃ والملاحۃ وقال ذوالنون رحمہ اللہ تعالیٰ الصدق سیف اللہ ما وضع علی شیء الا قطعہ وقال سھل بن عبد اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ اول جنایۃ الصدیقین حدیثھم مع انفسھم وسئل فتح الموصلی رحمہ اللہ تعالیٰ عن الصدق فادخل یدہ فی کانون الحداد واخرج الحدید وھی تشتعل نارا ووضعھا علی کفہ حتی بردت وقال ھذا ھو الصدق وسئل الحارث المحاسبی عن علامۃ الصدق فقال الصادق ھو الذی لا یبالی لو خرج کل قدر لہ فی قلوب الخلق من اجل صلاح قلبہ ولا یحب اطلاع الناس علی مثاقیل الذر من حسن عملہ ولا یکرہ ان یطلع الناس علی السیء من عملہ فان کراھتہ ذلک دلیل علی انہ یحب الزیادۃ عندھم ولیس ھذا من اخلاق الصدیقین وقال بعضھم من لم یؤد الفرض الدائم لا یقبل منہ الفرض المؤقت قیل ما الفرض الدائم قال الصدق وقیل اذا طلبت اللہ بالصدق اعطاک مرآۃ تنظر فیھا کل شیء من عجائب الدنیا والآخرۃ۔

صحیح کرنے کا نام ہے۔

بعض علماء:۔ صدق کی حقیقت یہ ہے کہ وہاں سچ بولا جائے جہاں جھوٹ ہی سے نجات ملتی ہو۔

کہا جاتا ہے کہ صادق میں تین باتیں ضرور موجود رہتی ہیں، عبادت کی مٹھاس، ہیبت اور ملاحت۔

ذوالنون مصریؒ: صدق اللہ کی تلوار ہے یہ تلوار جس چیز پر رکھی جاتی ہے اسی کو کاٹ دیتی ہے۔

سہل بن عبد اللہ:۔ صدیقین کا ابتدائی گناہ اپنے دلوں سے باتیں کرنا ہے۔

فتح موصلی سے صدق کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے لوہار کی بھٹی میں ہاتھ ڈال کر سرخ لوہا نکال لیا اور اپنے ہاتھ پر رکھ لیا حتےٰ کہ وہ ٹھنڈا ہو گیا اور فرمایا کہ یہ ہے صدق۔

حارثؒ محاسبی سے صدق کی نشانی کے بارے میں پوچھا گیا فرمایا صادق وہ ہے جس کے دل کی اصلاح کے لئے لوگوں کے دلوں میں اسکی جو قدر و منزلت ہے اگر وہ ساری ختم ہو جائے تو پرواہ نہ کرے اور اپنی نیکیوں میں سے ذرہ برابر نیکی کی بھی کسی کو خبر نہ ہونے دے اور اگر اس کے برے عملوں کی لوگوں کو خبر ہو جائے تو برا نہ مانے کیونکہ برے عملوں کے راز فاش ہونے پر کراہت اس بات کی نشانی ہے کہ وہ لوگوں میں اپنی عزت وجاہ کی زیادتی کا خواہشمند ہے اور یہ صدیق حضرات کی عادت نہیں۔ بعض علماء:۔ جو دائمی فرض انجام نہ دیتا ہو اس سے وقتی فرائض قبول نہیں کئے جاتے پوچھا گیا۔ دائمی فرض کیا ہے؟ فرمایا: صدق۔ بعض علماء:۔ اگر تم اللہ تعالیٰ کو صدق و خلوص سے طلب کرو تو حق تعالیٰ شانہ تم کو ایک ایسا آئینہ عطا فرما دیگا جسمیں تم دنیا اور آخرت کی عجیب سے عجیب چیز دیکھ لوگے۔

ختم شد



غنیۃ الطالبین

اردو ترجمہ معہ عربی متن

محبوبِ سبحانی قطبِ ربانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی

نفیس اکیڈمی
اردو بازار، کراچی